رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے - للعہ (۲) خواص و معاونین سے عللہ
" " (۳) ہندوستان سے باہر - للعہ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲/
" " (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲/

فہرست مضامین

نمبر اوّل	دار الامان قادیان ۱۰- جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۳- ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس	جلد ۹

دُعا

اے خدا - اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے - اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست وطلب سے بڑھکر ہے -

خدایا ہمکو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی انعام و داد سے تسلی یاب ہوں - تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہمکو نہ رہے - ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھسے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت وبلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے - صرف تیری ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں - اور تیری ہی نعمتوں کے شکر گذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے - اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت وشادمانی کا باعث ہو - رات کے درمیانی سنسان گھڑیوں اور دن کے آغاز وانجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ رازگوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنیوالی ہے اوس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں - اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں اور سمجھیں کہ یہ ہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیری حضور میں حاضر ہونا ہے -

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تونے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہمکو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا -

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوندا ہمارے مقصدوں میں ہمکو تو کامیاب کر - اور ہماری توبہ قبول کر کہ بیشک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے -

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے -

خدایا - اپنے روئے مبارک کی لذت ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق وشوق ہمارے دلوں میں پیدا کر -

بارالٰہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ - اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے - اور اس سے ہمیشہ ہمکو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے -

الٰہی ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہمکو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما - ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر - اور اپنے صادق ایمانداروں کی دعا میں ہمکو شریک کر - اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہمکو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں ہم کو بہشت میں داخل فرما اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہے ہوئے کام کھولدے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر -

اے ! رضیت لکم الاسلام دینا کی بشارت دینے والے ! اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور ومرسل - حکم - امام سے مدد فرما -

مولا کریم ! تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنادے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم ! ہمیں انہیں سے نہ بنانا -

اے رب رحیم ! مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش -

اے الہ العالمین ! مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلا سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ زندہ رکھ

سالِ نو افتتاحی جملے

ناظرین اور سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو مین اپنی زندگی مین اپنے قلم سے الحکم کی جلد کا پہلا نمبر ادیٹ کر رہا ہون [illegible] ستگیری فرمائی تو آپ مجھے اس خدمت کا شرف اور فخر حاصل ہوگا جو بہتون کی کمائی اور رستگاری کا موجب ہے۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد کی از بندہ خیرے بغیرے رسد
زبان را چہ گوئی کہ اقرار داد + ببین تا زبان را گفتار داد

الحکم کے کالمون مین ایڈیٹر کی رائن کو اس سے پہلے لفظ "ہم" سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے اور آیندہ کے لئے یہ التزام لفظ "مین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا فائدہ!

الحکم کی ترتیب مین جو تبدیلی ہان نمایان تبدیلی نظر آئے گی اس سے غرض الحکم کو ہر پہلو سے مفید دلچسپ اور مکمل بنانا ہے لیکن یہ کام جو قوم کی غرض مشترک کہلاتا ہے صرف ایڈیٹر کی محنت اور سعی پر ہی منحصر نہین بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے قوم کی توجہ اور اعانت کی جسکے ساتھ ایڈیٹر کی سعی اور محنت ملے گی اور پھر دونون کے امتزاج کو اخلاص کے ساتھ دعاؤن کی تقویت پہونچے گی تو یہ گاڑی کھچ سکے گی۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔

ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید ہان مگر پیش نہد لطف شما گامی چند

گذشتہ دو سال مین خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مقدمہ لائیبل کی پیش و [illegible] بہت وقت دینا پڑا۔ اور اخبار کی طرف وہ پوری توجہ نہین کر سکتا ہم جہانتک بن پڑا۔ اس خدمت کو بھی نباہا اور محض خدا کے فضل سے نباہا۔ اور آیندہ بھی خدا ہی کے فضل سے ہوگا اگر کچھ ہوا۔

جو کچھ ہوا ہوا فضل سے تیرے + جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

معاونین و سرپرستان الحکم کا مین خاص طور پر شکر گذار ہون کہ انہون نے باوجود اخبار کی بہت بڑی بے ترتیبیون کے بھی دست سرپرستی انکے

ہاتھ سے [illegible] آخر کو [illegible] اللہ تعالیٰ سے دعا [illegible] قومی خادم کی اعانت کی توفیق دے آمین +

سال گذشتہ مین الحکم کی اشاعت مین ۱۹۰۶ء کے مقابلہ مین نمایان ترقی رہی لیکن بہت سے ادائے قیمت مین سہل انگاری کرنیوالے خریدارون کی نظر عنایت سے اس سال مین خود محروم رہنے کی کوشش کرنی چاہتا ہون کیونکہ الحکم کا کام کسی چندہ یا مستقل سرمایہ کی بنا پر نہین اس لیئے آیندہ کے لیئے پیشگی قیمت کا ادا کرنا شرط خریداری گذشتہ آٹھ سالونکے تجربہ نے لازمی شرط قرار دینے پر مجھے مجبور کیا ہے۔

الحکم کے حجم مین اس سال افسوس سے ظاہر کرتا ہون مجھے کمی کرنی پڑی۔ اس کمی سے خریدارون کو کوئی نقصان نہین کیونکہ ۱۹۰۳ء تک جس قدر ریڈنگ میٹر انکو دیا جاتا رہا ہے اسیقدر اب بھی ملے گا گو مین چاہتا تھا کہ یہ کمی نہو لیکن اسکے ذمہ وار وہ افراد ہین جو قومی اخبارون کو ادنیٰ درجہ کا خدمتگار سمجھ کر بھی ان کے حقوق انہین دینا نہین چاہتے + پس اگر وہ احمدی ہین تو اپنا محاسبہ اب خود کر لین کہ انکے ہاتھ سے قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس سال مین قوم کیخدمت کس حد تک کرونگا۔ کس رنگ مین کرون گا۔ مجھے کچھ معلوم نہین۔ یہ منحصر ہے میری زندگی پر۔ یہ منحصر ہے میری صحت پر اور درحقیقت منحصر ہے مولے کریم کی توفیق اور فضل پر۔ پس اسی کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہوگی مین اس کام مین اپنی زندگی کے ایام گذار دونگا اس لیئے میرے ناظرین جہان مالی مشکلات کے لیئے مجھے زر سے مدد دیتے ہین وہان میرے انشراح صدر اور معرفت و بصیرت کے لیئے دعا کرین تا خدا تعالے کا فضل میرے شامل حال ہو کر اس خدمت دین مین مجھے وہ صراط مستقیم دکھادے جو اصل مقصد کیطرف لیجاوے۔

سالِ نو کے شروع مین فطرتاً امیدون مین جدت اور نمو پیدا ہوتا ہے اسلیئے مین بھی بہت سی امیدو کے ساتھ اس پرچہ کو شروع کرتا ہون۔ خدا میرا مددگار ہو۔ (آمین)

الحکم کے پہلے پرچہ مین انجیل کا معقول اندازہ کے عنوان سے ایک انگریزی لیکچر کا ترجمہ ہم نے شروع کیا ہے یہ لیکچر ایک یونی ٹیرین (عیسائی موحدین) کا ہے عیسائی مذہب کے لحاظ سے جو کچھ اسنے لکھا ہے قابل غور ہے بعض مقامات اسکے اگر قابل ریمارک ہونگے تو بعد مین یا ساتھ ساتھ جیسا مناسب ہوگا ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

دارالامان مین سال کا اخیر ہفتہ

ڈسمبر کے آخری ہفتہ مین چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہین اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور حاضر ہوکر فیض صحبت سے مستفید ہونیکا موقع مل جاتا ہے اسلیئے ان ایام مین قادیان مین مہمانون کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گذارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفرون مین بہت لوگونکو شرف نیاز حاصل ہوچکا تھا۔ ان دنون دارالامان آنیوالے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور۔ کپورتھلہ۔ لودہانہ کریام ضلع جالندھر۔ بنگہ ضلع جالندھر۔ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور۔ سڑوعہ ضلع مذکور۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ ضلع فیروزپور۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آگئے تھے + سوء اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی۔ اور حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین نصیب اعدا بیمار رہتے ہین اسلئے امسال ڈسمبر کے آخری ایام جو دارالامان مین غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہین اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ خدا تعالےٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دعاؤن اور توجہ اور عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریرون اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے + حضرت حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک تشریف لاتے رہے۔

۲۹۔ ڈسمبر ۱۹۰۷ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے مسجد اقصےٰ مین تشریف لانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے + نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودہانوی نے دو لڑکون کو پیش کیا + جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہین انہون نے چمکارحق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ مین پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی پھر حضرت اقدس نے ایک تقریر فرمائی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے +

حضرت حجت اللہ کی تقریر پُرتاثیر

خاتمہ بالخیر ہو میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو مین پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہون کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اسلیئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہوجاوے۔

تقسیم عمر خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اسکی راہ مین بہت سے کانٹے ہین۔ جب انسان دُنیا مین آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بیہوشی مین گذر جاتا ہے یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے۔ اور اس کو دُنیا اور اسکے حالات سے کوئی خبر نہین ہوتی اسکے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہین ہوتی جو بچپن مین تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس جوش کے دنون مین بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہوجاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آجاتا ہے اسکے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر..... لاعلمی آجاتی ہے اور حواس مین اور دیگر قوے مین فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہو۔ بہت سے لوگ اس زمانہ مین بالکل حواس باختہ ہوجاتے ہین۔ اور قوے بیکار ہوجاتے ہین۔ اکثر لوگون مین جنون کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہین کہ ان مین ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس مین فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قوی کی کمزوری اور طاقتون کے ضائع ہوجانیسے انسان ہوش مین بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہین تین زمانون پر ہو اور یہ تینون ہی خطرات اور مشکلات مین ہین بس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کسقدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے اس مین سوائے لہو۔ لعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشون کے اور کوئی خواہش ہی نہین ہوتی۔ ساری خواہشون کا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ امور آخرت سے بکلی ناآشنا اور لاپرواہ ہوتا ہے عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہین ہوتی۔ وہ نہین جانتا کہ دنیا مین اسکے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے یہ زمانہ تو یونہی گذر گیا اسکے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے کچھ شک نہین کہ اس زمانہ مین اسکے معلومات بڑھتے ہین اور اسکی خواہشون کا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مستی اور نفس امارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہین۔ اور ایسے مشکلات مین پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہین کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفس امارہ اور اسکے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسے ایمان اور اسکی ثمرات سے دور پھینک دینے کے لیئے [illegible] کرتے ہین۔ اسکے بعد

جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردّی ہوتا ہے۔ جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے۔ اسی طرح پر انسانی عمر کا پھوک بڑھاپا ہے۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لایق رہتا ہے اور نہ دین کے مخبوط الحواس اور مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے بچپن میں اگرچہ شوخی۔ حرکت۔ اور نشو و نما ہوتا ہے لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں۔ نشو و نما کی بجائے قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کیوجہ سے سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ بچہ اگرچہ نماز اور اسکے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہوگا یا ہوتا ہے۔ لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر ریس اور امنگ ہی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اسکے بھی قابل نہیں رہتا۔ (کیا شک ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ ایڈیٹر)

حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواس ظاہری میں بھی متغیر ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اندھے ہو جاتے ہیں بہرے ہو جاتے ہیں چلنے پھرنے سے عاری ہو جاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ زمانہ بھی بڑا ہی ردّی زمانہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنے شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اسوقت قوے میں نشو و نما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امّارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اسپر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے یہی زمانہ ہے جو مواخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کیجاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لیجائیگا اور شقی بنا دیگا۔ ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالے اسکا مواخذہ نہ کریگا جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کیوجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتہ اسوقت اسکے اعمال میں وہی لکھینگے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں جوانی میں اگر نیکیوں کیطرف متعد اور خدا تعالے کا خوف رکھنے والا اسکے احکام کی تعمیل کرنیوالا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالے اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے۔

ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کیطرف سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلیئے ان لوگوں پر خدا تعالے کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لیئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کے لیئے وہی تقوے اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امّارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھ کام کرنیکا زمانہ رہ جاتا ہے اسلیئے اب سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا طریق ہے جسکو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لیئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردّی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کارآمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ یعنے میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کیطرف تحریک کرتا ہے اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جسپر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کیواسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سر از نظا ہری ہی رجو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جبتک خدا تعالے کا فضل اور رحم ساتھ نہو۔ دراصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوے تو یہی ہے وہی جو خدا تعالے کیطرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقوے اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اور طہارت کے حصول کے لیئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قوے میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لیئے اللہ تعالے نے دی ہے۔

اوّل تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالے کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اس لیئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لیئے (جسکو اللہ تعالے نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آیندہ آنیوالی نسلوں کیلئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہانتک ممکن ہے بد صحبتوں اور بد عادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ آپکو نیکی کی طرف لگائیں اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہیئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو غنیمت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرحپر خدا تعالے اُن سے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالے کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امّارہ لوّامہ ہو جاتا ہے جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالے بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے پس حقیقی تقوے اور طہارت کے حاصل کرنیکے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بد عادتوں اور بد صحبتوں کو ترک کردو۔ اُن مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہوں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اسقدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعاء ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے جو خدا تعالے نے سکھایا ہے وہ دعاء ہے۔ اسلیئے جسقدر ہو سکے دعاء کرو یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالے نے خود وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرونگا۔ دعاء ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔

اسلام کا خاص فخر بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں۔ مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لیئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لیئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے جو اس کو دعا کے لیئے تحریک کریگا ناممکن ہے کہ وہ گداز شِ دل کے ساتھ دعا کرے دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ واری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کریگا۔ اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھائے ہیں اور اس طرح پر اسکے ذمہ کوئی... جوابدہی نہیں تو اسکے دل میں تحریک کس طرح ہوگی اس نے اور شے پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس طرحپر اس طریق سے جو دعاء کا طریق ہے وہ دور چلا گیا ہے۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دعا بالکل بے سود ہے اور وہ اسپر عمل نہیں کر سکتا اسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لیئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قایل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اسکے گناہ معاف نہیں ہو سکتے وہ دعا کیوں کریگا؟ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل گھوڑا۔ گدھا۔ گائے۔ کتا۔ سور وغیرہ بننا ہے۔ وہ اس راہ کی طرف آئے ہی گا نہیں......

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعاء اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالے کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لیئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لیئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے۔

دعاء اور اہل زمانہ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے؟ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے انہیں خود دعا کا تجربہ نہیں اس کی

(باقی)

قومی کالم

ایڈیٹوریل

بشنو! بشنو! بیا! بیا! اے قوم!!!

چونکہ **الحکم** حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **شان مہدویت** کے اظہار کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ احمدی قوم تین لاکھ کے قریب انسانوں کی ایک نئی قوم طیار ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ایک ممتاز قوم بنانا چاہا ہے میں وقتاً فوقتاً قوم کے سامنے ان امور کو پیش کرتا رہوں جو قوم کی ضروریات میں داخل ہیں اور جنکے بغیر جہانتک میں سمجھتا ہوں بہت بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

اس بات سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو **منہاج نبوۃ** پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک **تبلیغی سلسلہ** ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سید و مولا امام و متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ نے انکے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے۔ اور **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ** کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جبکہ مسیح موعود کی رسالت کل اقوام عالم اور افراد دنیا کے لئے اسی رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا تھا کہ

قل انی رسول اللہ الیکم جمیعا

اور خود حضرت مسیح نے **مسیح موعود۔ مہدی مسعود۔ اور کرشن مہاراج** کے دعاوی میں اس امر کو واضح کر دکھایا ہے پھر کیا ہمارا (احمدیوں کا) یہہ فرض نہیں ہے کہ اسی سلسلہ تبلیغ میں مبارزان میدان بنیں؟۔

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک **علمی واقفیت** نہ بڑھے اور انتقادات صحیحہ علمی رنگ میں ذہن نشین نہوں۔ اور ان کے بیان کرنے پر انسان مقدرت نہ رکھے تو ایسے شخص کو شیطان کی آزمائش اور امتحان کا سخت خطرہ ہے جو مختلف رنگوں میں دائیں بائیں آگے پیچھے سے آکر گمراہ کرنے کا عہد کر چکا ہوا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حجۃ اللہ نے محسوس کر کے پچھلے سالوں میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی جماعت کا ایک امتحان کیا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض اسباب اور وجوہ سے وہ امتحان معرض التوا میں رہ گیا اور پھر کسی نے اوسکی طرف توجہ نہ کی۔

گذشتہ کرسمس ویک میں جب احباب قادیاں میں آئے تو مجھے ایک زیرک اور سمجھدار دوست کی زبانی حضرت حکیم الامۃ کے حضور یہ سننے کا افسوس ہوا کہ فلاں اخبار میں یہہ مخالفانہ مضامین نکلے ہیں کیونکہ اون کا جواب نہیں دیا جاتا اگرچہ اسوقت اون کے اس سوال پر مناسب جواب دیا گیا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل پر اس کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہوا کہ ہماری قوم جو **سلطان القلم** کے ماتحت ہے جو اظہار الدین اپنا ایک مقصد رکھتی ہے جو اس زمانہ پریس میں بہت کچھہ قلم سے کام لینے کی ذمہ وار ہے جو ایک **تبلیغی سلسلہ** میں داخل ہے اسکی یہہ حالت ہے کہ وہ معمولی سے معمولی سوال کے جواب کے لئے بھی قادیان لکھنے کو آمادہ ہو جاتی ہے اور جب کوئی شخص کسی فرد سے سوال کرتا ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔

میں مانتا ہوں بلکہ فخر کرتا ہوں کہ اسی جماعت اور سلسلہ میں بڑے بڑے لائق اور سمجھدار لوگ داخل ہیں مگر میں خطرناک غلطی کرونگا اور قوم کے سستی اور کاہلی پیدا کرنے کا موجب ہونگا اگر اس تاریک پہلو کو ظاہر نکروں۔ کہ بہت بڑا حصہ اس قسم کا ہے کہ جس کو ابھی بڑی واقفیت کی ضرورت ہے حضرت **حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ** اسبات کی کافی شہادت ہیں کہ ہر روز کی ڈاک میں معمولی اور مبتذل سوالات کے کسقدر خطوط اون کے پاس آتے ہیں اور انہیں یا تو اون کو ردی میں پھینکدینا پڑتا ہے اور یا اپنے اوقات گرامی کو اسپر خرچ کرنا پڑتا ہے یہ غفلت اور سستی اس کشف حقایق کے زمانہ میں کیوں ہے؟

میرے نزدیک اس کا ایک زبردست باعث یہ ہے کہ **قوم اپنی قومی ضروریات سے ناواقف ہے** وہ نہیں جانتی کہ اسے دنیا میں ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہو کر کیا کرنا ہے؟

حضرت حجۃ اللہ کے وعظ و نصائح ہدایات و ارشادات اسی رنگ اور طرز کے ہیں جو انبیاء کے ہوئے ہیں۔ وہ قوم میں **تقویٰ** اور حقیقی طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قوم کا اپنا فرض ہے کہ ان مراتب اور امور کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے۔ جب تک علم صحیح کسی عقیدہ کے متعلق پیدا نہو عمل صحیح کے لئے ضرور مشکلات ہیں۔

اسوقت اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں کوئی مخالف ملاّں چلا جاوے اور وہ لوگوں کو اس سلسلہ سے بدظن کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں بتائے تو فوراً آدمی قادیان دوڑا آتا ہے کہ حضرت کوئی آدمی بھیجو فلاں ملاّں نے گاؤں ہلاک کر دیا میں پوچھتا ہوں اے دانشمندو! تم کب تک دوسروں کے بھروسہ بیٹھے ہو گے۔ کیوں اپنی لوکل ضروریات کا خود بندوبست نہیں کرتے۔ میں اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قوم میں اسکے متعلق تحریک اور جوش پیدا ہو اور وہ اپنی **دینی ضروریات** کو سمجھے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز کرے۔

میں کسی آیندہ اشاعت میں اس تجویز کو جو میں نے سوچی ہے قوم کی خدمت میں پیش کروں گا فی الحال میں چاہتا ہوں کہ قوم کے سربرآوردہ اشخاص سے اسکے متعلق کچھہ سنوں اور شایع کروں تا کہ وہ زیادہ موثر ہو۔

قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض

دارالامان اسوقت مسلمانوں کا مرکز ہے گو بہت لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابھی نہیں سمجھتے لیکن جن لوگوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے وہ جب دارالامان میں آتے ہیں تو اونکا کیا فرض ہونا چاہیئے اسپر شاید انہوں نے بہت کم غور کیا ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں نے نہیں کیا ہے؟ میری غرض اس سے اسوقت یہہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ میں انہیں اس امر کا سبق دوں کہ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس قدسیہ سے وہ فیض اٹھائیں اور حکیم الامت اور مخدوم الملت کے ارشادات عالیہ سے بہرہ مند ہوں کیونکہ اس سفر کی یہہ غرض تو ہوتی ہی ہے نہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کاموں کو دیکھیں جو قوم کی بھلائی اور اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے ہو رہے ہیں وہ اس کے متعلق مفید شورے دیں ان قومی کاموں کی ضروریات پر غور کریں انکی توسیع مقاصد کے سوالات کا حل سوچیں۔ اگر ایسے اجتماعوں پر ان ضروریات قوم کا احساس نہیں کیا جاتا تو میرے نزدیک بہت بڑی فروگذاشت ہے جبکی طرف قوم کی توجہہ کی ضرورت ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہم سب کو خود فکر کرنا چاہیئے نہ یہ کہ حضرت حجۃ الاسلام کو معمولی باتوں پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سکول اب خدا کے فضل سے کالج کہلاتا ہے لیکن میری اپنی رائے ہے کہ سکول میں صنعتی تعلیم کی ازلبس ضرورت ہے گو موجودہ طریقہ تعلیم کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ طریقہ تعلیم جو انڈیا میں رائج ہے پہلے ہی کچھہ ایسا ناقص اور نقصان رساں ہے جسپر اگرچہ ملک کے اہل الرائے لوگ بہت کچھہ کہہ رہے ہیں اور خود میں نے بھی ایک زمانہ میں اپنی سمجھہ اور طاقت کے موافق ایک اخبار کی ایڈیٹری کی حیثیت سے اسپر متعدد مضامین لکھے تھے۔ اب جبکہ یونیورسٹی بل کیوجہ سے اور عام طور پر بھی تعلیم کی غرض ملازمت کی راہ میں بہت سی روکیں ہیں اور اعلےٰ تعلیم کا حاصل کرنا سہل نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ **صنعتی تعلیم** کی طرف توجہ نہیں کی جاتی گو ابتداً صنعتی تعلیم کے رواج دینے کے واسطے کسیقدر روپیہ کے صرف کی ضرورت ہو۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ڈیپارٹمنٹ اپنا خرچ آپ نکال کر مدرسہ کو معقول امداد دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جہاں آج سے آٹھہ یا دس سال بعد انٹرینس و مڈل پاس کرنے والا طالب علم آٹھہ روپیہ ماہوار نہیں کما سکے گا وہاں آٹھہ سال تک صنعت و حرفت سیکھنے والا طالب علم کم از کم تیس چالیس روپیہ ماہوار کا کاریگر چار سال سے بھی زیادہ سال پیشتر ہو چکا ہو گا۔

سکول کی اصلی غرض ہے **اسلام** کی حقیقت کو علمی اور عملی طور پر مسلمان بچوں کے ذہن نشین کرنا۔ سو یہ مقصد صنعتی تعلیم سے رک نہیں سکتا بحالیکہ موجودہ طریقہ تعلیم کہ کو اتنا وقت نہیں دے سکتا جو وہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ میری غرض اس سے یہ نہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ سکول اور کالج کی موجودہ حیثیت بدل دی جاوے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ **صنعتی تعلیم** کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ضرور ہونا چاہیئے۔

قطرہ قطرہ مے شود دریا

بابو محمد صاحب ہنستر ہیڈ کلرک نے میگزین کی امداد کے لئے بہت ہی قابل قدر رائے دی ہے کہ مہمان خانہ میں ایک بکس رکھا جاوے جس میں ہر آنے والا مہمان کم از کم ایک آنہ ڈالدیا کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے حقیقت میں اگر قوم اس قسم کی کام باتوں پر عمل کرنے لگے تو میرا اپنا خیال ہے کہ اشاعت سلسلہ کے موجودہ سارے شعبے اطمینان سے کام کر سکتے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بھی سخت مشکلات میں ہے اگر اس خیراتی فنڈ سے مدرسہ کو بھی خواہ ایک ہی کیوں نہو مدد ملجاوے تو ایک معقول رقم سالانہ آسکتی ہے۔

قومی کالم

میں نے ارادہ کیا ہے اگر خدا تعالےٰ نے چاہا اور

مختصر نوٹ اور نکات

(۱)

اتقاء اور خدا ترسی ایک زبردست اور قوی ہے جسکی طرح محبت اور وفا کے ساتھ چلنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اسکو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں انکو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تو میرے ساتھ لڑیگا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور انکی بدی سے راستباز کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا بلکہ خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔

(۲)

سنت اللہ کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ انبیاء اور خدا تعالیٰ کے مخلص اور مامور بندوں پر مصائب اور مشکلات کا طوفان آتا ہے لیکن یہہ طوفان اور سیلاب مصائب انہیں تباہ کرنے کے واسطے نہیں آتے بلکہ یاد رکھو جب خدا کا مامور و مرسل مشکلات اور مصائب کا نشانہ ہو تو اس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے حقیقت میں اس کا مؤید و منصور ہونا اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اسکی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ اسکی مصیبت کا اصل راز یہی ہوتا ہے کہ تا خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں اسکی تائید میں ظاہر کرے اور وہ غیبی تائیدات دکھائے جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں نادان کہتا ہے کہ یہہ سب باتیں بیہودہ ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے وہ اس راز سے بکلی ناآشنا ہے کہ اس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا عمیق راہیں ہیں۔

(۳)

نیکی ہی بدی کا کامل کفارہ ہے اور یہہ عین عدل ہے کیونکہ جب انسان ایک بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجا لایا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الحسنات یذہبن السیئات یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے جو ہلاکت تک پہونچاتی ہے اور نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے جو موت سے بچا لیتی ہے۔

(۴)

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانی بود
پس بگر بدیں شان ہر کہ گریانی بود
آں خداوندے کہ نامش ہست ہم ہر گز ثبت
ہر کہ ہویدا آں خدا را او مسلمانے بود

(۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تکمیل فرمائی حضرت مسیح نے صرف انسانی ہمدردی پر سارا زور دیا کیونکہ اس زمانہ میں جبکہ مسیح پیدا ہوئے اسی ایک امر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ یہودیوں میں سنگدلی اور قساوت قلبی بد اخلاقی پیدا ہو گئی تھی اسلئے حضرت مسیح نے اسپر بہت بڑا زور دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں توحید گم ہو چکی تھی۔ اسلئے آپ نے لا الٰہ الا اللہ پر بہت بڑا زور دیا اور توحید کے وہ کمالات بیان کئے جہاں تک انسانی عقل و فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی۔ اور آپ متمم اخلاق بھی تھے مسیح موعود کے زمانہ میں دونوں شاخیں ایمان کی کمزور ہو چکی تھیں اور آپ احمد و مسیح دونوں کے بروز تھے اسلئے آپ نے دونو شاخوں کو سرسبز کیا۔

(۶)

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علی خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد شریعت کے عظیم الشان حصے ہیں اول الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا قایم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہہ مقصد تھا کہ نوع انسان کی ہمدردی کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم سے حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ملتی۔

(۷)

کیا آریہ سماج اس اصل میں اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک خیالی وجود تصور کرتا ہے اسکے تصرف تام کے متعلق مطلق ہونے کا اسے یقین نہیں وہ اسے خالق نہیں مانتی بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا ہے وہ اسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرا مانتا ہے آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا۔ پانی۔ گھوڑا۔ گائے۔ بیل۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں انمیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں۔ آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت کے سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کر سکتا وہ جانتا ہے کہ وہ دائمی نجات کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔ پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لا الٰہ الا اللہ کے اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں ہے؟

ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلا جسکو آپ پول سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو نامتناہی بتاتے ہیں علماء طبعی نے اسکو مسامات سے تعبیر کیا ہے علمائے نیچرل فلاسفی (طبعی) اور علماء علم ہیئت کی تحقیقات میں اجرام فلکی ہوں یا ہماری دنیا کے اجسام ہوں مسامات ہیں ساکن ہیں یا متحرک یا سیال ہیں۔ ہر ایک مسام کا قطر کو لاکھوں میں کا ہو یا یہ ہمہ وہ محدود ہے علماء ریاضی نے اسکی پیمائش کی ہے اور مسامات کے قطر کا تخمینہ ہم کو بتایا ہے۔ پس خلا بھی محدود نہیں ہے۔ جسکو آپ نے نامتناہی فرض کیا ہے ٭

قطر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ مرکز دائرہ پر خط گذر کر نصف کر دیتا ہے اور جسکی دوری قریباً تہائی ہوتی ہے۔ قطر کی بھی حد ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو محدود ہے۔ قطر کے لفظ کے استعمال سے یہی ہماری مراد تھی نہ وہ جو دائرہ ہے اور جس کی بحث علم ریاضی میں اور علم طبعی میں ہوتی ہے۔

۱۱

علمائے نیچرل فلاسفی خواہ وہ یورپ کے ہوں یا یونان کے مادہ کو بے جان اور مردہ بتاتے ہیں۔ ان کی تحقیقات میں مادہ کی نہایت حیرت انگیز تین حالتیں ہیں۔ مادہ جامد ہوگا یا سیال یا ہوایہ (گیاسیہ) بجز ان تین حالتوں کے مادہ کی چوتھی حالت نہیں ہے نفس مادہ میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ اپنی حالت سکون و حرکت و سیال کو بدل سکے۔ اگر وہ متحرک ہے تو اپنے تئیں وہ ساکن نہیں کر سکتا اگر وہ ساکن ہے تو وہ از خود متحرک نہیں ہو سکتا۔

مادہ کی تینوں حالتوں میں تین قوتوں کا عمل پایا جاتا ہے (۱) کشش ثقل کا زور تمام عالم کے بڑے بڑے اجسام کو مربوط رکھتا ہے اور زمین کو آفتاب سے جدا ہونے نہیں دیتا (۲) کشش اتصال کا زور اجسام کے اجزا کو جب تک خارجی اثر ان پر نہ ہو باہم پیوستہ رکھتا ہے (۳) کشش کیمیائی کا زور بوقلمون اور رنگارنگ اجسام کو پیدا کرتا ہے۔

اگر یہ تینوں قوتیں بے جان مادہ سے نکال لی جائیں تو نظام شمسی کا اور ہماری دنیا کا یہ رفیع الشان کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا کل اجسام کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ زمین بخط مستقیم یکساں رفتار سے اپنی راہ لے گی اور آفتاب کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کے اجسام کے پرزے پرزے ہو جائیں گے۔ پتھر کا جامد جسم گو نہایت سخت ہے ریزے ریزے ہو جائے گا۔ درخت سبز مخمل کے سے لباس سے ملبس نہ ہونگے۔ درختوں کے تنوں کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو رہیں گے وہ صرف پچاس یا ساٹھ بے جان عناصر بے ترتیب رہیں گے وہ بھی بے جان اور قابل فنا ہیں۔

یورپ کے علماء علم کیمیا کی تحقیقات میں کسی جسم کو سکون نہیں ہے کل جسم متحرک ہیں۔ پتھر جامد ہے اور بظاہر اپنا حجم قایم بذات رکھتا ہے اور وہ ساکن ہے مگر اس میں بھی اس کے نہایت دقیق اجزا مثل قطب نمائی سوئی کے جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے مگر وہ بھی متحرک ہیں ٭

قوت کشش ثقل۔ قوت کشش اتصال اور قوت کشش کیمیائی کی توضیح کسی اور طور سے بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ خداوند عالم ہمہ جا اور ہمہ وقت کل دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل عوالم کا انتظام اپنے قبضے اور اختیار میں رکھتا ہے۔ پس وہی ازلی اور ابدی اور قدیر ہے۔ صرف اس کو کل موجودات کا خالق اور منتظم نہایت حلیمت اور اخلاص سے تسلیم کریں۔ اسکے تابع ہوں اور صرف اسکی عبادت کریں جس نے کل عوالم کو پیدا کیا اور با ترتیب نہایت خوبصورتی سے رچایا ہے جس کی رچنا اس سے زیادہ خوبصورت وہم خیال

انجیل کا معقول اندازہ

(مسٹر سی۔ جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ)

عموماً یونیٹیرین یعنی موحدین کے مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہمیشہ یہ منفی باتوں کی ہی تعلیم دیتا ہے اور مثبت باتوں کی بابت کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس الزام کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مخالفین حقیقت کو ٹھیک طور پر ظاہر ہی نہیں کرتے اور یا جیسا اکثر ہوا کرتا ہے انہیں پوری پوری واقفیت ہی نہیں ہوتی جنہیں اس مذہب سے جو صدیوں سے کم و بیش شہادت کا مذہب رہا ہے کچھ بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کے پیروؤں کو ہمیشہ مقابلہ اور تردید کی طرز اختیار کرنی پڑی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قانون ان کے برخلاف تھا اور چونکہ اون کے مخالفوں کی تعداد ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے اسلئے ہی اُنہیں ہمیشہ گھاٹا رہا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی طرح انجیل کے سادہ اصولوں پر چلکر اُنہیں مجبوراً اُن تو ہمات اور جماعتوں سے علیحدہ ہونا پڑا ہے جو کہ اصلی مسیحی تعلیم سے کہیں پرے چلی گئی ہیں۔ گو انہوں نے کسی سے علیحدہ نہیں کیا۔ موحدین نے ہمیشہ اُس آواز کی پیروی کی جس کا یہ حکم تھا کہ تمام لوگوں میں جو ایسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اُس صداقت کو جو مسیح میں تھی۔ نقصان پہونچایا ہے اور دبا دیا ہے۔ اُنکے برخلاف وہ وعظ کریں اور اون کا مقابلہ کریں۔ اونکی منفی باتیں صرف مثبت باتوں کے قایم کرنے کے لئے ہیں۔ انھوں نے چند باتوں سے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ اور باتوں کو قایم کریں۔ جب وہ اس بات سے منکر ہیں کہ انجیل مبرا از خطا ہے تو وہ انجیل کی اصلی اور ہمیشہ رہنے والی قدر منزلت کو برقرار رکھکر اُسے خوفناک غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ انسان کے گنہگار ہو جانے کے مسئلہ سے انکار کرتے ہیں تو اوس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس اعلےٰ فطرت کی جو مہربان خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے تائید کرتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ سے منکر ہیں کہ حضرت مسیح نے ایک قہار خدا کے انصاف کو پورا کرنے کے لئے اور لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھاکر اور ونکے لئے اپنے آپ کو قربان کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا کے انصاف میں رحم اور عفو دونوں ملے ہوئے ہیں اور دوسروں کے لئے کفارہ کا مسئلہ ہر طرح پر انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اپنے گناہ کا بوجھ اور دکھ خود ہی اُٹھانا چاہئیے۔ جب وہ حضرت مسیح کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ تمام تواریخ اسکے ثبوت میں کچھ نہیں کہتی۔ درحقیقت حضرت مسیح اُس پاک اور اعلےٰ نمونے کی مثال ہے جو انسان کے لئے حاصل کرنا ممکن ہے اگر وہ مادی جہنم و بہشت کو نہیں مانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ آئندہ زندگی کے متعلق اُنکا ادراک ایسا لطیف ہے کہ وہ اس میں ایسی بجر باتوں کو داخل ہونے نہیں دیتے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آئندہ سزا اور جزا یہاں کی روحانی حالت کے مطابق روحانی شکل میں دی جائے گی۔ جب وہ شیطان اور اوس کی فوج کی ہستی سے منکر ہیں تو انہیں خدا کے قادر مطلق۔ پاک اور محبت ابدی ہونے میں پختہ یقین ہے اور اس یقین کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل مطابقت نہیں کھاتا۔ جب وہ قسمت اور مقبولیت کے مسائل سے انکاری ہیں تو وہ انسانی شرائط سے محدود آزاد مرضی کی اعلےٰ صداقت کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ نجات کی بخشش ہر ایک کے لئے ہے۔ جب وہ گنہگاروں کے لئے دائمی جہنم سے منکر ہوتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ خدا رحیم کل ہے۔ وہ تمام انسانوں کو نجات بخشیگا اور سچا راستہ دکھلائیگا امید ہے کہ یہ الزام کہ ہم بہت سے مسائل سے صرف انکار ہی کی غرض سے منکر ہوتے ہیں اور جو بے سوچے سمجھے ہم پر لگایا جاتا ہے جب معترز اور سمجھدار لوگ ہمارے ارادوں کو جو اس انکار کی تہ میں ہے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو ہرگز نہ لگائیں گے۔

یونیٹیرین لوگوں کو کسی اور بارے میں ایسا سخت سُست نہیں کہا جاتا جیسا کہ انجیل کے تعلق میں میرا یہ ارادہ ہے کہ میں بعض اون ضروری امور کی طرف آپکی توجہ مبذول کروں جنسے ظاہر ہو جائیگا میں بذات انجیل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاید ان باتوں سے کوئی سمجھدار آدمی موجودہ نسل انسان کے لئے انجیل کی اصلی رفعت و قدر کا اندازہ لگا سکے۔

(۱) ہماری انجیل دنیا کے اور بہت سی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بہت ہی کم ایسے آدمی ہیں جو یہ نہ سمجھتے ہوں کہ دنیا میں عیسائی مذہب ہی اعلےٰ مذہب ہے اور نیا اور پرانا عہد نامہ ہی صرف کتب مقدسہ ہیں۔ ہماری اپنی انجیل سے ہی تین بڑے مذہب پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً یہودی مذہب۔ عیسائی مذہب اور اسلام یہودی لوگ پرانے عہدنامہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ عیسائی دونوں کو مانتے ہیں اور مسلمان اپنے معجزے کے طور پر نازل ہوئی مبرا از خطا قرآن کے علاوہ Pentateuch زبور اور Gospels کے بھی قائل ہیں۔ اور دنیا کی اور کتب مقدسہ کی بابت یہ ہے کہ مصری لوگوں کے پاس اپنی کتاب موجود ہے پُرانے ہندوں کے پاس اُنکے وید۔ پارسیوں کے پاس زنداوست۔ چینوں کے پاس قوانین سلاطین بُدھ لوگوں کے پاس تری پٹک یعنی تین پٹارین موجود ہیں اور علےٰ ہذالقیاس اور قوموں کے پاس بھی اپنے اپنے شاستر ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ضروری مذہب نہیں جس کی اپنی کوئی کتاب ایسی نہ ہو جسے خاص عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ بعض اوقات مذہب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ زبردست عبارت میں کتابوں کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلو جو اب عملی لحاظ سے معدوم بھی ہو گئے ہیں بڑی بیش بہا تحریرات کی شکل میں ظاہر کئے گئے ہیں اگرچہ اب وہ بدقسمتی سے تتر بتر صورت میں موجود ہیں مگر تاہم بہت قدر کے لائق ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کے متعلق بہت سی ضروری باتیں ہیں جو اپنے مقدسہ کے لئے اسیقدر الہام تصدیق اور قدر کی خواستگار ہیں۔ جسقدر عیسائی کتب مقدسہ کا دعوےٰ ہے تاہم اوسط درجہ کے عیسائی اس حقیقت سے ناواقف رہنا ہی پسند کرتے ہیں اُنکا یہ خیال ہے کہ اون کا مذہب ہی دنیا میں ایک سچا اور اعلےٰ مذہب ہے حالانکہ عیسائی مذہب کے ہر فرقہ کے پیروؤں کو لیکر بھی بدھ مذہب والوں کی تعداد زیادہ ہے اور دنیا کے تین چوتھائی باشندوں کا عیسائی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعض نیک عیسائی جب وہ اور مذاہب اور اون کی کتب مقدسہ کی تحقیقات کے متعلق کچھ سنتے ہیں تو افسوس سے اپنا سر ہلا دیتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ بدھ مذہب کا پیرو بھی جب کبھی یہ معلوم کرے کہ اوس کا ہم مذہب ہی منکر عیسائی مذہب اور بت پرستی سے بھری انجیل کے متعلق کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سنجیدہ طور پر اپنی گردن ہلا سکتا ہے۔

مشہور شاعر برنس صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کاش کہ کوئی طاقت ہمیں ایسا عطیہ بخشے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے آپ کو اسی طرح دیکھ سکیں جسطرح اور ہمیں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہم بہت سی غلطیوں اور فاسد گمانوں سے بچ جائیں گے۔

ہماری انجیل کا دنیا کی اور کتب مقدسہ کے برابر ہی درجہ ہونا چاہئیے۔ ایک کٹر عیسائی اپنی انجیل کے سوا کسی اور کتب مقدسہ کو مبرا از خطا نہیں خیال کرتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب عیسائیوں کی انجیل کو ہی ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن قدرتاً ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کتب مقدسہ ہی سب سے بہتر ہیں کیا یہ بیجا غرور نہیں ہے کہ ایک مذہب تمام صداقت اور الہام کا خود ہی دعوےٰ کرے اور تمام مذاہب سے اس بنا پر نفرت کرے کہ وہ اس معراج کے سامنے سر نہیں جھکاتے جسے دنیا میں تھوڑے سے آدمی مبرا از خطا مانتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کو سچا مذہب بتاتے ہیں اور ایک اور مذاہب کو حقارت کی نگاہ سے جھوٹا بتلاتے ہیں۔ سچے مذہب سے اس سے کہیں بڑھکر برداشت اور فیاضی کی امید کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی لوگ حضرت مسیح کیطرح ان لوگوں کے ساتھ جو صدق دل سے ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں برداشت علم اور صبر کے ساتھ برتاؤ کرنا سیکھیں تو درحقیقت عیسائی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اب کی نسبت کہیں زیادہ زبردست زور ڈال سکتا ہے۔ اسے یہ زیبا ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کے ساتھ ساتھ ہی چلا چلے۔ اور اپنے درحقیقت اعلےٰ اصولوں کی فضیلت کے سبب ان سب کا سردار بنا رہے مگر یاد رہے کہ اس سرداری کی وجہ سے اسمیں غرور اور سختی نہ آجاوے۔ ہمیں لوول صاحب کے مفصلہ ذیل اعلےٰ اور مبارک کلام کو یاد رکھنا چاہئیے کہ خدا ہر زمانہ ہر ملک و ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اور ان کی ترقی اور لیاقت کے مطابق الہام پہونچاتا ہے اور کسی خاص قوم کی خود غرضانہ تحت میں تمام سچائی کو محدود نہیں کر دیتا۔

باقی آیندہ

ابطال باطل

اس عنوان کے نیچے تمام باطل مذہبوں کے اصولوں پر نظر کی جایا کریگی خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ ایڈیٹر

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ در روایات پیش کردہ مولوی ابو القاسم نظر کنیم زیرا کہ اقوال علماء تشیع خود ایشان را ملزم مے سازد تاہم بطور مشتے نمونہ خروارے در احادیث مولوی صاحب کہ بدلیل آوردہ نظر کردہ حقیقتش ظاہر میسازیم قطع نظر از بحث صحیح و غیر صحیح متصل السند و مقطوع السند مرفوع و غیر مرفوع بودن روایات و احادیث از ظاہر حدیث کہ خود مولوی صاحب بدلیل آوردہ بقول شخصے (دروغ گو را حافظہ نباشد) نتیجہ موافق مطلب مولوی صاحب نمے برآید زیرا کہ ادعا شان درین سخن فقط استحباب گریہ است تا کہ ثواب و دخول جنت بروے مترتب شود۔ و این سخن از منطوق حدیث ثابت نمے شود۔

حدیث اول بالفاظ مولوی صاحب لاصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاھم ما یشغلھم (یعنے تیار کنید بجہت اولاد جعفر طعام تحقیق بایشان پیامے آمد کہ ایشان را مشغول مے سازد)۔ ہر صاحب بصیرت از اندک تدبر مے فہمد کہ درین حدیث رسول اکرم صلعم از برائے آل جعفر حکم تیار طعام دادہ۔ از فقرات حدیث جواز و استحباب عزاداری و گریہ کردن از کدام الفاظ ثابت مے شود و درین حدیث مذکور کدام الفاظ اند کہ مدلول شان تعزیہ داری یا تعزیہ گرفتن باشد و این فقرات مولوی صاحب کہ در معنی حدیث گفتہ اند (کہ ہر گاہ وفات جعفر بن ابی طالب شنیدند برمصیبت نشستند) از الفاظ حدیث ظاہر نمے شود و ما حیرانیم کہ مولوی صاحب باین علمیت و دیانت در الفاظ حدیث چرا تصرف بیجا کردہ اند۔ مولوی صاحب را لازم است کہ حدیث را مکمل و تماما بنویسند تا در روے نظر کنیم باز چہ نسبت دارد باین تکیہ داری معروف۔ آیا سال بسال مثل تکیہ داران حسین در وفات خود مے نشستند و اویلا و واویلا مے کردند نوحہ و مراثی مے خواندند و ذوالجناح و علم و مہر مے کشیدند حیف است باین استدلال آنچہ بر

(حدیث دوم) بالفاظ مولوی صاحب در بخاری و مشکواۃ در باب بکا مرویست ہر گاہ حسن بن حسن بن علی مرد (ضربت امراتہ القبة علے قبرہ سنة ثم رفعت) آہ۔ یعنے زوجہ حسن قبہ بر قبر او زدہ تا یک سال بر قبر نشست بعد یک سال قبہ منصوبہ را بر داشت (انتہی قولہ سلمہ)

در آخر این حدیث فقرات تنبیہ را مولوی صاحب حذف کردہ چون قبہ از قبر شوہرش بر داشت آواز از غیب شنید کہ چہ حاصل کردی آیا او را زندہ کردی و ہمراہ خود بردی کہ تا یک سال بر قبرش مجاورت کردی پس ازین فقرات حدیث تنبیہ و امتناع گریہ و تعزیہ داری ثابت مے شود۔ مولوی صاحب بزرگ از غایت تقویٰ و دیانت این الفاظ را چون مفید مطلب شان نبود از عبارت حدیث کشیدہ اند پس از نفس حدیث امتناع ثابت است لا غیرہ۔

حدیث سوم۔ در مشکوۃ آخر کتاب در وفات سید کائنات نوشتہ کہ ہر گاہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا تشریف بردند حضرات اہلبیت برمصیبت نشستند پس از کنار خانہ آواز بلند کسے گفت در حالیکہ کسے دیدہ نمے شد۔ السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة وخلفا من کل ہالک ودرکا من کل فائت فباللہ فاتقوا وایاہ فارجوا فقال علی اتدرون من ھذا ھو الخضر (یعنے اے آل محمد در راہ خدا مصائب است و جزا آنہا پس در قرآن شریف امر بصبر کردن فرمودہ و نزد او جزا از ہر مصیبت و عوض از ہر چیز ہلاک شدہ تدارک ہر فوت شدہ است پس تقوی کنید و امید باو بگذارید پس حضرت امیر فرمود کہ قائل این قول حضرت خضر است (انتہی قال مولوی صاحب)

الکنون تدبر کن از برائے تو باز دیانت مولوی صاحب را ظاہر مے سازم۔ این فقرہ کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند در الفاظ حدیث یافتہ نمے شود ما تمامی احادیث را از شرح مشکوٰۃ از برائے تو مے نویسیم تا دیانت مولوی صاحب بر تو ظاہر شود۔ فلما توفی رسول اللہ صلعم جاءت التعزیة آمد تعزیہ و تعزیہ بصبر فرمودن مصیبت اندوہ را و تسلی دادن او را و عزا صبر و شکیبائی و در بعضے نسخ روایت بواو۔ سمعوا صوتا من ناحیة البیت شنیدند صحابہ آوازے را از گوشہ خانہ کہ میگوید السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة۔ این عبارت ما

چند معنی کردہ اند۔ بدرستی کہ در کتاب خدا تعزیہ و تسلیم است از ہر مصیبت اشارت است بقول وے سبحانہ انا للہ وانا الیہ راجعون پس عزا اینجا بمعنی تعزیہ است یا در دین خدا تعزیہ است کہ شارع ترغیب و تحریص بر آن نمودہ است و بعضے گفتہ اند کہ معنے آنست کہ خدا صبر فرماینده و تسلی دہندہ است و این را در زبان عربی تجوید مے گویند (الی آخرہ ص۳۳۹ شرح مشکوٰۃ عبدالحق)

القصہ در آخر حدیث مذکور است وانما المصاب من حرم الثواب۔ این فقرہ حدیث را مولوی صاحب نیز دزدیدہ است پس شیخ عبدالحق شارح مشکوٰۃ معنی مے کند این را۔ (و مصیبت مصیبت زدہ نگر کسے کہ محروم گردانیدہ شدہ است ثواب را یعنی مصیبت دنیا مصیبت نیست از جہت وجود ثواب آخرت و مصیبت حقیقی آنست کہ صبر نکند و از ثواب محروم ماند (الخ ص۳۳۹ شرح مشکوٰۃ جلد چہارم) ما اکثر حصہ حدیث را بمعہ شرح نوشتیم تا معلوم شود کہ درین حدیث ہم مولوی صاحب تصرف کردہ (اول اہلبیت برمصیبت نشستند) دوم (انما المصائب من حرم الثواب) از حدیث دزدیدہ و خلاف کردہ۔ زیرا کہ ازین فقرات خلاف عقیدہ مولوی صاحب ثابت می شد و شارح حدیث این معنی را واضح ساختہ کہ اکثر مردم کہ مصیبت بایشان مے رسد و صبر نمے کنند از ثواب محروم مے مانند پس اگر از عدم صبر بر مصائب از ثواب محروم مے مانند باز گریہ کردن بر حسین و در تعزیہ داری جزع و فزع کردن سینہ زنی کردن علم ہائے بر آوردن و دلال کشیدن شور و غوغا و نعرہ ہائے یا حسین یا حسین زدن کے مستلزم ثواب و اجر باشد بلکہ موجب محرومی از ثواب باشد قطع نظر از ہمہ تشریحات در عبارت و ترجمہ خود مولوی صاحب نظر کنیم کہ با وجود تحریف در حدیث کردن عبارتے کہ نوشتہ است چہ نتیجہ دارد۔ حضرت خضر مخاطبانہ بآل محمد این تنبیہ کردہ کہ در قرآن امر بصبر کردن فرمودہ و تقوی کنید و امید باو بگذارید۔ این تعلیم خضر بود کہ بآل محمد کردہ در نہ این سخن ہائے محل و موقعہ نداشت ظاہر است کہ آل محمد را مرتکب فعلے دیدہ از طرف خدا مامور گشتہ مخاطبانہ ایشان را تعلیم قرآن یاد بدہ بسلم کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند مگر آن نشستن با این نشستن تکیہ داران چہ مناسبت دارد آیا اہلبیت ہم روپیہ و پہل بر مرگ رسول خدا جمع کردہ بودند و وفات رسول خدا چہ مکاسب خود ساختہ بودند حیف است بآن اولاد ناخلف کہ مرگ پدر را غنیمت شمردہ دوکانداری بساز خود آیا پرداختہ

سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے منبر رسول خدا را سیاہ پوش کردہ بود و مردم پیش منبر آمدہ اورا بوسہ مے دادند و گریہ مے کردند بر منبر گل ہائے و شمع کافوری مے افروختند از منبر و علم مرادہائے مے جستند زیر منبر و علم گوسفند ہائے ذبح مے کردند (وماذبح علی النصب) فتدبروا یا اولی الابصار۔

باقی احادیث قابل ذکر نیستند زیرا کہ غنیة الطالبین و سر الشہادتین وغیرہ از کتب معتبرہ حدیث نیستند و این کتاب ہائے تاریخ و قصہ گویان و واعظان است تفصیلش در اوراق سابق بر ایں باب۔ حدیث ابن عباس حدیث مرفوع متصل نیست بلکہ اثر از ابن عباس مرویست و خوابے دیدہ است و خواب دیدن او حجت نمے شود ترمذی خود ش بعد ذکر حدیث آنرا غریب گفتہ ہمچنین بصورت دیگر حدیث است و از پایہ اعتبار ساقط اند زیرا کہ با کتاب اللہ مطابقت ندارند گویا من حیث الروایت و من حیث الدرایت غیر صحیح ثابت اند مختصر اینکہ از احادیث صحیح ہرگز ثابت نمے شود کہ بر اموات خویش یا بر اموات اہلبیت بالخصوص بر حسین شہید گریہ کردن موجب ثواب عظیم یا سنت موکدہ است یا وعدہ دخول جنت وارد (حاشا وکلا ثم حاشا) چنانچہ گذشت۔

آمدیم برین مطلب کہ رسول خدا صلعم یا ائمہ اہلبیت یا صحابہ بر اموات خویش گریہ کردہ بودند یا نہ۔ ما انکار نداریم ازین سخن کہ ایشان گریہ نکردہ باشند زیرا کہ در مقتضیات فطرت بشریہ ہمہ انام ہر دو مے ایستادند و مے خوابند خواب مے کنند ضرورت لباس ہم دارند نکاح نیز مے کنند بیمار مے شوند وفات ہم مے شوند فرق اینست کہ افعال دنیوی ایشان نیز تابع مرضات اللہ مے باشد مثلا خوردن و آشامیدن ایشان از برائے صحت بدن باشد تا در خدمت و عبادت الہی مصروف باشند نہ از برائے تمتع و لذت۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم از ارشاد الہی فرمود۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔ ہمچنین در حدیث تأبیر النخل اعتراف فرمودہ اند پس ہمچنانکہ باقتضائے طبیعت بشریہ از برائے اعزہ و اقارب بر وفات شان متالم و متاثر مے شویم و درد و ماندہ و غم بر قلوب مستولی مے شود و در بعض اوقات حزن و اندوہ از حد پذیرفتہ گریہ ہم کنیم آب از چشم جاری مے شود۔

باقی آیندہ۔

خاکسار نذر علی سابق شیعہ از صوبہ۔

ہندوستان میں مسیح کا آخری سفر

نمبر (۴)

نوٹ: - ناظرین کو ان مضامین کا سلسلہ یاد کرلینے کے لئے ۱۰- جنوری ۱۹۰۴ء اور ۱۷- جنوری ۱۹۰۴ء کے الحکم کو پڑھ لینا چاہئے۔

گذشتہ سال کے انہیں ایام میں مندرجہ بالا عنوان سے میں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جسکے تین نمبر شائع ہوئے تھے۔ میں نے ان مضامین کو اعلائے کلمۃ الاسلام کی نیت سے لکھا تھا نہ اپنی کسی جدت و قابلیت کے اظہار کے لئے جس سے میں (کسرنفسی کے طور پر نہیں) فی الحقیقت تہیدست ہوں۔ خدا تعالےٰ نے ان مضامین میں کچھ ایسی قبولیت رکھدی کہ اکثر احباب نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر بیحد اصرار کیا مگر خدا تعالےٰ کی تائید و توفیق کے بغیر کیا کر سکتا تھا ہر چند طبیعت نے ان خطوط سے متاثر ہو کر اسے جاری رکھنا چاہا مگر مشیت ایزدی نے یاری نہ دی۔ اب خدا کی قدرت سے پھر وہی زمانہ آپہونچا اور مجھے مدد ملی کہ جسقدر ممکن ہو اس سلسلہ میں پھر کچھ لکھوں تاکہ جہانتک ہو یہ سلسلہ مضامین کا اپنی تکمیل کی طرف چلے۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

آج ہمارے لئے نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے - یہ ایک فقرہ ہے جس پر میں نظر ثانی کرتا ہوں۔ جو عیسائیوں کے مشہور و معروف اخبار نور افشاں میں بڑے دن کی تقریب پر ایک گول دائرہ کے اندر شائع کیا جاتا ہے - اس فقرہ میں ایک عظیم الشان دعوےٰ ہے جو مسیح کی نسبت کیا گیا ہے - اور وہ دعویٰ اسکے منجی ہونے کے متعلق ہے - اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دعویٰ کے دلائل کو دیکھا جاوے۔

انجیل (مسیح کی سوانح عمری سمجھ لو یا اسکے ارشادات کا مجموعہ اسے کہہ لو) تو اس دعویٰ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتی ہے - اور دنیا کی کوئی اور تاریخ ہی اس نجات اور رستگاری کا پتہ نہیں دیتی جو عیسائی قوم کو حاصل ہوئی ہو۔

میں اسوقت دوسری ساری باتوں اور لوازمات کو جو نجات کے مفہوم کے اندر داخل ہیں چھوڑ دیتا ہوں اور اپنی بحث کے دائرہ کو صرف اس ایک امر کے اندر محدود کر دیتا ہوں کہ مسیح کے ذریعہ مسیح پرست قوم نے گناہ سے کہانتک نجات پائی نجات کا اصل مفہوم بھی یہی ہے اس لئے یہی ضروری ہے کہ میں اس دائرہ کے اندر رہ کر ہی اس دعوے کی تحقیق کروں۔

اولاً میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ شخص جو دوسروں کی رستگاری اور نجات کا موجب ٹھیرایا جاتا ہے خود بھی نجات یافتہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر خود اسکی اپنی ہی کمزوریاں اور غلط کاریاں اس قسم کی ہوں جو معمولی انسان اسے ثابت کرتی ہوں تو پھر وہ دوسروں کی بھلائی اور بہتری کا باعث کیونکر ٹھیر سکتا ہے - اسکے لئے مناسب ہے کہ خود انجیل ہی سے اس سوال کا حل چاہا جاوے - کہ وہ یسوع کی نسبت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ اگر یہودیوں کی تاریخ کو جو انکے ہم عصر تھے دیکھا جاوے اور ان الزامات کو جو انہوں نے یسوع پر لگائے ہیں پیش کیا جاوے تو بہر حال اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ یہ تصویر مخالفوں نے کھینچی ہے - پھر کیوں پہلے ہی اس خوردبین سے یسوع کا معائنہ نہ کیا جاوے جو خود عیسائی پیش کرتے ہیں۔

اس معاملہ میں پہلے میں یسوع کی اپنی قولی شہادت پیش کرنی چاہتا ہوں۔

متی کی انجیل کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔

یہہ ایک فقرہ ہے جو یسوع کی زندگی پر ایک روشنی ڈالتا ہے - اسی مفہوم یا مطلب کو انجیل مرقس ۱۰/۱۸ اور لوقا ۱۸/۱۹ میں بھی بیان کیا گیا ہے - اب اس مقام پر یسوع اپنی نیکی سے خود انکار کرتا ہے - یا بالفاظ دیگر اپنے گنہگار ہونے کو تسلیم کرتا ہے - اس آیت کی توجیہہ اور تاویل میں عیسائی مفسرین نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں - جب کچھ بن نہ آیا تو آخر کار جدید ترجمہ میں اپنی معمولی تحریف کا جوہر دکھایا ہے - جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود یہ آیت ان لوگوں کو کھٹکتی تھی اور جو تاویل اور توجیہہ وہ پیش کرتے تھے اسکے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہ تھی - چنانچہ نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں لکھتا ہے۔

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اوس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے۔

اس جدید ترجمہ کو متی کی انجیل کے محولہ بالا مقام پر دکھایا ہے مگر سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی - ہزاروں لاکھوں انجیلیں اس ترجمہ کی جو میں پہلے لکھا ہے چھپی ہوئی موجود ہیں اور مقابلہ کرنے والے اس خیانت کو فی الفور پکڑ سکتے ہیں - اسلئے حاشیہ میں لکھنا پڑا کہ بعض پرانے نسخوں میں اس طرح پر آیا ہے کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا علاوہ اس خود تسلیم کردہ تحریف کے لوقا اور مرقس کے محولہ بالا مقامات میں وہی الفاظ بتغیر ما موجود ہیں جو انجیل متی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

پھر اگر ایک مقام پر یہ نجات یافتہ گروہ اپنی چالاکی سے پردہ پوشی کی کوشش بھی کرے تو مرقس اور لوقا کا حوالہ انکی پردہ دری کرنے کو ابھی انجیل میں موجود ہے - اور پھر یہ آیت جسکا ترجمہ اعتراض سے بچنے کے لئے بگاڑ دیا گیا ہے خود کہہ رہی ہے کہ مجھ پر تصرف کا بیجا پنجہ مارا گیا ہے - کیونکہ سائل کا سوال تو یہ ہے۔

اے استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اب اس سوال کے جواب میں تو اس شخص کو (جسکے سر پر خواہ نخواہ عیسائیوں نے تاج الوہیت رکھدیا ہے اور جس الوہیت کی مٹی یہودیوں نے کانٹوں کا تاج رکھکر پلید کی اور ایک طرح پر قوم پر احسان کیا کہ انسان پرستی سے یہود کو بچالیا) وہ دینا چاہئے تھا جو مفید مطلب اور کلام تام ہوتا نہ کہ غیر مفید اور ناقص بات کہدیتے جسکا اصل سوال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو - اور

سوال از آسمان جواب از ریسمان

کا مصداق ہو - کوئی دانشمند عیسائی کالا ہو یا سفید اس بات کا جواب دے کہ مندرجہ بالا سوال سے اس جواب کو کہ

"تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"

کیا تعلق ؟

اگر اس جدید ترجمہ کو ہی صحیح مان لیا جاوے تو اس سے یسوع کی معرفت اور بصیرت پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے جسکا جواب حقیقی یقیناً عیسائی نہ دے سکیں گے - اور وہ یہ ہے کہ یہہ اوٹ پٹانگ جواب جو یسوع صاحب نے دیا ہے ظاہر کرتا ہے - کہ وہ نہ گناہ کی حقیقت سے واقف تھے اور نہ انہیں نیکی کی فلاسفی معلوم تھی - اور نہ ابدی زندگی (جو نجات کا خلاصہ اور منشاء ہے) کی ماہیت سے باخبر ورنہ چاہئے تھا کہ وہ اسوقت اسے نیکی اور گناہ اور ابدی زندگی کے متعلق وہ وعظ کرتے جو ان کی شان کے سزاوار تھا - انہوں نے تو الٹا اسے مایوس کر دیا اور کہا کہ تو نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے ؟ جسکے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ایسا سوال کرنا ہی نہیں چاہئے - میرے اس مفہوم کی تائید یسوع کا یہ فقرہ ہی کرتا ہے کہ نیک تو ایک ہی ہے - کیونکہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا نیکی کر ہی نہیں سکتا - حالانکہ ایک شخص اپنے اندر نیکی کے لئے سچی خواہش اور ایک فطرتی تقاضا پاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرے لیکن اسے ایسا جواب دیکر مایوس کر دیا جاتا ہے - اگر پہلے ترجمہ کے فقرہ صحیح تھے تو اس سے تو کچھ نہ کچھ کوئی مفید بات ہی نکل سکتی تھی اور نہیں تو یہی سہی کہ انہوں نے اپنے ضعف و بشریت کو مدنظر رکھکر انکساری سے ایسا کہا لیکن موجودہ ترجمہ تو ان کے حالات پر اور ہی روشنی ڈالتا ہے اور انہیں جوابدہ ٹھیراتا ہے۔

اور مندرجہ ذیل الزام قایم کرتا ہے - اولاً یسوع ایسا کم سمجھ تھا کہ سوال کا ٹھیک جواب دینے کی تمیز و قابلیت نہ تھی۔

دوم - نیکی کی حقیقت اور گناہ کی ماہیت سے محض ناواقف تھا۔

سوم - حیات ابدی کی لذت سے ناآشنا اور اس مقام پر پہونچنے کے ذرایع کا اسے کوئی علم نہ تھا۔

چہارم - نیکی کرنے کے لئے اس میں جوش نہ تھا - بلکہ دوسروں کو بھی مایوس کر دیتا تھا۔

اب کوئی بتائے کہ جس شخص کی یہ حالت ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خداوند تھا وہ نجات دہندہ ہے کس قدر غلطی اور ایمانی کمزوری ہے - خود تو وہ نجات کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف اس کی نتائج (بصیرت اور معرفت کا پیدا ہونا گناہ اور نیکی کی حقیقت سے آشنا ہونا وغیرہ) سے نابلد ہے وہ دوسروں کو کیا دے گا - اور کیا سکھائیگا؟

یہ تو اپنا اسکا قول ہے اب آؤ دیکھیں کہ اسکے اپنے اعمال کیا ہیں ؟ کیا انمیں روحانیت اور للہیت پائی جاتی ہے ؟ کیا وہ اخلاق فاضلہ اور نیکی کے اعلےٰ مدارج اپنے اندر رکھتے ہیں ؟

یسوع کی پبلک لایف کا سب سے پہلا واقعہ حضرت یوحنا کے ہاتھ پر بپتسمہ پانا ہے - اس سے پہلے کے حالات - افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے ان اناجیل موجودہ میں کہیں بھی نہیں ملتے ہیں - جو اتنے بڑے مدعی کے لئے ضروری تھے۔

تاہم میں اس امر کو چھوڑ کر اور اس نقص کو الگ کرکے اصل مطلب پر بحث کرتا ہوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا گناہوں کا اقرار لیتا تھا اور دریائے یردن میں ان نومریدوں کو غوطہ دیتا تھا جس رسم کا نام عیسائی تہذیب یوحنا کی اصطلاح میں بپتسمہ ہے - اب انہیں اناجیل میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی آکر اسکے ہاتھ پر توبہ کی اور بپتسمہ پایا۔

عیسائی مولفین اناجیل کو یہ واقعہ بجائے خود کھٹکا ہے اور انہوں نے اس زد سے بخیال خویش بچنے کے لئے یوں سعی کی ہے کہ یوحنا نے بپتسمہ دینے سے انکار کیا تھا لیکن یہ امر حقیقت کے خلاف ہے۔

اگر یسوع نفس الامر میں کوئی گناہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا تو اسے اس بغوض غوطہ زنی سے فائدہ کیا تھا؟

(باقی پانچویں نمبر میں)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کرشن اوتار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے پر کہ آپ ہندوؤں کے لئے مثل کرشن اوتار ہیں ہندو و مسلمان اخبارات میں معقولیت اور متانت سے گذر کر بیہودگی اور مسخرے کام لیا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے اس استہزا اور سب و شتم کا کیا جواب ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ میں انہیں خدا کی مجید کتاب کی یہ آیت سنادوں یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

کرشن پنتھی

اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے مگر پھر بھی حضرت حجۃ اللہ کے اس دعوی کرشن اوتار پر احمدیوں کا نام کرشن پنتھی تجویز کرتا ہے۔ میں نہایت ادب سے اپنے مولوی فاضل کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں آپ حضرت عیسے نبی کی نبوت اور صداقت کے قایل ہیں لیکن پھر بھی آپ عیسائی کہلانا غالباً پسند نہیں کریں گے میرا خیال ہے کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لاتے ہیں مگر یا اینہہ آپ پسند نکریں گے کہ آپ کا نام یہودی رکھا جاوے۔ اگر آپ ان دونوں ناموں کو اپنے لئے قبول کرنے کو طیار ہیں تو اسی حیثیت سے اگر آپ کسی احمدی مسلمان کو کرشن پنتھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت کرشن کی رسالت کا اسی طرح قایل ہے جسطرح دوسرے نبیوں کی رسالت کا تو بر اسا نی کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں تو حضرت کرشن کو سچا مسلمان یقین کرتا ہوں اور منعم علیہ گروہ میں کا ایک فرد پھر جماعت منعمین سے ہونا تو عیب کی بات نہیں۔

بھوپال میں قانون طلاق

بھوپال میں جو عورتیں مسافروں سے نکاح کرکے انکو تباہ کرتی ہیں اور پھر طلاق لیکر دوسرا خاوند تلاش کرتی ہیں اسکے انسداد کے لئے سرکار عالیہ خود قانون طیار کر رہی ہیں۔

ڈین اور بائیبل

چائنا ٹائمز نام ایک اخبار مورخہ ۱۹ [illegible] کے پرچہ میں جو شنگھائی [illegible] سے شایع ہوتا ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص نے بھیجا ہے۔ بہر حال [illegible] مندرجہ حاشیہ عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ شایع ہوا ہے جس کو میں [illegible] زبان میں [illegible] دیتا ہوں۔ ولسیٹ منسٹر کے ڈین [illegible] بائیبل کے متعلق [illegible] ہے [illegible] مباحثہ جاری ہے [illegible] کیا۔

[illegible] بائیبل [illegible] کے متعلق بالکل [illegible] ہے۔ اس [illegible] میں وہ کتاب پیدایش [illegible] ہے خلوص طور [illegible] اور [illegible] ہے۔ وہ اسی سلسلہ کلام میں کہتا ہے کہ [illegible] کہانیاں مثل سانپ کا یا گدہے کا کلام کرنا یہ علمی پہلو کے لحاظ سے تاریخی واقعات کے طور پر قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں خیالی امور ماننا چاہئے جو بعض روحانی سبق لینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

غرض ڈین نے اپنا خیال بائیبل کے متعلق اس قسم کا ظاہر کیا ہے اور چونکہ وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے اسوجہ سے ایک عام شور پیدا ہو گیا ہے اور پادریوں کی جماعت میں اسکے اس بیان پر تعجب ظاہر کیا جاتا ہے یہانتک کہ کینن مکارنگ نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے خیالات تو بائیبل کی بنیاد ہی کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے مسئلہ الہام پر حملہ کیا گیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد نہیں رکھ سکتے کہ بائیبل کا ایک حصہ تو الہامی ہو اور دوسرا نہو کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ بائیبل کو مرتب کرنے والے الہامی تھے۔ اصل بات یہہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا کی وحی اتر رہی ہے اور عیسائی مذہب کا خاتمہ مقدر ہو چکا ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ضروری ہے جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات سے عیسائیوں کو متاثر ہونے دیں وہ ایک زبردست سیلاب کو جو ایک بلند کراڑی سے گر رہا ہے ایک گھاس کے تنکے سے روکنا چاہتے ہیں جو محض ناممکن ہے۔

یہی ضرورت مسیح موعود کی داعی ہے

علی گڈھ کالج کی

جو کانفرنس امسال لکھنؤ میں ہوئی ہے اس کی خطرناک مخالفت سنی و شیعہ علماء لکھنؤ نے کی ہے اسپر پیسہ اخبار رقمطراز ہے کہ لکھنؤ میں سنی و شیعہ علماء کرام کی سعی و تحریک سے جو عظیم الشان جلسہ کانفرنس و علی گڈھ کالج کی مخالفت کے لئے منعقد کیا گیا اور اس میں مذہبی احکام سے کام لینے کی [illegible] سرگرمی دکھائی گئی وہ قوم کی بدبختی کا نشان اور [illegible] زیادہ [illegible] ......

مگر ہماری بدقسمتی سے مسلمان علما زمانہ کی حالت و ضرورت کی حس برابر بھی [illegible] نہیں رکھتے اور [illegible] کے فتوے کا زبردست [illegible] تقدس و احترام گنوا [illegible] کے پاس باقی رہ گیا ہے [illegible] استعمال کرنے پر طیار [illegible] جاتے ہیں جس سے دینی احکام کی بے وقعتی ہوتی ہے اور غیر اقوام کو ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے۔"

حقیقت میں علماء سوء کی یہی حالت اس زمانہ میں ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہہ گروہ سب سے زیادہ بدتر ہوگا۔ اب ان کی حالت بگڑ گئی اور اس زمانہ کی اس مسخ شدہ حالت پر زبردست شہادت دے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ علما کی حالت بگڑ چکی ہے وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی قدر نہیں کرتے اور خدا کے موعود پر ٹھٹھے مارتے ہیں۔

ثواب کا کام

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولوی غلام محمد صاحب طالب علم ایف۔ اے کلاس کی فیس داخلہ کے متعلق تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ بعد میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے متوجہ کیا کہ مدرسہ اور کالج میں دو اور طالب علم بھی ایسی ہی قابل مدد ہیں ایک ہائی سکول کا طالب علم ہے اور ایک کالج کلاس کا یا ان دونوں کے لئے پچاس روپیہ فیس داخلہ کے لئے مطلوب ہیں۔ اسلئے اس قوم کی خدمت میں جو تعاونوا علے البر والتقوے پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں مجھے تحریک کرنے کی حاجت نہیں جلد یہہ رقوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے نام بھیجدینی چاہئیں پچاس روپیہ کی رقم میں سے ۲۲ تو پورے ہو چکے اب ۲۸ ہی باقی ہیں۔

دلچسپ۔ مفید اور علمی خبروں کا کالم

ڈاکٹر۔ آر۔ ڈی۔ پیڈلے صاحب اخبار لنسٹ کے ذریعہ یہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص کے دانت گندے اور خراب ہونگے اسکی صحت بھی اچھی نہیں ہوگی اور جو ہوا سانس کے ذریعہ منہ میں ہوکر اسکے جسم کے اندر جائیگی وہ گندی ہوجائے گی اور اجرام اس میں سرایت کر جائیں گے اور جو غذا کھائی جائے گی اس میں بھی عفونت اثر کریگی۔ (الحکم) دنیا کے روحانی طبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی جو تاکید فرمائی ہے اسکی خوبی کی اب طبی تحقیقاتیں تصدیق کرنے لگی ہیں۔)

شہد کی مکھیوں کے ڈنک میں وہ خاصیت اور تاثیر ہے جس سے وجع مفاصل دور ہو جاتا ہے لیکن مکھیوں سے مریض کے ڈنک لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے جو شخص اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مندرجہ ذیل ترکیب سے کام لے شہد کی مکھیاں کو ربڑ کی بو سے قدرتی اور طبعی طور پر نفرت ہے اس لئے انکے چھتے کے پاس ربڑ کا بنا ہوا ایک کمبل ٹانک دیا جاوے۔ مکھیاں اسی میں ڈنک ماریں گی جس سے انکے ڈنک اسی میں جا گڑ ان ڈنکوں کو نکال کر ایک سو ڈنک دو اونس الکحل میں ملا کر تین یا چار دن تک کسی طرف جیر [illegible] جاوے اس کے بعد الکحل کو نتھار لیا جاوے اور ہر روز دن میں تین بار دس دس قطرے استعمال کئے جاویں اس سے مریض کو فائدہ ہوگا۔

(الحکم۔ خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کی اس سے بھی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اس نے شہد کی مکھی کے تیار کردہ شہد کے متعلق فیہ شفاء للناس فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قریباً ہر مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالےٰ نے خاصیت رکھدی ہے۔)

فرانس میں ایک سائنس داں نے ایک ایسا کمبل ایجاد کیا ہے جس میں بجلی کے [illegible] ملا رہتے جڑتے ہیں چاہے جیسا [illegible] ہو مگر اس کمبل میں مطلق سردی نہیں لگتی ہے اور نہ اسکے آگ میں جلنے کا خوف ہے کیونکہ سخت گرمی پہنچتے ہی تار ٹوٹ جاتے ہیں۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے

آریہ دہرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ کے سان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتا ہے قیمت ۸/

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲/

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول اعلیحضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲/

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲/

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲/

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب رد قیمت ۴/

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور چند عقاید پیش کئے تھے اس کا کافی ووافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیے قیمت ۸/

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت عہ/

تفسیر سورۃ تبت - سورۃ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱/

سواء السبیل نمبر ۱ - ایک ہندوستانی مولوی سے تناسخ و ارتقاء کتاب قیمت ۱/

تناسخ و شیعہ - حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر قیمت ۲/

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے سدہا خطوط اظہار پسندیدگی بھیجے گئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی باہر بھی اسکو قبولیت ہو گئی ہے قیمت عہ/

تفسیر القرآن پارہ دوم - بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بے حد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آ گئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸/ اور سالانہ قیمت سے/

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴/

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دار الامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچھوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکھا ہے۔ قیمت ...... عہ/

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرون کا مجموعہ قیمت ۴/

اصلاح النظر - حضرت حکیم الامۃ کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲/

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱/ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲/

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱/

شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۴/

دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۱/

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲/

مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا مضمون نام ہی سے ظاہر ہے قیمت ۱/

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چھاپے گئے ہین قیمت ۴/ فہرست کے خریدار صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک دے جاوین

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

مین اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بھیجکر اطلاع دین تاکہ اندازہ ہو سکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱ - انسانی فطرت کا اقتضا اور غایت
۲ - دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
۳ - عبادت کا مفہوم
۴ - صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟
۵ - عبودیت اور الوہیت کا صعود و نزول
۶ - نماز مومن کا معراج ہے کے معنے
۷ - مغز نماز دعا ہے
۸ - دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہین
۹ - عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰ - نماز مین بے ذوقی اور ذوق
۱۱ - نماز مین ذوق کیونکر پیدا ہو۔
۱۲ - بیذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے؟
۱۳ - حقیقت نماز
۱۴ - باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵ - طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶ - پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷ - قلبی حالت اعضا اور جوارح کو ضرور حرکت دیگی
۱۸ - نماز سے بڑھکر کوئی صورت عبادت کی عقل مین نہین آ سکتی
۱۹ - ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰ - نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱ - نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲ - اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳ - پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴ - جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵ - نماز جمعہ اور عیدین کے قایم کرنیکی حکمتین
۲۶ - انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷ - اذان اور اس کی حکمت
۲۸ - اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹ - اسلامی توحید کے لطایف نماز مین
۳۰ - تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱ - ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲ - اسلام مین روحانی طہارت پر زیادہ زور دیا گیا ہے
۳۳ - نماز کی روحانی فلاسفی
۳۴ - تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵ - وضو کا طریق
۳۶ - وضو کی دعا
۳۷ - نماز پڑھنے کا طریق
۳۸ - اوقات نماز
۳۹ - سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰ - سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱ - معوذتین کے معنے اور تفسیر
۴۲ - سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳ - انا اعطینک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴ - سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۴۵ - سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶ - سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷ - سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸ - سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹ - سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۵۰ - قرآن شریف کی دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۱ - مسنونہ دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۲ - غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ
۵۳ - نماز جنازہ اور اسکی حقیقت۔
۵۴ - نماز جنازہ کے پڑھنے کا طریق
۵۵ - غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶ - متفرق نمازون کا طریق یعنے نماز جمعہ عیدین - تراویح یا تہجد - وتر - حاجت استسقا - استخارہ - تسبیح - کسوف وخسوف اشراق وغیرہ۔
۵۷ - درود شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی۔
۵۸ - حضرت مسیح موعود کی دعائین۔

اس کے علاوہ **خطبات کریمیہ** طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور **مکتوبات احمدی** کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے پانچ روپیہ ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰
(۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر دوم | دار الامان قادیان ۷ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۲۲ ہجری المقدس | جلد ۹

فہرست مضامین

قادیان دار الامان

(از منشی ابو محمد عبد اللہ شریف صاحب تصدیق احمدی)

رشکِ فردوس بریں ہے بوستانِ قادیاں
غیرتِ رضواں نہو کیوں باغبانِ قادیان
اے صیاد کہلا خدارا گلستانِ قادیان
بلبلِ دل پڑھ رہی ہے داستانِ قادیاں
ہے بلندی پر جہاں میں عز و شانِ قادیاں
عرش کا ہم مرتبہ ہے آسمانِ قادیان
دوں جگہ میں تحفۂ جنت کو دل یا چشم میں
جان میں رکہوں چھپا کر ارمغانِ قادیان
بعد ختمِ ذکرِ قرآن و حدیث اے واعظو
مجلسوں میں وعظ کی کیجو بیانِ قادیان
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا لونگا نہ نام
گر کبھی میں دیکھ لوں نہرِ روانِ قادیان
کعبۂ مقصود سمجھوں شوق سے رگڑا کروں
گر میسر ہو جبیں کو آستانِ قادیاں
آوری بخت زبوں میں دیکھنے پایا نہیں
ورنہ یہ سر تہا مرا اور آستانِ قادیاں

قوتِ جان و قوتِ ایماں اگر منظور ہے
جان اور ایمان سے ہو جاں دادِ جانِ قادیاں
آنکھ ہے مشتاق اور قسمت مخالف آنکھ کی
خواب میں یارب دکہا مجھکو نشانِ قادیاں
شکر للہ جب ظہورِ حضرتِ اقدس ہوا
گر گئے اوندہے زمیں پر سب بتانِ قادیاں
آسماں پر زندہ عیسیٰ کو بتانا خبط ہے
ہے مثیلِ ابن مریم درمیانِ قادیان
کون ہے عالم جو دہ گرویدۂ احساں نہیں
آج ہر ہر شہر پر ہے امتنانِ قادیان
دیکھکر زندہ دلی حضرتِ اقدس کو آج
مر گئے غیرت کے مارے دشمنانِ قادیاں
کہتے تھے کافر جو بے تحقیق کل وہ آج سب
شکر للہ ہو گئے ہیں مدح خوانِ قادیاں
صورتِ تصویرِ حیرت میرزا حیرت کو ہے
الحکم میں پڑھ بیانِ بانیانِ قادیاں
کیوں نہ حاصل مجھکو اے تصدیق ہو گا فخر و ناز
ہوں میں اک جاں دادۂ جانِ جہانِ قادیان

مختصر نوٹ اور نکات

سنت اللہ اسیطرح چلی آتی ہے کہ نبوتوں کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کی خطرناک مخالفت کیجاتی ہے اور کلاب الدنیا ہر طرف سے اپنے اپنے رنگ میں انپر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم بامراد ہو گئے لیکن جب وہ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا چکتے ہیں۔ اور خوب شہرت دے چکتے ہیں تو خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچا دیتا ہے کہ وہی خوشیاں انکے لئے ماتم بن جاتی ہیں انکی شادی کی محفلیں ماتم کدوں کی صورت اختیار کرتی ہیں یہہ کیوں ہوتا ہے؟ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ راستبازوں اور متقیوں کا حامی ہے اور آپنے جو فرمایا ہے۔

وَالْعَاقِبَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ

یہہ بالکل سچ اور درست ہے۔

مسیح موعود خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور اسی طرح آیا ہے جسطرح پر نبوت کے سلسلے قایم ہوتے ہیں اسلئے ضروری تہا کہ ابتداء میں مخالفوں کا ہجوم اسکے خلاف اسی طرح ہو اور کبھی کبھی وہ اپنی خیال اور جھوٹی کامیابیوں پر خوشی کے نعرے بلند کریں اور اپنے ہم فطرتوں کو یہہ گمان کرنے کا موقع دیں کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہو چکا۔ لیکن آخر وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کونسا منصوبہ اسکے خلاف کیا جس میں انجام کار انہیں ندامت اٹھانی نہیں پڑی اور انہوں نے کہلا کہلا تائید حق کا ثبوت نہ پالیا ہو۔ پس سوچنے والے سوچیں اور غور کرنے والے فائدہ اٹھائیں۔

ابھی کل کی بات ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بظاہر ایک خطرناک مقدمہ دائر کیا گیا جس میں آپ کو مالی مشکلات کے ساتھ جہاد کرنا پڑا۔ ایک عرصہ تک اس کی کشمکش رہی سطحی خیال اور زمین دوز نظر والے کبھی اسکی عدالت میں بلائے جانے کے طریق پر ہنسی اڑاتے اور کبھی بر سر عدالت کہڑے ہونے پر اعتراض کرتے۔ غرض اس درمیانی زمانہ میں کوئی موقع اور محل ان ناقدر شناسوں اور منہاج نبوت سے ناواقفوں نے اعتراض کا نہیں چھوڑا یہاں تک کہ انکی جھوٹی خوشی کے لئے یہہ بھی پیش آیا کہ خدا کے برگزیدہ پر عدالت ابتدائی سے جرمانہ ہو گیا پھر تو انکے شور مچانے اور اچھلنے کودنے کا اچھا خاصہ موقع

حضرت احمد کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تقریر ۲۹- دسمبر ۱۹۰۷ء گذشتہ سے آگے

انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اسکی تاثیرات پر اطلاع نہیں اسلئے اسطرح کہدیتے ہیں ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہوکر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔

سید احمد خاں بھی دعا کے منکر تھے لیکن جب انکا پیشاب بند ہوا تو دلی سے معالج ڈاکٹر کو بلایا یہ نہ سمجھ لیا کہ خود بخود ہی پیشاب کھل جاویگا۔ حالانکہ وہی خدا ہے جیسے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جبکہ دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہ ہوں۔ منجملہ ان میں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قضاء و قدر میں سب کچھ ہے مگر کوئی یہ تو بتاوے کہ خدا تعالیٰ نے وہ فہرست کہاں رکھدی ہے۔ جس سے معلوم ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان اسرار پر کوئی فتح نہیں پا سکتا ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قبض سے بیمار ہے تو تریدیا کسٹرائیل جب اوسکو دیا جاوے گا تو اسے اسہال آجاویں گے اور قبض کھل جائیگی کیا یہ اس امر کا بین ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیرات رکھی ہوئی ہیں۔

ہر شخص کا حق ہے انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کی طرح سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلئے ان لوگوں پر خدا کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں انکے لئے وہی تقویٰ اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے اسلئے اب سوچنا چاہئے کہ وہ کیا طریق ہے جس کو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردی کیا ہوا ہے لیکن کارآمد ایام بھی تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے اسکی اس تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا کی طرف سے آتا ہے حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو

اس مقصد کے حاصل کرنیکے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے۔ ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ و دانستہ بد راہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری اور بہت ہی ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جسکو اللہ تعالیٰ نے نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے۔) کہ جہانتک ممکن ہے بد صحبتوں اور بد عادتوں سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ انسے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوامہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسی حالت قدر تبدیلی پالیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوامہ ہو جاتا ہے۔ جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے بھی اس کی قسم کھائی ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بد عادتوں اور بد صحبتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریک کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے۔ اسقدر کوشش کرو۔ اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے

دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ وہ دعا ہے۔

اسی طرح پر اور تدابیر کرنے والے ہیں مثلاً زراعت کرنے والے اور یہی معالجات کرنے والے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان تدابیر کی وجہ سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اشیاء میں مختلف اثر دیکھے ہیں۔

پھر جب کہ ان چیزوں میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دعاؤں میں جو وہ بھی مخفی اسباب اور تدابیر ہیں اثر نہ ہوں؟ اثر ہیں اور ضرور ہیں لیکن تھوڑے لوگ ہیں جو ان تاثیرات کے واقف اور آشنا ہیں اسلئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے۔ دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اسکا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھر لے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے کبھی نہیں اسیطرح جسکو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اسکی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جاکر اسکی تسلی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح پر دعا کرتے وقت بیدلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ بلکہ اسوقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہجانے کی نشانی ہے میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اسکے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی؟ سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے۔ اور نیکیوں پر استقامت اسکے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جسکو دعا پر ایمان ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو دیکھکر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اسکے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کو جو ام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کرتا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسکی خبر مل سکے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جسکی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح۔ اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اسکی پرورش کرتا ہے جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمان ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین۔ چاند سورج۔ ہوا۔ پانی وغیرہ جسقدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں اور پھر وہ اللہ رحیم ہے۔ یعنی کسی کے نیک عمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا وہی

دیتا ہے اور وہی یوم الجزا کا مالک ہے - اسقدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے - جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے اسلئے اسکے بعد اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت فرمائی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اسلئے اسپر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو - غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے - اس میں جسقدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کریگا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھیگا - اسیقدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے تمام مشکلات دور ہو جائیں گی - اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہونچ جاوے گا - یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا - نفسانی جذبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے - اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے - اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے -

میں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جسپر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہئے - اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے - میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لاکر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے - اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا - وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتے بلے سور بننے سے چارہ ہی نہیں ہے - اسلئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا کی تعلیم ہے - اس میں کبھی سستی نہ کرو - اور نہ اس سے تھکو -

پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک جگہ فرماتا ہے - واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے - اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسکو جواب دیتا ہوں یہ جواب کبھی رویا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے - جو مشکلات کو حل کر دیتا ہے غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے - اور قرآن شریف میں جا بجا اسکی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی - انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور انکی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے - پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو - دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاویگا -

تیسرا پہلو صحبت صادقین ہے

تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے - انکا نور صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے - یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں - اور جب تک ان ذریعوں سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اوسوقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اسپر حملہ کرکے اسکی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کیساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے - جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اٹھاوے -

دفع شر و کسب خیر

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کتابوں میں جب لکھا جاتا ہے کہ بدیاں چھوڑ دو اور نیکیاں کرو - تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسیقدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری - زنا - غیبت - بد دیانتی - بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے ہیں تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی کچھ ہو گئے ہیں حالانکہ اگر غور کرکے دیکھا جاوے - تو یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چوری نہیں کرتے ہیں - بہت سے ایسے ہیں جو ڈاکے نہیں مارتے یا خون نہیں کرتے یا بدنظری یا بدکاری کی بدعادتوں میں مبتلا نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ترک بدی کیا ہے خواہ وہ عدم قدرت ہی کیوجہ سے ہو - قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کرکے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحب کمال ہو گیا - بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے میں اس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا سمجھ لے کہ میں نے ترک بدی کی ہے صرف ترک بدی نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی - بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے - یا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ زنا کرنا تو کنجروں کا کام ہے نہ کہ کسی شریف انسان کا - ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ انسان کو بدمعاشوں کے طبقے سے خارج کر دیگا - اور اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا - اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ بنی تھی - انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا خدا کی مخلوق کو نفع پہونچانے کے واسطے اپنے آرام و آسایش کو ترک کر دیا - تب جاکر وہ ان مدارج اور مراتب پر پہونچے کہ آواز آگئی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ -

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت مسلمانوں کی یہہ حالت ہو رہی ہے کہ کسب خیر تو بڑی بات ہے اور وہی اصل مقصد ہے لیکن وہ تو ترک بدی میں بھی سست نظر آتے ہیں - اور ان کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے ؟ جو صلحا کے کام ہیں - پس تمہیں چاہئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو - ہاں اول بدیوں سے پرہیز کرو - اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو - جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اسوقت تک مومن نہیں کہلا سکتا مومن کامل ہی کی تعریف میں تو انعمت علیہم فرمایا گیا ہے - اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری رہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے - ؟ نہیں انعمت علیہم میں تو وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الہیہ کہلاتے ہیں

(باقی آئندہ)

اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزت و احترام کے ساتھ بری ٹھہرائے جانے پر جن احباب نے مبارکباد تار اور خطوط اعلیٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں ارسال فرمائے ہیں اعلیٰ حضرت نے ان تمام خطوط اور تاروں کو خوشی سے پڑھا ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر نشان کے پورا ہونے کی تصدیق کرتے ہیں اور مخلصین و مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں -

میں اس عظیم الشان نشان کے متعلق الحکم میں انشاء اللہ ایک معنی خیز سلسلہ مضامین کا خدا کے فضل و کرم سے تائید پا کر شروع کرونگا - آج تیمناً و تفاؤلاً حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کا مضمون شائع کرتا ہوں -

احباب میرے لئے دعا کریں کہ میں خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان نشان کو اس کی شان اور حیثیت کے رنگ میں دکھلانے کی توفیق پا سکوں -

(ایڈیٹر)

زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے

یہ معمولی بات نہیں بڑی بھاری بات ہے کہ قرآن اب ہی ایک زندہ جاوید کتاب ہے۔ جبکہ تمام پہلی کتابیں صورت اور سیرت دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مر چکی ہیں اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دونوں جہتوں سے اب تک زندہ اور بابرکت کلام ہے اور قیامت تک اسیطرح رہیگا۔ ہر صورت میں لاریب یہ بڑی بھاری بات ہے اور اپنے بیگانہ سب کی غور کے قابل ہے۔ خود قرآن کریم نے یہ دعوی کیا ہے اور جابجا اور مختلف الفاظ میں دعوی کیا ہے کہ وہ اس درخت کی مانند ہے جس کا میوہ دائمی اور ابدی ہے اور اسکی زمین سرسبز رہیگی اور اسکی صورت و معنی میں کبھی تغیر نہیں آئے گا +

ان امور کو مدنظر رکھکر اسوقت قابل التفات یہ بات ہے کہ آج روئے زمین پر وہ کونسی قوم ہے جس کے دست و زبان سے قرآن کریم کے ان دعووں کا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے اور اس یگانہ فخر میں کوئی دوسری قوم ان کے شریک نہیں ہے + اس دعوی کے ثبوت میں میں ایک **تازہ آپ بیتی بات** سناتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے بہت سے لوگ اس سے مستفید اور مسرور ہوں گے +

چھ تاریخ کو امرتسر میں ڈیویزنل جج کی کورٹ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا اپیل منظور ہوا اس سے سب لوگ واقف ہیں۔ تیسرے دن دس بجے کے قریب جبکہ میں بیت الفضل میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یہ خبر ملی۔ سنتے ہی میں بے اختیار سجدہ میں گرا اور بے انتہا خشوع و خضوع اور لذت سے نبی کریم کی تسبیح و تحمید کرتا رہا۔ سجدہ سے فارغ ہوا تو گھر کی ایک لڑکی کی زبان سے جو قرآن پڑھ رہی تھی یہ آیت کان میں پڑی ان الذین اوتوا العلم من قبله اذا یتلی علیهم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ یعنی جن لوگوں کو واقعات کے وقوع سے قبل ان پیشگوئیوں کا علم دیا گیا ہے جب انپر قرآن پڑھا جاتا ہے یعنی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا انھیں سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے رب کے لیے پاکیزگی ہے (یعنی وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اسکے منہ کی باتیں پوری نہ ہوں بلکہ ضروری ہے کہ اس کی تمام قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوں اس لیے کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہماری تربیت اور تہذیب اخلاق اور تقویت ایمان کے لیے ازبس ضروری ہے کہ رسول کی زبان سے پر تحدی پیشگوئیاں کی جائیں اور وہ اپنے وقتوں پر پوری ہوں) یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا ہے۔ اس آیت کو سنکر دوبارہ نئے جوش اور پر زور جوش سے بھر کر میں سجدہ میں گرا۔ فراغت کے بعد عالم ذوق میں کیا کیا عجیب نظارے میرے سامنے آئے حق یہ ہے کہ میں قلم کو ان کے لکھنے پر اور زبان کو بیان کرنے پر قادر نہیں پاتا۔ منجملہ ان وجدانیات کے جو میری روح کو سرشار کر رہی تھیں ایک یہ بات میرے سامنے آئی اور پر زور سوال بنکر میرے قلب سے میری زبان پر وارد ہوئی کہ ان حرکات کی جو اسوقت مجھسے سرزد ہوئی ہیں اصل جڑ کیا ہے اور اس بے انتہا خوشی کا راز اور موجب کیا ہے۔ کیا یہ ہے کہ ایک شخص **مرزا غلام احمد قادیانی** اور وہ بر الاس مغلوں میں سے ایک مغل ہے اسکے اپیل کے منظور ہو جانے کی وجہ سے یہ ساری خوشی ہے۔ معمولاً مقدمات و نزاعات جاری رہتے ہیں کوئی ہارتا ہے کوئی جیتتا ہے اپیل منظور بھی ہوتے ہیں خارج بھی ہوتے ہیں ایک یہ بھی منظور ہو گیا انوکھی بات کونسی ہے جس سے اس قدر بیحد خوشی کی جائے اور سجدہ میں گریہ اور فروتنی دلپر غالب آ جائے۔ اس سوال کا بے تکلف اور صاف جواب تھا کہ یہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالے کی پیش از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور ایسی آن بان اور شان و شوکت سے پوری ہوئیں جسطرح اسوقت پوری ہوئیں تھیں جبکہ ایک خدا ہی قوم نے وقوع کی خوشی میں سجدہ اور بکا کے اظہار سے خدا تعالے کی وہ گواہی اپنے حق میں لی جو آیت مذکورۂ بالا میں ہے۔

اس وجدان کے ساتھ میرے دلمیں آیا اور لازماً آنا چاہیے تھا کا اسوقت **احمدیوں** کے سوا اور کون ہیں جو زندہ خدا کے **زندہ نشان** دیکھیں اور تشکر کے جوش سے تواجد کی حالت انپر طاری ہو اور سجدہ میں گریں اور خشوع و بکا کا استیلا ان کے دلوں پر ہو۔ اور سجدوں میں پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور یہ کہیں **ان کان وعد ربنا لمفعولا**۔ آج ہمارے رب کا وعدہ (پیشگوئی) قطعی طور پر پورا ہوا۔

سلسلۂ واقعات میں جو نظام عالم کے مضبوط قواعد اور مرتبط قوانین کے موافق ہمیشہ جاری رہتا ہے وہ واقعات بھی محض معمولی نظر آتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سوانح میں خدا تعالے کی زبردست باتیں اور وعدے کہلاتے ہیں اگر سرسری نگاہ انپر ڈالی جائے۔ لیکن جب ان کے پیش و پس کو غور سے دیکھا جائے تو وہ خدا تعالیٰ کا ایک ہی مصفا آئینہ ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ آنکھوں کے سامنے رکھلو۔ سرسری طور پر چند لفظوں میں قصہ تمام ہو جاتا ہے اس طرح پر کہ ایک شخص دریا سے بچکر نکل گیا خواہ کسیطرح نکل گیا۔ دوسرا لشکر سمیت ڈوب گیا۔ ایسے واقعات آئے دن ہوا کرتے ہیں۔ ہزاروں جہاز سمندر کی چھاتیوں کو چیرنے کے لیے قسمت آزمائی کرتے ہیں کچھ ڈوب جاتے ہیں کچھ بچکر نکلتے ہیں۔ پھر یہ ایک نبی کا معجزہ کیا اور خدا تعالی کی زندہ کتاب میں بڑے فخر سے نبی کریم کی علامت نبوۃ کے اثبات میں اس کا ذکر کیا۔ اس امر کے لیے اس تحدی آمیز پر شوکت دعوی کو غور سے دیکھنا چاہیے جو ایک ناتوان بے سامان انسان کے منہ سے ایک باسامان پر قوت شخص کے سامنے نکلا جبکہ اسنے عرش جبروت کے سامنے کھڑے ہو کر ایسی حالت میں کہ عادتاً ضعیف اور بے بھروسہ انسان خشک ہو کر رہ جاتا ہے کس لاانظیر اور لاتذبذب قوت اور نہ تھرتھرانے والی زبان سے کہا انا رسولا ربك ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبهم قد جئناك بآیة من ربك والسلام علی من اتبع الهدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من كذب وتولی۔ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں اور اسکی طرف سے پیغام یہ لائے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے رب کی طرف سے اپنی سچائی پر بڑا بھاری نشان لائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج سلامتی اسی کے لیے ہے جو خدا کی باتوں پر چلنے والا ہے ہم کو خدا تعالیٰ نے صاف صاف کہا ہے ہمارے اس پیغام کی تکذیب کرنیوالا اور اسکی تعمیل سے منہ پھیرنے والا سزا پائیگا +

اب ایکطرف تو ان الفاظ کی شوکت اور زور میں غور کرنی چاہیے دوسری طرف یہ سوچنا چاہیے کہ اس دعوے کے وقت ہر قسم کے مادی پہلو کے لحاظ سے کون ان دو شخصوں میں سے زیادہ محفوظ تھا یا آیندہ سلامتی کے اسباب پیدا کر سکتا تھا۔ کیا اس دھمکی کے وقت حضرت موسی کے دل میں یہ خیال جاگزین تھا کہ وہ کسی آئندہ وقت میں فوج بہم پہونچا کر فرعون پر چڑھائی کرینگے اور اپنے منہ کی باتوں کو پورا کرینگے۔ یا موقعہ پاکر خفیہ اس کا کام تمام کر دیں گے۔ اور کیا ان تمام باتوں سے کوئی بات آخر کار وقوع میں آئی۔ کیا فرعون معمولاً حضرت موسی کے ہاتھ سے مارا گیا یا حضرت موسی کی کوئی قوت اس کے ہلاک کرنے میں کارگر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ ایسی کوئی بات واقع نہیں ہوئی ورنہ ممکن تھا کہ یہ زبردست پیشگوئی ایک نادان کے نزدیک معرض اشتباہ میں پڑ جاتی۔ پھر کیا اسوقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوق العادت قوت اور تحدی سے یہ دعوی کر رہے تھے یہ سمجھتے تھے اور اسپر یقین رکھتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بھاگیں گے اور فرعون تعاقب کرے گا۔ آخر دریا سے وہ بچکر پار اتر جائیں گے اور فرعون ڈوب جائے گا۔ ایسا خیال بھی محض بے بنیاد ہے۔ پھر غور کرو کہ یہ دعوی کس طاقت اور قوت کے چشمہ سے پھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس قادر قاہر علیم خبیر ہستی کے منہ کی باتیں ہیں جسے آنے والے واقعات اور دونوں کے انجام کا علم تھا۔

غرض نرا ڈوب جانا اور بچ جانا کوئی قابل توجہ امر نہیں۔ دیکھنے کے قابل وہ پر زور الفاظ ہیں جو قبل از وقت کہے گئے ہیں۔ اسیطرح ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام فتوحات فتح بدر اور فتح مکہ اور دوسری تمام فتوحات ہیں جو واقعات عالم کے نظام جاری کے مطابق ہیں۔ اور درحقیقت یہ واقعہ حضرت موسی اور فرعون کا بھی ہمارے نبی کریم اور آپکے مخالفوں کے انجام کی پیشگوئی ہے۔ یہ سب واقعات معمولی نگاہ میں عرفی لڑائیاں ہیں۔ دونوں طرف سے اسیطرح جنگی جوان ایک دوسرے کے مقابل نکلے جسطرح

عادتاً نکلا کرتے ہیں۔ آخر ایک فریق کامیاب ہوا دوسرا ناکام رہا۔ یہی کامیاب اور ناکام گروہ ہیں جو خداتعالیٰ کی زندہ کتاب میں عظیم الشان آیات کہا گیا ہے۔ ان ہی کو حزب اللہ اور حزب الشیطان یا اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں امر فارق کہا گیا ہے۔ خداتعالیٰ کی نصرت۔ ولایت کفالت اور تائید کے الفاظ ان ہی نتیجوں پر بولے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ظفر اور نصرت کس لحاظ سے معجزہ یا آیت یا علامۃ النبوۃ ہے۔ کیا اُس معمولی نتیجہ کی حیثیت سے جو انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ کے اعمال کے نتائج سے یکساں مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ قبل از وقت وعدہ اور پیشگوئی کے لحاظ سے اُسے خدائے قادر و قاہر کے مُنہ کی بات اور آیت کہا جاتا ہے۔

اسی طرح کی یہ فتح ہے جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خداتعالیٰ کی طرف سے ملی۔ اور اُسی طرح یہ فتح ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق ٹھہری درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے۔ اگر مسلمان کہلانے والوں میں خدا شناسی اور خداترسی کا کوئی کرشمہ باقی رہ گیا ہے تو اس قضیہ کے مقدمات اور لوازم اور قبل از وقت اسکی نسبت پیشگوئیوں میں اسی طرح یکجائی طور پر غور اور تدبر کریں جس طرح خداتعالیٰ کی کتاب کے واقعات میں کی جاتی ہے پھر دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات نصرت و ظفر میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے۔

کیا خداتعالیٰ کا مسیح حضرت موسیٰ اور اپنے مقتدا و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح محض بے سامان اور ناتوان نہ تھا۔ اور کیا بالمقابل طاقتوں اور نخوتوں اور شرارتوں اور ہر طرح کے سامانوں کے مجموعے نہیں تھے۔ کیا خداتعالیٰ کے بودہ کی بیخکنی کے لیے متفق اور منفرد زور نہیں لگائے گئے۔ امرتسری اہل حدیث یا اہل حدث اور دوسرے ان کے امثال اور اخوان خداتعالیٰ کے لیے دلمیں سوچیں اگر ان کے پہلو میں کوئی حق کی گد گدی محسوس کرنے والا دل ابھی تک رہ گیا ہے۔ اُن کی امنگیں کیا کیا تھیں۔ اُن کا تربّص اور انتظار افق کیطرف کس نظارہ کے دیکھنے کے لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا۔ وہ اُن گواہیوں کے ادا کرنے کو بے صبر تھے جن کی تاریخ آج ان کی مراد کے خلاف ظاہر ہوئی ہیں کیا کیا اُمیدیں بندھا رکھی تھیں۔ اگر معدلت خانہ سے باہر نکلتے۔ اور وہ بار بار غور سے دیکھیں اُن کہانتوں اور افترا کی پیشگوئیوں کو جنہیں وہ بڑی جسارت اور جرأت سے اپنے اخبار میں درج کرتے رہے۔ وہ دقائق ملکی اور سرد و گرم زمانہ کی معرفت کے مدعی اخبار۔ دمڑی اخبار یا ٹکا اخبار یا پیسہ اخبار اور اُنکے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے جنہوں نے درمیانی واقعات کو بڑے فخر اور ناز سے شائع کیا اور ان چشم زخموں کو جن کا پہنچنا ابتدا میں خداتعالیٰ کی مستمرہ سنت کے مطابق اہل اللہ کو ضروری ہوا ہے کامل وثوق اور یقین سے ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا اور دعوے کیا کہ اب سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ وہ سجادہ نشین مولوی اور وہ گدی نشین فقرا۔ وہ علم کی جماعت کہلانے والے اور معرفت کا دم بھرنے والے نقشبندی چشتی۔ قادری اور ان کے بھائی خداتعالیٰ کے لیے غور کریں کہ وہ اپنے دعووں میں کیا کہتے تھے وہ خود کیا چاہتے تھے۔ کس نتیجہ کا انتظار کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو کس چیز کی توقع دلاتے تھے۔ افسوس ان بادسراؤں اور بیہودہ گوؤں کی باتیں زبانی آئیں اور باد ہوا باتیں ہو گئیں کاش ان کے دعوے لکھے ہوئے اور لکھکر شائع کیے ہوئے ہوتے جو آج ان کے سیاہ چہروں اور مجذومانہ نہجوں کو آئینہ بنکر انھیں دکھاتے مگر ان خدا سے مہجور و دور بزدلوں کو یہ قدرت اور توفیق کبھی ملی نہیں جو اپنے مُنہ کی کسی یاوہ گوئی کو شائع بھی کرتے۔ یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات بھی جو راہ میں آپڑی۔ غرض وہ سب لوگ کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں جو خداتعالیٰ کے مسیح موعود کے استیصال کے درپے اور چشم براہ تھے سوچیں اور پھر بتائیں کہ آج اُن کی دعاوں۔ اُن کی تدبیروں۔ اُن کی متفقہ کوششوں اور اُن کے ہر قسم کے مکائد و حیل کے مخالف ایک بات واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور کیوں ہوئی ہے۔ کیا ایک مرد خدا نے خداتعالیٰ کی زبان سے تمھیں برسوں پہلے اُسی طرح پکار کر نہیں کہا تھا **فکیدونی جمیعًا ثم لا تنظرون۔** (براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں کئی رنگ میں یہ دعویٰ درج ہے) جسطرح خداتعالیٰ کی زبان سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء نے اپنے مخالفوں کو کہا۔ پھر کیا اس تحدی کے بعد تم چپ رہے اور ہاتھ پاوں توڑ کر بیٹھ گئے (کاش تمھارے ہاتھ پاوں ٹوٹے ہوتے اور تم خدا سے جنگ کرنیوالے نہ ٹھہرائے جاتے) یا کیا تم سارے زور نہیں لگائے اور اپنی کمانوں کے سارے تیر خالی نہیں کیے۔ اور کیا یہ کوششیں تم نے اسلئے اور اس اُمید سے کی تھیں کہ انجام کار نامرادی کا بدنما داغ تمھاری لمبی ناکوں پر لگے اور ذِلّت و بدنامی کی چھینٹیں تمھارے جبہ و دستار پر پڑیں اور کیا یہ کارروائیاں تم نے خدا سے قوت پاکر اور اُسکی نصرت کے بھروسہ پر کی تھیں یا اپنے جذبات اور نفسانیت کے جوشوں کے زور آور دھکے کے نیچے آکر کی تھیں۔ پھر تمھاری اُمیدوں اور قوتوں کے خلاف کیوں ظہور میں آیا۔ اور تمھارا حریف مقابل اُن دعووں کے مطابق جو قبل از وقت کیے گئے تھے آخر کار کیوں غالب ہوا۔

نادانوں نے اُس بکری کیطرح اپنے کُھر سے چھری کھود کر ذابح کے ہاتھ دی جبکہ مرد خدا کے استیصال کے لیے کمریں باندھیں۔ اور خود اپنی کارروائیوں سے اُسکے سلسلہ کو خدا کیطرف سے ثابت کرنے والے ٹھہر گئے اور اپنے پاوں سے چلکر اُس خندق میں گرے اور کٹ کر گرے جس میں اُن کے پہلے باپ دادا احزاب کی لڑائی میں گر کر تھے۔ لڑائی ہنوز جاری تھی۔ اور دعویٰ کرنے والے کی پر تحدی پیشگوئیاں نقارہ بجا رہی تھیں ایک دانشمند کے لیے کافی موقعہ تھا کہ کم سے کم انجام تک زبان کو تھامے رکھتا مگر نا عاقبت اندیشوں نے درمیانی چشم زخم کو جو سنۃ اللہ کے مطابق حزب اللہ کا خاصہ اور اُن کا ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے آخری زخم سمجھا اور بہائم کی طرح اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کتاب اللہ نے انھیں تعلیم دی تھی کہ العاقبۃ للمتقین یعنی پہلی فتح باطل پرستوں کی اور انجام کار راست بازوں کا ہوتا ہے۔

غرض ہماری خوشی اسوقت پاک خوشی اور خداتعالیٰ کی معرفت بڑھانے والی خوشی ہے عادتاً لوگ بھی خوش ہوا کرتے ہیں۔ مقدمات کے جیتنے پر کیسی کیسی خوشیاں مناتے ہیں مگر اس خوشی کا نتیجہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے من اور احسانات کے بوجھ کے نیچے ہماری گردنیں دبی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ہم خوش ہوئے ہیں خداتعالیٰ کے منہ کی باتوں کے پورا ہونے پر۔ اس فتح اور نصرت کی راہ سے خداتعالیٰ کے وجود کے نئے شان سے ثابت ہو جانے پر۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور کامل نبوۃ کے نئے سرے قائم اور ثابت ہو جانے پر۔ اس لیے آج اس زمانہ میں بلکہ ہمیشہ سے ایک ہی راہ ہے جس سے خداتعالیٰ کے زندہ اعتقاد اور مستحکم وجود کا نشان ملتا ہے وہ ہے پیشگوئیوں کا وجود اور ان کا پورا ہونا۔

اسوقت موزوں موقعہ تھا کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو ان مقدمات کے متعلق ہو چکی تھیں ایک جگہ جمع کرکے دکھائی جائیں مگر اس بھاری کام کا بیڑہ میرے لائق دوست شیخ یعقوب علی صاحب نے اُٹھایا ہے۔ وہ عنقریب بڑا مبسوط آرٹیکل اسپر لکھیں گے جو مجھے یقین ہے کہ حق و باطل میں امر فارق اور خارق عادت ہوگا۔ میں نے قصداً اس سے پہلو تہی کیا ہے اسلیے کہ تجربہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخ صاحب کو خداتعالیٰ نے مضامین نویسی کے کام کے قابل اور اہل بنایا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر قادیان میں میرے ہاتھ سے کوئی پرچہ نکلا کرتا اور پھر اُسکے بعد الحکم اسطرح شیخ یعقوب علی صاحب کے ہاتھ سے نکلتا تو میں بڑی خوشی سے اپنے پرچہ کو بند کر دیتا۔ شیخ صاحب نے تھوڑی مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے خداتعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور قوم کو توفیق اور سمجھ دے کہ ایسے بے نظیر آدمی کی قدر کریں۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ سچ ہے **الاناء یترشح بما فیہ۔** اس بات کے ساتھ بھی مجھے ایک دلچسپی ہے اور ایک ذوق ہے موقعہ آگیا بے اختیار نکل گئی۔

غرض آج خداتعالیٰ نے ہماری ساری کوفتوں اور غموں کو اپنے فضل سے دور کیا اور ہمیں اپنے لطف و احسان سے اپنے وعدوں کا وارث بنایا۔ اگر پہلی عدالت میں کامیابی ہو جاتی تو یہ فوائد اور معارف حاصل نہ ہوتے جو آج حاصل ہوئے ہیں۔ یہ بات ایک تفصیل چاہتی ہے اور تفصیل کے بعد دنیا دیکھے گی کہ خداتعالیٰ نے کیا کیا اور کیا دکھایا ہے مگر اس کے لیے اور وقت ہے۔ خداتعالیٰ ہماری جماعت کو اس فتح سے لذت لینے اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان آیات سے یونہی گذر جائیں۔

خاکسار عبدالکریم

درخواست دعا۔ بخدمت برادران احمدی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سردار محمد الدین صاحب رسالدار احمدی میانیر سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے تایا صاحب محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مبتلا بعارضہ ورم جگر و معدہ و گردہ کے واسطے برادران دعا کریں

متفرق مضامین

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم

۱۔ الحکم کی توسیع اشاعت کے متعلق اور صفائی بقایا کے لیے جو تجویز گذشتہ سال کی کئی اشاعت میں چھپی تھی یعنی ارادہ کیا تھا کہ کوئی سفری ایجنٹ اسی کام کے لیے روانہ کیا جاوے اسکے متعلق منشی عالم شیر صاحب ساجنٹ کیلم جو الحکم کے عاشق زار ہیں ایک مسودہ مضمون بھیجتے ہیں اسکا خلاصہ کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ دونگا۔ منشی عالم شیر ۴ جدید خریدار جو پیشگی قیمت دینے والے ہیں اور جنکی قیمت بذریعہ وی پی وصول ہو چکی ہے بھیجتے ہیں میں انکی اس قدر افزائی پر انکے لیے دعا کرتا ہوں منشی عالم شیر صاحب کوئی بہت بڑے بارسوخ آدمی نہیں لیکن اسپر بھی باوجود اپنی مالی مشکلات کے ہمیشہ الحکم کے سچے خیر خواہ اور حقیقی معاون ثابت ہوئے ہیں اگر ۵۰۰ آدمی بھی ایسے نکل آویں تو آج الحکم تین ہزار چھپ سکتا ہے۔

۲۔ ناظرین الحکم عالیجناب میر مردان علی صاحب حیدر آبادی کے نام نامی سے ناواقف نہیں وہ الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں اور ہمیشہ ہیمہ سالانہ چندہ پر الحکم خریدتے ہیں۔ سال گذشتہ میں انہوں نے عہ کے علاوہ صہ ڈونیشن بھی دیا تھا۔ امسال بھی اس تحریر پر کہ بعض خریداران کے وی پی واپس آئے سخت افسوس ظاہر کرتے ہوئے الحکم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں ایک جدید خریدار بھیجتے ہیں اور فروری میں للعہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

۳۔ منشی امام الدین صاحب بنہ گراؤں سے ایک جدید خریدار کی پیشگی قیمت بھیجتے ہیں۔

۴۔ احمدی مسافر لاہور سے ایک جدید خریدار اپنی جیب سے دیتے ہیں۔

۵۔ جنوری کے اوّل ہفتہ میں پانچ جدید خریدار اپنی درخواست پر الحکم جاری کراتے ہیں۔

رسید ذکر۔ افسوس ہے کہ میں اس اشاعت میں بھی رسید زر نہیں شائع کر سکا وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے ظہور پر جو مضمون حضرت مخدوم الملۃ نے لکھا ہے اسکا اندراج ضروری تھا۔ اسکے لیے بعض دوسرے مضامین بھی ملتوی کرنے پڑے۔

مقدمات کا انجام

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں احمدی قوم کو مبارکباد دے چکا ہوں کہ **خدا تعالیٰ کا جری** اپنے مولیٰ کریم کے وعدوں کے موافق عزت واحترام سے بری ہوا۔

۱۔ اسپر ایک جلیل الشان مضمون آج کے الحکم میں درج ہے اور سلسل مضامین کا سلسلہ الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز آپ پڑھیں گے۔ جن میں مقدمات کے متعلق اور اس نشان کے عظیم الشان زندہ معجزہ ہونے کے متعلق خدا تعالیٰ کی مدد سے عجیب عجیب پہلوؤں پر بحث ہوگی اور دو سالہ کارروائی پر پورا ریویو ہوگا۔

۲۔ عالیجناب سشن جج صاحب کا فیصلہ اور جناب خواجہ صاحب کی تقریر بھی جلد تر شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

مبارکبادی کے خطوط اور تاریں

کثرت کے ساتھ مبارکبادی کے خطوط اور تاریں اعلیٰ حضرت اور دیگر بزرگان ملت کے نام آرہے ہیں۔ منشی محمد یوسف صاحب مردان سے لکھتے ہیں۔

نشان ایں باشد و دیگر ہزاراں
مبارک باشد و باشد مبارک
مبارکباد بر احباب ملت
بحضرت مہدی ما صد مبارک

نصرۃ الحق

اسنام کی ایک فارسی کتاب جو مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے لکھی ہے آج کے الحکم کے ساتھ شائع ہوتی ہے اس کتاب کے چار صفحے ہر دوسرے نمبر میں شائع ہوا کریں گے ناظرین اسکو احتیاط سے جمع رکھیں۔ یہ کتاب صرف ناظرین الحکم کو ہی سردست مل سکے گی۔

مقدمات کے انجام پر سماج کا عصر

جو الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع ہوگا ایک قابل دید مضمون ہوگا اگر کسی احمدی کی نظر سے کوئی مضمون کسی اخبار میں گذرے اسکی ایک کاپی مجھے ضرور بھیج دیں۔

انک لعلٰی خلق عظیم

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق عظیم کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ لالہ شرمپت رائے جو قادیان آریہ سماج کے ایک معزز رکن اور حضرت حجۃ اللہ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ ہیں بیمار ہوگئے اعلیٰ حضرت باوصفیکہ آپکی طبیعت علیل تھی ۱۰۔ جنوری کو انکی عیادت کو تشریف لے گئے۔ مفصل پھر۔

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامتہ)

(مندرجہ ذیل سوالات ایک دہریہ نے بذریعہ خط بھیجے تھے جنکا جواب اصولی طور پر حکیم الامتہ نے دیا ہے (ایڈیٹر))

سوالات

۱۔ انسان کا طرز زندگی دو باتوں پر منحصر ہے۔ (ا) آباؤ اجداد کا اثر۔ (ب) ملک وقوم کا اثر۔ یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں۔ پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو۔

۲۔ انسان محدود ہے۔ پھر غیر محدود زمانہ اسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔

۳۔ اگر انسان کو زندگی پھر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دیجاویگی۔ خصوصاً جب کہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہ جاتا ہے۔

۴۔ انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا۔ اگر سب کی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی ہوگی۔

۵۔ انسانوں کے سے صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک گستاخی ہے۔

۶۔ بچے کیوں مرجاتے ہیں۔ یہ دانائی کی بات نہیں کہ بچے مارے جائیں۔

جوابات

سوال نمبر (۱) آباؤ اجداد کا اثر۔ (ب) ملک اور قوم کا اثر۔ یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو۔

جواب (ا) آباؤ اجداد کا اثر اگر ایسا ہے کہ اس اثر کے بالمقابل کوئی دبانیوالی طاقت اس انسان کو نہیں دی گئی تو وہ انسان پاگل ہے اور شرعاً اسپر کوئی سزا نہیں لگ سکتی کیونکہ شریعت طاقت اور وسعت سے باہر کی باتوں پر حکومت نہیں کرتی۔ (ب) اسیطرح ملک اور قوم کے آثار بھی اگر اس درجہ تک کسی انسان میں اثر کر گئے ہیں کہ اس تاثیر کے بالمقابل دبانیوالی طاقت کام نہیں کر سکتی تو وہ انسان بھی مجنوں ہے اور مجنوں کسی انعام یا سزا کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ وہ شریعت کا پابند ہے کیونکہ یہ معاملہ اوسکی طاقت اور وسعت سے باہر ہے اور شریعت طاقتوں پر حکمرانی کرتی ہے۔ اوس کی تفصیل یہ ہے کہ چوروں کا ایک جتھہ ملکر کسی شخص کے گھر میں نقب لگاتا اور اسکا مال واسباب نکالکر ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو اس جتھہ کا ہے اور اگر وہ شخص جسکے سپرد مال کیا گیا ہے اوس میں سے ذرا بھی نقصان کرے تو فوراً اسکو چور لوگ اپنے جتھہ سے نکال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کمینہ اور چور ہے اسیطرح ٹھگ بھی چند آدمی ملکر ٹھگی کرتے اور مال دنیں سے ایک ہی آدمی کے قبضہ میں آتا ہے لاکن اگر وہ شخص جس کے قبضہ میں مال آیا ہے کچھ مال اوس میں سے دہوکہ سے لے لے۔ تو اوسکو اپنی شراکت سے الگ کر دیتے ہیں اسیطرح کنجر لوگ اپنی بہو سے زنا نہیں کراتے اسلئے کہ غیر کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیے پر جو شخص اون کے گھر میں اونکی اپنی لڑکی سے بدکاری کرنے کے واسطے آتا ہے وہ عورت اوس کی کیا لگتی ہے اسیطرح ہر ایک بدکار کے اندر ایک طاقت موجود ہے جو اوس کو بدکاری سے ملزم کرتی ہے اور بدی سے روکتی ہے پس ہر بدکار اپنے اندر بدی کے دبانے کی طاقت رکھتا ہے ہمارے مورث اعلےٰ لوگ بھی قوی کے مرکب تھے جو ایک دوسرے کے مقابل حد بندی قایم کر سکیں پس جب انسان اوس بدی کے دبانیوالی طاقت سے کام نہیں لیتا جو اوسکو ملی ہے یا اوس میں ہے تو وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بدی کے مقابل دبانیوالی طاقت سے کام لیتا ہے تو انعام کا مستحق ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۲ — انسان محدود ہے پھر غیر محدود زمانہ اوسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔

جواب — انسان زمانہ ماضی کی طرف تو ضرور محدود ہے مگر زمانہ مستقبل کیطرف محدود ہے یا نہیں یہ ایک مسئلہ ہے جو بحث طلب ہے ہم اسکو مستقبل کیطرف محدود نہیں مانتے اسلیے ہم اسکے لیے غیر محدود زمانہ تجویز کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۳ — اگر انسان کو زندگی پھر دیجاوے تو حیوانات کو کیوں نہ دی جاویگی خصوصاً جبکہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہ جاتا ہے۔

جواب — یہ سوال تعجب انگیز ہے اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو بھی زندگی دیجاوے گی اور بعض صورتوں میں حیوانات کو بھی۔ وحشی انسان اور بندر میں تو زمین وآسمان کا فرق ہے ایک قابل ترقی اور اس لایق ہے کہ فائدہ جدیدہ حاصل کرے اور اس جدید فائدہ کی تعلیم اپنے بنی نوع کو کر سکے اور بندر میں یہ طاقت وقوت نہیں کہ جدید باتیں بنی نوع کو سکھاوے۔

سوال نمبر ۴ — انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا اگر سبکی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی رہیگی۔

جواب — ہر ایک انسان قیامت کے دن اپنی اوس شکل میں اٹھایا جائیگا جیسی کہ وہ مرنے کے وقت تھا۔

سوال نمبر ۵ — انسانوں کی سی صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئے جاتے ہیں یہ ایک گستاخی ہے۔

جواب — بے ریب گستاخی ہے اور کوئی انسانی صفت خدا کیطرف ہرگز منسوب نہیں ہوتی اور ایسا کرنا گستاخی ہے اسلام میں کوئی صفت انسانی خدا کو نہیں دیگئی۔

خطبہ عید الفطر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ اور جنکا اقتدا کرنا چاہئے تھا۔ کہتا ہے جب اونہوں نے میرے روبرو ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا (اور لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی تقریر کی تکذیب کرنے نہ گیا) اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ متخلفین میں سے ان تین آدمی سے کوئی کلام نکرے۔ کہتا ہے کہ لوگ ہم سے اجتناب کر گئے یا کہا کہ لوگ ہم سے متغیر ہوگئے تاکہ وہ زمین بھی مجھے اوپری معلوم دینے لگی گویا وہ زمین ہی نہ تھی۔ جس کو میں پہچانتا تھا۔ پس ہم پچاس رات اسی حال میں مبتلا رہے اون دونوں میرے یاروں نے عاجز ہوکر اپنے گھروں میں بیٹھکر رونا شروع کیا۔ اور میں جوان دلیر تھا۔ بازاروں میں پھرتا تھا۔ اور نماز میں حاضر ہوتا تھا مگر مجھ سے کوئی کلام نہ کرتا تھا اور میں نماز کے بعد رسول اللہ صلے اللہ صلعم کو آنکر سلام کہتا اور دیکھتا کہ سلام کے جواب میں آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے کہ نہیں پھر میں رسول اللہ صلعم کے قریب کھڑا ہو کر نماز پڑھتا اور آنکھ چرا کر آپ کی طرف دیکھتا جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے جب مسلمانوں کی کڑائی مجھ پر بہت ہوگئی تو ایک دن میں ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر جو میرا چچا زاد بھائی تھا اور میری اوس سے بہت محبت تھی باغ میں گیا میں نے اوس کو السلام علیکم کہا مگر اوس نے سلام کا جواب نہ دیا میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تجھے معلوم ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلعم سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہا۔ اور مجھے کچھ جواب نہ دیا میں نے پھر اوسکو قسم دیکر کہا وہ خاموش ہی رہا میں نے پھر تیسری دفعہ جب قسم دیکر کہا تو اوس نے اسقدر کہا کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم خوب جانتے ہیں یہ سنتے ہی میرے آنسو جاری ہوگئے اور اسی طرح سے دیوار پر سے ہوکر وہاں سے نکل آیا میں بازار میں چلا جاتا تھا کہ ایک آدمی شام کے لوگوں میں سے جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے کو آئے تھے۔ کہتا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتلا دے۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اوس نے مجھے غسان کے حاکم کا خط دیا اور چونکہ میں لکھا پڑھا تھا۔ میں نے وہ خط پڑھا اوسمیں لکھا تھا۔ اما بعد ہم کو خبر پہونچی ہے کہ تیرے صاحب نے تجھ پر ظلم کیا اور خدا تعالےٰ نے تجھے ذلیل و ضایع نہیں کیا تو ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری پرورش کریں گے خط پڑھکر میں نے دلمیں خیال کیا کہ یہ بھی ایک بلا آئی (کہ کفار کو ہماری طرف طمع ہوگئی) میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا جب اس حال کو چالیس روز ہوگئے تو ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا اور مجھے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تجھے فرمایا ہے کہ تو اپنی عورت سے علیحدہ ہوجا میں نے کہا کہ آپ نے طلاق دینے کو فرمایا ہے یا کیا۔ اوس نے کہا طلاق کو نہیں فرمایا مجامعت سے منع فرمایا ہے اور دوسرے دونوں میرے یاروں کو بھی یہی کہلا بھیجا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے فیصلہ کا حکم نہیں آتا تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا۔ اور ہلال بن امیہ کی عورت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہلال بن امیہ بوڑھا ناکارہ ہے اوسکا خادم کوئی نہیں کیا آپ اوس کی خدمت کرنے سے مجھے منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تجھ سے مقاربت نہ کرے اوس نے عرض کی کہ خدا تعالےٰ کی قسم ہے وہ اس کام کی لایق ہی نہیں واللہ وہ جس روز سے اس حال میں مبتلا ہوا ہے آج تک دن رات روتا ہی رہتا ہے بعضے لوگوں نے مجھے کہا کہ تو بھی اپنی عورت کی بابت رسول اللہ صلعم سے اجازت طلب کر جیسے ہلال کی عورت نے آپ سے اسکی خدمت کرنیکا اذن لے لیا ہے میں نے کہا اگر میں اس امر میں آپ سے عرض کروں معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں (یعنی عورت کے پاس ہوتے مجھے صبر کرنا مشکل ہے) تاکہ دس رات اور گذر گئیں اور ہمارے اسحال کو پچاس رات ہوگئی پچاسویں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر پڑھکر اسی حالت میں بیٹھا تھا۔ جیسے خدا تعالےٰ نے قرآن میں ہماری خبر دی ہے اور میرا دم بسبب غم کے بند ہو رہا تھا۔ اور زمین باوجود کشایش کے مجھ پر تنگ ہو رہی تھی کہ میں نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ پہاڑ سلع پر باواز بلند کہہ رہا تھا کہ اے کعب بن مالک تجھے بشارت ہو میں سنتا ہی سجدہ میں گر پڑا اور جان گیا کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کشایش آئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھتے ہی لوگوں کو ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر کر دی لوگ ہمکو بشارت دینے ۔۔۔۔۔ شروع ہوگئے اور دونوں میرے یاروں کے پاس بھی بشارت دینے والے پہونچے اور ایک گھوڑا دوڑا کر میری طرف آیا۔ اور ایک آدمی نے بنی اسلم میں سے پہاڑ پر چڑھکر آواز کی آواز گھوڑے کی سوار سے پہلے پہونچی جب وہ شخص جس کی میں نے آواز سنی تھی۔ میرے پاس آیا تو میں نے اپنے دونو کپڑے اوتار کر بشارت کے عوض میں اوسکو پہنا دئے۔ مجھے اللہ تعالےٰ کی قسم ہے کہ اس روز میرے پاس وہی کپڑے تھے جو دیدئے اور میں نے دو کپڑے عاریتاً لیکر پہن لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر کے چلا راستہ میں لوگ مجھے ملتے تھے۔ اور توبہ کی قبولیت کی تہنیت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تیری توبہ قبول فرمائی۔ تاکہ میں مسجد میں پہونچا وہاں لوگ رسول اللہ صلعم کے گرد مجتمع تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھکر کھڑا ہوگیا اور دوڑ کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور تہنیت دی واللہ مہاجرین میں سے اوس کے سوا دوسرا میری خاطر کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کے اس کام کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا کعب کہتا ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کو سلام کیا اوسوقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمکتا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو۔ ایسے دن کی جب سے تو ماں سے پیدا ہے اوس دن سے بہتر کوئی دن تجھ پر نہیں آیا۔ میں نے گذارش کی کہ بشارت آپکی طرف سے ہے یا اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت ایسا روشن ہو جایا کرتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کی حالت کو جانتے تھے میں نے آپکے سامنے بیٹھکر گذارش کی کہ یا رسول اللہ میری توبہ میں سے ہے کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ کچھ مال اپنے لئے رکھ لے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کی کہ خیبر کی غنیمت میں سے جو مجھے حصہ ملا تھا وہ میں اپنے لئے رکھتا ہوں میں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالےٰ نے میرے صدق کے سبب مجھے نجات دی ہے یہ بھی میری توبہ میں سے ہے کہ آیندہ کو میں اپنی زندگی میں سچ کے سوا کوئی بات نہ کروں گا۔ مجھے خدا تعالےٰ کی قسم ہے کہ جسدن سے میں نے یہ بات رسول اللہ صلعم سے عرض کی ہے اسدن سے کسی مسلمان پر اللہ تعالےٰ نے ایسا انعام نہیں کیا جیسا صدق کے باعث مجھ پر انعام کیا ہے اور اوس دن سے آجتک کبھی جھوٹ نہیں کہا اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ آیندہ کو بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

اب دیکھو کہ فرمانبرداری اسکا نام ہے کہ جماعت سے ایک شخص الگ کیا جاتا ہے بیوی کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اوس کے پاس نہ جاوے اور دشمن کی طرف سے دلداری اور امداد کا وعدہ ملتا ہے مگر سر مو فرق نہیں آتا۔ غرضیکہ فرمانبرداری میں اپنے آپ کو دیتے وقت یہ ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ کسی شیطان کی بیعت تو نہیں کرتے اس لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرنی چاہئے۔ کہ کہیں سابقہ بدیاں اور غلطیاں ٹھوکر کا موجب نہ ہوں یہ خدا ہی کا دستور ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قایم مقام کسی کو بناتا ہے اور پھر مشکلات آتی ہے مگر خدا بدلا دیتا ہے ان لوگوں میں التعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ دونو کمالات ہوتے ہیں خدا کے کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اون کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی لیاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور حاوی علوم کے محقق اعلےٰ درجہ کے پارسا ہوتے مگر اوسی قسم کے لوگ گمراہ اخبث ہوکر خدا سے دور چلے جاتے ہیں اسلئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے اس قسم کے انسان آتے ہیں لیکن لوگوں کے اندر جو غلط کاریاں ہوتی ہیں اون سے بعد ہو جاتا ہے اون غلط کاریوں کی ایک بڑی اصل کبر ہے جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کے اول تواریخی واقعہ میں کیا ہے۔ **ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین** اس سے ظاہر ہے کہ اول ہی انکار اور کبر ایک ایسی شے ہے جو فیضان الٰہی کو روک دیتی ہے طاعون کے گذشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا اس میں بھی شرط لگی ہوئی تھی۔ کہ **انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا بالاستکبار** تکبر۔ تزکیہ نفس کی ضد ہے اور دونوں چیزیں ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں۔

دوسری بات جو کہ انسانی ترقی کی سد راہ ہوتی ہے وہ اوس کا نفاق ہے کہ جب کوئی دکھ ہوتا ہے تو خدا سے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے۔ کہ اگر یہ دکھ مجھ سے دور ہو جاوے تو میں فلاں فلاں کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔

صدقہ دوں گا دین کی خدمت کروں گا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اور ایسی مواقع لوگوں کو بے روزگاری ۔ تنگی معاش ۔ کمی تنخواہ ۔ اپنی اور بال بچوں کی بیماری وغیرہ میں پیش آتے ہیں لیکن جب مشکل کا پہاڑ ٹل جاتا ہے ۔ تو سب بہول جاتے ہیں اسکا نتیجہ یہ کہ منافق ہوکر مرتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاعقبھم نفاقاً ۔ الیٰ ۔ استکبار ۔ بدعہدی یعنی نفاق یہ تین باتیں ہوئیں ۔ چونتی جہوٹ کی عادت ہے جوکہ انسان کو فیض الٰہی سے محروم رکہتی ہے پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا اندرونہ ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ اور استغفار سے کام لے ورنہ یاد رکہو کہ بڑے خطرہ کا مقام ہے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ایک قوم نکلی تھی اور موسیٰ نے اونکو الٰہی ارادوں سے اطلاع بہی دیدی تہی کہ وہ تم پر انعام کرنا چاہتا ہے اور جتلا دیا تہا کہ اگر تم حکم نہ مانوگے تو خائب و خاسر ہو گے مگر ۔ قوم نے عذر تراشے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس سال جنگل میں بہٹکتے رہے اور ترقی کی رفتار روکدی گئی اس سے ظاہر ہے کہ بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک مامور کو بہی مشکل میں ڈالتے ہیں اس لیئے تم لوگوں کو فکر چاہیئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش و اقارب کی پرواہ نہ کرکے اوس کے ہاتہہ پر خود کو فروخت کر دیا ہے اگر تم میں وہی بلائیں اور ظلمتیں موجود ہیں جوکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ والوں میں تہیں تو تم اوس کے رستہ میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو جو دنیا میں تو اسے قبول کرکے ناپسندیدہ بن گئے مگر اب خدا کے نزدیک نہ بنو ۔

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکہہ پاتا ہے اور امن اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکہہ کر حسد نہیں کرتا تو اوس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے ۔ تو یہ طمع نہیں کرتا ۔ تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع فزع شہوت و غضب کے تمام دکہوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ ذاتی سکہہ کے ذرائع اخلاق فاضلہ ہیں یہ بہی ایک فضل الٰہی ہے ۔ جو کہ انسان کو حاصل ہوتا ۔ لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹہا ہونے سے ہوتے ہیں ۔ یاد رکہو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں ۔ اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے اوس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے ۔ تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دونو نہ ملیں اور اون تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصول اولاد کے لئے ضروری ہیں اسی طرح ایک ہماری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا ایک گہر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے ماما ئیں ۔ خدمتگار ۔ اور سونے ۔ کہانے ۔ بیٹہنے نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب مہیا ہونے کی مقدرت ہو ۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ ۔ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کرسکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہونچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا ۔ تو تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کرسکو گے جو ایک بہاری مجمع پر ہوتا ہے ۔ و الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم ۔ میں اسی کی طرف اشارہ ہے وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرام میں پہونکی گئی تہی اوسکو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے ۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کے لیے چاہیئے ۔ کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو ۔ اگر یہ نہ ہوگا ۔ اور ذرا ذرا سی بات پر روٹہو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پہوٹ ہوگا ۔ اسی وحدۃ کی بنیاد کے لیئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصّٰبرین ۔ یعنی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو ۔ اور اون کی اطاعت اوسی حال میں کرسکو گے جب کہ تم میں تنازع نہ ہو ۔ اگر تنازعات ہونگے تو یاد رکہو ۔ کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا بندہی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی ۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہوکر وحدت کی روح پہونکے گی ۔ لیکن تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکہنا چاہتے ہو ۔ تو صبر اور تحمل سے کام لو ۔ اور تنازع مت کرو ۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے ۔ مجہے افسوس ہے کہ لوگ روحانی بیماریوں کے لیئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بہی نہیں ہے ۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جنم کے اندہے کی سی ہے کہ اوس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جاوئے تو وہ اُسے جانتا ہی نہیں ہے ۔ اور اسی لئے اوس کے آگے بینائی کی قدر بہی نہیں کیونکہ اوس نے اُس لذت کو پایا نہیں ۔ پس اسوقت کے موجودہ مسلمان بہی اوس طاقت کی خوبی کو جو کہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے اسکی وجہ یہ ہے ۔ ایک سلطنت انکے ہاتہہ سے جا چکی ہے اور اسی لیئے انہیں اسطرف توجہ بہی نہیں ۔ کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں ۔ آجکل اگرچہ ریفارمیشن کے مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفارمیشن کریں گے ۔ جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں ۔ دعوےٰ تو ہے مگر سمجہہ نہیں بکہ یہ خدا کے ماموروں ہی کا کام ہے ۔ جو کر سکتا ہے ۔

پس اے عزیزو اور دوستو اپنی کمزوری کے رفع کے لیئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرو ۔ اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم آیندہ آنے والی نسلوں کے لیئے نیک نمونہ بن سکو ۔ وہ نہ ہو کہ خدانخواستہ لعنت اُختہا کے مصداق ۔ (جب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اول موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے ۔ کہ ہم نے تو کچہہ نہ کیا تم ہی کرنے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں ۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ سچی اتباع کرو ۔ اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دہوکہ میں آجاتے ہیں دور کرو ۔ آپس میں خوش معاملگی اور احسن سلوک برتو ۔ رنج بخل حسد کینہ سے بچو ۔ کہ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق جو کہ اوس نے اپنے مرسل کی جماعت سے کیا ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا پورا ہوکر رہے مطلق انسان کی کوشش سے کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں کیونکہ یہ سارے علل اسباب سے آگاہ نہیں ہو سکتا دیکہو ایک سال کی جانکاہ محنت سے زمیندار خرمن جمع کرتا ہے مگر جب اتفاق کہتے ہیں ۔ اُس سے آگ لگکر سارے کا سارا خاک ہو جاتا ہے اگر اُسے کامل علم ہوتا اور کامل اسباب حفاظت پر وہ احاطہ رکہتا ۔ تو کیوں یہ بربادی دیکہتا ۔ یہی حالت انسان کے اعمال کی ہے اگرچہ وہ بڑے بڑے اعمال کرتا ہے لیکن ایک مخفی گند اندر ہوتا ہے جس سے وہ تمام برباد ہو جاتے ہیں ۔ اوس کا علاج وہی ہے ۔ جو کہ ذکر کیا ۔ کہ دعا اور استغفار اور لاحول سے کام لو پاک لوگوں کی صحبت میں رہو اپنی اصلاح کی فکر میں مضطر کی طرح لگے رہو ۔ کیونکہ مضطر ہونے پر خدا رحم کرتا ہے ۔ اور دعا کو قبول کرتا ہے دوسرے کی تحقیر ہرگز مت کرو ۔ کہ اس سے خدا بہت ناراض ہوتا ہے ۔ اور دوسرے کو حقیر جاننے والے لوگ نہیں مرتے جب تک کہ اُس گند میں خود نہ مبتلا ہوں ۔ جس کی وجہ سے دوسرے کو حقیر جانتے ہیں ۔

اس تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ بیٹہہ گئے اور پہر کہڑے ہوکر خطبہ کی تکمیل اس طرح سے کی ۔

آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گذر گیا ہے ۔ یہ خدا تعالےٰ کے فضل کے ایام تہے جب کہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا ۔ اور عامہ اہل اسلام کے لیئے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی ۔ راتوں کو اٹہنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے تہیں ۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبرگیری کرے ۔ دو ٹک گیہوں کے یا چار جو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے ۔ اور جنکو خدا نے زیادہ موقع دیا ہے ۔ وہ زیادہ دیویں ۔ اس جگہ مختلف ضرورتیں ہیں کہ جن کے لیئے لوگوں کے خیرات کے روپیہ کی ضرورت ہے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا تہا اور پہر آپ اوسے مختلف مدّوں میں تقسیم کر دیا کرتے تہے ۔ ایک یہاں مدرسہ ہے ۔ اور اس وقت اسے بڑی ضرورت امداد کی ہے مہمانوں کو بہی مشکلات پیش آتی ہیں بعض وقت دیکہا گیا ہے کہ ان بیچاروں کا سفر خرچ کسی گناہ کے باعث یا کسی مصلحت الٰہی سے جاتا رہتا ہے مثلاً کسی نے چرا لیا یا گر گیا ۔ وغیرہ ۔ پہر غور کرو

کہ سافرت اور اجنبیت میں کسقدر تکلیف پڑتی ہے
ویسے ہی ایک گروہ مساکین کا رہتا ہے۔ توان سب کے
لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔

یہاں رہنے والے تین طرح کے لوگ ہیں ایک
تو وہ جو حصول ایمان کے لئے رہتے ہیں اور ان کو
متواتر تجربہ سے علم ہو گیا ہے۔ کہ ضرورت کے وقت
اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خبر گیری کرتا ہے یہ لوگ
ملازم ہیں ان کی معاش کی اصل قایم ہے
اور ایک گروہ وہ ہے جبکہ صرف بنا کی وجہ سے
مگر ایسی ضرورتوں کو دفع نہیں کر سکتا۔ پس ضروری
ہے کہ تم میں سے ایک جماعت قائم ہو جو ان سب کی
خبر گیری کیا کرے اور اس قسم کے صدقہ اور خیرات
کے روپیوں کو مناسب مقام پر تقسیم کر دیا کرے۔
بعض طالبعلم مدرسہ کے اور بعض بیمار ہے یا گر
بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے خبر گیری
کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر جماعت قایم ہو
تو وہ اس کی بھی خبر رکھ سکتی ہے انسانی ہمدردی
اور باہمی تعاون کے بہت برکات اور فضائل ہیں
اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر
وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ فی عون العبد ما کان
العبد فی عون اخیہ۔

میں چونکہ یہاں رہتا ہوں اور ہر سارے دن یہاں
رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے ان ضرورتوں کا علم ہے
اور میری نسبت دوسروں کو کم ہے۔ خدا ہی ان کا
سرانجام دینے والا اور مجھے بھی وہی دیتا ہے والا
ایسے امور کے لئے آپ ہی کریں۔ اور قدم سے ہمارے
تک ہی پہنچا دیویں۔ جیسے ہمارے سردار صلے اللہ
علیہ وسلم کے حضور کوئی فوجی کمانیر تھا۔ کوئی کاتب
تھا۔ کوئی قرآن پڑھانے والا تھا کوئی اخوہ کی بہتر
کی فکر کرنیوالا تھا۔ کوئی بادشاہوں تک پیغام
پہونچاتا تھا۔ کوئی نیک تحریکیں کرنیوالا تھا۔ ایسے
ہی اگر مختلف مدیں مختلف لوگوں کے سپرد ہوں
اور ایک کمیٹی قایم ہو کر ان سب امور کی ترتیب کیا
کرے تو امید ہے کہ بہت کچھ انتظام ہو جاوے
خدا تعالےٰ مجھے اور آپ کو عمل درآمد کی توفیق عطا
فرما دے۔

اس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے حضرۃ اقدس
علیہ السلام سے درخواست کی۔ کہ حضور دعا فرماویں
کہ ہم سب کو نیکی اور عمل درآمد کی توفیق عطا ہو۔
خصوصاً مجھکو کہ لوگوں کو تو سناتا ہوں کہیں خود
ہی اس پر عمل درآمد سے نہ رہجاؤں حضرت
اقدس علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ فقط۔

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

... اولاد و اعزہ خود
در مصائب ایشان متالم و متاثر شود چہ عجب
... چند سخن است و بحث ما بر
امورات واقعیہ است نہ بر قیاسات پس لازم است
که ... جواب معقول داده
شود (۱) آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم در وقت معاملہ
... فرزند خود ابراہیم یا بر مردن عم خود حمزہ
و ابو طالب یا بر وفات و مصائب دیگر اعزہ و
اقارب خویش عامل باین آیہ شریفہ بود یا نہ و ازین
وحی الٰہی که خودش از طرف خدا الہام شده بود
خبر داشت یا نہ ولنبلونکم بشیء من الخوف
والجوع الخ فاولٰئک ہم المہتدون
بایں که تمام آیہ را تلاوت کند (پ ۲ س البقر) جواب
ہر اہل اسلام ہمین خواہد بود که بالضرور صاحب
الوحی ازین آیہ خبر داشت و عامل ہم بود والعیاذ
باللہ نمی سزد که نبی اللہ خودش بر ما نزل به عامل
نباشد و است را امر بصبر فرماید فعل نبی از برائے
است نمونه عمل باشد و است از افعال مقتدا سبق
حاصل مے کنند بلکہ مدار اکثر عمل صحابہ و اہلبیت بنائے
افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بود و رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم را ہمچنا نکہ ... طرز
در افعال خویش ... کردند و اکثر اوقات حاجت
بوان نمے افتاد۔ از ہمین جاست که افعال نبی
صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را محدثین در احادیث
جمع کرده اند و قول و فعل نبی را حدیث نام نہاده
اند۔ پس اگر رسول اکرم صلعم از برائے اولادش
یا بالفرض بقول شخصے (قبل از مرگ واویلا) از برا
امام حسین کرده باشد ہنوز ازچنین نظیر چہ سبق
حاصل خواہند کرد لا والله این نمے شود و ہرگز جائز
نیست بلکہ از الفاظ نبی کریم یا معلوم مے شود که در
مرگ ابراہیم فرمودند اے ابراہیم دلہا از برائے تو
محزون اند مگر چیزے از زبان نمے کشیم که موجب سخط
و عدم رضائے الٰہی باشد و این تقریر بغایت صبر
وشکر دلالت دارد پس این ہمہ احادیث که مولوی
صاحب ذکر کرده اند قطع نظر از تعارضات و تخالف
که با خود دارند معارض کتاب اللہ ہستند و قابل
ترک و التزوانند و این اصول را خود مولوی صاحب
قرار داده اند چنانکہ گذشت چون رسول اکبر را این
قدر احتیاط منظور باشد که الفاظ ہم از زبان باید
نکشد پس کے روا دارد که است او بر سر ودر زنند

سینہ را کوبد کنند حلقہ ہائے بستہ زنجیر بزنند شور
و داد ملا آغاز نہند۔

آیا ہمچنین تعزیہ داری که در تشیع مروج است خواه
در معنی اللغوی یعنے بصبر فرمودن مصیبت زده را
یا بصورت مصیبت زدگان بر سند حسب نشستن
یا مصائب خوانی کردن در ہر سہ قسم معنی تعزیہ که مولوی
صاحب در رسالہ خود تشریح فرموده اند (ص۳)
در عہد رسالتمآب صلعم نظیرہ دارد بایں معنے که رسول
اکرم صلعم یا بر مردن فرزندش ابراہیم یا بر مردن
عمش حضرت حمزہ یا بر مردن زوجہ اش خدیجۃ الکبرےٰ
یا بر مردن دیگر اعزه و اقاربش غیر زینہا کسے ایچنین
تعزیہ و سر سلامتی گفتہ باشد یا بنا نہاده باشد چنانچہ
اہل تشیع برپا مے کنند یا خود رسول اکرم صلعم احیا
عزاداری سال بسال از برائے اعزه و اقارب
مرحوم خود بنا کرده باشد و در ایام مخصوص مثلاً
روزے که پسرش ابراہیم یا عمش حضرت حمزہ
وفات یافتہ بودند در سال آینده باز ہمان
روز بیادگار پسر و عم خود عزاداری قایم کرده باشد
و مردان مجتمع گشتہ نوحہ و گریہ کرده باشند رسول مختار
را تعزیہ گفتہ باشند یعنے امر بصبر کرده باشند یا رسول
عزیز بصورت مصیبت زدگان بر سند عیبت نشستہ
باشد یا مصائب و مراثی پسر و عم خود خوانده باشد
و مردمان گرد آمده باشند خود شان ہم گریہ کرده باشند
علی ہذا القیاس آمدت العمر ہمچنین عزاداری اصرار
داشت تا جہان فانی را بدرود کرد و پس ثابت کنید
از فعل رسول ایچنین تعزیہ داری و تشبیہ سازی
را اگر ہستید از صادقین ورنہ عمل شما مطابق سنت
و تابع فعل رسول نیست بلکہ رسم و رواج محتوی مے شود
و البتہ چون در رسومات اقوام غیر نظر مے کنیم اہل ہنود
در ہولی اہل ہنود مشابہت تامہ دارد اگر دل و دماغ
را از آلائش تعصب فارغ کنی و بنظر حقیقت تامل
کنی (والذین جاھدوا فینا لنہدینہم سبلنا)
...

از وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بحضرت زہرا و علی مرتضےٰ چہ صدمہ رسید حتی بقول
امامیہ از گریہ حضرت زہرا مردم مدینہ تنگ آمده
شکایت بحضرت امیر کردند پس از اہل تشیع کسے
ہرشید ہست که عزاداری و تعزیہ داری رسول ثابت
کند بدین معنے که حضرت زہرا و علی مرتضےٰ سال بسال
احیاء تعزیہ داری میکردند مراثی مے خواندند مردو زن
مدینہ جمع شده نعره ہائے وا رسولاہ وا نبیاہ وا محمداہ
مے زدند سینہ زنی کردند عمامہ و جبہ رسول را از برائے
مردم برائے زیارت دگرگون میکشیدند دلدل
و ناقہ رسول را بر در مسجد و بازار و سامان حرم
آراستہ میکشیدند مردم گردش جمع گشتہ سینہ زنی
میکردند از عراق و سامان و دلدل شرکت مے جستند
کسے بپایش و کسے بر دمش بوسہ ہا مے داد آخر
اے مردم نادان و احمق چون فعل شما ہمراہ نقل
و تشبیہ فرشتے نشست باز در آن وقت که عمامہ
و جبہ و نعلین و دلدل اصلے بلکہ ہر لباس ہائے
مبارک آنحضرت صلعم موجود بود و کسے از اہلبیت
و صحابہ با لباس ہائے با وطل و نعلین اصلے
آنحضرت صلعم این کارہا نکردند ہمچنانکہ شما مومنین
مغمیہ با نقل و تشبیہ فرضی حسین مے کنید پس
حیف است بر عقول شما۔ صورت دوم حسنین علیہم السلام
که وارث رسول مختار بودند از افعال ایشان
ثابت کنید که فلاں ایشان تعزیہ داری رسول اللہ
صلعم جد خود سال بسال کرده باشند یا از افعال
دیگر آئمہ ثابت کنید که ایشان احیاء رسم
تعزیہ داری رسول یا امام حسین کرده باشند
القصہ اگر بقول علامہ فہامہ لاہوری که تاج الشیعہ
سرکار شریعت مدار حجت الاسلام ہند و سنده
و پنجاب اند بقاء تعزیہ داری حسین در ماوف
عالم تا قیامت شوکت اسلام و شان فطرت
رسول را زیاده مے کند ابقاء تعزیہ داری خود
رسول و تشبیہ سازی لباس ہائے رسول بدرجہ
اولیٰ شوکت اسلام و اسلامیان و نیز شوکت
آنحضرت صلعم روز افزون مے افزاید زیرا که در تعزیہ
داری حسین یکفرقہ اہل اسلام که تشیع باشد
شامل مے شوند و در احیاء تعزیہ داری رسول
ہفتاد و سہ فرقہ ملت رسول شامل خواہند شد
و بمقابلہ تمامی اہل اسلام اہل تشیع خیلے کم
در آمد بحساب اند و کسانیکہ بقول امامیہ در
تمام عمر بحالت خوف و تقیہ[*] بسر برده باشند
و در آرزوئے حصول خلافت منصوصہ با وجود
جد و جہد بسیار ناکام از دنیا رفتہ باشند و در
عرصہ یکہزار و دو صد سال شاخ امید شان
بار آور نشده باشد بلکہ امام شان از خوف
اعداء تا حال در مغاک سرمن رائے و گاہے
در جزیرہ خضرا پنہان باشد چنین فرقہ بہ اسد شوکت
اسلام کرده آید چون خودش ہمراہ اسلامیان و ...
است و پیشوا اسلامیان را سب و شتم مے کنند سابقون

[*] لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔ التقیۃ فی کل
شیء ما علی وجہ الارض شیء
احب الی من التقیۃ۔ ہمہ انبیاء
و اولیاء مامور بہ تقیہ بودند (اصول کافی
باب التقیۃ) مے گویند وقتے مولوی
محمد اسمٰعیل شہید از مولوی دلدار علی صاحب مجتہد لکھنو
دریافت کرده بود که در تقیہ و نفاق چہ فرق است
معلوم نیست چہ جواب داده باشد۔ مولف۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی مونٹ فیوری صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جب وہ لوگ جو عیسائی کہلاتے ہیں (انگریزی لفظ) یعنی بت پرستی کا خیال کرتے ہیں - اسیہ اصطلاح اون باتوں اور خیالات پر عاید ہوتی ہے جو مذہب عیسوی کے دائرہ کے باہر ہے - خواہ اون میں کتنی ہی نیکی اور سچائی کیوں نہ ہو) تو انہیں خدا کا ضرور شکر گذار ہونا چاہئے کہ اوس نے اپنی علی مرضی الہام کی شکل میں ظاہر کی ہے جسے وہ بہوگ رہے ہیں - مگر ساتھ ہی انہیں حضرت مسیح جیسی مہربان طبیعت بھی پیدا کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو اون لوگوں میں شمار کر سکیں - جو بقول مشہور شاعر لانگ فیلو (انگ)

تر و تازہ اور پاک دل رکھتے ہیں - جنہیں خدا اور قدرت پر پورا یقین ہے جو یہ مانتے ہیں کہ تمام زمانوں میں ہر ایک انسان انسانی دل رکھتا رہا ہے - اور وحشی تک کے دل میں بھی نیکی کے لئے بیقراری اور خواہش موجود اگرچہ وہ اسے سمجھہ نہیں سکتا اور نیز یہ بھی یقین رکھنا چاہئے کہ کمزور بے کس ہاتھہ بھی اندھیرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے خدا کے دائیں ہاتھہ کو پکڑ لیتے ہیں اور اسی طرح پر وہ اوپر اٹھتے اور سہارا پاتے ہیں

(۲) انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ بہت کتابوں کا مجموعہ ہے

انگریزی لفظ بائیبل کی ابتدا اور اشتقاق سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ اوس میں بہت سی کتابیں شامل ہیں یعنی یہ بہت سی تصنیفات کا مجموعہ ہے جنہیں تاریخی وجوہات پر اور آسانی کی غرض سے ہم آج ایک کتاب کی شکل میں پاتے ہیں ان کتابوں کے بارے میں جو ایک بڑی بھاری کتاب کا جزو سمجھا جاتا ہے جب سے کے الفاظ کی اتنی ہی عزت ہوتی ہے جتنی کہ پال یعنی پولوس کے کلام کی اور جب حضرت سلیمان کے راگوں کو تنبیر کے خط کے برابر درجہ دیا جاتا ہے تو وقت مقام - لیاقت اور حیثیت کے وسیع فرق کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے - انجیل کو بجائے کتاب خیال کرنے کے کتب خانہ سمجھنا چاہئے اسوقت موجود شکل میں ۶۶ کتابوں سے کم نہیں ہیں - اور انمیں سے بہت سی کتابیں ایسی ہیں جنہیں ایسے اشخاص نے لکھا ہے جنکی لیاقت علمی - روحانیت - زمانہ پیدائش - جائے رہایش اور حالات میں بہت فرق تھا - عموماً مورخین ایک دوسرے سے ناواقف تھے - اور ہمیں اون مقامی حالات کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جنہوں نے ہمیشہ مذہبی خیالات کے اظہار پر رنگ چڑھایا ہے اور جن سے عیسائی مذہب نے ہمارے ملک میں موجودہ زبردست صورتیں اختیار کی ہیں - یعنی انگلستان میں (اِی سکا پین) سکاٹ لینڈ میں پریسبائی ٹیرین اور آئرلینڈ میں رومن کیتھولک فرقے بہت سی کتابوں کے مصنف ہی معلوم نہیں اگر بعض کے ہیں بھی تو مشتبہ ہیں - اور اون کی تحریر کے وقت کا ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا ہے اور اسبات کی بہت سی شہادت موجود ہے کہ بہت سی کتابیں مثلاً پورانے عہدنامے میں (انگریزی لفظ)

اور نئے میں (انگریزی)

اب اوس شکل میں نہیں ہیں جس میں کہ وہ پہلے لکھے گئے تھے - اگرچہ یہ تمام مختلف کتابیں نجات کے اوس الہام شدہ طریقہ کا جو خدا نے انسان کے لئے مقرر کیا ہے لاحظ اظہار ہونیں تو انسان کو کم از کم اون کی تصنیف کی تاریخ اور مصنفان کے نام سے تو واقفیت ضرور ہوتی - لیکن واقعات ان قدرتی ضرورت سے کہیں دور ہیں -

پورانا عہدنامہ پنٹے ٹوچ اور یشوع میں ہم کم از کم تین مورخوں کا ہاتھہ دیکھتے ہیں جو زمانہ اور روحانیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے - اور یہہ پتہ لگتا ہے کہ مسیح سے ۴۴۴ برس پہلے پورانے بک آف لاز کو (کتاب شرع) تالیف کیا اور ترتیب دی اور وہ کچھہ ایک اسی شکل میں تھی جیسے کہ جب انجیل کی ابتدا ہوئی تھی ایک ہی واقعات کی نسبت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں مثلاً پیدائش اور طوفان وغیرہ - مگر اب اسقدر عرصہ کے بعد بھی دودہ کو پانی سے علیحدہ کرنا اور اون کا الگ الگ پتہ لگانا کچھہ مشکل بات نہیں ہے - اس چھوٹی سی دلیل کو مان کر پھر ہمیں ان مغالطوں اور متضاد باتوں کا جواب ملجاتا ہے جو یہودی تواریخ کے بیانات میں ملتے ہیں - ہر ایک مورخ نے جسطرح سنا یا اوس کے خیال میں آیا واقعات کو بیان کر دیا اور مرتب کنندہ نے جب ان کہانیوں کو آپس میں جوڑا یا تو اوسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اون کے مختلف پہلوؤں میں میل یعنی اتحاد نہیں ہے یا یہ جرأت ہی نہیں ہوئی کہ اوس واقفیت کو جو روایتاً اوس کے پاس پہونچی ہے نظر انداز کر دیں -

روت - استر - دانیال یونہ کی کتابوں میں یہودی ناول نویسوں کی جولانی طبع کے نمونے ملتے ہیں ان میں سے ایک بھی تواریخ نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ ہر ایک میں محض ایک ایسی کہانی ہے جس سے کچھہ معنی خیز نتیجہ نکلتا ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ کتابیں لکھی گئیں تھیں انہیں صاف معلوم تھا کہ صرف کہانیاں ہیں اور تواریخی صحت کا انہیں دعوی نہیں - یہہ دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ لکیر کے فقیر اسبات پر اسرار کرتے ہیں کہ یہہ حالات اصلی واقعات کا اظہار ہیں اور خفا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعات سچی تواریخ نہیں تو وہ غلط ہیں - کسقدر ایسے لوگ ہیں جو باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر بھی انجیل کے معنے اور مطلب کو نہیں بلکہ اوس کے لفظوں کو مانتے ہیں -

قاضیوں - سموئیل - اور سلاطین کی کتابوں میں ابرانی لوگوں کی تواریخ ہے - مگر درحقیقت درست واقعات میں قصہ کہانیوں اور روایتوں کی آمیزش ہے - غالباً یہ کتابیں بیبلوں کے قید کے زمانہ میں تحریر ہوئیں اور ان میں پرانی کتابوں سے بھی حالات لئے گئے ہیں - تواریخ کی کتابیں مسیح سے ۲۵۰ برس پیشتر تک تحریر نہیں ہوئیں - اور ان میں یہودی لوگوں کی تواریخ کو پادریوں کی طرح ایک عمدہ پیرایہ میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ پہلے زمانہ کے اور زیادہ قابل اعتبار مورخوں کے بیانات کی نسبت کم صداقت پر مبنی ہے یہ کتاب بالکل تواریخی بنا پر نہیں لکھی گئی ہے اور بہت سے واقعات کا بیان جو سموئیل اور سلاطین میں درج ہو چکے ہیں - بالکل اعتبار کے قابل نہیں ہے ہر ایک حالت میں وہ قدیم تواریخ کے صاف برخلاف جاتی ہیں ایوب کی کتاب میں ہمیں گویا دنیا میں سب سے بڑھ کر ناٹک کے پیرایہ میں نظم ملتی ہے مورخ نے انسانی دکھہ اور ظاہرا بے انصافی کو خدائی نیکی کے ساتھہ ملانے کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ وہ اس کام کو خاطر خواہ نباہ نہیں سکا معلوم ہوتا ہے کہ مورخ خود تو حیات ابدی زندگی کا معتقد ہے لیکن اوروں کے لئے کچھہ امید نہیں دلاتا -

اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخ شکی مزاج یعنی منکر ہے - لیکن واعظ کی کتاب کا مصنف تو اس رنگ میں خوب رنگا ہوا معلوم ہوتا ہے - وہ یہ خیال کرتا ہے کہ زندگی ہو گئے کے قابل ہی نہیں کیونکہ اوس کے نزدیک دنیا کی تمام چیزیں بالکل بے بنیاد اور ناپائیدار ہیں وہ ہر چیز کی سیاہ طرف کو ہی دیکھتا ہے اور اسے ہمیشہ کی زندگی کی کچھہ امید نہیں سو وہ یہہ خیال کرتا ہے کہ علم ہمارے دکھہ کا ذریعہ ہے وہ کام میں کسی قسم کی سعادت اور خوشی نہیں سمجھتا - وہ نوجوانوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ زیادہ لکھنے پڑھنے سے جسم تھک جاتا ہے - اور نیز یہ افسوس ناک کلمات بھی اوس کی زبان سے نکلے ہیں - کہ حد سے زیادہ نیک اور دانا بھی نہ بننا چاہئے - اور اپنے آپ کو تباہ نہ کرنا چاہئے اور آخر میں تمام اپنی نصیحتوں کا لب لباب یہ بتاتا ہے کہ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہئے اور اوس کے احکام کو ماننا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارا امتحان لے - ایسے شخص کا نظارہ تو فرشتوں تک کو رلانے کے لئے کافی ہے - یہ اوس کی کج رو روح کی کیسی ہو بہو تصویر ہے - اور ہمارے اپنے تجربہ میں جو بعض لوگ آئے ہیں وہ اون سے ملتا جلتا ہے - اوس کے ذریعہ ہمیں یہودی چال چلن اور تواریخ کے دوسرے پہلو کا اچھی طرح پتہ لگ سکتا ہے - جسکا معلوم نہ ہونا سخت نقصان کا باعث ہوتا -

زبور کی کتاب میں اون بھجنوں اور راگوں کا مجموعہ ہے جو اور کہیں تواریخ میں نہیں ملتے - اس میں کچھہ شک نہیں کہ بعض جگہ ذاتی دشمنوں کو برا بھلا کہہ کر اور سخت ناک گالیاں سنا کر اوس کی خوبصورتی کو کچھہ ایک خراب کر دیا ہے لیکن تاہم بحیثیت مجموعی وہ ایک ایسی قوم کے روحانی بہاؤوں کا اظہار ہے جو اسوجہ سے اعلےٰ رہی ہے کہ وہ اس صداقت کو پورے طور پر جانتی ہے کہ خدا ایک ہے اور ہم سب اوس کے ساتھہ گہرا روحانی تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمارا نگہبان ہے وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ داؤد نے یہ زبور لکھے ہیں سخت غلطی پر ہیں - روح کے لحاظ سے وہ اتنا پاک ہی نہیں تھا کہ ایسے زبور لکھہ سکتا جس سے لکھنے والے کی اندرونی پاکیزگی

- از قلم محمد فضل چنگوی عفی عنہ -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ { ۱۔ عوام سے صمہ ۔ (۲) خواص و معاونین سے عیلہ ۔ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عما ۱۲ }

نمبر ۳ | دار الامان قادیان ۲۴ ۔ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۱۷ ۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹

فہرستِ مضامین

الفرقان
یا
معیار الصادقین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ مقدمات کا بظاہر خاتمہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالے کی کہلی کہلی تائید اور نصرت کا ثبوت اہل دل لوگوں کے سامنے پیش ہو چکا ہے ۔ الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں مقدمات کے انجام پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک حقائق سے بہرا ہوا مضمون میں شائع کر چکا ہوں مضمون مذکور کے آخر میں میرے محسن و مخدوم نے جن الفاظ میں میری قدر دانی فرمائی ہے کچھ شک نہیں کہ میرے لئے فخر و ناز ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اسے پڑہ لینے کے بعد میں پہلے سے زیادہ اپنے آپکو ذمہ دار سمجھتا ہوں ۔ خدا کرے کہ میں اپنے مخدوم کے حسن ظن کا صحیح مصداق ثابت ہو جاؤں ۔ مقدمات کی متعلق جس مضمون کو مینے لکھنے کا ارادہ کیا ہے ۔ اسے مینے شروع کر دیا ہے ۔ اور مینے پسند کیا ہے کہ گو وہ اخبار میں ہی شائع ہو گا لیکن وہ کتابی صورت میں شائع ہو ۔ میں انشاء اللہ العزیز اس مضمون کو (جسکا نام مینے سر دست مندرجہ عنوان تجویز کیا ہے) اگلی اشاعت سے شروع کرونگا اور کتابی شکل پر ہر دوسرے ہفتہ میں آٹھ صفحے شائع کرونگا اس رسالہ میں جہانتک مولا کریم نے مجھے سمجھ دی ہے اور اس نشانات کے مختلف پہلوؤں پر مجھے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے سعی خیز بحث کرنیکا ارادہ ہے ۔ اگر مولا کریم نے ذرہ نوازی فرمائی تو مجھے امید ہے کیونکہ اس مضمون کی اشاعت سے میرا مقصد صرف اسی کی عظمت و جلال کا اظہار اور اپنے برگزیدہ رسول کی جلالت شان کا بیان ہے) تو کیا عجب کہ یہ رسالہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے ازدیاد ایمان اور دوسرے لوگوں پر

ایک خط

(آج منشی محمد حسین مسافر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے جناب خان بہادر محمد ابراہیم خانصاحب ساکن مردان کے ایک بیس صفحہ رسالہ کے جواب میں لکھا تہا یہ رسالہ دفتر الحکم میں بہی آیا تہا مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کیوجہ سے اسکا جواب نہیں لکہا جا سکا فی الحال اسی خط پر اکتفا کیا جاتا ہے ایڈیٹر)

جناب خانصاحب اسلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ ۔ کل کی ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک ۲۰ صفحہ کا رسالہ پہونچا پڑہا اور پہر پڑہا یاد آوری کا تہِ دل سے مشکور ہوں مگر افسوس کہ رسالہ کی مندرجہ مضمون سے میں اتفاق نہیں کر سکتا ۔ آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے ۔ کہ آپ نے قرآن کریم کو کامل طور پر نہیں پڑہا ورنہ اتنی جلدی نکرتے رسالہ کے صفحہ پچیس پر رفع ہی ایک لفظ ہے جو قابل غور اور زیر بحث ہے اور رسالہ میں آپنے اس مضمون کو ہی اختیار کیا ہے کہ سوائے مسیح کے کسی دوسرے کے حق میں رفع کا لفظ نہیں آیا گویا اس سے آپنے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام واقعی آسمان پر زندہ اٹہائے گئے ہیں اسی استدلال سے آپ نے رفع کا ترجمہ بہی فارسی زبان میں برداشت کیا ہے ۔ اب میں بہی آپکے رفع کی ترجمہ برداشت کے مقابلہ میں گلستان کی اس حکایت ۔ کسے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد و گفت کہ فلان دشمن ترا خدا عزوجل برداشت الخ کو پیش کر کے آپکی منصفانہ رائے کا منتظر ہوں ۔ خدا جانے آپنے توفی کی بحث کو کیوں نظر انداز کر دیا ہے ۔ اگر قرآنی نظم و نسق کو دیکہا جائے تو توفی کی بحث پہلے ہونی چاہیے تہی میری اس خط کو اگر آپ غور سے پڑہیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت رفع کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تہے جسکو آپ بہی تسلیم کرتے ہیں اہل یہود نے جو اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف تہے اس نرالی پیدائش کو جو امکان مقتضیات کے ماتحت واقع ہوئی تہی دیکہ کر ایک شور عظیم برپا کر دیا ۔ کہ ایسی پیدائش رکہنے والا نبوت اور رفع الی اللہ کا مستحق ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ اور انہوں نے اپنے اس اعتراض کو زیادہ تقویت دینے کے لئے درپردہ یہہ بہی مکر کیا کہ اس مدعی رسالت کو صلیبی موت سے مار دینا چاہیئے ۔ چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام دعوے نبوت میں بالکل سچے اور من جانب اللہ تہے اسلئے انہوں نے بذریعہ وحی یہودیوں کے منصوبہ بد سے مطلع ہو کر نہایت عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے خدا مجھے یہودیوں کی تجویز کردہ موت سے بچا لینا ۔

یہہ ایک ایسے دردناک واقعہ کا ذکر اور وقت کی دعا ہے کہ جس میں خدائے قدیر نے اس مضطربانہ دعا کو منظور کر کے نہایت ہی خوش کن الفاظ میں تسلی دی کہ اے عیسیٰ میں ہی تجھے مارنے والا ہوں یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ یہودیوں کی تجویز کردہ موت تجھپر وارد ہو سکے ۔ بلکہ تو اپنی طبعی اور عزت کی موت سے مرے گا اور اسکا وارد کرنے والا میں ہی ہوں جو اپنے وارد کے بعد تجہے میری ہی طرف لوٹیگی ۔

دیگر آپ کی یہہ دلیل کہ رفع کا لفظ دوسرے کسی کی نسبت نہیں آیا یہ بہی قلت تدبر اور تفکر پر ایک بین دلیل ہے باوجودیکہ سورۃ مریم آیت ورفعنا ومکانا علیا میں حضرت ادریس کا رفع صاف طور پر مذکور ہے ہمارے نزدیک تو یہاں بہی ترقی درجات اور محل کرامت ہی سے مراد ہے ہاں اگر آپ حضرت ادریس کو بہی آسمان پر خاکی جسم کے ساتہ زندہ سمجہتے ہیں تو ان کے نزول سے ضرور اطلاع دیں کہ وہ کہاں اور کس غرض سے نازل ہوں گے اب بہی اگر ذرا اطمینان کی ضرورت ہو تو سورہ فاطر کو جسمیں ہر ایک نیک عمل کرنے والے کا اٹہایا جانا بیان کیا گیا ہے پڑہ کر اپنی تسلی کر لیں اور سورہ اعراف کی آیت ولوشئنا لرفعناہ تو اس معاملہ کو اور بہی صاف کرتی ہے بشرطیکہ آپ محقق ہوں ۔

آخری نوٹ :۔ کیونکہ یہ خط و کتابت طویل ہے اسلئے اسکا تمام و کمال درج کرنا ناممکن ہے وجہ یہ کہ راقم عدیم الفرصت ہے یہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ خانصاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا نہ غور سعدی کے مستند محاورہ برداشت کے متعلق کچھ بہی نہ لکہا ۔ راقم خاکسار محمد حسین مسافر از موہلگہ ڈاکخانہ ...

ملفوظات احمدیہ یا کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو انعمت علیہم کی دعا تعلیم نہ ہوتی جسکا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالےٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی تو کمال نہ تہا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت۔ صدق و وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اسوقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور منعم علیہم کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام **کافوری** ہے اور دوسرے کا نام **زنجبیلی** ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اسکے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جیسے کہ کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ **کافوری شربت** گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے۔ اور وہ مواد ردیہ جو اٹھکر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں انکو اٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے دوسرا شربت **شربت زنجبیلی** ہے جس کے ذریعے سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پہر حرارت پیدا ہوتی

پس اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو اصل مقصد اور غرض ہے یہہ گویا زنجبیلی شربت اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ **کافوری شربت** ہے۔

اب ایک اور مشکل ہے کہ انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے۔ اور پہر انکا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ محرقہ ہی گو سخت تپ ہے مگر اس کا علاج کہلا کہلا ہو سکتا ہے لیکن تپ دق جو اندر ہی اندر کہا رہا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے۔ اسیطرح پر یہہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھہ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض کینہ۔ حسد۔ ریا۔ تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے بہائی کو حقیر سمجہنے لگتا ہے۔

چندروز اگر نماز سنوار کر پڑہی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور عجب پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تہی جاتی رہی اور اگر خدا تعالےٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے بہائی کو جسکو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجہتا ہے۔ اور اپنے بہائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کر کے اپنے بہائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کر کے اپنے بہائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہونچانا چاہتے ہیں رات دن اسکی عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکہتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجہے جاتے ہیں وہ بہی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں ان سے **خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے** اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نکرلے **تزکیہ نفس** کامل طور پر نہیں ہوتا۔ اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیہ نفس کے بعد خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجہ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آپڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پہر وہ گندا ئی سے ظاہر ہوتا ہے جسکا وہم و گمان بہی نہیں ہوتا۔ اسوقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچہہ بہی حاصل نہیں کیا اور وہ **تزکیہ نفس** جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جسکو **اخلاقی** تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے **فضل** کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بہی دو تین پہلو ہیں اول مجاہدہ اور تدبیر دوم دعا سوم صحبت صادقین۔

یہہ فضل الٰہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اول انکا **تزکیہ اخلاقی** کامل طور پر خود کر دیتا ہے انمیں بد اخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی۔ ان کی حالت تو یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ سلطنت پاکر بہی وہ فقیر ہی رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے پاس نہیں آتا۔

درحقیقت یہہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بد اخلاقی۔ کبر۔ ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اسپر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہو۔ اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بہی اپنے آپ کو چہوٹا سمجہتا ہے اور اپنی ہستی کو کچہہ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالےٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دہوپ پڑکر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہہ روشنی میری قابلیت کیوجہ سے ہے یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسقدر وہ دیوار صاف ہو گی اسیقدر روشنی زیادہ صاف ہو گی۔ لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے۔ اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہہ بہی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹہالے۔ اسیطرح پر انبیاء علیہم السلام کے **نفوس صافیہ** ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ کے **فیضان** اور **فیوض** سے معرفت کے انوار انپر پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتے ہیں اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالےٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہونگے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا تعالےٰ کے **فضل** سے انبیاء علیہم السلام کبہی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں۔ (بلکہ صاف الفاظ میں اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ایڈیٹر) جو دو دن نماز پڑہ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے انمیں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکہو تکبر **شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے** جبتک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بہی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک انسان ان گہمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نکریگا۔ اسوقت تک وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ **معرفت** جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اسکو عطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اسکو اللہ تعالےٰ پسند نہیں کرتا شیطان نے بہی تکبر کیا تہا۔ اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجہا اور کہدیا **انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین** اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہہ خدا تعالےٰ کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تہی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالےٰ کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچہہ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین**۔

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسے علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک استاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجہے نیک کیوں کہتا ہے۔ اسپر آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ سے یہ تہا کہ تو مجہے خدا کیوں نہیں کہتا۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تہی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے تہے کہ حقیقی نیکی تو خدا تعالےٰ ہی سے آتی ہے وہی اسکا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جسکو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کرلے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسے کو متکبر ثابت کیا!!! حالانکہ وہ ایک **منکسر المزاج انسان تہے**۔

پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ

کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی - نہ مالی - جب خداتعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے - اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے - آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے - اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اسکی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے - آسمان ہی سے آتی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ - ایمان - عبادت - طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہہ خداتعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسکو قایم رکھے اور چاہے تو دور کر دے - پس

سچی معرفت

اسیکا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خداتعالےٰ کے فضل کو طلب کرے - اور اس **نور معرفت** کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے - پھر اگر اس کے فضل سے اسکو حصہ مل جاوے - اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے - بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو - کیونکہ جسقدر وہ اپنے آپ کو لاشئے سمجھے گا اوسیقدر کیفیات اور انوار خداتعالےٰ سے اتریں گے جو اسکو روشنی اور قوت پہونچائیں گے - اگر انسان یہہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسکی **اخلاقی حالت** عمدہ ہو جائیگی - دنیا میں اپنے آپکو کچھہ سمجھنا بھی **تکبر** ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے - پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خداتعالےٰ نے جو اس **جماعت** کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ **حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قایم کرے** - عام طور پر تکبر کا نقطہ دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں - فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے - انکو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا - انکی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے ان کے مجاہدہ اور ریاضتیں بھی کچھہ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارّہ وغیرہ - جنکا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا - میں دیکھتا ہوں کہ **دل کو پاک کرنے کیطرف انکی توجہ ہی نہیں** - صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں یہہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں پس یہ زمانہ اب **بالکل خالی** ہے - **نبوی طریق** جو پاک ہونے کا تہا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اسکو بھلا دیا ہے - اب اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ **عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ و طہارت پھر قایم ہو** - اور اسکو اس نے اس جماعت کے ذریعہ سے چاہا ہے پس فرض ہے کہ **حقیقی اصلاح** کیطرف تم توجہ کرو اسی طرح جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے -

شریعت کی دو پہلو

شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جنکی حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک **حق اللہ** دوسرے **حق العباد** - **حق اللہ** تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت اسکی اطاعت - عبادت - توحید - ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا - اور **حق العباد** یہہ ہے کہ اپنے بہائیوں سے تکبر خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو - **سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں** -

اللہ تعالےٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قایم ہو سکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑہی ہوئی ہوتی ہے - جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان و دل سے اپنے بہائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے - اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے - غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ **کامل ایمان** جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہو سکتا - پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہئے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے - اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑہا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بہائی سے **نیک ظنی** نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بہائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں - اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اسکی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو - اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بہائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکہا جاوے - کیونکہ اس سے محبت بڑہتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ - بغض - حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے -

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بہائیوں کے لئے کچھہ بھی ہمدردی نہیں اگر ایک بہائی بہوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا - اور اسکی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا - یا اگر وہ کسی اور قسم کی **مشکلات میں ہے** تو نہیں کرتے کہ اسکے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اسکے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو - اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں - لیکن اس کی کچھہ پروا نہیں - یہہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گہر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بہائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں **خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں** -

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے - اور کہاں تک وہ اپنے بہائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے - اسکا بڑا بہاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے - حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خداتعالےٰ کہے گا کہ میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا نہ کہلایا - میں پیاسا تہا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا - میں بیمار تہا تم نے میری عیادت نہ کی - جن لوگوں سے یہہ سوال ہو گا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بہوکا تہا جو ہم نے کہانا نہ دیا تو کب پیاسا تہا جو پانی نہ دیا اور کب بیمار تہا جو تیری عیادت نہ کی - پھر خداتعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تہا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری ہی ہمدردی تہی - ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہیگا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا کہلایا میں پیاسا تہا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کریگی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھہ ایسا کیا تب اللہ تعالےٰ جواب دیگا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھہ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تہی - دراصل خداتعالےٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خداتعالےٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑہ کر اور کیا ہو گا کہ وہ اسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے - عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اسکی خبر بہی نہ لے تو کیا وہ آقا جسکا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہو گا؟ کبھی نہیں حالانکہ اسکو تو کوئی تکلیف اسنے نہیں دی مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اسکے ساتھہ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھہ حسن سلوک ہے خداتعالےٰ کو بھی اس طرح پر اسبات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے - کیونکہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے - پس جو شخص خداتعالےٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے -

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو **حقوق العباد** کا ہے جو **حقوق اللہ** کے پہلو کو تقویت دیتا ہے - جو شخص نوع انسان کے ساتھہ اخلاق سے پیش آتا ہے خداتعالےٰ اوس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا جب انسان خداتعالےٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بہائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے مگر یہ یاد رکہنا چاہئے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جاتے ہیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہونے کیوجہ سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا - اسطرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے - اور اگر انسان خداتعالےٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چہوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اسکا بدلہ دیتا ہے - مینے تذکرۃ الاولیاء میں پڑہا ہے کہ ایک **ولی اللہ** فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی ان بارش کے دنوں میں مینے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑہا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے - مینے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھہ ثواب ہو گا - اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہو گا - پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں - کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ **وہی گبر** طواف کر رہا ہے اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہوئے حدیث میں بہی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ ایام جاہلیت میں مینے بہت کچھہ خرچ کیا تہا کیا اس کا ثواب بہی مجھے ہو گا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالےٰ کسی کے ادنیٰ

فعل اخلاص کو بھی ضایع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبر گیری **حقوق اللہ** کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگراند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نکرے میں آجکل کے جاہلوں کیطرح یہہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی **کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو** نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالے کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگون کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انمیں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرکر کے مٹکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر اسکو تلون میں ڈالکر تل لگائے جاویں تو جسقدر تل اس کو لگ جاویں اسقدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگون کو دے سکتے ہیں۔ انکی ایسی بیہودہ اور خیالی باتون نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہون کہ تم ہرگز ہرگز **اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نکرو** اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالے نے دی ہے یعنے **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربے** - یعنی اول نیکی کرنے میں تم **عدل** کو ملحوظ رکھو جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اسکے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر دوسرا درجہ یہہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھکر اس سے سلوک کرو یہہ احسان ہے۔ **احسان** کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلادے مگر ان سب سے بڑھکر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ **جیسے** ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں **ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش** ہوتا ہے جو بچے کیلئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیدے کہ تو اپنے بچہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضایع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی تو کیا ماں ایسا حکم سنکر خوش ہوگی اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اسنے ایسا حکم دیا۔ پس اسی طرح پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہونچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہونچ جاتی ہے اسوقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالے نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔ مگر اللہ تعالے کی شان اس سے پاک (سبحانہ تعالے شانہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیون پر نظر

بعض لوگ جنکو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اگر ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائیاں کیوں کی تھیں؟ وہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھہ اٹھا لینے کے بعد کئے۔ اور وہ بھی مدافعت کے طور پر تیرہ برس تک ان ظالمون سے آپ تکالیف اٹھاتے رہے مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور وہان بھی ان ظالمون نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالے نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ شریرون کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جائے۔ اور ایک حق پرست قوم کے لئے راہ کھل جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی آپ تو رحم مجسم تھے اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ ان تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپ کو دکھہ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے۔ اور اس میں انصاف اور عقل کی رو سے آپکا پلہ بالکل پاک تھا مگر باوجود اس کے کہ عرف عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تھا کہ ان لوگون کو قتل کروا دیتے مگر نہیں آپ نے سب کو چھوڑ دیا۔

آجکل جو لوگ غدر کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور اس کے بعد انگریزون نے تسلط عام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دیے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تھی۔ باغی کے لئے کسی قانون میں رہائی نہیں لیکن یہہ آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ ایسے دشمن کو آپ نے فرمایا کہ **جاؤ تم سب کو بخشدیا** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان سے بہت بڑی ہمدردی تھی **ایسی ہمدردی کہ اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی** اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا؟ یقیناً یاد رکھو کہ **مومن متقی** کے دل میں شر نہیں ہوتا جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔ ہم خود دیکھتے ہیں کہ **ان لوگوں نے ہمارے ساتھہ کیا کیا ہے کوئی دکھہ اور تکالیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہونچایا ہے لیکن پھر بھی انکی ہزارون خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں (صدقت یا رسول اللہ!** تیرا یہہ فرمانا اللہ تعالے کی اسی وحی کی تصدیق کرتا ہے جو سالہا سال پہلے تجھے ہو چکی ہے کہ تو اپنے دشمنوں سے کہیگا۔ **لا تثریب علیکم الیوم**۔ (ایڈیٹر)

پس تم جو میرے ساتھہ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو۔ اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے **ویطعمون الطعام علے حبہ مسکینا ویتیما واسیرا**۔ وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھہ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے **میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی**۔

مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھونگا کیونکہ میں چاہتا ہون کہ جو کچھہ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتون سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو ابھی اس بچہ کیطرح پاتا ہون جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالے اس جماعت کو کامل کریگا۔ اسلئے تم بھی کوشش تدبیر مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالے اپنا **فضل** کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھہ بنتا ہی نہیں جب اسکا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھولدیتا ہے۔

(اس مقام پر حضرت نے تقریر کو ختم فرمایا)

اور دعا فرمائی بعد ازاں بعد احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا ایک صاحب غیر احمدی جو پنڈی گھیپ سے حضرت کی زیارت کو آئے تھے انہوں نے حضرت حکیم الامتہ کی وساطت سے شرف نیاز پایا حضور اپنے معمولی خلق عظیم سے پیش آئے۔ اور یوں ساری تقریر کا پھر عملی سبق پڑھایا۔ حکیم الامتہ نے جماعت کو متوجہ کر دیا۔ پھر بعد عصر جلسہ برخاست ہوا۔ (ایڈیٹر)

ایک مبارکباد کا خط

*

السلام علیکم

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ آخر کار اس رحمن الرحیم اللہ نے جو ہمیشہ اپنے مرسلوں کی نصرت فرماتا ہے اپنے وعدون کے بموجب اپنے مرسل کی نصرت فرمائی۔ اور یوم الاثنین کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اور عاقبت للمتقین کو روز روشن کیطرح سے دکھلا دیا۔ اور اپنے مرسل مسیح موعود کی پاک منہ سے نکلی ہوئی باتون کو پورا کر دیا۔ وہ خوشی جو اس فتح سے حاصل ہوئی اسکا اظہار کرنا مشکل ہے۔ یہی راحت ہے جو تمام ابتلاؤن کو بھلا دیتی ہے اور نہایت شکر اور حمد سے بھرے ہوئے پر دل سے اللہ تعالے کے آگے جبین نیاز جھکا کر اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک ایک زندہ اور شنوا خدا ہے جو اپنے پیارون کی بات سنتا اور انکی دعائیں قبول فرماتا اور جواب دیتا ہے یہہ اسی زندہ رب العالمین کی شان ہے کہ دشمنون نے ہر طرح سے زور لگایا مگر اوس خدائے برتر کے آگے کوئی پیش نہیں گئی اور آخر نہایت حسرت سے روسیاہی کا داغ لیکر خایب اور خاسر ہوئے۔ اس مقدمہ کی مثل بجائے خود تمام مباحثات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہوگی جس سے دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ پاک اسلام کے سچے پیرو اور لیظہرہ علی الدین کلہ کرنے والی کون قوم اور انکا پیشوا کون مرسل یزدانی ہے اور اس کے برخلاف بڑے جبہ و دستار والے اپنی شیخت کا لمبا چوڑا اظہار کرنیوالے مدعیان اسلام کون لوگ ہیں۔ دنیا دیکھہ لیگی کہ جو اسلام حضور نے پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے یا جو مخالفین نے اسلام پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے؟ جسمیں دغا جعل جھوٹ زنا کے باوجود انسان پرہیزگار متقی کا متقی ہے خدا تعالے نے یہ ایسی عظیم الشان فتح فرمائی ہے کہ جسکی حد نہیں۔ اس خوشی میں اگر پتہ پتہ پر خداوند تعالی کی حمد لکھی جاوے اور گائی جائے تو کم ہے۔ الے

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

نیوگ کرو اور چین اڑاؤ

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک ہندو لڑکی کی سرگذشت اخبار ستکاری سے لیکر پیسے شائع کی تہی جس میں وہ بیچاری مصیبت کی ماری اپنے شوہر کے ہاتہہ سے نالاں تہی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پوچہتی تھی۔ اسپر تاعد اشخاص نے مختلف رائیں لکہیں۔ بعض نوجوان سماجیوں کے منہ میں پانی بہر آیا اور انہوں نے دہڑا دہڑ بیاہ کی درخواستیں بہیجنی شروع کر دیں۔ آریہ درپن نے انوکہی رائے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہو سکتی ہے کیا خوب! اب سناتن دہرم گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ پتر بریلی میں کسی امیر چند صاحب نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے ”جبکہ خاوند نے شادی کے پرن کو بوجہ جاہل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہانتک مناسب ہے اسکا دوسرا بیاہ ہونا لازم ہے مگر قانوناً خاوند کی حیات میں دوسرا بیاہ نہیں ہو سکتا اسلیئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جبکہ نیوگ ایک پاک رسم ہے تو نیوگ سے سنتان اتپنی کرے“ بس اب کیا ہے چلو چہٹی ہوئی۔ کہانے کو ہو نہو سال میں بچے دو دو۔ سماجیو! دوڑو لپکو! جانے نہ پائے اس پاک نسخہ کا گہر گہر جہاں ایسی بیمار پاؤ علاج اور تجربہ شروع کر دو۔ میں ایسی رائیں پڑہ کر آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشمندوں پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ کیا سمجہے کہ اس ناپاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو جہاں تک ممکن ہو رنگوں میں اسکی اشاعت اور ترویج کی سعی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر خطرناک داغ ہے۔ ایک بیچاری دکہیاری لڑکی کی عصمت لینے کے لیئے کیا کیا حیلے تراشے جاتے ہیں۔ اس لڑکی کی سرگذشت پڑہ کر مجہے عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کہ المعلقہ رکہنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاوند کی اصلاح نہ ہونے کی صورت میں خلع کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ آریہ سماجی اسکو نیوگ کی تعلیم دیکر اپنی ہوس پوری کرنی چاہتے ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے حاملہ ہو گئی تو وہ حمل ناجائز قرار پاکر اسکی حفاظت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وراثت نہ مل سکیگی۔ اور خاوند کو غیرت آئی تو وہ دو مہینے میں نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا چکھا دیگا۔ شرم!

ہمارے علماء کی سادگی

معزز ہمعصر دکیل رقمطراز ہے کہ اس امر سے تو اب کوئی مبصر انکار نہیں کر سکتا کہ مغربی علوم کی اشاعت سے جہاں ہمارے نئے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہماری مذہبی حالت نہایت خطرناک ہو گئی ہے عام تعلیم یافتہ جماعت کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلام کی اصلی حالت سے ناواقفیت انہیں اسلام سے بیدل کر رہی ہے تعلیم مغربی کے لازمی اثر نے انکو ہمدرجہ اسباب و علل کا مادی بنا دیا ہے کہ اسلامی معتقدات کے نقلی دلائل ان کی تشفی نہیں کر سکتے بلکہ انکے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کو اور ضعیف کر دیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ پہلا فرض تہا کہ اسوقت مغربی علوم کے حملوں سے اسلام کو محفوظ رکہنے کے لیئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب لیکر کہڑے ہو جاتے نیا علم کلام ایجاد کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کر دیتے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا سچا مذہب ہے جو علوم و فنون و تہذیب و شائستگی کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جسکی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن افسوس ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام الحاد اور دہریت کے اس طوفان کو تکفیر کے فتووں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ اور ترقی کریگا اور اسلام کی طرف سے ہمارے نو تعلیم یافتوں میں بیدلی بڑہتی ہے گی۔“

میں معزز ہمعصر کی رائے سے بالکل متفق ہوں اور مجہے خوشی ہوتی ہے جب میں ایسی رائیں اس طبقہ کی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکہتا کیونکہ اس میں اس سلسلہ کی عظمت کا روشن ثبوت ہے۔ زمانہ چلا رہا ہے کہ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی سچائی علمی رنگ میں ظاہر ہو اور موجودہ علماء کے پاس بجز تکفیر کے فتووں کے اور کچہہ ہے نہیں اسلیئے لازماً یا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور میرا یقین ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور بابرکت ہے اور یا پہر انکو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آکر پناہ لینا پڑیگا جو روز روشن کیطرح اسلامی مہمات کا فلسفہ زندہ تائیدات سے ثابت کر رہا ہے۔ بہرحال مسلمانوں میں علماء زمانہ کی کم ہمتی اور انکے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جانا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا ثابت کرنے والا امر ہے۔ و للہ الحمد۔

آریہ سماج کے بانی کی ولدیت اور جائے پیدائش کی نسبت فرضی بیانات

مسٹر دیورتن جو آریہ سماج لاہور کے سکرٹری ہیں اور اب ایک نئے نکلنے والے جیون تت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دلچسپ مضمون شائع کرتے ہیں۔

اخبار ٹری بیون مورخہ ۲۲- اکتوبر ۱۹۱۰ء و دیگر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشتہر ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:-

ہمیں یقین ہے کہ مندرجہ ذیل چٹہی بجناب ہر مین نہایت دلچسپی کے ساتہہ پڑہی جاوے گی۔ جناب من!

میں ریاست موروی علاقہ کاٹہیاواڑ میں ابہی دورہ کر کے واپس آرہا ہوں۔ جہاں کہ میں صرف اس مقصد کے لیئے گیا تہا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کی جنم بہومی کو خود جا کر دیکہوں اور اون کی بچپن کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ مرحوم سوامی صاحب اپنی حین حیات میں اپنے والدین اور جائے پیدائش کا ٹہیک پتہ بتانے سے ہمیشہ گریز کرتے رہتے تہے۔ لیکن اونکے پنجابی پیروؤں نے خاص شہر موروی کو کہ جو اسی نام کی ریاست کا دارالخلافہ ہے اون کی جائے پیدائش قرار دیا ہے اور اُن کے باپ کا نام پنڈت انبا شنکر اودیچ ظاہر کیا ہے۔ بعض اون کی ماتا اور بہن کا نام بہی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں مرحوم سوامی کے پتا ریاست موروی میں فلاں اعلٰے عہدہ پر ملازم تہے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بہی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر متعین ہونے کا کچہہ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں رکہہ کر میں موروی کو روانہ ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے مجہے ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں مہمان ہونے کا موقع ملگیا کہ جنکا نام کاٹہیاواڑ بہر میں ساتہہ لیا جاتا ہے۔ میری مراد مسٹر پنڈت شنکر لال شاستری صاحب سے ہے کہ جو اس قسم کے معاملات کے متعلق موروی میں سب سے زیادہ باخبر سمجہے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے متعلق اون سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے قریباً سب کوچوں میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے بیسیوں بوڑہوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا۔ اودیچ برہمنوں کے پاٹمیل یعنی سرپنچوں سے سوالات کیئے۔ اور ریاست کے قریباً سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا۔ لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہمزبان تہے کہ یہاں موروی شہر میں گذشتہ صدی کے اندر پنڈت انبا شنکر اودیچ اور اون کے مشہور بیٹے کے نام و نشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مسٹر مرار جی منگل جی پانڈیا کہ جو آجکل دیوان ریاست کے عہدہ پر سرفراز ہیں اور خود بہی گذشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور اس سے پیشتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکہرام اور مسٹر ٹانکر جی۔ این مکر جی وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیئے کوشش کرتے رہے ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولدیت کا آج تک کوئی ٹہیک پتہ نہیں ملا۔ میری درخواست پر انہوں نے ریاست کے گذشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی جانچ پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کے پتا کی نسبت جو کچہہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اودیچ برہمن گذشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر متعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست موروی میں کوئی اودیچ برہمن کسی بڑی جائداد کا مالک ہوا ہے!! اس لیئے مرحوم پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کی سوانح عمریاں لکہنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی جوش کے ساتہہ میری درخواست ہے کہ وہ صحیح واقعات کی بنا پر اپنے

بیانات کی صداقت کو ثابت کریں اور اس ضروری سوال پر صحیح روشنی ڈالیں -

مقام احمد آباد - (گجرات) ۱۶- اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء } آپ کا عزیز دیوتن "

اس تحریر میں کچھ حصے ہم نے جلی کر دئے ہیں - دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو مشتہر ہوئے گذر گیا ہے - اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ پنڈت دیانند صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے مذکورہ بالا تحریر کی تردید نہیں کی - بلکہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں کے اپنے اخبارات یعنی آریہ پتر کا اور آریہ مسنجر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی اب تک اون کی سماج کے بانی کی ولدیت اور مقام پیدائش کا کوئی ٹھیک سراغ نہیں ملا - ایسی حالت میں مذکورہ بالا سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کا سچے واقعات کی بجائے تاریخ کے نام سے فرضی کہانیاں گھڑنا اور تاریخ کو سچے واقعات پر مبنی بیان کے مرتبے سے گرا کر ناول کی سطح پر پہنچا دینا کس قدر افسوس ناک حرکت ہے اوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سوانح عمریوں میں صرف ایک اسی معاملہ کے بارے میں غلط بیانات مشتہر نہیں کئے گئے بلکہ ہماری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہی مثالیں ان سوانح عمریوں کے اندر موجود ہیں - ان ہمیں اور بھی زیادہ افسوس اور دکھ ہوتا ہے جب ہم معلوم کرتے ہیں کہ آریہ سماج کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ مرحوم سوامی صاحب نے تاریخ کے نام سے ایسی بیانیوں کی بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور اون کے پیرو بلیں صرف اونکی مثال کی پیروی کی جا رہی ہے - لیکن کیا یہ غلط بیہودہ ہونے کے سوا ... افسوس ناک نہیں ہے کہ کیا اپنے کسی بزرگ کا ایک فرضی باپ گھڑ کر ... کرنا ہے ؟ ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھ کر آریہ لوگ " اپنے سوامی کی کوئی ہتک نہیں کر سکتے تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اونکا باپ قرار دیں !! لیکن انسان ہے جو اخلاق کے طوق میں اگر سچائی اور انصاف کا کوئی پیار نہ رکھے اگر انسانوں نے لیا ... نہیں کیں ؟

جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں

الحکم میں یہ نیا کالم اس سال میں رکھنے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا - اور میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا لطف بھی ناظرین اٹھاتے رہیں جو **اخرجت الارض اثقالھا** کے جامع الفاظ میں کیگئی ہے - اور جو میرے سید و مولیٰ آقا و مقتدا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے ایڈیٹر

ایک اطالین نے جسکا نام ہیئو ہے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے سمندر کی تہ کی چیزیں صاف نظر آ جاتی ہے اگرچہ سمندر کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو - غالباً اس زمانہ تمدن میں یہ نئی ایجاد بہت ہی مفید اور اہم ثابت ہوگی صدہا جہاز سمندر میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں اب وہ سب دیکھ لئے جاوینگے اور سمندر میں جو اور بہی ذخائر اور خزائن ہیں وہ بہی معلوم ہو سکینگے اور سب سے بڑا فایدہ یہ ہوگا کہ **اخرجت الارض اثقالھا** کی پیشگوئی پورا ہونے پر ایک خاص رنگ چڑھ جائیگا اور قرآن کریم کی صداقت کا سکہ بیٹھیگا - اسی موجد نے ایک اور آلہ نکالا ہے جس کے ذریعہ سمندر میں ڈوبی ہوئی چیزیں آسانی سے نکل آتی ہیں -

اشٹغین نامی لنڈن کے ایک نامی ڈاکٹر نے جو آنکھ کے علاج میں ید طولیٰ رکھتا ہے حد نگاہ کے گھٹنے بڑھنے کا علاج نکالکر دنیا کو عینک و مقعر عینکوں کے استعمال سے بالکل مستغنی کر دیا ہے اور علاج بہی ایسا کہ مریض کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی اور چند ہی روز کے علاج میں آنکھ کمینڈ سے پرا جاتی ہے - یہ ڈاکٹر دوا وغیرہ سے مطلق کام نہیں لیتا - بلکہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو ذرا ادہر اودہر دبا دیتا ہے - اسوقت تک وہ بہت سے آدمیوں کی آنکھیں درست کر چکا ہے -

تحقیقات جدیدہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کہر کی کہر میں بجلی پہنچائی جاوے تو سب سمٹ کر ایک پارہ برف بن جاتا ہے اور یہی اثر برقی قوت دہوئیں اور بخارات میں بہی کرتی ہے یعنے تمام دہواں یا بخارات برقی تار پر آ کر جم جاتے ہیں - محقق کا یہ بہی دعویٰ ہے کہ برقی قوت کے ذریعہ سے موسم کو بہی بدلا سکتا ہے یعنے اگر مطلع صاف ہو تو ابر پیدا ہو کر برس سکتا ہے یا اگر مینہ برس رہا ہو یا ابر ہو رہا ہو تو وہ کہل سکتا ہے - (الحکم - اور دجال کے سر ... ہوں گے)

اسلامی دنیا

افریقہ میں جہاں جہاں جرمن کی نو آبادیاں ہیں انہیں جرمنی تعلیم اور **نصرانیت** اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور چونکہ عرب باوجود اپنی جہالت کے اسلام اور احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں اسلئے ان کے مقابلہ میں اصلی باشندوں کی حمایت کرکے نزاع و فساد کا ہنگامہ گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان کمزور ہوں اور پھر انہیں جبراً عیسائی بنایا جاوے - جرمنی کا باوجود ادعائے آزادی روا داری یہ سخت پالیسی اختیار کرنا نہایت ہی قابل شرم امر ہے تعجب کا مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو جبراً تسلیم کرانا چاہتا ہے جسمیں ایک گال پر تہپڑ کہا کر دوسرا پہیر دینے کا حکم ہے - اور اسطرح جبر اپنی عملی طاقت کے برے نمونے کو پیش کرکے لوگوں کے ایمان چھینتا ہے ایک مدعی تہذیب سلطنت کی اس پالیسی پر جسقدر اظہار ناپسندیدگی کیا جاوے وہ تھوڑا ہے -

اے **مسلمانان ہند** ! کیا اب بہی تم سجدات شکر بجا نہ لاؤگے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی سلطنت کے ماتحت رکہا ہے جو باوجود عیسائی ہونیکے تمہیں تمہارے مذہبی فرائض میں پوری آزادی عطا کرتی ہے اور کوئی جبر عیسائیت کے قبول کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا - اے رحیم و کریم مولیٰ ! اگر افریقہ کی نو آبادیوں پر مسلمانوں کا قابض ہونا تیرے ارادہ میں نہیں ہے تو **گورنمنٹ انگلشیہ** ہی کو ان ... کہ وہ تیرے نام کی تقدیس کر سکیں اور تیری توحید کی راہ میں روک کا باعث نہ ... آمین -

مذہبی توہین | معزز ہمعصر وکیل نے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کے افسروں کی توجہ کو ایک ضروری نمون کیطرف منعطف کرانا چاہا ہے جس کیلئے مسلمانوں کو اخبار مذکور کا نہایت شکر گذار ہونا چاہیے - اگرچہ میں امید کرتا ہوں کہ سررشتہ تعلیم پنجاب کا بلند خیال ڈائرکٹر مع اس سوال پر نظر کریگا تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش نہ رہیں

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کو سخت ہدایت ہے کہ کسی درسی کتاب میں کسی مذہب و ملت کے خلاف توہین یا ہتک آمیز الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہیں ہم خوش ہیں کہ اکثر کتب درسیہ میں اسبات کا لحاظ رکہا گیا ہے مگر ساتھ ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہسٹری آف جاگرفی میں جو انٹرنس کلاسوں میں پڑہائی جاتی ہے اس امر کو مد نظر نہ رکہا گیا چنانچہ اس کے تنتیسویں

اڈیشن صفحہ ۴۳ سطر ۱۷ و ۱۸ میں لکہا ہے " دین محمدی کی بنا قرآن پر ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توریت و انجیل سے اخذ کرکے مرتب کیا تہا " ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے بڑھکر ایک برگزیدہ اور پاک مذہب کی کیا توہین ہو سکتی ہے اس کتاب میں اسلامی ممالک کے حالات لکہتے ہوئے نہایت مکروہ اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ گورنمنٹ کی تاکیدی ہدایت کے خلاف سررشتہ تعلیم نے کیوں اب تک اس نقص کی اصلاح نہیں کی اس کتاب کے بعض فقرات اور الفاظ مسلمانوں کا سخت دل دکہانیوالے اور بچوں میں مذہب اسلام کی حقیقت کے متعلق سخت بد دلی پہیلانے والے ہیں اسلامی انجمنوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق خصوصیت سے نوٹس لیں اور سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ کے حضور اسکی اصلاح کیلئے کوشش کریں "

قدیمی نسخہ قرآن مجید | معزز ہمعصر زمیندار رقمطراز ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دستخطی قرآن شریف روس میں موجود ہے عنقریب وہاں اسکی پچاس نقلیں بذریعہ عکس شایع ہونیوالی ہیں تمام سلاطین اسلام کو یہ نقلیں ہدایتہً روانہ ہونگی خصوصاً سلطان روم - شاہ فارس - امیر بخارا - خان خیوا - خدیو مصر - سلطان مراکو اور امیر افغانستان کو ایک ایک جلد بہیجی جاویگی صرف ۲۵ جلدیں قیمتاً فروخت ہونگی اور ہر ایک جلد کی قیمت پچاس پونڈ یعنے ساڑہے سات سو روپیہ ہوگی

حضرت حکیم الامت کے سینے وا ... سے

شیخ عبد المحیی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمیٰ بہ سلاسل الفضایل - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضایل میں لکہی ہے - عمدہ کتاب ہے - اس کی قیمت مصنف نے چہر آنہ مقرر کی ہے مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہوگئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصلی قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں - اصل لاگت اس کی ... ہے پس احمدی احباب ہر ایک شہر میں جس جس کا بیان اسکی اصل قیمت پر خرید فرمالیں تو بہتر ہوگا کیونکہ ایک مسافر کی دستگیری ہے اور میرے نزدیک احباب کیلئے عمدہ موقع اعانت کا ہے اور کتاب بہی غنیمت ہے -

والسلام - نورالدین -

(مہر الدین ...)

مقدمہ حضرت اقدس مین عدالت اپیل کا فیصلہ

ذیل مین عالیجناب سشن جج صاحب بہادر کے انگریزی فیصلہ کا معہ اردو ترجمہ شائع کرتا ہون جو امید ہے نہایت خوشی اور خصوصیت سے پڑہا جاوے گا۔

یہہ خدا تعالے کا احسان اور انعام ہے جو احمدی قوم پر خصوصاً اور طالبان حق کیلئے عموماً ہوا ہے - امید ہے کہ الحکم کے ناظرین اسکو غور اور فکر سے پڑہیں گے - ایڈیٹر۔

نقل ترجمہ چٹہہ انگریزی بہ اجلاس مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سشن جج قسمت امرتسر مقام امرتسر واقعہ ۷ - ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

نمبر مقدمہ اپیل فوجداری - تاریخ دائرہ اپیل فوجداری ۴۲۶ بابت ۱۹۰۴ء - ۵ ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

تاریخ فیصلہ اپیل فوجداری
۷ ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم اپیلانٹ

بنام

سرکار قیصر ہند ریسپانڈنٹ

اپیل بدخل خواجہ کمال الدین وکیل عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب بتاریخ ۵ - ماہ نومبر ۱۹۰۴ء اپیل بہ ناراضی حکم لالہ آتما رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہ اختیارات مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء دربارہ دینے سزا اصلی ضمانت روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند -

بہ حاضری مسٹر بیچی صاحب ایڈوکیٹ و مسٹر کمال الدین وکیل از جانب اپیلانٹ و مولوی کرم دین اصالتاً پیش ہوا - سرکار کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہے

فیصلہ عدالت

مجسٹریٹ صاحب نے واقعات مقدمہ بہ خوبی طور پر اپنے فیصلہ مین ظاہر کئے ہین اور اون کو مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے - اونہون نے مرزا غلام احمد ملزم پر اثبات جرم زیر دفعہ ۵۰۰ و حکیم فضل دین ملزم پر زیر دفعات ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند قایم کیا ہے - اونہون نے علیحدہ علیحدہ اپیل ۴۲۶ و ۴۲۵ داخل کی ہین اور دونو کا فیصلہ یکجا ہو سکتا ہے - ہم تسلیم کرتے ہین کہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ کتاب مواہب الرحمان کے جسکو ملزم ۱ نے تصنیف کیا اور ملزم ۲ نے شائع کیا فی نفسہ مزیل حیثیت عرفی ہین اور ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ لئیم اور بہتان اور کذاب جن کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے برے معنون میں استعمال کئے گئے ہین اور اون سے بڑی بھاری اخلاقی کمزوری ظاہر ہوتی ہے - ساتھہ ہی ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ ملزمان مستحق بریت کے تہے - ملزمان کا اہم عذر یہ تہا کہ مستغیث ان ملامت آمیز الفاظ کا بہ وجہ مضمون مندرجہ سراج الاخبار مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر کے مستحق تہا - مجسٹریٹ صاحب نے یہہ ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے کہ ہتک آمیز مضمون کا ان آرٹیکلوں سے کوئی تعلق نہیں - اس بارہ میں ہم مجسٹریٹ صاحب کے نتیجہ کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے - مستغیث نے بیان کیا ہے کہ اوس کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے - ملزمان کے پاس ایسی شہادت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہین ہے جس کا ازالہ ہوا - ہم کو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے کیونکہ بظاہر اوس سے جرم بہت خفیف ہو جاتا ہے خواہ ملزمان یہ ثابت نہ کر سکتے کہ اونہون نے یہ کارروائی نیک نیتی سے کی یا کہ اتہام افادۂ عام کے واسطے لگایا گیا تہا - تاہم ہم یہاں تک بہی کہنے کو تیار ہین کہ اگر ملزمان کو اوسوقت جبکہ اونہون نے اتہام لگایا اس ثبوت کا علم نہ بہی ہوتا کہ وہ اتہام صحیح تہا اور بعد ازان اون کو اس امر کا علم ہوا ہو تو بہی وہ اپنے جرم کو خفیف بنانے کے واسطے اوس ثبوت کو پیش کرنے کے مجاز تہے - مقدمہ ہذا مین ہم نہیں کہہ سکتے - کہ سراج الاخبار کے مضمون کا ملزمان کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے - کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر کسی جگہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ مستغیث بہ این وجہ دروغ گو اور بہتان باندہنے والا اور کمینہ شخص ہے کہ اس نے فوجداری استغاثہ کیا یا وہ کریگا بلکہ یہ مذکور ہے کہ ایک کمینہ شخص اور بہتان باندہنے والے شخص کے وجود کی بذریعہ الہام اطلاع ہوئی ہے اور کہ وہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ - اگر مستغیث محض نالش فوجداری کرنے کی وجہ سے - کمینہ وغیرہ خیال کیا گیا ہوتا تو الفاظ مثلاً جہوٹے استغاثہ کرنے والا اپنی قسم کو توڑنے والا یا جہوٹے گواہان پیش کرنے والا کی ہر ایک کو توقع ہو سکتی تہی اور جو صرف متعلق جوڈیشل کارروائی کے سمجہے جا سکتے - بے شک اگر ملزمان نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو اون کی طرف سے اپنے طریق عمل کے جواز کے لئے دیگر اقسام کی اخلاقی لغزشوں کا پیش کرنا کافی نہ ہوتا مگر چونکہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر الفاظ محض عام معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اسواسطے ملزمان کا پورا پورا حق ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لئے وہ مضمون سراج الاخبار کیطرف توجہ دلائین - اس مین کچہہ شک نہین کہ فوجداری نالش ہونے کیوجہ سے ملزمان کو اپنا دبا ہوا غصہ مستغیث پر نکالنے کا موقع ملا - تاہم یہ ضروری نہین ہے کہ ملامت آمیز الفاظ آرٹیکلون کے باقاعدہ جواب مین استعمال کئے جانے چاہیئے تہے بلکہ یہی کافی ہے اگر عدالت مین گھسیٹے جانے پر ہر دو ملزمان کو اپنا غصہ نکالنے کے وقت پر اپنے حریف کو ان ہتک آمیز الفاظ سے جو کہ استعمال کئے گئے ہین نامزد کرنے کی کافی وجہ تہی - ہماری دانست مین اسپر یقین کرنا ناممکن تہا کہ ملزم نمبر ۱ کو مستغیث کا عمل جو کہ سخت رد و بدل سے ظاہر ہوا مد نظر نہ تہا -

خطوط جو تین ماہ یا کچہہ عرصہ پیشتر شائع کئے گئے جن سے مرزا کے دعاوی کا مضحکہ اڑایا گیا ایک نہایت ہی رنجدہ اور شدید حملہ تہے جو کہ کبہی مستغیث کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تہا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تہے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان نے طبعاً مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے -

پس ہم مجسٹریٹ صاحب سے بالکل اختلاف کرتے ہین اور قرار دیتے ہین کہ ہر دو ملزمان ان الفاظ کے جواز ثابت کرنے کے لئے جو اون کی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲۹ و نمبر ۱۳۰ پر استعمال کئے گئے ہین ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے آرٹیکلون کے حوالہ دینے کے سزاوار مستحق ہین - آرٹیکلون کی بابت یہہ کہہ دینا کافی ہے کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چالبازی اور خلاف بیانی اور جعل سازی کا ظاہر ہوتا ہے جن پر بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطرون مین دنیا کے سامنے فخر کیا گیا ہے - ہم خیال نہیں کرتے ہین کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ عدالتوں سے کسی مدد حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اون اشخاص نے جن کا ان خطوط سے مضحکہ اڑایا گیا رنج اور غصہ مین الفاظ لئیم (کمینہ) یا بہتان یا کذاب (بڑا دروغ گو) استعمال کئے ہین - ہم اسبات کے سمجہنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح صاحب مجسٹریٹ نے یہہ قرار دینے کے بعد کہ مستغیث نے ہی یہہ آرٹیکل لکہے اور فی الواقع اسی بنا پر اوس پر ایک اور مقدمہ مین اثبات جرم قایم کیا آرٹیکلوں کی طرز تحریر پر غور نہیں کی جن سے بہت ادنے درجہ کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں - خواہ ملزمان اوس وقت باقاعدہ طور پر آرٹیکلوں کا جواب دے رہے تہے یا نہ دے رہے تہے تاہم حیثیت مستغیث کا موازنہ کرنے مین آرٹیکلوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے اور ہمارے خیال مین ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہان تک درست تہا کہ ہم مستغیث کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکور کسی قدر اوس سے بڑھ کر بھی ہوتے - جبکہ بہ قول صاحب مجسٹریٹ فریقین ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے تو اوس صورت مین الفاظ کی باریک کمی بیشی کے درپے نہین ہونا چاہئے - دوسرا امر یہہ ہے کہ کیا مستغیث نے آرٹیکل لکہے - مجسٹریٹ صاحب نے قرار دیا ہے کہ اوسی نے لکہے تہے مستغیث پر اثبات جرم آرٹیکل لکہنے کی بناء پر قایم کیا گیا ہے اور اوس نے ابتک اثبات جرم کی تنسیخ کے لئے (جس کو قریباً سہ ماہ گذر چکے ہیں) کوئی کارروائی نہین کی -

آرٹیکلون پر ملزم کا نام بطور نویسندہ درج ہے اوس نے تسلیم کیا ہے کہ مین اکثر اوقات سراج الاخبار مین نامہ نگاری کرتا رہا ہون - آرٹیکل اڈیٹر نے شائع کئے تہے اور اوس نے اون کو مستغیث کے آرٹیکل باور کیا تہا - مستغیث نے اون کی تردید کے بارہ مین یا اون کے نویسندہ ہونے سے انکار کرنے کی بابت کبہی کوئی تحریر اخبار مین نہین بہیجی -

اندرونی شہادت سے دلالت ہوتی ہے کہ سوائے مستغیث کے کسی اور نے ان آرٹیکلوں کو تحریر نہیں کیا - بے شک مرزا کا کوئی مرید ایسا کام نہین کر سکتا - نویسندہ اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالباً اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہین کرتا - مستغیث نے اس تحریر کو جو اوس کی بیان کی جاتی ہے شناخت کرنے مین اس قدر ٹال مٹول کیا ہے کہ ہم اوسپر کوئی اعتبار نہیں رکہہ سکتے - وہ ۱۶ - جولائی ۱۹۰۳ء کو رائے چندولعل کے روبرو یقیناً بیان نہین کر سکا کہ آیا آرٹیکل مورخہ ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۲ء اوس نے لکہا تہا اور دیگر دستاویزات کی بابت بہی بیان کیا - سوالات جرح مین اوس نے ۱۳ - نومبر ۱۹۰۳ء کو تسلیم کیا تہا کہ فضل دین نے اوس سے کتب مانگی تہین اور اوس نے اوس کے کہنے کی تعمیل کر دی تہی اور وہ اوس کے قبضہ میں ہیں -

فی الحقیقت اس امر پر شک کرنا قریباً ناممکن ہے کہ واقعات مندرجہ آرٹیکل مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۲ء سے مستغیث کا تعلق ظاہر ہوتا ہے - اسواسطے ہمارا اتفاق دیگر عدالتہا ئ

...مستغیث ہی ۲ - د ۳ ار
...مندرجہ سراج الاخبار
...سمار ...ال مین آخر پر
...نہین ہو سکتا کہ یہہ قرار دیا
...ملزمان نے نیک نیتی سے
کارروائی کی۔

مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تہا۔ ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہیئے۔ بے شک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ اون الہامات کی تردید کرنا جو خود اوس کے اور اوس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاوین اپنا فرض سمجہتا ہے اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثون مین بہت کم دلچسپی ہو تو بہی ہر ایک کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اون اشخاص کے لئے جو اون اصولوں کے پیرو ہین وہ بہت وقعت رکہتے ہین۔ ہم قرار دیتے ہین کہ ملزم نمبرا جہان تک اس معاملہ کا اوس کی ذات سے تعلق تہا اوس کے جواب مین اس امر کا بالکل مستحق تہا کہ وہ مستغیث پر ایسا اتہام لگاتا جس کو ہم فی الواقع راست قرار دیتے ہین اور جوکہ مستغیث کے خود اپنے عمل سے بہی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکین کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہیئے اگر ملزم مستغیث کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اوس کی مذہبی حیثیت خطرہ مین پڑ جاتی اور اگرچہ جہلم مین مقدمات قانونی ہونے کے موقعہ پر مستغیث پر حملہ کرنے کی نسبت کوئی اور بہتر اور زیادہ تر معقول طریق مضامین کی تردید کرنے کا ملزم کو مل سکتا تہا مگر پہر بہی ملزم کسی خاص طریقہ یا وقت یا جگہ کا پابند نہین کیا جا سکتا۔ اور بیشک وہ علانیہ بمقام جہلم حملہ کرنے مین جس جگہ کھلے طور پر اوس کا مضحکہ اڑایا گیا تہا درستی پر تہا یہہ دیکہکر کس طرح سے عدالتہائے نے بالاتفاق قرار دیا ہے کہ مستغیث نے ہی وہ آرٹیکل لکھے تہے۔ یہہ اغلب نہیں ہے کہ فی الحقیقت ملزمان کو اس معاملہ کی بابتہ علم نہ ہوا ہو خواہ کبہی تہوڑے عرصہ کے واسطے کوئی شک اون کے دل مین پیدا بہی ہوا ہو۔ پس ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزمان کی حفاظت استثناء نمبر اور نیز استثناء نمبر ۶ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے۔ بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمین جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے تہا اس قدر وقت ضایع کیا گیا ہے لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ اون کا جرمانہ واپس دیا جاوے گا۔ المرقوم ۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء

دستخط مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی

ترجمہ صحیح ہے

دستخط دیوان چند مترجم محکمہ صاحب سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی۔

نماز کی حقیقت

گزشتہ چند اشاعتوں سے مین مندرجہ بالا عنوان کتاب کا اشتہار دے رہا ہوں اور آج میں بڑی خوشی کے ساتہہ ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالے نے اس کتاب کے متعلق قوم مین غیر معمولی تحریک پیدا کی ہے اور اوسکی ضرورت اور ہمت کے متعلق عجیب عجیب خط آرہے ہین مین ضروری نہیں سمجہتا کہ ان سب خطوط کو درج کرون ان خطوط میں تین سے لیکر دس دس جلد تک درخواستین آئی ہیں۔ جس سے مجہے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز دو ہزار ہی طبع ہوگی۔ بعض احباب نے کتاب مذکور کے متعلق مفید مشورے بہی دئے ہین جو کتاب کی تکمیل اور جامعیت کیلئے ضروری ہین۔ اور جہانتک مجہ سے ہو سکے گا اور تقاضاء وقت ہوگا مین اوسپر کاربند ہونیکی سعی کرونگا انشاء اللہ العزیز۔ خوشی جو مجہے ان خطوط کو پڑھکر ہوتی ہے اسکی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ اس مین متعدد جلدون کی درخواستیں ہیں اور نہ اسکی یہ وجہ ہے کہ قوم کے اکثر افراد نے میری اس محنت اور سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکہا ہے بلکہ میری خوشی کا اصل باعث یہ ہے کہ اس کتاب کے متعلق خریداری کی درخواستون کا آنا اور قوم میں تحریک کا پایا جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالے کے برگزیدہ رسول کی قوت قدسی اپنا کام کر نہیں کامیاب ہو رہی ہے اگر قوم میں تزکیہ نفس اور عبادت کیلئے جوش نہوتا تو ایسی کتاب کے لئے پرجوش دل کیساتہہ ہاتہہ نہ بڑہاتی۔ عبادت کا شوق پیدا ہونا ہی خدا تعالے کے ماموری مہدویت کا ثبوت ہے۔ پس میرے لئے یہی امر ہے جو خوشی کا موجب ہوا ہے۔ سو رنہ خریداری تو دنیا میں بیہودہ سے بیہودہ کتابون کی بہی ہو رہی ہے۔ مین ابہی کچہہ اس کتاب کے متعلق کہنا نہیں چاہتا۔ خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہہ کتاب اپنے رنگ اور طرز کی پہلی کتاب ہوگی۔ مین نے میہہ بہی ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کے ضمیمہ میں آجکل کے نو تعلیم یافتہ اور بخیال خویش مہذب پارٹی کے ان اعتراضون پر بہی نظر کرون جو وہ نماز کے اوقات اور اسکے اپنی زبان مین پڑہنے وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ مگر یہ سب کچہہ خدا تعالے کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔ قیمت کے متعلق میں سر دست کچہہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ کتاب کے حجم پر موقوف ہے۔

تازہ الہام - جو ۱۹۔ جنوری ۱۹۱۰ء کو ظہر کے وقت سنایا۔

ایک چونکا دینے والی خبر

قوم مین مذہبی مذاق پیدا کرنیکے لئے مین کیا کر رہا ہون

مین اپنی جگہ سمجہتا ہون کہ قوم مین مذہبی اور دینی مذاق پیدا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ایسی تالیفات کی عام اشاعت ہو جو قوم میں پاک تحریک اور مفید و اصلاح بخش جوش پیدا کر سکین۔ یہی نسخہ قوم کی بہتری اور بہلائی کے لئے نفع رسان سمجہا جاتا ہے قرآن کریم سے بڑہکر اور کوئی ذریعہ قوم کی اصلاح کا نہین اور اوسی کا مذاق مختلف پیرایون میں پیدا کرنے کی سعی کرنا ہر ایسے شخص کا فرض ہونا چاہیئے جو کچہہ بہی درد دل میں رکہتا ہوا۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس میدان مین نکلے اور میرے جیسا محدود العلم انسان تو اور بہی معذور ہے۔ لیکن میں ہمیشہ یہ سمجہہ کر ایسے کامون مین ہاتہہ ڈالدیا کرتا ہون کہ اور نہیں تو دوسرون کی تحریک ہی کا باعث ہو جائیگا اور کچہہ نہ کچہہ فائدہ قوم کو پہونچ رہیگا۔ اسی بناپر مین اپنے بعض دوسرے مددگارون کے ساتہہ ملکر دو اور کتابیں تیار کر رہا ہون۔

انمیں سے پہلی کتاب السیرۃ الصدیق ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جو ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ تمام و کمال ہو چکا ہے میں اب اسپر نوٹ لکہہ رہا ہوں اسکے بعد وہ پریس مین چہپنے کو دی جاویگی۔ مشاہیر اسلام اور صحابہ کرام کی پاک لایف ہمارے لئے ایک نمونہ اور سبق ہین اون کے پڑہنے سے دل میں جوش اور پاک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے مینے اس سلسلہ کو پسند کیا ہے۔

دوسری کتاب

ایک عظیم الشان اور قابل قدر کتاب ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جسکا نام فوز الکبیر ہے یہہ کتاب اصول تفسیر قرآن مجید مین لکہی گئی ہے اور بے نظیر کتاب ہے مسلمانوں نے جہان قرآن کریم پر توجہ اور تدبر کرنا چہوڑ دیا ایسی کتابون کی بہی پرواہ نہ رہی میں نے اس کتاب کو اردو زبان مین ترجمہ کیا ہے اور اوسپر ایسے مفید نوٹ لکہے ہیں جو حضرت حکیم الامۃ نے از بس پسند فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہوگئی میں اس کتاب کے ذریعہ بہی قوم میں قرآن کریم پر تدبر کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہون۔ یہ دونون کتابین جہانتک میری ہمت اور طاقت میں ہے محنت سے تیار ہو رہی ہین۔ ایڈیٹر الحکم

ازالۃ الوسواس - حضرت فاضل امروہی کے قیام میرٹہہ کے حالات کا مجموعہ علماء میرٹہہ پر اتمام حجت قیمت ۴؍ سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹہہ سے ملیگی ریویو بعد مین کرونگا ایڈیٹر۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اچہی طرح سے ہیں حضرت مسیح موعود خدا تعالے کے اس جلیل القدر نشان پر ایک رسالہ لکہنے کا ارادہ فرما چکے ہین۔

۲- بزرگان ملت بہی خدا تعالے کے فضل و کرم سے اچہے ہیں اور خدمت دین میں معروف ہیں۔

۳- خدا تعالی کا شکر ہے کہ وہ مکان جسکا ذکر کشتی نوح میں کیا گیا تہا اور جسکا نصف حصہ بعد تقسیم جایز حضرت اقدس کے قبضہ اور ملکیت میں تہا اب نصف حصہ مالکی مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین متوفی کے متبنی مرزا گل محمد (جسکا سربراہ بہی مرزا نظام الدین ہی ہے) سے خرید لیا گیا ہے اور اب کل مکان حضرت اقدس کی ملکیت ہو گیا ہے جس میں عنقریب حضرت اقدس مہمان خانہ کی جایز ضرورتوں کے متعلق تعمیر کا کام شروع کرانیوالے ہین جو احمدی احباب کی توجہ چاہتا ہے۔

۴- امتحان میں جانیوالے طالب علمون کی فیس داخلہ کے متعلق قریبًا انتظام ہو گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام رسید زر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کار خیر مین حصہ لینے والون کے لئے خدا تعالے خود جزا ہو۔ آمین

۵- ہفتہ زیر اشاعت مین بارش ہوگئی۔

جدید تالیفات

۱- خطبات کریمیہ حصہ اول - جو بارہ خطبون پر مشتمل ہے چہپکر شایع ہو گیا اور بہ استثنائے اون احباب کے جنہوں نے اطلاع دیدی تہی کہ انکے نام کوئی کتاب بدون تحریر نہ بہیجی جاوے دوسرے احباب کے نام روانہ کر دیا ہے اور اب صرف ایک سو جلدین باقی ہیں۔ قیمت ۴؍ فی جلد علاوہ محصول۔

۲- محامد المسیح (حصہ اول) جس مین وہ تمام اردو اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شان مین مخلص احباب نے لکہے تہے جمع کر دئیے ہین نظم انسان کو فطرتًا دلپسند ہے اسکی صرف ...۳ جلد میں طبع ہوئی تہیں اور صرف پچاس باقی ہیں۔

آئندہ کے لئے جو احباب اپنا نام ایسی کتابوں کیلئے مستقل خریدارون

حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں

(۳۰ - اکتوبر بعد نماز ظہر)
(الحکم کے لئے مفتی فضل الرحمن صاحب)

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون - الآیۃ - الی - اخوانا -

یہہ ایک قرآن کریم کی آیتہ ہے - اس سے میری ایک غرض ہے - آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں لوگ مختلف خیالات کے پیدا کئے گئے ہیں کچھہ تو ایسے ہیں کہ سننا جانتے اور سننا چاہتے - کچھہ ایسے ہیں کہ بولنا ہی جانتے اور بولنا ہی چاہتے ہیں تیسرے وہ ہیں جنکو نہ بولنے کی خواہش ہے اور نہ سننے کی -

پہر بولنے اور سننے والے بھی دو قسم کے ہیں سننے والے دو قسم اس طرح ہیں کہ بعض تو بطور تماشہ یا دل لگی - یا بطور نکتہ گیری کے سنتے ہیں - اور بعض اس غرض سے سنتے ہیں کہ اگر کوئی حق و حکمت کی بات مل جاوے تو اوس سے فائدہ اُٹھائیں -

پہلے لوگ اگر معرفت کا خزانہ بھی سنیں تو اونہیں کچھہ سروکار نہیں - پر اگر بولنے والے کے منہ سے ایک لفظ - صرفی - یا نحوی - یا زباندانی کے لحاظ سے غلط نکل گیا - یا اوس کے مطلب میں اونہیں کچھہ تامل نظر آتا ہے - تو وہ صرف اوس وعظ سے اتنا ہی نتیجہ لے جانے کہ ہاں جی فلاں شخص کا وعظ بھی ہم نے سنا ہے - لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے - پس اون کے حصہ میں تو نکتہ چینی ہی اور بس ان لوگوں کی تمثیل مکھی کی مثال ہے کہ اوس کو کچھہ تمیز نہیں کہ میں پاک مٹھائی پر بیٹھی ہوں یا گند اس پر - یا بعض ان میں ایسے ہوتے کہ کوئی لفظ اپنی اغراض کے مطابق ملجاتا ہے تو وہ دوسروں کے پیش کرتے کہ دیکھو فلاں شخص کا بھی یہی مذہب ہے جو ہمارا ہے -

اور دوسرے لوگ سادہ ہوتے ہیں جو غلطیوں اور ناموزوں الفاظ کی کچھ پروا نہیں کرتے اور اوس وعظ یا [illegible] بیہا موتی حق و حکمت کا [illegible]

تو اوس سے لیکر خوش ہوتے -

پہر سنانیوالوں کی دو قسمیں یہہ ہیں - کہ بعض تو چندہیوں کے لئے بولتے خواہ وہ انجمن کیواسطے یا مسجد کے لئے یا اپنی ذات کے واسطے خواہ عمدہ کام کے واسطے خواہ بد کام کے واسطے - یا سنانے والے ایسے ہوتے کہ طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اپنے اعلیٰ خیالات کا اظہار کرنا چاہتے خواہ تحریری طور پر خواہ تقریری طور پر - یا بعض اسکے عوض میں کچھہ پانا نہ چاہتے اور بعض ایسے ہوتے کہ وہ اپنے آپ کو مامور من اللہ یقین کرتے اور کہتے کہ ہم خدا کے بلانے سے بولتے ہیں -

پس اب تم خود سوچ لو - کہ تم کس طرح کے سننے والے اور میں کسطرح کا سنانیوالا ہوں -

میں نے تو دنیا کی کل کتابوں میں سے قرآن کریم اور بخاری شریف کو پسند کیا ہے - بخاری کی ابتدا میں یہہ بیان ہے کہ اسلام دنیا میں کس طرح آیا اور کیا لایا ہے - اسکے اغراض کیا تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کسطرح ہوئی - اور آخری ترقی انسانی پر اوسکو ختم کیا - اور کتاب شروع کی ہے اسلام سے اور اوسکو ختم کیا ہے انسانی اعلےٰ ترقی پر - لیکن پہلا باب باندھکر پہلے ہی صفحہ پر اوس غرض کو چھوڑ دیا ہے - اور اوس کا باب اسطرح شروع کیا ہے کہ کسطرح خدا کی وحی آخری نبی پر نازل ہوئی اسکے بعد اوسکو ضرور تہا کہ اسکے ذرائع بیان کرتا - پر بات یوں شروع کی ہے کہ - انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی - یعنی ہر ایک اختیاری فعل - (عمل کہتے ہیں اوس فعل کو جسکو انسان اپنی استطاعت - اور مقدرۃ سے شروع کرتا پس لابد ہے کہ اوسکا کوئی ارادہ اور مقصد بھی ہو) - جب انسان ارادہ سے کرتا ہے تو ہر آدمی کو اوسکی نیت کا پہل مل جاتا ہے - جیسے ارادے اور اغراض ہوتے ہیں ویسا ہی وہ پہل اٹھاتا ہے - پس میں نے غور کیا کہ جس کتاب کو میں اسقدر عظیم الشان سمجھتا ہوں اوسکا ہیڈنگ کچھہ اور ہے - اور یہ بات کچھہ اور - پس میں نے خیال کیا کہ اس شخص نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب تم اس کتاب پر وقت خرچ کرنا چاہو تو سوچ لو کہ تمہارے اس سے ارادے کیا ہیں پس اون کی نیت ٹٹولنے کو یہ بات لکھدی اب چونکہ مجھے وہ کتاب بہت عزیز ہے - اسلئے تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا سننا کسی غرض سے ہو خواہ وہ غرض چھوٹی سے چھوٹی اور خواہ بڑی سے بڑی ہو - غرض کا لفظ چھوٹا ہے - ہر شئے تنکے کو بھی کہتے ہیں اور خدا کو بھی کہدیتے ہیں - پس یہ لفظ بڑا جامع ہے - غرض سننے والا اپنے وقت اور طاقت کو ضائع

نکرے - یہاں کیسا ہجوم ہے اور ہجوم میں ایسی خلاف صحت ہوائیں چلتی ہیں - پس اسجگہ کھڑے کر تم اپنا وقت ضائع نکرنا - مگر تمہاری اغراض نیک ہوں -

سنانیوالے کے کیا اغراض ہیں - یہہ بتلانے کی مجھے ضرورت نہیں - کیونکہ یہ معاملہ میرے دل کا ہے یا میں خود جانتا ہوں - یا اس سے بڑھکر میرا مولا خوب سمجھتا ہے - کیونکہ وہ یعلم السر واخفیٰ - یعنی وہ موجودہ اغراض کو اور ان اغراض کا نتیجہ دو سال کے بعد کیا ہوگا اوس نتیجہ کو بھی جانتا ہے - اسواسطے میں اپنی غرض کو بتلاؤں کہ میری اس بولنے سے کیا غرض ہے ضرورۃ نہیں - [illegible] اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے - بہر حال تم لوگ اگر نیک اغراض سے میری اس تقریر کو نہیں سنتے تو اپنے قیمتی وقت کو ایسی ہجوم اور ایسی متعفن ہواؤں میں بے فائدہ رائگاں نہ کرو -

بہت ساری مخلوق ایسی ہوتی ہے کہ اونکے اغراض بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور صرف موجودہ وقت کے واسطے ہوتے ہیں - ہر انسان کو علم اور عقل اسلئے بخشا گیا ہے کہ اس کے اغراض بھی بہت بلند پروازی کرنیوالے ہوں - یہہ میں نے تمہاری خیر خواہی کی ہے - پس میری پہلی بات کو تم لیلو - اور بڑی بات کو - کالائے بد بریش خاوند - یہیں چھوڑ دو - حق و حکمت کا کلمہ لینے سے دریغ نکرو اور برائی کے کلمہ سے بہت بلند سے کام لیکر اعراض کرو -

جو آیت میں نے پڑہی ہے - اوسکا مطلب یہ ہے کہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جیساکہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے - تقویٰ کیا ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے - اور اس کے پہلوؤں سے انسان کسطرح آگاہ ہو سکتا ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوے کا حکم دیتا ہے کہ حق تقویٰ ادا کرو -

تقویٰ کہتے ہیں اوس بات کو جس سے انسان دکھوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے - عربی زبان میں اسکا نام تقویٰ رکھا ہے اب آیا کہ کسطرح انسان دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے قرآن کریم نے اسکو کھولکر بیان فرمایا ہے - یہاں میں صرف اونمیں سے ایک ہی آیت کو لیتا ہوں -

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ - الآیۃ - الی - اولئک ھم المتقون -

یہاں اسلامی شریعت نے تقویٰ کے معنی بتلائے ہیں - تقویٰ کی جڑہ - شاخوں اور اوسکی رگوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں - میں نے اوسکی زبر نظر آیت کے لفظ تقویٰ کی تفسیر کیواسطے یہہ دوسری آیت پڑہی ہے - لاکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ نہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہوتے ہیں کیونکہ جب نتیجہ مدنظر ہوتا ہے تو انسان اوس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے - پس پہلے مجھے یہی پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہیں - پس مختصراً بتلا دیتا ہوں -

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلا دو کہ تقویٰ کیا چیز ہے - مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کر سکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جبتک ہمیں یہ علم نہو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں -

ہر ایک انسان کی فطرۃ میں یہ بات رکھدی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں - جب یہ خواہش موجود ہے - تو ایک بیمار - جو بہت طبیبوں کا علاج کرچکا اور مفلس ہوگیا ہے - گہر والوں کو دوبہر معلوم ہوتا ہے - پہر جب وہ ہر طرف سے تہک کر کسی طرف آتا ہے - تو اخراجات کثیر کا زیر بار ہوکر آتا اور پہر سے سامنے نذر رکہتا ہے - حالانکہ کیا اوسکو یقین ہے کہ اس سے مجھے شفا مل جاوے گی - یا اسکی طبابت اکمل ہے - پہر بیماری لمبا ہی کیا ہے - اسکا بہت سارا حصہ کمپنیوں - ڈاکٹروں - حجاموں - جراحوں کے سپرد ہو اور بہت تہوڑا حصہ ہمارے پاس ہے - پہر باوجود اس قلیل مقدار طب کے پہر وہ ہمارے ہاتہہ سے زہر کہانیکو بھی تیار ہے - پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا متبع بننا چاہتا ہے -

پہر انسان طاقتوروں کا بھی اپنا بننا چاہتا ہے مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہتا کہ فلاں ڈاکٹر یا فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر - وغیرہ میرا اپنا ہے - یعنے میرا دوست ہے -

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اسوقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا - اور وہ اور قومیں جنکے سامنے ہمیں یہہ بحث

کرنے کی ضرورۃ ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے - اگر کوئی شخص اسپر اعتراض بھی کردے تو میں تھوڑا سا ثبوت دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ میرے ایک بڑے مہربان نے مجھپر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جعل الله الکعبة البیت الحرام قیامًا للناس الآیۃ - یعنی کعبہ ہم نے ایک عزۃ کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ - یہہ اس لئے کہ خدا ہے - اور قادر ہے - اور علیم ہے - کیا یہہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص کہدے کہ دو ہزار برس تک یہہ چھت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا - کیا کوئی عالم یہ دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں - پھر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزۃ والا بنادیا ہے - دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا اولٹ پلٹ ہو جاوے - اور یہ سب کچہہ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل وبیابان میں ایک کوٹھہ ہے - اور اوس کے لیے دعوی کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دیا کہ اسکو مٹا کر تو دکھلاؤ - پھر اسکو کوئی مٹا نہ سکیگا پھر یہ بات کیسی پوری ہوئی یہہ اسلیئے کہ تمہیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین وآسمان کی باتیں جانتا ہے - اور یہہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے - اور وہ قادر ہے -

پس جب ایسے علیم وقادر سے محبت ہو تو پھر کیا بات ہے -

متقی کے واسطے اللہ تعالے فرماتا ہے -

۱؎ والله یحب المتقین - اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲؎ انما یتقبل الله من المتقین -

اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو -

۳؎ واتقوا الله ویعلمکم الله - متقی کو وہ علم سکہائیں جو تمہیں نہیں آتا -

۴؎ من یتق الله یجعل له مخرجًا و یرزقه من حیث لا یحتسب - متقی کو ہر تنگی اور دکہہ سے نکلنے کا راستہ ہم بتادینگے اور اسکو اتنا رزق دینگے کہ وہ شمار بھی نکر سکیگا - ہم اوسکو تنگی سے تنگ حالت سے [illegible] کی راہ بتادیں گے - رزق کی بھی تکالیف [illegible] ہیں - اسکے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات [illegible] - اون سب سے نکالیں گے - اور [illegible] سے دیتا ہوں کہ اوسکو خبر بھی نہو - [illegible] تتقوا الله یجعل لکم فرقانًا - [illegible] نفوں کو اٹھا دینگے اور تمہارے لئے راہ نکالینگے - اور دشمن ناکام ہونگے -

میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اوسکی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں -

پس متقی ۱؎ خدا کا محبوب بنتا - علم ۲؎ سکہتا - تنگی ۳؎ سے نجات پاتا - کامیاب ۴؎ ہوتا اور اسکے دشمن ناکام ہوتے ہیں - رزق ۵؎ لیتا - اس ۶؎ کی باتیں قبول ہوتیں -

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تو تمنے سمجہہ لیا.

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوی کیا چیز ہے -

پہلی ۱؎ جڑھ تقوی کی خدا پر ایمان لانا ہے -

دوسری ۲؎ جزا وسزا پر ایمان ہے - فرشتوں ۳؎ پر کتابوں ۴؎ پر - انبیاء ۵؎ پر ایمان لانا - ان پانچ جڑوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے -

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جسکا نتیجہ دکہہ - اور نیکی بھی ہوتی جسکا نتیجہ سکہہ ہوتا ہے - اور اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا - بہت سی آہ وفریاد نالہ وزاری - گہر والوں اور پڑوسیوں کو بیقرار کردیتی ہیں - جو دکہہ کی وجہ سے ہوتی ہیں - ایک وجودی کو درج مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو اپنا بدن گہبرا کر یہہ شعر کہا ؎

ان کان منزلتی فی الحب عندکم
ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اسکا مطلب یہ ہے - کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو میں اور میں تو ہوگیا - پر اب معلوم ہوگیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں - پس ایک ہی چیز سے دکہہ اور سکہہ پہونچے یہہ نہیں ہوسکتا بہر ایک چیز کے اعراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں - دکہہ کی جڑھ بدی اور سکہہ کی جڑھ نیکی پر ہوتی ہے - وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو - پر خدا کا ماننا ہی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جاکر ڈیرہ کرتا ہوں - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ - گویا - گانے والوں کے مکان پر - اور فقیر تکیہ پر - برہمن ٹھاکردوارے میں - اور عیسائی مشن کمپونڈ میں - اوسکی تلاش کرکے جا ڈیرہ لگا دیگا پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اوسیکے پاس رہنا اور سہنا اوسکو مطلوب ہوتا ہے - ادسی کو حسب استطاعت زنگین ہوتا ہے - حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پر جاتے - پس اسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہوا اوس کی ربوبیت - پاک ہستی - رحمانیت - رحیمیت - اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے - اور یہ کہ - کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے - اور اوس کے محامد کا مطالعہ کرتا ہے تو اسطرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہوکر کسطرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکہلاؤں گا -

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اوسوقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا - جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے -

پس تمام نیکیوں کی جڑ - اور حصل حصول - اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہوسکتی ہے - پولیس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پر تمام بدیوں کی جڑھ تو دل میں ہوتی اور اوسکو جبتک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا پس اوسکی ہستی کا اقرار اور اوسپر ایمان اور اسپر یہہ یقین کہ اوسکو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں - گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے -

پہر انسان کبھی ایسا ہی بنایا گیا ہے کہ ہتک کو پسند نہیں کرتا - اور ایک آدمی کے سامنے بھی پسند نہیں کرتا - میری کیسی فطرۃ ہے کہ مینے کہا کہ میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوسکی پرواہ نہ کرو - اور اوس سے درگذر کرو - یہہ اسی لئے کہ میری ہتک نہ ہو - چور چوری کرکے کیوں انکار کرتا - صرف اس لئے کہ میری ہتک نہ ہو - پہر پہلا ایک گہر والوں کے سامنے ایک شہر والوں کے سامنے - پہر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے پہر ساری دنیا کے سامنے پہر تمام اولین وآخرین کے سامنے ہماری ہتک ہو - اور مقابلہ ہو - یہہ کیسے برداشت ہوسکتا ہے - پس کوئی شخص ایسا ایمان رکہکر کب ایسی ہتک کو پسند کرے گا -

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھسے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پاکر بہشت میں چلے جاوینگے تو کیا حرج ہے کہ کچہہ وقت کے لئے اوس عذاب کو برداشت کریں - اور پہر بہشت میں چلے جاویں - مینے اوسکو جواب دیا کہ ہم اسوقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بھی کوئی نہیں - میں تمہیں دو روپیہ دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو - تو وہ ڈر گیا کہ یہہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا - پس مینے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بھی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا آشنا سا بھی نہیں ہے - تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے - پہر کیا وجہ کہ اوس ذلت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کروگے - پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے -

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کرنیوالا موجود ہے - مثلاً - ڈاکو - ٹھگ - چور - کنجر - مینے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے وہ کہتے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے - مینے ایک کنجر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی بہو سے زنا کرواتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ نہیں پر اسلیئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیئے پس جو شخص تمہارے گھر میں بدکاری کے واسطے آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غیر کی نہیں - اسیطرح ٹھگ اور چور ٹھگی اور چوری کو اپنے جتھے میں بُرا سمجھتے ہیں - مینے ٹھگوں اور چوروں سے بھی پوچھا ہے کہ تم چند آدمی ملکر ایسا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچہہ نقصان کرلے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کمینہ اور بدذات چور ہے - اور ہماری شرکت کے قابل نہیں - مینے کہا کیا دوسرے کا مال کہانے والا کمینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر لاجواب ہوگیا -

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا واعظ موجود ہے - لہذا جزا وسزا کا اعتقاد بھی نیکی پر مائل کرتا ہے -

پس یوم آخرت کے یہی معنے سمجہہ لو کہ بدی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا - اور پڑتا ہے -

تیسرا ۳؎ ذریعہ نیکی کا محرک ہے - پر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی اور اگر کی ہے تو کم کی ہے یا اوسپر ایمان نہیں یہہ فرشتوں کا اعتقاد ہے - اور لوگوں نے اسکو ایک معمولی وجود سمجہا ہے -

ہمیں خدا تعالے نے ملائکہ کا اعتقاد - جزو ایمان میں کیوں بتلایا - میں تو ان کے اسباب اور نتائج وغیرہ وغیرہ کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں - اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی تلاشوں میں رہتا ہوں -

ملائکہ پر ایمان جیسے مینے بتایا ہے کہ شروع وعظ کیا تقوے سے اور پہلے بتا دیا یہہ کہ تقوے کے پہل کیا ہیں اسیطرح ہمیں خیال آتا ہے کہ ملائکہ کا ایمان کیا ہے - اور کیوں ہے -

لوگ کہتے کہ ہم ملائکہ کو نہیں مانتے پر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اون سے محبت کسطرح بڑہانی چاہیے - بہت لوگ اسطرف بھی جھکے ہیں کہ ملائکہ کوئی نہیں - چنانچہ آریہ - دیوتا کے معنے کرتے ہیں یا مولی انسان فضیلت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اسپر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق الیقین ہے کہ ملائکہ کا ایمان نیکی کی جڑھ ہے - اس کی دلیل یہہ ہے کہ جب ہم

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۵)

یسوع کا یہ فعل کسی حالت اور صورت میں نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ یوحنا کے ہاتھ پر بیعت توبہ یا اصطباغ ان کے اپنے منہ سے اپنی عملی کمزوری کا اعتراف ہے اور گویا گنہگار ہونے کی ایک ایسی مہر ہے جسکو کوئی عیسائی مردہ پرست توڑ نہیں سکتا۔ جہانتک انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ مل سکتی ہے اسپر غور کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انکی زندگی میں یہ واقعہ کبھی پیش نہیں آیا کہ انہوں نے کسی دوسرے کے ہاتھ پر گناہوں کا اقرار کیا ہو۔ عبودیت کے کمال کا اظہار اور اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ تعلقات شدیدہ کی وجہ سے اپنی انکساری اور تذلل کا بیان اور اعتراف ایک الگ چیز ہے جسکو یسوع کے اس فعل سے کوئی نسبت اور تعلق ہی نہیں یہ فخر صرف یسوع ہی کو حاصل ہے کہ ایک دوسرے شخص کے پاس گناہ کے اقرار کیلئے جاتا ہے۔

پس اس لحاظ سے اگر نجات یافتہ کوئی شخص ہو سکتا ہے تو وہ یوحنا ہے جو اقرار گناہ لیتا تھا نہ کہ یسوع جس نے اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔

پھر انجیل جو انجیلی یسوع کی لائف کا آئینہ ہے یہ بتا رہی ہے کہ اس توبہ سے بھی اسے کوئی معتد بہ فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اسکی حالت پہلے سے بھی کمزور ہو گئی تھی۔ میں انجیل ہی کی شہادت سے اس امر کو ثابت کروں گا اور دکھاؤنگا کہ اسکی زندگی کے واقعات میں ایسے امور موجود ہیں جو نکتہ چین نگاہ کو اعتراض کرنے کیلئے پوری مدد دیتے ہیں۔ ان واقعات پر نظر کرنے سے ایک اور بھی حقیقت کھلتی ہے جو یسوع کی اس بیعت توبہ کو مضبوط کر رہی ہے اور جس سے عیسائیوں کی ان رنگیلیوں کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو اس معاملہ میں وہ پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلا اثر او نتیجہ جو اس بیعت توبہ کا یسوع پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ اسکو **شیطان اپنے ساتھ لیگیا۔**

چنانچہ متی کی انجیل میں اس واقعہ اصطباغ کے ساتھ ہی بلا فصل **یسوع کی ازمایش** کا عنوان جما کر لکھا ہے کہ

اسوقت روح یسوع کو جنگل میں لے گئی تاکہ ابلیس سے ازمایا جاوے

میری سمجھ میں اس آیت کی کوئی توجیہ نہیں آئی۔ قریباً ۱۶ برس سے انجیل پڑھتا رہا ہوں یہانتک کہ بعض پادریوں مثل حسن علی سفیر سابق ایڈیٹر نور افشان - پادری جیل سنگھ - پادری شریف صاحب (جو لاہور میں بڑے مشہور پادری تھے) پادری جی - ایچ گرے وغیرہ دیسی اور ولایتی پادریوں سے بھی انکی ہی تحریک کے موافق میں نے انجیل کو پڑھا۔ اور ان سے بارہا پوچھا کہ یہ کیا ستر ہے کہ ایک شخص ادہر اصطباغ لیتا ہے اور اسپر روح القدس کا نزول مانا جاتا ہے اور معاً وہ شیطان کے ساتھ چلنے پر امادہ ہو جاتا ہے۔

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں یا تو یہ کہ اسکی عملی حالت ایسی کمزور اور ناقص ہے کہ شیطان کا بہت جلد تسلط اسپر ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ یہ واقعات ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہیں۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ پادری صاحبان کو دونوں باتوں کے تسلیم کرنے میں موت آتی ہے اور حقیقت میں آنی بھی چاہئے کیونکہ اگر یہ تسلیم کریں کہ یہ واقعات نفس الامر میں غلط اور بے بنیاد ہیں اور انکی کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں تو انہیں اپنی زبان سے یہ اعتراف کر لینا پڑیگا کہ انجیل میں بے بنیاد اور بیہودہ واقعات درج ہیں جس سے انجیل کی کوئی وقعت اور عزت ایک دانشمند کے دل میں نہیں رہ سکتی اور اسے مجموعہ اباطیل ماننا پڑیگا یا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ وہ قابل اعتبار نہیں اسمیں حق و باطل ملا یا گیا ہے۔ اور اگر اناجیل کی عزت و وقعت کو قایم رکھنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے سچ مچ یسوع کو شیطان اپنے ساتھ لیگیا تھا تب بھی اس مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ جس کا بانی اور امام ایسا ہے کہ وہ شیطان کو **شیطان** سمجھکر بھی اس کے ساتھ جاتا ہے اور پھر ایک دو منٹ نہیں بلکہ چالیس روز تک اس کے ساتھ رہتا ہے اسکی **ایمانی** حالت ضرور بالضرور کمزور ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی مجید و حکیم کتاب تو یہ فیصلہ کرتی ہے **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان**

اور یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اسقدر قوت اور طاقت اسپر حاصل کی کہ چالیس روز تک اسے پیارا اچھا فیض **روح القدس** ہے یہ خوب ابن اللہ اور بالاخر خود خدا کی طاقت اور جبروت ہے کہ شیطان اسے جنگلوں میں لئے پھرتا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ **شیطان** ہے۔

میری سمجھ میں جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کبھی یہ بات نہیں آئی۔ اور نہ عیسائی فاضلوں نے اس اعتراض کو حل کیا ہے ایسی صورت میں خدا کیلئے پادری صاحبان! اور وہ لوگ جو اپنی نجات کا انحصار یسوع کے خون پر رکھتے ہیں انصاف سے بتائیں کہ کیا ان کے مذہب میں نجات کی کوئی صورت ہے؟ اور کیا وہ شخص نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے جسکی **عملی حالت** یہ ہو اسطرح کی خوشی کرنا اسکی پیدایش کے دن پر کہانتک موزون اور مناسب ہے۔ یسوع نے اپنی اس حرکت سے جو شیطان کے ساتھ جانے سے سرزد ہوئی ہے یہی نہیں کہ اپنی وقعت اور تقدس کو کھو دیا ہے بلکہ اپنے پیر و مرشد یوحنا ابن ذکریا کے تقدس اور قوت قدسی پر برا اثر ڈالا ہے کیونکہ یسوع کا یہ برا نمونہ انکی قوت قدسی کو کمزور ثابت کرتا ہے۔ بحالیکہ ایسا نہیں ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ جن کو یوحنا کہا جاتا ہے ایک راستباز اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے انہوں نے ایک قوم کی مناسب اصلاح کی مگر جو شخص ان کے شاگرد یسوع کی عملی حالت سے ان کے تقدس کا اندازہ کریگا اسے سخت ٹھوکر کہانے کا احتمال ہے۔

میں ان لوگوں کو جو عیسائی مذہب کے متعلق غور کرتے ہیں اس حصہ انجیل پر بہت بڑی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ اور خود عیسائی صاحبان کو بھی متوجہ کرتا ہوں کہ وہ خدا کیلئے اس مقام پر غور کریں کیونکہ اسی ایک واقعہ سے جیسا پہلے ظاہر کیا گیا ہے دو باتوں میں سے ایک بات قرار پاکر انجیل اور عیسائی مذہب کا فیصلہ اور خاتمہ ہو جاتا ہے یعنے یا تو **شیطان** کا مقلد یسوع کو ماننا پڑیگا اور یا انجیل میں غیر صحیح واقعات کا اندراج تسلیم کرنا پڑیگا اور دونوں صورتوں میں اس مذہب کی حقیقت معلوم!

انجیل کے فلاسفروں اور عیسائی فاضلوں کو جہاں انجیل اور یسوع کی لایف کے دوسرے واقعات نے حیرت میں ڈالا ہے وہاں اس واقعہ نے بھی انہیں کچھ کم حیران نہیں کیا ہے۔ اور انہوں نے بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ اس واقعہ سے فائدہ اٹھا کر انجیل ہی کا صفایا کر دیا ہے۔ ان کے اعتراضات اور ہی رنگ کے ہیں اور وہ بجائے خود بڑے قوی اور مضبوط ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ جبکہ شیطان کا کوئی وجود نہیں ہے تو یسوع کس کے ساتھ گیا اور کب گیا؟ - یہ اعتراض بجائے خود عیسائیوں کیلئے قابل جواب تھا ہی کہ اسی سلسلہ اعتراض میں یہ اعتراض بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی اتباع اور رفاقت کا یہودیوں کے بازاروں اور گذرگاہوں میں ہوتا تو ضرور تھا کہ نہ صرف یسوع بلکہ یہودی بھی اس شیطان کو دیکھتے اور کچھ شک نہیں کہ شیطان معمولی انسانوں کیطرح نہیں ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا - جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہوگا - پس اگر فی الحقیقت شیطان یسوع کو بیداری میں نظر آیا تھا تو چاہیے تھا کہ اسکو دیکھکر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹھا ہو جاتا لیکن یہ واقعہ کسی صحیح تاریخ میں پایا نہیں جاتا اور یہودیوں کی کتابوں میں جہاں عجیب و غریب روایات اور قصص کے تو دہ طوفان جمع ہیں اس عجیب داستان کا جو ایک ناول سے کم دلچسپ نہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین فلاسفروں کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی زبردست دلیل ہاتھ آئی ہے جسکی مدد سے وہ یقین کرتے ہیں کہ انجیل میں اس قسم کی بہت سی خیالی اور فرضی حکایتیں اور باتیں درج ہیں۔ جنکا پایہ کسی صورت میں ایک داستان اور ناول سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔ (باقی چھٹے نمبر میں)

حضرت اقدسؑ کا مبارک ارشاد

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رسالہ میگزین کی کثرت اشاعت کی یہانتک تاکید فرمائی تھی کہ اس کی رو سے کوئی اپنی جماعت احمدیہ کا بھائی خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ کسی حیثیت کا ہو تا اسکی خریداری سے محروم نہ رہتا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے بجنسہ **تاکیدی الفاظ یہ تھے** "میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں اور اس خدمت میں **جان توڑ کوشش کریں**" اسپر ہی اکتفا نہیں فرمائی بلکہ ساتھ ہی ظاہر فرمایا۔ کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی **بیعت کی حقیقت** پر قایم رہکر اسبارہ میں کوشش کریں تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اور واقعی بات بھی بہت صاف تھی۔ کیونکہ اپنی دو لاکھ سے بڑی ہوئی جماعت احمدیہ میں سے پانچ فیصدی احباب بھی کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنتے تو تعداد خریداری کہیں دس ہزار سے بھی بڑھ جاتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جملہ بھائیوں کے کانوں تک حضرت اقدسؑ کے مبارک ارشاد کے یہ تاکیدی الفاظ نہیں پہونچے چونکہ حضرت اقدسؑ کی فرمائی ہوئی تعداد تک رسالہ کی تعداد خریداری پہونچنے میں ابھی بہت کمی ہے - اسواسطے ہر ایک بھائی کا **فرض** ہونا چاہئے کہ اس حکم سے مطلع ہوتے ہی خود فوراً خریدار رسالہ بنے اور دیگر بھائیوں تک اس حکم کے پہونچانے اور دیگر خریدار پیدا کرنیکی کوشش کریں اور ذی ہمت و ذی وسعت احباب علاوہ خریداری کے مالی **اعانت** میں بھی حصہ ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا دوی القصبہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگون سے عـ ۱۲

نمبر ۴ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ ذیقعد ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

نشان متقین

فتح مقدمات

اسمین کوئی کلام نہین کہ فتح مقدمات ایک عظیم الشان نشان ہے جو ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق مجھے منشی غلام نبی صاحب مدرس پورسیران نے ایک مفصل خط کے ذریعہ توجہ دلائی ہے کہ اس نشان کی کوئی یادگار قایم کرنی چاہیے۔ منشی صاحب موصوف کے خط آنے سے پہلے ہی مین اس فکر اور تجویز مین تہا کہ اس یادگار کیلئے تحریک کرون تو کس رنگ مین۔ مین کبھی یہ سوچتا تہا کہ الحکم کو اس نشان کی یادگار مین ہفتہ مین دو مرتبہ کر دیا جاوے اور اسکی تحریک کرون کبھی یہ خیال آتا تہا کہ کسی اور رنگ مین اس تحریک کو پیش کیا جاوے بہرحال مین اسی ادہیڑ بن مین تہا کہ منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا کہ مین دس روپیہ اس یادگار کیلئے دینے کو آمادہ ہون اگر صنعتی شاخ (جسکی مین نے الحکم کے پہلے نمبر مین تحریک کی ہے) تعلیم الاسلام سکول کے متعلق کہولی جاوے مین منشی غلام نبی صاحب کی تجویز سے بالکل متفق ہون اور اسی لئے آج مین اس تحریک کو الحکم کے ذریعہ عام کرتا ہون۔

منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا ہے کہ وہ میری تحریر پر فوراً دس روپیہ بہیجنے پر آمادہ ہین مین انہین مشورہ دیتا ہون کہ وہ یہ دس روپیہ حضرت حکیم الامۃ کے نام بہیجدین اور مجھے اطلاع دین مین اسکی رسید الحکم مین دیدون گا۔ صنعتی تعلیم کی جسقدر ضرورت ہے وہ کسی تفصیل اور تشریح کی محتاج نہین صنعتی تعلیم کے متعلق سکیم یا نصاب پیچھے تجویز ہو سکتا ہے۔ سردست یہ ضروری امر ہے کہ اس تجویز کی اعانت کرنیوالے پیدا ہون۔ پس یہ عجیب اور قابل قدر موقع ہم احمدیوں کو ملا ہے کہ ان مقدمات کی فتح کی یادگار مین صنعتی شاخ سکول مین کہولی جاوے کم از کم ایکہزار روپیہ جبتک جمع نہووے اس شاخ کے کہولنے کی جرأت نہین کی جاسکتی اور پھر اسکو باقاعدہ جاری رکہنے کیلئے مستعد دلون کی ضرورت ہے جو اسکی اعانت مین پورا حصہ لین جو لوگ اس یادگار کے قایم رکہنے کی ضرورت سمجہتے ہین وہ اسوقت دریا دلی سے کام لین اور اگر اس یادگار کو کسی اور صورت مین قایم کرنا چاہتے ہین تو بہی اطلاع دین بہرحال اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ یادگار ضرور ہونی چاہیے۔ اس سے ایمان تازہ ہو رہیگا۔ اور یہ نشان ہر وقت زندہ رہیگا۔

مین یہانتک لکہہ چکا تہا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے میرے محترم بہائی منشی مرزا محمد شفیع صاحب کا ڈیرہ جات سے آیا ہوا ایک خط دیا جسکا عنوان فتح سکالرشپ ہے اسمین مرزا صاحب ۲ ماہوار ۶ رجنوری ۱۹۰۵ء سے ایک وظیفہ اسی یادگار مین ہائی سکول کے ایسے طالبعلم کو دینا چاہتے ہین جو غریب ہو لیکن محنتی ہوشیار دینیات اور عربی کیلئے خاص شوق رکہتا ہو۔ یہ امر انہون نے بہی بطور تجویز پیش کیا ہے گویا جو یادگار قایم ہو وہ اسمین دو روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ دینے کو آمادہ ہین بہرحال مین دل سے چاہتا ہون کہ ایک یادگار اس عظیم الشان نشان کی قایم ہو۔ خواہ وہ کسی رنگ مین ہو۔ یہ یاد رہے کہ صنعتی شاخ کے کہولنے کیلئے کم از کم ایکہزار روپیہ نقد جمع ہو جاوے اور یہ کچھ مشکل نہین اگر سو شخص بہی حصہ لین تو ہو سکتا ہے۔ اور آیندہ کیلئے کم از کم ۵ ماہوار کا سردست مستقل چندہ ہو۔

ہان مین الحکم کو بہی اس یادگار سے حصہ دینا چاہتا ہون کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے اسے ان مقدمات مین شامل کیا اور اسکی کامیابی بہی ایک نشان ٹھہری ہے اسلئے الحکم کی حالت مین بہی مین کوئی ایسا امر کرنا چاہتا ہون جو اس نشان کیلئے بطور یادگار ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ الحکم کی اپنی حالت کے متعلق کسی یادگار کا قایم کرنا مندرجہ بالا تجویز کے ہرگز منافی نہین اور نہ زاید چندہ اس فنڈ مین مین کسی سے لینا چاہتا ہون۔ بلکہ الحکم کے متعلق مین جو تحریک کرونگا وہ انشاء اللہ العزیز ایک نرالی تجویز ہوگی اور مفید ثابت ہو سکیگی۔

مختصر یہ کہ فی الحال صنعتی شاخ کی ذریعہ سے جو احباب یادگار قایم کرنا چاہتے ہین یا بصورت وظایف جو شریک ہونا چاہتے ہین وہ مجھے بہت جلد اطلاع دین۔ اس یادگاری فنڈ مین جو روپیہ بہیجا جاوے وہ حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے نام بہیجا جاوے۔ بعد مین فیصلہ ہوکر جو صورت یادگار کی تجویز ہوگی اسپر وہ خرچ کر دیا جائیگا۔ مین نے اس یادگار کا نام نشان متقین رکہا ہے یہ محض اس نسبت سے ہے کہ انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی مین جو الہام ہوا تہا وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ فیہ آیات للسائلین۔ ہان اگر کوئی اور نام تجویز ہو تو بہتر وہی لکہا جا سکتا ہے۔

آخر مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام [illegible]

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے بعد از نماز جمعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر کچھ دیر سے پہونچا تھا اسلئے جسقدر ضبط ہو سکا وہ ہدیہ ناظرین ہے سلسلہ تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون تھا۔ اور وہ تقریر یہ ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ حسنات کا پلڑا بھاری رکھے۔ مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسکی مصروفیت اسقدر دنیا میں ہے۔ کہ یہ پلڑا بھاری ہوتا نظر نہیں آتا رات دن اسی فکر مین ہے کہ وہ کام دنیا کا ہو جاوے۔ فلانی زمین ملجاوے فلانا مکان بنجاوے۔ حالانکہ اسے چاہیئے کہ افکار مین بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات دن نماز روزہ مین مصروف ہے، تو یہ بھی اسکے کام ہرگز نہیں آسکتا جبتک کہ خدا کو اس نے مقدم نہ کیا ہوا ہر بات اور فعل مین اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہیئے۔ ورنہ خدا کی قبولیت کے لایق ہرگز نہ ٹھہریگا۔ دنیا کا ایک بت ہوتا ہے جو کہ ہر وقت انسان کی بغل مین ہوتا ہے۔ اگر وہ مقابلہ اور موازنہ کرکے دیکھیگا تو اسے معلوم ہوگا کہ طرح طرح کی نمایش اس نے دنیا کیلئے ہی بنا رکھی ہے اور دین کا پہلو بہت کمزور ہے حالانکہ عمر کا اعتبار نہیں اور نہ علم ہے کہ اسنے اس پل کے بعد زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں شیخ سعدی نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔ ؎ مکن تکیہ بر عمر ناپایدار۔ اسوقت جسقدر لوگ کھڑے مین کون کہہ سکتا ہے کہ ایکسال تک ان مین سے مین ضرور زندہ رہونگا۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے۔ تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہین۔ پس خوب یاد رکہو کہ دین کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہیئے ہمیشہ اسر امر مین کوشان رہنا چاہیئے۔ کہ کوئی بھلائی اس کے ہاتھ سے ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ اور اس کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ تم دکھ پاؤ لیکن خوب یاد رکہو کہ جو اس سے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اسپر اسکا قہر ضرور ہوتا ہے عادت اللہ اسطرح سے چلی آتی ہے۔ نوحؑ کے زمانہ کو دیکھو لوطؑ کے زمانہ کو دیکھو۔ موسےٰ کے زمانہ کو دیکھو اور پھر آنحضرت صلعم کے زمانہ کو دیکھو کہ اسوقت جن لوگون نے عمداً خدا سے بعد اختیار کیا ان کا کیا حال ہوا۔ ان لمبی آرزوؤن نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

کہ اے لوگو جو تم خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہین غافل کر دیا ہے یہانتک کہ تم قبرون مین داخل ہو جاتے ہو مگر غفلت سے باز نہیں آتے۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ مگر اس غلطی کا تم کو عنقریب علم ہو جاویگا ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ پھر تمکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ عنقریب تمکو علم ہو جاویگا کہ جن خواہشات کے پیچھے تم پڑے ہو وہ ہرگز تمہارے کام نہ آوینگی اور حسرت کا موجب ہونگی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۔ اگر تم کو یقینی علم حاصل ہو جاوے تو تم علم کے ذریعے سے سوچکر اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہاری زندگی جہنمی زندگی ہے اور جن خیالات مین تم رات دن لگے ہوئے ہو۔ وہ بالکل ناکارہ ہین۔ مین ہمیشہ کوشش کرتا ہون کہ کسیطرح یہ باتین لوگون کے دلنشین ہو جاوین مگر آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ انکے اختیار مین کچھ نہین ہے جبتک خدا تعالیٰ خود ایک واعظ دل مین پیدا نہ کرے تب تک فایدہ نہین ہوتا جب انسان کی سعادت اور ہدایت کے دن آتے ہین تو دل کے اندر ایک واعظ پیدا ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے دلکو ایسے کان ملجاتے ہین کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے راتون کو اور دنون کو خوب سوچکر دیکھو تو تمہین معلوم ہو جاویگا کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شے ہے اور اسکے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ مین نہیں ہے ایک آنکھ ہی پر نظر کرو۔ کہ کسقدر باریک عضو ہے۔ اگر ایک ذرا سا تنکا آ لگے تو فوراً نابینا ہو جاوے پھر اگر یہ خدا کی نعمت نہیں ہے تو کیا ہے کیا کس نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا سے ضرور بینا ہی رہیگا اور اسی پر سب قوا کا قیاس کرو۔ کہ اگر آج کسی مین فرق آ جاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر آن اور پل مین اسکی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ اور مومن کا گذارا تو ہو ہی نہین سکتا جبتک اس کا دہیان ہر وقت اسکی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتون پر غور نہین کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہین دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈالکر دیکھے کہ خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر مین اُسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے اور ہر وقت اسکی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہین ہے۔ کہ تم اسکی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

اگر اسکی طرف رجوع رکھوگے تو تمہارا ہی اسمین فایدہ ہوگا۔ انسان جسقدر اپنے وجود کو مفید اور کار آمد ثابت کریگا۔ اسیقدر اس کے انعامات کو حاصل کریگا۔ دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیون نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام ہی نہ آویگا نہ گاڑی مین چلیگا نہ زراعت کریگا۔ نہ کنوین مین لگیگا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آویگا ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالہ کر دیگا ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ مین مفید ثابت نہ ہوگا۔ تو خدا اسکی حفاظت کا ہرگز ذمہ وار نہ ہوگا ایک پھلدار اور سایہ دار درخت کیطرح اپنے وجود کو بنانا چاہیئے تاکہ مالک بھی خبرگیری کرتا رہے لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکہتا ہے کہ لوگ سایہ مین آ بیٹھین تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ مین ڈالا جاوے اور کس کام آسکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اسکی معرفت اور قرب حاصل کرے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

جو اس اصل غرض کو مد نظر نہین رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر مین ڈوبا ہوا ہے۔ کہ فلان زمین خریدلون فلان مکان بنالون فلان جایداد پر قبضہ ہو جاوے۔ تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن تک مہلت دیکر واپس بلالے اور کیا سلوک کیا جاوے انسان کے دل مین خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیئے جسکی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاویگا۔ اگر یہ درد اسکے دل مین نہیں ہے۔ اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے۔ تو آخر تہوڑی سی مہلت پاکر وہ ہلاک ہو جاویگا۔ خدا تعالیٰ مہلت اسلئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فایدہ نہ اٹھاوے تو اُسے وہ کیا کرے پس انسان کی سعادت اسی مین ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے سب عبادتون کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجا لاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آویگی اسلئے دل کا رجوع تام اسکی طرف ہونا ضروری ہے اب دیکھو کہ ہزارون مساجد ہین۔ مگر سوائے اس کے کہ انمین رسمی عبادت ہو اور کیا ہے ایسے ہی آنحضرت صلعم کیوقت یہودیون کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی روح ہے ہرگز نہ تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت کی پس اسوقت بھی جو لوگ پاکیزگی قلب کی فکر نہین کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑون ٹکرین مارتے رہین انکو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔ اور جو اسے پاک نہ کریگا۔ بلکہ خاک مین ملا دیگا یعنی سفلی خواہشات کا اسے مخزن بنا رکھیگا وہ نامراد رہیگا۔ اس بات سے ہمین انکار نہین ہے کہ خدا کیطرف آنے کیلئے ہزارہا روکین ہین اگر یہ نہوتین تو آج صفحہ دنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا نہ عیسائی سب کے سب مسلمان نظر آتے لیکن ان روکون کو دور کرنا بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے وہی توفیق عطا کرے تو انسان نیک و بد مین تمیز کر سکتا ہے۔ اسلئے آخر کار بات پھر اسی پر آ ٹھہرتی ہے کہ انسان اسکی طرف رجوع کرے تاکہ قوت اور طاقت دیوے۔

دنیا مین جسقدر شور ہے نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہین۔ ان سب کا ماخذ نفس امارہ ہی ہے۔ لیکن اگر انسان کوشش کرے تو اسی امارہ سے پھر وہ لوامہ بنجاتا ہے۔ کیونکہ کوشش مین ایک برکت ہوتی ہے اور اس سے ہی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہین۔ پہلوانون کو دیکھو۔ کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ محنت اور کوشش سے نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امارہ کی مثال آگ کی ہے۔ جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت مین پیدا کرتا ہے۔ جس سے انسان حد اعتدال سے گذر جاتا ہے۔ لیکن جیسے پانی آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے۔ اور جو کام آگ سے لیتے ہین وہ اس سے بھی لے لیتے ہین، مگر جب اسی پانی کو آگ کے اوپر گرایا جاوے تو وہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کیونکہ ذاتی صفت اسکی آگ کو بجھانا ہے۔ وہ وہی رہیگی۔ ایسے ہی اگر انسان کی روح نفس امارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیون نہ ہو۔ مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کریگی۔ اور اسکے اوپر گریگی۔ تو اُسے مغلوب کرکے چھوڑیگی۔ بات صرف اتنی ہے کہ خدا کو ہر ایک بات پر قادر مطلق مانا جاوے۔ اور کسی قسم کی بدظنی اسپر نہ کیجاوے۔ جو بدظنی کرتا ہے وہی کافر ہوتا

مسیح موعودؑ و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۱

دریں ولا بگوشم رسید کہ سید علی حائری مجتہد زادہ لاہوری کتابے تصنیف کردہ است غایۃ المقصود نام کہ دران بقول بعض امامیہ حالات صعود و نزول حضرت مسیح موعود و حال دجال بطال و خروج یاجوج و ماجوج باستقلال باستدلال نوشتہ شدہ۔ بدل خواستم کہ ازان کتاب افادت انتساب مستفیض شوم۔ چنانچہ جلد ثانی ازان کتاب بعد تلاش بسیار بدستم رسید مطلعے شاد شدم و بمطالعہ اش مشغول گشتم۔ ہنتے کہ مجلد مذکور را چند بار بنظر امعان و بدیدہ تحقیق نگریستم۔ چون کار بدینجا رسید انصاف دامنم بران کشید کہ از نتیجہ تحقیق بیلاک را ہم اطلاع بخشم۔ بنا بریں علیہ این چند سطور ہدیہ ناظرین کردہ میشود۔

ایہا الناظرون! ہر چند کہ مجتہد زادہ لاہوری در روایت کشی محنت شاقہ بر داشتہ مگر افسوس پے بجائے نبردہ۔ فی الاصل کتابش مجموعہ است پریشان کہ از ہر قسم روایات موضوعہ و حکایات واہیہ و اخبار متعارضہ غیر معتبرہ و آثار مختلفہ متذکرہ دران موجود۔ و راستی و حقانیت و قوت و وزانت از دلایل و براہینش مفقود۔ مصنف حاطب اللیل و کاسب الویل چون اسپ بدلگام سراسر بے راہ مے رود۔ و از صحیح و سقیم و سیاق و سباق و نشیب و فراز خبرے ندارد۔ بینات قرآنیہ و نصوص حدیثیہ و دلایل عقلیہ بر تکذیب او گواہ۔ الغرض مجتہد زادہ دریں میدان معرکۃ الآرار باوجود طمطراق ہمہ دانی و ادعائے وقت نظر و طلاقت لسانی الحنین ہواس باختہ کہ معاذ اللہ۔ افادۃً للناظرین میخواہم کہ قدرے از رکاکت اقوال و سخافت و وہن دلایل و ضعف شواہد او شرم دہم لہذا بعض اہم مطالب کتاب مذکور را مطمح نظر ساختہ عبارت مجتہد زادہ لاہوری را بلفظ قولہ و جوابش را بلفظ اقول مے نگارم الانصاف احسن الاوصاف۔

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۰۔ **قولہ**۔ بدانکہ محدثین و مورخین معتمدین در احادیث و تواریخ دسانیدہ معتبرہ باسانیدہ معتمدہ آوردہ اند کہ در زمانہ حضرت عیسےٰ روح اللہ علی نبینا و آلہ علیہ السلام سلطانے بود ظالم و گردن کش تا آنکہ آنجناب علیہ السلام را منجانب اللہ فرمان رسید کہ وے را دعوت دین حق نماید روزے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزد آن ملعون امر خود را ظاہر فرمود کہ من پیغمبر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ و دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشما بر من نازل کردہ است و دین حضرت موسےٰ رابع کتاب او کہ توراۃ باشد منسوخ گردانیدہ است پس تو با جمیع حضار مجلس دین مرا و کتاب مرا کہ انجیل است قبول نمائید و دست ازدین منسوخ حضرت موسےٰ بر دارید وے از قبولیت دین حضرت عیسےٰ منکر شد و آتش حسد در قلب آن ملعون شعلہ ور گردید۔

اقول۔ سبحان اللہ بحمدہ٭ مصنف علام و مجتہد عالی مقام این داد تحقیق دادہ است کہ در ہائے علم و حکمت بر روئے اہل بصیرت کشادہ۔ حضرات امامیہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سرور کائنات را نذر این تحقیق انیق اگر کلاہ گوشہ بر آسمان رسانند رواست۔

و اصحاب جدل و مصابرہ بر ہفوات و ترہات مجتہد زادہ بلند نظر ہر قدر کہ بہر خود بالند بجاست لیکن نزد اہل تحقیق و ایمان و متبعان حدیث و قرآن این خامہ فرسائی مجتہد زادہ بجوے نیرز د۔ توضیح مقال و تفصیل اجمال آنکہ روایت منقولہ مجتہد زادہ سراسر معارض قرآن کریم را و احادیث نبی رؤف و رحیم و روایات یہود و نصاریٰ و کتب و تواریخ معتبرہ میباشد۔

چنانچہ او ضح دلیلے کہ بتکذیب روایت مجتہد زادہ بندہ باشد اینست کہ مصنف علام بوثوق تمام مے نگارد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمود کہ من پیغمبر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ و دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشما بر من نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ را کہ ربع کتاب او کہ توراۃ باشد منسوخ گردانیدہ است"

حالا ناظرین بچشم انصاف ملاحظہ فرمایند۔

(اولاً) اینکہ خداوند علیم در قرآن کریم (سورۃ الصف) قول حضرت عیسےٰ علیہ السلام را چہ طور نقل میفرماید۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

ازین آیہ کریمہ چون روز روشن ظاہر است کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مصدق توراۃ بود و پس عقل باور نمیکند کہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم خود را این ہدایت کردہ باشد کہ دست ازدین منسوخ حضرت موسےٰ بر دارید۔ لہذا مجتہد شیعیان آنچہ درباب تنسیخ توراۃ حوالہ قلم ساختہ جہلے بیش نیست۔

(ثانیاً) اینکہ خداوند حمید در قرآن مجید (سورۃ آل عمران) بضمن حالات بشارت ولادت حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام را مخاطب ساختہ درحق حضرت عیسےٰ علیہ السلام میفرماید۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ یعنے خداوند عیسےٰ را کتاب و حکمت و توراۃ و انجیل خواہد آموخت۔

پس چونکہ وعدہ الٰہی تخلف پذیر نیست لابد کہ خداوند علیم و حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام را توراۃ آموختہ باشد نظر بر آن چگونہ ممکن است کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام توراۃ را منسوخ کردہ باشد عجب است از مصنف نحریر کہ باوجود دعوی اجتہاد از چنین نصوص قرآنیہ چشم فروبستہ۔

(ثالثاً) خداوند جلشانہ در قرآن کریم میفرماید **وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً** یعنے قبل از قرآن کتاب موسیٰ است کہ امام و رحمت است حالا از ناظرین چشم انصاف دارم کہ اگر از نزول انجیل توریت منسوخ گشتہ بود پس چرا خداوند کریم فرمود کہ پیشتر از قرآن کتاب موسےٰ است کہ امام و رحمت است و چرا نگفت کہ پیشتر از قرآن کتاب عیسےٰ است کہ امام و رحمت است۔

(رابعاً) خداوند علیم در قرآن کریم میفرماید۔ **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ**۔ ما موسےٰ را ہدایت کردیم و بنی اسرائیل را وارث کتاب ساختیم۔ پس ظاہر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم از بنی اسرائیل بود پس آن علیہ السلام نیز وارث الکتاب یعنی توراۃ است لہذا نتواند شد کہ از بعثت حضرت مسیح علیہ السلام و نزول انجیل توراۃ منسوخ شدہ باشد۔

(خامساً) خود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اقرار صریح میکند باینکہ من برائے تنسیخ توراۃ و دیگر کتب انبیاء نیامدہ ام بلکہ برائے تکمیل آمدہ ام چنانچہ انجیل متی باب پنجم درس ہفتدہم بران شاہد ناطق است

بوجوہ مذکورہ بالا بوضوح پیوست کہ آنچہ مجتہد شیعیان درباب تنسیخ توراۃ رقم زدہ خلاف منقول و معقول و خطائے فاحش است۔ فتفکروا یا اولی الالباب [?]

راقم۔ سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

٭ بلاہت و جہالت از علوم تاریخیہ و دینیہ و بدیہی است۔ در زمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام دولت و حکومت در دست اہل روما بود۔ و حضرت عیسیٰ بر وفق سنت اسرائیلیان و حسب قول خویش مبعوث و مامور سوئے قوم خویش بود و حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر گز پیش بادشاہ نرفتہ بلکہ نائب و پیلاطوس را ہم تبلیغ نفرمودہ۔ آن کدام بادشاہ بود کہ حضرت عیسیٰ نزد وے رفت و تبلیغ کرد۔ وائے بر قوم کہ علما و مجتہدانش چنین باشند۔ کریم۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق

احمدی قوم کے سامنے اسکے قومی مدرسہ کیلئے اپیل کرتے ہوئے مجھے ضرورت نہیں کہ بفائدہ تمہیدی امور میں اپنا اور ناظرین کا وقت ضایع کروں وہ قوم (جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی قوم کہلاتی ہے اور جسے ناز ہے کہ اسکا امام خدا کا وہ برگزیدہ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے جسکو حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے جسکی قوم صحابہ کرام علیہم السلام سے ملنے والی ہے) خوب سمجھتی ہے کہ اس مامور حق کے مقاصد و اغراض میں مدد کرنیکی اسوقت ہمیں کسقدر ضرورت ہے منجملہ دوسرے مقاصد کے ایک عظیم الشان مقصد مدرسہ تعلیم الاسلام ہے جسکے ذریعہ آئیندہ نسلوں کی اخلاقی اور روحانی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے۔

مجھے اس بات کی بیان کرنیکی بھی ضرورت نہیں کہ مدرسہ کے قیام و بقا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہانتک اہم ٹھہرایا ہے کہ لنگر خانہ کے ضروری چندہ میں سے بھی ایک حصہ الگ کر دینے کا حکم آپ کو دینا پڑا ایسی صورت میں ضروری تہا کہ قوم اپنے ماہواری چندوں میں ایسی مستعدی اور مضبوطی سے کام لیتی کہ بار بار مدرسہ کے مہتمم صاحب کو دست سوال دراز کرنیکی ضرورت نہ رہتی لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مدرسہ کی حالت مالی اعتبار سے نازک ہے اور اب جبکہ سکول ریکگنائزڈ ہو گیا ہے ضروری ہے کہ مدرسہ کے فنڈ کو مستحکم کیا جاوے اسکے لئے ایک ہی صورت ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمہ ماہوار چندہ لازم کرے اور باقاعدہ اسے بھیجے خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو؟

ہاں میں دلیری سے کہتا ہوں کہ مدرسہ کے کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے مدرسہ کے ماہانہ حالات کا ایک نقشہ بذریعہ اخبار قوم کے سامنے پیش کرتے رہیں جس سے قوم کو اندازہ کرنیکا موقعہ ملے کہ سکول میں کیا ہو رہا ہے۔ ایسا ہی جمع و خرچ کے ماہوار نقشے بھی اگر شایع ہوتے رہیں تو وہ نقشے خود دست سوال ہو کر گریبان گیر قوم ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے ان امور کی طرف توجہ ہی نہیں۔ آج مدرسہ کو قایم ہوئے ۶ برس ہو چکے ہیں مگر کوئی رپورٹ مستقل شایع نہیں ہوئی خیر یہ تو فرض ہے مہتمان سکول کا۔ قوم کا فرض نہیں کہ وہ اس انتظار میں رہے کہ سکول کیلئے کوئی تحریک ہوئی ہے یا نہیں اسکے لئے یہی بس ہے کہ اسکا محسن خدا کا برگزیدہ جری ہے اور یہ سکول خاص اسکے زیر سایہ دار الامان میں موجود ہے مجھے تو یہی خیال ہے قوم کا فرض ہے کہ بلا تحریک و دعوت ہم ماہواری چندے بھیجے مدرسہ کا خرچ قریباً پانسو روپیہ ماہوار ہے پس ایسا انتظام کرنیکی فکر ہونی چاہئے کہ آئے دن کی تحریکوں سے سبکدوش ہو۔ آخر وقت میرا مطلب [illegible]

دولت افغانستان اور دولت انگلستان

ناظرین الحکم مندرجہ بالا عنوان الحکم ایسے مذہبی اخبار میں (جو سیاسی امور میں دخل دینے کی اپنے لیے کبھی ضرورت نہیں سمجھتا) پڑھ کر تعجب کرینگے لیکن ان کا تعجب اس مضمون کو پڑھ لینے کے بعد جاتا ہی نہ رہے گا بلکہ اسکے قائمقام ایک خوشی چھوڑ جائیگا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پولیٹیکل امور سے بکلی الگ رہنا ایک ایسا امر ہے جو گورنمنٹ اور پبلک کی نظر سے پوشیدہ نہیں اور ساتھ ہی **جہاد کی حرمۃ کا فتویٰ دینے کی وجہ سے** عام مسلمانوں اور احمدیوں میں ایک ایسا امتیاز قائم ہو چکا ہے جو ایک **احمدی** کے نام کے ساتھ معًا اس تصور کو ذہن نشین کر دیتا ہے کہ یہ اس قوم اور گروہ کا فرد ہے جو **جہاد کو حرام قرار دیتا ہے**

اس امر کے اظہار کی بھی مجھے کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امام و پیشوا وہ شخص ہے جس کا خاندان ہمیشہ گورنمنٹ انگلشیہ کا عقیدت کیش اور وفادار دولت ثابت ہو چکا ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات کے بیان کرنے کی بھی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق ہوا خواہی اور سچی اطاعت و وفاداری کا جوش پیدا کرنے میں عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے جو قابل قدر خدمات کی ہیں انکی نظیر کسی دوسرے مسلمان کی خدمات میں نہیں مل سکتی۔ اور یہ تو کل کی بات ہے جبکہ سفیر روم کے آنے پر حضرت اقدس نے گورنمنٹ **برطانیہ** کو سلطنت روم پر بلحاظ امن و عدل اور رعایا کی خبرگیری اور خیر خواہی کے ترجیح دی تھی تو پنجاب و ہندوستان کے مسلمان اخبارات نے وہ گالیاں دی تھیں جنکو سنکر وفادار رعایا کی شان سے بعید سمجھا جا سکتا تھا۔

بہر حال یہ ایسے امور ہیں جو گورنمنٹ کے فہیم اور دقیقہ رس عنصروں کو بڑی تفتیش اور تحقیق کے بعد معلوم ہو چکے ہیں

پھر

سوال ہوگا کہ مندرجہ بالا عنوان پر بحث کرنیسے میری کیا مراد ہے؟ میں زیادہ دیر تک ناظرین کو تعجب میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس عنوان سے مجکو صرف **اپنی محسن گورنمنٹ** کے محاسن کا تذکرہ کرنا ہے۔ جنکے ذکر کے لیے بعض عملی اسباب پیش آئے ہیں۔

اگرچہ اس وقت جبکہ دربار کابل اور سلطنت عظمیٰ برطانیہ کے تعلقات دوستانہ ہیں اور ابھی تازہ تازہ پرنس عنایت اللہ خان صاحب **دربار ہند** سے تشریف لے گئے ہیں دربار کابل کا شکوہ کرنا نامناسب ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص جو **مظلوم** ہے اور جسے دکھ پہنچا ہے کوئی مہذب سلطنت پسند نہیں کرتی کہ اسے درد دل کے اظہار کا موقع نہ دیا جاوے۔ پس میں اگر کچھ کہونگا تو **زخم رسیدہ** دل کی وجہ سے اور پھر بھی یہ نہیں کہ ایسے الفاظ میں شکوہ کروں جو نامناسب اور ناموزون ہوں بلکہ نہایت سنجیدگی اور متانت سے میں اس امر کو محض اپنے **مسلمان بھائیوں** کی توجہ کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں ۱۰ نومبر ۱۹۰۳ء کے الحکم میں ایک مضمون **عنوان خون** کے عنوان سے لکھا تھا جو حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ **عبد اللطیف شہید** رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کی اطلاع اور خبر پر مشتمل تھا۔ اس میں مینے وجوہات شہادت بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

> "آخر آپ دل دالامان سے ایک پاک جوش اور عقیدہ کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے اور دربار کابل کے سر آوردہ اور ذمہ وار حکام اور آفیسرز کو انھوں نے وہ پاک اور راحت بخش پیغام پہنچایا جو زمینی نہیں بلکہ آسمانی تھا وہ پیغام جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مامور لیکر آیا ہے وہ پیغام جو ابتدائے آفرینش سے کل نبی لیکر آتے رہے ہیں"

اس پیغام میں چونکہ وہ **شہزادہ امن** (مہدی) کی دعوت اور تبلیغ پر مشتمل تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ملک میں **جہاد کی حرمت کے فتوے** کی بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ تبلیغ کی کیونکہ مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے آثار و علامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے **یضع الحرب** کے پاک الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

اس پاک تعلیم کی اشاعت پر سر زمین کابل کے **میڈ ملاؤں** نے جنکے سر میں جہاد کی کھچڑی پکتی رہتی ہے ایک شور مولوی صاحب موصوف کے خلاف پیدا کر دیا یہانتک کہ امیر کابل نے باوجود اس عزت و احترام کے جو وہ مولوی صاحب موصوف کی اپنے دل میں رکھتے تھے مولوی صاحب موصوف کو گرفتار کر لیا اور آخر ان میڈ ملاؤں نے اخوندزادہ موصوف کے سنگسار کرنے کا حکم اور فتوی دیدیا۔ اسی مضمون کے آخر میں مینے لکھا تھا کہ شہید موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور دعوت کا اشتہار اپنے خون کے ساتھ لکھکر سنگلاخ کابل کی چٹانوں پر آویزاں کر دیا ہے اور مولوی صاحب موصوف کا خون سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کابل میں احیا کیلیے آبپاشی کا کام دیگا اور چوں باغباں بر بستر دیدہ انگور کا نتیجہ پیدا کرے گا کابل کے میڈ ملا اور انکا محکوم امیر سمجھتا ہوگا کہ شہید موصوف کی شہادت کیوجہ سے **حرمۃ جہاد** کے فتوے کابل میں سنائی نہ دینگے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ پتھر جو شہید موصوف پر برسائے گئے تھے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں

> اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
> دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
> اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
> دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

یہ حصہ مضمون جو میں ۲۴ نومبر ۱۹۰۳ء کو شائع کر چکا ہوں بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ شہید موصوف کی شہادت ایک ایسا واقعہ تھا **گورنمنٹ انگلشیہ** کے سخت حکومت میں بھی مولوی صاحب موصوف کی ایک معقول جاگیر علاقہ **بنوں** میں تھی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ نے اسپر کوئی نوٹس لینا پسند کیا یا نہیں۔

بہر حال اس واقعہ نے ان لوگوں پر جو **دولت افغانستان** کے زیر حکومت تھے اور مولوی صاحب موصوف سے پیری اور مریدی کے تعلقات رکھتے تھے **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق اعلیٰ درجے کے **پاکیزہ خیالات** اور **مفید اثر** پیدا کیا ان لوگوں نے (جو کوہستان کابل کی پہاڑیوں میں خدا جانے **سلطنت انگلستان** کی بابت کیا کچھ سننے کے عادی ہو گئے) معلوم کر لیا کہ **گورنمنٹ ہند** کیسی فیاض اور عالی حوصلہ گورنمنٹ ہے جو کسی **فرد** اور **قوم** کے مذہب کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں رکھتی اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی بلکہ یہانتک کہ ایک شخص جو اسکے مذہب کی تردید کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ کو پرزور دلائل سے باطل ٹھہراتا ہے اور خود **مسیح موعود** کا دعویٰ کرتا ہے پوری **آزادی** اور سہولت کے ساتھ اپنے سلسلہ کی اشاعت کر رہا ہے اس سے بڑھ کر ایک گورنمنٹ کی **نیک خیالی** اور **خیر سگالی** کیا ہوگی برخلاف اسکے انکے اپنے گھر میں ایک شخص جو دربار کابل میں ہر طرح معزز سمجھا جاتا ہے محض ایک اختلافی مسئلہ پر اور اتنا کہنے پر کہ **جہاد حرام ہے** سنگسار کر دیا جاتا ہے اس تفاوت اور امتیاز نے ان لوگوں کے دلوں پر ایک **عجیب اور گہرا اثر گورنمنٹ انگلشیہ کی ہوا خواہی اور اسکی اطاعت میں آنے کے لیے کیا ہے** جہانتک مجھے معلوم ہوا ہے وہ لوگ ہمیشہ اس امر کے آرزومند پائے جاتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں رہیں چنانچہ مجھے یہ معلوم کر کے بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے مریدوں میں سے جن لوگوں کو موقعہ ملا کہ وہ ہجرت کر کے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں آگئے ہیں کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ بنوں کے ضلع میں مولوی صاحب موصوف کی جاگیر کے علاقہ میں آرہے ہیں اور چند آدمی یہاں بھی عرصہ گذرتا ہے کہ آرہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یہ گورنمنٹ انگلشیہ کی قوت اور طاقت کو نہ صرف زیادہ مستحکم کرنے والا ہوگا بلکہ افغانستان کے باشندوں کے دلوں میں قیصری سلطنت کی عظمت کو محبت کے ساتھ قائم کر دیگا۔ اور یہ امر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت کو بھی قائم کرنیوالا ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی خوبی اور عمدگی عام طور پر ذہن نشین ہو جائے گی۔

مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ افغانستان کی پہاڑیوں کے رہنے والے تو حضرت مسیح موعود کے سلسلے کو سمجھ گئے لیکن ہندوستان کے مولوی اور ملا ابھی تک خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔ افسوس!

ختم کرنے سے پہلے میں ایک امر بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں جسکی بہت کم لوگوں کو خبر ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود ہمیشہ جب آپکو موقع ملتا ہے ممالک اسلامیہ میں جہاد کی حرمۃ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے محاسن کی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کسی زمانہ میں حضرت حجۃ اللہ نے دربار کابل کو بھی تبلیغ کی تھی۔ چنانچہ اسمیں لکھا تھا۔ خدا را شکر میکنم و سپاس نعمت او بجامی آرم کہ در عہد چنیں پر امن حکومتی مرا برخدمت دین مامور کرد و چگونہ شکر این نعمت نگذارم کہ دین غربت و بیکسی و شور سفہا و قوم مخالفین کار خود تحت حکومت دولت انگلشیہ میکنم و چنان آرام یافتم کہ اگر شکر این دولت نکنم شکر خدا نکردہ باشم ... خود دیدہ باشم و این امر را اگر پوشیدہ دارم ظالم باشم کہ چنانکہ پادریان ملت نصاریٰ را در اشاعت مذہب خود آزادی است ہمچنین آزادی و عدم مزاحمت برائے اشاعت اسلام نیز حاصل داریم بلکہ مثل فیح اعوج حریت و آزادی ما را بیشتر حاصل است

اب جو شخص حضرت اقدس کی اس تبلیغ کو جو بطور خط بھیجی گئی تھی پڑھیگا وہ معلوم کر لیگا کہ دولت افغانستان کے ذہن نشین آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

الغرض

میں اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی عظمۃ اور خوبی کا یہ بڑی نمایاں بھاری دلیل سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں بھی یہ باتیں پوری طور پر قائم ہو گئی ہیں جو یہاں سے بہت دور رہتے ہیں اور اس سے گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی یہ اندازہ کرنیکا بہترین موقعہ ہے کہ حضرت اقدس کی تعلیم کسی ملک میں پہنچ کر جسقدر لوگ احمدی ہوتے جائینگے اسیقدر گورنمنٹ کی وفا...

متفرق مضامین

ناظرین سے پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم۔ الحکم کی توسیع اشاعت کی طرف احمدی جماعت کو اسوقت بہت کم توجہ ہے مین اسکو ان اسباب سے وابستہ سمجھتا ہوں جو اخبار اور رسالہ کے متعلق توسیع اشاعت کی کوشش زور سے جاری دیکھتا۔ یہ عدم توجہی اچھی نہیں، اور اس میدان مین کام کرنا مشکل نہیں ہے منشی نادر خانصاحب نائب تحصیلدار نے اس مہینے مین تین خریدار بھیجے ہیں۔ مولوی غلام امام صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مولوی عبداللہ صاحب باجوہ۔ منشی رحیم بخش صاحب شیدا۔ ڈاکٹر ابوالعلی صاحب منشی عبدالحکیم صاحب پورنیان نے ایک ایک خریدار الحکم کو عطا فرمایا اور ان کے سوا صرف ۱۸ احباب اپنی درخواست پر خریدار ہوئے جنوری مین گویا ۲۷ جدید خریدار ہوئے ہیں یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ امید کی جاتی ہے احمدی قوم کے سربراوردہ رکن اس کمی کو محسوس کرینگے اور تلافی کی سعی۔

*

آمد۔ خرچ۔ یکم سے لیکر ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء تک ہر قسم کی آمدنی دفتر الحکم ما [illegible] روپیہ ہوئی اور خرچ جنوری ۱۹۰۵ء مین مالعہ [illegible] ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مہینا دفتر کیلئے [illegible] بچت کا باعث ہوا۔

*

چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی فکر

کارخانہ الحکم مین چھپائی کا ذاتی کام خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ ایک اور پریس جاری کرنیکیلئے پریسمین کی فکر کر رہا ہوں۔ مگر مین ان مشکلات کو آسان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے سردست ایک مشین کیلئے آرڈر دینا چاہتا ہوں اگر ناظرین الحکم الحکم کا **بقایا** چندہ جو دو ہزار کے قریب ہے وصول کرنے مین مدد دین اور ہر ایک خریدار ایک جدید خریدار پیشگی قیمت دینے والا بہم پہنچا دین تو وہ بہت جلد اپنے پیارے الحکم کو اپنی مشین پر چھپا ہوا دیکھینگے تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ممکن اور آسان ہو سکتا ہے۔

*

ریویو۔ ریویو کیلئے جو کتب ہیں اور رسالے ہیے

ہوئے ہیں مین جبتک پڑھ نہ لون ریویو نہین کر سکتا۔

تفسیر القرآن ماہواری۔ ماہواری رسالہ تفسیر القرآن چھپ رہا ہے اور خدا کے فضل سے ۵ کاپیان چھپ چکی ہیں۔ اس رسالہ کے ساتھ سورۃ البقر انشاء اللہ العزیز ختم ہو جائیگی پھر سورۃ آل عمران فروری کے رسالہ سے شروع ہوگی۔ اس رسالہ مین مسئلہ سود پر عجیب بحث ہے جسمین قرآن کریم کی **شان بلند** کو خاص طور پر رکھا گیا ہے۔ اس سودہ کو دیکھکر جبکہ وہ بغرض اصلاح حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کے پاس بھیجا گیا لکھا۔ "جزاک اللہ وبارک اللہ۔ حرف حرف پڑھا اور خوش ہوا کہ مین کوئی حرف لگا گیا ہے ورنہ در اصل حرف رکھنے کی گنجائش نہ تھی اسلئے کہ حرف حرف اب زر سے لکھنے کی قابل ہے یا ین حرف گرنے لئے موقع ہے اور حرف گیرون سے خدا کی پناہ!" اس سے کسیقدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ رسالہ کس پایہ کا ہوگا۔ فروری کے پہلے عشرہ مین انشاء اللہ شایع ہو جائیگا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ ہفتہ زیر اشاعت مین علے العموم آسمان ابر آلود رہا اور بارش بھی ہوتی رہی، سردی غیر معمولی طور پر چمک اٹھی۔ یہانتک کہ باوجود انگیٹھی کے موجود ہونے کے بھی ہاتھ کام کرنیکی پوری سکت نہین رکھتے

۲۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت مین علی العموم اچھی رہی گو شدت سردی کیوجہ سے کبھی کبھی ناساز ہوتی رہی۔ ۲۸ جنوری کو قبل ظہر آپنے فرمایا کہ کل میری طبیعت ناساز تھی اسپر ایک الہام ہوا (یہ الہام دوسری جگہ درج ہے) + خاندان رسالت کے دوسرے ممبر خدا کے فضل وکرم سے تندرست ہیں۔

۳۔ حضرت حکیم الامت کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے ضعف اور نقاہت کے باوجود بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور مریضوں کی علاج مین بھی بدستور مصروف البتہ چند روز سے درس قرآن نہین ہوسکا جسکی وجہ سردی کی بیحد شدت تھی۔

۴۔ دوسرے بزرگان ملت کی صحت اچھی ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۵۔ جناب سید امیر علیشاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ۔۔۔ مسیح موعود ۔۔۔ سکول سے استعفا دیکر آ پہنچے ہیں۔ اعلیحضرت نے کئی مرتبہ شاہ صاحب سے فرمایا تھا کہ عمر کا اعتبار نہین ہے اب قادیان مین رہو اور اعدا وہ کی ملازمت کو چھوڑ دو۔ شاہ صاحب نے آخر اسپر عمل فرمایا اور دارالامان تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب کے حالات سے ناظرین الحکم واقف ہیں کہ انکو ہر روز حضوری ہوتی ہے۔ اب آپ قادیان ہی مین مقیم ہیں اور یہان ہی بقیہ ایام زندگی گذارنیکی آرزو

تازہ الہامات

۱۹ جنوری کا جو الہام درج ہوا ہے اس کے متعلق یہ تحقیق ہے

۱۔ خواب مین کسی نے کچھ پیسے دیئے۔

۲۔ الہام ہوا۔ انی مع الرسول اقوم

۳۔ کسی کے ہاتھ ہیں دو لفافہ ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر جو خطوط ہیں ان سب کا مضمون ایک ہی ہے، ایک اسمین سے بھیجو دیا گیا ہے اس وقت طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام ہوا **ایک جیگا دینے والی خبر**

۴۔ ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس کے دائین رخسارہ مبارک پر ایک سانسو دار ہوا جس سے تکلیف محسوس ہوئی حضور نے دعا فرمائی تو ذیل کے فقرات الہام ہوئے جو ورد کرنیسے فوراً صحت ہوگئی۔ بسم اللہ الکافی بسم اللہ الشافی۔ بسم اللہ الغفور الرحیم۔ بسم اللہ البر الکریم۔ یاحفیظ یا عزیز یا رفیق یا ولی اشفنی

تصدیق پیشگوئی

مقدمات کی فتح کی صورت مین جو عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق خطوط اور تار کثرت سے آئے اور آ رہے ہیں مگر بعض خطوط اس قابل ہوتے ہیں جو خصوصیت سے قابل ذکر ہوتے ہیں انہین مین سے **شیخ نور احمد صاحب بی۔ اے پلیڈر کوہاٹ** کا خط بھی ہے جو مین ذیل مین درج کرتا ہوں شیخ صاحب علیگڈھ کالج کے گریجوایٹ ہیں انہوں نے اس پیشگوئی کی تصدیق ہی نہین کی بلکہ اسکے عظیم الشان معجزہ ہونیکی بھی تائید کی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یا ملکی الصفات یا بشری القوی

فیاک دلیل علے انک خیر الوریٰ

آج مین خداوند تعالیٰ کی ستائش کرتا ہوا یہ نیاز نامہ مبارکباد کی متعلق فتح مقدمہ بخدمت حضرت اقدس مرسل یزدانی مامور ربانی امام الوقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسال کرتا ہوں اور جہین نیاز کو درگاہ الٰہی مین اس عظیم الشان الہام کے پورا ہونے پر جھکاتا ہوں جو اس نے مقدمہ کی اختتام سے قبل اپنے رسول کی زبان مبارک پر جاری فرمایا اور اسیطرح وعدہ ایزدی اپنے پورے آب وتاب اور شان وشوکت سے پورا ہوا۔ جو مومنوں کیلئے باعث ازدیاد ایمان ومخالفون کیلئے باعث شرمساری وخسران۔ الحق۔ اس نشان فتح مین اور جس طریق سے یہ نشان ظاہر ہوا اہل نظر کیلئے مقام تدبر وتفکر ہے۔ یہ مقدمہ کیا تھا اور اسکی حقیقت کیا تھی ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس مقدمہ پر رائے زنی کر سکتا تھا کہ انجام فتح ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جو قانون سے ذرا بھی مس رکھتے ہیں پورے یقین سے کر سکتے تھے کہ استغاثہ فریق مخالف چل نہیں سکتا ہے

لیکن میرے خیال مین یہی ایک امر ایسا ہے جو اس نشان کو دیگر نشانات سے جو وقتاً فوقتاً مقدمات کی شکل مین ظاہر ہوئی تمیز کرتا ہے۔ مقدمات سابقہ مین تمام پیشگوئیان اول ہی سے فتح یابی کی تھین چنانچہ ایسا ہی وقتاً فوقتاً ظہور مین آتا رہا کہ ابتدائی عدالتون سے ہی کامیابی ہوتی رہی۔ خواہ وہ مقدمات فوجداری تھے یا دیوانی نالیک دہریہ منش اور نیچری مزاج کو ان آیات مین ایک موقعہ حرف گیری کا ہو سکتا تھا۔ واقعات مقدمہ۔ شہادت موجودہ۔ قبضہ فریقین۔ عدالتہائے سرکاری کی انصاف پژوہی یہ سب ایسے امور مین جو نتیجہ مقدمہ پر ایک رائے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اور بغیر تائید الہام کے قانون دان بھی درست رائے پر پہونچ سکتا ہے لیکن اس مقدمہ مین خدا کے عالمیان نے اپنا تصرف خاص کھلایا واقعات مقدمہ ومضامین سراج الاخبار سے یہ نتیجہ لازماً پیدا ہونا چاہیے تھا کہ مقدمہ مین فتح ہوگی۔ اور قانون دان شخص تو یقین کامل سے ایسا کہہ سکتا تھا کہ ابتدا ہی مین فتح ہوگی۔ پس اگر عدالت ابتدائی سے فتح ہوتی تو کوئی خاص نشان نہ ہوتا۔ جو اسکو دیگر نشانات سے تمیز کرتا جو مقدمات کی رنگ مین اولاً ظاہر ہو چکی ہیں۔ مامور ربانی کا الہام ایک قانون دان کی رائے کے برخلاف یون جاری ہوتا ہے "عدالت العالیہ سے بریت" اسمین دو لفظ قابل غور ہیں (۱) عدالت عالیہ۔ (۲) بریت۔ موخر الذکر لفظ قانوناً اس بات کو چاہتا تھا کہ فرد قرارداد جرم عزو لگیگا۔ اور اول الذکر یہ چاہتا ہے۔ کہ عدالت عالیہ تک نوبت پہونچیگی اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب فرد قرارداد جرم لگکر سزا کا حکم عدالت ابتدائی سے صادر ہو۔ پس اس نشان نے برخلاف دیگر نشانات کے ایک ممیز درجہ اختیار کیا ہے اگر عدالت ابتدائی بغیر فرد قرارداد جرم کے رہا کر دیتی تو قانوناً بریت کا لفظ صادق نہین آ سکتا تھا۔ اور اگر بغیر سزا ہی۔ بعد فرد قرارداد جرم لگانیکے۔ بری کر دیتی تو عدالت عالیہ کا مفہوم جاتا رہتا۔ پس ضرور تھا کہ نشان اس طریق پر پورا ہو جسطرح الفاظ الہام پکار رہے تھے۔

ایک قانون دان کی رائے تو یہ چاہتی تھی کہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ ہی مین خارج کیا جاوے۔ جسکی طرف اخیر فیصلہ مین سشن جج صاحب نے صریحاً ذکر بھی کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو معترض کہہ سکتا تھا کہ واقعات مقدمہ پر غور کرنیکے بعد ایک نتیجہ لازمی جو ہوتا ہے الہام کی صورت مین پیش کیا جاتا ہے لیکن اب بغور کرنیوالی طبیعتین ذرا دیکھین۔ کہ الہام کن الفاظ مین پیش کیا گیا ہے۔ اور کیا یہ انسانی قدرت مین ہے کہ اسی طور پر تمام واقعات کا علم قبل از وقت دیا جاوے انسانی رائے تو اسباب کی متقاضی تھی کہ مقدمہ پہلے ہی مرحلہ مین خارج کیا جاوے۔ لیکن علیم خدا نے خبر دی کہ اسمین اتنے مراحل طے کرنے ہونگے تب صادق اپنے صدق کو پہونچیگا اور کاذب اپنے کذب کا بدلہ پاویگا۔ اس الہام کے پورا ہونے سے تمام سابقہ الہامات متعلقہ مقدمات سابقہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اور الہام

ہم شایع کرتے ہیں کہ غور اور فکر کا نتیجہ نہین ہے۔ اس دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ خارق عادت طریقہ سے الہام پورا ہوا ہے الحمد للہ کہ خلاق وعدے تمام پورے ہوگئے اور مرسل یزدانی کی دھاک چاردانگ عالم مین پھیل گئی۔ الہام "آ رہی ہے ایک دھاک الخ" پورا ہوا۔ خدا کی نصرت آپ پر اور آپکے صحابہ پر ہو۔ اس نیاز مند دورافتادہ کی حقیقت اگر حضور پرنور جب بارگاہ الٰہی مین دعائین فرما رہے ہوں دعا فرما دین تو کچھ بعید نہین بڑا بار ہے۔ اور مرادین حاصل ہو والسلام نیاز کیش فدوی الخ

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی - اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور داؤد کی بابت یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اسمین اس درجہ کی پاکیزگی اور صفائی قلب موجود تھی اس بات کا صاف ثبوت ہی کچھ نہیں کہ اس نے ایک زبور بھی لکھا ہو۔ ہاں ہم یہ یقینی طور پر کہہ سکتے ہین کہ بعض زبور اس کے زمانہ کے قریب تحریر ہوئے ہین - اور چونکہ وہ اسرائیل مین بہت خوش الحان گانیوالا تھا اس لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ بعض اس کے اپنے ہی تصنیف ہون، لیکن اس بات کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ بہت سے زبور اس کے زمانہ کے بعد لکھے گئے اور بعض حالتون مین تو انکی ابتدا کے اصل زمانہ کا بھی پتہ لگا سکتے ہین بہت سے تو انمین سے captivity کے زمانہ مین تحریر ہوئے اور بعض hanes Antiochus Epip کے وقت یعنی مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے لکھے گئے۔

امثال کی کتاب جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے دنیاوی دانائی کے متعلق نصایح - قدیم کہاوتون اور ضرب المثلون کا مجموعہ ہے انمین بہت سے عجیب تجربے اور دور اندیشی بھری ہوئی ہے خود اس کتاب کا بھی یہ دعویٰ نہین کہ وہ تمام حضرت سلیمان نے تحریر کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مجموعون کو ایک بڑے مجموعے کی شکل مین شامل کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ بہت دیر بعد تیار ہوا اور اسمین مختلف زمانون کی کہاوتون کو لیکر اکٹھا کر دیا ہے۔

غزل الغزلات مین ایک محض عشقیہ راگ ہے اور تسپر طرہ یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا تعلق ہے بہت سے آدمی غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہین کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا روحانی تعلق مراد ہے۔ اسمین عشق کی بنا پر نیکی کے روبرو وفاداری کی تعریف کیگئی ہے مگر ویسا نہین جیسا کہ چاہئے ہے نہین - عبارت بہت عمدہ ہے مگر طرز بیان ایک مشرقی حرم سرا کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اسے مغربی نوجوان مرد اور عورتون نے روحانی صداقت قائم کرنے کی غرض سے اختیار کیا ہے

پرانے عہدنامہ کی اصلی حقیقت اور بزرگی انکی پیغمبرون اور واعظون مین پائی جاتی ہے جن کی تحریرات مین زمانہ قدیم کے نہایت اعلیٰ نصایح موجود مین انمین اخلاقی طاقت اور روحانی سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان پیغمبران کو جنکی بعد مین بہت قدر و منزلت ہوئی ان کے زمانہ مین ملحد سمجھکر سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کا کلام قومی بد اخلاقی بے انصافی بت پرستی اور دنیاوی پن کے برخلاف تھا کسی پیغمبر کو صرف رمال یا فال گو بنا دینا اس کو گویا بہت حقیر کر دینا ہے۔ جہان عبرانی پیغمبرون نے پیشگوئی کی اسمین عموماً وہ غلط نکلے سوائے ان مقامون کے جہان انہون نے اپنی پیشین گوییان اعلیٰ اصولون اور مذہبی ترقی کے متعلق حالات تک محدود رکہین پیغمبر وہ اشخاص تھے جو بہت اونچے پہونچ سکتے تھے اور اسی سبب سے زیادہ دور اور صاف صاف طور پر دیکھ سکتے تھے۔ وہ اپنے اپنے زمانہ سے بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ وہ قوم کی مذہبی ترقی کے ہراول لشکر دار تھے۔ اور ان فطرتون کو جو ترقی کرنے اور اپنی فضیلت اور بزرگی کو محسوس کرنے کے لئے کشمکش کر رہی تہین انکے لئے نیکی کا اعلےٰ معراج دکہاتے تھے۔ یسعیاہ میکاہ اور حزقی ایل سے ترقی کرنے دل ابھارنیوالے پیغام پہونچے ہین۔ اور انہین صداقت کے چشمون سے حضرت مسیح نے جو ان سے بڑھکر پیغمبر تھے خوب روحانی جام پئے ہین۔ تاہم یسعیاہ کی کتاب صرف ایک شخص کی تصنیف نہین ہے۔ اس کے انتالیسوین اور چالیسوین بابون کے درمیان دو صدیون کا وقفہ ہے پہلے انتالیس باب سوائے چند غیر مسلسل فقرون کے جن سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف آدمیون کی تحریر مین - ایک شخص یسعیاہ نامی نے حضرت مسیح سے آٹھ سو برس پہلے لکھے مین۔ لیکن چالیسوین باب کو ہم ایک اور شخص کی تصنیف پاتے مین جسمین بہت زیادہ روحانیت تھی ممکن ہے کہ اس کا نام بھی یسعیاہ ہی ہو جو بیبلون کے قید کے زمانہ مین گذرا ہے اور اور پیغمبرانہ تحریرات مثلاً ذکریاہ وغیرہ کو اسیطرح کسی اور شخص نے بعد مین اکٹھے کرکے ترتیب دئے ہین۔

ہمین ٹھیک طور پر معلوم نہین کہ پرانے عہدنامہ کی بندش اور ترتیب کا کب قطعی طور پر فیصلہ ہوا یعنی یہ بات کہ کون کون سی کتابین اور ان کا کتنا کتنا حصہ یہودیونکی متبرک تحریرات مین شامل کیا جائے کب فیصل ہوئی۔ لیکن چونکہ بعض حصے اس زمانہ کے لکھے ہوئے ہین جبکہ انٹیوکس ایپیفینیز مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے عبادت گاہ کو پلید کردیا اسلئے پرانے عہدنامہ کی ترتیب اور بندش مسیح کے زمانہ کے قریب تک پورے طور پر فیصل نہیں ہوئی تھی ان کتابون کے علاوہ جو کہ پراٹسٹنٹ عیسائیون نے اپنے پرانے عہدنامہ مین شامل کی ہین۔ رومن کیتھولک عیسائیون کی انجیل مین اور کتابین بھی شامل ہین مثلاً اپوکریفا وغیرہ اور بادشاہ جیمز کے وقت مین یہ مستند نسخہ انجیل کا جزو سمجھی جاتی تھین انمین سے بعض کی تحریر اور تعلیم ان کتابون کی نسبت جو اب پرانے عہدنامہ مین شامل ہین بہت اعلیٰ ہے۔ اور اعتبار اور حقیقت کے لحاظ سے ان کا دعوے زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اب اوسط درجہ کے پراٹسٹنٹ عیسائی ترش رو واعظ پر تو یقین رکھتے ہین مگر Ecclesiastes کے دل ابھارنیوالے الہام کے قائل نہین ہین۔ وہ نفسانی غزل الغزلات کو مانتے ہین اور سلیمان کی پر دماغ دانائی سے منکر ہین وہ تواریخ کی کتاب مین تو یقین رکھتے ہین لیکن میکابیس کی پہلی کتاب سے انکار کرتے ہین۔ ایک کشادہ اور فراخدل والا آدمی ہر ایک کتاب کی اسکی خوبیون کے مطابق قدر کریگا۔ خواہ وہ پرانے عہدنامہ کے ضوابط مین ہو یا نہ ہو۔ جو قصے بالکل کہانی اور روایت کے طور پر ہون گے انہین وہ نہین مانے گا اور جنپر صداقت اور اعتبار کی مہر ہے وہ انہین ضرور قبول کرے گا۔

(ب) نیا عہدنامہ۔ یہ عہدنامہ اپنی ابتدا کے لحاظ سے پرانے عہدنامہ سے بالکل مختلف ہین۔ اسمین پرانے عہدنامہ کیطرح ایک قوم کی تواریخ کے متعلق قصہ کہانیون اور روایتون کا مجموعہ نہین بلکہ اسمین ایسی علمی تحریریات ہین جو باوجود اسقدر عرصہ گذر جانے کے اور اسقدر بحث مباحثہ اور چیر پھاڑ کے اب تک برابر موجود ہین۔ نئے عہدنامہ مین خاص کر ہی جماعت کے متعلق مختلف حالات اور اسکی تعلیم کے مختلف پہلو مندرج ہین۔ اور نیز اس کے بڑے بڑے پیروؤن کے کارنامون کا ذکر ہے۔ مذہب عیسوی کے قدیم واعظین کی طرف سے ان ابتدائی فرقون کیطرف جو اپنی زندگی کے لئے کوشش کر رہے تھے خطوط کا سلسلہ ہے۔ اور انمین انہین موقعہ بموقعہ حوصلہ دلایا ہے اور حسب موقعہ برا بھلا بھی کہا ہے۔ علاوہ ازین اسمین دنیا کے خاتمہ کا خیال بھی موجود ہے جو قدیم عیسائیون اور نیز خود مسیح کے خیال کے مطابق جلد آنے والا تھا۔

اب ہمین یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کسطرح جیسے پرانا عہدنامہ ایک قوم کی مذہبی زندگی سے قدرتی طور پر پیدا ہو گیا۔ اور اسیطرح جیسے ہندوؤنکی وید اور دنیا کی اور کتب مقدسہ بھی پیدا ہو گئین۔ دنیا کی بہت سی کتب مقدسہ نئے عہدنامہ کیطرح کسی مہان پرش یعنے پیغمبر کے زمانہ سے شروع ہوئین۔ بدھ مذہب کی کتب مقدسہ مین پتاریان مہاتما بدھ کے کارنامون اور کلامون کا مجموعہ ہے اور قرآن حضرت محمد صاحب کے ہاتھون مین سے آئی۔ ایک حالت مین مہاتما بدھ اور دوسری حالت مین محمد صاحب مرکز تھے اور نئے عہدنامہ کا مرکز مسیح ہے۔

یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہین ہے کہ یہ تبرک کتابین کسطرح ظہور مین آئین۔ مسیح کی مثال لے لو۔ یہ رہبر دنیا مین آیا اور اپنے زمانہ کی زندگی پر اپنا وسیع اثر ڈالا اور اپنے گرد جان نثار رہبرون کا ایک گروہ جمع کر لیا اور اس زمانہ کی ضرورتون مین اسکی توجہ ایسی محو ہوئی کہ اس نے اپنی زندگی کے بعد اپنا اثر قایم رکھنے کے امکان کو بالکل قطع نظر کر دیا اور اس نے اپنی تعلیم کو قلمبند نہین کیا اور وہ لوگ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ بھی ایسے محو ہو گئے۔ کہ انہون نے ایسا کرنے کی ضرورت کو محسوس ہی نہین کیا۔ پھر جب وہ سخت مخالفت کا شکار ہو چکا اور جلد یا اور اپنی موت مین اپنی زندگی اور تعلیم کی سب سے بڑھکر فضیلت کا ثبوت دیا تو جب اس کے پیرو اسکی موت کی سخت صدمے سے ذرا سنبھلے تو یہ خواہش کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ تحریر اسکی تعلیم کی رکھنی چاہئے اسوقت اس کے الفاظ ان کی یادداشت سے اٹھ گئے تھے بعض کے اصلی معنے یا تو خبط ہو گئے۔ یا مریخ الاعتقاد اور خیالی دنیا مین رہنے والے معتقدون نے اس کے کلام مین بیہودہ ایزادی کر دی۔ اور اب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ لوگ جو اس رہبر کے بہت قریب رہتے تھے جو کچھ انہین اس کے کلام اور کام کی بابت یاد ہو تحریر کرین۔ (باقی آیندہ)

ایڈیٹر اہلحدیث کے نام خط

وفی شرف الحدیث دلیل صدق
لمختبر علی شرف القدیم

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔

آپ اپنے پرچہ اہلحدیث مین ہمارے فارسی اشتہار امام مہدی پر نکتہ چینی فرماتے ہین، قبل اس کے کہ ہم اختصار کے ساتھ جواب عرض کرین۔ نہایت افسوس کے ساتھ اظہار کرتے ہین کہ آپ نے شتہر سے تجاہل کرکے ہمارے نبی موعود احمد قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب قرار دیکر خوب گالیان دی ہیں۔

میرے نزدیک اس طرح کا سب وشتم آپ جیسے **مولوی فاضل** کی شان کے مناسب نہ تہا یہ شیوہ تو کسی گستاخ دریدہ دہن کا ہونا چاہیے تہا بہرحال ہم تو نہ بابا صاحب کی اس ناشایستہ حرکت سے اعراض کرکے اصل مطلب پر حسب ذیل عرض پرداز ہین۔

آپ فرماتے ہین کہ اشتہار مذکور مین کیون یہ دعوے شایع نہین ہوا کہ مرزا صاحب کرشن بہی ہین اسکا جواب دو طرح پر گذارش ہے

اول۔ یہ اشتہار خاکسار نے اسوقت شایع کیا تہا جبکہ ابہی سیالکوٹ کی تقریر شایع نہوئی تہی۔

دوم۔ مرزا صاحب حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت لیکر اہل ہنود کی اصلاح کیلئے آئے ہین جیسا کہ مہدی علیہ السلام ہوکر مسلمانون کی اندرونی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہین، سو جبکہ بلاد اسلامیہ مین ہمارے مخاطب اہل ہنود نہین تو اس دعوے کا شایع کرنا کیا معنے رکہتا تہا۔

پہر آپ اور اعتراض کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ گویا ہم نے اپنے فارسی اشتہار مین غلام دستگیر کا مباہلہ جہوٹا واقعہ لکہا ہے مولوی غلام دستگیر نے نہ اپنے لئے بددعا کی ہے اور نہ مقابلہ میں دونون مین سے جہوٹے کی موت مانگی ہے اور نہ مرزاجی کے سچے ہونیکا ذکر ہے وہ اپنی کتاب فتح رحمانی میں یون لکہتا ہے۔

دعاء والتجا اس فقیر قصوری کی جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید مین جتی الوسع ساعی ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواریون کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما

اگر یہ تو بہ مقدر نہین تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین انک علے کل شیئ قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر

انتہی۔ آپ یہ بہی فرماتے ہین کہ اگر مولوی غلام دستگیر نے مباہلہ کیا تو سخت غلطی کی اور مولوی غلام دستگیر مرحوم کا فعل دوسرون کیلئے حجت نہین اور نہ اس سے مرزاجی کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

اما الجواب ۔ گذارش یہ ہے کہ یہ تو آپنے بہت صحیح اور درست فرمایا کہ مولوی مذکور نے غلطی کی۔ ہم بہی کہتے ہین کہ واقعی اس نے سخت غلطی کی۔ مولوی صاحب ہم نے کب کہا کہ اس نے غلطی نہین کی۔ اگر وہ غلطی نہ کرتا۔ تو ایسی موت سے کیون مرتا۔ رہی آپ کی یہ بات کہ اس کا فعل حجت نہین اور نہ اس سے مرزاجی کی صداقت ثابت ہوسکتی ہے سو یہ بات آپکی رد کرنیکے قابل ہے کیونکہ ایسے قاعدہ کی بنا پر آپ فرما سکتے ہین کہ بدر کے دن جو ابوجہل نے من کان منا کاذبا فاحنہ فی ھذا الموطن دعا کی۔ اسمین اس نے غلطی کی اور مولوی ابوجہل (جسکو لیکہرام ابوالحکم لکہتا ہے) کا فعل دوسرون کیلئے کوئی حجت نہین اور نہ اس سے معاذ اللہ سید الکائنات خاتم النبیین کی صداقت ثابت ہو سکتی تو آپکے اس منطق پر کوئی مسلمان صاد نہین کریگا علاوہ بران ہماری حجت اور دلیل خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ مولوی غلام دستگیر کا فعل اسکی بددعا تہی جو اس نے کی مگر اسکو موت دینا اور ہمارے مرزاجی کا صدق ظاہر کرنا۔ ہمارے مولیٰ کریم کا فعل تہا۔ جسپر ہمکو ناز ہے اور جو ہماری حجت وبرہان ہے۔ تمہاری مولویت تو تب ثابت ہو کہ کوئی اصل جدید وضع کرو کہ جناب الٰہی کا فعل بہی حجت نہین اور نہ اس سے مرزا کی صداقت ثابت ہوسکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ غلام دستگیر نے بددعا نہین کی نہ جہوٹے کی موت مانگی نہ مباہلہ کیا۔ اتنی بات کیلئے ہمین آپ کی ہی منقولہ عبارت صفحہ ۲ کافی ہے۔ ذرہ عقل سے کام لین کہ ہمین فارسی اشتہار مین غلام دستگیر کے مباہلہ کا خلاصہ میسر کرنا مقصود تہا۔ کوئی اردو کا فارسی مین لفظی ترجمہ کرنا ضرور نہ تہا اب اگر ہمارے اشتہار کا مطلب تمہاری ہی عبارت مندرجہ پرچہ اہلحدیث سے ثابت نہو۔ تو ہم تحریری وعدہ کرتے ہین کہ ہم آپ کو ہرگز غبی الطبع اور کم فہم

قرار نہین دینگے۔

اب مین آپ سے پوچہتا ہون کہ **فقطع دابر القوم الذین ظلموا** اگر بددعا نہین تو کیا ہے اگر ہے تو کس کیلئے۔ اسمین اگر وہ ظالم کی موت مانگتا ہے تو اسکی نظر مین وہ کون ہے۔ اپنے آپکو حامی دین متین ظاہر کرتا ہے مرزا صاحب کو جہوٹا جانتا ہے۔ پہر فقطع دابر القوم الذین ظلموا کی بددعا کرتا ہے۔ اور اب بہی آپ کہتے ہین کہ اس نے بددعا نہین کی جہوٹے کی موت نہیں مانگی۔ تو کیا اس نے راستباز کی موت مانگی ہے تعجب ہے۔ ایسی موٹی باتوں کو اگر آپ نہین سمجہ سکتے تو واقعی ہم آپکے مقابلہ میں دلائل پیش کرنیسے عاجز ہیں۔

ولیس یصح فی الافہام شیئ
اذا احتاج النہار الی دلیل

پہر آپ قبولیت دعا وغیرہ کے متعلق وہی لایعنی باتیں کرتے ہین جو مدت سے آپ کا طریق ہے۔ سو اس کا جواب ہم کیا دین۔ بجز اس کے۔ کہ

آنکس کہ بقرآن وخبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

پہر آپ فرماتے ہین کہ مین قادیان مین آیا اور بر سر میدان نکلا۔ اور یہ کیا اور وہ کیا۔ سو گذارش یہ ہے کہ اسمین ہمین کیا کلام ہے آپکا قادیان مین آنا کوئی مشکل بات نہین۔ بیشک آپ قادیان مین تشریف لاکر آریون کے مہمان ہو سکتے ہین۔ پہر واپس امرتسر جا سکتے ہین۔ یا آپ کو مغالطہ دیسکتے ہین۔ سو اسطرح پر یہان آنا کوئی بہادری نہین۔ چنانچہ یکہ والے ہر روز آتے ہین کئی قسم کے بیمار مولوی نورالدین صاحب کے پاس علاج کیلئے آتے ہین آپ کے آنے مین کوئی خصوصیت نہین ہان جس **طریق** فیصلہ کی بنا پر بلایا گیا تہا اور دعوت کیگئی تہی اسے آپنے کہان تک اختیار کیا؟ یہ امر پبلک کو معلوم ہوچکا ہے۔

راقم عبداللہ کشمیری۔

"احمدی فقہ"

اس عنوان سے الحکم کے ایک معزز ناظرین نے مندرجہ ذیل خط لکہا ہے الحکم کو اسی صیغہ مین شایع کرتا ہون [illegible] یعقوب الاسلام والسلام مندرجہ بالا عنوان کی نسبت کچہہ خیالات مدت سے میرے دماغ مین گردش کر رہے تہے، مگر ابہی تک پبلک مین ظاہر کرنیکا موقعہ نہ ملا۔ زیادہ تر یہ وجہ ہوئی کہ مینے اپنے محسن کریم الملۃ کو اس بارہ مین کچہہ لکہا تہا۔ مگر آپنے جواب دیا ابہی حضرت علیہ السلام کی توجہ مع دیگر انبیا کی طرح اصلاح عقاید کیطرف ہے ادہر توجہ کرنیکا وقت نہین آیا۔ اب آپکی کتاب نماز اور اسکی حقیقت کا اشتہار دیکہکر پہر مجہے تحریک ہوئی اور مین اپنے قلم کو مندرجہ ذیل سطور لکہنے بغیر روک نہین سکتا۔ بات یہ ہے کہ ہر چند ہمارے اعمال مین جو اختلاف ہے وہ بہی حضرت مسیح موعود کا ایک اعجازی نشان ہے کہ دیکہو کسقدر مختلف الخیال لوگون کو ایک سلسلہ مین منسلک کردیا ہے مگر پہر بہی نہایت ضروری ہے کہ امام الحکم عادل کیطرف سے ان متنازعہ فیہا مسائل کا فیصلہ ہو۔ جسمین شافعی۔ مالکی حنفی حنبلی کا اختلاف رہا ہے کیونکہ یہ ضروری نہین کہ چارون اقوال درست ہون گو ہمارے لئے حضور علیہ السلام نے ایک قاعدہ فرما دیا ہے کہ پہلے قرآن پہر صحیح حدیث پہر فقہ حنفی۔ مگر پہر بہی کسی مسئلہ مین فیصلہ کردینا ہر کس وناکس کا کام نہین بلکہ یہ کام اگر ہے تو خود امام ہمام علیہ السلام کا یا ہمارے بزرگ مولوی سید محمد احسن کا کیا تعجب کہ وہ اس ضروری عرض کو قبول فرماکر اسطرف توجہ فرماوین اور مختصر احمدی فقہ ترتیب دین۔ اب چونکہ انکی توجہ کرنیمین ابہی دیر ہے اسلئے آپ ہی سابق بالخیر بنین اور نماز اور اسکی حقیقت کتاب زیر تصنیف مین کم از کم نماز کے مسائل تو لکہہ دین اکثر جو لوگ دارالامان مین رہنے سے محروم ہین انکو معلوم ہوجاوے کہ امام کا کیا عمل ہے بعض مسائل تو ایسے لکہدینے ہونگے کہ مین جانتا ہون کہ مسائل کو بالدلائل لکہا جاوے اور ہر فیصلے کا ماخذ بتایا جاوے۔ تاکہ ایک احمدی دوسرے مسلمان بہائیونکے سامنے وجہ ترجیح بیان کرسکے۔ مثلاً مین عرض کرتا ہون۔ کہ حنفی مذہب ہے کہ جو پانی دہ در دہ سے کم ہو اسمین اگر تہوڑی سی نجاست بہی پڑے تو پلید ہوجاتا ہے اور شافعی مذہب ہے کہ پانچ مشکون سے زیادہ پانی ہو تو نجاست پڑنے سے کبہی پلید نہین ہوتا۔ اور مالکی مذہب ہے کہ جبتک رنگ و بو نجاست سے نہ بدلے۔ پانی پلید نہ ہوگا۔ ہر سہ مذاہب اپنی اپنی تائید مین احادیث صحیحہ پیش کرتے ہین حنفی دلیل ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے ماء دائم مین کوئی بول نہ کرے اور نہ کوئی جنبی نہاوے (اسی نہی سے نتیجہ فرمایا کہ پانی نجس ہوجاتا ہے) شافعی دلیل ہے کہ قلتین سے زیادہ پانی ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہین کرتی۔ مالکی دلیل ہے کہ بیر بضاعۃ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ اسمین کپڑے وغیرہ پڑتی ہین اور چہوٹے حوضوں کی نسبت کہ اسمین کتے وغیرہ پانی پیتے ہین تو فرمایا آنحضرت صلعم نے کچہہ مضائقہ نہین۔ چوہا وغیرہ کنوئین مین مرین تو حنفی اسی سے پانی نکالتے ہین اور آثار صحابہ سے دلیل لاتے ہین اور اصول سے ثابت ہے۔ کہ صحابی کا قول حجت ہے اور موقوف ہی حکم مرفوع مین ہے اہل حدیث کہتے ہین کہ حنفیونکا ڈول سیانا ہے جو نجس پانی نکال لیتا ہے اب آپ فرمایئے کہ ایک طالب حق اس موقعہ پر کیا کرے اور لیون وہ آستانہ حکم پر نہ گرے۔ اس سے آگے وضو اور پہر وضو کے نواقض کیطرف خیال فرمایئے کسقدر اختلاف ہے خون کے بہنے سے اور نماز مین قہقہہ کرنیسے حنفیونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر شافعیوں کے نزدیک نہین طرفین کے پاس

سالانہ کو سی دیسے رزق کا موقعہ + (احمدی ارجن لکی ضلع گجرات پنجاب)

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل الف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور راہ سے دیکھو نامکمل اور ادہوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں علمی کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو بری گت اس مذہب کے پیرووں کی کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔

اگر خود اس کے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا۔ تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا ہے وہ کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کسطرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہی ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لیگیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے گر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپ کو بخوبی علم ہو گیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس کے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اسکے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اس پر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے۔ ہر چند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت اناجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کر کے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایکوقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کر دیئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اس انکو انکا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہئے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہیے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہیے اور سجدات شکر بجالانے چاہئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کر لیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے سلسلہ کی اشاعت کی حصہ میں مدد دے اور روپے دامے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھیرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنی ذات سے رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آو نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیوں ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی و مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاپردازی اور زباندانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا اور بڑھنا دیکھے آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے بعد ظلمت کے اوجا لے کو نہ مانے کوئی آفتاب کا ڈوب کے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھے

اللہ جل جلالہ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ سے تنزل کر کے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورہ فاتحہ کی آیتوں کے لحاظ سے نیچے کا درجہ ہے) ہو جاتی ہے تو اسوقت اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورہ فاتحہ کا اوپر ہے) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو نئے سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کر کے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہو کر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتی ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ نرے زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبانی بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرائے میں اس مامور کے تابعدار ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اور وہ اپنے عمل پر برومند ہوتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کے طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تہی وہ سب اس رحمٰن بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر ہی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہکر ان کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للہ رب العالمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمےٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزا میں کمر باندہتے ہیں تو ادہر بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیاپور تعلقہ منورا پور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو ظفروال عمہ ۴ر
(۲) جماعت کپور تھلہ معرفت میاں عبدالمجید صاحب ۶ر ۹ پائی
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والہ ضلع ملتان عہ ار
(۴) میاں نورالدین متعلم ستاجبل پور لائن عمہ
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ ار
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انبہٹہ عمہ ۴ر
(۷) خلیفہ نورالدین صاحب جموں عـہ

۸ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس لسیانی ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندہر للعـہ

میزان کل
للعـہ ۴ ار ۹ پائی

آمد دربارہ یادگار پیشگوئی

۷ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو عـہ

۸ فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دویم مدرسہ پور ہیراں متصل ہوشیارپور عـہ

میزان عـہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام

بھائیون کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا انتظام جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے زیر اہتمام تھا۔ خان صاحب موصوف نے محنت اور سعی سے جہانتک خدا تعالیٰ نے انہین موقعہ دیا اور توفیق بخشی اس کو چلایا۔ بعض مصالح اور مجبوریان کے سبب سے خان صاحب کو قادیان سے باہر رہنا ضروری معلوم ہوا اس لیے وہ مدرسہ کا انتظام اور نگرانی جیسا کہ چاہیے نہین کر سکتے تھے اور یہ امر ان کی طبیعت پر شاق تھا کہ وہ اسطرح ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر تھے جنہین وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام علیہ السلام نے ان کی تکلیف اور مجبوریون پر نظر کرکے انہین اس بار گران سے سبکدوش فرمایا اور مدرسہ کا انتظام پھر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جس کے ممبر اصحاب ذیل ہین۔

مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب
شیخ یعقوب علی صاحب
اور خاکسار راقم۔

اب نہایت ضروری بات جس پر تمام قوم کو توجہ کرنی چاہیے یہ ہے کہ مدرسہ کیلئے مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہین کہ قیام مدرسہ کی صورت دشوار معلوم ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ مومنین کے کام ابتدا مین ایسی شکلین اختیار کرتے ہین کہ ان کی نسبت کامیابی کی پیشگوئی کرنا آدمین کی نگاہ مین دور از کار امر معلوم ہوتا ہے مگر آخرکار خدا تعالیٰ کی نصرتین حسب وعدہ ان کی دستگیری کرتی اور ان کے بگڑے ہوئے کامون کو زمینی مدبرون کے کامون سے بڑھ کر سنوار دیتی ہین کیا ہی مبارک اور ایمانون کو بڑھانے والی تقریر فرمائی حضرت امام علیہ السلام نے اس سے اگلے دن جبکہ مدرسہ کو اپنے خدام کے سپرد کیا۔ فرمایا اس وقت جو مالی مشکلات ہین ان کے لحاظ سے مضطرب نہ ہونا چاہیے۔ دیکھو سکھون نے کتنا سرمایہ جمع کر لیا اور دکھایا کہ ان کے مدرسہ کی بنیاد مضبوط ہوگئی ہے۔ یہ حال ہے اس قوم کا جنکی ترقی زمینی اسباب کی بنا پر اور زمین پر ہے۔ ہماری ترقی خدا تعالیٰ کے وعدون کے موافق اور آسمان پر لکھی جا چکی ہوئی ہے ہمین کبھی نا امید نہین ہونا چاہیے اور فرمایا ہمارے تمام کاروبار کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہے اور اسکا وعدہ ہے کہ تمام رکاوٹون کو ہماری راہ سے اٹھا دیگا۔ کوشش کرو اور کوشش سے نہ تھکو اور نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور جائز وسایل کو مضبوط پکڑو اور دعائین بھی کرو وہ اپنے وعدون کے موافق خود سب کچھ کر دے گا۔

اس وقت نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ ہمارے پاس موجود ہو اور یہ یکمشت چندون سے بہت جلد جمع ہو جائے۔ اور ماہوار چندہ باقاعدہ ہو اور کوئی فرد بھی احمدی جماعت کا چندہ سے باہر نہ رہ جائے خواہ کتنی ہی قلیل مقدار اپنے ذمہ لے۔

بہت واضح اور پھاڑ کر لکھنا ضروری نہین مناسب وقت اور تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ ہمارے بھائی ہر ایک کام سے اسے اہم سمجھ کر ہمت باندھ لین اور ہر شہر مین کارروائی کرکے قوم اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کے مستحق ہبین۔

آخر مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین دعا ہے کہ وہ ان چند حرفون مین اپنی طرف سے برکت رکھ دے اور قوم کے دلون کو اس کار خیر کی طرف مصروف کرے۔ اور ان کے قلب مین الہام کرے کہ ایک دفعہ ہی غفلت کو چھوڑ کر پوری سعی مین لگ جائین۔

خاکسار عبد الکریم

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسون نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کرون انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کرسکتا کہ یہ شخص ایک متدین متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریان یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھلانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور راہ سے دیکھو نامکمل اور ادہوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں اعلیٰ کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو بری گت اس مذہب کے پیروؤں کی کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔

اگر خود اس کے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا ہے وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے تیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کسطرح ہم روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہے ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا کشن کمپونڈ میں لیگیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اسے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کرون۔ آپ کو بخوبی علم ہوگیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جس کے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اس کے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہی تو اس پر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے۔ ہرچند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت انجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کرکے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایکوقت کی چاء میں مٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کریئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اس ان لوگوں کا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہئیے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہئیے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہئیے اور سجدات شکر بجا لانے چاہئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کرلیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہئیے کہ وہ اس کے سلسلہ کی اشاعت اور حصین ممدو اور روانیکے داخے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھیرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آؤ نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیوں ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہٖ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی و مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاپردازی اور زبان دانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا و بڑھنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے اوجالے کو نہ مانے کوئی
آفتاب کا ڈوب کے پہر دن کو وہ چڑھنا دیکھے

اللہ جل جلالہ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ تنزل کرکے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورۃ فاتحہ کی آیتوں کی لحاظ کر نیچے کا درجہ) پہونچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورۃ فاتحہ کا اوپر ہی) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو نئے سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قایم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور بشیر پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتے ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کر تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دیجاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ جو زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبان سے بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوئی ہے وہاں پہونچکر الرحمن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہیں جانے دیتا۔ اور نزدہ اپنے عمل پر گھمنڈ کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کو طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تہی وہ سب اس رحمن بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوندکریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکیہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر بہی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہ کر ان کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے وقیل الحمد للہ رب العالمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمےٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزا میں کمربند رہتے ہیں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیاپور تعلقہ مشور اپور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب ذرگ قانونگو ظفروال	عسہ/
(۲) جماعت کپورتھلہ معرفت میان عبد المجید صاحب	۶ روپائی
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیروالہ ضلع ملتان	عمار
(۴) میان نور الدین مقام سناجبل پور رائین	عسہ
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	صہ
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انہٹر	عہ
(۷) خلیفہ نور الدین صاحب جموں	عے

۸ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس لیا ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر للعہ

میزان کل
لـــــہ ۱۴ روپائی

آمد درباره یادگار پیشگوئی

۷ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو عہ

۸ فروری ۱۹۰۵ء ۔ منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دویم مدرسہ پورہیران متصل ہوشیارپور عـہ

میزان عـہ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۱۔ انسان دنیا مین چار قسم ہین ۔ بعض اپنی قومیت یا ملک یا تربیت وغیرہ کے باعث نیک اصول سادہ طور سے حاصل کرتے اور جو سکہائے جاتے وہ سچے اصول ہی ہوتے ہین ۔ مثلاً آجتک ہم نے جسقدر ترقی کی ہے اونہین اصول تک پہونچے ہین جو ہماری ماں نے ہمین بتلائے تہے بالمقابل دوسری قوم ہے کہ بدبختی سے گند، شرارت ۔ بے ایمان وغیرہ اونکو بتائے گئے ہین ۔ مثلاً فواحشات کی لڑکیاں مشرکون اور بت پرستون کی اولاد ۔ ڈاکہ زن ۔ چوٹے ۔ دغاباز ۔ اپنی اولاد کو کیا سکہاتے ہین ۔ پس ایک قوم نے سادگی سے سچائی اختیار کرلی اور دوسرے نے سادگی سے بدی اختیار کرلی ۔

دونون کے اخیر مین ایک اور قوم ہے وہ وہ لوگ ہین جو نیکی یا بدی کو ابتدا مین سیکہنے پر اونکی طبیعت مین چلبلاپن ہوتا ہے اور ون بدن اعتراضات کو سننے پر اونکی طرف متوجہ نہین ہوتے ۔ اور اپنے اصولون پر قایم رہتے مثلاً ایک شخص پادری کے وعظ مین بول اوٹہا کہ کیا تم کوئی شیخ سعدی سے بڑے آدمی ہو دیکہو تو اوس نے صاف کہا ہے کہ

توراۃ و انجیل منسوخ کرد

پس توراۃ اور انجیل منسوخ ہوچکی ہے ۔ پس بعض وہ ہین جو دوسرون کے اعتراضات کو اور سوال و جواب کو سنتے ہی نہین ۔ اور نہ انہین اس بات کی ضرورت ہوتی ہے ۔

چوتھی قسم کے وہ لوگ ہین ۔ جو سوال کو سنتے اور اسپر غور کرتے اور بعض وقت ان اعتراضات پر مایل ہو جاتے اور کہا اٹہتے کہ یہ بات قابل قدر ہے ۔ ان لوگون پر جب سوال کی زد انکو پڑتی ہے تو گبہرا جاتے ۔ اور کبہی تو خود جواب سوچتے اور کبہی کسی دوسرے سے جاکر دریافت کرتے ہین ۔

پس چوتہی قسم کے لوگون کیواسطے ہی علم کلام کی کتابین ہوتی ہین مگر یہی چوتہے قسم مین سے وہ لوگ ہین جو خود غور و خوض نہین کرسکتے ۔ پہر دوسرون سے جاکر دریافت کرتے ہین پس مرزا صاحب نے بہی ایسے لوگون کو ہی مخاطب فرمایا ہے ۔ باقی اقسام کے لوگ تو بالکل محتاج نہین ہوتے ۔

۲۔ **قرآن کریم** کی راست بازی کی ایک باریک دلیل

جب کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ مین کامل ہون یا میری کتاب کامل ہے ۔ تو چونکہ کامل چیز دوسرے کی محتاج نہین ہوتی اسلئے ضرور ہے کہ وہ اپنے کمال کی آپ ہی دلیل بہی پیش کرے ۔ اور اگر اس کے کمال کی دلیل کوئی اور شخص دیتا ہے خود مدعی دلیل نہین دے سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ خود کامل نہین ۔ پس جو کلام خود ہی کامل کا دعویٰ کرے ۔ اور اپنی خوبی کے دلایل بہی خود پیش کرے اور جس عقیدے باطلہ کو وہ دفع کرنا چاہتی ہے اوس عقیدے اور اسکی برائی کو بہی بیان کرے تو وہ کلام کامل کلام کہلائیگی ۔ مثلاً قرآن نے دعوے کیا ہے کہ شرک بری چیز ہے ۔ اگرچہ اسکی نسبت قرآن مین یہ ذکر کثرت سے آیا ہے مگر مین ایک ذکر بطور مثال بیان کرتا ہون ۔

اغیر اللہ ابغی کمالہ وھو فضل کم علے العلمین ۔ احمقو تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنا دو خدا کے سوائے ۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے ۔ اور بت تو تم سے کمزور ہین ۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں آگ ہماری خادم ہے ضرورت کے وقت اوس کو جلاتے اوس سے کام لیتے اور جب چاہتے اسکو بجہا دیتے ہین ۔ علی ہذا القیاس ۔ پانی ۔ مٹی ہوا ۔ سورج ۔ چاند ۔ لوہا ۔ پتھر ۔ یہ تو سب خادم ہین ۔ پس شرک بتایا ۔ اور اسکے برے ہونیکی دلیل بتائی ۔

اسیطرح نبوت کا ثبوت دیا ہے ۔ شہد کی مکہی اور دودھ اور پہلون وغیرہ کی دلیلین ملاحظہ کرو ۔

پس قرآن مین ہر دعوی کی دلیل دیگئی ہے اور یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا اصل ہے کہ ہم نے کبہی ۱۳ سو برس کی کتاب مین نہین دیکہا ۔

۳۔ **مرزا سلطان احمد صاحب** سے ایک کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ **مرزا صاحب کے الہام** کے دعوے مین تمہین بہی اتفاق ہے ۔

جواب دیا کہ یہ سوال میرے نزدیک ایسا مشکل ہے کہ مین کیا جواب دون ۔ آپ کمشنر اور مین تحصیلدار پہر مین بیٹا اور مرزا صاحب میرے باپ ۔ بہر حال مین یہ کہدیتا ہون ۔ کہ کیا خدا رازق تہا ۔ اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہان تہا ۔ کسطرح ۔ اسلئے کہ وہ اب بہی رازق ہے ۔ کیا خدا خالق تہا ۔ ہان تہا اسلئے کہ آج بہی خالق ہے ۔ پس کیا خدا کسی کے ساتھ ہمکلام ہوتا تہا ۔ ہان ہوتا تہا پس آج بہی کسی سے ہمکلام ہوتا ہے ۔

ہمارے یہ لوگ بعض اوقات سوال کر بیٹہتے ہین کہ دنیا مین خدا نے پہلی کتاب ہی کیون کامل نہ کردی بار بار کتابون کے بہیجنے کی کیا ضرورت تہی ۔

جواب ۔ خدا کا کلام ۔ خدا کا قول ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے ۔ اور خدا کے فعل مین ضرورتون پر اشیاء کا ظہور ہوتا ہے ۔ یا نہین ۔ مثلاً ریل آج کیون بنی ۔ پہلے کیون نہ ایجاد ہوئی ۔ پس پہلے بادشاہ ایسے ظالم تہے کہ مخلوقات کو ایک گاؤن سے نکلکر دوسرے گاؤن تک جانیکی اجازت نہ ہوتی تہی ۔ تو اگر اس وقت ریل ایجاد ہوتی تو لوگ سوار ہوکر کہان جاتے یا محاصل و اسباب تاجرون کا لوٹ لیا جاتا تہا تو لندن سے کوئی شخص اسباب تجارت جہاز پر لادکر بمبئی لایا ۔ اور بمبئی کے بادشاہ نے اوسے لوٹ لیا ۔ تو وہ ایسی تجارت سے کیا فایدہ اٹہاتا ۔ یا مثلاً ایک بچہ کو تولد ہوتے ہی عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کہانا تم لاکر کہلا دو تو یہ تمہاری غلطی ہوگی کیونکہ اسوقت اوسکو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے نہ کہ تمہارے لذیذ کہانون کی ۔ پس قبل از ضرورت مدلل کتاب کا آنا غیر ضروری تہا پس جسطرح بچہ سکہایا اور تربیت دیا جاتا ہے اسیطرح اللہ تعالے نے خلقت کو سکہایا ہے ۔

اسیطرح خدا کی وحی بدون محرک کے نہین ہوئی مین نے خود تجربہ کیا ہے کہ جبتک قلق ۔ اضطراب اور گہبراہٹ طلب کی نہ ہو اوسوقت تک حقایق کے نکات معرفت حاصل نہین ہوتے ۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے خدا کے حضور مین تو سب کچہ موجود ہوتا ہے ۔ پر خدا کے نزدیک وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم ۔ کا اندازہ ہوتا ہے ۔

اسی لئے میرا خیال ہے کہ لکچرون اور وعظون کے واسطے بہی قبل از وقت تیاری نہین کرنی چاہیے ۔ یا ایک کتاب کا مسودہ[*] تحریر کرکے بہت مدت رکہ رکہنا اور بہت دیر کے بعد اسکو چہاپنا غلطی ہے کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجہا دیتا ہے ۔ پس اوس زمانہ مین مخلوقات انسانی دنیا مین تہوڑی تہی دوسرے بلاد مین اونکا کوئی تعلق نہ تہا ۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تہین اور نہ ایسی تحریکین تہین ۔ تو پہر اللہ تعالیٰ کیون کسی چیز کو بلاضرورت اور بدون طلب نازل کردیتا مثلاً لوہا ۔ سکہ ۔ کوئلہ ۔ وغیرہ اشیاء پر نظر کرو ۔ انکو ظاہر نہین کیا جبتک کہ انکی ضرورت دنیا کو محسوس نہین ہوئی ۔ پس اللہ تعالیٰ جانتا تہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ضرورت ہوگی ۔ اور دنیا کی قومین آپسین ملجاوینگی پس ایسی کتاب نازل کرنی چاہیے جو کل دنیا کے واسطے جامع ہو ۔ فقط

[*] خاکسار ایڈیٹر الحکم کی خدا کے فضل سے یہی اصل مسودہ تہی ہے کہ ہمیشہ جب لکہتا ہے نکتہ پر لکہتا ہے ۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن پر جناب نواب فتح نواز جنگ مرحوم

دفتر کے بعض کاغذات کی ترتیب کرتے ہوئے مجہے عالیجناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب مرحوم بیرسٹرایٹ لا کے تین خط ملے جو آپ نے نہایت قدردانی سے مجہے تفسیر القرآن پڑہکر لکہے تہے ۔ چونکہ ان سے نواب صاحب مرحوم کا وہ عشق جو آپ کو قرآن کریم سے تہا معلوم ہوتا ہے اسلئے مین نے مناسب سمجہا کہ ان فقرات کو جو خاص تفسیر القرآن کے متعلق ہین الحکم مین چہاپکر بقدر امکان محفوظ کر دوں ۔ اور اس سے یہ بہی فایدہ ہوگا کہ علیگڈہ کالج سے تعلق رکہنے والے بزرگ جو نواب صاحب مرحوم سے بہی دوستانہ تعلقات رکہتے ہونگے شاید فایدہ اٹہائین ۔

ایک خط مین لکہتے ہین ۔ جناب مولانا ! السلام علیکم تفسیر دوسرے پارہ کی صرف ایک ربع تک ہے اور پہر آپکا ہواری تفسیر القرآن جو شروع ہوئی ہے یعنے ۱۵ جنوری سے وہ تلک الرسل کے ایک رکوع بعد سے ہے تو یہ باقی تفسیر کہان ہے ۔ براہ عنایت بہیجیئے ۔ دوسرے پارہ کی تفسیر جو مجہے ہونچی ہے وہ صفحہ ۳۸ تک ہے ۔ مجہے اس تفسیر مین عجیب مزا ملتا ہے خدا آپ کو اسکا اجر عظیم دے ۔ والسلام

اس کے بعد پہر دوسرا مفصل خط ہو مجہے اسمین لکہا " السلام علیکم ۔ مین آپ کی تفسیر کو بہت عزت کی نظر سے دیکہتا ہون اور نہایت دلچسپی سے پڑہتا ہون اور میری دلی خواہش ہے کہ انجمن آپ کو مسلمانون سے پوری اعانت ملے کہ آپ اس عظیم الشان کام کو پورا کرسکین جہانتک مجہسے ممکن ہوگا مین اسکے خریدارون کو آپ کے لئے جمع کرونگا "

پہر اس خط مین علیگڈہ کالج کے طیار کردہ نوجوانون کیطرف کہ یہ گروہ اس سلسلہ مین ہی آئے گا ۔ اس خط کے موافق آپ نے تفسیر القرآن کی اشاعت تعلیم یافتہ گروہ مین شروع کی ۔ چنانچہ مسٹر محمد رفیق صاحب جج عدالت خفیفہ اور مسٹر شوکت علی صاحب بی ۔ اے اور مسٹر امتیاز علی علیصاحب بی ۔ اے وغیرہم احباب کے نام سے جاری کرایا جو ابتک بہی جاری ہے ۔ اس قبیل پر اسکا تذکرہ آگیا ہے اسلئے مین الحکم کے ناظرین سے التماس کرتا ہون کہ وہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کرین ۔

کیا عجب کہ نواب صاحب مرحوم سے محبت رکہنے والے اس بے تعلق رائے کو پڑہکر فایدہ اٹہائین ۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریروں میں سے

ان مضامین کو کوئی شخص بدوں اجازت بعینہ صورت کتاب شائع کرنیکا مجاز نہیں (ایڈیٹر)

الحکم کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی اور اچھوتی تحریروں کو بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتا ہے ذیل میں ایک مضمون مذہب اور سات کے عدد کے عنوان پر میں درج کرتا ہوں یہ ایک لطیف اور اچھوتا مضمون ہے جو مجھے خان صاحب مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے عطا کردہ تحریرات لائقہ۔ (ایڈیٹر)

مذہب اور سات کا عدد

جاننا چاہیے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے **مذہب** کہتے ہیں اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے **شریعت** بھی کہتے ہیں اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اسکا نام **صراط** بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اسکو **دین** بھی بولتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھکر وہ **ملت** کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے رو سے اسکا نام **مشرب** بھی ہے اور ساتویں پہلو کی وجہ سے وہ **نحلہ** کے نام سے نامزد ہے۔ سو درحقیقت ایک مذہب اپنی خوبیوں کی وجہ سے تبھی کامل کہلائے گا جبکہ وہ ان ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر سات قسم کی خوبیاں رکھتا ہو۔ کیونکہ جبکہ اسکو واضع حقیقی کی طرف سے **سات لقب** ملے ہیں اور وہ لقب ابتداء دنیا سے چلے آتے ہیں تو یہ بات دلیل اسبات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال ان سات لقبوں کے مفہوم کی تحقیق پر موقوف ہے سو وہ **سات خوبیاں** باعتبار سات لقب کے یہ ہیں۔

(۱) خوبی **مذہب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے جس کے معنے روش ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی تعلیم معقولی روش پر ہو اور افراط تفریط سے پاک ہو اور اپنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے کیونکہ جیسے جسمانی صحت انسان کے جسمانی مواد کے اعتدال پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے۔ پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کرے گی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہوگی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کامل مطلب ہے۔

(۲) دوسری خوبی **شریعت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت لغت کی رو سے اس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اسکے ہر ایک عقیدہ اور اصول کو شناخت کر سکے تا انسان ضعیف البنیان تکلیف مالایطاق کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

(۳) تیسری خوبی **صراط** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور صراط لغت عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اُسکے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر۔ اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس کے بعض اصول دوسرے اصولوں سے نشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم وہی تناسب پایا جاوے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں باہم متحقق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی خوبی **دین** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں اطاعت اور جزاء اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اُس میں کامل اطاعت کی ہدایتیں موجود ہوں اور نیز کامل جزا کے وعدے بھی ہوں اور یہ واضح ہو کہ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کچھ انسان اپنے لیے آپ ایک بد نتیجہ پیدا کر لیتا ہے بطریق مجاز اُس کو بھی دین بولتے ہیں۔

(۵) پانچویں خوبی **ملت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملت لغت عرب میں راہ کے جلد طے کرنے کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس میں منزل مقصود تک پہونچنے کے لیے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جنکے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہو سکے۔

(۶) چھٹی خوبی **مشرب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اُس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی طالب ہے بیناوٹی کی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہو کر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کی طرح مستغرق ہو اور عقل جو ہر ایک عقیدہ اور حکم میں استدلالی طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانے سے سیراب ہو اور دنیوی زندگی میں بھی شراب طہور ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا یعنی خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلا رہا ہے جو اُن کو اندرونی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے۔

(۷) ساتویں خوبی **نحلہ** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحلہ لغت عرب میں بار یک امور دقیق کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سو اس معنی کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقوےٰ اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی بات اُس سے فوت نہ ہو اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ اُن تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اُس کی نظر کے سامنے ہیں اسیطرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ اُسکے اندر ہو اور نحلہ عطیہ بے استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس معنی کے رو سے بھی تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطا یعنی آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو کچھ انسان کو ترقی کے لیے قوتیں دی گئی ہیں یہ تعلیم اُن قوتوں کی خادم ہو اور اُن کو بیکار نہ کرے کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل کے ہو صرف اُسحالت میں فضل کہلا سکتی ہے جو اصل لغت سے انکار نہ ہو اور اصل لغت میں قائم اور موجود اور مستعمل رہے ضائع اور برباد نہ ہو جاوے۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات ایک شخص کے اپنے الفاظ میں

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو آدم بننا چاہیے۔ آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بنجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اسکے ہر ایک کام کو خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کراتا ہے لیکن آدم کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اُس پر کوئی مخالفت سے دست اندازی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ جیسے کہ آیت کریمہ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰهَا سے ظاہر ہے یعنی نافرمانوں پر جب وہ عذاب کرنے پر آتا ہے تو ایسی لاابالی سے عذاب کرتا ہے کہ عذاب کسی ہلاکت سے اُنکے پیچھے بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اُن کا حال اُن کے نافرمان والدین کے بعد کیا ہوگا جیسے کہ آیۃ کریمہ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ یعنی خدا کو تمھاری پرواہی کیا ہے اگر تم اُس کی فرماں برداری میں کوشاں نہ ہو اور اُس کے احکاموں کو بے پروائی سے دیکھو۔

فرمایا کہ دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی اُن کے سرہانے بیٹھکر نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے۔ یہی کہ اُن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسیطرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پروا نہیں ہوتی جو اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا انسان اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ اسمیں دو امر ہیں۔ ایک اُنس احکام الٰہی سے (جو ہو تو کامل آدم ہے ورنہ وہ مردہ کیڑہ ہے) دوم مخلوق الٰہی سے دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پروا نہیں کرتے اور دعاؤں سے اُسکی پناہ نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپرواہی کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اُن سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ ان کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنی دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اور نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔

فرمایا کہ کامل انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہوگا۔ دیکھو جب آپ نے اپنی جان اپنا مال اپنی حیات ممات رب العالمین پر قربان کر دیے یعنی سارے کے سارے خدا کے ہو گئے تو کیسا خدا اُن کا ہوا اور کیسے فرشتوں سے اُنکی مدد کی اگر وہ فرشتوں

سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا ۔ حکم وَاذْکُرُوا ذِکْرًا کَثِیْرًا کا وہی عامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ منہ سے جاری ہیں اور مارے غصے کے آدمی جل رہا ہے اسوقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر وار چلانا۔ ان دشمنان دین کے مقابلہ پر جنھوں نے سیکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا ترحم دکھایا ۔

فرمایا۔ کہ خدا کا بننا اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اسکو اسبات کا دھیان ہو کہ آیا یہ کام خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ جب اسطرح انسان کامل بنجاتا ہے تو خدا اس کا بنجاتا ہے اور جب وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اسکو ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچاتا ہے بظاہر اکثر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آدمی ہوتے ہیں لیکن حالت کشف میں انکو کتوں اور گدھوں کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کا قرب اور نزدیکی اور لمبی زندگی بھی انعام (اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ) میں شامل ہے۔ مخالفین اس انعام میں مسیح کو تو شامل کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے نصیب رکھتے ہیں۔ کیوں انکو اس عقیدہ سے شرم نہیں آتی اور لمبی زندگی اسطرح انعام میں شمار ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی نافع چیز کو درازی عمر نصیب ہوتی ہے اور خدا دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پروا نہیں کرتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہو اس کی ہلاکت اور موت میں خدا جلدی نہیں کرتا۔

فرمایا کہ ہمارا سلسلہ منہاج نبوۃ پر ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہمکو بھی ان یہود کی صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا یہ مولوی ہمکو رطب و یابس اور ضعیف حدیثوں اور قولوں سے بیتنا چاہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام تورات و انجیل کی آیات کو محرف قرار دیا۔ جو آپ کے حکم ہونے کی معارض تھیں یا ان کے ایسے معنے کیے جو آپ کے سلسلہ اسلام کے موافق ثابت ہوئیں۔ اور ان آیات کے معنے خداداد فراست اور الہام سے کیے اور اہل کتاب کے غلط معنوں کو رد کیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری موجودہ تورات اور انجیل کو صحیح قبول نہ کیا بلکہ کئی ایک آیات کو محرف اور کئی ایک کے معنے صحیح طور سے بذریعہ الہام کیے اسی طرح ہمارا سلسلہ ہے۔ ہم بطور حکم کے آئے ہیں کیا حکم کو یہ لازم ہے کہ کسی خاص فرقہ کا مرید بنجاوے۔ بہتر فرقوں میں سے کسی حدیثوں کو مانے۔ حکم تو بعض احادیث کو مردود اور متروک قرار دے گا اور بعض کو صحیح

فرمایا بڑے بڑے صریح ظلم مظلوموں پر ڈھائے جاتے ہیں اور ہمارے سامنے ظالموں سے کوئی چنداں باز پرس نہیں ہوتی اسکا باعث بھی خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا ہے مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا کیا ہے اگر تم دعاؤں اور عبادت الٰہی میں تغافل اختیار کرو۔ بیشک ظلم اور دست درازیاں مظلوموں پر ہوویں کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ مظلوم خدا سے سچا تعلق بذریعہ صراط مستقیم پیدا نہ کر لیں۔ اور مظلوم پر ظلم اسلیے ہوتے ہیں کہ مظلوم خود ذبیحہ بکری یا کیڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا سے سچا تعلق نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہے کہ خدا جو اس کا دین و دنیا کا متکفل ہو اور اسکی حفاظت کا ذمہ وار ہے پھر اس پر کیسی ظالمانہ مخالفت کا وار چلنے دے

(از ملفوظات محمد خان مرحوم)

انتخاب اور اقتباس

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اس غیور خدا سے ڈرو جسکی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند جلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اسکی عظمت بٹھاؤ گے تو وہ تمھیں ضائع ہونے سے بچائے گا اور تم اور تمھاری اولاد بچ جاوے گی اور خدا کا رحم تمھارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کرے گا جن سے یہ زہریلہ مادہ دور ہو جاوے اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا کی پرواہ نہیں رکھو گے اور گناہ سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمھاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمھیں پکڑے کہ تمھیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو ! یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اسوقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے ترنجبین اور بٹیروں کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آوے گی مگر جب انھوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ۔ (الصلح)

جو شخص روح کی سچائی سے **دعا** کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک **مخلص صادق** کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لیے دکھ ہے سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مراد یابی یا نامرادی کو دیکھکر **مدار فیصلہ** اسی کو ٹھیرا لیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے

اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولت عظمیٰ پاتے ہیں

(۔)

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپروا ہو کر عمر گذار دیتے ہیں ان کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے انکو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام کا کہ دلی یقین اسبات پر ہو کہ خدا ہے ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جسطرح وہ یقینی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو ان کے صندوق میں بند ہو یا اسے ان مکانات پر جو ان کے قبضہ میں ہوں ہرگز ہرگز انکا ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جسپر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھیرایا گیا ۔ (شہادۃ)

نظم

اللہ اللہ رے شیریں کلام احمدؐ
عیسیٔ وقت ہے صادق غلام احمدؐ

شکر صد شکر ہے اوج پہ انجم اپنا
پھر سنایا ہمیں مولا نے کلام احمدؐ

فرق سایہ میں نہیں اصل سے اصلا مطلق
ذات شاہ عربی عین غلام احمدؐ

جس نے ایمان کی دولت ہے ازل میں پائی
فخر ہے اسکو غلامی غلام احمدؐ

چرخ چارم سے نہیں کم وہ زمیں تیری قسم
جس میں تو ہو مرے عیسیٰ و غلام احمدؐ

خال منھ کا ترے ہند و مجسم ہند ہے
شام تیری ہی حقیقت میں ہے شام احمدؐ

قادیان دار امن جنت ماوی و سلام
یاں جو آوے اسے ہر صبح سلام احمدؐ

تیری تبلیغ پہ سو جان سے مری جان فدا
یہ تو تبلیغ ہے تبلیغ پیام احمدؐ

ترک بھی تیری سلامی پہ کمربستہ ہوں
دیکھیے آئے گا وہ دن بھی بنام احمدؐ

قیس ہے زلف معنبر پہ تیری چھوڑ فرنگ
تیرے کاکل نے پھیلایا ہے بدام احمدؐ

رخ انور پہ ترے مہر ہے شیدا
تیری ابرو نے کھینچا ہے حسام احمدؐ

نور کے نور سے اک صورت تنویر بنی
تیری صورت ہے صفت ماہ تمام احمدؐ

اہلحدیث اور احمدی

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر اپنے طرز تحریر میں وہ رنگ اختیار کرتا جاتا ہے جو اس کے دعوے اور شان تانی ہی کے خلاف نہیں بلکہ ایک مومن متقی کبھی بھی اسکو پسند نہیں کر سکتا بشرطیکہ وہ مومن اور متقی نہ ہو جو بقول مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جھوٹھ بول کر اور فاسق فاجر ہو کر بھی متقی رہتا ہے (دیکھو شہادت مولوی ثناء اللہ بمقدمہ کرم دین) یہی وجہ ہے کہ میں بہت ہی کم مولوی فاضل صاحب کی ان تحریروں پر نوٹس لیا کرتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھنے کے عادی ہیں کیونکہ ان میں معقولیت اور متانت کے خلاف زیادہ تر استہزا اور تمسخر ہوتا ہے۔ تاہم مینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں انکی کسی ایسی تحریر پر نوٹس لیا تھا جو انھوں نے احمدیوں کو کرشن کے متبع کہنے کے متعلق لکھی تھی۔ ہرچند مجھے توقع تھی کہ چونکہ مینے نہایت سلامت روی۔ متانت شعاری اور معقولیت سے ان کے اعتراض کو رفع کیا ہے اسلیے وہ نیکدلی اور انصاف پسندی سے اپنے غلط اور بیہودہ اعتراض کو واپس لے لیں گے +

مولوی فاضل صاحب اسپر اور بھی جوہر طبع دکھلانے پر آمادہ ہوے ہیں اور ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں اسی مضمون پر لیڈر لکھ مارا ہے جس نے اس آرٹکل کو نہایت غور سے خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے لیکن اس میں بجز سب وشتم ایک بھی معقول بات مولوی فاضل نے پیش نہیں کی مینے لکھا تھا کہ ”اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے“ اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب جو مفسر قرآن بھی ہیں (بقول خود) رقمطراز ہیں کہ اہل حدیث نام رکھنے کے برخلاف کوئی آیت قرآنی ہمنے تو نہیں دیکھی۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ مفسر اور مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب کو اس مقام پر چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات پیش کر دیتے جہاں لکھا تھا کہ ہمنے تمھارا نام اہلحدیث رکھا ہے یا اپنی ایجاد پسند طبیعت سے ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ہی کا یہ ترجمہ کر دیتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں اس کے برخلاف کوئی آیت نہیں ہے اس لیے یہ نام نامناسب اور غیر موزوں نہیں میں حیران ہوں اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسی جدت طبع کل کو یہ کہدے گی کہ میں تو کنا ضرور رکھاوں گا کیونکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کوئی حکم نہیں تو کون دانشمند ان کے اس طرز استدلال کو تسلیم کرے گا +

مولوی صاحب! آپ کو تو مناظرہ کا بہت شوق ہے مگر آپ یہ کیا کہتے ہیں!!! مینے آپسے اہلحدیث لفظ کی ترکیب تو پوچھی نہ تھی جو آپ یہ بحث لے بیٹھے تاہم میں آگے چل کر آپ کی اس ترکیب سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ اُٹھاؤں گا +

حضرت حکیم الامۃ کا جو قول آپنے نقل کیا ہے (گو مینے وہ کتاب نہیں دیکھی) لیکن میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور نہایت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ کلام حضرت حکیم الامۃ کا اسی طرز اور نہج کا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں پایا جاتا ہے مثلاً آپکے پاس کوئی شخص آیا اور اُس نے بہترین نیکی پوچھی تو آپ نے ماباپ کی خدمت فرمادی اور پھر دوسرے وقت کسی نے ایسا ہی سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی اور کام فرمایا۔ کوتاہ نظروں نے اسکو تخالف سمجھ لیا حالانکہ بات یہ تھی کہ جس قسم کا مریض روحانی آپکے پاس آتا اُس کے موافق نسخہ تجویز فرماتے۔ اسی طرح پر حضرت حکیم الامۃ کا کلام حکمت سے لبریز ہے مگر مولوی فاضل صاحب

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس گوہر حکمت کو پا سکے جس مسئلہ میں وہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر عمل کی کمزوری پائی جاتی تھی اور مسلمان حدیث کے نام سے قریباً ناآشنا تھے حضرت حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کی سنت صحیحہ کے سچے عامل تھے آپکے وہ دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی یہی قبولیت دعا تھی جو انھیں احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لے آئی اور اپنی آنکھوں سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ اور نمونہ کاملہ دیکھ لیا اور جس مسئلہ پر زور دیا تھا مہدی علیہ السلام نے بھی قائم رکھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی آدمی جو آپنے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ +

کیا وہ شخص اہل حدیث کہلا سکتا ہے، جو صحیح بخاری کی حدیث صحیحہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے مصداق مسیح کا انکار کرتا ہے؟

کیا وہ شخص اہل حدیث کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رویت صحیحہ کی (معاذ اللہ) تکذیب کرتا ہے کہ انھوں نے مسیح کو مُردوں میں دیکھا؟ اور وہ باوجود اسکے مصر ہے کہ وہ زندہ ہے +

کیا وہ شخص اہل حدیث کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کریم کے نصوص صریحہ بیّنہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے برخلاف مسیح کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے؟

کیا وہ شخص اہل حدیث کہلانیکا مستحق ہے؟ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فیصل شدہ قضیہ کو جو مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی آیۃ پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا غلط تسلیم کر کے کہتا ہے کہ نہیں ابھی مسیح کی موت کو مستثنیٰ کیا گیا تھا؟

مولوی فاضل صاحب! خدا سے ڈرو۔ آپ اہل حدیث کہلانے کا کیا حق رکھ سکتے ہیں اگر اہلحدیث کا مفہوم وہی ہے جو آپنے لیا ہے اور جو میرے نزدیک صحیح ہے اسی وجہ سے مینے کہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف ہیں اس مفہوم کے موافق سچے اہل حدیث ہم ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قول کی تصدیق کی۔ اور آپکے مفہوم و منشاء صحیح کے موافق آنیوالے ابن مریم کو اور ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر اور بروز کو تسلیم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام کہا۔

اب میں آپ کو یہ بھی مژدہ سناتا ہوں کہ حضرۃ حکیم الامۃ کی دعا کا وہ آخری جزو بھی پورا ہو گیا

کہ اہل حدیث کو بُرا کہنا بدعتیوں کی نشانی ہے۔ مولوی فاضل صاحب! گھر کی خبر لو اور گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو مجھے ہی سزاوار ہے کہ آپکو مخاطب کر کے کہوں اَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ تمھاری روسیاہی کی یہی وجہ ہے جو بعد ایمان تمنے انکار کیا ہے۔ تم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی تھے اسلیے تمھیں چاہیے تھا کہ خدا کے جری اور مسیح موعود کے منکر نہ ہوتے اور اسی لیے قرآن کریم میں تہدید کی گئی تھی کہ لَا تَکُوْنُوْا اَوَّلَ کَافِرٍ بِهٖ مگر آپنے نہ قرآن کریم کی پروا کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی اسی تخفیف نے آپ کو اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ کا مصداق قرار دیا ہے +

مجھے آپ کی اس حالت پر سخت افسوس آیا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت حکیم الامۃ کی اس دعا کو پڑھ کر میرے دل میں حضرت حکیم الامۃ کی عظمۃ بہت بڑھ گئی ہے اور میرا ایمان عرفان کے رنگ میں تبدیل ہو گیا ہے کہ یہ

شخص خدا کا برگزیدہ اور ولی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں

غرض

اہلحدیث کی ترکیب اور حکیم الامۃ کی دعا کے استدلال نے آپ کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچایا وہ تو ہمارے ہی مفید ثابت ہوا۔ پس اب مجھے پھر حق ہے کہ کہوں ”اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہل حدیث رکھتا ہے“

علاوہ بریں آپ یہ بھی ثابت نہیں کر سکے کہ کیوں آپ کو عیسائی یا یہودی نہ کہا جاوے جبکہ آپ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی سالت کے قائل ہیں۔

بلکہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کے منتظر ہیں کیونکہ آسمان پر انکو زندہ مانتے ہیں تو یہ امر تو آپ بھی قبول کریں تو مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ پھر آپ کے عیسائی ہونے میں کیا شک رہا۔ یہ امر اور بھی قوی ہو جاتا ہے جبکہ آپ کے ان معتقدات پر نظر کی جاوے جو انکی نسبت آپ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے اور مس شیطان سے وہی پاک ہے نہ اور کوئی نبی اور رسول۔ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسا ہی جبکہ منکران مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے یہودی ٹھیرائے گئے ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ماننے والے ہیں تو آپ کو بڑے فخر سے کہنا چاہیے کہ میں

مولوی ثناء اللہ مولوی فاضل

مسیح موعود کا منکر ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پاک کی تصدیق کیلیے یہودی کہلانے کو طیار ہوں

مگر میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے آپنے تصدیق نہیں کی اور اسوجہ سے آپ اہل حدیث نہیں اسی طرح آپ اس قول کے مصداق بننے کو بھی طیار نہ ہونگے لیکن جس اصول مذہبی کی بنا پر ہم اہلحدیث ہیں اور ہمنے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو تسلیم کرلیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کی ہے اور آپ اسکے منکر اور اسی اسرائیلی مسیح کے قائل اور منتظر ہیں تو ہمیں حق ہے کہ آپ کو ان معنوں کے لحاظ سے عیسائی اور یہودی قرار دیں۔

آپ اگر اہل حدیث اصلی اور سچے معنوں میں کہلانا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم بنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود اور مشار الیہ مسیح موعود کی تصدیق کریں ورنہ اسرائیلی مسیح کو ایسے خصائص سے متصف مانکر جو اور وں میں نہیں اور اس کا منتظر رہنا مولوی صاحب عیسائیت نہیں تو کیا ہے؟

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس طرز استدلال پر نظر کروں جو **احمدیوں کے کرشن بنیچھی ہونے** کے متعلق کیا ہے اور لکھا ہے

"مگر تم لوگ تو ایسے نہیں تمنے نسبت محمدی کیوں چھوڑ دی کیوں احمدی بنے؟ صرف اس لیے کہ تمہارا احمد جو در حقیقت غلام احمد ہے... محمد علیہ السلام سے پیچھے آیا تھا پس تم نے محمدیت کی نسبت کو چھوڑکر احمدیت کو اختیار کیا"

مولوی فاضل صاحب! یہ سچ ہے ع
بنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست

ہمارا احمدی کہلانا تو عظیم الشان خوبی کی بات تھی مگر افسوس ہے کہ آپ کی چشم عداوت اسکو دیکھنے نہیں دیتی۔ ایمانداری اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ہماری تحریر (؟)

اور خود حضرت احمد قادیانی کی تصنیفات سے اپنے مطلب کی تائید میں کوئی دلیل لاتے مگر انکو چھوڑکر لودھیانوی سعدی کی وحی پر آپ کا عمل ہے تو میں آپکو معذور سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے امید انصاف رکھنا غلطی ہے گی میں پھر کہتا ہوں کہ حقیقی تقوی اور ایمان کا نشان تو یہ تھا کہ احمدی مسلمان کہلانیکے متعلق جو نوٹس حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسکی عبارت آپ کوٹ کرتے مگر یہ کیونکر ہوتا (آپ کے نزدیک تو جھوٹ بولکر اور منہیات کا عامل بھی مومن متقی رہتا ہے)

میں آپ کی رہنمائی کے لیے اس اشتہار کی چند سطریں درج کر دیتا ہوں اور پھر دیکھونگا کہ آپ کہاں تک دیانتداری اور انصاف سے کام لیتے ہیں سنیے جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہونے والی تھی تو ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک نوٹس جاری کیا تھا اس کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزون ہے جسکو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کیلیے پسند کرتے ہیں اور وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اسکو **احمدی جماعت کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں یہی نام ہے جسکے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔

اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور **صلح** پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اسطرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی **زندگی** میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم **محمد** کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد ظہور کرے گا** اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام **احمدیہ** رکھا جاوے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں"

یہ **اقتباس** صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم **احمدی** کیوں کہلاتے ہیں اور ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان مابہ الامتیاز کیا امر ہے۔ **مسلمانان فرقہ احمدیہ** کیسا مبارک نام ہے اب مجھے صرف اس امر پر کسی قدر بحث کرنی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل انبیاء علیہم السلام کی شیون کے جامع ہیں اور آپکے اسم احمد کے مظہر ہیں اس لیے احمدی کہنے میں وہ سب شیون آجاتی ہیں۔

مولوی فاضل صاحب ایڈیٹر اپنے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے لکھتے ہیں "آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راست بازی سے بتلانا کہ مرزاجی نے جس وقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر کو ہی** دیانتداری اور راست بازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ابھی دوں گا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری** اور راست بازی سے قبول کریں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ ہے اور یہ سزگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمانوں کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرات کی۔

اس سوال کو چھوڑکر میں اصلی سوال کا جواب دیتا ہوں لیجیے مولوی فاضل صاحب سنیے اور اگر خدا ترسی ہے اور مرکر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکے قبول کرنے میں تامل نہ کرنا اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا تو میں سمجھ لوں گا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلی تو کیا بہت پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا۔ کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت کرشن ؑ کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالےٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ حضرت کرشن ؑ کو راست باز اور مقرب بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلیے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں سیالکوٹ سے پہلے ۳ر ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا توہین کرتا ہے

پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راست باز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ ستیارتھ پرکاش دھرم جو ۵ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہور کے لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپنے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۸ پر اعلی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے۔

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن در حقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا **شک ہے** کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور **اوتار** تھے خدا کی نورانی

تجلی اُن پر اُتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے۔

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راست بازی ایمانداری اور انصاف آپکے لیے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے تسنیم و تحو نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت نے شائع کی تھی اس کے صفحہ ۲۴ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے۔

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنکی ان کی راست بازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

مجھے اُمید ہے کہ سر دست اسی قدر حوالے میرے اس دعویٰ کی تائید اور تصدیق کے لیے کافی ہوں گے اور آپ کو متنبہ کریں گے لیکن اگر پھر بھی آپ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں آپکی خاطر اس سے بھی کئی سال پہلے کی مطبوعہ شہادتیں انشاء اللہ پیش کروں گا بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلا دیں کہ آپ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دینگے۔ اخیر پر آپ نے جو گدھے اوتا کی مثال دی ہے اس میں آپ کا کیا قصور خدا تعالیٰ تو تیرہ سو سال پیشتر اپنے حبیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صاحب کمال گدھوں کی مثال دے چکا ہے مگر یاد رہے فراموش آپ قرآن شریف میں سورہ جمعہ نکالکر پڑھیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پھر اس آیت کو پڑھ کر اس پر تدبر کریں اور اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر اپنی اندرونی حالت پر غور کریں اُمید ہے کہ آپ کو بہت کچھ نظر آ جائیگا۔

مولوی فاضل صاحب! میں نیک نیتی اور آپ کی بھلائی کے لیے آخر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گستاخیاں اور شوخیاں انسان کے اخلاقی اور روحانی قویٰ پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہیں آپ اس طریق کو چھوڑ دیں حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق کوئی معقول اعتراض اگر آپ کو ہے بشرطیکہ وہی اعتراض پہلے کسی راستباز اور **مامور من اللہ پر نہ کیا گیا ہو** تو آپ کریں میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ آپکو اس کے حل کرنے میں مدد دوں۔ ورنہ آپ اپنے اخبار کے ناظرین پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ میں نے محض خیر خواہی سے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ اُمید ہے آپ بھی خدا ترس دل لیکر غور کرینگے کیا عجب مولیٰ کریم آپ کو راہ راست نصیب کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کفارہ کا تازہ کرشمہ

روزنامہ پیسہ رقمطراز ہے کہ پادری ڈاکٹر سنڈلینڈس پرنسپل یونائیٹڈ فری چرچ مشن آرفنج (یتیم خانہ) بھنڈارا (صوبجات وسطی) پر ایک نہایت شرمناک فعل میں ملوث ہونے کی وجہ سے مقدمہ چلنے والا ہے۔ پادری صاحب اس یتیم خانہ کے افسر اور مدرسہ کے پرنسپل اور مسیح کے گلہ کے چوپان تھے انھوں نے گلہ سے بھیڑیے کا سلوک شروع کر دیا ۲۴ راگست گذشتہ کی شب کو مشن کے لڑکوں نے پادری صاحب کے کمرہ میں ایک مشن کی لڑکی کو ایسی حالات میں دیکھا کہ جن کی تفصیل بیان کرنا لاحاصل ہے پادری صاحب سمجھ گئے کہ اب خرابی آئی دوسرے روز مشن کو اپنی ملازمت کا استعفا دیدیا اور جھٹ جہاز پر سوار ہو کر سیدھے ولایت چلدیے پادری صاحب کی غیر حاضری میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۲۔ اور بدنصیب لڑکیوں کے ساتھ پادری صاحب یہی شرمناک سلوک کر چکے تھے جو جرم کی حد تک پہنچتا تھا۔ پولیس لنڈن کی پولیس کو بذریعہ تار اطلاع دی اور پادری صاحب گرفتار ہو کر زیر حراست جوابدہی کے لیے ہندوستان کو آرہے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ ۱۲ لڑکیوں کو اس ظالم پادری نے برباد کر دیا اور بھنڈارا میں کانوں کان کسیکو خبر نہ ہوئی +

زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

(الحکم۔ پادری صاحب کا ڈیفنس قابل دید ہوگا کیونکہ اس سے عیسائیت کے زبردست مسئلہ کفارہ کی حقیقت کھلے گی اگر پادری صاحب نے کہدیا کہ میں نے کفارہ سے فائدہ اُٹھایا ہے تو عجیب لطف ہوگا اور انجیل کی تعلیم کی غلطی کھل جائے گی۔ یہ مقدمہ بہرحال دلچسپ ہوگا جو مذہبی دنیا میں خاص توجہ سے دیکھا جاوے گا ہم پیسہ اخبار کی آخری رائے سے بالکل متفق ہوں (زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے)

*

گالیوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوتی

گذشتہ ایام میں معزز ہمعصر ہندوستانی لکھنو نے آریوں کی خانہ جنگی پر ایک معقول مبسوط آرٹکل لکھا تھا جس میں آریوں کے اس طرز کلام پر بھی گفتگو کی تھی جو وہ دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور لیڈروں کی نسبت استعمال کرتے ہیں آریہ سماج کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ تیز زبانی سے کام نہ لیں۔ حقیقت میں گالیاں دینا اور سوء ادبی سے کلام کرنا کسی مذہب کی خوبی اور اشاعت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

جبکہ اولاً ہی اخلاقی حالت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک شخص آپے سے باہر ہو کر اپنے مخالف کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے تو اس مذہب کی دوسری خوبیوں کی تلاش بیفائدہ ہے۔ آریہ سماج کے بعض دریدہ دہن لوگوں کی سعی سے آگرہ میں عطر قرآنی نام اشتہار پر تازہ سرٹیفکیٹ عدالت کے ذریعہ دو سو روپیہ جرمانہ ہو کر ملا ہے جس کا مجھے افسوس ہے آریہ سماج کو اپنے مناظرہ کے لٹریچر کی بہت اصلاح کرنی چاہیے حال میں جو کتاب دھرمپال کے نام جالندھر کے مطبع سے شائع ہوئی ہے وہ آریوں کی دریدہ دہنی دکھلانے کے لیے اچھا نمونہ ہے اگر وہ کتاب دھرمپال نے لکھی ہے تو مجھے سخت افسوس ہے کہ اس نے آریہ ہو کر کیا سیکھا؟ اس کتاب کے اکثر مضامین ایسے ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس میں لائے جانیکے قابل ہیں۔

*

مُردہ جلانیوالی سوسائٹی

کلکتہ میں مردہ جلانیوالی انگریزی سوسائٹی مُردوں کے جلانے میں آگ کے بجائے برقی طاقت سے کام لینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے مجھے اس سوال پر تو بہت بحث کی ضرورت نہیں کہ مردہ جلانا چاہیے یا دبانا۔ مگر یہ سوسائٹی مذکور کی اس تجویز سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آریوں کی مذہبی تکلیف کو صدمہ پہونچے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں جو مردہ جلانے کے متعلق رسومات اور لوازمات وید سے اخذ کر کے پیش کیے گئے ہیں اور تکلیف مالا یطاق کے نیچے ہیں۔ وہ وید کی نافہمی پر دلیل ٹھیرینگے۔ اگر بجلی کے ذریعہ مردہ کا جلانا ناظر تھا تو وید یا اس کے شارحین نے کیوں پہلے ہی یہی صورت بتا دی۔ ویدست وید یا ہوں کی پستک کو آریہ مہاشے اس نسخہ کو تلاش کر کے بتا دیں۔

اختیار الاسلام پر میری رائے نکل چکی ہے اسکے ضمن میں میں نے حضرت حکیم الامۃ کی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا مصنف صاحب حکیم الامۃ کے اصل الفاظ کی خواہش کرتے ہیں جنکو میں خوشی اور فخر کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔

"جہانتک میرے مولیٰ کریم نے مجھے فہم عطا کیا ہے میں دلیری سے اس امر کے کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ حق کے طالب ایک طرف ترک اسلام اور دوسری طرف میں مسلمان ہو گیا پڑھیں تو غالباً ناظرین کو یقین ہو جاوے گا کہ حق کیا چیز ہے؟ اور حق کے پاس کیا چیز اور اسکے نتائج کیا ہیں"

*

مہاتما بدھ کی یادگار

اعلیٰ درجہ کے کامل انسانوں کی یادگار نفس الامر میں ایک عمدہ چیز ہے کیونکہ وہ یادگار ہر وقت ان کمالات کی جو صاحب یادگار میں تھے تلقین کرتی رہتی ہے لیکن کیا اینٹ اور پتھر کی کوئی عمدہ اور بہترین یادگار ہیں؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم نے جو روحانی کمالات اور تعلیمات کی کامل معلم ہے یادگار کے مسئلہ کو لیا ہے تو یہ فرمایا ہے وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ۔ الآیۃ

میں اس وقت اس آیت کی تصریح پر زیادہ کہنے کا موقع نہیں پاتا پھر کبھی خدا نے چاہا تو دل کھولکر لکھونگا سر دست مجھے اس خبر کو دینا ہے کہ منڈالے کے بدھ صاحبان نے گوتم بدھ کا بت قائم کرنیکی تجویز کی ہے سنگتراش کام میں مصروف ہیں صرف بکری کی قیمت چار سو روپیہ ہے جو ایک تاجر نے دی ہے طیار ہونے پر بت ۳۰ فٹ ہوگا اور ایک پہاڑی پر نصب کیا جاویگا بارش اور دھوپ کے لیے حفاظت کا انتظام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس یادگاری بت سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا؟ بجز اسکے کہ جاہلوں اور بت پرستوں کی ایک اچھی تعداد پیدا ہو جاوے گی۔

*

اسلام کے کمالات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے جنکی زندہ **یادگار** ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں جو انھیں تعلیمات کا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکر آئے تھے **زندہ نمونہ** ہوتے ہیں کیونکہ ان تعلیمات کی اثر اور نتائج وہ اپنی عملی حالت میں دکھاتے ہیں اور خدا کی تائیدات اور نصرتوں کا ثبوت اپنے حال سے پیش کرتے ہیں۔ میں نے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی یادگار پیش نہیں کر سکتا۔ آج بھی خدا تعالیٰ کا موعود مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ یادگار موجود ہے هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين +

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی اسٹرٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ بہت سے عزیز مفسروں نے یہ کام شروع کیا۔ کسی نے مکمل حالات تو اس رہبر کے تحریر نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے جو کچھ یا تو خود یا دوسرا ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کے نتائج کو جنہوں نے اس پیارے رہبر کو دیکھا تھا یا اس کی بابت کچھ سنا تھا قلمبند کر دیا لیکن پھر عرصہ کے بعد جوں جوں اسکی شکل لوگوں کی نگاہ سے اور بھی زیادہ دور ہوتی گئی۔ تو یہ خیال آیا کہ یہ تمام بیانات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ تاکہ حتی الامکان اسکی زندگی کی مکمل تاریخ تیار ہو سکے اس لئے اس کی موت کے بہت عرصہ بعد اس کے بعض وفادار پیروؤں نے اسکی تعلیم اور زندگی کے حالات کا تحریر کرنا اور ترتیب دینا علیحدہ علیحدہ اپنے ذمہ لیا۔ ایک ترتیب کنندہ نے ان روایتوں اور تحریرات کو مدنظر رکھکر جن کے ساتھ متی کا نام وابستہ چلا آیا ہے اور خاصکر یہودی عیسائیوں کے مطلب کے لئے متی کے مطابق انجیل لکھدی اور ایسا ہی مختلف حالات میں لوقا اور مرقس کے ساتھ ہوا ہے۔ تین پہلی انجیلوں کو موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے ٹھیک اسی عمل میں سے گذرنا پڑا وہ اپنے بیانات کے لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہیں اسی سبب سے انہیں Synoptics کا نام دیا گیا ہے مگر تاہم وہ ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہیں کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ ان میں سے ہر ایک انجیل علیحدہ علیحدہ تیار ہوئی۔ ان کے مورخوں نے ایک ہی قسم کی مشترک تحریرات پر ان کا انحصار رکھا مگر ساتھ ہی ایسے حالات ان میں موجود ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں

چوتھی انجیل اور بھی بعد کی معلوم ہوتی ہے اور اس لئے وہ تواریخی لحاظ سے بہت کم قابل اعتبار ہے۔ غالباً ایک شخص یوحنا نامی نے اسے تحریر کیا ہے۔ وہ یوحنا حواری نہیں جو غالباً مکاشفہ کی کتاب کا مصنف تھا جو چوتھی انجیل سے مختلف طرز پر ہے۔ یہ انجیل ایک غیر ملک میں تصنیف ہوئی اور اسپر جنٹائل خیالات کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسمیں مصری اور یونانی خیال کو مسیح کے مقصد اور تعلیم کے ساتھ ملانے کی زبردست کوشش کیگئی ہے۔ مصنف نے اپنے فلسفانہ اور روحانی خیالات کو مسیح کا نام اور حوالہ دیدیا ہے۔

رسولوں کے اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے مولف نے تحریر کی ہے۔ اور اسمیں پطرس اور پال کے کام اور تعلیم کو فضیلت دیگئی ہے اگر پال کے خطوط معتبر ہیں۔ تو رسولوں کے اعمال کی کتاب تواریخی لحاظ سے قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کتاب میں پطرس کے مشہور چال چلن میں پال کی آزادوسیع اور پال کے اعلیٰ دل میں پطرس کی تنگ دلی اسقدر گھسیڑ دی ہے جس سے بلا تحاشا اسکی اپنی اصل کا پتہ لگ جاتا ہے یعنی یہ کہ قدیم عیسائیوں میں جو آپس میں دو مخالف فریق تھے انہیں صلح کرا دی۔

ان بہت سے خطوط کو جو کلیساؤں کی طرف لکھے گئے تھے پولس سے جو جنٹائل لوگوں کا بڑا بھاری رسول تھا منسوب کیا جاتا ہے وہ درحقیقت پولس کی ہی تحریر ہیں یعنی وہ خطوط جو رومیوں۔ قرنتیوں اور گلتیوں کی طرف لکھے گئے تھے۔ اگرچہ افسیوں اور عبرانیوں کی خطوط پولس کی تحریر بالکل نہیں ہیں۔ پولس کی تحریرات میں ہمیں مسیح کی ایک اور ہی مختلف تصویر ملتی ہے جو اور انجیلوں میں نہیں پائی جاتی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پولس نے مسیح کو کبھی دیکھا نہیں اور اس نے اپنے فلسفانہ خیالات کے مطابق ایک فرضی تصویر ایک نہایت اعلیٰ نمونہ دکھلانے کے لئے کھینچی ہے آجکل کے عام عیسائیوں کا علم الہیات گویا پولس کی بیہودہ اور غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس قسم کی تعلیم پہلی تین انجیلوں میں نہیں پائی جاتی ہے اور نہ خود مسیح کی یہ تعلیم تھی۔ یہ صرف فلسفہ علم الہیات کا ایک پہلو ہے جو کچھ تو یوحنا کی تعلیم پر اور رہا سہا کچھ پولس پر منحصر ہے۔ اگرچہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی اس پیغمبر کو جسکی بابت انہوں نے رائے زنی کی ہے نہ دیکھا ہی ہے نہ اس کا ذکر سنا ہے۔ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ پولس کو مسیح کی معجزہ کے طور پر پیدا ہونے کا مطلق علم نہ تھا اور نہ ہمکو یہ شہادت ملتی ہے کہ اسے ان معجزات میں جنہیں مسیح کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے کچھ یقین تھا جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ پولس کے خطوط نئے عہدنامہ میں سب سے پہلی مکمل کتاب ہے تو مفصلہ بالا واقع کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ انجیلیں جنمیں یہ روایتی واقعات ملتے ہیں بعد میں تیار ہوئی ہیں۔ اگر پولس کو انکی بابت کچھ بھی معلوم ہوتا اور وہ یقیناً ان کا حوالہ دیتا کیونکہ جیسا وہ جاہل اور سریع الیقین لوگوں میں جو ہمیشہ کوئی نشانی یا ثبوت چاہتے تھے۔ روحانی صداقتیں ذہن نشین کرانا چاہتا تھا تو اس قسم کے حوالے اس کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے۔ جب فریسی مسیح کے پاس اس کی نبوت کا کوئی ثبوت مانگنے آئے تو اس نے سرد آہ بھر کر کہا۔ اس نسل کے لوگ کیوں ثبوت کے خواستگار ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کو کسی قسم کا نشان نہیں دیا جاوے گا۔ جب مسیح نے یہ دیکھا کہ لوگوں میں اسقدر دہریہ پن پیدا ہو گیا ہے کہ وہ روحانی طاقت کے ثبوت میں نشانی چاہتے ہیں۔ تو اس کا سرد آہ بھرنا بالکل بجا تھا۔ کاشکے مسیح اب بھی اپنے پیروؤں کو اسی قسم کے پیغام سے ملزم کرتا۔

اسی نئے عہدنامہ میں چند ایسے خطوط ہیں جو اور شاگردوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جنمیں سے یعقوب کا مہربانی سے بھرا ہوا اعلیٰ قسم کا خط ہے اور عجیب تمثیل یا خواب ہے جو غالباً ابتدا کے لحاظ سے یہودی معلوم ہوتا ہے اس کو یوحنا حواری نے پھر دوبارہ دیکھ کر ٹھیک ٹھاک کیا ہے اس کی تعبیر علم الہیات کے لائق سے لائق ماہر بھی تشفی بخش طریقہ پر نہیں بتلا سکتے۔ لیکن اس نے صاف صاف طور پر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ دنیا کا انجام جلد آنیوالا ہے پرانے عیسائی اس مسئلہ کے قائل تھے ناامیدی گویا اس مسئلہ کے ماتھے پر لکھی ہوئی تھی۔

عیسائی مذہب کی تواریخ کے بہت پچھلے زمانہ میں نئے عہدنامہ کے ضوابط مقرر ہوئے اور حد بندی ہوئی۔ ضابطہ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کیونکہ اس کے نہ ہونے سے بہت سی نامناسب کارروائی ہونے لگی یہ بھی تحقیق نہ تھا کہ کون کون سی کتابیں اسمیں شامل ہیں اور بعض کتابوں کی تعلیم ایک دوسرے کے بالکل مخالف اور متضاد تھی بارہا چرچ کے افسروں کے حکم سے ضوابط مقرر ہوئے اور بارہا انمیں تبدیلی ہوئی کبھی تو یعقوب عبرانیوں۔ اور مکاشفہ کی کتابوں کو اس سے نکال دیا گیا اور کبھی پھر شامل کر لیا گیا۔

بعض اوقات اور پرانی عیسائی تحریرات کو جو نئے عہدنامہ کی اپکریفیا (یعنی وہ کتابیں جن کے الہام پر یقین نہ ہو) کا حصہ ہیں یعنی کلیمنٹ۔ اور بارناباس ہرماس کے پاسبان۔ عبرانیوں کی انجیل وغیرہ کتابوں کو اسمیں شامل کیا جاتا تھا۔ اور برابر ایسا ہی رہا جب تک کہ ۳۹۷ء میں کارتھیج کی تیسری کونسل کے چرچ کے وکلاء کی رائے سے الہام کی حدود کا قطعی فیصلہ کر دیا گیا۔ قدیم عیسائی پہلے عیسائی تحریرات کو خاص طور پر الہام شدہ نہیں مانتے تھے اور ہمیشہ شریعت اور پیغمبروں سے اپیل کرتے تھے۔ زمانہ کی جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال نئے عہدنامہ میں اسیطرح داخل ہو گیا جیسے کہ پرانے عہدنامہ کے ساتھ ہوا تھا۔ مورخین نے خود اس بات کا خیال نہیں کیا کہ وہ ایک طرح تواریخ لکھ رہے ہیں۔ اور پرانے بھلے واقعات کو بیان کر رہے ہیں جنکو آیندہ زمانہ میں خدا کی طرف سے لاخطا الہام مانا جاوے گا۔ اسیطرح ہماری انجیل نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی اور اسکی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمیں یقین دلایا جاتا ہے یہ ایک کتاب نہیں ہے بلکہ ایک لٹریچر ہے اور وہ بھی دو قسم کا ہے ایک یہودی دوسرا عیسائی۔ کسقدر کم ایسے آدمی ہیں جو کبھی یہ سوچتے ہیں کہ کسقدر بیش بہا خزانہ اس پرانی انجیل کے اندر بھرا ہوا ہے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس کی بابت شور تو بہت مچاتے ہیں مگر ان سے انجیل کی تواریخ ایک سر بمہر کتاب ہے اور اس لئے وہ مناسب طور پر اس کی قدر نہیں کر سکتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پایاب ندیوں میں سے ہی بہت زور کی آواز نکلتی ہے مثل مشہور ہے کہ تھوتھا چنا باجے گھنا۔

انجیل ایک انسانی کتاب ہے

اسی بات میں ایک انجیل کی خوبی اور رونق کا راز ہے۔ چونکہ اسمیں مختلف قسم کے تجربے اور زندگی کے انقلابات مندرج ہیں اس وجہ سے اسمیں ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق بہت کچھ ملتا ہے تقریباً ہر ایک قسم کے واقعات کی نسبت جو انسان کے خیال میں آسکتے ہیں اسمیں کچھ نہ کچھ درج ہے اس لئے ہم اس کے زندہ وار بیانات کو قبول کرتے ہیں۔ ہم اپنے انسانی دلوں کو ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے پاتے ہیں اور ہم انہیں پڑھکر تسلی اور راحت پیدا کرتے ہیں اگرچہ پرانے عہدنامہ میں جو بیرحمی اور بے انصافی خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کتاب کے مبرا از خطا الہام ہونے کے مسئلہ کو بالکل منہدم کر دیتی ہے۔ لیکن ان باتوں سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین کا خدا کی بابت کیا خیال تھا اور اب ہمارا خدا کی بابت کیسا اعلیٰ اور پیارا خیال ہے ہمیں داؤد کی گالیوں اور اسکی برائیوں میں کچھ بھی کمی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسکو اس کے اصلی رنگ میں دیکھنا چاہئے۔ اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اسمیں اور آجکل کے اعلیٰ ملکی رہبروں میں کسقدر فرق موجود ہے۔ ممکن ہے کہ میرے مومن دوستوں کو واعظوں کے متشکک دہریہ سے کچھ تکلیف پہنچے گو میں بھی خود اس قسم کے خیالات کے سخت مخالف ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ بہت قدیم زمانہ سے دنیا میں یہ خیالات چلے آتے ہیں اور ان قدیم تحریرات کی وجہ سے میں آجکل کے دہریوں کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں پرانے اور نئے عہدناموں میں فرضی معجزوں کا ذکر ہے ان کے بھی گہرے معنی ہیں کیونکہ وہ اس زمانہ کی سریع الیقینی اور ظاہری ثبوت پر اعتبار رکھنے کے خیال کو ظاہر کرتے ہیں۔ (باقی ہے)

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کے پہلے ہی صفحہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام اور اسکی موجودہ مشکلات اور ضرورت پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مبسوط مضمون میں شایع کر چکا ہوں۔ اگرچہ اس کے بعد ضرور نہ تھا کہ میں بھی کچھ لکھوں۔ لیکن محض حصول ثواب کی نیت سے کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں بھی میں نے اس امر کی طرف قوم کو متوجہ کیا تھا کہ ماہوار مستقل چندون کا پورا انتظام اور التزام کیا جاوے کیونکہ ماہواری اور مستقل اخراجات یکمشت عطیوں سے پورے نہیں ہو سکتے یہ عطیے تو آنی اخراجات کے کام آسکتے ہیں اب **عید** کی تقریب بالکل قریب ہے یہ موقع ہے کہ احمدی قوم خصوصیت کے ساتھ اپنے **قومی** مدرسہ کی خبر لے۔ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے **عید فنڈ** میں حصہ لے اور عام طور پر ایک روپیہ فی کس یا علیٰ قدر مراتب کم و بیش ضرور دے۔ قربانی کی کھالون کا یہ انتظام کیا جاوے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ خود احمدیوں سے کھالیں جمع کرکے انکو فروخت کر دے اور قیمت مدرسہ کے فنڈ میں بھیجدے۔

چونکہ آیندہ کیلئے جیسا کہ پہلے ہی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے انتظام اب کمیٹی کی سپرد کیا گیا ہے۔ اسلئے عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے نام کسی قسم کی رقوم متعلق مدرسہ ارسال کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ مدرسہ کے متعلق کل روپیہ براہ راست امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسقدر اطلاع کے بعد میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مخدوم الملۃ نے دو ہزار روپیہ قوم سے مانگا ہے۔ اس روپیہ کو عید فنڈ یا مستقل ماہوار چندون سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اس سے الگ ہے جو مدرسہ کی بعض مشکلات مالی کے انسداد کیلئے ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو یہ روپیہ فراہم ہو جانا چاہیئے۔ الحکم کے ناظرین اگر توجہ کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ رقم صرف یہی جماعت پورا کر سکتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ۔ پس میں الحکم کی برادری سے جو نو سو کے قریب [illegible] درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس دو ہزار کی رقم کو پورا کرنے کیلئے وہی بیڑا اٹھائیں۔

اور اس خیال سے کہ میں خود بھی اس برادری میں داخل ہون دو روپیہ اس مد میں داخل کرتا ہوں۔ اگر دو دو روپیہ کل ناظرین الحکم بھیجدیں تو ایک دن میں دو ہزار روپیہ ناظرین الحکم سے مدرسہ کو مل جاویگا کیا میں اپنے محترم ناظرین سے امید رکھوں؟ کہ وہ اس کار خیر میں میرے ساتھ شریک ہوں۔

ناظرین الحکم میں سے جو بزرگ چندہ بھیجیں وہ منی آرڈر کے کوپن پر خریدار الحکم ضرور لکھدیں تاکہ اس تحریک کے اثر کا اندازہ ہو سکے اور رسید سہولت سے دی جا سکے۔

اس تحریک کو ختم کرنے سے پہلے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ **عید فنڈ** اور **قربانی کی کھالون** کا انتظام مستعدی کے ساتھ کیا جاوے۔

مراسلت

آبیل مجھے مار

مدت ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معزز اور قابل قدر میگزین عیسائی صاحبان کو ہر ایک قلمی میدان بازی میں لاجواب کر چکا تھا مگر ۵-۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء کے اخبار طبیب عام کے مندرجہ مضمون بعنوان "مسیح کی عظمت پر قادیانی حملہ" کے پڑھنے سے شبہ پڑتا ہے کہ ابھی اس مذہب کے بعض پیروؤں میں کچھ حوصلہ باقی ہے افسوس کہ مضمون نگار صاحب جو اپنی محدود لیاقت کیوجہ سے خواہ مخواہ آبیل مجھے مار کے مصداق بنے ہیں۔ مسیح کی تعلیم کا کوئی اچھا نمونہ نہ دکھا سکے آپ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین متعلقہ ذنب پر پرلے درجہ کے ناراض ہیں یہاں تک کہ ریویو جیسے ناصح مشفق کو لفظ دشمن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور بڑی بیباکی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ "نبیوں کی نکتہ چینی ضروری امر نہ تھا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ٹال صاحب واعظ انجیل ٦ نانوالہ علاقہ بار نے انجیل کو پڑھا ہی نہیں جب نکتہ چینی ضروری امر ہے تو پھر مسیح نے فقیہوں کی نشان طلبی پر ان دشنام آمیز الفاظ میں کیوں انکار کیا کہ "اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں" کیا فقیہوں کے پرے پرکھنا اور نکتہ چینی ضروری امر نہ تھا۔ ہمیں راقم مضمون کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے جو انہوں نے اپنے اس ریمارک سے ہمارے لئے بھی راہ صاف کر دی امید ہے کہ مسیحی صاحبان آیندہ اپنے فرضی خدا کی جانچ پڑتال پر برا نہ منائینگے کاش کہ مسٹر ٹال صاحب ذنب کی بحث کو غور سے پڑھکر فیصلہ کرتے ریویو آف ریلیجنز نے جس خوبی سے اس بحث کو نبھایا ہے وہ ہر پہلو سے صحیح اور قابل تسلیم ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی دوست اتنا مادہ ہی نہیں رکھتے جو ایک آسان اور بالکل آسان بات کو آسانی سے سمجھ سکیں گویا ان کیلئے کسی بات کا سمجھنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا بھینس کیلئے باجا۔ لفظ ذنبک پر جو اعتراض کیا کرتے ہیں وہ انکی سراسر نافہمی ہے سورہ فتح کو اگر غور سے پڑھا جائے تو پھر امید نہیں کہ کوئی اعتراض پیدا ہو اسمیں تو ان غیر مودب لوگوں اور بعض کمزور طبیعتوں کے ذنب کا تذکرہ ہے جو آیت انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً لتؤمنوا باللّٰہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ۔ اور آیت سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا و اھلونا فاستغفر لنا میں مخاطب اور بیان کئے گئے ہیں ہاں ان میں سے جو کامل ایمان لاکر اپنی کمزوریوں اور قصوروں کا اعتراف کرنے لگے تو خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ یہ بے قصور واروں کے تمام سابقہ قصور معاف کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جو آیت لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحاً قریباً میں مذکور ہیں۔ و نیز اس سورہ شریف میں جو لفظ ما تاخر ہے یہ ایک پیشگوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اسمیں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آنحضرتؐ کے بعد ایمان لاکر اپنی تمام گذشتہ شوخیوں اور گستاخیوں کو چھوڑ دیا کرینگے سو بیشک اس پیشگوئی میں بھی لوگ مضمر ہیں جنکی تصریح آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ و اجراً عظیماً سے ہی ہوتی ہے کیا مسٹر ٹال صاحب معترض اور ایڈیٹر صاحب طبیب عام انجیل سے کوئی ایسی پیشگوئی تلاش کرکے دکھا سکتے ہیں؟ مگر اتنا کریں کہ تلاش کرتے وقت انجیل کی دیگر متعدد پیشگوئیوں کے علاوہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی اس آیت "لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچھ وہ سنیگی سو کہے گی۔ اور تمہیں آیندہ کی خبریں دے گی" کو نظر انداز نہ کریں تاکہ ہم معلوم کر سکیں عیسائی صاحبان زبان تک انجیل پر عمل کرتے ہیں۔

غرضیکہ نامہ نگار صاحب نے از حد کوشش کی ہے کہ جسطرح ہو سکے عصمت کا تاج اکیلے مسیح کے ہی سر پر رکھا جائے مگر ہم اناجیل کو تدبر کے ساتھ پڑھنے سے فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ عیسائی صاحبوں کی یہ کوشش اور تگ و دو محض تضیع اوقات اور خواہ مخواہ کی سر دردی ہے۔

مثلاً انجیل مصنفہ متی باب ۱۹ کی آیت ۱۷ کو ہی دیکھئے "اور اس نے (یعنے مسیح نے) اس سے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا۔" اس آیت سے ایک نہیں بلکہ دو معنے حل ہوتے ہیں ایک یہ کہ مسیح کو اپنی اندرونی حالت پر کامل اطلاع تھی جبھی وہ خود نیک کہلانے سے انکار کرتا تھا۔ دوسرا اس آیت سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح خدا نہیں تھا صرف ایک انسان ہی تھا۔ ورنہ انکار کرنے کے بعد "ایک یعنے خدا" کے اضافہ کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں قرآن کریم نے جس مسیح کو پیش کیا ہے وہ فی الواقع خدا کا رسول اور برحق نبی تھا۔ تا ناکارہ انجیل میں بھی اسی ابن مریم کا ذکر ہے جو قرآن حمید میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر ہم ہی انجیل کے جانچنے پر کہیں اصلی خدا کا پتہ نہیں لگتا۔ چنانچہ انجیل متی باب ۸ میں لکھا ہے "اور یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیوں کیلئے ماندیں اور پرندوں کیواسطے بسیرے پر ابن آدم کیلئے جگہ نہیں جہاں اپنا سر دھرے" یہ ہے عیسائی صاحبان کا خدا جو لومڑی ایسے ناچیز جانور کو ترجیح دیکر اپنی بے سروسامانی پر افسوس کرتا ہے۔ اب ہم جب انجیل کے بیان کردہ خدا کے مقابل قرآن شریف کو پڑھتے ہیں تو اسمیں ایک ایسے زبردست اور وحدہ لا شریک خدا کو پاتے ہیں جو لہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جیسی تمام دیگر صفات سے موصوف ہے۔ اور یہ وہی حقیقی خدا ہے جو انجیلی خدا کے صلیبی موقع پر ایلی ایلی کرکے پکارا گیا۔

اخیر پر امید کیجاتی ہے کہ یسوعی صاحبان آیندہ سوچ سمجھکر اعتراضات پر جرح کیا کرینگے

استفسار اور ان کے جواب

(۱) عید کی نماز کی ہر دو رکعت مین تکبیرین سات اور پانچ قبل از قرائت کہنی چاہئیں؟ یا ۴ پہلی رکعت مین قبل از رکعت اور دوسری رکعت مین چار قبل از رکوع۔ خود آپ کا عمل کس پر ہے اور کیون؟ یعنی دوسرے طریقے کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا صاحب نصاب پر؟ نصاب کتنا آجکل کے سکہ کے موافق؟ نصاب نامی یا غیر نامی؟ بیل زمین وغیرہ بھی نصاب مین آسکتی ہین یا صرف زر و سیم۔

(۳) قربانی اپنے نابالغ بچون کیطرف سے بھی (جیسا کہ صدقۂ فطر) علیحدہ دینی چاہئیے یا ایک ہی قربانی کافی ہے۔

(۴) قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرائے یہ مستحبات سے ہے یا سنت واجب؟

(۵) بکری بھیڑ اہلحدیث کے نزدیک ۲ برس کی جایز ہے فقہا کے نزدیک ایک برس کی۔ آپ کا فیصلہ؟

(۶) قربانی کی کہال فروخت کرنیکی حدیث مین ممانعت ہے بلکہ یہ کہ گویا اس نے قربانی نہین کی ہم چاہتے ہین کہ کہال فروخت کرکے قیمت دارالامان بھیجدین۔ فرمائیے؟ اگر اجازت ہے تو دلیل؟

(۷) قربانی عید کے بعد کتنے دن تک جایز ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۳ تاریخ تک اور فقہا کے نزدیک ۱۲ تاریخ تک۔ کس پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۸) **نماز خسوف باجماعت** قرأت جہر سے ہو یا علیحدہ علیحدہ پڑہین اور بعد ازان خطبہ بھی جایز ہے یا نہین۔ مین خیال کرتا ہون دارالامان مین نماز کسوف بھی باجماعت قرأت جہر سے کبھی ادا نہین کیگئی حالانکہ سنت رسول صلعم سے ثابت ہے؟

جوابات

عدا عید کی نماز مین جو تکبیرین آئی ہین انمین علماء کا اختلاف ہے جیسا آپ نے ذکر کیا۔ مگر ہم اس روایت کو ترجیح دیتا ہون جسمین پہلی رکعت مین قرأت سے پہلے سات تکبیرین اور دوسری مین قرأت سے پہلے پانچ تکبیرین آئی ہین حنفیہ کا مذہب کہ پہلی رکعت مین قبل قرأت اور دوسری مین بعد قرأت کہتے ہیں یہ بھی تابعین سے ثابت ہے اگر ہم پہلی روایت کو ترجیح دیتے اور اسپر ہمیں عملدرآمد ہے کیون کا جواب یہ ہے کہ فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عملدرآمد یہ ہے جسکو ہم ترجیح دیتے ہین۔

ع۲ قربانی کی نسبت وجوب اور نصاب اور پھر نصاب مین تفرقہ نامی اور غیر نامی کا کوئی نہین اسواسطے مین آپ قربانی کو ایک امر مسنون یقین کرتا ہون۔ اور تمام گہرانے کی طرف سے ایک ہی قربانی دو مینڈہون کی قربانی مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے ہان اپنے حجۃ الوداع مین بی بیون کیطرف سے بہی علیحدہ قربانی فرمائی ہے مگر جبکہ امر مسنون ہے تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہین۔ نصاب آجکل کے سکہ کے مطابق ... روپیہ ہوتے مگر قربانی کو اسمین دخل نہین کیونکہ نبی کریم قربانی کرتے اور صاحب زکوٰۃ نہ تھے اور حضرت ابراہیم بے ریب بہت بڑے عظیم الشان دولتمند تھے جن کے وقت اس قربانی کا ... ہوا

ع۳ قربانی بچون کی طرف سے بہی ہو سکتی ہے ... ابو داؤد اور موطا مین بہت سی حدیثین ہین جن ... کہ تمام گہر کی طرف سے قربانی ہو ...

ع۴ قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرا ... اسکا ثبوت احادیث سے ... یا وہ حجامت نہ کرنا فرض یا واجب یا سنت ہی یہ الف سے بہت بعید ہے اسکا جواب نہین دیا جاسکتا۔

ع۵ مین آپ بکری اور دنبہ کی نسبت یہ تحقیق رکہتا ہون کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو ... مگر ... ہمارے ملک مین بھیڑ ... نہین اور نہ شریعت مین اس کا ... ان کو کہتے ہین جو ... لیس ... مین نے تحقیقات کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس بھیڑ کو ہم نہین جانتے اور زیادہ سے زیادہ اسکو ایک قسم کی ... کہتے ہین۔ مین نہین سمجھتا کہ ... ہمارے ملک کی بھیڑ بکری مین داخل کرکے دو برس میعاد مقرر کرتا ہون۔ اور دنبے کو ایک برس مین اور یہی شریعت سے ثابت ہے۔

ع۶ قربانی کی کہال فروخت کرنیکی ممانعت ہم نے حدیث مین نہین دیکہی آپ نے لکہی ہے۔ اگر آپ کوئی حدیث بتلادین تو پھر ہم توجہ کرین گے۔ کیونکہ قربانی کی کہال گہر مین بہی رکہنا جایز ہے۔ کیونکہ قربانی تو ذبح کا نام ہے۔ خود ہم نے کہا ... اپنے گہر مین رکہی ہے۔ اراقت الدم کا نام قربانی ہے۔ اسکے بعد جو کچہ رہتا ہے خواہ وہ سے خواہ سارا رکہے۔

ع۷ قربانی ہمارے نزدیک ۱۲ تاریخ تک جایز ہے ہان فقہا نے ۱۳ تاریخ ہی رکہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تامل مین ضرور اس امر مین کچہ فرق ہوا ہے۔

ع۸ نماز خسوف باجماعت جہری قرأت سے پڑہنا مسنون ہے۔ اور اس کے بعد خطبہ بھی ہے۔ یہ تو عام کتب احادیث مین مندرج ہے۔ چہوٹی سی چہوٹی بلوغ المرام ہے اسمین کافی بحث ہے۔ دارالامان مین خسوف اور کسوف دونو جماعت سے پڑہی جاتی اور یہان یہی رواج ہے۔ ہان یہ جماعت مسنون ہے فرض نہین۔ نورالدین

نوٹ از راقم الحروف۔ آپ کے اس آخری اعتراض پر تعجب ہے یہان تو کسوف و خسوف کی نمازین باجماعت ہمیشہ پڑہی جاتی ہین اور ساتھ صدقہ و خیرات بہی کیا جاتا، ہان اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کسی اور باعث سے مجبور ہو تو وہ معذور سمجہا جاتا ہے۔ فضل الرحمن

مفید اور دلچسپ رائین

صنعتی تعلیم پر ہفتہ کا رایڈیٹر اتحاد لکھتا ہے۔ صنعت و حرفت کی تعلیم پر زور دینا تو درکنار ابھی کی کانفرنس مین اس کے لئے ... تحریک کیگئی جس سے زیادہ کوئی حیرت انگیز کارروائی نہین ہو سکتی۔ یورپ کی ٹیکنیکل انجینرنگ تو بڑی چیز ہے مگر مین تو خیال کرتا ہون کہ ہمین معمولی قسم کی انجنیری پرانی لوہاری۔ سناری۔ بڑہئی کے کام اور درزی گری کی تعلیم کیلئے بہی مدارس کہولنے چاہئیے۔ سچ پوچہئے تو یہ پیشہ اب معمولی قسم کی کلرکی سے زیادہ مفید ہین۔ اور ہندوستان کی خوش اقبالی ہو اگر ہندوستانی ... مڈل یا انٹرینس پاس کرکے ان کامون کو سیکہنے لگین ان پیشون کو اگر پڑہے لکہے لوگ اختیار کرنے لگین تو ان کو اصولاً زیادہ ترقی دینگے۔ ان کامون کی وقعت و عزت بڑہا وینگے آزادی و خودمختاری کی زندگی بسر کرین گے کام زیادہ ... اور دولتمند بہی ہو سکین گے اور یہی لوگ اسوقت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے انجنیرین جائینگے جب ہندوستانین ٹکنیکس کو ترقی ہوگی۔

صنعتی تعلیم اور ملکی صنعتون پر معزز ہمعصر ہندوستان نے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ آجکل لاہور مین موٹر سائیکل (انجن سے چلنے والے بائسکل) بہی آگئے ہین کل ایک نوجوان موٹر سائیکل پر سوار تیزی سے جا رہا تہا کہ انجن کی سب سب نے کتون کو متوجہ کیا جو دور تک موٹر سائیکل اور اسکے سوار کے پیچھے بہونکتے دوڑے چلے گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ہندوستانی کتون کے دلون مین بہی حب الوطنی کا اسقدر مادہ ہوگیا ہے کہ وہ اس ملک مین غیر ملکی صنعتون کو معراج پاتے دیکہنا گوارا نہین کر سکتے!

نشان منتقین

فتح مقدمات کے ذریعہ جو عظیم الشان نشان ہوا ہے جس نے سلسلہ عالیہ کی **حقانیت و صداقت** پر ان لوگون کی نظرین جو باوجود مسلمان کہلانے کے اس کو ایک افترا اور انسانی دل و دماغ کا نتیجہ سمجہتے تہے **خدائی مہر** کردی ہے اور اسلام کے مخالفون کی نظرین **اسلام**۔ **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم اور **قرآن** کریم کی سچائی پر زبردست گواہ ٹہرا ہے۔ اور اس نے ثابت کر دیا کہ کنوی تحقیقت **الٰہی تائیدات** اور **تصرفات کا اسلام** سچا نمونہ ہے کیونکہ اگر یہ سلسلہ فی الحقیقت انسانی منصوبہ بازی اور تمابیر کا نتیجہ ہوتا تو ایسی صورت مین کہ کل ملک کے لوگ اس کے دشمن اور ہلاک کرنیکی فکر مین تہے ضروری تہا کہ خدا تعالیٰ بہی جس کے منشا اور ارادہ کے خلاف یہ سلسلہ تہا اس کا دشمن ہوتا اور پہر اس کے ہلاک ہونے ہونام و نشان مٹ جانے مین کچہ بہی شک و شبہ نہ رہتا مگر اسکی **کامیابی** اور پہر قبل از وقت مشہور کردہ **کامیابی** (جو بطور پیشگوئی شایع کیگئی تہی) نے بتا دیا ہے کہ وہ سب جہوٹے ہین جو کہتے ہین **کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہین**

واقعی غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا کوئی ایسا **مفتری و کذاب** کامیاب ہو سکتا ہے جو باوجودیکہ (بقول مخالفین) مصائب اور مشکلات مین گرفتار ہو اور پہر بہی الہامات اور پیشگوئیان شایع کرتا جاوے؟ یہ طاقت اور حوصلہ **مفتری** اور **کذاب** کو ملسکتا ہی نہین۔ یہ امر مخصوص ہے خدا تعالیٰ کے **ماموروں** اور برگزیدہ **رسولون** سے۔

عرض

کچہ شک نہین یہ عظیم الشان نشان اس قابل ہے کہ ہمیشہ تک اسے زندہ رکہا جاوے اور کسی مفید یادگار کی صورت مین نمایان رہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری پہلی تحریک پر قوم مین اس کے متعلق **حرکت** پیدا ہوگئی ہے۔ اگرچہ ابہی اس حرکت کی **سرسراہٹ** ہے مگر مین یقین کرتا ہون کہ اس سرسراہٹ کا نتیجہ مفید ہوگا۔ سردست اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ یہ یادگار کسی رنگ مین ہو۔ فی الحال اس مد مین **حضرت حکیم الامت** کے نام روپیہ بہیجا جاوے جب ایک معقول رقم جمع ہوجاوے تو اسوقت **حضرت حجۃ اللّٰہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے ایما اور اشارہ کے موافق **بزرگان ملت** جو تجویز کرین وہ ہر حال مفید اور بابرکت اور خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق ہوگی صنعتی شاخ کا سوال بہی ہے اسکے علاوہ **توسیع مسجد** اور کشتی نوح والا موعودہ مکان جو بجائے خود ایک نشان ہے کیونکہ اس کے متعلق بہی پیشگوئی تہی۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال جو امر مفید ہوگا اس پر روپیہ **صرف** ہوگا اس مد مین جن بزرگون نے حضرت **حکیم الامت** کی خدمت مین روپیہ بہیجا ہے اسکی رسید دوسری جگہ چہاپ دیگئی ہے۔ آئندہ ہفتہ وار اس ملکی اور مدرسکی آمدنی کی رسید الحکم مین شایع ہوا کریگی اسوقت کیلئے جس صاحب کا مرسلہ روپیہ رسید مین نہ ہو وہ مطلع کرے۔

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

نماز کی حقیقت۔ یہ کتاب میں اپنی جگہ مکمل کر چکا تھا لیکن بعض احباب نے اکثر متنازعہ فیہ مسائل پر مجھے متوجہ کیا۔ فقہ احمدی کا کام میرے جیسے ہیچمیرز کا نہیں تاہم جہانتک مجھ سے بن پڑیگا بزرگان ملت خصوصاً حکیم الامت سے استفادہ کر کے میں ضروری مسائل متعلقہ نماز پر بحث کرونگا انشاء اللہ اسلئے جو صاحبان کوئی اعتراض یا قابل حل مسئلہ سمجھتے ہوں وہ لکھ بھیجیں۔ معزز احمدی گجرات نامہ نگار نے چند امور پیش کئے ہیں میں انشاء اللہ انکا لحاظ رکھونگا مگر وہ مجھ سے معاقشہ اور متکلم کا کام لینا چاہتے ہیں جو دلنواز میں اپنی طاقت سے بڑھکر پاتا ہوں بہرحال دعا کریں۔

مستقل خریداران کتب۔ باوجودیکہ میں نے متواتر اعلان کیا تھا کہ جو لوگ دفتر الحکم کی شایع کردہ کتب کے خریدار مستقل رہنا چاہتے ہوں اطلاع دیں لیکن اس اطلاع نہ دینے پر کارخانہ الحکم جنکو مستقل خریدار تصور کرتا ہے اور انہوں نے ہی محض اسوجہ سے اطلاع نہیں دی اگر شایع شدہ کتاب نہ پہونچے تو جلد اطلاع دیں کیونکہ میں لیتے ہاں کی کتابیں سردست اسیقدر چھپایا کرونگا جسقدر مستقل خریدار ہونگے

بذریعہ تار درخواست۔ الحکم کے ناظرین اس امر کو سن کر کسقدر خوش ہوں گے کہ ان کے محبوب اور معشوق کارخانہ کی تالیفات ایسی عزیز سمجھی جانے لگی ہیں کہ بذریعہ تار درخواست بھیجکر منگوانے والے عاشق زار زندہ دراز بگہ پیدا ہو چلے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

توسیع اشاعت۔ الحکم کی توسیع اشاعت میں ہفتہ زیر اشاعت میں چودھری غلام احمد صاحب بی۔ اے نے کشمیر سے اور حافظ نور احمد صاحب نے مشترکہ انڈیا سے خریدار بہم پہونچا کر اعانت فرمائی اور علاوہ بریں چند احباب نے براہ راست شرف قبولیت بخشا۔

تفسیر القرآن کا نمبر چھپ رہا ہے۔ کارخانہ الحکم میں پریس پر گنجایش نہونے کیوجہ سے بعض دوسرے رسالہ کی کاپیاں دوسرے مطبع میں دینے کی ضرورت پڑی ہے خدا نے چاہا تو جلد مشکلات چھپائی کا بھی خاتمہ ہوجائیگا خدا کے فضل سے کیا کچھ آسان نہیں ہوا۔

سلک مروارید۔ حصہ دوم اور نماز کی حقیقت طبع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد للہ اچھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے فیصلہ پر ایک رسالہ لکھنا تجویز فرمایا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بھی اچھی ہے حضرت حکیم الامت کی طبیعت اس روز سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انکی صحت کی نسبت الہام ہوا بہت اچھی ہے۔ درس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں موسمی حالت بدستور رہی سردی خوب چمکی۔ برفباری کا نمونہ نظر آیا۔ بعض بعض دن لوڈ کی تالاب کا پانی یخ بستہ ہو گیا لوگوں کیلئے ایک تماشا اور اچنبا تھا بعض نے دودھ کی قلفیاں بنا کر کھائیں۔ ابھی تک آسمان پورا صاف نہیں۔

۴۔ قادیان میں امرتسر بٹالہ کے حوالہ سے عام بازاری افواہ تھی کہ ۸ر فروری کو خطرناک برفباری ہوگی کسی نے اڑالی تھی۔ لاہور میں بھی ایسی افواہیں اڑیں جسکی تردید اخبارات کو کرنی پڑی۔

۵۔ یکم فروری کو قبل ظہر اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل الہامات اور رویا سنائے

الہامات و رویا

۱۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

۲۔ انی مع الروح معک و مع اھلک

رؤیا۔ ایک کاغذ دکھایا گیا جسمیں کچھ سطور فارسی خط میں ہیں اور سب انگریزی میں لکھا ہوا ہے جسکا مطلب یہ سمجھ میں آیا کہ جسقدر روپیہ نکلتا ہے سب دیدیا جاویگا۔

۶۔ الہ داد ایک شخص گوجرانوالہ کے ضلع کا باشندہ داخل بیعت ہوا اور اس نے تبرکاً حضور سے قرآن شریف پڑھنا چاہا حضور نے سورۃ فاتحہ اسے پڑھائی۔

۷۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام کے متعلق صفحہ اول پر ایک مضمون حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا دیا گیا ہے۔

۸۔ مالیر کوٹلہ سے ایک معزز رئیس نے لکھا کہ ایک مولوی صاحب اتفاق سے انہیں ملے ہیں اسلئے وہ قادیان آکر تحقیق حق چاہتے ہیں۔ جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ آجائیں تحقیق حق کیلئے سائلین کا دروازہ کھلا ہے وہ تحریری سوال کریں جواب تحریری دیدیا جاویگا۔ اس کے لئے یہاں آنا بھی چنداں ضرور نہیں۔ ہاں بصورت مباحثہ کوئی امر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسمیں اصل مقصد ہار جیت ہوتی ہے اسلئے اعلام الٰہی کے موافق انجام آتھم میں وہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ

۱۔ جناب منشی بسنت لال صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ لالہ موتی لال صاحب کے واپس آنے پر تحصیل بٹالہ کے چارج سے سبکدوش ہوئے۔ منشی بسنت لال صاحب کی منسبت عام طور پر رعایا میں اظہار خوشنودی ہے۔ انکی انصاف پسند اور بے لاگ طبیعت سے لوگ بہت خوش ہیں۔ اور لالہ موتی لال صاحب کی غیر حاضری رعایا نے محسوس نہیں کی۔ میں اسکے متعلق پھر لکھونگا فی الحال اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وہ تحصیل بڑی ہی خوش قسمت ہوگی جہاں منشی صاحب موصوف تشریف لیجاتے ہیں تحصیل بٹالہ کا چارج پھر لالہ موتی لال صاحب نے لیا ہے۔ لالہ صاحب موصوف کے متعلق تو کچھ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے آپ کے اخلاقی اور شریفانہ برتاؤ کے لوگ پہلے ہی سے مداح میں ہاں مجھے نیازمندانہ طور پر شکایت ہے کہ انکی موجودگی میں **قادیان** کی صفائی اور سڑک بٹالہ کے پختہ کئے جانے پر پوری توجہ نہونا افسوسناک امر ہے بحالیکہ انہیں رفاہ عام کا بہت بڑا خیال اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ پبلک کی تکالیف عامہ کا انسداد ہو خوش قسمتی سے لالہ صاحب موصوف پھر تشریف لے آئے ہیں امید ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی سعی کریں گے جسکی مجھے انکی ذات سے بہت بڑی توقع ہے۔ اگر انکی موجودگی میں یہ کام نہوئے تو پھر کب امید کرنی چاہئے

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ موجہ کیلئے میں ایک اور امر بھی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے متصل ایک بڑی ڈہاب ہے جو قواعد حفظ صحت کے رو سے **ملیریس فیور** کے انجرات اپنے اندر رکھتی ہے چنانچہ عالیجناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور نے بھی ضروری سمجھا تھا کہ اسے پر کرا دیا جاوے۔ اگر لالہ صاحب قادیان تشریف لاکر اس ضرورت پر غور کریں تو بہت بڑا احسان ان کا پبلک پر ہوگا۔

اور ایک کارخیر ان کے زمانہ کی یادگار رہجائیگا۔ چونکہ لالہ صاحب الحکم کی رائوں اور نیازمندانہ التجاؤں پر محض اس لحاظ سے کہ وہ **پبلک گوڈ** کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں غور فرمایا کرتے ہیں اسلئے یہ امور پیش کئے گئے ہیں۔

افسر مال ضلع گورداسپور کی توجہ طلب

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گورداسپور کی مال افسری شیخ فیروزالدین ایسے فہیم اور باخبر شخص کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس نوٹ کو کمال توجہ اور غور سے پڑھیں گے۔

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں حلقہ لیل کلاں کا پٹواری بینڈیداس فوت ہو گیا ہے جسکے لئے تجویز انعام ہو چکی تھی۔ امید کیجاتی ہے کہ بینڈیداس کے یتیم بچوں کے ساتھ محکمہ مال خاص سلوک کریگا اور وہ انعام جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا ان کو دیا جائیگا اسوقت مجھے اسکے سوا اس امر پر روشنی ڈالنی ہے کہ اس خالی شدہ حلقہ پر کسی کو متعین کیا جاوے اگرچہ افسر مال صاحب اپنی منصبی حیثیت کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ باخبر اور واقف ہوں گے لیکن میں اپنی مقامی واقفیت کی بنا پر ایک شخص کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ پنڈت شلینکر داس صاحب لیٹ پنشنر افسر مال رئیس قادیان کے صاحبزادہ پنڈت سری ناتھ سہائے ہیں۔ پنڈت شلینکر داس صاحب نے اپنے دوران ملازمت میں محکمہ مال کی بہت کچھ خدمات کی ہیں جو ان کے سندات سے عیاں ہیں ان خدمات کی صلہ میں انکے بیٹے کے ساتھ کوئی خاص سلوک ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ایک یتیم اور بیخبر بیکس بیسی کی حالت میں پڑا رہا اب جبکہ وہ بالغ اور ہونہار ہے اور امتحان پٹوار جو کہ محکمہ مال کے داخلہ کا دروازہ ہے پاس کر چکا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقوق پر نظر کر کے اوسکی تقرری اس حلقہ **لیل کلاں** میں نہو۔ میں تحصیل بٹالہ کے ذمہ وار افسر جناب تحصیلدار صاحب اور علاقہ کے گرداور دیوان جگناتھ صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی مناسب رپورٹ میں پرزور الفاظ میں اس نوجوان امیدوار کیلئے بلحاظ اسکے خاندانی حقوق کے سفارش کریں گے اور افسر مال صاحب سے تو مجھے پوری امید ہی کہ انہیں حق بحق دار رسانید کی کوشش سے دریغ نہوگا پنڈت سری ناتھ سہائے کا تقرر اس حلقہ پر محکمہ مال کے تمام دیسی افسروں کیلئے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوگا مجھے امید ہی زیادہ لکھنے کی حاجت نہوگی اور یہ مختصر نوٹ ہی کافی سمجھا جائیگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

انه اوى القرية

الحکم

چہ گویم باتو گرآئی چہ ادر قادیان بینی | دعا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

{پیشگی قیمت سالانہ} (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ /

فہرست مضامین

نمبر ۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب)

یارب مدام شاد زید میرزائے ما
کز فیض او ست رونق بستانسرائے ما

کو اندرین زمانہ نیاورد نو ز حق
گردید سے چراغ ہمہ خانہائے ما

اے لوگو سوچو خدا کے لئے ذرا
کیون فتح تم پہ پاتا ہے میدان مین میرزا

کیون عزت اس کو دیتا ہے اللہ ہر ایک بار
ہر معرکہ مین پڑتی ہے تم پر خدا کی مار

تم سارا زور ناخنون تک خرچ کرتے ہو
آخر خدا کی شان کہ میدان مین مرتے ہو

کیا متقی کی شان ہے قرآن مین یہی
ناکام و نامراد ہو اور شاد مفتری

گر متقی ہو تم تو یہ تقوے عجیب ہے
جس پر خدا کی مار ہمیشہ نصیب ہے

مرزا مسیح نہین ہے تو پھر کیون ہے خدا
جلدی نہین پکڑتا بدین کذب و افترا

دشمن تو اس کے لاکھون مین کچلن سارے پست ہین
میدان مین جو نکلتے ہین کہاتے شکست ہین

واللہ یعصمک من الناس ہے سپر
الی مہین کا تیغ ہے اعداء دین کا سر

یہ تیغ پر سپر انہین آتا نظر نہین
ناحق کٹا رہے ہین سر و سینہ و سرین

کیا مفتری پہ فضل الٰہی کا یہی نشان ہے
پچیس سال سے بہمہ عز و شان ہے

کیون حق نے لو تقول قرآن مین کہا
کیا آنجناب کرتے بہت سخت افترا

افسوس تم کو کوئی بھی ہوش و خرد نہین
ورنہ وہ کون بات ہے جس کی سند نہین

صادق ہو تم تو پھر تمہین ذلت کی مار کیون
ہمان تو ڑ کوششون پہ بھی آخر مین ہار کیون

اے غافلو دکھا رہا ہے حق تمہین نشان
بر شامت گناہ سے ہو تم دیدہ رفتگان

تم ان مقدسون کو سمجھتے ہو رائیگان
حالانکہ انمین حق کے نشانات ہین نہان

یہ ہار جیت کچھ بھی نہین بات ہے ضعیف
پر مین تمہین بتاؤن جو ہے نکتہ لطیف

اک واقعہ کی قبل وقوع دے کوئی خبر
پھر اپنے وقت پر ہو کما قیل جلوہ گر

نہ کہ جہان سارا زور لگا کر مخالفین
ہو پیشگوئی پوری علی الرغم اہل کین

زین قسم واقعات کا اعجاز نام ہے
گو ظاہرا وہ واقعہ معمول عام ہے

ظاہر نظر سے دیکھو تو بوجہل کی وفات
دنیا کے واقعات مین معمول کی ہی بات

پر پیشگوئیون نے بنایا یہ واقعہ
سرور کائنات کا اک پاک معجزہ

ایسے ہی ہین جناب مسیح کے مندرکت
ہین انکی تہ مین قادر مطلق کے معجزات

دو سال قبل کہدیا تہا سب سے کہولکر
دشمن دلیر دل ہے ولیکن نہین خطر

آخر میری فتح کا مجھکو پیام ہے
کچھ قدر مین ہین اسمین کہ قادر کا کام ہے

آخر کو دیکھتے ہو کہ وہ کون ہے جو آج
فتح و ظفر کا سر پہ سجائے ہوئے ہے تاج

ہمان تو ڑ کوششون سے حریف آگئے ہین تنگ
پر کیا کرین کہ ہو نہین سکتا خدا سے جنگ

اپنی دعا مین کہ کے فیصلہ جیئے نہ سال
تبلا گئے تصوری قصور نظر کا حال

گوئید چون اجل بسر سگ شود سوار
رو سوئے مسجد آورد از شاشہ نابکار

اے نائب رسول خدا با دبر تو جان
ہر روزہ بنگریم ز تو تازہ تر نشان

گفتی کہ بر اخیر بر اعدا فتد شکست
امروز دیدہ ایم کہ افتادہ ماندست

دیروز خلق گفت فلان کس ہو تبد است
امروز بر زبان کہ فلان اخترش بداست

دیروز شاہ ماتہ دعا بخشندہ بود
امروز سوگواری شان گریہ ما فزود

آنکس کہ بر خلاف تو از خود گواہ شد
بیچارہ مفت در دو جہان روسیاہ شد

صد شکر حق کہ ہر چہ ز حق بر لبت رسید
امروز سبحان زلیس پردہ شد پدید

اے کاش آزیل تازین مان زیست
تا دیدے درفراست ز الہام حق چیست

ہم لیکھرام لیک کجا رفت تا بدید
کین خلق را گشت خالق فعال ما بدید

افسوس ہم سوامی شد است در جہان
تا زاعتراف کرد سے الہام مہان

حیف است بر بصیرت اعدا ز انکار
بینند صد نشان دگر نیز اعتبار

رو سوئے پیشگوئی نیارند سودا
تا ہر کسان عیان نشود راز این نشان

حق پوش کینہ کوش گوارا کنند نام
لاکن ز سر بدر نکنند این خیال خام

بر لب سیار شکوہ اعدا و نیز درد
کین قوم کور و کر شدہ از کینہ و گرد

در حضرت مسیح کہ صلوٰۃ و سلام گو
دست دعا برار رہ ہر ز گان

یارب حیات او شود کہ عمر خود تمام
در قادیان شود مصداق ایضا اتمام

فرزند ارجمند محمد شود دین
در دو جہان شود اولی ہو نیا امین

یارب برین دعا من آمین کند امام
این است مدعا دل بندہ والسلام

(باقی)

ایڈیٹوریل نوٹس

اس عنوان سے میرے ایک مکرم اور محترم بھائی نے جسکا نام ابھی مصلحتاً ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے الحکم کیلئے ہفتہ وار کچھ نوٹ بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس قلمی خدمت الحکم کی توفیق دے وہ پسند فرماتے ہیں کہ انہیں الحکم کا آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر تجویز کیا جاوے تو میں تو ہمیشہ اسسٹنٹ ایڈیٹر کی ہی تلاش میں رہتا ہوں لیکن جب مجھے آنریری ملے تو خدا تعالیٰ کا اور بھی شکر کرنا چاہیئے۔ ذیل میں جسقدر نوٹ میں درج کرتا ہوں وہ آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب ہی کے ہیں۔ ایڈیٹر

ایڈیٹوریل نوٹس

(از خاکسار آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

طاعون کیلئے مانگی دعائیں — اسلام کی فتح اور مسیح موعود کا بول بالا

آج ہم بالخصوص مسلمانوں کے اور بالعموم تمام ہندوستان کے ممتاز اخبارات میں یہ تحریک دیکھتے ہیں کہ طاعون دور ہونے کیلئے خداوند قہار کی تمام عاجز مخلوق کو درگاہ میں دعا مانگنی اور اپنے اعمال بد سے سچی توبہ و استغفار کرنی چاہئے کیونکہ یہ ایک قہر الہی ہے جو ہماری بداعمالیوں اور سیہ کاریوں اور غفلت شعاریوں سے ملک پر نازل ہوا ہے اگر اس کے کچھ مادی اسباب ہوتے تو جیسی جیسی کارگر انسدادی تدابیر اس کے دفعیہ کے واسطے اختیار کی گئی ہیں۔ یا جو گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ اس کے مقابلہ میں پانی کیطرح بہایا اور ناخنوں تک کا زور لگایا تو ان سے یہ کبھی کی دفع ہو گئی ہوتی۔ خدا کی شان دنیا کی زبردست سے زبردست طاقتیں اس معاملہ میں عاجز ہیں اور سب نے بالآخر ہار مان لی۔ اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہیئے کہ قہر الہی کے سامنے انسان اپنی ناچیز طاقتوں کو ہیچ محض تسلیم کرکے اپنے تئیں اسی رحیم و کریم کے رحم پر چھوڑ دے لیکن چشم بصیرت سے کام لینے والے ناظرین الحکم صدق دل سے اس بات کی گواہی دینگے کہ ان دنیا داروں نے اس بارہ میں اپنے آپ کو "آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از ہزار رسوائی" کا مصداق ثابت کیا ہے کیونکہ یہی آخری تدبیر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی بتائی تھی بار بار لوگوں کو سمجھایا کہ یہ خدا کا قہر ہے۔ کبھی نہ ٹلیگا جبتک تم سچی توبہ اس کے حضور نہ کروگے اور اپنے میں پاک تبدیلی نہ کروگے۔ بلکہ ایک اشتہار میں صاف لکھا تھا کہ تم دوا پر تو اتنا تکیہ کرتے ہو جو شرک فی الاسباب کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور دعا سے کہ وہ بھی شامل تاثیر دوا کے ایک سر الہی ہے اسقدر متنفر ہو کہ اسکی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن آہ! ان نادانوں نے اسوقت خدا کے صادق کا مضحکہ اڑایا اسے مجنون اور سخن پرور قرار دیا کہ لوگوں کو اپنی بات منوانے کیلئے ایسے ڈھکوسلے گھڑتا ہے جن سے جہلا دام تزویر میں آجائیں کہ یہ تو بڑا اللہ والا ہے لوگوں کو تقویٰ و طہارت کی نصیحت کرتا ہے۔ آج ہم [illegible] طنز آمیز کلمات پر اسوقت اللہ تعالیٰ سنتا تھا کہ اے نادانو [illegible] وہ وقت آنے والا ہے جبکہ تمہیں اپنے منہ سے وہ کچھ کہنا پڑیگا جو آج میرا مامور تم سے کہلوانا چاہتا ہے چنانچہ اسوقت ہم دیکھتے ہیں وکیل جیسے اخبار تو بجائے خود رہے پائنیر جیسے نامی گرامی انگریزی جرائد بھی عالمگیر دعا کی تجاویز کسی نہ کسی رنگ میں شائع کر رہے ہیں کوئی بطور ایڈیٹوریل کے اور کوئی مراسلات میں اور کوئی خبروں کے کالموں میں۔ کیوں ناظرین! کیا اسے اسلام کی فتح اور مسیح موعود کی فتح نہ کہا جاوے؟

بسا کہ دولت از گفتار خیزد

آج اتفاق سے علیگڈھ کے "نابذ خیال" اور "تہذیب" رسالہ اردوئے معلی کا ایک نمبر بابت ماہ [illegible] ۱۹۰۴ء ہماری نظر سے گذرا اس کے حصہ نظم میں دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی صاحب حضرت ثاقب رئیس آگرہ ہیں انہوں نے اپنی غزل بھی رسالہ میں چھپوا رکھی ہے اور اس کے پاس ہی ایک اور صفحہ میں اپنی اہلیہ صاحبہ کی بھی جو [illegible] سے عفت تخلص کرتی ہیں۔ کلام بلاشبہ ان صاحبہ کا قابل داد ہے مگر ہمیں یہ بات سخت ناگوار معلوم ہوئی کہ ایک شریف پردہ نشین کی غزلیں رسالہ میں نام بنام طور پر شائع ہوں جسے صدہا نامحرم مرد پڑھتے ہونگے کیا علیگڈھ پارٹی اسی تہذیب کی حامی و ترقی خواہ ہے۔ کیا اس طرز عمل میں اسلامی حیا و حجاب کا شائبہ بھی ہے۔ ہماری رائے میں تو ایک مسلمان خاتون کیلئے خصوصاً جبکہ وہ عفت نام رکھتی ہیں [illegible] غیر مردوں سے غائبانہ تعارف پیدا کرنا ہرگز قرین ہوشمندی و مآل اندیشی نہیں ہو سکتا۔

یہ داغ نہیں روشن نشان ہے

پایونیر کی ایک تازہ اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ رصدگاہ کوہ [illegible] پر پہنچنے [illegible] اپنے مشاہدات کی رو سے ثابت کیا ہے کہ آفتاب میں سہ ارب مربع میل کا داغ ہے جو ابھی اور بڑھ رہا ہے۔ یہ داغ ایک دھندلے شیشے کے ذریعہ کھلی آنکھ سے اسی طرح بخوبی نظر آسکتا ہے۔ تاریکی کے فرزند اہل دنیا اسے داغ کہیں یا دھبہ نام رکھیں لیکن ہماری سمجھ سے تو یہ داغ نہیں بلکہ اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے جسنے آج سے سوا تیرہ سو برس پیشتر بتا دیا کہ قرب قیامت میں آفتاب کی چادر نور لپیٹی جائیگی۔ کیوں ناظرین جب یہ داغ سہ ارب مربع میل تو اسوقت ہی اور ابھی اور بڑھ رہا ہے تو کیا عجب ہے کہ اسی داغ کو بڑھاتے بڑھاتے اللہ تعالیٰ بالآخر سورج کی تمام چادر نور لپیٹ دے اس داغ کے تذکرہ میں بعض غیر احمدی حضرات نے بھی بشرح صدر یہ بات مانی کہ قرب قیامت میں تو کچھ شک نہیں لیکن آہ! ان لوگوں کی چشم بصیرت آفتاب صداقت کے دیکھنے سے کیوں بند کی ہوئی ہے۔ ارے خدا کے بندو! جب تم یہاں تک مانتے ہو تو پھر تمہیں مسیح موعود کے ماننے میں کیا تامل ہے۔ قیامت کا سب سے بڑا نشان تو وہی ہے۔ اور جب کہ آفتاب کی چادر نور قیامت قریب آگئی کیوجہ سے لپیٹی جانے لگی ہے تو پھر وہ وقت کب آئیگا کہ تمہارا مزعومہ مسیح دمشق کے شرقی منارہ پر سے سیڑھی لگا کر اترے؟ یاد رکھو کبھی ہرگز ہرگز نہیں آئے گا۔

ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے — نامی معاصر وکیل

امرتسر کچھ مدت سے لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور اس کے کالج کے ایسا پیچھے ہاتھ دھو کے پڑا ہے کہ ہنوز اتنا کسی مسلمان کسی انشی ہوش [illegible] نہیں ہوا تھا اور برخلاف اسکے علیگڈھ کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس کا اسقدر زور شور سے حامی و مؤید ہے کہ اس کا بس چلے تو دنیا بھر کی عظمت و وقعت ایک پل میں ان دونوں کے اوپر لادے۔ بحیثیت ایک اخبار نویس کے ہمیں بھی چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں معاصر موصوف کے موافق یا خلاف کچھ کہتے لیکن ہم کہیں کیا جبکہ انجمن اور کانفرنس دونوں ہمارے نزدیک غلط راہ چل رہی ہیں۔ جس طریق سے یہ دونو قوم کو کامیابی اور فلاح دارین کی منزل مقصود تک لیجانا چاہتی ہیں وہ سراسر خسران مبین کی راہ ہے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ تقدس مآب ندوۃ العلماء کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ اتحاد مذہبی کے بغیر کوئی قوم من حیث القوم ترقی و فروغ نہیں پاسکتی اسلام کے نام لیوا بھی اس اصول سے باہر نہیں مگر وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی بیشمار فرقوں کو ملا کر ایک کرنے اور انہیں دین حق کی اصلی سچ پہونچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایک صادق امین آچکا ہے اور پھر وہ اسکا انکار کرتے ہیں تو بھلا اب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی مرضی کے خلاف چلکر یہ لوگ فلاح دارین کی سی عظیم الشان مقصد میں کامیابی حاصل کرسکیں یاد رکھیں کہ وہ لاکھ کوششیں کریں اور ناخنوں تک کا زور لگائیں لیکن یہ مقصود حاصل نہیں ہو سکتا جبتک کہ خدا سے صلح کرکے اسکے مامور صادق کا ساتھ نہ دیں۔

حیدرآباد کی رپورٹ مردم شماری — ہمعصر مشیر دکن

حیدرآباد کی اس رائے سے ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ قلمروئے سرکار نظام کی رپورٹ مردم شماری جو بصورت موجودہ انگریزی میں چھپتی ہے چاہیئے کہ اردو میں شائع ہوا کرے تاکہ عوام الناس جو انگریزی کی نسبت اردو دان زیادہ ہیں اسکی مفید معلومات سے بہرہ اندوز ہوسکیں۔ ہر چند کہ اردو اسوقت ملک کی مشترک کاروباری زبان ہے اور بخیال بعض انڈیا کی لنگوا فرینکا کہلانے کا حق رکھتی ہے لیکن پھر بھی اس امر کی وجوہ معقول ہیں کہ مسلمان سلاطین کو عموماً اور ذی اقتدار مسلمان رؤسا کو خصوصاً اس سے کامل ہمدردی اور تعلق خاطر ہونا چاہئے پس سرکار نظام پر لازم ہے کہ اردو کی سرپرستی و حمایت کا حق ادا کرے نہ کہ وہ اپنی طرف سے ایسی لاپرواہ ہو کہ ایک (نیک دل منصف مزاج) ہندو اخبار نویس کو اسے اس بارہ میں توجہ دلانی پڑے۔ جو واقعی حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس کی بات ہے۔

انکوائری آفس

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے لکھنؤ میں انکوائری آفس قائم کیا ہے جہاں سے مسافر ہر قسم کے ضروری امور متعلقہ سفر ریلوے دریافت کرسکتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس قسم کے دفاتر تمام لائنوں کے کل بڑے بڑے سٹیشنوں پر قائم ہونے چاہئیں۔ پریس کا فرض ہے کہ جبتک یہ مدعا حاصل نہ ہو حکام ریلوے کو برابر توجہ دلاتے رہیں۔ ہندوستانی ریلوں کو سب سے زیادہ آمدنی مسافران درجہ سوم ہی کی ہوتی ہے اور انہیں بیچاروں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو ریلوے سفر کے متعلق بہت سے ضروری باتوں سے محض ناواقف ہونیکے باعث سفر میں طرح طرح کی پریشانی۔ زیرباری اور تکلیف اٹھاتے ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر اوّل

زگفتہ نہ دارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ہرچند مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریریں اپنے عامیانہ رنگ کی وجہ سے اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر نوٹس لیا جاوے۔ مگر میری خاموشی نے انھیں حوصلہ دلا دیا ہے کہ وہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** پر بہت کچھ منہ آنے لگے ہیں اس لیے محض اس خیال سے کہ پبلک کو مغالطے سے بچایا جاوے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے استہزا اور پر مذاق تحریروں کو چھوڑ کر محض ان کی الدفریب باتوں کی قلعی کھول دی جاوے اور معقولیت اور متانت کے ساتھ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟ ان شاء اللہ میں اس سلسلہ کو اسوقت تک جاری رکھوں گا جبتک انکی تحریروں میں کوئی بھی بات شریفانہ اعتراض کے رنگ میں ہوگی لیکن اگر وہ محض اپنی خودستائی اور شعر بازی اور متانت اور ثقاہت سے گری ہوئی تحریروں کے ذریعہ مجھے بند کرنا چاہیں گے تو میں پہلے سے تسلیم کر لیتا ہوں کہ میں انکی ایسی تحریروں کا جواب دینے کے بالکل ناقابل ہوں۔

۴م رفروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث کے صفحہ ۴ پر کوئٹہ سے آئے ہوئے کسی خط کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے صاحب خط نے یہ پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر ہیں تو مباہلہ کے لیے کیوں نہیں نکلتے (یہ مفہوم اور خلاصہ اس خط کا ہے) اس کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر نے جو دیا ہے وہ صرف یہ ہی نہیں بلکہ ذی علم دنیا کے دیکھنے کے قابل ہے۔ اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ مولوی فاضل صاحب یا تو قرآن کریم اور سنن الٰہیہ سے بالکل ناواقف ہیں اور یا جان بوجھکر اصل بات کو چھوڑ کر ٹال دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ پس اس پر نظر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں انکا اصل جواب درج کر دوں۔ اہلحدیث صفحہ ۵ کالم اول مورخہ ۴ر فروری ۱۹۰۵ء میں یوں رقمطراز ہیں۔

"مجکو مرزاجی نے صرف رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیے بلایا ہے جس کے جواب میں میں نے آمادگی ظاہر کی تھی چنانچہ خود بدولت نے خود میری آمادگی کا ذکر ناکافی الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم میں کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود دعوت کے میرے ساتھ مباہلہ پر نہ آئے۔ پھر کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ وغیرہ پر مجکو قادیان میں پہونچنے کا حکم کیا تو میں دردولت پر بھی پہونچا مگر افسوس کہ زیارت سے بھی بے نصیب واپس آیا جسکی مفصل کیفیت رسالہ الہامات مرزا میں آپ کو مل سکتی ہے۔ اب بھی اگر کرشن جی مہاراج اسی طرح دعوت دیں تو میں اب بھی حاضر ہوں۔ یہ تو صرف اُن لوگوں کی ابلہ فریبیاں ہیں۔ بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی نے امرتسر میں جو مرزاجی سے مباہلہ کیا تھا سب لوگوں نے دیکھا تھا اسکی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ اسی طرح زندہ سلامت بدستور مرزاجی کا دشمن ہے۔ اگر کہیں کہ میں بھی تو ویسا ہی ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو آپ پر اُس کے مباہلہ کے بعد بڑے بڑے مصیبتیں پہونچیں۔ آتھم کی پیشگوئی کے موقعہ پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ مقدمہ فوجداری میں دو سال تک کرم دین عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزار ہا روپے کا خرچہ ہوا۔ دوئم یہ کہ فریقین کی سلامتی بھی تو آپ ہی کے حق میں مضر ہے۔ کیونکہ آپ بقول خود نبی۔ رسول کے بیٹھے ہیں آپ کا اثر اُس پر ہونا چاہیے تھا ان دعووں میں سے اُس کا تو کوئی دعوی ہی نہیں تھا اُسکے آپ تو بہت کچھ بنتے ہیں پس ذرا انصاف سے کہنا کہ کون اپنے دعوی میں فیل ہوا۔"

اس ساری تحریر کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ہیں۔

اوّل۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت اقدس نے مباہلہ کے لیے بلایا۔ اور ان کی آمادگی پر مباہلہ نہ کیا۔

دوم۔ اعجاز احمدی کے ص۱۱ پر قادیان پہونچنے کا حکم دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس کے دردولت پر پہونچا مگر زیارت بھی نہ ہوئی۔

سوم۔ اب بھی دعوت دیں تو طیار ہیں۔

چہارم۔ اگر مباہلہ سے ہی سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی کی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

پنجم۔ اس مباہلہ کا اثر الٹا حضرت اقدس پر پڑا۔ آتھم نہ مرا۔ مقدمہ ہوا وغیرہ۔

میں ان امور پر نگاہ نہ پر تفصیل سے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالے تحریری شہادت سے ثابت کردوں گا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مضمون میں کہاں تک دیانت داری۔ اظہار حق سے کام لیا ہے اور کہاں تک اصل واقعات کو چھپایا ہے اور اپنی پردہ پوشی کی جس کی پردہ دری کا اب وقت آگیا ہے اور پھر یہ بھی دکھاؤں گا کہ **مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث** یا تو سنن الٰہیہ سے محض **ناواقف** اور نابلد ہے اور یا **انبیاء** علیہم السلام اور **قرآن کریم** کا منکر ہے۔

امر اوّل کے متعلق رسالہ **انجام آتھم** کے صفحہ ۴۵ پر **اشتہار مباہلہ** بہت ہی بسط سے لکھا گیا ہے اور صفحہ ۴۶ سے درخواست مباہلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شروع ہوتی ہے۔

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمھاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شاید اسوقت تک چار پانچہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔

اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جاوے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھسے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا آخر اُسکے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر میں نے اُسکے حق میں کوئی بددعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دُکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ مجھے دجال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں انکے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں انکی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی ہے کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر ایک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا۔ اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر وقت مجکو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔

سو اب اُٹھو اور مباہلہ کے لیے طیار ہو جاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینکدے۔ اب میرے بناء دعوی کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اُس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسرے بناء کی تصفیہ کے لیے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے انکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں ہیں تو آجکی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جبتک کہ موت آجاوے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے میرے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں

تیرے ہی الہام تیرے اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک برس کے عرصہ تک نہایت سخت دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسیکو **اندھا** کر دے اور کسیکو **مجذوم** اور کسیکو **مفلوج** اور کسیکو **مجنون** اور کسیکو مصروع اور کسیکو **سانپ یا سگ دیوانہ** کا شکار بنا اور کسی کے **مال پر آفت** نازل کر اور کسیکی **جان پر** اور کسی کی **عزت پر**۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں کہ **آمین** ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لیے حاضر ہو جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اے علیم و خبیر ہم اس شخص کو جس کا نام **غلام احمد** ہے درحقیقت کذاب اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور بیدین ہے اور اسکے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اسکے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اسکو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دُکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسیکو اندھا کر دے اور کسیکو مجذوم اور کسیکو مفلوج اور کسیکو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسیکو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسیکی جان پر اور کسیکی عزت پر۔

اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اسکو اختیار ہو گا کہ اپنے دعائی مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جسپر اسکو یقین دلی ہے

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایکسال کے اندر مر گیا۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جانبری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائینگے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا اور میں ابھی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہیے اور پھر اس کے بعد میں دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں اور میں لائق ہونگا کہ ہمیشہ کے لیے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھونگا۔ اور میری پیروی کرنے والا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہو گا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہو گا جیسا کہ بدذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایکسال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اُٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا اور اسکی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچا وے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایکسال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ **اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا** اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر اُنکے ہاتھ پر توبہ کرونگا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس آدمی** حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں اسی قدر میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہونچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی **مجلسوں سے الگ ہو**۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔

دعوت مباہلہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ مباہلہ میں اہم شرط یہ تھی کہ کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہیں اور اس شرط کی اہمیت کی وجہ یہ بتائی تھی کہ بہتوں پر عذاب الٰہی **کا محیط ہو جانا ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں ہو سکتا**۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب حقیقی دینداری اور تقویٰ کو مدنظر رکھ کر (نہ آتما رام صاحب والی عدالت کا بیان کردہ تقویٰ نہیں) انصاف سے کہیں کہ کیا انہوں نے اس شرط کو مدنظر رکھکر مباہلہ کی درخواست کی تھی ہاں اگر تھی تو مہربانی کر کے ذرا ان علماء کا نام ہی لکھیں جنکو لیکر آپ مباہلہ کو نکلے طیار ہوئے تھے اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب انجام آتھم کے اعلان مباہلہ کے شرائط کے موافق اپنی آمادگی کا ثبوت نہ دے سکیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ نہیں دے سکیں گے تو پھر اس مغالطہ بخش تحریر سے انہیں کیا حاصل ہوا کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا اندھی ہے اور بیوقوف ہی آباد ہیں!

انجام آتھم میں مباہلہ کے اشتہار کے ذریعہ تو قطعی فیصلہ ہو جاتا تھا اگر ہمارے نیکدل علماء اور صلحاء سجادہ نشین اسطرف آتے مگر میں خوب جانتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی دعوت پر کبھی نہیں آسکے اور ہمیشہ انہوں نے حیل و حجت سے ان امور کو ٹالا ہے۔ اور بعد از وقت باتیں بنانے کو مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے ہوشیار تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں کچھ بھی حمیت اسلام ہوتی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات شدیدہ پر اعتبار ہوتا تو میں کیا دس ہزار اکٹھے ہو آتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ نے دعوے کر دیا تھا کہ

میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جاوے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال میں ان بلاؤں میں سے کسی ایک بلا میں گرفتار ہو جائیں **اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا اگرچہ وہ ایک ہزار ہوں یا دو ہزار**

دانشمند اور خدا ترس اس مقام پر غور کریں کہ کیا یہ معمولی دعویٰ اور نری لفاظی ہے کوئی شخص جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید نہ ہو اور وہ اپنے منجاب اللہ ہونے پر پورا یقین نہ رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ کے بن بلائے نہ بولتا ہو کبھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بیشک یہ حجت بالغہ تھی جو پوری ہو چکی اور کوئی مولوی خواہ ثناء اللہ ہو یا احمد اللہ اور کوئی سجادہ نشین اور صوفی اس میدان مقابلہ میں نہیں نکلا۔

اور اب جو کچھ مولوی **ثناء اللہ** صاحب کر رہے ہیں یہ نری **لاف زنی** ہے اور مشتے بعد از جنگ کی مصداق ہے۔

پس بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ درخواست مباہلہ کے **جواب** میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے پشت و پناہ ہرگز سامنے نہیں آئے۔ رہی یہ بات کہ وہ اب بذریعہ اخبار آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو یہ بھی صرف ابلہ فریبی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ چونکہ اب حضرت اقدس ان مباحثات کو ختم کر چکے ہیں کیونکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو چکا اس لیے وہ مجھے بلائیں گے تو نہیں اسلئے مفت میں سرخروئی ہو جائیگی مگر وہ نہیں جانتے کہ سرخروئی نہیں روسیاہی ہوگی۔ دانشمند پبلک اور واقف کار احباب اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اس **مغالطہ** کی وجہ یہاں ازالی جا سکتی ہیں کیونکہ حضرت اقدسؑ نے وہیں تک ہی اتمام حجت نہیں کیا تھا بلکہ پھر اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں جسکا حوالہ مولوی ثناء اللہ صاحب دیتے ہیں اس مباہلہ کو اور بھی آسان کر دیا تھا۔ آنے کی ضرورت ہی نہیں رکھی تھی چنانچہ ذیل کے اقتباس سے معلوم ہو جائیگا۔

اب میں سلیم الفطرت لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذیل کے اقتباس کو پڑھیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کریں کہ تم **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر بتاؤ اور وہ اشتہار دکھاؤ جسمیں اس دعوت کے موافق جو دوبارہ کیگئی تھی **تم نے مباہلہ کیا ہو** اور اپنی آمادگی کا ان **شرائط کے موافق اعلان کیا ہو** مگر سن رکھو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا ان کوئی بھی مخالف مولوی اپنے **ایمان اور بصیرت** کی بنا پر ایسا اشتہار شائع کرنے کی توفیق نہیں پا سکا پھر جب انہیں یہ قوت اور بصیرت حاصل نہیں ہوئی تو اب مخالفت کرنا **انصاف** اور تقویٰ کے خلاف ہے۔ وہ اقتباس یہ ہے:

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا اور اسکو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اسکو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھکر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز **بددعا نہیں کی** کیونکہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اسکی جہالت اسکو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بددعا کرونگا**۔ سو چاہیے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنیوالا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس** ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کیلئے ہر ایک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا اسلیے یہ **مشقت** مخالفوں پر جایز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے یہیں آویں بلکہ حسب منطوق **ما جعل علیکم فی الدین** من حرج۔ و یرید اللّٰہ بکم الیسر و لا

یرید بکم العسر — یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہار ات

کے ذریعہ سے مباہلہ لیے۔ گویہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات مینے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہین وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ مین لکھے اور بعض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہام صفحات مذکورہ کا اشتہار مین درج کرے۔ اور پہر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار مین لکھے اور وہ یہ ہے۔

دعا

اے خدائے علیم و خبیر مین فلان ابن فلان ساکن قصبہ فلان اس شخص کو جسکا نام غلام احمد ہے دعوی مسیح موعود ہونیکا ہے کاذب اور مفتری اور کافر جانتا ہون اور یہ تمام الہام اس کے جو مینے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار مین لکھے ہین یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہین تیری طرف سے نہین ہین۔ پس اے خدا قادر اگر تو جانتا ہے کہ مین اپنے اس اصرار مین سچا ہون اور اس کا یہ دعوے تیری طرف سے نہین اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہین بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے۔ تو اس امر مسیح پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن مین آجائین۔ اور اگر یہ مفتری نہین اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مونہہ کی پاک باتین ہین تو مجہہ پر جو مین اسکو کافر اور کذاب سمجہتا ہون دکہہ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب اسکے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنیوالے کیطرف سے بغیر کسی تغییر تبدل کے آئیگا تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت مین پڑہے۔ تب اس کی ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی۔ اور ایسا سمجہا جائیگا کہ گویا مین وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکہی گئے ہین اس اپنی تحریر مین درج کرونگا اور یہ دعا بعد اس کے لکہونگا۔ کہ ای خدائے قادر وعلیم اگر تو جانتا ہے کہ مینے دعوی مسیح موعود ہونیکا اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہین جو اس اشتہار مین لکہے گئے ہین بلکہ میرا افترا ہین یا شیطانی وساوس ہین تو آجکی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجہے وفات دے یا کسی ایسے عذاب مین مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعوی تیرے الہام سے ہی اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہین جو اس اشتہار مین لکہے گئی ہین تو اس مخالفت کو جو اسنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجہکو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ مین نہایت دکہہ کی مار مین مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہونچے تو چاہیے کہ وہ ایک جماعت مین پڑہا جائے۔ اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔ پہر بلکہ ہمیشہ کیلئے آئے یون فیصلہ کر دیا۔

اسجگہ اس بات کا بہی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکہنی چاہیے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کی بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے طیار ہو جائے اور اس کے اشتہارات بہی چہپ جاوین تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسکے ساتہہ شامل ہو کر مباہلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پہر کسی دوسرے وقت مین مباہلہ کی درخواست بہیجے تو ایسی درخواست منظور نہین کیجاویگی اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہین سمجہا جاویگا۔ چاہیے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکہے۔ اور اس کے موافق کاربند ہو۔

باقی آیندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت علی العموم اچہی رہی۔ بزرگان ملت اور ممبران خاندان رسالت بہی خدا کی فضل و کرم سے اچہی رہے۔

۲- موسم کی طبعی حالت بدستور چل رہی ہے۔ آسمان کہو گیا ابر آلود رہا۔ ایک دن کے وقفہ سے تقاطر اور ٹہنڈی ہوا کا دورہ دورہ بدستور غیر معمولی سردی رہی۔

۳- دارالامان مین عید جمعرات کو ہوئی۔ معمول کیموافق حضرت حکیم الامۃ نے نماز پڑہائی اور خطبہ پڑہا۔ (جو اگلی اشاعت مین انشاء اللہ درج ہوگا) لاہور، وزیرآباد، کپورتہلہ، فریدکوٹ، رعیہ وغیرہ مقامات سے احباب آ کر شریک نماز ہوئے۔ اور گرد کے دیہات سے بہی اکثر لوگ آئے تہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ

عید کی تقریب پر امید کیجاتی ہی کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتون نے عید فنڈ باقاعدہ جمع کیا ہوگا اور ایسا ہی قربانی کی کہالون کی نسبت بہی انہون نے مستعدی سے کام کیا ہوگا۔ اور بہت جلد عید فنڈ اور قربانی کی کہالونکا روپیہ بہیجا جاویگا۔

*

اس ہفتہ مین جسقدر رقوم مدرسہ کو وصول ہوئے ہین انکی رسید کسی دوسری جگہہ درج کیجاتی ہے۔ برادرم ڈاکٹر ممتاز علیصاحب نے مدرسہ کے مستقل سرمایہ کے متعلق مجہے ایک مفصل خط لکہا ہے۔ مین اسے اگلی کسی اشاعت مین انشاء اللہ چہاپ دونگا۔

درخواست دعا

ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب نے سمالی لینڈ کی مہم گورنمنٹ کی اعلی درجہ کی خدمات کی ہین اور اسطرح اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کی خوبی تعلیم کو عملی رنگ مین دکہلایا تہا۔ جس جنگ مین ہمارے محترم بہائی ڈاکٹر رحمت علیصاحب مرحوم شہید ہوئے تہے ڈاکٹر ممتاز علی صاحب بہی اس جنگ مین شامل تہے اب جبکہ جنگ سمالی لینڈ کے حسن خدمات کے صلہ کیلئے دیسی و انگریزی افسران کی سفارش ہوئی ہے خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب بہی اس زمرہ مین ہین۔ افسران بالادست نے متعدد مرتبہ انکی سفارش کی ہے کہ ان کو ہاسپٹل اسسٹنٹ درجہ اول بنایا جاوے۔ اسلئے وہ احباب طریقت سے چاہتے ہین کہ ان کیلئے دعا کی جاوے تا کہ اللہ تعالی انہین اس مقصد مین کامیاب کرے۔ امید ہے سب بہائی ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا کرین گے۔

وصولی ابتدا ۹ لغایت ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس جمون ۲۵
(۲) منشی محمد جعفر خانصاحب فنڈ ممالک متوسط ۶
(۳) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مدرس جہلم ۸
(۴) عنایت اللہ احمدی بابت چندہ سید قصوان ضلع گوجرانوالہ ۲
(۵) چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات ۵
(۶) مولوی عمرالدین صاحب مدرس ہیرہ ضلع جالندہر ۱
(۷) مولوی سید کرم نبی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ۱
(۸) منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی ہنڈوری ۸
(۹) محمد رحیم الدین احمدی کالسی ضلع ڈیرہ دون ۱
(۱۰) میان اللہ دتا موضع رانسا ضلع ملتان ۶
(۱۱) منشی نواب الدین کلرک مسی کو ٹا پلٹن ۲۲
ڈیرہ غازیخان ۸
(۱۲) میان اللہ دتا احمدی مدرس سوہ ضلع گوجرانوالہ ۲
(۱۳) میان جان محمد صاحب کنسٹبل پولیس حلقہ پہلوار ۱
(باقی آیندہ)

ناظرین کے ساتہہ پانچ منٹ

الحکم کی چہپائی بذریعہ مشین - الحکم مین مشین کے ذریعہ چہپائی کی مشکلات کو حل کرنیکا ذکر کیا گیا تہا اس کے متعلق کارخانہ الحکم کے ساتہہ خاص محبت اور ہمدردی رکہنے والے احباب نے پرجوش الفاظ مین خوشی کا اظہار کیا ہے خاص دارالامان مین سے بعض محترم بزرگون نے بہی اظہار خوشی کیا ہے خدا تعالی ان سب احباب اور بزرگون کو جزائے خیر دے جو کارخانہ کی ترقی اپنی ترقی اور خوشی کا موجب سمجہتے ہین یہی قومی ترقی کا راز ہے + اس سلسلہ مین مینے ناظرین سے درخواست کی تہی کہ اگر وہ کارخانہ کا بقایا روپیہ جو خریدارون کے ذمہ واجب الادا ہے وصول کرادیتے مین مدد دین اور الحکم کیلئے ایک ایک جدید خریدار پیدا کر دین تو بہت جلد یہ انتظام ممکن ہے اور اللہ تعالی کے فضل و کرم پر مجہے بہت بڑی امیدین ہین۔

یادگار فتح مقدمہ - فتح مقدمہ کی یادگار کے متعلق مختلف تجاویز اور خطوط آئے ہین مین نے انشاء اللہ ان سب رائون کو یکے بعد دیگرے مناسب ہوا تو درج کرونگا فی الحال یہ امر فیصل شدہ ہے کہ یادگار کیلئے روپیہ حضرت حکیم الامۃ کے نام بہیجا جاوے کافی روپیہ بہم پہونچنے پر حضرت حجۃ اللہ کی ایما اور بزرگان ملت کے مشورہ سے جو قرار پائیگا وہی بہتر اور مفید ہوگا۔ کسی صاحب کو اپنی ہی تجویز کردہ رائے کے ساتہہ اپنا روپیہ کو مشروط نہین کرنا چاہئے۔

مشاہیر سلسلہ عالیہ - میان سلطان محمد صاحب گہڑیال ضلع جہلم نے مجہے یاد دلائی ہے کہ الحکم مین مشاہیر سلسلہ کی مختصر سوانح عمریون کی دینی کا الحکم مین وعدہ کیا گیا تہا اسے شروع کیا جاوے۔ بیشک اس مین کچہ شک نہین کہ یہ سلسلہ بہت ضروری اور مفید ہے مین اس سے غافل نہین ہون لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر موقوف ہے مینے تو سال گذشتہ ہی مین شروع کیا تہا۔ مگر مصور کی از بس مصروفیت اور قادیان سے دور ہونے نے میری راہ مین ایک روک پیدا کر دی انشاء اللہ وقت آتا ہے۔

توسیع اشاعت الحکم - ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب جو الحکم کی خاص معاون اور سرپرست ہین الحکم اور تفسیر القرآن اور مطبع کی شائع ہونیوالی کتابون کیلئے ایک مستقل خریدار بہیجتے ہین۔

خطبات کرمیلاد و محامد المسیح - ان دو کتابونکی اشاعت مفید قوم سمجہی گئی ہے اگر ایسے خطبات کا عام رواج ہو گیا تو انشاء اللہ مسلمانون مین ایک نئی روح پیدا ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور یہ بہی ظاہر کرتے ہین کہ ایسے خیالات سرد مہری و بہرم کو سون پرے رہتا ہے۔ اور آجکل کی مذہبی دنیا مین ہمین اس زہریلے اثر کے ساتہہ مقابلہ کرنا ہے درحقیقت مین انجیل کی سب سے بڑہکر اسکی صداقت اور سادگی کی وجہ سے قدر کرتا ہون۔ اسکے لکہنے والون نے گویا اپنی روحون کو اندر سے باہر نکال کر دکہلایا ہے۔ تاکہ ہم انہین صاف صاف طور پر دیکہہ سکین اور انہون نے ہمین اپنے زمانہ کی زندگی کی ایسی صاف صاف تصویر دکہلائی ہے جو کہ رنگین عبارت کے لکہنے والون کیلئے ناممکن تہا۔ انجیل کے اندر روحانی صداقتین ہونیکی وجہ سے ہی اسکی اسقدر وقعت ہے جہانتک کہ اس کتاب مین انسانی زندگی کی کشمکشون رنج و راحت۔ گناہ اور فتح۔ نفرت اور محبت کے متعلق بیانات ہین یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہایت غور کے ساتہہ اس کا مطالعہ کیا جائے مگر اس کو منجانب خدا ماننا گویا ناکامیابی کا منہ دیکہنا ہے اور میری بابت تو یہ ہے کہ مین ایسے ماننے کی نسبت یہ ہی بہتر سمجہونگا کہ مین اسے اوٹہا کر ایکطرف رکہدون اور انسانی زندگی اور تجربے کو اپنے لئے زیادہ قابل قدر رہبر خیال کرون اس بارہ مین ٹومس کارلایل صاحب نے کیا ہی اچہا کہا ہے۔ اگر تمہین خدا کی خواہش ہے تو آنکہہ اٹہا کر اوپر دیکہو آسمان کس خوبصورتی سے تمہارے اوپر پہیلا ہوا ہے اور اگر تمہین اپنی بہبودی کیلئے کتاب کی ضرورت ہے تو انسان کی عجیب تواریخ موجود ہے۔

لیکن چونکہ انجیل مذہبی ترقی کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے جسمین بہت سے بے بہا لعل و جواہر موجود ہین۔ اگرچہ وہ ایک ناقص طرز پر جڑے ہوئے ہین اور نیز چونکہ وہ ایک ایسی قوم کی مذہبی تواریخ کا بیان ہے جس کا معراج بہت اعلیٰ تہا گو بہت کم اس معراج کو حاصل کیا ہے اور چونکہ وہ ایسا روحانی خزانہ ہے جسمین سے بہت اعلیٰ خیالات اور صداقتین ہمین ملسکتی ہین جو دنیا مین شاید ہی کہین ملتی ہون۔ اسلئے مین انجیل کو ایک انسانی عقلمند کی کتاب مانکر اسکی قدر [illegible] کرتا ہون اور خدا کا شکر بجا لاتا ہون [illegible] دنیا کی [illegible]

اسقدر اثر پڑا ہے اور وہ یہی خواہش ہے کہ انسان اس کا اچہی طرح سوچ سمجہکر غور کے ساتہہ مطالعہ کرے۔ اور وہ متضاد باتین جو اسمین درج ہین صاف اس بات کا ثبوت ہین کہ وہ دیانتداری اور صداقت کے ساتہہ تحریر ہوئی ہے اور اختلافات جو مختلف انجیلون کے بیانات مین پائے جاتے ہین یہ ثابت کرتے ہین کہ مورخین نے جسطرح انکو درست اور صحیح معلوم ہوا اسیطرح صاف صاف بیان کر دیا۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ انجیل مین سے وہ تمام باتین جو ہماری موجودہ زندگی کے مددگار اور مفید ہوسکتی ہین نکال لین اور اسکی غلطیون اور متضاد باتون کو الگ چہوڑ دین۔ اور اپنی خداداد طاقتون سے یہ معلوم کرلین کہ وہ کون کون سی صداقتین ہین جو بائیبل کے مورخین پر روحانی طور پر نازل ہوئین اور وہ کون سی غلطیان ہین جو ان صداقتون کے ساتہہ مل گئین۔

انجیل کو اور کتابونکی طرح سمجہنا چاہیئے

وہ لوگ جو یہ کہتے ہین کہ ہمین یا تو انجیل کی ہر ایک بات مین یقین کرنا چاہیئے یا کسی بات کو بہی نہ ماننا چاہیئے۔ ان کا یہ کہنا بالکل خلاف از عقل و دلیل ہے وہ انجیل کے سوائے اور کسی بارے مین ہر قسم کی دلیل پیش نہین کرتے نہ تو وہ یہ مانتے ہین کہ جو کچہہ اور کتابون مین پڑہتے ہین اس تمام کو قبول کرلین۔ اور وہ اپنے عزیز سے عزیز دوست کی ہر ایک بات پر یقین رکہتے ہین اگرچہ اسکی دیانتداری اور صداقت کی تعریف کرتے ہین۔ نہ وہ اپنے ہر دلعزیز واعظ کے لفظ کو جو منبر پر سے اسکی زبان سے نکلتا ہے ماننے مین اور نہ اسکی ذاتی زندگی کے ہر ایک کام سے اتفاق رکہتے ہین بعض ایسے لوگ ہین جو اگرچہ اپنے مذہب کے اصول و عقائد مانتے ہین مگر اپنے دل مین ذہنی غور پر کچہہ مستثنےٰ کر لیتے ہین۔ اور سب کے سب اپنے دل کے اندر بائیبل کی ہر ایک بات کو بالکل صحیح قبول کرنے وقت کانشنس کی جہڑکی محسوس کرتے ہین۔ انہین بالکل دیانتداری اور صداقت سے کام لینا چاہیئے۔ انہین تحقیقات (جہان بین) کے خیال سے مطلق ڈرنا نہین چاہیئے۔ اسی تحقیقات کے ذریعہ سے صداقت انسانون کے دلون تک پہونچتی ہے۔ انہین زندہ خدا پر پورا بہروسہ رکہنا چاہیئے کہ وہ اپنی صداقت کو باوجود انسانی گمراہی اور شک کے بالکل محفوظ رکہیگا۔ خدا نے ہر ایک شخص کو عقل اور کانشنس عطا فرمایا ہے۔ اور جاودانی زندگی حاصل کرنے مین یہ کافی رہبر [illegible]

انہین ان عالیشان حقوق کو چرچ کے قواعد انجیل یا واعظ کے حوالہ نہین کر دینا چاہیئے۔

ہر ایک مرد اور عورت کو یہ بات ہر وقت مدنظر رکہنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے خود غور و فکر کرے۔ ہمین ان طاقتون کو جو مہربان خدا نے ہمین بخشی ہین اب زیادہ غلامی کی زنجیرون مین جکڑے رہنے دینا نہین چاہیئے۔ جن طاقتون کا انجیل کے بہادرون نے خوب پورے طور پر استعمال کیا تہا۔ جو آزادی ہمین مسیح نے بخشی ہے ہمین اسپر قایم رہنا چاہیئے۔ اور دوبارہ غلامی کے جوئے مین جکڑ جانا نہین چاہیئے۔ جو کچہہ عقل درست سمجہے اور کانشنس اوسکی شہادت دے۔ وہ ہی ہمارے لئے درست ہے۔ اور جو کچہہ یہ آخری عدالتہائے اپیل غلط ظاہر کرین اسے ہمین رد کرنا چاہیئے۔

یہ بات کہ داؤد یسعیاہ۔ یوحنا یا پولس نے ایک خاص بات کو درست سمجہا ہے اسکی قطعی دلیل نہین کہ وہ بالکل درست ہو۔ ہمین تو وہ معلوم کرنا چاہیئے اور دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا یہ باتین فی الحقیقت درست ہین۔ عقل ہمین یہ بتلاتی ہے کہ ہم انجیل کی بہت سی باتون کو غلط سمجہکر رد کرین جیسے کہ ہم اور جگہہ غلط باتون کو پڑہکر رد کرتے ہین ساتہہ ہی ہم عقل کے ذریعہ سے اس صداقت کو بہی معلوم کرتے ہین جو انجیل مین موجود ہے۔

جب ہم انجیل کے بعض حصون پر نگاہ ڈالتے ہین تو کانشنس مارے شرم کے سر نیچا کر لیتا ہے۔ ہان جب اسمین نیکی۔ قربانی اور محبت کا ذکر پڑہتے ہین تو مارے خوشی کے پہولا نہین سماتا۔

اگر اس نگاہ سے دیکہا جائے تو انجیل ایک نہایت قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے۔ کوئی اور کتاب ایسی نہین پائی جاتی جسمین انجیل جیسا اعلیٰ اور پاک پاکیزگی خیالات۔ نیکی کے لئے جان نثاری۔ صداقت کیلئے وفاداری حصول مقصد کیلئے سرگرمی پائی جاتی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی کتاب ہے جسمین ایسا سچا مذہب۔ خدا اور فرض کے متعلق ایسے اعلیٰ اور صحیح خیالات پائے جاتے ہون۔ کسی اور کتاب مین اسقدر امید۔ اعتقاد اور محبت نہین ملتی۔ ہمین بیشک دنیا کی اور کتب مقدسہ کیطرف بہی ضرور توجہ کرنی چاہیئے اور ان مین سے جو صداقت ملے اس کی قدر اور تعریف کرنی چاہیئے۔ اگرچہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ان مین سے کسی کا عیسائیون کی کتب مقدسہ کے ساتہہ مقابلہ نہین ہوسکتا۔ ان اعلےٰ قدیم کتابون سے تہکی ماندہ روحون کو راحت ملتی ہے۔ کمزور دل تسکین پاتا ہے اور نہایت ذلیل گنہگار اور غریب راندہ درگاہ کو ہمت ملتی ہے۔ بیماری اور صحت غریبی اور امیری۔ خوشی اور غم مین زندگی اور موت کے وقت اس کتاب مین ہمیشہ مناسب اور سب سے عمدہ الفاظ ملجاتے ہین۔

ہم آزاد مذہب لوگ انجیل کے قدر کرنے مین کسی سے کم نہین ہین۔ مگر اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سوچ سمجہکر انجیل کی قدر کرین۔ ایک آزاد خیال آدمی اس توہمات کے دہند اور گردے کو جو اس کتاب پر چہا گیا ہے صاف کر دیتا ہے اور جب وہ اسے ایک تاریک اور دہندلے شیشے مین سے دیکہنے کے بجائے کہلے طور پر دیکہتا ہے تو اگرچہ وہ اپنی عقل کو اسکی ہر ایک بات ماننے کیلئے قیدی نہین بناتا اور نہ اسکی تمام تعلیم کو لاخطا سمجہتا ہے لیکن اوس کے پاکیزہ خیالات اور مفید نصائح کو جیسے پیاسی روح سرد پانی کی ترو تازہ کرنے والی گہونٹون کو خوشی سے قبول کرتی ہے محسوس کرتا ہے۔ خدا کی روح نسل انسان کے دل مین کام کرتی ہے اور اسے بہلے باتونکی طرف راغب کرتی ہے۔ پس وہ نہایت خوشی کے ساتہہ زندگی بسر کرتا ہے اور خدا کا شکر بجا لاتا ہے۔ کہ ہم جیسے انسانون نے نسل انسان کیلئے ایک قیمتی اور لازوال ملکیت چہوڑی ہے جسمین نہایت اعلیٰ خیالات اور کبہی کم نہ ہونے والی شان موجود ہے۔

مراسلات

مندرجہ ذیل چھپے ہوئے مضمون دو مختلف سوسائٹیوں کیطرف سے بھیجکر خواہش کیگئی ہے کہ وہ الحکم میں چھاپے جاویں اسلئے میں بعض اس لحاظ سے کہ ان سوسائیٹیوں کے ذریعہ کسی حد تک نوع انسان کی بھلائی کیلئے مفید کام کرنیکی کوشش کیجاتی ہے میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی

پنجاب کے چند مشہور شہروں کے ہمدردانِ انجمن کی تحریک پر مجلس منتظمہ کے ایک ضروری اور غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۵ فروری ۱۹۰۵ء نے بعد غور و فکر قرار دیا ہے کہ بجائے فروری کے آخیر ہفتہ اور اتوار کے جلسہ ۲۱-۲۲-۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایسٹر کی تعطیلات میں ہو۔ کیونکہ ان تاریخوں میں خیرخواہان انجمن و رشائقین جلسہ آسانی اور سہولت سے شریک جلسہ ہو سکتے اور تمام کارروائی کو دیکھ کر بلا تکلیف واپس جا سکتے ہیں حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے از راہ عنایت جلسہ میں شریک ہونیوالے احباب کیلئے کرایہ ریل سوائے درجہ اول کے۔ ڈیوڑھ کیلئے **نصف** کر دیا ہو بشرطیکہ مسافت **پچاس** میل سے کم نہ ہو۔ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں ان کو چاہئے کہ خاکسار سے سرٹیفکیٹ ابتدائے اپریل میں منگوالیں جسے سٹیشن والوں کی پیش کرنے اور ایک طرف کا کرایہ ادا کرنے سے واپسی کا ٹکٹ انکو مل جائیگا۔ ایک سارٹیفکیٹ بہت سے صاحبان کیلئے بھی کافی ہوگا۔ سرٹیفکیٹ کا نمونہ حکام ریلوے نے خود تجویز کر کے بھیجا ہے اسمیں سفر کرنیوالوں کے نام پتے اور ریتے درج ہونے ضروری ہونگے اور اس امر کا درج ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ کس ریلوے سٹیشن سے سوار ہونگے پس جو صاحب سرٹیفکیٹ منگوانا چاہیں انہیں لازم ہوگا کہ وہ ان تمام ضروری امور سے جو قابل اندراج سرٹیفکیٹ ہیں وقت پر اطلاع دیں۔

خاکسار **شمس الدین** جنرل سکرٹری

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر سٹیشن بنارس سے لاہور تک اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر سٹیشن مغلسرائے سے سہارنپور تک۔

نور آنا فنڈ کی تیسری اپیل
بنام اہل ملک و اہل قوم

اول۔ بالعموم اہل ملک و ارباب قوم سے یہ اخطاب ہے کہ روز ازل سے انسانی دنیا میں ایک کو دوسرے سے مدد ملنے کا طریقہ چلا آیا ہے یا یوں کہو کہ ساری مخلوق ایک دوسرے کی امداد پر بالاشتراک ٹھہری ہے۔ انسان کو انسان ہی سے نہیں بلکہ انسان کو حیوان سے بھی مدد مل رہی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں بیل اہل ہلا کر انسان کیلئے غلہ اور ترکاری پیدا کرنے میں اونٹ اور بھینسے اور گدھے ایک جگہ کا بار دوسری جگہ پہنچاتے ہیں بھیڑیں کمبل بنانے کیلئے ہمکو اون دیتی ہیں۔ بکریاں اور گائیں اور بھینسیں دودھ اور مکھن اور چھاچھ الائی میں گھوڑا سواری دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس کیا آپ لوگ کالستھ پاٹھ شالا کی امداد نہ کرینگے جسمیں کالستھوں ہی کی بہبودگی محدود نہیں ہے بلکہ دیگر اقوام کی بھی۔ حب الوطنی تو اسی کی مقتضی ہے کہ وقت ضرورت ملک کی قومیں ایک دوسرے کی امداد کریں جو باعث رضامندی خدا اور اتحاد بنی نوع انسان و درستی حالت ملک ہے۔

دوم۔ پہلی اور دوسری بار کی اپیل کا جو کچھ نتیجہ مترشح ہوا وہ مشتہر ہو چکا ہے اب میں تیسری بار یہ اپیل آپ اصحاب ملک و قوم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جسکے ملاحظہ سے پہلی اور دوسری اپیل نہیں گذری ہے۔

واضح ہو کہ خان بہادر فی القوم منشی **کالی پرشاد صاحب** وکیل بانی پاٹھ شالہ الہ آباد کا وقف کیا ہوا سرمایہ مع جایداد جو قریب پانچ لاکھ روپیہ کے ہے ان زمانہ عام اور خیراتی ابواب کیلئے ہرگز کافی نہیں ہے جو منشی صاحب نے وصیت نامہ میں محول کئے ہیں اور زمانہ کی ضروریات اور وقت کی خواہشیں یہ حکم دے رہی ہیں کہ پاٹھ شالہ مذکور کو کالج کے درجہ تک پہنچایا جائے اسلئے دیگر مستقل پانچ لاکھ کے سرمایہ کی ضرورت ہے اس پانچ لاکھ کے منافع سے قریب پندرہ ہزار سالانہ تنخواہ کو اور پانسو سالانہ انکم ٹیکس وغیرہ کو دینا ہوگا اور پچاس ہزار کالج کی توسیع عمارت میں لگے گا۔

یہ پاٹھ شالہ ۱۶ اگست ۱۸۷۳ء کو قائم ہوا ہے جسکو کالج بنانے کیلئے ۱۸۸۷ء میں کالستھ کانفرنس قائم ہوئی اور کئی بار کانفرنس میں اپیل کیا گیا لیکن کانفرنس کے قالب میں بہت سی قومی ضروریات اور اصلاحیں ٹھونس ٹھونس کر بھر دی گئیں اس وجہ سے قوم کی توجہ پریشان ہو گئی پاٹھ شالہ کو کالج بنانے کا خیال جاتا رہا حالانکہ قوم راست آیا لا ایک وقت میں کئی کام نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر شروع سے ابتک اس کانفرنس کا مقصد صرف ترقی تعلیم رہا ہوتا تو نہ صرف پاٹھ شالہ کالج بن گیا ہوتا بلکہ ایک دوسرا کالج کھل جاتا کیونکہ کانفرنس اور سبھاؤں کے مصارف میں اور اہل قوم کی آمدورفت میں بیشمار روپیہ خرچ ہو گیا۔ پاٹھ شالہ کی طرف سے چند بار ڈیپوٹیشن ارباب قوم کی خدمت میں جابجا بھیجا گیا لیکن قومی افلاس کی وجہ سے معقول کامیابی نہیں ہوئی۔ تب لاچار ہو کر یکم جنوری ۱۹۰۵ء سے نور آنا فنڈ کھولا گیا جسکے قواعد حسب ذیل ہیں:

۱۔ جس خاندان میں دس روپیہ یا اس سے کم ماہوار آمدنی ہے اس خاندان سے صرف ایکبار ایک چوانی لیجاویگی اور جس خاندان میں دس روپیہ سے زاید آمدنی ہے اس خاندان کے ہر فرد بشر سے خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا یا مذکر یا مونث چار چار آنے لئے جائیں گے۔

۲۔ ملک کی دیگر معزز قوموں کے افراد کا چندہ بھی شکریہ کیساتھ قبول کیا جائیگا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو۔

۳۔ بذریعہ ایک مطبوعہ درخواست کے جو اس اپیل کی بابت میں رکھکر شایع کیجاتی ہے ہر جگہ ایجنٹ مقرر کر کے چندہ وصول کیا جائیگا۔ ۴۔ کل چندہ براہ راست دفتر سکرٹری نور آنا فنڈ مقام لشکر گوالیار میں داخل ہو کر کالستھ پاٹھ شالہ الہ آباد کے خزانہ میں بھیجا جایا کریگا۔

چنانچہ اس رول پر دو سال سے کام ہو رہا ہے اور اگرچہ صدہا اصحاب قوم اس مبارک کام کے انجام میں دل سے ساعی و سرگرم ہیں لیکن وہ محدود ہیں اور چندہ کی موجودہ رفتار سے پایا جاتا ہے کہ اس عظیم الشان مہم کا سر ہونا اسوقت تک ناممکن ہے جبتک کہ بیشمار اصحاب قوم و برادران ملک دستگیری نہ کرینگے اور جبتک ایک ایک سول جنرل ایجنٹ کھڑا ہو کر اپنے اپنے صوبہ کا چندہ وصول نہ کریگا۔ لہذا یہ تیسری بار شکریہ کے ساتھ نام یہ اپیل شایع کرتا ہوں اور مستدعی ہوں کہ ہر قوم کے لوگ اس نیک اور ریاکاری سے پاک کام میں شرکت کا موقع حاصل کر کے ایک تمام تعلیمی عمارت کو منزل پر پہونچائیں یعنی پاٹھ شالہ کو کالج بنائیں اور ایک قلم پیشہ معزز قوم کو ممنون الطاف بزرگانہ فرمائیں خدا انکو اجر جزیل بخشیگا۔

لشکر گوالیار و فتر نور آنا فنڈ۔

کامتا پرشاد سکسینہ سیکرٹری

میں مسلمان کیوں ہوا؟

معزز ناظرین اسمیں شک نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے لیکن جو قدرتی کمزوری اسکے گلے کا ہار ہوگئی ہے وہ ہی آگے چلنے نہیں دیتی انسان تو چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں جہانتک کہ الٰہی قرب حاصل کر سکوں اسلئے انسان کو محتاط رہنا چاہئیے کہ اس کمزوری سے ہر وقت بچتا رہے اور جہانتک ہو سکے قدم کو آگے بڑھانے کی کوشش کرے فطرتی کمزوری انسان پر اسکی غفلت کو دیکھکر سوار ہو جاتی ہے اگر انسان ہوشیار اور مضبوط رہے اور ہر وقت خدا کے خوف کو مدنظر رکھے میں کہتا ہوں کہ یہ مرض اسکو کبھی لاحق نہ ہو سکیں جس وقت خدا کا فضل ہو تو ایسی کمزوریاں خواہ کس قدر بلکہ صدہا ہوں تو کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں خدا کا فضل ہی ایسے خوف سے تھا جب کہ میں انسانیت کے قالب میں آیا ہوں اور عقلمندی اور ہوشمندی کا جامہ پہنا ہی مجھکو یہی شوق رہا کہ کسیطرح سے صراط مستقیم کا پتہ لگے اس جستجو اور میری کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے گروہوں میں پھنستا رہا اور گرہیں بھی اسقدر پیچیدہ تھیں کہ جن سے نکلنے کی صورت محال تھی چونکہ میرے ساتھ فضل الٰہی شامل حال تھا مجھلوان گرہوں نے ایسا نکالا جیسے مکھن سے بال اب میں ان گرہوں کا ذکر کرونگا جسمیں بہت سی مشکلات پیش آئیں پہلے گروہ آریوں کا تھا اسمیں قریب چار سال تک رہا اور خوض کیا گیا لیکن اسکی تعلیم اسقدر بیہودی اور بیہودہ تھی میں کہتا ہوں کہ کوئی شریف اور خاندانی آدمی اسکو ہرگز قبول نہیں کریگا بلکہ اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھکر دور بھاگیگا اول انکی ویدکی تعلیم ہی ایک مسئلہ نیوگ کا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بانی کی خواہش یا تو دنیا کی آزادی کیلئے تھی یا نفسانی اسکو منظور تھی جس سے انکی مراد تھی کہ کوئی نفس اپنی بیوی سے بغیر غیر طرز کی اجازت کے ہمبستر ہو اور ایک جگہ کل نیارہ صاف حکم دیدیا کہ غیروں سے اولاد حاصل کرنا کار خیر اور ثواب کا کام ہے۔ انکی تشریح کرنی انسانیت کی بعید ہے۔ اسواسطے میں چھوڑتا ہوں دوسرے یہ کہ انہوں نے مکتی کو میعادی ٹھہرا دیا ہے اور تناسخ ہمیشہ کیلئے لگا ہوا قرار دیا ہے جس سے کبھی نجات نہیں کیونکہ ازل اور تناسخ کی نہ تو رحیم کریم کیطرف منسوب کرنا عقل سلیم تجویز کر سکتی ہے جبحالت میں پرمیشور کو ابدی نجات دینے کی قدرت تھی اور وہ سرب شکتی مان تھا۔ تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا بخل اور کس لئے کیوں کیا کہ اپنی قدرت کے فیض سے بندوں کو محروم رکھا اور اسپر یہ اعتراض اور بھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان روحوں کو ایک طول طویل عذاب میں ڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے جو نہیں سکتے کی مصیبت انکی قسمت میں لکھ دی ہے وہ روحیں پرمیشور کی مخلوق بھی نہیں ہیں اسکا جواب آریہ صاحبان یہ کہتے ہیں کہ پرمیشور ہمیشہ کی مکتی دینے پر قادر تو تھا سرب شکتی مان جو ہوا لیکن میعادی مکتی اسوجہ سے تجویز کی گئی کہ سلسلہ تناسخ کا ٹوٹ نہ جاوے کیونکہ اس حالت میں روحیں ایک تعداد مقررہ کے اندر ہیں اور اس سے زیادہ نہیں ہو سکتیں پس ایسی صورت میں اگر دائمی مکتی ہوتی تو جونوں کا سلسلہ قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ جو روحیں نجات ابدی پا کر مکتی خانہ میں گئیں تو وہ گویا پرمیشور کے ہاتھ سے گئیں۔ اور اس روزمرہ کی خرخر کا آخری نتیجہ ضرور یہ ہوتا تھا کہ ایکدن ایک دم ہی جونوں کے ڈالنے کیلئے پرمیشور کے ہاتھ صرف ستی اور کسان یہ سلسلہ تمام ہو کر پرمیشور معطل ہو کر بیٹھ جاتا ایسی تعلیم جس سے ایک روز خود بخود ہی میں پرمیشور معطل ہو بیٹھے ایک ذی عقل آدمی کب پسند کر سکتا ہے کہ یہ تعلیم خداوند پاک کی ہی اور دوسرا رہا اسکو نکلنا تھا۔ خدا خدا کر کے اس تعلیم سے نفرت پا کر جب میں متلاشی حق ہو کر جستجو کی تو سکھ کے آگے میں پھنس گیا سکھوں کا اصول گرنتھ صاحب کی تعلیم ہی جب اسکو غور سے دیکھا جاتا ہے تو اسمیں شک نہیں کہ جو کلام باوا صاحب نے کہی ہے وہ بالکل پاک اور صاف و شرک سے نفرت کرنیوالی ہے مگر بعد میں اب عرصہ گذرنے سے باوا گوبند صاحب نے اس تعلیم کو جو نانک واحد صاحب کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی تھی الٹ پلٹ کر کے میں گرنتھ شلوک اسمیں داخل کر دیئے اور جہاں جہاں رسول کریم کی پیروی کی تاکید فرمائی تھی اسکو نکال کر بجائے اسکے برعکس شلوک داخل کر دیئے گر میں تو متلاشی راہ مستقیم تھا مجھکو ایک دفعہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جیادر قادیان بنی | دوا بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ لے (۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص معاونین سے عـ
(۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر
(۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

ایک خط اور اسکا جواب

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ذیل کا کارڈ آیا تہا اسکا جواب مخدوم الملۃ نے جو لکھا وہ ناظرین کی فائدہ کے لئے درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

جناب مرزا صاحب۔ تسلیم۔ مسیح جو کہ منجی جہان تہا جب وہ اس جہان میں تہا تو اوس نے بہت سے مریضوں کو چنگا کیا۔ اور بہت سے وہ نئے نئے کام دکھلائے جو کہ بجز ذات باری تعالےٰ کے اور کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اب چونکہ آپ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں سو آپ سے التجا ہے کہ آپ میرے واسطے دعا کیجئے تا کہ میں بہت جلدی اپنی بیماری سے شفا پاؤں نیز میرے واسطے پیشگوئی کیجئے کہ اس سال مجھکو امتحان میں کیسی کامیابی ہوگی۔ اور اسطرح آپکو مسیح موعود تسلیم کر کے آپکی کفش برداروں میں ہونیکا فخر حاصل کروں۔

والسلام — وصی اللہ طالب علم انگریزی متلاشی حق۔ شوراب گیٹ۔ بازار شاہ گہاسہ
۲۲۔ فروری ۱۹۰۵ء — میرٹھ سٹی

جواب

اس سے زیادہ ناپاک جھوٹ اور خدا تعالےٰ کو ناراض کرنے والی دلیری کیا ہو سکتی ہے کہ ضعیفہ عورت سے نکلے ہوئے ناتوان بے علم گوشت پوست کو "منجی جہان" کہا جائے۔ کیا ان جھوٹے اور بے سروپا قصوں اور مردہ افسانوں سے جنکا نام لوقا متی مرقس کی انجیل ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ یسوع منجی جہان تھا۔ دعووں کی سچائی کا معیار افعال و نتائج افعال ہوتے ہیں۔ یسوع کا دعویٰ تہا کہ وہ یہود کی کھوئی بادشاہت کو قائم کرنے آیا ہے اور غیر قوموں کی غلامی کے آہنی تنور سے انہیں نجات دیگا۔ مگر انجیلوں کے واقعات کی بنا پر یہ دعویٰ کیسا جھوٹا ثابت ہوا بلکہ وہ خود ذلت سے ہلاک کیا گیا اور ناپاک مشرکوں اور شریعت پرستوں نے ذلت کے بدنما داغ کو چھپانے کے لئے یہ عذر بدتر از جرم تراش لیا کہ وہ گناہ گاروں کیلئے موا اور اوسنے روحانی سلطنت قائم کی۔ ہر ایک نامراد ناکام و ناشاد انسان آخرکار یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر ناکام رہا مگر روحانی طور پر کامیاب ہوگیا۔ تمام سٹوڈنٹ جو یونیورسٹیوں کے امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں دعویٰ کر سکتے ہیں کہ گو وہ بلحاظ ظاہری نمبروں کے فیل ہیں مگر روحانی طور پر پاس ہی ہیں۔ مگر یہ بے ثبوت لاف کیا کوئی فائدہ دے سکتی ہیں۔ کیا وہ ذلیل موت جسے لعنت کہا جاتا ہے کچھ بھی مفید ہوئی۔ ہاں اس اعتقاد کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ سچی پاکیزگی اور پاک ایمان اور نیک اعمال کا لفظ یسوع پرستوں سے مٹ گیا اور گناہ پر سخت دلیری پیدا ہو گئی۔ اسکی توضیح کی ضرورت نہیں یورپ کے ملکوں میں شراب اور زنا اور قمار بازی کی روز افزوں کثرت اور بہت بے باکی کے کام اسکے گواہ ہیں کیا اوس بزرگ پادری اور یورپین پادری کا حال تمنے نہیں سنا جو ایک شمیں آرفنج کا سپرنٹنڈنٹ تہا اور کیا کام کرکے وہ ولایت کو بہاگا اور واپس گرفتار ہو کر آیا ہے۔ پہر ایسے کمزور ناکام شخص کو منجی جہان کہنا کیسی شرم کی بات ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ توریت کا کوئی نبی ایسی ناکامی اور نامرادی کی حالتمیں دنیا سے نہیں اٹھا جس نامرادی اور دشمن کامی سے یسوع مرا حضرت موسیٰ کا دعویٰ تہا کہ وہ یہود کو فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ عملی طور پر اس دعویٰ کو سچا دکہا کر راست باز اور خدا کے نبی ثابت ہوئے کیا وہ بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور سے نکالکر نہ دکہاتا اور اس دعوے کی پردہ پوشی یوں کرتے کہ انہوں نے روحانی طور پر اسرائیلیوں کو نجات دلادی ہے تو بات نہایت ہی بیہودہ نہ ہوتی۔ اس جہان کے حقیقی نجات دہندہ تمام انبیا کو زندہ کرنیوالے تمام راستبازیوں کے جامع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جو دعوے قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں وہ سب عملی طور پر پورے کر کے دکہائے۔ عرب گمنام تھے۔ آوارہ تھے۔ زناکار تھے۔ جوئے باز تھے شراب خوار تھے منتشر تھے انہیں ذلت اور خانہ جنگی کی غلامی اور جہنم سے پوری نجات دلائی بلکہ تمام بدعادتوں سے پاک صاف کرکے جہان کا معلم انہیں بنالیا۔ مگر جائے حیرت ہے کہ یسوع نے کیا کیا کس ناپاک عادت کو دنیا سے نابود کیا۔ اس کی نظیر میں کسی قوم کو پیش تو کرو۔ محدود قوم یہود کی جو رومی جوتے کے نیچے دبی ہوئی تھی ایک محدود مقام میں اسکی تبلیغ کی غایت اور مخاطب تھی انہیں کیا تبدیلی کر کے دکھائی۔ چند کم ہمت بیہودہ جو شاگرد تھے انکی کمزوریاں اور ضعف ایمان بھی دور نہ ہوئے۔ دنیا میں بہت سے گرے ہوئے بت پرست مذہب ہیں مگر جیسے اس کمزور بت یسوع کے پرستار گری ہوئی حالت میں ہیں ناقابل بیان ہے۔ رامچندر جی کے پوجنے والے کہہ سکتے اور دکہا سکتے ہیں کہ جناب راجہ رامچندر ایک دشمن پر جو ظالم راون تہا مظفر و منصور ہوئے اور یوں اپنے دعاوی میں کامیاب ہو کر پرستش کے مستحق ٹھہر گئے اسیطرح جناب کرشن مہاراج کے پرستار باثبوت دعوے کر سکتے ہیں مگر یسوع کے پرستار کیا دکہا سکتے ہیں بس یہی کہ یسوع نے روحانی طور پر دنیا کو نجات دی کیا نجات دی یہی کہ کفارہ کے اعتقاد سے گناہوں اور بے باکیوں کے سیلاب کا بند توڑ دیا۔

تم ابھی نئے گرفتار ہو اور دلدلی زمین میں دبتے ہوئے جا رہے ہو دیکھتے نہیں ہو کہ یورپ میں ہزاروں اہل دل دانشمند انسان کو خدا ماننے کے شرمناک عقیدہ سے بیزار ہو رہے

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

بوجہ شدت سردی کے صرف ظہر اور عصر کی نماز دن میں حضور شامل ہوتے رہے۔

۸ر فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آپکے ایک خادم آمدہ از کشمیر نے سربسجود ہو کر خدا تعالیٰ کے کلام اسجدوا لآدم کو اس کے ظاہری الفاظ پر پورا کرنا چاہا۔ اور نہایت گریہ وزاری سے اظہار محبت کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس حرکت سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ مشرکانہ باتیں ہیں ان سے پرہیز چاہیئے

ایک شخص کی درخواست مباحثہ پر فرمایا کہ حسب اعلام الٰہی ہمنے مباحثہ کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ لیکن ہاں جسکا جی چاہے ازالہ شبہات کیلئے ہم سے کلام یا تحریر کر سکتا ہے بحث میں تو فریقین کو ہار جیت کا خیال ہوتا ہے مگر اسمیں یہ خیال نہیں ہوتا بحث کے بند کرنیسے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی اعتراض کرے یا سوال کرے یا اُسے کچھ وساوس ہوں تو اسکی طرف توجہ ہی نہ کیجائے بلکہ اس سے مراد یہی کہ جواب اور جواب الجواب در ہار جیت کا جو خیال لوگوں کو ہوتا ہے اس سے وہ احقاق حق سے دور جا پڑتے ہیں۔ ورنہ سوالات اور ازالہ وساوس کیلئے دروازہ کھلا ہے جسکا جی چاہے ہم سے پوچھ سکتا ہے۔

۹ر فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت تشریف لاکر طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ سردی کی شدت میں یہ کم ہو جایا کرتی تھی مگر اب سردی کی شدت کے ساتھ اسکی بھی شدت ترقی کر رہی ہے۔ حالانکہ ابھی اسکی مزید ترقی کے ایام آنے والے ہیں۔

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء

جمعہ حضور علیہ السلام نے مسجد اقصےٰ میں ادا فرمایا

۱۱ر فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کی نماز ادا فرما کر حضرت اقدس تشریف لے گئے لیکن جناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی کے اقارب میں سے ایک صاحب مولوی احمد سعید صاحب انصاری سہارنپوری برادر زادہ و شاگرد و خلیفہ محی السنۃ قامع البدعۃ حافظ حدیث جناب مولانا شیخ محمد انصاری سہارنپوری مولانا مکی مہاجر مرحوم احقاق حق کے خیال سے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے صاحبزادہ صاحب نے حضور اقدس سے انکی ملاقات کی درخواست کی جسپر حضور علیہ السلام اسیوقت تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر مجلس فرمائی بعد استفسار اسم و سکونت و مختلف اذکار کے مسئلہ جہاد کا تذکرہ ہوا جسمیں ضمناً بعض ان گروہوں کا ذکر بھی آگیا جو کہ ہر ایک کافر کو بذریعہ تلوار قتل کر دینے کو غزا قرار دیتے ہیں اور انگریزوں کے ملک میں رہنا بدعت اور کفر خیال کرتے ہیں اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا یہ خیال کہ ہم کفر کے اثر سے بچنے کیلئے الگ رہتے ہیں اور اگر انگریزوں کی رعیت ہو کر رہیں تو آنکھوں سے کفر اور شرک کے کام دیکھنے پڑیں میرے نزدیک درست نہیں ہیں کیونکہ اس گورنمنٹ نے مذہب کے بارے میں ہر ایک کو ایک آزادی دے رکھی ہے اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ امن اور سلامت روی سے اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرے۔ مذہبی تعصب کو گورنمنٹ ہرگز دخل نہیں دیتی اسکی بہت سی زندہ نظیریں موجود ہیں ایکدفعہ خود عیسائی پادریوں نے ایک جھوٹا مقدمہ خون کا مجھپر بنایا ایک انگریز اور عیسائی حاکم کے پاس ہی وہ مقدمہ تھا اور اسوقت کا ایک لفٹنٹ گورنر بھی ایک پادری مزاج آدمی تھا مگر آخر اس نے فیصلہ میرے حق میں دیا اور بالکل بری کر دیا بلکہ یہاں تک کہا کہ میں پادریوں کی خاطر انصاف کو ترک نہیں کر سکتا اس کے بعد ابھی ایک مقدمہ فیصلہ ہوا ہے پہلے تو وہ ہندو مجسٹریٹوں کے پاس تھا نہیں معلوم کہ انہوں نے کس رعب میں آکر بہت ہی واضح اور بین وجوہات کو نظر انداز کر دیا اور مجھپر جرمانہ کیا لیکن عجیب اسکی اپیل ایک انگریز حاکم کے پاس ہوئی تو اُس نے بری کر دیا اور مجسٹریٹ کی کارروائی پر افسوس کیا اور کہا کہ جو مقدمہ ابتدائی مرحلہ پر خارج کے قابل تھا اسپر اسقدر وقت ضائع کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں ابھی تک عدل اور انصاف کا مادہ موجود ہے اگر کسی قسم کا مذہبی تعصب یا بغض ہوتا تو کم از کم میرے ساتھ تو ضرور برتا جاتا ۳ لاکھ کے قریب جماعت ہے پھر افغانستان کے لوگ بھی آ آکر بیعت کرتے رہتے ہیں اور ایک نیا فرقہ ہونیکی وجہ سے بھی گورنمنٹ کی نظر اور توجہ اسطرف ہونی چاہیئے تھی مگر دیکھلو کہ قریب ۸ کے ہمارے مقدمات ہوئے ہیں جنمیں سے سوائے ایک دو کے باقی کل مخالفین کیطرف سے ہمپر تھے مگر سب میں کامیابی ہمکو ہی حاصل ہوئی ہے اور انگریزوں نے ہی ہمارے حق میں فیصلے دیئے ہیں اگرچہ ہم ان سب کامیابیوں کو خدا کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اگر وہ نہ چاہتا۔ تو یہ لوگ کیا کرتے مگر جن لوگوں کے ذریعہ اور ہاتھوں سے اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوئی وہ بھی قابل شکر کے ہیں جہانتک میرا خیال بلکہ یقین ہے وہ یہ ہے کہ ابھی تک ان لوگوں میں تعصب نہیں ہے اور آئندہ کا حال خدا کو معلوم ہے اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کو خدمت دین ہی مطلوب ہے اور انکی غرض خدا کو راضی کرنا ہے تو چھپ کر بیٹھ رہنے سے کیا فایدہ۔ انکو چاہیئے کہ خدمت دین کا میدان تھام لیں۔

گورنمنٹ کیطرف سے کسی قسم کی سختی ہرگز نہیں ہے لوگوں کو تبلیغ اور اتمام حجت کریں یہ خیال بالکل غلط ہے کہ واعظ لوگوں کو گورنمنٹ گرفت کرتی ہے ہرگز نہیں ہاں جو لوگ مفسد ہوتے ہیں وہ ضرور خود ہی گرفت کے قابل ہوتے ہیں گورنمنٹ کا اسمیں کیا قصور۔ اب تو عیسویت کا یہ حال ہے کہ اسپر خود بخود موت آ رہی ہے خود ان کے بڑے بڑے عالم اور فاضل تثلیث کے پکے دشمن ہو گئے ہیں اور نئی تعلیم نے ان کے دلوں میں یہ بات کوٹ کر بھر دی ہے کہ بناوٹی خدا اب کام نہیں آسکتا۔ پادریوں کی یہ حالت ہے کہ صرف ٹکڑے کی خاطر کام کر رہے ہیں اگر ایکدن تنخواہ کو دیر ہو جاوے تو کام چھوڑ دیتے ہیں اور خود عیسائی مذہب کی رد میں کتابیں لکھتے ہیں اب زمانہ کسر صلیب کا ہے تقریر کے مقابلہ پر تلوار سے کام لینا بالکل نادانی ہے خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جسطرح اور جن آلات سے کفار لوگ تمپر حملہ کرتے ہیں اونہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں لہذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جاوے اگر تلوار سے دیا جاویگا تو یہ اعتدا ہوگا جسکی خدا تعالےٰ نے صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان اللہ لا یحب المعتدین پھر اگر عیسائیوں کو قتل بھی کر دیا جائے تو اس سے وہ وساوس دور نہوں گے جو کہ دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ وہ اور پختہ ہو جاوینگے اور لوگ کہینگے کہ واقعی اہل اسلام کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن اگر شیریں کلامی اور نرمی سے ان کے وساوس کو دور کیا جاوے تو امید ہے کہ وہ سمجھ جاوینگے اور ہم نے دیکھا کہ بعض عیسائی لوگ جو یہاں آتے ہیں انکو جب نرمی سے سمجھایا جاتا ہے تو اکثر سمجھ جاتے ہیں۔ اور تبدیل مذہب کر لیتے ہیں جیسے کہ ماسٹر عبد الحق صاحب نو مسلم آجکل ہماری رو تو یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے کمربستہ ہو کر دین کی خدمت میں مصروف ہوں کیونکہ یہ وقت اسی کام کیلئے ہے اگر اب کوئی نہیں کرتا تو اور کب کریگا۔

بعض ایسے لوگ جن تک حضور علیہ السلام کی بعثت اور دعاوی کی مفصل کیفیت نہیں پہنچی تاہم وہ حسن ظن رکھتے ہیں اور بسبب دوری کے قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے اُن کے ذکر پر آپ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کیونکہ انکو کامل علم نہیں ہے اور علم اصل میں اسی کو کہتے ہیں جبکہ انسان کی واقفیت رویت کی قایمقام ہو

الہامات کی ذکر پر فرمایا کہ قضا و قدر کے اسرار چونکہ عمیق در عمیق ہوتے ہیں اسلئے بعض وقت الہامات اور رویا کی تفہیم میں انسانوں کو غلطی لگ جاتی ہے مذکورہ بالا تقریر فرما کر حضرت اقدس تشریف لے گئے مگر پھر بہت جلد تشریف لائے اور فرمایا کہ عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ اذان ہو جاوے خانصاحب شادیخان اذان دینے گئے اور حضور علیہ السلام نے مجلس فرمائی چونکہ اسوقت اہل اسلام میں سے بھی مخالف اور منکر حضرت مسیح موعود و الہام کے مدعی ہیں اور وہ دعوے کرتے ہیں کہ ہمکو حضرت مرزا صاحب کے کاذب اور دجال ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ کی وحی ہوئی ہے اور سوا اس کے بعض مذاہب غیر از اسلام میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو کہ اپنے مذہب کی تصدیق کے بذریعہ الہام مدعی ہیں اسلئے اسی سوال کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر فرمائی جو کہ بہت ہی غور اور توجہ کے قابل ہے۔

اقوال الٰہی میں اختلاف ہے تو افعال الٰہی سے نتیجہ نکالو!

ہر ایک شخص اپنی حالت کے لحاظ سے معذور ہوتا ہے اس لئے ان میں فیصلہ کا ایک موٹا طریق ہے جسے ہم پیش کرتے ہیں اسوقت مختلف اقوام جن کا اسلام سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے الہام کے مدعی ہیں دس سال کا عرصہ گذرا کہ ایکدفعہ امرتسر سے ایک سکھ کا خط آیا کہ مذہب سکھ کے سچا ہونے کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے اور ایسے ہی ایک انگریز نے الہ آباد سے لکھا کہ مجھے عیسویت کے سچا ہونے کی نسبت الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی ہے اور ایک مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنکو میں نیک جانتا ہوں انکی اولاد امرتسر میں ہے انکو بھی دعویٰ الہام کا ہے اور وہ

کہتے ہین کہ ہمین الہام ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے اور مرزا صاحب کاذب اور دجال ہین پیرادہر ہماری جماعت مین بہی ہزارہا ایسے آدمی ہین جنکو الہام اور رویا کے ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے اور خود رسول اللہ صلعم نے زبان مبارک سے تصدیق کی ہے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے اور یہی ذریعہ انکی بیعت کا ہوا ہے۔ تو اب ان مختلف اقسام کے الہامون مین جلدی سے فیصلہ تجویز کرنا تقوے سے بعید ہے اسلئے مین جلدی کو پسند نہین کرتا انسان کو چاہیئے کہ صبر اور دعا سے کام لے اور تقوے کے پہلو کو ہاتہہ سے نہ چھوڑے ان اللہ مع الذین اتقوا

اسوقت خود اسلام مین کئی فرقے موجود ہین جو کہ ایکدوسرے کی تردید کر رہے ہین پہر دوسرے مذاہب کے حملے الگ ہین ایک کتاب ترک اسلام لکہی گئی تہی اور اب ایک تہذیب الاسلام لکہی گئی ہے جسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت فحش اور شرمناک حملے کئے گئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مذاہب اور فرقون مین ایک جنگ چل رہی ہے اور ہر ایک کا دعوے یہی ہے کہ ہم حق پر ہین پس ایسی حالت مین فیصلہ کرنا ایک آسان امر نہین ہے یا تو اللہ تعالے اپنے فضل سے کسیکو فہم دے اور رشد عطا کرے۔ اور یا خود انسان جلدی نہ کرے اور صبر اور دعا سے کام لے تاکہ دقت پر حقیقت کہلجاوے کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے کیونکہ جہوٹے مذہب کیساتہہ اسکی نصرت اور تائید کبہی شامل نہین ہوسکتی اگر جہوٹے مذہب کی بہی وہی خاطر خدا کو ہو۔ جو کہ سچے مذہب کی ہوتی ہے تو پہر سچ اور جہوٹ کا امتیاز کرنا محال ہوجاتیگا

اسلئے آنحضرت صلعم نے جیسے کہ قرآن شریف مین درج ہے یہ جواب دیا کہ اعملوا علی مکانتکم انی عامل کہ اگر تم لوگون پر میرا سچا ہونا مشتبہ ہے تو تم بہی اپنی جگہ عمل کرو۔ مین بہی کرتا ہون انجام پر دیکہہ لینا کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے جو امر خدا کیطرف سے ہوگا وہ بہرحال غالب ہو کر رہیگا۔ واللہ غالب علی امرہ۔

ان مختلف الہامات کے فیصلہ کیلئے یہی دراصل یہی معیار ہے کیونکہ ایک طرف تو اہل اسلام الہام کے مدعی ہین دوسری طرف سکہہ وغیرہ بہی پس اگر یہ سب الہامات خدا کیطرف سے سمجہے جاوین تو پہر یہ بہی ماننا پڑیگا کہ خدا بہی بہت سے ہین کیونکہ اگر وہ سب ایک ہی کا کلام ہے تو آپس مین ایکدوسرے کی ضد کیون ہین کہ وہی خدا ایک کو کہتا ہے کہ فلان شخص سچا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے کہ جہوٹا ہے پس اسمین فیصلہ کی جو آسان ترین راہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک قول ہوتا ہے اور ایک فعل اگر قول مین اختلاف ہے تو اب فعل کی انتظار چاہیئے قول پر اگر فیصلہ کا مدار رکہا جاوے تو اسکی نظیر دوسری جگہہ نکل آئی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجہے یہ الہام ہوا ہے کہ تم کذاب ہو۔ لیکن فعل کو کہان چہپاوینگے اسکی مثال تو ایک سورج کی ہے جسکی رویت سے کوئی انکار نہین کرسکتا ہے قول سے مراد ہماری وحی الٰہی ہے اور فعل سے نصرت اور تائیدات الٰہیہ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فعل کو دکہلاؤ تو یاد رہے کہ اس کا جلدی ظاہر کرنا ہمارا اپنا اختیار نہین ہے اور کسی نبی کے اختیار مین بہی یہ بات نہین ہوئی کہ وہ آیات اللہ کو جب چاہے دکہا دیوے۔ ان خلق اللہ کیطرح ان کو اس قسم کے اضطراب ضرور ہوتے ہین اور وہ خواہان ہوتے ہین مگر آخر آیات خدا کے ہاتہہ مین ہین اور وہ اپنے مصالح سے ان کو کہولتا ہے آنحضرت صلعم کو بہی بڑا اضطراب تہا تو خدا تعالے نے وحی کی کہ تو آسمان پر زینہ لگا کر جا اور ان کو نشان لادے۔ اگر ہم کاذب اور دجال ہین تو صبر کرو۔ خدا تعالے فرماتا ہے

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

جب سے دنیا قایم ہوئی ہے یہ کبہی اتفاق نہین ہوا کہ خدا تعالے نے کاذب کی تائید کر کے سچون کو شکست دی ہو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین آپ کے مقابلہ پر الہام کے مدعی موجود تہے اور وہ آپ کو جہوٹا خیال کرتے تہے مسیلمہ کذاب بہی انہین مین تہا اگر قول پر مدار ہوتا تو اشتباہ رہتا۔ مگر آخر فعل الٰہی نے فیصلہ کردیا دیکہہ لو کہ اب کس کے دین کا نقارہ بج رہا ہے کس کا نام روشن ہے جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دیجاتی ہے وہ بڑہتا ہے وہ پہیلتا اور پہولتا ہے اور اس کے دشمنون پر اسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا کی طرف سے نہین ہوتا وہ مثل جہاگ کی ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہوجاتا ہے خدا کو کوئی دہوکا نہین دیسکتا جسکا مدار تقوے پر ہوگا اور جس کے خدا کے ساتہہ پاک تعلقات ہون گے اسکی نصرت ہوگی یہ صرف ہمارے ساتہہ ہی نہین ہے کہ اسوقت اور ملہم ہمین جہوٹا قرار دیتے ہین۔ بلکہ عیسے علیہ السلام اور موسے علیہ السلام کے زمانہ مین بہی ایسے لوگ موجود تہے جو کہ ملہم تہے اور وہ ان نبیون کی تکذیب کرتے تہے تو اسوقت کے دانا ؤن نے یہی فیصلہ دیا تہا کہ جو سچا ہوگا اس کا کاروبار بابرکت ہوگا۔ پس اب بجز اس بات کے اور فیصلہ نہین نظر آتا کہ اگر قول مین پیچیدگی ہے تو فعل کو دیکہو۔ لیکن مین پہر کہتا ہون کہ مجہسے یہ درخواست کہ فعل ظاہر ہو۔ عبث ہے مین تو ایک عاجز بندہ ہون یہ خدا کا کام ہے کہ جو فعل وہ چاہے ظاہر کردے مین کیا ہون خود رسول اللہ صلعم نے یہی جواب دیا کہ انما الآیات عند اللہ انما انا بشیر و نذیر۔ انبیاء کا کام بازیگرون کیطرح چٹے بٹے دکہانا نہین ہوتا وہ تو خدا کے پیغام رسان ہوتے ہین علمی بحث الگ ہے اور الہامی بحث الگ ہے مختصر فیصلہ یہی ہے کہ اگر قول مین تعارض ہو تو فعل خود فیصلہ کردیگا۔ ایک مفتری تحصیلدار گورنمنٹ سے عزت نہین پاسکتا اور گرفتار کیا جاتا ہے۔ تو مفتری علی اللہ کیسے اسکا محبوب ہوسکتا ہے اور وہ کب اوسکی تائید کرسکتا ہے اگر سچے کی عزت بہی ویسی ہو جیسا کہ جہوٹے کی۔ تو پہر دنیا سے امان اٹہہ جاویگا۔ پس یاد رکہو کہ قول کے اشتباہ فعل سے ہی دور ہوسکتے ہین میرے ساتہہ جو وعدے خدا کے ہین وہ ۲۵۔۳۰ سال پیشتر براہین مین درج ہوچکے ہین اور بہت سے پورے ہوگئے ہین جو باقی ہین چاہیئے تو ان کا انتظار کرو۔ الہام مین دخل شیطانی بہی ہوتا ہے جیسے کہ قرآن شریف سے ہی ظاہر ہے مگر جو شخص شیطان کے اثر کے نیچے ہوتا ہے نصرت نہین ملاکرتی۔ نصرت اسے ہی ملا کرتی ہے جو رحمان کے زیر سایہ ہو۔ ہم اپنی زبان سے کسی کو مفتری نہین کہتے جبکہ وحی شیطانی بہی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ کسی سادہ لوح کو دہوکا لگا ہو۔ اسلئے ہم فعل الٰہی کی سند پیش کرتے ہین رسول اللہ صلعم نے بہی یہ پیش کی تہی اور خدا تعالے نے فعل پر بہت مدار رکہا ہے۔ ولو تقول علینا لاخذنا منہ بالیمین۔ مین فعل ہی کا ذکر ہے پس جبکہ یہ مسنون طریق ہے تو اس سے کیون گریز ہے ہم لوگون کے سامنے ہین اور اگر فریب سے کام کر رہے ہین تو خدا تعالے ایسے عذاب سے ہلاک کریگا کہ لوگون کو عبرت ہوجاویگی۔ اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور خدا کی طرف سے ہے تو پہر دوسرے لوگ ہلاک ہوجاوینگے۔

الحکم بذریعہ مشین کیونکر چہاپا جاسکتا ہے؟

دو تین ہفتون سے الحکم کے ذریعہ یہ خبر ناظرین اور بہی خواہان الحکم کو پہونچی ہے کہ چہپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی خاطر یہ تجویز زیر نظر ہے کہ انوار احمدیہ پریس مین سردست کم از کم ایک مشین منگوائی جاوے۔ تاوقتیکہ انجن کے منگوانے کا انتظام ہوسکے دستی چلے۔

ناظرین! الحکم میری اس بلند پروازی یا شیخ چلی کے سے خیالات کو حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکہتے ہیں کہ ایک طرف بقایا دارون کا شکوہ کیا جاتا ہے دوسری طرف مشین منگوانے کی تیاریان ہورہی ہین۔ تیسری طرف مالی مشکلات کا دفتر کہولا ہے یہ کیا راز ہے؟ مین بجائے خود حیران ہون کہ فی الحقیقت اس قسم کی مشکلات درپیش ہین لیکن اسپر بہی مجہے کچہہ ایسا یقین ہورہا ہے کہ وہ وقت خدا تعالے لے جاتا ہے تو دور نہین کہ انوار احمدیہ پریس مین ولایتی مشین چلے گی۔

کیونکہ خدا تعالے کی عجیب در عجیب قدرتون کے جو تماشے اور کرشمے مینے اپنی زندگی اور الحکم کے اجرا و اشاعت مین دیکہے ہین وہی کرشمے مجہے یقین دلاتے ہین کہ خدا تعالے ساری مشکلات کو آسان کردے گا۔ کس کو یہ وہم و گمان ہوسکتا تہا کہ وہ اخبار جو آج آٹہہ سال پہلے محض بے سروسامان کی حالت مین جاری کیا جاتا ہے بارور ہوگا اور قوم اسے محبوب بنالیگی اور اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلم آرگن سمجہا جائیگا۔ پس جس رحیم و کریم مولیٰ نے اسطرح ذرہ نوازی کی ہے اس سے آیندہ کیا کیا میری امیدین وابستہ نہین ہین۔ مجہے کامل یقین ہے اور اسی یقین کی بنا پر مینے الحکم کے سب سے پہلے پرچہ مین کہا تہا کہ اگر الحکم ملکی خیرسگالی اور نوع انسان کی بہلائی کیلئے شایع ہوتا، تو کامیاب ہوجائیگا۔ اوس یقین کی بنا پر مین اب بہی کہتا ہون کہ اگر اللہ تعالے کے نزدیک یہ نافع الناس وجود ہے تو انشاء اللہ العزیز کسی نہ کسی رنگ مین یہ ملک اور قوم کیلئے نفع رسان ثابت ہوتا رہیگا اور بڑہے گا اور پہلے گا اور پہولے گا۔

بعض بزرگون کو ایسی باتین عجب اور خودستائی کے رنگ مین نظر آیا کرتی ہین مگر مین انہین معذور سمجہتا ہون۔ وہ ہلئے مین اپنا کام کئے جاتا ہون

جہانتک مجھ سے ہو سکتا ہے اور خدا کا فضل جہانتک میری دستگیری کرتا ہے۔ بہرحال بات اصل مطلب سے نکل جاتی ہے۔ میرا مطلب اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ میں ظاہر کرون کہ الحکم مشین کے ذریعہ کیونکر چھپایا جا سکتا ہے حالانکہ اسکی مالی حالت اور ناکافی اشاعت ابھی اسکی اجازت نہیں دیتی کہ اسقدر خرچ کثیر کا بوجھ اسپر یا اپنے اصلی معنوں میں قوم پر ڈالا جاوے۔ مشین منگوانے کیلئے کئی ہزار کا خرچ کرنا پڑیگا۔ لیکن قوم مطمئن رہے کہ **میں اس کام کے لئے کسی سے ایک پائی بھی چندہ نہیں مانگتا** ہان ایک امر ضرور پیش کرتا ہون جو اس سے بالکل الگ ہے اور جسکا اثر الحکم کی توسیع اشاعت پر بھی پڑتا ہے اور ان مشکلات مالی میں بہکافی مدد مل جاتی ہے۔ اور وہ کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔ اگر الحکم کے **کل خریدار** اپنی جگہ عزم بالجزم اور عہد **موثق کرلین** کہ وہ آیندہ جولائی **سنہ ۱۹۰۵ء تک پانچ پانچ خریدار بہم پہونچاوینگے تو ان کا یہ قومی احسان** انشاءاللہ ہر پہلو کے **لحاظ سے مستقل اور مضبوط ہو جائیگا اور کثرت اشاعت کے ساتھ** مشین کے منگوانے کے پورے سامان بہم پہونچ جاوینگے۔

اس کے **علاوہ** ایک اور طریق بھی کارخانہ کو اسبارہ میں سہولت بہم پہونچانے کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قریباً **دو ہزار روپیہ** مطلوبہ کا خریداران الحکم کے ذمہ بقایا ہے اگر اکل **القوم** اور بارسوخ مقامی اصحاب اس کام میں مدد دینے کا وعدہ کرین تو یہ ایک رقم معقول امداد ہے میں ایک جدا **چٹھی** الحکم کے معزز اور بارسوخ اصحاب کی خدمت میں اس غرض سے بھیجونگا کہ وہ **توسیع اشاعت** کیلئے مدد دین۔ اور بقایاداروں کی فہرست بھی ان کے پاس بغرض وصولی بھیجدونگا۔

الغرض یہ طریق ہے مجھے اس کام میں مدد دینے کا۔ جو لوگ الحکم کے ساتھ خاص دلچسپی اور مذاق رکھتے ہیں وہ انہیں اور قوم میں اس تحریک کو عام کرین۔ آیندہ چھ مہینوں تک توسیع **اشاعت کا کالم** بدستور کھلا رہیگا مجھے کم از کم **۸۰۰ جدید** خریدارونکی ضرورت سردست ہے جو الحکم کے **دو سو آدمی** ہی پورا کر سکتے ہیں۔ خداتعالیٰ خود اس امر کو سرپرستان الحکم کے دل میں القا کرے کہ وہ اسکی ضرورت اور پاکبازی کی طرف توجہ کر سکین۔ ساری توفیقین اور نصرتین اسی سے آتی ہین اور وہی بہترین کارساز ہے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ڈاکٹر ڈوئی کے حریف امریکہ کے مشہور ومعروف عیسائی پیغمبر ڈاکٹر ڈوئی کیطرح ولایت میں بھی ایک فرقہ کرسچن سائنس نام سے پیدا ہوا جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے ممبر صرف دعاؤن سے بیمارون کو اچھا کردیتے ہیں انہین کا ایک جوڑا مسٹر اور مسز کانجر ہیں جنہون نے مشہور کردیا ہے کہ شاہنشاہ چین کی ماں کو انہون نے عیسائی کردیا ہے۔

مجھے اس سے بحث نہین کہ شاہنشاہ کی والدہ عیسائی ہوگئی ہے یا نہین بلکہ مجھے یہ کہنا ہے کہ اس زمانہ مین مذہب کے نام سے جو کچھ بھی ہے ضرور ہے کہ وہ ابھر آوے تاکہ مسیح موعود کا دعویٰ **لیظہرہ علی الدین کلہ** پورا ہو اور میرا ایمان ہے کہ جس رنگ مین کوئی مذہب پیش ہوا اس رنگ مین اس کے ابطال کا حربہ مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔

ہندوستان کا آیندہ مذہب اس سوال پر عیسائی اخبارات نے بارہا طبع آزمائیان کی ہین ۱۸۹۶ء مین لنڈن کے مشہور اخبار **سپکٹیٹر** نے **مسلمانون کے دنیا مین منتشر** ہونے پر ایک مبسوط آرٹکل لکھا تھا اسوقت مین نے ارادہ کیا تھا کہ اپنی سمجھ اور فہم کے موافق اسپر ایک آرٹکل لکھون اتفاق سے وہ **نوٹ** مجھے مل گئے ہین اور مین سمجھتا ہون کہ اس آرٹکل کیلئے یہی ایام خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھے تھے پس اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو وہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت مین انشاءاللہ ایک لطیف مضمون پڑھینگے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا اب مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ مدراس کے لارڈ بشپ نے حال ہی مین رسالہ **ایسٹ اینڈ ویسٹ** مین ایک آرٹکل لکھا ہے جسمین یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کا آیندہ مذہب عیسائی ہوگا مین اس مضمون پر اپنے موعودہ مضمون مین نظر کرونگا مگر سردست یہ ظاہر کردینا کسی صورت مین نامناسب نہین کہ کم از کم عیسائی مذہب کے حامیون کو اہل ہند کی حالت مین وہ آثار اور علامات ضرور ملتے مین جو عیسائیت کے قریب نہین لا رہے ہونگی جبکہ وہ دیکھکر وہ اس قسم کی پیشگوئیان کرنے کے عادی ہو رہے ہین۔ مین اس سے یہ نتیجہ نکالنے کا حق دار ہون کہ **لاریب یہی حالت مسیح موعود** کی بعثت کی زبردست دلیل ہے۔ طبایع مین نصرانیت کی طرف۔ بجان خواہ کسی رنگ ۔۔۔

مین ہو اس امر کا داعی ہے کہ **مسیح موعود** آئے چنانچہ آنے والا آگیا اب اس کے آنے کے بعد کسی مذہب کی کامیابی اور اس کا عالمگیر مذہب ہو جانا۔

این خیال است ومحال است وجنون

سید جماعت علی شاہ کے نام خط

سیالکوٹ مین جب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے مین تو سید جماعت علیشاہ اینڈ کو نے جسقدر مخالفت مین شور وشر اٹھایا وہ ناظرین الحکم معلوم کر چکے مین حضرت **حکیم الامۃ** جو ہمیشہ واقعات کو غایر نظر سے دیکھا کرتے تھے میں سید جماعت علی شاہ کی کارروائی کو تعجب سے دیکھتے تھے چنانچہ آپ نے دارالامان سے سید صاحب کو یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو مندرجہ ذیل خط لکھا جسکی ایک نقل حسن اتفاق سے مجھے بھی ملگئی ہے مین اسے فایدہ عام کیلئے شایع کرتا ہون۔ یاد رہے یہ خط سید جماعت علیشاہ صاحب کو ان کے مرید منشی احمد دین کی معرفت بذریعہ ڈاک بھیج گیا تھا۔ ایڈیٹر

از قادیان یکم جنوری ۱۹۰۵ء

مکرم معظم سید صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے مشایخ میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندی مہاجر مدینہ علیہ الرحمۃ تھے مین ان کے اخلاق، عادات اور اطوار کو بڑی عظمت اور وقعت سے اب تک دیکھتا ہون۔ اور مین ان کو سب سیاہ بنا تاہون توبہت ہے کا ہین کہ کامل یقین کرنے کا مجھے موقعہ مل رہا ہے۔ جناب نقشبندی سلسلہ کے ایک بزرگ ہین اور چونکہ مین بھی اوس سلسلہ کا مستفیض اللسان ہون اسلئے مجھے حق پہونچتا ہے کہ مین اپنے سلسلہ کے لوگون کی نسبت کوئی عیب دیکھون تو ظاہر کردون۔ مینے سیالکوٹ مین دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو ہونٹ کے سے بڑے فحش کا اظہار کرتے تھے اور جو زبانی جو اپنے آپ کو خود زکی کہتے مین آپکے مقرب تھے۔ اور مرزا کا مقابلہ ایسی طرح سے کیا جاتا تھا کہ جو آپکے قومی فضل اور آپکے شیخ نقشبندیہ اور روحانی تربیت کی طرف متوجہ ہونیکے بالکل خلاف نظر آتے تھے۔ مین مانتا ہون کہ مرزا کا کوئی دعویٰ آپکو ناگوار ہو یا ناگوار ہو مگر اہل بدکا مقابلہ اسطرح نہین چاہئے تھا جسطرح آپنے کیا ہے۔ سب دل اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے ہوتے مین

والسلام۔ نورالدین۔

ناظرین سے پانچ منٹ

مبارکبادی کے خطوط۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بریت اور پیشگوئی پورا ہونے کے متعلق مبارکبادی کے خطوط اور اشعار بدستور آرہے مین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلوب مومنین کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی سکینت اور اطمینان عطا فرمایا ہے اللّٰھم زد فزد۔ **افسوس** ہے مین ان سب **خطوط** اور **اشعار** کو الحکم مین درج کرنے کیلئے جگہ نہین پاتا جن احباب کے خطوط درج نہون وہ امید ہے مجھے معذور سمجھینگے۔

درخواست دعا۔ بابو نورالدین صاحب کلرک ڈاکخانہ گوڑداسپور اپنے عزیز بھائی کیلئے جسکا نام محمد عثمان ہے اور جو لاہور مین بیمار ہے دعا کی درخواست کرتے ہین۔

نماز جنازہ۔ مولوی جمال الدین صاحب سید والہ کے رہنے والے حضرت اقدس کے ایک پرانے اور مخلص مرید تھے ان کے انتقال کی خبر مولوی عبدالحق صاحب کے ذریعہ ملی ہے احمدی جماعتین اپنے مخلص بھائی کا جنازہ غائب پڑھین ایساہی پنڈی چیری سے میان احمد دین زرگر اپنی اہلیہ کے فوت ہوجانے پر نماز جنازہ کی درخواست کرتے ہین۔

توسیع اشاعت ہفتہ زیر اشاعت مین ریاست لس بیلہ سے منشی رحیم بخش صاحب شیدا نے الحکم کیلئے ایک جدید خریدار روانہ کیا ہے۔

اور منشی غلام نبی صاحب ہیڈ پوسٹماسٹر نے ۲ خریدار الحکم کیلئے بھیجے مین ایسا ہی بابو **عبدالحق** صاحب پوسٹماسٹر سنگھتری جو الحکم کے خاص معاونین اور سرپرستون مین سے مین الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجے ہین اور ابھی اور کئی خریدار بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہین۔

جناب شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار میرٹھ سے الحکم کے دو خریدار اپنی جیب خاص سے بھیجتے ہین علاوہ برین ۸ جدید خریدار اپنی درخواست پر **الحکم** کی برادری مین شامل ہوئے جزاہم اللہ احسن الجزاء

امداد مدرسہ۔ تعلیم الاسلام سکول کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب کی دو ہزار روپیہ کی اپیل پر مینے ناظرین الحکم سے چاہا تھا کہ اگر وہ دو دو روپیہ بھیجدین تو یہ رقم بہت جلد جمع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب سیانبہ سے اس تحریک کیموافق دو روپیہ بھیجنے کو امادہ مین رسید ممتاز علیشاہ صاحب کمیس بک ۲۱ نے سبقت کرکے دو روپیہ بھیجدیے مین

ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی

مجھے دہلی سے میرے معزز بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے آگاہ کیا ہے کہ ایڈیٹر کرزن گزٹ کی منشیانہ چالاکیوں کی بدولت ایک اخبار نویس کو سخت مغالطہ ہوا ہے اور اسکی وجہ سے وہ ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔ جس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف کم از کم گورنمنٹ آف پنجاب کو گمراہی ہو سکتی ہے اگرچہ ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند اور بیدار مغز گورنمنٹ سے ہم احمدی ہر طرح مطمئن ہیں لیکن تحریری طور پر ایک غلط واقعہ جبکہ ہز آنر کی میز تک بصورت میموریل پہونچا دیا گیا ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ اسکی فوری تردید کیجاوے۔ پس میں نہایت ادب کے ساتھ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے نازک پوزیشن پر انصاف کے ساتھ نظر کریں ایک ایسی تحریر جو لاریب ایڈیٹر شیعہ کے بیان کے موافق رنجدہ اور دل آزار ہے ہرچند وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان (جن کے خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں سرکار دولتمدار کی دوستانہ اور وفادارانہ مدد کی تھی) کی تحریر نہیں ہے بلکہ مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی اس کا مصنف اور مولف ہے اور اس نے اپنے اخبار میں کچھ ایسے انداز اور طرز سے اسے کوٹ کیا ہے جس سے ایک پڑھنے والے کو مغالطہ پیدا ہوا اور وہ اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کرے چنانچہ اس کا زندہ اور تازہ ثبوت یہ ہے کہ سید حیدر حسین صاحب ایڈیٹر شیعہ نے اپنے رسالہ کے ذریعہ ایک میموریل بھیجکر دادرسی اور انصاف چاہا ہے اگرچہ سید حیدر حسین صاحب نے جلدی کی اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام نہیں لیا۔ تاہم مجھے شک نہیں کہ وہ ان الفاظ سے متاثر ضرور ہوا ہے۔ اسلئے میرا بحیثیت ایڈیٹر الحکم یہ فرض ہے کہ میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کروں۔

اصل بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے اپنے اخبار میں "مولوی مرزا غلام احمد قادیانی" کے عنوان سے کئی ماہ سے ایک مسلسل مضمون شروع کر رکھا ہے جسمیں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی اور دلایل پر معقول اور متین نکتہ چینی کو چھوڑ کر لاطایل اور خیالی امور پر ایڈیٹر مذکور طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں ان کے حالات سے پورے واقف و ماہر ایک دہلوی بھائی نے ایک سلسلہ مضامین کا البدر میں شایع کیا ہے جسکو وہ اب حیرت کی حیرانی کے نام سے بصورت رسالہ شایع کرنیوالے ہیں۔ اس سلسلہ جواب میں دہلوی احمدی نے یہ طریق اختیار کیا کہ جو اعتراض وہ حضرت اقدس کی کسی تحریر پر کرتے اس قسم کا مضمون وہ خود ان کی ہی تحریروں سے نکالکر پیش کر دیتے۔ چنانچہ اس طریق جواب میں حیرت صاحب کو کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

مرزا حیرت نے کہیں لکھا تھا کہ شرفا کا یہ کام نہیں ہوتا کہ بات بات میں گالی گلوچ پر اتر آئیں اسپر دہلوی محبّ نے مرزا حیرت کی اپنی تصنیفات سے ان گالیوں اور بدزبانیوں کی ایک فہرست دی جو انہوں نے دوسرے لوگوں کی نسبت استعمال کی تھیں۔ ایسا ہی حیرت نے اپنے کسی مضمون میں یہ نکتہ چینی کی تھی کہ یہ خیال بیہودہ ہے کہ احمدی تو طاعون سے نہ مریں اور رسول صلعم کے امتی طاعون سے مر جاویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی حیرت نے غیر احمدی کا ترجمہ خود کر لیا تھا بحالیکہ ایسا کوئی فقرہ ہماری تحریر میں نہ تھا۔ اسپر خود حیرت صاحب کی تحریروں سے اخذ کر کے ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء کے البدر میں ایک فہرست ان الفاظ کی شایع کیگئی تھی جن کے ذریعہ امت مرحومہ کے دوسرے افراد کو حیرت صاحب نے اسلام سے خارج کیا تھا اسپر حیرت صاحب نے یکم اکتوبر کے کرزن گزٹ میں اس مضمون پر کچھ ایسے انداز سے نکتہ چینی کی جس سے پبلک کو مغالطہ لگ گیا کہ یہ خود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ ہیں چنانچہ ایڈیٹر شیعہ نے بھی دھوکا کھایا۔ اور اسے میموریل بھیجنے کی ضرورت ہوئی جو مضمون منشی عبدالعزیز صاحب نے مع اپنے ریمارکس کے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں اسے ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ منشی سید حیدر حسین صاحب اس غلطی اور فروگذاشت کی جو ان سے جلد بازی میں ہوئی ہے تلافی کریں گے انہوں نے بلا وجہ معقول اور بالتحقیق ایک ایسی جماعت کے امام و پیشوا کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کو مس ریپریزنٹ کیا ہے جو ہندوستان کی ۳ لاکھ وفادار رعایا کا امام ہے اور جس کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کا مسلّمہ وفادار دوست ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ سید حیدر حسین صاحب اس رنج اور گھبراہٹ کی وجہ سے جو مرزا حیرت کے الفاظ سے انہیں قدرتی طور پر ہونی چاہئے تھی صحیح فیصلہ نہیں کر سکے تاہم اب واقعات کے کھل جانے پر انہیں تلافی مافات کا موقع ہے جس میں انکی نیک نیتی اور سلامت روی ہے امید کرتا ہوں ان کا فرض ہے کہ وہ رسالہ شیعہ کی قریب ترین اشاعت کے ذریعہ اسکی تردید اور معذرت کریں اور بذریعہ خاص چٹھی ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو اطلاع دیں اور ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند اور مدبر معاملہ فہم گورنمنٹ سے مجھے کامل امید ہے اور کامل یقین ہے کہ وہ اس میموریل کے اصل باعث اور موضوع کو اپنی زیرکی سے سمجھ لیگی۔

میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بیہودہ میموریل کو یہاں درج کروں البتہ منشی عبدالعزیز صاحب کے ریمارک کو جو اسپر دیا گیا ہے یہاں درج کر دیتا ہوں۔ مرزا حیرت کی تحریروں سے سادہ اور بھولا بھالا ایڈیٹر سید حیدر حسین صاحب دھوکہ میں آگیا ہے اور اس نے اپنے رسالہ موسوم بہ شیعہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۲۵ پر ہز آنر سر چارلس ریواز کی خدمت میں اپیل کی ہے جسمیں کرزن گزٹ یکم اکتوبر کے مضمون کا حوالہ دیکر مرزا حیرت کے مضمون کو احمدی جماعت کی طرف منسوب کرنے میں غلطی کھائی ہے۔

یہ میموریل دو ایڈیٹروں کی قابلیت کا نمونہ ہے۔ ان میں سے ایک نے اخباری دنیا میں ابھی قدم رکھا ہے۔ لیکن اپنے تئیں زاید از دو کروڑ شیعہ فرقہ کے مسلمانوں کا وکیل ظاہر کرتا ہے دوسرا بہت پرانا ایڈیٹر ہے جسکی عمر کا بڑا حصہ خود اس کے قول کے موافق ایڈیٹری ہی میں گذرا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ایڈیٹری بشرطیکہ اپنے فرایض منصبی کو ایمانداری کے ساتھ ادا کیا جاوے نہایت ہی معزز پیشہ ہے لیکن اس موقعہ پر جسطرح سے زاید از دو کروڑ لوگوں کے وکیل ایڈیٹر صاحب نے دھوکہ کھا کر بغیر تحقیق کئے غلط کارروائی کرنے سے اپنی سادہ لوحی کا ثبوت دیدیا۔

اسیطرح پرانے ایڈیٹر نے واقعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ منشیانہ چال میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے لیکن ایسی مغالطہ آفرین تحریروں سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان سے خود اپنی ہی وقعت کھوئی ہے۔

میاں حیدر حسین صاحب کا میموریل اگر در حقیقت نیک نیتی پر مبنی تھا تو کیا اب ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ جس زور شور سے وہ میموریل لکھا گیا تھا اصلی اور سچے واقعات و حالات معلوم ہو جانے پر اس زور شور سے اس کی تردید کی جاوے ہمیں اس بات سے کچھ غرض یا واسطہ نہیں ہے کہ سچے واقعات کی بنا پر وہ دوبارہ کوئی میموریل بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ ان کی غیرت ایمانی پر منحصر ہے تاہم آیندہ انکی کارروائی سے یہ ضرور معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھ انہوں نے اب تک کیا ہے اس کی وجہ دراصل مرزا صاحب کی مخالفت اور عداوت تھی یا غیرت ایمانی اور نیک نیتی مجھے اس بات کا تعجب ہے کہ میموریل میں جو الفاظ کرزن گزٹ سے نقل کئے گئے ہیں وہ بہت ہی معمولی ہیں اگر زیادہ تحقیق کر کے میاں حیدر حسین صاحب حیرتی تصانیف کو دیکھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اس شخص سے زیادہ درشت نویس مشکل سے اور کوئی شخص ہوگا۔ اگر وہ حیرتی تصانیف بھی نہ دیکھتے بلکہ البدر ہی کے پچھلے نمبر منگا کر دیکھ لیتے تو غلط کارروائی بھی نہ کرتے اور ان کو ان الفاظ کا بھی پتہ لگ جاتا جو میموریل والے الفاظ سے کئی درجہ بڑھ کر حیرت صاحب کی تصانیف سے نقل کئے گئے ہیں۔ کیونکہ میموریل والے الفاظ سوانح عمری حضرت عمرؓ مصنفہ حیرت کے دو صفحوں سے نقل کئے ہیں اگر خلافت شیخین اور حیات اعظم مصنفہ حیرت کو شیعہ ایڈیٹر صاحب دیکھیں گے تو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جاوے گی۔ اگر وہ چاہیں تو خلافت شیخین کے صفحہ ۹۹،۱۰۰،۱۲۶ و ۳۴ کو پڑھیں اور حیات اعظم کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھیں تو پتہ لگے گا کہ مرزا حیرت کیا کیا گل کترتے ہیں۔

عبدالعزیز از دہلی

سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

شاہ صاحب کو جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے ہر روز رویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین کی زیارت ہوتی ہے مجھے شاہ صاحب کی حالت دیکھکر میر عباس علی لودہانوی یاد آگئے انہون نے ایک بار بڑی تعلی اور شیخی سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلواۃ کو رسول نمائی کی دعوت کی تھی۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو ان کو پتہ لگ جاتا کہ حضرت حجۃ اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے شاہ صاحب کو کیا حصہ ملا ہے کہ ہر روز عجیب عجیب مبشر الہام شاہ صاحب کو بلاناغہ ہوتے رہتے ہین جو وہ ایک بیاض مین لکھ رہے ہین انشاء اللہ العزیز کسی وقت ان سب الہامات کو یکجا کرکے چھاپ دیا جائے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ شاہ صاحب ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے حضرت مسیح موعود کو خلیفۃ اللہ اللہ کا مامور من اللہ وغیرہ عظیم الشان خطابات سے مخاطب سنتے ہین۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے تو یقیناً آپ ہی ہوتے ہین۔ اب مخالف بتائین کہ کیا یہ مین اور زندہ ثبوت حضرت اقدس کی سچائی کا نہین ہے فتدبروا۔

شاہ صاحب یوماً فیوماً اس سلسلہ مین ترقی پاتے مین اور وہ بیان کرتے مین کہ قوم بچے سے کعبۃ اللہ مین نمازون کے ادا ہونکی دعا ہو رہی مین یعنے ہر روز رویا مین مین کعبۃ اللہ مین نماز پڑہتا ہون۔

شاہ صاحب کا دارالامان مین پہلا ہفتہ

۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء قادیان مین ایک عجیب رویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور حضرت ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام کو دیکھا اور یہ الہام ہوا۔ یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ (یہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کے متعلق تھا)

۲۲ جنوری ۱۹۰۵ء۔ بعد نماز تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے کشفی رنگ مین ایک نورانی تخت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہما السلام اور صلحا اور اصحابہ کی جماعت کو بیٹھے دیکھا اور اسی کشفی رنگ مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سورۃ ارءیت الذی یکذب بالدین کا وعظ فرمایا اور پھر حضرت مسیح موعود کے ایما سے حکیم الامت نے سورۃ الکوثر کے حقایق بیان کئے

۲۳ جنوری ۱۹۰۵ء

مخالفین معاندین اور متقین موافقین کے متعلق الہام الٰہی یون ہوا۔ ان جھنم کانت مرصادا للطٰغین مأٰبا الی الاٰیۃ۔ ان للمتقین مفازا حدآئق واعنابا الی الاٰیۃ

اس کے بعد بحالت کشف حضرت صدیق اکبر نے جام کوثر پلایا یہ کہکر کہ تمہارے جد امجد یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اس کو پیتے ہی بیدار ہو کر تہجد کے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جہان حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء

بحالت رویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الذکر مین اجلاس فرما دیکھا۔ اسوقت حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے حضرت مرسل اللہ مامور من اللہ کی صحبت مین فایدہ اٹھا رہے ہو۔

۲۵ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین رضی اللہ علیہما اور صحابہ کبار حضرت مسیح موعودؑ کے بیت الذکر کی طرف تشریف لاتے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ نے مجھے مبارک فرمایا۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا مین دیکھا۔ اور صلحاء امت کی ایک جماعت کو دعاؤن مین مصروف پایا مینے دعا کی ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار۔ اس کے بعد مین قرب الٰہی کی دعا کرتا ہون تو الہام ہوا۔ واسجد واقترب۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلاس بیت الذکر مین منعقد پایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود مین۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مخاطب کرکے مجھے فرمایا۔

چہ حال است اے محب اتقیا

بہ بین بر مسند ختم الانبیاء

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدا کی پناہ مین عمر گذار رہے ہین اعلیٰ حضرت کی ایک لطیف تصنیف بین مصرف مین جو صاحبزادہ منظور محمد صاحب کے پاس سے ملیگی۔ یہ تصنیف اردو میگزین یا کسی اخبار کے ذریعہ شایع نہوگی بلکہ اس رسالہ کی صورت ہی مین ہوگی اور صرف صاحبزادہ صاحب ہی سے ملیگی۔ اور صاحبزادہ صاحب ہی کے اہتمام مین چھپے گی۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت ہی بہت اچھی ہے الحمد للہ

۳۔ موسمی تبدیلی کا حال سردست تو بدستور کہ بہت کم تغیر ہوا ہے۔ موسمی بخار برنگ طاعون کی چھیڑ چھاڑ ہے۔ قادیان کے قریب موضع کاہلوان طاعون آلود ہے اور اس مرض سے جانین تباہ ہو رہی ہین ارحم الراحمین اپنا فضل کرے

۴۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء کو جناب بابو نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس حلقہ جالندہر نے بہ معیت مولوی محمد اشرف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گورداسپور تعلیم الاسلام سکول قادیان کا معاینہ فرمایا مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے تمام ضروری نقشہ جات نہایت نفاست اور صفائی سے قبل از وقت درست کر رکھے تھے جنکو صاحب ممدوح نے بہت ہی پسند فرمایا مدرسہ کے انتظام اور اسلوب کام سے بہت ہی خوش ہوئے انکی رائے جو انہون نے کتاب رائے بک مین لکھی ہے کسی اگلی اشاعت مین انشاء اللہ درج کرونگا۔

بابو نند کشور صاحب بڑے بااخلاق غیر متعصب اور روز برک الشان ہین۔ ایسے آفیسر فی الحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہوتے ہین۔ تعلیم الاسلام سکول سے مڈل کے امتحان مین سات طالبعلمون سے چھ پاس ہوئے اور ۴ طالبعلم وظیفہ کیلئے امتحان مقابلہ کیلئے منتخب کئے مین۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی حمایت کیلئے قومی حمیت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت مین رائے بریلی۔ آگرہ راولپنڈی سے مہمان دارالامان آئے۔ اس ہفتہ کے الہامات دوسری جگہ درج ہین

جناب انسپکٹر صاحب کی رائے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معاینہ پر

سکینڈری ڈیپارٹمنٹ۔ انٹرنس ۱/۱ چہارم ہائی ۲/۳ سوم مڈل ۸۰/۸۴ دوم مڈل ۱۳/۱۴ اول مڈل ۱۳/۱۴ = ۵۵/۵۶ + ۵۰ پرائمری ڈیپارٹمنٹ پنجم ۱۲/۱۴ چہارم ۱۸/۱۸ سوم ۳/۳ دوم ۱۱/۱۱ اول ۲۶/۲۹ = ۸۸/۸۹ ۲۰ مسلمان ۱۰۴ سکھ ۱ ہندو ۲۰ = ۱۲۵

فیس سماعت ۱/۱۲ ترقی ۱/۲

مینے بمع مولوی محمد اشرف صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع گورداسپور اس سکول کا معاینہ کیا۔ سال گذشتہ سے تین لڑکے تعداد مین زیادہ مین۔ رجسٹر صفائی اور صحت کی ساتھ رکھے ہوئے ہین اور قوانین جو مین مدارس پر جاری مدلل ہے آمد ہے فیسونکی شرح بورڈ سکولون کی شرح فیس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور معاف اور نصف معاف طالب علمون کی تعداد اب گھٹا کر قریباً مطابق ضابطہ تعلیم کی ہدایات کردی گئی ہے مدرسہ کی سالانہ آمدنی قریباً ۱/۲ آگے سے زیادہ ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ للعہ سالانہ ہوا ہے جس کے مقابل چندون اور عطیون کی تعداد کہین زیادہ ہے ورزش جسمانی کا بھی آغاز ہوگیا ہے جس کیلئے Parallel [illegible] ایک معلم رکھا گیا ہے اور Horizontal bar [illegible] لگا دیئے گئے ہین انتظام تشفی بخش ہے اور لڑکون کی روش با دب ہے۔ دینی کتب کے علاوہ تعلیم سکیم وہی ہے جو سرکاری مدارس مین رائج ہے عملہ مدرسہ قریباً قریباً وہی ہے جو پہلے تہا اور کافی ہے اور استاد خاصے لائق ہین۔ عمارت ضرورت کے موافق بہت کافی ہے اور ہر طرح کے اسباب سے مہیا ہے۔ تعلیم سائنس بسبب آلات کے موجود نہ ہونے کے فی الحال سکیم مدرسہ سے خارج کردی گئی ہے۔ بورڈنگ ہوس مین ۵۰ لڑکے ہین جس کا انتظام عمدہ ہے اور نگرانی خوب ہوتی ہے۔ سوم مڈل کا امتحان ہیڈ ماسٹر صاحب نے لیا تہا جسمین سات طلبا سے چھ طلبا چہارم ہائی مین ترقی کیلئے پاس ہوئے

دستخط نند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندہر

کیمپ بٹالہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

جنہون نے مڈل پاس کیا مفصلہ ذیل ہین:

مظفر احمد۔ فیض احمد۔ عطاء الدین۔ غلام حسین۔ عبد الرحمن۔ محمد جمیل

وہ طلبا جو وظیفہ کیلئے مقابلہ کے امتحان کے واسطے منتخب کئے گئے۔

مظفر احمد۔ فیض احمد۔ غلام حسین۔ عبد الرحمن۔

خطبہ عید الضحیٰ

جو کہ ۱۶ فروری ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی نور الدین صاحب نے مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ پ ۱

یہ ایک موقعہ ہے مسلمانوں کے اجتماع کا اور اسطرح کا موقعہ سال میں صرف دو دفعہ ہی آیا کرتا ہے ایک تو یہی ہے اور دوسرا اسوقت ہوا کرتا ہے جبکہ لوگ رمضان شریف کے روزوں سے فارغ ہو کر ان انوار اور برکات سے متمتع ہو جاتے ہیں جو کہ اللہ تعالےٰ نے اس مبارک ماہ میں رکھے ہیں اس کا نام عید الفطر ہے اوسمیں خوشی کا موقعہ یہ ہے کہ اس ماہ میں تقویٰ کے مراتب طے کرنیکا اور قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا پہر سحری کے وقت بذریعہ نوافل اور دعاؤں کے خدا کے فضل کو طلب کرنیکا موقعہ ملتا ہے اس لئے اس خوشی میں لوگ صدقہ فطر کے ذریعہ غریب لوگوں کو خوش کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اصل اسلام کے اجتماع کے مختلف اوقات مقرر کئے ہیں جن میں وہ باہمی ملاپ سے خدا تعالےٰ کے فضلوں کو حاصل کر سکتے ہیں اور ایک محلہ کی مسجد میں اوس محلہ کے آدمی پانچ وقت جمع ہوتے ہیں پہر ہر ہفتہ میں جمعہ کے روز شہر کے آدمی ملکر شہر کی کسی بڑی مسجد میں اس قومی اجتماع کو قایم کرتے ہیں پہر یہ عیدین کے ایام ہیں کہ جنمیں علاوہ شہر کے باہر کے آدمی بہی آجاتے ہیں جیسے کہ اسوقت بہی بعض دوست مختلف مقامات سے یہاں آئے ہوئے ہیں چونکہ آج کی تقریب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فعل سے ایک خاص مناسبت ہے اسلئے میں نے ان آیات کو پڑہا ہے جنمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم ایک ایسا انسان گذرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ کے ساتہہ تعلقات ہونے کی وجہ سے اپنی قوم اور قریبی اور بعیدی رشتہ داری کے تعلقات کی پرواہ نکی تہی اور اپنے اب یعنے چچا سے بہی باوجود اس کے کہ ان کے تعلقات اوس سے بہت تہے مباحثہ کیا تاکہ بدرسوم کا استیصال ہو اس مقام پر اب کے معنوں میں محققین کا اختلاف ہے لیکن میرے نزدیک اس کے معنے اس جگہہ حقیقی باپ کے ہرگز نہیں ہیں ایسا ہی ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ وقت سے بہی مقابلہ کیا اور یہ سب کچہہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے قایم کرنے کیلئے کیا گیا تہا اس مباحثہ میں احیاء اور اماتت کی بہی ایک بحث تہی جہاں ابراہیم علیہ السلام کا قول ربی الذی یحیی و یمیت درج ہے اور جو کہ توحید باریتعالےٰ کے متعلق ایک عجیب فقرہ ہے جسکو ہمارے زمانہ سے بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہی مردہ زندہ کئے تہے تو پہر ابراہیم علیہ السلام کا یہ استدلال کوئی قابل وقعت شے نہیں ہو سکتا اور ان کا یہ کام اور کلام سب خاک میں مل جاتا ہے ہاں ایک معنے کے رو سے انبیاء بہی احیاء کرتے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ لیس کمثلہ شیٔ ہے اس لئے اس کا احیاء بہی لیس کمثلہ شیٔ ہی ہوگا اور انبیاء کا احیاء اس سے کوئی لگاؤ نہ رکہیگا یہ بالکل سچ ہے کہ احیاء موتی صرف رب کا ہی کام ہے اور وہ بہی کسی اور عالم میں ہمارے احیاء کے یہ معنے ہیں کہ بعض شریر لوگ جو کہ انکی پاکیزہ مجالس میں آتے رہتے ہیں اور انہیں سے بعض اپنی کسی فطری سعادت کی وجہ سے جو کہ اون کے نطفہ میں آئی ہوتی ہے ہدایت پا جاتے ہیں اور ان کی کفر و فسق کی حالت کا نام موت ہوتا ہے اور ہدایت پانے کو احیاء سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عملدرآمد اور انکی فرمانبرداری کا خدا نے قرآن شریف کی ان آیات میں بیان فرمایا ہے کہ جب اس کے رب نے اسے کہا اسلم کہ تو فرمانبردار ہو جا تو ابراہیم نے کوئی سوال کسی قسم کا نہیں کیا اور نہ کوئی کیفیت دریافت کی کہ میں کس امر میں فرمانبرداری اختیار کروں بلکہ ہر ایک امر کیلئے خواہ وہ کسی رنگ میں دیا جاوے اپنی گردن کو آگے رکہدیا اور جواب میں کہا کہ اسلمت لرب العلمین کہتے ہیں میں تو رب العالمین کا تابعدار ہو چکا ابراہیم علیہ السلام کی یہی فرمانبرداری اپنے رب کیلئے تہی جس نے اوسکے خدا کی نظر میں برگزیدہ بنا دیا وہ لوگ جو ابراہیم کا دین لینے ہر طرح اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اختیار نہیں کرتے غلطی کرتے ہیں اور اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو سفیہ قرار دیا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اوسے دنیا میں بہی برگزیدہ کیا پس وہ لوگ جو کہ دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ غور کریں کہ خدا کی فرمانبرداری سے وہ ابراہیمی مراتب حاصل کر سکتے ہیں ہر ایک قسم کی عزت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے اور یہ سب کچہہ اسلمت کا نتیجہ ہے۔

ووصّٰی بہا ابراھیم بنیہ۔ ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کو بہی یہی سکہایا کہ جب تک خدا تعالےٰ حکم دے تب تک ہی تم اسکی اطاعت کرتے رہو وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے کلام کے منکر ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ جو کچہہ خدا تعالےٰ نے کرنا تہا کر چکا۔

اس مقام پر سوچیں کہ اگر یہ سلسلہ بند ہو چکا تہا اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور کوئی احکام ضرورت زمانہ کے لحاظ سے نازل نہ ہونی تہی تو پہر اسلم کی آواز کی اطاعت کیلئے کیوں ابراہیم نے اولاد کو تاکید کی پہر صرف ابراہیم ہی نہیں بلکہ اس کا پوتا حضرت یعقوب بہی اپنی اولاد کو یہی حکم دیتا ہے۔

فلا تموتن الا و انتم مسلمون۔

کہ اے میری اولاد تمہارے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ دین (ابراہیمی) پسند فرمایا ہے کہ تم ہر وقت خدا کی فرمانبرداری میں رہو حتی کہ تمہاری موت بہی اوس فرمانبرداری میں ہو۔ یہ فرمانبرداری جو کہ ہر ایک کامیابی اور ترقی کا چشمہ ہے انسان اس سے کسطرح محروم رہجاتا ہے اس کا باعث قرآن شریف میں تواریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ پہلا نافرمان جسکی تاریخ ہمیں معلوم ہے ابلیس ہے وہ کیوں نافرمان بنگیا اسکی خبر بہی قرآن شریف نے بتلائی ہے کہ اس نے ابی اور استکبار کیا یعنے اوسمیں انکار اور تکبر تہا جسکی وجہ سے وہ اسلم کی تعمیل نہ کر سکا اس وقت بہی بہت لوگ ہیں کہ اس ابی اور استکبار کی وجہ سے اسلم کی تعمیل سے محروم ہیں۔ کسی کو عقل پر تکبر ہے کسی کو علم پر کسی کو اپنے بزرگوں پر جو کہ ان کے نقصان کا باعث ہو رہا ہے اور جب کبہی خدا کے مامور آتے رہے ہیں۔ یہی ابی اور استکبار اونکی محرومی کا ذریعہ ہوتے رہے ہیں۔ انسان جب ایک دفعہ مونہہ سے نہ کر بیٹہتا ہے تو پہر اوسے دوبارہ ماننا مشکل ہو جاتا ہے اور لوگوں سے شرم کی وجہ سے وہ اپنی ہٹ پر قایم رہنا پسند کرتا ہے اسکا نتیجہ پہر کہلم کہلا انکار اور آخر کار وکان من الکفرین کا مصداق اپنا پڑتا ہے۔

چونکہ مامورین الٰہی کا سلسلہ تو برابر انسانوں اور زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنی قدیم سنت کے لحاظ سے خدا نے نبی اور رسول مبعوث کرنے تہے اسلئے قرآن شریف کے اول رکوع میں ہی تعلیم دی ہے کہ انسان کو انکار کا پہلو حتی الوسع اختیار ہی نہ کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف کے اول رکوع میں ہی اس کا ذکر ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون۔

چونکہ وہ لوگ اول انکار کر چکے تہے اسلئے سخن پروری کے خیال نے اون کو رسول اللہ صلعم کی مجلسوں میں بیٹہنے اور آپ کی باتوں پر غور کرنے نہ دیا اور انہوں نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو برابر جانا اس کا نتیجہ کیا ہوا لا یومنون یعنے ہمیشہ کے لئے ایمان جیسی راحت اور سرور بخش نعمت سے محروم ہو گئے یہ ایک خطرناک مرض ہے کہ بعض لوگ مامورین کے انذار اور عدم انذار کی پرواہ نہیں کرتے اون کو اپنے علم پر ناز اور تکبر ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ کتاب الٰہی ہمارے پاس بہی موجود ہے ہم کو بہی نیکی بدی کا علم ہے یہ کونسی نئی بات بتانے آیا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاویں۔ ان کمبختوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہود کے پاس بہی تو توریت موجود تہی اور پہر وہ عمل درآمد بہی رکہتے تہے پہر اون میں بڑے بڑے عالم۔ زاہد اور عابد موجود تہے پہر وہ کیوں مردود ہو گئے اس کا باعث یہی تہا کہ تکبر کرتے تہے اپنے علم پر نازاں تہے اور وہ اطاعت جو کہ خدا تعالےٰ نے اسلم کے لفظ سے چاہتا ہے اونمیں نہ تہی۔ ابراہیمی طرز اطاعت ترک کر دی۔ یہی بات تہی کہ جس نے اونکو مسیح علیہ السلام اور راوس رحمۃ للعلمین نبی کریم صلعم کے ماننے سے جس سے توحید کا چشمہ جاری کیہے ماننے سے باز رکہا۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ ابہی تک سال گذشتہ کا بقایا ہی موجود ہے مہربانی کرکہ وہ از خود ہی بہیجدیں اور یا وی پی اجراشدہ ملنے کے لینے کو طیار رہیں ایڈیٹر

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر دوم

تگفتہ نہ دارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

گذشتہ نمبر میں یہ امر بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھلے الفاظ میں مباہلہ کی درخواست انجام آتھم میں کی تھی۔ اس مباہلہ سے ہمیشہ کے لئے قطعی فیصلہ ہو جانے والا تھا لیکن ان مخالفوں نے کوئی صورت اور طریق فیصلہ کا اختیار نہیں کیا۔ خود مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب بھی مباہلہ کے لئے ہرگز نہیں آئے۔ اگر شرائط مباہلہ کے موافق انہوں نے کبھی مستعدی ظاہر کی تھی تو ایسی تحریر پیش کرنی چاہیے جو یقیناً وہ پیش نہ کر سکیں گے جس میں شرائط مباہلہ کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اور کوئی عذر بلکہ حیلہ نہ تراشا گیا ہو۔ اور اب مباہلہ کے لئے دلی زبان اور کمزور الفاظ میں آمادگی ظاہر کرنا مشت بعد از جنگ ہے حضرت حجۃ اللہ جیسا کہ میں نے آپکی تحریر پیش کر دی ہے اسی انجام آتھم میں اس مباہلہ کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے کر چکے ہیں اور آئندہ کیلئے عدم التفات کا اعلان دیدیا گیا ہے پس اس اعلان سے فائدہ اٹھا کر یونہی جاہلوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کی چالاکیوں سے کام لیتے ہیں کہ ہم طیار ہیں اور وقت جب انکو چیلنج کیا گیا تھا تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا جو باہر نہ نکلے اور اب ہوش آیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ان مولویوں اور سجادہ نشینوں کی خاموشی اور مباہلہ سے گریز نے حضرت اقدس کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے اور اسکے ساتھ [illegible] تائیدات اور ترقی کے سلسلہ نے اور بھی واضح کر دیا ہے۔

ایک اور چالاکی اور مغالطہ سے بھی یہ لوگ کام [illegible] اب اس لئے مباہلہ نہیں کرتے کہ [illegible] اقرار کیا تھا۔ ہر چند یہ ان لوگوں کی [illegible] ہے وہ اقرار بجائے خود موجود ہے اسکے الفاظ موجود ہیں۔

حضرت اقدس اس سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ سے ایما اور اشارہ سے انجام آتھم میں ان امور کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ اسکے بعد اگر کوئی شخص سے شوخی اور بدزبانی کا شیوہ اختیار کرے مباہلہ یا مباحثہ کا چیلنج کرتا ہے تو وہ اپنی نادانی کا ثبوت دیتا ہے پھر ایسا شخص جو اس دعوت مباہلہ میں مدعو بھی ہو اور سامنے نہ آیا ہو۔

پس مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے قطعی گریز اور فرار ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔ اور اب کہنا یہ صرف اسی خیال سے ہے کہ چونکہ وہ سلسلہ مباہلہ کا اتمام حجت کے بعد بند کر دیا گیا تھا اور حضرت اقدس اپنے سچے وعدہ کے موافق التفات نہ فرماوینگے ہم لوگوں کو اپنی آمادگی ظاہر کر کے کامیاب ہو جائینگے مگر نہیں جانتے کہ یہ چالاکی اب کام نہیں دے سکتی۔ بہت ہی اچھا ہوتا اگر فاضل صاحب اس مباہلہ کے سوال کو نہ چھیڑتے تاکہ ان کی ایسی پردہ دری نہ ہوتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ دو امر بخوبی طے ہو چکے یعنی امر اوّل اور امر سوم جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مباہلہ کی درخواست پر مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز نہیں آئے اور اب بھی کوئی آمادہ نہیں اور یہ آمادگی محض نمائش مباہلہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ہے ورنہ وہ اب بھی آمادہ نہیں ہیں۔

چنانچہ اس آخری امر کا سب سے بڑھ کر ثبوت خود انکی اپنی ہی تحریر ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار
تو صوفی عبد الحق غزنوی نے الی آخرہ

دانشمند اور خدا ترس دل لیکر غور کرنے والے بھائی [illegible] کیا بھلا اگر کے الفاظ صاف طور پر دلالت نہیں کرتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کو سچائی کا معیار ہرگز نہیں سمجھتے اور گویا یقین رکھتے ہیں کہ مباہلہ ایک بے سود امر ہے۔ ورنہ اس قسم کے الفاظ جو [illegible] ہیں تحریر نہ کرتے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کی توجہ خیال نہ اٹھاتے آٹھانے مگر اس سے بڑھکر اور کیا شرمناک امر ہوگا کہ ایک شخص جو مولوی فاضل کہنے سے خوش ہوتا ہے اور مفسر اور عالم کہلاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے ایک قائم کردہ معیار راستبازی اور محک نبوت کو گویا فضول اور لغو قرار دیتا ہے۔

قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امر مباہلہ کو قائم کیا۔ یہ علمی پردہ دری مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا اثر مباہلہ سے کم ہے۔ کہ وہ اس معیار اور محک کو بیہودہ نظر سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قائم فرمایا اور جو نبوت کا زبردست ثبوت ہے ایسا شخص جو مباہلہ کو حقیر سمجھتا ہے اور اسے سچائی کا معیار قرار نہیں دیتا پھر وہ مباہلہ پر آمادگی کیونکر ظاہر کر سکتا ہے۔ یہ صرف جہلا کو خوش کرنے کی بات ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اس کے دل میں مباہلہ کی ذرا بھی عظمت نہیں۔ مولوی فاضل صاحب مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کی تحریریں قرآن کریم کی عظمت پر بہت برا اثر ڈال رہی ہیں۔

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

ہم تو آپکی استہزا سے بھری ہوئی تحریروں کا نشانہ بنے ہوئے تھے مگر خدا کے لئے خدا تعالیٰ کی کلام کی حرمت اور تعظیم کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر نہیں یہ اثر ہے خدا کے مامور و مرسل کی مخالفت کا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی مخالفت اور انکار رفتہ رفتہ سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے اسلئے آپ خدا سے ڈریں اور اس طریق استہزا سے باز آئیں۔

میں نہیں جانتا اس سے بڑھ کر کھلا ثبوت مباہلہ سے گریز اور استخفاف قرآن کریم کے قائم کردہ معیار کا اور کیا ہوگا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت اور حالت میں یہ امید اس سے ہو سکتی تھی کہ وہ مباہلہ کے لئے آتا۔ ایسا طرز تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کا کیوں ہے؟ اسکا مختصر سا جواب تو میں نے ابھی دیا ہے لیکن مفصل جواب انشاء اللہ مولوی صاحب کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب میں (جسکا میں نے ابھی خدا کے فضل سے ارادہ کیا ہے) دونگا اور انشاء اللہ ایسا جواب دونگا جسکا کوئی جواب یقیناً مولوی فاضل نہ دے سکیں گے اور ان کو ایسی بتیں بتادونگا جنکی تسلیم سے انہیں ہرگز چارہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ انصاف سے کام لیں۔

اب اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ مولوی فاضل صاحب کے پیش کردہ صوفی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ پر نظر کروں کہ اسکا نتیجہ صوفی عبد الحق کے حق میں ہوا یا حضرت اقدس کے حق میں۔

میں تحریری ثبوت اور واقعات کی بنا پر تو اس امر پر روشنی ڈالونگا ہی گا سر دست میں کیوں مولوی فاضل صاحب ہی سے نہ پوچھ لوں کہ آپ ایمان اور انصاف سے بتائیں کہ صوفی عبد الحق غزنوی کی جو عزت اور عظمت آپ کے دل میں ۱۸۹۳ء سے پہلے تھی جو مباہلہ کا سال ہے کیا آج بھی ویسی ہی عزت اور عظمت ہے؟

آپ اس سوال کا جو کچھ بھی جواب دیں گے اس سے بھی ایک کام کی بات نکل آئیگی اور آپ کی تحریریں اسپر اور روشنی ڈالدیں گی۔

لیکن میں اس کے سوا عبد الحق کے مباہلہ کے متعلق کچھ اور عرض کرونگا۔ سب سے اوّل قابل غور یہ امر ہے کہ مباہلہ کے لئے عبد الحق نے دعوت دی تھی یا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی دعوت کو قبول فرمایا تھا۔؟

جو لوگ واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں یا جنہوں نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو اس کے مباہلہ کے متعلق شائع ہوئی تھیں وہ بخوبی جانتے ہیں اور غالباً مولوی فاضل صاحب بھی انکار نہ کریں گے کہ حضرت اقدس نے اسکی درخواست مباہلہ کو محض مخلوق الٰہی کو ہلاکت سے بچانے کے واسطے قبول کر لیا تھا۔ اب دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ کیا حضرت اقدس نے اس مباہلہ میں عبد الحق کے لئے کوئی بد دعا کی تھی؟ اس کا جواب بھی صاف ہے کہ حضرت اقدس نے عبد الحق کے لئے ہرگز ہرگز کوئی بد دعا نہیں کی چنانچہ قطع نظر اس کے کہ خود صوفی عبد الحق اس امر کی شہادت زندہ موجود ہے وہ سب لوگ جو اسوقت موجود تھے اور اکثر انمیں سے زندہ ہوں گے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ میں نے ۱۸۹۷ء کے جلسہ سالانہ کی رپورٹ شائع کرتے وقت حضرت اقدس کے سلسلہ گذشتہ سالوں پر نظر کرتے ہوئے مباہلہ کے متعلق لکھا ہے رپورٹ صفحہ [illegible] مباہلہ کے لئے عید گاہ کا میدان تجویز ہوا تھا ہزارہا مخلوق ہندو و مسلمان حتیٰ کہ عیسائی تک جمع تھی ہمارے زبردست مخالف میاں محمد حسین بٹالوی بھی دامن کشاں میدان مباہلہ میں ہوتے مگر ہرزہ درائی کے سوا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ مباہلہ کے لئے نکلتے آخر صوفی عبد الحق غزنوی یہاں ان سب کا فدیہ ہوا۔ اور اسنے مباہلہ کیا مگر اس کریم النفس انسان کی ہمدردی اور محبت دیکھئے کہ فریق مخالف کے لئے بد دعا تک نہیں کی۔

جوقت راستباز کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں تو مجھپر ایسا عذاب نازل کر کہ دنیا میں کسی مفتری پر نہ ہوا ہو۔

یہ حالات چھ سال سے شائع شدہ ہیں۔ لیکن کسی نے انکی تکذیب نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

اب خدا ترس دل لیکر دیکھو کہ اس مباہلہ میں حضرت اقدس نے جو دعا کی ہے اس میں صوفی عبد الحق یا کسی اور کے لئے کوئی دعا ہے۔

میرے اس فقرہ سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ میں مانتا ہوں کہ عبد الحق پر اثر نہیں ہوا اثر تو میں الگ ظاہر کرونگا۔ سر دست مباہلہ کی عام حالت کے لحاظ سے اثر کا اندازہ کرانا چاہتا ہوں۔

اس دعا پر عبد الحق اور اس کی جماعت نے اور خود حضرت حجۃ اللہ کی جماعت نے آمین کہی

اب مولوی **فاضل صاحب** ! ایمان سے کہو کہ اگر خداتعالےٰ نے صوفی عبدالحق اور اس کے رفقاء کے ساتھ تمہاتوان کی دعا کا اُلٹا اثر کیوں پڑا ؟

چاہئے تو یہ تہا کہ یہ راستباز جسے آپ اپنی کورچشمی سے نہیں محض ضد اور عداوت سے مفتری علے اللہ سمجھے ہوئے ہو۔ عذاب الٰہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر اسکو تو ایسی خارق عادت ترقی اور کامیابی نصیب ہوئی ہے جسکا نمونہ آپ کو دکہانا ناممکن ہوگا۔ کیا غزنوی گروہ کی قبولیت دعا کا یہی اثر تہا ؟

پہر اس سے بڑہ کر مباہلہ کا اثر اور حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت اور کیا چاہئے جسپر **خدا کی مہر** لگ چکی ہے کہ صوفی عبدالحق اور اس کی جماعت کی دعا کو خداتعالےٰ نے اٹھا کر انہیں پہ دے مارا اور حضرت اقدس پر انعامات وافرہ اور افضال متکاثرہ کرکے دکہا دیا کہ یہ مفتری نہیں ہے بلکہ سچ سچ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی ہے اور کتبلک ذرلا یعناع کا مصداق صحیح ہے۔ لیکن دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دل ہی تو ہو۔

سے نے گوش ماندہ است نہ ہوش ونہ نور دل
حسن بلیغ زبان شکل کہ نیز زد بلیغ درم

اب آپ بتائیں کہ صوفی عبدالحق نے لئے اور کیا چاہتے تھے ؟ خداتعالےٰ نے اسکو اور اس کی جماعت کو اپنی معاذن میں خائب وخاسر کر دیا اور ذلیل کر دکہایا باوجود اس صریح کامیابی کے آپ کہتے ہیں کہ کونسی ٹانگ **ٹوٹ گئی** ! مولوی فاضل صاحب آپ تو بہتر جانتے تہے کہ اس کی ٹانگ نہیں بلکہ ٹوٹ جاویں تاکہ وہ **اربعین** لکہہ کر آپ کی تذلیل اور تکفیر نہ کرتا۔ اور آپ کے خلاف وہ کارروائی نہ کرتا جو اس نے کی۔ مباہلہ کے اثر کو تو آپ خوب سمجھتے ہیں جو آپ پر ہوا ہے باقی جو کچھ اس کے لئے آپ کی خواہش ہے وہ محض **اربعین** کی وجہ سے ہے۔

اچہا ایک بات اور آپ بتائیں کہ اربعین لکہہ کر وہ **ذلیل** ہوا یا **کامیاب** ؟ اور اس سے اسکی کوئی علمی پردہ دری ہوئی یا نہیں ؟ یہہ سوال محض آپ کے مذاق پر آپ سے کیا گیا ہے نفس مضمون اربعین میرے اور آپ کے درمیان سردست تنازعہ فیہ نہیں۔ آپ یقیناً تسلیم کریں گے کہ یہہ اس کی علمی پردہ دری ہے۔ پھر یہ عزت بہی تو ای غالباً مباہلہ ہی کے بعد ملی ہوگی ! **صوفی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا نتیجہ کس کے حق میں ہوا** ؟ اسپر میں ایک اور رنگ میں بہی بحث کرتا ہوں۔

باقی آئندہ

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر اول)

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو مخالفوں میں پھوٹ یا دشمنوں میں پہوٹ غرض اس مفہوم کو لئے ہوئے ایک الہام ہوا تہا۔ اسکے آثار اسی وقت سے شروع ہوگئے تہے میں چاہتا ہوں کہ اس **پیشگوئی** کو بہی جو مختلف رنگوں میں پوری ہو چکی ہے شائع کردوں سب سے اوّل میں امرتسر سے اس سلسلہ کو شروع کرتا ہوں۔

امرتسر میں سلسلہ عالیہ کے خطرناک دشمن غزنوی گروہ اور مولوی احمداللہ اور اس کی ذریت مولوی ثناءاللہ صاحب وغیرہ ہیں۔ خداتعالےٰ نے مولوی ثناءاللہ اور غزنویوں میں ایسی پہوٹ ڈالی ہے کہ ہر دو فریق ایک دوسرے کے لئے لنگی لنگوٹی رہنے نہیں دیتے یہانتک کہ غزنویوں نے مولوی ثناءاللہ صاحب کی تکفیر کا فتویٰ طیار کرایا۔ اور اسپر ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی سلسلہ میں

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کا وہ تازہ اشتہار ہے جو ۷ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ ہجری کو انہوں نے احمدی پریس وزیرآباد میں چہپوا کر شائع کیا ہے۔ سردست میں اسپر کوئی رائے ظاہر نہیں کرتا۔ جب تک کہ مولوی ثناءاللہ صاحب اسپر کچہہ نہ لکھیں کیونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کو اپنی پوزیشن کا صاف کرنا ضروری ہے ایسی حالت میں کہ حافظ عبدالمنان صاحب نے ان پر یہہ الزام لگایا ہے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے انکے مضمون میں **تحریف** کی ہے اور اپنی طرف سے جو ان کے جی میں آیا ان کی بلا اجازت لکھ دیا ہے۔ میں ابہی نہیں کہتا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے ایسا کیا ہو۔ اسلئے انہیں چاہئے کہ وہ جلد تر اصل حالات سے پبلک کو آگاہ کردیں۔ وہ اشتہار یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البراءۃ الی اللہ
من صنیع ثناء اللہ

الحمد للہ حق حمدہ وصلواتہ والسلام علے نبیہ وآلہ وصحبہ **اما بعد** برادران دین پیروان سلف صالحین کی خدمت میں عرض ہے کہ اربعین پر جو کچھہ میں نے لکھا تہا وہ حق تہا اور میں اوسپر ابتک قائم ہوں۔ یعنی مولوی ثناءاللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے ومخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہوں اور کلام مبین پر میرے نام سے جو مضمون لکھا گیا اور

اوس کے سبب سے میرے دیندار بہائیوں کو میری تخالف بیانی کا شبہہ پڑ گیا ہے۔ سو وہ نہ پوری میری عبارت ہے اور نہ وہ مضمون حاشا وکلا بلکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی تحریف ہے اپنی طرف سے انہوں نے جو جی میں آیا بلا اجازت میرے لکہہ دیا ہے۔ میری عبارت میں کوئی ایسی بات نہ تہی جو میری پہلی تحریر کے جو اربعین پر ہے مخالف ہو۔ غرضکہ کلام مبین کے شائع ہوتے ہی میں نے اپنی براءت کا اشتہار دینا چاہا تہا مگر مولوی ثناءاللہ صاحب دو بار میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ میں اون سب باتوں سے جو سلف صالحین کے برخلاف ہیں رجوع کرکے اون کی اصلاح کروں گا۔ اور وہ تہے میرے شاگرد پس اس خیال سے کہ اُن کا راہ راست پر آجانا بڑا ضروری ہے گو کہ میرے بہائی دیندار مجہہ پر بدگمان ہی رہیں میں اون کی نیت وقول کی وجہ سے اظہار براءت میں دیر کرتے آیا ہوں چونکہ اب مجکو اُن کے رجوع کی امید نہیں رہی لہذا مجبوراً اظہار حق کو مقدم جانکر ابتغاءً لوجہ اللہ کلام مبین کی عبارت سے جو میرے نام سے درج ہے براءت کرکے تمام اہل سنت وجماعت کو اسبات پر بہی مطلع کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے کلام مبین میں نقل عبارات میں جنکو تائیداً ذکر کیا ہے۔ بہت جگہ خیانت کرکے ناظرین کو سخت دہوکہ دیا ہے۔ چنانچہ فصل دوم میں جسکو فیصلہ کن قرار دیا اور سارے جواب کی اوسی پہ دارومدار رکہی ہے۔ صفحہ ۷ میں اتقان کی عبارت نقل کردہ کے آخر سے ایک جملہ کام کا جسمیں انکا صاف رد ہے نکال دیا ہے وہ جملہ یہ ہے **فاعتمد الاول** جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرام کی تفاسیر سبب نزول میں ہو یا غیر میں معتبر وحجت اور حکم میں مرفوع کے ہے۔ یعنی اون کی ساری کتاب کا رد اس جملہ متروکہ سے ہوکر انہیں کے اقرار سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ تفسیر القرآن غیر معتبر وغیر مستند ہے۔ اور کسی نے کلام مبین پر دستخط کرنے والے علماء میں سے اوسکو مستند نہیں لکہا ہے اور جو اصحاب تقاریظ ہیں انہوں نے بلا ملاحظہ تفسیر کے محض حسن ظن سے تقریظیں لکہدی ہیں اور مجہہ سے بہی تقریظ لکھوانیکا مولوی ثناءاللہ صاحب نے بار بار تقاضا کیا۔ لیکن میں نے بہ سبب غیر معتبر ہونے تفسیر کے تقریظ نہیں لکہی۔ پس مولوی ثناءاللہ صاحب کا کلام مبین کے شروع میں اسکو مستند کہنا بیجا ہے خلاصہ یہ کہ تفاسیر صحابہ وتابعین کو چہوڑ کر ان کے برخلاف تفسیر کرنا معتزلہ واہل بدع کا کام ہے۔ اتقان میں امام ابن تیمیہ سے منقول ہے

فان الصحابۃ والتابعین والائمۃ اذا کان لہم فی الآیۃ تفسیر وجاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ وذالک المذہب لیس من مذہب الصحابۃ والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرہم من اہل البدع فی مثل ہذا وفی الجملۃ من عدل عن مذاہب الصحابۃ والتابعین وتفسیرہم الی ما یخالف ذلک کان مخطئا بل مبتدعا لانہم کانوا اعلم بتفسیرہ ومعانیہ انتہے۔ اگر اب بہی مولوی ثناءاللہ صاحب اپنے صنیع شنیع سے رجوع کرکے اصلاح ما افسد کریں تو پہر میں وہی اونکا اوستاد شفیق ہوں۔ جیساکہ اس سے پہلے تہا۔ لیکن میں کیا کروں۔ محبت اللہ ورسول کی مجھے مقدم ہے انکی محبت وشفقت پر جسکی وجہ سے نوبت باعلان پہونچی اسکے سوا اب ایک ایسا جملہ انکی کتاب کلام مبین کے صفحہ ۶۸ میں معلوم ہوا ہے جس سے صبر نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس سے ہتک حرمت مفسرین وخفت تفاسیر صالحین کی پائی جاتی ہے اور ایسی حرکت ناشائستہ آزاد منش اہل بدع کی حرکات سے ہے وہ جملہ یہ ہے۔ مفسرین کے خلاف کا ذکر تو دیوالونکا ہوا ہے اس کے توناپانے ٹرا کرتے ہیں انتہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کرے آمین **وما علینا الا البلاغ المبین**۔

المعلن خادم سنت عاجز عبدالمنان
وزیرآبادی ۷ روز شنبہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ ہجری

اطلاع

ہر چند مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کی کتاب الہامات مرزا اپنی آپ ہی تردید ہے لیکن بعض اس خیال سے کہ ان کی تحدی کی حقیقت کہل جاوے میں نے خداتعالےٰ کے فضل وکرم اور اس کی تائید وتوفیق پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کا ایک جواب شائع کروں۔ میں یک سر وہزار سودا کا مصداق ہونے کی وجہ سے کسی قدر دیر سے یہہ جواب انشاءاللہ العزیز شائع کرلے نے قابل ہوسکونگا تاہم میں نے اپنے معمول کے موافق ارادہ کرلیا ہے کہ اس کا جواب انکو ضرور دیا جاوے کیونکہ وہ اپنی ہر تحریر میں کم وبیش اسکا حوالہ دیتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے کہ ان کی ساری پیش کردہ پیشگوئیوں پر نظر ہوسکے میں انکے سب سے آخری اڈیشن پر نظر کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر الحکم

اہلحدیث جنوری کا جواب

قریباً پونے دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ کتاب بشارت احمدی کی دو جلدیں دہلی اور کلکتہ یعنے دو مختلف مقامات سے بغرض ریویو میرے پاس بھیجی گئی تہین۔ اس بات پر تو مجھے خود بھی افسوس ہے کہ میرے کرم فرما خفا ہورہے ہونگے کہ آجتک کیون ریویو نہین لکہا گیا۔ مگر مین مصلحتاً کسی خاص موقع کا منتظر تہا۔

بہرحال مین جس موقع اور وقت کا انتظار کہینچ رہا تہا وہ یہ ہے کہ جب سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرشن ہونیکا دعوےٰ کیا ہے نافہم ملاؤن نے ایسا طوفان بے تمیزی برپا رکہا ہے کہ توبہ ہی بہلی خاصکر امرتسر کے اخبار **اہل حدیث** نے تو ٹہیکہ ہی لیلیا ہے وہ نہین جانتا کہ میری درشت کلامی اور تمسخر سے فرقہ اہل حدیث اور بہی بدنام ہوگا معلوم نہین کہ اہل حدیث کے ہمرنگ میر کہی نجدی پرست نے تمسخر اور استہزاء مین کونسی کمی اٹہا رکہی تہی جسکو اخبار مذکور اب پوری کرنا چاہتا ہے۔ لیاقت کا یہ حال ہے کہ الحکم مطبوعہ ۱۰ جنوری کے اس معقول استفسار کا جو ایک اعتراض کے رنگ مین پیش کیا گیا تہا سوائے دفع الوقتی کے کوئی جواب نہین دیسکا۔ بہلا بسماعت مین حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کی صداقت اور رسالت پر اہل حدیث کا ایمان ہے تو پہر یہودی اور عیسائی کہلانے سے کیون جی چراتا ہے کیا انکو ماننے والون نے کبہی انکار کیا نہین ہرگز نہین بلکہ انہون نے تو یہان تک استقامت دکہائی و اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ کے نیچے آگئے پہر اپنی نسبتون کو نہ چہوڑ سکے۔ امید کہ اہل حدیث آیندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا پڑہنا ہی چہوڑ دیگا مجہے ابتک اچہی طرح یاد ہے۔ کہ اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت مین اس قسم کا ایک نوٹ لکہا گیا تہا کہ ”کرشن کو خدا سے کیا تعلق“ اب مین کوشش کرونگا۔ کہ اہل حدیث کو دکہایا جائے کہ کرشن جی کو خدا کے ساتہہ کسقدر تعلق ہے چنانچہ مولوی عبدالعزیز صاحب سنی المذہب مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس کتاب کے سرورق پر آیت ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا کا حوالہ دیکر مہادیو۔ رام چندر اور کاہن کہنیا یعنے کرشن کو خدا کے خاص اُکون مین شمار کیا ہے۔ اور ان کو برا کہنے والون کو **نادان مسلمانون** وغیرہ خطابات سے مخاطب کرکے آیندہ کیلئے نصیحت کی ہے کہ ان کو برا کہنے والون کو چاہیئے کہ پہلے اپنا ایمان قایم رکہنے کی فکر کرین اور مصنف کتاب مذکور نے جہان دوسرے برا کہنے والون کو متنبہ کیا ہے وہان مصنف تحفۃ الہند کی سخت کلامی پر بہی افسوس ظاہر کیا ہے۔ چونکہ کرشن جی کا زمانہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے بہت پہلے گذر چکا ہے اسلئے یہ قرین قیاس اور ممکن ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس موحد اور برگزیدہ حق کی اصل تعلیم کو بگاڑ دیا ہو ان کے حالات کو اگر غور سے پڑہا جائے تو یہ ثابت کرنا نہایت مشکل ہو جائیگا۔ کہ بت پرستی اور تناسخ ایسے لغویات کے بانی وہ تہے۔ خواہ کوئی برا ہی منائے ہم تو ان کی تعریف کرنیسے باز نہین رہ سکتے انہون نے تو **پورن برہم** اور **کلکی اتار** (ہمارے ہادیٔ کامل محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی بعثت اور بنوت تامہ کے متعلق ایسی صریح پیشگوئیان کی ہین کہ انکو پڑہکر غیر متعصب ہنود کیلئے سوائے تسلیم کے باقی کوئی چارہ ہی نہین رہتا۔ شلاً بیاس جی نے بہوکہ اترپران مین لکہا ہے کہ ”آیندہ زمانہ مین **مہامت** پیدا ہونگے اُن کا نشان یہ ہے کہ ان کے سر پر بدل سایہ کریگی اور ان کے جسم کا سایہ نہوگا اور مکہی ان کے جسم پر نہ بیٹہیگی اور آپ تمام عمر کم کہائینگے اور عرب کا بادشاہ وان کا دشمن ہوگا۔ اور وہ قادر دانا اور قدرت والا ان کو **تیس ادہیاران بہیجیگا** اور جو اس کے موافق چلیگا وہ اللہ تک پہونچیگا اور اسوقت اللہ تک پہونچنے کی کوئی دوسری راہ نہ ہوگی“ پہر **مہا دیو** فرماتے مین ”اے پاربتی **مہامت** (محمد) ساری عبادتون اور اگلی شریعت کو موقوف کرکے اپنی شریعت کی راہ سکہائینگے وغیرہ وغیرہ“ چونکہ الحکم مین مجہے اس تمام پیشگوئیون کا درج ہونا محال نظر آتا ہے اسلئے اگر خریداران الحکم اور دیگر طالبان حق درخواست کرینگے تو کتاب بذریعہ وی پی انکی خدمت مین بہیجوائی جائیگی۔ مناسب ہے کہ ایڈیٹر اہل حدیث بہی اس موقع کو غنیمت سمجہین اور رہے سہے بیلچون کا خون سرد فرکرکے کتاب منگالین شاید اس کے مطالعہ سے طعن وتشنیع کی عادت ان سے چہوٹ جائے اس جگہ ایڈیٹر اہل حدیث کیلئے ایک اور پیشگوئی کا بہی ذکر کرنا چاہتا ہون جس کو وہ (حضرت اقدس) مہدی آخر زمان سے متعلق پاکر کچہہ تو نادم ہو۔ کلکی پران مین لکہا ہے کہ ”آخر کلجگ (آخری زمانہ) مین پہر کلکی اتار (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی (احمدا ندرجان احمد شدید ید) صفتین ظاہر ہونگی تعجب ہے کہ مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس مصنف بالصفات کا زمانہ بہی چودہوین صدی کا ہی زمانہ بتایا ہے جیساکہ وہ لکہتے ہین کہ ”اب تیرہوین صدی اخیر ہے اب اسطرح کے لوگ بہت کم ہین ظاہر کے مسلمان دل کے بے ایمان“ اب اگر کوئی غور کرنے والی طبیعت ہوگی تو نشان طلبی کو الگ رکہکر فوراً بول اٹہیگی کہ اسوقت ضرور کوئی مصلح ہونا چاہیئے جو مذکورہ بالا مسلمانون کی ہر طرح اصلاح کرے سمجہہ مین نہین آتا کہ ہمارے مخالفین کی عقل کو کیا ہوگیا اپنے علم اور حلم کا ذکر کرنے لگتے ہین تو سلسلہ ہی نہین ٹوٹتا۔ مگر عملی حالت بہت ہی برائی دن بدن کر رہی ہے کاش کہ یہ لوگ انجام مستہزئین سے کچہہ خبر رکہتے۔ ہمین تو مرزا صاحب کے دیگر دعاوی کے علاوہ کرشن کا دعوےٰ بہی ایسا صاف اور اجلی نظر آتا ہے کہ جس کا بیان کرنا واقعی امر محال ہے ہان یہ وہی وعدہ کا کرشن ہے جو اہل ہنود کی کتابون مین درج ہوئے **نہہک لنک آتارا + مہدی کہین شکل سنسارا** پیشگوئی کے طور پر بتایا گیا تہا۔ ہان یہ وہی مہدی اور کرشن ہے جو نہک لنک کے الفاظ مین بیان ہوکر اہل ہنود کیلئے مقدر اور قابل تسلیم ٹہرایا گیا تہا۔ ہان یہ وہی آنے والا کرشن ہے جو **سمبہل پور** یعنے **اسلام پور** (قادیان کا اصلی نام یہی ہے) مین مبعوث ہونا تہا۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث مندرجہ بالا دوہے والی پیشگوئی کو پڑہکر **نہہک لنک منتھی** (یعنے خواہ لغوی سمجہتے ہون) کہلانے سے انکار نہین کرینگے ورنہ مہدی کی آمد اور انتظار سے ان کو ضرور دست بردار ہونا پڑیگا۔ دل تو نہین چاہتا کہ ایڈیٹر اہلحدیث کو بار بار مخاطب کیا جائے مگر اسکی دل آزار تحریرون کو پڑہکر خاموش نہین رہا جاتا۔ اب کے تو وہ اپنے ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہل حدیث مین خدائے وحدہٗ لاشریک کی سنت قدیم پر بہی حملہ کرنے سے نہین رہ سکا۔ اس کو ابتک یہ بہی معلوم نہین کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ایک کرشن کا دعوی بحیثیت ایک مصلح ہونے کے ہے ورنہ معترض کو چاہیئے کہ وہ کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے جسمین یہ لکہا ہوا ہو کہ ابتدائے عالم سے آجتک کوئی کدہا بہی انسانون کی اصلاح کیلئے مامور ہوا ہے جسکی مماثلت کو وہ پیش کرکے طنزاً اور استہزاً کے طور پر مین تاکید کرتا ہے کہ آیندہ اگر اس مماثلت کو اختیار کیا جائے تو کرشن کے دعوے کیطرح اس مماثلت کو بہی مان لوگے۔ کاش کہ اس [illegible] کے ایسا ریمارک کرتے ہوئے ہاتہہ ٹوٹ جاتے۔ کہ جس کا وہ قانوناً مجاز بہی نہین تہا۔ اس موقع پر اگر وہ باوجود مولوی فاضل کہلانے اور دعوی اہلحدیث کے اپنی دل آزار تحریرون استہزاء اور تمسخر کا جو قرآن اور احادیث کی تعلیم کے منافی مین اندازہ لگائیگا تو وہ یقیناً اپنے آپ کو آیت مثل الذین حملوا التوریٰۃ الخ کے نیچے چلتا ہوا دیکہہ لیگا۔

پیشتر اس کے کہ مضمون کو ختم کرون ایک اور مولوی نجم الغنی نامی متوطن ریاست رام پور کا تذکرہ بہی ضروری سمجہتا ہون۔ یہ وہی مولوی صاحب ہین جنہون نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام کے خاتمہ پر سلسلہ احمدیہ پر بہی طبع آزمائی کی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب مین کوئی نئی بات پیش نہین کی ہان اتنا کیا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے اسلام کے سچے خادم پر کفر کا فتوےٰ لگاکر اپنے نامہ اعمال کی بے طرح توسیع کی ہے۔ مگر مولوی نجم الغنی صاحب یاد رکہین اور ضرور یاد رکہین کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ایسے دیگر آئمہ دین پاک پر کفر کا فتوےٰ لگانے والے بہی تو آخر مولوی ہی تہے امید ہے کہ مولوی نجم الغنی صاحب مضمون کے اس حصہ کو پڑہکر ان مکفرین سے اپنے آپ کو بہت ہی پیچہے پائینگے۔ آیندہ ہمارے احمدی بہائیون کو چاہیئے کہ کسی ایسے ویسے مولوی کو ہرگز مخاطب نہ کرین ہان مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کیطرح عالی حوصلہ اور میدان بازی رکہتا ہو تو زہے قسمت۔ فقط۔ **راقم**

خاکسار محمد حسین سافراز موزنگ ڈاکخانہ لاہور

عا فٹ نوٹ کرشن علیہ السلام کی تصنیف لطیف کے متعلق کلکتہ کے ایک پروفیسر صاحب نے ایک پمفلٹ حال مین شایع فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ساٹہہ اشلوک حضرت کرشن کے مین نیز یہ بہی کہ ویدون کی تعلیم سے روکتے تہے۔ اور نبیون کے مشرب پر تہے موحد تہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوصیت

قال اللہ عزوجل - قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم

یعنی انکو کہدو کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم بندگی نہ کرو اور دعاؤں میں مشغول نہ رہو

دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے آج سے قریباً ۹ ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخباریں نکلتی ہیں خدا تعالیٰ کیطرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ عفت الدیار محلها ومقامها - یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑیگی اور سخت پڑیگی - دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم - اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۲ - اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے - میں نے اسوقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہوگیا اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے میں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا - دوستو! اٹھو اور ہشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے - اب اس دریا سے پار ہونیکیلئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہیں - مومن خوف کیوقت خدا کیطرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں - اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو - اور راستی میں محو ہوکر اپنی قربانی آپ ادا کرو - اور تقوے کی راہوں میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونیوالوں پر اسکا غضہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مردوں کی طرح - ان نشانوں کو دیکھکر سو وہ خوف کرنیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے - جاہل کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں ٹل گئی لیکن اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ و بکا سے ان بلاؤں کو دور کر دیتا جنکا اس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی - سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ - خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کیطرح افتاں خیزاں اسکی رضا کے دروازہ تک پہنچتے ہوئے پہنچو - اور اگر یہ بھی نہیں تو مردہ کی طرح اپنے اٹھائے جانے کا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو - نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے - آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے - ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسی تقوی کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے - اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ - اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو - بیجا کینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنادے بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ - عجیب بدبخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب کی صرف ایک بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو - پس اگر تم بچنا چاہتے ہو تو ایسے مت بنو - عجیب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کیطرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتا اور بدبودار تعصب سے دوسروں کو بدزبانی سے پکارتا ہے - پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کھلی ہے - سو تقوے سے پورا حصہ لو اور خداترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو - تم میں سے کون ہے کہ جو بھوک کیوقت صرف روٹی کے نام سے سیر ہو سکتا ہے یا صرف ایک دانہ سے پیٹ بھر سکتا ہے - ایسا ہی تم خدا کو راضی نہیں کر سکتے جبتک پوری طور پر متقی نہ بن جاؤ - اپنے دشمنوں کے نفسانی جوشوں کا مقابلہ مت کرو تا تم بھی ایسے ہی نہ ہو جاؤ کیونکہ جاہل کا مقابلہ صرف جہالت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے - پس اگر وہ تمہیں ستاویں اور دکھ دیں یا تمہیں جوش دلانے کیلئے میری نسبت سب و شتم اور دشنام دہی اور ہنسی کا طریق اختیار کریں تو تم صبر کرو اور چپ رہو تا وہ خدا جو تمہارے دلوں اور اوروں کے دلوں کو آسمان پر دیکھتا ہے تمہیں بدلہ دے - یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا پر نہیں آئے - ایسا ہو تا وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو ابتدا سے نبیوں نے کی ہیں - خدا نے آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر مجھکو دی تھی جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی تھی پھر اسوقت خبر دی جبکہ ملک اس بیماری سے پاک تھا وہ خبر بھی شائع ہو چکی - اور پھر طاعون کے اس سخت حملہ کی خبر جو عنقریب ہونے والا ہے - یہ اسلئے ہوئی کہ تا لوگ متنبہ ہو جائیں - ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جنکے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں - جو دوسروں کو خدا کیطرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہیں - خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کسکی زندگی لعنتی اور کسکی زندگی پاک ہے - پس تم ایسے دردناک دعاؤں میں لگ جاؤ کہ گویا مر ہی جاؤ تا دوسری موت سے خدا تمہیں بچاوے - دنیا کیلئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں مگر دنیا نہیں سمجھتی لیکن کسیدن سمجھیگی - دیکھو میں اسوقت اپنا فرض ادا کر چکا اور قبل اسکے کہ تنگی کے دن آویں میں نے اطلاع دیدی ہے اب میں ختم کرتا ہوں - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ -

(نوٹ - ۲۶ فروری کی رات جسکی صبح کو ۲۷ فروری ہے مراد ہے)

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

رسید ز ر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

(۱) محمد حسین علی معہ فرزند حسین نقشہ نویس پولیس الہ آباد ۸/ ہے
(۲) جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ عہ
(۳)
(۴) قاضی ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ امرتسر معرفت میاں امین کنڈر
(۵) محمد عبد اللہ صاحب سوداگر حاجی گنج قنوج ۱۸
(۶) منشی مختار احمد صاحب منشی محکمہ پرائیوٹ سکرٹری مدار المہام حیدرآباد دکن للعہ
(۷) منشی عبد الحی خان صاحب ہیڈ پوسٹ آفس منٹگمری عمہ
(۸) بابو عبد الرحمن صاحب احمدی افریقہ عہ
(۹) میاں نجم الدین احمدی اٹاوہ ۱۲/
(۱۰) منشی محمد اکبر خانصاحب پشاوری قانونگو محمد زئی لکی بنون عمہ
(۱۱) میاں عبد القادر احمدی مدرس منصوراں ضلع لدھیانہ عمہ
(۱۲) منشی نبی بخش صاحب پرفسنٹ ڈپٹی انسپکٹر ممباسہ افریقہ عـ
(۱۳) بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر احمدی لاہور عـ
(۱۴) حکیم فضل الدین صاحب بابت عید و قربانی فنڈ ۱۴/
(۱۵) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت ماسٹر صاحب ۱۳/۹ پائی
(۱۶) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت جناب سکرٹری صاحب مدرسہ ۸/
(۱۷) میاں مہر محمد جٹ قادیان قربانی فنڈ ۶/
(۱۸) حکیم فضل الدین صاحب قادیان بابت کرایہ شفاخانہ سکول صہ
(۱۹) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن گڑگاؤں عـ
(۲۰) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر صہ
(۲۱) ڈاکٹر یعقوب خانصاحب انریری اسسٹنٹ مونہ ضلع شاہپور عـ
(۲۲) بابو امام الدین صاحب گائیڈ ریلوے سٹیشن راولپنڈی عـ
(۲۳) بابو طالع محمد صاحب ٹکٹ کلکٹر نوشہرہ عـ
(۲۴) میاں عبد الواحد خانصاحب تحصیل جالندھر عـ
(۲۵) منشی حسین شاہ صاحب پٹواری رعیہ بابت عید فنڈ عمہ
(۲۶) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ عیلاوت عید فنڈ عمہ
(۲۷) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب و منشی حسین علی شاہ ب معیہ قربانی فنڈ عمہ
(۲۸) فنڈ معرفت جناب میرزا مرزا صاحب ۱۹ فروری

(۲۹) میاں دین محمد مستری قادیان قربانی فنڈ ۸/
(۳۰) شیخ غلام نبی صاحب سیٹھ راولپنڈی بازار کلاں قربانی فنڈ ۸/
(۳۱) سردار فضل حق احمدی قادیان عمہ
(۳۲) شیخ عبد الرحیم صاحب قادیان ۱۲/

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت بمبئی معرفت زین الدین محمد ابراہیم لعہ
(۲) میاں عبد السلام مدار المہام حکیم صاحب قادیان ۴/

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) حکیم محمد زمان صاحب معرفت مستری قطب الدین صاحب بابت قرضہ مدرسہ سنجلہ (سے) عـ
(۲) ڈاکٹر نور بخش صاحب انریری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ (عید فنڈ) عمہ
(۳) سردار عبد المجید خان معرفت حکیم شاہ نواز صاحب۔ راولپنڈی (عید فنڈ) عمہ
(۴) میاں محمد الدین سکنہ ککرالی ضلع گجرات عمہ
(۵) منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم عمہ
(۶) جماعت ترگڑی ضلع گوجرانوالہ معرفت محمد اسمٰعیل صاحب احمدی عـ
(۷) شیخ محمد جان صاحب وزیرآباد عـ
(۸) زین الدین محمد ابراہیم انجنیر بمبئی عـ
(۹) میاں محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ گجرات عـ
(۱۰) منشی غلام نبی مدرس مدرسہ بورڈ متصل ہوشیارپور عمہ
(۱۱) میاں اللہ دتا صاحب احمدی سکنہ ماہل پور ضلع ہوشیارپور عمہ
(۱۲) حکیم محمد عمر خانصاحب دروازہ میگزین فیروزپور عمہ
(۱۳) میاں عبد الرحمن معلم چھاؤنی جالندھر عمہ
(۱۴) میاں عطاء الٰہی صاحب لالہ موسیٰ ضلع گجرات عـ
(۱۵) خانصاحب محمد محب خان صاحب تحصیلدار پولیٹیکل ٹوچی عـ
(۱۶) جماعت نور تھلہ معرفت میاں عبد المجید خانصاحب (عید فنڈ) عـ
(۱۷) جماعت پشاور معرفت منشی نعمت خان صاحب انریری اسسٹنٹ عـ
(۱۸) شیخ عبد الرحیم سیکرٹری مینیجر تعلیم الاسلام

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ بابت شفاخانہ عـ
(۲) قاضی عبد الحق صاحب سیدوالہ (مدرسہ) لعہ
(۳) منشی یار محمد خان گماشتہ انجنیرز سلم ایگلات بادر جموں (مدرسہ) عمہ
(۴) مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلرک ڈیرہ اسمٰعیل خان عـ
(۵) منشی محمد عثمان نقشہ نویس الہ آباد عـ
(۶) سید علی محمد شاہ ہیڈ ماسٹر لمبریان عـ
(۷) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر (عید فنڈ) عـ
(۸) میاں کریم بخش صاحب کشمیری موضع نت بوٹالہ ضلع گوجرانوالہ (قربانی فنڈ) للعہ
(۹) منشی محمد حیات صاحب (مدرسہ) عمہ
(۱۰) سید ممتاز علی صاحب نمبردار چک ۱۲۶ مدرسہ چنیوٹ روڈ (مدرسہ) عـ

۲۳ فروری

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب معرفت مولوی قطب الدین قادیان (کھال قربانی) ۱۲/
(۲) اللہ داد صاحب نائب امین مدرسہ تعلیم الاسلام عمہ
(۳) مولوی غلام امام صاحب۔ ڈاک بنگلہ منی پور آسام (چندہ مدرسہ) عـ
(۴) منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور عید فنڈ۔ سے مدرسہ صہ
(۵) جماعت مالیرکوٹلہ (عید فنڈ) للعہ
(۶) جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ (مسکین فنڈ) عـ
(۷) حکیم محمد حسین صاحب احمدی بابت کٹرہ دہلی (مدرسہ) صہ
(۸) میاں الطاف حسین معرفت عـ مدرسہ عید فنڈ
(۹) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ۲/ ۶ پائی

استفسار اور ان کے جواب

سوال اوّل۔ اللہ تعالیٰ کے خود بخود ہونے کا ثبوت اول عقل سے بعد کو قرآن شریف سے روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی خدا تعالیٰ اس سے کیوں باہر ہے؟

جواب۔ یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے اسلئے کہ یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ خود بخود ہوا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا بھی تھا جبکہ وہ نہ تھا۔ دوئم موجودہ تجربہ جو بتایا جاتا ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی یہ مخلوق کے متعلق ہے پھر خالق کائنات کو اس کے ماتحت کیوں رکھا جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے الحق اس کا نام ہے اور پھر قل ہو اللہ میں ہو کہا ہے جس کے معنے بھی ہیں ہے۔

سوال دوئم۔ جب ابتدا میں عدم محض تھا تو کن فیکون کس کو کہا۔ خطاب بغیر مخاطب کی موجودگی کے نہیں ہو سکتا تو کیا جس چیز کو خطاب کیا وہ موجود تھی؟

جواب۔ عدم محض ابتدا میں تھا قرآن شریف یا حدیث صحیحہ سے تو ہمکا پتہ نہیں ملتا کن فیکون ابتدائے عالم سے تعلق رکھتا ہے یا کسی اور زمانہ سے اس کو آگے چلکر ہی بیان کریں گے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کن کا مخاطب صورِ علمیہ میں موجود تھا۔ دیکھو ایک معمار جب ایک مکان بناتا ہے تو اس کا نقشہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے اور وہ مکان بصورت علمی موجود ہوتا ہے لیکن اس کا وجود خارجی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پس وہ شئے ایک صورت کی موجود اور دوسری جہت سے معدوم ہوتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اگر مخلوق کی صورت علمیہ کو خطاب کیا تو کیا اعتراض!!

اصل بات یہ ہے کہ کن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے پر کن فرمایا ہے۔ کوئی مقام اس کے خلاف آپ پیش کریں گے تو اس پر نظر کیجا سکتی ہے۔

سوال سوم۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہر ایک چیز کو خواہ کسی طرح نابود کرنا چاہیں اس کا بقیہ ضرور رہتا ہے آخر میں سب چیزیں بالکل معدوم کیونکر ہو جائیں گی۔ عقلی ثبوت دو۔

جواب۔ یہ کس نے کہا ہے کہ آخر میں بالکل عدم ہوگا۔

سوال چہارم۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ یا کثرت سے حالت نماز میں امام کیوں نہیں بنتے جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثرت سے نماز میں امام بنتے تھے۔

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ امتی کے پیچھے نماز پڑھیگا اور اس کی وجہ محض اس امت کا اکرام ہے اور اس کے غیر امام ہونے کی دلیل

تازہ الہامات

۱۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ

انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون

اخبار دیر سے شایع ہوا ہے اسی لئے ۱۷ فروری کا اشتہار شایع کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر۔

مسیح موعودؑ و غایۃ المقصود

مضمون نمبر (۲)

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ **قولہ** آنجناب علیہ السلام از خوف آن ملعون ظالم مخفی شدند و حواریین خود را روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد۔ **اقول** این روایت مجتہد نیز بکرسی تحقیق نمے نشیند حضرت عیسیٰ علیہ السلام از خوف سلطانے مخفی و متواری نشدہ بود بلکہ از خوف یہود عنود مخفی و متواری شدہ بود چنانچہ از اناجیل اربعہ و تواریخ یہود و نصاریٰ ظاہر و روشن است علاوہ برین مجتہد شیعیان در قول حضرت مسیح خیانتے بکار بردہ و براصلیت آنجناب دست تصرف دراز کردہ کہ مینویسد در روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد،،

حالانکہ خداوند علیم در قرآن کریم قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را باین الفاظ طیبہ نقل میفرماید۔

یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

پس ازین آیہ کریمہ ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در شان حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اسمہ احمد فرمودہ اسمہ احمد و محمد نفرمودہ۔

ایہا الناظرون! مجتہد شیعیان چون دران بشارت کہ بر زبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ در شان رسول عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسمہ احمد نوشتہ یافت حیران شد و دست و پا گم کرد چراکہ نام نہادہ والدین شریفین حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم محمد است نہ کہ احمد۔ ازینجا است کہ مجتہد علیہ ما علیہ در بحر تفکر و اجتہاد فرو رفتہ چند کرت غوطہا خورد مگر بساحل مراد نرسید ناچار سلامتی درین دید کہ طریق خیانت ورزید۔ ناظرین باید بنظر تامل ببینند کہ مجتہد المتشیعین راچہ طور راہ یہود پیمود و در بشارت مذکور نام محمد از طرف خود افزود۔ حالانکہ توضیح و حل این اشکال آسان بود۔

ارباب تحقیق نوشتہ اند کہ سنت اللہ برین رفتہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کہ مقربان بارگاہ الٰہی را نظر بر غلبہ بعض صفات حمیدہ شان از جانب ملاء اعلےٰ علاوہ آن نامہاے کہ آبائے کرام ایشان مے نہند نامہاے دیگر میباشند چنانچہ الاسماء تنزل من السماء برآن شاہد عدل است۔ قاضی عیاض کہ مصنف علیہ ما علیہ در کتاب خود جابجا از اقوالش استناد کردہ متعلق امر زیر بحث در شفا مے نگارد۔

کنّی اسحاق و اسمعیل بعلیم و حلیم و ابراہیم بحلیم و نوحاً بشکور و عیسیٰ و یحییٰ ببر و موسیٰ بکلیم و قوی و یوسف بحفیظ و علیم و ایوب بصابر و اسمعیل بصادق الوعد کما نطق بذالک الکتاب العزیز

و خود مصنف ابن القیم در کتاب ہدایۃ الحیاریٰ ... چہار صفحہ ۱۲ مے نگارد۔ بشارت دوازدہم در سفران سیم کتاب ملاخی است کہ دران مے فرماید

...... یعنی دران روز عظیم خواہم فرستاد ایلیا را معنی آنکہ محل مطلب ازین کلام ایلیا است چہ مراد ازو علی بن ابی طالب فداہ روحی است چنانچہ در ابیات تصریح شدہ۔ غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶ **قولہ** خلاصہ آنہا در ہمین شبہ ماندند و تا قیامت ہمچنین خواہند ماند بطرف این اشارہ است آیہ شریفہ **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم** و این واقعہ بطریق خلاصہ اینجا ذکر نمودم و جمیع مورخین بتفصیل تمام در تواریخ ضبط فرمودہ اند

اقول مجتہد را انصاف خدا را از خود انصاف بفرماید کہ چون یہود عنود در ہمین شبہ تا قیامہ خواہند ماند پس مسیح را زندہ بآسمان بردن و تا دیر اورا نگاہداشتن و پس ازان بر زمین فرو فرستادن چہ دانائی است و نیز ظاہر کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ

اما آنچہ مجتہد زادہ والا شان زیب رقم فرمودہ کہ شخصے از یہود یا حواریین مسیح علیہ السلام بقدرت خداوند انام ہمشکل مسیح گشتہ بردار کشیدہ شد آنہم اصلے ندارد۔ علاوہ عقل باور نمیکند کہ خدائے عادل عوض مسیح بیگناہے را بردار کشیدن روا دارد صرف نظیر ازین۔

در تفسیر جمل جلد اول صفحہ ۴۳۵ مرقوم است قال ابوحیان لم نعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ ولم یصح بذالک من حدیث یعنی ابوحیان میگوید کہ کیفیت قتل مسیح را ما نمیدانیم و نیز این علم نیست کہ شخصے دیگر ہمشکل مسیح گشتہ بود و قصہ شکل و شبہ مسیح از حدیث ثابت نیست امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر مے نگارد۔

لو جوزنا القاء شبہ علی انسان لزم السفسطۃ فانی اذا رأیت ولدی ثم رأیتہ ثانیا فحینئذ اجوز ان یکون ہذا الذی رأیتہ ثانیا لیس بولدی بل ہو انسان القی شبہ علیہ وحینئذ یرتفع الامان عن المحسوسات فالصحابۃ الذین رأوا محمدا صلعم یامرہم وینہاہم وجب ان لا یعرفوا انہ محمد لاحتمال انہ شبہ علی غیرہ وذلک یفضی الی سقوط الشرائع۔

یعنی اگر جواز تبدیل صورت آدمے بدیگرے فرض کردہ شود پس ازین لزوم سفسطہ مے آید مثلاً اگر من پسر خود را ببینم و باز بار دیگر او را ببینم و دران صورت یقین کنم کہ پسرے کہ بار دیگر دیدہ ام آن پسر من نیست بلکہ کدام دیگر انسان است کہ ہمشکل پسر من شدہ است اگر من چنین کنم از عالم محسوسات امان صحت برود و ہمچنان صحابہ کرام کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدند کہ آنحضرت صلعم ایشان را امر بالمعروف و نہی عن المنکر میکردند اگر ایشان این خیال مے ورزیدند کہ محمد نیست بلکہ احتمال است کہ شخصے دیگر ہمشکل آنحضرت شدہ باشد و باین خیالات تمام شرائع مفقود و نابود میشوند ازین تحقیق بظہور پیوست کہ روایت محولہ در باب القاء شبہ شخصے است کہ مہر کتاب و سنت بر خود ندارد بل سفسطہ محض است

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۷ قولہ اشکال در فقرہ شبہ اسناد بطرف کیست اگر اسناد آن بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است و اگر اسناد آن بطرف مقتول باشد ہم درست نمیشود زیرا کہ ذکر مقتول در ماقبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد جواب این سند تسویہ بجار و مجرور لہم است پس اطلاق چون قول حیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکور چنان میشود ولکن شبہ لہم یعنی وقع لہم التشبہ الخ میتواند کہ ضمیر آن راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد علیحدہ ندارد۔ **اقول** این تحریر سزاوار تشہیر کہ نتیجہ تحقیق مجتہد عدیم النظیر است ماشاء اللہ بر فضائل علمیہ و کمالات عقلیہ او عموماً و بر نحودانی مجتہد زمانی خصوصاً حجتے است روشن و دلیلے مبرہن۔ چون مجتہد شیعیان در علم و حکمت و فہم و فراست چنین پایگاہے رفیع دارد از سخندانی و سخن فہمی مقلدانش چہ گفتہ آید۔

ایہا الناظرون! عالی فہم مجتہد در تفسیر القرآن ہم یدطولے دارد چنانچہ آیہ کریمہ **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم** را بر حیات مسیح و صعودہ بجسدہ العنصری و القاء شبہ بر دیگرے نص قطعی مے پندارد حالانکہ در آیہ کریمہ موصوفہ اینچنین مزخرفات را مدخلے نیست۔

الغرض توضیح بیان اول آیہ کریمہ موصوفہ را معہ سیاق عبارت نقل میکنم وہی ہذا۔

وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم

باز میگویم کہ آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ بطریق اشکال نوشتہ کہ اگر اسناد آن (یعنی شبہ) بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است [illegible] نیست ناظرین باید بخاطر دارند کہ ضمیر واحد غائب کہ در شبہ است مرجعش ہمان اسم مسیح بن مریم است کہ در سیاق موجود چنانچہ مرجع ضمیر واحد غائب ما صلبوہ نیز اسم مسیح بن مریم است پس خدائے برتر بر حال مجتہد لاہوری ترحم نماید و چشمانش بکشاید کہ بیچارہ از قلت تدبر و قصور فہم اسم مسیح بن مریم را مرجع ضمیر شبہ نتوانست قرار داد ناچار قدم در راہ تحریف قرآن نہاد۔

بوجوہ مذکورہ بالا فافہم ولا تکن کہ اسناد شبہ بطرف مسیح و ہم بطرف مسیح درست میشود زیرا کہ وے مشبہ نیست چنانچہ مجتہد پنداشتہ بلکہ مشبہ است کہ مفسرین بدان رفتہ پس معنی آیہ زیر بحث اینست کہ مشبہ بالمقتول والمصلوب شد آن مسیح برائے اہل کتاب چنانچہ ایشان گمان بردند کہ مسیح بمرد۔

الحاصل اسناد شبہ بطرف غیر مسیح ہرگز درست نمیشود زیرا کہ ذکر شخصے دیگر در ماقبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد و نہ از آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ نشانے ازان توان داد۔ و اما آنچہ مجتہد زادہ بقلم سپردہ کہ شبہ مسند گشتہ بجار و مجرور لہم است پس اطلاق چون قول حیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکورہ چنان میشود ولکن شبہ لہم یعنی وقع لہم التشبہ۔ مدعائے ما از ضررے نمیرساند بلکہ مجتہد علیہ ما علیہ را در روز سیاہ مے نشاند چہ اگر معنی شبہ لہم وقع لہم التشبہ باشد پس شیرازہ جمعیت روایات منقولہ مجتہد دربارہ القائے شبہ از ہم باشد و بنائے فاسد علی الفاسد با خاک برابر باشد۔ و آنچہ سید الطائفۃ اثنا عشریہ بخیر تحریر آوردہ کہ "میتواند کہ ضمیر آن (یعنی شبہ) راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد علیحدہ ندارد" از عجائب افاضات و غرائب افادات است۔

اخوانانی الدین! بیچارہ مجتہد شیعیان باین مبلغ علم و مایہ دانش کمر بیان ہمت بر مخالفت جماعت احمدیہ بستہ است و نامہ اعمال خود سیاہ کردہ سعدہا ست۔ از خوش فہمی مجتہد زمان و علامہ دوران چشم بد دور دادہ مینویسد کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید" خدا کسے ازین گرفتار اوہام و سزاوار ملام بپرسد کہ فقرہ ما قتلوہ کہ بر نفی قتل مسیح دلالت دارد دیگر چہ طور و چہ قسم دلالت دارد بر اینکہ قتل شخصے دیگر ضرور بوقوع رسید آیا اگر بگوییم کہ زید کشتہ نشد پس این فقرہ ضرور تا دلالت دارد بر اینکہ خالد کشتہ شد حاشا وکلا پس فکر مجتہد لاہوری باین قسم کردہ شد عیبے ندارد۔

راقم سید صادق حسین صادق مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ۔ سابق ایڈیٹر و مینیجر و پرنٹر رسالہ صبح صادق و اخبار اظہار الحق اٹاوہ۔

فہرست مضامین

نمبر ۸ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۳ محرم سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

ایک ضروری اور نہایت ضروری گذارش

*

ایک بار ضرور پڑھ لیں

*

الحکم کا ہر خریدار ازرہ کرم میری اس گذارش کو ایک مرتبہ ضرور پڑھے کیونکہ اس پر عمل کرنے سے بہت سا وقت اور خط و کتابت کا صرف بچ رہے گا۔

۱۔ میں نے بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر رجسٹر درج کر دیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کیجاتی اسلئے آیندہ کے لئے یہ بخوبی یاد رکھیں کہ جس خریدار کے خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا۔ مطبع اسکی تعمیل نہ کرنے پر مورد الزام نہ ٹھیرایا جاوے۔ مطبع معذور ہوگا کہ اسکی تعمیل نہ کرے۔ یہ یاد رہے کہ رجسٹرڈ ایل ... کے لکھنے کی حاجت نہیں بلکہ وہ نمبر دینا چاہئے جو چیٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔

۲۔ تا معہ ... کو معاملہ کی غلط فہمیوں سے بچانے اور مطبع کو مالی مشکلات اور حساب کی سہولت اور درستی کی خاطر یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ جس خریدار کی ... مطبع ذاتی طور پر واقف ہو اور اس کی خوش معاملگی سے واقف ہو اور پسند کرے ہے قیمت پیشگی وصول نہوگی اس کا نام رجسٹر خریداران سے خارج کر دیا جاوے۔ پس جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ ہے یا اس سال کا چندہ باقی ہے اگر وہ کوئی اطلاع اس امر کی نہ دیں گے کہ فلاں وقت انکی قیمت وصول کی جاوے تو مطبع ہر وقت بذریعہ وی پی اپنے قیمت وصول کرنیکا مجاز ہوگا بہرہ اگر انکار کریں گے تو ہرجانہ وی پی ان سے لیا جاوے گا اور اخبار ان کے نام بند کر دیا جاوے گا۔ اس لئے مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں لیکن واپس کنندوں کے اخراج نام کا عملدرآمد یکم اپریل سے ہوگا۔ اسکے سوا کسی دوسری اطلاع کی ضرورت نہ ہوگی جس صاحب کو حساب میں کوئی شبہ ہو وہ وی پی بطور امانت رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔

۳۔ مطبع کی جدید الطبع کتابوں کے لئے محض اس بنا پر کہ اکثر خریداروں نے بارہا خواہش کی تھی کہ ان کے نام ہر شایع شدہ کتاب بذریعہ قیمت طلب بھیج جاوے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چونکہ ہر کتاب عموماً اس قدر چھاپی جاوے گی جسقدر اس کے خریدار ہوں گے بعض صورتوں میں کچھ زائد چھپیگی اسلئے جو صاحب اس سلسلہ میں شریک ہونا چاہیں وہ بڑی خوشی سے اطلاع دیدیں تاکہ ان کی سہل انگاری سے مطبع ان کو خریدار سمجھے اور پھر وہ کتاب واپس کریں یا مطبع پر اعتراض جن احباب نے آج تک اطلاع دیدی ہے ان کے نام کے سامنے یہ نوٹ کر لیا ہے۔

۴۔ تفسیر القرآن ماہواری سلسلے کے تین نمبر شایع ہو چکے ہیں اور ان خریداروں کے نام جو پہلے سے درج رجسٹر تھے ۱۲ کا وی پی بھیجا گیا ہے بعض نے بحالیکہ پہلے دو نمبر ان کو پہنچے ہوئے ہیں یہ وی پی پیکٹ واپس کیا ہے وہ براہ کرم ۸ پہلے دو نمبروں کی قیمت از خود بھیجدیں۔ جن احباب نے قیمت سالانہ دی ہوئی ہے ان کی قیمت اس ماہوار سلسلہ میں وضع ہوگی۔ چونکہ فروری کی اشاعت سے تقطیع بدل دی ہے اور دوسری جلد شروع ہوگی درستی حساب کے لئے پچھلا حساب صاف کر دیا گیا ہے۔

۵۔ بارہا اطلاع دی گئی ہے کہ تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کے اگر اوراق باقی کسی شخص کو نہیں پہنچے وہ منگوالے۔ آخری اطلاع دی جاتی ہے کہ اخیر مارچ ۱۹۰۵ء کے بعد پھر کوئی شخص اعتراض کریگا کہ مجھے نہیں ملے تو مطبع ذمہ وار نہوگا۔ (بشرطیکہ وہ الحکم کا خریدار نہو) اپنی طرف سے میں اوراق سب کو دے چکا ہوں۔

۶۔ اخبار کی عدم رسی کی شکایت اس ہفتہ کے اندر آوے جس ہفتہ کا اخبار ہے اس کے بعد یہ عذر قابل سماعت نہ ہوگا + اور اگر متواتر کسی کو دو چار نمبر نہ پہونچیں تو براہ راست اپنے ڈاک خانہ کے اعلے افسر کو شکایت کرے۔

۷۔ اخبار یا اس کے کارخانہ کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت محمد یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان کے نام سے ہو۔ اور اخبار کی قیمت کے ہمراہ دوسرے فنڈز کی رقوم ہرگز نہ بھیجی جاویں بعض اوقات حساب میں غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ کوئی خط اور تفصیل ساتھ نہو۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

اطلاع۔ افریقہ سے کسی شخص کا ایک روپیہ دفتر الحکم میں کسی کتاب کیلئے اگست گذشتہ میں بھیجا جانا ظاہر کیا گیا ہے مگر اس خط پر کوئی پتہ پڑھا نہیں جاتا وہ صاحب اطلاع دیں یعنے اپنا مفصل پتہ اور نام کتاب لکھیں۔

ایڈیٹر

الحکم ... قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ... کے اہتمام سے ... شایع ہوا۔

سیدنا امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات و مکاشفات

۲۸ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ کہ ہر فرد بشر بہت ہی گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پر زور دیتا ہے۔ اسوقت یہ دعا کی انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔ اس کے بعد بیدار ہو کر بعد تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار۔ الہام ہوا۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واذکروا اللہ ذکرا کثیرا

---

۲۹ جنوری ۱۹۰۵ء۔ درود شریف بعد تہجد پڑھتے ہوئے غنودگی میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام الزمان کے بیت الذکر میں آپ سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یا خیر البشر تجلیات الہیہ کا ظہور رجلوہ فرما دربار ہونیوالا ہے۔ ظہور ہوا۔ میری التجا پر آواز آئی۔ گر یکدم از سوئے طلب کوئے من آئی۔ یا صد قدم از سوئے طلب کوئے تو آئیم۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ ربنا انزل علینا نورا مبینا۔

---

۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء معمولا دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الدعا میں دیکھا۔ خاتم الاولیا حضرت مسیح موعود نے اتقا و طہارت پر تقریر فرمائی اور ان اللہ یحب المتقین سے استدلال کیا۔ بعد نماز فجر مسجد سے مکان کو آتے ہوئے الہام ہوا۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

---

۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک عجیب رویا کے بعد بیدار ہو کر تہجد پڑھ کر درود شریف پڑھ رہا تھا کہ بیت الدعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الہام ہوا کہ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ اس کے بعد بزبان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ الہام ہوا۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

یکم فروری ۱۹۰۵ء

رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند پہاڑ پر دیکھا حضرت حجۃ اللہ بھی وہاں پہونچے۔ اور تقوی و طہارت پر آپ نے وعظ فرما... فرمایا۔

۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الدعا میں پایا اور الہام ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصے میں دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ کے سلام کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیکم السلام اے احمد من اللہ۔ پھر دیکھا کہ تجلیات الہیہ کا ظہور ہوا تو میں سجدہ میں گر گیا الہام ہوا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

۴ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا پھر یہ الہام ہوا۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے حضور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقوی اور صحبت صادقین پر وعظ کرتے دیکھا۔ جس سے بہت متاثر ہوا۔ بیدار ہوا تو زبان پر واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین تھا

۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ بدستور سابق زیارت آنحضرت سے مشرف ہوا۔ اور یہ دعا کرتا بیدار ہوا۔ اللھم اکرمنی بالعلم والعمل والعقل والفھم

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت قدرے ناسازی پاین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نصرۃ الحق کی تصنیف میں عموما مصروف رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کچھ خاص سنت اللہ ہے کہ جب کبھی کوئی تصنیف شروع ہوتی ہے تو عموما آپ کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہوتی ہے اور اسی ناسازی طبیعت میں وہ حقایق و معارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ جو پہلے دیکھے یا سنے نہیں ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تعلق کا جو حضرت حجۃ اللہ سے ہے پتہ لگتا ہے اور تائید الہی کا ثبوت ملتا ہے نا عاقبت اندیش مخالف اس حال کو دیکھ نہیں سکتے لیکن یہاں کے رہنے والے ان حالات کو مشاہدہ کرتے اور ایمان میں ترقی اور لذت پاتے ہیں۔

خاندان رسالت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہے

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامۃ کی صحت الہام الہی کے بعد یوما فیوما ترقی پر ہے اللھم زد فزد آمین۔

۳۔ مولوی سید محمد احسن صاحب بدستور امروہہ میں تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ موسم کی حالت بدستور سابق ہے البتہ شدید سردی اور خنکی اب نہیں رہی جو موسم کی طبعی حالت کے موافق کم ہونی چاہیئے تھی تاہم ان ایام کی معمولی سردی کے بالمقابل سردی زیادہ ہے۔ ۷ اور ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو اچھی بلکہ بہت بارش ہوئی اولے بھی پڑے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے

۵۔ دارالامان میں موسمی عوارض کے ساتھ پلیگ کی چند واردا تیں بھی ہوئی ہیں اس مرتبہ بچے عموما پلیگ سے ہلاک ہوتے ہیں۔ غیر معمولی سردی بھی ان وارداتوں کے اسباب میں معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے اور ہم سب کو توفیق دے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی وصایا اور نصایح پر عمل کرنے کے قابل ہوں۔ اور اسطرح پر اس زہر کا تریاق ہم پہونچا سکیں آمین

۶۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا خرچ سال رواں کے لیئے سات ہزار چند سو روپیہ تخمینہ ہوا ہے جسکی ذمہ دار اخلاقی طور پر احمدی قوم ہے اور انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ وہ اپنے سکول کی موجودہ حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنے کی طرف پوری توجہ کریگی۔

درخواست دعا

مولوی غلام قادر صاحب ملسیان ضلع جالندھر سے اور پیر برکت علی صاحب موضع تل ضلع گجرات سے لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں پلیگ ہے احباب اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے دعا کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں

ایک بے لوث رائے

معزز ہمعصر اردو اخبار لاہور نے اپنی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کی تازہ ترین اشاعت میں حضرت اقدس کے کرشن اوتار ہونے پر ایک مختصر معنی خیز بحث کی ہے، جو ہمعصر موصوف کی نیک نیتی بے تعصبی اور ملکی خیر سگالی کی ایک دلیل ہو سکتی ہے میں ناظرین الحکم کے فائدہ کیلئے بلا کم و کاست جواب دیتا ہوں۔

ایک نیک تحریک

اگرچہ ہمارے دیکھنے میں تو نہیں آیا۔ مگر ایک لوکل اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب میرزا قادیانی کی طرف سے ایک طول طویل اشتہار پچھلے دنوں لاہور کی دیواروں پر چسپان کیا گیا تھا۔ جس میں کرشن جی کے نبی ہونے پر زور دیا گیا تھا۔ اور اپنے اس دعوے کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا تھا۔ ہمیں نہایت ہی مسرت ہوئی تو اس وجہ سے کہ ایک ایسے بزرگ کی بزرگی کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا جاتا ہے۔ اور اہل اسلام کے ایک مقتدر گروہ کا لیڈر اس دعوے کو پیش کرتا ہے جسے ہندو لوگ نہایت ہی تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس سبب سے کہ ہندو و مسلمانوں کے درمیان رشتہ اتحاد مضبوط ہونے کو ہے۔ اس سے پیشتر گورو نانک جی مہاراج کی مثال اس بارہ میں پیش کی جایا کرتی تھی۔ کہ انہیں اہل اسلام بھی اسی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں جس توقیر سے کہ ہندو اور سکھ یاد کرتے ہیں۔ مگر اب یہ دوسری مثال بڑی بڑی خوش آئند امیدوں کا منہ دکھاتی ہے۔ اگرچہ بعض کوتاہ اندیش اخبار نویس جناب میرزا صاحب کے اس اشتہار پر انہیں طعنے دے رہے ہیں۔ اور ان کے منہ آکر جوش میں آتا ہے نکال دیتے ہیں۔ مگر ہم تو ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہیں گے کہ انہوں نے خواہ کسی خیال سے ایک ایسے میدان میں ہندو مسلمانوں کو قدم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ جو انجام میں نہایت ہی مفید نتائج کا باعث بنیگا۔ ہمیں یقین ہے کہ جب اہل اسلام ہندوؤں کے بزرگوں کو عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ تو ہندوؤں کو دیوانے کتے نے تو نہیں کاٹا۔ کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کے بزرگوں کی شان میں خرافات بکیں۔ اور جب اسطرح ایک دوسرے کے پیشواؤں کا وقار اور اعزاز مد نظر رکھے گا۔ تو وہ رنجشیں جو ان دونوں سر آوردہ قوموں کے درمیان بعض جاہلوں کی وجہ سے پھیلی ہوئی ہیں۔ جلدی مبتدل بہ اتحاد ہو جائینگی ہم اس دن کا شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ مگر جبتک دونوں قوموں کے معزز اور مقتدر لیڈر اس بارہ میں تقدس مآب مرزا صاحب سے سبق نہ لیں۔ ہماری آرزو کا پورا ہونا محال نظر آتا ہے۔ کاش! بہی خواہ رہنمایان ملک و قوم اس نکتہ کیطرف جلدی دھیان دیں +

+ نٹ نوٹ۔ اس اشتہار کا مشتہر حضرت اقدس کا ایک مرید ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین سے پانچ منٹ

الحکم بذریعہ مشین میں اس کو بھی خدا تعالیٰ کا فضل خاص سمجھتا ہوں کہ میری مشین کی تجویز پر بھی خواہان الحکم مسرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے میری مدد کو آمادہ ہیں خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے میں ان سے صرف یہ اعانت چاہتا ہوں کہ وہ اگست ۱۹۰۵ء تک مجھے مجوزہ ۸۰۰ خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے مہیا کر دیں۔ اس سے بڑھکر اور اعانت کیا ہوگی الحکم کی تبلیغ اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اسکی ضخامت پہلے سے زیادہ ہوگی اور اس کے مالی مشکلات میں سہولت پیدا ہو جائیگی انشاء اللہ العزیز۔ فی الحال میں ذیل میں ان کرمفرماؤں کے اسمائے گرامی درج کرتا ہوں جنہوں نے جدید خریدار بھیجے ہیں۔ ان خریداروں کا سلسلہ نمبر ا سے شروع ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ کسقدر خریدار اور ہونے چاہئیں۔ اگر الحکم کا ہر ایک خریدار ایک ایک ہی خریدار اور بہم پہونچائے تو ایک ہفتہ میں یہ تعداد پوری ہو سکتی ہے۔ بہر حال ناظرین الحکم کی عالی ہمتی اور چستی کی ضرورت ہے۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے جو الحکم کے خاص معاون ہیں اور پہلے کئی خریدار الحکم کو دے چکے ہیں اس جدید سلسلہ میں فی الحال ایک (۱) خریدار بھیجتے ہیں۔

جناب بابو **محمد عثمان** صاحب الہ آباد سے ایک (۲) خریدار کے نام الحکم جاری کراتے ہیں۔

جناب بابو غلام حیدر صاحب قصور سے ایک (۳) خریدار بھیجتے ہیں۔

جناب مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیاں (بنگال) سے ایک (۴) خریدار بھیجتے ہیں۔

مولوی صاحب بھی الحکم کو کئی خریدار دے چکے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مستقل سرمایہ کی تحریک۔ میرے مکرم و مخدوم ڈاکٹر سید جلال صاحب سانی لینڈ نے ایک تجویز و تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں کیلئے مستقل سرمایہ کے متعلق بھیجی ہیں۔ میں مناسب ہوا تو اگلی اشاعت میں اسے چھاپ دونگا۔ انشاء اللہ۔ میری اپنی رائے ہے کہ تجویز بہت ہی قابل قدر اور اکابران ملت کے لئے خاص غور کے لائق ہے۔

علمائے اسلام کی خدمت میں عرض

اے علمائے اسلام یہ خاکسار آپ لوگوں سے ایک مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے جس کی نسبت آجکل بہت کچھ بحث مباحثے ہو رہے ہیں اگر آپ اسمیں ضد اور تعصب کو چھوڑ کر محض نیک نیتی اور حق پسندی سے جواب دیں تو کیا عمدہ بات ہے۔ کہ اعانت اسلام سے آپ لوگ خدا کے نزدیک ثواب حاصل کریں اور طالب حق کا آپکی ذات سے فیضیاب ہوکر اپنی مراد کو پہونچے وہ مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں جو مجوس ہنود وغیرہ قومیں آباد رہ چکیں یا ہیں یہ بھی اہل کتاب کسطرح ابتداء میں کوئی آسمانی کتاب اور رسول رکھتے تھے یا نہیں۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ہنود و مجوس وغیرہ اقوام کی طرف ابتداء میں رسول آئے ہیں۔ مگر زیادہ مدت کے گذرنے کے سبب اصل تعلیم جاتی رہی جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا حال ہے تو کیا اس قسم کے اعتقاد والے کو شرعاً کافر کہنا جائز ہے یا نہیں پہلی صورت سے دوسرے کا بھی فیصلہ ہو سکتا ہے مگر اس کو اس واسطے زیادہ کیا جاتا ہے کہ شکی حالت میں فتوے کفر کی حقیقت کیا ہے راقم ذیل میں اپنی تسلی کے لئے اس خیال کو بھی ظاہر کر دیتا ہے کہ جو صاحب اس بارہ میں جواب لکھنا چاہیں وہ میری اس تقریر کا لحاظ رکھیں کہ راقم ہر قوم اور ہر مذہب میں رسولوں کا ہونا تسلیم کرتا ہے بموجب آیت وان من امة الا خلا فیها نذیر۔ لہذا مجیب مخالف کو جواب آیت کو نہیں ماننا آیت مذکورہ کا خیال رہے نیز شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کتاب الجزیہ میں زیر شرح اس حدیث کے کہ لم یکن عمر اخذ الجزیة من المجوس حتی شهد عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذها من مجوس هجر۔ اسطرح لکھا ہے باید دانست کہ گرفتن جزیہ از مجوس باعتبار بودن ایشان است از اہل کتاب چنانچہ روایت کردہ آن را شافعی و عبدالرزاق وغیرہ ایشان باسناد حسن از علی رضی اللہ عنہ بودند مجوس از اہل کتاب کہ میخواندند آنرا و اہل علم کہ درس میکردند آنرا پس شراب خورد امیر ایشان و افتاد بر خواہر خود۔ پس چون صبح کرد طلبید اہل طمع را و بخشش کرد بر ایشان و گفت بود آدم کہ تزویج میکرد اولاد خود دختران خود را پس اطاعت کردند اہل طمع اورا و کشت کسے را کہ مخالفت کرد پس محو شد کردہ شد بر کتاب ایشان و بر دلہائے ایشان پس باقی نماند نزد ایشان چیزے۔

ایسا ہی موضح القرآن میں لکھا ہے مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں پیچھے سے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں۔ الغرض اس قسم کی نوشتیں اس اعتقاد کی موید ہیں جو خاکسار نے درج کیا اس مسئلہ میں میں غلطی ہے تو واقفان شریعت اسلام پر واجب ہے کہ اپنے دینی بھائی کو اس غلطی سے کسی معقول دلیل کے ساتھ مطلع کیا جاوے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے کافر کہنے والے بھائی کی ہمدردی فرماویں اور اس مسئلہ کو مدلل بیان کرکے فلاح دارین حاصل کریں۔

بذریعہ اخبار البدر یا الحکم قادیان فریقین اس مسئلہ کی تحقیق دیکھ سکتے ہیں جو صاحب اس قسم کے مضمون کو ان اخباروں میں بوجہ غیر احمدی ہونے کے درج نہیں کرا سکتے وہ بذریعہ سراج الاخبار جہلم اپنی تحقیق ظاہر فرماویں۔

راقم ایک طالب حق خریدار الحکم ۹۱

ایڈیٹر الحکم۔ اگر اس مسئلہ پر غیر احمدی علماء متانت اور معقولیت سے قلم اٹھائیں اور میرے پاس بغرض اندراج مضمون بھیجدیں گے تو میں اسپر مناسب ریمارک کرکے انشاء اللہ درج کر دونگا۔

الوصیت اور پنجہ فولاد

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو اشتہار الوصیت کے نام سے شایع ہوا ہے اسپر معزز ہمعصر پنجہ فولاد رقمطراز ہے

مرزا صاحب قادیانی کا ایک تازہ کشف

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت نے ۲۴ فروری کے الحکم میں الوصیت کے عنوان سے اپنا ایک تازہ کشف جو انہیں ۲۶ فروری کی رات کو ۳ بجے ہوا ہے لکھا ہے۔ اس کشف میں کسی نئے دعوے یا کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ یہ کشف پند و نصیحت سے بھرا ہوا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہو گیا۔ مرزا صاحب نے اس کشف کے ضمن میں جو نصیحتیں کی ہیں۔ وہ ضرور قابل عمل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ دوستو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہیں۔ اب دکھ اٹھاکر اور موذ ڈالکر اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہوکر اپنی قربانی آپ ادا کرو۔ اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں جو صرف مذہب اس بات کا نام رکھتے ہیں۔ کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دار و مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ یقیناً سمجھو کہ وہ دن آ رہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسے سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا میں نہیں آئے ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں۔ جو دوسروں کو خدا کی طرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہیں۔

اس پر معزز اخبار عام لکھتا ہے۔

خوف طاعون۔ بہر حال ہفتہ ہذا میں کل ہندوستان میں ۳۱ ہزار ۵۳ کیس اور ۲۷ ہزار ۸۳۷ فوتیاں۔ یہ اضافہ قلیل ہے لیکن قابل شکر ایزد تعالےٰ ہے۔ ادھر میرزائے قادیانی تقدس مآب سخت خوف دلاتے ہیں اور بذریعہ اشتہارات کے عوام الناس کو ڈرا رہے ہیں کہ ابھی کیا ہے اور بھی سخت طاعون آنے والا ہے وہ قہر خدا کیسا تباہ کنندہ ہوگا۔ اور فرماتے ہیں کہ تقوے کرو تقوے کرو۔ وہ فرماتے ہیں کہ طاعون پڑنے کی پیشگوئی ۲۶ سال پہلے براہین احمدیہ میں کر دی تھی وہ آج کئی سال سے پوری ہو رہی ہے اور اب کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ یہ تو آنیوالے قہر خدا کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے وہ بہت سختی سے نازل ہوگا۔ اس اعلان کے مضمون پر کچھ کہنا فضول ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب اپنے پیروان اور مریدان باوقار کی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ مقدمات گذشتہ کے نتیجہ خاطر خواہ پر بھی جتنا فخر سمجھا جاوے روا ہے۔ بعض لوگ اسکو بھی قتل لیکھرام سے کمتر پایہ کا معجزہ نہیں سمجھتے ہیں خصوصاً جبکہ انکو خواہ مخواہ تکلیف دینے والے منصف حاکم نے بھی طرح طرح کی تبدیلی کا مسئلہ پایا تھا وہ حکام بالا دست کیطرف سے تھا کہ جسمیں کچھ چون و چرا نہیں ہو سکتی ہے۔

سردار محمد ابراہیم خانصاحب کے نام خط

وہ تو شان اپنی دکھا دیتا ہے ہر ایک بات میں
پیر اگر دیکھو نہ سمجھو تو قصور آنکھوں میں ہے

مکرمی جناب خانصاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
آج ۲۷ جنوری کو آپ کا رجسٹرڈ خط پہونچا کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے مجھے پختہ امید تھی کہ آپ ۲۴ جنوری کے الحکم کو پڑھکر کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ جائیں گے۔ مگر آپ کے عنایت نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک مشغلہ سمجھا ہوا ہے اگر یہی ہار جیت کا خیال دامنگیر رہا تو سوائے تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوگا افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ نے میرے بار بار کے لکھنے پر بھی تمسخر ایسے بد طریق کو ترک نہیں کیا۔ ہاں میں کوشش کرونگا کہ آپ کے خط کے استہزائیہ مقامات کو بے جواب چھوڑ دوں آپنے جو بیت (رفع کے ترجمہ) برداشت کے جواب میں (گلستان) کی حکایت کے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد وگفت کہ فلان دشمن ترا خدا برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا فرو خواہد گذاشت) پڑھکر ایک مزید عریضہ کے بعد کر یا کہ دو تین اشعار کی تشریح طلب کی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ ان اشعار کی تشریح سے کیا فایدہ اٹھائیں گے اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو ان میں سے زیادہ غور کے قابل تو مصرعہ۔ کہ عرش مجید ش بود متکا اور شعر سوار جہانگیر یکران براق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق۔ ہی ہے۔ اگر آپ اس ذریعہ شعر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی حالت کو ظاہری اور جسمانی کر ثابت کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے اس استدلال کے مطابق اس بات کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ نوشیروان اور اس کا دشمن بھی اسی دنیوی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دیگر آپنے لکھنے کو تو لکھدیا کہ میرے رسالہ میں حضرت عیسی علیہ السلام اور امام مہدی آخر الزمان کے جو حوالہ جات درج ہیں وہ قرآن اور کتب احادیث کے مطابق ہیں“
میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ آپکے رسالہ میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جسمیں اسی اسرائیلی اور موسوی مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا گیا ہو اس موقع پر اگر آیت ہے تو **وعد اللہ الذین آمنو منکم وعملو الصلحت لیستخلفنهم کما استخلف الذین من قبلهم** کا حوالہ دیتے تو واقعی ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا اب میں چاہتا ہوں کہ باقی ماندہ تحریر کو قولہ اور اقول کے طریق سے بدل دوں

قولہ۔ آپ لوگوں کے پیر مرزا صاحب قادیانی نے جناب رامچندر جی کرشن جی اور گرو نانک صاحب کو نبی بیان کیا ہے۔ . . . حالانکہ مذہب موخرالذکر میں شراب خوری وغیرہ الخ

اقول۔ آخر اس اعتراض اور تعجب کی کوئی وجہ بھی تو پیش کرنی چاہیے تھی کیا اہل ہنود کا پیدا کنندہ نعوذ باللہ کوئی اور ہے۔ خان صاحب کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس قسم کا اعتراض اور تعجب کریں پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی اسمائے مبارک کی ایک فہرست تو شایع کریں پھر اگر انکی شایع کردہ فہرست میں رامچندر جی وغیرہ کا نام نہ آیا تو اس حالت میں ہم ان کے اعتراض کو وقعت دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ جہاں آپنے شراب خوری وغیرہ کا حوالہ دیکر اعتراض کیا ہے وہاں آپ نصاری کے موجودہ طریق عبادت کو دیکھکر کہیں حضرت عیسے علیہ السلام کی تعلیم اور نبوت پر بھی اعتراض کر دیں۔

قولہ۔ اور مرزا صاحب قادیانی نے جو آپ لوگوں کو دھوکے میں ڈالدیا ہے کہ اگر میں جھوٹے دعاوی پر ہوتا تو اللہ تعالے مجھے اس چوبیس سالہ عرصہ میں زندہ نہ چھوڑتا الخ

اقول۔ مجھے خان صاحب کے اس اعتراض پر صرف افسوس ہی نہیں ہوا بلکہ رنج بھی ہوا ہے یہاں پر انہوں نے آیت **ولو تقول علینا بعض الاقاویل** الخ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اگر ان کو قرآنی معیار پر اطلاع نہیں تھی تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفین کی رات دن کی منصوبہ بازیوں کو ہی دیکھکر فیصلہ کر لیتے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود مخالفت شدیدہ کے بھی یہ سلسلہ ایک غیر معمولی ترقی کر رہا ہے مگر ہمارے معترضین کو وہ بصارت ہی کہاں نصیب ہے کہ وہ اس سے دیکھکر منصفانہ فیصلہ کر سکیں معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار اور اخبار اہلحدیث اس معاملہ میں کیوں خاموش ہیں کم از کم ایمانداری سے وہ اتنا ہی بتا دیں کہ گورداسپوری مقدمات کا انجام الہامات کے مطابق اور راستی پر ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ان دونوں صاحبوں کے نزدیک ایک الہام بھی منجانب اللہ نہیں تو وہ آیت **ولو تقول علینا بعض الاقاویل** الخ کے اثر سے کیوں بچ رہا۔ میں خانصاحب کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ فرعون اور شداد کے بیہودہ اور متکبرانہ دعاوی کا حوالہ غلط اور سراسر غلط ہے اسلئے کہ ان کا دعوے خدائی تھا اسپر ہی جو ان کا انجام ہوا وہ آپسے بھی غالباً پوشیدہ نہ ہوگا۔

قولہ۔ اگر مرزا غلام احمد صاحب سرغنہ جماعت معروف احمدیہ کے راستباز عالم ہوتے تو وہ بھی مانند حکیم صناعی مصنف نامہ...... کے کوئی دینی مسائل اور دینی تعلیم میں یادداشت چھوڑ جاتے الخ نہ کہ صرف حضرت عیسے علیہ السلام کی موت کے دعاوی کے پیچھے پڑے رہتے

اقول خان صاحب کے اس اعتراض سے ان کی اپنی ہی قرآن دانی اور دینی معلومات کی ساری قلعی کھل گئی گویا ان کے نزدیک ابھی دین کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اگر وہ مسیح میں کسی ترمیم کی آرزو رکھتے ہیں تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے عقائد اور انکی ترمیم نماز کی طرف اپنی توجہ کو معطوف کریں۔ ہمارے مخالف مولویوں میں سے کیا کوئی یہ بتا سکتے ہیں کہ جس فرضی مسیح کی ان کو امید لگی ہوئی ہے وہ دوبارہ آکر نام حق ایسے نام اور مضمون کی کوئی کتاب شایع کریگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں احادیث میں جس مسیح کا ذکر ہے وہ اس وقت موجود ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ منصب کو بخوبی انجام دے رہا ہے۔ جس کا ذکر خیر آپنے بھی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ دو پر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود کو حدیث میں **سلطان القلم** کہا گیا ہے۔
باقی آپ کا یہ اعتراض کہ صرف مسیح کی وفات کے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہیں کسی پہلو سے بھی ٹھیک نہیں میں نے تو یہ کبھی نہ سنا کہ آپنے قرآن کو پڑھتے ہوئے آیات **انی متوفیک** اور **فلما توفیتنی** کو چھوڑ کر ناتمام چھوڑ دیا ہو۔
میں امید کرتا ہوں کہ آپ آیندہ اپنے اور خاکسار کے قیمتی وقت کا ضرور خیال رکھا کریں گے۔

خاکسار محمد حسین مسافر

اس خط کے متعلق اسقدر ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سردار محمد ابراہیم خانصاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک مختصر پمفلٹ فارسی زبان میں لکھا تھا میرے پاس بھی بھیجا تھا میں اسے آجتک نہیں دیکھ سکا۔ میرے مکرم بھائی احمدی مسافر کے ساتھ انکی خط و کتابت ہوئی ہے اور مسافر نے ذیل کا خط لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کیلئے چھاپ دینا مناسب سمجھا گیا ہے خصوصاً اس لئے بھی سردار صاحب نے اپنا خط بھی کسی اخبار میں چھپوا دیا ہے

ایڈیٹر

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر ۲)

سب ہیں مشتاق زیارت رخ سے الٹو تو نقاب
اک زمانے کو تمہاری حسرت دیدار ہے

میں امرتسر کے مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کو ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ آپ حد سے بڑھنا چھوڑ دیں اور اپنی فی الواقع غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیں تو بہتر ورنہ آپ کا بظاہر اسلام کا حامی کہلانا اور حقیقت میں اسکی پاک تعلیم پر کاربند نہ ہونا کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں کریگا لیکن افسوس کہ میری شفیقانہ رائے کی پوری قدر نہ کی گئی خود تو مولوی فاضل صاحب نے بڑی کوشش کی ہے کہ جسطرح ہوسکے وہ ڈھکے ہی رہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ایک منصف مزاج اور دلی دوست مقام آگرہ نے حسب ذیل طریق سے ان کے نقاب کو الٹ دیا ہے امید ہے کہ ناظرین اہلحدیث آکی زیارت سے مشرف ہو کر ایڈیٹر ہمدرد آگرہ کے شکرگذار ہونگے۔ ایڈیٹر

مباحثہ نگینہ اور اخبار اہلحدیث امرتسر کی کلہ درازی

(منقول از رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ)

ناظرین رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کو معلوم ہوگا کہ ہمنے گذشتہ اشاعت ماہ شوال المکرم میں بہ تمنا و خواہش جناب حکیم **محمد مرتضی علی صاحب** نگینوی کے **رکوب السفینہ فی مناظرۃ النگینہ** پر منصفانہ رائے کا اظہار کیا تھا کہ جسکو منصف مزاج حکیم صاحب موصوف نے بنظر ایمانداری تسلیم فرما کر آیندہ کیلئے احتیاط کا اعتراف کرکے رفع دفع کر دیا تھا مگر لڑکا **ثناء اللہ** امرتسری کے پیٹ میں حکیم صاحب کا انصاف دیکھکر چوہے قلابازیاں کہانے لگے اور بیچارے غریب کا پیٹ پھولکر کپا ہو گیا اور باد مخالف یا مخالفت کا گولہ باد فرنگ کی طرح انتڑیوں میں گھومنے لگا ہر چند روکا مگر رک نہ سکا۔ بات کہی تو ایسی جیسے گدھے کی لات۔ آواز نکالی تو ایسی جیسے سارا جہان نہیں تو کم از کم ان کا مطبع تو ضرور ہے طاعون حق کا گھر بچائے۔ بات کیا بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ کڑوا کریلا اور پھر نیم پر چڑھا پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل نہیں نہیں **مولوی فاضل**۔ اب سنئے حضرت فاضل امرتسری کی فضیلت اور قابلیت۔ آپ اخبار اہلحدیث ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ کالم (۱)

مین رسالہ ہمدرد اسلام کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہین۔

اہلحدیث۔ رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کے ایڈیٹر صاحب نے اسلامی ہمدردی کا ثبوت دینے کو مباحثہ مذکورہ (یعنی مباحثہ نگینہ) پر چند اعتراض نمبر ۱ جلد ۹ مین کئے ہین۔

رسالہ ہمدرد اسلام۔ واہ جی اڑا کا امرتسری آپ نے مغز کیسے یہی کیا ہی کہنے مین کیا خوب۔ اسلامی ہمدردی تو شاید اسی کا نام ہوگا کہ آپ اور آپ کا مطیع اہلحدیث جو کچھ بھی غلطی کرے مگر اس کو حق اور ناحق مان ہی لیا جائے اگر کہین بدقسمتی سے ذرا بھی اوسمین شک لایا تو فوراً اسی وقت دائرہ اسلام اور ہمدردی سے باہر آیا۔ کیونکہ اب دنیا مین سوائے آپ کے اور اسلام کا ہمدرد باقی ہی کون ہے معاف کیجئے یہ آپ ہی کا کام ہے دیکھو ہم ایسے ہمدرد اسلام نہین ہین کہ آپ کی ایسی فحش اور بیجا غلطیونکو بھی مان ہی لیا کرین یہ تھوڑا ہے کہ جو آپ باوجود اپنی اس موجودہ اور غیر قابل لیاقت کے دو ایک جگہ مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنگئے بوجہ اس کے کہ فریق ثانی بھی ماشاءاللہ آپ ہی جیسے کمزور لیاقت کا تھا اور ماینجانب خاموش رہے ورنہ آپ کی لیاقت اور ناحق کی زبان زوری صاف اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ آپ مین ہرگز ہرگز ایسی لیاقت نہین ہے کہ جو اہل اسلام آپ جیسے لڑاکا شخص کو کسی مہذب کمیٹی یا جلسہ مین گویائی یا شرکت تک ہی حق دین۔ کیونکہ آپ کی خانہ جنگی اور فرقہ احناف کے دل آزاری اور آپکے کفر کا فتوے صاف مسلمانونکو آیندہ اس امر سے روک رہا ہے کہ آپ کسی مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنین۔ اگر آپ طالب ہونگے تو ہم اس کے کافی وجوہات اور آپکی بیجا غلطیان بھی نشان دے دے کر تبلادینگے کیونکہ آپ کی لیاقت اور علمیت گو لرکے پیٹ جیسی مثال رکھتی ہے جسکو ہم ہی خوب جانتے ہین۔

اہلحدیث۔ گو وہ اصل مضمون مناظرہ کے متعلق نہین ہین تاہم چونکہ انہون نے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اور جواب ان کا یہی ہو سکتا ہے اس لئے ان کی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کے لئے جواب لکہا جاتا ہے

رسالہ ہمدرد اسلام۔ اگر آپ کا ایسا منشا ہے کہ ہم آپ کے مباحثہ نگینہ کی اندرونی غلطیون سے بھی آپ کو مطلع کرین تو آئیے بسم اللہ۔ ورنہ ہم نے تو دراصل پوشیدہ غلطیونکو پوشیدہ ہی رکھکر ظاہری لباس کی غیر موزونیت پر اپنی مصنفانہ رائے کا اظہار کیا تہا مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل مضمون کے متعلق بھی کچھ کلمات حق سننا چاہتے ہین اس لئے اگر آپ اجازت دین تو ہم طیار ہین مگر آپ کا یہ کہنا کہ "انہونے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اسلئے اُنکی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کیلئے جواب لکہا جاتا ہے"۔ صریح اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ ہم آپکے شجرہ تلک کی اصل حقیقت بیان کرین اور آپ کی دنیا سازی اور ٹکے کمانے کے حیلے پبلک پر ظاہر کرین آپ اپنی اندرونی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی حق فہمی کو غلط فہمی ثابت کرنا تو ذرا ٹیڑھی کھیر ہے اور آپ پبلک کو اصل حال سے کیا اطلاع دیسکتے ہین جبکہ خود آپ ہی کو اپنی غلطیونکا سو ملکی علم نہین ہے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

باقی بشرط ضرورت

علمی اور انتخابی مضامین

کبھی کبھی لئے علمی اور دلچسپ مضمون دوسرے معاصرون سے منتخب ہوکر الحکم کے کالمون مین چھپ جانے بھی ضروری ہین خصوصاً ایسے مضامین جنسے اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کا پتہ لگتا ہو سندرجہ ذیل مضمون جو معزز معاصر دلگداز سے لیا جاتا ہے قدیم

علم کیمیا

یہ خیال کرکے ہم بارہا شرمائے ہین اور بہت شرمائے ہین کہ ہماری موجودہ کیمیاگری ایک بے بنیاد ہوس اور ایک نہ پورا ہونیوالی آرزو ہے جو شوق ہمین اس کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ ارمان بن کے ہمیشہ ہمارے کیمیاگرون کے دل ہی مین رہا اور رہے گا۔ اور جو پیاس ہمین اس وہمی آرزو کی طرف متوجہ کیا کرتی ہے وہ کبھی بجھنے والی نہین۔

کیمیاگری کے خبط مین ہمارے ہزارون دوست اور بزرگ مبتلا ہین۔ انکی محنتون نے جسطرح ہمیشہ ایک آنوکی کسر رکھی ویسے ہی انکی کوششون نے انہین زندگی بھر کے لئے دین و دنیا دونون سے کھویا۔ ہم صدہا واقعات سن چکے اور سنتے رہتے ہین کہ کیمیاگری کے فریب مین پھنس کے لوگ کیسے کیسے بے وقوف بنے۔ اور انہون نے کیسے کیسے نقصان اٹھائے۔ مگر افسوس اس ہوس مین ایک شمہ برابر بھی کمی نہ ہوئی اور اس مرض استسقا والون کی پیاس کبھی بجھنے کو نہ آئی۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے کیمیاگر ہمیشہ یہی اور ایسے ہی تھے یا کبھی ان کی حالت اس سے اچھی اور بہتر بھی؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی ہمیشہ یہی حالت تھی تو ہم ندامت کے دریا سے نہین نکل سکتے۔ اور دنیا کی ترقی یافتہ قومون کے سامنے سر نہین اٹھا سکتے۔ لیکن اگر اس کا جواب یہ ہو کہ نہین ہماری یہ بھی موجودہ ادبار نصیبی کا ایک نمونہ ہے کہ کیمیاگری کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ ورنہ ہمارے پرانے کیمیاگر کمسٹری کے اصل منافع کو سمجھے ہوئے تھے اور انہون نے اس فن سے بہت کچھ صحیح نتائج حاصل کئے تھے تو البتہ ہم کچھ نظر اٹھا سکین گے۔

کیمیاگری ہماری موجودہ اصطلاح مین اس چیز سے عبارت ہے کہ کسی کو سونا یا چاندی بنانے کا نسخہ ہاتھ آجائے۔ جو ایک عنقا ہے جسنے اپنی وہمی ہستی پر ایک عالم کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ہوس اسکے پرون کے سایہ مین پرورش پاتی ہے۔ اور طمع اس کے خیال کی پرستش کراتی ہے۔ یہی لفظ یورپ کے ملکون مین بھی ہے جسکا ٹھیک مغربی لباس پہن کے "کمسٹری" ہوگیا ہے۔ اور اس سے مراد ترقی کرنیوالی قومون مین وہ فن ہے جو انسان کو مختلف اشیاء کو لاکے اور ان کے اجزا کو نئی نئی ترکیبون سے مرکب کرکے نئی خاصیتون اور نئے تجربون کا پتہ لگانے مین مدد دیتا ہے۔ اس کی ابتدا اس سے پڑی کہ مختلف پتیون کے عرقون کو باہم ملاکے نئی طبی مزاج پیدا کئے جائین۔ اور ترقی کے بعد یہ ہوا کہ دھاتون کا امتزاج کرکے نئے خواص دریافت کئے جانے لگے۔

یورپ نے اس مفید اور ضروری فن سے ایسے فایدے اٹھائے جو آج ساری دنیا مین نظر آرہے ہین۔ بھاپ اور برق کی سحر طاقتین۔ تار برقی۔ ریل۔ جہاز رانی۔ اور بہت سی کلین۔ سچ پوچھئے تو سب اسی کی برکتین ہین۔ اور اسی فن کے ذریعے سے انسان نے محسوس طریقے پر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کیا ہے۔ غرض یورپ نے تو اس مفید فن سے ایسی ایسی برکتین حاصل کین۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے کیمیاگرون نے کیا کمال دکہایا۔ وہ اسی نقطہ پر رہے جس پر تھے۔ سونا اور چاندی بنانے کی ہوس مین عمرین تو عمرین قرن اور صدیان صرف کردین۔ اور فن مین ایک انچ بھی قدم آگے نہ بڑھا سکے۔ بلکہ فضول تضیع اوقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز بجائے آگے بڑھنے کے اور پیچھے ہٹتے گئے تنزل ہی نہین وقت اور عمر عزیز کے ساتھ انہون نے اپنے اخلاق بھی کھو دیئے فقیری کا نام لیا۔ اور خرقہ مشائخی کو مکاری و کیادی کا جامہ بنایا۔ ظاہری صورت بے پروا اور قانع لوگون کی بنائی اور دل مین بندۂ ہوا و ہوس ہوگئے۔ اور اس سے بھی بڑھ کے یہ کیا کہ انتہا کے جعلساز۔ مکار۔ ڈاکو۔ لٹیرے اور اول درجہ کے بدمعاش ثابت ہوئے۔ یہ ہے وہ کیمیاگری جسپر ہمارے ملک۔ ہماری قوم ہمارے بزرگون۔ اور ہمارے ولیون کو ناز ہے۔ اور جب یہ حال ہے تو بہلا کیمیا کا نام آتے ہی ہم کیون نہ شرمائین؟ اور یہ ریاکاری کی نقیری ہمین کیون دریائے ندامت مین نہ غرق کردے؟

اس کو ہم مانتے ہین کہ کیمیاگری کے فن مین سوا اس عہد کے کبھی ترقی نہین ہوئی تھی۔ اور جو کرامات و معجزات یورپ والون نے اس فن کے ذریعے سے دکہا دیے ہین کوئی قوم نہین دکہا سکی تھی۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ اور ندامت تو اس بات کی ہے کہ اورون نے اگر ترقی نہین کی تو بدنامی بھی نہین اٹھائی۔ اور ہم نے یہ کیا کہ اپنے اصلی ہنرون اور دیگر اخلاقی کمالون کو بھی اس فن مین پڑکے او کیمیاگری کا نام لے کے کھو دیا۔ اور جہان تک پتہ لگایا جاسکتا ہے ہم اس بارۂ خاص مین ہم منفرد ہین۔

کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی بدنام تھے؟ اور ہماری کیمیاگری ہمیشہ سے ایسی ہی تھی؟ مین سمجھتا ہون کہ نہین۔ ہم نے کبھی اس فن سے اچھے فائدے بھی اٹھالئے تھے۔ اور گو اس حد تک عروج کمال پر نہین پہونچا سکے مگر کچھ نہ کچھ ضرور دکہایا۔ تاریخین گواہ ہین کہ کاغذ کو ہمین نے بناکے دنیا مین پہیلایا ہم سے پہلے کاغذ نہ تہا۔ اور تہا تو دنیا کے کسی ایسے کونے مین چھپا ہوا تہا جہاں تک کسی کی نظر نہ پہونچ سکتی تھی۔ گریک فایر (آتش یونان) جو لڑائیون مین نہایت خوفناک کام دیا کرتی تھی گو ہمین یونانیون سے حاصل ہوئی مگر ہم نے اس مین اتنا کمال پیدا کرلیا کہ جس مخالف فوج مین گریک فائر کا استعمال نظر آتا یہ بھی باور کرلیا جاتا کہ اسمین کوئی مسلمان ضرور موجود ہے۔ ورنہ وہ لوگ گریک فائر سے کام ہی نہ لے سکتے۔ بارود کا استعمال سب سے پہلے ہمین نے کیا اور ہمارے ہی پہنچ ہاتھون سے وہ یورپ کو ملی اور اسی سلسلے مین یورپ والون نے توپ اور بندوق کے بنانے مین ہماری ہی شاگردی کرکے یہ کمالات حاصل کئے ہین اس وقت سے تین ہی چار صدی پہلے ہماری بنائی ہوئی توپون کا مقابلہ دنیا کی کسی قوم کی توپین نہ کرسکتی تہین۔ اور اسلام نے منجنیقون اور توپون کے بنانے کے جو کارخانے ہندوستان سے لیکے بلغاریہ کے علاقے تک قایم رکھے تھے

علا شاید فاش مراد ہوگی ایڈیٹر الحکم

ان کا نام آپ توپون اور منجنیقون کے عمدہ ہونیکی سند تہا۔ بیشک ہم کو نہ کبہی ایسی اعلے بارود ایسی زبردست اور جلد کام دینے والی توپین اور بندوقین، اور نہ اس صفائی و خوبی کے جہاز بنانا نصیب ہوئے جیسے کہ مغرب کے موجود کارخانے تیار کرتے ہین۔ ہم کو بھاپ اور برق کی قوتون کا بہی پتہ نہین لگا تہا۔ لیکن اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ جدید۔ عالی شان۔ سبک اور پر رعب عمارت اسی بنیاد پر قایم کی گئی ہے جو ہمارے ہاتہ سے پڑی تہی۔ اور یہ ساری برکتین ہماری ہی کیمیاگری اور ہماری ہی مکنیکل ہنرمندی کی بدولت ہین۔

اپنی موجودہ اور گزشتہ حالت کا اندازہ کرنے اور کرانے کے لئے ہم موجودہ مسلمان مہوسون کے مقابل مین چہٹی صدی ہجری کے ایک مسلمان مہوس کا واقعہ پیش کرتے ہین جس نے چاندی سونا بنانے کے جنون کے عوض دنیا کو ایک حیرت انگیز کمال دکہا دیا تہا۔

۵۸۶ھ مین شام کے ساحلی شہر عکہ پر یورپ کے صلیبیون کی سخت یورش تہی۔ شہر عکہ کے اندر مسلمان تہے۔ ان کو نیز خشکی کیطرف سے اور نیز دریا کی طرف سے فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے نایٹ گہیرے ہوئے تہے۔ سمندر کی طرف سے ہزارہا جہاز بیرونی آمد و رفت کو روکے ہوئے تہے اور خشکی مین تینون جانب ہزارہا رسالے اور دستے محاصرہ کئے ہوئے تہے۔ ان محاصرہ کرنے والون فرنگیون کو صلاح الدین اعظم نے فتکر نے گہیر لیا تہا۔ اور محاصرہ کرنے والے بہی خشکی کی طرف سے محصور تہے گو ان کا دریائی راستہ نہین روکا جا سکا تہا۔

فرنگیون نے شہر پر قبضہ کرنے کی صدہا تدبیرین کین، مگر تین سال تک کوئی زور نہ چل سکا۔ اس لئے کہ عکہ کے اندر جو مسلمان تہے وہ بہی اس مستعدی سے لڑ رہے تہے اور حملہ آورون کی تمام کوششون کو اسطرح بیکار کر دیتے تہے کہ کسی طرح زور نہ چل سکتا تہا۔ فرنگیون نے آخر عاجز آ کے لکڑی کے تین برج بنائے جو ساٹہ ساٹہ گز اونچے تہے اور ہر ایک مین پانچ درجے یعنے پانچ منزلین رکہی گئی تہین۔ ان کے لئے نہایت ہی اعلے درجہ کی لکڑی بعض جزیرون مین جہازون پر لاد کے لائی گئی تہی۔ مگر چونکہ لکڑی کی تمام چیزین گریک فایر کے ذریعے سے جلا دیجاتی تہین۔ اور مسلمانان عکہ شہر پناہ پر سے مسلسل اس آگ لگانے والے مادے کی پچکاریان برسایا کرتے تہے لہذا اس کی مضرت سے بچانے کیلئے یہ تدبیر کیگئی تہی کہ ان برجون پر اوپر سے نیچے تک چمڑا منڈھ دیا گیا تہا۔ اور ہر چمڑے پر سرکہ مٹی اور دیگر اجزا سے ملا کے ایک نیا مسالہ لگا دیا گیا تہا۔ اور ایسا روغن پہیر دیا گیا تہا کہ ہزار پچکاریان ماری جائین برجون پر کچہہ اثر نہ ہوتا۔ آگ ان پر اثر ہی نہ کرتی تہی۔

یہ برج جب پہیون کے ذریعے سے لڑہکائے اور کہینچ کہانچ کے عکہ کی شہر پناہ کے قریب لائے گئے تو ان کی بالائی منزلین شہر پناہ سے اونچی تہین فرنگیون نے جب ان پر چڑہ کے آگ اور تیر برسانا شروع کئے تو مسلمانون نے حسب عادت آتش بار پچکاریان مارنا شروع کین اور جب خلاف امید نظر آیا کہ ان پر آگ اثر کرتی ہی نہین تو ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور اہل شہر بالکل مایوس ہو گئے۔ ایک شخص دریا مین کود کے اور فرنگیون کی نظر سے بچ کے تیرتا ہوا صلاح الدین کے پاس گیا۔ اور اسے اطلاع کی۔ صلاح الدین نے باہر سے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ فرنگیون کی تعداد اس قدر کثیر تہی کہ انہون نے بالکل پروا نہین کی۔ فوج کے دو حصے کر دیئے۔ ایک شہر پر یورش کر رہا تہا اور دوسرا صلاح الدین سے لڑ رہا تہا۔ آٹہ دن تک لگاتار شب و روز سخت لڑائی رہی۔ ہزارہا خلقت کٹ گئی۔ مگر حالت یہ تہی کہ شہر ساعت بہ ساعت کمزور ہوتا جاتا تہا۔ اور سب کو یقین تہا کہ عنقریب فرنگی اندر گہس پڑین گے اور تمام زن و مرد قتل ہو جائین گے۔ ترکی افسر قراقوش جو شہر عکہ کا حاکم تہا اور فرنگیون سے لڑ رہا تہا مایوسی کے غیظ و غضب مین تہا۔ اور گویا موت کا منتظر تہا اس کی یہ حالت ہو رہی تہی کہ اس سے کوئی بات بہی کرتا تو کاٹ کہاتا۔ اور خیال کرتا کہ اب سب تدبیرین بیکار ہین۔ یہ برج جو قہر خدا کی طرح نازل ہوئے ہین سب کو ہلاک کر ڈالین گے۔

ایسی مایوسی و بیکسی کی حالت مین دمشق کا ایک مسلمان کیمیاگر نمودار ہوا جو اتفاقاً شہر عکہ کے اندر موجود تہا۔ اس کو ہمیشہ سے اس بات کا شوق تہا کہ کبریتی مادون کی قوت کا پتہ لگائے۔ اور دریافت کرے کہ آگ کی قوت کہان تک اور کن طریقون سے بڑہ سکتی ہے اس نے اپنی زندگی اسی شغلے مین بسر کی تہی ملک اسے الزام دیا کرتے تہے کہ کیون تضیع اوقات کرتے ہو۔ اور اس محنت کا کیا نتیجہ ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی شوق سے اس دہن مین لگا رہا۔ عکہ مین مسلمانون کو اور تمام اہل شہر کو نہایت ہی پریشان و مضطرب الحال دیکہا تو بطور خود ایک نسخہ تجویز کیا جس کے ذریعے سے آگ کا اثر زیادہ مشتعل کیا جائے اور اس کا عمل ان چیزون مین بہی موثر ہو سکے جو دیر مین اثر پذیر ہوتی ہین یا نہین اثر پذیر ہو سکتی ہین۔ یہ مسالہ تیار ہو گیا تو وہ امیر قراقوش کے پاس آیا۔ اور کہا جو شخص منجنیقون کے چلانے کا مہتمم ہے اسے یہ حکم دیجئے کہ ان برجون مین سے کسی برج کے سامنے جو منجنیق قایم ہو وہ چیز پہینک کے مارے جسے مین تیار کرون۔ اور امید ہے کہ میری تدبیر پر اگر عمل کیا گیا تو مین ان برجون کو جلا کے خاک کر دون گا۔ قراقوش مایوسیون کے ہجوم سے جہنجہلایا ہوا بیٹہا تہا اور جہنجہلا اٹہا۔ کہا "بڑے بڑے لوگ تو اپنی تدبیرون مین عاجز آ گئے تم کیا بنا لوگے"؟ حاضرین مین سے کسی نے کہا۔ "اگر اس شخص کی تدبیر پر عمل کرنے مین کیا مضایقہ ہے؟ شاید اسی شخص کی بدولت خدا ہماری مدد کرے"۔ اس سفارش پر قراقوش نے حکم دیدیا کہ اس شخص کی تدبیر پر عمل کیا جائے۔

اس شخص نے پہلے تو پتیلیون مین بہر وا بہر وا کے منجنیقون کے ذریعہ سے ایک ایسا روغن ان برجون پر برسایا جس سے سوا ان برجون کے تر ہو جانے اور اوپر سے نیچے تک بہیگ جانے کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہین ہوا فرنگی جو ان برجون پر چڑہے ہوئے تہے اور شہر پر یورش کر رہے تہے اس بے سود کوشش پر قہقہے اڑانے لگے جب کوئی پتیلی آ کے گرتی اور اس سے انہین کوئی نقصان نہ پہونچتا تو اچکنے پہاندنے اور ناچنے کودنے لگتے تہے۔ شہر والون کا منہہ چڑہاتے اور ساعت بساعت مسلمانون کی زیادہ توہین و تذلیل کرتے۔ وہ تو اسی مسخرے پن مین مشغول اور غافل ہے اور اس گمنام مہوس نے نہایت متانت و خاموشی کے ساتہہ برج کے ہر حصہ مین اس مسالے کو پہونچا دیا۔ جس کو اس نے اپنی آیندہ کارروائی کا استر یا ضامن قرار دیا تہا۔ اس غرض مین جب اسے پوری کامیابی ہو گئی تو اب اس نے معمولی روغن نفت یعنی آتش یونان کی ایک پچکاری ماری۔ اس کے پڑتے ہی برج مشتعل ہو گیا۔ فرنگی گہبرائے اور ادہر فصیل پر سے آتشین پچکاریان پیہم برسنے لگین۔ چند ہی ساعت مین سارے برج پر آتش بہڑک رہی تہی۔ فرنگیون نے بہاگنے اور اترنے کی بے انتہا کوشش کی مگر آگ اسقدر جلد بہڑکی اور پہیلی کہ کسی کو بہاگنے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ برج مع تمام ان لوگون کے جو اسمین تہے جل کے خاک ہو گیا۔ ساتہہ ہی یہ کارروائی دوسرے برجون پر شروع کر دی گئی۔ مگر پہلے تجربے نے مسیحیون کو اتنا ہوشیار کر دیا تہا کہ دوسرے دو برجون پر جیسے ہی یہ روغن برسایا جانے لگا۔ سب آدمی بہاگ کہڑے ہوئے اور وہ باقیماندہ برج بہی جل کے خاک ہو گئے۔

جسدن ان برجون کے جلانیکا واقعہ پیش آیا ہے وہ دن مسلمانون اور فرنگیون دونون کی نظر مین نہایت ہی دلچسپ اور اہم تہا۔ اور اس عظیم الشان محاصرے کی ساری تاریخ مین کوئی دن اس قدر دلچسپ نہین ثابت ہوا تہا جسقدر یہ دن ثابت ہوا۔ اس دمشقی مہوس و مشتقی پر یا تو زندگی بہر اعتراضات اور نکتہ چینیون کی بہرمار ہوتی رہی تہی یا آج سارے شہر عکہ مین ہر زن و مرد اور ہر بوڑہے بچے کی زبان پر اسی کا نام تہا۔ اور اس کا نام ایسا عزیز تہا جیسا عزیز کہ اس نازک گہڑی مین شاید کسی کا نام بہی نہ ہوگا۔ سلطان صلاح الدین قلعہ والون کی ہمدردی و حمایت کے لئے اپنی جان لڑائے دیتا تہا۔ مگر اسکی رحمدلی و فیاضی سے بہی ایسی مدد کی امید نہین کیجا سکتی تہی جیسی کہ اس شخص کے ہاتہہ سے ملی۔ لوگ مسلمان تہے ورنہ اس کی قدر کی پرستش کرتے۔

چندروز بعد یہ شخص سلطان صلاح الدین کیخدمت مین پیش کیا گیا۔ صلاح الدین نے اسکی نہایت ہی قدر و منزلت کی۔ اپنی احسانمندی ظاہر کی۔ اور اسے بہت کچہہ انعام و اکرام اور علاقہ و جاگیر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے کوئی معاوضہ لینے سے قطعی انکار کیا۔ اور کہا مینے جو کچہہ کیا ہے صرف دین کی خدمت کیلئے اور خالصتہً لوجہ اللہ کیا ہے۔ مین اپنی اس کوشش کا معاوضہ آپ سے نہین بلکہ خدا سے لون گا۔

غرض یہ تہا ہمارا وہ چہٹی صدی کا مہوس جس نے قوم کو۔ مذہب کو اور وطن کو اپنی لیاقت سے فایدہ پہونچایا۔ اور ایک ہمارے آجکل کے مہوس مین جنکی فضول محنتون اور بے نتیجہ کوششون کی محرک صرف یہ ہوس ہے کہ سونا اور چاندی بنالین۔ اسیطرح اسی دلگداز کے صفحون پر ہم اپنے ایک قدیم عالم امیہ ابن ابی الصلت کی مکنیکل لیاقت کا تذکرہ کر چکے ہین۔

پس فرق تہا تو اسقدر کہ اس زمانے مین ایسے کمالات کی قدر سلطنت کرتی ہے اور اصول کے ساتہہ کرتی ہے۔ نیز خود پبلک کو ایسے کمالات سے فایدہ اٹہانے کے اصول معلوم ہو گئے ہین۔ اور ان دنون یہ چیزین نہ تہی۔ اور یہی سبب تہا کہ گذشتہ عہد مین ان فنون کو ترقی نہ ہو سکی۔ اور جو ایک آدہ صاحب کمال پیدا ہو گیا اس کا کمال اسی کی موت کے ساتہہ فنا ہو کے رہ گیا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر سوم

گذشتہ تمام کیسے باتوں کار
دیکھیں پھر قادیان ریلیش تیار

صوفی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد اگر غزنوی جرگہ اور ان کی ذریت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں حق پر تھے تو یقیناً چاہیے تھا کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جاتا اور کوئی اس کا نام بھی لینے والا نہ ہوتا مگر کیا **مولوی فاضل** صاحب **دیانت داری** اور انصاف سے کہنے کا حوصلہ کریں گے ؟ کہ لاریب غزنوی گروہ اور ان کے ہمخیال اپنے مقاصد اور اغراض میں محض **نامراد** رہے اور یہ سلسلہ جو اس وقت محض ایک بیج کی طرح تھا ایک زبردست درخت ہو گیا جسکے سایہ میں آج **تین لاکھ** سے زیادہ سعادت مند آرام پاتے ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ **مولوی فاضل ایڈیٹر** کس طرح دنیا کی آنکھ میں دھول ڈالکر دن کو رات بنانا چاہتے ہیں اور **مباہلہ** کے متمیز اور روشن نشان کو مٹانے کی بیہودہ سعی کرتے ہیں۔ **مباہلہ** کا صریح اثر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ غزنوی گروہ خصوصاً **عبدالحق** کی قبولیت بڑھ جاتی اور ایک دنیا اسکی طرف رجوع کر کے اسکی عزت افزائی کرتی مگر آپ خود ایمان سے کہیں کہ اس مباہلہ کے بعد کس قدر عزت اور قبولیت صوفی عبدالحق کو ہوئی۔

ہاں مجھے اس امر کا اعتراف ہے نہ صرف مجھکو بلکہ ایک عالم کو اقرار ہے کہ چند خاص قسم کی عزتیں عبدالحق صاحب کو مباہلہ کے بعد ملیں لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ عبدالحق ایسا نادان نہیں ہے جو ان عزتوں پر کوئی ناز کرے۔

مثلاً مباہلہ کے بعد پہلی برکت آپ کو یہ ملی کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ سے شادی کی اور بدقسمتی سے شیخ چلی کی طرح خیال کر بیٹھے کہ اُسکے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا مگر نہیں معلوم وہ بیٹا کدھر چلا گیا اور صوفی صاحب کو داغ ندامت دے گیا۔

شاید مولوی فاضل صاحب اسی کو انکی قبولیت اور عزت کا باعث سمجھتے ہوں اگر یہ اثر مباہلہ ہے تو بیشک میں مانتا ہوں۔

اسکے بالمقابل حضرت حجۃ اللہ پر صوفی عبدالحق اور اس کے اعوان و انصار کی بد دعاوں کا یہ اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے **دو موعود لڑکے** (یعنی جن کی نسبت قبل از وقت پیشگوئی کی گئی تھی) پیشگوئیوں کے موافق عطا فرمائے۔ خصوصاً **پسر چہارم یعنی صاحبزادہ مبارک احمد** صاحب کی پیشگوئی تو دوہری پیشگوئی تھی کیونکہ اس میں یہ بھی ضروری تھا کہ چوتھے لڑکے کے پیدا ہونے تک عبدالحق بھی زندہ رہے گا۔ پس عبدالحق پر تو یہ اثر ہوا کہ باوصفیکہ خدا جانے کس محنت و دقت سے بھائی کی **بیوہ سے شادی** کی اور اولاد نرینہ کی پیشگوئی کر دی جسکے بجائے مردہ چوہا بھی پیدا نہ ہوا اور ادھر خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی ذکور و اناث اولاد عطا فرمائی یہ اثر تو اولاد پر ہوا ہے لیکن مولوی فاضل ایسے دانشمند کے نزدیک یہ امر بھی شاید صوفی عبدالحق ہی کی عزت کا موجب ہوا ہوگا

دوم - اس مباہلہ کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ ایک بھی نشان حضرت اقدس کی تائید میں ظاہر نہ ہوتا مگر خدا تعالیٰ نے نشانات کی کچھ ایسی بارش شروع کی کہ لا انتہا نشانات ظاہر ہونے لگے منجملہ ان کے وہ زبردست نشان تھا جو **کسوف خسوف** کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی **مہدویت** پر گواہ ٹھیرا۔ اس سے بڑھ کر آسمانی تائید کیا ہوگی کیا یہ بھی اثر مباہلہ نہ تھا ؟ اور کیا یہ بھی صوفی عبدالحق غزنوی ہی کی عزت افزائی کا موجب تھا۔

سوم - مباہلہ کے بعد قرآن کریم کے حقائق و معارف کا خارق عادت نشان کسکو دیا گیا ؟ کیا عبدالحق کو یا مسیح موعود کو ؟ ذرا اُس فہرست کو تو پیش کرو جو عبدالحق یا اس کے امثال و اقران کی طرف سے عربی زبان میں قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل کتابیں شائع ہوئی ہیں نہیں تو پھر اپنی ندامت کا خود اندازہ کرو۔

چہارم - کس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا اور اسکو منتشر کیا اس کا جواب بھی آپ خود ہی دیدیں

پنجم - کیا یہ اسی مباہلہ کا اثر نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جنھوں نے لاکھوں روپیہ آپ کے پاک مقاصد کے لیے پیش کیا عبدالحق کو اسکے مقابل کیا ملا۔ قادیان کے مختلف شعبوں میں جو اس پاک سلسلہ کی خدمت میں جاری ہیں قریباً پانچہزار روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے جو اسی احمدی جماعت کیطرف سے آ رہا ہے۔

غرض ایک دو نہیں صدہا برکات ہیں جو اس مباہلہ کے بعد **جری اللہ** کو ملی ہیں اور فریق مخالف کو بجز ندامت کے اور کچھ نہیں ملا۔

میں کم از کم **ایک سو برکت** ظاہر کرنے کو آمادہ ہوں اگر مولوی فاضل نیک نیتی کے ساتھ ماننے کو طیار ہو۔ مباہلہ کے بعد اللہ نے اپنے مرسل کی عجیب عجیب تائیدیں فرمائی ہیں۔ اور روز روشن کی طرح اسکی سچائی کو بڑی زبردست پیشگوئیوں کے پورا کرنے سے ظاہر کیا ہے مگر آنکھ کے اندھوں اور دل کے محجوب مخالفوں کو کوئی کیا دکھا سکے ان سب باتوں کو الگ رکھ کر میں مولوی فاضل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ

کیا غزنوی اور ان کے اعوان و انصار یہ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسقدر ترقی کرے ؟

یقیناً ماننا پڑے گا کہ ہرگز نہیں پھر اب یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور **ٹروتھ** (صداقت) ہے کہ اس سلسلہ نے ان بارہ سال میں وہ ترقی کی جسکی نظیر دکھانی ناممکن ہے پھر اس سے بڑھ کر اور مباہلہ کا اثر آپ کیا چاہتے ہیں ؟ ؎

اور رہی یہ بات جس پر آپ کا بہت بڑا زور ہے کہ "آتھم کی پیشگوئی پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے دوم فوجداری مقدمہ میں دو سال تک کمرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزارہا روپیہ کا خرچہ خرچ ہوا" اے نادان! میرا تو یہ خیال تھا کہ مولویت اور اُس پر **فضیلت** کی دُم نے تیرے خیالات میں بلند پروازگی اور ذہن میں رسا قوت پیدا کی ہوگی اور مولوی کہلا کر سُنن انبیاء سے تو ناواقف نہ ہوگا مگر میرا خیال تیرے اس **استدلال** کو پڑھ کر بدل گیا ہے۔

سنن انبیاء سے ناواقف کے سوا کون اس قسم کا اعتراض کر سکتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود کا فوجداری مقدمہ میں کمرہ عدالت میں پیش ہونا اور دو دو چار چار گھنٹے کھڑا رہنا ان کی شان رسالت کے منافی ہے تو مولوی فاضل صاحب! مجھے شبہ ہوتا ہے خود حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت تو آپ کا عقیدہ بہت ہی مبتذل ہوگا جسے آئے دن عدالتوں میں جواب دہی کرنی پڑتی اور آخری نظارہ تو نہایت ہی خطرناک اور قابل رحم تھا کہ ظالم یہودیوں نے اُسکے مُنہ پر تھوکا اور سر پر کانٹوں کا تاج رکھدیا۔ شاید آپ انھیں نبی تسلیم نہیں کرتے ہونگے ؟

مجھے اندیشہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر نکلے تھے راستہ میں انھوں نے جس قدر تکالیف اُٹھائیں وہ یقیناً آپ کے اس بیہودہ خیال کے موافق انھیں منصب رسالت سے معزول کرنے والی ہونگی۔

ایسا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کا زندان میں رہنا آپ کے نزدیک انکی پاکیزہ لائف پر ایک داغ ہوگا ؟

میں دور کی باتیں کیوں پوچھوں خود حضرت **سید الانبیاء ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم** کا طائف کے بدمعاشوں اور اوباشوں سے اینٹیں کھانا اور کفار مکہ کے ہاتھوں مشکلات میں مبتلا ہو کر ہجرت کرنا بھی آپ کے نزدیک آپ کی پاک رسالت پر (جو دو اور دو چار کی طرح یقینی اور واضح ہے) داغ ہوگا ؟

مولوی فاضل صاحب! آپ کی اس واقفیت اور طرز استدلال پر میں ہی نہیں اسلامی دنیا تھوک دیگی جو انبیاء علیہم السلام کی کسر شان کا موجب ہے۔ یہی وہ راز ہے جو خدا کے **ولی کی مخالفت** کر **سلب ایمان** ہو جانے کا ہے۔

دیکھ! تو نے خدا کے جری پر ان مشکلات پر جو ماموریت کی شان کے لازم حال ہیں اعتراض کیا اور تیرے اس اعتراض کا نشانہ کل انبیاء علیہم السلام کی **پاک جماعت** ہوئی افسوس! اور پھر افسوس!!

مولوی فاضل صاحب! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کے خون کے دریا بہتے تھے اور خود رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے تو کیا وہ اس سے آپ کی ناکامی (معاذ اللہ) نتیجہ ہو سکتی تھی ؟

اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو یقیناً مسلمان کہلا کر وہ سخت گستاخ اور بے ادب ہے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا سارا دن لڑائیوں میں کھڑے رہنا اور صدمات جنگ برداشت کرنا اور صحابہ کے خون بہا دینا آپکی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا اور ہرگز نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعود کا فوجداری مقدمہ میں دو سال اور دو چار گھنٹے کیا سارا دن کھڑے رہنا بھی آپ کی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ آپ کی سچائی کا زبردست گواہ ہے کیونکہ مقدمہ کے ذریعہ

؎ اور جو ایمان ہی نہ ہو تو کہاں سے کہیں ؟ - منافی

؎ شاید یہ چاہتے ہیں کہ وہ لنگڑا لولا مجذوم مبروص اپاہج ہو جائے اور سامری کیطرح لامساس کہتا پھرے اور لوگ ہر طرف سے دھتکاریں اور دھکے دیں - ایڈیٹر

ہر قسم کے مخالفوں نے یہاں تک کہ آپ نے بھی ہر قسم کا زور لگایا اور خدا کے موعود سلسلہ کو تباہ کرنا چاہا مگر آخر وہ

کامیاب ہوا اور اس طرح کامیاب ہوا جس طرح انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ہاں اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دی تھی

یہ تو عظیم الشان پیشگوئی اور نشان تھا جو پورا ہوا۔ اور یہی تیرے نزدیک محل اعتراض ہے۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

اگر خدا تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ قانون اور دستور نہیں تو مولوی فاضل صاحب! کیا قرآن شریف میں اَلْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ بے محل بیان ہوا ہے؟

آپ کے اس طرز استدلال نے آپ کی قرآن دانی۔ حدیث فہمی سب پر پانی پھیر دیا اور معلوم ہوا کہ آپ کورے کے کورے ہیں اور سنن اللہ سے محض نابلد اور ناآشنا ہیں آتھم کی پیشگوئی پر بھی آپکے اعتراض کی یہی حقیقت ہے۔ میں اسپر مفصل آپ کی علمی پردہ دری الہامات مرزا کے جواب میں ان شاء اللہ تعالیٰ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسی میں آپ کے کل اعتراضات پر چونکہ مفصل بحث ہو گی۔ یہاں کچھ ضرور نہیں۔

اب میں انصاف پسند ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ وہ دیانت اور تقوی سے بتائیں کہ کیا مولوی فاضل صاحب مباہلہ کے لیے آئے؟ کیا غزنوی عبد الحق کا مباہلہ اسی کے لیے ذلت کا باعث اور ناکامی کا موجب نہیں ٹھیرا؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ کے اعتراض مقدمہ سے اس کی علمی پردہ دری نہیں ہوئی؟

اب صرف اس کا قادیان آنا ایک امر ہے جس پر بحث کرنی چاہیے مگر میں اپنے اخبار میں انہیں ایام میں جب وہ یہاں آئے تھے بحث کر چکا ہوں اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہاں اس پر بھی مفصل بحث اس کتاب میں کروں گا وباللہ التوفیق

میں سمجھتا ہوں کہ مباہلہ کے متعلق میں کافی بحث کر چکا ہوں اور ثابت کر چکا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا کوئی بھی مخالف کبھی مباہلہ کے لیے نہیں آیا بلکہ بجز غلام دستگیر کے کسی سے اتنی جرأت بھی نہیں ہو سکی کہ کسی اشتہار کے ذریعہ اتنا ہی شائع کر دیتا کہ

میں مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی مسعود کے مدعی کو کاذب سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو حق پر یقین کرتا ہوں پس اے اللہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اسے صادق کی زندگی میں اس دنیا سے اٹھا لے

پھر صادق کی زندگی اور کاذب کی موت جب کبھی ہوتی تو خود فیصلہ کر دیتی کہ کون سچا ہے۔

جہاں تک میں نے مولوی فاضل صاحب کی تحریروں کو پڑھا ہے میں نے تو کبھی کوئی انکی ایسی تحریر نہیں پڑھی جس سے کہ اس شخص کو ایسی عام دعا کی بھی جرأت نہ ہو کہ وہ شائع کر سکے تو اس کا یہ دعوی کرنا کہ میں مباہلہ کے لیے طیار ہوا تھا وغیرہ سراسر لاف و گزاف ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ صاف اور سادے الفاظ میں ایسی دعا کے شائع کرنے کی اب بھی کسی کو جرأت نہیں خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں یا احمد اللہ صاحب۔

سر دست ایک ہفتہ کے لیے میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے رخصت ہوتا ہوں اور اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ العزیز میں ان کے اس نوٹ پر نظر کروں گا جو انہوں نے مقدمات کے متعلق لکھا ہے خدا تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین +

ایک لطیف استفتا اور اسکا جواب

چند روز سے ایک نو وارد نوجوان مولوی شمس الدین احمد سید مقبول حسین عرف شمس حنفی قادری رزاقی بلگرامی دار الامان میں وارد ہیں وہ اپنے وطن بلگرام (جو ایک مشہور اور مردم خیز قصبہ ہے) سے کسی تقریب پر دہلی تشریف لائے تھے وہاں سے آگرہ پہونچے اور میرے مخدوم و مکرم ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ سے ان کی ملاقات ہوئی ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ گوہر ہیں۔ انھوں نے آپ کو قادیان آنے کی تحریک کی چنانچہ سید صاحب امرتسر ہوتے ہوئے اور وہاں کے علماء سے ملتے ملاتے آخر قادیان پہونچے۔

آپ نے چند اختلافی مسائل جزئیہ حضرت حکیم الامۃ کے حضور لکھ کر بغرض جواب پیش کیے حضرت ممدوح نے ان مسائل کا جو جواب دیا وہ فائدہ عام کی خاطر میں ذیل میں مع اصل سوالات کے چھاپ دیتا ہوں۔ سید صاحب کی یہ محنت الدال علی الخیر کفاعلہ کی مصداق ہے۔

ایسے اجنبی اور سلسلہ سے الگ بہت کم لوگ یہاں آتے ہیں جو یہاں آکر حضرت اقدس یا بزرگان ملت سے استفادہ کرنے کی سعی کریں اور اپنے سفر کو وسعت معلومات اور تبادلہ خیالات کا صحیح ذریعہ قرار دیں بہرحال وہ دلچسپ خط و کتابت یہ ہے

(ایڈیٹر)

ھو الرزاق الواحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

ما قولکم رحمہم اللہ تعالیٰ

اندریں مسائل ذیل

(۱) رفع یدین کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کے واسطے حوالہ کتب احادیث و عبارت درکار ہے۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر قبل الحمد و دیگر سورۃ کے پڑھنا اور آمین بالجہر کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) مقتدیوں کو پنجوقتہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا چاہیے یا صرف عصر اور ظہر کے وقت اور ہر ایک کے جواز کی صورت میں دلیل درکار ہے۔ اسی طرح سوائے سورۃ فاتحہ کے اور سورۃ بھی بعد سورۃ فاتحہ کے مثل امام کے پنجوقتہ یا صرف ظہر اور عصر کے وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) نماز میں ہاتھ کہاں پر باندھنا چاہیے

(۵) دعا کو امام کا بالجہر نماز کے اندر مانگنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کیونکر۔

(۶) تکبیر جو نماز کے وقت کہی جاتی ہے اسمیں کیا کیا کہنا چاہیے اور کَے کَے مرتبہ۔ اور اس کے لیے بھی حوالہ درکار ہے۔

(۷) خطبہ جمعہ یا عیدین محض عربی میں ہونا چاہیے یا جس زبان میں چاہے پڑھے اور اسمیں اشعار عربی فارسی یا اردو وغیرہ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور خطبہ میں کیا کیا شرائط ہیں۔

(۸) اذان پنجوقتہ مسجد کے اندر دینا چاہیے یا باہر مسجد کے اور بالخصوص وہ اذان جو خطیب کے خطبہ پڑھنے کے وقت دی جاتی ہے کہاں پر دینا چاہیے۔ ہر حالت میں حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۹) اذان ہونے کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگنا چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

(۱۰) امام کو مسجد میں محراب کے اندر یا کھڑکی کے اندر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کس دلیل سے۔

(۱۱) نماز جمعہ کیا جہاں چار پانچ یا اس سے کچھ کم زائد مسلمان ہوں جائز ہے اور آیا اس واسطے مصر اور غیر مصر کی شرط ما ثبت بالکتاب والسنۃ ہے یا نہیں اور مصر کی کیا تعریف ہے۔

(۱۲) لباس میں مسلمانوں کو کیا استعمال کرنا چاہیے یا جو لباس چاہے استعمال کرے خواہ وہ کوٹ پتلون کیوں نہ ہو۔ یا کیا۔

(۱۳) اب کسی خاندان میں مثل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کے کسی کا مرید ہونا درست ہے یا نہیں (یعنی سوائے سلسلہ احمدیہ قادیانیہ کے۔)

(۱۴) اب ہندوستان میں کن کن علماء کو عالم سمجھنا چاہیے اور ان کے فتاوے پر پابند ہونا چاہیے منجملہ ان کے چند کے نام تحریر فرمائیے (یعنی سوائے ان عالموں کے جو سلسلہ احمدیہ قادیانیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور دیگر علماء کو ماننا چاہیے یا نہیں خواہ وہ کسی خاندان کے ہوں)

(۱۵) سماع کسی طرح پر جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کا مزامیر کے ساتھ سننا کیسا ہے اور مزامیر کے ساتھ سننے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور اس کے واسطے حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۱۶) کسی وظیفہ کا مثل حزب البحر۔ حزب الاعظم۔ دلائل الخیرات۔ قصیدہ بردہ۔ دعاء سیفی وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(۱۷) تعویذات جو آیت قرآنی وغیرہ کے ہوں ان کا کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۱۸) کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار پر چلنا کیسا ہے۔

(۱۹) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اور بالخصوص بالکل سوتی موزوں پر خواہ مہین ہوں۔ یا موٹے ڈبل۔ اسکے واسطے بھی حوالہ کی ضرورت ہے۔

(۲۰) مثنوی شریف حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ و دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہ کیسی کتابیں ہیں۔

(۲۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک سب اولیاء اللہ کے گردنوں پر رکھا اور رہے۔

(۲۲) فاتحہ تیجہ وغیرہ اور مولود شریف یا گیارھویں یا عرس کرنا کیسا ہے۔

(۲۳) کتاب تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی اور اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی کی اور احیاء العلوم مستند کتب ہیں یا نہیں۔

(۲۴) مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً وتکریماً کو یثرب کے لقب سے استعمال کرنا کیسا ہے

(۲۵) دلائل الخیرات کے پڑھنے کے واسطے اجازت وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲۶) سوائے مسلمانوں کے اور غیر مذہب کے لوگوں کو سلام کرنا کیسا ہے اور اگر وہ خود سلام کریں تو ان کو کن الفاظ میں جواب دینا چاہیے

(۲۷) ابہام کو بوسہ دینا اُس وقت جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی زبان یا اور کسی وقت لیا جاوے اور مولود شریف میں قیام کرنا کیسا ہے۔

اُمید ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب مفصل و مدلل بحوالہ قرآن و حدیث و کتب فقہ و اقوال فقہا تحریر فرمائیں کہ تسکین ہو۔ فقط بینوا و توجروا۔

ملتمس آوارہ دشت گمنامی عبدہ
شمس الدین احمد سید مقبول حسین
وصل حنفی قادری رزاقی بلگرامی
عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ السامی و غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ بجاہ نبیہ التہامی۔
مقام قادیان ضلع گورداسپور

نورالدین ۵ مارچ ۱۹۱۰ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بجواب گرامی نامہ عرض ہے۔ ان مسائل جزئیہ میں میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا جو مجموعہ عمل در آمد میں ضرور ہے مثلاً موطا۔ بخاری اور زیادہ سے زیادہ صحیح مسلم و ابوداؤد۔ ایک مومن متقی کے لیے جیسی اس کی استعداد ہو اہل الحصول ہے۔ اس سے زیادہ ایک ہوس ہے۔ عملی حصہ میں اس کی ضرورت نہیں۔ ہاں عقائد و اصول کی باتوں پر اور طریقہ سے توجہ کرنی چاہیے جو غالباً بلکہ یقیناً اسی قرآن کریم اور صحیحین بلکہ صحیح بخاری سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مکرم بندہ! ان مسائل جزئیہ میں علماء کا اختلاف ہے جن کو آپ نے دریافت فرمایا۔ پس جو امر میرے نزدیک ان مسائل میں محقق ہے اُسکو میں نے بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے مسائل میں زیادہ کد و کاوش کی ایک متقی عامل کو ضرورت نہیں۔

ان مسائل میں سے مثلاً رفع یدین ہے روایۃً رفع یدین کرنا قوی ہے۔ اسکے مقابل کے دلائل میرے نزدیک وہ قوت نہیں رکھتے جو رفع یدین کے دلائل بالمقابل شوکت رکھتے ہیں۔ مگر مخالف دلائل ہیں ضرور ان کا انکار نہیں ہو سکتا۔

ہاں الحمد شریف خلف الامام میں جیسے خصوصیت سے پڑھنا ثابت ہے نہ پڑھنا فاتحہ کا خصوصیت سے ثابت نہیں پس پڑھنا بڑی ترجیح رکھتا ہے اور نماز میں ہاتھ سینہ پر کی روایت صحیح ہے اور تحت سینہ کی ضعیف اور بعض مسائل تو ایسے ہیں کہ مخالف پر دلیل ہی نہیں۔ مثلاً اذان عند الخطبہ امام کے سامنے چاہیے۔ جمعہ کی شرائط۔ بیعت خاندانہائے خاصہ (چشتیہ۔ سہروردیہ وغیرہ وغیرہ) اور بعض مسائل پر سوائے فطرۃ سلیمہ کون تمیز کراوے۔ مثلاً علماء میں قابل فتویٰ کون کون ہے۔

بعض مسائل اس قسم کے ہیں کہ جب قوم میں تنزل و ادبار شروع ہوتا ہے اور ہر ایک فرد اپنی اپنی ابتلاؤں میں حیران و پریشان ہوتا ہے تو الغریق یتشبث بکل حشیش۔ کبھی بت پرستوں کے مزاروں کو حاجت روائی کا ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حزبوں سیفیوں کو کہیں مریدوں کو تعویذ گنڈے بنا دیتا ہے کہ آخر کچھ تو ملے اسی طرح فاتحہ تیجہ روٹی کو ذرائع ہیں اس قوم کے لیے جو تباہ ہو گئی ہے اور ہو رہی ہے اور راہ اہل سے وحدۃ کی بو نکل گئی۔

بوسے بزرگوں کے ہاتھ پر دینے کی ضرورت اُس وقت ایجاد ہوئی جب پیروں میں حقیقی قوت نہ رہی۔؟

جناب من! یاد رکھیں کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختلاف تضاد اور دوسرا اختلاف انواع احادیث صحیحہ میں اور دلائل قویہ میں۔ اختلاف انواع تو ہوتا ہے مگر اختلاف تضاد نہیں ہوا کرتا مثلاً کوئی نہیں دکھا سکتا کہ قرآن کریم میں ایک دفعہ تو حکم ہوا ہو کہ فلاں خاص کام ضرور کر و پھر دوسرے وقت کہا گیا ہو کہ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ عام طور پر احادیث میں حکم ہو کہ فلاں کام ہر شخص ضرور کرے اور پھر کہا گیا ہو کہ کوئی کبھی یہ کام نہ کرے

اور یہ کیا اختلاف ہو کہ عشاء میں حضرت نبی کریمؐ نے وَالشمس اور والتین پڑھی۔ اور ایک شخص روایت کرتا ہے کہ انا انزلنا اور واللیل پڑھی کیونکہ مسنون بار بار عشاء کی نماز پڑھی اور ہر بار کبھی کبھی کوئی سورۃ پڑھی اور کبھی کوئی سورۃ۔

جناب من! یہ طریق ہزاروں مسائل کو حل کر دیتا ہے۔ اور بعض مسائل تو خواہ مخواہ لوگوں نے مسائل شرعیہ بنا لیے ہیں حالانکہ وہ ہرگز شرعی مسائل نہیں۔ بلکہ یوں ہی غیر ضروری امور ہیں جنکو شرعاً نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں۔

الجواب

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلٰوۃ رفع یدیہ حتی یکونا بحذو منکبیہ ثم یکبر فاذا اراد ان یرکع رفعہما مثل ذلک و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک۔ وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد۔ متفق علیہ (بخاری ومسلم) فما زالت تلک صلٰوتہ حتی لقی اللہ۔ اخرجہ البیہقی

پس جواز رفع یدین میں کوئی کلام نہیں گو ابن مسعود سے عدم رفع بھی منقول ہے

(۲) الحمد شریف کے پہلے بسم اللہ کے متعلق اور اور سورہ کے متعلق عرض ہے۔ عن انس بن مالک قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منہم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رواہ احمد ومسلم۔

عن عبد اللہ بن مغفل اذا انت قرات فقل الحمد للہ رب العالمین رواہ الخمسۃ الا ابا داؤد۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی انفا سورۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا اعطیناک الکوثر رواہ احمد ومسلم والنسائی فکانوا لا یجہرون رواہ ابن حبان وکانوا یسرون رواہ ابن خزیمۃ و ذکر البیہقی فی الخلافیات انہ اجتمع آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳) عن عبادۃ ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلٰوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب رواہ الجماعۃ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلٰوۃ لمن لم یقرء بہا رواہ ابوداؤد والترمذی۔

(۴) عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ رواہ ابن خزیمۃ وصححہ۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ رواہ احمد وابوداؤد وفی اسنادہ عبد الرحمٰن بن اسحٰق الکوفی قال ابوداؤد سمعت احمد بن حنبل یضعفہ وفی الکبیری شرح منیۃ المصلی انہ مجمع علی ضعفہ۔

(۵) عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

(محمد جان)

رفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخرة من الفجر اللھم العن فلانا وفلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمدہ ربنا ولک الحمد فانزل الله لیس لک من الامر شئ الی قوله فانھم ظالمون رواہ البخاری و عن انس قال کان القنوت فی المغرب و الفجر رواہ البخاری۔

(۶) عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و لو یتر الاقامة الا الاقامة رواہ الجماعة۔

(۷) خطبہ و عظ جس طرح مخاطب لوگ سمجھیں خطبہ نثر پر بولا جاتا ہے نہ اشعار پر۔

(۸) اذن بلال فی الصبح متفق علیہ۔ وعن ابی سعید اذا کنت فی غنمک او بادیتک فارفع صوتک بالنداء رواہ البخاری۔ خطبہ کی اذان اصل اذان ہے جہاں ہمیشہ مؤذن اذان دیتا ہے و ثانی جمعہ کی اذان خطبہ سے پہلے کوئی خصوصیت مکانی نہیں رکھتی

(۹) دُعا بعد الاذان میں خصوصیت کے ساتھ ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں اور نہ معمول ہے اسلام میں۔

(۱۰) امام کے لیے ممانعت شرعاً ثابت نہیں کہ فلاں جگہ کھڑا نہ ہو۔

(۱۱) نماز جمعہ کے لیے تعداد مقتدیوں کے متعلق اور مصر وغیرہ کی شرط احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں پس ایجاب شرائط شرع

(۱۲) لباس میں رجال کو تشبیہ بالنساء اور نساء کو تشبیہ بالرجال جائز نہیں اور رجال میں حریر ممنوع ہے۔ اسی طرح معصفر اور عورتوں کے لیے بہت باریک لباس ممنوع ہے عن ابی ھریرة ان النبی صلے الله علیہ وسلم لعن الرجل یلبس لبس المرأة والمرأة تلبس لبس الرجل رواہ احمد۔ عن عمر قال سمعت النبی صلی الله علیہ وسلم یقول لا تلبسوا الحریر۔ متفق علیہ عن علی قال نھانی رسول الله صلی الله علیہ وسلم عن لباس المعصفر رواہ مسلم۔ عن اسامة کوت القبطیة امرانی فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم مرھا ان تجعل تحتھا غلالة فانی اخاف ان تصف حجم عظامھا رواہ احمد۔ ہاں ثوب شہرت ممنوع ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من لبس ثوب شھرة فی الدنیا البسه الله ثوب ذلة یوم القیٰمة رواہ احمد وابوداؤد۔

(۱۳) افلت شموس الاولین۔

(۱۴) فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وھو اعلم بمن اتقی

(۱۵) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه ولا بد ان یکون الرجل فعالا لا قوالا۔

(۱۶) فی الاستغفار و لا حول۔ والصلوة والسلام علی النبی و الحمد والقرآن وادعیتنا لحدیث کفایة

(۱۷) ومن التعاویذ فی المعوذتین کفایة

(۱۸) الاتزور ھا عام فی جمیع القبور۔

(۱۹) عن جابر انه بال ثم توضأ ومسح علی خفیه ثم قال رایت رسول الله صلی الله علیہ وسلم بال ثم توضأ ومسح علی خفیه متفق علیہ۔ عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم توضأ ومسح علی جوربین و النعلین صححه الترمذی

(۲۰) مثنوی اور حافظ عمدہ نظم ہے۔ صاحب مثنوی صوفی و فلسفی ہیں۔

(۲۱) سید عبد القادر الجیلی عمائد اولیاء دہر سے ہیں قدمی علی رقبة کل ولی الله ان کا قول ہو اور اپنے زمانہ کے اولیاء پر ان کو فضیلت ہو

(۲۲) من حسن الاسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔ واتباع محمد صلی الله علیہ وسلم ھو الدین۔

(۲۳) تاریخی کتابیں میں نے آجتک ایسی نہیں دیکھیں کہ ان میں قوی و ضعیف صحیح و غلط سب کچھ ہی نہ ہو۔

(۲۴) مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا شرعاً جائز نہیں

(۲۵) دلائل الخیرات سے بہتر وہ صلوٰۃ وسلام ہے جو نماز میں ہے اور اجازت الٰہی صلوٰۃ وسلام کے لیے ہو چکی ہے دلائل الخیرات اجازت کی محتاج نہیں اور نہ یہ اجازت کوئی چیز ہے

(۲۶) مسلمانوں اور حضرت ابو الملت ابراہیم علیہ السلام نے کفار کو انداز سلام فرمایا ہے سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین اور فرمایا ہے سلام علیك سا ستغفر لك ربی

(۲۷) بوسہ ابہام اور مولود میں قیام احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں فقط

نور الدین

المجیب۔ اجاب عندی بالصواب فقد اجاد واصاب

برہان الدین عفی الله عنہ جہلمی

مقام قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یادگار کرامت

آریہ سماج کی تاریخ میں پنڈت لیکھرام مقتول کی یادگار قایم رکھنے کیلئے ۶ مارچ کے دن ہرسال ہر مقام پر جہاں آریہ سماج ہے کم ازکم ایک مختصر سا جلسہ کیا جاتا ہے اور مستقل طور پر آریہ مسافر میگزین کے ذریعہ اسکی یادگار کو قایم کیا گیا ہے۔ آریہ سماج اپنے مذاق پر اس یادگار کے ذریعہ آریہ سماج کے نوجوانوں کے دل میں جس قسم کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا چاہتی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اسپر کچھ لکھوں۔ البتہ مجھے اپنے نقطۂ خیال سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ یہ یادگار دراصل خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کی قایم فرمائی ہے جو فروری ۹۳ء میں خدا تعالیٰ کے امور و موعود نے بڑے پر زور الفاظ میں کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اب یہ کرامت آریہ سماج نے بجائے خود مستقل یادگار کے طور پر تازہ کر رکھی ہے یہ خدائی کرشمہ ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

ماسٹر آتمارام صاحب ایڈیٹر بھشکاری کا آریہ سماج کو بہت ہی مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے سالہا سال کی دیدہ ریزی اور غور و فکر کے بعد یہ لطیف نکتہ پیدا کیا ہے کہ قرآن شریف میں الم کے اندر وید کا لفظ اوم پوشیدہ ہے۔ وید مقدس کے تاریخ دنیا میں عرب اور آدم کے الفاظ کو سنسکرت بنانے کی بڑی کوشش کی تھی مگر جو کمتر ماسٹر آتمارام صاحب کو سوجھا ہے وہ سوامی پنڈت دیانند صاحب کے دماغ میں بھی نہیں سمایا۔ ماسٹر آتمارام صاحب کو چند روز ہوئے یسی اوم بائبل میں نظر آیا تھا۔ اور اب قرآن شریف میں۔ تعجب خیز امر ہے کہ ماسٹر صاحب الم سے اوم محض اس لیے مراد لیتے ہیں کہ متاخر مفسرون نے اس کے مختلف معنے کیے ہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ لفظ اوم کے معانی سے الم کے معانی میں مطابقت کیونکر ہے؟ اور علم اللسان کے کس قاعدہ کے ماتحت سنسکرت کا واؤ ل سے بدل جاتا ہے کم ازکم اسکی تو چند مثالیں ہونی چاہیے تھیں۔ اور پھر ان سب معترضین کا نام لیکر ماسٹر صاحب کو لعنت بھیجنی چاہیے جنہوں نے الم پر اعتراض کیا ہے۔ اگر یہی طریق ویدک سچائی کا ہے تو مجھے امید ہے کہ ماسٹر صاحب سعدی کی بوستان اور شیخ کی مثنوی کے ہر ایک مصرعہ سے ادم نکالکر دکھائیں گے۔

پرکاش اب کیا کہیگا؟

جدید معمر پرکاش نے اہلحدیث کے اعتراض متعلقہ کرشن منتھی پر انتظار کرنا چاہا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے کیا جواب دیا جاتا ہے اب جبکہ الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق تحریری ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ ہم ہمیشہ سے آپ کو واجب التعظیم بزرگ سمجھتے رہے ہیں تو اسے کم ازکم اپنی گزٹ کی اصلاح کرلینی چاہیے

پراٹسٹنٹ مذہب نے پرانی مسیحیت کے اس عقیدے پر بڑے بڑے اعتراض کیے کہ کسی زمین کے ساتھ خدا کو کوئی خاص تعلق ہوتا، صلیبی تاریخ کے ہر انگریز مورخ نے اپنی تاریخ اسی اعتراض سے شروع کی ہے۔ مذہب نے تو یہ مساوات قایم کی ہے۔ مگر یورپ کی قومی شرافت اب اخلاق و مذہب کی ان تمام بندشوں کو توڑ تاڑ کے ساری دنیا کے اخلاق کو پامال کرکے مٹائے دیتی ہے۔ اور وہی قوم جو عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا کو ہر زمین سے یکساں تعلق ہے۔ اس مشرق کو تاریک بتا رہی ہے جسکی یہی حالت یہ ہے۔ کہ آفتاب نکلا ہے تو یہیں سے نکلا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ بادر قادیان بینی | دو ا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والونسے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۹ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

اطلاع ضروری

تفسیر القرآن جلد دوم (جو سورۃ آل عمران سے شروع ہوتی ہے) کا پہلا اور دوسرا نمبر لکھا جارہا ہے جو انشاء اللہ العزیز جلد تیار ہو جائیگا۔ اس امر کی پابندی کسیقدر مشکل معلوم ہوتی ہے کہ رسالہ مین تین یا چار سیپارے پورے کئے جاوین کیونکہ قران کریم کے حقایق کو بیان کرتے وقت اس کشف حقایق کے زمانہ مین میرے نزدیک یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون کا گلا گہونٹ کر ختم کیا جاوے۔ اسلئے مینے اس جلد مین اس امر کی پرواہ نہین کرنی چاہی کہ کسقدر حصہ قران کریم کا آتا ہے بلکہ جہانتک ایک آیت یا لفظ کے متعلق مجھے ضروری مواد مل سکا ہے مینے اس کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر چند مین کوشش کرونگا کہ جسقدر زیادہ حصہ بیان ہوسکے بیان کر دیا جاوے۔ لیکن چونکہ سورہ آل عمران بجائے خود ہمارے مخالفون اور ہمارے درمیان ایک فیصلہ کن سورۃ ہے اور اس مین اکثر مضامین بہت بحث طلب مین اسلئے بھی کسیقدر وضاحت سے کلام کرنا پڑیگا۔

اصلاح

تفسیر القرآن جلد اول کے نمبر سوم کے صفحہ دوم پر رکوع ۳۵ کے بالمقابل جو ترجمہ دیا گیا ہے اس مین ایک غلطی رہگئی ہے اس لئے جن صاحبون کے پاس وہ نمبر پہونچ چکا ہے وہ درست کرلین۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم

اسے الایۃ کا ترجمہ رہگیا ہے جو یہ ہے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلانے یا ایذارسانی سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال لوگون کو دکہانے کیلئے صرف کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہین رکہتا اسکی مثال اس چکنے پتھر کی سی ہے جسپر کچھ مٹی پڑی ہوا اور اسپر زور کا مینہ برسے اور اسکو صاف سل چھوڑ دے۔ جو کچھ انہون نے کمایا اس مین سے وہ کسی چیز کی قدرت نہین رکھتے اور کافر جو کام کر رہے ہین وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نہین یا اللہ کافرون کو بامراد نہین کرتا۔"

اس ترجمہ کی بجائے اس رکوع کی آخری آیت کا ترجمہ جو نمبر دو کے کالم کی سطر دس سے لیکر سطر ۱۵ تک ہے درج ہوگیا ہے۔ ناظرین اصلاح کرلین جلد دوم کے نمبر اول و دوم کے اصلاحی سلپ چھاپ کر بھیجدونگا انشاء اللہ۔ یہ غلطی چودہری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ نے مجھے بتائی ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کے معزز ناظرین کس غور اور مزے سے اسکو پڑھتے ہین۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم و تفسیر القرآن

انا للہ وانا الیہ راجعون

کپورتھلہ سے نہایت افسوسناک خبر ملی ہے کہ میرے مکرم مخدوم مرحوم بھائی محمد خانصاحب کے دوسرے بیٹے عبدالحمید صاحب جو عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ مرحوم ایک سعید جوان تھا۔ مرحوم باپ کیطرح انکو بھی حیا مروت اور کم گوئی کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و رحمت کے سایہ مین جگہ دے اور اس کے محزون بھائی منشی عبدالمجید خان صاحب اور بیتاب والدہ کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔ اسکی موت کے متعلق مفتی فضل الرحمان صاحب نے ذیل کی چٹھی چھاپنے کو بھیجی ہے۔ ایڈیٹر

یہ دار فنا کیا کہون حیرت کا مکان ہے
سرمایۂ آرام تھا سین کہان ہے

خورشید خوشی کا جو کہین جلوہ نما ہو
نوالفور و مین ابر تحیر مین نہان ہے

بہت کم احباب ایسے ہونگے جو ہمارے مکرم و معظم بھائی میاں محمد خانصاحب مرحوم ساکن کپورتھلہ کے نام سے ناواقف ہونگے خانصاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود کے بڑے جان نثار اور سچے خادم اور مخلص مرید تھے ابھی تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ خانصاحب نے عین عالم شباب مین اس دنیا ناپائدار کو خیرباد کہکر جا ودانی کا رستہ لیا ہے خانصاحب مرحوم یکتائے روزگار تھے اور دنیا مین حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کا کامل نمونہ تھے اونکی وفات پر حضور علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ (اولاد سے ملائم سلوک کیا جاویگا چنانچہ اسکو پورا ہوتے ہوئے بھی اپنی آنکھون سے دیکھ لیا اور اسکا زندہ ثبوت اون کے فرزند رشید میان عبدالمجید خان صاحب سلمہ ربی موجود مین۔ اور اپنے والد مرحوم کے عہدہ پر سرفراز مین ابھی خانصاحب مرحوم کی جدائی کا غم ہمارے سینہ پر تازہ ہی تازہ تھا کہ آج اون کے دوسرے فرزند رشید میان عبدالحمید خان جو میان عبدالمجید خانصاحب سے دو سال چھوٹے تھے اور اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلتے تھے۔ بیشک ۲ بجے بعد دوپہر اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے والد مرحوم کے پہلو بہ پہلو جا لیٹے یہ صدمہ کچھ تھوڑا نہین خصوصاً انکی والدہ کیلئے بہت ہی سخت صدمہ ہے مین اپنے احمدی احباب کی خدمت مین دعا کی التجا کرتا ہون کہ اول تو وہ سب بھائی اپنے اپنے شہر مین اس مرحوم کا جنازہ پڑہین اور دعا مغفرت کرین۔ دوم وہ اپنی نیم شبی دعاؤن مین انکی والدہ کیلئے دعا کرین کہ مولا کریم انکو صبر کی توفیق دیوے۔ کیونکہ یہ صدمہ ان کیواسطے ناقابل برداشت ہے۔

دشمنو ن میں پھوٹ

(نمبر ۳)

(مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کی سنو)

ناظرین الحکم مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کے جلہ سے امید ہے حیران ہونگے اس لئے کہ اس عقدہ کا حل عنقریب ذیل کا مضمون پڑہنے سے ہو جائیگا۔

روحانی باپ کی اصطلاح خود ہمنے وضع نہین کی بلکہ مولوی فاضل صاحب کے روحانی باپ نے خود اپنے لئے یہی نام تجویز کیا ہے البتہ علیہ مینے ڈالدیا ہے اس لئے کہ اس تحریر سے مولوی صاحب کا روحانی باپ ہی معلوم ہوتا ہے اور اس سلسلہ مین شاید کئی بزرگون کو یہ فخر حاصل ہو۔ اب مین کسی لمبی تمہید کے بغیر نفس مضمون کو درج کر دیتا ہون۔ ہان اتنا کہنا ضروری ہے کہ یہ روحانی باپ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہین جنکو خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے لاٹ مولوی اور اونریبل کا خطاب دیا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیحت نامہ

نمالوتو

الٹی میٹم

(آخری پیام جنگ)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
و اگر جنگ جوئی نہ بینی درنگ

میرے عزیز ابوالوفا! خدا تعالیٰ تم کو شمہ وفا عطا کرے اور تمہاری ا نیت کو اسم با مسمّی کرے میری تمہاری جو نسبت روحانی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے جو احباب جانبین نہین جانتے ان کو (اس غرض سے کہ وہ اس نصیحت نامہ کو واقعی نصیحت سمجہین اور مجہے تمہارا سچا بہی خواہ اور دلی خیر خواہ یقین کرکے تمکو اس نصیحت کی قبولیت کا مشورہ دین) جتاتا ہون کہ تم حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی کے فن حدیث مین شاگرد ہون اور وہ امرتسر ان عاجز سے نسبت تلمذ رکہتے ہین اس وجہ سے مین بالواسطہ تمہارا استاد اور روحانی باپ ہون اور تم میرے شاگرد اور روحانی فرزند۔

اسی علاقہ پدری اور پسری نے مجہے آمادہ کیا تہا کہ مین تمہاری تفسیر عربی کو مخالف سنت صریحہ و آثار سلفیہ و موافق خیالات فرقہ نیچریہ و معتزلہ پاکر دو تین مجلس مین پرائیویٹ طور پر تم کو سمجہایا اور بطور مثال تفسیر آیت کوثر کی غلطی کو (جسمین تم نے حدیث صحیح کا خلاف کیا ہے) پیش کیا تمنے اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور میری نصیحت کا مقابلہ جدل اور پہر میری ناصحانہ تقریرون کے جواب مین (نہین نہین مین بہول گیا اپنے ہی اصول مسلمہ و محررہ بقلم خود کے رد مین) رسالہ آیات متشابہات شایع کر دیا اور اسمین آنحضرت کی حدیث کو جو بتصریح و تنصیص نبوی مفسر آیت کوثر ہے منشر قرآن ہونیسے صاف انکار درج کیا۔ مینے پہر بہی اسی شفقت پدری کے تقاضہ سے تمہارے اس رسالہ آیات متشابہات کا رد شایع نہ کیا اور اس ارادہ اور امید مین رہا کہ اس رسالہ کے اغلاط تمکو پرائیویٹ طور پر سمجہاؤنگا اور حکمت و محبت سے تمکو راہ راست پر لاؤنگا۔

ان ہی دنون غزنوی صاحبون نے تمہاری تفسیر عربی کے اغلاط کے بیان مین ایک رسالہ اربعین طبع کیا اور وہ رسالہ میرے پاس لائے اور اسپر میرے دستخط کرانے چاہے۔ مینے ایک تو اس وجہ سے کہ مجہے اس رسالہ کے طرز استدلال و نتایج سے کل اتفاق نہ تہا گو نفس مسایل سے اتفاق تہا۔ دوسرے اسی شفقت پدری کے تقاضے سے دستخط کرنیسے انکار کیا اور یہ چاہا کہ پرائیویٹ طور پر تمہاری غلطیاں تمکو بتائی جاوین اور اس رسالہ کی اشاعت عمل مین نہ آوے اور رسالہ اربعین کے متعلق ایک جداگانہ مضمون لکہکر ان لوگون کو دیدیا اور تاکید سے کہا کہ وہ مضمون رسالہ اربعین مین درج کرکے شایع نہ کیا جاوے بلکہ یہ بہی ان سے کہا اور تسلیم کرالیا کہ وہ اس رسالہ کو شایع نہ کرین جبتک کہ پرائیویٹ طور پر ان اغلاط کی نسبت میرا تمہارا فیصلہ نہ ہو جائے۔ ان سے تو مین نے یہ امر تسلیم کرالیا۔ اور ادہر تمسے یہ وعدہ کیا کہ تمہاری تفسیر کی یہ غلطیاں جو اربعین مین بیان کیگئی ہین اپنے طرز پر مدلل کرکے چار چار کرکے تم کو دکہاؤنگا۔ یہان تک کہ چالیس کی چالیس پوری ہو جاوین اور اس وعدہ کے مطابق چار غلطیان اپنی طرز پر مدلل کرکے تمہارے پاس بہیج بہی دین مگر اے عزیز تمنے عرصہ تقریباً دو ماہ تک ان چار غلطیون کی تسلیم یا عدم تسلیم سے اطلاع نہ دی یہانتک کہ پہلے تمکو شہادت کے مقدمہ گورداسپور مین پہر ہنا نظرہ نگینہ مین مصروفیت ہو گئی اور اس طوالت عہد کی وجہ سے غزنوی صاحبون کیطرف سے رسالہ کی اشاعت عمل مین آئی جس سے مجہے کمال رنج ہوا اور دونون جانب کے اعیان پہ اظہار رنج و افسوس کیا کسیقدر ان لوگون پر جنہون نے رسالہ کی اشاعت پر جلدی کی اور زیادہ تر تم پر کہ تمنے میرے چار اغلاط کا جواب دیکر باقی اغلاط کی نسبت پرائیویٹ صفائی کیون نہ کرلی۔ بایںہمہ مینے صفائی اور اتفاق فریقین کی ایک یہ صورت تجویز کی کہ تم اس مضمون کی ایک تحریر شایع کرو کہ میری تفسیر عربی مین جو احادیث صحیحہ سے مخالفت ہوئی ہے اس سے مین رجوع کرتا ہون تفسیر کے دوسرے اڈیشن (طبع ثانی) مین ان احادیث کو داخل تفسیر کرونگا اور جو بعض بعض مقامات مین تفسیر معتزلہ وغیرہ سے میری رائے کا اتفاق ہو گیا ہے وہ محض توارد سے ہوا نہ بدقصد توافق اہل بدعت مین اہل بدعت کو گمراہ جانتا ہون اور ان کے اتفاق کو پسند نہین کرتا۔ اس تحریر سے وہ فتوے علما روقت کے جو تمپر لگائے گئے ہین تمہارے حق مین رہینگے اور وہ خود بخود تمہاری نسبت کالعدم ہو جاوینگے اور اس امر کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ تم اربعین کا جواب لکہو اور بمقابل اربعین اس کو شایع کرو مگر تمنے میری اس تجویز کو نہ مانا اور جواب اربعین مین رسالہ الکلام المبین لکہہ ہی ڈالا اور چہاپ دیا اور اسکی اشاعت کا ارادہ مصمم کرلیا۔ اسپر میری شفقت پدری نے پہر جوش مارا اور تم کو مینے کہلا بہیجا کہ وہ رسالہ الکلام المبین اشاعت سے پہلے مجہے دکہلادو اگر جوابات صحیح ہوئے اور اغلاط اربعین غلط نکلین تو سب سے پہلے مین اپنے فتوے سے رجوع کرونگا اور فتوے سے تمہاری برات کا بیڑا بہی اٹہاؤنگا۔ پہر مینے وہ رسالہ دیکہا تو مجہے وہ عذر بدتر از گناہ معلوم ہوا۔ پہر بہی مینے اس شفقت پدری کے تقاضے سے اس رسالہ کو پبلکی (عام طور پر) رد کرنا نہ چاہا اور اس کے سوال مندرجہ ص۱۰۸ کا شرطی جواب لکہکر تمہارے سامنے پیش کیا جسکی نقل ذیل مین کیجاتی ہے۔

الجواب

الہحدیث و اہلسنت ہونیکا مناط صرف کتب الہحدیث سے استدلال نہین ہے یہ استدلال تو غیر الہحدیث حنفیہ، شیعہ وغیرہ بہی کرتے ہین بلکہ مناط الہحدیث و اہلسنت ہونیکا الہحدیث و اہلسنت کے اصول کی پابندی ہے جسکی تفصیل ہمارے مضمون "الہحدیث اور ان کا مذہب اور ان کے شناخت کی علامت" مین ہو چکی ہے اور غیر الہحدیث کے اصول و اشخاص سے تبری چنانچہ آیت فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ کا مفاد ہے۔ بناءً علیہ الہحدیث زمانہ حال جن سے سوال ہے باجود اختلافات جزئیہ الہحدیث ہین اور مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمن بہی اگر اصول الہحدیث و اہلسنت کا پابند ہے اور مخالفین مذہب اہلسنت و الہحدیث (نیچریہ معتزلہ وغیرہ) سے تبری اختیار کرے اور برملا ان کو گمراہ کہے اور جہان جہان اسکی تفسیر مین نیچریہ و معتزلہ سے اس کا توافق ہو گیا ہے اسکی نسبت صاف یہ ظاہر کر دے کہ یہ توافق محض توارد ہے اور نتیجہ فہم و اجتہاد ان گمراہونکی موافقت اسکو پیش نظر نہین ہے۔ اور ان مقامات مین جہان بپابندی اصول الہحدیث ان گمراہون کی مخالفت ضروری معلوم ہوا ان مقامات مین وہ ان گمراہون کی مخالفت کیلئے تیار ہے تو وہ بہی خاصہ اہلسنت و الہحدیث ہے اور جو اسکی نسبت توافق اہل بدعت کی نظر سے فتوے نیچریت و اعتزال لگایا گیا ہے وہ رفع ہو جائے گا۔ فان لازم المذهب ليس بمذهب

اس جواب مین چونکہ ایک ایسی شرط تہی جس کا تم رسالہ الکلام المبین اور آیات متشابہات مین خلاف کر چکے تہے اور اپنے عمل و اعتقاد سے رجوع کرنا تمہارے لئے ایک مشکل امر تہا۔ لہذا تمنے اس جواب کو نہ لیا اور یہ کہا کہ میرے سوال کا قطعی جواب دو اور جو میری حالت رسالہ الکلام المبین سے تم کو معلوم اور ثابت ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکہکر بتاؤ کہ مین الہحدیث ہون یا نہین۔ اس کے جواب مین تم کو زبانی کہا گیا کہ قطعی جواب مین تمہارا نقصان ہوگا اور وہ تمہارے مدعا کے خلاف نکلیگا۔ اور یہ بہی تمکو زبانی کہا گیا کہ الزامات و اعتراضات اربعین کے پانچ حصے ہین۔

اوّل۔ یہ الزام کہ تم دیدار الٰہی و معجزات و کرامات وغیرہ کے منکر ہو۔

دوم۔ یہ کہ تمنے اس تفسیر مین کل مسلمانون کا خلاف کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ اس تفسیر مین تمام مفسرین کا خلاف کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ تمنے بہت جگہ تفسیر حدیث صحیح نبوی کو چہوڑ

پنجم۔ یہ کہ تمنے معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کا اتباع کیا ہے۔

سو منجملہ ان الزامات کے پہلے تین الزامات سے تم چھوٹ گئے اور الکلام المبین مین ان کا جواب ادا ہوا **مگر چوتھے اور پانچوین الزام** سے تم بری نہین ہوئے گو حدیث کو تمنے دلی زبان سے مان لیا ہے مگر بعض احادیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم نہین کیا اور اقوال معتزلہ وغیرہ سے تبری و بیزاری کا اظہار ہی نہین کیا۔ بلکہ ان کے اقوال سے تمسک کو جائز رکھا اور ایک جگہہ الکلام المبین مین الجمسلم جاحظ معتزلی کو برا کہنے سے تمنے منع کر دیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد خاکسار نے تمہارے سوال مندرجہ نمبر ۱۵۱ الکلام المبین کا مفصل جواب جس کا آٹھہ روز مین لکھدینے کا وعدہ تھا تیار کیا اور تمہارے سکرٹری یا خلیفہ میان حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ کے نام خط لکھا کہ جواب تیار ہے۔ اول سے آخر تک سنکر لیلو۔ اور اگر اس جواب کے قبول کرنے مین عذر ہو تو کسی کو منصف قرار دو۔ **میرا یہ خط** پڑھکر تم اور تمہارے سکرٹری میان حبیب اللہ دونون سمجھہ گئے کہ یہ جواب ضرور تمہارے مخالف ہوگا جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا اور مجھہ سے سلسلہ خط و کتابت بند کر دیا اسکی شکایت سکرٹری مذکور کو لکھی گئی تو انہون نے ایک خط اس مضمون کا تحریر کیا۔

"مولینا آپنے جواب دینا اس لئے ترک کر دیا کہ آپنے سخت ذلیل کرایا۔ ایک وعدہ امرتسر اسٹیشن پر کیا تھا کہ ۱۵ اگست کو دس بجے دن کے جواب دون گا (یعنی رسالہ کلام المبین کے سوال نمبر ۱۰۱ کا) وہ غلط ہوا پھر روانگی کے وقت آٹھہ روز تک جواب دینے کا وعدہ کیا وہ بھی غلط نکلا آٹھہ روز کے بعد ایک شرط کی پخ لگا دی (وہی شرط کہ جواب سن لو اس کے قبول کرنے مین عذر ہو تو کسیکو منصف کرلو۔ عزیز من یہ وہی شرط ہے جسکے واسطے تم لوگ مولوی عبدالجبار صاحب کی خدمت مین دو دفعہ منت گذارش کر چکے ہو) پھر یہ غضب ہے کہ زبانی تو آپنے کہدیا کہ اربعین کا جواب ہوگیا مگر فریق ثانی کو اور کچھہ لکھدیا اسلئے مین تو علماء کرام سے سیر ہوگیا براہ مہربانی مجھہ اپنے ہی حال پر چھوڑ دین۔ اس معاملہ مین مجھہ سے خطاب نہ کیا کرین" احقر حبیب اللہ از امرتسر۔

ادہر یہ خط تمہارے سکرٹری کا آیا ادہر تمہارے دوسرے سکرٹری[*] کا اشتہار بعنوان **لو فیصلہ ہو گیا** شایع و مشتہر ہوا جسمین یہ درج ہے کہ فلان فلان عالم (دوازدہ اماموں) نے تمہارا اہلحدیث ہونا اور تمہاری تفسیر کا دل خوش کن ہونا مان لیا ہے اور اسمین میرا نام بھی درج کرکے میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ مینے کلام المبین کو کافی جواب اربعین ہونا اور اغراض اربعین سے جھوٹ جانا تسلیم کر لیا ہے جسکو دیکھہ کر میرے بدن پر **غضب و رنج سے رعشہ** طاری ہوگیا۔ تمہارے اور تمہارے سکرٹریون کی ایسی باتون کو تو مین مدت سے سنتا اور سہارتا چلا آتا ہون۔ اس **غضب و رنج** کا موجب ان علماء کے وہ کلمات ہین جو اس اشتہار مین اُن سے نقل کئے گئے ہین۔

ان حضرات مین جن کے تمہارے اشتہار مین نام درج ہین ایسے لوگ بھی ہین جن کو مین واقعی عالم اور اہلحدیث جانتا ہون مگر انکی طرف سے تمہاری تفسیر کی تحسین اور تمہارے اہلحدیث ہونیکی تسلیم دیکھکر اگر واقعی انہون نے کی ہو مجھے ان کو ضرور یہ مثل سنانی پڑے گی کہ **چندین مدت خدائی کردی و ہنوز گاؤ خر را نہ شناختی** اور یہ بات کہنی پڑے گی کہ آپ صاحبون نے بخاری و مسلم کتب صحاح بیسیون دفعہ پڑہین و پڑہائی ہونگی مگر افسوس کہ آپ صاحبون کو اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہین اور اہلسنت و اہلحدیث کی تعریف کیا ہے۔ آپ صاحبون نے الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم کو بھی ملاحظہ کیا ہوگا۔ پس اگر آپ اہلحدیث و اہلسنت کے معنے جانتے ہوتے تو اس رسالہ کی فصل اول و دوم و سوم کو پڑھکر مولف رسالہ کو ہرگز ہرگز اہلسنت و اہلحدیث نہ کہتے۔

اے عزیز! اب چونکہ تمہاری طرف سے یہ معاملہ **شروع** ہوا ہے کہ تم نے مجھسے کلام و خطاب ترک کرکے اس اشتہار مین میری نسبت یہ چھاپ دیا کہ مینے الکلام المبین کو **کافی جواب** اربعین تسلیم کیا ہے اور اس کے الزامات سے تمہارا چھوٹ جانا مان لیا ہے جس پر **مثل دروغ گویم برروئے تو** پوری صادق آتی ہے کیونکہ اسمین ایک حصہ میری تقریر کا لیلیا اور باقی حصون کو جن مین تمہارے رسالہ الکلام المبین پر **سخت زد** تھی کہ اسمین حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونیسے انکار پایا جاتا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہلبدعت سے تبری و تحاشا کا اظہار نہین بلکہ ان کے اتباع کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس سے تمہارے اہلحدیث ہونے کی نفی نکلتی تھی چھوڑ دیا اور نقل کلام مین **سرقہ** کیا لہذا مجھے یہ حق حاصل ہوگیا کہ مین بھی بالکل قلم اٹھاؤن اور بذریعہ اشتہار تمہاری خبر لون۔ اور تمہارے سکرٹریون کی غلط[*] **بیانی ظاہر کرون مگر پھر بھی** مین اپنے اصول کو نہین چھوڑتا اور شفقت پدرانہ کے تقاضے سے تمکو اور تمہارے ہمخیال علماء کو جو تمہارا رسالہ الکلام المبین کو پڑہکر تمکو اہلحدیث لکھہ چکے ہین اور تمہاری تفسیر کی تحسین و تصویب کر چکے ہین صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہون کہ **تم اور وہ لوگ** میرے اس جواب کو جو مینے **تمہارے سوال** مندرجہ صفحہ ۱۰۱ الکلام المبین کو دیا ہے پرائیوٹ طور پر مجھہ سے طلب کرکے مطالعہ فرماوین اور نیز میرے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور انکی شناخت کی علامات" کو جو نمبر ۵ جلد ۲۱ اشاعت السنہ مین درج ہوا ہے ملاحظہ کرین۔

اس جواب اور اس مضمون کو پڑہکر تم سب لوگون کی تسلی ہوگئی اور تم سب نے اپنی غلطی مان لی تو مجھے اس جواب کو پبلک طور پر شائع کرنیکی حاجت نہ رہے گی۔ اور اگر تمہاری اور تمہارے ہمخیال علماء کی اس جواب اور اس مضمون کو دیکھہ کر تسلی نہ ہوئی تو پھر ناچار خاکسار اس جواب کا **اظہار و اشتہار پبلک** مین کرے گا اور یہ ثابت کر دکھائے گا کہ تفسیر القرآن و رسالہ آیات متشابہات و رسالہ الکلام المبین کا مصنف **اہلحدیث نہین** ہے اور یہ کتابین **اسلام کو نقصان پہونچانے** والی ہین+

راقم

ابو سعید محمد حسین

حاشیہ[*]: ہمنے آپکے جتنے مضمون کی شہادت دی ہے اتنے حصہ کو آپنے بھی تسلیم کیا ہے باقی گفتگو جو آپنے تحریر کی مصنف کلام المبین کہتا ہے کہ وہ اربعین کے متعلق نہ تھی آپ جانین وہ جانے ہمارا کیا قصور۔ احقر حبیب اللہ۔ حکیم محمد دین

خاکسار کہتا ہے مصنف کلام المبین کو میری کلام کے متعلق کچھہ لکھنے کا کیا حق تھا پھر آپنے میری کلام کو کیون پورا نقل نہ کیا۔

ابوسعید

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری

(نمبر چہارم)

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

قادیانی مقدمات

کرشن پتیہی - اور مباہلہ ثناء اللہ کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعتون مین بحث کر چکا ہون اب اس آرٹیکل پر نظر کرنی چاہتا ہون جو ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث مین مولوی فاضل نے قادیانی مقدمات کے عنوان سے شایع کیا ہے۔ مولوی فاضل کو تو اس سے کچھہ فائدہ ہو یا نہو لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ سمجھدار اور سعید الفطرت لوگ ضرور فائدہ اٹھائین گے۔

مولوی فاضل صاحب لکھتے ہین

"جب سے قادیانی کرشن کا جرمانہ معاف[1] ہوا ہے قادیانی اخبارون نے وہ وہ اودہم مچا رکھی ہے کہ الامان کیون نہو؟ اسلئے کہ مقدمات کے متعلق کرشن جی نے کہین کہا تہا کہ مین صاف نکل جاونگا۔ . . . . حالانکہ اگر انہین حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ ہرائی کا نام ہی نہ لیتے اوّل تو اس لئے کہ جس مقدمہ سے یہ سارا سلسلہ چلا وہ خود کرشن جی[2] کی طرف سے مولوی کرم الدین صاحب پر اٹھایا گیا تہا جسکے بعد مولوی صاحب نے بغرض[3] مدافعت دعوی کیا تہا جس مین مولوی صاحب موصوف مدت سے بری ہو چکے تھے اور کرشن جی خود بدولت قریب دو سال عدالت مین ملزم بلکہ مجرم بنے پھر سینکڑون نہین ہزارون کا حرجہ خرچہ اٹھا کر اپیل مین کہین جا کر مولوی صاحب کے ہمرتبہ ہوئے **یعنی جرمانہ معاف**[4] ہوا تو بتلاؤ اس مجموعی کارروائی مین کون خائب و خاسر رہا وہی جسنے ابتداء مین یہہ بات اٹھائی؟"

مخروج اہلحدیث (کیونکہ علماء نے مولوی ثناء اللہ صاحبکو اہلحدیث سے بذریعہ فتویٰ خارج کردیا ہے) مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے اختراعی متعلق مقدمہ کا یہہ پہلا حصہ ہے۔ جسے مین نے صرف

ایک دو سطرون کے سوا (جوان کی معمولی شعر بازی اور ادا نمائی کا نمونہ نہین) پورا نقل کر دیا ہے۔ اسلئے اگر وہ دیانت داری سے کام لین تو جواب الجواب دیتے وقت میرے کل جواب کو درج کرنا انکا **فرض** ہے۔

مولوی فاضل صاحب۔ جواب دینے سے پہلے مین قرآن کریم مین سے لعنت اللہ علے الکاذبین پڑہتا ہون۔ اور پھر امید کرتا ہون کہ آپ اپنے اس فقرہ کہ "**اگر امین حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے**" کو خوب یاد رکہین گے کیونکہ کم ازکم آپ کے حیا و شرم کا ثبوت بہی تو اسی معیار پر ہوگا۔

ناظرین! باحیا ابوالوفا نے پوری وفاداری اور حیا پروری سے کام لیکر ان چند سطرون مین **پانچ جہوٹ** بولے ہین۔ لیکن ناظرین اہلحدیث کو ان سے ان پانچ جہوٹون کی بنا پر فتویٰ لینے سے پرہیز نہین کرنا چاہئے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹ اگست ۱۹۰۴ء کو مولوی کرم الدین کے مقدمہ مین صاف لکہوا دیا ہے "**مین جہوٹے آدمی سے جو دنیاوی کام مین جہوٹ بولا ہو فتویٰ لونگا۔**

قابل فتویٰ ہونا لیاقت پر منحصر ہے خواہ وہ دنیاوی کامون مین **کتنا ہی جہوٹ بولا ہو**"

مولوی **ابوالوفا** صاحب نے جو یہ پانچ جہوٹ بولے ہین ہرچند وہ ان کے اُن تین جہوٹون کے موقع پر نہین جہان جہوٹ بولنا جائز ہے (دیکھو بیان مذکور) تاہم انہون نے موقع کو ہاتھ سے جانے نہین دیا اور جہلاء کو غلط فہمی مین ڈالنے کے لئے اس راہ کو اختیار کیا ہے۔

مولویصاحب! ذرا ای شرم و حیا سے (جسکے یاد رکہنے کے لئے مینے پہلے عرض کیا تہا) بتائین کہ کس فیصلہ مین لکہا ہوا ہے کہ **جرمانہ معاف ہوا**۔ اگر آپ نہ دکہائین اور ہرگز نہ دکہا سکین گے تو پہر سچے دل سے پڑہو **لعنت اللہ علے الکاذبین**۔

یہہ ایک خطرناک مغالطہ ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب دے رہے ہین۔ خلق کی اگر انہین پروا نہین تو خالق کی تو پروا کرین اور کچہہ تو شرم و حیا سے کام لین۔ جرمانہ **کا معاف ہونا** اس صورت مین ہوسکتا ہے کہ وہ شخص جسپر جرمانہ ہو قانوناً مجرم ہوکر قابل سزا ٹہیر جاوے لیکن عدالت محض رحم کی بنا پر اسکی سزا جرمانہ **معاف کردے**۔ مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب دعویٰ کرسکتے ہین کہ حضرت حجۃ اللہ کا معاملہ اسی قسم کا ہے۔ صاحب سشن جج بہادر کا فیصلہ شائع ہو چکا ہے اسمین صاف طور پر حضرت اقدس کو بری ٹہیرایا گیا ہے

اور جرمانہ **واپس کیا گیا** ہے پھر شائع شدہ فیصلہ کے بعد ایسی غلطی جو بیہودہ اور رنجدہ ہونیکے علاوہ پبلک کو گمراہ کرنے والی غلطی ہے مین نہین جانتا مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیون کی ہے؟

کاش! "**اگر امین ذرا بہی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی کا نام بہی نہ لیتے**" مولوی فاضل صاحب ! عطائے تو بلقائے تو۔

یہہ کہنا کسی حال مین درست نہ ہوگا کہ انہون نے اصل فیصلہ پڑہا نہین۔ اسلئے کہ اول وہ فیصلہ خود انکے اپنے ہیڈکوارٹر امرتسر مین ہوا۔ دوم اخبارات الحکم۔ البدر۔ میگزین کے ذریعہ شائع ہوکر انکے پاس پہونچا۔ اسکو پڑہ لینے کے بعد **جرمانہ کا معاف** ہونا قرار دینا یا تو پبلک کو مغالطہ مین ڈالنا ہے یا مولوی صاحب کو **معافی جرمانہ اور واپسی** جرمانہ مین تمیز نہین ہے جو غالباً انکی شان فضیلت کے خلاف ہے۔

معافی جرمانہ کا سوال تو طے ہوا۔ مولوی صاحب **حیا** سے کام لین گے تو اپنی اس غلطی کا اعتراف کرینگے ورنہ اسکی بے سود تردید کرینگے۔

دوسرا جہوٹ جو مولویصاحب نے اس تحریر مین شائع کیا ہے یہہ ہے۔

"کہ جس مقدمہ سے یہہ سارا سلسلہ
پہلا وہ خود مرزا جی ہی کی طرف سے مولوی
کرم الدین صاحب پر اُٹہایا گیا تہا"

اسکے جواب مین مین لعنت اللہ علے الکاذبین کے سوا کیا کہون + ساری دنیا واقف اور آگاہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی طرف سے کوئی استغاثہ مولوی کرم الدین تو کجا کسی شخص کے خلاف آجتک **نہین کیا گیا** یہی تو کمال **شفقت** اور رحمت ہے ورنہ اگر یہ وجود پاک قانونی حقوق سے فائدہ اُٹہاتا تو مین سچ کہتا ہون کہ مولوی فاضل صاحب! بڑے بڑے فاضل (بخیال خویش) درست ہوجاتے اور وہ بازاری بولیان جو اسکے اور اس کی جماعت کے خلاف بولی جارہی ہین۔ رُک جاتین ! مارٹن کلارک جیسے مقدمہ مین باوصفیکہ عدالت نے خود کہا کہ آپ کو نالش کرنے کا حق ہے مقدمہ نہ کیا۔ وہ تو ایسا **عمیم الاخلاق انسان** ہے کہ ہوئی ہوئی **ڈگری تک کے معاف کر دینے سے بہی دریغ نہین کرتا اور وہ بہی اپنے مخالفون کو** دشنام دہند سے

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گہٹایا ہم نے

پھر یہ کہنا کہ کرم الدین کے خلاف انہون نے کوئی مقدمہ کیا کیسا کہلا جہوٹ ہے۔

آہ! **اگر ذرا بہی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی کا نام بہی نہ لیتے**"

کرم الدین کے ساتہہ کوئی ذاتی دشمنی اور کینہ نہ تہا محض حق کی حمایت اور اظہار کے لئے آپکے بعض خدام کو در عدالت تک جانا پڑا۔ اور آخر جس غرض کے لئے وہ گئے تہے خدا کے فضل و کرم سے اسمین وہ پورے کامیاب ہوگئے۔

مولوی فاضل! اگر مولوی کرم الدین کا اپنا بیان ہی کبہی پڑہ لیتا تو وہ یہہ ہرگز نہ کہتا کہ مولوی کرم الدین نے بغرض مدافعت دعویٰ کیا تہا۔ کیونکہ مولوی کرم الدین یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسکا دعوےٰ بغرض مدافعت نہین تہا بلکہ میرا (ایڈیٹر الحکم) دعویٰ بغرض مدافعت ہے (قطع نظر اسکے کہ صحیح ہے یا غیر صحیح)

بہر حال

حضرت اقدس کیطرف سے کوئی دعویٰ کرم الدین کے خلاف دائر نہین کیا گیا تہا۔ اگر مولوی فاضل صاحب کی اس فقرہ سے وہ دعاوی جو حکیم فضل الدین صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مولوی کرم الدین کے خلاف کئے گئے تہے مراد ہین تو مین نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ "**اگر امین حیا ہوتی تو کبہی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بہی نہ لیتے**" کیونکہ اس سے بڑہ کر پردہ دری کیا ہوگا؟ مولوی فاضل صاحب! ایمان اور راستبازی ہان حیا اور **انصاف** سے بتانا کہ کیا میرے مقدمہ مین مولوی کرم الدین صاحب بری ہوگئے ہین؟ اور حضرت اقدس کے مقدمہ سے کتنا عرصہ پہلے بری ہوئے تہے؟ یہہ سوال اس لئے کیا گیا ہے کہ آپنے لکہا ہے **مدت سے بری ہو چکے تہے**۔

پبلک کی آنکہون مین دہول ڈالنے کی آپ توڑی کوشش کرتے ہین مگر کامیاب نہین ہوسکتے۔

رہا حکیم فضل الدین صاحب کا مقدمہ اس کا تو اگر آپ ذکر ہی نہ کرتے تو اچہا ہوتا غالباً آپ نے اس کا فیصلہ نہین پڑہا ہوگا۔ ورنہ ایسی جرأت اور دلیری آپ نہ کرتے کیونکہ وہ **مقدمہ** تو بڑے بڑے امور پر روشنی ڈالنے والا ثابت ہوا ہے۔ اس لحاظ سے کہ پورے طور پر یہ امر سمجہہ مین آجاوے کہ اس مقدمہ مین کون کامیاب ہوا اور کون ناکام کیقدر تفصیلی بحث بکار ہے۔

(باقی پانچوین نمبر مین)

سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے

سید ظہور حسن صاحب سجادہ نشین بٹالہ کی ایک رائے اعلےٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مجہے اتفاق سے مل گئی ہے مین چاہتا ہون کہ اسے شائع کردون تاکہ ان کے دوست احباب اور ان کے مرید غور کرین کیا عجب کسی کی سعادت اسکی رہنمائی کرے اور اسے اس چشمہ ہدایت و رشد تک لے آئے۔ یاد رہے کہ شیخ عبد الرحمن ایک نو مسلم ہے جو موضع بوٹر کا رہنے والا ہے وہ ۲۲۔ جمادی الاوّل ۱۳۲۱ھ ہجری کو بٹالہ جاکر سجادہ نشین موصوف کے ہاتھہ پر مسلمان ہوا تہا۔ اسکے ساتہہ ہی انکی اہلیہ بہی مسلمان ہوئی تہی۔ اسوقت سجادہ نشین صاحب نے جو سرٹیفکٹ شیخ صاحب مذکور کو دیا اس مین حضرت اقدس کے متعلق بہی ضمناً رائے دیدی۔ جسکو مین ذیل مین درج کرتا ہون۔

امابعد بر کاف اہل اسلام ہویدا باد کہ اندرین آوان سعید و زمان حمید بسردار سنت سنگہ بعہ اہلیہ خویش بہ برکت صحبت **جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ کہ شخصے وحید عصر است** نور ایمان در قلب تمیز طلب او تافت۔

بنی بخش پٹواری ساعی شد کہ فقیر حسب معمول مشائخ خویش رحمہم اللہ کلمہ شہادت آن سردار رشید را تلقین کند اگرچہ برائے حصول این سعادت **مرزا غلام احمد ہزار درجہ از من اولیٰ بود**"

اس لمبے سرٹیفکٹ مین سے اسقدر حصہ اس قابل تہا کہ مین اسے بطور ایک شہادت کے شائع کر دیتا ناظرین غور کرین کہ سجادہ نشین موصوف تسلیم کرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب **شخصے وحید عصر است**۔ یعنی یہہ ایسے باخدا بزرگ ہین کہ ان کی نظیر اسوقت موجود نہین ہے اور دوسری جگہ صاف لفظون مین اعتراف ہے کہ وہ مجہہ سے ہزار درجہ بہتر ہین۔

کوئی شخص اگر یہہ خیال کرے کہ یہہ صرف کسر نفسی کے طور پر کہا ہے تو مجہے تعجب ہوگا کہ اچہا کسر نفسی ہی سہی لیکن حضرت اقدس کے مدارج علیا کو تو تسلیم کیا ہے۔ اور پہر ایسی حالت مین کہ شخص مذکور بٹالہ جاکر مسلمان ہوا تہا بٹالہ مین بہی تو اور مولوی موجود تہے مگر کسی کی نسبت اس قسم کے الفاظ انہون نے نہین لکہے یہہ ایک شہادت ہے جس سے کم ازکم سید ظہور الحسن صاحب کے مرید فایدہ اُٹہا سکتے ہین۔ خدا کرے کہ انکو غور کرنے کی توفیق رفیق حال ہو۔ **آمین**۔

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر

ابتداً اکثر احباب کی ... اور خواہش کی باعث یہہ خیال تہا کہ جلسۃ الوداع کی ایک مختصری رپورٹ یکجائی صورت میں ... لیکن چونکہ یہہ مقصد بہی کسی قدر وقت پر خیال ہے ... سے ملتوی ہو گیا تو اس رپورٹ کی اشاعت کی بجز کوئی صورت نہ تہی۔ اس پر میں نے اس جلسہ کی تقریروں کو وقتاً فوقتاً الحکم میں چہاپ دیا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملۃ کی تقریرین گزشتہ سال میں چہپ چکا ہوں۔ حضرت اقدس کی تقریر بہی چہاپنی شروع کی تہی مگر اسکے ایک دو نمبر نکل کر کسی وجہ سے وہ معرض التوا میں آ گئی۔ اب جبکہ موقع اور گنجائش ہے مین چاہتا ہون کہ اسکو مکمل کر دون۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ سلسلہ درست رہے اور پڑہنے والے کو فائدہ پہنچے وہ تہوڑا سا حصہ جو شائع ہو گیا تہا اسے بہی پہر درج کرتا ہون تاکہ سلسلہ درست رہے اور سالگذشتہ کے الحکم کے اوراق پلٹنے نہ پڑین اب انشاء اللہ سرشتہ میں تا وقتیکہ ختم نہ ہو جاوے حتی الوسع شائع ہوگی وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف مین صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچہلے ہزار برس مین جہان اسلام پر اور بہت سی آفتین آئین وہان یہہ مسئلہ بہی تاریکی مین پڑ گیا اور مسلمانوں مین بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اُٹہائے گئے ہین اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اُترین گے مگر اس چودہوین صدی اللہ تعالیٰ نے مجہے مامور کرکے بہیجا تاکہ مین اندرونی طور پر جو غلطیان مسلمانوں مین پیدا ہو گئی ہین انکو دور کرون اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرون۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہین ان کا جواب دون اور دوسرے مذاہب **باطلہ** کی حقیقت کہول کر دکہان خصوصیت کے ساتہہ وہ **مذہب** جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب اسکی غلط اعتقادات کا استیصال کرون جو انسان کے لئے خطرناک مضر ہین۔ اور انسان کی روحانی قوتون کے نشو ونما اور ترقیون کیلئے ایک روک ہین منجملہ انکے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جسمین بدقسمتی کر بعض مسلمان بہی ان کے شریک ہو گئے ہین۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دار ومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا اور پہر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانون نے اپنی غلطی سے ان لوگون کا ساتہہ دیا ہے وہ یہ تو نہین مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہین کہ وہ آسمان پر اُٹہایا گیا ہے لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجہہ پر کہولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیون کے ہاتہون سخت ستایا گیا جسطرح پر راستباز اپنے زمانہ مین نادان مخالفون کے ہاتہون ستائے جاتے ہین۔ اور آخر ان یہودیون نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتون سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح پر ان کا خاتمہ کر دین اور ان کو مصلوب کرا دین۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز مین کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑہائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازون اور ماموروں کو کبہی ضائع نہین کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتہہ وابستہ تہی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب سے زندہ اُتر آئے اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہین جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہین۔ لیکن اسوقت اسکا بیان کرنا میری غرض نہین۔ ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہین انجیل مین پڑہنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح ابن مریم صلیب سے زندہ اُتر آئے۔ اور پہر یہ خیال کرکے کہ اس ملک مین ان کے بہت دشمن ہین اور دشمن بہی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تہے کہ نبی بے عزت نہین ہوتا مگر اپنے وطن مین جس سے انکی **ہجرت** کا پتہ ملتا تہا انہون نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چہوڑ دین۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بہیڑون کی تلاش مین نکلے اور نصیبین کیطرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر مین آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر مین موجود تہے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی . . . . اور آخر اسی مین ہی وفات پائی۔ یہہ امر ہے جو مجہپر کہولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہین ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہین گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ دنیا سے گر جاتی اور مسلمانون کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تہی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہین اور پہر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا پرانا نبی نہین آ سکتا جسکی نبوت پر آپ کی مہر نہو) بہی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم بہی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف مین تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم **وفات مسیح** کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہین کیونکہ اسکی موت کے ساتہہ عیسائی مذہب کی بہی موت ہے۔ اسی غرض سے مینے کتاب مسیح ہندوستان مین لکہنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کے لئے مینے مناسب سمجہا ہے کہ اپنی جماعت مین سے چند آدمیون کو بہیجون جو ان علاقہ جات مین جاکر ان آثار کا پتہ لاوین جن کا وہان موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مد نظر رکہ کر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستون کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائین کرین کہ وہ خیر وعافیت کے ساتہہ اس مبارک سفر کے لئے رخصت ہون اور کامیاب ہو کر واپس آئین۔

اگرچہ مین یقین رکہتا ہون کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بہی کیا جاتا تو بہی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے لئے دیدیئے ہین جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہین سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بہوکا پیاسا ہوتا ہے کبہی ان سے سیر نہین ہوتا اسلئے ہماری بہی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلائل اور ملسکین وہ اچہا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستون کو **نصیبین** کیطرف بہیجتے ہین۔ جس کے متعلق ہمین پتہ ملا ہے کہ وہان کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتہہ سے تکلیفین اٹہا رہے ہین) لکہا تہا کہ آپ میرے پاس چلے آئین۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہون نے بدقسمت قوم کے ہاتہہ سے نجات پائی سو ہان کے حاکم نے یہ بہی لکہا تہا کہ آپ میرے پاس آ جائینگے تو آپکی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور مین بیمار ہون میرے لئے دعا بہی کرین اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمین معلوم ہوا ہے لیکن مین دیکہتا ہون کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مفہوم اس سے بہی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین مین ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہین۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر مین بہت سے حقیقتین کہل جائینگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ اس سفر مین ایسی تحریرین پیش ہو جاوین یا ایسے کتبے نکل آوین جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہون یا حواریون مین سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے۔ یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آوین جو ہمارے اس مقصد مین مؤید ثابت ہو سکین۔ اسلئے مین نے اپنی جماعت مین سے تین آدمیون کو اس سفر کیلئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بہی مین کرنی چاہتا ہون جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہان جہان وہ جاوین اس کو تقسیم کرتے رہین اسطرح پر اس سفر سے یہ بہی فائدہ ہو گا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بہی ہوتی جاوے گی۔ اور مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجہے ایک **مخلص اور وفادار** جماعت عطا کی ہے مین دیکہتا ہون کہ جس کام اور مقصد کیلئے مین ان کو بلاتا ہون نہایت تیزی اور جوش کے ساتہہ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑہتا ہے اور مین دیکہتا ہون کہ ان مین ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے طیار۔ حقیقت مین کوئی قوم اور جماعت طیار نہین ہو سکتی جبتک اس مین اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اُٹہانی پڑے ان کے عوارض اور اسباب مین سے جماعت کی کمزوری اور بے دلی بہی تہی۔ چنانچہ جب ان کو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بہی بہیج دی اور اکثر ان کو چہوڑ کر بہاگ گئے۔ اسکے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکہایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین ملسکتی۔ انہون نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکہہ اٹہانا سہل سمجہا یہانتک کہ عزیز وطن چہوڑ دیا اپنے املاک واسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہین کیا۔ یہی صدق اور وفا تہی جس نے ان کو آخر کامیاب کیا۔ اسی طرح مین اب دیکہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بہی اسکی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکہاتی ہین جس دن سے مینے نصیبین کیطرف ایک جماعت کے بہیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر مین مامور کیا جاؤن اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکہتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجہے بہیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا مین ان درخواستون سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تہا اور مولوی قطب الدین اور میان جمال الدین کو ان کے ساتہہ جانے کے واسطے تجویز کر لیا تہا۔ اسواسطے مجہے ان احباب کی درخواستون کو واپس کر دینا پڑا تاہم مین جانتا ہون کہ وہ لوگ جنہون

(انتباہ۔ صفحہ ۱۱ کا بقیہ مضمون اگلی اشاعت میں آئیگا۔)

نے بعہد کامل اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریگا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائینگے ۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کسکو علم ہو سکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا ۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں اپنے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے ۔ دوسرے اس سفر میں جو جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑینگی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ من یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو نیا اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہوں ۔ اور میں جانتا ہوں کہ بر و بحر کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہو سکتا ۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہینگے اور میں بھی اون کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہونگا کہ اللہ تعالےٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لا دے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کرینگے اور وہ ان کے ساتھ ہونگے ۔

اب میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپکو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب و شدائد کی برداشت کرنیکو تیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئینگی دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ ساعتہ العسر میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنی صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں یا انکی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا ؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے میں چونکہ بیمار رہتا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہیں لیسکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اسی تفصیل ہو سکتی تھی پس جن لوگوں کا نام درج نہیں ہوئے انکو افسوس نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اوسکا نام شائع کیا جاوے تو یقینًا سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے لیکن جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمر بستہ ہوتا ہے اسکو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی ۔ دنیا کے نام کی کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا ۔ اسکا اثر ابدالآباد تک ہوتا ہے میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے ۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میری بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے انکا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اس طرح پر بھائیوں میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اس وقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا تھا میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے ۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں ۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب تک ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے ۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہو سکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نکریگا ۔

میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اسکا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اسلئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسنے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی ؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالےٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا ۔ اور حالانکہ اوسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالےٰ نے یہ چاہا ہے کہ دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھا دے ۔ جیسے فرمایا ما ارسلنك الا رحمة للعلمين اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدی للمتقین ۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی نظیر نہیں پائی جا سکتی ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دئے اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دئے ۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دئے پس خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں ۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکے موافق اس نے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں ۔ کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان ہو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کر دے اور ان کے بٹھانیکے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا دے نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھیگا ۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے ۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں کو دئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا اب اگر بیل کتے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیم کوپیش کریں ۔ وہ نہیں سمجھ سکتی ۔ اسلئے کہ ان میں وہ قویٰ نہیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دئے ہیں اور ہم اون سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے ۔ اور اسیطرح وہ کتاب اسپر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے ۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونیسے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلعم میں جمع کر دئے گئے ۔ اور اسطرح پر آپ طبعًا خاتم النبیین ٹھیرے ۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات ۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں ۔ وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے ۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھیرا ۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھپر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہمپر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اسکا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور انکا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بیخبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اسپر ایمان لانیکا مفہوم کیا ؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں ۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیکھتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اسکا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسکو بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے ۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے ۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور کمالات کا کوئی علم ہی انکو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں ؟ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور حقیقت اسلام کی ان سے دور نہ جا پڑتی تو پھر میرے آنیکی ضرورت کیا تھی ؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق کی عداوت کرنے جسکا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے ۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جنمیں مغز نہیں ہے ۔ ورنہ اگر

جو یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے ؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں ۔ لیکن انمیں یہ باتیں کہاں ہیں ؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ ہمکو کافر اور دجال کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی ۔

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء - دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ الاسلام سے فرمایا نصر من اللہ و فتح قریب وبشر المومنین۔

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء - اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور الہام ہوا۔ ففروا الی اللہ۔

۱۲ فروری ۱۹۰۵ء تجلیات الہیہ کا عجیب مشاہدہ کیا درد شکم سے سخت بیمار تھا یہ زبان سے نکلا

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
خود را بتو سپارم فریادرس الٰہی

اسی پر درد جاتا رہا۔

۱۴ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا - ما یلقّٰھا وما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم۔

۱۵ فروری ۱۹۰۵ء - دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی اپنے قادیان آجانے کی مبارکباد سنی۔ اور صدیق اکبر نے فرمایا۔ خوش باش و برو بہمقدم ماموری اللہ۔

۱۶ فروری ۱۹۰۵ء - بیت الحرام میں نماز پڑھی اور الہام ہوا - من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم پھر الہام ہوا - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

۱۷ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا - فلنولینک قبلۃ ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام۔

۱۸ فروری ۱۹۰۵ء - مکہ معظمہ کا سفر بذریعہ جہاز طے کیا ہے الہام ہوا - وجاء اھل المدینۃ یستبشرون۔

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء - بیت اللہ میں نماز پڑھی - امام نے سورۃ جمعہ پڑھی - الہام ہوا - اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور انہوں نے پیار کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء - تجلیات الہیہ کا مشاہدہ کیا الہام ہوا - والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علیٰ عینی۔

۲۳ فروری ۱۹۰۵ء - رویا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے قادیان میں مرنے اور دفن ہونے کی آرزو پیش کی اسپر الہام ہوا ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا پھر الہام ہوا فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء خیال ہوا کہ کیا میری نماز حسب فرمودہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتی ہے؟ اسپر الہام ہوا - فاذکروا اللہ کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء - اس کے بعد الہام ۲۵ فروری کا تکرار ہوا۔

۲۶ فروری ۱۹۰۵ء - الہامات نازل ہوئے - اما بنعمۃ ربک فحدث - وما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم واذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا - ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا

۲۸ فروری - جواد کریم ملک برّ رؤف الرحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھی ہے۔ نصرۃ الحق کی تصنیف اور طبع کا کام بسرعت ہو رہا ہے۔

۲ - خاندانِ رسالت کے تمام ممبر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں بزرگانِ ملت کی صحت قوم کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا موجب ہو رہی ہیں

۳ - موسمی حالت میں (بجز اس کے کہ طبعی طور پر سردی کم ہو گئی ہے) کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی ہے - ہر دوسرے تیسرے ابر محیط آسمان رہتا ہے - موسم کی اس غیر طبعی حالت کی وجہ سے بیماری کی آگ سلگ رہی ہے - کوئی نہ کوئی کیس ہوتا ہے۔

۴ - ۱۵ - مارچ ۱۹۰۵ء کو میرے مکرم بھائی بابو محمد افضل صاحب کا بڑا بچہ عبد اللہ کئی روز کے متواتر بخار سے انتقال کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون معصوم مرحوم ایک ہونہار اور ذہین بچہ تھا۔ اسکی عمر کے لحاظ سے اسمیں غیر معمولی مستعدی اور ہوشیاری پائی جاتی تھی - مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی جو ظاہر ہوئی - اللہ تعالیٰ مرحوم کو عالم ثانی میں ہمارے لئے فرط بناوے اور اس کے محزون والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔

۵ - ۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء عالی جناب لالہ موتی لال صاحب تحصیلدار بٹالہ بتقریب دورہ بٹالہ کو واپس ہوتے ہوئے یہاں تشریف لائے - میں نے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے نوٹیفائڈ ایریا قرار دیجانے کے متعلق اور سڑک بٹالہ تا قادیان کی شکستہ حالت کی طرف آپ کو توجہ دلائی تھی یا جب آپ نے پورا نوٹس لیا ہے - سڑک کیلئے آپ نے باقاعدہ رپورٹ کی ہے اور نوٹیفائڈ ایریا قرار دئے جانے کے متعلق باشندگان کے بیانات قلمبند کر کے آپ لے گئے ہیں اور ایک زوردار رپورٹ کرنا چاہتے ہیں لالہ موتی لال صاحب ایک مشہور خوش اخلاق اور رعایا کی بہی خواہی کیلئے خود ہر تکلیف برداشت کرنے والا افسر ہے یہی وجہ ہے کہ بٹالہ کی تحصیل آپ کی موجودگی پر بہت ہی نازاں اور خوش ہے - اگرچہ سنا جاتا ہے کہ آپ عنقریب ترقی پا کر ڈپٹی ہونے والے ہیں لیکن ضلع گورداسپور کی کیسی خوش قسمتی ہو اگر وہ اس ضلع میں ایسی ترقی پائیں بہرحال قادیان کی آبادی اس کے باشندوں کی کثرت خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ ترقی اس امر کی بزور داعی ہیں کہ اس کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دیا جاوے اور سڑک کے پختہ کرنے کا بہت جلد انتظام ہو مجھے امید ہے کہ تحصیلدار صاحب کی توجہ بہت جلد قادیان کے رہنے والوں کو شکرگذار بنائیگی

۶ - ۱۱ مارچ کی رات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کنواری ہندو لڑکی بعض شریر اور قابل اعتراض چال چلن رکھنے والے بالجبر اٹھا لے گئے - اور اسے حبس بیجا میں رکھکر اس کی عصمت پر بالجبر حملہ کرنا چاہا۔ وارثوں نے معلوم ہوا ہے کہ باضابطہ مقدمہ چلایا ہے - ایسے شریر بدمعاشوں کا قرار واقعی انتظام اگر نہ کیا گیا تو خطرہ کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے - کیا ہمارے ضلع کے نیکدل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خاص نوٹس نہ لینگے - ۔ ہم جتنے منہ اتنی باتیں پر مفصل پھر لکھینگے اور اصلیت ظاہر کرینگے

ولادت

میرے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمان صاحب کے ہاں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ۱۴ - مارچ ۱۹۰۵ء کو فرزند عطا کیا - اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بناوے اور اسے خادم دین بنا کر ملک اور قوم کیلئے مفید ٹھہراوے اور وہ نافع الناس وجود ہو آمین۔

میں صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔

محمد علی صاحب احمدی مشرق سے تحریر کرتے ہیں کہ ان کا بھائی علی احمد و سیٹرئیری سکول اجمیر میں پڑھتا ہے ان کے امتحان میں کامیابی کی دعا فرماویں جو کہ ۲۲ مارچ کو ہونا ہے۔

مشتہرین کا صفحہ شائع نہیں ہو سکا۔
ایڈیٹر

عذر گناہ بدتر از گناہ

نمبر اول

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوے کردہ را نبود زیب دختری

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں مولوی ابوالوفا امرتسری کے اعتراضوں کی حقیقت نمائی کیلئے ایک مسلسل آرٹیکل شائع ہوا ہے - مجھے خیال اور امید تھی کہ اگر مولوی فاضل صاحب کا کانشنس بالکل مردہ اور مسخ نہیں ہو گیا تو وہ اپنے غلط - بیہودہ اور لاطائل اعتراضات کو واپس لیں گے - اور آئندہ لب کشائی نہ کرینگے مگر میرا قیاس اسوقت تک صحیح ثابت نہیں ہوا - ضد اور تعصب کا برا ہو کہ یہ صداقت کا دشمن ہے

مولوی فاضل صاحب نے ان مضامین پر پورے ایک مہینے کی غور اور فکر کے بعد ۱۰ - مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں قلم اٹھایا ہے جس سے ان مضامین کی وقعت اور قوت کا پتہ مل سکتا ہے - لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے جو کچھ اب لکھا ہے وہ

عذر گناہ بدتر از گناہ

کا صحیح مصداق ہے اس لئے میں اس عنوان کے نیچے ان کے ان مضامین کی پڑتال کرونگا سب سے اول مولوی ابوالوفا صاحب نے یہ چالاکی کی ہے کہ میرے مضمون کا ایک بھی فقرہ جواب دینے سے پہلے نقل نہیں کیا میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ میرے مضامین کو پورا درج کر دیتے تو اہلحدیث کے ناظرین پر حقیقت کھل جاتی اور بدون کسی مزید تحریر کے فیصلہ ہو جاتا - اب بھی اگر وہ الحکم کے جوابی مضامین کو بالمقابل درج کر دیں تو انکی دیانت داری اور انصاف پسندی کا بھی اقتضا ہونا چاہیئے میں نے جب ان کے کسی مضمون پر لکھا ہے تو ان کے اعتراض کو اول نقل کر دیا ہے مگر ابوالوفا صاحب اس عمل کو اپنا دشمن اور پردہ در سمجھ کر اس سے بچتے ہیں یا بھاگتے ہیں۔

اسکے بعد میں انشاء اللہ العزیز دکھاؤنگا کہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض کیا تھا؟ اس کا جواب کیا دیا گیا اسپر فاضل صاحب ایک مہینے کے بعد کیا کہتے ہیں - اور یہ سب بطور خلاصہ ہوگا اور یہ سلسلہ

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے ۱۰ مارچ کی شب کو فرمائی

وحی اور کشف میں فرق اور کشف غیر مسلم کو بھی ہو سکتا ہے

ایک صاحب نے عرض کی کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے کہ کشف کی حالت طاری ہو اور اگر میں اپنے علم کے رو سے جانتا ہوں کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا خیال ہرگز دور نہیں ہوتا۔ اس کیلئے کچھ شغل ارشاد فرماویں۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ اس کا تعلق مجاہدات اور ریاضات سے ہے لیکن اب آپ کی عمر اس کے متحمل نظر نہیں آتی۔ عالم شباب میں جیسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قوائے ضعیف ہو جاتے ہیں معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے۔ تو میری رائے میں یہ ہے کہ خلوت کے درمیان ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی کثرت کریں۔ غیر اللہ کو قطع کرنا اور الی اللہ تبتل کو اس کا مسکن بنا لینا آسان بات نہیں ہے۔ یہی بڑا مجاہدہ ہے۔ بیہودہ مجلسوں اور قیل و قال سے الگ رہے۔ اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوتے ہیں انکو دور کرنے کی کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب اس عمر میں نوافل اور روزے وغیرہ کی برداشت مشکل ہے۔ اس مطلب میں اس شعر میں خوب بیان ہے

لب ببند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی نور حق برما بخند

کہ انسان اپنی زبان کو اور کانوں اور آنکھوں کو اپنے قابو میں ایسا کرے کہ سوائے رضائے الٰہی حق کے ان سے کوئی فعل صادر نہ ہو۔ انسانی زندگی میں جو بے اعتدالی ہوتی ہے اسے اعتدال پر لانا بڑا کام ہے۔ اب اس وقت یہی مناسب حال ہے کہ خلوت بہت ہو اور ذکر الٰہی سے قلب غافل نہ ہو۔ اگر انسان اسکی مداومت اختیار کرے تو آخر کار قلب موثر ہو جاتا ہے۔ اور ایک تبدیلی انسان اپنے اندر رکھتا ہے۔

کشف رویا کا اعلیٰ درجہ ہے کشف کیا ہے یہ رویا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے۔ اسکی ابتدائی حالت کہ جس میں غیبت حس ہوتی ہے۔ صرف اس کو خواب (رویا) کہتے ہیں۔ جسم بالکل معطل بیکار ہوتا ہے اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غیبت نہیں ہوتی بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ نیند کی حالت میں حواس کے معطل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا کشف اسے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اسے ملجاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھے وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں کبھی بصر میں کبھی شنوائی سوگھنے میں کبھی کبھی ذائقہ میں شامہ میں اسطرح جیسے کہ حضرت یوسف کے والد نے کہا کہ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا) اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اسوقت حاصل ہوئے۔ اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسف زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے۔ جیسے گڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں ایسے ہی رویا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ اور جب وہ بہت صفائی پر آجاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔

کشف اور وحی میں فرق لیکن وحی ایسی شے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھکر صاف ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے کشف تو ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا کو نہ مانتا ہو وہ بھی اسمیں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہو سکتی یہ اسی امت کا حصہ ہے کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصہ انسان کا ہے۔ اور ریاضت سے یہ حاصل ہو سکتا ہے۔ خواہ کوئی کرے کیونکہ فطرتی امر ہے جیسے جیسے کوئی اسمیں مشق اور محنت کریگا۔ ویسے ویسے اس پر اسکی حالتیں طاری ہونگی۔ اور ہر نیک و بد کو رویا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔ دیکھا ہوگا کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں پس جیسے ان کو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں حتےکہ حیوان بھی صاحب کشف ہو سکتا ہے لیکن الہام یعنے وحی الٰہی ایسی شے ہے کہ جب تک خدا سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کیلئے اس نے گردن نہ رکھدی ہو تب تک وہ کسیکو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون۔ یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا کی راہ میں مستقیم ہیں۔ اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شے ہے کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک و شبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحب کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہوگا۔

اس مقام پر حضرت نور الدین صاحب حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور سائل کا منشا یہ ہے کہ یہ خواہش کس طرح دل سے دور ہو جاوے۔ خدا کے برگزیدہ اور محبوب نے فرمایا کہ ان کے دل میں کشف کی جو عظمت بیٹھی ہوئی ہے جب تک وہ نہ دور ہوگی۔ تو علاج کیسے ہوگا۔ اسی لئے تو میں فرق بیان کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک چوہڑی (خاکروبہ) آتی ہے۔ وہ بھی سچی خوابوں کا ایک سلسلہ بیان کیا کرتی ہے لیکن اس سے اس کا عند اللہ مقرب ہونا یا صاحب کرامت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ایک مسلمان کا کشف جسقدر صاف ہوگا۔ اسقدر غیر مسلم کا ہرگز صاف نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مسلم اور غیر مسلم میں تمیز رکھتا ہے اور فرماتا ہے قد افلح من زکھا لیکن وحی کو کشف نہیں پا سکتا یہ وحی کی ہی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اس کیلئے ایک شخص کو انتخاب کرتا ہے اور شرف مکالمہ بخشتا ہے اور ہر میدان میں اسکا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اور صاحب وحی کے تعلقات دن بدن خدا سے قایم ہوتے اور بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایمان میں غیر معمولی ترقی روز افزوں ہوا کرتا ہے

(ایڈیٹر)

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی توحید جس کا اقرار ہم سے خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر اور فریب منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل کوئی قادر تجویز نکرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نکرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اس سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا تذلل اس سے خاص کرنا اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کیطرح سمجھنا اور تمام کو ہالکة الذات اور باطلة الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اس کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ سوم اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنے محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔

جس شخص کی فطرت سلیم اور عقل درست ہی وہ کیسے چند روزہ لذائذ اور حظوظ نفسانی میں مبتلا ہوکر اپنے رب کریم سے غافل اور کسطرح اپنی ناچیز قابلیتوں کو اپنے واسطے کافی سمجھکر مولا حقیقی کی عبادت اور استعانت سے لا پروا اور کیسے ہزار در ہزارہا ظاہری عبرتوں اور آسمانی نصیحتوں کے درمیان بےخبر اور جاہل رہ سکتا ہی یہ تمام بدمستی اور غفلت اسی بدفہمی کا نتیجہ ہے جسکو رب العالمین بدکاروں کی نسبت اسطرح ظاہر فرماتا ہے ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا یعنے کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے۔

اگر انسان بدفہم ہو تو ایمانی اصول سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنا سچا مولیٰ سچا مدگار سچا خیر خواہ سچا ہادی اور حساب اعمال کو واقعی اور صحیح مانتا ہی وہ اس ایمان کے نیچے نامعلوم طور پر بہت کچھ ترقیات کر سکتا ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو

ایک نیا دعوٰئے

اگرچہ حضرت سلیمان کا یہہ قول ہے کہ آفتاب کے نیچے کوئی شے نہین لیکن جب کوئی شئے وجود مین آتی یا کوئی نئی بات ہوتی ہے تو لوگ مجازاً آکہہ ہی دیتے ہین کہ یہ ایک نئی شئے یا نئی بات ہے ایک نئی شئے یا نئی طاقت کے اظہار یا نئے دعوٰی کے پیش کرنے سے پہلے صدہا لوگ اون دعاوی یا اون اظہارات کی تائید مین ہوتے ہین اور خود اون کے اپنے دلون مین بہی بعض اوقات ایسے خیالات اٹہتے ہین لیکن جب کسی خاص آدمی کی جانب سے اونکا اظہار یا اعلان کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ اوسکی مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہین چند ہی ایسے جری نکلتے ہین جو حق الامر کی جہت سے تصدیق کرتے ہون بشرطیکہ وہ حق الامر ہو بہی۔ بہت دفعہ ایسا انکار یا اعتراض صرف اسواسطے کیا جاتا ہے کہ ایسا خیال یا ایسا دعوی یا انکشاف کسی ایسے آدمی کی جانب سے یا ایسے آدمی کے مونہہ سے ہوا ہے جسے انکار کرنے والے کسی اور وجہہ سے پسند نہین کرتے ہین لوگون کی طبیعتون مین عموماً نسبتی معیار کی مقدار یا وزن بہت کچہہ ہوتا ہے لوگ یہ سوچا کرتے ہین کہ اگر یہ بات فلان شخص کہہ دیتا یا فلان کے مونہہ سے نکلتی تو ضرور قابل یقین کرنے کے تہی لیکن چونکہ یہ فلان کے مونہہ سے نکلی ہے اس واسطے قابل تسلیم کرنے کے نہین ہے اکثر اختلافات کی وجہ یہی نسبتی معیار ہے

جب سے مرزا صاحب نے مہاراج کرشن کے اوصاف مین آنے کا دعوے کیا ہے اکثر مسلمانون مین ایک گہراہٹ سی پیدا ہوگئی ہے بعض لوگ اسے ایک شائستہ نکتہ چینی کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور اسپر غور کرتے ہین اور بعض کے نزدیک یہہ بہی ایک تازہ مشغلہ ہوگیا ہے۔

جو لوگ قبل از اعلان اس دعوے کے اسی مین تعلیم قرآن کی خوبی تبلاتے تہے وہ بہی اوس نسبتی معیار کی تاثیر سے اسکے مخالف اور نکتہ چین ہوگئے ہین اگر مرزا صاحب کے مونہہ سے یہہ کلمات نہ نکلتے تو شاید ابہی ایک اور عرصہ تک بہی اس مشرب کے قائل رہتے جس کا مرزا صاحب نے اعلان کیا ہے بہت لوگ اس امر کے قائل ہین کہ قرآن مجید، آنحضرت ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہادی، **ایک برگزیدہ** آنے کے معترف ہین قائل ہی نہین تہے بلکہ اسپر مصر بہی۔ تہہ خدا کی شان مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلتے ہی وہ تمام تا دلیلین گندہ اور بوسیدہ ہوگئین یہانتک کہ قرآن مجید مین یہہ تعلیم ہی نہ رہی- **مرزا مظہر جان جانان** اور خدا جانے اور کس کس کے مقولے اس تعلیم کی تائید مین بیان کئے جاتے تہے اور اون پر یہہ تائید نصوص اور احادیث زور دیا جاتا تہا وہ سب کے سب صرف اس خاطر ردی کے دفتر مین چلے گئے کہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے ایک ضدی شخص کہا کرتا تہا کہ فلان شخص جو کچہہ کہتا ہے وہ ہے تو برحق اور درست **مگر چونکہ وہ کہتا ہے** اسواسطے برحق نہین ہے یہی حال اس مسئلہ کا ہوا ہے سیالکوٹ یا لاہور کے جلسہ تک تو اسپر اچہے اچہے عالمون کا اعتقاد بالیقین تہا اور یہہ بہی خوبی ہائے قرآنی مین داخل تہا مگر جب سے مرزا صاحب کے مونہہ سے نکل گیا بس اوس سب صداقت پر پانی پہر گیا مین نہین جانتا مسلمانون کی ایسی صداقتون کا در اصل وجود کیا ہے اور یہہ کیسی خوفناک اخلاقی جرأت ہے سچائی اور حق پرستی تو اس مین تہی کہ جو لوگ اس مسئلہ کے پیشتر سے ہی قایل اور مصدق تہے وہ ڈنکے کی چوٹ کہہ اٹہتے کہ جو کچہہ مرزا صاحب نے کہا ہے وہ درست تو ہے لیکن یہ درست نہین کہ مرزا صاحب ان کرشنی اوصاف کے متصف ہین اس مین نہ تو مرزا صاحب کی تصدیق ہوتی تہی اور نہ اون کا ترسد یہہ **ایک حق بات تہی** افسوس ہمارے علماء کرام کی طبیعتون مین کسقدر ضد اور ہٹ ہے اب اسپر اڑے جاتے ہین کہ چونکہ یہہ خیال مرزا صاحب کی زبانی معرض اظہار مین آیا ہے اسواسطے وہ سرے سے ہی غلط ہے۔

اگر میری رائے پوچہو تو جو کچہہ مرزا صاحب نے کہا ہے یہہ بحث الگ رکہہ کر کہ وہ خود بہی اس کے متصف ہین یا نہین اوس قرآنی تعلیم پر نئے یا عملی الفاظ مین روشنی ڈالی ہے جو شروع سے قرآنی مفہوم تسلیم ہوتا آیا ہے **میرزا مظہر جان جانان** مرحوم نے صدیون سے یہ مانا ہوا تہا۔ مین کہتا ہون ان سوالات کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔

" کیا ہندوستان مین کوئی قوم رہتی تہی "

" وہ اوس خدا کی خدائی سے باہر تہی جو عرب یا شام کا خدا تہا۔"

" کیا عرب وشام سے کوئی نبی یا مرسل ہند مین آیا تہا۔"

" کیا خدا پر ان لوگون کی ہدایت ضروری نہ تہی۔"

" کیا ان کی ہدایت کے واسطے کوئی نبی بہیجا گیا۔"

" اگر نہین بہیجا گیا تو کیون۔"

" جن ملکون مین بہیجا گیا اون مین خدا کے نزدیک کیا کچہہ فوقیت تہی "

" کیا یہ لوگ اس حالت مین خدا کے سامنے جوابدہ ہوسکتے ہین۔"

" کیا اس حالت مین ان کا کوئی قصور ہے "

" کیا قرآن مجید مین کل انبیاء کا ذکر نام بنام آگیا ہے "

" کیا قرآن مجید مین یہ آگیا ہے کہ ہندوستان مین کوئی نبی نہین بہیجا گیا تہا "

" میرزا صاحب پر مسخری کرنے سے ہمارے علمائے کرام پہلے ان سوالات کا جواب پیدا کرلین اور پہر گفتگو کرین یون اعتراض کون نہین کرسکتا ہے۔

اگر اس دعوے کا دوسرا رخ دیکہین تو اس قرآن کی اوس صداقت اور خدا کی اوس رحمانیت کا ثبوت ملتا ہے جو کسی دوسری آسمانی کتاب مین نہین پائی جاتی ہے اور اس سے ایک ہوشمند سوچ سکتا ہے کہ قرآن اور وہ ذات اقدس جسپر قرآن نازل ہوا کہان تک سرچشمۂ انصاف اور سرچشمۂ حق پسندی تہے یہہ ثابت اور یہہ ظاہر ہے۔ کہ چونکہ قرآن اور قرآن کا لانے والا سب سے پیچہے آیا تہا اس واسطے کل پہلی قومین اور کل مذاہب اوسکے حاسد اور دشمن تہے اور ایسا ہونا لازمی تہا کون کسی بعد مین آنے والے کو پسند کرتا ہے مگر قرآن اور اوسکے لانے والے نے ان سب عداوتون اور تضاد کو بالائے طاق رکہہ کر اعلان حق سے چشم پوشی اور سکوت نہ کیا جس جس ملک اور جس جس قوم کا جو کچہہ حق واجبی تہا اوسکے دینے یا اقرار سے ہرگز دریغ نہ کیا **حق بہ حق دار باید رسانید** سچ کر دکہایا۔ ایک کتاب انجیل بہی ہے جس مین حضرت مسیح کہتے ہین جو مجہہ سے **پہلے آنے والے ہین سب چور اور بٹمار تہے** " اور ایک قرآن اور محمدؐ ہے جو صریح الفاظ مین اپنے سے پہلے آنے والے بزرگون کی دلائل سے تصدیق کرتا ہے کیا کوئی ایسی دوسری آسمانی کتاب بہی ہے کیا کوئی ایسا دوسرا صحیفہ بہی ہے جو اس انصاف اور اس بے تعلقی سے واقعات پر روشنی ڈال رہا ہو وید سے کیا ثابت ہوسکتا ہے اور انجیل کیا تصدیق کرسکتی ہے قرآن ہی ایک ایسی جامع اور اٹل شہادت ہے جو ان واقعات کی تصدیق کرتی ہے کون ہین وہ کم اندیش جو قرآن کو اور اوس کے بانی کو نعوذ باللہ برا کہتے ہین کون ہین وہ لوگ جو اوس کی شان اعلٰے مین گستاخی کرتے ہین کون ہین وہ جو اس بے رو رعایت شہادت پر یقین نہین کرتے یہہ قول حکم اور کس کتاب مین لکہا پاتے ہین اور یہہ انصاف اور کس آسمانی صحیفہ مین ادا کیا گیا ہے۔

اگر انصاف کوئی شئے ہے تو ضرور ماننا ہی پڑیگا کہ قرآن اور اوس کا لانیوالا انصاف کا حامی اور صداقت کا عاشق تہا وہ سب سے پیچہے آیا اور اسے سب نے دشمن اور اجنبی جانا لیکن اوس نے انصاف اور حق پرستی ہاتہہ سے نہ دی۔

اگر اسوقت کے مسلمان محمدؐ کے زمانہ مقدس مین ہوتے تو ضرور اون کی خدمت مین عرض کرتے ہندوستانی اوتارون اور نبیون کی تصدیق کرنی ہے ہماری مسلمانی مین فرق اور انقلاب آنیکا اندیشہ ہے اسواسطے اب خاموش رہین اور شاید بعض نعوذ باللہ اوس ذات اقدس اور مخزن انصاف سے روگردان ہی ہوجاتے ہائے افسوس جو باتین قرآن کی عظمت کی ہین اوس سے صریح انکار کیا جاتا ہے اور انہین صرف اسوجہہ سے جہٹلایا جاتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی زبان سے نکلی ہین **دوستو- عزیزو-** میرزا صاحب خدا کو واحد مانتے ہین اور آنحضرت کی رسالت اور جلالت کے قایل اور معترف ہین آؤ اوس سے بہی انکار کرین اگر میرزا ایک خدا کہتا ہے تو ہم دو کہین اگر وہ دو کہتا ہے تو ہم چار کے قایل ہوجاوین چونکہ مرزا صاحب اتنک **رسالت محمدی کے دلدادہ ہین** اسواسطے لازمی ہے کہ ہم صرف نسبتی معیار کی پابندی سے نعوذ باللہ آنحضرت کی رسالت سے بہی اعراض کرین۔

مین نہین کہتا تم مرزا صاحب کے دعاوی کی بلا پوچہے سمجہے تائید یا تصدیق کرو مین تو یہ کہتا ہون کہ اگر مرزا صاحب کی زبان سے کوئی صداقت نکلتی ہے تو اوس سے کیون انکار کیا جاوے کیا یہہ طرز عمل خود صداقت کے خلاف نہین ہے جب مرزا صاحب نے جمعہ کی تعطیل کا جہگڑا چہیڑا تو اکثر حضرات نے اس نیک تجویز سے صرف اس واسطے انکار کردیا کہ وہ مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلی ہے مین نے اپنے ایک انکاری دوست کو کہا کہ چونکہ مرزا صاحب **جمعہ کی تائید** کرتے ہین اسواسطے آؤ ہم جمعہ سے ہی منکر ہو جاوین۔

سلیم طریق تو یہ ہے کہ ہمارے علماء خواہ سنی ہون خواہ شیعہ اور خواہ نیچری اور خواہ احمدی اور خواہ صوفی منش جو سچی بلا اختلاف بات ہو اوسکی تصدیق کرین خواہ کسی مونہہ سے سرزد ہو اور نکلے اگر یہ طریق عمل اختیار کیا جاوے تو اسقدر جہگڑے بکہیڑے نہ رہین نسبتی معیار ہر جگہ اور ہر موقعہ پر کام نہین دے سکتا صداقت اور حق پرستی ہی ہر موقعہ پر کام دینے کے قابل ہے مسیح کی **وفات کی** نسبت ہی نہین بلکہ مسیح کی تولید کی نسبت بہی جب سر سید مرحوم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا تو اسقدر شور شر نہین تہا اب مرزا صاحب کے مونہہ سے جو یہ بات نکلی تو قیامت آگئی اور اب بہی جب سر سید کا نام

ان مسائل کی نسبت لیا جاتا ہے تو علماء خاموش ہو جاتے ہین وہ جوش نہین باقی رہتا مگر جب مرزا صاحب کے اس اجتہاد کا ذکر آتا ہے تو خون خوار ہو جاتے ہین کیا یہ طریق عمل **انصاف کا حامی** ہے فرق تو کوئی نہیں سرسید مرحوم وفات مسیح کے قائل ہو کر ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ وہ **یوسف کا لڑکا** تھا اور ایسا ہو نہین سکتا کہ وہ بن باپ ہوا اور مرزا صاحب یہہ کہتے ہین کہ وہ مرا تو ضرور ہے لیکن خدا کی قدرت سے بلا باپ پیدا ہوا تھا اور ادہر سے یہ اضافہ ہو گیا کہ مین بھی حضرت **مسیح کے اوصاف مین آیا ہون** اور حضرت صلعم کا غلام ہون اور **سرسید یہہ بھی** کہتے تھے کہ مسیح نے پہر کب آنا ہے یہہ ایک خلاف قیاس مسئلہ ہے مرزا صاحب نے آنے کی تو تصدیق کی مگر اس طرح پر کہ وہ آسمان سے نہین اترے گا اور نہ آسمان مین اوس کے واسطے کوئی نردبان لگایا جاوے گا بلکہ اوس کے اوصاف مین کوئی اور شخص آویگا اور اس زمانہ مین اون اوصاف مین — مین آیا ہون — غور کرو ان دونون تاویلون میں کسقدر فرق ہے جو لوگ مسیح کا اوس جسمانی حالت مین آنا بیان کرتے ہین جو اب تک آسمان پر امانت رکھی ہوئی ہے وہ پہلے اسکو ثابت تو کرین زمین کے ساکن ہونے آسمان کے حد نظر ہونے۔

معراج کی تاویلین تو کی گئین یہان کوئی تاویل نہ چلی بہلا ایک جسم کا اسقدر مدت کے بعد آسمان بطور امانت اترنا یا نازل ہونا بمقابلہ اس تاویل کے کہ مین مسیح کے اوصاف یا خصائل ہو کر آیا ہون — کہان تک قابل یقین ہو سکتا ہے یہہ مسئلہ بہت زیادہ تر بحث کے قابل ہوتا جب مرزا صاحب یہہ کہتے کہ مین اوسی کالبد میں آیا ہون جس میں مسیح سولی دیا گیا تھا اور ابھی آسمان سے بذریعہ ایک طلائی نردبان کے معہ ایک جماعت فرشتون یا ملایک کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر نازل ہوا ہون۔

بہلا اسکا فیصلہ تو کرو کہ ان دونون میں سے کونسا سوال زیادہ تر پیچدار یا قابل غور ہے۔

”مین اوسی جسم اور اوسی کالبد مین آیا ہون جو ولادت کے وقت مجھے عطا ہوا تھا اور جسکا مین ایک زمانہ مین صلیب بہی دیا گیا تھا مین ایک خاص عرصہ تک آسمان پر بطور امانت رہا — اور ابھی ابھی زمین پر آیا ہون اور مین دمشق کی مسجد مین اترا تھا اور مجھے نازل ہوتے سب نے دیکھا ہے۔“

”مین مسیح کے اوصاف سے متصف ہو کر اور اوس کے خصائل کا حصہ لیکر آیا ہون تاکہ تمہین ہدایت کرون اور مین نے یہہ درجہ اوس مرد خدا محمد عربی کی معرفت یا اقتدا سے حاصل کیا ہے جو کل دنیا کا ہادی ہے اور جس نے مسیح کے آنے کی پیشین گوئی کی تہی۔“ — ان دونون سوالون پر غور کرتے — پہلے یہہ سوچنا ہی لازمی ہے کہ کیا اس دنیا مین اوس کے شروع سے لیکر اب تک پہلی حالتین زیادہ تر وقوع مین آتی رہتی ہین یا مابعد کی صورت یقینی ہے ان سوالون کے ساتھ ہی ان باتون پر بہی غور کی جاوے۔

”اگر واقعی مسیح مر گیا ہوتا اور آسمان پر نہ اٹھایا گیا ہوتا۔“

”اگر واقعی مسیح نے آنحضرت صلعم کے بعد دنیا مین آسمان سے نہ اترنا ہوتا“ تو کیا اسلام صداقت سے گر جاتا اور اوس پر ایمان لانا کفر اور ارتداد ہوتا۔

جب اوصافی یا خصائلی صورت میں دنیا اس قدر معترض ہوتی ہے تو معلوم نہین جب حضرت مسیح سچ مچ **(بقول بعض علماء کے)** دمشق کی مسجد سے نازل ہون گے تو شاید کوئی بہی اون پر یقین نہین کریگا کیونکہ زمانہ اس وقت تک بہت کچھ ترقی کر چکا ہوگا واقعی اوس وقت حضرت مسیح کے واسطے ایک بڑی ہی دقت کا سامنا ہوگا۔

جب یہ نہین مانا جاتا کہ ایک شخص مین فضایل یا خصائل کے اعتبار سے ایک گزشتہ شخص کی زندگی آسکتی ہے تو جسمانی اعتبارات سے کیونکر تسلیم کیا جاوے گا یہی اسماے ہین جو اس مسئلہ کی نزاکت پر روشنی ڈالتے ہین اور اخیر پر کہنا پڑتا ہے کہ سو یہ ہو صورت مین کوئی جسم آسمان سے نہین اتریگا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے اور اگر کوئی آیا بہی تو خصائل کے اعتبار سے ہی آوے گا اور سنت اللہ بہی یون ہی ہے حضرت مسیح مین کیا فضیلت ہے کہ خواہ مخواہ مکرر زندگانی کا وارث بنایا جاوے یہہ گورنمنٹ انگلشیہ تو نہین ہے کہ لارڈ کرزن کو دوبارہ ہندوستان کا گورنر جنرل کر کے بہیج دے خدائی گورنمنٹ کے قوانین اٹل اور برجستہ ہین ایک دوسرے کے صفات مین تو لوگ آتے رہتے ہین اور ایک مثال دوسرے سے دیجاتی ہے لیکن جسمانی اعتبار سے آنا مشکل ہے — اور اگر مانا بہی جاوے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے مسیح کی عظمت اور جبروت جسم کے اعتبار سے تو نہ تہی اور نہ ہے اوس کے جسم سے اور صدہا جسم سڈول اور خوبصورت ہون گے — کسی فلاسفر اور حکیم کی عظمت ہمیشہ خصائل اور برکات کے اعتبار سے ہوتی ہے قرآن کی عظمت تو اکثر معانی اور تعلیمات کے اعتبار سے مانی جاتی ہے گو الفاظ مین بہی تقدیس اور فصاحت و بلاغت ہے مگر نرے الفاظ ہی کام کے نہین ہین قرآن کبطرح انبیاء کی برکت بہی روحانیات اور تعلیمات کی جہت سے ہے۔

اور فضائل یا خصائل کی جہت سے اعادہ جسم کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔

ہماری رائے مین مرزا صاحب کے اس دعوے کے متعلق تو اب صرف یہ بحث باقی رہنی چاہئے کہ۔

”آیا وہ بلحاظ صفات یا فضائل یا خصائل کے مسیح ہین۔“

”آیا ایسے اوصافی وجود کی اس زمانہ مین ضرورت تہی یا ہے۔“

”ایسے اوصافی وجود کا ہونا ممکنات سے ہے یا نہیں۔“

”مجدد جو ہوتے رہے ہین وہ اوصافی وجود مین داخل ہین یا نہین۔“

”العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے کسی قسم اوصافی وجود کی تشریح ہوتی ہے یا نہین۔“

”مرزا صاحب کیون اوصافی وجود کے سلسلہ مین شمار نہین ہو سکتے۔“

اب مکرر سہ کرر مسیح کی ممات حیات کا جہگڑا کچھ بے موقع سا ہے جو لوگ مرزا صاحب کے مریدین وہ بہی اس سے انکاری نہین اور جو سرسید کے معتقد ہین وہ بہی اس کے اور جو لوگ مذہب سے ذرا دور ہین وہ پہلے سے ہی ایسے مسائل سے گریز کر چکے ہین جو لوگ ابتک مانتے ہین اور ابتک اس پر یقین رکھتے ہین یقین رکہین بحث سے اور لوگ بہی **متذبذب ہوتے جاتے ہین۔** مسلمان تو کجا عیسائی بہی دن بدن مسیحی تعلیمات سے روگردان ہین **مسٹر محمود مرحوم کہا کرتے تھے** اگر قرآن مجید مین مسیح کی تصدیق نہ ہوتی تو مین انہیں نبی ہی نہ مانتا **مسیح کی نسبت** زمانہ اور جمہور زمانہ کی رائین بہت ہی مختلف ہو گئی ہین — یہہ سب قصے کہانیان ہین سچا اسلام مانو۔

راقم الحق م

اطلاع: — جن خریداران الحکم نے ابھی تک سال گزشتہ کا بقایا بہی ارسال نہین کیا ہے وہ مہربانی کر کے بہت جلد اپنے اپنے حساب صاف کر دین مطبع کو اس لحاظ سے کہ وہ چہاپنے دانی مشین کا انتظام کر رہا ہے روپیہ کی بہت بڑی ضرورت ہے — اور اس کا پورا ہونا موقوف تو خدا کے فضل و کرم ہی پر ہے لیکن بلحاظ تدابیر و اسباب خریداران پر اسکا بہت بڑا مدار ہے۔ — ایڈیٹر۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات مین

ریاض الاخبار گورکہپور جو ہفتہ مین دو بار شایع ہوتا ہے اخباری دنیا مین مسلم متانت پرچہ ہے اسکی رائون کو عموماً عزت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے مین دیکھتا ہون کہ اس معزز اخبار نے جب کبھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اظہار رائے کیا ہے تو وہ ہر چند اس سلسلہ مین داخل نہین ہے لیکن اپنی رائے نہایت بے تعصبی سے دی ہے۔ عبد الاحد احسن الجزائر

اپنی ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین معزز ہمعصر مسئلہ جہاد پر لکھتے ہوئے رقمطراز ہے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ابھی چند روز ہوئے مسئلہ جہاد کے متعلق نہایت عمدہ رائے دی ہے اور انہون نے ثابت کیا ہے کہ ایسی آزاد گورنمنٹ دنیا مین کہان ہو سکتی ہے سب جانتے ہین کہ مین مدعی **مسیح موعود** ہون اور ہمیشہ پادریون سے بحث ہوا کرتی ہے یہانتک کہ خون کے مقدمہ مین پہانسا گیا مگر باوجود اس کے کہ جج پادری تہا اور مستغیث سے ہے ایڈیٹر لفٹنٹ گورنر کے خیالات پادریانہ تہے دوسرا فیصلہ کرنیوالا انگریز تہا۔ مگر مجھے بچا دیا اور اسیطرح جسقدر مقدمے مجھ پر دائر کئے گئے مین سب مین بری کیا گیا اگر ذرا بہی تعصب ہوتا تو یہ لوگ مجھے کبھی نہ چھوڑتے۔

مرزا صاحب کے ان خیالات کو اگر دیکہنا ہو تو الحکم قادیان دیکہنا چاہیئے جو اس پارٹی کا آرگن ہے اور اخباری حیثیت سے بہی وہ برا نہین ہے۔

ایمان مین عقل کو دخل نہین — اس عنوان سے ایک مراسلت معزز ہمعصر **پرکاش** کی ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین شایع ہوئی ہے راقم کا نام صرف للشبیر دیا ہے۔ ہر چند اس چٹھی کے بعض حصص قابل اصلاح ہین خصوصاً **یوز آسف اور یوز آسف** کی تحقیقات تاہم مین فی الحال اس سوال کو چھوڑ کر ایک خاص غرض کے لئے اس چٹھی کو شایع کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اس مین **الہام کی ضرورت** اور موجودہ زمانہ مین اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالنے والے امام کا ذکر کیا گیا ہے اور ہزارون کے اخبار مین کم از کم ایک غیر مسلمان کی قلم سے۔

ان مسلمانون کیلئے بھی یہ مضمون عبرت بخش ہے جو باوجود مسلمان کہلانے کے الہام پر مہر لگا چکے ہین۔ بہرحال امید ہے کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ آیندہ کسی اشاعت مین انشاء اللہ مین اسپر کوئی اصلاحی نوٹ لکھنے کی کوشش کرون گا۔

ایمان مین عقل کو دخل نہین

ایمان کا خاصہ ہے کہ وہ بالغیب ہو یعنے الہام پر مبنی ہو۔ الہام علام الغیوب (سروانتریامی) سے غیب کی باتون کا علم حاصل کرنے کو کہتے ہین عقل بھی پیش بینی کرتی اور قیاسات دوڑاتی ہے مگر اسکی پیش بینی وغیرہ بربنار واقعات موجودہ ودسایل معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ہمیشہ از قسم تدبیر ہوتی ہے مگر الہام کا حال ایسا نہین اور وہ ہمیشہ از قسم تقدیر ہوتا ہے۔

مین اس مضمون کو اپنے دوستون ہی کی زبان پر پیش کرتا ہون پیش بینی جو منش اپنی بدہی و دارا قیاس کرتے ہین ویسی نہین ہوتی جیسی یوگی جن اپنے یوگ دورا الونبہورد محسوس کرتے ہین۔

تمام کتب مذہبی خواہ وہ کسی مذہب سے علاقہ کیون نہ رکھتی ہون الہام کے تذکرہ سے بھرپور ہین بودہ ازم جو اپنے ناستک پن مین مشہور ہو چکا ہے وہ بھی اس سے خالی نہین چنانچہ مین نے ایک کتاب بودہ ازم کی تعلیم کے متعلق پڑہی ہے جس کا نام بوزاسف وبلوہر ہے اور جس کا ترجمہ قریباً آٹھ نو سو برس سے عربی زبان مین ہو چکا ہے اور جس مین بوزاسف نامی ایک ہندی شہزادے کا حال درج ہے جسمین بلوہر نامی ایک بودھ سادہو سے جن کی تعلیم حاصل کی تھی اور جس کی نسبت مہاتما بودہ نے کئی سو برس پیشتر سے بربنار الہام پیشگوئی کر رکھی تھی یہ وہی شخص ہے جس کا مدفن سری نگر کشمیر مین خیال کیا جاتا ہے اور جو مرزا صاحب کی تحقیق کے موافق مسیح صاحب انجیل کا مدفن ہے شاید مرزا قادیانی صاحب موصوف نے بوزاسف کی بابت موجودہ کو بابت تحتانی خیال کیا ہوا ور بجائے بوزاسف کے یوزاسف پڑہا ہو اور چونکہ اس کتاب کی تماثیل بہت کچھ انجیل مقدس کی تماثیل سے ملتی جلتی ہین۔ یہانتک کہ کئی جگہہ بعینہٖ وہی ہین لہذا انہون نے خیال کیا ہو کہ اس کتاب مین جس شخص کا احوال درج ہے شاید وہ مسیح صاحب انجیل ہی ہو۔

تمام مذاہب کے مذہبی لیڈر تمام کوشان رہتے ہین کہ ان کو اپنے مذہب کے لوگ دوسرے مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے متنفر رہین اور نفرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ خود اپنے مذہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے بھی جو دیگر مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان کی سی ہوتی ہین بیخبر رہتے ہین یا متنفر ہو جاتے ہین بس اسطرح سے الہام کے بڑے بڑے ذخیرہ قفل بندی کیحالت مین پائے جاتے ہین مگر مزہ کی بات ہے کہ دنیا بھر کی کتب تواریخ بھی اس الہامی سایہ سے بچی ہوئی معلوم نہین دیتین چنانچہ سبکتگین والد محمود غزنوی کو اپنی بادشاہت کی خبر ایک فرشتہ کی معرفت اور ساہجی والد سیواجی مرہٹون کی بادشاہت کی خبر ایک دیوی کی معرفت پیشتر سے پا چکے تہے اور ایسا ہی کتب تواریخ کے دیکھنے والون پر مخفی نہین کہ کتنے ہی واقعات عالم کا علم بغیر کسی عقلی پیش بینی کے محض بذریعہ الہام پیشتر سے معلوم ہو چکا تہا۔ کتب مذہبی اور کتب تواریخ کو چہوڑ کر خود ہماری اپنی حالت یہ ہے کہ بارہا کوئی بات پیش از وقت یا غیب کی خواب وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہو جاتی ہے جسمین عقلی پیش بینی کی بو باس تک نہین ہوتی۔ اکثر ہمارے خواب اپنے امتحانات کے نتائج کی نسبت ٹہیک نکلے گئے ہین نہ صرف پاس اور فیل ہونے کا ہی پتہ درست ہی بلکہ نمبرون تک درست ہوتے ہین۔ اور وہی ہوتے ہین جو خواب مین دیکھے تہے۔

فی زمانہ مرزا صاحب قادیانی نے اس مضمون پر اچھی طرحسے روشنی ڈالی ہے گو اکثر لوگ ان کے دعاوی وغیرہ کی وجہ سے متعصب ہو کر اس خاص مضمون کی عظمت اور حقیقت محسوس کرنے سے بھی عاری ہو گئے ہین مگر اس باہمت شخص کی کوششون نے اس خاص مضمون کو جسے فی الحقیقت قوت ایمان نشو و نما پاتی ہے سورج کی روشنی مین رکھدیا ہے جسمین اب کوئی جگہہ غلط فہمی کی باقی نہین رہی۔

اب اس سرگرم طبیعت کے پیر مرد کا میلان خاطر کرشن جی کیطرف پایا جاتا ہے، اپنے زمانہ مین شجاعت وغیرہ اوصاف جس سے متصف ہونے کے علاوہ پورن یوگی تہے۔ بس اگر مرزا صاحب موصوف نے یوگ کا رستہ پا لیا تو گویا انہون نے وہ رستہ پا لیا جس سے تمام انبیاء علیہ السلام علام الغیوب (سروانتریامی) سے الہام پایا کرتے تہے یا جس رستہ سے تمام یوگی جن اپنے پیارے سروانتریامی (علام الغیوب) کی بارگاہ اعلیٰ مین شرف حضوری حاصل کرتے تہے اسی مطلب کو ادا کرنے کیلئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ہر جگہ موجود ہے پر وہ نظر آتا نہین
یوگ سادہن کے بنان اسکو کوئی پاتا نہین

یہ وہ راہ ہے جس کے متعلق فی زمانہ تہیوسوفیکل سوسائٹی نے دلایل عقلیہ سے کام لیا ہے اور دنیا مین اسکو شہرت دی ہے جس کیلئے سب لوگ سوسائٹی موصوفہ کے مشکور پائے جاتے ہین مگر چونکہ یہ راہ ریاضت طلب ہے، لہذا مجھے مرزا صاحب سے گو وہ عمر رسیدہ ہین اور ان کے باہمت اور باوفا رفیقون سے امید ہے کہ وہ اس پراکٹیکل سائینس (یوگ ودیا) کے متعلق قواعد پر کاربند ہو سکین کیونکہ انکی اپنی صوم و صلوٰۃ کے متعلق فرائض ادا ہونے ممکن نہین جبتک وہ ان یمہ نیمون کو پالن نہ کرین جو مہرشی پتنجلی جی نے اپنی یوگ سوترون مین بیان کئے ہین۔

ہے پر ماتمن تو اس شخص کی عمر کو دراز کر اور اسکی صحت اور ہمت کو برقرار رکھ اور توفیق بخش کہ وہ تیرے اور تیرے عاجز بندون کے درمیان پہر سکے اور اس رسم کا دروازہ کھول سکے جو عرصہ سے بند ہو چکا ہے۔

ہم نے پرماتما سے مونہہ موڑا اور انہون نے بھی بظاہر ہم سے مونہہ موڑ لیا عرصہ تک ہمارا نام اپنی زبان پر نہ لائے لیکن لم نقصص وغیرہ اشارون سے ان کی اس بے پایان محبت کا پتہ چلتا ہے جو وہ اپنے بندون کے ساتھہ رکھتے ہین آخر انہون نے بھی ہمین یاد کیا۔ اب جبکہ وہ آپ آئے ہین۔ ہمین بھی ان سے اٹھکر ملنا چاہیئے۔ (راقم لکشبیر)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کا طریق تبلیغ معزز ریاض الاخبار لکھتا ہے "آریہ سماج کے واعظون اور ریفارمرون کا طرز استدلال ایسا ناگوار ہوتا ہے جسکو سن کر مسلمان ہی نہین بلکہ ہندو بھی نفرت کرتے ہین ہم کبہی ان بحثون کو پسند نہین کرتے مگر ملک کے ایک گروہ مین سخت کلامی اور بدزبانی کو دیکھکر افسوس آتا ہے

ہمکو امید ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر آریا گزٹ اور اپنے گروہ کو اس بات پر آمادہ کرینگے کہ وہ تلخ و درشت الفاظ کی جگہ شیرین بیانی سے کام لیا کرینگے" آریہ سماج کی درشتی اور تلخ بیانی کا ایک زبردست ثبوت یہی ہے کہ خود آریہ سماج کے سمجھدار لوگ اس سختی کو محسوس کرنے لگے ہین۔ اور متعدد عدالتی فیصلون نے اسپر اور بھی مہر کر دی ہے۔

پرکاش کی رائے ہمعصر پرکاش جو آریہ سماج کا لبرل اخبار کہلاتا ہے اس نے اپنی ۳۰ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین آریہ مسافر کے طرز تحریر پر یون رائے زنی کی ہے "جہان آریہ مسافر میگزین نے ہمین بہت سے فوائد پہنچائے مین وہان افسوس ہے کہ ایک نقصان بھی پہنچایا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی رسالون کے ایڈیٹرون کیطرح ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریر مین بھی کچھہ سختی آگئی ہے جو اس کے شایان نہین"

پرکاش کا یہ کہنا کہ اسلامی رسالون کے ایڈیٹرون کیطرح یہ صرف جنبہ داری ہے ورنہ اسلامی رسالون کا لٹریچر الیسا دلشکن اور قابل نفرت نہین جیسا آریہ مسافر اور اسکی یادگار آریہ مسافر کا ہے۔ مسلمانون نے اگر کچھہ لکھا ہے تو محض ڈیفنس کے طور پر ہے۔ بہرحال خوشی کی بات ہے کہ آریہ سماج محسوس کرنے لگی ہے کہ اس کے مذہبی مناظرہ کے لٹریچر مین اصلاح کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے۔

*

عداوت کیسا اندہا بناتی ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عداوت نے مخالفون کے دل و دماغ کو ایسا تاریک کیا ہے کہ وہ قطع نظر اس کے کہ جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ کیسی ہی مسلم اور صحیح ہو اس کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہین اور اگر دوسرون کے مونہہ سے وہی باتین نکلین تو وہ خوبیان ہی سمجھی جاتی ہین۔ بہرحال مین جب حضرت حجۃ اللہ کے منہ سے نکلی ہوئی صداقتون کو مخالفون کے منہ سے بھی کسی رنگ تسلیم مین سنتا ہون تو بڑی ہی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت باوا نانک صاحب اور سری کرشن جی مہاراج اور دوسرے اکابران ہند کی نسبت حضرت حجۃ اللہ نے جو یقینی امور جنسے دنیا ناواقف تھی ظاہر فرمائے ہین یا مسیح کی قبر ہند کے متعلق جو تحقیقات فرمائی ہے وہ ایک عجیب رنگ مین اشاعت پا رہی ہے۔

شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے ایک اچھے شاعر ہین وہ بظاہر اس سلسلہ کے ساتھہ کوئی تعلق نہین رکھتے انہون نے اپنی ایک نظم شایع کرائی ہے جسپر خود ہی انہون نے نوٹ بھی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جہاد ر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ } (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

فہرست مضامین

نمبر ۱ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۷ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں جب شیخ عبداللہ مرحوم کی خبر وفات درج کی تھی اسوقت یہ یا کسی اور کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ الحکم کا اگلا نمبر خود بابو محمد افضل صاحب کی عبرتناک موت کی خبر کا اعلان کرنے والا ہوگا ۔ لیکن مقادیر الٰہی سے کون مقابلہ کرسکتا ہے اور عاجز انسان کو کیا معلوم ہے کہ کب اسے اس جہان سے پیام کوچ آپہونچیگا بابو محمد افضل صاحب اپنے بچہ عبداللہ کو دفن کرنے کے تیسرے دن بعد بخار سے بیمار ہوئے اور دوسرے دن ہی یہ بخار نمونیا کے رنگ میں تبدیل ہوگیا۔ اور طاعونی تپ ثابت ہوا۔ اور آخر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو عصر کے قریب وہ اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بابو افضل صاحب کے ساتھ مجھے طالبعلمی کے زمانہ سے واقفیت تھی میں ان کے اور وہ میرے علمی اور مذہبی مذاق سے بہت کچھ واقف تھے۔ پھر اس سلسلہ میں داخل ہونے پر تو تعلقات اور بھی بڑھ گئے تھے وہ صبر اور استقامت کے ایک اچھے نمونہ تھے جن مشکلات اور مصائب کے درمیان سے گذر کر وہ البدر کے کاروبار کو چلا رہے تھے ہر شخص کا کام نہیں کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہ سکے۔

مرحوم ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یتیم اور دو عورتیں بیوہ چھوڑ مرا ہے اسکی ناگہانی موت ہم لوگوں کے لئے ایک سبق اور عبرت ہے۔ اسکی عمر کچھ بہت بڑی نہ تھی چھتیس سینتیس برس کا ایک خوشرو جوان تھا۔ آخر دم تک وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔

مرنے سے دو دن پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ میں الحکم میں انکی بیماری کی خبر شائع کردوں اور احباب سے دعا کی درخواست کردوں اور منتظر ناظرین البدر کو اطلاع دوں کہ انکی بیماری کے باعث البدر شایع نہوگا۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اطلاع آخری اطلاع ہوگی۔ سردست میں نہیں کہہ سکتا کہ اخبار اور کارخانہ البدر کی کیا صورت ہوگی غالباً اکابران امت ضروری غور و فکر اور مشورہ کے بعد اس امر پر کوئی تحریر شایع کردیں گے کیونکہ جن لوگوں کی پیشگی رقوم مطبع میں آچکی ہیں یا اور جن لوگوں کا لین دین مطبع سے ہوگا انکے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسلئے ناظرین البدر اس تحریر کا انتظار کریں۔ سردست التجا ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت مرحوم افضل کے لئے نماز جنازہ غایب پڑھے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اطلاع

شاہجہانپور سے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی خدمت میں کسی بزرگ نے چند سوالات بھیجے تھے۔ چونکہ کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں اسلئے جلد حکیم الامت ان کے جواب کیطرف توجہ نفرما سکے آج ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آپنے ان سوالات کو تلاش کیا تو بچوں کی دستبرد سے وہ کاغذ ادھر ادھر ہوگئے اور تلاش پر ملے نہیں تاہم حضرت حکیم الامت نے اجمالی طور پر ان سوالات کا جواب جو زبانی یاد رہا لکھدیا مگر اب مشکل یہ معلوم ہوئی کہ پتہ معلوم نہیں لیکن صاحب موصوف نے اپنے خط میں ذکر کیا تھا کہ الحکم میں انکا جواب شایع ہوجاوے اور وہ الحکم پڑھتے ہیں اسلئے بذریعہ الحکم صاحب موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ انکے خط کا وہ اجمالی جواب منشی مختار احمد صاحب مختار احمدی محلہ بہادر گنج شاہجہانپور کے نام بھیجا گیا ہے ان سے لے لیں اور مفصل جواب انشاء اللہ جسقدر جلد ممکن ہوگا الحکم میں چھاپا جاویگا صاحب موصوف اپنے سوالات لکھکر ایڈیٹر الحکم

ڈپٹی انسپکٹر کانہو وان کا احسان

پولیس پر

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ محمد شریف صاحب ڈپٹی انسپکٹر کانہووان نے حال میں عجیب وغریب کارروائی کی ہے جو پولیس کے دیسی عہدہ داروں پر احسان ہے اور اگر پولیس آفیسرز اس کارروائی سے سبق حاصل کرین تو پولیس کے دامن سے رشوت ستانی کا داغ ایک حد تک دور ہو سکتا ہے مین اس واقعہ کو تفصیل سے پھر لکھونگا۔ سردست مختصر ذکر کرتا ہون موضع کالا بالا تہانہ کانہوان مین ایک میراسی لڑکے پر ایک الزام لگایا گیا۔ شیخ محمد شریف صاحب تفتیش کیلئے موقع پر گئے کارروائی کر چکنے کے بعد انہون نے ایک عجیب انداز سے اس لڑکے کی مان سے کہا کہ کچھ ہمین بھی تو دلا دینا تہا (انکی غرض یہ تھی کہ لوگ ڈپٹی انسپکٹرون کے نام سے رشوت لیتے ہین اور انہین مفت مین بدنام کرتے ہین اور وہ اس بہید کو معلوم کرنا چاہتے تھے) اسپر اس غریب عورت نے کہا کہ ابھی مینے تو ۵ روپیہ دیئے ہین فلان فلان شخص سے قرض لیکر چنانچہ انہون نے فوراً ایک ساہوکار کی بہی منگوائی تو اسمین اس تاریخ کو اسیقدر رقم جو وہ بیان کرتی تھی درج تھی شیخ محمد شریف صاحب نے اسپر اپنے دستخط کرکے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہان رپورٹ کی ہے اب اگر اس واقعہ کی تفتیش وہ اپنی خداداد فراست اور عقل سے نکرتے تو یہ راز مخفی رہتا اور کل کو بعض شورہ پشت لوگ ایک شریف ڈپٹی انسپکٹر کو بدنام کرتے۔ خصوصاً اسلئے کہ وہ مسلمان ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ افسران بالا دست شیخ محمد شریف صاحب کی اس کارروائی پر قابل قدر نوٹس لین گے اور اس قسم کے مجرمون کو قرار واقعی سزا دیکر آیندہ کیلئے ایسی شرارتون کا سدباب کردین گے۔ یہ ایسی قابل قدر کارروائی ہے جو شاید کسی پولیس آفیسر کو آجتک نہین سوجھی میری رائے مین شیخ محمد شریف صاحب محکمہ پولیس کے بھی خاص شکر گذاری کے مستحق ہین۔ اور قابل قدر ہین۔ (مفصل پھر)

تازہ الہامات

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء رویا مین دیکھا کہ درد ناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور اسوقت یہ الہام ہوا۔ **موتا موتی لگ رہی ہے۔**

۳ مارچ ۱۹۰۵ء کوئی شخص ہے اس سے مین کہتا ہون کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہین کرتا۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہین اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الہی بخش کیطرح ہے مگر انسان نہین بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونو ہاتھ روپیون سے بھر کر میری جھولی مین ڈالدیئے ہین تو وہ اسقدر ہو گئے ہین کہ مین انکو گن نہین سکتا۔ پھر مین نے اس کا نام پوچھا تو اسنے کہا میرا کوئی نام نہین۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے **ٹیچی**۔ مین نے بہت سا مال دیکر دلین کہا کہ فلان حاجت مند کو کچھ دیدونگا اور ایک حاجتمند دکہایا گیا خستہ حال قابل رحم۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء تھوڑی سی غنودگی ہوئی تو دیکھتا ہون کہ یہ مکان جواب بن رہا ہے (جسکا اشتہار کشتی نوح مین دیا تہا) سامنے آگیا ہے اسپر ایک معمار بیٹھا ہے اس نے کہا مبارک مین نے کہا خیر مبارک۔

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء **لاتایئسوا من روح اللہ**

ایک عربی الہام تہا الفاظ مجھے یاد نہین رہے حاصل مطلب یہ ہے
(مکذبون کو نشان دکہایا جاویگا)

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء پہ سکار مرگ

یہ الہام ظہر اور عصر کے درمیان ہوا تہا جو بابو محمد افضل صاحب کی وفات کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر

رویا وکشوف سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی

یکم مارچ ۱۹۰۵ء رویا مین خضر علیہ السلام کی معیت مین مکہ شریف جاکر نماز پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ الہام ہوا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا پہر شیطان کے فریب سے بچنے کی ہدایت ہوئی اور الہام ہوا کان الشیطان للانسان خذولا اس کے بعد الہام ہوا کونوا مع الصادقین زان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا یہ مامور من اللہ مسیح موعود صادق ہے اسکی تقلید عین فرض ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران خاندان رسالت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھے ہین صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد امتحان انٹرنس مین شمولیت کے لئے امرتسر تشریف لیگئے ہین۔ اللہ تعالیٰ اون کا حافظ وناصر ہو آمین

۲- موسم مین تبدیلی ہو چلی ہے طاعون کی چھیڑ چھاڑ بدستور جاری ہے گو خفیف ہے اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرماوے آمین۔

۳- تعلیم الاسلام کالج کے طالب علمون کو امتحان کے لئے رخصت ہوتے وقت حضرت حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل نصایح فرمائین۔

۱- قرآن شریف کم از کم پانچ آیت ہی سہی ہر روز ضرور ضرور پڑہو خواہ کہین ہو اور جسقدر پڑہو اسپر تدبر کرو۔ فکر کرو۔ اور پھر عمل کی سعی کرو۔

۲- ہر روز سورۂ فاتحہ سوائے نمازون کے علاوہ بطور دعا کے پڑہو۔ استغفار کثرت سے پڑہو اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہون اور کمزوریون کے بدنتائج سے محفوظ رکہے۔ پہر معوذتین بھی پڑہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مین ترقی ہو آپ کے دین کا بول بالا ہو۔ اور ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ کی دعا بھی مانگو مجھے اس دعا کے پڑہنے کیلئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تہا۔

۳- بزرگان ملت کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے اللہم زد فزد وہ خدمت دین مین مصروف ہین۔

۴- ۱۲ مارچ کو برادرم محمد افضل ایڈیٹر البدر نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۵- ضلع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندہر اور لائلپور سے اکثر احباب دارالامان حاضر ہوئے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور میان معراج الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور واپس تشریف لیگئے۔

۶- مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء تک کیلئے بند کیا گیا۔

ناظرین سے چند منٹ

توسیع اشاعت الحکم

ہفتہ گذشتہ وزیر اشاعت مین مندرجہ ذیل احباب نے توسیع اشاعت الحکم کے کام مین ثواب حاصل کیا۔

۱- جناب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار- (۵)
۲- مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان (۶)
۳- منشی محمد حسین خانصاحب ظفروال (۷)
۴- حکیم فضل الدین صاحب قادیان (۸)
۵- میان رحمت اللہ صاحب بنگہ (۹)
۶- منشی امام بخش صاحب مدرس چک ۳۲ (۱۰)
۷- منشی عبد العزیز صاحب سکنڈ ماسٹر سنکترہ (۱۱)
۸- بابو عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر سنگترہ (۱۲)
۹- بابو غلام حیدر صاحب قصور (۱۳)
۱۰- میان محمد یوسف احمدی پشاور (۱۴)
۱۱- شیخ عبد الرشید صاحب میرٹھ (۱۵ و ۱۶)
۱۲- محمد شفیع احمدی لودہانہ (۱۷)

علاوہ برین ۲۴ مارچ تک ۱۰ خریداراپنی درخواست پر زمرہ خریداران الحکم مین داخل ہوئے اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہے تاہم سرپرستان الحکم اس سلسلہ مین کام کرنے کیلئے بیدار ہوئے ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میری مجوزہ تعداد خریداران ۵۰ مین سے ابھی ۱۷ خریدار ہی آئے ہین ناظرین الحکم توجہ کرین۔

خریداران الحکم کا تبادلہ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین صرف بابو عبد السبحان صاحب محکمہ نہر پٹیالہ سے سیالکوٹ مین تبدیل ہوئے اب انکا پتہ دوئم ڈویژن نہر چناب سیالکوٹ ہے۔

تفسیر القرآن کی تبدیل تقطیع۔ تفسیر القرآن ماہوار سلسلہ کی تبدیلی تقطیع کی خبر الحکم مین عرصہ سے شایع ہو چکی ہے آجتک صرف تین صاحبون نے (حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور، چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مولوی محمد صاحب مزنگ) اختلاف رائے ظاہر فرمایا ہے۔ افسوس ہے مین کثرت کے مقابلہ مین تین بزرگون کی رائے پر عمل کرنے سے معذور ہون علاوہ برین سردست چھپائی اور کتابت کے مزید اخراجات جو سابقہ تقطیع کی صورت مین پڑین انکے لئے گنجائش نہین۔ سورۃ البقرہ اس تقطیع پر ختم ہو چکی ہے اب سورۃ آل عمران یا جلد دوم اس سے کسیقدر کم سایز پر ہوگی انشاء اللہ۔

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری مضامین کے۔۔۔

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ اس سے پیشتر سال گذشتہ میں مَیں نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو یکجا کر کے الحکم کے کالموں میں شایع کر دیا تھا۔ اور جہاں جہاں مجھے اعلیٰ حضرت کی تعلیم مل سکی کتابوں۔ اشتہاروں وغیرہ سے اقتباس کی گئی اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دوں۔ امید ہے کہ یہ طریق بھی ناظرین الحکم کے لئے دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید ہوگا اور حضرت اقدس کی لائف لکھنے والوں کو انشاء اللہ ایک مفید مدد دینے والا ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اسے نبھا سکوں۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

اس سورۃ کی تفسیر جس میں کسیقدر بطور نمونہ اس سورۃ کے معارف وحقایق مذکور ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتوں میں سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتوں پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف میں یہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف میں بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت میں اسقدر تکرار نہیں پایا جاتا اور چونکہ اسلام میں یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کی ابتدا میں جس میں خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہیں اس لئے یہ آیت دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹوں اور بڑوں میں شہرت پا گئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بے خبر مطلق ہو تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اسکو بے خبری نہیں ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتوں پر مشتمل ہے ان کو بھی سن لینا چاہئے سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بیخبر بندوں کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم کیجائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذایل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اس اسم اعظم کی بہت سی صفات میں سے جو دو صفتیں بسم اللہ میں بیان کیگئی ہیں یعنے صفت رحمانیت ورحیمیت انہیں دو صفتوں کے تقاضا سے کلام الٰہی کا نزول اور اسکے انوار وبرکات کا صدور ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا میں اترنا اور بندوں کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بھی تفصیل سے لکھا جائیگا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کیلئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہی اور کوئی شخص دعوے نہیں کر سکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں اسیطرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کیلئے اترا وہ بھی اس صفت کے تقاضا سے اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہیں کہ یہ دعوے کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام کہ جو اسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت میں زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزاروں لوگ گذرے ہیں لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا میں لایا اور اس کے ارادوں سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہیں خاص وقتوں میں نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہیں لوگوں پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہیں لیکن یہ ہرگز ضرور نہیں کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضرورات حقہ پیدا ہو گئیں اور زمانہ کی اصلاح کیلئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الٰہی نازل ہو اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ میں گو لاکھوں آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہوں اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہوں انپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہیں ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہاں مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنوں سے ہو جاتے ہیں اور وہ بھی اسوقت کہ جب حکمت الٰہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہو اور ان دونوں طور کی ضرورتوں میں فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادہ استقامت سے منحرف ہو گئے ہوں اور ان کے راہ راست پر لانے کیلئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو انکی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور انکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات ومخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں ان کے لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات صرف اسقدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کا لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ میں کوئی بشارت اسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہو جاتا ہے اور کچھ نور باقی نہیں رہتا تو اسیوقت تم سمجھ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسیطرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگوں کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ باران رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون میں بھی بعض مہینے برسات کیلئے مقرر کر رکھے ہیں یعنے وہ مہینے جنمیں فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور ان مہینوں سے جو مہینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ خاص ان مہینوں میں لوگ زیادہ نیکی کرتے ہیں اور دوسرے مہینوں میں فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ وہ مہینے ہیں جنمیں زمینداروں کو بارش کی ضرورت ہے اور جنمیں بارش کا ہونا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے صحت سے نہیں ہے یعنے علت موجبہ اس کلام کے نزول کی نہیں ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت اپنے کمال کو پہونچ کر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہو گئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور دنیا کیلئے اس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کامل رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا وہ اسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مرچکی تھی اور بر اور بحر میں ایک بھاری فساد واقع ہو چکا تھا پس اس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھلایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مر گئی تھی اب خدا اسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اس بات کو

بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کیلئے ہوا یہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا یہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور یہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے ان کے پاس نہیں رہتی پس رحمان مطلق جیسا جسم کی غذا کو اسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے [illegible] راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اسپر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالیٰ یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کیوجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اسی وقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آجاتی ہے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی الٰہی کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بے خبر ہیں۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہیے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اغراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جسقدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جد و جہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسیقدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علامات خاصہ مقبولان الٰہی کی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت جو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیا جاوے جسکی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کیلئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنیوالوں کی کوششوں کو ضایع نہیں کرتا بلکہ ان کے جد و جہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور ان کی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے [illegible] کسی عمل کی پاداش [illegible] بلکہ تفضل اور احسان [illegible] ہیں جیسے نبیوں کا آنا [illegible] کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کاموں میں لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی توفیقوں اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ وہ سب امور ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پاکر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت الٰہیہ اسطرح پر جاری ہے کہ وہ اسکی کوششوں کو ضایع نہیں ہونے دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہیے

کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جاوے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلام الٰہی کی متابعت میں جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسر آجانا طاقتوں اور قوتوں کا قایم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسایش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ پڑنا کہ جو دلکو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضایع ہونے سے بچاوے اور انسان کی سعی اور جد و جہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اسطور پر خدا تعالیٰ کی دونوں صفتوں [illegible] سے کلام الٰہی کے شروع کرنے کے وقت [illegible] اس کلام [illegible] استمداد چاہنا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی [illegible] انسان کو توفیق [illegible] اور عاجزی اور خواری کا پر یقین کامل ہو کر [illegible] کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھ کر خداوند قادر مطلق سے اسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اسکی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے۔ جو لوگ اپنی مہمات میں دل صدق سے دعا مانگتے ہیں اور انکی دعا پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام کو آزادی اور خودبینی سے تا تہہ نہیں ڈالتا بلکہ یہی عبودیت اسکو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہیے یہی عبودیت کا جوش ہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قایم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کے روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لایق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلاتصنع اسکی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر ایک کام کے انجام کیلئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلاساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کیوجہ سے اس لایق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کیواسطے کسی منطقی یا فلسفی کے دلایل پر تکلف درکار نہیں ہیں بلکہ ہر ایک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اسکی صحت پر بتواتر یہ شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اسپر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اسکی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھکر اپنے کاموں میں اسکا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت کی رو سے خدا ہو جاتے ہیں تو اسکی تائیدیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں غرض ہر ایک شاندار کام کے شروع میں اس مبدء فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں۔

جلسۂ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ لوگ **انکار اولیاء اللہ** کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ جو شخص اس معاملہ میں غور کریگا اسے اچھی طرح نظر آجائیگا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائیگا جیسے شیشے میں کوئی شکل دیکھہ لیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اور یہ مسلم بات ہے دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب مانتے ہیں لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ **نبی** کہتے ہیں ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھہ یہ کہتے ہیں یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو۔ اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتا۔ اور ان وصایا اور حدود پر جو اسمیں بیان کئے گئے ہیں عمل نہیں کرتا ہے وہ انکی منکر ہوکر کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے **سلب ایمان** ہوتا ہے اور یہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من عادی لی ولیا فاذنته للحرب

یعنے جو شخص میرے ولی کے ساتھہ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھہ جنگ کرنیکو طیار ہوتا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو محبت کرتا ہو ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک اور شخص بار بار کہے کہ یہ مرجاوے یا اور اسی قسم کی دل آزاری کی باتیں کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے؟ اور وہ باپ جسکے بچے کے لئے کوئی بد دعائیں کر رہا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق میں کہہ رہا ہے ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے؟ اسیطرح پر **اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ** کا رنگ رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت میں پرورش پاتے ہیں وہ ان کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکھنے والا ہو) انکی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکھہ دینے پر کمربستہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور ان کا کرنیوالوں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اسلئے کہ انہوں نے اس کے ایک محبوب کو دکھہ دینا چاہا ہے اس وقت پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اس ذات کو خوش کرنا تھا جسکو ایک دوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے پھر وہ رہتا کا مقام کیونکر ملے جبتک غضب الٰہی دور نہ ہو اور وہ نادان ان اسباب غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ اپنی نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑہتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے ...... یہانتک کہ بالکل راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت میں ہے اور آستانہ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوش ربوبیت میں پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈہانپ لیا ہے یہانتک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہو سکتا ہے؟ اسیطرح پر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم میں سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور انکو ایذا رسانی کبھی اچھا پھل نہیں دے سکتی۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں انکو ستا کر اور دکھہ دیکر بھی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اسکو دہوکہ دے رہا ہے۔

دوسری وجہ **سلب ایمان** کی یہ ہوتی ہے کہ **ولی اللہ** خدا کے مقرب ہوتے ہیں کیونکہ **ولی** کے معنے قریب کے ہیں یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہیں جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونوں برابر کیونکر ہوسکتے ہیں کیونکہ ایک تو ان میں سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھیں دیدی ہیں اور ایک بصیرت ایسی عطا کی گئی ہے اسلئے اسکا ہر قول و فعل علیٰ وجہ البصیرت ہے۔ اعمیٰ کیطرح نہیں جو ٹھوکریں کہاتا پھرے اور ٹکریں مارتا ہو بلکہ اسکے دل پر تو خدا تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وہی اسکا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے شیطان کی شرارت کی تاریکی اسکے نزدیک نہیں آسکتی بلکہ وہ ظلمت جلکر بھسم ہو جاتی ہے۔ پہر سب کچھہ نظر آتا ہے۔ وہ جو کچھہ بیان کرتا ہے وہ حقایق و معارف ہوتے ہیں وہ جو احادیث کی تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سن لیتا ہے۔ اور اسکی اپنی روایت ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں کو ۱۳ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے جو کچھہ کہنا پڑتا ہے۔ پہر ان دونوں کو باہم کیا نسبت؟

اسکا سارا ذخیرہ پاک معارف اور نور ہوتے ہیں۔ لیکن جو اس سے عداوت کرتا ہے وہ اسکی ہر بات کی تکذیب کرتا ہے۔ اور گویا وہ یہ شرط کرلیتا ہے کہ ہر نکتہ معرفت کا انکار کریگا۔ اور اسیطرح پر وہ ہر بات کا انکار کرتا رہتا ہے اور اسکی ایمانی عرفانی دیوار کی اینٹیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں۔

جب ایک شخص صراط مستقیم بتا رہا ہے اور معارف اور حقایق کہول کہول کر بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ اس مقابلہ میں انجام کار نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی کہ وہ قرآن شریف کے عقاید کے مجموعہ کی تکذیب کرتا ہی کرتا رہیگا۔ اور اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کا ہی منکر ہو جاتا ہے اور **سلب ایمان** کا باعث بنتا ہے۔

غرض اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ اسواسطے ہمیشہ اولیاء اللہ کے انکار سے بچنا چاہئے یہودیوں پر جو آفت آئی اور وہ مغضوب ہوئے اسکی بڑی بھاری وجہ یہی تہی کہ وہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلین سے انکار کرتے رہے اور ہمیشہ انکی مخالفت اور ایذا رسانی میں حصہ لیتے رہے اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا۔

پہر میں اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس امت میں بڑی بڑی استعدادیں رکہدی ہیں یہانتک کہ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل بھی حدیث میں آیا ہے اگرچہ محدثین کو اسپر جرح ہو مگر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بے چون و چرا اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ اور بذریعہ کشف بھی کسی نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ اگر کی ہے تو تصدیق ہی کی ہے اس حدیث کے یہ معنے نہیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔ لیکن علماء کے لفظ سے دہوکہ نہیں کہانا چاہئے یہ لوگ الفاظ پر اڑے ہوئے ہیں اور ان کے معانی کی تہ تک نہیں پہونچتے ......

...... یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تفسیر میں آگے نہیں چلتے۔

عالم ربانی سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق میں بے مثل ہو۔ بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اسکی زبان بیہودہ نہ چلے مگر آج یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بھی اپنے آپکو علماء کہلاتے ہیں۔ اور اس لفظ کو ذات میں داخل کرلیا ہے اسیطرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اسکا مفہوم لیا گیا ہے۔ ورنہ قرآن شریف میں تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو **علماء** ہیں۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگوں میں یہ صفات خوف و خشیت اور تقویٰ اللہ کی نہ پائے جاویں وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

اصل میں علماء عالم کی جمع ہے اور اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے۔ نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہونچے۔ اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے۔ لیکن جو شخص علوم حقہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں انپر کہلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں۔ مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے انمیں پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان میں ہیں یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بہر لیتے ہیں انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ**۔ جو اس دنیا میں اندہا ہوتا ہے وہ آخرت میں بھی اندہا اٹھایا جاویگا جسکو یہاں علم و بصیرت اور معرفت نہیں دیگئی اسے وہاں کیا علم ملیگا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھہ اسی دنیا سے لیجانی پڑتی ہے۔ جو یہاں ایسی آنکھہ پیدا نہیں کرتا ہے یہ توقع نہیں رکہنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔

لیکن جن لوگوں کو سچی معرفت اور بصیرت دیجاتی ہے اور وہ علم جسکا نتیجہ خشیۃ اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ ہیں جنکو اس حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے جو شخص ان حقایق و معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں اسی وہ علم ملتا ہے جو اسکو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔

ہاں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتھیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتھیار کا۔

اسوقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تہی جو انکو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیموں کی پروا نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں یہانتک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلی بیخبر اور غافل ہیں اسلئے حقیقی مومن کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ (باقی دارد)

اور دہمکایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ الحق و الحق اقول و علی الحق اتکلم و بہ اصول۔ مین نے جو کچہہ اپنی تحریر مین لکہا ہے وہ بقول مولوی کرم الدین صاحب جہلمی بصفحہ ۱۳ الکلام المبین قافیہ بندی فضول نہین ہے۔ بلکہ سراسر حق لائق تلقی بالقبول ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب کو تم منصف مان لو یا جنے۔ رسالہ الکلام المبین مصدقین محدثین بنگال و ترہت و دروسلکلینڈ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پہر اگر میرے تحریری یا تقریری بیان و دلایل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جو کچہہ مینے اس تحریر مین کہا ہے وہ لائق حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا ورنہ مین تمہارا تاوان لونگا اور استاذ ہوکر شاگردی کا اقبال کرونگا تمہارے جیسے فخر کو اس سے بڑہکر کونسی دولت ملسکتی ہے۔ اسپر اگر وہ شوخ عزیز یہ سوال کرے کہ بنگال اور ترہت و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کر دیا اور مجہے تحریرات مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کر کے غلط اور بالکل غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہو چکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کریگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنیوالون مین بعض حضرات تو ایسے ہین جن کو یہ خاکسار ہیچکاره عالم و محدث نہین مانتا اور ان کے فیصلہ و تعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتا ہے۔

صائب دو چیز میشکند قدر شعر را
تعریف ناشناس و سکوت قدرشناس

لہذا انکی تقریظات کو مینے ان کے نام ہی دیکہکر کان لم یکن سمجہا اور سرسری نظر سے بھی انکو نہ دیکہا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہلحدیث مین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکہکر صرف حسن ظنی سے نہ تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچہہ لکہدیا اور ع تو مرا حاجی بگو من ترا۔ پر عمل کیا ہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کی اعتراضات و تعقبات کو دیکہا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ اس مضمون کی ان کی تقریظات و تحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آ چکے ہین۔ تم نے عام مسلمانون کو اور خاصکر فرقہ اہلحدیث بے علمون کو دہوکا دیا ہے کہ انکی تقریظات منسوخہ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کر دیا اور یہ جتایا کہ ابتک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا و لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے

اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین بعد الکلام المبین کو دیکہنے کے بعد تم کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے اور تحریرات مین داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہون نے یکطرفہ فیصلہ کیا ہے اور تم کو تنہا بشنو قاضی روی راضی آئی کا مصداق بنایا ان کو لازم تہا کہ مجہہ سے میرے فتوی کی تفصیل و دلایل پوچہتے نہ یہ کہ گہر مین بیٹہے مجہہ پر یہ حکم لگاتے کہ جو کچہہ مینے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔ فتوی مین دلایل پورے نہین لکہے جاتے خصوصاً اس فتوے مین جسکی بحث مقصود نہ ہو اور وہ باعتراف تمہارے دہمکانے اور ڈرانے کیلئے لکہا گیا ہو۔ معہذا ان حضرات عالمان نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم و سوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑہا۔ آیندہ وہ ان دونو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑہین گے یا میرے بیان و دلایل جو مین ان کی فصول کے متعلق ان کے سامنے تحریر یا تقریر مین لاؤنگا غور سے سنینگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالی وہ ایک منٹ مین میرے ہمصفیر ہو جاینگے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت و اہلحدیث ہونیکا دل و جان سے اقرار کرین گے۔ وہ مجہہ سے بخوبی واقف ہین۔ مین ان سے اچہی طرح واقفیت اور دوستی رکہتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہو جائین گے۔ اور ان ابیات

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

جذبہ وصل بحد یست میان من و تو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

توهم و ا شيئا بنين مزاره
فهم يسعى بيننا بالتباعد
فعانقته حتى اتحد نا تعانقا
فلما اتى ما راى غير واحد

کے مصداق ہو جائین گے۔ مین ابہی اپنی تحریر مذکور کے دلایل لکہتا اور تمہارے حامیون اور پبلک اہلحدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہلحدیث نہین ہو۔ مگر مین اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کر کے تمہارا اہل حدیث ہونا بیلاہنہ پر مدلل نہین کرتا کیونکہ اب تک مین امید رکہتا ہون کہ ع مردے از غیب برون آید و کارے بکند کوئی مصلح قوم خصوصاً محدثین مصدقین الکلام المبین سے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلادے اور تم سے تمہاری تندی و شوخی جو جوانی کے لوازم سے ہے۔ کا فیس ع گر سبوخ زنم برسنگ گہ بلائے غم فتم ساقیا مرنج از من عالم جوانی است + اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور نے بہی جماعت اہلحدیث سے تمہارا اتحاد و قایم رکہنے کے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور مین ہون اور رسالہ اشاعۃ السنہ ہے اور تمہاری تحریرات۔ مین اشاعۃ السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکی لاٹہہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور سنتے چلے آئے ہو۔ آجتک کون اس کے مقابلہ مین عہدہ برآ ہوا اور اور کون اس کا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اس نے اپنے جواب سے ساکت نہین کرا دیا۔ تم تو ابہی بچے ہو اور کے آمدی و کے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دو سیدانون مین تمہاری چوکڑی بہلا دیگا اور تمہاری انشا پردازی اور شعر بازی چہوڑا دے گا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعۃ السنہ کو اپنا مد مقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ ایک مسلم روزگار استاذ کا یہ شعر سناؤ ع

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آیندہ اختیار۔ ما علینا الا البلاغ
راقم ابو سعید محمد حسین

ابہی کوئی کسر باقی ہے؟

ہمارے قدیمی عیسائی دوست جنکو مرزا صاحب نے بالخصوص سیدہا کر چہوڑا ہے۔ اور ان کو ایک کثیر عرصہ کیلئے جواب دینے کیلئے زیر بار کر رکہا ہے کبہی نہ کبہی ادہر ادہر سے فضول اعتراض اہل اسلام پر ایک آدہ کر ہی چہوڑتے ہین۔ یہ ایک دوسری بات ہے کہ ان کے پیش کردہ اعتراضات خواہ سراسر ہی غلط ہون۔

حال مین صدائے بشیر جسکو تعصب نے بری طرح تنگ کیا ہے۔ خود ہی ایک بات کو غیر مسلم مان کر اعتراض کرنے کے بغیر نہین رہسکا۔ لکہتا ہے۔ کہ "محمدیون نے غوث اعظم محی الدین کے فارسی دیوان کی ہر غزل پر لکہا ہے۔ کہ اتنے بار پڑہنے سے فلان حاجت رفع ہوتی ہے۔ فلان غزل دن مین سو مرتبہ پڑہنے سے گناہون سے خلاصی ہوتی ہے۔ الخ۔ پہر آگے چل کر خود ہی رقمطراز ہے۔ کہ

"مگر اس کا ذکر نہ قرآن مین نہ حدیث مین تذکرہ"

"یہ تو صرف تمنائین ہین"

جب آپ کو معلوم تہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم مین نہین ہے تو پہر آپ نے ایک بات کو خود ہی غیر مسلم مان کر پیش کرنے کی تکلیف کیون گوارا کی معلوم ہوگیا کہ آپ کے اندر تعصب کا جوش جو داخل ہو گیا تہا۔ وہ آخر کسیطرح تو نکلنا ہی تہا۔ پہر یہ فرمایئے کہ حضرت پیر صاحب کا کونسا دیوان ہے۔ جسکی فارسی غزلون پر یہ لکہا ہے۔ انکی تو زبان ہی عربی تہی یہ آپ کا سفید جہوٹ تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔

مگر در اصل یہ بات ہے۔ کہ تم لوگ بہی اپنی قلعی کہلوائے بغیر بہی نہین رہسکتے۔

لیجئے سنئے۔ آپ کے یسوع کی پیدایش متی باب (۱) ۱۸۔۱۹۔ یوسف کی "پیدایش یون ہوئی۔ کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی ان کے اکٹہے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے"۔ کیا خوب۔

کہئے آپکے یسوع کی پیدایش کسطرح سے ہوئی روح القدس بغیر مجامعت کے ہی داخل ہو گیا تہا۔

(معاذ اللہ) ذرا اسکی تفسیر کر دیجئے۔ اپنے تو اریون نے بڑہکر قدم مارا۔ وہ تو پہلا نبوک کے قایل مین مگر یہان معاملہ ہی دگرگون ہے۔ اور اسیطرح یہ کہتے ہین۔ کہ شوہر اس کا راستباز تہا۔ الخ مہربان کیسی راستبازی۔ اگر اسی کا نام راستبازی ہے تو بس رے

گر ہمین مکتب است این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نہین سمجہتے کہ یہ کیا فلاسفی ہے۔ کہ بیوی حاملہ ہو آئے اور وہ تشہیر نہ کرنیکے باعث راستباز کے نام سے نامزد کیا جائے۔

ذرا اسکی تشریح کر دیجئے۔ کہ روح القدس سے کیا مراد ہے۔ خدا کو روح القدس کہا جاتا ہے یا کسی اور کو۔ اگر خدا تہا۔ تو رحم کے اندر حیض کا خون کسطرح کہاتا رہا (معاذ اللہ) وہ تو کہانے پینے سے مبرا ہے افسوس ہے کہ اس روز روشن اور مہذب زمانہ مین تم نہین سمجہہ سکتے۔ کہ ایک عورت جو شادی سے پہلے دوشیزگی کے ایام مین حاملہ ہو جائے۔ کیا اسمین روح القدس آگیا۔ ہرگز نہین۔ ہم نہین جانتے۔ کہ تمہاری عقل پر یہ کیا پردہ پڑ گیا ہے۔ اور تم اس بات پر کیون غور نہین کرتے۔ اگر آپنے روح القدس کے متعلق کچہہ ارقام فرمایا تو ہم آپکو سمجہا دینگے کہ جس حضرت عیسی کو تم یسوع کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ اور تہے۔ اور یسوع اور۔ مزید بران تم ایسے یسوع کی نسبت شفاعت کا بہروسہ رکہتے ہو۔ جو خود اپنی جان نہ بچا سکا۔ اور سولی دیا

الوصیت اور پیسہ اخبار

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الوصیت نام اشتہار دفتر پیسہ اخبار میں بھی بھیجدیا تھا۔ غرض یہ تھی کروہ اسے شائع کردے تاکہ کسی سعادتمند کو فائدہ پہونچے۔

پیسہ اخبار (جسکی عادت اور سرشت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کرنا ہے اور ہر بھلی بات جو اس سلسلہ کی طرف سے کہی جاوے اسکو بُرے پیرایہ اور استہزاء میں اڑانے کی کوشش کرنا اس کا مقصد ہوتا ہے) اس وصیت کو درج کرنیکے تو رہا الٹا اسپر اعتراض کرتا ہے؟ میں اسکے اعتراض کی حقیقت خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کہول کر دکہاتا ہوں کہ یہہ کس قسم کے **مسلمان ہیں**؟ ان کو دعویٰ تو مسلمانوں کی بہی خواہی اور لیڈری کا ہے مگر یہہ شعار اسلام اور سنن اللہ سے محض ناواقف ہیں۔ میں پہلے اس کا اعتراض اسی کے لفظوں میں درج کرتا ہوں اور پھر اسپر ریمارک کرونگا۔

طاعون کی ترقی طاعون کی اموات میں جو عارضی کمی ہوئی تھی اب پھر وہ ترقی سے بدل گئی ہے ......

مرزا صاحب قادیانی نے پھر اپنا معمولی طاعونی اشتہار جاری کیا ہے کیا وہ اس امر پر بھی کچھہ روشنی ڈال سکتے ہیں؟ کہ اگر طاعون محض ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو خاص خاص موسموں میں کیوں زیادہ ترقی اور تنزل کرتی ہے۔ کیا جنوری دسمبر اور جون جولائی میں جبکہ جاڑے یا گرمی کی شدت ہوتی ہے انسان گناہ کم کیا کرتے ہیں اور معتدل موسم میں گناہگاری بڑھ جاتی ہے یا غریب اور مفلس لوگ دولتمندوں کی نسبت گناہ زیادہ کیا کرتے ہیں کیونکہ اس وبا سے زیادہ غریب لوگ مرتے ہیں"

یہہ ریمارک ہے جو استہزاء کے رنگ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے۔

میں اسپر کچھہ لکھنے سے پہلے پیسہ اخبار کے نایٔب ایڈیٹر صاحب کو دیکھنے کی صلاح دیتا ہوں اور اسی پیسہ اخبار کے کچھہ اقتباس دکھاتا ہوں۔ شاید انہیں اپنے سوال کا کچھہ جواب نظر آوے اسکے بعد اسپر ایک اور پہلو سے نظر کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

روزانہ پیسہ اخبار ۲۴۔ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ کالم ۵ میں عبدالرحیم پنشنر منگلور کا مراسلہ بغیر کسی مخالفت کے شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔

(۱) "مرض طاعون کے علاج میں طبیب اور ڈاکٹر مجبور ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کردیا یہہ بلا دفع نہوئی۔ **وبائی مرض قہر خدا ہوتا ہے اور اسی کے رحم سے دور ہوسکتا ہے** اب مخلوق کو اپنے مالک حقیقی سے رجوع لانا چاہئیے"

(۲) روزانہ پیسہ ۸۔ جون ۱۹۰۴ء **طاعون اور موسم**۔ طاعون کی سب سے بڑی پیچیدگی یہہ ہے۔ کہ اس کے متعلق جو تہیوری آج بڑے وثوق سے پیش کیجاتی ہے کل تجربہ اسکو غلط ثابت کردیتا ہے اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ طاعون گرمی میں معدوم ہوجاتی ہے اور اپریل کے آغاز میں یا زیادہ سے زیادہ مئی کے خاتمہ تک اسکا بہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے سات سالہ تجربہ اس خیال کی تصدیق کے لئے کافی تھا۔ لیکن اب کے اس خیال کی سچائی بہی مشتبہ ہوگئی ہے" ...... ——

افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی دیکہا دیکہی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان بہی نوع انسان کی دشمن طاعون کی خوف سے لاپروا ہوگئے ہیں اور آجتک کسی شخص نے اس اہم سوال پر بحث نہیں کی کہ طاعون خصوصیت سے پنجاب میں کیوں نشوونما پاتی ہے حالانکہ یہاں کی آب و ہوا کسی اور صوبہ سے بری نہیں اور نہ کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ اسکے باشندے کسی اور صوبہ کے باشندوں سے کم صفائی پسند ہیں"

سردست اسیقدر اقتباس کافی ہے پیسہ اخبار اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا اور اس میں خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ موجود ہے اپنی ان تحریروں کو پڑھے تو اسے جواب نظر آجائیگا۔

جس حال میں وہ پنجاب کی آب و ہوا کو دوسرے صوبوں کی نسبت بُری اور یہاں کے باشندوں کو کم صفائی پسند نہیں سمجہتا پہر پنجاب میں طاعون کا زیادہ زور اور شدید ہونا بتاتا ہے کہ کوئی اور سبب ہے۔

پیسہ اخبار کو **الوصیت** کا اشتہار پڑہ کر ڈر جانا چاہئیے تہا اور اپنے ناظرین کو ان ہدایتوں کی پابندی کی طرف توجہ دلانی چاہئیے تہی جو اسمیں مندرج ہیں مگر افسوس کہ وہ مفید اور قابل تسلیم ہدایتوں کو چہوڑ کر اعتراض ہی کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں پیسہ اخبار کو اختیار تہا کہ وہ یہہ ظاہر کرتا کہ طاعون کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے نہیں کی یا وہ پوری نہیں ہوئی۔ بشرطیکہ ایسا ہوتا

پیسہ اخبار جب اپنے ریمارک مندرجہ ۸۔ جون ۱۹۰۴ء کی کوئی وجہ ظاہر کردیگا تو انشاء اللہ العزیز اسے اسکے اس اعتراض کا جو الوصیت پر اسنے کیا ہے کافی جواب دینے کی کوشش کرونگا۔

تاہم اسقدر اب بہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ طاعون شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور ہر ایک عذاب الٰہی شامت اعمال ہی سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں بہی کوئی کلام نہیں کہ وہ **اسباب عادیہ** سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ اور بہی دلیل اس قہر الٰہی کی عظمت کی ہوتی ہے۔ میں اس مضمون پر انشاء اللہ جداگانہ لکہونگا۔

پیسہ اخبار انبیاء علیہم السلام کی لائف اور سیرۃ پر اگر غور کرلیتا تو شاید اس قسم کا بیہودہ اعتراض نکرتا۔ سنت اللہ اسطرح پر واقع ہے کہ عذاب الٰہی پہلے چہوٹے اور ادنےٰ درجہ کی مخلوق سے شروع ہوتا ہے غرض یہہ ہوتی ہے کہ تا دوسرے لوگ عبرت اختیار کریں۔ دیکہو طاعون ہی ہے اسکی ابتدا حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑوں سے ہوتی ہے پہلے چوہے مرتے ہیں پہر ترقی کرکے انسانوں میں آتی کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ طبقہ انسان میں جو لوگ حشرات الارض کے درجہ میں ہیں اول طاعون انہیں پر ہی پڑنی چاہئیے یعنی اول عام اور ادنےٰ درجہ کے لوگ اسکا شکار ہوں۔ اور پہر آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے۔

دیکہو جب کہیں آگ لگتی ہے تو کیا پہلے بڑے بڑے شہتیر جلتے ہیں یا خس و خاشاک اور چہوٹی چہوٹی لکڑیاں۔ پس یہ ایک سنت اللہ ہے جس سے پیسہ اخبار ناواقف ہے۔

اور باوجود ناواقفی کے بیباکی سے اعتراض کرتا ہے۔ افسوس یہ وقت تہا کہ لوگ استہزاء اور انکار سے باز آجاتے اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ صلح کرنے والے ٹہرتے مگر تعجب ہے کہ باوجود اسقدر غضب الٰہی کو بہڑکتے ہوئے دیکہہ کر بہی بیباکی کم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور انکو سمجہائے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴۔ فروری ۱۹۰۵ء

مولوی محمد فضل چنگوی قادیان ۔ سہ ر چندہ مدرسہ۔
میاں احمد الدین چک سکندر تحصیل کہاریاں ۔ للعہ قربانی فنڈ۔
منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکہواں ۔ عا ڈونیشن
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس سیفرلی افریقہ ۔ سے مدرسہ
جماعت احمدیہ دریام کملانہ جہنگ معرفت میاں نور احمد صاحب ۔ عہ مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب۔
صہ مدرسہ عیدو کہال۔
منشی مہر الدین صاحب گرداور نہر یا زدار ضلع ملتان ملتان ۔ عما مدرسہ
ایضاً ۔ عہ یتیم فنڈ۔
منشی نواب الدین صاحب کلرک مس کوٹ پلٹن ۲۴ ڈیرہ غازیخان ۔ عہ قربانی فنڈ
مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں ضلع گجرات عم

۲۵۔ فروری ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب ۔ عہ شفاخانہ ۔
میاں برکت علی برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم عم قربانی فنڈ
ڈاکٹر غلام غوث صاحب و ٹرنری اسسٹنٹ گجرانوالہ عہ شفاخانہ

۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور شفاخانہ للعہ
حکیم محمد اکرم سامانہ پٹیالہ جماعت (سامانہ) عہ
ایضاً ۔ عہ قربانی فنڈ۔
حکیم محمد الدین صاحب گجرانوالہ ۔ عما شفاخانہ ۔ قربانی کہال
حافظ نور محمد صاحب جماعت (فیض اللہ چک) عہ
میر محمد رشید صاحب قادیان چندہ فروری و مارچ ۱۹۰۵ء
محمد عبداللہ خان ماچہی واڑہ ضلع لدہیانہ ۔ عہ چندہ مدرسہ
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار ڈاکخانہ دیال پور ضلع جالندہر ۔ عما اعانت
ایضاً عما قربانی
مولوی فضل الدین صاحب و میاں غلام رسول صاحب خوشاب ضلع شاہ پور ۔ سے
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک عہ
جماعت چنیوٹ معرفت میاں عطا محمد وغیرہ عید فنڈ
میاں نور احمد صاحب احمدی اکولتے چندہ مدرسہ
سید تاج شاہ و مقبول شاہ موضع ڈہل کسکا ضلع گجرات سے ۔ مدرسہ ۔
میاں رحمت اللہ احمدی موضع بنگہ للعہ مدرسہ عما مساکین سے ۔
میاں عبداللہ خان نمبردار بہلوٹ ضلع لائل پور عم عید فنڈ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عہ عید فنڈ
حکیم ابو عبدالغنی صاحب صالح محمد سیال سکنہ سیلو لپور عما (عہ مدرسہ عہ عید)

۲۸۔ فروری ۱۹۰۵ء

جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ صاحب قربانی کہال وغیرہ ما ۱۳ للہ
مرزا ظہور علی صاحب شاہ جہانپور (قیمت پورات سے) مدرسہ امداد

یکم مارچ ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ افریقہ عہ شفاخانہ

(عید فنڈ قربانی مدرسہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهٗ أَوَى الْقَرْيَة

الحکم

چه گویم با تو گرا ای چها در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ۵ھ (۲) خواص و معاونین سے عـــ (۳) ہندوستان باہر نے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگونسے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر (۱۱) | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد (۹)

دار الامان کا ہفتہ

۱ - الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت مین بہت اچھی رہی خاندانِ رسالت اور اہل دار خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھی طرح مین۔

حضرت اقدس نصرۃ الحق لکھ رہے ہین اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب اسے چھپوا رہے ہین ۴ جزو کے قریب چھپ چکی ہے۔

۲ - بزرگانِ امت بھی خدا کے فضل سے اچھے ہین حضرت حکیم الامۃ کی صحت رو بہ ترقی ہے اعلیٰ حضرت کی شفقت اور دل ہمدردی کا کیسا عجب نمونہ ہے کہ حضرت اقدس التزاماً ہر روز خود حکیم الامۃ کیلئے دوائی طیار کرکے بھیجتے ہین حکیم الامۃ کا حسنِ اعتقاد بھی ہمارے لئے قابل نمونہ ہے فرماتے تھے کہ حضرت اقدس نے ایک پیالی دوائی کیلئے بھیجی اور فرمایا کہ اسی مین دوا پیا کرو۔ مین بہت ہی پسند کرتا اور عزیز رکھتا تھا کہ اسی پیالی مین دوا پیا کرون کیونکہ حضرت امام حجۃ اللہ سلام نے فرمایا تھا۔

مگر افسوس وہ پیالی ٹوٹ گئی

۳ - ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کو جبکہ آپ دعا کر رہے تھے الہام ہوا۔

سلاماً سلاماً

۴ - بڑی خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر کی موت اخبار کے لئے موت کا باعث نہین ہوئی۔ بلکہ خوش قسمتی سے اخبار کیلئے میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمات بہم پہونچائی گئی ہین حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا ہے فی الحقیقت مفتی صاحب ایسا متقی صاحبدل ایڈیٹر البدر کیلئے اگر ملنا ممکن نہ تھا تو محال ضرور تھا۔ مین امید کرتا ہون کہ سرپرستانِ البدر پوری ہمت اور سعی اسکے قیام کیلئے دکھائینگے۔ خدا کرے کہ مفتی صاحب کی خدمات قوم کیلئے مفید اور بابرکت ہون آمین۔

بہت جلد امید کیجاتی ہے کہ اخبار نئے اہتمام اور نئی شان سے نکلے۔ اسلئے ناظرین گھبرائین نہین۔

۵ - ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالات کا جواب انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔

۶ - مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے کھل جائیگا اور شیخ عبد الحق صاحب بی۔اے مفتی محمد صادق صاحب کی جگہ سکنڈ ماسٹر ہوکر آئینگے شیخ صاحب کا انتخاب اس عہدہ کے لئے بہت ہی موزون اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

اطلاع

۱ - یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے وہ چٹھیان جو آدہ آنہ کے لفافہ مین جاتی تہین ان کا وزن بجائے ۶ ماشہ کے ۹ ماشہ کیا گیا ہے گویا پہلے کی نسبت ڈیوڑھ ہے وزن کی چٹھی جا سکا کرے گی۔

۲ - یکم اپریل سے اگر کسی ٹکٹ پر (جو کارڈ یا پیکٹ وغیرہ پر لگایا جاوے گا) کوئی لکیر وغیرہ ڈال جاوے گی تو وہ ردی ہوکر بیرنگ ہو جاوے گا۔ اسلئے سب صاحب خط و کتابت مین اس امر کی احتیاط کرین۔

سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

[سید صاحب کو جب سے الہامات کا سلسلہ شروع ہوا ہے انہون نے التزام کر رکھا ہے کہ وہ بالمعذ حضرت حجۃ اللہ کے ملاحظہ کیلئے انکو تحریری پیش کیا کرینگے]

۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مکہ معظمہ مین ہوئی۔ تجلیات الٰہیہ کا ظہور دیکھا۔ تو سجدہ مین گر کر دعا کی ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء

تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا و آیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ پھر دوگانہ نماز ادا کرکے عرض کرتا ہون انزل علینا نوراً مبیناً پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب زمانہ کی حالت بہت ہی نازک ہے اسمین جو تزکیہ نفس کرکے استغفار کی مداومت کریگا اور قال اللہ قال الرسول پر دل سے پابند رہیگا وہ اس روحانی منزل کو طے کرسکیگا اتباع رسول الذین ھو سری وابدی ہے

محال است سعدی کہ راہ صفا ٭ توان رفت جز در پے مصطفےٰ

اتنے مین ایک مست نے کہا۔ گلان نال سراوین دنیا مین رب نہ ریجھے سے تھے اوتھے وین جہانین ہنگت کر کر سوچیے۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء - حضرت امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک باغ مین ملاقات ہوئی۔ انہون نے کہا کہ امام مامور من اللہ خلیفۃ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کو چلئے چنانچہ وہان

افضل مرحوم کی آخری تحریر

ذیل میں میں اپنے ناظرین کو تحریک دعا کے لئے افضل مرحوم کی ایک آخری تحریر شایع کرتا ہوں یہہ تحریر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر ہے جو اس نے صاف کی تہی + اس تحریر کو شایع کرتے ہوئے میں اپنی ایک رؤیا کو بہی درج کرنا ضروری سمجہتا ہوں جو ۲۵ اور ۲۶ مارچ کی درمیانی رات کو مینے دیکہی میں کیا دیکہتا ہوں کہ مرحوم **افضل** کو میں کہیں سے ڈہونڈ کر لایا ہوں - اس اثناء میں ایک شخص محمد اعظم نام جو یہان قادیان میں خوشنویس ہے ملا ہے اور مجہہ وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر بہی کمال کرتے ہیں ایک گم شدہ انسان کو بہی ڈہونڈ نکالا ہے - مین نے **افضل** کو دامن سے پکڑا اور مجہہ پر بہت رقت طاری ہوگئی اور آنسو جاری ہوگئے مینے کہا "یار تیرے مرنے سے مجہے بہت افسوس ہوا ہے تو زندہ تہا تو ہاتہہ ہی بٹا لیا کرتا تہا" اسپر اسنے کچہہ تبسم سا کیا - پہر مینے پوچہا کہ اچہا تم مر تو گئے مگر یہہ بہی معلوم کیا کہ اسقدر جلد تمہارے مرنے مین کیا سر تہا اس کا جواب اس نے مجہے یہ دیا کہ ہان مینے معلوم کیا ہے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **تیمون مخلصی دینا منظور تہا**"

پہر مینے پوچہا کہ اچہا اب تمہارا کیا شغل ہے اس کے جواب میں اسنے کہا کہ کچہہ شغل نہیں ایک حجرہ مل گیا ہے دعا کرتا رہتا ہوں اسپر مینے کہا اچہا اب جبکہ تم دعا ہی کرتے رہتے ہو تو مینے ایک امتحان دینا ہے میرے لئے دعا کرو کہ مین اس مین پاس ہوجاؤن مجہے اس نے انشراح صدر سے جواب دیا ہان مین ضرور دعا کرونگا -

اسکے بعد میں بیدار ہوگیا - اس رؤیا سے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو **نجات** عطا فرمائی ہے - اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا - واللہ اعلم بالصواب -

(ایڈیٹر)

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ غلام رسول صاحب مدرس وزیرآبادی ایک اپنے واجب التعظیم صاحب کو قادیان مین معالجہ کے لئے لائے تہے اور چونکہ انکو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی نسبت کچہہ شکوک و شبہات تہے اسلئے حافظ صاحب موصوف نے حضرت اقدس کیخدمت مین انکے حل کرنیکے لئے عرض کی اسپر حضور علیہ السلام نے ایک ذیل کی مختصر تقریر فرمائی جس سے اون کے شکوک کا اکثر حصہ رفع ہوگیا اور بجائے نفرت کے دلمین محبت پیدا ہوگئی -

مسئلہ نبوت مجہے ان لوگون کے اعتراضون پر تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت وہ قرآن شریف کی تعلیم اور اسلام کی عظمت اور پاک تاثیرات کو بالکل جواب دیدیتے ہیں - ایک روحانیت ہی ایسی شے ہے کہ جو خاصہ اسلام ہے اور کسی دوسرے مذہب مین نہین ملتی پس اگر شریعت مین روحانیت ہی نہ رہی تو پہر سوائے اساطیر کے اور کیا باقی رہا - جو اہل دل ہین وہ تو سمجہتے ہین مگر جو کودن ہین وہ ان رموز سے بالکل ناواقف ہین جسکو خدا تعالیٰ نے قلب سلیم عطا کیا ہے اور وہ دینی ضرورتون سے واقفیت رکہتا ہے وہ جانتا ہے کہ سلسلہ الہام و وحی کبہی بند نہین ہوتا ہان ایسی وحی جو بجز قرآن کے کوئی ورثی شریعت تجویز کرتی ہے وہ بالکل بند ہے اور جو کوئی اسکا مدعی ہو تو بلا شک و شبہ کافر ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ نبوت ختم ہوگئی لیکن مکالمات و مخاطبات ایسے جس سے ایمان کو ترقی ہوتی ہے وہ جاری ہین اور رہینگے کیونکہ اگر آواز کا سلسلہ ہی بند ہوجاوے تو پہر یقین کامل کا طریق کوئی نہین ہنا ایک بند مکان مین اگر آوازین مارتے رہو اور کوئی جواب نہ آوے تو آخر یہی کہوگے کہ اس مین کوئی نہیں پس اسی طرح اگر خدا سے کوئی آواز نہ آوے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہے بہی - پہر ہم پوچہتے ہین کہ اگر یہہ سلسلہ الہام اور وحی کا بند ہوگیا ہوا ہے تو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کو نماز مین تکرار کرنے کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ منعم علیہ گروہ مین تو انبیاء بہی ہین اور دوسرے صلحاء وغیرہ جنپر خدا نے انعام وحی کیا تہا اور وہ تو اب ہوتی نہین تو پہر اس دعا کا کیا فائدہ - یہ تو ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسل پر انعام الٰہی مال و دولت کے رنگ مین نہین ہوتے اور نہ وہ ان باتون کے لئے دنیا مین آتے ہین بلکہ اسکے برعکس فقر و فاقہ کو پسند کرتے ہین تو آخر پہر ماننا پڑیگا کہ صرف مکالمات اور مخاطبات الٰہی کا انعام ہی اونپر تہا اور قرآن شریف سے بھی یہی ظاہر ہے تو اب اوسکا سلسلہ منقطع کرنا کسقدر کفر کی بات ہے - علاوہ اسکے ہمین باوجود اس ایمان کے کہ یہہ امت خیر الامت ہے یہہ بہی ماننا پڑیگا کہ بنی اسرائیل کی عورتین اس امت کے مردون سے بدرجہا اچہی تہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی مان سے خدا تعالیٰ نے کلام کی اور اسکو وحی کی پہر بتلاؤ کہ جب اس امت کے رجال اسرائیلی امت کی عورتون کی مانند بہی نہ ہوئے حالانکہ برابر ہونے چاہئیں تو اسکا نام **خیر الامت** کی جگہ **شر الامت** ہوا یا کہ نہین اور یہہ کفر ہے یا کہ نہین -

ایمان کا ستون تو یقین ہے اور وہ وحی اور الہام سے حاصل ہوتا ہے پہر جب وحی نہ رہی اور صرف باتین اور قصے ہی رہ گئے اور آسمانی اور روحانی امور بالکل نہ رہے تو رہا کیا - قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کے ہاتہہ مین جب تک کسی بات کی نظیر (نمونہ) نہ رہے تو رفتہ رفتہ وہ اوس سے منکر ہوجاتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے اسلام مین یہہ انتظام کیا ہے کہ اسمین صاحب الہام و وحی ہوتے رہتے ہین تاکہ ان نمونون کو دیکہکر شجر ایمان و یقین ہمیشہ ترو تازہ رہے - ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے یہہ معنے ہین کہ جن و انسان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ معرفت الٰہی حاصل کرین اب جب کہ آواز ہی خدا کی طرف سے نہ آئی تو یہہ معرفت کیا ہوئی اور انسان خلقت سے جو اصل مطلب تہا وہ پورا نہ ہوا - آنحضرت صلعم کی بعثت کی بہی بڑی علت غائی یہی تہی کہ معرفت تامہ حاصل ہو - ہم تو کہتے ہین کہ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی کا ایسا مسئلہ ہے کہ کل اکابرون کا اس سے اتفاق ہے سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ بہی یہی کہتے ہیں ذرا فتوح الغیب کو دیکہو پہر اوس حدیث کے کیا معنے ہوئے کہ مین اپنے بندے کی زبان ہوجاتا ہون -

الہام رحمانی اور شیطانی مین تمیز کی ضرورت بعض لوگ یہہ اعتراض پیش کرتے ہین کہ الہام شیطانی بہی ہوتا ہے اور رحمانی بہی مگر ہم کہتے ہین کہ آخر کوئی تمیز بہی ہے یا نہین - اگر کلام رحمانی اور شیطانی مین کوئی تمیز نہ رکہین گے تو پہر وہ بتلا دین کہ رحمان کی عزت کیا ہوئی - کیا اون کے نزدیک رحمان اور شیطان مین کوئی فرق ہے یا کہ مساوات ہے اگر فرق ہے تو دونون کے کلام مین کیون فرق تسلیم نہین کرتے - حالانکہ دیکہتے ہین کہ دنیا مین مختلف مدارج کے لوگون کے کلام مین ایک فرق بین ہوتا ہے تو کیا خالق کی کلام مخلوق کی کلام سے بہی اسدرجہ گری ہوئی ہوگی کہ اوسمین کوئی تمیز نہ ہوگی - یہی وجہ ہے کہ نہ ہمارا اور کسی اور اکابر دین کا یہہ مذہب ہوا ہے کہ رحمانی اور شیطانی الہام ایک ہی صورت رکہتے ہین اگر اس امت مین مامورین و مرسلین نہ آوین تو بتلاؤ کہ اس مین اور دوسری امتون مین فرق کیا ہوا جس طریق سے ہم ملتے ہین اوس طریق سے عظمت قرآن شریف کی اور خاتم الانبیاء کی ظاہر ہوتی ہے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل درآمد کے لئے تو نبی اور رسول مبعوث ہون مگر آنحضرت صلعم کی شریعت ایسی ہوئی کہ کوئی نبی اور رسول اوسپر عمل درآمد کے لئے نہ آوے -

یاد رکہو کہ جس دین مین روحانیت نہ رہے تو وہ قابل جلانے کے ہوتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے جیسے باغ مین ایک درخت ہو اور وہ بالکل خشک ہوگیا ہو نہ کوئی پہل دیتا ہے نہ اوسکا سایہ ہے نہ کوئی پہول ہی نکلتا ہے تو آخر باغبان سوائے اسکے اور کیا کریگا کہ اوسے کاٹ کر جلا دے کیونکہ اب تو وہ حطب ہے نہ کہ شجر - اور ہمین ان لوگون کی باتون کی پرواہ کیا ہے جو کاروبار آسمانی ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے - فقط -

جادو والا مکان ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک مکان مین جانا چاہتا ہون مگر لوگ کہتے ہین کہ اس مین جنات ہوتے ہین اور جادو کا اثر ہے آپنے فرمایا کہ مومن کے پاس جن اور شیطان نہین آتا -

نہ شہادت نہ جرم ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک احمدی بہائی سرحد پر مارے گئے ہین وہ فوج مین نوکر تہے اور سرحدی لوگ جب اون کے افسر کو قتل کرنے آئے تو وہ پہرہ دے رہا تہا اس لئے اون لوگون نے اوّل اوسے قتل کیا کیا وہ شہید ہے یا کہ نہیں آپنے فرمایا کہ شہادت تو اوس موت کا نام ہے جو کہ دین کے لئے ہو باقی اغراض نفسانی کے لئے جو انسان جدوجہد کرتا ہے اور اوس مین کامیاب اور ناکام بہی ہوتا ہے بعض وقت جان بہی جاتی ہے اس لئے اس کو نہ ہم شہادت کہتے ہین اور نہ کوئی گناہ قرار دیتے ہین -

---

معزز ہمعصر اردو اخبار الوصیت پر لکہتا ہے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے "الوصیت" کے عنوان سے حال ہی مین ایک اشتہار شایع ہوا ہے - جس مین دل سوزی کے ساتہہ خلق خدا کو رجوع الی اللہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے - ورنہ خدائی غضب کے نازل ہونیکا اندیشہ ظاہر کیا ہے -

ایڈیٹر پیسہ اخبار غور سے پڑہے اور سبق لے -

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور پھر اپنی کمزوری اور امداد الٰہی پر یقین کامل کرکے اس معرفت سے حصہ پالیتا ہے کہ جو فنا فی اللہ کو دیجاتی ہے اور بلاشبہ جسقدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جسقدر راسپر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرالیتا ہے جسقدر اسکے چھوڑنے مین اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اسیقدر اسکی توحید صاف ہوتی ہے اور اسیقدر عجب اور خود بینی کی آلایشون سے پاک ہوجاتا ہے اور اسیقدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اٹھہ جاتی ہے اور سادگی اور بہولاپن کا نور اس کے مونہہ پر چمکنے لگتا ہے پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنا فی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہانتک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچہہ بھی اپنا نہین بلکہ سب کچہہ مین خدا سے پاتا ہون۔ جہان کہین یہ طریق کسی نے اختیار کرلیا وہین توحید کی خوشبو پہلی دفعہ مین ہی اسکو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوت شامہ مین کچہہ فساد نہ ہو غرض اس صداقت کے التزام مین طالب صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جل شانہ کے متصرف مطلق اور مبدء فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونون ایسے امر ہین کہ جو حق کے طالبون کا مقصود ہے اور مرتبہ فنا کے حاصل کرنے کیلئے ایک ضروری شرط ہے اس ضروری شرط کے سمجھنے کیلئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہوکر تمام اسپر پڑتی ہے لیکن بارش کے موقعہ پر آکہڑا ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ طلب کرتے ہین وہی پاتے ہین اور جو ڈہونڈتے ہین انہین کو ملتا ہے جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بہروسا رکھتے ہین اور خدا یتعالیٰ پر بہروسہ نہین رکھتے وہ اس ذات قادر مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتھہ تمام عالم پر محیط ہے کچہہ قدر شناخت نہین کرتے اور انکا ایمان اس خشک ٹہنی کیطرح ہوتا ہے کہ جسکو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچہہ علاقہ نہین رہا اور جو ایسی خشک ہوگئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پہول اور پہل سے

کچہہ بھی حصہ حاصل نہین کرسکتے صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذراسی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیون کا ایمان ہے کہ جو قیوم عالم کے سہارے پر نظر نہین رکہتے اور اس مبدء فیوض کو جسکا نام اللہ ہے ہر ایک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال مین اپنا محتاج الیہ قرار نہین دیتے پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہین جیسے نور سے ظلمت دور ہے انہین یہ سمجھہ ہی نہین کہ اپنے تئین ہیچ اور لاشیء سمجہہ کر قادر مطلق کی طاقت عظمیٰ کے نیچے آپڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اس کے ارادون سے بالکل کہویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان لاتا ہے۔ اس جگہہ ان خشک فلسفیون کے اس مقولہ کو بھی کچہہ چیز نہین سمجہنا چاہیے کہ جو کہتے ہین کہ کسی کام کے شروع کرنے مین استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت مین پہلے سے طاقتین ڈال رکھی ہین پس ان طاقتون کے ہوتے ہوئے پہر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہین کہ بیشک یہ بات سچ ہے کہ خدا یتعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کیلئے کچہہ کچہہ ہمکو طاقتین بھی دی ہین مگر پہر بھی اس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہین ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہین ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہین چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہین رکھا کہ جو کچہہ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچہہ اس سے مانگا جاتا ہے اسکی نہایت نہین علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہین ان کے حاصل کرنے کیلئے کچہہ بھی ہمکو طاقت نہین دیگئی اب اگر غور کرکے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام مین لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہین مثلاً ہماری بدنی طاقتین ہماری تندرستی پر موقوف ہین اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچہہ انمین سے سماوی اور کچہہ ارضی ہین اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہین اور یہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگون کی سمجہہ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے

دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتون پر احاطہ کررہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکے کنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہین سکتین اور اس کے سمجہانے کی اسجگہ ضرورت بھی نہین کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکہا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کیلئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے اور یہ طریق کچہہ نیا طریق نہین ہے بلکہ یہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھہ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستی پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہین قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہ قوانین کچہہ نئے نہین ہین۔ عیسائیون کے خدا کی طرح کچہہ متحدث بات نہین بلکہ خدا کا یہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندہا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہر ایک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہو ہر عاقل سمجہہ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر خدا کی مدد دون کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہین اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبرگیران نہو اور پہر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہوجائین بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لین پس اپنے کامون کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظمیہ سے ادق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اسکی طرف کہنچے جاتے ہین کیونکہ فی الحقیقۃ ہر ایک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جس کا نام قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ ہے خود متوجہ ہوکر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچہہ قبل از سعی درکار ہے اس کو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور مین لاوے پہر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کرچکی اور انسان توفیق پاکر اپنی قوتوں کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجالاوے تو پہر دوسرا کام

اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچہہ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اسکی محنتون کو ضایع ہونے سے بچاکر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈہونڈتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اسکو دیا جاتا ہے جو کہٹکہٹاتا ہے اس کے واسطے کہولا جاتا ہے یعنے خدا یتعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہین دیتا اور آخر جوئیندہ یابندہ ہوجاتا ہے غرض یہ صداقتین ایسی بین الظہور ہین کہ ہر یک شخص خود تجربہ کرکے انکی سچائی کو شناخت کرسکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہین کہ بشرطیکہ کسیقدر عقلمندی کے یہ بدیہی صداقتین اسپر چہپی رہین ہان یہ بات ان عام لوگون پر نہین کہلتی کہ جو دلونکی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر انکی نظر ٹہہری رہتی ہے اور جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اس کے تصرفات لطیفہ پر انکو علم حاصل نہین ہوتا اور نہ انکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لین کہ ہزارہا بلکہ بیشمار ایسے اسباب سماوی اور ارضی انسان کے ہر یک جسم کی آرایش کیلئے درکار ہین جنکا بہم پہنچانا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت مین نہین بلکہ ایک ہی ذات جامع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانون کے اوپر سے زمینون کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور ان پر بہر طور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہین وہ اس بات کو بلا تردد بلکہ بدیہی طور پر سمجہتے ہین اور جو ان سے بہی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہین وہ اس مسئلہ مین حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچے ہوئے ہین لیکن یہ شبہ کرنا کہ یہ استعانت بعض اوقات کیون بے فایدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیون خدا کی رحمانیت و رحیمیت ہر ایک وقت استعانت مین تجلی نہین فرماتی پس یہ شبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان دعاؤن کو کہ جو خلوص کے ساتھہ کیجائین ضرور سنتا ہے اور جسطرح مناسب ہو مدد چاہنے والون کیلئے مدد بھی کرتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دعا مین خلوص نہین ہوتا یا وہ انسان دلی عاجزی کے ساتھہ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اسکی روحانی حالت درست

ہوتی ہے بلکہ اس کے ہونٹوں میں دعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اسکی دعا کو سن تو لیتا ہے اور اس کے لئے جو کچھہ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطاف خفیہ کو شناخت نہیں کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنے یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بیشتر عالیشان صداقت ہے جسمیں حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکالکر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نرائن سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں جنہوں نے پادری کے اعتراض کو بیچ سمجھکر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ ودیا پرکاش میں درج کر دیا ہے سو ہم اس اعتراض کو معہ جواب اس کے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے اور وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اسکو بدبو تصور کرتے ہیں سو واضح رہے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں اگر رحیم اور رحمان ہوتا تو فصیح اور صحیح طرز ہوتی کیونکہ رحمان کا لفظ باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اشد اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اس رحمت کیلئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہ اعتراض ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جنمیں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہیں بلکہ بڑے بڑے معاندان کلام کی شان معظم سے نہایت درجہ تعجب میں پڑ گئے اور اکثر ان میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور با انصاف تھے وہ طرز قرآنی کو طاقت انسانی سے باہر دیکھکر ایک معجزہ عظیم القدر یقین کر کر ایمان لائے جنکی شہادتیں جابجا قرآن شریف میں درج ہیں اور جو لوگ سخت کور باطن تھے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت میں انکو بھی کہنا پڑا کہ یہ سحر عظیم ہے جسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا [illegible] ان کا بیان بھی قرآن مجید کے کئی مقام میں درج ہے اب اسی کلام معجز نظام پر [illegible] اعتراض کرنے لگے جن میں سے ایک تو وہ شخص ہے جو دو سطریں عربی کی بھی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہیں رکھتا اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بجز ٹوٹے پھوٹے اور بے ربط اور غلط فقروں کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کر کے دیکھ لے اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جو علم عربی سے بکلی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہیں جانتا اور افسوس کہ ان صاحبوں نے [illegible] بھی خبر نہیں کہ جس کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہیں [illegible] بزرگ اور پیشوا جنکا یہ صاحب تذکرہ جابجا ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف [illegible] اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہیں اور تم [illegible] زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ جس حالت میں یہ کتاب جو خود ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اسکی کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں تو کیا ایسا مسلم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی ورژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بے نصیب اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ ادنیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھکر بات کرتے ہیں خود اپنی نادانی دکھلاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعروں کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت میں اپنی جہالت اور خر فطرتی دکھانا ہے بھلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ میں ذرا ایک آدھ گھنٹہ تک ہم کو بولکر تو دکھاوے تا اول یہی لوگوں پر کھلے کہ اسکو سیدھی سادی اور بامحاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہیں کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اس کو ہرگز نہیں آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اس کے سامنے بولنے کیلئے پیش کریں تو وہ عربوں کیطرح اور ان کے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ میں پھنس کر رہ جاوے اور اگر شک ہے تو اس کو قسم ہے کہ آزمالکر دیکھ لے اور ہم خود اسبات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کریں تو ہم ایک عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کریں گے جسمیں چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہونگے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آویں اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اسیوقت ان کو بتلایا جاویگا عربی زبان میں بیان کریں اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کو کہ مقابل پر حاضر ہونگے اپنی زبان میں بیان فرماویں پھر اگر منصفوں نے یہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربوں کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ ان کا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا کچھ جائے تعجب نہیں بلکہ اسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام ان کو دیئے جاوینگے لیکن اگر اسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنے ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی اور نالیاقتی سے ڈرکر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع بھی نہ دی کہ میں ایسے مقابلہ کیلئے حاضر ہوں تو ہم بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر عماد الدین صاحب تولد ثانی بھی پاویں تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتے پھر جس حالت میں وہ عربوں کے سامنے بھی بول نہیں سکتے اور فی الفور گونگا بننے کیلئے طیار ہیں تو پھر ان عیسائیوں اور آریوں کی ایسی سمجھہ پر ہزار حیف اور ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کر کے اس بےمثل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہیں کہ سید العرب پر نازل ہو کر عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے اتارا گیا اور معلقہ مذکورہ کے شاعروں میں سے جو شاعر اسوقت بقید حیات تھا وہ بلا توقف اس کتاب پر ایمان لایا پھر دوسرا افسوس یہ کہ اس نادان عیسائی کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ بلاغت حقیقی اس امر میں محدود نہیں کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل میں خواہ مخواہ مقدم رکھا جاوے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اسجگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنے میں کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر ابھی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتوں میں آویگا اور اب ہم سورۃ ممدوحہ کی دوسری آیتوں کو تفصیل سے لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ الحمد للہ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جسکا نام اللہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رذائل سے منزہ اور واحد لا شریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف میں اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اسمیں کوئی دوسرا شریک نہیں اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لا سکتا ہے وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے [illegible]

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ ہیں جو بادشاہانہ اور عیاشانہ حالات زندگی رکھتے ہیں اور وہ دنیا کا فخر، دنیا کی عزت اور املاک و دولت چاہتے ہیں اس قسم کی آرزوؤں اور تمناؤں اور ان کے پورا کرنے کی تدبیروں اور تجویزوں میں ہی اپنی عمر کھو بیٹھتے ہیں انکی آرزوؤں کی انتہا نہیں ہوتی کہ پیغام موت آجاتا ہے اب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قویٰ تو دیئے تھے انہیں قویٰ سے اگر کام لیتے تو حق کو پا لیتے اللہ تعالیٰ نے تو بخل نہیں کیا مگر انہوں نے قویٰ سے کام نہ لیا۔ یہ انکی اپنی بدبختی ہے نیک بخت اور مبارک ہے وہ شخص جو ان قویٰ سے کام لے بہت سے آدمی ایسے بھی ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اسکے اوامر کی پابندی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کفر ہے یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے وہ کوئی سرکاری محدود نوکریاں تو نہیں ہیں جو ختم ہو جائیں۔ بلکہ جو کوئی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کرلے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دیئے گئے ہیں۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

خدا نے جو ان کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہو سکتا ہے بلکہ بہت ہی سہل ہے ہاں اسکے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ راستی سے قدم رکھنے والا ہو اور اسکی راہ میں صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔ کوئی دکھ اور کوئی تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور ان باتوں سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہیں بلکہ پاکیزگی اور طہارت اختیار کرتا ہے اور گندی باتوں سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے ایک تعلق پیدا کرلیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی خدا تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکی پروا نہیں کرتا جیسے فرمایا ہے۔

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑے مشکلات نہیں ہیں میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے مشکلات آسان کر دیئے ہیں کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کریں چلے جائیں یا ناخن بڑھائیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلہ کشیاں کریں۔ یا ہاتھ خشک کریں اور چمگادڑ [illegible] مسخ ہو جائیں ان امور [illegible] کے اختیار کرنے سے وہ لوگ بخیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے مگر ہمارے سلوک کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کشادہ راہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ نہیں۔ بلکہ جہاں دعا سکھائی ہے وہاں سب کچھ موجود ہے چنانچہ اگلی سورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے جہاں فرمایا ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے طیار ہے۔

غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آنے ہیں وہ نور اور صدق اور وفا کے لوگ آنے ہیں کوئی شخص اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے۔ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شایع کر دی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں حصہ نہیں ملیگا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور کوئی تلاش کرنیوالا اور طلب کرنیوالا محروم نہیں رہا اسلئے تمہیں چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگو اور اسکے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کیلئے کئی موقعے ہیں رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ وغیرہ۔ آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب و عشاء اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقعے ہیں۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب بچہ روتا ہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اسکو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کیساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور اس پر رحم کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں لاتے ہیں اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کبھی نہ کہتے جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔ ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اسکے حضور پاک دل لیکر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپکو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور انہیں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر انکے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائید کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے پھر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا وہ وہ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل و کرم کا انسان کیلئے طیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے کیلئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا اور یا سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں مگر نہیں یہ بات نہیں ہے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جسطرح ایک طرف روٹی کا سامان ہوا دوسری طرف آنکھ زبان۔ دانت اور معدہ دیدیا اور جگر اور امعاء کو کام میں لگا دیا۔ اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھ دیا اگر اندر ہی کچھ نہ جائیگا تو دل میں خون کہاں سے آئیگا۔ کیلوس کہاں سے بنیگا۔

اسیطرح پہر سب سے اول اسنے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپکو خاتم النبیین ٹھہرایا اور قرآن شریف ایسی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی اور اب قیامت تک نہ کوئی کتاب آئیگی اور نہ کوئی نیا نبی شریعت لیکر آئیگا پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہیں انسے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کیطرف قدم نہ اٹھائیں تو کسقدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورۃ میں ہمارے لئے کسقدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے اس سورۃ میں جسکا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اسکے حصول کی کیا راہ ہے۔ ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ ایاک نستعین کے بغیر پورا نہیں ہوتا ہے لیکن ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہانتک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اسکے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اسکی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کیلئے دعا کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اسکی طلب ہے جسکو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہمکو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی اور جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے اسقدر اسکا تکرار ہی اسکی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبانی طوطے کیطرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہئے اور تعویذ کیطرح مد نظر رہے اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کرے گا اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائیگا جو اسکو دیگئی ہیں۔ اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہئے کہ قرآن شریف

کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس ایک جگہ تو یہ فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہداء اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ ان کمالات کو حاصل کرنے کیلئے جہاں مجاہدہ صحیح کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔

میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظایف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور بجا کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالےٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آ سکتا چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

> خلاف پیمبر کسے رہ گزید
> کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
>
> محال است سعدی کہ راہِ صفا
> توان رفت جز بر پئے مصطفیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو تو چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کیطرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بیفایدہ ہیں انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور آرہ کے ذکر کریں۔ اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے اللہ تعالےٰ نے اسوہ حسنہ فرمایا۔

وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو ایک ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہ ہو اور ہر ایک نیکی کی کوشش کرو۔ **غرض** منعم علیہ لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم میں جسکی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئیے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

ان کمالات میں سے جو منعم علیہم کو دئیے جاتے ہیں پہلا کمال نبوت کا **کمال** ہے جو بہت ہی اعلے مقام پر واقع ہے ہمیں افسوس ہے کہ وہ الفاظ نہیں ملتے جنہیں اس کمال کی حقیقت بیان کر سکیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر کوئی چیز اعلیٰ ہو اس کے بیان کرنے کے واسطے اسیقدر الفاظ کمزور ہوتے ہیں اور نبوت تو ایسا مقام ہے کہ الشان کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے تو پھر یہ کیونکر بیان ہو سکے مختصر اور ناکافی طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل سانپ کی کینچلی کیطرح اس زندگی سے الگ ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہے اس پر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے لوگوں پر لیکن باوجود اس کے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر جا پہونچتا ہے جو **نقطہ نبوت** کہلاتا ہے اور جہاں وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔ یہ مکالمہ یوں شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس اور اس کے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر اسکا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اور اسی سے وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کی حالت ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکما اور بیکار نہیں رہتا ہے۔ اور نفس کلام سے بھی کبھی فارغ نہیں ہوتا ہے نفس اور شیطان سے ہی اسکا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہ ہو۔ بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل **خاموش** رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ خاموش نہیں ہوتا اسکا سلسلہ کلام اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ میں آپ خود لمبا کرتا ہے اور بے شرمی سے اسے لمبا ہونے دیتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ میں ہوتا ہے اور کبھی بیہودہ اور جھوٹی تمناؤں کے رنگ میں اور اس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا جبتک کہ اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اس قسم کے خطرات اور خیالات کا سلسلہ جو لمبا ہونے نہیں دیتا اور ایک معمولی خیال کیطرح آکر دل سے محو ہو جاتے ہیں وہ معاف ہیں لیکن جب اس سلسلہ کو لمبا کرتا ہے اور اس پر **عزیمت** کرتا ہے تو وہ گناہ ہیں۔ اور انکی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ (باقی آئندہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

(نمبر دوم)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے مضامین کے جواب میں جو طریق اختیار کیا ہے اسکی مجھے ہرگز توقع نہ تھی میں سمجھتا تھا کہ ایک مولوی بلکہ مولوی فاضل کہلانے والا انسان **حق گوئی** کیلئے ضرورت جرأت کریگا مگر میری امید اور قیاس کے خلاف نتیجہ نکلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حق پوشی کیلئے وہ کوشش کی ہے جسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ دیانت داری اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ وہ میرے جوابی مضامین کو اہلحدیث میں چھاپ دیتے اور پبلک کے فیصلہ کیلئے چھوڑ دیتے یا اگر جواب ہی دینا تھا تو کم از کم میرے مضمون کو درج تو کر دیا جاتا۔ اس قسم کی چالاکیوں کا راز اب مجھے طشت از بام کرنا پڑا۔ مولوی صاحب اب اگر **انصاف** اور حیا کو ہاتھ سے دے نہیں بیٹھے تو اصل مضامین کو درج کریں اور پھر اپنے ہی خریداروں سے فیصلہ پوچھ لیں کہ **شاہت الوجوہ** کا مصداق کون ہوا ہے۔

ایک اور چالاکی ابو الوفا صاحب نے یہ کی ہے کہ بجائے جواب الجواب لکھنے کے نئے اعتراضوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ مگر وہ انشاء اللہ العزیز دیکھ لیں گے کہ آخر انہیں تھک جانا پڑیگا میں اب سلسلہ وار انکی ان ابلہ فریبیوں اور چالاکیوں کو طشت از بام کرتا ہوں۔

پہلی ابلہ فریبی۔ ۲۰ جنوری ۱۹۱۵ء کے اہلحدیث میں جو لیڈر کرشن منتہی اعتراضات کے جواب میں لکھا تھا۔ اسکا جواب میں نے ۱۰ فروری کے الحکم میں مفصل دیا ہے۔ لیکن اس کا جواب الجواب جو ۱۰ مارچ ۱۹۱۵ء کے اہلحدیث میں لکھا ہے۔ اس کا ایک پیراگراف بھی پورا اس جواب الجواب میں نہیں درج کیا۔ اور نہ کسی امر کا کوئی جواب دیا

اس کا ثبوت

۱۔ ۱۰ فروری کے الحکم میں ھو سمّٰکم المسلمین سے استدلال کر کے اہلحدیث نام کی سند پوچھی تھی۔ کہ قرآن کریم کی کس آیت سے مستنبط کیا ہے؟ اس کا جواب آجتک نہیں دیا۔ ۲۷ جنوری کے لیڈر میں بھی کوئی آیت پیش کی اور اب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیسکا۔

۲۔ اہلحدیث کی جو ترکیب اور معنے ۲۰ جنوری کے اہلحدیث میں بیان کئے تھے اس کے مطابق میں نے لکھا تھا کہ ان معنوں کے لحاظ سے تم سچے اہلحدیث نہیں بلکہ ہم ہیں۔ چنانچہ میرے لفظ یہ ہیں "میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپ نے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ" اس کے بعد میں نے چند سوال کئے تھے جو ان کے اہلحدیث نہ ہونیکو ثابت کرتے تھے۔ ان کا کوئی جواب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا اہلحدیث نہ ہونا تسلیم کر لیا ہے اور یا خدا تعالیٰ نے انہیں ان امور کے تسلیم کرنیکی توفیق دی ہے۔

دوسری ابلہ فریبی۔ ۲۰ جنوری کے اہلحدیث میں اہلحدیث کے معنے یہ لکھے ہیں "پیغمبر علیہ السلام کے قول و فعل پر عمل کرنے والے" لیکن اب ۱۰ مارچ ۱۹۱۵ء میں اسکا خلاصہ یہ بتایا ہے۔

> "ہم اہلحدیث ہیں کیونکہ اہلحدیث کے معنے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل کرنیوالے"

ان دونوں فقروں میں جو فرق ہے اس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اصل مذہب کا پتہ لگتا ہے۔ اور اس فتوی کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اس سے ۱۰ مارچ کے اہلحدیث والا بلا سند ہو سکنے پر شایع کیا گیا تھا
کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل ہی ناممکن ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز ہرگز دعوی نہیں کر سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات طیبات بلا واسطہ اس تک پہونچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث سے بھی منکر ہے۔ کوئی ایسی حدیث اسے نہیں ملی جسمیں کسی دوسرے شخص کا واسطہ نہو۔ یہ ذو معنی فقرہ اسنے اس اصل کو چھپانے کیلئے لکھا ہے مگر یہ اعتقادی مذام چھپ نہیں سکتا۔ اگر وہ اہلحدیث کی راہ سے یہ کہے کہ اس سے مراد عرفی تقلید ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ مجرد اہلحدیث نام ہی مشہور اہلحدیث لوگوں نے اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ کا مقبولہ روحانی منصف اور نیرنجل اور لاٹ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی اس تازہ تحریر میں جو اس نے اپنے روحانی فرزند ثناء اللہ کی تنبیہ کیلئے لکھی ہے وہ **اہلسنت والجماعت** پورا نام تجویز کرتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب **سُنت صحیحہ** کو چھوڑتے ہیں۔ جس کا ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں ذکر تک نہیں۔ **اہلسنت اہلحدیث** کیلئے یہ ایک قابلقدر مقام ہے۔ کیونکہ یہاں صرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلمات کو ہی لیا ہے اور وہ بھی بلا واسطہ فعل چھوڑ دیا ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ترک کیا ہے۔ اور اسکا بہتر ہو کر ۱۰ فروری کے الحکم میں مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **ایک فعل** پیش کیا تھا جو انپر زد تھی پس اس سے بچنے کیلئے ترک فعل ہی کر دیا۔ **چلو چھٹی ہوئی۔**

تیسری ایلہ فریبی۔ حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں ان الفاظ میں مجھ سے سوال کیا گیا تھا

"آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راستباز سے بتاؤ کہ مرزا جی نے جسوقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درختوں پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

مینے اس کا جو کچھ جواب دیا ہے اسے **الحق** ناظرین کیلئے الحکم ۱۰ فروری سے یہاں نقل کر دیتا ہوں

مین تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو نہایت دیانتداری اور راستبازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راستبازی سے قبول کر لینگے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمان مومن کا کام نہیں ہے مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اب انکے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجئے مولوی فاضل صاحب سنیئے اور اگر خدا ترسی ہے اور مر کر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکو قبول فرمائیے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں **حضرت کرشن** علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا کبھی بھی مینے اس ناپاک اعتراض کا حضرت **کرشن** کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **کرشن** کو راستباز اور **مقرب بارگاہ الٰہی** سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریر و تقریر میں عام ہے اسلئے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں۔ سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اسمیں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اُس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نتھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اسمیں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ"

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے آپکو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شایع ہوا اور اس لاہوری لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپ نے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۸ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ **کرشن** درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اسمیں کیا **شک ہے** کہ وہ دونوں بزرگ **خدا رسیدہ** اور اوتار تھے **خدا کی نورانی تجلی انپر اتری تھی اسلئے وہ اوتار کہلائے۔"**

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راستبازی ایمانداری اور انصاف آپکے لئے کیا حکم دیتا ہے۔ اگر ابھی کسر ہو تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق ملجاوے نسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت نے شایع کی تھی اسکے صفحہ ۴۲ پر راجہ رام چندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

اب منصف مزاج ناظرین خدا ترس دل لیکر بتائیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا کوئی حصہ بھی قابل جواب باقی چھوڑا گیا ہے! یقیناً وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں۔ مگر معزز ناظرین مینے جو لکھا تھا کہ کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راستبازی سے قبول کر لیں گے؟" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب نے وہی سر ہلا دیا کہ **میں نہ مانوں گا۔**

۱۰ مارچ کے جواب الجواب میں مجھے مولوی فاضل صاحب الزام دیتے ہیں

"بہت خوب بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہئے کہ کیا کر رہے ہیں مخالف کی مراد کو نہ سمجھنا اور جواب دینے کی کوشش کرنا بالکل دہرمپال کی سی کارروائی ہے"

مولویصاحب! کیا اب میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ سے نہ کہوں

"بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہئے کہ کیا کہہ رہے ہیں!"

وان لم تستحی فاصنع ما شئت

آپ کی حیا و شرم کا فیصلہ میں آپ کے ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں آپ اپنا دیا اعتراض اور میرا جواب الحدیث میں پورا چھاپ دیں پھر ناظرین اہلحدیث کو شرم نہ کرنیوالے کا پتہ خود دل بتا دے گا۔

اس لاجواب جواب پر جواب الجواب میں مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں کہ

"ہماری غرض یہی تو اتنی سی تھی کہ جو کچھ تمہنے کرشن جی کی نسبت اعتقاد بدلا ہے وہ قادیانی کاہن ہی کے کہنے سے بدلا ہے ایک منٹ پہلے ہو یا ایک سال پہلے تو آخر ثبوت اسکی صلاحیت بلکہ نبوت اور رسالت کا تمہارے پاس بجز اسکے تو کچھ نہیں کہ خود مدعی کے منہ سے نکلا ہے"

ناظرین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس جواب پر خوب نظر کریں اس تحریر نے انکی ساری حقیقت کھولدی ہے **علمی** بھی اور **عملی** بھی۔ اور میں خدا کے فضل سے دعوی سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری اس تحریر کا ہرگز ہرگز کافی جواب نہیں دے سکینگے اور قرآن کریم کے الفاظ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں

وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

مینے ۱۰ فروری کے الحکم ہی میں صاف الفاظ میں لکھا ہے

"میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا"

اسمیں کوئی پیچیدہ جملہ نہیں۔ مجھے اور کل احمدیوں کو اس امر پر فخر اور ناز ہے کہ **نحن نقص** کے ماتحت برگزیدہ نہیں سے کرشن علیہ السلام کی سچائی کی خبر حضرت امام کے ذریعہ ملی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب **ایمانداری** اور **خدا ترسی** سے مجھے حضرت آدم حضرت موسیٰ۔ **حضرت عیسیٰ** حضرت **نوح**۔ حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء علیہم السلام جنکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے انکی نبوت اور رسالت کا **ثبوت قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو چھوڑ کر بیان کریں جو ثبوت وہ پیش کرینگے اسی بنا پر میں حضرت کرشن کی راستبازی اور اصطفا کا ثبوت دونگا!**

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض اس بنا پر انکو راستباز تسلیم نہیں کیا کہ قرآن کریم نے انکی تصدیق کی ہے وہ خارجی ثبوت کیا رکھتے ہیں ذرا پیش تو کریں۔ اگر کوئی خارجی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا مولویصاحب ان انبیاء علیہم السلام کے وجود سے بھی منکر ہونگے۔

اے نادان مولوی! کیا اس واقفیت پر تو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا مدعی اور ہمچو ما دیگرے نیست کے دعوے کرتا ہے تو اتنا نہیں جانتا کہ راستباز راستبازوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں پہلا کام انکا یہی ہوتا ہے + (باقی آیندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط جو سعادۃ اور شقاوۃ میں سچا فیصلہ کرنے والا ہے

قبل اس کے کہ میں اس خط کو نقل کروں چند باتیں بطور تمہید کے لکھنی ضروری سمجھتا ہوں ممکن ہے کہ بعض کمزور اور سنن الٰہیہ سے ناواقف دل اعتراض کریں کہ ایسا خط شائع کرنا کیوں ضروری سمجھا گیا بلکہ اس کا اخفا بہتر تھا۔ مگر میرا یہ مذہب نہیں۔ مجھے ہر امر میں قرآن شریف کے اسوہ کی پیروی کرنا بہت پیارا معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب نے بعض واقعات اور امور کو اپنے اندر لیا ہے جن کے وجود اور قیام سے مومنین کے لیے عجیب فوائد اور مصالح کی بنیادیں پڑی ہیں۔ اگرچہ حقائق ناشناس پست ہمتوں نے ان ہی پر حکمت باتوں کو ہدف اعتراض بنایا۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مامور من اللہ کی ہر عظیم الشان اور پر حکمت بات اور واقعہ کو مکتوب کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے نبیوں اور مصلحوں نے کبھی نکتہ چینوں اور ان کی یاوہ گوئیوں کی پروا نہیں کی مصلحت عامہ کی غرض کو ملحوظ رکھکر فرمایا جو کچھ فرمایا اور اپنے برگزیدوں اور خلیفوں کو اُسی پر چلایا جس طرح چاہا۔ نکتہ چیں زبانوں نے بڑی بڑی تیزیاں دکھائیں اور معترض قلموں نے حد سے زیادہ ریزہ کاریاں کیں مگر آخر کار زبانیں کٹ گئیں اور قلم گھس گئے یا یوں سمجھلو کہ زبانوں نے خاک چاٹ کر اپنی ہرزہ سرائی کا اعتراف کیا اور قلموں نے ناک رگڑ کر اُسی کو حق تسلیم کیا جس پر سرکشی اور شتابکاری سے حرف رکھا اور زہر اُگلا تھا۔ اللّٰہُ اکبر کیا ہی سچی اور پر شوکت بات ہمارے رب علیم کی ہے ن۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ٥

اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئے گا ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے جو اُنہوں نے حضرت حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام کے مصارف پر کیا۔ اُس نے سادگی اور نیک نیتی سے چند دوستوں کی زبان بنکر ایسی جرأت کی ہم جانتے ہیں اور بصیرۃ اور تجربے سے یقین رکھتے ہیں کہ سادگی اور ناواقفیت کبھی کبھی ایسے امر کا ارتکاب کرتی ہے اور دل مخالفانہ رنگ اور اعتراض سے برف کی طرح سفید اور پاک ہوتا ہے۔ ہاں ہمیں شک نہیں کہ ایسے وسوسوں کی جڑ ناواقفیت حقائق کلام اور کامل معرفت ہوتی ہے۔ پر معرفت اور لذیذ ایمان خدا تعالیٰ کے مامور کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جس کے سامنے وساوس اور اوہام کی تاریکی کبھی ٹھیر نہیں سکتی قرآن کریم کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو کسی پر حکمت قول یا فعل کے نہ سمجھنے کے سبب سے کسی وقت گھبرا اُٹھے اور شتابکاری سے زبان اعتراض کھولدیتے مگر اُن کی نیک نیتی اور پاکیزہ فطرتی شفیع بنکر انھیں عنداللہ اور عندالرسول معذور ٹھیراتی۔ مگر ہم اس امر کو بڑے فخر اور ناز سے ظاہر کرتے ہیں کہ لمبی معیت اور صحبت کا شرف حاصل کرنے والے صدیقوں سے ایسی حرکت کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اُس کے خلیفہ اور مامور کی کسی بات اور فعل پر اعتراض کیا جائے اور نہ ہی فطرت سلیم اسے روا رکھتی اور اس مد میں اسکی گنجایش دیکھتی ہے اس پر حکمت امر کے اظہار کے لیے ہمارے نبی کریم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) امین فرمایا ہے۔ درحقیقت بات بھی یوں ہی ہے۔ ایک شخص اگر حقیر دنیائی ناچیز اور فانی امانتوں یعنی چاندی سونے اور تانبے کے چندوں کا سچا محل اور امین نہیں تو کیونکر فطرت سلیم اور عقل مستقیم اجازۃ دیسکتی ہے کہ ایمان۔ دل اور جان کی بیش قیمت امانتیں اُسکے سپرد کی جائیں اور اپنی تمام محبوبات اور شہوات پر اُس کی رضا کو مقدم رکھا جاوے۔ خلیفۃ اللہ کیا ہے خدا کی ایک کل۔ یا مردہ بدست زندہ۔ وہی جس کا سچا نقشہ اس آیت نے دکھایا۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ بتاؤ اُسے کیا کہوگے جس کا جینا مرنا عبادت وغیرہ سب خدا کے لیے ہوگیا۔ وہ تو اپنے آپ سے مرگیا اور خدا میں اور اُس کے ساتھ زندہ ہوگیا۔ اب اسکی نہ اپنی کوئی خواہش ہے اور نہ اپنا کوئی ارادہ اور اختیار ہے۔ یہ مقام بڑا اعلیٰ اور یہ منصب بڑا عظیم الشان ہے اس کا سمجھنا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اسی مقام شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥ جس سعید اور مبارک قوم نے اس امر الٰہی پر عمل کیا۔ ان کی قوت معرفت کا کوئی اندازہ کرسکتا ہے میں دونوں پر قربان ہوں۔ اُس مبارک اور برگزیدہ جو برتی نور پیسا خدا میں کھو گیا کہ اُس کا اپنا کچھ نہ رہا یہاں تک کہ خدا نے گواہی دے اُٹھا کہ اب یہ سارا میرا اور میرے لیے ہے تم اسکے پیچھے ہو جاؤ میں تمہیں پیار کروں گا اور اُن پر بھی جنھوں نے پوری بصیرت اور کامل یقین سے اسے ایسا سمجھا اور موت تک اس ایمان پر قائم رہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے پیرایہ میں جیسے کہ اُس کی عادت قرآن شریف میں ہے اکثیر اس آیت سے (هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥) ایک سر بتایا۔ اُنھوں نے سمجھا اور خوب سمجھا۔ جزاهم الله عنا وعن الاسلام خيرًا۔ کیسی صاف بات اور عجیب بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اُس کے ضمن میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت سلیمانؑ کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر بادشاہ ہونے والے تھے فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہمنے تجھے دیا ہے ہماری عطا ہے ہمیں مخلوق کا دخل نہیں کہ کوئی تجھپر اعتراض کرنے کا حق رکھ سکے سو تو خواہ لوگوں کو بخشدے یا اپنے پاس رکھ اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ اللہ اکبر کیسی فطرۃ صحیحہ کی مطابقت ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بے اختیار جواب میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اثر اور معجزانہ اثر تھا کہ کبھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اوپرے آدمی کی ذری سی بات پر ایک وادی بکریوں کی عطا کر دی تو کوئی بھی معترض نہ ہوا کہ یہ بے محل اسراف ہے اس لیے کہ وہ آپ کو خدا سے حکیم کا حکیم رسول مانتے تھے ٭

میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس ایمان کی جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا کوئی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ نہ بنی اسرائیل میں اسلیے کہ توریت اُن کے شکوہ سے یوں پُر ہے جیسے ایک آبلہ پانی سے یا ایک سڑا ہوا پھوڑا بدبودار پیپ سے۔ وہ بار بار اپنے نبی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نکتہ چینیوں اور شرارتوں سے ایذا دیتے تھے نہ عیسویوں میں اس لیے کہ اُن کی قوت معرفت اور محبت اُن کے آخری فعل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو اُنھوں نے اپنے آقا کے ساتھ اُس نازک گھڑی میں دکھائی جبکہ بیگانوں کی آنکھیں بھی خون رو دیتی ہیں ٭

آج اس مادہ پرست دنیا میں جس میں ایک ایک فرد بے قید حریت کی بدبو دار ہوا سے بالشت اوپر چڑھا ہوا ہے ایسے ایمان کی کیفیت کا سمجھنا آسان بات نہیں کہ ایک شخص کی ہر بات اور ہر فعل کو خدا کی بات اور فعل مانا جاوے اور خواہ اُس کا کوئی قول یا فعل سمجھ میں آوے یا نہ آوے اُسے واجب العمل سمجھا جاوے۔ مگر فلاح اسی میں ہے اور قوم اسی طرح بنتی ہے۔ اسلام نے اسی اصل محکم پر ایک قوم بنا کر دکھائی ہے آج کے سرکش اور بیباک لوگ جن کا جھوٹا نام آزاد اور مہذب ہے اُن کی جاہلیت کے زمانہ سے بڑھ کر بیباک نہیں۔ یہ ہندوستان کی تاریک اور پامال مٹی کے فرزند۔ خدا سے مہجور اور بے نور ان میں حوصلہ ہی کیا اور ان پدیوں کا شور پا ہی کیا وہ صحرائے عرب کے آزاد فرزند۔ بات کی تیج پر کٹ مرنے والے ابلیس کی طرح کسی کے آگے کبھی سر تسلیم جھکانے والے کیسے ایک شخص کے آگے سر بسجود ہوئے اور اس سے وہ کچھ پایا جو نہ موسائیوں نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی سے پایا اور نہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی پیروی سے مبارک وہ جنھیں یہ ایمان اور عرفان عطا ہو ٭

وہ خط یہ ہے

مجبی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک مدۃ سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی اُن کا بقیہ باقی ہے میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔

آپ کے پہلے خط کا ماحصل جسقدر مجکو یاد ہے یہ ہے کہ میری نسبت آپ نے ...... کی جماعت کیطرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ

(مہرالدین)

کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ اسی روپیہ میں سے باغ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جنکو میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اسکا رد لکھوں۔ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اسکے خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ .... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ لنگر کے بعد ہم .... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور اُنپر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبّہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دلمیں مخفی رکھتا ہے اسکو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔ **یہ کام خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور اسطرح وہ میرے دلمیں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح درست ہو یا غلط میں اسیطرح کرتا ہوں لیکن جو شخص کچھ مدد دیکر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسیکی بھی پروا نہیں۔** اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں **تو وہ جسنے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دیگا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی** جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے **یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ** یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کریگا تیری وہ مرد مدد کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کرینگے اور الہام کرینگے پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کیطرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں **بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں** اور کیا وجہ کہ انھیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دیسکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے **مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں** اور میرے تمام کاروبار خواہ اُنکو سمجھیں یا نہ سمجھیں اُن پر ایمان لاتے اور اُنپر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسیکو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دلمیں رکھتا ہے اُسپر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسیکی پروا نہیں جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے جو مجھپر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموال غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپکو دوبارہ لکھتا ہوں کہ آیندہ سبکو کہدیں کہ تمکو اُس خدا کی قسم ہے جسنے تمھیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں انکا شریک ہے کہ ایک حبہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی عمر تک ارسال نہ کریں پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا۔ اب قسم کے بعد میرے پاس نہیں کہ اور لکھوں

خاکسار مرزا غلام احمد

اگرچہ خط اس قابل ہے کہ کھول کھول کر اُن فوائد اور مصالح کو بیان کیا جاوے جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ رشید اور سعید دل خود ہی مستفید ہو جائینگے۔ اس سے استفادہ اور عدم استفادہ کو خدا تعالیٰ کی مشیت اور قلوب کی سعادۃ اور شقاوۃ کے حوالہ کرکے آخر میں چند باتیں گذارش کرنی مناسب سمجھتا ہوں۔ جیسے اُن صحابہ سے ہمیں دین کا بہت سا حصہ پہنچا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے اندرونی اور بیرونی واقعات اور احوال پر پورے واقف ہوکے آپ کی سچائی اور سیرۃ کے گواہ ٹھہر گئے۔ میرے دل میں بڑی یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ لوگ جو اسرار نبوۃ اور مصالح ماموریت کی نسبت کوئی شبہ یا وسوسہ دل میں رکھتے ہیں خواہ وہ مخالف ہیں اور خواہ سادہ ناواقف ہوں اور نیک نیتی سے کسی امر کی سچائی اور اصلیت پر آگاہ ہونا چاہتے ہوں وہ اسی منہاج اوّل کے موافق اُن لوگوں کی طرف رجوع کریں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمانیت سے حضرت موعود علیہ السلام کا شرف صحبت اور فخر معیت بخشا ہے۔ پھر انکی گواہی پر اُسی طرح ایمان لاویں جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کی گواہی پر ایمان لائے ہیں۔ اور درحقیقت اس سے چارہ نہیں اور حق بھی اسی میں ہے۔ سنۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جزوی و کلی حالات سے واقف وہی ہوتے ہیں جو محبت اور صدق اور حسن ظن سے مدۃ دراز تک مامور کی صحبت میں رہتے ہیں۔ مخالف اور عدو کو کہاں نصیب ہوتا اور موقعہ ملتا ہے کہ وہ راست بازوں کی صحبت میں رہے۔ آخر وہی احباب اور اصحاب مامور کی صداقت اور صدق کے گواہ ٹھہرتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مامور کی نسبت اُس کے مخالفوں کی گواہی کو کبھی کسی زمانہ میں قابل اعتماد سمجھا گیا ہو۔ فطرت سلیم بھی فتویٰ دیتی ہے۔ مگر تعجب ہے ایک یورپین پادری ولیم میور پر جو اسبات کا پیاسا ہے کہ کیوں ابوجہل اور اُس کی پارٹی کی گواہی حضرۃ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قبول نہیں کیجاتی تعجب یہ ہے کہ یسوع کی نسبت اُن کے ہمعصر اور ہم قوم بنی اسرائیل کی گواہی منظور نہیں کرتا۔ اس سے کچھ کم تعجب مجھے شیعوں کے مقتدا اور مایہ ناز یا غارت کن ایمان علاء حلّی پر ہے جو ابوبکر صدیق (علیہ السلام) کے مقابل مسیلمہ کذاب اور حضرت عمر فاروق (علیہ السلام) کے مقابل اُس خبیث قاتل کی جنبہ داری کرتا اور اُن کی گواہی کو حق اور اُن کے فعل کو موزون کہتا ہے۔ پھر مجھے کچھ تعجب اس زمانہ کے مولویوں اور اُن کے ممسوخ فطرت مقلدوں پر نہیں جو اُن آباء کے نقش قدم پر چلکر حضرت موعود کے مخالفوں کی گواہی لیتے ہیں اور اصحاب سے پوچھنا کفر سمجھتے ہیں۔

کیا یہ تاسف اور تعجب کی بات نہیں کہ دور اور مہجور دشمنوں کو جنھیں کبھی بھی مامور کی صحبت میں رہنا نہیں ملا۔ حضرت مامور کی وہ باتیں نظر آجاتی ہیں جو خلوت اور جلوت کے حالات سے واقفوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ مامور کی جیسی بری اور بھیانک تصویر وہ کھینچتے ہیں درحقیقت اگر وہی شکل اور وہی ہیئت کسی کی ہو تو اُس سے تو پاس والے ہزاروں کوس دور بھاگیں چہ جائیکہ اس کے قرب و معیت کو رات دن خدا تعالیٰ سے اپنی نماز میں مانگیں۔ وہ جو خدا تعالیٰ کے لیے ہر محبوب و مالوف شے سے ہجرۃ کرکے اس کے قدموں میں زندگی بسر کرنا خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب یقین کرتے ہیں کیا وہ اُس تصویر پر جان اور مال قربان کرتے ہیں جسے دشمنوں نے اپنی پر شقاوۃ البموں میں رکھا ہوا ہے۔ نہیں نہیں اصلی تصویر وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصحاب پر منکشف ہوتی ہے۔ اسی دلربا پر جذب تصویر کی کشش سے وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اُس کے قدموں پر نثار کرتے اور اُسپر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اُنھیں یہ توفیق ملی۔ آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان چند سطروں میں برکت ڈالدے اور بہت سے دل ان سے فائدہ حاصل کریں ✦

خاکسار عبد الکریم۔ قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

ایک مناسب درخواست اور تحریک

کسی قوم میں ملیّت اور وحدۃ پیدا کرنے کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس قوم کے افراد باہم رشتہ داریاں قایم کرکے اس **اخوۃ** کا عملی ثبوت دیں جو کسی امام و مامور کے ماتحت ہو کر وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ ایسی زبردست ضرورۃ ہے کہ خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکو محسوس کیا اور ایک اشتہار ۷ جون ۱۸۹۸ء کو شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی عنایات سے ہماری جماعت میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اسلیے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لیے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر سے بچانے کے لیے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارہ میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُنسے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہوگئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اس جماعت میں داخل نہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں

...میں پرہیزگاری میں ممتاز ہیں بعض رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔

...ہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہے۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں الآخرہ"

یہ حضرت حجۃ اللہ کا ارشاد ہے جو اس ...ارمیں شائع ہوا تھا۔ قوم کو قوم بنانے ...یہ ضروری اور کارگر نسخہ ہے مگر میں ...ہوں کہ ابھی تک ہم لوگ ان امور کی ... اور تکمیل سنت میں بہت کمزوریاں ظاہر ...تے ہیں۔ اکابران امت مثل حضرت مولانا ...نورالدین صاحب و حضرت مولانا مولوی ...کریم صاحب ایسے امور میں ایک بہترین ...اور مشیر کا کام دینے کو خدا کے فضل سے ...ہیں۔ لیکن ابھی تک پرانی رسوم پر ہم ...ہیں سو اصل معیار تقویٰ و طہارۃ کو چھوڑ کر ...اور ہڈی کی تلاش ہمارے سامنے رہتی ... اور دولتمند اور مفلس کا سوال ہمارے ...نظر۔

الحکم میں پچھلے دنوں شیخ غلام احمد صاحب ...اور میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش ...کے متعلق شادی کی درخواست کے متعلق ...نوٹ شائع کیے تھے لیکن مجھے تعجب ہوا کہ ...توجہ نہیں ہوئی حالانکہ شیخ صاحب ایک شریف ...خاندان کی یادگار ہیں اور محض خدا کیلیے اپنی ...برادری سے الگ ہوئے ہیں اور پھر محض خدا ...کی رضا کے لیے حضرۃ اقدس کی صحبت میں ...کے لیے یہاں دارالامان میں رہتے اور ...قوت بازو سے اپنی ضروریات کے لیے سامان ...پہنچاتے ہیں مگر محض اس خیال سے کہ وہ تیر...کرتے ہیں شاید کسی بزرگ کو توجہ نہیں ہوئی۔ ...ہی میاں رحمت اللہ صاحب جنکو میں ذاتی طور ...واقف ہوں ایک شریف زمیندار تجارت پیشہ ...اور معقول آمدنی رکھتا ہے لیکن سبزی فروشی ...ان کے لیے کسی بھائی کو تعلق پیدا کرنے سے مانع ... خدا کرے میرا قیاس غلط اور محض غلط ہو۔

لیکن اگر یہ راست ہو تو بہت افسوسناک امر ہے۔ قومی ضرورتیں قوم ہی میں پیش ہونگی اور قوم ہی کو ان کا انتظام کرنا پڑے گا۔ میری رائے میں مولانا مولوی نورالدین صاحب اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب افراد قوم کو ایسے مشوروں کے لیے بہترین مشیر ہوسکتے ہیں اگر قوم فائدہ اٹھانا چاہے۔

اس تحریک کی تمہید ایک اپنے بھائی کی درخواست پر لکھنے کی ضرورت پڑی۔ جنھوں نے اس ضرورت کے لیے مجھے خط لکھا ہے اور اخبار کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہا ہے انکی درخواست بہت مناسب اور ضروری ہے اسلیے میں اپنے الفاظ میں اسے درج کر دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کوئی سعید بھائی جسکو خدا تعالیٰ نے ایسا تعلق پیدا کرنے کے لیے موقع دیا ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ خصوصاً ضلع ہوشیارپور اور جالندھر میں ہمارے احمدی راجپوت بھائی اچھا موقع رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ میانمیر جو پچھلے دنوں سمالی لینڈ کی مہم سے واپس آئے ہیں اور جن کے درجہ اول میں مستقل کیے جانے کی سفارشیں انکے افسران اعلیٰ نے کی ہیں ایک شریف راجپوت بھٹی خاندان کے جو کوٹ بھٹیاں ضلع گورداسپور کے باشندہ ہیں انکی عمر اسوقت ۲۷ سال کی ہے اور ... ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اپنے والدین کے گھر اکلوتے لڑکے ہیں اور انکے چار گھماؤں اراضی کے واحد وارث ہیں یہ ظاہر ہے کہ ایک لائق۔ شریف خاندانی اور پھر خدا کے فضل سے معقول حیثیت لڑکا ملنا آسان نہیں ہوتا۔ اسلیے انکے رشتہ دار وغیرہ ایسی تقریب کے لیے اکثر لوگ فخر کے ساتھ خواہشمند ہیں مگر وہ صرف اپنی جماعت میں ایسا تعلق کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی بیوی ابھی ہے مگر وہ عارضہ سل میں مبتلا ہے اور اس کی حالت نازک ہے۔ اس بنا پر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت میں ایسا تعلق پیدا کریں۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ لڑکی مغل راجپوت یا پٹھان قوم سے ہو۔ عمر میں ۱۵۔ یا ۱۶ سال سے کم نہ ہو۔ ما طاب لکم کے ماتحت حسن خلق و خلق رکھتی ہو۔ صحیح البدن ہو۔ خاندان میں کوئی متعدی مرض نہو۔ خندہ پیشانی بلند بالا ہو اس کے تین چار بھائی ہوں۔ مستورات کی ضروریات اور فرائض خانہ داری سینا پرونا وغیرہ سے واقف ہو۔

ضروری تعلیم سے واقف ہو۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور دوسری مذہبی کتب اردو زبان میں پڑھ سکتی ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔

جو صاحب ڈاکٹر صاحب سے اس معاملہ کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ میانمیر کے پتہ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

تربیت اولاد پر حکیم الامۃ

۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو قریب شام مجھے حضرت حکیم الامۃ کے حضور شرف ملازمت حاصل تھا باتوں ہی باتوں میں اسمات پر ذکر آگیا کہ آپ عبدالحی کو بہت آزاد رکھتے ہیں اور اسکو کبھی تنبیہ نہیں کرتے۔

فرمایا۔ میں اسکو مناسب تنبیہ تو کرتا ہوں اور اپنے طرز پر کہ اسے ذرا بھی ناگوار نہیں ہوتا اور وہ اصلاح کرلیتا ہے لیکن بچوں کو مارنا پیٹنا یہ میں بالکل نامناسب سمجھتا ہوں اسکے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں جو میں اسکو کھلا چھوڑ دیتا ہوں

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی تکریم کرو اس لیے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے بچوں کو زدوکوب سے پرورش نہیں کیا

(۳) پھر میں یہانتک بھی پاتا ہوں کہ عہد رسالت میں بچوں کو ہرگز نہیں مارا جاتا تھا۔

(۴) جبکہ شریعت اور خدا تعالیٰ نے انکو ابھی مکلف نہیں کیا تو ہم کون ہیں جو مکلف کرسکیں۔

(۵) عبدالحی اللہ تعالیٰ کی ایک آیۃ ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے موافق ہوا ہے۔ آیۃ اللہ کی بے حرمتی اچھی نہیں۔

(۶) خود حضرت اقدس علیہ السلام کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچوں کو زجر و توبیخ نہیں کرتے۔ میں نے خود سنا ہے کہ جب کبھی ام المومنین نے کسی بچہ کی کوئی شکایت کی ہے تو فرمایا ہے "کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسکی فطرۃ اس سے کیا کراتی ہے میں دعا کروں گا"

(۷) اولاد کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ نیک ہو تاکہ ہمارے لیے دعائیں کرنیوالی ہو لیکن اگر شروع ہی سے ہم ان کے دل میں اپنے لیے بغض پیدا کرلیں گے تو وہ دعائیں کرنیوالی ہونگی یا بد دعا کرنے والی۔

(۸) میری اور میرے بھائی بہنوں کی تربیت کبھی اس رنگ سے نہیں ہوئی میرے والدین ہم سب پر اور مجھ پر بہت ہی بڑی عنایت اور شفقت کیا کرتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لیے وہ کبھی بڑی سے بڑے خرچ کیلیے بھی آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے بلکہ بڑی خوشی سے ادا کرتے تھے میں نے کبھی اپنے والد یا والدہ ماجدہ سے کوئی گالی بچوں کو نہیں سنی بلکہ والدہ صاحبہ جنسے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسیکو گالی دیتی تھیں تو وہ یہ گالی دیتی تھیں محروم نہ جاویں۔

(۹) جب ہم خود باوجودیکہ اسقدر عمر ہوگئی ہے اور بہت کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے) بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو جنکو کچھ بھی واقفیت اور علم نہیں اگر غلطی کر بیٹھیں تو اسپر اسقدر غصہ اور غضب کیوں ہو۔

(۱۰) غلطیوں اور فروگذاشتوں پر دعا کرنی چاہیے حضرۃ اقدس علیہ السلام گھر میں ایکدفعہ فرما رہے تھے کہ لوگ جو کسی پر ناراض ہوتے ہیں مجھے حیرت ہے کیوں ناراض ہوتے ہیں کیا انھوں نے اسکے واسطے چالیس دن رو کر دعا بھی کی ہے اگر چالیس دن رو کر دعا کرے اور پھر بھی اسکی اصلاح نہ ہو۔ تو البتہ اسے ناراض ہونے کا موقعہ ہے۔

استفسار اور اُن کے جواب

(از حکیم الامۃ)

(۱) قبرستان کے لیے جو زمین وقف کی جاوے اس میں اگر کوئی شخص مسجد بناوے اور پھر اس مسجد کو پیچھے کیجانب محراب و منبر وغیرہ توڑ کر مال زکوۃ سے بنا سکتا ہے یا نہیں

الجواب مسجد کو پیچھے کیجانب یعنی قبلہ رخ ہٹانے کی ممانعت شرع اسلام سے ثابت نہیں بلکہ مسجد مکہ اور مسجد نبوی بھی ہر طرف سے بڑھائی گئی ہے۔ منبر محراب توڑنے کی ممانعت بھی نہیں ثابت نہیں قبرستانکو مسجد بنانا یا وقف کے خلاف ورزی کرنا تو ممنوع ہے مگر اسمیں بھی غور طلب یہ امر ہے کہ مسجد نبوی بھی جس مقام پر بنائی گئی ہے وہ بھی قبرستان تھا۔

مصرف زکوۃ میں مسجد کا بنانا ہرگز نہیں ہوسکتا لا تصرف الزکوۃ الی بناء المسجد و قنطرۃ و اصلاح طرق و نحوھا (عینی شرح کنز)

قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ اور آثار سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ زکوۃ سے مسجدیں بنائی گئی ہوں

(۲) سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں جو دو وعدوں کا ذکر ہے وہ کس قوم پر پورے ہوئے اور وقت آئے وہ کب آئے تھے اور مسلمانوں پر کب۔

الجواب قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں پر بھی یہ دو خطرناک وقت آئینگے بنی اسرائیل پر پہلی آفت حضرۃ داؤد و سلیمان کے عہد سلطنت کے بعد میں پڑی جبکہ بابل کے بادشاہ اور مشرق کے لوگ انکو قید کر کے لیگئے مسلمانوں پر یہ تباہی کا وقت عباسیوں کی سلطنت میں آیا جبکہ ہلاکو اور اسکی قوم نے انکی سلطنت کو بیخ سے کاٹ ڈالا یہ تو وعد اولٰہما کی تفسیر ہوئی دوسری دفعہ بنی اسرائیل پر مسیح کے وقت میں بڑی تباہی آئی جو مسیح کی مخالفت کا نتیجہ تھا اور وہ انکی مخالفت ہی اسکا باعث ہوئی۔

مسلمانوں کے لیے بھی یہ دو وقت سخت خطرہ کے ہیں ایکوقت تو ان پر عباسیوں کے عہد میں آچکا ہے اب دوسرا وقت جو مسیح موعود کی مخالفت کا نتیجہ ہوگا وہ اسکی پوری مخالفت پر موقوف تھا جسکا زمانہ مسیح موسوی کیطرح اسکے بعد اپنی مخالفت کا مزہ چکھانے کا یہ دو زمانے جو مسلمانوں پر آنے تھے ایک زمانہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور دوسرا آرہا ہے پھر جسطرح بنی اسرائیل پر مختلف تباہیاں آئی ہیں ایسے ہی مسلمانوں کو مختلف تباہیاں ان الفاظ میں بتائی گئی ہیں خسف بالمشرق خسف بالمغرب و خسف فی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ستیارتھ پرکاش کی اغلاط

سکرٹری سناتن دھرم کمار سبھا لاہور نے آریہ سماج کو چیلنج دیا کہ ستیارتھ پرکاش مین ۸۰ فیصدی غلطیان ہین اگر اسمین آپ کو شک ہو تو شاستر ارتھ کر لو۔ سناتن دہرم کمار سبھا لاہور آریہ سماج پر احسان کرے گی اگر ان غلطیون کو شائع کر دے۔

سوامی دیانند ناستک مشہور تھے

آریون کے مہاتما سرغنہ بابو منشی رام صاحب ۲۸ پھاگن کے پرچارک مین اپنی زندگی کے نشیب و فراز لکھتے ہوئے رقمطراز ہین کہ ان دنون کاشی مین انہین دنون مشہور ہوا کہ ایک بڑا ناستک آیا ہے جو دن کو مشعل اپنے دونون طرف جلائے رکھتا ہے اوسکے جادو کے تیج کے جو پنڈت روبرو جاتا ہے دب جاتا ہے۔ مجھ یاد ہے کہ ماتا جی ہمین ان دنون نہین جانے دیتی تہین۔ مبادا ہم دونون بھائی اس جادوگر کے پیچے مین نہ پھنس جاوین۔ گو جیون چرتر مین اوسوقت سوامی دیانند کا کاشی مین جانا درج نہین۔ لیکن پتا جی سے معلوم ہوا تہا کہ وہ شہرت سوامی دیانند کی تہی۔ بابو منشی رام جی ملاحظہ تو فرمایئے کہ جن سوامی دیانند کو آپ اپنا گرو خیال کرتے ہین ان کو آپکے پتا اور ماتا اور اہل کاشی ناستک اور جادوگر خیال کرتے تہے - اس موقع پر تو وہی مثل صادق آتی ہے - باپ نے ماری مینڈکی اور بیٹا تیرانداز - (سناتن دہرم گزٹ)

مدراس کے عیسائی

لالہ لاجپت رائے صاحب پلیڈر نے اپنے سفر جنوبی ہندوستان پر لیکچر دیتے ہوئے مدراس کے عیسائیون کا مندرجہ ذیل حال بیان کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ مین جغرافیہ سے ناواقف نہ تہا تاہم بعض بعض مقامات کی نسبت مجھے بالکل علم نہین تہا کہ وہ ساحل ملابار پر واقع ہین یا ساحل کارومنڈل پر۔ مدراس کا علاقہ بمبئی سے اُدھر ۲۰۰ میل سے شروع ہوتا ہے - جہاز کا سفر نسبتاً ریل سے سستا ہوتا ہے - ریل جلد کہا کر جاتی ہے - مدراس مین میز نے جو پہلا شہر دیکھا وہ منگلور تہا - یہان عیسائیون کی آبادی بہت ہے - گرجا گھر بیشمار ہین کرشچن کالج کا چرچ بہت بڑا ہے اسکے تمام در و دیوارون پر انجیل کے قصے اور کہانیون کے متعلق تصاویر نقش ہین اور ان واقعات و تلمیحات کے اظہار کے لئے کہین کہین انجیل کی آیتین بھی نیچے لکھدی گئی ہین - ان کے خوبصورت ہونے مین کوئی شک نہین ہے دکھن مین کتہلک عقاید کا رواج بہت ہے - پروٹسٹنٹ چرچ کے پیرو صرف خال خال نظر آئین گے - رومن کتھیلک چرچ کے مسیحیون کا طرز پرستش ہندون سے بہت تشابہ ہے دن کے وقت گرجاؤن مین بتیان جلائی جاتی ہین - اور پورانک ہندؤن کی طرح عیسائی بہی مورتون کے سامنے سر جہکاتے اور ڈنڈوت کرتے ہین - عیسیٰ کی مورتی کے سامنے دو زانو ہوکر اور مسیحی طریق کے سنتون کے سامنے ایک زانو ہوکر سر جھکاتے ہین یا کہڑی ہوکر ہاتہہ جوڑتے ہین - چرچ مین بہت جگہ پوتر جل دیوار و نیر رکہا رہتا ہے جو اوسکے چھینٹے اپنے سرون پر ڈالتے ہین - ہندون کی طرح چرچ مین جوتا نہین لے جاتے - بعض مورتون کے نیچے لکہا ہوا ہے کہ اگر یہان سجدہ کیا جائے یا اس کے سامنے بیٹھکر پوجا کی جائے تو سو رعائتین ملین گی - وعلیٰ ہذا القیاس - دیسی عیسائیون کو ہندون سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے اون کی طرز معاشرت ایک سی ہے ہندون کی طرح یگیوپویت پہنتے ہین - ذات پات کا خیال ویسا ہی دامنگیر ہے - عام پوشش دہوتی اور کوٹ ہے - ان مین بہی جوتا پہننے کا رواج نہین ہے - بعض بعض دوسرون کے ہاتہہ کا چہوا ہوا کہانا بہی نہین کہاتے - گاۓ اور سور کا گوشت تو قطعی حرام سمجہ لیا گیا ہے لیکن بہت آدمی ایسے نکلین گے جو بالکل گوشت کے استعمال سے پرہیز کرتے ہین - تیوہارون کے دن تو بالخصوص اس سے ذرا بہی سروکار نہین رکہتے - ایسی حالت مین ہندو و عیسائیون مین فرق اجنبی کے لئے ذرا دقت کا مضمون بن جاتا ہے - مذہبی فرق صرف اسقدر ہے کہ ہندو رام کرشن وغیرہ کی مورتین پوجتے ہین یہ عیسیٰ مریم اور سنتون کی مورتون کی پرستش کرتے ہین - نئے تہذیب کے علامات بہت کم نظر آتے ہین - رسم و رواج بالکل ہندون کی طرح ہین - جس طرح ہندؤن کے ہان مرنے کے وقت کی خیرات مہا برہمن لیتے ہین ویسے ہی پادریون کے ساتہہ سلوک کیا جاتا ہے - برہمنون کے ٹیکس کیطرح پادری بھی ان سے مذہبی معاوضہ وصول کیا کرتے ہین سند و تقاریب کیطرح اوقات مقررہ پر مذہبی رسم ادا کئے جاتے ہین - مجھے یہ کیفیت دیکھکر سخت تعجب ہوا مینے ایک عیسائی سے پوچہا - کیا تم آواگون مانتے ہو؟ اوس نے جواب کیون نہین؟ سوائے مورتیون کے تبدیل کرلینے کے اور وہان کوئی فرق نہین ہے - اگر آریہ سماج کے چند حامی وہان جاکر کام کرنا چاہین تو نکو بہ آسانی جلد واپس لاسکتے ہین - جو سوشیل دقتین یہان ہین وہ وہان نہین ہین - یہان کے عیسائی تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندون سے بالکل تعلق نہین رکہتے - مگر مدراسی کرشچن کی کیفیت جداگانہ ہے - رسومات وغیرہ سب بدستور ہین سوشیل رواج مین مطلق فرق نہین آیا ہے صرف اتنا کام ہے کہ بائبل کی جگہہ ویدا ون کے ہاتہہ مین دیدیا جائے اور عیسیٰ کی جگہہ پرماتما کا اشلوک سکھا یا جائے - اون کا عام لباس جیسا مینے پہلے عرض کیا ہے دہوتی - چہوٹا قمیض بنیان اور گلے مین دوپٹہ ہے - بعض بعض دہوتی کے سوا بدن پر کوئی کپڑا نہین پہنتے - حتی کہ طالب علم بھی اکثر ایسے ہی رہتے ہین - ایک موقعہ پر ایک میٹنگ منعقد تھی - اوسمین پانچسو ۵۰۰ آدمی شریک تہے سب کے سر اور پاؤن ننگے تہے مینے چند معزز آدمیون اسی وضع مین دیکھکر سمجہا برہمن ہونگے مگر بعد مین گرجا گھر مین شریک ہوتے ہوئے دیکھکر معلوم ہوا وہ عیسائی تہے - مشرقی ممالک مین جو مسیحی پادری ہندو کے بہکانیکے لئے آئے تہے اونکو جیسوئٹ

JESUITS

کہتے ہین سینٹ زیویر

ST: XAVIER

ان سب کا پیشرو تہا - ان لوگون نے عجیب طرز پر کام کیا بالعوض اسکے کہ کسی قسم کی مذہبی تردید کرتے بائبل کو سنسکرت مین ترجمہ کرکے پانچوین وید کے نام سے ان کے ہاتہہ مین دیا - اور سنسکرت کے مدارس قایم کردئے عیسائی تو ضرور بنالیا مگر یگیوپویت وغیرہ قومی رواج کو صدمہ نہین پہونچایا -

ایک سجادہ نشین کی پیشگوئی

(۲۵ - مارچ ۱۹۰۵ء)

عصر کی نماز کے بیشتر حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنے بڑے بہائی شاہ خلیل الرحمن صاحب سجادہ نشین سرساوہ کا خط سنایا جسمین انہون نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بطور پیشگوئی لکہا تہا کہ وہ جلد فوت ہو جائینگے اور انکی سلسلہ کا خاتمہ ہوجائیگا - اور یہہ بھی لکہا تہا کہ مین کشف قبور کرسکتا ہون اور کرا سکتا ہون اگر مرزا صاحب سچے ہین تو وہ بھی مجھے کشف قبور کرکے دکہائین وغیرہ (ملخصاً) -

حضرت اقدس نے سرسری طور پر اس کارڈ کو سن لیا پھر نماز عصر ادا فرمائی - بعد نماز عصر کوئی ایسی تحریک آپ پر ہوئی کہ آپنے صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو جن مسجد مین بلایا اور فرمایا کہ جو خلاصہ حسب ذیل ہے -

آپ انکو اپنی طرف سے ایک خط لکہدو کہ یہہ پیشگوئی جو آپنے کی ہے کہ میری تو برسون کی مراد بر آئی مین یہی چاہتا تہا کیونکہ اس سے سچائی کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن مہربانی کرکے اتنی تصریح کردو کہ کیا وہ (مرزا صاحب) آپ سے پہلے فوت ہونگے یا پیچھے تاکہ پھر اس پیشگوئی کو آپکی کرامت قرار دیکر شائع کردیا جاوے جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی اوسوقت دنیا دیکہہ لیگی

پس آپ اب ہرگز دیر نکرین بہت جلد اس امر کو لکہہ بھیجین اور کشف قبور کا معاملہ تو بالکل بیہودہ امر ہے جو شخص زندہ خدا سے کلام کرتا ہے اور اسکی تازہ بتازہ وحی اسپر آتی ہے اور اسکے ہزارون نہین لاکہون ثبوت بہی موجود ہین - اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مُردون سے کلام کرے اور مُردون کی تلاش کرے - اور اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ فلان مُردے سے کلام کیا ہے یہان تو لاکہون ثبوت موجود ہین ایک ایک کارڈ اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک روپیہ جو آتا ہے وہ خدا کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ ایک عرصہ دراز پیشتر خدا تعالیٰ نے فرمایا تہا کہ یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق اور ایسے وقت فرمایا تہا کہ کوئی شخص بہی مجھے نہ جانتا تہا اب یہ پیشگوئی کیسے زور شور سے پوری ہورہی ہے کیا اسکی کوئی نظیر بہی ہے؟ غرض ہمین کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم **زندہ خدا کو چھوڑ کر مُردونکو تلاش کرین؟**

ایڈیٹر الحکم - فی الحقیقت اگر **شاہ خلیل الرحمن صاحب** اپنی اس پیشگوئی مین سچے ہین اور خدا تعالیٰ سے انہون نے خبر اور علم پاکر ایسا لکہا ہے تو انہین مردانہ وار اس میدان مین قدم رکہنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر اس پیشگوئی کو شائع کرنا چاہئے ایسا کرنے سے وہ تمام سجادہ نشینون کی جو اس سلسلہ کے مخالف ہین **عزت** رکہہ لینگے - کیونکہ آجتک کسی بہی صوفی اور گدی نشین کو یہہ حوصلہ نہین ہوا ہے کہ وہ اس قسم کی پیشگوئی کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتہہ اپنے **زندہ تعلقات** اور اپنی قبولیت دعا کا ثبوت دیتا - پیشگوئی کرنا تو بہت بڑی بات ہے مینے تو بجز غلام دستگیر قصوری کوئی ایسا ہی مرد میدان نہین پایا جو خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر لکھ دیتا اور ایسی دعا شائع کردیتا کہ مین خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعاوی مین کذاب ہے اور مفتری علے اللہ ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ اے اللہ اگر مین اپنے دعویٰ مین کذاب اور مفتری ہون اور مرزا غلام احمد صاحب سچے ہین تو تو کاذب کو صادق کے سامنے موت دیکر فیصلہ کردے -

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

عفو تقصیر۔ خواجہ کرم داد صاحب جموں سے لکھتے ہیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے بذریعہ الحکم میں سب بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی کو مجھ سے کوئی رنج ہو تو للہ معاف فرماویں اور میرے لئے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں۔

یادداشت۔ ۷ مارچ ۱۹۰۵ء کا ۱۳ و ۱۴ صفحہ شائع نہیں ہوا تھا چنانچہ اسی نمبر میں اشارہ کیا گیا ہے پھر بھی بعض احباب طلب کرتے ہیں۔ اسلئے اس اطلاع کو کافی سمجھا جاوے۔

توسیع اشاعت الحکم۔ خدا کا شکر ہے کہ ناظرین الحکم بیدار ہو چلے ہیں۔ ہشتیں کیلئے سرمایہ بہم پہونچانے والی تحریک پر عملدرآمد شروع ہے۔ چنانچہ منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ جو الحکم کے سچے فدائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص فرد ہیں۔ اور الحکم کو اس سے پہلے قریباً ایک درجن خریدار دے چکے ہیں مجھے ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو پانچ اور خریدار بھیجے ہیں۔ اب اس سلسلہ میں نمبر خریداران جدید یوں ہیں (۱) منشی عالم شیر صاحب (۱۸-۲۲) پانچ خریدار۔ (۲) منشی محمد حسین صاحب مرنگ (۲۳) ۳۔ چودہری محمد حسین صاحب ظفروال (۲۴) پہلے بھی بہت سے خریدار دے چکے ہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر چودہری محمد حسین۔ منشی عالم شیر، و مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیاں جیسے عالی ہمت اور سعی کرنیوالے الحکم کے ایکسو خریدار بھی ہوں تو الحکم کی اشاعت دنوں میں کئی ہزار ہو جاوے حالانکہ ان مندرجہ بالا اصحاب سے بہت بڑھکر بارسوخ اور اہل اثر ناظرین الحکم کے ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ ۴۔ مولوی عبد الخالق صاحب مظفرنگر (۲۵)

۲۔ علاوہ بریں ۳ جدید خریدار اس ہفتہ میں اپنی درخواست پر زمرہ ناظرین الحکم میں شامل ہوئے۔ گویا اس ہفتہ کی رپورٹ یہ ہے کہ ۱۱ خریدار جدید ہوئے۔

تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن جلد دوم کا پہلا اور دوسرا نمبر عنقریب شروع ہو گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک اسکی پسندیدگی اور ممنونیت کے خطوط آ رہے ہیں اور غیر احمدی لوگوں نے بھی پسند کر کے اس کا پورا سٹ مانگا ہے۔

دور و پیہ فنڈ۔ الحکم میں بینے خریداران الحکم سے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب کی دو ہزار کی اپیل پر دو دو روپیہ فی خریدار مانگا تھا خوشی کی بات ہے کہ اکثر احباب نے اس نیک کام میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ہے۔

افضل مرحوم کی تعزیت۔ اکثر احباب نے مرحوم افضل کی تعزیت کے خطوط میرے پاس بھیجے ہیں جزاہ اللہ

شرف ہندوستان

(از پروفیسر اقبال)

چشتی نے جس زمین پر پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہان کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جسکی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس[1] کے آسمان سے
پھر تاب دیکے جسنے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے[2] سنی تھی دنیا نے جس مکان سے
میر عرب[3] کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح[4] نبی کا ٹھہرا آکر جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمین کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جسکی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے
مدفون[5] جس زمین میں اسلام کا حشم ہے
ہر پھول جس چمن کا فردوس ہے ارم ہے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

---

[1] یعنی پارسی قوم۔
[2] کرشن جی کی بانسری کیطرف اشارہ ہے۔
[3] جناب سرور کائنات کی حدیث ہے "مجھکو ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے"۔
[4] ہمالہ کی چوٹی اب تک ناؤ بند میں کہلاتی ہے۔
[5] سینٹ ٹامس (حضرت مسیح کا ایک شاگرد جو عیسائی مذہب کی تلقین کیلئے سب سے پہلے ہندوستان میں آیا) کی قبر مدراس میں ہے ہندوستان میں بعض کی خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی کشمیر میں مدفون ہیں۔

۳۔ احسن الجزاء۔ بعض احباب نے دیر تک تعزیت کی اندراج کی خواہش بھی کی ہے افسوس کہ میں ہر ایک خط درج نہیں کر سکتا

شکر گذاری۔ سر پرستان الحکم میں کہ جن کے نام بقایا بابتہ ۱۹۰۴ء کے وی پی جاری ہوئے ہیں جنہوں نے وی پی وصول فرما کر مجھے مدد دی ہے میں انکی بر محل امداد کے لئے شکر گذار ہوں۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

آمدنی ۳ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت کھاریاں ضلع گجرات معرفت منشی ولیداد خان عرائض نویس صہ قربانی فنڈ
(۲) جماعت پورہ نوالی ڈاکخانہ کھاریاں معرفت سلطان زمیندار قربانی فنڈ
(۳) مولوی محمد فضل صاحب چنگوی قادیان ۴ر چندہ
(۴) حکیم فضل الدین صاحب قادیان صہ مدرسہ
(۵) جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی مدرسہ

میزان

آمدنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا مدرسہ
(۲) " عید فنڈ
(۳) " قربانی فنڈ
(۴) منشی یونس بیگ صاحب پٹواری سکیت کوٹ ریاست مدرسہ
(۵) منشی صفدر حسین صاحب مہتمم صیغہ تعمیرات حیدرآباد دکن قربانی فنڈ
(۶) سید محمد شاہ سکنہ اڈرن رائیڈر رسالہ ۸ ترپٹ نوشہرہ مدرسہ
(۷) سید سلطان شاہ صاحب نگاہ متھرا ریلوے جہال وارسنیٹ باجیہ بہار صہ مدرسہ
(۸) منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ
(۹) منشی رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ "
(۱۰) ایضاً عید فنڈ و قربانی فنڈ
(۱۱) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہصاحب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ
(۱۲) منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر ۲۳ رائفل برگیڈ کیمپ عدن مدرسہ
(۱۳) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ٹیچر قادیان ۹ پائی عید فنڈ
(۱۴) معرفت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب جہلم (جماعت جہلم) عید الضحیٰ
(۱۵) " ایضاً جماعت جہلم کھال قربانی
(۱۶) میاں احمد حسین صاحب فریدآبادی رفیق ایجنسی امرتسر مدرسہ
(۱۷) میاں اللہ دتا صاحب زمیندار سکنہ میانوالی ڈاکخانہ کلو مہاراں تحصیل رعیہ مدرسہ

میزان ۱۱ر ۳ پائی

۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) بابو برکت علی صاحب احمدی کلرک محکمہ انہار نہر ڈویژن سرگودہ ضلع شاہپور۔ عید فنڈ
(۲) حافظ روشن دین صاحب قادیان بابت میاں برکت علیصاحب برادر ۱۱ر مدرسہ
(۳) سید ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام فیس ماہ فروری ۱۹۰۵ء
(۴) ایضاً تعلیم بورڈنگ ۱۹۰۵ء
(۵) ایضاً فیس بورڈنگ دسمبر ۱۹۰۴ء
(۶) میاں عبد اللہ خانصاحب سکنہ ضلع راولپنڈی ۴ر مدرسہ
(۷) میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ار مدرسہ

میزان

۶ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت موضع بھینی معرفت مولوی سکندر علیصاحب
(۲) منشی عبد العظیم پٹواری حلقہ سلانکی ڈاکخانہ مبارکپور قربانی فنڈ
(۳) ایضاً مدرسہ
(۴) منشی غلام محمد صاحب محرر سکنہ قادیان عید فنڈ
(۵) منشی برکت علیصاحب محرر البدر قادیان چندہ بورڈنگ

میزان

۷ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) چودہری غلام سرور خانصاحب فانگو ڈیرہ اسمٰعیلخان چندہ ماہوار
(۲) سید فرزند حسین صاحب نقشہ نویس چندہ سالانہ مدرسہ
(۳) جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب چندہ ماہوار
(۴) منشی نور الدین صاحب احمدی نقشہ نویس پی ڈبلیو عید فنڈ
(۵) سید غلام شاہ صاحب موضع موزنگ کھاریاں قربانی فنڈ
(۶) حافظ غلام رسول صاحب وزیرآباد عید فنڈ
(۷) مولوی غلام امام صاحب پاکپتن پورا سام عید فنڈ
(۸) میاں جان محمد صاحب مدرس ایم بی سکول سکنہ سیالکوٹ مدرسہ
(۹) ایضاً عید فنڈ
(۱۰) ایضاً مسکین یتامیٰ

میزان

۸ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ راولپنڈی شفاخانہ
(۲) منشی محمد بخش صاحب پٹواری نہر انعیات کوٹ کھال
(۳) سید قاضی غلام حسین صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ شفاخانہ
(۴) جماعت احمدیہ دہلی معرفت منشی قاسم علی مہتمم خادم دہلی مدرسہ
(۵) ایضاً عید فنڈ
(۶) ایضاً کھال قربانی
(۷) ایضاً (امداد دواخانہ عید فنڈ مدرسہ)
(۸) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہپور شفاخانہ
(۹) ایضاً برائے مدرسہ
(۱۰) ڈاکٹر محمد حسین شاہصاحب اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ
(۱۱) میاں عبد الواحد صاحب خانسامان بنارس مدرسہ
(۱۲) چوہدری بشارت علیصاحب سب پوسٹماسٹر لاہور مدرسہ
(۱۳) ڈاکٹر ستار شاہصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ عید امداد مدرسہ
(۱۴) مولوی غلام رسول صاحب معرفت ڈاکٹر ستار شاہصاحب
(۱۵) مولوی محمد الدین صاحب رعیہ " مدرسہ
(۱۶) سید حسین علیشاہ صاحب رعیہ " مدرسہ
(۱۷) میاں امام الدین صاحب رعیہ " مدرسہ
(۱۸) میاں عبد اللہ احمدی نمبردار ستو کے تحصیل قصور ضلع لاہور مدرسہ
(۱۹) سید غلام حسین شاہصاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ مدرسہ

میزان

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

گذشتہ اشاعت سے آگے

مبحث دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام کہ وارث امام حسین ووارث تمام شہداء مقتولین بودگاہے انچنین تعزیہ داری کہ فی الحال در مومنین ہند و شام و عراق و حجاز و ایران وعرب جاریست۔ بنا نہادہ است یا گرفتہ است بقول مولوی صاحب امر لغو مودن عیبت دوہ رام مثلاً ماتم کدہ مخصوص بنا ننہادہ بود سال بسال آنرا سیاہ پوش میکرد قندیل ہا وفانوس ہا روشن میکرد۔ فانوس وشمع ہائے کافوری مے افروخت تصاویر بر دیوار ہائے ماتم سرا ثبت میکرد وشمشیر ہائے مے آویخت ممبر سیاہ پوش مے نہاد گلہائے بران ممبرے نہاد علم از چوب خشک ساختہ بود یا ہمان علم عباس راکہ باخود داشت می کشید یا عمامہ ولباس ہائے حسین راکہ پارہ پارہ شدہ بودمے کشید۔ مال واسباب اہلبیت کہ بتاراج رفتہ بود باز بایشان رد کردہ بودند می کشید وبمردم نشان مے داد شالہائے سیاہ وسرخ وسبز بر علم مے بست یک تاریخ ہم بر نشانش مے نہاد۔ دلال میکشید ودر آں عراق ہائے سرخ وسبز مزین مے کرد بر فاش این دستار بقدرے نہاد و شمشیر با او حمایل میکرد۔ لیشب و ہم علم میکشید او را شب احیار نام نہادہ بود۔ تمام شب علم را گردش مے داد واصحاب ومومنین موجود زیر سایہ علم سینہ زنی میکردند زیر قدمہائے دلدل وعلم گوسفند ہائے ذبح میکرد۔ زنان ومردان جمع شدہ شالہائے علم وممبر سیاہ را بوسہ مے دادند آخر در آن وقت شالہائے وعلمہا ولباس ہائے اصلے موجود بودند سزاوار تر بود کہ از آنہا تبرک وتیمن جستہ شود۔ بوسہ ہائے دادہ شود آنہا را دیدہ گریہ کردہ شود۔ دستہ ہائے حسین وشہدا بآن لباس ہائے داغہا رسیدہ بود خون اصلے وتیر ہائے وسوراخ ہائے وجراحات شمشیر بآن لباس ہائے اصلاً منقش ونشکار بود۔ مے بایست کہ مردمان از علم ہائے وممبر ہا حاجات خود طلب کردند سے طفل ہائے خود را زیر علم وممبر سجدہ مے انداختند۔ القصہ باید کہ بثبوت رسد کہ دران حین ہم مومنان از برائے مراد ہائے خود بعضے نذر ہائے ازماتم سرا ہائے مے بردند مثلاً اینکہ امام حسین اگر مرا فرزند نرینہ عطا کند بہیاست انیقدر ہدیہ منت

بیضہ وشیب وفضہ جمیل نذر ہا برائے امام زین العابدین یا پیسرش در سال آیندہ درین ماتم کدہ فراہم آورد۔ یا زنان ومردان بیاپار الستادہ پیش ممبر وعلم وشمع ہائے کافوری در دست روشن میکردند۔ خود امام کہ ماتم دار بود در مردان وحضرات مخدرہ در زنان مے نشستند روپیہ ودلیل بطور نذر از مردان وزنان اخذ میکردند پیش ممبر وعلم ہمہ ایشان را در سجدہ می انداختند گویا شہادت پدر وبرادر خود را وجہ مناسب وذرائع حصول منفعت خود ساختہ بودند تعزیہ ہائے از چوب وکاغذ ودیگر چیز ہائے می ساختند ہزار ہا روپیہ در تہذیب صرف میکردند یکجائے را کربلا ہی نام نہادہ ہمہ تعزیہ ہا را در انجا مدفون میکردند شاہ ہر سال کربلائے رسالے می رفتند واین ہمہ عملہائے وکارہائے کہ ذکر کردیم در انجا میکردند۔ اشخاص چندرا بنام سکینہ ویزید وشمر وحرملہ وحسین نام نزوے کردند۔ اگر بگویند ظالمان نگذاشتند تا گوئیم غلط در مصر فاطمئین سلطنت داشتند در مدینہ ہم از برائے چندی خلافت داشتند باز چرا این عملہائے در زمانہ آئمہ اہلبیت بعمل نیاوردند باید کہ نشان دادہ شود باین عملہائے امام زمان فتوی دادہ است۔ باز باید کہ ثابت شود کہ در زمان امام زین العابدین در ماتم سرا ہائے مرد وزن جمع شدہ قید ستر وپردہ را بالائے طاق مے گذاشتند ہدایت نص بعد کرار شاد خدا وندیست از میان مرتفع می شد یارانہ ودوستانہ واشنائی صد ہا زنان ذوقران دوسینہ ہم درین ایام عشرہ محرم بوقوع می آمد گویا ہمہ قسم بدعات ناروا در عشرہ محرم بعمل آوردہ ہتک حرمت ماہ محرم الحرام مے کردند ہمچنانکہ فی الحال در مومنین مخلصین جاریست پس تعجب است کہ کدام صاحب ملت حقہ این بدعات را روا داشتہ باشد وآنہا را مقدمہ سنت یا مقدمہ سنت موکد قرار دہد۔ انعیاذ باللہ من ھذا الاعتقاد۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ از علمار تشیع سوال داریم کہ آیا این تمام امورات از امام زین العابدین علیہ السلام سرزدہ اند یا امام معصوم بعمل آوردہ اند کہ آنحضرت امام معصوم کہ قتل پدر خویش وشہید شدن دیگر اعزہ واقارب برویت العین دیدہ بود وخود ش ہم مصائب بسیار کشیدہ بود۔ سزاوار تر بود کہ این مستحبات را العمل کردہ زیر آنکہ مولانا صاحب این اصول قائم کردہ اند کہ مقدمہ واجب واجب ومقدمہ سنت سنت است۔ (یعنی گریہ کردن) لازم بود کہ امام معصوم این ہمہ مستحبات را بعمل آوردہ باشد تا سنت بودن افعال معلوم

استمرار ثابت شود۔ در زمانہ زین العابدین وامام محمد باقر چوب ہم موجود بود۔ لباس ہم موجود بود باز چرا شبیہ علم ودلدل وممبر نساختند بلکہ معلوم است کہ دلدل اصلے حسین وشالہائے ولباس ہائے وعمامہ ہمہ موجود بود باز چرا امام معصوم از برائے شبیہ ونشان آنہا را بلکشند آخر ہر کسے در مدینہ از برائے تعزیت پیش امام مے آمد باز چرا امام لباس ہائے را از برائے تبرک وتیمن یا شبیہ بایشان نشان نداد۔ در ماتم سرا ہائے مردم کشمیر دیدہ شدکہ بروقت معرکہ گفتن دستار شخصے ابرے دارند ونشان مے دہند کہ مثلاً اینطور حسین را بر نیزہ سوار کردند گویا معرکہ قولی را از حرکت وعمل فعلے موثر وواضح ترمے کنند پس پیش امام ہم کسے آمدہ پرسیدہ باشدکہ یا امام حسین را چسان بر نیزہ کردند وامام معصوم دستار خود را بدست گرفتہ ہمین فعلے کردہ باشد۔ علی ہذا دلدل حسین وعلم عباس را از برائے نشان کشیدہ باشد۔ اگر گویند آنوقت ضرورت داعی نبود۔ ما گوئیم این وقت ہم از برائے محبین حسین حاجت باین نقل ہائے فرضے نیست مگر از برائے کسے کہ بدروغ محبت دارد والبتہ وضع وشبیہ را این مردم جاہل خوش دارند اگر گفتہ شود این ہمہ شبیہ ہائے سامان وذرائع گریہ است ما گوئیم پیش امام ہم مردم جمع مے شدند از برائے گریہ چہ سامان کردہ بود ہمان سامان بعمل آرید۔

اگر امام معصوم از برائے گریہ ہیچ سامان نکرد شما ہم بگذارید وتاسے بفعل امام کنید۔

سوال دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام صابر وشاکر بود یا نہ وگریہ وفات از برائے اعزہ واقارب خود میکرد یا از خوف خدا گریہ میکرد۔ اگر صابر وشاکر بود وباید کہ امام باین صفت متصف باشد پس گریہ کردن منافی صبر وشکر است ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال این شہادت خداوندیست کہ خداوند عالم صالحین امت رسول را کہ دم از محبت مے زنند در ابتلا ہا ربیاورد باید اگر امام زین العابدین از صلحار امت ودوستان خدا بود باید کہ باین ابتلا ہا انداختہ شدہ باشد ہمچنانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام را خداوند عالم در ذبح ولد خود اسماعیل ودر اتشکی ودیگر امور از مودہ (و اذابتلی ابراہیم ربہ بکلمات الخ) پس اگر گویند کہ حضرت زین العابدین را درین ابتلا ہائے آزمودہ شد وصبر وشکر ورزید صحیح است

وآنوقت نتیجہ ثابت میشود کہ قبول کنیم گریہ حسین نکرد جزع وفزع بنا نکرد ونہ گاہے بمردم نکرد۔ بلکہ در مصائب وارد مردانہ وار قدم استقلال فرا پیش مے نہاد وحمد الہی بجا مے آورد واگر گریست از خوف خدا گریست نہ از برائے حسین ودیگر اعزہ واقارب فتدبر۔

اہل تشیع گویند چہل سال از برائے شہادت حسین گریہ کرد۔ (انک ھذا بھتانا عظیم) آیہ کلام مجید چہ ہدایت مے فرماید پس نقل امام زین العابدین اما مے اگر در وقت مصائب زار زار گریستہ باشد چہ فرق دارد باگریہ ما آن کہ از برائے پدر وما در واعزہ خویش گریہ مے کنیم وظاہر است کہ امام معصوم را این آیہ وافی ہدایہ معلوم بود ومی دانست کہ ما از دوستان خدائیم وہر کہ دوست خدا باشد مطابق این ملکش در ابتلا ہا انداختہ میشود وما را باید کہ درین ابتلا ہا صبر وشکر ورزیم تامحقق رحمت او شویم (اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ) نہ اینکہ در مصائب خود وعار دہ گریہ وبکا کنیم ومردمان را امر بصبر فرمائیم۔ فتدبر یا اولی العلمار۔ القصہ از برائے یک عمل مسنون کہ آنہم بہ ثبوت نے رسد بل ظن محض است اینقدر محرمات ونواحشات ومسکرات یا ثمر را در پس پشت انداختن کار اہل علم نیست۔ اللہم احفظنا من شرور البدعات۔ (باقی آیندہ)

خاکسار نذر علی از صوبہ۔

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب دعا کی درخواست کرتے ہیں

۱۔ مولوی شرف الدین احمد صاحب بہاگلپوری۔ انکا لڑکا دیوانہ ہوگیا ہے اسکے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

۲۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
ڈیر اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مفصلہ ذیل سطور کو اپنے قیمتی اخبار الحکم کے کسی کالم کے گوشہ مین جگہ دیکر مشکور فرماوین۔

درخواست برائے دعا

میرا امتحان شروع ہے۔ لہذا نہایت مودبانہ و عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ تمام احباب احمدیہ ایک روز اس عاجز کی کامیابی کے لئے للہ دعا فرماوین۔ والسلام۔ خاکسار حسن علی احمدی۔ خریدار اخبار الحکم ۹۴۳ سٹوڈنٹ سائیٹل سٹڈنٹ کلاس لاہور۔ احاطہ چانن مل۔ انارکلی ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم با تو از آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص ومعاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے پہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ عہ

نمبر ۱۲ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۴ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

منار کے لئے چندہ

چونہ اور دیگر ضروری اسباب اور سامان جمع ہو گئے ہیں۔ کام شروع ہونیوالا ہے آج حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام نے فرمایا کہ چندہ کیلئے خاص تحریک کرنی چاہئے۔ اس وقت کم از کم پانچہزار روپے کی ضرورت ہے۔ فرمایا ہر شخص نہیں تو پانچہزار آدمی جماعت میں ایک ایک روپیہ دیں تو بہت جلد با سانی اتنی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ از بسکہ یہ دن الٰہی تحریکات کے اور صدقات کے ایام ہیں امید ہے کہ ہمارے بھائی جلد توجہ فرما کر اس کار خیر کی روکوں کے دور کرنے کا ثواب حاصل کرینگے۔ شہروں کی جماعت اپنے شہر ہی پر اکتفا نہ کریں بلکہ جن جن دیہات میں انکے علم میں احمدی ہیں انہیں بھی اطلاع دیں اسلئے کہ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضوان حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔ امید ہے کہ اس اطلاع اور اعلام کے بعد ہر بھائی خاص توجہ اور جوش سے بڑھکر قدم اٹھائیں گے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم ۱۰ اپریل

خوفناک زلزلہ کے متعلق خبریں اور اطلاعیں

ہندوستان میں زلزلہ۔ ۴ اپریل کو ۶ بجے ۱۰ منٹ صبح کے وقت سملہ میں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ مگر جہاں تک معلوم ہو سکا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ۶ بجے ۱۰ منٹ صبح راولپنڈی میں نہایت سخت زلزلہ محسوس ہوا اور تقریباً ۱۵ سیکنڈ تک رہا۔ جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے سبب سے چیزیں پانچ پانچ انچ تک حرکت کرتی تھیں۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مغرب کی طرف تھی کچھ نقصان نہیں ہوا۔

بعد کی خبر: شملہ پر زلزلہ سے سخت نقصان پہنچا۔

شمالی ہند میں زلزلہ: (شملہ) ۴ اپریل کو چھ بجکر ۱۵ منٹ صبح کے شملہ میں زلزلہ کا نہایت سخت صدمہ محسوس ہوا۔ اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ اب تک نہ آیا تھا حرکت تین منٹ تک محسوس ہوتی رہی۔ جس سے کرائسٹ چرچ اور دیگر عمارات کو سخت نقصان پہنچا۔ کئی دودکش گر گئے اور بازار میں کئی مکانات کے گر جانے کی رپورٹ ہوئی ہے۔ گرینڈ ہوٹل کو صدمہ پہنچا۔ اس کا ایک مکین بال بال بچا۔ اس کے بعد متعدد خفیف زلزلے آئے۔ ان میں سے آخری ۸ بجکر بیس منٹ پر محسوس ہوا۔

مسوری ۴ اپریل۔ آج چھ بجکر ۱۰ منٹ صبح کے ایک نہایت خوفناک اور پرزور زلزلہ یہاں آیا۔ نقصان ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ رخ مشرق سے مغرب کیجانب تھا۔ پہلا اور سخت ترین صدمہ تقریباً تین منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ چار یا پانچ متمیز صدمے محسوس ہوئے۔

پٹیالہ ۴ اپریل: ۶ بجکر پانچ منٹ صبح کے سخت زلزلہ آیا۔ جو کوئی منٹ تک رہا۔ نصف گھنٹہ بعد تک چھوٹے چھوٹے صدمے محسوس ہوتے رہے۔

پٹھانکوٹ: کہتے ہیں کہ دھرم سالہ کا سٹیشن زلزلہ سے برباد ہو گیا ہے۔ تمام مکانات زمین کے ہم سطح ہو گئے ہیں۔ جنکے گرنے سے بعض یورپین درست سے دلیسی تلف ہوئے۔ لیڈیاں اور بچے کھلی ہوا میں سوتے ہیں۔ غذا میسر نہیں آتی۔

ڈیرہ دون: ساڑھے چھ بجے صبح کے خوفناک زلزلہ آیا اس کا رخ بظاہر مشرق سے مغرب کی جانب تھا۔ اس کے چھ صدمے محسوس ہوئے۔ پہلا نہایت سخت تھا۔ جو پورے پانچ منٹ تک رہا۔ مکانات اور درخت بیدکی طرح ہل رہے تھے۔ رومن کیتھولک گرجا بالکل برباد ہو گیا۔ اور کئی مکانات کثرت شکست و ریخت سے ناقابل رہایش ہو گئے بعض دیسیوں کے ہلاک ہونے کی رپورٹ ہوئی ہے۔

امرتسر: آج صبح زلزلہ کے سخت صدمات محسوس ہوتے رہے جس سے شہر میں بہت وسیع نقصان ہوا۔ ریلوے سٹیشن کا ایک حصہ منہدم ہو گیا اور مشن چرچ کا گھنٹہ گھر گر گیا۔ صدہا اشخاص مکانوں کو چھوڑ کر کھلے میدانوں مثلاً باغ سنت سنگھ مضافات۔ تالاب ٹنڈا وغیرہ میں چلے گئے ہیں نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپے اور متعدد جانوں کا کیا جاتا ہے۔ امرتسر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ترنتارن میں بھی زلزلہ آیا۔ جہاں نو آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے۔

مختلف شہروں سے زلزلہ کی خبریں

(نامہ نگاروں پیسہ اخبار سے)

کوہ ڈلہوزی۔ (۴ اپریل) آج صبح چھ بجکر ۱۰ منٹ پر یہاں زلزلہ اس زور شور سے آیا کہ اکثر مکانات کی چھتیں گر پڑیں۔ اور اکثر میں دراڑیں پڑ گئیں۔ چنانچہ جنرل ہاسپٹل کا ایک حصہ گر پڑا اور سپرنٹنڈنٹ کی ایک بارک کی ایک چھت گر پڑی۔ اور دیواریں کئی بارکوں کی شکستہ ہو گئیں۔ اور دراڑیں پڑ گئیں۔ سنا گیا ہے کہ ریاست کو نہار میں اکثر مکانات گر پڑے اور بہت سے جانور اور چند جانوں کا نقصان ہوا (راقم محمد شرف علی)

امرتسر۔ (۴ اپریل) خدا نے آج تو بچا لیا اسکا فضل اور کرم رہا۔ ورنہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ مکان کے اوپر کی منزل اور بہت سے مکان میرے اور نیز لوگوں کے بالکل خراب ہو گئے۔ میں اسوقت باغیچہ میں معہ عیال چلا گیا تھا۔ اب ۳ بجے آیا ہوں

آپ کی نام تار روانہ کیا کہ خیر خیریت کی مگر تار کے دفتر میں اسقدر تاریں کہ کل آپ کو نہ ملیگی۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم رات کو تاریں گے۔ اسلئے جو ایسی خیر خیریت سے مطلع فرما دیں۔ ہوش اسوقت تک درست نہیں ہیں۔ خدا خدا ہو رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ رحم کرے ہمارے اعمال کی شامت ہے۔ (راقم الیف ڈی)

پٹیالہ۔ آج ۴۔ اپریل کو بوقت صبح ایک سخت زلزلہ آیا جو تقریباً ۲ منٹ تک بزور رہا۔ اور پھر تین دفعہ کچھ دیر کے بعد آیا کئی مکانات کا نقصان ہوا۔ مگر خدا کے فضل سے جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ (مختار بن خلف ارشاد نبی وکیل)

جہلم:۔ آج ۴۔ اپریل کو عین سوا چھ بجے صبح کے جہلم میں ایسا سخت زلزلہ محسوس ہوا کہ غالباً ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا۔ گھڑی موجود تھی برابر پانچ منٹ تک زمین جنبش میں رہی۔ تازہ بنے ہوئے اور خام مکانات میں کہیں کہیں شگاف بھی آگئے ہیں۔ درختوں کا جھومنا ایک ایسا نظارہ تھا کہ گویا زور کی باد صرصر چل رہی ہے۔ خدا ہر ایک بلا سے پناہ میں رکھے۔ (فتح علی کاتب)

دہلی:۔ آج ۴۔ اپریل بروز سہ شنبہ بوقت ۶½ بجے صبح نہایت زور کے ساتھ زلزلہ محسوس ہوا بعض مکانات منہدم ہوگئے۔ لال قلعہ کی لاہوری دروازہ کی برجی جھنڈے کے قریب کی اسی صدمہ سے گر گئی (مہتمم کتبخانہ سلطان التجارت دہلی)

ایضاً:۔ آج ۴۔ اپریل بروز سہ شنبہ کو بوقت ۶ بجے بہت سخت زلزلہ آیا۔ تمام مکانات ہلگئے۔ متصل کٹڑہ سپہدار خان چند دوکانات کی چھتیں منہدم ہوگئیں۔ اور سردی بہ عود کر آئی۔ بیماری طاعون بھی ہو چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (رفیق احمد طالب علم مدرسہ طبیہ دہلی)

فاضلکا ضلع فیروزپور:۔ آج ۴۔ اپریل علی الصبح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر یہاں سخت زلزلہ آیا اور ۲ منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ (حکیم محمد شریف)

گوجرانوالہ۔ ۴۔ اپریل۔ آج صبح ۶ بجے ۵ منٹ پر اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ اس نے سخت سے سخت عمارات اور سنگین سے سنگین دلوں کو بھی ہلا دیا۔ شہر بھر میں بہت سے مکانات کو نقصان پہونچا ہے جامع مسجد کی حوض کا پانی پہلے جھکولے سے جو مغرب سے مشرق کیطرف تھا بہت سا نکل گیا۔ پھر دوسرے جھکولے سے جو مشرق سے مغرب کیطرف تھا پانی نکل گیا۔ پہلا حملہ بہت سخت تھا جو دو منٹ تک برابر رہا۔ بعد ازاں تین چار مرتبہ اور بھی خفیف خفیف صدمات محسوس ہوتے رہے جو پونے سات بجے دن تک رہے۔ (حامد علی)

قادیان (ضلع گورداسپور) آج ۴۔ اپریل کو یہاں خطرناک زلزلہ آیا۔ الحمد للہ کوئی نقصان شدید نہیں ہوا

کیتھل (ضلع کرنال) ۴۔ اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح دو منٹ تک ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کل عمارات شہر شق ہوگئیں۔ اور کئی ایک مکان گر گئے۔ رام چنداس حلوائی کی لڑکی جسکی عمر ۹ یا ۱۰ برس کی تھی دو منزلہ مکان گرنے سے سوتی ہوئی دب کر مر گئی۔ تحصیل تھانہ۔ پرانا قلعہ۔ کوٹھی جو رئیس مرحوم والئے کیتھل کے بہائی اودے سنگھ صاحب کی تعمیر کردہ تھی اور جسکے آسار دو دو گز کے تھے اور جسکی پختگی مانی ہوئی اور قابل تعریف تھی جابجا سے پھٹ گئی اور کچھ تعمیر گر بھی گئی چوہدری سر رام صاحب نائب تحصیلدار معہ عیال بال بچے جس مکان میں وہ تھے بالکل شق ہو کر گر گیا (سید افتخار حسین)

سیالکوٹ:۔ آج مورخہ ۴۔ اپریل بوقت ۶ بجے پر ۱۲ منٹ علی الصباح۔ بروز منگل چہاونی سیالکوٹ میں اسقدر زلزلہ آیا کہ تمام مکانات اور کوٹھیاں شہر کی ہل گئیں۔ بلکہ چند مکانوں کی دیواروں کے تختوں پر سے رکھے ہوئے برتن و اشیاء وغیرہ گر گئے۔ جن کے گرنے سے ایک خوف سا دل میں چھا گیا۔ اور تمام مخلوقات اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر باہر ہوگئی۔ اور گوروں کی بارکوں کی چھت ایسے گری کہ اسکی آواز تمام شہر کے لوگوں نے سنی۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سیالکوٹ میں آجتک ایسا زلزلہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ سردی بھی ابھی تک یہاں نہیں چھوڑتی۔ ابھی گھر سے چلا آتا ہوں دیکھتا گیا ہوں کہ گورہ ہسپتال سے جو شہر سے قریب ½ میل کی اونچائی پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جس میں سرکار کے ہزارہا روپے صرف ہوتے ہونگے چاروں طرف سے دیواریں گر گئیں۔ ہزارہا من ڈھیر پتھروں کے ہوگئے جو بیچ کے کمرے تھے انکی چند جگہ سے دیواریں شق ہوگئیں۔ مگر بارکوروں کا کمرہ شکر ہے کہ نہ گرا۔ البتہ مزدوروں کا چھ سات ماہ کا کام نکل آیا ہے (غلام احمد)

جموں:۔ (۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء) آج صبح ٹہیک بوقت طلوع آفتاب یہاں سخت زلزلہ ہوا۔ قریب دو منٹ رہا۔ اکثر مکانات پختہ و خام شق ہوگئے سب لوگ مکانات سے باہر نکل گئے تھے۔ زمین سخت جنبش میں آئی۔ جیسے سمندر کی لہریں۔ چہاونی متصل جوگی دروازہ کی بارکوں کو بہت نقصان پہونچا۔ مگر جانیں بچ گئیں۔ ۱۹ مارچ بروز بدھ ایک پیپل کے درخت پر متصل مندر رگھوناتھ جی بجلی گری تھی وقت ۳ بجے بعد دوپہر تھا سخت غبار چھا گیا تھا۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسے قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الانذار

(غور سے پڑھو کہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھپر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان تازہ تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق وزھق الباطل۔ ترجمہ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگیگا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور آفت ہے جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہہ سکینگے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے سخت خطرناک ہے۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا۔ وہ پہلی پیشگوئی پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یکدفعہ موتا موتی ظہور میں آجائیگی دیکھو وہ نشان کیسا پورا ہوا۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ کے قریباً ۵ ماہ پہلے شایع کر دی گئی تھی اور پیشگوئی یہ ہے عفت الدیار محلھا و مقامھا یعنی بہت سی مخلوق کو مٹا دینے والی تباہی آئیگی جس سے مکانات بے نشان ہو جائینگے اون گہروں اور مکانوں کا پتہ نہ پایگا کہ کہاں تھے۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں پوری ہوگئیں اگر تم عربی دان نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہیں؟ کہ عفت الدیار محلھا و مقامھا اسے عزیزو! اسکے یہی معنی ہیں کہ محلوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہیگا طاعون تو صرف خانہ خالی کر دیتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی اس کے تو یہ معنے ہیں کہ نہ خانہ رہیگا اور نہ صاحب خانہ سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طور سے اور جس صفائی سے پورا ہوگیا آپ صاحبوں کو معلوم ہے اسکی نسبت اشتہار الوصیت میں بھی خبر دیگئی تھی وہ جو ہونا تھا سو ہوا۔ مگر اسکے بعد جو آنیوالا حادثہ ہے وہ بہت بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے انکو تقویٰ اور نیک اعمال کا خیال آجاوے۔ بقیہ ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئیں بچالو تا بچ سکو تو وہ ہولناک دن آنے والا ہے جو ایک دم میں تباہ کر دیگا اور فرماتا ہے کہ خدا انکے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر آخر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے اور باطل بھاگ گیا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کر لیں۔ پس اے عزیزو! جلد سر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بد زبانی یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارت پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابوں میں خبری تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں! کاش کہ میں انکی نظر میں کاذب ٹھہرتا! تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچا لوگے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم میں سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائیگا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دیگا نادان بدقسمت کہیگا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں ہائے وہ کیوں اسقدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے جب خدا تعالیٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے کان میں پڑی جو کوئی ناپاک روح تھی اور میں اسکو یہ کہتے سنا کہ میں سوتی تھی سوتی جہنم میں پڑ گیا انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اسکا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم ہمارے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مگر اللہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کی طرح اس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش نہیں کر سکتی کہ جو خدا میں نہ پائی جائے جہاں تک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیاں سوچ سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہیں اور اسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد میں من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رذایل سے بکلی منزہ ہے اب دیکھو یہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ تمام مذہبوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دنیا میں کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رذایل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤں کو کارخانہ ربوبیت میں شریک سمجھتے ہیں اور خدا کے کاموں میں ان کو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہیں بلکہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ خدا کے ارادوں کو بدلنے والے اور اسکی تقدیروں کو زیر و زبر کر دینے والے ہیں اور نیز ہندو لوگ کئی انسانوں اور دوسرے جانوروں کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں اُنکا پرمیشر ایسی ایسی جونوں میں تولد پاکر ان تمام آلائشوں اور آلودگیوں سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزوں کے عاید حال ہیں اور نیز انہیں چیزوں کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دکھ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی تمام آفات میں گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام عقاید خدا تعالیٰ کی خوبیوں میں بٹہ لگاتے ہیں اور اس کے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہیں۔ اور آریہ سماج والے جو ان کے مذہب بھائی نکلے ہیں جنکا یہ گمان ہے کہ وہ ہیات سیاہ وید کی لکیر پر چلتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو خالقیت سے ہی جواب دیتے ہیں اور تمام روحوں کو اسکی ذات کامل کی طرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہیں حالانکہ عقل سلیم خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دنیا کا مالک کہلا کر پھر کسی چیز کا رب اور خالق نہ ہو اور دنیا کی زندگی اسکے سہارے سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہ دونوں سوال پیش کئے جائیں کہ آیا خدا قادر مطلق کے محامد تامہ کے

لئے یہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور میں لاکر ان سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اس کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اسکی ذات کامل میں موجود ہو اور پیدایش اور موت کے نقصان سے پاک ہو یا یہ باتیں اسکی شان کے لائق ہیں کہ جسقدر مخلوقات اس کے قبضہ و تصرف میں ہیں یہ چیزیں اسکی مخلوق نہیں ہیں اور نہ اس کے سہارے سے اپنا وجود رکھتی ہیں اور نہ اپنے وجود اور بقا میں اسکی محتاج ہیں اور نہ وہ انکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اسمیں پائی جاتی ہے اور نہ پیدایش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہ فتویٰ نہیں دیتی کہ وہ جو دنیا کا مالک ہے وہ دنیا کا پیدا کنندہ نہیں اور ہزاروں پر حکمت صنعتیں کہ جو روحوں اور جسموں میں پائی جاتی ہیں وہ خود بخود ہیں اور ان کا بنانے والا کوئی نہیں اور خدا جو ان سب چیزوں کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہ فتویٰ دیتی ہے کہ اسکو پیدا کرنے سے عاجز سمجھا جاوے یا نا طاقت اور ناقص ٹھہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خواری کی نالایق اور قبیح عادت کو اسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دکھ اور بیماری اور جہالت کو اس پر روا رکھا جائے بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان تمام رذیلتوں اور نقصانوں سے پاک ہونا چاہئے اور اسمیں کمال تام چاہئے اور کمال تام قدرت تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ میں قدرت تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کر سکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اسمیں کمال تام بھی نہ رہا اور جب کمال تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بے نصیب رہا۔

یہ ہندوؤں اور آریوں کا حال ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہیں وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے نادان انسان سمجھ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جاوے کہ کیا اس ذات کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جایز ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کاموں میں جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ بیٹے کے تمام دنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحوں اور جسموں کو وہ قوتیں بخشی ہوں جنکی انہیں حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبر ہو بلکہ ان کے وجود سے پہلے جو کچھ انکو زندگی کیلئے درکار تھا وہ سب اپنی صفت رحمانیت سے ظہور میں لایا اور بغیر استدعا عمل کسی عامل کے سورج

اور چاند اور بیشمار ستارے اور زمین ہزارہا نعمتیں جو زمین پر پائی جاتی ہیں محض اپنے فضل و کرم سے انسانوں کیلئے پیدا کی ہوں اور ان سب کاموں میں کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پھر وہی کامل خدا آخری زمانہ میں اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کیلئے بیٹے کا محتاج ہو جائے اور پھر بیٹا بھی ایسا ناقص بیٹا جسکو باپ سے کچھ بھی مناسبت نہیں جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲ آیت میں اسکی عاجزانہ حالت کو اسطرح بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نجائیگا اور اس کے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیوں نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اس نے انکو زندہ ہو کر نہ دکھلایا اور اپنی خدائی اور قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ثبوت نہ دیا اگر بعض معجزات بھی دکھلائے کہ اس سے پہلے اور نبی بکثرت دکھلا چکے تھے بلکہ اسی زمانہ میں ایک حوض کے پانی سے بھی ایسے ہی عجایبات ظہور میں آتے تھے (دیکھو باب پنجم انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکھلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا میں خود اس کا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیوں) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بد قسمت اور بد نصیب کہلاتے ہیں اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہو کر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونیکا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیوں سے فضایل علمی اور عملی میں کم بھی تھا اور اسکی تعلیم بھی ایک ناقص تعلیم تھی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تھی تو پھر کیونکر جایز ہے کہ خدا وند قادر مطلق اور ازلی اور ابدی پر یہ بہتان باندھا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات میں کامل اور غنی اور قادر مطلق رہکر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا

محتاج ہو گیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو یکبارگی کھو دیا میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ کوئی دانا اس ذات کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتیں جایز رکھے اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفوں سے الگ کر لیا جائے تو انجیلوں سے اس کے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیوں میں سے ایک نبی تھا اور اس بزرگ اور عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تھا اور خود اس بزرگی کو ہرگز نہیں پہنچا تھا یعنے اس کی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تھی مستقل تعلیم نہ تھی اور وہ خود انجیلوں میں اقرار کرتا ہے کہ میں نہ نیک ہوں اور نہ عالم الغیب ہوں نہ قادر ہوں بلکہ ایک بندہ عاجز ہوں اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کیلئے دعا کی اور چاہتا تھا کہ دعا اسکی قبول ہو جائے مگر اسکی وہ دعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہیں وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پاکر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بھوک کے دکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پھلوں سے خالی پڑی ہوئی تھی اسلئے محروم رہا اور یہ بھی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیریں اپنے کھانے کیلئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی آلودگیوں میں رہکر اور ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مر گیا اور اس جہان سے اٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خداوند قادر مطلق کی ذات میں ایسی ہی صفات ناقصہ ہونی چاہئے کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبوں اور نقصانوں سے بھرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ماں یعنے مریم کے پیٹ میں سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے ان بچاروں کو خدائی سے کچھ بھی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ جبکہ کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا بھی پیدا ہو سکتا ہے یہ نہیں کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدھی سے گدھا پیدا ہو تو جہاں کہیں کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پھر اس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو

ستاجس قدر بچے پیدا ہوتے جاتے ہین وہ سب خدا ہی ہوتے اور پاک جسم مخلوق کی شرکت سے منزہ رہتے اور فقط خدا اون ہی کے پیدا ہونے کی ایک کان ہوتی قیاس متذکرہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بھائی اور بہن بھی کچھ نہ کچھ خدائی مین سے حصہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ تو رب الارباب ہی کہلاتی کیونکہ یہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی قوتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابن مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بھی کیا مگر پھر بھی اسکے نقصانون کو چھپا نہ سکے اور اسکی آلودگیون کا آپ اقرار کر کے پھر خواہ نخواہ اسکو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہین بلکہ ایک آیت کے رو سے آپ ہی خدا ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ بد قسمت ولے اپنے افترا اور اختراع مین اپنے ہی رہے کیونکہ انہون نے بندہ کو خدا ٹھہرا کر پھر ہرگز اسکی لئے یہ تجویز نہین کیا کہ اس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کھائی تھی بلکہ ان کا بدھو کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان توکین مگر یہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی مونہہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہ سوجھی کہ موت جو حقیقت الوہیت سے بکلی منافی ہے اسپر دارد نہ کرتے اور نہ یہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون مین اقرار کیا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھ مین ہے مین صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بھیجا ہوا آیا ہون ان سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہئے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون مین ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہب اسلام کے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی لیکن اگر یہ لوگ کہین کہ صداقت مذکورہ بالا کے ہم قائل مین تو جاننا چاہئے کہ وہ بھی اپنے اس بیان مین جھوٹے ہین کیونکہ ہم اسی مضمون مین لکھ چکے ہین کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہین اور جو حقیقی اور کامل تمام ذاتی مین صفاتِ کاملہ ہونی چاہئے ان صفات سے ان کو خالی

سمجھتے ہین بلکہ اسقدر ایمان بھی انہین نصیب نہین کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہ اعتقاد رکھین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اس کے وہ تو یہ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایک مردہ یا ایک پتھر کیطرح کسی گوشہ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کر کے اس کے وجود کا پتہ لگایا اور اسکی خدائی کو دنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اور بھائیون کے محامد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہین بلکہ جن تعریفون سے اسکو یاد کرنا چاہئے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کیطرف منسوب کرتے ہین **رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین** اس جگہہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنی رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور ان چہار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکھا اور پھر بعد اس کے صفت رحمان کو ذکر کیا پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا پھر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجھنا چاہئے کہ یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اسمین نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین اسکی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر ایک عاقل اسکو سمجھہ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح کو غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح واجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر یک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہو تو مخلوقات مین سے کچھ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف مین ربوبیت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام رب العلمین ہے جیسا کہ اس نے دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے وھو رب کل شیء الجزو نمبر ۸ یعنی خدا ہر یک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون مین سے اسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا **الحمد للہ رب العلمین** یہ اسلئے کہا کہ سب فیضانی

صفتون مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے بھی صفت متقدم الظہور اور تمام صفات فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر ایک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے پھر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے **فیضان عام** ہے اسمین اور فیضان اعم مین یہ فرق ہے کہ فیضان اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جسکے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہ فیضان جسکا نام فیضان عام ہے یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جاندارون کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزون کی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اس کا نام فیضان عام ہے اور اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت ان کے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہر یک جاندار جیتا جاگتا کھاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر یک ذی روح کیلئے تمام اسباب زندگی کے جو اسکے لئے یا اسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہین میسر نظر آتے ہین اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہین کہ جو کچھہ روحون کو جسمانی تربیت کیلئے درکار ہے سب کچھہ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہین ان کیلئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون مین کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑ ہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کیلئے سطح زمین روشنی کیلئے چاند اور سورج دم لینے کیلئے ہوا پینے کیلئے پانی کھانے کیلئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کیلئے لاکھون طرح کی ادویہ اور پوشاک کیلئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کیلئے صحف ربانی موجود ہین اور کوئی یہ دعویٰ نہین کر سکتا کہ یہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئی ہین اور مین نے ہی کسی پہلے جنم مین کوئی نیک عمل کیا تھا جسکی پاداش مین یہ بیشمار نعمتین خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحون کے آرام کیلئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض مین نہین فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر یک

جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھہ اسکی فطرت مین حاجتین ڈالی گئی ہین وہ پوری ہو جائین پس اس فیضان مین عنایت ازلیہ کا کام یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور انکی بایست اور نہ بایست کی خبر رکھے تا وہ ضائع نہ ہو جائین اور انکی استعدادین خیر کتمان مین نہ رہین اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات مین پایا جانا قانون قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اسمین کلام نہین کہ جو کچھہ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دنیا مین پائی جاتی ہین جن پر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہین اور ہر یک متنفس بلا تمیز انسان وحیوان و مومن وکافر ونیک وبد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہین اور اس فیضان کا نام قرآن شریف مین **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ مین بعد صفت رب العلمین رحمٰن آیا ہے جیسا کہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن اور اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک مقامات مین بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ ان کے یہ ہے۔ واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما یعنے جب کافرون اور بے دینون اور دہریون کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہین کہ رحمان کیا چیز ہے پھر بطور جواب فرمایا رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جسنے آسمان مین برج بنائے برجون مین آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہین، اسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کیلئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے فائدہ اٹھاوے اور جہل او غفلت کے پردہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان خیالات کو جو انسان کے دل مین پیدا ہوتے ہین وہ دور کرتا ہے اور ان کو لمبا ہونے نہین دیتا تو کچھ شک نہین کہ وہ معافی کے قابل ہین لیکن جب اسکے سلسلہ کی درازی مین ایک لذت پاتا ہے اور اسکو بڑھاتا جاتا ہے پھر وہ قابل مواخذہ ہو جاتے مین کیونکہ انمین عزیمت شامل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا ہے اس بات کو خوب یاد رکھو کہ کلام نفسی دو قسم کا ہوتا ہے کبھی شیطانی جو خیالی فسق و فجور کے سلسلہ مین چلا جاتا ہے اور آرزوؤن کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ جبتک ان دونون سلسلون مین انسان پھنسا ہوا ہے شیطان دخل کا اسے اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ نقصان اٹھاوے اور شیطان اسے زخمی کرے۔ مثلاً کبھی کوئی منصوبہ ہی باندھتا ہے کہ فلان شخص میری فلان غرض اور مقصد مین بڑا مخل ہے اسکو مارا جاوے اس نے مجھے تو کہا ہے اسکا بدلہ لیا جاوے اس کی ناک کاٹنی چاہیئے۔ اس قسم کے منصوبے اور ادھیڑ بن مین لگا رہتا ہے یہ مریض سخت خطرناک حالت مین ہے۔ وہ نہین سمجھتا کہ نفس کا مین کیا نقصان کر رہا ہون اور اس سے میری اخلاقی اور روحانی قوتون پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہیئے جب کبھی کوئی ایسا بیہودہ سلسلہ شروع ہو فوراً اسکے دفع کرنیکی کوشش کرو۔ استغفار پڑھو۔ لاحول کے ذریعہ خدا سے مدد اور توفیق چاہو۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے پڑھنے مین اپنے آپ کو مصروف کر دو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ سے فایدہ کچھ نہین نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کوئی دشمن مر بھی جاوے تو کیا اور زندہ رہ تو کیا نفع و نقصان کا پہونچانا یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار مین ہے کوئی شخص کسی کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا۔

سعدی نے گلستان مین ایک حکایت لکھی ہے کہ نوشیروان کے پاس کوئی شخص خوشخبری لیکر گیا کہ تیرا فلان دشمن مارا گیا ہے اور اسکا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ مین آگیا ہے نوشیروان نے اسکا کیا اچھا جواب دیا

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

پس آدمی غور کرے کہ اس قسم کے منصوبون اور ادھیڑ بن سے کیا فایدہ اور کیا خوشی یہ سلسلہ تو بہت ہی خطرناک ہے اور اسکا علاج ہے توبہ، استغفار لاحول اور خدا کی کتاب کا مطالعہ۔ بیکاری اور بے شغلی مین اس قسم کا سلسلہ بہت لمبا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کلام نفس کی امانی سلسلے کو لمبا کرتے رہنا ہے یہ سلسلہ بھی چونکہ بیجا خواہشون کو پیدا کرتا ہی اور طمع۔ حسد۔ خودغرضی کے امراض اس سے پیدا ہوتے مین اسلیئے یونہی یہ سلسلہ پیدا ہو اسکی صف فوراً لپیٹ دو۔ یعنے یہ تقسیم کلام نفس کی ہے اور یہ دونو انجام کار انسان کو ہلاک کر دیتے مین۔

لیکن نبی ان دونون قسم کے سلسلہ کلام سے پاک ہوتا ہے نبوت کیا ہے یہ ایک جوہر خداداد ہے اگر کسب سے ہوتا تو سب نبی ہو جاتے انکی فطرت ہی اس قسم کی نہین ہوتی کہ وہ ان بیجا سلسلہ کلام مین مبتلا ہون۔ وہ نفسی کلام کرتے ہی نہین دوسرے لوگون مین تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ان سلسلون مین کچھ ایسے مبتلا ہوتے مین کہ خدا کا خانہ ہی خالی رہتا ہے لیکن نبی ان دونون سلسلون سے الگ ہو کر خدا مین کچھ ایسے گم ہوتے مین اور اس کے مخاطبہ مکالمہ مین ایسے محو ہوتے ہین کہ ان سلسلون کیلئے ان کے دل و دماغ مین سمائی اور گنجایش ہی نہین ہوتی۔ بلکہ خدا ہی کا سلسلہ کلام رہجاتا ہے چونکہ وہی حصہ باقی ہوتا ہے اسلئے خدا انسے کلام کرتا ہے اور وہ خدا کو مخاطب کرتے رہتے مین تنہائی اور بیکاری مین بھی جب ایسے خیالات کا سلسلہ ایک انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اسوقت اگر نبی کو بھی ویسی ہی حالت مین دیکھو تو شاید غلطی اور ناواقفی سے یہ سمجھ لو کہ اب اس کا سلسلہ تو خدا سے کلام کا ہوگا؟ مگر نہین وہ ہر وقت خدا ہی سے باتین کرتا ہے کہ اے خدا مین تجھ سے پیار کرتا ہون اور تیری رضا کا طالب ہون مجھے ایسا فضل کر کہ مین اس نقطہ اور مقام تک پہونچ جاؤن جو تیری رضا کا مقام ہے۔ مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری نظر مین پسندیدہ ہون دنیا کی آنکھ کھول کہ وہ تجھے پہچانے اور تیرے آستانہ پر گرے۔ یہ اسکے خیالات ہوتے مین اور یہ اسکی آرزوئین۔ اسمین ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرا اسکو شناخت نہین کر سکتا۔ وہ اس سلسلہ کو ذوق کے ساتھ دراز کرتا ہے اور پھر اسمین اسمقام تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کا دل پگھل جاتا ہے اور اسکی روح بہ نکلتی ہے وہ پورے زور اور طاقت کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گرتی اور انت ربی انت ربی کہکر پکارتی ہے تب اللہ تعالےٰ کا فضل اور رحم جوش مین آتا ہے اور وہ اسکو مخاطب کرتا اور اپنے کلام سے اسکو جواب دیتا ہے۔

یہ ایسا لذیذ سلسلہ ہی کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہین سکتا اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اسکو ادا نہین کر سکتے۔ پس وہ بار بار مشتسقی کیطرح باب ربوبیت ہی کو کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہان ہی اپنے لئے راحت و آرام پاتا ہے، وہ دنیا مین ہوتا ہی لیکن دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزومند نہین ہوتا لیکن دنیا اسکی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے قدمون پر دنیا کو لا ڈالتا ہے۔

یہ ہے مختصر حقیقت نبوت کے مقام کی۔ یہان کلام نفسی کے دونو سلسلے بھسم ہو جاتے مین اور تیسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے جسکا مبدا اور منتہا خدا ہی ہوتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو جذب کرتا ہے جسمین اس قسم کے دخان اور اضغاث۔ احلام نہین ہوتے جو نفسی کلام مین ہوتے مین بلکہ وہ دنیا سے انقطاع کلی کئے ہوئے ہوتا ہے جیسے ایک نفسانی خواہشون کا اسیر اعلیٰ درجہ کا محبوب سے تعلق پیدا کر کے ہمہ گوش ہو کر تصور کرتا ہے اور ایسے نفسانی لذات کا معراج پاتا ہے اور قطعاً نہین چاہتے کہ کسی دوسرے کو ملین۔ اسیطرح نبی خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو یہانتک پہونچاتا ہے کہ وہ اس تنہائی اور خلوت مین کسی دوسرے کا دخل ہرگز پسند نہین کرتے وہ اپنے محبوب سے ہمکلام ہوتا ہی اور اسی مین لذت و راحت پاتے مین۔ وہ الہدم کیلئے بھی اس خلوت کو چھوڑنا پسند نہین کرتے لیکن خدا تعالےٰ انہین دنیا کے سامنے لاتا ہے تاکہ وہ دنیا کی اصلاح کرین اور خدا نما آئینہ ٹھہرین۔ نبی ملتا ایک لذت اور کیفیت پاتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ ہی مین چاہتا ہے اس سے زیادہ مین اس کیفیت کو بیان نہین کر سکتا اگرچہ دل اس لذت سے بھرا ہوا ہے اگرچہ اس ذکر کی درازی اور بھی لذت بخش ہے مگر وہ الفاظ کہان سے لاؤن جسمین مین اسکو ظاہر کر سکون۔

بعض نادان لوگون کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جبکہ انبیاء علیہم السلام ایسے فنافی اللہ ہوتے مین اور دنیا اور اسکی لذتون سے دور بھاگتے مین پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویان اور بچے بھی رکھتے مین۔ یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتونکا اسیر اور ان فانی لذتون مین فنا ہو جاتا ہے مگر یہ گروہ ان باتون سے پاک ہوتا ہی یہ چیزین ان کیلئے محض خادم کے طور پر ہوتی مین اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلئے آتی مین پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہون تو اس پہلو مین تکمیل اصلاح کیونکر ہوتی۔ اسی لئے مین کہتا ہون کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق مسیح کا کیا نمونہ پیش کر سکتے مین؟ کچھ بھی نہین۔ جب وہ اس راہ سے ناواقف مین اور ان مدارج سے بیخبر مین وہ کیا اصلاح کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو مین آپکا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اسکی چیزین انبیاء علیہ السلام پر کوئی اثر نہین ڈالتی مین وہ فانی لذتونکی کچھ بھی پرواہ نہین کرتے۔ بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کیطرف دریا کی ایک تیز دھاری کیطرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اسکی رو مین سب خس و خاشاک بہ جاتا ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام ان چیزون کے غلام نہین ہوتے بلکہ یہ چیزین ان کیلئے بطور خادم ہوتی مین اور انکی اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمالات کا نمونہ انکے اس ذکر اور ذوق مین جو خدا تعالیٰ کے تصور اور محویت مین انہین ملتا ہی انسے کچھ حرج پیدا نہین ہوتا۔ وہ کچھ ایسے محو اور فنا ہوتی مین کہ دنیا سے بالکل الگ ہوتے مین جب اس قسم کی ربودگی ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کیطرف سے آوازین آنے لگتی مین۔ اور مکالمات ہونے مین یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جذب کی قوت لیکر نکلتی ہے وہ دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اس جذب مین اسقدر قوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی ساری باتین اسمین بھسم ہو جاتی مین اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیض کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کو باقی تمام سلسلونپر تقدم اور فوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکے لئے مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ راہ نہین کھلتی جیسا کہ فرمایا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اور اسی کیطرف اشارہ ہے ایاک نعبد مین اگرچہ ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر تقدم ہے لیکن پھر بھی اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے سبقت کی ہوئی ہے ایاک نعبد بھی کس قوت نے کہلوایا ہے اور وہ قوت جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ایاک نعبد کا اقرار کراتی ہے کہان سے آئی ہے کیا خدا تعالیٰ نے ہی وہ عطا نہین فرمائی ہے؟ بیشک وہ خدا تعالیٰ کا ہی عطیہ ہے جو اس نے محض رحمانیت سے عطا فرمائی ہے۔ اسکی تحریک اور توفیق سے یہ ایاک نعبد ہی کہتا ہے اس پہلو سے اگر غور کرین تو اسکو تاخر ہے اور دوسرے پہلو سے اسکو تقدم ہے یعنے جب یہ قوت اسکو اسبات کی طرف لاتی ہے تو یہ تاخر ہو گیا اور بصورت اول تقدم اسیطرح یہ سلسلہ نبوت کی فلاسفی کا خلاصہ یا مفہوم ہے۔

باقی آئندہ

خطبہ عید الضحیٰ

(سلسلے کیلئے نمبر ۱۲ صفحہ ۷ دیکھو)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی۔ وہ یہی تکبر علم تہا فرحوا بما عندھم من العلم انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے صحف انبیاء اور صحف ابراہیم و موسیٰ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نحن ابناء اللہ واحباءہ کہکر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّیٰ اور شیرین چشمہ جاری ہوا

غرض

محرومی کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ ابی (انکار) ہے اور پھر تکبر ہے آہ! اس سے بڑھکر کسی شخص کی بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک ہادی معلم اور مزکی کو معزز بنا کر بھیجتا ہے اور یہ اسکا ساتھ نہیں دیسکتا اور ان فیضانوں اور برکات سے جو اسکی معیت اور صحبت سے ملنے والے تھے محروم رہجاتا ہے۔ فرمانبرداری ہاں خدا کی فرمانبرداری ایسی راحت بخش اور زندہ جاوید بنانے والی دولت ہے کہ جس نے آجتک اور ابدالاباد تک ابراہیم کو زندہ رکہا ہے آج ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تم ہر ایک گھر میں دیکھ سکتے ہو ایک غریب سے غریب آدمی بھی قربانی کا گوشت کھاتا ہے جو اسکی یادگار کو تازہ رکھتا ہے۔ یہ قربانی بتاتی ہے کہ ابراہیم نے اپنی جان اور مال تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریغ نہیں کیا۔ پس جبتک انسان ابراہیمی رنگ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے عزیز مال اور جان تک کو جو دراصل اسکا ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کا ہے نثار کر دینے کیلئے شرح صدر سے طیار نہیں ہو جاتا۔ اسوقت تک وہ ان برکات اور فیضانوں کو پا نہیں سکتا جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے۔

خدا تعالیٰ کے مامورین و مرسلین کا انکار سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ انکار بہت ہی خطرناک چیز ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچو۔ اپنی عقل اپنی تدبیر اور رائے اپنے علم وتجربہ کو خدا کے راستبازوں کے سامنے ہیچ سمجھو۔ اور بالکل خالی ہو جاؤ تب وہ تم میں راستبازی، اور حقیقی علوم کی روح نفخ کریگا۔

یہ ابی مختلف رنگ میں انسان کے اندر ہوتا ہے۔ کبھی زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل اسکے ساتھ متفق نہیں ہوتا جسکا نتیجہ نفاق ہوتا ہے اور یہ نفاق آخر کار کفر تک بھی لیجاتا ہے۔ اسلئے دل اور زبان کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق اور فضل چاہو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا مال و دولت۔ خدمت گزاری اور نیکی کا خیال ہی اس امر سے روکدیتا اور ان کے لئے سد راہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے اسکو نازل کیوں فرمایا وہ اسپر نہیں خدا تعالیٰ کے فعل و فضل پر ہنسی کرتے اور اس نے پر حکمت فعل کو لغو (معاذ اللہ) ٹھیراتے ہیں۔ اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ نفس اور شیطان کے اس دہوکے سے ہمیشہ بچیں اپنی کسی بات پر تکبر نہ ہو کیونکہ یہی تکبر کبھی کسی اور رنگ وصورت میں انکار کا باعث ہو جاویگا یہ بہر حال زہر ہے اس پر مطمئن ہو رہنا عقلمندی نہیں ہے۔

بعض نادان۔ ناحق شناس۔ ماموروں اور مرسلوں کے آنے پر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ

لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ

یعنے اسوقت تک ہم ایمان نہیں لائینگے جبتک ہم کو بھی وہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے جو رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں وہ محروم رہجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی نہیں چھوڑتا جو اسکی راہ میں صدق وثبات سے قدم رکھتا ہے وہ بھی اس قسم انعامات سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر انہوں نے اسپر استقامت دکھائی۔ انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں ربنا اللہ کا اقرار اور اسپر صدق وثبات اور اظہار استقامت۔

ایک نادان سنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو تو طے نہیں کرتا۔ اور امید رکھتا ہے اس مقام پر پہونچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے بھی الگ رہنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ قویٰ سے کام لو۔ اسکی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وارث ہو جاؤ۔ اور حقیقی رویا اور الہام سے حصہ پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کسی بات کی کمی نہیں

وللہ خزائن السموات والارض وما ننزلہ الا بقدر معلوم

پھر سوال ہوتا ہے کہ اس قسم کے اوہام شیطانی اور وسوسوں سے بچنے کا کیا طریق ہے؟

اس کا طریق یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار پڑہو۔ استغفار سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ طوطے کی طرح ایک لفظ رٹتے رہو بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ استغفار کے مفہوم اور مطلب کو ملحوظ رکہکر خدا تعالیٰ سے مدد چاہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوریاں صادر ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بدنتائج سے محفوظ رکھے اور آیندہ کیلئے ان کمزوریوں کو دور کرے اور ان جوشوں کو جو ہلاک کرنیوالے ہونے میں دبائے رکھے۔ پھر لاحول پڑھنے بھی دعا دینے کام ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو راستبازوں کی صحبت میں رہے اگر اس نسخہ پر عمل کروگے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں محروم نکریگا۔

پھر محرومی کا ایک اور سبب بھی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات انسان مشکلات اور مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے اور فلاں دکھ سے مجھے رہائی اور نجات ہو تو میں یہ فرمانبرداری کا کام کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ان مشکلات سے نجات دیتا ہے لیکن وہ اپنے وعدوں کو بھول جاتا ہے اسکا نتیجہ پھر خطرناک ہوتا اور اسے محروم کر دیتا ہے میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے کے برابر ہی وہ معاہدہ ہے جو انسان اپنے امام و مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے جیسا کہ ہمنے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا کہنے کو یہ ایک چہوٹا سا فقرہ ہے لیکن اسکے معانی پر غور کرو کہ کسقدر وسیع ہیں حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی ہے اور یہ سنتا ہے لیکن دیکھتا ہے کہ بہت سے ضروری کام کرنے کو ہیں اور اپنے اگر ذراسی بھی لاپروائی کی تو حرج ہوگا۔ اسلئے فرض تنہائی ہی میں ادا کر لونگا۔ یہ خیالات دل میں ایکطرف ہیں دوسری طرف حی کا لفظ بتاتا ہے کہ جلدی کرو۔ اور ادہر معاہدہ یہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرتا اور حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر مسجد کو جاتا ہے تو بیشک اس معاہدہ کو پورا کرنیوالا ٹھیرتا ہے لیکن اگر تساہل کرتا ہے تو اس معاہدہ کو توڑتا ہے اسیطرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں ایکطرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے اور پھر قرآن کریم میں پڑھتا ہے لا تسرفوا اور ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ اور ایکطرف دین مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے اسوقت اپنی اندرونہ کا معاینہ کرے اور اپنے فعل سے دکہائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو

غرض

ہر حکم الٰہی میں اسکو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو کسی تقریر اور چالاکی سے کام نہ رہا ہوں یا سچے اخلاص سے اپنے ہر قول اور فعل کو پڑتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کیلئے ہے یا دنیوی اغراض اور مقاصد پیش نظر ہیں اسلئے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو ہر وقت پیش نظر رکھو یہ معاہدہ تم نے کسی معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے اور میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے

. . . . کیونکہ ید اللہ

فوق ایدیھم آیا ہے۔

دیکھو! اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جسقدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ادنیٰ ضروریات کیلئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی سہی وہ دینی ضروریات کیلئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے کہاں پورا کیا میں نے خود تجربہ کیا ہے ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جنہیں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کیلئے تو اسقدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کیلئے انہیں کوئی تڑپ نہیں باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں یہی بدظنی منصوبہ بازی تکبر۔ دوسرے کی تحقیر غیبت اور اور اس قسم کی بد ذاتیاں اور شرارتیں شرک۔ ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

باقی آئندہ

امیر

چند سوالون کے جواب

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین جن شاہجہانپوری سوالون کے جواب کا ذکر کیا گیا تہا۔ انکا جواب حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد کی بنا پر جو مینے لکہا ہے اور حضرت موصوف کو دکہا لیا گیا ہے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

سوال اول - دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اسکا ثبوت کیا ہے؟

جواب - اس سوال کے جواب مین سب سے اول تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب ہم دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کرتے ہین تو اس سے ہماری مراد دنیا کی وہ عمر ہے جو ہمارے آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیکر آدم ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اختتام دنیا تک سمجھی جاتی ہے اس سے یہہ مراد ہرگز نہین ہے کہ خدا تعالے نے سات ہزار برس سے ہی **خالق** ہے۔ بلکہ ہمارا اعتقاد ہے (اور ایسا ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اکابران اُمت کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے) کہ ہمارے آدم سے بہی پہلے لاکہون لاکہہ آدم گذر چکے ہین اس سوال پر بحث کرنا اسوقت چونکہ ملحوظ خاطر نہین اسلئے اسکو یہین چہوڑکر اب اس حصہ کیطرف توجہ کرتے ہین کہ کیا یہہ واقعی امر ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے؟ اس کے جواب کے ہم تین حصے کرینگے - **اوّل** قرآن شریف سے اسکا ثبوت دین گے پھر احادیث نبی کریم اور اکابران ملت کی تحریرون سے - اور تیسرے حصہ مین آجکل کی تحقیقات کی رو سے اسپر کچہہ عرض کرین گے - پہلا حصہ - قرآن کریم سے اس کا ثبوت -

قرآن کریم سے اسکا ثبوت دینے وقت یہ امر قابل اظہار ہے کہ قرآن کریم چونکہ کوئی ایسی کتاب نہین جسکی غرض **مادیات** پر بحث ہو بلکہ وہ **ہدی للمتقین** ہے اسلئے اس نے عمر دنیا کے متعلق جو بحث کرنی چاہی ہے اوس کی غرض جیالوجی کے باریک مسائل کی تعلیم نہین بلکہ وہ اس راز کے انکشاف مین ایک عظیم الشان **مجدد** اور مامور کی پیشگوئی کرنی چاہتا ہے اور اسکا **زمانہ** اور اس زمانہ کے نشانات کو بیان کرنا اسکا مقصد اصلی ہے - وہ مجدد اور **مامور الف ششم** یا دنیا کے آخری ہزار مین آنیوالا تہا - اور اسکے زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے - ازینوجہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے -

قرآن کریم اور سات کا عدد

یہہ بات بہی بحضور دل یاد رکہنی چاہئے کہ خدا تعالے کی کتابون اور خاتم الکتب قرآن مجید مین بعد اعداد خاص مناسبت رکہا کرتے ہین منجملہ انکے سات و ۷۰ و ۷۰۰ و سات ہزار کے اعداد بہت بڑی خصوصیت رکہتے ہین انہین مین سے یہ **سات ہزار** کا ایک عدد ہے سات کے **عدد** کو جو خصوصیتین ہین انمین سے بعض حسب ذیل ہین۔

۱- قرآن کریم سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے۔
(الف) - دہریون یعنی منکران ذات باری سے۔
(ب) منکران نبوت برہموؤن سے۔
(ج) یہود - نصاریٰ - بت پرست - مجوس - منافق

۲- قرآن کریم سات عظیم الشان عقاید حقہ کا بیان کرتا ہے۔
الف - خدا تعالے کی ہستی - ذات - صفات - اسماء اور افعال کی لطیف بحث۔
(ب) ملائکہ کے وجود انکے افعال وصفات کی فلاسفی
(ج) کتب الہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔
(د) رسالت کی ضرورت اور ایمان بالرسل کی بحث
(ہ) تقدیر - یعنے ان اندازون پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالے نے مقرر کئے ہین۔
(و) ختم نبوت کی بحث۔
(ی) اعمال صالحہ و سیئہ پر جزا و سزا کے متعلق۔

۳- قرآن کریم سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے۔
(۱) اقرار (۲) نماز (۳) زکواۃ (۴) روزہ (۵) حج (۶) اخلاق فاضلہ - اور رذائل۔

۴- سات ہی نتائج حسنہ واسنی پیش کرتا ہے (۱) صحت جسمانی - (۲) جسمانی آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر مین آرام (۵) حشر مین آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت پر آرام -

ایسا ہی اور بہت سے امور ہین محض مثال کے طور پر یہ چند دکہا دیئے ہین۔

غرض اس نہج پر سات ہزار کا عدد ایک ایسا عدد ہے جسکو آلہی کتابون کے ساتہہ ایک مناسبت ہے اب مین قرآن سے وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہون جو اس دنیا کے سات ہزار سال کے متعلق ہے -

قرآن کریم مین زمین و آسمان کے چہہ دن کے اندر بنانے اور پھر خلق آدم کا ذکر کرنے کے اندر ایک روحانی ستر موجود ہے اور وہ یہہ ہے کہ تمام اشیاء کی تکمیل کیلئے ایک ستہ ضروریہ اللہ تعالے نے رکہا ہے اور یہ اشارہ تہا روحانی نظام کی تکمیل کیطرف جسپر حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا - جس سے ہر ایک روحانی اور جسمانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ خدائی کارخانہ قدرت مین چہٹے دن اور چہٹے ہزار کو آلہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے

مقرر فرمایا گیا ہے - مثلاً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام چہٹے دن مین یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصہ مین پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام وکمال پیرایہ چہٹے دن ظاہر ہوا گو خمیر آدم کا آہستہ آہستہ طیار ہو رہا تہا اور جمادی نباتی حیوانی پیدائشون کے ساتہہ ہی شریک تہا لیکن کمال خلقت کا دن چہٹا تہا - یہی سر ہے جو قرآن شریف بہی گو نجماً نجماً نازل ہو رہا تہا مگر اوس کا کامل وجود بہی چہٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہونچا اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** نازل ہوئی ایسا ہی انسانی نطفہ بہی اپنے تغیرات کے چہٹے مرتبہ پر ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جسکی طرف **ثم انشأناہ خلقا آخر** مین اشارہ ہے اور وہ مراتب ستہ یہ ہین (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام (۵) لحم محیط عظام (۶) خلق آخر یہ ایک قانون قدرت ہے جس سے کوئی شخص بہی ہرچند وہ مذہب سے واسطہ نرکہتا ہو لیکن علم دوست ہو اسے ماننا پڑتا ہے - پس اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم بہی یعنی اس کا آخری حصہ بہی عظیم الشان حصہ ہے اور وہ بالطبع کسی آدم کی خلق کو چاہتا ہے - ان لوگون کے لئے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے واقفیت رکہتے ہین اور علمی مذاق سے آشنا ہین یہ لطیفہ بہت کچہہ مسرت بخش ہے کیونکہ اس سلسلہ کے امام کو خدا تعالے نے اسی مناسبت کیوجہ سے براہین احمدیہ مین **آدم** کہا **اردت ان استخلف فخلقت آدم** ہمکو اس مقام پر اس مضمون پر بحث نہین کرنی بلکہ اصل مضمون عمر دنیا کی متعلق ہے لیکن ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ **عمر عالم** کا مسئلہ قرآن کریم نے محض اس بنا پر حل کیا ہے کہ آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان مصلح آنیوالا تہا - ورنہ جیسا ہم پہلے بیان کر آئے ہین قرآن شریف کی غرض کچہہ اور ہے عمر دنیا یعنے دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال جو قرار دیا گیا ہے اسکے ثبوت کے لئے اولاً عالم کبیر کی خلقت کا بیان ہے، **ھوالذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام** پہر انسان (جو عالم صغیر ہے) کی خلقت کیلئے چہہ مراتب بیان کئے - گویا وہ پیدائش بہی چہہ دنین ہوئی - اور ایک دن اللہ تعالی کے نزدیک قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہزار سال کا ہوتا ہے **ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** اسپر شہادت ہے - اب اس چہہ ہزار سال کے بعد جو آخری ہزار ہے وہ زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کو عصر کا زمانہ قرار دیا ہے، جیسا کہ قرآن شریف مین بہی والعصر ان الانسان لفی خسر فرمایا ہے - اس سورۃ کی اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت کہی یعنی تیس برس کا تمام وکمال زمانہ یہ کل مدت زمانہ کی ساتہہ ملاکر ۴۷۳۹ برس دور آدم سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہوتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خامس مین مبعوث ہوئے۔

ایک علمی نکتہ اس مقام پر اس نکتہ کا بیان نکرنا خطرناک فروگذاشت ہے کہ الف خامس مریخ ستارہ کیطرف منسوب ہے یہی وجہ تہی کہ جو آنحضرت صلعم کو ان مفسدون کی قتل اور سزا بالسیف کا حکم ہوا جنہون نے مسلمانونکو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور یہی خدا تعالی کی اذن اور حکم سے مریخ کا حکم ہو لیکن آنحضرت صلعم کی ایک بعثت ثانی بہی ہے جو مہدی کے رنگ مین احادیث سے ثابت ہے، وہ ہزار ششم مین مقرر کیگئی ہے - اور وہ اسم احمد کی تجلی ہوگی جو جمالی اسم ہے وہ ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جو مامورین کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل و دانش اور مواد استدلال کو بڑہاتا ہے - **پس الف سادس** یا چہٹا ہزار ایک کامل ظہور اور بروز کو چاہتا تھا اور آدم چونکہ جلالی اور جمالی صفات کا مظہر تہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ہر دو صفات کے مظہر اتم تہے مگر آپ کا ظہور **جلال الف** پنجم پر ہوا اور ظہور جمال کیلئے الف سادس مقرر ہوا تہا - جو بروزی رنگ مین ہونیوالا تہا - اسلئے **مہدی** کا نام آنحضرت نے اپنا ہی نام ٹھہرایا۔

اس ظہور ثانی کیلئے آیت **وآخرین منہم لما یلحقوا بہم** بہی اشارہ کرتی ہے اور تمام مفسرین نے بالاتفاق اسکو تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے پہر قرآن شریف کی ایک اور آیت **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** ہے جو مسیح موعود کے زمانہ سے وابستہ ہے - اور **مسیح موعود** کا زمانہ آیت استخلاف کے ماتحت رہکر چہٹا ہزار ہی قرار پاتا ہے کیونکہ بائبل کے حساب کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ۴۶۳۶ برس ہوتے ہین - اور انجیل متی کی بشارت کے موافق آپکے بعد چودہوین صدی مین مسیح موعود آنا چاہئے جو چہٹے ہزار کو ظاہر کرتا ہے -

پس جب ہم آیت **استخلاف** اور پہر **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** اور **وآخرین منہم لما یلحقوا بہم** کو ملاتے ہین تو چہٹے ہزار پر مسیح موعود کی بعثت قرار پاتی ہے جو بالکل صحیح ہے اور پھر اسکے ساتہہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** مین تکمیل کے دو شعبے **تکمیل** ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کو ملادین تو اور بہی یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا وہی زمانہ ہے جو لیظہرہ علی الدین کلہ کا زمانہ ہے - پس یہ ساری آیات مجموعی طور پر **الف سادس** کا پتہ دیتی ہین - اور یہ اشارہ **تکمیل آدم** مین پہلے سے مرکوز ہے جو چہٹے دن ہون -

(باقی)

الدعوت

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین ۔ شد ظہور وعدہائے انبیاء و مرسلین
تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت با خدا؟ ۔ اے سیہ باطن! بترس از خشم رب العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اسلئے مین دوبارہ ظاہر کرتا ہون اور مین قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھاکر کہتا ہون کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ مین اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی مین ایسے غرق ہو گئے ہین کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہین رہا اور وہ جو اسکی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اسے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ مین انسے جنگ کرونگا* اور میرے وہ حملے اُن پر ہونگے جو اونکے خیال و گمان مین نہین کیونکہ انہون نے جھوٹ سے اسقدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤن کے نیچے پامال کرنا چاہا پس خدا فرماتا ہے کہ مینے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندون کے حملون سے بچاؤن اور سچائی کی حمایت مین کئی نشان ظاہر کرون اور وہ فرماتا ہے کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ کیسے دن ہین! جو تم دیکھ رہے ہو سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادون نے سُنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا اور جسطرح ابھی ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلون کو ہلا دیا اور عام نقصان پہونچا دیا اور لوگون کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگون نے اس ملک مین دیکھا تھا؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیان قرار نہین دیئے گئے بلکہ سالہا سال اونکے وجود سے پہلے براہین احمدیہ مین خبر دیگئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابون مین جو میری تالیف ہین یہ خبرین شائع ہو چکی ہین اور یہ تو پرانی ہین ممکن ہے کہ اکثر لوگون کو بھول گئی ہونگی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینون جسجگہ اکٹھی ہو جائین وہان حافظہ کب درست رہ سکتا ہے خدا کے وعدے بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہین ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانون کو بھی آنکھون سے دیکھکر ایسا دل سے اتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے غرض مین اسوقت پرانی پیشگوئیون پر اکتفا نہین کرتا بلکہ مین ان پیشگوئیون کو پیش کرتا ہون جنکی شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے دیکھو میرا اشتہار الوصیت جسکو مینے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو بھی شائع ہوا اور پھر دوبارہ الحکم نمبر ۸ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱ کالم ۲ مین شائع ہوا ہے ان پیشگوئیون مین سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہین کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جسکی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء تھی مینے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت اُن کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت کا مقام ہوگا۔ اور عارضی سکونت کا مونہہ پر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینہ مین خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی بھی اوسی الحکم ۲۴ مارچ مین شائع ہو چکی ہے۔ اب اے عزیزو! سوچ کر دیکھو کیا یہ زلزلہ جو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو اس ملک مین ظاہر ہوا وہی نشان نہین ہے؟ جسکی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو کتابون مین لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ مین رمضان مین کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبون کی انجیل مین ہے کہ مسیح کے وقت مین مری پڑیگی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کریگا اور سخت زلزلے آئینگے پس تمنے ان تمام علامتون کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہین اور ان دونون منصبون کا مدعی مین ہون جو تم مین اسوقت پچیس سال سے موجود ہون پس میرے بعد کس کا انتظار کروگے؟ ان تمام علامتون کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانون کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ وہ کہ جسکا ابھی دنیا مین نام و نشان نہین۔ یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ مین نہین آتی جبکہ میرے دعوے کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت مین کوششین بھی ہو کر انمین نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہان یہ سچ ہے کہ مین نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہون مگر مین خدا کی طرف سے ہون اور مین یہ پیشگوئی کرتا ہون کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہین آئیگا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا مین ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئیگا جو کسی وقت آسمان سے اتریگا ان دونون سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتین ہین۔ جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر مین لیجائینگے نہ کوئی مسیح اتریگا۔ اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آ چکا وہ مین ہی ہون جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا جو شخص مجھے قبول نہین کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیون ایسا کیا حالانکہ ایسی غلطیان پہلے ہو چکی ہین اور ان کے علاوہ بھی پیشگوئیون کے سمجھنے مین ٹھوکر کھاتے رہے ہین کہ سمجھا کچھ اور آخر ظاہر ہو گیا کچھ۔ عزیزو! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آ گئے اور آسمان تمہین وہ کرشمے دکھا رہا ہے جنکی تمہارے آبا و اجداد کو خبر نہ تھی مبارک وہ جو میرے بارے مین ٹھوکر نہ کھاوین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

* جنگ سے مراد انسانی جنگ نہین ہے بلکہ فرشتون کا جنگ اور قضا و قدر کا جنگ۔ منہ ** ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۲۰ پر بھی یہ الہام شائع ہو چکا ہے۔ منہ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

بنگر اے قوم نشان ہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بچشم نشانی است کبیر

۴- اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک ایسا عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ مہدی و مسیح کی تائید اور صداقت میں ظاہر ہوا ہے جو صدیوں سے اہل دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

میرا یہ کلام مبالغہ اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ میں واقعات کی بنا پر دکھاؤنگا۔ حق اور حقیقت پر مبنی ہے یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور **ٹروتھ** (صداقت) ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا مگر وہی جو خدا تعالےٰ کے سنن سے ناواقف ہے

اس امر کو سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل دنیا میں اصلاح خلق کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی طبیعتوں میں بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور بظاہر ان بداعمالیوں کی پاداش اور عقوبت کے لئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوتی ہے خدا تعالےٰ مختلف رنگوں میں عذاب الٰہی نازل کرتا ہے۔ اس عذاب کے نزول میں ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خدا تعالےٰ کا مامور اور اس کی جماعت بھی انہیں **اسباب عادیہ** اور قوانین قدرتیہ کے ماتحت ہوتے ہیں جو دوسروں پر حکومت کرتے یا اثر ڈالتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ مامور اور اسکی قوم کے ساتھ خاص نشان رحمت ظاہر کرتا ہے جو دوسروں پر حجت اور مخلص مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہو جاتا ہے سنت اللہ سے ناواقف اور ماموروں کی سیرۃ پر نگاہ نہ کرنے والی قوم ان باتوں کو سن کر ہنسی اور بیباکی اور شوخی میں ترقی کرتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننے والے اور اسپر ایمان لانے والے ان عذابوں اور عتابوں کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے نشانات اور تضرع کی حالت پیدا کرنے والے الارم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ماموروں کے ارسال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون

اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا۔

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور اور مبعوث ہوتا ہے تو اس کے ساتھ عذاب بھی آتا ہے۔ پس عذاب الٰہی اور خدا کے مامور و مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم امر ہیں سو دانشمند اور صاحب دل وہ انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اسکی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول کرنے کی توفیق نہ پاسکے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے ڈر جاوے + مگر تھوڑے ہوتے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں

اسکے نمونے ہر زمانہ میں جب خدا کے مامور آتے رہے ہیں دیکھے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے اسوقت چونکہ خدا کے فضل سے پھر ایک **مامور** دنیا میں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدر تھا اور نبیوں اور رسولوں کی معرفت وعدہ دیا جاچکا تھا اسکے سارے نشان ظاہر ہوچکے اور ہو رہے ہیں

تیس ۳۰ برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے کہ جب اس نے خدا تعالےٰ کیطرف سے وحی اور اطلاع پاکر اپنی کتاب **براہین احمدیہ** میں یہ الہام شائع کیا تھا جس کے چھپنے پر پچیس سال کا زمانہ گذرتا ہے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

جب اسے یہ وحی ہوئی اسوقت وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زور آور حملے کونسے ہیں اسے ہرگز معلوم نہ تھا۔ کہ وہ دنیا میں ایک رسول اور **مامور** کی حیثیت سے آیا ہے ہاں وہ یہ جانتا تھا اور ایمان لاتا تھا کہ یہ خدا تعالےٰ کی **وحی** ہے اور اسپر اتری ہے اور اسکے متعلق ہے۔ اس **وحی** کو اسنے مختلف اوقات اور مختلف تصنیفات میں اپنی تائید میں پیش کیا۔ جب ۱۸۸۸ء میں اسنے خدا تعالےٰ سے مامور ہو کر بیعت کا اعلان شائع کیا تو اس میں یہ الہام شائع کیا۔

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ اور انکے وقت میں جو خطرناک **طوفان** آیا۔ یہ وحی اسکی خبر دیتی اور مخلوق کے غرق ہونے کی پیشگوئی کرتی تھی۔ خدا کا یہ مامور بجائے خود سمجھتا تھا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آنے والا ہے اور **دنیا میں ایک نذیر آیا**۔ والا الہام بھی تائید کرتا تھا۔ اور اس **وحی بیعت** سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا یہ **مامور نوح** کا بھی مثیل ہے۔ لیکن ابھی تک اہل عصر ناواقف تھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کھلی کھلی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کردیا کہ آنیوالا **موعود مسیح تو ہی ہے** اب اسکے بعد دنیا کی کتاب میں ایک نیا زمانہ شروع ہوا۔ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوا۔ اور جو جس سے ہوسکا۔ اسنے اسکی مخالفت میں کیا اور اپنی ناکامی اور نامرادی کو خوب ہی دیکھا + مگر بلہ بے حیائی کہ اسقدر نامرادیوں اور ناکامیوں پر بھی شوخی اور شرارت بڑھتی گئی میں اسوقت کوئی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا مجھے صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی شوخی اور شرارت میں ترقی ہوئی خدا کی غیرت بھی جوش زن ہوتی گئی۔ جب امن کے نشانوں سے لاپروائی کی گئی تو آخر سنت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان تھے۔ چنانچہ سب سے پہلا نشان اور خدا کا زور آور حملہ **طاعون** کے رنگ میں ظاہر ہوا طاعون کی ذریعہ جو کچھ حالت ملک اور اہل ملک کی ہوئی ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں رہی مگر افسوس جب اس عذاب الٰہی کی اس دردمند قوم نے اہل ملک کو خبر دی تو ابنائے ملک نے اسکو بھی ہنسی اور ٹھٹھوں میں اڑایا اور اسکی کچھ پروا نہ کی یہانتک کہ ملک تباہ ہوگیا ہے اور یتیموں اور بیواؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے ایک اور امر واقعی پیش کروں شاید کسی سعید الفطرت کو فائدہ ہو۔ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے کھلے طور پر **زور آور حملوں** کا ذکر کیا۔ اور پھر **نوح** نام رکھا اور کشتی بنانے کا حکم دیا اور ایک غرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا۔ اور اسی براہین میں **مسیح ابن مریم** بھی ٹھیرایا۔ اب اگر یہ انسانی منصوبہ اور خیالی باتیں نہیں۔ تو قطع نظر اسکے کہ مفتری علے اللہ فوز اور فلاح کا وارث نہیں ہوتا عام طور پر بھی کسی منصوبہ باز کی نظیر نہیں مل سکتی جو اسقدر عرصہ دراز پہلے خبر دے اور وہ واقعات اسکی زندگی میں پورے ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ جب تک کوئی خدا کیطرف سے نہو۔ اور صادق نہ ہو۔ انجیل۔ جب ہم دیکھتے ہیں تو ان واقعات پر اور بھی بڑی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے جو نشان بتائے ہیں۔ ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ مسیح نے اپنے دوبارہ آنیکا نشان یہ بتلایا ہے کہ ان دنوں میں فوراً سورج اندھیرا ہو جائیگا۔ اور چاند اپنی روشنی نہیں دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کرینگے جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ ہو نہ لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے آسمان و زمین ٹل جائیگی پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی لیکن اوس دن اور اوس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جبتک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا اسطرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا یعنی جسطرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ ان پر وارد نہ تھا اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آئیگا اور اس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہوگا بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگی۔

دیکھو متی باب ۲۴۔

حضرت مسیح کے اس بیان میں بظاہر صورت جسقدر تناقض ہے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھیرایا ہے کہ سورج اندھیرا ہو جائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں۔ سوان علامات کو اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ جس وقت سورج اندھیرا ہوگیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو پھر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے بھلا یہ بھی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتھ گذارہ کرسکے لیکن زمین پر ستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک ہی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ عرض طول میں زمین کے [illegible] سے کم نہیں ہے ایک ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی

آسیب نہ پہونچے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اُترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہون اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھہ آسمان کے بادلون پر آتے دیکھین۔

سواے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ یہ سب استعارات ہین حقیقت پر ہرگز محمول نہین حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اوسوقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول اور اوسکی شریعت اور اُسکی کتاب ہے لوگ آنکھین کہولین گے کیونکہ اون کے نفسانی حجابون کیوجہ سے آفتاب شریعت اُنکے لئے اندھیرا ہوجائیگا اور ماہتاب بہی انہین روشنی نہین دیگا یعنی اولیا کے وجود سے بہی انہین کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بیدینی کے بڑھ جانے سے مردان خدا کی محبت بہی اُنکے دلوںمین نہیں رہے گی اور آسمان کے ستارے گرینگے یعنی حقانی علما فوت ہوجائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جائین گی یعنی آسمان اوپر کیطرف کسی کو کہینچ نہین سکے گا۔ دن بدن لوگ زمین کیطرف کہنچے چلے جائین گے اوسوقت نہ لڑائیان ہون گی اور نہ عامہ خلایق کے امن اور عافیت مین خلل ہوگا بلکہ نوح کی زمانہ کیطرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت مین[+] وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہون گے جن مین مسیح موعود نازل ہوگا یاد رکہنا چاہئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولون کے نہایت امن کا زمانہ تہا لوگ اپنی لمبی لمبی عمرون کو نہایت آسایش اور امن چین و عافیت سے بسر کر رہے تہے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہو گئے تہے معلوم نہین کہ اُسوقت کوئی شخصی سلطنت تہی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلایق کیلئے ہرطرح سے آسودگی پیدا ہوگئی تہی بہرحال اوس زمانہ کے لوگ آرام پانے مین اور امن اور عافیت مین زندگی بسر کرنے مین اس زمانہ کے اون لوگون سے بہت مشابہ ہین جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہین گورنمنٹ کی طرف سے جسقدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہین اونکا شمار کرنا مشکل ہے گویا انکی اس زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا گیا ہے لیکن غایت درجہ کے آرام پانے سے اور نہایت درجہ کے امن کیوجہ سے یہ آفت دلوںمین پیدا ہوگئی ہے کہ دنیا کی زندگی نہایت شیرین متصور ہوکر دن بدن اسکی محبت دلون مین بڑہتی جاتی ہے جسطرف نظر ڈال کر دیکھو یہی خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہو جائے اور بباعث اس بہل جانے کے دنیا کی ہریک چیز کا قدر بڑہتا جاتا ہے وہ مزروعہ زمین جسکو سکہون کے عہد مین کوئی مفت بہی نہین لے سکتا تہا لاکہون روپیون پر فروخت ہورہی ہے اور یہانتک مفاد کی راہین کہل گئی ہین کہ لوگ نجاست اور ہڈیون کی فروخت سے وہ فواید حاصل کرتے ہین کہ اس سے پہلے زمانون مین اعلےٰ درجہ کے غلون کی فروخت مین وہ فوائد حاصل نہین ہوسکتے تہے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتین ہین بلکہ نظر اُٹہا کر دیکہو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق وہ آرام کی بیلین نکل آئی ہین جو اس سے پہلے وقتون مین شاید کسی نے خواب مین بہی نہ دیکہی ہون گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اُس امن کے زمانہ سے مشابہت دین جو حضرت نوح کے وقت مین تہا تو یہ زمانہ بلا وجہ اُسکا مثیل غالب ہوگا۔

اب غور کرو کسطرح پر اس زمانہ کو نوح کا سا زمانہ قرار دیا اور ادہر حضرت حجۃ اللہ کو نوح کہا گیا پہر ملک اور قوم کی مذہبی اور دینی حالت کو ظاہر کیا اور اگر عام طور پر بہی اسکا مفہوم لیا جاوے تو کسوف خسوف اور ستارون کے ٹوٹنے سے بہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر اسی انجیل کے اسی ۲۴ باب مین بتایا ہے کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت **چڑہائی کرے گی اور جگہ جگہ مری اور کال پڑین گے اور بہونچال آئین گے۔**

اگر یہ باتین اپنے اندر کوئی حقیقت نہ رکہتی تہین اور معمولی آفتین تہین تو کیون یہ پیشگوئی قرار دی گئین۔ ہرچند یہ باتین عام ہین لیکن انکی اصلیت مین ایک خصوصیت ہے اب اسوقت ہر قسم کے نشان پورے ہو رہے ہین اور دنیا دیکھ رہی ہے۔ خدا کے موعود مسیح نے ہر راہ سے ان لوگون کو سمجہایا مگر اکثر ون نے اسکی باتون کو ٹہٹھون مین اُڑایا اور اسپر ہنسی کی یہانتک **بدزبانی اور لعن طعن** مین ترقی کی کہ زمین اس لعنتی نسل کو زیادہ دیر تک اپنی پشت پر رکہنے کے ناقابل ثابت ہوئی۔

اور آخر خداوند تعالے کا دوسرا حملہ جو **عظیم الشان نشان** ہے ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک خطرناک **زلزلہ** کی صورت مین نمودار ہوا اور یون خدا کا وعدہ پورا ہوا

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ

۳ - اپریل کی شام تک کسی کو بہی کوئی خبر نہ تہی کہ ۴ اپریل کی صبح بے شمار انسانون کو نیست و نابود کر دے گی اور لاکہون لاکہہ مکانات تباہ ہوجائین گے۔ اور یون خدا تعالے کی وہ **وحی** بہی (جو اسنے تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے شائع کی تہی) پوری ہوجائیگی۔

عفت الدیار محلہا و مقامہا

جس وقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی معمول کے موافق جلد باز اور بے باک لوگون نے اسپر ہنسی اڑائی اور شوخیان کین۔ خدا تعالے کی یہہ وحی الحکم نمبر ۱۸ - جلد ۸ کے صفحہ ۹ پر ۳۱ - مئی ۱۹۰۴ء کو شائع کی گئی تہی۔ پہر اسی تاریخ کے الحکم مین خدا تعالے کی یہ وحی بہی شائع ہوئی۔

سلام علیکم طبتم

جو بظاہر صاف بتاتی ہے کہ جب ایسی حالت اور آفت پیدا ہوگی اوسوقت تمپر سلامتی ہوگی ایسا ہی اس سے پہلے ۲۸ - اپریل ۱۹۰۴ء کو ایک الہام ہوا جو انہین ایام مین مینے الحکم مین چہاپ دیا تہا۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

ان وحیون پر نظر کرو۔ اگر کوئی خطرناک وقت آنیوالا نہ تہا تو نوح کی طرح کشتی بنانے کا حکم کیون ہوا۔ اور پھر یہہ کیون فرمایا کہ **سلام علیکم طبتم** پھر۔ امن است در مکان محبت سرائے ما۔ یہہ ساری باتین کسی آنیوالے خطرہ کو ظاہر کر رہی ہین۔ جو معمولی خطرہ نہین ہوگا۔ پہر خود اسی سال مین اس خوفناک زلزلہ سے پہلے ۲۷ - فروری ۱۹۰۵ء کو دکہایا گیا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا **موتا موتی لگ رہی ہے** اور پہر ۱۹ - مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ **مکذبون کو ایک نشان دکہایا جائیگا** اور ایسا ہی ۱۹ - جنوری کا کشف اور الہام جو ۱۷ - جنوری ۱۹۰۵ء کے الحکم مین چہپا ہے

ایک چونکا دینے والی خبر۔

ان سب پیشگوئیون کو یکجا جمع کرو۔ اور دیکہو کہ کیا یہ کسی معمولی واقعہ کی خبر دے رہی ہین یا کسی عظیم الشان امر کی۔ اور وہ امر بہی ایسا امر نہین جو خوشی کا ہو بلکہ خطرناک ہے اور اس مین خود حضرت **مسیح موعود کی ہر طرح سے سلامتی ہے**۔ یہ ساری باتین قبل از وقت شائع ہوئین۔ یہانتک کہ وہ موعود گہڑی آ پہونچی۔ اس سے پانچ روز پیشتر پہر اللہ تعالے نے بطور بشارت القا فرمایا

سلاما سلاما

یہہ الہام ۳۱ - مارچ ۱۹۰۵ء کو الحکم کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔ اب غور کن طبیعت اور انصاف پسند دل لیکر خدا کے لئے سوچو کہ کیا کوئی مفتری منصوبہ باز ایسی پیشگوئیان کرسکتا ہے پہر ایسی پیشگوئیان جو اسکے دست تصرف اور حیطۂ قدرت سے باہر ایک ہی قانون قدرت کے نیچے جس مین وہ اور اسکے مخالف سب موجود ہین اور وہ اس مین اپنی **سلامتی** کا زور سے دعوے کرتا ہے۔

سوچو اور ان آیات اللہ کو بے قدری کی نگاہ سے مت دیکھو اور ہنسی مین مت اڑاؤ۔ خدا تعالے نے یہ نشانات عبرت کے لئے ظاہر کئے ہین لیکن اسپر بہی تم ہنسی کرتے اور انکو ٹہٹھے مین اُڑاتے ہو۔

اے بدقسمت! لوگو! تم کہان گرے! کونسی چہپی ہوئی بدکاریان اور بداعمالیان تہین جو تمہین پیش آگئین تم نے نشان پر نشان دیکہے مگر تم نے انہین مشکوک کرنا چاہا اور لوگون کو بدظن کرنے کی کوشش کی تمہین رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے تم نے انہین کافی نہ سمجہا اور **خدا کے زور آور حملون** سے اسکی نذیر کی **سچائی** کی آزمایش چاہی!

او! اگر تم مین ذرہ بہی نیکی ہوتی تو خدا تمہین ضائع نہ کرتا ابہی کچھ وقت باقی ہے اگرچہ تم بہت سا ثواب کہو چکے لیکن در توبہ باز ہے باز آجاؤ! کیا تم خدا تعالے سے اس بیوقوف کی طرح لڑوگے جو زور آور کے آگے سے ہٹ نہین جاتا یہانتک کہ مار سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے یہانتک کہ ہڈیان چور ہو کر اور ردہ ادہ موا ہو کر زمین پر گرتا اور پہر درد ون سے بیتاب ہو کر کراہتا ہے۔ دیکہو! یہودیون نے خدا تعالے سے جنگ کی اسکے برگزیدہ مسیح کو انہون نے قبول نہ کیا بلکہ اسکی اذیت رسانی مین انہون نے مشورے کئے انہون نے کیا پہل پایا تم اس جنگ سے کیا لوگے؟

دیکہو! مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا کے مسیح سے وہ تمام نشان اور کام ظاہر ہو رہے ہین۔ جو خدا کے مرسلون اور تائید یافتہ بندون سے ہوا کرتے ہین تم ان نشانات کو دیکہکر بہی اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت مین نہ ڈالو! بدظنیان چہوڑ دو بدگمانیون سے باز آجاؤ! انکا انجام اچہا نہین۔ **خدا تعالے کے برگزیدہ مرسل کی توہین سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہین دیکہتے۔ فرشتون کی آنکہون سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہین نظر نہین آتا۔ خدا تعالے اپنے جلال مین ہے اپنے بندے کے لئے اس کی غیرت جوش زن ہے اور در و دیوار حجر و شجر لرزہ مین۔** اس جوش اور لرزہ کو اب بچون تک نے بہی دیکہہ لیا مگر آہ! تم دیکہنے والے نہ ہوئے۔ کہان ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے

حاشیہ :- میرا یہ دعوی ہے کہ تمام دنیا مین گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہین جسنے زمین پر ایسا امن قایم کیا ہو مین سچ سچ کہتا ہون کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت مین اشاعت حق کر سکتے ہین یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بیٹہکر بہی ہرگز بجا نہین لاسکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عیسائیون مین ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ ہم

اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اوسوقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹون مین ہوتی تو وہ بادشاہتین ابتک قایم رہتین۔ منہ

کہاں ہیں وہ آنکھیں جو وقتوں کو پہچانتی ہیں آسمان پر ایک حکم لکھا گیا کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اے نادان انسان باز آجا کہ

صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے اچھا نہیں

خدا کا مامور تم کو ایک عرصہ پہلے یہہ الہام سنا چکا ہے **انی انا الصاعقہ** پس خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے **جلال** کے سامنے سجدہ کرو۔

غرض

ان سب واقعات کو یکجا جمع کر کے غور کرو اور خدا کے مامور و مرسل کی توہین سے باز آجاؤ۔

اب میں مختصر طور پر اس زلزلہ کے متعلق ذکر کرتا ہوں جسکے متعلق یہ آرٹیکل لکھا گیا ہے۔ سن خدا تعالے کا یہہ **نشان** عظیم الشان قہری نشان اور زور آور حملہ تھا۔

۳ اپریل کی شام تک کسی متنفس کو یہہ خبر نہ تھی کہ کل صبح کیا ہونے والا ہے۔ سرکاری محکمہ علم ہیئت نے بھی کوئی پیشگوئی اس زلزلہ کے متعلق نہ کی تھی عام نجومیوں اور پنڈتوں کی تیز زبان اور قیافہ دانیاں بھی ختم ہو چکی نہیں اور کسی نے کوئی خبر اسکے متعلق قبل از وقت شائع نہیں کی تھی جس سے اس نشان کی اور بھی **عزت** اور **عظمت** بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسی اطلاعیں شائع ہو چکی ہوتیں تو **مخالف** نان بد اندیش مخالف کہہ اٹھتے کہ یہہ کوئی نشان نہیں ہے یہہ تو نجومیوں نے بھی کہدیا تھا۔

مگر خدا تعالے کی **قدرت** اور **تصرف** کو مشاہدہ کرو کہ سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور ساری حساب دانیں اور اسطرلاب خاموش رہ گئے۔ اور ٹھیک اسی طرح جیسا کہ خود حضرت مسیح نے کہا تھا کہ اس دن اور اس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کہ جسطرح ان دنوں میں طوفان کے آگے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی میں چڑھا اور نہ جانتے تھے جبتک کہ طوفان آیا۔"

لاعلمی کا پورا اثر رہا۔ اور جیسا کہ خدا تعالے کی مجید کتاب نے پہلے سے بتایا ہوا تھا کہ خدا کے عذاب ایسے وقت آجاتے ہیں کہ لوگ بخیال خویش مست ہوتی ہیں اور انہیں کوئی وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ کہ یکایک عذاب الٰہی آگرتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔ سورہ اعراف رکوع

اسی طرح پر یہہ عذاب الٰہی نازل ہوا۔ کسی کو اس کے آنیکا سان و گمان بھی نہ تھا۔ اور لوگ آرام سے سو رہے تھے یا بستروں سے اٹھ رہے تھے۔ اور وہ قرآن کریم کی اس آیت سے بے خبر سو رہے تھے۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآىٕمُوْنَ ۔

یعنی کیا بستی والے اس بات سے امن میں آگئے تھے کہ ہمارا عذاب انپر رات کو آجاوے اور وہ سوتے ہی ہوں۔

اسی مضمون کو قرآن مجید نے دوسرے موقع پر اسی سورہ اعراف میں یوں فرمایا ہے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآىٕلُوْنَ ۔

ان آیات میں جو جو اوقات عذاب الٰہی کے بیان کئے ہیں انہیں انہیں اوقات پر یہ عذاب زلزلہ نمودار ہوا۔

غرض خدا تعالے کی سنت کے موافق قریبًا سوا چھ بجے صبح کے یہ عذاب نازل ہوا اوسوقت کے حالات کا بیان کرنا کسی نازک خیال شاعر کا کام ہے اور نہ کوئی دقیقہ رس مصور ہی ایسی ہیئت کو دکھا سکتا ہے ہر چند اس زمانہ میں **نظار ہائے رواں** (رننگ ویوز) کی تصویریں لینے کے سامان ایجاد ہوئے ہیں مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی قلم کی گلکاری یہاں کام نہیں دے سکتی۔

ابھی کچھہ لوگ بستروں سے اٹھے تھے بعض سست اور نیند کے مزے لینے والے خواب راحت میں پڑے ہوئے تھے کہ یکایک ایک دھکا لگا۔ اور زمین کے نیچے خطرناک گونج پیدا ہوئی جو اس سے پہلے نہ کانوں نے سنی نہ دہم میں گذری تھی۔ اس دیکھنے کے ساتھ ہی **جلال** الٰہی کی ہیبت سے در و دیوار حجر و شجر پر ایک **لرزہ** پیدا ہو گیا اور

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

کا پورا نظارہ نظر آنے لگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قہری **تجلی** نے قلوب پر وہ اثر ڈالا جو کسی وقت **رب ارنی** کہنے والے کو **انظر الی الجبل** کے نظارہ میں نظر آئی ہوگی۔ میں اپنے نفس اور حالت پر لحاظ کر کے کہتا ہوں کہ اسوقت قریبًا ہر شخص کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ وہ سراسیمہ اور دیوانہ سا ہو گیا تھا۔ اور کچھہ سمجھہ نہیں آتا تھا کہ کیا کرے اور کیا نکرے معلوم نہیں **قلوب** پر کیسا فوری اور مقناطیسی اثر پڑا کہ بے اختیار

رب ارحم رب ارحم

زبان سے نکلتا تھا اگر کچھہ نکلتا تھا۔ بچوں۔ جوانوں عورتوں۔ بوڑھوں کے آہ و بکا اور شور و شیون نے اس خوفناک نظارہ کو اور بھی بھیانک کر دیا تھا۔ میرے دفتر کے پاس ہی ایک ڈھاب ہے جو قادیان کے ایک بڑے حصہ کو محیط ہے اس میں اسوقت اگرچہ بہت تھوڑا پانی ہے مگر اسوقت اس **قہری تجلی** کے نیچے آکر وہ پانی گزوں اوپر اوچھلتا تھا اور اس میں اسقدر شور پیدا ہو رہا تھا جیسے بہت بلند کڑاڑا سے گرنے کی وجہ سے ہو سارا پانی دودھ کی طرح بلویا جاتا تھا۔ درختوں کا نظارہ اور بھی مہیب تھا اسی ڈھاب کے کنارے چند بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہیں جو کھڑکی میں سے دکھائی دیتے تھے اسوقت وہ گھاس کی طرح لرزتے اور شاخیں زمین پر سجدہ کرتی تھیں۔

غرض جدہر نظر اٹھاؤ۔ جدہر دیکھو یہہ قہری تجلی اپنا اثر لئے ہوئے تہی۔ مجھے صحیح اور چشم دید روایت پر خبر ملی ہے کہ اسوقت جبکہ زلزلہ کا پہلا جھوکا آیا **خدا کا برگزیدہ اور معظ کیا ہوا** مسیح جسکی تائید اور تصدیق کے لئے یہ خدا کا زور آور حملہ ظاہر ہوا تھا۔ اپنی **موجودہ تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم** میں اس الہام **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا** - الاآخرہ پر قلم اٹھانے کو تھا کہ اس زور آور **حملے** کا ظہور ہوا۔ وہ اس **آیۃ اللہ** کو دیکھتے ہی فی الفور **سجدہ میں گر پڑا**۔

اور اس زور سے **یا حی یا قیوم استغیث برحمتك یا ارحم الراحمین** پکارتا تھا کہ اسکی آواز دور دور سنائی دیتی تھی۔ اور پاس والوں کے دلوں پر خاص اثر پیدا کر رہی تھی اور یہ قہری تجلی اپنے پورے جوش اور جلال میں بھی زبان حال سے اپنے مسیح کے استغاثہ کا جواب یوں دے رہی تھی

امن است در مکان محبت سرا ما

اور

کبھی **سلامًا سلامًا** کی آواز در و دیوار سے نکلتی اور ملائکہ **سلام علیکم طبتم** کہتے اور **سلامت بر تو اے مرد سلامت** کی بشارت ملتی تھی۔

یہ باتیں لفاظی کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ واقعات کی بنا پر ہیں اور جو آج بھی **زندہ شہادت** کے لئے موجود ہیں۔ چنانچہ خدا تعالے نے اپنے ان وعدوں کے موافق اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکی پاک جماعت کو اس صدمہ سے بالکل محفوظ رکھا کسی قسم کا کوئی خفیف سا نقصان بھی نہیں ہوا والحمد للہ علے ذالك۔

خدا تعالیٰ کی یہ **قہری تجلی** تین منٹ تک تو پورے زور سے رہی یہاں زلزلہ کا رخ اولاً شرقاً غربًا اور پھر شمالاً جنوبًا محسوس ہوا۔ اسکے بعد دن کے مختلف اوقات میں زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ بلکہ ۹ اپریل ۱۹۰۵ء تک جبتک میں یہ مضمون لکھہ رہا ہوں دن رات کے بعض حصوں میں ہر روز محسوس ہوتا رہا۔ اور کل کی خبر نہیں

اب میں ناظرین الحکم کو ایک اور بات سنانی چاہتا ہوں جو ہمارے ازدیاد **ایمان** اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ جب اس قہری تجلی سے زمین اور اہل زمین نے کسیقدر سکون کیا تو آپ اہل دار کو لیکر باغ میں تشریف لیگئے۔ آپکو اسقدر گھبراہٹ اور خوف نہ تھا کہ آپ کا رنگ زرد ہو گیا تھا میں خوب جانتا ہوں کہ بعض لوگ اس گھبراہٹ پر اعتراض کریں گے مگر معزز ناظرین یہہ ایک بین **ثبوت** ہے حضرت اقدس کی سچائی کا۔ ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ شہادت دیتی ہے کہ جب کبھی آندھی آتی تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور اسقدر گھبراہٹ آپ پر طاری ہوتی کہ کبھی اندر اور کبھی باہر جاتے۔ دریافت کرنے پر اس سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا اسکا مفہوم اور منشاء یہہ ہے کہ کیا عجب اس شکل میں عذاب الٰہی ہو۔ پہلی قومیں ایسے عذابوں سے تباہ ہو چکی ہیں۔ اب یہ امر کسقدر آپ کی بصیرت اور معرفت اور خدا تعالے کے غناء ذاتی پر ایمان کو ظاہر کرتا ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات ہمیشہ ایسی ہی ترساں ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی **قہری تجلیوں** سے ایسے لرزاں ہوتے ہیں کہ بے باک اور شوخ لوگوں کی نگاہ میں شاید ان سے بڑھ کر کوئی **بزدل** نہو مگر ایسی کور فطرتیں انکی شجاعت اور شوکت کا اندازہ کرنے میں غلطی کھاتی ہیں خدا تعالیٰ کے عذاب اور قہر کا شوخی سے مقابلہ کرنا بڑی حماقت اور نادانی ہے انبیاء علیہم السلام کی شجاعت کا اندازہ کرنے کا وہ مقام ہوتا ہے کہ جب چاروں طرف سے مخالفت کا آہنی تنور انکے لئے گرم کیا جاتا ہے + اور ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کے پہاڑ انپر گرانے کی سعی کی جاتی اور ہر قسم کے ستم انپر توڑے جاتے ہیں مگر وہ ایسے **کوہ وقار** ہوتے ہیں کہ کوئی مصیبت دکھہ تکلیف انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ وہ اپنی تبلیغ رسالت میں سست نہیں ہوتے اور نہیں رکتے۔ وہ مقام ہے انکی شجاعت کے نظارہ کا اور یہ مقام ہے انکی بصیرت اور معرفت اور تبتل الی اللہ کے نظارہ کا۔

غرض حضرت اقدس باغ میں تشریف لے گئے ہیں اور ابھی تک باغ ہی میں ہیں + بڑی بڑی عمر کے لوگ

سلہ اسپر ایک نوٹ صفحہ ۱۲ پر دیکھو)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے اہل بیت اور اہل دار بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان پر جو ۴۔اپریل کو ظاہر ہوا سجدات شکر بجا لاتے اور اسکی حمد کرتے ہیں۔

۲۔ نصرۃ الحق نام کتاب جو حضرت اقدس لکھ رہے تھے اب اس کا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھا گیا ہے۔ اور وہ چھپ رہی ہے۔

۳۔ ۵۔اپریل کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے اس نشان کے پورا ہونے پر الدعوت نام ایک اشتہار شایع کیا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم کارخانہ الحکم کی طرف سے بطور خاص پرچہ الحکم ۶۔اپریل کو شایع ہو گیا۔ پھر ۸۔اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک عظیم الشان نہایت منذر پیشگوئی پر مشتمل ایک اور اشتہار اعلیٰ حضرت نے دیا جو اسی روز کارخانہ الحکم نے خدا کے محض فضل سے شایع کیا جو الانذار کے عنوان سے الحکم میں درج ہے۔ اعلیٰ حضرت کا منشا ہے کہ یہ اشتہار کثرت سے شایع ہوں اسلئے ہر جگہ ہر ایک احمدی جماعت اسے چھپوا کر شایع کر دے۔

کارخانہ دفتر الحکم کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوتے ہیں وہ حصہ رسدی کے طور پر بھیجے جا سکتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ اشتہارات کی کثرت اشاعت کا سوال قومی سوال ہے اور قوم کے حل کرنیکے قابل۔ حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ ایسے اشتہارات بہت کثرت سے شایع ہوں اور ہر ہندو مسلمان عیسائی کے ہاتھ میں پہونچ جاویں شاید کسی سلیم الفطرت کو فائدہ پہنچے۔

۴۔ بزرگان ملت کی تمت خدا کے فضل سے عمدہ ہے اور وہ سب حضرت اقدس کیساتھ باغ میں ہیں۔

۵۔ یکم اپریل سے مدرسہ تعلیم الاسلام بند کیا گیا۔ قادیان میں بیماری سے امن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶۔ زلزلہ سے کوئی خفیف سا نقصان بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکانات وغیرہ کو نہیں ہوا بلکہ سلسلہ عالیہ کو فائدہ ہوا ہے کیونکہ اس کے امام کی سچائی کا ثبوت ملا اور ہمارے ایمان تازہ ہوئے۔

اطلاع

زلزلہ کے اہم مضمون کیوجہ سے ڈائری نہیں دی جا سکی لکھی ہوئی کا بیان رد کی گئیں اور نصرۃ الحق کا ضمیمہ چھپا ہوا ملتوی کرنا پڑا۔ ایسا ہی دوسرے مضامین بھی نہیں آ سکے۔

حضرت اقدسؑ کے رؤیا کشوف الہامات

۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء ۔چودھری رستم علی۔

یکم اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات کے وقت نزول وحی ہوا۔ محونا نار جھنم۔ ہم نے جہنم کی آگ کو محو کیا۔ فرمایا اجتہادی طور پر ایسا خیال آتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب قریباً طاعون کو دنیا سے اٹھانے والا ہے۔ واللہ اعلم۔ یا کیہ اس کا وہ دن اٹھانے والا ہے۔

۴۔اپریل ۱۹۰۵ء۔ موت دروازہ پر کھڑی ہے۔

۴۔اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا۔ دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے۔ اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسیوقت معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہنکر کھڑا ہے اسوقت میرے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی ہے تب دو فرشتے اور ظاہر ہو گئے اور میں کرسیاں معلوم ہوتی ہیں اور ان پر وہ تینوں فرشتے بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جسکی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ انکے اس طرز کے لکھنے میں ایک رعب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوں (کہ بیداری ہو گئی)۔

اسی وقت حضرت اقدس نے یہ خواب سنایا اور فرمایا کہ کوئی ہیبت ناک نشان ہونیوالا ہے۔ اسکی تعبیر یہ ہے کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلائل اور براہین ہیں جو دلوں پر تسلط کرتے اور دلوں کو پکڑ لیتے ہیں اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دین اسلام کی صلاحیت ہو گی اور اسکا نظام درست ہو جائیگا سیاہ کپڑے ظاہر کرتے ہیں کہ اب کوئی ڈرانیوالا نشان ظاہر ہونیوالا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی ہے اس سے مراد ہے کہ یہ ہماری دعاؤں کا نتیجہ ہے کیونکہ نتیجہ بیٹے کو ہی کہتے ہیں۔

۵۔اپریل ۱۹۰۵ء۔ کففت عن بنی اسرائیل۔ فرمایا بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف دہ ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے وہ لوگ جو ان پر بیجا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں انکو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے۔ اور پیشگوئی کا ماحصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بیجا حملہ کرنیوالے لوگ روک دیئے جائینگے اور ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ انکی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔

۶۔اپریل ۱۹۰۵ء۔ لوگ روح کہتی ہے ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

۸۔اپریل ۱۹۰۵ء۔ تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق و زھق الباطل۔ (اسکے متعلق مفصل مضمون صفحہ ۲ پر الانذار کے عنوان کے نیچے ہے۔ ایڈیٹر)

۹۔اپریل ۱۹۰۵ء۔ ۸ اور ۹۔اپریل کی درمیانی رات کو ۱۲ بجے کے قریب ہوا اور ۲ بجے ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے سنایا۔ ؔ۴۴

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب

آج ۹۔اپریل کو ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے جو جمع کی گئی تھی اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مخالفوں کی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح پر دریدہ دہنی سے حملے کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں یہہ ذکر اسوقت آیا جبکہ آپ خدا تعالیٰ کی وہ تازہ وحی جو دوسری جگہ درج ہے سنا چکے تھے مخالفوں کے اس ذکر میں اہلحدیث کے مضامین اور لاہور کے ڈیلی ٹائمز اور ست دھرم پرچارک وغیرہ کے اعتراضات کا ذکر کیا گیا۔

اسپر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اب ان سب کو تفویض الی اللہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی یہہ وحی بتاتی ہے کہ وہ آپ فیصلہ کرنیوالا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل میں اپنا دخل بھی معصیت ہے وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ تمہارے قلم میں اتنا زور نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فعل میں ہوگا۔ اسنے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ وہ خود ہی ایک فیصلہ کریگا اور ہم اسی کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ مجھے اسی لئے اسنے فرمایا فاصبر کما صبر اولوا العزم انبیاء علیہم السلام کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے آخر انکے صبر کا انجام عجیب ہوتا ہے اب یقیناً سمجھو کہ وہ وقت بہت ہی قریب آگیا ہے جو جسقدر زیادہ یقین کریگا اسی قدر اسکا ایمان بڑھیگا۔ خدا تعالیٰ پہلے سے مجھے فرما چکا ہے

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا

غرض اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اپنے وجود پر روشن اور تازہ ایمان دینا چاہتا ہے میں یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انکو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھ لیوے۔"

خدا کے مامور و مہدی کی زبان سے یہہ باتیں سن لینے کے بعد گناہ ہے کہ میں کسی مخالف کے جواب پر قلم اٹھاؤں۔ پس اہلحدیث ہو یا کوئی اور اخبار جو اس سلسلہ پر اعتراض کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مہدی اور مسیح کی توہین کرنا اور بیباکی اور شوخی کے ساتھ گالیاں دینے میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے وہ جسقدر گالیاں دینی چاہتا ہے دیتا رہے میں اس کو مخاطب نہیں کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر نظر رکھونگا آج سے یہہ سلسلہ الحکم میں بند کیا جاتا ہے اور خدائی فیصلہ کا انتظار

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

ثواب کا کام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جدید اشتہار لکھنا چاہا ہے جسکو وہ کثرت کے ساتھ شایع کرنا چاہتے ہیں۔ سولہ ہزار اشتہار کارخانہ الحکم اپنے خرچ سے چھپوا دیگا جس میں چھپوائی کا خرچ اسکا ہوگا اس موقع پر جو لوگ اس ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیں یہہ اشتہار ایک خاص آدمی کے ذریعہ ہندوستان بھر میں شایع ہوگا۔ پس یہ وقت ہے کہ مجاہدہ میں احمدی جماعت شریک ہو جاوے۔

قربانی کرو

دارالامان میں ایک معصوم بچہ کو بذریعہ خواب بتایا گیا ہے کہ آنیوالے خوفناک نشان کے ظہور سے پہلے جو معلوم نہیں کب آئے اور کس رنگ میں ہر احمدی قربانی کرے تو وہ بچایا جائیگا۔

اس رنگ کے اور بھی رویا بعض لوگوں کو ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ دن بہرحال صدقات اور خیرات کے ہیں اسلئے ہر شخص اگر مقدرت رکھتا ہے قربانی کر دے۔ خود اعلیٰ حضرت نے آج ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو نو بکری قربانی کر دیئے ہیں۔

---

[۱] حضرت اقدس کا نام خدا تعالیٰ نے موسیٰ بھی رکھا ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں جہاں دنیا میں ایک نذیر آیا والی پیشگوئی ہے اسکے ساتھ ہی وہ الہام درج ہے جسکا آپ عبارت میں میں نے اشارہ کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ براہین کا وہ مقام نقل کر دیا جاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولو العزم

مرآۃ الجہاد

مندرجہ بالا عنوان کتاب جو ایک عرصہ سے کارخانہ الحکم میں چھپ رہی تھی آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھپ کر طیار ہو گئی ہے۔

میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون پر ابتک ایسی عجیب اور مبسوط کتاب نہیں لکھی گئی مسئلہ جہاد کی حقیقت کو کیا طول کر بیان نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی آریہ مقتول کی کتاب "حقیقت جہاد" کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہونی چاہئے بہر حال پر احمدی کے گھر میں ضرور ہونی چاہئے۔ اس امر کا اندازہ کرنے کیلئے کہ کتاب کس قدر مفید ہے میں مختصر سی فہرست مضامین کی ذیل میں دیتا ہوں۔ کتاب تین سو سے زیادہ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ اور سستی چھپائی وغیرہ میں لاگت مصنف نے کوسوں کے فاصلہ پر نہایت خرچ اٹھایا ہے باوجود ان باتوں کے قیمت صرف عمہ رکھی گئی ہے محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا دفتر الحکم میں درخواست کرنے سے ملے گی یا مصنف کے نام بہار انگلیہ درکوٹھی مسٹر سید خلافت حسین بیرسٹر سید وزارت حسین احمدی کے پتہ پر درخواست

فہرست یہ ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

چو کریم بالوگرائی بیادر قادیان بنی	ردا بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قیمت پیشگی سالانہ) (۱) عوام سے صؔر (۲) خواص معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ؁ (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـ/۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۱۳ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱۔ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

استفسار اور ان کے جواب

(از حکیم الامۃ)

استفسارات

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب کا طریق عمل دربارہ سورۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین کیا ہے۔

۲۔ نماز شام مین اکثر لوگ تیسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے رفع طاعون پڑھا کرتے مین اسطرح پر کہ امام باواز بلند پڑھتا رہتا ہے اور مقتدی باواز بلند آمین پکارتے مین کیا یہ امر بموجب حدیث شریف درست ہے۔

۳۔ دبا ر طاعون مین مسلمان کی موت شہادت ہے یا کیا

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مریدون کو غیر مسلمانون کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہیئے یا نہین۔

راقم مہرالدین مدرس مدرسہ میانوند ڈاکخانہ خاص میانوند ضلع امرتسر۔

جوابات

۱۔ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے مین ضروری پڑھنی چاہیئے۔ مین بھی پڑھتا ہون اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پڑھتے مین آمین بالجہر کو ہم پسند کرتے مین لیکن یہ موقوف ہے انسان کے دلی جوش پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب تعلقات شدید ہون دل مین دعا کے لئے جوش۔ اضطراب اور کرب ہو تو بے اختیار انسان چلا اٹھتا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل ایسی اضطراری حرکات سے مستثنٰی ہوتے مین انکے دل مین جوش۔ اضطراب۔ تذلل۔ انکسار سب کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور روتے چلاتے مین لیکن پاس والا معلوم نہین کر سکتا۔ ہم نہیں بالجہر کرتے مین کبھی نہین بھی نماز دونو طرح ہو جاتی ہے مگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر نماز نہین ہوتی۔ رفع یدین کو ردا نہ توی جانتے مین عملاً ترک بھی ثابت ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کی بھی ہے۔ اور عام طور پر نہین کرتے مین۔ اور دونون حالتون مین نماز کا ہو جانا مانتے مین

۲۔ اس طریق پر دعا مانگنا درست ہے اور نزول حوادث کے وقت ثابت ہے۔

۳۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی موت شہادت ہے لیکن ایمان ایک ایسی شے ہے کہ اس کا پورا اور اصل حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون مومن ہے کون نہین

۴۔ غیر مسلمان کے ساتھ تو کسی کو بھی نماز پڑھنا جائز نہین۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ایک احمدی کو غیر احمدی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہین تو یاد رکھو کہ اگر احمدی امام ہو تو اسکے مقتدی خواہ غیر احمدی ہون یا احمدی ایک احمدی انہین شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر امام غیر احمدی ہو تو ایک احمدی کو اسکے پیچھے نماز پڑھنی نہین چاہیئے۔ اسکے متعلق خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ گولڑویہ مین یہ عبارت لکھی ہے۔

اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لایق نہین مین کہ میری جماعت مین سے کوئی شخص انکے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم مین سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو مین اشارہ ہے کہ اما مکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا تو تمہین دوسرے فرقون کو جو دعوے اسلام کرتے مین بکلی ترک کرنا پڑیگا اور تمہارا امام تم مین سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائین اور تمہین کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال مین مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہین کرتا اسمین تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ مین سے نہین کیونکہ وہ میری باتون کو جو مجھے خدا سے ملی مین عزت سے نہین دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہین۔

مرآۃ الجہاد

یہ عجیب و غریب کتاب مسئلہ جہاد کی حقیقت پر سید وزارت حسین صاحب احمدی نے لکھی ہے جسمین پنڈت لیکھرام کے رسالہ جہاد کا مفصل جواب بھی دیا ہے یہ کتاب اس مضمون پر جامع اور مبسوط ہے تین سو سے زیادہ صفحو نپر پہلی جلد شایع ہوگئی ہے قیمت عـہ علاوہ محصول ہے دفتر الحکم یا سید وزارت حسین احمدی اوورسیر ڈورا کنا نرکھرہ ضلع ہوگلی سے نام درخواست

گلدستہ +

(یعنے بزرگان ملت کے کلام سے گوناگون پھول)

(مخدوم الملۃ سے)

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب کی صحبت میں مجھے حاضر ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فرمایا "ان کیفیات کو جو ہم خدا کے مسیح کی حالت میں دیکھتے ہیں بھلا ہم کسی کو دکھا سکیں مجھے کہتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ ہم نے ڈر کر مکان چھوڑ دیا ہے اور طاعون کے خوف سے بھاگے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے عذاب اور غضب کے سامنے دلیری سے کھڑا ہونا اور اس کا مقابلہ کرنا یہ تو بے باک دہریہ کا کام ہے خدا کے قہر کا مقابلہ کرنا یہ بہادری نہیں ہے مومن اسی بہادری پر لعنت بھیجتا ہے۔ مومن کا دل تو چڑیا کی طرح ہونا چاہئیے جو ہر وقت ڈرتا اور خوف کھاتا ہے + ہاں یہ بالکل غلط ہے کہ ہم طاعون کی وجہ سے نکلے ہیں۔ طاعون تو اگر اس شدت سے بھی پھیل جاتی کہ ہمارے اردگرد کیڑوں کی طرح لوگ مرنے لگتے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ الدار سے نکلنا میں معصیت سمجھتا تھا کیونکہ اسطرح خدا تعالیٰ کے اس نشان کی بے حرمتی تھی۔ مگر اب جو ہم نکلے ہیں تو یہ خدا تعالیٰ کا ایک اور غضب ہے جو دنیا پر نازل ہوا ہے۔ الدار کی حفاظت کا وعدہ طاعون کے ساتھ ہے۔ ہم اسکی بخاذات سے ڈرتے ہیں۔ اور مومن کو ڈرنا چاہئیے۔ اب ہم کو خدا تعالیٰ نے خود نکالا ہے معلوم نہیں اسمیں کیا سِر ہے"

معلوم ہوتا ہے حضرت اقدسؑ کوئی اشتہار لکھ رہے ہیں فرمایا کہ کسقدر جوش اعلاء کلمۃ اللہ سے اس پاک وجود کو دیا گیا ہے یہی اسکی سچائی کی دلیل ہے۔ مخلوق پر اتمام حجت کرنے کو ہر وقت آمادہ رہتا ہے اور شفقت اسقدر ہے کہ اپنی جان پر تکلیفیں برداشت کرتا ہے مگر دوسروں کے آرام اور بھلائی کو پسند کرتا ہے"

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ زلزلے تھے جسقدر نشانات اب تک ظاہر ہوتے ہیں انپر **حملون** کا لفظ صادق نہیں آتا جو اس الہام میں آیا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا اب اس الہام کے موافق تو دو بڑی نشان ہیں جنپر حملوں کا لفظ بولا جاتا ہے ایک طاعون دوسرا زلزلہ لیکن ہماری فراست کہتی ہے کہ ابھی کوئی اور حملہ بھی ہے۔

خاکسار ایڈیٹر نے عرض کیا کہ اس قہری تجلی کو دیکھکر حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس پاک وجود کی کسقدر قدر منظور ہے اسی لئے وہ ایک عالم کو تباہ کرنا بھی پسند کرتا ہے اسپر فرمایا کہ اسمیں کیا شک ہے دراصل خدا تعالیٰ کو توحید منظور ہے اس سے ذوق لیتا ہے پھر جس وجود کو توحید کا سچا مظہر اور مؤید دیکھتا ہے اس کیلئے اپنے سارے نظام کو تہ و بالا کر دینا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے اہل دنیا ان علوم سے ناواقف ہیں۔

فرمایا جو لوگ دور رہتے ہیں ان کو ہم اس بولتی ہوئی تقویر سے جو سبق ملتے ہیں کسطرح سنا سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ کلام اور قال سنا سکتے ہیں مگر یہ **حال** کیونکر دکھائیں۔ اسلئے معیت بھی بڑی ضروری شئے ہے اسکے حرکات و سکنات میں جو علم بھرا ہوتا ہے وہ تو دیکھنے ہی سے آسکتا ہے۔

مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سلمہٗ (جو ایک پرانے مخلص اور رشید نوجوان ہیں اور حضرت اقدسؑ کی محبت میں گداز ہوئے ہوئے ہیں) نے حضرت اقدسؑ کیلئے ایک لکھنے کا ٹرنک خاص ہدایت پر طیار کرایا ہے وہ پیش کیا۔ اس کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مجلس میں بھی آگیا شاہ صاحب کو مولوی صاحب ممدوح سے بھی خاص انس ہے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک آپ کیلئے بھی تیار کراؤں آپ کو بھی لکھنے پڑھنے کیلئے کاغذات کے رکھنے کے واسطے ضرورت ہے۔ اسپر فرمایا

آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

مینے اپنی ضرورتوں کو بہت ہی کم کر دیا ہے میں جب کسی چیز کو لیتا ہوں یا کسی دوست کو لکھتا ہوں تو پہلے اپنے اندر معاینہ کرتا ہوں کہ کیا واقعی مجھے اس کی ضرورت ہے یا محض لالچ ہے جبتک میں واقعی ضرورت محسوس نکروں میں ہرگز ہرگز اسکے لینے کی جرأت اور آرزو نہیں کرتا اور جب سے مینے حضرت سے سنا ہے کہ دو ہی طرح آرزو میں پورا ہوسکتی ہیں یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کر دے یا وہ آرزو ہی نہ رہے تب سے میں اب اس امر کیطرف متوجہ رہتا ہوں کہ بہت آرزو میں ہی پیدا نہ ہوں۔

"حکیم الامت سے"

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو اشتہار الدعوت نام شایع ہوا اسکا مسودہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھ رہے تھے جب اس مقام پر پہونچے کہ تمہنے ان تمام علامتوں کو اپنی **آنکھوں سے دیکھ لیا** تو حضرت حکیم الامت بے اختیار ہوکر سجدے میں گر پڑے خاکسار ایڈیٹر ان کے بالکل قریب تھا اور وہ ان باتوں کو باریک نظر سے دیکھنے کا عادی ہے اس نے دیکھا کہ حکیم الامت دیر تک سجدے میں پڑے رہے اور جب سر اٹھایا چہرہ **زرد** ہوگیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ہیبت وجبروت الٰہی اسپر غالب تھی اسکی بے نیازی پر ایمان تھا اور اس کے فضل پر سجدہ شکر۔ پھر جب مولوی عبدالکریم صاحب اس مقام پر پہونچے کہ ہاں یہ سچ ہے کہ نہ میں جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ میں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کیلئے آیا ہوں **بلکہ صلح کیلئے آیا ہوں مگر میں خدا کیطرف سے ہوں** تو عین انہی الفاظ پر آپ نے پھر ایک لمبا سجدہ کیا۔ جو معلوم ہوتا تھا کہ اس توفیق کا شکریہ تھی جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ السلام کی شناخت کی عطا کی۔ اور اسے ہمارے زمانہ میں بھیجا۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔ اشتہار پڑھکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی ایک لمبے سجدہ میں گر پڑے۔ جس سے مینے اندازہ کیا کہ کیسے پاک قلوب میں جو متاثرات میں یکرنگی رکھتے ہیں

اللھم اجعلنا منھم۔ آمین

جوالاکھی کے تباہ ہونے کا ایک خط آیا اسپر مجھے فرمایا کہ مجھے آج بہت بڑی خوشی ہوئی ہے اور میں دیر تک خدا کی حمد کرتا رہا اور سجدات شکر بجا لایا۔ میرا دل عجیب جوش سے بھرا ہوا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی **توحید** کے قایم ہونے کے واسطے یہ مبارک **فال** ہے یہ بت ایسا بت تھا جس کیلئے دلائل بیان کرنے جاتے تھے مجھے کامل یقین ہوگیا ہے **عفت الدیار محلھا و مقامھا** میں **الدیار** سے مراد یہی کانگڑہ کی **ویلی** ہے۔ یہ بڑا بھاری شرک کا مندر تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے تباہ کر دیا۔ سے تم اسپر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھو۔ مینے عرض کی کہ جناب ہی لکھیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاص ذوق عطا فرمایا ہے۔ فرمایا نہیں تم لکھو۔ اسپر پھر مینے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ خواہ جناب چند سطر ہی لکھدیں انمیں برکت ہوگی۔ اسپر منظور فرما لیا کہ لکھدونگا۔ چنانچہ آج دوسری جگہ جو لیڈر کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے کے عنوان سے مینے لکھا ہے وہ حضرت حکیم الامت کی اسی پاک تحریک کا نتیجہ ہے آپ نے چند سطور مجھے لکھدیں اور حضرت امام کے حضور بھی سنا کر یہی کہا کہ تم اسے مکمل کرلو۔ اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایسا ہی فرمایا میں نے تعمیلاً ارشاد اس لیڈر کو لکھا ہے اسمیں قبولیت اور برکت رکھدینا خدا تعالیٰ کا فضل اور فعل ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یاحی یاقیوم لا الہ الا انت۔ نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم۔ اما بعد غور کرو۔
شرک ہی ایک ایسی بری بلا ہے جسکی نسبت الٰہی ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اور شرک ہی ہے جسکو کہا گیا ہے۔ کہ لاعلمی اور جہالت پر اسکی بنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان جاھداک علے ان تشرک بی مالیس لک بہ علم۔ اور فرمایا لا تقف مالیس لک بہ علم۔ اور شرک ہی ہے جو ظلم عظیم ہے۔ جیسے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ دنیا عبرت حاصل کرنیکا مقام ہے۔ یوم الفصل نہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد سوچو۔ کہ شرک کے دلائل گو ہمیشہ نسج العنکبوت ہوا کرتے ہیں مگر عوام مظاہر قدرۃ میں اعجوبہ کے ایسے گرویدہ ہوجاتے کہ کوئی عمدہ دلیل انکے لئے کارگر نہیں ہوسکتی دیکھو جوالامکھی کا پہاڑ پنجاب بلکہ ہندوستان اور کشمیر میں اپنے اعجوبہ کے باعث ایک عظیم الشان معبد تھا اور طاعون کے دنوں میں لوگ اس ملک کو امن یقین کرتے تھے اور صلیب پرست گو اس خیال سے نہیں۔ بلکہ عمدہ آب و ہوا کیلئے وہاں بہت ہی جمع تھے۔ اور ... دی مخلوق کیلئے مادیات ہی معبود ہیں۔ وہاں زلزلہ آیا اور اسی اعجوبہ پر آیا

تفسیر القرآن مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بیشمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خدا تعالیٰ نے اچھی طرح کھولدیا کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کرکے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اسکی رحمت وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہہ اور بھی اسی رحمت عام کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ عذابی اصیب بہ من اشاء و رحمتی وسعت کل شئ یعنے میں اپنا عذاب جسکو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا۔ قل من یکلوءکم باللیل والنہار من الرحمٰن یعنے ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑتا پھر ایک اور جگہہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم صافات و یقبضن ما یمسکہن الا الرحمٰن الجزو نمبر ۲۹ یعنے کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمٰن ہی ہے کہ انکو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنے فیضان رحمانیت ایسا عام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین ملسکتے ہیں وہ بھی اس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں۔ اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں رب العٰلمین کی صفت بیان فرماکر پھر اس کے رحمان ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی انکی ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضان کی فیضان خاص ہے اسمیں اور فیضان عام میں یہ فرق ہے کہ فیضان عام میں مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالتکو نیک بنا وے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان میں جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالیٰ آپ ہی ہر ایک ذی روح کو اسکی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے دونو برابر نہیں ہوسکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہوجاتی ہے اس فیضان کے رو سے خدا تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بشرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے مؤخر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور میں آئی ہے پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ میں صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد میں ذکر فرمایا اور کہا الرحمٰن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات قرآن شریف میں ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہہ فرمایا ہے وکان بالمؤمنین رحیما یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔

اس جگہہ دیکھنا چاہیئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا اور کسی جگہہ یہ نہیں فرمایا کہ کان بالمؤمنین رحمانا بلکہ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پھر دوسری جگہہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیت الٰہی انہیں لوگوں سے قریب ہے جو نیکوکار ہیں پھر ایک اور جگہہ فرمایا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اسکا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہوجاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں کوئی ایسا نہیں جس نے اسکو طلب کیا اور نہ پایا۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

چوتھا قسم فیضان کا فیضان اخص ہے یہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہہ ہے بکلی معدوم اور منعدم ہوجائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکہلاوے کیونکہ اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھہ پہلے فیضانوں کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہوسکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے یعنے نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھہ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اسکی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کیطرح کھل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت میں اسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں ہے اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپایدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کیطرف انتقال کرے کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جسمیں شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہجائے اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان نہ ہو اور ہر یک دقیقہ معرفت تامہ کا کمن قوت سے حیز فعل میں آجاوے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اسکی نسبت آپ خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتیں ہوں جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہیں کرسکتا اور وہ اشعۂ تامہ کاملہ دائمہ اسمیں سما نہیں سکتے بلکہ اس کے ظہور کیلئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔

ہاں اس فیضان اخص سے ان کامل انسانوں کو اسی زندگی میں کچھہ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہیں اور اپنے نفس کے ارادوں اور خواہشوں سے الگ ہوکر بکلی خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہیں اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم میں ہیں لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم میں سکونت رکھتے ہیں پس چونکہ وہ اپنے دل کو اس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہیں اور عادات بشریت کو توڑ کر اور بیکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کر لیتے ہیں اس لئے خدا وند کریم بھی ان کے ساتھہ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت ان پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسروں پر بجز موت کے ظاہر نہیں ہوسکتے غرض بباعث امور مذکورہ بالا وہ اس عالم میں بھی فیضان اخص کے نور سے کچھہ حصہ پالیتے ہیں اور یہ فیضان ہر یک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانوں کا ہے اور اسکو پانے والا سعادت عظمیٰ کو پہونچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پالیتا ہے کہ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کے دوزخ میں پڑا اس فیضان کے بارے میں

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنا نام **مالک یوم الدین** بیان فرمایا ہے دین کے لفظ پر الف لام ہونے سے یہ غرض ہے کہ تا یہ معنے ظاہر ہوں کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جس کی تفصیل قرآن مجید میں مندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلی مالکیت تامہ کے کہ جو سلسلہ درمیانی اسباب کو مستلزم ہے ظہور میں نہیں آسکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرمایا گیا ہے **لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار** یعنے اس دن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسط اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکہلائیگی اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوت عظمیٰ اور قدرت کاملہ حضرت باری تعالیٰ کے اور سب ہیچ میں سارا آرام اور سرور اور سب جزا اور سزا داش بنظر صاف و صریح خدا تعالیٰ کیطرف سے دکہلائی دیگا اور کوئی پردہ اور حجاب درمیان نہیں رہیگا اور کسی قسم کے شک کی گنجایش نہیں رہیگی تب جنہوں نے اس کیلئے اپنے تئیں منقطع کر لیا تھا وہ اپنے تئیں [illegible] کامل سعادت میں دیکھینگے کہ جو ان کے جسم اور جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جائیگی اور کوئی حصہ وجود ان کے کا ایسا نہیں ہوگا کہ اس سعادت عظمیٰ کے پانے سے بے نصیب رہا ہو اور اس جگہ مالک یوم الدین کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب اور لذت یا درد جو کچھ بنی آدم کو پہنچیگا اس کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی ذات ہوگی اور مالک امر مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا یعنے اسی کا وصل یا فصل سعادت ابدی یا شقاوت ابدی کا موجب ٹھہریگا اس طرح پر کہ جو لوگ اسکی ذات پر ایمان لائے تھے اور توحید اختیار کی تھی اور اسکی خالص محبت سے اپنے دلون کو رنگین کر لیا تھا انپر انوار رحمت اس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہونگے اور جنکو ایمان اور محبت الٰہیہ حاصل نہیں ہوئی وہ اس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذاب الیم میں مبتلا ہو جائینگے۔ یہ فیوض اربعہ میں جنکو ہم نے تفصیل وار لکہدیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفت رحمان کو صفت رحیم پر مقدم رکھنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کاملہ ہے کیونکہ صحیفہ قدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خدا تعالیٰ کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پھر اسکی رحمانیت پر پھر اسکی رحیمیت پر پھر اسکے مالک یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اسی کا نام ہے

کہ جو صحیفہ فطرت میں ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفہ الہام میں بھی ملحوظ رہے کیونکہ کلام میں ترتیب قدرتی کو منقلب کرنا گویا قانون قدرت کو منقلب کرنا ہے اور نظام طبعی کو الٹا دینا ہے کلام بلیغ کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ نظام کلام کا نظام طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعاً اور وقوعاً مقدم ہو اسکو وضعاً بھی مقدم رکہا جائے سو آیت موصوفہ میں یہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے واقعی ترتیب کا نقشہ کہینچکر دکہلا دیا ہے اور وہی طرز بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر ایک صاحب نظر کو نظام عالم میں بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہ نہایت سیدہا راستہ نہیں ہے کہ جس ترتیب سے فوائد الٰہی صحیفہ فطرت میں واقع ہیں اسی ترتیب سے صحیفہ الہام میں بھی واقعہ ہوں سو ایسی عمدہ اور پرحکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت میں انہیں اندہوں کا کام ہے جنکی بصیرت اور بصارت دونوں یکبارگی جاتی رہی ہیں۔ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

اب ہم پہر تقریر کو دوہرا کر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ میں رب العلمین کی صفت سے لیکر مالک یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہ حسب تصریحات قرآن شریف میں چار عالیشان صداقتیں ہیں جنکا اس جگہ کہولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رب العلمین ہے یعنے عالم کے اشیاء میں سے جو کچھ موجود ہے سب کا رب اور مالک خدا ہے اور جو کچھ عالم میں نمودار ہو چکا ہے اور دیکہا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اُس پر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزیں مخلوق ہی ہیں اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرت باری تعالیٰ کے اور کسی چیز کے لئے حاصل نہیں غرض عالم بجمیع اجزائہ مخلوق اور خدا کی پیدایش ہے اور کوئی چیز اجزاء عالم میں سے ایسی نہیں کہ جو خدا کی پیدایش نہ ہو اور خدا تعالیٰ اپنی ربوبیت تامہ کے ساتھ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اسکی ربوبیت ہر وقت کام میں لگی ہوئی ہے یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو بنا کر اس کے انتظام سے الگ ہو بیٹھا ہے اور اسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام میں دخل بھی نہیں دیتا اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پہر بنانیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعات

صانع حقیقی سے بے علاقہ ہیں بلکہ وہ رب العلمین اپنی ربوبیت تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اسکی ربوبیت کا مینہہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہیں کہ اس کے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اس مبدا فیوض کی فی الحقیقت بلا ایک ذرہ تفاوت کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اس نے کچھ بھی نہیں بنایا اور جیسا دنیا اپنے وجود اور نمود کیلئے اسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کیلئے [illegible] اسکی ربوبیت کی حاجتمند ہے وہی ہے جو ہر دم دنیا کو سنبہالے ہوئے ہے اور دنیا کا ہر ذرہ اسی سے تر و تازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہے یہ نہیں کہ بلا ارادہ کسی شے کی ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قرآنی کے رو سے جنکا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہیں اس صداقت کا یہ منشاء ہے کہ ہر ایک چیز کہ جو عالم میں پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہیں ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اس متصرف مطلق کے حاصل کر سکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اسی کلام پاک کے اس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتوں میں یہ معنے بھی ملحوظ ہیں کہ رب العلمین وغیرہ صفتیں جو خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں یہ اسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہیں اور کوئی دوسرا انمیں شریک نہیں جیسا کہ اس سورۃ کے پہلے فقرہ میں یعنے الحمد للہ میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہیں۔ دوسری صداقت رحمان ہے کہ جو بعد رب العلمین بیان فرمایا گیا اور رحمٰن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں یہ ہیں کہ جسقدر جاندار ہیں خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد ان سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقاء نوع کیلئے اور انکی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے رو سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیئے ہیں اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے اور یہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہیں۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمٰن کے مذکور ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سعی کرنیوالوں کی سعی پر بمقتضائے رحمت خاصہ ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور

ان کی تقصیر معاف کرتا ہے [illegible] (ابتدائی سطر جزوی) گمراہونے والون کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والون کو دیتا ہے کہٹ کہٹانے والون کیلئے کہولتا ہے چوتہی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنے کمال کامل جزا سزا کہ جو ہر ایک قسم کے امتحان و ابتلا اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزہ ہے اور ہر ایک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہیں کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کیطرح روشن ہے ظہور میں لاوے اور اس صداقت عظمیٰ کے ظاہر کرنے سے حضرت احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر ایک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کہل جائیں۔ اول یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالک حقیقی کی طرف سے اور اسی کے ارادہ خاص سے بندوں پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کہل جانا دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ اس عالم میں یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی کہ جو کچھ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیوں پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان میں سے یہ آواز نہیں آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور شہود و محسوس منکشف نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ بہگت رہا ہے حقیقت میں وہ اس کے عملوں کا بدلہ ہے۔ دوسرے اس صداقت میں اس امر کا کہلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھ چیز نہیں ہیں اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدا اور ہر ایک جزا سزا کا مالک ہے۔ تیسرے اس صداقت میں اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کیا چیز ہے یعنے سعادت عظمیٰ وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جائے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے اور شقاوت عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو باعث نافرمانی اور ناپاکی اور بعد اور دوری کے دلوں سے مشتعل ہو کر بدنوں پر مستولی ہو جائے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو۔ اور یہ تجلیات عظمیٰ اس عالم میں ظاہر نہیں ہو سکتیں۔

باقی آئندہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ تو ممکن ہے کہ ہزاروں ہزار انسان ملہم ہونیکا دعویٰ کریں اور اثبات نبوت اور کلام الٰہی کی محبت قائم کرنیکے واسطے یہ ضروری امر ہے مگر امر نبوت میں مقصود بالذات ایک اور امر ہوتا ہے جو خاص نبیوں سے مخصوص ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شئے آتی ہے تو اسکے لوازم اسکے ساتھہ ہوتے ہیں یہ نہیں کہ وہ لوازم سے الگ ہو مثلاً جب کھانا آئیگا تو اسکے لوازم ساتھہ ہی ہونگے ہر قسم کے برتن۔ پانی یہانتک کہ خلال بھی دیدیں گے۔ اسیطرح پر لوازمات نبوت اسکے ساتھہ ہوتے ہیں اور منجملہ انکے ایک یہ بھی ہے کہ کلام نفسانی کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا ہے اور یہ امر اصل کیفیت کے لوازم میں سے ہے اور اسکے آثار و علامات کی دلیل وہ پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو خدا تعالے انہیں عطا کرتا ہے۔

یہہ بھی یاد رکہو کہ نبیوں کا ایک اور نام آسمان پر ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ آشنا بھی نہیں ہوتے اور بعض وقت جب وہ آسمانی نام دنیا میں پیش ہوتا ہے تو لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے مثلاً میرے ہی معاملہ میں خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم بھی رکھا ہے۔ بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا نام تو غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام ایڈیٹر) ہے۔ وہ اس راز کو سمجھہ نہیں سکتے یہ اسرار نبوت میں سے ایک بات ہے۔

غرض

جب دونو قسم کے جہوٹے مکالمے ختم ہو جاتے ہیں تو پہر دل بولتا ہے ہر وقت بولتا رہتا ہے۔ حرکت کرتا ہے تب بھی اس سے آواز آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں ہزار لوگ اسکے پاس اور اور قسم کی باتوں میں مشغول ہوں یہ اپنے اس سلسلہ میں لذت پاتا ہے۔ اور اپنے محبوب سے کلام کرنے میں مصروف ہوتا ہے یہی وجہ انکی جمعیت قلب کی ہوتی ہے کوئی شور و شر اسکو پراگندہ نہیں کر سکتا۔ عام طور پر ایک عاشق چاہتا ہے کہ وہ اپنے معشوق اور محبوب کے حسن و جمال پر پوری اطلاع پاوے اور ہر وقت اس سے کلام کریں مگر یہہ سب کچھہ جہوٹے ہیں اور یہ خواہشیں ذلیل ہیں مگر خدا تعالے کیساتھہ محبت کرنے والا اور اسکے عشق میں گم شدہ قوم ان کی ان جہوٹے اور فانی عاشقوں کے عشق سے کہیں بڑھ کر اپنے اندر جوش رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا وہ ہے جو جہکنے والوں کی طرف جہکتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ توجہ کرتا ہے خدا کی طرف آنیوالا اگر معمولی چال سے چلتا ہے تو اللہ تعالے اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ پس ایسے خدا کی طرف جسکی توجہ ہو جاوے اور وہ اس کی محبت میں کہویا جاوے وہ محبت اور عشق الٰہی کی آگ ان امانی اور نفسانی خیالات کو جلا دیتی ہے پہر انکے اندر روح ناطق ہو جاتی ہے اور پاک نطق جو ادہر سے شروع ہوتا ہے وہ خدا تعالے کا نطق ہوتا ہے دوسرے رنگ میں یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالے اسکو جواب دیتا ہے۔ پس یہ ایک کمال نبوت ہے اور انعمت علیہم میں کہا گیا ہے۔ اسلئے جب انسان اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا مانگے تو اس کے ساتھہ ہی یہ امر پیش نظر رہے کہ اس کمال نبوت کو حاصل کرے۔

پہر دوسرا کمال صدیقوں کا کمال ہے صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنے جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو۔ اور کمال درجہ کا پابند راستبازی اور عاشق صادق ہو۔ اس وقت وہ صدیق کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور انکو کشش کرنیوالا ہو جاتا ہے جسطرح پر آتشی شیشہ سورج کی شعاعوں کو اپنے اوپر جمع کر لیتا ہے اسیطرح پر صدیق کمالات صداقت کا جذب کرنے والا ہوتا ہے۔ بقول شخصے۔

زر زر کشد در جہان گنج گنج

جب ایک شے بہت بڑا ذخیرہ پیدا کر لیتی ہے تو اسی قسم کی اشیاء کو جذب کرنے کی قوت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔

صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھہ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جہوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جہوٹ کے ساتھہ وابستہ ہوتی ہے دور بہاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جہوٹ نہ بولونگا نہ جہوٹی گواہی دونگا۔ اور جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جہوٹا کلام نہ کرونگا۔ نہ لغو طور پر نہ کسب خیر کے لئے نہ دفع شر کے لئے یعنے کسی رنگ اور عالت میں بہی جہوٹ کو اختیار نہیں کرونگا۔ جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا اِيَّاكَ نَعْبُدُ پر وہ ایک خاص عمل کرتا ہے اور وہ عمل اعلےٰ درجہ کی عبادت ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے آگے اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ہے خواہ یہ اسکے موںہہ سے نکلے یا نہ نکلے لیکن اللہ تعالے جو مبدء الفیوض اور صدق اور راستی کا چشمہ ہے اسکو ضرور مدد دیگا اور صداقت کے اعلےٰ اصول اور حقائق اسپر کہولدیگا جیسے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کوئی تاجر جو اچھے اصولوں پر چلتا ہے اور راستبازی اور دیانتداری کو ہاتہہ سے نہیں دیتا اگرچہ وہ ایک پیسہ سے تجارت کرے اللہ تعالے اسے ایک پیسہ کے لاکہوں لاکہہ روپیہ دیتا ہے۔

اسیطرح پر جب عام طور پر انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کہینچ لاتی ہے جو خدا تعالے کو دکہا دیتی ہے۔ اور وہ صدق مجسم قرآن کریم ہے اور وہ صدق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ایسا ہی خدا تعالے کے مامور و مرسل حق اور صدق ہوتے ہیں پس وہ اس صدق تک پہونچ جاتے ہیں تب اون کی آنکہہ کہلتی ہے اور ایک خاص بصیرت ملتی ہے جس سے معارف قرآنی کہلنے لگتے ہیں۔

میں اسبات کے ماننے کے واسطے کبہی طیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبت نہیں رکہتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھہ بھی سکے اسواسطے کہ اسکے قلب کو مناسبت ہی نہیں یہ تو صدق کا چشمہ ہے اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبت ہو۔

اور پہر یہ بھی یاد رکہنا چاہئے کہ معارف قرآنی صرف اسی بات کا نام نہیں کہ کبہی کسی نے کوئی نکتہ بیان کر دیا اسکی تو وہی مثال ہے

گاہ باشد کہ کودکِ نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

نہیں قرآنی حقائق اور معارف کے بیان کرنے کے لئے قلب کو مناسبت اور کشش اور تعلق حق اور صدق سے ہو جاتا ہے پہر یہانتک اس میں ترقی اور کمال ہو جاتا ہے کہ وہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کا مصداق ہوتا ہے۔

اسکی نگاہ جب پڑتی ہے صدق پر ہی پڑتی ہے اسکو ایک خاص قوت اور امتیازی طاقت دی جاتی ہے جس سے وہ حق و باطل میں فی الفور امتیاز کر لیتا ہے۔ یہانتک کہ اسکے دل میں ایک قوت آجاتی ہے جو ایسی تیز حس ہوتی ہے کہ اسے دور سے ہی باطل کی بو آجاتی ہے یہی وہ سر ہے جو لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ میں رکہا گیا ہے۔ حقیقت میں جب تک انسان جہوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا۔

نابکار دنیادار کہتے ہیں کہ جہوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ یہہ ایک بیہودہ گوئی ہے اگر سچ سے گذارہ نہیں ہو سکتا تو جہوٹ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ یہ بدبخت خدا کی قدر نہیں کرتے وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالے کے فضل کے بدوں گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جہوٹ کی نجاست کو سمجھتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالے نے جہوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھہ وابستہ کرکے قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بہی خدا کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ ہمارے جسم میں کیا کیا قوے ہیں لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے کیا کر سکتے ہیں؟ کچھہ بھی نہیں۔

جو لوگ اپنی قوت بازو پر بہروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالے کو چہوڑتے ہیں انکا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اسکے یہہ معنے نہیں ہیں کہ ہاتہہ پیر توڑ کر بیٹہہ رہنے کا نام خدا پر بہروسہ ہے اسباب سے کام لینا اور خدا تعالے کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا یہہ بھی خدا تعالے کی قدر ہے جو لوگ ان قوے سے کام نہیں لیتے اور منہ سے کہتے ہیں کہ ہم خدا پر بہروسہ کرتے ہیں وہ بہی جہوٹے ہیں وہ خدا تعالے کی قدر نہیں کرتے خدا تعالے کو آزماتے ہیں۔ اور اس کی عطا کی ہوئی قوتوں اور طاقتوں کو لغو قرار دیتے ہیں اور اسطرح پر اسکے حضور شوخی اور گستاخی کرتے ہیں۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے مفہوم سے دور جا پڑتے ہیں اسپر عمل نہیں کرتے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کا ظہور چاہتے ہیں۔ یہہ مناسب نہیں جہاں تک ممکن اور طاقت ہو رعایت اسباب کرے لیکن ان اسباب کو اپنا معبود اور مشکل کشا قرار نہ دے بلکہ کام لیکر پہر تفویض الی اللہ کرے اور اسبات پر سجدات شکر بجا لائے کہ اسی خدا نے وہ قوے اور طاقتیں اسکو عطا فرمائی ہیں۔

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح الزمان کی ڈائری

قبل ظہر (۲۷ مارچ)

ظہر کی اذان ہو چکنے کے بعد اعلیٰ حضرت تشریف لائے ۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانون نے شرف زیارت پایا۔ ازان بعد حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب نے بابو عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرف سے حصول اجازت کے لئے عرض کیا۔ آپ نے بابو عطاء الٰہی صاحب کو بلا کر فرمایا۔

"مئی جون ۔ جولائی وغیرہ مہینون مین کوئی موقع یہان رہنے کے لئے نکالنا چاہئے ۔ آئندہ جب رخصت لو تو ان مہینون کو مدنظر رکھ لینا۔"

اسکے بعد حضرت مخدوم الملۃ نے عرض کیا کہ مینے حضور کا وہ خط اخبار مین شائع کرنے کو دیدیا ہے اور اسپر ایک مضمون بھی لکھدیا ہے (یہ اس خط کی طرف اشارہ ہے جو نمبر ۱۱ جلد ۹ صفحہ ۴ پر درج ہے) فرمایا بہت اچھا کیا۔

ایک شخص نے اپنے مشکلات کے لئے عرض کی فرمایا استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ اور نمازون مین یاحی یاقیوم برحمتک استغیث یا ارحم الراحمین پڑھا کرو۔

پھر اس نے عرض کیا کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھون فرمایا کوئی تعداد نہین کثرت سے پڑھو یہانتک کہ ذوق پیدا ہو جاوے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھکر پڑھو خواہ اپنی زبان مین ہی ہو اسکے معنے یہ ہین کہ اے اللہ مجھے گناہون کے برے نتیجون سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہون سے بچا

ازان بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے مولوی مشرف الدین احمد صاحب کے صاحبزادہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ فرمایا انکا خط بھی آیا ہے ۔ انکو لکھدو کہ یاد دلاتے رہین۔ اور پھر وہ خواب بیان کیا جو کسی دوسری جگہ درج ہو چکا ہے۔

اسکے بعد آپنے نماز باجماعت ادا کی ۔ اور معمول کے موافق تشریف لے گئے۔ (حضرت اقدس ظہر کی سنتین عموماً گھر جا کر پڑھا کرتے ہین ایڈیٹر)

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ کل جب مین اٹھا تو میری زبان پر یہ جاری تھا جو حضور کا الہام ہے اگر سے مین ست ترا آنکہ ہماری غلام بلکہ غلامون کی غلام ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کل مجھے الہام ہوا تھا **چودھری رستم علی** اسکے ساتھ اور کچھ نہین تھا۔

قبل ظہر (یکم اپریل ۱۹۰۵ء)

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر سے پیشتر تھوڑی دیر مجلس فرمائی۔

فرمایا کہ عصر کے بعد میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے مین اسلئے شام کو آ نہین سکتا۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کو کثرت پیشاب کی دو تین دن سے پھر شکایت ہوگئی ہے اور آج اعلیٰ حضرت نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا تھا جو کثیر مقدار مین تھا اس کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کرکے جو کچھ فرمایا اس سے آپکی کمال شفقت اور ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اسلئے مین خلاصۃً اسے اپنے الفاظ مین درج کرتا ہون۔

فرمایا مین آپ کا پیشاب دیکھکر بہت حیران ہو گیا مینے تو اسکے بعد دعا ہی شروع کردی اور انشاء اللہ بہت دعا کرونگا مجھے چونکہ خود کثرت پیشاب کی شکایت ہے مین جانتا ہون کہ کسقدر تکلیف ہوتی ہے۔ دل گھٹتا ہے اور پنڈلیون مین درد ہونے لگتا ہے بہت بے چینی اور گھبراہٹ ہو جاتی ہے مینے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کو ختم کر لینے کے بعد کچھ دنون تک صرف دعا ہی مین لگا رہونگا۔

مینے جو گولی آپ کو بنا کر دی تھی وہ مفید ثابت ہوئی تھی آپ اسکا استعمال کرین مین تجویز کرونگا اور ختم ہونے پر اور دوا طیار ہو سکتی ہے [illegible] ہے لیکن وہ اس مرض مین بہت مفید ہے اور مین انشاء اللہ بہت دعا کرونگا۔

آپکے اس پیشاب کو دیکھکر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کسطرح التزام کے ساتھ نمازون مین آتے ہین اور آپ کی آواز سے بھی معلوم نہین ہوتا کہ آپکو شکایت ہے۔

اسپر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حضور کی دعا ہی ہے جو اس ہمت اور استقلال سے مین حاضر ہوتا ہون۔ ورنہ بعض اوقات قریب بہ غش ہو جاتا ہون

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مین بہت دعا کرونگا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کی عافیت چاہیئے۔ فرمایا عافیت ہو ہی جاتی ہے جب مین آپکے لئے دعا کرونگا حدیث مین آیا ہے من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا مددگار ہو جاتا ہے

اس کے بعد فرمایا کل الہام ہوا تھا۔ **محونا نار جہنم** اللہ تعالیٰ کے کلام مین یہ عجیب بات ہوتی ہے کہ بعض اوقات صرفی نحوی ایسی ترکیب پر اعتراض کر اٹھتے ہین مگر اللہ تعالیٰ ان کے ماتحت تو نہین ہے۔ طاعون کو بھی نار جہنم کہا ہے پہلے بھی ایک الہام ہوا تھا یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد اس کے بعد آپنے نماز ظہر جماعت کے ساتھ معمول کیموافق ادا کی اور آپ تشریف لیگئے

"حسن معاشرت پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا ایک خط"

ذیل مین اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط مین درج کرتا ہون۔ یہ خط برادرم سید فضیلت علیشاہ صاحب غفر اللہ لہ کے نام ہے۔ افسوس کہ اس پر تاریخ نہین۔ یہ خط انشاء اللہ ہماری جماعت کے اکثر افراد کیلئے نہایت ہی مفید اور بابرکت ہوگا مینے بارہا توجہ دلائی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرامت نامجات ہون وہ میرے پاس اصل یا نقل ضرور بھیجدین کیونکہ مین مکتوبات احمدیہ مرتب کر رہا ہون ۔ اور اس طرح وہ والا نامے نہ صرف یکجا محفوظ ہو جائین گے بلکہ بہتون کے نفع کا موجب ہونگے ۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی اخویم سید فضیلت علیشاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا عنایت نامہ چندروز ہوئے کہ پہنچا تھا مجھکو معلوم نہین کہ مینے جواب لکھدیا تھا یا نہین غالباً یہی خیال ہے کہ جواب لکھدیا گیا تھا ۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ مینے بعض آپکے سچے دوستون کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہین سنا ہے کہ امور معاشرت مین جو بیویون اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسیقدر آپ شدت رکھتے ہین یعنی غیظ و غضب کے استعمال مین بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہین رہتا۔ مین نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہین دیکھا کیونکہ اول تو بیان کرنیوالے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپسے رکھتے ہین اور دوسری چونکہ مردون کو عورتون پر ایک گونہ حکومت قسام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرہ ذرہ سی باتون مین تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون کے ساتھ معاشرت کے بارے مین نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے اسلئے مینے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسیقدر اطلاع کرون۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عاشروھن بالمعروف یعنے اپنی بیویون سے تم ایسے معاشرت کرو جسمین کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو بلکہ انکو اس مسافر خانہ مین اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خیرکم خیرکم باھلہ یعنے تم مین سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے۔ اور حسن معاشرت کے لئے اسقدر تاکید ہے کہ مین اس خط مین لکھ نہین سکتا۔ عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جسکو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے نرمی برتنی چاہیئے اور ہر یک وقت دل مین یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جسکو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ مین کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہون اور مین ایک خدا کا بندہ ہون اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہین بننا چاہیئے بیویون پر رحم کرنا چاہیئے اور انکو دین سکھلانا چاہیئے درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اسکی بیوی ہے مین جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کرون تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجھسے ایسا ہوا تب مین ان کو کہتا ہون کہ تم اپنی نماز مین میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماوین اور مین بہت ڈرتا ہون کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت مین مبتلا نہ ہو جائین سو مین امید رکھتا ہون کہ آپ بھی ایسا ہی کرینگے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر اپنی بیویون سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھون۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

پہلی سہ ماہی گذر چکی ہے معاونین توجہ کرین وی پی جاری ہو رہے ہین وصول فرماوین

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

چونکہ زلزلہ کا ایک عظیم الشان قہری نشان ظاہر ہوا ہے اسلیئے اس کے متعلق جو کچھ اخبارات کی رائیں ہیں وہ یکجا ہو کر نمبر وری ہیں۔ ایڈیٹر۔

قرب قیامت سورج کا بے نور ہو جانا۔ مری کا پھیلنا۔ قحط کا آنا۔ ٹڈیوں سے فصلوں کا برباد ہونا۔ ایک بادشاہ کا دوسری بادشاہت پر فوج کشی کرنا۔ یہ تمام باتیں جو آجکل پے در پے ظہور میں آرہی ہیں قیامت کی ان چھوٹی چھوٹی نشانیوں میں سے ہیں جنکی پیشین گوئی کی جاچکی ہے۔ ان نشانیوں کے علاوہ آندھیوں اور بگولوں کی موجودگی اور سخت خوفناک زلزلوں کی آمد سے اس بات کا یقین ہوتا جاتا ہے۔ کہ قیامت جو ہر چند کہ ہر ساعت کے گذرنے پر نزدیک ہی ہوتی جاتی تھی۔ اب وہ بہت ہی قریب آگئی ہے۔ اور ۴۔ اپریل کا زلزلہ اس خوفناک منظر کی شہادت دے رہا ہے۔ جو قرب قیامت کی آیندہ خوفناک نشانیوں کے ظاہر ہونے پر دنیا کو دیکھنا پڑیگا۔ یہ دل دہلانیوالا ہربا کن زلزلہ چھ اور ½ ۶ بجے کے درمیان شملہ منصوری۔ ڈلہوزی۔ ڈیرہ دون۔ مری۔ دہرم سالہ۔ پٹیالہ۔ الیرکوٹلہ۔ کرم آباد۔ وزیرآباد۔ مدراس۔ جالندھر۔ فیروزپور۔ سیالکوٹ۔ طالب پور ضلع گورداسپور۔ اور تقریباً صوبہ جات متحدہ کے ہر مقام پر محسوس ہوا۔ بعض مقامات میں سہ پہر اور رات تک بھی متواتر زلزلے آئے۔ چنانچہ منصوری اور طالب پور میں ۳ ڈیرہ دون ۶۔ وزیرآباد ۷۔ اور پٹیالہ میں ۱۲ مرتبہ زلزلہ آیا۔ مگر سب میں پہلا زلزلہ جو ۶ اور سوا چھ بجے کے درمیان آیا وہ نہایت سخت زلزلہ تھا جن مقامات میں زیادہ نقصان ہوا۔ انمیں شملہ منصوری۔ لاہور۔ امرتسر۔ اور دہرم سالہ ہیں۔ لاہور میں وزیر خان کی مسجد کی مینار شق ہوگئی۔ سنہری مسجد کے طلائی گنبد گر گئے دفتر پیسہ اخبار کے دروازہ کی برجیاں اور دفتر کے کمرے برآمدہ کی چھت گر گئی۔ شاہی مسجد کی بیرونی ڈیوڑھی کے اوپر کی چھت میں شگاف آگیا۔ اسلامیہ بورڈنگ ہوس کی چھت کا ایک حصہ گر گیا ٹاون ہال۔ لارنس ہال۔ منٹگمری ہال۔ ڈاکخانہ۔ ریلوے مسافر خانہ ڈکلٹ گھر کو سخت نقصان۔ صدہا مکان گر گئے بہت سے آدمی ضائع ہوئے جنکی تعداد عام طور پر دو سو سے زیادہ مگر سرکاری رپورٹ سے صرف ۵۰ معلوم ہوئی ہے۔ ۴ کو صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے شہر میں دورہ کیا۔ اور ۵ کو خود صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ملاحظہ کیلئے شہر میں تشریف لے گئے۔ امرتسر میں علاوہ اتلاف جان کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ شملہ منصوری۔ ڈیرہ دون میں بھی بہت مکانات گرگئے کئی آدمی ضائع ہوئے۔ اکثر معابد بھی منہدم ہوگئے۔ مگر سب سے زیادہ ہیبتناک منظر دہرم سالہ کا تھا۔ جہاں شہر اور صدر کے بیشمار مکان گر گئے بازار کی تمام دکانیں مسمار ہوگئیں۔ صدہا دیسی اور بیسیوں یورپین مر گئے اتلاف جان کا تخمینہ ۸۰ فیصدی خیال کیا جاتا ہے۔ بربادی کی یہ نوبت پہونچ گئی ہے کہ پسماندگان کیلئے رہنے کو مکان اور ضروریات زندگی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بتاریخ ۶ لاہور سے پٹھان کوٹ کو بذریعہ اسپیشل ٹرین کچھ ذخیرہ خوراک۔ ادویات اور ڈاکٹروں کو روانہ کیا ہے۔ مسٹر آرچی بنگ سپنڈ قایم مقام کمشنر لاہور اور مسٹر سنہری اینڈرسن کمشنر جالندھر اس خوفناک منظر کو دیکھنے گئے ہیں۔ اور سفر مینا کی ایک جماعت سڑکوں کو صاف کرنے کیلئے تعینات کی گئی ہے۔

زلزلہ کی متذکرہ بالا آفت کے علاوہ ۱۰ مارچ کو قریب دو بجے دن کے موضع ... میں تحصیل کہاریاں ضلع گجرات پنجاب میں ایک ایسا خوفناک بگولا آیا جسکی مثال نسل موجودہ نے دیکھی نہ تھی۔ اس بگولا کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایک درستون جو چار ... قدم کے دور میں ہو گا مشرق کی جانب سے ظاہر ہوا اور گاؤں کے نصف جنوبی حصہ کو اور اکثر مکین ... بعض دیواریں قایم رہیں اور بعض گرگئیں۔ گاؤں کی مسجد کے ہر دو مینار اور گردو پیش کے فاصلہ پر گوشہ شمال سے ایک کیست ... موضع ... وال تحصیل کہاریاں میں بھی انہیں دنوں بعینہ اسیطرح کا ایک بگولا گاؤں والوں کے دیکھتے دیکھتے گھروں میں داخل ہوا اور چار گھروں میں گشت کرنے کے بعد جاتے ہوئے ایک گھر کی چھت کو اڑا لے گیا۔

۴۔ اپریل کو ... کی شمالی طرف سے ایک بگولا نمودار ہوا۔ جو ... فٹ بلندی تک ایک مدور ستون معلوم ہوتا تھا۔ اس بگولا میں دھوبیوں کے بہت سے کپڑے جنکو انہوں نے خشک ہونے کیلئے پھیلا رکھا تھا مثل پتنگ آسمان میں اڑتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ بعض مکانات کو سخت نقصان پہنچا ... صرف موضع ... میں ایک آدمی ضایع ہوا ... زمیندار

عظیم خوفناک زلزلہ بیشمار نقصان جان و مال ۴۔ اپریل کو چھ بجے صبح کے ایک شدید اور مہیب زلزلہ لاہور میں آیا۔ لاہور میں بوڑھے سے بوڑھے آدمی بیان کرتے ہیں کہ ایسا سخت زلزلہ انہوں نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھا گو ان سطور کے قلمبند کرنے کے وقت تک کئی عمارات کے نقصان کی مقدار صحیح نہیں ہوئی تاہم بعض کی شکست و ریخت کو پیسہ اخبار کے رپورٹر اور ملازم دیکھ چکے ہیں۔ بلکہ مرزا علی حسین صاحب (جو پیسہ اخبار کے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں) کے چار عزیز موچی دروازہ کے اندر ایک کوچہ میں مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے ہیں۔ اور وہ بیچارے انکی تجہیز و تکفین میں معروف ہیں۔ نصف سے زیادہ ملازمان کارخانہ بھی غیر حاضر ہیں۔ وکٹوریہ گرلز سکول لاہور میں جو راجہ نونہال سنگھ کی حویلی میں واقع ہے کچھ مکانات گر گئے ہیں۔ اور شاید ایک آدمی دب کر مر گیا ہے۔ اور کچھ زخمی ہوئے ہیں۔ ٹاون ہال لاہور جو ایک نہایت مضبوط عمارت تھی۔ سب کی سب پاش پاش ہوگئی ہے۔ ریلوے سٹیشن لاہور کے کچھ حصہ کو صدمہ پہنچنے میں بڑے بڑے شگاف آجانے کی خبر ملی ہے میو ہسپتال اور عظیم الشان نئے ڈاکخانہ میں بڑے بڑے شگاف آجانے کی خبر ہے۔ مارکٹ یعنی پورانا عجائب گھر اور کئی ایک سرکاری اور پرائیویٹ عمارات کو صدمہ پہنچا ہے۔ اور دیواروں میں شگاف آگئے ہیں۔ اور ایسی نقصان کی خبریں آرہی ہیں۔ یہ تو باہر کی کیفیت ہے۔ کارخانہ پیسہ اخبار کے نقصان کا احوال سنئے۔ عالیشان داخلہ کے دروازہ پر جو دو بڑی اور کئی چھوٹی شاندار برجیاں تیسری منزل پر تھیں سب گر گئیں اندر کی عمارت کی تیسری منزل کے کچھ بردون کی دیواریں گرنے کے صدمہ سے دو چھتوں کے کچھ حصے ٹوٹ گئے اور کئی ایک دوسری دیواروں کو شگاف آئے۔ جو بہت سا نقصان ہے مگر خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سا مکان محفوظ رہا ہے۔ اور کارخانہ کے کارکنان میں سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا۔ بحالیکہ نیاز مند ایڈیٹر پیسہ اخبار معہ اہل و عیال اسی مکان کے ایک حصہ میں مقیم ہے۔ یہ کہنا عبث ہے کہ زلزلہ کے وقت ناچیز انسان کی کیا حقیقت تھی۔ یوں تو شہر کا کوئی اور محلہ ایسا نہ ہو گا جہاں اس تصادم سے شکست و ریخت کی نوبت نہ آئی ہو۔ مگر کچی دروازہ۔ موچی دروازہ۔ چھتہ والی۔ چنگڑ محلہ۔ لنڈا بازار۔ سٹیشن۔ ڈبی بازار۔ اور جوڑے موری میں بہت نقصان ہوا۔ ریل کے کارخانہ کی دیواریں بیٹھ گئیں۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہلکر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہوگیا۔ بائیسکل شاپ تمام بیٹھ کر ناکارہ ہوگیا۔ ریلوے سٹیشن کے وہ کمرے جنمیں ڈی۔ ٹی۔ ایس کا دفتر تھا گرگیا۔ اور سنئے پلیٹ فارم پر جو شمال کی طرف ہے اسکی ڈیوڑھی گر گئی اور ریفرشمنٹ روم کو صدمہ پہنچا سنہری مسجد کے دونوں میناروں کے گنبد گر پڑے۔ موچی دروازہ میں مشہور ٹھٹھیروں والی حویلی بیٹھ گئی۔ منشی محمد بخش صاحب سوداگر آسٹریلیا کا عالیشان مکان جو چند سال ہوئے انہوں نے بنوایا تھا اوپر سے بیٹھ گیا۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے مکان کے پاس سید ننھے شاہ کا مکان گر گیا تمام کنبہ نیچے دب گیا۔ ۷ آدمیوں سے ۲ بچے باقی مرگئے۔ دائی ہولی کی گلی میں بابو جوہل لال دہلی والہ کا مکان گرگیا۔ گھر کے کئی آدمی دب گئے۔ اور ایک تھوڑی دو سال کی لڑکی اور ایک عورت مر گئی۔ چھتہ والی میں متصل استھان بھیروں لالہ سندر داس مہتہ کا مکان گرگیا گھر کے کئی آدمی دب گئے۔ چند سسکتے ہوئے نکالے گئے اور چند مر گئے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ جلو کے سٹیشن کے پاس مسافر گاڑی الٹ گئی۔ مگر تصدیق طلب ہے۔ ریلوے شیڈ میں بھی بہت سی گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں۔ لوکو ورکشاپ کے سپرنٹنڈنٹ نے تمام کاریگروں کو ۲ گھنٹہ کی چھٹی اس غرض سے عطا فرمائی کہ وہ اپنے گھروں اور بال بچوں کی جاکر خبر لیں۔ جو لوگ قیامت کو ہزل اور ان یقینی واقعات کو لغو سمجھتے ہیں ان کیلئے یہ زلزلہ مشتے نمونہ از خروارے تھا۔ اس روز دوپہر تک ۲ دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ ایک تو سب سے بڑا اور سخت ہولناک پہلا زلزلہ جو چھ بجکر ۵ منٹ پر آیا تھا۔ دوسرا خفیف جھوکا ½ ۷ بجے اور تیسرا ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ تیسرے پہر رات کو اور دوسرے روز بھی خفیف صدمے محسوس ہوتے رہے۔ ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ مینار مسجد سردار خان مزنگ کا ایک حصہ گرا مسجد وزیر خان کے شمال مغربی مینار کی چھتری کو صدمہ پہنچا۔ ڈاک خانہ کو کچھ نقصان پہنچا۔ ٹاون ہال کا نقصان شدید ہے۔

(پیسہ اخبار)

ایک بھاری زلزلہ ۴ ماہ حال کو صبح کو ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر لاہور میں ایک بھاری زلزلہ جس سے نقصان عظیم واقع ہوا۔ بیسیوں گھر مسمار ہوگئے۔ اور بیسیوں قیمتی جانیں تلف ہوگئیں۔ سرکاری عمارتوں کو بھی بہت نقصان پہونچا ہے۔ پورے نقصان کی مقدار تو اسوقت بتلائی نہیں جاسکتی۔ لیکن اتنا کہا جاسکتا ہے کہ لاہور میں شائد ہی کوئی مکان ہوگا جسمیں چھوٹے یا بڑے مکان کو شگاف نہیں ہوگئے۔ بڑے بڑے بوڑھوں کا خیال ہے۔ کہ ایسا سخت بھونچال اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالی نے جو پہاڑوں کی میخیں زمین پر گاڑ رکھی ہیں وہ مضبوطی سے نہیں گاڑی ہیں۔ کیونکہ باوجود پہاڑوں کے ہونے زمین ہلگئی۔ بلاشبہ یہ اس خالق کائنات کی دانائی پر حرف ہے خیر کچھ ہو انسان اس بھونچال سے نہایت قیمتی سبق سیکھ سکتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ ایشور کی طاقت کتنی بڑی ہے۔ جب ہوا جو کہ بلاشبہ اسکے قبضہ میں ہے اسقدر طاقت رکھتی ہے کہ پرتھوی کو جڑوں سے ہلا سکتی ہے۔ تو سوچو کہ ایشور کی طاقت کسقدر ہے۔ دوسرا سبق یہ ملتا ہے۔ کہ انسان کی زندگی بڑی ناپائیدار ہے۔ اسکو آجکا کام کل پہ کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ کل وہ زندہ ہوگا۔ ۴۔ اپریل کا دن معمولی حالت میں طلوع ہوا تھا۔ آسمان صاف تھا۔ کسی مصیبت کا خیال تک بھی نہ تھا لیکن یکایک ایسا زلزلہ آیا کہ بیسیوں ہونہار جانوں کو ساتھ لے گیا۔ کئی گھر ویران ہوگئے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ باتیں اپنا اثر دیر پا نہیں رکھتیں۔ وقوعہ کے وقت پر تو سب کچھ سیکھ لیا جاتا ہے لیکن وقت گذرنے پر سب کچھ بھول جاتا ہے اس واسطے ایشور پر دشواس لانے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس پر دشواس نہیں لایا جاتا۔ کچھ فائدہ متصور نہیں۔

(پرکاش)

بھونچال

چوتھی اپریل ۱۹۰۵ء منگل کے دن کی ہولناک صبح مدتون یاد رہے گی۔ چھہ بجکر دس منٹ گذرے تھے، اور بہتر سے لوگ اپنے بستروں پر نیم خوابی مین انگڑائیاں لے رہے تھے، اور بہتری زندہ دل عبادت الٰہی مین مصروف تھے، کہ شمال کی جانب ایک غیر معمولی آواز گڑگڑاہٹ کی سی سنائی دی۔ جن لوگون کے مکانات لب سڑک واقع تھے، اُن سب نے اُسے گاڑیون کے گذرنے کی آواز سمجہا۔ مگر درحقیقت وہ گاڑیون کی آواز نہ تہی۔ بلکہ وہ جوش زمین کا خرخر تہا، جو لہرین مارتا، اور زلزلہ کی آمد کی خبر دیتا لین ڈوری کیطرح چلا آرہا تہا، اس کا آنا تہا، کہ چند سیکنڈ کے بعد آناً فاناً ہی زلزلہ کی وہ شدید حرکت محسوس ہوئی کہ الامان! الامان!! اونچے اونچے مکانات بالاخانے۔ گنبد۔ کلس، مینار۔ چھتین۔ برجیان۔ چمنیان غرض سارا شہر اپنی کل کائنات سمیت یون جھٹکے کہا رہا تہا۔ جیسے کوئی شخص بیری پر چڑھ کر بیر جہاڑنے کیلئے ادسکو زور سے جھٹکا دیتا ہے۔ جن لوگون کے ایک منزلہ مکان تھے وہ تو بے حواس ہوکر گھرون سے نکل پڑے کہ کہین چھتون کے نیچے آکر دب جائین۔ مگر جو لوگ دوسری تیسری منزل کی چھتون پر تھے، اون کے مکان ہنڈولے کیطرح ڈول رہے تھے، اونکی کیفیت دل کا خیال کرو کبھی وہ ہنڈولا دائین ہاتھ کو جھکتا تہا کبھی بائین کو۔ بچون کا سہما ماؤن کا رونا گنہگار انسان کا اللہ کے حضور مین گڑگڑانا، کلمہ پڑہنا خلقت کا شور وغل پرندون کا گھبراکر اڑنا دو ڈہائی منٹ مین خواب ہولناک کیطرح سب کچہہ ہوگذرا اس دو ڈہائی منٹ مین ہی بے انتہا تباہی اور بربادی ظہور مین آئی شہر کے بے تعداد مکانات گر پڑے دیوارین شق ہوگئین چھتین بیٹھ گئین سرکاری عمارات اور دفاتر کو سخت صدمہ پہونچا۔ ریل کے اسٹیشن کے بعض کمرون اور لاہور کے جدید عالیشان ٹاؤن ہال کے ایک حصہ کا وہ حال ہوا کہ جسے کھنڈرات کہنا بالکل بجا ہے لڑکیون کے وکٹوریہ گرلز اسکول کی عالیشان عمارت کو بھی ایسا سخت صدمہ پہونچا کہ وہ آئندہ کام کے قابل نہین رہی۔ لاہور کی مشہور سنہری مسجد کے سربلند مینارون کی دو برجیان بھی سربسجود ہوئین۔ جان کا نقصان بھی کچہہ کم نہین ہوا۔ ٹھیک ٹھیک اندازہ تو ابھی معلوم نہین ہوا۔ مگر جن جن مکانات کی چھتین بیٹھین، وہان عموماً آدمی بال اور عورتین، مرد، بچے، جانور، غرض جو چھتون کے نیچے آگئے، وہ نیچے ہی رہے۔ ؎

چلتی چاکی دیکھہ کے دیا کبیرا رو
دو پاٹن کے بیچ آ ثابت گیا نہ کو

زلزلہ کی حرکت شمال سے جنوب کو تہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ کوہ ہمالیہ کے کسی آتش خیز مرکز سے جنوب کو یا شاید چارون طرف پھیلا۔ دو منٹ تک دم بدم زلزلہ کا زور بڑھتا گیا، اور اگر ایک آدھ منٹ تک دو ایک جھٹکے ایسے اور لگتے تو لاہور سب ویران ہوجاتا۔ ۱۵ منٹ بعد پھر ایک خفیف سی جنبش ہوئی، اور چند گھنٹے کے بعد تیسری دفعہ پھر زمین نے سانس سا لیا۔

تمام شہر ایک نمونہ قیامت بن گیا، اور لاہور مین یہ دن رونے دہونے، تجہیز، تکفین، تعزیت، عیادت، عزیزون کی خیریت دریافت کرنیکے خطوط لکھنے، اور تار دینے مین گذرا۔ تار گھر مین خلائق کا وہ ہجوم تہا، جیسا کسی میلہ مین ریل کے ٹکٹ گھر پر ہوا کرتا ہے۔ لاہور کے بڑے بڑے عمر رسیدہ جو تقریباً ایک ایک صدی دیکھے ہوئے ہین، کہتے ہین کہ ہماری یاد مین کبھی ایسا زلزلہ نہین آیا۔

لاہور مین جو تار خبرین باہر سے پہنچی ہین، اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ہندوستان کے دیگر مقامات مین بھی اسیطرح محسوس ہوا ہے مگر خوش قسمتی سے سب جگہ اس شدت تک نوبت نہین پہونچی۔ البتہ کو دہرم سالہ مین اس سے مکانات کی بربادی اور ہلاکت بہت ہی زیادہ ظہور مین آئی۔ وہان بہت سے صاحب لوگ اور میمین بھی ہلاک ہوئین، اور تمام بازار برباد ہوکر بالکل تودہ خاک بن گیا۔

اللہ کی قدرت کے اس خوفناک نظارہ کو آدمی نظر عبرت سے دیکھے، اور سوچے، کہ انسان کی ہستی کیسی بے ثبات ہے، اور یہ دنیا کیسی بے بنیاد اور قادر مطلق کو ہر وقت کل کائنات زمین و آسمان پر کیسا زبردست اقتدار حاصل ہے، کہ وہ کل کرۂ زمین کو مع دریاؤن، پہاڑون سمندرون کے یون اچہال سکتا ہے، جس طرح اسکول کا بچہ کسی گیند کو اچہالتا ہے۔ اس خلاق عالم اور رب العالمین کو کبھی نہین بھولنا چاہئے۔ وہ کیسے خوش قسمت لوگ تھے، جو اس زلزلہ سے پہلے نمازون سے فارغ ہوکر تلاوت کلام الٰہی مین مصروف تھے۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہین۔ حکم الٰہی کو کبھی نہین بھولنا چاہئے اور سفر آخرت کے لئے ہمیشہ ٹکٹ ہاتھہ مین اور ہلکی پھلکی گٹھری بغل مین رہنی چاہئے۔ فَسُبْحَانَ

الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ط

(تہذیب النسوان)

خوفناک زلزلہ
قیامت کا نمونہ

۴-اپریل کے زلزلہ کی خبر نہایت اختصار کے ساتھہ پچھلے پرچہ مین لکھہ چکے ہین۔ اب چاہتے ہین کہ اُس کی کیفیت ذرا تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کرین لیکن جب وہ حالت عالم خیال مین پیش نظر آتی ہے۔ واللہ ایک بدحواسی اور سہمناکی سی چہا جاتی ہے۔ بدن مین لرزہ پڑجاتا ہے۔ ہاتہ پاؤن عرق آلود ہوجاتے ہین اور کچہہ سمجہ مین نہین آتا کیا لکھین اور کیا کرین صبح کا وقت تہا چہہ بجکر کچہہ منٹ گذر چکے تھے لوگ اکثر ابھی خواب راحت مین پڑے انگڑا رہے تھے اور جو بیدار ہوچکے تھے اور یاد الٰہی یا دنیوی کاروبار مین مصروف تھے انکے وہم و گمان مین بھی یہ بات نہ تہی کہ چند لمحہ کے اندر اندر غضب الٰہی کا ایک پرہیبت نمونہ نظر آنیوالا ہے غرض خلقت اپنی معمولی حالت مین اور بے کھٹکے تہی کہ یکایک مکانون کی دیوارین لرزنی شروع ہوئین۔ حرکت لحظہ بلحظہ بڑہتی جاتی تہی حتی کہ سیکنڈون مین عمارات کی چھتین اور در و دیوار اسطرح زور شور سے کانپنے اور جنبش کرنے لگے جیسے کوئی کشتی ایک بحر مواج کے تلاطم مین جہکولے کہاتی اور ڈگمگاتی ہو۔ ہر جھکولے پر یہی گمان ہوتا تہا کہ اب خاتمہ ہوا۔ اونچی اونچی عمارتین ہوا مین اسطرح جہونکے لے رہی تہین جیسے کسی درخت کی ٹہنی پر آشیانہ طائر ہوا کے جہونکے سے جہولتا ہو۔ خلقت اکثر اس غضبناک اور پرجلال قہر الٰہی سے خوف کہا کر گھرون سے نکل بہاگی۔ زن و مرد۔ پیر و جوان ہر ایک کے چہرہ پر سخت سراسیمگی۔ بدحواسی۔ مایوسی اور تشویش پڑی برستی تہی۔ حقیقت مین اوس وقت کا اصلی سین کہینچنا محال معلوم ہوتا ہے۔ بغیر دیکھے ایسی حالت کا ٹہیک ٹہیک اندازہ ہو نہین سکتا مگر جنہون نے ابتک وہ سمان نہین دیکھا خدا آئندہ بھی کبھی نہ دکھائے۔ نہ ہماری آنکھین دوبارہ ایسا منظر دیکھین۔ بالجملہ یہ زلزلہ اسدرجہ ہولناک و مہیب تہا کہ اسے قیامت صغریٰ کہنا کچہہ مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ جسوقت وہ اپنی پوری شدت پر خدائے قہار کا جلال ظاہر کررہا تہا اوسوقت تو لوگون کو عموماً یہی یقین آگیا تہا کہ بس قیامت آہی گئی۔ خاص و عام کی زبان پر توبہ و استغفار کے کلمات جاری تھے جو شاید مہینون برسون بھی خدا کا نام نہ لیتے ہونگے وہ بھی اس تہلکہ سے خائف ہوکر اللہ اللہ اور رام رام ہی پکار رہے تھے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناک گہڑی کے جو آثار بیان فرمائے ہین انکا معمولی خاکہ کہینچ ہی اس زلزلہ نے خلقت مین انتہا درجہ سراسیمگی اور افرا تفری ڈالدی۔ پھر روز محشر جو نفسی نفسی ہوگی اسکا کیا ٹھکانا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ فی الواقع اسمین ذرا شک نہین کہ خدائے قادر یہ قہری نشانات محض ہم گنہگارون کی بداعمالی اور غفلت شعاری سے ناراض ہوکر دکھلاتا ہے اور جبتک کہ بندے اس کی رضا جوئی پر سے اپنی نفسانی خواہشات کو قربان نکردین جبتک تن آسانی اور تعیش کو قطعی ترک نکردین جبتک اپنے خلوت خانون کو عبادتگاہین نہ بنالین۔ خلاصہ یہ کہ جبتک وہ اپنی شبانہ روز زندگی مین ایک پاک تبدیلی نکرین شاید اسکا غضب اسی طرح مختلف صور تومین پھوٹ کتا رہیگا۔ (وکیل)

بھونچال

یہ نام ہی ایسا ہے کہ جس کے سنتے ہی بدن تھرا جاتا ہے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین روتے ہوئے معصوم بچے بھی اس نام کو سنتے ہی خاموش ہوجاتے ہین۔ جہان آنحضرت کا نام آیا سو وہان درختون کے گرنے عمارات کے صفاچٹ وجانون کے ضائع ہونیکا پہلے ذکر آیا غرضیکہ اون کے اوصاف دنیا کو حیران کرنے والے۔ زندون کو مردہ۔ تندرستون کو بیمار بے خوف کو باخوف بنانیوالی ہین مختصر الفاظ مین اگر اسکو عزرائیل کا بہائی کہا جائے تو برا نہ ہوگا۔

۴-اپریل کی صبح ہندوستان اور دنیا کے بعض حصون کو نہین بہولیگی۔ اور جہان سنہری حروف مین جاپانی بہادری کا ذکر لکہا جائیگا۔ وہان ہی اس کمبخت کے سلوک کا تذکرہ بھی آئیگا خواہ کتابون کو الٹ دو۔ ورق گردانی مین تضیع اوقات کردو سو برس سے زیادہ عمر کے بوڑہون سے دریافت کرلو پہر ایسے ہولناک زلزلہ کی حکایت پڑہا کیا سنو گے بھی نہین جس شدومد سے عالم حباب کی فوج کو ہمراہ لیکر ۴-اپریل کی صبح کو آیا۔ ایسی سختی تیزی سے کبھی خواب مین بھی نہین دیکہا ہوگا۔ وہ قیامت کا سمان وہ ہولناک سین جب آنکھون کے آگے آتا ہے تو جان ہوا ہوجاتی ہے۔ باپ نے بیٹا نہین سنبہالا۔ عورت نے خاوند کی پرواہ نہین کی۔

بہونچال کے بعد تعلیم یافتہ پارٹی اس طرف مائل ہوگئی ہے کہ بہونچال کے آثار پہلے ہی سے دکہائی دے رہے تھے مگر نیٹفک مین خبر نہین کیون خاموش رہے۔ اور کیون انہون نے دنیا کو بیدار نہین کیا۔

اونکا قول ہے

کہ برابر ایک ہفتہ سے گرد وغبار آلود آسمان دکہائی دیتا تہا۔ سورج کے درشن نہین ہوتے تھے۔ جب صبح اٹھو تو ایک عجیب قسم کی مٹی جو ہندوستان اور پنجاب کے تختہ کی معلوم ہوتی تہی۔ کوچون سڑکون کھیتون مین پڑی ہوئی دکہائی دیتی تہی۔ وہ مٹی اوس آتش افشان پہاڑ کی تہی جس کے پہٹنے کا اوسوقت بہت نزدیک موقعہ تہا یا یون کہو۔ کہ جس کے پہٹنے سے ہزارون گھر تباہ ہوگئے سینکڑون خاندان برباد ہوئے۔ ہندو کہتے ہین کہ جب دنیا کا پیالہ گناہون سے لبریز ہوجاتا ہے

نشان زلزلہ کے خطوط

زلزلہ کے متعلق چاروںطرف سے ایک شور قیامت کی صدا آرہی ہے۔ شملہ سے خبر آئی ہے کہ بہت سی سرکاری کوٹھیاں یہاں تک گورنمنٹ ہوس اور دیگر دفاتر کو سخت نقصان پہونچا ہے بہاگسو پہاڑی سے نی ٹیریم کے متعلق خبر ہے۔ کہ بالکل دب گیا ہے۔ اور اس کے اردگرد کے پہاڑون کے متعلق مولوی قایم الدین صاحب مدرس مدرسہ نورپور نے جو خط ہمارے پاس بہیجا ہے اوسکی نقل ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) جناب۔ تسلیم۔ یہان زلزلہ سواچہ بجے دن کے ۵ منٹ ہوا۔ لیکن نقصان بالکل نہین ہوا۔ پالم پور کانگڑہ۔ دہرمسالہ۔ رہلو چڑی شاہپور مین جانورکا ازحد نقصان ہوا۔ اور شاذونادر گہر بچا۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ دس فیصدی آدمی ان قصبون مین سلامت رہے ہین اور ڈاکین شہر مذکورہ بالا کی بند ہین اور تارین ٹوٹ گئی ہوئی ہین - ۵ - اپریل ۱۹۰۵ء

(قائم الدین مدرس نورپور)

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ —

اب تک تو خدا کے فضل سے خیریت سے ہون آنگے اوس کی مرضی پہلے تو طاعون سے ہی پناہ مانگتے تہے اب ایسی وارداتین ہورہی ہین۔ کہ اس کو ہی لوگ بہول گئے۔ پرسون میرے مکان کے پاس ہی ایک مکان ہے اوسکو آگ لگی۔ اسقدر دہوان آتا تہا کہ دم بند ہونے لگا۔ جب شعلے بلند ہوئے۔ تو اتنی گرمی کہ بیٹھا نہ جاتا تہا یہی خطرہ تہا۔ کہ اب ہمارے گہر تک پہنچی کہ پہنچی۔ اسباب اٹہانے کے فکر مین ہی تہا کہ آگ بجہانے والے انجن آگئے۔ خدا خدا کرکے دوپہر سے لیکر شام تک وہ آگ کہین فرو ہوئی۔ آج اور ایک قہر شہر پر نازل ہوا۔ صبح کی نماز پڑہ کر پلنگ پر لیٹا ہوا کتاب دیکہہ رہا تہا کہ یکا یک چارپائی ہلنی شروع ہوئی مین سمجہا کہ معمولی زلزلہ ہے کوٹہے پر جا چڑہا۔ کہ اتنے مین ایک دم سے اس زور سے جہکولے آنے شروع ہوئے کہ خدا کی پناہ۔ پیر زمین پر نہین ٹکتا تہا مکان اس طرح سامنے ہلتے تہے۔ جس طرح بایوگراف مین جدہر نظر اٹہاکر دیکہو۔ کہین پاخانہ کہین دیوار کہین کٹہرا کہین چہت کسیکو نہ دکہا دے۔ سرِدست یہی خیال تہا۔ کہ اب مین بہی کوٹہے سمیت زمین پر۔ مکان وغیرہ اڑنے سے ایسی مٹی اڑی۔ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ دکہائی نہ دیتا تہا اور گرد کے مارے سانس رکتا تہا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اوپر رہون تو نیچے گرنے کا خوف نیچے جاؤن تو مکانو کے نیچے دبنے کا ڈر۔ غرض عقل ماری ہوئی تہی۔ جب ذرا تہما۔ تو مین تو کپڑے پہن کالج بہاگا۔ وہان جتنے اعلےٰ قسم کے کرایہ پر دینے والے کمرے ہسپتال کے تہے سب شق۔ جو مریض کہ کروٹ بدل نہین سکتے تہے وہ جان کے ڈر کے مارے باہر دوڑے ہوئے نکل آئے غرض بہت سی جگہ دراڑین پڑگئین اتنے مین زخمی آنے شروع ہوئے کسی کا سر پہٹ گیا تہا کسی کا ہاتہہ۔۔ کسی کا پیر ٹوٹ گیا تہا۔ غرض کچہہ نہ پوچہو۔ ہسپتال مین ایک میلہ لگ گیا تہا۔ ایک بیمار تو آتے ہی جان بحق ہوا۔ ہمارے کہڑے کہڑے ایک اور چہوٹا سا جہونکا آیا۔ شہر کا یہہ حال ہے کہ بہت سے لوگ مرگئے کسی کے بچے دب گئے۔ ایک سارا کنبہ ہی مکان کے نیچے آگیا۔ بعض جگہ جہان گلیان تنگ تہین۔ وہان مقابل کے مکان بالکل مل گئے۔ سنہری مسجد کے دونون منارے زمین پر۔ شاہی مسجد کو بہی کچہہ نقصان پہنچا ٹاون ہال زمین سے پیوستہ ہوگیا۔ سٹیشن کا بہت ساحصہ غارت ہوگیا۔ غرض کوئی گلی یا بازار نہین ہے۔ جہان کوئی مکان نہ گرے ہون اور شاید کوئی مکان ہی شہر مین ہو جس مین کئی جگہ شق اور دراڑین نہ پڑگئی ہون۔ اگر آدہا منٹ بہی اور رہتا۔ تو سارا شہر صاف ہوجاتا۔ اب بہی یہہ حال ہے کہ معمولی سا زلزلہ آجائے تو سینکڑون مکان گرنے کو طیار کہڑے ہین۔ دفتر محکمہ ہیئت سے یہ اطلاع نکلی ہے۔ کہ چار روز تک پہر خطرہ ہے اور اتبک دو تین دفعہ آہستہ آہستہ برابر حرکت معلوم ہوتی رہی ہے۔ لوگ بے مکان پہر رہے ہین۔ مکان نہین ملتا۔ مزدور ایک روپیہ دہاڑی پر لگ رہے ہین۔ سب پر عجب ایک حالت وارد ہورہی ہے۔ لوگون بچون۔ جوانون بڈہون کے بیچ بین بن کر یاستار یا غفار اللہ یا حافظ الخنتہار۔ اسین بندے گنہگار سے کہتے ہوئے گلی کوچے مین پہر رہے ہین غرض ایک قیامت کا نمونہ تہا۔ جو آج صبح نظر کے سامنے سے گزرا۔ اور کئی لوگون نے سمجہا کہ واقعی قیامت ہی آگئی اور جو مرگئے اُن کے لئے تو سچ مچ گویا قیامت والی ہی آنا فانا موت تہی۔ شملہ۔ دہلی کشمیر وغیرہ سے تارین آرہی ہین کہ وہان بہی سخت زلزلہ ہوا ہے۔ امید ہے۔ کہ قادیان مین بہی ضرور ہوا ہوگا۔ کیونکہ ایک عالمگیر طوفان تہا۔ فی الفور لکہو کہ وہان تو خیریت رہی (الحمدللہ یہان خیریت رہی۔ ایڈیٹر) رات کے ۱۲ بجے پہر زلزلہ آنے کی خبر ہے۔ بعض دفتر آج اسواسطے بند ہوگئے۔ کہ لوگ اپنا اپنا بندوبست گہر وغیرہ کا کرین۔ غرض وہ افراتفری ہے کہ ہر شخص اپنی جان کی فکر مین لگا ہوا ہے۔

یہانتک کہ ہمارا ایک ہمجماعت دہریہ تہا تب سب اس کے ساتہہ والے خدا کا نام لینے لگے تو وہ بہی رام رام وغیرہ کرنے لگا۔ جب زلزلہ بند ہوگیا۔ تو کہنے لگا کہ بڑی غلطی ہوئی کہ جان کے خوف سے میرے دلمین بہی خدا کا خیال پیدا ہوگیا۔ یہ مینے غلطی کی اور میری کمزوری ظاہر ہوگئی ورنہ مجہے اسوقت خدا کا نام لینا تو درکنار خدا خدا کہنے والون پر ہنسنا چاہئیے تہا۔ امرتسر مین سنا ہے کہ اسٹیشن کو بہت صدمہ پہونچا ہے ابہی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوئی تم خود اخبارون مین دیکہہ لینا بڈہے بڈہے لوگ کہتے ہین کہ ہمنے اپنی عمر مین ایسا زلزلہ نہ دیکہا تہا۔

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء محمد اسماعیل میڈیکل کالج لاہور

(۳) — بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی اسلمکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم — یہان پرسون سخت زلزلہ آیا۔ قریباً تمام مکانات کو کم و بیش صدمہ پہونچا۔ سرکاری مکانات کو بہت صدمہ پہونچا ہے منٹگمری ہال۔ ٹاؤن ہال۔ سٹیشن ریل۔ مارکٹ۔ لائبریری۔ انکو بہت نقصان پہونچا ہے۔ سٹیشن کے جنوبی طرف دفتر اور ویٹنگ روم سب گرگئے ٹاؤن ہال کی چہتین گرگئین۔ اور منٹگمری کی بہی چہتین گرین۔ اور شاہی مسجد کے منارون کے پتہر گرے اور سنہری مسجد کے منارون کے سرگر پڑے اسطرح بہت نقصان ہوا ہے۔ بہت سے مکان گرے اور اکثر شق ہوگئے۔ کسیقدر جانین بہی ضائع ہوئین۔ اسوقت تو محض لاہور مین ہی یہ زلزلہ نمونہ محشر سمجہا گیا مگر بعد مین۔ انبالہ۔ سوری۔ دہلی۔ لودہیانہ۔ کوٹلہ۔ جالندہر۔ امرتسر دہرمسالہ اور راولپنڈی وغیرہ سے خبرین اسی طرح سخت زلزلکی آئین ہین سنا ہے کہ دہرم سالہ تمام کا تمام زمین سے مل گیا۔ اور بہت سی جانین ضائع ہوئی ہین بلکہ ایک روایت ہے کہ صرف پانچ آدمی بچے ہین۔ اسلئے سخت تشویش دل مین پیدا ہوئی۔ کل حضور بخدمت مین ایک تار بہی دیا تہا جو غالباً پہونچا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت مین رکہے۔ امید کہ حضور معہ اہل و عیال اپنی خیریت سے مطلع فرمائین۔ تاکہ تشویش دور ہو۔ سخت تردد ہو رہا ہے یہہ زلزلہ تمام ملک مین سخت ہوا ہے۔ اور سب جگہ سے زیادہ دہرم سالہ مین کہ جہان قریباً ایک بہی مکان سلامت نہین رہا۔ سب گرکر زمین کے ساتہہ ہموار ہوگئے ہین۔ سول مین لکہا تہا کہ یورپین عورتین اور بچے باہر میدان مین سوتے ہین۔ درخت تک اکہڑ گئے۔ سب جگہ جان اور مال کا نقصان ہوا ہے۔ راولپنڈی سے سوری تک یعنی کوئی . . . میل تک شرقاً غرباً اور مدراس تک جنوب تک اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین۔ ابہی اور جگہ کی خبر آئی نہین۔ نہایت ہی تنگ زمانہ آگیا۔ اور کوئی جگہ امن کی نہین رہی مگر ہائے افسوس ہماری غفلت وہی ہے سابق استدعاء۔ دعا۔

راقم محمد علی خان

لاہور فیروزپور روڈ ۶ - اپریل ۱۹۰۵ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم بندہ جناب ماسٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ —

افسوس — کل کیسا ہی لوگون کو صدمہ دکہانے والا وقت تہا۔ اور منگل کی صبح کیسا ہولناک اور مصیبت کا نظارہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئی۔ جبکہ بعض تو ابہی اپنے بستر پر پڑے ہوئے سو رہے تہے اور بعض نماز فجر ادا کررہے تہے۔ کہ اچانک خطرناک سخت دہشت ناک اور نہایت ہی ہولناک بہونچال نے انکو آگہیرا۔ اس ہولناک نظارہ کا نہ ہی تو فوٹو لیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بیان ہوسکتا ہے اس کا بیان کرنا مین اس فقرے مین کافی سمجہتا ہون کہ جس قدر اس بار موسم سرما مین غیرمعمولی سردی پڑی تہی ویسے ہی اس دفعہ غیرمعمولی بہونچال آیا ہے۔ سردی کیطرح اکثر لوگ یہی بیان کرتے ہین کہ ایسا بہونچال نہ کبہی سنا اور نہ دیکہا۔

مین فجر کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا - اور ہاتھ دہونے کے بعد کلی کرتا تہا کہ زمین مین دہمک سی محسوس ہوئی - مین نے خیال کیا کہ کسی چلنے والے کا پاؤن کسی دہمک چہت کے ذریعہ محسوس ہوئی - لیکن اسکے بعد فوراً ہی سخت خطرناک حالت ہوگئی - کہ سارا کا سارا مکان ایک پتنگ کی طرح کانپنے لگ گیا - اور مین حواس باختہ سا ہوگیا مین نے اس سے پہلے اپنی آنکہوں کبہی بہونچال آتا نہ دیکہا تہا - یہہ پہلا ہی موقع تہا مینے پہلے تو کلمہ شریف اور استغفار پڑہنا شروع کیا اور سمجہ گیا کہ بہونچال ہے - اور اس کے بعد دونوں ہاتہہ اٹہا کر باآواز بلند یہی کہتا رہا کہ ہمارے رب ہم پر رحم کر - ہماری توبہ - قریباً یہ کوئی ۶½ بجے کا وقت تہا - مکان سب کے سب کانپ رہے تہے اور خطرناک شور شہتیرون مین برپا تہا - کسی کو اپنے بچنے کا پورا یقین نہ تہا - سب خیال کرتے تہے کہ بس اب مکان گرا - اور مرے - افسوس کہ شہر مین گاؤن کی طرح کوئی ایسا موقع نہین ہے - کہ ایسے خطرناک موقع کے وقت اپنے مکان سے نکل کر باہر کہلے صحن یا میدان مین ہو جاوے اگر اپنے مکان سے باہر نکلے - تو دوسرے چارون طرف بلند مکان ہین انکے گرنے سے دب جانے کا اندیشہ ہے اور ایسے سخت خطرناک حادثہ سے مبتلا ہو جانے سے بسا اوقات انسان کو مفر کی کوئی تدبیر ہی نہین سوجہتی ہے - اور جو سوجہی بہی تو اختتام وقت پر - سچ تو یہ ہے کہ مجہے تو کچہ پتہ نہین کہ کتنے منٹ تک رہا لیکن لوگ بیان کرتے ہین - کہ قریب دو منٹ کے رہا - اور بعض لوگ تو قریب سات آٹہہ منٹ کے بیان کرتے ہین - لیکن یہ مبالغہ ہے -

بڑے بڑے عالیشان مکان پہٹ گئے گر گئے اور چکنا چور ہوگئے - قریباً سب مکانون کی بنیادین ہل گئین - کوئی مکان پختہ سے پختہ بہی ایسا نہ ہوگا - کہ جس مین کوئی دراڑ نہ آئی ہو - جو مکان پہٹ گئے اور چہتین چر گئین اور دراڑ آگئے - ان کا تو کوئی شمار ہی نہین اور جو گر گئے وہ بہی بے گنت ہین - عالیشان دفترون کی عمارتین گر گئین - ڈی - پی - ایس کا دفتر گر گیا - ورکس شاپ اور ٹون ہال اور لارنس ہال اور سنہری مسجد کے دونو مغربی منار گر گئے لاٹ صاحب کا دفتر فینانشل کا دفتر پہٹ گئے

بہت سے لوگ مکان کے نیچے آکر مر گئے - اور بہت سے زخمی ہوئے - شہر مین جو مکان گرے انکا تو کوئی شمار ہی نہین - بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ زیادہ آدمی مرے ہین - لیکن پختہ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پچیس آدمی مرے ہین - اور جو زخمی ہوئے ہین - وہ ان کے علاوہ - وزیر خان کی مسجد کے منار سنا ہے کہ جہک گئے ہین - مینے خود اپنی آنکہون ابہی تک نہین دیکہے مگر یہ سنا پختہ بات ہے - سنا ہے کہ شملہ کا پہاڑ گر گیا ہے اور ایک چیف کورٹ کے مترجم نے کل مجہے بتایا تہا - کہ مینے سنا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو تار آیا ہے - کہ سری نگر تباہ ہوگیا -

الغرض خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے رب نے ہمین بالکل محفوظ رکہا - اور ہر ایک قسم کی تکلیف سے بچایا اور مکان کو بہی ہر ایک طرح سے محفوظ رکہا - کل جہانتک خبر ملی ہے لاہور کی جماعت احمدیہ مین بہی ہر ایک طرح سے خداوند کریم کے فضل و کرم سے خیریت ہے - اور سب میرے احمدی احباب بخیریت ہین - باہر کے اور قادیان کے ہمارے احمدی بہائیون کے لئے خیال ہے کہ خدا نے انکو بہی اپنی حفاظت خاص مین رکہا ہو - آپ مہربانی فرما کر حضور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی اور اپنے بچون کی اور ہمارے قادیان کے دوسرے احمدی احباب کی خیر خیریت سے ہمین مطلع فرمائین - تاکہ تسلی ہو - اگر ہوسکے تو حضورؑ کی خدمت مبارک مین میرا یہ خط پڑہ کر سنا دیا جائے - تاکہ آپ ہماری حالت پر رحم فرما کر ہمارے لئے اور زیادہ فرماوین - اپنی خیر خیریت مجہے ضرور پہونچا دین - امید ہے کہ قطعی دعا الہامیہ کا ضرور پہونچا ہوگا - والسلام - خاکسار محمد نصیب احمدی از لاہور - ۵ - اپریل ۱۹۰۵ء

(۵) - بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

جناب مسیح موعود و مہدی معہود و حجۃ اللہ علے الارض دام ظلکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ماہ مئی ۱۹۰۴ء ہر رنگ مین پورا ہو رہا ہے - اگر کوئی منکر تعصب اور ہٹ دہرمی کو چہوڑ کر اس ایک ہی الہام پر غور کرے - تو وہ حضور پر قربان ہونے کو طیار ہو جاوے -

عفت الدیار محلہا و مقامہا -

یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ - یہ الہامی پیشگوئی عزوجل ہر رنگ مین پورا کر رہا ہے -

(۱) پلیگ سے لوگ تباہ ہوتے تہے - اب کی تعداد اموات بتا رہی ہے کہ پچہلے سالون سے تعداد کسقدر بڑہکر ہے -

(۲) لوگ امن کے واسطے گہرون سے باہر نکلا کرتے تہے - سو اس سال اس الہامی پیشگوئی کے پورا کرنے کے واسطے جاڑا اس کثرت سے پڑا - کہ گہرون سے باہر نکلے ہوئے لوگون کو سخت سردی سبب پہر واپس گہرون مین واپس آنا پڑا یہ اثر آدمیون تک ہی محسوس نہین رہا - بلکہ درختون تک کورے نے جہلس دیا - اور پرندون اور درندون کے رہنے کی جگہ نہ رہی - ہمارے ضلع میں آم کی فصل کثرت سے ہوئی تہی - جس فصل پر لوگون کی آمدنی کا بہت مدار تہا - اُن پر یہ اثر ہوا کہ اکثر آم تو جڑ تک سوکہ گئے - اور جو زیادہ عمر کے تہے انکو کئی سال تک فصل کے ناقابل بنا دیا -

(۳) مورخہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو عذاب بہونچال کی شکل مین اس الہامی پیشگوئی کو سچا کرنے کو نازل ہوا - جس نے مخلوق اور مکانون اور ہر قسم کی چیزون کو تباہ کر دیا - ہر طرف سے متوحش خبرین آرہی ہین - پہاڑی لوگ پلیگ سے بچے ہوئے تہے - اب بہونچال نے کانگڑہ اور بہاگسو وغیرہ کو بہی تباہ کر دیا -

غرض کہ اس الہامی پیشگوئی نے مستقل اور عارضی کوئی جگہ بہی آرام کے قابل نہین چہوڑی -

آخر مین فدوی کی التماس ہے - کہ حضور کمترین کے حق مین دعا کرین - کہ اللہ جلشانہ فدوی کی کمزوریان دور کرے - اور حضور کے اقرار بیعت مین سچا ثابت کرے -

کمترین غلام نبی احمدی مدرس دوم مدرسہ پور ہیران متصل ضلع ہوشیارپور
۶ - اپریل ۱۹۰۵ء

۶ - برخوردار - السلام علیکم - ایک کارڈ مین کچہ حالات زلزلہ لکہہ چکا ہون - اب کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہتا ہون - تحصیل کانگڑہ کا کل علاقہ اور تحصیل پالم پور کا کل علاقہ تحصیل ڈیرہ گوپی پور کا ایک حصہ اور تحصیل ہمیر پور کا اوس کے ساتہہ ملتا ہوا حصہ بالکل تباہ ہوگیا ہے - اس ضلع مین قیامت برپا ہوگئی ہے - میرے مکان کو بعض جگہ دراڑین آگئین - لیکن بفضل خداوند کریم مین معہ عبدالحمید خان - غلام نبی ہم تینون بخیریت ہین ضلع کا صدر مقام دہرم سالہ یا بہاگسو ہے - جیسے ضلع کانگڑہ بولا جاتا ہے ورنہ کانگڑہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - دہرم سالہ مین سوائے خزانہ کے کوئی مکان نہین بچا - ڈاکخانہ تار گہر سب تباہ ہوگئے - اوسی روز سے ڈاک کی آمد و رفت دہرم سالہ و کانگڑہ بند ہے - یورپین افسران سول - مسٹر سوائی صاحب افسر مال و مسٹر نیک مہتمم خزانہ و ڈسٹرکٹ جج (جس نے ۳ - اپریل کو چارج لیا) طعمہ نہنگ اجل ہوئے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دورہ پر تہے - اسلئے بچ گئے - اونکی میم معہ دو بچون کے راہی ملک عدم ہوئی - فوجی انگریزون مین سے بہی شاید ایک آدہ بچا ہوگا - فوج کے سپاہیون کا بڑا نقصان ہوا - جو جانین باقی بچ گئی ہین وہ بہوکون مرتی ہین کانگڑہ کا تحصیلدار - اور نائب تحصیلدار اپنے اہل عیال سمیت دبکر مر گئے - نائب تحصیلدار نے اپنے بہائی کا کنبہ بہی یہان منگایا ہوا تہا - اون کے گہر مین ایک معروف خادمہ کے سوائے کوئی نہین بچا - نائب تحصیلدار پالم پور کے دو لڑکے مر گئے - خود بال بال بچ گئے - خاص کانگڑہ مین دیوی کا مندر بیخ و بن سے اوکہڑ کر معدوم ہوگیا - تحصیل پالم پور - تحصیل کانگڑہ - علاقہ چنگر تحصیل ڈیرہ گوپی پور اور اون کے ساتہہ کے ملتے ہوئے علاقہ تحصیل ہمیر پور مین شاذ و نادر کوئی گہر رہ گیا ہوگا جو نہ گرا ہو - ہزارہا خاندان بالکل تباہ ہوگئے - ہر طرف لاشین ہی لاشین ہین - قصبہ جوالا مکہی مین بہت نقصان ہوا - مندر کی ڈیوڑہی گر گئی - اور کچہ حصہ مندر کو بہی نقصان پہنچا - مندر کے قریب ایک نالہ تہا جسکے پل پر سے گذر کر جاتری لوگ مندر مین داخل ہوتے تہے - وہ پل بہی گر گیا اور قصبہ کے باشندون کے علاوہ دور دراز حصہ ملک سے آئے ہوئے جاتری لوگ مکانات کے نیچے دبکر مر گئے - مگر اس ہولناک عورت ذات سے اونکی کچہ امداد نہ ہوسکی - اس ضلع کے لوگ فخر کیا کرتے تہے کہ اس ضلع مین طاعون داخل نہین ہوتی - یہہ ضلع بالکل محفوظ ہے حالانکہ طاعون زدہ علاقون سے لوگ جوالا مکہی و کانگڑہ والی دیویون کی پرستش کو آئے ہین - کوئی کہتا تہا کہ یہ کانگڑہ والی دیوی کی مہربانی ہے - کوئی کہتا تہا کہ لاٹان والی دیوی کی طفیل سے ہے - کوئی باقی دیویون کا سبب بتاتا تہا - اور بعض نئے خیالات کے لوگ مگر معدودے چند یہ کہتے تہے کہ آب و ہوا اچہی ہے اور آبادی متفرق طور پر ہے اسلئے طاعون کا اثر نہین ہوتا - مگر یہ سب کی سب کی شیخی دہری رہی اور ایسا عبرت

راقم عبدالعزیز - از ڈیرہ گوپی پور ضلع کانگڑہ - ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء -

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

قرآن کریم پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم جسکی اشاعت کیلئے وہ مبعوث ہوتے ہیں ہمیشہ یہ رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو جو تمام قسم کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی ترقیوں کی جڑ ہے قایم کریں اور انکی بعثت ہمیشہ ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا سے گم ہو جاتی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو جو اپنے وقت کا آدم ٹھہرتا ہے پیدا کرتا ہے جو اس گمشدہ خدا کو پھر دکھا دیتا ہے اور پکار کر کہتا ہے

آن خدائے کہ از واہل جہان بیخبر اند
برمن او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

مامور کا وجود خدا نما اور اسکی مجلس خدا نما مجلس ہوتی ہے لیکن یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جب کوئی ایسا مامور دنیا میں آتا ہے تو چونکہ دنیا کی اخلاقی، روحانی حالت مسخ ہو چکی ہوتی ہے اسلئے وہ صبر اور غور کے ساتھ اسکی باتوں کو سننے کی بجائے اسپر ہنسی کرتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں جیساکہ خود خدا تعالیٰ کی مجید کتاب شہادت دیتی ہے

یاحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزؤن

پس یہی استہزا شوخی اور شرارت اللہ تعالیٰ کے غضب کو برانگیختہ کرنے والی ہوتی ہے اور پھر دنیا پر کسی نہ کسی رنگ میں عذاب الٰہی شروع ہو جاتا ہے اور وہ بہتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس امر کو بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ نرا انکار جو محض سادگی اور لاعلمی سے ہو خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہیں ہوتا بلکہ آیات اللہ کے نزول اور اتمام حجت کے بعد شوخی اور شرارت مامور کی تبلیغ پر استہزا آیات اللہ کی تحقیر غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اسکی ساتھ وہ اسباب اور مواد جمع ہو جاتے ہیں جنکا لازمی نتیجہ غضب الٰہی ہوتا ہے اسی سنت اور قاعدہ کے موافق اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا مامور آیا ہے اسکو مبعوث ہوئے مارچ ۱۸۸۲ء سے لیکر مارچ ۱۹۰۵ء تک سترہ سال ہو چکے اس عرصہ میں مختلف رنگوں اور ذریعوں سے اس نے ملک پر اتمام حجت کی اور دنیا کو ایک خدا کی طرف بلایا مجھے ضرورت نہیں کہ اس ملک کی اخلاقی اور روحانی حالت پر بحث کروں۔ یہ یقینی اور مسلم امر ہے کہ انڈیا میں خصوصیت کے ساتھ خدا پرستی کا نام و نشان مٹ چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا بھول گئی تھی۔ اسکی جگہ مشیا کے مصنوعات نے لے لی تھی۔ اور سلطنت کی طرف سے امن اور ہر قسم کی آسایش اور عیش کے سامانوں کی افزونی نے لوگوں کو دلیر اور بے باک بنا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑ دینا ایک معمولی امر سمجھ لیا گیا تھا اور فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی کہ اسکی تشریح کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ ملک کے اخلاقی مذاق کو بگاڑنے کے واسطے ہزاروں ہزار مخرب اخلاق ناولوں کا ذخیرہ طیار کیا گیا۔ اور اخبارات کے لٹریچر کو گندے اور ناپاک لطیفوں سے متعفن بنایا گیا۔ عیاشی اور آوارگی کی ترقی کیلئے جسقدر اشتہارات ادویات کے نکل رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں غرض ہر طرح سے ملک کی حالت زبون اور ناپاک ہو رہی تھی۔ ایسی حالت بالطبع تقاضا کرتی تھی کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی نازل ہو کر اس لعنتی نسل کو دنیا سے مفقود کر دے چنانچہ خدا تعالیٰ کے اس مامور نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لیکر آج تک اس نسل کو ڈرایا مگر اس سے فایدہ اٹھانے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکی ان باتوں کو خیالی ڈھکوسلے قرار دیا (استغفر اللہ) سب سے اہم امر جو اس کی بعثت کا قرار دیا گیا تھا وہ کسر صلیب ہے یعنی مخلوق پرستی اور مردہ پرستی کو کچل ڈالنا۔ صلیبی مذہب کی شان و شوکت کے آگے باقی تمام مذاہب باطلہ ہیچ ہیں اسلئے اسکا ذکر کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدائے ماموریت کے ایام میں جبکہ وہ ابھی گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اسے یہ الہام ہوا تھا۔

حان ان توحد التوحید یا ابنا الفارس

یہ الہام صریح دلالت کرتا ہے کہ توحید کے قایم کرنے کی ازبس ضرورت ہے اور پھر اسی مناسبت اور ربط کلام کی وجہ سے اس مامور کو کہا گیا۔

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

ناداںوں نے اس قسم کے الہامات پر اعتراض کیے اور انکو مشکوک کرنے کی کوشش کی حالانکہ اگر وہ ملک کی حالت پر اجماعی نظر کرتے تو انہیں یقین آ جاتا کہ لاریب اسوقت

آدم توحید

کے پیدا ہونے کی سخت ضرورت ہے مگر زمانہ کے امن اور عیاشی کے نشہ نے آنکھوں کو بند کر رکھا تھا اور دل و دماغ تاریک ہو چکے تھے۔ وہ ان خوبیوں پر نظر نہ کر سکے اور نہ اسکی باتوں کو سمجھ سکے۔ آخر جب خدا تعالیٰ کی توحید پر سخت حملے کیے گئے اور اس وجود کو جو خدائے وحید و فرید کو اپنی توحید اور عرش کیطرح عزیز تھا دکھ دیا گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق طاعون کے سوا دوسری قہری تجلی زلزلہ کی نازل کی، اور اس نے اس بت کو جو انڈیا بھر میں زیادہ ممتاز سمجھا جاتا تھا کچل ڈالا۔ یہ بت جوالا مکھی کا بت ہے۔ میں جب اس مقام پر پہونچا۔ تو ناگاہ میری طبیعت سوق تحریک ان آیات کی طرف متوجہ ہو گئی۔

ولقد کذب اصحٰب الحجر المرسلین۔ واٰتینٰھم اٰیٰتنا فکانوا عنھا معرضین۔ وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا اٰمنین۔ فاخذتھم الصیحۃ مصبحین۔ فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون

ان آیات پر ٹھنڈے دل سے غور کرو اور سوچو کہ حی و قیوم خدا کے زندہ کلام کی اسوقت بھی زندہ شہادت موجود ہیں۔ جاؤ۔ کانگڑہ ویلی کا نظارہ کرو اور دیکھو کہ ایک خوفناک اور بھیانک منظر ہے۔ وہ کانگڑہ کے پہاڑ جو راحت افزا اور پنجاب و ہند کا ایک مرجع سمجھے جاتے تھے۔ جہاں مختلف اغراض اور مفاد کی خاطر ایک دنیا آباد تھی۔ مگر آج وہاں لاشوں کے تعفن سے دماغ پراگندہ ہو رہا ہے جن خبروں سے جو ان مقامات سے آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کانگڑہ۔ بھاگسو۔ سجانپور۔ پالم پور۔ رلکو وغیرہ وغیرہ مقامات بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی وہ پیشگوئی جو اسنے عفت الدیار محلھا ومقامھا کے رنگ میں کی تھی پوری ہو گئی۔ یہ ممکن ہے کہ ابھی کسی اور رنگ میں یا اس سے بھی بڑھکر قہری تجلی کے ذریعہ کوئی اور مقامات جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہوں تباہ ہونے والے ہوں لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اسوقت بڑی صفائی کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے، وہ خطوط جو ان مقامات سے آئے ہیں آپ اگلی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے۔ سر دست میں اسپر اس آرٹیکل کو ختم کرتا ہوں کہ کانگڑہ کی ویلی، اور جوالا مکھی کے پہاڑ اور اس کے اردگرد کی تباہی ایک عظیم الشان نشان ہے ان لوگوں کیلئے جو چشم عبرت سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مقامات تباہ شدہ در و دیوار زبان حال سے دیکھنے والوں کو یہ کہہ رہے ہیں دیکھو! مجھے جو دید عبرتگاہ ہو اور وہ سڑی ہوئی لاشیں جو مٹی کے ڈھیروں کے نیچے سے نکل رہی ہیں اپنی حالت دکھا کر انسانی ہستی کے انجام کو دکھاتی ہیں اور دیکھنے والوں کو کہتی ہیں۔

روزگار مرشد بنا دانی
من نکردم شما حذر بکنید

غرض

یہ بت خانہ اور اس کے بت اوندھے گر پڑے اور ان بتوں کے گرنے پر خدا کی جری کو یہ وحی ہوئی جاء الحق وزھق الباطل ٹھیک اسیطرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ آیت پڑھی تھی جبکہ وہ بت جو بیت اللہ میں رکھے ہوئے تھے توڑے گئے۔ آج احمد قادیانی کے منہ پر خدا کی اس وحی کا پھر نزول ہوا مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (باقی پھر)

اپنے مطلب کی نظم

یہ بات کیا ہے زمانہ کو کیوں ابال آیا
مزاج اس کا کیا ہے کیوں برسر جلال آیا
یہ بیٹھے بیٹھے ہے قوموں کو کیا خیال آیا
کہ یک بیک ہے طبایع میں اشتعال آیا
پڑا ہے آ کے زمین پر یہ زلزلہ کیسا
ہوا ہے ہند میں یہ شور اک بپا کیسا
زمین پڑھتی ہے شاید کہ سورۂ زلزال
نکال پھینکے گی اپنے سبھی یہ کیا اثقال
یہ لوگ کر رہے آپس میں کیا ہیں قیل و قال
بتا رہے ہیں یہ سینوں کے کیا چھپے احوال
یہ وقت آیا ہے لوگوں کی آزمایش کا؟
کھلے گا بھید ہر ایک قوم کی رہایش کا؟
خدا نے لوگوں پہ کیا ابتلا یہ ڈالا ہے
وہ حکم دیوے جو چاہے کہ حکم والا ہے
اسی نے امر سے اپنے جہاں سنبھالا ہے
اسی کا بول زمین پر اسی کا بالا ہے
خدا کا قول ہی آخر کو پورا ہونا ہے
کسی نے پانا ہے یاں پر کسی نے کھونا ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ میں مقیم ہیں آپ کے اہل بیت بھی خوش و خورم ہیں حضرت حجۃ اللہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تالیف میں مصروف ہیں۔

۲- آپ نے الانذار نام اشتہار کے بعد تیسرے اشتہار کا ارادہ فرمایا ہوا ہے جس کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے ذکر کیا تھا۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ میں انتظار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کچھ اور اس کے متعلق ظاہر کر دے تو وہ بھی اسی اشتہار میں آجاوے۔

۳- بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدمتِ دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامتہ کا حلقہ درس اس باغ میں ہوتا ہے۔ مریضوں کو بھی دیکھتے کبھی شفاخانہ بھی تشریف لے آتے ہیں۔

یہ سب قافلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ باغ ہی میں خیمہ زن ہے۔

۴- قادیان کی موسمی حالت اب خدا تعالیٰ کے کرم سے بہت اچھی ہے پلیگ کی شکایت قریباً نہیں رہی۔ گذشتہ سال کے انہیں ایام میں جبکہ روزانہ اموات کی تعداد بیس پچیس تھی سال رواں کے انہیں ایام میں بالکل امن ہے۔

۵- مدرسہ تعلیم الاسلام بھی باغ ہی میں درختوں کے سایہ میں جاری ہے۔

تازہ الہامات و کشوف

۱۴- اپریل ۱۹۰۵ء- رؤیا میں دیکھا کہ میں قادیان کے بازار میں جا رہا ہوں اور گاڑی میں بیٹھا ہوں ایسی گاڑی ہے جیسے ریل گاڑی۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے مگر اس زلزلہ سے ہمیں نقصان کچھ نہیں ہوا

۱۵- اپریل ۱۹۰۵ء قبل ظہر تھوڑی سی ربودگی اور غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا۔

انی مع الافواج آتیک بغتۃ

۱۰- اپریل ۱۹۰۵ء- (۱) ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین

(۲) قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ (۳) کففت عن بنی اسرائیل۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

ہر مقام کی احمدی جماعت اپنا فرض سمجھے کہ وہ اپنے ہاں سے اہم اور قابلِ اشاعت ہو دفتر الحکم میں بھیجدیا کرے۔ ایڈیٹر

چودھری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں الانذار ایسے عجیب موقعہ پر انہیں ملا جبکہ ایک دعوت کی تقریب پر مجمع احباب تھا۔ جہاں اشتہار سنایا گیا اور معاً اشتہار مذکور اشاعت مزید کیلئے چھپنے کو دیدیا گیا۔

سید حامد شاہ صاحب جو سیالکوٹ کی جماعت کے گوہر تابان ہیں اور سیرۃ الانبیاء کا ایک نمونہ ہیں عہدہ سپرنٹنڈنٹی ضلع پر مامور ہوئے۔ میں صدق دل سے انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت میں حصہ وافر لیں

بنوڑ ریاست پٹیالہ کی جماعت اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے

بڑی خوشی اور خدا تعالیٰ کے شکر و ستائش کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ بابو گلاب خان صاحب اوورسیر دھرم سالہ اور منشی برکت علی صاحب نقشہ نویس اور دوسرے احمدی احباب جو دھرم سالہ میں زلزلہ کی وجہ سے دب گئے تھے محض خدا کے فضل سے زندہ سلامت نکل آئے۔ اور حضرت اقدس کے الہام کففت عن بنی اسرائیل کو ایک رنگ میں پورا کرنیوالے ٹھہرے۔ ایسا ہی منشی وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور بیرہ بھی بچ گئے۔ والحمدللہ علی ذالک امید ہے یہ احباب یہ نئی زندگی پاکر کوئی خاص قربانی کرینگے اور اس شکرگذاری میں اپنے خادم الحکم کی توسیع اشاعت کا ذریعہ ہو کر نافع الناس ٹھہرینگے

الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدس باغ میں ایک عجیب مضمون ہوگا

خدا تعالیٰ نے میرے مکرم مخدوم منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیب پر بڑا ہی فضل کیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو شناخت کیا اور امام الوقت کے ساتھ سچا پیوند حاصل کیا خدا تعالیٰ ان کیلئے یہ تعلق ہر قسم کی برکات اور فیوض کا ذریعہ بنائے۔ اور جسمانی اور روحانی صحت عطا کرے۔ مجھے امید ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی شمولیت ان کے وجود کو ان کے عہدہ کے لحاظ سے پہلے سے زیادہ مفید اور بابرکت بنائیگی خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اشتہارات اور انکی کثرت اشاعت

جب اشتہار چھپ کر شایع ہو جاتا ہے تو اکثر جگہ کی جماعتیں لکھتی ہیں کہ ہمارے لئے اسقدر اشتہار چھپوا کر بھیجدو۔ جسکے لئے الگ انتظام کرنا پڑتا ہے پس تمام جگہ کی احمدی جماعتیں یا ایسے بزرگ جو اپنے خرچ سے اشتہار چھپوانا چاہیں یاد رکھیں کہ اگر وہ ایک مستقل یادداشت دفتر الحکم میں بھیجدیں کہ ان کیلئے اس اس قدر اشتہار چھاپ کر بھیجدیا جایا کرے تو فوراً اشتہار چھپنے کیساتھ ہی انکو بھیجا جاسکتا ہے۔ ایسے تمام اشتہارات دفتر الحکم سے سستے نرخ پر انکو ہم پہونچائیگا چار سو سے اندر تعداد کیلئے ۱۲ فیصدی اور چار سو صرف ۸ میں آٹھ سو للعہ میں اب تینوں اشتہار الوصیت الدعوت اور الانذار اکٹھے ایک ہی تختہ پر میں نے طیار کرائے ہیں چونکہ اس اشتہار کی کتابت میں زیادہ وقت اور اجرت صرف ہوئی ہے اسلئے یہ تینوں اشتہار ایک تختہ پر چار سو کے اندر ایک روپیہ فیصد اور چار سو سے میں اور ۸۰۰ چھ روپیہ میں بھیجے جائینگے۔ محصولڈاک اسکے سوا ہوگا۔ جو صاحب منگوانا چاہیں اسوقت اطلاع دیں اور آئندہ کیلئے مستقل طور پر یادداشت لکھوا دیں۔ ایڈیٹر الحکم

ایک عام جواب

اکثر احباب نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں تشریف لیجانے اور الانذار کے پڑہنے کے بعد مجھ سے دریافت کیا ہے کہ کیا وہ لوگ جو دو منزلہ یا سہ منزلہ مکانوں میں رہتے ہیں وہ باہر میدانوں میں چلے جاویں؟ میں نے اس سوال کو جمعہ کی نماز سے پیشتر ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو مکرمی چودھری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے خط کے حوالے سے پیش کیا۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ

"جن لوگوں کو آسانی کیساتھ میدانوں میں رہنے کا سامان میسر آسکتا ہے مناسب ہے کہ وہ کچھ دنوں کیلئے کھلے میدانوں میں چلے جاویں" ++

دیہات کے رہنے والوں کیلئے یہ ضروری نہیں کیونکہ مکان عموماً کچے اور یک منزلہ اور کھلے صحن والے ہوتے ہیں وہ اپنے صحنوں میں رہیں۔ اور یہاں دارالامان میں بھی خاکسار ایڈیٹر کو جس مکان کا صحن خدا کے فضل سے بہت وسیع اور فراخ ہے مکان ہی میں رہنے کی اجازت ہے لیکن حزم اور احتیاط ان لوگوں کیلئے ہے جو بہت بلند مکانوں میں رہتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف ہو۔ انسان نافع الناس بننے کی سعی کرے حدود اللہ کی حفاظت کرے تب ہی کچھ کام بنتا ہے۔ اسی صورت میں عذاب الٰہی کے خطرناک طوفان میں بھی وہ بچایا جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے دھرم سالہ اور سجانپور کی جماعتوں کو بچالیا اور گو وہ مکانوں کے نیچے دب کر بھی زندہ نکلے۔ والحمدللہ علی ذالک

ایک لوکل تفتیش

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو ایک لڑکی کے بھگائے جانیکی خبر لکھی گئی تھی اسکا باقاعدہ مقدمہ دایر ہو کر منشی سندی خان صاحب سارجنٹ درجہ اول بٹالہ نے تفتیش کی۔ منشی سندی خانصاحب ایک نہایت دیندار اور شریف مزاج انسان ہیں پولیس کے محکمہ میں ایک معزز عہدہ پر ہو کر انہیں تکبر اور تندی نام کو نہیں اس مقدمہ کی تفتیش میں انہوں نے نہایت دیانتداری اور شرافت سے کی عین موقع پر جاکر پورے حالات سمجھنے کی کوشش کی۔ میں خود بھی انکے ساتھ شامل تفتیش تھا اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے جہانتک خدا نے انہیں سمجھ اور تجربہ دیا ہے اس مقدمہ کی تہ تک پہونچنے کی سعی کی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ انکی رپورٹ مقدمہ کی اصلیت پر پوری روشنی ڈالے گی۔ لڑکی نے نہایت جرأت اور دلیری کیساتھ اپنا بیان دیا اور واقعہ بتایا۔ گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسکو موقع کی شہادتوں نے کہانتک مدد دی۔ کیونکہ مقدمہ کی نوعیت پر رائے زنی کرنا ایسی حالت میں جبکہ وہ عدالت میں دایر ہے میرا کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم کرکے نہایت افسوس ہوا جبکہ اس مقدمہ کی تہ میں نہایت شرمناک حالات ملزموں نے ظاہر کئے۔ دو ملزموں کی خلاف کوئی شہادت نہ لڑکی کے اپنے بیان سے اور نہ کسی اور کے بیان سے پائی ہی نہیں جاتی۔ وہ کے خلاف سماعی شہادت میں پائی مجھے سخت افسوس ہے کہ اس قسم کے مقدمے پیدا ہونے میں اور طوفان بے تمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ اگر عدالت میں رجوع کرنے کی بجائے قومی اثر سے شرارتوں کا دروازہ بند کیا جاوے تو بہت ہی اچھا ہو۔ مگر ایسا نہیں کیا جا۔ منشی سندی خانصاحب نے ۱۲ اپریل مقرر کرکے مستغیث کو اطلاع دیدی ہے دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے انہیں ایام میں اس لڑکی کی شادی بھی ہونیوالی ہے۔ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ مقدمہ قادیان میں ایک جلوت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو از آلی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ؏ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ؏

نمبر ۱۴ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ - اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے جمیع متعلقین بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ ہی میں موجود ہیں ۲۰۔ دارالامان میں امن ہے تعلیم الاسلام کالج کی امتحان ایف اے میں شریک ہونیوالے لا البعلمون میں سے تین کامیاب ہوکر جویث نتیجہ الحمد للہ علی ذالک

۳۔ لاہور، جموں، اہل پور ضلع ہوشیار پور، کپور تھلہ، متوارہ ضلع لودہانہ، گوالیار اور مظفر نگر نارووال سے حصول زیارت کیلئے احباب تشریف لائے۔ اور مظفر نگر کی جماعت داخل بیعت ہوئی۔

۴۔ اس ہفتہ کے تازہ الہامات یہ ہیں۔

۱۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر (ساری اذان) کہ رہا ہوں اتنے میں باغ کے ایک درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اسکے بعد میں نے باواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اسکے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا اور اس نے کہا کہ سید محمد علیشاہ آگئے ہیں اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں۔ کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اسطرح اڑ رہی ہے جسطرح روئی دہنی جاتی ہے اسکے بعد یہ وحی نازل ہوئی ہے سہرہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم

اطلاع

میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے "الندا من وحی السماء" کے عنوان سے شایع ہونے والا اشتہار چھپوا کر شایع کرنے کیلئے ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو چلا گیا تھا۔ لاہور جاکر مجھے اخبار کے ایڈٹ کرنے کی فرصت بالکل نہیں مل سکی ایک دن کچھ تھوڑا سا وقت ملا تھا جسمیں لاہور میں میرے دو تین دن والا مضمون لکھنا شروع کیا تھا ۲۴ کو بعد دوپہر میں واپس آیا تو جمع شدہ ڈاک کا ایک پشتارہ ملا جسکو ابھی تک میں پڑھ بھی نہیں سکا۔ بعض خطوط کی تعمیل تو دفتر سے ہو گئی لیکن جن خطوط کا جواب میری ذات یا ہدایت دینے پر منحصر تھا انکا جواب نہیں دیا گیا اسلئے میں اپنے ناظرین کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ جن احباب کے خطوط کے جواب ابھی نہیں دیئے گئے وہ مجھے معذور سمجھیں اور یہی وجہ اخبار کے بدیر شایع ہونے کی بھی ہے۔ ایڈیٹر

مذہبی استفسارات کا سلسلہ بہت وسیع ہو چلا ہے اور مفید بھی بہت ثابت ہوا ہے اسلئے آیندہ کیلئے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ اخبار کے ذریعہ جو جوابات شایع ہوں گے وہ نمبروار اور بترتیب وصولی استفسارات پر شایع ہوں گے اگر کوئی صاحب جلد جواب لینا چاہیں تو وہ اپنے استفسار کے ساتھ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیا کریں۔ ایڈیٹر

برادرم بابو محمد افضل مرحوم

بعض اخبارات نے جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے نہایت شدید بغض اور عناد ہے برادرم بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی رحلت پر نہایت بیہودہ بکواس کی ہے جس سے بعض احمدی احباب کو مجھ سے استفسار کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے میں ان اخبارات پر تو کیا افسوس کروں کیونکہ وہ تو

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

کے مصداق ہیں لیکن مجھے اپنے ان احمدی بھائیوں پر افسوس ہے جنہوں نے مرحوم و مغفور افضل کی وفات کے متعلق ان اخبارات کی بنا پر استفسار کرنے شروع کر دیئے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ اور رنجیدہ خبریں شایع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں پھر وہ کیوں انکی باتوں پر اعتبار کرتے ہیں

یہ نقص اور خرابی کیوں ہے؟ صرف اسلئے کہ کثرت کے ساتھ احمدی احباب اپنے اخبارات کو نہیں پڑھتے جن کے ذریعہ انہیں دارالامان کے صحیح واقعات پہونچائے جاتے ہیں اگر وہ اپنے اخبار پڑھیں تو ایسے وسوسے ان کے دل میں خلل انداز نہوں۔ یاد رکھو یہ ضروری بات ہے کہ ان وسوسوں سے رہائی پانے کیلئے اخبارات کو پڑھیں میں بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی وفات کی خبر لکھ چکا ہوں یہ محض جھوٹ اور افترا ہے کہ اس مرحوم کی مرض الموت میں کوئی پاس نہ تھا اور "وہ پانی پانی کرتا مر گیا" مرحوم کے آخیر دم تک متعلقین نے اور دوسرے احمدیوں نے جہاں تک جس سے ممکن ہو سکا پوری خبرگیری کی۔ اور اس نے نہایت اطمینان اور صبر کے ساتھ اپنی جان خدا تعالیٰ کو سونپی۔ اخیر وقت تک وہ نہایت صفائی کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ کی مسیحیت و مہدویت پر ایمان رکھتا تھا۔ یہ بھی محض افترا ہے کہ تین دن تک مرحوم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ اسی دن مرحوم قبل از عشاء دفن ہوا اور بعد عشاء سب احمدیوں نے مرحوم کا جنازہ مسجد مبارک میں پڑھا۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ مرحوم طاعون سے شہید ہوا اور اس پر اعتراض کرنا سلیم الفطرت کا کام نہیں۔

بعض مختصر استفسار اور انکے جواب

۱۔ (کریم بخش از ملکند پور) قربانی جس کا ذکر الحکم میں ہے کسطرح دینی چاہیئے۔

جواب۔ یہ قربانی بطور صدقہ کے ہر شخص جو مقدرت اور استطاعت رکھتا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی کو مد نظر رکھکر بکرا۔ بکری یا بھیڑی ذبح کرکے اسکا گوشت مساکین میں تقسیم کرے چمڑا فروخت کرکے تعلیم الاسلام سکول قادیان کے مساکین فنڈ میں قیمت بھیجدے

۲۔ اگر ایک احمدی امام ہو اور مقتدی غیر احمدی ہوں کیا وہ فجر یا مغرب کی نماز میں باواز بلند دعا مانگے یا نہ مانگے

جواب۔ فجر یا مغرب کی نماز میں باواز بلند دعا مانگنا فرض تو ہے نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی التزام ثابت نہیں اور یہاں بھی التزاماً ایسا نہیں کیا جاتا گو کثرت کے ساتھ دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

تاہم اگر کوئی احمدی امام مقتدیوں کے تنفر کے خیال سے دعا سے رکتا ہے تو یہ اسکی کمزوری ہے مومن اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے۔ دعا کا مانگنا اور باواز بلند مانگنا یہ سچے جوش اور تحریک قلب پر موقوف ہے جب ایسا جوش پیدا ہوا اور دل بے اختیار

نوٹ۔ بعض مضامین میری غیر حاضری کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے۔ ایڈیٹر

[illegible] کی تقریر [illegible]

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر انسان [illegible] کچھ بھی نہیں کر سکتا جب اللہ تعالیٰ کیطرف انسان کھینچا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس سے وہ کام صادر ہوتے ہیں جو خدائی کام کہلاتے ہیں اسی طرح الٰہی انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

انسانی کمزوری کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔ میں تو یہانتک یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اسے مدد نہ ملے تو وہ رفع حاجت کے بعد ازار بند تک بھی باندھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا طبیبوں نے ایک مرض لکھی ہے کہ انسان چھینکنے کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ انسان کمزوریوں کا مجموعہ ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

خلق الانسان ضعیفا

اس کا اپنا تو کچھ بھی نہیں سر سے پاؤں تک اتنے اعضا نہیں جسقدر امراض اس کو لاحق ہوتے ہیں پھر جب وہ اسقدر کمزوریوں کا نشانہ اور مجموعہ ہے تو اس کے لئے امن اور عافیت کی یہی سبیل ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف ہو اور وہ اس کا سچا اور مخلص بندہ بنے ٭ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **صدق** کو اختیار کرے جسمانی نظام کی کل بھی **صدق** ہی ہے جو شخص صدق کو چھوڑتے ہیں اور خیانت کر کے جرائم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ آنی اور عارضی طور پر شاید کوئی فائدہ انسان سمجھ لے لیکن فی الحقیقت **کذب** اختیار کرنے سے انسان کا **دل تاریک** ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ بولنے کیلئے اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے پس اسیطرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے بیباکانہ جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا اور خدا کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ **اظلم** ٹھہرتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

ومن اظلم ممن افترى على الله

كذبا او كذب بآياته

یعنی اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اسکی آیات کی تکذیب کرے

یقیناً یاد رکھو کہ یہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے [illegible] انسان کو ہلاک کر دیتا ہے [illegible] اس سے بڑھکر [illegible] کیا ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے ٭ پس **صدق** اختیار کرو۔ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو انکی والدہ صاحبہ نے ان کے حصہ کی اسی اشرفیاں انکی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا سید عبد القادر جب رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے انکا گذر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا چوروں کا ایک گروہ انکو ملا۔ انہوں نے انکو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان پیش آیا۔ والدہ کی آخری نصیحت پر غور کی اور کہا کہ میرے پاس اسی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا وہ انہیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لیگئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے جب سوال کیا تب پھر سید عبد القادر جیلانی نے وہی جواب دیا۔ آخر جب ان کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اسی اشرفیاں تھیں۔ ان سب کو حیرانی ہوئی اور اس سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اسپر سید عبد القادر جیلانی نے اپنی والدہ کی نصیحت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں طلب دین کیلئے چلا ہوں اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو دین کیا حاصل کرتا اسلئے میں نے سچ کو نہیں چھوڑا۔ جب انہوں نے یہ بیان کیا تو وہ سردار چیخیں مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے گناہوں سے توبہ کی کہتے ہیں کہ پہلا مرید آپ کا وہی ہوا تھا۔ غرض **صدق** ایسی شئے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل اوقات میں بھی نجات دیتا ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے کہ کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

پس جسقدر انسان صدق کو اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں خدا کے کلام اور نبیوں کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمے ہوتے ہیں گویا **کونوا مع الصادقین** کا ارشاد اسی اصول پر ہے۔

مختصر یہ کہ دوسرا کمال **العصمت علیہم** میں صدیقوں کا کمال ہے۔ اس کمال کے حاصل ہونے پر قرآن شریف کے حقایق اور معارف کھلتے ہیں ٭ لیکن یہ فضل اور فیض بھی الٰہی تائید سے آتا ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید اور فضل کے بغیر ایک انگلی کا ہلانا بھی مشکل ہے۔ ہاں یہ انسان کا فرض ہے کہ **سعی** اور مجاہدہ کرے جہاں تک اس سے ممکن ہے اور اسکی توفیق بھی خدا تعالیٰ ہی سے چاہے۔ کبھی اس سے مایوس نہ ہو کیونکہ مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خود بھی فرمایا۔

لا ییئس من روح الله الا القوم الكافرون

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر ناامید ہوتے ہیں۔ ناامیدی بہت ہی بری چیز ہے اصل میں ناامید وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع کیا ہے اور فرمایا

ان بعض الظن اثم

اگر مولوی ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ آکر ہماری باتیں سنتے ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہکر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو وہ الزام جو ہم پر لگاتے ہیں نہ لگاتے۔ لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اسپر کاربند نہ ہوئے تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے لکھدیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے نمازیں نہیں پڑھتے روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا وہ اس سے بچ جاتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے۔ انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان **بدظنی** سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس **معصیت** اور اس کے برے نتیجے سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنیوالا ہے ٭ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

اطلاع ضروری

(۱) جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ باقی ہے اگر وہ اطلاع اس امر کی دینگے کہ فلاں وقت انسے قیمت وصول کیجاوے تو کارخانہ کو اختیار ہے کہ جب چاہے انسے بذریعہ وی پی قیمت وصول کرے۔ پھر بھی اگر انکار کرینگے تو انسے ہرجانہ وی پی لیا جاویگا۔ انکے مطلع کیطرف سے وی پی ارسال ہو رہے ہیں جس صاحب کو حساب میں شبہ ہو۔ وی پی بامانت رکھکر بذریعہ خط وکتابت فیصلہ کر سکتا ہے۔

(۲) بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط وکتابت میں جو اخبار سے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر ضرور لکھدیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کرتے۔ اسلئے آئندہ کیلئے ضرور یاد رکھیں کہ جس خریدار کے خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا مطلع اسکی تعمیل کرنے پر معذور السلام سمجھا جاوے۔

منیجر الحکم

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کیونکہ اس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو روپوش اسباب ہو کر ایک ناقص حالت میں پڑا ہے انکی ظہور کی برداشت نہیں بلکہ اس عالم پر ابتلا اور آزمایش غالب ہے اور اسکی راحت اور رنج دونوں ناپایدار اور ناقص ہیں اور نیز اس عالم میں جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے اسلئے یہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلیات عظمےٰ کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہ ہے اور چونکہ یہ عالم دنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دار الجزا نہیں بلکہ دار الابتلا ہے اس لئے جو کچھ عسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اس عالم میں لوگوں پر وارد ہوتی ہے اس کو خدا تعالیٰ کے لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہیں مثلاً کسی کا دولتمند ہو جانا اس بات پر دلالت قطعی نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ اس پر خوش ہے اور نہ کسیکا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر ناراض ہے بلکہ یہ دونوں طور کے ابتلا ہیں تا دولتمند کو اسکی دولت میں اور مفلس کو اسکی مفلسی میں جانچا جائے۔ یہ چار صداقتیں ہیں جنکا قرآن شریف میں مفصل بیان موجود ہے اور قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ ان صداقتوں کی تفصیل میں آیات قرآنی ایک دریا کیطرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہیں اور اگر ہم اس جگہ مفصل طور پر ان تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اسمیں خرچ ہو جاتے سو ہم نے اس نظر سے کہ انشاء اللہ عنقریب براہین قرآن کے موقعہ پر وہ تمام آیات بتفصیل لکھے جائیں گے ان تمہیدی مباحث میں صرف سورہ فاتحہ کے قلیل و دل کلمات پر کفایت کی۔

اب بعد اس کے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چاروں صداقتیں کہ جو منبع النبوت اور بحر الصدق میں ایسے بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کے ہیں کہ یہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہ چاروں صداقتیں دنیا سے گم ہو چکی تھیں اور کوئی قوم روئے زمین پر ایسی موجود نہیں تھی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے ان صداقتوں کی پابند ہو پر جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس کلام مقدس نے نئے سرے ان گمشدہ صداقتوں کو زاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہوں کو ان کے حقانی وجود سے اطلاع دی اور دنیا میں انکو پھیلایا اور ایک عالم کو انکی نور سے منور کیا لیکن اس بات کے ثبوت کیلئے کہ کیونکہ تمام قومیں ان صداقتوں سے بیخبر اور ناواقف محض تھیں یہی ایک کافی دلیل ہے کہ اب بھی دنیا میں کوئی قوم بجز دین حق اسلام کی ٹھیک ٹھیک اور کامل طور پر ان صداقتوں پر قایم نہیں اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعوےٰ کرے تو بار ثبوت اسی کے ذمہ ہے ماسوا اسکی قرآنی شہادت کہ جو ہر ایک دوست و دشمن میں شایع ہونے کی وجہ سے ہر یک مخاصم پر حجت ہے اثبات کیلئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتیں جا بجا فرقان مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اس سے بیخبری نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہر یک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کے درجہ تک پہنچ چکی تھی اور کسی صداقت پر کامل طور پر ان کا قیام نہیں رہا تھا چنانچہ اگر اول یہودیوں ہی کے حال پر نظر کریں تو ظاہر ہوگا کہ ان کو خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ میں بہت سے شک اور شبہات پیدا ہو گئے تھے اور انہوں نے ایک ذات رب العٰلمین پر کفایت نہ کر کے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکھے تھے یعنے مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا بغایت درجہ ان میں بازار گرم تھا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ حال قرآن شریف میں بیان کر کے فرمایا ہے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یعنے یہودیوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا ہیں اپنے رب اور قاضی الحاجات ٹھہرا رکھے ہیں اور نیز اکثروں کا یہودیوں میں سے بعض نیچریوں کیطرح اعتقاد ہو گیا تھا کہ انتظام دنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اس قانون میں مختارانہ تصرف کرنے سے خدا تعالیٰ قاصر اور عاجز ہے گویا اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں نہ اس قاعدہ کے برخلاف کچھ ایجاد کر سکتا ہے اور نہ فنا کر سکتا ہے بلکہ جب سے کہ اس نے اس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندھا اس کی پیدایش سے فراغت پائی ہے تب سے یہ کل اپنے ہی پرزوں کی صلاحیت کیوجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العٰلمین کسی قسم کا تصرف اور دخل اس کے چلنے میں نہیں رکھتا اور نہ اوسکو اختیار کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی یا ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادہ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسم قرار دیکر عالم جسمانی کیطرح اور اس کا ایک جز سمجھتے ہیں اور انکی نظر ناقص میں یہ سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتیں کہ جو مخلوق پر جائز ہیں وہ خدا پر بھی جائز ہیں اور اسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہیں کرتے اور انکی توریت میں جو محرف اور مبدل ہے خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور کی بے ادبیاں پائی جاتی ہیں چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات صبح تک کشتی لڑتا رہا اور اس پر غالب نہ ہوا۔ اسیطرح برخلاف اس اصول کے کہ خدا تعالیٰ ہر یک مافی العالم کا رب ہے بعض مردوں کو انہوں نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے اور کسی جگہ عورتوں کو خدا کی بیٹیاں لکھا گیا ہے اور کسی جگہ بائبل میں یہ بھی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور سچ تو یہ ہے کہ عیسائیوں نے معلوم کیا کہ بائبل کی تعلیم بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیاں بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو انہوں نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے ابن مریم کو انہیں میں داخل کریں تا وہ دوسرے بیٹوں سے کم نہ رہجائے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ عیسائیوں نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہیں نکالی بلکہ پہلے بے ایمانوں اور مشرکوں کے قدم پر قدم مارا ہے غرض حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودیوں کی یہ حالت تھی کہ مخلوق پرستی بدرجہ غایت ان پر غالب آگئی تھی اور عقاید حقہ سے بہت دور جا پڑی تھی یہاں تک کہ بعض انکے ہندوؤں کیطرح تناسخ کے بھی قایل تھے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تھے اور بعض مجازات کو صرف دنیا میں محصور سمجھتے تھے اور قیامت کے قایل نہ تھے اور بعض یونانیوں کے نقش قدم پر چلکر مادہ اور روحوں کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تھے اور بعض دہریوں کیطرح روح کو فانی سمجھتے تھے اور بعض کا فلسفیوں کیطرح یہ مذہب تھا کہ خدا تعالیٰ رب العالمین اور مدبر بالارادہ نہیں ہے غرض مجذوم کے بدن کیطرح تمام خیالات ان کے فاسد ہو گئے تھے اور خدا تعالیٰ کی صفات کا ملہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ نہ ان صفتوں کو اسکی ذات سے مخصوص سمجھتے تھے اور نہ ان صفتوں کا کامل طور پر خدا تعالےٰ میں پایا جانا یقین رکھتے تھے بلکہ بہت سی بدگمانیاں اور بے ایمانیاں اور آلودگیاں ان کے اعتقادوں میں بھر گئی تھیں اور توریت کی تعلیم کو انہوں نے نہایت بدشکل چیز کیطرح بنا کر شرک اور بدی کی بدبو کو پھیلانا شروع کر رکھا تھا۔ پس وہ لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور جسم قرار دینے میں اور اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کو معطل جاننے میں اور ان صفتوں میں دوسری چیزوں کو شریک گرداننے میں اکثر مشرکین کے پیشوا اور سابقین اولین میں سے ہیں۔

یہ تو یہودیوں کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیوں نے تھوڑے ہی دنوں میں اُس سے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتوں میں سے کسی صداقت پر قایم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کا ملہ تھی وہ سب ابن مریم کو عطا کر دی اور ان کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جمیع مافی العالم کا رب نہیں ہے بلکہ مسیح اسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچھ عالم میں پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُن کے بطور قاعدہ کلیہ مخلوق اور حادث نہیں بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صریح مخلوق ہو کر پھر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اسکی عجیبات میں ایک ایسا اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اوسکا محکوم ہے مگر پھر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہیں اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پھر بھی عیسائیوں کی بنا بر زعم میں قادر مطلق ہے اور عاجز نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے امور غیبیہ کے بارہ میں نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہیں کہ کب آئیگی مگر پھر بھی نصرانیوں کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیا کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پھر بھی حضرات مسیحیوں کی نظر میں خدا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہیں ہے مگر پھر بھی عیسائیوں کے خیال میں نیک اور بے گناہ ہے غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہوں نے ضدین کو

جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا اور رگوان کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغ گو ہونا لازم آیا مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العالمین قرار دیا اور رب العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکھا ہے نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے عیسائیوں کیا جیم ہے ان سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہیں کرشن کی خدائی اس سے فوق تر ہے اسیطرح کوئی بدھ کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانے ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مشرکوں کی ریس کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرا لیا غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو رب العالمین سمجھتے ہیں نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہیں اور نہ جزا سزا اس کے ہاتھ میں یقین رکھتے ہیں بلکہ اُن کے گمان میں حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریا بھی ان صداقتوں سے منحرف ہیں کیونکہ انہیں سے جو آریہ ہیں وہ تو خدا تعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے اور اپنی روحوں کا رب اسکو قرار نہیں دیتے اور جو ان میں سے بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو اس رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور یہ ہر دو فریق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی اور جو کچھ دنیا کیلئے خدا نے بنایا ہے یہ خود دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پرمیشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسیطرح خدا تعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہیں سمجھتے کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمال صالح میں مشغول رہے خدا اس کے

گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشیگا جبتک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پا لے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ وہاں توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق الٰہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مر گیا اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بکلی نا امید ہو گیا علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ یوم الجزا پر جسکے رو سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں متذکرہ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادت عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوت عظمیٰ میں پڑتا ہے اُس کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکاری ہیں اور نجات اُخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں بلکہ وہ نجات ابدی کے قائل ہی نہیں ہیں اور اُنکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کیلئے نہ اس جگہ آرام ہے اور نہ اس جگہ اور نیز اُنکے زعم باطل میں دنیا بھی آخرت کیطرح ایک کامل دار الجزا ہے جسکو دنیا میں بہت سی دولت دیگئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں کہ جو کسی پہلے جنم میں اس نے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں اپنے نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دنیا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بنا وے یہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ کیطرف نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندوؤں کا پرمیشر آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں گرانا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو ان کا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے اُنپر کھولتا ہے اور پہلے جنموں کے نیک عملوں کا اجر ان کو یہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پا کر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ میں جا پڑیں اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کچھ نفس امارہ کی پیروی نہیں کریگا لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے بلکہ دار الابتلاء ہے اور جو کچھ مجھکو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمایش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اسمیں تصرف کرتا ہوں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں

دیکھتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ غائت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے غرض آریا لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ برہمو سماج والوں کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے، یعنے وہ ہر چہار صداقتیں کہ جو ابھی مذکور ہوئی ہیں برہمو لوگ اُن پر ثابت قدم ہیں یا نہیں سو واضح ہو کہ برہمو لوگ اِن چاروں صداقتوں پر جیسا کہ چاہیئے ثبات اور قیام نہیں رکھتے بلکہ ان معارفِ عالیہ کے کامل مفہوم پر ان کو اطلاع ہی نہیں۔ اول خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے برہمو لوگوں کی سمجھ اور عقل سے ابتک چھپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیت الٰہیہ کا دنیا پر اس سے زیادہ اثر نہیں سمجھتے کہ اُس نے کسی وقت یہ تمام عالم معہ اسکی تمام قوتوں اور طاقتوں کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوتیں اور طاقتیں مستقل طور پر اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور خدا تعالیٰ کو قدرت نہیں ہے کہ انمیں کچھ تصرف کرے یا کچھ تغیر اور تبدل ظہور میں لاوے اور ان کے زعم باطل میں قوانین نیچریہ کی مستحکم اور پائیدار بنیاد نے قادر مطلق کو معطل اور بیکار کسیطرح کر دیا ہے اور ان میں تصرف کرنے کیلئے کوئی راہ اسپر کھلا نہیں اور ایسی کوئی بھی تدبیر اسکو یاد نہیں جس سے وہ مثلاً کسی مادہ حار کو اسکی تاثیر حرارت سے روک سکے یا کسی مادہ بارد کو اسکی برودت کے اثروں سے بند کر سکے یا آگ میں اسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف انہیں حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اس سے زیادہ نہیں یعنے جو کچھ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھ تا دم حال بشری تجارب کے احاطہ میں آ چکا ہے یہیں تک خدائی قدرتوں کی حد نسبت ہے اور اس سے بڑھکر قدرت تامہ اور ربوبیت عامہ کوئی کام نہیں کر سکتی گویا خدا کی قدرتیں اور حکمتیں بھی تمامی ہی میں جنکو انسان دریافت کر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کے مفہوم سے بکلی منافی ہے کیونکہ ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ وہ ہے کہ جو اس ذات غیر محدود کیطرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی

قاعدہ اور قانون اُسپر احاطہ نہیں کر سکتا۔ نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت تعالیٰ کا خدائی قدرتوں کا حصر دعوے ہے خدائی کا جاننا چاہیئے کہ جو امر غیر محدود اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آ ہی نہیں سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعد معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جز اسکا اس سلسلہ سے باہر نہ ہو اور نہ غیر معلوم اور نا مفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ربوبیت تامہ کو قوانین محدودہ محصورہ میں ہی منحصر سمجھا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اس کا محدود ہونا لازم آ جائیگا پس برہمو سماج والوں کی بھی بھاری غلطی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں اور ربوبیتوں کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دائرہ میں گھسیٹنا چاہتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو امور ایک قانون مشخص مقرر کے نیچے جائز ان کا مفہوم محدود ہونے کو لازم پڑا ہوا ہے اور جو حکمتیں اور قدرتیں ذات غیر محدود میں پائی جاتی ہیں ان کا غیر محدود ہونا واجب ہے۔ کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اس ذاتِ قادرِ مطلق کو اس اِس طور پر بنایا دیا ہے اور اِس سے زیادہ نہیں کیا اسکی غیر متناہی قدرتیں انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کیجا سکتی ہیں یا اسکی قادرانہ یا غیر متناہی حکمتیں تصرف فی العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہیں بلاشبہ اس کا پر زور ہاتھ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم پیدائش کے موجب سے نہیں بلکہ اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے اور اسکی ربانی طاقتوں کے آگے بیشمار میدان قدرتوں کے پڑے ہیں نہ اندرونی طور پر کسی جگہ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جسطرح یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج میں کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اُس آگ کی تیزی جاتی رہے اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُس آگ کی خاصیت احراق دور کرنے کیلئے اسی کے وجود میں کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جس سے خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اسکی غیر متناہی حکمتوں اور قدرتوں کے آگے کوئی آن ہونی نہیں۔

(باقی آئندہ)

الانذار من وحی السماء

یعنے

ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم

(وحی الٰہی سے)

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سرِ رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا چونکہ دو مرتبہ بار بار اس علیم مطلق نے اس آیندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلاویگا دور نہیں ہے مجھے خدا عز وجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونو زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کیطرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤنگا اور بس نہیں کرونگا جبتک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کریں اور جسطرح یوسف نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہانتک کہ کہانے کے لئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسیطرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا کہ یوسف نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اسجگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائیگا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اسپر رحم کیا جاویگا۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ کیوں کئی لوگ احمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مر گئے؟ پس یاد رہے کہ اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان اور پوری صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جسکو پہلے ان علامات کے ساتھ شناخت کر لیا ہو یا جسکو اس کے اس مرتبہ کی خبر دیگئی ہو۔ چونکہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہیں اور ہر گروہ میں جو ایک خیمہ کیطرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلاء کے وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑ کر مرتد ہونے کو تیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کرکے جھوٹے ہوتے ہیں جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہے حالانکہ ابھی وہ دنیا کے گند میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا دن رات مردار دنیا پر مبتلا اور اس کے غم و ہم میں گرفتار ہیں اور انکی عملی حالت اس پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا ہرگز نہیں کیا لیکن امید رکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ بڑی روحانی ترقی کر لیں گے غرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شخص نے صدق اور شرط سے مجھے قبول کیا ہو جو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر میں اسکو چلانا چاہتا ہوں اس پر مضبوط پنجہ مار کر پھر بھی کوئی شخص مورد عذاب الٰہی ہو ہاں کمزوری کی حالت میں ان کیلئے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کرکے انکو بہشت میں پہنچائیگی اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس کو پہلے عام طور پر شایع کر دیا تھا مگر لوگوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس الہام میں تحریف کرکے اپنی طرف سے یہ شایع کیا کہ گویا میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرید میرا گو اسکی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مرے گا تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں افترا کی عادت کسقدر بڑھ گئی ہے اصل الہام یہ تھا جس سے پہلے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا طاعون کی موت سے بچائیگا۔ اور وہ یہ ہے۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون

یعنے جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور مجھپر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کی ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مختلط نہیں کیا وہ طاعون کے حملہ سے امن میں رہینگے

پس وحی الٰہی سے کہاں سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری ہے وہ بھی اس وعدہ الٰہی کے نیچے داخل ہیں **نعوذ باللہ من سوء الفہم و افراط الوہم** میں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہو گئے اگر وہ اس جماعت میں رہکر طاعون سے مر جاتے تو جلد باز اور ناواقف یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ ان کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جسکو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے اور وہ اس پھوڑے کیطرح تھے جو اوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہ ہو ہاں خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون **اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی** اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی سو آخر پر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی اور یہ بات سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھکر لوگ ٹھٹھے سے پیش آئے یہ عظیم الشان زلزلہ کا ظاہر ہوا جسکی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کیگئی تھی اور پہلے اشتہار میں لکھا گیا جو زلزلہ سے پانچ مہینے پہلے الہام **عفت الدیار محلہا و مقامہا** ہوا تھا۔ وہ تفصیل سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں خوفناک زلزلہ کی خبر شایع کیگئی تھی سیاتھ اس کے یہ بھی الہام تھا کہ **زلزلہ کا دھکا*** اور عربی میں مذکورہ بالا الہام کا مفہوم یہ تھا کہ اس زلزلہ سے مکانات جو بطور سرائے کے ہونگے یا جو مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہوں گے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائینگے ان کا نام و نشان نہ رہیگا اور پہر اشتہار **الوصیت** میں زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تھا کہ **موتا موتی کا واقعہ آنیوالا ہے** جس سے شور قیامت برپا ہوگا غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو پہلے الحکم اور البدر میں شدید زلزلے کے بارے میں آجکی تاریخ سے ایک برس پہلے شایع کی تھی وہ کس زور سے پوری ہوئی۔ اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور سجانپور تیرہ ادھمکو اور دھرمسالہ میں ہوئے انکی تفصیل کی اسجگہ حاجت نہیں یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہیے تھا مگر پہلے سنا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اسپر بھی بہت سا ٹھٹھا کیا گیا خاص کر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت سا حصہ لیا اور رد کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آتے ہیں اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کرنا چاہا ہے یہ تو سچ ہے کہ دنیا میں کوئی نئی بات نہیں نوح کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے مگر خدا تعالیٰ جب کسی ایسے شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے جو اس ملک کے رہنے والے اسکو ایک معمولی بات نہ سمجھتے ہوں اور ایک **انہونی** خیال کرتے ہوں اور اپنے ملک میں ان کے باپ دادوں نے اسکی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر ان کے ملک میں ظاہر ہونا ان کے خیال و گمان میں بھی نہ ہو اور پھر وہ امر واقع ہو جاوے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر بھی اسکو معمولی بات سمجھنا اگر یہ دہری نہیں تو اور کیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس درجہ کا تعصب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانیوالے دنیا میں بہت کم ہوں گے شاید ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرت میں لاہور میں ایک ہی ہوں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں

بہر حال

جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنے والے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھکو بقول پیسہ اخبار ایک دوکاندار یا افترا کے کاموں کا تاجر قرار دیا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھاوے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو اور تا توبہ کرنے والے توبہ کر لیں اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگا دیں اس وقت بجز توبہ اور کیا علاج ہے۔ اس آنیوالے حادثہ کیلئے کوئی ٹیکا بھی تجویز نہیں ہو سکتا جس سے تسلی ہو۔ پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ کم سے کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور

* نوٹ۔ زلزلہ شدہ کی نسبت ان دونوں اخبارات میں زلزلہ سے بہت مدت پہلے یہ الہام بھی شایع ہو چکا ہے کہ جو کہ دینے والی خبر۔ اور اس زلزلہ کی نسبت براہین احمدیہ اور سبز اشتہار میں یہ وحی شایع ہو چکی ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ یعنے ہمارے روبرو اور ہمارے وحی سے کشتی طیار کر۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مجھ سے بات نہ کر کہ ان سب کو غرق کر دونگا۔ منہ

یہ پیشگوئی زلزلہ کی ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الٰہی کی بنا پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں ... اس سے بھی ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہو چکا ہے۔ اسکی یہی پیشگوئی ہے جو قرآن شریف کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

[illegible] سے دستکش ہو جانا چاہئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا چندہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بد زبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کریگا*۔ بشرطیکہ شریر جماعتوں کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوح کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوط کی قوم وہ اس لئے ہلاک نہیں کیگئی تھیں کہ محض مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کیگئی تھیں نوح کی قوم نے نہ صرف حضرت نوح کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی انکا پیشہ ہو گیا اور فرعون اور اسکی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا اور لوط کی قوم نے فسق و فجور میں جبر تک نوبت پہنچائی اور جب انکو سمجھایا گیا تو لوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں درج ہے اور وہ یہ ہے اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو یہ تو طہارت اور تقوے میں پھرتے ہیں یعنے ہمارے مخالف اور باتیں لوگوں کو کہتے ہیں پس خدا کا غضب انہیں تو موں پر بھڑکا۔ اور ان کو صفحہ زمین سے ناپدید کر دیا

پس کیا تم ان لوگوں سے زیادہ سخت ہو۔ یا تمہارے پاس خدا تعالیٰ سے مقابلہ کا کچھ سامان موجود ہے اور انکے پاس موجود نہ تھا۔ اور یا تم عذاب سے بری کئے گئے ہو۔ اور یا خدا تعالیٰ میں اب وہ عذاب دینے کی قوت نہیں جو پہلے تھی میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس آنیوالے نشان کے بعد جو مجھکو قبول کریگا اس کا ایمان قابل عزت نہیں۔ جنکے کان ہیں سنیں، خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے۔ اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا۔ پس توبہ کرو۔ کہ دن نزدیک ہیں۔ اور اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی ہے اس جگہ میں اسکو مع ترجمہ لکھکر اس اشتہار کو ...... ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بخور آنچہ ترا بخورانم۔

لك درجة في السماء وفي الذين هم يبصرون۔

نزلت لك۔

لك نري آيات ونهدم ما يعمرون

قل عندي شهادة من الله فهل انتم مومنون مكفنت عن بني اسرائيل

ان فرعون وهامان وجنودهما كانوا خاطئين۔ اني مع الافواج اتيك بغتةً

یعنے جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں۔ وہ کھا۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز انہیں ایک درجہ ہے۔ جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لئے زمین پر اترونگا۔ تا اپنے نشان دکھلاؤں ۔ ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے۔ اور وہ عمارتیں جنکو غافل انسان بناتے ہیں۔ یا آئندہ بنائیں گے۔ گرا دینگے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گراتے گئے*:۔ اور پھر فرمایا ہے کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور ہیبتوں کا حلم رکھتے ہیں بچاؤنگا اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے اسطرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کر دونگا کہ فرعون یعنے وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنے فرشتوں کے ساتھ نشانوں کو دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنے اسوقت جب اکثر لوگ بے فکر ہوں گے اور ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول ہوں گے اور بالکل اس کام سے بے خبر ہوں گے۔ تب میں اُس نشان کو ظاہر کرونگا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اسکو راضی کریں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شایع کی گئی تھی اگرچہ اسوقت تک اس خارق عادت بات کیطرف ذہن منتقل نہ ہو سکا۔

لیکن اب ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئیں چنانچہ پہلی پیشگوئی انمیں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے۔

فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها اليس الله بكاف عبده فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا والله موهن كيد الكافرين

یعنے خدا اپنے اس بندہ کو ان تہمتوں اور بہتانوں سے بری کریگا جو اس پر لگائے جاوینگے وہ خود اپنے بندہ کیلئے کافی ہے پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کریگا تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے ان کے سب مکر سست کر دیگا۔ اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے زلزلہ شدیدہ کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی چنانچہ مطابق اسکے پہاڑوں پر زلزلہ سے سخت آفت آئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسجگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنے سے مراد یہ زلزلہ تھا جسکی الحکم وغیرہ میں ایک برس پہلے خبر دیگئی۔ دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

کہ میں اپنی چمکار دکھاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔

الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولو العزم - اسجگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کیطرح صبر کر۔ **فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا** - جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہیں پاش پاش کر دیگا۔ **قوة الرحمان لعبيد الله الصمد** -

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جاویگا پس صبر کر خدا تجھے بری کرنے کیلئے ایک نشان دکھائیگا اور وہ یہ ہے کہ پہاڑ پر اسکی تجلی ہوگی وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندہ کیلئے نشان دکھاوے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور پھر رسالہ آمین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا تھا یہی خبر نظم میں دیگئی تھی۔ اور وہ شعر یہ ہیں۔

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے **قیامت**
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتادی
فسبحان الذي اخزى الاعادي

اب سنو اے **عزیزو!** کہ آج میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا*۔ اب چاہو ٹھٹھا کرو اور گالیاں دو تہمتیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ میں نے قبل از وقت بتا دیا۔ اے بدقسمتو تم آنے والے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے خدا برحق ہے اور **اس کے وعدے برحق۔**

والسلام على من اتبع الهدى

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۱۸ / اپریل ۱۹۰۵ء

*: درحقیقت اس زمانہ میں اس عادت اللہ کی مثال دو ہیں عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہیں۔ عبداللہ آتھم نے پیشگوئی کو سنکر کوئی شوخی نہیں دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا۔ اسلئے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اسکی میعاد میں تاخیر ڈالدی۔ جیسا کہ پہلے الہام میں اسکا وعدہ تھا۔ مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی۔ اور پیشگوئی کو سنکر بد زبانی میں بڑھ گیا اور مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا۔ اس لئے غیور خدا نے اسکی اصلی میعاد بھی پوری نہ ہونے دی۔ اور ابھی پانچ ہی برس گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اور وہی زبان کی چھری دوسرے رنگ میں اسکو لگ گئی۔ منہ

*: پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتار رہے تھے وہ بات صحیح تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آنیوالا یہی راقم تھا۔ لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے سمجھنے کرنے میں عوام تو ایکطرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ گو بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنی کھل جانے میں۔ منہ

* جو ہمیشہ سے تمکو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس سوچو وہ زبان [illegible] تا کہ نجات پاؤ۔ منہ

*: یہ فقرہ روحانی اور ظاہری دونوں معنی رکھتا ہے۔ اسکے یہ بھی معنے ہیں کہ بد اندیشیوں اور منصوبوں کی

میرے لاہور مین دو تین دن

✻

الحکم کے ناظرین کیلئے مندرجہ بالا عنوان بالکل نرالا ہے اور شاید سرسری نظر سے بعض بزرگ یہ بھی خیال کرین کہ ایڈیٹر الحکم کا لاہور جانا اور وہان دو تین دن رہنا کونسی ایسی نرالی اور انوکھی بات تھی جس سے ایک قومی اخبار کے قیمتی کالم لینے کی ضرورت پڑی لیکن مین ایسے محترم احباب کی خدمت مین بادب سے عرض کرون گا کہ وہ اسے پڑھ لینے کے بعد جو چاہین کہین۔ ایڈیٹر۔

بظاہر میرا لاہور جانا اور وہان دو تین روز قیام کرنا میرے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن اس مرتبہ میرا لاہور جانا فی الحقیقت ایک نئی بات تھی اور لاہور کی حالت بھی میرے لئے بالکل پہلے سے نرالی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مینے اپنے اس سفر کی کچھ باتین ناظرین کو سنانی چاہی ہین۔ اور لاہور ہی مین بیٹھ کر مجھے یہ لکھنی پڑی ہین۔

الحکم کے ناظرین اس امر سے ناواقف نہین کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **زلزلہ** کے عظیم الشان اور ہیبت ناک نشان کے ظاہر ہونے کے بعد **ایک اور زور آور حملے** کے اعلان کا ارادہ فرمایا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر فرمایا تھا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے کہ وہ اعلان اسقدر کثرت سے شایع ہو کہ قریبًا ہر شخص کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو خبر ہو جاوے۔ اس اشتہار کا سردست سولہ ہزار چھپوانا تجویز ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید اطلاع کے سننے کے منتظر تھے تاکہ کامل طور پر اعلان کیا جاوے لیکن غالبًا الحکم کے ناظرین کے لئے یہ بات ضرور ایمان کے بڑھانے والی ہوگی جب وہ یہ معلوم کرینگے کہ حضرت اقدس نے آخر یہ سوچا کہ مبادا اس امر مین ابھی کوئی تاخیر ہو اور ہم اس تبلیغ کے کام مین آیندہ وحی کا انتظار کرین اور خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاوے اور دنیا تباہ ہو جاوے اسلئے بہتر ہے کہ جسقدر اطلاع ہمکو مل چکی ہے وہ لوگون کے کان تک پہونچائی جاوے شاید کوئی سعادتمند فایدہ اٹھاوے۔

اللہ! اللہ! کس قدر **رحم** اور شفقت علی خلق اللہ آپ کی فطرت مین موجود ہے اور کسقدر جوش تبلیغ حق کیلئے آپ کے دل مین بھرا ہوا ہے۔ ولیہ در من قال

حلم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

تبلیغ کے لئے اسقدر جوش اور خدا تعالیٰ کے دین کے لئے غیرت کبھی کاذب کو دی ہی نہین جاتی اور تصنع اور تکلف مین استقلال اور دیرپائی ہو نہین سکتی۔ **فاصدع بما تؤمر** جو ایک عرصہ دراز پہلے کا الہام حضرت مسیح موعود کو ہو چکا ہے اسکی سچائی مین ان لوگون کو جو قادیان سے دور رہتے ہین کیونکر دکھاؤن۔ افسوس یہ ہے کہ الفاظ اس کیفیت کا مرقع نہین دکھا سکتے جو آپ کی حالت اور ہیئت سے پائی جاتی ہے۔

۱۷- اپریل ۱۹۰۵ء کو ظہر کی نماز ادا کرنے سے پہلے آپ نے آکر ذکر کیا کہ "مین چاہتا ہون وہ اشتہار جلد شایع ہو جاوے اور اس حادثہ سے پہلے لوگون کو خبر ہو جاوے" حضرت اس قسم کا ذکر کر رہے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی پہونچ گیا۔ آپ نے ذرہ نوازی کی اور اسے خطاب کرکے فرمایا "مینے وہ اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے اور آج ختم کر دونگا۔ اسواسطے وہ بہت جلد شایع ہونا چاہیئے" جس پر مینے عرض کیا کہ حضور جلدی ہو جاویگا۔ اس کے بعد حضور نے آپ ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ادنیٰ خادم ایڈیٹر **الحکم** کو ہی لاہور پہونچ کر اس اشتہار کی طبع اور تقسیم کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ مین اپنی خوبی طالع اور بیداری بخت پر جسقدر ناز کرون وہ کم ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح اور برگزیدہ رسول نے اسے اپنے کام کے لئے **منتخب** کیا اور اہل سمجھا جو اسکی تبلیغ کو دنیا

کے کنارون تک پہونچانے کا ذریعہ ہے

میرے دل کا حال نہ پوچھو کہ وہ **مسرت** اور **خوشی** سے بھرا ہوا تھا اور اندر ہی اندر مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا تھا اور میرے سر مین وہ صدا گونج رہی تھی جو آج سے قریبًا دس سال پیشتر الحکم کے وجود سے بھی پہلے گونجی تھی

لاجرم قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ نے نماز ادا کی اور بعد نماز اس اشتہار کو لکھنا شروع کیا۔ ۱۸ کو علی الصباح ہی مینے در دولت پر جاکر بذریعہ عریضہ اشتہار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپنے کہلا بھیجا کہ "بیٹھ جاؤ مین لکھ رہا ہون ابھی مکمل کرکے دیتا ہون"۔ مین کوئی ادھ گھنٹہ بیٹھا ہونگا جو خود حضرت تشریف لے آئے۔ وہ وقت میرے لئے عجب سعادت کا وقت تھا مین **تھا اور میرا محبوب و مولا آقا** آپ ایک روش پر ٹہل رہے تھے اور مین بھی ساتھ ہی ساتھ اپنی **بیداری بخت** پر الحمدللہ کہتا تھا مجھے فرمایا

"میرا اصل منشا یہ ہے کہ بہت ہی جلد لوگون کو اس عذاب سے جو آنیوالا ہے خبر ہو جاوے تاکہ انہین جو سعید ہین تبدیلی کا موقع ملجاوے۔ مین دیکھتا ہون کہ سخت عذاب آنے والا ہے رات بھی مجھے ایک شدید زلزلہ دکھایا گیا ہے ایسا زلزلہ کہ جس سے زمین روئی کے گالون کیطرح اڑتی نظر آئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اوسنے ہمین کچھ ضرر نہین پہونچایا۔ مگر مینے سخت زلزلہ دیکھا ہے اسلئے مین چاہتا ہون کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ اشتہار شایع ہو جاوے اور اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ آپ+ لاہور چلے جاوین اور اسکو وہان ہی چھپوا کر شایع کرین ایک فہرست مین خود بنا کر دونگا جن کو تقسیم کیا جاوے ہان یہ ضرور کیا جاوے کہ اسکی کاپی بیان لکھوا کر مجھے دکھلائی جاوے تاکہ مین اسے درست کردون"۔ پھر پوچھا کہ کس وقت تک کاپی طیار ہو سکتی ہے مینے عرض کی کہ ظہر تک امید ہے انشاء اللہ ہو جائیگی۔ جسپر آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور اشتہار مجھے دیکر آپ تشریف لیگئے۔

اس بات کی تفصیل کی ضرورت نہین کہ وہ اشتہار کس طرح ظہر تک طیار ہوا۔ بہرحال ظہر تک کاپی طیار ہو گئی حضرت نے اصلاح فرما دی اور درست ہونے کے لئے دی۔ اس کے بعد ایک اور امر ہے جس کو مین ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون وہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے قریب مین حضرت مولانا المکرم مولوی محمد علی صاحب سے اشتہار کی اشاعت اور اسکے اخراجات کے متعلق مشورہ کر رہا تھا اور آخر وہ تجویز ہوئی۔ جو بذریعہ کارڈ مولوی صاحب موصوف نے احباب متعلقین کو لکھی ہے۔ مغرب کی نماز پڑھ چکنے کے بعد مین نے پھر اطلاع دیدی کہ صبح مین لاہور جاؤنگا فہرست دیجاوے فرمایا مین فہرست بھیجونگا **اگر کاپیان درست ہو چکی ہین تو مجھے پھر دکھاؤ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اسپر کسقدر خرچ آئیگا**

یہ فقرہ جو جلی قلم سے لکھا گیا ہے مین اسپر ناظرین کو توجہ دلانی چاہتا ہون۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہر شخص بالطبع آرام کرنا چاہتا ہے اگر صبح کو بھی آپ کاپیان دیکھنے کا منشا ظاہر فرماتے تو بھی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ وہ لوگ جو قرآن شریف پر نظر کرتے ہوئے دو کا انذار یا تاجر کہتے ہین وہ اس مستعدی اور جوش کا اندازہ کرین اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اندازہ کر ہی نہین سکتے۔

بدل دردے کہ دارم از برا طالبان حق
نے گردد بیان ان درد از تقریر کوتاہم

آپ نے آرام کو چھوڑ کر کاپیون کو منگوا کر پھر پڑھنا شروع کیا۔ موسم کی یہ حالت باغ مین مچھر اور پتنگے بیٹھنے نہین دیتے مگر یہ خدا کا **نور اور جری** لالٹین جلائے نوع انسان کے درد سے بھرا ہوا دل پہلو مین لئے بیٹھا کر اسوقت کی دوڑ دھوپ مین بے اختیار مجھے سرور ہوتا تھا اور مین یہ شعر پڑھتا تھا

دریاب کہ عاقلی بشتاب کرما حدل
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

الغرض کاپیان پڑھ کر آپ نے مجھے واپس فرمائین۔ اور مین تیاری سفر کے لئے واپس گھر آیا اور ۱۹- کی صبح کو ۸ بجے کے قریب دارالامان سے لاہور کو روانہ ہوا۔

(راستہ اور لاہور کے دلچسپ حالات سننے کے لئے ناظرین اگلی اشاعت کا انتظار کرین)

باقی آیندہ

+ فٹ نوٹ۔ یہ آپ کا اخلاقی معجزہ ہے اور تہذیب کلام کا نمونہ ہے کہ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کو بھی تو سے خطاب نہین کرتے۔ ایڈیٹر۔

نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

لاہور میں قیامت خیز زلزلہ ایسے زمانہ میں جبکہ انسانوں میں خود غرضی عیاشی اور بدکاری کا زور ہو اور ایک انسان دوسرے انسان کا خون پینا اپنے خیال میں کوئی گناہ نہ سمجھتا ہو بلکہ ریاکاروں اور خود غرضوں کو ہوشیاری و دانائی کے خطاب لوگوں کیطرف سے دیئے جاتے ہوں۔ اور ایمانداری، راستبازی، خداپرستی کا صرف نام ہی رہگیا ہو۔ خدائی جلال کا کرشمہ نظر آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے۔ کہ ہمارے گناہوں کی حد گذر چکی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ سارے انسان گناہوں سے توبہ کریں اور راستی و حق پرستی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا دیں۔

۴۔ اپریل کی صبح کو بوقت ۶ بجے ۵ منٹ جبکہ بہت سے غافل انسان بستروں پر پڑے اونگھ رہے تھے اور چند خدا کے بندے معبود حقیقی کی بارگاہ میں عجز و نیاز سے سجدہ کر رہے تھے کہ یکایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا ہر شخص نے سمجھا کہ معمولی زلزلہ ہے اور ابھی ختم ہو جائیگا کہ فوراً زلزلہ نے خطرناک جوش اور صورت اختیار کی۔ بڑے بڑے مکانات مثل بید لرزنے لگے۔ دروازے آپس میں ٹکرانے لگے۔ چھتوں اور دیواروں سے دل ہلا دینے والی کڑکڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی۔ جو جہاں تھا ششدر و حیران رہگیا۔ عورتیں اور بچے زور سے چیخنے چلانے لگے۔ ہر شخص اپنی اپنی جان کے فکر میں پڑگیا۔ بہت سے لوگ معہ اپنی بیوی اور بچوں کے گھروں سے نکل باہر میدانوں میں کھڑے ہوئے زلزلے کے دو زبردست جھٹکے ایسے سخت اور غضبناک تھے کہ بڑی بڑی مضبوط عمارتیں پاش پاش ہونے پر تیار ہوگئیں۔ چڑیاں اور دوسرے جانور اپنے گھونسلوں کو چھوڑکر آسمان پر اڑنے لگے۔ چلتی ہوئی بیل گاڑیاں ادہر ادہر ہلنے کہلنے لگیں۔ اگر ایک جھٹکا اور آجاتا تو سارا لاہور معہ انسانوں و حیوانوں کے برباد و تباہ ہو جاتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس قیامت خیز زلزلہ کو بند ہو جانے کا حکم دیدیا۔ اس ہیبتناک موقعہ پر تمام ہندو مسلمانوں کی زبان سے ہرے رام، الٰہی اللہ اور "توبہ ہے توبہ ہے" کے کلمات نکل رہے تھے۔ یہ زلزلہ مسلسل ۲ منٹ رہا ہوگا۔ مگر شہر لاہور میں سینکڑوں پختہ مکانات مسمار ہوگئے ٹوبی بازار میں مکانات کے علاوہ سنہری مسجد کے دو مینار گرگئے۔ وزیر خان کی مسجد کے ایک حصہ کو بھی نقصان پہنچا۔ ہندو مسلمانوں کے ۲۴ زن و مرد و بچوں کے ہلاک ہونیکی خبر کوتوالی لاہور میں پہونچی۔ زلزلہ تھم جانے کے بعد تمام لوگ حیرت زدہ و دیوانہ وار اپنے عزیزوں بلکہ ناواقف اشخاص سے خیر و عافیت دریافت کرتے پھرتے تھے اور جن جن مقامات کو نقصان پہونچنے کی خبر ملی وہاں بھاگے چلے جاتے تھے۔ ریلوے اسٹیشن لاہور کے فسٹ کلاس ریفرشمنٹ روم اور ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو سخت صدمہ پہونچا اور دونوں عمارتوں کی چھتیں گر پڑیں گرجوں مندروں اور بڑے چھوٹے قریباً تمام مکانات کو ضرر پہونچا ہے۔ میونسپل کمیٹی کا ٹاؤن ہال قریب نصف کے بالکل ناکارہ ہوگیا۔ چھت گر کر نیچے آپڑی۔ مارکیٹ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ کمرشیل بلڈنگ کے قریب پرانی انارکلی میں ایک بڑی عمارت کو سخت صدمہ پہنچا۔ انارکلی تھانہ کی ڈیوڑھی پھٹ گئی۔ مگر شکر ہے بالکل ڈھیر نہیں ہوئی۔ ورنہ حوالات کے اندر جو دو اسامیاں تھیں ہلاک ہوجاتیں۔ الائنس بنک شملہ کے مقابل سلیم بلڈنگ کو جو مسٹر محمد بخش کی ملکیت ہے کئی مقامات پر نقصان پہونچا۔ انارکلی بازار میں ایک حلوائی کی دوکان کی چھت گر پڑی۔ موری دروازہ کے باہر اور پنجاب نیشنل بنک کے متصل چار پانچ چھپر تہ و بالا ہوگئیں۔ جس سے ایک بازاری عورت کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور اسکے ساتھی کے سر کو ضرب پہونچیں۔ شہر میں ۲۴ آدمیوں کے علاوہ اور بھی کئی جانوں کا نقصان سنا جاتا ہے۔ چوٹیں تو سینکڑوں آدمیوں کو لگیں لاہور کے مشہور کارخانہ پیسہ اخبار کی عالیشان عمارت کو بھی کئی جگہ سے سخت نقصان پہونچا۔ شکر ہے کہ ابھی کارخانہ کھلا نہیں تھا۔ ورنہ ممکن تھا کہ کئی آدمیوں کی جانوں کا نقصان ہوتا۔

(پولیس ایڈوکیٹ)

قیامت خیز زلزلہ ۴۔ اپریل بروز منگل علی الصباح قریباً سوا چھ بجے ایسا سخت زلزلہ آیا کہ الامان۔ دفعۃً مکان گرنے شروع ہوگئے ہندو ہرے رام ہرے رام اور مسلمان یا اللہ خیر یا اللہ خیر پکارنے لگے۔ اور بموجب ارشاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جب قیامت آئیگی کوئی نفس کسی نفس کو نہیں بچا سکیگا۔ واقعی اسکی نظیر ان تین منٹوں میں پائی گئی کہ باپ بیٹے کو اور بیٹا ماں باپ کو نہیں بلا سکا۔ بس یہی معلوم تھا کہ اب بھی گئے اور اب بھی گئے۔ اور اسپر خطرناک توقعہ کہ وہ مکان آپڑا یہ آپڑا۔ دیگر ہم دہڑہ۔ توبہ جب وہ وقت یاد آتا ہے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دل کانپ کانپ اوٹھتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی پہونچا آیا ہوا ہے۔ ذرا سی ہوا کے چلنے سے جان سہم جاتی ہے۔ افسوس کہ وہ لوگ جو عمارت بنانے کیلئے بنیاد رکھنے کے وقت کسی غریب کی زمین ایک ادھ گز غصب کرجایا کرتے ہیں۔ اسوقت پکار رہے تھے کہ یہ مکان کوئی سنبھال لے اور ہمیں نکال کر ایسی جگہ پہونچا دے جہاں امن ہو۔ گویا اسوقت مکان سے بھی بیزار تھے مگر سوائے اس مالک کے کون بچا سکتا تھا۔ اللہ کی قدرت کہ بڑی بڑی پختہ عمارتیں اور عالیشان مکانات جو سالہا سال سے ہر ایک آفت سے محفوظ رہتے چشم زدن میں گر گئے جو بچے رہے وہ پھٹ گئے کوئی ہی ایک ادھ شاید ایسا مکان نکلیگا جو آفت ناگہانی سے بچا ہو۔ ورنہ تمام مکانات پھٹے پڑے ہیں۔ بڑی بڑی عالیشان یورپین کی کوٹھیاں پھٹ گئیں ریلوے اسٹیشن امرتسر کا بیرونی حصہ گر گیا۔ خیرالدین کی مسجد کے منار آپڑے۔ گھنٹہ گھر کا اوپر کا حصہ قریباً دو گز نیچے آپڑا۔ علاوہ اسکے بہت سی جانیں بھی اسکی بھینٹ چڑھ گئیں۔ اور یہ ہولناک زلزلہ صرف امرتسر ہی پر نازل نہیں ہوا۔ بلکہ تمام پنجاب ہندوستان میں سے کوئی بھی شہر اس سے بچ نہیں سکا۔ لاہور میں بڑا سخت نقصان ہوا۔ بادشاہی مسجد تک کے منار جو قریباً چار ساڑھے چار سو سال سے باامن کھڑے تھے۔ اور اس اثناء میں سینکڑوں زلزلے۔ اندھیاں دیکھ چکے تھے۔ نہ بچ سکے۔ سنہری مسجد کا بڑا نقصان ہوا۔ ریل کے کارخانہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہلکر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہوگیا۔ بائلر شاپ تمام پھٹ کر ناکارہ ہوگیا۔ ریلوے سٹیشن کے اکثر کمرے گرگئے۔ ریفرشمنٹ کو سخت صدمہ پہنچا۔ نیا پلیٹ فارم جو شمال کیطرف ہے اسکی ڈیوڑھی گرگئی۔ مسجد وزیر خان کے شمال مغربی مینار کو صدمہ پہونچا۔ ڈاکخانہ ٹون ہال کو شدید نقصان پہونچا۔ اکثر جانیں تباہ ہوئیں۔

لودہیانہ میں بھی اسی قسم کا زلزلہ آیا۔ یہی حالت سیالکوٹ کی ہوئی۔ مدراس میں بھی سخت نقصان ہوا۔ شملہ میں ۳ منٹ تک دورہا۔ کرائسٹ چرچ کا گرجا نیز گرینڈ ہوٹل کی عمارت بھی خستہ ہوگئی۔ جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ کوہ مسوری پر بھی ۳ منٹ میں سخت تباہی آئی مال و جان کے نقصان کا ابھی اندازہ نہیں لگا۔ توبہ۔ پٹیالے میں مارے زلزلے کے لوگ گھبرا گئے۔ عمارتیں مسمار ہوگئیں تباہ۔ ترنتارن ضلع امرتسر میں سخت نقصان ہوا بہت سی جانیں بنگلے کے نیچے آکر دب کر مرگئے۔ پٹھانکوٹ میں نہایت سخت زلزلہ آیا۔ دہرم سالہ کا تمام سٹیشن بھی برباد۔ سخت کہرام مچا ہوا ہے۔ لاہور میں تین سولجر ایک انگلو انڈین بھی دب کر مرگئے میم صاحبات و بچوں کا بھی سخت نقصان ہے۔ بٹالہ میں بھی سخت زلزلہ آیا۔ تمام مکانات مسمار ہوگئے ایک جھونکے کے ساتھ ہلگئے اور دوسرے دہم سے آپڑے تیسرے جھونکے نے لوگوں کی ملک الموت سے چار آنکھیں کردیں۔ غرضکہ فیروزپور، ملتان، جالندہر، کپورتھلہ، حصار، ہانسی، منٹگمری وغیرہ جدہر دیکھو یہی حال پکار رہے ہو جو میں تحریر کر رہا ہوں جسقدر مختلف ضلع سے خطوط آئے ہیں کسی میں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ ہمارے ہاں کچھ کم زلزلہ آیا بلکہ یہی تحریر ہے کہ ہمارے شہر کا فلاں فلاں حصہ مسمار ہوگیا ہے۔ اتنے آدمی مرگئے ہیں الامان سب سے زیادہ اثر اسکا سرینگر اور ڈیرہ دون اور دھرمسالہ کانگڑہ پر پڑا۔ یعنے دہرمسالہ چھاؤنی پر جو قریباً پانچسو کے سوار مقیم تھے بسبب پھٹ جانے پہاڑ کے قریباً تین سو کے مرگئے۔ جو بچ رہے وہ سہکتے ہیں۔ علاوہ ان کے اور بہت سا نقصان ہوا۔ ڈیرہ دون کی یہ حالت ہے کہ اسقدر مکانات گرے اور لوگ نیچے دب کر مرگئے ہیں کہ کوئی لاش اٹھانیوالا میسر نہیں آتا۔ حضور کمشنر صاحب تشریف فرما ہیں اور آپنے حکم دیا ہے کہ نہایت آرام کیساتھ لاشیں نکالی جاویں اور دفنائی جلائی جاویں۔ یہی حال سرینگر کا سننے میں آیا ہے۔ بلکہ ایک تار سے اسقدر پتہ لگا ہے کہ کشمیر تباہ ہوئی پڑی ہے تار سے واضح ہوا ہے کہ کشمیر میں ایک دن پہلے یعنے ۳۔ اپریل پیروار کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ آنا شروع ہوا۔ اور ۴۔ اپریل کو صبح کے ۶ بجے تباہی آئی۔ اللہ اپنا فضل کرے۔ یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ کہ بیماری آئی تو ایسی کہ ادہر آدمی بیمار ہوا۔ ادہر چلتا ہوا۔ اگر کوئی بیوٹے سے خبر پرسی کو آگیا۔ تو وہ بھی دم میں چت۔ سردی ایسی پڑی کہ اسکی نظیر بیشتر کئی سالوں میں نظر نہیں آتی اب اگر پہونچال آیا تو ایسا کہ خدا کی پناہ۔ دنیا کے تباہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ خدا کیا ہے۔ یہ سب زمانہ کی تاثیر ہے۔ بے اختیار حواس باختہ پناہ مانگتے تھے۔ اور اپنے کیئے پر پچھتا رہے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ رات کے ۴ بجے ہی زلزلہ محسوس ہو رہا تھا۔ سوا چھ بجے کے بعد ۱۰ بجے تک تھوڑے تھوڑے منٹوں بعد زلزلہ آتا رہا۔ زمین کی رفتار بھی بہت تیز تھی پھر کوئی ۱۱ بجے پھر دو بجے پھر رات کے ۱۱ بجے پھر ۱۱½ پھر دو بجے پھر ۵ کو علی الصباح ۶ بجے زلزلہ آیا۔ لوگ پہلے دن شہر سے باہر جاکر توبہ استغفار کرتے رہے۔ بلکہ رات کو بھی اکثر دروازوں کے باہر اور باغات میں لوگوں نے آرام کیا۔ ہندو مسلمانوں نے خیرات حد سے بڑھکر کی۔ مسلمان لوگوں نے باہر جاکر جنگل میں نفل ادا کیئے اور سربسجود ہو کر گڑگڑاتے رہے۔ ۶ کی رات کو مسلمانوں کا ایک جم غفیر

مجمع تسبیح و تقدیس بازاروں میں کرتا پھرا خدا کی قدرت کہ ابھی زلزلہ کا خوف لوگوں کے دلوں سے دور نہیں ہوا تھا۔ کہ آسمان ابر آلود ہو گیا اور ۶ کی رات کو ۱۱ بجے کے قریب بارش ہوئی۔ بوندیں کنکروں کی طرح پڑیں۔ لوگ پکار رہے تھے۔ کہ اگر ایک آدھ گھنٹہ بھی بارش ہوئی تو بس پھر خیر نہیں کیونکہ شہر تو پہلے ہی بیٹھا پڑا ہے اب بارش سے تباہ ہو جائیگا۔ مگر اس ارحم الراحمین نے اپنے بے بہا فضل کرم سے بچا لیا۔ اگلے دن شیخ محمد جمیل صاحب اور دیگر روساء نے منادی کرا دی کہ آج جمعہ کی نماز تمام لوگ عیدگاہ میں پڑھیں۔ چنانچہ مسلمان بڑی خوشی سے گئے اور نماز ادا کی خلقت کا ہجوم اسقدر تھا۔ کہ کبھی عید کے دن بھی اتنے لوگ نہیں دیکھے گئے۔ مزید براں شہر کی بھی تمام مسجدیں معمول سے زیادہ لبریز تھیں بہت سے ایسے نماز میں شامل تھے۔ جو کبھی عید کی نماز پر بھی شریک نہ ہوئے تھے سچ پوچھو تو خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور دنیا کو دوسری بار پیدا کیا ہے دور نہیں کہ امید بھی کہ اب پھر کوئی کام کر سکیں گے۔ اگر اصحاب دریافت کریں۔ کہ اس زلزلہ کا کیا باعث ہے۔ اول تو یہ کہ آج دنیا پر اسقدر ظلم اور زنا۔ جھوٹ۔ بدی۔ فریب۔ دغا۔ عداوت۔ حسد وغیرہ پھیل گئے ہیں۔ جو محتاج بیان نہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر جرم سخت ہوتا ہے۔ اسیقدر سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی مجرم کی نسبت کہا جاوے۔ کہ اسکا سر تلوار سے کاٹ دو۔ تو اگرچہ اسکا سر تلوار سے کٹے گا مگر اسکی سزا اور تڑپنے کا موجب اسکا جرم ہے۔ اسیطرح اگرچہ یہ زلزلہ تباہ کن تھا۔ مگر دراصل تباہی لانے والے ہمارے فعل ہیں۔ اب یہ کہ زلزلہ کسطرح آتا ہے اسکا بیان اگرچہ مولانا مولوی احمد الدین صاحب سامرہ کے مضمون حرکت زمین میں مفصلاً آپکی نظر سے گذریگا لیکن میں مختصر عرض کئے دیتا ہوں۔ زمین کے اندر بیشمار آگ ہے جو پہاڑوں کے ذریعہ سے دبی ہوئی ہے وہ چاہتی ہے کہ نکلے اور سورج سے ٹکرائے۔ مگر قانون قدرت نے اُسے بند کر رکھا ہے۔ جب وہ کسیطرف کو نکلتی ہے۔ اور سامنے سے پانی ملتا ہے تو ایک سٹیم پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ایک عجیب قسم کا حادثہ وقوع میں آتا ہے کیونکہ پانی تو چاہتا ہے کہ اُسے بجھا دے اور وہ چاہتی ہے کہ اسے جلا دے پس جسوقت ان دونوں کا آپس میں مقابلہ ہوتا ہے۔ تو لوگوں کے لئے قیامت کا نمونہ پیش خیمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر زمین کا

بہت جانا بعید نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ جو افواہ پھیل رہی ہے کہ ریلوے گاڑی کا فلاں فلاں مقام پر نقصان ہوا۔ ابھی تک بخیتہ طور سے معلوم نہیں ہوا خدا کرے خیر ہی ہو۔ آج ایک مولوی صاحب نے دوران وعظ میں جمعہ کے وقت فرمایا کہ بعض ایک کمبختوں نے فطرت کے خلاف زنا کیا ہے یعنی امرت سر کے کسی حصہ میں۔ بیٹی باپ۔ اور بہن بھائی نے زنا کیا مگر یہ خبر پایہ ثبوت کو نہیں پہونچی۔ کون بدبخت حواس قائم رکھکر ایسے آزادی کے زمانہ میں ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ خیر کچھ ہی ہو جتنے مونہہ اتنی باتیں۔ دراصل تو جو کچھ دنیا پر قہر الٰہی طرح طرح پر نازل ہو رہا ہے۔ ہماری ہی بدعملی کا موجب ہے۔ آج جسقدر لوگ توبہ استغفار کر رہے ہیں اگر اسیطرح ایک عرصہ تک عجز و الحاح سے فریاد و پکار کرتے رہیں تو وہ احکم الحاکمین باقی شکایتوں کو بھی رفع کر سکتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انکساری و عاجزی صرف چار گھڑی کیلئے ہے۔ پھر وہی حرص و ہوس و دغا فریب اور لوگ ایسے نازک موقعہ پر عوام الناس کو بارگاہ ایزدی میں رونا اور اپنی تقصیروں کی معافی مانگنا بہتر ہے (ضیاء الاسلام)

قیامت کا نمونہ

۴ اپریل کو سورج کے نکلتے ہی قیامت کا نمونہ قائم ہوا زلزلہ اسقدر زور سے آیا کہ الامان والحفیظ قریباً ۲½ منٹ زور دکھاتا رہا ہوا۔ پھر بھی تمام روز اور شب برابر ۶ کی صبح تک کئی دفعہ مرات کرات آتا رہا امرت سر لاہور میں پختہ مکانات قریباً سب پھٹ گئے کئی ایک آدمی ہوئے تباہی نقصان ہوا۔ حمل بھی ضائع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار پھرتے تھے۔ دماغوں سے عقل پہیروں سے خون اُڑ چکا تھا۔ مکانوں سے نکل نکل میدانوں کو بھاگ رہے تھے۔ غرض قرآن شریف میں جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے تذھل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها وترى الناس سكارى وما هم بسكارى ولكن عذاب الله شديد۔ آیت موصوفہ کے تمام اجزاء کا نمونہ تھا۔ کشمیر سے اسکی رفتار شروع ہونے کی خبر آئی ہے اور یہ بھی خبر آئی ہے کہ کشمیر میں بہت تباہی ہوئی ہے۔ امرت سر کی بڑی مسجد شیخ خیر الدین مرحوم کے تین منارے گر گئے اور چھت بیٹھ گئی۔ لاہور کی سنہری مسجد کو بھی نقصان پہونچا اور بھی کئی ایک مسجدوں کے مینار گرے۔ امرت سر کے گھنٹہ گھر کو بھی صدمہ ہونچا۔ آٹھ پہر لوگوں کے ہوش بحال نہیں ہوئے امرت سر میں سو سال سے زاید عمر کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا زلزلہ دیکھا نہ سنا دیکھیں اہالی ملک عموماً مسلمان خصوصاً اس نشان الٰہی سے کیا عبرت پاتے ہیں۔

خدائے ذوالجلال کی عظمت اور جلالت کو کہانتک دلوں میں جگہہ دیتے ہیں اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذالك۔ (اہلحدیث)

ہولناک زلزلہ

۴ اپریل کی صبح کا زلزلہ جو ۱۰ منٹ اوپر چھ بجے شروع ہوا۔ ملک کے ہر ایک حصہ میں تباہی بخش ثابت ہوا ہے۔ شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں کی عظیم عمارتیں یا تو چکنا چور ہو گئی ہیں یا انکو سخت صدمہ پہنچا ہے سرکاری اور پرائیویٹ عمارتوں میں شگاف ہو گئے ہیں۔ اور اکثر عمارتیں پاش پاش ہو کر خطرناک حالت میں کھڑی ہیں۔ ہر ایک حصہ ملک میں زلزلہ قریباً ایک ہی وقت محسوس ہوا۔ اور یہ زلزلہ کی تیزی رفتار کے لحاظ سے حیرت انگیز بات ہے کوئی زندہ شخص پنجاب بھر میں اس زلزلہ کی نظیر کا ذکر نہیں کرتا۔ ہر جگہ اس زلزلہ کی آمد ایک ہی تھی گویا کہ بادل گرج رہی تھی۔ یا ہزاروں توپوں کے ایک ہی بار منہہ کھولدیئے گئے تھے سخت احساس کا دورہ قریباً ڈیڑھ منٹ تک قیاس کیا گیا ہے۔ اسکی جنبش سے چھتوں نے دیواریں چھوڑ دیں۔ شہتیر دیواروں سے نکل گئے۔ اور بلند عمارتیں سرنگوں ہو گئیں۔ تمام منظر تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اور جانوں اور مکانوں کی سلامتی سخت خطرے میں ہو رہی تھی۔ ایک ہی اور سخت جھکولا سارے نظر آنے والے کھیل کی صورت کا نقشہ بدل دینے کو کافی تھا۔

امرت سر میں صدمہ سے شاید ہی کوئی مکان بچا ہو۔ بڑی بڑی عمارتوں کو عموماً زیادہ صدمہ پہونچا ہے۔ ورا آندھی کی کیفیت بھونچال کی نسبت بھی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ جسطرح آندھی میں تناور درختوں کو جو ہوا کی تندی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں زبردست عنصر کے سامنے سر بسجود ہونا پڑتا ہے۔ اور نرم پودے جو پہلے ہی سر نیاز خم کر دیتے ہیں۔ صدمہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسیطرح اس ہولناک زلزلہ نے بالعموم گرانڈیل اور مضبوط عمارتوں کے انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے ہیں۔ اور ہلکی عمارتوں کو نسبتاً کم صدمہ پہنچا ہے۔ اور بہ حقیقت بھی عمارتیں بالکل محفوظ رہی ہیں۔ گھنٹہ گھر امرتسر کا کسیقدر بالائی حصہ زمین پر آ رہا۔ ٹون ہال اور کوتوالی کی عمارت کو صدمہ پہنچا ہے سٹیشن کا بیرونی حصہ ٹوٹ گیا شیخ خیر الدین کی مسجد کے تین منار زمین پر آ رہے۔ گرجا گھروں کو سخت صدمہ پہنچا۔ دفتر ضلع کے ایک حصہ کی چھت سلامی مسطح شکل میں ہو گئی ہے نئی پرانی عمارتوں اور کوٹھیوں میں سے کوئی بھی صدمہ سے بچ نہیں سکی۔ شہر میں عمارتوں کو صدمہ پہونچنے سے بہت کی حالت خطرناک ہو رہی ہے۔ ۴ اپریل کی صبح کے بعد دوسرے دن ۵ اپریل

۳ بجے صبح تک کم از کم دس دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ لوگ اتنے ہراسان اور خوف زدہ ہو رہے تھے کہ باشندوں کی ایک کثیر تعداد نے گھر چھوڑکر میدانوں میں اور شہر کے باہر پناہ لی خطرناک مکان گرائے جا رہے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو اس دن بیاس گئے ہوئے تھے واپس آ گئے ہیں۔ اور سرگرمی سے انتظام میں مصروف ہیں۔ مکانوں کے گرنیسے جانوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔ جنکی تعداد ۹ سے ۲۵ تک بیان کیجاتی ہے۔ ۷ سے ایک سو آدمیوں تک کو سخت چوٹیں پہنچنا ظاہر کیا جاتا ہے۔

لاہور میں بھی بڑی بڑی عمارتوں کو صدمہ پہنچا۔ وزیر خان کی مسجد۔ شاہی مسجد۔ سنہری مسجد۔ ٹون ہال منٹگمری ہال اور دوسری عمارتوں نے سخت صدمہ برداشت کیا ہے۔ شملہ۔ مسوری۔ پٹیالہ۔ جالندھر وغیرہ سے اسی قسم کی تاریں موصول ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ مصیبت دھرم سالہ (کانگڑہ) پر پڑنے کی خبر آئی ہے۔ سارے مکانات زمین کے برابر ہو گئے ہیں۔ اور دیسی اور یورپین جانوں کی کثیر تعداد ضائع ہو گئی ہے۔ عموماً بڑے بڑے فوجی۔ سول اور انجینئرنگ افسر جو سٹیشن پر موجود تھے۔ جان بحق ہوئے ہیں باقیماندہ زخمی اور صدمہ رسیدہ جانیں کھلے میدان میں پڑی ہیں۔ اور علاج اور خوراک کی محتاج ہیں۔ صاحب کمشنر بہادر لاہور ڈویژن کے سپیشل ٹرین میں خاص امداد کو بھیجے جانے کی خبر ہے کشمیر میں اس زلزلہ سے سخت تباہی آئی ہے لیکن چونکہ تاریں ٹوٹ گئی ہیں۔ اسلئے ابھی تفصیل موصول نہیں ہوئی۔

ترنتارن میں ایک بنگلہ گر گیا۔ دربار صاحب ترنتارن کی چھت کو صدمہ پہنچا۔ یہاں ۹ جانیں ضائع ہوئیں اور ۷ آدمی زخمی ہوئے۔ ہر حصہ ملک سے پرائیویٹ تاریں تباہی کی تصدیق کرتی ہیں اور ابھی تفصیل کا انتظار ہر آن ہے۔

اس مہیب زلزلہ کا خیال کرکے ایک خیال ضرور مضبوط ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارے ہندوستان کو نہایت ہی درجوں سے گذار رہی ہے۔ یہاں قحط پڑتے ہیں جنمیں لاکھوں جانیں ضایع ہو جاتی ہیں یہاں طاعون ہے۔ جو لاکھوں جانوں کو چٹ کئے جاتا ہے۔ یہاں ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے بے مثال و سخت موسم سرما موجود تھا۔ اور اب ایک ایسے سخت بھونچال سے ملک کو مقابلہ کرنا پڑا ہے کہ جس نے ہزاروں جانوں کو قتل اور زخمی کرنے کے علاوہ کروڑوں۔ اربوں کی جائیداد تباہ کر دی ہے۔

پیلک سمایار ین

زلزلہ کے خطوط

نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

امابعد گذارش آنکہ ۔ آج تقریباً چھ بجے صبح کے امرتسر میں سخت زلزلہ محسوس ہوا ۔ غالباً کوئی ایسا مکان ہوگا جو شکست و ریخت سے بچ رہا ہو ۔ ساڑھے دس بجے تک تقریباً ۸ زلزلے آئے لیکن ان سب میں پہلا زلزلہ ایسا سخت تھا کہ الاماں ۔ میں چونکہ شہر کے ایک غربی پہلو میں رہتا ہوں اس لحاظ سے میرے جیسے شخص کیلئے ایسے حادثے کا فوٹو کھینچنا ایسے شہر میں محال ہے ۔ لیکن تاہم ایسی ناگہانی حیرانی اور پریشانی میں جو کچھ مجھکو محسوس ہوا وہ سخت عبرت کے لایق ہے ۔ میں صبح کی نماز سے فراغت پاکر بالا خانے میں ہی قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ زلزلے کی دو متواتر جنبشیں معلوم ہوئیں ۔ میں مضطربانہ باہر نکل آیا ۔ اور مکان کے نیچے جانے والی صحن کی سیڑھیوں کے بالائی سرے پر کھڑا ہو نیکو ہی تھا کہ نہایت شدت سے زلزلہ شروع ہوگیا ۔ مکان اس کشتی کیطرح ہو گیا جو سمندر میں سخت طوفان میں ہچکولے کھا رہی ہے ۔ مکان کبھی ایک پہلو پر جھکتا تھا کبھی دوسرے پر ۔ سارے شہر میں ایکدم شور مچ گیا ۔ اور تمام کوچہ و بازار میں دوڑا دوڑ اور بھاگو بھاگ کا کہرام مچ گیا ۔ میں بت کیطرح حیران پاؤں نہیں جمتا نہیں ۔ ادھر زنان خانہ میں توبہ و استغفار کا نعرہ بلند ہو رہا ہے اور ہر بھی منزل میں گرکے نوجوان بڑے اضطراب اور گھبراہٹ میں یا رب یا رب یا اللہ یا اللہ پکارتے ہوئے دروازے سے باہر کیطرف مایوسانہ میری طرف دیکھ رہے ہیں کہ کیا کریں میں ان سب کے درمیان ترسان و لرزان اپنی کشتی کی سلامتی کیواسطے اپنے مالک سے دعائیں مانگتا جاتا ہوں اور نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ مکان کے باہر بھاگ جاؤ ۔ اور اپنی جان بچاؤ ۔ ادھر زنانوں کو کہتا ہوں کہ مکان چھوڑ دو ۔ اور مکان کے سامنے کی پچھلی چھت پر جسطرح ہوسکے پہونچ جاؤ ۔ کسی نے کہا دہان پردہ کیونکر ہو ۔ بچوں کی نانی نے کہا کہ جانیں بچ رہیں گی تو سب کچھ ہے ۔ نوجوان تو اشارہ پاتے ہی مکان کے باہر ہوگئے لیکن ننھے بچے خواب شیرین کی تلخکامی سے ناواقف ابھی بستروں میں سو رہے تھے ۔ اور یہ آفت یا اوّل مرتبہ زنانے مکان سے باہر ہونے کو ہوئے ۔ ابھی بچوں کا جگانا اور بھگانا مشکل ہو گیا ۔ ادھر میں ان لوگوں کو ڈانٹ رہا ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو بچوں کو گھسیٹ کرکے بھاگو ادھر مکان کے ہچکولے اور چھت کی لرزش پاؤں نہیں جمنے دیتی تھی غرض افتاں و خیزاں یہ ناتوان گروہ بصد مشکل مکان کے باہر ہوا شہر کیطرف دیکھتا ہوں تو شور و فغان نالہ و فریاد کی پکار چاروں طرف سے کانوں کو بدحواس کررہی ہے لوگ دوڑا دوڑ ڈہاب کی خالی زمین میں ٹھہر رہی ہے یا جوق در جوق شہر کے باہر ریڈ کیطرف بھاگ رہے ہیں مکانوں کے بخرے اور منڈیریں پڑاخ پڑاخ پھٹ کر نیچے گر رہے ہیں یا دیواروں کے پھوٹنے کے پٹاخے چل رہے ہیں اور گرد و غبار کے بگولے ہوا میں معلق نظر آرہے ہیں ۔ یاالٰہی یہ زلزلہ ہے یا صبح قیامت ہے ۔ مکان گورستان معلوم ہوتے ہیں اور کہیں مردوں کی تصویر میں نفسی نفسی کا عالم ہے ۔ مجھکو تو یقین ہے کہ اسوقت دہریوں کو بھی اس اعلےٰ اور برتر ہستی کا یقین آگیا ہوگا ۔ جو مکانات سالہا سال سے آسایش کا ذریعہ تھے آن کے آن میں مصایب کا پہاڑ ہوگئے ۔ اسوقت یہی معلوم ہو رہا تھا کہ اب جانوں کا خاتمہ ہے ۔ مگر جب یہ درد و الم حد سے گذر گیا تو اوس شافی مطلق نے زمین اور اہل زمین اور اہل زمین کی تسکین بخشی اور جان میں جان آئی ۔ سنا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۰ آدمی دب کر مرگئے ۔ اور چوٹ کے صدمات سے بہت لوگ مجروح ہوئے ۔ نسبتاً جو مکان کچے یا نسبتاً کمزور تھے وہ بہ نسبت اونچے پختہ اور مضبوط تھے اچھے رہے ۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ کئی دیواریں ایکدوسری کی متوازی ٹکر کھا کر ٹوٹ گئیں ۔ یہ بھی سنا ہے کہ دربار صاحب کے تالاب کا پانی پر و کھنے مقام سے تین سیڑھی نیچے تھا لیکن جب زلزلہ کے باعث سے پانی اچھلتا تھا تو پر و کھنے کے مقام پر ایک ایک فٹ پانی ہوجاتا تھا ۔ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمان پریڈ میں جاکر نفل پڑھیں ۔ اور ہندو اپنے اپنے مقامات پر پوجا پاٹ میں مصروف ہوں ۔

حضور میرے اور میرے بال بچوں کیواسطے دعا فرماویں کہ وہ ارحم الراحمین ہمکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے ۔ اور عاجزوں کی کشتی کو دنیا کی تیز و تند مردوں سے محفوظ رکھے ۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار ۔

خاکسار کرم الٰہی اسسٹنٹ شفاخانہ ڈہاب کھٹیکاں امرتسر مورخہ ۴ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء

نوٹ ۔ دس بجے کے بعد بھی چند خفیف زلزلے محسوس ہوئے ہیں ۔ لوگوں کا پختہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کو مکانات کے باہر شب باش ہوں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی و محبی جناب بھائی صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ بندہ خیریت سے گھر تو پہونچ گیا تھا ۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ صبح چھ بجے ایسا خطرناک زلزلہ آیا ۔ کہ ہمارے دل کھینچے کو طیار تھے ۔ ہمارے گھر میں خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے ۔ شہر میں بہت سے مکانات گرے ہیں جو زمین پھٹ گئی ہے وہ میں نے بھی بچشم خود دیکھی ہے ۔ ایک گاؤں جوادا کی یہان سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے ۔ وہاں تمام مکانات ملیامیٹ ہوگئے ہیں ۔ اور چار سو کے قریب آدمی فنا ہوگئے ہیں ۔ باقی کا پتہ نہیں ۔ ایک جگہ سوجانپور دس کوس کے فاصلہ پر ہے ۔ وہان ایک مکان بھی نہیں رہا سب زمین کے برابر ہوگئے ہیں تقریباً تین سو کے قریب آدمی فنا ہوگئے ۔ آٹا چاول نہیں ملتا ۔ لوگ فاقے مر رہے ہیں ۔ چند آدمی باقی ہیں ۔ ایک جگہ پالم پور یہان سے تیس کوس کے فاصلے پر ہے وہان مدرسہ ۔ بورڈنگ تحصیل تھانہ ۔ ہسپتال ۔ کوٹھیاں شہر کی عمارتیں اسطرح غرق ہوگئی ہیں ۔ کہ گویا وہان کبھی آبادی بھی نہ تھی ۔ وہان کا ہیڈ ماسٹر بھی مکان کے نیچے دب گیا تھا مگر لڑکوں نے نکال لیا ۔ مدرسہ کے چودہ لڑکے دب کر مرگئے ہیں شہر میں دس پندرہ آدمیوں کے سوا اور کسی کا پتہ نہیں ۔ پولیس کا پہرہ ہر وقت لگا رہتا ہے ۔ غرضیکہ میں کیا لکھوں قیامت برپا ہے ہائے ہو کا شور ہر طرف سے کان میں پڑتا ہے ۲ ½ منٹ تک زلزلہ اسطرح رہا کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین الٹ کر ہمارے سر پر آپڑی ۔ میں تو پہلے گھر سے باہر نکل گیا تھا ۔ مگر شکر خدا کہ ہمارا مکان گرا نہیں ۔ حضرت صاحب کا الہام "موتا موتی لگ رہی ہے" خوب پورا ہوا ہے ۔ مختصر الفاظ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ پہاڑی علاقہ بالکل ویران ہوگیا ہے مفصل پھر لکھونگا ۔

الراقم طفیل حسین از نادون ضلع کانگڑہ

بحضور جناب حضرت اقدس صاحب ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ حضور بھاگسو کی بربادی کی عجیب حالت ہے ۔ ہمارے محکمہ کے بابو وہان پر موجود تھے ۔ کہتے ہیں کہ جب تمام مکانات گر چکے ۔ تو ایک دو آدمی نے آکر ہمکو زمین یعنے مکان کے نیچے سے آکر نکالا ۔ بیان کرتے ہیں وہان پر ایک چھوٹی سی نہر چلتی ہے یعنے کل پانی نہر اور ملکوں کا خون ہو گیا ہوا تھا ۔ ہندوؤں کی لاٹا والی کا مندر وغیرہ سب کا سب فناہ ہو گیا ہے حضرت جی ! جو مکان ہندوؤں کی پوجا کے اس ملک میں تھے فناہ ہو چکے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ زلزلہ صرف تبوں کی بربادی کے واسطے ہی کیا ۔ مگر ہماری گورنمنٹ عادل کو بھی بہت نقصان پہونچا ہے کانگڑہ ۔ بھاگسو و دہرم سالہ و پالم پور و نادون و المپور و لگروٹہ وغیرہ میں اسقدر نقصان آدمیوں اور مکانوں کا ہوا ہے جسکو العبد بیان نہیں کرسکتا

مرسلہ نیاز احمدی عبد الکریم ہڈ کارڈ از کنی ڈاکخانہ نورپور ضلع کانگڑہ ۔

عزیز نوازا ۔ السلام علیکم ۔ میں زلزلہ کے مختصر حالات ایک کارڈ میں لکھ چکا ہوں ۔ اب مفصل لکھتا ہوں جس روز زلزلہ آیا میں دورہ میں تھا ۔ ایک قصوری والیسی کا حکم پہونچنے پر کل شام کو واپس آگیا ہوں برخوردار عبد الحمید خان اور غلام نبی ڈیرہ رہتے ہم تینوں بفضل خدا خیریت سے ہیں ۔ اور ڈیرہ میں عام طور پر خیریت گذری ۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم تینوں بخیریت زندہ موجود ہیں ورنہ اور لوگوں کے مقابلہ پر ہمارا کیا خاص حق تہا ۔ اس ضلع کی حالت ناگفتہ بہ ہے تحصیل کانگڑہ تحصیل پالمپور سا اور ایک حصہ تحصیل ہمیرپور و ڈیرہ کا بالکل تباہ ہوگیا ہے کلو و لاہج چونکہ الگ حصہ ضلع میں اسلئے وہان کی اسوقت تک کوئی معتبر خبر معلوم نہیں ہوئی ۔ اور معلوم بھی کسطرح ہو ڈاک و تار اوسی روز سے بند ہے ۔ ڈیرہ گوپی سے آگے ڈاک کا اسوقت تک کوئی انتظام نہیں ہوا ۔ نہ معلوم کلو و لاہج و ریاست چمبہ وغیرہ میں جو یہان سے بھی زیادہ پہاڑی علاقہ ہے کیا کچھ تباہی ہوئی ہوگی یہان سے حالات معلوم کرکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ۔ ہزاروں خاندان بالکل تباہ ہوگئے ۔ لاکھوں گھر ایک چشم زدن میں سطح زمین پر آرہے ۔ دہرم سالہ یعنے بھاگسو میں کچھ حصہ مکان خزانہ کے سوائے باقی ایک جھونپڑہ بھی نہیں بچا ۔ یورپین افسران مسٹر لیور نے مسٹر ہنگ مہتمم خزانہ ۔ ڈسٹرکٹ جج (جس نے ایک دن پہلے چارج لیا تھا) مرگئے ۔ چند یورپین فوجی افسران بھی طعمہ اجل ہوئے سیکڑوں فوجی سپاہی مرگئے ۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو بڑی خواہش سے سر ضلع پسند کرکے سیالکوٹ سے تبدیل ہوکر آئے تھے اور اپنی بیوی اور بچوں کو کانگڑہ میں چھوڑکر دورہ میں چلے گئے تھے خود تو بچ گئے مگر بیوی و بچے دب کر مرگئے ۔ علاقہ پالمپور میں شاذ و نادر کوئی گھر بچ گیا ہو گا جو گرا نہ ہو ۔ یہی حال تحصیل کانگڑہ و علاقہ چنگر تحصیل ڈیرہ و کچھ حصہ تحصیل ہمیرپور کا ہے

* ڈاکخانہ و تار گھر سوائے ایک دو کلرک کے کوئی نہیں بچا ۔ ڈاک بے یار روانہ کرے تو کون کرے اور یہی حال تار کا ہے ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

چو لوئیم با نو گرائی جہاد ر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنہ
ہندوستان سے باہر کیلئے (۳) غیر مذاہب والون سے ہے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ع

نمبر ۱۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ - اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہلبیت اور بزرگان ملت سب کے سب باغ مین ہین اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست اور اعلائے کلمۃ الاسلام مین مصروف (اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم آمین)

۲ - عالی جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جو کئی ماہ سے اپنے بعض ذاتی کاروبار کیلئے لاہور تشریف لیگئے ہوئے تھے ۲۷ - اپریل کی شب کو خیر و عافیت سے دار الامان واپس پہنچے اور باغ کے مغربی جانب ایک دوسرے باغیچہ مین خیمہ زن ہین۔

۳ - میان عالم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان اسوقت نہایت مستعدی سے حفاظت قصبہ کر رہا ہے کیونکہ اکثر حصہ باہر نکلا ہوا ہے اور وہ بھی مختلف حصون مین ساری رات اسے ادہر ادہر بھاگنا پڑتا ہے۔ غرض ہر طرح سے تسلی بخش انتظام ہو رہا ہے اور ایسے وقت مین یہ نہایت قابل قدر ہے۔

استفسار اور ان کے جواب

سوالات

(۱) سجدہ اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا درست ہے یا نہین۔ اگر نہین تو وجہ بھی جناب امید ہے تحریر فرمائینگے۔

(۲) روزہ بغیر سحری رکھنا یعنے آٹھ پہری روزہ رکھنا برائے تزکیہ نفس درست ہے؟

(۳) نماز مین آنکھین بند کرنا کیا مکروہ ہے؟ اور نماز مین چادر جو اوڑہی ہوئی ہو اسکا لٹکنا اور زمین پر پڑنا بھی کیا مکروہ ہے؟

فاما الجواب

۱ - سجدہ اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا ہرگز جائز نہین ہے تیرہ صدیون سے اسلام کا تعامل بتاتا ہے کہ رکوع سجود مین قرآن کریم نہین پڑہا جاتا پہر اب اسکی کیا ضرورت پیش آئی۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

سجدہ اور رکوع مین قرآن کیون نہین پڑہا جاتا؟ ایک باریک سر ہے ہر شخص شاید اسکو نہ سمجھ سکے تاہم مختصر طور پر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم ملک العلام اور حی و قیوم خدا کا کلام ہے۔ شاہی کلام اور فرمان ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑہا جاتا ہے خصوصاً دربار شاہی مین سجدہ عبودیت اور ذلت کا مقام ہے اس موقع پر کلام الٰہی نہین پڑہنا چاہیئے۔ اس لیے عبودیت کے رنگ مین دعا ہو۔ اپنی زبان مین بیشک دعائین کرو۔

۲ - اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے ہر ایک نیکی کا کام اسیوقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کے موافق ہو۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگون کیلئے پسند نہین فرمایا دین یسر ہے یرید اللہ بکم الیسر خصوصیت کے ساتھ روزہ ہی کے ذکر مین آیا ہے۔

۳ - نماز مین آنکھین بند کرنا مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھلی رکھتے تھے مومن کو چست ہونا چاہیئے۔ مومن ڈھیلا ڈھالا نہین ہوتا فقہا نے منع کیا ہے۔

تازہ الہامات، رؤیا اور کشوف

۲۸ - اپریل ۱۹۰۵ء - رویا مین دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھدی ہے۔ اس کے بعد الہامات ذیل ہوئے۔ فتح نمایان ہماری فتح - صدقت الرویا انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔

۲۹ - اپریل ۱۹۰۵ء - رات دو بجنے مین سات منٹ باقی تھے کہ مینے دیکھا کہ یکا یک زمین ہلنی شروع ہوئی۔ پہر ایک زور کا دھکا لگا۔ مینے رویا ہی مین گھر والون کو (حضرت ام المومنین سے مراد ہے۔ ایڈیٹر) کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لیلو۔ اسی حالت رویا مین یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی۔

(اسپر حضرت اقدس نے اشتہار جو البلاغ کے نام سے مینے چہاپا ہے شایع فرمایا۔ ایڈیٹر)

۳۰ - اپریل ۱۹۰۵ء - رویا مین دیکھا کہ ایک اشتہار ہے اسپر لکھا ہوا تھا المبارک پہر بطور وحی یہ زبان پر جاری ہوا۔ برکۃ زایدۃ علی ھذا الرجل یعنے ایک زیادہ برکت ہے اس جل پر۔

(اعلیٰ حضرت نے جب یہ رویا سنایا تو مینے عرض کیا کہ کل جو رویا ہوئی تھی کہ حضور نے فرمایا کہ مبارک کو لے لو یہ اسکی تائید کرتا ہے فرمایا یہ بہت صحیح بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رویا ان تمام امور کے نتیجہ کی خبر دیتی ہے۔ ایڈیٹر)

ہز آنر لاٹ صاحب کے دفتر سے مندرجہ ذیل اطلاعین موصول ہوئی ہین۔

(۱) تا صدور مزید احکام ضلع کانگڑہ کا صدر مقام نور پور تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ کو تبدیل کیا گیا۔ (۲) دلہیہ سے

تصحیح - صفحہ ۱ کے بعد صفحہ ۱۲ پڑہا جاوے پہر صفحہ ۱۱ پڑہو۔

حضرت مسیح موعود اخوت پر

٭

۲۲ اپریل ۱۹۰۵ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰحضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور حقوق اخوت پر فرمائی۔ ایڈیٹر

مین صرف اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دہوکا لگا ہوا ہے شاید اچھی طرح میری باتون پر غور نہین کی اور وہ غلطی اور دہوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین سے طاعون سے فوت ہوجاوے تو اسقدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے مین کہ جنازہ اٹھانے والا بھی نہین ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے یہ معصیت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یاد رکھو تم مین اسوقت دو اخوتین جمع ہوچکی ہین ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے پہران دو اخوتون کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے مین سمجھتا ہون کہ اگر ایسے مسافر اپنے گہرون مین ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے ہین اور کافر کہتے ہین انہین بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن یہ سرد مہری کیون ہوتی ہے؟ دو باتون کا لحاظ نہین رکھا جاتا

افراط اور تفریط

کا۔ اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی شکایت پیدا نہ ہو۔ جبکہ **تواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ** کا حکم ہے تو پھر ایسے مردون سے گریز کیون کیا جاوے۔ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ شخص اس خیال سے کہ مین نہ جل جاؤن اس مکان کو اور اس مین رہنے والون کو جلنے دے اور جاکر آگ بجھانے مین مدد نہ دے ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس مین کود پڑے کہ خود جل جاوے۔ ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے مین اسکی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہان بھی سلوک ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپسمین بہائی ہین۔ ایسی صورت مین کہ تم مین اسلامی اخوت قائم ہو اور پھر اس سلسلہ مین ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت مین گرفتار ہو۔ اور قضا وقدر سے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجہیز وتکفین مین بھی اسکا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشار نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ مین شہید ہوتے یا مجروح ہوجاتے تو مین یقین نہین رکھتا کہ صحابہ انہین چھوڑ کر چلے جاتے ہون یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہوجاتے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاوین۔

مین سمجھتا ہون کہ ایسی وار داتون کے وقت ہمدردی بھی ہوسکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل مین لائی جاسکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہین کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے ہان جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے بھی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہان ایسا مرض وبا کا ہو کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو وہان احتیاط کرے۔ لیکن اس کے بھی یہ معنی نہین کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشار نہین ہے کہ انسان ایک میت سے اسقدر بُعد اختیار کرے کہ میت کی ذلت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آیندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہین کرنا چاہئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہین باہم بہائی بنا دیا ہے پھر **نفرت اور بعد** کیون ہے۔ اگر وہ بھی مریگا تو اسکی بھی کوئی خبر نہ لیگا۔ اور اسطرح پر اخوت کے حقوق تلف ہوجائین گے۔ خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے مین **حقوق اللہ** اور **حقوق العباد**۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہین کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے کیونکہ **حقوق العباد** کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر **توکل** بھی کوئی چیز ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزون سے بچ سکتے ہو۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی کچھ پرواہ نہین کرتا خواہ وہ ہزار بہاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون مین مبتلا ہوتے ہین۔ وہ پرہیز نہین کرتے مینے سنا ہے کہ لاہور مین نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہوگیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہین۔ ہزار پرہیز کچھ چیز نہین جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آیندہ کیلئے یاد رکھو کہ **حقوق اخوت** کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہین گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہوگیا ہے کب تک جاری رہے لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اللہ تعالیٰ کبھی حالت قوم مین تبدیلی نکریگا جبتک لوگ دلون کی تبدیلی نکرین گے۔ ان باتون کو سن کر یون تو ہر شخص جواب دیدے گا یا ہوجاتا ہے کہ ہم نماز پڑہتے ہین استغفار بھی کرتے مین پھر کیون مصائب اور ابتلا آجاتے ہین اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے اور سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہین ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فایدہ نہین ہوتا جو اسمین رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجاوے تو اس سے کیا فایدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہوسکیگا اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کرسکیگا؟ ہرگز نہین۔ یہی حال اعمال کا ہے جبتک وہ اپنے پیمانہ پر نہون وہ اوپر نہین جاتے ہین۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہین سکتے پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلے باندہ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کرین تو طاعون نہوگا۔ پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز وتکفین مین مدد دینا اور اپنے بہائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کیطرح ہی ہے یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے جیسے خدا تعالیٰ نے صوم وصلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسیطرح اسکو بھی فرض ٹھیرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہین ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ مین داخل ہو اور اسکو یون چھوڑ دیا جاوے جیسا کتے کو یہ بڑی غلطی ہے جس زندگی مین اخوت اور ہمدردی ہی نہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوجاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاوین ہان مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اسکا پس خوردہ کھالے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہوجاوے لیکن ہمدردی یہ نہین بتاتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھکر اسکی خبرگیری کرو۔ اور پھر جو زیادہ وہم رکہتا ہو وہ غسل کرکے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے

من قتل نفسا بغیر نفس او بغیر فساد الآیۃ

یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کردیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے ایسا ہی مین کہتا ہون کہ اگر کسی شخص نے اپنے بہائی کے ساتھ ہمدردی نہین کی تو اسنے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہین کی زندگی سے اسقدر پیار نکرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو۔ وہ لوگ بھی تو لڑتے ہین جو دین کے لئے شہید ہوئے ہین۔ کیا تم مین سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اسے پانی تک ندینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو بعض لوگ ایسے ہین جنہون نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردون کو غسل دیا ہے اور انہین کچھ نہین ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے وبائی ایام مین اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہان سے نکل جاوے لیکن زور شور ہو تو مت بہاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھ کر پکڑ لے۔ یہ احتیاط تو ہوئی لیکن قضا وقدر کے معاملہ کو کوئی رد نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہین۔ ایمان کو مضبوط کرو۔ قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہین ہے ایسا پرہیز اور بُعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہین ہے ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ مین مضر ثابت ہوئے ہین۔

یہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا بھی یہی حال ہوا کہ انمین اخوت اور ہمدردی نہو تو بڑی خرابی ہوگی مین دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اسلئے اسے بھی مینے بیان کرنا ضروری سمجھا۔ یعنے جس کے واقعہ ہوجاوے اسکے ساتھ بھی اور جو بچے ہوئے ہین انکے ساتھ بھی۔ افسوس ہے مین خود نہین آسکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے اور مجھے خبر تک نہین ہوئی جبتک انہون نے نہین لکھا۔ بہرحال باہم ہمدردی ہو اور مین دعا کرتا ہون کہ **اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھالے۔** آمین۔

تفسیر القرآن مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جب ہم اوسکی حکمتون اور قدرتون کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی مان لین کہ اوسکی تمام حکمتون اور قدرتون پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اوسکی ناپیدا کنار حکمتوں اور قدرتوں کے لئے کوئی قانون نہین بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمین معلوم ہی نہین اُسکی پیمائش کرنے سے ہم عاجز ہین ہم بنی آدم کی دنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہے اور پھر اوس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمین علم حاصل نہین پس اسصورت مین ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس قل قلیل پیمانہ سے خدائیتعالے کی غیر محدود حکمتون اور قدرتون کو ناپنے لگین غرض خداء تعالے کی ربوبیت تامہ اور قدرتِ کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہردم اور ہر لحظہ آبپاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہین اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہین ماسوا اسکے برہمو سماج والے ربوبیت الہیہ کو روحانی طور پر بھی تام اور کامل نہین سمجھتے اور خدائیتعالے کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہین کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسان کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خدائیتعالے کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جسطرح خدائیتعالے نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قدرت سے ظاہر فرمائے ہین اور اس چند روزہ جسمانی آسائش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزین اپنے ہاتھ سے بنا دی ہین اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اوس عالم کی آسائش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادتِ ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنی اپنا پاک اور روشن کلام دنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہوا اور جس علم کی مستعد روحون کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات مین انکی ہلاکت ہے ان سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم نہین کرتے اور اون کے زعم مین خدائے انسان کے تشکیم سر گرنیکی ... مدد کی اور کوئی دقیقہ تائید کا

اُٹھا نہ رکھا مگر وہ مدد روحانی تربیت مین نہ کر سکا۔ گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے مین جو اصلی اور حقیقی تربیت تھی دانستہ درلغ کیا اور اوس کے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب نہ کئے جیسے اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کیے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتھ مین چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اس کی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پرُغبار آنکھہ روشن ہوکر سیدھا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مہلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح برہمو سماج والے خدائیتعالے کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہ ہے کہ خدائیتعالے مستعد روحون کو اون کے فطرتی جوشون کے مطابق اور اون کے پُرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اونکے صدق سے بھری ہوئی کوششو کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اون کو ملبب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلون کو کہولین اُسیقدر اُنکے لئے آسمانی دروازے کہولے جائین اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اونکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہو جائین اور شک اور شبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے انکاری ہین اور بقول اون کے انسان کچھہ ایسا بدقسمت ہے کہ گو کیسا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اوسکی آنکھون سے دریا بہ نکلے اور گو اوس یار عزیز کے لئے خاک مین ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے۔ اور اونکے نزدیک وہ کچھہ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبون پر رحم ہی نہین اور اپنے خاص نشانون سے ڈہونڈنے والون کو تسلی نہین بخشتا اور اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندون کا کچھہ علاج نہین کرتا بلکہ اون کو انہین کے خیالات مین آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اونکو کچھہ بھی معرفت عطا نہین کرتا کہ صرف اپنی اٹکلین دوڑایا کرین اور اُنہین اٹکلون مین ہی ساری عمر کہو کر اپنی ظلمانی حالت مین ہی مر جائین مگر کیا یہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈہونڈنے والون کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کہٹکانے والون پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اوسکی طرف دوڑتے ہین اونکی کمزوری پر رحم نہین کرتا اور اون کا ہاتھ نہین پکڑتا اور اُن سچے طالبون کو گڑھے مین گرنے دیتا ہے اور خود لطف فرما کر چند قدم آگے نہین آتا اور اپنے جلوہ خاص سے مشکلات کے لمبے قصے کو کوتاہ نہین کرتا سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے

خدائیتعالے کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بیخبر ہین کیونکہ یوم الجزاء کے مالک ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے ظہور مین آکر پھر اوس ملکیت تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندون کو دیجائے یعنی اول اوس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹھہ جائین اور زید و عمر کا دخل درمیان نہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکھا چکی تو پھر جزا بھی بطور کامل ظہور مین آوے یعنے من حیث الورود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی۔ من حیث الورود اسطرح پر کہ ہر یک جزا یاب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہ فی الحقیقت اسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہ بھی متحقق ہو کہ اس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہین اور ان دونون باتون مین ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور من حیث الوجود اس طرح پر کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کیطرح محیط ہو جائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیون مین سبقت لے گیا ہے اپنی اوس عادت عظمیٰ کو کہ جو تمام سعادتون کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیون مین سبقت لے گیا ہے اپنی اوس شقاوت عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتون کی آخری حد ہے پہونچ جائے اور تا ہر یک فریق اس اعلےٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اوس کے لئے ممکن ہے یعنی اوس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالم بے بقا اور زوال پذیر مین جس کا تمام رنج و راحت موت کے ساتھہ ختم ہو جاتا ہے بمنصبہ ظہور نہین آسکتی بلکہ اوس کے کامل ظہور کے لئے مالک حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظم کے دکہلانے کی غرض سے یعنی جمالی و جلالی صفتون کی پوری پوری تجلی ظاہر کرنے کے قصد سے ایک اور عالم جو ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکھا ہے تا خدائیتعالے مین جو صفت مجازاتِ ہے جسکا کامل طور پر اس منقبض اور فانی عالم مین ظہور نہین ہو سکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم مین ظہور پذیر ہو جائے اور تا اون تجلیات تامہ اور کاملہ سے انسان اوس اعلےٰ درجہ کے شہود تام تک بھی پہونچ جائے کہ جو اوس کی بشری طاقتون کے لئے حد امکان مین داخل ہے اور چونکہ اسلئے

درجہ کی مکافات عند العقل اسی مین منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہے وہ انسان کے ظاہر و باطن جو جسم و جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلےٰ درجہ کا یقین مالک حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالک حقیقی اسباب معتادہ کو بکلی نیست و نابود کر کے عریان ظہور پر جلوہ گر ہو اسلئے یہ صداقت قصوی جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تب ہی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتین مذکورہ بالا متحقق ہو جائین کہ عند العقل اوسکی تعریف مین داخل ہین کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہین کہ مالک حقیقی کا جمال بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور بروز تام ہو جسپر زیادت متصور نہ ہو علیٰ ہذا القیاس انتہائی مکافات بھی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونون دنیا کی زندگی مین ملکر فرمانبردار یا نافرمان اور سرکش تھی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونون مورد انعام ہون یا دونون سزا مین پکڑے جائین اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکسان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہو جائے لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے بھی انکاری ہین بلکہ اس صداقت قصوی کا وجود اون کے نزدیک متحقق ہی نہین اور بزعم اون کے انسان کی قسمت مین نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اون کے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے جو صرف اپنے ہی بے بنیاد تصورات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدائیتعالے کیطرف سے بندون پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائینگے اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہین ہوگا کہ جو خاص خدائیتعالے کے ارادے سے نیک بندون پر بصورت نعمت اور بد بندون پر بصورت عذاب اوتریگا پس اون کا یہ مذہب نہین ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے اور وہی اپنے نیک بندون پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذت دائمی کا فیضان کریگا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورت مشہودہ اور محسوسہ مین بھی مشاہدہ کرینگے اور قوی انسانیہ مین سے کوئی قوت

ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذت اٹھانے سے محروم نہیں رہیگی اور جسم اور جان دونون راحت یا عذاب اُخروی مین یعنی جسمی کرصورت ہو شریک ہو جائینگے غرض برہمو سماج والون کا اعتقاد بالکل اس صداقت کے برخلاف اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہانتک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال سعادت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف مین بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب اخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے فرقان مجید مین مندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے ہین مگر ایسی سمجھ پر پتھر پڑین کہ جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت مین تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ سعادت عظمیٰ یا شقاوت عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالےٰ توجہ خاص فرماکر امر مکافات کو کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہین کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہونچا ہو یہہ وہی مکافات عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقان مجید نے دوسرے لفظون مین بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب مین بتلا دیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونون قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور ان دونون قسمون کو کتاب ممدوح نے مفصل طور پر بیان فرما دیا ہے اور سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کھولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین اس صداقت قصویٰ اور نیز دوسری گذشتہ بالا صداقتون سے برہمو سماج والے ناآشنا محض ہین۔

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور پرستش وغیرہ ضرورتون اور حاجتون مین مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہین یعنی خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہونچنے کے لئے کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہین دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچھہ حقیقت سمجھتے ہین اور ہر بات مین تیری ذات قادر مطلق سے مدد چاہتے ہین۔ یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خدا تعالےٰ کے اور اور چیزون کی پرستش کرتے ہین اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتون کو غیر مخلوق سمجھکر انکے زور سے مکتی حاصل کرنا چاہتے ہین۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے موںہہ پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہین جو کہ اونکے زعم باطل مین خدا تک پہونچانے مین اختیار کلی رکھتی ہے اور سب آلہی اسرار پر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کے پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاك نستعین کا خطاب کر رہے ہین اور شرک خفی مین گرفتار اور مبتلا ہین اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہین کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات مین اوسکو استعمال مین لاوے پس عطیہ الٰہیہ کا استعمال مین لانا شرک نہین بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بارہا یہہ امر معرض بیان مین آچکا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معلومات عقبیٰ پر ہماری نجات موقوف ہے اون مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے عقل ذریعہ نہین بن سکتی ہان اون معارف کے حاصل کرنے کے بعد اونکی صداقت نور سچائی کو سمجھہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدائے تعالےٰ کی ذات مین موجود ہے اور عقل کی دود آمیز اور ناقص روشنی جو انسان مین موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو شرک اسطرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج والے خدا کے اوس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے موںہہ پھیر کر اور اوس سے بکلّی بے نیازی ظاہر کر کے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مطلق ٹھیراتے ہین اور بنانے کا دمبلاتے ہین سو انکا دل ہمارا اِسی ہوکر مین پڑا ہوا ہے کہ جس منزل عالی تک آلٰہی قوتین اور ربانی تجلیات پہونچا سکتے ہین اُس منزل تک انکی اپنی ہی عقل پہنچاویگی اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربانی طاقت کے مساوی بلکہ اوس سے عمدہ ترخیال کر رہے ہین سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہین کہ وہ بجائے خدا کے عقل سے ایاك نستعین پکار رہے ہین۔ عیسائیون کا حال بیان کرنا کچھہ ضرورت ہی نہین سب لوگ جانتے ہین کہ حضرات عیسائی بجائے اسکے کہ خداوند تعالےٰ کی خالص طور پر پرستش کرین مسیح کی پرستش مین مشغول ہین اور بجائے اس کے کہ اپنے کاروبار مین خدا سے مدد چاہین مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہین اور اونکی زبانون پر ہر وقت ربنا المسیح ربنا المسیح جاری ہے۔

سو وہ لوگ مضمون ایاك نعبد و ایاك نستعین پر عمل کرنے سے محروم اور راندہ درگاہ الٰہی ہین ساتوین صداقت جو سورۂ فاتحہ مین درج ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ ہمکو وہ راستہ دکھلا اور اوس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدھا ہے جس مین کسی نوع کی کجی نہین۔ اس صداقت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر یک مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے طبعیٔ قاعدہ یہ ہے کہ اون وسائل کو حاصل کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر یک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹھیرا رکھا ہے کہ جو اوس کے حصول کے وسائل ہین وہ حاصل کئے جائین اور جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہین اختیار کی جائین اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹھیک ٹھیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہین ہین اُنپر چلنا اختیار کرے تو پھر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کہ اون راہون کے چھوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسایل کے ہین یونہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانون قدرت بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ ہر یک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریق ہے جبتک انسان اوس طریقہ مقررہ پر قدم نہین مارتا تب تک وہ امر اوسکو حاصل نہین ہوتا پس وہ شئے جسکو محنت اور کوشش اور دعا اور تفرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب مین کوشش نہین کرتا اور نہ اوسکی کچھہ پروا رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتون کا طالب ہو تو حکمت الٰہی اوسکو یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پھر یہ سب کچھہ تجھے آسانی سے ملجائے گا سو سب دعاؤن سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو اشد ضرورت ہے طلب صراط مستقیم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم مارنے سے بھی محروم ہین عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعا مین روٹی ہی مانگا کرتے ہین اور اگر کبھی پکر اور بیٹھکر کبھی گرجا مین آوین پھر بھی جھوٹ موٹ اپنے تئین بھوکے ظاہر کر کے روٹی مانگتے رہتے ہین گویا اون کا مطلوب اعظم روٹی ہی ہے۔ وبس۔ آریہ سماج والے اور دوسرے اُن کے بُت پرست بھائی اپنی دعاؤن مین جنم مرن سے بچنے کے لئے یعنی اواگون سے جو اون کے زعم باطل مین ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے اشلوک پڑھا کرتے ہین اور صراط مستقیم کو خدا سے نہین مانگتے

علاوہ اسکے اللہ تعالےٰ نے تو اسجگہ جمع کا لفظ بیان کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام آلٰہی پانے سے ممنوع نہین ہے مگر بموجب اصول آریہ سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اوسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اسکے لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والون کا دعاؤن پر کچھہ ایسا اعتقاد ہی نہین وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھمنڈ مین رہتے ہین اور نیز اونکا یہی مقولہ ہے کہ کسی خاص دعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہین انسان کو اختیار ہے جو چاہئے دعا مانگے مگر یہ اون کی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہین مگر حاجت اعظم جسکا دن رات اور ہر یک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنی یہ کہ انسان اون طرح طرح کے حجب ظلمانیہ سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہونچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بے وفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کر کے اور اوس کی خالص محبت سے پر ہو کر مرتبہ وصال آلٰہی جس اوس کی سعادت تامہ ہے پالیوے یہی ایک دعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جس پر اوس کی ساری سعادت موقوف ہے سو اوس کے حصول کا سیدھا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہر یک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے ان راہون پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدھا منزل مقصود تک پہونچتا ہے اور بے راہیون کو چھوڑ دے اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شیئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانون قدرت مین صرف ایک ہی راستہ ایسا رکھا ہے جسکو سیدھا کہنا چاہئے اور جبتک ٹھیک ٹھیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہین کہ وہ چیز حاصل ہو سکے جسطرح خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور منضبط ہین ایسا ہی نجات اور سعادت اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدھا ہے سو دعا مین وضع استقامت یہی ہے کہ اوسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آٹھوین اور نوین اور دسوین صداقت جو سورت فاتحہ مین درج ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین ہے۔

(باقی)

تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر دو اشتہار بعنوان الدعوت والانذار پڑھکر جو کچھ میرے قلب کی کیفیت ہوئی۔ وہ تو ایک وجدانی بات ہے جسکا اظہار مجھے مقصود نہیں صرف اپنے احمدی بھائیوں کو اس فقرے کی طرف (جو اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ مطبوع ہے) توجہ دلانا مطلوب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو عیسائی وغیرہ مذاہب کے لوگوں میں ان اشتہارون کی اچھی طرح اشاعت ہونی چاہیئے؟

اب میری عرض یہ ہے کہ شہرون میں تو پریس اور تعلیم و تعلم کا چرچا ہونے کے باعث حضرت اقدس کے ارشاد کی تبلیغ فوراً ہو سکتی ہے۔ بلکہ مجھے تو یہانتک امید ہے کہ اگر اشتہارات علحدہ طور سے چھپوا کر نہ بھی تقسیم کیئے جائین۔ تو بھی بذریعہ اخبارات و دیگر ذرائع یہ کام بوجہ احسن ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا ان دیہات کا بھی خیال آپ صاحبان کو ہے یا نہین۔ جہان اس قسم کا کوئی ذریعہ نہین اسلئے وہ ان اشتہارون سے بالکل بیخبر رہتے ہین۔ حالانکہ وہ اس بشری کے بلحاظ سادگی کے شہری بھائیون سے زیادہ مستحق ہین۔

مین دیکھتا ہون کہ بعض ملانون اور گدی نشینون کی کارستانیون سے سلسلہ عالیہ احمدیہ دیہات مین نہایت بدنام ہو رہا ہے اور ایسے بد عقاید و اعمال انکی طرف منسوب کیئے جاتے ہین۔ جو ہمارے وہم و خیال مین بھی نہین گذرے۔ اب ان عقاید و اعمال کے رو سے اگر سادہ مزاج دیہاتی ان پڑھ زمیندار ہمین یا ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو برا بھلا کہے۔ تو میرے خیال مین وہ اسوقت تک معذور ہے جبتک کہ اسپر اتمام حجت نہ ہو اور کھول کھول کر اسکے سامنے اپنی عقیدون کو بیان نہ کر دیا جائے۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے کہے کا بھی ان کو اعتبار نہین آتا۔ کیونکہ متواتر ان سے وہ ایسی ایسی باتین سنتے رہتے ہین جن سے بدگمانی و غلط فہمی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ ابھی تھوڑے دلون کی بات ہے کہ ایک شخص احمدیون سے اپنا سخت تنفر ظاہر کر رہا تھا اور ان کو گالیان دینا تو اب کا کام سمجھتا تھا مین نے پوچھا۔ مرزائیون کو اتنا برا سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا وہ تو اب کلمہ چھوڑ بیٹھے ہین لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑھتے ہین اور اسکے علاوہ محرمات کا چندان لحاظ نہین۔ خود ان کا امام کہتا ہے مین (معاذ اللہ) خدا کا باپ ہون۔ وغیرہ ذلک۔ پوچھا گیا کہ تمہین کسطرح معلوم ہوا؟ تو اس نے ایسے ایسے بتانے والون کے نام لیئے جو سچ مچ قرب و جوار مین اپنے زہد و علم و تقوےٰ کے باعث رجوع خلایق ہین۔ مجھے افسوس آیا کہ ان لوگون نے اپنی دکانون کو چلانے کیلئے کسقدر جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنا شروع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انہین معلوم ہوا۔ کہ مسیح کی وفات وغیرہ اصول اسلام مین داخل نہین۔ اور صرف اس مسئلہ کے پھیلانے سے عام دیہاتی لوگون کو فرقہ احمدیہ سے نفرت نہین ہو سکتی اسلیئے انہون نے خود بہتان باندھنے شروع کیئے۔ تاکہ اس طرف متوجہ ہونیسے باز رہین اور ہماری آمدنیون مین فرق نہ پڑے۔

اس سے بڑھ کر مشکل یہ تھی (جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حل ہو رہی ہے) کہ نازک علمی مسایل دیہاتی جہال کی سمجھ مین آنے بہت دشوار ہین وہ تو ایک سبق ہی پڑھے ہوئے ہین انا وجدنا آباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ آثارھم مقتدون۔

پس جبتک قہری نشان پے در پے ظاہر نہ ہوتے۔ جوق در جوق لوگون کا متوجہ ہونا قرین قیاس نہین تھا سو طاعون کے متواتر حملون نے کسیقدر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ اب خوفناک زلزلہ کے دھکے نے دلون کو ہلانے مین کچھہ کسر باقی نہین رکھی۔ اب صرف ایک تحریک کی صورت ہے وہ یہ ہے کہ اشتہار الوصیت۔ الدعوت والانذار لاکھون کی تعداد مین چھپوائے جائین اور ایسا انتظام ہو کہ ہر گاؤن مین دو دو چار چار اشتہار اپنے احمدی بھائیون کی معرفت تقسیم کرا دیئے جائین اگر ہمارے احمدی بھائی ہمت کرین تو کچھہ بڑی بات نہین مین اپنے ضلع کیلئے تو جناب خانصاحب مکرم منشی محمد نواب خان سلمہ الرحمان و شیخ الہی بخش تاجر کتب۔ مولوی محمد فضل الدین صاحب کھاریان مولوی امام الدین صاحب گولیکی وغیرہ بزرگون کو تحریک کرتا ہون کہ وہ چندہ جمع کر کے یہ تینون اشتہار خوشخط چھپوا لین اور پھر ایسا انتظام کرین کہ ہر گاؤن مین ایک ایک اشتہار پہونچ جائے۔ اس سے نہ صرف ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہون گے بلکہ عند اللہ بھی ماجور ٹھہرین گے اسیطرح ہر ضلع کی جماعت کے اصحاب اہتمام کر کے سعادت دارین حاصل کر سکتے ہین ان ٹوٹے پھوٹے لفظون مین جو تحریک کی گئی ہے امید ہے قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

(د ہی احمدی گجراتی از گولیکی)

مواعظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہ مواعظ و نصائح جو وقتاً فوقتاً آپنے اپنے زمانہ خلافت مین فرمائے کتاب ازالۃ الخفا تصنیف حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کیئے جاتے ہین۔

(۱) عبد اللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک روز اپنے خطبہ مین فرمایا کہ ای لوگو مین تمہین وصیت کرتا ہون خدا سے ڈرنے کی اور اس بات کی کہ تم خدا کی تعریف کرو جو اوسکے سزاوار ہو اور خدا سے امید و خوف دونون رکھو اور دعا کرتے وقت گڑگڑایا کرو دیکھو اللہ نے حضرت زکریا اور انکے گھر والونکی اس بات پر تعریف فرمائی ہے فرمایا کہ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رھبا وکانوا لنا خاشعین (ترجمہ بیشک وہ لوگ نیکی مین جلدی کرتے تھے اور ہمین امیدوار خوف کیساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے تھے) ای خدا کے بندو اللہ نے تمہاری جانین اپنے حقوق مین رہن کر دی ہین۔ اور اس بات پر تم سے عہد لیا ہے اور خدا نے تم سے ایک قلیل اور فانی چیز لیکر ایک کثیر اور باقی چیز کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ خدا کی کتاب تمہارے پاس موجود ہے جسکے عجایب کبھی فنا نہ ہونگے اور اسکی روشنی کبھی نہ بجھیگی لہذا تم اسکے قول کی تصدیق کرو اور اسکی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور تاریک دلون کیلیئے اس سے روشنی حاصل کرو خدا نے تمہین عبادت کیلیئے پیدا کیا ہے اور تمہارے اوپر لکھنے والے فرشتونکو مقرر فرمایا ہے جو کچھہ تم کرتے ہو ان فرشتونکو معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اے خدا کے بندو صبح شام مین تمہاری موت آنیوالی ہے جسکا تمہین علم نہین ہے پس اگر تم سے ہو سکے کہ جس وقت تمہین موت آئے اسوقت تم خدا کے کام مین ہو تو ایسا کرو۔ اور اس بات کی توفیق خدا ہی کیطرف سے ہوتی ہے لہذا اپنی زندگی کی مہلت مین موت آنے سے پہلے جسقدر نیکیان تمکو کرنا ہین کر لو۔

(۲) حضرت انس کہتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ مین انسان کی ابتدائے پیدائش کی کیفیت بیان فرمائی اس ضمن مین بیان کیا کہ آدمی پیشاب کے مقام سے دو مرتبہ نکلتا ہے (ایکمرتبہ بوقت استقرار حمل باپ کے عضو سے دوسری مرتبہ وقت ولادت ماں کی عضو سے) اس بیان کا وہ اثر ہوا کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے آپکو ناپاک سمجھنے لگا۔ حضرت محدث دہلوی لکھتے ہین کہ یہ خطبہ تکبر نفس کا عمدہ علاج ہے مگر یہ بیان موثر کسکو۔

(۳) ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے دنیا کی ناپایداری کا نقشہ لوگونکی نظر مین کھینچا) خطبہ مین فرمایا کہ وہ حسین صبیح جنکو اپنی جوانی پر ناز تھا کہان گئے وہ بادشاہ جنہون نے شہر آباد کیئے تھے اور قلعے بنائے تھے کہان گئے وہ بہادر لوگ کہان ہین جو میدان جنگ مین غالب رہا کرتے تھے زمانہ نے انکو ملا دیا اور اب وہ قبر کی تاریک کوٹھون مین پڑے ہوئے ہین فریادرس ہے

(۴) ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کھینچ رہے تھے اسی اثنا مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے انہون نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہین فرمایا کہ اسی نے مجھکو بڑی سخت سخت مہلکون مین ڈالا ہے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدن کا ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

(۵) حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی وفات سے ایک برس پہلے حضرت ابوبکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ پچھلے سال گرمیون مین مین نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر رونے لگے پھر کہا کہ پارسال گرمیون مین مینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر پھر رونے لگے پھر کہا کہ پارسال گرمیون مین مینے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرماتے تھے خدا سے صحت تندرستی اور گناہون کی بخشش کی درخواست کرو اور باہم بغض و عداوت نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس مین بھائی بھائی ہوکے رہو جیسا تمہین خدا نے حکم دیا ہے۔

(۶) حضرت انس کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ام ایمن کے پاس چلو تاکہ ہم انکی زیارت کرین جسطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی دیکھنے کو تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ یہ دونون جب انکے پاس پہونچے تو وہ رو رہی تھین ان دونون نے انہین سمجھایا اور کہا کہ تم کیون روتی ہو جو کچھہ اللہ کے ہان ہے وہ اسکے رسول کیلیئے بہتر ہے راوی کہتا ہے کہ ام ایمن نے کہا کہ مین اس سبب سے نہین روتی کہ مین اس بات کو جانتی نہین ہون کہ جو کچھہ اللہ کے ہان ہے وہ اسکے رسول کیلئے بہتر ہے بلکہ مین صرف اسی وجہ سے روتی ہون کہ وحی کا آنا موقوف ہو گیا اس بات کو سنکے ان دونون کا دل بھی بھر آیا اور وہ بھی ان کے ساتھہ رونے لگے۔

(۷) ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی خطبہ مین فرمایا کہ خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

(۸) جب حضرت ابوبکر صدیق نے ملک شام کیطرف جہاد کرنے کیلیئے لشکر بھیجا تو حضرت ابوبکر صدیق کی خطبہ پڑھا اس مین بیان فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اسلئے کہ مین سمجھتا ہون کہ یہ کام حد کمال کو پہونچیگا یہانتک کہ تم لوگ روٹی اور روغن زیتون سے سیر ہو جاؤ گے۔

یہ بشارت تھی فتح شام کی کہ وہان روغن زیتون بہت پیدا ہوتا ہے۔

(۹) حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک خطبہ مین یہ بھی فرمایا

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالون کا جواب

کوئٹہ سے میرے ایک محترم بہائی نے ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کی ایک تحریر میرے پاس اس غرض سے بہیجی ہے کہ مین اسکو مع اسکے جواب کے الحکم مین چہاپ دون۔ یہہ تحریر میرے پاس دیر سے آئی ہوئی ہے لیکن مین بعض اہم امور مین مصروف ہونیکی وجہ سے اسپر توجہ نہ کر سکا۔ لیکن آج مجہے موقع ملا ہے کہ اسکو مع اسکے جواب کے چہاپ دون۔ بحولہ وبقوتہ تعالیٰ۔ ایڈیٹر

سوال

بخدمت جمیع علماء ملت محمدیہ بذریعہ عالمشیر خان التماس کہ موافق عقائد اصول فریق محمدیان قرآن منزل من اللہ ہے اور بدلائل واسنادات قرآن صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب تسلط شیطان سے محفوظ کیا گیا تہا۔ **اوّل** بوقت تلاوت قرآن پناہ مانگنا ساتہہ اللہ کے شیطان رانده ہوئے سے محمد صاحب پر فرض تہا پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۴+۱۰۰ پس رسول ہوکر ترک فرض نہین کر سکتا اور بعد تعمیل حکم تسلط شیطان سے محفوظ۔

دوسرا جو متوکل بخدا اور ایماندار ہین اونپر تسلط شیطان نہین ہے۔ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور بہ نسبت ایمانداران ومتوکلان بخدا پیروان اپنے کے محمد صاحب زیادہ تر ایماندار اور متوکل بخدا کہا جائیگا اسواسطے اوسپر ہرگز تسلط شیطانی ہو نہین سکتا۔

تیسرا تسلط شیطان کا مشرکون پر اور جو شیطان کے ساتہہ مودت رکہتے ہین ہوتا ہے اِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ پس جبکہ محمد صاحب نہ مشرک اور نہ شیطان کے ساتہہ مودت رکہتا ہے تو یہہ بہرصورت محفوظ ہوئے۔

چوتہا حفاظت اور نگہبانی ابلاغ کے واسطے جماعت فرشتون کی پس وپیش رہتی تہی پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع ۲ باوجود اتنی حفاظت کے اگر پیغامون مین زیر بالائی ہویا شیطان مداخلت کرے تو حاضر رہنا اور حفاظت کرنا فرشتون کا سراسر بیجا اور بیفائدہ ہوا۔

پانچوان سورہ والنجم کی تمہید مین محمد صاحب کی خدا نے بڑی زور شور سے قسم کہاکر فرمایا کہ محمد صاحب گمراہ نہین ہوا جو کچہہ بولتا ہے ہوا نفس سے نہین بلکہ وحی کی رو سے بولتا ہے اور اوسکو شدید القویٰ نے سکہلایا ہے اس موقعہ پر بہی شیطان کا تسلط کرنا بجائے خود ملکنا نہین ہو سکتا۔ اور مفسر تفسیر معالم التنزیل متفق الرائے ابن عباس اور محمد بن کعب القرظی وغیرہما من المفسرین بخلاف آیات قرآنی مذکورہ بالا تفسیر کیا۔ قولہ فکان یوم فی مجلس القریش فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ والنجم فقرءھا رسول اللہ و حتے بلغ قولہ افرأیتم اللات والعزی ومنات الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و تیمناہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ۔ مفسرین لکہتے ہین کہ بروز نزول سورہ والنجم جسوقت محمد صاحب پڑہنے لگا تو موافق صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کے شیطان نے اوسکی زبان پر کلمات تعریف بتون کے القاء کردئے اور قریش سنکر خوش ہوئی یہہ عجیب حیرت انگیز تفسیر ہے کیونکہ جب صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کی پہلے سے تہی تو القا کرنا شیطان کا کیا معنی رکہتا ہے۔ یعنی ہوالی ادانی اسباب کو جانتے ہین کہ جو کچہہ دل مین ہوتا ہے وہ زبان پر آتا ہے ہان اگر صلاح نفس اور خواہش دلی کو مشورہ شیطانی کہا جاوے تو البتہ جائے دارد۔ اور وہ صلاح نفس اور تمنا دلی یہہ معنے رکہتی ہین کہ بتون کی تعریف کرنے سے مشرکان عرب خوش ہوکر مطیع ہوجاوینگے لیکن اونہون نے بخلاف اوس کے یہہ سمجہا ہوگا کہ پہر محمد صاحب نے پیروی آباء اجداد اپنے کی قبول کرلی اسواسطے خوش ہوئے ہونگے اور جب موافق صلاح نفس اور مشورہ مجوزہ کے مطلب برآری نہ ہوئی تو ضرور باعث رنج خاطر ہوا ہوگا اور منسوخ کرنا اوس آیت کا بہی لازم آیا۔ اب مضمون مفسرون کا اور آیات قرآنی مذکورہ بالا جن سے محمد صاحب کا محفوظ رہنا تسلط شیطان کے سے پایا جاتا ہے میزان عقل مین وزن کیا گیا تو قرآن کا مضمون مفسرون کی تفسیر اور تشریح سے زیادہ معتبر ہے پس تفسیر کرنا اونکا سراسر غلط بلکہ الزام اور افترا ہے کیونکہ اگر تفسیر کرنا اونکا صحیح ہو تو قرآن کو منزل من اللہ کہنا باطل بلکہ خود ساختہ کلام انسان کہا جائیگا اور وعدہ الٰہی محفوظ ہونے تسلط شیطان سے محض پیغمبر بنکر حاضرین کی تسلی کرتے تہے ورنہ یہ بات بے بنیاد تہی۔ لیکن جب مضمون آیت قرآن جسکا مفسرون نے تفسیر کیا بنظر غور دیکہا۔ تو فی الحق قول مفسرون کا صحیح اور درست ہے پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۷+۱۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ اپنی بات کی درستی کیواسطے اوروں پر الزام لگایا ورنہ کسی پیغمبر نے ایسا تمنا نہین کیا اور کلمات تعریف بتون کے شیطان نے اوسکی زبان پر القا نہین کئے الا محمد صاحب نے۔ اور متن قرآن سے یہ بہی صاف ظاہر ہوا کہ جو مضمون بصلاح نفس اور تمناء دلی رسول کے ہو اوسمین القا شیطانی ضرور ہو جاتا ہے اور جب القا شیطانی ہوا تو تعمیل کرنا اوسکا داخلی گناہ اور صدور گناہ باعث ناراضگی خدا چنانچہ وہ آیت جسمین تعریف بتون کی تہی منسوخ کی گئی۔ اور دوسری جگہ قرآن مین فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہین ہم آیات کو سے یا بہلا دیتے ہین ہم لاتے ہین ہم بہتر اُس سے یا مانند اوسکے پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۳-۱۰۰ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ بہلا دینا تو خدا کی ذات کا خاصہ نہین کیونکہ جسمین سہو اور نسیان ہے وہ خدا نہین اور آیت منسوخ شدہ کے مانند یا بہتر اوس سے لانیکا یہہ معنی ہوگا کہ جسوقت محمد صاحب نے القا کردیا۔ وہ بلند پرواز اور صاحب شفاعت ہین۔ وہ آیت تو منسوخ ہوگئی پس اوس سے بہتر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین رضا اور پسندی محمد صاحب کی تہی بابت اور بتخانہ سجدہ گاہ محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ کا ہوگیا۔ پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۱۷+۱۴۵ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ اور تا زمان فتح مکہ بموجودگی جملہ بتون کے محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ اونکا سجدہ کرتے رہے اور بعد فتح مکہ کے اور تو سب معبود نکالے گئے لیکن ایک حجر الاسود منجملہ اون خداؤن کے رکہکر واحد پرستی معروف کی گئی۔ لہذا عرض رسان ہون کہ وہ آیت جسمین خواہش نفس اور تمنا تعریف بتون کی تہی منسوخ ہوگئی۔ اور جب بموجودگی اون سب بتون کی اوس بتخانہ کا سجدہ کرنا محمد صاحب نے پسند کیا تہا اسی کو بہی تمناء دلی کہا جائیگا تو ضرور القا شیطانی ہوا اور اگر القا شیطانی کہنا ناجائیز ہو تو اوس کے ثبوت مین سند پختہ سے مطلع فرماوین۔

رقیمہ برخوردار خان مغل ہسپتال کوئٹہ

فاما الجواب

:۔ ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کا سوال ہی انکے اعتراض کی تردید کے لئے کافی ہے تاہم مین اسپر کسیقدر بسط سے کلام کرنا چاہتا ہون۔

لاریب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ شیطانی تسلط سے پاک ہین آپ کی تو شان ہی ارفع اور اعلےٰ ہے شیطان کا تسلط قرآن کریم کے رو سے کسی پر بہی نہین جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے مجید کتاب مین فرمایا ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی اے شیطان میرے بندون پر تجہے ہرگز تسلط حاصل نہین۔ ہان مین انجیل کا ذکر ہرگز نہین کرتا۔ کیونکہ انجیل کی رو سے تو یسوع پر بہی جو ایک نادان قوم نے خدا بنا لیا ہے) شیطان کا بہت بڑا تسلط ہے وہ یسوع کو اپنے ساتہہ لے گیا۔ یسوع نے اسکی پیروی کی اور چالیس دن تک وہ بُس القرین یسوع کو لئے پہرتا رہا۔ اگر ڈاکٹر برخوردار خان صاحب انکار کرین تو مین انہین مفصل بتا سکتا ہون۔ غرض قرآن کریم کی رو سے شیطان کا کسی پر بہی تسلط نہین + اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان کو دعاؤن سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے برخلاف اسکے یسوع ناصری کا پیرو بجز آج کی روٹی کے اور کچہہ مانگتا ہی نہین۔

بہرحال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاریب شیطانی تسلط سے بالکل پاک اور معصوم ہین بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچہہ قرآن مجید نے فرمایا وہ سراسر حق اور صحیح ہے۔ یہہ امر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور وہ القاء شیطانی تہا محض اتہام اور سراسر باطل ہے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور نہ اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید مین ہے نہ حدیث کے اعلےٰ طبقہ مین۔ اگر کسی مفسر کا قول ہمیشہ حجت ہو سکتا ہے تو کیا برخوردار خان انجیل مین مفسرین کے اقوال ماننے کو آمادہ ہین۔ تعجب کی بات ہے کہ برخوردار خان قرآن شریف کی بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اتنا بہی علم نہین ہے کہ سارا قرآن شریف بتون اور بتون کی پرستش کی مذمت سے بہرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کی توحید تو مخالف سے مخالف پادریون اور دشمنون نے بہی تسلیم کی ہے + یہی اعتراض پنڈت لیکہرام آریہ مقتول نے بہی کیا تہا اسکا جواب جو بہت ہی صحیح اور لاجواب ہے حضرت حکیم الامتہ نے تصدیق مین دیا ہے۔ جسکو مین یہان درج کردیتا ہون۔

مکذب نے صفحہ نمبر ۷ تکذیب مین سورہ نجم کے حوالہ سے یہہ لغو فقرہ تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی۔ اعتراض کرنے کو لکہا ہے اسلام کے مختلف فرقے دنیا مین موجود ہین سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی مین یہہ موجود نہین اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید مین ایسا

(باقی)

منشہ کا نہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا۔

مکذب فٹ نوٹ میں۔ " مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی معتمدین ذکر ہے "۔

مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا مگر ان میں یہہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض خدمت ہے

بیضاوی نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تلك الغرانیق العلے الخ پڑہا تہا لکھکر کہا ہے وھو مردود عند المحققین اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے تلك الغرانیق کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں اسکو پڑہا۔ صحیح نہیں چنانچہ کہتے ہیں لم یصح شی من ھذا ولا ثبت بوجہ من الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ۔

حیث قال اللہ تعالے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔

وقولہ تعالے وما ینطق عن الھوی۔

وقولہ تعالی ولولا ان ثبتناك لقد کدت ترکن الیھم فنفی المقاربۃ للرکون فضلا عن الرکون۔

قال البزار۔ ھذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

قال البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل ثم اخذ یتکلم ان رواۃ ھذہ القصۃ مطعونون فیھم +

قال امام الائمۃ ابن خزیمۃ ان ھذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +

قال الرازی ھذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لا یجوز القول بھا +

قال اللہ تعالے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی +

وقال اللہ تعالے سنقرئك فلا تنسی۔

ولا شك ان من جوز علی الرسول تعظیم الاوثان فقد کفر لان من المعلوم بالضرورۃ ان اعظم سعیہ کان فی نفی الاوثان +

قال ابن کثیر فی تفسیرہ ان جمیع الروایات فی ھذا الباب اما مرسلۃ او منقطعۃ لا تقوم الحجۃ الشی منھا۔ ثم قال فقد عرفناك انھا جمیعھا لا تقوم بھا الحجۃ لانہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل۔

(فتح البیان مختصراً)

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا البتہ یسوع جنکا ذکر انجیل میں ہے اسپر یہہ اعتراض بڑی صفائی سے ہوسکتا ہے کہ اسنے چالیس دن تک ہیں القرین شیطان کے ساتھہ رہکر زندگی بسر کی۔

ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

اور آیت ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الآیۃ سے جو یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ نبیوں یا رسولوں کی تمنی میں شیطان القا کر دیتا ہے اسکو مردہ پرست عیسائی کب سمجھہ سکتا ہے۔

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو الہامات اور وحی نبیوں کو ہوتی ہے وہ انکے اپنے خیالات یا تمنی کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ یہ آیت تو ایک عظیم الشان سر نبوت کو بیان کرتی ہے۔ اسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول آتا ہے تو اوس کی خواہش اور آرزو اصلاح ملک و قوم ہوتی ہے اسکی تمنی بجز اسکے نہیں ہوسکتی کہ وہ فسق و فجور کے گڑہے میں پڑے ہوئے شریروں کو نکال کر خدائے قدوس کے آستانہ پر جہکا دیں مگر شریر اور ناپاک لوگ جو شیطان کا مظہر ہوتے ہیں اسکی راہ میں روکیں ڈالتے ہیں اور اسکی تبلیغ کو بند کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو ہر طرح اس سے دور رکہنے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن انجام کیا ہوتا ہے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان شیطان اور اسکے مظاہر ناکام اور نامراد رہتے ہیں اور خدا تعالے کے مامور و مرسل آخر کامیاب ہوتے ہیں۔

دور کی باتیں شاید آپ سمجھہ نہ سکیں آج بہی دنیا میں خدا تعالے کا ایک مامور اور مرسل موجود ہے اسکی تمنی یہہ ہے کہ وہ مردہ پرست نصرانیت کے عقاید کو دور کرے اور حی و قیوم خدا کے حضور سب کو جہکا وے۔ لیکن خبیث شیطان چاہتا ہے کہ اسے اس مقصد میں کامیابی نہ ہو۔ وہ اپنے مظاہر کے ذریعہ اسکی راہ میں روکیں ڈال رہا ہے مختلف طرز و طرق پر اسے دُکہہ دیا جاتا اور ستایا جاتا ہے اسکی جماعت پر افترا باندہے جاتے۔

جب دلائل و حجج میں عاجز آجاتے ہیں تو مقدمات اور جہوٹی مخبریوں سے اسے گزند پہونچانا چاہتے ہیں لیکن شیطان اور اسکا لشکر دیکھہ لیگا کہ **انجام کار فتح اسی مامور کی ہے** توحید کا جہنڈا گڑیگا اور مردہ پرست نصرانی استخوان پرستی سے باز آکر حی و قیوم خدا کو اپنا اکیلا اور یکتا خدا سمجہیں گے۔

اس آیت کا مطلب اور مفہوم تو یہ ہے۔ لیکن نادان انسان جو خدا پرستی کی راہوں کو چہوڑ کر شیطانی خیالات کا اسیر ہو کر اندہیرے میں چلتا ہے۔ وہ اپنے نفس کا غلام ہو کر اولٹے معنے کرتا ہے۔

(باقی آئندہ)

سلہ اس قسم کی کوئی بات بہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہیں ہوئی۔ اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اسکا بطلان ظاہر ہے۔ مگر محققین کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کی کتاب ہی تو اسے رد کر رہی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اگر یہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتہہ پکڑتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے۔ یہ نبی اپنی طرف سے نہیں بولتا۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اگر ہم تجھکو مضبوط نہ رکہتے تو تو ان کی جانب قریب تہا کہ مائل ہو جاتا۔ اب یہ آیت مقاربت میلان کی بہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ آنجناب کا میلان ان کی جانب ہوتا۔ بزار کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو۔ بیہقی کہتے ہیں۔ یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہیں ہوا۔ پہر بیہقی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں طعن کیا گیا ہے۔ امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ اس قصہ کو زندیقوں نے وضع کیا ہے + امام رازی کہتے ہیں۔ یہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے اسکا ماننا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ یہ نبی اپنی طرف سے کچھہ نہیں بولتا یہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دلمیں وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے عنقریب ہم تجھے قرآن پڑہاتے ہیں۔ پہر تو اوسے فراموش نہ کریگا۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ کہنا روا رکہے کہ آپ نے بتوں کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے۔ اسلئے کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کوشش بتوں کا نابود کرنا تہا۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس باب میں جتنی روایتیں ہیں یا تو مرسل ہیں یا منقطع ہیں اور ایسی روایتیں حجت نہیں ہوا کرتیں۔ پہر امام صاحب فرماتے ہیں۔ ہم تجھے سمجھا چکے ہیں۔ کہ یہ تمام روایتیں حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ اہل صحت میں سے کسی نے انہیں روایت نہیں کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہیں اسناد کیا۔ اور امام صاحب تفسیر کبیر میں کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اوسسے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ زندیقوں نے اسے گہڑا ہے۔ اور اوس نے اس بارہ میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے +

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

ماموروں کی زندگی معمولی زندگی نہیں ہوا کرتی بلکہ انکی ہر حرکت و سکون ہر آن و ادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکہا کرتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالےٰ کی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نفرماتے۔ لیکن بہت ہی تہوڑے ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم کے ساتھ ماموری ہر حالت و ادا کو دیکہنے کے عادی ہوتے ہیں جب سے کہ مجہے اللہ تعالے نے دار الامان میں رہنے کا فخر بخشا ہے اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک لائف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش اور شوق دے رکہا ہے اور میرے اکثر احباب جانتے ہیں کہ میں اس پاک لائف کے مواد جمع کرتا رہتا ہوں۔ انہیں سے بعض باتیں آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہوں۔

دنیوی مقاصد پیش نظر نہیں

اعلے حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین میں سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بہی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ میں گذارتے ہیں۔ آؤ! میں تمہیں آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤں + یہہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب امتحان انٹرینس دیکر امرتسر سے واپس آئے ہیں۔ آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا۔ کسی نے کہا میاں صاحب بہت دبلے ہو گئے ہیں دوسرے نے کہا۔ انکو اپنی کمزوری کا خیال کر کے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہو فیل ہو جاؤں۔

اسپر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ دعا کریں یہہ پاس ہو جاویں۔ اسپر اعلے حضرت حجۃ اللہ نے جو کچھہ فرمایا وہ آب زر سے بہی لکہا جاوے تو اسکی پوری قدر نہیں ہوسکتی۔ یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہیں اور آپ کی پاک سیرۃ کو عیاں کر کے دکہاتے ہیں۔ فرمایا ہمیں تو ایسی باتوں کیطرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ ہم

باتون کے لئے دعا نہین کرتے۔ ہکونہ نوکریون کیضرورت ہے اور نہ ہمارا یہنشاء ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاوین ہان اتنی بات ہے کہ یہہ علوم متعارفہ مین کسیقدر دستگاہ پیدا کرلین جو خدمت دین مین کام آئے پاس فیل سے تعلق نہین اور نہ کوئی غرض"۔

ان فقرات پر غور کرو کہ کیا کسی دنیا دار دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہین ایسی حالت اور ایسے وقت مین جبکہ وہ اپنی بیوی بچون مین بیٹھا ہوا ہے۔ مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اسکے اردگرد نہین ہے۔ اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کس دلیل کیضرورت ہے کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹون کے لئے ایسی امتحانی منزلون کے طے کرانے کے لئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہین اور اسکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے کبھی نہین ڈرتے۔

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہین یہہ واقعہ تو آپ کی زندگی مین اسی سال اور پچھلے ہی مہینے کا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدبختی سے یہہ کہہ اُٹھے کہ اسوقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پرواہ نہین اسلئے ایسا فرمایا۔ لیکن مین ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہون جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اسقدر خدام گرد و پیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کر رہے تھے اور گوشہ گمنامی مین اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتین کیا کرتے تھے۔

اسوقت جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب حال افسر مال میانوالی جو اعلےٰ حضرتؑ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہین امتحان تحصیلداری مین شریک ہوئے۔ انہون نے دعا کی درخواست کی۔ عصر کی نماز کا وقت تھا۔ آپ وضو کر رہے تھے اسوقت مرزا سلطان احمد صاحب کا عریضہ ملا۔ آپ نے وضو کرکے اسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کرکے پھینکدیا اور فرمایا

مین ایسی باتون کے لئے دعا نہین کرتا۔ مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے۔ اسکے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائیگا۔ یہہ خدا تعالےٰ کا فضل تھا +

غرض جہانتک آپکی پاک لائف مین نظر کرتے جاوین اس قسم کے ہزارون واقعات ملین گے۔

مخدوم الملتہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے روایت فرماتے ہین کہ میان محمود والا واقعہ سن کر میرے دل مین آپ کے مستجاب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہوگیا اسلئے کہ جیسا مین ہر موقعہ پر دیکھتا ہون اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا۔ کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ متوجہ ہونا پسند کرتے ہین۔ چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت مین بہت کراہت پیدا ہوتی لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا مین محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے اسوقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے۔"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کل باغ مین ہین آپ کے ساتھ بعض خاص خدام اور بزرگان ملت بھی ہین ایک خادمہ کی روایت پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آندھی یا بارش کے سامان نظر آتے ہین تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گھبراتے ہین اور کہتے ہین یا اللہ تو اپنا رحم اور فضل کر تیرے یہ عاجز بندے یہان بے سر و سامان ہین۔ (یہہ آپ کے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹر) یہہ واقعہ نہ صرف اعلےٰ حضرت کی کمال معرفت کا ثبوت ہے بلکہ اس سے آپکی اس دلی ہمدردی اور محبّت کا بھی پتہ لگتا ہے جو آپ کو نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخلص احباب سے خصوصاً ہے کہ انکے لئے وہ کسقدر بیتاب اور بیقرار رہتا ہے اپنے آرام کو بھی انپر قربان کرتا ہے یہہ ایثار ماموروں کے سوا دوسرون کو نہین دیا جاتا۔ اور اسکے سوا اس واقعہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ماسوی اللہ سے آپ کسقدر بیزار اور الگ ہین حقیقی ماوا اور ملجاء اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو سمجھتے ہین اور دعاؤن پر آپ کو بہت بھروسہ ہے۔

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر مین بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کرکے فرمایا!

دیکھو! نوکرون پر سختی بالکل نہین ہونی چاہئے۔ انکو جو کچھ سمجھانا ہو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔ اور ان کے واسطے دعا کیا کرو۔ اگر انکو ملامت کرو تو استغفار کرو کہ خدا انہین ہدایت دے۔ نیکی دے۔ سمجھ دے۔ ایسا ہی بچّون کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاؤ تو انکو بھی جھڑکو نہین انکے لئے دعا کرو۔ اور اسی قسم کے دعائیہ کلمات سے سمجھاؤ۔

خدا تعالےٰ کے غضب کے دن آئے ہوئے ہین وہ کسی کی پروا نہین کرتا۔ جہانتک ہوسکے خدا کی مخلوق پر رحم کرو تاکہ اللہ تعالےٰ تم پر بھی رحم کرے۔

مندرجہ بالا بعض واقعات شمہ از شمائل آنحضرت ہین۔ انپر غور کرو اور وہ مفید نتائج اور سبق جو ان سے مل سکتے ہین حاصل کرو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان سے فائدہ اُٹھانے والا دل دماغ عطا کرے اور توفیق دے۔ آمین۔

لاہور مین میرے دو تین دن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سے لاہور

بٹالہ سے جس کمرہ مین مین سوار ہوا تھا اس کمرہ مین چند اور شریف آدمی بھی سوار تھے جن مین سے ایک خاص رنگو سے آیا تھا جہان کا راجہ خاندان بالکل تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ جو دردانگیز اور بھیانک حالات انہون نے بیان کئے وہ اس سے کچھ بھی کم نہ تھے جو ناظرین پڑھ چکے ہین۔ بلکہ وہان کی بربادی اور تباہی کے اور بھی خوفناک منظر دکھاتے تھے۔ وہ یہ بیان ہی کر رہے تھے کہ ایک جنٹلمین بول اٹھے۔

"سنا ہے مرزا قادیانی نے ایک اور زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے۔"

اسپر ایک دوسرے صاحب بول اُٹھے "کیا اُنھون نے پہلے زلزلہ کی بھی پیشگوئی کی تھی؟"

اسوقت تک کسی کو بجز ایک کے (جو کسی زمانہ مین میرے اوستاد تھے اور آجکل ملتان مین ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہین) معلوم نہ تھا کہ مین قادیان رہا کرتا ہون اور خدا کے محض کرم سے اسی آستانہ علیا کا ایک ادنےٰ خادم ہون۔ مینے اپنے فرض کے خلاف سمجھا کہ خاموش رہون چنانچہ مینے اس دوسرے صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ ہان پیشگوئی کی تھی میرا یہ کہنا تھا کہ سب کے کان کھڑے ہوگئے۔ اور ادہر اُدہر سے آوازین آنے لگین۔

کیا آپ قادیانی ہین

جسکا جواب مینے اس مفہوم کے لحاظ سے جو اس سوال کے اندر مرکوز ہے اثبات مین دیا۔ پھر دوسرا سوال یہ ہوا۔

سائل۔ کیون صاحب یہ زلزلہ کی پیشگوئی کب کی تھی؟ اگر پہلے سے خبر دی تھی تو اسقدر مخلوق کیون تباہ ہوئی۔

مین۔ جناب یہہ پیشگوئی اوّل اوّل آج سے قریباً پچیس ۲۵ برس پہلے ملک مین شائع ہوئی تھی۔ پھر ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے خدا تعالےٰ نے اس قہری نشان سے دنیا کو اپنے صادق بندے کے ذریعہ آگاہ کیا اور پھر زلزلہ آنے سے چند روز پیشتر بھی اطلاع دی گئی تھی۔ یہہ تو آپ کے سوال کے پہلے جزو کا جواب ہے دوسرے حصہ کے متعلق یہہ گذارش ہے کہ مخلوق کیون تباہ ہوئی؟ اسکا جواب خدا تعالےٰ کی مجید کتاب سے ملتا ہے

بما کسبت ایدیھم

اونہون نے خدا تعالےٰ کے اس الارم اور اطلاع کی کچھ پروا نکی۔ اطلاع دینے والے پر ہنسی ٹھٹھا کیا۔ اسکی نصائح کو خود غرضی پر محمول کیا۔ شوخی و شرارت مین پہلے سے زیادہ بڑھ گئے۔ کوئی تبدیلی نہ کی۔ آخر خدا کے عذاب نے انہین پاش پاش کر دیا۔ اور اسپر بھی ابھی شوخی کم نہین ہوئی۔ بلکہ بڑھی ہے اسلئے خدا تعالےٰ نے اپنے بندہ کے ذریعہ پھر آگاہ کیا ہے کہ عذاب الٰہی آنیوالا ہے۔

سائل۔ یہہ عذاب کب آئیگا۔

مین۔ جسطرح خدا کے آیا کرتے ہین۔ بغتۃً ہی آئیگا یعنی یکایک۔ اچانک۔ بے خبری مین۔

سائل۔ اگر بے خبری مین آئیگا تو ایسی اطلاع سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا۔

مین۔ مخلوق کو یہ فائدہ ہوگا کہ جو ان مین سے سلیم الفطرت اور رشید مین وہ اپنے اندر مستقل تبدیلی کر لینگے۔ اور جو شرارت اور شوخی مین ترقی کرینگے اور اپنے جرائم کو پاداش کی حد تک پہونچا دینگے وہ اس عذاب سے پارہ پارہ ہوکر دوسرون کے لئے موجب عبرت ٹھیرین گے۔

سائل۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس عذاب کی کوئی تاریخ بھی مقرر ہے۔

مین۔ ہان خدا تعالےٰ کے حضور تو مقرر ہے اسی لئے اس الہام اور پیشگوئی مین جو اسکے متعلق ہوئی ہے اس کا نام الساعۃ رکھا ہے

مگر دنیا کو اس الساعۃ کا علم نہیں دیا گیا۔

سائل - تو کیا مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

میں - جہاں تک میرا علم ہے مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

سائل - تو یہ تو کوئی پیشگوئی نہ ہوئی جبکہ خود پیشگوئی کرنے والا ملہم ہی نہیں بتا سکتا کہ کب عذاب آئے گا۔

میں - مجھے آپ کے منہ سے یہ اعتراض سنکر بہت افسوس ہوا اگر کوئی ہندو یا دہریہ اسپر اعتراض کرتا تو میں اسکو کسی دوسرے رنگ میں جواب دیتا۔ لیکن ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتا ہے وہ ایسا اعتراض کیوں کرتا ہے؟ اگر آپ کا یہ اعتراض صحیح ہے اور کسی نبی اور ملہم کے لئے یہ فرض ہے کہ اس کی کوئی ایسی پیشگوئی تسلیم نہ کی جاوے گی تو پھر شاید آپ کو سارے نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا پڑے میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ سلسلہ نبوت سے اگر کچھ بھی واقف ہوتے تو کبھی ایسا اعتراض نہ کرتے۔

سائل - قرآن مجید ایسی بودی پیشگوئیاں نہیں کرتا جو بے سر و پا ہوں اور نہ نبیوں کی شان ہے کہ وہ مبہم اور مجمل پیشگوئی کریں۔

میں - اگر قرآن شریف یا نبیوں کے کلام میں ایسی پیشگوئیاں موجود ہوں تو پھر آپ کیا کہیں گے؟

سائل - میں پھر مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر بھی نظر کروں گا۔

میں - نظر کرنے کے کیا معنی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ پیشگوئی بھی اسی چشمہ سے آئی ہے۔

سائل - اچھا آپ کوئی ایسی پیشگوئی بتائیں تو سہی

میں - کوئی کیا میں تو بطور قاعدہ کلیہ آپکو بتاتا ہوں کہ انذاری پیشگوئیاں خصوصًا اور عمومًا ساری ہی پیشگوئیاں اس رنگ کی ہوتی ہیں۔ ہاں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جس میں وقت بھی بتا دیا جاتا ہے مگر دیکھو حضرت مسیح نے صاف طور پر اقرار کیا کہ **اس گھڑی کو باپ کے سوا کوئی نہیں جانتا** حالانکہ وہ اس گھڑی سے مخلوق کو ڈراتے تھے۔ پھر قرآن مجید صاف طور پر لا ادری اقریب ام بعید بتاتا ہے جو اس زلزلہ والی پیشگوئی کی ایسی لاجواب نظیر ہے کہ آپ اس کا ہرگز جواب نہیں دے سکیں گے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طوفان کے آنے کی خبر دی تھی اور اسوقت تک کہ نوحؑ کشتی میں سوار ہوا کسی کو علم نہ تھا کہ طوفان آنیوالا ہے بلکہ قرآن شریف بڑے واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ لوگ نوح علیہ السلام پر ہنسی کرتے۔ جب اسے دیکھتے کہ وہ کشتی بنا رہا ہے بحالیکہ طوفانی موسم کے کوئی آثار اور علامات نہیں ہیں۔ اگر کوئی وقت خاص دیا گیا تھا یا علامات کو دیکھ قیافہ اور فراست سے کہا گیا تھا تو پھر ان لوگوں کی ہنسی کے کیا معنے۔

پیشگوئی کے سائنس اور فلسفہ سے بھی آپ ناواقف ہیں اور سنن انبیاء سے بھی بے خبر تھا۔ یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے لوگ غلطی اور نادانی سے وہ وہی اعتراض کرتے ہیں جو ہر زمانہ میں نبیوں پر کئے گئے۔ اور ہم تو اسی وجہ سے تمام معترضین کو جو مسلمان کہلاتے ہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کر کے دکھائیں جو پہلے کسی نبی اور راستباز پر نہ کیا گیا ہو۔

مینے جسوقت یہ جواب دیا سائل پر خدا کی قدرت کچھ ایسا رعب چھا گیا کہ **فبھت الذی کفر** کا پورا نمونہ مجھے نظر آیا۔ اس سے اور تو کچھ بن نہ آیا آتھم کی پیشگوئی لے بیٹھا۔ لیکن جب مینے اسے یہ کہا کہ آپ نے وہ پیشگوئی ہرگز نہیں پڑھی تو کہا تو یہ کہا کہ آپ ناراض ہوتے ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا اور غالبًا میرے ناظرین بھی اس تقریر سے نہ سمجھیں گے کہ اس میں ناراضی کی کونسی بات ہے۔

اس قسم کی باتوں میں امرتسر پہنچ گئے گاڑی کے آنے میں کچھ دیر تھی ہم سب اتر کر دوسرے پلیٹ فارم پر آ گئے محض اس خیال سے کہ پہلی ٹرین میں جو سیل ٹرین تھی سوار ہو کر چلے جاویں پھر وہ میرے ساتھ ایک کمرہ میں نہیں بیٹھے۔

امرتسر کے پلیٹ فارم پر میری ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی اور خدا تعالے کے اس عجیب قہری نشان پر کچھ باتیں ہوتی رہیں ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ خسروؔ کے ایک شعر میں کسی قدر تصرف کیا جاوے تو وہ اس نشان پر عجیب صادق آتا ہے اور اسے یوں پڑھا جاوے۔

دبدبۂ عیسوئم شد بلند
زلزلہ بر کوہ جوالا فگند

(باقی آیندہ)

مرزا اور لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر سے

مندرجہ ذیل اطلاعیں دفتر الحکم میں موصول ہوئی ہیں:

۱- مالکان جایداد واقعہ دہرم سالہ سے نہایت تاکید کے ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فورًا اسطرف کے حکام کو اطلاع دیں کہ انکا مال و متاع کس مقام پر اور کسکی تحویل میں رکھا جاوے۔

۲- آنریبل مسٹر اے اینڈرسن صاحب مرحوم سی۔ ایس۔ آئی کی جگہ مسٹر گارڈن واکر صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر قسمت دہلی قایم مقام فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوئے۔ ڈبلیو ایم فننش صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر گارڈن واکر صاحب کی جگہ اور ایم۔ ایل ڈیرنگ صاحب بجائے فننش صاحب قایم مقامی کریں گے حم

۳- لاہور مورخہ ۲۵- اپریل ۱۹۰۵ء دستخط ایل۔ ڈبلیو مین قایم مقام جسٹرار پنجاب سول سیکرٹریٹ۔

بلاغ لقوم عابدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الـبـلاغ

یعنی

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آویگی جسکا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرماویگا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آنیوالا نہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ **میں چھپ کر آؤں گا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے** غالبًا وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے پس اے عزیزو! تم خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے۔ بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور ان کی زبانیں مردار سے بدتر ہیں وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں وہ دلوں کے اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں ان پر رحم کروں گا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لئے فتح نمایاں ہوگی کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے بجز ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دیجاتی پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھکو انکو پتہ لگ جائے۔ میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانوں سے جو دو منزلہ سہ منزلے ہیں اجتناب کریں تو اسمیں رعایت ظاہر ہے آیندہ ان کا اختیار۔ والسلام۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت

تعلیمات نبوت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس کو ایسا پاک وصاف کردیا تھا کہ ان کے دنیاوی تعلقات بھی پندو نصیحت سے خالی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ کو ایک خط بھیجا تھا جسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

"بعد حمد ونعت کے معلوم ہو۔ تمہارا جو مقصد ہے وہ اس وقت تک ہرگز نہ حاصل ہوگا جبتک تم ان چیزون کو نہ چھوڑ دو جن کی طرف نفس راغب ہو۔ اور جن چیزون کی تمہین آرزو ہو وہ اس وقت تک ہرگز ہاتھ نہ آئین گی جب تک ناگوار چیزون پر صبر نہ کرو۔ لہذا چاہیئے کہ تم لب ہلاؤ تو ذکر الہی کیلیئے ہو۔ خاموش ہو تو امور خیر مین غوض کرتے ہو اور کسی چیز کو دیکھو تو نگاہ عبرت سے۔ خوب جان لو کہ دنیا بیٹے کھاتی رہتی ہے۔ اسکی یہ رونق بدل کے کچھ اور ہو جائے گی اسلئے اس دنیا پر غرہ نہ کرنا۔ اور مسجد تمہارا گھر ہو۔ والسلام"

اس کے جواب مین ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ "سلام علیک۔ اس کے بعد مین تمہین وصیت کرتا ہون کہ اللہ جل شانہٗ سے ڈرتے رہنا۔ اور بیماری کے خیال سے صحت کو۔ بڑھاپے کے خیال سے جوانی کو عدیم الفرصتی کے خیال سے فرصت کو۔ موت کے خیال سے زندگی کو۔ اور ظلم کے خیال سے دوستی کو غنیمت سمجھنا اور اس زندگی غیر فانی کو یاد رکھو جو دو مقامون مین سے ایک مین ضرور ہوگی۔ یا تو جنت مین اور یا دوزخ مین۔ تم نہین جانتے کہ ان مقامون مین سے کہان جاؤ گے؟"

اسیطرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عامر بن عبد القیس کو لکھا تھا "بعد سلام معلوم ہو کہ مینے تم سے ایک بات کا معاہدہ کیا تھا مگر مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم نے اس کے خلاف کیا۔ لہذا اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور اگر یہ خبر جو مجھے پہونچی صحیح ہے تو بھی خدا سے ڈرو اور پھر اپنے عہد کے پابند ہو جاؤ"

سبحان اللہ! کیا صفائی تھی! اور کیا پاک باطنی تھی! بے شک یہی فرض ہر بھائی کا بھائی کے ساتھ اور ہر مسلمان کا مسلمان کے ساتھ ہے مگر اس کو کتنے نباہتے ہین؟

مگر اس کا کیا علاج کر ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(ریفارمر)

عجیب وغریب خطوط

(اپنی انگلش بہو کے نام ایک احمدی خاتون کا خط اور اس کا جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳ر اپریل ۱۹۰۵ء از موضع ادرین

عزیزہ ایلیس سلمہا! جیتی رہو، خدا تم کو سلامت رکھے! یہان آپا کو آجکل حسنہ سلمہا کی پردہ مین رہنے کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے رنج بھی ہین۔

پیاری ایلیس! اسمین کوئی شک نہین کہ ابھی پیاری حسنہ کو پردہ کرنے کی ضرورت نہین ہے اور نہ کبھی ایسے پردہ کی ضرورت ہے جیساکہ ہندوستان مین رائج ہے۔ مگر ہان، ابھی سے اگر حسنہ کو پردہ کی عادت نہ ڈالی جائیگی تو پھر آیندہ بہت مشکل ہوجائیگا، اور اس بیچاری کو بھی ناگوار معلوم ہوگا۔

پیاری ایلیس، اسلام عورتون کو باہر نکلنے سے منع نہین کرتا، اور ضرورتاً غیر مردون سے بھی بات چیت کرنے سے نہین روکتا۔ عورتین باہر جاسکتی ہین مگر اسطرح کہ سوا ہتھیلیون اور آنکھ، ناک اور منہ کے کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے۔ یعنی باہر جاتے وقت ایک ایسا لباس زیب تن ہو کہ جو کل بناؤ سنگار خوبصورتی کے لباس اور چہرون کو بال سے لیکر پاؤن تک ڈھانک لے تاکہ خواہ مخواہ مردون کے دل اسکی طرف منتقل ہوجایا کرین۔ ہان، آنکھ، ناک، اور منہ کھلا رہے تو وہ آرام سے نکل نہین سکتی، اسلیئے ان کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ اور غیر مردون سے بلا ضرورت نہ ملے عورتون کی مجلس الگ ہو اور مردون کی الگ۔ ہان ضرورتاً ملنے کو منع بھی نہین کرتا، مگر اسیطرح جسطرح کہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ بس یہی اسلامی پردہ ہے۔ اگر اسکا انتظام تم حسنہ کے ساتھ رکھو تو ہم لوگون کو بڑی خوشی ہو۔

پیاری ایلیس! تم ہی انصاف کرو کہ عورتون اور مردون کی آزادانہ میل جول سے کہان تک خرابی کا احتمال ہے؟ یہ کیا رسم ہے کہ عورتین بن سنوار کر اپنی خوبصورتی کو دوبالا کرکے غیر مردون سے اپنی خوبصورتی کی تعریف سننے کیلیئے مردون کی مجلسون مین شریک ہوتی ہین؟ کیا ہمارا، یا شوہر ہماری خوبصورتی اور ہمارے لباسون کی تعریف کرنے کیلیئے کافی نہین جو ہم دوسرون کی قابل نفرت تعریف سننے کیلیئے جائین۔ اگر کسی مجلس مین جانے سے حقیقتاً فائدہ ہے تو جاؤ، اسلام منع نہین کرتا، مگر اسطرح جاؤ کہ کوئی زینت کا مقام ظاہر نہ رہے، اور عورتین ایک طرف بیٹھین اور مرد ایک طرف ہون۔ پر سے ایک ایسا سادہ لباس ہو کہ جو سب خوبصورتیون، کشش انگیز لباسون اور بناؤ سنگار کو چھپالے۔ اسمین کسی کا نقصان ہی کیا ہے؟ ہان، ان کا نقصان ضرور ہے جو اپنی خوبصورتی اور اپنے لباس کے بھبن کو نہ معلوم کس خیال سے اپنے پیارے خاوندون کے سوا غیر مردون سے سننا چاہتی ہین۔

ایلیس پیاری! خدا کیلیئے ایسے خیالون سے پیاری حسنہ کو بچاؤ! اور بچانے کی کوئی تدبیر نہین سوا اس کے کہ غیر مردون، نالایق لونڈون سے خلاملا نہ ہونے دو، اور اگر کہین جائے بھی تو اسطرح کہ کوئی خوبصورتی کی چیز ظاہر نہ ہو، ایک سادہ لباس سے سب کچھ چھپا رہے۔ ان نصیحتون کو مانو اور جواب جلد دو۔ فقط۔

عاجزہ تمہاری آمان

جواب

مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۵ء۔ از شہر بھاگلپور

آماجان! آپ کا خط آیا ہمرا آنکھون سے لگایا۔ مین نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھا پڑھوا کر سنا، اور اس نتیجہ پر پہونچی کہ آپ کا لکھنا محض صحیح ہے۔ ایک حد تک ہم لوگون مین کمزوری ضرور ہے! اور مین آپ کی نصیحتون پر عمل کرکے حسنہ کے ساتھ ان باتون کا بہت اچھی طرح خیال رکھونگی۔ آپ تردد نہ فرمائین۔ اور یہان ہر طرح خیریت ہے۔ فقط۔ عاجزہ آپکی پیاری ایلیس۔

نشان قہری زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہین

بربادی زلزلہ کی مزید کیفیت

سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے:۔ بربادی زلزلہ کے مزید حالات اتلاف نفوس کے سابقہ تخمینہ مین کسی قسم کی تخفیف کرتے ہوئے معلوم نہین ہوتے بلکہ بربادی کی ہولناک تصویر کو زیادہ روشن کرتے ہین البتہ ساتوین گورکھا پلٹن کے نقصانات کے اندازہ کو کم کرتے ہین۔ اگرچہ لاہور مین براہ راست صحیح اور معتبر اطلاع نہین پہنچی ہے۔ مگر ساتوین گورکھا کی چار کمپنیون کے نقصان کا پہلا تخمینہ سرسری طور پر کیا گیا تھا۔ مگر شملہ سے جو تار آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۲ سپاہی مرگئے۔ ۱۰ گم ہین اور ۱۱ زخمی ہوئی۔ کشمیر کی بابت معتبر ذرایع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان عموماً بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک صاحب چشمدیدہ حالات لاہور مین معلوم ہوئے ہین اور کچھ خطوط بھی سرینگر سے مل گئے ہین مگر اور مقامات کی خبرین کم تسلی بخش ہین۔ پالم پور برباد ہوگیا ہے۔ اور صرف کھنڈرات کا ڈھیر ہی ڈھیر دکھائی دیتا ہے۔ ضلع کا سلسلہ تار اور ڈاک ٹوٹ گیا اور تار اور ڈاک کی آمدورفت بند ہوگئی۔

دھرم سالہ سے اور فہرست آئی ہے جو یورپین مردون کی ہے مسس کوپ لینڈ گوپال پور کے باغات چار کی مالکہ۔ مسٹر گبسن جیجا کے باغات چاء کے مالک مسس اے۔ ایچ ڈاکٹر جو مرحوم مسس نیوٹن کی ہمشیرہ تھی۔ اور مسٹر سیل کے ایک بچے کے مرجانے کی خبر ہے مسٹر سیل سلیٹ کی کان کے منتظم ہین۔ یہ کیفیت یورپینون کی ہے۔ مگر دیسیون کی بربادی احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ امدادی پارٹیان اپنا کام تیزی کے ساتھ کر رہی ہین اور دبے ہوئے مردون کو نکال رہی ہین۔ انبالہ اور میانمیر سے پایونیر فوج کے دستے اور ان کی کمک کے دستے پہنچ رہے ہین۔

دھرم سالہ نے سلسلہ تار برقی قائم کر دیا ہے اور پچھلے اتوار کو کرنیل رابرٹسن حفظان صحت دھرم سالہ کو روانہ ہوگئے تھے۔ ایک نامہ نگار دھرم سالہ کے بازارون کی خوفناک حالت کی کیفیت لکھتا ہے جو زلزلہ کے دوسرے دن نظر آرہی تھی بچے کھچے آدمی سردی سے کانپتے ہوئے برباد مکانون کے کھنڈرات مین جمع ہوکر آگ تاپ رہے تھے جو مکانون کی چھتون کی لکڑیان جلا کر سردی سے محفوظ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور فاصلے پر مردے جل رہے تھے۔ اور زندہ آدمی خائف تھے کہ زمین اپنا مونہہ کھولکر ہم کو ہڑپ نہ کرے۔ شملہ کی تار خبرون سے واضح ہوتا ہے کہ وایسریگل لاج کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے حالانکہ پہلے اسقدر نقصان کا اندازہ نہ کیا گیا تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شملہ کالکا ریلوے کو کوئی صدمہ نہین پہونچا۔ اور شملہ و کالکا کی درمیانی چھاونیون مین زلزلہ بہت کم محسوس ہوا اسلئے انہون نے رپورٹ کرنے کی پرواہ تک نہین کی۔ پایونیر لکھتا ہے کہ پچیس سال پہلے مینی تال مین دامن کوہ کا ایک حصہ گرنے سے جو نقصان جان انگریزون کا ہوا تھا اسکے قریب قریب اب

(باقی آئندہ)

نشان زلزلہ کے خطوط

نظارہ ہولناک ۴ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۳ چیت سمت ۱۹۶۱ بکرمی مطابق ۲۸ ماہ محرم سنہ ۱۳۲۳ ہجری کی صبح صادق اپنی معمولی آب و تاب سے اس جہان فانی پر چمکی کسی کو کیا معلوم تھا کہ بچشم زدن و بطرفۃ العین کیا ہو گا اللہ ری تیری شان کبریائی کا بجز ذات پاک کس کو علم ہو سکتا ہے۔

قریباً چھ بجے کے وقت جبکہ میں سڑک پر بجانب جنگل برائے رفع حاجات جا رہا تھا کیا دیکھا کہ مشرق کیطرف سے شرشر کی آواز سنائی دے اور ایک گرد و غبار کی دیوار بڑے زور شور سے آرہی ہے سمجھا کہ یہ معمولی طوفان ہے اور کم از ایک سکینڈ وہ دیوار مجھ پر سے گذر گئی اور مجھے ایسا دھکا لگا کہ میں زمین پر گر پڑا آناً فاناً متصل کے مکانات [illegible] دھم کی آوازیں سنائی دیں۔ اور طرفین میں سناٹے کا عالم چھا گیا میں جب گرا تو ہمارا [illegible] چھت لیٹ گیا کیا محسوس کر رہا ہوں کہ کرۂ ارضی اسطرح پرواز کر رہا ہے جسطرح کوئی شخص چارپائی پر لیٹا ہوا چارپائی کو زور سے ہلنے سے محسوس کرتا ہے۔ کوئی دو منٹ تو ایسا سماں رہا بعد ازاں آہ و فغان [illegible] بلند۔ وہ وقت کیا تھا گویا قیامت تھی۔ والدین کو اپنی اولاد اور بچگان کو اپنے والدین کی نہ سوجھی۔ پیارے سے پیارے کو نہ جان سکتا تھا۔ کہ کہاں وہ ہے اور کہاں میں ہوں جب یہ آفت گذر گئی تو چاروں طرف سے آہ و زاری کے نعرے بلند ہوئے کیا دکھائی دیا کہ تمام بازار مکانات کوٹھیات اپنی بنیادوں سے اکھڑ کر خاک ہو گئی ہزاروں مرد زن و بچہ دکانوں میں بوجھ کے نیچے دب گئے۔ کوئی کوئی شخص جو مسجد میں اٹھ چکا تھا آواز بلند پکار رہا تھا نکلو نکلو بھاگو بھاگو وہ گر پڑا مگر بعض [illegible] جنکو خداوند تعالیٰ نے رکھنا تھا صحیح سلامت برآمد ہوئے۔ سینکڑوں سخت مجروح و زخمی ہوئے۔ سینکڑوں دب کر مر گئے۔ کئی نعشیں کئی کئی روز تک برآمد نہیں ہوئیں جبتک کہ مکھی نے اسکا سبب نہیں [illegible] دیگر اشخاص کو آگاہ نہ کر دیا ہائی وہ درد انگیز نظارہ وہ ہیبت ناک سین۔ وہ خوفناک وقت کہ [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ ایک قہر الٰہی بصورت جہنم مثیل انسان ہو رہا تھا عجب بری شان عجب بری شوکت۔ تعجب گاہ سے باہم گفتگو ہے گلستانیں چار [illegible] کل کو دیکھا۔ نہ اسکی وہ رنگت نہ اسکی وہ [illegible] ہزارہا خانجات میں کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جو خاک میں نہ ملگیا ہو لوگوں کے ہزارہا روپیہ کا مال لکھوکھہا روپیہ کا اسباب چاندی و سونا و زرکشی پارچات مٹی میں اسطرح ملا ہوا ہے اگر کسی کے پاس تہائی نہیں تو اپنے مردہ خویش و اقربا کو لوگ کفن و دفن کے بعد گھر کے پاس آتے ہیں کوئی جنس نہیں پاتے نہ کسی ہمسایہ سے بامید حصول طلب کر سکتے ہیں ایسے وقت میں خلق اللہ حیران و پریشان ہو رہی تھی۔ کہ کیا کریں۔ پیارے پیارے بچے رو رو کر اپنے والدین سے روٹی طلب کر رہے ہیں اور لوگ بیچارے سخت ششدر ہیں کہ کیا کریں بعض بعض تو جنس وغیرہ نکالنے میں کامیاب ہوئے اور ہزاروں آدمی بھوکے پیاسے ایسے بیاکل ہو رہے ہیں سرگردان دیوانہ وار دیکھ رہے ہیں۔ کہ کہاں جائیں اور کدھر ڈھونڈیں۔

اندریں وقت مسافر لوگ جو دو چار پانچ سات کوس سے آئے ہوئے وہاں سے گذرے ہیں یہی بیان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ کہ ایسی ہی تباہی ہر جگہ ہے۔ ہم اپنے گھروں کے مردوں کو نکالتے چلے ہوئے ہیں۔ جب تک آفت سے چھوٹ کر اس بھوک کا سامنا ہو رہا ہے تو لوگ الامان الامان پکار رہے ہیں۔ کہ اتنے میں خداوند کریم اپنے بندگان کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا کر اپنی صفت رحیم و کریم کو ظہور میں لاتا ہے وہ کیا کہ ایک منادی باواز بلند کہہ رہا ہے کہ سنو بندگان خدا ایسے مصیبت کے وقت جس کے پاس آٹا چاول دال نمک وغیرہ اشیاء خوردنی نہیں رہے یا پارچہ کفن کی ضرورت ہے وہ شیخ عمر بخش [illegible] بھوارنہ بزاز کے پاس جاوے اوس نے جنس کی بوری کو کھولدیا ہے عوام الناس خلق اللہ کو مفت جنس تقسیم کر رہا ہے۔ تا کہ بندگان تعالیٰ کی مایوسی بصورت امید تبدیل ہوئی ہے اور ہر کہ و مہ اپنی اپنی ضروریات کے رفع کیواسطے شیخ عمر بخش کی دوکان پر جاتا ہے اور بامراد واپس آتا ہے۔

یہ امر مبالغہ نہیں ہے کہ شیخ عمر بخش نے بیسیوں من دال اور بیسیوں روپیہ کا کفن مفت تقسیم کیا۔ ایسے شہر خموشاں میں شیخ کی دوکان پر گویا میلہ لگ گیا یہاں تک ہی نہیں بلکہ شیخ نے خود ہر ایک غریب و فقیر عاجز و مسکین و امیر وزیر کے گھر پر جا کر دست بستہ کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہو حاضر ہوں حالانکہ شیخ ہمعہ اپنی بیوی کے خود بھی دب گیا تھا۔ مگر الحمد للہ کہ وہ صحیح و سالم نکل آیا جب کوئی شخص کوئی معمولی کنواں یا باولی یا سرائے یا دھرم سالہ تیار کرتا ہے تو سرکار دولتمدار کی طرف سے سند خوشنودی مزاج عطا ہوتی ہے۔ کیا ایسے نیک مرد شیخ کی ایسی مصیبت کے وقت کی مدد بندگان تعالیٰ کو ہماری مہربان گورنمنٹ اپنے عواطف سلطانی میں نہ لاوے گی۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ہماری داد رس گورنمنٹ ضرور خیال فرماوے گی اور شیخ عمر بخش بزاز بھوارنہ کو اوسکی جوانمردی کا پورا پورا صلہ عطا فرماوے گی

راقم بھگوانداس بیگ گرداور قانونگو بھوارنہ ضلع کانگڑہ

پیارے سید۔ سلام مسنون۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء کا مہربانی نامہ کل یہاں مجھے ملا۔ یادآوری کا شکریہ ہے۔ پیارے سید کیا پوچھتے ہو اس ۴ اپریل کے زلزلہ کی تباہی سب سے زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی ہے جبکہ کنبہ کا کنبہ ایک چشم زدن میں پختہ مکانات اور قلعہ میں جانے سے ہلاک ہوا افسوس کہ کنبہ بھر سے ایک بدقسمت میں اور میری خورد سال لڑکی باقی ہیں ۳۲ آدمی کی ہلاکت جس میں شفیق ماں عزیز بھائی پیاری بیوی بچے بھتیجے بھانجے شامل ہیں سب اپنی [illegible] اور دائمی مفارقت سے مجھے سخت رنج پہونچایا۔ اچھا خدا کی مرضی مشیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ دعا فرماویں کہ مرحوموں کو مغفرت اور مجھے توفیق صبر دیوے۔ میں ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء سے تین ماہ کی رخصت پر ہوں اور آجکل خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ جملہ صاحبان حال پرس کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں اور حالات سے مسرور فرماویں

محمد ولی اللہ محزون۔ مقام رہلو ضلع کانگڑہ۔ ۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی جناب والد ماجد صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں بخیریت نادون میں پہونچ گیا ہوں۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ کو ایسا خوفناک زلزلہ آیا۔ کہ الامان۔ نادون میں چند مکان گرے ہیں مگر جانوں کا نقصان نہیں ہوا۔ مگر سوجانپور کانگڑہ خاص دہرم سالہ اور پالم پور منڈی میں غضب ہو گیا۔ سوجانپور کا مدرسہ اور مکانات تمام خاک میں مل گئے ایک جھونپڑی بھی کھڑی نظر نہیں آتی۔ مولوی وزیر الدین صاحب بچ گئے ہیں۔ مگر یوں تقریباً ۴۰۰ کے آدمی ہلاک ہوگئے۔ کانگڑہ کی تباہی عبرتناک ہے۔ ۶ ہزار کی آبادی میں سے بمشکل ایک ہزار آدمی نظر آتے ہیں باقی سب مکانوں کے نیچے دب کر مر گئے۔ مدرسہ کانگڑہ میں صرف دو استاد بچے اور ۷۰ لڑکوں میں سے ۲۵ لڑکے زندہ رہے باقی دب کر مر گئے۔ بہت سے انگریز بھی شکار مرگ ہوئے۔ بھاگسو میں ایک گورکھوں کی پلٹن پانچ سو آدمیوں کی سب کی سب غارت ہو گئی ایک متنفس بھی نہ بچا۔ اب ان جگہوں کی یہ حالت ہے۔ کان لم یغنوا فیہا۔ روٹی کپڑا نہیں ملتا۔ فاقہ مر رہے ہیں۔ اور ابتک متواتر زلزلے آرہے ہیں۔ معلوم نہیں کیا ہوگا۔

طفیل حسین از نادون

نقل چٹھیات لالہ ملک راج جی بھلہ

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں یہاں پہنچ گیا۔ راستہ میں جو قصبے شاہ پور سے یہاں تک تھے سب برباد ہو گئے ہیں ہر ایک جگہ سارے کے سارے مکان گر گئے ہیں اور اسطرح سے کہ کسی کی کوئی چھت نہیں [illegible] گرائی نہیں۔ دیواریں گر گئیں ہیں ایک ایک اینٹ جدا ہوگئی ہے اور چھتوں کی کڑیاں بھی الگ الگ پڑی ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسکا لکھنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ بربادی کمل ہے۔ سنا ہے کہ دہرم سالہ کے سوائے کانگڑہ۔ پالم پور۔ جوالا مکھی منڈی۔ سوکیت۔ کلو۔ بیج ناتھ وغیرہ سب تباہ ہو گئے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے مکانات کوئی نہیں بچے۔ دہرم سالہ میں [illegible] لاشیں۔ ان کے رشتہ داروں نے جلادی ہیں۔ باقی فوج کے آدمی کل سے نکال رہے ہیں بعض اب ہی تک نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ راستہ میں بعض جگہ بو اسقدر سخت تھی کہ میرے خیال میں وہاں حیوانی اور انسانی لاشیں سڑ رہی ہونگی۔ جابجا دے کے متعلق تو کسی کو خبر نہیں ابھی تک لوگ چپ چاپ ہیں اور کریں تو کیا کریں۔ قلی میسر نہیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

(۲)

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں آج کانگڑہ سے پہنچ گیا راستے کے جو جو گاؤں ملے ہیں قریباً سب دیکھے انہیں کمل بربادی ہے۔ بہت سے دکھ اور مصیبت والے کیس دیکھے ہیں۔ مثلاً ایک شخص [illegible] منی رام دہرم سالہ میں تھا۔ ان کا سارا کنبہ مر گیا صرف دو لڑکیاں باقی رہیں۔ ایک اور شخص کا سات آدمیوں میں سے ایک لڑکا باقی ہے سڑک پر ایک اندھا بوڑھا مانگ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اپنے کنبے میں سے وہ اور اسکی بڑھیا بیوی بچے ہیں اور کوئی نہیں بچا۔ پاس ایک بھاری مکان تھے کہ [illegible] تھے وہ اسکا تھا۔ ایک بوڑھا کھتری دیکھا جسکا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کے ۲۲ مکان تھے سب کے سب گر گئے ہیں۔ دہرم سالہ میں جو کچھ سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلیڈر سب سے پہلے بھاگے۔ ایک صاحب نے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ہیں مکان میں دبا ہوا لڑکا چھوڑ کر میدان کا راستہ لیا۔ کہتے ہیں کہ بعض مکانوں کے اندر سے دو دو تین تین دن تک آوازیں آتی رہیں لیکن آبادی کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ مدد نہیں پہنچ سکی۔ اگر ہمارے دوست جنکا اوپر ذکر کیا ہے ہمت باندھ کر کام کرتے تو ایک بڑی بھاری تعداد آدمیوں کی زندہ نکل آتی۔ کانگڑہ اور بھون میں تو اس سے بھی زیادہ خراب حال ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ چار چار پانچ پانچ دن تک برابر آوازیں آتی رہیں چھٹے دن ایک عورت زندہ نکلی۔

---

* میرے مکرم سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جناب [illegible] صاحب ڈپٹی انسپکٹر کو [illegible] اس مصیبت پر تعزیت کا خط لکھا تھا جسکا جواب راجہ صاحب نے یہ دیا اللہ تعالیٰ انپر اپنا رحم کرے اور اس مصیبت میں انہیں صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ ایڈیٹر

دہرم سالہ اور پالم پور وغیرہ مین ہوا ہے۔

ہیبت ناک زلزلہ

ماہ رواں کی چوتھی تاریخ کو صبح کے چھہ بجے بعد دس منٹ کے وقت لاہور مین جسقدر زور سے زلزلہ کا اثر محسوس ہوا۔ اور اُس نے سینکڑون مکانون کو مسمار کر کے ہزارون کو خطرناک اسہار است کر دینے کے علاوہ جسقدر جانون کا نقصان کیا۔ وہ لوگون کو فراموش ہونے والا نہین ہے۔ اس نقصان جان ومال کی لاہور ہی تک خصوصیت نہین رہی۔ بلکہ ہندوستان کے ہر کونے گوشے سے اس خدائی قہر کے ہاتھون خلقت کے عذاب مین مبتلا ہونے کی خبرون پر خبرین موصول ہوری ہین۔ وہ وقت یاد آکر جب لاہور کی عالیشان اور سربفلک عمارتین سنگ لرزان بنی ہوئی نظر آتی تہین۔ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین تین چار منٹ تک درختون کی یہ حالت دکھائی دیتی تھی۔ گویا انہین تپ لرزہ نے آگھیرا ہے۔ اور وہ بڑے کانپ رہے ہین۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے منکرون تک کے منہ سے توبہ! توبہ!! کے الفاظ نکل رہے تھے۔ فی الواقع وہ حالت ایسی ہی خطرناک تھی کہ خدائی شان جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مشرق کیطرف بتائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے ہین۔ کہ انہون نے ایسا زلزلہ دیکھنا تو درکنار عمر بھر مین سنا تک نہین۔ اس مین مبالغہ نہین وہ بالکل سچ کہتے ہین۔ لاہور کے قلعے کو تعمیر ہوئے خدا جانے کتنی صدیان گذر گئی ہین اور اس عرصہ مین اس نے کتنی اندہیان کسقدر طوفان اور کتنے زلزلے دیکھہ ڈالے مگر اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس زلزلے نے اسکی بھی بنیادون کو ہلا دیا تا۔ دیگران چہ رسد۔ کوئی سرکاری عمارت ایسی نہین رہی جسے کچھہ نہ کچھہ صدمہ نہ پہنچا ہو۔ رہ مکانون کی حالت تو ناقابل بیان ہو گئی ہے۔ مگر یہان پر اس زلزلہ کے تذکرہ سے ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ ہم ناظرین کو بتائین۔ کہ یہ زلزلہ ہندوستان کی تاریخ مین ایک قابل یادواقعہ تصور کیا جائیگا بلکہ اذا زلزلت الارض زلزالھا کیطرف توجہ کرانا چاہتے ہین۔ سورج پر داغون کے چھاجانے اور اذا الشمس کورت کی طرف اشارہ کرنے نے دنیا کو حیرانی مین ڈال دیا ہے اپریل کا نصف ہونے کو ہے اور ابھی تک سردی کا یہ عالم ہے۔ کہ رضائی اوڑھے بغیر رات نیند نہین آتی۔ ان کے علاوہ طاعون کی روزافزون ترقی ہے یہ سب باتین ایسی نہین جن سے غور بین طبائع کو نتیجہ نکالنے مین کچھہ دقت پیش آئے۔ کہ ہندوستان کی روحانی اور اخلاقی حالت درجۂ اعتدال سے گر چلی ہے جسکی تنبیہ کیلئے قدرت کی طرف سے حیرت انگیز واقعات ظہور مین آرہے ہین۔ سائنس ان سب کی وجوہات تک کچھہ ہی کیون نہ بتلائے۔ مگر فطرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہین۔ کہ ایسے واقعات ہر روز واقع نہین ہوا کرتے۔ بلکہ ان کے لئے خاص ہی وقت مقرر ہوتے ہین۔ جب دنیا کے کسی حصہ پر ظلم وفریب بڑھ جائے۔ اور قدرت وہان کے باشندون کیلئے تنبیہ کی ضرورت محسوس کرے۔ بہر حال اولی الابصار لوگون کیلئے عبرت پکڑنے کی جگہہ ہے

(اردو اخبار)

۴۔ اپریل کا زلزلہ اور اسکی متعلق ضروری اطلاعات

۱۱۔ اپریل کو پیرس پایہ تخت فرانس کی میونسپل کونسل نے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی خدمت مین اس زلزلہ سے متعلق ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ اسی تاریخ مین ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک مراسلہ ٹوکیو دار الخلافہ جاپان سے مظہر ہے کہ وہان مجلس موسومہ جیجی شمپو نے مصیبت زدگان زلزلہ کی دستگیری کیلئے ایک چندہ کھولا ہے۔ ۱۲۔ اپریل کو ملک معظم نے میونسپل کمیٹی کی اس ہمدردی کا شکریہ بذریعہ تار ادا کیا۔

تازہ ترین تخمینہ ہے کہ تحصیل کانگڑہ مین دس ہزار آدمی مرا ہے اور پالم پور مین تین ہزار لیکن خیال یہ ہے کہ ابھی تک یہ شمار واعداد زیادہ تر قیاسی وتخمینی ہین۔ بالکل ٹھیک ٹھیک نہین۔ دہرم سالہ مین سول نقصان کی کل میزان ۴۲۴ بیان کیگئی ہے۔ سول ملٹری گزٹ کو چیف سکرٹیری گورنمنٹ پنجاب سے یہ اطلاع ملی ہے:۔ حضور وایسرائے نے ایک چٹھی ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام بھیجی ہے۔ جو بغرض اشاعت ارسال کیجاتی ہے سر چارلس رپواز وادی کانگڑہ مین موقعہ پر تشریف لے گئے ہین تاکہ اصلی حالت بذات خود ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ آیا مصیبت زدون کی امداد بقدر امکان ہو رہی ہے یا نہین۔ ہز آنر کی عدم موجودگی مین آپ کی ہی ہدایات کے مطابق صوبہ کے بعض انگریز نیز دیسی ممتاز اشخاص کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ مصیبت زدگان کی امداد کیلئے عام چندہ وغیرہ کی غرض سے ایک جنرل کمیٹی مین شامل ہون۔ ہز آنر کے لاہور واپس آتے ہی اس کام کے واسطے ایک جلسۂ عام منعقد کیا جائیگا

ہز اکسلنسی کی چٹھی کا مفہوم یہ ہے:۔

مائی ڈیر سر چارلس۔ ہر تازہ اطلاع سے وادی کانگڑہ مین بیش از بیش ہی تباہی کا پتہ لگتا ہے قطع نظر اس سے کہ نقصان جان ٹھیک ٹھیک کسقدر ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی مبتلائے مصیبت تو بالیقین ہو گئے ہونگے۔ پس مجھے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کیلئے امدادی چندہ کی فہرست کھولنے مین اب ہمین ڈھیل روا نہ رکھنی چاہیئے۔ آپکی گورنمنٹ ہر ایک ممکن ذریعہ سے ان لوگون کی دستگیری کر رہی ہے اور زراعت پیشہ گروہ کو بھی بعد ازین جسقدر گورنمنٹ سے ہوسکی امداد خاص دیجائیگی لیکن بہت سا نقصان مکانون وغیرہ کی تباہی سے جو ہوا ہے اسکی تلافی سرکاری اعانت سے کیا ہوسکتی ہے صرف پرائیوٹ فیاضی سے ہی اسکا علاج جلد تر اور زیادہ کارگر ہو سکتا ہے۔" یہ فرما کر لارڈ کرزن بہادر نے فہرست چندہ کے کھولنے کی رائے دی۔ اور دس ہزار روپیہ خود بھی اس کار خیر مین مرحمت فرماتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ "میرے خیال مین چندہ کی فراہمی وتقسیم کا مرکز لاہور مین ہونا چاہیئے" پھر فرماتے ہین کہ "مجھے بھروسہ ہے کہ آپ وہان (لاہور مین) یا جہان کہین مناسب ہو بلا توقف اسکے متعلق کارروائی شروع کر دین گے۔ جو مصیبت زدون کی امداد کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہین یہ مصیبت دیسیون اور یوروپیون پر یکسان پڑی ہے لہذا مجھے یقین ہے کہ دونو ہی گروہ اس کار خیر مین بخوشی شامل ہون گے۔ چونکہ لیڈی کرزن ہی زلزلہ کی تباہی سے بال بال بچی ہین۔ اسواسطے مین سمجھتا ہون کہ مجھے شاید اشارہ مین آپ کو مخاطب کرنیکا زیادہ حق ہے"۔ الخ

لارڈ کرزن بہادر کی چٹھی سے پایا جاتا ہے کہ آپ اس ناگہانی آفت ومصیبت کے نتائج سے بہت متاثر ہوئے ہین۔ حتی کہ آپ نے دس ہزار روپیہ مصیبت زدون کی امداد مین جیب خاص سے بھی مرحمت فرمایا ہے۔ علی ہذا سر چارلس بہادر بالقابہ کو بھی اس حادثہ اور لوگون کی بربادی ومصائب کا یہان تک خیال پیدا ہوا کہ ہز آنر نے باوجود ساری تیاری کر چکنے کے اپنی روانگی ولایت بھی ملتوی کر دی۔ ہز اکسلنسی اور ہز آنر کی یہ شفقت شاہانہ بلاشبہ نہایت شکرگزاری وستائش کے لائق ہے۔

اس زلزلہ کی مصیبت کوئی معمولی واقعہ نہین کہ جسکا چرچہ دو چار روز حدود ملک ہی کے اندر ہو کر رہ جاتا۔ بلکہ اسکی افسوسناک خبر قریب قریب تمام ممالک غیر مین پہنچ گئی ... زلزلہ کی ... ہمدردی واظہار افسوس کے پیغام پہنچے ہین۔

جنمین سے چند کا ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہین ۱۱۔ اپریل کی تار خبرون مین ہم دیکھتے ہین کہ اسکے متعلق ایک ٹیلیگرام لارڈ ولیڈ کی پرنس کا بھی آیا ہے اور ایک لارڈ ملنر بہادر سابق کمشنر جنوبی افریقہ کا۔

ملتان سے ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ہے کہ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ساتھہ صرف ان کے پرائیوٹ سکرٹیری آئے تھے۔ انڈر سکرٹیری صاحب لاہور سے بذریعہ سپیشل ٹرین بعد مین پہونچے۔ ہز آنر بذریعہ ٹانگہ سیدھے پٹھانکوٹ کے رستہ آئے ہین۔ صاحب کمشنر قسمت جالندہر بھی ان سے جا ملے ہین۔ انہون نے بھی ڈیرے وہین ڈالے ہوئے ہین اسی کیمپ سے تمام علاقہ کی خبرین عام طور پر آتی جاتی ہین۔ شاہپور مین تو ایک تار گھر کھولدیا گیا ہے جسکا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اور دہرم سالہ سے چھوٹے موٹے پیغام بذریعہ ہیلوگراف آتے جاتے ہین میجر جنرل کچنر اور کرنیل ملاب جو فوجی انتظام واہتمام سے متعلق دہرم سالہ مین آئے ہوئے تھے وہ اپنا کام کر کے لاہور واپس چلے گئے ہین راستہ مین ٹنگلہ کوٹلہ پر وہ سر چارلس رپواز کو ملے تھے۔

مسٹر ینگ ہسبنڈ ۱۱۔ اپریل کو دہرم سالہ سے اترے۔ ان کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہان لاشون کے کھود کر نکالنے کا کام بسرگرمی ہو رہا ہے۔ اور یقین کیا گیا ہے کہ دہرم سالہ مین تو قریبا تمام لاشین نکال لیگئی ہین۔ گو ممکن ہے کہ معدودے چند ابھی تک ملبہ کے بے تہاہ تودون مین دبی پڑی ہون۔ بازار کے ویرانہ مین ایک گھر سے ایک شخص کھود کر ایسا زندہ نکالا گیا جو پانچ دن تک ملبہ کے نیچے دبا رہا مگر خدائی شان کہ مرا نہین۔ سامان رسد با فراط ہے۔ کیونکہ وہ پٹھانکوٹ سے اونٹون اور خچرون کے ذریعہ دباد پہونچ رہا ہے۔ آٹے اور دیگر خوردنی ضروریات کا ایک معقول ذخیرہ ہر وقت تیار اور محفوظ رہتا ہے کہ نہین معلوم کہ کب اور کتنی ضرورت پڑ جائے۔ لوگ جو زلزلہ کے خوف سے دیوانہ وار اپنے گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب ہر جگہ اپنے گاؤن کو واپس آرہے ہین۔ بنیون نے بھی اپنی دوکانین جنہین زیادہ ضرر نہین پہونچا تھا۔ آنکر کھولدی ہین۔ قصبہ کانگڑہ مین تمام مانگنے والون کو خوراک تقسیم کیگئی ہے۔

(باقی آئندہ)

(عبد الہٰ...)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی جا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے عہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے کو نصف چار ۱۲/

نمبر ۱۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مراۃ الجہاد اور سرحد افغانستان

ناظرین الحکم کو معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین خان صاحب احمدی نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ بہ مراۃ الجہاد شایع کی ہے تم میں سے جن لوگوں نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہوگا وہ تو دیکھ چکے ہونگے کہ مصنف نے کسقدر عرق ریزی کی ہے، اور کس کس طرح مسئلہ جہاد کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے، اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالیٹیکل تعلقات کو یہ کتاب بالکل صفائی اور سادگی کے طریقہ سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں۔ مگر اسوقت ہم کچھ اور لکھنا نہیں چاہتے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مصنف سلمہ الرحمٰن نے اپنی تصنیف کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جرگوں کے دلوں سے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیوں اور خونخواری کے مٹانے کیلئے کابلی سوداگروں میں اس کتاب کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے، جسکا اثر گورنمنٹ برطانیہ اور مسلمانوں کیلئے بہت اچھا ہوگا اور چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل میں لکھی گئی ہے اسلئے اسکا ایک خاص اثر ہوگا۔ مگر میری التجا یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہوں کو چاہئے کہ اس کام میں مصنف موصوف کا ہاتھ بٹائیں، اور ضرور بٹائیں!

۳۳۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف عہ ہے دفتر الحکم اور مصنف کے پاس موضع اورین ڈاکخانہ کجھرہ ضلع مونگیر بنگال سے مل سکتی ہے۔

الملتجی ایک خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ نگران منشی، امین، ضلعدار، پٹواریان مال و نہر، نائب تحصیلدار، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیلدار، افسران مال، ڈپٹی کلکٹر نہر، مہتمم بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجراء سے لیکر محکمہ مال اور نہر کا سچا مددگار ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایکدفعہ دیکھا ہے، بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحون کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے۔ جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسران اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل، تنزلی و ترقی، موقوفی و بحالی، اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کرین۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت سے ہی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور ہر پیشگی قیمت دینے والے کو عہ کے ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کے خاطر اخبار کی قیمت میں ۱۲ کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدینگے۔ تو ہ۲ لئے جاوینگے، اور ناول بھی مفت نذر ہونگے امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر
مینیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت۔ بزرگان ملت سب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور علیٰ قدر مراتب خدمت دین اور فرض تبلیغ میں مصروف ہیں۔

۲۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس میں ۳ طالب العلم شملہ آٹھ کے پاس ہو گئے۔ امسال جبکہ ۳۲۰۰ طالب العلموں میں ۸۰۰ طالب العلموں کا کامیاب ہونا بتایا جاتا ہے، نتیجہ خاطر خواہ ہے۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات و کشوف درج ذیل ہیں:

۳۰۔ اپریل کو جو درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ رؤیا ہوا کہ میں رات کو اٹھا ہوں پہلے بشیر احمد شریف احمد ہے۔ پھر میں آگے جاتا ہوں کہ پہرے والوں کو دیکھوں تو میں کہتا ہوں۔ یا کوئی کہتا ہے۔ کہ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔

رؤیا۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔

۳ مئی ۱۹۰۵ء۔ مادمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جو حال میں شایع ہو رہے ہیں۔ رؤیا صبح کے وقت لکھا ہوا دکھایا گیا۔ ... نادر شاہ کہاں گیا۔

۹ مئی ۱۹۰۵ء (۱) لیستنبؤنک احق ہو قل ای

ف۔ مراۃ الجہاد کی قیمت مصنف نے عہ لکھی ہے مگر فی الحال عہ تجویز کی ہے۔ ایڈیٹر — تردید۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم مصنف اختیار الاسلام الملاعہ نے ہیں کہ ... اخبار ... جس عبد الرحمٰن (دیوان چند) کا ذکر کیا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا۔ ...

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بدظنی انسان کو تباہ کردیتی ہے یہان تک کہ جب دوزخی جہنم مین ڈالے جاوینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرمائیگا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی ہین جو یہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ خطاکارون کو معاف کردیگا اور نیکوکارون کو عذاب کریگا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے اسلئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف مین اوس نے مقرر فرمائے ہین بالکل ضایع کردینا اور بے سود ٹھہراتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے نا امیدی اور نا امیدی سے جرایم اور جرایم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلئے دعائین کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ مین کیا کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکھایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ مین جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہانتک ممکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہانتک ہوسکے دعا کرے جبتک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہین لیتا اور اسی رنگ مین رنگین نہین ہوجاتا وہ کمالات حاصل نہین ہوسکتے۔ ابوبکری فطرت کیا تھی؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہین کیونکہ بہت عرصہ اس کے بیان کیلئے درکار ہے مختصر طور پر مین ایک واقعہ بیان کرتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی مین تھے کہ ایک شخص انسے ملا۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن ملجاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعوےٰ کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کسقدر حسن ظن تھا معجزے کی بھی ضرورت نہین سمجھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیریت ہو اور وہ تسلی پانے کیلئے کہتا ہو۔

لیکن جسکو انکار ہی نہین ہے۔ اسکو معجزہ کی کیا ضرورت۔ غرض حضرت ابوبکر صدیق راستہ ہی مین سنکر ایمان لے آئے اور جب مکہ مین پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہین مین آپ کا پہلا مصدق ہون لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کرکے دکھایا اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول و فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہون اگر انمین مطابقت نہین تو کچھہ بھی نہین اسی اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنے تم لوگون کو تو نیکی کا امر کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہین بناتے بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون مالا تفعلون مومن کو دورنگی اختیار نہین کرنی چاہئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول و فعل کو درست رکھو اور انمین مطابقت دکھاؤ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیون مین دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش شرارت پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا ابتلا کا زمانہ تھا آج جسقدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آجاوے تو کون ہے جو ساتھہ دے۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کیطرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہون گے جو دلیری کے ساتھ کہدین کہ ہم سابعین مین داخل ہین مین جانتا ہون کہ بعضون کے ہاتھہ پاؤن سن ہو جاوین انہین فوراً اپنی جایدادون اور رشتہ دارون کے خیالات آجاوینگے کہ ہمین یہ چھوڑنے پڑین گے مشکلات کے وقت ساتھہ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگون کا کام ہوتا ہے۔ تو اس زمانہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تھا اور آپکے قتل کے منصوبے ہورہے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اسکی نظیر دنیا مین پائی نہیں جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہین آتی۔ جبتک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نکرے کچھہ نہین بنتا۔ بہانہ سازی اسوقت تک دور ہی نہین ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے ہین حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی مین جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کردی۔

حقیقت مین یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلم نے ۲۰ ہزار آدمیون کے ساتھہ نماز پڑہی اور عہد لیا کسی سے نہ ہم آگے کریز بدی کی خبر ہی سب کے سب چھوڑ بھاگے۔ اس قسم کے واقعات ڈراتے ہین۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہین ہے تو حقیقت مین ایمان ہی نہین ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اسیطرح جب ایماندار کوئی عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بدعمل ہے تو کچھہ بھی نہین۔

حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال مین ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھہ کھل جاتی ہے۔ وہ نماز پڑہتا ہے جو نماز پڑہنے کا حق ہے گناہون سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسون سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل مین ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے، وہی ایمان اسے مسیح کیطرح صلیب پر چڑہانے سے نہین روکتا وہ خدا کے لئے ہان خدا ہی کے لئے ابراہیم کی طرح آگ مین بھی پڑجانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضا الٰہی کے ماتحت کردیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے اس کا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ مین سے بھی صحیح سلامت نکال لیتا ہے۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہین جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہین۔ غرض ابوبکر صدیق کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل مقصد قتل ہی تھا ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو ابدالآباد کیلئے نمونہ رہیگا۔ اس مصیبت کی گھڑی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وسیرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔ ماننا پڑیگا کہ وائسرائے کا انتخاب بہرحال موزون اور مناسب ہوگا کیونکہ جس حال مین سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری فراست اور پختہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتھہ مین دی ہے۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھہ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا اس وقت آپ کے پاس ۷۰، ۷۵ صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب مین سے حضرت ابوبکر ہی کو منتخب کیا۔ اسمین ستر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھہ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزون حضرت ابوبکر صدیق ہی ہین۔

باقی آیندہ

بقایا دار احباب توجہ کرین۔ وی پی جاری ہورہے ہین

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

جیسے کہ یہ معنے ہیں کہ ہم کو ان سالکین کا راستہ بتلا جنہوں نے ایسی راہیں اختیار کیں کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے لاپرواہی سے سیدھی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین صداقتیں ہیں جن کی تفصیل یہہ ہے - کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں اور صدق اور عاجزی سے خدا کیطرف رجوع کرتے ہیں پس خدا بھی اونکا طالب ہو جاتا ہے - اور رحمت اور انعام کے ساتھ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الٰہی ہے اسی کی طرف آیت ممدوحہ میں اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنے وہ لوگ ایسا صفا اور سیدہا راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے فیضان رحمت الٰہی کے مستحق ٹہر جاتے ہیں اور بباعث اسکے کہ اُن میں اور خدا میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور بالکل رحمت الٰہی کے محاذی آ پڑتے ہیں اس جہت سے انوار فیضان الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہیں - دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہیں اور دشمنوں کی طرح خدا سے مونہہ پہیر لیتے ہیں سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھ اُن پر رجوع نہیں کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب و غیظ اور نارضامندی جو خدا کی نسبت انکے دلوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اون میں اور خدا میں حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الٰہی ہے اسی کی طرف خدا تعالے نے ارشاد فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم - تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہیں اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہیں کرتے خدا بھی اون کے ساتھ لاپرواہی کرتا ہے اور اون کو اپنا راستہ نہیں دکہلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے میں آپ سُستی کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس فیض کے لائق نہیں بناتے کہ جو خدا کے قانون قدیم میں محنت اور کوشش کرنیوالوں کے لئے مقرر ہے اس حالت کا نام اضلال الٰہی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اونکو گمراہ کیا یعنے جبکہ اونہوں نے ہدایت پانے کے طریقوں کو بجد وجہد طلب نہ کیا تو خدا نے بہ پابندی اپنے قانون قدیم کے اُن کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ ان تینوں صداقتوں کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کے ساتہہ تین حالتیں ہیں ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اونکے ساتہہ جدا جدا معاملہ کرتا ہے جو لوگ اوسپر راضی ہوتے ہیں اور دلی محبت اور صدق سے اسکے خواہاں ہو جاتے ہیں خدا بھی اُنپر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اونپر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پہیر لیتے ہیں اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہیں خدا بھی مخالف کی طرح اون سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اوسکی طلب میں سُستی اور لاپرواہی کرتے ہیں خدا بھی اون سے لاپرواہی کرتا ہے اور اونکو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ میں انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے جو حقیقت میں شکل رکہتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کہ جو ہر یک کدورت سے مصفّٰی اور پاک ہے محبت والوں کے ساتھ محبت رکہتا ہے غضب والوں پر غضبناک ہے لاپرواہی کے ساتہہ لاپرواہی رکہنے والوں سے رک جاتا ہے اور جہکنے والوں کیطرف جہکتا ہے چاہنے والوں کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤ گے وہی انداز آئینہ میں بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالے کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کیطرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسوں کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تخم بو یا ہوا اُسکا اوسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابوں اور کدورتوں اور آلائشوں سے اپنے دلکو پاک کر لیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اوس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کہول دیتا ہے اور سورج کی کرنیں اُسکے گہر کے اندر چلی آتی ہیں لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشوں کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو غیر چیز کیطرح خیال کرکے چھوڑ دیتا ہے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو ناپسند کرکے اور اوس سے بغض رکہکر اپنے گہر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اوسکے گہر کے اندر آ جائیں - اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلائشوں میں گرفتار ہو اور سُستی اور تکاسل اور لاپرواہی سے اون آلائشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور کوشش نہ کرے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا بھرا ہوا دیکھے اور پھر اوٹھکر دروازوں کو نہ کھولے اور ہاتہہ پاؤں توڑ کر بیٹھا رہے اور دل میں یہ کہے کہ اب اسوقت کون اوٹھے اور کون اتنی تکلیف اوٹھاوے یہ تینوں مثالیں اون تینوں حالتوں کی ہیں جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سُستی سے پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضب الٰہی - اور تیسری حالت کا نام اضلال الٰہی - ان تینوں صداقتوں سے بھی ہمارے مخالفین بے خبر ہیں کیونکہ برہمو سماج والوں کو اوس صداقت سے بالکل اطلاع نہیں ہے جسکے رو سے خدا تعالے سرکش اور غضبناک بندوں کے ساتہہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبوں میں سے ایک صاحب نے اس بارہ میں انہیں دنوں میں ایک رسالہ بھی لکہا ہے جس میں صاحب موصوف خدا کی کتابوں پر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اون میں غضب کی صفت خدا تعالے کیطرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری لغزشوں پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھ بھی خبر ہوتی تو کیوں وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کرکے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اون کی کم فہمی ہر یک پر کہل گئی ہے اور اون کو باوجود دعوی عقل کے یہ بات سمجہہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف مونہہ پہیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچے محبوں اور مصادقوں پر فیضان رحمت ہوتا ہے اوسپر بھی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہرگز نہیں بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتداء سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راست باز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہیں اور اب بھی صحیح تجارب سے اوسکی سچائیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابوں سے نکلکر سیدھا خدا تعالے کیطرف اپنے روح کا مونہہ پھیر کر اوسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اوسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جواہر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الٰہی اوسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اوس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی میں افاضۂ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خدا کیطرف سے اسی جہان میں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جس کے شامل حال رحمت الٰہی نہیں ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اوسکی طرف مونہہ کریں اور چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ اونہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہیں اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں اسی کی طرف اللہ تعالے نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم - واللہ غنی عن العلمین یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکہتا ہے اگر تم دعا نکرو اور اوس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آریہ سماج والے اور عیسائی بھی ان تینوں صداقتوں میں سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہیں کوئی اون میں سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالے سب لوگوں کو کیوں ہدایت نہیں دیتا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا میں صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالے کی ہدایت کی نسبت معترض ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہدایت الٰہی انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اون راہوں پر چلتے ہیں جن راہوں پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہیں انکو یہہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالے اپنے قواعد مقررہ کے ساتہہ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سُستی اور تکاسل سے اوسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگوں کی بارے میں قدیم سے اوسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اونکو محروم رکہتا ہے اور اونہیں کو اپنی راہیں دکہلاتا ہے جو اون راہوں کے لئے بدل و جان سعی کرتے ہیں بہلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپرواہی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اوسکو ڈہونڈہتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے -

اور وہ یہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکھلا دیا کرتے ہین - اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ دس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جنکے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اُنکو خدا تعالےٰ نے بھر دیا ہے اور پھر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور کمال اعجاز کے دوسرے کیا کیا لطایف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بھرے ہوئے ہین اگر ہم اسجگہ اُن سب لطائف کو بیان کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور جمع ہین جو دعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اُس مین ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا مین جوش نہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہین مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کیوقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اسکے خیال مین حاضر ہون اور یہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کرکے اوسکی رحمتون اور کرمون کو ابتداء سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اوسی کو خیال کرنا - دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہ کہ انسان کی دعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھہ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اوسی کے ہاتھ مین ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا مین جو اللہ تعالےٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اون کے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالےٰ نے بخوبی ظاہر فرمادیا کہ سب قدرت اوسی کے ہاتھہ مین ہے اور ہر یک فیض اوسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھیرایا جس مین یہ بھی اشارہ فرمادیا ہے کہ اوس کی ذات کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین اسکے یہ معنے ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنی ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کرسکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہو - پس خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دعا کے وقت خیال مین لانا دعا کرنے والون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل رکھتے ہین اونہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونون محرکون کی دعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اون کے آتش شوق الٰہی دعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کرسکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اوس روح اوس مولا کریم کی طرف ہرگز جھک نہین سکتی غرض یہ ایسی صداقت ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی اور متحقق طور پر دل مین منتقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اسبات کا تصور کہ خدا تعالےٰ ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اوس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام مین لگی ہوئی ہین دوسرے اسبات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کرسکتا - اور بلاشبہ یہ دونون تصور ایسے ہین کہ جب دعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین - تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کردیتے ہین کہ ایک متکبر اون سے متاثر ہوکر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ مین جان پڑجاتی ہے انہین دو باتون کے تصور سے ہر یک دل دعا کرنے کیطرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پہونچ جاتا ہے جہان اپنی مقدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذات عظمی کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارہ اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کیطرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کیطرف نہ اپنے ارادہ کیطرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھویا جاتا ہے اور اوس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا تعالےٰ نے صراط مستقیم رکھا ہے جس کی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنی وہ راستہ فنا اور توحید اور محبت الٰہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بے خودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہین کہ سورت فاتحہ دعا کی کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جبکہ طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے امور مین قواعد مقررہ ٹھہرا رکھے ہین ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورت فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جبتک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہون تب تک اوس کی دعا مین جوش پیدا ہوسکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہوچکا پس سورہ ممدوحہ کے لطائف مین سے یہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو معہ محرکات اوس کے کے بیان کیا ہے - فتدبر -

پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اس ترغیب کا نام ہے جسمین تین جزین موجود ہون ایک یہ کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اوس کی ذاتی خوبی بیان کی جائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے جس مین ذرا کجی نہین سو اس آیت مین ذاتی خوبی اوس راستہ کی بیان فرماکر اوس کے حصول کے لئے ترغیب دی - دوسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو تو اوس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنی اوس راستہ پر ہمکو چلا جس پر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہوچکا ہے سو اس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرماکر اُس راستہ کا شوق دلایا - تیسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضب الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اس آیت مین اُس سیدھا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مرتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون جزون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بیان کئے اور پھر اوس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی بھی بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سنکر طبائع سلیمہ اوس کی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پاکر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اون کے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اوس وبال سے ڈرین جو کہ ترک کرنے پر عاید حال ہوگا ۔ (باقی آیندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ...)

نفس کو کچھ تو کل اور تدبر کے مسائل پیش کرتا ہے لیکن جب ظاہری امیدیں ناکام یا اگر غلبہ کرتی ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے اور یہ توکل ہی اڑ جاتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھنا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہد دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے اور ظاہری امور میں اسکا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالیٰ نے دونو امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرائی ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسکو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی عظمت اور اسکی **صفات** پر غور نہیں کرتے ہیں **اسلم** کے معنے تو یہہ تھے کہ فرمانبردار ہوجاؤ۔ اور فرمانبرداری رہو۔ پھر وجہ کیا ہے کہ مامور کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ کہلاتا ہے یہہ وعدہ کرکے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اس وعدہ کا کچھ بھی پاس نہو۔ ہمارے امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسقدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہیں اور وہ کسقدر وسیع ہے۔ یہہ زمانہ **الفاظ** کا ہے چنانچہ بڑی بڑی لمبی تقریریں لوگ کرتے ہیں لیکن جب انکے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور تھوڑے۔ لیکن برخلاف اسکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور منشاء بہت ہی وسیع اور محیط ہے۔

مثلاً الفاظ بیعت میں سے ایک یہہ جملہ بھی ہے جہانتک **میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہونگا** بظاہر یہہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اسکا مفہوم کسقدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہہ الفاظ کیسا محتاط بنانے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ہر حرکت و سکون میں اس پر مد نظر رکھے کہ کیا میرا یہہ قول و فعل یہہ حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ۔ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی اطاعت اور رضا جوئی اپنا مقصد بنا لیتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو **فرمانبرداری بڑی دولت ہے** یہی دولت ابراہیم کو ملی جسنے اسکو کسقدر معظم و محترم بنا دیا۔

خدا تعالیٰ نے ... ان ہی فرمانبرداری بزرگ ... ہوتے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اسپر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا؟

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری

اسکو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کرکے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھ ہونگی اسکے فضلوں کے وارث تم ہوگے۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہیں کرتا ایسا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فعاقبہم نفاقاً فی قلوبہم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا ملجا و ماوا تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے لیکن تم پر مشکلات آئیں گی اور آتی ہیں تم بہت وعدے خدا تعالیٰ سے نکرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہو کہ ایفا نکرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔ (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کرچکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور جہانتک طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتے رہیں گے اس وعدہ کو ایفا کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اور کی دعاؤں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

پھر ایک اور عیب بتایا۔ یہ عیب بھی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق میں ہوتا ہے وہ ہے جھوٹ بولنا ہے۔ عام جھوٹ بولنا تو وہ ہی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع

یعنی یہہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھ سنے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کردے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں بڑی بڑی برائیوں سے روکنے کا نسخہ بنایا گیا ہے۔ خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے۔ یہہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو تین آدمی جب مل کر بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آؤ ذرا مجلس گرم کریں وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کردی کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد و قامت پر

کسی کے علم و عقل پر غرض مختلف پہلوؤں پر نکتہ چینی اور ہنسی ٹھٹھا شروع کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے یہہ ناپاک اور بیہودہ سلسلہ کلام۔ مذمت غیبت۔ اور دروغ گوئی تک جا پہونچا۔ پس تمہیں مناسب ہے کہ ایسی مجلسوں کو ترک کردو۔ جہاں سے تم بغیر لعنت کے اور کچھ لیکر نہ اٹھو خدا تعالیٰ نے اس لئے فرمایا ہے

کونوا مع الصادقین

صادقوں کے ساتھ رہو۔ کیونکہ وہاں تو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہوگی۔ ایسی تمام مجلسوں سے الگ ہوجاؤ جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا ذکر نہیں ہے اور یہہ بھی یاد رکھو کہ سوء ظن بہت بری چیز ہے اس سے بہت بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت اور دروغ گوئی یہہ بھی سوء ظن سے پیدا ہوتی ہیں اسواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا

ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوء ظن سے انسان بہت جھوٹا ہوجاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ ہینے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہوجاتا ہے + اس سے بچو! پھر بچو!! اور پھر بچو!!! اس معاملہ میں عورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور انکے مراتب مختلف ہیں۔ عام طور پر عورتیں ناقصات العقل والدین کہلاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کہولکر بتادوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوء ظنی کی۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا۔

لولا اذ سمعتموہ

یعنی جب عائشہ صدیقہ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی تو کیوں سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے کے قابل نہیں بلکہ تم یہہ کہتے سبحانک پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر

ھذا بہتان عظیم

یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعظکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر کرنا۔ یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہو تو کہدو کہ **بہتان** ہے۔ بدظنی کرنی شروع نکردو۔ پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی باتوں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے کو تہمت لگاتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہولیں۔ اسلئے یہہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ افسوس ہے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہہ بہت ہی ضروری امور ہیں + جہانتک تم سے ہو سکے بچو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگو کہ وہ تمہیں سوء ظنی سے

محفوظ رکھے پھر اسکے بدنتائج غیبت۔ دروغگوئی۔ دوسرے کی تحقیر۔ بہتان وغیرہ سے بچائے۔

غرض

خدا تعالیٰ کے ماموروں اور ان فیوضات و برکات سے محروم رکھنے کے اسباب مختصر طور پر یہہ ہیں۔ آپ نے بھی تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی پر جھوٹ۔ دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ داری بہت بڑی ہوگئی ہے تم نے وعدہ کیا ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا** تمہیں ہر وقت یہ وعدہ نصب العین رہنا چاہئے۔ کیسی عہد خلافی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوء ظنی پیدا ہو۔ اس کی ذرا بھی پروا نہو کہ ان الظن اکذب الحدیث میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرے تو ایسے لوگ جو سوء ظنی کے مرض میں گرفتار ہیں وہ خود ان سوء ظنیوں کا نشانہ ہوکر مرتے ہیں۔ پس تم اسے ڈرو۔ اور اپنے عہد وعدہ کا لحاظ کرو جو تم نے خدا کے مامور کے ہاتھ پر کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے وہ جس کی یہ شان ہے تعز من تشاء وتذل من تشاء اور پھر حقیقی عزت انبیاء و رسل اور انکے سچے تابعین کو دی جاتی ہے۔

قل العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعاً

ساری کی ساری عزتیں اللہ اور اوس کے رسول کے لئے ہیں اور سچے مومنوں کے لئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اسلام کی وجہ سے دنیا میں معزز و مکرم ہوئے۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ پھر وہ ابراہیم الذی وفی جسنے خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق و وفا کا پورا نمونہ دکھایا۔ پھر وہ ابراہیم الذی الی بقلب سلیم۔ پس اس سے نتیجہ نکال لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری۔ صدق و وفاداری اور قلب سلیم ان باتوں کے ساتھ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتیں ہیں جو اسلام تمکو سکھاتا ہے۔ انہیں کے احیاء کے لئے اسوقت خدا تعالیٰ نے تم میں اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے۔ ایسے دین میں ہوکر محرومی کا سبب ہے کہ جوان اسباب کا علم قرآن مجید میں موجود ہو جو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے آتا ہے اور اسکے ساتھ تقوی کی بھی شرط ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس تدریس سے نہیں آتی ہیں یہہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ درس تدریس سے آہی نہیں سکتے بلکہ وہ تقوی اور محض تقوی سے ملتے ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اگر محض درس تدریس سے آسکتے تو پھر قرآن مجید میں مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار کیوں ہوتا۔ (باقی آیندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیسہ اخبار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور تعصب ہے وہ اسکی تحریرون سے ہمیشہ ثابت ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم مین اسکی تحریر پر بہت ہی کم نوٹس لیا کرتا ہون اور در اصل اب ضرورت بھی نہین رہی جبکہ اللہ تعالیٰ کے کیلئے تائیدی نشان اسکے صادق موعود کی تصدیق اور تائید مین ظاہر ہو رہے ہین اور آسمان اسکی نصرتون پر جھکا ہوا ہے اور زمین اسکی تائید کے لئے بول رہی ہے۔ با این

حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست

زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے پوری ہوئی اور خدا تعالےٰ کی اس قہری تجلی نے جو رنگ دکھایا اس کے بعد امید کیجاتی تھی کہ بہت سے شوریدہ سری اصلاح کرینگے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار بجائے اسکے فایدہ اوٹھاتا بڑی بے باکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ شوخ ہوکر حملے کر رہا ہے چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین اس نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ "زلزلہ کی پیشگوئیان کرنا جرم قرار دینا چاہیئے" مین نے اس نوٹ کو بالکل خالی الذہن ہوکر پڑھا ہے اور مین بڑی جرات سے یہ کہنے کو طیار ہون کہ یہ نوٹ پیسہ اخبار کی علمی واقفیت پر ہی پانی پھیرنے والا نہین بلکہ اسکے مذہب اور اعتقاد کی بھی حقیقت کھولتا ہے۔

اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل مین ایسے لوگون کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کورے ہون تو غالباً پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر مسٹر محبوب عالم کو اس کونسل مین داخل کر لینے کے لئے اسکا یہ مضمون ایک اچھی سپارش کا کام دیتا مگر افسوس ہے کہ واضعان قانون کی کونسل مین ایسے آدمیون کی ضرورت نہین اگر پیسہ اخبار کے **مسلمان کہلانے** والے ایڈیٹر کی آنکھ سے دیکھا جاوے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے مین پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ایسی معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو مین یقین رکھتا ہون کہ مسٹر محبوب عالم کو یہ فخر سب سے پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیون کی گرفتاری کا حکم صادر کرنے والا ہے۔

مین اس امر کو آگے چل کر بیان کرونگا کہ نبیون کے انذار اور تخویف مجرمانہ مین کیا فرق ہے سردست مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی فطرت اسپر کیا فتوے دے رہی ہے۔

اگر بنی نوع انسان کو خدائے حی و قیوم کی عبادت کی طرف متوجہ کرنا تخویف مجرمانہ ہے تو کیا اسکا ارتکاب ہر ہر نبی نے کیا ہے؟ لیکن تف ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کرے کہ انہون نے تخویف مجرمانہ کی۔

اگر فسق و فجور سے باز رکھنے کا نام تخویف مجرمانہ ہے تو سب نبیون کی یہی تعلیم تھی کیا وہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے بیان کے موافق سب کے سب تخویف مجرمانہ کرنیوالے تھے؟ منشی محبوب عالم! دیکھ تو ایک راستباز کی عداوت اور دشمنی کیوجہ سے کسقدر حد سے بڑھ چلا ہے تیرے حملے خدا کے مسیح موعود سے متجاوز ہوکر تمام راستبازون اور برگزیدون پر ہونے لگے ہین تو اپنے زہریلے تیر معصوم نبیون پر چلانے لگا ہے اسلئے

آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

بالکل سچ ہے۔ کیا تو نے نہین پڑھا کہ انی انا النذیر العریان کہنے والا کون تھا؟ بتا اور ذرا کھول کر بتا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بھی تخویف مجرمانہ کرنیوالا تھا؟ اے نادان ذرا سوچ کر جواب دے! تو نبیون کی ہتک کرتا اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کو پس پشت ڈالتا ہے کیا تو نے نہین پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کیا کہا

انی لکم منہ نذیر مبین

اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا **لتنذر ام القری وما حولہا** کیا یہ **انذار** تیری رائے مین تخویف مجرمانہ تھی؟ اے حق کے دشمن! نبیون اور راستبازون کی تعلیم اور ان کے مقاصد و اغراض سے ناواقف انسان! اپنے گریبان مین منہ ڈال اور اس اپنے اعتراض کو پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر خدا کے راستبازون کی سیرت پر نظر کر، شاید تجھے کچھ سبق حاصل ہو۔

اگر نوح، موسیٰ، یہوداہ، لوط، صالح، یونس، مسیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کہلا کر بھی **تخویف مجرمانہ کے مرتکب نہین اور** ہرگز نہین تو مین دعوی سے کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد خدا کا مسیح اور مہدی بھی نذیر کہلا کر **تخویف مجرمانہ کا مرتکب نہین ہے اور یقیناً نہین ہے۔**

مین حیران ہوتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا؟ اس اعتراض سے پہلے اگر وہ تخویف مجرمانہ کی تعریف ہی پڑھ لیتا تو اچھا ہوتا۔ پیسہ اخبار اگر قانون کی اصل سے ناواقف تھا اور مین سمجھتا ہون کہ ہے تو کیا اسے اپنی ۱۱ اپریل کی تحریر بھی یاد نہین رہی۔ کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہارون کے ذریعہ لوگون کو آگاہ کرنیکا منشاء کیا ہے؟ سن! مین خود ہی تجھے بتا دیتا ہون کیونکہ مرا یاد و ترا فراموش۔

"البتہ اتنی بات مین مجھے بھی مرزا صاحب سے اتفاق ہے کہ گناہگار بندے توبہ واستغفار کرکے نیکی اور خدا پرستی کیطرف مشغول ہون۔ (روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اب انصاف کرو اور اپنے لکھے پر خون کے آنسو بہا کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشاء صاف طور پر ان الفاظ سے ظاہر نہین ہوتا؟ حضرت اقدس ان اعلانون کے ذریعہ کیا چاہتے ہین؟ یہی کہ مخلوق توبہ و استغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی مین مشغول ہو۔ اب اگر پیسہ اخبار کے دانشمند ایڈیٹر کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے یہ معنے ہین کہ لوگون کو ایسی دعوت کرنا تخویف مجرمانہ ہے اگرچہ زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے اور خود گورنمنٹ عالیہ کے لئے ایک ابر رحمت اور برکت ہین۔ اسلئے کہ ان اعلانون کے ذریعہ جسقدر لوگ بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا عہد باندھ لینگے اور فسق و فجور سے باز آجاوینگے اسیقدر انکی اخلاقی اور مجلسی حالت درست ہوجاویگی اور اسیقدر **جرائم کم ہو جائینگے۔** جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔

پس کیا پیسہ اخبار حضرت اقدس کے برخلاف یہ نہین چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہوکر اپنی شرارتون اور فتنہ خیزیون مین لا انتہا ترقی کرین اور اسطرح وہ نوع انسان کیلئے خونخوار دشمن اور گورنمنٹ کے لئے ایک دکھ دینے والے فرزند ثابت ہون کیونکہ جبکہ پیسہ اخبار ان اعلانون کی ہنسی اڑا رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیون سے روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور کیا ہو سکتے ہین؟

یہ کہنا ہرگز درست نہین ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کو دیکھ کر اور ایسی پیشگوئیون کے کرنے کے بغیر ہی لوگون کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا تو کیا پھر پیسہ اخبار کے نزدیک خدا تعالیٰ معاذ اللہ ظالم اور سفاک تھا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے عہد مین زمینون کے تختے الٹ دیئے اور موجودہ نسلین قریباً تباہ کر دین نہین ہرگز نہین۔ اسکو انصاف اقتضا تھا۔

غرض

اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے اور اس غرض سے انذار کرنا کہ کی اصلاح کرین ان کے معاملہ وہ بدمعاشیون اور بدکاریون خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بنین مجرمانہ ہے تو پھر مین نہین کہ اور صلحکاری کس چیز کا نام پھر پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ ایسی غیر ضروری انتشار پھیلتا ہے مجھ نہین آتا کہ اس فقرہ کے معنی لوگون کو حفظ ماتقدم کے طور پر جان کی حفاظت کیلئے (علاوہ انکی کے جوان کے چال چلن کے اندر سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟ ملکدار کیلئے نعمت! غالباً پیسہ اخ ہوگا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی مین پڑ کر رندی اور اوباشی کرین خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت اور اپنی بے باکیونکی پاداش مین کے پھر کاٹنے والے تعمیر کر ہلاک ہو پھر پیسہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا نہین کی زخمیون اور مجروحون مین کالون کا سوال اٹھائے؟ جیسا کہ کے مجروحون کے متعلق اسنے لکھا اگر یہ غیر ضروری خوف اور انتشار کے نزدیک گورنمنٹ بھی بیہودہ کارر ہے جو طبقات الارض کے ماہرین کی اس سوال کا فیصلہ چاہتی ہے کہ آیندہ کا خطرہ تو نہین اور اس کام کیلئے روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس خاص رپورٹ طیار ہوگی + اسنے کے خیال مین خزانہ ہند پر ایک بیہودہ رکھ چھوڑا ہوگا جو حوادث ارضی کا ایک محاسبہ تجویز کیا۔

اے حق کے دشمن! تیری زبان بھی نہین بچتا نظر آتا۔ تو اہل ملک کو کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط را ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یاد ر تیری ایسی بیہودہ راؤن کی کچھ بھی نہین اور کوئی بھی اثر نہین۔

اب اس آرٹیکل کو ختم کرنے سے پہلے مین دکھانا چاہتا ہون کہ حضرت اقدس مسیح

کا ان اشتہاروں سے کیا منشا ہے؟
اشتہار الوصیت میں یہ اپنا منشا ظاہر کیا۔
دوستو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں ہو سکتی خوف کے وقت خدا کی طرف جھکنا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں ہے اب وگھبراہٹ اور سوز وگداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اسکا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھکر وہ جو کر نیوالوں کے سر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے۔ پس سونیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتاں وخیزاں اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں مردہ کیطرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف وگزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم وکریم خوش ہو جائے اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلوں سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو بخیلیوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے۔ بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بنجاؤ)

پھر اکا نذار۔ الندا۔ اور البلاغ میں مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کریں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق وفجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں کو بدزبانی کر یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔

خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو! اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اوسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔) (انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر فسق وفجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین)

پس میں محض خیرخواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کیساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرلی چاہیئے۔ کم از کم ظلم اور تعدی اور فسق وفجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق وفجور اور ظلم وتعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو رحیم وکریم ہے دوسروں کی نسبت اسپر رحم کریگا۔)

(بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اسکا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں)

(پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے پانی سے خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں انہیں رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں)

کوئی سلیم الفطرت اور رشید انسان بتا دے کہ اس کا نام تخویف مجرمانہ ہو سکتا ہے یا یہ اعلیٰ درجہ کی رفاہ عام ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ضرور اسکو تخویف مجرمانہ ہی کہیگا۔ گو آخر میں میں نہایت ادب سے عرض کیا چاہتا ہوں کہ پیسہ اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنمنٹ کیلئے قابل نوٹس ہے جو اہل ملک کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلحکاری کے خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے والی ہے اسلئے اے اہل ملک تم اپنی اصلاح کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ ہر قسم کی بدمعاملگی۔ خون۔ چوری وغیرہ جرائم سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔ اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو اور ان کے حکمران کیلئے شکرگذاری کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ امن اور صلحکاری سے وہ زمین بھر جاوے لیکن ایک شخص بالمقابل اٹھتا ہے وہ کہتا ہے اسکو رد کرو یہ لوگوں کو ڈراتا ہے یہ جرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون ملک اور قوم کا خیرخواہ ہے۔ رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسیقدر کہتا ہوں کہ میری تعلیم اس روحانی معلم نے ۱۸۹۸ء میں جبکہ ابھی پنجاب میں طاعون شروع ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام ملک میں لگ جانیکو ہے مجھے دکھایا گیا ہے کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اسلئے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں مگر نوع انسان کے دشمن پیسہ اخبار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر ہنسی اڑائی اور ٹھٹھے اڑائے اور لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ سے اسطرح پھیر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب طاعون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کی تباہی پر سخت حیران ہے۔ اسیطرح اب اوپر خط سے نہایت نیک نیتی اور پاک غرض کی بنا پر خبر دیگئی ہے کہ لوگ اصلاح کریں اور اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ طاعون کے اشتہار کیطرح اسپر بھی ہنسی اڑائی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو بہت ہی بری فال ہے لیکن اے سعادتمندو! اگر ملک اور قوم کی کچھ بھی ہمدردی تمہارے دل میں ہے تو اس وقت کو غنیمت سمجھو اور اس خبر دینے والے کی باتوں پر شکرگذاری سے عمل کرو وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانے والے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔ اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو اپنے وطن کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ تمہیں غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرا ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

الہامی دعا | رب کل شئ خادمک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا ہے اسکو میرے عزیز بھائی منشی محمد نصیب مالک رفاہ عام پریس لاہور نے نہایت عمدہ کاغذ پر منقش کر کے چھاپا ہے انکی غرض یہ ہے کہ تا فضول اور لغو تصاویر کی بجائے یہ دعا گھروں میں اور دیوان لٹکائے جاویں اور اسطرح پر وقت جب اس دعا پر نظر پڑیگی تو ایک کیفیت پیدا ہو کر اسپر ایک لذت پیدا ہو کر دعاؤں کیلئے جوش پیدا ہوگا۔

اس تمائی کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم اعظم ہونیکا گمان کیا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت ۱ آنہ رکھی ہے لیکن مجھ سے منشی محمد نصیب نے زبانی کہا تھا کہ میں تو ایک سے زیادہ خریدنے والوں کو ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے دیدونگا اور زیادہ خریدنے والوں کو عدہ فی سیکڑہ دونگا۔

سید عبدالحی صاحب نے بہت ہی عجیب نقشے تیار کئے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی دعائیں جو عربی زبان

وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی

اخبار وطن کے لائق ایڈیٹر کو آج تک یہ عزت نہ ہوئی تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھائے۔ اور جہاں تک مجھے ایڈیٹر صاحب سے ذاتی تعارف اور واقفیت ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن میں ایسی بحثوں کے اندراج سے انہوں نے احتراز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب وہ کیا امور پیش آئے ہیں جو انہوں نے ۱۹ مئی ۱۹۰۵ء کے وطن میں دو نوٹ لکھے ہیں جو انکی قابلیت پر سخت بدنما داغ ہیں۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ صحیح ہو کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی غیر حاضری میں کسی نائب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد ہو کسی اخبار کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے بہر حال میں بے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہوں۔ امید ہے وہ فائدہ اٹھائیں گے۔

قول۔ عوام تو کالانعام مشہور ہی تھے جنکو ہم میں سے اجتہاد و امامت بلکہ پیغمبری تک کا دعویٰ ہے انکو بھی جامع المتفرقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے میں ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔؛

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ فقرہ پڑھ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے ہر مصلح اور مامور جب دنیا میں اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفوں نے سب سے پہلا خطاب اس کے لئے یہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم ہو گا کہ ابوجہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتوں کے ایک کا مفہوم یہ بھی تھا کہ اس نے **قطع رحم** کیا ہے اور پھوٹ ڈالدی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ آگ لگانے آیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مامور اور مرسل دنیا میں ایک اخوت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہیں وہی وحدت قوم میں قومیت پیدا کرتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگوں کو اختلاف نظر آوے۔ کیونکہ خدا کا مامور **ڈسٹرکشن** اور کانسٹرکشن کے اصولوں پر کام کرتا ہے۔ انکے خیالی جتھوں کو ہر علی الاثم ہوتا ہی توڑتا ہی اور سعادتمندوں کو الگ کر کے نیکی اور سعادت مندی کا نمونہ متفق کرتا ہے۔ اسکی نظیر موجودہ **مسیح موعود** ہیں جسکو آپ قوم کو پراگندہ کرنیوالا کہتے ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی قوم طیار کر دی ہے جو ایک ہی سطح پر بلحاظ عادات کے کھڑی کی گئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملت میں باقی نہیں رکھا۔ یہ ہے حقیقی اتحاد اور اتفاق جو پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک قوم کسی مامور کے تحت نہ آوے۔ ورنہ دوسری جگہ بہان۔ عالم۔ جاہل امیر و فقیر۔ پیشہ و کسب خون بڈی وغیرہ کے جھگڑے بر پا میں کبھی اتفاق ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پس یہ کہنا کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے میں خوش ہوتے ہیں سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو وہی کرتے ہیں کیا مولوی انشاء اللہ صاحب یا کسی دوسرے کی مقدرت میں ہے کہ وہ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد بدعتی خوارج وغیرہ کے جھگڑوں کو مٹا کر ایک ہی امام کے پیچھے نماز میں کھڑا کرائے؟ ہرگز نہیں لیکن اسے اس معجزہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھے کہ ایک ہی امام کے پیچھے کن لوگوں کو کھڑا کر دیا گیا ہے وہ پہلے کیا کیا تھے انہیں مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کیا صورتیں اتحاد و اتفاق کی نہیں لیکن اب وہ کیا ہو گئے ہیں!

قول۔ نماز میں آجتک کسی مجتہد نے تفرقہ قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ کلمہ گو خواہ فاسق ہی ہو اگر پیش امام ہو گیا تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں حرج نہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک باقی ماندہ ذریعہ یگانگت کو بھی پیغمبری جلال میں آ کر توڑ دیا۔ آپکا حکم ہے کہ کوئی مرزائی کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکی نماز ادا نہ ہوگی۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض بھی مولویصاحب کی واقفیت پر ایک بدنما داغ ہے تاہم میں اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں سمجھتا۔ مولویصاحب کے نزدیک اگر ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز درست ہے تو وہ ان مجتہدوں اور شمس العلماء فضلاء سے دریافت کریں جنہوں نے احمدیوں کو **کافر** قرار دیا۔ اور انکے پیچھے نماز نادرست قرار دی۔ اور ایسے ایسے شدید فتوے دیئے جو آجتک کسی کو بھی نہیں دیئے گئے حالانکہ ہم اسی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے اسی طرح نماز پڑھتے۔ کلمہ گو۔ قرآن کریم کو اپنا امام مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین یقین کرتے آپکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپکے اسوہ حسنہ کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہیں ایسی حالت میں ان مجتہدوں اور علماء پر کیا آفت گری جو انہوں نے بقول آپکے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔

اگرچہ میرا حق ہے کہ میں آپ سے پوچھوں کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کسقدر علماء عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدوں اور مقلدوں کے آئے دن جھگڑے اور دوسرے فرقوں کی نزاعوں کا انجام کیا ہے لیکن میں اس بحث میں نہ پڑ کر صرف اسقدر التماس کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں سے ہی صحیح ثابت کرا دیں جبکہ نماز ہو ہی جاتی ہے تو اسمیں انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لیں اس پہلے نوٹ میں تو یہ دو امر آپ نے پیش کئے ہیں میں مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر حسن ظن رکھتا ہوں کہ انکی طبیعت میں عناد اور ہٹ نہیں اگر وہ غور کریں گے تو کیا عجب فائدہ اٹھا لیں دوسرے نوٹ میں انہوں نے حضرت اقدس کے زلزلے کے خوف کی وجہ سے باغ میں چلے جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ **استقلال** نبوت کے خلاف ہے دوم اگر خدائی عذاب وارد ہی ہونا ہے تو کیا باغ و کیمپ میدان مکانات سے زیادہ محفوظ و مامن ثابت ہونگے؟ کیا زمین شق ہو کر مستحقین عذاب کو نہیں نگل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا مولوی انشاء اللہ صاحب **استقلال نبوت** کسکو کہتے ہیں اگر استقلال نبوت سے انکی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں اور غضب الٰہی کے نمونوں کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بے باکی سے انہیں دیکھتے ہیں تو اس سے بڑھکر انبیاء علیہم السلام کی سوء ادبی اور گستاخی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اسکی نسبت میں مولوی انشاء اللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور ایسی گستاخی کیلئے توبہ کریں اور کفارہ دیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آندھی یا بادل کو دیکھکر کسقدر گھبرایا کرتے اور اندر باہر بے تابی سے نکلتے تھے کیا یہ **استقلال نبوت کے خلاف تھا؟**

یہاں تک ہی لکھا ہے کہ جب سابقہ تباہ شدہ قوموں کی بستیوں سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو صحابہ کو بھاگ کر نکل جانیکا حکم دیا گیا کیا ان بستیوں میں اسوقت بھی غضب الٰہی آیا ہوا تھا؟ اور یہ استقلال نبوت کے منافی تھا۔ یہ مقام جیسا کہ میں نے نشان زلزلہ کو آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہے انکا **استقلال نبوت** اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیا دار مخالفوں کی کوئی تکلیف اور مخالفت انکو اپنے فرض تبلیغ سے روک نہیں سکتی۔ اور پھر کیا ایڈیٹر صاحب وطن بتا سکتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ فتح و نصرت کے وعدے کئے تھے اور واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ ایک جمعیت دو دو زرہیں کیوں پہنا کرتے تھے کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا؟ خدا تعالیٰ پر معاذ اللہ آپ کو ایمان نہ تھا؟

آپکے نزدیک تو تجربہ بھی استقلال نبوت کے خلاف ہوگی معاذ اللہ مولویصاحب کا یہ خیال خام تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض نہیں کر رہے بلکہ نبوت کی پاک لائف پر غور کرتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے۔ عذاب الٰہی اگر آپکے تجویز کردہ طریق کے موافق ہی آیا کرتا ہے تو پھر حضرت لوط کو بستی سے نکل جانیکی وحی کیوں ہوئی تھی کیا اس عذاب کے پتھر اور بارش بلا ارادہ لوط کو اس بستی میں شناخت نہ کر سکتے تھے۔ طوفان اگر مخالفوں ہی کے غرق کرنیکو تھا اور بیشک تھا تو پھر کشتی بنانیکی آپکے مذاق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا وہی طوفان حضرت نوح اور آپکے مخلصین اصحاب کو بچا نہ سکتا تھا؟ غرض میں کہانتک گنواؤں۔ آپ خدا ترس دل لیکر قرآن کریم پر نظر کریں اور پھر اپنے اس اعتراض کو وزن کر کے دیکھیں کہ وہ کیسا بیہودہ اور ایمان سوز اعتراض ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپکے اعتراضات کا کافی جواب دیا جا چکا ہے اور عاقلے را اشارہ بس است

۹ مئی ۱۹۰۵ء
قبل ظہر

فرمایا کہ ہم تو زلزلہ کیوقت آئے تھے کہ باغ میں چلکر دعا کریں اب محض اسوجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے اسکے متعلق کچھ اور معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب ہے یا دور ہے اگر معلوم ہوا کہ دور ہے تو پھر ایکماہ کے بعد واپس چلے جاویں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ایسے وقت آئیگا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی بلکہ لوگ ہماری تکذیب کر چکے ہونگے کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ قرآن شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا بہ عادت اللہ ہے کہ ایسے وقت عذاب نازل ہوتا ہے جبکہ لوگ اسے بالکل بھول جاتے ہیں۔ ایسا ہی ان الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا چپ کر اونگا۔ گویا ہر شخص کا دل یقین کریگا کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے۔ لغت کے ماہر منجم، طبقات الارض والے اور جوتشی سب ملکر فیصلہ کر دیں کہ کوئی زلزلہ نہیں آئیگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کی اور بھی عظمت ظاہر ہوگی حقیقت میں اگر وہ بھی یہی رائے دیں کہ زلزلہ آئیگا تو ہماری بات مشتبہ ہو جاتی اور کمزور سمجھی جاتی لیکن اب تو ان لوگوں کی آخر یہ رائے ہے کہ زلزلہ نہیں آئیگا۔

فرمایا۔ اگر اب خدا تعالیٰ چپ رہے تو پھر دنیا میں بجز اسکے سوا کوئی اور مذہب نہ ہوگا اگر اسوقت اسکی چہرہ نمائی کی ضرورت نہیں ہے تو پھر کب ہوگی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر تو نے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہوگی یہی دعا آج ہمارے دل سے بھی نکلتی ہے پس یقیناً یاد رکھو کہ اب اگر خدا تعالیٰ دستگیری نہ کرے تو سب ہلاک ہو جاتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد اگر نہ ہو تو قطعی یقین ہو جاتا ہے۔ بچہ کو اگر دودھ نہ ملے تو وہ کب تک جئے گا؟ آخر سسک کر مر جائیگا اسیطرح انبیاء کیطرف سے انقطاع امداد ہو تو انسان چونکہ کمزور اور ضعیف ہی ہو جایا کرتا ہے۔ خلق الانسان ضعیفا یعنی وہ بھی آخر روحانی طور پر مر جائیگا۔ اسکی طرف اشارہ کر کے براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اصل یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مجھکو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی وساطت سے ایک کارڈ مرسلہ از بمبئی ملا ہے جسے اسکو پڑھکر ارادہ کیا ہے کہ میں اسپر کچھ مختصر طور پر لکھوں اس کارڈ کے بھیجنے والے **اسماعیل عبد العلی** صاحب ہیں - وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کے غم میں روتے تھے وہ اس حدیث نبوی کے مطابق عمل کرتے تھے (من بکا او ابکا وتباکا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ) اور محبان اہل بیت بھی اسی حدیث پر عمل کرکے روتے ہیں اور یہ حدیث بہت مشہور و معروف ہے سند کی محتاج نہیں اور کلام مجید میں - کھیعص - کی تفسیر ملاحظہ کرو - **سیف حسینی** معہ **صولت حیدری** مطبوعہ مطبع **یوسفی** منگوا کر مطالعہ کرو - **اب میں** اس سادہ لوح بھائی اور اسکے ہم خیال اشخاص کو متوجہ کرکے عرض کرتا ہوں کہ یہ زمانہ علم و تحقیقات کا زمانہ ہے - یہاں کھرے اور کھوٹے کی پہچان رکھی گئی ہے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ غلط سے صحیح اور نقلی سے اصلی کی شناخت اور تمیز نہ ہوسکے - یہہ محک اور پہچان کیا ہے - خود قرآن کریم ہے - کیونکہ احادیث کی نسبت خود رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ انکا محک قرآن کریم ہے - قال النبی قد کثرت علی الکذابون فما یروی لکم فعارضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ للجدار واترکوہ - (صہ ۲۵۱ تفسیر لاہوری شیعہ) و اخباریکہ معارض ومنافی برہان ومحکم قرآن باشد او موضوع ومخلق متروک العمل وجوباً است ہر چند صحیح الاسناد باشد چہ متون انہا فاسد واز احاد اند واخبار احاد غیر ثابت قاطع من باب الظنون می باشند وتمسک و عمل بظن جائز نیست (صہ ۱۵۶ تفسیر ابو القاسم شیعی)

اے عزیز **عبد العلی** سن اور اسمیں غور کر - ایکطرف قرآن کریم کا صاف اور محکم حکم موجود ہے - ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الخ الذین اذا اصابتہم مصیبۃ الخ - (پ ۲ - س البقرۃ) کہ مصیبت کے وقت صبر کرو دوسرے بہائی کیوں ہر **امام العابدین** پر تو شوخ چشمی سے یہہ حرف چلاتا ہے کہ انہے اپنے باپ کی مصیبت میں ۴۰ سال تک گریہ وبکا کیا اور ایک کچی اور بیہودہ روایت کے سہارے سے حکم قرآن سے انکار کرتا ہے - اب اگر علماء شیعہ میں کچھہ بھی انصاف ہے تو ذرہ غور کریں اور حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کریں اور دیکھیں کہ یہہ حدیث یا اس جیسی اور احادیث کتاب اللہ کی محک پر کھری ثابت ہوتی ہیں یا نہ - قرآن کریم کو الحمد سے لیکر والناس تک پڑھو - اور ہمکو ایک آیت ایسی نکالکر بتلاؤ کہ کسی انسان کے مرنے پر رونا موجب ثواب اور دخول جنت ہے - اگرچہ وہ انسان نبی ہو یا نبی زادہ ہو -

مجھکو شیعہ کے اس گروہ کی حالت پر بڑا رحم آتا ہے جو اپنی خوش اعتقادی سے زندہ درگور ہیں وہ کسی علمی اور تحقیقی بات کو اخذ کرنا پسند ہی نہیں کرتے - اللہ تعالیٰ انکو سمجھادے اور اسی ذات کے سمجھانے سے انسان سمجھ سکتا ہے - بھلا اے عزیز یہ تو بتلا کہ حدیث سند کے لحاظ سے کس پایہ کی ہے اگر اس حدیث کو بسند صحیح وموثق تمنے یا کسی شیعہ عالم نے آنحضرت صلعم تک پہونچاکر ثابت کردیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایکسو روپیہ نقد بطور انعام اسکی نذر کرونگا -

دیکھو تمہاری سادگی کس حد تک بڑہی ہوئی ہے - اگر تمکو کوئی کہے کہ (ک) سے مراد کشمیر اور (ی) سے مراد یارقند - اور (ع) سے مراد عربستان اور (ص) سے مراد (صورت) ہے تو تم کیا جواب دوگے -

اچھا ایک اور بات کہتے ہیں بالفرض وہی معنے ہیں جو تم کہتے ہو یا تمہارا بڑا فلاسفی **میر باقر داماد** کہتا ہے - مگر کیا نسبت ہے - ان حروف **مقطعات** کو اگلی عبارت سے ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا -

ہم کہتے ہیں کہ (ک) سے مراد کرب اور (ہ) سے مراد ہلاکت وغیرہ جو تم کہتے ہو مراد ہیں - مگر واقعہ متعلق اخبار حالات حضرت **یحیی** ہے نہ حضرت **حسین** کیونکہ سیاق وسباق اس قصہ پر منطبق ہوتا ہے - (تمہارے **فلاسفر** نے رجماً بالغیب جو کچھہ جی میں آیا لکھدیا ہے) ہم تو تمام قرآن میں **حضرت حسین** علیہ السلام کا نام تک نہیں دیکھتے اور تم شیعی تمام قرآن کو انکی شان میں نازل خیال کرتے ہو - دیکھو **زید** کا نام قرآن میں مذکور ہے -

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اور میرے تمام شیعہ بھائیوں کو فہم قرآن اور سمجھ عطا کرے - اللہم آمین -

خاکسار نذر علی محرر از تحصیل صوابی -

*

تحقیقات مسئلہ عزاداری

*

مبحث دیگر استدلال گریہ در مصائب حسین از کتاب اللہ

علماء لاہوری کہ در تشیع معروف بہ مجتہد سندھ وسندہ وپنجاب است از قرآن کریم عجب استدلال گریہ حسین کردہ است -

دلیل اوّل مولوی صاحب بلفظہ) -

قولہ تعالیٰ - واتل علیہم نبأ ابنی آدم الخ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند کہ جناب حضرت آدم بر شہادت ہابیل تا آنمدت گریست کہ اوتعالیٰ بآنحضرت حضرت شیث عطاء فرمود) چشم بد دور چہ **استدلال عالمانہ** فرمودہ اند - مطلب مولوی صاحب مکرم اینست کہ چون حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد با زمایان چرا از برائے حسین گریہ نکنیم - ازین آیۂ شریفہ گریہ کردن حضرت آدم بر فرزند خود ہابیل ہرگز ثابت نمی شود نہ لفظاً ونہ معناً - نہ عبارۃً ونہ اشارۃً آراء بعضے مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید وفرقان حمید بعد المشرقین داشتہ باشد اگرچہ فخر رازی باشد یا **علامہ** حلی یا وزیر ہلاکو بدرد مائمی خورد مقتداء ورہنماء ما قرآن کریم است وماراعمل بکتاب اللہ باید کرد نہ بر آراء مفسرین - مفسرین ہم مثل ما انسان بودند اگر خطا کردند مارا نشاید کہ بخطاء شان عمل کنیم این بحث طول دارد ومطلب فوت می شود مختصر اینکہ دعوئے شما در نحن فیہ اینست - **قال المولوی بلفظہ** (قرآن ناطق است کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند) **حیف است اے مولوی** کہ باین بزرگی در اثبات دعوی مے نویسی کہ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند) در عبارت دو سطر اینقدر تعارض کجا نطق قرآن وکجا نطق مفسرین شمارا لازم بود کہ بگوئید مفسرین نوشتہ اند نہ اینکہ قرآن ناطق است باین الخ - یا اگر می نوشتید کہ در تواریخ نوشتہ است یا در صحیفۂ آدم نوشتہ است یا در تورات نوشتہ است البتہ زیبائش داشت تا بآن تواریخ در حدیث رجوع مے کردیم وحقیقتش بشما عرض می کردیم - مگر مولانا صاحب شما دعویٰ کردید کہ **قرآن ناطق باین سخن** کہ **انبیاء علیہم السلام** الخ ودر اثبات دعوے حوالہ بآراء مفسرین می دہید حالا حقیر تمام این واقعہ را از قرآن کریم ہدیہ ناظرین می کند - تا دروغ بے فروغ مولوی صاحب بر اطفال مکتب وعوام وجہلا ہم اظہر من الشمس گردد - **وہو ہذا** -

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۝

(پ ۶ - س المائدہ ر ۹)

ما این تمام آیات قرآنی را نوشتیم تا ہر صاحب بصیرت در آیات غور وتدبر نماید کہ کدام جا نوشتہ است کہ حضرت آدم علیہ السلام از برائے پسر خود گریہ کرد در اینقدر قصۂ طولانی یک جاء در ابتداء قصہ نام حضرت آدم مذکور است باقی در تمام قصہ نام آن حضرت ہم مذکور نیست - اگر حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باید کہ بعد از واقعۂ قتل پسرش مذکور می بود - از طرف خود این الفاظ را کہ قرآن نگفتہ در تفسیرش داخل کردن تحریف معنوی است آخر اے صاحب دانش درین قصہ گریہ کردن بفہم کدام الفاظ قرآن است - پس این ادعا کردن کہ قرآن **ناطق است** کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند - جز شوخ چشمی وسوء ادب است باکتاب اللہ بالفرض اگر حضرت آدم در مصیبت پسرش گریستہ باشد - از برائے ماکے حجت می شود - شاید کہ در شرع خود ماذون گریستن باشد - ودر **شرع محمدی** امر بصبر فرمودہ اند چنانچہ در تحریرات سابق دریافتی در تمام کتاب اللہ یک آیت قرآنی ہم ممد دعویٰ مولوی صاحب نیست ودر اکثر جاہا امر فرمودہ اند کہ در مصائب وارده صبر کنید وتعریف صابرین در ہر جاء مذکور است وانشاء اللہ در مباحث دیگر ذکر خواہیم کرد -

خاکسار

نذر علی از صوابی

[illegible] زلزلہ [illegible]

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دیہات اور چھوٹی چھوٹی بستیوں میں مکانوں اور جھونپڑوں کی تباہی کی نسبت ابھی تک تحقیقات ہو رہی ہے مگر دھرم سالہ اور قصبہ کانگڑہ اور پالم پور اور جوالا مکھی میں جہاں بالکل تباہی آگئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن لوگوں میں کسی قدر اطمینان اور دلجمعی عموماً سب جگہ پیدا ہو گئی ہے اور ۱۱ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازاں کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہو گئی تھی گویا اب قدرتی خطرہ بھی مٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہو گیا جو غیر علاقہ سے یا وہاں کے ہی ادھر ادھر سے نکلکر لوگوں کے مال و اسباب پر جو [illegible] آگئے ہی خوف کے مارے [illegible] دست درازی کرجاتے تھے۔ اسبارہ میں فوج کی موجودگی اور پولیس کی [illegible] کی جمعیت جیسے پہلے وہاں ہو گئی ۱۹ [illegible] پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو [illegible] بذریعہ ریل سیالکوٹ آئی۔ اور وہاں [illegible] پیدل [illegible] دھرم سالہ پہنچ گئی۔ اور ۳۴ وین پائونیرز کی ڈبل کمپنی ۱۰ اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے۔ ایک اور دستہ [illegible] والا تھا [illegible] کارٹ روڈ [illegible] کی سڑک کی مرمت کریں گے۔ آج ۱۱ کو ایک کمپنی سفر مینا کی [illegible] پونیر [illegible] بھیجی گئی ہے۔ جہاں پالم پور اور شاہپور کی [illegible] پل ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔

دھرم سالہ میں گورکھا پلٹن نے بازاروں اور [illegible] لاشیں نکالنے کا کام بڑی [illegible] عمدگی سے انجام دیا ہے۔ پانچ میڈیکل افسر اور تین نرسیں وہاں مجروح یورپینوں اور گورکھوں کی نگرانی و تیمارداری پر مامور ہیں۔ اور ایک [illegible] سول میڈیکل سٹاف بازار کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کا سب سے بڑا ڈپو کوتوالی بازار میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے۔ وہاں میڈیکل افسر اور [illegible] سپیشل اسسٹنٹ مختلف [illegible] میں کام کر رہے ہیں۔

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ میں کچھ زاید جوان یہ حکم دیکر بھیج دیے گئے ہیں کہ تمام دیہات کا پہرہ دیتے رہیں۔ ہو تو کوئی رپورٹ کردیا کریں۔ اور جہاں کہیں زخمی لوگوں کو امداد کی ضرورت ہو اسکے متعلق فوراً اطلاع بھیجیں لیکن افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجروحین میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں جنکا جانبر ہونا محال ہے۔ بچنے والے وہی ہیں جنکے صرف خفیف خراشیں آئی ہیں۔ یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہیں۔ کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسیطرح اپنی جان بچا نہ سکے۔

مرنیوالوں کی ٹھیک تعداد کے نامکمل رپورٹوں کی بنا پر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجوہ ہیں کہ تحصیل کانگڑہ اور پالم پور کی نسبت جو اعداد و بیان ہوئے وہ قریباً صحیح ہوں گے۔ اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ میں وہاں کا نقصان جان صرف ۳ سو ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک اور خبر میں ہزار اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتیری کوشش کیجاری ہے اور ابھی ان کے معلوم ہونے میں چند روز اور لگیں گے یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ دھرمسالہ بازار میں منجملہ دو ہزار [illegible] ساڑھے ۳ سو آدمی مرا ہے۔ اور خدا کی شان کہ جہاں آس پاس کے بہت سے گاؤں بالکل ہی بچ رہے وہیں چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ دھرم سالہ اور غالباً پالم پور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لے جائیں گے۔ کرنیل لمبر کمشنر حفظان صحت ۱۲ اپریل کو شاہپور سے روانہ دھرم سالہ ہونیوالے تھے۔ باوجودیکہ لاہور میں اس تباہی کی خبر ۵ کی صبح کو پہونچی پر معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہاں اب تک حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے۔

شملہ سے ۱۱ اپریل (۱۱ بجے صبح پر ۲۰ منٹ گذرے) کہا ہے کہ یہاں دس بجے پر ۴۸ منٹ گذرے پر ایک زور کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لاہور ۱۰ اپریل۔ پالم پور کی ایک چٹھی سے جو کلو کے کرنیل رنکین نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ وادی میں اس زلزلہ سے کسی یورپین کو گزند نہیں پہونچا۔ مگر تارا تحصیل ڈاک بنگلہ اور [illegible] میں البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کئی انگریزوں اور ان کے اہل عیال کے صحیح سلامت ہونے کی خبر ہے جو وہاں سے بچکر نکل گئے تھے بعضوں کے خفیف چوٹیں آئیں مگر اب وہ روبصحت ہیں پالم پور میں ۳ سو دیسی تو بالکل ہی ہلاک ہو گئے۔ اسیطرح [illegible]۔ سلطانپور میں منڈی اور سکیت میں بھی بڑا نقصان ہوا بتاتے ہیں۔ سفارش کیگئی ہے کہ شملہ سے وہاں دواؤں وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہیے۔

صاحب کمشنر جالندھر دھرم سالہ سے ۱۰ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ دھرم سالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۱۴۴ مرے۔ یعنے ۴۸ تو بازار کے لوگ اور یورپینوں کے ملازم اور ۹۶ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب نکالکر جلا دیے گئے یا دفن کر دیے گئے ہیں۔ صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ میرے اندازہ سے پالم پور تحصیل میں ۳ ہزار آدمی تلف ہوا ہے۔ کانگڑہ کی تحصیل میں ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دھرم سالہ (کے سوا ملٹری سٹیشنوں) پالم پور کانگڑہ اور جوالا مکھی میں بڑی بڑی جگہوں پر میڈیکل امداد کے سنٹر قائم کردیے گئے ہیں۔ دیہات کیلئے بھی ڈاکٹروں اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو رہا ہے اور مدد برابر پہونچ رہی ہے۔ راجہ صاحبان نادون۔ گولار۔ اور لمبا گراؤں کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد کی ضرورت ہے۔ اور مقامی نیٹو لوگوں سے صاحب کمشنر جالندھر بذات خود پوچھ رہے ہیں اور خبرگیری کررہے ہیں پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جاکر دیکھے کہ آیا جہاں جہاں ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پوری کیگئی ہے یا نہیں۔ چونکہ سیالکوٹ تک آمد و رفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اتر آئے ہیں۔ اگر منڈی۔ سکیت کلو میں ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادھر بھی بھیج دیئے جائیں گے۔

۱۰ اپریل کو صاحب کمشنر جالندھر نے دھرم سالہ سے تار دیا کہ پالم پور تحصیل میں صرف ۳ یورپین ہلاک ہوئے ہیں اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹیں لگی ہیں۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہونچا۔ تحصیل پالم پور کے اکثر انگریز اسوقت پالم پور خاص ہی میں خیمہ زن ہیں۔ وہاں ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہونچ گیا ہے اور ابھی اور پہونچنے والا ہے۔ کلو کے یوروپینوں کی بابت کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مگر مسٹر ملر لکھتے ہیں کہ کلو منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا ہے۔ پالم پور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہو گیا ہو گا مسٹر ملر آئی۔ سی۔ ایس۔ اپنی ایک چٹھی میں بیان کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۲ اپریل کو دھرم سالہ سے چلا تھا۔ درمیان ۳ و ۴ پالم پور میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک انگیٹھی اور چونہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا جس سے میں بیدار ہو گیا۔ میں اپنے بستر تلے چھپ گیا پھر مکان کی چھت مجھپر آ پڑی جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور میں دب گیا۔ نوکر نے جب میری چیخ پکار سنی تو وہ دوڑا آیا اور اس نے مجھے بصد دشواری نکالا پھر لوگوں نے جاکر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا۔ ان کے سر میں خفیف سی خراشیں آئیں۔ کوئی منٹ بعد وہ مکان بالکل ہی مسمار ہو گیا۔

لاہور کے فوجی ڈویژن میں سے دھرمسالہ کی سڑک کو درست کرنے کیلئے ان فوجوں کو حکم ملا تھا جو میاں میر سے سیالکوٹ تک بذریعہ ریل گئی ہوئی تھی اور وہاں سے دھرم سالہ تک پیدل کوچ کرے۔ ایک ڈبل کمپنی ۳۲ وین پائونیرز کی جو ۷ اپریل کو میاں میر سے چلائی گئی ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰۔ آدمی فوجی سپرمن کے جو ۸ کو گئے۔ اور ایک ڈبل کمپنی ۳۴ وین پائونیرز کی سیالکوٹ سے بذریعہ ریل جالندھر روانہ کیگئی وہاں سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے رستہ کانگڑہ پہونچی ہوگی۔ ہوشیارپور کے لوگوں نے بھی کچھ کچھ سامان رسد سے لاد کر دھرم سالہ و کانگڑہ کو بھیجے ہیں۔ لاہور کے آریوں نے بھی ایسا ہی کیا جسکا ذکر کل ہی پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان کے ۶-۷ ایجنٹ کانگڑہ پہونچ گئے ہیں۔

مختلف نوٹ

اگرچہ دنیا کی مختلف ساتی کتابوں پر بڑی محنت صرف کیگئی ہے کہنو ڈاجوا لنڈن کے قریب بدھ کی یادگار ہے اسمیں سات سو سنگ مرمر کی ایک سل ہے جسپر بودھ مذہب کی کل کتاب مقدس کندہ ہی اس کتاب میں [illegible] زیادہ مقطع الفاظ ہیں۔ یہ ساتو ایک مربع میں ہیں اور بیچ میں بڑا مندر ہے۔

*

ہر ایک روز مبارک ہی۔ ہفتہ کے تمام دنوں کو کسی نہ کسی قوم نے **متبرک** مانا ہے۔ مثلاً یونانی پیر کی تعظیم کرتے ہیں ایرانی منگل کو متبرک سمجھتے ہیں۔ اسیریا کے باشندے بدھ پر فدا ہیں مصری جمعرات کی قدر کرتے ہیں مسلمان جمعہ کو متبرک سمجھتے ہیں اور غریب یہودی سنیچر کو یوم السبت قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اتوار کو

*

صرف ہندوستان ہی میں عیسائیوں کو بیجا رعائتیں نہیں دیجاتیں۔ ایک اخبار پریس ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں بہت سے چینی محض اس خیال سے عیسائی ہوتے جاتے ہیں کہ صوبہ کے مجسٹریٹوں کی عدالت میں جب عیسائی اور غیر عیسائی فریقین کا مقدمہ پہنچتا ہے تو فیصلہ ہمیشہ عیسائیوں کے موافق دیا جاتا ہے۔

*

طاعون اور زلزلہ میں ایک عجیب فرق اور ایک عجیب مشابہت ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ دونو انسانی زندگی کے دشمن ہیں طاعون اور زلزلہ دونوں نے امسال ہزاروں کو بار زندگی سے نجات دی بس تو مشابہت ہی فرق یہ ہے کہ طاعون ان کو شکار کرتی ہے جو نچلی منزل میں رہتے ہیں اور زلزلہ ان لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے جو بالائی منزل

اسلامی تمدن و ہسپانیہ

جس مضمون پر مجھے لکھ دینے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ میں اپنی تالیفات بالخصوص تاریخ عرب میں اس بحث پر مفصل لکھ چکا ہوں۔ اسلئے مجبوراً بہت سی پرانی باتوں کا اس لکچر میں اعادہ ہوگا تاہم میں کوشش کرونگا کہ یہ اعادہ بھی دلآویزی سے خالی نہ رہے۔ واقعات ہمیشہ وہی رہتے ہیں ہم صرف انکے بیان کرنے کے طرز و انداز کو بدل سکتے ہیں۔

یہ اب عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن میں جو بہترین باتیں ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلاواسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہیں مگر عجیب امر ہے کہ اس اعتراف کے باوصف مسلمانوں نے ہسپانیہ میں تہذیب و تمدن کی جو کچھ خدمت کی اسکی نسبت ابھی تک یورپ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ امر چنداں حیرت انگیز نہیں پرانے تعصبات جلد دور نہیں ہوتے۔ اور صدیوں کی مذہبی و پولیٹیکل عداوت و مخالفت بآسانی کم نہیں ہوتی۔ عام مغالطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہسپانیہ کی فتح مسلمانوں کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا جائے۔ معترض یہ سوچنے کی [illegible] کے محرک خاص خیالات و اسباب ہوتے رہے ہیں۔ زمانہ حال ہی کیطرف دیکھو۔ فی الواقعہ شائستہ قومیں تو درکنار روسیوں تک کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ پس افتادہ قوموں اور نسلوں کو مہذب و شائستہ بنانے کیلئے ہی مقبوضات کو بڑھا رہے ہیں۔ کانگو میں جو ابلیسانہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں لیکن باینہمہ تمام یورپینوں کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ محض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ میں تسلط بڑھا رہے ہیں کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان بھی ایک مقصد مدنظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا میں رائج کریں۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انپر یہ فرض عاید کردیا ہے کہ وہ دنیا کو بت پرستی کی خرابیوں سے پاک صاف کریں پس اصولاً عربوں کے تسلط کی وسعت اور ہمارے زمانہ کی یورپین حکمران طاقتوں کی وسعت مقبوضات کے دائرہ اثر میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں کے عمل بھی انکے زبانی دعوے کے مطابق ہوتے تھے۔ پولیٹیکل اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ وہی اسباب مسلمانوں کے بتدریج ہسپانیہ تک پہونچ جانے کے محرک ہوئے جن اسباب نے انگریزوں کو بنگال سے پنجاب کی شمال مغربی سرحد تک پہونچا دیا ہے۔ فتح شام کے بعد مسلمان اسلئے مصر پر بڑھے کہ وہاں کے حکمرانوں نے شام میں مسلمانوں پر دراندازیاں شروع کر رکھی تہیں۔ مصر لیلیا تو رومیوں نے طرابلس الغرب کیطرف سے مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیا۔ جس پر مسلمانوں کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر بھی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ جو علاقہ اسوقت تک گوتھ۔ ونڈال اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزمگاہ بن رہا تھا۔ اب ایک پرامن خطہ ہو گیا۔

ہسپانیہ کی حالت اندنوں ناگفتہ بہ تھی حکومت نے ہر [illegible] پر [illegible] محصول عاید کر رکھے تھے [illegible] ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو گیا [illegible] کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنے [illegible] تھے۔ نہ صنعت رہی تھی نہ حرفت۔ زمین بھی [illegible] بنجر ہو گئی تھی۔ اراضی بڑے بڑے [illegible] جنگلے دنیادار اور پادری [illegible] عالیشان [illegible] دن رات رنگ رلیوں [illegible] غرق رہتے تھے۔ کاشتکاری کا [illegible] ادا کرتے تھے۔ یا مالکوں [illegible] غلام جن سے کارندگی جانوروں [illegible] کام لیتے تھے جیسے [illegible] حبشی غلاموں سے کام لیا کرتے تھے [illegible] ملکیت [illegible] تھے حتی کہ وہ اپنے مالکوں کی بلا اجازت شادی بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر کبھی ایسی صورت پیش آئی کہ غلام ایک مالک کے علاقہ میں رہتا ہو اور بیوی دوسرے مالک کے علاقہ کی باشندہ ہو تو ان کے بچوں کی اولاد دونوں علاقوں کے مالک بحصہ مساوی آپس میں بانٹ لیتے۔

عیسائیوں کی یہ حالت تھی تو یہودی رعایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تھا۔ یہ قوم بڑی تعداد میں ہسپانیہ میں جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بادشاہ۔ پادری اور امرا سب ہر وقت انکا خون چوسنے کی فکر میں رہتے تھے حتی کہ ایک موقعہ پر تنگ آکر انہوں نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکھوں تہ تیغ ہوئے اور جو بچ رہے دوامی غلامی کا طوق ان کے گلے میں پڑ گیا۔ اسکے مقابل آبنائے پار اسلامی مقبوضات میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تھا اور وہ غریبوں کا ملجا و مامن بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزارہا ہسپانوی بلاتمیز عیسائی و یہودی کے اپنے بادشاہوں اور پادریوں کے دست بیداد سے لاچار ہو کر پناہ لینے کو اسلامی علاقہ میں چلے آ رہے تھے۔ اندنوں راڈرک ہسپانیہ کا بادشاہ تھا جو وٹیزا کو قتل کر کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ اسنے جولین گورنر سبطہ کی لڑکی فلورنڈا کی بے حرمتی کی جس سے مشتعل ہو کر مظلوم باپ نے دیگر ہسپانوی نائبین و [illegible] سمیت عرب والیسر سے بالحاح و منت درخواست کی کہ خدا کیلئے ہسپانیہ کو ان ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی جائے۔ انکی فریاد کو منظور کر کے والیسر نے باجازت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر ہسپانیہ میں بھیجدیا اور اوسنے دو برس کے قلیل عرصہ میں کل جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ وہ سب سے اول اس موقعہ پر اترا جو ابتک اسکے نام سے جبرالٹر یعنی جبل طارق کہلاتا ہے۔ ہسپانیہ کی حکمران مسیحی قوم گوتھ کے ایک لشکر نے وہاں اسکا مقابلہ کیا۔ مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق روڈرک کے پایہ تخت ٹولیڈو پر سیلاب کیطرح بڑھا چلا گیا۔ ہسپانوی بادشاہ ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور مدینہ سدونیا کے موجودہ شہر کے شمال میں دریائے گوادی لیٹ کے کنارے خونریز مڈبھیڑ ہوئی۔ باوجود قلت تعداد اسلامی لشکر نے ۱۹ جولائی [illegible] کو ہسپانوی لشکر کو درہم برہم کر دیا اور روڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اسمیں غرق ہو گیا۔ اس فتح کا [illegible] نتیجہ [illegible] ہسپانیوں کو پھر کبھی میدان جنگ میں عربوں سے لڑائی کرنیکی ہمت و جرأت نہ ہوئی۔

حکومت کا طرز و انداز قوم کی حالت کا آئینہ ہے۔ اگر حکومت [illegible] عادل اور بے تعصب ہو تو سمجھ لو کہ جو قوم برسر حکمران ہے وہ خاصی ترقی یافتہ [illegible] ہسپانیہ کے مسلمان تہذیب [illegible] شائستہ قوم سے کم نہ تھے۔ اسلامی فتوحات سے سرزمین ہسپانیہ میں اعلیٰ طبقوں کے خاندانی حقوق و اختیارات کو یک قلم کالعدم کر دیا۔ اور تمام [illegible] محاصل [illegible] صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ قلاش ہو گیا تھا موقوف ہو گئے خود ایک مستند عیسائی کا قول ہے کہ مسیحی حکومت کی زمانہ [illegible] اصول و قاعدہ محاصل کی جگہہ مسلمانوں نے تشخیص محاصل کا ایک برجستہ معقول اور عادلانہ طریقہ قایم کیا۔ تشخیص محاصل کی بجائے انہوں نے زیرکاشت اراضی پر محصول باندھا جو مسلمان اور غیر مسلمان سب کے لئے یکسان تھا۔ معاملہ اراضی کے علاوہ مسلمانوں کیلئے زکواۃ کا ٹیکس تھا اور غیر مسلموں کیلئے جزیہ۔ جزیہ بہت ہلکا اور بہر موجودہ انکم ٹیکس کیطرح ہر شخص کی استطاعت کے حسب حال تھا اور سال میں بارہ ماہوار قسطوں سے وصول کیا جاتا تھا۔ راہب عورتیں اور بچے اس سے مستثنیٰ تھے۔ نیز اپاہج۔ اندھے۔ مریض۔ مفلس اور غلام۔ معاملہ زمین کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا۔ بنابریں زرعی روزگار پر اس کا کبھی برا اثر نہ پڑتا تھا۔ مظلوم و مقہور یہودیوں کو کامل مذہبی آزادی دی گئی۔ اور عیسائیوں کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعات انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب جج فیصلہ کیا کریں گے۔ سب سے بڑھ کر فایدہ جو اسلامی فتح سے [illegible] یہ تھا کہ [illegible] آزادی کو سونپا [illegible] غلامی [illegible] مساوات کے درجہ پر کر دیئے گئے۔

اسلامی پیشقدمی پر اکثر عیسائی باشندے شہر و دیہات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مگر جبکہ ان کو اس شریفانہ برتاؤ کی خبر ہوئی تو سب بلاتامل واپس آگئے۔ بلکہ پادری اور راہب بھی بقول مورخ ڈوزی واپس آکر بطوع و رغبت مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔ ایک اور زندہ مسیحی مورخ لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے قرطبہ کی حیرت انگیز حکومت کو قایم اور وضع کیا۔ زمانہ وسطیٰ کیلئے وہ عجوبہ سے کم نہ تھی۔ جبکہ تمام یورپ وحشیانہ جہالت اور جدال و قتال میں غرق تھا صرف یہی ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی مشعل کو مغربی یورپ میں خوب روشن کر رکھا تھا آجکل کے یورپین یہ سمجھیں کہ مسلمانوں سے پیشتر گوتھ اور ونڈال کی وحشی قوموں کے ٹڈی دل جسطرح جس ملک میں پہونچتے اوسے تباہ و ویران کر دیتے تھے اسیطرح عربوں نے بھی کیا ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس جیسے انصاف۔ اور جس عقلمندی اور نرمی سے عربوں نے ہسپانیہ پر حکومت کی۔ اوسے نہ پہلے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ بعد میں۔ چنانچہ یہ تک معمہ رہا کہ ان عربوں نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملکہ سیکہا کہاں سے کیونکہ وہ صحاری عرب سے نکلکر گویا چشم زدن میں اندلس پہونچے تھے۔ مسلسل فتوحات کے سریع سلسلہ کے دوران میں غیر قوموں پر حکومت کرنے اور انکو قابو میں کر لینے کا ڈھب سیکھنے کیلئے کچھ بھی مہلت ان کو نہ ملی تھی۔

ہسپانیہ میں جو عرب جا کر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ممالک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے جو زرخیز تھے۔ اور ساتھ ہی یہودیوں کیطرح جو عربوں کے بعد جلد وہاں پہونچ گئے تھے۔ عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبر کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہونچ گئی تھی کیونکہ آپنے کسب و محنت کو مذہبی فرض قرار دیدیا تھا۔ بنابریں عربوں نے ہسپانیہ کے طبعی وسائل پیداوار کو نشو و نما دلانیکا کام بے نظیر مستعدی سے شروع کر دیا۔ اور تھوڑی مدت میں مسلمانوں کے زیر حکومت اندلس یورپ بھر میں زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک ہو گیا۔ آٹھویں صدی مسیحی کے وسط میں مغربی ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منظر بن رہی تھی جسکا اثر دور دور تک پہونچا۔ یعنی اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تھی بنی امیہ نے اسکو منسوخ کر کے مطلق العنان سلطنت قایم کی۔ ان بادشاہوں نے قومی نخوت و تکبر اور اسکی وجہ سے دوسری قوموں سے علیحدہ اور کھنچے کھنچے رہنے کی جو پالیسی اختیار کی اسکا حسب معمول یہی نتیجہ نکلا کہ محکوم اقوام کو حکمران جماعتوں سے ہمدردی نہ رہی اور نہ انکا [illegible]

علم و فضل صرف ایک طبقہ پر محدود نہ تہا۔ سلطنت قرطبہ اور اور بعد ازان سلطنت غرناطہ میں مشہار خواتین الستی اعلیٰ تعلیم یافتہ گذری ہیں کہ اب تک اس سرزمین کو انکے وجود پر فخر ہے ۔ ہسپانیہ کی مسلمان عورتیں شعر و سخن ہی میں نہیں ۔ بلکہ فقہ الٰہیات اور ریاضی میں بہی انمین سے اکثر نے بہت کچھ نام پایا ۔ اندلسی مسلمان موسیقی کی بڑی شائق تہی حتیٰ کہ قدیم المبانی لمبابت کے ساتہہ فن موسیقی میں بہی کمال پیدا کرنیکو ضروری سمجہتے تہے ۔ مشہور لوگوں یا (ابن باجہ) نامور طبیب فلسفی ریاضی دان اور ماہر علم ہیئت و ہندسہ ہی نہ تہا ۔ بلکہ کامل موسیقی دان بہی ۔ مصوری و سنگتراشی سے گو اسلام عموماً متنفر سمجہا گیا ہے ۔ لیکن خلفاء بغداد کیطرح خلفاء قرطبہ بہی مصوری و نقش نگار کے کم شیدا نہ تہے حتیٰ کہ ایک بادشاہ تو یہان تک بڑہ گیا کہ اسنے اپنی پیاری بیگم کی سنگین مورت تیار کرا کے محل کے دروازہ پر نصب کرا دی ۔ اہالی قرطبہ کے شوق علم کا اسسے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بقول ابن خلدون شہر میں بیشمار کتب خانے موجود تہے ۔ اور خواہ کوئی امیر کیسا ہی بے علم کیون نہ ہو وہ محض اس نمود کیلئے کہ اسکے پاس قیمتی کتب کا بیشمار ذخیرہ موجود ہے ۔ کتابین جمع کرنے مین علماء سے کم ساعی نہ رہتا ۔ قرطبہ میں اسکے زمانہ عروج میں ۸۰۰ سو مساجد ۶۳ ہزار محل و قصر ، دو لاکہہ مکانات عام باشندونکی رہائش کیلئے سات سو حمام ، اور اسی ہزار دوکانین بیشمار ہوٹلون اور سراؤن کے علاوہ موجود تہین جرمنی تک بہی علم کے شائق وہان دوڑے چلے آتے تہے ۔ چنانچہ اس زمانہ کی ایک جرمن راہبہ بروس وہا کا قول ہے کہ قرطبہ اس دنیا کی زینت ہے ۔ اس زمانہ میں قرطبہ کی آبادی دس لاکہہ تہی ۔ آج اوس میں ۵۳ ہزار خستہ حال انسان آباد ہیں ۔

قرطبہ علم و ہنر ، صنعت و تجارت کا ہی مخزن و منبع نہ تہا ۔ بلکہ شہامت کا بہی اصل وطن و مولد وہی ہے ۔ شہامت گو عربون کے رگ و پے مین ساری اور انکا طبعی خاصہ ہے ۔ مگر اسکی ضوابط و قواعد سرزمین ہسپانیہ ہی میں ناصر اور حکم کے عہد میں مرتب ہوئے ۔ اور رومن اوسے مہذبانہ جلا اور رونق حاصل ہوئی ۔ قرطبہ کے بعد غرناطہ نے بہی اس ترکہ کو آخر وقت تک حتی الامکان تمام سنبہال کر رکہا ۔ ایک فرنچ مورخ لکہتا ہے ۔ کہ شہامانہ خیالات کو اس زمانہ میں نشو و نما ہوئی اور انہی دلون بنی انسان کی کمزور جنس (طبقہ اناث) کی ادب و احترام اور حفاظت کا شریفانہ خیال شہامت کے فرائض میں شامل ہوا ۔ ایک دوسرا عیسائی مورخ لکہتا ہے ” جس شہامت پر پچہلے دنون یورپ کو اتنا بڑا فخر تہا ۔ ناصر حکم اور منصور کے زمانہ مین وہ مسلمانونکا معمولی شعار ہو رہی تہی ۔ اندلون ممالک غیر کے شہسوار اسلامی حکومت کے حفظ و امان کی عام کفالت کی پناہ میں اسلامی شہسوارون سے زور آزمائی کرنے کیلئے بخوف و خطر ہسپانیہ میں پہنچے ہوتے اور معشوقون کے نام پر اکٹہے ہو کر معرکہ میں داخل ہوتے کی قدیم دلفریبانہ رسم متروک ہو گئی ۔ اور اب شہسوار اپنی معشوقہ کی کوئی نشانی خود پا کر اپنے پر لگا کے مردانہ وار اس کے ساتہہ جنگل میں داخل ہوتے ۔ اکثر عرب خواتین بہی جہروکون میں بیٹہ کر وہان اکہاڑونکو دیکہتی ۔ انکی موجودگی مجالس میں مردون کی حرکات و سکنات کی شائستگی و پاکیزگی پر ایسا نیک اثر ڈالتی کہ ہم اسوقت اسکا کچہ شائبہ بہی قیاس ...

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

یکم اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت احمدیہ سامانہ معرفت مولوی محمد اکرم صاحب
۲۔ میان عبد الرشید صاحب شام ریاست پٹیالہ
۳۔ جماعت امروہہ معرفت میان عبد السمیع صاحب
۴۔ میان امیر حسین خانصاحب ہانگ کانگ بمبئی

۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ جناب خلیفہ نور الدین صاحب جمون
۲۔ چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان

۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ میان اللہ دتہ صاحب چہٹی سان شاہدرہ ضلع لاہور
۲۔ چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر بابت چندہ کریام
۳۔ بابو علی بخش صاحب سب اوورسیر ہرنگ ڈاکخانہ دیالپور ضلع ...
۴۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا افریقہ
۵۔ شیخ علی محمد صاحب ڈنگہ
۶۔ مولوی ابو الحسن صاحب سنگیر وغیرہ
۷۔ 〃 بابت جماعت مندران
۸۔ 〃 بابت مولوی جندوڈاکی نزلان

۵ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل افسر ریاست جمون
۲۔ میان نیاز اللہ صاحب ملازم ڈیوس صاحب ...
۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب بلیڈر لاہور
۴۔ میان عبد اللہ خان ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب یاڑی پور کشمیر

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ
۲۔ منشی مولا بخش صاحب کارخانہ ... لاہور
۳۔ میان غلام رسول صاحب ... دکھوجیانوالی
۴۔ مرزا محمد شفیع صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ منشی محمد حسین صاحب ... کلفروال (سیالکوٹ)
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دار الامان
۳۔ منشی فتح الدین مدرس مشن سکول جلالپور ...

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب
۲۔ میان سلطان احمد صاحب قائم پور ضلع ملتان
۳۔ مولوی جلال الدین صاحب ... لکہنؤ
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دار الامان

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ میان احمد علی صاحب برادر جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے
۲۔ جماعت لالہ موسیٰ معرفت میان محمد دین صاحب
۳۔ منشی محمد مقبول صاحب میر منشی ولکنسن ... لکہنؤ
۴۔ جماعت ننگل معرفت میان رحمت اللہ صاحب
۵۔ میان شاہ دین صاحب موضع ... ضلع ہوشیارپور

۶۔ حکیم محمد عمر خان صاحب فیروزپور
۷۔ جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی
۸۔ منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر نور الاین بلوچستان

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ منشی غلام سرور خانصاحب ٹونگی ضلع ... ڈیرہ اسمٰعیل خان
۲۔ جماعت امرتسر
۳۔ ابو سعید صاحب عرب قادیان دار الامان
۴۔ میان چراغ الدین صاحب قادیان
۵۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی 〃
۶۔ میان رمضان ، محمد بخش و رحمت علی بیگ 〃
۷۔ میان شیخ محمد فضل احمد ، چراغ دین ، محمد 〃

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی قادیان
۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور
۳۔ ناسعلوم الاسم
۴۔ منشی غلام محمد صاحب محرر میگزین قادیان
۵۔ منشی حسین بخش صاحب نائب مدرس ... ضلع منٹگمری
۶۔ میان عنایت اللہ صاحب جماعت ... سنہوان
۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ حکیم محمد حسین صاحب ... ضلع دہلی
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۳۔ حاجی رحمت اللہ صاحب ...
۴۔ عبد الرحیم صاحب محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵۔ عطا ربی ... جند ... ڈیرہ دون

(میزان)

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۲۔ سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ
۳۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے قادیان
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان
۵۔ میان ... دفتر میگزین 〃
۶۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم 〃
۷۔ میان منظور محمد صاحب 〃
۸۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب 〃
۹۔ جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے 〃
۱۰۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب 〃
۱۱۔ میان منظور علی صاحب 〃
۱۲۔ جناب حضرت حکیم الامۃ صاحب معرفت سکرٹری مدرسہ
۱۳۔ بابو غلام حسن صاحب اسٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ
۱۴۔ منشی عبد العزیز صاحب سیکہوان

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ جمال الدین ، خیر الدین ، امام الدین سیکہوان
۲۔ چودہری حاکم علی صاحب چک پنیار ضلع گجرات
۳۔ حجاب شاہ بانو معرفت سید محمد قاسم صاحب
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵۔ چودہری غلام قادر صاحب ماسٹر موضع ... ضلع ہوشیارپور
۶۔ میان فضل الرحمن صاحب ہیلان ضلع گجرات
۷۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرہ افریقہ
۸۔ میان حسن علی صاحب حامل چائنل لاہور
۹۔ منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سمتہرا
۱۰۔ مولوی محمد فاضل صاحب کہیروالہ
۱۱۔ بابو گلاب خانصاحب پیشاسٹر راولپنڈی
۱۲۔ شیخ ضیاء الدین صاحب مانسہرہ

میزان ... پائی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گرالی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص وسعادتمند سے عہ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذہب والون سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والون کو عہ

نمبر ۱۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ رمئی سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

فہرست مضامین

امور منزلیہ

نیاز مند ایڈیٹر الحکم اپنے محسن مولیٰ کریم کی لا انتہا فضل و کرم مین سے کسی ایک کی بھی شکر گزاری کے قابل نہین اسکے احسانات اس بحر زبر لا تعد ولا تحصی مین ۔ اس سے بڑھکر کیا احسان ہوگا کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم الشان کام اپنے فضل سے سپرد کیا جو وہ الحکم کے ذریعہ شان مہدویت کے اظہار مین کر رہا ہے ۔ پھر بقائے نوع کی فطری خواہش کے تقاضے کو اس ودود و کریم رب نے اولاد عطا فرما کر پورا کیا ۔ چنانچہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو جبکہ اب نے مین دو چار منٹ باقی تھے اس اپنے تازہ احسان سے اس عاجز کو بہرہ مند فرمایا یعنے اسکو محض اپنے ہی کرم سے پانچوان بچہ اور میرا لڑکا عطا فرمایا ۔ والحمد للہ علے ذالک ۔ مولیٰ کریم مین محض ایک نا کارہ اور گمنام شخص تھا تیرے ہی فضل نے مجھے اٹھایا اور مسیح موعود کے قدمون مین لا ڈالا اور پھر اپنے انعام و اکرام سے تونے مجھے مالامال کر دیا مین تیری نعمتون کا شکر کس زبان سے کرون ۔ ناظرین الحکم ! اپنے خادم کی خوشی مین یقیناً شریک ہونگے مین ان سے بمنت التجا کرتا ہون کہ وہ نہایت توجہ اور اخلاص کیساتھہ اپنے خادم کے لئے خاص طور پر دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کو میرے لئے میری قوم اور ملک کے لئے مبارک کرے ۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا خادم ہو سچے مسلمانون کا پورا نمونہ ہو ۔ اللہ تعالیٰ خدمت دین اور نوع انسان کی بھلائی مین اسکی عمر دراز کرے وہ نافع الناس وجود ہو اور میرے لئے **باقیات الصالحات** کا سچا نمونہ ۔ آمین

آمین ہم مولیٰ کریم کا شکر کرتا ہون جس نے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دارالامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان خدا کے فضل و کرم سے ہر طرح خیریت سے ہے ۔ اعلےٰ حضرت ابھی تک باغ مین ہی رونق افروز ہین ۔ براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکھہ رہے ہین اور بہت بڑا حصہ آپکا دعا مین گذرتا ہے ۔

۲ ۔ بزرگان ملت بھی حضور کے زیر سایہ باغ ہی مین خدا کی یاد اور خدمت دین مین مصروف ہین ۔

۳ ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور سے تشریف لائے اور دو چار روز فیض صحبت حاصل کرکے واپس تشریف لے گئے ۔

جناب شیخ طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ چونگی چنیوٹ سے جو اس علاقہ مین ایک سرگرم اور مخلص فرد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہین تین ہفتہ کی رخصت لیکر دارالامان وارد ہوئے اور **کونوا مع الصادقین** پر عمل کرکے فیض اٹھا رہے ہین ۔

ایک بزرگ الہ آباد کے باشندے بنارس سے تشریف لائے ہوئے ہین ۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر جن سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہین کئی مہینوں کے لئے رخصت لیکر آئے ہین ۔

مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر واپس چلے گئے ۔

۴ ۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ مین تشریف رکھتے ہین ۔ وہان جسقدر مخالفت کا بازار گرم ہے اسیقدر فاضل امروہی اور سید آل محمد صاحب تبلیغ کیلئے سرگرم ہین مولانا اپنی مجالس مین قرآنی حقایق و معارف بیان فرماتے ہین اور مخالف یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوکر لوگون کو شمولیت سے روکتے اور نامراد رہتے ہین ۔

ہفتہ زیر اشاعت کے تازہ الہامات و کشوف حسب ذیل ہین ۔

الہامات و کشوف

۱۰ مئی ۱۹۰۵ء ۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک ۔

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء ۔ خواب مین دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت مین ہین گویا اور ایک مقدمہ پیش ہو گیا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص علی محمد کی ہے اور اسکا سررشتہ دار ہمارے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ہین اور ہم تینون ایک ہی جگہ بیٹھے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا مدعی ہین اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان مین کچھہ کہا جسکو ہم نے بھی سن لیا وہ کہتا ہے کہ عہ طلبانہ داخل کردین اور فریق ثانی کو بلا یا جاوے ہم نے جیب سے عہ دیدے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا ۔

۱۴ مئی ۱۹۰۵ء ۔ میان محمد اسحاق حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار تھا ڈاکٹر صاحب کی رائے مین حالت اچھی نہ تھی فرمایا مینے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتت اعداء تھی ورنہ اولاد ہو یا کوئی اور عزیز موت فوت تو ساتھہ ہی ہے غرض جب مین دعا کر رہا تھا تو یہہ الہام ہوا ۔

اطلاع ۔ ایک ضروری ذاتی کام کیلئے ایڈیٹر کا چار دن ہیڈ کوارٹر سے باہر رہنا اسلئے اخبار دو دن بعد شائع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۸ ۔ کا واقعہ بھی درج کر دیا ہے ۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اسصورت مین کیا گیا پھر تیسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت وبلاغت یہہ کمال دکھلایا ہے کہ محامد الہیہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اون کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے۔ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت وبلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے اول محامد الہیہ مین فیوض اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات نعبد اور استعانت اور دعا اور طلب جزا کو انہین کے ذیل مین اس لطافت سے لکھا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تھی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العالمین کے مقابلہ پر ایاك نعبد لکھا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہوجاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاك نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاك نستعین لکھا کیونکہ بندہ کیلئے اعانت الہی جو توفیق عبادت اور ہر یک اسکے مطلوب مین ہوتی ہے جس پر اوسکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اوس کے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بشدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکھا کیونکہ دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششون پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے اور مالك یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکھا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جسمین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اوسکے نیچے رکھنا موزون ہے۔

چوتھا لطیفہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالے نے اشارہ فرمایا ہے انا اتینٰك سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اون کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے۔ ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اوس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ مجدد صحف ایک آئینہ قرآن نما ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالے کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اوسکو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اوس کے یہ معنی ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین داخل ہوچکا اوسکو مخلوق ٹھیراتا ہے اور اُن امور کے جو لوگ مخالف ہین اون کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رب العالمین مین بطور بطور اجمال آگیا۔ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اوسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ رحمان مین بطور اجمال آگیا۔ چوتھا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرتا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا۔ پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصد مالك یوم الدین مین آگیا۔ چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد ایاك نعبد مین بطور اجمال آگیا۔ ساتوان مقصد قرآن شریف کا ہر یک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھیرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علے الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کیطرف سے اقرار دینا اور اون تمام امور مین اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصد ایاك نستعین مین بطور اجمال آگیا۔ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اوسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اوسکو طلب کرین سو یہ مقصد اھدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا۔ نوان مقصد قرآن شریف کا اون لوگون کا طریق وخلق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیھم مین آگیا۔ دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق وطریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا۔ یا جو راستہ بھولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہ مقصد غیر المغضوب علیھم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین۔ جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہ تمام مقاصد سورۃ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے۔

پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیات قربت کا شروع اُس نقطہ سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکھہ کر اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصاً للہ دست کش ہوجائے کہ جو اوس مین اور اوس کے مولیٰ کریم مین جدائی ڈالتے ہین اور اوس کے مونہہ کو خدا کیطرف سے پھرا کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کیطرف پھیرتے ہین اور اون کے خوفون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کیلئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہوجائین اور بجائے مشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو۔ اور ترقیات کا اعلے درجہ وہ ہے کہ سالک اسقدر خدا اور اوس کے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اوسکا تمام اپنا عین واثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت ومحلیت اوسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جیسے سالک مین اور اوسکی نفسانی خواہشون مین غایت درجہ کا بُعد ڈالدیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکہائی دے۔ اس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ انہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوف مشتبہ دہوکہ سے کہ جو سلوک ناتمام کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سُکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کردیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ قادر مطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کیطرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہین ہوسکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل درآلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اوس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے کیا انسان جسکی روحانی ترقیات کے لئے اسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اوس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اسکا عین ہوسکتا ہے جسکے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین؟ کیا جس کی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہوسکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون۔ بلکہ اس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک

خداکی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہوجاتاہے اور اسقدر ذات بیچون وبیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھہ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اوسکو اپنی طرف کہینچ لیتے ہین جو اوسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہریک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغائرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اسمین اور قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بھی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہوجاتی ہے اور اوسکا ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اوس مین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ماسوی اللہ کے ساتھہ عداوت ذاتی پیدا ہوجانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہوجائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اوس کے غیر سے عداوت رکہنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اوس مقصد کے حصول سے وہ لذت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ اور اوسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہوجاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت مین چہوڑ نہین سکتا کیونکہ انفکاک الشئی عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اسمین انفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہین پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن مین نہین وجہہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اوسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچہہ رگ و ریشہ ظلم کا اسمین باقی ہے کیونکہ اوس نے ربوبیت کو جیسا کہ چاہیئے تہا ادا نہین کیا اور نفاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اسکی سرشت مین محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہانتک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوگیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پانو ہوگیا جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پھر کوئی ظلم اسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کیطرف اشارہ ہے جو اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون اب سمجہنا چاہیئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام

دین کا لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی و رعایت ایجاز دلکش اسلوبی بیان کئے گئے ہین۔ چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اوّل قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ ہریک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گہاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امور مالوفہ اور معتادہ کو یک لخت چہوڑ دینا اور نفسانی خواہشون کو جو ایک عمر سے عادت ہوچکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہریک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پھیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجھہ کر سیدہا خدا کیطرف رُخ کر لینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جبتک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چہوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش کا جسم اس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اوسکا فعل اور ارادت اور رو بخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے تون تون پیدائش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہوجاتی ہے تو وجود ثانی کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور ثم انشانٰہ خلقا آخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجّہ خاص قادر مطلق کے ممکن نہین اس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنی اھدنا الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہم کو راہ راست پر قایم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش اور یہہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کیطرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹہر گیا اور اوس موت کو قبول کر لیا تو پھر بعد اسکے کوئی ایسے سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اوسکو یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہا دے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہونچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خود روی کے نقش سے بیکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جس مین انسانی کوششون کا کچہہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیشرفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور سالکین کی محنتین ختم ہوجاتی ہین اور پھر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جنمین

بشری کوششون کو کچہہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالٰے کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی براق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمکو اُن لوگون کا راہ دکہلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین۔ شداید سے خالی نہین ہین بلکہ اس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہونچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا نام منعم علیہم رکہا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکہتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کیطرف سے اُنکو پہنچتی ہے بوجہ مستی عشق اُس سے لذت اُٹہاتے ہین پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس مین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذت آتی ہے اور جو کچہہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبت کامل اور تعلق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہوجاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ اور تدبیر کو کچہہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پھر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجہہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہریک ایلام انعام ہی معلوم ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اون تلخیون سے بکلّی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین جن سے ہریک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چارونطرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اسکا نام منعم علیہ رکہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکہتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کیطرح برستے ہوئے دکہائی دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہریک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الٰہیہ

کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے کیونکہ اس مرتبہ مین ربوبیت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوف صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرت احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالم ثانی کے باریک بہیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچہہ اوسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اُس درجہ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا امر حقیقی کو بچشم خود دیکہتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی مین اُسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جس مین محبت الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریق طبیعت اوسمین قایم نہین کیجاتی یعنی اُس کی سرشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اوسمین محفوظ ہوتی ہے۔

اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبت اور اوس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہوجاتی ہے اور بطریق طبیعت اوسمین قیام پکڑتی ہے اور صاحب اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق احدیت مین محبوب ہین اور محبت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کر جاتی ہے کہ اوس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اوس کے دل کو اور اوسکی جان کو بڑے بڑے امتحانون اور ابتلاؤن کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبت الٰہیہ کے اور کچہہ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذت پاتا ہے اور اوسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجہتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قرب ختم ہوجاتی ہین اور انسان اپنے اس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرۃ بشری کے لئے مقدّر ہے۔

یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکہے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین اور نیز دوسرے حقایق و معارف اسقدر ہین کہ اگر اون کا عشر عشیر بھی لکہا جائے تو اوس کے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے۔ (باقی آیندہ)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

دوم۔ قولہ تعالیٰ۔ حکایت یعقوب است۔

وقال یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم۔ (س یوسف)

یعنے یعقوب فریاد وا اسفی واحسرتا وافراقا بر مفارقت یوسف مے زد و سفید شد سیاہی دو چشم او از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف۔

حاصل مطلب اینکہ حضرت یعقوب از برائے پسر خود گریہ کرد پس در مصائب حسین ہم گریہ کردن جائز بل مستحب موکد و موجب ثواب و دخول جنت باشد و این آیہ شریفہ دلالت دارد بر جواز گریہ بر مصائب خود و بر غیر خود۔ (قول مولوی)

مولوی صاحب لاہوری در رسالہ خود از اقوال بیضاوی وکشاف پناہ جستہ چنین میفرماید۔ (خشک نشد تراوت اشک در چشم یعقوب از وقت مفارقت تا وقت ملاقات او با یوسف ہشتاد سال۔ الخ) (قول مولوی)

الغرض اصول محققین اسلام اہلسنت کہ ہر چہ از کتاب خدا ثابت شود بچشم و سر باید نہاد و دقائق نحو است یہ آراء مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید مخالف باشند بجوے نے ارزد۔ حاشا و کلا ثم حاشا کہ از مدلول آیہ و سیاقش گریہ کردن ثابت شود بحکم دلیل۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً۔ ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا۔

دلیل اول اگر حضرت یعقوب گریہ و بکا مے کرد یا بقول مولانائے معظم وا اسفا واحسرتا وافراقا مے گفت پس فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ و بجائے دیگر فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً چہ معنی دارد آیا بخیال مولویصاحب گریہ کردن بر مصائب وارده واحسرتا وافراقا گفتن منافی صبر و شکر نیست اگر ہشتاد سال کسے در مفارقت پسر خود گریہ کردہ باشد حسرتہا خوردہ باشد تراوت چشمش در مفارقت او خشک نشدہ باشد نزد اہل علم ایچنین شخص را کسے میتواند کہ صابر و شاکر نام نہد جائے شرم است کہ باوجود این بے تابیہا کلمہ (فصبر جمیل) بزبان آرد۔ آیا این کلمہ حضرت یعقوب لسانا گفتہ بود و عمل او این مثبت با قرآن باہم اختلاف دارد۔ (ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا)

دلیل دوم۔ معنی یا اسفی علی یوسف وا حسرتا وافراقا وا اسفے کردن تصرف است در قرآن عقلا مے دانند کہ معنی یا اسفیٰ اے افسوس است بر یوسف۔ نہ آنچہ مولویصاحب تحریف معنوی کردہ اند۔ انظار این از قرآن مے آریم۔ چون مولویصاحب سودائے عزاداری معروف در سر داشت از تحیرت بر وقت معنا کردن الفاظ قرآن کریم گمراہ شد۔ (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ)۔ فلعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا۔ آیا معنی (اسفا) فریاد وا اسفا واحسرتا وافراقا زدن است و ثابت است کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز فریادہا مے زد۔ فرجع موسی الی قومہ غضبان اسفا۔ اینجا اسفا چہ معنی دارد فریادہا زدن۔ واحسرتا۔ وافراقا۔ واحسینا۔ گفتن آیا حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بعد رجوع از میقات۔ مطابق تفسیر مولانائے مکرم شب و روز نعرہائے وا اسفا۔ وافراقا۔ واحسرتا مے زد۔ عجب است باین تفسیر دانی (کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا) (ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا)۔

دلیل سوم۔ لفظ من الحزن در عبارت قرآنی موجود است نہ لفظ من البکاء پس شرم است کہ معنے حزن بکا کردہ شود۔ طرفہ اینکہ مولانا صاحب کہ مرام ہمہ جا بکا معروف و متداول اہل تشیع مراد مے گیرند۔ مثلاً واحسینا و اعلیاہ وا رسولاہ۔ بشمول سینہ زنی مروج۔ مولویصاحب در ترجمہ رقم کردہ (از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف صفحہ ۹ سطر ۹) پس اگر معنی لفظ من الحزن در ترجمہ (از سبب اندوہ) است پس گریہ معنی کدام لفظ عربیت کہ ترجمہ مولویصاحب ایزاد کردہ اند۔ الفاظ حزن و بکا و ہر دو جداگانہ معنا دارند۔ غور کنید در آیات ذیل۔ (فرجعناک الی امک کی تقر عینہا ولا تحزن) پارہ ۱۶ س طہ) (فناداہا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) (انما النجوی من الشیطان لیحزن الذین آمنوا) (لا تحزن ان اللہ معنا) (وقالوا الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن) در ہمہ این آیات قرآنی لفظ حزن واقع است و از ہیچ یک ثابت نمی شود کہ معنی حزن بکا معروف مولویصاحب مراد باشد۔ این آیات کتاب اللہ را نظیراً آوردیم تا محققین اہل علم و دانش بدانند کہ محاورہ قرآنی در لفظ حزن چیست۔ صاحبان معرفت می دانند کہ خداوند عالم جل و علا می توانست کہ بجائے من الحزن۔ من البکاء ارشاد فرماید تا بحکیم در اشتباہ نیفتد مگر خداوند علیم و خبیر کہ عالم السر والشہادۃ علیم بذات الصدور و علم و قدرتش ازلی و ابدی بر ہمہ ما کان و ما یکون محیط است میدانست کہ وقتے امامیہ باین آیہ استدلال خواہند کرد و ناکام خواہند شد پس کسیکہ اندک تدبر نماید بحقیقت مے رسد کہ سر درین نکتہ چیست کہ بجائے من الحزن من البکاء ارشاد نشد۔ (فتدبروا یا اولی الالباب)

دلیل چہارم۔ در لغت عرب معنی حزن فریادہا زدن و نوحہ کردن ننوشتہ۔ اگر در لغت خاص امامیہ باشد عجب نیست بمفسرین امامیہ ہم معنی لفظ حزن اندوہ و غم کردہ اند۔ مفسر کاشانی در خلاصۃ المنہج زیر تفسیر آیہ (لا تحزن ان اللہ معنا) نوشتہ است۔ چون گفت پیغمبر یار خود را۔ اندوہ مخور۔ علامہ طبری ذیل تفسیر ہمین آیہ نوشتہ لا تحزن اے لا تخف پس معنی لفظ حزن بکا نیست چون گریہ کردن بر مصائب غیر برادران امامیہ در ارث دارند از تحبت در ہر جا سودائے بکا معروف در دماغ شان متخیل است

دلیل پنجم۔ بعد از ذکر وابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم واقع است و ازین کلمہ مستفاد می شود کہ حضرت یعقوب گریہ نکرد و ورنہ کلمہ فہو کظیم بے معنی مے شود۔ والکاظمین الغیظ۔ اذ نادی وہو مکظوم وانذرہم یوم الآزفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین۔) پس معنے کظیم کہ بعد از لفظ حزن واقع است۔ ضبط کنندہ کہ از غم پر باشد و اظہار نکند۔ پس اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہشتاد سال گریہ باشد نعرہائے واحسرتا وافراقا زدہ باشد اطلاق کظیم بحالتش کے صادق آید۔ قاعدہ است کہ اگر کسے ضبط گریہ مے کند حزن یا غم واندوہ ازدیاد مے پذیرد چون بگرید غم واندوہ برود و دماغ سبک شود دل تجربہ شدہ کہ از شدت حزن یا اندوہ اشک از چشم نمے آید۔ پس کظیم یعنے ضبط کنندہ گریہ است و ہمچنین ضبط گریہ موجب اندوہ یا حزن شدید می شود از تحبت خداوند علیم و خبیر اندوہ یعقوب را بلفظ حزن تعبیر فرمود۔ و حزن یا اندوہ از امورات قلبیہ داخلیہ اند مثل بکا کہ بہ فعل خارجی ظاہری اطلاق مے شود اگر کسے بسیار غمگین و اندوہناک باشد مگر او را ہیچکس نمے گوید کہ گریہ مے کند بلے این صحیح است کہ گاہے غم یا اندوہ منجر بگریہ شود و اعضاء و جوارح ظاہری تقلید قلب کنند و نوبتہ اضطراب و بیقراری بحد گریہ برسد (کلام الملوک ملوک الکلام) قرآن کریم کہ بغایت درجہ فصاحت و بلاغت واقع است از اظہار لفظ کظیم این حقیقت ثابت می کند کہ حزن حضرت یعقوب بحد و منتہی گریہ نشدہ ورنہ خداوند علیم در شان او فہو کظیم نمی فرمود۔

دلیل ششم۔ آیا جائز است کہ رب العلمین شخصے را کہ در مدت ہشتاد سال واحسرتا وافراقا وا یوسفا گفتہ جزع و فزع طولانی بنا نہد بکاء شدید کند بلقب اسرائیل سرافراز سازد۔ چون خداوند عالم حضرت یعقوب را در ابتلا انداخت وآن نبی محترم را در امتحان پایاب بود باز او را اینا لقب عطا فرمودہ و ابتلاء حضرت یعقوب ہمین مفارقت یوسف بود نہ غیر این پس اگر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام در مفارقت یوسف صبر استقلال نگاہ نمے داشت ہرگز بلقب اسرائیل ممتاز نمے شد۔

دلیل ہفتم۔ احوال یعقوب را دیگر اولاد دیدہ گفتند (تاللہ تفتوا تذکر یوسف) ونگفتند تبکوا یوسف۔ یعنے ہمیشہ یاد خواہی کرد نہ اینکہ مدام از برائے یوسف گریہ خواہی کرد۔

دلیل ہشتم۔ در جواب شان حضرت یعقوب علیہ السلام فرمود۔ (قال انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ) ونگفت شکایت ... وگریہ و زاری خود بخدا میکنم بلکہ اینجا ہم لفظ حزنی ارشاد فرمودہ۔ فتفہم

دلیل نہم۔ از آیات دیگر مثلاً۔ واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ ... انی لاجد ریح یوسف وغیرہ معلوم میشود کہ حضرت یعقوب را ہرگز یقین کشتہ شدن یوسف علیہ السلام نبود و ہمیشہ متفحص احوال ... مے بود بلکہ از فقرات عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا۔ وتولی عنہم ... قول ایشان را کذب صریح مے دانست ... داشت کہ بہ یوسف و برادرش ملاقات خواہد کرد۔ پس باوجود اینقدر یقینیات کہ ... آنجناب را مسلم میدانست ہشتاد سال گریہ بر مفارقت یک فرزند خود کردن بعید از عقل ... مے نماید و از ذات نبی اللہ مستبعد است ... تعلیم الٰہی کہ بر مصائب وارده صبر باید کرد ... وجزع بنا نہد۔ چون حالت نبی اللہ ... فراق پسر خود این باشد افراد امت ... بلا و مصائب چہ کیفیت باشد و چہ تعلیم ... ہنفتار خود حاصل کردہ باشند کہ خود ... و شاکر در مصائب باشند۔ (باقی دارد)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس بارہ مین مین خود تجربہ کار ہون کتابون کو جمع کرنے اور انکے پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکھکر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر مین اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشورون کو عملی طور پر اسبارہ مین مان نہین سکا۔ مینے دیکھا ہے کہ ہزارون ہزار کتابین پڑھ لینے کے بعد بھی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہین ملتی۔

ان کتابون کے پڑھ لینے اور انپر ناز کر لینے کا آخری ڈیلوپ کیا ہو سکتا ہے یہی کہ

فرحوا بما عندھم من العلم

میرے ایک شیخ تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ غایت العلم حیرۃ۔ غرض وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے جس سے وہ راضی ہوتا اور اپنے فضلون سے انسان کو بہرہ مند کرتا ہے وہ نہ بہت باتون سے ملسکتی نہ بہت کتابون کے پڑھنے سے بلکہ وہ بات تعلق رکھتی ہے دل سے وہ اسکی ایک کیفیت ہے جسکو عام الفاظ مین وفاداری، اخلاص در صدق کہہ سکتے ہین اور یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے ماموردون کی اطاعت سے اور سچی پیروی سے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اور کیا چاہتے ہو۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی نسل کی ہونیکا آج سب سلطنتین فخر کرتی ہین اس نے اس راہ کو اختیار کیا اس نے صدق دل سے اسلمت لرب العلمین کہا اور اسی ایک امر کی اولاد کو وصیت کی نتیجہ کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا معزز و مکرم بنایا کہ اسکی اولاد کی گنتی تک نہین ہو سکتی وہ بادشاہ جو اس کے مقابلہ مین اٹھا آج کوئی اسکا نام تک بھی نہین جانتا۔

یقیناً سمجھو اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہین رکھتا وہ اس سے ہزارون لاکھون گنا زیادہ دیدیتا ہے جسقدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکھو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکہ مین ایک معمولی کوٹھا چھوڑا ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کسقدر قدر کی اسکے بدلہ مین اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ چرانے والے کو کس وسیع مملکت کا خلیفہ بنایا جناب علی رضؓ نے خدمت کی اسکی اولاد تک کو مخدوم بنا دیا۔ غرض مین دیکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق و اخلاص سے چھوٹی سے چھوٹی خدمت بھی ہزارون گنا بدلہ پاتی ہے وہ تھوڑی سی بات کا بہت بڑا اجر دیدیتا ہے پھر جو اس کے ساتھ سچا رشتہ عبودیت قائم کرتا ہے اسکے عظمت و جلال سے ڈرجاتا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے جیسا کہ تم نے اپنے مرشد و مولیٰ مہدی و مسیح کے ہاتھ پر اقرار کیا ہے تو خدا تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت مین ایسا لگ جاتا ہے کہ

> ہر کسے چون مہربانی مے کنی
> از زمینی آسمانی مے کنی

کا اسے سچا مصداق بنا دیتا ہے۔ اسلئے ضرورت اسی امر کی ہے کہ تم سچ مچ وہ نمونہ دکھاؤ جو ابراہیم ؑ نے دکھایا۔ سننے والون کی آج کمی نہین ہے تم سے تمہارا امام **عمل** چاہتا ہے۔ عملی حالت درست ہوگی تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام و اکرام تمہارے شامل حال ہو جائینگے۔ وہ ہزارون ہزار ابراہیم بنا سکتا ہے تم ابراہیم بنو بھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت مین ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے ہر عمر کے انسان مرتے ہین بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ آجکل موسم مین جو تغیر ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انذار ہے۔ شروع سال مین زمیندارون سے سنا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اسقدر غلہ ہوگا کہ سما نہ سکیگا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہین کہ سردی نے فصلون کو تباہ کر دیا ہے۔ آیندہ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہین۔ اسلئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کرلو۔ اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

موت کی کوئی خبر نہین اسلئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجھو کہ چھوٹے سے چھوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئیگا نہین خدا تعالیٰ کسی کے فعل کو ضایع نہین کرتا

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین جب کافر تھا تو اللہ کی راہ مین خیرات کیا کرتا تھا کیا اس خیرات کا بھی کوئی نفع مجھے ہوگا فرمایا اسلمت علیٰ ما اسلفت تیری وہی انکی تو نیرے اس اسلام کا موجب ہوئی۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور اسکو سچی فرمانبرداری کے نمونے سے ثابت کرو۔ ٹھیک یاد رکھو کہ ہر نیک بیج کے پھل نیک ہوتے ہین بُرے بیج کا درخت بُرا پھل دیگا۔

> گندم از گندم بروید جو ز جو
> از مکافاتِ عمل غافل مشو

مسلمان بنو۔ اسلم کی آواز پر **اسلمت** کا جواب عمل سے دو۔ دوست احباب رشتہ دارون اور عزیزون کو نصیحت کرو کہ **اسلام** اپنے عمل سے دکھائیں تمہین خدا تعالیٰ نے بہت عمدہ موقع دیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے اپنے وقت پر آیا ہے جو راستبازون کا پورا نمونہ ہے اور تم مین موجود ہے۔ وہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اسپر عمل کروگے تو ناکام نہ ہوگے **مومن** کبھی ناشاد نہین رہ سکتا۔ بلکہ سدا ہی بہشت مین رہتا ہے اسکو دو بہشت ملتے ہین دنیا مین بھی اور آخرۃ مین۔

اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتون پر عمل کرین کثرت کے ساتھ استغفار کرو۔ اور لاحول پڑھو۔ دعاؤن مین مصروف رہو۔ پھر **خیرات** دو خیرات بھی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن شریف عمل کیلئے ہدایت نامہ ہے نبی کریم کی سنت موجود ہے **امام** خود نمونہ ہے دو حکم ہو کر آیا ہے پس اسکے علم کو مانو کہ تمہارا بیڑا پار ہو۔

ان لوگون کیلئے جو یہان رہتے ہین اور احتیاجین رکھتے ہین نظر کرو۔ انکی مدد کرو ان ضرورتون کو جو سلسلہ کی ضرورتین ہین جنکی فتح اسلام مین حضرت امام نے ظاہر کیا ملحوظ رکھو۔ مختلف وقتی ضرورتین بھی پیش آجاتی ہین انکا بھی خیال رکھنا چاہئے مین آخر مین حضرت امام کے حضور دردِ دل سے عرض کرتا ہون کہ وہ ہمارے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریون کو دور کرے سب سے زیادہ مین دعا کا حاجتمند ہون اسلئے کہ اکثر لوگون کو سناتا رہتا ہون پس اگر میرا ہی نمونہ اچھا نہ ہوا تو بہتون کو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ اسلئے میرے لئے خاص طور پر دعا فرماوین۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے دعا کی پھر دوسرے خطبہ مین قربانی کے متعلق مختصر سے احکام سنا کر ختم کر دیا۔

کیا حضرت مسیح بیوی رکھتے تھے

ایک زمانہ وہ تھا جب یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے اور بھی بھائی اور بہنین تھین انکی شان کی ہتک سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس بات کو ناممکن سمجھا جاتا تھا کہ خدا کی ماں نے فانی بچے جنے۔ مگر اب یہ صورت نہین کیونکہ عیسائی صاحبان نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ کی سوائے مسیح کے اور اولاد بھی تھی لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی۔ مگر اس امر کو کہ حضرت مسیح بیوی رکھتے تھے اب تک بُری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کو انکی شان الوہیت کی خلاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا ہو کر وہ بیوی بھی رکھتے ہون اور حقوق زوجیت کو بھی ادا کرتے ہون حالانکہ شان الوہیت کو صدمہ پہنچانے والی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بھوک بھی لگتی تھی اور کھانا بھی کھاتے تھے۔ بلکہ انجیل مین تو لکھا ہے کہ جی اٹھنے کے بعد بھی آپکو بھوک لگتی تھی اور آپ کھانا کھاتے رہے اور ایسا ہی جب آپ کو پیاس لگتی تو آپ پانی پیتے تھے پس جس شخص کو یہ دو بشری تقاضے لگے ہوئے تھے وہ باقی بشریت کے تقاضون سے خالی نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ قرآن شریف نے نہایت خوبصورت اور مختصر الفاظ مین انکی الوہیت کے بطلان مین صرف اسقدر فرمایا ہے اور اسکو پھیلاؤ تو کئی جلدین دلائل کی تیار ہو سکتی ہین کہ کانا یأکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور انکی والدہ دونون کھانا کھاتے تھے پس جو شخص دو یا تین وقت روٹی کھا کر بھی خدا رہ سکتا ہے بیوی رکھنے سے کیونکر اسکی کسر شان ہو سکتی ہے۔ مگر کلیسیا نے حضرت مسیح کے نکاح کے انکار پر اصرار کو ہی مفید سمجھا ہے۔ اور یہ کبھی خیال نہین کیا کہ اس انکار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ کمال انسانی تجرد مین ہے نہ نکاح اور ادائیگی حقوق زوجیت مین۔ علاوہ ازین اگر مسیح نے نکاح نہین کیا تو ہر ایک سچے عیسائی کا فرض ہے کہ وہ بھی اپنے آقا اور مرشد کے نقش قدم پر چلے اور نہین تو یہ فایدہ تو اس کا ضرور ہوگا کہ اس طریقہ سے دنیا اس جھوٹے عقیدہ والون سے خالی ہو کر ایک غلط عقیدہ سے نجات پا جائیگی۔ ہان عیسائیون مین فرقہ مارمن ایسا پیدا ہوا ہے کہ اسکی تعلیم عیسائیون کے اس خیال پر پانی پھیرتی ہے،

اخبار اگنا سٹک جرنل ۱۸ مارچ کے پرچہ مین ایک مضمون مارمنون پر لکھتا ہے جس کے اثنائے مین یہ دکھایا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف نکاح ہی نہین کیا بلکہ ایک ہی وقت مین کم از کم انکی تین بیبیان ضرور تھین۔ عیسائی اس بات کا منہ پر لانا بہت بُرا سمجھتے ہین مگر مُرا منانے کی اسمین کیا بات ہے حضرت مسیح کے وقت مین تعدد ازدواج کا عام رواج تھا۔ اور آپ نے کبھی

ضرورتاً یا کنایتاً ایک لفظ بھی نہیں کہا جسمین تعدد ازواج کی مخالفت یا برائی ہو۔ پس اگر وہ اسکے مخالف نہ تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ تعدد ازواج کے حامی تھے۔ پھر اسپر عمل کرنا کونسی تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔ مارمنوں کے پریزیڈنٹ ارسن ہائیڈ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے وعظ میں جو ایک عام جلسہ میں ۱۸۵۴ء میں بیان کیا یہ کہا تھا " مریم اور مارتھا۔ اور دوسری عورتوں کے متعلق جو مسیح کے ساتھ ساتھ رہتی تھیں کیا کہنا چاہیئے۔

پہلے زمانے میں اور یہ رواج آجتک چلا جاتا ہے عورتیں اپنے خاوندوں کو لارڈ (آقا) بعض زبانوں میں لفظ ہسبنڈ (خاوند) کا مترادف ہے۔ اور ماسٹر (مالک) لارڈ (آقا) اور ہسبنڈ (خاوند) کے ایک ہی معنے ہیں۔ جب مریم ہفتہ کے پہلے دن قبر پر آئی تو بجائے یسوع کے اس نے دو فرشتوں کو سفید کپڑوں میں دیکھا اور انہوں نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیوں روتی ہے اس نے جواب دیا اسلئے کہ وہ میرے آقا (یعنی خاوند) کو لے گئے ہیں اور میں نہیں جانتی کہ انہوں نے اسے کہاں رکھدیا ہے۔ اور جب وہ یہ کہہ چکی تو اس نے پھر کر دیکھا کہ یسوع کھڑا ہے مگر اس نے اسے پہچانا نہیں۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیوں روتی ہے اور کسے تلاش کرتی ہے اس نے اسے باغبان سمجھ کر کہا کہ اگر تو نے اسے یہاں سے اٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ تو نے اسے کہاں رکھا ہے اور میں اسے لیجاؤنگی۔ یسوع نے اسے کہا مریم۔ اس نے پھر کر دیکھا اور کہا ربونی یعنی اے میرے مالک۔ کیا یہ الفاظ اس محبت کو ظاہر نہیں کرتے جو بیوی کو خاوند سے ہوتی ہے ضرور کرتے ہیں اور صاف طور پر ان یگانگت اور ہمدردی کے تعلقات کو ظاہر کرتے ہیں جو شوہر اور بیوی میں ہوتے ہیں۔ محض اشتراک مذہب کی بنا پر ایسی محبت (ایک عورت اور مرد کے درمیان) ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اسکے بعد اور ثبوت حضرت مسیح کے نکاح کرنے کا اور انجیل سے ہی دیا گیا ہے اور اس کیلئے انجیل یوحنا کے دوسرے باب کی ابتدائی آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے جہاں ایک دعوت کا ذکر ہے جو کسی شادی کی تقریب پر ہوئی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دعوت میں ایکطرف تو حضرت مسیح اور آپکی ماں شریک ہیں۔ اور دوسری طرف آپکے حواری بھی اسمیں شامل ہیں دولہا کا نام تو نہیں دیا گیا مگر ان قرائن سے اسکے نام کی تعیین ایک حد تک ضرور ہو سکتی ہے وہ کون شخص ہو سکتا ہے جسکی خاطر ایکطرف تو حضرت مسیح کی ماں شامل دعوت ہو اور دوسریطرف وہ لوگ بھی شامل ہوں جنہوں نے مذہبی طور پر آپ سے تعلق پیدا کیا تھا یعنی آپ کے حواری۔ ان دو فریقوں کیلئے ایک ہی جگہ جمع ہونے کیلئے باعث کشش سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہ ہو سکتا تھا اسکے علاوہ وہ وجوہات ہیں جو مارمن پریزیڈنٹ نے اپنے وعظ میں بیان کئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیل میں یہ لکھا ہے کہ جب انکو شراب کی ضرورت ہوئی تو یسوع کی ماں نے کہا کہ شراب نہیں رہی۔ اگر یسوع کی ماں معمولی مہمانوں کیطرح اس دعوت میں آئی تھی تو اسکو شراب کے ختم ہو جانے پر کیوں تشویش ہوئی اور کیوں اس انتظام کی فکر پڑی کہ اور شراب مہیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانداری کا انتظام اسی کی طرف سے تھا۔

اور حضرت مسیح کو خطاب کر کے کہنے سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ یہ انہیں کی شادی کی تقریب تھی یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے کچھ کام نہیں میرا وقت ابھی نہیں آیا۔ اسکی ماں نے نوکروں کو حکم دیا کہ جو کچھ یہ یعنی یسوع تم سے کہے تم وہی کرو۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوکر مریم کے ہی تھے جنکو یہ حکم دیا گیا کیونکہ اگر وہ کسی اور کے نوکر ہوتے تو مریم کو یہ کہنے کا حق کیا تھا۔

علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکو اپنے بیٹے کا یہ جواب پسند نہیں آیا اور اسلئے انہوں نے نوکروں کو کہا کہ جو یسوع کہتا ہے وہی کرو۔ گویا ان کا منشاء یہ تھا کہ میں اب دخل نہیں دیتی تم جسطرح چاہو انتظام کر دو۔ اور وہاں پتھر کے چھ مٹکے تھے جو یہودیوں کی رسم کے مطابق رکھے ہوئے تھے اور انمیں سے ہر ایک میں دو یا تین مشکیں پانی کی تھیں اور یسوع نے انکو کہا کہ ان مٹکوں کو پانی سے بھر دو اور انہوں نے انکو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے انکو کہا کہ اب نکال لو۔ اور دعوت کے منتظم کے پاس لیجاؤ۔ اور جب اس منتظم نے پانی کو جو شراب بنا یا گیا تھا چکھا۔ اور اسکو معلوم نہیں تھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے (مگر نوکروں کو جنہوں نے پانی نکالا تھا علم تھا) تو دعوت کے منتظم نے دولہا کو بلایا اور اسکو کہا کہ ہر ایک آدمی شروع میں اچھی شراب دیتا ہے اور جب لوگ اچھی طرح سے پی لیں تو پھر وہ ناقص ہوتی ہے مگر تو نے ابتک عمدہ شراب دی ہے۔ صاحبان انجیل کی اس عبارت کی صفائی سے پتہ لگتا ہے کہ اس موقع پر برات کا دولہا خود مسیح ہی تھا کیونکہ شراب کا مہیا کرنا دولہا کا کام تھا۔ جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اس موقع پر شراب کا مہیا کرنے والا خود یسوع تھا پس جسقدر کھلے لفظوں میں انا جیل کے مترجم اور کونسلیں اس مطلب کو ادا کر سکتی تھیں انہوں نے ادا کر دیا ہے اور اصل راز بتا دیا ہے میں اسبات کو برا نہیں سمجھتا کہ ابراہیم کا بیٹا کہلاؤں یا اپنی نجات دہندہ کا بیٹا یا بھائی یا اسکی نسل سے کہلاؤں اگرچہ مریم اور مارتھا اور بہت ساری اور عورتیں اسکی بیویاں تھیں اور اگرچہ اس نے انہیں میں سے سات شیطان بھی نکالے تھے میرے نزدیک یہ سب برابر ہے" (ریویو آف ریلیجنز)

برہمیوں کے بعض دلچسپ حالات

برہمی قوم میں رہبانیت کی کثرت ہے۔ برہمی زبان میں راہب کو پھونگی کہتے ہیں۔ بدھ مذہب میں ہر شخص کو پھونگی ہونا فرض ہے۔ خواہ کوئی شخص کچھ دنوں کیلئے پھونگی ہو یا چند گھنٹوں کیلئے لیکن مدت العمر میں ضرور کچھ نہ کچھ عرصہ کیلئے پھونگی یعنی راہب ہو جانا لازم ہے۔ لیکن اصلی پھونگی وہ لوگ کہلاتے ہیں۔ جو مدت العمر کیلئے پھونگی ہوتے ہیں جو لوگ بطور رواج یا رسم کے کچھ عرصہ کیلئے پھونگی بنتے ہیں۔ وہ درحقیقت پھونگیوں کے زمرہ میں شامل نہیں سمجھے جاتے جسطرح عیسائیوں میں مرد اور عورت دونوں راہب ہوتے ہیں۔ یا ہنود میں مرد و عورت دونوں جوگ لیتے ہیں۔ اسیطرح بدھ مذہب والوں میں مرد اور عورت دونوں پھونگی ہوتے ہیں۔ اور مدت العمر کیلئے ترک دنیا کر دیتے ہیں چنانچہ برہما میں نہایت کثرت کیساتھ ہر عمر کے عورت و مرد پھونگی ہیں۔ کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں پھونگی نہ ہوں۔ رنگون میں بھی ان کے جھنڈ کے جھنڈ موجود ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ برہما کی مردم شماری میں ایک تہائی پھونگی ہیں۔ پھونگی شہر میں نہیں رہتے۔ بلکہ شہر سے باہر رہتے ہیں۔ اکثر جہاں کہیں پہیا یعنی بدھ مذہب کے مندر بنے ہوئے ہیں۔ اسکے قرب وجوار میں پھونگیوں کے رہنے کے متعدد مکانات بنے ہوئے ہیں پہیا کے قرب وجوار کے علاوہ بھی پھونگیوں کے رہنے کے مکانات ہیں۔ لیکن سب آبادی سے باہر جسطرح عیسائیوں میں راہبوں کیلئے خانقاہیں اور ہنود میں دہرمسالہ یا مندروں شوالوں کے قریب مکانات سادھوؤں کے رہنے کیلئے بنے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بدھ مذہب میں پھونگیوں کے رہنے کیلئے جو مکانات بنے ہوئے ہیں انہیں جھیاہٹوں کہتے ہیں۔ یہ مکانات بنظر ثواب صاحب ثروت اشخاص بنا دیتے ہیں بعض بعض جھیاہٹوں اس غرض سے بھی بنا دئے جاتے ہیں کہ انمیں مسافر آ کر ٹھہریں یا ایسے پھونگی جو مستقل طور سے اس مقام پر بود و باش نہ رکھتے ہوں۔ اور عارضی طریق سے آویں تو وہ قیام کریں یہ جھیاہٹوں بطور چھاؤنی کے بنے ہوئے ہیں۔ یعنی ایک مقام پر متعدد جھیاہٹوں بنا دئے گئے ہیں۔ گویا دنیا اور انسانوں سے بھاگتے بھی ہیں۔ اور اکٹھے ہو کر سکونت بھی رکھتے ہیں۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان فطرتی طور سے تمدن پسند ہے۔ اور کسی انسان کیلئے ناممکن ہے کہ وہ انسانوں سے علیحدہ ہو کر رہے۔

جو مرد یا عورت مدت العمر کیلئے پھونگی ہونیکی نیت کرتے ہیں وہ کبھی شادی نہیں کرتے۔ پھونگیوں کا تمام سر منڈا ہوتا ہے اور چار ابرو کا صفایا ہوتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بعض جوتے پہنتے ہیں۔ اور اکثر ننگے پاؤں رہتے ہیں۔ لباس میں صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ اسکو باندھتے ہیں اور اسی کو کندھوں پر ڈالکر گردن سے کمر تک اوڑھ لیتے ہیں۔ جسکی وجہ سے ایک ہاتھ ہمیشہ ننگا رہتا ہے سوائے تہ بند کے اور کسی قسم کے کپڑہ کا استعمال نہیں کرتے۔ سر ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ پھونگیوں کے تہ بند کا اندازہ بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کا تہ بند ہوتا ہے جو فقیری اختیار کرتے ہیں۔ پھونگی صرف زرد رنگ کا تہ بند باندھتے ہیں اور عموماً یہ تہ بند ریشمی ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے پھونگی ہونگے جو سوتی کپڑہ کے تہ بند باندھتے ہیں۔ بعض پھونگیوں کا تہ بند نہایت بیش قیمت ہوتا ہے جو جھیاہٹوں مسافروں کیلئے بنائے جاتے ہیں انمیں کسی قسم کا اسباب نہیں ہوتا لیکن جن جھیاہٹوں میں پھونگی رہتے ہیں۔ انمیں نہایت اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کی بیش قیمت مسہریاں سونے کو عمدہ لیمپ جلانے کو اور دوسرے اقسام کی آرائشی چیزیں پھونگیوں کے استعمال کیلئے موجود ہوتی ہیں تمام قسم کی خیرات پھونگیوں کو دیجاتی ہے چونکہ مثل ہنود کی قوم کے بدھ مذہب والے بھی تناسخ کے قائل ہیں اور انکا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مردہ کو ایصال ثواب کو اگر وہ چیزیں جنکی انسان کو اپنی زندگی میں ضرورت ہوتی ہے۔ خیرات میں دیجاویں تو دوسرے جنم میں وہی چیزیں انکو استعمال کرنیکو ملینگی لہذا یہ بھی مردوں کے ایصال ثواب کیلئے

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاص کر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ نیک نیتی سے ہے اور نہ کسیکو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے میں نے پہلے اس سے ۱۹۰۴ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر میں نے اسی زلزلہ کے بارہ میں ہی سنہ ۱۹۰۵ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گر جائینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہ ہیں وہ بھی گر جائینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائینگی اور اس زمانہ سے پچیس ۲۵ برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ایسے زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہو گئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کی حاجت نہیں تب بھی اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا تھا جسکے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا درد ہوا ہوگا کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی عربی اردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں دینے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیر لیا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اسپر کاربند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان میں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ میں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ کیوں شایع نہ کیا اور کیوں ہر ایک نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شایع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہاں تک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزل سہ منزل ہیں اور اب کی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرایا بلکہ اس اطلاع کے لئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے دام اقبالہ کی خدمت میں بھیجی اور دعا بھی کی ہیں اس بات کی طرف توجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور یا مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بتقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دل آزاری یا ستانے کے لئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور ابتک ڈر رہا ہوں ایک باغ ہے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں معہ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں انکو کچھ خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ [illegible] میں پڑیں گے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کو ڈرانا بنا بر پیشگوئی نہیں کیا گیا ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسباب کے باور کرنے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کیلئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نے اشتہارات سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوے ہے صرف یہ دعوے ہے کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس وحی [illegible] یہ لوگ سخت مکذب ہیں اور اسی بنا پر مجھے [illegible] اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر بیس برس کے عرصہ سے یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کئے ہیں کہ اس دعوے میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجھے بندگان خدا کی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اس طرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شایع کر دوں بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں لیکن اگر میرے ان اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط کیلئے کاربند ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کریں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا میں نے کبھی مرنا نہیں تا اپنی جان سے ایسی محبت رکھوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں اور بعض ناراض ہیں کہ یہ اشتہارات اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کریں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اسکا دفعیہ ہو سکتا ہے یہ ضرور نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے۔ ہاں یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت گاہ نہیں ہے اس کے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر پڑے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلے سے ہلاک ہوئے کیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کبھی ان پر عذاب نازل نہ ہوتا

ٹ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے اپریل ۱۹۰۵ء اسکی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیوں میں عموماً سنت اللہ قدیم یہی ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہی کہا کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے منہ

ٹ یہ جگہ بہ نمونہ کے طور پر ... کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس ... کہ ہماری پیشگوئیوں کی ...

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیان دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی اس لئے اسی دنیا میں ان پر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے وہ نصیحت دیتا ہے اگر اس زمانہ کے لوگ بھی سخت گناہون اور بدکاریوں و ظلم اور طرح طرح کے برے کامون پر ایسے جرات نہ کرین گے تو یہ نہیں ہوگا کہ ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مایفعل الله بعذابکم ان شکرتم وامنتم یعنے خدا تمہین عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگزار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرمایا ہے قل مایعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم یعنے انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواکیا رکھتا ہے اور یہ سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہون۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کہایا جاتا ہے اور کہال بھی بہت سے کامون مین آجاتی ہے۔ اور مین جانتا ہون کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ ان لوگون کیلئے بس ہے جنکے دل سخت نہیں ہیں اور جو جانتے ہین کہ خدا ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

بقیہ نوٹ کی بات ہے تو یہ پیشگوئیان کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور لوگ اس ڈر مین بلکل بے فکر مضحکہ اڑاتے مین چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکہاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیون کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے مین آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور تحدی سے اعلان کرتا ہون اور تمام لوگون کو اسبات کا یقین دلاتا ہون کہ خوفناک در بیچ ہے سو لوگون کو اطمینان اور تسلی دیتا ہون کہ مرزا نے ۵۔ ۸۔ ۲۱۔ اور ۲۹۔ اپریل کو اشتہارون اور اخبارون مین جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے گرشتہ قادیانی زلزلہ کی اصلی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہو کہ وہ زلزلہ ضرور آئیگا۔ ایسے مین ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیون جو قادیانی کی امرف (؟) غلطیون اور اخباری ہنگامہ خیزیون سے خوفناک ہو رہے ہین پر جتنا ڈرے ہے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں اور خوشخبری سناتا ہون کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ مین قادیانی کا

مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج

تعلیم الاسلام سکول جنوری ۱۸۹۸ء کو کھولا گیا تھا اور صرف پرائمری سکول تھا لیکن آج خدا کے فضل و کرم سے وہ تعلیم الاسلام سکول کالج تک ترقی کر گیا ہے سال گذشتہ مین چار طالب علم ایف اے کے امتحان مین شریک ہوئے تھے جنمین سے تین کامیاب ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ نتیجہ مین ہمارا سوان نمبر اول درجہ کا ہے۔

اب جبکہ انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ بھی نکل آیا ہے مناسب سمجھا گیا ہے کہ فرسٹ ایر کلاس کھولدی جاوے چنانچہ پہلی کلاس خدا تعالیٰ کے فضل سے کھل گئی ہے تعلیم الاسلام کالج اپنی طرز کا پہلا کالج ہے جہان دینی اور رسمی علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم کا کافی انتظام کیا گیا ہے اور خاص [illegible] کی جاتی ہے۔ طلباء کی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا خاص [illegible] کیا جاتا ہے۔ کالج کی فیس تین روپیہ [illegible] ایک پانچ روپیہ ماہوار تک حسب حالت اور [illegible] صرف [illegible]

کالج کے متعلق بورڈنگ ہوس ہے جسکے دالانوں (؟) مین [illegible] بورڈنگ ہوس مین طلباء کی آسائش کا لحاظ رکھا گیا ہے اور طبی مشورہ اور ضروری علاج کیلئے ایک ڈسپنسری بھی ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ماتحت ہے جو [illegible] انجمن حمایت اسلام کی ڈسپنسری کا انچارج رہا ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روحانی بھلائی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کے خواہشمند ہین اور ساتھ ہی کالج کی [illegible] کرنا چاہتے ہین ان کیلئے قادیان کالج سے بہتر جگہ نہیں ملیگی ضروری دریافت طلب امور کیلئے پرنسپل صاحب کالج سے خط و کتابت کرو۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

تعلیم الاسلام ہائی سکول کیلئے ایک انٹرنس پاس جونیر ٹرینڈ ماسٹر کی اور ایک ٹرینڈ ڈرل ماسٹر کی ضرورت ہے تجربہ کار کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے درخواستیں معہ نقول اسناد بنام ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

کوئی زلزلہ ہرگز نہیں آئیگا نہیں آئیگا!! اور نہیں آئیگا!!! آپ بالکل مطمئن اور تسلی رکھیں مجھ کو یہ خبر حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ دیگئی ہے جو انشاء اللہ بالکل صحیح ہوگی مین مکرر کہتا ہون اور یہ الہام نور الہی سے جو مجھ پر بذریعہ کشف دکھایا گیا [illegible] ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر دیتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کیطرح اس زلزلہ کی پیشگوئی مین بھی ذلیل اور رسوا ہوگا اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے ہمارے ملک کو [illegible] عافیت مین رکھیگا [illegible]

[illegible] ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔

زلزلہ کی خبرین

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے زلزلہ کی سرکاری رپورٹ اور ریلیف کی روئداد شائع ہوگئی ہے دہرمسالہ کے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد مین ایک جدا فنڈ باہتمام لارڈ کچنر کھولا جائیگا۔

زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے جو کم از کم ۵ لاکھ کی رقم مطلوب تھی اسمین سے ۳ لاکھ اب تک فراہم ہو چکا ہے ولایت سے بھی بہت روپیہ آیا ہے جسکی صحیح میزان ہنوز معلوم نہیں۔

لیفٹیننٹ گورنر اور پرائیویٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ نے کانگڑہ۔ پالمپور۔ دہرمسالہ اور دیہات مین گھومکر مفصل حالات دریافت کئے ہین۔

سر چارلس ریواز بہادر نے رخصت پر جانے سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کو ان تجاویز سے مطلع کیا جو ضلع کانگڑہ مین زلزلہ کی تباہی کی مدافعت کیلئے اختیار کیگئی ہین۔

پالمپور سے اطلاع ملی ہے کہ منڈی اور باجورا کے مابین سڑک بہت خراب ہے اور بعض جگہ زلزلہ کے باعث خطرناک بھی ہوگئی ہے۔ ۳۰۔ اپریل کو ٹیلیگراف درست کرنے والی پارٹی سڑک پر سے گذر رہی تھی کہ یکایک پہاڑی کا کچھ حصہ زمین پر آپڑا سب لوگ بال بال بچے۔ [illegible] ٹوٹ گیا دو خچر کہڈ مین گر پڑے مگر [illegible]

زلزلہ سے [illegible] رفع آگیا ہے کہ انکا [illegible] کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ [illegible] سب نیچے دبگئی ہین۔

لارڈ کچنر نے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے جو فنڈ [illegible] [illegible] پونڈ تک پہنچ چکی ہے۔

مسٹر [illegible] اینڈ کو اور [illegible] اینڈ کو نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار دیا۔

کلو کے دور دراز حصص کی اطلاع ملی ہے کہ گندھک کے چشمے کئی جگہ پھوٹ نکلے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے اسلئے کہ منڈی اور کلو مین اکثر پہاڑ اور گرم چشمے پہلے سے موجود ہین۔

مسٹر [illegible] نے بمبئی سے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۱۰ ہزار روپیہ جمع کرکے سر ڈینزل ابٹسن کے پاس ارسال کیا ہے۔ آپ نے بمبئی مین ایک [illegible] کھولا ہے جسکی یہ پہلی قسط ہے۔ [illegible] نے مسٹر [illegible] اور اہل بمبئی کی اس فیاضی پر جو انہوں نے غیر صوبے کے ساتھ کی نہایت خوشنودی ظاہر فرمائی۔

مسٹر [illegible] بمبئی مین ریلیف فنڈ کیلئے بہت [illegible]

بینک [illegible] لاہور مین زلزلہ ریلیف فنڈ کے کیلئے [illegible] چندہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۳ سو [illegible] ہے۔

نیوزیلینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کے وقت وہان بھی خاصی حرکتین محسوس ہوئین۔

چترال سے اطلاع ملی ہے کہ ۴۔ اپریل کو وہان بھی ہلکا زلزلہ محسوس ہوا۔ کلو مین سیپر کمپنیون کیلئے سامان خورد و نوش پہنچانیکا خاص انتظام کیا جارہا ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ کھولا جائے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ مین افواج سے علی العموم چندہ لیا جائیگا۔ چنانچہ برہمن رجمنٹ نمبر اول نے فہرست مین سب سے پہلے ۵ سو روپیہ دیا۔

لاہور کے ٹاؤن ہال باغ مین ۹ مئی کو ۶ بجے صبح کے زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ایک عام جلسہ کیا گیا۔

سرکاری تخمینے کے مطابق ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے شہر مین ۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔

آئندہ زلزلہ کے خوف سے کپورتھلہ کے حکمران خاندان نے شہر سے باہر خیمون مین رہنا اختیار کیا تھا راجہ صاحب کے خیمہ مین چور آ گھسے نے [illegible] مال و اسباب کے ایک نہایت قیمتی ہار بھی چوری گیا۔

شہنشاہ انگلستان نے زلزلہ کچنر فنڈ مین ایک سو گنی (۱۵۷۵ روپے) دی۔

سکندر آباد ڈویژن کے افسر نے زلزلہ ریلیف فنڈ کھولا ہے اعلان کیا گیا ہے کہ کم و بیش کا کچھ خیال نکرین سب لوگ حسب حیثیت چندہ دین۔

بندر عباس سے ۳۰۔ اپریل کا تار مظہر ہے کہ ۲۵۔ اپریل کو ایک بجے دن کے یہان سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ اسکے بعد ٹک ٹک ہوتا رہا۔ پھر ایک بجکر ۵ منٹ پر اسی زور کا لیکن پہلے سے کم دیر تک رہا۔ غرض پانچ زلزلے اسطرح ۴ منٹ مین معلوم ہوئے مکان اسطرح لرز تے تھے کہ خوف معلوم ہوتا تھا۔ چند دوکانیں اور دیوارین گر بھی گئیں۔ بندر عباس کی پشت پر جو کوہ غنا ہے ۴ سو گز تک نیچے دب گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک جگہ زمین شق ہوگئی اور پچاس آدمی تلف ہو گئے۔ قصبہ سیروین بھی بہت نقصان ہوا۔ ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۹ کو بھی ہلکی حرکتین محسوس ہوئین برٹش انڈین کمپنی نے کے دفتر کو اول زلزلہ سے کسیقدر نقصان پہونچا۔ دیوارین کم و بیش شکستہ ہوگئین۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ ہے کہ ضلع کانگڑہ اور کلو مین غلہ اور خوراک بہت ہے اور بہت گران ہے بجز لوگون کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول نواب کا نہوگا۔ یہان ایسے خاندان اسوقت بے سروسامان ہین جو زبان سے مانگنا تو کجا اگر انکی کچھ امداد کی جاتی ہے تو بھی ایک خاص شریفانہ حیا انکے چہرونسے ظاہر ہوتی ہے گورنمنٹ ریلیف کمیٹی۔ آریہ سماج اور دیگر اقوام کی کوششون کے باوجود ابھی وہان کرنیوالون کے لئے بہت کچھ کرنیکا موقع ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے جو اصل زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کہولا تھا اسمین اب تک ۳۸ ہزار ۶ سو ایک روپیہ چندہ ہوچکا ہے۔ پہلی فہرست چندہ عنقریب شایع کیجائیگی۔ مسرز مکنیل اینڈ کو نے ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور مسرز کلبرن اینڈ کو نے ۵ ہزار چندہ مین دیا۔ چندہ دہندگان کم و بیش کا کچھ خیال نکرین کمیٹی چھوٹی اور بڑی سب رقمونکو شکریہ کے ساتھ منظور کرے گی۔

(مرتب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اجابت الدعوۃ القریبۃ

الحکم

ہر گویم بالو گرانی جہاد در قادیان مینی | دوا ہمی شفا ہمی غرض دار الامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۱۹ || قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ || جلد ۹

امور منزلیہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں اپنے تیسرے لڑکی کی ولادت کی خبر لکھ چکا ہوں - اس ولادت پر الحکم کے سرپرستوں اور میرے مخدوم احباب نے جسقدر **مبارکباد** کے خطوط لکھے ہیں اور میری خوشی میں اظہار مسرت کیا ہے میں یکجائی طور پر ان سب کی مہربانیوں کا شکر گذار ہوں - اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے - ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کو عقیقہ اور ختنہ کر دیا گیا بچہ کا نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **یوسف علی** رکہا ہے خدا کرے کہ یہہ بچہ اسم بامسمیٰ ثابت ہو - یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح **صدیق** اور **محسن** ہو اور علی رضی اللہ عنہ کیطرح باب العلم ہو - آمین - میرے ایک محب صادق نے اپنی جودت طبع سے تاریخی نام **نظیر الاسلام** لکھ بھیجا ہے - سب نام فی الحقیقت بے حقیقت ہیں اگر انمیں وہ روح اور برکت پیدا نہو جو انکے نام سے ہویدا ہے اسلئے میں پھر ایک بار اپنے سرپرستوں اور احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں - خاکسار یعقوب علی عفی اللہ عنہ

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت مسیح موعود ... اور بزرگان ملت کی ... کی خیر سلسلہ عالیہ کیلئے ... مبارک اور خوش کن ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ ہی میں بدستور رونق افروز ہیں -

۲ - جدید مہمانوں میں سے مخدومی مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب منشی سردار خان صاحب اور دیگر احباب گوجرانوالہ و منشی محمد حسین صاحب مراد آبادی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں - آپ کئی روز سے آئے ہوئے ہیں اور کئی دنوں تک ہمیں صحبت سے حصہ لینے کے آرزومند - اللہ تعالیٰ دیگر احباب کو بھی ایسی توفیق دے - آمین -

۳ - ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کو ... ایک خفیف سا زلزلہ آیا -

۴ - اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل کلام الٰہی نازل ہوا -

تازہ رویا و کشوف

۲۰ مئی ۱۹۰۵ء - صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المتصدقین -

۲۳ مئی - (۱) زمین تہ و بالا کر دی (۲) انی مع الافواج آتیک بغتۃً (۳) لنگر اٹھا دو -

فرمایا پہلے الہام کی تائید میں گھر میں بھی ایک رؤیا ہوئی تھی

۱ - ۲۴ مئی کو بیان کیا کہ کئی روز ہوئے جب ہم حافظ ... کہ بہت سے مردار خوار جانور لمبے لمبے ڈھینگ ہیں اور پاس ہی ایک مردار پڑا ہوا ہے رؤیا کے بعد اس جگہ کو بدل دیا وہ مقام اچھا ہو گیا - پہلے اس کے متعلق الہام ہوا تھا سلام قولاً من رب رحیم -

۲ - رؤیا میں دیکھا کہ زینب نام ایک خادمہ لڑکی ساتھ ہے اور اس کنوئیں کیطرف جو باغ کے جنوبی مغربی کونے پر ہے میں گیا ہوں تو کہتا ہوں کہ ایسے کنوئیں سے دور رہنا چاہئے زلزلہ کیوقت ایسے کنوئیں خطرناک ہوتے ہیں - ایسا نہو کہ زمین کے اندر یہ کنوئیں ...

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کر چکا ہوں کہ الحکم کے ذریعہ میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل اشتہارات یکجا کر دونگا ان اشتہارات میں بعض اشتہار ایسے ہو گئے جنکی خبر بھی بعض خاص حضرات کے کسی اور کو نہ ہوگی - مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے میں انکے بہم پہنچانے میں ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہوں - یہہ سلسلہ الحکم کے پہلے صفحہ پر جاری رہیگا - اسطرح پر الحکم کے خریداروں کے پاس ایک وہ عظیم الشان کتاب ہوگی جو اگر جداگانہ چھاپی جاوے تو تین چار روپیہ سے کم قیمت کی نہوگی میں یہہ بھی تمام احمدیوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر انکے پاس ۱۸۹۰ء سے پہلے کا کوئی اشتہار ہو تو اسکا عنوان اور تاریخ اشاعت مجھے لکھ بھیجیں تاکہ اگر میرے پاس نہو تو انسے منگوا لوں - اگر مناسب سمجھیں تو اسکی نقل بھیج دیا کریں حتی الوسع ایک اشتہار ہفتہ وار درج ہوگا انشاء اللہ العزیز - ایڈیٹر -

اشتہار پانسو روپیہ
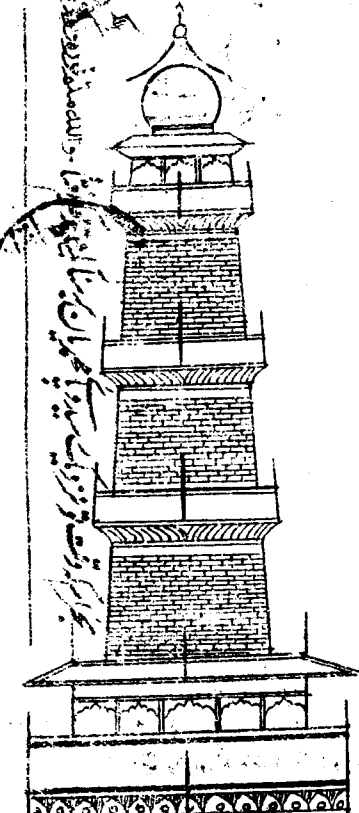
اشتہار ہذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۷۸ء کی کیپل سندوستان وغیرہ اخبارات میں لائق فائق آریہ سماج والوں نے بابتہ روحوں کے اصول اپنا یہ شائع کیا ہے کہ ارواح موجودہ بے انت ہیں اور اسقدر کثرت سی ہیں کہ پرمیشور کو بھی انکی تعداد معلوم نہیں اسی واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہیں اور پاتے رہیں گے مگر کبھی ختم نہیں ہونگے - دیانند جی نے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچوں میں بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اصول مذکور سراسر غلط ہے اسلئے بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعدادی پانسو روپیہ معہ جواب الجواب باوا نارائن سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والوں میں سے بپابندی اصول مسلمہ اپنے کے کل دلائل مندرجہ سفیر ہند و دلائل مرقومہ جواب الجواب مشمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ ارواح موجودہ سوا چار ارب کی مدت میں کل دورہ اپنا پورا کرتے ہیں بے انت ہیں اور پرمیشور کو تعداد انکا نا معلوم رہا ہوا ہے تو میں اسکو مبلغ پانسو روپیہ نقد بطور انعام کے دونگا اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہوگا کہ بمدد عدالت اختیار کرلے لیکن واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور میں سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہوگا - بلکہ اسصورت میں بہ تصریح لکھنا چاہئے کہ پھر اصول کیا ہوا - آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جائینگے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کیواسطے خاتمہ ہوگا یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحوں کو پیدا کر سکتا ہے - یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحوں کے پھر ایشور انہیں مکتی یافتہ روحوں کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجدے گا یا یہ کہ ارواح اگرچہ بے انت نہیں اور تعداد انکا کسی حد و تعین میں ضرور محصور ہے - مگر پھر بھی بعد نکالے جانے کے باقی ماندہ اوتنے کے اوتنے ہی بنے رہتے ہیں مکتی والوں کی جماعت جسمیں یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملتے ہیں - اس بالائی آمدن سے پہلے کچھ زیادہ بن جاتے ہیں - اور نہ یہ جماعت جسمیں کسی قدر ارواح نکل گئے بعد اس خرچ کے کچھ کم ہونے پائی غرض جو اصول ہو بہ تفصیل مذکورہ مفصل لکھنا چاہئے -

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ ۲ جولائی ۱۸۷۸ء

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

زمیندار ایسوسی ایشن منشی سراج الدین احمد نے اخبار زمیندار کے اجرا سے زمینداروں پر جو احسان کیا ہے وہ ہی کچھ کم شکرگذاری کے قابل نہیں اب منشی صاحب موصوف نے زمینداروں کے بہبود اور سود کی خاطر کرم آباد ضلع گوجرانوالہ میں ۲۵ و ۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کو ایک زمیندار ایسوسی ایشن کا اجلاس کرنا چاہا ہے - یہ ایسوسی ایشن زمینداروں کی تکمیل ہوگی اور زمینداروں کی ضروریات اور جائز شکایتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائے گی - یہ ایسوسی ایشن کسی قوم یا فرقہ سے مخصوص نہ ہوگی ہاں زمینداروں سے مخصوص ہوگی جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ ۱۵ - روز پہلے ایڈیٹر صاحب کو اطلاع دیں فردکشی اور مہمانداری کا کل انتظام منشی صاحب موصوف اپنے خرچ سے کرینگے میں انکی اس مفید اور کارآمد تحریک پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور انکی کامیابی کا آرزومند ہوں -

دل کیوں سخت ہوگئے ہیں؟ کانگڑہ دہلی ۴ - اپریل کے زلزلہ سے جسقدر تباہ ہوئی ہے اور جو عبرتناک نظارہ وہاں موجود رہا ہے اسکو دیکھنے والے چاہیئے تو یہ تہا کہ خدا تعالیٰ کی اس قہری تجلی سے اسقدر متاثر ہوتے کہ انکی زندگیوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو جاتا وہ اپنے چال چلن اور رویہ کا وہ نمونہ دکہاتے جس سے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا کہ فی الحقیقت وہ خدا تعالیٰ کے انتقام اور غضب کی کیفیتوں سے متاثر دل رکھتے ہیں مگر نہیں معلوم ابہی کیا ہونے والا ہے کیونکہ جو خبریں کانگڑہ سے آرہی ہیں وہ سخت حیرت افزا ہیں - معلوم ہوا ہے کہ جو قلی کام کرنے کے لئے وہاں بہیجے گئے ہیں باوجودیکہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کے آثار وہاں دیکھتے رہے ہیں لیکن انہوں نے باوجود ڈبل مزدوریاں لینے کے مفلوک زلزلہ زدگان کا مال مارنے سے بہی پرہیز نہیں کیا - یہ گری ہوئی حالت اور نوع انسان کے ساتھہ ظالمانہ برتاؤ کیا ظاہر کرتا ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے وجود پر ایمان نہیں ورنہ اگر سچا یقین ہو - اور ایمان موجود ہو تو یہ وقت ہمدردی اور خدا ترسی کا ہے یا ایسی کمینہ حرکات اور بے حیائیوں کا - اہل ملک یقین کریں یا نہ کریں لیکن میں ظاہر کرنا اپنا فرض سمجہتا ہوں کہ جبکہ ملک کی ایمانی **حالت** یہانتک تنزل ہو چکی ہے گناہ کیلئے اسقدر جرات اور دلیری پیدا ہو رہی ہے پھر بھی اگر کسی **ایمان بخش** اور **خدا نما** وجود کی ضرورت نہیں تو پھر کبہی بہی کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی؟ مگر یاد رکہو کہ ضرورت ہے اور وہ اپنے وقت پر **ضرورت حقہ** کے ساتھہ آیا ہے سعادتمند اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں شپرک سیرت اس کے وجود سے انکار کرتے اور تاریکی میں مارے مارے پھرتے ہیں -

تعصب ہے یا جہالت تعصب بجائے خود ایک ایسی تاریکی دماغ پر پیدا کرتا ہے کہ وہ عقل و فکر کی قوتوں کو محض بیکار کر کے جاہل بنا دیتا ہے اخبارات میں کانگڑہ کی کسی سادہو کا قصہ چھپ رہا ہے کہ اسنے زلزلہ کے آنیکی خبر دی تہی میں اسبات کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکہتا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندہ کو ایسی اطلاع وہاں دیدی ہو - لیکن تعجب اس امر پر آتا ہے کہ ایک غیر معروف سادہو (جسکے صحیح حالات ابہی تک شائع نہیں ہوئے) کی بات کو تو یقین کے درجہ تک پہونچایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک **مامور** ایک بات کہتا ہے جو پورے یقین اور **وثوق** پر مبنی ہے سالہا سال پہلے سے چھپی ہوئی موجود ہے اسپر ہنسی اڑائی جاتی اور اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کرنا ملک کی خدمت سمجہا جاتا ہے -

تعجب! اگر یہ جہالت نہ ہوتی تو یہ لوگ حقیقی خیرخواہ کو دشمن نہ سمجہتے - کیا وہ شخص جو کسی کو خبر دے کہ میاں تیرے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اسے بجہا لے اسکا بدخواہ سمجہا جاوے گا یا حقیقی بہی خواہ!

موت اگر تو موت کو اپنا دوست خیال کرے تو تجہکو اسکی خاطر اور مہمانداری کے سامان کی فکر لازم ہے اور اگر تو اسکو اپنا دشمن سمجہے تو اسکی تکلیفات سے بچنے کی تدبیریں واجب ہیں

آفتاب ہند

عجیب جدت پوپ روم کے کتب خانہ میں ایک رسالہ سانپوں کے متعلق تین سو فیٹ لمبا اور ایک فیٹ چوڑا ہے جو ایک سانپ کی تین سو فیٹ لمبی آنت پر لکہا گیا ہے -

شفاخانہ فضل رحمانی آج کے اخبار کے بہرہ اشتہارات میں شفاخانہ فضل رحمانی کا اشتہار میرے محترم بہائی مفتی فضل رحمن صاحب کیطرف سے شائع ہوا ہے حضرت حکیم الامۃ کی تصدیق کے بعد کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ میں مفتی صاحب کے متعلق کچھہ عرض کروں - البتہ اسقدر کہنا ضروری سمجہتا ہوں کہ جو لوگ کسی قسم کی دوائی کی ضرورت سمجہتے ہوں وہ مفتی صاحب کے تجربہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں کیونکہ اس طریق پر وہ مفتی صاحب کے ذریعہ حکیم الامۃ کے مجربات سے فائدہ اٹھائیں گے جنکے تیار کرنے کا مفتی صاحب نے انتظام کیا ہے -

تحفۃ المشتاقین اس نام کا ایک مجموعہ سید عبد الحی عرب صاحب نے حال میں ٹائیٹل سمیت چودہ صفحوں پر شائع کیا ہے - یہ پنجابی سی حرفی قصیدہ اور کافی وغیرہ کا مجموعہ ہے - قیمت صرف ۲ ہے - عرب صاحب موصوف سے مل سکتا ہے - پنجابی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت اور آپ کی صداقت کے اظہار کا بہت اچہا ذریعہ ہے -

پیسہ اخبار کو مبارک ہو لاہور میں ۲۲ - مئی کو دو دفعہ زلزلہ کے دہکے لگے پیسہ اخبار اور اس کے دوستوں کو مبارک ہو جو کہتے تہے کہ لاہور وغیرہ میں کوئی زلزلہ نہیں آئیگا - یہ ابتداء عشق ہے - خدا تعالیٰ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے اور اسکے علم پر کون احاطہ کر سکتا ہے؟

پیسہ اخبار اور انجمن حمایت اسلام پیسہ اخبار کی پالیسی کا پتہ لگانا جسقدر سہل ہے اسی قدر مشکل بہی ہے - اگر اسکے فائلوں کی پڑتال کی جاوے تو جسقدر رنگ اسنے بدلے ہوئے ہیں ان سب کا نقشہ عیاں ہو جاتا ہے - ایک زمانہ تہا کہ پیسہ اخبار انجمن حمایت اسلام کا بڑا مداح اور پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اور منیجر ہر جلسہ میں نئی تجویزیں پیش کرنے کے آرزومند رہا کرتے تہے جب سے کہ انجمن حمایت اسلام کی انتظامی کمیٹی میں بعض نئی روشنی کے نوجوانوں نے اپنا دست تصرف دراز کرنا چاہا ہے اور ان لوگوں کو (جنکی محنت اور مساعی جمیلہ سے انجمن اس پایہ تک پہونچی ہے) اپنی خودغرضیوں کا شکار کرنا چاہا ہے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے بہی مخالفت کا ٹہیکہ لے لیا ہے اور ہر قسم کے غلط اور بیجا اعتراض انجمن کے کارکنوں اور اسکے مقاصد پر کرنے شروع کر رکھے ہیں - امسال سالانہ جلسہ کی تقریب پر اس مخالف پارٹی نے جو روس اور جاپان کی لڑائی کے نقشے دکہائے وہ میرے اپنے مذاق پر تو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ جری کی پیشگوئی کو پورا کر رہے تہے یعنے

مئی لنڈن میں ایک پیشگوئی

لیکن با این ہمہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے سخت افسوس ہوا - اس مخالف پارٹی کا نام فریق اصلاح طلب رکہا گیا ہے جو سراسر بےمحل ہے اگر یہ فریق محض اصلاح طلب ہوتا تو اس طرح مخالفت کا اکہاڑہ نہ جماتا -

ہر چند میں اپنے مذاق پر انجمن میں بعض باتوں کی کمی پاتا ہوں لیکن میں اس سے کبہی انکار نہیں کرنا چاہتا کہ جسقدر انجمن سے ہو سکتا ہے وہ نوجوان مسلمانوں کو دینیات سے واقف کر کے موجودہ زہریلے فلسفہ سے بچانا چاہتی ہے اور اب انجمن کی باگ ڈور وہ لوگ ہاتھہ میں لینا چاہتے ہیں جنکا اسلام بجائے خود ایک ایسا اسلام ہے جسکے بانی وہ آپ ہیں - اگر کالج یا انجمن کا انتظام ان لوگوں کے ہاتہہ میں دیا جاوے تو کیا پھر یہ لوگ وہی اصلاحیں نہ کریں گے جو **ریفارمر** کے ذریعہ **شریعت اسلام** اور **قرآن کریم** میں کرنا چاہتے ہیں -

ہر مسلمان ایسے امور میں جو مسلمانوں سے تعلق رکہتے ہیں رائے دینے کا مجاز ہے پس مسلمان اگر اسلام کی کچھہ بہی خیر منانا چاہتے ہیں اور انجمن حمایت اسلام کے کارکنوں کو حمایت اسلام کی کچھہ بہی غیرت ہے تو وہ ہرگز اس [illegible] کی جو مخالف پارٹی کر رہی ہے پروا نہ کریں - اور ہرگز ہرگز انکو انتظامی معاملات میں دخل نہ دیں کالج رہے یا جائے یہ مسلمانوں کے اپنے سوچنے کا سوال ہے لیکن تم کالج کو ان ہاتہوں میں دیکر جو اسلام کو ایک نیا اسلام بنا دینا چاہتے ہیں اور اسلام کو عیسائیت کے قالب میں لانا چاہتے ہیں - اسلامیہ کالج کی بجائے کوئی اور کالج نہ بناؤ - اخلاقی جرأت سے کام کرو - **اصلاح طلب** فریق کالج کی اصلاح نہیں چاہتا وہ تو سرے سے **اسلام** کی اصلاح کا خواہشمند ہے اگر کسی کو شک ہے تو ان تحریروں کو پڑہے جو اوریئنٹل میاں شاہ دین صاحب اور مسٹر دلاور حسین صاحب وغیرہ کیطرف سے نکلی ہیں - غرض مسلمانوں کو مطلع رہنا چاہیئے کہ پیسہ اخبار کو حق کے ساتہہ ایک خاص دشمنی معلوم ہوتی ہے سلسلہ عالیہ کی مخالفت بہی وہ اسی تعصب کی وجہ سے کرتا ہے جو اسکو حق کے ساتہہ ہے ورنہ انجمن حمایت اسلام کی مخالفت ان لوگوں کے مقابلہ میں کیا معنی رکہتی ہے جو اسلام کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں - انجمن حمایت اسلام کے خلاف جسقدر آرٹیکل اسنے لکہے ہیں ان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جو اس سورہ مبارکہ میں خواص روحانی ہیں وہ بھی ایسے اعلےٰ و حیرت انگیز ہیں جنکو طالب حق دیکھکر اسبات کے اقرار کے لئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواص عالیہ کے ایک خاصہ روحانی سورۃ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز میں اُسکو ورد کر لینا اور اسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھ کر اپنے دل میں قائم کر لینا تنویر باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے یعنی اوس سے انشراح خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرت مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور قبولیت الٰہی کے انوار اُسپر احاطہ کر لیتے ہیں یہانتک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے اور کشوف صادقہ اور الہامات واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرت الوہیت کے مقرّبین میں دخل پالیتا ہے اور وہ وہ عجائبات القاء غیبی اور کلام لاریبی اور استجابت ادعیہ اور کشف مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اُس سے ظہور میں آتی ہیں کہ جنکی نظیر اسکے غیر میں نہیں پائی جاتی اگر مخالفین اس سے انکار کریں اور غالباً انکاری کرینگے تو اسکا ثبوت اس کتاب میں دیا گیا ہے اور یہ احقر ہر یک طالب حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اسمی اور رسمی موافقین کو بھی جو بظاہر مسلمان ہیں مگر محجوب مسلمان اور غالب بے جان ہیں جنکو اس پُر ظلمت زمانہ میں آیات سماویہ پر یقین نہیں رہا اور الہامات حضرت احدیت کو محال خیال کرتے ہیں اور از قبیل اوہام اور وساوس قرار دیتے جنہوں نے انسان کی ترقیات کا نہایت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی اٹکلوں اور قیاسی ڈھکوسلوں پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کو بھی نہایت درجہ کا کمزور اور ضعیف سا خیال کر رہے ہیں سو یہ عاجز ان سب صاحبوں کی خدمت میں باادب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر ابتک تاثیرات قرآنی سے انکار ہے اور اپنے جہل قدیم پر اصرار ہے تو اب نہایت نیک موقعہ ہے کہ یہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہر یک منکر کی پوری

پوری اطمینان کر سکتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ طالب حق منکر اس احقر کیطرف رجوع کریں اور جو جو خواص کلام الٰہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اسکو بچشم خود دیکھیں اور تاریکی اور ظلمت میں سے نکلکر نور حقیقی میں داخل ہو جائیں - ابتک تو یہ عاجز زندہ ہے مگر وجود خاکی کی کیا بنیاد اور جسم فانی کا کیا اعتماد پس مناسب ہے کہ اس عام اعلان کو سُنتے ہی احقاق حق اور ابطال باطل کیطرف توجہ کریں تا اگر دعویٰ اس احقر کا بپایۂ ثبوت نہ پہونچ سکے تو منکر اور روگردان رہنے کے لئے ایک وجہ موجہ پیدا ہو جائے لیکن اگر اس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہئے بپایۂ ثبوت پہونچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنے باطل خیالات سے باز آئیں اور طریقہ حقہ اسلام پر قدم جماویں تا اس جہان میں ذلت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان میں عذاب اور عقوبت سے نجات پاویں سو دیکھو اے بھائیو اے عزیزو اے خلاصۂ عزو اے پنڈتو اے پادریو اے آریو اے نیچریو اے برہمو دہرم والو کہ میں اسوقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصہ مذکورۂ بالا کے ماننے میں کچھہ تامل ہو تو وہ بلا توقف اس عاجز کی طرف صبوری اور صدق دلی سے کچھہ عرصہ تک صحبت میں رہکر بیانات مذکورۂ بالا کی حقیقت کو بچشم خود دیکھ لے ایسا نہ ہو کہ اس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نامنصف کہے کہ کب مجھہ کو کھولکر کہا گیا کہ میں اس جستجو میں پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ داری سے دعویٰ کیا تا میں ایسے دعوے کا ثبوت اوس سے مانگتا سو اے بھائیو اے حق کے طالبو ادہر دیکھو کہ یہ عاجز کھولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کرکے جسکے انوار دن رات دیکھہ رہا ہے اس بات کا ذمہ دار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویان اور خواہان ہو کر صبر اور ارادت سے کچھہ مدت تک اس احقر کی صحبت میں زندگی بسر کرو گے تو یہ بات تمپر بدیہی طور پر کھل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواص روحانی جنکا اس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کرکے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہو کر اس مطلب کے حصول کے لئے بصدق و ارادت توجہ کرے اور کیا بدقسمت وہ آدمی ہے کہ اسقدر انکشاف باتیں سُنکر پھر بھی نظر اوٹھا کر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالےٰ کی لعنت اور غضب کا مورد بنجاوے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اس عاجز کی باتوں کیطرف نظر نہیں کرو گے اور اپنی تسلّی اور تشفی حاصل کرنے کے لئے صدق اور

ارادت سے قدم نہیں اٹھاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اس احقر نے اونکو اون کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کیطرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اونکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے باادب تمام اونپر ثابت کر دیا کہ دہریوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم یہانتک کہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو اوسکا شریک ٹہراتے ہیں اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اوس کے برابر سمجھتے ہیں اگر انکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کر سکتا ہے یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے اور بار بار کتا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنے کسی محبت خالص کی توبہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب باتوں کا یہی جواب دینگے کہ ہرگز نہیں اوسکو یہ قدرت ہی نہیں کہ ایک ذرہ اپنی طرف سے پیدا کر سکے اور نہ اوسمیں یہ رحمیت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکھی مُنی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جسپر وید اُترا ہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اوسکا مرتبہ ملحوظ رکھکر مکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے اوس پیارے کو جسکے دل میں پرمیشر کی پریت اور محبت رچ گئی ہے بار بار کتا بلا بننے سے بچاوے۔

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک یہی اُنکا ظن رہا کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رامچندر ہو یا کرشن ہو یا خود ہی ہو جسپر وید اوترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اوسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اونہیں کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچھہ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اوسکو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اوسمیں خود بخود بنانے کی ذرہ طاقت نہیں - یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا جسکو پُر زور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب

پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا تعالےٰ ہرگز اوس طرح ناقص نہیں بلکہ مبدء ہے تمام فیضوں کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا اور وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور معبودیت میں اور ... کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ ... دین اسلام سے بدلائل واضح اونکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیت پر دو ہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے ایک معقولی ... جن سے اصول حقّہ اسلام کی دیوار ... طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں دوسری آسمانی آیات و ربانی تائیدات اور ... مکاشفات اور روحانی الہامات ... اور دیگر خارق عادات جو اسلام کے ... متبعین سے ظہور میں آتے ہیں جن سے ... نجات ایسے جہان میں سچا ایمان ... یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے ... نہیں پائے جاتے اور نہ اونکو طاقت ... کہ اس کے مقابلہ پر کچھہ دم مار سکیں لیکن ... میں وجود اسکا متحقق ہے سو اگر ان ... قسم کے ثبوتوں میں سے کسی قسم کے ... شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آکر ... کر لینی چاہیئے اور یہ بھی پنڈت صاحب ... لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت ... نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمہ رہے گا اور وہ خط اون کے بعض آریوں کو بھی دکھلایا گیا اور دونوں رجسٹریوں کی اون کی دستخطی رسید بھی آگئی پر اونہوں نے ... دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث ... طرف ذرا بھی توجہ نہ کی یہانتک کہ جس دنیا سے اونہوں نے پیار کیا اور ربط بڑہایا تھا آخر بصد حسرت اوسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بمجبوری جدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ ... سر پر لے گئے اور سفر آخرت کی خبر بھی ... اونکو ۳۰ - اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پہنچایا گیا ... تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تھی چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بتلا ... بھی گئی تھی خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ... اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے مگر یہ افسوس ایک بڑا ... ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا ... ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو انکی ...

مگر وہ بایں ہمہ ... اسلام کی ہدایت پانے سے بے نصیب رہے ... روشنی اسلام ... انکو بلایا گیا مگر اونہوں نے ... دنیا کی محبت سے اوس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پاؤں تک تاریکی میں پھنسے رہے ایک بندہ خدا نے بارہا انکو انکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر اونہوں نے اوسکی طرف قدم بھی نہ اوٹھایا اور یوں ہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کر کے حباب کیطرح ناپدید ہو گئے حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اول نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ برادر ہند میں بھی اون کے لئے اعلان چھپوایا گیا مگر اون کی طرف سے کبھی صدا نہ اٹھی یہانتک کہ خاک میں یا راکھ میں جا ملے۔

سواے بھائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈھونڈھو اسی جہان میں اوسکی برکتیں پاؤ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جسکی اس جہان میں برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور خادر قوی کا وہی پاک کلام ہے کہ اسی جگہ طالبوں پر آسمانی راہ کہولتا ہے سو اپنے آپکو دہوکا مت دو اور جس دین کی حقیقت اسی دنیا میں نظر آ رہی ہے اوس پاک دین سے روگردان ہو کر اپنے دلپر تاریکی کا دھبہ مت لگاؤ ان اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مساوی کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچھ سورۂ فاتحہ کے خواص روحانی کی بابت اس عاجز نے لکھا ہے وہ کوئی سماعی بات نہیں ہے بلکہ یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے اس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اوس کے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہونچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقت منکشف ہوئیں اور ہر ایک مشکل کیوقت اوسکے پڑھنے کیحالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو ابتک اس عاجز سے ظہور میں آچکے اور صبح صادق کے کہلنے کی طرح پوری بھی ہو چکی ہیں اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعوں پر دیکھے گئے جن میں بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہیں آتی تہی۔ اور اسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواع و اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ

اگر انکی اون پیرایہ داروں کا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر ... تو بایں ہمہ حب دنیا ... قطع تعلق کر کے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہو جائے اسی طرح بذریعہ الہامات صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہیں جنمیں سے بعض پیشگوئیاں مخالفوں کے سامنے پوری ہو گئی ہیں اور پوری ہوتی جاتی ہیں اسقدر ہیں کہ اس عاجز کے خیال میں دو انجیلوں کی ضخامت سے کم نہیں اور یہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسول اکریم مخاطبات حضرت احدیت میں اسقدر عنایات پاتا ہے کہ جسکا کچھہ تھوڑا سا نمونہ حاشیہ در حاشیہ نمبر تین کے عربی الہامات وغیرہ میں لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اوسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ؎

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اب وہ واعظان انجیل اور پادریان گم کردہ سبیل کہاں اور کدھر ہیں کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دہرمی کو اختیار کر کے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہہ کہکر بہکاتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی سو اب منصفان حق پسند خود سوچ سکتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت خاتم الانبیا کے ادنی خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ تو پھر کسقدر بیحیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کور باطن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے انکار کرے اور پادریوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے بارہ میں اس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ہژدہم آیت بست و دوم میں سچے نبی کی یہ نشانی لکھی ہے کہ اوس کی پیشگوئی پوری ہو جائے سو جب پادریوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا خبریں قبل از وقوع بطور پیشگوئی فرمائی ہیں اور اکثر پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھی بھرا ہوا ہے اور وہ سب پیشگوئیاں اپنے وقتوں پر پوری بھی ہو گئیں تو اون کے دل کو یہ دہڑکا

شروع ہوا کہ ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور بایں ہمہ ناچار یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ توریت میں یعنی کتاب استثنا باب ۱۸ و ۲۲ آیت میں سچے نبی کی نشانی لکھی ہے وہ نشانی صحیح نہیں ہے سو اس پیچ میں آکر نہایت ہٹ دہرمی سے اون کو یہ کہنا پڑا کہ وہ پیشگوئیاں اصل میں فراستیں ہیں کہ اتفاقاً پوری ہو گئی ہیں لیکن چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط ہے اور شاخیں قائم ہیں وہ ہمیشہ پہل لاتا ہے اس جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور دیگر خوارق صرف اسی زمانہ تک محدود نہیں تہے بلکہ اب بہی انکا برابر سلسلہ جاری ہے اگر کسی پادری وغیرہ کو شک و شبہ ہو تو اوسپر لازم و فرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اس طرف توجہ کرے پھر دیکھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں کسقدر ابتک بارش کیطرح برس رہی ہیں لیکن اس زمانہ کے متعصب پادری اگر خودکشی کا ارادہ کریں تو کریں مگر یہ امید اونپر بہت ہی کم ہے کہ وہ طالب صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اس نشان کے جویاں ہوں بہرحال دوسرے لوگوں پر یہ بات واضح رہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات اب بہی آفتاب کی طرح روشن ہیں اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہیں ملتا تو اس صورت میں لازم ہے کہ ایسے متعصب اور دنیا پرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گانوں میں کسی کو برخلاف اس حق الامر کے بہکاتے نظر آویں تو یہی موقع اس کتاب کا ان کے سامنے کھولکر رکہدیا جاوے کیونکہ یہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف کی گئی ہے اور اس سے معارضہ کرنے والا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے بس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں وہ پنڈت ہوں یا پادری آریہ ہوں یا برہمو ہوں وہ صرف زبان ہی طریق فضول گوئی کا اختیار رکھیں اور جو دلایل قطعیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی ہیں اونکے جواب کا کچھہ فکر نہ کریں۔ یہہ عاجز نخواہ انکو دین اسلام کے قبول کرنیکے لئے مجبور نہیں کرتا لیکن اگر مقابلہ و معارضہ سے عاجز رہیں اور جو کچھہ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیقت اسلام پر دلالت کر رہے ہیں انکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہ کر سکیں تو پھر یہی لازم ہے کہ جہوٹ کو چہوڑ کر سچے مذہب کو قبول کر لیں۔

اب پھر ہم اپنی اصل تقریر کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جسقدر ہم نے ابتک لطایف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہیں وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہیں مثلاً جو شخص ذرا منصف بنکر اول اون صداقتوں کے اعلے مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ میں جمع ہیں اور پھر اون لطایف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ محدودہ مشتمل ہے اور پھر حسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ میں بھرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھے کہ کیسی آب و تاب رکہتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اوس میں پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اوسکی روحانی تاثیروں کو دل میں سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلوں کو ظلمات بشریت سے صاف کر کے مورد انوار حضرت الوہیت بناتی ہیں جنکو ہم اس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہیں + تو اوسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں ایسی وضاحت سے کہل سکتی ہے جسپر زیادت متصور نہیں اور اگر باوجود مشاہدہ ان کمالات کے پھر بھی کسی کور باطن پر عدیم المثالی اوس کلام مقدس کی مشتبہ رہے تو اوسکا علاج قرآن شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر منکرین پر اپنی حجت کو پورا کر دیا ہے اور وہ یہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ ۞ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

یعنے اگر تمہیں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک ہے تو تم اوس کے کسی سورۃ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکہاؤ اور اگر تم بنا نہ سکو اور یاد رکہو کہ ہرگز بنا نہ سکوگے سو اوس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے طیار ہے جسکا ایندھن کافر آدمی اور اونکے بت ہیں جو نارجہنم کو اپنے گناہوں اور شرارتوں سے افروختہ کر رہے ہیں یہ قول فیصل ہے کہ جو خدا تعالے نے منکرین اعجاز قرآنی کے ملزم کرنے کے لئے آپ فرما دیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب رہکر پھر بھی قرآن شریف کی بلاغت بے مثل سے منکر رہے اور بیہودہ گوئی اور ژاژخائی سے باز نہ آوے تو ایسے بیحیا منقلب الفطرت کا اس دنیا میں علاج نہیں ہو سکتا اسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قول فیصل میں وعدہ فرمایا ہے۔

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہوں نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکہا ہے اور جن کو تعصب کی تند اندھیری نے بالکل اندھا کر دیا ہے۔

(باقی آیندہ)

وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالوں کا جواب

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵ جلد ۹ صفحہ ۶ و ۷)

الحکم کی مذکورہ بالا اشاعت میں ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کے افکار شیطانی کے وسوسہ کا ازالہ خدا کے فضل سے کر چکا ہوں ماننا نہ ماننا یہ جدا امر ہے جو میرے اختیار و قدرت میں نہیں ہے۔

اب دوسرا وسوسہ ان کا یہ ہے کہ قرآن شریف میں بعض آیتیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ اور اس دعویٰ کی تائید میں وہ آیت ما ننسخ من آیۃ الی الآیۃ پیش کرتے ہیں انکے جواب میں اسقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسلئے اغلاط کا علم سے قرآن شریف کا ایک نقطہ یا شوشہ بھی منسوخ نہیں۔ یہ آیت تو ایک عظیم الشان آیت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسکو برخوردار پادری نصرانی سمجھ نہیں سکا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے مناسبت وقت اور ضرورت وقت کا کسی قوم کی نسبت خود فیصلہ کرتا ہے اور ہر ایک شے کا اندازہ خود اپنی قدرت سے کرتا ہے زمین و آسمان میں بے انتہا تغیرات اسی کے مالکانہ تصرف سے ہوتے ہیں حیات اور نصرت کے اسباب جس طرح اور جسقدر وہ چاہتا ہے آپ ہی اپنے تصرف سے پیدا کرتا ہے ہر قوم اور ہر زمانہ کے تغیر حالات پر جدید سامان اسی کے دست قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں سوائے اسکے اور کس کو پتہ ہے جو انسانوں کی ضرورت ہیں اور وہ سامان مہیا کر دینے کا متکفل ہو سکے در اصل اس سلسلہ نبوت میں کوئی بھی تغیر نہیں ہوتا قوموں کے حالات اپنی ترقی و تنزل میں اپنے اپنے وقت اور زمانہ کی مناسبت سے اس کے اسی کلام کے نزول کا باعث ٹھیر جاتے ہیں جس کے وہ لائق ہوتے ہیں۔ اسیطرح نزول قرآن کریم کے وقت اہل زمین کی طبائع جس آسمانی امر کی مستحق تھیں وہی امر انکے لئے نازل کیا گیا اپنے رسول کے ذریعہ سے اپنا کلام نازل کر کے خدا تعالیٰ نے اس تقاضہ کو پورا کیا کل زمین پر بسنے والوں کیلئے کامل شریعت نازل کی گئی یہ راز ہے اس آیت میں جسکو ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا بیان کیا گیا ہے اس آیت کی پہلی آیت سے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے یہود اور نصاریٰ اسلام اور اسکی ترقی کو دیکھ کر اندر ہی اندر کڑہتے تھے اور یہود اپنی بد اعمالیوں اور سیہ کاریوں کیوجہ سے مغضوب قوم ہو چکی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں نبوت کو بنی اسمٰعیل میں منتقل فرماتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے انجام کی زبردست پیشگوئی کرتا ہے چنانچہ دیکھ لو پیشگوئی کس زور کے ساتھ پوری ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں چار قومیں تھیں مشرکین عرب، یہود و عیسائی، مجوسی۔ اب دیکھو مکہ کے مشرکوں کا کیسا نام و نشان مٹا دیا گیا ننسخ او ننسھا کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت مطلوب ہے؟ عیسائیوں کی کتاب تک کا بھی پتہ نہیں ملتا کہ کس زبان میں تھی اس پیشگوئی کا بہت بڑا حصہ جو عیسائیوں کے متعلق تھی مسیح موعود کے زمانہ سے ہی وابستہ تھا کہ وہ کسر صلیب کریگا جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا تھا اس کا نظارہ اب دیکھ لو۔ اور یورپ کے کلیسیائی اخباروں کو پڑھ کر دیکھو کہ عیسویت کی حالت زار کس طرح نوحہ زن ہیں اور انہوں نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کو عیسائی رکھنا منظور ہے تو اس طرز استدلال کا **معقول جواب دو جو مرزا غلام احمد مسیح موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) **نے پیدا کیا ہے۔**

یہود اور مجوس کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ بیچارے تو کسی شمار میں رہے ہی نہیں۔

غرض

جس آیت کو آپ مورد اعتراض ٹھیراتے ہیں وہ تو اسلام کی بنا محکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زبردست نشان اور عیسویت اور یہودیت کے ابطال اور نسخ کے لئے کارگر حربہ ہے۔

رہا حجر اسود کا سوال وہ بھی ہے کہ قبیل کلمات حجر اسود بھی ایک آیۃ اللہ ہے اور تعجب ہے کہ آپ عیسائی ہو کر اس راز کو نہیں سمجھتے۔

اسکی فلسفی اور حقیقت کا بیان کر دینا میرا کام ہے سعادتمند فائدہ اٹھائیں گے اور کوتاہ اندیش معترض جو تعصب سے تاریک دل رکھتا ہے اور عداوت کے غبار سے جس کا دماغ ناکارہ ہو چکا ہے وہ اسپر بھی ہنسی اڑائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویری زبان کا دنیا میں رواج تھا اور اب بھی ہے مجھے امید ہے کہ میرے اس دعوے میں کسی کو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیو جی کے تصویری قصص ہندوؤں کے پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصوروں کے پاس موجود ہیں دیکھیے) رومی سکندر جسکو دانیال نے ذوالقرنین ایک سینگ کا بکرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری زبان میں (گفتگو) عام نظموں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات ہند میں کثرت موجود ہیں۔ تصویری زبان ان بلاد میں جہاں تعلیم کا کم رواج ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے۔ بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے اسی واسطے یادگاروں کو عقلا اور حکما اکثر تصویری تحریروں میں ادا کرتے ہیں عیسائی جنکے بہروسہ پر آپ اسلام پر معترض بن بیٹھے ہیں، اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیز فیشن لوگوں کے نزدیک آسمانی کتب سے بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہیں وہ قوم تصویری زبان کی کیسی قائل ہیں کہ ان کے اخبار جنہیں گرافک کہتے ہیں تصویری زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ یہود میں ایک پولا بنانے کی رسم تھی۔ جس کا ذکر احبار ۲۲ باب ۱۸ میں ہے۔ عیسائیوں نے اس کو بھی اٹھانا یقین کیا۔ قرنتیوں باب ۱۵ باب ۲۰ یوشع بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے۔ یوشع باب ۶ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں کی پیشگوئی تھی یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ ان کا محاورہ تھا پطرس کو پتھر اسی واسطے کہا کہ کلیسیا کے لئے وہ نون ڈیشن ستون ہوا۔ ان باتوں پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء احمد مصطفیٰ الاصفیاء بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۷ و ۱۶۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا اور دیکھو زبور ۱۸۔ ۲۲۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ متی باب ۲۱ آیت ۴۲ و ۴۳۔ غرض یہ ایک بشارت ہے۔ جو کہ کتب مقدسہ میں مندرج ہے اسی بشارت اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے حجر اسود کو کونے پر رکھا گیا تھا۔ محمد یونسی پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے منہ ملاتے گویا قدیم زمانے میں ہی عرب کے پہلے یہ نقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر جسے یہود اور عیسائی رد کریں گے ظاہر ہوگا جس کا ذکر مقدسہ کتب میں موجود ہے۔ اور روحانی طور پر یوں کہا جائے گا کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولوں کے وجود باجود سے تیار ہوئی ہے۔ اس میں رسالت مآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جن سے وہ عمارت پوری ہوئی ان کی بیعت رحمٰن کی بیعت اور ان کی اطاعت رحمٰن کی اطاعت ہے۔ کیونکہ جو کچھ وہ بولے الٰہی بلانے سے بولے۔ حضرت رسالت مآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ وغیرہ۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنۃ وفی روایت فانا تلک اللبنۃ

ترجمہ۔ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی رکھی گئی میں وہی اینٹ ہوں۔

کیسی صاف اور واضح صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جہاں مدقّق ذرا بھی کے لئے انگلی رکھتا ہے وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دنیا پر کیونکر ظاہر ہوتیں۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے اعتراضوں کا جواب کافی طور پر دیئے جا چکے ہیں اور اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت اس پر کچھ حاجت نہیں۔ خدا کرے کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

اس کے بعد اس ڈاکٹر برخوردار کے کئے ہوئے بعض اعتراضات حضرت حکیم الامۃ کے پاس پہونچے تھے حضرت حکیم الامۃ نے ان کا جو نہایت ہی مختصر جواب بطور مجمل دیا ہے میں اسپر مستزاد کر کے انشاء اللہ کسی قریب کی اشاعت میں درج کروں گا

ایڈیٹر۔

قومی ضروریات اور قومی کالم

شیرازہ قوم

قوموں کے بننے اور بگڑنے کا دراصل ایک ہی راز اور **اصل** ہے جو ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما با نفسہم کی تہہ میں مرکوز ہے۔ یہہ جدا امر ہے کہ کوئی **قوم** اس راز کو سمجھنے کی کوشش نکرے یا امتداد زمانہ کے باعث یہی اصل کسی اور رنگ اور طرز میں کسی قوم کے سامنے پیش ہوا ہو اور اسنے عملی طور پر اسے اپنا رہنما قرار دے لیا ہو۔ مگر اس مین کوئی کلام اور شبہ کی گنجائش نہین ہے کہ قومی **صعود** اور **نزول** کی فلاسفی اس آیت کے اندر موجود ہے چنانچہ ۱۸۹۷ء کی آخری سہ ماہی مین جب الحکم کے اجرا کا خیال میرے دل مین پیدا ہوا۔ تو مجھے الحکم کی پیشانی پر ایک **زرین اصل** لکھنے کی فکر ہوئی۔ اوسوقت یہی آیت میرے دل مین گذری جو آجتک الحکم کی پیشانی پر ہمیشہ شائع ہوتی ہے۔ یہی آیت شریفہ ایک دوسرے وقت حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام پر بھی **وحی** ہوئی جو ظاہر کرتی ہے کہ **قومی ترقی** ایک خاص قسم کی تبدیلی کو چاہتی ہے جبتک وہ تبدیلی ہمارے اندر پیدا نہ ہو گی خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت نازل ہو کر ہمیں اٹھا نہین سکتی۔ اور اس قعر مذلت سے نکلنا ہمارے لئے امر دشوار ہے۔

مسلمانوں مین خواہ وہ ربع مسکون کے کسی حصہ مین رہتے ہین اس زمانہ مین اس سوال کا پیدا ہونا کہ **کیا وجہہ ہے کہ مسلمان پستی کیطرف جا رہے ہین؟** ان لوگوں کے لئے جو **سوچنے والا دل** اور فکر کرنے والا دماغ رکھتے ہین قابل قدر سوال ہے اس سوال کا پیدا ہونا صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی حالت علمی ہو یا عملی سیاسی ہو یا اخلاقی مذہبی ہو یا مجلسی ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اس سوال کے کچھہ ہی جواب دئے گئے ہوں اور ممکن ہو وہ اپنے اپنے مقام پر صحیح ہی ہون لیکن میرا روئے سخن اسوقت اس قوم اور جماعت کیطرف ہے جو اس سوال کا جواب یہ سمجھتی اور تسلیم کرتی ہے کہ مسلمانوں کی یہ حالت محض اسوجہ سے ہے کہ

انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے

اور یہ نشان اور علامت تھی اس امر کی کہ وہ وقت ہوگا جبکہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود و **شہزادۂ امن** ہو کر آئیگا چنانچہ تسلیم کرنے [illegible] آچکا اور **دیکھنے والوں** نے اسے **سننے والوں** نے اسکی بابت سنت اللّٰہ کے موافق مسیح موعود کے پیغام کا سواد مندون اور صاف دل لوگوں نے **لبیک** کہہ کر جواب دیا اور **آمنا فاکتبنا مع الشاھدین** کہہ کر ساتھہ ہو لئے لیکن جنکو سعادت نے مدد ندی اور تعصب اور عداوت کے تاریک غبار نے جنکی عقلوں اور فکروں کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیا انہوں نے خدا کے اس **مرسل** اور **مہدی** کو ضال مضل اور مفتری کہا۔ ایسے لوگوں کے مقابلہ کی نہ ہمیں ضرورت نہ خواہش ہے اسلئے کہ اس مرسل کے مکذب اور اسکو دکھہ دینے والے اسکی تکذیب نہین کرتے بلکہ وہ اسکی تکذیب کر رہے ہین جسنے اسکو بھیجا ہے اسلئے یہہ تو اسی **غیور** خدا کا کام ہے جو اپنی جلالی نشانوں اور قہری تجلیوں سے اپنے بندہ کی سچائی کو ثابت کرے۔ پس اس فکر سے الگ ہو کر ایک اور **ضروری کام** ہے جسکے فکر مین ہم سب کو لگ جانا چاہئے۔ اور وہ ہے وہی **شیرازۂ قوم** کی درستی اور اصلاح۔ مسلمان جو دنیا مین اپنی **اخوت** کے لحاظ سے ایک زبردست قوم سمجھی اور مانی گئی تہی اسلام جسکی پہلی برکت دنیا پر یہ ظاہر ہوئی تہی کہ اسنے ہر ایک قسم کے نفاق اور شقاق انگیز امتیازوں کو اٹھا کر **نوع** انسان کی حقیقی بہلائی کی سطح پر مسلمانوں کو کہڑا کیا تہا۔ جسنے عرب جیسی متکبر اور اکہڑ قوم کو **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** کا مصداق بنا دیا تہا۔ اسوقت مسلمان کہلا کر اور اسلام اپنا مذہب کہکر ایک دوسرے کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہو رہے ہین ایسی صورت مین **قومی ترقی** **قومی ادبار** سے نجات ناممکن اور محض ناممکن ہے جبتک وہی حالت وہی روح قوم کے اندر پیدا نہو ہو نہین سکتا کہ مسلمان فلاح اور فوز عظیم کے وارث ہون۔

اتفاق! اتفاق!! کی پکار تو ہر طرف سے ہو رہی ہے اور سب سمجھتے اور یقین کرتے ہین کہ اسی کے ذریعہ سے کچھہ ہوگا اگر ہوگا مگر افسوس یہہ ہے کہ اس نسخہ کو تو سب جانتے ہین مگر یہ **اتفاق** تو ترکیبی حالت کے نتیجہ کا نام ہے اسکے اجزا اور اسکی ترکیب سے یا تو محض ناواقف ہین اور یا اگر واقف ہین تو وہ ایسے کاہل اور سست ہین کہ مرکب کر نہین سکتے۔

لیکن مین اپنی جگہ یہہ سمجھہ کر کہ یہہ لوگ اس نسخہ کی ترکیب سے محض ناواقف ہین یہہ بتانا چاہتا ہون کہ وہ اتفاق وہ اخوت وہ یکتائی اور وحدت کی روح جو ساری کامیابیوں کی جڑ اور ساری ترقیوں کی اصل ہے وہ کسی قوم مین کامل طور پر کبہی پیدا نہین ہو سکتی جبتک وہ ایک **حکم** اور **امام** کے سامنے اپنا سر تسلیم نہ جہکا دین۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین اس کی ایک کامل نظیر ہین۔

پس

اسوقت وہ قوم جسکو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہی موقع مل گیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے برگزیدہ **مرسل** اور **مہدی** کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے اور اسکے ہاتہہ پر توبہ کرکے یہہ عہد کر لیا ہے کہ **ہم دین کو دنیا پر مقدم کرین گے**۔ انکا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرین جو خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔

دنیا مین رہ کر انکی ضرورتین مختلف ہین ان ضرورتوں کے پورا ہونے کے اسباب اور ان اسباب کے حصول کے ذرائع ان ذرائع کے بہم پہونچنے پر نتائج کا نکلنا مختلف ہے۔ یہہ ناممکن ہے کہ ایک ہی ذریعہ تمام امور کے سرانجام دینے کے لئے کافی ہو ہان یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ بعض اصول ایسے کہ وہ کسی ذریعہ اور سبب سے کسی صورت مین الگ نہین ہو سکتا۔ مثلاً ضروریات روزمرہ کے بہم پہونچانے کے واسطے کسی ذریعہ کا اختیار کرنا تو ضروری ہے لیکن رعایت تقویٰ اس مین بہی بطور اصل ہے یا مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ اور تعلق ہونے کی وجہ سے مختلف امور پیش آتے ہین مگر تقویٰ کی نگہداشت وہان بہی الگ نہین ہو سکتی مختصر الفاظ مین اس اصل کو یوں بیان کر سکتے ہین کہ ہماری ہر حرکت و سکون اخلاص اور صواب کے ماتحت ہو۔

اسلام کوئی ایسا مذہب نہین جو رہبانیت سکہاتا ہو۔ بلکہ وہ تو تخت شاہی پر بہی کامل درویشی کا نظارہ دکہا سکتا ہے۔ اور درویش غریب مصیبت زدہ کو بادشاہ کیطرح خوش و خورم رکہنا چاہتا ہے۔ کیا سرور عالم صلے اللّٰہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین خاقان جہان ہو کر الفقر فخری کہنے والے نہ تہے؟ غرض یہ غلطی ہے جو یہہ سمجھتے ہین کہ اسلام اور دنیا یکجا جمع نہین ہو سکتے اس لمبی تمہید اور تحریر سے میری غرض صرف یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسوقت ایک سلسلہ قایم کیا ہے اور ہم لوگوں کو جو **احمدی** کہلاتے ہین اس مین داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ **ایک قوم** بنا دے جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق ہو وہ قوم یہی احمدی قوم ہوگی۔ پس اس قوم کو من حیث القوم قومی ضروریات ہین اسلئے اس کی تمدن مین بہت سارے ایسے امور ہین جنکی اصلاح کی ضرورت ہے مین چاہتا ہون کہ ہم لوگ ان ضروریات پر غور کرنے کے لئے اپنا وقت صرف کرین اور جو باتین مفید اور ضروری ہون انپر کاربند ہونے کی فکر ہو۔

میرا یہہ بہی خیال ہے کہ ایسی تجاویز کا پیش کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو قلم کے ذریعہ خدمت قوم کرنا چاہتے ہین + ایسے امور کا انصرام خود ہمارے اپنے ہاتھوں مین ہے حضرت حجۃ اللّٰہ کے گرامی قدر اوقات کو اس طرف متوجہ کرنے کی حاجت نہین ہان یہ ضروری ہوگا کہ جب کوئی مفید بات فیصلہ ہو کر بطور دستور العمل قرار دیجاوے وہ اعلےٰ حضرت کے حضور پیش ہو کر دستور العمل قرار پاوے۔ مین نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل مضامین کے ذریعہ قوم کو ضروریات قوم سے آگاہ کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤن اور یہ مضمون اس سلسلہ مضامین مین سے پہلا مضمون ہے + پس مین آج اس سلسلہ کو ایک ضروری تحریک کے ساتہہ شروع کرتا ہون۔ اور ہر جگہہ کی **احمدی** جماعت کے سرگرم احباب کو خدا تعالےٰ کی قسم دیکر کہتا ہون کہ وہ اس تحریک کو مفید سمجھتے ہین تو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہو جائین۔ اور اگر غیر ضروری اور غیر مفید خیال کرتے ہین تو قومی پرچوں مین اس سے بہتر تجویز پیش کرین۔ وہ تحریک یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ مین **قومی ضروریات** کو قوم کے سامنے پیش کرون یہ ضروری امر ہے کہ قوم کا ایک وجود مشخص ہو جاوے۔ اپنی اپنی جگہ ہم سب سمجھتے اور یقین کرتے ہین کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اسوقت تین لاکھہ کے قریب زن و مرد بچے شامل ہین۔ ہر چند یہہ تعداد قرائن قویہ پر تسلیم کی گئی ہے اور کچھہ شک نہین کہ یہہ تعداد صحیح ہے مگر پھر بھی تحریری طور پر ہمارے پاس کوئی اصل نہین ہے اسلئے مین یہ تجویز پیش کرتا ہون کہ فی الحال صرف پنجاب کے احمدیوں کی ایک مکمل فہرست طیار ہو جاوے اور اسکے لئے یہ انتظام کیا جاوے کہ **ضلع وار** ایک جنرل کمیٹی قرار دی جاوے اور وہ کمیٹی اپنے ماتحت تحصیل وار کمیٹیان قایم کرے۔ ہر ایک تحصیلی کمیٹی اپنے اپنے ملحقہ دیہات کی فردین طیار کرکے اپنے ضلع کی کمیٹی کے پاس بہیجدے۔ اور ضلع وار کمیٹیان اپنے اپنے ضلع کی مکمل فردین جنرل کمیٹی جو قادیان دارالامان مین قرار پائے بہیجدے۔ اسی طریق پر ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے متعلق عملدرآمد کیا جاوے سب سے پہلے اس کام کو کرنا چاہئے جب یہہ انتظام مکمل ہو جاوے اسکے بعد دوسرے ضروری امور جنکی بہلائی [illegible] اور قومی ضروریات پر مفصل پیش کئے جاوینگے۔

میری اپنی رائے مین مندرجہ ذیل اشخاص اس کام کے اہل ہین اگر وہ خدا کے لئے اس فرض کو اپنے ذمہ لین تو بہت سے مفید نتائج اس تجویز سے نکلین گے اور وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہونگے۔

مین نے اس تجویز کو محض اخبار ہی تک نہ رہنے کے خیال سے ان بزرگون کے نام مطبوعہ خطوط بہی بہیجے ہین تاکہ وہ جوابدین

ڈالا اس کام میں وہ کہان تک حصہ لے سکین گے۔

۱۔ ضلع گوجرانوالہ۔ میان جمال الدین صاحب

۲ سیکھوانی۔

۳۔ امرتسر۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر

۴۔ ۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی حویلی کابلی مل۔

۵۔ گوجرانوالہ۔ منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس۔

۶۔ ۔ چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری

۷ انجمن فرقانیہ۔

۸۔ گجرات۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات۔

۹۔ جہلم۔ مولوی برہان الدین صاحب

۔ پشاور۔ مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار

۹۔ ۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے

۱۰۔ ضلع جالندھر۔ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش نبگہ

۔ ۔ چودہری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ

۔ ۔ قاضی ... صاحب ٹھیکہ دار شکرم ایجنسی

۱۳۔ انبالہ۔ چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر

۱۴۔ دہلی۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب۔

۱۵۔ ریاست کپورتہلہ۔ منشی عبد المجید خانصاحب

۔ افسر بگھی خانہ۔

۱۷۔ ریاست ... منشی نواب خانصاحب ثاقب۔

۔ ۔ میان محمد بخش ولد احمد دین چہاپہ گر

۔ ۔ حکیم شاہ نواز صاحب

۔ جموں۔ خلیفہ نور الدین صاحب۔

۔ ۔ مولوی عبد اللہ صاحب

۔ ۔ مولوی محمد یمین صاحب

۔ کانگڑہ۔ مولوی ذریہ الدین صاحب

۔ میانوالی۔ مولوی غلام محمد صاحب بی۔ اے

۔ ۔ (...) بابو غلام محمد صاحب بی۔ اے

۔ جہنگ۔ بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر

۔ منٹگمری۔ مولوی عبد الحق صاحب سید والہ۔

۔ ۔ قاضی محمد اسماعیل صاحب پہاڑپور

۔ ریاست پٹیالہ۔ مولوی عبد اللہ خانصاحب ۔ مہندر کالج۔

۲۵۔ ریاست ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔

بعض اضلاع ایسے ہین جنکا نام مینے نہین لکہا اسئے وہان کے بھائیون مین جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہون وہ اطلاع دے۔

جسوقت یہ بزرگ کام کرنے کے لئے آمادہ ہونگے اسوقت مین انکی اطلاع آنے پر اس مطلب کے نقشے سردست اپنے خرچ سے چھپوا کر دونگا جو بعد مین ان تقسیم شدہ ضلعون کی کمیٹیون کو ادا کرنا ہوگا۔ اور بطور حصہ رسدی اس خرچ مین مین بہی شریک ہو جاؤنگا۔

وہ لوگ اپنے اپنے طور پر اپنے ماتحت تحصیل وار کمیٹیان مقرر کرکے ان فہرستون کو مکمل کرا کے میرے پاس بہیجدین۔ اس تکمیل کے بعد جو مفید امور ہین انشاء اللہ پیش کرون گا۔ وہ وہی امور ہونگے جو بزرگان ملتہ کے مشورے اور دستخط سے مین شایع کرون گا۔

اس تجویز کو بہی مینے بزرگان ملت کے حضور پیش کر دیا ہے اور اسپر انکی مختصر رائے ... درج کر دی جایئگی۔

خداتعالے قوم کے ان بزرگون کو اس قومی خدمت کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

آمین

ہماری شادیان کیسے ہون!

اگرچہ مندرجہ بالا مضمون ان مضامین کے سلسلے مین ایک مضمون ہو گا جو ابہی آپ پڑہ چکے ہین لیکن اس مضمون پر لکھنے کی تحریک سردست مجھے ایک شادی کی تقریب کی وجہ سے ہوئی جو ۲۱ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز ظہر باغ مین (جہان آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مقیم ہین) پیش آئی

حضرت حجتہ اللہ کی یون تو ہر ادا ہر حرکت و سکون آپ کی صداقت۔ راستبازی۔ اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست شہادت ہے مگر ہمارے رسم و رواج مین جو حیرت انگیز انقلاب اور تبدیلی آپ کے باوجود وجود سے ہوئی ہے وہ ایک زندہ ثبوت اس امر کا ہے کہ آپ خداتعالے ہی کی طرف سے **اصلاح امت** کے لئے مامور ہو کر آئے ہین۔

مین دیکھتا ہون کہ انڈیا کی ساری قومون مین شادی و غمی کی تقریبون پر مسرفانہ مصارف اور بیجا رسوم سے قومون کو نجات دینے کی تحریک انکے ریفارمر کر رہے ہین لیکن باوجود اسقدر مساعی اور تگ و دو کے وہ ابتک اس قابل نہین ہوئے کہ فخر کے ساتھہ اس امر کا اظہار کر سکین کہ ہم کامیاب ہو گئے ہین۔

خود مسلمانون مین صیغہ اصلاح ایک خاص مجلس قرار دی گئی ہے جو ایسے کامون کے لئے رسالہ شایع کرتی اور عہد لے کر ممبر بناتی ہے۔ لیکن اگر صیغہ اصلاح کے ممبر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان تقریبون کو دیکھین تو اپنے لئے اس سلسلہ کو اس پہلو کے لحاظ سے دنیا مین لا نظیر نعمت تصور کرین۔ مگر مین دیکھتا ہون کہ چشم عداوت انہین مجبور کرتی ہے کہ وہ اس سے دور ہی رہین یہی وجہ ہے جو مین یقین کرتا ہون کہ ان کے اصلاحی ادعا محض نمائشی اور شہرت طلبی کے ذریعے ہین ورنہ اگر کوئی اور پہلو انہین اس سلسلہ مین سردست تسلی بخش نظر نہین آتا تہا تو کم از کم اپنے مذاق پر وہ اسی حیثیت سے دیکھتے۔ بہرحال مین جب اسی قسم کی تقریبون کو دیکھتا ہون تو میرا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیش از بیش ترقی کرتا ہے کیونکہ اس آمد سے ہم نے

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم

کا صحیح نظارہ دیکہا۔ یعنے وہ اپنے متبعین کے ان بوجہون اور طوقون کو اتار پہینکتا ہے جو ان پر تہے یہ طوق اور بوجہ یہی رسومات بد اور مسرفانہ مصارف ہی تو ہوتے ہین جنکے بغیر دنیادار سمجھتے ہیں کہ ہماری ناک کٹ جائے گی۔

غرض

۲۱ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز ظہر ایسا ہی ایک موقع ازدیاد ایمان کا پیش آیا۔ یہ شادی عجیب و غریب تہی اسلئے کہ دلہا اور دلہن مین سے کوئی بہی یہان موجود نہ تہا بلکہ انکے جایز ورثا مین سے بہی کوئی نہ تہا۔

یہ تقریب نکاح اس اجازت نامہ کے ذریعہ عمل مین آئی جو لڑکی اور لڑکے کے ورثا کیطرف سے تحریری طور پر آچکے تہے اور مجلس نکاح مین حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب لڑکون کی طرف سے اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لڑکیون کی طرف سے وکیل تہے۔ خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامتہ نے پڑہا۔

یہ شادیان سیالکوٹ کے ایک مشہور و معروف معزز خاندان سادات کی تہین یعنے جناب میر حامد شاہ صاحب کے دو صاحبزادون محمد اور عبد الحمید کا علی الترتیب رفعت اور مریم سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کی صاحبزادیون سے ہوا۔ اور میر محمود شاہ صاحب مرحوم (جو میر حامد شاہ صاحب کے بہائی اور حضرت اقدس کے ایک مخلص خادم تہے) کے صاحبزادہ کا نکاح فضیلت دختر سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کے ساتہہ ہوا۔ میر حامد شاہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت سیالکوٹ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین انکی سیرۃ مین انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ کا نمونہ پایا جاتا ہے ایسا ہی سید خصلیت علی شاہ صاحب مرحوم بہی حضرت اقدس کے جان نثار عاشق تہے حضرت مسیح موعود سے انکو اعلیٰ درجہ کا اخلاص تہا۔ **الغرض** یہ مبارک تقریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمولیت سے باغ مین ادا ہوئی حضرت حکیم الامتہ نے خطبہ نکاح پڑہا اور اس مین نہایت دردِ دل سے ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے بہائی اپنے لڑکے اور لڑکیون کو حضرت امام کے حضور قربان کرنے۔ یعنے اس قسم کے تعلقات آپکے مشورہ اور منشاء کے موافق ہوتے مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنی تجویزون کو مقدم کر لیتے ہین تمام جو مخلص احباب ہین انکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ یہ پاک تقریب حضرت مسیح موعود کے حضور عمل مین آئے تاکہ انکی دعائین عمدہ نتایج پیدا کرنے والی ہون۔

مین امید کرتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی اس تقریر سے وہ لوگ جو اس جلسہ نکاح مین موجود تہے ضرور متاثر ہوئے ہونگے اسی اثر کی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ ہمارے بیرونی احباب بہی ان باتون کی قدر کرین اور اس ضرورت کو محسوس کرین مین ایکبار پہلے بہی زیادہ مرتبہ الحکم کے ذریعہ اس امر پر اپنے ناظرین کو توجہ دلا چکا ہون کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ یہ رشتہ مبارک ہو اور انمین خیر و برکت پیدا ہو وہ قوم کے لئے ایک عمدہ نمونہ ایثار اور اخوت کا ہون تو میری اپنی رائے مین تو ہر شخص کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشورہ یا اجازت کے بغیر خود بخود تجویزین کر لینی حرام سمجھہ لینی چاہئین۔ اور چونکہ حضرت اقدس سردست ان معاملات مین دخل دینا پسند نہین فرماتے اسلئے ان معاملات کو کلیۃً حضرت حکیم الامتہ اور مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی رائے پر چہوڑ دینا چاہئے۔ جہان اور جسکے لئے یہ بزرگ تجویز کر دین اسے **مبارک** یقین کیا جاوے۔ کیونکہ ان سے بہتر امین اور خیرخواہ ملنا ناممکن ہے۔ لیکن یہ یاد رکہین کہ یہ بزرگ بہی ان معاملات مین اسیوقت دخل دینے کو آمادہ ہونگے جب ہم لوگ اپنی رائون اور تجویزون کو قطعاً چہوڑ کر انکے سامنے عرض حال کرین اور پہر شرح صدر سے انکی تجویز کو تسلیم کرین۔

مین یقیناً کہتا ہون کہ قوم مین ملیت پیدا کرنے کے واسطے یہ سب سے زیادہ ضروری امر ہے۔ اور افسوس سے دیکہا جاتا ہے کہ قوم کو اس طرف سے غافل ہے ہماری آنیوالی نسلون کی اصلاح کیلئے یہ سوال بہت ہی قابل غور ہے۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مینے حضرت اقدس کے ایک اشتہار کے حوالہ سے دکہایا تہا کہ حضرت اقدس اس شخص کو اپنی جماعت سے الگ قرار دیتے ہین جو احمدی ہو کر بہی اپنے رشتہ ناطے غیر احمدیون کیسے کرے خصوصاً وہ شخص جو غیر احمدیون کو اپنی لڑکیان دے۔ البتہ ان کی لڑکیان لے لینے مین حرج نہین ہے۔

بس تمام احمدیونکو سچے دل سے یہ عزم اور عہد کر لینا چاہئے۔ اس سوال پر بحث کرنے کے لئے مجھے مولوی غلام نبی صاحب مدرس پوربیران نے بڑے زور سے توجہ دلائی ہے انہون نے بہی ذکر کیا ہے کہ کیا تین لاکہ آدمی کی جماعت مین شیخ غلام احمد صاحب نومسلم اور میان رحمت اللہ صاحب احمدی نگہ کیلئے ایک بہی لڑکی نہین ہے؟ فی الحقیقت انکا یہ جملہ قوم کیلئے بہت غور کے قابل ہے مولوی غلام نبی صاحب لکھتے ہین کہ اگر قوم اسلامی اخوت کا لحاظ کرتی ہے تو یہ ناممکن ہے کہ دو لڑکیان بہی ساری جماعت مین قابل نکاح نہ ملین۔ مین ایک مفصل مضمون الحکم کی کسی آنیوالی اشاعت مین ملکر ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ فی الحال اتنا مذکور ضمناً آگیا۔

میری پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

خدا را بخدا توان شناخت

۱۹۰۲ء میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بمقام امرتسر ہوا تھا - اس جلسہ پر اعلےٰ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے رُسل بغرض تبلیغ بھیجے تھے ۱۴ - اکتوبر ۱۹۰۲ء کو جلسہ سے واپس آنیپر بعض اور لوگ بھی دارالامان آئے سلسلہ کلام میں ندوۃ کے متعلق ذکر آیا کہ وہ بحث مباحثہ سے الگ رہ کر اصلاح چاہتے ہیں - اسپر فرمایا

اگر ندوۃ کا دعوی اصلاح ہے تو امر تنقیح طلب یہ ہے کہ اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور کن راہوں سے ہو رہی ہے اور اسلام پر کیا حملہ ہو رہا ہے اسکی مدافعت اور انسداد کی تدابیر کا سوال بے محل اور ایسا دعوی خیالی دعوی ہوگا - پھر قابل غور یہہ امر ہے کہ ان ساری خرابیوں کا انسداد ارضی طاقت سے ہو سکتا ہے یا آسمانی تائیدات سے -

اگر ندوہ والے یہ چاہتے ہیں کہ لوگ پڑھ کر بینے انگریزی تعلیم حاصل کرکے نوکر ہو جائیں اور انکو ملازمت کے لئے آسانیاں ہوں تو یہ دین کا کام نہیں ہے یہہ تو قوم کو غلام بنانے کی تدابیر ہیں اور اگر ان کی غرض دینی اصلاح ہے تو پھر یاد رکھیں کہ

خدا را بخدا توان شناخت

اس اصل کو چھوڑ کر جو شخص چاہتا ہے کہ دینی اصلاح ہو جاوے وہ کبھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا - اس خشک اور خیالی اصلاح سے کیا فائدہ ہوگا جسکے ساتھ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت نہیں ہیں وہ باتیں جو نری لفاظی کے طور پر بیان کی جاویں یا قصہ اور کہانی کی طرح گذشتہ امور پر جس کا حوالہ ہو انکی پہلے سے کیا ہی ہے جو ایک خاص جماعت اپنا وقت اور غریب مسلمانوں کا روپیہ لیکر صرف کرے اور نتیجہ کچھہ بھی نہ ہو - میں اس قسم کی کارروائیوں کو کبھی پسند نہیں کرتا ایسی کارروائیوں سے ریاکاری اور نفاق کی بو آتی ہے - کیونکہ یہہ طریق اس مطلب اور غرض کے حصول سے کوسوں دور ہے جسکے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور جسطرح دنیا کی اصلاح ہوا کرتی ہے وہ رنگ اس میں موجود نہیں ہے +

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے جو اللہ تعالےٰ کے اذن اور ایما سے ہو - اگر ہر شخص کی خیالی تجویزوں اور منصوبوں سے بگڑی ہوئی قوموں کی اصلاح ہو سکتی تو پھر دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے وجود کی ہی کچھہ حاجت نہ رہتی - جبتک کامل طور پر ایک مرض کی تشخیص نہ ہو اور پھر پورے وثوق کے ساتھہ اسکا علاج معلوم نہوے کامیابی علاج میں نہیں ہو سکتی -

اسلام کی جو حالت نازک ہو رہی ہے وہ ایسے ہی طبیبوں کی وجہ سے ہو رہی ہے جنہوں نے اسکی مرض کو تو تشخیص نہیں کیا اور جو علاج اپنے خیال میں گذرا اپنے مفاد کو مد نظر رکھہ کر شروع کر دیا - مگر یقیناً یاد رکھو کہ اس مرض اور علاج سے یہہ لوگ محض ناواقف ہیں اسکو وہی شناخت کرتا ہے جسکو خدا تعالےٰ نے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے اور وہ

میں ہوں

اسلام کے اندر ایک خطرناک پھوڑا ہو گیا ہے اور ایک جذام باہر کی طرف سے اسے لگ رہا ہے اندرونی پھوڑے کا باعث خود مسلمان ہوئے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور رائے کے موافق اس میں اصلاح اور ترمیم شروع کر دی وہ باتیں جو کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی تھیں آج **عبادت** قرار دی گئی ہیں اور زہد و ریاضت کا بہت بڑا مدار انہیں پر رکھا گیا ہے + ان باتوں کو دیکھکر بیرونی دشمنوں کو بھی موقع ملا - اور وہ تیر و تفنگ لے کر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اسکے پاک وجود کو چھلنی کر دیا اور اسے ایسی مکروہ ہیئت میں دشمنوں نے دکھانا شروع کیا کہ غیر تو غیر تھے ہی اپنوں کو بھی متنفر کر دیا - ہر شخص نے اپنے طرز پر اسکی تصویر کو بھیانک بنانے کی فکر کی - ایسی صورت میں زمینی حربہ اور ارضی تدابیر کام نہیں دے سکتی ہیں اسکے لئے آسمانی حربہ اور **آسمانی تدابیر** کی حاجت ہے - اسلئے جبتک تمام کوشش آسمانی تائیدات کسی کو نہ دی جاویں - کامیابی ہو نہیں سکتی؟ ضرورت انبیاء علیہم السلام کا بھی بڑا بھاری ثبوت ہے کیونکہ اگر بگڑے وقت اصلاح دنیا ہو سکتی تو ہر زمانہ میں علاء مفکر اور دانشمند مدبر ہوتے ہی رہے ہیں - انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہو گذرے ہیں اب بھی موجود ہیں لیکن وہ فلاسفر اور ریفارمر خدا تعالےٰ سے اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ اتنے نزدیک شاید خدا تعالےٰ کا نام لینا بھی ایک گناہ اور غلطی قرار دیا گیا ہے پھر بتاؤ کہ یہہ فلسفہ اور یہ اصلاح کہاں تک لے جائیگی + اس سے کسی بہتری کی امید رکھنا خطرناک غلطی ہے -

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا تعالےٰ نے یہی سنت رکھی ہے کہ اصلاح کے واسطے نبیوں کو مامور کرکے بھیجا ہے انبیاء علیہم السلام جب آتے ہیں تو بظاہر دنیا میں ایک فساد عظیم نظر آتا ہے بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے - ہزار ہزار جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں - حضرت نوح علیہ السلام کے وقت طوفان سے ان کے مخالفوں کو تباہ کر دیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوقت طاعون اور دوسرے کئی عذاب وارد ہوئے - اور فرعون کے لشکر کو غرق کیا گیا -

غرض

خوب یاد رکھو کہ قلوب کی اصلاح اسی کا کام ہے جسنے قلوب کو پیدا کیا ہے نرے کلمات اور چرب زبانیاں اصلاح نہیں کر سکتی ہیں بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہئے -

پس جس شخص نے قرآن شریف کو پڑھا اور اس نے اتنا بھی نہیں سمجھا کہ ہدایت آسمان سے آتی ہے تو اس نے کیا سمجھا +

الم یاتکم نذیر

کا جب سوال ہوگا تو پتہ لگے گا + اصل بات یہی ہے کہ خدا را **بخدا توان شناخت** اور یہہ ذریعہ بغیر امام نہیں مل سکتا - کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کا مظہر اور اسکی تجلیات کا مورد ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ

یعنی جس نے زمانہ کے امام کو شناخت نہیں کیا وہ جہالت کی موت مر گیا -

---

ایک سیاحِ قادیان کی خیالات

میں نے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا - مرزا صاحب سے ملاقات کی - مہمان رہا - میرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے میرے مونہہ میں حرارت کیوجہ سے چھالے پڑ گئے تھے - اور میں شوربا غذا نہیں کھا نہیں سکتا تھا - میرزا صاحب نے جبکہ دفعتاً گھر سے باہر تشریف لے آئے تھے - دودھ اور ساگو روٹی تجویز فرمائی -

آجکل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ میں (جو خود انہیں کی ملکیت ہے) قیام پذیر ہیں بزرگان ملت بھی وہیں ہیں - قادیان کی آبادی تقریباً ۳ ہزار آدمیوں کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے - نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی میں صرف ایک ہی عمارت ہے - رستے کچے اور ناہموار ہیں - بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان تک آتی ہے اپنی نوعیت میں سب پر فوق لے گئی ہے دانے ہوئے یکہ میں مجھے جسقدر تکلیف ہوئی تھی نواب صاحب کے رتھہ نے لوٹنے کے وقت اسمیں نصف کی تخفیف کر دی اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھہ میل تو کیا آٹھ قدم بھی میں آگے نہ بڑھ سکتا -

اکرام الضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی - چھوٹے سے لیکے بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا - اور مولینا حاجی حکیم نور الدین صاحب جنکے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے - اور مولینا عبد الکریم صاحب جنکی تقریر کی پنجاب میں دھوم ہے - مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جنکی تحریروں سے کتنے انگریز یورپ میں مسلمان ہو گئے ہیں - جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو میرزا صاحب کے خسر ہیں - مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز - مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم - جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ - بڑے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے - افسوس مجھے اور اشخاص کا نام یاد نہیں - ورنہ میں انکی مہربانیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا -

میرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جسکا اثر بہت قوی ہوتا ہے - آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے - اور باتوں میں ملائمت ہے - طبیعت منکسر مگر حکومت خیز - مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا - بردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے - گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہیں - رنگ گورا ہے - بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں - جسم مضبوط اور محنتی ہے - سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندھتے ہیں - سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں - پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے عمر تقریباً ۶۶ سال کی ہے -

مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے جنکی ارادت بڑے پایہ کی تھی - اور بے حد عقیدت مند تھے -

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ایک ادنے نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر ان الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں" - (اسوقت کا تبسم ناک چہرہ ابتک میری آنکھوں میں ہے -)

میں جس شوق کو لے گیا تھا ساتھ لایا - اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لیجائے - واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھا ہے کہ "حسن خلقک ولو مع الکفار" - (میرزا صاحب کے خیالات کے متعلق عنقریب میری تحریر شائع ہوگی اس مضمون میں تو صرف وہاں کے

صحت بڑی عمدہ چیز ہی امر مسلم ہے لوگ بیمار ہوتے ہین امر مسلم ہے

مولیٰ کریم نے اپنے فضل سے دنیا مین مختلف اشیار مین کچھ ایسے خواص رکہدیئے ہین کہ انسانی کمزوریون اور بیماریون کی تلافی کرسکتے ہین بشرطیکہ کامل طور پران سے فایدہ اٹہانے کی سعی کی جاوے یہی راز ہے جو اذا مرضت فھو یشفین کہنے والے کے کلام مین ہے۔ مینے اللہ تعالیٰ پر بہروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکہہ اٹہارہے ہون۔ انسے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نہ دنیا کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہان مجھے ایک تجربہ حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے

کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکی ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون۔ اور اب تک بھی یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت سے بیرونی مریضونکی خط وکتابت دیئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے

پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہون ان کیلئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوی کی

تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین یہی مد نظر ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہین کا علاج تو ان سہل مرتبہ از مودہ اور مجرب نسخون کی ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص نادر الوقوع امراض مین مولویصاحب ممدوح کے مشورے سے نسخہ جات تجویز ہوکر دیئے

اس بنا پر شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کی ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔

اب ذیل مین مین حضرت مولویصاحب کی تصدیق کو بعد ان اشتہار دیتا ہون تا جو اس شفاخانہ کی معرفت تمام بیماریون کی دوا مین مل سکین گی

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجاربسے واقف ہے اور خوب واقف ہے۔ بعض خطرناک بیماریون نفث الدم اور دق مین اسنے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکی باعث بہت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ الہی میرا گمان سچ ہو آمین۔ نورالدین

المشتہر مفتی فضل الرحمن مالک شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے

(۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ مین ہے۔

(۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون وتجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے۔

(۳) دیسیونکی ہاتھ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے۔

(۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہین انکی پسماندگان کو بلا حیل وحجت کی فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی اس غرض معاملگی اور حق شناسی سے خوب آگاہ ہے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی جوہرات کو مد نظر رکہیگا تو وہ قایل ہوجاویگا کہ اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کی اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے۔

آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کی ممبر بنکر اپنی بال بچون اور دیگر عزیزون کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کرین ہماری کمپنی کی پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ آپکو ہماری دعوے کی صحت کا قایل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکہہ بنیجر یا ایجنٹ مذکور ایکی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جاوے گا۔

گیان چند منیجر وایکچواری۔ یا

[illegible] سکریٹری بہارت بیمہ کمپنی [illegible]

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ!! پٹوار گزٹ!! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران بینشی مین ضلعدار۔ پٹواریان مال اور نہر نائب تحصیلدار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال ڈپٹی کلکٹر نہر۔ مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ دارون تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر آجتک محکمہ مال ونہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہورہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جسے پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہین رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہون کے اصرار سے ارادہ کیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحہ کا ایک ضمیمہ بنام **پٹوار گزٹ** ہر ہفتہ شایع کیا جائے جسمین محکمہ مال اور نہر کی خبرین افسران اور عام عہدہ دارون کے تغیر وتبدل تنزل۔ ترقی موقوفی وبحالی۔ اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کرین۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریون کی شبانہ روز محنت سہ ماہی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عیسم کے ناول مفت ملتے ہین۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہئے تو یہ تہا کہ قیمت بڑہا دیجاتی۔ یا کم ازکم مقررہ قیمت مین بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریون کے خاطر اخبار کی قیمت مین مدرکی اور رعایت کردیجاتی ہے یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بہیجدین گے۔ تو ع [illegible] لئے جاوین گے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہون گے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال ونہر اس موقع سے فایدہ اٹہا کر باعث ترقی کا ہوگا جو درحقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد وپٹوار گزٹ نولکھا لاہور

مرا برف باریدہ پر زاغ نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا زندگی خوشیونکا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکی اولاد نہو انکا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی گر بڑہاپے کی حد تک پہونچ گئے ہون تو مفصلہ ذیل طور سے بڑہاپا

شاہی خضاب بشکل تیل ہوپہلے لگایا جاتا ہے بالونکو ہونٹ مین سیاہ بہنور کردیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالونکو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ دماغ جریان وغیرہ کیلئے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی

روح النساء جنمین بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلد تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو یا زیر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتون کی جملہ بیماریون کیواسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرہ کی جہریان جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت واجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

گولیان در وغن۔ انکی استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگرچہ سفید ہوگئے ہون تو بھی سیاہ ہوجاتے ہین اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف وخارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہون قیمت [illegible]

سرمہ ممیرا۔ دہند غباری۔ لالی پڑوال پانی جانا وابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ

بواسیر۔ خونی بادی جدی یا آتشک سے ہوئے اگر ہون تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے

دمہ۔ کیسا ہی پرانا وسخت دمہ ہو خواہ پھیپہڑے خراب ہوگئے ہون بشرطیہ شفا ہو۔ قیمت مین روپے

دوائی آتشک مجرب واکسیر قیمت تین [illegible]

دوائی۔ سوزاک تیر بہدف تین روپے

خط وکتابت کا پتہ

ڈاکٹر ایم۔ سنگلا ایم۔ ایلکم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

تقاضا دار احباب توجہ کرین وی پی جاری ہورہے ہین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے عہ ۱۲ ار

فہرست مضامین

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

اعلان

سوامی دیانند سرستی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحون کا بے انت ہونا باطل کر کے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا ہے معرفت تین کس آریا سماج والون کے یہہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت مین بے انت نہین ہین لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہین تو پھر بوقت ضرورت مکتی خانہ سے باہر نکالے جاتے ہین اب سوامی صاحب فرماتے ہین کہ اگر ہمارے اس جواب مین کچھ شک ہو تو بالمواجہہ بحث کرنی چاہیئے چنانچہ اس بارے مین سوامی صاحب کا خط بھی آیا اس خط مین بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہین اسواسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ یہہ بحث بالمواجہہ ہمکو بسر و چشم منظور ہے۔ کاش! سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دین مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کیواسطے انعقاد اس جلسہ کی تجویز کر کے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ و مقام کو مشتہر کر دین لیکن اس جلسہ مین شرط یہہ ہے کہ یہہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کہ تین صاحب ہمین بھی ممبران برہمو سماج اور تین صاحب مسیحی مذہب ہونگے قرار پاویگا۔ اول تقریر کرنیکا ہمارا حق ہوگا کیونکہ ہم معترض ہین پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط مذکورہ جواب دینگے پھر اسکا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائیگی ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیون سوامی صاحب اور اور دہندون مین لگے ہوئے ہین اور ایسی بحث اور اعتراض کا جواب نہین دیتے جنسے سب آریہ سماج والونکا دم بند کر رکھا ہے اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتین کر کے اپنے موافقین کے آنسو پونچھتے ہین اور مکتت یابون کی واپسی مین جو جو مفاسد ہین مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان مین درج ہین ناظرین پڑہین اور انصاف فرماوین۔

المعلن مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ جون ۱۸۷۸ء

نوٹ از ایڈیٹر الحکم:۔ اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلائے حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فطرتی طور پر اعلاء کلمہ اسلام کا کسقدر جوش بخشا گیا ہے جس مضمون متعلقہ اعلان کا ذکر اعلان مذکور مین کیا گیا ہے وہ بیٹے حضرت اقدس کی پرانی تحریرین مین چہاپا ہے جواب دوسرے نمبر چھپ ہی ہین اور اس دوسرے اڈیشن مین منشی گوردیال صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول جنیوٹ کے استفسار کا جواب بھی جو ۱۸۷۸ء مین حضرت اقدس نے دیا تھا اور رسالہ ہندو باندھو لاہور مین طبع ہوا تھا بڑہا دیا گیا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپکے اہل بیت سبزگان ملت اللّٰہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین۔

۲- حضرت ام المومنین کی طبیعت بضیب اعدا ناساز تھی اللّٰہ تعالیٰ نے رد البیمار دیکھا و دعا بخا کی جو بشارت دی اسکے بعد سے آپکی طبیعت اچھی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

۳- ۳۱ مئی کی شب کو گرد و باد کا ایک طوفان آیا۔ الحمد للّٰہ کہ کسی قسم کا نقصان نہین ہوا اسکے ساتھ گرج اور چمک بھی تھی۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت مین بھی زلزلہ محسوس ہوا۔

۵- جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب تشریف لائے اور واپس تشریف لیگئے مکرمی شیخ رحمت اللّٰہ صاحب بھی کئی روز کے قیام کے بعد تشریف لے گئے۔ کپورتھلہ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے سیاح قادیان کے بھائی مولانا آزاد بھی ایک روز کیلئے آئے اور واپس گئے۔

۶- امریکہ مین شائع کرنیکے لئے ایک اشتہار عنقریب حضرت اقدس لکھنے والے ہین جسکی اشاعت کا خرچ جناب شیخ رحمت اللّٰہ صاحب دینگے۔ جزاہ اللّٰہ احسن الجزاء۔

تازہ الہامات۔ رویا اور کشوف

۲۶ مئی کے الہامات تو الحکم کی گذشتہ اشاعت مین درج ہو چکے ہین انکے ساتھ مندرجہ ذیل رویا بھی تھے۔

رویا۔ اسی وقت جبکہ مذکورہ بالا الہام ہوا دیکھا کہ کسی نے کہا کہ آنیوالے زلزلہ کی یہ نشانی ہے جب مینے نظر اوٹھائی۔ تو دیکھا کہ اس ہمارے خیمہ کے سر پر سے جو باغ کے قریب نصب کیا ہوا ہے۔ ایک چیز گری ہے خیمہ کی چوب کا اوپر کا سرا وہ چیز ہے جب مینے اوٹھایا تو وہ ایک لونگ ہے جو عورتون ناک مین ڈالنے کا ایک زیور ہے۔ اور ایک کاغذ کے اندر لپٹا ہوا ہے میرے دلمین خیال گذرا۔ کہ یہہ ہمارے ہی گھر کا مدت سے کہویا ہوا تھا اور اب ملا ہے اور زمین کی بلندی سے ملا ہے اور یہی نشانی زلزلہ کی ہے۔

۲۷ مئی۔ عبد القادر رضی اللّٰہ عنہ اوری رضوانہ۔ اللّٰہ اکبر۔ پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا اپنی کچھ قدرتین میرے واسطے ظاہر کرنیوالا ہے جو اسطے میرا نام عبد القادر رکھا رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا مین خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونیوالا ہے جس سے ثابت ہو جاوے اور دنیا پر روشن ہو جاوے کہ خدا مجھپر راضی ہے۔ دنیا مین بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ مین بھی اپنی رضامندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے۔ اسکے معنے یہ ہین کہ اسکی رضا پر دلالت کرنیوالے افعال دیکھنا ہون ——— مومن کو اللّٰہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ مومنین جب بہشت مین داخل کئے جاوینگے تو ان سے کہا جاویگا کہ اب تمکو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ تو وہ عرض کرینگے کہ اے رب تو ہم پر راضی ہو جا۔ جواب ملیگا۔ اگر مین راضی نہ ہوتا تو تم کو بہشت مین کیونکر داخل کرتا۔

۲۸ مئی ۱۹۰۵ء۔ شیخ رحمت اللّٰہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے۔ اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہین پیش ہیوروں کے بنگلی کے مین ایک ڈولی مین بیٹھا ہوا ہون پھر کسی نے میان شریف احمد کو اسمین بٹھا دیا اور اسکو چکر دینا شروع کیا اتنے مین گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب ہی گری ہے مین کہتا ہون کہ اسکو تلاش کر والیا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کر دے۔

فرمایا۔ کہ خیال گذرتا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد ساعت ہے۔ جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہین واللّٰہ اعلم۔ اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی۔

۲۹ مئی۔ یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق۔

۳۰ مئی۔ قبل ظہر فرمایا۔ آج ایک عجیب الہام ہوا ہے جو پہلے کبھی نہین ہوا۔ صلوٰۃ العرش الی الفرش۔ یعنی رحمت الٰہی جو تمپر ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے فرمایا اسمین کی کیفیت مبالغہ ہے گویا اللّٰہ تعالیٰ کی رحمت نے فضاء کو بھر دیا یہہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے یہہ لفظی ہی نہین بلکہ

تفسیر القرآن مسیح الزمان

(تفسیر سورۃ فاتحہ بصورت دیگر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ - اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ - صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ - غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -
اٰمِيْن

ترجمہ - خدا جسکا نام اللہ ہے تمام اقسام تعریفوں کا مستحق ہے - اور ہر ایک تعریف اوسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے - وہ رحمان ہے - وہ رحیم ہے - وہ مالک یوم الدین ہے - ہم اے صفات کاملہ والے تیری ہی پرستش کرتے ہیں - اور مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں - ہمیں وہ سیدھی راہ دکھلا جو ان لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہے - اور ان راہوں سے بچا جو اُن لوگوں کی راہیں ہیں جنپر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابوں سے دنیا ہی میں وارد ہوا اور نیز اُن لوگوں کی راہوں سے بچا کہ جنپر اگرچہ دنیا میں کوئی عذاب وارد نہیں ہوا مگر اُخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہیں اور آخر عذاب میں گرفتار ہونگے -

واضح رہے کہ یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ ہے جس کا نام سورہ فاتحہ ہے کیونکہ ابتدا اس سے ہے اور اس کا نام **ام الکتاب** بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اس میں خلاصہ اور عطر موجود ہے - اور اس سورۃ میں ہدایت پانے کے لئے ایک دعا سکھلائی گئی ہے تا معلوم ہو کہ فیوض ربانی حاصل کرنے کے لئے دعا کرنا ضروری ہے - اور اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک حمد اور تعریف اُس ذات کیلئے مسلم ہے - جسکا نام اللہ ہے اور اس فقرہ الحمد للہ سے اسلئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت روح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہرگز کسی کی نسبت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیوں کا جامع ہے جنکے ملاحظہ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے - اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیوں کے لئے ہوتی ہے - ایک کمال حسن اور ایک کمال احسان اور اگر کسی میں دونوں خوبیاں جمع ہوں تو پھر اوسکے لئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے - اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی دونوں قسم کی خوبیاں حق کے طالبوں پر ظاہر کرے تا اوس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کھینچے جائیں اور روح کے جوش اور کشش سے اوس کی بندگی کریں اس لئے پہلی سورۃ میں ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکھلانا چاہا ہے کہ وہ خدا جسکی طرف قرآن بلاتا ہے وہ کیسی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے - سو اسی غرض سے اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ سب تعریفیں اوسکی ذات کے لئے لائق ہیں - جسکا نام اللہ ہے اور قرآن کی اصطلاح کی رو سے اللہ اوس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہونچی ہوئی ہوں اور کوئی منقصت اوسکی ذات میں نہ ہو قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھیرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اُسکا ظاہر ہے اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نور ہے جیسا کہ فرمایا ہے **اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یعنی اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کا نور ہے - ہر ایک نور اوسی کے نور کا پرتوہ ہے -

اور احسان کی خوبیاں اللہ تعالےٰ میں بہت ہیں جنمیں سے چار بطور اصل الاصول ہیں اور اونکی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جسکو سورہ فاتحہ کو میں رب العالمین کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہونچانا تمام عالموں میں جاری و ساری ہے - یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالم اجسام اور عالم ارواح اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اوسکی ربوبیت سے پرورش پا رہے ہیں یہانتک کہ خود انسان پر ابتداء نطفہ ہونے کی حالت سے یا اُس سے پہلے بھی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانہ تک آتے ہیں وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہیں - پس ربوبیت الٰہی بوجہ اس کے کہ وہ تمام ارواح و اجسام و حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اعم سے موسوم ہے کیونکہ ہر ایک موجود اس سے فیض پاتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے - ہاں البتہ ربوبیت الٰہی اگرچہ ... ہر ایک ... موجود اور ہر ایک ظہور ... ہے ... حیثیت احسان کے سب سے زیادہ ... انسان ... ہے کیونکہ **خدا تعالےٰ کی تمام مخلوقات سے انسان** ... انسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں وسیع ہیں اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور میں لا سکتا ہے - **دوسری خوبی** خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جسکو فیضان عام سے موسوم کر سکتے ہیں رحمانیت ہے - جسکو سورہ فاتحہ میں الرحمن کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے - اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالےٰ کا نام رحمن اس وجہ سے ہے کہ اوس نے ہر ایک جاندار کو جنمیں انسان بھی داخل ہے اسکے **مناسب حال** صورت اور سیرت بخشی یعنی جس طرز کی زندگی اوس کے لئے ارادہ کی گئی اُس زندگی کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضا کی حاجت تھی وہ سب اوسکو عطا کئے اور پھر اوسکی بقا کیلئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ اوس کے لئے مہیا کیں - پرندوں کیلئے پرندوں کے مناسب حال - اور چرندوں کیلئے چرندوں کے مناسب حال - اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتیں عنایت کیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان چیزوں کے وجود سے ہزار برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی و ارضی کو پیدا کیا تا وہ ان چیزوں کے وجود کی محافظ ہو - پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت میں کسی کے عمل کا دخل نہیں - بلکہ وہ رحمت محض ہے جسکی بنیاد ان چیزوں کے وجود سے پہلے ڈالی گئی ہاں انسان کو خدا تعالےٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے - کیونکہ ہر ایک چیز اوسکی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے - اسلئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمان ہے - **تیسری خوبی** خدا تعالےٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے **رحیمیت** ہے جسکو سورہ فاتحہ میں الرحیم کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے - اور قرآن شریف کی رو سے خدا تعالےٰ رحیم اوس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضییع اعمال سے اُنکو محفوظ رکھتا ہے - یہ احسان دوسرے لفظوں میں فیض خاص سے موسوم ہے اور صرف انسان کی نوع سے مخصوص ہے دوسری چیزوں کو خدا نے دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ نہیں دیا مگر انسان کو دیا ہے انسان حیوان ناطق ہے اور اپنی نطق کے ساتھ بھی خدا تعالےٰ کا فیض پا سکتا ہے - دوسری چیزوں کو نطق عطا نہیں ہوا - پس اس جگہ سے ظاہر ہے کہ انسان کا دعا کرنا اس کی انسانیت کا ایک خاصہ ہے جو اسکی فطرت میں رکھا گیا ہے - اور جسطرح خدا تعالےٰ کی صفات ربوبیت اور رحمانیت سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح صفت رحیمیت سے بھی ایک فیض حاصل ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کی صفتیں دعا کو نہیں چاہتیں کیونکہ وہ دونوں صفات انسان سے خصوصیت نہیں رکھتیں اور تمام پرند چرند کو اپنے فیض سے مستفیض کر رہی ہیں بلکہ صفت ربوبیت تو تمام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور اجرام ارضی و سماوی کو فیض رساں ہے اور کوئی چیز اوس کے فیض سے باہر نہیں - برخلاف صفت رحیمیت کے کہ وہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان ہو کر اوس صفت سے فائدہ نہ اوٹھاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے جبکہ خدا تعالےٰ نے فیض رسانی کی چار صفت اپنی ذات میں رکھی ہیں اور رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے - پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ میں **ایک قسم کا وہ فیض ہے جو دعا کرنے سے وابستہ** ہے اور بغیر دعا کے کسی طرح مل نہیں سکتا یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس میں تخلف جائز نہیں - یہی وجہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہے - توریت میں دیکھو کہ کتنی دفعہ بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے عذاب کے قریب پہونچ گئے اور پھر کیونکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور تضرع اور سجدہ سے وہ عذاب ٹلگیا حالانکہ بار بار وعدہ بھی ہوتا رہا کہ میں اون کو ہلاک کر دوں اب ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ دعا محض لغو امر نہیں ہے اور نہ صرف ایسی عبادت جسپر کسی قسم کا فیض نازل نہیں ہوتا - یہ اون لوگوں کے خیال ہیں کہ جو خدا تعالےٰ کا وہ قدر نہیں کرتے جو حق قدر کرنے کا ہے اور نہ خدا کی کلام کو نظر عمیق سے سوچتے ہیں اور نہ قانون قدرت پر نظر ڈالتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے - جو ہمیں نجات بخشتا ہے اسی کا نام **فیض رحیمیت ہے** جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہونچتا ہے - اور خدا تعالےٰ پر ایسا **یقین لاتا ہے کہ گویا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے** - مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے - خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچھے آدمی برے آدمیوں کی شفاعت کریں -

چوتھا احسان خدا تعالےٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جسکو فیضان اخص سے موسوم کر سکتے ہیں مالکیت یوم الدین ہے جسکو سورہ فاتحہ میں فقرہ مالک یوم الدین میں ... فرمایا ہے

ور اس مین اور صفت رحیمیت مین یہ فرق ہے کہ میت مین دعا اور عبادت کے ذریعہ ہی کامیابی استحقاق قایم ہوتا ہے۔ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے انکی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک انسان گورنمنٹ کا ایک قانون یاد کرنے مین محنت اور جدوجہد کرکے امتحان دے اور پھر اوس مین پاس ہو جاوے۔ ن رحیمیت کے اثر سے کسی کامیابی کے حقاق پیدا ہو جانا پاس ہو جانے سے مشابہ ہے، پھر وہ چیز یا وہ مرتبہ میسر آ جانا جسکے لئے پاس انتہا اس حالت سے مشابہ انسان کے فیض نے کی وہ حالت ہے جو پرتو صفت مالکیت م الدین سے حاصل ہوتی ہے۔ ان دونون صفتون میت اور مالکیت یوم الدین مین یہ اشارہ ہے فیض رحیمیت خداتعالے کے رحم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور فیض مالکیت یوم الدین خداتعالے کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مالکیت یوم الدین اگرچہ وسیع اور کامل طور پر عالم معاد مین متجلی ہوگی مگر اس عالم مین بھی اس عالم کے دائرہ کی موافق یہ چارون صفتین تجلی کر رہی ہین۔ ربوبیت عام طور پر ایک فیض کی بنا ڈالتی ہے اور رحمانیت اوس فیض کو جاندارون مین نہایت طور پر دکھلاتی ہے اور رحیمیت ظاہر کرتی ہے کہ خط ممتد فیض کا انسان پر جاکر ختم ہو جاتا ہے۔ اور انسان وہ جانور ہے جو فیض کو نہ صرف حال سے بلکہ مونہہ سے مانگتا ہے اور مالکیت یوم الدین فیض کا آخری ثمرہ بخشتی ہے۔ یہ چارون صفتین دنیا مین ہی کام کر رہی ہین مگر چونکہ دنیا کا دائرہ نہایت تنگ ہے اور نیز جہل اور بےخبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے اسلئے یہ نہایت وسیع دائرے صفات صفات اربعہ کے اس عالم مین ایسے چھوٹے نظر آتے جیسے بڑے بڑے گولے ستارون کے دور سے صرف نقطے دکھائی دیتے ہین۔ لیکن عالم معاد مین پورا نظارہ ان صفات اربعہ کا ہوگا۔ اسلئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہوگا جو عالم معاد ہے۔ اُس عالم مین ہر ایک صفت ان صفات اربعہ مین سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائیگی یعنی ظاہری طور پر اور باطنی طور پر۔ اس لئے اسوقت یہ چار صفتین آٹھ صفتین معلوم ہونگی۔ اسی کیطرف اشارہ ہے جو فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا مین چار فرشتے خداتعالے کا عرش اُٹھا رہے ہین اور اُسدن آٹھ فرشتے خداتعالے کا عرش اُٹھا وینگے۔ یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے چونکہ خداتعالے کی ہر صفت کے استحال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اس لئے

چار صفات کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے۔ اور جب آٹھ صفات کی تجلی ہوگی تو اُن صفات کے ساتھ آٹھ فرشتے ہونگے۔ اور چونکہ یہ صفات الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہین کہ گویا اوسکو اوٹھا رہے ہین اسلئے استعارہ کے طور پر اُٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے۔ ایسے استعارات لطیفہ خداتعالے کی کلام مین بہت ہین جنمین روحانیت کو جسمانی رنگ مین دکھایا گیا ہے غرض خداتعالے مین یہ چار صفات عظیمہ ہین جنپر ہر ایک مسلمان کو ایمان لانا چاہیئے اور جو شخص دعا کے ثمرات اور فیض سے انکار کرتا ہے گویا وہ بجائے چار صفتون کے صرف تین صفتون کو مانتا ہے۔

اب واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے سورہ فاتحہ مین الحمد للہ کے بعد ان صفات اربعہ کو چار چشمہ فیض قرار دیکر اس سورۃ کے مابعد کی آیتون مین بطور لفّ ونشر مرتب ہر ایک چشمہ سے فیض مانگنے کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ فقرہ الحمد للہ سے فقرہ مالک یوم الدّین تک پانچ جدا جدا امر ہین (۱) ایک الحمد للہ (۲) دوسرے رب العالمین (۳) تیسرے الرحمٰن (۴) چوتھے الرحیم (۵) مالک یوم الدین۔ اور مابعد کے پانچ فقرے ان پانچون کے لحاظ سے بصورت لفّ ونشر مرتب انکے مقابل پر واقع ہین۔ جیسا کہ فقرہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ فقرہ الحمد للہ کے مقابل پر ہے۔ جس سے یہ اشارہ ہے کہ عبادت کے لائق وہی ذات کامل الصفات ہے جسکا نام اللہ ہے اور فقرہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ فقرہ ربّ العالمین کے مقابل پر واقع ہے جس سے یہ اشارہ مقصود ہے کہ سرچشمہ ربوبیت سے جو ایک نہایت عام سرچشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہین کیونکہ بغیر خداتعالے کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشو ونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی حاصل کرنا اور روحانی پیدایش سے حصہ لینا امر محال ہے۔ اور فقرہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ فقرہ الرحمٰن کے مقابل پر واقع ہے اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا ورد کرنے والا الرحمٰن کے چشمہ سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق نہین ہے بلکہ محض رحمانیت الٰہی سے یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ اور فقرہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ فقرہ الرَّحِیْم کے مقابل پر واقع ہے اور صراط الذین انعمت علیھم کا ورد کرنیوالا چشمہ الرحیم سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ اوس کے یہ معنے مین کہ اے دعاؤن کو رحم خاص سے قبول کرنیوالے اون رسولون اور صدیقون اور شہیدون کی راہ ہمین دکھلا جنہون نے دعا اور مجاہدات مین معروف ہوکر تجھ سے انواع واقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور

تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ تک پہونچ گئے۔ اور فقرہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فقرہ مالکِ یومِ الدّین کے مقابل پر واقع ہے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کا ورد کرنیوالا چشمہ مالک یوم الدین سے فیض طلب کرتا ہے اور اسکے یہ معنے ہین کہ اے جزا وسزا کے دن کے مالک ہمین اس سزا سے بچا کہ ہم دنیا مین یہودیون کی طرح طاعون وغیرہ بلاؤن مین تیرے غضب کی وجہ سے مبتلا ہون یا نصاریٰ کیطرح نجات کی راہ گم کرکے آخرت مین عذاب کے مستحق ہون اس آیت مین نصاریٰ کا نام ضالین اسلئے رکھا ہے کہ دنیا مین اونپر کوئی غضب الٰہی کا عذاب نازل نہین ہوا صرف وہ لوگ اُخروی نجات کی راہ گم کر بیٹھے ہین اور آخرت مین قابل مواخذہ ہین۔ مگر یہود کا نام مغضوب علیہم اسواسطے رکھا ہے کہ یہود پر دنیا مین ہی شامت اعمال سے بڑے بڑے عذاب نازل ہوئے ہین منجملہ اون کے عذاب طاعون ہے چونکہ یہود نے خداتعالے کے پاک نبیون اور راستباز بندون کی صرف تکذیب نہین کی بلکہ بہتون کو انمین سے قتل کیا یا قتل کا ارادہ کیا اور بدزبانی سے بھی بہت تکلیفین پہنچاتے رہے اسلئے غیرت الٰہی نے بعض اوقات جیتے جی مین انکو طرح طرح کے عذابون مین مبتلا کیا۔ بسا اوقات ہزارون یہودی طاعون کے عذاب سے مارے گئے اور کئی دفعہ ہزارون اُنمین سے قتل کئے گئے اور یا اسیر ہو کر دوسرے ملکون مین نکالے گئے۔ غرض وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ہمیشہ مغضوب علیہم رہے۔ چونکہ اللہ تعالے جانتا تھا کہ یہ ایک ٹیڑھی قوم ہے اسلئے توریت مین اکثر دنیا کے عذابون سے انکو ڈرایا گیا تھا۔ غرض انپر ہولناک طور پر خداتعالیٰ کا غضب نازل ہوتا رہا کیونکہ وہ لوگ خداتعالے کے نیک بندون کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیتے تھے اسی وجہ سے دنیا مین ہی اُنپر غضب بھڑکا تا وہ اون لوگون کے لئے نمونہ عبرت ہون کہ جو آئندہ کسی زمانہ مین خدا کے مامورون اور راستباز بندون کو عمداً دکھ دین اور انکو ستاوین اور اون کے قتل کرنے یا یا ذلیل کرنے کے لئے بدارادے دلمین رکھین۔ سو اس دعا کے سکھلانے مین در پردہ اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تم یہودیون کے خلق اور خو سے باز رہو اور اگر کوئی مامور من اللہ تم مین پیدا ہو تو یہودیون کی طرح اسکی ایذا اور توہین اور تکفیر مین جلدی نکرو ایسا نہو کہ تم سچے کو جھوٹا ٹھہرا کر اور ہر طرح طرح کے دکھہ اُسکو دیکر اور بدزبانی سے اوسکی آبروریزی کرکے یہودیونکی طرح مورد غضب الٰہی ہو جاؤ لیکن افسوس کہ اس امت کے لوگ بھی ہمیشہ ٹھوکر کھاتے رہے اور انھون نے بدقسمت یہودیونکے قصون سے کوئی عبرت حاصل نہین کی۔ یہ کیسی عبرت پکڑنے کی بات تھی کہ یہودیونکو ایلیا نبی کے واپس

آنیکا وعدہ دیا گیا تھا اور لکھا گیا تھا کہ جبتک ایلیا نہ آوے مسیح نہین آئیگا۔ لیکن یہود نے کتب مقدسہ کے نصوص کے ظاہر معنے پر زور دیکر یہ عقیدہ اجماعی قایم کیا اور حقیقت ایلیا نبی کا ہی دوبارہ دنیا مین آنا ضروری ہے سا اسی عقیدہ کی رو سے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو قبول نکر سکے اور یہ حجت پیش کی کہ ایلیا ابتک وعدہ کے موافق دوبارہ دنیا مین نہین آیا پھر مسیح کیسے آگیا۔ اس ظاہر پرستی سے وہ بڑی مصیبت مین پڑے اور درحقیقت اونکی تمام بدبختی کی یہی جڑ تھی کہ انھون نے کتاب مقدس کے ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اور انکے تمام علماء کا اسپر اتفاق ہوگیا کہ مسیح نبی اللہ سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا مین آنا ضروری ہے اور اس تاویل پر انھون نے ٹھٹھا کیا کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنے یحیےٰ نبی ہے جو اپنے اندر ایلیا کی خو اور طبیعت رکھتا ہے۔ اور کہا کہ اگر یہ مطلب تھا کہ ایلیا نبی دنیا مین واپس نہین آئیگا بلکہ اوسکا مثیل آئیگا تو خدا نے پیشگوئی مین یون کیون نہ فرمایا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا مثیل آئیگا *۔ غرض اس طرح پر اُنکے دل سخت ہو گئے اور ایک راستباز کو کذاب اور کافر اور ملحد قرار دیا۔ اسی شامت سے وہ غضب الٰہی کے مورد ہو کر سخت سخت عذابون مین مبتلا ہوئے۔ اسلام مین بھی یہودی صفت لوگون نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کرکے ہر ایک زمانہ مین خدا کے مقدس لوگونکو تکلیفین دین۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزارہا نادان یزید کے ساتھ ہو گئے اور اوس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دُکھ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے امامون اور راستبازون اور مجددونکو ستاتے رہے اور کافر اور بےدین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزارون صادق انکے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ اُنکا نام کافر رکھا بلکہ جہانتک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہین کیا۔ یہانتک کہ اب ہمارا زمانہ پہونچا اور تیرھوین صدی مین جابجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھوین صدی مین امام مہدی یا مسیح موعود آئیگا۔ اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا۔ لیکن جب چودھوین صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نہ صرف خداتعالے کے الہام نے اوس کا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتویٰ دیا کہ اوسکا نام مسیح موعود چاہیئے تو اوسکی سخت تکذیب کی اور جہانتک ممکن تھا اُسکو ایذا دی اور طرح طرح کے حیلون اور مکرون سے اُسکو ذلیل اور نابود کرنا چاہا۔ اور اگر خداتعالے کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند مین سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے معدوم کر دیتے۔

* نوٹ:۔ یہ سب باتین اس کتاب مین لکھی ہین جو ایک یہودی فاضل نے تالیف کی ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ منہ

بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے) مجھے حکم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی اور کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزون تک پہونچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنیوالوں کا ایک معتد بہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبائعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کیجائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جبتک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہونچ جائے یہ انتظام جسکے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اسکے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھکر اپنا تمام پتہ و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنیکے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بتحریر خاص اپنی پورے پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنیوالوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا از انجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائیگا۔ اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعائے خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کیطرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو اپنی سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانیسے معلوم ہو جائیگا کہ اوس کے روحانی بھائی دنیا میں کسقدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اونپر ظاہر کریگا کہ خداتعالے نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزون معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر اونکا قدر کرے اون سے جلد صلح کر لیوے اور دلی غبار کو دور کر دیوے اور صاف باطن ہو جاوے اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض اون سے نہ رکھے لیکن اگر کوئی عمداً اون شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں اور اپنی بیباکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاویگا یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور انکا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے اور اوس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جنکو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بنجائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کیطرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اسبات کیلئے کریں کہ اون کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔۔۔۔

حضرت حجۃ اللہ کی اس تحریر کو پڑھ لینے کے بعد میں جانتا ہوں کہ ہر شخص اگر خدا کا ڈر اگر اس سلسلہ میں ہے ضرور مدد دیگا اور اسلئے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھتا اور انتظار کرتا ہوں کہ قوم کے دولتمند اور ذی لیاقت لوگ اس کام میں پہلے مدد دیتے ہیں کہانتک میری مدد کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

استفسار اور انکے جواب

۱۔ جنازہ دارالامان میں کسطرح پڑھنے کا معمول ہے حنفی چار تکبیرین پڑھتے ہیں پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم پڑھتے ہیں الحمد اور سورۃ کو جائز نہیں رکھتے اہلحدیث سبحانک اللھم۔ الحمد ثنا تینوں پڑھتے ہیں۔ دوسری تکبیر کے بعد درود تیسری کے بعد دعا چوتھی کے بعد فوراً اسلام پھیر دیتے ہیں اور اہلحدیث غالباً چوتھی کے بعد دعائیں پڑھکر سلام پھیرتے ہیں بلکہ پانچ اور سات تکبیرین بھی اکابران ملت کا معمول کیا ہے اور جنازہ غائب کا جو حکم ہے تو کیا بہت سے آدمیوں کا ایک ہی نیت میں پڑھ لیا کریں یا علیحدہ علیحدہ۔

جواب - یہاں یہ معمول ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد الحمد ثنا پڑھتے ہیں دوسری کے بعد درود شریف تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد معاً سلام پھیر دیتے ہیں حضرت حجۃ الاسلام ایک ہی نیت میں کئی آدمیوں کا جنازہ غائب پڑھتے ہیں۔

۲۔ عقیقہ فرض ہے یا کیا اور کتنی مدت یا عمر تک دینا چاہیے۔

جواب - عقیقہ ایک مسنون امر ہے۔ ساتویں دن ہونا چاہیے۔ اور اگر ممکن یا میسر نہو تو جب چاہے کرے۔

۳۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے شروع کر کے سورج نکلنے کے بعد تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے اگر سجدہ آوے تو اول زوال کے وقت جائز ہے؟ کیونکہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک سجدہ ناجائز ہے؟۔

جواب - بے شک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یہ وقت تلاوت قرآن شریف کے پڑھنے کے لئے بہت ہی مناسب اور موزون ہے دماغ تدبر کرنے کے لئے تازہ دم ہوتا ہے قرآن الفجر کان مشہودا اور اگر قرآن شریف کی تلاوت میں سجدہ آجاوے تو کرنا جائز ہے۔

۴۔ عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب - ہاں جائز ہے قادیان میں حکیم الامۃ کا درس قرآن ہمیشہ عصر کے بعد ہوتا ہے۔

۵۔ فجر کی نماز ہوتی ہو اور ایسے وقت سنت پڑھ کر شامل ہونا چاہیے یا جماعت میں شریک ہو اور سنت کب پڑھے؟

جواب - جماعت میں شریک ہو جاوے اور نماز پڑھکر سنت پڑھے۔

منشی نادر خانصاحب احمدی افریقہ سے دریافت کرتے ہیں کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کے عیال و اطفال کا کیا بندوبست ہوا؟

جواباً گزارش ہے کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کی پہلی بیوی معہ اپنے بچوں کے اپنے والدین کے گھر جاری ہے اور مرحوم افضل کے بھائی بہادر دین سے اپنا مہر اور حصہ لینے کے لئے مرحوم کے چچا صاحب سے خواستگار ہوئی ہے دوسری بیوی معہ اپنے بچوں کے مرحوم کے چچا کے پاس ہے۔ انکا چچا بذریعہ تقرر نالشان غالباً فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ انکی بیوی کو یہاں رہنے کیلئے کہا گیا تھا لیکن جہاں تک میرا علم ہے اونہوں نے اپنی اس جائداد پر رہنا اور قبضہ کرنا ضروری سمجھا ہے۔

۶۔ کیا قادیان میں کوئی لڑکیوں کا سکول ہے اگر ہے تو لڑکیوں کی رہائش کا کیا انتظام ہے۔

جواب - فی الحال قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کیلئے کوئی سکول نہیں ہے لیکن اسکی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور معمولی ضرورت نہیں سخت ضرورت ہے۔ ہم عنقریب اس سوال کو بزرگان ملت کے مشورہ سے پبلک کرنا چاہتا ہوں۔ اور خداتعالے کے فضل و کرم سے بعید نہ ہوگا کہ قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بہترین سکول قائم ہو۔ سر دست آپ انتظار کریں اور دعا کریں۔

۷۔ دیوانی مقدمہ جو عدالت میں دائر کیا جاوے اکثر اوقات اس میں بوجہ خرچہ ڈگری ہوتی ہے۔ کیا خرچہ لینا جائز ہے۔

جواب - ہاں خرچہ لینا جائز ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دیوانی مقدمہ دیوار میں عدالت نے خرچہ دلایا۔ گو آپ نے اپنی کریم النفسی اور اخلاقی معجزہ کی بنا پر فریق ثانی کو اسکی درخواست پر معاف کر دیا۔ یہ جدا امر ہے۔ اسکے لینے میں کوئی امر ناجائز نہیں ہے۔

۸۔ اگر عورت کو زیور مہر میں دیا جاوے اور قابل زکوٰۃ ہو تو چونکہ عورت مختار نہیں کہ خاوند کے روپیہ یا مال کی زکوٰۃ اس زیور کی ادا کرے تو پھر اسصورت میں کیا خاوند پر فرض ہے یا عورت پر اور اگر موخر الذکر پر ہو تو کس صورت میں ادا کرے۔

جواب - مہر میں جو چیز عورت کو دی جاوے وہ تو اسیکا مال ہے خاوند کا اس سے کیا تعلق علاوہ بریں اسلام میں تو عورتوں کو اپنی جدا جایدادیں تک خرید لینے کا حق حاصل ہے وہ اپنے مال سے قابل زکوٰۃ مال کی زکوٰۃ دے۔ البتہ زیور کے متعلق زکوٰۃ کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے حضرت حجۃ اللہ سے ایک مرتبہ استفسار ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ جو زیور استعمال میں آتا رہتا ہے اسکی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے کبھی کبھار پہنا جاوے اسکی زکوٰۃ دینی چاہیے۔ وہ عورت اپنے مال سے دیوے۔

*ہذا قاضی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب انشاء اللہ اگلی اشاعت میں دونگا کیونکہ وہ تفصیل طلب ہے۔ ایڈیٹر۔

متفرق باتیں

جنازہ غائب پڑھا جاوے

۱۔ ہمیشیر مخدوم مکرم جناب چودھری مولا بخش صاحب بھٹی احمدی کی ساس مسماۃ دولت بی بی زوجہ چودھری نہالا اعلی نمبردار موضع ملا فوت ہو گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ جمعہ کو جنازہ پڑھا۔ احمدی جماعتیں بھی جنازہ غائب پڑھ دیں۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب بن باجوڑ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک احمدی بھائی نبی بخش فوت ہو گیا ہے جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

۳۔ مولوی محمد ابوالحسن احمدی بزدار صاحب کا اکلوتا بیٹا عبد القادر فوت ہو گیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالی مولوی صاحب موصوف کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔

ضرورت سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویزنل آفیسر ریاست (جموں) کو ایک انٹرنس پاس احمدی کی ضرورت ہے دس روپیہ ماہوار مع کھانا دینگے جو صاحب جانا چاہیں مندرجہ بالا پتہ پر شاہ صاحب سے خط و کتابت کریں۔

منیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی الحکم میں شائع

پرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

مستجاز اور مامور من اللہ کی صداقت کا بڑا نشان ہے کہ اللہ تعالے اسکو غیب کی خبریں دیتا ہے اور پھر ان خبروں میں ایک طاقت ہوتی ہے جو دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ نجومی جو خبریں دیتا ہے انمیں وہ طاقت اور شوکت نہیں ہوتی جو مامور کی خبروں میں ہوتی ہے علاوہ بریں مامور کی خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ فراست اور قیافہ ان کی بنا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں جو بالکل بے سروسامانی اور بیکسی کی زندگی تھی اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی کی تھی کیا کوئی عقلمند اور ملکی مدبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوقت کی حالت کو دیکھکر اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائیگا اور وہ قوم جو اسکی مخالفت پر آمادہ ہے ذلت کے ساتھ نامراد رہے گی؟ پھر دیکھ لو کہ انجام کیا ہوا! پس یہ ایک زبردست نشان مامور کو دیا جاتا ہے۔

عیسائیون کے حملے اسلام پر اس صدی میں بہت تیزی کے ساتھ ہوئے ہیں انکی زبان درازی اور بدگفتاری بہت بڑھ گئی اللہ تعالے چاہتا تو ایک دم میں انکی مخالفانہ کارروائیوں کا فیصلہ کر دیتا مگر وہ اپنا فیصلہ روز روشن کیطرح دکہانا چاہتا ہے اب وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دنیا پر کہل جاوے شیطان کی آدم کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے۔ ملائکۃ اللہ آدم کے ساتھ ہیں اور اب شیطان ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیا جائیگا۔ میں یقین رکہتا ہون کہ اگر میری طرف سے اس مردہ پرستی کے دور کرنے کے لئے کوئی تحریک نہ بھی ہوتی اور خدا تعالیٰ مجھے بھی نہ بھیجتا تب بھی اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ یہ خود بخود نمک کی طرح پگھل جاتا۔ میں خدا تعالے کی تائیدون اور نصرتون کو دیکھ رہا ہون جو وہ **اسلام** کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور میں اس نظارہ کو بھی دیکھ رہا ہون جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنیکو ہے۔ اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جسکو دیمک کہا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹہر نہیں سکتی۔ اس عمارت کی بنیادیں کہوکہلی ہو چکی ہیں۔ اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو **اسلام** کیطرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب **اسلام** کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کرینگے۔

توحید ماننے والونمیں ایک خاص رعب اور جلال ہوتا ہے جو بت پرستکو حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکا قلب منور کر دیتا ہے اور اس کے اعتقاد کی بنیاد علوم حقہ پر نہیں ہوتی بلکہ ظنیات اور اوہام پر ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائیون نے یسوع کو خدا بنالیا مگر کوئی ایسی خصوصیت آجتک دو ہزار برس ہونے کو آئے نہیں بتائی جو یسوع میں ہو اور دوسرے انسانوں میں نہ ہو۔ بلکہ جہانتک انجیل کے بیان کے موافق یسوع کیحالت پر غور کرتے ہیں اسقدر اسے انسانی کمزوریوں کا بہت بڑا نمونہ پاتے ہیں۔ بڑی خصوصیت اقتداری معجزات کی ہوتی ہے لیکن یسوع کی لائف میں اقتداری معجزات کا پتہ نہیں ملتا اور اگر عیسائیون کے بیان کے موافق بعض مان بھی لیں تو پھر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسی رنگ کے اقتداری معجزات یسوع کے معجزات سے کہیں بڑھ چڑھ کر پہلے نبیوں کے بائیبل میں موجود ہیں۔ پھر خصوصیت کیا رہی؟ وہ کیا بات تھی جسپر اسے خدا مان لیا گیا اگر ایک مجلس میں اللہ تعالے کے صفات بیان کئے جاویں اور اس میں آریا۔ عیسائی اور مسلمان موجود ہون تو اگر کسی کا ضمیر مر نہیں گیا تو بجز مسلمان کے ہر ایک خدا تعالے کے صفات بیان کرنیسے شرمندہ ہوگا۔ مثلاً آریہ کیا یہ بیان نکر کے خوش ہوگا کہ میں ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جسنے دنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا وہ میری روح اور جسم کا خالق نہیں۔ مجھے جو کچھ ملتا ہے میرے اپنے اعمال اور افعال کا ثمرہ ہے خدا تعالے کا کوئی عطیہ اور کرم نہیں میرا خدا مجھے کبھی ہمیشہ کی نجات نہیں دیسکتا میرے لئے لازمی ہے کہ میں جونوں کے چکر میں آکر کیڑے مکوڑے بنتا رہون یا کیا عیسائی صاحب یہ بیان کرکے راضی ہوگا کہ میں ایک ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جو ناصرت نام بستی میں یوسف نجار کے گھر معمولی بچون کیطرح پیدا ہوا تہا وہ معمولی بچون کیطرح روتا چلاتا اور کبھی اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ماں باپ سے تہپڑ بھی کہاتا تہا۔ اسے اتنی بھی خبر نہ تھی کہ وہ انجیر کے پہل کے موسم کا علم رکہتا۔ وہ ایسا غصہ ور تہا کہ درختوں تک کو بددعائیں دیتا تہا۔ وہ آخر ... گناہون کی وجہ سے صلیب پہ لعنتی ہوا۔ اور تین دن ہاویہ میں رہا۔ بتاؤ کیا وہ یہ باتیں خوشی کے ساتھ بیان کریگا یا اندر ہی اندر اسکا دل کہایا جائیگا لیکن ایک مسلمان بڑی جرأت اور دلیری سے کہیگا کہ میں اس خدا پر ایمان لایا ہون جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں اور نقایص سے منزہ ہے وہ رب ہے بلا مانگے دینے والا رحمان ہے سچی محنتوں کے ثمرات ضائع نکرنے والا ہے۔ وہ حیّ وقیوم ارحم الراحمین خدا ہے وہ ہمیشہ کی نجات دیتا ہے۔ اسکی عطاء غیر مجذوذ ہے۔ پس جب مسلمان اپنے خدا ... صفات بیان کریگا تو ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا اور یہ خدا تعالے کا فضل ہے جو ہم پر ہے ایسی ہی اور بہت سی باتیں ہیں غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مان کر ہم کبھی کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتے۔

معجزات مسیح کی حقیقت ڈوئی نے خوب کہولی ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی سلب امراض کرتا ہون اسی طرح جسطرح یسوع مسیح کیا کرتا تہا۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ جہان کوئی شخص اچھا نہیں ہوتا وہان وہ شرمندہ نہیں ہوتا بلکہ کہدیتا کہ یسوع مسیح سے بھی فلان شخص اچھا نہیں ہوا۔

زہے خدائی

سلب امراض فی الحقیقت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسپر ناز کیا جاسکے یہودی بھی اس زمانہ میں سلب امراض کرتے تھے اور ہندوستان میں بھی بہت لوگ اس قسم کے ہوئے ہیں۔ اور آجکل تو ہزاروں ہزار دہریے اور ملحد بھی ایسے ہیں جو سلب امراض کرسکتے ہیں کیونکہ یہ ایک فن اور مشق ہے جسکے لئے یہ بھی ضرور نہیں کہ اس فن کا عامل خدا پر یقین رکہتا ہو یا نیک چلن ہو۔ جسطرح پر دوسرے علوم کے حصول کیلئے نیک چلنی اور خدا پرستی شرط نہیں ہے اسکے لئے بھی نہیں یعنے اگر کوئی شخص ریاضی کے قواعد کی مشق کرے تو قطع نظر اسکے کہ وہ دہریہ ہے یا موحد خدا پرست وہ قواعد اسکے لئے کوئی روک پیدا نہیں کرینگے۔

برخلاف اسکے وہ روحانی کمالات جو اسلام سکہاتا ہے انکے لئے ضروری ہے کہ اعمال میں پاکیزگی اور صدق اور وفاداری ہو بغیر اسکے وہ باتیں حاصل ہی نہیں ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سلب امراض والے مسیح کے اچھے کئے ہوئے مر گئے لیکن قد افلح من زکّٰها کی تعلیم دینے والے کے زندہ کئے ہوئے آجتک بھی زندہ ہیں اور انپر کبھی فنا آہی نہیں سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حواریوں کو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے حواریوں کی تعریف میں ساری انجیل میں ایک بھی ایسا فقرہ نظر نہ آئیگا کہ انہوں نے **میری راہ میں جان دیدی** بلکہ برخلاف اسکے انکے اعمال ایسے ثابت ہونگے جس سے معلوم ہو کہ وہ حد درجہ کے غیر مستقل مزاج۔ غدار اور بے وفا اور دنیا پرست تہے اور صحابہ کرام نے اللہ تعالے اور اسکے رسول کی راہ میں وہ صدق دکہلایا کہ انہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی آواز آگئی۔ یہ اعلےٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہ کو حاصل ہوا یعنے اللہ تعالے ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالے سے راضی ہوگئے اس مقام کی خوبیاں اور کمالات الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالے سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں۔ بلکہ یہ توکل۔ تبتل اور رضا وتسلیم کا اعلےٰ مقام ہے جہاں پہونچکر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت اپنے مولے سے نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندہ کے کمال صدق ووفاداری اور اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تہے۔ اسکا نمونہ حواریوں میں اگر تلاش کریں تو ہرگز نہیں ملسکتا۔ پس نرے سلب امراض پر خوش ہو جانا یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے اور روحانی کمالات کا شیدائی ان باتوں پر خوش نہیں ہو سکتا۔

اسلئے

میں تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہون کہ تم اپنے دل کو پاک کرو اور خدا تعالے کے ساتھ ایسے تعلقات پیدا کرو کہ وہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ پھر وہ تمہارے جسم میں تمہاری باتوں میں ایسی برکت رکھدیگا جو سلب امراض کرنے والے بھی انہیں دیکہکر حیران اور شرمندہ ہونگے۔

نکتہ ۔ قرآن شریف میں خدا تعالے کے نام کیساتھ کوئی صفت مفعول کے صیغہ میں نہیں ہے قدوس تو ہے مگر معصوم نہیں ہے کیونکہ معصوم کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو بچانے والا کوئی اور ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تو اپنی ذات ہی میں بے عیب اور پاک خدا ہے اور وحدہ لاشریک اکیلا خدا ہے اسکو بچانے والا کون ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں مفتی محمد صادق صاحب رسالہ بیگناہی مسیح سنا رہے تہے اس میں ایک مقام پر مصنف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر محض اس بنا پر حملہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیون کیا؟ —

اسپر فرمایا افسوس یہ لوگ ایسے بیہودہ اعتراض کرتے ہیں جنکو کوئی سلیم الفطرت پسند نہیں کرسکتا۔ ایسی باتیں کرکے یہ لوگ کچھ سننا چاہتے ہیں اگر یہ اعتراض کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیتے کہ ایک شخص جو بیگانی اور بدوضع مشہور عورتوں سے تعلق رکہتا ہے اسکی زندگی کو تو وہ بے عیب اور خدا کی زندگی قرار دینے میں پھر جائز طور پر نکاح کرنے والے پر اعتراض کیون ہے! کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے۔ اپنے گھر میں انجیل کا مطالعہ کریں اور کفارہ کے برکات جو یورپ کو اخلاقی طور پر وہ ثمر میں ملے ہیں انپر نظر کرے۔ پھر وہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے منہ کہولے۔ جنکے گھر میں اسقدر گند ہو اسے تو شرم آنی چاہیئے۔

ضرورتِ امام

آخر ۱۸۹۸ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا تھا کہ میری جماعت میں سے ہر شخص بقدر اپنی لیاقت اور سمجھ کے ضرورت امام پر مضمون لکھے وہ مضامین حضرت اقدس کے حضور پڑھ کر سنائے گئے انہیں سے بعض میں یہاں درج کروں گا انشاء اللہ۔ ایڈیٹر

(منشی تاج الدین صاحب لاہوری کا مضمون)

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چندروز کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک والانامہ حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے حسب الارشاد برادران لاہور کو مخاطب کرکے تحریر کیا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر ایک بقدر اپنی لیاقت اور خداداد فہم کے ایک مضمون زمانہ حال کے مفاسد اور مصلح کی ضرورت پر لکھکر حضور کی خدمت میں روانہ کرے سو اس ارشاد کی تعمیل میں یہہ عاجز بھی باوجود اپنی کم علمی اور کم لیاقتی کی صرف ثواب میں شامل ہونے کی غرض سے چند باتیں ذیل میں لکھتا ہے گو ایسے عظیم الشان مسئلہ پر کچھہ کہنا علماء عظام کا حصہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آج سے ۱۷ برس پیشتر کا ذکر ہے یعنے ۱۸۸۲ء کا جبکہ میں ضلع راولپنڈی میں تبدیل ہوکر گیا تھا تو وہاں اپنے خوش نصیبے سے ایک ایسے مخدوم کے یہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا جو اسوقت اہل حدیث میں ایک جلیل القدر عہدہ سرکاری پر ممتاز ہے لیکن مجھے اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ انقلاب زمانہ نے اسکو اپنے ہر ا ذ معتقدات کا پابند نہیں رہنے دیا اور فرقہ نیچریہ کے بدخیالات اندنوں اسپر غالب ہوگئے ہیں یہانتک کہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی بھی چنداں اوسے پرواہ نہیں اوسوقت اُنکی ایسی حالت تھی کہ ہر وقت بڑی رقت سے براہین احمدیہ کے اشعار پڑہتا اور لوگوں کو سنایا کرتا تھا یہہ پہلا موقعہ تھا کہ مینے اس کتاب کا نام سنا چونکہ مجھے ابتدائی عمر سے دینی مباحثات کی کتابیں پڑہنے کا شوق رہا ہے اسواسطے مینے اس بزرگ کی معرفت براہین کی موجودہ جلدیں عـــہ روپیہ نقد بھجوا کر دارالامان سے منگائیں جب مینے اس مبارک کتاب کو جو فی الحقیقت اپنے طرز استدلال کے لحاظ سے مخالفین اسلام کیلئے حجت قاطع کا حکم رکہتی ہے آخر تک مطالعہ کیا تو اسمیرے پیر ومرشد میں اللہ تعالےٰ کو گواہ کرکے وکفے باللہ شہیدا یہہ اقرار کرتا ہوں کہ میرے نور قلب نے فوراً بلاکسی قسم کے دلولہ یا وہم کے قبول کرلیا کہ جن ہاتہوں سے یہہ دربے بہا نکلے ہیں وہ ضرور ضرور الٰہی طاقت اپنے اندر رکہتے ہیں اس خداداد حسن ظنی کا باعث ہے کہ اسوقت سے آجتک کسی خشک ملا کی باتیں میرے دلپر کوئی مخالف اثر پیدا نہیں کرسکیں۔ مولوی غلام دستگیر قصوری جو انہیں ایام میں راولپنڈی کی جامع مسجد میں پکار پکار کر لوگوں کو اس کتاب کے مندرجہ الہامات سناتا اور انگیخت کرتا تھا اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کہ میرے ناقص فہم نے ذرا دہوکہ نہ کہایا اور وہ بیچارہ اس نور کے بجہانے کی کوشش میں اس دار فانی سے کوچ کرگیا۔ پھر مینے سرمہ چشم آریہ کو پڑہا جس سے اور بھی ایمان میں ترقی ہوئی اور روز بروز شوق بڑہتا گیا یہانتک کہ کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام شائع ہوئی۔ جنکے نکلتے ہی ان مولویوں نے وہ شور برپا کیا کہ بس گذشتہ خدمت پر پانی پھیر دیا مجھے بھی ان کتابوں کے پڑہنے کا شوق ہوا اور فوراً بذریعہ وی پی دارالامان سے یہ دونوں رسائل منگائے انکے ہمراہ حضور نے از راہ کرم ایک نسخہ قول الفصیح مؤلفہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مفت مرحمت فرمایا ان تینوں رسائل کے پڑہنے سے خدا تعالےٰ نے میری رہنمائی کی اور مجھے سمجھہ آگیا کہ واقعی یہ وقت اسلام کے لئے کیا بلحاظ بیرونی مفاسد و کیا بلحاظ اندرونی فتن کے سخت خطرناک زمانہ ہے اسوقت حقیقی تقوےٰ وطہارت اس جہان سے اُٹھہ گئی ہے اور نیکی کی جگہ بدی نے لے لی ہے اور مسلمانوں کی ذریت کو زمانہ حال کے فلسفہ اور علوم نے اسقدر تباہ کردیا ہے کہ وہ نہ صرف دین اسلام کی پابندی کو حقارت کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں بلکہ بڑی جرأت سے خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ حدود کی پرواہ نہ کرکے مرتکب کبائر کے ہوجاتے ہیں اور پھر ذرا شرماتے نہیں یہ حالت تو ان مسلمان بچوں کی ہے جو کلمہ گو والدین کی گودمیں پرورش پارہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت کیوں ہوگئی سو ظاہر ہے کہ یہ سارا ادبار قرآن کریم کیطرف سے بے خبر ہونے کا ہے کاش جتنی محنت سے دنیوی علوم حاصل کئے جاتے ہیں اسکا عشر عشیر بھی اگر کتاب اللہ کے سیکھنے پر کرتے تو یہ تباہی ہرگز ہرگز نہ آتی۔ میرے اس بیان سے یہ غرض نہیں کہ ہماری قوم کے نوجوان بچے موجودہ علوم و فنون کیطرف سے توجہ اُٹھا لیں بلکہ ساتھہ ساتھہ دینی تعلیم کو بھی حاصل کرتے جائیں اس کم توجہی کا نتیجا ہے کہ بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لڑکے لڑکیاں عیسائیوں کی پھندے میں آکر اپنے سچے آبائی دین کو خیرباد کر بیٹھے اگر انکو ابتدا ہی سے دینی علوم سکہائے جاتے اور اسلام کی خوبیاں انکے دلوں پر نقش کیجاتیں تو ممکن نہ تہا کہ عیسائی مذہب جیسے باطل کو اختیار کرکے اسلام کے دشمن ہوجاتے پادریوں نے غریب اسلام پر اسقدر مونہہ زوریاں کی ہیں کہ جنکو پڑہتے ہوئے کلیجہ مونہہ کو آتا ہے کروڑہا رسالے اور اشتہارات بیجا افترا اعتراضات کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے تمام دنیا میں شائع کررہے ہیں اور صرف اسپر اکتفا نہیں کی بلکہ یورپ میں تہیٹر کے ذریعہ اسلام کے نورانی چہرہ کو ایک خوفناک ڈرائونی صورت میں دکہایا جارہا ہے درحقیقت یہ وہی پرفتن زمانہ ہے جسکے طرف ہمارے سید ومولا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک مونہہ سے فرمایا تہا کہ اس سے بڑھکر آدم سے قیامت تک کوئی ایسا فتنہ نہ ہوگا ذرا پادریوں کی سالانہ رپورٹوں کو تو پڑہو کس فخر سے انمیں لکہا جاتا ہے کہ اس قوم کو اس باطل کے پہیلانے میں کیا کچھہ کامیابی ہوئی ہے لاکہوں مسلمان ایک وحدہ لاشریک حی وقیوم خدا کے ماننے والے عاجز مردے کو خدا مان رہے ہیں اور اس پاک اور کامل انسان کو جسنے دنیا کو تاریکی کے گڑہے سے نکالکر نور اور ہدایت کے راستے دکہائے علانیہ بازاروں میں گالیاں دے رہے ہیں آہ لاہور شہر میں جو پنجاب کا صدر ہے ہر روز شام کو مختلف اقوام وملت کے مرتدین جنکو فقط اس غرض سے مشن سے روٹی ملتی ہے کہ اسلام اور اسکے پاک ہادی کی توہین کسی نہ کسی پیرایہ میں عوام کے گوش گذار ہو جائے جابجا بکواس کرنے کو کہڑے ہیں لیکن میں نہایت دردبہرے دل سے یہ کہتا ہوں کہ کسیکو بھی ان اسلام کے نام لیوا مولویوں میں سے یہہ طاقت نہیں کہ اپنے پاک دین کی سچائیاں انکے مقابل میں کہڑے ہوکر بیان کریں یہ کسقدر ظلم ہے خدا کے لئے ذرا تو سوچو اور غور کرو اس سے بڑھکر اور کونسی پرفتن زمانہ کی منتظر ہو یہہ تو عیسائی دجل کا فتنہ ہے اور درحقیقت یہی بڑا بھاری فتنہ ہے اور جسقدر مذاہب والے ہیں انکے اعتراضات بجائے خود کوئی نئے نہیں ہونے بلکہ اسکے فضلہ خور ہیں جنمیں سے پہلے نمبر پر آریہ مذہب کے پیرو ہیں جنہوں نے گالیاں دینے میں کوئی کسر نہیں چہوڑی اس مذہب کے بانی دیانند اور اسکے لائق چیلے لیکہرام پشاوری نے اپنی کتابوں میں وہ گند بکا ہے کہ جنکا اعادہ کرنا لاحاصل ہے جن لوگوں نے انکے خرافات کو پڑہا ہے وہ میرے اس بیان سے بکلی اتفاق کرینگے ان دونوں قبیح اندیشوں کی علاوہ ایک تیسرا مراد آبادی پنڈت ہے جسنے پرانے ہندو مذہب کی حمایت کرکے وہ گالیاں دی ہیں کہ جسکے پاداش میں ہمیشہ کے جہنم میں داخل ہوگیا اسوقت عموماً دیکہا جاتا ہے کہ تمام دنیا میں مذہب کیطرف ایک خاص میلان پیدا ہوگیا ہے گویا ایک ایسی ہوا چلی ہے کہ وہ قومیں جنہوں نے صدیوں سے مذہب کیطرف کبھی توجہ نہیں کی تہی وہ بھی اپنے ملکوں میں جلسے اور کمیٹیاں کرکے مذہب کی تلاش کررہے ہیں یہانتک تو کچھہ مختصر بیان بیرونی مفاسد کا لکہا ہے اب تہوڑا سا مشتے نمونہ خروار اندرونی مفاسد بھی عرض کرتا ہوں۔ جبکہ چاروں طرف سے دشمن اسلام پر حملہ کررہے ہیں تو علماء اسلام کا جنکو بڑی فخر سے اپنی لیاقتوں کا ناز ہے سب سے پہلا اور ضروری فرض یہ ہونا چاہئے تہا کہ وہ تن من سے اس جہاد عظیم میں لگ جاتے اور کبھی بس نہ کرتے جب تک کہ خصم کو معقولی طور پر ساکت نہ کر دیتے لیکن مجھے نہایت افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اس فرقہ نے اسلام کی خدمت ذرا بھی نہیں کی تنہا یہی نہیں کہ ایسی مصیبت کے وقت انکا اصلی کام کیا ہونا چاہئے تہا انہوں نے بجائے اسکے کہ غیر مذاہب والوں پر اسلام کی خوبیاں ظاہر کرکے انکے دلوں پر اسلام کی عظمت بٹھاتی اُلٹے رہے سہے مسلمانوں کو بس دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں اپنے اوقات کو ضائع کیا ذرا بھی حیا سے کام نہ لیا یہی سوچلیا ہوتا کہ ان چال بازیوں سے مخالف مذاہب پر کیا اثر پڑیگا خود اس قابل نہ ہوں کہ غیر مذہب والوں کی اعتراضات کا جواب ایسے طرز سے دیں کہ پھر انکو دوبارہ اعتراض کرنے کی گنجایش نہ رہے لیکن افسوس صد افسوس جس شخص کے ہاتھوں سے یہہ خدمت سالہا سال سے ہورہی ہے اور جو کبھی بھی کسی میدان جنگ میں ہارا نہیں اور جو روح القدس سے تائید پاکر اسلام کیطرف ہر ایک مخالف کو باآواز بلند بلارہا ہے اور براہین جیسی لاجواب کتاب بمعہ دس ہزار روپیہ انعام تصنیف فرماکر مخالفین کو ساکت کیا ہے اسکو کافر اور دجال کے ناموں سے پکارا جائے شرم! شرم!! شرم!!!

اے قوم تونے بڑی بہاری نعمت کا کفران کیا ہے پھر اگر علماء کیطرف سے یہہ ظہور میں آیا تہا تو کاش صوفیا اور فقراء کا گروہ ہی اس آفت عظیم کو محسوس کرتے اور اس پاک رسول کے توہین کی غیرت کہاکر اپنے اپنے حجروں میں رو رو کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعائیں کرتے اور روح القدس سے تائید پاکر آسمانی نشانوں کے دکہانے سے دنیا کو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت کرتے لیکن اے میرے پیارے بہائیو اس گروہ نے بہی جو اپنے تئیں پیغمبر کی گدی کا وارث خیال کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

انسپکٹران ڈاکخانجات کی دردناک فریاد

الحکم میں ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کا ایک ایک خاص سلسلہ مدت سے چھپتا رہتا ہے اور ڈاکخانوں کے اکثر ملازم الحکم کے خریدار ہیں جن میں چٹھی رسان سے لیکر انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ تک شامل ہیں۔ ان لوگوں کی دردناک تکالیف بارہا میرے پاس آئی ہیں اور بسا اوقات انہوں نے مجھے بطور خود انکی خاطر ایک الگ پرچہ جاری کرنے کی خواہش کی ہے لیکن میں ابھی تک انکی اس قسم کی خواہشوں کو پورا نہیں کر سکا۔ ملازمان ڈاکخانہ کی روز افزون مشکلات اس قابل ہیں کہ ان پر پرزور آرٹکل لکھے جاویں اور نوع انسان کے اس ایک مفید عنصر کی مدد کیجاوے۔

حال ہی انسپکٹران ڈاکخانہ نے اپنی مشکلات کو بذریعہ ایک میموریل کے گورنمنٹ تک پہونچایا ہے جسکا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ امید تو کیجاتی ہے کہ لارڈ کرزن ان بیچاروں کی حالت زار پر رحم فرماوینگے۔ پھر میں کسی قدر تفصیل سے کسی اگلی اشاعت میں لکھونگا۔

بحضور رائٹ آنریبل جارج نیتھنیل بیرن
کرزن آف کیڈلسٹن بالقابہٗ

حضور والا! ہم انسپکٹران ڈاکخانجات پنجاب وصوبہ سرحد شمال مغرب حضور والا سے نہایت عجز و ادب سے مستدعی ہیں کہ ہمارے حال زار پر بھی وہی توجہ مبذول فرمائی جاوے جو پبلک سروس کی دیگر شاخوں پر فرمائی گئی ہے۔ اگرچہ ہم نہایت ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ اور اگر حضور والا اس دل و دماغ کے والیسرائے نہوتے تو ہمیں اس عریضہ کے پیش کرنے میں تامل ہوتا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ حضور عالی حقیر سے حقیر اصلاحی تحریکوں کو بھی بغور ملاحظہ فرماتے ہیں۔ حضور کی بےمثیل انصاف پسندی اور رحمدلی ہمیں اُمید دلاتی ہے کہ ہماری اس ناچیز درخواست پر توجہ فرمائی جائے گی۔

انسپکٹران ڈاکخانجات اور اون لوگوں کے سوا جو اون سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ انسپکٹران ڈاکخانجات کو نہایت ہی کم معاوضہ پر کسقدر ذمہ واری کا کام کرنا پڑتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ اون کے پاس کوئی کلرک ہے نہ چپراسی۔ اس محکمہ کے دیگر افسروں کے فرائض کا ہم اپنے فرائض کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں (الف) ہمیں تحریری کام بہت زیادہ ہے اور بہت کم وقت میں کرنا پڑتا ہے ہمیں ہمیشہ سفر درپیش رہتا ہے مگر اس کا سوائے فرض کے احساس کے کوئی معاوضہ نہیں۔ (ب) ہمارے فرائض اور ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے ... اور ماہ روپیہ مشاہرہ کا پیمانہ بہت ہی کم ہے۔ (ج) آسانی و آسائش کے لحاظ سے ہماری حالت نہایت ابتر ہے (د) پبلک کی نظروں میں ہماری بہت ہی کم وقعت ہے اور اوسکا ہم کو کافی معاوضہ بھی نہیں ملتا۔

اب ہم اپنی شکایتوں کو حضور عالی کے روبرو پیش کرکے انصاف کے ملتجی ہیں۔ (۱) ہمیں اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ ہمیں اپنے اور اپنے متعلقین کے حوائج کی جانب توجہ کرنیکی بالکل مہلت نہیں ملتی قواعد ڈاکخانجات کے بموجب ہر انسپکٹر کو چالیس ڈاکخانوں کا معائنہ کرنا چاہئے مگر کمی اسٹاف کی وجہ سے اسّی سے نوّے ڈاکخانوں تک کا معائنہ کرنا پڑتا ہے جسوقت چالیس ڈاکخانوں کے معائنہ کا معیار قائم ہوا تھا تو کام بھی کم تھا مگر اب کام بھی بڑھ گیا ہے اور ایسا کام جسکو ڈاکخانہ سے کچھ تعلق نہ ہونا چاہئے۔ جیسے فروخت کونین۔ منی آرڈر مال گذاری وغیرہ وغیرہ۔ (۲) زیادتی کام کیوجہ سے اگر کبھی معاملہ میں ڈاکخانہ والوں کی غفلت ہو جاتی ہے۔ تو پبلک کی جانب سے شکایت ہوتی ہے جسکی تحقیقات انسپکٹروں کو کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ یہی ایک کام ایسا ہے جس کے لئے جدا کام کرنیوالا ہونا چاہئے (۳) کلرک نہ ہونے کیوجہ سے ہمارا بہت سادہ بیش قیمت وقت جو مفید صلاحوں پر غور کرنے میں صرف ہونا چاہئے ضائع ہو جاتا ہے۔ طرفہ یہ کہ دفتر ہمیں اپنے مکان پر رکھنا پڑتا ہے مگر مکان کا کرایہ ہم کو نہیں ملتا۔ کلرک کی یوں بھی ضرورت ہے کہ انسپکٹر دورہ پر ہوتا ہے تو اوسکی غیبت میں بہت سے ضروری جواب طلب مراسلے یونہی پڑے رہتے ہیں (۴) دیہاتی ڈاکیوں کے کام کا معائنہ اون کے حلقوں میں جاکر کرنا سراسر ذلت و خواری کا کام ہے جو ایک انسپکٹر کے کسیطرح شایان حال نہیں (۵) ہمیشہ سفر کے لئے پابرکاب رہنے کی وجہ سے ہمیں گھر بار کی دیکھ بھال کا بالکل موقع نہیں ملتا باہر جاتے ہیں تو ہمارے لئے آسائش کا کافی سامان نہیں ہوتا۔ کیونکہ سول یا پولیس افسر کی طرح ہمارا اتنا اثر نہیں جو دیہات میں ہمیں آسائش مل سکے۔ بسا اوقات آسمان کے نیچے گوبر پر پڑ کر رات بسر کرنی پڑتی ہے۔ سفر خرچ ہر دو روپیہ یومیہ بالکل ناکافی ہے۔ تین روپیہ یومیہ ہونا چاہئے انسپکٹر کو ڈیوڑھے اور اوسکے ملازم کو تیسرے درجہ کا کرایہ ملتا ہے مگر ریل میں سفر کرنے میں چند در چند نقصانات ہیں بعض اوقات درجہ میں جگہ نہیں ہوتی۔ میل گاڑی میں تیسرا درجہ نہیں ہوتا جسکی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑتا ہے۔ ٹکٹ خریدنے کے لئے اسٹیشن پر وقت سے بہت پہلے جانا پڑتا ہے جو سراسر تضیع اوقات ہے۔ (۶) انسپکٹروں کے لئے کوئی چپراسی نہیں ہے جس کیوجہ سے خط تک لیٹر بکس میں اونکو اپنے ہاتھ سے ڈالنا پڑتا ہے حالانکہ انسپکٹر ڈپرسٹ۔ پولیس انسپکٹر۔ انسپکٹر آف سکولز۔ داروغہ چنگی۔ غرض سب اس درجہ کے افسروں کے لئے ایک ایک دو دو چپراسی مقرر ہیں۔ (۷) انسپکٹران ڈاکخانجات کی تنخواہ انسپکٹر مدارس انسپکٹر پولیس انسپکٹر ریلوی وغیرہ وغیرہ سب سے کم ہے اور ضروریات زندگی کا نرخ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے ہمارے غم و الم کی داستان طویل ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ کسی حالت میں ہمیں تکالیف اور مصائب سے مفر نہیں۔ اُمید ہے کہ حضور والا ہماری ناچیز عرض داشت پر توجہ فرمائینگے۔

ڈاکخانہ قادیان میں کام کی کثرت

قادیان کے ڈاکخانہ میں یوماً فیوماً کام کی اسقدر کثرت ہو رہی ہے کہ جسکو خود ڈاکخانہ کے معائنہ کنندہ افسر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ قریباً ہفتہ وار اڑہائی ہزار اخبار پوسٹ ہوتے ہیں اور اگر ماہواری رسالوں کی تعداد بھی شامل کرلی جائے تو ہفتہ وار اجرا شدہ پیکٹ مستقل اخباروں اور رسالوں کی اوسط کسی صورت میں تین ہزار سے کم نہیں اور پھر اشتہار جو ہزار دو ہزار شائع ہوتے ہیں انکا تو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بالاوسط وی پی اجرا شدہ یا رسالوں کی تعداد ستر اسّی سے کسیصورت میں کم نہیں ہے اسی لحاظ سے منی آرڈروں کی تعداد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

خطوط اور کتابوں کی روانگی مزید بران۔ باوصفیکہ ڈاکخانہ کا گریڈ بیس روپیہ ماہوار سے چالیس روپیہ ماہوار کر دیا گیا ہے لیکن جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا۔ دیگر عملہ کا نہ بڑھایا جانا کثرت کام کے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکتا۔ اگرچہ موجودہ پوسٹماسٹر کی نسبت افسران معائنہ کنندگان نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ اکیلا شخص اس ڈویژن میں ہے جو قادیان جیسے ڈاکخانہ میں جہاں ایسی کثرت کام کی ہو کام کر رہا ہے اور نبہا رہا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ایک ہوشیار اور محنتی شخص کی قابلیت اور استعداد سے فائدہ اٹھاکر اوسکی صحت کو خطرہ میں ڈالدیا جاوے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ افسران ڈاکخانہ پورا اسٹاف دیتے نہیں ہیں اور پھر ذرا سی غلطی بھی اگر ہو جاوے تو اسپر خطرناک تہدید کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ بحالت موجودہ قادیان کے ڈاکخانہ کا کام ہرگز ہرگز ایک شخص کے بس کا نہیں ہے میں صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کا تو شکرگذار ہوں کہ انکو میرے یا کسی اور کی یاددہانی کے بغیر ہی ایسی باتوں کا خیال رہتا ہے اور وہ پبلک کی سہولت اور اپنے ماتحت ملازموں کے حقوق کی نگہداشت کا بہت بڑا خیال رکھتے ہیں چنانچہ عرصہ گذرتا ہے کہ ڈاکخانہ قادیان کے سٹاف کے بڑہائے جانے کے متعلق تجویز بھیجی گئی تھی۔ لیکن ابھی تک اوس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جسکے لئے میں پھر انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں خاص کوشش کرکے قادیان کی پبلک کو ممنون فرمادیں میرا خیال ہے کہ اگر خلیفہ فضل حسین صاحب رخصت پر نہ جاتے تو غالباً گذشتہ دو ماہ کے اندر کوئی نہ کوئی انتظام ہو گیا ہوتا اسلئے کہ وہ یہاں کے کام کی کثرت سے خوب واقف ہیں۔ اگر اور کچھ نہ ہوتا تو کم از کم ایک پیڈ پیروینشنر ہی مدد کے لئے بھیجدیتے تاہم مجھے ان کی واپسی سے امید کرنی چاہئے کہ وہ جلد تر انتظام کر دینگے۔ ایسا ہی ڈاکخانہ کے مکان کے متعلق بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۶۔ جون کے بعد غالباً ڈاکخانہ کے لئے کوئی مکان نہ ہوگا۔ موجودہ کرایہ دو روپیہ ماہوار پر کسی موزون اور مناسب مکان کا ملنا قطعی ناممکن ہے۔

ایک اور توجہ طلب امر

میں جناب خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن کی توجہ اس امر پر بھی معطوف کرانی چاہتا ہوں کہ میرے عزیز ہمعصر البدر کی ڈاک کا جو کیس ایک عرصہ سے فیصلہ کے لئے گیا ہوا ہے ابتک اسکا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ منی آرڈر وغیرہ کے نہ ملنے کی وجہ سے ان رقوم کا اندراج البدر کے کاغذات میں نہ ہونے کی وجہ سے اخبار کے کاروبار میں ایک روک ہو رہی ہے۔ اور حساب درست نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں اسقدر عرصہ تک معرض التوا میں پڑے رہنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ جسکے فیصلہ کے لئے ایک لمبے عرصہ کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ امید کی جاتی ہے کہ میر صاحب لوٹ کے بعد بہت جلد یہ معاملہ فیصل کر دیا جائیگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چو گرمی ازو آن آبی جہاد رقادیان بنی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ: عوام سے ۵ر (۲) خواص معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان ۱۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

ایڈیٹر کی پوزیشن بھی کیسی نازک پوزیشن ہے کہ وہ ایک امر اپنے خیال مین اپنے ناظرین کیلئے مفید سمجھ کر پیش کرتا ہے - اگرچہ کچھ آدمی اسے مفید سمجھتے ہیں تو بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسے بالکل غیر ضروری قرار دے لیتے ہیں - حال مین مینے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات کو یکجا کر دینے کی نیت سے الحکم مین چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا تھا + ابھی پہلا ہی اشتہار اس سلسلہ مین طبع ہوا تھا کہ جہان اکثر احباب نے اس سلسلہ کے مفید اور قابل قدر ہونیکی تعریف کی اور پسند فرمایا وہان بعض احباب نے کہدیا کہ اخبار کو پر کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور وہ اشتہارات کے مجموعہ کو کتابی صورت ہی مین لینا پسند کرتے ہین اخبار اسکے لئے موزون نہین ہے + مین حیران ہون کہ اس معاملہ کا فیصلہ کیا کرون - پریس کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ اخبار بھی بمشکل چھاپ سکتا ہے مشین کے لئے مینے انتظام شروع کر رکھا ہے - اور کسی قدر روپیہ بھی بمد امانت مشین کے واسطے رکھا گیا ہے لیکن جو ہزارون کا کام ہو وہ سیکڑون سے ہو تو کیونکر - تفسیر القرآن بھی پریس کی وجہ سے نکل نہین سکا ایسا ہی نماز کی حقیقت اور سلک مروارید کی کاپیان پتھر پر لگی ہوئی ہین - اور پریس مین فرصت نہین پھر مین اشتہارون کے مجموعہ کو چھپواؤن تو کیونکر ؟ اپنی نگرانی مین جب بہت سو سقم رہ جاتے ہین تو دوسری جگہ چھپوانے مین وہ احتیاط کہان بہرحال مین آخر جون تک اشتہارات کی اشاعت کو محض اس بنا پر ملتوی کرتا ہون کہ اگر کثیر تعداد خریداران الحکم کی یہ پسند کرتی ہے کہ وہ کتاب کی صورت مین شایع ہو تو پھر مین لاہور کے کسی سٹیم پریس مین چھپنے کو بھیجدون گا - بشرطیکہ کم از کم ۵۰۰ خریدار ایک روپیہ اسکی قیمت مین علی الحساب پیشگی دینے پر آمادہ ہون اور اگر کثرت اخبار مین ہی چاہنے پر ہوئی - تو پھر وہ سلسلہ بدستور الحکم مین رہیگا - اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ الحکم مین چھپ جاوین اور ان کے محفوظ یکجا ہونیکا بہترین ذریعہ ہے اس سے اخبار کی اشاعت پر بھی مفید اثر پڑیگا کیونکہ جو لوگ ابتک اخبار کے خریدار نہین ہین وہ ان اشتہارات کی خاطر الحکم خرید لینگے - ایڈیٹر

اطلاع

مجھے کسی ضرورت کیوجہ سے چند روز کے لئے ہیڈ کوارٹر سے باہر جانا پڑا ہے چنانچہ ۷ جون ۱۹۰۵ء کی شام کو مین قادیان سے باہر گیا ہون + اسی وجہ سے ۱۰ اور ۱۷ جون کے دو نمبر اکٹھے شایع ہوتے ہین - اور یہ دونو نمبر صرف دس دس صفحون پر شایع ہوتے ہین - ناظرین معاف فرماوین - ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بدستور نصیب اعدا ناساز رہی اللہ تعالیٰ شفائے عاجل عطا فرماوے - ہان طبیعت مائل بہ صحت ہے -

۲ - موسمی حالت سخت خطرناک رہی - گردباد کے طوفان روز آتے ہین جنکے ساتھ گرج اور برق بھی ہوتی ہے - خدا کا شکر ہے کہ کوئی نقصان ان طوفانون سے نہین ہوا -

۳ - حضرت اقدس براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکھ رہے ہین جو قریباً آٹھ جزو چھپ چکی ہے -

تازہ رؤیا و الہامات اور کشوف

حضرت کے گھر مین بیمار تھین اور سخت تکلیف تھی - کئی دوائیان کین کچھ فائدہ نہ ہوا آخر آپ دعا مین مشغول ہوئے الہام ہوا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ تحقیق میرے ساتھ میرا رب ہے مجھے راہ دکھلائے گا اور کامیاب کریگا - چنانچہ دو منٹ ابھی گذرے تھے کہ خدا نے مرض کی حقیقت کھولدی مرض نہایت تکلیف دہ تپ تھا - ساتھ اسکے اور عوارض تھے صبح کیوقت خواب مین کسی نے بلند آواز سے کہا کہ تپ ٹوٹ گیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے فالحمد للہ -

۲ یا ۳ جون ۱۹۰۵ء

یُنَجِّی النَّاسَ مِنَ الْاَمْرَاضِ - امراض سے لوگونکو نجات دیتا ہے اور دیگا فرمایا یہ میری طرف اشارہ تھا کہ بہتون کو میرے ذریعہ سے امراض خطرناک سے نجات ہوگی -

۹ - جون کو یہ الہام ہوا - اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَھْلِكَ وَمَعَ كُلِّ مَنْ اَحَبَّكَ -

درخواست دعا

۱ - میرے مکرم مخدوم منشی ذوالفقار علیخانصاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ جن کے ہان ۲۳ - مئی کو بچہ پیدا ہوا ہے بہت بیمار ہے ولادت کے بعد سے بخار اور اسہال کی شکایت ہے ہر جگہ کی احمدی جماعت مریضہ کیلئے دعائے صحت کرے -

۲ - منشی غلام صاحب سابق مدرس پور ہیران جہان اب تبدیل ہو کر گئے ہین وہان کسی فرد کے احمدی نہونیکی وجہ سے انہین سخت تکلیف کا سامنا ہے مخالف کوئی چیز مول نہین دیتے لڑکونکو مدرسہ نہین جانے دیتے اللہ تعالیٰ انہین ان مشکلات سے نجات دے - انکے لئے دعا کیجاوے -

امور متفرقہ

سید محمد علی صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام کاٹھ گڑھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آج ۱ جون کو ۱۰ بجے دن کے پہلا بیٹا عطا فرمایا + بچہ کی مان کی حالت نازک تھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس مردہ کو زندہ کیا اور فرزند نرینہ بخشا سلمہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر خدمت دین میں دراز کرے - حضرت اقدس نے احمد علی

پرانی نوٹ بک سے میں ایک صفحہ

افسوس کا مقام ہے کہ یہ دنیا چندروزہ ہے لیکن اسکے لئے وہ وہ کوششیں کیجاتی ہیں گویا کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں ہے - انسان کیسا غافل اور ناسمجھ ہے کہ علانیہ دیکھتا ہے کہ یہان کسی کو ہمیشہ کے لئے قیام نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی آنکھ نہیں کہلتی اگر یہ لوگ جو بڑے کہلاتے ہیں اسطرف توجہ کرتے توکیا اچھا ہوتا - دنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے جوایک دردمند دل کو گھبرا دیتی ہے - بعض لوگ تو کھلے طور پر طالب دنیا ہیں اور انکی ساری کوششیں اور تگ و دو دنیا تک محدود ہے - لیکن بعض لوگ ہیں تو ایسے مرد دنیا کے طلبگار مگر وہ اسپر دین کی چادر ڈالتے ہیں جب اس چادر کو اوٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رسان ہے اکثر لوگ جب ان دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہریے ہو جاتے ہیں اسلئے کہ انکے اعمال کو انکے اقوال کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا - سننے والے جب انکی باتوں کو سنکر پھر انکے اعمال کو دیکھتے ہیں تو انکا ایمان بالکل جاتا رہتا ہے اور وہ دہریہ ہو جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں اسوقت قریباً علماء کی یہی حالت ہو رہی ہے لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق اکثر پائے جاتے ہیں اور قرآن شریف پر بگفتن ایمان رہ گیا ہے ورنہ قرآن شریف کی حکومت سے لوگ نکلے ہوئے ہیں - احادیث سے پایا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنیوالا تھا کہ قرآن آسمان پر اوٹھہ جائیگا - میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہہ وہی وقت آگیا ہے - حقیقی طہارت اور تقوٰی جو قرآن شریف پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے آج کہاں ہے؟ اگر ایسی حالت نہ ہوگئی ہوتی تو خدا تعالےٰ اس سلسلہ کو کیوں قایم کرتا + ہمارے مخالف اس بات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن وہ دیکھہ لیں گے کہ آخر ہماری سچائی روز روشن کیطرح کہل جائیگی - خدا تعالےٰ خود ایک ایسی جماعت طیار کر رہا ہے جو قرآن شریف کے ماننے والی ہوگی - ہر ایک قسم کی ملونی اس میں سے نکال دی جائیگی - اور ایک خالص گروہ پیدا کیا جاوے گا - اور وہ یہی جماعت ہے اسلئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم خدا تعالےٰ کے احکام کے پورے پابند ہو جاؤ اور اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی کرو جو صحابہ کرام نے کی تھی ایسا نہو کہ کوئی تمہیں دیکھکر ٹھوکر کہاوے - ہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ افترا اور کذب کے سلسلہ سے الگ ہو جاوے پس تم دیکھو اور سمجھو کہ جب سے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے کتنے جھوٹے مدعی پیدا ہوئے ہیں جب خدا تعالےٰ کا فضل ہوتا ہے اور زمین پر بارش ہوتی ہے تو جہاں مفید اور نفع رسان بوٹیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں اسکے ساتھہ ہی زہریلی بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں - اسوقت خدا تعالےٰ کا کلام اتر رہا ہے اور آسمان کے دروازے کہلے ہوئے ہیں چونکہ ایک سلسلہ حقہ قایم ہوا ہے ضروری تھا کہ اسکے ساتھہ جھوٹے مدعی اور مفتری بھی ہوتے جو اکثروں کو گمراہ کرتے - پس ہر شخص کا فرض ہے کہ اسوقت خدا تعالےٰ سے کثرت استغفار کے لئے دعا کرے اور دعاؤں میں لگا رہے - ہمارے سلسلہ کی بنیاد نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر ہے پھر اس سلسلہ کی تائید اور تصدیق کے لئے اللہ تعالےٰ نے آیات ارضیہ اور سماویہ کی ایک خاتم بھی کر دی ہے یہہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اسے ایک مہر دیجاتی ہے اور وہ مُہر محمدی مہر ہے جسکو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے نہیں سمجھا -

میں بڑے یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قایم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے - اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے - یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جسکے پاس وہی مہر نبوت محمدی نہو - ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کہائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑکر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنےٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مُہر نبوت لیکر آتا ہے - اگر یہہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جنکی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں جنکو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اسکو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے

غرض

ہر مامور اور راستباز کو اللہ تعالےٰ ایک نشان نبوت دیتا ہے اور وہ وہ آیات ارضیہ اور سماویہ ہوتے ہیں جو اسکی تائید اور تصدیق کیلئے ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کا فضل ہے کہ اس نے میری تائید اور تصدیق میں ایک دو نہیں لاکھوں لاکھ نشان ظاہر کئے ہیں - کوئی دیکھنے والا بھی ہو -

پھر میری تائید اور تصدیق اور اس سلسلہ کی سچائی کے لئے دلائل عقلیہ موجود ہیں کاش یہ لوگ اگر نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ناواقف نہیں تھے اور ان آیات ارضیہ اور سماویہ کو جو میری صداقت کے ثبوت میں میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے نہیں دیکھہ سکتے تھے تو عقل ہی سے کام لیتے

ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آیا ہے کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہونگے تو اوسوقت انکی آنکھیں کہلیں گی اور اپنی غلطی پر اطلاع ہوگی تو کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

اے کاش اگر ہم سنتے اور پھر سنکر عقل سے کام لیتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے -

میں کہتا ہوں کہ اگر دوسرے امور پر نظر نہ بھی کریں تو ایک ضرورت موجودہ ہی ایسی ہے جو میری سچائی پر مہر کر دیتی ہے کیا اس طوفان اور جنگ کے وقت جب عیسائیوں نے اسلام کو نابود کرنا چاہا ہے اور ہر طرف سے اور ہر رنگ سے اسپر حملے کر رہے ہیں ہزاروں لاکھوں اخبارات اور رسالے اسکی مخالفت میں شایع کر رہے ہیں اسلئے کہ آج ہم انکی راہ میں ایک روک اور پتھر ہے اسلام ہی انکی جنبش میں تلخ ہے - اخبارات یورپ پکار پکار کر کہتے اور وہاں کے مدبر اور اہل الرائے اسلام ہی کو اپنی ترقی کی راہ میں روک قرار دیتے ہیں ایسی حالت میں اسلام کے نیست و نابود کرنے کی جسقدر فکر عیسائیوں کو ہو سکتی ہے اس سے وہ لوگ جو حجروں میں رہتے ہیں کب آشنا اور واقف ہو سکتے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن دو چار آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی ہو رہی ہے انہیں ان حملوں کی خبر نہیں جو مقدس اسلام پر مختلف رنگوں میں ہو رہے ہیں عیسائیت کی برباد کن آگ اسلام کے گھر کو لگ چکی ہے -

۲۹ لاکھہ تو ایسے ہیں جو اس آگ کی نظر ہو چکے ہیں اور اسلام کے لخت جگر کہلا کر مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کہڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں - یہ تو علانیہ دشمن ہیں پھر ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو گو کہلے طور پر عیسائی تو نہیں ہوئے - لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انہیں اسلام کے ساتھہ کوئی محبت اور لگاؤ نہیں ہے وہ اسلام کے ارکان اور شعار پر ہنستے اور ٹھٹھے کرتے ہیں آئے دن اس میں لگے رہتے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو اور بس چلے اسلام کے احکام نماز روزہ میں ترمیم کریں - اور اپنی تجویز اور تدبیر سے ایک ایسا اسلام پیدا کریں جسکے بانی مبانی وہ آپ ہی ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ اسلام سے خواہ وہ الگ ہی کیوں نہو - ان لوگوں کی حالت کسی صورت میں عیسائیوں سے کم نہیں ہے - وہ اگر تم پہلا انکی وردی پہنتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا دشمن دین کی وردی وہ کیوں پہنتے ہیں اگر اسلام کے ساتھہ انہیں محبت اور پیار ہے -

اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے تو کرے لیکن اسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے اور اسکا پتہ دے جو حجج و براہین اور خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے کسر صلیب کر رہی ہو مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خواہ شرقاً غرباً شمالاً جنوباً کہیں ہی چلے جاؤ - اس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملیگا اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے اس غرض کے واسطے مجھے ہی **مبعوث** کرکے بھیجا ہے -

میرے دعوے کو سنکر نری بدظنی اور بدلگامی سے کام نلو - بلکہ تمہیں چاہئے کہ اسپر غور کرو اور منہاج نبوت کے معیار پر اسکی صداقت کو آزماؤ - انسان ایک پیسے کا برتن لیتا ہے تو اسکی بھی دیکھہ بھال کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں - یہہ بہت ہی نامناسب امر ہے جو طریق میں نے پیش کیا ہے اسطرح میرے دعوے کو آزماؤ - اور پھر اگر اس طریق سے بھی تم مجھے کاذب پاؤ تو بے شک افسوس کے ساتھہ چھوڑ دو لیکن میں تمہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں مفتری نہیں ہوں کاذب نہیں ہوں بلکہ

میں وہی ہوں

جسکا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے - وہی مسیح موعود ہوں جو چودہویں صدی میں آنے والا تھا اور جو مہدی بھی ہے - مجھے وہی قبول کرتا ہے جسکو خدا تعالےٰ اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھہ عطا کرتا ہے - اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے خدا چاہتا ہے کہ یہہ بڑھے پس یہ بڑھے گی - اور ضرور بڑھے گی -

خاص اطلاع

دفتر سے اخبار سب خریداران کے نام برابر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو اخبار نہ ملے - اوس کو چاہیئے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا اوسی ہفتہ میں طلب کرے ورنہ بعد میں اخبار نہ ملنے پر کارخانہ بری الذمہ ہے -

مسیح موعود جیتا گیا دنیا چلا اٹھی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام کی صداقت اور شہادت پر اسقدر آیات ظاہر ہوئی ہیں کہ انکی نظیر ملنی مشکل ہو گئی ہے۔ اور جس جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت اور صداقت اور آپ کی زندگی کا ثبوت زبردست ہوتا جاتا ہے۔ زمانہ کی حالت بجائے خود حضرت مسیح موعود کی ضرورت ثابت کر رہی تھی اور انفسی اور آفاقی آیات الگ آپکی سچائی پر گواہ ہو رہے ہیں۔ اور

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

کی صداقت کہل رہی ہے۔ مشرق ہی اپنے حضرت کی صداقت پر نہیں پکار رہا۔ بلکہ مغرب سے ایسی آوازیں آرہی ہیں۔ جو آپ کی سچائی کا اعلان کر رہی ہیں۔ ذیل میں میں ولایت کے ایک عیسائی میگزین کے ایک مضمون کا ترجمہ دیتا ہوں جو روزانہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے اسکو پڑھکر معلوم ہو جائیگا کہ کس طرح یہ عیسائی دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ آنیوالا موعود مشرق سے آئیگا مجھے خود اس مضمون پر زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں ناظرین غور سے اس مضمون کو پڑہیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کا کشتی نوح طیار کرنا کیسا ضروری تھا۔ اور خداتعالیٰ نے واقعی ہی آپ کا نام نوح رکھا ہے اور ایسے وقت یہہ نام رکھا کہ نہ یہہ طوفان تھا اور نہ اس کے حوادث اور لوازم ان باتوں کو دیکھکر اور ان آوازوں کو سنکر احمدیوں کی روح میں حمد الٰہی کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے صادق کو قبول کیا ہے ایسا صادق جسکی سچائی کی آوازیں کرہ ارض کے دوسرے سرے سے آرہی ہیں۔ والحمد للّٰہ علٰے ذالک۔ (ایڈیٹر الحکم)

آثار بد اور طوفان نوح ثانی کا احتمال

اس عنوان کا مضمون ولایت کے ایک مشہور و معروف میگزین میں کہ جس کی اشاعت دنیا کے ۲۰ ملکوں میں ہے اور "آرڈر آف دی کراس" کا آرگن ہے۔ چھپا ہے۔ میگزین کا نام "ہیرلڈ آف دی کراس" ہے یہ میگزین اپنی آپ نظیر ہے مضامین ہمیشہ اعلےٰ پایہ کے ہوتے اور بنی نوع انسان کی روحانی تمدنی اور جسمانی فلاح کی ترقی کیواسطے شائع ہوتے ہیں۔ چنانچہ حسب ذیل "بطور مشتے از خروارے" درج کیا جاتا ہے جو ماہ اپریل کے پرچہ میں نکلا ہے۔ ایڈیٹر

مادّہ اور روح کی معرکہ آرائی

مغرب کی سرزمین اُن قوتوں کی جو روحانی افلاس اور مرگ کا موجب ہوتی ہیں رزمگاہ بن گئی ہے مغرب اسوقت ہرمگدون کے میدان کارزار کا نظارہ پیش نظر کر رہا ہے۔ جہاں ظاہری اور باطنی قواء کی فوجیں صف بستہ اور کیل کانٹے سے تیار نظر آتی ہیں۔ ہرمگدون کوئی مقام اور جگہ نہیں ہے بلکہ بطور استعارہ انسانی تہذیب کی ایک حالت کا نام ہے جسکو حضرت انسان نے اپنی بے دینی مکاری اور الحاد سے پیدا کر لیا ہے یہ حالت روحانی دنیا کی ہے۔ روح و مادہ کی جد و جہد مقدس ہے۔ اس کشمکش کا سبب یہ ہے کہ انسان متواتر روحانی اور الٰہی برکتوں اور نعمتوں کو قبول کرنے سے بضد انکار کرتا رہا ہے۔ کیونکہ اوس نے نفسانی خوشیوں کے واسطے تجسس کیا ہے اور ایسی خوشی پر لات ماری ہے۔ جو تسخیر ارواح سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی راحت کہلانے کی مستحق ہے۔ خواہشات نفسانی کے تجسس نے اوسکے جسمانی خیالات کو بالکل وحشیانہ بنا دیا ہے۔ اوس نے سایہ کو وجود حقیقی تصور کیا ہے۔ جسمانی چیزوں کو حقیقی اور اصلی سمجھا اور روحانی چیزوں کو غیر حقیقی۔ اوس نے اپنے ایمان کو محسوسات سے وابستہ کر دیا۔ اور غیر محسوس اشیاء کی حقیقت نہ سمجھی +

جو معرکہ آرائی مشرق کو صدیوں پیشتر کرنی پڑی تہی وہی اسوقت مغرب کر رہا ہے کیونکہ اسوقت اقوام عالم کے درمیان وہی ارواح خبیثہ غالب ہیں جو کئی سو برس پیشتر نہیں اور جو صداقت اُن کی بیخکنی کرے گی انہی ارواح نے صدیوں پیشتر اہل مشرق کو گمراہ کیا تہا۔ اور نہایت خوفناک بربادی کی موجب ہوئی ہیں۔ اسی مادہ پرستی اور تجسس خواہشات نفسانی کی سیری کی ترغیب نے بندگان خدا کو گمراہ کر دیا تہا جنکی بد افعالیاں طوفان نوح کا موجب ہو چکی ہیں جنکا نام تاریخ عالم میں اٹلانٹس ہے۔ مگر وہ طوفان روحانی نوعیت کا تہا۔ اور حقیقت میں کچہ نہ تہا۔ اور جسکا نام اٹلانٹس ہے۔ وہ صرف اس طوفان کا ظاہری اثر تہا۔ جو ظہور اور بربادی دنیا پر ہوا تہا۔

دوسرے طوفان نوح ہو کیونکر سکتے ہیں؟

اوسی قسم کا دوسرا ہیبتناک حادثہ ضرور واقعہ ہوگا اگر مغرب اپنی طرز معاشرت کو نہ بدلے اس کرہ زمین پر پھر طوفان نوح نازل ہوگا کیونکہ اقوام عالم پر مادہ نے اپنا تسلط کر لیا ہے اگر یہی حالت رہی تو عالم مغرب پر اٹلانٹس پھر نازل ہوگا اور اس کو برباد کر دیگا کیونکہ اس عالم اور باشندگان عالم کی بہبودی کیلئے یہی مناسب ہوگا کہ اسکی حالت وہی ہو جو طوفان نوح سے پیشتر تہی اور یہ تغیر جب ہی واقعہ ہو سکتا ہے کہ قومیں صداقت اور نیکی کی راحت قلبی کے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

یورپ کی ذمہ داری

مغرب کی ذمہ داری کی کوئی حد نہیں ہے وہ بہت بے قیاس ہے کیونکہ اوسکی طرز معاشرت پر اس دنیا کی آئیندہ حالت کا کل انحصار ہے۔ مغرب اس قابل ہے کہ وہ اقوام عالم کو خدا کے تخت کے پاس لائے کیونکہ یورپ کے ایمان کی عمارت نہ صرف ماضی پر ہی تعمیر ہوئی ہے بلکہ مسیح اسرائیل کے وجود نے اس عظیم الشان عمارت کو منور کر کے نئی صورت میں تبدیل کر دیا ہے مگر اتنک یورپ بظاہر ناکام رہا ہے وہ اقوام روئے زمین کو خدا کے پاس لانے میں کامیاب نہیں ہوا ہے کیونکہ اوس نے اپنی روحانی طاقتوں کو مادہ کے دیوتا کی نظر کر دیا ہے یعنی تمام سعی کو ملک گیری مال و دولت اور نفسانی خوشیوں پر مرکوز کر رہا ہے اور معبود حقیقی سے منحرف ہو گیا ہے۔ مغرب کی بے قیاس مادی دولت نے اوس کے دل اور روح کو بالکل ناقص کر دیا ہے وہ قدرت کے کرشموں کی تلاش میں سرگردان پہرتا ہے مادہ کی الفت نے اوس کے دل میں گہر کر لیا ہے اور وہ خداوند عالم کی پاک ہستی کو محسوس کرنے کے ناقابل ہو گیا ہے قوت تلوار مادی دولت اور فطرتی کرشموں اور عجائبات کی غایت درجہ کی محبت نے روحانی دنیا کا دروازہ اسکے لئے بند کر رکہا ہے

نور جو دنیا کو منور کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا اے ہمارے موجودہ مولد تجہکو سب سے زیادہ موقعے ملتے رہے ہیں تیری قوت و سطوت بے قیاس ہے تیرے زر و جواہر کے خزینہ نہایت عظیم الشان اور بے شمار ہیں تیری بدکاری کی کوئی حد نہیں ہے راحت حقیقی کا پیغام دنیا کو دینے میں تیرے بدکاروں کی آواز سب سے پُرزور اور بلندتری ہے تیری ذمہ واری کیسی عظیم اور غیر محدود ہے۔ جسکے پاس بہت مال و دولت ہے اوسکا سب سے بڑا مواخذہ حشر کے دن ہوگا اور وہ دن قریب آرہا ہے جب تجہکو اپنی خدمت کا حساب خدا کے حضور دینا ہوگا اوس دن مشرق تیرا انصاف کرنیکے لئے مقرر کیا جائیگا کیونکہ تونے دعوےٰ کیا کہ تو مشرق کو روشنی دینے والا اور نجات دلانے والا ہے مگر تونے اون قوموں کو خیکی دستگیری اور بہبودی کا بیڑا تونے اوٹھایا تہا طرح طرح کی اذیتیں پہونچا کر ناک میں دم کر دیا جو روشنی تونے اونکو دی اوس نے اونکی سیاہی کو اور گہرا کر دیا کیونکہ برادرانہ الفت کی دولت نے جو تونے اونکو دی اقوام مشرق کو زیادہ مفلس بنا دیا کیونکہ مقدس ہمدردی کا زر جو تونے اونکو دیا تہا وہ غلامی کا پیتل نکلا تونے اونکو حقیقی شرافت کا خلعت پہنانے کی بجائے اون کو ۔۔۔ چیتہڑے لا دے اون کی پاک اور بے غرضانہ ترین خدمت کرنے کے بجائے تونے اپنی روشنی سے ثابت کیا کہ تو اون سے غلاموں کی طرح من مانی خدمت کرانا چاہتا ہے تجہکو چاہئیے تہا کہ اپنے دل کی روحانی الفت کا ثبوت دیتا اور تو اون کو قائل کرتا کہ تیرا دل خدا کی پاک محبت کا مسکن ہے برخلاف اس کے تونے اپنی حیوانی اور وحشیانہ فطرت کا ثبوت دیا تو نے اپنی شکم پوری کے لئے درجہ ادنےٰ کی مخلوق قتل کیا اور اون کو اپنے علم کے لئے عذاب میں ڈالا۔ جس سے ثابت ہوا کہ تو رحم اور خدا ترسی سے بالکل معرا ہے تجہکو چاہئیے تہا کہ تو خود کو ظاہر کرتا کہ تو حقیقی شریفوں اور عالی ہمت مردوں اور عورتوں کا وطن ہے مگر نہیں تونے اپنے آپ کو عشرت پسند اور نفس پرست نسل کا مسکن ثابت کیا تجہکو واجب تہا کہ تو اپنے آپ کو پاک ترین اور اعلیٰ ترین عقیدہ کا معتقد ثابت کرتا مگر تونے یہ ظاہر کیا کہ تو اپنے پیٹ پر ہاتھ پہیرنے کے سوا کچہہ نہیں جانتا۔

کیا تو مشرقی قوموں کو اپنے برخلاف برسر فساد دیکہکر حیران ہے کیا وہ تیری حکمرانی سے اکتا گئے ہیں اور تیرے مذہب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یاد رکہہ کہ وہ پیغام جو خداتعالےٰ نے تجہکو دیگر اقوام عالم کے پاس بہیجا تہا وہ تجہہ سے چہین لینے کا وقت آگیا ہے کیونکہ رات ہو چکی ہے۔ اور شاہ خاور مشرقی اُفق سے طلوع ہوا چاہتا ہے!!!

قہر الٰہی کی تجلیان

ٹرکی میں سخت زلزلہ البانیا میں زلزلہ نے سنقوطری کو برباد کر دیا ایکسو آدمی ہلاک اور اڑہائی سو زخمی ہوئے۔

نیٹال میں طوفان باد۔ ۵۰۰ ہندوستانی اور ۵ یورپین نیٹال کے طوفان باد میں ضائع ہوئے۔

ہوا کا زور۔ ۲۹ مئی کی شام کو سدرن انڈین ریلوی جو ارکونم سے جنگل پٹ کو جارہی تہی ہوا سے الٹ گئی۔ مسافروں سے بہری ہوئی تہی۔

زلزلہ کے جہٹکے۔ شملہ میں زلزلہ کے ابہی تک محسوس ہو رہے ہیں۔

آندہی بارش اولے۔ لاہور میں ۴ جون کی رات کو سخت آندہی آئی۔ بارش اور اولے بہی برسے بجلی کی کڑک نہایت خوفناک تہی بارش کے ساتہہ اس زور سے اولے پڑتے تہے جیسا کہ پتہر پڑتے ہیں۔

یہہ خوفناک نشان خداتعالےٰ کی قہری تجلیوں کے ہیں مبارک وہ جو ان کو دیکہکر عبرت پکڑیں۔

ضرورت امام

گذشتہ اشاعت سے آگے

علماء نے آرو علی الطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا کچھ پاس نہ کیا اور ایسے بے فکر ہو کر اپنے اوقات بسر کر رہے ہیں گویا کبھی بھی کسی نے اپنے حجرے سے نکلکر زمانہ کے مفاسد پر غور نہیں کیا کہ اسوقت اسلام پر کیا نازک وقت ہے یہ زمانہ مقابلہ کا زمانہ ہے بات بات مین کم بحثیں ہے مذہب بہی وہی سچا اور اعلیٰ ہوگا جو تمام موجودہ مذاہب کے مقابل پہلے نمبر پر ہے مقدر مختلف مذاہب اس زمانہ مین ہیں ان کی نظیر کسی گذشتہ زمانہ مین پائی نہین جاتی اسلیئے تو ضروری ہوا کہ حسب فرمودہ الٰہی موجودہ زمانہ کا مصلح ایسے عظیم الشان ہو جسکے مبارک انفاس کی برکت سے اسلام کو کل موجودہ ادیان پر غلبہ ہو جائے۔ اے میرے سید و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت ذرا خدا کے لئے اپنے اپنے گھرون مین علیحدہ ہو کر سوچو تو سہی کہ اللہ تعالےٰ نے عین وقت پر تمہاری دستگیری کی ہے یا نہین مجھے پختہ امید ہے کہ اگر آپ پاک دل لیکر اس رحیم مالک سے نہایت ابتہال کے ساتھ دعائین مانگین گے تو وہ کبھی بھی آپ کو محروم نہیں کریگا اور ضرور ضرور اس صادق امام کا پتہ دیدیگا جو آجسے ۲۰ سال پیشتر انہیں مفاسد کا ازالہ کر رہا ہے خدا کے لئے ذرا اس کے خدمات پر نگاہ کرو اور مقابل پر اپنا سلوک بہی دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کسی مفتری مین بہی اس اعلےٰ درجہ کا استقلال ہوا کرتا ہے کیا آپ بتا سکتے ہین کہ کسی مفتری کو اتنی بڑی لمبی مہلت ملی ہو کہ وہ آئے دن اللہ تعالےٰ پر افترا باندہتا چلا جائے اور خدا تعالےٰ اپنے قسمی وعدہ کی بہی پروا نہ کرکے اسکو ہلاکت سے بچاتا رہے اور ہر ایک مقابلہ مین اسکو فتح ہو گیا تم نہین جانتے کہ مخالفین نے جب دیکھا معقولی طور سے کسی طرح اسکا مقابلہ نہین کر سکتے تو تنگ آکر اسپر عدالتون مین فوجداری مقدمات بنائے گئے تا اس نالائق طریق سے اسپر فتح پالین پر ایسا کب ہو سکتا تہا وہ ذوالجلال قادر مطلق خدا جس نے اپنے ہاتھون سے یہ باغ لگایا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس شاخ سے کیا کیا عمدہ پہل اترنے کو ہین وہ اسکو ہر ایک مخالف ہوا سے ایسا بچا لیتا ہے دشمنون کے سارے منصوبے خاک مین ملجاتے ہین اور آخر کار فتح و نصرت کا تاج اسکے سر پر دہرا جاتا ہے۔ ورنہ سوچو اور غور کرو آخر ایک روز اس خالق کے روبرو ہو کر ان مطالبات کا جواب دو گے یہ ہے نور من اللہ جسنے ہر ایک مخالفت کے باوجود اسقدر تکالیف کے باواز بلند للکارا ہے

اور ابھی تک اس عزت میں رات دن لگا ہوا ہے ذرا سہین سوچنا ہے دہی صادق امام ہے جس کی خبر اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام مین اور اوسکے پیارے برگزیدہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث مین آج سے ۱۳۰۰ برس پیشتر دے رکھی تہی کہ وہ ایسے وقت مین آئیگا جبکہ چارون طرف صلیبی مذہب کا غلبہ ہو اور اسی کے ہاتھ سے کسر صلیب ہوگا اس مناسبت سے اسکا نام عیسےٰ بن مریم رکھا گیا چونکہ اسکا بہی پتہ دیا گیا تہا کہ اس زمانہ کے علماء کی حالت نہایت ہی ابتر ہو جائے گی جتے کہ قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہین اترے گا اور یہود کی طرح انپر بہی ظاہر پرستی غالب آجائے گی شریعت کے مغز کو چھوڑ دین گے اسلئے اس امام کو ان کی اصلاح بہی کرنی پڑے گی وہ انکی غلط کاریون کے لئے انہین ملزم ٹھہرائیگا اس لحاظ سے اس کا دوسرا نام مہدی رکہا گیا ہے اب اے اسلام کے سچے بہی خواہو تعصب کو چھوڑ دو اور اس صادق مصدوق کے پیچھے ہو جاؤ۔ اگر اس بادصرصر سے بچنا چاہتے ہو تو تم خوب جانتے ہو کہ اسکے ہاتھون پر کیسے کیسے عظیم الشان باہیبت نشانات ظاہر ہوئے ہین جن کی نظیر آپ لوگ کسی گذشتہ مجدد یا ولی کی سوانح مین دکہا نہین سکتے تم نے اپنی آنکھون سے ان نشانات کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے خسوف وکسوف حسب فرمودہ ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے مین ہوئے سعد اللہ لدہیانوی آریون اور دہریون کے تین زندہ مجسم ہمارے دیکھتے دیکھتے جہنم مین جہونکے گئے اور عنقریب عیسائیون کا مردہ خدا بہی اس نار کا ایندھن ہوگا اب وقت ہے کہ سمجھو پھر جب خدا تعالےٰ کے وعدہ کا وقت آگیا تو پھر کچھ پیش نہ چلے گی تم دیکھتے ہو کہ طاعون کا دورہ کئی سال سے شروع ہے لاکہون جانین اسکا شکار ہو گئیں ابھی قحط بہی ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے حج کے راستے کئی سال تک بند رہے کیا ابھی بھی آپ صاحبون کے نزدیک اس امر کا کافی ثبوت نہین ملا کہ وہ مصلح کہ جس کے لئے یہ سارے نشانات سماوی و ارضی ظہور مین آئے وہ وہی ہے جو اسوقت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب مین مرزا غلام احمد دام ظلہ العالی کے نام مبارک سے اللہ تعالےٰ کے سچے اور زندہ مذہب کے تائید مین شب و روز کتابین اور اشتہارات مفت تقسیم کر رہا ہے۔ اب مین اس چہوٹے سے مضمون کو ختم کرتا اور اس دعا پر ختم کرتا ہون۔

اے میرے سچے مولا حی و قیوم خدا تو اپنے فضل و کرم سے مرے قوم کا اس ایمان پر ثابت قدم رکہیو اور نیز میری اولاد کو جو اسوقت تو نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے اس امام برحق کا مرید کریو۔ میری یہ دلی آرزو ہے اور مین امید کرتا ہون کہ جس طرح تو نے آپ ہی میری دستگیری کرکے اسکی صداقتون کو نقش کر دیا ہے ان کو بہی اس سیدہے راستے کا پتہ دیدیگا۔ اگرچہ وہ اسوقت بلوغت کو نہین پہنچے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

امامنا المسیح

معروضہ خاکسار احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات

ایکہ شدی احمد عرشی بلند — صورت ثنائے تو ملائک سند
خواست خداوند خدا دین — از پئے این کار نمودت پسند
لیک پئے حق بنہ بہت کمر — ایست بساندی ہیطا لگبند
بر سر ہر کفر چو مردانہ مرد — حملہ نمائی و کنی قلعہ بند
حربۂ تو کہنہ اعجاز تست — بشکند اندر دہن دجل دند
نیز دعاہائے سحر خیز تو — فوج سماوی ست بنصرت پسند

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

روئے تو مرأت احد لا اشتباہ — شمسۂ احمد شدہ ہمچو ماہ ۱
میم تو آئینہ توحید حق — از تو دو چہل چو بہم دست داد ۲
ہست چہل بہر رسالت نشان — بود تو بینہ برسالت شاہ ۳
بود الیٰ تو الف اولا — احمد یار است تو ایست پناہ ۴
این تو دو چہل چو نہ شرع کنی — آمدہ برسال خلافت گواہ ۵
این الف تست بچہ تیر احد — لائے جوالا شد از دنا آل

دبدبۂ مہدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

بود مسیحائے موسیٰ جمال — آمدہ از بہر یہودان کمال
لیک مسیحائے محمد کہ ہست — دافع اسلام ہمہ از زوال
وعدۂ نورست کہ کردہ ظہور — بدر کمالے بسمائے جلال
ختم رسل احمد مرسل بو زاد — آمدہ بر قیصر و قصر شرع بال
ایست کمال و کہ مسیحائی او — زد دم شاہی بہ فخر الجبال

دبدبۂ عیسویش شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

بود نشانہ کہ بہ ابشہ نغفت — وحی خدا بود کلام نہفت
درجہ براہین مجلی الجمیل — ہمارہ و آمدی نیز بشگفت
ہم عفت الدیار محل و مقام — در معانیش بالہام سفت
باز بانذار بلاغ و نمار — راجفہ را رادفہ کردست لعفت
وحی مسیح است بقرآن صحیح — ہان مدہ ایمان بانکار مفت
مہدی و عیسیٰ است نشانش ہمین — عاقل و دانا نکند خواب غفلت

دبدبۂ احمدیش شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

کشتی نوح است بوقت عذاب — پیرزنی کامد آنجناب
بین کہ طوفان زلازل ہیاست — احمدیان جملہ نجات از عقاب
رحمت از حق است عذاب قلیل — کردہ بہ نشر بہر بشیر انقلاب
لیک قلیل است اندر بیشتر — زلزلہ دل برہ مستطاب
گر تو ہمین خواہی امان زینہا — دار امان ہست بر آئیم ناب
بیعت مہدی و مسیحائے حق — کردہ بخوان از سر صدق این خطاب

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

نکاح کی ضرورت

۱۔ شیخ غلام احمد صاحب ایک معزز کہتری خاندان سے ہین عرصہ سے نومسلم ہین۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مین رہنا ضروری سمجھتے ہین اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہین۔ اور اس حلال طیب روزی سے آسایش کے ساتھ بسر اوقات کرتے ہین جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بہائی ہین مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامۃ سے دریافت ہو سکتے ہین۔ وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہین کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو اور احمدی ہو قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب۔ کسی خاندان اور قوم کی ہو۔

۲۔ میان رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ضلع جالندہر میوہ سبزی فروشی کرتے ہین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہین۔ تبلیغ سلسلہ کا خاص جوش اور مذاق ہے اور ایک معزز اور شریف آدمی ہے ہے لاہور یہ آرائین ایک مشہور اور معزز قوم ہے جو لاہور اور امرتسر جیسے شہرون مین کثرت سے آباد ہے۔ آمدنی معقول رکہتے ہین اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور اہل عمل ہین اپنی قوم مین انکو کئی رشتے مل سکتے ہین لیکن وہ احمدیون ہی مین کرنا چاہتے ہین۔ عمر ۳۳ یا ۳۴ سال سے زیادہ نہین۔

۳۔ ڈاکٹر ممتاز علی صاحب بہی راجپوت قوم سے ہین معزز عہدہ پر سیا لمیر ملازم ہین پہلی بیوی کے مسلول ہونیکی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین اپنی قوم اور خاندان مین انہین بہی کئی رشتے مل سکتے ہین۔ مگر وہ بہی احمدیون ہی کو ترجیح دیتے ہین انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط و کتابت کرنا ہو تو خود صاحبان مذکور سے یا ایڈیٹر الحکم سے کی جاوے۔

مین امید کرتا ہون کہ چودہری غلام احمد صاحب رئیس کانجہ گڑہ اور سید حامد شاہ صاحب اور چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مین اور میان نبی بخش نمبردار بلوند طلی آرائیان خاص طور پر ان معاملات مین سعی کرینگے۔ اللہ تعالےٰ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ ر (۴) غیر مذاہب الونسی سے ۱۲ ر (۵) اپنی جماعت غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عما ۱۲

فہرست مضامین

درخواست نماز جنازہ

مکرمی چودہری مولا بخش صاحب احمدی سیالکوٹ سے مندرجہ ذیل دردناک خبر بہیجکر نماز جنازہ غایب کی درخواست کرتے ہین ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑہ دین۔

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مین آپکو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہون - کہ موضع چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا عملی نمونہ غریب احمدی بہائیون کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل - شکل وشباہت مین شاہزادہ دل کا حلیم چودہری غلام حسین خلف الرشید چودہری امین بخش ذیلدار متوفی مورخہ ۱۰ - جون بوقت ۱۱ بجے رات بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کرگیا ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اسکی نماز جنازہ پڑہ

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم
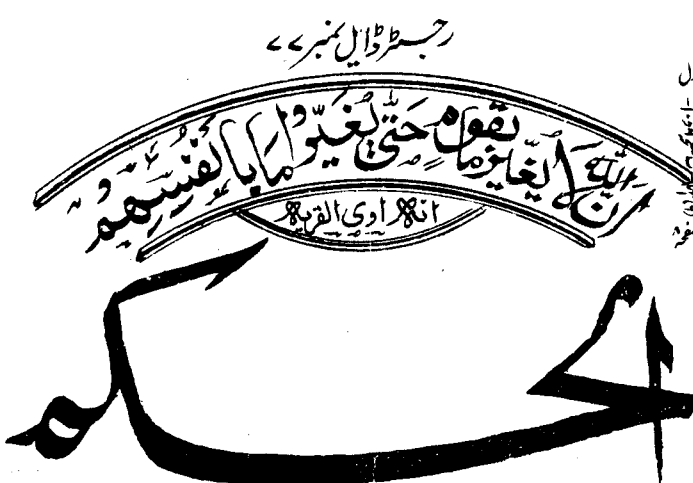
پیام شوق بجناب رسالتمآب حضرت خاتم انبیاء سیّد الاصفیاء فداہ ابی وامی صلعم

از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جاکر کے کہنا اس حبیب پاک سے
دہو رہا ہون شیشۂ دل دیدۂ نمناک سے

کوئی بہی تجہسا نظر آتا نہین صاحب جمال
چشم پرنم سرمہ سا ہے تیرے در کی خاک سے

دعویٰ ہمتائی جاناں ہو بہلا کسکی مجال
کس کو تاب ہمسری ہے سیّد لولاک سے

صدمۂ فرقت سے ہون مضطر پریشان غم سے
جان بلب آلودہ دامان ہون خس و خاشاک سے

پنجہ زن ہون تیرے دامان محبت سے حبیب
ہون پنہین ..... مہدیٔ دوران کی ہر سفاک سے

اب مدینہ مین بلا لو ہند سے مجہکو شتاب
تنگ جان آئی ہے میری امّت بیباک سے

ظالمون کے ہاتہہ سے آقا مرے لاچار ہون
رحم کر مجہپر چہوڑا اس درد وحشت ناک سے

مین بیان کس سے کرون کیفیت سوز و گداز
کون ہے واقف مری اس حالت غمناک سے

ہے مری حالت سے واقف خالق کون ومکان
تو شفیع عاصیان ہے اوس جناب پاک سے

ہے مجھے شاہا ترے روئے منور کی قسم
تیری ہی الفت امان ہے گردش افلاک سے

تونے دکھلایا بروزی طور سے اپنا جمال
قادیان ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے

جسنے پہچانا تجہے وہ بچگیا آفات سے
ورنہ ممکن ہی نہین بچنا اُسے اہلاک سے

ہے حیات جاودان مربوط تیرے نام سے
کنہ بالاتر ہے تیری فہم اور ادراک سے

مرغ دل ممکن نہین صید حوادث ہو کبہی
دست قدرت نے اسے باندہا ترے فتراک سے

چاک ہے فرقت سے دل چاک گریبان کیطرح
مرہم رحمت تری ہے چارہ گر اس چاک سے

ہین مبارک وہ - ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
ہے غلامی بہتر اونکو دولت و املاک سے

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للّٰہ نہایت اچہی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بہی رو بصحت ہے - بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے اچہے ہین ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء کو حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز ہوگئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہوگیا بعد ظہر مجہے عیادت کیلئے جانیکا موقع ملا + فرمایا

مین موت سے ہرگز نہین گہبراتا - ایک لطیف مضمون شروع کیا تہا - جب ضعف زیادہ ہوا تو مجہے خیال آیا کہ یہ مضمون ناتمام رہا + مین کل پڑہ رہا تہا کہ یکدم ضعف کا غلبہ ہوگیا اور غش آگئی - ورنہ وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تہا کہ مین بہت کچہہ اسپر بیان کرنا چاہتا تہا فرمایا مینے ایک وصیت اس تکلیف کی حالت کو دیکہہ کر لکہی ہے عربی مین ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شایع کردو - ترجمہ کردیا جاوے - فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری غذا ہے مینے اسے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہون نے ۸۵ برس کی عمر تک قرآن شریف پڑہایا اور جو محب قرآن تہین پڑہا ہے میرے والد صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تہی وہ چاہتے تہے کہ اعلےٰ درجہ کا قاری رکہہ کر اس سے مجہے قرآن پڑہائین - اور یون تو مین انکی زندگی مین ہی قرآن شریف پڑہاتا اور حدیث کا درس دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تہے -"

یہہ چند باتین ہین جو حضرت حکیم الامۃ نے اسوقت کین ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی شکایت تکلیف اور کسی قسم کی گہبراہٹ یا اضطراب قطعًا ظاہر نہین کیا اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جو آپ کے قرآن کریم کے ساتہہ خاص محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے -

ایک اور بات مجہے دیکہنے کا موقع ملا - دوائی کہانیکے لئے پانی کی ضرورت تہی - ایک خادم نے صحن مین جاکر گہر مین کہاکہ مولویصاحب نے دوا کہانی ہے جلد پانی دو - فرمایا "جلد مت کہو" اللہ! اللہ کیسے اعلےٰ درجے کے اخلاق ہین یہ بہی فرمایا دوائی خدا نہین - مین اسلئے کہاتا ہون کہ سنت ہے بہرحال آپکو اسہال کیوجہ سے ضعف کی شکایت تہی - طبیعت الحمد للّٰہ رو بصحت ہے -

۲ - میرے مکرم مخدوم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے سید محمد شاہ صاحب ماچہی واڑہ سے - حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب - ماسٹر عبد الرزاق صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لودہانہ سے اور ہوشیار پور اور بعض دیگر مقامات سے اکثر احباب شرف زیارت کیلئے حاضر ہوئے -

۳ - موسمی حالت بدستور ہے - گرد وباد کے طوفان آرہے ہین ۱۳ - جون کی شب کو باغ مین موضع تیل کے چور پڑے جن مین سے ایک پکڑا گیا -

تازہ الہامات

۴ - جون ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر بیان کیا کہ دو تین دن ہوئے الہام ہوا تہا - مصر صحت

۱۳ - جون ۱۹۰۵ء - آج صبح کیوقت مینے رویا مین پانچ سطرین

بے شرع وجودیوں کی حقیقت

موضع تیماریو کے قریب - قصبہ گوگی مین وجودیون کی ایک ٹولی ہے - اتفاقاً قصبہ مذکور مین ہمارے ایک احمدی بہائی مسمی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیون کی سمع کی مجلس مین شریک ہوئے - ۱۲ بجے رات تک غزلیات پڑہی گئین - احمدی بہائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یون بیان کی کہ اوس مجلس مین دلکو ایک سرور اور مزا حاصل ہوا - اور کل اہل مجلس کو توحید کے سرور مین مست پایا اون کی توحید بہت اچہی معلوم ہوتی ہے مگر اونکو نماز روزہ سے محبت نہین ہے وہ کہتے ہین جبتک انسان کو حضور قلب حاصل نہ ہو نری ٹکرین مارنے اور بہوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے - چنانچہ اوس مجلس مین ایک غزل یہ بہی پڑہی گئی جسکے دو شعر اسوقت مجہے یاد ہین وہ یہ ہین ؎

اگر ہے شوق ملنے کا سمجہ کے رمز پاتا جا
جلادے خود نمائی کو بہسم کا رنگ لاتا جا

نہ جا مسجد نہ جا کعبہ نہ رکہہ روزہ نہ مر بہوکا
وضو کے توڑ کوزہ کو شراب شوق پیتا جا

اور اپنی تائید مین لا صلوۃ الا بحضور قلب سناتے ہین اور اکثر مضامین کتاب کیمیائے سعادت [illegible] دیتے ہین وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے اون کے جواب مین کہا کہ وہ لوگ توحید کو جانتے ہین مگر خداوند کریم کی اون کے دل مین قدر نہین ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اون کو کامل محبت حاصل نہین شرع شریف کے احکام کو ایک کہیل سمجہتے ہین تقوے اونمین نام کو نہین ہوتا - غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہین بلکہ بعض مسکرات بہی جایز رکہتے ہین تو احمدی بہائی نے کہا کہ وہ کہتے ہین غیر اللہ ہے کہان - جبتک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اوٹھائے ہزار نماز پڑہے تو کیا ہوا - اسکو خدا کا دیدار حاصل نہین ہوتا وہ یہان بہی اندہا ہے اور وہان بہی اندہا رہےگا ایک ساعت کی فکر ہزار برس کی عبادت سے بڑہکر ہے - ہم لوگ دل کے ساتہہ باطنی نماز پڑہتے ہین - ؎

ظاہر کی خوب نہین فرزانگی
خوب ہے اوس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کوئی ایک آیت بہی پڑہکر سنائی اور مجہے بہی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی مین سچ کہتا ہون انکی مجلس مین میرے دل کو ایک مزا آیا اسلئے انکا طریقہ بہی مجہے ٹہیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے لئے کامل مرشد کی تلاش چاہئے - کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کہولے اور اکثر دعائین اوسکی قبول ہون - مکالمات کا دروازہ کہلنے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی پیشگوئیان پوری ہون کیونکہ علم غیب سوائے خداوند تعالے کے اور کوئی نہین جانتا ہان وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کبہی بے مانگے اپنے فضل و کرم سے کچہہ بتادیتا ہے وہ باتین اون کی پوری ہوتی ہین یون تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آیتین فونوگراف مین بہرنے سے بہی دلکو ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجا فونوگراف صوفی بن جائیگا - اب یہہ علامتین کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سوائے اسوقت روئے زمین پر کسی مین پائی نہین جاتی اگر ہے تو کسی کو پیش کرکے میدان مین لائین اون کو بڑہکر اب کوئی کامل مرشد و اللہ کا ولی نہین ہے اوس احمدی بہائی نے اس میری تقریر کو سنکر کہا کہ مینے اون سے یہ باتین کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی یہہ خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ کی وہ جو کچہہ باتین کہتے ہین دس مین سے آٹہہ ضرور پوری ہوتی ہین کیا یہ بات تمکو بہی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اون کی کرامت ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد تیسری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوندا اون لوگون کا حشر کیا ہوگا اون کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کہولدے - رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف مین یہہ دکہایا گیا کہ ایک جماعت ہنود کی صورت و لباس مین کوئی قوم کا بیڈر ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوبی ہے وہ تمام کہانا کہانے کے لئے ایک مجلس مین بیٹھے ہین عمدہ بریانی گوشت و مصالحہ وغیرہ ڈالے ہوئے اون کے سامنے برتنون مین رکہے گئے ہین، وہ اون برتنون مین سے ٹٹول ٹٹول کے نلیان نکالکر اندر کا گودا کہاتے ہین اور ہڈیون کو پہینکدیتے ہین اور اون مصالحہ دار کہانے کی بہی کچہہ قدر نہین کرتے - اتنے مین بیدار ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالباً اونکا طریق بہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے یہہ اصل اور نازک چیز کو یعنی مغز کو کہاتے ہین اور اونہون نے جو عمدہ کہانے کی قدر نہین کی وہ شرع شریف کی قدر نہ کرنے کی تعبیر لیگئی مین نے یہہ کشف ایک دوسرے احمدی بہائی مسمے محمد برمست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا انکو بہی کچہہ تصوف کا خیال تہا اونہون نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون مین بہی کچہہ خوبی ہے وہ اصل مغز کو لئے ہوئے ہین اسلئے وہ اپنی تائید مین یہ شعر بہی سنایا کرتے ہین ؎

ما ز قرآن مغز را برداشتیم
استخوان پیش سگان انداختیم

مگر وہ شرع شریف کے پابند نہین ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پوست سمجہتے ہین مغز ملنے کے بعد پوست کی حاجت کیا ہے اتنی باتین ہونیکے بعد خاکسار مسجد مین ممبر کو تکیہ دیکے بیٹہا ہوا تہا وہ صاحب اخبار البدر دیکہہ رہے تہے خاکسار کو ہم اسی وقت ایسے وجودیون کی نسبت تہوڑی سی غنودگی کی حالت مین یہہ الہام ہوا کہ (رانڈ بازی کرتے ہین) ابہی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بہی پورا نہین دیکہے ہوئے تہے اون سے کہدیا دیکہو ابہی اون وجودیون کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈ بازی کرتے ہین) یعنی اون کی توحید اور ہماری توحید مین یہی فرق کہ ہمارا تعلق خداوند کریم سے جایز طور پر ہے اور اون کا تعلق ناجایز طور پر یعنی جیسے عورت و مرد کے جوڑے کا آپس مین تعلق ہوتا ہے ویسی ہی خداوند کریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہین - عقد خوانی کی مجلس قایم کرکے طرفین سے ایجاب و قبول کرواتے ہین مہر کی تعداد و گواہ بہی مقرر کرکے عورت سے مزا حاصل کرتے ہین مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہین کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہرا کہنے اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بہی دل کے ساتہہ اوس سے راضی ہو گئے یہہ ایجاب و قبول ہے - اور آزو بازو والے پڑوسیون کو معلوم بہی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتہہ تعلق رکہتے ہین گویا یہ بجائے گواہ کے ہین ہم جو اوسکو خرچی دیتے ہین وہ بجائے مہر کے ہے پہر اب دوسری باتون کی جو ظاہرا نکاح کے وقت کئے جاتے ہین وہ سب لوگون کو دکہانے کے ہین اوسکی ضرورت ہی کیا ہے نکاح مین تین فرض جو تہے وہ تو ہم سے ادا ہوئے زبانی نہین بلکہ دل سے راضی و رضامندی کیسا تہہ بہلا اون کے اس کہنے سے یہ دونون تعلقات پیدا کرنیوالے یعنی رانڈ بازی و نکاح کرنے والے برابر ہوسکتے ہین ؟ ہرگز نہین ہوسکتے اس خاکسار کے الہام مین کئی ایک نکات ہین وہ یہ ہین کہ جو لوگ ظاہرا بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتہہ تعلق پیدا کرتے ہین وہ آتشک و سوزاک وغیرہ مہلک بیماریون سے محفوظ رہتے ہین جو لوگ بخلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہین وہ ان بیماریون مین مبتلا ہوتے ہین ایسا ہی اونکو بہی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن بہگتنی پڑےگی نیز جو تعلق عورت و مرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تہوڑے دنون کے لئے - ایسا ہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہین اون کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہر ایک حرکت و سکون کیوقت ہمیشہ و ہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے یہہ دیکہہ لیتے ہین کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق یہ ہے یا نہین - اور اوسمین تقوے کی کونسی راہ ہے ان بے شرع وجودیون کا تعلق خداوند کریم سے فقط راگ رنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی مین گذرتے ہین نیز اللہ اور بندہ کی دو محبتون کے ملاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جسکی وجہ سے الہام کا دروازہ کہلتا ہے وہ نور گویا بطور ابن کے ہے مگر ناجایز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اونکی اولاد سے محروم رہتے ہین اگر ایک آدہ بچی خوا بہی آجائے تو حمل ساقط کیطرح وہ بہی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اگر ایک آدہ اولاد بہی ہوجائے تو کیا وہ حقیقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ ہرگز نہین نیز عورت و مرد مین شرع شریف کی رو سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اون کے آپس کے برتاؤ مین ایک دوسرے کی عزت و بزرگی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجایز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ ٹہٹول ہنسی و بے عزتی کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ - پہر دو کشف والہام مذکورہ مین بہت سارے نکات اور بہی ہاتہہ آئینگے - یہ تمام تقریر اس خاکسار کی سنکر بعض احمدی بہائیون کے دلون مین جو کچہہ اوہام باطلہ ان وجودیون کی نسبت تہے اون سبہون نے اوس سے توبہ کرلی یہہ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کا فضل و کرم اور مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی کا طفیل جو خداوند کریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتادیا - الحمد للہ علے ذالک -

خاکسار عبد اللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر
تیماپور ضلع لنگسگور

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب و خواجہ ظفر حسین صاحب متعلمان ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۲۱ جون ۱۹۰۵ء کو شروع ہے - لہذا جملہ ناظرین اخبار الحکم و قوم احمدی کی خدمت مین مودبانہ گذارش ہے - کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال مین دعا فرمائی جاوے -

والسلام
عریضہ نیاز خاکسار حسن علی
متعلم ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس احاطہ چاہ میل متصل میڈیکل کالج لاہور
۵ - جون ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی انکے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لیں اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورۂ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائینگے نہ یہ کہ نرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کیطرف سورۂ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اوسکو ملے گا پھر اوسمیں عیسےٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسےٰ نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کیطرف منتقل ہو جائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ انّی لک ھذا یعنے اے مریم تو نے نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ ھزّ الیک بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا - اور پھر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونکدی - خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا - پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسےٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اسکے پیدا ہونیکے بارہ میں یہ الہام ہوا - یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمہ -

اس جگہ میرا نام عیسےٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسےٰ پیدا ہو گیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا - پس اس لحاظ میں عیسےٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ - اور اسی واقعہ کو سورۂ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت میں اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسےٰ کی روح پھونک دی جائیگی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسےٰ بن مریم کہلائیگا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۂ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالےٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوےٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۂ تحریم میں تھی یعنے یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسےٰ بنایا جائیگا گویا اسمیں سے پیدا ہوگا - وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اسوقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کیلئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ مجھے کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجھ میں بھی عیسےٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسےٰ بن گیا - اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جبپر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اوسے براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سوچونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اسلئے گو اوس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ

براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں مینے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر جب اوسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے - مجھے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا - اور خدا نے براہین احمدیہ کیوقت میں اس سرّ خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اوس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسواسطے مینے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفین کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوے نہیں جبتک کہ خود خدا تعالےٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اوسوقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب مینے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوے ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے - اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں - اور مجھے یاد نہیں کہ مینے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شایع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو مینے سنایا تھا اور میرے یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اوس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءہا المخاض الیٰ جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا یعنے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کھجور کیطرف لے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتداء میں مولویوں کیطرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا

اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلے سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اوسوقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھکر میرے دلپر گذرا اسکا اسجگہ خدا تعالےٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اسکے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئًا فریا - ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا اور پھر اسکے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے - الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا - قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳ - ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے - مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دینگے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تھی اور ایسے ہی ہونا تھا یہ عیسی بن مریم ہے جسمیں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے - یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں - ان آیتوں میں جس عیسےٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدایش کا انسان قرار دیا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائینگے اور یہی عیسےٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسےٰ سے میں ہی مراد ہوں - میری نسبت [illegible] کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بنا دینگے [illegible] کہا گیا کہ یہ وہی عیسےٰ بن مریم [illegible] والا تھا جس میں لوگ شک کرتے [illegible] یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور [illegible] محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں -

نوٹ + اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے اون کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا ایسے ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا -

یہ بہی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مضمون میں سے یہ دعا ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور جسطرح انجیل کی دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تہیں یہ مقابلہ بہی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچہہ ملگیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بہی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کہڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجہہ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہان تک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بہی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیساکہ عیسے ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بہی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا جیساکہ عیسے ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹہا اور اندہے مخالفون نے مریم کو کہا لقد جئت شیئًا فریًا اسیطرح اسجگہ بہی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیساکہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا ولنجعله آیة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا یہی جواب خدا تعالےٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تہا مخالفون کو دیا اور کہا تم اپنے فریبون سے اوسکو نابود نہیں کرسکتے میں اسکو لوگون کے لئے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تہا۔ اور پہر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسے پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتا طیار کیا دوسرے فاضلون نے اوسپر فتویٰ دیا۔ یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم و فاضل جو اکثر اہل حدیث تہے۔ انہون نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہرین لگادین یہی معاملہ مجہہ سے ہوا اور پہر جیساکہ اس تکفیر کے بعد حضرت عیسے کی نسبت یہ بہی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیان دی گئیں تہمت ہوا اور بارگوئی ہون کتابین لکہی گئی تہین یہی صورت اسجگہ پیش آئی گویا اٹہارہ سو برس کے بعد وہی عیسے پہر پیدا ہوگیا اور وہی یہودی پہر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تہے غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجہا دیا تہا مگر ان لوگون نے صبر نہ کیا جبتک یہودیوں کیطرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتہہ سے لگادی کہ مجہے عین چودہوین صدی کے سر پر جیساکہ مسیح ابن مریم چودہوین صدی کے سر پر آیا تہا مسیح الاسلام کرکے بہیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکہلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے . . . . اور خدا کی دی مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کرسکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے گا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑا ٹکڑا کردے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتہہ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفون نے طیار کرکے اوس کے مقابل پر رکہدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیوں نے کئے تہے یہانتک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بہی بنایا گیا جس کی میری خدا نے مجہے پہلے خبر دے دی تہی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسے ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تہا کیونکہ حضرت عیسے پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تہی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تہی بلکہ کچہہ بہی نہ تہی مگر میرے پر جو مقدمہ کہڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوےٰ تہا اور جیساکہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جاکر گواہی دی تہی ضرور تہا کہ اس مقدمہ میں بہی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیساکہ سردار کاہن مسیح کو صلیب والون کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بہی موجود ہوے صرف فرق اسقدر تہا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تہی . . . بلکہ یہودیوں کے معزز . . . . . گورنمنٹ روم میں کرسی ملی تہی اور بعض انمیں سے آنریری مجسٹریٹ بہی تہے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قاعدوں کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجہے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ با اخلاق ثابت ہوا۔ کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشون کی اوس نے کچہہ بہی پرواہ نکی اور قومی اور مذہبی خیال نے بہی اس میں کچہہ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکہلایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور احکام کے لئے نمونہ سمجہا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹہے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کرسکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں۔ کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچہے طور پر ادا نہیں کرسکا اور اوسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفون کا نشان بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے۔ جبتک کہ دنیا قایم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکہون کروڑون افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کیساتہہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کسقدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ اون میں سے ایک اوس کے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اوس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کرلیا اور اوسکو ان کتابون کے مقامات دکہائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجہے گئے تہے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تہی مگر اس کے چہرہ پر کچہہ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہونچگیا تہا اور چونکہ اوس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اوس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اسپر واقعی حقیقت کہولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اوسکو نظر آگئی اوس نے مجہے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کیطرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تہا مجہے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکہنے کے لئے میری نسبت اوس کی آنکہہ شوق رکہتی تہی آخر ذلت اوس نے نہ دیکہا تب مساوات کو غنیمت سمجہہ کر وہ بہی اوس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اوس پیلاطوس نے اوسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجہے اور تیرے باپ کو کبہی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ یہ فرق بہی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہون کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تہے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تہا بلکہ مریدون کی طرح تہا اور اوسکی بیوہ مسیح کی خاص مرید تہی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہان تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالے کردیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تہا۔ (باقی آیندہ)

نوٹ * حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تہے مگر جو حق پر سمجہے جاتے تہے وہ دو فرقے ہو گئے تہے۔

(۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تہے اوسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تہے۔

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تہا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجہتے تہے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پہیل گئے تہے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تہے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تہی اور اون کی یہ حجت تہی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں انپر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تہا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تہیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے اون میں کچہہ موضوعات کا حصہ بہی مل گیا تہا اور بباعث اسکے کہ اوسوقت یہودیوں کے تہتّر فرقے ہو گئے تہے اور ہر ایک فرقہ اپنی حدیثیں جدا جدا رکہتا تہا۔ اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چہوڑ دی تہی اکثر حدیثوں پر عمل تہا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تہی اگر حدیث کے مخالف آتی تو اوسکو مانا ورنہ اوسکو رد کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے اور اون کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تہے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت اور یہودیوں کے فرقوں میں پہلے خبر دی گئی تہی

شریعت اسلام و قوانین وضعیہ

جن لوگون کو ذرا بھی تاریخ عالم اور واقعات دنیا پر نظر ہے وہ جانتے ہین کہ اقبال و ادبار اور ترقی و تنزل در حقیقت ڈہلتی پہرتی چہاؤن ہے جسکو سکون و قرار کبھی ہوگا ۔ وہی قومین جو آج بڑی ٹہوکرین کھا رہی ہین اور نحوست و ادبار کی گہٹائین قضائے مبرم بنکر انکے سر پر منڈلاتی پہرتی ہین کل ہر اوج و اقبال نہین اور سعادت ہر وقت انکا غاشیہ اٹہائے ہوئے نظر آتی تہی اور جو کل بالکل بے نام و نشان تہے اور کسی شمار و قطار مین نہ آتے تہے ذلت و خواری میں پڑے دن کاٹ رہے تہے وہی آج نامی و نام آور بنکر کوس "انا ولا غیری" بجا رہے ہین ۔ اور اپنے مقابلہ مین کسیکو کچہہ نہین سمجھتے ۔ اب زمانہ بہی جو کبہی اُن سے برسر پرخاش تہا اونہی کا حامی و ناصر بن رہا ہے اور اقبال بہی اونہی سے قول ہار چکا ہے ۔ دنیا مین اب اگر کوئی بات بہی ہے تو انہی کی بات ۔ باقی سب خرافات ۔ اور عقل ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل ۔ اور نقل بہی نقل بے عقل ۔ اب سے پہلے جب مسلمانون کا دور دورہ تہا اور انکی اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تہا تو دنیا مین مشرق سے مغرب تک انہین کے عقل و تمدن کی روشنی تہی ۔ اور اون کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مانی جاتی تہی اون کی بے راہ روی بہی اورون کے لئے رہنمائی کا حکم رکہتی تہی اور اب وہی مسلمان ہین کہ انکی اچھائی بہی برائی ہے اور اونکی نیکی بہی بدی انکی جو بات ہے قابل گرفت ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے ۔ حتی کہ وہی خوبیان جنکا زمانہ گرویدہ رہ چکا ہے ۔ اب عام نگاہون سے گر کر ہیچ پوچ ہوگئی ہین اور جنکو مسلمانون کی شاگردی پر ناز تہا وہ ہم پر قہقہے لگاتے نظر آتے ہین اور وہی قومین جو کبہی سلسلہ جہالت مین جکڑی ہوئی تہین اور ذلت و خواری کا بوجہ اونکی گردنین توڑے ڈالتا تہا ۔ اپنا قدیم چولا بدلکر عزت و اقبال کا لباس پہنے ہوئے اتراتی پہرتی ہین اب انہی کے علم و تمدن کا دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت اور حرفت کی گرم بازاری چار دانگ عالم مین انہی کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے ۔ علم و عمل پر انکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ دنیا بہر کی خوبیان اب انہی کی ذات مین جمع ہوگئی ہین اور کوئی انکی نگاہون مین نہین جچتا ۔ انکے نزدیک دنیا سبکی سب جاہل اور غیر متمدن ہے ان کے سوا تمدن و ترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجہا ہی نہین مسلمانون کی نسبت ان قومون کا دعویٰ ہے کہ مسلمان اوس تاریک زمانہ مین ترقی کر چکے ۔ اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ مین ان کا پہنچنا محال ہے ۔ کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان مین قدم بڑہانے سے روکتا ہے اور وہ اُس قانون کی پابندی سے دست کش ہوتے نہین ۔ اس لئے ترقی سے بہی ہمیشہ محروم رہین گے ۔ کیونکہ ترقی کا دار و مدار تو آ ٹہرا ہے ۔ جدید تمدن پر اور آئین اسلام اوس سے بالکل متغیر ہین ۔ مجبورًا ایسی رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہ کر دنیاوی ترقی نہین کر سکتے ۔

یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب قومین اگر مسلمانون کی نسبت ایسی رائے لگائین تو ایک حد تک مجبور ہین تعصب اور غیریت آدمی کو پورا غور و خوض نہین کرنے دیتے ۔ اسکے علاوہ اقبال مندی نے ان کے دماغ اور بہی عرش معلٰے پر پہونچا رکہے ہین ۔ لیکن بڑا تعجب تو یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پہیکا سا رنگ بہی جن مسلمانون کو چہو گیا ہے وہ بھی یورپ کے ہم آہنگ ہوکر یہی پکار نے سنائے دیتے ہین کہ اس زمانہ مین انسان تمدن اور ترقی کے اوس بلند تر درجہ پر پہونچ گیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہین بالا تر ہے اسلئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہین تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی ہی کر سکتے ہین ان نوجوانون کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت مین یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول و مبادی موجود نہین ۔ نہین یہ سب مخترعات جدید اور علماء یورپ کے فطرت سے اُتاری ہوئی باتین ہین ۔ جن تک علماء اسلام کی نظر بہی نہین پہونچی ہے ۔ لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا بہی واقفیت ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سر و پا باتین مذہبی و علمی بیخبری کا نتیجہ ہین ۔ ورنہ تمدنی و اجتماعی ضروریات کا وہ کونسا مرحلہ ہے جو ہمارے اسلاف طے نہین کر چکے ۔ تمدن کی ہر شاخ کے اصول مبادی انہون نے تحقیق کئے اور انہی پر کاربند ہوکر اپنی ترقی سے دنیا کو حیرت مین ڈالدیا تہا ۔ باوجودیکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر گئے ۔ مگر اب بہی زمانہ کا قدم اس حد سے کچہہ آگے نہین نکل سکا ہے ۔ ہان یہ ضرور ہے ۔ کہ وہ باتین جو تمدن و ترقی کا ذریعہ تہین ۔ ہم اپنی نالائقی سے کہو کر پیچہے ہٹ آئے ہین ۔ اور یورپ انہی پر کاربند ہوکر اس معراج کمال کو پہونچ گیا ہے ۔ یہ خود ہماری کوتہ نظری ہے کہ ہم قانون اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا قصور اسکے سر تہوپتے ہین ۔ اگر ہم قانون اسلام پر متجسسانہ نظر ڈالین اور گڑے ہوئے خزانو کو اپنی بوسیدہ کتابون سے نکالکر دیکھنے کی تکلیف گوارا کرین تو ہمکو ابہی یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام مین ترقی و تمدن کے مبادی و اصول سب کچہہ باکمل وجوہ موجود ہین مگر اتنی تکلیف کون اٹہائے ؟ اور کون اتنی زحمت اپنے سر لے ؟ اس زمانہ مین ہماری بے خبری اور کوتہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہماری معلومات کا مبنی صرف متاخرین کی تالیف و تصنیف ٹہر گئی ہے ۔ اور انکا طرز بیان اسقدر ژولیدہ پُر از تعقید اور لفظی بحثون سے مملو ہے کہ پڑہنے والے کی طبیعت اُنہین دیکھتے دیکھتے اکتا جاتی ہے اور مطلب کی بات بہت ہی کم نکلتی ہے اور کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے ۔ اور اس زمانہ کی عام طبیعتون کا میلان اس طرف ہے کہ جو بیان ہو صاف و صریح ہو ۔ مطالب مربوط و پیوستہ ہون ۔ عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن مین اتر آئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی باریکیون کو سمجہنا چاہتے ہین مگر متاخرین کی بنائی ہوئی بہول بہلیان کے چکر مین آجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتے توہمات مین پڑ جاتے ہین اگرچہ مسلمان زمانہ تنزل کی ابتداء سے ہی اس بلا مین گرفتار ہو چکے تہے لیکن پہر بہی قانون اسلام کے برخلاف زبان کہولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تہی اب چونکہ طبیعتون مین آزادروی کا جوش بہت بڑہ گیا ہے اور بدون استقراء تمام رائے قایم کر لینا ایک معمولی سی بات ہوگئی ہے اسلئے کچہہ بے باک ہوکر اور کچہہ شرماتے ہوئے دبی زبان سے کہہ گذرتے ہین کہ قانون اسلام ناقص ہے ۔ تمدن کی جزئیات تو کیا کلیات بہی با لاستیعاب اسمین موجود نہین ۔ اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون کی توجہ سے ۱۳ سو برس آگے نکل گیا ہے اس لئے اس مین بہی کچہہ تغیر و تبدل ہونا چاہئے ۔ غرضیکہ قانون اسلام کے خلاف جو رائین قایم ہوتی ہین وہ اکثر لاعلمی کیوجہ قائم ہوتی ہین ۔ اگر طالبان حق متاخرین کی کتابون کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ تحقیق بنائین تو یقین ہے کہ اون کے دلون مین کبہی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے ۔ اور سمجہہ جائین کہ تمدن و ترقی کے تمام اصول و مبادی شرائع اسلام مین موجود ہین اور جنکے ذریعہ سے گذشتہ زمانہ مین مسلمان ترقی کر چکے ہین اب بہی اونہی کی پابندی سے عروج و اقبال اور کامل تمدن حاصل کر سکتے ہین ۔ مختصر یہ کہ جاننے والی کے لئے اسلامی قانون مین تمام اصول و مبادی کامل ترین تمدن کے موجود ہین ۔

اسوقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک چہوٹی سی کتاب الخراج جو ہارون رشید کے ایماء سے لکہی گئی تہی ہمارے پیش نظر ہے ۔ متقدمین کی ضخیم کتابون کے مقابلہ مین کتاب الخراج ایک چہوٹا سا رسالہ ہے لیکن اگر اسکے اہم مقاصد اور مفید مطالب پیش نظر رکہکر متاخرین کی ضخیم تر کتابون سے اسکا موازنہ کرین تو بلا تامل کہہ سکتے ہین کہ "ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر"۔ اس کتاب مین فقہی وغیر فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے بالکل منطبق یا جزوی و فروعی تفاوت کے ساتہہ متحد المبادی ہین بکثرت بہرے پڑے ہین ۔ اونمین سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون مین درج کرین گے ۔ تاکہ یورپ کے آئین و قوانین کے والہ و شیفتہ سمجہہ سکین کہ اسلاف اسلام کو جسقدر وہ قاصر النظر سمجہتے ہین وہ ہرگز ایسے نہ تہے بلکہ ضروریات تمدن مین سے اُنہون نے کوئی مہتم بالشان امر نہین چہوڑا ہے اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن کے ہرگز مخالف نہین ہین ۔ اور کوتہ نظرون کا یہ دعوے بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانون کو انکی دیرینہ شریعت اور بدیانہ فقہ موجودہ ترقی و تمدن سے روکتی ہے ۔

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان سمجہہ لین کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچہہ متحد اور بہت کچہہ متشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات مین ہے ۔ بلکہ اگر ہم یہ بہی دعوے کرین تو کچہہ بیجا نہ ہوگا کہ یورپ کو قانونًا تمدن کے اصول و مبادی مسلمانون اور انکی شریعت ہی سے ملے ہین اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ اسلامی فقہ مین جو باتین بالکل نہین ہین اور قانون جدید مین بمقتضائے زمانہ پیدا ہوگئی ہین اور دین و مذہب پر بہی انکا کچہہ اثر نہین پڑتا ہے مسلمان انکو نہ لین "خذ ما صفا دع ما کدر" پر وہ بے شک عمل کرین ۔ لیکن اپنے ہی گہر مین ایک چیز موجود ہو تو وہی غیرون سے قرض لے کر ناحق زیر بار احسان نہ بننا چاہئے ۔ دولتمند ہوکر اپنے آپ کو فقیر صورت بنانا اور فقیرون کی طرح ہاتہہ پہیلانا شیوۂ دانشمندی نہین ہے ۔ اگر سلاطین اسلام یہی اسی اصول پر کاربند ہوکر قومی و ملکی ترقی و تمدن کے آئین و قوانین مقتضائے وقت کو مدنظر رکہکر شریعت ہی سے نکالین یا بالضرورت استنباط کرین تو یقین ہے کہ مسلمانون کی حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہو جائے ۔ اور انکی پابندی سے انکو فلاح دارین حاصل ہو سکے ۔ اب ہم کتاب الخراج سے چند مسائل یہان نقل کرتے ہین ۔ جو انگریزی قانون سے اصلًا و فرعًا بالکل متحد ہین ۔

۱ ۔ یورپ کے قانون مین ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو ۔ اور پہر اسکے متعلق اسکی پیشی مین مقدمہ آئے ۔ تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی رویت کو استدلال گردانکر نہین کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بشہادت داخل پایۂ ثبوت تک نہ پہونچاوے ۔

کتاب الخراج مین امام صاحب رح لکہتے ہین کہ اگر حاکم بچشم خود دیکہے کہ ایک شخص نے چوری کی یا شراب پی یا مرتکب زنا ہوا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت مین اُسے کوئی حق حاصل نہین ہے کہ محض اپنے مشاہدہ کی بنا پر مرتکب جرم پر حد جرم جاری کرے ۔

۲ ۔ حال کے قانون مین جرم کا اقبال کرانے کے لئے

...ب و تعذیب سے منع کیا گیا ہے - اور حاکم اگر ایسا کرے تو وہ خود مستوجب پاداش ٹھیرایا گیا ہے - امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ اگر کسی شخص پر ارتکاب جرم کا گمان نہ ہو تو مار مارکر اوس سے اقرار نہ کرانا چاہئے اور نہ وعدہ وعید اور تہدید اور ترغیب کو ذریعہ اقرار بنانا چاہئے - اگر ایسا کرنے پر کوئی شخص مظنون جرم کا اقرار کر لے تو شرعًا وہ حد و تعزیر کا مستوجب نہوگا - کئی واقع بھی امام صاحب نے اسکی سند مین پیش کئے ہین - وہ لکھتے ہین کہ شام مین ایک شخص چوری کی علت مین قاضی کے سامنے پیش کیا گیا - دریافت کرنے پر اس نے چوری سے انکار کیا - مگر جب اسپر تشدد کیا گیا اور ایذا دیگئی تو اس نے ارتکاب جرم کا اقبال کر لیا - اس معاملہ مین عبداللہ ابن عمر سے فتوے لیا گیا کہ حد جاری کی جائے یا نہین ؟ آپ نے بوجہ متذکرہ بالا اجرائے حد سے منع فرمایا -

امام صاحب ایک جگہ لکھتے ہین کہ محض تہمت پر کسی کو قید نہ کرنا چاہئے - جبتک کہ متہم اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے اگر وہ فورًا ثابت کر دے تو خیر - ورنہ متہم علیہ کو ضمانت لیکر چھوڑ دینا چاہئے یہانتک کہ متہم تہمت کو ثابت کرے - اگر وہ ثابت نہ کر سکے تو متہم علیہ سے کچھ تعرض نہ کیا جاویگا -

امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم) مقدمات حد مین کمال درجہ احتیاط فرماتے تھے - یہانتک کہ جب چور پیش کیا جاتا تو چور سے کہتے کہ تم ارتکاب سے انکار کرنا چاہئے تاکہ تمہارا مدعی اپنے دعوے کا مکمل ثبوت دے تب حد جاری ہو - خود جناب ختمیت مآب (روحی فداہ) کے روبرو ایک چور کیا گیا اور لوگون نے کہا کہ اس نے شملہ چرایا ہے - آپ نے فرمایا کہ مین تو اسے چور نہین جانتا اور تمہارے کہنے سے بھی اسوقت تک تسلیم نہین کر سکتا - جبتک تم اسکا کافی ثبوت نہ دیدو - حضرت علی کرم اللہ وجہ تو یہانتک اسبارہ مین احتیاط فرماتے تھے کہ محض احتمال پر شاہدون کو دھمکا دیتے کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا اور اکثر ایسا ہوا کہ آپکے دھمکانے کے بعد گواہ چلدیتے اور شہادت کا نام تک نہ لیتے - اور معلوم ہو جاتا کہ سمجھا نے بجھانے جعلی گواہ تھے -

سوچنا چاہئے کہ اسلامی قانون مین کسقدر سلامت روی اور احتیاط کا حکم ہے - مگر آج مسلمان ان باتون کو بالکل بھول بسر گئے یہانتک کہ اسی حکم کو قانون یورپ مین دیکھکر اسکی جدت کا یقین رکھتے ہین -

مذکورہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین ضمانت اور متہم علیہ سے عدم تعرض دونون کے اصول موجود ہین - جدید قانون بھی یہی کہتا ہے کہ ایسے جرائم مین ضمانت کا لینا درست ہے - اور متہم علیہ کا اقبال قابل اعتبار نہین ہے - یہانتک کہ اگر مدعی علیہ اقبال کرنا چاہے تو جج کا فرض ہے کہ اسے اعتراف کے خطرہ سے آگاہ کر دے -

قانون تعزیرات مین ہے کہ اگر ایک شخص متعدد جرائم کا مرتکب ہو قبل اسکے کہ ایک جرم کی سزا محکمہ مجاز سے اسکے لئے تجویز نہ ہو تمام جرائم کی سزا اسکی بیس سال کی قید با مشقت سے زیادہ نہونی چاہئے - اور ایسی صورت پیش آنے پر کسی ایک جرم مین بھی ۲۰ سال قید با مشقت سے زیادہ سزا نہین دیجا سکتی - یہ دفعہ مصر مین حال ہی مین پہونچی ہے اور لوگ اسکو جدید خیال کرتے ہین - لیکن مسلمانون مین یہ پہلے سے موجود ہے - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کسیکے ماں باپ کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونون مسلمان ہون اور تہمت کیصورت پیش آجائے کہ پہلے ماں باپ مین سے کسی ایک کو متہم کیا اور ابھی اسکی سزا کا اجرا نہ ہوا تھا کہ دوسرے کو بھی متہم کر دیا تو حد ایک ہی جاری ہوگی - ... دونون گویا عدم تعدد عقوبات کا مبداء دونون جگہہ موجود ہے -

۳- تمام جدید قانون مین مانا گیا ہے کہ جرم کے شروع کرنیکی سزا بہ نسبت اسکے کم ہونی چاہئے کہ جرم کو مجرم پورے طور پر کر چکے یعنی اقدام و ارتکاب مین تمیز رکھی گئی ہے - اور شرح کے طور پر لکھا گیا ہے کہ چوری اسوقت تک پوری نہین ہوتی جبتک کہ چور مال مسروقہ کو مکان یا اسکی اصلی جگہ سے الگ نہ کر دے کتاب الخراج مین بھی بعینہ یہی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کوئی نقب لگائے اور مکان سے مال باہر نکالنے سے پہلے پہلے گرفتار کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کاٹنے نہ چاہئین بلکہ اسے اور جسمانی سزا دیجائے یا قید کیا جائے - قاضی شعبی کا بھی فتوے ہے -

شریعت مین شخصی حریت کی بھی کافی حفاظت ہے - چنانچہ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ اگر آزاد کو کوئی بیچے تو بیع باطل ہوگی - اور بائع قابل تعزیر ہوگا -

۴- مصر مین گم شدہ اشیاء اور حیوانات کے متعلق اب قانون جاری ہوا ہے - باین مضمون کہ اگر کوئی گمشدہ چیز پائی جائے اور پانیوالا مالک کو نہ پہونچا سکے تو حوالہ پولیس کر دے - مالک ایک برس تک وہ چیز لے سکتا ہے اور جانور ہو تو دس دن تک - اگر اس اثناء مین مالک طلبگار نہ ہوا تو اسے نیلام کر دیا جائیگا - اور اگر کوئی چیز ایک سال تک رکھی رہنے سے بگڑ جانے والی ہے تو حاکم مجاز کی رائے سے جلد نیلام کر دیجائیگی - اور اسکی قیمت بعد ادائے مصارف ضروریہ تین سال تک مالک لے سکتا ہے - بعد انقضائے مدت مقررہ قیمت مذکور بعد وضع مصارف خزانہ مین داخل کر دی جائے گی -

قاضی صاحب نے بھی کتاب الخراج مین یہی مسئلہ بڑی تدقیق کے ساتھ لکھا ہے - فرق اتنا ہے کہ قانون جدید مین یہ دفعہ گم شدہ اشیاء اور حیوانات سے مخصوص ہے اور امام صاحب نے فراری غلام اور کنیز سے متعلق کر کے لکھا ہے - اور ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت مین جو احکام فراری غلام و کنیز پر جاری ہونگے وہی گم شدہ اشیاء و حیوانات پر بھی بوجہ مماثلت ہو سکتے ہین - امام صاحب لکھتے ہین :-

امام کو چاہئے کسی ثقہ متدین شخص کے یہ کام سپرد کرے کہ وہ ایسے غلامون اور کنیزون کے نام ایک رجسٹر مین بقید سکونت - قومیت - حلیہ تاریخ فرار و گرفتاری وغیرہ لکھکر قید کر دے - اگر ... مہینے تک کوئی اسکا مالک و متلاشی نہ آئے تو قید سے نکالکر بطریق بیع مزید (نیلام) فروخت کر دے - اور اسکی قیمت مع ایک یادداشت کے کہ فلان فراری غلام یا کنیز کی قیمت ہے بیت المال مین بھیجدے - اگر چھہ مہینے کے اندر اندر ہی مالک آجائے تو رجسٹر مین جسقدر خانے ہین انکے مطابق اس سے سوال کرے اور اسکے جوابونکو اپنی تحریر سے مطابق کرتا جائے - اگر اسکا بیان من وعن وہی ہو تو غلام یا کنیز اسکے حوالے کر دے - اور اگر غلام کے فروخت ہونیکے بعد مالک آئے اور اسکا بیان بھی رجسٹر کی تحریر سے منطبق ہو جائے تو اسکی قیمت اسکے حوالہ کر دے ذمہ دار کو یہ بھی ضروری ہے کہ بر وقت فروخت غلام یا کنیز کی قیمت بھی اپنے رجسٹر مین درج کر لے تاکہ حوالگی قیمت کے وقت زحمت و دقت نہ ہو - اور اگر فروخت کے بعد بھی ایک مدت تک مالک نہ آئے اور طلبگار نہ ہو تو قیمت کا مال بیت المال کا جزو ہو جائیگا - اور امام وقت حسب مقتضائے مسلمانون کے صلاح و فلاح کے کامون مین اسے صرف کرنیکا مجاز ہوگا -

۵- اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جب سے انجمن حامی حیوانات قائم ہوئی ہے اسیوقت سے حیوانات پر رحم کرنا اور بیرحمی کرنیوالون کو سزا دینا داخل قانون ہوا ہے ورنہ پہلے اس بات کا نام و نشان بھی نہ تھا لیکن درحقیقت ابھی اس انجمن کا سامان گمان بھی نہ تھا کہ اسلام مین یہ رحم و شفقت کا قانون جاری ہو چکا تھا - چنانچہ اسی رسالہ مین امام ابو یوسفؒ ہارون رشید کو لکھتے ہین کہ آپکو عمر بن عبدالعزیز کی پیروی کرنی چاہئے - جس نے اپنے زمانہ خلافت مین حکم دیا تھا کہ آرمین لوہے کی کیل نہ لگائی جائے اور نہ گھوڑون کو بھاری لگام چڑھائی جائے - کیونکہ ان سے بے زبان حیوانون کو تکلیف و ایذا پہونچتی ہے -

اسوقت ہم انہی مثالون پر اکتفا کرتے ہین مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے -

اگر جنایات سے قطع نظر کر کے کلکٹری یا پولیٹیکل اکانومی کیطرف توجہ کرتے ہین تو بعد از تحقیق ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین اسکے بھی اکثر مبادی کو شرح و بسط کے ساتھہ بیان کر چکے ہین - مثال کے طور پر ہم چند باتین یہان درج کرتے ہین -

۱- پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہین کہ سلطنت کو معاملات تجارت اور عام امور اجتماعیہ مین خود کچھہ دخل نہ دینا چاہئے بلکہ مقتضائے طبیعت کے موافق ان کامون کو چلنے دینا چاہئے - امام ابو یوسفؒ اس معاملہ مین بھی ان لوگون سے ہزار برس پہلے گویا گوئے سبقت لے جا چکے ہین - انکا بھی بعینہ یہی مسلک ہے - اور اپنے مسلک کے ثبوت مین سفیان بن عیینہ سے بواسطۂ ایک شخص حدیث بیان کی ہے کہ ایکدفعہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین قحط پڑا لوگون نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ! آپ نرخ مقرر نہین فرماتے ؟ آپنے فرمایا ان اللہ ھو المسعر ان اللہ ھو القابض ان اللہ ھو الباسط وانی واللہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ و لکن انما انا خازن اضع ھذا الامر حیث امرت وانی لارجوان القی اللہ ولیس احد یطلبنی بمظلمة ظلمتھا ایاہ فی نفس ولادم ولا مال -

۲- اسی طرح امام صاحب نے مرغزار اور بن وغیرہ کو جنکی حاجت ہر کسی کو ہوتی ہے مشترک الحق مانا ہے - چنانچہ لکھتے ہین - کہ اگر کسی گانون کے متعلق کوئی مرغزار ہے جہان گانون والے عام طور پر اپنے مویشی چرانے اور لکڑیان جلانیکے لئے لاتے ہین تو انکے مالک انپر ملکیت کے پورے حقوق رکھتے ہین - اگر وہ چاہین کہ بیچین تو بیچ سکتے ہین - لیکن کسی حالت مین بھی جانورون کے چرانے اور پانی پلانیکو نہین روک سکتے - گانون والے بے تامل وہان اپنے جانور چرا سکتے اور پانی پلا سکتے ہین - ہان اگر اس زمین کے پانی مین سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضرور لے - مرغزار کی گھاس اور پانی مین مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونون برابر ہین - لیکن بن مین سے لکڑیان بغیر اجازت مالک لانا جائز نہین اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپر تاوان عائد ہوگا - ہان اگر کوئی شکاری اسمین سے کوئی مچھلی یا طایر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اسمین کوئی حق نہین لیکن اگر مچھلی اسمین مر گئی ہو اور بغیر شکار اسکا ہاتھہ آنا محال ہو تو وہ جبتک شکار نہ کی جائے یا نہ کیگئی ہو اٹھانے والے کیلئے روا نہین - اور نہ وہ اسے بیچ سکتا ہے - اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی مچھلیاں فروخت کر سکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی میں ہوں - اس صورت میں غیر شخص ہاتھ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا۔

ان تمام موشگافیوں کو دیکھنا چاہیئے کہ قانون کی کیسی صحیح مبادی پر مبنی ہیں - اور انکی تدوین میں کس دقت نگاہ سے کام لیا گیا ہے - امام صاحب نے جنگل وچراگاہ کی تمام گھاس کو کہہ دو اگر جمع کر نیسے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگوں کو تکلیف پہونچنے کا یقین ہے - آجکل کے مقننوں کی بھی یہی رائے ہے -

۳ - امام صاحبؒ نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی مذمت کی اور لکھا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالداروں کو ناحق ستانا ہے - یورپ میں مدت سے اس کا رواج ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے بھی اس خصوص میں اسکی تقلید کی ہے لیکن دونوں جگہ جو اس کے بُرے نتائج نکلے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں - یہانتک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبروں کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہیں آپ نے ہارون رشید کو ٹھیکہ دینے سے بھی منع کیا ہے بایں دلیل کہ اگر ٹھیکہ کی رقم خراج سے زیادہ ہے تو خراجگذار وں پر ظلم ہوگا - اور ٹھیکہدار اپنی رقم وصول کرکے رہیگا - اور اگر ٹھیکہ کی رقم زیادہ نہ ہو تب بھی احتمال ہے کہ ٹھیکہدار بدنیتی سے رعایا کو ستائے اور ناواجب حد تک اُن سے روپیہ وصول کرے - اور یہ شرعًا ممنوع ہے - اللہ تعالےٰ ظلم و بربادی کو پسند نہیں کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹھیکہ نہ دو -

امام صاحبؒ نے ہارون رشید کو یہ بھی نصیحت کی تھی کہ تمام قلمرو میں عاملوں کے کاموں اور انکی عادتوں کی دیکھہ بھال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئیں - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ میری رائے میں آپ ثقہ - دیندار اور قابل اعتبار آدمی اطراف ملک میں بھیجیں تاکہ وہ آپکے عاملوں کے پوست کندہ حالات دریافت کریں اور دیکھیں کہ رعایا کے ساتھہ کیسا برتاؤ کرتے ہیں - اور وصول خراج میں ظلم و زیادتی سے تو کام نہیں لیتے ؟ تاکہ جب آپکو ان معتبر لوگوں کے ذریعہ سے عمال کا حال اور انکی زیادتیاں معلوم ہوجائیں تو آپ انسداد کر سکیں - میرے نزدیک ایسے عاملوں کو ایسی سزا دیجائے کہ جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو اور انہیں ایسا کرنے کی پھر کبھی جرأت ہی نہ ہو ورحق واجب سے زیادہ وصول نہ کریں - اگر ایک عامل کے ساتھہ بھی رعایت کیگئی تو اور بھی سمجھہ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجھا گیا ہے وہی ہمارے لئے بھی جائز ہے اور ہم سے بھی کچھہ باز پرس نہ ہوگی - برخلاف اسکے اگر ایک کو بھی سزا ئے کافی ملگئی تو دوسرے بھی ڈر جائینگے - اور سمجھیں گے کہ اگر ہم نے ظلم و زیادتی کی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدنیتی اور زیادتی ثابت ہوجائے تو بعد سزا اُسے پھر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہیئے -

۴ - چونگی کے متعلق بھی اسی کتاب میں امام صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس کام پر خدا ترس اور ایماندار و نیک کردار لوگوں کو مقرر کرنا کہ جو چونگی اور عشر ہیں میں زیادتی نہ کریں اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ رہنا چاہیئے - انکے اعمال و افعال کی بھی پوری خبر رکھئے اور انکے کام کاج کی پڑتال کیلئے اور معتبر تر آدمی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکھیں تو آپ کو فورًا اطلاع ہوجائے اور سزا دیسکیں - ایسے لوگوں کو کافی سزا دیجئے تاکہ ان کے ہم مشربوں کو زیادتی اور خیانت کا حوصلہ نہ ہو - اور جو لوگ امانت و دیانت سے کام کریں اُن کا ترقی اور احسان واکرام سے حوصلہ بڑہانا چاہیئے -

۵ - امام صاحبؒ نے اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ چنگی کے معاملہ میں غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھہ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہیئے ؟ اس بارہ میں بھی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ میں تجارتی معاہدوں کا اصول ہے - یعنی مساوات کا حکم دیا - اور سندًا لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعری نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ جب ہمارے مسلمان تاجر دار الحرب میں بغرض تجارت جاتے ہیں تو دار الحرب والے اُن سے عشر لیتے ہیں - ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجروں سے کرتے ہیں وہی تم بھی کرو اور ان سے عشر لیا کرو -

قانون جنگ کو دیکھو تو وہ بھی ہماری کتابوں میں انہی اصول و قواعد کے ساتھہ موجود ہے جو اس زمانہ میں دُوَل عالم کا متفق علیہ ہیں - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ لڑائی میں سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہیئے - سندًا لکھتے ہیں کہ جب رسولخدا امراء کو غزا کے لئے بھیجتے تو نصیحت فرماتے کہ اللہ سے ڈرو - مسلمانوں کے ساتھہ اچھا سلوک کرو - اللہ کا نام لیکر غزا کرو - اور کافروں پر تلوار اُٹھاؤ - سنگدل نہ بنو اور بیوفائی نہ کرو - بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو لیثؒ نے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأۃ ولا الشیخ الفانی -

اسکے بعد امام صاحب لکھتے ہیں کہ دشمن کے شہر میں آگ لگانا اور بغیر ضرورت پھلدار درخت اور نخل کو کاٹنا نہایت بُرا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے - جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ باتیں دول عالم کے جدید تر پاس شدہ قانون کے موافق ہیں - بلکہ اُسمیں سر مو تفاوت نہیں -

۶ - امام صاحب اسی کتاب میں قواعد جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی میں سے جو شخص قید ہوکر آتا تہا آپ اُس سے گہوڑا اور سلاح اور یہ عہد لیتے تہے کہ جنگ میں واپس نہ آئیگا - اور چہوڑ دیتے تہے - (جیسا کہ جاپانیوں نے پورٹ آرتہر کے قیدیوں کے ساتھہ کیا) آپ کو قیدیوں کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تہا - چنانچہ میدان بصرہ میں جسدن لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہدیا کہ بہاگنے والے کا تعاقب نہ کرو - اور نہ زخمی کے پیچھے پڑو اور نہ قیدیوں کو قتل کرو - اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرکے بیٹھہ رہے اُسے امان ہے اور جو ہتھیار ڈالدے وہ بھی ہماری طرف سے امن میں ہے اور ایسے لوگوں کے مال و متاع پر بھی ہمارے ساتھی ہاتھہ نہ ڈالیں -

۷ - آجکل اخبارات لکھتے ہیں کہ عورتیں زخموں کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ میں جاتی ہیں اور مسلمان ہیں کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب و غریب سمجھتے ہیں حالانکہ ابتداء اسلام کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ میں شریک ہوتی تہیں اور مریضوں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور دوا درمن کرتی تہیں - اور انکو غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تہا اب خیال کرنا چاہیئے کہ اوس زمانہ کی مسلمان عورتوں اور آجکل کی عورتوں میں کتنا بڑا فرق ہے - کیا اب بھی کسی میں یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھہ میدان جنگ میں جاکر مریضوں اور زخمیوں کی خدمت کرے -

۸ - جنگ کے زمانہ میں مسلمان ایک شخص کے ساختہ پرداختہ کی برابر سمجھتے تہے - جو ایک کرگزرتا تہا دوسرے ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے تہے - اگر ایک کسی کو پناہ دیدیتا تو دوسرے بھی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہانتک کہ اگر عورتیں بھی کچھہ کہہ گذرتیں تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز رکھتے تہے اسی قسم کی اور بہت سی باتیں امام صاحب نے اپنے اس چہوٹے سے رسالہ میں درج کی ہیں -

ناظرین ! جو کچھہ ہم نے بیان کیا یہ سمندر میں سے ایک قطرہ کی برابر بھی نہیں - پس اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ فضلائے اسلام نے قواعد فقہیّہ کے استنباط میں کیسی کیسی موشگافیاں کی ہیں باوجودیکہ ۱۲ سو برس گذر چکے لیکن ابھی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی میں بال برابر فرق نہیں آیا - اور پھر جوبات اختیار کی ایسے اصول پر قائم ہار کی جو نوع انسانی کی فلاح و صلاح کا ذمہ وار ہے

اور یہ باتیں بہت بڑی دلیل ہیں اس بات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوتے ضرور من جانب اللہ ہے - اور آج جو آئین و قوانین یورپ کے تمدن اور ترقی کا باعث ہو رہے ہیں وہ بھی سب اسی شریعت حقہ سے ماخوذ ہیں - ہم نے جن موتیوں کو کنکر سمجھ کر اپنے ہاتھہ سے پہینکدیا - یورپ نے بکمال دانشمندی اُنہیں اُٹھالیا - اسلئے آج اسکا ستارۂ اقبال اوج کمال پر ہے - اور ہم ذلت و خواری میں پڑے ہیں -

اے مسلمانو ! اب بھی کچھہ نہیں گیا ہے - اپنی شریعت کی پابندی کرو - اور جو باتیں فی الواقع اس زمانہ میں بمقتضائے وقت نئی نکلی ہیں اور تم اون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو انہیں بھی بے تامل اختیار کرلو - اس کوئی حرج نہیں ہے - کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے - نہ کہ دنیاوی معاملات میں غیروں سے مستفید ہونے کو - قوم اور مذہب کی غیریت ایسی بُری چیز نہیں ہے جیسی کہ سمجھی جاتی ہے - لیکن شریعت اسلام کو بے سوچے سمجھے بُرا کہنا اور اوس کے اصول و مبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بھی کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے اگر تم شریعت کی پابند رہکر ترقی کرنا چاہو تو تم کو غیر قوموں سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا - اور شریعت کو چھوڑ کر نیا راستہ نکالنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ کبھی فلاح نہ پاؤگے +

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہ دین صاحب نمبردار وجاگیردار ماہل پور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنیکے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے - عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے - پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے -

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی ماہل پور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے -

۳ - منشی عبد الرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں - احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس سے دو لڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں -

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کرسکتے ہیں -

مراسلت

ایک نیا معترض

۳- جون کے روزانہ پیسہ اخبار کے اڈیٹوریل کالم مین حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ "جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کرکے خلق خدا کو پریشان کرتے ہین وہ تخویف مجرمانہ کے مرتکب ہین"۔

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ یہ نوٹ منشی محبوب عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہین ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا راقم صحیح النظری سے بالکل محروم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنیوالون کو الگ رکھکر حضرت اقدس کے اشتہارات کے اقتباسات (جنکی وجوہات پر یہ پیشگوئی کیگئی ہے اور جو اس کے صحیح النظر نہ ہونیکی وجہ سے پہسڈی رہ گئی ہین) کے اندراج سے پہلو تہی نہ کرتا۔ افسوس کہ معترض نے تخویف مجرمانہ کی کوئی تشریح نہین کی۔ اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کے اشتہارات ذرا ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی بھی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ ان اسبات کی جوابدہی اسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تخویف مجرمانہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چسپان کرکے اوسکی ہیّت اور اصلیت کو بگاڑنا چاہا ہے۔ ہم معترض کو اسبات کا بھی یقین دلاتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس اشتہار مین گورنمنٹ عالیہ کو متوجہ کیا ہے اوس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیون کا ... کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہیئے کہ اس اشتہار سے کوئی ایسا فقرہ دکھائین کہ جس مین اس آنیوالی آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا ہو۔ ان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرنیکو بہتر سمجھتا ہو معترض صاحب یاد رکھین اور ضرور یاد رکھین کہ انہون نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تضحیک اور تکذیب کی ہے۔ اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق مین ایک خطرناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہین ہوسکین گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہے اسلیئے وہ جنگل مین پڑے ہوئے ہین") جس پر ہمین افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پاکر حفظ ماتقدم کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اوسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عامل کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہوتا یہ ایک ایسا لچر اور لغو خیال ہے جو کسی دہریہ کے سوائے دوسرا کوئی کر ہی نہین سکتا۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو پھر معترض کو اپنے حافظ پر زور ڈالکر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیون کا ان (قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول ومن آمن + فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد) آیات مین ذکر کیا گیا ہے وہ (نعوذ باللہ) اپنے چال چلن مین ٹھیک اور ایماندار تھے یا نہین ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامور من اللہ کی مخالفت سے یہانتک پہونچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیون کی بے عیب لائف پر بھی اعتراض کرنے سے نہین چوکا ملاحظہ کرکے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہین کریگا بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یون معافی مانگنی چاہیئے کہ اے خدا چونکہ مین مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مدّنظر نہین رکھہ سکا اسلیئے تو مجھے معاف کردے۔

اخیر پر ہم اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے ملتمس ہین کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیون کی غلط راؤن کو اپنی اخبار مین ہرگز جگہ ندین۔

راقم ایک احمدی نکتہ رس۔

ترجمۃ القرآن

ذیل مین مین اپنے مکرم مخدوم بہائی مولوی سید عبدالرحیم صاحب ٹلکی کی مراسلت دربارہ ترجمۃ القرآن شایع کرتا ہون اس مراسلت مین انہون نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ مین اس خدمت کو سرانجام دون۔

مین نے اس ضرورت کو آج سے چھ برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اتبک یہ ضرورت میرے دل مین کھٹکتی رہتی ہے۔ اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے + جہانتک قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے مین ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لائق نہین پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شایع کرسکون۔ تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہہ محض خدا تعالے کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالے کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو مین یقین رکھتا ہون کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کم سواد آدمی بھی اس پاک خدمت سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے۔ اور محض اسی کے فضل وکرم اور اسکی ہی تائید وتوفیق پر بھروسہ کرکے مین انشاء اللہ ترجمۃ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰- جون ۱۹۰۸ء کے الحکم مین شایع کرونگا۔ اگر احباب نے مجھے کافی مدد دی تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہہ سعادت مجھے حاصل ہو۔ بہرحال وہ مراسلت یہہ ہے۔ — ایڈیٹر۔

ترجمۃ القرآن

ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازین ہمارے کان مین گونج رہی ہین کہ یہان قرآن کا ترجمہ شایع ہوا اور وہان سے تفسیر نکلی۔ جس طرح اسکے پہلے مسلمانون نے قرآن مجید کو مہجور کر رکھا تھا بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ مین ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات وفرقانی استدلالات پر اعتصام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے۔ مگر افسوس موافق ومخالف دونون کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہین جنکو ایسے ہاتھون نے لکھا کہ جنکے پاس محض روایات واقوال تفہیم معنے قرآنی کے لئے حکم وقاضی کا حکم رکھتے ہین۔ روایت کشون نے جان فشانی کرکے اس قدر انبار کے انبار جمع کرڈالے جسکے تاریک حجاب مین آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکلیہ مستور ہوگیا ہے) مترجمون اور مفسرون نے اس امر کا خیال ایک ذرّہ برابر بھی نہین کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک آیات کے تحت مین بہت سے اقوال گو باہم متضاد بھی اکٹھے کرکے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لین چونکہ یہ سلسلۂ عالیہ احمدیہ ان تمام رطب ویابس روایات سے دست کش ہوچکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض مین پڑی ہوئی ہین اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہر حال مین مقدم رکھنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت مین اگر ... دست کوئی ترجمہ قرآن اوس کے ہاتھ مین نہ دیا جاوے اور وہی پرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے مین ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اسپر استقامت کا دعوے سراسر دعوے بے دلیل ہے۔ اور امین اور غیرون مین ... لا تقیا زمن کل وجوہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسبات پر غور کرتا ہون کہ ہمارے مخالفون کے ہاتھون مین متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہین اور ہمارا ہاتھ اس نعمت الٰہی سے علے العموم تہیدست ہے تو آنکھ دل کے صدمہ سے متاثر ہوکر آنسو بہانے مین مصروف ہوجاتی ہے۔ کاش یہ میری درد انگیز صدا کسی دولتمند احمدی بہائی کے کان مین پہونچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہین کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجید امام حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کا ترجمہ شایع ہوکر احمدی جماعت کے دلون مین سرور اور آنکھون مین نور بخشے۔ اور بہت شکوک واوہام کے ازالہ کا باعث ہو۔ میرا مجروح دل ومضطر قلب ایک اور سہل تجویز کئے بغیر رہ نہین سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لئے تہوڑی سی تکلیف گوارہ فرماوین اس مبارک کام کو انشاء اللہ شروع کردین تو غالباً ہماری آرزو کی کشتی آج نہین تو کل ساحل مقصود تک پہونچ سکتی ہے۔

الراقم

عاجز سید عبدالرحیم ٹلکی نزیل حیدرآباد۔

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی خبرین

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور مین برادرم عبدالسلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خانصاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور بیہودہ رسمون کے استیصال کی نیت اور غرض سے جالندہر اور ہوشیارپور کے ضلع کی احمدی جماعتون کو دعوت دی تہی اور قادیان۔ وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ دہرم کوٹ بگہ سے بہی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلایا تھا۔ اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم بھی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تھا۔ خدا تعالے کا شکر ہے کہ یہہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی۔ رشتہ داریون اور ناطون کو احمدی قوم ہی مین محدود کرنے کے لئے پرزور تحریک ہوئی جسپر کاربند ہونے کا احباب نے اعتراف کیا۔ چونکہ راجپوت قوم مین بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجہا جاتا تھا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے۔ اور حصص وراثت مین جو لڑکیون کو خلاف شرع محروم کیا گیا ہے اس دستور کو اٹھا کر حصص دئے جاوین خدا تعالے کا بڑا ہی احسان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجراء کی تحریک اس تقریب پر ہوئی + چودہری حسین خانصاحب اور چودہری غلام احمد خانصاحب جو دونون احمدی ہین اور کسی وجہ سے انمین پرانی نزاع چلی آتی تہی محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنیکے لئے دونو بہائی گلے مل گئے اور نہایت فراخدلی اور شرح صدر کے ساتھ باہم عفو تقصیر کردیا۔ اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خان صاحب اپنے ضلع مین ایک نہایت سرکردہ رئیس ہین خدا تعالیٰ اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکھون گا مین دونون بہائیون کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہون۔

مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی بہی اس تقریب پر مدعو ہوئے تھے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تھے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

الحکم

میرے مکرم محترم منشی نواب خانصاحب ثاقب میرزا خانی جاگیردار مالیرکوٹلہ الحکم کے متعلق ایک مراسلت بھیجتے ہین - مین منشی صاحب موصوف کی عنایت کا تہ دل سے ممنون ہون - اور انہیں یقین دلاتا ہون کہ بحالت موجودہ الحکم حاشیہ زیرین جلد کے لئے کافی چھوڑا جاتا ہے اور اگر یہہ بہی ناکافی ہے تو آئندہ اس امر کا اور بہی لحاظ رہیگا - درس قرآن مجید کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ میری رائے مین محض اشارات کافی نہین ہین یہی وجہ ہے جو مین نے تفسیر القرآن کو الگ کرنے کا عزم کیا - اللہ تعالے مجہے توفیق دے - آپ بہی دعا کرین + اسکے ساتہہ ہی آپ نے ایک نظم بہی ارسال فرمائی ہے جسکو مین ذیل مین چہاپ دیتا ہون - ایڈیٹر -

غزل در مدح الحکم

احمدیت کا مسلم آرگن ہے الحکم
اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم
دیکہنے سے اوسکے ہوتی ہے طبیعت باغ باغ
پُر فضا و دلکشا خندان چمن ہے الحکم
اک بشاشت ہے ٹپکتی صفحہ رخسار سے
دافع صد زحمت و رنج و محن ہے الحکم
اوسکے ہر نقطہ کو گر تہال رخ ایمان کہین
دلبر سیمین عذار و سیمتن ہے الحکم
ہفتہ بہر کے بعد ہوجاتا ہے خاصا چلبلا
احمدی احباب کی اک انجمن ہے الحکم
بہینی بہینی اسکی خوشبو پہیلتی ہے دور دور
گلستان یاسمین و نسترن ہے الحکم
حفظ ایمان کیلئے گر حرز جان رکہین بجا
قوت روحانی غذائے جان و تن ہے الحکم
ہین صدائین میٹھی میٹھی اور نغمہ شکرین
خوب گویا طوطئ شکر شکن ہے الحکم
اپنی رعنائی کے نشہ مین مگر ہے حال مست
دلبری و دلستانی مین مگن ہے الحکم
ٹکٹکی باندہے ہوئے رہتے ہین ہم مشتاق دید
چہپتے چہپتے منہ پہ کیون پردہ فگن ہے الحکم
چہرۂ زیبا چہپا لیتا ہے کیون یہ سرا لقا
مہر عالمتاب کی روشن کرن ہے الحکم
داغ فرقت مین پڑے جلتے ہین اور روتے ہین ہم
سوز دل اور چشم تر پہ خندہ زن ہے الحکم
ہفتہ عشرہ بعد ہی آنکہین ملاتا ہے قسم
کیا ہی شرمیلی حیا پرور دلہن ہے الحکم
اوسکی شمع رخ پہ جان دیتے ہین ہم پروانہ وار
سرد مہری کے سبب دل کی جلن ہے الحکم
ثاقبا بن بن کے ناصح اوسکو سمجہاتے ہو کیون
وعظ کہنے مین تو خود شیرین دہن ہے الحکم

خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیرکوٹلوی مرزا خانی -

سرپرستان الحکم سے التماس

اخبار کی ضرورت اور پہر اسکے ضروریات کو مدنظر رکہنا قوم کا فرض ہے - مین ضرورت نہین سمجہتا کہ اخبار مین بار بار ان مشکلات کا ذکر کرون جو آئے دن مجہے اپنے بعض سہل انگار ناظرین کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہین - باوجودیکہ قبل از وقت انہین بذریعہ کارڈ ترسیل قیمت کے لئے یاد دہانی کی جاتی ہے اور وی پی کی اطلاع دیجاتی ہے - پہر بہی بعض بزرگ واپس کر دیتے ہین اور وجہ انکار کچہہ بہی نہین لکہتے مین نے آج کی تاریخ سے یہ التزام کر لیا ہے - کہ جو شخص مطبع کے مرسلہ وی پی کو (جبکہ اسے قبل از وقت اطلاع دیجا چکی ہو اور اسنے مطبع کو مطلع نہ کیا ہو کہ وہ کس وقت قیمت ادا کرے گا) واپس کرے گا - اسی تاریخ سے اسکے نام الحکم بند کر دیا جاوے گا - اگر قومی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ ایک شخص دل و دماغ کے قیمتی حصہ کو انکی نذر کرے - اور بہت ساری ذمہ واریون کو اپنے سر لیتا ہوا انکے لئے وہ ذخیرہ جمع کرے جو ان کی روحانی بہلائی کے لئے بہترین ذخیرہ ہو اور اسپر اسکی واجب الادا قیمت بہی عند الطلب نہ دی جاوے تو یہ بہی بری بات ہے - پس مین اس قاعدہ کو اہم قرار دیتا ہون - سرپرستان الحکم سے امید ہے توجہ کرین گے - اور بر وقت چندہ ادا کرنے والے خریدارون کے بہم پہونچانے مین سعی - اللہ تعالے انکے ارادون اور ہمت مین برکت دے + الحکم کی قیمت کے متعلق یہہ آخری التماس ہے تاہم جس شخص کے حساب مین کوئی غلطی ہو سکتا فرض ہے کہ وہ اگر اطلاعی کارڈ پر اطلاع نہ دے سکے تو وی پی بطور امانت رکہہ کر فیصلہ کرے واپس کرنے مین مطبع کا سخت نقصان ہوتا ہے -
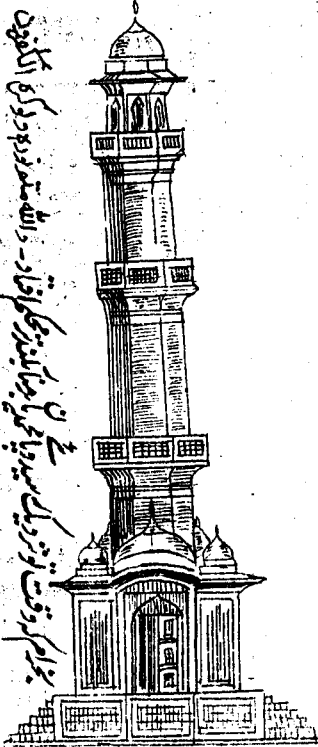
ایڈیٹر الحکم قادیان

+ ان امور کی حتی الوسع اصلاح کی گئی ہے اور وہ باقاعدہ شایع ہوتا ہے ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوب تندرست ہیں اور ابھی باغ ہی میں قیام پذیر ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا ایک ضمیمہ لکھ رہے ہیں جسکا ایک حصہ آج کے الحکم میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک مضمون کے متعلق ہے جو روزانہ پیسہ اخبار میں کسی شاہجہانپوری نے چھپوایا تھا۔ معلوم نہیں شاہجہانپور سے منشی محبوب عالم کو کیا انس ہے جو وہاں کی مخالفانہ تحریرین جھٹ چھاپ دیتے ہیں قطع نظر اسکے کہ وہ کس پایہ کی ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت الحمد للہ اب بالکل صاف ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدہ اور بشارت کے موافق ردّ علیہا روحہا وریحانہا آپ نے شفا پائی۔ آنکھ کے اندھوں کو نشانات نظر نہیں آتے لیکن ہم یہاں ہر روز آیات اللہ کو دیکھتے ہیں والحمد للہ علیٰ ذالک۔

۳۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی طرح ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت بحال ہے۔ ضعف کی شکایت ہے باایں درس قرآن مجید اور طالبعلموں کے روزانہ سبق بدستور ہو رہے ہیں۔ آپ کی اسقدر مصروفیت اور باوجود نحیف اور کمزور ہونے کے آرام نکرنے کی زندگی نے مجھے بتایا ہے۔ کہ آپ وقت کی کسقدر قدر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے محسن اور صاحب فیض انسان کو دیر تک زندہ رکھے آمین۔

۴۔ حضرت فاضل امروہی صاحب امروہہ میں ہی تشریف فرما ہیں۔ اور تبلیغ کر رہے ہیں۔

۵۔ منشی محمد عمر صاحب کشمیر سے دو ہفتہ سے آئے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس کے حضور حاضر ہیں۔ کریام۔ راہون۔ ضلع جالندھر سے اور شیرازہ ضلع ہوشیار پور کی جماعتوں میں سے ایک معقول تعداد حاضر ہوئی۔ ایسا ہی گجرات کے ضلع سے اور بعض دوسرے مقامات سے لوگ حاضر ہوئے۔ اور یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹہرے۔

۶۔ ۱۹۔ جون ۱۹۰۵ء کو منشی عبد الرحیم صاحب نے جو کچھ دنوں آریہ سماج میں بھی شامل رہے ہیں مسجد مبارک میں آریہ سماج کی خدمت میں ایک گذارش سنائی جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ ضرورت درپن

ستیارتھ پرکاش کے آریہ منشی جیت لائے
[illegible] کے زور پرکاش آئے
[illegible]
[illegible] آتا ہے۔

(۲) دیانند کے شاستر چھپے دھرم کین پرکاش۔
پنڈت سمجھت آپکو جو ان پڑھت پرکاش۔
دیانند کے شاگرد جو ایمان کا ستیاناس کر دیا ہے
جو کوئی ستیارتھ پرکاش پڑھ لیتا ہے وہ اپنے تئین فاضل سمجھتا ہے

(۳) بید پڑھیا کچھ نہیں بات سکو آپ
ایشور کرت بنا پڑ دھرگ مور کہ پاپ
بڑا دیا خود کچھ دعویٰ نہیں کرتا۔ خواہ مخواہ کم عقلی سے اس کو خدا کا کلام بنا کر گنہگار ہوتے ہیں۔

(۴) جیوا نا دی تم کہو پرکرتی آن آد۔
کاہے گاوت تم پھر ”ایشور کے دس یاد“
روح کو تم انادی سمجھتے ہو۔ اور مادہ کو ازلی خیال کرتے ہو پھر کسلئے شانتی سرور کا مذکورہ بھجن گاتے ہو۔

(۵) موکھش تمرد چار دن پشتو آدتت کال۔
سوچن کر بتلائیو کہان گر دگھنٹال۔
تمہاری نجات محض چار دن ہے اور پھر حیوان وغیرہ بننا ہے ذرا دل میں غور کر کے بتلائیے کہ اب گرو صاحب کہاں ہیں۔

(۶) اوستت سگری رین ہو پرتت نہ بولت ایش
پاپ منہ جو بنا دیت کرے اس تمرد جگدیش
اگر کوئی تمام رات عبادت کرتا ہے تب بھی تمہارا ایشور نہیں بولتا۔ اور اگر پاپ ہو تو جھٹ تناسخ کے چکر میں ڈالتا ہے۔ یہ ہے تمہارا ایشور جگدیش۔

(۷) پتر جیئے پراتی مجھے مہر دادیت
آتے جن سوں نیوگ کرائن دیر پلیت
بیٹا لینے کی خاطر اپنی منکوحہ بیوی کو بھیج دیتے ہیں۔ اور غیر آدمی سے نیوگ کروا کر دیر ج کا دان لیتے ہیں

(۸) وا کو تم کا کہت ہو بھنگ پیت جو جن
بھیوں ایشر یہ ہم ہاں نشہ چڑھ سر میں
اس شخص کو (دیانند) تم کیا کہتے ہو۔ جو بھنگ پیئے اور کہے مجھے یقین ہے۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔

(۹) چیتن شدھ مہاراج کی بھئیں یہ کرتوت
شنکا ہم وٹار دے کیو وا کا پوت سپوت
بھائیو شدھ چیتن (دیانند کا پہلا نام) مہاراج کی کرتوت ہے۔ اگر کوئی ان کا لائق چیلا ہے۔ تو ہمارے اس اعتراض کا جواب با دلائل دے۔

(۱۰) رہبر آرج بھائیو تمر پر نیا سیت
پر تو احمد کرشن سوں اہوں لگس بیت
(پاگل پن کی بھی کچھ سیما ہے مسافر کا) رہبر آریہ بھائیو تمہارا پرانا دوست ہے۔ مگر اب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) احمد کرشن اوتار کے خدام میں داخل ہے
الحمد للہ

۷۔ ہفتہ زیر اشاعت میں منشی کرم علی صاحب منکسا ضیاء الاسلام پریس کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہوا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ کا نام [illegible] رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود کی عمر دراز کرے اور وہ خادم دین ہو۔ آمین۔ ایسا ہی میر مہدی حسن صاحب خادم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بھی بچہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کی عمر بھی خدمت دین میں دراز کرے۔
آمین

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مینے نہایت افسوس کے ساتھ سنا کہ میرے محترم دوست منشی چودہری عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار یالم پور کی اہلیہ حالت زچگی میں فوت ہو گئی۔ تہوڑے دن ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے منشی صاحب موصوف کو بچہ عطا کیا تہا۔ اس حالت زچگی میں بچہ کی والدہ بیمار ہو کر راہی ملک بقا ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ منشی صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرمادے اور مرحومہ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے۔ اور اس بچہ کی عمر خدمت دین میں دراز کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

تازہ الہامات وکشوف

۱۷۔ جون ۱۹۰۵ء۔ قبل از نماز صبح میں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہوں اسوقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ وہ بہت بُری حالت میں ہے اور اُسکے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں کوئی زیور نہیں اور نہایت ردّی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک میلا سا کپڑا پگڑی کیطرح لپٹا ہوا ہے اُسکے ساتھ بات کرنے سے مجھے کراہت آتی ہے نماز عصر کا وقت ہے میں جلدی سے اُٹھا ہوں کہ نماز کے لئے چلا جاؤں کچھ کپڑے مینے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جا کر پہن لونگا یہ جلدی اسلئے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنیکا موقع نہ ملے پس مینے جلدی کے سبب پگڑی کو باندہ نہیں لیا اور پشمینہ کی سرخ چادر اوپر لے لی اور کمرے سے نکلا جب میں اسکی برابر گذرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ ”اُسپر آفت پڑی آفت پڑی“ اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑہ ہونیکی طرح بیٹھی ہے۔ فقط

نوٹ۔ یہ وہی عورت معلوم ہوتی ہے جسکے متعلق اسی اخبار میں درج ہوا تہا کہ میں اسکو سزا دونگا میں اس عورت کو سزا دونگا“ (ایڈیٹر) ہمارا گمان ہے کہ اے خدا بخش اور دشمنوں میں پڑنے سے بچو یا لعن

۱۹۔ جون ۱۹۰۵ء ہماری جماعت کے چار آدمیوں میں کی جو سخت بیمار ہیں اسی جگہ۔ فیں اُن میں سے ایک کے متعلق یہ الہام ہوا۔ خدا نے اُسکو اچھا کرنا ہی نہیں تہا۔ بے نیازی کے کام ہیں۔ اعجاز المسیح“ یعنی لوگ کی موت تقدیر مبرم کیطرح تھی گویا مبرم تھی مگر یہ معجزہ مسیح موعود ہے کہ اُسکو خدا نے اچھا کر دیا مبرم تقدیر قابل تبدیل نہیں ہوتی۔ مگر بعض تقدیریں مبرم سے سخت شباہت رکھتی ہیں اور بنظر کشفی مبرم معلوم ہوتی ہیں ایسی تقدیر ایک صاحب برکت اور صاحب حال کی کامل توجہ اور اقبال علی اللہ سے دور ہو سکتی ہیں۔

پیسہ اخبار اور ایک تازہ نشان کا دہکا

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

لاہور سے جو خبریں بذریعہ خطوط موصول ہوئی ہیں اور پنجاب سماچار نے پور تے غدرشنہ کی سرخی سے جو مضمون لکھا ہے اسے پڑھ کر سنت الہی کا عبرتناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ پیسہ اخبار نے جس انداز سے حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا ٹھیکہ لیا ہے اور اپنے اخبار میں بلا وجہ جس طرز اور طریق سے خدا کے جری کی اہانت اور ہتک کے سلسلہ کو جاری رکہا وہ پیسہ اخبار کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ یہانتک کہ اس امر پر ناز کیا جاتا تہا کہ پیسہ اخبار ہی سب سے بڑہ کر مخالفت کرنے والا ہے۔ وہ لوگ (جو ماموروں اور انکے مخالفوں کے انجام کو شوق سے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔) اس آخری نظارہ کو دیکھنے کا انتظار کرتے تھے جبکا پردہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار نے آخر اٹہا دیا۔

مینے جب ان حالات کو پڑھا اور سُنا تو میری نظر کے سامنے وہ کلمات پھر گئے جو ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے الحکم میں پہلے اور دوسرے صفحہ پر نہایت جلی قلم سے لکھے گئے تھے اور وہ یہ ہیں:

”بدقسمت ناعاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتھ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکھتا تو ممکن تہا کہ اسکا منحوس وجود بے التفاتی اور اعراض کے تاریک گڑہے میں بے فائدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاتا مگر شقاوت اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتھ سے قایم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنے مقدمہ کو آسمان پر نہیں پہنچا لیا۔ اب وہ دیکھے گا اور دیکھنے والے دیکھیں گے کہ آسمان سے کُھلا کُھلا اور حق و باطل میں فرق کر دینے والا فیصلہ کس کے حق میں نازل ہوتا ہے“

اب وہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ نازل ہو گیا ہے جسکی تفصیل میں محض اسلئے کہ یہ ایک آیت اللہ ہے الحکم کی اگلی اشاعتوں میں انشاء اللہ العزیز کرونگا۔ ورنہ میں ایسے شرمناک واقعات کے اظہار سے ہی الحکم کو الگ رکہنا چاہتا تہا۔

اور ان واقعات کے اظہار سے میری غرض صرف یہ ہوگی کہ تا نوع انسان کو فایدہ پہنچاؤں اور ان لوگوں کو جو اپنی تیز زبانیوں سے خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور ماموروں کی ہتک

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

نے معمولی طور پر مذہبی خیالات تھا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا ہیبت کے مارے ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اسکی شکایت کی جائے گی۔ [illegible] پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تو اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قایم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیوں کے حوالے کر دیا تو یا وہ اس سے دی۔ وہ غمگین تھا اور اسکی عورت بھی غمگین تھی۔ کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھکر بزدلی اس پر غالب آگئی ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچا لیا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی میں آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرانیاں باب ۵ آیت ۷۔ بعد اسکے مسیح اوس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یار میں اوس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اوس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کرکے کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اسپر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑ دینے پر قادر تھا مگر وہ قیصر کی ناراضگی سے ڈر گیا لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسجگہ بھی قیصرہ کی بادشاہت تھی لیکن یہ قیصرہ اوس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی۔ اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھپانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور مقدمہ اٹھایا گیا تھا اور بہت سے لوگ اور بہت سے قومیں اسکے مخالف جمع ہو گئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کرکے دکھایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کرکے کہا تھا کہ میں آپ پر خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس [illegible] مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اوس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بزدلی کا رنگ نہ تھا جس دن میں بری ہوا اوس دن اس عدالت میں ملکی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع میں آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو تو پکڑا گیا اور اس پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا گیا اور نہ اسکی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی۔

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اس قدر حقایق و دقایق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہ ہوں لیکن ہم اسی ایک حکیمانہ دعا کو پیش کرتے ہیں جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلّی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی ہے [illegible] کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں پا سکتے اور نہ اوس کے فوائد سے منتفع ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہیں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کی ذمہ داریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ وجدال سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طرق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جبتک کہ اون کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارہ میں ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صفت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو حل کرنا اس بات کو چاہتا ہے کہ اوس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ میں آجائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا جب تک اوس مرض کی حقیقت سمجھی اور تشخیص کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتوے دیدے کہ اس راہ میں کامیابی ہو گی اور بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جبتک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصود کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیائی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسلئے دوسری سورت میں جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع ہی میں فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی انعام پانیکی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں* پس یہہ دعا یعنی دعا اھدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اسبات کیطرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی و دنیوی کے وقت میں اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈھونڈے جس سے باسانی مطالب تک پہونچ سکے۔ اور دل الیقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خداجوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اوسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پھر اوسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بناتا ہے اون کے گلے پڑ گیا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اوسکی خدائی کا خیال آیا۔ معجزات میں پہلے اکثر نبی اس سے بڑھکر تھے جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور الیاس نبی اور مجھے قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا جبکہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اوس پاک رسول کا جسکی غلامی کیطرف میں منسوب کیا گیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اسجگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے جو اوس کے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامرادی نہیں بلکہ مرکر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اوس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپنے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کرکے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کے رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کرکے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں پس رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قایم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھولکر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو

---

* سورہ فاتحہ میں راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ میں گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے۔ منہ

* اہل حدیث فعل رسول و قول رسول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں ہمیں اون کی اصلاح سے کچھ غرض نہیں در اصل سنت الگ ہے جسکی اشاعت اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئی۔ منہ

قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈالدیا تھا سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے پس **حدیث** کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرات نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے جو قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہرحال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے منسوب ہیں اور جب تک قرآن و سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اوسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینکدو کہ وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کرلو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے ایسی حدیثیں صدہا ہیں جنمیں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث اون میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اوسکا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھیرو گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کھائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی ہی بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر۔ اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حاکم ٹھہراتے تو ایک سورت نور ہی ان کو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے[*] جو اہل حدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آجتک اون کا عقیدہ ہے اون کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنی عنصری وجود کے ساتھ نازل نہو تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئیگا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکریں ڈالدیا اور وہ لوگ ان حدیث پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکرسکے کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اوسکا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہ ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکھا اور اون کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں خدا نے الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صادقہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کر لے جاتا ہے[×] اور حضرت مسیح کا نام اونہوں نے صرف کافر نہیں بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ انکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے اون کو دہوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اسحالت تک پہونچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو اونہوں نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور راس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور اون احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔

اے خدا کے طالب بندو! کان کہولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھوڑاتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے کہ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسے ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چھڑا دے گا ایسا جھوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تھا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیوں پر جو یہ کہکر مخلوق کو دہوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت میں ہے شراب کی مستی ان کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اوس سے وہ بیخبر ہیں۔

(باقی آئندہ)

نوٹ * انجیل میں نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تھی جو کہ طالمود کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یہ حدیثیں سینہ بسینہ حضرت موسیٰ تک پہونچائی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ موسیٰ کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا بعض امور میں طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے چالیو مؤلفہ یوسف بارکلی مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء۔

× جس وقت حضرت عیسے علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا تو اس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپ کا سخت دشمن تھا جسقدر حضرت مسیح کے نام پر بعد پولوس تو کہ رسول بن جا بیٹھا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت لکھنا کچھ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کیطرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گھڑا اور عیسائیوں پر سور کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تھا حلال کر دیا اور شراب کی بہت وسعت دیدی اور

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق یعلو ولا یعلیٰ

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زور اور اثر خود عیسائیون کے منہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ بارہا الحکم کے انہین کالمون مین ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح پر عیسائی اخبارات۔ عیسائی علماء عیسویت کی کمزوری کا اظہار کرتے ہین۔ حال مین چرچ آف انگلینڈ کے کئی سو پادریون نے ملکر ایک اشتہار شایع کیا ہے جسکا مختصر سا مضمون ذیل مین درج کرتا ہون اس اشتہار کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس طرح پر صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ یہہ اندرونی حربے ہین جو عیسویت کے بت کو پاش پاش کر رہے ہین۔ وہ مضمون یہ ہے۔ کہ آجکل کی سائنس نے جو کہ دن بدن ترقی کر رہی ہے ہمین یہ بتلا دیا ہے کہ بائیبل مین جو تواریخی حصہ ہے اس کو ہم الہام ہرگز ثابت نہین کر سکتے۔ اگر بائیبل کے پرانے اور نئے نامہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جاوے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ بہت سی باتین ایسی ہین جن کو تاریخی واقعات سے زیادہ وقعت نہیں دیجا سکتی۔ ان کیلئے امر کی خوشی ہے۔ کہ ان کے بہت سے ہم پیشہ بھائی پرانے عہد نامہ کی بابت تو یہ خیال ظاہر کرنے لگ گئے ہین۔ لیکن نئے عہد نامہ کے متعلق وہ خیالات ظاہر کرنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ ان کو اس امر کی شکایت ہے۔ کہ اگر وہ بائیبل کے تاریخی واقعات کو تنقیدی نظر سے دیکھین۔ تو ان کے عیسائی بھائی ان کو خارج کرنے کی دھمکی دیتے ہین۔ اور ان کے اس کام کو بری نظر سے دیکھتے ہین۔ انکا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ کنعان کے مرید عیسائی ان کو تنگ کرین۔ اور اسطرح کئی سو لایق پادری چرچ سے علیحدہ ہو جائین۔ انکا خیال یہ ہی ہے۔ کہ لوگون کی روحون کو ان تاریخی واقعات کی بنا پر جو کہ سوائے تاریخ کے مطالعہ کے ثابت نہین ہو سکتے۔ پرورش دینا عیسائی چرچ کے لئے خطرناک ہوگا۔

عیسائی کیونکر بنائے جاتے ہین

ڈاکٹر پنیل ایک مشنری

ڈاکٹر پنیل جو بنون مین رہتے ہین . . . . . یہ وہی ڈاکٹر پنیل ہین جنہون نے سادھو انہ لباس مین انڈیا کے بعض بڑے بڑے شہرون کا سفر کیا تھا۔ وہ قادیان بھی آئے تھے انہون نے اپنے سفرنامہ مین عیسائی بنانے کے راز پر روشنی ڈالی ہے۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے مین درج کرتا ہون۔ ڈاکٹر پنیل نے ۱۸۹۸ء مین ہی ایک لمبی چٹھی کے ذریعہ مشنریون کو متنبہ کیا تھا جسکا کچھ حصہ الحکم مین بھی اسوقت انکی اس تحریر پر نوٹس لیا تھا۔ اور اب جو کچھہ عیسائیت کی ترقی کا راز انہون نے کھولا ہے وہ اور بھی قابل غور ہے +

کئی مشنون مین یہ قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا تحقیقات یا کچھہ لیون ہی سا دریافت کرکے چوہڑون اور چمارون کو اصطباغ دیکر ان کا نام بدل دیتے ہین اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے بد افعال مسیحی مذہب کے لئے ایک سخت دھبہ ہوتے ہین۔ اور ہندون اور مسلمانون کے دلون مین مسیح کی طرف سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ پنجاب کے بعض اضلاع مین مسیحیون کو طنزاً "کرانی" کہا جاتا ہے لیکن اس علاقہ مین (مراد ضلع مرادآباد وغیرہ سے ہے) مسیحیون کے لئے عام طور پر لفظ چوہڑے اور چمار استعمال ہوتا ہے۔ زیادہ دقت۔ لذا اسے سے شاید یہ فایدہ مد نظر ہوگا کہ ان کی ایک بڑی تعداد بہت جلد مصطبغ پا لئے کو تیار ہو جاتی ہے۔ یون اون مہ لون کو جو انگلستان اور امریکہ سے چندہ بھیجتے ہین خوش کرنے کا ایک اچھا موقعہ ہاتھہ آجاتا ہے لیکن اگر کوئی ان لوگون کی زندگیون کو دیکھے تو بہت کم فائدہ نظر آئیگا" اس کے بعد ڈاکٹر پنیل صاحب ایک فلاح کے مشنری کی زبانی ایک خاص واقعہ بیان کرتے ہین۔ ... کی نسبت پادری صاحب نے مشن کی رپورٹ مین دیکھا کہ وہان دو آدمی عیسائی ہونگے۔ گا ... ہو تحقیقہ یہ معلوم ہوا کہ ایک عیسائی نہین ہوا۔ لیکن ایک آدمی شراب مین بدمست ہو منتا رہا تھا۔ لوگون نے اسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہی عیسائی ہے۔ اسکے بعد پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہی درج کرتا ہون۔ "مین نے اوس آدمی کو پاس بلایا اور دریافت کیا۔ کہ تم عیسائی ہو؟ اوس نے جواب دیا کہ تھا تو سہی۔ مگر چونکہ پادری صاحب نے میرے ساتھہ دغا کیا اس لئے اب میری توبہ۔ مین نے پوچھا کہ کونسی دغا تمہارے ساتھہ کی گئی۔ بولا کہ جب مین پچاس ساٹھہ رشتہ دارون کو بپتسمے کے لئے ان کے پاس لے گیا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور مجھے ۵ روپیہ کی جمعداری دی لیکن جب انہین اور فائدہ نظر نہ آیا۔ تو میری جمعداری بھی بند کردی" پھر ڈاکٹر پنیل صاحب لکھتے ہین "اگر ان پادری صاحب نے ان آدمیون کے بپتسمہ پانے کا حال اپنی رپورٹ مین درج کیا تھا تو واجب تھا کہ اب وہ انکا انجام بھی لکھہ دیتے۔ ورنہ جمعدار کا الزام درست ہے کہ انہون نے اس سے دغا کی اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی رپورٹ کے ناظرین کو بھی دھوکا دیا۔ اکثر ان صاحبون کی طرف سے جو ہزارون ایسے آدمیون کو بپتسمہ دیکر انہین مسیحی بیان کرتے ہین۔ یہ عجب لگتا ہے کہ اگر یہ سچے عیسائی نہین ہین۔ تو ایک دن ہم ان کی اولاد کو تو تعلیم دینگے ہی اور وہ ضرور سچے مسیحی ہونگے۔ لیکن بائیبل سے کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا کہ سوائے اوس حالت کے جبکہ آدمی سچے دل سے تائب ہوتا اور اوس مین مسیحی ایمان کے نشان پائے جاتے ہین۔ کسی اور کو بھی بپتسمہ دینا روا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ اس آدمی کا دل تبدیل نہین ہوا اور اسکی اولاد کے بچنے کی امید ہے تو اس حالت مین اسے تعلیم دینا چاہئے نہ کہ بپتسمہ۔

آریہ سماج کی ناکامی

آریہ سماج کی ناکامی کو خود آریون نے قبول کر لیا ہے جو اس مذہب کے مردہ ہونے کے لئے کافی دلیل ہے اور یہ پیش خیمہ ہے اس موت کا جو اس مذہب پر آنے کو ہے ست دہرم پرچارک جالندھر نے آریہ سماج کی ناکامی پر ایک مسلسل آرٹیکل شروع کیا ہے۔ جس مین اس نے صاف الفاظ مین تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج اپنے مقاصد سے اسلئے راستہ پر جا رہا ہے اور اندرونی شہادت کے لئے جب آریہ سماج کے ممبرون کو مخاطب کرکے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ نوّے فیصدی کے دلون سے بے اختیار یہ آواز نکلے گی کہ چارون طرف ناکامی ہی ناکامی نظر آرہی ہے۔

مین یقین رکھتا ہون کہ وہ دن قریب ہین جب آریہ سماج کا نام صرف ہم کتابون مین پڑھین گے۔ اور بس۔

طمع زر اور تبدیل مذہب

ہمعصر مالابار ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ ایک، مالاباری ہندو جسے لوگ بڑا نامی گرامی شخص بتاتے ان اطراف مین جابجا سیر سپاٹا کرتا پھر رہا ہے اور جہان جاتا ہے مقدس پادریون کو مسیحی مذہب قبول کرنیکا دم جھانسا دیکر ان سے کچھہ نہ کچھہ رقم اینٹھہ لیتا ہے عوام کا یہ ہی بیان ہے کہ شخص مذکور اس فن مین بڑا چلتا پرزہ ہے اسکی عیاری کے طریقے بہت اور ایک سے ایک چڑھتے ہین۔ آپ اندنون ریاست کوچین مین رونق افروز ہین اور پولیس کو خوب ناک چنے چبا رہے ہین۔ اس عیار کی چالاکی تو چندان تعجب خیز نہین۔ لوگ دنیا مین طمع زر سے ہزار طرح کے مکر و فریب کرتے ہین۔ اس نے اگر مذہب کو مطلب آری کا آلہ بنایا تو کون اچنبھا ہو گیا۔ لیکن حیرت اور افسوس تو ان مسیحی مقتداؤن کی عقل پر ہے جو اس فریبی کے دھوکے مین آتے ہین۔ انکا دین اگر سچا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکو مال و زر کے زور سے اپنے دین کی ترغیب دین۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے آفتاب صداقت صداقت کی تیز شعاعون نے اب صلیب پرستی کے مذہب کو ایسا مضمحل کر دیا ہے۔ کہ اس قسم کے ذرائع کشش بغیر بیچارے پادریون کا ایکدن کام نہین چل سکتا۔ آج ہی اگر مشنونکو گرانقدر رقوم ملنی بند ہو جائین تو پھر دیکھئے ہندوستان مین انکی پر اسرار تبلیغ و اشاعت کا کیا حشر ہوتا ہے

عیسائی کیسے بنتے ہین
سفیر روس کی رائے

ہیرا ہی نے ایک قدم آگے بڑھکر لکھا تھا۔ کہ اگرچہ جاپان عیسائی ملک نہین ہے۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمین ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہین۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمین ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہین مگر یہ کبھی ظاہر نہین کیا گیا کہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے پاک تعلیم کو نزدیک کرکے کیون عیسائی ہوئے یا کسی تکلیف کے باعث یا روحانی زندگی حاصل کرنے کی غرض سے مسٹر ڈبلیو جے سٹیڈ ریوآف ریویو کے لایق ایڈیٹر نے مسٹر ایم لیسر کے خیالات سوال جواب اپنے ماہواری میگزین مین کیا ہی عمدہ پیرایہ مین درج کئے ہین۔

ایم لیسر سفیر روس ہے وہ کہتا ہے کہ ہم کو اسوقت دو تکلیف کا سامنا ہے ایک یہ چین کیلئے دانت پیسنا یعنی اوس پر قبضہ و اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں (. .) دوسرا یہ کہ ساری کی ساری چین یسوع مسیح کی معتقد ہو جاوے وہ کہتا ہے کہ اگر آپ مجھہ سے مشنری کی بابت سوال کرین تو مین یہ کہنے کو تیار ہون کہ جب ایک آدمی مشنری سایہ مین آجاتا ہے تو اسکا تعلق دوسری قومون سے قطع ہو جاتا ہے بیشک یہ خیال اوس کے دل مین ہونا چاہئے کہ یسوع مسیح ہے اوس کے لئے بہشت کی بادشاہت کا کامل ہے اگر جنگ مین قتل ہوکر وہ شہید ہوگا تو اس کا خون گرجا کا بیج بنے گا مگر جہانتک میرا خیال ہے۔ ان خیالات کو لیکر کوئی عیسائی نہین ہوتا جب آدمی کسی مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے یا کسی ہمسایہ کا مال سرقہ کرتا ہے تو یہ دیکھکر کہ اوسکو کوئی پناہ دینے والا نہین ہے۔ جھٹ عیسائی ہو جاتا ہے یہ چینی حدود کا ہی حال نہین بلکہ وہ کہتا ہے کہ پرشین سرحد پر جب ایک مسلمان کوئی جرم کرتا ہے اور اس خطرہ سے کہ وہ گرفتار بلا ہوکر سخت سزا کا موہنہ دیکھے گا۔ تو وہ فوراً ارتھاڈکس گریک کرسچن بن جاتا ہے۔ محض اس خیال سے کہ سزا سے بچ جاوے یہی تکالیف چین مین دکھائی دے رہی ہین۔ کوئی خوشی سے عیسائی نہین ہوتا اور نہ ان خیالات کو لیکر عیسائی ہوتا ہے ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے +

ہیمر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی کہ مین شایع ہونیکو آئی ہے

نقل چٹھی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء منجانب لالہ کھیدا اسی وکیل بنام سیکرٹری بھارت انشورنس کمپنی لمیٹڈ لا

اسلامی عہدِ تمدن کی بےنظیر تربیت

ناظرین! جب کسی اقبال مند قوم پر ادبار آتا ہے تو پہلے خدا تعالیٰ اس سے وہ محاسن و فضائل سلب کر لیتا ہے جنکی وجہ سے اُسے اقبال ملا تھا یا یوں کہو کہ وہ شامت کی ماری قوم خود بداطواری میں پڑکر اوصاف کمال سے بے اعتنائی کرنے لگتی ہے اور افرادِ قوم کے اخلاق میں برائیاں پیدا ہوکر روز بروز بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ آنیوالی نسلیں اپنے اسلاف کے طور وطریق سے بالکل الگ جا پڑتی ہیں۔ آج مسلمان کیوں تباہ و خستہ حال ہیں اور کیوں دنیا میں عزت و اقبال کے بعد ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ان کے وہ اخلاق و اطوار جو کبھی ترقی و اقبال کا سبب تھے بگڑ گئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ جو اوصاف ان کے اسلاف میں تھے خود انمیں نہ رہے۔ اور رہتے تو کیونکر؟ جس تربیت نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا۔ اور آنیوالی نسلوں کا ذمہ وار بنایا وہ تو ناقص بلکہ سراپا نقص و عیب ہے۔ بے اختیار رونا آجاتا ہے جب ہم اپنی قوم کے اعلیٰ طبقہ کی جب یہ ابتر حالت ہو تو پھر اوسط و ادنیٰ طبقات کا شکوہ ہی کیا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ کی تقلید و پیروی کرتا ہے۔ پس جب بڑے ہی خراب ہیں تو چھوٹوں کا خراب تر ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ہماری بدعنوانیوں اور بدکرداریوں نے صرف ہمیں کو ذلیل و خوار نہیں کیا بلکہ اسلام کے پاک نام کو بٹہ لگایا اور اسلاف کو ناحق بدنام کیا۔ چنانچہ غیر قومیں چھوٹتے ہی یہ کہدیتی ہیں کہ مسلمانوں میں تربیت آج کیا کبھی تھی ہی نہیں۔ جب انکی تہذیب و مدنیت اور علم و فضل کا زمانہ تھا تب بھی تربیت کا رخ ان کے ہاں سیاہ ہی تھا۔ غیر قومیں جو چاہیں کہیں وہ معذور ہیں۔ پرائے گھر کی بُچ کی باتیں۔ تربیت و پرورش کا حال انہیں کیونکر اور کہانتک معلوم ہو سکتا ہے؟ مگر ننگِ قوم و ننگِ سلاف ہیں ہم کہ اسلاف کے اوصاف و کمالات کھوئے ہی تھے اتنی بھی خبر نہ رکھ سکے کہ وہ لوگ کیسے تھے اور اُس زمانہ کی تعلیم و تربیت کا کیا حال تھا۔ اور کس درجہ کی تھی۔ کہ آج مخالفوں کو تو زبان سے کچھ جواب دیدیتے۔ اگر خود کسی لائق نہ تھے تو اسلاف کی قابلیت تو منوا دیتے۔ مگر نہیں اسلاف کی خوبیوں کا منوانا خود اخلاف کی قابلیت و لیاقت پر منحصر ہے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنی غفلت شعاری اور بے راہ روی سے باز آئیں اور توفیق ان کے شاملِ حال ہو تاکہ اپنے اسلاف کی طریقِ تربیت سے آگاہی حاصل کر کے خود بھی اسی طریق کے پابند ہوں اور ذیل کی چھوٹی سی حکایت کو پڑھکر آج سے بارہ برس پہلے کی اسلامی کامل تربیت کا اس زمانہ کی ناقص تربیت سے مقابلہ کر کے ذرا شرمائیں تو سہی۔ مگر وہ شرم ہی کس کام کی شرم ہے جو شرمناک کاموں کو نہ چھڑا سکے اور آدمی کو سیدھے راستہ پر نہ لے آئے۔

حکایت - محمد ابن عبدالرحمٰن ہاشمی نے اپنے دوست احباب سے بیان کیا کہ جعفر ابن یحییٰ برمکی کی ماں عتابہ اکثر میری والدہ سے ملنے آیا کرتی تہیں۔ چونکہ وہ بڑی دانا اور شیریں گفتار تہیں۔ جب کبھی وہ ہمارے گھر آتیں میں بہت خوش ہوتا۔ اور خواہ مخواہ ادہر اُدھر کی باتیں چھیڑ کر ان کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایکدن ایسی ادہر اُدہر کی باتیں کرتے کرتے میں نے ان سے کہا کہ بعض لوگ آپ کے فرزند جعفر کو فضل سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض فضل کو جعفر سے۔ آپ بتایئے کہ انمیں سے کون افضل ہے؟ ام جعفر نے کہا "بیٹا! فضل فضل ہی ہے" میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگوں کی رائے اسکے خلاف ہے۔ ام جعفر نے کہا اچھا تو میں تم سے ایک قصہ بیان کرتی ہوں۔ تم ہی فیصلہ کرو کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا اور کسکی برتری ثابت ہوتی ہے؟! مگر ذرا غور کر کے رائے قائم کرنا۔ میں نے کہا بہت اچھا فرمایئے! ام جعفر نے یوں کہنا شروع کیا۔

ایک دن فضل و جعفر دونوں بھائی گھر میں میرے پاس کھیل رہے تھے۔ دفعۃً انکے ابا جان آگئے کھانیکا وقت تھا کھانا منگایا اور فضل و جعفر کو بلا کر اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا۔ دونوں نے سلیقہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور باپ بیٹوں میں پیار محبت کی باتیں شروع ہوگئیں اور آخر میں ذیل کی گفتگو تک نوبت پہونچی۔

یحییٰ۔ کیوں بھئی تم شطرنج بھی کھیلنا جانتے ہو؟
جعفر۔ (جو ذرا شوخ اور جری تھا) جی ہاں۔
یحییٰ۔ پھر کبھی اپنے بھائی کے ساتھ بھی کھیلے ہو؟
جعفر۔ جی نہیں۔
یحییٰ۔ اچھا پھر ہمارے سامنے کھیلو تا دیکھیں کون جیتتا ہے؟
جعفر۔ بہت بہتر۔ ابھی لیجئے۔

فوراً شطرنج لاکر بچھا دیگئی اور مہرے جما دیئے گئے اور جعفر شطرنج کھیلنے کیلئے مستعد ہو بیٹھا۔ فضل گرچہ جعفر سے بہت اچھی شطرنج جانتا تھا۔ لیکن اس نے کھیلنے سے انکار کیا۔

یحییٰ۔ فضل تمہیں کیا ہوگیا؟ شطرنج کیوں نہیں کھیلتے دیکھو جعفر تیار ہے۔
فضل۔ جی کچھ میرا جی نہیں چاہتا۔
جعفر۔ جی نہیں۔ بھائی صاحب میں آپکو بڑا شاطر سمجھتے ہیں مجھے کمزور سمجھکر کھیلنا نہیں چاہتے۔ مگر میں شرط سے کھیل سکتا ہوں۔
یحییٰ۔ دیکھو تو جعفر کیا کہہ رہا ہے؟!۔
فضل۔ مگر میں کھیلنا ہی چاہوں۔ میرا جی نہیں چاہتا۔
یحییٰ۔ اچھا ہم تمہاری طرف ہوتے کیوں جعفر منظور ہے؟
جعفر۔ جی بہت بہتر میں تیار ہوں۔
فضل۔ بہتر ہو کہ مجھے معاف کیا جائے۔
یحییٰ۔ اچھا تمہاری مرضی نہ سہی۔

اسقدر کہکر ام جعفر میری طرف متوجہ ہوئیں اور بولیں کہو صاحبزادے کیا فیصلہ کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ جو کچھ آپ نے پہلے فرمایا تہا وہ بالکل صحیح ہے۔

ام جعفر۔ صاحبزادے میں نے پہلے سے سمجھ لیا تہا کہ تم میری رائے کے موافق فیصلہ کروگے۔ دیکھو جعفر نے اتنی سی دیر میں چار ٹھوکریں کھائیں۔ اور فضل چاروں سے صاف بچ گیا۔ کیونکہ یحییٰ نے جدًا دریافت حال کے لئے شطرنج کی بابت سوال کیا تہا۔ جعفر نے پہلی ٹھوکر کھائی اقرار میں۔ دوسری لغزش یہ کہ بھائی سے کھیلنے کیلئے تیار ہوگیا۔ اور تعلّی کے ساتھ سمجھ لیا۔ تیسری غلطی یہ کی کہ شرط باندہکر اپنے بھائی کا مال لینا چاہا۔ اور چوتھی بار تو بالکل منہ کے بل ہی گر پڑا کہ باپ بھائی دونوں سے کھیلنے پر آمادگی ظاہر کر دی اور ان کے مقابلہ کی جرأت کی۔

ابن عبدالرحمٰن۔ واللہ! آپ تو قاضی شعبی سے بھی بڑھکر فیصلہ کرنیوالی ہیں۔ مگر یہ بتایئے کہ فضل تو ان سب باتوں کو سمجھ گیا کیا جعفر کچھ بھی نہ سمجھا؟
ام جعفر۔ اچھا اب اسکی کیفیت بھی سُن لو یحییٰ (یعنی) خالد جب باہر چلے گئے میں نے فضل کو الگ بلاکر پوچھا۔ بیٹا تم نے اپنے ابا کی خوشی سے کیوں اعراض کیا؟
فضل۔ اماں جان اگر میں کھیلتا تو جعفر پر ضرور غالب آتا اور اُسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ ایک تو اسی سبب سے میں نہ کھیلا۔ دوسرے یہ کہ ابا جان کو اپنا طرفدار بنا کر بھائی کو مغلوب کرنا مجھے اس سے بھی زیادہ معیوب معلوم ہوا۔

ابن عبدالرحمٰن۔ اچھا اسی طرح آپ نے جعفر سے بھی کچھ دریافت کیا؟۔
ام جعفر۔ ہاں بھئی۔ فضل سے جب میں یہ جواب سُن چکی تو تہوڑی دیر کے بعد جعفر کو الگ بلایا اور حسب ذیل گفتگو کی۔

میں۔ جعفر تمہارے ابا جان نے تم سے شطرنج کے متعلق صرف اسلئے سوال کیا تہا کہ کہیں تم اپنا وقت کھیل ہی میں تو نہیں گذارتے؟ فضل تو چپ رہا۔ مگر تم نے کیسے اقرار کر لیا؟
جعفر۔ اماں۔ میں نے ابا جان کو کئی دفعہ کہتے سنا ہے کہ محنت کے بعد کھیلنے سے طبیعت برقرار آجاتی ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ ابا جان کو معلوم ہے کہ ہمیں تعلیم و ادب میں کسقدر زحمت اٹھانی پڑتی ہے اسلئے مجھے خیال ہوا کہ مبادا ہمارا شطرنج کھیلنا انکو معلوم نہ ہوگیا ہو۔ بھائی کیطرف سے مجھے انکار کرنیکا اندیشہ تہا۔ اسلئے میں نے فوراً کہدیا ہاں ہم کھیلتے ہیں۔ تاکہ بھائی اور مجھپر ابا جان خفا نہ ہوں اور اگر خفا ہوتے تو گویا میں نے بھائی کو تو بچا لیا تہا۔
میں۔ اچھا پھر تم نے بھائی سے شرط باندہکر کیوں کھیلنے کا ارادہ کیا۔ کیا تم اس کا مال خود لینا چاہتے تھے؟
جعفر۔ جی ہرگز نہیں۔ بلکہ امیر المؤمنین نے مجھے ایک دوات دی ہے جو بھائی صاحب کو بہت پسند ہے۔ میں نے ہر چند اصرار کیا مگر انہوں نے نہ لی۔ میں صرف اسے ہارنا چاہتا تہا تاکہ بھائی صاحب بخوشی لے لیں۔
ابن عبدالرحمٰن۔ یا امی ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ دوات کیسی تھی؟
ام جعفر۔ بیٹا! ایکدن جعفر امیر المؤمنین کے پاس گیا۔ انکے ایک یاقوت سرخ کی مرصع دوات رکھی تھی امیر المؤمنین نے دیکھا کہ جعفر اُس دوات کو دیکھ رہا ہے اپنے وہ عنایت کر دی۔
ابن عبدالرحمٰن۔ اچھا اب آپ باقی قصہ پورا کیجئے!۔
ام جعفر۔ ہاں بیٹے۔ پھر میں نے جعفر سے کہا کہ اچھا یہ بھی سہی مگر تم نے اپنے ابا اور بھائی دونوں کو فریق ثانی بناکر کھیلنے کی جرأت کیسے کی؟
جعفر۔ اسلئے کہ میں جانتا تہا کہ اول تو بھائی مجھپر بلا مددِ غیر غالب آہی جاتے ہیں۔ اور اگر بالفرض انکی بازی گرنے لگی تو ابا جان کی مدد سے ضرور غالب آجائینگے۔ اور جیتنے سے انہیں ضرور خوشی ہوگی۔ اسی لئے میں ایسی جرأت کرنے چلا گیا۔
ابن عبدالرحمٰن۔ خوب! خوب!! مگر مجھے اتنا اور بتا دیجئے کہ جسوقت یہ واقعہ پیش آیا کیا فضل و جعفر بالغ ہو چکے تھے؟۔
ام جعفر۔ بیٹا تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ ایسے بچوں کی نسبت تمہارے یہ خیال تعجب ہے کہ کیونکر پیدا ہوگیا؟ بلوغ تو بلوغ جب سے یہ بچے عمر میں دس سال کے ہوتے تہیں ہم انہیں کھیل کود سے روکدیتے تھے۔ اور ہر شخص کے سامنے ہنسنے تک کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(تعلیم و تربیت ماہ مئی)

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہدین صاحب نمبردار و جاگیردار مالیپور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے۔ عمر تیس و چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی مالیپور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔

۳ - منشی عبدالرحمٰن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخاں اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں۔ احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس کے دو لڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے یار ازل ایں ہست روئے تو مرا | بہتر ز ہزار خلد کوئے تو مرا
از مصلحتے دگر طرف بینم لیک | ہر لحظہ نگاہ ہست سوئے تو مرا
بر عزت من اگر کسے حملہ کند | صبر است طریق ہمچو خوئے تو مرا
من چیستم و چہ عزتم ہست مگر | جنگ است ز بہر آبروئے تو مرا

ایک صاحب محمد اکرام اللہ نام نے روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء میں میرے ان اشتہارات کی نسبت جنمیں اوّل دفعہ اور دوم دفعہ کے زلزلہ کی نسبت پیشگوئیاں ہیں۔ کچھ اعتراض شائع کئے ہیں اور میرے خیال میں وہ اعتراضات صرف تعصب کی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ ناسمجھی اور نہایت محدود واقفیت بھی اون کا موجب ہے۔ قوم کی حالت پر اسی وجہ سے مجھے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرنے کے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے۔ اور جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ یا خود نمائی کی وجہ سے یہ شوق دامن گیر ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح معترض بنکر ہمیں بھی اوّل درجہ کے مخالفوں میں جگہ ملجائے۔ یا کم از کم لایق اور اہل علم متصور ہوں۔ مگر بجائے لایق کہلانے کے خود اپنے ہاتھ سے اپنی پردہ دری کرتے ہیں۔ اے اہل انصاف اعتراضات کو سنیں۔ اور ان کے جوابات پر غور کر کے دیکھیں۔ کہ کیا ایسے اعتراضات کوئی منصف مزاج جسکو کچھ بھی عقل اور دین سے حصہ ملا ہے کر سکتا ہے افسوس کہ یہ لوگ اوّل خود دہوکا کہاتے ہیں۔ اور پہر لوگوں کو دہوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اس جہالت کا سارا باعث وہ جلا ہوا تعصب ہے کہ جو جہنم کی آگ اپنے اندر رکہتا ہے

خلاصہ اعتراض۔ اوّل قول۔ اب ہم مرزا صاحب کے قول سے ثابت کرتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی قابل وقعت چیز نہیں بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے۔ **الجواب** واضح ہو کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے کہ جو میں نے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کیطرف منسوب کیجاتی ہے۔ ازالہ اوہام میں لکھی ہے اور اس جگہ کافی ہوگا۔ کہ وہ عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی میں حضرت مسیح کے نام پر مندرج ہے جس کو میں نے ازالہ اوہام میں نقل کیا ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کر دی جائے۔ اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئیوں میں دونوں زلزلوں کی نسبت بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکی ہیں۔ بالمقابل اس جگہ لکہدی جائیں۔ تا ناظرین خود سمجھ لیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک ہی صورت ہے یا ان میں کچھ فرق بھی ہے۔ اور کیا میری پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں جو ہر ایک زلزلہ پر صادق آ سکتے ہیں۔ جیسا کہ انجیل متی کے الفاظ ہیں۔ یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ جس سرزمین میں حضرت مسیح تھے۔ یعنی ملک شام میں اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کشمیر میں اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ تعجب نہیں ہے کہ اس میں زلزلہ آوے۔ یا طاعون پیدا ہو۔ بلکہ کوئی بڑا زلزلہ بھی آنا عجیب بات نہیں ہے۔ حضرت مسیح کی پیدائش سے بھی پہلے اس میں زلزلے آ چکے ہیں۔ اور ان کی زندگی میں بھی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے رہے۔ پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوگی مگر ہم آگے چلکر بیان کرینگے کہ یہ زلزلہ جسکی نسبت پیشگوئی تھی کہ [illegible] اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک انہونی اور فوق العادت بات تھی جسکو تمام ملک کے رہنے والوں نے فوق العادت قرار دیا بلکہ نمونہ قیامت سمجھا۔ اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی گواہی دی۔ اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے۔ اور نیز پرانی عمارتیں جو قریباً سولہ سو برس سے محفوظ چلی آتی ہیں۔ بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں مگر سب کو معلوم ہے۔ کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے آتے ہیں کہ جب یہ پیشگوئی حضرت مسیح کی لکھی گئی۔ تو غالباً اس وقت بھی کوئی زلزلہ آ رہا ہوگا۔

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں۔ جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے جسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے قوم قوم پر اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھ آویگی اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴۔ یہی پیشگوئی ہے۔ جسکی نسبت میں نے ازالہ اوہام میں وہ عبارت لکھی ہے جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ پانچ کالم اوّل سطر چھبیس ۲۶ میں درج کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں۔ کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑیگی لڑائیاں ہونگی۔ قحط پڑینگے۔ معترض صاحب میری اس عبارت کو لکھکر اس سے بات نکالتے ہیں۔ کہ گویا میں نے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کرنا کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے جو معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا۔ جسمیں کوئی اعجوبہ نہیں اور جسمیں کوئی فوق العادت امر نہیں۔ پیشگوئی کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی کرے۔ کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہونگی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی پیشگوئی کرے کہ اب کی دفعہ برسات کے دنوں میں اس قدر بارشیں ہونگی کہ زمین میں سے چشمے جاری ہو جائیں گے۔ اور کوئیں پر ہو کر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے اور گذشتہ سو برس میں ایسی بارش کی کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکہا جائے گا۔ سو اسی اصول کے لحاظ سے میں نے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئیں گے خاصکر اس ملک میں جس میں ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہیں بلکہ سخت زلزلے بھی آتے ہیں یہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے جسکا نام پیشگوئی رکہا جائے یا اسکو ایک امر خارق عادت ٹھیرایا جائے اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ان میرے اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شائع کئے ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے۔ جس میں کوئی امر خارق عادت نہیں اگر درحقیقت ایسا ہی ہے تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی زلزلہ کی نسبت میرے اشتہار کے الفاظ یہ ہیں [illegible] میں مجھے خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ وحی ہوئی تھی۔ جسکو میں نے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرا دیا تھا۔ **عفت الدیار محلھا ومقامھا** یعنی اس ملک کا ایک حصہ مٹ جائیگا اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہ ہیں وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہ ہیں دونوں نابود ہو جائیں گی اور ان کا نام و نشان نہیں رہے گا الدیار پر جو الف لام ہے وہ دلالت کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں اس ملک میں سے وہ خاص خاص جگہیں۔ جن پر یہ تباہی آئیگی۔ اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں۔ جو زمین سے برابر ہو جائیں گے۔ یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی اور کس شدومد سے اس میں آئندہ واقعہ کا ذکر ہے جس کی سولہ سو ۱۶ برس تک بھی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی چنانچہ انگریزی اخباروں کے پڑہنے سے معلوم ہوگا۔ کہ بڑی بڑی طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت۔ یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہیں۔ یہانتک کہ یورپ کے بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے شائع ہو چکا ہے کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور تمام اخبارین اس مضمون سے بھری پڑی ہیں۔ کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تہا۔ پس جبکہ اس وحی الٰہی میں جو میرے پر ہوئی۔ یہ فوق العادت مضمون ہے۔ کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو جائیں گی۔ اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا تو پھر نہایت افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔ انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹھہرایا جاوے۔ جو زلزلے آئیں گے اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر ہے۔ کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ڈرانے والے ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے۔ کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہو سکتے ہیں۔ جو وحی ربانی **عفت الدیار محلھا ومقامھا** میں پائے جاتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائیگا کہ اس کی عمارتیں تمام نابود ہو جائیں گی۔ نہ سرائیں باقی رہیں گی نہ مستقل سکونت کی جگہ اس جگہ ادنیٰ عربی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن میں رکھکر سمجھ سکتا ہے کہ الدیار سے ایک حصہ ملک کا مراد ہے اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے۔ کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائیں گے۔ نابود ہو جائیں گے۔ ناپدید ہو جائیں گے× پس کوئی مجھکو سمجھا دے کہ اس ملک کے لئے اس دفعہ سے پہلے اس سے کب پیش آیا تھا ورنہ ایمانداری سے بعید ہے کہ انسان بے حیا ہو کر جھوٹ بولے اور اس خدا کا خوف نہ کرے جسکا ہاتھ ہر ایک وقت سزا دینے پر قادر ہے اور پھر اشتہار الوصیت میں جو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء میں زلزلہ سے پہلے شائع کیا گیا تھا یہ عبارت درج ہے۔ اسوقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف میں نے دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے۔ ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** اب سوچو کہ کیا ایک آئندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونہ قیامت ہوگا اور شور قیامت اس سے برپا ہوگا۔ وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مشابہ ہو سکتی ہے جو معمولی الفاظ میں کہا جائے جو زلزلے آویں گے خاصکر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں اور طاعون کی جگہ ہے اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے انکار میں اسقدر دلیری یہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر حملہ ہے

× اگر کسی کو ان معنوں میں شک ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ کسی مخالف عربی دان کو قسم دیکر پوچھ لے۔ کہ کیا [illegible] عفت الدیار میں عمارتوں کا گرنا نابود ہو جانا اور ایسے مکانات کا گرنا جو عارضی آمد و رفت کے لئے مقرر ہوتے ہیں جیسا کہ دہرم سالہ اور کانگڑہ کے پہاڑ کی [illegible] کا مندر یا دائمی بود و باش کے مکانات [illegible] اگر ثابت نہیں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ [illegible] ضرورت نہیں۔ منہ

جس کا وہ کلام ہے - اور یہ کہنا کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا لبید بن ربیعہ کے ایک بیت کا پہلا مصرعہ ہے - یہ بھی خدا تعالیٰ پر گستاخانہ حملہ ہے - وہ ہر ایک شخص کے قول کا وارث ہے لبید ہو یا کوئی اور ہو اسی کی توفیق سے شعر بھی بنتا ہے - پس اگر اس نے ایک شخص کے کلام کو لیکر بطور وحی القا کر دیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں - اور اگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے - کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے - فتبارک اللہ احسن الخالقین - یہ بھی دراصل ایک انسان کا کلام تھا یعنی عبد اللہ بن ابی سرح کا جو ابتداء میں قرآن شریف کی بعض آیات کا کاتب بھی تھا - پھر مرتد ہو گیا - وہی کلام اس کا بغیر کمی بیشی کے فرقان مجید میں نازل ہو گیا - اور یہ وحی الٰہی کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا اس کے حروف قرآن شریف کی آیت موصوفہ کے حروف سے بھی زیادہ نہیں ہیں - یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین ہے بلکہ اس کے اکیس ۲۱ حرف ہیں - مگر آیت قرآنی کے بائیس حروف - پھر معترض کا اس وحی الٰہی پر یہ کہاوت سنانا کہ - کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا - بھانمتی نے کنبہ جوڑا* اسکو ذرا سوچنا چاہئیے - کہ اس نے درحقیقت قرآن شریف پر حملہ کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے - اور قرآن شریف میں صرف یہی وحی نہیں جو اسبات کا نمونہ ہو - جو وہ پہلے انسانی کلام تھا - اور پھر اس سے خدا تعالیٰ کی وحی کا توارد ہؤا - بلکہ بہت سے ایسے نمونے پیش ہو سکتے ہیں - جہاں انسانی کلام سے خدا تعالیٰ کے کلام کا توارد ہؤا - جیسا کہ قرآن شریف کو بہت جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے توارد ہؤا ہے - جس سے علماء بے خبر نہیں ہیں - اور جن کی نسبت ایک بڑی فہرست پیش ہو سکتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ معترض دراصل قرآن شریف سے منکر ہے ورنہ ایسا گستاخی اور بے ادبی کا کلمہ ہرگز اس کے منہ پر نہ آتا - کیا کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر کر سکتا ہے ؟ کہ وہ اعتراض بعینہٖ قرآن شریف پر آتا ہے - نعوذ باللہ ہرگز نہیں -

پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے - اسکا ترجمہ مضارع کے معنوں میں کیا گیا ہے حالانکہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنوں میں کرنا چاہئیے تھا - اس اعتراض کے ساتھ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے - گویا مخالفانہ حملہ میں اسکو بہاری کامیابی ہوئی ہے - اب ہم اس کی کس کس دھوکا دہی کو ظاہر کریں - جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہو گی وہ خوب جانتا ہے - کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آجاتی ہے - بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو* - مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو - اور قرآن شریف میں اس کی بہت نظیریں ہیں - جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونفخ فی الصّور فاذا ھم من الاجداث الی ربّھم ینسلون اور جیسا کہ فرماتا ہے واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ الخ قال اللہ ھٰذا یوم ینفع الصادقین صدقھم اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍّ اخوانًا علیٰ سُرُرٍ متقابلین - اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونادیٰ اصحاب الجنّة اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقًّا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقًّا قالوا نعم - اور جیسا کہ فرماتا ہے تبّت یدا ابی لھب وتبّ ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب اور جیسا کہ فرماتا ہے ولو تریٰ اذ وقفوا علی النار اور جیسا کہ فرماتا ہے - ولو تریٰ اذ وقفوا علیٰ ربھم - قال الیس ھٰذا بالحق - قالوا بلیٰ وربنا - اب معترض صاحب فرما دیں کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہیں یا مضارع کے اور اگر ماضی صیغے ہیں - تو ان کے معنے اس جگہ مضارع کے ہیں - یا ماضی کے - جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے - کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہیں - بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہو گیا - گویا وہ صرف و نحو جو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کھائیں - اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھدیا -

پھر اس کے ساتھ آپ کا ایک اور اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے - کہ اس پیشگوئی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا میں زلزلہ کا لفظ کہاں ہے -

افسوس اس معترض کو یہ معلوم نہیں کہ مقصود بالذات تو پیشگوئی کا اسی قدر مفہوم ہے - جو الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے - غرض تو صرف اتنی ہے - کہ ایک حصہ ملک پر بڑی تباہی آئے گی - اس جگہ دانا خود سمجھ سکتا ہے کہ مکانات کا تباہ ہونا بذریعہ زلزلہ ہی ہوا کرتا ہے ہاں ممکن ہے کہ عظیم الشان ملک کی تباہی اور شہروں اور مکانات کا نابود ہو جانا کسی اور ذریعہ سے ظہور میں آوے - مگر تب ہی بہرحال یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوگی - اور چونکہ سنت اللہ کے موافق اس تباہی کو زلزلہ پر دلالت التزامی ہے - اسلئے اسکا ذکر کرنا ضروری نہ تھا - لیکن چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ بعض کم فہم جن کی فطرت نادانی اور تعصب کی معجون ہے - ایسا اعتراض بھی کریں گے اس لئے اس نے زلزلہ کا لفظ بھی بتصریح لکھدیا - دیکھو پرچہ الحکم مورخہ ۲۴- دسمبر ۱۹۰۳ء اور اگرچہ یہ پیشگوئی زلزلہ کی پیشگوئی سے الگ کر کے جو اس سے پہلے شائع ہو چکی ہے اور سخت تباہی آئے گی اور عمارات نابود ہو جائینگی اور بستیاں کالعدم ہو جائیں گی اور یہ نہیں بتلاتی کہ کس خاص ذریعہ سے یہ تباہیاں وقوع میں آئیں گی - لیکن جو شخص سوچے گا - کہ شہر اور بستیاں کس ذریعہ سے زمین میں دھنسا کرتی ہیں اور یکدفعہ عمارتیں کیونکر گر جاتی ہیں - اور اس پیشگوئی کے ساتھ اس پیشگوئی کو بھی پڑھے گا - جو اسی پرچہ میں پانچ ماہ پہلے شائع ہو چکی ہے جس کے یہ لفظ ہیں - کہ زلزلہ کا دھکا - وہ ایسا اعتراض کرنے سے حیا کرے گا - کہ پیشگوئی میں زلزلہ کا ذکر نہیں - ہاں ہم یہ اب بھی کہتے ہیں - کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں استعارات بھی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرة اعمیٰ* - لہٰذا ممکن تھا - کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی - جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی - مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے - پس وحی اس پیشگوئی کا حلقہ وسیع تھا - لیکن خدا تعالیٰ نے دشمنوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ کی رو سے ہی اسکو پورا کر دیا - اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ میں بھی ظاہر ہوں لیکن بہرحال وہ امر خارق عادت ہوگا جس کی یہ پیشگوئی ہے چنانچہ یہی زلزلہ جس نے اسقدر پنجاب میں نقصان پہونچایا اس کی نسبت تحقیقات کی رو سے سول ملٹری گزٹ وغیرہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے - اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سوا سو برس تک اس ملک پنجاب میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا - پس یہ پیش گوئی بلاشبہ اول درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ ایسے حوادث مختلف اسباب طبعیہ سے ظاہر ہوں جو ایسے تباہیوں کے موجب ہو جائیں جو خارق عادت ہیں پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ میں زلزلہ کا ذکر بھی نہ ہوتا - تب بھی یہ عظیم الشان نشان تھا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی میں ایک خارق عادت تباہی اور جگہوں کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے - پس جب کہ یہ شہادت مل چکی - کہ سوا سو برس تک اس تباہی کی ملک پنجاب میں نظیر نہیں پائی جاتی - تو یہ پیشگوئی ایک معمولی امر نہ رہا - جو صرف انسانی اٹکل سے ہو سکتا ہے -

اس پیشگوئی کے پہلے حصہ میں جو ۲۴- دسمبر ۱۹۰۳ء میں اسی اخبار الحکم میں درج ہوئی تھا صریح لفظوں میں زلزلہ کا ذکر بھی شائع ہو چکا ہے تو ایسے معترض کی عقل پر ہنسیں یا رو دیں - جو کہتا ہے جو زلزلہ کی کوئی پیشگوئی نہیں کی -

اب یاد رہے کہ وحی آلٰہی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا یہ وہ کلام ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا تعالیٰ نے لبید بن ربیعہ العامری کے دل میں ڈالا تھا جو اس کے اس قصیدہ کا اول مصرع ہے جو سبعہ معلقہ کا چوتھا قصیدہ ہے اور لبید نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور مشرف باسلام ہو گیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکے کلام کو یہ عزت دی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ ایسی ایسی تباہیاں ہونگی جنسے ایک ملک تباہ ہوگا وہ اسی کے مصرع کے الفاظ میں بطور وحی فرمائی گئی جو اسکے منہ سے نکلی تھی - پس یہ تعجب سخت نادانی ہے کہ ایک کلام جو مسلمان کے منہ سے نکلا ہے وہ کیوں وحی الٰہی میں داخل ہؤا کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں وہ کلام جو عبد اللہ بن ابی سرح کے منہ سے نکلا تھا یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین وہی قرآن شریف میں نازل ہؤا جسکی وجہ سے عبد اللہ بن ابی سرح مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا† - پس جبکہ خدا تعالیٰ ......

---

* اگرچہ گناہ ہزاروں قسم کے ہوتے ہیں - مگر نہایت درجہ کا لعنتی وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام پر اعتراض کرے - جاہل جلدی سے اور گستاخی سے اور خوش ہو کر خدا تعالیٰ کے کلام پر اعتراض کرتا ہے - اور اس قدوس سے لڑتا ہے گو وہ مر جاتا - تو اس سے بہتر تھا - منہ

* مثلاً جس شخص کو بہت سی زہر دی گئی ہو - وہ کہتا ہے کہ میں تو مر گیا - اور ظاہر ہے - کہ مر گیا ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا صیغہ نہیں ہے - اس سے مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ میں مر جاؤنگا اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قوی اور کھلی نظیر فیصلہ چیف کورٹ کی اپنے موکل کے حق میں مل گئی ہے - وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے فتح پالی حالانکہ مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے کوئی فیصلہ نہیں لکھا گیا - پس مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ ہم یقینًا فتح پالینگے اسی وجہ سے مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے - منہ

* اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا یعنی جسکو خدا کا دیدار اس جگہ نہیں اوس جگہ بھی نہیں اس آیت کے یہ معنے نہیں ہیں کہ جو بیچارے جسمانی طور پر اس جہان میں اندھے ہیں وہ دوسرے جہان میں بھی اندھے ہی ہونگے - یہ تو استعارہ کہ جاہل نام [illegible] اندھا رکھا گیا - منہ

† دیکھو تفسیر [illegible] التفسیر [illegible]

کے کلام کا ایک مرتبہ کے کلام سے توارد ہوا تو اس سے کیون تعجب کرنا چاہئے کہ لبید جیسے صحابی بزرگوار کے کلام سے اسکے کلام کا توارد ہو جائے خدا تعالے جیسے ہر ایک چیز کا وارث ہے ہر ایک پاک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اسی کی توفیق سے منہ سے نکلتا ہے - پس اگر ایسا کلام بطور وحی نازل ہو جائے تو اس بارہ مین وہی شخص شک کریگا جسکو اسلام مین شک ہو اور لبید کے وہ خصائص مین سے ایک یہ بھی تھا جو اسنے نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ زمانہ ترقیات اسلام کا خوب دیکھا اور ۴۱ھ ہجری مین ایکسو ستاون برس کے عمر پاکر فوت ہوا - اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی کئی مرتبہ قرآن شریف کا توارد ہوا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال عمر وافقت ربی فی اربع یعنی چار باتین جو میرے منہ سے نکلین وہی خدا تعالے نے فرمائین اور اگر ہم اس امت مرحومہ کے اولیاء کرام کا ذکر کرین کہ کسقدر دوسرون کے کلام بطور الہام انکے دلون پر القا ہوئے اور بعض کو مثنوی رومی کے اشعار بطور الہام منجانب اللہ دلپر ڈالے گئے تو یہ بیان ایک علیحدہ رسالہ کو چاہتا ہے اور مین جانتا ہون کہ جس شخص کو ایک ذرا واقفیت بھی اس کوچہ سے ہوگی وہ کبھی اس بات کو منہ پر نہین لائیگا کہ خدا کے کلام کو انسان کے کلام سے توارد نہین ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص جو کسی قدر علم شریعت سے حصہ رکھتا ہے وہ ایسے کلمہ کو موجب کفر سمجھیگا کیونکہ اس عقیدہ سے قرآن شریف سے انکار کرنا لازم آتا ہے اسجگہ ایک اشکال بھی ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اس اشکال کو بھی حل کر دین وہ یہ ہے کہ اگر یہ جایز ہے کہ کسی انسان کے کلام سے خدا کے کلام کا توارد ہو تو ایسا ہونا قرآن شریف کے معجزہ ہونے مین قدح پیدا کرتا ہے لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرون نے لکھا ہے کوئی جائے اشکال نہین کیونکہ اسقدر قلیل کلام پر اعجاز کی بنا نہین ورنہ قرآن شریف کے کلمات بھی وہی ہین جو اور عربون کے منہ سے نکلتے تھے اعجازی صورت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا کلام کم سے کم اس سورۃ کے برابر ہو جو سب سے چھوٹی سورۃ قرآن شریف مین ہے یا کم سے کم دس آیتین ہون کیونکہ اسیقدر کو قرآن شریف نے معجزہ ٹھہرایا ہے مگر مین کہتا ہون کہ اگر کسی شخص کا کلام خدا کے کلام مین بطور وحی کے داخل ہو جائے تو وہ بہرحال [illegible] ہے مثلاً یہی وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا جب لبید رضی اللہ عنہ کے منہ سے شعر کے طور پر نکلی تو یہ معجزہ نہ تھی لیکن جب وحی کے طور پر ظاہر ہوئی تو اب معجزہ ہو گئی کیونکہ لبید ایک واقعہ گذشتہ کے حالات پیش کرتا ہے جسکا بیان کرنا انسانی قدرت کے اندر داخل ہے لیکن اب خدا تعالے لبید کے کلام سے اپنی وحی کا توارد کر کے ایک واقعہ عظیمہ آئندہ کی خبر دیتا ہے جو انسانی طاقتون سے باہر ہے پس وہی کلام جب لبید کیطرف منسوب کیا جائے تو معجزہ نہین ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو بلا شبہ معجزہ ہے آج سے ایک سال پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ایک حصہ اس ملک کا زلزلہ شدیدہ کے سبب سے تباہ اور ویران ہو جائیگا یہ کسکو خبر تھی کہ اسقدر شہر اور دیہات یکدفعہ زمین مین دھنس کر تمام عمارتین نابود ہو جائینگی اور ساتھ زمین کی ایسی صورت ہو جائیگی کہ گویا اس پر کبھی کوئی عمارت نہ تھی پس اس بات کا نام معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور مین آوے جو پہلے اس سے کسی کے خیال و گمان مین نہ تھی اور اسکا نمونہ پہلے [illegible] انکی طرف کسی کا خیال نہ تھا کیا یہ سچ نہین ہے کہ اس ملک کے رہنے والون نے اس زلزلہ شدیدہ کو بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا ہے اور اسکو ایک غیر معمولی اور انہونی بات اور نمونہ قیامت قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہین ہے کہ محققان یورپ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس ملک کی تاریخ پر بھی ۱۷ برس تک نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے ایسا خوفناک اور تباہی ڈالنے والا زلزلہ اس ملک مین کبھی نہین آیا پس جو [illegible] ایک زمانہ دراز پہلے ایسے غیر معمولی واقعہ کی خبر دے کیا وہ خبر معجزہ نہین ہے ؟ کیا وہ انسانی طاقتون کے اندر داخل ہے ؟※

جس ملک کے لوگون نے بلکہ انکے باپ دادون نے بھی قریباً دو ہزار برس تک ایک واقعہ کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو اور نہ انکے خیال و گمان مین ہو کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے یا امکان مین ہے پھر اگر کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہ ظہور مین آ جائے تو وہ خبر نہ صرف معجزہ کہلائیگی بلکہ اوّل درجہ کا معجزہ ہوگا۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ معترض صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگون کی نظر مین خفیف ٹھہرانے کے لئے انجیل کی اوس بے معنی پیشگوئی سے اسکو مشابہت دی ہے جسمین صرف معمولی الفاظ مین لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھولکر میرے اشتہارات کی عبارت کو پڑھیگا اسکو افسوس سے کہنا پڑیگا کہ ناحق معترض نے روز روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک بھاری خیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو پڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلہ کی نسبت بیان کئے گئے ہین وہ انجیل کے الفاظ کی طرح سست اور معمولی نہین ہین تاہم اوس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کر لیا - کسکو معلوم نہین کہ عربی الہام یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا ایک ایسی ہیبتناک دل دہلانے والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدنون پر لرزہ پڑ جاتا ہے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین مین دھنس جائینگے اور اردو مین تصریح کی گئی ہے کہ وہ زلزلہ کا دھکا ہوگا دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵ کالم ۲ مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء - اور پھر ۱۹۰۴ء میں جو رسالہ آمین شایع کیا گیا تھا اسمین لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ اوس سے قیامت یاد آ جائیگی اور + الحکم ۲۴ - مارچ ۱۹۰۵ء مین شایع کیا گیا ہے کہ مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا - اور پھر اشتہار الانذار مین لکھا ہے کہ آنیوالا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہوگا پھر الانذار ہی مین لکھا ہے کہ آنیوالے زلزلہ سے زمین زیر و زبر ہو جائیگی پھر اسی مین لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا اور پھر اسی مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ مین تیرے لئے زمین پر اتر ونگا تا اپنے نشان دکھلاؤن - ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتین جنکو غافل انسان بناتے ہین یا آئیندہ بنائینگے گرا دینگے اور مین وہ نشان ظاہر کرونگا جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا - پھر اوس اشتہار مین جسکی سرخی ہے زلزلہ کی خبر بار سوم - آنے والے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل مین گذرا - اب ایمانا کہو کہ انجیل مین زلزلہ کے بارہ مین اس قسم کی عبارتین کہان ہین اور اگر ہین تو وہ پیش کرنی چاہئین ورنہ خدا تعالے سے خوف کر کے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے۔

قولہ - ترجمہ مین زلزلہ کا لفظ بھی داخل کر دیا تاکہ جاہل لوگ یہ سمجھین کہ الہام مین زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے -

اقول - اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہین - زلزلہ کا دھکا - عفت الدیار محلہا ومقامہا - دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء ان دونون کے معنے یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکا لگے گا اور اوس دھکا سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتین گر جائینگی اور نابود ہو جائینگی - اب بتلاؤ کہ کیا ہمنے جاہلون کو دھوکا دیا ہے یا آپ جاہلون کو دھوکا دیتے ہین - اور کیا ہمنے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہین لعنۃ اللہ علی الکاذبین - اخبار الحکم موجود ہے اسکے دونون پرچون کو دیکھ لو - یہ اخبار زلزلہ موعودہ سے ایک سال پہلے ملک مین شایع ہو چکی ہے گورنمنٹ میں بھی پہنچ چکی ہے - اب بتلاؤ کہ کیا تعصب نے آپکو اس جھوٹ پر آمادہ کیا جو آپ دعوے کر بیٹھے جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی مین موجود ہی نہین ہے -

قولہ یہ الہام ۱۴ - مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم کے صفحہ کالم ۴ پر موجود ہے اور اوس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے متعلق طاعون -

---

※ معترض صاحب نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین یہ اخبار مین یہ اعتراض شایع کیا ہے کہ پیشگوئی عفت الدیار محلہا ومقامہا مین زلزلہ کا کہان ذکر ہے حالانکہ زلزلہ کا ذکر اس پیشگوئی سے پانچ ماہ پہلے اسی اخبار مین شایع ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی اسی زلزلہ کی صفات کا بیان ہے ہمارے مخالفین کی یہ دیانت اور امانت اور عقل اور یہ فہم ہے کیا ان لوگون مین کوئی بھی ایسا انسان نہین کہ خلوت مین اس شخص کو ملامت کرے اور اسکی گوشمالی کرے کہ ایسا دھوکا پبلک کو کیون دیا حالانکہ اسکو خوب معلوم تھا کہ پرچہ الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء مین زلزلہ کی پیشگوئی صاف لفظون مین موجود ہے جسکے ہیبت ناک نتائج الہام عفت الدیار مین ذکر کئے گئے ہین اور یہ دونون پیشگوئیان ان کے ظہور سے ایک سال پہلے شایع کی گئی ہین - بلکہ زلزلہ کی پیشگوئی صریح اور صاف لفظون مین مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ مین بھی موجود ہے جسکو شایع کئے اڑہائی برس ہو چکے ہین - منہ

+ اخبار سول ملٹری گزٹ مین یہ امر تحقیقات شدہ شایع کیا گیا ہے کہ ہندوؤن کا مندر جو کانگڑہ مین زلزلہ سے نابود ہو گیا ہے دو ہزار برس سے یہ مندر چلا آتا تھا اگر ایسا زلزلہ پہلے اس سے آیا ہوتا تو یہ عمارتین پہلے سے ہی نابود ہو جاتین منہ

☆ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہین میری کتاب مواہب الرحمن مین بھی جو ۱۹۰۲ء مین چھپکر شایع ہو گئی تھی صریح لفظون مین یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لیکر ذکر موجود ہے پھر اس حالت مین جاہل تو وہ لوگ ہین کہ جو اتنی تصریح اور توضیح کے بعد بھی سمجھتے ہین کہ زلزلہ کا کہان ذکر ہے انکو چاہئے کہ آنکھین کھولکر اخبار الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھین اور رسالہ آمین کو پڑھین جو ۱۹۰۱ء مین شایع ہوا تھا اور پھر مواہب الرحمن کے صفحہ ۸۶ کو پڑھین جو ۱۹۰۲ء مین شایع ہوئی تھی اور پھر اپنی ایمانی حالت پر رودین منہ

☆ ایسا ہی میری کتاب مواہب الرحمن [illegible] ۱۹۰۲ء مین ایک سخت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتین گرینگی اور اسمین نہ صرف عمارتون کے گرنیکا ذکر ہے بلکہ صاف لفظون مین زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ منہ

قبول - اس مین کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ بھی طاعون کا ایک ضمیمہ ہے اور اوس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار فرمایا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونون تیری تائید کے لئے ہین پس زلزلہ درحقیقت طاعون سے ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون ہی میری سچائی خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ بھی پس اس وجہ سے دونون کو تعلق ہے اور دونون ایک ہی امر کے موید ہین اور اگر یہ وہم دل مین پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ وہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اوسکا عین نہین ہو سکتی ما سوا اسکے قرینہ تو یہ اسجگہ موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون نہین ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرہ انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہیئے کہ عمارتون کا گرنا اور بستیون کا معدوم ہونا کیا یہ طاعون کی صفات مین سے ہے یا یہ تو زلزلہ کی صفات مین سے ہے و ستمدار کہ نہ ہر ایک پرہیزگار انسان مین نہین ہو سکتی کہ جو معنے ایک عبارت کے الفاظ سے پیدا ہو سکتے ہین اور جو اس کے سیاق اور سباق سے مترشح ہو رہے ہین اور جو معنے واقعہ کے ظہور سے کہل گئے ہین اور انسانی کانشنس نے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیار کے الہام سے نکلتا ہے پھر اسکے انکار پر اصرار کرے اگر فرض بھی کر لین کہ خود ملہم نے اپنے اجتہادی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو اسکی یہ غلطی کونسا از قوع ہے مخالف کے لئے ثبوت نہین دنیا مین کوئی ایسا نبی یا رسول نہین گذرا جسنے اپنی کسی پیشگوئی مین اجتہادی غلطی نہ کی ہو تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایک نشان نہ ہوگا اگر یہی کفر دل مین ہے تو دبی زبان سے کیون کہتے ہو پورے طور پر اسلام پر کیون حملہ نہین کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہو جسنے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنے کرنے مین غلطی نہین کھائی - تو پھر تبلاؤ کہ اگر فرض بھی کر لین کہ لفظ متعلق کے معنے بعینہٖ طاعون ہے تو کیا یہ حملہ تمام انبیاء پر نہین - عفت الدیار کے الہامی فقرہ پر نظر ڈالکر صاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اس سے گر جائین گی اور نابود ہو جائینگی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتون پر کچھ اثر نہین ہوتا پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا لکھ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور تعلق سے وہ معنے سمجھے جائین جو معترض نے کئے ہین تو غایت مافی الباب یہ کہا جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے مین غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیون کے سمجھنے مین بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیساکہ ذھب وھلی کی حدیث بخاری مین موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہین - قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رؤیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ مینے مکہ سے ایک ایسی زمین کیطرف ہجرت کی ہے جسمین کھجورون کے درخت ہین پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب - اب دیکھو آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے جنکی رویا وحی ہے اور جنکا اجتہاد سب اجتہادون سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی رویا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہین ہے اور کیا آپ طیار ہین کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم پر بھی ایک حملہ کر دین پھر جبکہ اجتہادی غلطی مین آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم بھی شریک ہین تو پھر آپ کا یہ کیا ایمان ہے کہ تعصب کے جوش مین آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی عزت کی بھی کچھہ پروا نہین کرتے اور خدا تعالےٰ سے کچھہ شرم نہین - اور پھر سچے منصف ... ترسی کا دھیان رکھہ کر عفت الدیار کے الفاظ کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ اسکے الفاظ طاعون پر صادق آتے ہین یا زلزلہ پر - کیا یہ ایمانداری ہے کہ جبکہ واقعہ موعودہ کے ظہور نے عفت الدیار کے معنون کو خود کہولدیا پھر بھی اس سے مراد طاعون ہی سمجھین اس پیشگوئی کے الفاظ صاف طور پر پکار رہے ہین کہ وہ ایک حادثہ ہے جس سے عمارتین گر جائین گی اور ایک حصہ ملک کی بستیون کا نابود ہو جائیگا اگر آپ عربی نہین جانتے تو کسی عربی دان سے پوچھ لین کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا کے کیا معنے ہین اور اگر کسی پر اعتبار نہ ہو تو اوس مصرع کے معنے جو شارح نے لکھے ہین وہ دیکھ لین - اور وہ معنے یہ ہین اندرست دیار الاحباب والمنی ما کان منھا للحلول وما کان للاقامت دیکھو معلقہ چہارم شرح مصرع اول یعنی دوستون کی بستیان اور انکے گھر نابود ہو گئے اور وہ عمارتین نابود ہو گئین جو چندروزہ اقامت کے لئے تھین جیسے سرائے یا قومون کی زیارت گاہین اور وہ عمارتین بھی نابود ہو گئین جو مستقل سکونت کی تھین اب تبلاؤ یہ معنے طاعون پر کیونکر صادق آ سکتے ہین اور طاعون کو عمارتون کے گرنے سے کیا تعلق ہے - ان معنون مین اور خدا تعالےٰ کی وحی کے معنون مین صرف ماضی اور مضارع کا فرق ہے یعنی لبید نے اسجگہ ماضی کے معنے ملحوظ رکھے ہین اور خدا تعالےٰ کے کلام مین اسجگہ استقبال کے معنے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اور بستیان نابود ہو جائین گی نہ عارضی سکونتین باقی رہینگی نہ مستقل سکونتین اب تبلاؤ کہ کیا یہ معنے طاعون پر صادق آ سکتے ہین اب ہٹ دہرمی کرنا کیا فائدہ ناحق خدا کی ضد دو ہی آدمی کیا کرتے ہین یا سخت احمق یا سخت بے ایمان اور متعصب - پھر اگر آپ وہی اعتراض پیش کرین جسکا پہلے ہی جواب دیا گیا ہے یعنی یہ ماضی کا صیغہ ہے اور لبید رضی اللّٰہ عنہ نے ماضی کے معنون پر استعمال کیا ہے - تو اسکا جواب پہلے ہی گذر چکا ہے کہ اب یہ کلام لبید کا نہین ہے بلکہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے - خدا تعالےٰ نے جا بجا قرآن شریف مین عظیم الشان پیشگوئیون کو ماضی کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالےٰ فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب - ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب ✕ اب ذرہ کچھہ انصاف کو کام مین لاکر اب دو کہ اس پیشگوئی کے الفاظ ماضی کے صیغہ مین ہین یا مضارع کے صیغہ مین عقلمند کے لئے تو یہ ایک سخت ندامت کا موقع ہے بلکہ ایسی غلطی مرنے کی جگہ ہو جاتی ہے جبکہ ایک شخص باوجود دعوے علم

(باقی آیندہ)

✕ بائیبل مین بھی بہت جگہ آیندہ واقعات کو ماضی کے صیغہ مین بیان کیا گیا ہے جیساکہ یہ فقرہ بابل گر پڑا بابل گر پڑا دیکھو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۹ - اور جیساکہ یہ فقرہ ملک بنو پر کردہ ویران ہو گیا فرنیم رسوا ہوا دیکھو یرمیاہ باب ۴۸ - آیت ۱ ...

سوالات

ذیل کا ایک عجیب اشتہار جو ۲۲ سوالون پر مشتمل ہے مولین (لونیری) کے علاقہ سے آیا ہے مین اسکو عام لوگون کے فائدہ کے لئے چھاپ دیتا ہون علماء کا جواب اگر کسی نے کچھہ دیا ہی سلسلہ مین دلچسپ مضمون ہوگا۔

ایڈیٹر۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

تمام علماء دین کی خدمت مین عموماً مولوی علی رضا صاحب رامپوری افسر مدرس مدرسہ اسلامیہ مولین اور مولوی عنایت اللّٰہ خطیب مسجد پھیاگاؤن علاقہ بلوخیگ کی خدمت مین خصوصاً ہم چند سوال پیش کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ ہمارے سوالون کا جواب رائے وقیاس سے نہ دیا جائے بلکہ قرآن شریف کی آیت تبائی جاوے یا ایسی حدیث لکھی جاوے جو امام اعظم کے اصول کے موافق روایتاً و درایتاً باب عقاید مین قابل حجت ہو سکتی ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو حضرت امام اعظم کا قول تبایا جاوے جو کسی مستند کتاب مین مذکور ہو -

سوالات

(۱) زید نے اگر حضرت عیسےٰ ع کو فوت شدہ کہدیا تو کیا اسلام سے خارج اور کافر ہو گیا؟ کیا زید کے یہان آنا جانا یا کہانا پینا حرام ہو گیا؟ جو لوگ حضرت عیسےٰ کی وفات کا عقیدہ نہین رکھتے کیا وہ زید کے یہان صرف جانے سے یا اون کے یہان کہانے پینے سے کافر ہو جاوینگے؟ -

(۲) حضرت عیسےٰ ع کے زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر جانے اور اتبک جسمانی زندگی کے ساتھہ بے آب و دانہ موجود رہنے کا بیان قرآن مجید کی کس آیت مین ہے؟ -

(۳) آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے کس مدعا پر استدلال لایا گیا ہے؟

(۴) رسول اللّٰہ صلعم نے آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کا کیا مطلب سمجھا تھا؟

(۵) نزول قرآن کے پہلے یا نزول قرآن کے وقت محاورہ عرب مین کسی انسان کو زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھا لینے کے معنے مین توفی یا رفع الی اللّٰہ کا استعمال ہوتا تھا یا نہین اگر ہوتا تھا تو اوسکی کوئی نظیر تبائی جائے اور اگر نہین ہوتا تھا تو کسی لفظ کو ایسے معنی مین استعمال کرنا جسمین وہ لفظ کبھی مستعمل ہوا ہو فصاحت و بلاغت کے برخلاف ہے یا نہین؟

(۶) مجتہدین اربعہ نے حضرت عیسےٰ ع کا زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھ جانا اپنی کسی کتاب مین لکھا ہے؟

(۷) حضرت ابن عباس کی جو تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح مین درج کی ہے وہ قابل اعتبار ہے یا نہین؟

(۸) کوئی صحابی اگر اپنے پیدا ہونے کے پہلے کا کوئی واقعہ روایت کرے تو اوسکی صحت کیلئے کیا شرطین ہین؟

(۹) کوئی راوی اگر اپنے پیدا ہونے سے سیکڑون برس پہلے کا کوئی واقعہ بلا سند روایت کرے تو یہ روایت قابل استدلال ہے یا نہین؟

(۱۰) مفسرون کے اقوال اور اونکی توجیہین اور تاویلین اور اونکی بلا سند روایتین عقائد اسلامیہ کے مستقل حجت ہین یا نہین؟

(۱۱) مفسرون نے اہل کتاب کی روایتین اپنی تفسیرون مین لکّھی ہین یا نہین؟

(۱۲) اصطلاح مین تاویل کسکو کہتے ہین اور نصوص قرآنی مین تاویل کرنی کس صورت مین جائز یا ضروری ہے؟

(۱۳) باب عقاید مین صرف یقینیات کا اعتبار ہے ظنیات کا بھی ؟

(۱۴) صحاح ستہ کی حدیثین متواتر ہین یا آحاد ؟

(۱۵) احادیث آحاد مفید علم یقین اور قطعی کو ہین یا صرف ظن کو ؟

(۱۶) آیت وحدیث مین جب تعارض ہو تو آیت مین تاویل کرنی چاہئیے یا حدیث مین ؟

(۱۷) جو حدیث آحاد کے درجہ مین ہے جب کسی آیت سے معارض ہو تو آیت پر یقین لانا چاہئیے یا حدیث پر ؟

(۱۸) کسی حدیث کا نص قرآنی کے معارض ہونا اسکی موضوعیت کی دلیل ہے یا نہین ؟

(۱۹) پیشین گوئی کی حدیثین باب عقاید مین حجت قطعی ہین یا نہین ؟

(۲۰) پیشین گوئی کی حدیثون پر تفصیلی یقین رکھنا ضروری ہے یا اجمالی ؟

(۲۱) امام اعظمؒ کے نزدیک حدیث احاد سے زیادتی علے الکتاب جائز ہے یا نہین ؟

(۲۲) اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پاکر زمین مین مدفون ہوگئے ہون تو پھر قیامت کے قریب اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے آپکو زمین پر نازل کرسکتا ہے یا نہین ؟

العـــن

حافظ احمد علی ایڈیٹر مولوی حافظ حاجی غلام نبی صاحب مرحوم ۔ چھپیانڑوں علاقہ بلوچنگ ضلع مولمین (لور برما)

لفظ مسیح کی نئی تاویل

اپنی ... کے نام سے الحکم کے ناظرین نا آشنا ناواقف نہین اس ولایتی بی بی کے مذہب کا صحیح پتہ لگانا ہوسے بھالے ہندون کو تو شاید مشکل ہو لیکن ایک زیرک اور صاحب فراست مسلمان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اندر ہی اندر ... بی بی کس مذہب کی اشاعت کررہی ہین حال مین آسپنے لفظ مسیح کی ایک عجیب تاویل کی ہے اور یہ کوئی ہنتی دیوی کی خصوصیت نہین بلکہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا مین حضرت مسیح موعودؑ کے فیض اور ماثر سے اندر ہی اندر یہ بات پیدا ہورہی ہے کہ وہ عیسویت سے بیزار ہوتے جاتے ہین اور یا مرتا کیا نہ کرتا ۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی کے مصداق ہوکر ایسی نئی نئی عیسوی اصولون کی کررہے ہین جو کبھی عیسائیون کے وہم مین بھی نہ گذرے ہون ۔

" بہرحال سنتی دیوی فرماتی ہین کہ مسیح کا نام جوکہ تمام عیسائی ممالک مین ایک مکمل انسان کے لئے مستعمل ہوتا ہے ایک انسان سے زیادہ وہ ایک **حالت** کا نام ہے انسان ترقی کرتے کرتے صدیون کے بعد مکمل حالت کو پہونچکر اطمینان کامل حاصل کرلیتا ہے اور وہ جس کو **مسیح** کے نام سے ملقب کرتے ہین ان چند آدمیون مین سے ہے جوکہ انسانی زندگی کے مقصد اصلی کو حاصل کرچکا ہو ہر شخص کو اس حالت تک پہونچنے کی کوشش کرنی چاہئیے "

اینی بسنٹ کی رائے کیسی صاف اور حضرت مسیح موعودؑ کی موئید ہے اپنی مسیح کو شخصیت نہین کہتی بلکہ ایک خاص حالت اور وصف کا مظہر مانتی ہے ۔ پھر **مسیح موعود** کے مسیح ابن مریم ہونے مین کیا شک رہا ؟

عیسائیو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

شیرازۂ قوم

مین الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس ضرورت کو قوم کے سامنے پیش کرچکا ہون کہ ضلع وار احمدی جماعت کی فردین طیار کیجاوین اور ایسا ہی ضلع وار جنرل کمیٹیان قایم ہون جو اپنے ضلع کی دوسری احمدی جماعتون کو قومی ضروریات او مقاصد سے اطلاع دیتی رہا کرین مگر اس سے پہلے کہ ایسی باقاعدہ جماعتین قایم ہوجائین یہہ ضروری امر ہے کہ **افراد قوم** کا پتہ لگ جاوے جنکو شیرازۂ قوم مین یکجا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے ۔ اسی ضرورت کو حضرت حکیم الامتہ کے الفاظ مین اور بالآخر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرزور الفاظ مین شایع کرچکا ہون ... اگر کوئی شخص اس **قومی ضرورت** کو پورا کرنے مین مددگار نہین ہوتا تو یاد رہے کہ وہ **شخص قومی** قصوروار ہوگا میری اس تحریر پر بابو چودہری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مولوی عزیز بخش صاحب بی ۔ اے ڈیرہ غازیخان نے تحریری طور پر اطلاع دی ہے کہ وہ اس کام مین ہر طرح سے مدد دینے کو آمادہ ہین ۔ اور اونہون نے چھپے ہوئے فارم بھی طلب کئے ہین ۔ اور چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے زبانی مجھے فرمایا تھا کہ وہ اپنے صرف خاص سے ایک آدمی ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست طیار کرنے کو روانہ کرینگے ان کے سوا مجھے کسی احمدی بھائی نے جن پر مینے حسن ظن کے طور پر امید ظاہر کی تھی کہ وہ اس کام مین مجھے مدد دین گے) کوئی اطلاع تا ان یا نہین کی ہے ... افسوس ... ہون ۔ کیا ... امید ... فضول ... کرتا ہون ۔ کیا اسکا فائدہ اور نفع ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہے ؟ اگر ایسا سمجھ لیا گیا ہے تو سخت غلطی ہے مین اپنے ان تمام احباب کو آگاہ کرتا ہون کہ وہ قومی ضروریات پر گہری نظر کرین اور اس تحریک کو بے سود نہ سمجھین جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر مین شریک ہو لین کیونکہ اس کی تکمیل پر ضروری قومی تحریکین کی جانے والی ہین ۔ مین آج کے اخبار مین اس مقصد کی تکمیل کی خاطر ایک نقشہ بھیجتا ہون ۔ ہر شخص جس کے پاس یہہ نقشہ پہونچے بشرطیکہ وہ احمدی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کے سر یہ آور دہ احمدی کی معرفت اسکی خانہ پوری کرے اگر وہ نقشہ کافی نہ ہو تو خود اپنے ہاتھ سے سادہ کاغذ پر کھینچ کر اسکے ساتھ شامل کرے ۔ اور اسطرح پر مکمل فرد احمدی جماعت کی جو اس مقام پر ہو بناکر **ایڈیٹر الحکم** کے پاس بھیجدے اس مین سستی اور کاہلی سے کام نہ لے ۔ بلکہ اس نقشہ کے پہونچنے پر اسکا پہلا فرض یہہ ہونا چاہئیے کہ وہ اسکی خانہ پوری کرکے میرے پاس بھیجدے ۔

ایک آنہ مد کالج بن سکتا ہے

کسی کام کے ابتدا اور اوائل مین جو جو مشکلات اور روکین مرتی ہین وہ ایسی نہین کہ احمدی احباب انہین سمجھ نہ سکین ۔ خصوصاً نبوت کے سلسلون مین ایسی روکون کا آنا ضروری ہوتا ہے ۔ تعلیمی ضروریات کے لئے تعلیم الاسلام سکول قادیان مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے کھولا گیا جو ۱۸۹۸ء مین کھلا اور پھر ہائی سکول اور کالج تک ترقی کرگیا ۔ کالج کی پہلی دو کلاس کھول دی گئی تھین اور سال گذشتہ کا نتیجہ بھی اعجاز سے کم نہ تھا لیکن یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت آئندہ جب تک کالج کی مالی حالت مستحکم اور سٹاف اور عمارت مکمل نہ ہو ۔ کالج رہ نہین سکتا ۔ اسلئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینجنگ کمیٹی کو نہایت درد دل اور افسوس کے ساتھ اسوقت تک کے لئے کالج کو بند کرنا پڑا حتے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے ایسے اسباب بہم پہنچا دے جو یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت ہمارا کالج قایم رہ سکے ۔ کچھ شک نہین احمدی قوم پر بہت سے چندون کا بوجھ ہے اور کئی لاکھ روپیہ کالج کے واسطے جمع کرنا آسان امر نہین ہے ۔ لیکن وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرچکی ہو ۔ جو اپنے مال وجان کو خدا کے رسول کے ہاتھ پر بیچ کرچکی ہو اسکے سامنے اس قسم کا خیال بھی پیش کرنا شاید میری اپنی غلطی ہو ۔ اور قومی حمیت کی ایک قسم کی لائبل ہو ۔ **حضرت حکیم الامتہ** کو اس کالج کے التوا پر سب سے زیادہ رنج اور افسوس ہے یہان تک کہ خطرناک بیماری کے بحر مین بھی یہہ درد انہین زیادہ خطرا اور تکلیف دہ تھا ۔ افاقہ ہوجانے پر پہلے روز جب باہر تشریف لائے تو مجھے مخاطب کرکے **فرمایا** احمدی ہر چیز کے لئے خواہش کرتے ہین کہ انکی اپنی چیز الگ ہو ۔ ترجمہ قرآن کے لئے چاہتے ہین احمدی کا کیا ہوا ترجمہ ہو نماز کی حقیقت اور کتاب کے لئے آرزو کرتے ہین کہ کوئی احمدی لکھے غرض ہر بات الگ چاہتے ہین ۔

آپ میری طرف سے قوم کے سامنے یہہ **سوال** پیش کرین کہ کیا وہ یہہ نہین چاہتی کہ **اسکا اپنا کالج بھی الگ ہو ؟** اور اگر وہ یہی چاہتی ہے تو پھر ہر احمدی ایک آنہ ماہوار دو سال تک کالج کے واسطے دے ۔ اس مین کوئی الگ نہ رہے بچہ ہو بوڑھا ہو ۔ عورت ہو مرد ہو ۔ ایک گھر مین جسقدر احمدی ہون وہ سب کے سب دو سال کے لئے کرلین کہ ایک آنہ ماہوار اپنے دوسرے چندون کے علاوہ محض کالج کے لئے دین ۔ دو سال کے بعد مین ان سے کوئی چندہ کالج کے واسطے انشاء اللہ نہین لونگا اور کالج قایم ہوجاویگا لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی احمدی اس چندہ مین شریک ہونے سے نہ رہے ۔ چنانچہ اسی وقت خود اپنے گھر کے پانچ آدمیون کا چندہ **ایک روپیہ** مجھے تین ماہ کے واسطے نکال کر دیدیا ہے ۔ فی الحال یہہ رقم میرے ہی پاس انہون نے رہنے دی ہے لیکن باقاعدہ یہ رقم حضرت حکیم الامتہ کے پاس جمع ہوگی اور اس کی باقاعدہ رسید الحکم میں چھپ جایا کرے گی ... کرین تو ایک کالج کیا یونیورسٹی قایم ہوسکتی ہے ۔ مین یقین رکھتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی یہ تحریک بے فائدہ نہ ہوگی ۔ اور اپنا اثر کرکے رہیگی +

ذیل مین مین ان احباب کی فہرست دیتا ہون جنکا چندہ وصول ہوا ہے یہہ تحریک آج ہی الحکم کے ذریعہ عام کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آنہ فنڈ کالج کو قایم کرنے مین بڑی مدد دیگا ۔ یہہ خوب یاد رہے کہ دوسری قومی ضرورتون اور قومی چندون پر اسکا کچھ اثر نہین ہونا چاہئیے بلکہ یہہ ایک الگ ضرورت ہے ۔

حضرت حکیم الامتہ ۵ کس ار فی کس کے حساب عمر تین ماہ کیلئے

چودہری فتح محمد صاحب طالب علم کالج کلاس ار ۸ ر ماہ کیلئے

ایڈیٹر الحکم قادیان ۷ کس ار فی کس کے حساب سے ۷ ماہ کیلئے

اور چند احباب نے چندہ لکھوایا ہے لیکن جبتک وصول نہ ہو درج نہین کیا جاویگا ۔ بالآخر مین الحکم کے

ناظرین کی خدمت مین ایک التماس کرنی چاہتا ہون کہ اگر ہر ایک خریدار اس ایک **آنہ فنڈ** مین شامل ہوجاوے اور اسکے اہل وعیال جو احمدی ہین وہ بہی شریک ہوجاوین تو مین یقین کرتا ہون کہ کم از کم دس ہزار روپیہ سالانہ الحکم کے خریدار **کالج** کو دے سکتے ہین +

بکوشید اے جوانان تا بہ دین ہمت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

جو لوگ اس کار خیر مین شریک ہون وہ مہربانی کرکے ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیوین -

ہماری شادیان کیسے ہون

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدی قوم اپنی ضروریات کا احساس کرنے لگی ہے مندرجہ بالا عنوان سے جو مختصر سے نوٹ الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین نکلے ہین تو یہہ تحریک علام ہوگئی ہے کہ ہماری شادیون کا حلقہ احمدیون مین محدود ہوجاوے ہ[illegible] احباب کے لئے نکاح کی ضرورت کے [illegible] اشتہار نکل [illegible] ہے [illegible] سے بجز شیخ غلام احمد صاحب کے باقی سب کے لئے انتظام ہوگیا ہے یا خط و کتابت ہو رہی ہے جس سے توقع ہے کہ جلد انشاء اللہ ہوجاویگا - شیخ غلام احمد صاحب کے [illegible]

غلام احمد [illegible] صاحب رئیس [illegible] کو اجوا [illegible] اور [illegible] اہل الرائے [illegible] کی ہی بلکہ انکا ذمہ قرار دیا تہا کہ آپ [illegible] انتظام کرین - بہر حال اس ضرورت کو قوم نے سمجھ لیا ہے اب [illegible] ہوچلی ہے کہ [illegible] رنگ بہت جلد [illegible] پڑہ جاویگا -

اس سلسلہ مین مین **خواجہ کرمداد** صاحب کی اخلاقی جرأت کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتا + جنہون نے محض خدا تعالی کی رضا حاصل کرنے کے لئے [illegible] کا رشتہ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش سے کیا ہے خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہین کہ وہ ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہین اور ان کی قوم مین غیر قوم مین لڑکی دینا سخت عیب اور گناہ سمجھا گیا تہا مگر خواجہ صاحب نے عملی نمونہ قایم کرنے کے لئے اس امر کی کچہہ پروا نہین کی - اور نہایت خوشی اور انشراح صدر کے ساتہہ میان رحمت اللہ صاحب کے ساتہہ تعلق پیدا کرنا منظور کیا - خواجہ صاحب نے مجہے لکہا ہے کہ احمدیت سے بڑہکر اور کون قوم معزز ہوسکتی ہے یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے جو صحابہ سے ملنے والی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی قوم ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا حقیقت مین یہ قابل قدر نکتہ ہے اللہ تعالے خواجہ صاحب کے اس اخلاص کی انہین جزا دے اور قوم مین یہ تحریک زور سے جاری ہو + بعض لوگ مجہہ سے پوچہتے ہین کہ الحکم مین اس قسم کے مضامین کی کیا ضرورت ہے مین انکی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ وہ **اخبار کے** مقاصد اور فرائض سے ناواقف ہین - الحکم جو امر اور جو کام قوم کے لئے مفید اور بہتر سمجہے اسکا فرض ہے کہ قوم کے سامنے پیش کرے اور جو امر قومی مقاصد کی راہ مین روک ہو اس سے تنبیہ کرے -

ہماری معاشرتی اور تمدنی ترقیون کے لئے جو امور نافع ہونگے مین انہین پیش کرنا ضروری سمجہتا ہون اگر یہ امور ضروری نہوتے تو خدا تعالے کی مجید کتاب مین نکاح اور اسکے متعلقہ امور پر کیون بحث کی جاتی!

سٹیل ٹرنک

زمانہ کی ضروریات مین سے سٹیل ٹرنک بہی ایک بڑی ضرورت کی چیز سمجہے گئے ہین جو اپنی مضبوطی - خوشنمائی اور ہلکے پہلکے ہونے کی وجہ سے سفر اور حضر مین ایک کارآمد چیز ہیں + اور ٹرنکون کی تجارت مین سیالکوٹ شہر نے بہت بڑی ترقی کی ہے + چونکہ دجالی زمانہ ہے اسلئے ہر قسم کی تجارت مین یہہ اثر بہی کم و بیش پایا جاتا ہے الّا ماشاء اللہ -

میرے مکرم مخدوم [illegible] نے اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کے واسطے مستری محمد دین احمدی سیالکوٹی کے کارخانہ سے ایک ٹرنک خاص آرڈر سے بنوایا جس مین لکہنے پڑہنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تہے اس ٹرنک کو اعلے حضرت نے بہت ہی پسند فرمایا کیونکہ وہ بلحاظ اپنی مضبوطی - خوبصورتی اور کارآمد شے کے ہر طرح عمدہ تہا -

اسپر مینے اور حکیم فضل الدین صاحب نے بہی ویسے ہی دو ٹرنکون کے لئے کارخانہ مذکور کو آرڈر دیا اور دو ٹرنک قیمتاً منگوائے - جو ہر طرح سے قابل تعریف تہے ساتہہ ہی مستری محمد دین صاحب نے الحکم مین نوٹس کرنے کے لئے ایک معمولی ٹرنک بہی بہیجدیا -

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مستری **محمد دین احمدی** کے کارخانہ کا ایک اشتہار بہی بطور ضمیمہ تقسیم ہوا ہے - مین اپنے ذاتی تجربہ اور علم کی بنا پر کہتا ہون کہ یہہ کارخانہ نہایت دیانت داری اور قابلیت کے ساتہہ ٹرنک طیار کرتا ہے - احمدیون کے لئے سب سے بڑی ضمانت اس کارخانہ کی عمدگی اور خوش معاملگی کی یہ ہے کہ وہ ایک **احمدی کا کارخانہ ہے** - یہہ ٹرنک نہایت خوبصورت وضعدار اور مضبوط ہین انکے قفل کوٹلی لوہارون کے ایک مشہور کارخانے کے بنے ہوئے ہین - اپنی قومی تجارت کو ترقی دینا ہر احمدی کا فرض ہے اسلئے مین سفارش کرتا ہون کہ اگر کسی احمدی کو کسی قسم کے ٹرنک کی ضرورت ہو تو وہ مستری محمد دین اینڈ کو یونین سٹیل ورکس سیالکوٹ شہر کے کارخانہ سے طلب کرے اگر کسی قسم کا نقص یا خلاف اشتہار کوئی امر اس ٹرنک مین پایا جاوے تو الحکم ذمہ کرتا ہے کہ اس کی قیمت واپس کرا دے مین جانتا ہون کہ **ٹرنک** اس زمانہ کی معمولی ضروریات مین سے ایک ضرورت سمجہی گئی ہے - پس اگر کوئی شخص ٹرنک خریدے تو اسکا فرض ہے کہ وہ مستری محمد دین کے کارخانہ سے خریدے - جہان اسے ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہوگا مستری محمد دین صاحب کے کارخانہ میں ہر قسم کے ٹرنک طیار ہوتے ہین - درخواست پر وہ مفصل فہرست بہیج سکتے ہین + احمدیون مین جو لوگ ٹرنکون کی سوداگری کرتے ہین لیکن اپنے کارخانہ مین نہین بنواتے انہین بہی لازم ہے کہ وہ اسی کارخانہ سے منگوائین + سیالکوٹ مین بہت سے ٹکٹون کے ذریعہ پبلک کو گمراہ کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے یہی کارخانہ ہے جسنے اس قسم کی خلاف شرع بیہودگی کو اختیار نہین کیا -

شیرازہ قوم کا اخباری پہلو

مین الحکم و ریویو [illegible] علاوہ دو اور اخبار منگواتا ہون جنپر [illegible] روپیہ سالانہ مجہے خرچ کرنا پڑتا ہے - کیا یہ امر شیرازہ قوم کے [illegible] لحاظ سے باہر نہین ہے ؟ ضرور ہے - اب سوال یہ ہے کہ مین انہین کیون منگواتا ہون ؟ جسکا جواب میری طرف سے تو یہ ہوگا کہ ہمارے الحکم مین ملکی خبرین نہین ہوتین - جنکا معلوم ہونا بہی ضروریات سے ہے - اب قوم سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا آپکا کوئی اخبار ملکی خبرین دینے والا ہے اگر ہے تو کونسا اور اگر نہین تو کیون ؟

کیا اگر قوم توجہ کرے تو الحکم سے یہہ خدمت نہین لے سکتی - میرے خیال مین لے سکتی ہے - الحکم کے پاس تبادلہ مین بہت سے ملکی اخبار آتی ہونگے جن مین بعض انگریزی بہی ہونگے - غرض ملکی خبرون کے لئے جس مصالحہ کا جمع ہونا ضروریات سے ہے بفضلہ الحکم کے پاس تو وہ افراط سے جمع ہے مگر قوم اسے استعمال مین لانا یا دوسرے لفظون مین خرید کرنا نہین چاہتے - مجہے امید ہے کہ میری طرح میرے بہت سے احمدی بہائی ملکی خبرون کی خاطر اور اخبار بہی منگواتے ہونگے اور ضرور منگواتے ہونگے - ان سب کی خدمت مین مودبانہ التماس ہے کہ آؤ ہم سب متفق ہوکر ایڈیٹر صاحب الحکم سے التجا کرین کہ آپ براہ مہربانی اپنے اخبار مین ملکی خبرون کے اندراج کی کمی نرکہین - ہمین الحکم کی موجودگی مین دوسرون کا دست نگر نہ ہونے دین - الحکم کو اخباری دنیا مین ہمہ صفت موصوف بنانے کی کوشش کرین - ہم اضافہ قیمت بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہین بشرطیکہ آپ ہمین دینی اور دنیوی خبرون سے مطمئن کر دینے کا حتمی وعدہ کرین - اور الحکم مین جو ایک سب سے بڑا عیب وقت پر شائع نہ ہونیکا ہے اسے بہی گوا دین - دیکہئے ملکی اخبار اول تو تاریخ اشاعت کے روز ہی اپنے چاہنے والون کی خدمت مین حاضر ہوجاتے ہین - ورنہ دوسرے روز تو ضرور ہی حاضر خدمت ہوکر دست بوس ہوتے ہین اور پیارے پیارے الفاظ مین [illegible] کی خبرین سناتے ہین مگر ایک ہمارا الحکم ہے کہ ہفتون کی غیر حاضری کی بہی پرواہ نہین کرتا اپنے چاہنے والون کو بے کل بنائے رکہتا ہے - میرے خیال مین ہمارے ایڈیٹر صاحب کبہی خریداران اخبار کے زمرہ مین شامل نہین ہوئے ہونگے - اگر ہوچکے ہوتے تو انتظاری کا مزہ انہین معلوم ہوچکا ہوتا - مخبر ہمارا بہی اب اس شعر پر عمل ہے ؎

دیکہین تو کب تک نہین کرتے تری دلمین اثر
ہم بہی نالے اپنے جذب دلسے کہینچے جائینگے

بالآخر میرے احمدی بہائی اپنے ارادون سے بذریعہ الحکم اطلاع دین اور ایڈیٹر صاحب بہی اپنی رائے شائع کرین -

آخر مین دعا ہے کہ خدا ہمارے الحکم کو ایسا سرسبز اور ہمہ صفت موصوف کرے کہ جس کے ہوتے ہوئے ہمین دوسرے اخبارون کی ضرورت ہی نہ ہو اور وہ مکروہ تحریرین دیکہنے کا موقع ہی نہ ملے جو مخالف اخبارون مین ملکی خبرون کے ساتہہ ساتہہ دیکہنی پڑتی ہین - آمین ثم آمین -

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد پہلوری
از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور

ایڈیٹر - مین ہر طرح الحکم کو مفید قوم بنانے کیلئے ممکن اور مناسب محنت کرنے کو خدا کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے طیار ہون - اور **خبرون** کیلئے الحکم مین فی الحال ایک صفحہ اگلی اشاعت سے مختص کر دیتا ہون حجم کے اضافہ پر الحکم کی قیمت مین مین کوئی اضافہ نہین کرونگا - بشرطیکہ ہر خریدار ایک ایک خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والا بہم پہونچائے - جب تک کل خریدار اس امر کے لئے سعی نکرین اضافہ حجم ناممکن ہے - سالگذشتہ مین .... اضافہ حجم کی وجہ سے کارخانہ پر بہت سا بوجہہ پڑا جسکے برداشت کرنیکو اب مین ہرگز طیار نہین ہون جب تک ہر خریدار ایک جدید خریدار نہ دے - رہا خبرون کا اندراج وہ مین انشاء اللہ العزیز دیدیا کرونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی ⁂ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سی باہر سے ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ہے ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـا ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۲۳ ‖ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ ‖ جلد ۹

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط

ایک شخص کے چند سوالونکے جواب

شکارپور سندھ سے ایک شخص مسمی عبد القادر بیدل نے حضرت اقدس کی خدمت مین چند ایک سوالات لکھے ہین۔ جن کے جوابات حضرت نے خود ایک خط مین تحریر فرمائے ہین اور وہ خط عاجز ایڈیٹر کو اخبار بدر مین درج کرنے کے واسطے عطا فرمایا ہے۔ اس خط مین حضرت نے سائل کے سوالات کے جوابات لکھے ہین۔ چنانچہ وہ خط ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا۔ سوالات کے جواب حسب ذیل ہین۔

(۱) جو شخص سچی ارادت سے مریدون مین داخل ہوگا۔ اور سچا مسلمان بن جائیگا۔ مین امید رکھتا ہون کہ خدا تعالےٰ دنیا اور آخرت مین اُس سے بہتری کرے گا۔

۲ – اگر کوئی معجزہ دیکھنے پر بیعت کے لئے طیار ہے۔ تو اس وقت تک دس ہزار کے قریب اللہ تعالےٰ نے معجزات دکھا چکا ہے جنکے لاکھون انسان گواہ ہین اور اپنی مرضی سے ہمیشہ دکھاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ گذشتہ معجزات میرے لئے کافی نہین اور مین اپنے اقتراح سے معجزہ چاہتا ہون اور ایسا آدمی شریر اور بد نصیب ہے خدا تعالےٰ کو نہ اوس کی پرواہ ہے نہ اُس کی بیعت کی۔

۳ – کرشن ہونے کا دعوےٰ خدا تعالےٰ کی وحی سے ہے ہر ایک ملک مین نبی ہوتے رہے ہین پس یہ شرارت ہے کہ بغیر علم یقینی کے کرشن کو بُرا کہا جاوے وانْ من اُمّۃٍ الّا خلا فیہا نذیر۔

۴ – مینے ثناء اللہ کو ہرگز نہین کہا کہ میرے مکان پر نہ آؤ لعنۃ اللہ علے الکاذبین بلکہ خود اُن آریہ سماج والون کے مکان پر اُترا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صدہا گالیاں نکالتے تھے جن کے گندے رسالے اب تک موجود ہین ایک غیرت مند مومن کا کام نہین کہ ایسے پلید گروہ دشمن اسلام کے گروہ مین اُترے نہ میرے پاس وہ آیا نہ آنے کی خواہش ظاہر کی مینے اوسکو کب کہا کہ تم چورون کی طرح میرے پاس آؤ وہ ہرگز میرے پاس نہین آیا ہان قادیان مین آریہ سماج والون کے پاس آیا اور اس کی اس حرکت سے قادیان کے مسلمان بھی حیران تھے۔ کہ اوری کہلا کر دشمنان اسلام کے پاس اُترا جن کا طریق توہین اسلام ہے کوئی غیرت مند مسلمان ہرگز قبول نہین کرسکتا کہ ایسے مکان پر کسی کے ملنے کے لئے جاتے۔ جہان حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیان دیتے ہین اور ونیرات توہین اسلام اُن کا کام ہے وہ میرے دروازہ پر نہین آیا تا مین اُس کی خاطرداری کرتا بلکہ دشمنان اسلام اور دشمنان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اگر وہ اب واقعہ سے انکاری ہے تو مین بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہون کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

قولہ۔ آپنے پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کا قادیان مین اثر نہ ہوگا۔ اور میرے مریدون سے کوئی اِس مرض مہلک مین گرفتار نہ ہوگا اور اس کے برعکس ہوا۔

الجواب۔ مین نے کوئی ایسی پیشگوئی نہین کی کہ قادیان مین طاعون سے کوئی نہین مرے گا بلکہ قادیان کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنی خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر مین تیری عزت کا پاس نہ کرتا تو قادیان کے تمام لوگون کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اس گاؤن مین اکثر شریر اور خبیث ناپاک طبع ہین خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ انی احافظ کلمن فی الدار یعنی مین قادیان مین طاعون بھیجون گا اور مین ان سب لوگون کو بچا لونگا جو تمہارے گھر کی چہار دیوار کے اندر ہین اب ظاہر ہے کہ اگر قادیان کی نسبت عام طور پر بچانے کا وعدہ تھا تو پھر اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہوئے۔ کہ مین اس گھر کے رہنے والون کو بچاؤن گا اب مین یہ بھی بتلاتا ہون۔ کہ شریر اور مفسد طبع لوگون نے کہان سے ایک جھوٹی بات بنالی۔ پس اس کی جڑ یہ ہے۔ کہ ایک یہ وحی الٰہی تھی۔ انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم انہ اوی القریہ یعنی خدا تعالےٰ اس بیماری کو اس ملک کے رہنے والون سے دور نہین کرے گا جب تک وہ اُن خیالات کو دور نہ کرین۔ جو اُن کے دل مین ہین۔ اور وہ اوس گاؤن کو یعنی قادیان کو بالکل تباہ ہونے سے بچالے گا یعنی قادیان کی ایسی حالت نہ ہوگی کہ بالکل نابود ہوجائے۔ جیسا کہ اس نواح مین کتنے دیہات نابود ہوگئے اور اُن کا نام ونشان نہ رہا۔ یاد رہے کہ اوی کا لفظ جو اس وحی الٰہی مین ہے یعنی یہ فقرہ کہ انہ اوی القریہ۔ اس لفظ کے عربی مین یہ معنے ہین کہ ایک حد تک مصیبت دکھلا کر پھر اپنی پناہ مین لے لینا اور بکلی برباد نہ کرنا۔ یہ محاورہ قرآن شریف اور تمام عرب کی زبان مین ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ الم یجدک یتیماً فاوی یعنی کیا خدا نے تجھ کو یتیم پاکر پھر پناہ نہ دی ظاہر ہے کہ

خدا تعالیٰ نے اوّل آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم دیا اور مکہ والوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دار دستے - اور پھر بعد مدینہ کے پناہ دی - پس اوی کے لفظ میں شرط ہے - کہ جسکو پناہ دی جائے وہ اوّل کچھ مصیبتیں اٹھا چکا ہو - یہی فقرہ وحی الٰہی کا ہے - جس کے معنے مفسد طبع لوگوں نے اپنی قدیم عادت کے موافق یہ بنا ئے کہ گویا خدا نے یہ فرمایا تھا کہ قادیان میں طاعون سے کوئی نہیں مرے گا اب اسکے بجز اسکے ہم کیا کہیں - کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین - اور یاد رہے کہ پیسہ اخبار والے کو نوحق سے قدیم بغض ہے - اور خلاف واقعہ لکھنا اور اپنی طرف سے بات بنانا اس کی عادت ہے* اور میں اس بارہ میں مدت ہوئی - چند کتابیں شایع کر چکا ہوں اور عام طور پر سنا چکا ہوں - کہ ایسی کوئی مجھے وحی نہیں ہوئی جس کے یہ معنی ہوں - کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں پڑے گی - اب اگر آپ کا دعوے ہو - کہ ضرور میں نے ایسی کوئی پیشگوئی شایع کی تھی - تو اسکو پیش کرنا چاہئے - میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ایسی کوئی وحی شایع نہیں کی - جس کے یہ معنے ہوں - کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گی اب اگر کوئی کہے - کہ شایع کی تھی - تو بجز اس کے کیا جواب دوں - کہ لعنت اللہ علے الکاذبین - پھر یہ دوسرا اعتراض کہ مریدوں کے لئے یہ وحی شایع کی تھی - کہ ان میں سے کوئی نہیں مرے گا - یہ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے - صرف یہ وحی الٰہی شایع کی تھی - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ یعنے جو لوگ ایمان لائے - اور کسی قسم کا ظلم اور قصور ان کے ایمان میں نہ تھا - وہ امن میں رہیں گے - پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں - کہ ایک بھی ایسے مریدوں میں سے طاعون سے نہیں مرا - باقی وہ لوگ جو میرے ... اپنے اندر رکھتے ہیں اور اون کا ... وہ پاک تعلق نہیں جو ظلم اور قصور سے ان کو مبرّہ کرے - یہ پیشگوئی اون کی ذمہ دار نہیں - ابھی بہت تھوڑے ہیں - جو شخص مجھ سے سچی محبت رکھتا ہے - اور میں بھی اس سے محبت رکھتا ہوں - اور نفسانی اغراض سے پاک ہے - اور وفا اور صدق کامل طور پر رکھتا ہے اور ٹھوکر کھانے کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتا اور متقی ہے اور کسی ابتلا کے وقت مرتد ہونے کے لئے تیار نہیں اور میری عظمت اور مرتبہ کو سمجھتا ہے اور کوئی شک و شبہ اپنے اندر نہیں رکھتا اور نہ کسی ابتلا کے وقت شبہ پیدا ہونیکا خانہ اس کے دل میں موجود ہے وہ ضرور طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ ایک قسم کا مجھ سے اتحاد رکھتا ہے - مگر بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہم مرید ہیں مگر وہ مرید نہیں - وہ پورے زور سے تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مارتے اور دنیا کے گند اون کے اندر ہیں اور پورے صدق سے مجھ سے تعلق نہیں رکھتے ایک ادنےٰ ابتلا کے وقت میں دیکھتا ہوں - کہ وہ گرے وہ گرے - پس درحقیقت اون کو مجھ سے تعلق نہیں اور نہ مجھے اون سے تعلق - اور اگر وہ قیامت کو بھی میرے پاس آویں - تو مجھے کہنا پڑیگا - کہ مجھ سے دور رہو کہ میں تمہیں شناخت نہیں کرتا - ہاں ایسے بھی ہیں کہ گو طاعون سے بوجہ عدم کمال تام کے فوت ہو جائیں یعنی اون میں شرائط متذکرہ بالا پورے طور متحقق نہ ہوں مگر شہیدوں میں لکھے جائینگے اور طاعون انکے بہشت کا ذریعہ ہو جائیگا کیونکہ ایک حصہ صدق کا اون میں ہے جو کامل نہیں -

اعتراض نمبر ۴ مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کرکے لے گیا - اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی -

الجواب - وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا - کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی - بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا - الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں - **فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک** یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اوسکو تیری طرف لائے گا - جاننا چاہئے کہ ردّ کے معنے عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جاوے اور پھر واپس لائی جاوے - پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی ہمر چچازاد ہمشیر کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں نا دبھائی کی لڑکی تھی - یعنی احمد بیگ کی - پس اس صورت میں ردّ کے معنی اوس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی - اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی - اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے وقت ... والپس آئیگی سو ایسا ہی ہوگا مگر چونکہ تمام کی پیشگوئیوں کی طرح یہ بھی شرطی پیشگوئی ہے - اس لئے کسی میعاد سے اسکو تعلق نہیں - اور اس کے ظہور کا منتظر رہنا چاہئے - اور اگر کوئی یہ کہے کہ ردّ کے یہ معنی نہیں تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین -

بے شک یہ سچ ہے کہ میعاد اس شرطی پیشگوئی کی گذر گئی - مگر شرطی پیشگوئی میعاد کے گذرنے سے باطل نہیں ہوتی - بلکہ وعید کی پیشگوئیاں جو کسی کی عذاب کے متعلق ہوں - باوجود نہ ہونے کسی شرط کے اصل میعاد سے متاخر ہو سکتے ہیں - جیسا کہ یونس نبی کی پیشگوئی متاخر ہوگئی - اس میں راز یہ ہے کہ خدائے کریم کا تمام نبیوں کی زبانی وعدہ ہے کہ جس بلا کا اس نے ارادہ کسی کی نسبت کیا ہے - خواہ پیشگوئی کے پیرایہ میں خواہ کسی اور طرح - وہ اس بلا کو توبہ اور صدقہ اور خیرات کیوجہ سے ٹال سکتا ہے - یا اس میں تاخیر ڈال سکتا ہے اس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے - اور منکر اسکا کافر ہے پس یہ اعتراض اعتراض نہیں ہے بلکہ جہالت ہے خصوصاً جس حالت میں پیشگوئی کی ایک شاخ پوری ہو چکی ہے یعنی محمدی کا باپ جس کی موت اس پیشگوئی میں داخل تھی - میعاد کے اندر مر گیا - پس یہ تو محل تصدیق ہے - نہ جائے اعتراض اور دوسرے شخص کی موت میں تاخیر اسی وجہ سے ہوئی کہ آتی پیشگوئی سے ایک بڑی موت فریق ثانی کے بزرگ کی - یعنے احمد بیگ کی میعاد مقررہ کے اندر وقوع میں آگئی - اور اوس نے ان کے دلوں میں سخت خوف ڈالدیا کیونکہ جب کہ دو شخص پیشگوئی کے زد میں تھے اور ایک اون میں سے میعاد کے اندر مر گیا - تو یہ بات ایک طبعی امر تھا - کہ دوسرا شخص اور اسکے اقارب کو خوف دامنگیر ہو جاتا پس وہی خوف قرآن شریف کے وعدہ کے مطابق تاخیر بلا کا موجب ہوا - اور جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ہے - کسی حد تک تاخیر ہوگئی - کیونکہ خوف کے وقت خدا تعالیٰ بلا کو جسکا ارادہ کیا گیا ہے ٹالدیتا ہے - یا تاخیر میں ڈالدیتا ہے -

۵ آپنے فرمایا تھا کہ وہ ملعون مردار ہوکر مر جائے گا - یا وہ جگہ آپ کے ہاتھ آئے گی - مگر ابتک کوئی بات ظہور میں نہ آئی -

الجواب - میں اس اعتراض کو سمجھا نہیں - آپ اس ملعون کا نام لیں - مجھے بالکل معلوم نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ جگہ کونسی ہے اور وہ مرتد کون اور الہام کون سا ہے - اس کی تشریح آپکے ذمہ ہے -

مکرر اس قدر لکھنے کی ضرورت ہوئی کہ میں نے پیسہ اخبار والے کو ناحق طور پر سرزنش نہیں کی - بلکہ اس نے قادیان کی نسبت ایک لمبی فہرست دی تھی - کہ اتنے آدمی طاعون سے فوت ہوگئے ہیں حالانکہ اس فہرست میں بہت سے ایسے خلاف واقعہ اموات درج تھیں - اس سے انکار نہیں ہو سکتا - کہ کسی دوسرے وقت میں کچھ وارداتیں طاعون کی قادیان میں بھی ہوئیں لیکن - مگر نہ اس قدر جس پر پیسہ اخبار نے شور مچایا تھا - اور ضرور تھا کہ کسی قدر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوتیں تا پیشگوئی پوری ہوتی یہ آپ نے کس کے منہ سے سن لیا کہ کوئی الہام میں نے ایسا شائع کیا تھا کہ قادیان میں کوئی واردات طاعون نہیں ہوگی اور آپکا یہ کہنا کہ قادیان کی نسبت تکار پور دار الامان ہے - یہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہنسی اور گستاخی ہے معلوم نہیں کہ آئندہ تکار پور کی نسبت کیا قہر الٰہی مخفی ہے کہ یہ گستاخی کے کلمات آپ کے منہ سے نکل گئے اور یہ آپ کا کہنا کہ اب قادیان میں صرف ۳۰۰ سو آدمی کی آبادی باقی ہے یہ آپ کو کس نے سنایا - لعنت اللہ علے الکاذبین - قادیان کی آبادی قدیم سے ۳ ہزار سے کچھ تھوڑی ہے اور اب بھی اسی قدر ہے کوئی اس قصبہ کے اندر داخل ہوکر نہیں خیال کر سکتا کہ ایک بھی مرا ہے -

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد - مورخہ ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء

---

* پیسہ اخبار کا خلاف واقعہ لکھنے کا یہ نمونہ کافی ہے - کہ قادیان میں بعض اموات جو اور بیماریوں سے ہوئی تھیں - اس نے طاعون میں داخل کر دیں اور ایک شخص کتے کے کاٹنے سے مرا تھا - وہ بھی طاعونی موت قرار دی اور اس طرح پر طاعون کی وارداتیں زیادہ دکھلائیں ورنہ ارد گرد کے دیہات کی نسبت اسقدر قادیان میں طاعون کم رہی ہے - کہ گویا نہیں ہوئی - اور قادیان میں قدیم سے آبادی تین ہزار سے زیادہ نہیں - بلکہ کم ہے یہ کس دروغ گو کی منہ سے نکلا ہے - کہ اب صرف تین سو باقی ہیں - پیسہ اخبار کی بار بار کی خلاف بیانی اور عوام کو دہوکہ دینے کی نسبت بجز اسکے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین اس نے یہی خلاف واقعہ لکھا کہ فلاں فلاں آدمی طاعون سے مر گئے - حالانکہ نہ ان کو طاعون ہوئی اور نہ وہ مرے - بلکہ اب تک زندہ موجود ہیں - منہ

دار الامان کا ہفتہ

چونکہ اخبار ۴ - جولائی ۱۹۰۵ء کو ختم ہوا ہے اسلئے اس تاریخ تک کی ضروری خبریں درج کردی ہیں - ایڈیٹر -

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں - تصنیف اور دعا میں لگے ہوئے ہیں - ۳۰ جون کو آپ فرماتے تھے کہ اب بہت جلد قادیان چلے جانے کا ارادہ ہے میں صرف اس امر کا منتظر ہوں کہ ذرا بارش ہو جاوے یکم جولائی کی شب کو بارش کا آغاز ہوا - ۲ - جولائی کی صبح کو اعلےٰ حضرت نے کوچ کا حکم دیدیا - چنانچہ ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس خیریت اور خدا کے فضل کے ساتھ واپس قادیان آگئے - باغ میں جو چہل پہل تھی - وہ اب قادیان میں ہے - احمدی محلہ میں خوب رونق ہوگئی ہے -

۲ - بزرگان ملت کی صحت بھی الحمد للہ بہت اچھی ہے حضرت اقدس کے ہمراہ کل قافلہ واپس آگیا -

۳ - ہفتہ زیر اشاعت میں خفیف زلزلہ محسوس ہوا -

۴ - ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کا دن عجیب دن تھا حضرت حکیم الامۃ کے خلف الرشید عبد الحی کی ختم قرآن کی تقریب تھی - جمعہ سے پیشتر حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کے چند دعائیہ اشعار جو انہوں نے اس تقریب پر لکھے تھے اور جو انکی میں دوسری جگہ درج ہیں پڑھ کر سنائے - خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انکو چھاپ کر اسی روز تقسیم کر دیا تھا - پھر منشی عبد الرحیم صاحب ... نے پوربی زبان میں مبارکباد دی اور محمد یحییٰ نام طالب علم نے اپنی نظم سنائی - اسکے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم ہوئی - اور پھر نماز جمعہ پڑھی گئی - خطبہ میں حضرت مخدوم الملۃ نے بتایا کہ ہم کبھی بھی دنیا کے لئے کوئی خوشی نہیں کرتے اور نہ اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ خوشی کا اظہار محض اسلئے ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک

تفسیر القرآن [illegible] زبان

گزشتہ اشاعت سے آگے

اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں۔ سو تم یاد رکھو اور یقین رکھو کہ تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور روح القدس تمہیں نہیں مل سکتا۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دی جاوے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کیلئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جب کہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔ شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے۔ یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اس کے لوازم حاصل نہیں۔ وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے۔ تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہیئے۔ تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیئے۔ خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے۔ اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں [illegible]

اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقر کا جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔ ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق و ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے۔ پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو۔ وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں اور جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر ان کی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کی قدرت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے۔ ہر ایک بیباکی کی جڑ بے خبری ہے۔ جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پرزور سیلاب نے اس گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے گرداگرد آگ لگی ہے اور صرف ایک ذرا سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالت پر ٹھہرے ہو۔ سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے۔ چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ کبوتر بنو جو آسمان کی فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم مت رہو اور سانپ کی طرح مت بنو [illegible] [illegible] موت کو یاد رکھو کہ وہ ہر وقت تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور [illegible] پاک ہو جاؤ کہ

انسان پاک ہو تب بھی [illegible] پاک ہو جاوے مگر تم میں [illegible] کیونکر پاکیزگی کو پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جو تمہارے قرآن میں فرماتا ہے۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ [illegible] نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے

(۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اس کے تمام نوکر چاکر کا گناہ اس کی گردن پر ہے ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو!! دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس۔ بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی

سلسلہ عالیہ احمدیہ ممالک غیر میں

ذیل میں ہم دو خط درج کرتے ہیں جنمیں سے ایک انگلینڈ سے آیا ہے اور دوسرا نیوزیلینڈ سے آیا ہے۔ ان میں سے ایک خط تو اس عورت کا ہے جو ریویو کو پڑھ کر مسلمان ہونیکو طیار ہے اور دوسرا اس نو مسلم انگریز کی طرف سے ہے جو کچھ عرصہ ہوا قادیان بھی آیا تہا۔

موئنٹ سنٹ پینڈلٹن مانچسٹر۔ انگلینڈ

۱۴ فروری ۱۹۰۵ء

پیارے دوست! آپ کا ارسال کردہ ایک پچھلا پرچہ میگزین یعنی جلد دوم کا دسوان نمبر پہنچ گیا ہے جس کی بابت آپ نے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تہا۔ مین نے اس رسالہ کو بڑی دلچسپی سے پڑہا ہے۔ مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق مختلف طرفون مین بہت سی نظرین انتظار مین ہین۔ مین نے رسل کی کتاب ملنیل ڈان کی چہہ جلدین پڑہی ہین اور انکے یہان بہت سے جلسون مین حاضر بہی ہوتی رہی ہون اور دو سال کا عرصہ ہوا کہ خود رسل امریکہ سے یہان پر لیکچر دینے کے لئے آیا تہا اور اس شہر مین ایک کیتہولک اپاسٹولک نام کا گرجا ہے جس کے ممبر دکہتے ہین کہ مسیح کسی نہ کسیوقت ہمارے گرجے مین آترے گا اور وہ اسبات کے لئے بہت سی علامات بیان کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ مسیح پانچ لڑکیون سے آئیگا۔ حاصل کلام یہ کہ تمام لوگ آمد مسیح کے خواہان ہین کچہہ تو اسکی انتظار مین ہین اور دوسرے اس موجودہ وقت مین اسکا زمین پر موجود ہونا یقین رکہتے ہین۔ مین خیال کرتی ہون کہ مسیح زمین پر ضرور موجود ہے نہ صرف ایک روحانی موجودگی بلکہ جسمانی موجودگی مین بھی یعنی وہی روح ایک اور جسم مین حلول کر آئی ہے۔ مین اب تک نہین جانتی تہی رمضان مین کسوف و خسوف کب واقع ہوا ہے میگزین صفحہ ۹۰ مین دیکھتی اور پڑہتی ہون کہ کسوف و خسوف ۱۸۹۴ء مین واقع ہو چکا۔ اور زمانہ کی تاریخ پہلے جو نظارے دکہا چکی ہے وہ ہی نظارے پھر دکہاتی ہے۔

گذشتہ ہفتہ مین یہان ڈاکٹر پیبلز نے جس کی ۸۴ برس کی عمر ہے دنیا کے گرد پانچوین سفر کے متعلق لیکچر دیا۔ اور اب وہ اپنے وطن کو بیشک [illegible] تاریخ کو جائیگا۔ گذشتہ ہفتہ [illegible] ہندوستان مین مسیح کے متعلق لیکچر [illegible] اس شخص کو جانتے نہین ؟

مینے اوپر کہا ہے کہ تاریخ کی ہمیشہ وہی ہے دیکہو [illegible] خدا کے رسول بسبب مخالفت کے [illegible] اُٹھاتے تھے کسی نے کہا ہے کہ "بہتر ہے انسان جلد مان جاتے والا بنجائے بہ نسبت اس کے کہ ایک بڑی سچائی کا انکار کرے"۔ مین نے ریویو آف ریلیجنز کے چند رسالے دوستون کو بھیجے ہین۔ ایک لیڈی صاحبہ نے جو میسوٹا مین رہتی ہین مجہے پچھلے ہفتہ مین خط کے ذریعہ پوچھا ہے کہ ہندوستان مین مسیح موعود کون شخص ہے اسکی تحریر بڑی عمدہ ہے مین یقین کرتی ہون کہ مذہب عیسائی ایمان کی حدود سے بہت دور جا پڑا ہے۔ یہ یقیناً عیسائیون اور مسلمانون کے لئے آزمائش کا زمانہ ہے اور مین اسبات سے خوش ہون [illegible] خیال رد کیا جا رہا ہے۔

مین مرہم عیسیٰ کے متعلق پڑہکر خوش ہون۔ لیکن ان بنی اسرائیل کی گمشدہ دس قومون مین حضرت عیسیٰ کی بابت حیران ہون۔ یہان ایسے گروہ ہین جو انگریزون کو اُن دس گم شدہ قومون مین سے ایک قوم خیال کرتے ہین۔ کیا مرزا صاحب احمدیہ فرقہ کے بانی ہین ؟ اور کیا کتاب براہین احمدیہ انہی کی پہلی تصنیف ہے ؟

پیارے دوست! اب میرے دو ہفتون کا خط لکہا ہوا آپ کو ملیگا مین نے چاہا کہ مین اس نمبر کو پڑہنے کے بعد آپ کو پہر خط لکہون کاش کہ مجہے آپ کے پاس پہونچنا نصیب ہو۔

مسیح کے مقاصد مین جو نیکی کے مقاصد ہین میرے بہی مقاصد ہین ہون۔

آپ کی مخلصہ [illegible] ۔ ج و ے۔

آکلینڈ

نیوزیلینڈ۔ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء میرے پیارے بہائی محمد علی صاحب۔ مجہے آپکی چٹہی مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۰۵ء بمعہ میگزین نمبر ۱-۲ جلد ۴ کے ملی آپکی تمام ہدایات دانشمندانہ میرے لئے بڑی دلچسپی رکہنے والے تہے۔ اور [illegible] آپ نے اٹہایا ہے مین پڑہکر بہت خوش ہوا خاص کر کے رسم پردہ۔ اور مسلم [illegible] اشاعت اسلام کے متعلق آپ نے مسلمانون کی بے پروائی پر بہت زور دیا ہے۔ مین نے بہی یہ حالت دیکہی تہی جبکہ مین ہندوستان مین آیا ہوا تہا۔ بمبئی اور مدراس مین مینے عام طور سے کہا تہا کہ مین اسلامی واعظ بننا چاہتا ہون۔ مگر ان آدمیون نے جن کو کہ چاہئے تہا کہ ایسے موقعہ کو غنیمت [illegible] اور مجہکو [illegible] اس موقع کو ضائع کر دیا جو کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتہہ مین دیا تہا اور یہ میری دلی خواہش تہی کہ ہندوستان مین میرا سفر رائیگان نہ گیا اور مینے اس مقصد اور مدعا کو پا لیا [illegible] اسی قوم کی تلاش مین تہا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیرو ہے اور جو اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتی ہے۔ یہ خواہش مینے اپنے احمدی قادیانی بہائیون کے سامنے بہی ظاہر کی تہی کہ مجہے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس کے مین پیچہے لگا ہوا تہا وہ آخر مجہے مل گیا یعنی تم اور تمہارا امام۔ میری یہ خواہش میرے ان سرٹیفکیٹون مین بہی درج تہی۔ جنپر بہت سے مسلمانون کے دستخط ثبت تہے جو مجہپر کامل طور سے یقین رکہتے تہے مین اسوقت کو یاد کرکے جبکہ مینے اللہ کی مدد سے ہندوستان کا سفر کیا اندر ہی اندر مین خوش ہوتا ہون اور روحانی طور سے اون لوگون سے ملاقات کرتا ہون جنہون نے خدا کے لئے اور اس کے رسول کے لئے میرے ساتہہ برادرانہ محبت اور الفت ظاہر کی اور اپنے عمدہ خیالات سے مجہے مستفید کیا سوقت یا فاصلہ ان لوگون کے سامنے کوئی حقیقت نہین رکہتا جو کہ روحانی طور سے سفر کر سکتے ہین اور کامل زہد کے ساتہہ فرشتون سے کلام کر سکتے ہین اور اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے مین اکثر اپنے آپ کو آپ لوگون مین ہی پاتا ہون۔ اور سب کچہہ بچشم حقیقت دیکہتا ہون جو کہ ہمارے بیت المقدس قادیان مین گذر رہا ہے۔ اور جہان کہ ہمارا آقا اور اُستاد رہتا ہے۔

مین دلی خواہشمند ہون کہ جسمانی طور سے آپکو ملون اور اوس ہدیہ کو قبول کرلون جو کہ ایک احمدی بہائی نے پیش کیا تہا کہ کم سے کم دو سال قادیان مین قیام کرنا ضروری ہے تاکہ مسیح موعود کی خدمت مین رہ کر وہ تمام علوم مجہے حاصل ہو جائین جن کے لئے میری روح ازلس خواہشمند ہے۔ مین آگے آگے سفر کر رہا ہون اور دنیا کے اس حصہ مین پہونچ گیا ہون جہان کہ مین تین ہفتہ سے مقیم ہون۔ ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء کو مین اپنی زاد بوم ملبورن سے روانہ ہوا یہان تک تو آپ کی خط و کتابت مجہے ملتی رہی ہے اور اس عرصہ مین مین نئی خبرین آپ سے سننا چاہتا ہون۔

مجہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب مین آگے ہی آگے سفر کرتا جاؤنگا اور انجام کار اگر امریکہ ہی میرے کام کا مرکز بن گیا جیسا کہ مین امید کرتا ہون کہ انشاء اللہ یہ ضرور ہے گا تو مین اُن آدمیون سے ضرور رشتہ اتحاد کرلونگا جو آپ کی چٹہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک مین مسلمان ہین۔

اور اگر مجہے یہان رہنے کا زیادہ اتفاق ہو گیا تو میگزین کی اشاعت سرگرمی سے کرونگا اور آپ کی امید بر آجائیگی کیونکہ مین نے اپنی [illegible] کامون کے لئے وقف کر دی ہے۔

اب مین اس چٹہی کو ختم کرتا ہون اور بہت محبت والے سلام آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون۔

اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسی زندگی مین پہر ملنے کا اتفاق بنا دے اور میری طرف سے نیاز مندانہ سلام میرے آقا مرزا غلام احمد کی خدمت مین پہونچا دین اور اُن کو یقین دلا دین کہ مین ہمیشہ کے لئے آپ کا اور آپکے مقصد کا جان نثار ہون۔ اور ان تمام بہائیون کا بہی جان نثار ہون جن کی تمام امیدین اوس جگہ لگی ہوئی ہین جیسے کہ میرے بہائی کی۔

آپ کا محب۔ چارلس۔ فرانسس۔ سورابٹ

محمد عبدالحق۔ معرفت جنرل پوسٹ آفس

انگلینڈ

دوسری چٹھی

میرے پیارے بہائی۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ مین نے ایک چٹہی آپ کی طرف روانہ کی تہی اور اب مین نے مناسب سمجہا ہے کہ مین اپنا فوٹو بہی روانہ کرون۔ حضرت مرزا صاحب کی نذر کے لئے اور اپنی یادگار کے طور پر جب سے مینے قادیان کو دیکہا ہے میری روح کو ایک کامل اطمینان حاصل ہو گیا ہے اس موقعہ پر مین پہر یاد دلاتا ہون کہ مین اپنے آقا مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت کے لئے بہت ہی خواہشمند ہون۔ اور اگر ضروری اخراجات ہاتہہ آجاتے ہین تو مین اللہ تعالےٰ کی مدد سے فوراً امریکہ روانہ ہو جاؤنگا۔ اور وہان حضرت مرزا غلام احمد کی تعلیم کی اسی طرح اشاعت کرونگا جس طرح کہ مینے اس کے کام کو نبہایا ہے جس کے لئے مین ۱۹۰۳-۴ مین ہندوستان آیا تہا۔ ریویو آف ریلیجنز کا نمبر تین مجہے مل گیا ہے۔ جس کے آخری صفحہ مین الذعوۃ کو مینے بخوبی پڑہا ہے اور جو کہ مین یہ [illegible] کرتا ہون کہ طاعون کی کثرت اور زلزلہ کی آمد سے پوری ہو گئی مجہے پورا یقین ہے کہ ہمارے آقا نامدار کے تمام [illegible] خوش ہونگے اور خوشی کرینگے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی [illegible] سچائی کو تمام لوگون پر ظاہر کر دینگے۔ اور مین اپنے طور پر بہی اور [illegible] جگہون مین اس خبر کی اشاعت کر رہا ہون اور اگر مین [illegible] سین فرینسسکو کو روانہ ہو گیا دخانی جہاز رستہ مین [illegible] اور سینڈوچ جزیرون پر ٹھہرتے ہین اور وہان [illegible] فرقہ کے اسوہ حسنہ اور مسیح موعود لیکچر دونگا۔

اگر اللہ تعالےٰ تمام ضروری اخراجات [illegible] مین فوراً اسکے نام کی خاطر اور اپنے قادیانی بہائیون کے مقاصد کی خاطر سفر اختیار کر لونگا جبکہ مین دوبارہ [illegible] سلام کہتا ہون۔ اور سلام مین آپکا جان نثار ہون۔ [illegible] کر کے میرے فوٹوگراف کی رسید ارسال فرماوین [illegible] خدا کے ساتہہ وابستہ کیا ہے میری [illegible] اسلام کی طرف رجوع رکہتی ہے۔

سورابیت — محمد [illegible]

حضرت مسیح علیہ [illegible]

[illegible] واسلام کی [illegible] کرتا ہون اور اس کی [illegible] بہی عرض [illegible] کی نسبت ہے جو اسکے اوپر لکہا گیا ہے جیسا کہ ناظرین ذیل میں ملاحظہ کرینگے - مین امید کرتا ہون کہ جو مقصد اس تحریر سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا تہا اسکے پورا کرنے کا میرے ناظرین لحاظ رکہیں گے اور پورے طور پر تبلیغ کرینگے -

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ و انذار

چونکہ قرآن شریف و احادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر و ثابت ہے کہ ہر ایک شخص سے اپنے کنبہ کی عورتون وغیرہ کی نسبت جن پر وہ کسیقدر اختیار رکہتا ہے سوال کیا جائیگا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت مین اس نے ان کو سمجہایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہین اسلئے مینے قیامت کی بازپرس سے ڈر کر مناسب سمجہا کہ ان مستورات و دیگر [illegible] جو ہمارے رشتہ دار و اقارب اور واسطہ دار ہین اون کی بدراہیون و بدعتون پر بذریعہ اشتہار [illegible] خبردار کرون کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ ہمارے گہرون مین قسم قسم کی خراب رسمین اور نالایق عادتین جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہین اور اون بری رسمون اور خلاف شرع کامون سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہین جیسا کہ نیک اور دینداری کے کامون سے کرنا چاہئے ہرچند سمجہایا گیا کچہہ سننے نہین [illegible] اب چونکہ موت کا کچہہ اعتبار نہین اور خدا تعالے کے عذاب سے بڑہکر اور [illegible] عذاب نہین اسلئے ہم [illegible] ان لوگون کے برا ماننے [illegible] کہنے اور ستانے یا دکہہ دینے سے بالکل لاپروا ہو کر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے [illegible] اس اشتہار کے ان کو اور دوسری مسلمان [illegible] بہائیون کو خبردار کرنا چاہا تا کہ ہماری گردن [illegible] باقی نہ رہ جائے اور قیامت کے دن [illegible] کہ ہم کو کسی نے نہین سمجہایا اور [illegible] نہین بتایا تو آج ہم پہر پکار کر آواز بلند کہہ دیتے ہین کہ سیدہا راستہ جس سے انسان بہشت مین داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چہوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو [illegible] اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اوس راہ

[illegible] باتین [illegible] ان عورتون [illegible] جناب اور [illegible] کر چہوڑ [illegible] گہرون مین جو بدرسمین [illegible] ہوتی ہین [illegible] رسمین بیان [illegible] خدا تعالے سے ڈر کر اونکو چہوڑ دین اور وہ یہ ہین (۱) ماتم کی حالت مین جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخین مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات زبان پر لانا - یہ سب ایسی باتین ہین جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمین ہندؤن سے لی گئی ہین جاہل مسلمانون نے اپنے دین کو بہلا دیا اور ہندؤن کی رسمین اختیار کر لین - کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت مین مسلمانون کیلئے قرآن شریف مین یہ حکم ہے کہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہین یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہین اوسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکہون سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ کرے وہ شیطان سے ہے + (۲) دوم برابر ایک سال تک سوگ رکہنا اور نئی نئی عورتون کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنون مین سیاپا کرنا اور باہم عورتون کا سر ٹکرا کر چلا کر رونا اور کچہہ کچہہ منہ سے بہی بکواس کرنا اور پہر برابر ایک برس تک بعض چیزون کا پکانا چہوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گہر مین یا ہماری برادری مین ماتم ہو گیا ہے یہ سب ناپاک رسمین اور گناہ کی باتین ہین جن سے پرہیز کرنا چاہیئے +

(۳) سیوم سیاپا کرنے کے دنون مین بے جا خرچ بہی بہت ہوتے ہین حرام خور عورتین شیطان کی بہنین جو دور دور سے سیاپا کرنے کے لئے آتی ہین اور مکر و فریب سے منہ کو ڈہانپ کر اور بہنون کی طرح ایک دوسرے سے سر ٹکرا کر چیخین مار کر روتی ہین اون کو اچہے اچہے کہانے کہلائے جاتے ہین اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کے لئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ مین تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ لوگ واہ واہ کرین کہ فلان شخص نے مرنے پر اچہی کرتوت دکہلائی اچہا نام پیدا کیا سو یہ سب شیطانی طریق ہین [illegible]

(۴) [illegible] اگر کسی عورت کا خاوند مرجائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو [illegible] خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بہاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہکر یہ خیال کرتی ہے کہ مین نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور [illegible] دامن بیوی ہو گئی ہون حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے عورتون کیلئے بیوہ ہونے کی حالت مین خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے [illegible] عورت حقیقت مین بڑی نیک بخت [illegible] ہونے کی حالت مین برے ہونے

کی حالت مین برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتون کے لعن طعن سے نہ ڈرے ایسی عورتین جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہین خود لعنتی اور شیطان کی چیلیان ہین جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورت کو اللہ رسول (صلعم) پیارا ہے اسکو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکہے کہ خاوند کی خدمت مین مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے -

(۵) عورتون مین ایک خراب عادت یہ بہی ہے کہ وہ بات بات مین مردون کی نافرمانی کرتی ہین اور ان کی اجازت بغیر انکا مال خرچ کر دیتی ہین اور ناراض ہونے کی حالت مین بہت کچہہ برا بہلا ان کے حق مین کہدیتی ہین ایسی عورتین اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہین ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہین اللہ تعالے صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہین ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نکرے اور دلی محبت سے اوس کی تعظیم نہ بجا لائے اور پس پشت یعنی اسکے لئے اس کی خیرخواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتون پر لازم ہے کہ اپنے مردون کی تابعدار رہین ورنہ انکا کوئی عمل منظور نہین اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جایز ہوتا تو مین حکم کرتا کہ عورتین اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق مین کچہہ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اسکو دیکہتی ہے اور حکم ربانی سنکر بہی باز نہین آتی تو وہ لعنتی ہے خدا اور رسول اس سے ناراض ہین - عورتون کو چاہئے کہ اپنے خاوندون کا مال نہ چرادین اور نامحرم سے اپنے تئین بچائین اور یاد رکہنا چاہئے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگون کے جن کے ساتہہ نکاح جائز نہین اور جتنے مرد ہین اون سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتین نامحرم لوگون سے پردہ نہین کرتین شیطان اون کے ساتہہ ساتہہ ہے عورتون پر یہ بہی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتون کو اپنے گہرون مین نہ آنے دین اور ان کو اپنی خدمت مین نہ رکہین کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہمصحبت ہو -

(۶) عورتون مین یہ بہی ایک بدعادت ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہین اور گالیان دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہین ایسی عورتین اور ان کے اقارب بہی نابکار اور خراب ہین کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جسمین صدہا مصالح ہین مردون

کو اجازت دے رکہی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویان کر لین پہر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیون برا کہا جائے ایسی عورتین اور [illegible] ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکمون کا مقابلہ [illegible] مردود اور شیطان کے بہن بہائی ہین کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہہ پہیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہین اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گہر مین ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اسکو سزا دینے کیلئے دوسرا نکاح ضرور کرے -

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناتہ رشتہ کے وقت یہ دیکہہ لیتے ہین کہ جس کے ساتہہ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بہی ہے یا نہین - پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہین چاہتے - سو یاد رکہنا چاہئے کہ ایسے لوگ بہی صرف نام کے مسلمان ہین اور ایک طور سے وہ ان عورتون کے مددگار ہین جو اپنے خاوندون کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہین سو ان کو بہی خدا تعالے سے ڈرنا چاہئے +

(۸) ہماری قوم مین یہ بہی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہین کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بہی پسند نہین کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالے کے بندے ہین رشتہ ناتہ مین یہہ دیکہنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت مین مبتلا تو نہین جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکہنا چاہئے کہ اسلام مین قومون کا کچہہ بہی لحاظ نہین صرف تقوی اور نیکبختی کا لحاظ ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم مین سے خدا تعالے کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے -

(۹) ہماری قوم مین ایک یہ بہی بدرسم ہے کہ شادیون مین صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سو یاد رکہنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری مین بہاجی تقسیم کرنا اور اسکا دینا اور کہانا یہ دونون باتین عند الشرع حرام ہین اور آتشبازی چلانا اور رنڈی بہڑوون ڈوم ڈہاڑیون کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑہتا ہے سو اس کے علاوہ - شرع شریف مین تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستون کو کہانا پکا کر کہلا دیوے -

(۹) ہمارے گہرون مین شریعت کی پابندی مین بہت سستی کی جاتی ہے بعض عورتین زکوۃ دینے کے لایق ہین اور بہت سا زیور انکے پاس ہے مگر وہ زکوۃ نہین دیتین

بعض عورتیں نماز روزہ کے ادا کرنے میں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ بعض عورتیں شرک کی رسمیں بجالاتی ہیں جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی بیبیوں کی پوجا کرتی ہیں۔ بعض ایسی نیازیں دیتی ہیں جن میں یہ شرط لگا دیتی ہیں کہ عورتیں کھاویں کوئی مرد نہ کھاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کھاوے۔ بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہیں۔ ہم صرف خالص اللہ کے لیئے ان لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ آؤ خدا تعالےٰ سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب میں پڑو گے اور اس غضب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ جس کی انتہا نہیں ۔

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

مذہبی ریفارمیشن

مندرجہ بالا عنوان سے ایک دو صفحہ کا آرٹیکل معزز ہمعصر وکیل کی ۱۲۔ جون ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے جس میں ایک لمبی تمہید کے بعد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ انکی **مذہبی اصلاح** ہے۔ اور مذہبی **اصلاح** کا مفہوم اور مطلب لائق مضمون نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ادا کیا ہے۔

"مذہبی ریفارمیشن سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ مذہب اسلام کو اسکے اصلی نیچر میں لایا جاوے"

حقیقت میں یہ سوال قابل قدر سوال ہے اور ان لوگوں کو جو مسلمانوں کی نکبت اور فلاکت پر نوحہ خوانیاں کرتے اور درد مند دل رکھتے ہیں اسپر غور کرنا چاہیئے۔

اس میں تو کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اسلام! مقدس اسلام کو اصل حالت سے دور پھینک دیا گیا ہے اور وہ چیز جسکو **ایمان** کہتے ہیں جو انسان کو اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکے صفات پر ایک روشن یقین عطا کرکے اسکی گناہ آلود زندگی پر **موت** وارد کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسکی جگہ صرف چند الفاظ نے لی جنکا محض زبان سے اقرار کرنا کافی سمجھا گیا ہے ورنہ اسکی تاثیرات اور عمدہ نتائج کا کوئی وجود مومن کہلانے والے مسلمانوں میں پایا نہیں جاتا الاماشاءاللہ۔

اور وہ امور جو ایمان کے ساتھ بطور جزو لاینفک کے لگے ہوئے تھے اور جنکو زبان شرع میں **اعمال صالحہ** کہتے ہیں جو دنیا میں امن راحت اور عزت کی زندگی بسر کرنے کا ایک کامل ذریعہ ہیں انکو چھوڑ دیا گیا ہے اور ان کے قائم مقام چند رسوم اور لغو اور خود تراشیدہ ریاکاری کے کام قرار دئے گئے ہیں۔ ایسی حالت میں اسلام اپنی اصلی حالت سے بہت دور چلا گیا ہے اور یہہ تمیز کرنا کہ اصل اسلام کیا تھا مشکل ہو رہا ہے اور مسلمانوں کی فلاح اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **مذہب اسلام** کے سچے عامل اور پابند ہوں۔ لیکن جب کہ یہہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کی اصلی ہیئت کو بدل دیا گیا ہے اور اسکی خالص اور پاکیزہ تعلیم کو مختلف قسم کی خیالی تعلیموں کے ساتھ مخلوط کر دیا گیا ہے اور مختلف فرقے اس میں پیدا ہو کر ہر ایک اپنے آپ کو برسر حق اور جادۂ مستقیم پر تسلیم کرتا ہے تو اسلام کو ان اندرونی اور مخلوط صورتوں سے الگ کرکے اصلی حالت پر لانا کس شخص کا کام ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ

مذہبی ریفارمیشن کون کر سکتا ہے؟ یا وہ مذہبی ریفارمر کون ہے؟

تجربہ بتا رہا ہے کہ اگر ایسا **مذہبی ریفارمر** محض اپنے ہی دعوے سے کوئی شخص ہو سکتا ہے تو پھر آج ہر شخص مذہبی ریفارمر بنا ہوا ہے اور ان ریفارمروں نے ہی اسلام کا یہہ بیڑا غرق کیا ہے جس قدر اختلاف آئے دن پیدا ہوتے ہیں یہہ ایسی ہی خود رائیوں اور خود غرضیوں کے چشمہ سے آرہے ہیں۔ اگر علماء اس درد کا درمان ہیں تو پھر اختلاف کے منبع اور فساد کی جڑ کون ہیں۔ تکفیر کے فتوے کہاں سے آتے ہیں؟ اور کون ہیں جو نئے نئے حاشیے چڑھا کر اصل اسلام کو چھپا رہے ہیں۔

تو کیا ایسا **ریفارمر قومی انتخاب** سے منتخب کیا جا سکتا ہے؟ میں اس سوال کے جواب میں کہوں گا کہ ہرگز نہیں اسلیئے کہ **قومی انتخاب** سے اگر ایسا ریفارمر پیدا کیا جا سکتا تو ہر فرقے نے اپنی اپنی جگہ بعض اشخاص کو مسند خلافت پر بٹھا رکھا ہے۔ اور یہ انتخاب مزید اختلاف اور تنازع کا باعث ٹھیرا ہے۔ علاوہ بریں اگر بہہ بفرض محال مان بھی لیں کہ ایک شخص کو سب کے سب مل کر امر کام کے لئے منتخب کر لیں۔ تو اس امر کا کیا ثبوت ہوگا کہ جو اصلاح وہ کر رہا ہے وہ فی الواقع **اصلاح** ہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس مسند **خلافت** پر کوئی شخص نہ تو اپنی تجویز سے اور نہ دوسروں کے انتخاب سے بیٹھ ہی نہیں سکتا بلکہ کام ہے اس شخص کا جسکو **اللہ تعالےٰ** اس کام کیلئے **منتخب کرے**

چنانچہ قرآن شریف کے پُر غور مطالعہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **خلیفہ کا تقرر** اور انتخاب خود اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا **انی جاعل فی الارض خلیفہ** اور **لیستخلفنھم فی الارض**۔

جب تلک کوئی شخص اللہ تعالےٰ کیطرف سے مامور اور منتخب ہو کر نہیں آتا اور آسمانی روشنی اور نور اس کی مدد اور ہدایت نہیں کرتا کوئی شخص اپنے سطحی اور زمینی خیالات سے کیا اصلاح کریگا۔ وہ تو اصلاح کے کام کو اور بھی خطرہ اور مشکل میں ڈال دے گا۔

جہاں تک تمہاری نظر وسیع ہو سکتی ہے اسلامی دنیا پر ایسے شخص کی تلاش کرو کہ وہ کون ہے؟ اس امر پر تو بحث کرنی مجھے ہرگز حاجت نہیں رہی کہ ایسے ریفارمر کی ضرورت کیا ہے کیونکہ

زبان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

ربع مسکون کے ہر حصہ سے مسلمانوں کی نکبت اور خستہ حالی کی خبریں آرہی ہیں انکی پریشانی اور پراگندگی کوئی مخفی امر نہیں رہا۔ البتہ قابل بحث یہی ایک امر ہے کہ وہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

کا مصداق کون ہے جو اس وقت مسلمانوں کی دستگیری کرے؟

پس میں نہایت ادب کے ساتھ اخبار وکیل کے معزز ایڈیٹر صاحب کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اخبار میں اس سوال پر بحث کریں۔ جہانتک میری طاقت اور سمجھ میں ہے میں تو اسی نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہہ کام محض خدا کے **مامور و مرسل** کا ہو سکتا ہے جو اسکے منشاء کے موافق رموز شریعت سے آگاہ ہو کر عالم کو آگاہ کرے۔ جب تک ایک **امام** اور ایک **حکم** کے ماتحت کل قوم نہیں آتی وہ **فیض** اور **برکت** نہیں پا سکتی جو **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** پر عمل کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایک حاکم اور **بادشاہ** کے ماتحت رہے یہاں تک کہ اس آزادی اور آزاد منشی کے ہی زمانہ میں بھی جبکہ شخصی حکومتوں پر جمہوری سلطنتوں کو ترجیح دیجاتی ہے ان جمہوری سلطنت والوں کو بھی اپنا ایک پریسیڈنٹ تجویز کرنا پڑا۔ نظام عالم میں بغیر اسکے چارہ ہی نہیں۔ اس طرح پر روحانی نظام میں ضروری امر ہے کہ ایک ایسا فرد کامل ہو جسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا گردن پر رکھا جاوے۔ چونکہ یہہ ایک فطرتی تقاضا تھا اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ سے انبیاء و رسل کے ارسال کا سلسلہ جاری رکھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **خاتم الانبیاء** ٹھیرا کر آپکی نبوت کو آئندہ کے لئے چشمہ ہدایت قرار دیا۔ اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجنے کا وعدہ کیا جو اسلام کے پاک چشمہ کو اس خس و خاشاک سے پاک کرتا رہے جو امتداد زمانہ سے اسمیں پڑ گئے ہوں۔

پس اس وقت جبکہ ہر طرف سے یہ آوازیں آرہی ہیں کہ مذہبی ریفارمر کی ضرورت ہے میں ان لوگوں کو جو اس **ضرورت** کو محسوس کرتے ہیں **خوشخبری** دیتا ہوں کہ تمہارے درد کا درمان اللہ تعالےٰ نے کیا ہے اور تمہارے امراض کے دور کرنے کے لئے **مسیحا نازل ہو چکا ہے۔ چاہو تو قبول کرو**۔

مبارکباد تقریب ختم قرآن عزیزی عبدالحی سلمہ الرحمان

*

میرے مخدوم حضرت صاحبزادہ **بشیر الدین محمود احمد** سلمہ الاحد نے عبدالحی سلمہ الرحمٰن کے ختم قرآن کی تقریب پر مبارکباد کے چند شعر لکھے ہیں جسمیں انکے مضمون کی لطافت اور خوبی کیوجہ سے انہیں چھپوا دیا ہے اللہ تعالےٰ اس دعا کو جو ان اشعار میں کی گئی ہے قبول فرماوے۔ آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

پڑھ لیا قرآن عبدالحی نے
خوش بہت ہیں آج سب چھوٹے بڑے
ایسی چھوٹی عمر میں ختم قرآن
کم نظیریں ایسی ملتی ہیں یہاں
مولوی صاحب مبارک آپ کو
اور عبدالحی کے اوستاد کو
جسنے محنت کی شب و روز اسکے ساتھ
اور پڑھایا اسکو قرآن تا لتون تا تہ
صد مبارک مہدی مسعود کو
کیوں خوشی سب سے نہ بڑھکر اسکو ہو
جسکی سچائی کا ہے یہ اک نشان
جانتا ہے بات یہ سارا جہان
اے خدا تو نے جو یہ لڑکا دیا
کر اسے سب خوبیاں بھی اب عطا
یاالٰہی عمر طبعی اسکو دے
رکھ اسے محفوظ رنج و درد سے
ہو سرشار الفت دین میں مدام
رکھ اسے کونین میں تو شاد کام
خوف سے تیرے رہے دل پُر حذر
پہنچے اسکو اس دنیا سے نہ شر
مہربانی کی تو اسپہ رکھ نظر
کر عنایت اسپہ تو شام و سحر
دین و دنیا میں بڑا ہو مرتبہ
عمر و صحت بھی اسے کر تو عطا

ہماری خوشی کی تقریبین اور انکے اظہار کی صورتین

کچھہ شک نہین انسان بالطبع راحت پسند ہے - اور بقائے دوام کی خواہش بہی اسکی فطری خواہش ہے مین اسکی اس فطری خواہش کو ہی روح کی ابدیت کی ایک دلیل سمجہا کرتا ہون - اس مضمون مین مین نہ تو راحت کی حقیقت اور نہ ابدیت روح پر بحث کرنا چاہتا ہون بلکہ میری غرض صرف یہہ ہے کہ مین یہ دکہاؤن کہ ہم کن باتون مین خوش ہوتے ہین اور اس خوشی کے اظہار کی کیا صورتین اختیار کرتے ہین ؟

خدا تعالےٰ کی مجید و حکیم کتاب نے ایک مقام پر انسانی فطرت کے تقاضون کو یون بیان فرمایا ہے

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا۔

یہہ آیت انسانی فطرت کی خواہشون کا ہو بہو فوٹو ہے- لیکن اس کے ساتہہ ہی اللہ تعالےٰ نے عام انسانون مین سے ایک ممتاز اور برگزیدہ طبقہ کی خواہشون کو بہی اسکے ساتہہ ہی بیان فرمادیا ہے-

قل أؤنبئکم بخیر من ذالکم للذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ -

عام انسان اور متقی کے تقاضون مین یہی فرق ہے کہ متقی کی آخری غرض وغایت رضاء الٰہی کا حصول ہے - اور عام لوگ رضاء الٰہی کو مقدم نہین کرتے بلکہ ان کی غرض وغایت نری نمود اور نمایش ہوتی ہے یہی اصول خوشی کی تقریبون پر بہی مدنظر رکہا جاتا ہے + ایک طرف ہمارے افلاس اور ناداری کا رونا رویا جارہا ہے لیکن جب دوسری طرف کوئی شخص ہماری خوشی کی تقریبون اور جلسون مین شریک ہو تو وہ حیران ہو جائیگا کہ کس قسم کی فضولیان اور لغویات ہورہی ہین - لیکن خدا تعالےٰ کے لاکہون لاکہہ درود اور سلام ہون اسکے برگزیدہ مہدی اور مسیح پر جسنے اگر ہمارے کندہون سے اس قسم کے بیہودہ بوجہہ اتار دے + مین ناظرین کو قادیان مین ایک خوشی کی تقریب دکہانی چاہتا ہون - جس سے انہیں معلوم ہوگا کہ ایک مومن کی خوشی کیا ہوتی ہے اور وہ اسکو کن رنگون مین ظاہر کرنا چاہتا ہے -

حضرت حکیم الامتہ سلمہ اللہ تعالےٰ کے بچے عبد الحی سلمہ اللہ نے ۲۷- جون ۱۹۰۵ء کو قرآن شریف ختم کیا - یہہ تقریب حضرت حکیم الامتہ کے لئے ایک خوشی کی تقریب ہے - حقیقت مین کیسی مبارک تقریب ہے ایک دنیادار اور دیندار باپ مین یہی فرق ہے - دنیادار باپ بہی اپنے بیٹے کی تقریبون پر خوش ہوتا ہے لیکن اس کی تقریبین کیا ہوتی ہین - بچہ پیدا ہوا ہے پہر اسکا ختنہ ہوا - پھر منگنی ہوئی - پھر شادی ہوئی - ان تقریبون پر جسقدر بے حیائی - اور اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے وہ تہوڑی ہے لیکن ایک متقی باپ کے لئے بچے کی خوشی کی سب سے پہلی تقریب قرآن شریف کے شروع اور ختم سے شروع ہوتی ہے - اسکی خواہش اولاد بہی محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہوتی ہے - بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس راز سے اطلاع ہوگی -

حضرت حکیم الامتہ کے کئی بچے فوت ہو چکے تہے - اسپر مجہے ایک طبیب نے کہا کہ مین حکیم الامتہ کو ان کے علاج کی طرف متوجہ کراؤن -

مین حضرت حکیم الامتہ کی پاک زندگی پر غور کرنے کا کافی موقع نہین پاسکا تہا مین اتنا ہی جانتا تہا کہ ایک جلیل القدر انسان ہے اولاد کی خواہش فطری خواہش ہے - یہہ رجوع کریگا - مینے جب اس معاملہ کو پیش کیا تو جو جواب مجہے دیا اسنے میرے ایمان کو بہت بڑہا دیا - اصل جواب حکیم الامتہ کے اپنے ہاتہہ کا لکہا ہوا میرے پاس موجود ہے اسکا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ مجہے محض اولاد کی کوئی بہی خواہش نہین ہے کئی اولادین ہوئین اور مرگئین - ہان مجہے اولاد صالح کی بیشک خواہش اور ضرورت ہے اگر کسی کے پاس ایسی اولاد کا نسخہ ہو تو مین ہزارہا ہزار روپیہ دینے کو طیار ہون لاؤ ''

یہہ جواب سنکر مین تو حیران ہو گیا + جس شخص کی اولاد کے لئے ایسی پاک خواہش ہو ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ وہ اسکے لئے کیسی دعائین کرتا ہوگا - بہرحال اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان اور آیتہ کے طور پر عبد الحی پیدا ہوا اور چہہ سال چار ماہ کی عمر مین کہیلتے کودتے اس نے قرآن شریف ختم کر لیا -

حضرت حکیم الامتہ کو قرآن شریف سے جو محبت اور مناسبت ہے وہ ان کی آشنا دنیا سے چہپی ہوئی نہین قرآن شریف آپ کی غذا ہے + بیماریون کے حملے سے اٹہہ کر پہلا علاج آپ درس کے اجرا سے کیا کرتے ہین جو گویا بیماری کی گئی ہوئی قوت کے اعادہ کے لئے یاقوتی ہے

پس حکیم الامتہ کی ایسی پیاری اور مرغوب کتاب کو انکا بچہ پڑہ لے تو ان کی خوشی کس حد تک پہونچ سکتی ہے یہ خوشی محض اسلئے نہین کہ بچہ ہوشیار ہو گیا ہے یا تعلیم کیطرف توجہ کرنے لگا ہے بلکہ محض اسلئے کہ اسنے خدا کی کتاب پڑہی ہے - عبد الحی جب قرآن شریف ختم کر کے آیا تو اسے کیا فرمایا مین اپنے الفاظ مین درج کرتا ہون

بیٹا ! ہم تم سے دس باتین چاہتے ہین انین سے ۱ آج تم نے کرلی ہین - قرآن شریف پڑہو - پہر اسکو یاد کرو - پہر اسکا ترجمہ پڑہو - پہر اسپر عمل کرو - پہر اسی عمل مین تمہین موت آجائے -

قرآن شریف پڑہاؤ - پہر یاد کراؤ - پہر ترجمہ سناؤ - پہر عمل کراؤ - پہر اسی حالت مین تم کو موت آجاوے -

یہہ دس نصیحتین اور خواہشین بتاسکتی ہین کہ حکیم الامتہ اپنی اولاد کے لئے کیا چاہتا ہے اس مین نہین ہے کہ تم فلان عہدہ حاصل کرو - یا دنیا کے فلان صیغہ مین ترقی کرو بلکہ

قرآن شریف اسپر عمل اسکی خدمت

ساری زندگی کی غرض بتائی گیا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور کیسا مبارک ہے وہ بچہ جسکے باپ کے ...... یہ ارادے ہون - (اے اللہ ہمکو بہی ایسی ہی پاک خواہشین عطا کر - آمین) اس نصیحت کو سنکر چہہ سالہ بچہ کیا کہتا ہے -

ابا جی مینے یہہ قرآن شریف تو پڑہ لیا ہے پہلے یہ تو کسی مسکین کو دیدو -

حکیم الامتہ کا دل ان کلمات کو سنکر اور بہی خوش ہوا

غرض

یہہ تقریب تہی خوشی کی اب اسکے اظہار کیلئے حکیم الامتہ نے کیا سوچا اور کیا کیا - اسکے اظہار کے لئے مختلف طریقے احباب نے پیش کئے کسی نے کہا کہ یسرنا القرآن قاعدہ کی طرز پر قرآن مجید چہپوایا جاوے - کسی نے کہا تفسیر لکہی جاوے - حکیم الامتہ نے فرمایا کہ جو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماوین وہ مبارک ہوگا -

اس مین بتایا کہ آپنے کسطرح پر رضائے امام کو اپنی خواہشون پر مقدم کر لیا اور کامل طور پر اس عہد کو نباہا ہے جو آپکے ہاتہہ پر کیا ہے (اے اللہ ہمین بہی توفیق دے آمین) حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چونکہ مولوی صاحب کی طبیعت کمزور ہے کوئی دماغی محنت کا کام مناسب نہین ہے سر دست مساکین کو کہانا کہلادین - اور احباب کی دعوت کردین -

چنانچہ ۲۸- اور ۲۹- جون ۱۹۰۵ء کو ایسی دعوت دی گئی یہان تک تو جو کچہہ ہوا تہا - مینے حضرت حکیم الامتہ کی خدمت مین عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام مین ایک حافظ قرآن جو عمدہ پڑہنے والا ہو مقرر کیا جاوے جو قرآن شریف یاد کرائے - فرمایا میرا بہی دل چاہتا ہے اللہ تعالےٰ نے جو چاہا ہیگا کرے گا -

چونکہ کالج کے بند کرنے کا آپ کو بہت بڑا صدمہ ہے اسلئے میری تحریک پر آپ نے نہایت انشراح صدر اور خوشی کے ساتہہ پسند فرمایا کہ کالج فنڈ مین ایک سو روپیہ نقد عطا فرمائین جو دیا گیا

یہہ ایک فقرہ ہے جسپر مین قوم کو توجہ دلانا چاہتا ہون کہ ہمارے گہرون مین بہی آئے دن خوشی کی تقریبین ہوتی رہتی ہین جنپر ہم صدہا روپیہ صرف کر دیتے ہین لیکن نہیں سوچتے کہ اس روپیہ کے مصرف کیا اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکے دین کی نصرت اور تائید کے لئے ہین ؟ کیا وہ حضرت امام کے منشا اور حکم کے ماتحت ہین -

مین اس تقریب خوشی کو ایک

اسوہ

قرار دینا چاہتا ہون - شروع سے آخر تک غور کرو کہ کس امر کو خوشی قرار دیا گیا ہے **خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کا بچے کا پڑہ لینا** ایک دیندار اور متقی باپ کی خوشی کا پہلا مرحلہ ہونا چاہئے - اور پہر اس خوشی کے اظہار مین **رضاء امام** کو مقدم کر لینا اسکا دوسرا مقصد - اور پہر اپنی **قومی درسگاہ** کے قیام اور استحکام کو اس تقریب پر مدنظر رکہنا ضروری امر ہونا لازمی ہے یہہ درسگاہ وہ **قوم** طیار کرنی چاہتا ہے جسکی ہم آرزو کرتے ہو اور جو حضرت حجتہ اللہ کی خواہش ہے یہ وہ قوم ہوگی انشاء اللہ العزیز جو اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والی ہوگی پس اسکے استحکام کے لئے جسقدر بہی ہم کوشش کرین گے وہ ہمارے لئے ایک **صدقہ جاریہ** اور نیکی کا مستقل فعل ہوگا + خدا کرے کہ ہم سب کو یہ توفیق ہو کہ ہم ہر تقریب خوشی پر اپنی اس قومی درسگاہ کے **مستقل فنڈ** کے لئے ایک خاص رقم علیحدہ کرین + اور یہ کچہہ بہی مشکل نہین اگر بیہودہ اور محض فضول اخراجات کو جو بطور اسراف کئے جاتے ہین بند کر دین اور وہ ساری رقم یہان داخل کر دین -

ہمین کئی لاکہہ روپیہ مستقل سرمایہ کے لئے مطلوب ہے جسمین پہلی رقم حضرت حکیم الامتہ کی ایک سو روپیہ کی داخل ہوئی ہے - مین یہہ تحریک عام کرتا ہون کہ ہر خوشی کی تقریب پر ہر احمدی کا یہہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ ہر قسم کی فضول اور بیہودہ رسوم کو چہوڑ کر محض **رضاء الٰہی** کو ملحوظ خاطر رکہے اور اس قومی درسگاہ کے **مستقل فنڈ** کی تقویت کے لئے اپنا مال نثار کرے -

ہر جگہ کی احمدی جماعت کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی تمام جماعت مین اس تحریک کو پیش کر کے اسپر عمل درآمد شروع کرین - اور حکیم الامتہ کے اسوہ کو ہمیشہ مدنظر رکہین -

اللہ تعالےٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ہماری خوشی کی تقریبین محض اللہ تعالےٰ [illegible] - آمین -

مسلمانوں کو اپنے مقاصد کیلئے ایک مرکز کی ضرورت

مرکز کو قدرت نے عجب برکت دی ہے اور مثل قوت بخشی ہے اسلئے جبکہ آلات جر ثقیل کی کامیابی مرکزی بنیاد پر ہی ہے ہر شے جو اپنے مرکز کے گرد گھومتی ہے منتشر نہیں ہوتی۔ کہیں سے کہیں پہونچ جائے مگر آخر مرکزی کشش اُسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن اگر یہ مرکزی کشش نہو تو منتشر ہونیکے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ایک شخص گوپیئے میں پتھر رکھکر یا رسی کے سرے میں پتھر باندھکر اپنے پہونچے کو مرکز بناتا ہے اور گوپیئے یا رسی کو چکر دیتا ہے یہ مرکزی حرکت اس پتھر کو ایسی سرعت سیر عطا کرتی ہے اور ایسی طاقت بخشتی ہے کہ جو کام اب بندوقوں یا توپوں سے لیا جاتا ہے کسی زمانہ میں وہی کام اسی قسم کے آلات سے لیا جاتا تھا۔ مرکزی کشش کے احاطہ سے باہر نکلنے کے بعد ایسا پتھر کسی مخالف چیز سے ٹکراتا ہے اور اس صدمہ سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ مگر جبتک وہ مرکزی حمایت میں رہتا ہے اپنا زور تو دکھلاتا ہے مگر نقصان اُٹھانے سے بچا رہتا ہے۔

دیکھو کرہ ارض جس پر ہم بستے ہیں اپنے محور پر گھومنے سے کیسے کیسے مفید نتائج دنیا کے لئے پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ مرکزی حرکت نہ ہو۔ نہ رات کا ٹھکانا رہے اور نہ دن کا پتہ چلے۔ سارا نظام عالم برہم ہو جائے۔ ہزاروں قسم کی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اگر زمین بحیثیت مجموعی اپنی مرکزی حرکت کی پابندی نہ کرے اور اسکے مختلف حصہ مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ حرکتیں کیا کریں تو کیسے خوفناک نتائج پیدا ہونگے۔ جب زمین کا چھوٹا سا حصہ اندرونی بخارات کی زد سے کانپنے لگتا ہے ہم اُسے زلزلہ کہتے ہیں ہم اُس سے کیسے ڈرتے ہیں ابھی چند روز ہوئے ضلع کانگڑہ کے زلزلے نے ساری دنیا کو پریشان اور اندوہگین کر دیا۔ اور میلوں کی آبادی کو خاک میں ملا دیا اگر ایسی بے قاعدہ حرکتیں روز ہوا کریں تو کیا ممکن ہے کہ زمین آباد رہ سکے ؟ یہ تو قدرت نے مرکزی حرکت کو ہی برکت دی ہے کہ وہ ہر طرح مفید ثابت ہوئی ہے ایسے ہی مرکزی کشش مجتمع چیزوں کو ٹھکانے پر رکھتی ہے۔ اگر ذرا دیر کو یہ مرکزی کشش اٹھ جائے تو تمام چیزیں تتر بتر ہو جائیں اور تمدن کا پتہ بھی نہ رہے۔ یہ تو مرکزی کشش ہی ایسی متبرک ہے کہ ربع مسکون کا انتظام قائم ہے۔ یہی حال اور سیاروں کا ہی ہے۔ اپنے اپنے مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اپنا فرض جو قدرت نے انکے ذمہ لگایا ہے ادا کرتے ہیں اور انسان کو مفید نتیجہ بخشتے ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

عالم سماوی کو چھوڑو۔ اور متمدن ملکوں کو دیکھو۔ وہاں کے باشندوں نے اپنے ملک کو مرکز بنا لیا ہے اور اسی کے بل گھومتے ہیں۔ اور اور متفرق شدہ لوگوں کو مطیع کرکے اپنے مرکز کے دائرہ کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ گو وہ اس مرکز سے کتنے ہی دور ہوں وہ مرکزی کشش انہیں ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو علیحدہ ہوکر دمدار ستارہ کیطرح مہیب نہیں بننے دیتی۔ دمدار ستارہ سے ہمیشہ اندیشہ تصادم لگا رہتا ہے۔ ایسے ہی آدمی بھی جبتک اپنے لئے مرکز نہ بنالے کوئی نمایاں یا مفید کام نہیں کرسکتا بلکہ اپنی خود رائی اور نفس پرستی سے اپنی آزادی کو اور دنیا کو ہاتھ سے گنوا دیتا ہے۔ اور اپنی کو اپنا مالک بنالیتا ہے۔ اسکی قوم معدوم ہو جاتی ہے اور دنیا کی نظروں میں اسکی کچھ وقعت نہیں رہتی۔ تاریخ سے شہادت لو۔ جب آریہ قوموں نے ایک مرکز اپنے لئے چنا تھا دنیا بھر کو اپنے دائرہ دولت میں سمیٹ لیا تھا۔ پھر ایرانی۔ یونانی اور رومن قوموں نے اپنے اپنے مرکز کی حمایت سے اقطار عالم کو احاطہ کرلیا اور اپنی نیکنامی کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا تھا۔ آخر عرب کی بھی نوبت آئی اور نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مبعوث ہوکر لوگوں کو

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا کی تلقین کی تو دیکھو کہ عرب کا کایا پلٹ گیا اور ان بادیہ نشین وحشی لوگوں نے تمام روئے زمین کو روند ڈالا اور روحانی برکتوں سے دنیا کو مالا مال کر دیا لیکن جس وقت سے مسلمانوں نے حبل اللہ کے مرکز کو چھوڑ دیا منتشر ہوگئے۔ اور اور قوموں کے غلام بن گئے ہندوستان ہی کی تاریخ ملاحظہ کرو جسکی سلطنت کا مرکز دہلی تھا اور اسکیطرف سبکی گردنیں جھکتی تھیں۔ آخر جب ناعاقبت اندیشوں نے مرکز سے انحراف کیا اور مرکزی کشش جاتی رہی۔ اتر دکن پورب پچھم ہر طرف وہ اپنا مرکز بنا بیٹھے اور آخر الامر مرکز دہلی اور تنہا جنبو کی اطاعت کا قلادہ گلے کا ہار ہوا۔ اور نتیجہ وہ ہوا جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ اور ایسی تنہا خوری کی عادتیں جبلت میں دخل ہو گئیں اور ایسی نفسانیت غالب ہوئی جس نے ہماری تمام اخلاقی خوبیوں کو محو کر ڈالا۔ اور تمام روحانی برکتیں سلب کرلیں اب ہم جو کام کرتے ہیں خود غرضی سے خالی نہیں ہوتا۔ حب قومی کو جانتے ہی نہیں۔ قومی شرکت مد نظر نہیں کوئی ناموری چاہتا ہے۔ اور ناموری بھی کیسی؟ جھوٹی اور فانی۔ کوئی اپنے مخالفوں یا حریفوں کو زک دینے کیلئے ریاکاری سے ہمدردی قومی کا دم بھرتا ہے۔ جسکا آخری انجام سوائے پشیمانی اور دست تغابن بر زانو زدن کے اور کچھ ہی نہیں ہو سکتا۔ اب کوئی ہمارا مرکز ہے اور نہ کوئی مرکزی کشش ہمیں کھینچتی ہے۔ نہ ہم میں قدم اٹھانیکی طاقت ہے ہر کوئی نفسی نفسی کہتا ہوا غیروں کے دائرہ میں پابزنجیر ہوکر دست بدست دگر کا مصداق ہے۔ کاش! اب سب مسلمان اپنے لئے تحصیل علوم کو مرکز بنائیں اور ہر وقت اس مرکزی کشش میں دوڑ دھوپ کیا کریں۔ کیونکہ ؎

اَلْعِلْمُ يُحْيِي قُلُوْبَ الْمَيِّتِيْنَ كَمَا
يُحْيِي الْبِلَادَ اِذَا مَا مَسَّهَا الْمَطَرُ
وَالْعِلْمُ يَجْلِي الْعَمٰى عَنْ قَلْبِ صَاحِبِهِ
كَمَا يُجْلِي سَوَادَ الظُّلْمَةِ الْقَمَرُ

علم مردہ دلوں کو ایسا زندہ کر دیتا ہے جیسے بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور علم ہی عالم کے دل سے تیرگی کو محو کر دیتا ہے جیسے چاند رات کی اندھیری کو۔ اسلئے جب ہم علم کو اپنا مرکز بنائینگے دنیا کی کوئی ایسی نعمت نہ رہیگی جو خود بخود ہمارے پاس نہ آجائے۔ جیسے اہل جنت کے پاس میوہ جات آپہونچتے ہیں ویسے ہی تمام کامیابیاں ہمارے اشارہ کی دست نگر رہینگی۔ پس لازم ہے کہ ہر شخص بشدیدیہ بحبل العلم معتصمًا۔ اور علم ہی کو اپنا مرکز بنالے اور صدق دل سے اس مرکز کی کشش سے کھنچتا رہے۔

لیکن تعلیم کا مسئلہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اگر ساری قوم بحیثیت مجموعی توجہ کرے اس کا حل کرنا دشوار نہیں رہیگا۔ مگر جو طریقہ اب ہمارے بزرگوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ کسیطرح مفید نہیں ہے اور نہ قومی قوت کو ضائع کرنے کے سوائے کسی اور مصرف کا ہو سکتا ہے۔ جابجا گھٹیا مدرسے بنتے ہیں اور آناً فاناً میں ٹوٹ جاتے ہیں یا نالائق معلموں کی تختہ مشق بنکر بہت سے ہونہار بچے اپنا وقت عزیز کھوتے ہیں جو دنیا میں سرسبز نہیں ہو سکتے۔ اور قوم کو نیک نام نہیں کر سکتے۔

مرکز ہی نہ ہونیکا یہ نتیجہ ہے کہ بیسیوں برس کی کوشش پر بھی ابتک یہ چھ کروڑ سے زاید مسلمانوں کی آبادی ایک اچھا مکمل مدرسہ بھی نہ بنا سکی۔ ہم نے تخمینہ کیا ہے کہ اگر ہندوستان کا ہر مسلمان ایک پیسہ بھی قومی بیت المال میں جمع کر دے تو یکمشت دس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے "وقس علیٰ ہذا"۔ اگر یہ رقم اہوار وصول ہو تو ہر مہینہ ایک یونیورسٹی تیار ہو جائے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ صرف قومی طاقت کا ایک مرکز پر جمع ہونا ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ ہندوستانی مخیر لوگ کم ہیں نہیں مخیر بہت ہیں لیکن خیرات کی تقسیم کے ذرائع بیشمار ہیں اور وہ کبھی ایک مرکز پر جمع ہوکر اپنی مجموعی طاقت نہیں دکھلاتی مردم شماری کے حساب سے تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستانیں ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوا مفت خوروں پر بٹ جاتا ہے یہ ایک بہت بڑی رقم ہے۔ لیکن ذرا غور کرو کہ تیس کروڑ کی آبادی کے مقابلہ میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی کیا وقعت ہے فی شخص ایک آنہ ماہوار بھی تو نہیں پڑتا۔

یہی مرکز کی کنجی ہے جو یورپ اور امریکہ کے قومی یا مذہبی مدرسوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی یہی خیال کیا کرتے ہیں کہ یہ مدارس سرکاری امداد سے چلتے ہیں۔ "مگر ہر کس بقدر ہمت او ست"۔ چونکہ یہ خود مرکز بنانے اور اپنی منتشرہ قوت کو جمع کرنیکی قابلیت نہیں رکھتے سلطنت ہی کو صاحب دولت سمجھتے ہیں اور اسکی سطوت اور ثروت سے دبتے ہیں۔ خیرات بھی اگر دیتے ہیں تو گورے چہرے کی ہیبت سمجھکر نہ کہ خاص خدا کے لئے۔

یاد رہے انکے مدرسوں۔ شفاخانوں اور یتیم خانوں کو دیکھو کیسے عمدہ انتظام سے جاری ہیں۔ یہ سب اسی خیراتی مد سے چلتے ہیں جو بغیر کسی کے مانگے خود بخود وقتاً فوقتاً بیت المال کو پہنچ جاتی ہے اور اس مرکز سے پھر دنیا میں کروفر کے ساتھ نمودار ہوتی ہے اور شاہی خزانہ کو اپنی فیاضی کے ساتھ شرما دیتی ہے۔ مسلمانوں کو تو ضرور خجل ہونا چاہئے کہ وہ خدا کا مقرر کیا ہوا قانون بھول گئے۔ زکوٰۃ کی یہی پیاری صورت تو تھی۔ لیکن اب ہمارے کرتوتوں سے تو وہ ایسی مسخ ہوگئی ہے کہ پہچانی نہیں پڑتی۔ کاش! مسلمان پھر سیدھی کروٹ لیں اور اپنی متفرق قوت کو جمع کر ڈالیں۔ اور ہاتھ پیر ہلانیکے قابل ہوں۔ اب تو ہماری مثال ایک مردہ ڈھڑکی سی ہے کہ جسمیں سے دم نکل گیا ہو۔ صرف کہیں کہیں سسک رہ گئی ہو۔ کوئی انگلی ہلتی ہو۔ کوئی پسلی پھڑک رہی ہو۔ کوئی ناخن دمکتا ہو۔ کوئی آنکھ حسرت بھری نگاہ ڈالتی ہو۔ لیکن اگر کوئی حکیم اس متفرق روح کو ایک دل و دماغ میں جمع کر دے تو کیا وہ لوتھڑا پھر زندہ ہو جائیگا ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

شاعر نے تو صرف دو دلوں کے جمع ہونے پر ایسی امید لگائی ہے اگر ہم چھ کروڑ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو جائیں تو قلب کے استحکام کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور قلب ہی پر مقدمہ و میمنہ و میسرہ اور ساقہ کو ناز ہوتا ہے اور اسی مرکز کی طرف سب رجوع کرتے ہیں۔

کیا اچھا ہو کہ مسلمان اپنے قومی کاموں کیلئے ایک مرکز بنائیں اور اپنی تمام متفرق قوتوں کو جمع کر دیا کریں اور پھر وہ مرکز اور اسکی شیوخ کی رائے کے موافق کاروبار چلا کریں جیسے ابتدائے اسلام میں جاری تھے اور جنکی مثالیں اب صرف عیسائیوں کی ملا دمشتمد میں پائی جاتی ہیں۔ اسلامی دنیا میں آج انکا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ جو آنکھیں کھولتے ہیں سوائے حسرت اور یاس کے اور کچھ نہیں دیکھتے کہیں بشاشت یا وجاہت کے آثار نہیں پائے جاتے سب یہی دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش اسلام کی اصلی برکتیں پھر ہو کر آئیں۔ چنانچہ ہمارے ایک مصری بھائی نے اپنے رسالہ "الاسلام فی عصر العلم" میں نہایت عالمانہ طور پر اس مسئلہ پر بحث کی ہے جسکی ایک حصہ کا ترجمہ ہم ذیل

غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

به تقریب مبارکباد ختم قرآن عزیزی عبد الحی خلف حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ

ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمان

لا یمسہ الا المطہرون

ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارمان | تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قربان
اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احسان | یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آمین

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین .... والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

(اما بعد)

(۱) میں نہایت خوشی اور مسرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتا ہوا عزیز **عبد الحی** کے ختم قرآن کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں اور اسکے بعد حضرت حکیم الامۃ اور جمیع بزرگان ملت اور احمدی قوم کو اس تقریب **سعید** پر مبارکباد کہتا ہوں۔

(۲) کسی بچہ کا ختم قرآن تو ایک معمولی بات ہے ہزاروں ہزار بچے ہر روز دنیا کے مختلف مقامات پر قرآن شریف ختم کرتے ہونگے۔ لیکن **عبد الحی** کا ختم قرآن میرے نزدیک ایک غیر معمولی امر ہے یہی وجہ ہے جو اس تقریب میں غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہوں **عبد الحی** کا وجود اسکی پیدائش چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت **جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت** اور در اصل **آنحضرت** صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کی **زندگی** اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے **حی و قیوم** ہونیکے لئے ایک آیت ہے اسلئے میں نے اپنے احباب کے ازدیاد ایمان اور مخالفوں پر اس آیۃ اللہ کی تلاوت کے لئے تقریب پاکر یہ پرچہ شائع کیا ہے۔ حضرت **حکیم الامۃ** کے یوں تو کئی بچے فوت ہو چکے تھے (اللھم اجعلھم لنا فرطا) لیکن محمد احمد کے فوت ہونے پر ایک ہندو زادہ نو مسلم نے اسکی وفات کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تکذیب کی دلیل ٹھیرایا کہ وہ عیسائیوں کے مباحثہ امرتسر کے بعد آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکے اعتراض پر **عبد الحی** کی پیدائش کا ایک نشان دیا جو میں بجنسہ درج کرتا ہوں یہ تحریر انوار الاسلام نام رسالہ میں ۱۸۹۴ء کی آخری سہ ماہی میں شائع ہوئی جو صفحہ ۲۶ پر یوں درج ہے۔

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر غنودگی غالب ہو گئی اور میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو ان ہی کا ہے اور وہ بچہ خوشرنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں میں نے مولوی صاحب سے کہا ہے کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپکو وہ لڑکا دیا کہ رنگ میں شکل میں طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا اور یہ تو قوی ہیکل اور خوشرنگ ہے اور پھر میرے دل میں یہ عبارت گذری جسکا زبان سے سنانا یاد نہیں اور وہ یہ ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کے کیطرف سے اس عدو الدین کا جواب ہے کہ جو اوس عیسائیوں کا حامی بنکر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بیجا اور بے ایمانی سے بہر حال حملہ کیا۔ اور ایک جزو اس خواب کی رہ گئی میں نے دیکھا کہ اس بچہ کے بدن پر کچھ پھنسیاں یا ثولول کی مشابہ بخارات نکل رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا علاج جلدی اور ایک اور چیز ہے واللہ اعلم۔

اسکے بعد تقریباً ۱۰ سال کا عرصہ اس پیشگوئی پر گذر گیا۔ اور یہ اسلئے ہوا کہ تا کسی نادان معترض کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ محض قیافہ سے ایسا لکھ دیا چنانچہ ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو اپنے شب کے عبد الحی پیدا ہوا اور پیشگوئی پوری ہوئی والحمد للہ علی ذالک یہ بچہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے موافق شکل و شباہت میں ہے اور پھوڑوں کے نشان بخارات بھی نکلے۔ **پس** چونکہ یہ ایک آیۃ اللہ ہے اسلئے اس بچہ کی ہر خوشی کی تقریب (خدا کرے ہم بہت ہی قریب میں دیکھیں) اس نشان کا اظہار اور تجدید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صداقت کا اعلان ہے۔ اسی مقصد کو مد نظر رکھکر میں یہ غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہوں اور ہر قوم کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور حضرت حکیم الامۃ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس غیر معمولی پرچہ کو حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کی آمین کے چند آخری اشعار پر ختم کرتا ہوں ؎

قرآن کتاب رحمان سکھلائے راہ عرفان + جو اسکے پڑھنے والے ان پر خدا کا فیضان
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایمان + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
ہے چشمۂ ہدایت جسکو ہو یہ عنایت + یہ ہیں خدا کی باتیں انسے ملی ولایت + یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا + فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا + اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا + یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

خادم قوم خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

تعلیم الاسلام کالج کے متعلق

آنہ فنڈ کیلئے وا لنیٹروں کی ضرورت

قومی کام قومی حمایت اور حمیت اور قوم کی متفقہ کوشش سے سرانجام پاتے ہیں جب تک مجموعی طاقت کام نہ کرے اسوقت تک کامیابی کی راہ میں روک اور مشکلات کی چٹانوں کا آنا ضروری ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سلسلہ نبوت میں آخر الامر یہہ چٹانیں دور ہو کر رہتی ہیں۔ مجھے کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ میں تعلیم الاسلام کالج کی حمایت کے لئے احباب میں تحریک اور جوش پیدا کرنے کے لئے آجکل کے عرفی الفاظ میں توجہ دلاؤں۔ اگر آپ تعلیم الاسلام کالج کے ساتھہ محبت اور پیار رکھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو عزیز رکھتے ہیں تو پھر اسکے استحکام اور قیام کے لئے کام کرو۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ احمدی قوم پر چندوں کا بہت کچھہ بوجھہ ہے تاہم میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر مستعد اور باہمت اصحاب اب بھی اس سے چندہ لینے والے ہوں تو یہ قوم خود بھوکی رہ کر بھی قومی ضروریات کو مقدم کرنے والی ہے۔ آنہ فنڈ والی تحریک اور تجویز پر عام طور سے اظہار مسرت کیا جاتا ہے اور اگر اس تحریک کو عام کرنے والے زیادہ دلچسپی لیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے میرے نزدیک آنہ فنڈ کے واسطے کچھہ لوگ اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو وقف کریں اور احباب میں اس تحریک کی دلچسپی پیدا کر کے انسے روپیہ وصول کریں ایسے لوگ کالج کے نئے وا لنیٹر کہلائینگے۔ انکا فرض ہوگا کہ ماہ بماہ روپیہ وصول کر کے بھیجدیا کریں + اور کوشش کی جاوے کہ ایک معقول عرصہ کے لئے چندہ یکمشت بھیجا جاوے + جو احباب اس طریق پر وا لنیٹر ہونا چاہیں وہ اطلاع دیں۔

کالج کے لئے مستقل فنڈ

کالج کے مستقل فنڈ میں خوشی کی تقریبوں پر مندرجہ ذیل رقوم لکھی گئی ہیں۔

حضرت حکیم الامتہ عبدالحی کے ختم قرآن کی تقریب یکصد روپیہ
میاں رحمت اللہ سبزی فروش بنگلا کی شادی کی تقریب عـہ

آنہ فنڈ کی وصولی

الحکم کی گذشتہ اشاعت کے بعد آنہ فنڈ میں مندرجہ ذیل رقوم وصول ہوئی ہیں۔

مستری محمد عمر صاحب جموں
مہر محمد رشید صاحب مہر عمارت نادیاں
میاں حسین بخش صاحب ٹھیکیدار پنڈی گھیپ عـا
میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی عـہ
میاں عبدالمنان صاحب کاٹھگڑھ عـہ

منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھوان
میاں جمال الدین صاحب سیکھوان
میاں امام الدین صاحب سیکھوان
(ان احباب کی رقوم چندہ کی تفصیل اگلی اشاعت میں ہوگی۔)

منشی میر اکبر صاحب اپیل نویس مردان عـہ

منشی میر اکبر صاحب اپنے خط میں بہت جلد دو سال کا چندہ ادا کر دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اگر ہر ایک احمدی اس فرض کو سمجھکر جلد ادا کر دے تو ایک دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے۔

جناب چودہری عبداللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور نے مجھے زبانی فرمایا۔ کہ تین لاکھہ کی جماعت میں سے اگر ایک تہائی بھی سات سات روپیہ داخل کر دیں تو ۷ لاکھہ جمع ہو سکتا ہے اور خود سات روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تجویز بے شک معقول ہے لیکن ضرورت ہے عملی حصہ کی۔

بقیہ دار الامان کا ہفتہ

(۱ھ) ۳۰۔ جون کو بعد نماز عصر میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگا کا نکاح جناب خواجہ کرمداد صاحب ساکن جموں کی صاحبزادی زیور بیگم سے ہوا۔

اس تعلق اور رشتہ کے متعلق میں پہلے بھی لکھہ چکا ہوں خواجہ صاحب نے ایک عمدہ نظیر مروت اور ایثار کی قائم کی ہے انہوں نے محض خدا تعالٰے کی رضا کے خیال سے اور قوم میں ایک عمدہ نظیر پیدا کرنے کے لئے ذات پات کے سوال کو چھوڑ کر یہہ رشتہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے بذریعہ خط حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو وکیل قرار کر دیا تھا چنانچہ مولوی صاحب کی دلالت میں یہہ نکاح ہوا۔ یعنے لڑکی اور خواجہ صاحب کی طرف سے وہ وکیل تہے میاں رحمت اللہ صاحب خود حاضر تہے۔ اڑہائی سو روپیہ مہر پر نکاح کیا گیا حضرت حکیم الامتہ نے خطبہ نکاح پڑہا۔ اور مناسب موقع بیش قیمت وعظ کہا۔ اور فرمایا خواجہ صاحب ہمارے دوست ہیں انکے بہائی صاحب جو ایک لایق آدمی ہیں وہ بہی ہمارے دوست ہیں +

بہر حال یہ مبارک تقریب بہی اسی دن عمل میں آئی جبکہ ایک خاص جوش دعاؤں کے لئے احباب میں تہا اللہ تعالٰے اسکو بابرکت کرے اور قوم کے ایک مفید نظیر ہو۔ میاں رحمت اللہ صاحب نے اس تقریب پر عـہ کالج کے مستقل فنڈ میں چندہ دیا۔ میں خواجہ کرمداد صاحب کو انکی اخلاقی جرأت پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بہی قومی کالج کو یاد رکہیں گے۔ لڑکی کی رخصت خواجہ صاحب کی واپسی کشمیر پر ہوگی۔

۶۔ مستری محمد عمر صاحب واپس تشریف لے گئے سٹروعہ۔ کریام کی جماعتیں بہی واپس گئیں۔ ضلع گجرات۔ شکار ضلع گورداسپور اور ضلع کانگڑہ سے بعض احباب شرف نیاز کے لئے حاضر ہوئے۔

اطلاع

احمدیوں کے اندراج اسماء کے لئے جو فردیں بہیجی گئی ہیں اس میں بعض احباب نے بڑی بہاری فرو گذاشت کی ہے کہ صرف اپنا نام درج کر کے بہیجدیا ہے حالانکہ انکے گاؤں میں اور بہی احمدی ہیں۔ ان کے اسماء بہی درج ہونے ضروری تہے۔ یہاں تک ہی فرو گذاشت نہیں کی بلکہ اپنے گہر کے تمام آدمیوں کے نام بہی درج نہیں کئے حالانکہ وہ احمدی تہے۔ یعنے بیوی بچے وغیرہ

پس ان فردوں کو مکمل کر کے بہیجنا چاہیئے۔ اور ان کی تکمیل میں سستی سے کام نہ لیا جاوے۔ یہ ایک قومی اور ضروری کام ہے جہانتک ممکن ہے کسی احمدی کا نام درج ہونے سے رہ نہ جاوے۔

ریمارک

قواعد انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ سیالکوٹ کے شہر کو وہ فخر حاصل ہے جو قادیان کے سوا کسی دوسری جگہ کو حاصل نہیں ہے خدا کے جری اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہی سیالکوٹ کی سرزمین کو قادیان ہی کے برابر عزیز سمجہا ہے۔ اور یہاں کی انجمن احمدیہ کو بہی میری رائے میں وہ عزت اور فخر حاصل ہے جو دوسری جگہ کی کسی انجمن اور جماعت کو نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

سیالکوٹ کی جماعت اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے ایک سرگرم اور اہل قلم جماعت ہے سب سے اول سیالکوٹ ہی سے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں رسائل شائع ہوئے۔ حال میں وہاں کی احمدی جماعت نے اپنے قواعد مشتہر کئے ہیں جنکی ایک کاپی دفتر الحکم میں بہی ارسال کی ہے + ان قواعد کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ میری رائے میں یہ قواعد ایسے ہیں کہ ہر جگہ کی جماعت کو اپنے لئے انہیں قواعد کو دستور العمل قرار دینا چاہیئے۔

اور اگر احمدی جماعتیں خواہش کریں گی تو کارخانہ الحکم یہہ قواعد ارزاں قیمت پر ان کے لئے مہیا کر دیگا۔

حیرت کی حیرانی — مرزا حیرت دہلوی نے اپنے اخبار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کچھہ بے سروپا اعتراض کئے تہے۔ انکا جواب نہایت قابلیت اور معقولیت کے ساتھہ میرے عزیز بہائی منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اب ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے جسکا پہلا حصہ شائع ہوا ہے اور جس کی قیمت ۵ ہے یہ رسالہ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بہی بہت پسند فرمایا ہے۔ اور بزرگان ملت نے بہی اسے لاجواب مانا ہے۔ اسکی کثرت اشاعت کے لئے احباب سعی کریں رسالہ کی قدر و قیمت کے لئے میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسکے جواب دینے پر مرزا حیرت کو پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ ہے۔ کسیقدر تفصیل سے پہر لکہوں گا۔

طبع اشتہارات کا فیصلہ

الحکم میں جو سلسلہ اشتہارات کا شروع کیا گیا تہا ان کے متعلق یہی فیصلہ ہوا کہ وہ الگ کتاب کی صورت میں شائع ہوں۔

متفرقات

قرآن کریم کی ایک علمی فتح — مصر کے الاخلاص نامی اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسٹر ہول نے آثار قدیمہ کی تفتیش کرتے ہوئے دیر البحری میں روٹی کا ایک ٹکڑا پایا ہے جو چار ہزار چار سو سال کا ہے اسکو انہوں نے لنڈن میں بہیجا لوگ دیکھکر سخت متحیر ہوئے کیونکہ ٹکڑا ابہی تک بالکل نہیں بگڑا ہے اور بجنسہ اپنی حالت اصلی پر موجود ہے۔ اس خبر کو پڑہ کر قرآن کریم کی علمی فتح کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو لم یتسنہ کے اندر مخفی تہی۔

انسانی رفاقت — عیش کے سامان کی ترقی اور شہروں کی رہایش سے حضرت انسان نے نہ صرف اپنی عمر اور جسمانی طاقت کم کر لی ہے بلکہ جن حیوانات کو اس سے واسطہ پڑا ہے ان کی جسمانی حالت تندرستی اور طویل العمری کو بہی نقصان پہونچایا ہے چنانچہ ہر جنگلی جانور اہلی جانوروں کی نسبت زیادہ تندرست رہتا ہے۔ (آرمی نیوز)

خبروں کا گلدستہ

کلّو - یہان حال مین سخت طوفان رعد و باران آیا - اور خفیف زلزلہ بھی محسوس ہوا -

گذشتہ سہ شنبہ کی شام کو شملہ پر نہایت سخت زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا -

شدّت گرما - بالائی ہند مین گرمی کی سخت شکایت ہے گذشتہ یکشنبہ کو الہ آباد - کانپور - مین پوری - بنارس گیا - ہزاری باغ مین آلہ مقیاس الحرارت کا پارہ معمول سے بقدر ۱۵ و ۲۰ درجے کے چڑھا رہا -

گذشتہ سال شاہی رصدگاہ اڈنبرا مین پچاس زلزلے آلہ زلزلہ کے ذریعہ سے معلوم کئے گئے -

دریائے گلگت مین طغیانی آنیسے سخت نقصان ہوا اس طغیانی کی وجہ یہہ ہے کہ پہاڑ سے برف پگہل کر بکثرت آئی - پل ٹوٹ گیا - اور جنگل کا کچھہ حصّہ بھی غرق ہوا -

اٹالین پروفیسر ماجو رانا کا بیان ہے کہ ایک فرانسیسی ... کے ذریعہ سے ٹیلیفون طیار کیا ہے جسکا تجربہ پیرس مین ... روان کے مابین کامیابی کا ساتھہ ہوا -

یورپ بھر مین رومانیا جاہل ترین ملک ہے گذشتہ مردم شماری کے مطابق ۶۰ لاکھہ کی آبادی مین تقریبًا ۴۸ لاکھہ ان پڑھہ اور ۱۲ لاکھہ سے کچھہ زیادہ خفیف تعلیم یافتہ ہین -

شاہ ایران وائنا سے ہامبرگ کو روانہ ہوئے وائنا مین قیصر جرمن نے ان کا استقبال کیا -

کراچی مین پانی کی سخت قلّت ہے -

سمالی لینڈ کے ملا شیخ محمد بن عبداللہ نے بربرہ مین ایک ڈیپوٹیشن اس غرض سے بھیجا ہے کہ باہمی صلح کے عہدو پیمان ہوجائین اٹلی کے معتمد نے بھی ایلیج مین ملا کے ساتھہ ملاقات کی اور صلح کا وعدہ کیا اور کہا کہ مین اپنی سکونت ... کو عنقریب اٹلی کی کسی مقبوضہ اراضی مین منتقل کرونگا ... تجارت بالکل آزاد رہے گی صرف اسلحہ پر ٹیکس لگایا جائیگا -

... مین اب وہ شورش نہین ہے گمان کیا جاتا ہے ... کے موسم مین باغی جو سردی کے خوف سے چھپے ہوئے ہین ضرور پھر کچھہ شرارت کرینگے مگر چونکہ جابجا ... کی فوجی چھاونی قایم کردی گئی ہے اسلئے امن و امان ہے -

---

ایک بابی مرزا محرم معہ ایک امریکن بابی کے رنگون سے آرہے ہین وہ کلکتہ - علی گڑہ - دہلی ہوتے ہوئے لاہور آئین گے - لاہوری پیسہ لکھتا ہے کہ اچھا موقعہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ان سے اپنے دعاوی کا تصفیہ کرائین -

پیسہ اخبار کو خدا ہدایت کرے وہ اتنا نہین سمجہتا کہ جو شخص علیٰ وجہ البصیرت بولتا ہو خدا تعالےٰ نے جس کی صداقت کے لئے ہزارون ہزار نشان ظاہر کر دکہائے ہین یہانتک کہ خود پیسہ اخبار اپنے گھر مین بھی نشان دیکھہ چکا ہے - زمانہ جسکی ضرورت کے لئے چلا رہا ہو اسے کسی حالت منتظرہ بابی ہے یا بہائی یا کوئی ... سے اگر حضرت اقدس کے کسی دعوے مین شک ہو تو وہ آپ کی تصانیف پڑہے ان تائیدات پر غور کرے جو خدا تعالےٰ نے اپنے صادق مسیح کے لئے ظاہر کی ہین - اور بالآخر اللہ تعالےٰ سے دعا کرکے فیصلہ چاہے -

آگرہ چھاونی کے سٹیشن کے قریب سخت آتش زدگی ہوئی بہت سے مکانات جل گئے ان مین سے بہت سے مکانات بیمہ شدہ نہ تھے -

چھاونی راولپنڈی سے سخت آتش زدگی کی خبر آئی کئی لاکھہ کا نقصان بتایا جاتا ہے -

سخت دہوکہ - اخبارات مین کلکتہ کی مختلف کمپنیون کی طرف سے اس مضمون کے اشتہار شایع ہوتے ہین - کہ ان کو فروخت اسباب کے لئے ایجنٹ درکار ہین جن کو معقول کمیشن ملے گا اور دو سو روپیہ بطور ضمانت داخل کرنا ہوگا اس قسم کے ایک دہوکہ کا حال مین افشا ہوا ہے بنگلور کے دو آدمیون نے بنگلور کے ڈپٹی کمشنر کے حضور دغائی نالش کی ہے -

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب نے سرکلر شایع کیا ہے کہ کوئی ماتحت ذاتی معروضات کے لئے انکی ملاقات کو نہ آئے بصورت خلاف ورزی سخت سزا کا مستوجب ہوگا -

ریلوی کے انتظام کے قواعد کی ترمیم مناسب کیلئے ۲۰ - جولائی سے افسران ریلوی کی کمیٹی شملہ مین بیٹھے گی -

سرکار ہندوستان مین ریلوی کی توسیع پر بڑا زور دینے والی ہے تین کروڑ روپیہ عنقریب قرض لیا جاوے گا - اسکا بڑا حصّہ بمبئی - بڑودہ لائن کے خریدنے پر صرف ہوگا -

چیف کورٹ نے ایک فیصلہ مین نیلام کو منسوخ کرکے لکہا ہے کہ عملہ نیلام عمومًا نیلامون مین سخت بے ضابطگی اور لاپرواہی کا مرتکب ہوتا ہے جس سے مدیونون کو بہت نقصان پہنچتا ہے -

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے تعلیم نسوان کے مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی قایم کی تہی اسکی مفصل رپورٹ عام رائے کے اظہار کے لئے شایع کردی گئی ہے لاٹ صاحب نے کمیٹی کی محنت و جانفشانی کا شکریہ ادا کیا ہے -

جرمنی مین کاغذ کے فرش کا رواج بہت بڑہتا جاتا ہے یہ لکڑی کے فرش سے زیادہ سستا پڑتا ہے ملائم اور عمدہ ہوتا ہے اس مین جوڑ نہین کاغذ لئی کی شکل مین پہیلا کر اسپر رول کیا جاتا ہے اور ایسا رنگ دیا جاتا ہے کہ لکڑی کا معلوم ہونے لگتا ہے -

جاپانی سپاہیون کے سینہ پر ایک عجیب ریشمی پوسٹ کارڈ لگا ہوتا ہے جس مین انکا پتہ و نشان وغیرہ اور ایسے شخص کا نام درج ہوتا ہے جسکو وہ اپنی موت کی اطلاع دینا چاہتے ہین چنانچہ جنگ مین مرے جانے پر تصدیق واقعہ کے لئے پوسٹ کارڈ پر رجمنٹ کی مہر لگا کر جاپان روانہ کردیا جاتا ہے -

روس کے مسلمانون کا اخبار ترجمان رقمطراز ہے کہ مقام باکو مین ایک اسلامی کالج کہولا گیا ہے جس مین علاوہ دینی تعلیم کے - جسکی میعاد ۸ سال رکہی گئی ہے دنیوی تعلیم بھی ہوگی -

پنجاب یونیورسٹی کے پچہلے جلسہ سینٹ مین منجملہ اور باتون کے یہ بھی منظور کی گئین کہ امتحان انٹرنس کے امیدوار کو کم سے کم ۱۴ - برس کا ہونا چاہیئے - اس سے کم عمر کا امیدوار منظور نہین کیا جائیگا - اسی امتحان مین فارسی مضمون کے نمبر ایکسو کی بجائے ایکسو بیس کردئیے گئے - انٹرمیڈیٹ امتحان پاس کرنے کو لازم ہوگا کہ تمام مضامین مین کم سے کم ۳۳ فیصدی نمبر پائے جائین -

زلزلہ زدگان کی امداد کے چندہ کی تعداد پونے نو لاکہہ تک پہونچی ہے -

---

مطبوعات مصر

کتاب	قیمت
شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام -	عہ / ۴
تہذیب الکلام مع شرح الکردی فی علم العقاید	عہ / ۴
فتاوی الغیاثیۃ لمولف بحر الرائق مع فتاوی ابن نجیم للاحناف	عہ / ۴
تخمیس قصیدۃ بردہ - مطبوعہ سلسلہ جل -	۵ /
الصناعتین فی الکتابۃ والشعر لابی ہلال العسکری -	عہ / ۸
الفیہ ابن مالک	۳ /
مجموعہ ست رسائل (الہدیۃ السعدیۃ فیما جری بین الوہابیۃ والاحمدیۃ - الرسالۃ القبریۃ لابن الجوزی عقیدۃ الغزالی عقیدۃ العزالی الکشف فی غرور الخلق للغزالی الرسالۃ فی الایمان للاشعری	کاغذ سادہ ۲ / - کاغذ سفید چکنا اور خشائی ۲ /

المشتہر غلام نبی از قادیان ضلع گورداسپور

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت بستی دہلیم کلان معرفت میان نور احمد صاحب (مدرسہ) عہ
۲ - محرر کمیٹی مدرسہ (بک ڈپو اپریل ۱۹۰۵ء) ...

۲۵ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی کلّا اللہ صاحب مدرس سناس ضلع جہلم مدرسہ مسکین فنڈ
۲ - سید عابد علیشاہ صاحب بدوملہی - قربانی فنڈ

۲۶ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت جمّوں معرفت جناب خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ یتامیٰ
۲ - سید محمد قاسم صاحب ... شاہجہانپور مدرسہ قربانی فنڈ
۳ - نا معلوم الاسم معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ
۴ - میان غلام علی راجیکے حال جہوگر کلان مدرسہ

۲۷ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی مدرسہ
۲ - محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول (بک ڈپو مئی ۱۹۰۵ء)
۳ - منشی گوہر علی صاحب ڈرنری اسسٹنٹ مدرسہ عہ
۴ - جماعت سیالکوٹ مدرسہ عید فنڈ
۵ - شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انسپرہ مدرسہ
۶ - ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر ״
۷ - منشی وزیر خان صاحب موہن لوہر بیما ״

۲۹ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی فتح الدین صاحب دہرم کوٹ بگہ مدرسہ
۲ - منشی غلام محمد صاحب پہلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور مدرسہ

۳۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - میان داد علی صاحب قصبہ ملہور ضلع کانپور مدرسہ
۲ - محرر کمیٹی مدرسہ بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء
۳ - ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان فیس مدرسہ - داخلہ - فروخت ادویہ شفاخانہ
۴ - منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس ... (مدرسہ)

۳۱ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت دہرم کوٹ بگہ معرفت مولوی فتح دین صاحب قربانی فنڈ

یکم جون ۱۹۰۵ء

۱ - جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیان دار الامان مدرسہ عہ

۲ - جون ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت احمدیہ پٹیالہ معرفت حافظ نور محمد صاحب مدرسہ قربانی فنڈ

۳ - جون ۱۹۰۵ء

(۱) منشی برکت علی صاحب الحکم قادیان (۲) منشی گلزار محمد صاحب سب پوسٹماسٹر گڑہ شنکر مدرسہ (۳) جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر دار الامان (قربانی فنڈ) (۴) پرنسپل صاحب کالج قادیان دار الامان داخلہ فیس (۵) مرزا محمد شفیع صاحب سب پوسٹماسٹر ٹھنڈ ... مدرسہ

۵ جون ۱۹۰۵ء

(۱) محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء
(۲) جماعت قصور معرفت مرزا افضل بیگ صاحب مدرسہ (۳) جماعت سنور معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ
(۴) میر محمد رشید صاحب قادیان دار الامان . . . . ״
(۵) جناب ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان فیس بورڈنگ مئی ۱۹۰۵ء
(۶) ابو سعید صاحب - عرب قادیان دار الامان مدرسہ

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کفر بالرسول کی عبرت انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری

خدا کے مرسل کے انکار سے سلب ایمان ہی نہیں ہوتا علم ۔ عقل ۔ دانائی سب ہی کچھ چھن جاتا ہے ۔ یہ مولوی ملا ہمیشہ وہی کتابیں پڑھتے پڑھاتے تھے بلکہ ان میں کتابیں رسالے فتوے لکھتے لکھاتے تھے کبھی نہ کسیکو شبہ گذرا اور نہ یقین تھا کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناآشنا ہیں ۔ بد بخت ملا نے غیرۃ اللہ خلیفۃ اللہ سے شقاوۃ ازلی کی تحریک سے لڑائی شروع کر دی اور جو ملمع عزت بنائے بیٹھے تھے اس کی قلعی اتروا کر پردہ دری کرالی ۔

بدقسمتی سے مولوی بٹالوی اپنے رسالہ میں لکھ بیٹھا کہ حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) عربی زبان نہیں جانتے ۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی تھی کہ اس کا مامور زمینی کیڑوں کی نیش زنی کا ہدف بنے ۔ اسکی توفیق اور فضل سے حضرت مرسل اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور ان کے مقابلہ کے لیے تحدی کی ۔ اب ملا بٹالوی بطرح بگڑے گئے ۔ چاروں طرف سے مطالبے شروع ہوے کہ ان کا جواب لکھو ورنہ مرزا کی سچائی پر مہر لگتی اور احمدیت کا کبھی نہ بند ہونے والا باب کھلتا ہے ۔ بدنصیب ناعاقبت اندیش کو یہ توفیق کہاں کہ عربی لکھنے سے عجز و قصور کا اعتراف کرتا ۔ گذری ہوئی زندگی میں ہی کوئی سطر دو سطر کا نمونہ ہوتا تو اسے پیش کرنے پر کفایت کرتا اور لوگوں کے آنسو پونچھتا آخر اس موت کے کڑوے پیالہ کو تلخ کام دہن سے یوں ٹالا کہ " میں مرزا کی عربی کا جواب کیا لکھوں وہ تو سراسر غلطیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے ۔ اور غلطی کا نمونہ یہ پیش کیا کہ انھوں نے عجبت کا صلہ لام لکھا ہے اور من چاہیے تھا اس کے جواب میں دیوان عرب اور احادیث سے اسے دکھایا گیا کہ عجبت کا صلہ لام بھی آیا ہے ۔ یہ سارے واقعات الحکم میں شائع ہو گئے ۔ جن جن لوگوں نے الحکم پڑھا انھوں نے انگلی دبا کر حیران سے ہو گئے کہ الٰہی اس مولوی کے علم اور عقل کو کیا ہو گیا ہم تو اسے بڑا مولوی سنتے تھے ۔ اس کارروائی سے ہم پر یقین ہو گیا کہ بٹالوی مولوی کا یہ نکال و وبال کم سے کم اسکے ہم اصلوں یا پروزوں یا مثیلوں کے لیے تو ضرور عبرت کا موجب ہوگا ۔ مگر نہیں اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بٹالوی کا روحانی فرزند یا بروز ثناء اللہ امرتسری یہ جھگڑا لے بیٹھا کہ مرزا صاحب نے یرد کا صلہ علی لکھا ہے الیٰ ہونا چاہیے ۔ اسپر جو اس نادان متکبر کی پردہ دری ہوئی دشمنوں کو بھی اسپر ترس آتا تھا ۔ اس کے بعد ہمنے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اب ان سنگ سر جلد بازوں کو کافی سزا مل چکی ہے آیندہ کوئی بات سوچ سمجھ کر منہ سے نکالیں گے ۔ مگر اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کو بھی تو کارگذاری کے لیے ہمیشہ موقع ملتے رہنا چاہیے اسے آئے دن کوئی نہ کوئی شکار مل ہی جاتا ہے ۔ آج مولوی ابراہیم سیالکوٹی اسکے ہتھے چڑھ گئے ہیں اور کیسا جا مارا اکھوڑہ میں ۔

انبالہ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے ۔ اس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر ادھر کی باتیں درمیان آئیں ۔ مسند صاحب فرماتے ہیں میں نے مولوی صاحب سے کہا آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پر تحدی کتابوں کا کوئی جواب ابتک کیوں نہیں لکھا ۔ مولوی صاحب نے فرمایا جواب کیا لکھیں وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں ۔ میں نے کہا آپ بھی کچھ لکھدیتے مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور حق میں امر فارق ہو جاتی ۔ مولوی صاحب نے جوش میں آکر کہا کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ میں لکھا ہے وَاَحَاطَ عَلٰی رُوْحِہٖ ۔ احاط کا صلہ علی ایسی کھلی غلطی ہے کہ اس کا مرتکب خوفناک الزام کے نیچے ہے اور کوئی مرزائی اسکا جواب قیامت تک نہیں دے سکے گا ۔ احاط کا صلہ ب آیا کرتا ہے ۔

میں نے اس خط کو پڑھ کر بلا توقف لسان عرب کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ذرا سی تگ و دو کے بعد گوہر مدعا ہاتھ آگیا۔ قبل اسکے کہ اس سبک سر جلد باز کی پردہ دری پر کچھ لکھوں ایک دو باتیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھنی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کسقدر بیّن دلیل ہے کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے اُسکے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے پرایویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ اعتراض بعینہٖ کسی نبی کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے اور اگر پبلک لائف پر منہ کھولا ہے تو وہی یا وہ گوئی ان کو بڑے کسی اولو العزم نبی کی شان میں کر چکی ہیں اور اگر آپ کی زبان دانی پر حرف رکھا ہے تو دواوین عرب۔ کتب احادیث اور تفاسیر حضرۃ خلیفۃ اللہ کی طرف سے اعداء اللہ کا منہ توڑنے کو موجود ہو گئیں۔ اب میں جواب لکھتا ہوں و باللہ التوفیق ۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ کی عبارت یہ ہے فرأیتُ انّ روحه احاط علیّ و استوی علیٰ جسمی ولفّنی فی ضمن وجوده حتیٰ ما بقی منّی ذرّة وکنتُ من الغائبین۔ پھر میں نے دیکھا کہ خدا کی روح نے مجھے سموچا کا سموچا اپنا کر لیا اور میرے جسم پر مستوی ہو گئی اور اپنے وجود میں مجھے لپیٹ لیا یہانتک کہ میرا اپنا کچھ بھی نہ رہا اور میں غائب و فانی ہو گیا ۔

اس مقام میں خدا کے بُلائے بولنے والے نے احاط کا صلہ علیٰ لکھا ہے۔ خلیفۃ اللہ کو مٹی اور بے نیں آگ کہنے والا اعتراض کرتا ہے کہ صلۂ علیٰ صحیح نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے احاط بی ۔

قبل اسکے کہ میں ثابت کروں کہ اسمقام میں بجز صلۂ علیٰ کے اور کوئی صلہ اُس بلاغت اور فصاحت کو دکھا نہیں سکتا جو علیٰ نے دکھائی ہے میں بافسوس اتنا لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ ان مولوی لوگوں کی خطا کاری کی جڑ یہ ہے کہ اول تو ان کا دائرہ معلومات نہایت تنگ ہوتا ہے اور چند محدود اور تاریک کتابوں پر انکا سارا مدار ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ بغی اور عناد اور تعصّب کی شامت سر پر سوار ہوتی ہے۔ یہ دو مرض ہیں جن کے استیلا سے ان کی رائے ہمیشہ سقیم اور علیل ثابت ہوتی ہے۔ سیالکوٹ میرا وطن ہے میں خوب جانتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ مدتوں سے اُس میں نہ کوئی ادیب ہوا ہے اور نہ اب ہے کوئی کتب خانہ نہیں جسمیں دواوین عرب اور بڑی بڑی لغت کی کتابیں اور شروح دواوین عرب موجود ہوں۔ چند مبتذل پرانی درسی کتابیں ہیں ان کے سوا کچھ نہیں۔ یہ مولوی ابراہیم اسے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اس نے اپنے استاد کے علم اور فہم سے زیادہ ترقی کی۔ اسے خوش قسمتی سے لسان العرب مل گئی۔ بس سارے شہر میں یہ پہلا نوجوان ہے جس کے ہاتھ ایسی نادر اور عظیم الشان لغت کی کتاب آئی۔ بڑی خوش قسمتی تھی جو اس سے فائدہ اٹھاتا اور لسان عرب کی وسعت کا اس کتاب سے سبق سیکھ کر کسی مصنف پر زبان اعتراض کھولنے میں جلدی نہ کرتا مگر بد قسمتی سے اُسے یہ فیض حاصل نہیں ہوا ۔

اُسے اس اعتراض کو قوت اور حوصلہ سے منہ سے نکالنے کی جرأت معلوم ہوتا ہے اسلیے ہوئی کہ لسان العرب میں زیر لغت حاط یحوط اُسے احاط بہ صلۂ علیٰ نہ ملا اگرچہ میں عنقریب دکھاتا ہوں کہ اُسنے اس مقام میں بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ اس سے اُسکو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب اس نے لغت عرب کا احاطہ اور استقصا کر لیا ہے۔ اگر وسیع واقفیت اور صحیح علم اس کا مساعد ہوتا تو سمجھ لیتا کہ لغت کا دائرہ بڑا وسیع بلکہ غیر محدود ہے۔ کسی ایک کتاب لغت نے اب تک عربی زبان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی نے دعویٰ کیا ہے۔ بہت سے لغات اور محاورات دواوین عرب کی شرحیں ایسی ملتی ہیں کہ لغات کے صفحات اُن سے خالی ہوتے ہیں۔ اور لغات نویس کوئی لغت کسی لفظ کی تشریح میں بیساختہ لکھ جاتے ہیں اور ترتیب مفردات لغات میں اُسکا ذکر نہیں کرتے ۔

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ اس مقام میں لکھنے سے جو حضرۃ مسیح الموعود کا مقصود ہے وہ کسی اور صلہ سے پورا نہیں ہو سکتا تھا ایک حدیث لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے ملعونٌ ملعونٌ مَن احاط علیٰ مشربةٍ ۔ اس کے معنے صاحب لغت خود کرتا ہے المشربة الموضع الذی یُشرب منه کالمشرعة یریدہ بالاحاطة تملّکه ومنع غیرہ منه ۔ حدیث کے معنے یہ ہیں ملعون ہے جس نے اپنے گھاٹ پر احاطہ کر لیا۔ پھر کہتا ہے کہ معنی احاطہ کے ہیں اپنے لیے اُسکا مخصوص کر لینا اور دوسروں کو اس سے روک دینا۔ اس حدیث نے جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ کے الفاظ سے ترکیب یافتہ ہے احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ لا کر نہ صرف اس اعتراض کی بیخکنی کر دی ہے جو مولوی ابراہیم اہلحدیث نے نادانی اور کم علمی سے کیا اور ناعاقبت اندیشی سے دعویٰ کیا کہ اُسکا خلاف نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے مقصود و معنی کو بھی وضاحت سے حل کر دیا ہے ۔

جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھاٹ پر ایسا تصرف اور احاطہ کیا کہ اُسے بیگانوں سے روک کر اپنے لیے ہی خاص کر لیا وہی مقصود یہاں فقرہ زیر بحث میں حضرت حجۃ اللہ کا ہے۔ اُس فقرہ کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نے مجھ پر پورا پورا تصرف اور استیلا اور احاطہ کیا یعنی مجھے بالکلیہ اپنا بنا لیا اور اغیار سے بکلی بیگانہ کر دیا اور اس فقرہ کا خاتمہ اسپر کیا کہ میرا کچھ نہ رہا اور میں غائب اور فانی محض ہو گیا۔ اسی کی تائید میں دوسری سطر میں ہیں یا یوں کہو کہ اُن ہی معنی کو دوسرے خوبصورت قالب میں ڈھالا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ونظرتُ الیٰ جسدی فاذا جوارحی جوارحه وعینی عینه واذنی اذنه ولسانی لسانه ۔ اخذنی ربّی واستوفانی واکّد الاستیفاء حتیٰ کنتُ من الفانین ۔ ووجدت قدرته وقوته تفور فی نفسی والوهیّته تتموّج فی روحی وضُربت حول قلبی سرادقات الحضرة ودقّ نفسی سلطان الجبروت فما بقیتُ وما بقی ارادتی ولا منای وانهدمت عمارة نفسی کلها وتراءت عمارة ربّ العالمین وتحت اطلال وجودی وعفت بقایا انانیتی وما بقیت ذرة هویتی والالوهیّة غلبت علیّ غلبة شدیدة تامة وجُذبتُ الیها من شعر راسی الیٰ اظفار رجلی فکنتُ لبًّا بلا قشور ودهنًا بلا ثفل وبذرًا و بُعدًا بینی وبین نفسی فکنتُ کشیءٍ لا یُری او کقطرة رجعت الی البحر فستره البحر بردائه وکان تحت امواج الیمّ کالمستورین الخ۔ ترجمہ اور میں نے اپنے جسم کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سب جوارح خدا کے جوارح ہیں میری آنکھ اسکی آنکھ ہے اور میرے کان اُس کے کان ہیں اور میری زبان اُس کی زبان ہے۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور مجھے سموچا لے لیا اور ایسا پوری طرح لیا کہ میں فانی ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت میرے اندر جوش زن ہے اور اُس کی الوہیت میری روح میں موجیں مار رہی ہے۔ اور میرے قلب کے اردگرد حضرت عزت کے خیمے لگائے گئے ہیں اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو ایسا کوٹا اور پیسا کہ نہ تو میں ہی رہا اور نہ میرا کوئی ارادہ اور آرزو رہی رہی۔ میرے نفس کی ساری عمارت ڈھے گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ میرے وجود کے سارے نشان اور کھنڈر مٹ گئے اور میری انانیت کا بقیہ نابود ہو گیا اور میری بود کا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ الوہیت نے مجھ پر پورا پورا غلبہ پا لیا اور میں سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اُسکی طرف کھینچا گیا پھر میں مغز ہی مغز رہ گیا جسمیں کوئی چھلکا نہیں ہوتا اور روغن رہ گیا جسمیں کھلی اور بیج نہیں ہوتے اور مجھمیں اور میرے نفس میں دوری ڈالدی گئی پھر میں ایک شے بنگیا جو دکھی نہیں جاتی یا ایک قطرہ بنگیا جو بحر کیطرف گیا اور بحر نے اسے اپنی چادر میں چھپا لیا اور وہ بحر کی موجوں میں مخفی و مستور ہو گیا ۔

ان مبارک اور نورانی فقروں کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے مدعا کو کس فصیح عربی میں ادا کیا ہے۔ میں اپنے تجربہ اور ایمان اور بصیرۃ سے گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے کوئی صلات کی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی دواوین عرب آپ کے مطالعہ میں رہے اور رہتے ہیں اور نہ آپ کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب تھی۔ عالم الغیب ہمہ داں خدا نے یہ فقرہ (احاط علیّ) آپ کے قلم سے نکالا جس سے اُس کا منشا یہ تھا کہ ایک عدو دین بیہودہ فطرۃ اسپر نکتہ چینی کرے گا اور اُس سے اس کلام کا معجزانہ رنگ ظاہر ہو گا ۔

اگرچہ مجھے اس حدیث کے بعد کسی اور سند کی قطعًا کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ کلام نبوی کے بعد اور سند تلاش کرنا یا اُسے کمزور سمجھنا بے ایمان کا کام ہے مگر میں لسان العرب کے دکھانا ہوں کہ اُس نے کیسے بیساختہ احاط کا صلہ علی مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لغت حاط یحوط کی بحث میں لکھتا ہے یقال للارض المحاط علیہا حائط وحدیقة فاذا لم یحیط علیہا فہی ضاحیة۔ یہاں اگر المحاط کا صلہ علی جائز نہ ہوتا اور وہ ابراہیم کی طرح زبان عرب سے نابلد ہوتا تو کہہ سکتا تھا المحاط بہا۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وقت پر حدیثیں ہی ان کے علم و تقویٰ کے کپڑوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ آخر میں مجھے تحدیث بالنعمة کے طور پر یہ بیان کرنا ہے کہ یہ حدیث جس نے لازوال رسوائی مولوی ابراہیم کی قسمت میں کی اور اُسکے کبر و نخوت اور دعوے کی سونڈ پر جلتے لوہے سے بدنما داغ لگایا ہے مجھے کیونکر ملی۔

میں نے پیارے دوست سید صادق کے خط کو پڑھ کر لسان العرب کو اُٹھایا اور باب حاط یحوط کو پڑھنا شروع کیا۔ اگرچہ اوپر کی منقولہ عبارة سے مجھے خوشی ہوئی کہ احاط کا صلہ علی آگیا ہے مگر دل میں میں نے مزید شرح صدر اور تائید کے لیے پیاس محسوس کی۔ پھر میں نے تاج العروس شرح قاموس کو پڑھا۔ اُس میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ پھر اقرب الموارد کو اُٹھا کر دیکھا اُس میں کچھ نہ ملا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد تنہا مسجد مبارک میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اور کس کتاب کو پڑھوں اتنے میں خیال آیا کہ مدالقاموس کو بھی تو دیکھنا چاہیے (یہ ایک عظیم الشان کتاب لغت ہے۔ یہ ترجمہ ہے انگریزی میں تاج العروس شرح قاموس کا مع شئے زائد۔ اس کے مصنف و مترجم ایڈورڈ ولیم لین نے چالیس برس مصر میں رہ کر بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے بڑے بڑے علمائے مصر کی مدد سے اسے طیار کیا۔ اور اسد تعالے کی توفیق سے زر کثیر خرچ کرکے ہم نے اسے بہم پہنچایا ہے) غالبًا حاط یحوط کا باب میں نے کھولا۔ اس نے احاط علیہ یعنے احاط کو بصلہ علی بیان کیا اور آگے چلکر لکھا کہ یہ ٹکڑا ہے حدیث کا جسے تاج العروس نے باب شرب یشرب میں بیان کیا ہے۔ میں نے اُسوقت سجدہ کیا اور اسلام کی کامیابی اور دشمن اسلام کی ذلت و شکست پر خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد میں نے تاج العروس میں باب شرب یشرب کو پڑھا۔ اُس نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث میں نے لسان العرب سے لی ہے۔ پھر لسان العرب میں باب شرب یشرب میں میں نے حدیث کو پایا اور تین عظیم الشان لغت کی کتابوں کو اپنی تائید میں پاکر اسد تعالیٰ کے انعامات و برکات کا شکر کیا۔ اس قصہ کے لکھنے سے میری بڑی غرض یہ ہے کہ علوم اور معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ ذراسی معلومات پر غرہ ہونا اور چند مبتذل کتابوں پر ناز کرنا شگفاوة اور نادانی کی دلیل ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ مولوی بٹالوی اور مولوی امرتسری اور ابراہیم سیالکوٹی کی پردہ دری بہتوں کے لیے موجب عبرت ہوگی اور ان جوہر کے مینڈک مولویوں کے مقلد یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی سے پرہیز کرینگے اور معًا مجھے اُمید ہے کہ بہت سے سعادتمندوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ ان بے ادب بزدل مگر زبان دراز مولویوں میں سے جب کبھی کوئی اعتراض کرتا ہے یہی روز بد اُسے دیکھنا پڑتا ہے اور دور سے نہیں بلکہ قریب ہی سے یعنی حدیث سے ہی اُسے شرمندہ اور ذلیل ہونا نصیب ہوتا ہے۔ آخر بہت سے صافی اور سعید دل اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خدا تعالے کی یہ استمراری نصرة احمدیوں کے ساتھ اور اُس کا یہ خذلان دشمنان حق کے ساتھ بین دلیل ہے اسپر کہ ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے وللہ الحمد۔ خوب ہو اور حضرت کی بھی آرزو ہے کہ یہ مضمون سیالکوٹ میں خصوصًا اور دیگر بلاد میں خوب شائع ہو ممکن ہے کہ ان جاہل فریب دینے والے ملاؤں کی دستبرد سے کوئی روح بچ جائے۔

خاکسار عبد الکریم از قادیان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

تفسیر سورہ فاتحہ بصورت دیگر

اسد تعالے قرآن شریف کی سورة فاتحہ مین فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یعنے ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے جسکی تربیت ہر ایک عالم مین یعنے ہر ایک رنگ مین ہر ایک پیرایہ مین اور ہر ایک فائدہ بخش صفت الہٰی کے ذریعہ سے مشہور اور محسوس ہورہی ہے یعنے جن جن متفرق وسیلون پر اس دنیا کی لوگون کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے دراصل انکے پردہ مین ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کررہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کررہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچاکر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے سورج بھی کام کررہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہین کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کیلئے منجملہ انسانون کے ایک انسان کو اختیار کرلیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اسکو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کیلئے ایک آلہ مقرر کردیتا ہے پس وہ طبعًا اس خدمت مین لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف مین تقسیم کردیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھون کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزین انپر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچاکر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلون کو پکاتا ہے اور ان مین حلاوت اور شیرینی ڈالتا ہے اور عفونتون کو دور کرتا اور بہار کے موسم مین تمام درختون کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلون کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور خریف مین اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختون کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلون سے محروم کرتا اور بالکل ننگے کردیتا ہے۔ بجز اُن ہمیشہ بہار درختون کے جن پر وہ ایسا اثر نہین ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہین جو سرچشمہ تمام روشنیون اور فیضون کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کردیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفون کے لئے معرفت کی حلاوتین پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کردیتا ہے پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہہ جسمانی آفتاب کررہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل ہین اور یہ نہین کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جسقدر اس جسمانی سورج کے کام ہین وہ اس کے اپنے کام نہین ہین بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کررہی ہے۔

یہہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالے کے صفات ہین۔

جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہورہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے۔ جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا علم طبعی مین ثابت کیا گیا ہے کنوٗن کے پانی بھی ختم ہو جائین یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت مین لاتا ہے اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے جس سے پانی برستا ہے جس کو وید مین اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے والسماء ذات الرجع اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت مین اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہون جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلون کے پانی بھی خشک ہو جائین عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس خدمت مین آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالے کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے تمہاری بھی

× قرآن شریف کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کیطرف ہے جس مین بادل جمع ہو کر مینہ برستا ہے اسکا نام بھی آسمان ہے۔ جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین۔ منہ

تو پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آجکل جبکہ مغضوبین اور ضالین بڑہتے جاتے تھے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی اس زمانہ کے خاص خاص علامات بتا دیئے تہے اور اس زمانہ کے علماء کے حق مین بڑی مذمت کی تہی اور عام لوگ تو ایکطرف بلکہ مسلمان کہلاکر بہی ضالین اور مغضوبین مین رات دن مل رہے تہے اور انکے گندے علوم اور عجیب عجیب قسم کے دجلون نے انکو بہی ضال اور مغضوب بنا دینا چاہا تہا اور انہین انکی اولاد اور تکاثر اموال کی خواہش طرح طرح کے عذابون مین مبتلا کر رہی تہی ان مین ایک منعم علیہ نہ بہیجا جاتا - میری دانست مین اس سورۃ فاتحہ کا سیاق صاف بتا رہا ہے کہ نعمت محمدیہ مین جسکو یہ دعا سکہائی گئی ہے ہمیشہ ہمیشہ مجدد اور مہدی آتے رہین گے تو کیا وجہ ہے کہ آجکل ہی جبکہ ہر ایک روح ہلاک ہوا چاہتی تہی اور الٰہی کتاب کا کوئی محافظ منجانب اللہ نہین رہا تہا اور انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون باطل ہوا چاہتا تہا - اور قرآن شریف پر طعون ہنسی اڑاتا تہا اور خود اس کتاب کے وارث اسے پس پشت پہینک چکے تہے ایک محافظ نہ آتا -

مین اللہ تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ میرے دلمین اسلامی محبت کبہی سرایت نہ کرتی اور مین کبہی اپنی جوانی کے عالم مین عمدہ روزگار چہوڑ کر اسلام مین داخل نہ ہوتا اگر مرزا صاحب کا مقدس وجود زندہ نمونہ اسلام کی صداقت کے لئے اپنے اندر نہ رکہتا ہوتا - کیا وہ مولوی جو یہودیون کیطرح اعلےٰ درجہ کے بد اخلاق بن رہے تہے اور زندہ نمونہ اپنے اندر نہ رکہتے تہے - مجہے یا میرے بہائی فضل حق کو اسلام کیطرف منادی کر سکتے بعد کیا ہم اپنے مردہ مذہب سے پہر مردہ مذہب مین آجاتے - فقط دعوون پر اگر صداقت کا مدار ہے تو پہر تو سکہون کی کتابون مین بہی تہوڑی سی لاف زنی اور گپ زنی نہین - ان جہوٹے ملاؤن کی بد اخلاقی کی حد تو خدا تعالےٰ ہی خوب جانتا ہے جس نے شر الخلائق کے نام سے انہین رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی موسوم کیا - مگر مینے بہی ایکدفعہ ایک مسجد کے خونخوار ملاؤن سے عجیب قسم کی دلشکنی حاصل کی - مین اور منشی جمال الدین صاحب کے دو لڑکے ایک دفعہ [illegible] سے پناہ لینے کیلئے جبکہ انسان اپنے بچاؤ کیلئے مضطر ہوا کرتا ہے - ایک مسجد مین گہسنے لگے تو ایک صاحب مسجد اندر سے بولے کہ کہان اس [illegible] کو ساتہ لئے آتے ہو آخرکار وہ بیچارے بہی میری خاطر ایک درخت کے تلے پناہ گزین ہوئے - خدا کا شکر جس نے میری دلشکنی کی قدر کی کہ مین اسی حالت مین ایک دفعہ قادیان مین بہی حضرت اقدس کے پاس آیا جو میرے واسطے مسیح بنے اور آپ نے علاوہ اور احسانون کے جو مجہپر کئے اپنی مسجد مین بٹہا کر اپنے دست مبارک پر جو ید اللہ کہنا بجا ہے بیعت کرائی - وہ لذت اور ذوق جو مجہے اسوقت حاصل ہوا اس نے جلدی کفر سے مجہے نکالا اور اس سے زیادہ مسیح میرے نزدیک کیا کریگا مجہہ مردہ کو تو جلا دیا - اگر آجکل کسی کو مسیح کی ضرورت نہین تو مجہے تو ضرورتہی -

راقم

عبد الرحیم از قادیان حضور کا خادم

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

(۱) لنگر خانہ کی ضروریات

ساری ضرورتون سے بڑہ کر لنگر خانہ کی ضرورت ہی لنگر خانہ آجکل کمی روپیہ کے باعث حضرت اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اوقات گرامی مین تشویش کا باعث ہو رہا ہے لنگر خانہ کے اخراجات ڈیڑہ ہزار روپیہ سے تو کسی صورت مین کم نہین ہین اور بعض دنون مین یہہ خرچ دو دو اڑہائی اڑہائی ہزار روپیہ تک پہونچتا ہے - اسواسطے حضرت اقدس کے اوقات گرامی کو ایسی تشویشون سے بچانیکے واسطے ضروری ہے کہ قوم بڑی سرگرمی کے ساتہہ اسکے انتظام کی فکر کرے - لنگر خانہ کی ضرورتین یقیناً یقیناً ہر روز بڑہین گی اسلئے کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی

یاتون من کل فج عمیق

بتا رہی ہے کہ دور دراز ممالک اور شہرون سے لوگ آئینگے اور اب جبکہ اس پیشگوئی کی تجدید ہوئی ہے پہر خدا کے مرسل پر یہہ وحی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بہی زور کے ساتہہ لنگر خانہ کی ضروریات بڑہنے والی ہین - اور دوسری طرف اس پیشگوئی کا ایک جزو وسع مکانک کا بہی ہے یعنے وسعت مکانات مہمانون کے لئے مہمان خانون اور دیگر لوازمات رہائش کے سامان بہم پہونچانے لازمی امر ہین اور مین یقین رکہتا ہون کہ چونکہ یہہ اللہ تعالےٰ کے وعدے ہین ضرور پورے ہونگے - ان آنیوالے مہمانون کے لئے ہر قسم کے سامان اور وسعت مکانات کے اسباب ضرور ضرور پیدا ہونگے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو ان مین حصہ ملیگا - یعنے جو ان اخراجات مین حصہ لین گے - اسلیئے وہ قوم جو خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتون کو مشاہدہ کرتی اور ایمان لاتی ہے مین اسے توجہ دلاتا ہون کہ وہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ کی ضروریات کو مدنظر رکہکر ایسا انتظام کرین کہ تین ہزار روپیہ ماہوار ان اخراجات کیلئے مستقل چندون کے ذریعہ بہم پہونچایا جاوے جو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ تک پہونچ جانا چاہیئے - اس مین کچہہ شک نہین کہ آج اس قوم پر چندون کا بہت بڑا بوجہہ ہے لیکن اگر ہر احمدی ایک ایک روپیہ فی کس بہی دیوے تو لاکہون جمع ہو سکتے ہین کوشش کرو بات کچہہ نہین اور یہہ کام تو آخر ہو کر رہین گے -

دریاب کہ علقے بشتاب کہ صاحبدلے
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

تعلیم الاسلام کیا پیارا نام ہے جس پر مسلمان کو قربان ہو جانا چاہئے - تعلیم الاسلام سکول کی عظمت اور ضرورت مخالف الرائے لوگون کی سمجہہ مین آسکے یا نہ لیکن احمدی خوب سمجہتے ہین کہ وہ سکول جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اغراض و مقاصد کے ماتحت کہولا گیا ہے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کسقدر مفید اور ضروری ہے - مسلمان بچون کو دیندار مسلمان بنانے اور اہل زمانہ کے بد اثرون سے محفوظ رکہنے کے لئے یہہ سکول بطور حرز ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے جو اس سکول مین داخل ہوئے انہون نے روحانی طور پر کس قدر فائدہ اس سکول سے اٹہایا ہے لیکن اس سکول کے قیام و بقا کے لئے مالی مشکلات بدستور چلی جا رہی ہین ہر چند احمدی قوم کے ایثار اور بذل مال نے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کو ساتہہ لیکر ہر وقت اس سکول کی دستگیری کی ہے مگر سکول کی آئے دن کی ضرورتون کی وسعت ہر روز قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قریباً ایسا ہی تمام قومی ضرورتون کا حال ہے میری اپنی رائے تو یہہ ہے کہ قوم ہر وقت چندہ دینے کو آمادہ اور طیار رہے اور دیتی بہی ہے لیکن چونکہ وہ چندہ کسی اصول اور ترتیب سے نہین لیا جاتا اسوجہ سے ضرورتین بدستور ھل من مزید پکارتی رہتی ہین - اور کالج کا تو یہ حال ہے کہ ابہی قطرہ شد دریا بہی نہین تاہم مین اور سرپرستان کالج و سکول اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نا امید نہین ہم سب یقین رکہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کچہہ ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ یہ سکول اور کالج اپنے آپ نمونہ ہونگے اور قومون کی ھدایت اور رہنمائی کے لئے یہی یونیورسٹی ہوگی (انشاء اللہ العزیز) ہان تو وہ چہوٹی چندہ مین بے اصولی کیا ہے؟

میری رائے ہے کہ تمام احمدی اس چندہ مین شریک نہین ہوتے اور انہین نہین کیا جاتا مگر ایک محدود تعداد ہے جو بار بار کیا جب چاہو لبیک کہہ کر حاضر ہو جاتے ہین - اس سے یہ نہین سمجہہ لینا چاہئے کہ لوگ چندہ دینے کو رضامند نہین ہین بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جنکو معلوم ہی نہین کہ سلسلہ مین وہ کونسی ضرورتین ہین جنکے لئے چندہ دینا چاہئے کوئی انکو بتاتا ہی نہین اور وہان تک ایسی تحریکون کے نہ جانے کی وجہہ یہ ہے کہ ایسے تمام اشخاص کا کوئی باضابطہ رجسٹر موجود نہین ہے اور وہ اخبارات سلسلہ کو خرید نہین کرتے جنکے ذریعہ انہین ایسی اطلاعین ملتی رہین - اگر ہر ایک احمدی چندہ مین شریک ہو جاوے خواہ بچہ ہو یا بوڑہا عورت ہو یا مرد تو ایک ہی دن مین کالج طیار ہو سکتا ہے -

خیر بات دور چلی گئی اسوقت میرا منشا یہ ہے کہ سکول کو مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ کم از کم ایک ہزار روپیہ ہر وقت اسکے ریزرو فنڈ مین جمع رہے اور کم از کم پانچسو روپیہ ماہوار چندہ مستقل آتا رہے - اور یہہ کوئی بڑی بات نہین ہے مستقل فنڈ مین تو اگر ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ ہی دیدین تو جمع ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ماہوار چندون کے لئے لوگون کو آمادہ کرین -

مین الحکم کے ایک ہزار خریدارون سے اپیل کرتا ہون کہ کیا وہ اس فخر کو حاصل کرنا نہین چاہتے کہ سکول کے ریزرو فنڈ مین سارا روپیہ انکا ہی ہو؟ کیا کوئی ہے جو میری آواز سنے؟

(۳) کالج کے لئے آنہ فنڈ

ایک ہی اخبار مین مختلف چندے کی تحریکین شاید دنیا دار کی نظر مین نامناسب ہون لیکن جبکہ ایک ہی قوم سے لینا ہے اور قوم کا اپنا ہی کام اور اسکی مختلف ضرورتین ہین اور کوئی بہی اسے ان ضرورتون سے مجہے آگاہ ہی کرنا ہے تو میرے نزدیک یہہ بالکل مناسب اور موزون امر ہے کہ ساری تحریکین ایک ہی مرتبہ ہون تاکہ قوم مین اور بہی زیادہ احساس اپنے فرض شناسی کا پیدا ہو - کالج فنڈ کی تحریک عام ہو رہی ہے -

جس جس قسم کے خطوط کالج کے آنہ فنڈ اور کالج کی ضروریات کے متعلق آ رہے ہین مین انشاء اللہ انمین سے بعض اگلی اشاعت مین درج کرونگا -

ہر شخص اپنا قومی فرض سمجہے کہ وہ آنہ فنڈ کے لئے تحریک کرے اور جو کچہہ اس سے ہو سکے جمع کر کے ایڈیٹر الحکم کے نام بہیجدے کاغذات مین اندراج کے بعد حکیم الامۃ کے پاس جمع کر کر الحکم مین رسید دیگا جس شخص کی رسید درج نہ ہو وہ براہ کرم

مے رخشم چون ہمہ تا م چو عرض ما سبہ | لورحشم اان کہ در انکار ما افتادہ اند
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا | منم محمد و احمد کہ مجتبے باشد
بعلم و فضل و کرامت کسے بما نرسد | کجا است آنکہ ز ارباب دعا باشد
ازان قفس پریدم برون کہ دنیا نام | کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر | مقام من چمین قدس و اصطفا باشد
بروئے یار کہ ہرگز نہ رستے خواہم | کجا اعانت اسلام مدعا باشد
سیاہ باد رخ بخت من اگر بدلم | دگر غرض بجز از یار آشنا باشد
نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جہاد | غرض ز آمدنم درس اتقا باشد
رہ خلاص کجا باشد آن سیہ دل را | کہ با چنین دل من درپئے ایذا باشد
چو سیل دیدہ ما ہیچ سیل و طوفان نیست | بترس زین کہ چنین سیل پیش پا باشد
ز آہ زمرہ ابدال حق باندت ترسید | علی الخصوص اگر آہ میرزا باشد
بہرزہ طالب آن مہدی و مسیح مباش | کہ کارشان ہمہ خونریزی و دغا باشد
عزیز من رہ تائید دین دگر راہے است | نہ اینکہ تیغ برآری اگر ابا باشد
زمین مردہ بود بے خواست علیکم القاسما | ز دعظ بے عملان خود اثر کجا باشد
کشادہ اند در فضل گر کنون نائی | ز نا سامدست بخت نارسا باشد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۔ لقد قرأنا فی بعض جرائد انگریزیہ انہم التنقیبوا اسقط رأسہ علی تخوم نیبال فی بقعۃ نصب فیہا الاسواطورا سوکہ عمودا فی القرن الثالث قبل المیلاد لتعیین مولدہ والحلاتلک المدینۃ الان خرایب من الاجمیہ تذکر ثبت بینہا الاشجار الباسقۃ تالفت منہا الغابات الغطۃ والمظنون ان المدینۃ اشتاد الیہا خربت قبل وفات بوذا

لہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب بروز فرمودہ اند بروز روح در روح حی باہیت در اصل از خواص حقیقۃ الحقائق تعالی و تقدس است و چون نسبت او تعالی با مخلوقات نزد ایشان نسبت ظاہر بمظاہر و تیومیت است در مخلوقات نیز این نوع تصرف ثابت است اگر صدور این نوع تصرف در بعض مخلوقات کہ ملائکہ و جنیان باشند عادی و مسطور است و در بعضے دیگر مخلوقات کہ ارواح نبی آدم انہا ارق عادت و در قصص الانبیا ازین باب چیزے بسیار منقول است و خود شیخ اکبر ازین باب قدرے کافی روایت کردہ است ... اشارہ ببروز است۔

فتوی مسیح موعود در ممانعت جہاد سیف و السنان و تاکید بجہاد قلم و البرہان درین زمان

لہ قال حضرت السید المسیح الموعود فی ممانعۃ الجہاد اعلموا ایہا المسلمون رحمکم اللہ الذی تولی الاسلام وکفل امورہ العظام جعل دینہ ہذا وصلۃ الی حکمہ وعلومہ ووضع المعارف فی ظاہرہ ومکتومہ فمن الحکم التی اودع ہذا الدین لیزید ہدی المہتدین ہو الجہاد الذی امر بہ فی صدر زمن الاسلام

و مشابہت جواہر او بجواہر او باشد وارد است مثل جبرئیل نازل کردہ میشوند پس مثل حصول این امر وحدت مسیا بہ وجود را از ثمرہ و آمدگان مے پندارد و لقین تام میکند کہ او لقبوم خود نازل شدہ فائز المرام گشت پس بنے ماند او را ہیچ غم بعد ازان و خوش وقت میشود این است راز فرود آمدن مسیح ابن مریم کہ دران مردم اختلاف و جدال مے کنند۔

زمانہ اختراع اعتقاد تناسخ

لہ سنت بروز و امثال از قدیم الایام از سنن مستمرہ ایزدی است و براہمہ ہنود از بروز بغلط فہمی خود اعتقاد تناسخ اختراع نمودہ اند و اختراع تناسخ بعد از زمانہ کرشن و بدھ شدہ است۔ شورنجان کتب منزلہ من اللہ را تحریف نمودہ و دران اعتقاد تناسخ و ہفوات خود داخل نمودہ اند حضرت کرشن و بدھ معتقد تناسخ نبودند زیرا کہ اگر ایشان معتقد تناسخ و قائل ازلیت مادہ مے بودند در کتب شان بعض مقامات متناقضہ تناسخ و مخالف لوازم آن یافتہ نمے شدند مثلاً در بہاگوت گیتا در باب ہفتم عبارت اینا سیر آمدہ است من چشمہ تمام کائنات ہستم، ہیچ از من بالاتر و بزرگتر نیست، اے پسر پرتھا بدان کہ من تخم تمام موجودات ہستم۔

فرق درمیان بروز و تناسخ

پس انجا آریہ بجانہ خود غور کنند کہ این مقامات گیتا چہ قدر از اعتقادات شان مخالف افتادہ اند۔ درمیان تناسخ و بروز فرقے است بعید مثل کفر و اسلام۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بروز محض تشبہ در اوصاف و اخلاق و تناسب جواہر طبیعت احدے بدیگرے و بباعث تناسب جاذبہ روحانیت احدے بدیگرے می باشد۔ و اعتقاد تناسخ انتقال روح احدے بجسم دیگرے قرار دادن است پس بروز صحیح و ممکن الوقوع بلکہ مام بر مخلوقات ایزدی دائر و سائر مے باشد و اعتقاد تناسخ غلط و ناممکن الوقوع است و اعتقاد آن سراسر الحاد و کفر است معتقد تناسخ اگرچہ بزبان قائل خدا مے باشد از روئے اعتقاد و لوازم آن دہریہ ثابت مے شود نعوذ باللہ من ہذا الالحاد و الفساد۔ معتقدان تناسخ کہ ادعائے اتباع تعلیم کرشن و بدھ میکنند حال شان مثل نصاری و یہود است قالت النصاری المسیح ابن اللہ۔ و قالت الیہود عزیر ابن اللہ۔ این تمام اقوام سالفہ از صراط مستقیم برگشتہ اند در اعتقادات نوشتہ خود را نسبت بتعالیم انبیائے ایزدی میکنند۔ از دلائل قاطعہ و حجج ساطعہ مبرہن شدہ است کہ رامچندر و کرشن و بدھ از عباد صالحین بودہ اند اما در تعیین زمانہ شان اختلاف است زیرا کہ اہل ہنود در فن تاریخ خیلے سست و کاہل بودند لہذا اثبات تعین تاریخ شان امرے است مستبعد و ہر کسے بظن غالب و قرائن و تحرے خود چیزے درین باب گفتہ است و ہمچنان در حال تقدم و تاخر ہر سہ بزرگان مزبور اختلافے است از ینجا است کہ یکے از یوادر جہ من مسمی ڈاکٹر سورین سرد ہمچنان دیگر قسوس دیار مغربیہ باسفار بدونہ خود زمانہ تصنیف بہاگوت گیتا کہ در وا احوال کرشن علیہ السلام مذکور است و باقرب العہد او نوشتہ شد بجہت گستردن دام تثلیث و جالیت خود از برائے اثبات ماخذ فقرات و جملات بہاگوت گیتا از اناجیل بعد از زمانہ مسیح بقرن سوم عیسوی قرار دادہ اند اما برین اعتبار نیست۔ زیرا کہ این جالیت قسوس در ہر جا اظہر من الشمس گردیدہ است۔ فقرات الہامیہ الہیہ کہ بر انبیاء و اولیاء نازل مے شوند اکثر متحد المعانی و متقارب المعنی مے باشند زیرا کہ منبع شان یکے مے باشد چنانچہ در اناجیل موجودہ بعض جملات الہامیہ از دست برد تحریف ... باقی ماندہ اند ہمچنان بر نسخے از جملات الہامیہ الہیہ در بہاگوت گیتا ... باقی است از انجاست کہ بعض جملات بہاگوت گیتا بعض جملات اناجیل متحد المعنی اند ... ماخوذ از اناجیل قرار مے دہند اف لکم و لما تعبدون

پس دعوے حضرت امام الزمان علیہ السلام برحق و بعثت او منکشف حقیقت نزول مسیح است

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ - اگر حصص کتب مزبورہ از دست دجالین مسخ گردیدہ و شناخت تحریفات منزل من اللہ متعسر شدہ است زیرا کہ بر حال اصل خود نماندہ اند بحالت کذائے این کتب را الہامیہ گفتہ سنے شود حتی و من بکتب المنزلۃ من اللہ لا بتحریفات الدجالین - فضیلت محفوظیت محض قرآن کریم راست کہ خدا تعالیٰ سے فرماید انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - زیادہ از عرصہ سیزدہ صد سال روے بانقضا آوردہ است از قرآن کریم یک حرف ہم پس و پیش نگردیدہ است چونکہ خداوند تعالیٰ را ہدایت جملہ اقوام عالم تا قیامت اکمل تعالیم قرآن کریم منظور بود لہذا کفالت حفظ قرآن کریم را بذمہ خود گرفت و کتب سابقہ مسخ و منسوخ گردیدند - و در حقیقت این تقاضائے رضائے ایزدی بود کہ بظہور آمد۔

زمانہ بعثت کرشن علیہ السلام

یکے از اہل ہنود مسمی کی ٹی تلانگ ساکن بمبئی نوشتہ است کہ زمانہ تصنیف بھاگوت گیتا چار صد سال پیش از حضرت مسیح بودہ است۔ اما درین شکے نیست کہ حضرت کرشن علیہ السلام بزمانہ پانڈو و کورو بودہ اند و جنگیکہ ما بین پانڈو و کورو واقع شدہ بود دران حضرت کرشن علیہ السلام موجود بودند و لیکن در تعین تاریخ و زمانہ شان معتبر سندے نیست کہ چہ قدر عرصہ قبل از مسیح بودہ اند۔ و آنچہ با بتدائے این کتاب ترتیب بعثت انبیائے ہند تحریر نمودہ ام بطور تخمین است اغلب است کہ از ان برعکس بود اما در صالح و مصلح بودن شان شکے نیست و نہ انحصار انبیائے ہند در سہ است بلکہ عقل و قرائن و حالات امم ہند شاہد است کہ پیش از کرشن علیہ السلام ہم در ہند انبیا گذشتہ اند و زمانہ بدھ را بعد از زمانہ کرشن قرار مے دہند و میگویند کہ اگرچہ از کرشن اول بودے ذکر بدھ در کتب کرشن وغیرہ مے آمد۔ والسلام علیٰ تحقیقہ الخ

زمانہ بعثت بدھ و حالات او

بعض مورخان فرنگستان زمانہ بدھ را قبل از میلاد پنج صد سال و بعضے سہ صد سال قبل از میلاد مسیح قرار دادہ اند۔ چنانچہ یکے از مورخین مصرے نویسد:- البوذا ہو مؤسس الدیانۃ البوذیۃ المنتشرۃ فی الصین والیابان و واضع شرائعہا نشأ فی الہند فی القرن الخامس قبل المیلاد وقد شک بعض العلماء فی حقیقتہ فحسبوہ شخصاً وہمیا ولکن کتبہ وتعالیمہ تثبت حقیقۃ ولد فی اوائل القرن الخامس قبل المیلاد فی بیبال من بلاد الہند بین جبال ہمالۃ الصغری واواسط نہر راپتی فی الشرق الشمالی من بلاد الاودہ وعلی مائۃ میل علی الشمال من بنارس عند مصب نہر وحیم فی نہر راپتی حیث تکثر الامطار وتتعاظم السیول وکانت تسمی تلک البقاع بلاد الاتویا (ساکیاس) وکان والدہ من کبار الاغنیاء اصحاب الاملاک الواسعۃ ویسمی (سدہودانا) وکان بین نسائہ امرأۃ اسمہا مایا رزقت منہ غلاماً سماہ سدہانا۔ وماتت وہو طفل صغیر فنشأ قوی البنیۃ فسموہ ساکیا ای القوی ثم مالبث ان ظہرت مواہبہ العقلیۃ فلقبوہ (ساکیا الحکیم) وسمی بعد ذلک بوذا - ای المستنیر وانہ لما بلغ الحادیۃ والعشرین من عمرہ مال الی الخلوۃ والتنسک فقص شعرہ ولبس ثوبا اصفر تقلیاً وہجر الوطن والاہل واخذ یطوف البلاد زاہداً واشتہر من ذلک الحین باسم (گوتاما الناسک) وکان لخروجہ من وطنہ رنۃ حزن

از ینجا است کہ آن حضرت مے فرمائیند ؎

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند	مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین	این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ - شدید بین اہلہ وذویہ فبکوہ وشقوا علیہ الجیوب وہو لا یبالی ولا ہم علموا السبب الذی حملہ علی ذلک الہجر فقضی فی طوافہ ہذا سبع سنوات قرأ فی اثنائہا العلم علی اثنین من مشاہیر علماء الہند ثم ترک العلم قبل استیعابہ وشخص الی مملکۃ ماغدہ حتی الی مدینۃ اورویلا فاقام فی غابۃ ہناک عدۃ سنوات فی الصوم وقہر النفس ینتظر ہبوط الوحی فابطأ علیہ وکان معہ خمسۃ نساک آخرون ملوا ملک المعیشۃ فترکوا الغابۃ وعادوا الی بلادہم اما ہو فما ذال ثابتاً حتی ہبط علیہ الوحی تحت الشجرۃ ہناک سماہا شجرۃ المعرفۃ فاصابتہ غیبوبات متوالیۃ تلقی فی اثنائہا سر النقص واسرار اخری مقدسۃ وکان فی عزمہ الاکتفاء بما نالہ من السعادۃ ولم یخطر لہ السعی فی بث تعالیمہ ولکنہ التقی یوماً ببرہمی جری لہ معہ جدال طویل فانکر الرجل علی بوذا انہ برہمی بناء علی ان مبادیہ الجدیدۃ تخالف دیانۃ البراہمۃ فاجابہ انہ برہمی حق وعول من ذلک الحین علی نشر تعالیمہ واصلاح دیانۃ البراہمۃ واما السبب الحقیقی لقیامہ بالدعوۃ فمعقول اذ لا یقوم داع الی الخیر الا متی تکاثرت الشرور وکانت دیانۃ البراہمۃ فی زمن بوذا قد فسدت وانغمس اصحابہا فی الطمع والترف فقام یدعو الناس الی الفضائل ویحبب الیہم شظف العیش ویحثہم علی نبذ الدقل فی دینہم والتمسک بالاصل الثابت ومن قرأ تعالیمہ تحقیقاً جدیاً انہ انما قام فی بادی الرأی مصلحاً لا شارعاً وکان لقیامہ نفع عظیم للبراہمۃ انفسہم لانہم انتبہوا من غفلتہم فاصلحوا ذات بینہم وباشر بوذا الدعوۃ فی بنارس فدعا اولا اصحابہ النساک الخمسۃ وعلمہم السبل المؤدی الی الراحۃ والمعرفۃ والنور والسعادۃ وجعل لذلک السبیل ثمانیۃ منافذ تؤدی الیہ وہی صدق الایمان وصدق العزیمۃ وصدق القول وصدق العمل وصدق التصرف وصدق الاجتہاد وصدق النیۃ وصدق التقشف ثم عاد بوذا الی اورولا حیث تلقی المعرفۃ ودعا جماعۃ من النساک کانوا یقیمون ہناک فلبوا الدعوۃ بعد معجزات اجراہا بین ایدیہم فکانوا لہ عوناً فی نشر تعالیمہ ولم یکن فی بادی الرأی یتجرأ علی نشر دعوتہ فی غربی بلاد الہند لان البراہمۃ ہناک کانوا اشداء فاقتصر علی ممالک کوسالا وماغادا وماجاورہما مما لا یخرج عن بلاد الاودہ والبہار وکان الناس یفدون الیہ زرافات ووحداناً سماع الدعوۃ فکان اذا اتاہ طالب قال لہ سر بالطہارۃ تنج من الشقاء توفی بوذا فی الثمانین من عمرہ بعد ان قضی فی نشر دعوتہ ۴۴ سنۃ واصبح بوذا بتوالی الایام الہاً یعبدونہ ولہ تماثیل عدیدۃ فی انحاء الصین والیابان وقد شاعت دیانتہ بالاکثر ہناک ویبلغ عدد اتباعہ الآن نحو ۴۵۵۰۰۰۰۰۰ فی العالم

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۳ - مارچ ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مولوی محمد ابراہیم صاحب کو حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کیا مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ سے چند استفسار کئے آپ نے انکے جواب میں جو کچھ فرمایا وہ درج ذیل ہے
ایڈیٹر

سائل - اطمینان قلب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ؟

حضرت اقدس - قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب پس جہانتک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا ہاں اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے - اگر گہبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا - دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھہ باہر اپنا غلہ بکھیر آتا ہے بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ اس نے دانے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھیرے ہوئے دانوں سے ایک خرمن جمع کرتا ہے - وہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالےٰ کے ساتھہ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکہاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اسپر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جسکا وہ طالب ہوتا ہے -

یہہ بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ ہمیں ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ہو - جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پھر خدا تعالےٰ کو پہونک مار کر کیسے پا سکتا ہے - دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبہی گہبرانا نہیں چاہئے - اس راہ مین مشکلات کا آنا ضروری ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصائب کا سلسلہ دیکہو کسقدر لمبا تہا - تیرہ سال تک مخالفوں سے دکہہ اٹہاتے رہے مکہ والوں کے دکہہ اٹہاتے اٹہاتے طائف گئے تو وہاں سے پتھر کہا کر بہاگے - پہر اور کوئی شخص ہے جو ان مصائب کے سلسلہ سے الگ ہو کر خدا شناسی کی منزلوں کو طے کر لے -

جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی محنت اور مشقت نکرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہیں اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کے دروازوں کے کہلنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر ہو جسطرح کہ اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے اسکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے -

بہت سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چہوڑ دیتے ہیں اور پھر سبز پوش یا گیروے پوش فقیروں کی خدمت مین جاتے ہیں کہ وہ پہونک مار کر کچھہ بنا دیں - یہہ بیہودہ بات ہے ایسے لوگ شرعی امور کی پابندیاں نہیں کرتے اور ایسے بیہودہ دعوے کرتے ہیں وہ خطرناک گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول سے بہی اپنے مراتب کو بڑہانا چاہتے ہیں کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالےٰ کا فعل ہے اور وہ مشتِ خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہیں -

اصل راہ اور گر خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھہ دعاؤن مین لگا رہے - ایک پنجابی فقرہ ہے

منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت مین جب تک انسان دعاؤن مین اپنے آپکو اس حالت تک نہیں پہونچا لیتا کہ گویا اسپر موت وارد ہو جاوے - اسوقت تک باب رحمت نہیں کہلتا - خدا تعالےٰ مین زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھ نہیں - خداجوئی کی راہ مین لفاظی [illegible] کچھ نہیں بنتا بلکہ یہاں حقیقت سے کام لینا چاہئے - جب طلب صادق ہوگی تو مین یقین کہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسے محروم نکریگا -

سائل - استقامت بہی تو ملنی چاہئے - ؟

حضرت اقدس - ہان یہ سچ ہے کہ استقامت ہونی چاہئے اور یہ استقامت ہی اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے - ایک ادنےٰ درجہ کا فقیر بہی ایک بخیل سے بخیل انسان کے دروازے پر جب دہرنا مارتا ہے تو کچھ نہ کچھ لیکر ہی اٹہتا ہے پہر اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم خدا ہے یہہ نا ممکن ہے کہ کوئی اسکے دروازہ پر گرے اور خالی اٹہے - اگر چاہتے ہو کہ ساری مرادین پوری ہو جاوین تو یہ تو اسکی ہی فضل سے ہوگی بعض اوقات انسان کو یہہ ہی دہوکا لگتا ہے کہ فلان مراد پوری نہیں ہوئی - حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ احتیاج سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے لکہا ہے کہ ایک بادشاہ کا گذر ایک فقیر پر ہوا جسکے پاس صرف ستر پوشی کو چہوٹا سا پارچہ تہا - مگر وہ بہت خوش تہا - بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اس قدر خوش کیون ہے ؟ فقیر نے جواب دیا کہ جس کی ساری ہی مرادین پوری ہو جاوین وہ خوش نہو تو اور کون ہو - بادشاہ کو بڑی حیرانی ہوئی - اسنے پوچھا کہ کیا تیری ساری مرادین پوری ہو گئی ہین فقیر نے کہا کہ کوئی مراد ہی نہیں رہی -

حقیقت مین حصول دو ہی قسم کا ہوتا ہے یا پالے یا ترک - غرض بات یہی ہے کہ خدا یابی اور خدا شناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤن مین لگا رہے - زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھ نہیں ہوتا اس راہ مین مردانہ قدم اٹہانا چاہئے - ہر قسم کی تکلیفون کے برداشت کرنے کو طیار ہونا چاہئے - خدا تعالےٰ کو مقدم کرے اور گہبرائے نہیں پھر امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری کریگا اور اطمینان عطا فرمائیگا - ان باتون کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے جیسا کہ فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا

سائل - دعا جب تک دل سے نہ اٹہے کیا فائدہ ہوگا ؟

حضرت اقدس - مین اسی لئے تو کہتا ہون کہ صبر کرنا چاہئے - اور [illegible] اس سے گہبرانا نہیں چاہئے - خواہ دل چاہے یا نہ چاہے کشان کشان مسجد مین لے آؤ - کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ مین نماز پڑہتا ہون مگر وساوس رہتے ہین اسنے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر تو قبضہ کر لیا دوسرا بہی حاصل ہو جائیگا -

نماز پڑہنا بہی تو ایک فعل ہے اسپر مداومت کرنے سے دوسرا بہی انشاء اللہ مل جائیگا - اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اسپر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا فعل ہے سعی کرنا مجاہدہ کرنا یہہ تو انسان کا اپنا فعل ہے اسپر پاک کرنا استقامت بخشنا یہہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے -

بہلا جو شخص جلدی کریگا کیا ؟ کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائیگا - یہہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کامون مین بہی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہیں ہوتا آخر اسپر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے زمیندار بیج بو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھہ اسکا انتظار کرتا ہے بچہ بہی تو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے - اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے - تو لوگ اسے بے وقوف کہین گے یا نہین - ؟ پھر جب دنیوی امور مین قانون قدرت کو اسطرح پر دیکھتے ہو تو یہہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور مین انسان بلا محنت و مشقت کے کامیاب ہو جاوے - جسقدر اولیا - ابدال - مرسل ہوئے ہین انہون نے کبہی گہبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہین کی وہ جس طریق پر چلے ہین اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچھہ پانا ہے بغیر اس راہ کے تو کچھہ مل نہین سکتا - اور مین یقیناً کہتا ہون اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ادعونی استجب لکم پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے -

مجاہدات عجیب اکسیر ہین - سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے [illegible] مین جہا کا بر گذرے ہین جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہا اللہ انکے حالات پڑہو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات انکو کرنے پڑے ہین - مجاہدہ کے بغیر حقیقت کہلتی نہین -

جو لوگ کہتے ہین کہ فلان فقیر کے پاس گئے اور اسنے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا - یہہ کچھہ بات نہین ایسے ہندو فقرا کے پاس بہی جاری ہوتے ہین - توجہ کچھہ چیز نہین ہے یہہ ایک ایسا عمل ہے جسکے ساتھہ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہین ہے نہ اس مین کفر و اسلام کا کوئی امتیاز ہے انگریزون نے اس فن مین آجکل وہ کمال کیا ہے - کہ کوئی دوسرا کیا کریگا - میرے نزدیک یہہ بدعات اور محدثات ہین -

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لیکر آتے ہین اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہین جو تزکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہین اللہ تعالےٰ کی محبت دلون مین پیدا ہو - اور شرح صدر حاصل ہو -

مین بہی اسی منہاج نبوۃ پر آیا ہون پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مین کسی ٹوٹکے سے قلب جاری کر سکتا ہون یہہ غلط ہے مین تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لیجانا چاہتا ہون جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالےٰ کی وحی کے ماتحت طیار ہوئی ہے - لیس [illegible] راہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابون مین آپ نہ پائین گے اور نہ اسکی ہم تعلیم دیتے ہین اور نہ ضرورت سمجہتے ہین - ہم تو یہی بتلاتے ہین کہ نمازین سنوار سنوار کر پڑہو اور دعاؤن مین لگے رہو -

سائل - حضور نماز پڑہتے ہین مگر شبہات سے باز نہین رہتے اور اطمینا[illegible]

حضرت اقدس - نمازون کے نتائج اور اثر تو تب پیدا ہون جب نمازون کو سمجہہ کر پڑہو - بجز کلام الٰہی اور ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان مین بہی دعائیں کرو - اور پہر ساتہہ ہی یہہ بہی یاد رکہو - یہی ایک امر ہے جسکی بار بار تاکید کرتا ہون کہ تہکو اور گہبراؤ نہین اگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کرو گے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے - ہان یہ یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ ہی کو مقدم کرو - اور دین کو دنیا پر ترجیح دو - جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بہی پاتا ہے وہ یاد رکہے کہ ابہی وہ اس قابل نہین کہ دین کا نام بہی لے -

یہہ بہی ایک غلطی لوگون کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہین ہوتا - انبیاء علیہم السلام جب دنیا مین آتے ہین کیا انہون نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے -

اور باوجود اسکے کہ انکی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے پہر کیا وہ دنیا مین نامراد [illegible] ؟ کبہی نہین - دنیا خود انکے قدمون پر آگری ہے - یہ یقیناً سمجہو کہ انہون نے دنیا کو گویا طلاق دیدی تہی لیکن یہہ ایک

علم و قانون قدرت ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھیراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اسکے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھیراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کرلیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔ سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتا ہے یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے اسلئے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ ٹھیراؤ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لاتا کچھ نہیں۔ اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا ہے تو وہ نماز و روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں لے جا سکتا بلکہ محض خدا کے لئے ہو جاوے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائیگا۔ ابراہیم کیطرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے جسطرح وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیطرف اسکو ایک جذبہ پیدا ہو جاوے اسوقت اللہ تعالیٰ خود اسکا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر نقص اور خرابی ہوگی تو ہم میں ہوگی۔ یہ یاد رکھو کہ جب انسان خدا کا ہو جاوے [illegible] لوگ [illegible] اور پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔

سائل۔ ابتدائی منزل اس مقصد کے حصول کی کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ ابتدائی منزل یہی ہے کہ جسکو اسلام کا نام دیتے ہیں ایسی چیز ہے جو ہر طرف لگ سکتا ہے [illegible] کی سختی [illegible] باہر جا کر کام کرتے ہیں۔ اور سخت سردیوں میں آدھی آدھی رات کو اٹھکر باہر جاتے [illegible] ہیں۔ پس جسم کو جس طریق پر لگاؤ اسی طریق پر لگ جاتا ہے ہاں اسکے لئے ضرورت ہے عزم کی۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ مٹی کھایا کرتا تھا۔ بہت تجویزیں کی گئیں مگر وہ باز نہیں رہ سکتا تھا۔ آخر ایک طبیب آیا اور اس نے دعوےٰ کیا کہ میں اسکو روک دونگا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مخاطب کرکے کہا۔

ایھا الملک این عزم الملوک

یعنی اے بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم کہاں گیا؟ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اب میں مٹی نہیں کھاؤنگا۔ پس عزم مومن بھی تو کوئی چیز ہے۔

سائل۔ عزم کرنے کو آپ کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت اقدس۔ بات یہ ہے کہ جب نفوس صافیہ کا جذب ہوتا ہے تو ممد و معاون بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کے دل اچھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اون کے لئے ایک رسول بھی پیدا کر دیا۔

ایسا ہی کہتے ہیں کہ مکہ سے جو مدینہ کی طرف ہجرت کی اس میں بھی یہی سر تھا کہ وہاں کے اصلاح پذیر خلوق کا ایک جذب تھا۔

مسیح موعود اور خدا پر ایمان

۲۶ جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ کی تبلیغ کے لئے ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک، ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص [illegible] ہو رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرا دیا جاوے [illegible] آریہ [illegible] کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تھا حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت قدر کے منہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں۔ اپنے میں بدر سے "مختصر تقریر" [illegible] درج کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی تھی اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تھا۔ **ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت** اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت [illegible]

واللہ اعلم بالصواب۔ ایڈیٹر

۲۶ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کیجاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپکی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس پہلو کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی [illegible] بعض ذرا سے ابتلاء سے ڈگمگا جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا ایسے لوگ اس آیت کی ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے [illegible] وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے [illegible] توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں [illegible] ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم [illegible] دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو اون کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم [illegible] گویا [illegible] ٹھہرینگے۔ اگر خدا تعالیٰ نے جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھی تو خود ہمکو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشا نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی باتیں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرینگے۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں [illegible] ان سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ [illegible] جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترسان رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کریگا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اوس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے۔ اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

یکم جولائی ۱۹۰۵ء۔ کچھ بیماریوں کا ذکر تھا فرمایا میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک جا کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اوس کے آگے خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کھولدیتا ہے۔ خداشناسی اور خدا پر توکل اسی کا نام ہے کہ جو حدیں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اون سے آگے بڑھکر جا پیدا ہو۔ ورنہ [illegible] تو آدمی زندہ ہی مرجاتا ہے۔ اسی جگہ سے اللہ تعالیٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے ایسے معاملات میں مولوی رومی کا ایک شعر بہت پسند آیا ہے۔

ایکہ خواندی حکمت یونانیان
حکمت ایمانیان را ہم بخوان

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہنچ جاتا ہے خدا تعالیٰ اندر ہی اندر تصرفات شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے واسطے کسقدر توجہ اور محنت درکار ہے دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی ہے - خفیف سا ترشح ہوا تہا جس سے ہوا میں عارضی خنکی ہوئی ہی مگر پہر امساک بارش کیوجہ سے وہی حبس اور تلخی ہے اللہ تعالےٰ اپنے عاجز بندون پر رحم فرما وے -

۲ - سنور - لودہیانہ - لاہور - ملتان - بہیرہ لائل پور - اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب نے حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا جن میں سے مولوی الہ دین صاحب لودہانوی واعظ دنصار کی بہی ہین -

۳ - **رویا** :- ۲ - جولائی ۱۹۰۵ء دیکہا کہ ایک بڑا دریا ہے اوس مین سے کوئی چیز نکلی جس مین سے شعلے نکلتے ہین اور ہمارے سامنے ہوئی جیساکہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیش کش کرتا ہے وہ چیز ہمنے لے لی تو وہ ایک ٹوپی تہی جسکو ہمنے سر پر رکہہ لیا اوس کے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی جو ایک جبہ کی شکل مین تہی وہ بہی ہمنے لے لی +

فرمایا دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا اوسی کی مانند کوئی اور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم وفضل وکمال ہوتا ہے اور اوسکے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادمون مین داخل ہونا یا معتقد ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ +

ریمارک

المنصور - یہہ ایک ماہوار رسالہ ہے کہ جو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید مین بابو محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس قریبًا دو سال سے شائع کر رہے ہین میںنے اسکا ایک نمبر حضرت حکیم الامۃ کے پاس دیکہا ہے - **المنصور** ایک قابل قدر پرچہ ہے جس مین بعض مفید کتابین بہی مسلسل چہپ رہی ہین امنین سے ایک کتاب اسرار الاناجیل بہی ہے - اس پرچہ کے ذریعہ منشی محمد اسماعیل صاحب مبائعین کے حالات لکہنے کا بہی ارادہ رکہتے ہین جو ایک مفید اور ضروری کام ہے + یہہ رسالہ قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہے - میری رائے مین احباب کو ایسے مفید رسالون کی مدد کرنی چاہئے - قیمت سالانہ صرف عہ/ اور طالب علمون اور غربا سے صرف ۱۲/ ہے -

کلمۃ الفصل - ایک بیس ۲۰ صفحہ کا عربی رسالہ ہے جسکا اردو ترجمہ بہی ساتہہ ہے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکے نے لکہا ہے اور عبد الحی عرب نے چہاپا ہے وہی اسے فروخت کرتے ہین میںنے ابہی تک اسے پڑہا نہین -

شیرازہ قوم

۱ - مین نے جو فردین الحکم کے ذریعہ شائع کی ہین وہ اکثر آرہی ہین + بعض احباب پوچہتے ہین کہ ایک جگہ کی جو احباب بسلسلہ ملازمت باہر ہین کیا انکے نام اسی شہر یا گاؤن کی فرد مین درج کرین ؟ میری رائے مین اسی گاؤن کی فرد مین درج ہونے چاہئین -

۲ - چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ پوچہتے ہین کہ جبکہ متفرق طور پر فردین بہیجی گئی ہین اور پہلے ضلع دار ایک ایک آدمی تجویز کیا گیا ہے کہ کل ضلع کی فرد بناکر بہیجے تو اسطرح گڑبڑ ہو جائیگی - مین جوابًا عرض کرتا ہون کہ بدقسمتی سے ابہی احباب مین کام کرنے کی روح پیدا نہین ہوئی - بجز آپ کے مولوی عزیز بخش صاحب چودہری غلام احمد خانصاحب اور چودہری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر میان رحمت اللہ صاحب اور کسی نے اس کام مین قدم رکہنے کا نام تک نہین لیا پہر مین کس امید پر ضلع دار فردون ہی پر اکتفا کرتا + آپ اس نتیجہ کو سن کر حیران ہونگے - پس آپ تو اپنے ضلع کی مکمل فرد طیار کرکے بہیجین -

سرکاری خبرین

(مندرجہ ذیل خبرین سول سکرٹریٹ آفس سے دفتر الحکم کو بہیجی گئی ہین - ایڈیٹر)

خان بہادر خان عبد الغفور خانصاحب - خان زیدا - ڈویژنل جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعائتی اور اوس کے سلسلہ مین تعطیل ماہ ستمبر کی اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی -

کپتان بی - ار روصاحب - عارضی اڈیشنل ڈویژنل وسشن جج سیالکوٹ مشارٌ الیہ کی جگہ کام کرینگے - خان بہادر خان عبد الغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان روصاحب بطور عارضی اڈیشنل وسشن جج جہلم مین مامور رہینگے -

ڈبلیو - اے - بی روسگنول صاحب جو آجکل جہلم مین بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل جج کام کرتے ہین ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی مین الیس - ایل ٹی - کلفرڈ صاحب ڈویژنل جج کی جگہہ جو ۱۳ ماہ روان کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کردئے جائینگے -

سی - ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کو ۱۲ جولائی سے ۶ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی اور جے بی طامس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ایچ - الیس ولیمسن صاحب جو آجکل کرنال مین قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہین کنگ صاحب کی جگہ قایم ڈپٹی کمشنر امرتسر مقرر کئے جائینگے -

ایچ - ای - اے ویکفیلڈ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء تک رخصت سے واپس آکر ہوشیار پور مین تعینات کئے جائینگے -

بی - ٹی جبسن صاحب قایم مقام مہتمم بندوبست گوڑگانوہ نے ۶ جولائی ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ اور ۱۳ یوم کی رعائتی رخصت حاصل کی - جبسن صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ مین شیخ امیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست مہتمم بندوبست کے روزمرہ کامون کی سرانجام دہی کیلئے مہتمم بندوبست سے سمجہے جائینگے -

میجر ایف - پوپہم ینگ صاحب مہتمم بندوبست پٹیالہ کو یکم اگست ۱۹۰۵ء سے ۳ ماہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - لالہ گوری شنکر صاحب نائب مہتمم بندوبست میجر پوپہم ینگ صاحب کی جگہ قایم مقام رہینگے -

ایف - ایچ برٹن صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر روہتک کو یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے ۳ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - منشی بدری پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برٹن صاحب کی جگہ قایم مقامی کرینگے -

دستخط آر - اے - میتہیوز
سپرنٹنڈنٹ انچارج پنجاب سول سیکرٹریٹ -

خبرون کا گلدستہ

فارسی قونصل جنرل متعینہ تفلس کا بیان ہے کہ شاہ فارس کو شہنشاہ آسٹریا نے ویانا مین ۴ روز قیام کرنیکو بلایا ہے اور پریزیڈنٹ لوبے نے بہی پیرس مین ۴ روز ٹہرنیکے لئے عرض کیا ہے - سینٹ پیٹرسبرگ مین شاہ وقت واپس رونق افروز ہو گئے -

شمالی مقدونیا مین برف پگہلنے سے دریا یکلخت برسر طغیانی آگئے - برف کے انبار اس کثرت اور تیزی سے آئے کہ اکثر پلونکو سخت صدمات پہونچے - بعض موقعونپر راستے بند ہو گئے تجارت مسدود ہو گئی -

جاپان کے نزدیک حال مین سمندر سے ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے - گذشتہ نومبر مین یہان سے زور کی کڑک کی آوازین سنائی پڑتی تہین - اور دہوان نکلتا دکہلائی دیتا تہا - دسمبر مین جزیرہ نظر آنے لگا - ابہی یہ جزیرہ ۴ ہزار ۸ سو گز کے محیط کا ہے اسمین ایک قلہ کوہ ۲۴۲ فٹ اونچا ہے - اور ایک گرم پانی کی جہیل بہی ہے -

لارڈ نیوٹن نے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لارڈ لینسڈون کی رائے مین جو معاہدہ امیر صاحب نے کیا ہے وہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا - اور کہا کہ کسی مشرقی تاجدار کے خلاف قدم اٹہانا خالی از غلطی نہ ہوگا -

اس سال مصر مین ۲۲۳۲ طالب علم امتحان مڈل مین شریک ہوئے جنمین سے ۱۰۴ کی سیکنڈ لنگویج فرانسیسی ہے باقی کی انگریزی -

مصری محکمہ اوقاف نے اپنا ایک معتمد مکہ معظمہ روانہ کیا ہے تاکہ مصری فقراء کے تکیہ کی حالت ملاحظہ کرکے اسمین مناسب اضافہ و ترمیم کرے - ۸۰۰ ۴ پونڈ سالانہ وظائف فقراء مین بہی بڑہائے ہین - اور ۲۳۰۰ پونڈ بعض مساجد کی مرمت کے لئے منظور کئے ہین -

مصر کے انجنیرنگ کالج کا نتیجہ امسال نہایت عمدہ رہا -

کربلائے معلےٰ مین مرحوم سلطان سلیم کی بنوائی ہوئی حسینہ نام ایک نہر ہے جسمین دریائے فرات کی طغیانی کا پانی آتا ہے یہ نہر ابتداءً ۲۰ گز چوڑی اور ۸ گز گہری ہے اور پانی بکثرت آتا ہے - چونکہ مدتہائے دراز سے بے مرمت پڑی ہے اکثر طغیانی کے وقت ٹوٹ کر باغات و زراعت کو تباہ کرتی رہتی ہے - امسال بہی اسمین طغیانی آئی اور ایسی آئی کہ اہالی کربلا کے روکے کسی طرح نہ رکی - اور پہلوؤن کو توڑ کر پانی ہر چہار طرف امنڈ آیا - صدہا باغات پانی کے زور سے اکہڑ گئے - اور تمام کربلا مین پانی ہی پانی ہو گیا - بہت سی آدمی مر گئے اور بہت سے مکانات گر گئے -

شیراز مین غلہ نہایت گران ہو گیا ہے - اگر بوشہر جیسی تجارتی منڈی سے پے درپے غلہ نہ پہونچے اور نرخ رکا رہے تو غریب بہوکے مر جائین -

افسوس ہے کہ ایران مین روسی اقتدار یہانتک بڑہ گیا کہ خاص ایران کی رعایا حقوق وطن کو فراموش کرکے روسی رعایا کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے روسی بننے مین پس و پیش نہین کرتی - گیلان کے چند ایرانی تاجرون نے روسی حمایت مین آکر سند حاصل کرلی ہے - والی گیلان نے اگر اپنی نامردی سے اس سند کو غلط ثابت کردیا تو کیا اس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے - کہ ایران مین ایرانیون کے حقوق کی پامالی کی کوئی حد نہین رہتی اور روسی رعایا کو بیش از بیش حقوق حاصل ہین - اسی سے ایرانی تنگ آکر روسی بننا چاہتے ہین -

بالائی برہما مین سخت بارش کیوجہ سے سیلاب آگیا اور مودیلی ریلوی کی لائن ہوپن اور نامکنی کے مابین ۶ میل تک ٹوٹ گئی - مسافر کشتیون کے ذریعہ سے گذرتے ہین -

وینس مین ایک کاریگر شیشہ کی ٹوپیان ہزارون کی تعداد مین طیار کر رہا ہے - یہ ٹوپیان ریشمی معلوم ہوتی ہین پانی سے

ناپاک متعرضوں میں امر فارق یا فرقان ہوجاتی ہے۔ اُس سے اللہ تعالے کو یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر وہ ایسے ہی محل اعتراض اور مقام نکتہ چینی ہیں جیسا کہ اُن کا دشمن انکی تصویر دکھاتا ہے تو خدا تعالے انکی تائید کیوں کرتا ہے۔ اور کیوں اُن کے مخالفوں کو وہ بھی تو آخر اُس کے بندے اور اپنی اپنی جگہ مدعی راستی ہوتے ہیں سخت ذلیل کرتا اور آخرکار اُن کا نام ونشان مٹا دیتا ہے۔ یہی روشن اور سچا معیار ہے جس کی رو سے ہم عیسائیوں کو جواب دے سکتے ہیں اُن تمام جزوی نکتہ چینیوں کا جو وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہی معیار پیش کیا ہے جہاں اللہ تعالے فرماتا ہے انا فتحنا لك فتحًا مُّبِينًا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ الآیہ یعنی اسبات کے ثبوت کے لیے کہ تو (ای محمد) مغفور ومعصوم ہے (یعنی تیری نسبت نکتہ چینیاں تمام بیجا اور ناروا ہیں) ہمنے یہ کام کیا ہے کہ تجھے فتح مبین دی ہے اس الٰہی نصرت اور آسمانی تائید سے ثابت ہو جائے گا کہ تو راستی پر تھا اور تیرے مخالف جھوٹے تھے۔ خدا کی شان لاسعلوم قدامت سے تمام اسماعیلیوں اور کل عرب کی فطرت میں مرکوز تھا کہ مکہ معظمہ کا فاتح کاذب اور بدچلن شخص نہیں ہو سکتا۔ جب سے قریش اور اُن کے حلفا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ شروع ہوئی وہ اسی فیصلہ پر مستقیم ہو کر منتظر تھے کہ آخرکار مکہ جس کے قبضہ میں آئیگا وہی حق پر ہوگا اور اُس کی جانب داری اختیار کریں گے۔ آخر خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق آنحضرت کو مکہ پر متصرف کیا اور تمام عرب آپ کی راستی کا لوہا مان گئے۔ لیکن الحمدللہ اس معیار کی رو سے یسوع کے پرستار اور وکیل اُسکو کبھی سچا ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ کسی آسمانی نصرۃ اور الٰہی تائید نے اُس کے دعوی کی تائید نہیں کی۔ اور نہ ہی اُس معیار کے مقابل شیعہ اپنے معصوموں کی راستی ثابت کر سکتے ہیں۔ فالحمد لله على ذلك حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه۔ حضرت حجۃ اللہ امام مفترض الطاعۃ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی فتح مبین کی وحی بارہا ہو چکی ہے۔ اگرچہ اُسوقت سے جب سے جنگ شروع ہوئی ہے خدا تعالیٰ کی نصرت ایک ایک عدو حق کو نیچا دکھا کر اپنا چمکتا ہوا چہرہ دکھاتی چلی آتی ہے مگر قریب ہے کہ اللہ تعالے اپنے اس وعدہ کو بھی سچا کر دکھائے۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین فقط

خاکسار عبد الکریم۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔

۲- موسم مین برساتی رنگ پیدا ہوگیا ہے ہفتہ زیر اشاعت مین اچھی بارش ہوگئی۔

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے جو گذشتہ اشاعت مین ذکر کیا گیا تہا کہ کم از کم ہزار روپیہ ہر وقت محفوظ رہنا چاہئیے۔ ہر چند یہہ رقم بہت ہی قلیل ہے لیکن ابھی تک اسپر کوئی توجہ نہین ہوئی۔ صرف بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ بہت جلد ایک روپیہ بھیجدین گے جیساکہ خریداران الحکم سے چاہا گیا ہے اللہ تعالے بابو عبد الرزاق صاحب کو جزائے خیر دے اُنہون نے سابق بالخیرات ہونے کے لئے قدم مارا ہے۔ میری اپنی یہ رائے ہے۔ کہ اگر خریداران الحکم پسند کرین تو اس ایک ہزار کے لئے ایک روپیہ ایک آنہ کا وی پی بہیجکر ان سے چندہ منگوا لیا جاوے۔ پس اگر کوئی صاحب اس تجویز کے مخالف ہون تو وہ اطلاع دیدین ورنہ ۱۰- اگست کے الحکم کا بہت بڑا حصہ اس چندہ کے لئے مین وی پی کر دونگا۔ آخر یہ کام ہونے ہین اور ہم سب نے ہی مل کر کرنے ہین۔

شیرازۂ قوم کے لئے مینے ایک ہزار فہرستین شائع کی تہین جن مین سے بمشکل پچاس واپس آئے ہون گے۔ اس قومی حرکت پر مین کیا کہون؟ اللہ تعالے اپنا رحم کرے اور ہمین کام کرنے کی توفیق اور طاقت دے؟ اسکا نتیجہ تو یہ ہونا چاہئیے کہ مین تھک کر خاموش ہو جاؤن لیکن ناظرین الحکم یاد رکہین مین انشاء اللہ تھکتا نہین یاد دلاتا ہی رہونگا جب تک کہ یہ خواب غفلت مین سونے والے بیدار نہ ہو۔

پیسہ اخبار کا مقدمہ لاہور مین

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

خدا تعالے کے ماموروں اور راستبازوں کی بیجا مخالفت اور انکا استہزا اور توہین کسی نہ کسی وقت اپنا نتیجہ پیدا کئے بغیر نہین رہ سکتی چونکہ اللہ تعالے انسان کی شوخیوں اور شرارتوں پر جلد بازی نہین کرتا اور جھنجلا کر اسے نہین پکڑتا بلکہ اسے اپنی خطا کاریون سے باز آنیکا ہر طرح سے موقع دیتا ہے اسلئے نادان اور کوتاہ اندیش انسان اپنی جان پر ظلم کرتا اور اس استہزا اور توہین کے سلسلہ مین ترقی کر جاتا ہے آخر خدا تعالے اسے اپنی گرفت کا مزا چکہا دیتا اور اسے آگاہ کرتا ہے۔

لاہور کے پیسہ اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اہانت اور آپ کے سلسلہ حقہ کی بے جا مخالفت مین جسقدر زور مارا ہے وہ ناظرین الحکم اور دوسرے لوگون سے مخفی نہین ہے۔ مینے ہمیشہ مسٹر محبوب عالم صاحب کو زبانی اور الحکم کے ذریعہ بہی دلی ہمدردی اور خیر خواہی سے بارہا سمجہایا کہ آپ خدا کے صادق مصدق موعود کی ایسی بے جا مخالفت جسمین بے جا شوخی اور استہزا پایا جاتا ہے چہوڑ دین کیونکہ ایسی باتون کے نتائج آخر برے ہین خدا تعالے کی غیرت تقاضا نہین کرتی کہ اسکے مرسل کی ہتک ہو۔

لیکن میری ان ہمدردیون کو ہمیشہ استہزا کے رنگ مین دیکہا گیا اور پہلے سے زیادہ مخالفت بے جا کا اظہار کیا گیا۔ ہتک آمیز کارٹون خدا کے برگزیدہ خلیفہ کے متعلق شائع کئے گئے اور مقدمہ گورداسپور کے حالات کے ضمن مین جس طریق سے ممکن ہوا خفیف کرنے کے طریق اختیار کئے گئے لیکن وہ شخص لوگون کی مخالفت سے کب ذلیل ہو سکتا ہے جسکی حمد آسمان پر خدا کرتا ہو۔ بہرحال ایک لمبی دوڑ کے بعد مسٹر محبوب عالم اور انکے خاندان نے ایک ایسی آسمانی بلا کا منہ دیکہا جو ان کے وہم وگمان مین بہی نہ تہی۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ سب سے زیادہ ہمدردی اس معاملہ مین مسٹر محبوب عالم اور اسکے خاندان کے ساتہ ہمکو ہے اور مین اس شخص کو طبعی دون ہمت سمجہتا ہون جو کسی کے گرفتار بلا ہونے پر خوش ہو چنانچہ اس ہمدردی کا (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مسٹر محبوب سے ہے) تازہ ثبوت یہی جو مجہے معلوم ہوا ہے کہ ظہور احمد مستغیث سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے وکیل چیف کورٹ لاہور کے پاس اس غرض سے گیا کہ وہ اس کے مقدمہ مین پیروکار ہون یا قانونی مدد دین لیکن خواجہ صاحب نے اتنا بہی پسند نہین فرمایا کہ وہ اس شخص سے کلام تک کرین چہ جائیکہ اسکو قانونی مشورہ دین۔

انسانیت کی لحاظ سے شک مسٹر محبوب عالم کے ساتہ میری ہمدردی ہے لیکن مین یہہ بہی ناپسند کرتا ہون کہ اس بلا اور تکلیف کے جو انہین سبق دینے کیلئے نازل ہوئی جہانتک ہو اسے انہین عبرت نہ دلاؤن۔

یہہ موقع ہے کہ مسٹر محبوب عالم اپنی اندرونی اصلاح کرین اور اللہ تعالے کے ساتہ اپنے معاملات کو صاف کرین خدا تعالیٰ کے حضور رجوع کرین اور اپنے گناہون کی معافی چاہین۔

جیسے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین چند سطرین اس مقدمہ کے متعلق اشارتاً لکہی تہین۔ اب باقاعدہ وہ مقدمہ عدالت مین دائر ہو گیا ہے ۱۲- جولائی کو ظہور احمد مستغیث کے بیان بہی ہو گئے ہین اور پولیس نے چالان کیا ہے ۱۵- جولائی کو مسٹر ہیرس صاحب بہادر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا ہے صاحب موصوف نے پیروی کیلئے سرکاری وکیل کو حکم صادر فرمایا ہے آئندہ تاریخ پیشی ۱ جولائی ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے۔ ممکن اور مناسب ہوا تو روئداد مقدمہ درج کر دی جائیگی۔

آخر مین اتنا اور کہنا چاہتا ہون کہ معزز ہمعصر زمیندار نے پنجاب سماچار کو اس امر پر ملزم کیا ہے کہ کیون اس نے پیسہ اخبار کے متعلق واقعات کو پبلک کیا ساتہ ہی الحکم کے گذشتہ نوٹ کو بہی اسنے ناپسند کیا ہے۔ ہر چند معزز ہمعصر سے صرف پوچہنا چاہتا ہون کہ وہ کیا باعث تہا جبکہ علی یوسف صاحب المؤید (قاہرہ) کے خلاف ایک مقدمہ مصر مین چلایا گیا تہا تو مصر ہمارے پنجاب اور ہندوستان کے اخبارات نے بہی اسپر مضمون لکہنے اور طبع آزمائیان شروع کر دین ستو مصر مین گویا ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہوا کہ بعض سنجیدہ اور متین لوگون نے محض اس ایک مقدمہ کی وجہ سے (حالانکہ وہ ایک نکاح کا معاملہ تہا) المؤید کا پڑہنا بہی چہوڑ دیا تہا۔ اور غالباً پیسہ اخبار مین بہی اس کے متعلق مضامین نکلے اور ایسا ہی مسٹر ... کے متعلق جو مقدمہ ہوا اسپر کیا کیا حاشئے چڑہے۔ مدار المہام دکن کے نکاح پر کیون اسے دے کی گئی؟ ان امور پر گہری نظر کرنے کے بعد وہ بتائین کہ پیسہ اخبار کے متعلق اگر سماچار نے کچھہ لکہا تو کیا خلاف کیا۔ ہان اگر اپنی ایسی کمزوریون کو جنکا برا اثر پبلک پر پڑتا ہے چہپا لینا انسانیت کا اعلےٰ فرض ہے تو دنیا مین مین اس فلسفہ کو سمجہ نہین سکتا۔

خبرونکا خلاصہ

مانا لوا:۔ کوہ مانا لوا واقع جزائر سینڈوچ [illegible] آتش فشان پہاڑ ہے [illegible] سطح [illegible] بلند ہے۔

ملکی پیداوار۔ جرمنی کے ۶ کروڑ باشندون مین سے ۵/۶ حصہ صرف اپنے ہی ملک کی پیداوار پر بسر اوقات کرسکتا ہے۔

چین کی آبادی:۔ چین کے صرف اٹھارہ صوبون کی آبادی [illegible] چالیس کروڑ ستر لاکھ [illegible] بہ نسبت سلطنت برطانیہ کے ستر لاکھ زیادہ ہے۔

طغیانی:۔ جنوبی [illegible] مشہور دریا [illegible] ایک بار ایک ہی رات مین [illegible] طوفان [illegible] آنے کیوجہ سے ۱۸ فیٹ بڑھ گیا تھا۔

قحط الرجال:۔ رینک ہرلین واقع منگری مین ایک عورت محض اس وجہ سے لوکل مجسٹریٹ بنائی گئی کہ اوس جگہ کے تمام بالغ مرد امریکہ کو چلے گئے اور کوئی شخص ایسا نہین رہا جو اس عہدہ کو پر کرنے کے قابل ہو۔

عورت پریسیڈنٹ۔ سلطنت متحدہ کے سپریم جسٹس بریور نے دسر کالج کی زنانہ طالب علمون کو لکچر دیتے ہوئے کہا کہ ایک دن ایسا آنیوالا ہے کہ وائٹ ہاؤس واشنگٹن مین کوئی عورت پریسیڈنٹ بنکر بیٹھے گی۔ جس سے امریکہ کو وہی عزت حاصل ہوگی جو انگلستان کو ملکہ وکٹوریہ سے حاصل ہوئی۔

عجیب دہوپ گھڑی:۔ ڈی ووڈہل پارک واقع بالٹیمور (امریکہ) مین ایک عجیب دہوپ گھڑی ہے جو دنیا کے متعدد مقامات کا وقت بتاتی ہے اس کے بنانے والے کا نام پیٹر ہملٹن ہے۔

دربار:۔ پرنس آف ویلز بمبئی اور کلکتہ دونون مقامات پر ملاقاتی دربار منعقد کرین گے۔

توسیع ریلوے:۔ ریلوے بورڈ نے لوکل گورنمنٹون کو موجودہ لائنون کی توسیع یا جدید ریلون کی تعمیر کے متعلق وہ تجاویز پیش کرنے کی ہدایت کی ہے جن سے اون کے صوبجات کو فائدہ پہونچنے کی امید ہو۔

طاعون:۔ ہفتہ مختتمہ یکم جولائی مین کل ہندوستان کے اندر طاعون سے ۲ ہزار ۲ سو ایک تین ہوئین۔ جن مین پنجاب مین ایک ہزار ۲ سو ترپن ہوئین۔ احاطہ بمبئی ۹ سو ۱۹۔ صوبجات متحدہ ۱۳۲ برہما ۱۶۷۔

بارش۔ غازی پور مین ۲۰ دن کی سخت گرمی کے بعد [illegible] جمعہ گذشتہ کو آگرہ مین بھی بہت [illegible] موسلا دہار پانی پڑتا رہا۔

عجیب پتھر۔ مدراس [illegible] سے خبر ملی ہے کہ وہان کوسطان [illegible] پتھر ملے ہین [illegible] پانی [illegible] سکے بجاتی ہین [illegible] سوکھے پتے پہینکے ہین اور وہ پھول بنجاتے ہین۔

مسلمان طلبہ:۔ یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان انٹرنس مین بمقابلہ ۲۶۸ [illegible] دیگر اقوام کے ۱۶۴ مسلمان کامیاب ہوئے۔ اسکول فائنل کے امتحان مین ان کی تعداد ۳۴ بمقابلہ ۳۵۷ کے ہے۔

برقی روشنی۔ [illegible] ویسٹرن ریلوی مین برقی روشنی اور برقی پنکھون کا انتظام امتحاناً چند ہفتون کے اندر ہو جائیگا۔

خیر مقدم۔ پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع پر جو فوجی قواعد دہلی مین ہوگی اسکا کل خرچ بالکل علیحدہ رکھا جائیگا۔

مراجعت۔ [illegible] ولایت سے واپس ہوکر ۲۹ ستمبر تک بمبئی پہونچ جائین گے اور وہان سے سیدھے شملہ جاکر لفٹنٹ گورنری پنجاب کا چارج لین گے۔

شیکسپیر کا ڈراما۔ ولایت مین ایک شخص کو شیکسپیر کا ایک قدیم ڈراما ملا ہے جس کی قیمت ۸ سو پونڈ لگائی جاتی ہے۔

روس کی حالت۔ روس کی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی ہے۔ بقیہ بیڑے بھی آمادۂ بغاوت ہین۔ پولیس کے افسرون نے فوجی خدمات انجام دینے سے انکار کردیا ہے۔

نعش برآری کا کام۔ جنوبی افریقہ کی طوفان باد اور شکست ذخیرۂ آب سے جو لوگ مکانات کے نیچے دب گئے تھے۔ ان کی نعشین ابھی تک نکالی جارہی ہین۔

مزید تحقیقات۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایم ڈلیالنس وزیر اعظم یونان کے قاتل ہی نے اس کی بی بی کو بھی قتل کیا تھا۔

تخفیف۔ سُنا جاتا ہے کہ روسیون نے دریائے سیحون کے شمالی کنارے کی فوج مین تخفیف کردی ہے۔ روسی ترکستان مین بدامنی کی افواہین پھر گرم ہین۔

جواہرات کی چوری۔ ڈچز آف ویسٹ منسٹر کے جواہرات کی چوری مین ایک چوکیدار پکڑا گیا ہے۔ ان جواہرات کی قیمت ۷ ہزار پونڈ تھی۔

ریلوں سے حادثات۔ پچھلے سال ہندوستان کی ریلون سے (۱۱۵۷) آدمی ہلاک اور (۱۰۸۹) مجروح ہوئے تھے۔ اور ہزار [illegible] ریل خود کشیان پچھلے سال (۱۴۷) اور گذشتہ سے پیوستہ سال مین (۱۳۴) ہوئی تھین۔

روشنی کا ٹھیکہ۔ کانپور کیلئے برقی روشنی کا ٹھیکہ میسرز نک سدر لینڈ اینڈ کو۔ کو دیا گیا ہے۔

سر ولیم نکلسن: ولایت کے اخبارون مین خبر شائع ہوئی ہے کہ لارڈ کچنر کے بجائے حیف سر ولیم نکلسن مقرر ہو گئے۔ کیونکہ اونہون نے جبرالٹر جانا منظور نہین کیا ہے۔

توسیع:۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ کی مدت حکومت مین اپریل آئندہ کی توسیع کردی گئی ہے۔ تاکہ ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کے موقع تشریف آوری پر ہندوستان مین موجود رہین۔

دعائے مغفرت۔ سادھو ہیرانند سرکیانی کے لئے [illegible] حیدرآباد مین ۲۲ جولائی ۸ بجے شام کو دعائے مغفرت کیجانے والی تھی۔

وینٹرنری ہسپتال:۔ کوہ مری کا وٹرنری ہسپتال وہان کی میونسپلٹی بہت جلد جاری کرنے والی ہے۔

سیر امرتسر:۔ سُنا جاتا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز لاہور سے پٹیالہ جاتے ہوئے امرتسر بھی ضرور اُتریں گے۔

تخت دہلی۔ مسٹر ایڈورڈ اجرٹن [illegible] سفیر متعینہ روم انتظام کر رہے ہین کہ قلعہ معلی کے مغلیہ تخت کی مرمت کے لئے اٹلی کے کسی ہوشیار کاریگر کو روانہ کرین۔

جلوس کی تصویر:۔ مسٹر ڈی۔ آر۔ میکنزی مشہور مصور۔ جو دربار دہلی کے موقع پر شاہی جلوس کی تصویر تیار کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے۔ اب ۱۸ فٹ طویل اور ۱۱ فٹ عریض کرمچ پر شماہین ہاتھیون کے جلوس کی تصویر اُس موقع کی تیار کر رہے ہین جس وقت جلوس جامع مسجد کے قریب تھا۔ تصویر غالبًا بڑے دن تک تیار ہو جائے گی۔

حادثہ:۔ بھکر کی خبر مظہر ہے کہ ہنجگرائیڑ کے سٹیشن پر ایک سقہ ریل سے کچل کر مرگیا۔ یہان یہ قاعدہ ہے کہ سٹیشن کے ادنٰے ملازم ریل کے آنے کی خبر سٹیشن ماسٹر کو کرنے کے لئے لائن پر کھڑے رہتے ہین اس طریقہ کا انسداد ہونا چاہیئے۔

امیر صاحب کابل۔ ہز میجسٹی امیر صاحب کابل مع سردار نصر اللہ خان غزنی کے دورہ کا ارادہ کر رہے ہین۔

دار السعادۃ مین ۱۰-۱۱ جون کو سخت آندھی آئی اور شدید طوفان بادچلا۔ جس سے اکثر مکانات [illegible] گئے۔ جنرل وصفی پاشا اپنے مکان کے نیچے دب کر فوت ہوئے اور اکثر لوگ زخمی ہوئے محل چراغان کو بہت صدمہ پہونچا۔ یہ محل سلطان عبد العزیز مرحوم نے لندن کے محل بلورین کے نمونہ پر کئی کروڑ روپیہ خرچ کرکے تعمیر کروایا تھا۔ مسجد ایا صوفیا کا بھی ایک مینار مخدوش حالت مین ہے اور اسکی چوٹی کی برجی گرگئی ہے۔ بعد کی خبر ۱۲ جون کو سخت ہیبتناک طوفان باد چلا جو پہلے سے بھی بڑھگیا بہت سے عالیشان محل گرگئے۔ دریائے باسفور مین بہت لوگ غرق ہوگئے۔ اور اسکدار مین شدید زلزلہ آیا جس سے لوگون کے مال و جان کا بہت نقصان ہوا۔ حضرت جلالتمآب نے مصیبت زدون کی اعانت کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور اون کو مال سے امداد کرنے کا اہتمام عظیم فرمایا ہے کمیٹی نے مصیبت زدون کے رہنے کو فی الحال بہت سے لکڑی کے گھر بنا دیے ہین اور فوجی افسرون نے مصیبت زدون کو دسوخیمے دیئے ہین اور زخمی لوگون کے علاج کے واسطے بھی ایک الگ کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔

ہمار کے مسٹر ہارلی اینڈ ہملٹن نے اپنی ایک عجیب ایجاد پیٹنٹ کرائی ہے۔ یہ ایک قسم کی مٹی کی اینٹین ہین جنمین ابرق کا برادہ ملایا گیا ہے۔ اگر ان اینٹون کی چھت پر ایک تہ لگا دی جائے تو سخت سے سخت گرم موسم مین بھی مکان نہایت سرد اور خوشگوار رہیگا اگر بیرونی جانب ایک ایک اینٹ آنار کی دیوارین بھی انہی کی بنائی جائین تو مکان مین مقیاس الحرارت ۲۵ و ۳۰ درجہ کے مابین ہوجائیگا۔

مارسیلز۔ (یورپ) مین ایک کسان تربوز کی کاشتکاری کرتا ہے۔ یہ اپنے تربوزونکو بجائے پانی کے دودہ سے سینچتا ہے۔ کسان کہتا ہے کہ اس طرح تربوز کی جسامت دوچند ہوجاتی ہے۔ مارسیلز کی نمایش مین اسی کو سب سے زیادہ انعام ملتا ہے۔

کرکٹ کے بعض شوقین بیٹ کو ہر وقت ہاتھ مین رکھنے کے عادی ہوجاتے ہین بعض سوتے وقت بھی اسکو پاس رکھتے ہین۔ ایک شخص کا شوق اس سے بھی بڑھ گیا جس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسکا بیٹ اسکے ساتھ قبر مین رکھدیا جائے۔

افغان ترکمان مین چند یہودی دوکاندار اور سوداگر ہین جنکی نسبت اب تک کوئی شبہ پیدا نہین ہوا تھا مگر اب وہ روس کے جاسوس سمجھے گئے ہین اور انکو گورنر صوبہ نے چلے جانے کا حکم دیا ہے ان لوگون نے اپنی دوکانین بند کردین اور اپنے خریدارون سے حساب کتاب طے کرکے جانیوالے ہین۔

جنوبی ہند مین سخت طوفان آیا جس سے جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ جزائر کوٹن کیر [illegible] مین سے دو جزیرے تباہ ہوگئے۔ ہوا [illegible] کہ کوئی شخص [illegible] مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتی تھی۔

اتنا ہی ایمان میں قصور ہے۔ دیکھو پچھلے سال جب زمینداروں کو معلوم ہوا کہ ایک گھوڑی لینے سے نہر پر مربع ملتے ہیں تو کئی لوگوں نے اپنے زیور اپنے مکان بلکہ اپنی زمینیں بیچدی تہیں۔ وجہ یہ کہ زمین ملنے کا یقین تہا۔ ایسا ہی اگر بہشت کی زمین کے وارث بننے کا یقین ہو۔ تو کیوں نہ سب بے دریغ مال خرچ کر دیا جاوے۔ بے شک اولاد و دولت کی محبت ایسا نہیں کرنے دیتی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومسٰکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره ﴿توبہ﴾ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہاری بہائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے رشتہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جسکے سست پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اور مکان جو تمہیں پسند ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کا عذاب آنازل ہو۔ پہر ایسی قوم کو فاسقین زمایا جو مال خرچ کرنے اور چندہ دینے میں دریغ کرتی ہے۔ چونکہ انسان کو مال و دولت کی محبت بہت ہی ہے اسلئے کئی بار فرمایا (۱) وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصٰلحین۔ (جو کچھہ ہم نے تمہیں دیا ہے اُس خرچ کر دیپلے اس سے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے۔ اور کہے اے میرے رب اگر تو مجھے کچھہ مہلت دے تو میں صدقہ کروں اور صالحین سے ہو جاؤں) (۲) لن تنالوا البر حتی تنفقوا (تم بِرّ کو پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ خرچ نہ کرو) (۳) یا ایها الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی یوم لا بیعٌ فیه ولا خلة ولا شفاعة (اے ایمان والو خرچ کرو اس سے جو تمہیں ہم نے رزق دیا پہلے اس کے کہ وہ دن آئے جسمیں کوئی بیع وخلہ وشفاعۃ نہیں) پس صحابہ کرام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو عمل ہی ویسے کرو۔ یہ وقت ہے کیونکہ جب پورے طور سے فتوحات شروع ہو گئے (چنانچہ ہو رہے ہیں) اور وامتازوا الیوم ایها المجرمون کا وقت آگیا تو پہر خرچ کا وہ اجر نہ ملیگا جو کہ اب ملتا ہے۔ فرمایا لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ﴿حدید﴾ (جو لوگ فتح سے پہلے خرچ کریں اور لڑیں وہ برابر نہیں بلکہ بڑا درجہ رکہتے ہیں ان سے جو بعد میں خرچ کریں اور لڑیں) (۴) لقد تاب الله علی النبی والمهٰجرین والانصار الذین اتبعوه فی ساعة العسرة ﴿توبہ﴾ (اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کے وقت میں ساتہ دیا بڑا فضل کیا ہے) پس اے میرے عزیزو۔ دل کہول کر چندہ دو اور ہر ایک قومی ضرورت کا لحاظ رکہو۔ اور اس کو اپنی سعادت وبہبودی کا وسیلہ سمجہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان نہ جتلاؤ۔ کہ ایسے احسان جتلانے والے ہلاک ہوئے۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل الله یمن علیکم ان هدٰکم للایمان ﴿حجرات﴾ (تجہپر احسان جتلاتے ہیں کہ اسلام لائے کہدے مجہپر اپنے اسلام کا احسان نہ رکہو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکہتا ہے کہ ایمان کی ہدایت دی۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو مبارک کرے اور مجھے اور سب بہائیوں کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات)

انتقال

میرٹھ سے نہایت افسوس ناک خبر آئی ہے کہ میرے مکرم مخدوم بھائی جناب منشی ذوالفقار علیخان صاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ کلان کا ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے شام انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصوفہ ایک دیندار اور مخلص احمدی خاتون تہی۔ خانصاحب موصوف اسکی بیماری کی حالت میں وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہے لیکن آخر وہ ہوا جو اللہ تعالےٰ کی مرضی تہی سو خانصاحب موصوف کو کچھہ شک نہیں ایک سخت صدمہ پہونچا ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ انکا اخلاص اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ سچا تعلق رضا بالقضا انہیں ضایع نہ کریگا۔ اللہ تعالےٰ خود انکی جزا ہو اور اس موقع پر انہیں خاص صبر عطا کرے مرحومہ کا جنازہ غایت پڑہا جاوے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

تازہ الہام

۱۔ روحانی عالم کا دروازہ تیرے پر کہولا گیا۔
۲۔ فَیَصْرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ه

مبارکباد

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ بہبودیِ جان ماست

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین۔

اما بعد

نہایت مسرت اور خوشی کے ساتہہ ظاہر کیا جاتا کہ میرے محسن ومخدوم زادہ جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ الوہاب اسسٹنٹ سرجن کلاس کے آخری امتحان مین کامیاب ہوئے اور سب سے اوّل رہے۔ مین اس کامیابی پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخدمت مین خصوصاً مبارکباد عرض کرتا ہون کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ موجہ اور قبولیت دعا کا نتیجہ ہے۔ مین مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کے واجب العزت والدین کو اور پہر حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور جنکے حقیقی بھائی ہونے کا ڈاکٹر صاحب کو فخر حاصل ہے نہایت ادب اور صدق دل کر مبارکباد عرض کرتا ہون۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عام مسلمانون کے لئے بہی یہہ کامیابی قابل فخر ہے کیونکہ یہ پہلا احمدی اور مسلمان ہے جو میڈیکل کالج کے آخری امتحان مین پنجاب۔ یو۔ پی اور سنٹرل انڈیا مین اوّل نکلا ہے۔ (ا تممتم ذو تر نما)

یہہ کامیابی اور بہی مسرت اور خوشی کا موجب ہو جاتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب اپنے زمانہ تعلیم کالج مین ہمیشہ اعلےٰ اخلاق کے ساتہہ سچے مسلمان کی زندگی بسر کرتے رہے ہین اور ذہن رسا اور نکتہ رس طبیعت کے ساتہہ اپنے پاک چال چلن سے احمدیت کا ایک موثر نمونہ ثابت ہوئے ہین جسکی وجہ سے ہمیشہ کالج کے اوستاد آپ سے خوش رہے ہین۔

خدا کرے کہ ہماری قوم اور حضرت مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کے والدین اور دوسرے متعلقین میر صاحب کی بہت بڑی بڑی کامیابیان دیکھین اور انکا وجود خیر وبرکت کا موجب ثابت ہو۔ آخر مین مین پہر ایک بار اپنے مخدوم ومحسن بزرگون کو اس تقریب پر مبارکباد دیتا ہون۔

احقر العباد خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

ایک آنہ فنڈ کالج کے لئے

مین نہایت شکر گذاری کے ساتہہ ان احباب کی فرستادہ رقوم کی رسید دیتا ہون جنہون نے قیام کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ مین چندہ بہیجدیا ہے۔ یہ ایک آنہ ماہوار جو دو سال تک ہر احمدی دیگا ایک صدقہ جاریہ ہوگا اور اسکی زندگی اور بعد الموت بہی ثواب کا باعث ہوگا۔ قوم توجہ کرے تو کچھہ بات نہین جن احباب نے چندہ دیا ہے اور ان کی رقوم درج رسید نہین ہوئی ہین وہ اطلاع دین۔

یہہ غلطی اکثر کیجاتی ہے کہ مختلف چندون کے ساتہ تداخل کر دیا جاتا ہے اگر براہ راست یہہ چندہ بہیجا جاوے تو حساب مین غلطی کا احتمال نہین رہتا۔ کالج کے آنہ فنڈ کا چندہ ایڈیٹر الحکم کے نام بہیجدیا جاوے لیکن کوپن پر جلی قلم سے آنہ فنڈ اور تفصیل درج ہو۔

رسید زر موصولہ یہہ ہے

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی ۱۲/ دو سال کیلئے
جناب منشی غلام سرور صاحب المد ڈیرہ اسماعیل خان ۲/۴
منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متہرا ۶ کس ۲ سال لعہ
نا معلوم الاسم بذریعہ غلام دستگیر شاہ ٹمکٹ ۸/
اہلیہ منشی گلاب خانصاحب سب اور سیر دہرم سال عـہ
بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافس مین الہ آباد ۲/۸
معرفت ۸/
بابو فیروز علیصاحب سٹیشن ماسٹر مستہ کوال ۲/۸
معرفت ۱۵/
منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی ۱۰/
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب دو سال کے لئے ۱۲/
سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور پنڈی گہیپ ایک سال ۳/
منشی محمد مقبول صاحب للکہنو ۱۲ ماہ ۲/۴
بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ ۲ سال ۱۲/
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لادہن پور ۵ ماہ کیلئے
منشی ذوالفقار علیخان صاحب میرٹھہ ایک سال ۳/
ضیاء الدین طالب علم اسلامیہ کالج لاہور ۸/
مستری محمد عمر صاحب جلالپور جٹان ۲/۲
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۱/
مولوی یار محمد صاحب قادیان ۳/

اطلاع

عام طور پر دیکہا گیا ہے کہ حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب کے نام پر جو خطوط آتے ہین جنمین اکثر جگہ اپنا نام یا تو لکہتے نہین یا لکہنا بہول جاتے ہین۔ اور بہہ اصحاب کے جواب کیلئے ٹکٹ بہی ہوتے ہین۔ پس ایسے خطوط کا جواب بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور چونکہ خطوط کثرت سے آتے ہین اور

ضرورتِ امام

نبشتہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتہلوی

*

روحی فداک یا روح اللہ صلعم - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - مکرمی مولانا عبد الکریم صاحب کا ایک گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو حضور کے غلاموں سے ہیں وہ اس زمانہ کے فتنہ و فساد پر مضمون لکھیں سو جہانتک دیکھا گیا حضور نے کوئی بات بھی باقی نہیں چھوڑی جسقدر زمانہ کے فسادات حضور نے بسط کے ساتھ ارقام فرمائے ہیں اب کوئی نئی بات نہیں نکال سکتا جو لکھیگا وہ انہیں کو دہرائیگا لیکن چونکہ حضور کے حکم کی تعمیل ہمارا ایمان ہے اسلئے یہاں سے سب نے اسپر لکھا ہے اور اسیوجہ سے حسب الحکم میں بھی ایک ٹوٹا پھوٹا مضمون ابلاغ خدمت بندگان عالی کرتا ہوں - میں تو سب سے زیادہ فتنہ اس زمانہ کے علماء کا دیکھتا ہوں خواہ وہ مسلمان ہیں یا پادری ایک ہیں - اور جو فتنہ عظیم الشان اس زمانہ کا ہے اور جس سے ہر ایک نبیؑ اور مرسل اپنی اپنی اُمتوں کو ڈراتا چلا آیا ہے اور ہمارے سید و مولی سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تمام علامات اور نشانات اور رفت تک ظاہر فرمادئے وہ سب اسوقت پورے ہوگئے سواون نشانات اور علامات کا پورا ہونا ہی اور دجالیت کا تمام عالم پر محیط ہونا نہ صرف ضرورت مصلح کی ظاہر کرتا ہے بلکہ اوس عظیم الشان مصلح کا جو بوجہ ان عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کی وجہ سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موسوم تہا موجود ہونا ظاہر کررہا ہے - بڑا فتنہ اس زمانہ کے علماء کا اسلئے ہے کہ جناب فخر الرسل سید الانبیاء مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ کے علما کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ بدترین خلایق اوس زمانہ کے ہونگے بوجہ بےعلمی کے فتوی دینگے خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے اب اس حدیث شریف کا منشاء ان علماء کی تکفیر بازی ہے جو مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگاکر بمصداق حدیث شریف کہ جسکی تکفیر کیجاوے اگر وہ نہ ہو تو وہ کلمہ لوٹ کر اوسی پر آتا ہے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اپنے پیروں کو جو انکے فتووں کیوجہ سے مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں گمراہ کرتے ہیں اور باوجود کہلانے شیخ العرب والعجم اور شمس العلماء اور ابو البرکات اور ابوسعید کے - خدا جانے کیا کیا ان لوگوں نے اپنے لقب رکہے ہوئے ہیں پہر ان کی معلومات اور علم کتاب و سنت کا یہہ حال ہے کہ باوجودیکہ قرآن کریم میں اس تکفیر بازی سے بچنے کے لئے اللہ جلشانہ نے صریح اور بیّن طور پر فرمادیا۔

ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا یعنی اوس کو بہی کافر نہ کہا جائے کہ جس سے محض اسلام علیکم ظاہر ہو اور حدیث شریف میں ہے من صلّے صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمتہ اللہ و ذمتہ رسولہ ولا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری پر انکا کفر کا فتوے دینا صاف انکی بےعلمی اور کتاب و سنت سے دوری ظاہر کرتا ہے اور اسطرح یہ بےعلمی سے فتویٰ دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ماسوائے اسکے اس زمانہ کا فلسفہ اور سائنس ایسا بہاری فتنہ ہے کہ جس سے تعلیم یافتہ بھی عقاید حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں اور یہہ علماء بوجہ اپنی بےعلمی کے ہرگز اس بہاری فتنہ کا مقابلہ کرکے حمایت اسلام کی نہیں کرسکتے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بوجہ اتقا اوٹھہ جانیکے جو اس جماعت میں بالکل معدوم ہے فہم قرآن کریم کا نہیں رہا کیونکہ قرآن کریم کے جانیکے لئے اتقا کو ہی مولی کریم نے شرط ٹہیرایا ہے جیساکہ فرمایا

اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ

سو کون انکار کرسکتا ہے کہ اب ایسے مصلح کی ضرورت ہے جسکو علم قرآن کریم کا دیا گیا ہو جسکی وجہ سے وہ موجودہ فلسفہ اور سائنس کا مقابلہ کرکے اور انوار اور برکات کتاب اللہ کو پہیلاوے - دجالیت کے فتنہ کو تقویت اور جہان میں پہیلانیوالے بہی یہی اس زمانہ کے بےعلم مولویصاحبان ہیں کیونکہ دجال اکبر کا بڑا فتنہ جو شرک کا قایم کرنا اور توحید الٰہی کا معاذ اللہ نیست و نابود کرنا ہے اوسکی بناء حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات ہے جسکی وجہ سے وہ حی و قیوم اور خالق وغیرہ مانے جاتے ہیں اور جس سے شرک و ظلم کا ایک دریا تمام جہان میں بہ رہا ہے اور دیکہا جاوے تو جسقدر اسوقت خرابیاں اور انواع و اقسام کے گناہ اور بدکاریاں پہیلی ہوئی ہیں ان سب کی بناء یہی مسئلہ حیات عیسےٰ علیہ السلام ہے اسیوجہ سے آج آسمانی کتاب اور ہدایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ کا چراغ ٹمٹماتا نظر آتا ہے اور شرک و ظلم سب کا ذخیرہ بنگیا جس سے ضلالت اور کفر کی ایک تیز آندہی چہار طرف چل رہی ہے کیا عیسائی اور کیا آریہ اور کیا برہمو اور کیا مسلمان سب کے مشرکانہ عقائد ہیں اور توحید الٰہی کے مصفا اور روشن چہرہ پر اعتقادات مشرکانہ کا گرد و غبار چہایا ہوا ہے جس سے اوسکا اصلی چہرہ نظر نہیں آتا عیسائیوں کا تو یہہ عقیدہ ہی ہے کہ باپ سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور باپ کے ملنے سے روح القدس پیدا ہوئی - اور پہر باوجود اسکے ان تینوں کو نہ تقدم ہے نہ تاخر اور تینوں ایک ہی ہیں اور تین ہی (بہلا جب تقدم و تاخر نہیں تو اسکے جہٹلانیکی کیا دلیل ہے کہ روح القدس سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور روح القدس کے ملنے سے باپ پیدا ہوا) غرضکہ یہہ لوگ تو یسوع صاحب کو زمین و آسمان کا مالک حی و قیوم اور خدا کی سب صفات اون میں مانتے ہیں لیکن ان مولویصاحبان کا بھی عقیدہ اون سے کم نہیں ہے یہہ لوگ بہی حضرت مسیح کو حی و قیوم اور خدا کی صفات خاصہ میں شریک جانتے ہیں بلکہ وہ تو نبی ہی تہے یہہ کافر دجال پر بہی ایمان رکہتے ہیں کہ اوسکو خدائی کی تمام قدرتیں ہونگی اور یہی خدا کی صفات خاصہ میں شریک ہے - زمین و آسمان اوسکے قبضہ میں ہونگے دوزخ و بہشت اوسکے ساتھ ہونگے اپنے حکم سے ماریگا اپنے حکم سے زندہ کریگا وغیرہ وغیرہ عقاید رکہتے ہیں اور اسپر ایمان رکہنے کو دوسروں کو مجبور کرتے ہیں اب یہ شرک کی تعلیم نہیں تو اور کیا ہے آریہ اور برہمو کا حال پوشیدہ نہیں ہے آریہ خدا روح مادہ کو انادی سمجہتے ہیں برہمو عقل کے پوجاری ہیں اور انکا خدا ایسا کمزور ہے کہ نہ صفت گویائی کی اپنے اندر رکہتا ہے نہ یہہ طاقت کہ ہمیں پیدا کرکے اس زندگی کے لئے کوئی دستور العمل ہمارے واسطے بہیجتا بلکہ اوسکا پتہ بہی انکی ہی عقل نے لگایا ہے - غرضکہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا ہے اسیواسطے فتنے بہی دو قسم کے ہیں ایک انسانی فتنہ جو طرح طرح کی بدکاریاں ہیں جیسے زنا اور شراب خواری وغیرہ بیحیائی کا ایسا عام ہو جانا کہ اوسکو برا نہیں سمجہا جاتا اور انسان اور حیوان میں تمیز باقی نہیں رہی اونکا نتیجہ دوسری قسم کے فتنے جو خدا کیطرف سے ہیں - بارشوں کا وقت پر نہ ہونا قحط سالی کا ہونا وباؤں کا پہیلنا طاعون کا مسلط ہونا سو ہر قسم کے فتنوں کا آج زور شور ہے اور مسلمان نام کے مسلمان ہیں شرک نے وہ زور پکڑا ہے کہ ایمان باللہ کسی میں باقی نہیں رہا - اس طرح محض مونہہ سے آمنا باللہ کہنے والوں کو تو خداوند کریم بہی بے ایمان بتاتا ہے جیساکہ فرمایا ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ و بالیوم الاٰخر وماھم بمومنین اوسنے آمنا باللہ کی یہہ علامت رکہی ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون الخ

سو اس ایمان کو چہار طرف نظر اٹھاکر دیکہہ لو نہ شیخ العرب والعجم میں پایا جاتا ہے نہ دوسرے مولویصاحبان اور مسلمانوں میں اور یہ سب وجہ اسکی ہے کہ قرآن کریم کا علم اٹھہ گیا اور ان کے سینے اس سے خالی ہوگئے اور شرک میں گرفتار ہوکر وہ جو توحید الٰہی تہی اور جسے قایم رکہنے کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر وقتاً فوقتاً ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم تک لکہو کہا نبی اور رسل آئے ہاتہہ سے کہو بیٹہے خوف الٰہی اور رجوع الی اللہ اور تقوے بالکل نہیں رہا یہی وجہ ہے کہ اوس پاک کلام پر جو منجانب اللہ ہماری ہدایت اور راہ نمائی کیلئے اوسنے آپ بہیجا اور جسکی وہ پاک و صاف تعلیم ہے کہ عالم اور حکیم فلسفی اور نیچریہ اور دہریہ اور عام جاہلوں کی ہدایت کے لئے یکسان ہے اوسپر اور اوس نبی کریم سید الطاہرین حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر جسنے اپنا عملی نمونہ دکہاکر خلقت کو لوتہا پرستی کے گڑہے سے نکالا اور جسکا تمام جہان پر احسان ہے خاصکر عیسائیوں پر تو بڑا بہاری کیونکہ یسوع صاحب کے سوانح جو انجیل سے معلوم ہوتے ہیں اون سے تو وہ نبی تو کیا معمولی آدمی بہی معلوم نہیں ہوتے اور یہودیوں کا اعتراض صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپکے خدا ہونے کے یہ دلائل ہیں کہ تمام عمر خوف کے مارے چہپتے پہرے اور اعلاء کلمۃ الحق بوجہ نہ بہروسہ ہونے خدا پر زبان سے مرد میدان بنکر نہ نکال سکے اور یہی تعلیم جہوٹ کی شاگردوں کو دیتے رہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ میں مسیح ہوں اور کہتے کچہہ اور کرتے کچہہ رہے اور جو دعوی کیا پورا کرکے نہ دکہایا اور آخر کو پکڑے گئے اور دشمنوں کے ہاتہہ سے جو گت ہوئی ظاہر ہے - اور بالآخر سولی پر لٹکائے گئے - اور یہودیوں کا قول کہ جہوٹا سولی پر لٹکایا جاتا ہے راست آیا اور ان نادان دوست پولوسیوں نے بہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا ملعون ہونا یہود مردود کے اعتراضات نہ اوٹہا سکنے کی وجہ سے مان لیا اور خداوند کریم سے آپکا ایسا گہرا تعلق تہا کہ تمام رات رو رو کر دعائیں کرتے رہے لیکن دعا قبول نہ ہوئی اور کامل ایمان باللہ ہونیکا یہہ ثبوت دیا کہ آخری وقت میں بجائے رضاء الٰہی کے کلمہ کے ایلی ایلی لما سبقتنی کہا کہ خدا الخدا تونے مجہے کیوں چہوڑ دیا یہ کلمے آپ کے منہ سے نکلے اور آپکی کامیابی اور شاگردوں کی وفاداری کا حال جو آپکی فیض صحبت سے تہا ظاہر ہی ہے لیکن قرآن کریم نے ظاہر کیا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی اور مقرب الٰہی تہے اور آپ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ خدا کے نزدیک تہے اور یہود مردود نے اور پادریوں نے جو یہود مردود کا جواب نہ ہونیکی وجہ سے کمال بےشرمی اور بے ایمانی سے ایسے پاک اور برگزیدہ خدا کو اپنے جہوٹے کفارے کے بدلے میں کہ وہ معاذ اللہ معاذ اللہ ہماری حرام کاریوں اور بدکاریوں اور شرارتوں کیوجہ سے ملعون ہوکر دوزخ میں پڑا اور ہم کو نجات دیکر آزاد کر گیا اب

ہم جو چاہیں کریں بالکل بے ایمانی کا خیال ظاہر کرایا۔ اور بتایا وہ خدا کا برگزیدہ اور پاک انسان نبی اللہ حبیب اللہ ملعون ہوکر سولی پر نہیں مرا بلکہ جیساکہ اوس سے وعدہ کیا گیا تہا کہ یا عیسےٰ انی متوفیک الخ اوسکو ہلاک کرکے موت دی جیساکہ آیۃ شریفہ فلما توفیتنی میں اس وعدہ کا ایفا ہے اور جسکی تفسیر بخاری شریف میں ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی سو اوس احسان کا بدلہ اس گروہ نے یہہ دیا کہ اوس سید معصومین اور سید الطاہرین صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عفت پر حد درجہ کی بیحیائی اور بے شرمی اور بے ایمانی سے حملے کئے اور امہات المومنین کے دربار اسرار جیسی ناپاک اور گندہ کتاب شائع کی اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام معاذاللہ **دجال کذاب زانی فریبی** دغاباز وغیرہ وغیرہ رکہا گیا یہہ وہ وقت نہیں کہ غیرت الٰہی جوش میں آئے۔ اور اگر کوئی مصلح اسوقت موجود نہ ہوتا تو زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے پہر یہی نہیں کہ عیسائیوں اور اون کے پس خوردہ کہانے والے آریون وغیرہ ہی نے آپ کی ایسی بے ادبی کی ہے بلکہ مسلمانوں اور وہ مسلمان جو صاحب علم اور مولوی کہلاتے ہیں اور صاحب عقل ہیں ان لوگون نے بہی کم بے ادبی نہیں کی دیکہو انکا اعتقاد حضرت عیسےٰ کی نسبت یہ ہے کہ سب دشمنون نے اونکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا تو خدا نے اپنی قدرت سے ایک دشمن کو اونکا ہمشکل بنادیا جسکو سولی دیگئی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اسی جسم کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا جو ابتک زندہ آسمان پر موجود ہیں اور زمانہ کے عوارضات بہی اونپر اثر نہیں کرتے لیکن جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن در پئے قتل ہوئے تو آپ کے ساتہہ یہہ خاص مرد نہیں ہوئی بلکہ آپ مثل اور انسانون کے رات کو چہپکر نکلے اور غار میں پوشیدہ رہے اور آپکو دشمنون کے ہاتہون سے تمام تکالیف اوٹہانی پڑین یہانتک کہ دندان مبارک بہی شہید ہوئے اور آپ پر عوارض زمانہ نے بہی اثر کیا جوان ہوئے بوڑہے ہوئے اور آپ برخلاف عیسےٰ علیہ السلام موت کا پیالہ پیکر مثل اور انسانون کے اسی زمین میں دفن ہوئے۔ حضرت عیسےٰ کو یہہ قدرت تہی کہ وہ اندہون کو آنکہیں دیتے تہے اور مریضون کو اچہا کرتے تہے اور مردون کو زندہ کرتے تہے اور بہت سے جانورون کے خالق تہے اور غیب کا علم رکہتے تہے یعنی تمام صفات خاصہ الٰہی میں شریک تہے لیکن آنحضرت سے کوئی بات ایسی ظہور میں نہیں آئی اور آپ مصداق آیۃ شریفہ انما انا بشر مثلکم صرف بشر تہے فرق محض وحی کا تہا۔ حضرت مسیح کو خدا نے اسی جسم خاکی کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا لیکن جب آسمان پر چڑہنے کا معجزہ ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا گیا تو حکم ہوا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ حضرت عیسےٰ سے کسیوقت تائید روح القدس کی جدا نہوتی تہی ہر وقت روح القدس خدمت میں رہتے تہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کبہی کبہی ضرورت کیوقت آتے تہے اور ایک دفعہ انشاء اللہ نہ کہنے پر وہ عتاب ہوا کہ عرصہ تک وحی کا سلسلہ بند ہوگیا اور معاذاللہ معاذاللہ خدا کی لعنت ایسے عقاید والون پر کہ آپ کی وحی میں شیطان ایسا دخل دیدیتا تہا کہ آپ بتون کی تعریف نماز میں قرآن شریف پڑہتے ہوئے کر گئے تہے خدا کی پناہ اس عقیدہ سے اور آپ پر سحر کا بہی اثر ہوا جو عرصہ تک رہا۔

حضرت عیسےٰ کی نبوت متفقہ ہے اور آپ بطور قایم مقام اونکے آسمان پر چلے جانیکے بعد آئے جو وہ پہر خود آئینگے اور آخر زمانہ کے نبی وہی ہونگے آپ قرآن کریم کے خلاف کچہہ نہیں کرسکتے تہے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام قیامت تک کیلئے ہے اور جزیہ حسب فرمان خدا قبول کرلیتے تہے لیکن حضرت مسیح اس حکم کی کچہہ پروا نہ کرکے ہرگز جزیہ قبول نہیں فرمائینگے۔ آپ کی ذات پاک کی نسبت اور تمام جہان کی نسبت اگر خداوند کریم لفظ **توفی** کا استعمال فرمائیگا تو اوس کے معنی موت کے ہونگے اور اگر عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ لفظ توفی کا آئیگا تو اوس کے معنی آسمان پر اوٹہائے جانے کے ہونگے اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو ان لوگون نے اختیار کی ہوئی ہیں اس گروہ کو تو اس زمانہ کے عاقل نامعقول کہتے ہیں اور جو صاحبان ذیعلم معقول ہیں اونہون نے بہی کچہہ کسر تنک اور توہین اسلام اور بانی اسلام کی باقی نہیں رکہی یعنی نیچری صاحبان جو دراصل برہمو کی ایک شاخ ہے اور جو دہریت کے رنگ سے رنگین ہیں انکا اعتقاد وحی والہام کی نسبت یہہ کہ وہ انسان کے ہی دلی خیالات ہوتے ہیں اور اسکی نسبت دیوانون اور پاگلون سے دیتے ہیں کہ جیسی اون کی آوازیں آتی ہیں اور خارج میں اون کا کوئی وجود نہیں ہوتا یہی حال وحی والہام اور انبیاء علیہم السلام کا ہے قرآن کریم خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی دلکے خیالات ہیں اور وہی باتیں ہیں جو اہل کتاب سے سنی تہین کیونکہ وحی والہام اوسیکا ہوتا ہے جسکا اسکو پہلے سے علم ہوتا ہے دوزخ وبہشت اور وجود ملائکہ سے انکاری ہیں اور نعماء بہشت کو رنڈیون کے چکلے سے مشابہت دیتے ہیں اور خدا کی تمام قدرتون پر ان لوگون کا ایسا طرہ ہے جس سے باہر وہ کچہہ نہیں کرسکتا اور وہ اسباب کا مثل ہماری ہی محتاج ہے کیونکہ بلا اسباب مہیا ہوئے خواہ کسی شئے کی طلب میں انسان خدا سے دعائیں کرتا کرتا مر بہی جائے لیکن وہ نہیں دیسکتا کیونکہ خلاف قانون قدرت ہے جسکی ایک فہرست انکے پاس مرتب ہوئی موجود ہے۔ معجزات انبیاء سابقین اور قرآنی معجزات کو بوجہ خلاف نیچر ہونیکے تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہنسی اور ٹہٹہہ اوڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں تمام مذاہب میں کم وبیش موجود ہیں اور دراصل یہی اعتراضات ایک ایسے مصلح کی ضرورت کو ثابت کر رہے ہیں کہ جو اون باتون کو جو ابتک قصول کے رنگ میں ہوکر نہ رہنے دے بلکہ عملی رنگ میں لاکر اون کا پوشیدہ چہرہ دکہلادے۔ سو تہم قرآن کریم کا اوٹہہ جانا فلسفہ اور سائنس کے زہر ہلاہل سے تمام جہان کا متاثر ہوکر عقاید حقہ سے دست بردار ہونا اور علماء وقت سے اونکا مقابلہ نہونا اور اون **نشانون** اور علامات کا جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے وقت اور ظہور کے لئے تیرہ سو برس قبل مخبر صادق صلعم نے خبر دی تہی پورا ہونا اور **دجالی فتنون** کا اس کمال کو پہونچنا کہ جس سے کوئی بچا نہیں رہا۔ اور رمضان المبارک میں خسوف وکسوف کا ہونا کہ جو مہدی کیلئے ایک ایسا نشان ظاہر کیا گیا تہا کہ جو ابتدائے دنیا سے نہیں ہوا تہا اور خاص مہدی کے زمانہ کیلئے مخصوص تہا۔ اور شروع صدی میں حسب فرمودہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجدد وقت کا ظہور فرمانا یہہ تمام وہ باتیں ہیں جو خود پتہ دے رہی ہیں کہ مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت موجود ہے۔ جو اسوقت قادیان میں ہے اور جسکا نام پاک غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جس نے وہ کسر صلیب کیا کہ صلیبی اعتقاد والون کا دل جانتا ہے اور اوس کے دم سے خنزیر قتل ہوتے تمام جہان دیکہہ رہا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اوسنے وہ ہدایت پہیلائی کہ شرک کے گڑہے سے ہمکو نجات دی اور توحید کا پاک و مصفا اصلی چہرہ اوس کی بدولت پہر نظر آنے لگا وہ اسلام اور بانی اسلام کا انصار بنا اونکی صداقت پر دعوے الہام کا کیا اور خدا نے اون کی مدد فرمائی کتابیں وہ لکہیں کہ اعدا کو دم مارنیکی جگہ نہیں ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کا مزہ چکہا دیا اور اون باتون کو یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام کو جو قصون کے رنگ میں ہوکر ناقابل اعتبار سمجہے جاتے تہے عملی رنگ میں لاکر دکہا دیا اور وحی والہام کی کیفیت اور حقیقت کو ظاہر فرما دیا بلکہ اس چشمہ الٰہی سے بہت سون کو پانی بہی پلا دیا اور علم کتاب الٰہی کا نمونہ ابہی بمقام لاہور ہوتو جلسہ تحقیق ہدایت ماہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں اور آلہی عظمت اور جلال کو اسطرح دکہایا کہ تمام مذاہب کے علماء اور فضلاء جو اپنے مذہبون کی وکالت کرنے آئے تہے بے اختیار ہوکر اپنی عجز بیانی کا اقرار اور قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی صداقت زبان حال سے کرکے اوس کے کلام معجز بیان کے روبرو مدہوش ہوکر سر بسجود ہوگئے اور بول اوٹہے کہ اسلام کی فتح ہے۔ جسکی آنکہہ دیکہنے کی ہون دیکہے فقط

خاکسار حضور کا ایک ناکارہ اور عاجز غلام
ظفر احمد از کپورتہلہ

اطلاع

بقایا دار توجہ کریں پہلی ششماہی گذر چکی ہے وصولی بقایا کیلئے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ ناظرین قومی حمیت وپاسداری کا لحاظ کرکے اور اپنی خوش معاملگی سے انہیں وصول کریں ورنہ واپسی وی پی پر اخبار بند کردیا جاویگا۔ **شکایت معاف۔**

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مباہلہ

دہلی کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں فروری ۱۹۰۵ء میں ایک مباحثہ حیات اور وفات مسیح کے متعلق ہو رہا تھا عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ قرآن مجید سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے لیکن مسلمان اپنی کم فہمی اور نادانی کی وجہ سے اس امر پر معترض ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے وفات نہیں پائی بلکہ وہ اس جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ دعویٰ کچھ ایسا کمزور اور بودا ہو چکا ہے کہ ایک معمولی اردو خواں طالب علم بھی اس بیہودہ اور غلط دعویٰ کے مدعی علماء کو تنگ کر سکتا ہے چہ جائیکہ مقابل میں ایک پرانا مناظر حافظ ہو۔ جو ایک عرصہ تک مسلمان رہ کر بھی مباحثہ کرنے کا عادی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دہلی کے ان علماء کو جو اس مناظرہ میں عیسائیوں کے سامنے تھے سخت حیران اور لاجواب ہونا پڑا۔ اور ہونا ہی چاہئے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم ایسی مجید کتاب ایسے بیہودہ اور لغو دعویٰ کی کب مؤید اور مصدق ہو سکتی تھی۔

میں نے اس مناظرہ کے اعلان کو پڑھ کر تعجب کیا ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لیفرائے صاحب دہلی میں مشنری تھے جو آجکل پنجاب کے بشپ ہیں وہی احمد مسیح حافظ جو اس وقت مسلمان تھا لیفرائے صاحب سے مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں جب لیفرائے صاحب دہلی سے لاہور آئے اور وہاں کے رنگ محل میں انہوں نے تین لیکچر دیئے جن میں سے پہلا لیکچر ضمناً حیات و وفات کا مضمون اپنے اندر رکھتا تھا اس وقت لاہور کی اکثر پبلک کو معلوم ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے جو ابھی طالب علم تھا پادری لیفرائے صاحب سے اس مضمون پر گفتگو کی۔ اور پادری صاحب کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا پڑا تھا کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں سے مناظرہ نہیں کرتے۔ پادری لیفرائے صاحب اس وقت حیات مسیح کے مدعی تھے اور میں بالمقابل وفات ثابت کرتا تھا آج چودہ سال کے بعد کیا عجیب بات ہے اس لیفرائے کا شاگرد احمد مسیح قرآن شریف سے وہی وفات مسیح کا مسئلہ لیکر مسلمانوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ اور مسلمان محض اپنی نادانی کی وجہ سے بھری مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے ایک صداقت کا انکار کیا جس کا خمیازہ انہیں احمد مسیح کے مناظرہ میں بھگتنا پڑا۔

پادری حافظ احمد مسیح نے جب دلائل کے ذریعہ دہلی کے مناظر مولوی کو حیران کر دیا تو اس نے اتمام حجت کی ایک اور صورت نکالی یعنی وفات مسیح پر مباہلہ کیلئے فریق مقابل کو بلایا۔ چنانچہ میں ذیل میں وہ اشتہار جو احمد مسیح صاحب نے شایع کیا ہے درج کرتا ہوں۔ مولوی عبد المجید صاحب نے بلطایف الحیل مباہلہ کے پیالہ کو ٹالا ہے۔ میں اس مباہلہ پر انشاء اللہ ایک عجیب آرٹیکل لکھوں گا لیکن چندے انتظار کے بعد۔ دہلی کے ان علماء کو جنہیں احمد مسیح صاحب نے مخاطب کیا ہے واجب ہے کہ وہ حیات مسیح کے ثبوت کیلئے میدان میں نکلیں۔ اور یا مولوی عبد المجید صاحب کو مباہلہ کیلئے اکسائیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کا مسیح اس دہلی میں حیات مسیح پر شیخ الکل کو قسم دیتا تھا اور وہ قسم کہانے سے بچتے ہیں آج مولوی عبد المجید صاحب بھی مباہلہ سے گریز کرتے ہیں۔ میں اب ذیل میں وہ اشتہار درج کرتا ہوں جو پادری احمد مسیح صاحب نے دیا ہے۔ ایڈیٹر

اشتہار برائے آگاہی اولی الابصار

مولوی محمد عبد المجید صاحب مشہور مناظر و واعظ اہلحدیث دہلوی منجانب اہل اسلام اور مولوی حافظ احمد مسیح واعظ ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی منجانب عیسائیاں کے مباحثہ وفات مسیح کا انجام

فروری ۱۹۰۵ء سے ہمارا مباحثہ کرسچیئن ہال دہلی واقعہ بازار سرکی والان میں جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب واعظ دہلوی سے دربارہ وفات مسیح ابن مریم ہفتہ وار بروز جمعہ متواتر پانچ چھ جمعہ تک ہوتا رہا۔ ہمارے دلایل قاہرہ اور شکست خصم کے جوابات سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے آخری جمعہ میں اپنے دعویٰ کو جو لفظ توفی کے لغوی معنی پکڑا یورا لینا جیسے کا تیسا لینا وغیرہ کا تھا چھوڑ کر ہماری دعویٰ کو نہایت سنجیدگی و متانت سے قبول کر لیا کہ توفی کے معنی مطلق قبض کے ہیں۔ مگر اسپر جو ہمارا سوال پیش ہوا کہ قبض مطلق کے جبکہ ذی روح انسان اس کا مفعول ہو کیا معنے ہوتے ہیں آیا قبض روح۔ یا قبض جسم۔ یا قبض جسم مع الروح۔ یا قبض شکم جو تقلیل غذا وغیرہ کہانے سے پیدا ہو جاتی ہے؟ اسکا جواب ماہر علوم دینی جناب مولوی صاحب موصوف نے کچھ نہ دیا اور نہ دے سکتے تھے اور نہ اب حقیقی جواب اسکا دے سکیں گے۔ اس تقریر کے بعد چند جمعہ تک بوجہ پیش آجانے دیگر ضروریات دینی کے مباحثہ ملتوی رہا آخرہ ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو مولوی صاحب نے بجواب ہماری چٹھی مورخہ ۳ مئی ۱۹۰۵ء یہ تحریر فرمایا کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعویٰ کو جرح کر کے منقوص کر دیا ہے اس لئے جب تک وہ اپنے دعویٰ کی ترمیم یا دوسرا دعویٰ پیش نہ کریں گے میں گفتگو نہ کرونگا کیونکہ میں مجادلہ کرنا نہیں چاہتا اور کہ پادری پرٹن صاحب جب تک پچھلی بحث کا فیصلہ اور آیندہ کے واسطے کسی دیگر مسئلہ مناظرہ کا تقرر نہ کریں گفتگو نہ کرونگا" اگرچہ مولوی صاحب نے ایک دل خوش کن فقرہ کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعویٰ کو مجروح و منقوص کر دیا ہے" لکھ کر اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا ہے جس کا مفصل اور محکم اور معقول جواب اپنے رسالہ میں جو اس مباحثہ کی بابت ہم شایع کرنے والے ہیں انشاء اللہ دیں گے اس جگہ صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب اس حیلہ سے اپنے نادان دوستوں میں شاید فاتح سمجھے جاویں اہل علم و عقل تو آپ کے ہر جلسہ کی تقریر سے جو کچھ آپ ہمارے دلائل و براہین کے جواب میں فرماتے رہے ہیں مثلاً لفظ شبه میں ضمیر کونسی ہے یا شبه کی ھ کیسی ہے یا شبه لهم کی تفسیر میں كَانَّهُ مَذْبُوحٌ اور مسیح کو مشبه اور قتل اور صلیب کو مشبه به یا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اَيْدِيْهِمْ یا وفيت اجورهم یا فانی درهما وغیرہ وغیرہ یا هو الذی یتوفکم یا الیل یا الله یتوفی الانفس حین موتها بیان کرنے سے بخوبی نتیجہ نکال چکے ہیں کہ آپ نے کہاں تک حمایت قرآن یا مخالفت اسلام و اثبات عقائد دیرینہ مقلدانہ خود کی فرما کر تاج کامیابی پہنا ہے جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ آپ نے ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو ایک عام مجمع اہل اسلام میں ہمارے اس ترمیمی دعویٰ اور آسمانی فیصلہ کی درخواست پر پوری کر دی جس کیلئے ہمیں اس اشتہار کی تحریر کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم نے حسب خواہش مولوی صاحب اپنے دعویٰ کی ایسی ترمیم کر دی کہ جس کے انکار و اقرار ہر دو سے ہماری ڈگری ہوتی تھی اور ہوئی یعنے ہمنے مولوی عبد المجید صاحب سے حسب آیت مباہلہ قرآنی یہ درخواست کی وہ مجمع عام میں اللہ جل شانہ کے روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم کہا دیں کہ "میں اس خدا قادر مطلق کی قسم کہا کر جس نے محمد صلعم کو نبی اور قرآن کو اپنی وحی سے نازل فرمایا ہے اپنے یقین دلی و اطمینان قلبی سے ایمان کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن اور حدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوئی میرا ایمان ہے کہ قرآن و حدیث سے مسیح کی حیات و صعود آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے اور احمد مسیح نے جو دلائل وفات پیش کئے ہیں وہ بالکل غلط اور خلاف قرآن و حدیث ہیں ان سے تو حیات ثابت ہے نہ وفات۔

پس اگر میں اپنی اس شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدا عزیز مجھکو مورد اس آیت مباہلہ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کا فرما" اس پر جملہ حاضرین آمین کہیں۔ ایسی ہی میں احمد مسیح از روئے توریت و انجیل وفات مسیح کے حق ہونے پر قسم کہاؤں گا اور بصورت کذب ما لعنة الله على الكاذبين کرونگا۔ اسپر بھی جملہ حاضرین آمین کہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے دعویٰ وفات مسیح کو واپس لے لیں گے۔

اے اہل اسلام یہ تھا قطعی فیصلہ کہ ہم نے اپنا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہا مگر مولوی صاحب نے خدائی فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نہ کیا۔ افسوس صد افسوس کہ وہی مولوی عبد المجید صاحب جو اپنے تئیں حمایت اسلام پر فدا شدہ اور اپنی زندگی اشاعت قرآن میں وقف کئے ہوئے ظاہر کرتے تھے اور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا جنہوں نے ایک جلسہ بھی انجمن اشاعت القرآن کا کیا تھا جس کی تعریف و توصیف میں دہلی کا مقامی اخبار کرزن گزٹ رطب اللسان ہے اور جو جلسہ مناظرہ میں شعروں پر شعر اور دعاؤں پر دعائیں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ پڑھتے تھے۔ اور جو اپنے اظہار علمی کے واسطے منہ کی ستر اور ناک کی بہتر معنے بیان کرنے لگتے تھے مگر لفظ "توفی" کے پورے چار پانچ معنی بھی بیان نہ کر سکے اور جو بڑے زور سے دعویٰ کرتے تھے کہ تیرہ سو برس سے کوئی تاریخ اٹھا کر دکھاؤ کہ کسی عیسائی نے جرأت مباہلہ کی ہو اور جو یہ فرماتے تھے کہ میرا قرآن کے ایک ایک لفظ پر ڈیرا پڑا ہوا ہے وہی آج ایک قرآن کی آیت مباہلہ سے تجاہل عارفانہ کے طور پر یا واقعی اپنی ناواقفیت کا اظہار کر کے حمایت قرآنی و اسلام سے دست بردار ہو گئے۔ اور وہی آج ایک عیسائی کے ساتھ مسیح ابن مریم کی وفات پر مباہلہ کرنے سے حیلہ کر گئے۔ اور بری طرح حیلہ کر گئے۔ اے اہل دہلی اور اے وہ لوگو جو اس جمعہ میں موجود تھے تم نے سنا تھا اور یاد ہے جو کچھ مولوی صاحب نے ہماری اس درخواست مباہلہ کا جواب باصواب اپنی قلب واجف سے مرجوفانہ دیا تھا۔ جس سے اپنی تبحر علمی اور وسیع معلومات و ہمدردی اسلامی کا بھی پورا ثبوت دیدیا اگر نہیں یاد تو ہم پھر تمکو سنا کر یاد دلواتے ہیں سنئے جناب معلی القاب قَاطِعُ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حامی اسلام و سنت سید المرسلین

حادی فروع واصول جامع معقول ومنقول فخر اسلام ومحدث خیرالانام مولوی محمد عبدالمجید صاحب سلمہ نے یہ جواب دیا تہا کہ میں اس مباہلہ کے لئے تیار ہوں اور پہر تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتہہ پادری برٹن صاحب میر مجلس مناظرہ اور جملہ عیسائیان دہلی معہ اپنے زن وفرزند کے آویں اور میں بہی اپنے رفیق ومطیع فرمانبردار مسلمانوں کو حتی الوسع معہ اہل وعیال کو لیکر آونگا پہر مباہلہ ہوسکتا ہے، ورنہ نہیں۔ سبحان اللہ کیا جواب ہے اور کس آب وتاب کا کہ جسکے سنتے ہی جزاک اللہ ومرحبا کے نعرے بلند ہوں۔ بعض نہایت ہی بچے مسلمان جن کے دل اور کان مخالف کے کلام کے سننے کی ناقابل ہیں وہ تو شاید اس مضطربانہ جواب سے خوش ہوگئے ہوں گے۔ مگر سلیم الفطرت اور تہ کی پہونچنے والی طبیعتیں تو سنتے ہی تاڑ گئیں ہیں کہ جو کچہہ راز مخفی اور حقیقت پنہانی اس پرحیلہ جواب میں تہی۔ اور یہ بہی ممکن ہے کہ ہمارے نیک دل مولوی صاحب بہی اس جواب سے مطمئن ہوگئے ہوں۔ اور شادمانی کے نقارے بجواتے ہوں۔ مگر نہیں۔ یہ خوشی اور شادمانی مولوی صاحب کی ہو خدانخواستہ یا دیگر پورانے مسلمانوں کی محض فانی اور بناوٹی اور ظاہری خوشی ہے جو عنقریب مبدل برنج وغم ہوجانے والی ہے حقیقی خوشی وہ ہے جو لازوال ہے اور وہ ہم کو بفضل ایزد متعال نصیب ہوئی اور ضرور ہوئی اور پہر ہوگی فانظروا یا اہل الاسلام۔

اے صدق کے دلدادہ لوگو اور اے حق کے متلاشیو ذرا سوچو اور خوب سوچو کیا یہ شرط بہی مباہلہ کے واسطے ہے کہ جو آپکے فخر قوم مولوی صاحب نے پیش فرمائی ہے؟ کیا میری یہ درخواست تہی کہ تمام اہل اسلام دہلی کو آپ معہ عیال واطفال کے لاویں تو مباہلہ کریں؟ کیا نصاری نجران کے ساتہہ نجران کے تمام عیسائی معہ زن وفرزند کے طلب ہوئے تہے یا رسول عربی نے اپنی تمام صحابہ کو معہ اہل وعیال کے مباہلہ کے واسطے ساتہہ لیا تہا ہرگز نہیں پہر کیوں مولویصاحب نے یہ حیلہ کیا۔ کیا اب بہی اسکے حیلہ ہونے میں آپ صاحبوں کو شک ہے؟ اگر شک ہے تو ثابت کرو کہ یہ شرط مباہلہ ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

کیا یہ جواب مصداق اس مثل مشہور کا نہیں ہے کہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچے گی"؟ فتدبروا وتفکروا ولا تکن من الغافلین والمحجوبین۔

ہمارا جواب الجواب بہی سنو اور موازنہ کرو۔ ہم نے کہا کہ مولوی صاحب مناظرہ میرے اور آپکے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں۔ پس آپ اپنے عیال واطفال اور میں اپنے بیوی بچے لے آؤں گا۔ ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس کا جواب مولویصاحب نے آئیں بائیں شائیں دیا اور ہمارے بیان وفات مسیح پر مہر کردی۔ اب ہم بذریعہ اشتہار ہذا عوام اور خواص اہل اسلام دہلی سے نہایت ادب کے ساتہہ التجا کرتے ہیں کہ اگر مولوی محمد عبدالمجید صاحب اس میدان کے مرد ثابت نہ ہوئے تو کچہہ تعجب نہیں۔ آپ اپنے دیگر مشاہیر علماء دہلی سے عموماً اور جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی ومولوی محمد بشیر صاحب بہوپالوی سے خصوصاً عرض کرکے اس ناکامی کے داغ کو مٹانے کی سعی فرماویں اور صاحبان ممدوح سے کسی صاحب کو آمادہ کریں کہ ثبوت حیات بشری وصعود بجسد خاکی ونزول بجسم عنصری مسیح علیہ السلام کا ہمارے سامنے ظاہر فرماویں اور اگر ان صاحبان بہی حیلہ وعذرات پیش کرکے اثبات دعوی وعقیدہ خود سے بچنا چاہیں تو آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کہاں تک وہ اس کمزور اور بادر ہوا مسیح کے صعود ونزول وحیات جسمانی والے عقیدہ کے حامی مددگار ہیں۔

اے ناظرین آپ خوب یاد رکہیں اور حسن رکہیں کہ حضرات نامبردگان آپ کو طرح طرح کی گندم نما تقریروں سے بہلا دیں گے مگر اثبات دعوی کے لئے مستعدی نہیں دکہلا دیں گے اور اگر جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب کو ہی دوبارہ ڈلہرس بندہلنے کی کچہہ حرکت پیدا ہو تو جناب ممدوح ہی دوبارہ تشریف لاکر وفات مسیح کے مباحثہ سے اگر خوف ہو یا اس کے متعلق وہ معلومات نہ رکہتے ہوں تو بسم اللہ وہ اس کا دوسرا پہلو یعنے اصل دعوے حیات مسیح وصعود ونزول بجسد عنصری بشری جسکے وہ مدعی ہیں اسی کو ثابت فرماویں مگر براہ مہربانی جو صاحب اس میدان میں قدم رنجہ فرماویں وہ ذرا اپنے منصب اور فرض کا زیادہ لحاظ رکہیں غلط مبحث کے طور پر نزول کو صعود سے اور فروع کو اصول سے نہ ملاویں اور مدعی ومنکر کی حیثیت کا اندازہ کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی خود ہوکر منکر سے دلائل اثبات دعوی طلب کرنے لگیں یا منکر کو مدعی قرار دیدیں ہر ایک مناظر کا ضروری فرض ہوگا کہ جس بات کا وہ مدعی ہو اس کے اثبات کے دلائل وہ پیش کرے اور حیات وصعود ونزول جسمانی مسیح علیہ السلام کے مدعی اہل اسلام ہیں انہی کا فرض ہے کہ اپنے اس عقیدہ اور دعوے کا اثبات فرماویں نہ کہ ہم سے اسکے دلایل اپنے دعوی کے مانگنے لگیں۔ مولوی عبدالمجید کیجانب سے اسوقت جو فدیہ پیش ہوا ہے۔ یعنی مولوی الہ دین صاحب لودہیانوی۔ وہ اس بحث کی طرف آتے ہیں نہ آدیں گے اس لئے وہ فدیہ وکفارہ قبولیت کی عزت حاصل کرنیوالا نہیں ہے۔

آخر میں ہم یہ بہی اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ مباحثہ مولوی عبدالمجید صاحب کا مفصل حال معہ سوال وجواب فریقین کے عنقریب شایع کریں گے جسمیں نہایت بسط کے ساتہہ مولوی صاحب موصوف کی چہٹی مرقومہ ۵ رمئی ۱۹۰۵ء متذکرہ صدر کا جواب بہی مندرج ہوگا۔ مگر اس اشتہار کے جواب آنیکے بعد ہم اس رسالہ کو طبع کرائیں گے تاکہ اس کا جواب الجواب بہی اسمیں آجاوے۔ والسلام علی من اتبع الہدی

المشتہر

خاکسار حافظ احمد مسیح واعظ۔ ایس۔ پی۔ جی۔ اینڈ کیمبرج مشن۔ دہلی مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۰۵ء۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر ہوتا ہے تو اللہ تعالی ہی اس کے جوارح ہوجاتا ہے ما ینطق عن الہوی کے یہی معنے ہیں۔ اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب کہ انسان کامل طور پر اللہ تعالی کا فرمانبردار اور اسکا وفادار بندہ ہوجاتا ہے اللہ تعالی کی رضا کے ساتہہ اسے کامل صلح ہوتی ہے اسکی کوئی حرکت کوئی سکون اللہ تعالی کے اذن اور امر کے ایک کل ہوتی ہے۔ ایسی حالتیں اسپر ما ینطق عن الہوی کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ مقام کامل اور اکمل طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تہا۔

*

مکر کا لفظ اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے استعمال کیا ہے پہر یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہی آیا ہے اور براہین احمدیہ میں میرے متعلق بہی ایک الہام ہے مکر کی حد اسوقت تک ہوتی ہے جبتک وہ انسانی تدبیر اور منصوبوں تک ہو لیکن جب انسانی منصوبوں کیطرح نہو تو پہر وہ خارق عادت ہوتا ہی کم نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار نے جو منصوبے کئے وہ اسمیں پورے ناکام اور نامراد رہے اور اللہ تعالی نے خارق عادت وطریق سے آپکو وعدہ کے موافق بچا لیا۔

*

مذہب کبہی سرسبز نہیں ہوسکتا جبتک کہ اسکی روحانیت کا بروز نہو۔ اسلئے ضروری تہا کہ اسلام کے کامیاب اور بامراد ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوچکے اور مدینہ طیبہ میں قبر کے اندر رہے گئی مگر میں یہ ماننے کو طیار نہیں ہوں اللہ تعالی نے مجہہ پر یہی ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قبر میں رکہے گئے وہ ایک پاک دانہ کی طرح رکہے گئے ہیں جس کو بہت سے خوشے لگے ہیں جو اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء کا سچا مصداق ہیں۔ اگر کوئی شخص اس امر کو نہیں مانتا تو وہ گویا تسلیم کرتا ہے کہ معاذ اللہ آپ ضایع ہوگئے حالانکہ آپکے برکات اور فیوض کا تو یہانتک اثر ہوا کہ مدینہ طیبہ کا نام یثرب بہی نہیں رہنے دیا کیونکہ یثرب ہلاک ہونے کو کہتے ہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور اللہ تعالی نے مجہپر اس حقیقت کو کہولدیا ہے کہ آپ مدینہ کی خاک میں اس دانے کیطرح ہیں جس سے ہزارہا دانے اگیں۔ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں وہ تعصب اور ضد میں اندہے ہوکر آپکو اس دانہ سے مشابہ سمجہتے ہیں جو معاذ اللہ کرم خوردہ ہو اللہ تعالی کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ نبی کے اخلاق عادات اور توجہ کسی اور کو بہی دیئے جاتے ہیں جو اسکی اتباع میں اسکی محبت میں کامل طور پر فنا ہوگیا ہو اور ظلی طور پر اس کے کمالات اور خوبیوں کو اپنے اندر جذب کرتا ہو، اس صورت میں اس نبی کا لباس علیحدہ اسکو دیا جاتا ہے اسوقت اسکا نام اس نبی کا ہوتا ہے یہی سر ہے جو انجیل میں لکہا ہے مسیح نہ آئیگا جبتک ایلیا نہ آئے۔ اور دوسرے مقام پر ایلیا کے آنے سے مراد اسکی خو اور طبیعت اور طاقت پر آنے سے لی گئی ہے۔ پس مہدی کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آئیگا اس سے یہی مراد ہے کہ وہ ظلی اور بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہوگا۔

*

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قایم ہوجائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی نے چاہا ہے۔

اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور انکا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بالکل بہول جاوے خدائے واحد کی عبادت ہو۔

میرے ان مقاصد کو دیکہکر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں یاد رکہنا چاہئے کہ جو کام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۸ ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲/

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کیلئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نرہے گی - اس اثنا مین خصوصًا گذشتہ سالون کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دیئے جاتے ہین -

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم	صہ	صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء	صہ	"
ازالہ اوہام ہر دو جلد	عصہ	"
آسمانی فیصلہ	۲/	
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور دعا	۶/	
ردشیعہ و خط نسخ	۶/	
حضرت قدس کی پرانی تحریرین	۱/	صرف پچیس درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دھرم	۱۰/	
تفسیر سورہ بقرہ	عہ	صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز	۱/	
برہان الحق	۲/	
التصبح	۱/	
سلک مروارید حصہ اوّل	۳/	صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی
اصلاح النظر	۲/	صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
الانذار	۲/	صرف ۸۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
رپورٹ جلسہ سالانہ	۸/	صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر	۳/	

تمام

درخواستون کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی - اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین -

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اور بزرگان ملت خیریت سے ہین۔

۲ - موسم سخت ہے - گرمی اور حبس کا کچھہ نہ پوچھو - اس قصبہ کی صفائی کا حال بدتر ہے مین اپنے مکرم بابو ہنت رام صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ قادیان آئین اور قصبہ کیحالت کا معائنہ کرین کہ کیسی ہے ؟ سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وبائی موسم مین صفائی کیطرف خاص توجہ ہو - اور خوردنی اور نوشیدنی اشیاء کا بھی کبھی کبھی ضرور معائنہ کیا جاوے -

تعلیم الاسلام سکول

سکول کے ریزرو فنڈ کیلئے مینے جو تحریک کی تھی - اسکے لئے سب سے اوّل منشی الٰہی بخش صاحب اور بابو منظور الٰہی صاحب نے بہٹنڈہ سے منظور کیا ہے کہ ایک ایک روپیہ فی خریدار کے حساب سے بے شک ۱۰ - اگست کا الحکم وی پی کر لیا جاوے - اگر دوسرے خریدارون نے کوئی جواب ندیا تو سمجھا جاویگا - کہ وہ اس تجویز کو لپسند فرماتے ہین - سکول کی مالی حالت قوم کی توجہ کے قابل ہے - بہت جلد سرمایہ کی فکر کرنی چاہئے - ورنہ اس مہینہ کی تنخواہین دینے کے لئے بھی منتظمان سکول کو سخت فکر ہو رہی ہے -

کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ

ایک آنہ فی کس کالج فنڈ کے لئے جو مانگا گیا ہے - اکثر احباب نے وہ چندہ بھیدیا ہے اور بعض بھیج رہے ہین ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کے لئے سعی کرے اور خاموش نہ ہو جاوے - رسید اگلے ہفتہ درج ہوگی -

شکریہ

مینے جب سے الحکم مین شادی کے اشتہارات دینے شروع کئے ہین اکثر درخواستین اندراج کے لئے آتی رہتی ہین - جسکو مین ایک مبارک تحریک سمجھتا ہون - اس سلسلہ مین میان اللہ دتا احمدی بھی کی قابل قدر اخلاقی جرأت کی تعریف کرتا ہون کہ جہان شیخ غلام احمد صاحب کی عزت اور مسکینی کو ملحوظ رکھکر بعض لوگون کو انہین لڑکی دینے مین تامل اور مضائقہ ہوتا تھا میان اللہ دتا صاحب نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کیساتھ کسی قسم کی شرط کے بغیر اپنی دختر نیک اختر کو انکے نکاح مین دینا پسند فرمایا - لیکن چونکہ انکی صاحبزادی کی عمر بہت چھوٹی ہے اسلئے شکرگذاری کے ساتھہ انکار کرنا پڑا اور نہ ایسے مخلص اور محسن کی فرزندی مین داخل ہونا شیخ غلام احمد صاحب بھی ازبس پسند فرماتے تھے اللہ تعالےٰ انہین جزائے خیر دے اور قوم کو ایسی مبارک تحریک کی تقلید کی توفیق دے - کہ وہ ہر ایک احمدی کو احمدیت کیوجہ سے اپنی جیسی عزت اور رفعت دین -

درخواست دعا

مین کئی امر مشکل دینی مین سخت گرفتار ہو گیا ہون - جو میرے حضور خشوع وغیرہ دینی کام مین خلل انداز ہے - امید ہے میرے واسطے ناظرین الحکم دعا فرماوین گے - راقم ملک غلام احمد

اسلامی دنیا

مدینۃ الجزائر سے مشرق کی جانب بلاد القبائل کے نام سے مشہور ایک علاقہ ہے یہان سلسلہ وار پہاڑیان دور تک چلی گئی ہین جن مین سے بعض بہت بلند ہین یعنی تین چار ہزار میٹر تک ان پہاڑیون پر ایام سرما و گرما مین ہمیشہ برف جمی رہتی ہے پہاڑی راستے نہایت تنگ ہین۔ کوئی فرد بشر وہان سے ہرگز گذر نہین سکتا اسواسطے وہان کے رہنے والے کسی کے محکوم نہین ہو سکتے اور انہین کسی دشمن کا خوف نہین بربری قومین وہان جا کر کسی زمانہ مین سکونت پذیر ہوئین۔ مورخین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ وہ قومین شمالی افریقہ سے آئی تہین۔ ان کی طبیعتین ہمیشہ سے بوجہ آزاد و غیر محکوم ہونیکے اپنی قدیم دلیری و عظمت بزرگانہ سے کچھہ بہی متغیر نہین ہوئین۔ تمام لوگ اعلےٰ درجہ کے نیک بخت مسلمان ہین کوئی شخص انمین غیر مذہب کا نہین ہے تمام لوگ مع اہل و عیال نماز کے پابند اور شریعۃ اسلام کے فدائی ہین۔ ان مین بڑے بڑے فاضل اور زبردست فقیہ موجود ہین جن کے کہنے پر یہ لوگ جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہین ان کی اپنی ایک خاص زبان ہے جو لکھنے مین استعمال نہین کرتے۔ اور تحریری معاملات مثل خط کتابت وغیرہ مین عربی سے کام لیتے ہین۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت زبردست اور دلیر ہوتے ہین چنانچہ ان کی بہادری کی یہ اعلےٰ دلیل ہے کہ فرانس کے ساتھہ وہ چوتہائی صدی برابر لڑتے رہے اور ۱۸۵۰ء سے پہلے اونہون نے فرانس کا ناک مین دم کر دیا تہا۔ آخر ۱۸۵۷ء مین فرانس نے ان پہاڑون کے درمیان بڑی بہاری فوجکشی کر کے ہموار سڑکین تیار کین۔ اور پہاڑون کے اوپر ایک قلعہ شاہی تیار کیا۔ جہان فوجین اور توپین بسہولت تمام پہونچ سکین مگر دولت فرانس باوجود اتنی کوشش کے ان لوگون کا کچھہ بہی نہ کر سکی اور ۱۸۷۱ء مین جبکہ فرانس کا محاربہ جرمن سے ہوا اسی سال فرانس کی لڑائی ان مسلمانون سے بہی چہڑ گئی جو برابر دو سال تک ہی اس لڑائی مین فرانس کی بیحد فوجین قتل ہوئین اور خزانہ کا ایک بہاری حصہ اس شدید مقابلہ مین برباد ہو گیا۔ جو ذلتی فرانس کو اس محاربہ مین اٹہانی پڑی وہ آجتک نہ بہولا ہوگا لیکن۔ ان پہاڑی مسلمانون کا استقلال پہاڑ سے بہی زیادہ مستحکم تہا جو ذرا بہی متزلزل نہ ہوا۔

یہہ علاقہ نہایت زرخیز اور بڑی بہاری آمدنی کا ملک ہے لیکن جب اجنبی ملک کا کوئی مسافر وہان جاتا ہے۔ تو ادسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہان کوئی فرد بشر ہرگز موجود نہین اور تمام علاقہ خالی پڑا ہے وجہ یہ کہ وہان کے لوگ پہاڑون کی تلیٹی یا کہوہون مین ایسے چہپے رہتے ہین کہ جبتک دیکھنے والے کو نظر نہین آتے یا پہاڑون کی چوٹیون پر ایسے مستحکم قلعے ہین یا ایسا سمجھو کہ ایک پختہ حصار ہے جسپر کسی فاتح کو فتح کرنے کی ہمت نہین پڑتی۔ پہاڑون کے نچلے حصون مین میدان وسیع ہین جن مین نہرین جاری ہین اور باغ لہلہاتے نظر آتے ہین۔ میوی بکثرت پیدا ہوتے ہین۔ بڑے بڑے کہیت دور سے دکہائی دیتے ہین جن مین قسم قسم کے غلے پیدا ہوتے ہین پہاڑون کے بالائی حصون کو درختون نے ایسا چہپایا ہوا ہے کہ وہ دور سے کم ہی نظر آتے ہین۔ خود رو میوے۔ انجیر۔ زیتون۔ مشمش بہت پیدا ہوتے ہین یہ لوگ جنگ و جدال کے طبعی طور پر شایق ہین جیسا کہ پہاڑی لوگ ہوتے ہین برخلاف میدانی لوگون کے کہ وہ طبعی طور پر ڈرپوک اور نیچے حاکمون کے محکوم ہونیکے خوگر ہوتے ہین۔ ان لوگون کی دلیری و شجاعت کے باعث فرانس نے ان قبائل سے اکثر جوان چن چن کر اپنی فوج کی زینت بڑہانے کو ملازم رکہے ہین بلکہ انکو زواف جو فرانس کے عساکر مین ایک زبردست فوج کا نام ہے اسی علاقہ کے ایک قبیلہ (زواف) کے نام سے موسوم ہو گئی ہے یہ لوگ بڑے قد آور۔ خوبصورت اور پہرتیلے جوان ہوتے ہین۔ ان قوم کے بہادر جوانون نے فرانس کے ساتھہ بڑی بڑی خیر خواہیان اور وفاداریان کی ہین۔ اور بڑے بڑے معرکون مین جانین لڑائی ہین اب دولت فرانس کیطرف سے ان مسلمانون کو بڑے بڑے فوجی عہدے بہی ملنے لگے ہین اور فرانس کے دلمین انکے ساتھہ کمال محبت جوش زن ہے اگر یہ لوگ تعلیم جدیدہ سے بہی بہرہ مند ہوتے تو امید تہی کہ ان کو فوجی عہدون کے علاوہ ملکی عہدے بہی نصیب ہوتے مگر یہ اکثر جاہل ہوتے ہین۔

مدینۃ الجزائر کے تمام سرزمین میں دوسرے قبائل سے بلاد القبائل کے پہاڑی باشندے کیا بلحاظ تجارت کے اور کیا بلحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ زراعت کے سر برآوردہ اور اعلےٰ درجہ کے آسودہ لوگ ہین چنانچہ فرانس کے بڑے بڑے شہرون مین ان کی تجارت ہوتی ہے اور پایہ تخت جرمنی و انگلستان مین انکی کوٹہیان و ایوان تجارت کہلے ہین۔ گماشتے بیٹہے ہین۔ یورپ مین مشرقی تجارت کے نام سے مدینۃ الجزائر کے تاجرون کی مصنوعات جا کر فروخت ہوتی ہے شہر تیزی اور زواف دو بڑے شہر ہین ان مین فرانس کیطرف سے ریلوی جاری ہے ان شہرون سے مدینۃ الجزائر ایک سو سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

فرانس کیطرف سے پادری لوگ مسلمانون کا لباس پہنکر اور بڑی بڑی تسبیحین ہاتہہ مین لیکر صوفیون کے بہیس مین وہان گئے تہے جو وہان ایک گرجا بنا کر رہتے ہین پہاڑی مسلمان اون سے سخت متنفر ہین کبہی کوئی ان کی طرف رخ نہین کرتا ورنہ وہ بازارون مین جا کر کہین مسیحی وعظ کر سکتے ہین۔ لیکن لاوارث یتیمون کو خرید کر تعلیم دینے کے بہانے سے اپنی تعلیم بہی خفیہ طور پر دیتے ہین۔ ۲۰ سال سے آجتک مسیحی مشنا دون کو وہان کوئی کامیابی نہین ہوئی حکومت کی طرف سے تنخواہین معقول پاتے ہین اور وحشیون کی طرح تن تنہا زندگی بسر کرتے ہین۔ ان مسیحی مشنا دون کو آئندہ بہی مدینۃ الجزائر مین کامیابی کی امید نہین کیونکہ وہ لوگ دین اسلام مین ایسے پکے ہین کہ کلمۃ التوحید کے خلاف کسی کی زبان سے ایک کلمہ بہی سن پاوین تو اسیوقت اسکو قتل کر ڈالین۔

(دکیل)

مسلمانان جاوہ کے حالات

۸۲۳ ہجری مین بلاد جاوہ کیطرف اہل اسلام سلاطین نے توجہ کی اور فتح کرنے کے بعد تمام جزیرہ کے مالک ہو گئے اور اسلامی دعوت سے اس بلاد کے لوگ کمال متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور گیارہوین صدی تک اسلام لوگون کے دلون پر اپنا سکہ جما تا رہا حتیٰ کہ سماٹرا۔ اور بورنیو۔ اور سلیبز تک جا پہونچا جن کا صدر مقام شہر مکاسر ہے لیکن اسوقت مسلمان حاکمون کی حکومت کا اس ملک مین یہ حال تہا کہ ہر ایک شہر مین الگ بادشاہ بنا ہوا حکومت کر رہا تہا۔ یہ بڑے بڑے شہر جہان حکومتین قائم تہین شہر بانٹن۔ ستر کورنلیس۔ بوقر۔ شانجور۔ باندوگ قاروت۔ جوگجہ۔ سوراکرتہ۔ سرابایا۔ سرمارانگ۔ بیکلونگون۔ تیگال تہے۔ یہہ بارہ شہر گویا مسلمانون کی بارہ حکومتین تہین۔ جو اب اون کے ہاتہہ سے جاتی رہی ہین صرف سوراکرتہ اور جوگجہ مین مسلمانون کی کسی قدر حکومت باقی ہے۔ اور سب ممالک گورنمنٹ ہالینڈ کے ماتحت ہین۔ ان دو شہرون مین بہی مسلمانونکی برائے نام حکومت ہے۔ یہانکے لوگ ہالینڈ کے سوا کسی کو اپنا بادشاہ نہین سمجہتے۔ آج کل اہل جاوہ کا یہ حال ہے کہ مسلمان تو کہلاتے ہین مگر دین اسلام کی اون کو کوئی بات معلوم نہین گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے انپر ہر وقت ظلم ہوتے رہتے ہین۔ اور وہ بیچارے مظلوم صبر و تحمل کیساتہہ برداشت کرتے ہین۔ عرب کے لوگ جو اواخر ۱۱۰۰ ہجری مین یہان آکر آباد ہوئے۔ اکثر تجارت پیشہ ہین علاقہ سماٹرا اور فونتیاک مین اور فیلا کے قریب کی بستیون مین بکثرت رہتے ہین۔ ان کی عادات بہی جاوہ کے لوگون سے ملتی جلتی ہین۔ اسکا سبب مدت سے علم و تعلیم کا چہوٹ جانا اور حکومت ہالینڈ کے زیر اثر رہنا ہے پہر بہی ٹوٹی پہوٹی عربی بول سکتے اور لکہہ پڑہ لیتے ہین۔ آجکل گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے اسلام کے برخلاف مدارس قائم ہوئے ہین۔ جنکے قائم کرنیکا اصلی مقصد اہل جاوہ کو اسلام کی محبت سے برگشتہ کرنا اور عیسائی مذہب کیطرف رغبت دلانا ہے۔ چنانچہ انکے بچون کو تعلیم عربی سے بلکہ سادہ کلام اللہ پڑہنے سے بہی روکا گیا ہے۔ یہ ظلم اس حد تک پہونچا ہے کہ جاوہ کے لوگون کو عربی لوگون سے ملنے تک کا حکم نہین۔ اگرچہ اہل عرب بہی وہان کے بالکل جاہل ہین۔ لیکن اتنا ہے کہ کلام اللہ کی دو چار سورتین انمین سے کسی کسی کو یاد ہونگی۔ نماز کوئی کوئی پڑہتا ہوگا یہ عیسائیون نے انکو بڑا دیندار اور قائم علی الدین سمجہا ہوا ہے۔ جاوہ کے لوگون سے انکو ملنے نہین دیتے۔ کہ یہ دین اسلام کی انکو تعلیم دینگے۔ عربی کی کتاب سیکہنا جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑہکر اور کیا دل دکہانیوالی مصیبت ہوگی۔ کہ پہلے جاوہ کے لوگ مولود شریف پر جمع ہو کر عربون سے کلام اللہ سنتے اور وعظ و نصیحت کی مجلس قائم کرتے تہے۔ اسپر حکومت کیطرف سے انکے لئے بڑی بڑی سخت سزائین مقرر کی گئین۔ اسلامی کتابین چہین کر جلائی جاتی ہین جس کے پاس سے کوئی کتاب مسائل دین کی نکلے وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے اہل علم باوجود ان عظیم خطرات کے دین اسلام کی تعلیم مین کوشش کرتے تہے۔ اس خناس گورنمنٹ نے اکثر علماء کو گرفتار کر کے جیل مین ٹہوک دیا۔ اور بہتون کو ملک بدر کر دیا۔ اسقدر متعصب گورنمنٹ روئے زمین پر کم ہوگی جس نے ملک سے سادات عظام و علماء اکرام اہل اسلام کی بیخ اوکہاڑ دی ہے۔ سو ان گذشتہ حالات سے آئندہ حالات کو قیاس کر لینا چاہیئے کہ وہان آنے والی نسلون مین اسلام کب رہ سکیگا؟

جزیرہ سماٹرا کے تاریخی حالات یہ ہین کہ خلافت عباسیہ کے وقت شہر آسیہ مین ایک جنگ جو بہادر جوہان شاہ نام تین ہزار نبرد آزما لیکر اس جزیرہ پر چڑہ آیا اور فتح پا کر وہان حکومت قایم کی جو اتبک چلی آتی ہے مسلمان امیر اس امارت پر جان نشین ہوتے آئے اب تیس ۳۰ برس سے ہالینڈ کی حکومت نے ان مسلمانون سے جنگ شروع کر رکہی ہے اس جنگ کا باعث سونیکی کان کا لالچ ہے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائید سے ابتک اس سلطنت نے مسلمانون پر فتح نہین پائی تمام جزیرہ سوماٹرا مسلمانون کے قبضہ مین ہے۔ اس جزیرہ کے علاوہ تین جزیرہ اور بہی اسلامی حکومت کے ماتحت ہین جن مین کان الماس و زمرد اور بڑے قیمتی جواہرات برآمد ہوتے ہین۔ اور سونیکی کان بڑی وسیع ہے۔ یہان کے مسلمان ان معدنون کے سبب سے نہایت مرفہ الحال ہین کوئلہ کی کان اور مٹی کے تیل کی کان بہی اس جزیرہ کے پہاڑون مین ہے۔ گورنمنٹ ہالینڈ ان جزائر کے گرد و نواح مین چند سواحل پر قابض ہے۔ جیسے بادانگ۔ فلیبانگ۔ جانبی۔ ڈیلی ان شہرون پر بہی ایک مسلمان امیر حکومت ہالینڈ کیطرف سے متعین ہے اور جزیرہ سلیبز کبہی ہالینڈ کے ماتحت نہین ہوا مگر مکاسر اسکے قبضہ مین ہے اور تمام مشرقی جزیرے جو آسٹریلیا کے قریب ہین سب ہالینڈ کے تابع ہین۔ تہوڑا سا علاقہ انگریزون کے قبضہ مین بہی ہے اور جزیرہ بورنیو مین کچھہ قبضہ سرکار انگریزی کا بہی ہے جہانسے قلعی۔ چاندی۔ الماس۔ اور کوئلہ کی کانین برآمد ہوئی ہین۔ حکومت ہالینڈ کے قوانین گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہین اسی سال رواں کی ابتدا مین عربون اور چینی تاجرون کی راہداری مین کچھہ تخفیف کی تہی۔ اور ابہی اس قانون مشتہرہ کو بدل ڈالا اور مسافرون کی راہداری گران کر دی۔ تاجرون پر بہاری ٹیکس لگا دیا۔ ہالینڈ کا موجودہ حاکم نہایت جابر و طامع ہے۔ ہر سال ٹیکس اور محصول زیادہ کرتا جاتا ہے چنانچہ سالہائے گذشتہ کی نسبت امسال چوگنا محصول بڑہا دیا ہے۔ سال رواں کی ابتدا مین مسافرون کی راہداری پانچ روپیہ پر ملتی تہی اب دس روپیہ کر دی ہے اور درخواست کا محرر بہی ایک روپیہ لے لیتا ہے اسی طرح دوسرے ظلم جن کا شمار نہین ہو سکتا اس حکومت مین مسافرون پر ہوتے ہین۔

(دکیل)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ ملٰک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

ترجمہ۔ حمد اور ستائش اور مدح اس بڑے رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اور رحمان العالمین ہے۔ اور رحیم العالمین ہے۔ اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اسکی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی انکا انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنے پرورشیں ایک خاص رنگ۔ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس لیے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اسلئے ایسی چیزیں پرستش کے لایق نہیں۔ علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے وہ سچے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لایق نہیں ہیں اسیطرح دوسرے مقام پر فرمایا۔ **لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن** یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند آسمان آگ۔ پانی وغیرہ کی ہیں۔ چاند اور سورج کا ذکر کرکے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز انکی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ میں یعنے سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب اگاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دعا کے پیرایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنی تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کرکے اور اسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو درد دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھائی گئی ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند۔ سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے مونہہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جائے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے

ایاک نعبد و ایاک نستعین

یعنی میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اسطرح بنی نوع کا حق ادا کرے اس لئے دعا میں **اھدنا** کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب اُن پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کیطرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کیوجہ سے ہلاک کئے گئے، اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے، جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جسقدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کیلئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسمار اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسیطرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک نیا دور انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا دور ابھی نہیں آتا مگر انس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہیئے

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جب کہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قمار بازی۔ زناکاری اور جھوٹ فریب۔ دغا۔ بدزبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی۔ چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قایم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذونادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے کہ گویا اسکو کل جگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھائی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے ....

....

کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کرکے اس کے دل کو اس پانی کا ابر بہار بناتا ہے تب وہ پانی اس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی بادصرصر نے تباہ اور خراب کر دیا تھا اور انہیں معرفت الہٰی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول انہیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بہرہ دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ **صیف** کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسیطرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنے موسم گرما آتا ہے۔ یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبعیتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الہٰی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنے سے **ست جگ** کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اسمیں **کلام** کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر **صفات** پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں **موجود** ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہمپر کھولدیا ہے کہ سورج وغیرہ **بذات خود** کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی **طاقت زبردست** ہے جو **پردہ** میں ہر ایک کام کر رہی ہے **وہی ہے** جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں **خود** داخل ہو کر انکو **منور** کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے **وہی ہے** جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا **مظہر** بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے **اسی** کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑہ جو آگ میں پڑکر آگ کی شکل بنگیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر در اصل وہ صفات اسکی نہیں بلکہ آگ کی ہیں اسیطرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جسقدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو ان میں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا انکی علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی[*] آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے **کلمات** سے ہی دنیا کی پیدایش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہوگا کہ الہٰی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب اجرام بطور چھلکے کے ہیں اور وہ **مغز** ہے اور سب صفات اسی کیطرف رجوع کرتی ہیں اسلئے اس کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے فعل ہیں اور انکی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العلمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ یعنے دنیا ایک شیش محل ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحملناهم في البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

(باقی آیندہ)

حاشیہ[+] آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین و آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم سے تھیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم ہے اور انادی ہے اور پرمانو پر کرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں اور قدیم اور انادی ہیں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کیوجہ سے اسقدر آریہ صاحبوں پر غصہ نہیں کرتے جسقدر ہمیں انکی بدقسمتی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل **گیان** انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کئے جنکا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔ کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الہٰی سے اور اسکے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔ **افسوس** کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کی بناوٹ میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کی بناوٹ میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اسقدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کیلئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے۔ اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں پس اس صورت میں وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کیلئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اسکے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے انکی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور سوچ بچار کے وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کی حصول کیلئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی انکا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاکدامن اور پاک دل عورتیں بھی ہوتی ہیں جنکو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا ہم نے صدہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے شائد چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہئے، اور میں نے دیکھا کہ میری وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کر دیں کہ ایسا ہی ہو جائیگا تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کے میرے پر پڑے تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیئے۔ اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبد اللہ سنوری اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سرخ قطرے تر بتر میرے کرتہ پر پڑے تھے اور کچھ عبد اللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تمام کشفی معاملہ تھا ظاہر میں ان خونی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا، اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بجز اسکے کیا جواب دیسکتے ہیں کہ یہ قصہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ ہے جو ہمیشہ آریہ مرگیا ہے کیونکہ انہیں تو نمیں وہ کتاب ... اور روشنیں [illegible]

[*] کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اسکی ناراضگی کے دور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو جس میل کو ہر روز آگ میں ڈالو گے کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے اگر وہ شخص جو نہ خدا کے حسن کا قائل ہے یعنے اسکو پورا قادر نہیں جانتا اور نہ خدا کی احسان کا قائل ہے یعنی یقین نہیں رکھتا جو اسکی روح جو اسکے اندر بول رہی ہے وہ خدا کی وہ خاک اپنے پرمیشر سے محبت کرے گا۔ منہ

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۳

(الطریق معارضۃ بالقلب)

اثبات لبطلان بعض عقائد فاسدہ علی حائری لاہوری علیہ ما یستحقہ کہ در ملک پنجاب اسباب ضلالت فراہم آوردہ است۔

باعث تحریر این مضمون و دیگر مضامین شخصے کشمیری الاصل اجہل الناس علیہ ما علیہ موسوم بہ علی حائری میباشد۔ حالات عجیبہ و مقالات غریبہ وے کہ کمتر از مضحکہ صبیان و حیلے نسوان نیست خواستم کہ درین مضمون و دیگر مضامین برائے ملاحظہ احباب اطیاب و مطالعہ اصحاب انجاب بالجملہ نوشتہ باشم تا عرفا دانستہ باشند کہ از جملہ شصت کذابان کہ ذکر آنہا در حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ است این کشمیری عجیب غریب میباشد کہ بحیلہ و فریب و کذب و دروغ میخواہد کہ خلق اللہ را از صراط مستقیم دور انداختہ ہمراہ جہنم ببرد۔ خدا لعنت کند گروہے را کہ فروختند دین را بدنانیر و دراہم و دست ظلم و تعدی را نسبت با امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان و متبعانش دراز کردہ اند۔

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ قبل ازین دو مضمون در رد کتاب غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ این کشمیری علیہ ما یستحقہ در جریدہ الحکم بطبع در آمدہ بود کہ اخویم مفضل چنگوی در کتاب خود نصرۃ الحق نام در پے افحام و اسکات مخالفین شد و دلائل و براہین ضعیفہ و واہیہ مخالفین را عموماً و علی حائری را خصوصاً اوھن من بیت العنکبوت باثبات رسانیدہ ناچار ارادہ تحریر جواب غایۃ المقصود را ترک گفتم و فارغ نشستم مگر سپس معلوم شد کہ این کشمیری علیہ ما علیہ و مقلدانش کتاب غایۃ المقصود جلد چہارم را کتابے لاجواب پندارند و بدان فخر و مباہات آرند و چونکہ کتاب مستطاب نصرۃ الحق ہنوز مجموعاً زیور طبع نپوشیدہ است لہذا خواستم کہ چند اغلاط مجتہد المتشیعین را کہ در غایۃ المقصود جلد چہارم بکمال جہالت و کوتاہ نظری از و سرزدہ درین مضمون و مضامین آیندہ بدین ناظر سازم بنابر آن این چند سطر در معرض قلم سازم۔ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان۔

غایۃ المقصود صفحہ ۱۱ قولہ تسلط طاعون بر ہندوستان آیا بطریق غضب اللہ مثل ازمنہ سابقہ بر امم انبیاء سابقہ نازل شدہ است یا بنہج امراض و آفات و بلیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص وجزام وغیرہا بنا بر اول مخالفت قرآن عظیم لازم آید زیرا کہ در شان رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن ناطق و صادق است وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان و تفسیر این میکند آیہ شریفہ سورہ انفال قولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسم خداوندی نیست کہ عذاب کند ایشانرا و حال آنکہ تو رحمت عالمیان میان ایشان موجود باشی پس جزا و سزا است ہر دو مر این ہی رحمت را منحصر در آخرت گذاشت تا رحمت عالمیان بودن آنحضرت صلعم ثابت گردد۔

اقول ایہا الناظرین! این اولین دلیلی است کہ مجتہد شیعیان در جلد چہارم غایۃ المقصود بتردید امامنا حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ الاحد[1] نوشتہ است پس ہرگاہ این دلیلش بآیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ ضعیف و مردود ثابت بشود دیگر اوراق وے را در جلد چہارم مندرج ساختہ بر آن قیاس توان کرد۔

حالا ببانگ بلند میگویم کہ مجتہد علیہ ما علیہ درین مسئلہ طریق صواب نہ پیمودہ بلکہ از منہج بغایت دور افتادہ۔ فی الحقیقت نزول عذاب بر منکرین و معاندین اسلام و کفار و منافقین لئام منافی رحمت نیست و تفسیر آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ نہ چنین باشد کہ مجتہد پنداشتہ ناظرین باید قرآن کریم را در دست گیرند و سورہ انفال را نیک تلاوت فرمایند۔

قال اللہ تعالے (۱) واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک۔

و انگاہ کہ گفتند بار خدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو۔

واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۞ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وھم یستغفرون ۞ وما لہم الا یعذبہم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرھم لا یعلمون ۞ وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

ترجمہ:- و انگاہ کہ گفتند بار خدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو پس برسان سنگ را از آسمان ہا ببار بر ما عذاب دردناک را و نیست خدا کہ عذاب کند ایشانرا و تو میان ایشان باشی و ہرگز نیست خدا عذاب کنندہ ایشان و ایشان استغفار میکنند یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغمبر درمیان قوم باشد عذاب عام نمیکند و ہمچنین تا ایشان استغفار میکنند عذاب نمے آید و نیست مر ایشانرا یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان کہ عذاب نکند ایشانرا خدا و حال آنکہ ایشان باز میدارند یعنی مردمانرا از مسجد الحرام و نیستند سزاوار آنجا۔ نیستند سزاوار آنجا مگر متقیان۔ لیکن بیشترین ایشان نمیدانند یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغمبر درمیان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست و نیست نماز ایشان نزدیک خانہ کعبہ بجز صفیر کردن و دستک زدن پس بچشید اے کافران عذاب را بسبب کافر شدن خود

ازان آیہ کریمہ ظاہر و روشن است کہ چون کفار مکہ درخواست نزول عذاب کردند خداوند فرمود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تا آنکہ از مکہ ہجرت نمیکند عذاب نازل نمیشود یعنی بعد ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عذاب نازل خواہد شد چنانچہ آیہ کریمہ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ دلالت صریحہ دارد برین۔ پس استدلال مجتہد علیہ ما علیہ بآیہ کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین و آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم بجوے نیرزد۔ مغالطہ بیش نیست۔

علاوہ برین دیگر آیات قرآنیہ نیز بر تکذیب مجتہد المتشیعین گواہ ہستند چنانچہ خداوند کریم در پارہ دہم سورہ توبہ میفرماید۔

(۱) وبشر الذین کفروا بعذاب الیم ۞ الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیہم عہدہم الی مدتہم ان اللہ یحب المتقین ۞

و خبردہ کافران را بعذاب دردہندہ مگر آنانکہ با ایشان عہد لبستہ بودند از مشرکان باز کمی نکردند با شما از چیزے و مدد ندادند بر شما کسے را پس بوفا رسانید بسوے ایشان عہد ایشان را تا مدت ایشان ہر آئینہ خدا دوست میدارد پرہیزگاران را۔

(۲) قاتلوھم یعذبہم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مومنین ۞ ویذھب غیظ قلوبہم ویتوب اللہ علی من یشاء واللہ علیم حکیم ۞ پارہ دہم سورہ توبہ۔

ترجمہ:- جنگ کنید با ایشان تا عذاب کند ایشان را خدا بدست شما و رسوا سازد ایشان را و فتح دہد شما را بر ایشان و شفا بخشد سینہائے گروہ مسلمانان را۔ و دور کند اندوہ دل ایشان را و رحمت باز گردد خدا بر ہرکہ خواہد و خدا دانا و استوار کار است۔

(۳) ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا ط سورہ توبہ رکوع ۴

پس فرو فرستاد خداوند سکینت بر رسول خود و بر مومنین و فرو فرستاد لشکر کہ شما ندیدید و عذاب کرد کافران را۔

(۴) یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ط وماواھم جہنم ط وبئس المصیر ۞ یحلفون باللہ ما قالوا ط ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وھموا بما لم ینالوا ج وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ ج فان یتوبوا یک خیرا لہم ج وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ ج وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر ۞ سورہ توبہ رکوع ۱۰۔

ترجمہ:- اے پیغمبر جہاد کن با کافران و با منافقان و درشتی کن بر ایشان و جائے ایشان دوزخ است و وے بد جائیست سوگند میخورند بخدا کہ نگفتہ اند و ہر آئینہ گفتہ اند سخن کفر و کافر شدہ اند بعد اسلام خویش و قصد کردند آنچہ نیافتند یعنی ایذائے پیغمبر و انکار نکردند الا برآن کہ توانگر ساخت ایشانرا خدا و رسول از فضل خود پس اگر توبہ کنند بہتر باشد ایشانرا و اگر برگردند از توبہ عذاب کند ایشانرا

[1] اگر این استدلال مجتہد صحیح باشد عقیدہ رجعت کہ شیعیان بدان نازکنند مغالطہ بیش نیست۔ سازم نجم الدین احمدی کرنالی

خدا بعذاب درد دہندہ در دنیا و آخرت و نیست ایشانرا در زمین ہیچ کارساز و ہیچ کارساز یاری دہندہ۔

(۵) ومن حولکم من الاعراب منٰفقون ومن اهل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم سورہ توبہ رکوع ۱۳

ترجمہ۔ وازانکہ حوالی شما از اعراب منافقانند و بعض اہل مدینہ خوگر شدہ اند بنفاق تو نمیدانی ایشانرا ما میدانیم ایشانرا۔ عذاب خواہیم کرد ایشانرا دو بار یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات بینند باز گردانیدہ شوند بعذاب بزرگ۔

ایہا الناظرین ازین آیات کریمہ و دیگر آیات قرانیہ ظاہر و باہر است کہ نزول عذاب بر کفار و منافقین مطابق نصوص قرانیہ جایز و واقع و ثابت و متحقق است پس اعتراض مجتہد علیہ ما علیہ سراسر غلط است۔ صرف نظر ازین مصنف علیہ ما علیہ بتحفہ درصفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ مرض طاعون را علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام تسلیم میکند پس از مصنف بلند نظر این سوال جواب طلب میباشد کہ طاعون مذکور در زمانہ حضرت امام ہمام علیہ السلام چہ طور ظاہر خواہد شد آیا بطریق نزول عذاب بر منکران حضرت امام علیہ السلام و یا امراض و آفات و بلیات شدادلہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جذام بصورت ثانیہ طاعون را علامت مہدی علیہ السلام قرار دادن چہ معنی دارد بصورت اول اعتراض مصنف را اگر سفاہت و جہالت گفتہ شود دیگر چہ توان گفت **قولہ** حضرت خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم و اہل بیت اطہارش را باوجود رسیدن اینقدر زحمت مشقات و ظلم ایشان نفرین و دعائے بد ہم درحق این امت مرحومہ نکردند تا خلاف وعدۂ خدا لازم نیاید۔

اینست معنی رحمت اللعالمین بودن ایشان پس ہرگاہ بوقت ظلم کردن بجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اہلبیتش نظر بوعدہ وما کان اللہ لیعذبهم ایشان را خدا عذاب نکند چگونہ ممکن است کہ بوجہ بدگفتن تو نزول عذاب فرماید **اقول** این تحریر مجتہد عدیم النظیر ہم بکرسی تحقیق نمی نشیند بلکہ صراحتاً دلالت دارد بر آنکہ مجتہد شیعان چنانچہ از کتاب و سنت بے خبر است از اصول و فروع امامیہ نیز خبری ندارد **تنبیہ الغافلین** باسکات و افحام معاندین روایتی چند از اصح الصحاح المتشعین نقل میکنم در فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد ا کتاب الجنایز بصفحہ ۹۹ روایتی چند از امام جعفر صادق علیہ السلام مروی است کہ دو تا روایت از انجملہ بطریق نمونہ نقل بر داشتہ میشود چون عبداللہ بن ابی بن سلول بمرد نبی صلے اللہ علیہ وسلم بجنازہ او تشریف ارزانی داشتند پس عمر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ نگفت عمر بار دگر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خرابی باد ترا تو چہ دانی کہ من چہ گفتم و چہ طور دعاء کردم۔ گفتم من بدین طور دعاء کردہ ام کہ خداوندا شکمش را با آتش پر کن و قبر او را با آتش پر کن و او را بجہنم برسان۔ روایت است

عن ابی عبد الله علیه السلام قال لما مات عبد الله بن ابی بن سلول حضر النبی صلی الله علیه وآله جنازته فقال عمر یا رسول الله علیه وآله یا رسول الله انی قلت اللهم احش جوفه نارا واملأ قبره نارا واصله نارا

روایتی دیگر نیز درہمین صفحہ منقول است وھی ھذا

عن ابی عبد الله علیه السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی صلوات الله علیهما یمشی معه خلفه مولی له الحسن علیه السلام این تذهب یا فلان قال فقال له مولاه افر من جنازة هذا المنافق ان اصلی علیها فقال له الحسین علیه السلام انظر ان تقوم علی یمینی فما تسمعنی اقول فقل مثله فلما ان کبر علیه ولیه قال الحسین علیه السلام الله اکبر اللهم فلان عبدک الف لعنة مؤتلفة غیر مختلفة اللهم اخز عبدک فی عبادک وبلادک واصله حر نارک واذقه اشد عذابک فانه کان یتولی اعداءک ویعادی اولیاءک ویبغض اهلبیت نبیک۔

ترجمہ مرویست از امام جعفر صادق علیہ السلام کہ شخصے از منافقین بمرد امام حسین علیہ السلام ہمراہ جنازہ او میرفت غلامی از غلامان امام حسین علیہ السلام دوچار شد امام حسین علیہ السلام از و پرسید کہ اے فلان کجا میروی گفت از نماز جنازہ این منافق میگریزم امام فرمود نزد راست من ایستادہ شو بشنو آنچہ من بگویم تو ہم مثل آن بگو چون ولی آن میت تکبیر گفت حضرت امام حسین دعا کرد بار خدایا برین بندہ فلان خود لعنت بفرست ہزار لعنت کہ پے در پے باشد مختلف نباشد بار خدایا رسوا کن این بندہ خود را در بندگان خود و او را بجہنم برسان و او را سخت ترین عذاب خود بچشان کہ او دشمنان ترا دوست میداشت و با دوستان تو دشمنی میکرد و با اہلبیت نبی تو بغض میداشت۔

حالا ناظرین انصاف بفرمایند کہ مجتہد شیعان با این طمطراق ہمہ دانی از اصول و مبانی طایفہ خود ہم چہ قدر بیخبر است **قولہ** و بنا بر ثانی این آفات و بلیات و الآم و امراض و اسقام من اللہ العلام تنبیہاً للخواص والعوام برائے امام مقرر و معین اند و در نزول و تسلط آنہا مصالح و حکم بے شمار باشند۔

الی قولہ پس بخیال فقیر حقیر نزول چنین ابتلا از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الی الجنتہ و مکارم و اعطاف مبعدہ از جہنم برائے خواص و عوام است پس چنین الطاف مقربہ را عذاب و غضب اللہ نامیدن البتہ موجب غضب خداست کہ مستحقش بجز مرزائی کادیانی دیگری نمیتواند شد اللهم لقه منک غضباً مکشوفاً موفوراً انتہی بالفاظ الخبیثہ۔

اقول ایہا الناظرین ہرگاہ بہ تحقیق مجتہد علیہ ما علیہ بوضوح پیوست کہ تسلط طاعون بر اہل ہندوستان از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الجنتہ و مکارم و اعطاف متعدد از جہنم برائے خواص و عوام و پر ظاہر کہ بر مسلک امامیہ اثنا عشریہ لطف بر خدا واجب است پس ما را میرسد کہ بگوئیم کہ خدا را واجبست کہ جملہ امامیہ اثنا عشریہ و نیز امام غایب الزمان را عموماً و مجتہد علیہ ما علیہ را خصوصاً ذایقہ طاعون بچشاند اللهم لقه منک غضباً مکشوفاً موفوراً کہ بہترین مستحقش بجز حائری لاہوری و قوم او دیگری نمیتواند شد۔

و آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ در فلاسفی ابتلاء آفات و آلام من اللہ العلام حوالہ قلم ساختہ مصداق این شعر است۔

حرف درویشان بدزد و مرد دون
تا بخواند بر سلیمی صد فسون

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ تجویز نزول عذاب بر مقربان بارگاہ الٰہی سخنیست کہ بجد کفر میرساند البتہ انبیا و اولیا و صلحا و اصفیا را ابتلا پیش آمدن بطریق عقل و نقل رواست مگر آن ابتلا بطریق عذاب نمی باشد بلکہ در آن مصالح و حکم بیشمار میباشد۔

قولہ۔ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت این طاعون علامت مہدویت تو میبود البتہ میبایست کہ تمام روے زمین شورہ و شیرین حادث میشد زیرا کہ امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ محض برائے ہندوستان بنابران نزول عذاب طاعون برائے اہل ہند مخصوصاً معنے ندارد۔

اقول۔ درین مضمون از آیات قرانیہ باثبات رسانیدہ ایم کہ عذاب قتل بر کفار مکہ نازل شد پس معترضی ہمچو مجتہد علیہ ما علیہ نیز آن گفت کہ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت نزول عذاب قتل بر کفار مکہ علامت صادقہ رسالت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میبود البتہ میبایست کہ بر تمام میکرد مخالفین روی زمین میشد زیرا کہ حضرت رسول عربی بقول خود برائے تمامی اہل زمین ہادی بودند نہ محض برائے عرب بنابران نزول عذاب قتل برائے اہل عرب مخصوصاً معنے ندارد فما ہو جوابکم فہو جوابنا۔

ثانیاً مجتہد علیہ ما علیہ درہمین کتاب خود بہ صفحہ ۱۲۰ از نسخہ اکمال الدین مطبوعہ ایران آوردہ است قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتی یذهب من کل سبعة خمسة فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ حالا ازو استفسار میرود کہ این طاعون بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا نے بصورت اول حاجت ظہور مہدی چیست بصورت ثانی امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ مخصوص برائے ملکی از ممالک بنابران نزول عذاب طاعون برائے ملکی مخصوصاً معنے ندارد فما جوابکم فہو جوابنا۔

ثالثاً این عذاب طاعون کہ باقرار مجتہد علیہ ما علیہ از علامات امام مہدی علیہ السلام است آیا در آن واحد بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا در اوقات مختلف بصورت اول دلیلے بر آن و حاجت ظہور مہدی و موت احمر چیست بصورت ثانیہ فما ہو جوابکم فہو جوابنا۔

(باقی دارد)

راقم
صادق حسین مختار۔ سکرٹری
انجمن احمدیہ اٹاوہ
۱۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

وصیت نور دین

ناظرین الحکم کو معلوم ہوگا کہ پچھلے دنوں جب حضرت حکیم الامۃ (لضیب اعدا) بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت آپ نے خاکسار ایڈیٹر سے فرمایا تھا کہ اس حالت کرب و اضطراب میں میں نے ایک مضمون لکھا ہے وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کو مل گیا ہے جسے وہ ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل میں چھاپتا ہے - اصل مضمون چونکہ عربی میں ہے اسلئے پہلے اصل چھاپتا ہوں اور اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اسکا ترجمہ مع بعض ضروری حواشی کے میں درج کروں گا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم (ایڈیٹر)

هذا شهادتي امانة عند كل من سمع او نظر فهم بعد ان اشهدت الله تعالى وملائكته عليها - وانا الفقير الى رب العلمين - نور الدين - اللهم اجعله كاسمه - آمين -

ان الله تعالى ربي رب العالمين - الرحمن الرحيم مالك يوم الدين - وان الله الاحد الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد - وحده لا شريك له له الملك وله الحمد - الحي القيوم - وانه بكل شئ عليم يدبر الامر من السماء الى الارض - القادر - الفعال لما يريد السميع البصير - كلم الله موسى تكليما وله الاسماء الحسنى وهو الغني عن العلمين - استوى على عرشه وليس كمثله شئ - احاط بكل شئ علما وخلقا ووسع كل شئ علما واحصى كل شئ عددا يعلم السر واخفى الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير - عالم الغيب والشهادة فتعالى عما يشركون - هو الاول ليس قبله شئ هو الآخر ليس بعده شئ هو الظاهر ليس فوقه شئ هو الباطن ليس دونه شئ لا راد لقضائه ولا معقب لحكمه بيده الخير وهو على كل شئ قدير و تمت كلمة ربك صدقا وعدلا - لا مبدل لكلماته وليس بظلام للعبيد و لا يظلم ربك احدا ولله الحجة البالغة ولو شاء لهدى الناس جميعا يغضب ويرضى ويفرح بتوبة العبد - ولا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار .... وهو اللطيف الخبير ومع هذا وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة -

والقرآن كلام الله نزل به الروح الامين على مولينا ورسولنا خاتم النبيين وسيد ولد آدم رحمة للعلمين - ارسل الى الناس نعم الى الناس كافة قال تعالى قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعا - ونزل احسن الحديث ووعد انه حافظه كما قال تعالى انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون - وهو هدى ورحمة وشفاء وروح - وفضل - وكفاية وقد كفني -

والملائكة حق والرسل حق وكتب الله وما انزل من قبل حق ولم يزل الله ربا رحيما متكلما ولا يزال - وخلق كل شئ فقدره تقديرا والقبر والسوال فيه والنشر والحشر حشر الاجساد والحساب وفريق في الجنة وفريق في السعير والصراط والشفاعة لاهل الكبائر - فضلا عن الصغاير ولرفع الدرجات حق - نعماء الجنة حق فهي عطاء غير مجذوذ والآلام النار - وان عليها تسعة عشر حق و ان ربك فعال لما يريد وقد سبقت رحمته غضبه - وانه ارحم الراحمين واحكم الحاكمين واكرم الاكرمين -

ثم الاسلام بني على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله والصلوة والزكوة والصوم والحج - وان الصلوة وسواها كما ثبتت في التعامل والسنة وكما بينت مشرحا في الموطا والبخاري ورائيتها في المومنين وايقنا انها سبيل المومنين وقال تعالى ومن يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا وان الله سبحانه تعالى كما امرنا باتباع ما انزل الينا امرنا باتباع محمد رسوله كما قال قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله وكما امر باطاعته امر باطاعة رسوله واطاعة اولى الامر - فقال واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم - بل و قال في اطاعة الوالدين وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا -

ولا بد ان نقدم اطاعة الله واطاعة كتابه على اطاعة الخلق واطاعة رسوله اطاعته تعالى عن سلطانه كما قال و من يطع الرسول فقد اطاع الله واحب اتباع السابقين الاولين من المهاجرين والانصار كما قال تعالى السابقون الاولون من المهاجرين والانصار و الذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه - فانهم اول من تزكى بتزكية حبيبنا وسيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم - والخلفاء الراشدون منهم ابوبكر وعمر وعثمان ما كانوا ولا واحد منهم منافقا ابدا فان الله تعالى وصف المنافقين بانهم هموا بما لم ينالوا وهولاء نالوا ما هموا - وهم مصداق وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض - وهم الغالبون كما ذكر في المائده وعلى منهم صهر رسول الله وختنه وزوج بنت الرسول فاطمة البتول وحبه ايمان وبغضه نفاق وهو اخ رسول محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بمنزلة هارون من موسى -

ومنهم سيد وهو حسن المجتبى اللهم نوي في قلبي حبه رضي الله عنه - فانه مصداق يصلح الله به بين الفئتين من المسلمين - واحب اخاه الحسين سيد شباب اهل الجنة قتل مظلوما شهيدا وابغض في مقابلته العنيد ذا الخبيثة فانه ما اثنى عليه احد خيرا - بل اثنوا عليه شرا -

واحب العشرة المبشرة واصحاب البدر وبيعة الرضوان ومن قتل في احد وجميع من بشره سيدنا وقرأنا في الصحاح - بل ومن اسلم على يده الكريمة و ات على الاسلام - كمعاوية ومغيرة ابن شعبة ما كذب منهم احد في امر الدين عن الرسول الاكرم وما كان احد منهم اطرش - وتركت من بد والشعور - الروافض والشيعة - والخوارج والمعتزله والمقلدة الجامدة التاركين لنصوص القرآن والسنة و الاحاديث الصحيحة الثابتة لقول احد والحمد لله رب العالمين - ومع هذا احب اباحنيفة ومالكا والشافعي واحمد ومحمد بن اسمعيل البخاري واصحاب السنن والفقهاء والمحدثين رحمهم الله واعظم ما عليهم واحب اتباعهم فانهم هم القدوة واثني عليهم خيرا - واحتاج الى تحقيقاتهم ومع هذا اقدم من قدمه الله ورسوله -

واعتقد ان عيسى عليه السلام توفاه الله قبل رفعه اليه كما وعد الله تعالى في اني متوفيك ورافعك الي - وما قتل و ما صلب وثبت رفعه لقوله تعالى بل رفعه الله اليه وقدم سبحانه في الوعد توفيه وما قدمه الله قدمنا وما اخره اخرنا ثم الله جعل الارض كفاتا احياء وامواتا - وقال تعالى ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل - فخلى عليه السلام كما خلت الرسل عليهم الصلوة والسلام -

وان عيسى ابن مريم الذي نازل نزل صلوات الله وسلامه عليه وان الله سبحانه وعدنا في القرآن في النور بان الله يستخلف من يستخلف منا - و صرح رسولنا سيد الاولين والآخرين سيد ولد آدم صلى الله عليه وسلم بان انا نازل امامكم منكم -

وشهد الله وملائكة واولو العلم بانه هو وشهد الشمس والقمر بانه المهدي والطاعون والجدب والقتال بانه المرسل كما قال ولقد ارسلنا الى امم من قبلك فاخذناهم بالباساء والضراء وفوزه وفلاحه مع مخالفيه الاريه والبراهمه والنصارى ومسكه والعلماء والمتصوفين والحكام واقاربه بني عمه بكرة ابيهم بانه هو المطاع - وتجد يره ونصرته بانه هو على الحق -

حضرت اقدس مرزا صاحب کی تصویر کی پوسٹ کارڈ

	سیکڑا	ہزار
بڑھیا دو رنگے	۲/-	عصہ ۸
یک رنگے	۱/-	عصہ ۲

دس ہزار کے لئے ۱ر اور پچاس ہزار سے اوپر کے لئے ۲ر ہزار رعایت - دیگر سب قسم کا مال معمولی کمیشن پر مل سکتا ہے -

حکم چند ایشر داس - مارواڑی بازار بمبئی

جاپانی چٹھی

دربارہ تبلیغ واشاعت اسلام وغیرہ

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم۔ ذیل کا خط درج اخبار فرما کر مشکور فرمایئے۔

(نیاز کیش خاکسار محمد اسحاق پراچہ از جاپان)

بخدمت مکرمی جناب محمد یعقوب شریف صاحب مترجم ملٹری سکرٹری سرکار عالی نظام حیدر آباد دکن گوشہ محل حیدر آباد۔

نوازش فرمائے بندہ السلام علیکم۔ مجھے آپ کا نوازش نامہ ملا۔ یاد آوری کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کا خط پڑھکر مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور یہی ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ ایک ایسی اسلامی ریاست سے جس پر ہماری قوم کی ترقی کا بہت کچھ دار و مدار ہو سکتا ہے قومی ہمدردی کی صدا سنی۔ آپ نے اگر میرے مضامین جو قبل اس کے مختلف قومی اخبارات میں نکل چکے ہیں ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ نے میری چٹھی جو بندہ نے مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب کے نام وکیل اخبار میں پچھلے مہینے بغرض اشاعت بھیجی تھی ملاحظہ فرمائی ہے تو آپ کو اپنے خط کا جواب بہت کچھ معلوم ہو گیا ہوگا۔ لیکن تاہم اسوقت بھی میں حتی الوسع وضاحت کے ساتھ آپ کے خط کا جواب عرض کر دونگا۔ آپ کے خط میں چونکہ کوئی پرائیویٹ بات نہیں تھی اسلئے مناسب ہے کہ ناظرین کے ملاحظہ کیلئے جواب سے پہلے اسی بیان پر درج کر دوں۔ تاکہ میرے جوابات تسلی بخش نہ ہونے کی حالت میں دوسرے بھائی اپنی رائے ظاہر کر سکیں۔ وہو ہذا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجمع محاسن اشفاق معدن مکارم اخلاق جناب مسٹر محمد اسحق صاحب زاد الطافکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار وکیل مطبوعہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء میں آپ کے اس وعدہ نے کمال ہی ممنون کیا کہ جو آپ سے صنعت وحرفت جاپان کے متعلق کچھ استفسار کرے آپ اس کو جواب دیں گے۔ آپ کی اس ہمدردی سے جو عمدہ تشویق ایسے کام کی دلا رہی ہے جسکی اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے علی العموم اہل ہند اور بالخصوص اپنی قوم کو ممنون شکر گذار ہونا چاہیئے واقعی یہ آپ نے اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے نیک ارادوں میں آپکی مدد کرے اور قوم کو اس سے منافع کثیر پہنچاوے۔ "دی ایسٹ" نامی جاپانی اخبار سے المنار مصری اخبار نے ایک نوٹ کا ترجمہ کیا تھا۔ اسکا ترجمہ اردو اخبار وکیل مطبوعہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء میں طبع ہوا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:۔

"اسلام کی تعلیم نے ہمارے دل پر گہرا اثر ڈالا ہے اور ہم اسلام اور مسلمانوں دونوں کے ثناخواں ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں عقاید اسلام کے متعلق اور بہت کچھ علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر مغایرت زبان ہماری سد راہ ہے اسلئے اگر مسلمانان چین اسلام کی تعلیمات کا لب لباب جاپانی زبان میں ترجمہ کر دیں۔ تو ہم ان کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔ اور ہمیں پورا موقعہ ملجائیگا کہ عقاید اسلام پر ایک محققانہ اور مناظرانہ نظر ڈالکر اپنے لئے کوئی فیصلہ کر لیں۔"

تبلیغ اسلام فرض کفایہ ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ایک قوم خود اسلام کی ماہیت کی تحقیق کیطرف مایل ہو۔ پس آپ (۱) یہ بتایئے کہ آیا اہل ہند کسطرح اس خدمت کا شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ (ا) اگر چند باہر علماء کو آمادہ کیا جاوے کہ وہ جاپانی زبان سیکھیں تو اس کے کیا وسایل ہیں۔ اور اسمیں کیا کیا دقتیں حائل ہونیکا اندیشہ ہے (ب) یہ بھی معلوم ہونیکی ضرورت ہے کہ اسوقت اہل جاپان کے معتقدات کیا ہیں۔ انکی معتقدات کی کتب کا غالباً ترجمہ کرانیکا انتظام کرانا بھی مقصد مذکور کے لئے ضروری ہوگا۔ تاکہ اس سے پوری واقفیت ہو کر اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ پر ہمارا عمل ہو سکے (ج) جاپانی قوم میں بھی آیا مسلمان ہیں اور انکی حالت مذہبی کیسی ہے؟

(۲) دوسری غرض یہ ہے کہ اسوقت اخبار وکیل کی پرزور تحریرات سے کچھ تحریک مسلمانوں کے قلوب میں کسب صنعت وحرفت کی ہو چلی ہے۔ اگر اسیطرح سلسلہ جنبانی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ پوری آمادگی بھی ہو جاوے۔ اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ مفصل طور پر ملک کو اس سے آگاہ کیا جائے (الف) کون کونسے صنایع ایسے ہیں جو جلد حاصل ہو سکتے ہیں اور ہماری موجودہ حالت کے موزون ہیں (ب) ان کے حصول کے لئے کسقدر انگریزی دانی کی ضرورت ہے۔ یا اور کیا شرائط ہیں؟ (ج) مصارف سفر ومصارف تحصیل اور مصارف ضروریات ماہوار کم سے کم جاپان میں طلباء کو کیا برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ (د) وہاں تعلیم صنعت وحرفت مدارس میں حاصل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کیلئے کارخانجات میں کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے یا کیا صورت ہے؟ (ہ) یہاں سے جو مصارف طالبعلم کو ماہوار بھیجے جاویں تو وہ کسطرح وہاں پہنچیں گے۔ امید کہ اگر طلباء کیلئے سہولت اور مصارف میں کمی کی تدابیر بتائی جائیں تو قبل اس کے کہ عام طور پر وظائف وغیرہ کا انتظام ہو خاص وہ لوگ جو ان مصارف کو برداشت کر سکیں پرائیویٹ طور پر اپنے اعزہ کو بھیجنے کی ہمت کریں گے۔ میں اب آخر اس نیاز نامہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپکو آپکے مقاصد میں پوری کامیابی عطا کرے والسلام خیر الختام۔ (نیاز مند محمد یعقوب شریف)

صاحب من! آپ کا خط تو ختم ہوا۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ لیکن اسوقعہ پر یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مجھے برادران وطن کیطرف سے قریب قریب اسی مضمون کے متعدد خطوط ملے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے میرے تمام بھائی اس خط کو مشترکہ جواب سمجھیں۔

آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں اور اپنے اس پیارے مذہب کی خدمت تن دہی سے کریں جسنے ہمکو بت پرستی سے بچایا۔ جس نے ہمکو جہالت سے نکالکر روشنی کے میدان میں ڈالا۔ اور جس نے ہمارے متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ ہر ایک قوم اپنی دینی اور دنیاوی ترقی اور اعزاز کیلئے سر توڑ کوشش کر رہی ہو۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تثلیث جیسے بے بنیاد مذہب کے پھیلانے کیلئے دوسری قومیں کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہیں۔ اور اپنا مذہبی جاہ وجلال پیدا کرنے کیلئے یا یوں سمجھئے کہ تمام دنیا کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اور عیسوی جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے پانی کیطرح روپیہ بہا رہے ہیں تو ہمارا بھی یہ فرض موقت ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت پورے طور سے کریں۔ اور اسلام کو دہریہ منش لوگوں کے حملوں سے بچاویں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہم ایسے وقت میں تبلیغ اسلام کیونکر کریں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر طرف مغربی تعلیم اور مغربی خیالات پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک شخص موجودہ سائنس اور فلسفہ سے اور عقلی دلایل سے جواب مانگنے کو طیار ہے۔ اور ادھر ہماری خود مذہبی کیا اور دنیاوی کیا ہر قسم کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ ہماری قوم میں نہ اب قوت ہے نہ سلطنت ہے۔ نہ حکم ہے نہ جاہ وحشم ہے نہ پیسہ ہے نہ علم ہے۔ اور نہ ہم میں اب مذہبی جوش ہے۔ ہم مسلمان کیا ہیں صرف کہنے کو برائے نام مسلمان ہیں۔ اور مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد دکھانیکو ہیں ورنہ سچ پوچھو تو ہم آجکل کے مسلمان اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور اپنے بزرگوں کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء ہیں تو تعصب کے پتلے ہیں انکو مذہبی خدمت سے یا تبلیغ اسلام سے سروکار نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کا دایرہ اسقدر محدود کئے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نماز پڑھنے والا۔ خدا کو وحدہ لاشریک جاننے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والا اور تمام اصول اسلام کو ماننے والا۔ ایک فروعی مسئلہ پر ان سے اختلاف کر جائے یا عقلی دلیل مانگے تو وہ کفر کا فتوے لئے تیار بیٹھے ہیں اور اسلام کے دایرہ سے اس کو نکالنے پر آمادہ ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بھی اس بیچارہ کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے فتوے لکھانے کو مستعد ہیں اور صرف تیار نہیں بلکہ عملی صورت میں بھی کر دکھاتے ہیں اور ایسی مثالیں بے شمار آپ دیکھتے ہوں گے۔ کسی خاص شخص کا نام لینے کی کیا ضرورت۔ یہ تو اپنے گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگانے کو تیار ہیں۔ اور آپ ہیں کہ ان سے غیر ممالک میں تبلیغ واشاعت اسلام چاہتے ہیں۔ ہماری قوم میں ایک مرض نہیں جس کا علاج کیا جائے یہاں تو سینکڑوں لا علاج بیماریاں ہیں کس کس کا درمان کیا جائے۔ ہماری اسلامی انجمنیں ہیں تو نام کیلئے اور نمود کے لئے اور اگر وہ سچے دل سے اسلام کی خیرخواہ اور اسلامی انجمنیں ہیں تو اہل اسلام کے لئے کیوں نہیں وہ کام کرتیں۔ جس سے مسلمانوں کو فائدہ اور اسلام کی ترقی ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا جاہ کرنا چاہتی ہیں۔ اور دوسروں کی نصیحت کو نہیں سنتیں؟ میں کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا مگر اتنا کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اب ہماری قوم میں وہ طاقت کہاں ہے کہ جس سے وہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے علماء کو اول گھر پر عرصہ تک تیار کرے اور بعد ازاں صرف کثیر کرکے ان کو جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے۔

اس موقعہ پر تو ہماری انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تھا کہ وہ جب سے حمایت اسلام کا دعویٰ کرتی ہے وہ اپنے ہاں طلباء کو مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی۔ اور ساتھ ہی انگریزی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی اور ایسے باخبر ہوشیار طلباء کو جاپان میں وظائف دیکر صنعت وحرفت کی تعلیم کے لئے بھیجتی وہ یہاں پر علوم وفنون سیکھتے اور ایک آدھ گھنٹہ ہر روز تبلیغ اسلام پر بھی خرچ کرتے۔ وہ اپنے ملک کے لئے در یتیم بنتے اور اشاعت اسلام کا مقصد بھی حل ہوتا گویا کہ ایک پنتھ دو کاج کے مصداق ہوتے۔ ہماری انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اسوقت عقل سے کام لے۔ میں خود پنجابی ہوں اور پنجابی بھائیوں کے خیالات سے خوب واقف ہوں۔ ہمارے کارکنان انجمن کو شرم آتی ہے کہ وہ اپنے سابقہ دستور العمل کو چھوڑ دیں میں انکی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ انسان آخر انسان ہے اس سے غلطی ہونا لازمی ہے اور مناسب یہ ہوتا ہے کہ جب اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو اس کو دور کیا جائے نہ کہ اپنی بے جا یامردی اور خودداری دکھانیکی غرض سے غلطی پر غلطی پر کیجائے اور ہٹ دہرمی سے کام لیا جائے۔ آپ نے کالج قایم کیا کس بات کے لئے؟ صرف اسی بات کے لئے تاکہ غریب مسلمان دوسرے کالجوں کی فیس ادا نہیں کر سکتے انکو آپ کے کالج میں سستی تعلیم دیجائے گی اور قوم کا فائدہ ہوگا۔ بیشک آپکا یہ نیک ارادہ تھا۔ خدا آپکو جزائے خیر دے۔ مگر افسوس ہے کہ آپکی یہ کوشش لاحاصل ثابت ہوئی ہے اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہونچا۔ آپکی امسال رپورٹ نتیجہ امتحانات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کالج میں سے صرف ایک شخص بی۔ اے پاس ہوا ہے۔ اب سخت افسوس کی بات ہے کہ ایک بی۔ اے نکلا اور قوم کا بیس بائیس ہزار روپیہ سالانہ کالج پر خرچ ہو۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم قوم کی خیرخواہی کر رہے ہیں اور ہم اسلام کی حمایت کر رہے ہیں

حیف ہے ایسی کچی اسلامی حمایت۔ اور اسلامی خیرخواہی پر مجھے آپ کے کالج میں چند روز کے لئے خود پڑھنے کا فخر حاصل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہاں ناقص انتظام تھا اور قومی سپرٹ کا نام ونشان نہ پاکر فوراً کالج کو چھوڑ کر علیگڈھ کی راہ لی۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے اگر آپ کا کالج ہماری ضروریات پوری کرسکے تو کیا ضرورت کہ ہم مشن کالج گورنمنٹ کالج وغیرہ میں جائیں۔

ذرا کان کھولئے! اور سنئے! جاپان سے صدا آرہی ہے کہ جاپان میں تبلیغ اسلام کیلئے اسلام سے باخبر علماء کو بھیجا جائے۔ اب ہماری قوم میں اتنی طاقت وثروت تو ہی نہیں کہ اس فرض کو پورا کرسکے اگر آپ کو اسلامی حمیت کا دعویٰ اور آپ کے کالج میں اسلام سے باخبر انگریزی تعلیم یافتہ طلباء موجود ہیں جیسے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہیں تو یہ وقت ہے کہ کالج کو توڑ دو جسکی تعلیم قوم کیلئے گران ثابت ہو چکی ہے۔ اور صنعتی تعلیم کیلئے وظایف دیکر طلباء کو جاپان بھیجو۔ وہ علوم وفنون یہاں سیکھیں اور نیز اشاعت اسلام کریں تبلیغ اسلام کیلئے اور ہر ایک مذہب کی اشاعت کے لئے اب تو تمام مہذب ممالک میں راستہ صاف ہے اور کوئی مشکل نہیں رہی کیونکہ تلوار نہیں چلانی پڑتی۔ اب تو صرف تقریر اور تحریر سے سب مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ تم باخبر مسلمان طلباء کو بھیجو۔ وہ یہاں صنعتی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ جاپانی اخبارات میں اسلام کے متعلق مضامین لکھیں اور لوگوں میں اسلامی خیالات پھیلائیں۔ پبلک مقامات پر ہر روز ایک آدھ گھنٹہ لکچر دیں اگر اتنا ہی نہیں تو صرف ہفتہ وار اتوار کے روز لکچر دیں۔ اپنے حسن اخلاق واطوار کا جاپانیوں اور غیر قوموں کو دکھائیں پھر دیکھئے اسلام کی اشاعت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ مگر یہاں تو افسوس ہے کہ قوم کے نوجوان جنپر قوم کی ترقی کا دارومدار ہے یورپ وجاپان وغیرہ میں جاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ اپنے مذہب کو بالکل خیرباد۔ خدا و رسول کا ذکر کبھی خواب میں نہیں آتا۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں رہکر ان کو اپنی سادی زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس قسم کی زندگی بسر کرنیکا خیال دماغوں میں سما جاتا ہے جو ہماری مالی حالت کیلئے کسیطرح موزون نہیں ہوتی۔ عیش پسندی۔ اور فضول خرچی یہ پہلے دو اثر ہیں جو ہمارے نوجوانوں پر غیر ممالک میں پڑتے ہیں گویا ان کا وجود بجائے مفید ہونے کے ملک کیلئے اُلٹا مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس خرابی کو رفع کرنے کیلئے ہماری قوم کو تو تدبیر کرنی چاہئے۔ اور اس خرابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بالکل ناقص ہے اور بچوں کو ایام طفلی میں مذہب سے بالکل ناواقف رکھا جاتا ہے اور یہ قصور ہمارا نہیں ہے بلکہ ہماری قوم کا ہے جو اس موجودہ تعلیم پر بیجا روپیہ صرف کر رہی ہے اور موجودہ تعلیم کے نقایص رفع کرنیکی کوشش نہیں کرتی۔

مجھے تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ہماری اسلامی انجمنیں ندوۃ العلماء اور دیگر تمام اسلامی مجلسیں خواہ وہ سنی ہوں شیعہ ہوں عیسائی ہوں یا کچھ ہوں جو اسلام کی حمایت کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اور اسلام کے نام سے قوم کا روپیہ نئے نئے بہانوں سے کھینچ لیتی ہیں آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں انکا عدم وجود برابر ہے انکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے سر میں درد ہو اور ڈاکٹر علاج اس کے پاؤں کا شروع کردے اور کہے کہ میں علاج کر رہا ہوں اور اپنی طبابت کا فرض جو میرا کام ہے پورا کر رہا ہوں عقلمند آدمی اسکی بات کو کب باور کریگا وہ تو اسے صاف سنائیگا کہ احمق تو اپنی دوا بھی ضایع کر رہا ہے اور مریض کا دوسرا حصہ کہ نیکی بجائے تو اس کا اور عضو بدن ضایع کر رہا ہے اسیطرح ہماری یہ اسلامی مجلسیں ہماری قوم کا علاج کر رہی ہیں اور ناواقف پبلک سے روپیہ اکٹھا کرنے کیلئے کسی نہ کسی نئی کی آڑ لئے ہوئی ہیں۔ افسوس ایسی حالت قوم اور اسلام کی دیکھکر یہی کہنا پڑتا ہے ؎

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے

ہائے افسوس ہے۔ ہم انہی مسلمانوں کی اولاد ہیں جنکی فتوحات عرب سے چین تک پہونچ چکی تہیں اور ادہر اندلس اور پیرس میں اسلامی جھنڈا جا گاڑا تھا۔ اور جہاں جاتے تھے اسلام کو ساتھ لیجاتے تھے۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے کوئی خاص مشنری سسٹم جاری نہیں کیا تھا۔ اور نہ اشاعت اسلام کیلئے خاص طور سے مسلمان پادری مقرر کئے تھے بلکہ ہر یک شخص خود پادری تھا جہاں وہ جاتے تھے سیر وسیاحت کیلئے تجارت کیلئے۔ ملکی فتوحات کیلئے ان اغراض کے ساتھ ہی وہ غیر قوموں کو تلقین اسلام بھی کرتے تھے۔ اپنا پاک نمونہ پیش کرتے تھے۔ آخر ہم بھی انکی اولاد ہیں جو تمام علوم کے بانی تھے۔ ہم انکی اولاد ہیں جو یورپ کے استاد تھے۔ اور آج وہی ہم ہیں کہ اپنے شاگردوں سے ہم وحشی اور جنگلی کہلاتے ہیں۔ اور اپنی حالت پر خوش اور قناعت کئے بیٹھے ہیں۔

ایک تو یہ تجویز ہے کہ اسلام کی اشاعت کی جو غرض کی کر دین سے واقف ہوشیار طلباء کو بھیجئے کہ وہ یہاں پر صنعت وحرفت سیکھیں اور نیز تقریر وتحریر سے اسلامی خیالات پھیلائیں۔ دوسری اس سے بھی آسان تجویز عرض کرتا ہوں جاپان میں جسقدر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں وہ عموماً انگریزی اور جرمن وفرانچ زبانوں سے واقف ہیں اور یہاں پر انگریزی اور جرمن اخبارات بہی نکلتے ہیں۔ اسلئے اسلام پر جو کتابیں انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں لکھی گئی ہیں ان کو یہاں کے کالجوں، بڑے بڑے کتب خانوں پبلک لائبریریوں اور عام کلبوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔ اور اسلام پر جو ماہواری رسالے انگریزی زبان کے اندر ہندوستان مصر وغیرہ میں شایع ہوتے ہیں وہ یہاں مفت بھیجے جاویں۔ چند ایک دلچسپ کتابوں کا نام عرض خدمت کرتا ہوں جیسے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ۔ پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ صاحب۔ لایف آف محمد (صلعم) یعنی خطبات احمدیہ انگریزی مولفہ سر سید احمد خاں اور علی ہذا القیاس اسیطرح کی انگریزی کتابیں جو اسلام کے متعلق ہوں۔ ماہواری رسالوں میں۔ ریویو آف ریلیجنز جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے نکلتا ہے اور ایسے رسایل جو اسلام کی تائید میں نکلتے ہوں یہاں بھیجنے چاہئیں۔ مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہوئے مجھے اسوقت بڑا افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قومی اخبارات اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔ انکا مقصد سوائے معدودے چند روپیہ کمانا اور اپنے خریدار ونکو خوش کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان کی اصلاح کرنا۔ بعض اخبارات جنکا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں اس پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہانتک تجاوز کر جاتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے پیر ومرشد یا کسی مذہب کے بانی کی توہین اسوجہ سے شروع کردیتے ہیں کہ پبلک اس شخص کو برا سمجھتی ہے لہذا ان کا اخبار عام پسند ہوگا اور جاہل پبلک کی نظروں میں باوقار سمجھا جائیگا اور لوگ کہیں گے کہ شاباش فلاں اخبار نے فلاں مردود کی خوب خبر لی ہے۔ میں ایسے اخبارات کی خدمت میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری قوم کو تو پہلے ہی سے گھن لگ رہا ہے اور اپنے پاک مذہب کے پرانے دستور العمل کو چھوڑنے کی وجہ سے جس نے ہماری متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا تھا۔ ہم پھر ایک قوم سے متفرق گروہ ہوگئے ہیں۔ اسوقت تو آپ کا یہ فرض تھا کہ ایسی تجاویز اختیار کرتے کہ مذہبی عداوت تعصب بغض عناد قوم سے دور ہو جاتا اور ہم ایک قوم بنجاتے اور ہمارے ذاتی خیالات کچھ ہی ہوتے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی کو ہم سے نفرت نہ ہوتی۔ آپکی ایسی تحریرات اور رنگ آمیز کارٹون دیکھکر فریق ثانی کا کلیجہ مارے غصہ کے خون ہو جاتا ہوگا۔ اور نتیجہ یہ کہ قوم کے افراد میں عداوت وبغض وعناد کی آگ دن بدن اور بڑہتی جاتی ہے اور جو اس کا انجام ہوگا وہ روز روشن کیطرح ظاہر ہے۔ ہماری قوم ایسی گر جائیگی کہ اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہیگا۔ آپکو مناسب ہے کہ قوم کی گری ہوئی حالت کو سنبھالو۔ یورپ کیطرف نگاہ کرو۔ وہاں بھی مختلف مذاہب ہیں اور وہاں بھی ہمارے ملک کیطرح سچے یا جھوٹے مجدد ومذہب ہونیکا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں ایک انگریز نے دعویٰ کیا ہے کہ [illegible] اترتی ہے اور وہ مسیح کا ایلچی ہے۔ مجھے ٹھیک اسکے دعوے کے الفاظ یاد نہیں۔ مگر انگریزی اخبارات میں اس نئے رسول کا بہت کچھ چرچا رہا ہے مگر کسی نے اس کے بارے میں ذرا بھی برا بھلا نہیں کہا۔ وجہ کیا؟ صرف یہی کہ اگر اس کا کوئی ماننے والا ہو تو اس کی دل آزاری نہو۔ اور قوم میں بغض وعداوت کی آگ نہ پھیلے۔ آپکو بھی یہی دستور العمل اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارا یہ فرض مقدم ہونا چاہئے کہ جو شخص ملک قوم اور مذہب کی بہتری کیلئے کچھ کر رہا ہو اسکی ہم امداد کریں۔

بھائی اگر امداد نہیں تو مخالفت ہی تو نہیں چاہئے۔ یہی حال ہماری قوم نے سرسید کے ساتھ کی۔ اسکی مذہبی خیالات کچھ ہوں کیا کیا۔ قومی کام میں اسکی مخالفت شروع کی اور یہ نہ سمجھا کہ ہماری ملک وقوم کی ترقی کیلئے ہمکو کارکنان کی ضرورت ہے۔ اس سے ہمکو کیا غرض کہ وہ کون ہیں؟ اور کس خیالات کے ہیں۔ بھائی تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز تمہاری قوم یا مذہب کی ترقی کے لئے تمہاری مدد شروع کرے تو تم اسوجہ سے اسکی امداد کو منظور نہیں کروگے کہ وہ عیسائی ہے؟ نہیں بلکہ تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ تم بڑے خوش ہوگے۔ آرنلڈ صاحب نے ایک پریچنگ آف اسلام لکھدی تو تمہاری قوم مارے خوشی کے پھولی نہیں سمائی۔ مارسین صاحب نے تمہاری قوم کی بہبودی کیلئے لیکچر دیدیا تو تم آفرین آفرین کہنے لگے۔ مگر ایک غریب مسلمان خدا کو ماننے والا قرآن پاک پر عمل کرنے والے شخص نے سچائی سے یا کسی حکمت عملی سے یا اپنی اجتہادی غلطی سے تمہارے خیالات سے مخالفت کی تو تم نے اسکو کافر وملحد قرار دینا شروع کردیا۔ بھائی ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مذہب کچھ رکھے۔ ہمکو کام سے کام ہے یا ہمکو نام سے کام ہے؟ ہمکو تو وہی پیارا ہے جو ہماری قوم کیلئے کچھ کرتا ہے خواہ وہ احمد (سید احمد) بانئے کالج ہو۔ خواہ وہ احمد (مرزا غلام احمد) بانئے مذہب ہو۔ خواہ وہ مہدی (سید مہدی حسن نواب محسن الملک) مصلح قوم ہو۔ خواہ وہ مہدی (مرزا غلام احمد) مصلح مذہب ہو۔ وہ نیچری ہو یا مرزائی۔ سنی ہو یا شیعہ ہم کو اس سے غرض نہیں رہیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ بموجب قوم کی یا مذہب کی خدمت کہاں تک کر رہا ہے۔ اور اسکی خدمت ہماری قوم ومذہب کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ اگر اسکی خدمات واقعی مفید اور قابل قدر ہیں تو ہم بڑے ناشکرے ہوں گے اگر بجائے قدر دانی کے اسکی مخالفت شروع کردیں۔ اور مخالفت بھی کس وجہ سے؟ صرف اسوجہ سے کہ اس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں اور اسی بنا پر اسے گالیاں دینا شروع کردیں۔

اس عبارت معترضہ کے بعد ملتمس ہوں کہ اسلام پر انگریزی کتب یا ماہوار رسالے جو واقعی اچھے ہوں اور غیر موقعوں پر اچھا اثر ڈال سکیں بغیر اس خیال کے کہ وہ کسی فلاسفر کا ہیں یہاں بھیجنے چاہئیں اسپر خرچ ہی بالکل کچھ نہیں ہوگا۔ یعنے جس شخص کے پاس ایسی کتاب ہو یا جسکے ہاں ایسا مذہبی رسالہ آتا ہو وہ خود پڑھکر یہاں میرے پاس بھیجدیوے۔ مناسب مناسب کتب خانوں اور جاپان کے مختلف شہروں میں میں اپنے خرچ سے تقسیم کردیا کرونگا اور کتب خانوں میں کتابیں درج کراؤنگا۔ جاپانی زبان کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس زبان کا لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے بلکہ صرف بول چال سیکھتے ہیں تاکہ اپنی بات دوسرے کو سمجھا سکیں اور دوسرے کی تقریر کو خود سمجھ سکیں اور یہ بول چال کا سیکھنا بہت آسان ہے چند مہینوں میں آجاتی ہے۔ اور بول چال سیکھنے کیلئے انگریزی زبان میں بہت کتابیں چھپ چکی ہیں جنکو معمولی انگریزی دان پڑھکر اپنا مطلب نکال اور بغیر استاد کے جاپانی بول چال سیکھ سکتا ہے۔ ایسی کتب کا نام اور انکے ملنے کا پتہ دریافت کرنے کیلئے آپ میری چٹھی جو اس سے قبل

عیسائی بنانے والی مشین

میںنے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں طمع زر اور تبدیل مذہب کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا - جس پر ہنون کے اخبار تحفہ سرور کو خصوصیت کے ساتھ جوش آیا ہے اور اس نے ۲۰ - جولائی کی اشاعت میں اس پر ایک لیڈر لکھہ دیا ہے -

اس لیڈر میں اس بات سے انکار کیا گیا ہے کہ لوگ جو عیسائی ہوتے ہیں وہ طمع زر کی وجہ سے نہیں ہوتے ہیں - ممکن ہے ایڈیٹر صاحب تحفہ سرور کا خیال صحیح ہو اور جن دیسی اور ولایتی مشنریون نے سالہا سال کے بعد عیسائیت کی ناکامی پر مضامین لکھے ہیں اور دیسی کلیسا میں شامل ہونے ...... والون کو لالچی ہونے کا خطاب دیا ہے انہون نے بے وقوفی کی ہو - مین مسٹر شاکر کو بہت سی مثالیں ایسے لوگون کی دے سکتا ہون مگر میرے نزدیک یہہ ایک فضول بحث ہوگی - یہہ مین تسلیم کرتا ہون کہ عیسائیت کی طرف کشش اور جذب کا باعث صرف روپیہ ہی نہیں بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جنکا بہول جانا انکے ذکر کرنے سے بہتر ہوگا -

۱۸۹۸ء کے ستمبر مین ڈاکٹر پینل صاحب نے لودہانہ کے ایک مسیحی اخبار نور افشان مین ایک مضمون مشنری اور دیسی کلیسیا کے عنوان سے چہپوایا تہا - اگر مسٹر شاکر اس مضمون کو پڑہ لیتے تو شاید وہ اس لیڈر کے لکہنے کی جرأت نکرتے - مین انکی واقفیت کے لئے اس مضمون کا کچہہ اقتباس ذیل مین درج کرتا ہون شاکر صاحب ڈاکٹر پینل سے پوچہہ لین کہ کیون صاحب وہ کون لوگ ہین جنپر آپ یہ الزام لگاتے ہین ؟ پہر مین ہی فیصلہ ہوجائیگا - اسکے بعد بہی اگر شاکر صاحب کو کوئی شبہ دیسی کلیسیا کے متعلق رہا تو مین انشاء اللہ انکے فاضل مسیحی بزرگون کی تحریرون ہی سے انکی تسلی کرنے کی سعی کرونگا - لیکن کیا اس سے مسٹر شاکر مان لین گے کہ عیسائی طمع زر کی وجہ سے ہی ہوتے ہین ؟ الحکم یا سلسلہ عالیہ کے متعلق جو کچہہ انہون نے لکہا ہے اسمین کوئی امر ایسا نہین جسکا مین جواب دون - مسٹر دست ڈاکٹر پینل کی چٹہی کا انتخاب ان کے لئے بہتر ثابت ہوگا - وہ صراحت سے کہہ سکتے ہین کہ آیا ڈاکٹر صاحب جہوٹے ہین یا شاکر صاحب خود !-

آج کل فنڈ کی کمی اور نکتہ چینیاں اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصلاح کرنے کی افواہین کثرت سے آڑنے لگین - پس چند خیالات جو مین نے پانچ سال کے تجربہ اور لوگون کے طرق معاشرت سے معلوم ہوگئے ہین ظاہر کرنا بے موقع نہ ہوگا - گو اس سے کچہہ اور فائدہ نہ ہو مگر اتنا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائینگے پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹہی نیند سے جاگ اٹہنا تہا - نو مریدون کی بابتہ مجہے امید تہی کہ وہ اپنی پہلی محبت اور لوگون کو بہی مسیح کی روشنی مین لانے کی کوشش کرین گے شاید ہو اکہ دل مین یہ حساب لگا رہے ہین کہ پادری صاحب اس بائیس دینی خدمت کے لئے کیا کچہہ دین گے - یا انجیل کی منادی کرنے سے مجہے کیا کچہہ دنیوی ترقی یا فائدے ہونگے اور بجائے اس کے کہ چہوٹے بچو ایک دوسرے سے پیار کرو گھر کے جھگڑے حسد - بغض - چغلی پائی جاتی ہے یہہ ہمارا فرض ہے کہ جہان تک ممکن ہو اس بات کا حقیقی سبب دریافت کرین کہ دیسی کلیسیا مین حد درجہ ریاکاری اور دنیا پرستی کہان سے آگھسی ہے پہر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقون کی اس قدر اصلاح کرین کہ کم سے کم ہم خود اس باعث نہ ٹہرین سب سے بڑی مشکل مالی تعلقات کی ہے - جو اکثر مشنری اور اون کے مریدون اور دیگر ہندوستانی مسیحیون کے درمیان ہے مشنری نہ فقط روحانی صلاح کار اور رہنما ہے بلکہ ساتہہ ہی اون کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے - اور اوسکی خوشنودی مزاج پر انکی دنیوی بہبودی اور ترقی کا مدار رہتا ہے اس طور سے مین نے دیکہا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتہہ میرا بہت گہرا تعلق تہا بالکل ریاکاری اور چغلخوری اور خوشامد پرستی کا گھر بن گیا ہے - جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے - خواہ اوس کا حقیقی مقصد کیسا ہی پاک صاف کیون نہ ہو خواہ مخواہ دنیوی فوائد اور مشن کی نوکری کی طمع اسے دلائی جاتی ہے - اس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بن جاتا ہے - اور مشنری گو بلا ارادہ مگر تو بہی سچ مچ اور قابل الزام طور پر اس سب کا باعث ہے - ایک متلاشی جو مسیحی ہوکر فی الفور مشن کا وظیفہ خوار ہوجاتا ہے اس سے غیر اقوام کی نظر مین اسکی صلیب برداری کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی رہجاتا ہے تنخواہ دار مناد جو اس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اوسکو نکالدے تو آدہی تنخواہ بہی اس کو دوسری جگہہ نہین ملیگی مشن کیلئے بے عزتی کا سبب ہے - اور جب وہ بازار مین منادی کے لئے کہڑا ہوتا ہے تو ایک سست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب فقط ایک روٹی کمانے کا وسیلہ ہے - ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتہہ ہی اس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جسکا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بہاگین یہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیون سے ایسے آدمیون کی پرورش کرین - جو بدمعاش اور مکارون کو کلیسیان مین لاوین اور حق کے طالبون کو اس سے دور رکہین - جب تک مشن ایسے لوگون کو مسیحی خدمت کے لئے لگائیگا - جن کو اور جگہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہ الزام اون سے دور نہ ہوگا - کم سے کم مشنری سوسائٹی کے نقصون کے بارہ مین جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بدمعاشون اور ریاکارون کے بڑہانے مین - استعمال نہ کرنا چاہئے - ایسے لوگون کا مسیحی مذہب مین ہونا بت پرستی سے بدتر ہے - موجودہ زمانہ مین فی الحقیقت اکثر مفصلہ ذیل باتین ہین جو ایک آدمی کو مسیح ہونے سے روکتی ہین - مثلاً مشن کے وظیفہ پر پڑا نہ رہنا ریاکاری سے نفرت - چاپلوسی کی لیاقت کا نہ ہونا - نیز ایک قسم کی حب الوطنی اون کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی رسمین اور سوشیل رواتین مسیحی مذہب کے ایک جزو کے طور پر پیش کیجاتی ہین علاوہ اس کے بہت سی نفرت انگیز وہ باتین بہی ہین جو اون لوگون مین پائی جاتی ہین جن مین مشنری لوگ کام کرتے ہین اور اون باتون کو پسند کرتے ہین مثلاً غلامی کی روح بغیر غور کرنیکے ہان مین ہان ملانا - چاپلوسی جو اون کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کردیتی ہے - اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہین آمادہ کردیتی ہے -

مزید بران ایک متلاشی جو اپنے لوگون اور مذہب کو برا بہلا کہنا شروع کرتا ہے - وہ حقیقت مین اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہین کرتا اور یہی طریقہ اکثر کیٹکسٹ اپنی منادی مین دکہلاتے ہین اون کو روحون کو تبدیل کرنے کا اسقدر فکر نہین ہے جتنا اون مشنریون کو خوش کرنیکا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہین -

...... بپتسمون اور طالبان حق کی بڑی بڑی فہرستون کی خواہش موجودہ مشنون مین بڑی خرابی پیدا کررہی ہے جب کہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہین تو اور لوگون کو شہ دیکر مسیحی مذہب مین لے آتے ہین -

.... وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہوگا جب کہ حامیان انگلستان اس بات کو سیکہہ لین گے - کہ ایک نئے ملک مین بپتسمون کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہین ہے -

تحقیقات الشیعہ

مولوی عبد الباسط صاحب کو آپ جانتے ہونگے درویش وضع انسان معلوم ہوتا ہے - اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے - کہ تخمیناً بارہ سال تک اہل حدیث کی خدمت کرکے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے مگر وہابیت مین اسکو اطمینان قلب حاصل نہوا اسواسطے تہوڑے عرصہ سے شیعہ مذہب کو اختیار کیا ہے - اور اب مختلف شہرون مین شیعیت کی تائید مین وعظ کرتا پہرتا ہے - اغلباً ۵ مئی ۱۹۰۵ء مین اوسکو شہر پشاور مین امام باڑہ میر حیدر شاہ صاحب مرحوم مین چند دفعہ وعظ کرنیکا موقع ملا - ایک دفعہ حسب تحریک شیعہ دوست کے وہین مجلس وعظ مین شریک ہوا - مولویصاحب نے قرآن و حدیث کو اچہہ لب لہجہ مین ادا کیا - اور ایسی سنجیدگی و شائستگی سے وعظ کیا کہ کسی شیعہ مولوی سے کم امید ہوسکتی ہے - اسمین زیادہ خوبی یہ تہی کہ استدلال اونکا قرآن مجید سے تہا چونکہ میرا قلب مجکو ہدایت کرتا ہے - کہ مین مولوی صاحب موصوف کا وعظ اپنے الفاظ مین قوم کے سامنے پیش کردون اور جہان کہین کوئی سوال پیدا ہوتا ہو اوسکا ذکر بہی کردون ممکن ہے کسی اہل دل کو فائدہ پہنچ جاوے اور علماء اہل تشیع کو نیز موقع حاصل ہے - بنابران - مولویصاحب کا وعظ پانچ حصون مین تقسیم ہوکر پیش کیا جاتا ہے - وہوا ہذا - ۱ - حضرت علی علیہ السلام

اسلت

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا و کان حقا علینا نصر المومنین

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکہاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبہی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبہی ہو کر وہ پانی اونپہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتی نہین ہرگز خدا کے کام بندونسی
بہلا خالق کے آگے خلق کی کچہہ پیش جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور عالیجناب فیض ظہور حضرت مولانا و بالفضل اولنا حضرت کریم الملت صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ رب العالمین جو سب کا خالق اور مالک اور رازق اور بخشنہار ہے اور سلام وصلوٰۃ اور برکات اور رحمتین ہون اوس محمدؐ پر جس نے ہم کو ایسا رب دکہلایا۔ اور اوس کے غلام پر جس نے اس زمانہ مین اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔ اور آبپاشی سے موسم خزان کو موسم بہار بنا رہا ہے۔

امّا بعد واضح رائے عالی ہو کہ ان دنون راقم بتقریب رخصت متصل قصبہ حافظ آباد موضع گڑہی آدرن وطن مولوف مین موجود ہے۔ ضروری امور خانگی کیوجہ سے سہ ماہ کے لئے سیالکوٹ کی جماعت سے مہجوری ہے۔ تاہم تمام شکر ہے۔ کہ اس علاقہ سے بھی بندگان خدا مناسبت رکھتے ہین کچہہ اون کے میل جول سے اور زیادہ تر الحکم کے ذریعہ سے آگاہ رہتا ہون۔ مجھے اب زیادہ تر محسوس ہوا ہی کہ الحکم ہی اس سلسلہ عالیہ کا ارگن اور تنہائی کا اعلےٰ رفیق ہے۔ فضل مرحوم کا نہایت ہی رنج ہوا ہے اوسکی دعا کی تحریک اخبار کے ذریعہ احمدی جماعت کی یاد دہانی کے لئے فرماتے رہین۔ مین دل سے دعا کرتا ہون۔ کہ حق سبحانہ تعالےٰ مرحوم مغفور کو دائمی زندگی نصیب کرے۔

آمین ثم آمین۔

مین آپ کو اس علاقہ کا ایک واقعہ سناتا ہون۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ماموروں کو ہمیشہ قوم شناخت کیا کرتی ہے اور قوم کے آگے جوروکاوٹین ہون۔ وہ کس طرح نابود ہو جاتی ہین۔ قصبہ حافظ آباد کے غرب مین موضع پریم کوٹ ایک چہوٹا سا موضع ہے۔ جو قریبًا دو تین میل کا فاصلہ ہے۔ وہان پر مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد سلسلہ عالیہ کے مخلص مرید رہتے ہین۔ اور ساکنان دیہہ کی ایک جماعت رکھتے ہین۔ دیہات قرب و جوار مین سلسلہ تبلیغ جاری رکہا ہوا ہے۔ موضع پنڈی باوری مین رمضان گذشتہ سے ایک مولویصاحب ابراہیم نامی جو وطن اپنا موضع ٹہٹہ تہانہ سنگ جانی ضلع راولپنڈی ظاہر کرکے اپنے آپ کو شاگرد گولڑوی صاحب بیان کرتے ہین۔ میان غلام رسول امام مسجد کے پاس فروکش ہین۔ اور مدعی حیات عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بن بیٹھے ہین۔ تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پاکر زمیندار کسانون کو ورغلاتے ہین کہ یہ مولوی نبی بخش مرزائی ہے۔ اور مذہب مین اونہون نے تبدیلی کرلی ہے۔ اور لوگون کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف مولوی نبی بخش کی نیک اطواری سالہا سال کی اور حسن ظنی لوگون سے دور نہ تہی۔ ہر چہوٹا بڑا جانتا اور بعض اون کے لنگوٹیہ یار بہی تہے۔ لوگون نے جب ان کو مدعی وفات اور مولوی ابراہیم صاحبکو مدعی حیات پایا۔ تو گویا قوم نے ان سے فیصلہ کرنا چاہا۔ اور موضع مالوچک مین یہہ مجمع کیا گیا اور مسئلہ متنازعہ فیہ پر گفتگو کرائی گئی۔ بیان ہوتا ہے۔ کہ مدعی وفات نے جب قرآن کریم اور احادیث سے دعویٰ اور دلیل کی۔ اور مدعی حیات کو اپنی وفات کا سامنا نظر آیا۔ تو کہا۔ کہ مین مرزا یا اوس کے کسی مرید کی کتاب سے خواہ اوس مین عربی کی آیات ہی ہون۔ کوئی بات سننا نہین چاہتا۔ اور نہ اس طرح پر وفات کا قائل ہو سکتا ہون۔ تب مولوی نبی بخش نے قرآن کریم سے ہی پڑہا۔ مگر وہ مولوی کب ہی خدا ترس انسان کی بات کو سنتا تہا۔ اور جب حیات ثابت کرنے لگا۔ کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کی۔ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کو دھندلا کردیا۔ انجام کار لوگون سے کہا کہ اے لوگو اس زمانہ مین یہ ہونا چاہئے تہا۔ وہ ہونا چاہئے تہا۔ جنگلی سور اور گرجا کی ریختہ دیوارین اڑ جانی چاہئے تہین۔ یہ مولوی نبی بخش قرآن کے معنون مین اختلاف ڈالتا ہے۔ اور علم صرف نحو جو کچہہ مین جانتا ہون۔ اوسکی اسکو کہان خبر ہے متوفیک و رافعک و فلما توفیتنی وعبدی کے صیغہ اور لیومنن کا معنےٰ کل بن۔ کیونکر آتا ہے۔ یہ ہرگز نہین جانتا۔ کوئی کوئی مولوی آپنے جانتا ہے صرف نحو کی کمی معلومات سے یہ لوگ غلطی کہاتے ہین تب اکثر لوگون نے کہا کیا قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ جس سے صرف مولویون کو وفات اور حیات مسیح کی صرف نحو نہ آوے اور دیگر احکام جو سات صد مین اوس سے اطلاع ہو ہم کو صاف صاف مطمئن کردو۔ تاکہ روزمرہ کا خرخشہ دور ہو۔ تب مولوی صاحب بولے۔ کہ یہان میرے مقابلہ کا کوئی مولوی نہین۔ البتہ مرزا صاحب اہل علم سنے جاتے ہین۔ مرزا صاحب کو یہ لوگ بلوا دین۔ مین مباحثہ کرونگا۔ اس طرز کلام مولوی سے پایا جاتا ہے۔ کہ اوس کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب (جو تمام دنیا کو تبلیغ فرما رہے ہین) اور مباحثہ ہائے کے نسبت کئی مرتبہ فیصلہ کرچکے ہین وہ تشریف تولا ئینگے نہین۔ جہوٹی ڈفلی بجاؤنگا افسوس ان زید اور بکر لوگون پر یہہ حضرت امام مامور رحمان اور مرسل یزدان کو کیا سمجہتے ہین۔ کاش کہ ان کے دل ہوتے حق کو پالیتے۔ کان ہوتے۔ سن لیتے۔ لیکن اگر مولویون کے علم اور ان کے مباحثات پر مدار تہا۔ تو مین کہہ سکتا ہون۔ کہ دنیا مین کسی راستباز کی شناخت نہ ہوتی۔ جب کہ راستبازون کا فیصلہ ہمیشہ قوم پر موقوف رہا ہے۔ تو ضرور تہا کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اس دیہات کے رہنے والون کی سدہار اور صاف سینہ والی طبیعتین نہ رہ سکین۔ اور احمدی جماعت سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم بہی اور مولوی بلواتے ہین اور احمدی جماعت کا بہی کوئی مولوی آوے اور موضع مولوچک مین جو ان دیہات کے درمیان ہے مسئلہ متنازعہ فیہ فیصلہ کرلیا جاوے۔ مولوی ابراہیم چاہتے ہین کہ میرے مقابلہ مین کوئی بڑا عالم لایا جاوے۔ چنانچہ مولوی نبی بخش نے منظور کیا اور فریقین نے ۱۰- اپریل ۱۹۱۵ء تاریخ مقرر کی۔ اور دیہات گرد نواح مین اس جلسہ کی شہرت ہوئی مولوی نبی بخش نے بمشورت احباب احمدی مولوی محمد حیات سکنہ بڑی شاہ عبدالرحمان کو اس خدمت پر مقرر کیا۔ کہ وہ وزیرآباد جاوین۔ اور مولانا بالفضل اولنا حافظ غلام رسول صاحب کو خدا کا فضل اون کے شامل حال ہو۔ ملاوین۔ ادہر قوم مین حق کی تڑپ تہی۔ اور انتظار پر انتظار تہا۔ اور خدا سے دعا مانگتی تہی۔ کہ یا مولائے کریم تو سب کا مولا اور ناصر ہے۔ اور تیرے آستانہ پر جو گرتا ہے وہ خالی نہین رہتا۔ حق اور باطل مین فرق کردے۔ چنانچہ ۹- اپریل ۱۹۱۵ء کو حافظ جیو صاحب وزیرآباد سے ریلوی سٹیشن حافظ آباد پر فروکش ہوئے مولوی صاحبان معہ دیگر احباب جماعت احمدیہ استقبال کے لئے موجود تہے۔ یہہ خدا کے بندون کا قافلہ تہوڑا عرصہ اس خاکسار کے مکان پہ ٹہر کر موضع پریم کوٹ کو چلا گیا۔ صبح دس تاریخ تہی۔ دیہات قرب وجوار کا اجتماع مولوچک مین شروع ہوا۔ یہہ خاکسار راقم بہی معہ اخی مکرمی ملک شہباز خان صاحب جو سلسلہ عالیہ کے معزز ممبر ہین۔ پہنچا۔ اور بہت سے اصحاب اثناء راہ سے ساتھہ ہو لئے۔ مولوچک پہونچنے سے پہلے پریم کوٹ پونچکر حافظ صاحب جو معہ دیگر احباب کے منتظر تہے۔ ہمراہ ہوئے۔ مولوچک پونچتے ہی ایک ٹولہ مولوی صاحبان آراستہ اور پیراستہ اپنے آگے بڑی بڑی مجلد کتابین۔ کتب ہائے کا انبار لگائے ہوئے بیٹھے پایا گیا۔ اب مین ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس مجمع مین کون کون صاحب شامل تہے۔ فریق مخالف مین" مولوی ابراہیم صاحب اول الذکر۔ مولوی غلام رسول پنڈی باوری۔ مولوی احمد الدین سکنہ برتالی ضلع گجرات۔ حافظ احمد الدین صاحب سکنہ گوجرکے۔ مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد وحافظ امیر علی صاحب سکنائے گڑہی آدرن۔ موخر الذکر اگرچہ نابینا تہے۔ مگر وہ اپنی بغل مین سیف چشتیائی دبائے ہوئے تہے۔ جو اس خاکسار نے دیکھی تہی۔ اور احمدیہ فریق سے جناب حافظ صاحب وزیرآبادی اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ چک سندھوان مولوی محمد حیات صاحب خلف حکیم مولانا مولوی جلال الدین صاحب مرحوم سکنہ پیرکوٹ مولوی محمد حیات صاحب سکنہ بڑی شاہ عبدالرحمان۔ مولوی نبی بخش صاحب سکنہ پریم کوٹ باتفاق رائے احباب مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد گڑہی آدرن میر مجلس یعنے سپرنٹنڈنٹ جلسہ مقرر ہوئے اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ مسئلہ حیات وفات مسیح پر۔ اور چودہوین صدی والے امام کے متعلق جس جس فریق کا مولوی گفتگو کرنا چاہے۔ وہ جلسہ عام مین بطور لکچر بیان کرے اور لکچر کے وقت مین کوئی آدمی کسی فریق کا مخل نہین ہوگا۔ (باقی ہفتہ آئندہ)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - پیر برکت علی صاحب رمل ضلع گجرات صدقہ عہ قربانی فنڈ ۱۱ر کالج عہ ۸ر
۲ - مولوی فتح دین صاحب دہرم کوٹ بگا عہ ۱ر (قربانی فنڈ)
۳ - مولوی وزیر الدین صاحب مدرس سجان پور ٹیرا عہ ،، ،،
۴ - منشی گلاب دین صاحب مدرس تناس ۸ر مدرسہ
۵ - منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی ۵ مدرسہ
۶ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مسکین فنڈ

۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی محمد فاضل صاحب نوالہ ضلع ملتان ۱۴ر مدرسہ

۶ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد علی صاحب بستی دربام کملانہ عہ عید فنڈ
۲ - منشی الہ دتا مدرس مڈل سکول رام نگر گجرانوالہ ۸ر مدرسہ
۳ - منشی احمد حسن صاحب مدرس شاملی مظفر نگر ۴ر مدرسہ
۴ - سید قاضی غلام حسین صاحب ٹرزی اسسٹنٹ حصار ،، ۱۲ر مدرسہ ۱۲ر یتامی فنڈ

۷ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن للعہ مدرسہ
۲ - منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ عہ مدرسہ

۸ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی غلام سرور صاحب گرداور ڈیرہ اسمٰعیل خان ،، عہ مدرسہ چندہ جون ۱۹۰۵ء
۲ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مدرسہ
۳ - چودہری رستم علی صاحب انبالہ ۵ر مدرسہ
۴ - جماعت کوئٹہ معرفت منشی خدا داد خان صاحب رسالدار للعہ مدرسہ

۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - سید سعید الدین صاحب موضع کوہی صالح پور (کٹک) ۵ مدرسہ

۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد حسین صاحب (معہ اہل وعیال) نمبردار برم جت پور ۔۔ مدرسہ چندہ سال ۱۹۰۵ء
۲ - جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی عہ مدرسہ
۳ - منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا میزان ۔۔ (مساکین فنڈ) عہ (مدرسہ) للعہ
۴ - بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس لائل پور عہ مدرسہ
۵ - شیخ محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۶ - شیخ خدا بخش صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۷ - میاں محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۸ - جناب سردار احمد صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۹ - جماعت کاہلوں میزان ،، ،، ،، مدرسہ چندہ اپریل ، مساکین فنڈ

۱۱ - جولائی ۱۹۰۵ء

جماعت بمبئی معرفت مولوی سکندر علی صاحب احمدی مدرس قادیان ۱ر

۱۲ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں عبد الرحمان طالب علم قادیان سپیشل کلاس ۸ر مسکین فنڈ
۲ - میاں نظام الدین درزی احمدی جہلمی از افریقہ (للعہ) میزان مسکین فنڈ
۳ - میاں امیر اللہ صاحب موضع اسماعیلہ ضلع پشاور عہ مدرسہ
۴ - جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ۵ مدرسہ

۱۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن ،، پنڈی گہیپ عہ مدرسہ چندہ جولائی ۱۹۰۵ء
۲ - سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور ،، ،، ۴ر ،، ،،
۳ - میاں مسیح اللہ صاحب ملازم ڈنگ وازیران ار مدرسہ
۴ - منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور ۱ر مدرسہ
۵ - منشی غلام محمد صاحب پٹواری شاہپور کنڈی ۴ر مدرسہ

۱۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد مقبول صاحب احمدی میر منشی لکھنؤ ۸ر مدرسہ جون ۱۹۰۵ء

۱۵ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ،، (میزان ۱ے) ۱ے (مدرسہ) ۱ے (مساکین)
۲ - جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ للعہ مدرسہ اپریل مئی جون ۱۹۰۵ء
۳ - جماعت کہاریاں معرفت منشی ولی داد صاحب عرائض نویس عہ مدرسہ

عاجز اللہ داد نائب امین مدرسہ قادیان

خبروں کا گلدستہ

تار آیا امریکہ میں مسس سپی بہت بڑا اور مشہور دریا ہے ۱۲ - جون سے اس میں بڑے زور سے طوفان آنا شروع ہوا ہے - سینکڑوں انسانوں اور ہزاروں جانوروں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں - دریا کا پاٹ پہلے دو میل تہا اب بڑہتے بڑہتے ۸ میل تک ہو گیا ہے مقام کیکوک کی ریل بالکل غرق ہو چکی ہے تقریباً ۶۰ لاکہہ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے لیکن دریا بجائے گہٹنے کے روز بروز بڑہتا جاتا ہے - اہل امریکہ بہت پریشان ہیں - خداوند کریم یہی دعا ہے کہ وہ جلد اہل امریکہ کو اس طوفان سے نجات دلائے - ورنہ اُلٹے لینے کے دینے پڑ جائینگے -

روس میں جو ایک جدید اسلامی کالج وہان کے مسلمانوں کی کوشش سے قایم ہوا ہے اسمیں عربی - ترکی - تاتاری اور روسی زبانیں پڑہائی جاتی ہیں اور علوم و فنون جدیدہ کے علاوہ مذہبی تعلیم بہی ہوتی ہے - مگر پہر بہی روسی گورنمنٹ کیطرف سے بعض ایسے مضامین لازمی قرار دئے گئے جو محض اصلی تعلیم میں خارج ہونگے -

الہ آباد میں ایک محفل میلاد کے موقع پر منشی کندن لال صاحب نے انتظام و مصارف میں خاص حصہ لیا - علاوہ ان کے اور بہی اہل ہنود اور یورپین صاحب شریک تہے -

امرتا بازار پتر کا نے ۱۰ مئی کو بیچک پلز (جادو کی گولیاں) کا ایک اشتہار شائع کیا جپر کمشنر پولیس نے اعتراض کیا مشتہر اور چہاپنے والا دونوں عدالت میں طلب کئے گئے جنہوں نے معافی مانگی اور آیندہ اس اشتہار کی اشاعت سے انکار کیا - لہذا معاملہ رفع دفع ہو گیا -

گورنمنٹ مصر نے یہ جدید فرمان صادر کیا ہے کہ جس شخص کا کتا دیوانہ ہو جائے اسکو اسی دن اپنے قریب کے تہانہ میں رپورٹ کرنا چاہئے - یہ رپورٹ مالک سگ یا وٹرنیری ملازم جو اسکے علاج کو بلایا جاوے اسی روز تہانہ میں کرے - اگر نہ کریگا تو ایک سو قرش تک جرمانہ کا سزایاب ہوگا - کتے کا مالک ذمہ وار ہے کہ کتے کو لوگوں اور جانوروں کے کاٹنے سے الگ رکہے - یا اسی روز قتل کر دیوے - اگر ایسا نہ کرے تو پولیس کو دست اندازی کا اختیار ہوگا جن جن لوگوں نے کتے رکہے ہوئے ہیں انکو حکم سنایا گیا ہے کہ ہر ایک اپنے کتے کے گلے میں ایک ایسا لوہے کا پٹہ ڈالے جپر کتے کے مالک اور اوسکے محلہ کا نام منقوش ہو -

حکومت فرانس نے شہر الجزائر میں اسلامی ممالک کی فینی مصنوعات کی نمائش قایم کی ہے - وہ آثار قدیمہ جن سے سلاطین ماضیہ کے تاریخی حالات معلوم ہوتے ہیں اس نمائش میں پیش کئے جائینگے - یہ نمائش عنقریب کہولی جائیگی -

بعلبک میں جرمن کمپنی آثار قدیمہ نے جو قدیم آثار کہود کر نکالے ہیں اُنسے قدیمی عبادت گاہوں کے تاریخی حالات عجیب عجیب معلوم ہوئے ہیں - اور مسیو فونس غور منیجر آثار قدیمہ نے ایک ضخیم کتاب انکے تاریخی حالات میں لکہی ہے جو فرانس میں چہپکر شائع ہو چکی ہے - اس کتاب میں نہایت مفید معلومات بعلبک کی تاریخ پر لکہے گئے ہیں - خصوصاً شہر ہلیو پولیس قدیم اور شاہ انطوان کے اس شاہی محل کے حالات جو ایک بے نظیر مقام تہا - اور نیز عبادت گاہوں کے حالات جو قدیم زمانہ میں نہایت مشہور تہے جنمیں معبد الشمس اعلےٰ درجہ کا معبد تہا -

پٹیالہ ہسپتال کے کمپونڈر ذکی دردی پر ایک کراس مارک (نشان) صلیب لگایا گیا ہے جس سے پٹیالہ کی پبلک ڈاکٹر جیمس سول سرجن کے خلاف ہو گئی ہے -

لنڈی کوتل میں اسسال سخت گرمی پڑی ۱۳ کو کسیقدر بارش ہوئی - جس سے مقیاس الحرارت ۱۰۹ ڈگری سے گر کر ۷۰ ڈگری پر آگیا - ایک قافلہ کے ۴ - آدمی شدت گرمی سے مر گئے -

کالیکٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک انگریز پر اسلئے دعوےٰ کر دیا کہ اس کی شادی کے باجے سے پادری صاحب کی نماز میں خلل ڈالا تہا -

آسام سے مولوی نذیر الدین احمد جاپان کو رلشم بافی اور دیا سلائی بنانے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں -

شاہ کابل نے جو سامان برقی روشنی کا منگایا تہا - وہ ۹ جولائی کو لنڈی کوتل سے معہ انجنیر اور ایک انجن کے روانہ کابل ہو گیا -

ہائیکورٹ بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ جو وصیت کسی مسلمان نے لکہی ہو اوسپر گواہوں کی شہادت کی ضرورت نہیں خواہ نویسندہ کسی ایسی قوم کا ہی فرد کیوں نہ ہو جو بجائے شریعت کی رواج کی پابند اور ہندو قانون وراثت کی تابع ہو - کسی انگریزی عدالت کے فیصلہ یا اسلامی شریعت دونوں رو سے شہادت ضروری نہیں عیسائی اور ہنود کی وصیت پر گواہوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت بیکار سمجہی جائیگی -

ہندوستان سے جو خطوط وغیرہ سیستان با علاقہ فارس میں بہیجے جائینگے اون کا محصول حسب ذیل ہوگا خطوط وزنی نصف اونس (۱½ تولہ) پر ۲½ آنہ پوسٹ کارڈ پر ۱ر چہپے ہوئے کاغذ جن میں اخبارات و کتب بہی شامل ہیں فی ۲ اونس (۵ تولہ) پر نصف آنہ محصول ادا کرنا ہوگا -

حضور وائسرائے کی لیجسلیٹو کونسل میں ایک بل پیش ہوا ہے جسکی رو سے ہندوستان میں نکل سلور کا ایک سکہ جاری کیا جائیگا -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

الحکم

فہرست مضامین

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی   دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و سعادتین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱-جولائی ۱۹۰۵ء ۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کے لئے جگہہ نکالنے کیواسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نرہیگی - اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دئے جاتے ہیں -

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
۱۹۰۴ء " صہ "
ازالہ اوہام ہر دو جلد عـہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانوں کا خدا اور انکے حضور دعا ـہ ر
رد شیعہ و خط النسخ ـہ ر
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریریں ۱ر صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
ست بچن و آریہ درم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عـہ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستوں کی ہوگی -
اصلاح النظر ۲ر صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲ر صرف ۸۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی - اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں -

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں - بزرگان ملت کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے - حضرت مسیح موعود براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھہ رہے ہیں جو ۱۲۰ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے -

۲- موسمی حالت بدستور ہے البتہ ہفتہ زیر اشاعت میں بارش ہوگئی تاہم جو وقت دہوپ نکلتی ہے - سخت جانگداز ہوتی ہے - اور حبس جب ہوتا ہے تو دم گھٹنے لگتا ہے -

۳- ۲۶ - جولائی ۱۹۰۵ء کی صبح کو قبل نماز صبح زلزلہ کا ایک شدید دھکا لگا الحمد للہ ہر طرح خیریت رہی ہے -

۴- مدرسہ تعلیم الاسلام موسمی تعطیلات کیلئے غالباً اگست کے آخری ہفتہ میں بند ہوگا -

انتقال

جناب مولوی عبد الحق صاحب سید والہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ جو مغفور مولوی جمال الدین صاحب کی دختر نیک اختر تہیں کچھہ عرصہ تک بیمار رہ کر ۲۲ - جولائی ۱۹۰۵ء کو فوت ہوگئیں - مرحومہ سلسلہ عالیہ میں داخل تہیں - آخر وقت تک یہہ خواہش کرتی رہیں کہ مجھے قادیان لے چلو تاکہ میرا جنازہ خود حضرت امام علیہ السلام پڑہیں - لیکن مرحومہ کی یہہ التجا جنازہ غائب کیصورت میں ہی پوری ہونی مقدر تھی - بہرحال ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحومہ کا جنازہ پڑہ دے - مولوی عبد الحق صاحب مرحوم مولوی جمال الدین صاحب کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش مبلغ ہیں اور اپنے علاقہ میں نہایت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں - ذی ذہین اور زیرک ہیں - اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - اور مولوی صاحب ممدوح کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے - آمین -

خریداران الحکم کی توجہ طلب

۱- ہر خریدار ہر قسم کی خط و کتابت متعلقہ اخبار میں اپنی چٹ کا نمبر ضرور درج کرے ورنہ عدم تعمیل ارشاد کی شکایت معاف -

۲- جو صاحب عند الطلب قیمت ادا کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں وہ آئندہ الحکم کی خریداری کے لئے ہرگز درخواست نکریں - کیونکہ بدون وصولی قیمت پیشگی آئندہ الحکم کسی کے نام جاری نہوگا -

۳- جن احباب کے ذمہ الحکم کا مطالبہ باقی ہے انکے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں کارخانہ پابند نہیں ہے کہ انکو علیحدہ اطلاع بھی دے - ہاں اگر حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت رکھکر اسکا تصفیہ کر سکتے ہیں واپس کرنے میں ایک خادم دین کارخانہ کے قیمتی وقت کے نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی ہوتا ہے جسکے ذمہ وار وہی بزرگ ہیں - عـ

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(۱) ہم عصر عصر جدید مالیر کوٹلہ کی مئی ۱۹۱۰ء کی اشاعت مین ایک سوال جواب طلب ایڈیٹر صاحب کیطرف سے شایع ہوا ہے ایڈیٹر صاحب نے سوال مذکور کے جواب کے لئے بارہ اخبار نویسون اور آٹھ اہل قلم علماء کو توجہ دلائی ہے اخبار نویسون کے ضمن مین ایڈیٹر صاحب نے ہیچمدان ایڈیٹر الحکم کو بھی متوجہ کیا ہے۔ مین آجتک منتظر تہا کہ ان مخاطب اخبار نویسون یا علماء مین سے کوئی صاحب اس سوال پر قلم اٹھاتا۔ لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ میری نظر سے ابھی تک کوئی جواب سوال مذکور کا نہین گذرا۔ پس جہانتک اللہ تعالےٰ نے مجھے سمجھ اور قوت تحریر دی ہے مین اسکے موافق اس سوال کے جواب پر قلم اٹھاتا ہون وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اس مضمون پر قلم اٹھانے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوال کو اول درج کر دیا جاوے۔

سوال

مسلمانون کے مذہب مین کچھ ایسے بیج زوال۔ بے اعتدالی۔ اور انحطاط کے موجود ہین کہ جہاں یہہ مذہب جاتا ہے خرابی لاتا ہے۔ ایران یا کشمیر کی آب و ہوا کی آرین نسلون کو اور خوشگوار تاتاری اور مغول کی جری قومون پر نظر ڈالو تب۔ عرب اور افریقہ کے صحراؤن مین جاؤ تو۔ ہندوستان کی مخلوط النسل اقوام کو لو تو ہر جگہ آپ کو یکسان بے اعتدالی۔ جہالت۔ خرابیان سستی اور پستی ملے گی۔ پس نسل آب و ہوا۔ زبان وغیرہ کے اضافی اختلافات کو دور کرو۔ اور ان سے قطع نظر کرو تو اصل مشترک مذہب باقی رہ جاتی ہے۔ ہندو مسلمانون کا زوال انکے مذہب کیوجہ سے ہے؟

تم کلامہ

یہہ سوال ہے جو مالیر کوٹلہ کے چیف جج اور ہمعصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے پیش کیا ہے مین اس سوال کا جواب اجمالی اور تفصیلی دونگا۔ اجمالی تو اسیقدر ہے کہ یہہ محض غلط ہے کہ **مسلمانون کا زوال انکے مذہب** کیوجہ سے ہے۔

اسلام فی نفسہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہر قسم کی ترقیون اور بلند پروازیون کو فطرتی طور پر چاہتا ہے۔ تفصیلی جواب کے لئے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا انکے تنزل سے مراد انکی مذہبی زوال پذیر حالت مراد ہے یا انکا دنیوی تنزل؟

اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ نفس اسلام ایک کمزور اور زوال پذیر مذہب ہے اور اسکے اصولون مین طبعی طور پر ایسی کمزوری ہے جو انحطاط کیطرف لئے جاتی ہے تو یہ بالکل غلط اور بیہودہ امر ہے اور ایسا دعوے ہے جسکی کوئی دلیل کبھی پیش نہین کی جاسکتی۔ اسلئے کہ **قرآن کریم** جو اسلامی ہدایتون کا مجموعہ اور **کوڈ** ہے وہ ایک کامل کتاب ہے۔ اور ایسی کامل کہ دنیا کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہین کرسکتی۔

اسکی صداقتین اور ہدایتین تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی باوصفیکہ متمدن قومون مین انکے خیال کے موافق بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے ایسی ہی سچی اور لازوال اور لاتبدیل ہین جو ایام نزول وحی مین تہین۔ قرآن مجید نے اپنی نسبت نہایت صفائی اور زور کے ساتھہ دعوے کیا ہے جیساکہ ذیل مین مین چند مقامات درج کرتا ہون جن سے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم اپنی نسبت آپ کیا فرماتا ہے۔

پس یاد رہے کہ قرآن شریف اپنی نسبت فرماتا ہے

۱- لَا رَیْبَ فِیْهِ پ۱ اس کتاب مین کوئی شک تردد اور ہلاکت نہین۔

۱- هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ پ۱ متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے۔

۳- بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًی وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ پ۴ لوگون کے لئے بیان ہے اور متقیون کے لئے ہدایت نامہ اور [illegible] نامہ ہے۔

۴- فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ پ۳۰ قرآن شریف تمام صداقتون پر مشتمل تمام مضبوط اور پکی باتین اس مین موجود ہین۔

۵- كِتٰبًا مُّفَصَّلًا۔ وہ مفصل کتاب ہے۔

۶- یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ پ۶ وہ ان لوگون کو جو اس کی خوشنودی کے پیچھے لگتے ہین سلامتی کی راہون پر لگاتا اور چلاتا ہے۔ اور ان کو رسم۔ عادۃ اور جہالت کی تاریکیون سے نکال کر نور کیطرف لے جاتا ہے۔

۷- یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ پ۲ تمکو وہ حقائق اور معارف سکہاتا ہے جنکا تم کو علم نہ تھا۔

۸- اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی۔ ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے۔

۹- لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ پ۲۴ باطل اس کیطرف کسی طرف سے راہ ہی نہین پاسکتا۔

۱۰- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ پ۱۵ بیشک یہ قرآن سب سے زیادہ سیدھی مستحکم اور مضبوط راہ بتاتا ہے۔

۱۱- اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ اس کتاب مجید مین فرمانبردار قوم کے لئے تبلیغ ہے۔

۱۲- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ پ۲۹ اور بیشک وہ حق الیقین ہے اسمین ظن اور شک کی جگہہ ہی نہین۔

۱۳- حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ پ۲۷ وہ حکمۃ بالغہ ہے۔

۱۴- تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ پ۱۴ اس مین ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

۱۵- رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا پ۲۵ قرآن روح ہے ہمارے امر سے یعنی زندگی بخش شے ہے۔

۱۶- نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ پ۱۸ نور ہی نور ہے۔

۱۷- اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ پ۲۵ نازل کیا کتاب کو جو خود حق ہے اور میزان حق ہے یعنی آپ بھی سچا اور سچ کی شناخت کا معیار بھی۔

۱۸- هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی پ۲ وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتون کے لئے اسمین تفصیل ہے۔

۱۹- الفرقان۔ حق و باطل مین امتیاز کرتا ہے۔

۲۰- اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ پ۳۰ بیشک وہ قول فیصل ہے۔

۲۱- وما انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی ورحمة لقوم یؤمنون پ۱۴ اور ہم نے تمپر ایسی [illegible] ہے کہول کہول کر بیان کرتی ہے تمام اختلافی امور کو اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

۲۲- شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ پ۱۱ امراض قلبی کے واسطے شفا ہے۔

۲۳- نور مبین۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا نور۔

۲۴- حق مبین۔ کہلا کھلا حق۔

۲۵- بالحق انزلنٰه وبالحق نزل۔ ضرورت حقہ کیوقت تمپر اسے اتارا اور ضرورت حقہ کے تمام سامانون کو لیکر اترا۔

یہہ مختصر محامد قرآن شریف کے ہم نے قرآن شریف سے بیان کئے ہین جنکا خلاصہ ہم ذیل کے چند پیرگرافون مین بیان کرتے ہین۔

الف۔ قرآن مجید ایک ایسا بیّن نور ہے جو انسان کو ہر قسم کی تاریکیون سے نجاۃ دیتا اور دلکو منور کرتا ہے جس سے روحانی عالم کی حقیقت صاف صاف منکشف ہوجاتی ہے قلبی امراض کی دوا ہے سکینت اور اطمینان کا ذریعہ ہے۔ مبارک وہ جو اس نور سے مستفیض۔

ب۔ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان کی ہدایت اور نجات کے لئے خاص وعظ ہے اور روحانی بیماریون کی شفا ہے اسکے احکام کو ماننے والا ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

ج۔ قرآن کریم انسان کی فطرت کا سچا معلم اور مزکی ہے اور اس کے فطرتی دین کو تازہ کرتا ہے تہوڑے ہین جو اس کے احکام سنکر سر تسلیم خم کرتے ہین۔ اور اکثر ہین جو پہلو تہی کرتے اور تکبر اور سرکشی سے کام لیتے۔ مومن فوراً مان جاتا ہے اور ابا و انکار سے بچتا ہے۔

د۔ حقیقی زندگی کا سرچشمہ قرآن ہے زندگی زندگانی کا مایہ حیات یہی ہے اور مُردون کیلئے زندگی کا باعث۔

س۔ قرآن کو نہ ماننا انسانکی بے ایمانی و بدکاری کی دلیل ہے کیونکہ یہ انسانکی فطرت کا سچا معلم ہے۔

اب ایک صحیح الفطرت دانشمند جب قرآن کریم کی اس شان بلند پر نظر کرتا ہے تو اسے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کیسی کامل اور مکمل کتاب ہے اور یہہ بالکل سچ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔**

ایسی مکمل کتاب کے ہوتے ہوئے اسلام ایسی مذہب کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ اس مین انحطاط اور زوال کے بیج ہین۔ بہت بڑی کمزوری اور تنگ نظری ہے + اور یہ نرا دعوے ہی دعوے نہین ہے بلکہ مین انشاءاللہ العزیز واقعات صحیحہ کو پیش کرکے بتاؤنگا کہ اسلام نے کسطرح پر قومون مین ترقی کی روح پیدا کی۔ ہان ان قومون مین جو دنیا کی تاریخ مین کوئی نمبر اور مرتبہ ہی نہ رکہتی تہین۔ یہہ مضمون مختصر مضمون نہین ہوسکتا بلکہ اس کے لئے میرا فرض ہوگا کہ جن ممالک کا ذکر عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے کیا ہے) انکی اسوقت کی حالت پر نظر کیجاوے جو اسلام سے پہلے وہان کی تہی اور پہر اسلام نے جو تبدیلی ان ممالک مین کی اسکو بہی مطالعہ کیا جاوے۔

بہرحال نفس اسلام مین کوئی نقص اور کمزوری معترض صاحب نے پیش نہین کی اور نہین بتایا کہ وہ زوال کے بیج اسلام کی تعلیم مین کونسے ہین + اس لئے مین یہی سمجہتا ہون کہ وہ اسلام کو فی نفسہ تو ایک کامل مذہب تسلیم کرتے ہین لیکن **دنیوی** طور پر شاید اسکو ناقص قرار دیتے ہین؟ اگر سائل کا یہ منشاء ہے تو مین سمجہتا ہون یہہ بجائے خود بہت ہی بودا اور کمزور ہے اسلئے کہ کامل مذہب کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ ہر پہلو اور ہر حالت مین مکمل ہو۔ اگر کوئی مذہب دنیا مین انسان کی تمدنی زندگی کیلئے زرین اصول پیش نہین کرتا اور اسکی زندگی کے ہر نشیب و فراز اور عام منازل کے لئے رہنما اور روشنی بخش نہین ہے تو اسے کامل کیونکر کہا جاویگا؟ اسطرح تو ہر ایک اہل مذہب یہ دعوی کرسکتا ہے کہ میرا مذہب کامل مذہب ہے اور جب اس مین کوئی نقص اور کمزوری دکہائی جاوے تو اسکا صاف جواب ہوسکتا ہے کہ اس پہلو سے اسکے کمال کا دعوی نہین ہے +

دربارِ شام

۲۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

بعد ادائے نماز مغرب حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور عشاء کی نماز کی اذان ہوتے ہی تشریف لاکر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔

شیخ مظہر الدین صاحب انسپکٹر پولیس پشاور چند روز سے اپنی محترم ہمشیرہ صاحبہ کو لیکر آئے ہوئے تھے شیخ صاحب کی ہمشیرہ ایک صدمہ رسیدہ خاتون ہے۔ اور متواتر موت کے صدموں نے انہیں سخت شکستہ خاطر بنا دیا ہے وہ اپنے معزز بھائی کے ہمراہ اس غرض سے دار الامان آئی تھیں کہ حضرت اقدس سے دعا کرائیں تاکہ درد رسیدہ دل پر سکینت کا نزول ہو۔ اور آپ کی پر اثر نصائح سے اطمینان خاطر ہو۔ حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ سے شیخ صاحب کیلئے اجازت چاہی کہ وہ ایک ضروری کام اور تفکر کیوجہ سے جلد جانا چاہتے ہیں۔ فرمایا

مینے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بہت کچھ سمجھایا ہے اور ان کے لئے دعا بھی کی ہے اور وعدہ بھی کیا ہے کہ دعا کروں گا ہاں اتنی بات ہے کہ آپ **یاد دلاتے رہیں**۔ مینے انکو کہدیا تھا کہ مولویانہ وعظ و نصیحت سے آپ کے دل کو تسلی نہیں ہوگی۔ یہہ تسلی تو خدا تعالےٰ کی ہی طرف سے آئیگی کیونکہ جسنے دل بنایا ہے وہ دل پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھ دعاؤں سے ہی ممکن ہے۔ مین دیکھتا ہوں کہ انہیں بہت فائدہ ہؤا ہے۔

فرمایا دعاؤں مین جو ر و بخدا ہو کر توجہ کی جاوے تو پھر ان مین خارق عادت اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعاؤں مین قبولیت خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤں کے لئے بھی ایک وقت جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے اس وقت مین خصوصیت ہے وہ دوسرے اوقات مین نہیں اسیطرح پر دعا کے لئے بھی بعض اوقات ہوتے ہیں۔ جب کہ انمین قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا - عام انسان صدموں کو برداشت نہیں کر سکتے یہہ انبیاء علیہم السلام ہی کے قلوب ہوتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی صدمات اور مشکلات کو برداشت کرتے ہیں اور ذرا بھی نہیں گھبراتے۔

فرمایا - بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ تقریر سے دل تسلی پکڑتا ہے لیکن بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ محض اللہ تعالےٰ کی رحمت ہی کام کرتی ہے اللہ تعالےٰ کے کام مین صدہا مخفی اسرار ہوتے ہیں جنکو انسان کبھی سمجھ لیتا ہے اور کبھی نہیں۔ انسان کو چونکہ آخرۃ کے ذخیرہ کی ضرورۃ ہے۔ اور بعض اوقات انسان کے اعمال ایسے نہیں ہوتے جو آخرت مین کام دین اسلئے اللہ تعالےٰ نے قضاء و قدر سے اسکا تدارک کر دیا ہے۔ جسطرح انسان روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کے ساتھ سحری بھی ہے اور اس مین اسکو اجازت ہے کہ جو چاہے سو کھائے۔ لیکن قضاء و قدر کا جو روزہ ہے اسکے لئے کونسی سحری ہے۔

فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے میرا ایک اور **نام** رکھا ہے جو پہلے کبھی سنا بھی نہیں تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا

محمد مفلح

زلزلہ کے متعلق مختلف ذکر ہونے سے فرمایا **اموری** کا پتہ رکھنا چاہیئے تاکہ جب **پیشگوئی پوری** ہو تو اسکو بھی اشتہار کیا جاوے (اس کو اس یقین اور بصیرت کا پتہ ملتا ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ اور اسکے وعدوں پر ہے ایڈیٹر)

فرمایا عام لوگوں کا علم یہانتک محدود ہے کہ عام اسباب مادیہ کے ماتحت تحریکات ہوتی ہیں لیکن اسی حد تک ختم کر دینا یہہ سخت غلطی ہے قضاء و قدر کے اسباب بعض اوقات وراء الورا ہوتے ہیں اور انکا تعلق محض **کن فیکون** سے ہی ہوتا ہے جسے دوسرے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے اگر یہہ اسباب اسی حد تک ہوتے جہان تک یہہ لوگ سمجھے بیٹھے ہیں تو پھر تو گویا **خدائی ہی کو** اپنے قبضہ مین لے آتے

پہلی امتوں پر جو جو عذاب آئے ہیں اگر انکے حکماء کو انکے اسباب کی خبر ہوتی تو وہ انکو بچا کیوں نہ لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اسباب وراء الورا تھے۔ مین یقین رکھتا ہوں کہ اس خارق عادت نشان سے بہت سے لوگ سیدھے ہو جائیں گے۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

قوت ذوق شوق علم سے پیدا ہوتی ہے جب تک علم اور معرفت نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ **رب زدنی علما** کی دعا مین یہہ بھی ایک سر ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت مین اسے ذوق شوق پیدا ہو تو اسکو اللہ تعالےٰ کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہیئے اور یہ علم کبھی حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان صادق کی صحبت مین نہ رہے اور اللہ تعالےٰ کی تازہ بتازہ تجلیات کا ظہور مشاہدہ نہ کرے۔

*

اللہ تعالےٰ کے ساتھ صحیح اور سچا تعلق اوس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان پورا وفادار اور مخلص ہو۔ جو شخص وفادار نہیں اگر وہ ہر روز اس قدر روتا رہے۔ کہ اس کے آنسوؤں کا ایک چھپڑ لگ جاوے تو بھی خدا تعالےٰ کے نزدیک اسکی کوئی قدر نہیں ہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمہارا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ کامل وفاداری کا نمونہ ہو۔

*

انسان کی عجیب حالت ہے کہ اگر کہیں سانپ نکلے تو اس سے دہشت کھاتا ہے اور جس اندر کی بابت اسے گمان ہو کہ جہان سانپ ہے وہان جاتے ہوئے ڈرتا ہے لیکن ہزاروں تجارب موت فوت کے اسکے سامنے ہیں اور پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتا۔ ورنہ ایک موت ہی کا واعظ اس کی اصلاح کے لئے کافی تھا۔

*

جھوٹے قصوں سے جھوٹا بھروسہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر اصلیت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے جیسے کیمیا کی وہمی باتوں کے بھروسہ مین انسان اگلی دولت بھی کھو بیٹھتا ہے۔

جھوٹے خیالات اور خیالی قصوں کا بھی اثر ایمان پر ہوتا ہے جو لوگ قرآن شریف کو جو اللہ تعالےٰ کی کلام ہے چھوڑتے ہیں وہ آخر اسی مرض مین گرفتار ہو کر اپنے ایمان کو ضائع کر لیتے ہیں۔ قرآن شریف مین کوئی بات ایسی نہیں ہے جو انسان کو دھوکہ دے۔

*

اصل مین انسان کے ایمان کی تازگی اسیوقت شروع ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالےٰ ہی پر ایمان لاتا ہے۔ اسیوقت اسکے گناہ دور ہونے لگتے ہیں حقیقی ایمان جب تک پیدا نہیں ہوتا گناہ کی زہر سے انسان بچ نہیں سکتا میرے نزدیک ایمان کی شناخت کا یہی بڑا معیار ہے اور ہر شخص اپنے ایمان کو اس پر آزما سکتا ہے اس لئے دلیل ظاہر ہے کہ جو لوگ سم الفار کو زہر سمجھتے ہیں وہ اسے نہیں کھاتے ہیں اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اسکو کھا کر ہلاک ہو جائینگے اسی طرح پر گناہ بھی ایک زہریلا پھل ہے جسے کھاتے ہی انسان مرجاتا ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو تو انسان اس پھل کے نزدیک جانیسے ڈرتا ہے۔ اسپر اسکی ہلاکت کی تاثیروں کا دروازہ کھل جاتا ہے مین یقیناً جانتا ہوں کہ یہہ بے حیائی اور کھلی بدکاری کی بیماری جو دنیا مین پھیل رہی ہے یہہ دہریت کے روگ سے ... شروع ہوئی ہے۔ اور اس کی جڑ کفارہ کے جھوٹے فسانے ہیں۔

*

دنیا پرستی کی حد ہو گئی ہے ہر شخص دنیا ہی کا شیدائی نظر آتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جدھر آنکھ اٹھاتا ہے ابنائے دنیا ہی کو دیکھتا ہے چونکہ ایسے مخلصوں کی نظریں بہت ہی کم ہیں جو خدا تعالےٰ کے ساتھ کامل تعلقات کا نمونہ ہوں اسلئے اس طرف توجہ ہی نہیں برخلاف اسکے دنیا پرستوں کی نظریں نظر آتی ہیں اسلئے ہر شخص اسی طرف کو جھکتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کیطرف بہت ہی کم لوگ آتے ہیں کیونکہ **خدا کی راہ اختیار کرنا دنیا سے باہر ہو جانا ہے** جب تک انسان ایک موت اختیار نہیں کر لیتا اُس راہ سے داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا ہے **موتوا قبل ان تموتوا**۔

*

۳۰ - جولائی دربار شام

حسب معمول جب علیٰ حضرت قبل عشاء تشریف لائے تو سب سے اول لودی ننگل کے متصل آئے ہوئے چار آدمیوں نے بیعت کی۔ بعد بیعت تذکرہ ہوا کہ موضع نیچہ متصل لودی ننگل مین **مولوی ثناء اللہ** امرتسری گیا تھا۔ وہان اوس نے عام مجمع مین اثناء وعظ مین کہا کہ مرزا صاحب کے مرید

لا الٰہ الا اللہ مرزا غلام احمد رسول اللہ

یہہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ اسپر ایک مخالف مگر انصاف پسند شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب! اگر یہ کلمہ مرزا صاحب کی کسی تصنیف سے نکال دیں تو مین پانچسو روپیہ ابھی آپ کو نقد انعام دیتا ہوں۔ یہہ تحدی سنکر مولوی صاحب چکرائے اور اکثر لوگ بیزار ہو کر حلقہ وعظ سے اُٹھ گئے مولوی صاحب اپنا سا منہ لیکر واپس آئے

نکتہ معرفت

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان یہہ فرق ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لاکر **امت بناتے ہیں** اور ہم امت کو **مسیح بناتے ہیں**۔

پیسہ اخبار کا مقدمہ

پیسہ اخبار کے مقدمہ کے تفصیلی حالات کے درج کرنے کیواسطے میرے اکثر ناظرین نے مجھے خطوط لکھے ہین آجتک الحکم مین پیسہ اخبار کے مقدمہ کے حالات درج نہین ہوئے تھے لیکن اب جبکہ مقدمہ باضابطہ شروع ہوگیا ہے مین چاہتا ہون کہ ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے ان حالات کو شائع کردون۔ مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے زنی کرنا میرا کام نہین ہے ہان مقدمہ کے فیصل ہونے پر انشاء اللہ بعض ضروری ریمارک کردئے جائینگے۔ فی الحال جو کچھہ دوسرے اخبارات اس مقدمہ کے متعلق لکھین گے مین درج کرتا رہون گا۔ مقدمہ کے ابتدائی حالات بیان کرنے کی بہی مجھے حاجت نہین ہے اسلئے کہ سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات سے سب کچھہ ظاہر ہے۔

یہ استغاثہ ۱۰-جولائی ۱۹۰۵ء کو مستغیث نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی عدالت مین دائر کیا۔ جو بعد مین سٹی مجسٹریٹ صاحب کی عدالت مین بہیجا گیا مستغیث کی طرف سے بابو درگا سہائے۔ بی۔ اے۔ مختار عدالت پیروی کرتے تہے ۱۲-جولائی کو سٹی مجسٹریٹ کی عدالت مین مستغیث کا بیان ہوا۔ ۱۲-جولائی کو ملزمان کی طرف سے مسٹر ہربرٹ وکیل کمرہ عدالت مین موجود بتائے جاتے ہین بعد بیانات تحقیقات پولیس طلب ہوئی۔ ۱۵-جولائی کو مسٹر ہری صاحب کے اجلاس مین منشی محبوب عالم وغیرہ کا چالان پیش ہوا۔ صاحب موصوف نے سرکاری وکیل کو پیروی کا حکم دیا اور ۲۷-جولائی مقرر ہوئی۔ ۲۷-جولائی کی کارروائی مین اگلی اشاعت مین درج کرونگا فی الحال استغاثہ اور بیان مستغیث جو روبرو سٹی مجسٹریٹ صاحب ہوا درج کرتا ہون۔

(ایڈیٹر)

نقل استغاثہ

بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لاہور

سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ ذات سید سکنہ شاہجہانپور وارد حال لاہور۔

بنام

عبدالکریم ملزم ولد نا معلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال وارد چنگڑ محلہ لاہور۔

عبدالعزیز ولد نا معلوم سکنہ فیروز والا ضلع گجرانوالہ حال منیجر پیسہ اخبار لاہور۔

محبوب عالم ولد نا معلوم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور خدا بخش ڈبہ سکنہ لاہور کریم بخش ولد نا معلوم ملازم پیسہ اخبار لاہور۔ خدا بخش شیر فروش ولد نا معلوم سکنہ لاہور متصل پیسہ اخبار۔ میران بخش کوچبان پیسہ اخبار لاہور۔ رمضان ملازم پیسہ اخبار لاہور۔

جنابعالی۔ تمہید استغاثہ یہ ہے کہ واقعہ ۱۵-جون ۱۹۰۵ء کو ملزم نمبر ا مستغیث کو جبراً کہینچکر مکان ملزم نمبر ۱ و ۲ مین لیگیا جہان ملزمان نے اپنی سازش سے مستغیث کو کوٹھری مین بند کردیا۔ ملزم نمبر ۱ نے زدوکوب کیا اور دیگر ملزمان بہی معاون رہے ملزم نمبر ۱ و ۵ و ۶ نے مستغیث سے جرم خلاف وضع فطری کیا اور ملزمان نے سازش کرکے مستغیث کے مکان کی تلاشی کرکے اسباب وغیرہ بہی نکال لیا ملزمان نے مستغیث کو دہمکی دی کہ جان سے مار دین گے۔ یا ہمارے اہتمام مین یہان سے چلے جاؤ۔ ملزم نمبر ۸ کی حراست مین مستغیث کو ریل پر سوار کرکے شاہجہانپور بہیجدیا مستغیث پر بڑا ظلم ہوا ہے اسکی قانونی تحقیقات ہونی ضروری ہے اسلئے ملزمان سے قانونی سلوک کیا جائے شہادت موجود ہے۔

عرضی

فدوی سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ لاہور۔

مورخہ ۱۰-جولائی ۱۹۰۵ء

بیانات مستغیث

در واقعہ ۱۵-جون ۱۹۰۵ء سے ۴ یا ۵ روز پہلے عبدالکریم کہا کرتا تہا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکہدو اس مضمون کا کہ مین وہان جاکر لوہار کا کام کرون۔ مین نے وعدہ کیا کہ لکہدونگا۔ اس نے ۱۵-جون کو جب مین مکان سے اُترا کہا کہ مراسلہ لکہدو۔ مین نے کہا کہ کالج سے واپس آکر لکہدونگا جب ۱۰½ بجے پبلک لائبریری سے واپس آیا تو رمضان چپراسی پیسہ اخبار مجہے ملا۔ اس نے کہا کہ عبدالکریم تجہے بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہانا کہانے کے بعد ملونگا۔ یہ کہکر جب مین مکان کی طرف چلا۔ جب مکان ۱۰ قدم رہ گیا تو عبدالکریم تیزی کے ساتھہ میرے مکان کی طرف آرہا تہا اُس نے کہا کہ مراسلہ کی بڑی ضرورت ہے ابہی لکہدو اور یہ کہ میرے مکان پر چلکر لکہدو۔ مین نے عذر کیا۔ اس نے خوشامد کی کہ چلو۔ پھر وہ میرا ہاتہہ پکڑکر کشاں کشاں مجہے لے چلا جس مکان مین وہ مجہے لے گیا۔ جب وہ دس قدم کے فاصلہ پر رہا تو اوس نے مجہے ایک گالی دی۔ مین رُک گیا اور آگے جانے سے انکار کیا تو اوس نے میرا ہاتہہ پکڑکر اپنی طرف گہسیٹا اور مجہے رمضان چپڑاسی نے دھکا دیا۔ اور مین مکان مین داخل کردیا گیا۔ عبدالکریم کا مکان تہوڑے فاصلہ پر ہے مکان کے اندر پہنچا کر مجہے ایک کوٹہری مین داخل کیا گیا۔ وہان دو شخص موجود تہے جو کچھہ کام کررہے تہے۔ جنکا حلیہ ایک کا بتا سکتا ہون۔ کوٹہری مین مجہے چھہ یا ۷ آدمی موجود ملے عبدالکریم مجہے مارنے لگا۔ دوسرے لوگون مین سے رمضان۔ خدا بخش شیر فروش خدا بخش مبروص میران بخش۔ کریم بخش مجہے مارنے لگے۔ زیادہ تر عبدالکریم مارتا تہا۔ یہہ بہی مارتے تہے تہپڑ مکے اور لات مارتے تہے۔ اسی اثنا مین عبدالکریم نے میرے پہلو پر مکا مارا جسکے صدمہ سے بیہوش ہوکر مین گر پڑا۔ پہر جب مجہکو ہوش آیا تو عبدالکریم میرے سر پر بیٹہا تھا اور ہاتہہ پکڑے ہوئے تھا۔ ایک شخص نے پاؤن پکڑے ہوئے تہے۔ میرا پائجامہ ہٹا دیا گیا تہا۔ مین پیٹ کے بل پڑا تہا۔ خدا بخش شیر فروش خدا بخش مبروص اور کریم بخش ان تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل کیا۔ ہر ایک شخص جب یہ فعل کرنے کو ہوتا تہا تو یہ بتا دیا جاتا تہا کہ یہ شخص فعل کرتا ہے۔ دیکہہ لو۔ چنانچہ مبروص خدا بخش نے یہہ بہی کہا کہ میرے عضو کو دیکہو کہ یہ بالکل سفید ہے اسکا آلہ دکہلایا گیا جسکے منہہ پر سفید داغ ہے جو داغ برص جیسا نہین ہے۔ بعد مین کسی نے دروازہ ہلایا تو عبدالکریم باہر نکلا۔ اس نے آہستہ آہستہ باتین کین۔ اُس شخص کی آواز محبوب عالم کی تہی۔ اور وہ یہ کہہ رہا تہا کہ خطوط لے لو۔ جب عبدالکریم کوٹہری مین داخل ہوا کہ قدمین محبوب عالم کا سا تہا۔ اور چہرہ نہین دیکہا تہا۔ وہ دروازہ کے باہر جارہا تھا۔ جب عبدالکریم اندر آیا تو اوس نے کہا کہ خطوط مجہے دیدو۔ مین نے کہا کہ میرے مکان پر جو میز ہے اسمین خطوط ہین۔ عبدالکریم نے مجہے ہنسکر کہا کہ تمہین خبر نہین۔ تمہارے کمرے کا قفل توڑ کر ہم وہ صندوقچہ لے آئے ہین تمہارے ٹرنکون کے تالے بہی توڑکر ہم نے اچہی طرح دیکہلیا مگر خطوط نہین ملے۔ اس کے بعد عبدالکریم نے مٹی کے برتن مین پیشاب کیا اور وہ میرا منہہ چیر کر میرے منہہ مین ڈالا۔ اسکے بعد پھر دروازہ کمرہ کا کہلا۔ اور عبدالعزیز اندر داخل ہوا۔ اس نے آکر گالیان دین اور ٹہوکر ماری اور کہا کہ اب جان سے مارے جاؤ گے۔ چنانچہ جب مین ہوش مین آیا تہا اسوقت کئی آدمی چاقو لئے کہڑے تہے اون کو شناخت نہین کرسکتا ہون اور میرے منہ مین کپڑا بہی ٹھونسدیا گیا تہا۔ جسوقت خلاف وضع فطری کام کیا گیا تب کپڑا ڈالا گیا۔ فعل کے بعد کپڑا نکالا گیا۔ سب لوگون نے چاقو دکہائے اور کہا کہ مار ڈالے جاؤگے لیکن ایک طرح سے تمہاری جان بخشی ہوسکتی ہے کہ تم آج ہی اور اسی وقت لاہور چھوڑدو۔ مین نے کہا کہ کرایہ نہین ہے مین نہین جاسکتا ہون۔ تو عبدالعزیز اور عبدالکریم نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام مین جاؤ۔ اور اگر اس کے بعد کسی سے یہہ بات بیان کی تو ہم تم کو جان سے مار ڈالین گے۔ اسی طرح اور دہمکاتے رہے۔ مین نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا مین اپنے مکان پر جاسکتا ہون مجہے مکان مین ۱۰½ بجے کے قریب داخل کیا گیا۔ اور قریبًا دو بجے نکالا گیا جب مین مکان پر گیا تو کمرہ کا تالا ٹوٹا ہوا تہا اندر فرش بالکل اُلٹا ہوا پڑا تہا۔ دو ٹرنک تہے اُس کے تالے ٹوٹے ہوئے تہے اور ان کے پارچات بکہرے ہوئے پڑے تہے صندوقچہ غایب تہا۔ میری ساتہہ خدا بخش ڈبہ اور رمضان آئے تہے۔ وہ مکان کے اوپر نہین گئے تہے۔ مین نے مکان پر آکر اپنا پائجامہ دہویا۔ اور اون کپڑون پر جو دریدہ تہے مین نے اور کپڑے پہنے۔ خدا بخش ڈبہ مجہے بلانے آیا اور میری اُترنے سے پہلے وہ اُتر گیا۔ پھر رمضان مجہے اسٹیشن پر لے گیا۔ وہان اوس نے ٹکٹ خریدا اور مجہے شاہجہانپور جانے والی گاڑی پر سوار کردیا رمضان ہر وقت میرے ساتہہ رہا اور بات چیت بہی کرتا میرے ساتہہ گیا۔ پھر نہین معلوم ہے خلیفہ امام الدین مجہہ سے ملتے تہے اور راد ہاکشن اسی کمرے مین بیٹہے تہے جو ڈپٹی انسپکٹر پولیس مقیم حال بازار انسر مین اون کی سکونت کا حال اسی دن معلوم ہوا تہا۔ اس تمام کارروائی کا باعث یہ ہوسکتا ہے کہ مین مضامین پیسہ اخبار کے برخلاف دیا کرتا تہا۔ اور یہ وجہ بہی ہے کہ منشی محبوب عالم کی لڑکی سے اور مجہہ سے خط و کتابت تہی۔ یہہ

خط وکتابت قریبًا سال بھر سے تھی - اور لڑکی نے اپنے ہر ایک خط میں اظہار محبت کیا - یہہ معلوم نہیں کہ اسکے والدین کو کس طرح خبر تھی - لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ خبر انکو ڈیڑہ ماہ وقوعہ سے پہلے تھی - یہہ خبر مجھے لڑکی نے دی تھی اس ذریع سے آگاہ ہو کر جب اس کے والدین نے مزاحمت کی تو جیسا وہ مجھے لکھتی ہے زہر یا کسی زہریلی دوا کا استعمال ہوا اسنے یہ تحریر کیا - یہہ خطوط اسوقت تہانہ انارکلی میں موجود - یہہ وہی خطوط ہیں جو عبدالکریم نے مجھ سے مانگے تھے - اس نے سب سے پہلے خط میں مجھے یہ بھی بتایا کہ اوسکی کوئی سہیلی انوری بیگم ہے جسکے گھر سے اس کی شادی کا پیام آیا - تو یہ لکھدیا کہ کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے میں انکار کر دینے کو آمادہ ہوں - مارپیٹ کا واقعہ اسکا نتیجہ ہوسکتا ہے - لڑکی کی عمر غالبًا ۱۷ یا ۱۸ سال ہوگی - مجھے اندر داخل ہو کر عبدالکریم نے کہا تھا کہ ہماری بہن سے خط وکتابت کا نتیجہ ملتا ہے - جب میں شاہجہانپور گیا تو مجھے ۴ یا ۵ یوم بعد کوتوالی میں طلب کیا گیا اور میرا معائنہ ڈاکٹری ہوا - کوئی تقریبًا ۲ یوم بعد معائنہ ہوا تھا - پھر میرے بیانات مجسٹریٹ کے روبرو ہوئے - وہاں سے مجھے ایک لانے گیا تھا - وہ لایا - اس سے پہلے تفتیش ہوئی - مجھے خبر نہیں ہے کہ یہاں پولیس کو کسطرح اطلاع ملی - میں نے یہاں کسی سے تذکرہ نہیں کیا - وہاں مینے صرف شرم اور خوف کیوجہ سے بیان نہیں کیا تھا یہاں بھی مینے اسی لئے ذکر نہیں کیا تھا کہ خوف دلایا گیا تھا - میرا یہاں بجز سرکار کے کوئی معاون نہیں ہے -

(سماچار)

لاہور

۲۷ - ماہ حال کو پیسہ اخبار کا مقدمہ چالان ہو کر بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر پیش ہوا سید ظہور احمد مستغیث کے اظہار لئے گئے نہایت شرمناک اور دلخراش اظہار پائے گئے ہیں - اور ان پر جرح بھی کی گئی کچھہ خطوط بھی پیش کئے گئے - پیسہ اخبار والوں کو شکایت ہے کہ اون کے دشمن بہت ہیں اور انہوں نے یہ شگوفہ کھڑا کیا ہے - آئندہ پیشی ۸ - اگست مقرر کی گئی ہے - مفصل حالات آئندہ درج ہونگے - تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ لاہور محلہ سرین سے دو عورتوں کو (ایک بالغ اور ایک نابالغ) مسمیان کیشورام و ٹھاکرداس ملازم ریل بعہدہ گارڈ و دھنی ساکنان لاہور نے رفوچکر کیا - مگر پتہ لگ گیا - اور ہر سہ ملزمان پکڑے گئے مقدمہ بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر چلایا گیا - آج مورخہ ۲۴ - جولائی کو عدالت موصوف نے شہادت استغاثہ لیکر ہر سہ ملزمان پر فرد جرم قرار داد زیر دفعہ ۳۶۶ تعزیرات ہند لگادی اور ملزمان سے شہادت صفائی طلب ہوئی ہے دیکھا چاہئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - نتیجہ سے اطلاع دی جائیگی - (اخبار عام)

بکوشید ای جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

*

کالج کیلئے آنہ فنڈ کی تحریک پر دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے لیکن اس عرصہ میں ایک ہزار روپیہ کا بھی جمع نہ ہوجانا کسقدر حیرت افزا بات ہے - جہاں کئی لاکھ کی ضرورت ہو اور وہاں ابھی تک تین سینکڑوں تک بھی نوبت نہ آئی ہو اس کام کی راہ میں آپ اندازہ کرلیں کسقدر روک سمجھی جاسکتی ہے - اگر ایسی ہی سست رفتار سے کالج کے لئے چندہ جمع کیا گیا تو شاید نصف صدی سے زیادہ عرصہ احمدیوں کو اپنا کالج بنانے کے لئے درکار ہو - میں تسلیم کرتا ہوں کہ انپر ہر قسم کے چندوں کا بوجھ ہے لیکن یہہ بھی تو سچ ہے کہ ان قومی ضروریات کو آخر انہوں ہی نے پورا کرنا ہے اور اس کے لئے سعی کرنا انہیں کا کام ہے جب تک وہ خود کوئی محنت اور ہمت نکریں گے اللہ تعالےٰ کا فضل کیسے انکی دستگیری کریگا - وہ سعی کریں تو اللہ تعالیٰ کا فضل اس سعی پر مفید ثمر پیدا کر دیگا - کالج کے قیام کیلئے اس آنہ فنڈ میں کام کرنے والے والنٹیر جب تک نہ ہونگے پورے طور پر یہہ تحریک کام نہیں دیگی - اکیلا الحکم کا ایڈیٹر کہاں تک اس تجویز کو پہونچائیگا اس مقام پر میں اپنے عزیز ہمعصر بدر کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے صحیفہ میں اس تحریک کو عام کرے اور قوم کو متوجہ کرے یہہ کام میرا یا کسی خاص شخص کا ذاتی نہیں ہے یہ قومی کام ہے اسلئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کو ہر احمدی تک پہونچائے اور کالج فنڈ کے لئے اس سے چندہ لے -

چندہ دینے والوں کی رسید الحکم کے ذریعہ مشتہر کی جاتی ہے - اور گنجائش کے لحاظ سے ہر اشاعت میں کچھہ نہ کچھہ جگہ اسکے لئے نکالی جاتی ہے اگر کسی بھائی کی رسید چندہ نہ چھپے تو . . . ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دے اسلئے کہ یہ کام اسی کا ہے اور ایسی صورت میں یہ بھی لکھنا چاہئے کہ روپیہ کسکی معرفت بھیجا گیا ہے اگر ایڈیٹر الحکم کی معرفت روپیہ بھیجا جاوے تو البتہ حساب فہمی میں سہولت رہتی ہے - کوپن پر جلی قلم سے کالج فنڈ لکھنا چاہئے

رسید زر گذشتہ اشاعت سے آگے

حکیم فضل الدین صاحب قادیان دو سال کیلئے	ے/
مولوی قطب الدین صاحب قادیان	۲/
مولوی محمد شاہ صاحب طالب علم	۱/
ایک خاتون معرفت منشی جھنڈیخان مدرس بٹالی	۲/
منشی جھنڈیخان صاحب مدرس "	۲/
منشی غلام نبی صاحب مدرس مدرسہ بہلووال	عا
چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات	ے
منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس	۲/
منشی نصیر احمد خانصاحب شاہ آباد ریاست رامپور	عمر
منشی محمد رحیم الدین صاحب کوہ دلوین	عا
سید الف شاہ صاحب کالا چپی شکر گڑھ	عہر
اسماعیل آدم صاحب بمبئی	ے

باقی آئندہ

(اسکے علاوہ ابھی اور احباب کا بھی روپیہ آیا ہے انکی رسید اگلی اشاعت میں انشاءاللہ درج ہوگی)

ایڈیٹر

مدرسہ تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام سکول کے متعلق ماہوار مستقل چندوں کا خاص اہتمام ہونا ضروری ہے ریزرو فنڈ کے لئے مینے جو تحریک سرپرستان الحکم کی خدمت میں کی تہی - خدا کا شکر ہے کہ وہ عمومًا قبولیت کی نظر سے دیکھی جارہی ہے اور اکثر احباب نے میری تجویز کو پسند فرمایا ہے اور ایک ایک روپیہ دینے کے لئے وہ آمادہ ہیں -

بار بار کن الفاظ میں آپ لوگوں کو توجہ دلاؤں مدرسہ کی وقتی اور اتفاقی ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ ہر وقت ریزرو فنڈ میں رہنا ضروری ہے اس لئے بہت جلد اس رقم کو پورا کر دینا چاہئے مینے جو تجویز ۱۰ - اگست کے الحکم کے وی پی کی پیش کی تہی وہ اکثر سرپرستان الحکم نے تو منظور کرلی ہے لیکن میں اس کو ۲۴ - اگست تک ملتوی کرتا ہوں اگر کوئی صاحب اس تجویز کے **ساتھہ متفق نہوں تو وہ اطلاع دیں** ورنہ ۲۴ - اگست کا الحکم ریزرو فنڈ مدرسہ کے لئے ایک ایک روپیہ میں وی پی ارسال ہوگا -

شیرازہ قوم

شیرازہ قوم کے لئے جو فارم مینے الحکم کے ذریعہ شائع کئے تہے وہ اکثر واپس آرہے ہیں فہرستوں کی خانہ پری احتیاط سے کیجاتی ہے - لیکن ابھی تک انکی واپسی کی رفتار بہت سست ہے - بعض جگہ کے احباب نے تو مطلق توجہ نہیں کی یا اگر کی ہے تو مجھے اس کا علم نہیں خصوصًا **لاہور** اور **امرتسر** سے ایک فرد بھی واپس نہیں آئی - میں یہ تو یقین نہیں کرتا کہ وہاں کی جماعتیں اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتیں پر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اسپر توجہ نہیں ہوئی ہر شخص جسکے پاس وہ فرد پہونچا ہے اسکا تو یہی فرض ہے کہ اسکو خانہ پری کر کے - ایڈیٹر الحکم کے پاس بہیجدیں -

خلیفہ منتخب ہونیکے بعد حضرت صدیق کی پہلی تقریر

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت کے لئے منتخب ہوئے تو آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں کہڑے ہوئے - خداوند جل وعلا کی ثنا وصفت بیان فرما کے ارشاد کیا " لوگو! میں تمپر حاکم مقرر کیا گیا - باوجودیکہ تم سب سے اچھا نہیں ہوں - (سبحان اللہ کیا انکسار ہے) لہذا اگر تم مجھے راہ راست پر چلتے دیکھو تو میری مدد کرو - اور اگر مجھے غلط راستے پر چلتے دیکھو تو روکو - جب تک تمہارے بارے میں خدا کی فرمانبرداری کرتا ہوں تم میری اطاعت کرو - لیکن اگر اوس کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے یا تک تو جمہور کی قوت اور اوسکے سامنے حاکم کی کمزوری کا ذکر تہا - اب حاکم کی قوت دکہانے کی مہذب و شائستہ شان ملاحظہ ہو - ان الفاظ کی فصاحت کو اگر کرامت کہا جائے تو بھی بجا ہے - فرمایا آگاہ ہو جاؤ - تم میں کا سب سے زبردست شخص بھی اوسوقت تک میرے آگے کمزور ہے جب تک اوس کے ذمے کسی کا حق باقی ہو - اور تم میں کا سب سے کمزور شخص بھی اوسوقت تک میرے مقابل میں زبردست ہے جب تک کہ وہ اپنا حق نہ پالے - میں اپنا یہ قول کہتا ہوں - اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں -

(العرفان)

جاپان میں اسلام کی خواہش

جاپان کے بندرگاہ ناگاساکی سے شیبوکیما نام ایک ماہوار میگزین جاپانی انگریزی اور فرنچ تین زبانوں میں شایع ہوتا ہے یہ رسالہ فقط جاپان ہی میں مشہور و معروف نہیں بلکہ اکثر بلاد مغرب مین بہی اوس نے خاص رفعت عزت اور شہرت حاصل کی ہے چنانچہ یورپ اور امریکہ تک بڑے بڑے وقایع نگار ۔ ادیب فلاسفر اور مدبر اکثر اپنے آرٹیکل اسمین شایع کرتے رہتے ہیں گذشتہ اپریل کے ایک جاپانی فاضل کا مضمون مسلمان چین کی نسبت چھپا ہے جسکا ترجمہ اللوائے مصری نے عربی مین شائع کر کے اسلامی دنیا پر ہماری رائے میں ایک قابل شکر گذاری احسان کیا ہے ۔ کیونکہ اس مضمون سے پایا جاتا ہے کہ اقصائے مشرق کے باشندون مین خدائے برحق نے اپنے دین حق کی قبولیت اور اشاعت کی خاص صلاحیت ودیعت فرمائی ہے جسکی وجہ سے چین مین تو آج بفضلہ لکھوکہا بنی آدم اسلام کے نام لیوا موجود ہین مگر جاپانی قوم کے افراد بہی جسکی ترقی اور کامیابی اسوقت جمیع دول اور ملل عالم کو حیرت مین ڈال رہی ہے ۔ قبول اسلام کی عموماً کافی صلاحیت رکھتے ہین بلکہ عملی طور پر وہ اصول و احکام اسلام کے ہم جیسے ننگ اسلاف مسلمانون سے کہین زیادہ پابند ہین ۔ کسر ہے تو صرف اتنی کہ دنیا بہر کے کروڑون پیروان اسلام سے گنتی کے چند ہی فدایان ملت اٹھیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس مشن کی خدمت پر کمر بستہ ہو کر انہیں بتائین کہ بلحاظ اسلام کون ہو اور کیسے ہو تاکہ وہ کلمہ توحید کی تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کر کے کہلم کہلا مشرف باسلام ہو جائین ۔

فاضل موصوف لکھتا ہے کہ اہالی چین مین بہتیرے ایسے بہی ہین جو دین اسلام کے معتقد ہین یہ وہی دین ہے جس کی تحقیقات پچہلے دنون ہمارے ملک کی دینی مجلس نے شروع کی تہی ۔ مگر چونکہ جنگ چہڑ جانیکے باعث مسلمان طلباء جو جاپان مین تعلیم پانے آئے تہے اور آتے ۔ اور جنسے ہمین اسلام کے کچہہ حالات معلوم ہو سکتے اپنے وطن کو لوٹ گئے اور آنے بند ہو گئے ۔ اسواسطے مجوزہ تحقیقات سردست بند کر دینی پڑی لیکن حالمین جو ایک جدید کتاب موسومہ کا ددیایا (دین توحید) مسٹر حسان یوشن نام ایک فاضل چینی مسلمان نے فصیح جاپانی زبان مین تصنیف و شایع کی ہے اس نے اس تحقیقات کو بہت کچہہ آسان کر دیا ہے

مصنف موصوف نے حمد و نعت وغیرہ تمہیدی امور کے بعد حضرت سرور کائنات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی نوع انسان مین عدل نیکوکاری و پرہیزگاری وغیرہ پہیلانے لئے پیغمبر بنا کر بہیجا آنحضرت کا جسد مبارک مدینہ طیبہ مین مدفون ہے جہان حج کے موقع پر ہر سال دس لاکہہ سے زیادہ مسلمان جمع ہو کر اپنا ایک ضروری مذہبی فریضہ ادا کرنے کے علاوہ دنیوی معاملات مین بہی صلاح و مشورہ کرتے ہین ۔ پہر لکہتے ہین کہ مینے جاپانیون کے سوائے اور کوئی قوم دنیا میں ایسی نہین دیکہی جس مین فضیلت و شرافت کے تمام آثار و اسباب موجود ہون جاپانی عملی طور پر پورے پورے مسلمان ہین کمی صرف کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہے ۔ اگر وہ اس کی بہی تصدیق و اقرار کر لین تو بلاشبہ سچے اور پکے مسلمان بن جائینگے ۔ فاضل مصنف نے دین اسلام کے احکام کو عبادات معاملات اور عقوبات تین حصون پر منقسم کر کے ہر ایک کی یون توضیح کی ہے ۔ عبادات سے کلمہ شہادت کا اعتراف اور نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ اور معاملات مین اسلامی ہدایات اور تعلیمات کا منشاء حقوق العباد کا بوجہ احسن ملحوظ رکہنا اور شفقت علے خلق اللہ ہے ۔ اسی طرح عقوبات کا مدعا یہ ہے کہ انسان کا طرز عمل سختی و نرمی یا افراط و تفریط کے بین بین بالکل معتدل ہو کتب اسلام مین ان تعلیمات کی بڑی شرح و بسط کے ساتہہ توضیح کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے اس سے بہتر و اعلیٰ دستور العمل وضع ہونیکے کیا معنے خیال مین بہی نہین آسکتا ۔

جاپانی مضمون نگار اس کتاب توحید پر ریویو کرتے ہوئے لکہتا ہے کہ ہمین فاضل مصنف کی صداقت اور درست بیانی مین کچہہ بہی شک و شبہ نہین ہے کیونکہ بہت سے چینی مسلمانون کے ساتہہ ہمکو سابقہ پڑ چکا ہے اور ہم نے اونکو بلا اشتباہ نظافت (پاکیزگی) شہامت مستعدی ہمت ۔ ذکاوت و فراست اور حسن اخلاق وغیرہ اعلےٰ اوصاف سے کامل طور پر بہرہ در پایا ہے حالانکہ دوسرے (بت پرستی) چینیون مین یہ صفات قریباً مفقود ہین جس سے صریحاً نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کو یہ شرف محض اپنے پاک مذہب کی برکت سے حاصل ہوا ہے اور اسی لئے ہم اپنے ہم وطنون کو جو اسوقت کسی سچے مذہب کے متلاشی اور ادیان عالم کی تحقیقات مین مشغول ہین بڑے زور سے توجہ دلاتے ہین کہ مذہب اسلام کے متعلق بہی پوری پوری چہان بین اور پرکہہ پڑتال کرین ۔ ساتہہ ہی ہم اپنے سررشتہ تعلیم سے بہی پرزور درخواست کرتے ہین کہ وہ چینی مسلمان طلباء کو مدارس جاپان مین داخل ہونے کے لئے حتی الوسع آسانیان اور سہولتین پیدا کرین اور ان کے واسطے خاص مراعات ملحوظ کی جائین تاکہ وہ ہمارے ملک مین بکثرت آنے لگین ۔ اور ان کے میل جول سے اس عظیم الشان مذہب کے جوہر جو ابتک ہمارے لئے اسرار مخفی کا حکم رکہتے ہین ملک مین بخوبی شایع ہو جائین اور اس طرح ہم اپنے قومی اصول خذ ما صفا کے موافق دین حق کی جستجو مین کامیاب ہو کر اسکی پابندی سے سعادت دارین حاصل کر سکین "

جاپانی مضمون نگار کی تحریر سے صاف عیان ہے کہ اس ہونہار اور محمود مسعود عالم قوم قبول اسلام کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اگر ہند یا بلاد اسلامیہ سے چند پرجوش محبان اسلام جو سچی مسلمانی کا آلہ اور موثر نمونہ ہون ۔ ان لوگون کو محاسن و برکات اسلام سے آگاہ کرنے کا بیڑہ اٹہائین تو انشاء اللہ جزیرہ کا جزیرہ کچہہ عرصہ کی کوشش مین بآسانی اسلام لاسکتا ہے ہم نے یہ بہی سنا ہے کہ چین کے ایک پرجوش مسلمان نوجوان نے تبلیغ کا سلسلہ شروع بہی کر دیا ہے اور جاپانی قوم نے اسکی ندا پر بخوشی لبیک کہا ہے ۔ نیز ہمین ذاتی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حالمین ہانگ کانگ سے ایک ہندی مسلمان نوجوان نے بہی فضائل اسلام پر اردو و انگریزی کی کچہہ کتابین اور رسالے جاپان والونکو دعوت اسلام کرنے کے لئے طلب کئے ہین ۔ الحمدللہ کہ یہ مبارک تحریک مختلف شکلون مین شروع ہو گئی ہے کیا عجب ہے کہ اس قوم کی قسمت مین جسے اسوقت فخر ایشیاء بلکہ فخر مشرق کہنا بیجا نہ ہوگا خدا نے سعادت اسلام اسی زمانہ کے واسطے مقدر رکہی ہو ۔ اذا اراد اللہ شیئاً ھیا اسبابہ

اب ہمین یہ دیکہنا ہے کہ ہندوستان کے حامیان اسلام اس اعلےٰ درجہ کی خدمت اور حمایت دین مین کب اور کیا کچہہ حصہ لیتے ہین اسلامی انجمنون کی رگ حمایت اس موقع پر خاص طور سے جوش مین آنی چاہئے خدا انہین توفیق دے کہ وہ بہی مفت مین کچہہ سعادت حاصل کر لین ورنہ یہ خدا کے کام ہین اسکی قدرت سے یون بہی کسی نہ کسی طرح پورے ہو کے ہی رہین گے ۔

(وکیل)

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپ کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہش مند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ نہ رہے ؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین ۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین ۔ لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائدار ۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہین ۔ چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائین گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹہے منگوائین گے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجاوے گی ۔

مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو ۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی ۔ تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے ۔

چوہے اور مچہر

مرطوب بخار ایسی مقامات مین بہی پایا جاتا ہے ۔ جہان بالکل مچہر نہین ہوتا اور پلیگ ایسی مقامون مین بہی نمودار ہو جاتا ہے جہان چوہے نہین ہوتے لیکن یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ مرطوب بخار کو مچہر پہیلاتے ہین اور پلیگ کو چوہے جب یہ معلوم ہوا تہا کہ بیماریون کے کیڑے ہوتے ہین تو علم الادویہ کے استعمال مین ایک عظیم انقلاب پیدا ہو گیا تہا مگر جب یہ بہت عمدہ طور سے ثابت ہو جائیگا کہ کیڑے مکوڑے اور جانور بیماریون کے خیرون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہین تو دنیا بہر مین ایک انقلاب عظیم برپا ہوگا جنگ آرائی کے فنون کے متعلق جسقدر ایجادین ہو چکی ہین وہ بہت عجیب اور بیشمار ہین مگر جب ہم انکا اس نئے علم سے جو مچہرون کے متعلق معلوم ہوا ہے مقابلہ کرتے ہین تو کچہہ بہی ان کی حقیقت نہین معلوم ہوتی بہت زیادہ عرصہ نہین گذریگا کہ وہ دماغ جو انتظام دنیا مین مصروف ہین جنگ و جدل کے مسائل سے دستکش ہو کر اپنی توجہ کو اس بحاد کیطرف منعطف کرین گے جو مچہرون ۔ چوہون پسوؤن اور دیگر بیشمار جانورونکے ساتہہ چہڑ جائیگا اور جو انسان و حیوانون کی بربادی و ایذا رسانی کے موجب ہوتے ہین ۔ دنیا کے برباد اور اجاڑ مقامات کو صاف کر کے صحت بخش اور قابل آبادی بنانے کا کام کوئی ...

بقیہ مُراسلات

الحکم نمبر ۲۶

چنانچہ حافظ جی صاحب نے سپیچ کے طور پر ظاہر کیا" کہ حضرت مولوی صاحبان مین سے جو شخص کہ حیات مسیح کا مدعی ہے۔ وہ مجمع عام مین قرآن کریم اور احادیث سے بیان کرے۔ اور مولوی صاحبان کو اختیار ہے۔ کہ وہ اپنا وقت مقرر کرکے گفتگو کرین" اور وفات مسیح کا مین مدعی ہون۔ خداوند تعالے سے توفیق پاکر مین کلام کرونگا۔ اس مضمون پر کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاچکے ہین۔ زندہ بجسد عنصری آسمان پر نہین گئے۔ اور اللہ تعالے کی عادت نہین۔ کہ بجسد عنصری آسمان پر کسی کو لے گیا ہو۔ اور نہ اللہ تعالے کی یہ عادت ہے۔ کہ مرکر کوئی دوبارہ دنیا مین آیا ہو۔ اور مین ثابت کرونگا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ بجسد عنصری ماننے مین اسلام اور قرآن کریم اور ہمارے ہادی سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) کسر شان ہوتی ہے۔ اور پھر دکہادونگا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اللہ جلشانہ کے مرسل اور مامور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین۔ اور اس خدا کے فرستادہ نے دُنیا مین کیا کیا کار نمایان کی ہین اور اسلام کی جاتی ہوئی کشتی کو کس طرح سے پار اُتارا ہے۔ اور خدا کی نصرتین اور تائیدین اوسکی شامل حال ہین۔ اور یہہ بھی جتلا دونگا کہ مرزا کو نہ ماننے مین مولائے کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نارضامندگی ہے نجات یافتہ وہی لوگ ہین۔ جو اس کشتی مین سوار ہوجاوین جو اس امام برحق نے طیار کی ہے۔ اور ثبوت مین پیش کرونگا قرآن کریم اور احادیث اور دلائل عقلی ونقلی و اقوال ایمہ دین۔

اور فریق مخالف سے بمشورہ مولوی صاحبان مولوی ابراہیم صاحب مقرر ہوئے"، چنانچہ اسقدر کارروائی کے بعد کہ ایسے لوگون کی آمد و رفت جاری تہی۔ مولوی عنایت اللہ صاحب نے جو مخلص مریدون مین سے ہین۔ وعظ فرمایا۔ کہ اب خدا سے دعا مانگنی چاہئے۔ کہ وہ فیصلہ کردیوے۔ ۹ بجے دن کے قریب افتتاح جلسہ شروع ہوا۔ پہلے مولوی ابراہیم صاحب نے حیات مسیح پر گفتگو شروع کی۔ اور نزول مسیح پر بڑا زور دیتے رہے۔ مگر افسوس کہ جسمانی رفعہ نہ ثابت کرسکے۔ سارا دارمدار ان اللہ علےٰ کل شیٔ قدیر پر رکہتے رہے۔ دعویٰ ہی دعویٰ تبلایا کوئی دلیل پیش نہ کی۔ آیات قرآن کریم اور احادیث سے دور دور رہے۔ اور جو دعوے باندہا۔ اس مین بیان کیا۔ کہ میرے پاس کتابین موجود ہین حدیث دکہلا سکتا ہون۔ حالانکہ کارروائی جلسہ کا عین فرض یہہ تہا۔ کہ آیت اور حدیث پڑھ سناتے۔ کہین پنجابی شعر پڑھ سنایا۔ اور کہین توتی کو ادھر سے اٹھایا اُدھر دے مارا اور کتاب اٹہائی۔ رکہدی۔ دوسری اوٹہائی مگر کوئی حدیث آیت پڑھ نہ سنائی۔ اور ورق گردانی مین پانچ پانچ حتی کہ دس منٹ تک ہی نوبت پہونچی۔ کہ سکتہ مین رہ جاتے۔ اور جب سامعین کو ہنسی اور تمسخر مین پاتے۔ کوئی ایک بات منہ سے نکال دیتے انجام کار ہونٹون پر لب ملتے اور ما قتلوہ وما صلبوہ کہتے کہتے بغیر اس کے کہ اس آیت کا ترجمہ کرتے۔ بیٹھ گئے۔ البتہ بیٹھے بیٹھے پھر اس قدر فرمایا کہ مین بڑا کچھ ثبوت رکھتا ہون پھر سناؤنگا ازان بعد حافظ صاحب وزیر آبادی کا وقت آیا۔ اور مرد میدان بن کر سب سے پہلے قرآن کریم سنایا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب سے قرآن مجید لیکر آیات قرآن کریم پڑھین اور خداداد توفیق اور ملکہ سے وہ وہ معارف بیان کئے جس کے اظہار کے لئے کوئی الفاظ نہین مل سکتے۔ کہ آن کے حُسن وخوبی کا اظہار کرون اون کے مقابل مین آحادیث کہہ سنائین۔ کسی کسی ایمہ دین کا قول بہی جو آحادیث اور قرآن شریف سے مطابق ہوا۔ پڑھ سنایا اور ایسا سمار چایا۔ کہ گویا مدعیان حیات کو اپنی وفات نظر آرہی تہی۔ القصہ کلام جیسا کہ حافظ صاحب پہلے بیان کرچکے تہے۔ اپنے دعاوی کو نہایت فصاحت وبلاغت سے پایۂ ثبوت کو لوپچایا جس کی داد غیر احمدی لوگون نے دی۔ افسوس کہ بوجہ عدم موجودگی کسی مصالحہ کے اس ساری تقریر کو مین اخذ نہین کرسکا۔

ازان بعد مولوی ابراہیم صاحب نے جواب الجواب لکچر پڑہا۔ مضمون وہی رکہا جو پہلے ادا کرچکے تہے رفع الی السماء ہرگز ثابت نہ کرسکے"

پہر مولوی صاحب نے اپنے لکچر کو ختم کردیا۔ اور ہمارے سلسلہ کے حافظ صاحب تقریر فرمانے لگے۔ تو حافظ امیر علی صاحب باجازت پریزیڈنٹ صاحب کہڑے ہوئے۔ تو ذیل کی گفتگو کی۔ جس سے ناظرین کو واضح ہوجاویگا۔ کہ باوجودیکہ حافظ صاحب اس سلسلہ کے سخت مخالف ہین منصفانہ داد دی۔ اس راقم کو آن سے امید نہ تہی مگر یہ اللہ تعالے کی حکمت ہے کہ وہ سچائی کے سلسلہ کی رکاوٹین اپنے ہاتہہ سے دور کردیتا ہے۔ چنانچہ حافظ امیر علی صاحب نے کہا۔ کہ اس جلسہ کا مین فیصلہ کرتا ہون۔ حافظ صاحب وزیر آبادی ایک عالم اور فاضل اور مفسر خداداد سنت اور اخلاص سے بہرا ہوا دل رکہتے ہین۔ قرآن کریم سے ہی دعوے بیان کرتے ہین اور دلیل بہی ساتہہ ہی ہے۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب اپنا مضمون ادا ہی نہین کرسکتے۔ نہ کوئی دعوے ہے اور نہ دلیل ہے۔ اور موجودہ مولویان مین سے کوئی حافظ غلام رسول کے مقابلہ کا نہین ہے سبحان اللہ فیصلہ وہ سُناتا ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کا سخت منکر ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ اور مولوی صاحبان جو ورق گردانی اور حدیثون کی تلاش مین ادہر اودہر اور اُدھر کی ادہر کتابین ٹپک رہے تہے۔ ٹھنڈی سانس لینے لگے۔ اور چہرہ پر ایک رنگ آتا دوسرا جاتا تہا۔ اور گواہی مل رہی ہتی۔ کہ حق آگیا اور باطل اُڑگیا۔ اور لوگون مین حق پسندی کا نعرہ بلند ہوا" پھر حافظ غلام رسول صاحب نے غیر احمدی لوگون کے اصرار پر قرآن کریم مین سے رکوع عباد الرحمٰن مع ۱۹ سنانا شروع کیا۔ اور اخلاقی مضامین پر وعظ فرمایا۔ اور وہ معارف بیان کئے۔ کہ ناظرین سے سوائے جزاک اللہ اور مرحبا کے کچھ موہنہ سے نہ نکلتا تہا۔ اور قرآن کریم سے ایسا نقشہ دلون پر نقش کیا۔ کہ امام برحق کی صداقت پر کئی آیات قرآن کریم مزین ہین بوڑھے اور جوان لوگ کہہ رہے تہے کہ سبحان اللہ ایسے ایسے لوگ مرید مرزا کے ہین۔ مرزا صاحب واقعی مہدی اور مسیح ہین۔ (بھائی آسین تان واڈہیان کرکے ضرور قادیان جاوینگے۔ اور بیعت کران گے) مخالفانہ مولویون کی جماعت خالی ہاتہہ آئی اور خالی چلی گئی۔ اور جلسہ ختم ہوا"

اس موقع پر مین تعریف کرونگا اور دعا کرونگا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دعا چاہتا ہون۔ حق مین چوہدری نکہن نمبردار مولوچک کے۔ جس نے حق مہمان نوازی عمدہ طور سے بہ اسلوبی انجام دیا۔ اور سلسلہ عالیہ مین داخل ہونیکا راقم اور چند احباب دیگر کے پاس اقرار کیا اگر تمامی قومی بہائی اس طریق سے فیصلہ کرتے۔ تو کب کا فیصلہ ہوجاتا مگر وہ آنکہہ نہین رکہتے۔ اور وہ دل نہین رکہتے جس سے یہ امام دیکہا اور قبول کیا جاتا ہے۔

آخیر مین اپنے مہربان اور محسن گورنمنٹ کا بہی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جس مین یہہ مذہبی آزادی حاصل ہے۔ حسن خوبی انتظام امن خلائق کی وجہ سے۔ پولیس کانسٹبل بہی وہان وردی پہنے کہڑا تہا۔ کیا محسن گورنمنٹ ہے۔ ابہی کل کا زمانہ سکہہ صاحبان کا بہت سے آدمی ہون گے"

جنہون نے بچشم خود دیکہا کہ کیسی بےامنی اور گہبراہٹ کا زمانہ تہا۔ سکہہ خالصہ جیو جلدی ہی کافور ہوگئے۔ خداوند تعالے سے دُعا ہے کہ اس سلطنت مین زیادہ برکت کرے۔ کیونکہ یہہ مبارک زمانہ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ یعنی کہ وہ وقت امن کا ہوگا۔ سبحان اللہ والحمد للہ کہ اس امام برحق نے ہمین ان باتون کا وقت پر پتہ بتادیا" اب حافظ غلام رسول صاحب سے احمدیہ جماعت نے اصرار کیا کہ وہ چندروز اس نواح ٹھہر کر تبلیغ کرین حافظ صاحب کو اگرچہ چند ایک کام ضروری تہے مگر وہ مخلصانہ جماعت کی درخواست کو نامنظور نہ کرسکے۔ اور تجویز قرار پائی۔ کہ سوموار سے بدہ وار تک جانب مواضعات کو سوتاڑ رہینگے اور جمعہ موضع پیر کوٹ مین ہوگا۔ اس مشورہ کے بعد احمدی جماعت منتشر ہوئی۔ اور جمعہ مبارک موضع شیر کوٹ مین ہوا۔ قریباً ۲½ صد مردمان کے انبوہ مین جمعہ ہُوا۔ مختلف دیہات سے لوگ شامل وعظ تہے۔ قریباً ۴۰ کس مردمان نے بیعت کے لئے خط بحضور حضرت امام صاحب قادیان مرسل کئے۔ اور ایک فہرست طیار کی گئی جمعہ مین جو رقت طاری ہوئی۔ اوس کی کیا کیفیت بیان کی جاوے اکثر لوگون کو وجد ہوا" اور آسمانی بارش ہوتی ہوئی دکہائی دیتی ہتی۔ اور معلوم ہوتا تہا۔ کہ آج موضع پیر کوٹ مین رحمت الٰہی تقسیم ہورہی ہے۔ اور وہ میدان دائرہ جو بوجہ عدم گنجائش مردمان نماز کے لئے مہیا کیا گیا تہا وہان خدا کا قرآن پڑہا گیا۔ ابہی کل کا ذکر ہے کہ وہان کنجریون کا مجرا یہہ جاٹ کرایا کرتے تہے۔ اور دعائے مغفرت کی گئی۔ حق مین مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے جو حضرت اقدس کے مخلص مریدون مین سے تہے۔ اور تالیف براہین کے وقت سے حضرت کے خدامون مین سے تہے" مولوی صاحب مرحوم کے چہہ بیٹے ہین جو دردمندانہ اخلاص رکہتے ہین اور جوش بہری طبیعتون سے تبلیغ حق مین مصروف .... رہتے ہین۔ احمدی جماعت کیلئے خصوصاً دیہات کے رہنے والون کے لئے چیلنج ہے۔ کہ وہ اس جماعت کا نمونہ ملاحظہ کرین اور سبق حاصل کرین۔ ازان بعد حافظ صاحب جماعت کے مواضعات جبید کے۔ جہلیانوالہ۔ ٹہری شاہ عبدالرحمان کو روانہ ہوئے۔ اور اسی راستہ حذیر آباد جاوینگے" حافظ

خبرون کا گلدستہ

اسعادہ کے محلہ خاصکوئی مین جسمین سب ہنود رہتے تہے ۱۳- ربیع الثانی شنبہ کی رات کو آگ لگ گئی - چونکہ مکانات لکڑی کے اور ساتھ ساتھ ملے ہوئے تہے اور ہوا نہایت چل رہی تہی - پانی کہین قریب نہ تہا - اسلئے آگ ہر طرف پہیل گئی - ان سب باتون کے علاوہ ہنود کی مذہبی روک نے اور بہی غضب ڈھایا کہ شنبہ کی رات اور شنبہ کے دن کو وہ آگ کی طرف ہاتہہ نہین اوٹھاتے - نتیجہ یہ کہ چند منٹون مین ایک سو گہر اور چہہ دوکانین جل گئین - یہود یون کا ایک مدرسہ بہی جلکر خاک سیاہ ہوگیا - آخر افسران کمیٹی نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس خانمان سوز آگ کو فرو کیا -

احمدآباد مین ۲۳ و ۲۴ جولائی کو ۲۷ انچہ راجکوٹ مین ۱۲- انچہ اور سورت مین ۵½ انچہ بارش ہوئی - دریائے تاپتی - نربدا - ماہی اور سیندی نہایت طغیانی پر ہین - برہانپور مین سخت پانی برسا تاپتی سورت کے قریب معمولی سطح سے ۳۰ فٹ زیادہ چڑھ گئی - اکثر مقامات پر راستے بند ہوگئے ریلوے لائنین ٹوٹ گئین ٹیلیگراف کو نقصان پہونچا -

مدراس کے نواح سے شہر مین کثیر التعداد آدمی بیکاری اور فاقہ سے تنگ آکر آگئے - انمین کئی کیس ہیضہ کے بہی ہو چکے ہین - اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو شہر کی آب و ہوا کے خراب ہو جانیکا اندیشہ ہے -

مقام ڈلیسہ مین کثرت بارش سے سخت نقصان ہوا پنٹور جمنٹ کی بارگین سیلاب سے بہہ گئین - یک صد بندوقون سے زیادہ اور بہت سا گولی بارود پانی مین ڈوب گئے تہے جواب نکالے جا رہے ہین -

لاہور کا ایک اخبار مندرجہ ذیل درخواست کسی شخص کیطرف سے گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کرکے اوس کو معقول بہی بتلاتا ہے - جناب عالی باادب ملتمس ہون کہ مین تہرڈ مڈل مین تعلیم پاتا ہون اند پٹولد کے کلام سے واقف ہون حضور کا مذہب عیسائی اختیار کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ مجہے خوبصورت لیڈی اور اچہی ملازمت دلادی جائے "

آسام مین ایک قسم کی بیماری پہیل گئی ہے جسے کالا آزار کہتے ہین گورنمنٹ آسام اس کے دفعیہ کے لئے ساعی ہے -

برہما کے ضلع ماہن کے ایک موضع چانگ گیلیو پوین کسی درخت مین برگد کا بوٹا تقریباً گز بھر صرف ایک شب مین نکل آیا - اسکا رنگ بالکل سنہرہ ہے اور بیل کیطرح دوسرے درخت پر لپٹا ہوا ہے اس کے سرے سے شفاف پانی ٹپکتا ہے - جو امراض کے لئے مفید بتلایا جاتا ہے بیشمار آدمی اسکی پرستش کرنے لگے اور مریض تندرست ہو کر جاتے ہین لوگ اسکو آنکہون یا چاقو سے چہیلتے بہی ہین - لیکن یہ اندر سے بہی سنہرا نکلتا ہے - اور تراشا ہوا حصہ فوراً ... ہو جاتا ہے -

اٹلیا کے مقام سقولطری مین یکم جون کو چہہ بجے صبح کے ... زلزلہ آیا اس سے ۲۸۰ آدمی آدمی مرگئے - اور ایکہزار ۳ سو زخمی ہوئے - ۹۰ فیصدی مکانات دوبارہ تعمیر کئے جائینگے - کلیسا مین صبح کی نماز ہو رہی تہی - اس حادثہ کیوقت سب لوگ بے حواس ہو کر بہاگے - اسمین دو آدمی کچلکر مرگئے اور بہت سے کم و بیش زخمی بہی ہوئے اب تک بہی ہلکی حرکتین محسوس ہوتی ہین

کیلیفورنیا مین ایک جہاز کا بائلر پہٹ گیا صحن جہاز جدا ہو کر خلا مین اڑ گیا ۴۹- آدمی ہلاک ۸۰ زخمی ہوئے - ۲۱ کی نعشون کا پتہ نہ لگا -

امریکہ مین کالا راڈیو نامی ایک صحرا ہے جہان سخت سے سخت بارش ہونے پر بہی زمین پر ایک قطرہ نہیں گرتا - بلکہ سب ہوا ہی مین جذب ہو جاتا ہے - یہان گرمی اکثر ۱۲۸ درجہ پر رہتی ہے -

ایک سائنس دان نے دریافت کیا ہی کہ اکثر غور و خوض مین مصروف رہنے سے انسان کی خوبصورتی مین اضافہ ہوتا ہے -

از کانگڑہ (۲۸- جولائی) آج رات کے ۳- اور ۴ بجے کے مابین کانگڑہ مین ایک اور زلزلہ محسوس ہوا دو جہونکے آئے - یہ زلزلہ پہلے زلزلون سے جو کبہی کبہی ہوتے رہتے ہین کسیقدر زیادہ ہوا - لوگ گہبرا کر اوٹہہ کہڑے ہوئے - اور ایک شور محشر بپا ہو گیا ڈرے ہوئے اور مصیبت زدہ لوگ اب ان زلزلون کے باعث اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے ہین - اور اس پر طرہ یہ کہ ہر روز ایک نہ ایک متوحش خبر کانگڑہ مین پہیل جاتی ہے جو مزید مایوسی کا باعث ہوتی ہے - خدا اپنا رحم کرے - بارش کے وقت جب برق کا زور ہوتا ہی اور جہونپڑے ٹپکتے ہین اور خدا یاد آتا ہے - اور تمام ساعتین تشنجون مین کٹ جاتی ہے -

کلکتہ مین سخت بارش - ۲۸- جولائی کا تار مظہر ہے کہ کلکتہ مین ۲۴ گہنٹون سے سخت بارش ہو رہی ہے تالاب بہر گئے ہین بازارون مین سیلاب آیا ہوا ہے گاڑیون کی آمد و رفت بند ہے کچہہ مکانات بہی گر گئے ہین کثیر التعداد کلرک و دیگر شخص اپنے کام پر حاضر ہونے کے ناقابل ہین -

زلزلہ کا دہکا

پروفیسر اموری اور اسکے ہم خیال سمجہے تہے کہ دو سو سال تک کوئی زلزلہ آنیوالا نہین - لیکن خدا تعالٰے کا کون مقابلہ کر سکتا ہے - ۲۶- جولائی کی صبح کو جو زلزلہ آیا وہ بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی صورت مین وہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے کم نہ تہا - صرف اتنا فرق تہا کہ ۴- اپریل کا زلزلہ بہت دیر تک رہا اور ۲۶- جولائی ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بہت ہی کم عرصہ تک رہا - چنانچہ سول ملٹری گزٹ رقمطراز ہے کہ ۲۶- جولائی کو ۴ بجے صبح کے شملہ مین ایک شدید زلزلہ آیا بہت لوگ خوف کے مارے اپنے مکان چہوڑ کر باہر نکل پڑے اور اگرچہ یہہ زلزلہ بہت تہوڑی دیر رہا مگر اکثر لوگون کا بیان ہے کہ یہ زلزلہ بہی ۴ اپریل کے بعد سخت زلزلہ تہا - فیروزپور مین بہی اسی تاریخ ۳ بجکر ۵ منٹ پر زلزلہ آیا اور اسے بہی سخت بتایا جاتا ہے مسوری مین بہی زلزلہ آیا -

کیا ایسی حالت مین کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ایک رنگ مین پوری نہین ہوئی - اے بندگان خدا خدا کے فرستادہ کی تکذیب سے باز آجاؤ! اور خدا کے نشانات کو مت جہٹلاؤ -

نبگہ ضلع جالندہر سے خبر آئی ہے کہ اسی تاریخ کو یہہ زلزلہ سخت محسوس ہوا سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے - ایک احمدی کے گہر کے پاس کچہہ ہندو رہتے ہین وہ زلزلہ کو دیکہکر کہنے لگے کہ **مرزا صاحب کا کہنا ٹہیک ہوتا جاتا ہی -**

ماہل پور ضلع ہوشیارپور سے میان علی اکبر اطلاع دیتے ہین کہ ۲۶- جولائی ۱۹۰۵ء کو شدید زلزلہ آیا لوگ گہبرا کر اٹہہ کہڑے ہوئے اور چاروں طرف شور و غوغا مچ گیا -

گورداسپور سے اخبار زمیندار کا نامہ نگار لکہتا ہے کہ اسی تاریخ اور اسی وقت پر ایسا زلزلہ آیا کہ تمام لوگ خواب سے بیدار ہو کر خدا خدا پکارنے لگے اگرچہ شدت کے ساتھ تو دو ایک ہچکولے آئے لیکن اسکا اثر تقریباً پانچ منٹ تک رہا - شوالہ گنیش گر کے متصل جو تالاب ہے اسکے کنارہ پر پیپل کا ایک درخت اسی زلزلہ کے صدمہ سے گر گیا -

شمالی ہند کے مختلف حصون سے اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین - کچہہ تفصیلی حالات بشرط ضرورت آئندہ درج ہون گے -

انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وانکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

۲۸- جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ قبل نماز عصر حضرت حکیم الامت کی اہلیہ کلان نے ایک عرصہ کی بیماری کے بعد اس جہان سے رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ کا جنازہ انکی دلی خواہش کے ..... موافق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کثیر جماعت موجودہ قادیان کو لیکر پڑہا اور دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے - مین مرحومہ کی زندگی پر ایک مختصر سا نوٹ اگلی اشاعت مین انشاء اللہ دونگا - فی الحال اسی پر اکتفا ہے کہ اللہ تعالٰے اسے اپنے جوار رحمت مین جگہ دے - آمین -

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

چہ گویم بانو گرائی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ۔ اگست ۱۹۰۵ء ۸ ۔ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد

۱۳ ۔ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہ نکالنے کے واسطے ۱۳ ۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۱۳ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نرہیگی ۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دیے جاتے ہین ۔

سنہ ۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ۵ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
سنہ ۱۹۰۴ء " ۵ر "
ازالہ اوہام ہر دو جلد ۱۲ر "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اُسکے حضور دعا ۱ر
رد شیعہ و خط نسخ ۱ر "
حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۱ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ ۱۲ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی
وحدت وجود پر خط اور تقریر بر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
اصلاح النظر ۲ر صرف ۲۰ درخواستون کی تعمیل ہوگی ۔
الانذار ۲ر صرف ۸ درخواستون " "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

۱۲ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت حکیم الامتہ کا دوسرا بچہ **عبد القیوم** (جو بہت دیر سے بیمار چلا آتا تہا) آخر فوت ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مرحوم ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوا تہا اور ۱۲ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کو اس کی عمر ۱ ۔ دن کم دو سال کی تہی ۔ حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے ہمراہ تہے لیکن سر درد کی وجہ سے حضرت حکیم الامتہ ہی کو جنازہ پڑہانے کا حکم دیا ۔ **عبد القیوم** کو قبر مین رکھنے سے پہلے حکیم الامتہ نے اسکا کفن کہولا ۔ اسکے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرہ آنسوؤن کے انکی آنکہہ سے نکلے ۔ دفن کرکے واپس آتے ہوئے ٹہیر کر فرمایا ۔ مینے **عبد القیوم** کا منہ کیون کہولا ؟ اس کی ایک وجہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بچہ ابراہیم جب فوت ہوگیا تو آپ نے اسکا کفن کہول کر اسکے منہ کو چوما اور اللہ تعالیٰ کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہین ۔ البتہ چندروزہ جدائی کا رنج ہے اسپر آپ کے آنسو نکل آئے تہے مینے اس **سنت** کو پورا کیا ہے ۔ خدا تعالےٰ کے ہر ایک فعل پر بحمد اللہ مین بہی خوش ہون یہ اسکا فضل ہے اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پورا کرنے والی ہو یہہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے اس قدر بیان کرنے پر حکیم الامتہ پر رقت طاری ہوگئی اور صرف یہ کہکر کہ " یہہ باعث تہا " چلدئے ۔

مین اگلی اشاعت مین اسپر انشاء اللہ ایک نوٹ لکہونگا فی الحال اسی پر اسکو ختم کرتا ہون ۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم **عبد القیوم** کو ہمارے لئے اجر ۔ فرط ۔ اور شافع بنائے اور حضرت حکیم الامتہ کو نعم البدل دے آمین ۔

نوٹ ۔ اخبار کے دیر شائع ہونیکی وجہ سے یہ خبر اسی اشاعت مین درج ہوئی ہے ایڈیٹر

حکیم الامتہ کی سرکلر لیٹر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

احباب و برادران و عزیزان ۔ آپ لوگون مین سے بہت سارے ہین ۔ جنہون نے مجہے تعزیت کے خطوط لکہے اور مین سچ کہتا ہون ان کی تحریر نے مجہہ پر خصوصیت سے محبت بڑہانے کا اثر کیا ہے ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔ اب مین سب کا جواب دون اور ان کا شکریہ کرتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء لکہون ۔ تو کم سے کم پیسے لیکر نصف آنہ خرچ ہوتا ہے اور آپ لوگون پر ضروری اخراجات کا آگے بوجہہ ہے ہان اگر انکا واقعی علم ہوتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا ۔ تو آپ کو بوجہہ ہی معلوم ہوتا اور بہت ہین جنکو بوجہہ معلوم نہ ہوتا مگر یہی خرچ اگر ایک جگہ جمع ہو جاتا ۔ تو ایک بڑا دینی کام نکلتا ۔ اب آج میرا چہوٹا بچہ عبد القیوم فوت ہوگیا ہے مجہے ڈر لگتا ہے کہ اہلی تعزیت کے خطوط پھر پہونچین ۔ اسلئے میری درخواست ہے کہ بجائے اسکے آپ صاحبان ایسے خرچون کو دینی کام مین دو یہہ میرا دلی جوش ہے ۔ اور مجہے ڈر ہے ۔ کہ یہ کہین اسراف مین داخل نہ ہو ۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے فراست عطا فرمائے ۔ وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

الحکم نمبر ۲۶ ...

دربار شام

یکم اگست ۱۹۰۵ء

سرد وعہ ضلع ہوشیار پور سے آئے ہوئے دو بہائی داخل بیعت ہوئے۔

فرمایا بیعت مین داخل ہونے والون کے اسماء کو باقاعدہ لکہا جاوے اگر یہہ سب نام لکہے جائین تو ان مشکلات کا سامنا نہو جو بعض وقت پیش آتی ہین۔

ایڈیٹر۔ اس سے اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ منشاء ہے کہ ہر شخص کو جو بیعت مین داخل ہوتا ہے ضرور چاہئے کہ وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لئے چندہ مین شریک ہو۔ قطع نظر اس کے کہ وہ رقم چندہ کی قلیل ہے یا کثیر۔

۲۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا ذکر ہوا۔ جو انہون نے منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گہیپ حال رخصتی قادیان کے نام لکہا ہے۔

فرمایا معلوم نہین وہ کونسی بدی تہی جسنے اسکو اس سلسلہ کی شناخت سے محروم رکہا۔ تاہم جب تک وہ زندہ ہے ہم اس پیشگوئی کی کوئی تاویل نہین کرتے جو اس کے متعلق ہے کہ وہ آخر رجوع کریگا۔

مین جانتا ہون کہ اوائل مین وہ بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تہا بٹالہ کے سٹیشن پر خود اس نے حامد علی سے لوٹا لیکر مجہے دضو کرایا اور جب مین اٹہتا تو میرا جوتا اٹہا کر آگے رکہہ دیتا تہا۔

اس مین دوسرے مولویون کی نسبت ایک بات تو ہے وہ یہہ کہ جب یہہ کسی بات کو مان لے تو دلیری کے ساتہہ اسکا اعلان کر سکتا ہے۔

۳۔ **فرمایا** مین حیران ہون میرا معاملہ تو بالکل صاف تہا۔ تین باتین تہین ان لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ بہی تسلیم کرلیا۔ اور امت کے مثل یہود ہوجانے کا بہی اقرار کرلیا۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بہی تسلیم کیا ان ساری باتون کو تو مثیل کے طور پر مانا لیکن **مسیح** کے متعلق یہ کہتے ہین کہ وہی آئیگا۔ یہہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ یہہ تو ایسی مثال ہے کہ جیسے دو بہائی ہین جب انہین کوئی تقسیم ہو تو ہر ایک قسم کی چیزین انہین دیجاتی ہین جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین یہودیون کے مثیل مانتے ہین تو اس مین کیون موت پڑتی ہے کہ ایک **مسیح** بہی تسلیم کرین۔

۴۔ فرمایا مین دیکہتا ہون براہین مین میرا نام اصحاب الکہف بہی رکہا ہے۔ اس مین یہ سر ہے کہ جیسے وہ مخفی تہے اسی طرح یہ تیرہ سو برس سے یہہ راز مخفی رہا اور کسی پر نہ کہلا۔ اور ساتہہ ... رقیم کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتہہ ایک کتبہ بہی ہے اور وہ کتبہ یہی ہے کہ تمام نبی اسکے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہین۔

دربار شام

۳۔ اگست ۱۹۰۵ء

شام کی تاریکی قلم بند کرنے کی اجازت ندیتی تہی اسلئے مینے خداداد قوت حافظہ کی مدد سے اپنے الفاظ مین اس روئداد کو لکہا ہے جو بزرگ اس اجلاس مین موجود تہے وہ اسے پڑہ کر انشاء اللہ سمجہہ لین گے کہ مین اسکے لکہنے مین بہت بڑی حد تک کامیاب ہوا ہون والحمد للہ علے ذالک۔

ایڈیٹر

سلسلہ کلام اس امر سے شروع ہوا کہ تمام نبیون اور راستبازون کے کلام مین عجز وانکسار کے الفاظ اور اپنی کمزوری کا اظہار پایا جاتا ہے اسپر اعتراض نہین کرنا چاہئے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے جو اشتہار متعلقہ زلزلہ مین اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہین اسپر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعتراض کیا ہے۔ اعلے حضرت نے میرے معزز بہائی مفتی محمد صادق صاحب کو غالباً بائبل مین ایسے مقامات دیکہنے کے لئے ارشاد فرمایا تہا۔ اس کا ذکر مفتی صاحب نے کیا۔ اسپر اعلے حضرت نے فرمایا۔

اس قسم کے الفاظ تمام نبیون کی کتابون مین پائے جاتے ہین چونکہ ان کی معرفت بہت بڑہی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کی عظمت اور جبروت کے مقام کو شناخت کرتے ہین اسلئے نہایت انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتے ہین۔ نادان جنکو اس مقام کی خبر نہین ہے وہ اسپر اعتراض کرتے ہین حالانکہ یہہ انکی کمال معرفت کا نشان ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا آیا ہے اس مین صاف فرمایا ہے تو استغفار کر۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام تیرے سپرد تہا دقائق تبلیغ کا پورا پورا علم تو اللہ تعالے ہی کو ہے اسلئے اگر اس مین کوئی کمی رہی ہو تو اللہ تعالے اسے معاف کردے۔ یہہ استغفار تو نبیون اور راستبازون کی جان بخش اور عزیز چیز ہے۔ اب یہ نادان اور کوتاہ اندیش عیسائی اعتراض کرتے ہین جہان استغفار کا لفظ انہون نے سن لیا جہٹ اعتراض کردیا۔ حالانکہ اپنے گہر مین دیکہین تو مسیح کہتا ہے کہ مجہے نیک مت کہہ۔ اس کی تاویل عیسائی یہ کرتے ہین کہ مسیح کا منشاء یہ تہا کہ مجہے خدا کہے۔ یہہ کیسے تعجب کی بات ہے کیا مسیح کو انکی والدہ مریم یا ان کے بہائی **خدا** کہتے تہے جو وہ یہی آرزو اس شخص سے رکہتے تہے کہ وہ بہی خدا کہے۔ انہون نے یہ لفظ تو اپنے عزیزون اور شاگردون سے بہی نہین سنا تہا وہ بہی **استاد استاد** ہی کہا کرتے تہے پہر یہ آرزو اس غریب سے کیونکر انکو ہوئی۔ کیا وہ خوش ہوتے تہے کہ کوئی انہین خدا کہے یہہ بالکل غلط ہے انکو نہ کسی نے اوستاد کہا اور نہ انہون نے کہلوایا پہر ایک اور توجیہ کرتے ہین کہ دراصل وہ شخص منافق تہا۔ اسلئے حضرت مسیح گویا خفا ہوئے کہ تو نیک کیون کہتا ہے کیونکہ تو مجہے نیک نہین جانتا۔ یہہ بہی بالکل غلط بات ہے کہان سے معلوم ہوا کہ وہ منافق تہا۔

غرض اصل بات یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہین۔ اور دعاؤن مین لگے رہتے ہین احمق ان باتون کو عیب سمجہتے ہین۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤن کو دیکہا جاوے تو پہر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جانے کیا کیا کہین جیسے اللھم باعد بینی وبین خطای کما باعدت بین المشرق والمغرب۔

*

(ایک شخص نے پہاڑ پر جانیکے لئے اجازت چاہی اسکے متعلق تذکرہ آنے پر فرمایا۔)

اللہ تعالے کے وعدے بالکل سچے ہین جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی عذاب شدید آنیوالا ہے تو اسکا کوئی وقت تو ہمین معلوم نہین ہے اس لئے بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ پہاڑون پر کیا ہے ہم تو گرمیان یہان ہی بسر کرتے ہین کوئی ایسی تکلیف نہین ہوتی بلکہ مین ایک مرتبہ ڈلہوزی گیا کسی مقدمہ کی تقریب تہی۔ جب مین وہان پہونچا تو خلاف عادت دیکہا نہ گرمی ہے نہ پسینا آتا ہے بارش ہوتی ہے اور بادل گہرون مین اندر گہس آئے۔ ہر وقت اندر بیٹہے رہنا نہ چلنے پہرنے کے لئے موقع ملے اگر ہر روز جائے نہ بیٹہین تو اسہال آجائین ایک دو دن مین نے گذارے پہر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی۔ اور مین جب تک پٹہانکوٹ نہ پہونچ گیا طبیعت مین نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا۔ انکو لکہدو کہ وہ یہان آجائین اگر بارش ہوتی رہی۔ تو یہان بہی موسم اچہا ہے اور ۱۵۔ ستمبر تک تو امید ہے موسم مین بڑی تبدیلی ہوجائیگی۔ **فرمایا** مین دیکہتا ہون کہ گرمیون کو بہی روحانی ترقی کے ساتہہ خاص مناسبت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ جیسے شہر مین پیدا کیا اور پہر آپ ان گرمیون مین تنہا **غار حرا مین** جاکر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتے تہے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹہا کرلے جایا کرتے ہونگے۔ (اللہ! اللہ! کیسا پر لطف نظارہ ہوگا ایڈیٹر)

اصل بات یہہ ہے کہ جب اللہ تعالے کے ساتہہ انس اور ذوق پیدا ہوجاتا ہے تو پہر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہوجاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہی یہی حالت تہی اللہ تعالے کی محبت مین آپ اسقدر فنا ہو چکے تہے کہ آپ اس تنہائی مین ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تہے۔ ایسی جگہ مین جہان کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تہا۔ اور جہان جاتے ہوئے بہی ڈر لگتا ہو۔ آپ وہان کئی کئی راتین تنہا گذارتے تہے۔ اس سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تہے۔ جب خدا تعالے سے تعلق شدید ہو تو پہر شجاعت بہی آجاتی ہے اس لئے مومن کبہی بزدل نہین ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہین انہین حقیقی شجاعت نہین ہوتی ہے۔

اس بات کو سن کر کہ خدا تعالے سے جسقدر تعلقات شدید ہوتے ہین اور ایسے لوگ تنہائی اور خلوت کو پسند کرتے ہین بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ پہر ان نبیون اور رسولون کے بیوی بچے کیون ہوتے ہین وہ بازارون مین چلتے پہرتے ہین اور کہاتے پیتے ہین۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والے نہین سوچتے کہ ان لوگون کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص تو کسی کے دروازے پر بہیک مانگنے جاوے اور ایک اسکا دوست ہو۔ اور وہ محض اس سے ملنے ہی کے لئے گیا ہو اب اگر وہ دوست اپنے دوست کے سامنے پلاؤ وغیرہ لاکر رکہدیتا ہے تو اس مین اسکا کیا قصور ہے۔ اس دوست کو تو اسکے کہانے مین لذت آتی ہے اور وہ گدا جو ہے اسکو خشک روٹی کا ٹکڑا دیدیا جاتا ہے اگر زیادہ ٹہیرے تو پہر دہکے دے کر باہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ دوست سے نہین ہوتا بلکہ اس کے زیادہ قیام اور اسکے کہانے پینے سے خود اسے ایک لذت آتی ہے۔

یہی حال ان نبیون اور ماموردن کا ہوتا ہے انکے سامنے جو کچہہ آتا ہے وہ انکی نفسانی خواہشون کا نتیجہ نہین ہوتا وہ تو ساری لذت اور راحت اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر اور شغل مین پاتے ہین اور فی الحقیقت تنہائی ہی کو پسند کرتے ہین جہان وہ اپنے محبوب سے اپنے دل کی آرزوئین اور تمنائین پیش کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ اس حالتمین کوئی انکو نہ دیکہے۔

علاوہ بریں یہ تعلقات انکی تکمیل کیلئے ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ اخلاق کے سارے پہلو پورے نہیں ہوتے ہیں جب تک ہر قسم کی حالتیں پیش نہ آئیں۔ نبیوں اور رسولوں کے لئے شداید اور مشکلات ہی آتے ہیں اور یہ مشکلات ہی انکے اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیسے تمام اخلاق کا اظہار ہوا ہے کسی دوسرے کو یہہ موقع نہیں ملا۔ مکہ معظمہ میں جب تک آپ رہے تو ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا رہا جس میں آپ کے کمال صبر اور رضا بالقضا کے پہلو کا ظہور ہوا۔ پھر جب آپ فاتح ہو کر ایک بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حالانکہ آپ ان سب کو قتل کر سکتے تھے۔ اور اس قتل میں حق پر بھی تھے لیکن باوجود مقدرت کے ان سب کو معاف کر دیا جس سے آپ کے کمال ایثار۔ سخاوت۔ عفو اور درگذر کا ثبوت مل گیا۔ حضرت مسیح کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا۔ اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو ظاہر نہیں کر سکے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف میں مصروف ہیں۔ براہین احمدیہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے خوشی اور شادمانی کا باعث ہے۔

۳۔ عام طور پر قادیان میں خسرہ کی مرض کی شکایت ہے خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک یہہ مہلک نہیں ثابت ہوا۔ بارش کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

۴۔ مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لگرہ سے تین ماہ کی رخصت لیکر آئے ہیں + انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اللہ تعالے اپنا فضل کرے۔

۵۔ حضرت فاضل امروہی اور عالی جناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس سے غالباً آنیوالے ہیں۔

۶۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ رؤیا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جسمیں کچھ پیسے ہیں۔ کچھ پیسے اسمیں سے نکل کر باہر سامنے بھی پڑے ہیں۔ اس کے بعد الہام ہوا۔

"تیرے لئے میرا نام چمکا"

ڈائری میں فرمایا۔ اس الہام سے پہلے اگرچہ خوابیں ایسے دیکھے گئے جو کسی جھگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہیں مگر وحی الٰہی صریح لفظوں میں دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جسکے واقعہ سے خدا تعالےٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں پر ظاہر کریگا۔

دربارِ شام ۵ اگست ۱۹۰۵ء

حضرت حجۃ اللہ کے تشریف فرما ہوتے ہی ایک حاجی صاحب دردنے پیش ہو کر بیعت کی درخواست کی جس پر اعلےٰ حضرت نے فرمایا کہ ایک دو دن کے بعد کر لینا۔ اسکے بعد سلسلہ کلام یوں شروع ہوا کہ کثرت کے ساتھ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ بظاہر اس کے وجوہ اور اسباب کا ہمیں علم نہیں ہماری طرف سے کونسے واعظ مقرر ہیں؟ جو لوگوں کو جا کر اس طرف بلاتے ہوں۔ یہہ محض خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کشش ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کیطرف سے کوئی سلسلہ قایم ہوتا ہے تو اس میں ایک کشش لگی ہوئی ہوتی ہے جسکے ساتھ لوگ کھنچے چلے آتے ہیں یہی حال یہاں بھی ہے کہ اسی ایک کشش رکھدی ہے جہانتک اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو پہونچانا چاہتا ہے اسی حد تک اس نے کشش رکھدی ہے۔

پھر ذکر آیا کہ بعض لوگ بیعت کے خطوط بھیجتے ہیں تو انمیں درج ہوتا ہے کہ ہمارا فلان کام ہو جاوے یا اسقدر روپیہ ملجاوے تو بیعت کر لیں۔ اسپر فرمایا

ایسی شرایط والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں **صدیقی فطرت** والے تو کسی نشان یا معجزہ کا طلب کرنا اپنی **ہتک شان** سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کونسے نشانات دیکھے تھے وہ جانتے تھے کہ عرب کی موجودہ حالت اس امر تقاضا کرتی ہے کہ کوئی **مصلح** آوے۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا تو آپ کے **اخلاق** اور آپ کی **راستبازی** ہی ایک عظیم الشان **معجزہ** ان کے واسطے ہو گئی اور انہوں نے دعوے کے سنتے ہی قبول کر لیا۔ ایسے لوگوں کے لئے کسی نشان کی کبھی حاجت نہیں ہوئی۔ جو لوگ اس قسم کے شرائط پیش کرتے ہیں کہ اس قدر آمدنی ہو جاوے تو ایمان لائینگے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لاکر اللہ تعالےٰ پر یا اسکے رسول پر **احسان** کرتے ہیں۔ وہ احمق نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی پروا کیا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اسنے **ہدایت کی راہ** انکو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بھیجا۔ یہہ اللہ تعالےٰ کا صاف احسان ہے وہ الٹا خدا تعالےٰ پر احسان رکھنا چاہتے ہیں + قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین و آسمان میں نشان ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ یہہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہیں؛ حالت زمانہ خود اسپر شہادت دیتی ہے پھر اس سے بڑھ کر اور وہ کیا نشان چاہتے ہیں؛

ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے جاوے جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی بیہودہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا اسقدر آمدنی ہو تو بیعت کرونگا۔ ضرورت جو ہر وقت مد نظر ہونی چاہئے وہ تو **حسن انجام کی ضرورت** ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں کیوں ہوتی ہیں اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی **عظمت** دل پر نہیں ہے اگر اللہ تعالےٰ کے **جلال و جبروت** کا دل پر اثر ہو اور اسکی ہستی پر ایمان ہو تو دل ٹھہر جاوے اور یہ فسق و فجور اور شر و رنفسانی جس میں دنیا مبتلا ہے اس سے نجات پا جائیں۔ اور اس کیطرف آنے میں ایسی شرطیں نہ لگائیں۔

کیسی حیرانی کی بات ہے کیا **بیمار طبیب کے پاس جا کر اسے کچھہ نذرانہ دیتا ہے یا اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں تو تجھے اسقدر نذرانہ دونگا؟**

جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کیطرف آتے ہی نہیں انکا مقصد اور غرض تو وہ کم بخت دنیا ہوتی ہے جسکو وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ سوز و گداز اور جلن نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ تعلق ہو اور اسکی طرف دلی رجوع اور توجہ ہو جاوے اگر یہ قلق اور کرب پیدا ہو تو ایسی باتیں نہ کریں۔ کیونکہ بیمار خواہ جسمانی ہو یا روحانی جب وہ اپنی مرض کو محسوس کر لیتا ہے تو وہ تو بے اختیار ہو کر تڑپتا پھرتا ہے۔ اور طبیب کے کہنے پر اسقدر ایمان لاتا ہے کہ جو کچھہ وہ دیدے اسے اپنی بہتری کے لئے کھا لیتا ہے۔ یہہ عجیب بات ہے کہ آنا تو **دین** کیطرف اور اسکے لئے **دنیا کی شرط** لگانا !!!

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آجاوے تو سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اگر ایسے ہی لوگ **ہماری جماعت** میں داخل ہوں تو ان سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ **صحابہ کی عجیب حالت** تھی انکے بیوی بچے بھی تھے پھر بھی ہزاروں خدا تعالےٰ کی راہ میں مارے گئے اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کر لیتے تو کیونکر ممکن تہا کہ وہ اپنی جانوں کو مطلع پر خدا کی راہ میں دیدیتے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی کے ہاتھہ میں کچھہ کھجوریں تھیں اور وہ کھا رہا تھا اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہو گیا ہے اسنے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے اور تو ابھی باقی ہے۔ یہہ تھی ان لوگوں کی ایمانی حالت۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھہ دنیا جمع نہیں ہو سکتی ہاں خدمت گار کے طور پر تو بے شک ہو سکتی ہے لیکن **بطور شریک** کے ہرگز نہیں ہو سکتی +

یہہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جسکا تعلق صافی اللہ تعالےٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے اللہ تعالےٰ تو اسکی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدین جمع کرتے ہیں **ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں** جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھہ کر اللہ تعالےٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو طاقت دیدیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالےٰ نے انکو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آکر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جنکے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشو و نما پائیں گے اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے اگر ایسے لوگ نہوں جنکے قوے نشو و نما پا کر ایک جماعت قایم کرنے والا ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے مگر یہہ خوب یاد رکھو کہ

جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ؟

خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل ہی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اسپر راضی ہو جاوے اور روح القدس سے اسکی تائید کرے یہہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جب تک اپنے نفس کی قربانی نکرے اور اسپر عمل ہو نمن خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ۔

ہی الماوی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہوائے نفس کو روک دیں۔ صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نہی النفس عن الھویٰ کے نیچے ہو۔

میرا جواب :- اہلحدیث لکھتا ہے کہ کرشن قادیانی نے اپنے مقرب خاص حکیم فضل دین بہیروی کو نکالدیا کیوں ؟ ایڈیٹر الحکم تبلادیگا۔" میرا جواب اسکے متعلق اتنا ہی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین کیا ایڈیٹر اہلحدیث چاہدیگا؟

حکیم الامۃ کی اہلیہ کلان کا انتقال

مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مرحومہ کی لایف پر ایک نوٹ لکھنا چاہا تھا لیکن بعد مین جب میرے مکرم بہائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اپنے اخبار مین مرحومہ کی زندگی پر کچھ لکھا تو مینے اسی تحریر کو کافی سمجھا اسلئے کہ مفتی صاحب بوجہ قرابت داری مرحومہ کے عادات و خصائل سے بہت زیادہ واقف تھے مین جو کچھ لکھتا وہ محض سماعی باتین ہوتین اسلئے مین مفتی صاحب کے نوٹ ہی کو ذیل مین درج کر دیتا ہون - تاہم میرا جی چاہتا ہے کہ ایسی واجب الاحترام اور قابل نمونہ عورت کی زندگی کے حالات کسی قدر تفصیل سے شایع ہونے چاہئین - اور اگر خود **حضرت حکیم الامۃ** اسپر لکھین تو غالبًا بہت مفید ہوگا۔ مین مکرمی مفتی صاحب کی تحریر مین کسیقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون - **مرحومہ** نے اپنے **واجب العزت** شوہر حکیم الامۃ کی دنیوی زندگی کے مختلف مدارج دیکھے تھے اور ایک معمولی مشاہرہ سے لیکر ہزارون روپیہ ماہوار تک کی **آمدنی** اور ایک جلیل القدر شاہی طبیب کی اہلیہ ہونے کا زمانہ اسنے پایا تھا - لیکن مرحومہ کی زندگی مین اس انقلاب نے کوئی ایسا اثر اور انقلاب پیدا نہین کیا جس مین تکبر - نخوت - خود نمائی اور ریاکاری پیدا ہوئی ہو بلکہ انکی طبیعت مین جو سادگی - خدا ترسی اور نوع انسان پر شفقت فروتنی اور انکسار اسوقت تہا جبکہ حضرت حکیم الامۃ شاہی طبیب ہوئے تھے وہی عادات اور خصائل آپ مین اس وقت بھی پائی جاتی تہین جبکہ انہین یہ فخر حاصل تہا یہ بات بہت تہوڑے آدمیون مین پائی جاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے دلپر دنیوی مال و متاع نے کوئی بیہودہ اثر پیدا نہین کیا - مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے وہ اپنے واجب الاحترام شوہر کے رنگ مین پوری رنگین تہین جسطرح انکی طرز زندگی ہمیشہ یکسان رہا ہے اسی طرح مرحومہ کے مزاج مین کوئی تغیر واقع نہین ہوا اور مین اس **استقامت** اور استقلال اور وقار کو کامل ایمان کا نشان سمجھتا ہون - اور یا وہ قومی خصائص مین سے ہے جو بزرگون کے تہے - اور اس عادت اور خصلت نے مرحومہ کو ہمیشہ خوش رکھا یہانتک کہ جب حضرت حکیم الامۃ اس شاہی منصب سے الگ ہو کر ایک درویش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمون مین آکر رہے تو اسے ذرا بھی خیال نہین ہوا کہ ہزارون ماہوار کی آمدنی اب اسکے ہاتھ مین نہین - مرحومہ کی سادگی ہمیشہ تعجب سے دیکھی جاتی ہے جو حضرت حکیم الامۃ کی پاک لایف پر بھی ایک روشنی ڈالتی ہے جنکے شباب کا بہت بڑا زمانہ مرحومہ کے ساتھ گذرا ہے -

مرحومہ مین ایک اور عجیب وصف بھی تہا جو مستورات کے لئے خصوصًا ایک عمدہ نمونہ ہے - مرحومہ کے بہت سے بچے انکی زندگی مین فوت ہوئے لیکن کبھی بے صبری اور جزع فزع اسنے ظاہر نہین ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰے کے ساتھ کیسی مسالمت اور مصالحت تہی - پھر ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے -

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر اور اشارہ سے جب حضرت حکیم الامۃ نے دوسرا نکاح کیا تو مرحومہ نے کبھی بھی ملال خاطر ظاہر نہ کیا - برخلاف دنیا کی عام عورتون کے مولویصاحب کی دوسری بیوی کی اولاد کو ہمیشہ عزیز از جان سمجھتی رہین جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ عزیز **عبد الحی** سلمہ اللہ الرحمان کی **آمین** دیکھنے سے پہلے مرنے کی آرزو نہ تہی بلکہ یہہ خواہش تہی کہ **بچے کا ختم قرآن** دیکھ لون -

مرحومہ کو بچون اور عورتون کے علاج مین خاص مذاق اور ملکہ تہا - اور **حافظہ** بہت قوی تہا - سستی اور کاہلی باوجود بڑہاپے کے آپ کے پاس نہ آتی تہی -

غرض

مرنے والی مین بہت سی خوبیان تہین حق مغفرت کرے - اب مین مفتی صاحب کا نوٹ درج ذیل کرتا ہون - ایڈیٹر -

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

ابی الکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب کی زوجہ کلان جن کا نام فاطمہ تہا - بتاریخ ۲۸ - جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرماگئین - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی بھیروی کی لڑکی تہین اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح مین اسوقت آئی تہین - جب کہ مولویصاحب ہند و عرب سے تحصیل علوم کرکے کوئی تیس سال کی عمر مین اپنے وطن بھیرہ کو واپس تشریف لائے تہے اور قریب ۴۳ سال تک آپکی محرم راز رہ کر قریبًا ۶۵ سال کی عمر مین وفات پائی - بھیرہ مین تقلیدی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تہی - جس کی وجہ سے بھیرہ مین آپ کی سخت مخالفت ہوئی تہی اور یہی گروہ مخالف اس نکاح مین مارج اور مانع ہوا تہا - مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پرواہ نکرکے اس کام کو تکمیل تک پہونچایا اور مرحومہ یوم نکاح سے لیکر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتھ ہم مذہب و ہم عقیدہ تہین - مرحومہ صلہ رحمی کی صفت مین کمال رکھتی تہین اپنے نواسون اور نواسیون (یعنی مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی اولاد) کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تہی - اور مفتیون کے گہر مین ان کی چہوٹی لڑکی کا رشتہ انہین کی کوششون کا نتیجہ تہا -

باوجود اسقدر بیماری کے جو مدت سے انکے لاحق حال تہی گہر کا یہ سب کام کہانے پکانے وغیرہ کا خود کرتی تہین دور و نزدیک کے رشتہ دارون کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تہین اور سب کی خبر گیری کرتی تہین - مرحومہ اس عاجز کی بہت قریبی رشتہ مین خالہ تہین اور میرے ساتھ بہت محبت کیا کرتی تہین - انہین ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تپ لرزہ کے مین بیمار ہوگیا تو مرحومہ نے میری بیماری کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آوین لیکن خود سخت بیمار تہین اور ضعف اسقدر رہتا کہ ایک قدم چلنا مشکل تہا اسواسطے نہ آسکین - مرحومہ کو حضرت مسیح موعود کے ساتھ سچا اخلاص اور ایمان تہا مجھے کہا کرتی تہین کہ یہ مولویصاحب کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کرلیا لیکن اب تو میرے دل مین خدا کے رسول کی اسقدر محبت ہے کہ اگر کوئی بھی اس سے پھر جائے مین اوس سے منہ نہین پہیر سکتی - بعد از نماز عصر مرحومہ کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمعہ جماعت کثیر باہر میدان مین پڑہا - نماز جنازہ مین دعا کو بہت ہی لمبا کیا قبل مغرب مرحومہ کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان مین دفن کیا گیا - اللہ تعالٰے اسکو جنت مین بلند جگہ نصیب فرماوے -

رات (۲۸ - جولائی ۱۹۰۵ء) قبل از عشا حضرت مسیح موعود کی مجلس مین حضرت نے خود ہی مرحومہ کا ذکر کیا - فرمایا " وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تہین میرا جنازہ آپ پڑہائین - اور مینے دل مین پختہ وعدہ کیا ہوا تہا کہ کیسا ہی بارش یا آندہی وغیرہ کا بھی وقت ہو مین ان کا جنازہ پڑہاؤنگا آج اللہ تعالٰے نے ایسا عمدہ موقع دیا کہ طبیعت بھی درست تہی اور وقت بھی صاف میسر آیا اور مینے خود جنازہ پڑہایا -

عاجز نے عرض کی اون کی یہ بھی خواہش تہی کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو - فرمایا " ہان - وہ ایسا کہا کرتی تہین - خدا تعالٰے نے یہ خواہش بھی اون کی پوری کردی چند روز ہوئے - ابھی ہم باغ مین تہے کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہوگئین اور قریب موت کے حالت پہونچگئی تو کہنے لگین کہ آج تو منگل ہے اور ہنوز جمعہ دور ہے اور ابھی عبد الحی کی آمین بھی نہین ہوئی قدرت خدا اسوقت طبیعت بحال ہوگئی اور پہر خواہش کے مطابق عبد الحی کی آمین کی خوشی بھی دیکھی اور آخر جمعہ کا دن بھی پایا -

فرمایا - یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک بزرگ کسی شہر مین بہت بیمار ہوگئے اور موت تک حالت پہونچ گئی تب اپنے ساتہیون کو وصیت کی کہ مجھے یہودیون کے قبرستان مین دفن کرنا - دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہین یہودیون کے قبرستان مین دفن ہونے کی کیون خواہش کرتے ہین - شاید اسوقت حواس درست نہین رہے انہون نے پہر پوچہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین - بزرگ نے کہا - کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو مین ہوش سے بات کرتا ہون اور اصل واقع یہ ہے کہ تیس سال سے مین دعا کرتا ہون کہ مجھے موت طوس کے شہر مین آوے پس اگر آج مین یہان مرجاؤن - تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہین ہوئی وہ مسلمان نہین ہے - مین نہین چاہتا کہ اس صورت مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن ہوکر اہل اسلام کو دہوکا دون - اور لوگ مجھے مسلمان جانکر میری قبر پر فاتحہ پڑہین - قدرت خداوندی وہ اوسوقت تندرست ہوگیا اور پہر دس پندرہ سال کے بعد شہر طوس مین بیمار ہوکر فوت ہوگیا -

فرمایا - مرحومہ نے اپنی عمر مین بہت شدید اور مصائب اٹہائے کتنی اولاد مرگئی - یہہ مصائب جو قضا و قدر سے انسان پر پڑتے ہین اس کی کمی پورا کردیتے ہین جو انسان سے اعمال حسنہ مین رہ جاتی ہے -

جب حضرت کے ہان صاحبزادہ میان بشیر احمد تولد ہوئے تہے تو حضرت نے مرحومہ کو فرمایا تہا - کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اسواسطے بشیر احمد کے ساتھ مرحومہ کو خاص محبت تہی - صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتھ اور دفن کے وقت اس طرح موجود رہے کہ انکا چہرہ اس اندرونی محبت کو ظاہر کرتا تہا -

ہم تمام احباب کی خدمت مین درخواست کرتے ہین کہ وہ **مرحومہ کا جنازہ** اپنی جماعت کے ساتھ اپنے اپنے شہر مین پڑہین اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرین -

مرحومہ کی عادت مہمان نوازی کا یہ حال تہا - کہ ان کی دلی خواہش تہی - کہ ہمارے باورچی خانہ مین ایک سیر پختہ نمک روزانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
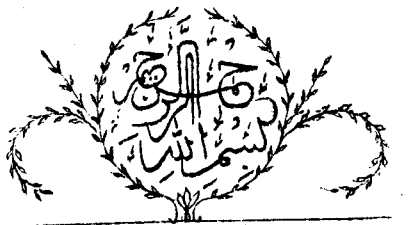
قصیدہ موسومہ بہ تنبیہ الغافلین بمدح حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

من تصنیف خاکسار ترکی شاہ مخاطب بہ امیر الشعراء ملازم سلطان

گر مباش اے قوم از بہر خدا — پنبۂ غفلت برار از گوشہا
تا بکے خفتن چو مست جام مے — زیر طاق آسمان فتنہ زا
تا بکے بگریختن از راہ راست — تا بکے بیرہ شدن از رہ نہا
تا بکے سر تافتن از امر حق — تا بکے ستی ز فرمان خدا
تا بکے از بہر دنیائے دنی — روز و شب بگذاشتن در حیلہ ہا
تا بکے مانند حمال حطب — ریختن خارے بپائے مصطفٰے
تا بکے از کبر و کین و بغض و جہل — رخ بنادادن بخاصان خدا
تا بکے بربستن از روئے حسد — بر رسولاں تہمت کذب و دغا
تا بکے اخلاص با روئے بتان — تا بکے با عاشقان حق وغا
تا بکے از یاوہ گوئی ہائے خویش — گوش نہ نہادن بقول پیشوا
تا بکے از بدنہادی ہائے خویش — زشت گفتن بندگان نیک را
تا بکے تبدیل معنی ساختن — در کلام خالق ارض و سما
تا بکے از زشتی اعمال خویش — دور تر ماندن ز فرمان خدا
تا بکے رفتن نہ از ریش و مژہ — آستان قادیانی میرزا
تا بکے نشنیدن از جہل و غرور — امر حق را از لب آن باصفا
شد چہ گر از جانب پروردگار — رہ نمایک آمدہ سوئے شما
ترسم اے یاران کہ ہمچون قوم لوط — آتشے بارد نہ بر فرق شما
می شود انجا کہ تکذیب امام — زود سازد حق تباہ آن قوم را
باز آ اے قوم جاہل باز آ — از خیال دشمنی میرزا
چیست گر از جانب یزدان رسید — اشرف المخلوق و تاج اولیا
تا کہ از ہر کار شرک و بدعتی — باز دارد مشرکان زشت را
صد تاسف شہر این اندر ز و پند — کافرش کردی خطاب اے ناسزا
این چنین گفتن برائے این چنین — توبہ کن اے مولوی بہر خدا
صد تاسف تہمت کذبش دہی — آنکہ بنماید ترا راہ صفا
بر فتد ہر کس کہ با وے بگمان — بشکند پشت و سرش چرخ دوتا
دوست او دوست یزدان بود — دشمن او دشمن رب العلا
زود تر سر زیر فرمانش نہید — تا نہ نازل گردد از گردون بلا
ترک گیا کن مطلع ثانی رقم — در ثنائے آن امام رہنما

مطلع ثانی

اے ز نور روے تو ارض و سما — گشت روشن ہمچو مہر پرضیا
تا شدی مبعوث اے مہدی وقت — کعبہ دانم خطۂ پنجاب را
مس زر خالص بود از دست تو — می شود از خاک پایت کیمیا
کور مادر زاد بینا مے شود — بر رخش گر افگند مہرت ضیا
حاسدان گویند از روے حسد — رفت نام قادیانی تا کجا
عالمان باریا خود بین — فتوئ کفرت دہند اے با خدا
در لباس عیسیٰ و مریم عنبر تو — حق عطا کرد است این قدرت ترا
در جہان گر یک نگاہ [illegible] تو — صد تن مجذوم ے یابد شفا
قدر والائے ترا نشناختند — کوتہ اندیشان ز گرد کینہ ہا
شک ندارم در بزرگی ہائے تو — بر کلام خود کنم حق را گوا
او نمی پیچد سر از فرمان تو — نیک کردن ہر کرا خواہد خدا
در نصیب آنکہ دوزخ کردہ اند — ہرگز او آرد نہ حکم تو بجا
از زمین تا عالم بالا رسد — ذکر تو اے جانشین مصطفٰے
مورد طعن ملایک مے شود — ہر کسے کذاب می گوید ترا
عاقبت شد جانب ملک عدم — آنکہ از حق خواست بہر تو فنا

اظہار جوش عشق و ارادت خویش بحضرت میرزا

در غم عشق تو اے یوسف لقا — پارہ کردم جیب و دامان قبا
بر زبانم ہست نام پاک تو — ہر نفس ہر لحظہ ہر صبح و مسا
کاشکے آن صبح روشن بردمد — تا ببینم جلوۂ روئے ترا
کاشکے روید بجسمم بال و پر — تا پرم سویت چو مرغان در ہوا
کاشکے بینم جمال پاک تو — تا کنم در پائے تو جان را فدا
کاش گردد طے زمین در پائے من — تا رسم پیش تو چون باد صبا
کاش بینید بر در تو در سجود — فرق خود این عاشق غم مبتلا
چشم خود بستم ز روے دیگران — در نظر تا جلوۂ تو کرد جا
من ترا دانستہ ام از صدق دل — ہادی و مہدی امام دوسرا
بر زمین از چرخ چارم آمدی — بالیقین اے آفتاب پرضیا
در دل ہر شب بگویم از نیاز — داورا بنما جمال میرزا
آن قدر ماتم کہ بینم روے او — نیست غم گر بعد زان آید قضا
در گرستن می گذارم روز و شب — عاشق روئے تو شد تا دیدہ ہا
جہد کن اے دل کہ کاخش بنگری — پیش زان افتد کہ از حسرت بنا
تا کنم وصفش ز بام آسمان — قدسیان خوانند ہر دم این نوا
حبذا اے ہادی و مہدی عہد — حبذا اے شمع انوار خدا
حبذا اے موجۂ بحر کرم — حبذا اے معدن شرم و حیا
حبذا اے کان الطاف و سخا — حبذا اے لولوے لالاے ما
حبذا اے محیٔ دین رسول — حبذا اے گوہر صدق و صفا
حبذا اے رہنمائے گمرہان — حبذا اے جانشین مصطفٰے
حبذا اے دستگیر عاجزان — حبذا اے یاور خلق خدا
بر ثبوت دعوے تو نیست دور — چون محمد گر شود آہو گوا
منکر تو منکر پیغمبر است — منکر تو منکر روز جزا
منکر تو چون رود زین خاکدان — باشدش در آتش سوزندہ جا
صبر کن بر تو ستمہا گر کنند — روز و شب این قوم جاہل بر ملا
یعنے از تو پیشتر ہر قوم نیز — کردہ صد جور و ستم بر انبیا
عاقبت گردید پیوند زمین — ہمچو قوم عاد از باد فنا

باز مخاطب بقوم

کس نہ جان بر می شود از قہر حق — الحذر اے قوم از خشم خدا
با اماماں این چنین دشنام سخت — الحذر اے قوم از خشم خدا
بر اماماں این چنین جور و ستم — الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمرہ نیکاں بدی ہا این چنین — الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین با رہنمایان گمرہی — الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین خصمی با یزدان دوستان — الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین تکلیف دادن با امام — الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمرہ پاکان چنین بغض و حسد — الحذر اے قوم از خشم خدا
بر اماماں سنگ رانی این چنین — الحذر اے قوم از خشم خدا
ترک حق کردن ز حب مال و جاہ — الحذر اے قوم از خشم خدا
از امام وقت بد خوئی چنین — الحذر اے قوم از خشم خدا
مستعد گشتن بہ قتل رہنما — الحذر اے قوم از خشم خدا
جاہ کندن در رہ خاصان حق — نیست واجب اے رفیقان بر شما
کاذبش بیدانشان گویند حیف — کردہ آن کس حق و باطل را جدا
عاشق احمد بود باشد چون خدا — آشنا را می شناسد آشنا
تا عیانت رتبۂ احمد شود — از حسد اے خصم دین بیرون برآ
می شود خورشید چرخ چارمی — ہر کری گردد ز مرزا خاک پا
مولوی ہرگز نہ چون عیسےٰ بود — عالمی گردد نہ مثل انبیا
پیر گولڑہ مثل مرزا کے شود — ہمچو بینا بے بصر باشد کجا

التجا بحضرت کبریا برائے دیدن دیدار میرزا

کے بود یارب کہ چشم تیرہ ام — نور یابد از جمال میرزا
کے بود کین چشم گریان بنگرد — سرزمین قادیان را دادرا

مخاطب با صبا

اے نسیم صبحدم گر بگذری — جانب گلزار کوئے میرزا
اولش از من رسان صد ہا سلام — باز بر گویا ہزاران التجا
ہست مشتاق لقایت در دکن — ترکی زار و نزار و بے نوا
دشمنش شد یک جہان از مہر تو — گویدش گمراہ ہر اہل جفا
مدعی یک سو کہ ہر یک یار غار — بر تنش افتد بسان اژدہا
منحرف گردید ہر یارش چنان — شمر کز ابن علی در کربلا
ہر یکے شاگرد او بیگانہ شد — در غم عشق تو شد تا مبتلا
جملہ عالم تشنۂ خونش شدست — کافرش ہر یک بگوید بر ملا
او مگر اندر سنت منصور دار — سر نتابد از دم شمشیرہا
کار او با کس نماندہ در جہان — تا بفتاد است کارش با شما
شعلۂ درد فراقت سر زند — از دل آن تفتہ جانی دائما
چشم رحمت برفگن بر حال او — تا رسد پیش تو آن شکستہ پا
اے امام عہدی خواہم بعجز — کز پئے این بندہ فرمائی دعا

تا ببوسم آستان پاک تو
با ہزاران اتحاد و التجا

حسب ایمائے فتح محمد احمدی [illegible]
علاقہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم حیدرآباد دکن

خدا آسمان و زمین کا نور ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم

(الجزو نمبر ۱۸)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت **اللہ نور السموات والارض** میں ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور انہیں افراد خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن میں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جن میں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے [illegible] اس لئے خدا تعالیٰ نے اول فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے **مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح** الخ اور بطور مثال اس لئے بیان کیا تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی با آسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے اس **نور کی مثال** (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے **جیسے ایک طاق** (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) **اور طاق میں ایک چراغ** (یعنی وحی اللہ) **اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفی ہے** (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کی طرح ہر ایک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) **اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں** (یعنے حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) **وہ چراغ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے** (یعنی زیتون کے روغن سے) **روشن کیا گیا ہے** (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کیلئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) **اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی** (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے) اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو **قرآن شریف** بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمیں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے **انک لعلی خلق عظیم** (الجزو نمبر ۲۹) یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ **عظیم** محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اسمیں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہونچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو۔ اور **خلق** کے لفظ سے **قرآن شریف** اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روئی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف و ملایمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خَلق بفتح خا اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں خلق بفتح خا سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں میں متمیز ہے۔ اور خلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جن کی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتا ہے پس جس قدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں ان سب کا نام خلق ہے اور چونکہ شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط و تفریط سے جو قوی حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** (الجزو نمبر ۳۰) اس لئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ ایثار فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ شجاعت فی محلہ۔ علو ہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رافت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) **اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ** (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسے کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) **نور علیٰ نور۔ نور فائض ہوا نور پر** (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا پس اسمیں یہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے

تخرج الصدور الی القبور۔ خان بہادر ڈپٹی برکت علی خان صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت اس الہام کو پورا کرنیوالی ٹھہری۔ مفصل پھر

کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا ایسا ہی فیضان نور میں بھی اسکا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور بھی زیادہ ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (نمبر۲) وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (نمبر۲۲) یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیا کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا پس اب اس تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا کہ جو مثال مقدم الذکر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان ان لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف اس کے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قایل ہیں پھر محض حمق و جہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افراد کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افراد ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے ان کو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہئے کہ فیضان وحی کے بارے میں کسقدر غلطی میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں صریح دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا پھر شدت تعصب و عناد سے اسی خیال فاسد پر جمے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور کے فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس دلیر نور وحی نازل ہو اس کے لئے اپنے کسی خاص اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محب دنیا اور بجائے زہد و ورع و امانت کے بڑا بھارا چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت و حیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور (۱)

مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایسیح کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور انکی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کر کے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول ان کے ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت و پاک دلی ہیں محروم تھے عیسائیوں کی عقل اور اور خدا شناسی پر بھی ہزار آفرین۔ اچھا نور وحی کے نازل ہونیکا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اس کو پسند کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت ظلمت اور کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اس انکار نہیں کر سکتا مگر ان کا کیا علاج۔ جنکو عقل سے کچھ بھی سروکار نہیں اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندھیرے سے پیار کرتے ہیں اور چمگادڑ کیطرح رات میں انکی آنکھیں خوب کھلتی ہیں لیکن روز روشن پر وہ اندھے ہو جاتے ہیں) خدا اپنے نور کی طرف (یعنی قرآن شریف کیطرف) جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے (یعنی ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی اور خدا مسائل دقیقہ کو مثالوں کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب بافہام ہو جائیں مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھیگا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال میں جس کا بیان تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفیٰ سے تشبیہ دی جسمیں کسی نوع کی کدورت نہیں یہ نور قلب ہے پھر آنحضرت کے فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جسمیں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ نور عقل ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطایف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پھران تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہ نور وحی ہے اور انوار ثلاثہ ملکر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھیرے یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدوس قدیم کیطرف سے قانون قدیم ہے اور اسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے کل میں نہیں ہوتا اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو۔

وفائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سادہ دربار خلافت گرم تہا۔ اکابر صحابہ موجود تہے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کے طے ہو رہے تہے کہ ناگہاں ایک خوش رو نوجوان کو دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے اور فریاد کی کہ "یا امیر المومنین۔ اس ظالم سے ہمارا حق دلوا دیجئے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا"۔ حضرت فاروق نے اُس نوجوان کی طرف دیکھ کر فرمایا "ان دونوں کا دعوے تو تو سن چکا اب بتا تیرا کیا جواب ہے؟" اُس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جسکا خلاصہ یہ تہا کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ہوا ہے اور میں نے ایک پتھر کھینچ کے مارا جس کی ضرب سے وہ مر گیا ہے۔ حضرت فاروق نے فرمایا "تو تجھے اعتراف ہے۔ لہذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا۔ اور اوس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہوگی"۔ نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا "مجھے امام کے حکم اور شریعت اسلام کے فتوے کے ماننے میں کوئی عذر نہیں لیکن ایک بات کی درخواست ہے"۔ ارشاد ہوا "وہ کیا؟" عرض کیا "میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے۔ جس کے لئے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تہا۔ اور میرے سپرد کیا تہا کہ بالغ ہو تو اُس کے حوالے کر دوں۔ میں نے اُس سونے کو ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا اور اوسکا حال سوا میرے کسی کو نہیں معلوم ہے۔ اگر وہ سونا اوسکو نہ پہونچا تو قیامت کے دن میں ذمہ دار ہونگا اس لئے اتنا چاہتا ہوں کہ تین دن کے لئے ضمانت پر چھوڑ دیا جاؤں"۔ جناب فاروق نے اس بارہ میں سر جھکا کر ذرا غور فرمایا اور پھر سر اُٹھا کے ارشاد کیا "اچھا کون ضمانت کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے لئے چلا آئے گا"۔ فاروق اعظم کے اس ارشاد فیض بنیاد پر اُس نوجوان نے چاروں طرف دیکھا۔ حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور پھر ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا "وہ میری ضمانت کر لیں گے"۔ حضرت فاروق نے پوچھا "ابوذر تم ضمانت کرتے ہو؟" اونہوں نے فرمایا "بے شک میں ضمانت کرتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن میں آکر حاضر ہو جائےگا"۔ یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تہی کہ حضرت فاروق بھی راضی ہو گئے۔ اُن دونوں مدعی نوجوانوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تہا۔ حضرت فاروق کا دربار بدستور قایم ہوا۔ تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے۔ وہ دونوں نوعمر مدعی بھی آئے۔ حضرت ابوذر بھی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گذرتا جاتا ہے اور اُس کا پتہ نہیں۔ صحابہ میں ابو ذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چلی ہے دونو مدعیوں نے بڑھکر کہا "اے ابوذر ہمارا مجرم کہاں ہے" اونہوں نے کمال استقلال و ثبات قدمی سے جواب دیا "اگر تینوں دن گذر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم میں اپنی ضمانت پوری کروں گا"۔ عدالت فاروقی بھی جوش میں آئی۔ حضرت فاروق سنبھل بیٹھے اور فرمایا "اگر وہ نہ آیا تو ابو ذر کی نسبت وہی کاروائی کیجائیگی جسکی شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی"۔ یہ سنتے ہی صحابہ میں ہول پڑ گئی۔ بعضے آبدیدہ ہو گئے۔ اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجبور ہو کے لوگوں نے دونوں مدعیوں سے کہنا شروع کیا کہ "تم خون بہا قبول کر لو"۔ اُنھوں نے قطعی انکار کیا کہ ہم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں۔ غرض لوگ اسی پریشانی میں تہے کہ ناگہاں وہ مجرم نوجوان نمودار ہوا۔ مگر اس حالت سے کہ پسینے میں ڈوبا تہا اور سانس پہولی ہوئی تہی وہ آتے ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا۔ خندہ جبینی سے سلام کیا اور عرض کیا "میں نے اوس بچے کو اُس کے ماموں کے سپرد کر دیا اور اوس کی جائداد انہیں بتادی۔ اب آپ جو خدا و رسول کا حکم ہو بجا لائیں"۔ اب حضرت ابوذر نے فرمایا "امیر المومنین خدا کی قسم میں جانتا بھی نہ تہا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور آج سے پہلے کبھی اسکی صورت دیکھی تہی۔ مگر اور سب کو چھوڑ کے اوس نے مجھے اپنا ضامن بنا لیا تو مجھے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اسکے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد میں سچا ہوگا اسلئے ضمانت کر لی"۔ اوسکی آپہونچنے سے حاضرین میں ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تہا کہ دونوں مدعی نوجوانوں نے خوشی میں آکے عرض کیا "امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا"۔ سب طرف سے ایک نعرہ مسرت بلند ہوا۔ اور حضرت فاروق کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا "مدعی نوجوانو۔ تمہارے باپ کی خون بہا میں بیت المال سے ادا کر دوں گا۔ اور تم اپنی نیک نفسی کے ساتھ فایدہ بھی اٹھاؤ گے"۔ اُنہوں نے عرض کیا "امیر المومنین ہم اس

پیسہ اخبار کا مقدمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے) ۲۷ - جولائی کی روئداد)

۲۷ - جولائی سنہ حال کو مسٹر الیس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام محبوب عالم مالک ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ پیش ہوا - ملزمان کی طرف سے منشی احمد دین صاحب و منشی گلاب دین صاحب و لالہ گوبند رام صاحب و لالہ درگا داس صاحب اور مسٹر ہربرٹ صاحب وکلاء بغرض پیروی موجود تھے اور مستغیث کیطرف سے پی - ی - چٹرجی - پبلک پراسیکوٹر اور لالہ درگا سہائے صاحب بی - اے مختار تھے ملزمان کی جانب سے کثیر تعداد اشخاص بھی موجود تھے گویا تمام آدمی ۲۰۰ کے قریب تھے مقدمہ سوا گیارہ - بجے سے بہا بجے تک رہا لیکن پھر بھی ملزمان کے وکلاء کیجانب سے جرح وغیرہ ختم نہ ہوئی جسکے واسطے ۸ - اگست تاریخ مقرر ہوئی ہے - دوران مقدمہ مین بہت سے اخبارات وغیرہ بھی پیش ہوئے جن کے متعلق مستغیث سے سوالات کئے گئے ٹھیک سوا گیارہ بجے سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات شروع ہوئے جن کی نقل حسب ذیل ہے :- بیانات سید ظہور احمد عمر ۱۸ یا ۱۹ سال - مین اصل باشندہ شاہجہانپور کا ہون مین اورنیٹل کالج کا طالب علم ہون - لاہور مین چنگڑ محلہ انار کلی مین رہتا تہا - میرا ایک سگا بھائی یہان علیحدہ رہتا تہا مین اکیلا رہتا تہا ایک اور طالب علم بھی میرے ساتھ رہتا تہا جسکا نام یوسف علی ہے میرا بڑا بھائی واجد علی موچی دروازہ مین رہتا ہے جو لاہور شہر مین ہے - مین جس مکان مین رہتا تہا اوس کے مالک کا نام گلاب دین وکیل ہے مین اوس مکان مین صرف پندرہ دن رہا اوس سے پہلے مین چنگڑ محلہ مین جمّا کے مکان مین رہتا تہا - محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار کا مکان جمّا کے مکان سے بائین جانب مشرقی حصّہ مین ۲۵ یا ۳۰ قدم پر ہے - مین چوبارہ مین رہتا تہا میرے مکان سے محبوب عالم کا مکان دکھائی دیتا تہا اون کا چوبارہ بھی نظر آتا تہا اوس چوبارہ مین محبوب عالم رہتے ہین اون کی ایک بیٹی فاطمہ کا نام جانتا ہون اوس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوگی وہ لڑکی کنواری ہے - وہ بالاخانہ پر چڑہا کرتی تہی وہ وہان سے ایسی حرکات کرتی تہی - جس سے میری توجہ اوس طرف مائل ہوئی - چند دن بعد جسکو ۹ یا ۱۰ ماہ ہوئے اوس نے ایک خط اپنے ملازم لڑکے کے ہاتھ بہیجا مینے اوس کو پڑہ کر رکھ لیا - پھر دوسرے دن لڑکا آیا تو خط وکتابت جاری ہوگئی کچھ چٹھیان چوری ہوگئین - اور کچھ جو تقریباً ۲۰ - ۲۵ - ہین وہ پولیس مین موجود ہین یہی خط وکتابت پوشیدہ طور پر تہی خط وکتابت مین اظہار محبت اور شادی کا عہد وپیمان ہوا - اس کے ایک ماہ پہلے لڑکی نے اپنے خط مین تحریر کیا کہ اوس کے والدین کو خبر ہوگئی ہے کہ جس کے باعث لڑکی سے مزاحمت ہوئی جسکی خبر لڑکی نے دی اور اس مین یہ بھی تحریر کیا کہ مینے مرجانا پسند کیا بعد مین جو خط آیا اوس سے زہر کا استعمال کیا جانا معلوم ہوتا تہا تب بھی مجھے کچھ نہ کہا اس کے بعد لڑکی نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ کوئی ہفتہ بہر شادی کا پیغام آیا تہا اوس نے لکھا کہ مین انکار کردون گی - اس کے دو تین روز بعد عبد الکریم کہنے لگا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکھدو - یہی عبد الکریم محبوب عالم کا بہائی ہے یہی میرے مکان پر آیا اور کہا کہ مراسلہ فارسی زبان مین لکہدو - اس نے کہا کہ مین لوہاری کا کام وہان جاکر کرون گا وہ لوہاری کا کام کرتا ہے وہ چاہتا تہا کہ اس مراسلہ مین یہی لکھا جاوے کہ مین لوہاری کا کام اچھی طرح سے جانتا ہون وہ آگے بھی میرے مکان پر آیا جایا کرتا تہا مین نے اوسے کہا کہ مین لکہدونگا وہ تقاضا برابر کرتا رہتا تہا - ۱۵ - جون کی صبح کو جب مین اپنے مکان سے اُترا تو عبد الکریم مجھے ملا اور کہنے لگا کہ مراسلہ لکھدو مین کالج کو جارہا تہا مین نے کہا کہ واپس آکر لکھدونگا مین کالج سے پبلک لائبریری کو گیا مینے چند کتب ایسے مراسلہ کی بابت دیکھین اسکے بعد ۱۰ بجے کے قریب مکان کو واپس آیا - جب میرا مکان بیس قدم کے فاصلہ پر تہا تو مجھے محمد رمضان چپراسی پیسہ اخبار ملا اوس نے کہا کہ عبد الکریم بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہانا کہا کر آؤنگا - جب آگے بڑہا تو میرا مکان ۶ یا ۷ قدم پر تہا عبد الکریم میری طرف تیزی سے آرہا تہا اوس نے کہا کہ مراسلہ لکھدو مینے اوس سے عذر کیا تو اوس نے خوشامد کی اور کہا کہ اسی وقت لکھدو - مین انکار کرتا تہا تو وہ مجھے کشان کشان مدرسہ کیطرف لے چلا - مین اوس کے ساتھ مدرسہ کی طرف چلا وہ خوشامد کرتا ہوا لے چلا - جب مکان کا دروازہ تھوڑی دور رہ گیا کوئی دس قدم کا فاصلہ ہوگا - تو اوس نے مجھے گالیان دین - محمد رمضان میرے ساتھ نہ تہا عبد الکریم نے گالی دی - مین نے جانے سے انکار کیا - جب مین رُکا تو اوس نے میرا ہاتھ کہینچا - تب رمضان نے آکر پیچھے سے دھکا دیا - دروازہ سے داخل ہوکر صحن مین گئے

پھر کوٹھڑی مین لے گئے - نقشہ پی نمبر ا کوٹھڑی A مین لے گئے یہہ کوٹھا سکول کا نہین تہا وہ بالکل خالی تہا اوس کوٹھے مین ایک ہی دروازہ ہے جو بند تہا یہہ دونون مجھے اندر لے گئے محمد رمضان اور عبد الکریم میرے ساتھ داخل ہو گئے اور ۵ یا ۶ آدمی اور اوس کمرہ مین تھے - جہانتک مجھے یاد ہے وہ پہلے سے ہی وہان تھے انمین سے ایک کا نام جانتا ہون وہ خدا بخش شیر فروش تھا باقی کا نام معلوم نہین ہے اونکو پہچانتا ہون - اسکے بعد عبد الکریم نے مارا پھر رمضان نے پھر اورون نے مارا - دروازہ اندر سے بند نہ تہا - کوئی فٹ کے قریب کھلا تہا - عبد الکریم ہاتھ سے مُکّے اور طمانچے بھی مارتا تھا - محمد رمضان اور سب نے مارا - ایک مٹی کا لوٹا وہان پڑا تہا وہ بھی مارا - یہہ معلوم نہین کہ کس نے مارا - عبد الکریم نے ایک مُکّا بائین پہلو پر مارا جس سے غش آگیا اور مین گر پڑا - جب ہوش آیا تو دیکھا کہ عبد الکریم سر پر بیٹھا ہے اور اوسے دبائے ہوئے تھا اور میرے ہاتھ پکڑے ہوئے تہا - یہہ نہین کہہ سکتا کہ پاؤن کس نے دبائے ہوئے تھے - مین بائین پہلو کیطرف پڑا تہا اور لوگ چاقو دکہا رہے تھے چاقو کہلے ہوئے تھے میرا پاجامہ کھولا گیا مین اوسوقت بے اختیاری سے چلّایا میرے منہ مین عبد الکریم نے کپڑا ٹھونس دیا تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل علیحدہ علیحدہ کیا - جب ایک شخص کر چکتا تہا تو یہ بتایا جاتا تہا کہ اس نے کیا ہے اور اسکا عضو تناسل بھی دکہایا جاتا تہا کریم بخش اور خدا بخش ڈبہ اور خدا بخش شیر فروش نے یہ فعل کیا تہا - خدا بخش ولد میران بخش ڈبہ نے مجھے دکھلایا خلاف وضع فطری کرنے سے پہلے اس کے آلہ تناسل .... پر سفید سفید داغ تھے پھر میرا پاجامہ باندہا - اور اٹھا کر بٹھلایا تو کسی نے باہر سے دروازہ کو دستک دی عبد الکریم ملزم مجھے باقی ملزمان کے سپرد کرکے باہر نکل گیا - عبد الکریم ایک شخص سے باتین کرتا تہا جسکی آواز مین شناخت کرتا ہون وہ آواز محبوب عالم کی تہی جب عبد الکریم اندر داخل ہوا تو مینے دیکھا کہ محبوب عالم واپس جارہا ہے جب عبد الکریم سے باتین کرتا تہا تو محبوب عالم نے اسکو کہا کہ پہلے خط لے لو - عبد الکریم نے کہا کہ ہماری دختر کے جو خطوط ہین وہ دیدو مینے کہا کہ میرے مکان پر بکس ہے - اسمین خطوط ہین - اگر چھوڑ دو تو مکان پر چلکر تمکو سب خطوط دیدونگا - اسپر عبد الکریم نے سنکر کہا کہ بکس

کے علاوہ اگر خط ہین تو بتاؤ کیونکہ تمہارے مکان پر جاکر تمہارے ٹرنک توڑ دئے اور بکس توڑا وہ خط ہمکو ملگئے ہین اور تمہارے مکان کا قفل توڑا ہے اور جو خطوط ہین وہ دو - عبد الکریم ملزم نے مٹی کے برتن مین میرے روبرو پیشاب کیا اور میرے مُنہ مین چیر کر ڈالا اسکے بعد عبد العزیز کوٹھڑی مین داخل ہوا اور گالی دی اور ٹھوکر مار کر کہا کہ ہمارے خطوط دو عبد العزیز بھائی محبوب عالم ہے اور کہا کہ تم نے بہت بدمعاشی کی ہے - اب تم جان سے مارے جاؤ گے - ایک صورت سے تمہاری خلاصی ہوسکتی ہے اگر تم آج ہی لاہور چھوڑ دو اور چلے جاؤ - اور پھر عبد العزیز نے کہا کہ اگر نہ جاؤ گے تو جان سے مارے جاؤ گے مینے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہین تو اس نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام سے جاؤ گے پھر مینے اجازت مانگی تو محمد رمضان خدا بخش ڈبہ ولد میران بخش کو اس نے میرے ساتھ مکان پر بھیجا محمد رمضان خدا بخش ملزمان سڑک پر پہرہ رہے تھے مکان کے اندر گیا تو پائجامہ جو بالکل خراب تہا وہ مینے دہویا اور دریدہ پاجامہ کے اوپر دوسرے پارچے پہن لئے مکان پر گیا تو قفل ٹوٹا ہے اور ٹرنک کا قفل ٹوٹا ہے اور پارچے بکھرے ہوئے پڑے ہین - مظہر اوپر تہا کہ خدا بخش اوپر آیا اور کہا کہ چلو مکان پر پارچے اسی حالت مین چھوڑ کر نیچے چلا آیا پھر لوہاری دروازہ کے اڈہ پر آئے پھر اڈہ سے خدا بخش ڈبہ ملزم علیحدہ ہو گیا مظہر محمد رمضان ملزم دونون ریلوے سٹیشن پر گئے وہان محمد رمضان نے ٹکٹ خریدا اور مجھے گاڑی پر بٹھلا دیا پہلے خود گاڑی مین میرے ساتھ بیٹھ گیا اور بعد مین ریل چلنے سے پہلے اُتر گیا - ٹمٹم والا نہ تہا ٹانگہ والا تہا - جسکو مینے شناخت نہین کیا ٹکٹ شاہجہان پور کے واسطے دیا تہا چار بجے شام کی گاڑی روانہ ہوگئی - لاہور سے کوئی بستر و پارچہ ہمراہ نہین لے گیا - یونہی گیا جب مین اپنے مکان رہایشی پر گیا تو یوسف علی طالب علم موجود تہا اُس سے میری کوئی بات نہین ہوئی - عبد القادر بھی وہان تہا جب محمد رمضان - خدا بخش ڈبہ میرے ساتھ میرے مکان پر آئے یہ سب طالب علم میرے مکان پر تھے خیال نہ کیا گیا ہے اونہون نے دریافت کیا کہ کیا ہے مینے کوئی جواب نہ دیا -

۱۷ - جون ۱۹۱۶ کو شاہجہانپور مین بوقت صبح پہنچکر اپنے مکان پر پہنچگیا مکان پر صرف میری والدہ اور چھوٹا بھائی متّو نور محمد تہا - وہان کسی سے مینے تذکرہ نہین کیا کیونکہ شرم دامنگیر تھی

اس کے دو تین یوم بعد پولیس نے مجھے حوالات بلایا - تہانہ مین وہان سے مجھے شفاخانہ مین بہیج دیا - پولیس کے کہنے پر مینے اپنے ہاتھ سے اپنا بیان لکھا میرے رشتہ دار عزیز میرے ساتھ تھے اون کے خوف اور شرم سے مینے دو باتین تحریر نہین کین ایک یہ کہ محبوب عالم کی دختر سے میری خط و کتابت ہے اور دوسرے خلاف وضع فطری وہ بیان جو ۱۲ میرا ہے اور میری قلم کا لکھا ہوا ہے اور اسپر میرا دستخط بہی ہے دو باتین خط و کتابت اور خلاف وضع فطری کی بابت مینے شرم کے باعث اور چند میرے رشتہ دار تھے ان کے لحاظ سے نہین لکھا یہ میرا بیان ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء کا ہے جو مینے سن لیا ہے اسسٹنٹ سرجن نے میرا ملاحظہ بہی کیا تہا اس نے میرا تمام بدن دیکھا پولیس نے مجھ سے دریافت کہ تم کو کسی نے مارا پیٹا اور خلاف وضع فطری کی ہے اُن کے جواب مین مینے یہ جواب پی ۱۲ مورخہ ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء لکھا اسوقت میرے جسم بدن پر کوئی نشان نہ تہا پہلے جب خلاف وضع فطری کرنے لگے تو کچھ دقت پیش آئی پہر تیل منگوا کر استعمال کیا گیا تیل اُنہون نے میری مقعد پر لگا کر فعل ناجائز کیا - ڈاکٹری ملاحظہ کے بعد مین گہر چلا گیا اس کے بعد ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کو میرا بیان مجسٹریٹ کے روبرو ہوا - ۲۰ جون ۱۹۰۵ء اور ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے درمیان کوئی خط لاہور سے مجھے نہین ملا - نہ کوئی آدمی آیا ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سارجنٹ لاہور سے گیا - اور بیان لکھایا - میرے بڑے بہائی نے لاہور سے میرے چہوٹے بہائی کے نام تار دی جو ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء پہلے آئی ہے تار مین یہ الفاظ تہے کہ ظہور احمد شاہجہانپور پہنچا ہے یا نہین - مجسٹریٹ کے روبرو مجھے حلف دیا گیا تو مینے ایمان سے سچ لکھایا تہا اسواسطے شرم نہ کی اور سچ سچ مجسٹریٹ کے روبرو لکھایا کیونکہ ایمان سے شرم زیادہ نہ تہی - سوال لالہ گوبند رام صاحب وکیل ملزمان - کہا کہ یہ سچ ہے کہ مینے جو لکھا کہ محبوب عالم اوڈیٹر ہے اور مین مضمون نویس ہوں ان کے برخلاف مضمون لکھتا ہوں اسواسطے محبوب عالم ناراض ہے - قریباً ایک سال سے مین مضمون پیسہ خلاف محبوب عالم اُنہین کے اخبار مین لکھا کرتا تہا نہ معلوم وہ کب سے ناراض ہین مرزائی جماعت کے برخلاف اور مرزا صاحب قادیان کے برخلاف مضمون ہوتا ہے میں حق کی جماعت کے کسی مرید سے واقف نہین ہون خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کا نام سنا ہے واقف نہین ہون -

ان کا مکان پیسہ اخبار کے نزدیک ہے - اس مقدمہ کی پیروی کے واسطے مین ان کے مکان پر نہین گیا - نہ مدد کیواسطے گیا ہون نہ صلاح پوچہی ہے ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سے پہلے جو مینے بیان اب لکھایا ہے کسی کے پاس کچھ ظاہر نہین کیا نہ زبانی نہ تحریری ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے اخبار پنجاب سماچار مین جو مضمون خلاف وضع فطری میری بابت تحریر ہوئے مینے کسی کو نہ کہا نہ لکھنے کو دیا مضمون لاہور مین سال ۱۹۰۵ء کا عدد مینے مضمون اخبار پنجاب سماچار لاہور ... ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کا سنا ہے جو ڈی ۱۲ مین لکھا ہے - ہیرالعل مالک اخبار پنجاب سماچار اور اوس کے ایڈیٹر سندر کو جانتا ہون دو ہفتہ آج سے اوسکو مین جانتا ہون اتفاق سے اون کے پریس کے پاس سے گذرا تو ملاقات ہوگئی اوس نے کہا کہ تم پر ظلم ہوا ہے اور ہم کو تم سے ایک نوع کی ہمدردی ہے وہ میرا نام پہلے سے جانتا ہے مجکو وہ کسی وکیل کے پاس نہین لے گئے - نہ کوئی اور مدد دی مجھے معلوم نہین کہ مالک اخبار پنجاب سماچار لاہور اور مالک اخبار پیسہ لاہور کی دشمنی ہے یا نہین سوا سال سے مجھے پیسہ اخبار روزانہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ہفتہ وار اخبار کے بہت کم پرچے پڑہے ہین شاید ۱۴ - جون ۱۹۰۵ء کو مین لاہور مین آیا اور تہانہ مین ٹہیرا پہر چہاپہ خانہ منشی سید ممتاز علی صاحب مین شام کو گیا - جہان میرا بہائی واجد علی ملازم ہے میرا بہائی وہان کام کرتا اور رہتا ہے اور ممتاز علی بہی وہان رہتا ہے ممتاز علی سٹیم پریس کہتا ہے نام اوس کارخانہ کا رفاہ عام سٹیم پریس ہے - ۱۵ - ۱۴ یوم تک مین وہان رہا اوس کے بعد کوئی خاص جگہ پر نہین رہتا کیونکہ خوف جان سے ہے خوف کے سبب سے سید احمد شاہ صاحب کے مکان پر کبہی کبہی سوتا ہون انکے اخبار کا نام گلزار ترقی ہے تین ہفتہ سے سید احمد شاہ صاحب سے میری واقفی ہوئی راستہ مین جانے ہوئے وہ مجھے ملے تہے وہ جانتا ہے کہ مین وہ شخص ہون جسکا تنازعہ پیسہ اخبار سے ہے مین ان کے پاس اس واسطے جاتا ہون کہ وہ میرے پاس آیا تہا - مین نے سید احمد شاہ کو کمرہ کچہری مین آج نہین دیکھا کچہری کے باہر جب آیا تو اوسکو دیکھا اس نے سلام کیا تہا - کرم بخش مالک چہاپہ خانہ اسلامیہ سٹیم پریس کو جانتا ہون اور عبد الحق کو بہی جانتا ہون اوس کو دو سال سے جانتا ہون کرم بخش کو سال سے جانتا ہون - ایک رات وہان بیٹھا تہا کہ میری طبیعت سخت علیل ہوگئی بیمار ہوکر وہان رات گذر رہا جسکو ۵ - ۶ - یوم ہوئے ہین -

وہ میرے واقف تہے ملاقات کے واسطے گیا تہا کوئی خاص کام نہین تہا - اونہون نے کوئی روپیہ نہین دلوایا نہ کسی وکیل کے پاس گئے مجھے خبر نہین کہ انہون نے میرے واسطے چندہ کیا ہے یا نہین کرم بخش کی بابت مجھے خبر نہین کہ پیسہ اخبار سے کیا سلوک ہے - الا عبد الحق سے پیسہ اخبار کی دوستی ہے پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ - مئی ۱۹۰۵ء مین اصلاح انجمن حمایت اسلام لاہور کے بابت تحریر ہے - یکم جون ۱۹۰۵ء مین صفحہ ۳ کالم دو پر کارکنان انجمن حمایت اسلام کی مخالفت پائی نہین جاتی کارکنان انجمن حمایت اسلام اور پیسہ اخبار مخالفت کی مجھے خبر نہین نہ معلوم کریم بخش مالک سٹیم پریس لاہور کارکن حمایت اسلام ہے یا نہین نہ معلوم کام چہپائی انجمن حمایت اسلام کرم بخش - عبد الحق کرتے ہین یا نہین میری تحریر ۲ - جون ۱۹۰۵ء مین یہ عبارت غلط ہے اور مجھے کہنے لگے کہ چونکہ ہم تمکو معزز اور شریف سمجہتے ہین - (۲) اس مار پٹائی کی وجہ مین بالکل نہین سمجہ سکتا - باقی سب صحیح اور درست ہین اور یہ بہی غلط ہے کہ ایک دو اور آدمی جنکو مین بالکل نہین پہچانتا میرے حواس درست نہین تہے اسواسطے تیسرا فقرہ بہی غلط لکھا گیا - شاہجہانپور سے پولیس کے خرچ سے لاہور آیا وہان میرے پاس روپیہ نہین تہا - یہان لاہور روپیہ میری پاس تہا - پیسہ اخبار مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۵ء مین مضمون مین کرم بخش کی مخالفت صفحہ ۵ اول مین ہی جو کارکن مجلس منتظمہ انجمن ہین جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ میری میز کے پارچہ کے نیچے تہے - یہ خطوط وہ ہین اور بعض میرے بہائی واجد علی نے میرے آنے سے پہلے پولیس کو دئے جو اسکو میرے مکان سے ملے اور کچھ مینے دئے جو خطوط مینے پولیس کو دئے وہ بہی بہائی سے لے کر دیئے لاہور مین آیا تو مینے کچھ اسباب اپنا اپنے بہائی کے پاس دیکھا نہ معلوم وہ کب اور کس طرح ملگیا اس نے کہا کہ مین ٹم ٹم کرایہ کرکے لے آیا ہون - ہر روز میرا بہائی شام کو میرے مکان پر آیا کرتا تہا سوال عدالت یہ ۲۳ خطوط موجودہ عدالت مسماۃ فاطمہ کے ہین یعنے پی ۱۳ لغایت ۲۳ وہ ہین جو مسماۃ فاطمہ کیطرف سے ہین اور اسکے دستخطی ہین کیونکہ بعض دفعہ وہ میری روبرو لکہا کرتی تہی اپنے گہر سے اور مین اسکو اپنے گہر سے دیکہتا تہا - دوسری اخبارون مین جو مضمون مسماۃ فاطمہ کے ہین دیکہتا تہا تو وہ اسی قسم کے ہوتے تہے - میرے روبرو لکھکر مجھے خطا لکھوانہ کرتی تہی - گفتگو بہی میری اس سے

ہوئی تہی اور مسماۃ فاطمہ میرے مکان پر تین دفعہ آئی تہی - سوال وکیل لالہ گوبند رام نے بہر کیا کہ جو خط ۲۳ عدالت مین پیش ہوئے ہین کسی پر مسماۃ فاطمہ کے دستخط نہین ہین یہ خط مسماۃ فاطمہ کو مینے لکھتے نہین دیکھا مسماۃ فاطمہ جو مضمون دوسرے اخبارون مین لکھکر روانہ کرتی اس نے میرے روبرو نہین لکھا وہ مضمون جو مینے تہذیب النسوان کے مالک سید ممتاز علی اور پیسہ اخبار کے اڈیٹر پاس دیکھے ہین ممتاز علی کے کاتب پاس وہ تحریری مضمون دیکھا تہا ان مضمونون پر اس کے دستخط تہے عرصہ یاد نہین کئی بار مضمون اس کے دیکھے ہین الہ بخش اڈیٹر بچون کے اخبار پیسہ اخبار کے پاس بہی مضمون فاطمہ کا دستخطی دیکھا ہے ایک سال کے درمیان مین دیکھے ہین - تہذیب النسوان مین اور کئی عورتون کے مضمون چہپتے ہین اس کا ایڈیٹر عورت ہے مسماۃ شریف بی بی عورت کا نام ہے - ممتاز علی کی کوئی دختر ہے یا نہین - یہ علم نہین کہ ممتاز علی کی عورت خواندہ ہے یا نہین اور کسی عورت کے مضمون ایڈیٹر تہذیب النسوان کے پاس نہین دیکھے ان بیان پر عدالت نے ظہور احمد سے دستخط کرائے اور تاریخ مقدمہ ۰ - اگست ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے - (باقی آئندہ)

درخواست نکاح

۱ - شیخ محمد حسین صاحب ساکن چنیوٹ عمر ۳۷ سال اپنی جماعت مین شادی کرنا چاہتے ہین ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے صرف ایک پانچسالہ لڑکی ہے - لائلپور مین تجارت کرتے ہین - اچہے آسودہ حال ہین -

۲ - میان احمد دین زرگر ساکن پنڈی چیری عمر ۲۸ سال پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کیوجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین -

۳ - جناب مولوی عبد الحق صاحب ساکن سید والا جنکی اہلیہ کے انتقال کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین درج ہوچکی ہے اپنی جماعت مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین مجھے ان کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی حاجت نہین - مولوی صاحب ایک مشہور عالم اور احمدی سلسلہ کے ایک سرگرم مخلص مبلغ ہین - جوان اور وجیہ آدمی ہین -

۴ - منشی محمد سلیمان صاحب مدرس لئے پور ضلع لودہانہ ایک شریف الطبع مخلص نوجوان احمدی ہے - مین ان کے زمانہ طالب علمی کو واقف ہون معقول آمدنی رکھتے ہین -

درخواست

میرا والد بزرگوار مرزا جیون بیگ صاحب جلالپور جٹان ضلع گجرات مین قریباً عرصہ ڈیڑہ سال سے بیمار ہین - جنکو ضعف دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے سب احمدی احباب کی خدمت مین عرض ہے کہ میری [illegible]

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(نمبر ۲)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر پہلو سے ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ معترض کا منشاء اسکی تعلیم کے کسی حصہ پر اعتراض کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانون کی عام حالت گری ہوئی ہے اور قریباً ہر پہلو کمزور ہو رہی ہے اسلئے اسے یہ گمان کرنے کا موقع ملا کہ مسلمانون کا تنزل انکے مذہب کے باعث سے ہے؟

لیکن جو مذہب فطرتی اور طبعی طور پر انسان کو عالی ہمت اور صاحب حوصلہ بنانا چاہتا ہے وہ انسان کو انحطاط کیطرف نہین لے جا سکتا۔ ہان ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی خرابی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو اس کی جڑ مذہب سے پرے ہٹ جانا ہے۔ نہ کہ نفس مذہب پر عمل کرنا۔ مین اپنے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے اول اس پاک سرزمین کو لینا چاہتا ہون جہان اسلام نے نشو و نما پایا یعنے عرب یہہ مضمون ایک ایسا مبتذل مضمون ہے کہ قریباً ہر شخص جو ذرا بہی تاریخی مذاق رکہتا ہے اس امر کو سمجہتا ہے کہ عرب کی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے ایسی ناگفتہ بہ تہی کہ وہ عرب جو ظہور اسلام کے بعد تاریخی دنیا مین سنہری حروف سے لکہا گیا بالکل کس مپرسی اور گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تہا۔ عربون کی روحانی اخلاقی اور مجلسی اور سیاسی غرض کوئی بہی کل درست نہ تہی لیکن اسلام کے ظہور کے بعد جو کچہہ حیرت انگیز تبدیلی عربون کیحالت مین ہوئی اسکو ان لوگون نے بہی جو اسلام کے دشمن ہان خطرناک دشمن ہین مجبوراً تسلیم کیا ہے جیسا کہ مین ان کی شہادتین اس امر پر پیش کرتا ہون۔

مین قرآن کریم سے بہی اس مضمون پر روشنی ڈالون گا لیکن چونکہ مالیر کوٹلہ کے چیف جج صاحب یورپ کو اپنا مقتدا اور امام سمجہتے ہین اور اسی کی ترقی کو وہ ہر قسم کی قومی اور ملکی ترقی کا نمونہ اور معیار مانتے ہین اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اسی یورپ کے رہنے والون کی رائین چیف جج صاحب کے سامنے پیش کی جاوین اور پہر قرآن کریم سے اصلاح عرب بلکہ اصلاح عالم کے مضمون پر بحث کیجاوے۔ اونیریبل سر ولیم میور صاحب جو اسلام کے متعلق مختلف کتابین لکہنے کے لئے مشہور ہین اور جنہون نے اسلام پر سخت حملے کئے ہین باوجود تلخ دشمنی کے وہ اپنی کتاب لائف آف محمد کی جلد دوم سے صفحہ ۲۶۹-۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین یون لکہتا ہے۔

اگرچہ محمدؐ کے اوامر و احکام اسوقت تک تہوڑے سے اور سادہ طور کے تہے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اونہون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیح نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تہا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تہا اوسوقت سے حیات روحانی کبہی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تہی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تہا جیسا کہ دین اسلام مین ہوا۔ اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نے کیسے کیسے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹہائے اور اون نقصانات کی تلافی مین مال غنیمت کس خوشی سے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ نماء عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس و حرکت ہوگئی تہی۔ اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین مسیحی اور فلسفاء یونان کا کچہہ اثر عرب پر ہوا تہا مگر وہ ایسا ناپائیدار اور خفیف تہا جیسے کسی جہیل کے پانی کے سطح پر کبہی کبہی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہین ذرا سی بہی حرکت نہین معلوم ہوتی۔ الغرض عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بے رحمی اور بد اعمالی کے دریا مین غرق تہے چنانچہ یہی عام رسم تہی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو جو اور جائداد کی مانند میراث مین آتین بیاہ لیتا تہا۔ اون کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بہی اون مین اسی طرح جاری ہوگئی تہی جسطرح فی زمانا ہندوون مین جاری ہے۔ انکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تہا۔ اور اون کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تہا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا اون کا ایمان تہا انہین کی رضامندی مناتے تہے اور انہین کی ناراضی سے احتراز کرتے تہے۔ قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اوس کی انہین خبر ہی نہ تہی۔ ہجرت سے ۱۳ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تہا مگر اون ۱۳ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چہوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے اسی قادر مطلق سے بکثرت و بہ شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکہتے۔ اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تہے اب انہین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تہا۔ اور یہہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنے حوائج کا بہی خبر گیران ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگی مین۔ اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر مین۔ اوسی کے ید قدرت کو دیکہتے تہے اور اس سے بڑہکر اس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کنان رہتے تہے۔ خدا کے فضل خاص اور رحمت باختصاص کی علامت سمجہتے تہے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تہے محمدؐ کو جو اون کی ساری امیدون کے ماخذ تہے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجہتے تہے اور ان کی ایسے کامل طور پر اطاعت کرتے تہے جو اون کے رتبہ عالی کے لائق تہی ایسے تہوڑی ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تہا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپئے مخالفت و ہلاکت تہے مسلمانون نے مصیبتون کو تامل و شکیبائی سے دریافت کیا اور گو ایسا کرنا اون کی ایک مصلحت تہی مگر تو بہی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔ ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چہوڑا۔ لیکن ایمان عزیز سے موہنہ نہ موڑا۔ اور جبتک کہ یہہ طوفان مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے۔ پہر اس تعداد سے بہی زیادہ آدمی کہ اون مین نبیؐ بہی شامل تہے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اون کی نظر مین تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تہا چہوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہان بہی اسی جادو بہری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبیؐ اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو گئی طیار کر دی۔"

میور کی اس رائے کو غور سے پڑہو ہر چند اس کے فقرہ فقرہ سے عیسائی تعصب نمایان ہے تاہم صاف الفاظ مین اسے اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے عربون مین ایسا فوق العادت اثر پیدا کیا جو شریعت موسوی۔ دین مسیحی۔ اور فلسفہ یونان بہی نہ کر سکے تہے پہر ریوانڈ جی ایم سراڈویل صاحب ایک پادری ہین جنہون نے قرآن کریم کا ترجمہ سورتون کی ترتیب نزولی (بخیال خویش) کے لحاظ سے کیا ہے انہون نے اپنے ترجمہ کے دیباچہ مین اس تاثیر کی نسبت جو عربون پر اسلام نے کی لکہا ہے۔

عرب کے سیدہے سادے خانہ بدوش
بدوا ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو
بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور دیوتاؤن
کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے
اطفال کشی کی رسم کے نیست و نابود کرنے
بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج
کی تعداد کو گہٹا کر ایک حد معین کرنے مین قرآن
بے شک عربون کے لئے برکت اور قدوم حق تہا

یہہ حالت اور اثر ہے جو اسلام نے عربون پر ڈالا پہر دنیا کی تاریخ اس امر کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ عرب جو دنیا کی تاریخ مین کوئی حصہ اور بخرہ نہ رکہتے تہے جو ہر قسم کی بدیون اور بدکاریون مین فرد تہے جب اسلام انہون نے قبول کیا یہی نہین کہ انہون نے دینی طور پر ترقی کی اور ان برائیون کی جگہ اعلے درجہ کی نیکیون اور پاکیزہ اخلاق نے لی۔ بلکہ دنیوی طور پر بہی انپر ہر قسم کی آسائش اور راحت کے دروازے کہولے گئے۔ وہ جو حکومت کے لفظ سے بہی قریباً ناآشنا تہے۔ ربع مسکون پر ایک زبردست اور واجب التقلید حکومت کے بانی ہوئے۔ ایسی حکومت جسکے اصول اور قوانین آج بہی بڑی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکہے جاتے ہین۔ کیا کسی کے وہم مین اسوقت آسکتا تہا کہ وہ قوم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طیار کر رہے ہین یہ قوم ایک دن روئے زمین کی فاتح اور تمام مہذب ممالک کی اوستاد تسلیم ہوگی؟

اگر اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی مین کوئی فوق العادت تاثیر اور قوت نہ تہی تو ہمین بتاؤ کہ وہ کیا بات تہی جسنے عربون کی حالت مین ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک چیز تہی جو ان کے رگ و پے مین سرایت کر گئی تہی۔ اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت ہی نے انہین خاک مذلت سے تخت عزت پر بٹہا دیا۔ اور یہ کبہی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص جبکہ حقیقی طور پر اللہ تعالے کا صادق اور وفادار بندہ ہو پہر خدا تعالے اسکے لئے یہہ روا رکہے کہ وہ دنیا مین ہر قسم کی ذلت اور خواری کا نمونہ اور اسوہ ٹہیرے خدا کی مجید کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے

العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جمیعا۔

نوٹ * ایک روایت کی رو سے بیاسی اور ایک رو سے تراسی مرد اور اٹہارہ عورتین ایک چہوٹی لڑکی اور دو لڑکے تہے جو حبش کو گئے تہے ۱۲۔ مولف۔

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عہ جزائر عرب الہند کے لئے عہ برٹش کاٹینا کے لئے ۲ آنہ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲ ر کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑھ گیا ہے۔ دریائے کابل بھی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونٹجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹیوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جاوے گی۔

استانہ علیا ترکی تمام مطابع کو استنبولی طرز کے مطلا قرآن مجید دن اور دلایل الخیراتون کے چھاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکوتین دور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دار السعادۃ کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چار سو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوڑی اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تھا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجھانا شروع ہو گئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۷۲ ۹۸ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دو سو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ۱/۲ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ا ر کے ٹکٹ مین جاسکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکھا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۱۴ برس گزشتہ سے سوتی رہی ہے۔ چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تہی۔ (عام ۸ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جہیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل دہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بہاری جہیل بن گئی ہے یہہ بہاری ٹیلہ پچھلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تہا اور اب وہان بڑی بہاری جہیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہ جہیل دفعتاً پہٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار گہیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ **مولوی** اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ اللہ دتا۔ موضع نارووال ضلع سیالکوٹ۔ اخیر جون

برادر اللہ دتا۔ " " " "

اللہ دتا کی چاچی " " " "

عمر دین ولد کرم بخش۔ جبرہ اول۔ امرتسر حال وارد ملک افریقہ بمقام بمبئی

نور بی بی زوجہ عمر الدین " " "

غلام نبی ولد عمر دین " " "

محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ "

منشی شیخ محمد بخش صاحب۔ چھاونی کامل پور صدر بازار اٹک

سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چھاونی بنی۔ اصل متوطن موضع گجرات کہاریان ڈاکخانہ خاص سنہ۔

محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پورینہ بنگالی ٹولہ۔

اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رعنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان

فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ

ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تہانہ بنگہ

گوہر علی ولد ماموں لدیانہ

محمد امیر۔ امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگھیان

سلطان محمد موضع بناجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور

سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری

اسد اللہ ٹھار موضع نارووال ضلع سیالکوٹ

فضل دین قصاب "

قادر بخش ولد الہی بخش موضع ٹانڈہ ضلع لاہور تحصیل لاہور

امام الدین ولد فضل دین " " جولائی پہلا

کالو ولد کیان " " "

علم الدین ولد چندا " " "

سلامی ولد کالو " " "

نانک ولد گلاب " " "

فیروزالدین ولد عید " " "

نواب ولد ماہی "

امام الدین ولد نانک " " "

شادی ولد بہو " " "

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا " " "

چراغ شاہ " " "

نبی بخش انگریز " " "

رانجہا " سبحان " " "

چراغ دین ولد کیمان " " "

اللہ رکہا " میران بخش " " "

اللہ رکہی بیوہ نبی بخش " " "

بہاگن بیوہ ولد الہی بخش " " "

زینب دختر غلام حسین " " "

غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین " " "

مسماۃ کیمون زوجہ جوایا " " "

کرم بی بی بیوہ احمد الدین " " "

رحمت بی بی زوجہ کالو " " "

فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ " " "

رحیم بی بی زوجہ عیدا " " "

عائشہ زوجہ قادر بخش " " "

سردار خان ولد چودہری فتح دین بناجوہ سیالکوٹ پسرور

زوجہ چودہری فتح دین " " "

سردار بی بی " " "

خوشی محمد " " "

یعنی ہر قسم کی عزت اللہ اور اسکے رسول کیلئے ہے اور پھر ان تمام مومنون کو دی جاتی ہے جو سچے دل سے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین - اگر خدا کے مخلصون اور برگزیدون پر ہی ہر قسم کے دکھہ اور ذلت کی مار ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی حکومت **متمیز حکومت** نہ ہو اور **نیکی** اور **اخلاق** کی ہدایتون کا سارا دفتر تقویم پارینہ اور بیکار محض ہو اور نہ اسکی کوئی ضرورت کسی زمانہ مین سمجھی جاوے - اگر ساری دنیا مین تہذیب اخلاق اور تمدن اور سیاست کے اعلےٰ اصولون کی کوئی قدر کی جاسکتی ہے ؟ اور ضرور کی جاتی ہے اگر عزۃ کا کوئی مفہوم ہے ؟ اور ضرور ہے - اگر امن اور سلامتی کی زندگی کے کچھہ معنے ہین ؟ اور ضرور ہین تو پھر یقیناً سمجھو کہ خدا کی ہدایت اور کتاب سے بڑھ کر کوئی قانون اور نوشتہ ان اصولون اور آئینون کو پیش نہین کرسکتا - اور پھر یہہ ناممکن ہے کہ انپر عمل کرنے والے دنیا مین ذلیل اور خوار ہون -

(باقی تیسرے نمبر مین)

دربار شام

۸ - اگست ۱۹۰۵ء

فرمایا - آج مینے بارش کے لئے دعا کی تہی - دعا کے ساتھہ ہی دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ حبس اور امساک باران اللہ تعالےٰ کے قضا و قدر کے موافق ہے - اور اس مین دخل دینا مناسب نہین اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے دنیا مین ایک نذیر آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا + ہر قسم کے مصائب شدائد اس کے زور آور حملون مین آتے ہین اور یہ سب ایک قسم کی پیشگوئیان ہین اور جو کچھہ ہو رہا ہے بہر حال ہمارے لئے مفید ہے کیا عجب کہ قحط کے رنگ مین ہی کوئی حملہ ظاہر ہونے والا ہو -

فرمایا - دنیا کی حالت اور رنگ دیکھا جاوے تو وہ بہت کچھہ بدلا ہوا ہے - مین دیکھتا ہون کہ ایسی حالت ہوگئی ہے کہ گویا حسن ظن کا موقع ہی نہین رہا کیونکہ اگر ہر پہلو سے بدظنی ہی ظاہر ہو تو انسان کہانتک اسپر حسن ظن کریگا - مین حیران ہوتا ہون جب دیکھتا ہون کہ دنیا مین سوائے دہریت - مکر و فریب کے اور کوئی بات نظر نہین آتی بالکل طبیعتین دنیا ہی پر مایل ہوگئی ہین یہانتک کہ دین کا کام بہی اگر کوئی اپنے ہاتھہ مین لیتا ہے تو اس مین بہی ان باتون کا دخل ہے یا تو وہ محض دنیا کا لالچ ہے یا دنیا کی ملونی ہے - ایسی حالت مین مینے سوچا کہ **اگر کوئی مرتا ہے تو پھر مرے** -

مین حیران ہوتا ہون کہ لوگ تو اور اور باتون کے لئے روتے ہین (یعنی دنیا کی فلان ترقی نہین ہوئی مسلمان فلان صیغہ مین کمزور ہین وغیرہ ایڈیٹر - مین کہتا ہون کہ اور باتون کو چھوڑو مجھے تو اس کا فکر ہو رہا ہے کہ **خدا کی ہستی ہی پر ان کو یقین نہین رہا** -

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کی کہ کل مینے اپنے درس مین ایک موقع پر اپنی جماعت کو خطاب کرکے کہا کہ **سنو** ! تم نے اس سلسلہ مین داخل ہوکر کیا لیا ؟ دنیا تو تم پر لعنت بہیجتی ہے اگر خدا کے ساتھہ ہی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور باہم **بغض کینہ** اور دشمنی رہی تو پھر خدا سے کیا لیا **حضرت اقدس** نے فرمایا خدا سے کیا لینا تہا کچھہ بہی نہین بالکل سچ ہے -

---

منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور مشہور صوفی لودہانوی کے ذکر خیر مین حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ انہون نے طب روحانی کے سلسلہ مین اور بہی دو تین جلدین لکھنے کا ارادہ کیا تہا لیکن حضور کے دعوے کو سنکر انہون نے اس طریق کو چھوڑ دیا اور اسے محض کہیل تماشا قرار دیا - جس سے مجھے انکے ساتھہ بڑی محبت ہوگئی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا مجھے بہی انہون نے ایسا ہی خط لکہا تہا غرض آپکا ذکر خیر ہوتا رہا انکے اخلاص کے ذکر مین **توجہ اور سلب امراض** کے علم کا ذکر ہوا - اسپر **فرمایا**

اللہ تعالےٰ نے اسلام مین جو طریق شفا کا رکہا ہے وہ **تو دعا** ہی کا طریق ہے - اپنے **نفس اور توجہہ** پر بھروسہ کرنا یہہ بہی ایک قسم کا شرک ہے لیکن جب انسان خدا سے دعا کرتا ہے تو یہہ سب باتین فنا ہوجاتی ہین اور انسان پہر **اصل پناہ** کیطرف دوڑتا ہے - پس یاد رکہو کہ دعا ہی اصلیت ہے باقی جو کچھہ ہے وہ نرا خبط ہے -

دعا کی عجیب عجیب تاثیرین مینے تجربہ کی ہین ایک بار مین درد دانت سے سخت تکلیف مین تہا عمر دراز نام ایک گردا ور ہمارے ہان آیا ہوا تہا - مینے اس سے پوچھا کہ دانت کے درد کا علاج بہی آپکو معلوم ہے اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان - مینے جب یہ بات سنی تو خیال کیا کہ دانت کا نکلوانا بہی ایک عذاب ہے - مین اسوقت ایک چٹائی پر بیٹھا ہوا تہا - اور اور درد کی بیقراری کیوجہ سے سر چارپائی کی پائی پر رکہا ہوا تہا - اسوقت مجھے ذراسی غنودگی ہوئی - اور الہام ہوا -

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِي

اور اسکے ساتھہ ہی معًا درد جاتا رہا -

مین یقیناً جانتا ہون کہ دعا کے سلسلہ مین ہزارہا خزائن معارف کے مخفی ہین جو شخص دوسری طرف توجہ کریگا وہ ان خزائن سے محروم رہ جائیگا - کیونکہ جب انسان اس راہ کو جسپر سایہ دار درخت ہون اور پانی کا سامان ہو چھوڑ دے تو وہ ان تمام آرام کے سامانون سے محروم رہیگا یا نہین - کسی کے پہلو مین دو دل تو نہین ہوسکتے - ایک ہی طرف توجہ کریگا - فرق ضالہ نے اسی وجہ سے نقصان اٹھایا کہ حقیقی راہ کو انہون نے چھوڑ دیا شیعہ وغیرہ جو حسین حسین پکارتے رہتے ہین اسی سبب سے محروم رہے کہ انہون نے انسان کو بت بنالیا + اور انکے سینہ مین وہ نور عرفان کا نہ رہا -

[اسکے بعد اپنے زمانہ طالب علمی اور شیعہ استاد کے بعض حالات بیان فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم کہانتک حقایق و معارف سے محروم رہ گئی ہے ایڈیٹر -]

میر محمد اسماعیل اسسٹنٹ سرجن دہلی

ناظرین الحکم الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین معلوم کرچکے ہین کہ میرے **مخدوم** زادہ جناب میر **محمد اسماعیل صاحب** خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان اسسٹنٹ سرجنی مین اعلےٰ درجہ مین **کامیاب** ہوئے ہین یعنے اپنے امتحان مین صوبہ بھر کے طلباء اور یو - پی - اور سنٹرل انڈیا وغیرہ مین **اول رہے** ہین - اب یہ خوشخبری سنکر انہین اور بہی مسرت ہوگی کہ **میر صاحب** ممدوح **دہلی** متعین ہوکر تشریف لے گئے ہین اور اسطرح مجھے پھر موقع ملا ہے کہ مین اس تقریب پر حضرت مسیح موعود اور آپ کے اہلبیت کے حضور **مبارکباد** عرض کرون - دہلی کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ **میر محمد اسماعیل صاحب** ایسا با اخلاق اور دقیق الفہم ڈاکٹر وہان متعین ہوتا ہے اس سے پہلے احمدی سلسلہ کے ایک مشہور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب وہان کے ریفارمیٹری سکول کے انچارج ہین -

ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب کے تقرر نے دہلی کی احمدی جماعت مین ایک اور معزز رکن کا اضافہ کیا -

(الھم زد فزد)

دہلی اس لئے بہی خوش قسمت ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب دراصل دہلی ہی کے رتن ہین کیونکہ آپ خواجہ میر درد صاحب مرحوم اہل اللہ کے خاندان سے ہین + اگرچہ بظاہر یہ تقرر دہلی مین چند روزہ معلوم ہوتا ہے تاہم امید کی جاتی ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان اپنے اخلاق اور ہمدردی نوع انسان کا پورا نمونہ دکہا کر **احمدیت** کا خارق عادت اثر **دہلی** پر ڈالیگا - کیا عجب کہ دہلی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہی طریق مقدر کیا ہو - بہر حال ڈاکٹر صاحب کا یہ تقرر قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے اور مین خادم قوم ہونے کی حیثیت سے میر صاحب کے واجب الاحترام والدین کو پھر **مبارکباد** عرض کرتا ہون -

میر محمد اسماعیل صاحب کے کامیاب ہونے کے متعلق جو پیشگوئی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باعلام الٰہی کی تہی وہ پہلے درج ہوچکی ہے اور اب جبکہ وہ **اسسٹنٹ سرجن** مقرر ہوتے ہین اس پیشگوئی کی اور بہی عظمت ثابت ہوتی ہے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈاکٹری جماعت مین میر محمد اسماعیل صاحب کا اضافہ ہر طرح سے **قابل ناز** ہے والحمد للہ علےٰ ذالک -

مدرسہ اور کالج

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی اشاعت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ مین رسیدات دی جایا کرین - اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے چندہ روانہ کیا ہے وہ ۳۱ اگست کے الحکم مین اپنی رسیدات کو پڑھین گے - دیری کیلئے معاف کیوے

معذرت

الحکم کی رفتار کچھہ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ہر چند اسکی اشاعت کے توقف کے دور کرنے مین مین سعی کرتا ہون پہر پہر کوئی نہ کوئی وجہ آکر روک ڈالدیتی ہے - اگرچہ الحکم کے ناظرین بہی کچھہ تو عادی ہوگئے ہین اور کچھہ واقفی پریس کی مشکلات سے مطلع بہی ہین اور اسی وجہ سے مجھے مورد اعتراض نہین بناتے تاہم مین بجائے خود اس نقص کو ایک سخت نقص سمجھتا ہون - خسرہ کی بیماری کچھہ ایسی عام ہوئی ہے کہ بعض خوش قسمت بچے اس کے حملے سے اس مرتبہ بچے ہین میرے چارون بڑے بچے یکے بعد دیگرے اسمین مبتلا ہوئے - الحمد للہ اسوقت تک ہر طرح آرام ہے اسوجہ سے مین کچھہ اور بہی مصروف رہا - اب تیسرا پریس جاری کردیا گیا ہے اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو تو کیا عجب کہ یہ تنویق نکلر

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عصہ جزائر غرب الہند کے لئے عہ برٹش کاٹینا کے لئے ۳؎ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لو بز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲ ر کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑھ گیا ہے۔ دریائے کابل بھی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونٹجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹیوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جائے گی۔

استانہ علیا کے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے سطلا قرآن مجید دن اور دلایل الخیراتون کے چھاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکوتین دور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دار السعادت کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چار سو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوری اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۱۰ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تھا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجھانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پھیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۷۲ ۸۹ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دو سو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ - ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ½ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ایک ٹکٹ مین جاسکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکھا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۱۲ - برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے۔ چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تھی۔ (عام ۸ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جھیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل دہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بھاری جھیل بن گئی ہے یہہ بھاری ٹیلہ پچھلے سال کی طغیانی کے زور سے پھسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تھا اور اب وہان بڑی بھاری جھیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہ جھیل دفعتًا پھٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا پر دہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار رگھبیر سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ **مولوی** اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ اللہ دتا - موضع ناروال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون

برادر اللہ دتا - " " " "

اللہ دتا کی چاچی " " " "

عمر دین ولد کرم بخش - جبرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام ممباسہ

نور بی بی زوجہ عمر الدین " " "

غلام نبی ولد عمر دین " " "

محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ "

منشی شیخ محمد بخش صاحب - چھاونی کامل پور صدر بازار اٹک -

سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چھاونی بنی - اصل متوطن موضع ... گجرات کھاریان ڈاکخانہ خاص سنہ -

محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پورینہ بنگالی ٹولہ -

اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رعنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان

فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ

ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندھر تہانہ بنگہ

گوہر علی ولد ماموں لدہانہ

محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگھیان

سلطان محمد موضع بنہاجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور

سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری

اسد اللہ ڈار موضع ناروال ضلع سیالکوٹ

فضل دین قصاب " "

قادر بخش ولد الٰہی بخش موضع مانڈو ضلع لاہور تحصیل لاہور

امام الدین ولد فضل دین " " جولائی ۱۹۰۵

کالو ولد کیمان " " "

علم الدین ولد چندا " " "

سلاہی ولد کالو " " "

نانک ولد گلاب " " "

فیروز الدین ولد عید " " "

نواب ولد ماہی "

امام الدین ولد نانک " " "

شادی ولد بہو " " "

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا " " "

چراغ شاہ " " "

نبی بخش انگریز " " "

رانجہا " سبحان " " "

چراغ دین ولد کیمان " " "

اللہ رکہا " میران بخش " " "

اللہ دکہی بیوہ نبی بخش " " "

بہاگن بیوہ ولد الٰہی بخش " " "

زینب دختر غلام حسین " " "

غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین " " "

مساۃ کیمون زوجہ جوایا " " "

کرم بی بی بیوۂ احمد الدین " " "

رحمت بی بی زوجہ کالو " " "

فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ " " "

رحیم بی بی زوجہ عیدا " " "

عائشہ زوجہ قادر بخش " " "

سردار خان ولد چودہری فتح دین بنہاجوہ سیالکوٹ پسرور

زوجہ چودہری فتح دین " " "

سردار بی بی " " "

خوشی محمد " " "

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷)

الحکم

چہ گویم بات توگر آئی چہا در قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ۔ (۲) خواص و معاونین سے عللہ۔ (۳) ہندوستان سے باہر نے ۔ (۴) انجمن والون سے ہیر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عیہ

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۹۰۵ء ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہہ نکالنے کیواسطے ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ رہیگی۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالو کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دیئے جاتے ہین۔

سنہ ۱۹۰۱ء کا فائل الحکم صہ، صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
سنہ ۱۹۰۴ء " صہ، "

انا الزمام ہر دو جلد عصہ، "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا شر
رد شیعہ و خط نسخ ـــر
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریرین ۱۰ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
اصلاح النظر ۲۰ر صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
الانذار ۲ر صرف ۸ درخواستونکی "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

نوٹ

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین

اس سستی کی بھی حد ہے؟

مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جب کوئی مفید تحریک قوم مین کیجاتی ہے تو بہ استثنائے بعض اکثر اسپر عملدرآمد کرنے کو آمادہ نہین پائے جاتے یا کم از کم حد درجہ کی سستی دکہاتے ہین۔ حالانکہ ہر جدید فرقہ یا قوم اپنے ابتدائی ایام مین نہایت سرگرم ہوتا ہے جبکہ سرگرمی کے دنوںمین یہہ حال ہے تو پہر آئندہ کے لئے توخدا ہی حافظ ہے۔ بہلا شیرازہ قوم کے متعلق جو فردین شائع کی گئی تہین انکی خانہ پری بہی کوئی ناقابل برداشت محنت اور تکلیف کا موجب تہی جو ابہی تک وہ مکمل ہوکر پوری نہین آسکین۔ جن احباب کی نسبت حسن ظن کے طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی فردین مکمل کرکے بہیجین انمین سے تین چار کے سوا کسی اور نے اپنے ضلع کی فرد تو کجا اپنے شہر بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی بہی خانہ پری کرکے نہین بہیجی۔ ہماری یہ سرگرمی اور ہوشیاری کیا آئیدہ کیلئے یادگار رہیگی اور مفید اور موثر ہوگی؟ میری سمجھہ مین نہین آتا کہ کن راہون سے اس اہمیت کو جتا کے گوش گذار کرون۔ شیرازہ قوم کی تحریک مین سب سے اعلےٰ درجہ کا کام تو سیالکوٹ کی جماعت نے (جو ہر مفید تحریک مین سابق بالخیرات ٹہیر چکی ہے) کیا ہے۔ چودہری مولا بخش صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے ضلع کی فہرست طیار کی گئی ہے غالباً ایک ہی فرد اس فہرست سے باہر نہ رہیگا۔ اور پہر چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھہ گڑھ نے اس پیرانہ سالی مین کل ضلع کا سفر کیا ہے اور ضلع ہوشیارپور کی فرد طیار کی ہے انکے متواتر خطوط میرے پاس آئے ہین جن سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اس خدمت مین مصروف ہین۔ مین پہر اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ان فردون کی طیاری مین جلدی حصہ لین جس جس صاحب کے پاس یہ فرد پہونچ گئی ہے اسکا فرض ہے کہ اس کی خانہ پری کرکے میرے پاس بہیجدے وہ بعد مین دیکہین گے کہ یہ فرد کہانتک مفید ثابت ہوتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

۲۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک مین جسقدر مستعدی کی ضرورت ہے ابہی تک اس سے کام نہین لیا گیا اور اسکی وجہ یہی ہے کہ باقاعدہ کمیٹیان مقرر نہین ہین اور نہ پرجوش آدمی اس تحریک کی عام تبلیغ کے لئے طیار ہوئے ہین۔ جو بہت ضروری امر تہا۔

درخواست دعا

۱۔ منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی احباب سے دعا کے خواستگار ہین۔ کہ اللہ تعالےٰ مخالفون کی سازشون اور منصوبہ بازیون سے انہین امن مین رکہے۔

درخواست نماز جنازہ

میان غلام حبیب حجام ساکن راولپنڈی فوت ہوگیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑہین

اطلاع

بقایاداران الحکم اپنے ذمہ کی حساب جلد بے باق کرین۔ وی پی جاری ہو رہے ہین۔ وصول فرماکر کارخانہ کی اعانت کرین۔ یعقوب علی۔ ایڈیٹر الحکم

دربار شام (۹ اگست ۱۹۰۵ء)

پشاور سے ایک نوجوان ہندو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیواسطے آیا ہوا تھا۔ اسنے مختصراً اپنے حالات بیان کئے کہ کس طرح پر الحکم کے پڑھنے اور ایک احمدی کی صحبت نے اسے مشتاق زیارت بنایا اس تحریک پر حضرت حجۃ اللہ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

سب سے بڑی بات تو دین ہے جسکو حاصل کرکے انسان حقیقی خوشحالی اور راحت کو حاصل کرتا ہے دنیا کی زندگی تو بہرحال گذر ہی جاتی ہے

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

یعنے راحت اور رنج دونو گذر جاتے ہیں۔ لیکن دین ایک ایسی چیز ہے کہ اسپر چل کر انسان خدا تعالےٰ کو راضی کرلیتا ہے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالےٰ اسوقت تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہونچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔ وہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہیئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور یہ کچھہ مشکل امر نہیں دیکھو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دنیا کی ادنےٰ ترین خواہش ہے اپنا سر کٹا لیتا ہے پھر جب اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسی لئے کرنا چاہے تو کیا مشکل ہے

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث **قوم** ہے خویش و اقارب دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کرلیتا ہے کہ وہ انکو چھوڑنا نہیں چاہتا ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اسپر کھل سکے یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن شہیدوں اور مردوں کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بھی پروا نہ کرے اور خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹھائے۔

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کسی مذہب میں ہوں مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جسقدر مذاہب موجود ہیں ان میں کوئی بھی مذہب بجز **اسلام** کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا ہو۔ وہ **سچا** اور **زندہ** خدا جس کی طرف رجوع کرکے انسان کو حقیقی راحت اور **روشنی** ملتی ہے جسکے ساتھہ تعلق پیدا کرکے انسان اپنی گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاتا ہے وہ **اسلام** کے سوا نہیں مل سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پھر **خدا اسکا اور وہ خدا کا ہوجاتا ہے۔**

یہہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنے کے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے تو ان تعلقات قومی کے توڑنے میں سخت تکلیف اور دکھہ ہوتا ہے۔ مگر یہہ بات خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے۔ اور یہ ایک **شہادت** ہے۔

جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالےٰ کے حضور ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** یعنے جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرتا ہے اسے بھی ضایع نہیں کرتا بلکہ اجر دیتا ہے تو پھر جو شخص اتنی بڑی نیکی کرتا ہے اور خدا کی رضا کے لئے ایک **موت** اپنے لئے روا رکھتا ہے اسے **اجر** کیوں نہ ملے؟ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت ایک موت اختیار کرتا ہے کیونکہ اصل موت بھی ایک قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنے روح کا جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے ان تعلقات کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے ہیں خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بسا اوقات یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی طرف آنے کے لئے ہوجاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دوستوں کا ایک گروہ ہے ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار ہیں انکی محبت اور تعلقات نے اسکے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کی ہوئی ہے کہ وہ **اسلام** کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بجز اسکے نجات نہیں لیکن ان تعلقات کی بنا پر اقرار کرتا ہے کہ یہ راہ جس پر میں چلتا ہوں خطرناک اور گندی راہ ہے مگر کیا کروں جہنم میں پڑنا منظور ان تعلقات **قومی** کو کیونکر چھوڑ دوں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا تو آسان ہے کہ جہنم میں پڑنا منظور اگر نہیں اس دکھہ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگے۔ ایک آنکھہ میں ذرا درد ہو تو معلوم ہوجاتا ہے کہ کس قدر تکلیف ہے پھر جہنم تو وہ جہنم ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آیا ہے **لا یموت فیہا ولا یحیی**

ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اسکا تو فیصلہ آسان ہے دنیا میں دیکھہ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤں پر صبر کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر یہ کیونکر سمجھہ لیا کہ عذاب جہنم کا برداشت کرلیں گے۔ بعض لوگ تو دوسروں کو دہوکا دیتے ہیں مگر یہہ لوگ اپنے آپ کو دہوکہ دیتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ جہنم کا عذاب بہت ہی خطرناک ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرمادیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الآیۃ یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہو۔ وہ آخرکار ٹوٹے میں رہیگا۔

جسطرح پر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکے **صفات** بھی ایک طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ یہہ بھی نہیں ہوسکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالےٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست ہوں عیسائی۔ ہندو۔ چینی ہر ایک جدا جدا صفات پیش کرتا ہے پھر کون عقلمند یہہ مان لیگا کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے۔

ماسوا اسکے سچائی کے خود انوار اور برکات ہوتے ہیں یہہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور کس دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اس نسخہ میں کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیریں معلوم ہونے لگیں گی لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچھہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معیار پر **اسلام** اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیر اور انوار و برکات کے لئے کسی گذشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف آئندہ کے وعدہ ہی پر رکہتا ہے بلکہ اس کے پہل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور اسی دنیا میں ایک **سچا مسلمان** ان **ثمرات** کو کہا لیتا ہے۔

بتلاؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتے ہیں جن میں توبہ تک منظور نہیں ایک گناہ کرکے جنبک کروڑوں جونیں نصیب نہ ہولیں خدا سے صلح ہی نہیں ہوسکتی۔ وہاں انسان کیا پائیگا۔ اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی۔

مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ **اس راہ سے دور افتادہ خدا کے نزدیک آجاتا ہے** جیسے جیسے وہ نیک عمل کرتا جاوے اسی اسی قدر تاریکی دور ہوکر معرفت اور روشنی آتی جاوے۔ اور انسان خود محسوس کرلے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جارہا ہے اسکی ہدایتیں ایسی صاف اور واضح ہوں کہ انسان انکے ماننے اور اسپر عمل کرنے میں اٹکے نہیں۔

بھلا یہہ بھی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے خدا ازلی ابدی ہے اسیطرح پر ذرات عالم اور ارواح کو بھی ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا ہے کہ جسنے ایک ذرہ بھی کسی قسم کا پیدا نہیں کیا تو اسپر بھروسہ کیسا اور اسکا ہم پر حق کیا ہے جو عبادت کریں۔ کیونکہ عبادت کے لئے حق بھی تو ہونا چاہیئے جب کوئی حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ ذرہ اسے کہہ سکتا ہے کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے؟ اس عقیدہ کو رکھہ کر انسان کسطرح خدا پرست ہوسکتا ہے بلکہ میرے نزدیک خدا کی ہستی پر دلیل ہی قائم نہیں ہوسکتی۔ اگر آریوں سے کوئی دہریہ پوچھے کہ پرمیشر کی ہستی کا کیا ثبوت ہے تو اس کا جواب وہ کیا دے سکتے ہیں؟ کیونکہ صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے ہیں جب کہ مصنوعات ہی کا وجود نہیں تو صانع کا وجود کہاں سے آیا + جیو اور پرکرتی کو جو خود بخود تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کے جوڑنے جاڑنے کے لئے کیا حاجت ہوسکتی ہے؟ اسطرح پر کوئی دلیل اللہ تعالےٰ کی ہستی پر انکے ہاتھہ میں نہیں ہے اور جب تک اس کی ہستی پر کوئی دلیل نہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے ماسوا اسکے ان لوگوں کا یہ بھی اصول نہیں کہ خدا رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ ہوتی ہے جسے رحیم۔ کریم اور فیاض تسلیم کرے لیکن انہوں نے یہ مانا ہے کہ بغیر کرموں کے پھل کے اور کچھہ عطا ہی نہیں کرسکتا۔ اگر کرموں پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر کیا بھروسہ اور کیا امید جسکا ذرہ بھر بھی احسان نہیں ہے۔ یہہ تمام امور ہیں۔ جب انسان انکو بنظر غور دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسروں میں سچی ہدایتیں نہیں ملتی ہیں + ماسوا اسکے ایک اور بڑی بات قابل غور ہے کہ اسلام میں بہت بڑی خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے لئے بنایا گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہ کیا ہے؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑھے اور اسکی معرفت ترقی کرے۔ جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق کے ساتھہ اسکی عبادت کرے لیکن یہ مطلب بھی پورا نہیں ہوسکتا جب تک تعلیم اور ہدایت کامل نہو اور پھر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور ثمرات ہیں انکا نمونہ موجود نہو۔ جسکو دیکھکر معلوم ہو کہ **خدا قادر خدا ہے۔**

یہہ ساری باتیں اسوقت سمجھہ میں آتی ہیں جب

انسان پر غور مطالعہ کرتا ہے۔ عقلمند اور سعید کے دل میں تو اللہ تعالےٰ خود ہی ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایسی طرح امتیاز کر لیتا ہے جس طرح پر تاریکی اور نور میں کر لیتا ہے۔ لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل پر ایک مہر ہوتی ہے وہ حقیقت تک پہونچنے کی سعی نہیں کرتے بلکہ بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ سعادت خدا تعالےٰ کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک روح **حق اور راستی** سے مناسبت نہیں رکھتا اس طرف آ نہیں سکتا۔ اور یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو رہزنی اور قزاقی کرتے ہیں انسے پوچھا جاوے تو وہ اسکو مکروہ خیال نہیں کرتے بلکہ ایک شکار سمجھتے ہیں اسیطرح اور لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں وہ برا نہیں سمجھتے یہ کوئی بات نہیں ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض کے برکات اور انوار ساتھ ہوں۔

غرض **اول** یہہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے متعلق غور کرے اور سمجھے سب سے اول اسیکا **فرض** ہے اور یہ سمجھ ملنا اسکے فضل پر موقوف ہے پھر **دعا کرے** اور نیک صحبت میں رہے اور یہی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ فلاں وقت اس نیکی کو کر لیں گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی میں رہتے ہیں اور موت آ جاتی ہے اسلئے نیکی کے اختیار کرنے میں دیر نہیں چاہئے۔

دربار شام (۱۰ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت مخدوم الملتہ نے عرض کی کہ ولایت کے ایک اخبار نے مضمون لکھا ہے کہ اسلام مہذب اقوام میں کامیاب نہیں ہوا چنانچہ ہندوستان میں آٹھ صدیوں سے کچھہ بھی ترقی نہیں ہوئی اسپر آپ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تہذیب کا لفظ ان کے نزدیک خاص ہے اور وہ معنے اس کے انکی اپنی ایجاد ہے۔ **آسمانی تہذیب** تو اور ہے جس میں ایمان۔ تقوےٰ دیانت۔ صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے مگر انکے نزدیک دنیا کے جوڑ توڑ ہر قسم کے مکر و فریب کا نام تہذیب ہے یہہ تہذیب انکے ہی نصیب رہے ہم اسکو لینا نہیں چاہتے۔ چند بیہودہ رسوم و عادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہیں تہذیب نام رکھتے ہیں۔ اور خدائی رسوم و ادب کی توہین اور استخفاف کرتے ہیں حالانکہ ان رسوم و عادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں جن سے سوسائٹی میں امن۔ اخلاق اور نیک اعمالی پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسوم و عادات کو جنکے نتائج بد ہیں پسندیدہ سمجھتے ہیں۔

اس مقام پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ سید احمد خان صاحب نے ایک مضمون لکھا تہا کہ **سویلیزیشن** (تہذیب) کا مترادف عربی زبان ہی میں نہیں۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ مسٹر بیک نے ایک مرتبہ علی گڈھ کالج کے طلبا کے سامنے تہذیب پر لیکچر دیا جسکا خلاصہ یہ تہا کہ اگر تم راستہ میں چلو تو لیڈی تمہارے دائیں طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آ جاوے تو اسکو پاؤں سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گذرنے دو۔ کہانا کہاؤ تو اپنی بیوی کے ساتھہ نہیں بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتھہ کہائے اور تم کسی غیر کی بیوی سے۔ الآخرہ۔ ایڈیٹر۔

فرمایا یہہ تہذیب انکو ہی مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکہائی ہے یہہ **تہذیب** وہ ہے جس سے **انسانیت** آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان ما بہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے اور پھر سچے اور جہوٹے مذاہب کے درمیان ما بہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہیں ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہیں ملا۔ یہہ دنیا کے کیڑے ہیں **اباحت** سے ملی ہوئی باتوں کا نام **تہذیب** قرار دیتے ہیں۔

خدا تعالےٰ نے جس تہذیب کے پہیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہیں سکتا جیسے جب کوئی بڑا بہاری سیلاب آتا ہے تو اسکے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھ کر زبردست ہے کون ہے جو اس کے آگے بند لگائے؟ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا پر سچی تہذیب اور روحانیت پہیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پہیلانا چاہتے ہیں۔ اب خدا تعالےٰ سے انکی **لڑائی** ہے معلوم ہو جائیگا کہ **اسکا انجام** کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ وہی خدا ہے جسنے زمین و آسمان بنایا ہے وہ چاہے تو نئے سرے سے اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر **اثر** ڈالے۔

ہم جو کوشش کر رہے ہیں یہہ تو گویا بچوں کا کہیل ہے ہمیں کیا مقدرت ہے کہ لوگوں میں سچائی کی روح پہونکدیں اور انمیں حقیقی اتحاد اور یگانگت پیدا کر دیں نہ کیفیت اور کمیت اس اتحاد کی پیدا کر سکتے ہیں۔ نہ ایک وجود بنا سکتے ہیں۔ یہہ صرف خدا ہی کا کام ہے۔ جسنے پہلے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ کرشمہ دکہایا چنانچہ فرمایا

لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو جو کچھہ زمین میں ہے۔ خرچ کرتا تب بھی وہ محبت و الفت جو ہم نے صحابہ میں پیدا کر دی ہے نکر سکتا حقیقت میں یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جیسا پہلے اللہ تعالےٰ نے کیا اب بھی اسی کے فضل سے امید ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جس قوم میں اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے روح نہیں پہونکی جاتی اور جسکا نشو و نما خود اسی کے ہاتھہ سے نہیں ہوتا جیسے باغبان ایک پودے کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس کی نگرانی میں پرورش پاتا ہے اسوقت تک اس قوم میں بہتری اور ترقی کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ اگر عارضی طور پر اس میں **وحدت** بھی ہو جاوے تو چند روز کے بعد وہی تفرقہ اور پریشانی آ جاتی ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اسی قیاس پر ہماری جماعت کو سمجھتے ہیں جیسے برہمو وغیرہ فرقوں کو سمجھتے ہیں اسی طرح اس فرقہ اور قوم کو سمجھتے ہیں کہ یہہ بھی کسی شخص کی خیالی تجویزوں کا نتیجہ ہے مگر میں جانتا ہوں کہ **خدا نے اس سلسلہ کو قایم کیا** ہے اور اسی کے فضل سے اسکا نشو و نما ہو رہا ہے اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کا ارادہ نہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور نہ اسکا نشو و نما ہو سکتا ہے لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کیطرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بیج کے نشو و نما اور اسکے آثار کوئی نہیں سمجھہ سکتا۔ اس قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور نا ممکن سمجھتے ہیں ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکہہ ہو کر پھر اسکی ترقی ٹہیر جاوے تب بھی کچھہ نہیں پھر بھی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہیں ٹہیرتی اسلئے ضروری ہے کہ یہہ **ساری زمین پر پہیل جاوے اور مقدار اور کثرت کے رو سے غالب ہو جاوے**۔ کیونکہ یہہ خدا کے بغیر کب ہو سکتا ہے یہ اسی کے کام ہیں اور وہی کریگا۔

میں یقینًا جانتا ہوں کہ سب سے بڑا **معجزہ** یہی ہوتا ہے کہ جسکو اسنے بہیجا ہے اسکی **علت غائی** باطل نہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میری نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں لاکہوں معجزہ ہیں لیکن آپ کا یہ معجزہ بڑا ہی زبردست ہے آپ نے

جو دعویٰ کیا تہا وہ کر دکہایا

جیسے ایک طبیب دعوےٰ کرے کہ میں **حاذق طبیب** ہوں اور پھر اسے دعوے کو مریضوں کی صحت اور تندرست ہونے سے ثابت کر دکہائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ اپنے دعوےٰ کے موافق کر دکہایا اسکی تو کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔ عرب جیسی جاہل اور خونی قوم جو کبہی کسی کی بات مان ہی نہیں سکتی تہی کیا کوئی اس قوم کی نسبت خیال کر سکتا تہا کہ یہ قوم باہم متحد ہوگی۔ اور خدا تعالےٰ سے ایسا قوی تعلق پیدا کر لینگے کہ باوجودیکہ یہ فرعون سیرت ہیں لیکن اسکی اطاعت میں ایسے محو اور فنا ہونگے کہ **جان عزیز** کو بھی اسکی راہ میں دیدیں گے غور کرو کہ کیا یہ آسان امر تہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایک ایسی قوم میں ایسی محبت الٰہی کا پیدا کر دینا کہ وہ مرنے کو طیار ہو جائیں خود آپکی اعلےٰ درجہ کی **قوت قدسی** کو ظاہر کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت میں تو داخل ہوتے ہیں لیکن ذرا سا بوجھہ پڑ جاوے تو ابتلا میں پڑ جاویں مگر صحابہ میں کیسی کشش تہی کہ مال اور آبرو تو کیا چیز سب سے بڑھ کر جان ہے وہ بھی انہوں نے دیدی۔ اگر کوئی کشش نہ تہی تو اس درجہ تک وہ کیونکر پہونچے؟ دوسری طرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حالت سے جب مقابلہ کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے گویا انمیں کچھہ بھی کشش نہ تہی۔ پطرس نے آخری وقت پر جو مدد کا وقت تہا انکار کر دیا اور یہودہ نے بیچدیا باقی بہاگ گئے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل کشش نہ تہی۔ کامل نبی میں ایک کامل کشش اور جذب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنا جذب انمیں رکہدیتا ہے مکہ کی زندگی ابتلاؤں سے بہری ہوئی تہی مگر وہ کمزور جماعت ہر قسم کے مصائب شدائد کو برداشت کرتے رہے اور جب انہیں ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس سے بھی نہیں گہبرائے اور نہ پیچھے ہٹے۔ غرض جس قسم کا ابتلا انپر آیا۔ بڑی دلیری اور خوشی کے ساتھہ اسکا مقابلہ انہوں نے کیا۔ میں یقینًا جانتا ہوں کہ ان کی نہ اول نظیر پائی جاتی ہے نہ بعد میں۔ انہوں نے **بیعت** کے مفہوم کو خوب سمجھا اور اپنے عمل سے اسے ثابت کر دکہایا ہاں اللہ تعالےٰ چاہے تو ہر ایک وقت میں ایسا ہو سکتا ہے مولوی **عبد اللطیف** (رضی اللہ عنہ) نے بھی اپنا کامل نمونہ دکہایا۔ ان نمونوں سے دو سروں کو بڑا فائدہ

ہوتا ہے جس سلسلہ میں کوئی نمونہ نہو وہ سلسلہ قابل تعریف نہیں ہو سکتا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نمونہ دکہایا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی بڑی تعریف کی ہے

منہم من قضےٰ نحبہ ومنہم من ینتظر

ایسے کمال الفاظ میں ظاہر کیا کہ وہ سب کے سب خدا تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کو طیار تھے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کی تعریفیں اگر قرآن شریف کی مختلف آیات سے جمع کی جاویں تو وہ ایک عجیب اسوہ حسنہ **بیعت** کے مفہوم کے لئے عجیب مخلوق تہی جنہے اللہ تعالےٰ کو مقدم کر لیا تہا بنی اسرائیل میں شہرت یافتہ دو ہی نبی تہے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان دونوں میں سے کسی کے صحابہ کا ذکر کر کے طبیعت خوش نہیں ہوتی حضرت موسیٰ کی قوم انکو ہی سنگسار کرنے کو آمادہ ہو جاتی تہی اور اکثر ان کے ساتہہ جہگڑتے اور انکار کر دیتے تہے۔ وہ سرکش اور کج طبع قوم تہی۔ اور حضرت مسیح کے صحابہ کا وہ حال تہا جو پہلے ابہی بیان کیا کہ آخری وقت انکار کر دیا۔

اس تقریر کے بعد صحابہ کرام کے اس محبت و اخلاص کا ذکر فرماتے رہے جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رکہتے تہے اسی ضمن میں یہ ذکر آگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر وہ کسقدر بے قرار ہو گئے تہے۔ انہیں قرار نہیں آیا جب تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہکر سب انبیاء علیہم السلام کی وفات پر اجماع نہ کرا لیا۔ فرمایا یہہ کیا ہی مبارک اجماع تہا اگر یہ اجماع نہ ہوتا تو بڑا بہاری فتنہ اسلام میں پیدا ہوتا۔ اسلام میں سب سے پہلا اجماع

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

ہی پر ہوا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی کا منشاء تو اس صدمہ ہی کو دور کرنا تہا۔ اور وہ مرگ یاران جشنے دارد ہی سے دور ہوتا تہا۔ اگر اس آیت کے استدلال میں حضرت مسیح کو مستثنےٰ کیا جاتا تو صحابہؓ کے درد کا کیا علاج ہوتا؟ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح سے کم درجہ پر تہے جو زندہ نہ رہتے۔ **قد خلت** کے معنے تو خود اسی آیت میں افان مات او قتل نے کر دئے ہیں کیا اس میں رفع بجسد العنصری بہی کہیں لکہا ہے؟ غرض جسطرح پر کسی کی قوت شامہ ماری جاوے تو اسے خوشبو کا حاسہ نہیں رہتا۔ اسیطرح پر ان لوگوں کی ایمانی قوت شامہ مر گئی ہے جو مسیح کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہیں اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو بہر حالت بہت خطرناک ہے یہی عقیدہ انکی خدائی کی پہلی اینٹ قرار دیا گیا ہے

(اسکے بعد موجودہ گرد و غبار جو آسمان پر چہایا ہوا ہے اس کا ذکر ہوتا رہا۔ فرمایا یہ سب کچہہ ہمارے لئے ہی نشان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا متولی اور متکفل ہے ہمیں کیا غم ہے۔)

دربار شام (۱۱ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت حکیم الامۃ کا بچہ عبد القیوم بیمار تہا گزشتہ شب کو اسے تکلیف تہی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا حال پوچہہ رہے تہے اسی ذکر میں حضرت حکیم الامۃ نے کہا کہ میں اس سوال پر سوچتا رہا کہ آریہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ بچوں کو دکہہ یا تکالیف انکے پچہلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک پر حضرۃ اقدس نے ذیل کی تقریر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر

یہہ تو بالکل بیہودہ عقیدہ ہے۔ اول تو یہ ہی قابل غور امر ہے کہ آیا بچے اسقدر تکلیف محسوس بہی کرتے ہیں یا نہیں جسقدر ماں باپ محسوس کرتے ہیں کیونکہ حس بہی عقل ہی کے ساتہہ بڑہتی ہے اور علاوہ بریں بچہ بہی جو بہشت میں داخل ہوگا۔ تو کسی حق ہی سے ہوگا۔ اسلئے اس قسم کی تکالیف اٹہاتا ہے۔

تکالیف اور مصائب کا فلسفہ اصل بات یہ ہے کہ انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ زدو کوب ہی سے درست ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے اور خود **عبودیت** کا ہی تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اسلئے منجملہ تکمیل کی صورتوں کے ایک شدائد اور مصائب بہی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں وہ بہی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہیں اور ایسے مصائب ان پر آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر آتیں تو وہ برداشت ہی نہ کر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن اوٹہتے ہیں کوئی باتوں سے دکہہ دیتا ہے کوئی **حکام وقت** کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے کوئی قوم کو اسکے برخلاف اکساتا ہے غرض ہر پہلو کو اسکو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی اور حزن و غم ان پر آتا ہے باوجود اسکے ان ساری باتوں کا کچہہ بہی اثر ان پر نہیں ہوتا اور وہ پہاڑ کیطرح جنبش نہیں کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہ گار ہیں؟ ہرگز نہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑہ کر بیہودگی اور کیا ہوگی؟ بچوں کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچہ سمجہہ لو۔ یہہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں اور عالم آخرت کے لئے مفید ہیں۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچہ کی روح مفقود ہو جاتی تو بہی اعتراض کا موقع ہوتا لیکن جبکہ جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے تو پھر یہ سوال ہی کیوں ہے؟ اگر یہ سوال ہے کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل کر دے تو پھر کہیں گے کہ معاصی کا بکہیڑا کیوں ہے؟ اس کے ساتہہ بہی داخل کر سکتا تہا اسکا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں غنی بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسایش کے حصول کے لئے کچہہ نہ کچہہ تو کرنا چاہیئے۔

جبتک وہ تکالیف اور شدائد نہیں اٹہاتا راحت اور آسایش نہیں پا سکتا۔ یہہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتہہ جنگ کرتا ہے اور اسطرح پر اکثر تکالیف میں سے ہو کر گزرتا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ قضا و قدر خود اسپر کچہہ تکالیف نازل کر دیتی ہے اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق میں بچے اور انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ہوتے ہیں وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں اسپر بہی مصائب اور شدائد ان پر آتے ہیں وہ محض انکی تکمیل اور ان کے اخلاق اور صدق و وفا کے اظہار کیلئے۔

انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اسکے ساتہہ مصائب اور مشکلات بہی ضروری ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعی

جو لوگ سعی کرتے ہیں وہ اسکے ثمرات سے فائدہ اُٹہاتے ہیں۔ اسی طرح پر جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور نفس کی قربانی کرتے ہیں انپر الٰہی قرب و انوار و برکات اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور بہشت کا نقشہ ان پر کہولا جاتا ہے۔

یہہ لوگ اس راہ سے بے خبر ہیں اور ان انعامات سے بے بہرہ اسلئے ایسے گندے اور بیہودہ اعتراض کرتے ہیں انکے ہاں تو نجات کسی کو ملتی ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تناسخ مان بیٹہے ہیں۔

ہم یقین سے کہتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم میں ملتا ہے جسطرح پر انبیاء و رسل کو ملتا ہے اسی طرح پر دوسرے لوگوں کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے اور انسانی تکمیل کو ضروری تہی تاکہ وہ خدا تعالےٰ کا ہمسر نہو بلکہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر کے مظہر تجلیات الٰہیہ ہو تا کہ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **مصائب اور** شدائد اٹہائے اور بہت سی ماریں کہائے یہہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اسکی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے تو اسپر بحث فضول ہے۔

فرمایا تناسخ کی دلیل میں جو امیر اور مفلس کا تفاوت پیش کیا جاتا ہے یہہ بہی ایک بیہودہ بات ہے اس لئے کہ غنی کے لئے زکوٰۃ اور صدقات رکہے ہیں کہ وہ ادا کرے اور مفلس کے لئے صبر رکہا ہے اور دونوں کے لئے اجر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو چار کوس کا راستہ طے کرنا ہو ایک شخص کے پاس تو عمدہ عمدہ کہانے ہوں اور دوسرے کے پاس ستو ہی ہوں دونوں ہی اس راستہ کو طے کر لیں گے اور منزل مقصود پر جا کر اپنے اعمال کے موافق فائدہ اٹہائیں گے۔

تناسخ پر تو اسقدر اعتراض ہوتے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے مثلاً ایک طرف تو یہہ لوگ ناطہ رشتہ میں دور دراز کے گوتوں اور ذاتوں کا لحاظ کرتے ہیں دوسری طرف اگر ایک بچہ کی ماں یا بہن اس کی چہوٹی عمر میں مر جاوے اور کسی دوسری جگہ جنم لیکر اسکے ساتہہ بیاہی جاوے تو اس کے روکنے کا کیا انتظام ہے اور پھر تناسخ کے لئے یہ بہی ضروری ہوگا کہ جرائم کے انواع بہی تجویز کریں کیونکہ جس کثرت سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں یہ سب جرائم ہی کی وجہ سے ہونگے؟ اور پھر بچوں کا گناہ الگ چاہیئے۔ اس قسم کے بہت سے اعتراض اس مسئلہ پر وارد ہوتے ہیں۔

دربار شام (۱۲ اگست ۱۹۰۵ء)

ایک نو مسلم صاحب رحیم آباد سے آئے ہوئے تہے حضرت حکیم الامۃ نے انکی زبانی بیان کیا کہ وہ پنڈت دیانند صاحب کیساتہہ سات سال تک رہے ہیں پھر خود نو مسلم صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ویدوں کو اول سے آخر تک پڑہا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے پوچھا کہ آپ کے قبول اسلام کی کیا تقریب ہوئی۔ جواباً کہا کہ اصل تو آپ کی پیشگوئیوں پر میری نظر تھی اور اسکے بعد **دلیریا** کے مباحثہ میں مجھ پر اسلام کی سچائی واضح ہو گئی اور میں مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ **معراج** کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے کیا وہ جسمانی تھا یا روحانی؟ اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

فرمایا جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے اسکی باتیں نری اٹکلیں ہی ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے وہ اسکی **حقیقت** اور **اصلیت** سے بے خبر ہیں ہم تو **معراج** کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں صادقوں نبیوں اور خدا رسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپکا سب سے بڑھا ہوا ہے۔ **معراج** ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے اور دراصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے **کشف** کو خواب کبھی کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہدے۔

اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے۔ اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلے درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے۔ جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ **معراج** تھا اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

انسان کے جسم دو ہیں **ایک زمینی** اور دوسرا آسمانی جسم ہے۔ **زمینی جسم** کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے

الم نجعل الارض کفاتا

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے بچہ اس حد تک ہی کہتا ہے جو کہیں تک محدود ہو کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہاں تک ہی اس راز کو سمجھا لیکن خدا تعالے نے مجھ پر اس کی حقیقت کھولدی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں اسلئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اسکو ہرگز خواب نہیں کہہ سکتے یہہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہؤا۔ اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا **تقدس** اور تطہر نہ ہو۔

اس تقریر کو سنکر شیخ عبدالحق صاحب (یہہ اس نو مسلم کا نام ہے) نے کہا یہہ تو بالکل سچ ہے افسوس یہ مخالف مولوی منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ معراج سے ہی منکر ہیں۔ اسپر پھر حضرت اقدسؑ نے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ ایڈیٹر۔

فرمایا - جو کچھ اسلام کا زیور تھا جس پر **اسلام** کو ہمیشہ ناز تھا اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں مابہ الامتیاز تھا اس سے اس سے یہ لوگ بالکل بے خبر ہیں۔ اسلام کے سوا جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں انکی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی بڑی تعریف کرے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہدے کہ ہاں ایک آنکھ اسکی نہیں اور دوسرا ساری تعریفیں کرنے کے بعد کہدے کہ اس کی شنوائی نہیں یا ایک ٹانگ نہیں غرض کوئی نہ کوئی نقص ضرور مانتے ہیں پورے طور پر کامل محبوب تسلیم نہیں کرتے۔ **اسلام** میں یہ خوبی ہے کہ اس نے احسن طور پر خدا تعالے کو دکھایا ہے اور کبھی انسان شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جس قسم کا خدا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے وہ ایسا ہی اسلام میں پائیگی۔ کوئی نقص اور کمزوری اس میں نہیں ہے۔ **اسلام** ایسا مذہب ہے جو ایک ہی **زندہ** اور ابدی مذہب ہے کیونکہ اسکی تاثیرات اور پہل ہمیشہ تازہ بتازہ موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء اسلام کی عام خو۔ ہاں تو بیان کرتے ہیں کہ وہ توحید کی تعلیم دیتا ہے لیکن ایک اعلے درجہ کی خوبی کا انکار کرتے ہیں۔

ایسا تو ایک برہمو بھی کر سکتا ہے فرض کرو اگر ایک برہمو کہے کہ بے شک **لا الٰہ الا اللہ** کی تعلیم عمدہ ہے اور میں بھی مانتا ہوں۔ خدا تعالے کی **صفات** بھی مانتا ہوں۔ اور اللہ تعالے کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہوں اور تمہاری طرح ہم بھی تناسخ کے نقص بیان کرتے ہیں اور اسکی تردید کرتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرتا ہے۔ تو کیا اسکی اتنی باتیں قابل قدر ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اسلئے کہ اسلام کی جو اعلے درجہ کی خوبی تھی وہ تو اسنے فروگذاشت کردی۔ اللہ تعالے کی ہستی کا **یقینی** ثبوت اور زندہ ثبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی تھی۔ جب اسے وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ باقی جو کچھ ہے وہ بھی محض خیالی امر ہے۔ اسی طرح پر ہمارے مخالف علماء کی حالت ہو رہی ہے وہ چیز جو **میں** دنیا کو دینی چاہتا ہوں وہ انکے پاس نہیں اور اس سے وہ غفلت کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب تک **اللہ تعالے** کی ہستی کو سمجھ نہیں لیتا اور **انا الموجود** ہونے کی آرزو نہیں سن لیتا **نفس امارہ** پر غالب نہیں آتا۔ اسلام کی اصلی غرض یہی تھی جو اب مفقود ہو چکی تھی۔ اسی کے احیا کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے

یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں جسقدر کوئی کسی سے خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ **معرفت کا ثمرہ** ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو یہہ معلوم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں **ایک خزانہ مخفی** ہے تو اس کیطرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں ایک چیز کو اگر **بکرا** سمجھتا ہے تو جبتک اسے بکرا سمجھتا ہے تو پاس کھڑا رہے گا لیکن یونہی جب یہہ خیال ہوگا کہ وہ **شیر** ہے پھر وہاں نہیں رہ سکتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کہا سکتا سنکھیا خواہ شہد میں ہی ملا ہوا ہو پھر بھی کوئی اسے نہیں کہائیگا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ یہ ہلاک کرنے والی زہر ہے۔

لیکن اسی طرح پر **گناہ** بھی ایک **زہر** ہے جو انسان کی روح کو ہلاک کرتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالے کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے؟ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب بھی ہے تو اسقدر دلیری نہ کرے۔ یہہ دلیری اور جرأت **عدم معرفت** کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام **حقیقی معرفت** عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے . . . . اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہو تو اللہ تعالے اس میں اور اسکے غیر میں **فرقان** رکھدیتا ہے۔ اللہ تعالے پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے اسکی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکی معرفت بڑھتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسکو وہ حواس اور قوے دئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اوروں کو اس کی خبر نہیں۔ اسی لئے فرمایا **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی**۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان کے لئے انسان اسی عالم سے حواس لے جاتا ہے اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہاں کی اشیاء اور عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنوائی لے جاتا ہے جو سنے۔ گویا جو اس جہان میں وہاں کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہہ تھا مابہ الامتیاز اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان جسکو میرے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اور خدا تعالے نے اسی **فرقان** کو دیکر مجھے بھیجا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ جبکہ یہہ مابہ الامتیاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھ لیتا اسکا جواب یہ ہے کہ **سنت اللہ** یوں واقع ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ توبہ اور **تبتل تام** کے نہیں ملتی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے انہیں کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خدا تعالے کے وصایا اور احکام پر عمل نکریں بلکہ اسنے اعراض کریں انپر یہ دروازہ کس طرح کہل جائے یہہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں ایک خزانہ مدفون ہے اور دس بارہ دن کی محنت کے بعد نکل سکتا ہے اور کوئی شخص محنت تو کرے نہیں اور یہ کہے کہ خزانہ مل جاوے کیونکر ملے گا؟ اسی طرح پر یہہ خزانہ اللہ تعالے نے اسلام میں رکھا ہے لیکن اس خزانہ کی کلید احکام اور ہدایتوں پر عمل ہے۔ اسکی وصیت اور ہدایت پر عمل کرنا اور محض خدا کے لئے نفس کو روک رکھنا یہہ **کنجی** ہے اور اسلام ہی میں یہہ ملتی ہے۔

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

اسلام ایک چشمہ ہے اگر کوئی شخص اس پر جا بیٹھا

اور ضد دیکھکر اس سے سیراب ہوکر نہیں پیتا تو اسکا اپنا قصور ہے اس چشمہ کا کیا قصور ہے؟ اگر کوئی شخص آفتاب کیطرف سے اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے کمرہ میں تاریکی آجاوے اس میں آفتاب کا کوئی قصور نہیں۔ اسلیئے جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہیں کرتا وہ **معرفت کا خزانہ** جو اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلودہ زندگی پر موت وارد ہوتی ہے انسان خدا تعالے کو دیکھتا ہے اور اس کی آوازیں سنتا ہے اسے نہیں مل سکتا۔ چنانچہ صاف طور پر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ .... **واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى۔**

یہہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہدے کہ میں اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہوں اور باوجود اس دعوے کے اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھہ بھی پیدا نہوں۔ یہہ نری لاف زنی ہوگی ایسے لوگ اللہ تعالے کی کچھہ پروا نہیں کرتے اور اللہ تعالے بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔

اصل بات یہی ہے کہ یہہ دولت مجاہدہ اور محنت کے بغیر ہاتھہ نہیں آتی ہے اور ان راہوں پر چلنا سب کے لیئے ضروری ہے یہانتک کہ انبیاء و رسل کے لیئے بھی یہی راہ ہے انکو جو فتوحات دیگئی جاتے ہیں وہ اسی راہ سے ملتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اس راہ میں فنا ہو جاتے ہیں اور وہی حالت ہوتی ہے جب ان سے معجزات صادر ہوتے ہیں وہ عام لوگوں سے بالکل نرالی قوم ہوتی ہے ہر شخص تو یہہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعریف کریں اسکی عزت اور شہرت ہو برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام اپنے نفس کو بالکل بھلا دیتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالے ہی کی عزت اور عظمت کے بھوکے پیاسے ہوتے ہیں۔ خدا تعالے کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لیئے وہ ہر قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام دکھوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں مگر ذرا بھی پروا نہیں کرتے انکی ساری خواہشیں اور آرزوئیں اس ایک بات پر آکر ختم ہو جاتی ہیں کہ کسی طرح اہل دنیا خدا تعالے پر ایمان لاویں۔ انہیں سخت تکلیف پہونچتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ شرک اور خدا سے دور لوگ اپنے بتوں اور معبودوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو خدا تعالے کی ہونی چاہیئے۔ ایسا ہی وہ اسکو بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ لوگ ہر قسم کے فسق و فجور اور بداعمالیوں میں مبتلا ہوکر خدا تعالے کی طرف سے منہہ موڑیں۔ ایسی صورت میں انکے دلپر قلق اور کرب کا استیلا ہوتا ہے پس جب انکے دکھوں اور تکالیف کا اندازہ حد سے گذر جاتا ہے تو اللہ تعالے پھر گوارا نہیں کرتا کہ وہ اسطرح پر دکھہ اٹھاویں اسلیئے وہ **کرامت یا نشان ظاہر** کرتا ہے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ راستباز دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو انبیاء و رسل یہہ تو اعلے درجہ کے **راستباز اور مقدس** وجود ہیں دوسری قسم کے وہ راستباز ہیں جو عام مومن ہوتے ہیں لیکن انمیں کچھہ نہ کچھہ نقایا نفس بھی موجود ہوتا ہے ان دوسرے درجہ کے لوگوں کو بھی اللہ تعالے کچھہ نہ کچھہ خوارق کا حصہ دیدیتا ہے لیکن بڑے نشانوں کے مستحق وہی قوم انبیاء و رسل کی ہے جو کسی صورت میں بھی خدا تعالے کے بغیر کا جلال نہیں دیکھہ سکتے ان کی مصیبت اور دکھہ اسلیئے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالے کے خلاف نہ دیکھہ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ میرا ایمان یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے پہلے ایک طوفان خود **نوح** پر بھی آیا تب وہ طوفان آیا جسنے لوگوں کو غرق کیا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکھی جو لوگوں کی نظر سے مستور تھی مگر وہ ایسی مصیبت تھی کہ اسے انکا ہی دل برداشت کر سکتا تھا۔ اور ایسی بھاری مصیبت تھی جسنے یہ نمونہ غرق دکھایا۔ نوح علیہ السلام کا غم خیال کر دیکھا تک پہونچا ہوگا جو خدا تعالے کا غضب اسطرح پر بھڑکا۔

یقیناً سمجھو کہ یہہ **قوم** ایک عجیب قوم ہوتی ہے لوگوں کے ہم و غم اپنے گھر کے دائرہ کے اندر رہتے ہیں بیوی بچوں کا غم ہوا۔ یا اپنی عزت و دولت کے لیئے اور اس لیئے خدا تعالے انکی پروا نہیں کرتا۔ لیکن اس قوم کے غموں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مخلوق کی ہمدردی انہیں ہم و غم میں مبتلا کرتی ہے دوسری طرف اللہ تعالے کی عظمت اور شان بلند کے لیئے کڑھتے ہیں۔ اور یہہ بات تکلف یا بناوٹ سے پیدا نہیں ہوتی انکی فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس قوم کو اس رنگ میں گویا آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں اللہ تعالے گوارا نہیں کرتا کہ وہ غم میں مرجاویں وہ دیکھتا ہے کہ انکا غم محض اسکے لیئے ہے انسے اگر پوچھا جاوے کہ وہ کیوں اسقدر غم کہاتے ہیں تو بتلا نہیں سکتے۔ کیونکہ انکے **تعلقات ذاتیہ** ہوتے ہیں اور خدا تعالے کی عظمت کے اظہار کے لیئے وہ طبعی طور پر بیقرار ہوتے ہیں۔ اور اس میں انکے نفس کا کچھہ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ کامل نفوس کے تعلقات جو اللہ تعالے کے ساتھہ ہوتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ اگر بہشت و دوزخ بھی نہ ہوتے تب بھی وہ دور نہیں ہو سکتے بغرض انسان ہر کی کنہہ تک نہیں پہونچ سکتا کہ وہ اللہ تعالے کی عظمت و جبروت کے لیئے کس کس قسم کے قلق و کرب میں ہوتے ہیں۔ جب یہہ اضطراب حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر

آسمانی نشان

ظاہر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے بے پروا ہے اگر ساری دنیا اسکی حمد و ستائش کرے اور کوئی بھی اس کے خلاف درزی نکرے تو اسکی شان ربوبیت اور الوہیت میں کچھہ بھی زیادتی نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اگر سب کے سب فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب ایک انسان اسکے لیئے ہی کھپتا ہے تو آخر اسے اپنی **مستور ذات** کو ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ یہی سر ہے اس حدیث میں

کنت کنزا مخفيا فاحببت ان اعرف

اور یہ اسیوقت ہوتا ہے جب اللہ تعالے کے ماموروں اور مرسلوں کا **قلق۔ کرب** حد سے بڑھتا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجاہدات کا انتہائی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالے کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں بلکہ دنیا پر بھی احسان کرتے جاتے ہیں کیونکہ اسے بھی دکھا دیتے ہیں۔ پس

نرے چھلکے پر کفایت کر لینا کافی نہیں ہے ایسی متاع چوری جا سکتی ہے لیکن جو **متاع حقیقی** اسلام پیش کرتا ہے جو اس میں اور اسکے غیروں میں ما بہ الامتیاز ہے اسے کوئی چرا نہیں سکتا۔ یہہ بات ہے جو ہم پیش کرتے ہیں کہ **خدا موجود ہے اور اسکے امتیازی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔**

اسلام کے ثمرات اب بھی ایسے ہی ہیں اگر کوئی ان پھلوں کو نہیں کھاتا تو اسلام کا کیا قصور طبیب اگر ایک نسخہ بتا دے اور کوئی اسے استعمال نکرے تو اس میں طبیب کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ اسلام میں یہہ ایسی **نعمت** ہے جو کسی اور دین میں نہیں مل سکتی اسی کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالے نے فرمایا **اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى** لیکن یہ نعمت نہیں مل سکتی **جب تک اسطرف قدم نہ اٹھاوے** اور افسوس کے ہمارے مخالف اس نعمت کی طرف متوجہ نہیں۔

دربار شام (۱۴ اگست ۱۹۰۵ء)

شیخ عبدالحق صاحب آریہ نومسلم نے اجازت چاہی اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کچھہ دن اور رہو۔ دین کی تپش اور تلاش انسان کو مقدم ہونی چاہیئے۔ اسپر انہوں نے ذیل کا سوال کیا اسکا جو جواب حضرت اقدس نے دیا وہ بھی درج ہے۔ ایڈیٹر

سوال۔ اولو الامر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ہر ایک مولوی اولو الامر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہیں۔

جواب (از حضرت اقدس) اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں اسطرح پر چلا آیا ہے کہ اسلام کے بادشاہ جنکے ہاتھہ میں عنان حکومت ہے انکی اطاعت کرنی چاہیئے سو وہ بھی ایک قسم کے اولو الامر ہوتے ہیں لیکن اصل اولو الامر وہی ہوتے ہیں جنکی زندگی پاک ہوتی ہے اور ایک بصیرت اور معرفت جنکو ملتی ہے اور وہ خدا تعالے سے امر پاتے ہیں یعنے **مامور الہی**۔

بادشاہوں کے پاس حکومت ہوتی ہے وہ انتظامی امور میں تو پورا دخل رکھتے ہیں لیکن دینی امور کے لیئے کیا کر سکتے ہیں۔ سچے اولو الامر وہی ہیں جنکے اتباع سے معرفت کی آنکھہ ملتی ہے اور انسان معصیت سے دور ہوتا ہے ان دونوں باتوں کا لحاظ اولو الامر میں رکھو۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی بغاوت کرے تو اسکا نتیجہ اسکے لیئے اچھا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالے فتنہ کو پسند نہیں کرتا۔

اسیطرح پر مامور کی مخالفت کرے تو سلب ایمان ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔

سوال پھر اسوقت جو مولوی ہیں کیا انکو اولو الامر سمجھیں؟

جواب۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کسی کی آنکھہ نہ کھولے آنکھہ کھلتی نہیں۔ ان لوگوں نے **دین** صرف چند رسوم کا نام سمجھہ رکھا ہے حالانکہ دین رسوم کا نام نہیں ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں۔ یہہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنکو نماز اور روزہ سکہایا گیا تھا انکا اور مذاق تھا وہ حقیقت کو لیتے تھے اور اسی لیئے جلد مستفیض ہوتے تھے پھر مدت کے بعد وہی **نماز** اور روزہ جو اعلے درجہ کی طہارت اور خداترسی کا ذریعہ تھا۔ ایک رسم اور عادت سمجھا گیا۔ پس اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر **دین** کو جو مغز ہے تلاش کرے۔ **یاد رکھو** انسان کو اللہ تعالے نے **تعبد ابدی** کے لیئے پیدا کیا ہے اسلیئے اسکو چاہیئے کہ اسی میں لگا رہے اس جہان کی جسقدر چیزیں ہیں۔ بیوی۔ بچے۔ احباب رشتہ دار مال و دولت اور ہر قسم کے املاک انکا تعلق اسی جہانتک

اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہین لیکن خدا تعالےٰ کی اس جہان مین بھی اور اُس جہان مین بھی اس کی ضرورت ہے اس لئے سچا تعلق اسی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ نجات ابدی اسی کے ساتھ وابستہ ہے جو خدا تعالےٰ کی معرفت۔ محبت اور صدق۔ وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہان تک تو سب مذاہب متفق ہین وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہین مگر سوال یہ ہے کہ یہ باتین حاصل کیونکر ہون؟ یہی وہ مقام ہے جہان سے مذاہب کا **تفرقہ** شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسائل پیدا کئے ہین اور جو مذہب تاثیر اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہین جسکی عملی تاثیرون کا کوئی نمونہ پایا نہین جاتا وہ خواہ خدا تعالےٰ کو واحد ہی کہے لیکن جھوٹا ہے یہ توحید اسکی محض **قال** کے رنگ مین ہے حالی کیفیت اسمین پائی نہین جاتی۔ حالی کیفیت تو اسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نرے قال سے کچھہ نہین بنتا مثلاً اللہ تعالےٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہان رہی یا خدا تعالےٰ کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہان مانا۔ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالےٰ کو واحد ماننے سے **توحید حقیقی** متحقق ہوتی ہے مگر یہہ اپنے اختیار مین نہین اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل **یقین** سے پیدا ہوتی ہے۔

یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضائع ہو جایا کرتے ہین مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے جب وہ بیدار ہوگا تو اسکو کہوے گا۔ لیکن جب اسپر دو دن چار دن مہینا دو مہینے یہانتک کہ کئی برس گذر جاوین اور کوئی آواز نہ آوے نہ کھڑکا ہو۔ تو آخر اسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑیگا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اسکے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا معلوم ہوا کوئی آدمی ہے ہی نہین۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ جو ان آنکھون سے پوشیدہ ہے اسکی بابت بھی طالب حق چاہتا ہے کہ اسکا پورا پتہ لگے تا کہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اسکی قدرتون کے عجائبات نظر آوین۔ اسکی آواز بھی سنائی دے۔ اور اسکے سننے کا پتہ لگے۔ لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہین چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائیگا۔

یہہ تو سب اہل مذاہب مانتے ہین کہ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے اور ہماری دعائین سنتا ہے مگر مین کہتا ہون کہ وہ جسطرح سنتا ہے کیا یہہ ضرور نہین کہ اسی طرح **بولتا** بھی ہو۔ اگر **بولتا** نہین تو پھر اسکا سننا بھی باطل ہوگا اور پھر دوسرے صفات بھی باطل ہو جائین گے۔

آریہ بھی اتنا تو مانتے ہین کہ وہ سنتا ہے لیکن جب ہم پوچھتے ہین کہ کیا وہ **سنتا** بھی ہے تو یہان اگر خاموش ہو جاتے ہین تو پھر یہ کیونکر مان لیا جاوے کہ اسکے کان تو ہین مگر زبان نہین یہ تو ادھورا خدا ہؤا۔

سچا معلم اور **مذہب** وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالےٰ کی **ہستی** کا ثبوت دے۔ جو سننے کا ثبوت دیتا ہے وہ بولنے کا بھی دیتا ہے۔ اس معیار پر اگر صرف **اسلام** ہی ہے جو سچا ثابت ہوگا۔ آریہ کہتے ہین کہ کسی قدیم زمانے مین بولتا تھا اب نہین بولتا۔ مگر ہم کہتے ہین اسکا کیا ثبوت ہے کہ پہلے بولتا تھا؟ ایسا ہی عیسائیون کا بھی حال ہے وہ بھی اسبات کا ثبوت نہین دے سکتے کہ خدا **بولتا** ہے۔

ہان

ہم کہتے ہین کہ جسطرح خدا کو دیکھتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ وہ دیکھتا ہے اور **سنتا** ہے اسی طرح ہم یقین رکھتے ہین اور اپنے **تجربہ** سے کہتے ہین کہ وہ **بولتا بھی ہے**۔

یہہ سچ ہے کہ اسکی آواز سننے کے لئے خود تمہارے کان بھی کھلے ہوئے ہونے چاہئین اگر تم اپنے کان مین روئی دیدو گے تو ہرگز نہین سن سکتے۔ یا آفتاب اور ماہتاب کے نور سے بھاگ کر کسی تہ خانہ مین چھپ جاؤ نور روشنی کیونکر آسکے گی۔ ہر چیز کے حصول کے لئے ایک قانون ہوتا ہے اگر کوئی اس قانون کو چھوڑ کر اور اس سے منحرف ہو کر اسے حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہین کر سکتا۔ مثلاً آنکھہ کان مین جو قوتین ہین اگر ان سے کام نہ لے تو اثر نہین رہتا اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ انسان اول اپنے دل کو پاک کرے اور نفسانی خواہشون کی مخالفت کرے اس سے درمیانی گرد و غبار اٹھہ جائیگا۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ اللہ تعالےٰ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ جو لوگ عارف ہوتے ہین انپر یہ باتین کھل جاتی ہین وہ اسی دنیا مین خدا تعالےٰ کے صفات کو مشاہدہ کرتے ہین۔ جو شخص ان صفات کو دیکھتا نہین وہ صرف طوطے کی طرح رٹتا ہے۔ آریون نے جو صفائی کی ہے وہ تو پہلے سے بھی گیا گذرا والا معاملا ہؤا ہے اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو زبانی لاف و گزاف کچھہ نہین کر سکتی مین یقیناً کہتا ہون کہ ان لوگون کے سارے دعوی باطل ہین اسلئے کہ انکو رویت کی توفیق نہین ملی ہے۔ جسپر اس جہان کی کھڑکی نہین کھلی وہ کیا دیکھے گا۔

پنڈت دیانند نے جو کچھہ بیان کیا ہے وہ نری اٹکل ہے جیسا ایک اندھا کسی کو ہاتھہ لگا کر اسکے متعلق بیان کرتا ہے اسی طرح سے انہون نے کیا ہے محض اپنے مذہب کے تعصب کی جہالت سے کہا جو کچھہ کہا اسکو وہ آنکھین نہین تھین جو وہ اس عالم کے عجائبات کو مشاہدہ کرتا۔ اسکو بالکل خبر نہین کہ خدا کیا ہے؟ اور اس کے صفات کیا ہین۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز کے صفات دور ہو جائین تو وہ چیز بھی جاتی رہتی ہے پھول کی صورت نوعی بھی جاتی رہے گی جب اس کے خواص اور صفات نہون اسیطرح آریون کے قول کے بموجب پرمیشر کا وجود نہین رہتا جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ اسکے صفات نہین کیونکہ وہ نہین کہ سکتے کہ وہ کسی سے **بولتا** بھی ہے جب بولتا نہین تو سننے پر کیا دلیل ہوگی اسیطرح **قدرت** بھی باطل ہوئی۔

خدا تعالےٰ کے صفات قدیم سے چلے آتے ہین جب ایک صفت باطل ہوئی تو ممکن ہے کوئی دوسری بھی باطل ہو جاوے سچا مذہب وہی ہے جو **زندہ خدا** کو پیش کرے اور وہ **اسلام** ہے۔

ہمارے مخالف اسلام کا اقرار کرتے ہین مگر افسوس ہے کہ وہ **اسلام** کی اس قابل قدر خوبی سے انکار کرتے ہین جب سے اسلام ہؤا ہے اس مین ہمیشہ عملی نمونے رہے ہین لیکن وہ انکار کرتے ہین کہ **اب نہین** افسوس!

فرمایا ایک اور بڑی خرابی ہوتی ہے کہ انسان مین **علم** ہو سمجھہ ہو پھر دنیا کے خیال اسپر غالب ہو جائین تو اسطرح پر دینی سرگرمی نہین رہتی وہ مردہ یا منافق ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس جماعت مین ملنے والا تو وہ ہوگا جو ہر قسم کے مصائب اور شدائد کا نشانہ بننے کو آمادہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو سب کچھہ ہو سکتا ہے جیسے ایک مست اونٹ پر جسقدر بوجھہ چاہو لاد دو۔

فرمایا قوی القلب آدمی ہو تو یہی نہین کہ وہ مخالفون کے شور و شر سے امن پاتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ اس مین **جذب** اور **کشش** رکھہ دیتا ہے۔

فہرست مضامین

(۱) عوام سے صہ، (۲) خواص و معاونین سے عنا، (۳) ہندوستان سے باہر سے، (۴) غیر مذاہب والون سے ہیے، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

نمبر ۳۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

جاپان مین اشاعت اسلام

جاپان اسوقت اپنی مادی ترقیات کیوجہ سے دوسری قومون کے لئے مطمح نظر بنا ہوا ہے علاوہ دوسری باتون کے مختلف مذاہب کے پیرو کوشش کرنا چاہتے ہین کہ جاپان کو اپنے مذہب مین تبدیل کرلین جنرل بوتہ جو مکتی فوج کا بانی مبانی ہے وہ جاپان پر اپنی فوج کو لیکر مذہبی یورش کرنا چاہتا ہے اسکا خیال ہے کہ وہ جاپان کو اور پہر جاپان کے ذریعہ کل ایشیا کو عیسائی بنالیگا - مجہے اس پر بحث کرنے کی حاجت نہین ہے کہ وہ کہانتک اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوگا بلکہ صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ چونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت **کسر صلیب** کے لئے ہے اسلئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ایسی حالت مین جبکہ جاپان پر مکتی فوج کی یورش ہونے والی ہے ہم بہی اپنے **میگزین** کو جاپان کے مختلف مقامات پر پہونچادین جو عیسویت کی زہر کا ناقابل خطا تریاق ہے الحکم کی اس اشاعت مین کسی دوسری جگہ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی چٹہی بہی درج کیجاتی ہے امید ہے احباب اسے توجہ سے پڑہین گے - اس نوٹ کی تحریک کا یہ بہی باعث ہوا کہ سیالکوٹ سے چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے مجہے لکہا ہے کہ وہان کی جماعت نے ۲۵ رسالہ جاپان کے لئے اپنے خرچ سے بہجوانے منظور کئے ہین - اس صورت پر اگر بیس مقامات کی جماعتین بہی ..... اسی قدر تعداد اپنے خرچ سے جاپان بہجوائین تو وہان کافی اشاعت ہوسکتی ہے اس تجویز کو سرسری نظر سے نہین دیکہنا چاہئے بلکہ اس سے پیشتر کہ جنرل بوتہ عیسویت کی بیہودگی کو جاپان لے جائے - میگزین کے ذریعہ اس کی شناعت جاپانیون پر کہل جانی ضروری ہے اور میگزین کے اعلے درجہ کے مضامین کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفون نے بہی تسلیم کیا ہے - اسلئے اگر مسلمانون مین ملیّت کا مفہوم مفقود نہین ہوگیا - تو میری رائے مین مسلمان اخبارات کے ایڈیٹرون کو چاہئے کہ وہ اپنے جراید کے ذریعہ اس ساز کی عام اشاعت کیلئے مسلمانون کو توجہ دلائین - وہ تنگ دلی سے کام نہ لین - اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا قومی اور مذہبی فرض ہے اس مین کسی فرقہ کی تخصیص نہین -

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلے حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت اچہی تہی اور آپ براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف مین مصروف تہے کہ یکایک ۲۰ - اگست ۱۹۰۵ء کو آپ کے سر مین الماری کے تختہ سے چوٹ لگی - جسکی وجہ سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی - ۲۲ - اگست ۱۹۰۵ء کو بعد عصر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب حصول اجازت کے لئے آپ کے حضور حاضر تہے مجہے بہی اس تقریب پر حصول ملازمت کا موقع مل گیا فرمایا

"خدا کا شکر ہے کہ زخم مل گیا ہے - لیکن ابہی ضعف باقی ہے - نماز مین سجدہ کرتا ہون تو سر چکرانے لگتا ہے - مین دیکہتا ہون کہ ذرا آرام ہوجائے تو اپنے کام مین لگ جاؤن"

اللہ! اللہ! کیسا سچ ہے ع
من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم

اعلائے کلمۃ الاسلام کیلئے اس حالت مین بہی مضطر رہتا ہے - اگر کوئی فکر ہے تو اسی کا اور تکلیف ہے تو اسی کی -

بہرحال حضور کی طبیعت بہت اچہی ہے - آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے سب اچہے ہین اس اثنا مین ایک تازہ الہام اور رویا ہوئی جو دوسری جگہ درج ہے -

۲ - بزرگان ملت کی صحت بہی الحمد للہ اچہی ہے

۳ - مدرسہ تعلیم الاسلام ۲۰ - اگست ۱۹۰۵ء سے ایک مہینہ کی موسمی تعطیلات کی تقریب پر بند کیا گیا ہے بورڈر اپنے گہرون کو چلے گئے ہین امسال طلباء اور مدرسین کو کہا گیا ہے کہ وہ چندہ وصول کرکے لائین - امید ہے مدرسہ تعلیم الاسلام سے محبت رکہنے والے اپنے ان قومی فقرا کو تہیدست نہ پہیرین گے -

۴ - حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صحت خدا کا شکر ہے یوماً فیوماً ترقی کررہی ہے - اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بہی جیسا کہ لکہا جاچکا ہے تشریف لے آئے ہین - اور ۱۵ - نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ العزیز قادیان مین رہین گے -

تازہ الہامات و رویا

۲۰ - اگست ۱۹۰۵ء فرغ علیہ ومن معہ

۲۲ - اگست - صبح کی رویا چند آدمی سامنے ہین - ایک چادر مین کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لین دیکہا تو اسمین چند مرغ ہین اور ایک بکرا ہے مین ان مرغون کو اوٹہا کر دوسرا وبچا کر کہ لے چلا تا کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے - راستہ مین ایک بلی ملی جسکے منہ مین کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہین کی اور مین

ایک مولوی صاحب کی قابلیت

ہنبار کے ایک مدرس صاحب نے آجکل ایک نیا اشتہار نکالا ہے - اور اشتہار کا عنوان یہ رکھا گیا ہے کہ "مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوگا وغیرہ وغیرہ"۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان مولویصاحب کو خبر نہیں کہ انکے پیش کردہ اعتراضات کی تردید یا جواب بارہا شائع ہو چکا ہے - اور یا انہیں یہ نیا شوق دامنگیر ہؤا ہے - کہ مرزا صاحب کے مشہور مخالفین کی فہرست میں انکا بھی نام درج ہو جائے - خدا تعالے ایسے مولوی صاحبان کو ہدایت کرے - تاکہ وہ عوام الناس کو دانستہ یا نادانستہ دھوکہ دیکر اپنے نامۂ اعمال کو خراب نہ کریں۔

مشتہر صاحب اور اُن کے ہمخیالوں کو معلوم ہو کہ:-

(۱) مہدی کے متعلق جسقدر احادیث و آثار وارد ہیں - اُن میں سے اکثر پر محدثین نے سخت جرح وقدح کی ہے - اور انکو ضعیف یا موضوع ٹھیرایا ہے جسکو مرزا صاحب کے سخت مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اپنے اُس رسالہ میں ظاہر کیا ہے - جو اُس نے ایک دفعہ گورنمنٹ کو بھیجا تھا -

(۲) آپ نے جو روایات درج اشتہار کی ہیں - اُن میں سے اکثر ایسے طبقہ کی ہیں جنکی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ - اس قسم کی احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو وہ ضعیف کے برابر ہیں - اور اگر ضعیف ہوں تو انہیں موضوع سمجھنا چاہئیے -

(۳) آپنے ان روایات کے بعض حصے جو مرزا صاحب کے موئید تھے - عمداً چھوڑ دیئے ہیں - یا کچھ گول مول بیان کر کے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا صاحب میں فلاں بات نہیں پائی جاتی - مثلاً کسوف وخسوف رمضان والی حدیث کو آپ نے ناحق مشتبہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ایساہی بعض اور علامات مہدی جو علانیہ مرزا صاحب کے دعوے کی مصدق تھیں - آپ نے عمداً یا لاعلمی سے انہیں درج اشتہار نہیں کیا - مثلاً **طاعون کا نمودار ہونا - علما کا بدترین خلق ہونا - اونٹوں کا بیکار ہونا - علما کا مہدی کو کافر اور گمراہ کہنا** وغیرہ وغیرہ -

(۴) ایسی سب احادیث کو صحیح مان کر بھی اگر آپ ہر ایک لفظ کو ظاہر معانی پر حمل کرینگے تو آپ کو سخت مشکل پیش آ کیگی - کیونکہ دین اسلام میں ایسے بہت سے الفاظ و فقرات ہیں جنکو استعارات کے رنگ لینا پڑتا ہے - کیا آپ کو آنحضرت کی بھی

نا ہونے والی بیوی کا بچہ جنتے اور انکی والدہ کے ہر قسم (مومن و غیر مومن) کو مس کیا ہے - معاذ اللہ - ایسے ہی اور کئی نظائر ہیں - لیکن اگر بقول آپکے ہر ایک روایت کے معنی ظاہر پر محمول ہیں تو آپ ہی بتلائیں کہ اس آنے والے مہدی کو کافر اور گمراہ وغیرہ کیوں کہا جائیگا - جیسا کہ آثار میں ہے - جب وہ مہدی علماء کے موافق ہوگا - تو علما کیوں اسکی مخالفت کرینگے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ علما کا اور اسکا ضرور کچھ اختلاف ہوگا۔

(۵) سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے کئی مہدیوں کی بابت پیشگوئی کی ہے جنکی علامات (بشرط صحت روایت) جُدا جُدا آئی ہیں - مگر آپ جیسے مدعی سمجھ والے آدمی اُن سب علامات کو ایک ہی شخص (حضرت مرزا صاحب) پر وارد کرنا چاہتے ہیں - حالانکہ اُن میں سے بعض علامات کے مصداق کئی مہدی گذر چکے - جن کا مفصل حال کتب تواریخ میں درج ہے -

(۶) آپ نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب میں علامات مندرجہ اشتہار میں سے بھی پائی نہیں جاتی - جسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی علامت مہدی ابھی واقع نہیں ہوئی - لیکن نواب صدیق حسن خان وغیرہ مدت گذر گئی - کہ حجج الکرامہ میں لکھ گئے ہیں کہ "آنچہ باقیست ہمیں ظہور مہدی است" یعنے سب علامات مقررہ پوری ہوگئیں - صرف مہدی کا انتظار ہے"۔ اب فرمائیے کہ آپ کا یہ اشتہار بے سروپا مانا جائے - یا ایک محدث کی معقول اور سچی بات پر اعتماد کیا جائے - بہر حال آپ کی پیش کردہ تمام رطب ویابس روایات کا جواب دینے سے پہلے سر دست میں صرف دو باتوں کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں - جو بطریق قولہ و اقول درج ذیل ہیں -

(۱) قولہ - آپ فرماتے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے ہونا چاہیئے -

اقول - مہدی کی نسبت چار روایتیں ہیں - کہ وہ **بنی فاطمہ بنی عباس بنی امیہ یا افراد امت** میں سے ہوگا - فرمائیے کونسی ایک صحیح ہے - یا سب موضوع ہیں - یا اُن میں سے ہر ایک کے مصداق گذر چکے ہیں - یا اگر بقول آپ کے ایک ہی شخص انکا مورد ہے - تو کیا معاذ اللہ مہدیؑ کے کئی حصے سمجھے جائینگے

(۲) **قولہ** - مہدیؑ مکہ یا مدینہ میں ظاہر ہونگے -

اقول - مقام خروج مہدی کی نسبت کئی روایتیں ہیں مکہ - مدینہ - کدعہ - مشرق - مغرب - خراسان - تحطاف - بیت المقدس - دمشق فرمائیے کسکو صحیح سمجھیں - یا معاذ اللہ انکے کئی حصے مختلف مقامات میں نازل ہونگے -

(باقی آئندہ)

راقم ایک احمدی مسلمان

فہرست مبائعین

محمد شریف علی ولد محمد عمر خان صاحب کلارک دفتر ریونیو کمشنر صاحب بہادر پشاور -
عمر الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب سیالکوٹ -
رمضان خانصاحب ولد چاند خانصاحب فقیر مصلی ضلع ملتان
میاں بوٹا صاحب - میانوالی - ضلع سیالکوٹ -
زوجہ میاں کوڑا صاحب -
رحمت بی بی دختر نبی بخش نمبردار ۱۰۸ ڈاکخانہ چنیوٹ روڈ -
زوجہ نبی بخش صاحب "
اہلیہ منشی محمد بخش صاحب - چھاؤنی کامل پور صدر بازار اٹک
محمد عمر ولد منشی محمد بخش صاحب "
محمد ظفر صاحب ولد " " "
خادم بتول دختر " " "
غلام سکینہ " " "
بی بی سہاگن زوجہ احد یار صدر بازار میانمیر دوکان نمبر ۳۲۱ -
میاں خوشی صاحب ولد میاں جیون صاحب ساکن گوئے کے - ضلع گجرات
میاں علی صاحب ولد مصلی صاحب "
محبوب خانصاحب ولد جیون خانصاحب تانڈہ -
حامد حسین صاحب - رکونہ ضلع بہرائچ -
میاں نور حسین صاحب وڈالہ سندھواں - ضلع سیالکوٹ -
اہلیہ " " " "
والدہ " " " "
دختر " " " "
برخوردار " " " "
محمد شریف صاحب محرر علاقہ پنجگور بلوچستان
سید محمد شاہ صاحب - وڈالہ سندھوان
اہلیہ " " " "
فرزند " " " "
قائم الدین صاحب چکڑا - ضلع راولپنڈی
معز خانصاحب کنسٹبل پولیس جانگلہ حال وارد شفاخانہ ضلع بڑی گھیب -
حوالدار قطب شاہ ساکن پنجوڑیاں ضلع گجرات تحصیل کھاریاں ڈاکخانہ آڑہ -
اہلیہ عبد السلام - کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور -
عبید اللہ صاحب - امرتسر کٹڑہ جیسل سنگھ کوچہ میاں
اسد اللہ صاحب وکیل -
محمد عظیم کلرک ڈویژنل آفس - لاہور
برکت علی صاحب سپاہی مع اہل وعیال ولد فقیر محمد پلٹن نمبر ۲۱۶ گوہد پور ضلع سیالکوٹ -
رحمت اللہ بیگ صاحب جنگی کلرک دہلی چھاؤنی لاہور
محمد عبد الرزاق صاحب کوانٹلہ جگتیال الگندل علاقہ نظام حیدر آباد دکن -
محمد عبد العزیز صاحب پٹواری - قصبہ روڈکور تعلقہ نارائن پیٹھ ضلع محبوب نگر علاقہ نظام حیدر آباد دکن
محمد حسین صاحب " " " "
محمد علی صاحب " "
سردار خانصاحب چودہری فتح دین صاحب باجوہ ضلع سیالکوٹ
اہلیہ چودہری فتح دین - "
سردار بی بی بنت چودہری فتح دین صاحب "
خوشی محمد " "
سید محمد " "
موسی اینڈ سنز سوداگران نیلا گنبد لاہور
منشی سید غلام طاہر صاحب ساکن قصبہ کرل ہاتڈا دھی
اہلیہ سید محبوب عالم صاحب از مدرسہ رحمانی مقام ڈمری ضلع
مسماۃ فاطمہ زوجہ مولوی تاج محمد مقام پڑالہین گیا
نتھو ولد وبیرا ر سبھو پٹیالہ
فتح دین رانجھا " "
رحیم بخش اللہ بخش موڑ "
عبد الرحمان صاحب ولد صندل خان سٹروعہ
عبد الغفور ولد اخلاص خان
جناب شیخ صاحب
ہمشیرہ جناب شیخ صاحب
دختر ہمشیرہ جناب شیخ صاحب
اللہ دتا صاحب ولد نور دین صاحب بوربا والی - گجرات کھاریاں
رلیا خان " امام الدین ماہوں - جالندھر نوانشہر
ایوب علی صاحب " اسلام احمد صاحب موٹہ لوگڑا "
وزیر محمد " بنہ کریام ضلع جالندھر نوانشہر
احمد علی صاحب ولد نجابت علی صاحب "
عبد السلیم " دل محمد پسرور ضلع سیالکوٹ
محمد ظہور صاحب ولد قادر بخش صاحب سیالاتیجہ تیغ لنگ
عیدا ولد ہاہا گا موضع مانڈو ضلع لاہور
کالو " ہیلا "
مولوی غلام حسین صاحب ولد احمد "
جوایا ولد بڈھا "
فضل دین " دتو "
ابراہیم " مولا بخش رائے پور ریاست نابھہ
کرم بخش " نبی بخش خانپور پٹیالہ سرہند
اللہ بخش " دیبوی "
وزیر علی صاحب مالپور ہوشیار پور
اہلیہ وزیر علی صاحب "

پیسہ اخبار کا مقدمہ

۸ - اگست کی روئداد

۸ - اگست سنہ حال کو عدالت مسٹر ایس ایس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام عبد الکریم وغیرہ کی پیشی تھی - سب سے پہلے لالہ گوبند رام صاحب وکیل ملزمان نے سید ظہور احمد مدعی سے حسب ذیل سوالات کیئے۔

سوال - کیا شاہجہانپور مین غلام حسین تمہارا کوئی بہائی پولیسمین ہے ؟

جواب - آجکل کا حال معلوم نہین کہ کہان ہے پہلے پولیس مین تہا - ۲۰ - جون کے بیان پر موجود نہین تہا - ۲۲ - جون کو مجسٹریٹ کے روبرو بھی وہان موجود نہین تہا عبد الکریم اور رمضان نے کہا تہا کہ مراسلہ امیر کے نام لکہدو - (اس موقعہ کو دکہلانے کے لیئے نقشہ جو ۱۵ جون کو مکان محبوب عالم مالک پیسہ اخبار کا اتارا گیا تہا پیش ہؤا) ہان نقشہ پر دکہلا سکتا ہون -

پائنٹ B وہ جگہہ دکہلائی گئی جہان عبد الکریم وغیرہ نے ظہور احمد کو مارا تہا - بازار سے غرب کی طرف -

سوال - عبد الکریم نے جب مراسلہ لکہنے کی بابت کہا تہا تو اوسوقت کوئی آدمی پاس تہا -

جواب - مجہے معلوم نہین -

سوال - اب تم کو یاد ہے تم تبلا سکتے ہو کون کون آدمی موجود تہا -

جواب - جب پہلے نہین معلوم تہا تو اب کیسے تبلا سکتا ہون

نقشہ دکہلا کر پوچہا گیا کہ چہڑی کس جگہ چہینی گئی تہی اس کا موقعہ نقشہ سے مستغیث نے دکہلایا -

سوال - جس جگہ چہڑی چہینی گئی تہی وہ جگہ آباد ہے یا غیر آباد -

جواب - وہان مکان بہت سے ہین مگر یہہ نہین معلوم کہ آباد ہین یا غیر آباد اور چہڑی کے چہینے ہوئے بہی کسی بچے کے دیکہنے کا مجہے علم نہین اس موقع تک مین خوشی سے نہین جاتا تہا بلکہ وہ جبراً لیجاتے تہے -

(یہہ موقع بہی نقشہ سے دکہایا گیا ہے اور یہہ نشان ط لگایا گیا) یہہ وہ جگہ تہی جہان مجہے گالی دی گئی وہان کے مکانات مین آبادی کا مجہے علم نہین -

سوال - کسی نے گالی دیتے ہوئے سنا یا نہین ؟

جواب - مجہے اسکا علم نہین -

سوال - اسکول کا دروازہ کہلا تہا یا نہین ؟

جواب - مجہے علم نہین - محبوب عالم اس موقع پر اسی دروازہ سے داخل ہؤا تہا جس دروازہ مین مجہے بند کیا تہا - اسکے اندر کے دروازہ سے وہ آیا تہا - اسکے بعد عدالت نے سوال کیا -

سوال عدالت - تم نے محبوب عالم کو صحن مین دیکہا تہا!

جواب - جی حضور -

س - جتا کے چوبارہ مین تمہاری رہائش تھی اسکے نیچے کوئی رہتا تہا ؟

ج - اسوقت یہہ دوکان بالکل بند تہی ہان آجکل وہان ایک سنار رہتا ہے -

س - ابراہیم کو تو نے اپنی موجودگی مین کتنی دفعہ دیکہا ؟

ج - تقریبًا دو مہینے ہین -

س - تم نے اس دوکان مین پہر کبہی اسکو دیکہا ؟

ج - نہین -

س - کیا اس سنار نے یہہ واقعہ دیکہا ہے ؟

ج - مجہے علم نہین -

س - عزیز کو جانتے ہو ؟

ج - مجہے اسکا علم تہا یا نہین - مگر اب بخوبی علم ہے کہ اسنے دیکہا ہے اب اوس کی زبانی معلوم ہؤا ہے -

س - تمہین دوسرون کی زبانی کس طرح معلوم ہؤا!

ج - عام طور پر معلوم ہؤا -

س - رحیم سے بہی پوچہا کہ اس نے دیکہا ہے یا نہین - ؟

ج - اس کی زبانی اب معلوم ہؤا -

س - عزیز کس مکان مین رہتا ہے ؟

ج - مجہے اس امر کا ابہی تک علم نہین -

س - ۱۵ جون کو تم نے عزیز کو دیکہا ؟

ج - مجہے یاد نہین - ہان وہ کہتا ہے کہ مجہے سب کچہہ معلوم ہے مگر مجہے اسنے ظاہر نہین کیا -

س - عطا حسین کہان رہتا ہے ؟

ج - اسی محلہ مین رہتا ہے مگر اسکا خاص مکان مجہے معلوم نہین -

س - اوس نے تمہین ۱۵ - جون کو دیکہا ؟

ج - یاد نہین -

س - مراتب علی کو اوس روز دیکہا ؟

ج - نہین حضور -

س - امیر شاہ کو ۲۵ - جون کو دیکہا ؟

ج - مجہے علم نہین -

لالہ گوبند رام صاحب وکیل کی جرح ختم ہوئی یہہ درگاداس صاحب وکیل ملزمان کی جرح شروع ہوئی جسکے جواب مین مدعی نے یہہ کہا - کریم بخش کو مین نے اس واردات سے پہلے کبہی نہین دیکہا تہا اور وقوعہ کے وقت مجہے یاد نہین - مینے اسکو بدفعلی کے وقت بھی نہین پہچانا کہ یہ کون ہے - مجہکو جب شاہجہانپور سے آکر محبوب عالم کے مکان پر جانے کا اتفاق ہؤا - اور اسی روز محبوب عالم کے مکان وغیرہ کی تلاشی ہوئی تہی اوس روز مین نے اوس کو محبوب عالم کے مکان پر دیکہا اور اوسکو اوسی وقت شناخت کر کے کہہ دیا تہا کہ یہ بہی ملزم ہے تلاشی اوسی روز ہوئی تہی جس روز مین شاہجہانپور سے لاہور آیا اس کے بعد سے اوسے عدالت مین پیشی پر دیکہا - بدفعلی کے وقت مینے پائجامہ - کرتہ - انگرکہا اور صافہ پہنا ہوا تہا - اس کشمکش مین پائجامہ - کورتہ - اور انگرکہا پہٹ گیا تہا مین نے مکان پر آکر صرف انگرکہا بدلا تہا - اور کورتہ کے اوپر کرتہ اور پائجامہ پر پائجامہ پہن لیا تہا - مینے وہ پائجامہ شاہجہانپور کی پولیس مین نہین بلکہ لاہور کی پولیس مین پیش کیا تہا جب مین یہان آیا تہا - مین نے اس سے پہلے کبہی بدفعلی نہین کرائی - میری عمر ۱۹ سال ہے - اس بدفعلی مین شاید خون نہین نکلا تہا - صرف آلائش لگی ہوئی تہی جسکے باعث مینے پائجامہ دہویا تہا اور میرے اندر سے کچہہ نہین نکلا - ہر سہ اشخاص نے میرے اندر لطف دخول کیا تہا - مجہے اسکا کیا علم ہے کہ تینون خلاص ہوئے تہے یا نہین - مجہے شاہجہانپور جانیکے تین چار روز تک خفیف درد رہا اسی وجہ سے مینے علاج نہین کرایا کہ درد خفیف تہا - مینے پائجامہ کو خالص پانی سے ہی دہویا تہا -

(پائجامہ عدالت مین بہی پیش ہؤا اور اس پر نمبر P لگا دیا گیا) پائجامہ پر تیل کا نشان بہی تہا - ازان بعد پبلک پراسیکیوٹر کی طرف سے جرح ہوئی جسکا جواب مدعی نے یہہ دیا - ایک سال کا عرصہ ہؤا کہ مرزائیون کے خلاف ایک نظم انجمن حمایت اسلام لاہور مین مینے پڑہی تہی جو پیسہ اخبار مین چہپی تھی وہ نظم خاص میری ہی تہی اور پیسہ اخبار مین یہ لکہا ہؤا تہا کہ "مرزائیون کے خلاف ظہور احمد نے یہ نظم پڑہی "

اس کے بعد رائے گنگا رام صاحب انسپکٹر پولیس انارکلی لاہور کے حلفیہ بیانات ہوئے جو حسب ذیل ہین :-

۱۷ - جون کا ذکر ہے کہ دو شخص بہی پال اور سہمن پال منٹیو کریچن جو چنگڑ محلہ مین رہتے ہین معلوم نہین کہ بہائی ہین یا کیا ہین - پس وہ دونو شخص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کوٹہی پر حاضر ہوئے اور انہون نے صاحب بہادر کے روبرو بیان کیا کہ جس بیان کو صاحب بہادر نے میرے پاس بہیجا مینے پڑہا کہ انہون نے یہ اظہار دیا ہے اور مجہے حکم ہؤا کہ مین جا کر تحقیقات کرون کہ آیا یہ حالات درست ہین یا نہین - ۱۷ - جون کو وقت مجہے یاد نہین مجرمون کے ہمراہ سیٹی سرنگ میرے پاس آئے مجرمون سے دریافت کرنے پر بہی اون کے وہی بیانات معلوم ہوئے جو صاحب بہادر نے لکہہ کر بہیجے تہے - پہر انہین مجرمون کو ہمراہ لیکر مین چنگڑ محلہ گیا اور وہ مکان جا کر دیکہا جس مکان کا ذکر تہا - مسمی کہیدو اور مجرمون نے دکہایا کہیدو نے کہا کہ مینے یہ بات سنی ہے مگر دیکہا نہین کہیدو اور پال دونون اس مکان پر گئے جو مہر سنگہ کے برادرزادہ کا ہے اوس مکان پر جا کر کل کوٹہڑین کو ہم نے دیکہا دریافت کرنے پر معلوم ہؤا کہ یہ مکان پیسہ اخبار والون نے کرایہ پر لیا ہے اس سے پہلے یہان جرابون کا کارخانہ تہا اوسوقت عبد الرزاق اور میر محمد موجود تہے جو جراب والے تہے ایک کوٹہڑی مین پرالی پڑی ہوئی تہی مگر لاش وغیرہ کچہہ نہین تہی پہر معلوم ہؤا کہ انہون نے اس کوٹہڑی مین خود پرالی ڈالی ہوئی تہی جو اس سے پہلے نہ تہی ایک جگہ زمین تہوڑی سی تہی جسکو مینے خود دیکہا جب اطمینان ہو گیا کہ کوئی لاش نہین ہے تو عبد الرزاق اور میر محمد سے دریافت کیا - عبد الکریم نے ۱۵ - جون کو ایک لڑکے کو شمالی دروازہ کی طرف آکر کہا کہ یار تم یہان سے چلے جاؤ - ہم بار چلے آئے عبد الرزاق اور میر محمد کے اظہارات لکہہ لیئے تہے ان کے بیانات سے مجہے معلوم ہوا کہ عبد الکریم شمالی دروازہ کی طرف سے اندر لایا معہ ایک دوسرے شخص کے - غرضیکہ جو حالات پرچہ علت مین موجود ہین وہ بالکل درست ہین - ۲۴ - مین سے ۵ چٹہیان مدعی کے بہائی نے مجہے دین ۲۰ - جون کو - جن مین دو لفافے بہی ہین - اور ۲ چٹہیان ۱۷ و ۱۸ جون کو دین - مدعی کے پاس جب سارجنٹ گیا تو وہ اپنے ہمراہ اسکو لایا جس نے مجہے وہ ۲۴ جون کو دین - سارجنٹ کا نام منظور اس تہا ۱۶ چٹہیان ۲۵ جون کو مدعی نے پیش کین ۲۴ - جون کو جب مدعی آگیا تو پیسہ اخبار والون کی تلاشی لی گئی تہی - مدعی کے اظہار سے معلوم ہؤا کہ ایک انگلش پن میری ہے چنانچہ وہ قلم وہان سے برآمد ہوئی -

ان بیانات کے بعد رائے گنگا رام صاحب کو رخصت کر دیا گیا اور اب باقی بیانات آئندہ ہونگے

اسکے بعد حسب ذیل گواہون کی شہادتین گذرین :

گواہی عزیز ولد عبد اللہ سدوزئی پٹھان عمر ۴۵ سال کباب فروش چنگڑ محلہ انارکلی - مین ایمان سے سچ کہونگا - مین بیری کے درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹا ہوا تہا رمضان میرے پاس آکر بیٹہ گیا - عبد الکریم اور ڈوبہ میرے سامنے سے گذر گئے

چلے گئے - پھر ظہور احمد آیا - ظہور احمد کا گھر میرے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے جانب شمال ہے ظہور احمد آگر میرے سامنے سے آگے چلا گیا عبد الکریم اور ڈبہ - کریم بخش میرے سامنے ظہور احمد سے لڑنے لگے ان میں سے ایک آگے تھا ایک پیچھے ظہور احمد کو دھکے دیتے ہوئے میرے مکان سے آگے کی طرف لیگئے جو راستہ جھی کی طرف جاتا ہے - رمضان جو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا - اوسوقت میرے اختیار کیطرف چلا گیا میں اون کے ہمراہ نہیں گیا مراتب علی آٹھ گھنٹہ کے بعد آیا میں اپنی چارپائی سے اوٹھ کر اسکے پاس شربت لینے گیا تو سارا حال ظہور احمد اور ڈبہ و عبد الکریم کا اسکو بتایا وہ جھی کیطرف جا رہے تھے گواہی مراتب علی ولد محمد علی ذات سید عمر ۱۷ سال ساکن انارکلی جنگڑ محلہ ... اور ... کالج میں پڑھتا ہوں میں ظہور احمد کو جانتا ہوں میری دوکان ظہور احمد کے چوبارہ کے نیچے ہے ظہور احمد بھی ... کالج میں پڑھتا ہے اوس روز کالج سے میں اوس کے ساتھ نہیں آیا میں گیا بجے واپس آکر دوکان پر گیا پھر عزیز میرے پاس آیا اوس نے کہا کہ وہ لڑکا جو تمہارے ساتھ کالج میں پڑھتا ہے جسکا نام ظہور احمد ہے اوسکی اور ڈبہ کی بڑی لڑائی ہوئی ہے اور ظہور احمد کو مارا ہے میں نے پوچھا وہ کسطرف گئے ہیں تو کہنے لگا مجھے نہیں معلوم - اسکے بعد میں سامنے والی مسجد میں نہانے کے لئے چلا گیا - اوسوقت ساڑھے گیارہ بجے ہونگے میں پھر گھر جاکر کھانا کھا کر آیا اوس وقت تقریباً ۱۲ بجے ہونگے میں نے اوسوقت ظہور احمد کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ قمیص کے بٹن لگاتا ہوا اپنے مکان پر جا رہا تھا مجھ سے کوئی بات نہیں ہوئی ازاں بعد ڈبہ میری دوکان پر آکر اسٹول پر بیٹھ گیا میں نے اوس سے کہا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو میں نے اسٹول اٹھا کر اندر رکھ دیا پھر وہ چلا گیا میں نے پھر کبھی ظہور احمد کو نہیں دیکھا -

گواہی امیر شاہ ولد حسین شاہ ذات سید عمر ۲۰ یا ۲۲ سال حال ساکن جنگڑ محلہ ... بازار ... میں بچہ فولاد میں کاپی نویسی کرتا ہوں اور دن رات وہیں رہتا ہوں میں نے اوس روز کچھ نہیں دیکھا اور نہ اس مقدمہ کا حال مجھے معلوم ہے -

گواہی ابراہیم پسر احمد ذات زرگر کشمیری عمر ۴۰ سال ساکن جنگڑ محلہ انارکلی لاہور - میں ظہور احمد کو جانتا ہوں اوس کی بیٹھک اور دونوں میری دوکان کے سامنے ہی تھی - یہ بات ڈیڑھ مہینے یا دو مہینے کی ہے میں کو ملہ لیکر دوکان کو آتا تھا وقت دن کا تھا ٹھیک وقت یاد نہیں - میں نے دیکھا کہ خدا بخش ڈبہ اور ظہور احمد میری دوکان کے سامنے بازار میں دو تین دوکانوں کے فاصلہ پر لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو کھینچ رہے تھے اس کے علاوہ اور میں نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ میں نے پھر ظہور احمد کو دیکھا جب وہ لڑ رہے تھے تب پانچ چار آدمی اور بھی کھڑے تھے میرا بیان پولیس میں بھی ہوا تھا وہاں بھی یہی لکھایا تھا -

ازان بعد عطا حسین گواہ کو آواز دی گئی مگر معلوم ہوا کہ وہ حاضر عدالت تھا لیکن بلا اجازت نہ معلوم کہاں چلا گیا اس نے سنا کہا ہے کہ اون کی حاضری کے لئے وارنٹ بلا ضمانت جاری کیا جائے گا -

عدالت سے آئندہ پیشی کی تاریخ ۳۰ - اگست قرار پائی ہے -

(باقی آئندہ)

طبیب حاذق

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ما تقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہو کر دکھ اٹھا رہے ہیں - اور اسی طرح یہ کہ اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے میں نے حضرت حکیم حاذق مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب کے مجربات کی بنا پر شفاخانہ فضل رحمانی کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہونچایا جاتا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شائع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تھا - اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ طبیب حاذق نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شائع کیا جائیگا جسکا حجم فی الحال دو جزو ماہوار ہوگا - ۱۶ صفحوں میں مستقل طور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے بیش قیمت مجربات ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے - اور ۱۶ صفحوں میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچھ لکھنا بے سود ہے - خود رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس قدر مفید و سہل ہیں - مولانا مولوی نور الدین صاحب کے مجربات سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہو گئے ہیں - ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے - یہہ رسالہ اہل دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی - یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بلا اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا - قیمت سالانہ عہ مع محصول ہوگی - تمام درخواستیں منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۵ استمبر تک رسالہ شائع ہو جائیگا -

مسیح کی زندہ آسمان پر جانیکی قائل مسلمانوں سے سوال

علماء مخالف جو حضرت عیسے علیہ السلام کو معہ اس جسم خاکی کے آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہ آیات قرآن مجید اپنے دعوی کی دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ یہ آیات صاف بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے بزعم نون کے وہ کسی وقت نہ معلوم اس جہان میں تشریف لا کر فوت ہو جاوینگے وہ بتلائیں کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام اس جہان میں تشریف لا کر اپنی میعاد پوری کر کے فوت ہو جاوینگے تو یہی آیات قرآن مجید جنکے معنی کردہ حیات مسیح علیہ السلام بجسمہ العنصری علی السماء ثابت کرتے ہیں بدستور قرآن کریم میں موجود رہیں گی اور انکے وہی معنی ہونگے جواب یہ لوگ کرتے - یا اب مسیح کی وفات کے برسوں بعد ایک شخص مسلمان یہی آیات قرآن مجید پڑھ رہا جنکے معنی یہ ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں ایک مخالف عیسائی یا یہودی ان آیات کو سنکر کہتا ہے کہ یہ آیات جھوٹی ہیں کیونکہ یہ آیات تبلاتی ہیں کہ حضرت عیسے معہ اسی جسم کیساتھ آسمان پر زندہ ہیں مگر وہ درحقیقت دنیا میں آکر فوت ہو گئے اور ان آیات میں یہ نہیں لکھا کہ وہ پھر دنیا میں آکر فوت ہو جائینگے - اس صورت میں وہ کیا جواب دینگے سیا تو قرآن شریف کو معاذ اللہ جھوٹی کتاب ماننا پڑیگا - یا سخت شرمندگی اٹھانی پڑیگی -

(راقم ایک)

مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لیگئے تو آپنے اول مرتبہ اہل مدینہ کو مخاطب کر کے جو خطبہ پڑھا وہ اپنے مضامین کی علویت اور جامعیت کے لحاظ سے ایسا اعلے درجہ کا ہے کہ اسکی نظیر کوئی مذہبی کتاب پیش نہیں کر سکتی -

تا ناظرین اسپر غور کریں لو پیرے اور اپنے لئے دعا کریں اللہ تعالے ہمیں ان کلمات طیبات پر جو عبرت خیز اور خیرات و برکات سے بھرے ہوئے ہیں عمل کرنے کی توفیق دے - (آمین) ان کلمات میں انسان کے انجام کار اور عمل کے نتائج قبیحہ اور ایثار و احسان کی خوبیوں کو خوب واضح کیا ہے - ایڈیٹر -

اَيُّهَا النَّاسُ! فَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ - تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَيُصْعَقَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ - ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ لَيْسَ لَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهُ دُونَهُ - أَلَمْ يَأْتِكَ رَسُولِي فَبَلَّغَكَ وَآتَيْتُكَ مَالًا وَأَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ؟ فَلَيَنْظُرَنَّ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَا يَرَى شَيْئًا - ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا يَرَى غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقَّةٍ مِنْ تَمْرٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرَ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ - وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

یعنی - اے لوگو - قبل اس کے کہ تم اس جہان کو چھوڑو اپنے لئے اعمال نیک کا ذخیرہ آگے بھیج یقین جان لو قسم ہے خدا کی کہ بالضرور تم میں سے ہر ایک شخص ہولناک بلا میں پڑنے والا اور بیشک دنیا کو اسطرح چھوڑنے والا ہے جیسے کوئی اپنی بکریوں کو محافظ کے بغیر چھوڑ دے - اور بیشک خدا پھر ایک سی ایسے طور پر کہ نہ اوس کے لئے کوئی ترجمان ہوگا اور نہ روک ٹوک کرنیوالا دربان یعنی گویا منہ در منہ پوچھے گا کہ کیا ہمارا کوئی پیغمبر تیرے پاس نہیں آیا تھا؟ اور اوس نے ہمارے احکام تجھ کو نہیں پہونچائے تھے اور کیا تجھ کو ہم نے بہت سا مال نہیں بخشا تھا؟ [تا کہ ہماری راہ میں دے] اور اپنا فضل و احسان تجھ پر نہیں کیا تھا؟ [تا کہ اپنی بنی نوع کے ساتھ مہربانی اور نکوئی سے پیش آئے] پس بتا کہ تو نے کیا چیز اپنے لئے آگے بھیجی تھی - پس یقیناً [اوسوقت] انسان دائیں بائیں دیکھے گا اور کوئی چیز دکھائی نہ دے گی جسکو بتا سکے - پھر سامنے کی طرف نظر کرے گا اور اودھر بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا - پس جس سے ہو سکے اپنے تئیں اوس آگ سے بچا لے - خواہ کھجور کے دانے کا ایک ٹکڑا ہی خدا کی راہ میں دیکر کیوں نہ بچائے اور جس کو اتنا بھی مقدور نہ ہو تو کسی کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہے - کیونکہ بے شک آخرت میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بلکہ سات سو گنے تک دیا جائیگا - خدا کی سلامتی اور رحمت اور برکت تم پر ہو -

مراسلت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد عنایتکم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میں نے ایک خط پہلے بخدمت جناب ارسال کیا ہے - اسکے جواب سے تاحال سرفرازی نہیں بخشی میں امید کرتا ہوں کہ آپ خدا کے فضل سے بخیریت ہوں گے - اور سلسلہ الٰہی کے پھیلانے میں سرگرم ہیں انشاء اللہ شروع ستمبر میں حاضر ہو کر زبانی بہت کچھ حالات عرض کرونگا - اس وقت ایک خاص امر کے لئے عرض کرتا ہوں - وکیل و دیگر اردو کی ایک دو اخبارون میں یہ سلسلہ آجکل چھڑا ہوا ہے کہ جاپان میں اشاعت اسلام کس طرح کی جاوے - میں سخت حیران ہوں کہ آپ کے اخبار میں ابھی تک ہماری جماعت کے کسی فرد نے اس مضمون کو دلچسپی سے نہیں دیکھا - اور نہ آپ نے بجز ایک مضمون کے نقل کر دینے کے کوئی خاص دلچسپی لی ہے - میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے متعلق خاص طور پر دلچسپی لیوین - اور جماعت کے معززین کو اشاعت اسلام ملک جاپان کے لئے خاص توجہ دلاوین - تاکہ جو فرض ہمارے ذمہ ہے - وہ ادا ہو جاوے - جو کام کہ اس سلسلہ کی معرفت سے ہو سکتا ہے - وہ دوسرے مسلمان نہیں کر سکتے - اور نہ دوسرے مسلمانون میں اشاعت اسلام کی ایسی جوش اور حمیت ہے جو خداوند کریم نے اپنے مسیح موعود کے انفاس مبارکہ کیوجہ سے اس قوم میں ڈالدیا ہے - بالفعل چونکہ اہل اسلام میں سے کوئی بھی جاپانی زبان کا واقف اور عالم نہیں ہے - وہان جاکر تبلیغ کرنا ابتدائی شرط پر بہت مشکل ہے - اور اسکے لئے درکار ہے ایک سرمایہ کثیر - جو نہ مسلمانون مین طاقت ہے اور نہ حوصلہ - پس میرے خیال میں یہ تحریک آپکے اور بدر اخبار کے ذریعہ سے ہونی چاہئے (وہ کتابین جاپان میں کثرت سے شائع کی جاوین جو زبان انگریزی میں مذہب اسلام پر ہون - اور اگرچہ دیگر مسلمانون کی تصنیف شدہ کتابون میں جو بالفعل انگریزی زبان میں موجود ہیں وہ حقایق اور معارف مین نہیں پائی جاتی جو اشاعت اسلام کی غرض سے ہونی چاہئین - تاہم موجودہ حالات میں ایک ضرورت کو پورا کرنے میں کم و بیش ممدو معاون ہو سکتی ہیں - یہ کام جملہ اہل اسلام کو کرنا فرض ہے - اسوقت خداوند تعالے نے اپنی مشیت خاص سے مسیح موعود کو ہم مردون کی روحانی زندگی کے لئے بھیجا ہے ہمکو یہہ وقت غنیمت جانکر اسکو کھونا نہیں چاہیئے - اور وہ حقایق و معارف جو خدا کے مرسل کی زبان پر جاری ہوئے ہیں - زبان انگریزی میں ترجمہ کر کے بذریعہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاپان اور دیگر ممالک غیر میں کثرت سے شائع کرنی چاہیئن - اگر اس کے متعلق آپ کثرت سے اپنی جماعت کو تبلیغ کرین تو کم از کم دو سو رسالہ جاپان میں ہی صرف لاہوری ریویو آف ریلیجنز کا جا سکتا ہے - جس کے ذریعہ سے اہل جاپان حقیقت اسلام سے آگاہ ہو سکتے ہیں - میں نے مولانا مکرمنا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی ایڈیٹر رسالہ مذکورہ کو اطلاع دیدی ہے کہ میری طرف سے چار رسالہ انگریزی زبان کے ماہواری ملک جاپان کے لئے مذہبی سوسائٹی میں یا جس جگہ وہ مناسب خیال فرماوین ارسال کیا کرین اسکی قیمت میں ادا کرونگا - یہ علاوہ اس کے ہیں جو میری طرف سے دیگر رسالہ جات خریدی جاتی ہیں - اور اگر خدا کے فضل سے ساٹھ ستر آدمی ایسے میسر آجاوین جو کم سے کم چار رسالہ ملک جاپان میں بھیجنے کی غرض سے خرید کرین تو ایک معقول تعداد صرف ریویو آف ریلیجنز کی جا سکتی ہے - یہہ آپکا فرض ہے کہ بڑے زور سے جماعت احمدیہ کی توجہ کو اس معاملہ کیطرف - جو بڑا اہم ہے اور ویسا ہی عظیم الشان ہے مبذول کرادین - جہانتک مجھے علم ہے یورپ اور امریکہ میں بھی یہ رسالہ جا رہا ہے اور اپنا اعجازی اثر کر رہا ہے - وہان کے مذہبی جہازون میں کثرت سے اسلام کے متعلق نوٹ نکلے - اور چند معزز محققین نے اسلام کی صداقت کو تسلیم کر لیا - لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا - کہ جسقدر اشاعت مطلوب تھی نہیں ہوئی - یورپ اور امریکہ کی وسیع آبادی کو مدنظر رکھکر اگر دیکھا جاوے تو یہ اشاعت حد کے درجہ تک پہونچتی ہے -

مشنری لاکھون روپیہ اپنے جھوٹے اور پرانہ افسانہ مذہب کی اشاعت میں خرچ کرتے ہیں - جبکا آخری نتیجہ بجز مایوسی کے انکو کچھہ نہیں ملتا - لیکن تاہم ان کی ہمتیں سست نہیں ہوتین - مسلمان خود مفلس اور نہ کوئی باضابطہ اس قسم کی سوسائٹی جو لاکھون روپیہ جمع کرکے غیر ممالک میں اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیوے - یہ سلطنت کا کام ہے غریب اہل اسلام کیا کر سکتے ہین - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا ہم کر سکین وہ بھی نکرین - ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جسقدر اہل اسلام کی دست قدرت میں تھا اتنا بھی اس نے نہیں کیا - دیگر مسلمانون کا ہمارے ساتھ اشاعت اسلام میں مشارکت کا خیال فضول ہے - کیونکہ وہ تو اس سلسلہ کی مفیدیات کو بھی بدظنی سے دیکھتے ہین - ورنہ کیا ممکن نہ تھا کہ اگر جملہ اہل اسلام اسکو مفید خیال کرتے ہوئے آج ہزارون تک تعداد ریویو آف ریلیجنز کی پہونچ جاتی جو دیگر ممالک کو ہم مفت دے سکتے - اور جب کثرت سے ایک بات کی اشاعت کی جاوے تو آخر خدا کے بندے نکل ہی آتے - جو سائل حقو پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور اسلام کے نورانی چہرہ کو دیکھکر کلمہ توحید پڑھتے - پس ہم کو دوسرے مسلمانون سے اس کام کی امداد سے مایوس ہونا چاہیئے اور سوائے ان لوگون کے جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں داخل ہیں - یا ہو لی جاتے ہیں - یا ہو جاوین گے - دست سوال پھیلانا چاہیئے - اگرچہ میں جانتا ہون کہ پہلی سی ہی چندون کی بھرمار اس جماعت کی افراد پر ہے لیکن کیا اپنی خانگی ضروریات کے لئے خرچ نہیں کیا جاتا - اگر اس جماعت کے معززین ہی اس کام کو نہیں لیوین گے تو پھر وہ لوگ کہان سے پیدا ہون گے جو اشاعت اسلام کا کام کرینگے - مسلمانون کی بدبختی کے آثار ہیں - کہ وہ حضرت مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم - کے مشن کی غرض و غایت کیطرف توجہ نہیں کرتے - اور چند فروعی اختلافات کیوجہ سے سب و شتم کرنے کو کھڑے ہو جاتی ہین - عوام کالانعام کا تو ذکر ہی کیا ہے - بڑی بڑی مجالس مثلاً حمایت اسلام - اعانت اسلام - اشاعت اسلام وغیرہ کے ممبرز بھی جو بڑی بڑی فضیلتون کے دعویدار ہین اسلامی اصولون سے بہت دور جا پڑے ہین - خدایا تو ہی میری ابتر حالتون پہ اب نظر ترحم فرما - آمین -

مسلمانون کے مقابلہ پر آریہ قوم کو لیجئے - کہ انکے درمیان قومیت کا کسقدر جوش ترقی کر گیا ہے انکے گریجوئیٹون نے اسی جوش کیوجہ سے جو نیشنلٹی کے خیال سے انکے درمیان ہے - اپنی زندگیان قوم کو دیدین - اور دیتے رہتے ہین - اب جاپان سے ایک گریجویٹ منگوا کر انکے کالج میں جاپانی زبان کی تعلیم شروع کرادی - جس سے نہ صرف زبان ہی سیکھنا مطلوب ہے بلکہ اہل جاپان کی ہمدردی کو اپنے ساتھ کرنا - مگر ہمارے کالج ہین کہ آپس کے خانگی تنازعات سے ہی انکو فرصت نہیں ہوتی - وہ قوم کی ترقی کا خیال کیا سوچینگے - ع

آن خویشتن گم است کرا رہبری کند -

اس وقت مسلمانون کو بڑی ضرورت اندرونی طور پر اصلاح کی ہے - اور پھر صفتی تعلیم کی ہے - افسوس کہ ان دونون سے ابتک لاپرواہی ظاہر کی جاتی ہے - مسلمانون کی جو جماعت یا مجلس ہوتی ہے وہ بجائے اس کے کہ قوم میں اتفاق و ہمدردی کا بیج بوئے اور قوم کی بہتری کے سامان مہیا کرے - بدقسمتی سے قوم کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوتی ہے - یہی حال مسلمانون کے اخبارون کا ہے -

مگر میرے خیال میں قوم کی موجودہ خرابیون کا بوجہ کا زیادہ تر حصہ اخبارون کے سر پر ہے - جن کا فرض تھا کہ یگانگت کی روح قوم میں پھونکتے اور نیک تحریکات کے ذریعہ سے قوم کو اکساتے رہتے - اور معاملات میں نیک نیتی سے رائے زنی کرتے اور پبلک رائے کے قایم کرنے میں ایک زبردست ذریعہ ثابت ہوتے - لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سب سے ردی حالت مسلمانون کے اخبارون کی ہے - باستثنائے ایک دو مثلاً کل اتفاق سے وکیل اخبار کا پرچہ میرے ہاتھ آیا - میں نے اس میں دیکھا کہ ایک بڑا لمبا مضمون غیب دانی پر لکھا ہوا ہے - جس سے راقم کا مقصد مرزا صاحب کے دعوے کی تکذیب ثابت کرنا ہے - میں تمام مضمون کو پڑھ گیا جو دو اخبارون میں نکل چکا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ راقم نے پبلک کو غلط بیانی کی رو سے دہوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے - ایکوئی ایڈیٹر صاحب یا نامہ نگار سے دریافت کرے کہ کتب مرزا صاحب کا یہ دعوے ہے کہ میں ہر معاملہ میں بذریعہ غیب دانی بتلا سکتا ہون - غیب کا علم تو خدا کے پاس ہے - ان انبیاء اور مرسلان کو صرف اسی بات کا علم غیب دیا جاتا ہے جو خدا چاہتا ہے - اور اس سے اصلاح خلق مقصود ہوتی ہے - کہ لوگ اس نبی یا مرسل کی صداقت کا اندازہ کر سکین - اگر اعتراض ہے کہ کسی نبی یا مرسل کو پیشگوئی کے طور پر غیب کے کسی امر سے خداوند تعالے نے بذریعہ اپنے الہام کے اطلاع کبھی نہیں دی - تو پھر اسلام کا سارا تانا بانا بگڑ جاویگا اور وہ اعتراضات نفس اسلام پر ...... اور دیگر الہامی مذاہب اور انبیاء کی صداقت پر وارد ہوتے ہین کہ

بلکہ - راقم کو یا ایڈیٹر کو چاہیئے تھا - کہ پہلے مرزا صاحب کا مذہب درباره غیب دانی بیان کرتا - پھر اسلام کا عقیدہ - پھر مرزا صاحب کے مذہب پر جائز اعتراض - اڈیٹر کا فرض تھا کہ وہ خود مرزا صاحب کی کتب دیکھہ کر یا اس امر کی تکلیف وہ گوارا نہیں کر سکتا تھا تو امرتسر کے کسی احمدی سے مرزا صاحب کا دعوے درباره غیب دانی دریافت کرکے اولاً درج کرتا - جہانتک ملک کو علم ہے مرزا صاحب خاص امور یا واقعات یا حادثات کے متعلق خدا سے خبر پاکر پیشگوئی

کرتے ہین - اس طرح جسطرح کہ دیگر انبیا سابقین کرتے چلے آئے ہین - خالص غیب کا علم کسی کو نہین ہوسکتا - مگر ہان جتنا اور جسقدر خدا چاہے اپنے مرسلین کو پہلے اطلاع دیتا ہے - الحمد للہ کہ وہ باتین جو قبل از وقت مرزا صاحب کیطرف سے تبلائی جاتی ہین - اس طرح پوری ہورہی ہین جسطرح کہ دیگر انبیا کی - اگر دیگر انبیا کی پیشگوئیان محض اماموں اور جوتشیوں کی پیشگوئیوں سے ممیز ہوسکتی ہین - تو اڈیٹر صاحب کو چاہیئے کہ اس معیار پہ یہان بھی پرکھے - اور پھر اتفاقاً اخبار مین ہی درج کرے -

یہہ تو ضمناً ذکر اگیا - اصل مطلب یہ ہے کہ تمام دیگر مسلمان اپنے فرائض ادا نہین کرتے جیسا کہ ان کو ادا کرنا چاہیئے اب صرف مرزا صاحب کی جماعت ہے جسکو واجب ہے کہ مسیح معہود کی دعاؤن سے فائدہ اٹھا کر قومی کامون مین دلچسپی لیوے -

اے خدا تو مجھے اپنے مسیح مرسل یزدانی کے قدمونپر چلنے کے لئے پوری طاقت بخش - آمین

والسلام
نور احمد وکیل ایبٹ آباد

ایک اور نشان ظاہر ہوا

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی آخر کار اس جہان سے چلدئے چنانچہ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو انکا انتقال ہوگیا - مرنے سے ۱۴ روز پیشتر انکو سانپ سونگھہ گیا تھا - اسی زہر نے انکا کام تمام کیا - اِنّا للہ وَاِنّا الیہ راجعُون -

افسوس کی بات ہے کہ مولوی رشید احمد خدا تعالےٰ کے موعود و مرسل کے زمانہ کو پاکر بھی اسکے فیض سے محروم گیا - اخبارات مین انکے متعلق بڑے بڑے تعریفی مضامین شائع کرائے جارہے ہین - جنکو پڑھکر مجھے اور بھی اللہ تعالےٰ کی بے نیازی پر ایمان بڑھتا ہے - اور یقین ہوجاتا ہے کہ

اتّیان را سے دہی فہم و ذکا

بالکل صحیح ہے - ہدایت اور سعادت اسی کے فضل سے ملسکتی ہے - ورنہ ایسا آدمی جسے لوگ عالم قرار دیتے ہین تو آمد کو کیون دیکھہ نسکا - پھر مولوی رشید احمد صاحب کی موت دوسرون کے لئے باعث عبرت ہے - یقیناً اب انپر اس مسئلہ کی حقیقت کہل گئی ہوگی اور انہین معلوم ہوا ہوگا - کہ وہ شخص جسکو دنیا مین وہ کذاب اور مفتری سمجھتے اور قرار دیتے تھے فی الحقیقت حضرت احدیت مین وجیہ و عالی رتبہ ہے -

وہان کے حالات تو مرنے والون پر ہی کہلینگے لیکن انکی موت تو اس دنیا مین بھی حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر مہر کرتی ہے - جسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حجتہ اللہ کو عرصہ ہوا یہہ الہام ہوا تہا تخرج الصدور الی القبور یعنے جو لوگ بڑے بڑے مسند نشین اور اکابر قرار دئے گئے ہین وہ قبرون کی طرف نکالے جاوینگے - کیا مطلب کہ یہہ بڑے بڑے بزرگ اور صاحب وجاہت جو بنے ہوئے ہین وہ عنقریب مرنے والے ہین - یہہ پیشگوئی ہمیشہ نئے رنگ مین پوری ہوتی رہتی ہے - جسطرح سید نذیر حسین اس پیشگوئی کا مصداق ہوا اسی طرح رشید احمد صاحب بھی اسکے مصداق ٹھیرے - اگر یہہ کہا جاوے کہ انکی عمر ۸۰ کے قریب ہوگئی تہی - تو ایسی بات بالکل بیہودہ قرار دی جائے گی کیونکہ حوادث زمانہ کے ماتحت حضرۃ مسیح موعود بھی ہین وہ اس سے باہر تو نہین - پہر ان کی زندگی مین ان لوگون کا فوت ہوجانا قدرت خداوندی کا عجیب تماشا نہین تو کیا ہے؟ یہہ محض اسکی صداقت کے اظہار کے لئے ہے -

علاوہ برین مولوی رشید احمد صاحب کی موت ایک اور پہلو سے بھی نشان عظیم ہے اور وہ یہ ہے کہ انجام آتھم مین جن لوگون کا مباہلہ کیواسطے بلایا گیا تہا انمین سے مولوی رشید احمد صاحب بھی ایک تہے - اور اس مباہلہ کا نتیجہ مندرجہ ذیل عذاب آپ نے قرار دئے تہے -

کسیکو اندہا کردے اور کسی کو مجذوم - اور کسیکو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بناد غیرہ الاٰخر

مولوی رشید احمد صاحب نے اس اثر سے دو حصے لئے - آپ کی بینائی بھی جاتی رہی اور بالآخر سانپ نے بھی کاٹا کیا موت کی اور صورتین نہ ہوسکتی تہین ؟ پہر کیا وجہ ہوئی ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کو سانپ ہی نے کاٹا - اگر حضرت مسیح موعود مفتری تہے تو مولوی رشید احمد صاحب کے لئے اگر سانپ کے ذریعہ موت مقدر تہی تب بھی اللہ تعالےٰ کو دنیا کو فتنہ مین پڑنے سے بچانے کے لئے انہین اس موت سے بچانا چاہیئے تہا مگر یہ کیا ہوا - کہ آسمان سے ایسا امر صادر ہوا جو اسی مفتری (بخیال شان) کی تائید کا باعث ٹہیرا - اسکی وجہ یہی ہے - کہ دراصل وہ راستباز اور خدا کا مرسل ہے اور آسمان اسکی تائید پر جہکا ہوا ہے - بس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے طالبان حق کے لئے -

بیہودہ طور پر مباحثہ کرنا اور بہر بات کے جواب کے لئے قلم اٹھانا سہل ہے لیکن عقلمند وہی ہین جو سچائی کو ضائع نہین کرتے بلکہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہین - مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد اور مرید انکی وفات سے سبق لین اور خدا تعالےٰ کے راستباز کی تکذیب سے باز آئین -

بالآخر مجھے مولوی رشید احمد صاحب کی وفات سے محض اس لئے افسوس ہے کہ انہون نے صادق کا زمانہ پایا اور اس سے فیض حاصل نہ کیا اور پہر یہ افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے جب مین دیکھتا ہون کہ وہ نہ صرف خود محروم رہے بلکہ ان کی وجہ سے بہت سے لوگ حجاب مین پڑے رہے خدا کرے انکی موت ان لوگون کے لئے چشم کشا ہو - آمین -

عبد القیوم کی وفات اور تعزیت

عبد القیوم کی وفات کی خبر الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مین درج کرچکا ہون - اسکے متعلق مجھے کچھہ اور اضافہ کرنے کی حاجت نہین بجز اس کے کہ عبد القیوم کے ساتھہ حکیم الامتہ کو اپنے رنگ مین خاص الفت تہی وہ بات عبد القیوم مین کیا تہی جو حکیم الامتہ کی مزید توجہ اور التفات کا باعث ہوسکتی ہے - ناظرین اس راز سے محض ناواقف ہین -

عبد القیوم ایک عرصہ سے بیمار چلا آتا تہا - بااین جب سے اسنے بولنا سیکھا تو پہلا لفظ جو اس نے خلاف عادت دستور سیکھا وہ اللہ کا لفظ تہا جسنے حکیم الامتہ کو خاص طور پر متوجہ کیا - پہر دوسرا لفظ حی علی الفلاح تہا اس لفظ کو پورے طور پر ادا کرنے کی طاقت نہ تہی اسلئے وہ الفلاح کے پکارا کرتا - اور پہر کچھہ عرصہ تک بیٹھہ کر کچھہ ایسے انداز سے ہلتا اور سانس لیتا جس سے معلوم ہوتا کہ کسی ذکر مین مصروف ہے - غرض یہہ ادائین تہین جو حکیم الامتہ ایسے باپ کے لئے دلفریب تہین - عبد القیوم کے سوا حضرت حکیم الامتہ کی کئی اولادین چہوٹی عمر کی اور بڑی عمر کی بھی فوت ہوئین - انمین سے بعض میری موجودگی مین بھی فوت ہوئین - مینے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حکیم الامتہ نے کبھی کسی قسم کا اضطراب یا بیقراری کا اظہار نہین کی اولاد کی محبت ایک فطرتی محبت ہوتی ہے اور لوگ کہتے ہین کہ بڑہاپے کی اولاد بہت ہی عزیز ہوتی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ حکیم الامتہ نے اپنی ان اولادون کی وفات پر بھی استقلال اور حوصلہ دکھایا ہے جو عام طور پر آپ مین پایا جاتا ہے - جس سے اس قلب کی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اللہ تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھہ کیسی صلح اور مسالمت ہے -

ایسے موقع پر تعزیت کرنا مسنون امر ہے حضرت کریم الملتہ نے مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک بچہ نصیر احمد کے فوت ہوجانے پر تعزیت کا ایک خط لکہا تہا جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اب بھی ویسا ہی قابل قدر ہے اسلئے مین اسے ذیل مین درج کرتا ہون -

وَھُوَ ھٰذا

ایک تعزیت کا خط

ذیل مین ہم ایک تعزیت نامہ درج کرتے ہین جو ہمارے محسن و مخدوم مولانا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے برادر معظم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے عزیز صغیر السن بچہ نصیر احمد کی وفات پر ۵ - جون ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر لکہا ہے اس خط کے اندراج سے جہان ایک طرف ہم اپنی قوم کو رضا بالقضا اور صلح بالقدر کی تعلیم دینا چاہتے ہین دوسری طرف اپنے بداندیش مخالفون کو یہہ دکہانا چاہتے ہین کہ وہ اس خط کو تعصب اور عناد سے خالی ہوکر پڑہین اور سوچین کہ جس قوم کے مدنظر ہر حال مین رضاء الٰہی ہو دنیا اور اسکی عارضی اور فانی تکلیفین اسکے ارادون اور حوصلون کو کیونکر پست کرسکتی ہین ؟ - وہ قوم جو مقادیر الٰہی پر یون اظہار مسرت کرے اور ہر تکلیف اور مصیبت مین سے اپنے لئے شرح صدر کے ساتھہ ایک راحت اور مسرت پیدا کرے غدار دنیا دارون کے منصوبے اور اذیت رسانی کے بدارادے اس پر کب فتح پاسکتے ہین ؟ یقیناً یقیناً جنت کی کلید ہر حال مین ان ہی لوگون کے ہاتہہ مین ہے جو قضاء الٰہی کے ساتھہ پوری مسالمت اور مصالحت کرتے ہین پس کوتاہ اندیش مخالف کے لئے ہر آن ایک نیا جہنم اور نئی مصیبت ہے اور خوش قسمت مومن کے لئے ہر لحظہ ایک نئی زندگی اور نئی جنت ہے مبارک ہے وہ شخص اور وہ قوم جو رضاء الٰہی کے ساتھہ پوری صلح رکہے اور خدا تعالےٰ کے ہر فعل کو اپنے لئے ایک نعمت کا موجب سمجھے - اللہم اجعلنا منہم آمین

اب ہم ذیل مین وہ تعزیت نامہ بلا کم و کاست درج کرتے ہین ہم کو امید ہے کہ یہ خط ہماری زندگی کی ان کٹھن منزلون مین جو مشیت ایزدی سے

سے پیش آجاتی ہین ایک رہبر شفیق کا کام دیگا اور ہم مین سے بہتون کے لئے مفید ثابت ہوگا مولیٰ کریم ہمکو ایسی توفیق عطا فرما کہ زندگی اور موت رنج اور راحت مین تیرے سچے شکر گذار ہون آمین۔ ایڈیٹر

برادرم ! اعمال کی صورتین ہین اگر اخلاص درمیان ہو۔ اگر احتساب ہو یعنی خدا کی رضا اور قدر سے پوری موافقت تو کسقدر غنیمت ہاتھ آئی ایک دنیا دار کو جسے اس قدر زندگی سے سکون اور طمانینت حاصل ہے اور آخرۃ پر جلسہ دیکر بیٹھ رہا ہے یہ باتین تلخ معلوم ہون گی مگر وہ فوت شدہ چیز کے واپس لانے کا کوئی چارہ تو بتائے۔ یا لا کر دکہائے۔ مومن کسقدر نفع مین ہے کہ ولادت و موت دونون شکر و صبر کے وسیلہ سے اُسکی ترقی درجات کا موجب ہین۔

خود ہی دے اور خود ہی لے جاوے اور یہ لے جانا اس کا لاتبدیل قانون ہے جسے عقلاءُ کی عقلین اور حکماء کی حکمتین تحویل نہین کر سکتین پہر ہمارا شکر کرے اور اجر جزیل کا وعدہ دے یہ فضل عظیم نہین تو کیا ہے ؟ قربان جائیے اُس حامد محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جسنے علم و عمل دونون سے دنیا کو رضا بقضا کا درس دیا۔ مکی زندگی مین بھی الحمد للہ آپ کی زبان پر جاری رہا جب مصائب کے پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ رہے ہ اور چارون طرف سے درندے آپ پر مسلط ہ اور پہر مدنی کامیاب زندگی مین بھی وہی ہ جس سے خدا تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھ ہ [illegible] ی صلح اور سلم کی عجیب خوشبو آتی ہے۔ گیارہ بچے بھی آپ کے فوت ہوئے تو کہ آپ ہر رنج مین صبر کا کامل نمونہ ٹہیرین بچون کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئ عندہ باجل مسمی کسقدر صبر۔ مسالمت بالقدر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے ہمارے ہمسایہ مین آج دو مہینے کے قریب ہوئے ایک ہندو مر گیا ہے۔ اُن کے ہان ہر روز سیاپا ہوتا ہے چونکہ میرا مکان بسبب بلندی کے اُنکی ساری حرکات کو مجھ تک پہونچا دیتا ہے مین اون کے شیون اور نوحہ سے اپنے محبوب و مولیٰ سرور عالم و عالمیان علیہ صلوات الرحمن پر درود ارسال کرنے کی عجیب لذت محسوس کرتا ہون۔ مین دیکھتا ہون کہ موت اور زندگی کی مسٹری جس کی گرہ کہولنے مین عقلاءُ دہر کے ناخن بالکل گہس گئے ہین اور ہنوز وہ گرہ ویسی ہی زندہ ہے کیسی صفائی سے اُس مظہر اسرار غیب پر کہلی۔ اولاد کا مرنا نقد نقد خسارہ ہے عرف عام مین اور ظاہر بین نگاہ مین ہے بھی اسی طرح۔ کدورتون اور مصیبتون اور دکھون کا آنا ابنائے دنیا کو کسقدر ناگوار ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قوت خدا کی قدر سے موافقت کرنے کی کس راہ سے ملی ؟ اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کے اوراق کے مطالعہ سے بے حبر اور اس کی نظیر کے واقعات سے ناواقف ہے تو کافی ہے اسکے لئے کہ اسی سورہ فاتحہ کے آغاز مین غور کرے یعنی الحمد للہ رب العلمین مین اسپر پیچ اور پر انقلاب زندگی مین قدم قدم پر کیسے ناگفتنی واقعات پیش آئے اور اس اثنا مین نماز کا وقت بھی آگیا اگر آپ کی روح پر فتوح کو اللہ تعالےٰ سے پوری صلح نہ تہی تو کیونکر آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا الحمد للہ رب العلمین رات دن مین حوادث بھی پڑتے ہی رہے اور ان سب دفعون کی چھ نمازون کے افتتاحی کلمات ہمیشہ گواہی دیتے رہے کہ خدا تعالےٰ کی قاہر ارادون اور حکیمانہ تقدیرون سے طوع دل سے صلح کرنے والا ایک ہی انسان دنیا مین پیدا ہوا ہے قرآن کریم مین خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب بہشتی لوگ بہشت مین جائین گے اور آسے پورا دار السرور پائین گے تب جوش مے الحمد للہ رب العلمین کہین گے اُس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت اور بہر سرور قلب کا اندازہ کیجئے جو شروع ہی مین الحمد للہ رب العلمین بولا۔ اور اس عالم کے گرم و سرد مین ہمیشہ یہی اوس کی زبان پر جاری رہا۔ غرض ان بدنصیب ہندوؤن کے سیاپے سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شقی قوم پر خدا تعالےٰ کی صفات کا راز نہین کہلا اور بیدبے ثمر نے تناسخ کے اصول کی تعلیم سے انہین سخت گھاٹا دیا۔

جب صورت حال یہ ہو تو مین آپ کو مبارکباد دون کہ آپکی طرف سے ان دشوار گذار گھاٹیون کے صاف کرنے کو سپیر یا ہنبز زیلٹن کا ایک فوی فرد آگے گیا اور وہ براہ راست خدا کے ہان پہونچکر آپ کے لئے دست شفاعت اور زبان ضراعت دراز کریگا یا ابنائے جنس کی پیروی کرکے آپ کی تعزیت کرون یا ایک بدبخت منزور اور صلح بالقدر سے جاہل رافضی کی طرح آپکو روتے اور [illegible] کی ترغیب دون خدا تعالےٰ آپ [illegible] کہ اس انعام کو آپ ضایع نہ کرین جو اس [illegible] تقریب پر آپ کو ملنے والا ہے۔ والسلام۔

عاجز عبد الکریم

پروفیسر اموری کا لیکچر زلزلے پر

روانگی لاہور سے پہلے پروفیسر "اموری" مشہور جاپانی ماہر علم زلزلہ نے مقامی اینگلو انڈین معصر کے قایم مقام سے ملاقات کرکے زلزلے کے متعلق بعض مفید خیالات ظاہر کئے تھے۔ جنکا خلاصہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ بڑے زلزلے شاذ و نادر ہوتے ہین نامہ نگار نے پوچھا کہ آپ کی نسبت وثوق کے ساتھ یہ پیشینگوئی کرنے کی خبر مشہور ہے کہ کانگڑہ اور دہرم سالہ کے قرب و جوار مین عرصہ دراز تک بڑے زلزلے نہ آئینگے۔ اور غالباً ایک صدی تک امن رہے گا؟

(جواب) ہان! بالکل اسی طرح ہے۔ لیکن ٹہیک مدت مقرر کرنا ناممکن ہے۔ کہ سو برس یا اکیس بیس برس تک کوئی زلزلہ نہ آئیگا لیکن برخلاف اس کے سائینس کا ایک اصول ہے کہ بڑے زلزلے شاذ و نادر آتے ہین اور کسی مقام پر اُن کا تواتر نہین ہوتا۔ آسام کے زلزلے مین بہت سی لہرین جو رکی ہوئی نہین ٹوٹ گئین اگر اوس قرب و جوار مین کوئی بڑا زلزلہ آتا تو یہ صورت پہلے سے واقع ہو گئی ہوتی۔ اسیطرح ضلع کانگڑہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ وہان بڑا زلزلہ سینکڑون برس سے نہ آیا ہوگا۔ ورنہ پرانے مندرون کو ضرور نقصان پہنچتا۔ یہ بات کہ آسام مین بڑا زلزلہ ۱۸۹۷ء مین آیا تہا۔ ظاہر کرتی ہے کہ اس سال بڑے زلزلے کی کارروائی کا زمانہ کوہستان ہمالیہ کی بیرونی جانب شروع ہوا اور کانگڑہ کا زلزلہ ایک پہلو سے اُس زیر زمین شورش کا سلسلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ بتلانا ممکن ہے کہ آیا زلزلہ کی کارروائی کا زمانہ کانگڑہ والی کی سوزش کے ساتھ ختم ہو گیا ہے یا باقی ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اُسکے ثابت کرنے کیلئے میرے پاس شمار و اعداد نہین ہین۔ ایک بات یہ بہی ہے کہ سخت زلزلے سخت زمین کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور زلزلہ آنے سے وہ کمزوری بالکل رفع ہو جاتی ہے۔ اور اسوجہ سے بڑے زلزلہ کے بعد نہایت محفوظ وہ جگہہ ہو سکتی ہے جہان بہت زیادہ لرزہ محسوس ہوا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تاریخ مین بھی یہ بات لکھی ہوئی نہین ہے۔ کہ کسی ایک مقام پر بعد بڑے زلزلے بغیر طویل وقفہ کے آئے ہون۔ اگر ہمالیہ کے علاقہ مین کوئی زلزلہ آنیوالا ہے تو وہ غالباً اُن دو بڑے زلزلون کے مقامات پر نہین ہوگا جہان اوس کی دست برد زمانہ حال مین ہو چکی ہے اور اس سے زیادہ وثوق کے ساتھ اور کچھ نہین کہا جا سکتا۔ میرے یقین مین اس قرب و جوار مین بڑا زلزلہ نہین آسکتا۔ تا وقتیکہ شورش دار مادہ پہر زمین کے نیچے جمع نہ ہو جاوے اور اُسکے لئے ایک عرصہ دراز درکار ہے

مابعد کے جہٹکے

مابعد کے چہوٹے جہٹکے۔ جو بعد زلزلے آتے رہتے ہین اور جنکو بڑے زلزلے کا بقیہ سمجھنا چاہیے نہایت ضروری بدرقہ ہین کیونکہ اُن کے ذریعہ سے چھیڑا ہوا زمین کا پوست آہستہ آہستہ ایک خاص اعتدال پر آجاتا ہے۔ مابعد کے ہر ایک جہٹکے سے سمجھا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے جو تہوڑی بہت کمزوری باقی رہ گئی ہے وہ بالکل جاتی رہیگی۔ لرزہ گو بظاہر قدرت کے پوشیدہ عجائبات مین سے ہے مگر اُن کا انتظام بالکل سادہ قوانین کے مطابق ہوتا ہے اور انسان کے کامون کی طرح اُن مین پیچیدگی مطلق نہین ہے بشرطیکہ کوئی شخص پوری صحت کے ساتھ بعد کے جہٹکون کی تعداد کا مشاہدہ کرے۔ جو بڑے لرزہ کے بعد ابتدائی چار یا پانچ روز مین آتے ہین تو اُس مشاہدہ سے ہم ریاضی کا ایک معقول اصول نکال سکتے ہین جسکے ذریعہ ہم آیندہ عجائبات قدرت کی بابت پیشگوئی کر سکتے ہین۔

۱۸۹۱ء مین ایک بڑا زلزلہ جاپان مین آیا تہا۔ اور جہٹکون کی تعداد [illegible] جو اندازہ پہلے چند روزون مین کیا گیا [illegible] اسپر اعتبار کرکے مین نے پیشینگوئی کر دی تہی کہ پچہلے جہٹکے غالباً دس سال تک رہینگے اور اُن کی تعداد ۳ ہزار کے قریب ہوگی اور یہ اندازہ بالکل سچا ثابت ہوا۔ مابعد کے جہٹکے جو بالکل غیر مضر ہوتے ہین ایک خاص وقفہ رکہتے ہین اُن کی کیفیت بخار کے مریض سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو اوس کے ٹمپریچر کے نقشہ مین ہر روز دو دفعہ یا تین دفعہ درج کی جاتی ہے جہٹکونکی تواتر اور اُن کی شدت اور خفت سے ہم ایک لہردار خط تیار کر سکتے ہین جس سے اُن کا تواتر قلیل یا کثیر عرصہ مین معلوم ہو جائیگا۔ اسمین اندیشہ کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ جس اثناء مین مابعد کے چند جہٹکے رجسٹر کئے جاتے ہین تم بہت سے جہٹکون کی تعداد دیکھا کیا حاصل

کرتے ہو۔ جنکا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اور یہ صرف اسواسطے ہے کہ تم جھٹکوں کے نقشے میں یک دوسرے لہرا رکھتا کے سرے پر پہونچ گئے ہو۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ کانگڑہ کے زلزلہ کے بعد جو جھٹکے آئے تھے۔ اُن کا صحیح رجسٹر کسی شخص نے تیار نہیں کیا ہے تاہم پیشینگوئی کرنا بالکل قرین قیاس ہے کہ ان جھٹکوں کا تواتر کم از کم ایک سال تک رہیگا۔

مرکزی منطقہ

۴ اپریل کو جو زلزلہ آیا تھا اسکے مرکز کے بارے میں میں نے کوئی خاص اور آخری رائے قائم نہیں کی۔ لیکن جہاں تک حالت پیش کردہ سے اندازہ کر سکتا ہوں وہ ایک منطقہ تھا۔ اور اکیلا نقطہ نہیں تھا۔ یہ منطقہ مغربی جانب سے کانگڑہ اور دہرم سالہ کے درمیان شروع ہوتا ہے اور غالباً جنوب و مشرقی سمت میں قریباً ۱۰۰ سو میل تک پہیلتا ہے۔ اور اس کی رفتار کوہ ہمالیہ کی سمت سے بالکل متوازی ہے۔

لاہور کے ٹاؤن ہال کی حالت

پروفیسر اموری نے کہا۔ مجھکو افسوس ہے کہ میں لاہور کو کچھ روز پہلے نہ دیکھ سکا۔ اسلئے کہ بہت سا نقصان جو زلزلہ سے ہوا تھا۔ اسکی مرمت ہو چکی ہے۔ مجھکو ٹاؤن ہال سے زیادہ دلچسپی ہے۔ کیونکہ اُس عمارت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ محرابیں پھٹ گئیں اور بالا منزل کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن یہ کیفیت ہمیشہ ایسی عمارت کی ہوتی ہے جسکی تعمیر خراب ہوتی ہے۔ دہرمسالہ کے بعض آدمیوں کو خیال ہوا تھا کہ محراب کے نیچے نہایت محفوظ جگہ ہوتی ہے لیکن محراب درحقیقت کمزور جگہ ہے اور یہ کہ محراب کھڑی رہ جاتی ہے درحالیکہ اور اس سے گر پڑتے ہیں ایسا ثابت نہیں کرتی کہ محراب بہت مستحکم ہے۔ بلکہ اُس سے باقی ماندہ حصوں کی کمزوری اور خرابی ظاہر ہوتی ہے اب میں نے لاہور کے ٹاؤن ہال میں دیکھا ہے کہ صرف ... صدمہ سے محفوظ رہ گئی ہیں اور ان میں خفیف شکن آئی ہے لیکن پیش دروازہ کا بڑا حصہ گر گیا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ بالائی حصہ زیادہ وزنی تھا۔ اور سہارنے والی دیواریں برج اور لداؤ کی چھت کا وزن برداشت نہ کر سکیں۔

اخیر میں پروفیسر اموری نے کہا کہ میں نے خیال کر کے حکام لوگوں کو ذہن نشین کر دیا ہے۔ کہ بارگ مکان اور سرکاری عمارتوں کی تعمیر میں زلزلہ کے مقابلہ کا انتظام ضرور کرنا چاہئیے یہ بات لازمی ہے کہ ہندوستان میں وقتاً فوقتاً سخت زلزلے آویں لیکن اگر مناسب احتیاط کے ساتھ کام و ہدایات بالا پر عمل کیا جائیگا تو ممکن ہے کہ زلزلوں کی آمد سے جان و مال کا زیادہ نقصان نہ ہویگا۔

ہمارے مظلوم احمدی بھائی بریلی و شاہجہانپور میں

... معلوم ہوا ہے ... احمدی مسلمانوں کے سوا ... لیکن ... احمدیوں کی ... مسلمانوں کی تو ... ہی نہیں کیجاتی۔ بریلی اور شاہجہانپور سے مجھے خبریں پہنچی ہیں کہ وہاں کے غریب احمدیوں کو بے طرح دکھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ بریلی کے غریب ... حسین صاحب کو تو باہر نکلنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ سو جو طریق ایذادہی کا بریلی کے مسلمانوں کی سمجھ میں آیا اس سے انہوں نے فرق نہیں کیا۔ کیوں ہو اسلام کا مفہوم ان کے نزدیک یہی ہوگا!!!

اسی طرح اب شاہجہانپور کی غریب احمدی جماعت کو دکھ دینے کے منصوبے کئے جاتے ہیں اور انکو اشتعال دلانے کے لئے گندے اشتہار جاری کئے جاتے ہیں مگر وہ بیچارے صبر کرتے ہیں اور اللہ کے حضور ہی اپنی اس تکلیف کو پیش کرتے ہیں۔ اس موقع پر میں اپنے مخلص بھائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کا ذکر کرنے کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں۔ انہوں نے جب سنا کہ بریلی کے مسلمانوں نے بیکس احمدیوں کے گھروں میں سقہ اور بہنگی تک کو روک دیا۔ تو انہوں نے ان کی اس تکلیف سے متاثر ہو کر مجھے لکھا۔ کہ

میں بڑی خوشی کے ساتھ اپنے احمدی بھائیوں کے ہاں سقہ اور بہنگی کا کام کرنے کو طیار ہوں

حقیقت میں جب تک ہم اس درجہ تک اپنے احباب اور بھائیوں کی ضرورتوں اور تکلیفوں کو محسوس نہیں کرتے **قومی روح** پیدا نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالے ایسے مخلص بھائی کو بے انتہا اجر دے۔

بہر حال بریلی اور شاہجہانپور میں خصوصیت کے ساتھ احمدیوں کی تکالیف بڑھ رہی ہیں لیکن احمدی اسپر بھی شکر گذار ہیں وہ جانتے ہیں کہ **برٹش گورنمنٹ** کا مبارک عہد ہے اسلئے وہ ان بے حیائی کی تکالیف سے تو بچے ہوئے ہیں جو کفار مکہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کو دیتے تھے۔ میری رائے میں بریلی اور شاہجہانپور کے احمدیوں کو مناسب طریق پر مقامی حکام کو اپنی تکالیف سے مطلع کر دینا چاہئیے۔ اور صبر کے ساتھ وہ مخالفوں کی زیادتیوں کو برداشت کریں۔ اللہ تعالے خود ہی کوئی راہ پیدا کر دیگا انکی اشتعال آمیز تحریروں پر کوئی نوٹس نہیں۔ خدا تعالے جس جماعت کو بنانا چاہتا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔

مقتدا ... مجھے یقین ہے کہ بریلی اور شاہجہانپور کے مقامی حکام اس غریب اور کمزور جماعت کی تکالیف پر لحاظ فرماوینگے +

عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

لارڈ کرزن صاحب بالقابہ کا عہد حکومت جن خوش آیند امیدوں کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ افسوس ہے اسکا انجام اچھا نہ ہوا۔ خود لارڈ کرزن کو بھی اپنی وایسرائلٹی کا جو لطف آرہا تھا وہ کرکرا ہو گیا۔ پایونیر جیسے مقتدر اور نیم سرکاری اخبار کو لکھنا پڑا کہ اس بات کو ابھی پورا سال نہ گذرا ہوگا کہ موجودہ وایسرائے تمام برٹش پبلک اور وزرا کی نظر میں ہندوستان کے لئے بمنزلہ **قلب یا عضو رئیس** کے سمجھا جاتا تھا اور جس طرح کوئی بت ادہر ادہر پہیرا جاوے اور اس کی وہی خوبی قایم رہے بالکل یہی حیثیت رکھتا تھا اور یہاں تک رسوخ بڑھ گیا تھا کہ اسکے واسطے نیا قاعدہ وضع کرکے اور عہدہ کی میعاد بڑھاکر اسے ہندوستان بہیجا گیا اب بڑا تعجب ہے کہ وہی وزیر اعظم اور انگلستان کے وزرا جو ہر ایک چھوٹی یا بڑی بات انکی رائے کے موافق کرتے تھے اب یہاں تک متغیر ہو گئے ہیں کہ انکی کارروائیوں سے اگر وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جاوے تو کچھ پروا نہیں کرتے "

چنانچہ نتیجہ یہی ہوا۔ لارڈ کرزن کا استعفا منظور ہو گیا۔ نئے وایسرائے لارڈ منٹو صاحب آپ کی جگہ مقرر ہوئے ہیں + لارڈ کرزن اور وزارت ہند کی کل خط و کتابت شائع ہو گئی ہے جو ہر طرح سے قابل دید ہے۔ افسوس لارڈ کرزن کا عہد حکومت بہت سی ایسی باتوں کے لئے یادگار رہیگا جو کسی طرح سے بھی یاد رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔

ضروری التماس چونکہ دلیش اونٹی سبھا دلہوزی نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ تمام ملک ہند میں چرچا کیا جاوے کہ تمام اہل ہند اپنے ہی ملک کی اشیاء استعمال کریں اور غیر ملک کی چھوڑ دیں۔ لہذا جملہ کارخانہ داران کی خدمت میں التماس ہے کہ مہربانی کرکے جو اشیاء اُن کے کارخانوں میں روزانہ استعمال کی بنتی ہوں انکی فہرست سردار میاں سنگھ سکرٹری دلیش اونٹی سبھا دلہوزی کو ترسیل فرماکر اس سبھا کو مشکور فرماویں۔

جملہ صاحبان اڈیٹران اخبار کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عرض کو اپنے اخبار میں درج فرماکر سبھا ہذا کو ممنون و مشکور کریں۔

محمد خان پریذیڈنٹ دلیش اونٹی سبھا دلہوزی

(۱) عام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے

نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

کون ہے؟ جو میری آواز سنتا ہے

بعض اہل الرائے لوگون کے نزدیک ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا اور تکرار کرنا پر لطف نہین رہتا اور اپنے اثر کو زایل کردیتا ہے لیکن ایک اور فریق ہے جو یہ کہتا ہے کہ

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ہست و بس + در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اس دوسرے گروہ کا یہہ بہی خیال ہے کہ ایک ہی بات کا تکرار آخر اثر کئے بغیر نہین رہتا۔ یہانتک کہ ایک موّاج دریا جو ایک پہاڑ سے جا کر ٹکر کہاتا ہے اور پیچھے ہٹ آتا ہے وہ بہی جب بار بار ٹکرین کہاتا ہے تو اپنا راستہ اس سنگلاخ مین بنالیتا ہے۔ پہر انسانی قلوب مین ایک بات کا گہر کرنا کونسی بات ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت چلی آتی ہے کہ وہ تہکتے نہین ہارتے نہین لوگ انکی باتون سے بے اعتنائی ظاہر کرتے انہین بطری اور مجنون کہتے بعض بیوقوف اور سفیہ خود غرض کہہ اٹھتے لیکن وہ ایسے کوہ وقار ہوتے ہین کہ اپنی بات کہے جاتے ہین انکا یہ **استقلال** عزم الامور مین سے ہوتا ہے اور آخر ایک خارق عادت اثر پیدا کرتا ہے۔ پس مین بہی اس **اسوہ حسنہ** کو مد نظر رکہکر کہتا ہون۔

ہر چند اس سے پہلے بہی بارہا عرض کیا گیا لیکن محض اس خیال پر کہ ان تحریرون پر کافی اور پورا نوٹس نہین لیا گیا آیندہ بھی خاموش رہنا بالکل نامناسب ہے۔ کیونکہ قلوب کی مختلف حالتین ہوتی ہین بعض اوقات وہ ایک تحریر پڑہتے یا سنتے ہین اور اس کا کچہہ اثر نہین ہوتا لیکن دوسرے وقت وہ ایسی بیدار حالت مین ہوتے ہین کہ وہی تحریر یا تقریر ایک گہرا اثر کئے بغیر نہین رہتی۔ کیا عجب کہ یہہ مضمون میرے کرمفرما ناظرین بیداری کی حالت مین پڑہین + **الحکم** کے چلانے مین جو مالی مشکلات میری راہ مین آپڑتے ہین وہ بعض اوقات ایسے پشت شکن ہوتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص انہین محسوس بہی نہین کرسکتا + مینے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع ہدیہ ناظرین کیا تہا اکثرون نے اس سے متاثر ہوکر میرے ساتہہ اظہار ہمدردی کیا۔ لیکن اکثر دلون نے اسے ایک معمولی طبع آزمائی کا نتیجہ سمجہا +

آپ بخوبی جانتے ہین کہ **الحکم** کے ذریعہ جو خدمت کا کرنا مقصود رکہا گیا ہے جسقدر فوائد الحکم سے قوم کو پہونچے ہین وہ قوم خود محسوس کرچکی ہے اور اقرار کر چکی ہے لیکن اس کے مقاصد کی اشاعت کا دائرہ اسقدر محدود ہے جو ایک **قومی** اور **مذہبی** اخبار کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے۔ وہ قوم جو **اشاعت حق** کیلئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکہتی ہے۔ جس جوش کی روح انکے اندر خدا تعالے کے ایک **مامور و برگزیدہ** کے انفاس قدسیہ کے ذریعہ آتی ہے اسکے مسلّم قومی آرگن کی اشاعت کا ایک ہزار کے اندر محدود ہوجانا اور اس سے متجاوز نہونا نہایت ہی تعجب خیز امر ہے مین جانتا ہون کہ الہی سلسلون کی ترقی **تدریجی** ہوتی ہے اور انکے ماتحت نشو ونما پانے والے سلسلون کا بہی یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہین ہین کہ ہم ہاتہہ پاؤن توڑ کر بیٹہہ رہین اور اسباب کے حصول کے لئے کچہہ بھی سعی نکرین۔ مین اس امر کا بہی اعتراف کرتا ہون کہ الحکم کی موجودہ اشاعت اسکے اخراجات کی کفیل ہے لیکن اس مین بہی کوئی کلام نہین کہ بعض احباب کا ادائے قیمت کی طرف سے بے پروا ہونا اور اجرا شدہ وی پی پیکٹون کا واپس کرنا اور اسی قسم کے مزید اخراجات پڑنا کافی ہوجاتی ہے اور مطبع کی بعض دوسری مدات پر بھی ہاتھ پہیر جاتی ہے۔

اور پھر بھی آئے دن کسی نہ کسی قسم کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے + ان باتون کے علاوہ ضروری امر ہے کہ اخبار کی **اشاعت بڑہائی** جاوے کیونکہ جسقدر اسکی مالی حالت مستحکم اور اچہی ہوگی اسیقدر وہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہوسکے گا + اس لحاظ سے مین سرپرستان الحکم کیخدمت مین التماس کرتا ہون کہ اس کی ترقی اشاعت کیلئے سعی کرین اگر ہر ایک ضلع کی جماعت الحکم کی ایک ایک سو کاپی اپنے ضلع کے لئے لے لیدم اسکی تعداد کئی ہزار ہوسکتی ہے۔ ہمت اور سعی کیجاوے تو یہ کوئی بڑی بات نہین۔

تاہم مین اسے کسی قدر ناقابل عمل سمجہہ کر ہر خریدار الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ کم از کم مہینے مین ایک خریدار جدید تو الحکم کے لئے بہم پہونچائے + جو لوگ الحکم کی **خدمات** اور اسکے **مفاد** کے دائرہ کو وسیع کرنے کے آرزومند ہین وہ میری اس تحریر پر توجہ کرین گے + مین امید کرتا ہون کہ میری یہ تحریر اپنا اثر بغیر نہ رہیگی۔

اور دراصل یہ سب کچہہ موقوف ہے اللہ تعالے ہی کے فضل اور توفیق پر۔ اسلئے اس سے دعا ہے کہ وہی قلوب کو ادہر متوجہ کرے۔ مین الحکم کی اگلی اشاعت سے **توسیع اشاعت الحکم** کا کالم پہر لکہونگا انشاء اللہ۔ اور ناظرین الحکم کو اس امر کیطرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ اپنی متفقہ سعی سے اسی سال کے آخر تک اور کچہہ نہین تو دو ہزار تک ہی اسکی اشاعت کو بڑہادین

حجت اللہ

حیدرآباد دکن مین مخالفین سلسلہ احمدیہ کے درمیان خطرناک ہل چل مچی ہوئی ہے اسلئے کہ وہ معلوم کر چکے ہین کہ اس سلسلہ کی سچائی عام طور پر پھیل چکی ہے اور لوگون مین عام رجوع پایا جاتا ہے پس وہ اس قبولیت کے روکنے کے لئے ہر طرح ہاتھ پاؤن مارتے ہین مگر وہان کی احمدی جماعت انہین ان کے منصوبون مین کامیاب ہونے نہین دیتی اور ہر قابل جواب تحریر کا جواب شائع کر دیتی ہے مندرجہ بالا مضمون سے ابھی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسکی اشاعت کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی ہے جسکو مین بڑی خوشی سے چھاپ دیتا ہون - ایڈیٹر۔

ایک سچے فیصلے کی تیسری بار درخواست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

اذا تخش عاقبۃ اللیالی + ولم تستحی فاصنع ما تشاء

جب تو انجام کار سے نہ ڈرے اور نہ شرم کرے تو جو تیرا دل چاہے کر

فلا واللہ ما فی العیش خیر + ولا الدنیا اذا ذہب الحیاء

خدا کی قسم جینے میں کچھ مزا نہین جبکہ حیا نہ ہو

اما بعد

آج ایک سال سے یہ حجۃ الجبار میری نظر سے گذرا جس مین مولف نے سراسر تحکم سے کام لیا ہے اور **انوار اللہ** کو اپنی ہرزہ درائی سے ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

کا مصداق ٹھہرایا ہے اور اپنے مونہہ کی پھونک سے نور اللہ کو بجھانا چاہا ہے - انوار اللہ کے مقابل مولف صاحب کا یہ نقرہ انہی کے حسب حال خوب ہے (کہ آفتاب پر خاک اڑانا گویا خود ہی کو خاک مین ملانا ہے) ہم حیران ہین کہ انوار اللہ جیسی کتاب جو ابتداء سے انتہا تک قرآنی دلائل سے مالامال ہے اور جس کا حجم بیس جزو کا ہے - یہ چند ورقی رسالہ جس مین سوائے نقل[3] ایک چٹھی کے کوئی بادلیل بات سوہان کہ جو کہ غبار پریشانی ڈال سکتا ہے - حالانکہ نقل چٹھی مذکورہ کی لغویت اور مرسل کی چالاکی خود مولف رسالہ کی بینہ تاریخ رجسٹری ۱۳- اگست ۱۹۰۶عیسوی مطبوعہ صفحہ ۲ سطر ا حجۃ الجبار اور میعاد محررہ مولوی محمد علی صاحب من ابتداء ۲۷- جون ۱۹۰۶ء الی انتہا ۱۵- اگست ۱۹۰۶ء مطبوعہ حاشیہ صفحہ ۲ سطر ا رسالہ مذکور سے ظاہر ہے کہ ایک ماہ ۱۹ یوم کی میعاد دی گئی تھی - اگر مولف رسالہ کو معلوم نہ ہو تو کسی سے دریافت کرے کہ ۱۳- اگست اور ۱۵- اگست مین کتنا فرق ہے اور حیدرآباد و قادیان مین کتنا فاصلہ - کیا مولف رسالہ حجۃ الجبار نے انوار اللہ کے خلاف پر **حیات** مسیح کا ثبوت دیا ہے - یا **معراج** جسمانی کو حسب زعم خود ثابت کیا ہے - یا **شخصی** دجال کو منوایا ہے یا **مردہ** کے دوبارہ دنیا مین لوٹنے کو ثابت کیا ہے - یا **جنت آدم** کا معقول جواب دیا ہے - کچھہ بھی نہین پھر کس منہ سے اس بابرکت و مدلل کتاب کو "محض لغو و ناقابل التفات" کہتا ہے - ناظرین خدا کے لئے انصاف فرماوین کہ مولف رسالہ جو اپنے کو اہل سنت اور فرقہ احمدیہ کو محدثہ قرار دیتا ہے تو ہم پوچھتے ہین کہ اس سے اس کی کیا مراد ہے اگر یہہ ہے کہ قرآن وحدیث واسوہ حسنہ صحابہ کرام کے **عاملین** کا نام اہل سنت ہے تو چشم ما روشن و دل ما شاد - ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اس فرقہ **احمدیہ** کے مخلصین سے بڑھکر آج کوئی روئے زمین پر ان تینون کا عامل نہین ہے اور حق تو یہ ہے کہ آپ حضرات افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے سچے مصداق بنے ہین کہ **تیس** سے بھی زیادہ آیات سے وفات مسیح ثابت مگر آپ اپنے احبار کی اتباع مین اس کا انکار کرتے ہین - **موت** خضر والیاس وادریس پر قرآن ناطق ہے - مگر آپ ان کے حیات کے مدعی ہین - صحیح بخاری کی روایت موت مسیح بصراحت بتلاتی ہے - مگر آپ اسکے انکاری ہین - حیرت ہے کہ راگ و رنگ کے فدائی خلاف سنت نماز معکوس و نماز ہول وغیرہ کے پڑھنے والے - قبرون کے پاس ڈہولک ستار کے ساتھہ قوالی سننے والے اور اسکو عبادت و ذریعہ نجات اعتقاد رکھنے والے - حبس دم اجرائے قلب - ذکر کی ضرب دل پر لگانیوالے ذکر ارہ کرنے والے - صندل مالی - گور پرستی کرنے والے اور بے سود لوبان و عود شوارع عام پر اپنے مرشد کے گرد جلانے اور جلوانے والے اور عبث پھول و پہنکڑی قبرون پر چڑھانے والے تو اہل سنت کہلائین جو - برعکس نہند نام زنگی کافور کے صحیح مصداق ہین - اور قرآن وحدیث اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے بدعتی اور فرقہ محدثہ - العجب ثم العجب مولف صاحب کا وہ مصرع - برعکس نہند نام زنگی کافور - یہان کیا خوب چسپان ہے - آپکا ارشاد کہ عالیجناب مولانا مولوی الحاج الحافظ محمد انوار اللہ خان صاحب بہادر عم فیضہ کی نسبت بہت گستاخانہ کلمات لکھے ہین - اہل انصاف انصاف کرین کہ انہون نے جیسا کہا ویسا سنا - سچ ہے ؎ دہن خویش بدشنام میالا صائب + کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد + اور ؎

این جہان کوہست و فعل ما ندا

سوے ما آید نداہا را صدا

انوار اللہ مین کئی مقام پر اس کا تذکرہ ہوا ہے آپ یا تو عمداً اس سے اغماض کرتے ہین تا عوام کو اشتعال ک ہو - جیسا کہ آپ حضرات کی عادت شریف ہے - یا **انوار اللہ** کو سرے سے پڑھا ہی نہین - صرف اس کے ضمیمہ پر اکتفا کیا ہے اور بھڑک اٹھے اور مرغ بسمل کی طرح پھڑکنے لگے **بندہ خدا** اگر مردی ہے تو فقط ضمیمہ ہی کا جواب دیجئے والی لکم ذالک الی یوم القیامہ - ہم آپ کے چٹھی کے چھاپ دینے اور اوس کی اشاعت کا شکر بہ تہہ دل سے ادا کرتے ہین - مگر افسوس جس ننگ کے مباہلہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین مین آپ حضرات کو مدعو کیا ہے اس سے آپ نے گریز کرکے ایسے پہلو کو اختیار کیا ہے جس مین چند در چند قباحتین ہین - منجملہ اس کے چٹھی مشتہرہ مشت بعد از جنگ کی صحیح مصداق ہے اور نیز سلسلہ بدعت ہونے کے باعث جو نصوص صریحہ کے بالمقابل مردود ہی قابل التفات نہ سمجھی گئی - اگر فی الحقیقت درخواست چٹھی مذکور نفاق و دروغ بیانی واطراء و تمسخر کی بنیاد پر نہین اور ؎

پارسایان روے در مخلوق

پشت بر قبلہ مے کنند نماز

کی غیر مصداق ہے - تو بسم اللہ آئے اور روبروئے قبلہ حق ہو جائے آپکو اور ہم کو حق جوئی منظور ہے - اور خاص کر ہم کو دلائل قرآن وحدیث وظہور کرامات و تائیدات سماوی بحق مدعی **مسیحیت و مہدویت** سے قطعاً قطعاً ویقیناً یقیناً ثابت ہو چکا ہے کہ **مدعی** اپنے دعوے مین راست باز اور سچا ہے اور ہمارے مقابل آپ کو زبردستی بلا تحقیق اس امر پر اصرار ہے کہ **مدعی** مذکور جھوٹا ہے لہذا اس حق وناحق کے فیصلہ کے لئے اللہ رب العالمین مالک یوم الدین رب عرش عظیم و صاحب بطش شدید و قہار و قدیر و جبار و بصیر کے حضور [illegible] وجلہ البصیر ہم خود حاضر ہین - اور بمقابل آپکے مدعیانہ رنگ مین ہم یہ دعا کرنا چاہتے ہین کہ اے پروردگار اگر مدعی مسیحیت و مہدویت درحقیقت تیری طرف سے مامور ہو کر بھیجا گیا اور راستباز ہے تو فریق مخالف کے سرگروہ پر ذلت کی مار نازل فرما یا اور اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ مخالفین یقین رکھتے ہین تو اوسے فریق مخالف کے سرگروہ کے روبرو وفات دیکر حق اور ناحق کا فیصلہ فرما دے - اس پر فریقین آمین کہین - پھر اسی طرح فریق مخالف کی طرف سے ایک یا جسقدر مجمع ہو دعا کرے - کہ اے پروردگار **میرزا غلام احمد** قادیانی جو مدعی مسیحیت و مہدویت ہے درحقیقت سچا ہے اور ہم ناحق اوس سے دشمنی رکھتے ہین - تو ہمارے سرگروہ کو مدعی مذکور کے روبرو وفات دے - اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہین تو اسے ہمارے سرگروہ کے روبرو وفات دے کہ حق و ناحق کا فیصلہ ظاہر فرما دے - اسپر فریقین آمین کہین - **اس فیصلہ کا انتظار** شعبان ۱۳۲۴ھ کی اوس رات کی صبح تک کیا جائیگا جس کی نسبت مشہور ہے کہ **ارزاق و اموات و حیات** کی چٹھیان ملکوت سے تقسیم ہوتی ہین - مباہلہ سے پیشتر مناسب ہوگا کہ فریق مخالف مدعی مذکور کے دلایل کو اوس کی کتابون سے بخوبی دیکھہ لے تاکہ عند اللہ اتمام حجت ہو اور بعد مطالعہ دلائل عام طور پر اشتہار دیدے جیسا کہ کتاب انوار اللہ کے ضمیمہ مین از سطر ۱۵ صفحہ ۳۴۲ تا سطر ۸ صفحہ ۳۴۳ لکھا گیا ہے اور سرگروہ کا نام بھی خواہ وہ ایک ہو یا کئی بقلم جلی چھاپ دے معتمد صاحب اس سے آپ اور آپکے مرشد کیون گھبراتے ہین کہ یہین بیٹھے بیٹھے بموجب تحریر بالا آپ اور ہم ملکر حق و باطل کا فیصلہ کر لین اور دشمن دین واسلام اور حق پوش باطل کوش کا مونہہ کالا کر دین - جس طرح ہماری درخواست پر آپ نے یہہ چٹھی چھاپ دی ہے اسی طرح ہم بڑی امید کے ساتھہ منتظر ہین کہ ہماری اس دوسری **درخواست** پر ایک عظیم الشان جلسہ فرما کر سب مسلمانون کی خفی بحق آرزو پوری کرین گے اور اپنے برسر حق اور خالص اہل سنت وجماعت ہونے کا اور فریق مخالف کے ضال و گمراہ ہونیکا ثبوت دینگے جس سے **حضرت میرزا غلام احمد قادیانی** کا فتنہ جہان سے اٹھ جائے اور

---

[1] ۱۷- ذی الحجہ الاول ۱۳۲۳ھ شب جمعہ حسب رویا صادقہ غلام رسول - [2] اسماء بینہ مندرجہ رسالہ حجۃ الجبار صفحہ ۱۲ الخ کے تحت بعض ایسے نا واقف اطفال ہین جنہین ابھی تک فرق از ونشیب میسر نہین نہ وہ مباہلہ جانتے اور نہ وجوہ مباحثہ - بعض ایسے حضرات گرامی کا نام درج کیا گیا ہے جنکی دستی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ مشتہرہ چٹھی چھاپنے ہی بالکل بیخبر ہیں

ایک جہان اٰن مویدًا من اللہ کا گرویدہ ہو اور وہ صاحب العلم کہلائے اور ہم بھی اس کے مخلص خادمون مین شریک ہوجائین - تمام قوم گواہ رہے کہ اس طریق فیصلہ کو جو بہت ہی آسان ہے - غالبًا شاہ صاحب اور اون کی ذرّیات ہرگز پسند نہ کرین گی مگر افسوس و حیرت ہے کہ جب آپ لوگ برسرِ حق ہین اور خدا آپ کے ساتھ ہے پھر اس قسم کی دعا سے کیون ڈرتے ہین - کیا ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ

آپ جیسے راست باز اور اسلام کے غم خوارون کو چھوڑ کر **میرزا غلام احمد قادیانی** کا ساتھ دے گا جو بزعم شما دجال کا فر مفتری علی اللہ ہے - ہرگز نہین ہرگز نہین - کیا ایک کاذب - صادق کے روبرو ایسی عزت پا سکتا ہے - کیا کبھی ایسا ہوا بھی ہے کہ حق اور باطل کے مقابلہ کے وقت ایک مفتری دجال کامیاب ہوجائے اور میدان اس کے ہاتھ آئے - اور راست بازون کی عظیم الشان جماعت خائب اور خاسر ہو - پھر ہم کہتے ہین کہ خدا کے لئے بہت ہی جلد اس درخواست کو منظور فرماکر فیتنہ ورحمت مین امتیاز کردیجئے اور خاص و عام کو رات دن کے انتظار مین نہ رکھئے - اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے پہلے ایسے اشخاص کا ظہور جو دین اسلام مین فساد برپا کرنیوالے اور نئی نئی باتین کرنیوالے ہون گے احادیث نبویہ سے بخوبی ثابت ہے - تو یہ ساری باتین آپ حضرات مین بخوبی پائی جاتی ہین - اس لئے کہ اسلام کے خلاف دنیا بھر کے بدعت کا دروازہ آپ لوگون نے عوام پر کھول رکھا ہے اور نئی نئی باتین بول رہے ہین جن کا نام ونشان اسلام مین نہین اور جن کی تشریح کی چندان ضرورت نہین سب پر عیان ہے (عیان راچہ بیان) پیر و مرشد آئے دن جو دین اسلام مین فساد برپا ہو رہا ہے اور نفس اسلام اور قرآن اور مہبط قرآن پر جو جو حملے ہو رہے ہین کیا کبھی آپ نے یا آپ کے کسی ملا مشائخ نے معقول جواب و دندان شکن جواب دینے کی طرف توجہ کی ہے - دیکھئے ترک اسلام[1] اور تہذیب اسلام اور ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابین جو مرتدین و مشرکین کے قلم سے نکلی ہین جو آپ ہی کی تفسیرون سے لیکر اعتراض کئے گئے ہین ان کا یہ جواب تو کچھ نہین کہ یہ فضول و لغو ہین ان کا کیا جواب دیا جائے - جائے انصاف ہے کہ ایک شخص قرآن مجید و نبوت محمدی کا بالکل منکر ہے اور قرآن مجید کو خلاف عقل اور خلاف فطرت کہتا - اور اس کو مجموعۂ افترا در افترا قرار دیتا ہے - اور مہبط وحی فداہ ابی وامی کو نعوذ باللہ کاذب و مفتری علی اللہ کہتا ہے تو کیا اسلامی ہمدردی کا یہی تقاضا ہونا چاہئے - کہ اس کے جواب سے سکوت کرکے ایک طرفہ ڈگری کا موقع دیا جائے - سکوت کی وجہ یہی ہے کہ خصم آپ کے مسلمات پیش کرتا ہے - اور آپ اپنے مسلمات کا جواب بھلا کیا دے سکتے ہین - ہان اگر سماع موتیٰ - اور آمین بالجہر ورفع یدین - یا عرس اور صندل مالی وغیرہا فروعی مسائل ہوتے تو البتہ آپ دیکھتے کہ شاہ صاحب اور مولوی صاحب - اور مشائخ صاحب وغیرہ وغیرہ القاب والے کیسے اچھلتے اور کودتے اور کئی صفحہ کی کتاب لکھ ڈالتے اور عوام مین پکارتے پھرتے وہ وہابی ہوگیا وہ وہابی ہوگیا سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ کام **سلطان القلم** اسد اللہ مامور من اللہ ہی کا ہے جو ایسے حملون کو بے حقیقت کرکے مخالفین اسلام کا منہ کالا اور بند کرتا ہے اور اپنے آقا کیطرح رات دن حمایت اسلام ہی مین لگا ہوا ہے - براہین احمدیہ وغیرہ کتابون کا مطالعہ کرنے والا انسان ہمارے اس سچے بیان پر حلفیہ شہادت دے سکتا ہے - اور اگر نئی نئی باتون سے آپ کی مراد وفات مسیح اور الہام و وحی ہے - تو براہ کرم ان کا رد قرآن اور حدیث سے کیجئے اور اپنی پرانی باتون کا ثبوت دیجئے - انی لکم ذالک الیٰ یوم القیامۃ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی تاویل کے متعلق یہ گذارش ہے کہ مہربانی فرماکر پھر دوبارہ اس بحث کو انوار اللہ مین ملاحظہ فرمائیے کہ جواب باصواب وہان ملے گا آپ صفحہ چار مین خداداد عقل کی توہین کرتے ہین - حالانکہ دین و دنیا کا دار و مدار اسی پر ہے اور قرآن پاک نے اس نعمت عظمیٰ سے فائدہ لینے کیطرف توجہ دلائی ہے اور اس باب مین حضرت اقدس میرزا صاحب کے کلام مین تناقض سمجھنا - آپ کی منطق اور ہمہ دانی بلکہ اردو فہمی کی قلعی کھلنے کی بڑی بھاری دلیل ہے جو شخص یہ کہے کہ حق جوئی کے تین ذریعے ہین - خدا کی کتابین - خداداد عقل - تائید آسمانی - اور یہان ہمارا مقصود تائید آسمانی سے ہے خداداد عقل سے نہین - اس سے اسکی غیر ضرورت عند الضرورت سمجھنا آپ ہی کا حصہ ہے -

[1] آپکے مرشد کے پاس رسالہ ترک اسلام جسین (۱۱۶) اعتراض قرآن مجید پر کئے ہین اس غرض سے بھیجا گیا کہ اسکا جواب شائع کرکے قرآن واسلام کی حمایت فرمائین - کیا آپ نے بھی سنا ہے کہ پیر و مرشد نے کیا جواب دیا - یہی کہ "یہ فضول و لغو ہے"

نیز آپ نے صفحہ ۵ مین دہوکا کھایا ہے - یا عوام کو دہوکہ دہی کی کوشش کی ہے جو علما کی شان کے خلاف ہے **بھائی صاحب** - تائید آسمانی اور چیز ہے اور عمل الترب اور - یہان دعا کے ذریعہ آسمانی تائید کو اپنی طرف جذب کرنا ہے اور وہان ایک عامل معمول پر اثر اپنی نظر کا ڈالتا ہے - یہہ سچ ہے کہ مرض کا ازالہ جس طرح ایک طبیب وڈاکٹر کے علاج اور مسمریزمی طریق سے ہو سکتا ہے اسی طرح ایک مقبول مولیٰ کی دعا سے ممکن الوقوع ہے - تو کیا آپ کے نزدیک یہ تینون کام عند اللہ مساوی الرتبہ ہین اور یہ تینون صادق و راستباز کہلا سکتے ہین - کیا کوئی معالج و مسمریزمی - کافر وکاذب دنیا مین ہے یا نہین - کیا آپ نے کہین مستجاب الدعوات کا فر کو دیکھا ہے خاصکر حق و باطل کے امتحان کے وقت - حق تو یہ ہے کہ آپ کی بے سروپا تقریرین صرف اس غرض کیلئے ہین کہ کسی طرح صدق و کذب کا امتحان سر سے ٹل جائے اور یہ ذلت کا پیالہ کسی نوع پینا نہ پڑے ورنہ ہماری درخواست منظور فرماکر ایک جلسہ دعائی منعقد فرمائیے اور خدا سے سچا فیصلہ طلب کیجئے - تاکہ طالب حق اور جویائے راستی کامیاب ہو - ہمین تو یقین ہے کہ امام وقت مجدد زمان کے بالمقابل آپ کی ساری کوششین بیکار ہین - دعا کرتے کرتے آپ کے ہاتھ شل ہوجائین اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی ناک گھس جائے مگر ہرگز سنی نہ جائے گی - اس **کلیم اللہ** کے مقابلہ مین آپ کا وہی حال ہوگا جیسا کہ **بلعم** کا موسیٰ علیہ السلام کے ہوا - اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ جب تک کسی فریق کو غلبہ نہ ہو - اور دوسرا ہلاک نہ ہو تب تک دونون فریق کے سرگروہ اسی ایک جائے پر رہین - اور اپنی اپنی دعاؤن اور روحی اثرون سے ایک دوسرے پر اثر ڈالین تو عرض ہے کہ یہہ شرط کہان سے

[2] معلوم نہین ہوا کہ آپکا سرگروہ کون ہے اون کا نام لیجئے ہمارا خیال ہے کہ آپکے مرشد واعظ شہر مکہ مسجد اسکے لئے منتخب ہونگے ہم آپکو دوستانہ نصیحت کرتے ہین کہ ہرگز ہرگز ان کو اس اہم کام کیلئے منتخب فرمائین - اس لئے کہ انہون نے اور ان کے ہم خیال علما نے توحید الٰہی کی سخت توہین کی ہے - دجال جیسے ملعون کا ذکر خدا کی صفات مین شریک مانا ہے - اور مارنے جلانے پانی برسانے وغیرہ امور مختصۂ الٰہیہ مین ذات واجب الوجود کا ہمسر قرار دیا ہے - بلکہ آسمان وزمین ومافیہا کو اسکا تابع فرمان بدل وجان تصور کیا ہے پس ایسی صورت مین بجائے اسکے کہ نصرت خدائی و رحمت الٰہی انکی شامل حال ہو غضب الٰہی کی آگ بھڑک اٹھیگی اور اس وقت دنیا کی بھی ہرگز پروا نہ کیجائیگی - کیونکہ قرآن مجید مین ولا یخاف عقبٰھا ہے۔

مستنبط ہوتی ہے - کیا احادیث مین اس کا ذکر ہے نہین ہے تو فضول محض ہے - اور **ترک غذا** کی شرط بالکل نرالی ہے - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کے وقت نصاریٰ نجران کو اس کی ہدایت فرمائی تھی - یہ تو ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ سے ممنوع ہے پس یہ من گھڑت شرط بھی التفات کے قابل نہین - بلکہ محدثات و بدعت تازہ ہے - اس بدعت پر پھر اہل سنت وجماعت ہونے کا دعوے جائے شرم ہے وَمَا جعلناھم جسدًا لا یاکلون الطعام - وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق - وغیرھما نصوص قطعیہ آپ کی ان شرطون کو بالکل مردود و باطل ٹھیراتی ہین - اور افسوس کہ حدیث مذکورہ رسالہ کے محل و موقع کو آپ نے سمجھا ہی نہین ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا این جاست

اور یہان آپ اپنی لکھی ہوئی اس عبارت کو کہ (آنکھین نیچی کرین اور اپنا گریبان جھانکین) اپنے حال سے ملائین - مماثلت کے لئے مغائرت شرط ہے ورنہ عینیت لازم آئیگی پس خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کے نسبت یہہ گذارش ہے کہ سوائے خداوند عالم کے جس کی شان لیس کمثلہٖ شیئٌ ہے تمام مخلوقات مین مماثلت ممکن ہے - اور اصل کے تمام حسن وکمالات مثیل مین پائے جانا ضرور نہین جس کو آپ بھی جانتے ہین اور کتب بلاغت ومعانی وبیان اس بیان سے مملو ہین - پس شریعت حقہ اور احکام قرآنیہ کے سوائے دوسرے کمالات مین مثلاً معجزہ نمائی ومکالمۂ الٰہی وپیش گوئی وغیرہ کمالات مین جو مذاہب حقہ کی روح و روان وبمنزلہ جان کے ہین اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بڑی بھاری علامت ہین اور جس مین حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشک ولاریب مثیل **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** مین وبا این ہمہ **غلام احمد** اگر کبھی آپ نے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کی تعلیم اور سورۂ نور کی آیت استخلاف وغیرہ پر غور کیا ہوتا تو اس مماثلت کے دعوے پر بجائے معاذ اللہ کہنے کے سبحان اللہ وبحمدہ کہتے - کیسی الٹی سمجھ ہے کہ وعدہ الٰہی کے رو سے ایک شخص جانشین مصطفےٰ ہو اور خلیفۃ اللہ کہلائے اور ہدایت خلق کے لئے اللہ تعالےٰ اوسے مبعوث کرے اور اس مین **کمال محمدی** نہ ہو - افسوس آپ لوگون مین نہ تدبر قرآن کا مادہ رہا اور نہ

امام زمان عارف قرآن مسیح دوران کی غلامی اور اس کے پرمعارف کتابون کے مطالعہ کی توفیق ملی جس سے کورے کے کورے کٹ ملا و زاہد خشک ۔ حقایق و معارف قرآنیہ سے بے نصیب رہے ۔ خدا کی ذات ایسے فعل عبث سے بالکلیہ مبرّا ہے کہ کسی کو مامور کرے اور پھر اس مین انوار احمدیہ کا کچھ حصہ نہو ۔ خلیفہ رسول اللہ تو ایک عظیم انشان انسان ہوتا ہے مولانا رومی تو مرشد کامل کو بھی نبی وقت قرار دیتے ہین ۔ وہ فرماتے ہین ؎

ادنبیٔ وقت خویش است ای مرید
تا از و نور نبی آید پدید

یعنے اپنے ہر وقت کا ہر انسان کامل مثیل نبی ہے جب ہی تو اسکو نور نبی کا جامع اور قاسم قرار دیتے ہین اور ایک جگہ فرماتے ہین ؎

نفس از بس مدحہا فرعون شد
کن ذلیل النفس ہوناً لا تسد

(یعنے) پیغمبر ایام خویش
تکیہ کم کن برفن و بر کام خویش

مجدد و اعظم صدی چہاردہم ۔ کاسر صلیب و مشیت سے آپ کو استجاب و انکار کیون ہے ۔ نستعد من ذالک التسد بجل ۔ کیا آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہین کہ مذاہب باطلہ کی طرح دین اسلام بھی ایک مردہ مذہب بن کر رہے ۔ اور کوئی کامل و اکمل فرد اس مین پیدا نہو ۔ جو نبوت قدسی و برکات محمدی و استجابت دعا کا نور اپنے اندر رکھتا ہو اور تمام ادیان ازین جہان تا آن جہان کے سامنے اسلام ہی کو الہام الٰہی و مکالمۂ ربّی و پیش گوئی و دلایل عقلی و نقلی کے ذریعہ زندہ مذہب ثابت کر کے بتلائے ۔

خلاصہ مدعا

اگر ہماری درخواست مباہلہ جو اسی رسالہ کے صفحہ ۴ وسطر ۷ مین درج ہے بے سبب ہی نامنظور کر دی جائے تو للہ تمام مسلمانون کے حال زار پہ رحم فرما کر اتنا تو ضرور کرین کہ ایک مجمع عام فرما کر باشتہار تمام اللہ جل جلالہ کے سامنے ضرور ضرور دعا فرما دین کہ اے پاک پروردگار ۔ تو **کاذب صادق** کا فیصلہ اپنے عرش عظیم سے جاری فرما اور ہم دو مین سے جو تیرے علم مین کاذب ہے اس کو ذلت کی موت نصیب کر تا کہ **کاذب صادق** کے سامنے مرجائے اور یہ بات فریقین کے لئے ایک معیار ہو ۔ جسپر سب حاضرین آمین کہین اور انتظار فیصلہ حق جل و علا اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے ہوئے کرین جیسا کہ **پگٹ** مدعی مسیحیت بمقام لندن اور **مسیح موعود** مقیم قادیان مین

فیصلہ حق کا نمونہ دکھلا رہے ہین ۔

(طالبین حق جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن حماہا اللہ تعالے عن شرور الفتن)

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم ۔ اللّٰھم اھدنا سواء الطریق و اجعل لنا التوفیق خیر رفیق ۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ والسلام علی من اتبع الھدی آمین یا رب العالمین وصلے اللہ تعالے علے سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ۔

ـــــــــــــــ

۱؎ دعا فرمانے سے ایک ہفتہ پہلے مذکورہ دعا چھاپ کر تقسیم بھی فرما دیجائے ۔ یا کسی مشہور اخبار مین چھپوا دیجائے تاکہ ہر مومن اگر وہ کسی عذر سے حاضر جلسہ نہو سکتا ہو تو بجائے خود صادق کا دعاؤن سے بکار حق معین ہو اور انصار اللہ بنے ۱۲ ۔

۲؎ جیسا کہ پیا اور حضرت مرزا صاحب کا نام صراحتہً یاد فرما دین ۔

انگلستان مین اخلاق اور مذہب کا زوال

معزز معاصر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے اپنی تازہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر سا آرٹیکل لکھا ہے جسکو پڑھکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت پر قوی دلائل پیدا ہوتے ہین اپنے ناظرین کی عام واقفیت اور دلچسپی کے لئے اسکو ذیل مین درج کرتا ہون ۔ ایڈیٹر ۔

میری کوریلی کی کتاب "آزاد رائین" حال مین شایع ہوئی ہے اور انگریزی پریس مین اس کی بہت کچھ مخالفت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ عیسائی ممالک کی موجودہ مہذب سوسائٹی کے بعض حالات اس نے کھولکر بیان کر دئے ہین اور آج کل کے مہذب مورخین کی طرح عیبون کا اخفا نہین کیا ۔ دو بڑی باتین جو اس مین بیان کی گئی ہین وہ بدکاری کی کثرت اور مذہب کا زوال ہین اور ان دونون امور مین کتاب کی مصنفہ کے بیان مین کسی کا مبالغہ نہین پایا جاتا ۔ کیونکہ بڑے بڑے لوگون نے اس سے بھی بدتر نقشہ مہذب سوسائٹی کا کھینچا ہے ایک حملہ اس کتاب پر یہہ بھی کیا گیا ہے کہ اسکی طرز تحریر سخت ہے مگر جہان سوسائٹی اپنے بعض عیبونکا اخفا کرنا چاہتی ہو ان کا اظہار ضرور ہے کہ سخت معلوم ہو ۔

انگلستان مین مذہبی عقاید کے زوال کے متعلق پہلے یہ دو سوال کئے گئے ہین کیا تم اس مذہب پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہو جسکے پیرو ہونیکا تم زبانی اقرار کرتے ہو ؟ کیا یہہ سچ نہین کہ تم اس کے ایک لفظ پر بھی ایمان نہین لاتے اور صرف رسم و رواج کے طور پر اسکے پیرو بنے ہوئے ہو ؟ ان سوالون کا جواب دیتے ہوئے عام حالت یون بیان کی گئی ہے ۔

"تم ایمان نہین لاتے مگر رسم و رواج کی خاطر جہوٹا اقرار ایمان لانے کا کرتے ہو ۔ سوچو کہ تم کیا ہو ۔ تم اپنے آپکو نیک اور معزز سمجھتے ہو ۔ مگر واقعات واقعات ہی ہین اور تم ایمان کا دعوٰی کرتے مین کذاب ہو ۔ دن کی صاف روشنی تمپر پڑتی ہے اور تم کو منافق جانتی ہے تم ایک بدبخت انسان ہو جو رسم کی دیوانہ وار تقلید مین خدا کو بھی دہوکا دینے کی نکمی کوشش کر رہے ہو ۔ مرد ہو یا عورت جو کوئی تم ہو جہوٹ بولنے سے شرم کرو ۔ صاف طور پر اقرار کرو کہ تم ایمان نہین لاتے پھر کم از کم اس صاف گوئی کے لئے تمہاری عزت کیجائیگی رسم کیخاطر یہ نہ دکھاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اُس فرقہ کیطرف پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین ۔ اس سے بھی بدتر بیان کی گئی ۔ رسم کی خاطر یہ نہ دکھاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کی طرف ۔ پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین اس سے بھی بدتر بیان کی گئی ہے" یہ بالکل سچ ہے کہ ہمارے اکثر گرجے مسیح کی اصلی تعلیم کے بالکل مخالف پڑے ہوتے ہین اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ہم اپنی روزانہ زندگیون مین ٹھیک اس طرز پر چل رہے ہین جس پر مسیح نہایت سخت الفاظ مین لعنت بھیجتا ۔ عوام کی حالت کو مدنظر رکھکر یہ کہدینا تو آسان ہے کہ لندن کافر ہو رہا ہے لیکن اگر پادریون اور پیشوایان مذہب کو کافر کہا جائے تو یہ بالکل درست ہوگا ۔ ان بڑے بڑے عہدہ دار ان کلیسیا کی حالت پر غور کرو جو جو اس عقیدہ کے ایک لفظ پر بھی ایمان نہین لاتے جسکا اقرار وہ زبانی کرتے ہین اور جو ہر روز مسیح کے ساتھ دہوکا بازی کر کے روپیہ کے وصول کرنے مین یہودا اسکریوطی کا کام کرتے ہین ان دین کے خادمون کی حالت پر غور کرو جو اپنی روزمرہ زندگیون کے ہر ایک لفظ اور فعل مین اہل عیسائیت سے الٹا چل رہے ہین ان جبون والے منافقون کو دیکھو جو دوسرون کو وعظ کرتے ہین مگر خود اسکے ایک لفظ پر بھی عمل کرنیکی کوشش بھی نہین کرتے ان بے ایمان اور دنیا دار پادریون کو دیکھو جو دولتمندون اور لارڈ ونکے گھرون مین ہمیشہ دیکھے جاتے ہین نہایت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اور عمدہ عمدہ کہانے کھاتے ہین اور پھر سوسائٹی کی بدکاریون کا ایسے مزے لیکر ذکر کرتے ہین جیسے کوئی عام رند جو دوسرے کی بیوی کو نیکی کی راہ سے پھیر کر اغوا کرتا ہے ۔ ان کینہ ور سنگدل جھگڑالو چھوٹے چھوٹے گرجاؤن کے پادریون کی حالت پر غور کرو جو اپنے اہل محلہ کو بجائے احسان ادائیگی حقوق ہمسائیگی نیکی اور وحدت کا سبق دینے کے اون کو ایک دوسرے سے لڑواتے ہین ۔ اور کافرون سے بدتر بلکہ خالص وحشیانہ سلوک ان سے کرتے ہین ۔"

اس مین شک نہین کہ کلیسیا ان باتون کے کہنے کو بُرا سمجھتی ہے بلکہ بعض لوگ انکو مبالغہ سمجھتے ہین مگر میرا خیال ہے کہ جو بیحیائی اور بدکاری اس نام کے مقدس دائرہ کے اندر ہوتی ہے اس کا پورا پورا اظہار نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے روزمرہ ہم امریکہ اور انگلستان کی اخبارون مین پادریون کی بدمستی شرابخوری اور زنا کاری کے قصے پڑھتے ہین یہان ہندوستان مین ہی ایک پادری صاحب جو بہیر لکہلانا اور بہیڑئے کا کام کرنا پسند کرتے ہین پکڑے گئے کیونکہ انکے متعلق یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ یتیم لڑکیون سے جو ان کے سپرد تہین بدفعلی کرتے رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ ستر ھوین غریب لڑکی تہی جسکی عفت پر حملہ ہوا ۔ اور اگر پادری صاحب اپنے وحشیانہ جذبات کو سولہ تک ہی محدود رکھتے تو کون انکے تقدس مآب ہونے مین شک کرسکتا تہا ۔ سو یہ کمتر ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ظاہر ہو ۔ انگلستان مین جو ایسے واقعات پبلک ہوئے ہین انکے متعلق میری کوریلی لکہتی ہے کہ جب عام طور پر بدنامی کا سیہ داغ ایک پادری کے دامن پر لگتا ہے تو زیادہ شرم اور مایوسی اور افسوس کا مقام ہوتا ہے ۔ جب ہم ان طبقون مین ان لوگون کے حالات کو دیکھتے ہین تو اکثر ایسے حالات ہمارے دیکھنے مین آتے رہتے ہین جو بجائے زندگی کی پاکیزگی اور چال چلن کی صفائی کا نمونہ دکھلانے کے اپنے آپ کو اور اپنے اعلا مرتبہ کو بدترین سیہ کاریون سے جو جاہل سے جاہل وحشی مین بھی بُری معلوم ہوتی ہین ذلیل کرتے ہین

تو سخت ہی افسوس اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ جنسے یہ امید رکہی جاتی ہے کہ وہ غلط کار انسانونکو سیدہی راہ پر لائین ان کی اپنی یہ حالت ہے - گذشتہ چند سالون مین بہت سے آدمیون کی ایسی مثالین ملتی ہین جو کلیسیا کے عہدہ دارون مین تہے اور جنہون نے عمداً شوخی اور بدمستی سے عزت اور نیکی کے ہر ایک پاک قانون کو توڑا اور ان کی یہہ سیہ کاریان اور بہی سیاہ معلوم ہوتی ہین - جب ہم انکے سفید (چہرون نہین بلکہ) عقاید کو دیکہتے ہین "

روحانیت کی یہ گری ہوئی حالت کیون پیدا ہوئی ہے اسلئے کہ دنیا اور دولت کی محبت بڑہ گئی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جو عیسائی ممالک مین اعلےٰ سے لیکر ادنےٰ تک کو لگی ہوئی ہے یہ بالکل سچ ہے کہ انسان کے دل مین دو معبودون کی محبت نہین ہوسکتی - یا خدا کی پرستش کے لئے جگہ ہوگی اور یا دولت کے دیوتا کی پرستش کیلئے - عیسائی دنیا کی کل توجہ اور عقد ہمت اسوقت دولت کے جمع کرنے اور دنیوی آسایشونکے حصول مین لگی ہوئی ہے چنانچہ کتاب زیر ریویو کی مصنفہ لکہتی ہے " ایک نظر ان منکیرون کی طرف اٹہا کر دیکہو جو خداوند کے خادم کہلاتے ہین اور پرلے درجہ کے خود پرست جہگڑالو اور اسکے تنگ خیال ہین یعنی پوپ اور اسکے بڑے بڑے عہدہ دار یا کنٹربری کا لاٹ پادری - اور اسکے بشپ ڈیکن ڈین اور چہوٹے چہوٹے عہدیدار - یہ لاکہون کے اور یہ امیرانہ ٹہاٹہہ والے اور دنیا کے طلبگار جو یہ کہتے ہین کہ ہم انجیل کی وعظ کرنے کے لئے بلائے گئے ہین ان سے پوچہو کہ تمہارے پاس تمہارے ایمان لانے کی کونسی شہادت ہے - اور کونسی شہادت اس امر کی ہے کہ تم اسی آقا کے پیرو ہو جو عیاشی کو کبہی پسند نہین کرتا تہا اور جسکے پاس سر رکہنے کے لئے بہی جگہ نہ تہی - اور تم عام لوگو! تم کیونکر یہ دعوے کر سکتے ہو کہ تم اس غریب اور معمولی انسان کے پرستار ہو جبکہ تم اپنی زندگی کے ہر ایک فعل سے یہ ثابت کر رہے ہو کہ تم زمین و آسمان کی سب چیزون سے زیادہ دولت سے پیار کرتے ہو اگر تم جو کروڑہا روپیہ کے مالک ہو کبہی دین کے لئے خرچ بہی کرتے ہو تو صرف اسقدر اور اس غرض سے کہ تمہاری شہرت ہو اور تمہارا نام بڑا ہو - کیون تم اتوار کے دن اپنے منافق سرون کو یسوع کے نام کے آگے جہکاتے ہو جو بظاہر ایک بڑھئی کا بیٹا تہا - اور بڑھئی کا کام کرتا تہا - اور حالانکہ تم ایسی تمام کرنے والیون اور مزدوری پیشہ لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکہتے ہو اور جب فقیر تمہارے دروازہ پر آتا ہے تو اسے لات مار کر نکالدیتے ہو "

بدکاری کے پہیل جانیکو عیسائی اور غیر عیسائی سب نے مانا ہے مگر اس کتاب کی مصنفہ اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اسکے بہت ہی زیادہ پہیلجانے پر نہایت افسوس کرتی ہے " مگر تمدن کے دائرہ مین سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ بدکاری کا ارتکاب دن بدن زیادہ کہلے طور پر ہونا شروع ہوگیا ہے - اور معاہدہ نکاح سے نہایت بیحیائی سے لاپروائی دکہائی جاتی ہے اس بارے مین انگریزون کے سب سے اعلےٰ طبقہ کی سوسائٹی سب سے بڑہی ہوئی ہے اور اس زمانہ کی سب سے بری مثالین اس مین ملتی ہین - یورپ یا امریکہ مین جو کچہہ ہی کہ خدا سے دوری اور زندگی کی زندگیان بسر کیجاتی ہون ہمین کہنا پڑتا ہے کہ گریٹ برٹن مین وہ لوگ موجود ہین جو تاریخی طور پر اپنے نامون کی عزت اور اپنی وجاہت کے سبب سے تمام ملک مین مشہور ہین جو اپنے گہر مین اپنی بیویون سے زنا ہوتا ہوا دیکہکر بہی نہایت بزدلی سے خاموشی اختیار کرتے ہین - اور دوسرون کے لڑکون کو اپنے لڑکے تسلیم کرتے ہین حالانکہ انکو خوب علم ہوتا ہے کہ وہ بچے ولدالزنا ہین - ہم نے ایک بڑے ذی رتبہ امیر کا حال سنا ہے جو ایک دوسرے آدمی کی عورت سے زنا کیا کرتا تہا اور جب اس بات کا چرچا عام ہوگیا تو دیوث خاوند نے اس بےحیائی پر پردہ ڈالنے کے عوض ساٹہہ ہزار پونڈ کی رقم قبول کی اور اسی بات پر بالکل خاموشی ہوگئی اور اب وہ دونون فریق اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اس سے بہی زیادہ عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکہے جاتے ہین جیسے کہ وہ پاک اور بےعیب ہونے کی حالت مین دیکہے جاتے اس لیڈی کی تصویر جسکی زناکاری کی قیمت ساٹہہ ہزار پونڈ لی گئی تہی باتصویر تحریرون مین عموماً دیکہی جاتی ہے اور اس کے نیچے یہ موزون الفاظ درج ہوتے ہین کہ وہ عفت اور پاکیزگی کی ایک مجسم تصویر اور سفید کبوتری ہے - اس بیحیائی کے قصے مین اصل ملزمون سے بہی بڑہکر وہ فیشنیبل لوگ قابل الزام ہین جو ان کے اس چال چلن کو معمولی سمجہتے ہین "

اس کے علاوہ اس کتاب مین اور بہت سی چہوٹی چہوٹی بدیون کا ذکر ہے جیسے مہمان نوازی کا مفقود ہونا - گہر کے اندر کی خوشحالی کا زوال - فاخرہ لباس کا جنون - عورتون کا اجرت دیکر اخبارون مین اپنے متعلق یہ شائع کرانا کہ فلان عورت نہایت خوبصورت اور جوان اور دلفریب ہے - اخبارون کی گندہ حالت جو کالمون پر کالم یہی بیان کرنے مین سیاہ کر دیتی ہین کہ فلان ناچ یا عیش کی مجلس مین فلان عورت کا لباس ایسا اعلےٰ اور ایسا چمکیلا اور ایسا دلکش تہا - اور اس نے فلان فلان جواہرات یا زیورات پہنے ہوئے تہے - دولت اور دنیا کی محبت - وغیرہ وغیرہ - مگر مین سمجہتا ہون کہ یہ تمام بدیان انہین دو کے فروع ہین جو مینے ابتداء مین بیان کی ہین - اور اسی لئے ان پر تفصیل سے لکہنے کی کچہہ حاجت نہین - اگر وہ دو عیب دور ہو جاوین یعنی ایمان اور اخلاق کا زوال تو چہوٹے چہوٹے نقص خود ہی دور ہو جائینگے - درحقیقت وہ چیز جس کی اسوقت مذہب سوسائیٹی کو سخت ضرورت ہے وہ خدا تعالےٰ پر پاک اور سادہ اور یقینی ایمان ہے - وہ ایمان جس کی روشنی کی شعاعین ہر ایک ظلمت کو دور کر دین اور دل کو تمام بدخواہشات سے پاک کر دین - وہ ایمان جو زندہ اور طاقتور خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دکہا دے - جب تک اللہ تعالےٰ پر ایمان پیدا نہ ہوگا اور اس پاک ذات سے ایسا مضبوط اور خالص تعلق نہ ہوگا حقیقی پاکیزگی کبہی حاصل نہین ہوسکتی مغربی دنیا کا مذہب رواجاً اوسکو عیسائی مذہب ہی کہہ لو خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنے اور اس کے ساتہہ ایسا تعلق قایم کرنے اور اسکی ایسی محبت اور عظمت دل مین قایم کرنے سے قاصر ہے اور یہی جڑ سب بدکاریون کی رہی ہے دنیا مین دو ہی قسم کی کشش ہے یعنی ایک خدائی اور دوسرے دنیا کی محبت اور آسایش اور روپے کی کشش - عیسائی دنیا اسوقت بکلی اس دوسری کشش کے نیچے آئی ہوئی ہے اور تمام افعال مین اور اقوال مین اور ارادون مین انکے مدنظر دنیا اور دنیا کی آسایش ہی ہے - اسلئے یورپ مین سوسائیٹی کی یہ حالت ہے جس سے خدا کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے اور دنیا کا تعلق دن بدن بڑہ رہا ہے - خدا کا نام اتوار کے دن وعظ مین سننے کے لئے رکہا ہوا ہے اور دل مین خدا کی محبت بالکل نہین کیونکہ دل دنیا کی محبت سے پر ہے اور خدا کی محبت کے لئے اس مین کوئی جگہ خالی نہین -

اگر کوئی یورپ مین طالب حق ہے تو اسے یاد رکہنا چاہئے کہ صرف اسلام ہی وہ پاک مذہب ہے جو دل کو گناہ اور جذبات نفسانی سے آزاد کرتا ہے اور اوس دنیا کی محبت کی آگ پر پانی ڈالتا ہے یہی وہ مذہب ہے جو خدا کی راہ دکہاتا ہے اور انسان کو ان تمام برکات کا وارث بناتا ہے جو پہلے راستبازون کو دی گئین - وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام ہی ایک وہ مذہب ہے جو گناہ سے نجات کا سچا راہ بتاتا ہے اور وہ راہ یہ ہے کہ وہ اپنی عجیب تاثیر والی تعلیم سے اور اللہ تعالےٰ کی ہستی پر خارق عادت نشانون سے اور دعاؤن کی قبولیت سے ذات باری پر وہ پختہ اور یقینی ایمان پیدا کرتا ہے جسکے سامنے بدی کی طاقت کمزور ہو کر نابود ہو جاتی ہے کیونکہ جب انسان اس یقینی ایمان سے جسپر اسلام اوسکو پہونچاتا ہے یہ جانتا ہے کہ خدا ہے جو دل کے بہیدون کو جانتا اور انسان کو اوس کی بدکاری اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر گرفت کر سکتا ہے اور اسکی طاقت کے بالمقابل سب طاقتین ہیچ ہین تو وہ کبہی نہ خفیہ اور نہ ظاہر اسکی خلاف ورزی مین قدم رکہہ سکتا ہے - کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو خدا کے غضب کی آگ اسکو بہسم کر جائے گی - یہ وہ پاک اور مضبوط ایمان ہے جسکی اسوقت یورپ کو بلکہ کل دنیا کو ضرورت ہے اور اس کے سوائے دنیا کی نجات کہین نہین -

---

ہندوستان کا آیندہ وایسرائے - لارڈ منٹو جو بجائے ہز اکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوکر عنقریب تشریف لانیوالے ہین انکی نسبت ناظرین کو یہ معلوم کرکے بہت بڑا اطمینان ہوگا کہ آپ اس نسل سے تعلق رکہتے ہین جس کا ایک شخص پہلے ہی ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور یہ چوتہے لارڈ منٹو ہین جو اب ہندوستان آرہے ہین - پہلے ارل آف منٹو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک ہندوستان مین بعہدہ وایسرائے ممتاز رہ چکے ہین وہ لارڈ منٹو جنہون نے ۱۸۰۸ء مین شاہ ایران اور امیر صاحب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پالیسی کو کام مین لاکر نپولین بوناپارٹ شاہ فرانس کے حملہ سے ہندوستان کو بچالیا تہا - اور جس کے لئے انکا زمانہ وایسرائے ۱۸۰۷ء لغایتہ ۱۸۱۳ء خاص طور پر مشہور ہے - آپ کے جدامجد ہین -

یہی نہین کہ آپ موروثی عہدہ وایسرائے پر ممتاز ہوئے ہین - بلکہ آپ کو ہندوستانی معاملات کا ذاتی تجربہ بہی ہے - چنانچہ ۱۸۷۹ء کی جنگ افغانستان مین آپ شریک رہ چکے ہین - ملکی و فوجی معاملات کے تجربہ کا یہ کافی ثبوت ہے کہ آپ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۶ء تک گورنر جنرل کنیڈا کے ملٹری سکرٹری اور بعد کنیڈا ۱۸۹۵ء مین چیف آف اسٹاف ... اعلیٰ عہدہ پر تعینات تہے

جاپان میں اشاعتِ اسلام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسٹر محمد اسحاق پرنسپل کی ایک جاپانی چٹھی شائع کی گئی تھی اسکے بعد جناب شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔

ان چٹھیوں کو پڑھ کر ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جاپان میں اشاعت اسلام کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ اور چونکہ آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بھی اسطرف مائل ہوئی ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ وہ دن قریب ہیں جو جاپان میں اسلامی سلطنت ہو۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جن ایام میں سلئے حضرت دعا کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور نے حضرت اقدس کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اعلےٰ حضرت کو اسطرف خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا چنانچہ اسوقت جو کچھ آپنے فرمایا تھا اور جسے میں ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء کے الحکم میں شائع کر چکا ہوں۔ مناسب موقع کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے ازدیاد ایمان کی خاطر اس کو پھر ذیل میں درج کر دوں

مسیح موعودؑ اور خدا پر ایمان

۲۷۔ جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جسطرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص مرکز ہو رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرائے آریا دھرم کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مدنظر رکھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تھا۔ حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت اقدس کے مونہہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں اس لئے میں بہتر سمجھتا ہوں کہ وہ مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تھا۔ **ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت** اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے خصوصاً وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایڈیٹر

۲۶۔ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قایم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **فرمایا** ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گو ایسے لوگ اس آیت کے ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قایم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشاء نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کریگا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ان سب سے ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراساں و ترساں رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے اگر تم دوسرے لوگوں کیطرح بنو گے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ان زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

اس تقریر کو پڑھ کر صاف کھل جاتا ہے کہ اعلےٰ حضرت محض کسی شخص کی ذاتی تحریک یا کسی اور مذہبی فرقہ کی تقلید کے طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ آپ اسوقت تک دخل ہی نہیں دیتے جب تک اللہ تعالےٰ کی خفی یا جلی وحی آپ کو متوجہ نہ کرے۔ اسوقت جو اعلےٰ حضرت کو اسطرف توجہ ہوئی ہے۔ اور آپ نے خصوصیت کے ساتھ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جاپان کے لئے ایک کتاب لکھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے۔ حضرت اقدس کی تقریر میں ایک جملہ ہے۔ ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں تو ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے **اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دیگا**، چنانچہ اب جو خبریں خاص جاپان کی شائع ہوئی ہیں وہ نہایت ہی مسرت بخش ہیں انکو پڑھ کر اسلام کی روشنی کے اطراف عالم میں پھیلنے کا خواہشمند تو زالعبد وجد میں آگیا۔

اخبار عام نے ۲۶ اگست ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں اپنے لیڈنگ آرٹکل میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی ہے۔

آجکل کی فالتو خبروں میں ایک خبر خاص وقعدار پائی جاتی ہے جاپان کے اہل قلم اپنی قوم کو مائل کر رہے ہیں کہ دین اسلام کو بہت غور اور توجہ سے مطالعہ کریں۔ انہوں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ فوجی لڑائی کا طریق بزرگان اسلام کی ایجاد ہے اس سے پہلے لڑائی کا طریق اس طرح تھا کہ ایک ادھر سے نکلا ایک ادھر سے اور تعداد میں مل کر میدان میں آتے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر کوشش کرنا اور بجائے منفرد کے مجموعی طاقت سے مقابلہ کرنا اوسکو سراسر اسلامی ایجاد قرار دیتے۔ انہوں نے ذاتی تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ آجکل کے فن جنگ کے بنیادی اصول اسلام سے اخذ کئے ہیں اسی لحاظ سے وہ سمجھے جاتے ہیں کہ اس مذہب کی خوبیوں کی تحقیقات کرنا بہت مفید ہوگا وہ قوم کو ہی اسکا شوق نہیں دلاتے ہیں بلکہ جاپانی گورنمنٹ کو بھی مائل کرتے ہیں کہ اہل جاپان کو اس کے قیمتی مطالعہ کے ضروری وسائل بہم پہنچائے تاکہ اہل جاپان کو اسلام کی اصلی خوبیوں کے معلوم کرنے میں سہولت ہو۔ چین میں بھی بہت مسلمان ہیں اور جاپان میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں۔ عیسائی مذہب کی اہل جاپان نے بخوبی تحقیقات کی ہے لیکن اس سے ان کے مذہب میں فرق نہیں آیا ہے۔ ملکی فوج کے جنرل بوتھ نے جاپان کو عیسائی بنانے کا بیڑا اوٹھایا ہے اس میں کامیابی مشکل ہے بالفعل علمائے جاپان اسلام کے اصلی رازوں سے واقف ہونے کی کوشش کرتے ہیں اون کو اس میں بعض خاص خوبیاں نظر آئی ہیں اس سے شوق تحقیقات، مزید کا چمک اٹھا ہے

یہہ اقتباس حضرت اقدس کی تقریر کے ان فقرات

کی صداقت کو کیسا ظاہر کرتا ہے جو جیسے ابہی جلی قلم سے لکہے ہین جبکہ خود جاپان والون کو اسلام کی تحقیق کا شوق غالب ہوا ہے۔

تو بڑی امید ہوتی ہے کہ کیا عجب جاپان دولت اسلام سے مالامال ہوجائے۔ عام طور پر بہی مسلمانو نے محسوس کیا ہے کہ جاپان مین مسلمان مشنری جانی چاہئین جو وہان جاکر اسلام کی اشاعت کرین مین اس سوال پر بعد مین غور کرون گا۔ فی الحال یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ پولیٹکل پہلو سے بہی جاپان اگر اسلام قبول کرے تو گویا سات کروڑ چینی مسلمانون اور لاکہون دوسرے جزائر کے مسلمانون کا ملکی خلیفہ اور مقتدا بن جائیگا۔ اور یون تمام چین پر انکا رعب اور اقتدار غالب ہوجائیگا۔ چینی مسلمان نہایت بہادر جری اور راستباز ہین اور اس قسم کی سات کروڑ آبادی کا مرجع بن جانا کوئی تہوڑی سی بات نہین ہے۔

اس سوال کو چہوڑ کر اب اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ جاپان مین کون سا اسلام شائع کیا جاوے؟ ناظرین میرے اس جملہ پر شاید چونکے ہون۔ لیکن مین انہین اس امر پر غور کرنے کے لیے منتظر چہوڑ کر انکا حل دوسری اشاعت مین بتاؤنگا۔

تیرہ سوالون کا جواب

مولانا مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور نے تیرہ سوالون کا جواب لکہا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل مین درج کرتا ہون۔ مولانا ممدوح ایک مخلص اور سرگرم صاحب حال احمدی ہین اللہ تعالٰے ہم سب کو ایسا اخلاص عطا فرماوے۔ آمین۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا فتاح
نحمدہٗ ونصلے علٰے رسولہ الکریم

امر اوّل۔ کیا فرماتے ہین علماء راسخین العارفین حق الیقین شرع متین اس بارہ مین جو آیہ شریفہ لکہا ہے کہ ہو اہذا وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اب ختم نبوت کے بعد کسی ایسے نبی کو جو صاحب شریعت ہو خواہ وہ نبی نیا ہو خواہ وہ نبی پُرانا ہو اوس کا آنا کیسا ہے سچ کہو اجر خدا سے پاؤ۔

امر دوم۔ کیا نبی یا رسول کا لفظ کسی دوسرے شخص پر بول سکتے ہین جو مجدد یا محدث ہو یا امام مہدی ہو کیا حکم ہے بموجب قرآن حدیث کے ہو۔

امر سوم کیا وحی کا لفظ عام ہے یا خاص ہے کیا نبی کے سوائے غیر نبی پر بہی بول سکتے ہین یا نہین اسکا کیا ثبوت ہے قرآن کریم سے دو تو اجر خدا سے پاؤ۔

امر چہارم۔ معجزات کے بارہ مین جو ذکر حیات اور ممات کا چلا آتا ہے وہ محکمات ہین یا متشابہات ہین اسکا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہو۔

امر پنجم۔ حضرت عیسٰے امام مہدی آخر الزمان کی شان مین یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آئی ہے كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کیا یہ دونون شخص الگ الگ ہین یا دونون کا ماحصل ایک شخص ہے ثبوت اس کا قرآن کریم ہو۔

امر ششم۔ خسوف اور کسوف اور دیگر نشانات جو اسوقت ظہور کرتے جاتے ہین کیا یہ اتفاقی امر ہین یا کسی مدعی کے دعوے کی دلیل ہین انصاف سے جواب ہو۔

امر ہفتم۔ سورۂ تحریم مین مومنون کو خدا ئیکریم نے مریم اور آسیہ کا خطاب دیا ہے اسکا کیا سبب ہے جبکہ عیسٰے بنی اسرائیلی آنے والا تہا یا احمدی عیسٰے سے غرض ہے انصاف سے جواب دو اجر خدا سے پاؤ۔

امر ہشتم۔ ایمان کی صفت کیا ہے کیا کہلے کہلے نشان دنیا پر دیکہنا ہے یا پوشیدہ غیب پر ایمان لانا ہوتا ہے۔ ایمان سے جواب دو۔

امر نہم۔ قرآن کریم مین پچیس نبیون کا ذکر ہے اور اور توریت مین کچہہ زیادہ نبیون کا بیان مگر حدیث شریف مین ایک لاکہہ چوبیس ہزار نبیون کا ثبوت۔

امر دہم کیا قرآن کریم مین انبیاء ماسبق کے قصہ کہانیان ہین یا ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشینگوئیان ہین قرآن سے جواب دو۔

امر یازدہم۔ اور جب امام مہدی آویگا تو اوس کے دعوے کی کیا دلیل ہے اور اوسکا کونسا زمانہ ہے اور قرآن کریم سے اوسکے زمانہ کا ثبوت کیا ہے۔

امر دوازدہم۔ اور امام مہدی آخر الزمان کی جو لوگ مخالفت کرینگے اون کا انجام کیا ہوگا کیا وہ مومن بہی بنے رہینگے یا کچہہ اور۔

امر سیزدہم۔ اور امام مہدی آخر الزمان کیا کل مذہبون کا فیصلہ کریگا یا سب لوگون کی ہان مین ہان ملاتا پہریگا بینوا توجروا مستفتی خلیفہ عبد الوہاب عفی عنہ

امر اوّل کا جواب۔ حضرت رسول اکرم نے فرمایا ہے میرے پانچ نام ہین محمد احمد ماحی حاشر عاقب یعنے نامجب پیچہے آنے والا وہ شخص میرا نائب ہو اور اب خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہو تو وہ نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہے قدم زمین پر رکہے تو شریعت محمدی کا منسوخ ہونا ضرور لازم ملزوم ہوگا اور آپکو ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا لازم آئیگا۔ اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بہی تو موجود اور بعد قرآن کریم کے حضرت عیسٰے کو اُتار کر کے انجیل پر سب کو عمل کرا کرکے نصاریٰ بنانا ہے کیا حضرت عیسٰے نبی نہین ہین یا صاحب انجیل کتاب نہ تہے یا نبوت باطل ہوجائیگی فہو س۔

امر دوم کا جواب۔ دیکہو قرآن کریم مین نبی اور رسول کا لفظ آیت وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ الخ ترجمہ۔ اور ہم ہی حمل کرنیوالی ہوائین بہیجتے۔ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ترجمہ کہ ہم شیطان کو کافرون پر بہیجتے اور دیکہو حضرت عیسٰے کے شاگردون کو قرآن کریم مین مرسلون کا خطاب خدا نے فرمایا ہے آیت وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ترجمہ۔ اور اونکو اُس بستی کی مثال دیکر سمجہا دے جب اون کے پاس رسول بہیجے جب ہمنے اُن کی طرف دو کو بہیجا اُنکی اُنہون نے تکذیب کی پس ہم نے تیسرے سے مدد کی پس اون سب نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بہیجے گئے ہین اور نبی کا لفظ نبا سے نکلا ہے دیکہو آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ پس دیکہو نبا سے نبی بنا ہے اور خدا اپنے کامل بندون کو غیب کی خبرین دیتا ہے اس سبب سے وہ نبی رسول کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہین دیکہو حدیث مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْاَنْبِيَاءِ عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اس سے بہی نبی کا لفظ عام بہی ہے خاص بہی ہے مگر ملا ثناء اللہ کی بات تو مثل اونٹ کے گوز کی ہے نہ زمین کی ہے نہ آسمان کی۔ افسوس صد افسوس افسوس۔

امر سوم کا جواب۔ دیکہو لفظ وحی غیر نبی پر بہی خدا نے فرمایا ہے آیت وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى یعنے ہم نے موسیٰ کی ماں پر وحی نازل کی آیت وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ یعنے اور تیرے رب نے شہد کی مکہیون پر وحی بہیجی اور دیگر آیت وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اور جب حواریون پر وحی کی آیت شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ ترجمہ شیطان آدمیون کے اور جنون کے وحی ڈالتے ہین آیت وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔

امر چہارم کا جواب۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ فوت شدہ انسان دوبارہ دنیا مین نہیں آیا کرتے اور نہ اُسکی کوئی نظیر قایم ہے دیکہو آیات مندرجہ ذیل فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ یعنے جسپر موت وارد ہوگئی خدا تعالٰے اُسے دنیا مین آنے سے روک دیتا ہے۔ (۲) وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ یعنے قریہ جسکو ہم نے ہلاک کردیا یعنے حقیقی موت اسپر وارد ہوگئی اون کا دنیا مین دوبارہ آنا حرام ہے۔ دیکہو حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۚ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۚ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ یعنے جب کافرون مین سے ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجکو پہر دنیا مین بہیجدے کہ مین نیک عمل کرون اور تدارک مافات مجہسے ہوسکے تو اوسکو کہا جاتا ہے کہ یہ ہرگز نہین ہوگا یہہ صرف اوسکا قول ہے یعنے خدا تعالٰے کی طرف سے ابتدا سے کوئی بہی وعدہ نہین کہ مردہ کو پہر دنیا مین بہیجے اور پہر آگے فرمایا کہ جو لوگ مرچکے ہین اُن مین اور دنیا مین ایک پردہ ہے جسکی وجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہین کرسکتے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ یعنے پہر تم قیامت کے دن ہی قبرون سے اوٹہائے جاؤگے۔ وَمَا هُمْ بِمُخْرَجِيْنَ یعنی وہ اس سے نکالے نہین جائینگے اور دیکہو حدیث مشکٰوۃ رواہ الترمذی یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجکو ملے اور فرمایا اے جابر کیا سبب ہے کہ مین تجہے غمناک دیکہتا ہون مین نے کہا یا رسول اللہ صلعم میرا باپ شہید ہوگیا اور میرے سر پر عیال اور قرض کا بوجہہ چہوڑ گیا آپنے فرمایا کہ مین تجہے اسبات کی خوشخبری دون جسطور سے اللہ جل شانہ تیرے باپ سے ملا۔ مین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ مجہے بتلائیے تو آپنے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کسی کے ساتہہ بغیر حجاب بات نہین کرتا ہے مگر تیرے باپ کو اوسنے زندہ کیا اور بالمواجہ گفتگو کی اور کوئی درمیان حجاب نہ تہا اور پہر اوسنے تیرے باپ کو کہا اے میرے بندے کچہہ مجہہ سے مانگ کہ مین تجہے دونگا تب تیرے باپ نے عرض کی کہ اے میرے رب مجہکو زندہ کرکے پہر دنیا مین بہیجدے تا تیری راہ مین دوبارہ دنیا مین شہید کیا جاؤن تب اللہ تبارک تعالٰے نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوگا کیونکہ مین ابدی طور پر عہد کرچکا ہون کہ جو لوگ فوت ہوجائین پہر وہ دنیا مین بہیجے نہین جائینگے انتہٰی۔ لَا يَرْجِعُوْنَ قرآن کریم کی آیت ہے آیات محکمات هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ یعنی آیات محکمات کبہی بہی نہین بدلتا ہے مگر متشابہات

...ارادہ سے نہ آوین۔ الراقم اکبر شاہ خان ہیڈ مولوی انگریزی سکول نجیب آباد ضلع بجنور۔

بدلتے رہتے ہیں اور یہی قانون قدرت ہمیشہ کا ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۵ ب ۸۲ اب اسکے بعد جو اختلاف ڈالتا ہے وہ جانے -

امر پنجم کا جواب - حدیث میں فیکم واما مکم منکم میں واؤ عاطفہ ہے ابن مریم مضاف مضاف الیہ ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اور اسکی تفسیر قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے - ہو انہا تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ آیا الکتاب مضاف ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اب اس سے تو صاف ثابت ہوگیا دونوں کا ماحصل ایک شخص ہے اور اس کی صداقت کی گواہی آل عمران اور سورہ تحریم نے بھی دیدی ہے اور یہ شعر الہامی نعمت اللہ ولی کا جو دہلی کے گرد و نواح کے ہیں ؎

مہدی وقت و عیسٰے دوران
ہر دو را شہسوارے بینم

یہہ شعر رسالہ اربعین سے نقل کیا گیا ہے -

امر ششم کا جواب - اگر یہہ خسوف کسوف اور دیگر نشانات اتفاقی امر ہیں اور کسی مدعی کے دعوے کی دلیل نہیں ہیں تب تو یہ دین بھی روز مرہ کی طرح مردہ ہے کیونکہ اسکے نشان بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور آگے کو کچھ باقی نہیں رہا ہے قصور ہے ہمارے علماء پر جو تمام قرآن اور حدیث میں نشان بھرے ہیں اور وہ ظہور ہی کرتے جاتے ہیں علما اسرے سے پانی سب پہ پھیرتے جاتے ہیں -

امر ہفتم کا جواب - آل عمران اور سورہ تحریم میں خطاب امن کو مریم کا دیا گیا ہے اسکی کیا وجہ ہے جو اسرائیلی عیسیٰ تو آسمان سے اتارا جائے اور ختم نبوت کی مہر کو توڑا جائے اور حضرت ابراہیمی ورثہ جو حضرت اسحاق کو ملا تھا اور باقی ورثہ حضرت اسمعیل کا جو رسول اکرم کو ملا تھا وہ ورثہ مسلمانوں کو خدا سے مانگنے کے واسطے نماز میں درود شریف کی تعلیم فرمائی گئی ہے کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ اور كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ یعنے جیسے انبیاء حضرت اسحاق کی نسل میں ہوئے حضرت عیسٰی پر آکر سلسلہ ختم ہوا ویسا ہی حضرت اسمعیل سے سلسلہ شروع ہوکر محمدی مسیح پر جاکر سلسلہ ختم ہو ذرا غور کرکے دیکھو دین محمدی کے دشمن مت بنو اس امت کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وَكُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے خیر امت تو بنے مگر ورثہ دوسرا لیجائے - افسوس -

امر ہشتم کا جواب - ایمان بالغیب کی صفت میں آیا ہے الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یعنے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آیت إِنَّ الَّذِينَ

قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

ترجمہ - جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اسپر قایم رہے انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو نہ غم کہاؤ اور اس جنت کی خوشخبری لو جسکا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رائی کے دانہ کی برابر جسکا ایمان ہوگا وہ کرامات دکہائیگا اور ایسا ہی انجیل میں بھی ہے دیکھو انجیل مرقس ۱۶ اور لوقا ۱۷ اب ہر ایک شخص کو لازم ہے اس معیار پر پہلے اپنے ایمان کو پرکہنا چاہئے تب دوسرے کو کافر کہنا چاہئے مگر اپنے ایمان کی تو کچھ خبر بھی نہیں ہے مگر دوسروں پر جلد فتوے طیار کرکے کافر بنا دیا کیا اس سے پہلے اولیاء اللہ کے مقابل میں علما نے ٹھوکر نہیں کہائی ہے افسوس صد افسوس اور جن اماموں کو تم مانتے ہو ان کی سوانح کو تو دیکھ لیا ہوتا جلد بازی کرنے سے

امر نہم کا جواب - اور خدا نے فرمایا کوئی ملک ایسا باقی نہیں جس میں کو مصلح الدین ہمنے نہیں بھیجا ہو آیت وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ یعنے اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں نذیر نہیں ہو گذرا اور ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر حدیث میں ہے اور ویسا ہی نور کی حدیث میں آیا کہ آپکی پیشانی سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار قطرہ گرے جس سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیا پیدا ہوئے اب دین کا ظل ہی تو اس امت مرحومہ میں سے ہونا چاہیئے تھا اور آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ یعنی اور نہیں بھیجا ہمنے تمکو مگر واسطے تمام عالموں کی رحمت کے اور اب سچوں کو سچائی اور جہوٹوں کو لعنت کا طوق نہ ملے اور سچ اور جہوٹ میں فرق نہ کیا جائے تو رحمت عالم کہاں سے ثابت ہونگے اور قومیں اپنے مذہب کو مت کہتے ہیں اور اس . . . . امت کو ام کا خطاب ملا ہے اب اس کو چاہئے شل بچوں کے صادق کے سر پر صداقت کا تاج عطا کرے تب تو خیر الامم کے لقب سے ملقب ہو

امر دہم کا جواب - اب دیکھو قرآن کریم قصہ کہنے والوں کو کیا کہتا ہے آیت يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۲۵ یعنے منکر کہتے ہیں کہ یہہ تو محض پہلوں کے قصے ہیں اور اس آیت کے مثل آیت قرآن کریم میں سات یا آٹھہ مقام پر ہے اب جو شخص قرآن کریم کے قصوں کو قصہ کہے تو وہ شخص کافر بنتا ہے کیونکہ جب قرآن کریم کے کیونکہ وہ تو ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشنگوئیاں ہیں اور پیشین گوئیوں کو قصہ کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے افسوس صد افسوس جلد بازوں پر جو آگا پیچھا نہیں دیکھتا ہے -

امر یازدہم کا جواب - مہدی کا لفظ مہد سے مشتق ہے اور مدعی موعود کے دعوے کی دلیل موجود ہے دیکھو آیت وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۵ ب ۲۷ یعنے اور زمین کو ہمنے فرش بنایا پس ہم کیا اچھا مہد بنانے والے ہیں + اب دیکھو خدا نے ریل کا کیسا فرش بچھا دیا ہے دیگر آیت الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ب ۲۵ یعنے جسنے تمہارے واسطے زمین کو گہوارہ بنادیا اور اس میں تمہارے واسطے راستے بنادئے تاکہ تم راستے معلوم کرو اور اونٹ اور اونٹنیاں معطل ہو جائیں اور چاند اور سورج کا رمضان میں گہن ہونا اسکے صداقت کی گواہ ہے اور اسم بامسمی کے ساتھ ظہور کرتا جاتا ہے -

امر دوازدہم کا جواب - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعرف امام زمانہ فقد مات ميتة الجاهلية یعنے جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مرگیا افسوس لوگ منہاج نبوت کو بھی نہیں جانتے ہیں -

امر سیزدہم کا جواب - یہہ جب قرآن کریم کے حمار اسفار بن جائیں گے تو پھر وہ کسکی تقلید کریگا پھر یگا وہ تو حاکم عادل ہوکر آئیگا اور حنیف کے لقب سے ملقب ہوکر قرآن کریم کے مطابق فیصلہ اپنی عدالت سے دیگا دیکھو آیت مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ب ۲۸ یعنی جن لوگوں کو توراۃ اوٹھوائی گئی پھر اونہوں نے اسکو نہیں اوٹھایا وہ اوس گدھے کے مانند ہیں جو کتابیں اٹھاتا ہے دیکھو حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ہے لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ - ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اوس کی جسکے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اتریگا تم میں عیسیٰ بیٹا مریم کا حاکم عادل ہوکر توڑیگا صلیب کو اور قتل کرے گا سور کو اور موقوف کر دیگا لڑائی کو اور علما نے خنزیر کو استعارہ میں خنزیر صفت انسان سے مراد لی ہے جو ہر ایک قوم اور مذہب میں ملے جلے چلے آتے ہیں سو حضرت اقدس بھی اون سبکو قتل کرتے جاتے ہیں اور صادقوں کے سر پہ صداقت تاج بھی رکھتے ہیں -

راقم احقر غلام امام احمدی عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود ساکن شاہجہانپوری ۳ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق جمادی الاول ۱۳۲۳ھ عفی عنہ -

طبیبِ حاذق

لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ماتقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہوکر دکہہ اٹھا رہے ہیں - اور اسیطرح یہہ کہ اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے + ہمنے حضرت حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب کے تجربات کی بنا پر **شفاخانہ فضل رحمانی** کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہنچانا چاہا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شایع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تھا - اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ طبیب حاذق نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شایع کیا جائیگا جسکا حجم فی الحال دو جز ماہوار ہوگا - ۱۶ صفحوں میں مستقل طور پر **حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب** کے بیش قیمت تجربات ہمیشہ شایع ہوتے رہیں گے - اور ۱۲ صفحوں میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچہہ لکھنا بے سود ہے - خود رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا - کہ وہ کسقدر مفید اور سہل ہیں - **مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مجربات سلسلہ** وار ہوں گے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہوگئے ہیں - ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے - یہہ رسالہ اردو خوان دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی - یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا - قیمت سالانہ عہ مع محصول ہوگی -

تمام

درخواستیں منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۱۵ ستمبر تک رسالہ شایع ہو جائیگا -

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت بسبب اعدا یون تو عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین ناساز چلی آتی ہے مگر پچھلے دنون زلزلے سے پہلے **کثرت پیشاب** کیوجہ سے آپ پر شدید حملہ ہوا تہا۔ اس حملہ مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤن نے اعجاز مسیحائی دکہایا اور آپ کو صحت ہو گئی لیکن کچہہ نہ کچہہ اثر اسکا چلا جاتا تہا۔ جو ہفتہ زیر اشاعت مین بہت خطرناک صورت مین نمودار ہؤا۔ وہ یہہ کہ حضرت مخدوم الملتہ کی پیٹہہ پر بین الکتفین ایک چہوٹی سی پہنسی نمودار ہوئی جسکو انہون نے ایک معمولی پہنسی سمجہا۔ لیکن جب اسکا زور بڑہتا ہؤا معلوم ہؤا تو مخدومی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے (جو تین مہینہ کی چہٹی لے کر آئے ہوئے ہین) اسے چیرا اور یہہ پہنسی سرطان تشخیص ہوئی جس روز اس پہوڑے کو چیرا گیا اسی روز مولوی صاحب ڈاڑہ کے درد شدید مین بہی مبتلا تہے صبح کو اسے نکالا گیا اور شام کو اس پہوڑے کو چیرا دیا گیا۔ اسکی تکلیف سے درد اور کرب کی وجہ سے مولوی صاحب رات بہر آرام نہ کر سکے اور پیٹہہ پر ورم ہو گیا مگر اللہ تعالے نے فضل کیا اور وہ ورم کم ہو گیا۔ لیکن پہر اس مواد ردیہ اور سمیہ کے باعث جو پہوڑے کے اندر تہا اور حرام مغز پر واقع ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف اور اضطراب رہا اور اسکے ساتہہ ہی بخار ہو گیا۔ بخار اسقدر شدید تہا کہ کچہہ کہا نہین جا سکتا۔ اب خدا تعالے کے فضل سے آرام ہے اور طبیعت رو بصحت ہے یہہ تو بیماری کے معمولی حالات ہین۔ لیکن اس بیماری کے متعلق بیان کرنے کے قابل بعض اور ضروری امور ہین جنہون نے ہم لوگون کو جو یہان قادیان مین موجود ہین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایک لذیذ اور جدید ایمان عطا کیا۔ اور خود حضرت مخدوم الملتہ کی وقعت کو ہمارے دلون مین مستحکم کر دیا۔

حضرت **خلیفۃ اللہ** کے لئے اس دن سے کہ مولوی صاحب پر عمل جراحی کیا گیا رات کا سونا قریبًا حرام ہو گیا بادصفیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کیوجہ سے حضرت اقدس کو تکلیف تہی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت تہی لیکن یہہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے **دعاؤن مین** لگا رہا۔ اور سچ مچ اسکا مصداق ثابت ہؤا۔

چہ دستہا کہ نماید بروز کشتی و جنگ
باین امید کہ نفسے مگر رہا باشد
ہمین ہست طائفہ برگزیدگان خدا
ہمین علامت شان از خدا نما باشد
بجنگ و حرب گذارند ہر دمے کہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد
بخیر و عافیت بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشان بصد عنا باشد

یہہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص مین نہین ہو سکتا۔ خدا تعالے کے برگزیدہ بندون اور مامورون کی ہی یہہ شان ہے کہ اپنی تکالیف کو بہی دوسرون کی تکالیف کے مقابلہ مین بہول جاتے ہین اور نہ صرف بہول جاتے بلکہ قریب بہ موت پہونچ جاتے ہین۔ لیکن ہان ان کے دلمین کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اس بندہ کی عظمت اور وقعت کو بہی ظاہر کرتا ہے + حضرت اقدس نصف شب سے آخر شب تک دعاؤن مین مصروف رہے اور اس اثنا مین مولوی صاحب ممدوح کے دروازہ پر آکر حال بہی پوچہا ساری دنیا سوتی تہی مگر یہ خدا کا جری جاگتا تہا اپنے لئے نہین اپنی اولاد کے لئے نہین اپنے کسی ذاتی مقصد اور غرض کے لئے نہین **صرف اس لئے کہ تا رحیم و کریم مولی کے حضور اپنے ایک مخلص کی شفا کے لئے دعا کرے۔**

معزز ناظرین! مین سچ کہتا ہون اور خدا تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ خدا کے برگزیدہ رسول کا یہہ اضطراب اور قلق اپنے ایک خادم کے لئے ان ساری تکلیفون۔ اور مصائب کا انعام ہو سکتا ہے جو اس کے دامن پکڑنے پر آئین اگر آئین۔ ماں باپ مین ایک ہمدردی ہوتی ہے اور کچہہ شک نہین وہ ذاتی ہوتی ہے لیکن یہ ایثار اور یہہ **محبت** جو خدا کے رسول اپنے مخلص خدام کے لئے ظاہر کرتے ہین اسکی نظیر دنیا کے کسی **ماں باپ** کی زندگی مین بہی نہین مل سکتی اور ہرگز نہین مل سکتی۔

کیا یہ امر اس کی سچائی پر ایک وجدانی دلیل نہین؟ گہر کے اندر اسے کون دیکہتا ہے لیکن اس کی اندرونی اور بیرونی زندگی ایک ہی قسم کی واقع ہوئی ہے جو اس کی راستبازی اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ اور سب سے بڑہ کر جو بات اس طرز زندگی سے معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ آپ کو **خدا تعالی کی ہستی اور اسکے تصرفات پر کس قدر یقین اور ناز ہے اور دعا اور اسکے خارق عادت تاثیرون پر کیسی بصیرت ہے۔**

یہہ یقین اور بصیرۃ بجز ایسی حالت کے کہ اللہ تعالے سے ہمکلام ہو کر خود اسکی آواز انسان نہ سن لے پیدا ہی نہین ہو سکتی + ورنہ وہ کیا بات ہے جو دس دس بارہ بارہ گہنٹون تک متواتر دعا کرتے ہوئے بہی انکو تہکا نہین سکتی۔ انسان ایک دعا کے لئے ہاتہہ اٹہاتا چند منٹ کے بعد تہک جاتا اور اسے الفاظ نہین ملتے آخر رہ جاتا ہے مگر خدا تعالے کے حضور انکے لئے وہ کیا جذب اور مقناطیس ہے جو یہہ ایسا سلسلہ سخن دراز کرتے ہین کہ ختم ہونے مین نہین آتا۔ بیماری ضعف نقاہت کوئی اور امر انکو تہکاتا نہین الفاظ کی کمی انکو پست حوصلہ نہین کر سکتی! وہ جذب اور مقناطیس بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے پر زندہ ایمان اور لذیذ ایمان ہوتا ہے دوسرون کی طرح اللہ تعالی کو خیالی اور سماعی طور پر نہین مانتے بلکہ اس کو دیکہتے اور اس سے کلام کرتے اور جواب پاتے اس کی قدرتون کا مشاہدہ کرتے اور اس کے وراء الورا حسن اور احسان کیوجہ سے اسکی طرف کہچے جاتے اور اس کے حضور ہی لذت پاتے ہین۔

مین یقینًا جانتا ہون کہ جو لوگ اس امر پر غور کرینگے۔ کہ اتنی لمبی لمبی دعائین پہر ایک دن نہین ہر روز ایک شخص کرتا ہے اگر وہ اپنی دعاؤن کی **قبولیت** پر ... اطمینان اور خدا تعالے کے ساتہہ وفادارانہ تعلق نہین رکہتا تو اسے ایسی توفیق ہی کیونکر مل سکتی ہے اپنی دعاؤن پر قیاس کرو کہ وہ کتنی لمبی ہو سکتی ہین اور پہر اسپر غور کرو۔

غرض

حضرت کئی رات بالکل نہین سوئے۔ جس سے طبیعت گو بہت مضمحل ہو گئی مگر اس اضمحلال نے آپ کو تہکایا نہین۔ ایک دن فرماتے تہے۔ کہ مین نے بہت دعا کی ہے اسقدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر مبرم نہین تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔ پہر فرمایا کہ مین اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ کبہی اس قسم کا **اضطراب اور فکر** مینے اپنی **اولاد** کے لئے بہی نہین کیا نہ خود دعاؤن مین مصروف رہے بلکہ دوسرے خدام کو بہی خاص طور پر دعاؤن کے لئے تاکید فرماتے رہے یہانتک کہ رات کو بعض خدام کو بلا کر کہا کہ تم **ساری رات** دعائین کرو۔ اور اسطرح پر اپنے بہائی کی مدد کرو۔ مین الفاظ نہین لا سکتا جو اس نقشہ کو دکہاؤن اور کیونکر دکہاؤن مصور کا قلم بہی دکہا نہین سکتا۔ کہ آپ **دعاؤن کی قبولیت** پر کیسا ایمان رکہتے ہین اور اس کو کیسی اکسیر اپنے تجربہ سے مانتے ہین۔

فرمایا مینے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کیلئے ہی سو جاؤن مگر مین جانتا ہی نہین کہ نیند کہان چلی گئی۔ یہہ باتین آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائین بعض خدام نے عرض کی کہ حضور اسوقت جا کر آرام کر لین۔ فرمایا یہ اپنے اختیار مین تو نہین مین کیونکر آرام کر سکتا ہون جب کہ میرے دروازہ پر ہائے ہائے کی آواز آتی ہے مین تو اس **قلق اور کرب** کو جو مولوی صاحب کو ہوا دیکہہ بہی نہین سکتا (اللہ رے رقت قلب ایڈیٹر) اسلئے مین اوپر نہین گیا۔" پہر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اس کے متعلق مناسب ہدایتین فرماتے رہے اور تپ کے علاج کیطرف بہی توجہ دلائی۔ فرمایا کہ مین کونین اور کافور بہیجتا ہون وہ بہی دو تاکہ بخار رک جاوے۔

غرض

آپ کو بہت درد اور کرب ہے مین یقینًا کہتا ہون کہ حضرت **مخدوم الملتہ** کو تو جو درد اور تکلیف ہے وہ ہے ہی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کو اس سے کہین زیادہ اور کہین بڑہ کر اسکا درد ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آپ نے فرمایا ہے کہ دین ہو نہین سکتی **جب تک دوسرے کے درد اور دکہہ کو مین اپنے پر نہ لے لون۔** وہ نظارہ اب دیکہا گیا ہے۔

ان ایام مین جو رویا اور الہامات ہوئے وہ مین اس مضمون کے آخر مین درج کرونگا اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود مخدوم الملتہ کی حالت سے بہی ناظرین کو آگاہ کرون۔

جس دن وہ پہوڑا چیرا گیا اور ڈاڑہ نکالی گئی۔ رات کو تکلیف رہی۔ صبح کے وقت اکثر احباب عیادت کے لئے گئے۔ ضعف اور نقاہت بہت تہی تاہم بڑے حوصلہ اور استقلال سے احباب کو مخاطب کیا اور فرمایا

خدا تعالے بہتر جانتا ہے کہ موت کا ذرا بہی خوف نہین وہ تو ایک پل ہے جس سے سب کو گذرنا ہے۔ اور ہمارے لئے تو ملاقات یار کا ذریعہ ہے مگر میرے دل مین یہ کرب ہے کہ خدمت دین کے لئے ایک مضمون شروع کیا تہا۔ وہ ابہی ناتمام ہے خدا کرے وہ پورا ہو جاوے۔ مین نے اپنے دل پر اس تکلیف اور گہبراہٹ کے وقت بہی نظر کی الحمد للہ مین یقین رکہتا ہون کہ خدا کا مسیح بالکل سچا اور راستباز ہے اور یہہ سلسلہ سچا سلسلہ ہے ہم نے اس کو قبول کرنے مین ذرا بہی اپنے نفس کو دہوکا نہین دیا۔ پہر خاکسار ایڈیٹر کو مخاطب کر کے

پوچھا کچھ لکھا ہے (بدر جدید کے ایک مضمون کے جواب کے متعلق اشارہ تہا۔)
ایڈیٹر

مینے عرض کیا کہ ابہی کچھ نہیں لکھا۔ اسپر فرمایا اس تکلیف مین اسکے متعلق عجیب عجیب راہیں میرے دل مین آئیں اور خدا تعالیٰ نے اس باطل کے کہلنے کی خوب تفہیم سمجہائی۔ اب توفیق کا ملنا اسی کے فضل پر موقوف ہے۔ مجہے اپنی بیماری مین اگر کوئی حسرت ہوتی ہے تو یہی کہ فلان رسالہ یا کتاب ختم ہوجاوے اور فلان خدمت دین ہوجاوے اور کچھ نہیں۔

پہر حضرت اقدس کی دعاؤن کے تذکرہ پر فرمایا کہ ایسی شفقت اور ہمدردی والدین مین بہی مینے نہین دیکہی۔ رات خود آواز دی اور حال پوچہا۔ جسقدر عرصہ تک احباب بیٹھے رہے ایسی ہی باتین کرتے رہے جن سے انکے قوی الایمان اور راستباز رضا بالقضا کے سچے عامل ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ پہر ڈاکٹر صاحب نے پٹی کہولی۔ اور زخم کو دہوکر دوسری پٹی لگائی اور احباب چلے آئے۔ دوسرے دن تکلیف اور بہی بڑہ گئی بخار شدید ہوگیا۔ اسکی صبح کو پہر احباب حاضر ہوئے۔ آج بہت ہی ضعیف تہے اور ساری رات سخت تکلیف مین کٹی تہی۔ بیٹہتے ہی فرمایا۔

رات بہت تکلیف ہی مگر مین اس حالت مین بہی اللہ تعالےٰ کو رب۔ رحمان۔ رحیم یقین کرتا ہون موت سے ہرگز مجہے کوئی خوف نہین اور مین اس سے نہین ڈرتا۔ مین اللہ تعالےٰ پر اسکی کتابون اور رسولوں پر ایمان رکہتا ہون + یہہ کہتے ہوئے ٹیس نے بیقرار سا کردیا۔ آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ جسنے حاضرین پر بہی رقت پیدا کردی پہر بڑے حوصلہ اور برداشت سے جیسے تندرستی کی حالت مین بات کرتے ہین باتین کرتے رہے جن کا خلاصہ اپنی درد و تکلیف کا اظہار ہی نہ تہا بلکہ حضرت حجۃ اللہ پر قوی ایمان اور عشق کا اظہار تہا۔ پہر پٹی کہول کر دوسری پٹی باندہی گئی۔ اسوقت بخار نہین تہا۔ الحمد للہ علی ذالک

تازہ الہامات ورویا

۳۰- اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبد الکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پہوڑا ہے جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ مین نے ان کے واسطے رات دعا کی تہی رویا مین دیکہا۔ کہ

" مولوی نور الدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہین اور رو رہے ہین "

فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچہا ہوتا ہے اور میری رائے مین طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔

۳۰- اگست ۱۹۰۵ء (۱) رویا۔ دیکہا کہ میری ہاتہہ مین چابیان ہین ایک صندوق کہولنے کا ارادہ ہے۔ فرمایا اس مین اشارہ حل مشکلات کی طرف ہے۔

۳۱- اگست ۱۹۰۵ء۔ نماز پڑہ رہے تہے اور فاتحہ کے بعد سورہ والعصر پڑہنا تہا۔ اتنے مین غنودگی ہوکر سورۃ والعصر کی جگہ بڑے زور سے زبان پر یہ سورت بطور الہام جاری ہوئی

اذا جاء نصر اللہ والفتح

نصف رات سے فجر تک مولوی عبد الکریم کے لئے دعا کی گئی۔ صبح کی نماز کے بعد جب سویا تو یہ خواب آئی۔ ۳۱- اگست کی رات کو دیکہا۔ مینے دیکہا عبد اللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر مینے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجہے پوچہتا نہین دستخط نہین ہوتے اسوقت مینے عبد اللہ کے چہرہ کی طرف دیکہا تو زرد رنگ اور سخت گہبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ مینے اوسکو کہا کہ یہ لوگ روکہے ہوتے ہین نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ مین تیرا کاغذ لے جاتا ہون آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکہتا ہون کہ ایک شخص مٹہن لال نام جو کسی زمانہ مین بٹالہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ تہا کرسی پر بیٹہا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اسکے عملہ کے لوگ ہین مین نے جاکر کاغذ اوسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پورانا دوست ہے اور واقف ہے۔ اسپر دستخط کردو اس نے بلا تامل اسیوقت لے کر دستخط کر دئے۔ پہر مینے واپس آکر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا ہوش سے پکڑو ابہی دستخط کئیے ہین اور پوچہا کہ عبد اللہ کہان ہے اونہون نے کہا کہ کہین باہر گیا ہے۔ بعد اسکے آنکہہ کہل گئی اور ساتہہ ہی پہر غنودگی کی حالت ہوگئی تب مینے دیکہا کہ اسوقت مین کہتا ہون مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہوگئے ہین۔ یہ جو مٹہن لال دیکہا گیا ہے ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہین مٹہن لال سے مراد ایک فرشتہ تہا۔ سنوری سے یہ مراد ہے۔ کہ سنور عربی مین بلی کو کہتے ہین اور علم تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے عبد اللہ سنوری سے مراد ہوئی وہ عبد اللہ جو بیمار ہے فرمایا طب تو ظاہری محکمہ ہے ایک اس کے درا محکمہ پردہ مین ہے جب تک وہان دستخط نہ ہو کچھ نہین ہوتا۔ (۲) ۳۱- اگست ۱۹۰۵ء بعد ظہر الہام ہوا۔ اَرِنی زلزلۃ الساعۃ۔

محاکمہ بابت تصلیب مسیح وشمعون

پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۳- جولائی ۱۹۰۵ء مین شیخ عبد الواحد صاحب کی طرف سے مسیح کی جگہ شمعون کی تصلیب پر ایک مضمون چہاپا گیا تہا۔ جس کی مسٹر جی ڈانیل صاحب تردید کر کے زور دیتے ہین کہ صلیب پر جو شخص مصلوب ہوا۔ وہ مسیح ہی تہا لیکن درحقیقت ان دونون صاحبان مین کوئی اصل مقصود تک نہین پہونچا۔ زیادہ افسوس شیخ عبد الواحد صاحب پر آتا ہے جنہون نے قومی تواتر درکنار قرآن مجید کی بہی کچھ پروا نہین کی۔ کیونکہ قرآن مجید کو اگر تدبر کے ساتہہ پڑہا جائے تو مسیح کی متعلق صلیب کی نفی ہرگز ثابت نہین ہوتی۔ ہان صلیب کی جو علت غائی تہی۔ اس کی بڑے زور سے نفی کی گئی ہے۔ اگر شیخ صاحب کے خیال کے مطابق مصلوب کوئی دوسرا شخص تہا۔ تو قرآن اور احادیث نے کیون اوسکو بیان نہین کیا۔ اگر آپ کو قرآن دانی کا دعویٰ ہے تو جملہ ولاکن شبہ مین جو ھُوَ ضمیر مضمر ہے۔ اسکا مرجع بہی کوئی تجویز کیا ہوتا۔ ورنہ کسی ضمیر کا خود بخود پیدا ہوجانا نحو کے کونسے قاعدہ سے درست ہے۔ میرا اسبات پر کامل ایمان ہے کہ آج روئے زمین پر قرآن کریم ہی ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے جو بلاغت و فصاحت وغیرہ ایسی بے شمار خوبیون کو رکہتے ہوئے ایک یہ خوبی بہی رکہتی ہے۔ کہ اس مین اختلاف کا نام تک نہین۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ کہ کسی نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کے ہر ایک مقام کو مد نظر نہ رکہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اس بے عیب کلام پر جس قدر اعتراضات کئیے گئے ہین۔ وہ ان ترجمون اور شخصی رایون کا نتیجہ ہے۔ جو خود بہی ایک دوسری کے مخالف ہین۔ ورنہ قرآن شریف اپنے اصل الفاظ کے ساتہہ ابتک بدستور موجود ہے۔ کیا کوئی ہے جو اس کے ایک حرف پر بہی نکتہ چینی کرسکے۔ کاش کہ ہمارے موجودہ علماء مسیح سے کسی دوسرے شخص کو متشکل کرتے وقت آیت (اختلاف) لسنتکم والوانکم ان فی ذالک لایات العالمین کو بہی پڑہ لیا کرین۔

مین اسبات کو تو ضرور مانتا ہون۔ کہ صلیب پر جو شخص چڑہایا گیا۔ وہ واقعی مسیح تہا۔ مگر صلیب کے ذریعہ جو اس کا [illegible] نا اور مصلوب کرنا مطلوب تہا۔ اس سے مجہے قطعی انکار ہے۔ کیونکہ یہودیون کا اس سے نامراد رہنا انجیل سے بہی ثابت ہے۔ اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب خواہش کرینگے تو سب انجیلی آیات کی تفصیل سے دریغ نہین کرونگا۔ دیگر قرآن کریم نے اس واقع کو جس خوبی سے بیان کیا ہے۔ اس مین غیر متعصب اہل تحقیق کے لئے کوئی کمی نہین رکہی گئی۔ مجہے بہی ایک بڑے تفکر کے بعد یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف مین یہودیون کی جس بیان کردہ (یعنی قتل بالصلیب) موت کی نفی کیگئی ہے۔ حقیقت مین وہ ایک ایسی موت ہے۔ جو تقرب اللہ سے روکتی ہے۔ یہودیون کا اعتراض بہی تو اسی روحانی رفع پر تہا چنانچہ وہ یہ کہتے تہے۔ کہ اس کی پیدائش (نعوذ باللہ) صحیح نہین۔ جس سے وہ اس کو دعوے رسالت مین بہی صادق نہین سمجہتے تہے۔ یہی وجہ تہی۔ کہ وہ اس کو صلیبی یعنی لعنتی موت سے مارنا چاہتے تہے۔ حتےٰ کہ انہون نے اپنے خیال مین مار بہی دیا۔ مگر قرآن کریم مین اسکی اس طرح تردید کیگئی ہے۔ کہ صلیب دئیے جانے کا جو مفہوم تہا۔ وہ اس پر وارد نہین ہوا۔ ہان صلیب پر چڑہائے جانے سے مشابہ بالمصلوب ضرور ہوگیا تہا۔ جس سے یہودیون نے مسیح کو مردہ سمجہہ لیا۔ انجیل سے بہی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز صلیب پر نہین مرا۔ اگر مرجاتا تو بہالا مارنے پر اسکی پسلی سے لہو اور پانی کیون نکلتا۔ آجتک کسی نے بہی نہین سنا کہ مردہ جسم سے کبہی خون نکلا ہو انجیلون سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح تین گہنٹون سے زیادہ صلیب پر نہین رکہے گئے۔ ورنہ پلاطوس کا تعجب کرنا کیا معنے رکہتا تہا۔ اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب کو واقعی اس معاملہ مین تحقیق منظور ہے۔ تو انجیل متی کے اس مقام کو غور کر پڑہین۔ کہ جہان مسیح نے فقیہون اور فریسیون کے نشان مانگنے پر یہ جواب دیا۔ کہ اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈہونڈتے ہین۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوائے کوئی نشان دکہایا نہ جائیگا۔ کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچہلی کے پیٹ مین رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین دن رات اندر رہیگا اب یہان چند اعتراضات پیدا ہوتے ہین۔ کہ کیا یونس مچہلی کے پیٹ مین زندہ گیا تہا۔ یا مرکر۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یونس زندہ ہی مچہلی کے پیٹ مین گیا تہا۔ برخلاف اسکے اگر مسیح مرکر زمین مین گیا۔ تو مماثلت کہان ثابت ہوئی۔ دوسرا یہ کہ مسیح نے تمام عمر مین اس نشان کے سوا دوسرا کوئی نشان نہین دکہایا۔ تیسرے یہ کہ مسیح خدا اور ابن اللہ ہی نہین تہا۔ بلکہ دوسرے انسانون کی طرح وہ بہی ایک انسان ہی تہا

راقم خاکسار محمد حسین احمدی از مزنگ لاہور۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے اچہے ہین حکیم الامت کی صحت بہی اچہی ہے۔

۲- موسمی حالت خطرناک ہے امساک باران کی وجہ سے فصلین خشک ہو رہی ہین اللہ رحم کرے۔

درخواست دعا

حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم

مراسلت

احاطؔ علیٰؔ

بزبر میدان فصاحت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مضمون بلاغت مشحون کفر بالرسول کی حیرت انگیز سزا مین جو کچھہ لکھا وہ نادان معترض کے لئے بالکل کافی بلکہ کافی سے بڑہکر تہا کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ الفاظ کی توپون نے کذب و تزویر کی قلعی کو بالکل مسمار کر دیا۔ اور مخالف کو کوئی جگہ پناہ لینے کی نہ رہی۔

حقیقت مین ایک سچے مسلمان کو رسول اکرم افصح العرب والعجم کی حدیث دیکھہ لینے کے بعد جسمین احاط کا صلہ علےٰ آیا ہے۔ کوئی بھی شک وشبہ نہ رہنا چاہئے بلکہ بڑی خوشی سے اپنی تمام تحریر کو جو مخالفانہ رنگ مین نادانی سے لکہی گئی ہو۔ جہٹ فاتر کر دینا چاہئے۔ مگر افسوس کہ بیجا تعصب اپنی بات کی پچ اور معاصرین مین نمایشی عزت۔ غلطی تسلیم کرنے سے مانع رہی اور رہے گی

تعجب ہے کہ جب مولویصاحب مکرم نے حدیث ملعون من احاط علی مشربۃ پیش کی اور یہ بہی بیان فرما دیا کہ جیسے یہان علےٰ بلحاظ تصرف و استیلا آیا ہے اور اس نے یہ فائدہ دیا کہ اسے بیگانون سے روک کر اپنے لئے خاص کر لیا ایسے ہی فقرہ زیر بحث مین علےٰ صلہ لانے سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ کی روح نے مجہپر پورا پورا تصرف اور استیلا کیا یعنی مجہے بالکلیہ اپنا بنا لیا اور اغیار سے بیگانہ کر دیا۔ پھر لسان العرب سے احاطہ کا صلہ الحاط علیہما اور اذا لم یحیط علیہا سے دکہایا۔ اور مدالقاموس سے بہی احاط علیہ بتلایا۔ تو اسکے بعد کونسی کسر علمی پردہ دری مین رہ گئی تہی۔ جو کہلی چہٹی لکھکر اپنی فضیحت کے موجب ہوئے! حضرت سنئے مین ایک اور طریقہ مین آپ کو یہ مسئلہ سمجہاتا ہون۔ امید ہے کہ آپ نے صرف میر کا نام لیا حالانکہ اس مین اس مسئلہ کا نام ونشان نہین۔ معلوم ہوتا ہے کتاب وغیرہ کبہی دیکہی نہین یونہی نام لے دیا۔ ہم آپ کو اس مسئلہ کے سمجہنے کے لئے کافیہ اور اس کی شرح فوائد ضیائیہ (شرح ملاجامی) مع حواشی کا پتہ دیتے ہین۔ اسکے پڑہ لینے کے بعد آپ کو ایسے صلات کے ذکر کا قاعدہ کلیہ مل جائیگا۔ اور پھر فصحاء کے کلام پر اعتراض کرکے خواہ مخواہ عرضہ تیر ملامت نہ بنینگے۔

کافیہ مین ہے الاعراب ما اختلف الخ بہ لیدل علے المعانی المعتورۃ علیہ دیکہئے یہان صلہ علےٰ آیا ہے حالانکہ اس کا صلہ علےٰ نہین ہوتا۔

مولانا جامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہین۔ اے علے المعرب علے تضمین مثل معنی الورود و الاستیلاء۔ اسپر ملاجمال وغیرہ لکھتے ہین التضمین ھوان یلاحظ فی فعل اوصفتہ معنے فعل وصفتہ آخر۔ بقرینتہ ذکر متعلق الملاحظ بعدہ بحیث یکون الاول مقیدًا والثانی قیدًا یعنی یقصد بلفظ فعل معناہ الحقیقی ویلاحظ معہ معنی فعل آخر بذکر شے من متعلقات الآخرہ اوحذف۔

اب سنئے حضرت اقدس علیہ السلام نے احاط کے ساتہہ ملاحظ معنی استیلاء کو واستوی علی جسمی ونفسی فی ضمن وجود حتی مابقی منی ذرۃ اور غلبت علے غلبۃ شدیدۃ وغیرہ سے بتا دیا اور بخوبی سمجہا دیا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ احاط مستولیا ومتصرفا علّےٰ روحہ یعنی صلہ علےٰ ساتہہ ذکر کرکے ملاحظ معنی استیلاء بطور قید جتلا دیا ہے اور یہ کہین نہین فرمایا کہ احاط کا اپنا صلہ علےٰ ہی ہے۔ (قب نہین) مولوی صاحب نے بہی بہت سی مثالین دیکر آپکو مبہوت کر دیا۔

پھر مین پوچہتا ہون کہ اس مین کیا شک ہے کہ یہان احاط کا صلہ علےٰ آگیا ہے۔ ترکیب نحوی علےٰ کو احاط کے متعلق کہوگے یا نہین۔ آپ نے خود تقدیر عبارت بیان کرکے علےٰ کو احاط کے متعلق کر دیا جہان فرمایا ملعون من احاط بالمشربۃ علےٰ سبیل التملک۔ فرمائیے یہ علےٰ کس لفظ کا صلہ ہے احاط کا ہے یا کسی اور کا۔

پھر آپ فرماتے ہین جن معنون کی رعایت سے حدیث مین علےٰ آیا ہے وہ اس عبارت مین مفقود ہے۔ یہ کیسے؟ ذات باری کا 'تصرف' اشیاء پر پہلے سے ہی ہونا اس بات کا منافی نہین کہ اولیٰ تصرف کے ماسوا کسی اور قسم کا تصرف و استیلاء واقع نہ ہو۔ بلکہ نئے استیلاء و تصرف کا اظہار جو یہان بالتخصیص ضروری ہے۔ وہ بغیر صلہ علےٰ کے ہوہی نہین سکتا تہا۔ اسلئے اس نئے استیلاء کو جتانے کے لئے یہ صلہ لایا گیا۔ اگر علےٰ نہ لایا جاتا۔ تو استیلاء روحانی وفناء نفسانی کا مزید فایدہ حاصل نہ ہوتا۔ (حالانکہ آپ کہتے ہین علےٰ نے مزید فایدہ نہین دیا۔)

استوفانی کو احاط علےٰ کا مفسر کیون ٹہیراتے ہو۔ وہ تو دوسرے مضمون[علہ] مین ہے واستوی علے جسمی جوان روحہ احاط علےٰ کے متصل ہے

علہ مضاف مضاف الیہ مین تغائیر اعتباری ہے لپس آپکا اعتراض صحیح نہین۔ ۱۲

کیا وہ نظر نہین آیا؟ مولویصاحب کی کم نظری کی شکایت اور اپنا یہ حال فبئس العمی عمی القلب۔

قرآن مجید مین "وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکٰفِرِیْنَ"۔ آنا اس بات کا ثبوت نہین کہ احاط کا صلہ علےٰ نہین آتا۔ یہان تو احاط علمی مراد ہے۔ اگر غضب کا احاط مراد ہوتا تو ضرور صلہ علےٰ آتا۔

یہ بہی غلط ہے کہ منع غیرہ منہ اور آپ کو غیرون سے بیگانہ بنا دیا مین فرق بیّن ہے۔ غرض تو مشابہت ہے ولو بوجہ ہر ایک امر اور ہر ایک وصف مین اتحاد ضروری نہین۔

اور یہ جو کہا کہ وہ گہاٹ پہلے اسکے قبضہ مین نہ تہا۔ اس کا جواب سنئے! کہ جیسے گہاٹ پر اس کا استیلاء پہلے نہ تہا ایسے ہی یہ تصوف و استیلاء صفات ربانی بہی سالک کی روح وجسم پر پہلے واقع نہ ہوا تہا بلکہ یہ خدا تعالےٰ کی تجلّی بطور تجدد واقع ہوئی ہے اور ایک خاص حالت کا نام ہے ہر ایک پر ایسا احاطہ نہین ہوتا۔ ورنہ عوام الناس اور اولیاء اللہ مین فرق کیا ہوا۔

معلوم ہوتا ہے آپ قاعدہ تضمین کو جسمین اعلےٰ درجہ کی بلاغت ہے نہین جانتے ورنہ آپ یہ نہ کہتے کہ علےٰ اظہار صورت کے لئے آتا ہے اور نہ تقدیر عبارت غلط کرتے۔ صحیح تقدیر یون ہے من احاط متملکًا علے المشربۃ یا من تملک علے المشربۃ محیطًا کیونکہ تضمین مین قاعدہ تقدیر یہ ہے کہ فعل یا صفت مذکور کو اپنی جگہ ذکر کرکے فعل ملاحظ کو بطور حال ذکر کیا جائے۔ یا فعل ملاحظ کو مع صلہ ذکر کرکے فعل مذکور کو بطور حال لایا جائے۔ چنانچہ المعانی المعتورۃ علیہ کی تقدیر یہ ہے۔ المعانی المعتورۃ واردۃ علیہ المعانی الواردۃ علیہ معتورۃ۔

احاطت الظلمۃ علے کل جہۃ مین بہی یہی قاعدہ سمجہئے یعنی دراصل احاطت الظلمۃ مستولیا علے کل جہۃ ہے۔ اسکی تائید کل جہۃ سے ہورہی ہے کہ بوجہ غلبہ ظلمت کا احاط بطور تملک وتصرف واستیلاء ہے۔

آپ کی تمام علمی باتون کا جواب ہوچکا۔ باقی اڑہائی ورق غیر متعلق ہین۔ جنہین سوائے استہزاء وطعن وتشنیع کے کچہہ نہین۔ مین حیران ہون کہ مسئلہ علمی ہوتا ہے اور زنانہ طبیعتین طعنے دیکر فتح حاصل کرنا چاہتے ہین۔ یہہ شہادت القرآن جس پر آپکا بڑا ناز ہے۔ مدت ہوئی مین اس کی دہجیان اڑا چکا ہون۔ ایک ضخیم کتاب چہپ رہی ہے جسمین علاوہ دیگر مخالفین کی کتابون (سیف چشتیائی۔ الہامات مرزا۔ ذرہ تا ذرہ غایت المقصود) کی اس شہادت کا جواب بھی ہے عنقریب حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر نور افزائے چشم تحقیق ہوگی۔ یہ کتاب ایک برس سے لکہی جاچکی ہے۔ مگر ایسے موانع پیش آگئے کہ پریس مین ادہوری پڑی رہ گئی۔ سلم الوصول ونزول الملائکہ کا جواب میری دوسری تصنیف مین دیکھئے جس کا حجم اڑہائی سو اوراق سے زیادہ ہوگا۔ اور جسمین احمدی مذہب کے تمام عقائد کو بالتفصیل بادلائل بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پریس پر دینے کا انتظام ہو رہا ہے۔

وہ کون سا میدان ہے جو آپ نے جیتا! کیا زبان کی چالاکی سے جاہلون کو بھڑکا کر تالیان بجوا دینے کا نام فتح ہے؟ شرم! کب آپ قلم ہاتہہ مین لیکر ٹھنڈے دل سے تحقیق کرنے پر تیار ہوتے۔ آپ کا تو یہ کام ہے گئے اور احمدیون کے خلاف ایک جوش پیدا کر دیا۔ پھر عوام الناس نہ کسی کی سنتے ہین اور نہ سمجہتے ہین ایسی صورت مین کلمۂ حق کو کوئی کیا سمجہے۔

مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ احمدی گجراتی از گولیکے ضلع گجرات

کفارہ کے ثمرات

عیسائی ممالک مین ایتوار کے دن خاص مذہبی تعلیم کا مدرسہ لگا کرتا ہے ایسے ایک مدرسہ کے ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین گرفتار ہوئے کہ وہ جلتی بتیان بچون کی انگلیون پر لگانے کی سزا دیا کرتے تہے۔ اور ایسے ہی عیسوی دینی مدرسہ کے ایک اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین ماخوذ ہوئے ہین کہ انہون نے بعض لڑکیون کے ساتہہ جو ان کے مدرسہ مین تعلیم پانے آتی تہین۔ ناقابل ذکر فعل کا ارتکاب کیا اس کا نام ایڈورڈ نالی ٹی بجر ہے۔

انڈیا مین پادری شلٹز صاحب گرجا سے موقوف کئے گئے۔ جرم یہ ہے کہ کسی مد مین سات سو روپے کا پتہ نہین لگتا۔ اور بعض دروغگوئیان پادری صاحب سے واقع ہوئی ہین اور ہمسائیون کے ساتہہ آپ سخت بدسلوکی۔ بلکہ مارپیٹ کے ساتہہ پیش آتے رہے ہین۔ وغیرہ۔

لاکراس کے پادری ہوفر صاحب ایک ۱۸ سالہ لڑکی کے ساتہہ موہنہ کالا کرنے کے جرم مین گرفتار ہین چار ہزار کی ضمانت پر مقدمہ چل رہا ہے۔

(بدر)

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۷ر جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ بابو غلام رسول صاحب سٹیشن ماسٹر تونغ مدرسہ ۱۵ر
۲۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب جماعت نز گرامی ضلع گوجرانوالہ مدرسہ عہ
۳۔ میاں الہی بخش صاحب و رحیم بخش کتب فروش گجرات مدرسہ تعہ
۴۔ بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ

۱۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں دولت خان صاحب از بیاس قربانی فنڈ مدرسہ بیرزان عہ
۲۔ میاں محمد علی صاحب ر مدرسہ عہ
۳۔ مولوی محمد یمین صاحب و دیگران مانسہرہ مدرسہ عہ
۴۔ بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافسمین الہ آباد مدرسہ عہ
۵۔ بابو فرزند علی صاحب سٹیشن ماسٹر مینا مدرسہ ۸ر
۶۔ منشی عنایت اللہ صاحب سندھوان ضلع گوجرانوالہ مدرسہ ۱ر
۷۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
۸۔ منشی محمد ابراہیم صاحب دیکسی نیٹر اٹک مساکین مدرسہ بیرزان
۹۔ مولوی جان محمد صاحب لالیاں ضلع جھنگ مدرسہ عہ
۱۰۔ منشی محمد دین صاحب بلانی ضلع گجرات مدرسہ ۲ر
۱۱۔ منشی نور بخش صاحب ٹریژری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ مدرسہ عہ
۱۲۔ منشی طفیل احمد صاحب چندوسی مدرسہ ۱۲ر

۱۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا (افریقہ) مدرسہ معہ
۲۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر مدرسہ عہ

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور مدرسہ ۸ر
۲۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مدرسہ سے
۳۔ مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن مدرسہ سے

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ مرزا عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ مدرسہ ۲ر
۲۔ بابو عطا الہی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لالہ موسےٰ مدرسہ

۲۲۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس مدرسہ ۸ر

۲۴۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ قادیان

۲۴۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ اسماعیل آدم صاحب بمبئی مدرسہ سے
۲۔ حافظ نور محمد صاحب ڈھک بازار پٹیالہ مدرسہ عہ

۲۵۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن شاہپور مدرسہ عہ
۲۔ چودہری فضل دین صاحب مندرانوالہ ضلع سیالکوٹ مدرسہ
۳۔ جان محمد صاحب مدرس اول فارسی سکول ڈسکہ مدرسہ عہ
۴۔ میاں رحیم بخش صاحب سکنہ ڈسکہ مدرسہ ۴ر

۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۸ر
۲۔ میاں محمد علی صاحب لیس دفعدار کورنمبر ۱۹ انبالہ مدرسہ عہ
۳۔ قاضی عبد الرحیم صاحب نقشہ نویس نہر جموں مدرسہ عہ
۴۔ میاں عبد الواحد صاحب خانسامان مس کوٹ جہانسی مدرسہ ۸ر
۵۔ میاں حافظ نور احمد صاحب اینڈ کو احمدی
" اکولہ تاجنا پیٹھ مدرسہ عہ
۶۔ جماعت راولپنڈی معرفت حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی مدرسہ ۱ر

۲۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ جے پور سکین فنڈ عہ
۲۔ مرزا ظہور علی صاحب احمدی شاہجہانپور مدرسہ ۴ر

۲۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

ماسٹر عبد الرؤف صاحب ٹیچر بھیری کپورتھلہ مدرسہ ۶ر
۲۔ جماعت سمڑیال معرفت حسن محمد خان سمڑیال ضلع سیالکوٹ
۳۔ منشی فضل الہی صاحب دیکسی نیٹر مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۷ر

۳۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ پیر برکت علی صاحب منو رتل ضلع گجرات مدرسہ ۸ر

۳۱۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کنڈی کما مدرسہ
۲۔ جماعت احمدیہ میرٹھ معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ مدرسہ للعہ
۳۔ جماعت مردان معرفت منشی محمد یوسف صاحب
" اپیل نویس مردان مدرسہ معہ

درخواست نکاح

ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جکی دوکان سوداگری کتب فروشی و جلد سازی شہر جموں میں ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بہائی کے ہاں شادی کا خواہشمند ہے۔ مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی تاجران کتب و سوداگران اردو بازار جموں کے نام ہونی چاہیئے۔

۲۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہیں بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہیں غیر احمدیوں میں ناطہ کرنا برا سمجھتے ہیں نوجوان ہیں عمر کوئی پچیس چھبیس سال کی ہوگی۔

میں ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہوں بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہیں۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط وکتابت کریں۔

کالج فنڈ کی رسید زر

منشی عبد الغنی صاحب محکمہ جنگلات بیاس ۲ر
میاں کرم داد صاحب ساکن دو المیال عمہ
میاں عبد الواحد خان صاحب جہانسی عمہ
منشی برکت علی کلرک ایمن آبادی صہ
بابو برکت علی صاحب از شملہ للعہ
میاں محمد حسین پنجابی از مدراس عمہ
شیخ محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات پنڈی عہ
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور ۱۲ر
میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ۱۵ر
منشی ولایت شاہ صاحب مدرس لورالائی ۱۲ر
منشی غلام نبی صاحب پٹواری مرید والہ عمہ
بابو غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ مری ۸ر
بابو غلام حسن صاحب و بابو قادر بخش صاحب از ٹوبہ ٹیک سنگھ عہ
منشی محمد شفیع صاحب اپر چناب نہر گوجرانوالہ ۲ر
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور ۴ر
مرزا نذر علی صاحب صوابی ۴ر
مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ دو سال عمہ
مولوی محمد عبد اللہ صاحب ناظر سررشتہ تعلیم پٹیالہ دو سال عمہ
منشی سراج الحق صاحب محرر پٹیالہ " عمہ
منشی غلام نبی صاحب ساکن حجن تحصیل بھیرہ عمہ
جماعت شملہ ۱۲ر
منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا ۸ر
بابو غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر نیروبی (افریقہ) عمہ
میاں عظیم شاہ باورچی " عمہ
میاں عظیم خان " عمہ
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس " للعہ
میاں چاند خان صاحب احمدی جہالسی عمہ
بابو غلام محمد صاحب لاہوری عمہ
متفرق از لاہور معرفت قریشی صاحب ۸ر
منشی امام الدین صاحب پٹواری لوچپ صہ
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۲ر
بابو قادر بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ۶ر
بابو اصغر علی صاحب کلرک دو ماہ ۶ر
محمد عارف طالب علم قادیان ۲ر
پیر برکت علی احمدی ۸ر
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار للعہ
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب از جہلم للعہ
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر مسہ عمہ
میاں مہر الدین و کرم الدین از لالہ موسیٰ للعہ
معرفت مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ عہ
بابو محمد اسماعیل صاحب لنبہ گراؤن عمہ
بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودانہ عمہ
میاں نیاز احمد خان صاحب گوالیار عمہ
(باقی آئندہ)

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

۴ ستمبر کو مولویصاحب پر عمل جراحی کیا گیا جو میرے محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور نے نہایت کامیابی اور جالکدستی سے کیا۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ بھی مدد کے واسطے ساتھ تھے۔ اس روز مولویصاحب کی حالت بہت نازک تھی۔ جو عمل جراحی کیوجہ سے ضروری تھی + کئی دنوں سے مولوی صاحب کچھ کھا بھی نہیں سکتے تھے اس لئے ضعف بہت ہو گیا سگر اللہ تعالے نے محض اپنے فضل ہان محض فضل ہی سے مولویصاحب کو اس مرحلہ سے نجات دی +

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام گفتگوؤں اور تقریروں کا موضوع آجکل حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور ان کی علالت طبع ہی ہے + لحظہ بہ لحظہ آپ کے حالات کی خبر منگواتے ہیں۔ اوپریشن کے دن کسی نے یونہی جا کر سنا دیا کہ مولویصاحب کی نبض بہت کمزور ہو گئی اور پیشاب یا پاخانہ بھی نہیں آیا نفخ زیادہ ہو گیا ہے اس خبر کا سننا تہا کہ اعلے حضرت کی حالت قریب بہ غشی ہو گئی اس سے دون بہت مخالف جو ہر عزیز اور اعلے بات کو مورد اعتراض ٹھیراتا ہے کچھ نتیجہ نکالے مگر سعید الفطرت سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کی محبت اور ہمدردی مخلوق اور علے الخصوص اپنے مخلص اور وفادار احباب کے ساتھ کس حد تک پہونچی ہے۔ اور وہ شرط وفا جس کا ذکر خود کریم الملتہ نے اپنی کتاب سیرۃ المسیح میں کیا ہے عام طور پر دیکھی جاتی ہے میں جانتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سیرۃ کو نہیں پڑھا اسلئے ان کے فائدہ کے لئے سیرۃ کا وہ پیرگراف یہاں درج کرتا ہوں۔

"حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات + ایکدن فرمایا کہ جو شخص ایک دفعہ مجھسے عہد دوستی باندہے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اوس سے قطع نہیں نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے تسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہیئے ہمجائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہیئے بات بات میں بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے۔ افسوس بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے ابتک اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کسطرح بنتی ہے ہم سب کا یہ اصول ہونا چاہیئے کہ اگر ایک کتے کی مُنہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جسکو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اوس کا منہ چاٹ لینے میں ذرا پیش و پس نہ کرنا چاہیئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کسقدر نامناسب بات ہے۔ سیٹھہ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ جنوری کو اجازت مانگی اور آپکو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تہا حضرت نے فرمایا آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا ازبس ضروری ہے اور فرمایا ہم آپ کے لئے وہ دعا کرنے کو طیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے فرمایا میں آجکل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں ازبس مفید ہے میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کو بہت سا حصہ کبھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے +"

اب غور کرو کہ یہ وفاداری اور نباہ کسی ایسے شخص میں جو مفتری علے اللہ ہو ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

عمل جراحی کے دوسرے دن حضرت اقدس نے مولویصاحب کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔ فرمایا کہ میں نے مولویصاحب کے لئے بہت دعا کی ہے اور یہ مرض بہت خطرناک تھی اللہ تعالے نے انہیں شفا دی ہے اور وہ بچ گئے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے۔ اسلئے مولویصاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالے مجھے انہیں کامیاب کرے" یہہ حضرت اقدس کی تقریر کا مفہوم یا مطلب ہے۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے مولوی صاحب کو یہہ پیغام سنایا۔ سننا تہا کہ حضرت کی شفقت۔ اور ہمدردی اور بندہ نوازی پر غور کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ یہانتک کہ ہچکی بندہ گئی۔ کئی منٹ کے بعد جا کر طبیعت درست ہوئی۔

اور فرمایا۔ اسکی سچائی کا یہہ کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تہا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالے چاہتا ہے ابھی نہیں ہے + لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ اللہ تعالے کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں + اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین **فضل** ہے لیکن ہمارا اس کے لئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں **کامیاب** ہو یہ ہمارا **فرض** ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے" اس کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حسب معمول پٹی کھولی اور دوسری پٹی لگا دی۔ اوپریشن سے ایک دن پہلے جناب سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کو حضرت اقدس نے بذریعہ تار بلایا سو وہ دوسرے دن بعد دوپہر آپہونچے۔ اور پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھ ڈاکٹر میرزا کے ساتھ مصروف علاج ہوئے اور ۵ ستمبر کو واپس چلے گئے + حضرت حکیم الامتہ کی حالت بھی قریب قریب حضرت اقدس کی سی حالت ہو رہی تھی۔ مولویصاحب کی تکلیف اور کرب کو آپ بھی دیکھہ نہیں سکتے۔ باوجود اتنے بڑے قوی الحوصلہ ہونے کے انکی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے فرماتے تھے " مولویصاحب کی علالت نے مجھے سب کچھہ بھلا دیا ہے میرے دل میں انکے لئے بہت محبت ہے۔ ایسا آدمی ہم میں دوسرا پیدا نہیں ہو سکتا + اللہ تعالے ان کو شفا دے تو میں بعض مضامین کو مکمل کروں گا"

ایک بات ذکر کرنے سے رہی جاتی ہے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے جب اعلے حضرت کی یہ بیقراری دیکھی تو ان کے دل پر بھی اسنے خارق عادت اثر ڈالا وہ بہت متاثر ہوے اور آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل اسے تسلیم کیا۔ حقیقت میں جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں وجدانی طور پر یہہ بڑی بھاری دلیل آپ کی سچائی کی ہے + حضرت اقدس کو یہاں تک خیال ہے کہ ہر روز قریباً بلا ناغہ پٹی کہولنے سے پہلے یا کبھی بعد غیر معمولی طور پر مسجد میں تشریف لانے اور ڈاکٹر صاحب سے حالات دریافت کرتے ہیں پھر ہر نماز سے پہلے پورے حالات پوچھتے اور وقتاً فوقتاً خبریں منگواتے رہتے ہیں۔ اس اپریشن کے بعد حالت کسی قدر اچھی ہوئی تھی کہ یکایک ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بائیں طرف اسی زخم کے قریب اماس اور سرخی نظر آئی۔ اور تشخیص ہوا کہ ابھی ایک اور کاربنکل (سرطان) ہے حضرت اقدس کو اطلاع دیگئی جس سے آپ کا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ فرمایا میں دعا کروں گا دعاؤں میں بڑی تاثیر ہے اور ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ اسکو بھی کھولدو۔ چنانچہ ۹ ستمبر کو وہ بھی کھول دیا گیا اور مردہ گوشت نکال کر پھینکا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالے نے کچھ ایسا فضل کیا کہ مولوی صاحب کی حالت صحت بہت ہی عمدہ ہے۔ آج ابھی پٹی نہیں کہولی گئی تھی۔ جو حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے۔ اور ایک رویا بیان کی۔ جو بڑی ہی مبارک اور مبشر رویا ہے۔ جسکو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے + فرماتے تھے کہ آجتک جسقدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے انمیں نام نہ تہا لیکن آج تو اللہ تعالے نے خود مولوی عبد الکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ اس رویا کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے ہیں تو خدا کی عجب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر **انگور** آگیا ہے والحمد للہ علی ذالک + غرض اسوقت تک زخم کی حالت اچھی ہے اور مولوی صاحب مدوبہ صحت ہیں ضعف اور نقاہت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کئی دن سے کھایا کچھہ نہیں + تھوڑی سی یخنی یا دودہ پیتے ہیں۔

بہرحال رب کریم کے حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو ضائع نہ کرے گا۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ **مولویصاحب کے لئے خاص طور پر دعائیں کرے۔**

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور لکھنا چاہتا ہوں جو امید کی جاتی ہے بڑی مفید اور مولویصاحب کی سیرت کا ایک جزو ہے۔

ایک دن حسب معمول ہم لوگ پٹی کھولنے اور دوسری پٹی لگانے کے واسطے گئے تھے۔ مولویصاحب کی حالت نسبتاً اچھی تھی + وہ بیٹھے ہوئے تھے پٹی لگ چکی تھی۔ خود ہم لوگوں میں ایک معمولی ذکر کسی شخص کے متعلق ہو گیا۔ آپ سخت برافروختہ ہوئے۔ باوجودیکہ ہم سب سے آپ کو بڑی **محبت** اور **خاص تعلق** ہے لیکن اظہار حق اور نصیحت سے کبھی نہ رکنے والی طبیعت خدا نے آپ کو دی ہے۔ **فرمایا** دیکھو میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم لوگ کسی کا ذکر کرو۔ یہ گناہ میں داخل ہے۔ میں نے اب سمجھا ہے کہ جوانی میں ہی ہر ایک قسم کی **عبادت** ہو سکتی ہے۔ اور اسکا لطف آتا ہے۔ میں اب بیٹھہ کر اشاروں سے نماز پڑھتا ہوں۔

یہہ دن ہنسی کے نہیں۔ پھر فرمایا اہ! ساری عمر میں **دو دن** کی نمازیں ضائع ہوئی ہیں۔

(یہہ وہ دو دن تھے جن مین اپریشن کیا گیا تہا اور ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء) - خدا رحم کرے "

بات نے ایک خاص اثر ہم سب پر کیا۔ خدا کرے کہ وہ اثر دیر پا اور مفید نتائج پیدا کرنے والا ہو آمین

ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے معمولی چیرا دینے سے دوسرے دن بعد فرمانے لگے کہ مین خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتون پر ایمان لایا ہون۔ کہ کس طرح پر اسنے مجہے اس بیماری مین مبتلا کرنے سے پہلے دو مختلف سمتون سے دو ڈاکٹر بہیجدئے - یہہ اسکی سامان سازی ہے اور اصل مین تو اسوقت سے حیران تہا کہ جب ایک عرصہ ہوا مینے خواب مین دیکہا تہا کہ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مجہسے عربی پڑہنے آئے ہین اور مینے کہا کہ انکے ساڑہے بیس روپیہ تنخواہ منظور ہے اور کسی کی کئی سو بہی منظور نہین ہے - اب معلوم ہوا کہ اس خواب کا تعلق اس وقت سے تہا۔" غرض جب مولوی صاحب کے پاس جاؤ۔ تو رضا بالقضاء اور خدا تعالیٰ کے احسان و کرم اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے تذکرہ کے سوا اور کوئی بات نہین ہے معمولی بات پر ایک دو لفظ بیماری کے متعلق کہدیئگے پہر اگر کوئی بات ہے تو اسکا مضمون وہی ہے جو مینے اوپر بیان کیا ہے - مین سردست ان تمام واقعات اور حالات کو جو مجہے مل سکتے ہین بلا لحاظ ترتیب جمع کیئے دیتا ہون - اگر خدا تعالیٰ نے مجہے توفیق دی یا کسی اور کو موقع ملا تو ان واقعات سے مفید سبق پیش کر سکے گا - اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ الحکم کے ناظرین مولویصاحب موصوف کا اپنا کوئی آرٹکل اس علالت پر پڑہین - خدا کرے ایسا ہی ہو - آمین -

تازہ الہامات و مکاشفات

۲ ستمبر ۱۹۰۵ء - سینتالیس سال کی عمر - اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - (اس سے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا جس نے اپنی بدکاریون اور غفلتون پر نہایت افسوس کی تحریر کرکے لکہا - اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - فرمایا - کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے - اس کے مضمون سے پہلے ہی سے اطلاع دی جاتی ہے -

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - ماکان لنفسٍ ان تموت الّا باذن اللّٰہ -

۱ - ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جیسا کہ منی آرڈر کا فارم ہوتا ہے - اور سامنے اس کے پاس عہ پندرہ رکہے ہوئے ہین (اس کشف کے تہوڑی دیر بعد پندرہ کا ایک منی آرڈر آیا -)

۲ - ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا ہوا تہا -

آتش نشان

۳ - پہر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -

مصالح العرب - مسیر العرب

۴ - پہر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -

بامراد

پہر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -

ردبلا

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء - قبل ظہر - وَاَمّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّث -

۸ ستمبر ۱۹۰۵ء - اِذا جاء افواجٌ وسُمِعَ من السماء -

کفن مین لپٹا ہوا

فرمایا - معلوم نہین یہ الہامات کس کے متعلق ہین -

---

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء مذکورہ بالا الہامات سنا کر فرمایا کہ بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے - کہ کوئی کاغذ یا پتھر وغیرہ دکہایا جاتا ہے - جس پر کچھہ لکہا ہوا ہوتا ہے -

فرمایا اللہ تعالیٰ کے نشان اس طرح کے ہوتے ہین - کہ ان مین قدرت اور غیب ملا ہوا ہے اور انسان کی طاقت نہین ہوتی - کہ ان کو ظاہر کر سکے -

فرمایا - مولویصاحب کی زیادہ علالت کے وقت مین بہت دعا کرتا تہا - اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے نا امیدی ظاہر ہوتی تہی - اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ موت کا وقت ہے - اور ظاہر طب کی رو سے بہی معاملہ خوفناک تہا - کیونکہ ذیابیطس والے کو سرطان ہو جائے تو پہر بچنا مشکل ہوتا ہے اس دعا مین مین نے بہت تکلیف اٹہائی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی - اور عبد اللہ سنوری والا خواب مین نے دیکہا - جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی - جو گذشتہ اخبار مین چہپ چکا ہے

اُمّت بمنزلہ عورت اس دعا مین مینے ایک شفاعت کی تہی جیسا کہ خواب کے الفاظ سے بہی ظاہر ہے - کہ یہ شخص میرا دوست ہے - خدا کی قدرت اور اس کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہوتا تہا - کہ مولوی صاحب بچ گئے - خدا کی کتب مین نبی کے ماتحت اُمّت کو عورت کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ایک جگہ نیک بندون کی تشبیہ فرعون کی عورت سے دی گئی ہے - اور دوسری جگہ عمران کی بیوی سے مشابہت دی گئی ہے - اناجیل مین بہی مسیح کو دولہا اور اُمّت کو دلہن قرار دیا ہے -

اسکی وجہ یہ ہے - کہ اُمّت کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے - جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے اسی واسطے ہماری رویا مین عبد اللہ نے کہا -

تعبیر رویا کہ میری بیوی بیمار ہے - عبد اللہ نبی کا نام ہے قرآن شریف مین بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد اللہ آیا ہے - مٹہن سے مراد وہ لذت اور راحت صحت کی ہے - جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے - مقبول سے مراد ہے کہ دعا قبول ہو گئی - یہ سب گہرے استعارات ہین اور تمثلات ہین جبتک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھہ ہو نہین سکتا مولویصاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے -

مطالعہ کتب سب دوستون کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑہ لیا کرین - کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جسکو علم نہین ہوتا - مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے -

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تہا - ایک دوست نے عرض کی کہ کہین مرنے کے وقت توبہ کریگا - فرمایا اللہ تعالیٰ ہر شئے پر غالب ہے - ایک وہ زمانہ تہا کہ ہماری جوتیان جہاڑ کر آگے رکہتا تہا - ہمکو وضو کرانا ایک بڑا ثواب جانتا تہا - براہین کا ریویو اس نے خود بخود لکہا - ہماری درخواست نہ تہی - تعجب نہین کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر پہر لوٹ آئے - جیسا کہ ہم رویا مین دیکہہ چکے ہین بعض خوابین مدت کے بعد پوری ہوتی ہین یہ رویا چہپ چکا ہے جسمین مین نے دیکہا تہا کہ وہ ایک چہوٹا لڑکا ہے ننگا - رنگ سیاہ اور بدشکل ہے - مینے اوسکو اشارہ سے بلایا تب وہ آیا اور میرے گلے لگا اور پورے قد کا ہو گیا اور اس پر لباس بہی ہے اور رنگ سفید ہے تب مینے کہا کہ آپ کا ہمارا اس قدر مقابلہ رہا - ممکن ہے - کہ قلم سے یا زبان سے کوئی سخت لفظ نکل گیا ہو تم بخش دو - اس نے کہا اچہا مینے بخشا تب مین نے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تہی - وہ بہی ہم نے بخش دی تب ہم نے اوسکی دعوت کی جسکو اوس نے کچھہ تردد کے بعد قبول کیا - اور ایک شخص جان کندن مین ہے تب مینے کہا کہ یہ مقدر تہا کہ جس دن یہ شخص مرے اسدن تم توبہ کرو -

ہجرت آجکے الہام مسیر العرب کا ذکر تہا فرمایا - اسکے یہ معنے بہی ہو سکتے ہین کہ عرب مین چلنا - شاید مقدر ہو کہ ہم عرب مین جائیں - مدت ہوئی کہ کوئی ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ سال کا عرصہ گذرا ہے ایک دفعہ مینے خواب مین دیکہا تہا کہ ایک شخص میرا نام لکہہ رہا ہے تو آدہا نام اوس نے عربی مین لکہا ہے اور آدہا انگریزی مین لکہا ہے - انبیاء کے ساتہہ ہجرت بہی ہے لیکن بعض رویا نبی کی اپنی زمانہ مین پورے ہوتے ہین اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہین مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیان ملی تہین - تو وہ ممالک حضرت عمر

حمد و سپاس حق

شکرِ خدا کہ ہم نے - پایا ہے وہ زمانا
جس مین کہ تہا مقدر - عیسےٰ مثیل آنا
آیا مثیل عیسےٰ - حضرت غلام احمد
تبلیغ حق سنانے - لیکن نہ تمنے مانا
تمنے سنایا اوسکو - عیسےٰ ہے آسمان پر
آوے گا تا وہ مارے - دجّال جو ہے کانا
قتل دجال کرکے - جاوے گا سوئے مسجد
مہدی کے پیچہے صف مین - کرنے ادا دوگانا
اس نے کہا کہ عیسےٰ - کشمیر مین ہے مدفون
جہوٹی ہے سب کہانی - عیسےٰ مسیح کا آنا
فرقان کی کونسی آیت - اور کس حدیث مین ہے
عیسےٰ ناصری کا - زندہ فلک پہ جانا
جتنے بڑے تہے عالم سب نے کہا مرا ہے
کس نے لکہا ہے زندہ - ہمکو ذرا بتانا
آویگا جو زمین پر - ہوگا مثیل عیسےٰ
مہدی اسیکو سمجہو - دہوکا کہین نہ کہانا
دونو جدا نہین ہین - وہ ایک ہی بشر ہے
جو قادیان مین آیا - لیکن نہ تمنے جانا
ارض و سما برابر - تصدیق کر چکے ہین
تکذیب تم نہ کرنا - مت گالیان سنانا
مہمان ہوا ہمارا - یہہ مصطفےٰ کا خادم
خدمت سے پیش آو - ہرگز نہ جی چرانا
ہان قادیان مین جاکر - کرلو نیاز حاصل
تکذیب کرنا چہوڑو - چہوڑو یہ دل دکہانا
مانو یہی مسیح ہے - آنا تہا جس نے آیا
اسوقت کو عزیزو - اچہا نہین گنوانا
کیا تم جواب دوگے - پوچہیگا جبکہ خالق
آیا تہا تم مین عیسےٰ - مانا تہا یا نہ مانا
خاموش ہو رہو گے - الزام سر پہ لیکر
سننا نہین ہے اس نے - تمسے کوئی بہانا
اب وقت ہے عزیزو - محزون کی بات مانو
ہرگز نہین ہے ہرگز - اس عمر کا ٹہکانا

(رقیمہ نیاز محمد یوسف احمدی محزون از مردان ضلع پشاور

کیا ضروری نہین ہے

(۱) خریداران الحکم کی خدمت مین گذارش ہے - کہ بوقت خط و کتابت اپنی خریداری کا نمبر جو کہ انکی چٹہون پر نام کے ساتہہ ہی چہپا ہوا ہے - ضرور دیا کرین ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف -

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین جو پہلے کبھی نہیں چھپیں

(خاص الحکم کے کالمون مین شایع ہونے والے مضامین)

مراتب توحید

مراتب توحید کی باعتبار ترقیات معرفت نفس کے تین ہین

پہلا مرتبہ توحید کا یہہ ہے جو خدا کو شرک جلی سے جو بدیہی البطلان ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ ظلم صریح اور کذب فاش جو بہ نسبت ذات باری کے مشرک لوگ اختیار کرتے ہین اس سے توبہ کرے یہہ وہ مرتبہ معرفت نفس کا ہے جو معلومات بدیہیہ مین سے ہے کہ جسمین کسی نوع کی نظر اور فکر کی حاجت نہین۔ اور یہہ توحید اسلئے بدیہی ہے جو مشارکت ممکن ہالک الذات کے ذات واجب باری سے متصف نہین پائیگا بلکہ خلاف مراد بانون کے تحت مین مقہور اور مغلوب دیکھے گا اور یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ باوجود اسکے مقہور چیزون کو ایک ذات قاہر کے ساتہہ برابر کرنا سخت حماقت اور اشد سفاہت ہے پس یہ وہ توحید ہے جو ملاحظ صفت قاہریت باری تعالٰے سے جو اجلی بدیہات ہے پیدا ہوتی ہے اسلئے یہہ توحید کسی نظر اور فکر پر موقوف نہین بلکہ بدیہی توحید ہے اور اسی وجہ سے اس توحید کے لئے ہر ایک شخص سے مواخذہ ہے خواہ وہ ادنے سے ادنے عقل رکہتا ہو اور اسی بات سے ترک کرنا اس توحید کا قابل بخشش نہین۔

اور اثر اس توحید کا خوف اور توبہ اور التزام حق اور ترک ناحق ہے کیونکہ مشاہدہ صفت قاہریت باری تعالٰے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف کے غلبہ سے انسان ایک قسم کا ظلم چہوڑتا ہے اور حق اختیار کرتا ہے اسی جہت سے توریت مین جو اس توحید کے قایم کرنے کی تاکید کرتی ہے التزام حق اور ترک ناحق کی تاکید ہے اور اسی کے مناسب حال ہے جو توریت مین دانت کے عوض دانت اور آنکہہ کے عوض آنکہہ فرمایا گیا تا انسان التزام حق کی ورزش پیدا کرے اور کثرت التزام سے حق پر قایم ہونے کا ملکہ حاصل ہو۔

غرض شرک جلی وہ ہے جو اُن چیزون کو خدا کا شریک ٹہیرانا کہ جنکو بہ بداہت نظر خدا کے کامون سے کچہہ واسطہ اور تعلق نہین بلکہ مقہور اور مجبور ہین مثلاً کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ فلان دیوتی نے مجھکو بیٹا دیا ہے حالانکہ کسی دلیل سے ثابت نہین کہ اولاد بخشنے کا اس ہستی کو اختیار ہے۔ بلکہ اوس کا مقہور ہونا ثابت ہے۔

دوسری توحید یہ ہے جو خدا تعالٰی کو شرک خفی سے کہ جس کا دریافت کرنا نظر اور فکر پر موقوف ہے منزہ اور پاک سمجہے اور وہ توحید یہہ ہے جو اس شرک سے توبہ کرنا جو بظاہر نظر وہ شرک صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور اون چیزون کا اُن کامون سے تعلق پایا جاتا ہے۔ جیسے واقعاً دیکھا جاتا ہے جو آگ جلاتی ہے اور پانی سردی پہونچاتا ہے اور سورج سے روشنی پہونچتی ہے اور کوئی دیتا ہے اور کوئی چہینتا ہے لیکن دقیق نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے جو موثر حقیقی ایک ہی ہے اور سب عطا اور منع اور عزت اور ذلت اور راحت اور زحمت اُسی ایک کی طرف سے ہے اور یہ توحید ملاحظہ تصرف باری تعالٰے سے پیدا ہوتی ہے یعنے جب انسان بغور تمام تصرفات الٰہیہ کو دنیا پر دیکھتا ہے اور اُسے تجارب کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر خدا تعالٰے عقلمندی کی تدبیرون کو توڑ کر اپنی تقدیر ظاہر کرتا ہے تو اوسکو خدا کی تقدیر کے آگے تمام اسباب منقطع نظر آتے ہین یہہ مرتبہ اگرچہ نظر اور فکر سے سمجہہ مین آسکتا ہے لیکن کمال بصیرت اس مین جو حق الیقین کا مرتبہ ہے بجز تنبیہات خاص باری تعالٰے کے حاصل نہین ہوتی اور اس کامل بصیرت کے لئے انسان خدا کی تنبیہ کا محتاج ہے۔ جو اُسکو اس معرفت کامل پر تنبیہ کرے اور خدا نے بطور نمونہ کے اس تنبیہ کو اپنے کلام معجز نظام مین بیان فرما دیا ہے تا جو شخص اپنا ذاتی تجربہ نہ رکہتا ہو تو وہ اُس یقینی واقعہ کو سنکر یہہ درجہ معرفت کامل کا حاصل کرے۔ اور اس تنبیہ سے سارا قرآن شریف بہرا ہوا ہے کہ کیونکر معاندین اور مخالفین دین نے بالاتفاق یہہ ارادہ کیا جو نور اسلام کو بجہا دین مگر خدا نے پہلے ہی سے بتلا دیا جو اُس نور کو وہ نہین بجہا سکینگے۔

یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اور ایسا ہی فرمایا سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم اور ایسا ہی فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ پس ان آیات مین خدا نے ثابت کرکے دکہلا دیا ہے جو خدا کے ارادہ کے مقابلہ پر کوئی تدبیر پیش نہین جاتی اور وہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلت جیسا فرماتا ہے

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔

پس خدا نے کمال یقین کے دلانے کے لئے یہہ نمونہ قایم کیا پس یہ نمونہ تصرفات الٰہیہ پر ایسا یقین پیدا کراتا ہے جو مجرد عقل سے وہ یقین حاصل نہین ہو سکتا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ یہ درجہ توحید کا ملاحظہ تصرفات باری تعالٰے سے پیدا ہوتا ہے اور اثر اس توحید کا توکل اور امید اور صبر اور خدمت اور تقوٰی اور طہارت اور کرم اور عفو اور رحم ہے۔

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ جسکے سمجہنے کے لئے مجرد نظر اور فکر کافی نہین اور نظر اور فکر بطور ظن غالب کے تو اوس تک پہونچا سکتی ہے لیکن مجرد نظر سے کوئی درجہ یقین کا اُس مین حاصل نہین ہوتا بلکہ کم سے کم اس کا علم الیقین بہی تبہی حاصل ہوتا ہے کہ جب ساتہہ اوس کے کسی قدر تزکیہ نفس کا ہو اور مرتبہ حق الیقین کا اُسمین تب حاصل ہوتا ہے کہ جب کامل طور پر تزکیہ نفس کا ہو کہ جسمین کامل طور پر محبت الٰہیہ لازم ہے۔

یہہ وہ مرتبہ توحید کا ہے کہ جسمین انسان شہود ہستی حقیقی باری تعالٰے سے اپنی ہستی اور دوسری تمام مخلوقات کی ہستی کو کالعدم اور لاشے اور نابود سمجہے اور احدیت ذات باری تعالٰے کا ایسا اُسپر غالب آجائے کہ اُسکی آنکہہ دوسری چیزون کے دیکہنے سے بالکل خیرہ اور اندہی ہو جاتے اور اپنے وجود سے ایسا کہو یا جاے کہ کچہہ ہی اوس کا نام و نشان نہ ہے یہہ مرتبہ بذریعہ محبت کامل کے ملتا ہے اور بذریعہ محبت کامل کے ہی کامل طور پر سمجہہ آتا ہے۔ اسی مرتبہ کے حصول پر سعادت عظمٰی انسان کی موقوف ہے۔ مگر اب یہ سوال ہے کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مرتبہ تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ سے حاصل ہوتا ہے تکمیل قوت نظریہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اس مرتبہ کے حصول کے لئے جہانتک ممکن ہو اسبات پر یقین کامل حاصل ہونا ضروری ہے کہ خداوند تعالٰے جو صانع عالم ہے موجود ہے اور وہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع اور محتاج الیہ ہے تمام مخلوقات کا اور اوس کا ہر یک نفس پر احسان ثابت ہے اور اوس کی ہر یک شے پر رحمت محیط ہے اور اُسکی ہر یک چیز پر قدرت نافذ ہے اور وہ بے مثل ہے اپنی ذات مین اور بے نظیر ہے اپنی خوبیون مین اور لاثانی ہے اپنے احسانات مین اُسکے ارادہ اور خواہش کا کوئی مانع نہین۔ اور اوس کے تصرفات کا کوئی مزاحم نہین اور اُسکے ملک مین کوئی شریک نہین ہر ایک چیز اُس کے ہاتہہ مین مقہور اور مغلوب ہے اور ہر یک وجود اُسکی صنعت اور ہر یک بقا اوس کے سہارے اور آسرے سے ہے اس مین کسی نوع کا نقصان نہین اُسمین کوئی بہی عیب نہین اسمین کسی طرح سے کمزوری نہین اور وہ کسی چیز سے غافل اور بے خبر نہین۔ اخلاق فاضلہ مین کوئی اُسپر سبقت نہین لے جا سکتا اُسکے رحم کی طرح کسی کا رحم نہین اوس کے احسان کی طرح کسی کا احسان نہین اُسکی پردہ پوشی اور ستاری اُسکی مغفرت اور غفاری بے مثل ہے اوس کے فضلون کا کوئی حد اور کنارہ نہین اُسکی نعمتون کا کوئی شمار نہین اور اوس کی مانند کوئی وفادار نہین ایک ہی نہین ہر ایک خوبی جو سوچو اس مین موجود ہے اور ہر یک عمدہ خلق جو خیال کرو وہ اُسی مین ہے اوس کو کس سے مثال دین وہ تو اپنی تمام خوبیون مین بے نظیر ہے وہی محبوب ہے اگر کوئی سوچے وہی خوب ہے اگر کوئی خیال کرے اُسکے حسن کی تجلیات دلون کو کہینچ لیتی ہین اُسکی نگہ کے لطیف جذبات روحون کو مست کر دیتے ہین۔ اے انسان جس لذت کو تو چاہتا ہے وہ خدا مین ہی ہے اور جس خوشی کا تو طلبگار ہے وہ اُسی مین ہے تیری ساری نیکنامی تیری تمام عزت اُسی کے پیوند مین ہے وہی حاکم ہے جسکے ہاتہہ مین تیری جمیع مہمات مین وہی معالج ہے جسکے پاس تیری تمام دردون کا علاج ہے وہی دانا مدبر ہے جس کو تیرے بگڑے ہوئے کامون کی تدبیر یاد ہے اُسی کو تیری بہتری کے طریق معلوم ہین اور وہی اخلاص سے تیری بہتری کا خواہان ہے۔ اے مغرور جب تو عاجز ہو جائے گا تو بغیر اوس کے تجہہ پر کون رحم کریگا اور جب تو دردمند ہو کر گر پڑے گا بجز اوس کے کون تیرے دردون کا معالج ہوگا اور جب تو ناکارہ ہو کر بستر پر پڑیگا تو بجز اوس کے کون تجہے پوچہے گا۔ بجز اوس کے کون وفادار ہے جو ہر حال تیری بہارون کو اٹہاتا رہے گا۔ اے نادان وفاداری کس سے ڈہونڈہتا ہے کیا انسان سے جو بحت خود مطلب ہے اور محبوب کسکو بناتا ہے جس مین ہزار کثافت موجود ہے۔

جو شخص اس جہان مین اندہا رہا ہے وہ دوسرے جہان مین بہی اندہا ہوگا خدا سے الگ رہنا بڑا بہاری وبال ہے اُس سے منہہ پہیرنا بڑی بدنصیبی ہے۔ اُسکی الوہیت کا یہی تقاضا ہے جو ہر یک بندہ اُسکے سامنے تذلل کرے موت اور فوت اور ہر یک طرح کی عجز اور درماندگی جو خدا نے بندہ کو لگا دی ہے یہہ صریح اس بات پر دلیل ہے جو خدا نے کسیکو اپنے ساتہہ برابر کرنا نہین چاہا اور ہر یک چیز کا تذلل دیکہنا چاہا ہے پس سعادت انسان کی اسی مین ہے کہ جو اُس نے چاہا ہے وہ حال آپ قبول کرے اور موتوا قبل ان تموتوا کا جامہ پہن لے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو اس جہان مین بہی اُس جہان مین بہی ذلت دیکہے گا اور حضرت قدیم کو اُسکی کچہہ پروا نہین کہ جب یہ تمام امور علے وجہ البصیرت معلوم ہونگے تو موجب توجہ الی اللہ ہونگی اور محبت الٰہیہ کی تحریک کرینگے ✦

مسلمانان جاوا کی آیندہ حالت

مصر کے ایک نامی صحیفہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کسی فرنگستانی اخبار مین مندرجہ بالا عنوان پر میری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعلق جس قدر حالات سے مین واقف ہو چکا ہون انہین ہدیہ ناظرین کرون۔

اسوقت جزائر جاوا ہالینڈ کے ماتحت ہین جزیرۂ جاوا اہل عرب ۱۸۲۳ء مین گئے۔ اور اسپر قابض ہو گئے۔ بلکہ اوس کے قرب و جوار کے اور بہت سے شہرون پر اوہنون نے اپنا تصرف جما لیا۔ ابتدائی حکومت ہی سے یہ مین اسلام پھیلتا گیا۔ اور جاوا کا اکثر حصہ مشرف باسلام ہو گیا اس کے بعد بارہوین صدی ہجری مین سوماٹرا بورنیو اور سیلبیز تک اسلام پہیل گیا لیکن بلحاظ سلطنت یہان کی کیفیت یہ ہے کہ یہان کوئی مستقل بادشاہ نہین سمجھا جاتا۔ بلکہ ہر ایک شہر کی سلطنت الگ تھی جیسا کہ جزیرہ یہان کے مشہور شہر بانٹن ... سیلبیس - بو... شامعنور - بامذرخ - غاروت - جوکجہ - سوراکرتہ - سمارانغ - ماکلنوغن - اور تنغل وغیرہ کی یہی کیفیت تہی۔ اور اب یہ تمام شہر ہالینڈ کے ماتحت ہین لیکن ڈچ حکومت ان پر نہایت سختی کرتی ہے اسلئے وہ گورنمنٹ سے نہایت خائف رہتے ہین۔

اسپر زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانان جاوہ امور دینیہ سے محض جاہل اور ناواقف ہین انمین ایسا کوئی بہی شخص نہین ہے جو انہین مذہبی امور کی تعلیم دے سکے۔ بارہوین صدی ہجری مین بہی اس جزیرہ مین بہت سے عرب آئے۔ لیکن وہ سب تجارتی کاروبار مین مصروف رہتے ہین امور دینیہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے اخلاق وعادات اور افعال بہی جاویون جیسے ہی ہین۔

ہالینڈ نے جاویون کی تعلیم کا اچھا انتظام کر رکھا ہے اور جابجا اون کے لئے مدارس کھول رکھے ہین۔ مگر وہان کے عرب اس سے مستفید ... محروم ہین۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ عرب ان کی اس تعلیم سے ناخوش ہین۔ اسلئے کہ ان کے مدارس مین مسیحی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے اور ابتدائً ان مسائل کی تعلیم ہوتی ہے۔ جو مذہب اسلام کے برخلاف ہین۔ قطع نظر اسکے تعلیم قرآن اور عربی خط وکتابت سیکہنے کی ان کو ممانعت کر دی گئی ہے۔ اسلئے وہ عربی زبان نہین لکھہ پڑھ سکتے حکومت نے ان کو جاویون سے خلط ملط رہنے کی بہی ممانعت کر دی ہے اور ان پر اس حد تک تعصب روا رکھا ہے کہ اگر کوئی حاکم انہین قرآن کریم یا کوئی اور مذہبی کتاب پڑہتے ہوئے دیکھہ لے تو ان کو سخت سزا دیجاتی ہے۔ میلاد شریف پڑہنے کی بہی سخت ممانعت ہے۔ جاوہ کے مسلمانون پر چونکہ جہالت غالب ہے اسلئے اس کی طبیعت جاویون سے بہی زیادہ سخت ہے۔ ان مین کچھہ علماء بہی ہین وہ حتی الامکان اس کی اصلاح کی بہت کوشش کرتے رہتے ہین گو حکومت کی سیاست کے لحاظ سے ان کی جانب سے جو کچھہ بہی سعی ہوتی رہتی ہے وہ نہایت خطرناک ہوتی ہے۔ اسلئے کہ حکومت کو انکے علماء سے خصوصیت کے ساتھ تعصب ہے۔ چنانچہ وہ اون کے علماء کو اکثر قید کرتی رہتی ہے۔ بلاد جاوہ مین ہم اس قسم کے امور کا شب و روز مشاہدہ کرتے رہتے ہین۔ ناظرین! مسلمانان جاوہ کی اس حالت سے ان کی آئندہ حالت کا خود اندازہ کر سکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ مسلمانان جاوہ کا انجام کیا ہونا ہے۔

اسکے قریب ایک جزیرہ اور واقع ہے جو سوماٹرا کے نام سے مشہور ہے۔ سلطنت عباسیہ کے اخیر زمانہ مین جو ہالنشاہ نامی شخص ہزار سپاہ سے اسپر متصرف ہوا تہا جب سے اب تک اس جزیرہ پر مسلمانون کا قبضہ ہے۔ یہ لوگ جاویون کا برابر مقابلہ کرتے رہتے ہین اور اب قریب ۵ سال سے جاویون سے جنگ کر رہے ہین اور یہ جنگ صرف جاویون کیطرف سے ہے۔ اور اس لئے ہے کہ سوماٹرا مین ایک سونے کی کان ہے۔ جاوی چاہتے ہین کہ ان سے کسیطرح یہ کان چہین لین۔ مگر اب تک وہ اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہو سکے۔ تمام بلاد سوماٹرا اسوقت تک اسلامی حکومت ہی کے تابع ہین۔ مگر ہالینڈ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ سوماٹرا اسکے قبضہ مین آجائے اور گو اسے اب تک کامیابی حاصل نہین ہوئی ہے۔ تاہم اسے سوماٹرا کے بعض بعض سواحل پر تسلط کر لیا ہے اسکے قریب کے برنیو خلا۔ فونتیانک وغیرہ اور دیگر جزیرون کا بہی یہی حال ہے کہ وہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین ہین۔ ان جزیرون مین الماس اور دیگر قیمتی پتہرون کی کانین بہی پائی جاتی ہین۔ اور سوماٹرا مین سونے کے علاوہ کوئلہ کی بہی کانین ہین۔

تقسیم بنگال کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان

ذیل کا اعلان (جسکے متعلق صاحب وزیر ہند باجلاس کونسل نے حضور ملک معظم کی منظوری کا حوالہ دیا ہے) شایع کیا جاتا ہے۔

جدید صوبۂ مشرقی بنگال و آسام

گورنر جنرل بہادر ان اضلاع کو جو فی الحال چیف کمشنر آسام کے زیر انتظام ہین انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء (۴۷ ۲ و ۲۵ و کٹوریہ ماہی ۶۷) کے بموجب ایسا صوبہ بنانا چاہتے ہین جسپر احاطۂ فورٹ سینٹ جارج و بمبئی کی امن وفلاح کے لئے وضع قوانین وضوابط کے متعلق اس قانون کی دفعات منطبق ہو سکینگی۔ ہز ایکسلینسی یہ بہی ہدایت کرتے ہین کہ صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کے نام سے معروف ہوگا اور پکارا جائیگا اور آنریبل مسٹر جاسف بامپفلڈ فلر سی ایس آئی - سی آئی ای - آئی سی ایس حال چیف کمشنر آسام اس صوبہ کے پہلے لفٹنٹ گورنر معہ ان اختیارات کے ہو گئے جو اس عہدہ سے متعلق ہین۔ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اکتوبر ۱۹۰۵ء کی سولہوین تاریخ کو وہ دن مقرر کرتے ہین جبکہ "قانون مذکورہ نفاذ پذیر ہوگا۔ اور پندرہوین تاریخ اسکے لئے مقرر کرتے ہین۔ کہ صاحب لفٹنٹ گورنر قوانین وضوابط مرتب کرنے مین اپنی مدد کے واسطے ممبر نامزد کر لین گورنر جنرل بہادر مزید اعلان کرنا چاہتے ہین کہ صوبۂ مذکور کے بنجانے پر اضلاع ڈہاکہ - میمن سنگہ - فرید پور - باقر گنج - تپرا - نواکہلی - چاٹگام - کوہستانی اضلاع چاٹگام - راجشاہی - دیناج پور - جلپائیگوری - رنگپور - بوگرا - پبنا - اور مالدہ جو اب بنگال ڈویزن احاطۂ قلعہ ولیم کا جزو ہین۔ آئندہ سے اوس ڈویزن کے ماتحت یا اس کی حدود مین شامل نہین رہینگے۔ اور صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کی لفٹینٹ گورنری مین شامل ہو جائینگے۔

دوسرا اعلان حسب ذیل ہے:-

ان اختیارات کے بموجب جو ان کو گورنمنٹ ہند کے ایکٹ ۱۸۶۵ء کی دفعہ ۴ کی رو سے حاصل ہین۔ گورنر جنرل بہادر اعلان کرنا چاہتے ہین کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے ضلع سنبہلپور (سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پہلجہر کے) جو اب ممالک متوسط کا جزو ہے آئندہ سے بنگال ڈویزن احاطۂ قلعہ ولیم مین شامل ہوگا۔

(اختیارات ہائی کورٹ)

ذیل کا اعلان بصیغۂ ہوم شایع کیا جاتا ہے بموجب اختیارات عطا کردہ انڈین ہائی کورٹ ایکٹ ۱۸۶۵ء دفعہ ۱۶ - گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر قلعۂ ولیم بنگال کو اختیار دیتے ہین کہ ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء سے حضور ملک معظم کی سلطنت ہند کے اس حصہ مین جسمین سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پہلجہر کے ضلع سنبہلپور بہی شامل ہے تمام وہ اختیارات عمل مین لائے جو ہائیکورٹ مذکور وقتاً فوقتاً ان مقامات پر استعمال کرے جسکے لئے وہ قایم ہوئی تھی۔

درخواست نکاح

۱- ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جسکی دوکان سوداگری کتب فروشی وجلد سازی شہر جمون مین ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بہائی کے ہان شادی کا خواہشمند ہے۔ مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہین جو شیخ رحیم بخش فیروزالدین احمدی و سوداگران اردو بازار جمون کے نام ہونی چاہیئے +

۲- مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہین بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہین غیر احمدیون مین ناطہ کرنا برا سمجہتے ہین نوجوان ہین عمر کوئی ۲۵-۲۶ سال کی ہوگی۔ مین ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہون بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہین جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہین بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط وکتابت کرین۔

ملکِ شام کی سیر

معزز معصر وکیل نے الموید سے ترجمہ کرکے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شایع کیا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کی دلچسپی اور عام واقفیت کے لئے درج کرتا ہون۔ لیکن مین یہ بہی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ بعض مقامات (میری اپنی رائے مین) اصلاح طلب ہین۔ مثلاً کنیسہ مریم مین مریم علیہا السلام کی قبر کا ذکر ہے مین یقیناً سمجہتا ہون کہ یہہ فرضی قبر ہے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر دراصل کشمیر مین ہے۔ مسیح کی صلیب کے وقت مسیح کے شاگردون کا خاص منشاء یہ تہا کہ وہ اس واقعہ کو مشتبہ کرین اور کسیکو اس طرف متوجہ نہ ہونے دین کہ حضرت مسیح کشمیر کی طرف چلے آئے ہین۔ اسلئے جو باتین عام طور پر مشہور ہوگئیں وہ مشہور چلی آئی ہین۔ ایسا ہی اور بہی بعض مقام اصلاح طلب ہین۔ ایڈیٹر۔

ہمارا نامہ نگار اپنے سفر شام کے حالات حسب ذیل لکہتا ہے۔ امید ہے کہ وہ خاص دلچسپی سے پڑہے جائینگے کیونکہ انمین مزارات انبیاء علیہم السلام اور قبور اولیاء کرام کی عجیب و غریب کوائف مندرج ہین۔

اس سفر مین پہلے ہم بمقام یافا پہونچے اور اس کے دلپسند اور لطیف باغون کو دیکہا۔ زیتون۔ سنگترے لیمون یہان عمدہ پیدا ہوتے ہین۔ یہان کے سنگترون کی سالانہ آمدنی محاصل دولت عانیہ کو پچاس ہزار پونڈ سے کم نہین ہوتی۔ سنگترے دور دراز ممالک تک جاتے ہین کیونکہ یہان کا سنگترہ دوسرے ممالک کے سنگترون سے کہین زیادہ لذیذ ہوتا ہے یافا کے سیر سپاٹے سے فارغ ہوکر ہم روانہ قدس شریف ہوئے۔ راستہ مین میدان کم اور پہاڑی زمین بہت ہے۔ قدس مین پہونچکر ہم نے پہلے پہل باب الخلیل اور قلعۂ داؤد کا سیر کیا۔ اس مقدس شہر کی مسجد اقصےٰ مسلمانون یہودیون۔ عیسائیون سب کی نظرون مین باعزت ہے جسکے حق مین باریتعالےٰ کلام پاک مین فرماتے ہین سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ شہر کے لوگ اسکو حرم شریف کہتے ہین۔ اس مسجد مین قبہ صخرہ شریفہ ہے جسکے نقش و نگار دیکہکر عقل دنگ رہجاتی ہے۔ اس کے اندر اور باہر تمام کلام اللہ کی آیات منقش ہین جو سنہری اور روپہری حروف مین اسطرح جگمگا رہے ہین جیسے ستارے آسمان پر۔ اس قبہ صخرہ کے نقش و نگار اور آیات کلام اللہ کی خوشخطی و زرنگار پر خلفاء بنی امیہ نے بہت کچہہ مال و متاع صرف کرکے اسقدر مزین کیا ہے کہ دور ہی سے بقعۂ نور نظر آتا ہے۔ یہ قبہ صخرہ الگ ہے اور [illegible] مبارکہ الگ جسپر حضرت سلیمانؑ کا ہیکل تہا۔ اور جسپر مدت تک حضرت ابراہیم کا مذبح رہا۔

اسی مسجد اقصےٰ مین حضرت ذکریا کا عبادتخانہ ہے جسکو محراب شریف کہتے ہین۔ کلام اللہ مین بہی اسکا ذکر ہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد بہی وہین ہے جسکی بنا آپنے بیت المقدس مین داخل ہونیکے وقت رکہی تہی۔

مسجد اقصےٰ کی ایک پرانی دیوار ہے جسکے پاس ایک خاص مقام پر عصر کے وقت یہودی لوگ خصوصاً ... جمعہ کے دن جمع ہوتے اور زار زار روتے ہین اور ان باتون کو یاد کرکے چیختے چلاتے ہین کہ کبہی ملک پر ہم ہی حکمران تہے عیسائیون کے آنے سے ہماری جمعیت بکہر گئی۔ اور ہماری حکومت ایسی گئی کہ پہر واپس نہ آئی۔ اسی گریہ و زاری کے وقت ہر ایک یہودی کے ہاتہہ مین کتاب تلمود کا ایک نسخہ ہوتا ہے جسکو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکہتا ہے۔ یہود کے اس مقام اجتماع کو ابراج یا مبکی الیہود یعنے یہود کے رونے کی جگہ کہتے ہین۔ حرم کے اندر یہود کے لئے داخل ہونا حرام ہے لیکن عیسائیون کو مباح ہے جب چاہین داخل ہون

مسجد کے اردگرد ایک وادی ہے جسکو وادی یوشافٹ کہتے ہین۔ یہود کا اعتقاد ہے کہ جو مردہ اس زمین مین دفن کیا جائے وہ بہشت مین پہونچ جاتا ہے۔ اسی وادی مین وہ چشمہ* ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت مسیح اسکے پانی کو کوڑہیون اور مادرزاد اندہون کو اچہا کرتے تہے۔ اس چشمہ کا نام عین السلوان (یعنے تسلی کا چشمہ) ہے۔

بیت المقدس مین کئی گرجے ہین۔ بڑا گرجا کنیسۃ القیامۃ ہے یعنے حضرت مسیح کے دوبارہ مرکر جی اٹہنے کی جگہ۔ جس قبر مین حضرت مسیح دفن کئے گئے تہے وہ عیسائیونکی حج کا مقام ہے۔ اس کی وہ نہایت تعظیم کرتے ہین۔ اسی کنیسہ کے پاس جبل الجلجلہ ہے۔ جہان حضرت مسیح عیسائیون کے زعم مین صلیب پر چڑہائے گئے جیساکہ انجیل مین ہے عمر آپکی اسوقت ۳۳ سال تہی آپ کے ساتہہ ۲ چور بہی سولی دئے گئے تہے وہان ایک غار ہے جس سے وہ اصلی صلیب دستیاب ہوئی تہی جسپر آپ کو مصلوب کیا گیا تہا اس گرجا مین یہود کو داخل ہونے کی اجازت نہین بلکہ اگر اس کے آگے سے بہی گذر جاوین تو مجرم قرار دئے جاتے ہین۔

دوسرا کنیسہ مریم ہے جس مین مریم صدیقہ کی قبر ہے اور تیسرے کنیسہ مین حضرت مریم کے والدین کی قبرین ہین چوتہے گرجا کا نام کنیسۃ الصعود ہے یہ گرجا ایک پہاڑی پر ہے جسکو جبل الزیتون و جبل الطور بہی کہتے ہین عیسائیون کا خیال ہے کہ اس پہاڑ سے حضرت مسیح علیہ السلام اٹہائے گئے تہے۔ اس پہاڑ پر آجکل ایک جدید گرجا نہایت عالیشان تعمیر کیا گیا ہے جو اپنے بانی ماسکاب کے لحاظ سے اوس کا بید کہلاتا ہے پانچوان وہ گرجا ہے جس مقام مین یہود نے حضرت مسیح کو قید رکہا تہا اس مقام کو متبرک سمجہکر عیسائیون نے گرجا تعمیر کیا ہے۔

چہٹا گرجا یعقوب کے نام سے جبل صہیون پر واقع ہے بیت المقدس سے ڈیڑہ گہنٹہ کی مسافت پر ایک گرجا کنیسۃ المہد کے نام سے ہے جہان حضرت مسیح علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ غار جس مین اون کی والدہ دودہ پلاتی رہین اوسپر ایک عالیشان گرجا تعمیر کیا گیا ہے اس کنیسہ سے بیت المقدس کو جاتے ہوئے راستہ مین حضرۃ یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کی ایک قبر آتی ہے۔

بیت اللحم اور اوسکے علاقہ مین بچون کے بادشاہ ہیرو ڈلیس نے اطفال کے قتل کا حکم دیا تہا اور مریم صدیقہ اپنے بیٹے مسیح کو لیکر مصر کو بہاگ گئی تہین ان تمام مقامات پر نہایت خوشنما اور پختہ گرجے تعمیر کئے ہوئے ہین جن کی زیارت کو دور دور سے پادری اور عیسائی آتے ہین اور بڑے بڑے قیمتی ...... چڑہاوے چڑہاتے ہین کنیسۃ الحبس اور دیر یعقوب یہ دونو آرمینیہ کے قبضہ مین ہین بعض کو بادشاہ قسطنطین نے اور بعض کو اوس کی والدہ ہیلانہ نے تعمیر کرایا ان گرجون کی چوٹیون پر ایسے ایسے قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہین کہ ان کی قیمت مشخص کرنے سے بڑے بڑے جوہرشناس بہی عاجز آجاتے ہین۔

قدس کے اندر حضرت داود کی قبر ہے اوس کے برابر مین عشاء ربانی کا مقام ہے جہان حضرت مسیح اپنے ۱۲ شاگردون کے ساتہہ شام کا کہانا کہاتے تہے جن مین یہودا اسکریوطی بہی تہا جس نے آپکے ساتہہ کہانا کہاکر یہ حق ادا کیا کہ یہودیون کو خبر کرکے آپکو گرفتار کرا دیا اور قدس مین وہ مقام بہی ہے جہان حضرت مسیح نے مہمانون کے پانون دہوئے اس جگہ بیت ضیاء ہے جہان الیعاذر مدفون ہے جسے حضرت مسیح نے مرنے سے چار روز بعد زندہ کیا تہا (عیسائیون کے عقیدہ کے موافق ایڈیٹر الحکم)

قدس سے دو گہنٹون کی مسافت پر ایک عالیشان گرجا ہے جسکا نام عین المکارم ہے یہ یوحنا رسول یعنی حضرت (یحیٰ) کے تولد کا مقام ہے۔ دو سو سال سے یہ گرجا لاطینی لوگون نے تعمیر کیا ہے اسی کے پاس وہ وادی ہے جہان حضرت داود علیہ السلام نے جالوت بادشاہ کو پتہر سے ہلاک کیا تہا اور قدس سے چار گہنٹہ کی مسافت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہے جس مین حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق و حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام اور اون کے ازواج مطہرات کے مزار مبارک ہین۔ ان مزارون مین سوائے مسلمانون کے کسی یہودی اور عیسائی کو اندر جانے کی اجازت نہین اور حضرت موسی علیہ السلام کا مزار مبارک قدس سے ۶ گہنٹہ کے راستہ پر ہے۔ یہان سال کے بعد مسلمان ایک عظیم الشان جلسہ کرتے ہین اور ایک خاص تاریخ پر دور دور سے مسلمان اس مزار کی زیارت کو آتے ہین حضرت مسیح کے گرجاؤن سے کنیسۃ القیامۃ ایک بڑا مہتم بالشان گرجا ہے۔ جس زیارت کو لاکہون عیسائی اطراف عالم سے آتے ہین اس گرجا کی کنجی بہی مسلمانون ہی کے ہاتہہ مین ہے۔

بیت المقدس ایک عالیشان شہر ہے جس مین ہر ملک اور ہر مذہب کا آدمی پایا جاتا ہے نصف کے قریب تو یہود ہین۔ جو چارون طرف عالم سے وہان آکر آباد ہوئے ہین اور قدس مین کنوئن کا پانی پیتے ہین وہان چشمے بہی ہین جن کے سبب سے باغون مین بڑی رونق رہتی ہے۔ یہان کے باشندے زیتون کی لکڑی سے عجیب عجیب صنعت کی چیزین طیار کرتے ہین اور بیت اللحم کے باشندے صدف کی صنعتون مین کمال درجہ کے ماہر ہین۔

بیت المقدس کی نسبت حضرت سلطان المعظم کا ایک لطیفہ مشہور ہے جو یہ ہے کہ یورپ کے بادشاہون مین سے ایک نے آپ سے سوال کیا۔ کہ تمہارے پیغمبر مکہ سے بیت المقدس تک کونسی سواری پر سوار ہوکر پہونچے تہے۔ تو آپ نے فی الفور تبسم کرتے ہوئے جواب دیا کہ اُسی گاڑی پر جس پر حضرت مسیح سوار ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے تہے۔ فی الحقیقۃ حضرت امیرالمومنین نے ایک لطیف اور دندان شکن جواب دیا جس سے بڑہکر خصم کو ساکت دلا جواب کرنے والا جواب ہو نہین سکتا۔

علاقہ فلسطین اگرچہ خیر و برکت کا گہر ہے مگر شام تو زمین پر خدا کا بہشت ہے۔ عام طور سے شام کا لفظ دمشق پر بولا جاتا ہے۔ ہم بیروت سے ریل پر سوار ہوکر دمشق کو روانہ ہوئے اور سات گہنٹہ مین دمشق پہونچے۔ ریل سے اُترتے ہی جامع اموی دور سے نظر پڑی اس کے دیکہنے کو روانہ ہوئے تمام دنیا کی جامع مسجدون سے سوائے جامع قرطبہ اندلس کے کوئی اس کی برابری نہین کرسکتی۔

پانچ سال گذرے ہین کہ اس مسجد کو آگ لگی تہی۔ اس سے پہلے یہ مسجد بیت المقدس قبہ صخرہ سے بہی زیادہ خوشنما تہی۔ وہ آگ اسکی حسن خوبصورتی کو ملیامیٹ کرگئی۔ جنہون نے اس کے وہ نقش و نگار او صنعت کے گلزار دیکہے ہین وہ اون کو یاد کرکے آٹہ آٹہ آنسو روتے ہین اور تمام یورپ کے تاریخ دان فاضل ان تاریخی خزائن کے گم ہوجانے کا سخت افسوس کرتے ہین جنپر اوس آگ نے یک قلم پانی پہیر دیا۔ اس لاثانی عمارت کو چار ہزار سال گذرے ہین۔ پہلے یہ آفتاب پرست بادشاہون کا معبد تہا۔ پہر اسی کو گرجا بنایا گیا پہر

* سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانو! کہو کیا کہتے ہو؟ مسیحی معجزات کی حقیقت کچہہ سمجہہ سکتے ہو ایڈیٹر الحکم۔

مسلمان بادشاہون نے اس گرجا کو جامع مسجد بنا دیا اس مین ایک مقام ہے جس مین کہتے ہین کہ حضرت یحیٰی بن ذکریا علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔ اس مسجد مین تین مینار نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند ہین انمین سے ایک کا نام حضرت مسیح کا مینار ہے اس کی نسبت بعض* کا اعتقاد ہے کہ اخیر زمانہ مین اسپر حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اتر ینگے۔ اس جامع مسجد کے صحن کے متصل ایک مقام مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مزار مبارک ہے۔

دمشق مین نورالدین شہید محمود ابن زنگی اور ظاہر بیبرس کی قبرین ہین۔ جس محل مین نورالدین شہید خاص سکونت رکھتا تھا جامع مسجد کے آگے وہ محل ابتک موجود ہے۔ اور اسی محل کے اندر اس کی قبر ہے۔

دمشق مین ہی معاویہ کبیر (یزید کے باپ) اور معاویہ صغیر (یزید کے بیٹے) کی قبرین ہین۔ اور معاویہ کبیر کی قبر قرافہ مین بھی ہے باوجودیکہ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب خلفاء عباسیہ کو خلافت ملگئی تو انہون نے بنی امیّہ کی قبرین اکھاڑ کر اون کی ہڈیان جلا دی تہین اور اون کی راکھ کو ہوا مین اڑا دیا تھا۔

اور قرافہ مین بعض اہل بیت اور مشاہیر علماء و شعراء کی قبرین بھی ہین۔ مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرتؐ کے مؤذن کی قبر اور عبداللہ بن ام مکتوم کی قبر جنکے حقمین آیۂ کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی نازل ہوئی تھی۔ اور وہین حضرت ابی عبیدہ بن جراح مبشّر بالجنّت فاتح شام کی قبر مبارک ہے۔ اور آپ کے پڑوس مین یزید بن معاویہ امیر شام کی قبر ہے۔

محلہ صالحیہ دمشق کے ایک کنارہ مین صوفیۂ کرام کے امام ملقب بہ شیخ اکبر مصنف فتوحات مکیّہ و فصوص حضرت محی الدین ابن عربی رح کا مزار مبارک ہے اور اس کے ایک طرف ایک حجرہ مین امیر عبدالقادر جزائری کی قبر ہے جو کئی سال دولت فرانس سے لڑتا رہا۔

دمشق مین نہایت خوشنما منظر وہ چبوترہ ہے جو شاہ جرمن کے آنے پر بنایا گیا تھا۔ یہ جبل قیسون کے نیچے نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس چبوترے پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے شہر دمشق درختون کے جھنڈ اور سبزہ زار کے درمیان نہایت خوش منظر اور دلربا نظر آتا ہے۔ یہی سبزہ زار اور باغات کا خوشنما نظارہ ہے جس کا نام کتابون مین غوطۂ دمشق کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ یہان کھڑے ہو کر دیکھنے سے انسان کو یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ دمشق لاکلام دنیا پر جنت ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

دمشق کے باغات اور زراعتین نہر بردی سے سیراب ہوتی ہین۔ جو نہر توردے سے نکلتی ہے۔ اور جسکا معاون چشمہ فیجہ ہے۔ اس چشمہ کا پانی شیرین اور نہایت صاف ہے۔ ایسا عجیب پانی سارے ملک شام مین کسی چشمہ کا نہین۔

دمشق کے باشندے آزاد مزاج شریف طبع مہذّب اور خوش خُلق ہین۔ کسی اجنبی سے ملاقات کرین تو سیّدی " سیّدی " کرکے بولتے ہین۔ اور نہایت مہربانی و لطف سے پیش آتے ہین۔ یہان مسلمان۔ یہود۔ عیسائی تینون مذاہب کے لوگ ہین۔ جو آپس مین بڑے اتفاق سے رہتے سہتے ہین۔ بخلاف بیروت کے۔ کہ وہانکے لوگ اکثر بدخلق اور فتنہ پرداز ہین۔

دمشق مین عجیب عجیب میوجات پیدا ہوتے ہین۔ چنانچہ زرد آلو آٹھ نو قسم کا پایا جاتا ہے۔ بلدی۔ حموی۔ شتوی۔ تدمری۔ عجمی۔ موٹی قسم کے نہایت شیرین اور اعلےٰ درجہ کے لذیذ ہوتے ہین۔ مونہہ مین ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حلوے کا لقمہ ہے اور طرفہ یہ کہ یہان اس قسم کے لذیذ میوے اتنے ارزان ہین کہ باغون مین جاکر ایک دو پیسے دیدو اور سیر ہو کر کھالو۔ اتنا میوہ اگر مصر مین خریدین تو ایک ریال (۲ روپے) مین بھی نہ مل سکے۔ ایسے ہی یہان توت بھی بڑے موٹے موٹے اور شیرین کئی قسم کے پائے جاتے ہین۔ اور پھر سستے ایسے کہ باغون مین تو انکی کوئی قیمت ہی نہین۔

پانی کی یہان وہ کثرت ہے کہ شہر کے گلی کوچون مین صاف شفاف پانی کی نالیان پڑی بہ رہی ہین۔ یہان کے قابل دید مقامات مین یہود کے محلہ مین خواجہ شمعا یہودی کا محل ہے جسپر سونے کے نقش ونگار ایسی صنعت سے کئے گئے ہین کہ دیکھکر عقل حیران رہجاتی ہے۔ ان نقش ونگار پر ۲۰ ہزار پونڈ خرچ ہوا ہے اس مکان کی کاریگری دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین۔ اس یہودی کی ریس پر دمشق مین کئی ایک دولتمند مسلمانون اور عیسائیون نے بھی ایسے ہی مکان بنوائے اور نقش ونگار پر ہزارون پونڈ خرچ کئے مگر اس کی برابری نہ ہو سکی دمشق کی آبادی تین لاکھ پچاس ہزار کی ہے۔

دمشق کی سیر سے فارغ ہو کر مین بعلبک کو روانہ ہوا وہان پہونچکر اس شہر کے مشہور قابل دید معبد قدیم کو دیکھا جو پرانے قلعے کے نام سے مشہور ہے جسکی تعمیر کو چار ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور وہ مصر کی تمام عمارتون سے بڑی اور عالیشان عمارت ہے اور اپنی پختگی اور خوبصورتی کے باعث روئے زمین کی عمارتون سے سبقت لے گئی ہے۔ اس عالیشان عمارت کی اینٹ اینٹ آثار مشرقی کاریگرون کے علم مہندسہ اور علم عمارت مین بے نظیر ہونیکی

خبر دیتے ہین اور اس کے بے مثل نقش ونگار سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پر اس عمارت کی کوئی نظیر آجتک کسی کاریگر سے نہین بن سکی اس کے اندر جانے کا ٹکٹ ترکون کو ایک ریال مجیدی اور دوسرے لوگون کو غیر سکّون کے حساب سے اسی رقم کے مساوی پر ملتا ہے۔ اس عمارت کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ جس سے پتھر کاٹ کاٹ کر اس عمارت مین لگایا گیا ہے وہ آجتک معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پتھر کاٹا گیا ہے کسی زمانہ مین جرمن حکومت نے اس معبد پر بیس ہزار پونڈ خرچ کرکے اس کی زینت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ میری موجودگی مین شہر بعلبک کے اندر ایک عظیم جلسہ تھا جس مین گورنر شام بھی موجود تھے۔ مشاہیر علاقہ۔ ارکان دولت عثمانیہ اور شام کے بڑے بڑے فاضل بھی آئے ہوئے تھے۔ جلسہ مین بڑے بڑے پُرزور لکچر عربی زبان مین دئے گئے جلسہ قابل دید تھا اتفاق سے مین بھی شامل ہو گیا اور جلسہ کا لطف اٹھایا آخر حضرت جلالتمآب کے لئے دعائین مانگی گئین اور سب اہل جلسہ آمین آمین پکارنے لگے۔

بعلبک مین راس العین نام ایک مشہور چشمہ ہے۔ اس کا پانی نہایت صاف اور شیرین ہے۔ اسی چشمہ کے طفیل بعلبک مین عجیب عجیب باغات ہین۔ جنکے سبب سے دور دور علاقون تک سیرابی و سرسبزی ہی نظر آتی ہے۔ اس چشمہ سے جو نہر نکلتی ہے بہت سارے علاقہ کو سیراب کرتی چلی گئی ہے۔ جس کے دونون طرف درختون کے جھنڈ نظر آتے ہین۔

سیر بعلبک سے فراغت پاکے مین ریل پر سوار ہو کر شہر حمص کو روانہ ہوا پہلے پہل مینے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ شیر خدا کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کی اس مزار مبارک کی تعمیر کو اکیس بیس سال گذرے ہین۔ امیر احمد پاشا عکّا کے گورنر نے اسکو نہایت خوبصورت طرز پر تعمیر کرایا تھا۔ آجتک اس کے خوشنما نقش ونگار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی عمارت ختم ہوئی ہے اور معمار ابھی کام ختم کرکے اترے ہین مزار کے اردگرد چینی پہر کر خط طغرا مین آیات کلام اللہ خود امیر احمد پاشا نے لکھی ہین۔ جن کا ہر ایک حرف ستارۂ درخشان کیطرح آسمان جلالت پر چمک رہا ہے الغرض امیر مرحوم کی خوشخطی دیکھکر عقل حیران رہجاتی ہے حضرت خالد شیر خدا کا مزار بھی ایسا پُر رعب ہے کہ سچ مچ اسکو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اسمین کوئی قاتل کفار فاتح [illegible] خواب راحت مین آسودہ ہے اور اسی شہر مین عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ اموی

کا مزار مبارک ہے۔ یہی مزار ہے جسکو خلفاء عباسیہ نے بنی امیّہ کی قبرون سے باقی چھوڑا اور کچھ نقصان نہین پہونچایا۔ کیونکہ صاحب قبر کے عدل اور تقوی پر سب کو اتفاق ہے۔ یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چارون خلیفون کے بعد یہ پانچوان خلیفہ آنحضرتؐ کا مانا گیا ہے۔

حمص مین ایک ویران قلعہ ابراہیم پاشا کی یادگار ہے جسمین دلچسپی کے سامان مفقود ہین۔ علیٰ ہذا نہر عاصی کا نظارہ بھی کچھ دلکش نہین۔ کیونکہ پانی اسکا ہمیشہ گدلا رہتا ہے شام کی تمام نہرون سے یہ بے مزہ نہر ہے اسکے کنارہ پر شہر حماۃ کو دیکھا۔ یہ بڑا عالیشان شہر ہے۔ ستر ہزار آدمی کی آبادی ہے تجارت کی یہان بڑی بھاری منڈی ہے حمص سے مین ریل پر سوار ہو کر جبل لبنان کے شہرون مین سے ایک شہر زحلہ مین گیا۔ یہ دو پہاڑی وادیون مین آباد ہے جنکے درمیان نہر بردونی جاری ہے۔ اس نہر کا پانی نہایت میٹھا اور ٹھنڈا اور بہت ہی صاف ہے یہانتک کہ اسکی تہ مین پڑے ہوئے پتھر کنکر اوپر سے نظر آرہے ہین۔

شہر زحلہ کی عمارتین پہاڑ پر سیڑھیونکی طرح اوپر کو چلی گئی ہین جو رات کو اندھیرے مین چراغون کے جلنے سے ایک ستارون والا آسمان معلوم ہوتا ہے۔ اور دور سے یہ نظارہ عجیب لطف دیتا ہے۔ اس شہر مین جدھر جاؤ اوپر نیچے دائین بائین آگے پیچھے ہر ایکطرف پانی چلنے کا آوازہ نہایت دلکش سنائی دیتا ہے۔ اور میوہ دار باغ ہر طرف لہراتے ہوئے عجیب لطف دکھلا رہے ہین۔ اس شہر مین ۲۰ ہزار کی آبادی ہے۔ اگرچہ اس مین لبنانی لوگ ہی آباد ہین لیکن علاقہ شام کا ہی شمار کیا جاتا ہے۔

اسکے بعد مین شہر صوفر مین پہونچا۔ یہ شہر سمندر کی سطح پر ۱۴۰۰ میٹر بلند واقع ہوا ہے۔ اگر مین کہون کہ بلحاظ اعتدال آب وہوا کے یہ شہر تمام روئے زمین کے شہرون سے معتدل اور خوشگوار ہے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ اس شہر کا سیر کرکے پھر مین بیروت کیطرف واپس ہوا۔ بیروت کو شام کے شہرون سے کوئی ایسا امتیاز نہین سوائے اس کے کہ علم کا بڑا اجراء ہے مدارس بہت ہین۔ کتب خانے قسم قسم کے موجود ہین۔ اہل علم بکثرت ہین۔ چھاپہ خانے اور جرائد کی بہار ہے گرمی مصر کی سی پڑتی ہے۔ پہاڑ پر عمارتین سیڑھیون کی طرح نہایت خوشنما ہین۔ ضروریات زندگی کے تمام سامان موجود ہین۔ تجارت گاہ تمام ملکون کی ہے۔ حتیٰ کہ یہان کی مطبوعات روئے زمین پر جاتی ہین۔ بیروت کی زمینین نہر الکلب سے سیراب ہوتی ہین۔ شہر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار ہے +

* ایڈیٹر الحکم - لفظ بعض خاص توجہ کے قابل ہے +

پُرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

اطمینان قلب

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اس کے عام معنے تو یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور فلسفی یہہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کیساتھ اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمت الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اسکو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ اسپر نازل ہوتے ہیں اور وہ اسکو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اسپر کھولا جاتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اسکی دراء الورا طاقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے پھر اسکے دل پر کوئی ہم و غم نہیں آسکتا اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام پر آیا ہے **لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**۔ اگر کوئی ہم و غم واقع بھی ہو تو اللہ تعالےٰ اپنے الہام سے اسکے لئے خارجی اسباب انکے دور کرنے کے پیدا کر دیتا ہے یا خارق عادت صبر انکو عطا کرتا ہے۔

(۲۱ ستمبر ۱۹۰۱ء)

دنیٰ فتدلّیٰ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اوپر کیطرف ہو کر نوع انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلےٰ درجہ کا کمال ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجہ بیان فرمائے ہیں ایک صعود۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالےٰ کی طرف تو آپکا صعود ہوا یعنے خدا تعالےٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھنچے گئے کہ خود اس ذات اقدس سے دنو کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔ دنو۔ اقرب سے ابلغ ہے اسلئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔ جب اللہ تعالےٰ کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لیے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جسکا اشارہ اللہ تعالےٰ نے **ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سر ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے لیتے ہیں جو کچھ لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہونچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہونچانے کے واسطے آپکا نزول ہوا۔ اس **دنیٰ فتدلّیٰ** میں اسی صعود اور نزول کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے۔

* * *

انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو استعارات کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہ گروہ ان کی شناخت سے محروم رہ جاتا ہے لیکن ایک اور گروہ ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی تائید سے اصل حقیقت کو پا لیتے ہیں وہ استعارہ کو استعارہ اور حقیقت کو حقیقت ٹھیراتے ہیں۔ جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی آمد کے وقت ملاکی نبی کے صحیفہ کی بنا پر کہا کہ مسیح کے آنے کی یہہ نشانی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے آوے مسیح علیہ السلام سے جب انہوں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے اس پیشگوئی کو تو تسلیم کر لیا لیکن یہ فیصلہ کر لیا کہ آنے والے ایلیا سے مراد یحییٰ ہے۔ یہودی اس فیصلہ کو سنکر یحییٰ کے پاس پہونچے وہ اس مباحثہ سے بکلی بے خبر اور ناواقف تھے۔ انہوں نے ایلیا ہونے سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی مخالفت اور بھی تیز ہوگئی۔ اور انہوں نے اصل حقیقت سے بے خبر ہو کر ظاہر الفاظ پر زور دیا اور اسطرح پر خدا تعالےٰ کے ایک سچے نبی کا انکار کر دیا نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر طرح سے اسکی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی اور آخر خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک مغضوب اور لعنتی قوم ٹھیر گئے۔ اب غور کرو کہ اگر ایلیا کا آنا درست تھا اور حضرت یحییٰ کی شکل میں ایلیا کا بروزی رنگ میں آنا درست نہیں تو ہمارے مخالف مسلمان بتائیں کہ ملاکی نبی کے صحیفہ کی پیشگوئی کو مد نظر رکھکر حضرت عیسےٰ کی نبوت کا کیا ثبوت ہے؟ پھر یقیناً وہ نبوت ثابت نہیں ہو سکتی اور دوسری مشکل یہہ پڑتی ہے کہ حضرت عیسےٰ جو مردوں کو زندہ کرنے والے تھے کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ اس سے دو باتیں اور بھی ثابت ہوتی ہیں اول یہہ کہ اللہ تعالےٰ کی یہ عادت اور **سنت** نہیں کہ وہ مردوں کو دوبارہ دنیا میں بھیج اور زندہ کرے دوسری یہ کہ مسیح نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پس خوب غور کرو اگر بروزی آمد ایلیا کی مراد نہوگی تو مسیح کی نبوت جاتی رہے گی۔ اور پھر اسکی زد **اسلام** اور قرآن شریف پر پڑیگی۔

اسوقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر دوسرے وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودہویں صدی میں آئے تھے غرض میں تو پھر فریق کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو محدثات میں داخل ہے۔ محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔

یہودیوں پر غضب الٰہی اسی وجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے انکو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ **مغضوب** قوم ٹھیر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہہ اپنی نمازوں میں **غیر المغضوب** کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد **یہود** ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیا کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں **یحییٰ** آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اسوقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتارلیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اتر آوے پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر تم ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے تمہارے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئیگا کیونکہ آنیوالا تو آچکا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہی وقت تو ہے جو اسے آسمان سے اترنا چاہیئے اگر اترنا ہے کیونکہ تمہارے خیال میں ایک مفتری اور کاذب مدعی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر فی الواقعہ یہی سچ ہے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے تو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اب اسے اتارے تاکہ دنیا گمراہ نہو کیونکہ ایک کثیر جماعت تو مجھے مسیح موعود تسلیم کر چکی ہے اگر اسوقت وہ نہ آیا تو پھر کب آئیگا؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کاذبوں اور مفتریوں کی مدد کرے؟ اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو نظیر پیش کرو اور پھر بتاؤ کہ راستبازوں کی سچائی کا کیا معیار ہے۔

اس مقدمہ میں خوب غور کر کے دیکھ لو کہ حق پر کون ہے؟ عقل اور نور فراست ہمارے ساتھ ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ آپ نے معراج کی رات حضرت مسیح کو مردوں میں دیکھا۔ پھر صحابہ کا اجماع مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے قرآن شریف میری تائید کرتا ہے۔ اور اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے خاص تائید آسمانیہ سے میرے دعوے کو سچا کیا ہزاروں ارضی اور سماوی نشان میری سچائی کے ظاہر کئے۔ اسقدر شواہد اور دلائل کے ہوتے ہوئے میں کیونکر تسلیم کر لوں کہ جو کچھ یہہ کہتے ہیں صحیح ہے۔ جب کہ خدا تعالےٰ کی کھلی کھلی وحی مجھے مسیح موعود ٹھیراتی ہے پھر میں ان ملانوں کی بات مانوں یا خدا کی وحی پر ایمان لاؤں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی وحی کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا میری دشمن ہو جاوے اور ایک بھی شخص میرے ساتھ نہ ہو میں خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ کلام کو کیونکر جھٹلا سکتا ہوں پھر ایسی حالت میں کہ اسکی روشن تائیدیں میرے ساتھ ہیں۔

اگر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح کے فیصلہ کو یہ سب کچھ دیتے ہیں تو دین خدا تعالےٰ خود ان سے مطالبہ اور محاسبہ کرے گا۔

ایک اور عجیب بات ہے کہ جب ہم ایلیا کا قصہ پیش کرتے ہیں اور یہودیوں کا اعتراض سناتے ہیں جو حضرت مسیح پر انہوں نے کیا تو اور کچھ جواب نہیں آتا تو کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرّف مبدل ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ سہی **قومی تواتر** اور تاریخ کو کیا کہو گے وہ بھی تو کوئی چیز ہے اسے کیونکر رد کرو گے؟ اگر قومی تاریخ اور تواتر بھی رد کرنے کے قابل ہے تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں کے وجود پر کیا دلیل ہوگی؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور یہ مسئلہ نزول ایلیا کا ایسا ہے کہ یہودی اور عیسائی بالاتفاق اسکو مانتے ہیں۔ خود حضرت مسیح بھی اس پیشگوئی کے قائل تھے اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ تھی تو انکو اس کی تاویل کرنے کی کیا حاجت تھی وہ سرے سے اسکا انکار ہی کر دیتے اور کہدیتے کہ یہ جو ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تم پیش کرتے ہو بالکل غلط ہے؟ مگر نہیں انہوں نے اسکو صحیح تسلیم کیا اور پھر اسکی تاویل کی۔ یہودی تو یہانتک چلاتے ہیں کہ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھ دیں گے!

غرض۔ نزول ایلیا کا مسئلہ بڑا صاف اور یقینی مسئلہ ہے اور خود حضرت مسیح کی زبان سے فیصلہ پا چکا ہے اور اس کیساتھ ہی انہوں نے اپنی آمد ثانی کا بھی ذکر کر دیا ہے مگر افسوس ہے لوگ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ مگر کب تک انکار کریں گے آخر یہہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائیگی اور قومیں اسطرف رجوع کرینگی اسیطرح جیسے مسیح ابن مریم کے لئے ہوا۔

توحید کا ثبوت

اللہ تعالےٰ کی توحید پر یوں تو ہزاروں دلائل ہیں لیکن ایک دلیل بڑی عام اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ وضع عالم میں ایک کرویت واقع ہوئی ہے اور کرویت میں توحید ہی پائی جاتی ہے پانی کا قطرہ لو تو وہ بھی **گول** ہے زمین کی شکل بھی گول ہے آگ کا شعلہ بھی گول ہی ہے ایسا ہی ستارے بھی گول ہیں۔ اگر تثلیث درست ہوتی تو چاہیئے تھا کہ ان اشیاء کی اشکال وصور بھی سہ گوشہ اور مثلث نما ہوتیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے آدم سے ایک سلسلہ شروع کیا اور آدم ہی پر اسے ختم کیا۔ چنانچہ مسیح موعود کا نام بھی آدم رکھا ہے۔ چونکہ یہ آدم نئی قسم کا ہے

مطلب از ختم نبوت

معنے آیت مزبور اینچنین است کہ نیست محمد پدر کسے از مردان شما ولیکن فرستادۂ ایزدی و خاتم انبیاء است۔
مطلب ختم نبوت این است کہ جملہ خوبیہا و کمالات نبوت بر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ختم شدہ است چنانچہ
صاحب القول المستحسن مے نویسد ولا یخفی انہ صلے اللہ علیہ وسلم اُعطی جملۃ ما اوتی الانبیاء
والمرسلین اجمعین ۔ اگر کمالات نبوت از ہر گونہ ختم شدہ بودے پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این
چنین نمی فرمودند مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا لَہٗ نَظِیْرٌ فِیْ اُمَّتِیْ فابوبکرؓ ابراھیم و عمرؓ نظیر موسیٰ و عثمانؓ
نظیر ھارونؑ و علےؓ نظیری وَمَنْ سَرّہٗ ان ینظر الی عیسیٰ فلینظر الی ابی ذرؓ۔
اگر معنے آیت مزبورہ بحسب رائے مخالفین ماست و باب نبوت از ہر گونہ مسدود است پس محققین صوفیائے
کرام و اولیأ عظام چرا بمثل ذیل در کتب خود مے نوشتند آیا ایشان معنے این آیت را نفہمیدہ بودند چنانچہ حضرت
شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکیہ مے نویسد۔
فالنبوۃ مقام عند اللہ ینالہ البشر مختص بالاکابر من البشر یعطی للنبی المشرع
ویعطی للتابع لھذا النبی المشرع الجاری علی سُنَنِہٖ ووھبنا لہ اخاہ ھارون نبیًا۔
فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع
لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخًا لشرعہ ولا یزید فی شرعہ حکمًا اخر وھذا معنی قولہ
ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف
شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی + الجزء الثانی من الفتوحات المکیۃ الباب
الثالث والسبعون صفحہ ۳ سطر ۱۶۔
وحضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ السلام در کتاب ستین مجالس مے نویسد صورۃ النبوۃ ارتفعت و
معناھا باق الی یوم القیامۃ +
صاحب کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن بطور حاشیہ بذیل صفحہ ۲۲۴ مے نگارد۔
محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ اند و حضرت امیر حامل کمالات ولایت ولہذا کار انبیاء
کہ جہاد با کفار و ترویج احکام شریعت و اصلاح امور ملت است از شیخین خوب سرانجام یافت و کار اولیا از تعلیم
طریقت و ارشاد باحوال و مقامات سالکین و تنبیہ بر غوائل نفس و ترغیب زہد در دنیا از حضرت امیر بیشتر مروی
گشت و عقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ بصدور افعال مختصہ بآن ملکات میتوان کرد مثلاً اگر شخصے در
ہر معرکہ ثبات مے کند و در مقابلہ افراد صفت سیف و سنان کار از پیش مے برد دلیل صریح بر شجاعت نفسانی
او ست بلکہ حب و بغض و خوف و سخاوت دیگر امور باطنیہ از ہمین راہ افعال و معاملات معلوم توان کرد بر ہمین قیاس
امتیاز در کمالات باطنیہ شخص مے توان کرد کہ آیا از قسم کمال انبیاء است یا از جنس کمال اولیاء۔ و زمان شیخین
بقیۂ زمان نبوۃ بود + انتہی المحال ترجمۂ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام در باب ختم نبوت نگاشتہ می شود
ملاحظہ فرمایند۔ معنے ختم نبوت ہمین است کہ جملہ خوبیہا و کمالات نبوۃ بر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ختم شدہ اند و برائے آیندہ باب کمالات نبوت مسدود است کہ ہیچ نبی مستقل نخواہد آمد لفظ نبی بدو زبان عربی
و عبرانی مشترک است یعنے مُنبی از خدا تعالے خبر یابندہ و پیشگوئی کنندہ است کسانیکہ براہ راست بخداوند تعالی
مکالمہ مے کردند و از وے خبرہا مے یافتند ایشانرا نبی مے گفتند گویا این اصطلاح شدہ بود مگر از آیت معلوم می شود

ملت واحدہ خواہد گشت در عہد مسیح موعود علیہ السلام

ویومن بہ من ادرکہ فمن ادرکہ فلیقراء بہ منی اسلام رواہ ابن ابی شیبۃ کنز العمال
جلد ۷ صفحہ ۲۶۸

ترجمہ ۔ از ظاہر شدن مسیح موعود مسجدہا با رونق خواہند شد زیرا کہ چون مسیح موعود ظاہر خواہد شد کسر
مذہب صلیبی خواہد نمود و خنزیر را قتل خواہد کرد و کسیکہ او را خواہد شناخت بروایمان خواہد آورد پس کسیکہ از شما او را
دریابد پس برو لازم است کہ از جانب من مسیح موعود را اسلام گوئید در حدیث نواس بن سمعان آمدہ است ان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی
دمشق رواہ ابن عساکر ۔ **ترجمہ** ۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ من (بمکاشفہ دیدہ ام)
کہ مسیح ابن مریم از زیر منارہ سفید کہ از دمشق جانب مشرق واقع است خواہد بر آمد عوز بحدیث مذکور کہ در حق مسیح
موعود بجائے لفظ نزول خروج آمدہ است و بحدیث ذیل لفظ بعث آمدہ است ۔ قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم واللہ خلیفتی علی کل مسلم الی قولہ اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم
ترجمہ ۔ و خدا تعالے مسیح موعود را خواہد فرستاد و آنچہ می گوئید کہ در عہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملت
واحدہ خواہد شد برحق است زمانہ آنچنانکہ مدعیان حیات گویند کہ در عہد حضرت مسیح موعود ہیچ کافر
در دنیا نخواہد ماند۔ زیرا کہ آیت فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضآء الی یوم القیامۃ
شاہد است برین کہ در بعض اقوام یہود و نصاری تا قیام قیامت و انقراض زمن عداوت و دشمنی
باقی خواہد ماند و از عداوت و دشمنی اوشان اظہر من الشمس معلوم می شود کہ افراد کفار ہم تا قیامت خواہند
ماند و بحدیث نبوی آمدہ است تقوم القیامۃ والروم اکثر الناس ۔ البتہ بموجب آیت
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ ۔ در زمانہ مسیح
موعود دین اسلام بحجج باہرہ و ادلہ کاملہ و براہین ساطعہ بفیوضات قدسیہ و انفاس طیبۂ مسیح موعود
بر ادیان باطلہ غالب خواہد گشت ۔ و بتدریج رجوع تمام اقوام عالم بطیب خاطر بسوئے اسلام
خواہد شد زیرا کہ جملہ ترقیات ملل و دول بحسب قانون قدرت تدریجًا می باشند این سبق از حالت
بدو اسلام حاصل کردہ مے آید ۔ و اما آنچہ مردم منتظر مسیح قاتل و مترصد مہدی جابر می باشند کہ او
بقہر ہیبت و شوکت شمشیر مردم را در اسلام داخل کردہ ملت واحدہ قائم خواہد نمود ما ہرگز این چنین مہدی و مسیح
را قائل نیستیم زیرا کہ این عقیدہ بالکل خلاف قرآن کریم و برعکس اصول دین متین ما است زیرا کہ نور حق بنفس خود
شمشیر است و بخود قوتے دارد کہ پیش او اعناق الرؤسا و الملوک خم می شوند و از جبر و قہر طبائع متنفر می باشد
اعتقاد حق چیزے است کہ تا وقتیکہ دل انسان بآن مطمئن و متیقن نباشد آن انسان را مومن آن اعتقاد گفتہ
نمی شود و کسے چہ طور با ایمان شدن مے تواند کہ بظاہر زبان او گوید ہان و دل او گوید نہ قال اللہ تعالے لا
اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۔ القرآن جزو ۲ ۔ **ترجمہ** یعنے در اسلام جبر و اکراہ جائز نیست (یعنے کسے را بجبر و قہر
در اسلام داخل کردہ نمی شود ۔ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ **ترجمہ** ۔ آیا تو مردم
جبر و اکراہ خواہی نمود کہ مومن شوند جزو ۱۱ ۔ قال اللہ تعالے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ
فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مأمنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون ۔ القرآن ۔ جزو ۱۰
ترجمہ ۔ و اگر کسے از مشرکین پیش تو آمدہ پناہ طلبد او را امن دہ تا کہ کلام ایزدی را بشنود بعد از شنودن

پیشگوئی مسیح موعود علیہ السلام درباب قیام ملت واحدہ اسلام

کلام الٰہی اورا بجائے امن او برسان زیراکہ مشرکین قومیت بے علم و نادان۔ پس غور کنید بآیات مزبورہ کہ برائے اسلام جبر و اکراہ تا ابدالآباد منع آمدہ است۔

مشرکین وغیرہ اقوام منکران اسلام بے علم و نادان مثل اطفال معذور می باشند و بر معذور جبر و اکراہ و قہر نمودن خلاف شعار انصاف و عدل است وَاِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ **ترجمہ**:۔ ہر آئینہ خدا تعالےٰ امر می فرماید برائے عدل و نکوئی و بخیر خواہی اقربا و منع می فرماید از بے حیائی و بدی و از بغاوت بادشاہ خود پس ما ہرگز قائل نیستیم کہ دین اسلام ظلم و بے انصافی را روا دارد دین اسلام بنفس خود جذبے و اثرے دارد کہ خود بخود دلہا جانب او مجلوب می شوند پس صورت ملت واحدۂ اسلام تدریجاً نمودار خواہد شد۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام در تذکرۃ الشہادتین تحریر فرمودہ اند اے مردمان گوش ہوش را وا کردہ بشنوید این پیش خبری آن کسے است کہ زمین و آسمان را برپا ساختہ است او بفضل خود جماعت خویش را در جمیع اقطار بلاد شایع سازد بلکہ از روے حجت و برہان بر جمیع ادیان نصرت دہد فرا رسیدہ است آن عہد وخیلے قریب است آن روزگار کہ در کل عالم ہمین یک مذہب باشد کہ بعزت تمام یاد کردہ آید حق تعالیٰ این جماعت و این مذہب و این سلسلہ را برکت فوق العادت کرامت نماید و کسیکہ ارادۂ معدوم نمودنش داشتہ باشد البتہ نامراد بماند و غلبۂ این سلسلہ تا قیام قیامت خواہد بود اگر مرا استہزا می نمایند مرا از ان چہ نقصان زیرا کہ ہیچ نبی بدنیا مبعوث نگشتہ باشد کہ اہل دنیا با او استہزاء نکردہ باشند۔ یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ÷ واستہزاے مردم بانبیاء از جانب خدا علامتی است مگر شخصے کہ روبروے مردم و بین یدی الناس با فوج ملائکہ از آسمان فرود آید باو کہ استہزاء تواند نمود پس ازین دلیل نیز روشن شد و ہر عقلمند صاحب بصیرت نیز تواند فہمید کہ از آسمان نازل شدن مسیح موعود خیالے است محض خام بخاطر داشتہ باشید ہیچکس از آسمان فرود نہ آمدہ و نخواہد آمد جمیع مخالفین و معاندین این سلسلہ الٰہیہ کہ در این زمان بقید حیات اند شربت ممات خواہند چشید و احدے از ایشان از آسمان نزول ابن مریم نخواہد دید و بدین سان اولاد و احفاد شان درگذرند و ہیچکس نزول عیسےٰ را برای العین مشاہدہ نخواہد کرد از ان پس انقلاب عظیم در دل ایشان نمودار گردد کہ زمان غلبۂ نصاری نیز منقضی گردید و دنیا حالت جدید گرفت لاکن ابن مریم از آسمان نزول نکرد پس قاطبۂ عقلائے آن عصر ازین عقیدہ باطلہ بیزار گردند و ہنوز سہ صد سال بر عہد من منقضی نشدہ باشد کہ جمیع منتظران نزول ابن مریم خواہ از ملت اسلام باشند خواہ پیروان کیش نصاری سخت نومید گشتہ این عقیدہ را ترک دہند و در کل دنیا یک مذہب و یک امام باشد من بجہت تخم پاشیدن صداقت فرستادہ شدہ ام و حالا بدست خود آن تخم افشاندہ ام کہ عنقریب نشو و نما خواہد یافت در دنیا کسے نیست کہ آنرا از نشو و نما باز دارد۔ انتہی کلامہ الشریف۔

ما ایمان داریم کہ این پیشین گوئی باتمام خواہد رسید زیرا کہ ہر پیشگوئی کہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام مے فرمایند آن تخرص و تحری نمے باشد بلکہ بوحی حق مے باشد چنانچہ آنحضرت در جائے درباب نبوت تحریر فرمودہ اند۔ ؎

نزول مسیح موعود در دو زرد چادر

این ہمہ وحی است از رب السماء — کافرم گر این نباشد از خدا
وحی حق است این ز نور ذات پاک — صادقیم و بر سر کذاب خاک

(سوال) در احادیث آمدہ است کہ مسیح موعود در بُردین زرد رنگ نزول خواہد فرمود یک بُرد بر اعلےٰ و بُرد دیگر بر اسفل بدن او باشد۔

(جواب) مراد از بُردین دو مرض است این اشارت باین کہ مسیح موعود با مراض مبعوث گردد زیرا کہ در علم تعبیر الرویا مراد از جامۂ زرد بیماری و مرض ہست چنانچہ دو مرض لاحق حال حضرت مسیح موعود است یکے کثرت بول و دیگر دوران سر کہ بواسطہ ہر دو بیماری اندام حضرت اقدس مسیح موعود خیلے اصفر شدہ است۔

در احادیث صحیحہ نبویہ آمدہ است کہ بعد از بعثت عمر مسیح موعود چہل سال یعنی از ابتدائے ولادت تا انتہا ایام زندگی او ہشتاد سال باشد درین وقت عمر حضرت اقدس مسیح موعود قریباً شصت و شش سال ہست کہ از عرصہ بعید حضرت اقدس بوحی الٰہی درباب عمر خود ہمچنان مشتہر فرمودہ اند کہ خداوند تعالےٰ مرا خبر کردہ است نُحَیِّیْنَکَ ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ یعنے زندہ خواہم داشت ترا ہشتاد سال یا قریب آن علاوہ از ہزارہا آیات و خوارق کہ بر دست حضرت اقدس مسیح موعود ظاہر شدہ اند تجربۂ این الہام زندہ ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صداقت مسیح موعود است زیرا کہ آنحضرت صلعم فرمودہ اند کہ عمر مسیح موعود بعد از بعثت چہل سال باشد و مسیح موعود ہم ہمچنان از عرصۂ سی سال مشتہر فرمودہ اند محک تجربہ بر صداقت این الہام گواہی می دہد کہ این کلام ایزدی است اگر این کلام ایزدی و پیشگوئی محمد رسول اللہ صلعم نبودے مدعی این الہام قبل از وقت فوت گردیدے زندگی ہر متنفس بقبضۂ قدرت ایزدی است حضرت مسیح موعود را امراض دوران سر و کثرت بول مدام می باشد و احیاناً در دگردہ ہم پیدا مے شوند اطبائے حاذق مے گویند کہ مریض این امراض زود فوت مے گردد مگر قدرت و پیشگوئی ایزدی بہمین حال از عرصۂ بعید با تمام رسیدہ است گوئی کہ بسبب مرض حضرت مسیح موعود بکنارہ گور رفتہ اند و چون از عیسائیان و آریہ وغیرہ اعتراضے بر اسلام وارد شود این چنین ہوشیار مے شوند کہ گاہے مریض نبودہ اند در نصرت دین ہیچ پہلوانے این چنین ہوشیار و دلاور و باہمت بعد از محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چشم زمانہ ندیدہ باشد۔ ؎ جہان آفرین تا جہان آفرید ÷ چو احمد مسیحے نیامد پدید۔

مولف موازنۃ الحقائق بصفحہ ۶ می گوید نبوۃ از ہر گونہ ختم است ہر کہ دعویٰ نبوۃ و رسالت از ہر گونہ پیش کند خلاف قرآن و سنت است۔

و ہمچنان پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ در سیف چشتیائی از صفحہ ۶ تا ۲۲ و مسلمان پٹیالوی صاحب در تائید الاسلام حصہ دوم بصفحہ ۱۲۰ شبہات درباب ختم نبوت و اعتراضات ناشائستہ تحریر نمودہ اند۔

بجواب شان ما می گوئیم کہ بوجیکہ درباب ختم نبوت خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بآیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ارشاد فرمودہ است بران ایمان ماست و تجاوز از ان الحاد بلکہ افراط و تفریط در ان کفر است مگر افسوس کہ مخالفین ما ازین آیت معنے ختم نبوت در از ختم نبوت را نفہمیدہ اند و بباعث عدم امعان و غفلت۔ در لفظ پرستی او فتادند و از سوء الفہم براہ افراط و تفریط افتند۔

مولوی ثناء اللہ صاحب تیجہ میں

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے موضع تیجہ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کلمہ پڑھواتے ہیں اسپر انسے مطالبہ ہوا اور پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ دیا گیا وغیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث میں خود تو کچھ نہیں لکھا البتہ حکیم محمد دین صاحب سے ایک مضمون اسکی تردید میں لکھوا دیا کہ وہ واقعہ ہوا ہی نہیں وغیرہ اسپر ہم تو خاموش ہوگئے۔ لیکن میاں عبد العزیز صاحب نے مقام تیجہ سے مجھے ایک مضمون حکیم محمد دین صاحب کی تردید میں بھیجا ہے جسکو میں ذیل میں درج کئے دیتا ہوں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر غور کریں۔ حق کو چھپانے سے انسان کا میابی نہیں ہوسکتا وہ خدا سے ڈریں اور اپنا محاسبہ خود کریں۔ ایڈیٹر

مکرم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ۔

بعد سلام سنت الاسلام روشن رائے انور ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے پرچہ اہلحدیث بابت ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء میں میاں محمد دین سے درج کرایا ہے۔ کہ موضع تیجہ میں آپنے یہ نہیں کہا۔ کہ مرزائی لوگ لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہ اس کے حوالہ کا مطالبہ وغیرہ نہیں ہوا۔ مکرم من یہ اسکا سیاہ جھوٹ ہے۔ اس بات کا ایک علاقہ گواہ ہے۔ کہ اس نے اپنے وعظ میں بالضرور ایسا کہا ہے۔ میں نے اوّل عین مسجد میں انکے دو رفیق اعظم خلیفہ بدر الدین و حبیب اللہ بیوپاری پشمینہ کو کہا۔ کہ میں وعظ سننے سے معذور ہوں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے خطبہ میں بڑا جھوٹ بولا ہے۔ کہ مرزائی لوگ آپکا کلمہ پڑھتے ہیں تا ہم بزرگان نے مجھے مجبورًا بٹھایا۔ اور کہا کہ ہم مولویصاحب کو اس سے منع کر دیتے ہیں۔ اور ایک خط لکھکر منبر پر آپکے ہاتھ میں دیا۔ کہ آپ مرزا صاحب کا تعارض نہ کریں کیونکہ لوگ آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر آپنے اس خط کو دیکھکر رکھ لیا۔ اور آنحضرت کی شکایت میں روانہ ہوئے اس واسطے میں بیزار ہوکر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میرے بعد اکثر لوگ اسی واسطے اٹھ گئے۔ کہ یہہ مرزا صاحب کی شکایت کرتا ہے۔ وعظ نہیں کرتا۔ اور آپ کمال خفت سے منبر پر سے اُترے۔ اور محمد دین کو اوپر چڑھا دیا جسکے بیٹھتے ہی تمام لوگ رفوچکر ہوگئے۔ جس سے بڑی بے رعبی اور سخت ندامت آپ کو دامنگیر ہوئی۔ یہانتک کہ ازان بعد ایک آدھ ہی نماز مسجد میں پڑھی ہوگی۔ باقی نمازیں دیوان خانہ پر یا راجباہ پر ادا کرتے رہے۔ اور دوسرے روز بوقت ظہر وعظ کرنے بیٹھے۔ تو گاؤں کے لوگ بھی حاضر نہ ہوئے۔ اور حاضرین میں دس گیارہ رہ گئے۔ انہیں کے طرفداروں کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وعظ کا کچھہ مزا نہیں آیا۔ آخر تو دس منٹ بات چیت کرکے حسرت پر حسرت لیکر مسجد سے رخصت ہوئے۔

دوئم۔ خلیفہ بدر دین کے مکان پر جو مولوی صاحب نے وعظ کا جبر نقصان کرنے کے لئے مجکو بلایا۔ تو میںنے بالمشافہ آپ پر وہی اعتراض کیا کہ آپ مرزا صاحب کی تحریر سے وہ کلمہ نکال دیں تب آپنے کہا۔ کہ وہ اپنے آپ کو رسول کہتے ہیں۔ مینے کہا۔ کہ رسول کہلانے سے کلمہ پڑہانا لازم نہیں آتا۔ دیکھو مسیح علیہ السلام کے حواریوں کو خداوند تعالیٰ نے سورت یسین میں مرسل کہا ہے۔ مگر اونہوں نے اپنا کلمہ نہیں پڑھایا۔ بلکہ مسیح علیہ السلام کی رسالت کی دعوت کرتے رہے ہیں۔ یہہ سنکر بخجلی رہ گئے اور اب تو آپ پانچ پیسہ مانگتے ہیں۔ اور میں تعجب اسوقت آپکے کل اخراجات نان و نفقہ وغیرہ کا ذمہ وار ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ ایسے امور کی تحقیق کے واسطے مولوی نور احمد صاحب کو بلاؤ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا۔ کہ ہمیں کچھہ ضرورت بلانے کی نہیں۔ آخر چارا کی راہ سے خلیفہ بدر دین کے ہاتھہ سے ایک خط لکھوایا۔ اور جسکا جواب موضع لودی ننگل کی طرف سے آیا۔ جسکو آپ نے دبا لیا۔ مگر مینے اصرار کرکے وہ خط نکلوایا۔ تب آپ بڑے نادم ہوئے۔ اور چنانچہ آجتک اسکا جواب مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے نہیں دیا۔

طرہ یہ کہ اب اس قول کو کھینچ تانکر انکار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ قادیانی کہتا ہے۔ کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرح مرزا رسول اللہ بھی جانو۔ بجواب اس کے ظاہر ہو۔ کہ اول تو یہ کلام ہی مہمل ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کلمہ ہے نہ رسول جسکی طرح مرزا رسول اللہ بھی جانیں۔ دوئم جو اس کے معنے میں کہا۔ یعنے جسطرح تم حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکھتے ہو۔ میری (مرزا کی) رسالت کا یقین بھی رکھو۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آنحضرت کی تحریر و تقریر سے کہیں ثابت نہیں کہ میری رسالت کا ایسا یقین رکھو۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکھتے ہو۔ چہ جائے کہ آپ مجدد دین رسول اللہ ہیں۔ آنحضرت کو متبوع اور اپنے آپکو تابع و خادم رسول یقین کرتے ہیں اور اگر آنحضرت صلعم کی برابری کا دعویٰ مضمون رسالت میں مولوی ثناء اللہ وغیرہ رسالہ **دافع البلا یا معیار الاخیار** وغیرہ سے نکال دیں۔ تو میں اب بھی آپکو مبلغ **پانچ سو روپیہ** انعام دینے پر آمادہ ہوں۔ پانچ پیسے کیا ہوتے ہیں یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو بازاروں میں مانگتے پھرتے ہیں سو باقی رہا دعوے رسالت سو اکابران امت جیسے شیخ اکبر وغیرہ فرماتے ہیں کہ **رسالت مطلقہ** سے کچھہ حصہ باقی ہے جو اولیاء امت کو دیا جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ رؤیا صالحہ کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ باقی ہے۔ چنانچہ اس روز بھی مینے اس مطلب کو چھیڑنا چاہا تھا۔ مگر مولویصاحب نے کہا۔ کہ شیخ اکبرؒ ولی اللہ نہیں۔ اور اسواسطے بات اور طرف اولٹ گئی۔ اور اب تو آپ پانچسو کو روتے ہیں۔ مگر شرط کی نوبت تو ہزاروں تک پہونچگئی تھی۔ کیونکہ مولوی نور احمد صاحب نے لکھا تھا۔ کہ آپ نے اعجاز احمدی کا جواب نہیں دیا۔ جسکا دس ہزار روپیہ انعام ہے۔ اور نیز اشتہار مجریہ ۸ فروری ۱۹۰۵ء کا جواب نہیں دیا۔ جسمیں فی آیت و حدیث مبلغ عـ۲ـــ روپیہ انعام ہے۔ فرمائیے۔ کہ ہماری طرف سے اب بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ تو نکال دیں۔ لطف یہہ کہ آپ کو اسوقت انعام خاک سوجھتا تھا۔ جناب کو تو بعد متعلقین بد هضمی نے گھیر رکھا تھا۔ چرب نوالوں کے لالچ اور طمع خام نے آپ کے بند ڈھیلے کر دئے تھے۔ اور دست بردست جارہے تھے۔ اور اسی واسطے آپ براہ بٹالہ امرتسر کو جلد واپس ہوئے۔ ورنہ ابھی تو آپ کی گت فتح گڑھ میں بھی بننی تھی۔ جہاں آپ کی تفسیر موجب تکفیر کا کھنڈن کیا جاتا تھا۔

والحمد للہ اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً۔

مورخہ ۶۔ ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ

اطلاع

از طرف اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر

بخدمت جمیع مخالفین اسلام خصوصًا آریہ صاحبان

چونکہ اس کلب کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۳۔۲۴۔ ستمبر ۱۹۰۵ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہونے والا ہے۔ جس میں بڑے بڑے اکابر علماء اسلام (کثرھم اللہ تعالیٰ) تشریف لائیں گے اور زبردست و روشن دلائل سے اسلام کی سچائی پبلک پر ظاہر کرینگے۔ لہذا وہ لوگ جو اسلام پر معترض ہوتے ہیں انکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ۱۵ ستمبر سن رواں تک بذریعہ خط اسسٹنٹ سکرٹری کلب ہذا کو مطلع فرماویں کہ وہ اسلام کے کس مسلمہ اُصول یا مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اُن کو وقت مقرر کرکے اطلاع دی جائے۔ اور غیر مذاہب کے مسلمہ اُصولوں میں سے جن پر کلب ہذا بحث کرے گی وہ مضامین سکرٹری سے دریافت ہو سکتے ہیں +

المطلع

فیروز الدین احمد اسسٹنٹ سکرٹری اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر ڈباب کھٹیکان متصل مکان ڈاکٹر جھنڈے خان

درخواست نکاح

قاضی شاہ دین صاحب نمبردار روجاگیردار ساکن تاج پور ضلع ہوشیارپور قریشی النسب ہیں سا احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں۔ آمد معقول ہے۔ عمر تیس و چوبیس سال کے درمیان ہے۔ پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے۔ اس بیوی سے اولاد بھی ہے۔ [illegible] رشتہ داروں میں شادی کرنی نہیں چاہتے ہیں +

ایک شریف لڑکی کی مراسلت

پہلا موقع ہے کہ الحکم میں ایک شریف لڑکی کی مراسلت چھاپی جاتی ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہہ مضمون نہایت توجہ سے پڑھا جاوے گا۔ ایڈیٹر

مجوزہ زنانہ نارمل سکول علیگڈھ

نواب محسن الملک آجکل بمبئی میں زنانہ نورمل سکول علیگڈھ کے لئے چندہ جمع کرنیکو گئے ہوئے ہیں۔ آپنے اوسپر ۱۵ اگست کو ایک لکچر بھی بمبئی میں دیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ نواب صاحب کے کالج نے مردوں کی ابھی تک کونسی اصلاح کی ہے؟ جو نواب صاحب میری پردہ نشین بہنوں کو ترقی کی دُھن میں یا لالچ میں لاکر بے پردہ کرکے دیکھنا چاہتے ہیں۔

بہلا وہ کونسے غیور والدین ہونگے جو علیگڈھ میں اپنی عزیز عفت مآب لڑکیوں کو بھیجنا پسند کرینگے؟ مینے سکول مذکور کے برخلاف ایک مضمون وکیل میں بھیجدیا ہے جو وکیل مطبوعہ ۲ ستمبر کالم ۳ میں شائع ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ یہہ لوگ تعلیم قرآن کریم سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے حال ہی میں میرے حقیقی بھائی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور دین صاحب کے درس

قرآن کریم ۴- ستمبر سے کچھہ تہوڑا سا اقتباس کرکے میرے مطالعہ کے لئے بہیجا ہے جسے مین مشتاقان بے پردگی کے ملاحظہ کے لئے ذیل مین لکھتی ہون۔

وَلَا لِنِسَآءِ هِنَّ (ترجمہ) " عام طور پر عورتون کو گہرون مین نہین آنے دینا چاہئے " قبلہ مولانا صاحب موصوف نے اس آیتہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مینے والدہ عبدالحی سے شادی کی تو اسوقت بہت سی عورتین آئین۔ انمین میرے ایک دوست کی بیوی بہی تہی۔ جس نے گہر مین جاکر والدہ عبدالحی سے یون کہنا شروع کیا کہ تمہارے اوپر تو بڑا ظلم ہوا ہے جو تم ایک بوڑہے سے بیاہی گئی ہو وغیرہ وغیرہ والدہ عبدالحی نے اسی وقت مجھے بلوا بہیجا میرا آنا تہا کہ وہ عورت تو رفو چکر ہو گئی بعدہ مجھے اسکی ساری باتین سنائی گئین۔ سبحان اللہ وبحمدہ قرآن کریم کی کیسی اچھی تعلیم ہے جو غیر جنس مستورات کے خلا ملا سے بہی مستورات کو روکتا ہے چہ جائیکہ علیگڈہ کالج مین غیر مردون سے تعلیم پانے کی تحریک! قبلہ نواب صاحب! کیا آپ اپنی ملکی اور قومی بہنون کو مصر کی مسلمان آزاد عورتین بناکر دیکھنا چاہتے ہین؟ بقول شخصے ع

ابہی فتنہ ہے کوئی دن کو قیامت ہوگا

از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور ۴- ستمبر ۱۹۰۵ء — بنت منشی غلام محمد پہلوری

پتہ مطلوب ہے

سید مقبول شاہ صاحب احمدی ساکن موضع سہنہ ڈاکخانہ کہاریان ضلع گجرات اطلاع دیتے ہین کہ انکا ایک لڑکا قمر علی شاہ نام عمر ۱۶ سال بے ریش سفید رنگ جو گجرات پڑہتا تہا کہین چلا گیا ہے اسکا پتہ نہین اگر کسی صاحب کو ملے تو اسے اپنے پاس ٹہیرا کر سید صاحب مذکور کو اطلاع دے۔

اور ایسا ہی انکا ایک بہتیجا جسکا نام اصغر علی شاہ ہے وہ مڈل سکول کہاریان سے بہاگا ہے اسکی عمر ۱۴ سال درمیانہ قد ہے اسکا پتہ ملے تو اس سے بہی اطلاع دے۔

ریمارک

سائنس و تعلیم:۔ یہہ ماہواری رسالہ سائنٹفک و ٹیکنیکل ورکشاپ لاہور کیطرف سے شائع ہونا شروع ہوا ہے اسکے ایڈیٹر بہاری لال بہاٹیہ بی۔ ایس سی ہین۔ اسکے ساتھہ چار صفحہ کا انگریزی ضمیمہ بہی ہوتا ہے قیمت برائے نام ایک روپیہ سالانہ ہے۔ رسالہ مفید اور دلچسپ ہے اور ملک مین ایسے رسالون کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اسلئے امید کیجاتی ہے کہ تعلیم یافتہ جماعتین ایسے رسالونکی قدر دانی کرینگی۔

المصباح:۔ یہہ جدید رسالہ جے پور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ میرے پاس اسکا پہلا نمبر آچکا ہے۔ اس رسالہ کے مقاصد روحانیت۔ صنعت و حرفت۔ حفظ صحت۔ زندہ جاوید۔ ورزش جسمانی قرار دئے گئے ہین۔ اور ہر ایک مضمون کے لئے صفحون کے جداگانہ نمبر دے گئے ہین تاکہ آخر مین ایک جدا کتاب طیار ہوسکے۔ رسالہ کی چہپوائی۔ کتابت اور کاغذ بہر نوع اچھا ہے۔ میری رائے مین یہ رسالہ مفید ہے۔ قیمت سالانہ چار روپیہ البتہ کسی قدر زیادہ ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۵/ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے درخواستین مینیجر رسالہ المصباح جے پور کے نام ہون۔

ایسٹ اینڈ ایسٹ خالق باری

خالق باری ایک مشہور کتاب ہے اسکی طرز پر پہلے مرادآباد سے ایک انگریزی خالق باری شائع ہوئی تہی۔ ابہی مرادآباد سے ایک مشہور شخص کے قلم سے یہ رسالہ نکلا ہے اس کے مصنف مولوی احمد الدین خانصاحب مرحوم ترجمان دفتر صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند ہین۔ اور اب منشی محمد فضل حسین صاحب بسمل نے اپنے مطبع مین کسی قدر ترمیم و تصحیح کے بعد چہاپا ہے۔ اس خالق باری مین انگریزی زبان کے الفاظ اور ان کے ہندی فارسی یا عربی معانی کو نظم مین بیان کیا ہے۔ انگریزی زبان کے نوآموزون کے لئے ایک مفید کتاب ہے بچے اسے خوشی اور آسانی سے یاد کر سکتے ہین۔ جدا جدا عنوان کے نیچے تقسیم مضامین اور بہی قابل تعریف ہے۔ ۴۸ صفحہ کی اچہی چہپی ہوئی کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۲/ ہے۔ منشی فضل حسین صاحب بسمل مرادآباد سے ملے گی۔

النظر۔ یہہ ایک فارسی رسالہ ہے جو مرزا نذر علی صاحب احمدی سابق شیعہ نے حال مین کارخانہ الحکم کے انوار احمدیہ پریس مین چہپوا کر شائع کیا ہے۔ یہہ رسالہ فارسی زبان مین لکہا ہے اور سید علی حائری مشہور لاہوری شیعہ عالم کی کتاب غایت المقصود حصہ دوم پر لطیف ریویو کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۱/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اور سید عبدالمحی عرب صاحب سے مل سکتا ہے۔

لغات القرآن سید عبدالمحی عرب آجکل ایک عمدہ قابل قدر اور مفید تالیف مین لگے ہوئے ہین وہ قرآن شریف کی ایک لغت لکہہ رہے ہین جو کئی مستند کتب لغت سے انہون نے انتخاب کی ہے مجھے انہون نے مسودہ کا کچہہ حصہ دکہایا ہے مین سمجہتا ہون وہ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ اور قرآن مجید سے محبت رکہنے والون کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔ عرب صاحب اس کتاب کو عمدہ چہپوانا چاہتے ہین اور یہ بہی انکا خیال ہے کہ قیمت بہی ۸/ سے زیادہ نہو۔ اسلئے جو صاحب اس کتاب کو لینا چاہئین وہ عرب صاحب کو اطلاع دین۔ اور اگر پیشگی قیمت بہیجکر انہین مدد دین تو کتاب کے چہپنے مین اور بہی سہولت ہوسکتی ہے + عرب صاحب قادیان مین رہتے ہین۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع **اہل بیت** اچھے ہین۔ آجکل حضور کی توجہ زیادہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کی طرف ہے۔ دعا مین مصروف ہین اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے امیدوار فرماتے تہے مولوی صاحب کی صحت **احیاء موتی** ہے۔ آپ کے بالکل شفا پانے پر ہماری جماعت کا خدا تعالیٰ پر ایمان اور امید بہت بڑہ جائیگی + مجھے ان دعاؤن مین کئی مقاصد مدنظر ہین۔

۲۔ مولویصاحب کی صحت خدا کے فضل سے اب یوماً فیوماً اچہی ہے زخم مندمل ہو رہا ہے اور آئندہ بڑہنے کا خطرہ الحمد للہ اسوقت تک تو نہین رہا۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو شفاء عاجل عطا فرماوے۔ بیمار پرسی کے خطوط آرہے ہین + خدا تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے آمین۔

۳۔ حکیم الامتہ کی صحت الحمد للہ اچہی ہے۔ فاضل امروہی میرٹھہ مین ہین۔

۴۔ موسمی لحاظ سے یہہ ہفتہ بہت ہی مبارک گذرا ہے بارش خاطر خواہ ہو رہی ہے نرخ غلہ جو یکدم گر گیا تہا اب چڑہ رہا ہے۔ گران فروشی کی آرزوئین کرنے والے حیران ہو رہے ہین۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹۔ ستمبر کو فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تہا کہ بعض الہامات انمین متوحش ہین۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دلمین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچھے ہو جاتے ہین چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دلمین یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اِذَا جَاءَ اَفْوَاجٌ وسمٌّ من السماء اور کفن مین لپیٹا گیا اور ان المنایا لا تطیش سہامہا یہ اسبات کو ظاہر کرتے ہین کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تہی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔

۱۰۔ ستمبر نماز صبح کے وقت رویا۔ ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اس کے آگے ایک بڑا چبوترا ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اوسپر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پہ بیٹھے ہین اس جگہ مین ہون اور پانچ چار اور دوست ہین جو ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین مینے کہا مولوی صاحب مین آپ کو آپ کی صحت کی مبارکباد دیتا ہون اور پہر مین رو پڑا اور میرے ساتھہ کے دوست بہی رو پڑے اور مولوی صاحب بہی رو پڑے پہر مینے کہا دعا کرو۔ اور دعا مین تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولویصاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہین سورہ فاتحہ کے پڑہنے کی تعبیر بہی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکہے جو اسکو خوش کرنیوالا ہو اور فرمایا جو الحمد خواب مین پڑہتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے*

۱۲۔ ستمبر " دو شہتیر ٹوٹ جائینگے " اسکے بعد زور سے الہام ہوا۔ انی مهین من اراد اہانتک۔

* اسی دن مولویصاحب کی پشت پر پہلے کاربنکل کے قریب ایک دوسرا کاربنکل ہو گیا جسکو چیرا گیا اور حالت پہلے سے بہی نازک۔

ایک تازہ الہام

(جو ۱۳۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ہوا)

عفت الدیار لذکری

فرمایا لذکری سے مراد یہ ہے کہ جیساکہ پہلے پیشگوی ہو چکی ہے۔

(زلزلہ کی خبر)

اٹلی مین سخت زلزلہ آیا۔ تفصیل پہر۔
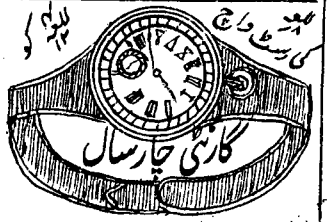
گذارہ کر لیں گے - ہمارے دل میں خیال آیا - کہ معلوم نہیں - مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کر دی - ہے بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہو سکتا - فقط -

پھر الہام ہوا - انی انا الرحمن لا یخاف لدی المرسلون - قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون -

ترجمہ - تحقیق میں رحمان خدا ہوں - مرسل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے -

کہ یہ خدا کے کام ہیں - پھر ان کو چھوڑ دے جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں - اُن میں لہو لعب کریں -

مندرجہ بالا رویاء کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک پُر معنی خواب ہے - اور مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے - روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے - روٹی کا بند ہونا - اس دنیا سے فوت ہو جانا ہوتا ہے - سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے - لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے - کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے - رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے - اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمد کو منظور ہے - وحی الٰہی نے یہ نام محمد ہی رکھا ہے - پس اس سے مراد مولوی صاحب کی صحت اور زندگی ہے جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں - تجارت سے مراد دعا کرنا - خدا پر ایمان رکھنا اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے - جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم - تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم - اے مومنو میں تمہیں ایک تجارت کی خبر دیتا ہوں - جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور وہ یہ ہے - کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کرو - غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی - وہ تو بند ہو چکی ہے لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے - اسی نے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے -

ڈائری میں سے چند باتیں

(رقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مولوی عبد الکریم صاحب

۱۶ - ستمبر ۱۹۰۵ء شیخ نور احمد صاحب جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوٹلہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے - شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا - کہ میں نے دیکھا - کہ مولوی عبد الکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں - اور یہ آیت پڑھتے ہیں -

اُولٰئک علٰی ھدی من ربھم واُولٰئک ھم المفلحون

فرمایا - اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے - واللہ اعلم -

فرمایا یہ مرض مہلک ہے - اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں - لیکن دعا بہت کی گئی ہے - سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے - جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بے سود ہے -

میاں نبی بخش صاحب نے عرض کی ہے کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی - کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں - فرمایا - ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے - ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں -

ذکر آیا - ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام استغفر اللہ رکھا ہے - فرمایا - اچھا ہے - جتنی دفعہ اسکو بلائیگا خدا تعالےٰ سے استغفار کرتا رہیگا -

مولوی نور الدین صاحب کے صاحبزادہ عبد الحی کا ذکر تھا - کہ اس کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی - فرمایا - اجنبی دشمن اور دور رہنے والا کیا حاصل کر سکتا ہے - جو لوگ قریب رہتے ہیں - وہ ہمیشہ نشانات دیکھتے ہیں - پاس رہنے والے تو آپ ہی کے نشان بھی دیکھ لیتے ہیں -

۱۶ - ستمبر ۱۹۰۵ء - صبح - ایک دوست نے عرض کی میرے گھر سے خبر آئی ہے - کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے جلد آؤ - مگر بیماری کی تفصیل نہیں حضور دعا فرماویں -

فرمایا - میں دعا کروں گا - لیکن بعض دفعہ عورتیں صرف بلانے کے واسطے ہی ایسا لکھ دیا کرتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اسجگہ قادیان میں تھے - کہ میر ناصر نواب کے گھر سے خط آیا - کہ والدہ اسحاق فوت ہو گئی ہے - اور اسحاق بھی قریب المرگ ہے (خدا تعالےٰ ہر دو کو باصحت وعافیت لمبی عمر عطا فرماوے) یہ خط اسحاق کے بھائی کا لکھا ہوا تھا - جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا میں اس خط کو پڑھ کر بہت پریشان ہوا - کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں بیمار تھے - بخار چڑھا ہوا تھا - ایسی حالت میں ان کو والدہ کی وفات کی خبر سنانا ہرگز مناسب نہ تھا - میں اسی فکر میں تھا - کہ الہام ہوا - ان کیدکن عظیم جس سے میں نے سمجھ لیا - کہ یہ صرف بلانے کا بہانہ ہے - ورنہ دراصل خیر ہے - اس وقت مولوی عبد الکریم صاحب (خدا ان کو صحت دے) اس جگہ تھے - ان کو سنایا گیا - اور حافظ حامد علی کو بھی سنایا گیا - اور اسی کو وہاں بھیجا گیا - تو بات وہی نکلی - جو خدا نے بذریعہ الہام ہم کو بتلائی تھی -

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی - کہ اس دن میں بھی اسی جگہ تھا - اور اس واقع کا گواہ ہوں -

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء - فرمایا - خدا کی طلب میں جو شخص پوری کوشش نہیں کرتا - وہ بھی کافر ہے ہر ایک چیز کو جب اسکا حد مقررہ تک پہنچایا جاتا ہے تب اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - جیسے اس زمین میں چالیس یا پچاس ہاتھ کھودنے سے کنواں طیار ہو سکتا ہے - اگر کوئی شخص صرف چار یا پانچ ہاتھ کھود کر چھوڑ دے اور کہہ دے - کہ یہاں پانی نہیں ہے - تو اس کی غلطی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس شخص نے محنت کا حق ادا نہیں کیا -

۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل از ظہر - فرمایا - یہ جو قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ فبھدٰھم اقتدہ - پس ان کی یعنی گذشتہ نبیوں کی جن کا اوپر ذکر آیا ہے اقتدا کر - اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ جسقدر گذشتہ انبیاء ہو گئے - اور انہوں نے مخلوق کی ہدایت مختلف پہلوؤں سے کی اور مختلف قسم کی انہیں خوبیاں تہیں کسی میں کوئی خوبی اور کمال تھا - اور کسی میں کوئی - اور ان تمام نبیوں کی اقتدا کر یا یہ معنے رکھتا ہے کہ ان تمام متفرق خوبیوں کو اپنے اندر جمع کر لینا چاہئیے اور اس میں کچھ شک نہیں - کہ جو شخص جامع ان تمام خوبیوں کا ہے جو متفرق طور پر تمام انبیاء میں پائی جاتی ہیں - وہ تمام متفرق کمالات اپنے اندر جمع رکھتا ہے - اسلئے وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں - کیونکہ ہر ایک کی خوبی ان میں موجود ہے - اور وہ تمام متفرق خوبیوں کا جامع ہے مگر پہلے ان میں کوئی نبی ان تمام خوبیوں کا جامع تھا -

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا خاندان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں حضور براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۲۱۶ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے -

۲ - حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں مصروف - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی علالت طبع کے باعث آپ ہی نمازیں پڑھاتے ہیں

۳ - مخدوم الملۃ کی صحت کے متعلق اسقدر اطلاع غالباً کافی ہوگی کہ پہلا زخم دن بدن مندمل ہو رہا ہے ایک حصہ میں کسیقدر ورم پائے جاتے کیوجہ سے پھر اپریشن کرنا پڑا ضعف اور نقاہت بدستور ہے - جو کثرت پیشاب کیوجہ سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے - بہرحال حضرت مخدوم الملۃ کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہو رہی ہے - خود اعلیٰ حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذرتا ہے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہمدردی اور جستی کے ساتھ علاج میں مصروف ہیں اللہ تعالےٰ انکی مساعی کو بار آور کرے - (آمین)

کسی شیعہ نے انہیں ایام علالت میں حضرت مخدوم الملۃ کو خط لکھا ہے کہ یہ بیماری محض اس وجہ سے آئی ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کے خلاف لکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمند شیعہ اس کے ساتھ اتفاق کر سکے - اس سے بڑھ کر بیہودہ کیا بات ہوگی - کاش شیعہ مذکور بتا سکتا کہ اسنے یہ رائے حضرت امام حسینؓ کے ایماء سے ظاہر کی ہے اور کسی کشف میں آکر امام حسینؓ یا انکے فرضی علی نے اسکو کہا!

وہ یاد رکھیں کہ خدا کا ولی اور خلیفہ جو خدا کی وحی کے موافق امام حسینؓ سے افضل ہے اب بھی اپنی کامیابی اور ترقی اور سماوی تائیدات کے ساتھ اس بہت کو توڑ رہا ہے مصائب - امراض اور دوسری قسم کے ابتلا مومنوں کو آتے ہیں اور وہ ان کی ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں - ہاں خدا کے ماموروں اور خلیفوں اور مرسلوں کے شدید ایذا رسانوں اور شریر اور گستاخ منکروں پر جو عذاب وعدہ کے موافق آتا ہے - وہ اس لحاظ سے کہ قبل از وقت اسکی پیشگوئی کی جاتی ہے اپنے اندر جلالی ہیبت رکھا کرتا ہے اور وہ لوگ محسوس کر لیتے ہیں کہ یہ ہم پر بیماری فلاں شرارت کے باعث ہے - لیکن جو شخص اس بیماری اور سخت تکلیف میں بھی اعلان کرتا ہے کہ بحمد اللہ میں اسوقت بھی اس سلسلہ کو خدا کیطرف سے یقین کرتا ہوں اور خدا کے برگزیدہ مسیح کو صادق مانتا ہوں اسکی نسبت ایسا خیال کرنا بڑی بیہودگی ہے - جو شخص اس امام پر ایمان لاتا ہے اور اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں جو اپنے آپ کو امام حسین سے افضل سمجھتا ہے اور ہے اسے کہہ سکتی ہو کہ یہ شیعہ مذہب کی مخالفت کا نتیجہ ہے - اگر شیعہ مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کے اظہار سے یہ تکلیف اس پر آئی ہے تو مہربانی کر کے بتا تو دو امام حسین علیہ السلام پر وہ کربلا کی مصیبت کسیکے سبب سے آئی تھی؟ اور اس میں خدا تعالےٰ نے آپ کے دشمنوں کو بامراد اور فائز المرام کیوں کر دیا؟

بہرحال مجھے اسوقت اس شیعہ کے خط پر مفصل ریمارک کرنا مقصود نہیں اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا اور اسکے فضل اور کرم سے کچھ بھی بعید نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خود مخدوم الملۃ شفا پا کر (خدا انہیں جلد شفا دے) اسپر لکھیں گے - (انشاء اللہ العزیز)

مولوی صاحب کی حالت مرض صحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہو سکتی - خدا کے مسیح کی دعائیں انکے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کریگا ... رنگ میں چاہیگا - زخم کی حالت الحمد للہ اچھی ہے کثرت پیشاب کی شکایت بدستور ہے ضعف اور نقاہت بھی ہے -

۲۱ ستمبر کی رات کو اعلیٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت ...

الحکم نمبر ۳۳ جلد ۹ — ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء

کہ اللہ تعالے آئندہ آن را بند فرمودہ و مہر نہادہ است کہ کسے بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نمی تواند شد و تا وقتیکہ در امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل نشود و از فیضان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مستفیض نشود بمکالمۂ ایزدی مشرف نمے تواند شد اگر کسے بجز از داخل شدن درین امت و بدون طلب فیوض از چشمۂ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمۂ الہٰی حاصل می تواند کند او را روبروے من بیارید۔ ہمین دلیلے است زبردست برین امر کہ ما آن را پیش مے کنیم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ در دنیا نخواہد آمد بلکہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود۔

بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسے فیضان نبوت حاصل نمی تواند کرد تا وقتیکہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استفاضہ نہ کند آیت مزبورہ کہ در باب ختم نبوۃ است صریحاً حضرت عیسیٰ را بند مے کند پس او چسان آمدن مے تواند یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام را از نبوۃ معزول کنید و این ہتک و بے عزتی ایشان را روا دارید و یا این کہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود و اصطلاح نبی بر نبی مستقل اطلاق مے یابد مگر الحال بعد از خاتم النبین این نبوۃ مستقلہ نماندہ است از ینجا است کہ گفتہ اند ؎ خارقے کز ولی مسموع است ✦ معجزۂ آن نبی متبوع است

پس این امر را خوب یاد دارید کہ ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و حضرت عیسےٰ را شرف نبوت پیشتر حاصل است پس چگونہ مے تواند شد کہ حضرت عیسےٰ واپس آید و نبوۃ را از دست دہد این آیت بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مستقل را از آمدن باز مے دارد و البتہ این ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مے افزاید کہ شخصے از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از فیض آنحضرتؐ درجہ حاصل کند کہ بوقتے از اوقات نبی مستقل را آن درجہ حاصل مے تواند شد و اگر حضرت عیسےٰ خود بیاید پس صاف ظاہر است کہ تکذیب این آیت لازم مے آید۔ و خاتم الانبیاء حضرت عیسےٰ علیہ السلام مے گردد و آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیر مستقل مے شود زیرا آنکہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در دنیا آمدند بعد از عرصۂ قلیل رحصت شدند و حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیش از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم ماندند و آخر ہم ماندند الغرض ازین عقیدہ کہ آئندہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است خیلے مفاسد پیدا مے شوند اکثر علماء بمفہوم ختم نبوت بغلطی افتادہ اند و بآیت مذکورہ کہ خاتم النبین آمدہ است و بران الف و لام آمدہ است از ان ہم صاف معلوم مے شود کہ نبوت تشریع ختم شدہ است پس الحال اگر کسے مدعی نبوۃ شرع جدید شود او کافر است۔

و اگر انکار مکالمۂ الہٰی باشد پس اسلام مذہبے مردہ قرار دادہ مے شود + نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد ۔ اگر دروازہ مکالمۂ الٰہی ہم بند قرار دادہ آید پس ہمین است قہر است زیرا آنکہ باین اعتقاد این امت خیر الامم قرار دادہ نمے شود و دعائے اہدنا الصراط المستقیم بے سود قرار دادہ شود۔ تعجب است کہ این امت یہود گردد و مسیح از دیگران آید۔

مکالمۂ نبوۃ بکثرت مے باشد و عام مکالمۂ الٰہی بکثرت نمے باشد۔ و کیفیت مکالمۂ نبوت صاف مے باشد آیا شخصے کہ پیش او یک دو درہم باشد برابر آن بادشاہ مے تواند شد کہ پیش او خزانہا ئے پر از دراہم باشد آیا درمیان آن ہر دو فرق مے باشد یا نہ ۔ حالانکہ ہر دو از دار مے باشد۔ ہمچنان بوحی و مکالمۂ نبوت و بمکالمۂ دیگران فرق کثرت و کیفیت و کمیت مے باشد۔

مکالمۂ نبوت چنان اجلے و اصفے مے باشد کہ ہر یک شریف برداشت آن نمے تواند کرد مگر آن کہ بدرجۂ اصفیٰ باشد۔

باز شان نبوت این است فلا یظہر علے غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول خداوند تعالے رضائے خود نخستین بذریعہ خواب باز بذریعہ کشف باز بذریعہ وحی و بکرات آن بر نبی ظاہر مے کند حتے کہ امر مخفی و غائب بشریٰ

شیخ عبد القادر جیلانی را ملاحظہ کنید۔

ورنہ خدا تعالے کہ مے فرماید من کان فی ہذہٖ اعمیٰ فہو فی الاٰخرۃ اعمیٰ اگر خدا تعالے خود این امت را عمے گرداند پس تعجب است کہ خود او را نابینا کرد و باز برائے نابینا زجر و توبیخ کند کہ در آخرت ہم اعمیٰ باشند امت بیچارہ چہ اختیار دارد۔ مثال این چنانست کہ شخصے کسے را گوید کہ اگر تو ازین مکان بیفتی بزندان گرفتار کردہ خواہی شد مگر باز خود او را پاس بیفکند گویا سلسلہ نبوت مسدود کردہ فرمود کہ نزا از مکالمات و مخاطبات بے بہرہ کردہ شد و برائے بسر بردن زندگی ترا مثل بہائم گردانیدہ شد و بجائے فرماید کہ من کان فی ہذہٖ اعمیٰ فہو فی الاٰخرۃ اعمیٰ الحال این عقیدہ را حل کنید کہ جواب این تناقض چیست جائے خیر الامت فرمود و بجائے دیگر فرمود کہ تو نابینا ہستی و در آخرت ہم نابینا خواہی بود۔ نعوذ باللہ۔ مردم چہ قدر عقیدہ ہا ناشایستہ تراشیدہ اند اگر کسے برائے اصلاح این امت از امم اخری آید ہم مشکل است زیرا کہ باین وجہ ہتک شان نبی این است و بے عزتی قوم است کہ گویا کسے درین امت باین قابل نماندہ است کہ اصلاح قوم خود کند و نہ کسے بشرف مکالمۂ الٰہیہ مشرف شد بلکہ برین ہم بس نیست بلکہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا تشبیہ اعتراض عاید مے گردد کہ آنحضرت این قدر نبی عظیم الشان باشند و امت ایشان تا باین حد ضعیف و کمزور گردد۔ و در اصل امر نہ چنانست کہ مردم فہمیدہ اند بلکہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امت آنحضرتؐ نبوت موجود است و انبیاء ہم مے باشند مگر لفظ نبی بوجہ عظمت نبوت استعمال کردہ نمے شود لیکن برکات و فیوض موجود اند۔

خداوند تعالے ما را آن نبی عطا فرمودہ است کہ خاتم المومنین و خاتم العارفین و خاتم النبین است و ہمچنان آن کتاب بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمودہ است کہ جامع الکتب و خاتم الکتب است و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبین است مگر نہ آنچنان نبوت بران حضرت ختم شدہ است کہ گلو را مخنوق کردہ ختم کنند چنین ختم قابل فخر نمے باشد بلکہ از ختم شدن نبوت بران حضرت این مراد است کہ طبعاً جملہ کمالات نبوت بران حضرت ختم شدہ است یعنے تمام کمالات متفرقہ کہ از حضرت آدم تا حضرت مسیح ابن مریم انبیاء را دادہ اند آن جملہ در ذات والا صفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدہ اند لہٰذا آنحضرت را خاتم النبین قرار دادہ شد و جملہ تعلیمات و وصایا و معارف کہ بکتب مختلفہ آمدہ اند آن بقرآن شریف ختم شدہ اند و قرآن شریف خاتم الکتب گشت درین جا ہم یاد باید داشت کہ مردم بر من و بر جماعت من این الزام وارد مے کنند کہ ما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم النبین نمے دانیم حالانکہ این بر ما افترائے عظیم است ما بآن قوت و یقین و بصیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء مے دانیم و یقین مے کنیم کہ مخالفین ما بمقابلہ آن عشر عشیر ہم اعتقاد ندارند این قدر ظرف شان است کہ ایشان این حقیقت و راز را کہ در ختم نبوت خاتم الانبیاء است بفہمند۔ او شان صرف از آباؤ و اجداد خود لفظے شنیدہ اند و از حقیقت آن بے خبراند نمے دانند کہ ختم نبوت چیست و بران مفہوم ایمان آوردن چیست مگر ما ببصیرت تام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء یقین مے کنیم و خداوند تعالے بر ما حقیقت ختم نبوت را چنان واضح و منکشف فرمودہ است و از شربت عرفان آن کہ ما را نوشانیدہ اند چنان لذتے خاص مے یابیم کہ کسے اندازہ کردن نمے تواند۔ مثال ختم نبوت از امثال دنیا چنان بیان کردہ آید کہ چنانکہ ماہتاب از ہلال شروع مے شود و بر تاریخ چاردہم رسیدہ کمال آن ختم مے شود کہ او دران حالت بدر گفتہ مے شود ہمچنان جملہ کمالات پیشنیان بران حضرت ختم شدہ اند کسانیکہ این رائے و مذہب دارند کہ نبوت بزبردستی ختم شدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بر یونس بن متی ترجیح نباید داد او شان این حقیقت را نفہمیدہ اند

.شل امر مشهود و محسوس مے گردد.

اجلی و اصفی مکالمہ الٰہی کسانے مے باشد کہ تزکیۂ نفس بدرجۂ اعلےٰ رسانیدہ باشند برائے آن خیلے ضرورت تقویٰ و طہارت مے باشد لہذا اللہ تعالےٰ فرمودہ است ثمہ اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔

پس فرق کثرت و قلت و صفائی و تکدر ثابت مے گرداند کہ مکالمۂ نبوت چیست و دیگر چیست۔ عوام را ہم خوابہائے صحیحہ مے آیند کہ بان تصدیق سلسلۂ نبوت مے شود زیرا کہ اگر خوابہا عام نبودے امر نبوت مشتبہ مے شد پس خدا تعالےٰ برائے اتمام حجت این مادہ را بہرکس نہادہ است۔

یک دو خواب کسے نبی نمی گردد

لیکن بیک دو خواب کسے نبی نمے گردد شان نبوت دیگرے باشد با الہامات ما کہ نبی آمدہ است شرطہا دارد اول اینکہ شرع جدید نداریم دیگر اینکہ واسطۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داریم۔

(سوال)

خدام سلسلۂ محمدی را چرا نبی نگفتند

چون بمیان سلسلۂ موسوی و سلسلۂ محمدی مماثلت است پس چہ وجہ است کہ خدام سلسلۂ موسوی را نبی گفتند مگر خدام سلسلۂ محمدی را نبی نگفتند۔

(جواب)

بہ مشابہت این امر از ضروریات نے باشد کہ مشبہ و مشبہ بہ عین یکدیگر باشند و ہیچ تفاوتے درمیان آنہا نباشد مثلاً ما مے گوئیم کہ فلانے شیر است پس آیا دران این امر ہم از ضروریات است کہ بر جسم آن کس موہائے دراز باشند و چار پائے و یک دم داشتہ باشد و بصحاری و بیابان صائد ہم باشد بلکہ چنانکہ من وجہ تشابہ مے باشد ہمچنان من وجہ مخالف بودن آن ہم از ضروریات است اللہ تعالےٰ خیر امت این امت را فرمودہ است خیرات و برکات کہ بدرجۂ اعلےٰ بودند باین امت جمع شدہ اند۔ زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحدے رسیدہ بود کہ قوائے دماغیہ و عقلیہ بہ نسبت قرون اول خیلے ترقی کردہ بودند۔ دران زمانہ یک گونہ جہالت بود الحال اگر کسے گوید کہ این ہم تشابہ نمے باشد پس این گفتن او درست نے باشد۔

[illegible]

نہ تنہا خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرام کردہ است معنے اش این نیست کہ ابدون ہیچ خیر و برکت را این امت نخواہد یافت و نہ او را شرف مکالمات و مخاطبات باشد بلکہ مراد این است کہ ہیچ نبوت بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاری نخواہد شد۔ و برو دم۔ بلی این است کہ لفظ نبی اطلاق نیافت وجہ اش صرف این است کہ بعد از حضرت موسیٰ نبوت ختم نشدہ بود بلکہ تا ہنوز مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اولو العزم صاحب شریعت کاملہ آیندہ آمدنی بود۔ لہذا برائے امت حضرت موسیٰ لفظ نبی جاری ماندہ بود مگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جملہ اقسام نبوت کہ با جازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد بند شدہ بود لہذا این امر از ضروریات بود کہ از جہت عظمت سرور کائنات

در احادیث مسیح موعود و بلقب نبی آمدہ است

نبوت مآب بر دیگرے لفظ نبی اطلاق نیافت این اعتراض و جواب را بصورت دیگر مکرر بیان مے کنیم یعنے ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل حضرت موسیٰ است و خلفاے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل انبیاء بنی اسرائیل اند پس چہ وجہ است کہ نام مسیح موعود در احادیث بلقب نبی آمدہ است مگر دیگر خلفا را این نام نہ دادہ شد۔

(جواب) ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بود و بعد آنحضرت کسے نبی نہ بود لہذا اگر تمام خلفا را نبی گفتہ مے شد امر ختم نبوت مشتبہ مے شد و اگر ہیچ فردے لقب نبی نہ یافتے پس اعتراض عدم مشابہت باقی مے ماند زیرا کہ خلفائے موسیٰ نبی اند لہذا حکمت الٰہی تقاضا فرمود کہ نخستین بسیار خلفا را برعایت ختم نبوت بفرستد و نام ایشان نبی نہ نہد و این مرتبہ ایشان را دادہ نشود تا بر ختم نبوت این نشان باشد باز آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود را بنام نبی دادہ شد تا در امر خلافت مشابہت ہر دو سلسلہ ثابت شود و ما بارہا گفتہ ایم کہ نبوت مسیح موعود ظلی است زیرا کہ او بوجہ بروز کامل بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نفس نبی مستفیض شدہ مستحق نام نبی گشت چنانکہ بیک وحی خداوند تعالےٰ مرا خطاب کردہ فرمود یا احمد جعلت مرسلاً یعنے اے احمد تو مرسل گردانیدہ شدی خدا تعالےٰ در آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولاکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ از جہت جسمانیت نفی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است و از جہت روحانیت اثبات اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است یعنے از جہت روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پدر اند و صاحب اولاد اند و نبوت روحانیہ و سلسلۂ فیض آنجناب بعد آنحضرت جاری خواہد ماند و آن محض بوسیلہ جمیلہ ذات آنحضرت خواہد بود و علاحدہ ہیچ نبوتے جاری نمے تواند شد کہ بران مہر آنحضرت نباشد ورنہ اگر دروازہ نبوت بالکل مسدود فہمیدہ شود پس نعوذ باللہ ازین امر انقطاع فیوض لازم آید۔ و این بحث نحوست و ہتک شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است گویا اللہ تعالےٰ کہ این امت را لقب خیر الامم فرمودہ بود آن نعوذ باللہ دروغ بود اگر این معنے کردہ شود کہ برائے آیندہ باب نبوت از ہر وجہ مسدود است پس این امت بجائے خیر الامم لقب شر الامم مے گیرد۔ زیرا کہ ہرگاہ او را شرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ نصیب نہ شد پس این امت حکم کالانعام بل ہم اضل مے گیرد و او را بہائم سیرت گفتہ شود۔ نہ کہ خیر الامم و نیز دعائے سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہم لغو مے گردد زیرا کہ در سورہ فاتحہ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم آمدہ است ازین این نباید فہمید کہ درین دعا شرب و اکل و ماکل و ملابس اولین طلبیدہ شد و خواہش لذات جسمانی ایشان کردہ شد۔ نہ نہ۔ بلکہ مراد ازین نعمائے روحانیہ است اگر ہمین معنی کردہ شود پس در اسلام باقی چہ ماندہ است۔ کہ ازان علو اسلام ثابت شود۔

برین وجہ نعوذ باللہ بلا تشبیہ قوت قدسی آنحضرت چیزے قرار دادہ نمے آید و آنجناب بمرتبہ از حضرت موسیٰ فروتر می گردد کہ بعد از حضرت موسیٰ در امت او صدہا انبیا آمدند مگر از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ را نفرت است کہ بیکے از ایشان مکالمہ نہ فرمود زیرا کہ بہ کسیکہ محبت مے باشد آخر باؤ کلام ہم کردہ مے شود۔

نے بلکہ سلسلۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بواسطۂ ذات آنحضرت و بمہر آنحضرت جاری است ازین جا است کہ ہزارہا مردم ازین امت بشرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مشرف شدہ اند و خصائص انبیا در ایشان موجود بودہ اند صدہا چنین اکابر گذشتہ اند کہ دعاوی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کردہ اند چنانچہ فتوح الغیب [illegible] حضرت

۱۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

جب سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت ناساز ہوئی ہے اور نیز اکثر احباب رخصت لیکر آئے ہیں اعلیٰ حضرت کا معمول سا ہو گیا ہے کہ قبل دوپہر تشریف لاکر مسجد میں بیٹھتے ہیں اور مناسب موقع کلام فرماتے ہیں۔ ۱۶ ستمبر کو شیخ نور احمد صاحب جالندھری چودھری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ سے آئے ہوئے تھے اور بھی کئی احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے شیخ نور احمد صاحب نے بنک کے سود کے متعلق تذکرہ کیا **کہ بنک والے ضرور سود دیتے ہیں پھر اسے کیا کیا جاوے؟**

اس پر **فرمایا**

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ **اشاعت دین** کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ **سود** حرام ہے لیکن اپنے نفس کیواسطے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی ہے کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچوں احباب رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہ روپیہ خالصتہً **اشاعت دین** کے لئے خرچ ہو تو ہرج نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اس پر دوسری مصیبت یہ ہے کہ لوگ **زکوٰۃ** بھی نہیں دیتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت دو مصیبتیں واقع ہو رہی ہیں اور دو حرمتیں روا رکھی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ زکوٰۃ جسکے دینے کا حکم تھا وہ دیتے نہیں اور سود جسکے لینے سے منع کیا تھا وہ لیتے ہیں۔ یعنے جو خدا تعالیٰ کا حق تھا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تھا اسے لیا گیا جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف میں مبتلا ہے تو میں یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ ایسے سودوں کی رقمیں جو بنک سے ملتا ہے یکمشت **اشاعت دین** میں خرچ کرنی چاہئیں۔ میں نے جو فتوےٰ دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونو حرام ہیں مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ میں جبکہ مالی ترقی کے ذریعہ پیدا نہیں ہوتے اور مسلمان توجہ نہیں کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام میں لگانا حرام نہیں ہے۔

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہ بھی یاد رکھو جیسے سود اپنے لئے درست نہیں کسی اور کو اسکا دینا بھی درست نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا درست ہے اور اسکا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام میں خرچ ہو۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہاں ہو اسوقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہ گولی بارود مال حرام ہے ٹھیک نہیں بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اسکو خرچ کیا جاوے اسوقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی **گورنمنٹ** دی ہے جسنے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی ہے۔ اب قلم کا جہاد باقی ہے اسلئے **اشاعت دین** میں ہم اسکو خرچ کر سکتے ہیں۔

مسلمانوں کی عام حالت کا ذکر کرتے ہوئے **فرمایا**

مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے ہر ایک قسم کی علمی اور عملی کمزوریاں ان میں آگئی ہیں۔ ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہیں جرائم پیشہ والے کثرت کے ساتھ مسلمان ہیں جیل خانوں میں جاکر دیکھو جسقدر شدید اور سنگین جرائم ہیں انکے مرتکب مسلمان نظر آئینگے اب یہ کسقدر عار کی بات ہے۔

زکوٰۃ کیا ہے؟ یوخذ من الامراء ویرد الی الفقراء - امرا سے لیکر فقرا کو دی جاتی ہے اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی تھی۔ اسطرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امرا پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں۔ اگر یہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غربا کی مدد کی جاوے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پروا نہیں اپنے عیش و آرام سے کام ہے۔ جو بات خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے میں اسکے بیان کرنے سے نہیں رک سکتا اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ میں ہو تو اسکے لئے شرعاً حج جایز نہیں مقدم ہمدردی اور اسکی خبرگیری ہے کیونکہ حج کے اعمال بعد میں آتے ہیں۔ مگر آجکل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور وہ نری رسمیں ہی رہ گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں **حاجیوں** کے متعلق بدظنیاں پیدا ہوئی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں ایک اندہی عورت بیٹھی تھی کوئی شخص آیا اور اسکی چادر چھین کر لے گیا وہ عورت چلائی کہ بچہ! حاجیا! میری چادر دے جا۔ اس نے اسکو پوچھا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں حاجی ہوں اسنے کہا تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہیں۔ پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ؟ حج میں قبولیت ہو کیونکر؟ جبکہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہیں۔ انکو تو ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قد افلح من زکّٰھا**۔ فلاح نہیں ہوتی جبتک نفس کو پاک نہ کرے اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے اور ان راہوں سے بچے جو دوسری کے آزار اور دکھ کا موجب ہوتی ہیں۔

انسان میں ہمدردی اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون**۔ یعنے تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جبتک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نکرو۔

یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جاوے اور وہ کہے کہ اچھا اسکو منس (راہ خدا پر دینا) دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ باسی اور سڑی ہوئی روٹیاں جو کسی کام نہیں آسکتی ہیں فقیروں کو دیدیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے خیرات کردی ہے ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے۔

لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون

حقیقت میں کوئی نیکی نیکی نہیں ہو سکتی جب تک اپنے پیارے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نکرو۔

(اس موقع پر ایک بھائی نے عرض کی کہ حضور بعض فقیر بھی کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی باسی روٹی دیدو پہٹا پرانا کپڑا دیدو وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہیں؟)

فرمایا کیا تم نئی دیدوگے؟ وہ کیا کریں جانتے ہیں کہ کوئی نئی نہیں دیگا اسلئے وہ ایسا سوال کرتے ہیں۔ جہانتک ہو سکے مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرو۔ یاد رکھو شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ مگر میں جانتا ہوں اگر کوئی بدقسمت ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے اسلئے کہ وہ تم سے کہانے کو نہیں مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہیں وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہ لاشریک خدا سمجھو۔ اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاکر انکی اتباع کرو۔ لیکن حقوق العباد میں بڑی مشکلات ہیں جہاں نفس دہوکہ دیتا ہے۔

[illegible] پر اسوقت بہائی کا حق ہے اور اسکے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے بعض تو مقدمات ہوتے ہیں تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچھ مجھ ہی کو مل جاوے غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں اسلئے جہانتک ہو سکے ان کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ آدمی دوسری کے حقوق تلف کرنے والا ٹھیرے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جسکے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے۔

یہانتک آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اور احباب تشریف لے آئے حضرت حکیم الامت بھی آگئے اسلئے سلسلہ کلام بند کردیا۔ اور پھر آپ نے مکرر مسئلہ سود بنک کے متعلق فرمایا جو ہم اوپر درج کر آئے ہیں۔ **اس کے بعد جاپان اور اشاعت اسلام** کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہو گیا جسکا مفہوم درج ذیل ہے۔

ایڈیٹر

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کیطرف توجہ ہوئی ہے اسلئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو۔ جسطرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لیکر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں اسکی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اسکے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔ اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا جاوے۔ **فرمایا** میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اس کو یہی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس **دینی جہاد** میں صرف کر دے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچوں نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑی تھیں لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ **صرف قلم کا جہاد** رہ گیا ہے اس لئے اسی ذریعہ سے اس میں ہمت وقت اور مال کو خرچ کرنا چاہئے۔ خوب سمجھ لو کہ اب مذہبی **لڑائیوں کا زمانہ نہیں** رہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو لڑائیاں ہوئی تھیں اسکی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ جبر سے مسلمان بنانا چاہتے تھے بلکہ وہ لڑائیاں بھی دفاع کے طور پر تھیں۔ جب مسلمانوں کو سخت دکھ دیا گیا اور مکہ سے نکال دیا گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہو چکے تب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اسی رنگ میں انکا مقابلہ کرو۔ پس وہ حفاظت خود اختیاری کے رنگ میں لڑائیاں کرتی تھیں مگر اب خدا نہ ہیئتاً ہر طرح سے امن اور آزادی ہے۔ ہاں اسوقت

پر جو حملے ہوتے ہیں وہ **قلم** کے ذریعہ ہوتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ **قلم** ہی کے ذریعہ انکا جواب دیا جاوے۔

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ایک مقام پر فرماتا ہے کہ جس قسم کی طیاریاں تمہارے مخالف کرتے ہیں تم بہی ویسی ہی طیاریاں کرو۔ اب کفار کی طیاریاں جو اسلام کے خلاف ہو رہی ہیں انکو دیکہو وہ کس قسم کی ہیں؟ یہہ نہیں کہ وہ فوجیں جمع کرتے ہوں؟ نہیں بلکہ وہ تو طرح طرح کی کتابیں اور رسالے شائع کرتے ہیں اسلئے ہمارا بہی فرض ہے کہ ہم بہی انکے جواب میں **قلم** اٹہائیں اور رسالوں اور کتابوں کے ذریعہ انکے حملوں کو روکیں یہہ نہیں ہو سکتا کہ بیماری کچہہ ہو اور علاج کچہہ اور کیا جاوے اگر ایسا ہو تو اس کا نتیجہ ہمیشہ غیر مفید اور برا ہوگا۔

یقیناً یاد رکہو کہ اگر ہزاروں ہزار جانیں بہی ضائع کر دی جائیں اور اسلام کے خلاف کتابوں کا ذخیرہ بدستور موجود ہو تو اس سے کچہہ بہی فائدہ نہیں ہو سکتا اصل یہی بات ہے کہ ان کتابوں کے اعتراضوں کا جواب دیا جاوے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک کیا جاوے۔

مخالفوں کی طرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اسکا انسداد بجز قلم کے نہیں ہو سکتا۔ یہ نری خام خیالی اور [illegible] مخالف تو اعتراض کریں اور [illegible] خدا تعالےٰ نے کبہی اسکو پسند نہیں کیا [illegible] جو **مسیح موعود** کے وقت میں [illegible] کے جہاد کو حرام کر دیا۔

اس ملک میں تو عیسائیوں کی ایسی تحریریں شائع ہوتی ہی رہتی ہیں اور سب سے بڑہ کر یہہ فتنہ اسی ملک میں ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ دوسرے ملکوں میں بہی اس قسم کی شرارتیں ہو رہی ہیں مصر اور بلاد شام بیروت وغیرہ میں بہی ایسی تحریریں شائع کی جاتی ہیں یہانتک کہ لغت تک کی کتابوں میں شرارتیں کی جاتی ہیں۔

اس مقام پر حضرت حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ حضور! فقہ اللغۃ ثعلبی کی ایک کتاب ہے اسے عیسائیوں نے چہاپا ہے اس میں الحمد للہ والصلوٰۃ تا آلہ لکہدیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نکال دیا ہے یہانتک دشمنی مد نظر ہے۔

پہر جاپان میں اشاعت اسلام کے سلسلہ پر فرمایا
میں دوسری کتابوں پر جو لوگ اسلام پر لکہہ کر پیش کریں بہروسہ نہیں کرتا کیونکہ انمیں خود غلطیاں پڑی ہوئی ہیں ان غلطیوں کو ساتھ رکہکر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قوموں کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے اسلام وہی ہے جو **ہم** پیش کرتے ہیں۔

ہاں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اسپر اگر وہ روپیہ جو بنکوں کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جاوے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے وہ حرام نہیں ہے جیسے میں نے ابہی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو وہ جہاد میں خرچ کرنا جائز ہے یہہ ایسی باتیں ہیں کہ بلا تکلف سمجہہ میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ بالکل صاف ہیں اللہ تعالےٰ نے سور کو حرام کیا ہے لیکن بایں فرماتا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ جب اضطراری حالت میں محض اپنی جان بچانے کی خاطر سور کا کہانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت میں کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور اس کی جان پر آبنی ہے اسکی جان بچانے کے لئے محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے سود کا روپیہ خرچ نہیں ہو سکتا؟ میرے نزدیک یقیناً خرچ ہو سکتا ہے اور خرچ کرنا چاہئے۔

فرمایا - دنیا تو ایسی ہے کہ کار دنیا کسے تمام نکرد۔ اللہ تعالےٰ کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہیں کہلا کہ موت کس وقت آجاوے پہر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہاں کا یہاں ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اسکے وارث وہ لوگ ہوتے ہیں جنکو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بہی انکو دینا پسند نہیں کرتا تہا۔

پہر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نکرے جو اسکے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہو جاوے۔

میں حیران ہوتا ہوں جب یورپ کیطرف دیکہتا ہوں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے انمیں اسقدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم میں خدا تعالےٰ کی **عظمت** اور **جلال** کے ظاہر کرنے کے لئے کچہہ بہی نہ ہو یہ کسقدر بد قسمتی ہے؟ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ محض اللہ تعالےٰ کی رضا کو مقدم کرلیں۔ اگر اسے خوش کریں تو سب کچہہ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بد قسمتی ہے کہ وہ اسکو ناراض کر رہے ہیں مجہے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب میں دیکہتا ہوں کہ مسلمانوں کو خدا نے ایک سچا **دین** اسلام عطا کیا تہا۔ مگر انہوں نے اس کی قدر نہیں کی خدا چاہتا ہے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچہہ بہی پروا اور غیرت نہیں باہم اگر جنگ و جدل ہے تو اس میں شیخی ریا عجب مقصود ہے۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کا جلال اور اسکی عظمت لیکن جو شخص ہر امر میں اللہ تعالےٰ کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت میں ایسا محو ہو کہ ہر کام میں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اسکا مقصود خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے دفتر میں **صدیق** کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کر سکتے ہیں دوسرا نہیں کر سکتا مگر مشکلات یہ ہیں کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ **غربا** کا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہہ غربا کی جماعت ہے تاہم میں دیکہتا ہوں کہ ان میں صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجہکر حتی المقدور اسکے لئے خرچ کرنے سے فرق نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ ہی کا فضل ساتہہ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔

جسطرح ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کر دیگا۔ اسیطرح اسلام پر طوفان آرہے ہیں مخالف ہر وقت ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام تباہ ہو جاوے لیکن میں **یقین** رکہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اسلام کو ان تمام حملوں سے بچائیگا۔ اور وہ اس طوفان میں بہی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہونچا دے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی ہیں تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تہی کہ وہ راتوں کو اٹہہ اٹہہ کر دعائیں کرتے تہے۔ قوم تو صم بکم ہوتی ہے وہ ان کی باتیں سنتی نہیں بلکہ تنگ کرتی اور دکہہ دیتی ہے اسوقت راتوں کی دعائیں ہی کام کیا کرتی تہیں اب بہی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت میں ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن میں دیکہتا ہوں کہ ہم سے جب اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہہ میری مخالفت نہیں خدا تعالیٰ سے **جنگ** ہے میں تو یہانتک یقین رکہتا ہوں کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان میں شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بہی جا پہونچیں۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ اسکو دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں انکا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلوں کو خوب جانتا ہے اور دیکہتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالےٰ ہی کے لئے اپنے دل میں سوز و گداز رکہتا ہو۔ یہ خوب یاد رکہو کہ **کبہی روحانیت صعود نہیں کرتی جب تک دل پاک نہو** جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے پہر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور وہ ترقی کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ بالکل اکیلے تہے اور اس بیکسی کی حالت میں دعوے کرتے ہیں یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کون اسوقت خیال کر سکتا تہا کہ یہ دعوے ایسے بے یار و مددگار شخص کا بار آور ہوگا۔ پہر ساتہہ ہی اسقدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمیں تو انکا ہزاروں حصہ بہی نہیں آئے۔ وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تہا کہ سکہا شاہی سے بہی بدتر تہا۔ اب تو گورنمنٹ کیطرف سے **پورا امن** اور آزادی ہے۔ اسوقت ایک چالاک آدمی ہر قسم کی منصوبہ بازی سے جو کچہہ بہی چاہتا دکہہ پہونچاتا ... مگر مکہ جیسی جگہ میں اور پہر عربوں جیسی وحشیانہ زندگی رکہنے والی قوم میں آپ نے وہ **ترقی** کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

اس سے بڑہ کر کیا ہو سکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقاید کے خلاف انہیں سنایا کہ یہ لات اور عزیٰ جنکو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہہ سب پلید اور حطب جہنم ہیں۔ اس سے بڑہ کر اور کونسی بات عربوں کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہو سکتی تہی۔ لیکن انہیں عربوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشوونما پایا اور ترقی کی انہیں میں سے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسے بہی نکل آئے۔ اس سے ہمیں امید ہوتی ہے کہ انہیں مخالفوں سے وہ لوگ بہی نکلیں گے جو خدا تعالےٰ کی مرضی کو پورا کرنے والے اور پاک دل ہونگے اور یہہ جماعت جو اسوقت تک طیار ہوئی ہے آخر انہیں میں سے آئی ہے۔

کئی دفعہ میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب مراد ہیں ایڈیٹر) نے ذکر کیا کہ دلّی سے کوئی امید نہیں رکہنی چاہئے مگر میرے دل میں یہی آتا ہے۔ کہ بات درست نہیں **دلّی** میں بہی بعض پاک دل ضرور چہپے ہوئے ہونگے جو آخر اسطرف آئیں گے اللہ تعالےٰ نے جو ہمارا تعلق دلّی سے کیا ہے یہہ بہی خالی از حکمت نہیں۔ اللہ تعالےٰ سے ہم کبہی نا امید نہیں ہو سکتے۔ آخر خود میر صاحب بہی دلّی ہی کے ہیں۔ (منشی عبد العزیز یا ابو محمد اسماعیل صاحب وغیرہ بہی دہلوی ہی ہیں۔ حکیم الامۃ) غرض یہ کوئی نا امید کرنے والی بات نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکّہ والوں نے کیسی مخالفت کی اور پہر اسی مکّہ میں سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح

اور اس میں حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے -

اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے - اور ایسا بالمعنے شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے - لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہونچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں ہے تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا -

اب جاننا چاہئے جو صراط مستقیم علمی و عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو - پس یاد رکھنا چاہئے جو قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہیں دیا گیا اور باقی سب اوس کے وسائل ہیں ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید علمی کے قایم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود میں اخلاق الٰہیہ کا عکس منعکس ہو کر اوسکو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور میں لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال میں فانی اور گم کرے جیسا فرمایا ہے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین - اور جیسا فرمایا بی یسمع بی یبصر بی یمشی بی یبطش - اور اس حالت میں کہ افعال اوس کے افعال الٰہی کا ایک سایہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اسکے افعال میں نہیں آتا اور جو مقتضاء حق اور حکمت کا ہو وہی اس سے صادر ہوتا ہے اور اسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اس سے جو کمی بیشی ہو اوسکو افراط اور تفریط سمجھتا ہے -

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید علمی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلا شبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہیں جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتے ہیں ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اسکو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مدنظر ہوتا ہے - ایسا ہی عجب میں بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے - پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی میں ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے توحید عملی اختیار کرے اور اسی کی طرف اشارہ ہے قد افلح من زکٰھا - اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون -

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملوث نہیں کیا وہی ہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں یعنے ان کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا - اور پھر اپنے اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی -

اور یہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اسلئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے -

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہہ ہے کہ جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کر کے انس اور شوق الٰہی میں مستغرق کریں یہہ اسلئے توحید ہے جو اسمیں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان میں نہ رہے -

صیقل زدم آن قدر کہ آئینہ نماند

یہہ توحید بوجہہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشوں سے بکلی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے اسلئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کی دعا ہے - کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی -

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے

ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقاید سے حاصل ہوتی ہے - دوسری توحید عملی کہ جو قوی اخلاقی کو خدا کے راستہ میں کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے -

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا - اور نابود اور بے نمود ہو جانا یہہ توحید بوجہہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے - اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاک نستعین ہے ان اللہ یہدی من یشاء لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے اور حتی الوسع و استطاعت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اوسکو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہئے جو اس توحید کا پیالہ اوسکے نصیب کرے - گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند - ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون -

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے - توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ - توحید بہ تخلق اخلاق اللہ - توحید بہ شہود وجود اللہ - توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لا الہ الا اللہ کے مضمون کا قائل ہو اور اسی کے ضمن میں توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے پھر زیادہ تر تشریح اسکی کلمہ وحدہ لا شریک میں ہے جسکے یہ معنے ہیں جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جائز نہیں یہ تو توحید علمی ہے -

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اوس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات الٰہی میں ایسے محو ہوں جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں اور یہ حالت اسوقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہرینگے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو - یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہیں -

توحید اعتقادی - توحید فی العبادت

توحید اخلاقی - توحید شہودی -

توحید اعتقادی تو ظاہر ہے - توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہراوے

توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر ایک فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو - توحید شہودی یہ ہے جو بہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالٰے کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے -

مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر

انصاف پسندی اور بے تعصبی قابل قدر

جو سر ہیں جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں دلیسی پریس خواہ نخواہ اپنے فرایض منصبی کی کچھ بھی پروا نہ کرتا ہوا حد اعتدال سے گذر جاتا ہے وہاں بعض معقول پسند اور بے لوث اخبار نویس ایسے بھی ہیں جو بلا خوف لومۃ لائم اپنی بے لگاو رائے کے اظہار سے رک نہیں سکتے - ایسے ہی اخبار نویسوں میں سے ایک معزز معاصر پنجاب نوادہی ہے جسنے جب کبھی اسے موقع ملا ہے سلسلہ عالیہ پر لکھتے ہوئے صاف دلی سے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ ۲۸ اگست ۱۹۰۵ء کو اسنے مندرجہ ذیل نوٹ شایع کیا ہے -

مرزا غلام احمد صاحب مدعیئے مسیحیت و مہدویت وغیرہ اپنے دعاوی میں سچے ہیں یا جھوٹے اس خیال جانے دو - ایک ایسے شخص کو جو کسی دشمن کی نصیحت سے بھی مستفید ہوا چاہتا ہے - ان جھگڑوں سے کیا سروکار - ان کے مریدوں کی اخلاقی اور دینی حالت پر نظر ڈالو جو اکثر برائے نام مسلمانوں سے بہترین و افضل نظر آئے گی - تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا ایک مقام پر ایک مرزائی (احمدی) اور ایک مشہور مولوی صاحب بحث کر رہے تھے - پانچ سات اور معزز مسلمان بھی بیٹھے تھے - مولوی صاحب جوش سے آنکھیں سرخ کرتے - مرزا مرزا پکارتے اور مخاطب سے کسی قدر ترشروئی و سختی سے پیش آتے تھے - اسپر کمال یہ تھا کہ جب مرزائی کی باری جواب دینے کی آتی تو مولوی صاحب درمیان ہی میں بول اٹھتے اور اپنا سلسلہ سخن بند نہ ہونے دیتے برخلاف ان کے مرزا صاحب کا مرید نہایت متانت و اخلاق اور ادب سے گفتگو کرتا اور مولوی صاحب کے غیر مہذب الفاظ (جو وہ مرزا صاحب کے حق میں کہتے تھے) نہایت صبر اور تحمل سے کام لیتا تھا اس سے ہزار درجہ بڑھکر صبر و تحمل کا ایک واقعہ قادیان میں حکیم مولوی نور الدین صاحب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے - ۲۸ جولائی کو مولوی صاحب کی عورت کا انتقال ہو گیا - اور ۱۲ اگست کو دو سال لیک بچہ بھی نذر اجل ہوا جس کے متعلق الحکم اور بدر سے معلوم ہوا - کہ مولوی صاحب نے قبر میں رکھنے سے پہلے لڑکے کا کفن کھولا - اس کے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرے آنسوؤں اونکی آنکھ سے نکلے دفن کرنے کے بعد مرحوم کا کفن کھولنے اور منہ چومنے کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرت کا بچہ ابراہیم فوت ہو گیا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا اور خدا کی مدح کی کہ تیرے ہر ایک فعل کو خوش آمدید - البتہ چند روز

ملفوظات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء آج کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تھا۔

فرمایا۔ بڑے بڑے مکذبین اور ایذادہندہ جو ہیں۔ ان کو خدا تعالےٰ ہمارے سامنے ہی اس زمین سے ناکام اٹھا رہا ہے اور ان کی مرادوں کے برخلاف دن بدن اس سلسلہ کو ترقی دے رہا ہے ابتدا میں جن لوگوں نے بہت زور شور سے مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ان میں سے کوئی چودہ پندرہ ایسے یاد ہیں۔ جو ہماری مخالفت کے معاملہ میں ناکام مر چکے ہیں ان میں سے مولوی غلام دستگیر قصوری تھا جو مکہ سے کفر کا فتوےٰ لایا تھا۔ نواب صدیق حسن خان لکھوکے کا مولوی محمد اور عبدالحی۔ رشید احمد گنگوہی لدہیانہ کے تین مولوی۔ سید احمد خان جو کہتا تھا کہ ہماری تحریریں بے فائدہ ہیں۔ محمد عمر مولوی شاہدین لدہیانوی۔ نذیر حسین دہلوی۔ محمد حسین بھینی مولوی محمد اسماعیل علیگڈہی۔ رسل بابا امرتسری۔

جس نے جلد معجزہ دیکھنا ہو۔ اسے چاہئے کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرے یا تو سخت مخالف بنے یا محبت کا کامل تعلق پیدا کرے۔ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو تیری اہانت کریگا اس کی میں اہانت کروں گا۔ اور جو تیری اعانت کرے گا اس کی میں اعانت کروں گا معمولی پر مخالفت کرنے والا اور اپنے کاروبار میں چلنے پہرنے والا ماخوذ نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا حلیم اور کریم ہے وہ اس طرح نہیں پکڑتا۔

بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ چونکہ خدا تعالےٰ علےٰ کل شیٔ قدیر ہے۔ اس واسطے وہ اسبات پر بھی قادر ہے کہ جھوٹھ بولے۔ ایسا اعتقاد بے ادبی میں داخل ہے ہر ایک امر جو خدا تعالےٰ کے وعدہ اس کی ذات جلال اور صفات کے برخلاف ہے وہ اس کی طرف منسوب کرنا بڑا گناہ ہے۔ جو امر اس کے صفات کے برخلاف ہے ان کیطرف اس کی توجہ ہی نہیں۔

صدیق حسن خان نے ادریس کے آسمان پر جانے کی تکذیب کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ آسمان پر گیا۔ تو اس کی موت کس طرح سے ہوگی کیونکہ سب کا مرنا زمین پر ضروری ہے۔ تعجب ہے کہ مسیح کے معاملہ میں یہ بات اسکو سمجھ نہیں آئی۔

اگر خدا تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کو موت نہیں دی اور ویسے ہی آسمان پر اوٹھا لیا ہے تو لفظ رفع کا قرآن شریف میں کافی تھا رفع سے پہلے توفی کے لفظ لانے کی پھر کوئی ضرورت نہ تھی۔ آسمان پر جانے کا مفہوم تو لفظ رفع سے ہی پوری طرح نکل سکتا تھا۔

اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ کہ امام حسین آنحضرت سے افضل ہیں۔ اور اس پر دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام حسین کو شہادت کا درجہ ملا۔ جو آنحضرت کو نہ ملا تھا یہ ایک غلط خیال ہے کیونکہ شہادت صرف امام حسین کو نصیب نہیں ہوئی۔ لاکہوں اصحاب کو ہوئی۔ اسمیں سب برابر ہیں اور آنحضرت کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی پیشگوئی ہے۔ کہ واللہ یعصمک من الناس۔ اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں فضیلت کا معاملہ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے خدا کی پاک کتاب نے آنحضرت کو سب سے افضل قرار دیا امام حسین نے کہیں یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ میں سب سے افضل ہوں نہ انکی کسی تحریر سے اور نہ کسی تقریر سے ایسی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تمام امت سے افضل ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی ایسا دعوےٰ ہوتا تب بھی ماننے کے قابل نہ تھا کیونکہ قرآن شریف کے برخلاف تھا۔ امام حسین کی شہادت سے بڑھکر حضرت مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادۃ ہے جنہوں نے صدق اور وفا کا نہایت اعلےٰ نمونہ دکہایا اور جکا تعلق شدید بوجہ استقامۃ سبقت لے گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ لوگوں کے مراتب اور درجات کیا ہیں۔ اسی نے مجھے الہام کیا ہے کہ۔ انی فضلتک علے العالمین۔

اگر سارا زمانہ ایک طرف ہو جاوے اور میں اکیلا ایک طرف رہ جاؤں۔ تب بھی خدا کے الہام کے بالمقابل کسی کا کہنا نہیں مان سکتا۔ اگر امام حسین کو یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ قیامت تک سب سے افضل ہیں۔ تو دوسری وحی اسی خدا نے اسکے برخلاف مجھے کس طرح سے کردی اگر یہ وحی شیطانی ہے تو دن رات خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرۃ اس کے ساتھ کیوں ہو عجب خدا ہے جو پچیس تیس سال سے مفتری کو مہلت دیتا ہے بلکہ دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی دیتا ہے اور اس کے مخالفوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اس طرح سارے انبیاء کی صداقت پر شبہ پڑ سکتا ہے افتراء اور کذب تو ایک مکروہ اور غیر طبعی امر ہے انسان کب تک اسکو اختیار کرسکتا ہے۔ ہمارے دشمن تو ہمیشہ منتظر رہتے ہیں کہ یہ اب مارے گئے اور اب ہلاک ہوئے۔ مگر ہر دفعہ انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے ہر طرح سے ایذا دیتے ہیں قتل کی دہمکیاں دیتے ہیں ہمارے قتل کے جواز کے فتوے دیتے ہیں۔ خون کے مقدمات بناتے ہیں مگر خدا ہر امر میں بقول ان کے کاذب کی طرفداری کرتا ہے ہماری دشمنی کے سبب ان کی شریعت ہی بدل گئی خدا جو صادق کا معاون ہوا کرتا تھا۔ اب ان کے نزدیک کاذب کا معاون ہونے لگا یہ عداوت انکو کستان کہاں لے جائیگی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عناد ان کو رفتہ رفتہ لا الہ الا اللہ کے حلقہ سے باہر نکال دیگا۔ صادق کے لئے ایک امر مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ اگر وہ نہیں تو انبیا کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ اگر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے دعا کی تھی۔ تو بارش ہوگئی مگر ان کی یہ دعائیں قابل قدر نہیں ہیں کیونکہ یہ صرف مصیبت کے وقت کا رونا ہے۔ اور مصیبت کے ذرا ہٹنے کے بعد پھر وہی سخت دلی ان میں پائی جاتی ہے۔ اس بارش پر ہی خوش نہیں ہونا چاہئے جو بات الہام الٰہی سے ہم کو معلوم ہوئی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ اگر خدا ان بلاؤں کو نازل نکرے تو پھر دین کی خیر نہیں۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ خواص۔ اوسط درجہ کے لوگ اور عوام۔ خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں۔ انکو دین کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ دین پر ہنسی ٹھٹھہ کرتے ہیں اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں۔ عوام مثل وحشیوں کے ہیں تمام دنیا کیحالت اسوقت بگڑی ہوئی ہے مقدمہ والے ہیں تو جہوٹے گواہوں کے بنانے میں مصروف ہیں زمیندار ہے تو شریعت کو چھوڑ بیٹھا ہے ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ تاجر ہے تو اپنی تجارت میں قسما قسم کے دہوکھوں میں مصروف ہے۔ جب تک لوگ تقوےٰ اختیار نہیں کریں گے خدا ہرگز اون پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ یہ بلائیں ان کے سر سے ٹلیں گی۔

زندہ آدمی کا زمین میں دفن ہونا

(از جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب دہلوی)

ہم ہندؤں اور مسلمانوں کا عام دستور ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکھتے ہیں کہ اسکی نبض نہیں چلتی سانس بند ہے۔ سارا بدن ٹھنڈا برف ہوگیا۔ جبڑا اور سارے اعضاء اکڑ گئے ہیں چہرہ پر مردنی چھا گئی ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ کان کی لو مڑ گئی ہے ناک کا بانسا پھر گیا ہے تو اوس کے مرجانے کا بالکل یقین کر لیتے ہیں۔ مگر بعض بیماریاں جیسے سکتہ۔ بیہوشی اور غشی ایسی ہوتی ہے کہ مزید احتیاط کے لئے طبیب کو بلا کر ان کا امتحان کراتے ہیں۔ بدن میں سوئیاں چبھو کر دیکھتے ہیں۔ کہ خون نکلتا ہے یا نہیں؟ جب نہیں نکلتا تو جان لیتے ہیں کہ اس کی جان نکل گئی۔ پھر جہانتک جلدی ہوسکتی ہے مردہ کو مرگھٹ یا قبرستان میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مردہ جب تک گھر میں پڑا رہے ہندو مسلمان دونوں کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ ہندو مردہ کو نجس جانتے ہیں۔ اسلئے دونوں مردہ کی تجہیز اور تکفین میں جلدی کرتے ہیں۔ اس جلدی کا نتیجہ شاذونادر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مردہ کو ارتھی میں رکھکر یا جنازہ بنا کے لے چلے۔ کہ رستہ میں مردہ متحرک ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ہنوز مردہ میں جان باقی ہے۔ یہ دیکھکر ہمراہی ڈر جاتے ہیں۔ بعض ہندو تو ایسے وہمی ہوتے ہیں کہ وہ مردہ کو گھر میں نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خبیث روح اسکے اندر گھس گئی ہے اسکے گھر میں لے جانے سے ضرور کوئی خرابی ہوگی۔ اور پارسیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو گھر میں لائیں گے تو ضرور گھر میں وبا یا کوئی بلا آئیگی۔ اسلئے اوسکو گھر سے باہر رکھتے ہیں مگر مسلمان اوسکو خوشی خوشی گھر لے آتے ہیں۔ اور خدا کا شکر کرتے ہیں بعض دفعہ مرنے کی ساری علامتیں جو اوپر بیان ہوئیں نمودار ہوتی ہیں۔ ارتھی اور جنازہ کی تیاری ہو جاتی ہے مگر مردہ گھڑی میں ایسی حرکت کرتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلکر پھر آگئی۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو علامتیں موت کی اوپر بیان ہوئیں وہ یقینی موت کی نہیں۔ اکثر اون سب کے نمودار ہونے پر بھی جان باقی رہتی ہے جس کا ظہور گھڑی میں یا ارتھی اور جنازہ میں ہوتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کتنے ایسے زندہ مرگھٹوں میں جل جاتے ہونگے۔ یورپ اور امریکہ میں ڈاکٹروں نے تحقیق کیا ہے کہ یقینی موت کی اگر کوئی علامت ہے تو وہ صرف ایک ہی ہے یعنے جب بدن بکس کر سڑ جائے اور متعفن ہو جائے مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا مرض نہ ہو جس میں بدن سڑ کر متعفن ہوتا ہو۔

آدمی کو نہ جلانے سے نہ دبانے سے نہ ریل کی ٹرین کے نیچے کچل جانے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسی کہ زندہ دفن ہونے سے ہوتی ہے۔ پس اس سے زیادہ جانکاہ اور درد انگیز کوئی اور واقعہ نہیں ہوسکتا کہ آدمی زندہ دفن کر دیا جائے۔ اس سے بچنے کے لئے مصریوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ کوئی آدمی مرتا تو اسے اپنے پروہت کو امتحان کے لئے دے دیتے۔ جب وہ کہدیتا کہ ہاں! اسے یقینی موت آگئی ہے۔ تو اوسکو خوشبودار گوند اور ممی ملتے۔ یونانیوں کو بھی یہی خوف تھا کہ ہم کسی

[illegible] کا نشان
[illegible] رون بھی
[illegible] حالین تھے
[illegible] پانی سے
[illegible] معلوم
ہوجائے۔ بعض آدمی [illegible] ہین کہ مرنے
سے پہلے وصیت کر [illegible] نکلنے کے بعد
ہمارا سر کاٹ [illegible] پھر زندہ دفن
ہونیکی تکلیف [illegible] احتمال [illegible] نہ رہے۔
[illegible] کہ یہ خوف
[illegible] زندہ مردہ سمجھا
[illegible] دفن [illegible] تو ایسا سیکڑے سے
زیادہ [illegible]

[illegible] جلد دفن کرنے کا رواج
ہے ان کے [illegible] کے باعث
[illegible] دیکھا گیا کہ کسی
[illegible] سے نیچے ہوئے
[illegible] پھر دلن سے
چمٹا ہوا ہے ان کے سوا بعض اوقات ایسی
[illegible] بہ دقت
قبرون مین دفن ہونے کے بعد زندہ ہوئے ہین کہ پھر
[illegible] سے مر زندہ ہوئی ہین۔

کبھی قبرون سے ایسی آوازین بھی سننے مین آئی
ہین کہ جیسے مردہ فریاد کرتا ہو۔ بعض آدمی جو
اپنے عزیزون کی صورت دیکھنے کے لئے قبر دن
کو کھولتے ہین تو وہ زندہ نکلے ہین۔ مسلمانون کے
ہان دستور ہے کہ جب قبر کو پکا بناتے ہین تو گھڑا
کھول کر کیوڑے یا گلاب کے شیشے مردہ پر ڈالتے
ہین۔ اس گڑہا کھولنے مین کبھی یہ دیکھا گیا ہے
کہ مردہ کو جسطرح قبر مین لٹایا تھا اسطرح وہ نہین
لیٹا ہے یا تو بیٹھا ہوا ملا ہے یا کسی کروٹ سے
پڑا ہوا۔

پارسیون کے ہان دخمہ کے طاقون مین مُردے
رکھنے کا ایسا اچھا دستور ہے کہ اگر مردہ مین ذرا بھی
جان ہو تو معلوم ہوجاتی ہے پارسیون کا یہ پرانا اعتقاد
ہے کہ کُل دار کتے مین زندہ اور مردہ کے شناخت
کرنے کی جیسی جبلی قابلیت ہے ویسی کسی طبیب
حاذق مین ہوہی نہین سکتی۔ اسلئے جب کوئی آدمی
اُن کا مرتا ہے تو گھر پر کتے کو لاتے ہین۔ اور جب
دخمہ پر پہنچتے ہین تو وہان بھی کتے کو لاکر دکھاتے
ہین۔ اس رسم کا نام اُنھون نے سگ دید رکھا ہے
کہتے ہین کہ [illegible] کتے [illegible] ہونے کی بہت
سی مثالین لکھی ہوئی ہین۔

ایک کتا اپنے [illegible] کے جنازہ کیساتھ
بڑا مضطر اور بیتاب چلا جاتا تھا۔ جب جنازہ قبر
کے پاس [illegible] پر
تابوت زمین پر گر پڑا۔ اور [illegible] تختہ ٹوٹ
گیا اور اس صدمہ سے مردہ [illegible] آیا اور معلوم
ہوا کہ زندہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص مر گیا۔ اُسکا کتا اُس کی قبر
پر جا بیٹھا کئی دفعہ تو اُسے پکڑ کر گھر لیگئے۔ مگر وہ
رسی توڑ کر پھر قبر پر چلا گیا اسکے ایک برس بعد گرجے
کا صحن بڑہانے کے لئے وہ قبر کھودی گئی تو اُس
مین ایسی علامتین پائی گئین جن سے معلوم ہوتا تھا
کہ قبر مین زندہ ہو کر اُس مردے نے کچھ کام یعنے
حرکتین کی تھین۔

پارسیون کے ہان اس سگ دید کی رسم کے سوا
مُردون کو دخمہ کے طاقون مین رکھ دیتے ہین۔
جنکے گوشت کو گدھ کھا جاتے ہین اور گدھ کبھی
اُس گوشت کو مونہہ نہین لگاتا جو مردار نہو۔ اس
لئے گدھ کا گوشت کھانا اُسکے مرنے پر صاف
اور یقینی دلالت کرتا ہے۔

اب ایک اور بات انسان اور حیوان مین
روح کے معطل ہونیکی ہے جسکے سبب سے زندہ
آدمی کچھ دیر کے لئے مردہ معلوم ہوتا ہے جس سے
یہ سمجھا جاتا ہے کہ جسم سے روح باہر نکل کے پھر آتی
ہے۔ اسکو عالم رویا مین جانا بھی کہتے ہین۔ اس
روح کے باہر جانے کے اکثر حکما قایل نہین جسکے
سبب سے زندہ آدمی مردہ معلوم ہوتے ہین۔ اور
پھر جی جاتے ہین۔ مگر ان مشاہدات کی وجہ ہونے
روح کے معطل ہونے یا اوس کے باہر جانے اور
اندر آنے کے کچھ اور نشانی نہین جا سکتی تالابون
کے خشک ہوجانے سے مچھلیان بالکل مردہ معلوم
ہوتی ہین اور جب اُن پر پانی ڈالو تو وہ پھر زندہ
ہوجاتی ہین۔ سانپ جاڑے مین ٹھٹھر کر بالکل
سوکھ جاتے ہین اور ذرا بھی جان اون مین معلوم
نہین ہوتی مگر جب اون کو گرمی پہنچائی جاتی ہے تو
وہ لہرین لینے لگتے ہین۔ مینڈک کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو
جاتے ہین اور کیچڑ اون پر خشک ہو کر ایک خول بنجاتی
ہے جسکے اندر یہ مینڈک بالکل مردہ ہوجاتے ہین
مگر اوس مٹی کے خول کو اُتار کر پانی مین ڈالدو تو
وہ ٹرانے لگتے ہین۔ یہ تو حیوانون کی مثالین تھین
اب انسانون کی سنئے۔!

ایک جوگی مین یہ کمال تھا کہ جب اوسکو روپیہ
دیکر کہتے کہ مرجا تو وہ مرجاتا تھا۔ اُس حالت مین
جب سب طرح اسکا امتحان کر کے دیکھتے تھے مگر
اُن کی یہی رائے قرار پاتی تھی کہ یہ بیشک مرگیا ہے
اور پھر تھوڑی دیر کے بعد زندہ ہوجاتا تھا۔ روح
کا معطل کرنا اوس جوگی کے اختیار مین تھا۔ مگر
بحال کرنا اوس کے قابو سے باہر تھا۔ گو روح خود
بخود دیر مین سویر مین آجاتی تھی۔ ایک دفعہ اوسنے
اپنی روح کو معطل کیا۔ پھر وہ کسی طرح بدن مین نہ آئی
اور وہ سچ مچ مر ہی گیا۔ اور اسی پیشہ مین کہ وہ
مُردہ بنکر پھر زندہ ہو اُسکی جان گئی۔

ضعیف آدمیون اور بچون مین یہ بات بہت
دیکھنے مین آتی ہے کہ روح اون کی معطل ہوجاتی ہے۔
اور پھر بحال ہوجاتی ہے امتداد مرض حیات کا چشمہ
خالی اور موت کا عمل مختصر کردیتا ہے۔ غم والم اور
تکالیف اور مصائب کی کثرت اور بہت سی بیماریان
موت کو لے آتی ہین مگر جان کی رمق باقی رہجاتی ہے
اور اُن کی موت جو معلوم دیتی ہے۔ وہ ضعف
غش اور بیہوشی ہوتی ہے جو روح کو معطل کر
دیتی ہے بہ نسبت مردون کے یہ حالت عورتون
پر زیادہ طاری ہوتی ہے بعض بچے ایسے پیدا
ہوتے ہین کہ اُن کی روح معطل معلوم ہوتی ہے
اور وہ مردہ معلوم دیتے ہین مگر پھر کچھ عرصہ کے
بعد روح اُن مین بحال ہوجاتی ہے۔

ولیم ٹب صاحب نے ایک کتاب اسی باب مین
لکھی ہے وہ کہتے ہین کہ جب مین ہندوستان کی
سیر کو گیا۔ تو بابو سنسار چندسین میونسپل سکریٹری
مہاراجہ جے پور ۸ مارچ ۱۸۹۶ء کو مجھے ایک معزز
عالم فقیر کے پاس لیگئے وہ اپنی چوکی پر آلتی پالتی
مارے بیٹھا تھا۔ مہاراجہ کے باغ کے پاس اُس کا
بڑا [illegible] مکان تھا۔ اس فقیر کے اختیار مین تھا کہ
جب چاہے اپنی روح کو جسم سے باہر لے جائے اور
لے آئے۔ [illegible] یہ کہو کہ وہ اپنی روح کو معطل کرنا جانتا
تھا اور یہ عمل کر کے وہ بالکل مُردہ بنجاتا تھا اور پھر
زندہ ہوجاتا تھا۔ دسمبر ۱۸۹۵ء مین مُردہ ہونے کی
حالت مین ۲۰ دن رہا۔ اُسکا امتحان بھی نہایت
نگہبانی اور ہوشیاری سے کیا جاتا تھا۔

ڈاکٹر سیجندر سین (چندر سین) دہلی نے اور اون کے بھائی سنسار
نے اس فقیر کا امتحان اُس حالت مین کیا کہ وہ ایک مکان
مین جاڑا بسر کرنے کے لئے بند تھا کچھ دیر تک
اُسکی نبض آہستہ آہستہ چلی اور پھر موقوف ہوگئی اور
اُنہون نے وہ آلہ اُسکے دل پر لگایا جس سے دل کی حرکت
دریافت کرتے ہین تو اُسکے دل مین ذرا بھی حرکت محسوس
نہین ہوئی۔ فقیر کو سفید کفن پہنایا گیا اور زمین کے اندر
ایک تہ خانہ چھ فٹ سی چھ فٹ گول کھودا گیا اور سیمنٹ اینٹ
اور گارے سے چُن کر فقیر کو اُسمین اُتار دیا اور دروازہ
اُسکا بند کر دیا اور مقفل کر کے قفل پر ڈاکٹر ہیم سین نے
اپنی مُہر لگادی اور [illegible] ڈپٹی مجسٹریٹ شہر کے وہان
اپنا چوکی پہرہ بٹھا دیا۔ ۳۰ روز کے بعد مدفن کھولا گیا
تھا البتہ مُردنی اُسپر چھائی ہوئی تھی۔ اعضا اکڑ اور
ٹھٹھر گئے تھے اور وہ مدفن سی باہر نکالا گیا تو اوس کے مونہہ
پر شہد اور دودہ اور جسم اور جوڑون پر تیل ملا گیا شام کو زندگی کے
آثار معلوم ہوئے اور فقیر کو دودہ کا ایک چمچہ پلایا گیا۔ دوسرے
دن دال کا پانی اور تیسرے دن کے بعد وہ دودہ روٹی کھانے لگا
جو اُسکی معمولی غذا تھی۔

اُس فقیر کی یہ باتین دہلی اور جے پور مین مشہور ہین یہ فقیر سنسکرت
کا بڑا پنڈت تھا اور ہندو جو علم اور مذہب کا شوق رکھتے تھے
وہ اُسکے چیلے ہوتے چلے جاتے تھے اُسکی دانشمندی اور عقلمندی
ظاہر تھی اُس نے کبھی کسی سے روپیہ طلب نہین کیا۔ دولت کے
ذکر سے اوسے نفرت تھی۔

۱۱ مئی ۱۸۹۵ء کے میڈیکل ٹائمز مین مسٹر بریڈ کا ایک مراسلہ
چھپا ہے وہ لکھتے ہین کہ مین نے اس باب مین شہادت کی جمع کرنے مین
کوئی موقع ہاتھ سے نہین دیا کیونکہ اس قسم کے کارخانے عظیم مین بہت
سی شعبدہ بازیان اور دھوکہ بندیان اور چالاکیان ہوتی ہین۔ مگر اس
مین بھی کوئی شک نہین کہ بعض حالتین بالکل بے لاگ بھی ہوتی ہین۔
اہل سائنس کو چاہئے کہ اس مشکل کام کو یقین ہی کرلین۔ پھر وہ اُن
دو نوشتون کا ذکر کرتے ہین جنمین لوگون نے اپنے چشم دید واقعات
لکھے ہین جنکو وہ پہلی شہادت کیساتھ ملاکر کہتے ہین کہ زندہ کا
مردہ بنکے دفن ہونا۔ اور پھر زندہ نکلنا ایک ایسا واقعی اثبات
ہوتا ہے کہ جسمین شعبدہ بازی اور دھوکا دہی اور لاگ کو ہرگز دخل
نہین اوس کی ایک مثال یہ لکھی ہے کہ ایک فقیر چھ ہفتہ تک زمین کے
اندر دفن رہا وہ کھانے پینے ہی سے محروم نہین رہا بلکہ ہوا اور روشنی سے
بھی۔ جب وہ زمین کے اندر سے نکالا گیا تو اوس کے بازو اور ٹانگین
کانپتے تھے۔ اور ٹھٹھر اور اکڑ گئے تھے لیکن اس کا چہرہ صاف تھا
اور نبض نہین چلتی تھی تین برس تک مین ایک جنرل کی مصاحبت
مین رہا وہ نہایت عقلمند اور معزز تھا۔ مدت سے ہندوستان مین
ملازم تھا اُس نے ایک حالت خود دیکھی تھی کہ ایک فقیر کئی فٹ نیچے زمین
مین دفن رہا اور اُسکی نگرانی کے واسطے پہرہ چوکی بڑی احتیاط سے
مقرر کیا گیا کہ اُسکے ساتھ کوئی آمد و رفت نہ رکھ سکے اور مزید احتیاط
کے لئے اُسکے مدفن پر اناج بو دیا گیا۔ جو اُگ کر بڑھ بھی گیا تھا سو وہ
۴۲ دن تک اسی طرح دفن رہا اس عرصہ مین وقتاً فوقتاً جنرل صاحب نے
خود جاکر دیکھا کہ اناج بدستور بڑھتا چلا آتا ہے جب وہ زمین سے نکالا
گیا تو اسوقت بھی جنرل صاحب موجود تھے اُنہون نے فقیر سے سوال وجواب
بھی کئے اور کہا کہ مجھے اس مین شعبدہ بازی کا شبہ ہوتا ہے تو فقیر نے کہا
کہ اب مجھے دبوائیے اور خود امتحان کر لیجئے۔ تو پھر جنرل صاحب نے
خود اپنے باغ مین امتحان کیا۔ فقیر اُتنے ہی دن زمین مین دفن رہا جتنے
دن پہلے رہ چکا تھا۔ اور اُن کو پھر اس واقعہ مین کوئی شبہ نہ رہا ایسے
واقعات کی اور شہادتون کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے میجر کلاڈ ویڈ صاحب
جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار مین لاہور کے پولیٹکل ایجنٹ تھے
انکی زبانی مسٹر بریڈ کو یہ اطلاع ہوئی کہ مین اس بات کو کہ آدمی زمین مین
زندہ دفن ہو کے پھر ایک مدت کے بعد زندہ نکلتا ہے بالکل خلاف عقل جانتا
ہون وہ ہماری فزیالوجی یعنے علم الاعضا کے برخلاف تھی لیکن
مین نے اس کے برعکس ایسا ظاہر ثبوت اسکا دیکھا ہے کہ اس کے واقعی ہونے مین
مجھے ذرا شبہ نہین رہا۔ ویڈ صاحب نہایت معزز اور شریف آدمی تھے
انہون نے رنجیت سنگھ کے دربار مین ایک فقیر کو زمین مین دفن ہوتے
ہوئے دیکھا تھا اور اسکی تحقیقات مین ابتدا پر مشقت شاقہ کو

ایسے ہوتے ہین کہ مریض مین [illegible] ہوتا ہے پھر بھی اسمین جان رہتی ہے۔ ایسی صورت مرگ اتفاقی مین [illegible] جسکے مین [illegible] واقع ہوجاتی ہے [illegible] موت کی علامات [illegible] جلدی نہ دفن
کرادینا چاہیے [illegible] ایک علامت یقینی موت کی ہے [illegible] متعفن ہونے کا ہو (راقم)

کرنے والے ٹھیرے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انہیں میں سے تھے وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی قدر و منزلت اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسبات سے ہے جو اسکے دل میں ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بہی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے لیکن آخر خدا تعالےٰ نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بہی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتے ہیں۔

غرض

ہمکو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جبتک پورے کامیاب نہیں ہوگئے اور آپ نے اذا جاء نصر الله والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا کا نظارہ دیکھہ نہیں لیا۔

آج ہمارے مخالف بہی ہر طرح کی کوشش ہمارے دکرنے کی کرتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اس ہکامیاب نہیں ہوسکے اور انہوں نے دیکھہ لیا ہے جسقدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر ناکامی اور نامرادی انکے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو بڑہایا ہے یہہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہہ شخص مرجاویگا اور جماعت متفرق ہوجاویگی۔ یہہ فرقہ بہی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کیطرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے اسلئے اسکے ساتھہ ہی اسکا خاتمہ ہوجاویگا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قائم کرے اور اسے ترقی دے۔ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے۔ اسوقت انکے مخالف بہی یہی سمجھتے ہونگے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا نے ان کو کیسا نشو و نما دیا۔ اور پہیلایا۔ انکو سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی فرقہ تہوڑی سی ترقی کرکے رک جاتا ہے تو کیا ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں جو عالم پر محیط ہوجاتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ کے رادوں پر نظر کرکے حکم کرنا چاہیئے۔ جو لوگ رہ گئے وران کی ترقی رک گئی انکی نسبت ہم یہی کہینگے کہ وہ اس کی نظر میں مقبول نہ تھے وہ اس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے۔ مگر میں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاوین ور اللہ تعالےٰ ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں اسکی راہ میں ہر دکہہ اور موت کے اختیار کرنیکو

اما دہ ہوں پہر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں تباہ کردے؟ کون ہے جو اپنے گہر کو خود تباہ کردے؟ انکا سلسلہ خدا کا سلسلہ ہوتا ہے اسلئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور اس کے نشو نما کا باعث ٹہیرتا ہے۔

ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ انمیں سے کون تباہ ہوا؟ ایک ہی نہیں اور بہتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر دیکہہ لو کیونکہ آپ جامع کمالات تھے۔ ساری قوم آپ کی دشمن ہوگئی اور اسنے قتل کے منصوبے کئے مگر آپ کی اللہ تعالےٰ نے وہ تائید کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

ایک دفعہ اوائل دعوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم کو بلایا یہہ ابوجہل وغیرہ سب انمیں شامل تھے۔ (یہاں حضرت اقدس نے وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جسکو حالی نے نظم کیا ہے ہم نے مناسب موقع کے لحاظ سے وہ شعر یہاں درج کردئے ہیں ایڈیٹر)

اشعار

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور سوئے دشت اور چڑہ کے کوہ صفا پر

یہہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا تو باور کروگے اگر میں کہونگا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گہات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے
کہا گر مری بات یہہ دلنشین ہے تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تہا یا صوت ہادی عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سبکے لگادی اک آواز میں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹہے دشت و جبل نام حق سے

اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہہ مجمع بہی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا لیکن جب ان کو اللہ تعالےٰ کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹہا۔ تبت لك سائر الیوم الهذا جمعتنا

غرض باوجود اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور امین سمجھتے تھے مگر اس موقع پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بہڑک اٹہی۔ لیکن آخر آپ کامیاب ہوگئے اور آپ کے مخالف سب نیست و نابود ہوگئے۔

فرمایا لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کسطرح ہوا کرتی ہے۔ دنیا داران نے تو یہی سمجھہ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے اسکے لئے اللہ تعالےٰ نے نمونہ رکہا ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اسیطرح ہوگی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقوےٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی۔ وہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بہی جب ترقی ہوگی اسی طرح ہوگی۔

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بہی اصلاح نکرسکے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکہانا اور بات اصل یہی ہے جو کچھہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں سکہایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتے۔ جسقدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسیقدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

اللہ تعالےٰ نے تجارت زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اس کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے بلکہ اسکو بطور خادم دین رکھنا چاہیئے۔ زکوٰۃ سے بہی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادم دین ہو۔

خوب یاد رکہو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے جب تک قوم اللہ تعالےٰ کے لئے قدم نہیں اٹہاتی اور اپنے دلوں کو پاک و صاف نہیں کرتی کبہی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کرسکے یہہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑہنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونیسے ترقی ہوسکتی ہے یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تہی کیا وہ معاش اور آسائش کے سامان نرکہتے تھے؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑہے ہوئے تھے؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بہی معاش کے ذریعے تھے۔ اسطرح اس زمانہ میں بہی معاش کے بعض ذریعے ہیں جنہیں سے ایک یہہ زبان بہی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجہی گئی ہے۔ لیکن وہ زبان جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالےٰ نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے جب انسان تعصب سے پاک ہوکر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی کا سے باز رہیگا بلکہ دعاؤں میں لگا رہیگا تب ترقی ہوگی۔

یہہ لوگ جو قومی ترقی قومی ترقی کا شور مچا رہے ہیں میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید انکو مرنا ہی بہولا ہوا ہے اور ناپائدار زندگی کو انہوں نے مقدم کرلیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں۔ ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نکرے مگر افراط تو مذموم امر ہے نہوس ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ایک بدی حلال ہے یہانتک کہ زنا بہی۔ جیساکہ یورپ کا عملی طرز بتارہا ہے۔ اگر یہی ترقی ہے تو پہر ہلاکت کیا ہوگی؟ لیس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو۔ اللہ تعالےٰ کو رضامند کرو۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو یہہ منع نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو۔ زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت کرو مگر یہہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجہکر دل اس سے لگالو۔ بلکہ دل اس سے ہمیشہ اداس رکہو اور اسے ایک ابتلا سمجہو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالےٰ وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یاد الٰہی کے لئے میسر آوے۔

میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے جو اسپر مخالفت کرے اسکا اختیار ہے ہنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے۔

جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں۔ مگر جن میں تقوےٰ ہو۔ اور موت کو یاد رکہتے ہیں وہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟

میں یہ بہی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اسوقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا مبتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ نیچری مذہب کے لئے اسیقدر مستحکم ہوگا جسقدر دنیوی آسایش و آرام میسر ہوگا۔ جسقدر مصائب ہونگے ڈہیلا ہوتا جائیگا۔ جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجھہ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے۔؟

جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجہہ لو کہ انجام کیا ہو؟

(اسکے ضمن میں آپ نے نواب محمد حیات خان مرحوم کا ذکر کیا کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح پر قبل از وقت مجھے اس کی بحالی کی اطلاع دی جسکی میں نے اسکو بہی خبر دیدی تہی۔ لیکن جب بحال ہوگیا تو پہر وہ ساری باتیں جو معطلی کے زمانہ میں تہیں بہول گئیں۔)

حوادث روزگار کی خبرین

۸ ستمبر کی صبح اٹلی مین شمالی ہندوستان مین ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ اس تاریخ اٹلی مین سخت زلزلہ سے جان و جائداد کا بہاری نقصان ہوا۔ خاص کابیتریا مین ۷۰۰۴ جانین مکانات گرنے سے دب کر ضائع ہوئین۔ اسکے ارد گرد کے قریباً بارہ دیہات کو نقصان پہنچا۔ اور پیزو۔ مونٹیمن اور مارٹی رینو قصبے بالکل تباہ ہو گئے۔ مارٹی رینو مین جانون کے نقصان کی تعداد دو ہزار ہے۔ مقام پارگلی سی تین سو اور رجاپلو سے دو سو لاشین ملین۔ صدمہ سے سارا علاقہ ویرانہ معلوم ہوتا ہے۔ ملک کیحالت ایک وسیع قبرستان کے مشابہ بتائی گئی ہے۔ لاشیں عفونت پہیلا رہی ہین۔ شوریدہ سر آبادی نے سامان اعانت کی ٹرین کو گہیر لیا۔ اور شور اعانت مچانا شروع کیا۔ میلون تک زمین مین شگاف ہو چکے ہین۔

ماہ رواں کی پیشینگوئی :- ولایت کے ایک مشہور منجم نے ماہ ستمبر کے واسطے مندرجہ ذیل پیشین گوئیان کی ہین۔ دیکھئے ان مین سے کون کون درست ثابت ہوتی ہین۔ (۱) فرانس مین کسی بات پر سخت جھگڑا ہوگا۔ (۲) روس کی خواتین پر بہت ظلم ہوگا۔ (۳) ۲۴ اور ۲۶ ستمبر کو زلزلہ آئیگا۔ (۴) ٹرکی مین گڑبڑ مچیگا۔ (۵) جس شخص کی سالگرہ کا دن ۲۴ ستمبر ہوگا اس کے خاندان کو مصیبتون کا سامنا ہوگا (۶) جس عورت کی سالگرہ ۲۲ کو ہوگی وہ ضرور بدچلن ثابت ہوگی۔ (۷) زار روس کے خلاف شرمناک سازشین کی جائینگی جنکے کرتتل کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ کیا واہیات ڈھکوسلے ہین +

زلزلہ زدگان اٹلی :- اٹلی کے زلزلہ زدہ علاقہ مین مصیبت زدون کے لئے جہونپڑیان بنائی جارہی ہین۔ اور دیگر امدادی کام بہی سرگرمی سے ہو رہے ہین۔

کوہی علاقہ کے دور دراز مقامات پر امداد کے پہنچانے اور مزدورون کی قلت سے سخت تکلیف پیش آرہی ہے۔

اٹلی مین ایک اور زلزلہ۔ گذشتہ ہفتہ اٹلی مین سخت زلزلہ آنے کی خبر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔ ۱۴ ستمبر کو لندن سے خبر ملی کہ وہان ۱۲ ار کو ۹ بجے شام اور ۲ بجے ۱۳ ار کی صبح کو پھر زلزلہ آیا۔ جس سے بہت کچھ نقصان ہوا۔ وہ لوگ جو پہلے زلزلہ سے پریشان ہو رہے تھے گہبرا اٹھے ہین سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے

ملکہ اٹلی نے ۲ ہزار پونڈ غربا اور مصیبت زدگان مین تقسیم کرنے کے لئے مرحمت کئے ہین۔ اسی طرح کنگ وکٹر ایمینوایل نے بھی ۴ ہزار پونڈ عنایت فرمائے۔

برہم پتر مین طوفان - امسال دریاے برہم پتر مین نہایت خوفناک طوفان آرہے ہین۔ بنگال کے مقامات میمن سنگہ۔ جمالپور وغیرہ بالخصوص اس طغیانی کے شکار ہوئے ہین۔ دہان وغیرہ کی فصل بالکل ڈوب گئی ہے جسکا سرسبز ہونا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ غربا و مساکین لوگ سخت پریشان اور مایوسی کی حالت مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین۔ مکانون مین رہنے کا ٹھکانا نہین بیچارے ناؤیں یا بانسون کے پاڑ باندھکر رہتے ہین۔ مال و اسباب کی فکر تو درکنار۔ جانون کے لالے پڑے ہین۔ جانورون کے لئے چارہ میسر نہین آتا۔ بعض غریب ایک وقت بمشکل کہانا پاتے ہین۔ اس دریا مین سینکڑون برسون سے اس قسم کے قیامت آمیز طوفان نہ آئے تھے۔ مگر اس سال گردش زمانہ نے یہ بھی رنگ دکھلا دیا۔ خدا جانے اہل ہند پر کیون اسقدر آفتین آرہی ہین کہ ایک پل چین سے نہین گذرتا کہین طاعون ہے کہین خشک سالی ہے کہین ہیضہ ہے۔ کہین زلزلہ ہے بہر حال ہر ایک صوبہ کسی نہ کسی مشکل مین پھنسا ہے۔

سری نگر کشمیر مین بارانی طوفان کی خبر ہے بارش لگاتار ۴۸ گھنٹہ تک اس زور سے ہوتی رہی کہ تمام جہلین ایک ہو رہے تھے۔ یہان کی انگریزی بستی بالکل تہ آب ہے۔ امیرا کدل کے پل کے ارد گرد پانی ہی پانی پھیل رہا ہے۔ بوسطہ آفتین ناؤ وغیرہ اور اکثر سیلابی لوگ بہی مکانات چھوڑ کر ڈونگون مین بود و باش رکہتے ہین ۱۹۰۳ء کا طوفان بہت سخت تہا۔ اس کی نسبت پانی کا چڑہاؤ صرف ایک دو فٹ کے کم تہا۔ دریا اسوقت مندر سے باتین کرتا ہے۔ سڑک کشمیر پر جا بجا ٹیلے آپڑے اس باعث آمد و رفت بہت دقت طلب ہے۔ سری نگر سے بیکر ۹ میل تک تمام سڑک پانی مین ڈوبی پڑی ہے۔ اس طوفان کے کارپرداز ہیون کے لئے مصیبت پر مصیبت ہے۔ خدا کی شان۔

جہلم - دریاے جہلم ۱۲ ستمبر کو سخت طغیانی پر تہا۔ لکڑی کے بہت سے گودام بہہ گئے۔ تیز پانی نے ۳ ریلوے سلیپر اور ۳ فی ٹھیکہ سینکڑون ٹھیکے اور سلیپر نکال لئے۔ کشمیر سے بہی سیلاب کی خبر آئی ہے۔ ۱۴ کو رات بہر ترشح ہوتا رہا۔ اور آسمان پر ابر غلیظ چہایا ہوا تہا۔

کوہ مری :- ۱۱ ستمبر کو ۸ بجے صبح سے بارش شروع ہوئی اور ۳۰ گہنٹے مین ۱۵ - انچ پانی برسا۔ فوجی لوگ خیمون مین ہین۔ جنکے اندر بہی پانی بہرا ہوا ہے اسلئے میزون پر بستر لگا رکھے ہین۔ اگر بارش جلد نہ تھمی تو بخار لو بخار اور زکام کا چرچا ہوگا۔

مزید زلزلے - کوسنترا (کلابریا) مین ۱۲ ستمبر کو ۸ بجے شب کے زلزلہ کے تین تازہ جھٹکے اور دو ۱۳ کی صبح کو محسوس ہوئے۔ جن سے مزید نقصان واقع ہوا۔ لوگون مین عام اضطراب پہیل رہا ہے۔

نقصان اور مصیبت - بہار کی سیلاب سے بسبب ہنرگڑا ریلوے (برہما) کو جو نقصان پہنچا تہا وہ اندازہ سے بہت زیادہ ہے۔ دو ماہ سے پیشتر آمد و رفت نہ ہو سکے گی۔ مزید بارش سے جو طغیانی ہوئی ہے اس سے رہی سہی فصلین بہی غارت ہو جائینگی۔ سیلاب زدہ رقبہ پر حکام نقصان کا اندازہ کر رہے ہین۔

سیلاب :- بہار کے سیلاب سے عام مصیبت طاری ہے سڑکین اور کھیت ایک مہینے سے تہ آب ہین ہزارون مکانات گر پڑے کاشتکارون کی حالت قابل رحم ہے۔

بارہ مولا - آتشزدگی سے تباہ ہو گیا۔ خواجہ صمد جو صاحب رئیس اعظم بارہ مولہ کے بہت سے مکانات جل گئے اور سب سے زیادہ خواجہ امیر جو صاحب تحصیلدار جاگیر راجہ امر سنگہ صاحب کا نقصان ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۵ ہزار کے نوٹ اور ۲۵ ہزار کا کرایہ اور ۱۰ ہزار کی مالیت کے مکان جل گئے۔ گویا خواجہ امیر جو صاحب کا ۵۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ یہان علاوہ مسلمانون کے ہندوؤن کا بہی لاکہو کہا تک نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے اور بالکل تباہ ہو گئے ہین کل مکانات (۱۷۰) جل گئے۔ علاوہ چھوٹے چھوٹے مکانون کے یہ آتشزدگی ایک قہر الہی کا نمونہ تہی بارہ مولہ کا وہ درمیانی حصہ جس سے بارہ مولہ کی رونق تہی ایک سنسان اور بہیانک سین دکھلا رہا ہے۔ وہ غریب لوگ جن کی استعداد بہت کم ہے میدان مین گریہ و زاری کر رہے ہین۔ امید کہ راجہ صاحب بہادر ان کے حال پر رحم فرما کر فوری امداد سے ان کی دستگیری فرمائینگے۔ اور رحمدل مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم کی خدمت مین مفصل حالات بیان فرما کر معقول امداد کا بندوبست فرمائینگے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انی الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۵ر - (۲) خواص و معاونین سے ۶ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ر (۴) غیر مذہب والوں سے ۳ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ر

فہرست مضامین

نمبر ۳۵ | قادیاں دارالاماں مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ر شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

تازہ الہامات وکشوف

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء - کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھدی ہے۔

۲ر اکتوبر ۱۹۰۵ء - دیکھا ایک مکان ہے اس پر چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اس زینہ پر چڑھتا ہوں۔ مگر چڑھ نہیں سکتا اتنے میں اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہونچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ اور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے پس ہم اُس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل۔ تب تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

۵ر اکتوبر ۱۹۰۵ء - رأیتُ سفندانِ ما لیجناب

۷ر اکتوبر ۱۹۰۵ء - بوقت صبح پیش از نماز فجر میں نے دیکھا کہ میں گورداسپور سے آیا ہوں۔ اور ایک مضبوط گوٹ (گھوڑا) گلگے رنگ پر سوار ہوں۔ گھوڑے پر ہی نماز پڑھی ہے اور سجدہ بھی کیا ہے مجھے خیال آیا کہ جب میں گورداسپور گیا تھا تو اپنے بھائی غلام قادر کو سخت بیمار چھوڑ گیا تھا۔ اور ان کے بچنے کی امید نہ تھی معلوم نہیں اس کا اب کیا حال ہے۔ گھر کے پاس کوچہ میں میراں بخش حجام ملا۔ وہ بڑی خوش خوش باتیں کرتا تھا۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب تندرست ہوں گے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۷ر اکتوبر ۱۹۰۵ء - بوقت صبح پیش از نماز فجر ایک عورت قریباً تیس برس عمر فوت ہوگئی (چنانچہ اس روز تابی ملازمہ حضرت اقدس کی پوتی جو عمر تیس سال تھی۔ بچہ جننے کے بعد بعارضہ کزاز (یعنی ٹٹنس) فوت ہوگئی)

۱۰ر اکتوبر - خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ ہوں اور رفع حاجت کے لئے ایک جگہ صاف کرانی چاہتا ہوں بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں میں نے شادی خاں کو بلانا چاہا۔ یہ خیال ہے کہ اتنے آدمیوں میں اسے کسطرح شناخت کروں۔ اس پر میں نے آواز دی تو شادی خاں کھڑا ہوگیا۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔

اِذْ كَفَفْتُ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ یعنے جب میں نے بنی اسرائیل کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔

یاد رفتگان

اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں ایک درخواست

آپ میں سے اکثر صاحبان کو یاد ہوگا کہ عرصہ چار پانچ سال کا ہوا ہے کہ میں نے اپنے عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی سوانح شایع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کچھ اپنی سستی کی وجہ سے اور کچھ قلت فرصت سے میں اس کار خیر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکا۔ آجکل میں تین ماہ کی رخصت پر دارالاماں میں مقیم ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مبارک بھائی کی سیرت کو اس رخصت کے ایام میں تکمیل تک پہونچاؤں۔ اب قریب ۴۴ صفحہ کے یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس لئے میں سب صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں۔ جو ایوب بیگ مرحوم سے اخلاص رکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس نیکی یا یادگار میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے لئے اب موقع ہے۔ اس لئے پندرہ بیس روز تک مجھے مفصلہ ذیل امور میں سے جس کے متعلق ان کا علم اس مرحوم کی نسبت ہو اطلاع دیں۔

(۱) سوانح میں قابل درج علمی یا دینی اور اخلاقی حالات (۲) مرحوم کے خطوط جو کسی دوست یا بھائی کے نام ہوں جنمیں کوئی امر قابل اندراج ہو (۳) مرحوم کے خواب یا مرحوم کے متعلق خواب جو کسی کو یاد ہو (۴) جو اصحاب مرحوم کے متعلق اس کے حالات اخلاص و دینی محبت کے متعلق کوئی نظم ارسال کریں گے وہ بھی انشاء اللہ درج کیجائیگی۔

نوٹ - جن احباب نے پہلے مرحوم کے متعلق خاکسار کو خطوط تعزیت اور اس کے دیگر حالات کے متعلق خطوط بھیجے تھے وہ محفوظ ہیں۔ موقع پر درج کئے جائیں گے نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالے مجھے اس کار خیر کی اتمام کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن۔

قادیان

اطلاع - ڈاکخانہ گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب کے متعلق اکثر شکایات بغرض اندراج پہونچی ہیں جنہیں ہماری اگلی اشاعت میں انشاء اللہ نوٹس لونگا - ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید برحق پر تھا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اس کے میرے دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّہ اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بد زبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اُسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اُسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر **حسین رضی اللّٰہ عنہ طاہر مطہر تھا** اور بلاشبہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ **سرداران بہشت** میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجب **سلب ایمان** ہے اور اس امام کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے **اسوۂ حسنہ** ہے اور ہم اُس **معصوم** کی ہدایت کے **اقتدا** کرنے والے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ **تباہ** ہو گیا وہ دل جو اُسکا **دشمن** ہے اور **کامیاب** ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُسکی **محبت** ظاہر کرتا ہے اور اُسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ **یہ لوگ** دنیا کی آنکھوں سے **پوشیدہ** ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کی قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ **دنیا** سے بہت **دور** ہیں۔ یہی **وجہ حسین** کی شہادت کی تھی کیونکہ **وہ شناخت نہیں کیا گیا**۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو **آئمہ مطہرین** میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُنکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُسکے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اسکے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ **مجھے جانتے** کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے۔ وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ **میں نے** جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ **میں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا**۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان جھگڑوں کو طول دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں **خدا کی وحی** کی طرف اُنکو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ **محبوب** اور **مردود** دونو یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو۔ صبر کرو کہ آخر وہ امر مخفی ہے کھل جائے گا۔ خدا جانتا ہے کہ میں **اُسکی طرف سے ہوں** اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں میں اُنکا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ **خدا میری نسبت** اشارہ کر کے **فرماتا ہے** کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈالکر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ **نرمی کرو اور دعا** میں لگے رہو اور سچی **توبہ** کو اپنا شفیع ٹھہراؤ۔ اور زمین پر **آہستگی** سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اُسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کریگا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُسکے حکموں پر نہیں چلو گے۔ اگر تم اُس کی حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا۔ اور ایک اور قوم تمہارے عوض میں لے آئے گا جو اُسکے حکموں پر چلے گی۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اٹھانا اور سچا واقعہ ان پر ظاہر کرنا ہے بلکہ **میرے آنے کی** اصل غرض یہ ہے کہ تا **مسلمان** خالص **توحید** پر قائم ہو جائیں اور اُنکو **خدا** تعالیٰ سے **تعلق** پیدا ہو جائے اور اُن کی **نمازیں** اور عبادات **ذوق اور احسان** سے ظاہر ہوں اور اُن کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جائے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارہ میں مجھ میں اور اُن میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشا ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو اُنکو اسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا کہ آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنیوالے تھے جیسا کہ آ گئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سُنَّۃُ اللّٰہ ہے اُنکا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا پس سوچنا چاہیے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور رہنا چاہیے تھا اسقدر شور مچایا کسقدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے **حَکَم** بنکر آیا ضرور تھا جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اُس قوم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اسکا حکم کہلانا باطل ہوگا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہکر کہ **اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ** اس اعلان کو ختم کرتا ہوں **وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی**

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی - ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء

متفرق باتیں

بنک کے سود کے متعلق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بنک کے سود کے متعلق اعلیٰ حضرت کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے ہر چند وہ کافی طور سے اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ یہ سود اضطراری حالت میں محض اشاعت اسلام کے لیے جائز ہے یہ مطلب نہیں کہ اس سے سود کے عام جواز کا فتویٰ حاصل کیا جاوے۔ لیکن مزید اطلاع کی خاطر خود حضرت اقدسؑ کے وہ الفاظ بھی درج کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جو اس بلا کے عام ہونے کو روکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ایک دوست نے عرض کی کہ اگر اسطرح سے ایک خاص امر کے واسطے سود کے روپیہ کمانے کی اجازت دیگئی ہو تو لوگوں میں اسکا رواج وسیع ہو کر عام قباحتیں پیدا ہو جاویں گی

فرمایا کہ بیجا عذر تراشنے کیواسطے تو بڑے حیلے ہیں۔ بعض شریر لا تقربوا الصلوٰۃ کے یہ معنے کر دیتے ہیں کہ نماز نہ پڑھو۔ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب خنزیر کھانے کی اجازت نفسانی ضرورتوں کے واسطے جائز ہے تو اسلام کی ہمدردی کے واسطے اگر انسان دین کو ہلاکت سے بچانے کے واسطے سود کے روپیہ کو خرچ کرے تو کیا قباحت ہے، یہ اجازت مختص المقام اور مختص الزمان ہے۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کیواسطے اس پر عمل کیا جاوے۔ جب اسلام کی نازک حالت نہ رہے تو پھر اس ضرورت کیواسطے بھی سود لینا ایسا ہی حرام ہے۔ کیونکہ دراصل سود کا عام حکم تو حرمت ہی ہے۔

گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منظوم ذیل [illegible] مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری نے جوش محبت اور حسن ارادت سے لکھی ہے جو اپنی سلاست اور عمدگی مضمون سے قابل قدر ہے افسوس ہے ہماری جماعت میں اکثر لوگ نظم لکھتے ہیں لیکن وہ اس خداداد ملکہ سے کام نہیں لیتے۔ نظم انسان کو فطرتاً دلپسند ہوتی ہے اور وہ موثر ہوتی ہے اگر سلسلہ عالیہ کی سچائی کے دلایل نظم میں لکھے جاویں تو بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

اے سایۂ رحمت خدائی | اے نور ظہور مصطفائی
مقبول جناب کبریائی | محبوب حضور مجتبائی
اے زینت مسند خلافت | اے زیور تخت اولیائی
صدیوں رہے منتظر ہم | تب قرن سعید تیری پائی
دنیا کا چمن اجڑ چلا تھا | یہ لوٹ خزاں نے تھی مچائی
کملائے تھے پھول۔ زرد پتے | یوں دین پہ نحوست اک تھی چھائی
بگڑی تھی ہوا کہ تھی نہ باقی | بلبل اور گل میں آشنائی
گل تھے کہ نگین تھی کھٹاتے | کانٹوں پہ تھی شان کبریائی
ہر سمت مچا ہوا تھا اندھیر | اک شور تھا دے رہا سنائی
عصمت رستی تھی [illegible] | اور صدق تھا دے رہا دہائی
توحید کا خون ہو رہا تھا | سینہ ار خدا سے تھی جدائی
قبضے میں ہوئے نفس کے عقل | مفقود تو تھی رہائی
دنیائے دنی کی عشق بازی | تھی پاؤں میں سر تلک لگائی
اس حال کو ہم پہنچ چکے تھے | ناگاہ تری سواری آئی

آنا ترا دل بہار لایا
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

پہلی سی زمین نہ آسمان پر | ظلمت ہے نہ ظلم کا نشان ہے
ایک جان سی پڑ گئی زمین پر | پھولا پھلا کچھ آسمان ہے
جاگے جاگے نصیب اپنے | یہ بخت ہمارا مہربان ہے
اندھی جو نہ دیکھیں تو نہ دیکھیں | جو رنگ جما ہوا عیاں ہے
آنکھوں والے تو دیکھتے ہیں | عیسے نفس کے درمیان ہے
بولے شمس و قمر کہ ثمن ہے | بولی یہ زمین کہ [illegible] ہے

اے وقت پر اپنے آنیوالے | اے سچے نشان دکھانیوالے
اے پیر طریقت محمد | پیروں کو جوان بنانیوالے
اے سلسلۂ مماثلت کی | کامل صورت دکھانیوالے
اے عشق محمدی کی مے کے | پینے والے پلانیوالے
اے جذبۂ شوق احمدی میں | ہستی اپنی مٹانے والے
اللہ کے دیئے سے کچھ ہمیں بھی | دلوا دو کہ خزانے والے
ہاں ایک نگاہ لطف ادھر بھی | او خاک کو زر بنانیوالے

فراخی کو ہیں اٹھائے پھرتے | ہم دو [illegible]
احسان کرے گا یا ذخیرا | [illegible] دلانیوالے
حقانی کو حق سے روح دو | او روح قدس کو لانیوالے
توفیق عمل بندا سے لے دے
اے ہم کو دعا سکھانے والے

تصویر والے کارڈوں کی ممانعت

بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم میں بھی شایع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شایع ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی؟ میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ کرنی پڑی اور پر زور الفاظ میں اس کی **حرمت** اور **ممانعت** کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعتہ کو کھلتے ہی بند کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مختصر طور پر یہ اعلان دے دیا گیا تھا آج تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس کی تقریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

آج کے بعد یقین کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا کارڈ استعمال نہ کیا جاویگا۔

ایڈیٹر

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈاک کے کارڈ پر چھپوائی ہے تاکہ لوگ ان کارڈوں کو خرید کر خطوط میں استعمال کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں بدعت پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے۔ ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اسواسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو۔ کیونکہ جیسا تصویر کی [illegible] صورت مومن [illegible] رکھتی ہے بعض اوقات مجتہد لگا کر دیکھے کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہیں تو وہ حسب ضرورت اسکو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ۔ امریکہ سے آئے جن میں لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ شریعت میں ہر ایک امر جو ما ینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پا رکھا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈوں پر تصویریں بنتی ہیں ان کو خریدنا نہیں چاہئے **بت پرستی کی جڑ تصویر ہے**۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے۔ ایسی باتوں سے بچنا چاہئے اور ان سے دور رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ **ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے**۔ میں نے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے۔ جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہیں ان پر ہم سخت ناراض ہیں اور خدا ناراض ہے۔ ہاں اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے۔

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھکر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے ایک شخص نے اس قسم کے کارڈوں کا ایک بنڈل لاکر دکھایا۔ کہ میں نے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے اب کیا کروں فرمایا ان کو جلا دو۔ اور تلف کر دو اس میں **اہانت دین اور اہانت شرع ہے** ان کو گھر میں رکھنا اس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے آخر بت پرستی پیدا ہوتی ہے۔ اس تصویر کی جگہ پر اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الرحمان

۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر۔ جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کیطرف راغب رہتی ہے۔ ہاں مشکلات کے وقت دعا [illegible] پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تب کوئی خارق عادت ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا۔ حکم دیا۔ کہ واپس آکر میں تم کو ضرور پھانسی دوں گا۔ اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا۔ تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی۔ کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ **ہنوز دہلی دور است**۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آ گیا۔ تو انہوں نے پھر عرض کی۔ مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے قریب آ گیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے۔ یا داخل ہو گیا ہو۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ اسی اثناء میں خبر آئی۔ کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا۔ تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ من جانب اللہ معلوم ہو چکا تھا۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا۔ اور حکم ہوا۔ کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ جب وہ دن آیا۔ تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوتے تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا۔ اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا۔ اور پوچھا۔ کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا۔ اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا۔ کہ تم غم مت کھاؤ۔ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے۔ میں نے اس کے دونو سینگ پکڑ کر اسکو نیچے گرا دیا ہے۔ چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا۔ اور اسی بیماری میں مر گیا۔ یہ تصرفات الٰہی ہیں۔ جو انسان کی سمجھ میں پہلے نہیں آ سکتے جب وقت آ جاتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔ سب دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے اذن کے بغیر تو کوئی [illegible]

۴۳ ارسٹیمر قبل دہر

آج اتفاقاً سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیان چراغدین ساکن جموں کا ذکر اس تقریب پر شروع ہو گیا کہ ایک کتاب یا رسالہ ... حال میں شائع کی ہے جو غالباً چراغدین کے نام سے ناظرین الحکم کے کان آشنا ہونگے مگر انہیں تفصیلی طور پر اسکے متعلق کوئی علم نہیں تو مجھے اسکے متعلق زیادہ انفرمیشن دینے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں البتہ اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جسکا ذکر خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دافع البلاء** کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں فرمایا ہے۔ جس میں سے بعض ضروری فقرات کا یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہہ ہیں۔

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعوےٰ کر کے اور اسبات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کرچکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کیوجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دیگئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوا العزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں **صلح** کرا دے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کردے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا تھا اور تاج ختم کی بجائے ... دینی ... کو ... تھا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ چیز نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انما

انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطھرون۔

دیکھو براہین احمدیہ ۵۱۱ یعنے ان کو کہدے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہہ وحی ہوتی ہے۔ کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہہ ہے۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔

یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے..... پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پھل کھایا — میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائیگی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔

اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کسقدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائیگا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کریں گے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے **قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون**۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات مونھ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں **لعنۃ اللہ علی الکافرین**۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں کیا اس سے صلح! پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گویا پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں کسی کو دعویٰ نہیں پہونچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک انکی نصرت ثابت ہو چکی ہے مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔ قریبًا تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور میں اس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کرسکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہوگا یا ان مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا

......

......

جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ میں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور **نفس امارہ** کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔

حاشیہ: چراغدین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھکو خداوند عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا **نزل بہ جبیز** یعنے اسپر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھ لیا۔ جبیز در اصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اتر سکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو

اس کتاب بڑھنے سے بد کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ شخص برائے نام اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ مگر علاوہ حضرت کی فیض صحبت سے اسے کبہی حصہ نہ ملا۔ اور ہمیشہ وہ اپنے بدبودار خیالات کیوجہ سے **معتوب** رہا۔ اب اسنے منار المسیح نام کتاب شائع کی جس میں اسلام کی سخت ہتک کی گئی ہے اس کتاب کے تذکرہ پر اعلیٰ حضرت نے **فرمایا**

کہ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے ہر امر میں اسنے حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی ہے پہر یہ بہی کہتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں میں صلح کرانے آیا ہوں یہہ کیسی عجیب بات ہے اسلام اور عیسائیت میں آسمان زمین کا فرق ہے اور وہ صلح کراتا ہے مجہے اس کتاب میں بہت گالیاں دی ہیں۔

مسیح کی قبر واقعہ **کشمیر** کا ذکر تہا۔ اسکے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ یہہ ہے + کہ **بہت** سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ یہہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکہتا ہوں کہ انکے بعض دوستوں کی قبریں بہی یہی جگہ ہیں۔

اوّل یوز **آسف** کا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹہیرائے گئے تہے اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ نہ سکتے تہے پس اللہ تعالے نے انپر رحم کرکے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کرکے آ گئے۔ اور یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جنکا پتہ نہیں ملتا تہا وہ بہی چونکہ یہاں ہی آباد تہیں اسلئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بہی یہاں ان کا آنا ضروری تہا۔ اور پہر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بہی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں (اس موقع پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ حضور کاشیر کا لفظ خود موجود ہے یہہ لفظ اصل میں کا شیر ہے جو ہم لوگ ملا لیتے ہیں اصلی کشمیری کا شیر بولتے ہیں اور وہ کاشر کہلاتے ہیں اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور ک بمعنی مانند ہے یعنی شیر کی مانند۔ ایڈیٹر)

پہر اور بہت سے نام ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کرو تاکہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ **اکمال الدین** جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انیس سو برس کا ایک **نبی** ہے پہر کشمیریوں کے رسم و رواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں برنیر فرانسیسی سیاح نے بہی انکو بنی اسرائیل ہی لکہا ہے۔ اس کے سوا **تہوما** حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے

(اس مقام پر مفتی صاحب نے عرض کی کہ میںنے ایک کتاب میں پڑہا ہے کہ جب حضرت مریم بیمار ہوئیں تو انہوں نے **تہوما** سے جو اسوقت ہندوستان میں تہا ملنا چاہا۔ چنانچہ ان کے تابوت کو ہندوستان میں پہونچایا گیا اور وہ تہوما سے ملکر بہت خوش ہوئیں اور اسکو برکت دی اور پہر تہوما نے اسکا جنازہ پڑہا۔ اس ذکر پر کہا گیا کہ کیا تعجب ہے اگر فی الحقیقت یہہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا ہو بیٹے کے پاس آنے کا اسکے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ایڈیٹر)

مندرجہ بالا سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا کہ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت **فلما توفیتنی** پیش کرتے ہیں تو اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تہے تو پہر ان کو بجائے فلما توفیتنی کے یہ کہنا چاہیے تہا کہ جب تو نے مجہے کشمیر پہنچا دیا۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہہ اعتراض ایک سفسطہ ہے یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقع پاکر وہ وہاں سے کشمیر کو چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالے نے مخالفوں کا حال تو پوچہا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچہتا ہے۔ مخالف تو بدستور **کافر کذّاب** تہے۔

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بہی فرمایا ہے **مادمت فیہم** میں جب تک انہیں تہا یہہ نہیں کہا **مادمت فی ارضہم** **مادمت فیہم** کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بہی جائیں یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالے کا ایک مامور و مرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پہر وہ خدا تعالے کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چہوڑ دیں اور اس کا پیچہا نکریں؟ نہیں بلکہ وہ بہی انکے پاس یہاں آ گئے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ یکدفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آ گئے ہوں۔ چنانچہ تہوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔

اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جان نثار خدام موجود تہے لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتہہ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینے پہونچ گئے تو دوسرے اصحاب بہی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہونچے۔ لکہا ہے کہ جب آپ ہجرت کرکے نکلے اور غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بہی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہونچے۔ انکی آہٹ پاکر حضرت ابوبکر رض گہبرائے تو اللہ تعالے نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا تحزن ان الله معنا**۔ کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اسکو دیکہنے بہی گئے مگر خدا کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تہا۔ اسے دیکہکر ایک نے کہا کہ یہہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بہی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے نسبت کرتے آئے ہیں۔

غرض

جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اسوقت تہوڑا ہی کو ساتہہ لینا پسند کیا اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے صرف تہوما کو ساتہہ لے لیا اور چلے آئے + پس جب حواری ان کے ساتہہ تہے تو پہر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اسپر یہہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ۸۷ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک قوم تہی۔

آوینٰہما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تہا میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اسلئے کہ آوی کا لفظ تو اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے اور پناہ دی جاوے۔ یہہ بات امن رومی سلطنت میں رہ کر انہیں کب حاصل ہوسکتی تہی؟ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تہے۔ اسلئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

فرمایا۔ زندگی اعتبار کے لائق نہیں ہے مختلف امراض اور خصوصاً طاعون نے ویسے ہی خوف پیدا کر دیا ہے۔

---

۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل عصر

حضرت مخدوم الملتہ کی بیماری کا تذکرہ تہا۔ ایک بزرگ نے باتوں ہی باتوں میں حکایتاً عن الغیر ذکر کیا کہ بعض مسمریزم کے عامل توجہ سے مرض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے دعوے کرتے ہیں۔

اسپر **فرمایا۔**

یہہ کچہہ چیز نہیں میری طبیعت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اصل طریق **دعا** ہے اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے۔ میں تو اس کے سوا دوسرے طریقوں کو (مسمریزم وغیرہ مراد ہیں ایڈیٹر) ایسا سمجہتا ہوں جیسے قے کے ساتہہ کسی بیماری کا علاج کیا جاوے۔ پس کون پسند کرتا ہے کہ قے کے ساتہہ علاج ہو۔ سچا اور خدا شناسی کا جو طریق ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا وہ یہی **دعا** ہے +

---

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(مخدوم الملتہ کی بیماری کے تذکرہ پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اگر انسان کا **وجود** اللہ تعالے کے بغیر ہوتا تو کچہہ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرہ ذرہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پہر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اسکی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مومن کبہی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچہہ کرتا ہے اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں **ایمان** ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالے پر ایمان لانے والے کی زندگی اسوقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے۔ جب تک اسپر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا

. . . .

لیکن جب حقیقت سے مشکلات بہی آ کر ظاہر ہوتی ہیں

ذاس کی عقل مار دیتے ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کرسکتا - اس کی امید اللہ تعالےٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اسے مایوس کردیتے ہیں ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجاتی ہے بعض اوقات یہہ لوگ خودکشیاں کرلیتے ہیں + یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی - اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہی کہ وہ ہم وغم اور مصائب کی برداشت نہیں کرسکتے ان کے دل کمزور ہوجاتے ہیں لیکن برخلاف اس کے **مومن** قوی دل ہوتا ہے اسلیئے کہ اسکا بہروسہ خدا تعالےٰ پر ہوتا ہے - اسپر اگر مصائب آئیں تو وہ اسکو سست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اور بہی قدم آگے بڑہاتا ہے اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے - اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزا اور لذت انہیں دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہیں ایام کے لیئے ہوتا ہے - صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اسوقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہوسکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسرے مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہوجاتا ہے - اور ثابت ہوجاتا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اسکی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اسکا شکوہ کرتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے - مصیبت اور دکھ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے ؟ صبر کیا ہے یہہ بہی ایمان ہی کا نتیجہ ہے - مصیبتوں میں جب مومن صبر کرتا ہے تو یہ صبر ہی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا - اس کے علاوہ خدا تعالےٰ کا معاملہ بہی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک **نیا خدا** معلوم ہوتا ہے - اسلیئے کہ اسپر ایمان لاکر معرفت میں ترقی ہوتی ہے جب مشکلات اور مصائب کیوجہ سے مومن **دعائیں** کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ **مصائب** بجائے خود اسکے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہیں دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بہی ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ پر اور اسکی قدرتوں پر ایمان بڑہتا ہے - مصیبت سے انسان کی زندگی کبہی خالی نہیں رہ سکتی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے خواہ **بیماری** کے رنگ میں ہو خواہ عزت و آبرو کے متعلق ہو - یا مال و اسباب کی صورت میں ہو - لیکن مومن کی مصیبت اسپر سہل ہوجاتی ہے اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے وہ اس مصیبت کو اپنے لیئے خدا تعالےٰ سے تعلقات بڑہانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر وہی مصیبت بے ایمانوں کے لیئے **عذاب** کے رنگ میں ہوجاتی ہے - کبہی دوسرے کو مصیبت میں دیکہہ کر خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بہی اسکے لئے طیار رہنا چاہیئے - یہہ بہی یاد رکہو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا **تسکین دہ** اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ پر **بھروسہ** کرنا ہے جو شخص اللہ تعالےٰ پر بہروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بہی اندر ہی اندر **تسلی اور اطمینان** پاتا ہے - وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا - نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہہ ہوسکتا ہے کہ اگر **تقدیر مبرم** ہے تو **موت** آجاوے لیکن اس سے کیا ہوا ؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چہوڑنا پڑیگا + پہر اگر اسے موت آگئی تو ہرج کیا ہوا ؟ مومن کے لئے تو یہہ **موت** اور بہی راحت رسان اور وصال یار کا ذریعہ ہوجاتی ہے - اسلئے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر **کامل ایمان** اور اس کی قدرتوں پر بہروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اسکے لئے ابدی **راحت** کا ہے پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہیں ہوسکتی بلکہ وہ مصیبت دکہہ دینے والا عذاب ٹہرتی ہے جس میں اللہ تعالےٰ پر ایمان اور بہروسہ نہو ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے - اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے - ایسے شخص کے لئے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہوگا جسکے لیئے اسے طیار رہنا چاہیئے - **موت** ضرور آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں - یقیناً سمجہو کہ اس پیالے کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا - خدا تعالےٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء و رسل کو بہی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے - حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہیں انکو بہی یہ بات سوجہ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجہا ہے - انہوں نے دیکہا کہ زمین تو **ربع مسکون** ہے اور اس میں بہی بہت ہی تہوڑا حصہ آباد ہے اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہوئے اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ اور مقام نہ ملتا یہانتک کہ وہ کہڑے بہی نہو سکتے - پس اسقدر کثرت خود چاہتی ہے کہ **موت** ہو تاکہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لیئے جگہ ہو -

موت کو یہ ہرگز نہیں سمجہنا چاہیئے کہ مرکر انسان بالکل گم ہوجاتا ہے نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹہڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹہڑی میں چلا جاتا ہے - اسکی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجہہ میں آسکتی ہے کیونکہ خواب بہی گویا ہمشیرہ موت ہے - خواب[*] میں بہی ایک قسم کا قبض **روح** ہی ہوتا ہے - دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹہے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہے لیکن خواب دیکہنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے اور وہ سیاحت کررہا ہوتا ہے - اب بظاہر اسکے حواس اور قوی سب معطل ہوتے ہیں لیکن سونے والا اور خواب دیکہنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قوی سب کام میں لگے ہوتے ہیں - اسیطرح پر **مرنے والا** موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکہتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضایع کردیا اور اللہ تعالےٰ کے ساتہہ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تہا - وہ چونکہ ابہی اپنے بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادہورا پاتا ہے اسلئے اسپر **حسرت** اور افسوس کا استیلا ہوجاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گہونٹ معلوم ہوتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دل بستگی پیدا نکرے اور اپنے اوقات کو ضایع نہ کرے ہر لحظہ کو غنیمت سمجہہ کر اور یہہ یقین کرکے کہ شاید ابہی موت آجاوے مرنے کے واسطے طیار رہنا چاہیئے - جب اس طیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ انسان اپنے تعلقات کو بڑہائیگا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کریگا - یہہ خوب یاد رکہو کہ دنیا آخرۃ کی **کہیتی** ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لیئے ہر قسم کے دکہہ اور تکالیف اٹہاتا ہے اسیطرح پر مومن کو اس کی حفاظت کے لیئے کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے جہان میں آرام پاوے اگر ایسے پروائی کریگا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پہر اسکو موت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہوکر دوسرے عالم میں جانا پڑیگا - اور وہاں اس کے لئے بجز دکہہ اور درد کے اور کیا ہوگا - اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہم وغم میں مبتلا رہا اور اس عالم میں اس ہم وغم کے نتائج میں -

حاشیہ[*] - خواب کے متعلق غالباً خواب کی فلاسفی کا بیان کردینا غیر ضروری نہوگا بلکہ میری رائے میں اسکا اندراج ازبس ضروری ہے - اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ فلاسفی خود اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے لکہی ہوئی ہے اور وہ آجکی نہیں بلکہ ۱۹ مارچ ۱۸۸۶ء کی جسکو آج بائیس برس اور قریباً سات مہینے ہوگئے ہیں - الحکم کے **ایڈیٹر** کو اس امر پر خاص ناز ہے کہ وہ اعلٰے حضرت کی پرانی سے پرانی تحریروں کے جمع کرنے کا ازبس شایق ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ اکثر ایسے نایاب موتیوں کو پالیتا ہے + آج ان باتوں کے قدر دان شاید بہت نہوں لیکن ایک زمانہ آئیگا کہ **آب زر** سے انکو لکہہ کر رکہیں گے اور پہر بہی انکی قدر و قیمت کے شایاں نہ کہیں گے + بہر حال یہ مضمون بہت ہی لطیف ہے یاد رہے **مندرجہ ذیل** مکتوب میں حضرت اقدس نے **خواب کی فلاسفی** (حقیقت الرویا) بیان فرمائی ہے **علم الرویا** پر عربوں نے کمال تحقیق اور تدقیق سے فلسفیانہ مباحث کئے ہیں اور بڑی ضخیم کتابیں اس علم میں آجتک موجود ہیں جن میں خواب کی اصلیت - اقسام اور علم تعبیر کی خوب چہان بین کی ہے اس امر پر بحث کرنے کے لیئے میں کافی وقت اور گنجائش نہیں پاتا کہ یہ بیان کروں کہ خواب کیا چیز ہے ؟ اردو زبان میں کوئی ایسی مبسوط اور مستند کتاب اس مضمون پر نہیں لکہی گئی اور اصل تو یوں ہے کہ کوئی بدون تجربہ صحیح ذاتیہ کے لکہہ کیونکر سکتا ہے جب تک کوئی حالت انسان پر خود نہ گذرے وہ جو کچہہ اوس کی نسبت بیان کریگا وہ قیاسی اور سماعی باتیں ہونگی - بہر حال یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الرؤیا جزء من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ کہ رویا صالحہ اجزائے نبوت میں سے چہیالیسواں جزو ہے حضور کے اس ارشاد سے اتنا پتا ملتا ہے کہ خواب صالحہ عموماً واقعات آیندہ کی ایک تصویر یا عکسی ہوتا ہے - کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہیں اور اس کا اطلاق عموماً واقعات آئندہ کی خبر پر ہوتا ہے - اور جزو رسالت نہ فرمانے میں یہ سر معلوم ہوتا ہے کہ رویا **صالحہ** کے لیئے رسول ہونا لازم اور ضروری نہیں یعنی کبہی کبہار ایسے اشخاص بھی سچی خوابیں دیکہہ لیتے ہیں جو مامور من اللہ اور مکلم باللہ نہیں ہوتے حدیث میں آیا ہے کہ **سچے خواب** اوسی شخص کے ہوتے ہیں جو بیداری میں سچ بولنے کا عادی ہو - جو لوگ **تزکیہ نفس** اور

بقیہ

جو شخص اس عالم کے [illegible] میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا -؟

موت تو ایک بازیگاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں قبل از وقت جاتا ہوں ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے طیار نہ تھا - اگر طیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے - اسلئے تمام راستباز دن نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اسوقت موت آجاوے تو کیا وہ طیار ہے یا نہیں؟ شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر نا پیدا است بارے آن اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

اسکا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت طیار و مستعد رہنا چاہئے - اور کسی وقت بھی اس طیاری سے بے فکر اور غافل نہ ہونا چاہئے ورنہ عذاب ہوگا - یہ بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی طیاری میں ہے اور کمر بستہ بیٹھا ہے اگر یکایک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہوگی لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو پھر ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا - ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے -

ولم یتفق حتی مضیٰ بہ سبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنے اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہاں تک کہ کوچ کرنا پڑا تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں +

مگر یہہ بات اللہ تعالےٰ کے فضل بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طیاری میں لگا رہے سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے -

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اوٹھتا ہو اور مجلس منتشر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ وہیں کے وہیں رہ گئیں ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعتہً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھہ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے - موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں -

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا - فرید الدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی - فقیر نے اون کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دہندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی - فرید الدین نے اسکو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی - فقیر یہ سنکر وہیں لیٹ گیا اور کہا **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی - فرید الدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا - اسیوقت ساری دوکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گذار دی - یہہ طیاری ہوتی ہے - طیاری میں رنج نہیں ہوتا - کشمکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے -

---

فرمایا - صوفیوں کی جو کتابیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت کا خیال دامنگیر رہا ہے - لیکن مولویوں کے نام سے جو لوگ گذرے ہیں وہ عموماً محجوب رہے ہیں - بہت ہی کم جو در اصل وہ بھی فقیر تھے وہ تو اس حجاب سے بچے ہیں ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہیں اور ایسے پاک باز لوگوں پر کفر ہی کے فتویٰ دیتے رہے جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے - ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ **صاحب حال** ہیں صاحب **قال** نہیں - اگر فراست صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے -

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **فتوح الغیب** بڑی ہی عمدہ کتاب ہے میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے بدعات سے پاک ہے بعض کتابیں صوفیوں کی ہر قسم کی بھی ہیں کہ انمیں بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں لیکن یہہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے - فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنے بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے - اور خود ہی **خدا** بن بیٹھے -

ہمارے ملک میں دوآبہ (بست جالندھر) میں اکثر وجودی ہیں اور جو وجودی کہلاتے ہیں انکا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت

اور مدارج [illegible] کا خواب [illegible] کہتے آئے ہیں خواب پریشان یا مزاج اور حواس کے اختلال کا نتیجہ ہوتے ہیں [illegible] نفس در صالحین آدمیوں کی ایسی رویا ئے صادقہ ایک شعبہ الہام کا ہے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر بھی اس نکتہ لطیفہ کو حل کیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوۃ میں سے بجز مبشرات کے اور کچھہ باقی نہیں رہا - اور مبشرات کی تفسیر بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ وہ رؤیا صالحہ ہیں جسے نیک آدمی دیکھتا ہے یا اور کوئی اوس کے لئے دیکھتا ہے - اور اللہ تعالےٰ نے بھی قرآن کریم میں لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا فرمایا ہے -

فی الجملہ رؤیا صادقہ کی فلاسفی حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گرامی قدر مکتوب میں بیان فرمائی ہے بجائے خود ایک بہت ہی دقیق مضمون تھا اور اردو زبان میں اس کے متعلق کوئی رسالہ یا کتاب نہ تھی الحمد للہ اس مختصر سے مکتوب ہی میں حضور نے وہ مشکلات حل کر دئیے ہیں جو خواب کے متعلق پیش کی جاتی ہیں جزاہم اللہ احسن الجزا + ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواب کی فلاسفی تصوف کی جان

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپکی خواب کے آثار یوں ہی نظر آتے ہیں کہ انشاء اللہ رؤیا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حیز فعل میں آوے بہت سی مجاہدات درکار ہیں - خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو ہزار ہا من مٹی کے نیچے زمین کی تہ میں [illegible] ہے جسکے وجود میں تو کچھہ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیئے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جائے اور نیچے سے پانی شیرین اور مصفا نکل آوے [illegible] مردان خدا صدق و وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - گویند سنگ لعل شود در مقام صبر + آرے شود ولیک بخون جگر شود - اگرچہ دعا اللہ [illegible] بقدر ایسے دلی کہ توانی بکوش - آپکی ملاقات کیلئے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں - بیوقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں اس کا یہی باعث ہے کہ اونہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھے کے اور کچھہ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا دل سخت ہو گیا علیٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی بھی کئی ایک قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں الا ماشاء اللہ -

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال میں آتا ہے مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے خواب میں کیوں نہیں ہوتا اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا -

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں تو بالضرورت اوس فعل میں بھی فتور آجاتا ہے پھر بعلت اوس فتور کے انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری - لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس اون پر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اوس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں - اور نیز اپنے مکان اور اوس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنی جس مکان میں ہے اوس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کی آواز بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر ربخود بغیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رؤیا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے یہ علم بذریعہ حواس نہیں بلکہ اس علم کا منشاء فقط روح ہے -

بس اس مذہب کا خاتمہ اور انتہا ہونا ہی چاہئے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے متصف نہیں مانتا۔ جو قرآن شریف میں بیان ہوئی ہیں اور اپنے اور خدا تعالیٰ میں کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے وہ اگر اباحتی نہ ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ایمان لا کر بھی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی خدا ہیں۔ اور ایک اور بڑی غلطی ہے جس میں یہ لوگ مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہیں۔ وجودی اور شہودی۔ وجودیوں نے فلسفیوں کی طرح یہ سمجھ لیا ہے کہ انسان کے سوا خدا کچھ نہیں ہے یا خدا کے سوا اور کچھ نہیں۔ مگر **شہودی** انکے سوا ہیں اور وہ ٹھیک ہیں۔ جنہوں نے استیلاء محبت اور **تجلیات صفات** الٰہی سے ایسا معاملہ کیا کہ **خدا** ہے انہوں نے اسکی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کر لی۔ اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہوئے حقیقت میں محبت کے ثمرات میں سے **نفی وجود** ضروری ہے ہمیں اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جو **فنافی اللہ** کہلاتا ہے لیکن وجودیوں کا یہ حال نہیں انکا تو یہ حال ہے کہ گویا انہوں نے ڈاکٹروں کی طرح تشریح کر کے خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا ہے تب ہی تو یہ خود بھی خدا بنتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرمایا ہے

لا تدرکہ الابصار۔

وجودیوں کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی **لا الٰہ الا اللہ** پڑھتے ہیں اور ہم ہی سچے موحد ہیں باقی سب مشرک ہیں۔ اس کا نتیجہ عوام میں یہ ہوا کہ اباحت پھیل گئی اور فسق و فجور میں ترقی ہو گئی کیونکہ وہ اسے حرام نہیں سمجھتے۔ اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہیں سمجھتے اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے میرے نزدیک **وجودیوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق** ہے۔

یہ وجودی سخت قابل **نفرت** اور قابل کراہت ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ جسقدر **گدیاں ہیں** انمیں سے شاید ایک بھی ایسی نہیں ہوگی جو یہ مذہب نہ رکھتی ہو سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بھی وجودی ہو گئے ہیں حالانکہ سید عبد القادر وجودی نہ تھے انکا طرز عمل اور انکی تصنیفات **اھدنا الصراط المستقیم** کی عملی تصدیق دکھاتی ہیں۔

علماء صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صرف پڑھنے کے لئے ہے لیکن اسکے اثرات اور نتائج کچھ نہیں مگر وہ عملی طور پر دکھاتے ہیں کہ ان منعم علیہ لوگوں کے نمونے اس **امت** میں ہوتے ہیں۔

غرض

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گو ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں لیکن ہیں ضرور جو خدا تعالیٰ سے کامل محبت کرتے ہیں اور اسی دنیا میں رہکر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہیں۔ یہ امور ایسے ہی لوگوں کے حصے میں آئے ہیں جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر اب برخلاف انکے وجودیوں کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق و فجور میں ترقی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اسقدر استیلا کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے۔ یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہیں اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم میں انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم میں پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اس زمرہ سے الگ ہیں۔ من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے و **لمن خاف مقام ربہ جنتان** یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں انکو دو جنت ملتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسکی حقیقت یہ ہے کہ ایک **جنت** تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اوس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھیر جاتی ہے ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخوں سے رہائی پاتا ہے مختلف قسم کی بداخلاقیاں یہ بھی دوزخ ہی ہیں جن چیزوں سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پھر انکو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہی مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چور لے جائیں تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

. . . .

. . . . یہانتک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہیں یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے یا دماغ پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائیں یا مر جاویں تو اسکو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جسکے غم میں وہ رو رہا تھا اس سے پوچھا گیا کہ تو کیوں روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مر گیا اُسنے کہا کہ **تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی**۔ اصل بات یہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہوگی یا یہ خود جائیگا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت **عذاب** کا موجب ہو جائے گی۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے وہ اس عذاب سے بچا لئے جاتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہ نہیں کہ **عیسیٰ فوت ہو گیا** یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اسکو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ہمیں حضرت عیسیٰ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول اور پیغمبر ہیں یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں گئے ہمکو ان کی تذلیل منظور نہیں مگر ہم کیا کریں اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہیں مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھ اسے مختص کریں۔ ہاں ہم کو بخل نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جس جسم کیساتھ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہیں حضرت عیسیٰ بھی اسی **جسم** کے ساتھ گئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کی غلطیوں اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لیں۔

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر **روح بلا جسم** ہرگز نہیں مانتے ہم مانتے ہیں کہ وہ وہاں **جسم** ہی کے ساتھ ہیں ہاں فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم **عنصری** کہتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولوں کو دیا گیا ہے۔

دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تفتح لھم ابواب السماء یعنی کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاویں گے۔ اور مومنوں کے لئے فرماتا ہے مفتحۃ لھم الابواب۔ اب ان آیات میں لھم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو کیا یہ کہے

دوسرا سوال آپکا یہ ہے کہ فناء اتم اعنی غائت المواج و نہائت الوصال میں علم حق رہتا ہے یا نہیں اول سمجھنا چاہئے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہیں بلکہ امارات اور آثار وصال میں سے ہے کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل اور ارادت الٰہی میں بکلی کھویا جاوے یہانتک کہ اوسی کے ساتھ دیکھتا ہو اور اوسی کے ساتھ سنتا ہو اور اوسی کے ساتھ پکڑتا ہو اور اوسی کے ساتھ چھوڑتا ہو پس یہ تمام آثار وصال کے ہیں نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جسکو اہل وصال شناخت کرتے ہیں مگر بیان نہیں کر سکتے خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اسکا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اوسکو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ میں باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غائت سیر اولیا ہے اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے فلما تجلیٰ ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا۔ لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی پس غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ واللہ اعلم بالصواب۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸ - مارچ ۱۸۹۳ء مطابق ۸ - جمادی الاول ۱۳۱۰ھ

سب پھر اسی جسم عنصری کے ساتھ جاتے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں جسم تو ہوتے ہیں مگر وہ وہ جسم ہیں جو مرنے کے بعد دئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بھی اجسام کو چاہتا ہے پھر تیسری شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے معراج میں آپ نے حضرت عیسے علیہ السلام کو حضرت یحیی کے ساتھ دیکھا وہاں آپ نے روحیں تو نہ دیکھی تھیں یعنی جسم صرف حضرت عیسے کا ہوا اور باقی نبیوں کی روحیں تھیں اور مسیح ہی کا جسم تھا۔

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہیں لیکن یہہ عنصری اجسام یہاں ہی رہ جاتے ہیں یہہ اوپر نہیں جاسکتے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب میں فرمایا۔

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے ان کو کہدے میرا رب اس سے پاک ہے جو اپنے وعدوں کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے + میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہیں انکی خلاف ورزی وہ نہیں کرتا۔ وہ وعدہ کیا ہے؟

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین

اور ایسا ہی فرمایا الم نجعل الارض کفاتا اور پھر فیہا تحیون و فیہا تموتون۔ ان سب آیتوں پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کھانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہیں جاتا۔ پھر ہم دوسرے نبیوں سے بڑھ کر مسیح میں یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کرلیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تھا کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔ اسکی وجہ یہہ تھی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تھے جس میں اس امر کی نفی کیگئی تھی۔ انہوں نے سوچا کہ اگر اب اقرار کریں تو اعتراض کا موقع ملے۔ لیکن وہ تو اللہ کا کلام تھا اسمیں اختلاف نہیں ہوسکتا تھا اسلئے انکو یہی جواب ملا۔ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے انکو کہدو کہ ایسا معجزہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے۔

غرض

یہہ کس قدر موٹی باتیں جو اللہ تعالےٰ نے بار بار پیش کی ہیں مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہہ انکو سمجھتے نہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیح میں کچھہ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں ہے۔ قرآن شریف کی یہہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکھو اور صحاح کو پڑھو وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحیی کے ساتھ دیکھا ویسے ہی حضرت مسیح کو اسوقت امتیاز کوئی خاص بات نہ تھی جو بطور جسم کے الگ ہو۔ یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحیی کی مجرد روح ہو۔ جب قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادت موجود ہے پھر یہ نرالا جسم کیسا؟ اگر نرالا نہیں تو بسم اللہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد دیا جاتا ہے وہ مسیح کو بھی دیا گیا۔ پھر نزاع لفظی نکلی + یہ ہم کبھی تسلیم نہیں کرینگے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہ شرک ہے ہم جسم کے قائل ہیں لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہیں۔ انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تھا۔ اور ایسا جسم مرنے کے بعد ملتا ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت میں [illegible] لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو [illegible] بہشت میں دودھ اور شہد کی نہریں [illegible] تو اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہاں گایوں کا ایک گلہ ہوگا اور بہت سارے [illegible] دودھ دوہ دوہ کر ایک نہر میں گرا لیتے رہیں گے۔ یا بہت سے چھتے شہد کی مکھیوں کے ہونگے اور پھر انکا شہد جمع کرکے نہروں میں گرایا جاوے گا۔ یہہ مطلب نہیں؟ اللہ تعالےٰ نے جو مجھہ پر ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہونگے تو پھر بات ہی کیا ہوئی کافر بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے یہاں اس دنیا میں کھالئے تم نے آگے جاکر کھائے۔ اسکی حقیقت جو اللہ تعالےٰ نے مجھہ پر کھولی ہے وہ یہہ ہے کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجالاتے ہیں وہ ان باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایمان کو باغ کے ساتھہ مشابہت دی جسکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس آیت میں بہشت کی حقیقت اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے گویا جو رشتہ نہروں کو باغ کے ساتھہ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھہ ہوتا ہے اور جسطرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسیطرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریا کاری ہیں۔ پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اسکی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا میں ہی اسکی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہریں نظر آتی ہیں لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے۔ اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آجائیگا۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہوجاتا ہے پس یہاں دو باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے دوسرا ان درختوں کی نہروں سے آبپاشی ہوتی ہے قرآن شریف کو پڑھو اور اول سے آخر تک اسپر غور کرو تب اسکا مزا آئیگا کہ حقیقت کیا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالےٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالےٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کردیگا اور اعمال کو انہار سے متمثل کریگا۔ اور واقعی طور پر دکھا دے گا۔ یعنی ان کا وجود فی الخارج بھی نظر آئیگا۔ اسکی مختصر سی مثال یوں ہی سمجھہ میں آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب میں عمدہ اور شیریں پھل کھاتا ہے اور ٹھنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقع وہ پھل اور آب سرد ہوتا ہے اسوقت اس کے ذہن میں کوئی دوسرا امر نہیں ہوتا۔ پھلوں کو کھاکر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اٹھتا ہے تو نہ ان پھلوں کا کوئی وجود ہوتا ہے۔ اور نہ اس پانی کا۔ اسیطرح پر جیسے اس حالت میں اللہ تعالےٰ ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کردیتا ہے عالم آخرت میں بھی ایمان اور اعمال صالحہ کو اس صورت میں متمثل کردیا جائیگا۔ اسی لئے فرمایا ہے

ھٰذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا۔ اسکے اگر یہہ معنے کریں کہ جنتی جب ان پھلوں اور میووں کو کھائیں گے تو یہہ کہیں گے کہ یہہ وہ پھل اور خربوزے یا تربوز یا انار ہیں جو ہم نے دنیا میں کھائے تھے تو یہہ ٹھیک نہیں کیونکہ اسطرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہیں ہوسکتے اور نعماء جنت کی حقارت ہے اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر میں جاوے اور وہاں کی ناشپاتیاں کھاکر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیاں ہیں جو پنجاب میں کھائی تھیں تو یہ صریح ان ناشپاتیوں کی حقارت ہے پس اگر بہشت کی نعماء کی یہی مثال ہے تو یہہ خوشی نہیں بلکہ ان سے بیزاری ہے اسلئے اسکا یہہ مفہوم اور مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا میں بڑے عابد اور زاہد تھے۔ جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے متمثلات سے لطف اٹھائینگے تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائیگی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائیگا جو اس عالم میں انہوں نے کئے تھے اسلئے وہ کہیں گے ھٰذا الذی رزقنا من قبل

غرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑھیگا اسیقدر وہ اس حقیقت کو سمجھ لیگا کہ ان لذّات کا تمثیلی رنگ میں فائدہ اٹھائیگا۔

محبت الٰہی کے لذّات ہیں لذّت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ . . . .

. . . .

. . . .

وہ جسمانی لذّت کے مفہوم سے ہزاروں درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذّت میں رکھتا ہے۔ اگر اس محبت کی لذّت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہو تو اللہ تعالےٰ کے محب جسمانی لذات کو ترک کیوں کرتے۔ یہانتک کہ بعض اس قسم کے بھی ہوگذرے ہیں جنہوں نے سلطنت تک کو چھوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چھوڑ دی۔ اور انبیاء علیہم السلام نے ہزاروں لاکھوں مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی نہیں نہ تھا جو انہیں کشاں کشاں لئے جاتا تھا تو وہ پھر کیا بات تھی کہ اسقدر مصائب کو انہوں نے خوشی کے ساتھہ اٹھالیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بھی سب سے افضل و اعلےٰ ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزتیں پیش کیں مال و دولت۔ سلطنت۔ عورتیں۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں اور

یہہ توحید کا مذہب پیش نہ کرین اس خیال کو جانے دین وہ دنیا دار تھے انکی نظر دنیا کی فانی اور بیہودہ حقیقت لذتون سے پرے نہ جا سکتی تھی انہون نے سمجھا کہ یہ تبلیغ انہین اغراض کے لئے ہوگی مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتون کو رد کر دیا اور کہا کہ اگر میرے دائین بائین آفتاب اور ماہتاب بھی لا کر رکھدو تب بھی مین اس کو نہین چھوڑ سکتا - پھر اسکے بالمقابل انہون نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائین جنکا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف مین نظر نہین آتا - لیکن آپنے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا مگر اس راہ کو نہ چھوڑا اب اگر کوئی **لذت** اور ذوق نہ تہا تو پہر کیا وجہ تہی جوان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا - وہ وہی لذت تہی جو اللہ تعالے کی محبت مین ملتی ہے اور جسکی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہین کیا جا سکتا -

خدا تعالے نے اسوقت ایک **صادق** کو بہیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے جو اللہ تعالے سے محبت کرے - مین دیکھتا ہون کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہین اور پہر ذرا سی دہمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہین تو پہر خط لکہدیتے ہین کہ کچہہ تقیہ کر لیا ہے ؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہین ؟ کبہی نہین وہ دلیر ہوتے ہین - اور انہین کسی مصیبت اور دکہہ کی پرواہ نہین ہوتی - وہ جو کچہہ لیکر آتے ہین اسے چہپا نہین سکتے خواہ ایک شخص بہی دنیا مین انکا ساتہی نہ ہو - وہ دنیا سے پیار نہین کرتے انکا **محبوب** ایک ہی **خدا** ہوتا ہے وہ اس راہ مین ایک مرتبہ نہین خواہ ہزار مرتبہ قتل ہون اسکو پسند کرتے ہین اس سے سمجہہ لو کہ اگر اللہ تعالے کے ساتہہ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہین تو پہر یہ گروہ کیون مصائب اٹہاتے ہین ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑہو کہ کفار نے کسقدر دکہہ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا - طائف مین گئے تو وہان سے خون آلود ہو کر پہرے - آخر مکہ سے نکلنا پڑا - مگر وہ بات جو دل مین تہی اور جسکے لئے آپ مبعوث ہوئے تہے اسے ایک آن کے لئے بہی نہ چہوڑا - یہہ مصائب اور تکالیف کبہی برداشت نہین ہو سکتین جب تک اندرونی کشش نہ ہو - ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بہی ہون وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جسکا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجہہ کو برداشت کرے گا - اگر قوی تعلق نہو عقل اسکو قبول نہین کرتی - مختصر یہہ کہ خدا تعالے کی محبت کی لذت ساری لذات سے بڑہ کر ہراز روز مین ثابت ہوتی ہے - پس وہ لذات جو بہشت مین ملین گی - یہہ وہی لذتین ہین جو پہلے اٹہا چکے ہین اور وہی انکو سمجہتے ہین - جو پہلے اوٹہا چکے ہین -

اگر کہو کہ وہ نعمتین کیونکر ہونگی ؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالے خلق جدید پر قادر ہے خود انسان کا اپنا وجود ہی خیالی ہے جس **قطرہ** سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے ؟ پہر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچہا انسان بناتا ہے کیسے عقلمند - خوبصورت بہادر - پہر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم مین خلق جدید کریگا - دیکہنے مین وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہون گے لیکن کہانے مین ایسے لذیذ ہونگے کہ نہ کسی آنکہہ نے انکو دیکہا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکہا اور نہ وہ کسی خیال مین گذرے -

بہشت کی لذات مین ایک اور بہی خوبی ہے دنیا کی لذتون مین اور جسمانی لذتون مین نہین ہے مثلاً انسان روٹی کہاتا ہے تو دوسری لذتین اسے یاد نہین رہتی ہین - مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہون گی - بلکہ روح کے لئے بہی لذت بخش ہونگی دونون لذتین اسمین اکہٹی ہون گی - اور پہر اس مین کوئی کثافت نہ ہوگی - اور سب سے بڑہ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کا **دیدار** ہوگا - مگر دیدار آلہی کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یہان ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکہنے کے لئے یہان ہی سے انسان آنکہین لے جاوے - جو شخص یہان طیاری کرکے نہ جاوے گا - وہ وہان محروم رہیگا چنانچہ فرمایا -

من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ

اسکے یہہ معنی نہین کہ جو لوگ یہان نابینا اور اندہے ہین وہ وہان بہی اندہے ہونگے نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے یہان سے حواس اور آنکہین لے جاوے اور ان آنکہون کے لئے ضرورت ہے **تبتل** کی - تزکیۂ نفس کی اور یہہ کہ خدا تعالے کو سب پر مقدم کرو - اور خدا تعالے کے ساتہہ دیکہو - سنو - اور بولو ! اسیکا نام **فنافی اللہ** ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہین ہوتا - نجات نہین - ہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتہہ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے ؟ دنیا اس قسم کے شبہات کے ساتہہ خراب ہوئی ہے بہت سے تو کہلے طور پر دہریہ ہو گئے ہین اور بعض ایسے ہین جو دہریہ تو نہین ہوئے مگر ان کے رنگ مین رنگین ہین اور اسی وجہ سے دین مین سست ہو رہے ہین - اسکا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالے سے دعا کرتے رہین تا انکی معرفت زیادہ ہو اور صادقون کی صحبت مین رہین جس سے وہ اللہ تعالے کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکہتے رہین پہر وہ جسطرح پر چاہیگا اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑہا دیگا اور بصیرت عطا کریگا اور ثلج قلب ہو جائیگا ‌‌+

یہہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی عظمت پر ایمان ہوگا اسیقدر اللہ تعالے سے محبت اور خوف ہوگا - ورنہ غفلت کے ایام مین جرائم پر دلیر ہو جائیگا - اللہ تعالے سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزین ہین جن سے گناہ جل جاتے ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے پرہیز کرتا ہے - مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اسلئے آگ مین ہاتہہ نہین ڈالتا یا مثلاً اگر یہہ علم ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہین گذرے گا - اسیطرح اگر اسکو یہہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالے کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو - زمین پر پہر اسطرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے اسکی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہہ امور ہین جو ہم اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتے ہین اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے - مین یقیناً جانتا ہون اور کہول کر کہتا ہون کہ انہین امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہونگے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئیگا - اگر اللہ تعالے نے مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ مین نہ ڈال دیتا تو ہمین کچہہ بہی ضرورت نہ تہی - کہ عیسیٰ کہلاتے - مگر مین کیا کر سکتا ہون جبکہ خود اس نے مجہے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجہے حکم دیا - مین خوب جانتا ہون کہ خدا تعالے کے ساتہہ تعلقات بڑہانے کے لئے مجہے عیسےٰ کہلانے کی کچہہ بہی حاجت نہ تہی اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اسکی کچہہ بہی حاجت نہین اور نہ قرآن شریف مین یہ لکہا ہے - مگر اللہ تعالے نے ایسا ہی چاہا اور اس لئے چاہا کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو - اور ایک عاجز انسان جسکو غلطی سے خدا بنا لیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کہل جاوے + مین یہ بہی ظاہر کرتا ہون کہ ہم نیکی کے ثمرات کو محدود نہین کرتے اور نہ خدا تعالے کے فضل اور فیوض کی حد بندی کرتے ہین ہان کہ وہ اب ختم ہو گئے ہین اور کسی دوسرے کو نہین مل سکتے ؟ یہہ بالکل غلط بات ہے اللہ تعالے کے ہان کسی بات کی کمی نہین ہے - اور کوئی شخص بہی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہین رہ سکتا -

ہان یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچہہ ملیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت اور اتباع پر ملیگا + اگر یہہ مان لیا جاوے - کہ بس اب خدا کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالے کو یا تو بخیل ماننا پڑیگا اور یا یہہ کہنا پڑیگا کہ نا تمام ہو گیا - مگر سبحان ربی وہ اس قسم کے نقصون سے پاک ہے + جو شخص سچے دل سے خدا تعالے کے حضور آتا ہے وہ خالی نہین جاتا + پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے ورنہ

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

کی تعلیم اور تاکید بیفائدہ ہو جاتی ہے اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملتے ہی نہین ہین تو پہر پانچوقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے ؟ یہہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانون مین پہیل گئی ہے - حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تہی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ بہت مل سکتے ہین - تمام صوفیون اور اکابران امت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہین کہ کامل متبع ہی نہین جب تک بروزی رنگ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکہتا ہو - اور حقیقت مین یہہ بات صحیح ہی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہے کہ اسکے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گویا عین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین محو اور فنا ہو گم ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکہا ہوا ہو - اور تمام و کمال عکس اس مین پڑے مین کبہی اللہ تعالے کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہین محدود نہین کر سکتا بلکہ ایسا خیال کرنا کفر سمجہتا ہون -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا

کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا۔ ایک صحابی یہہ سن کر رو پڑا آپ نے جب پوچھا کہ تو کیوں رو پڑا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھہ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہونگے تو میں کہاں ہونگا آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یہہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضایع نہیں ہو سکتے یہہ ثبوت کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید نے محمدؐ کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتوے انکے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا مختصر یہ کہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں اسباب کا علم نہیں اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ کاش! وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **زندگی** کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا۔ اور اس شریعت کے اتباع کی حاجت ہی کیا جبکہ اس سے نتائج اور برکات ہمکو مل نہیں سکتے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے اسلام کے اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں اللہ تعالے کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی۔

بعض آدمی اپنی بے دقوفی اور شتاب کاری سے یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم نے **ولی** بننا ہے؟ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہیں اللہ تعالے تو سب کو **ولی** کہتا اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے اسی لئے وہ **اهدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم منعم علیہ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا وہ اللہ تعالے پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اسلئے یہہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہہ تھا کہ آپ **محبوب الٰہی** تھے لیکن اللہ تعالے نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہونچنے کی راہ بتائی۔ جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے انکو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالے تمکو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع **محبوب الٰہی** تو بنا دیتی ہے۔ پھر اور کیا چاہیئے۔ بڑا اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالے ہی کو شناخت نہیں کیا **ماقدروا اللہ حق قدرہ**۔

ایسا ہی شیعہ ہیں انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھہ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ پھر کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ علیہ کے اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالے تو کہتا ہے کہ اسوقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ **مخنثوں** کی طرح ہے۔

میں کھولکر کہتا ہوں کہ جسقدر انبیاء و رسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہہ امور ہیں جنکی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جاتا ہے۔ موت حیات مسیح کا مسئلہ تو یونہی درمیان میں آگیا بہت سے منہاج الٰہی تھے جو یہہ مسئلہ پیش آگیا ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہیں۔ ہاں یہہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تھا اور اس میں **توحید** کے مصفا چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تھے اسلئے اللہ تعالے نے اسکا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو دوسرے نبیوں کو نہ ملی ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن میں یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہیں۔ جس قسم کے جسم انکو عطا ہوئے ہیں وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے۔ اور یہہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہہ پرانی باتیں تھا ہیں نئی نہیں چونکہ انہوں نے قرون ثلاثہ کی باتیں بھلا دی ہیں اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادے غلطی پر تھے؟ میں نہیں کہتا کہ وہ غلطی پر تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ **فیج اعوج** ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بھی کفار ایسا ہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے۔ یہہ باپ دادے کی سند صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گذرا ہے جسکو شیطانی زمانہ کہتے ہیں۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے جسقدر خرابیاں اور فسق و فجور پہیلا ہے اس زمانہ میں ہی پہیلا ہے۔ اگر صحابہ کرام ہوتے تو وہ بھی شناخت نکر سکتے اس زمانہ کا تو حوالہ دینا ہی عقلمندی نہیں۔ **وفات مسیح** کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اسکے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالے نے صاف طور پر فرمایا کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا اور پھر صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔ اور فیصلہ کر دیا صحابہ کا اجماع غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہونے کی فضیلت ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل میں کہتے ہیں کہ **خلت** کے معنے موت کے نہیں مگر یہ تو ان کی غلطی ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالے نے **خلت** کے معنے کر دئے ہیں افان **مات** او **قتل** اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہیں تو پھر رفع الجسد العنصری ہی ساتھہ ہوتا۔ مگر قرآن شریف میں تو ہے نہیں پھر ہم کیونکر تسلیم کر لیں۔ ایسی صورت میں درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کریں؟ اور پھر تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی اس مذہب کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالے نے اگر میرا نام عیسیٰ رکھا تو اس میں اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ان کمالات کو پا لیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکھا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دیدیا۔ کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہی مصر ہے جسکی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعوے کر دیا تھا اسیطرح مسیح کی خدائی برزد کرنے کے لئے اللہ تعالے نے **مجھے مسیح بنا دیا** تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان اس سے ظاہر ہو۔

میں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے مسیح کو بہت سی خصوصیتیں ایسی دے رکھی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ **مس شیطان** سے وہی پاک ہے؟ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مس شیطان نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالے کے راستباز اور صادق بندوں میں سے بھی کسی کو مس شیطان نہیں ہوتا۔ مطلب اس سے اور تھا اور انہوں نے کچھہ اور سمجھہ لیا۔ اگر صرف یہہ اعتقاد رکھا جاوے کہ مسیح ہی مس شیطان سے پاک تھے اور کوئی پاک نہ تھے تو یہہ تو کلمہ کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ یہودی مریم علیہا السلام کو معاذاللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذباللہ ولدالزنا کہتے تھے اسلئے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکی اس الزام سے بریت کی اور مریم کا نام **صدیقہ** رکھا۔ اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اولاد دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو مس شیطان سے ہو۔ وہ ولدالحرام کہلاتی ہے دوسری وہ جو روح القدس کے مس سے ہو وہ ولدالحلال ہوتی ہے۔ یہودیوں کا اسیر زور تھا کہ وہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تھے اور ان کے ہاں یہ لکھا تھا کہ ولدالحرام سات پشت تک بھی خدا تعالے کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تھا اسلئے انکے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذاللہ معاذاللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہ تھے ایسا اعتقاد کفر صریح ہے کیا کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبھی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے **امین اور صادق** تسلیم کیا۔

برخلاف اسکے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیوں کے بیہودہ الزام تھے بلکہ خود عیسائیوں نے سائیکلوپیڈیا میں مان لیا ہے کہ نعوذباللہ وہ ولدالحرام تھے۔ پھر ایسی صورت میں کسقدر ضروری تھا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندہے ہو کر انکی خصوصیت بناتے ہیں اور منبروں پر چڑھ کر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دھویا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہو کہ ایک شخص جسکے چہرہ پر وہ داغ ہی نہیں بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکھتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے صرف اس لئے کہ اسکا داغ صاف ہوا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پر صبر کرتے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور ملت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے توجب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں **قل سبحان ربی** کا جواب ملے اور مسیح کے لئے تجویز کر لیا جاوے کہ **وہ آسمان پر چڑھ گئے۔**

ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے پھر توحید کہاں رہی؟ انہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔ میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ میں اسکا کیا جواب دوں پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مجھ سے پہلے ہے میں تو آپ کا ایک ادنے خادم ہوں آپ کے پاس ایک مردہ کی بابت کہا گیا جسکو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے **بھائی کو دفن کرو** اگر حقیقی مردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں۔ اللہ تعالے اپنے ماموروں اور مرسلوں کی دعاؤں کیوجہ سے انہیں شفا دیدیتا ہے اس قسم کا احیا ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے غرض یہ دو قسم کا احیاء موتی ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا انکی تکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیجی دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے ہاں جسمانی طور پر بعض کے لئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے۔ اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض

ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جسکا میں ذکر کر آیا ہوں یہہ امور وفات مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آ گئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لئے مصلحت الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا۔ کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ مسیح آتا چنانچہ آ گیا۔

بعض یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مثیل موسیٰ تھا اسلئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر وہ ابن موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الیاس کی نظیر موجود تھی اسلئے یہاں مسیح ہی کہدیا۔

فرمایا۔ ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئے یہہ اصل مقصد نہیں تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جسکے لئے اللہ تعالے نے مجھے مامور کیا ہے۔

متفرق مضامین

انی مھین من اراد اھانتک | بریلی میں غریب

حافظ انصور حسین صاحب احمدی پر محض اسوجہ سے کہ وہ احمدی ہے جو جو ستم وہاں کے مخالف مسلمانوں نے روا رکھے ہیں ناظرین الحکم کو میں پہلے سنا چکا ہوں۔ ان ساری بیجا تعدیوں کے بانی مبانی مولوی احمد رضا خاں صاحب تھے حال میں بریلی سے ایک مقدس کی مختصر رویداد میرے پاس پہونچی ہے جو اس الہام کی تصدیق کرتی ہے اسلئے میں اسے بجنسہ یہاں درج کر دیتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ بریلی کی حالت سے تو واقف ہو ہی چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کیطرف سے ہمکو بے حد اذیتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں مگر انی مھین من اراد اھانتک۔ حضرت اقدس کے الہام کی ایسی تصدیق ہوئی ہے کہ بایدوشاید مولوی صاحب موصوف جب ہم لوگوں پر خوب ہاتھ صاف کر چکے تو وہابیوں کیطرف رجوع ہوئے اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابوں سے نکتہ چینی کر کے ایک دوسرا فتویٰ مرتب کیا اور اسمیں لکھدیا کہ یہ لوگ ایسے سخت کافر ہیں کہ اگر ان سے کپڑا چھو جائے تو بغیر کاٹ ڈالے ہوئے پاک ہو ہی نہیں سکتا اور مولوی ہدایت رسول کو لکھنؤ سے بلا کر جا بجا وعظ کہلوانا شروع کرا دیا سبحان اللہ وعظ کیا تھا خاصہ تبرا تھا علماء کے نام لے لیکر وہ مغلظات گالیاں علانیہ دیجاتی تھیں کہ معاذ اللہ اور جہلا کو یہ سبق دیا جاتا تھا کہ تم لوگ صرف رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے رہو روزہ نماز اگر نہ بھی کرو گے یا ہر طرح کے گناہ میں آلودہ ہو تو تمہاری حضرت قیامت کیدن شفاعت کر لیں گے مگر یہ لوگ قطعی جہنمی ہیں جنکی پیشانی پر گٹھہ پڑا ہوتا ہے اور نیچا کرتا نیچے دائری رکھتے ہیں حضرت رسول خدا کو عالم الغیب نہ جاننے والے شفاعت سے محروم ہیں ان عابدوں سے تم گنہگار ہزار درجہ اچھے ہو یہ جاہل اتراتے پھرتے تھے اور ہر کرسی سے بزرگ بنکر اور نصیحت کرنیکیلئے مرنیکو موجود تھے بیچارے طلبا اور عالم الغیب جاننے والوں کی عافیت تنگ کر دی مسجدوں میں جا بجا کے یورش کرنا ملانیہ کافر مردود ملعون کہنا شروع کر دیا پیرا دور سے ہی وعظ شروع ہوئی انہوں نے بھی ہر ناگفتنی کا اظہار کیا غرض دونوں فریق ایکدوسرے کے مونہہ سے کافر بن گئے اب مولوی صاحب کو یہ سوجھی کہ جوانکے پاس گیا اسکو ان مولویوں کی کتابیں دکھانا اور کافر کہلانا شروع کر دیا یہانتک کہ ایک طالبعلم پر کچھ زیادہ سختی کی اسنے عدالت مجسٹریٹ میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا جب مولوی صاحب کے پاس سمن طلبی عدالت سے پہونچا تو عذر کیا کہ میں بیمار ہوں اور گوشہ نشین ہوں حاضر عدالت ہونے سے معذور ہوں میرا وکیل جوابدہی کریگا عذر مسموع نہ ہوا پھر درخواست کی کہ عدالت میں مجھکو کرسی ملنا چاہئے ہر چند وکلا نے بھی سفارش کی منظور نہ ہوئی اسکے بعد صاحب ضلع کے یہاں اپیل کیگئی کہ کرسی ملنا چاہئے منظور نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے ضلع طرفین کی سفارش کرائی اور تاریخ موعود بمعرفت وکیل کی یہ درخواست گذرانی کہ راضی نامہ ہوتا ہے تاریخ مقدمہ ۳ اکتوبر منظور فرمائی جاوے حکم ہوا کہ بے حاضری مدعا علیہ منظور نہیں ہو سکتی آخر مولوی صاحب کو حاضر ہونا پڑا اور بامنا بلہ طرفین سے بیمار بیمار آ رسنو کر ملکے ہو گئے ایک طالبعلم کے پاس آنے سے ہونے سے عار کرتے تھے آخر خدا نے اس تکبر کو خاک میں ملا دیا آج ۲۴ ستمبر کو فیصلہ ہو گیا کہ کوئی کسیکو علانیہ کافر مردود وغیرہ نہ کہے مگر کہ بیہودہ گردن افرازد۔ خویشتن را بگردن اندازد۔ بہت دن بھی نہ گذرے جو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ماموریت اللہ کی اہانت خدا کو پسند آتی ہی نہیں اگر مولوی صاحب کو اب بھی عبرت نہ ہوئی تو ابھی بہت کچھ دیکھنا پڑیگا اپنے اشتہار میں لکھدیا تھا کہ قادیانی کو تیار رہنا چاہئے کہ قہار کا قہر شمال سے نازل ہو گا سو کچھ تو یہ نازل ہو گیا مگر عبرت والے کو یہ بھی تھوڑا نہیں ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔

دائمی جنتری | مرزا عزیز بیگ مسیح احمدی نے ایک صفحہ پر ۱۸ × ۲۲ کا ½ حصہ ہے) ایک دائمی جنتری شائع کی ہے اس جنتری کی قیمت صرف ۲ روپے اور دو روپیہ کی اکٹھے خریدار کو پچاس فیصدی کمیشن دیا جاوے ملنے کا پتہ مرزا نور محمد بیگ امین بندوبست بہوانی گڈھ ریاست پٹیالہ

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور آپکے اہل بیت الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا کام تصنیف ہو رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامت بھی الحمد للہ اچھے ہیں آپکے درس قرآن کا وقت مدرسہ کے اوقات کی تبدیلی کیوجہ سے بدل گیا ہے اور صبح کو ہونے لگا۔ اس تبدیلی وقت پر مولوی صاحب فرماتے تھے خوب ہے **وقرآن الفجر کان مشہودا۔**

۳۔ حضرت مخدوم الملۃ کے لئے بدستور دعا کی حاجت اور ضرورت ہے۔

۴۔ فاضل امروہی کے آنے کی خبر ہے۔

۵۔ خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب واپس تشریف لیگئے۔ لاہور سے منشی تاج الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر دار الامان ہوئے میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جماعت کے دوسرے آئے ہوئے احباب واپس گئے چوہدری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے احباب مختلف جگہ سے آکر سعادت اندوز ہو رہے ہیں

۶۔ مدرسہ اور آنہ فنڈ کی رسیدات اگلی اشاعت میں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مرحوم مخدوم الملتہ (رضی اللہ عنہ)

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

آخر ۱۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء چہار شنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ۱/۲ ۲ بجے کے قریب وہ واقعہ پیش آیا جسکا ایک عرصہ سے خوف لگ رہا تھا یعنے حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقك یا عبد الکریم لمحزونون + مخدوم الملتہ کی وفات جو ایک قسم کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹکل لکھوانا چاہتی ہے مگر میں اسوقت اس قابل نہیں کہ دل درد مند کو ڈھارس دیکر اسپر کچھ لکھہ سکوں - ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ اسی مہینے میں انشاء اللہ العزیز میں اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے ناظرین کو سناؤں گا + اسوقت میں یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہوں اور ناظرین کو یادگار کریم کے عنوان سے لکھے ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ احمدی بھائی مرحوم و مغفور کا جنازہ غایب پڑہیں + مرحوم کا ڈیرہ میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطروں کی تحریر میں بہی مرحوم کی یاد اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی -

مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵ ستمبر ۱۸۸۱ء کی اپنے قلم کی لکہی ہوئی ہے اسکے چند شعر بے اختیار زبان پر آگئے ہیں جواب اسکی لوح مزار زبان حال سے سنا رہی ہے - آپ بہی سن لیں اور سمجہہ لیں کہ جس کے گھر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر میں پڑا ہوا ہے اسکے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہاں تک اس مضمون کو لکھنے کے قابل ہو سکتا ہے -

عندلیب نو گرفتارم نوا نامیزنم
بے گل روئے کسے یا ہو و یا نامیزنم

کس مہ ہیچم ناتوان افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستان بانگ دریغا میزنم
از سر رد و قبول اہل عالم بگذرم
حرف سرّی با دل دیوانہ آسا میزنم

اور کبہی زبان حال سے وہ اپنا یہہ شعر مجہے سنا دیتا ہے

بسے با کام دل بودیم در دنیاء دون صافی*
وداعی دوستان حالا جلیدن آرزو دارم

بس اب زیادہ نہیں لکہہ سکتا بجز اس کے کہ اس زمین گورستان سے کہوں کہ

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتۂ

اور رب کریم کے حضور ہاتہہ اوٹھا کر کہوں کہ

رحمت حق باد بر روح شریفش مستدام
این دعا لیش از من و آمین زہر دیندار شد

---

* بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صافی تخلص کرتے تھے (رضی اللہ عنہ ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہیں -

۲ - حکیم الامتہ کی صحت بہی الحمد للہ اچہی ہے - فاضل امروہی ۱۵ - اکتوبر کو قادیان پہونچ گئے + جناب سیٹہہ عبد الرحمن صاحب مدراسی ۱۳ - اکتوبر کو بروز جمعہ دارالامان پہونچے -

۳ - حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ ۱۲ - اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق میں رکہے گئے اور سپرد زمین ہوئے - اعلےٰ حضرت کا منشاء ہے کہ اپنی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیجاوے اور اسکے گرد ایک احاطہ بنا یا جاوے - اس میں یہہ صندوق نکال کر پہر دفن کیا جاوے -

۴ - ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب خدا کے فضل کرم سے اچہی طرح تندرست ہو کر ۱۰ - اکتوبر کو واپس آگرہ چلے گئے +

۶ - ۱۳ - اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے معزز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے -

مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی یعقوب علی صاحب زاد عطوفتہ

بعد اہداء تحیت سلام مکشوف ضمیر مہر تنویر ہو۔ مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ کہ آپ نے میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی تکلیفون سے رہائی بخشی۔ اب مین ملتمس ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہل حدیث بابت ١١- اگست ١٩٠٥ء مین ایک امر غیر محقق درج کیا ہے۔ اوس کا کشف فرماکر ایک عالم کو گرداب غفلت سے نکالینگے۔ یا گویا غار مین سوئے ہوؤن کو جگا دینگے۔ اور وہ یہ ہے۔ آپ لکھتے ہین کہ غار اصحاب کہف کو ایک شخص میان جواہر قوم زرگر دیکھ آیا ہے۔ جو خواجہ اعلون سے نصف میل پر واقع ہے اوسمین اصحاب کہف چار اور ایک سوئے ہوئے ہین۔ اور اون کا کتا صحیح سالم آنکہین کہولے بیٹھا ہے۔ جسکا سرخ و سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کاٹ کہائیگا۔ اور قریب ہے۔ شہر دقیانوس کے آثار پائے جاتے ہین یہہ ملک ترکستان علاقہ چارجوی کہلاتا ہے اور روس کی سرحد پر واقع ہے“

گرم من اس امر کا تذکرہ مین نے مولوی ... صاحب ... لودی ننگل کے پاس کیا انہون نے ... تحقیق کرایا۔ کہ یہہ وہان کے مجاورون کی بناوٹ ہے ورنہ آج تک غار مین اصحاب کہف یا اونکی ... کا صحیح و سالم باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب مجھے اس فاضل کی اس تحریر پر جو بار بار محرر ہے بڑا افسوس آیا۔ لہذا وہ تحقیق ذیل مین عرض کرتا ہون از راہ نوازش نظر و الحکم مین درج فرمادین۔ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونگے۔

یہہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان تین سو برس سے اوس غار سے جاتی رہی ہین۔ قال قتادة غزا ابن عباس معه حبیب ابن مسلمة فمروا بالکهف فاذا فیه عظام فقال هذه عظام اصحاب الکهف فقال ابن عباس فقد ذهبت عظامهم منذ اکثر من ثلث مائة (تاریخ طبری) اور کیورس متہس کا مصنف مسٹر بارنگ گولڈ لکھتا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑے پتھر کے بکس مین بند کرکے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی مین بہیجی گئین جو اب بہی سینٹ وکٹر کی گرجا مین دکہائی جاتی ہین انتہی عسل مصفی۔

تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ صرف اون کی لاشین بلکہ اونکا کتا بہی اب تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہین حالانکہ زمانہ نبوی سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیان بہی اٹھائی گئی ہین۔

ہان اس مقام مین ایک اختلاف کا رفع کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے امیر معاویہ کو غار کے اندر جانیسے منع کیا ہے۔ اور اس روایت مین خود آپ نے کشف حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تہا جس سے آپ نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے دیکہا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا۔

اور یون بہی مطابقت ہوسکتی ہے کہ عوام کے لئے دیکہنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے جائز رکہا گیا ہے۔ یا پہلے آپ منع سمجہتے ہونگے اور آخر مین جواز مقرر فرمادیا۔ یا **اول** ظاہر قرآن پر عمل فرمایا ہے اور **ثانیاً** بطن قرآن کی مطابق جواز کا فتوے دیا۔

اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ سات آٹھہ بزرگون کا قصہ معلوم ہوتا ہے اور باطن مین یہ اوس قوم کی اقبالمندی کی پیشخبری ہے جو غارون اور خولون مین بسیرا رکہتی ہے۔

ولہذا حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا لحاظ کیا ہے تو غار کا مطلقاً منع فرمایا ہے کیونکہ قوم اوس غار کی اندر نہ تہی بلکہ باہر میدان مین غار سے پرلی طرف چنانچہ لفظ **وهم فی فجوة منه** ظاہر کرتا ہے اور جب چند اشخاص کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود دیکھے ہین اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مر گئے ہین بلکہ اون کی ہڈیان بہی یہان سے جاتی رہی ہین۔

اور وہ قوم بارعب غارون مین رہنے والی وہی ہے جنکے رعب کا ذکر احادیث مین بین ہے۔ **اخرجت عبادًا لی لایدان لاحد بقتالهم** یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین مینے وہ بندے ہیبت ناک نکالے ہین جنکے ہنگامہ کی برداشت دو ہتہ لڑائی سے نہین ہوسکتی۔

ہان یہہ وہی قوم ہے جسکی خبر نہ صرف موسیٰ و مسیح نے دی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام نے اور یہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لاکر زندہ ہوئی اور اوس مین سے چند بزرگ اپنا دین لیکر غار مین داخل ہوئے **چنانچہ** تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام سے بیشتر تہی اور موسیٰ نے اون کا ذکر توریت مین کیا ہے اور اسواسطے یہود نے رسولخدا صلعم سے اون کا حال دریافت کیا تہا اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تہی اور پہر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام کے بعد وہ غار مین داخل ہوئے تہے یہہ محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہ مرے ہین اور نہ قیامت تک مرین گے اور اون کے مکان کی نسبت قفال نے محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم سے حکائیت کیا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے اوسکو روم کیطرف روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم نے میرے ساتہہ بہت سا گروہ ہمراہ کرکے مجھے اوس مقام کیطرف روانہ کیا جہان کہا جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہان پہنچے تو مجاورون نے مجھے اندر داخل ہونیسے بہت ڈرایا لیکن مین اندر چلا گیا دیکہتا ہون کہ اون کے بال اون کے سینہ پر ڈالے ہوئے تہے ابن موسیٰ نے کہا اور مینے شناخت کیا کہ وہ بناوٹ اور مجاور لوگون کی حیلہ سازی تہی اونہون نے اُن جثون کی تدبیر کررکہی ہے یعنی خشک ادویہ مردون کے بدن پر لگا رکہی ہوئی تہی تاکہ بوسیدہ ہونیسے محفوظ رہین مثلاً ایلوا وغیرہ سے آلودہ کیا ہوا تہا پہر قفال نے کہا کہ ہمارے نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ اسبات کا یقینی علم نہین کہ یہہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے اور جسقدر خداوند تعالے نے خبر دی ہے وہ قطعی امر ہے اور اہل روم کے قول کا کچہہ اعتبار نہین کہ یہی وہ غار ہے اور مین کہتا ہون کہ اون کی زمانہ و مکان کی نسبت جو علم ہے اس مین عقل کو کچہہ بہی گنجائش نہین یہہ امور نص سے مستفاد ہوسکتے ہین اور نص یہان مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم کرنیکی کوئی سبیل نہین انتہی تفسیر کبیر کا مضمون خلاصةً ختم ہوا۔

اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اکثر اخبار اسامر کے مؤید ہین کہ وہ غار بلاد روم مین ہے اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلہ مین ہے اور بعض نے کہا قریب طرسوس کے اور بعض نے کہا ایلہ و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے اور بعض نے قریب زیزا کے اور بعض نے غرناطہ اندلس مین موقع بتایا ہے۔

لفظ رقیم کے معنے مین بہی اختلاف ہے ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا وہ جنگل ہے جسمین وہ غار ہے بعض نے گاؤن کا نام بتایا ہے۔ بعض نے کہا ہے رقیم کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوس غار کا نام ہے جسمین تین آدمی بند ہوگئے تہے بعض نے کہا رقیم پتہر ہے اور نیز ابن عباس نے کہا وہ قلعی کی تختی ہے جسمین اون کے نام لکھے گئے تہے اور بعض نے کہا اوس مین اون کی شریعت لکھی ہوئی تہی بعض نے کہا رقیم دواة ہے بعض نے کہا **اصحاب** رقیم کا قصہ خداوند تعالے نے مفصل بیان نہین فرمایا۔

ایسا ہی لفظ **کلب** مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے اور رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ باورچی آدمی تہا اونکے پیچہے سو گیا تہا اور حقیقةً کلب نہ تہا اور پہلا امر معتمد ہے انتہی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات دیکہی ہوتین تو کبہی ثقاہت راوی پر بہروسہ کرکے یہ مضمون درج اخبار نکرتے کیونکہ جبکہ اونکا زمان اور مکان منصوص نہین تو آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کرسکتا ہے شائد منطق بہی بہلا بیٹہے ہین ورنہ اس قضیہ متحمل صدق کذب پر استناد نکرتے۔ اور تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بہی کہتے ہین ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تہے یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخین ہیبت ناک درے ہین یہہ شہر قیاصرہ روم کے عہد مین بڑی رونق پر تہا اب اس کے خرابات پڑے ہین ایک قصبہ سا ہے یہان حضرت سلطان روم کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہین تا انکہ یہ وہی

(باقی)

خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تہی یہہ وہی عمارت ہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قایم ہے۔ یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے جو عیسائیون کے حق مین ظالم اور سفاک جیساکہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چہٹے باب مین لکہتے ہین کہتے ہین افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشش کے ظلم سختی سے شہر چہوڑکر پاس ہی کسی غار مین جا چہپے تہے اور وہان دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پہر جب جاگے اور اونمین سے ایک شہر مین گیا تو وہ وہان تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکہکر نہایت تعجب مین آیا انتہے اور اخیر مین صاحب تفسیر حقانی بطور نتیجہ یہ امر لکہتے ہین یہہ بات کہ اصحاب کہف اس غار مین اتبک سوتے ہین اور وہ مدت تک وہین سوتے رہین گے یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار مین جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اوس کے چارون کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمین آنحضرت بیٹہے اور آڑاکر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے ان سے آنحضرت صلعم نے ملاقات کرکے اونکو اسلام تلقین فرمایا۔ قرآن و احادیث سے اون کا ثبوت نہین لگتا سورخین کی راہین اور ان کے اقوال ہین واللہ اعلم انتہے۔

دیکہئے اتنا بڑا محقق معاصر حنفی المذہب ظن غالب سے بتلاتا ہے کہ یہ وہی غار ہے یا اوس کی جگہ اور عمارت قایم کی گئی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب یقین کر بیٹہے ہین کہ اس مین کسی قسم کا دہوکہ یا فریب نہین ہے۔ مین مولوی صاحب سے پوچہتا ہون کہ اگر اسمین کوئی دہوکا و فریب نہین ہے تو حسب مسلک آپ لوگون کے اس آیت کے کیا معنی ہین لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارًا و لملئت منہم رعبًا یعنے اگر تو ان کو دیکہے تو پشت دے کر بہاگے اور دہشت سے بہر جائے۔ پس برخلاف مقتضی قرآن کریم کے میان جواہر زرگر نے کیسے دیکہہ لیا اور کیون نہ وہان سے پشت دیکر بہاگا اور دہشت سے پر ہوا۔

اور ایسا ہی آثار مین ہے ابن عباس غزا مع معاویۃ الصائفۃ فمروا بالکہف الذی ذکر اللہ فی القرآن

فقال معاویۃ ارید ان اکشف عنہم فمنعہ ابن عباس فصمم و بعث ناسا فبعث اللہ ریحا فاخرجتہم رواہ عبد بن حمید باسناد صحیح (فتح الباری پ ۱۴)

یعنے حضرت ابن عباس ایک جنگ روم مین جو صائفہ یعنی تابستان مین کیا جاتا ہے حضرت امیر معاویہ رض کے ساتہہ تشریف لے گئے جب اوس غار سے گذرے جسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالٰے نے کیا ہے تو امیر معاویہ نے کشف حال غار کا ارادہ کیا تب ابن عباس نے اس سے منع کیا مگر انہون نے مصمم ارادہ کرکے کچہہ آدمی بہیجے پس خداوند نے ایک ہوا چلائی جسنے اون کو نکالدیا۔

وعن شہر بن حوشب قال کان لی صاحب قوی النفس فمر بالکہف فاراد ان یدخلہ فاشرف علیہم فابیضت عیناہ و تغیر شعرہ رواہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ۔ (فتح الباری پ ۱۵)

ابن حوشب نے کہا کہ میرا ایک یار بڑا دلاور تہا۔ وہ اوس غار مین گذرا اور اندر جانیکا ارادہ کیا جس سے منع کیا گیا اوس نے انکار کیا اور جاکر دیکہنے لگا پس اوسکی آنکہین سفید ہو گئین اور بالون کا رنگ بہی بدل گیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ان شہادات و آیت قرآن مجید کے جواب دینے کے ذمہ دار ہین کہ میان جواہر زرگر پر ایسا تغیر کیون نہ آیا۔

اور نیز آیت مین ہی وتحسبہم ایقاظا وہم رقود۔ یعنے تو خیال کرتا ہے۔ کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین۔ اور آثار مین ہے کہ وہ مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ سوئے ہوئے ہین پہر کیا ہی بہتر ہے کہ میان جواہر زرگر کو سفر خرچ دیکر واپس بہیجا جائے جو انکو جگاکر پوچہہ آئے کہ یہہ زمانہ امام مہدی اور نزول مسیح کا ہے۔ یا نہین۔ کیونکہ ابن عباس سے مروی ہے ان اصحاب الکہف اعوان المہدی یعنے اصحاب کہف مہدی کے انصار ہون گے اور ایک روایت مین ہے انہم یحجون مع عیسٰے بن مریم یعنے وہ ابن مریم کے ہمراہ حج کو تشریف لے جائین گے۔ الغرض اگر وہ غار اور صاحبان غار واقعی

طور پر ہین تو چشم ما روشن و دل ما شاد کیونکہ آسان ہی فیصلہ ہوگیا اور بصورت دیگر مولوی ثناء اللہ کے دعوے فضیلت پر بڑا حرف آتا ہے اور علماء نگینہ کا قول صحیح پڑتا ہے کہ اس فاضل کے معلومات وسیع نہین بلکہ محدود خیالات کا آدمی ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شہر کا نام بہی **دقیانوس** لکہتے ہین حالانکہ شہر طرطوس عامہ تفاسیر مین لکہا ہوا موجود ہے۔

ہان اگر آپ ان مختلف روایات کو جو اصحاب کہف کے حالات مین مذکور ہوئین ظاہر معنی پر محمول کرکے تطبیق دیدین تو شاید آپ کی فضیلت شہرۂ آفاق ہو جائے۔ ورنہ امر خطرناک ہے۔

اور تعجب بر تعجب یہ ہے کہ موافق اور مخالف کی تحقیق کی رو سے اس غار کا یہ مقام ایشیاء کوچک مین معلوم ہوتا ہے جیساکہ حضرت ابن عباس کے سفر بلاد روم سے اور میور صاحب کی تاریخ سے ثابت ہے اور آپ علاقہ چارجوی ملک ترکستان مین نشان دیتے ہین حالانکہ ایشیاء کوچک اور ملک ترکستان مین باقی تمام ملک روم کا بطور حد فاصل واقعہ ہے آپ نقشہ ملاحظہ کرکے اوس سرحد روم و روس کا جو ملک ترکستان کے متصل واقعہ ہے پتہ بتلا سکتے ہین محققین تو کہتے ہین کہ وہ غار ایشیاء کوچک مین ہے جو ملک روم کا ایک حصہ ہے اور آپ میان جواہر زرگر کے حوالہ سے ملک ترکستان مین بتلاتے ہین ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

تفسیر حقانی کے حاشیہ پر جوافیہ فرہاد مرزا سے منقول ہے کہ شہر افسوس مغربی ایشیائی کوچک مین ہے اور ازمیر سے تخمیناً سینتیس ۳۷ میل کی مسافت پر واقع ہے اور یہ افسوس ازمیر کی جانب جنوب کے قریب ہے اور اسوقت اوسکو ایازلوک کہتے ہین انتہے صفحہ ۱۱۴

(باقی آیندہ)

امرتسر مین محمڈن ٹمپرنس لاج

یون تو ہر ایک شہر مین ہر ایک مسئلہ پر کئی کئی انجمنین قایم ہین۔ مگر کچہہ عرصہ سے امرتسر مین منشیات اور دیگر مضر صحت اور قانون

قدرت کے برخلاف افعال کی بیخکنی کے لئے ایک نوجوانون کی لاج مسمی "محمڈن ٹمپرنس لاج" قایم ہے۔ اس مین ہر ایک مذہب و ملت کے نوجوان بڑی خوشی سے دلچسپی لیتے ہین۔ جو کہ اس کی کامیابی کی بین دلیل ہے خصوصًا ۱۷ ستمبر کا اجلاس بہت ہی تسلی بخش تہا جسمین بہت مسلمان نوجوانون خصوصًا احمدی نوجوانون اور ہندو بہائیون نے مسکرات اور مروجہ سگار سگرٹ کے خوفناک نقصانات مذہبًا اور عقلًا بڑی خوبی سے ادا کئے۔ اور خواجہ محمد خوش صاحب کوثر نے اتحاد کے مضمون پر بڑی دلچسپ تقریر کی اور میر ضیاء اللہ اور ظہور احمد اور محمد شریف صاحبان نے بہت ہی موثر تقریرین کین۔ اور آخر مین پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر پر اجلاس ختم ہوا اسکے مقاصد و اغراض یہ ہین۔

(۱) کسی فرد کے مذہبی معاملات پر تعرض نکرتے ہوئے نوجوانون مین مسکرات کے خوفناک اثرات کی اشاعت۔

(۲) علاوہ مسکرات کے اون افعال کی بیخ کنی مین کوشش کرنا۔ جو صحت یا اخلاقی طاقتون کی کمی کرتے ہون۔

(۳) ہندو و مسلمان مین جہانتک ہو سکے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا۔

(۴) وقتًا فوقتًا مختلف مضامین پر بہی بحث کرنا۔

یہ چند اصول مین نے قواعد لاج مین سے ارسال کئے ہین۔ جہان آپکے ذی شان اخبار مین اور ذی وقار آرٹیکل نکلتے ہین۔ اس ناچیز مراسلت کا شایع کر دینا بہی بعید از مروت نہوگا مین آپکا تہ دل سے مشکور ہونگا اگر آپ اسکو ہفتہ درج اخبار فرماوین گے۔ زیادہ نیاز

الراقم نیاز مند خاکسار

درخواست دعا:- اس عاجز کا منجہلا لڑکا محمد عظیم سخت بیمار ہے ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد حسین قانونگوی صدر سیالکوٹ

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی:-

برادرم مکرم السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ برادر عزیز محمد نور الدین کا نکاح اس مہینے کے اوائل ایام مین کیا گیا ہے اسکی یادگار مین الحکم چہہ ماہ کیلئے کسی غریب احمدی کے نام جاری کرانا چاہتا ہون اخبار مین نوٹس دیکر ایسے مستحق کا پتہ دریافت کرین مگر شرط یہ ہے۔

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۵ء کا عصر جدید مطابق میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصاً پڑھوں اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں۔ میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا اور اب رائے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس ناکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دیں گے۔ لایق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے کہ اس جدید مذہبی تحریک کو میں ان بھر سے کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے۔ افسوس ہے کہ ایسا قابل ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہو کر یا اسدرجہ پریشان دماغ ہو کہ حافظہ ہی نہ رہے یا خلاف واقعہ امور پر قلم اُٹھانے کی جرأت کرے اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کیے جا رہے تھے تب بھی اس طبعاً نکتہ چیں کا قلم نہیں رُکا تھا میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۴ء میں بھی وہ ٹیکیاں لیتا رہا ۱۹۰۱ء میں بھی ہمیں اس طبعاً نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھلی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم باادب اسکی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اُٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اسکو اسلیے ہوئی کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بد لگام کی تحریک ناشایستہ اور سخت گندی مخش کذب بیانی پر قلم اُٹھایا اور ذاکر اور اُسکے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہمکو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان نیزوں سے بلبلایا ہوا ہے بے چینے چلائے بیچارہ کیسے رہجائے گا۔ لہٰذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اسنے کبھی بُرا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ کفان کا تُرہ تھا اس لیے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی ایڈر کھا کر

چُپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے اسکے لیے اسکے موافق علاج کی ضرورت ہے تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشایستہ تھا اسلیے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے اسکے لیے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اُتر جائے لہٰذا ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسکی مرضی کے موافق خدمت کریں گے مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ہمکو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جسکے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو یا تو حقیقتاً یہ آگ ہی اسمیں موجود ہے جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتا ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قوی کو کارِ عالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہو کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے بہر حال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

عصر جدید کی بے تعصبی — یہ طبعاً نکتہ چیں قبل اسکے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے

کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تائید کرتا ہے ہرگز نہیں متعصب لوگ ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دلکو تسلی دیں یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلانے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک پر بے اعتباری تھی یا اپنے دل پر وہ لکھتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہمکو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک فرض ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشا علم فرضی سے ہے یا واقعی وہ عملاً ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعاً نکتہ چیں کا دعویٰ بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ اُن کے محاسن اور اُن کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا تو یہ

قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب مدظلہ میں نہ ہوں گے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راستباز ہیں یا اگر فرض کر لو اس طبعاً نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں تو کیا اسکا اظہار اسکے لیے باعث شرم تھا۔ کیا یہی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف بُرائیاں چن لینے کو کہتے ہیں۔ آفریں اے بے تعصب مالیر کوٹلہ کے جج۔ صد آفریں!

نئے انبیاء سے بغض — اس عنوان کے تحت میں یہ طبعاً نکتہ چیں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس

حواری وغیرہ اسبات کو دوہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے اسلیے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہمکو ملے تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اُسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نااتفاقی ہے میری عقل رہبری نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اسلیے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس حصہ سے ہے۔ افسوس! ججی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہونا کسقدر جائے ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس وحواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے اور اپنی غرض کے لیے پایۂ ثبوت پہنچانے کے لیے اسقدر سرگرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسی رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں تھکتا۔ اے طبعاً نکتہ چیں اپنے گریبان میں منہ ڈالکر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارے عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر

نہ لا سکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو عزت قبول سے محروم ہی رکھے تو اولیٰ ہے، کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت بدل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہو سکتی ہے وما تاتیھم من ایۃ من ایات ربھم الا کانوا عنھا معرضین یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسول سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنیوالے اور استہزا کرنیوالے خدا کے مرسلوں کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ شروع ابتداء اسلام ہی میں جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا کہ آجتک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اور اسکے ابنائے جنس اس لعنت کو دُہراتے نہیں تھکتے تو خدا کے صدیق گروہ پر کی جا رہی ہے تو اب کیونکر اُمید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کیے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے دوسرے استثنا ایڈیٹر عصر جدید و اخوانہ ملتے چلے آتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آجتک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جلے کہ یہ جانباز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو پیدا ہوا ہے جس کے لیے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہیں ہو سکے گی بہرحال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو ہیں پیش کرے اور پبلک پر احسان کر کے موقعہ دے کہ وہ اسکی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیں ہم حاضر ہیں اسکے اعتراضات سُننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدلدینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اسکے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً قبول کر لیا تھا اسلیے ہم یہ وعدہ نہیں کر سکتے کہ منوا کے چھوڑینگے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو بیسیوں کا[ن] مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ شہادتیں منہاج نبوۃ کے اعتبار سے دعویٰ صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جیسے لوگ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تحریر کسی الہام کو

الیسی ہی ساوہ مہوتی ہے تو چاہیے تھا کہ پاک گروہ یا خود بابؔ کی تصانیف کا حوالہ دے حدیث کے پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض اٹکل سے تیر چلاتا اور دل لگی کے لیے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونیکی دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے توریت میں زنا کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے میں آئی تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ممکن ہے کہ بابیوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں ہوں جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف میں ہوں۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب میں ہوتے ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جاوے توریت بازی ہے ورنہ افترا۔

پھر آگے چلکر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجاوے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہیں۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اسکی تاویل پر آمادہ ہو جاوینگے۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا تا پبلک کو اسکی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے پر یہ حدیث نبوی کس طرح بطور روک کے واقع ہوئی ہے۔ اگر اس دانشمند حدیث خواں کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دعویٰ مرزا صاحب مدظلہ کے لیے ایک شاہد صادق سمجھتا ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی ہر چند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا منشا صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلیے مثیل موسیٰ نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائمقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ بھی ایکدوسرے کے مثیل ہیں۔ پس باعتبار مماثلت خلفائے موسوی کے ہوتے ہوئے خلفائے محمدی سے کیوں انکار رہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لیے اظہار فیاضی سے کام لینا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے اگر یہ ہمت قصور نہ کرے تو وہ ضرور وعدہ الٰہی سے مستفید بھی ہوگا۔ اب رہی یہ بات کہ لا نبی بعدی اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھکر اور مماثلت کا خیال کرکے حدیث پاک کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ خلفاء کا سلسلہ قائم رہیگا یہ مانتک کہ آخری موقعہ پر مثیل مسیح خلیفۃ اللہ ہوکر آئیگا البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف میں ردو بدل کر یا گھٹا دے یا بڑھا دے جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ نے علماء نے دس پاروں کا اضافہ مانا ہے اور پھر اُن کا منسوخ ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کرکے عادہ ہمنی اور معرفت الٰہی کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں ایسا نبی نہیں آئیگا کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ پس اے قابل جج یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں کس لیے جگہ نہ پاسکی۔ ہائیکورٹ کی نظیریں تو ازبر ہیں اور بغیر ان کے ایک قدم بھی کے اجلاس میں نہیں اُٹھایا جاسکتا پھر نظائر قانون الٰہی سے جناب کو کیوں اسقدر اعراض ہے۔ افسوس! باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اسقدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے خدا جانے اسوقت کیا حال ہوگا اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیدیا جاوے۔

خاتم النبیین کے معنے اگر مہر نبوۃ کے نہیں تو اور کیا ہیں۔ آپ ان معنوں کو بطور فرض کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان رکھتے ہیں۔ اس عزت لعسان کو اگر آپ مرزا صاحب کیلیے تجویز نفرمائیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس معصوم رسول و حلیم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت تو ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں میں حضرت ابو بکر و عمر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عزت تھی وہ نہ آپکے اگلوں سے چھنی اور نہ یہ آپکے پچھلوں سے چھنے گی۔ اگر نفس یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے تو وہ پیش کرکے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشا کا بطلان

کیا ہوتا تا عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا موقع پاتے۔ بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے جسپر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کردیں تاہم صلاح عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے آپسے عرض کرتے ہیں کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق و صفا دکھلاؤ دین جیسی باعظمت دولت اور دنیا جو متاع قلیل ہے اور جسپر آپ شہد کی مکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جاوے گی مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولاہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ اگر اس تحریر لا یعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے تو چندے اور صبر کیجیے۔ میرٹھ سے جیسا پینش نیم اُٹھا ہے ایسا ہی سبق کوئی اور بھی ملجاوے گا تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شہادۃ قانون الٰہی کی چھوڑ جائیں +

ہر جگہ سے ہدایت یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ کے حکم سے اس کی عالیشان زبردست مرضی سے قائم ہوا ہے اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے اگر جناب من شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض نہانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہو جاوے گا ورنہ بطب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالی کی تقلید کچھ کام نہ آوے گی۔ کانگڑہ و دہلی کا سبق راہ کھو گیا ہے اور اس لیے اگر یہاں ہماری بے نیولی اور مستحقین لعنۃ پر لعنۃ نہ کی تو آگے چلکر خدا ہے جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔ ہ

لعنت آنست کہ از سوے خدا می بارد
لعنت بد گہر آنست کہ ہرزہ نفیر

جس سنۃ اللہ پر چلنے والی قوم کو ۱۳۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی اُسے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا ہرگز نہ پہنچا سکے گی۔

دلائل نبوۃ اس عنوان کے تحت میں ہمارا ویلر ایڈیٹر نہایت جرأت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب یکس کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی ضعیف مسئلہ ہے لہذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کرکے دلیری کا ثبوت دیدیں تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں ہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آؤ بھگت کے لیے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں عصر جدید کا ہیرو کوئی نشان باخصوصیت دیکھنا چاہتا ہے تا جملہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہمسے طالب خصوصیت ہو اُسے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں ہے؟ کیا وجہ کہ باوجود دعوے بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بینات کو نہیں توڑا۔ کیا انصاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لیے پیش کرتا اور پھر مدعی کو اسپر آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے ہر سچے آنے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر) پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعویٰ کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جاوے گی +

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلو تہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عنا دہے اور یا نا قابلیت دماغ ہے جو جج کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لیے ایک وہ تنقیح بھی قائم نہ کر سکتا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے بروزہ کارلائل و میکالی بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف صاف کہدے کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا سفر ورد وپوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دینگے ان شاء اللہ تعالیٰ +

معجزات ناچیز ایڈیٹر عصر جدید (بقول خود ہمتو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں) دکھلاے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا خرق عادۃ محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے اسلیے قابل تسلیم تھے اور مرزا صاحب سلمہ ربہ بقول اسکے شعبدہ بتاتے ہیں تو کیا یہاں استدلال کی گنجایش نہ تھی کہ یہ طبعاً نکتہ چیں بھی سامنے

انہی مضامین [illegible] بارے میں لکھ کر موقع جانچ کا دیتا تا بے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصافانہ تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیا و موتیٰ مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کہیں پر گدگدا کر دیکھ لیتے کہ کہاں لوح ہے اور کہاں نہیت کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے ؎

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکار آں کند از اشقیاست

ہاں آدمی کو بندر بنی کی مورتوں کو کوا کو جھوٹے گوشت کا پھر پرندہ بنکر اُڑنا۔ بری ہوئی ہڈی مسیح کے قدم بیعت سے زندہ ہونا آسمان پر انسان کا اُڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پر فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر سبھا کی پریوں کے برابر بھی وقعت و قوت نہیں ہے کہ وہ تو کھٹ سے ایک تار پر اُتر آتی ہیں۔ اور یہ [illegible] باوجود حمایت فرشتگان کے ادھر میں لٹک رہا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگا لے جانا اور سرداب سر من رای میں رکھنا صدیوں بعد اس بھونرے کے پلے ہوئے کا نکلنا اور ہدایت کرنا زائرین کا سرداب سر من رای میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا اور اس ہادی کا جزیرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی ہیکل کانے برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا پھر گدھا بھی مالیر کوٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ وڑبے میں بھی جواب نہ نکلے دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا ملک کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر لکھنؤ کے چانڈو خانوں کی

گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی دونوں کا نماز کے وقت قبلہ آپ پڑھائیے پھر قبلہ آپ پڑھائیے کہنا پھر آسمان کے اُترے کا مردود ہونا اور بھونرے کے پلے ہوئے اندھیر کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا اس مزہ دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور اُن کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو انکا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگاتے ہیں۔ مصری۔ سفنکس یونانی دیوتاؤں اور دیویوں کی لڑائی۔ حد سکندری۔ دیوار قہقہہ۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا میر تقی خیال کی بڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل میں رہ سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان کے لیے کشت زار بنایا ہے ایسے جھاڑ جھنکاڑ کی جگہ نہیں ہے۔ اب ہمارا میر و بنانے کا اگر ہم نے یہ روی افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہ پیش کی تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھنچ جاتا اور واقعات حقہ کے چھپانے کی عادت موروثی اس جرأت جدیدہ کے ساتھ عجب بات ہے بھلا آپ میں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی بظاہر اسباب طبیب زندگی سے مایوس تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے "تو مردہ زندہ ہو گیا" کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ صحت بخشتا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا لوٹ کر آنا ہی زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتیٰ جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہوں گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیحت کے تھا جو آج تک مردوں کے زندہ ہو جانے کے قائل ہے اور باوجود بروز کا قائل ہونے کے لیے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں ہے۔

پیشین گوئیاں	اس سے بڑھ کر اس طینا نکتہ چیں کی بے تعصب تحقیقات

کا ثبوت اور کیا ہو گا کہ بغیر لکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلیں بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں آدھی نہیں وہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیاں لکھ کر اُن کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ ہر چہ غلط نکلیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جانے پر حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا۔ دعوے بے دلیل بلا بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی اُمید رکھنا سبحان اللہ مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنانے پہنانے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر ہاں غیرت دار زچ کے لیے ضرور ڈوب جانے کی بات ہے کہ زچ ہے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین لیے فیصلہ لکھ بیٹھے اور پھر شرمانا در کنار داد چاہتے ہیں مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بنانے کی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔ مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہو گا اور ساری سنگر شبن کمپنی کو مشق کرنا پڑے گا تا جامہ اے تاویل طیار کیے جائیں اور اسوقت دشواری و برہنگی زیادہ ڈالے جبکہ صدیوں سے بھونرے میں پلنے والا تاریکی کا فرزند (چھ برس کی جان) کانے برق دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا۔ دشمن تو کانا ہی ہو گا۔ مگر اس بچہ کی تاریک پسند نگاہیں آفتاب عالمتاب سے کیسے ہونگی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس بیکس کے پاس اسقدر قوت نہ ہو کہ باہر نکلے اور بگڑی قوم کو بنائے نہ خانوں میں ہی بیٹھ کر ریختہ بازیاں کرے وہ ایسے دیو کے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تابع بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ۔ پانی۔ آگ۔ دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اُس سے خوش ہوں۔ ہاں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہو گا اُسوقت ضرورت ہو گی کہ تاویلی معنے پہنائے اور جھوٹے سچے ہوں۔ ہمکو ابھی کیا ضرورت ہے اور کیوں شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجیے اور دیکھ لیجیے۔ اعتراض کے لیے تو کلام الٰہی میں بھی تراش خراش کے بغیر آپ کے ابنائے جنس نہیں رہے * یہ تو صرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدردی تو آپ کا اور ایڈیٹر کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نہ شرما سکی۔ ہاں اسکا دنداں شکن جواب جب نکلا تو ذلیل بجلیاں گر پڑیں اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی۔ مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یاب گروہ سے کیوں اس قدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں نکتہ چیں حق نمک ہی کی وجہ سے اسقدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے اُجرت پر رونے والوں کی فہرست کیا نگاہ سے نہیں گذری۔

اس عنوان کے تحت میں اس نکتہ چیں کو غضبناک جوش نے آدبایا مجبوراً اُسے دانت دکھانا پڑے وہ	منہاج نبوۃ

لکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوۃ کے معارج تک نہیں چڑھ سکتے تو اُنھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ..... وغیرہ وغیرہ غرضکہ اسکو مرزا صاحب پر یہ الزامات ملے کہ اُنھوں نے اور اُن کے ایک منہ پھٹ حواری نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفیٰ اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے اور سچا یہی ہے۔ داں نکتہ چیں نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہی مضمون یوں لکھنا راست بازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان ضدوں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جائیں اور وہ عیوب جنکو عناد و بغض کی آگ سے مجبور ہو کر بداندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہیں صحیح تصور کیے جاویں تو مجبوراً انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مرزا صاحب نے انکے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض نہ اُٹھا سکے تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا۔ پہلے بھی ابو جہل اور ابو لہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا اور مشتعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور خداوندگان ابو طالب و عبد المطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

* [illegible] نے کبھی [illegible] نہ لکھا گیا ہو۔

* دیکھو اصلاح بابت ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ در تنقید بخاری"

برا کہتا ہے اور تہمتیں بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنائی گئی ہوتی۔ بے تعصب تحقیقات تو یہ تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابوں کے دیدیتے اور قوم سے داد چاہتے جس شان کے مسیح اور جس شان کے علیؑ وحسینؑ اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو بنے بیٹھا ہے ہم اس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اس کی ناکام مونوں پر رونے والے۔ ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے جس کے ہاتھ میں فتح مبین ہے اور وہ دکھا رہا ہے۔ منہاج نبوۃ نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ کر کے فقرے کسے ہیں وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہیں لکھا میاں ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا تب ایڈیٹر نکتہ چیں کی قابلیت اور بے تعصبی کھلتی +

ایک بڑا مذہبی خطرہ جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عالم آشکار میں

بیخکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیاء سابقین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں دکاندارانہ رنگ جمانا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جانکر دل کے پھپھولے توڑتا ہے اسے بھلا مرزا صاحب کی مسعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چیں عشرہ محرم میں برابر بائی بی پی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کر کے دل کی جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تضییع اوقات پبلک سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھ کر تو انسان صفات عالیہ سیکھتا ہے۔ بزرگان دین پر بدظنی کیسا۔ ہاں گریہ کے

حدیث خوانوں اور روٹیوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھ کر گلا پھاڑنے آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی ہونڈی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چیں گروہ بنا رہی ہیں۔ پناہ برب۔ ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد۔ جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے اور جھوٹا جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے امور متشابہ فیہ بہت ہیں فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور چکھ رہے ہیں۔ یہ امیدوار ابتدائے سیفون سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے سبق کے متوقع ہیں مگر اَللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ +

صیغہ اصلاح کی نظر اس ظاہری اصلاح باطنی فساد کی نظر بھی عجیب چیز ہے۔ عجیب

اس لیے کہ ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست + ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عیب اور اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم۔ مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متعہ سے بدتر۔ یہ قلیل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے کہ نکاح کے لیے بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی نکاح کی پیش کرکے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اسے کیوں اسقدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اس نے نکاح ہوتے نہیں دیکھے کیونکہ لیجانے کے واقعات اسکے سر میں اسقدر جاگزین ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی عنت ربود ہوگئی۔ افسوس! نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے

جب فریقین میں سے کوئی مرجاوے ابھی تو بفضلہ تعالیٰ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے کوئی دھمکی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر محقق نے بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرے ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور مرزا صاحب کی اہلیہ کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے۔ اگر ثناء اللہ چھاپ چکا ہے تو اسکو بلا تردید کیوں کہا جاتا ہے کہ ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدائے غیور کی ایک وحی تھی جس کے بطلان کی کوشش بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض رنج کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیاء ہے حضرت نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظائر میں ہیں۔ اسکو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے اور چلیے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے اخبار بے تمیزی میں ہے اسے بھی پیش کیجیے +

قومی اتفاق مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے

انکار کیا۔ یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمک حرام کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ افسوس ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اسقدر رکیک اور ردی ہوگئی ہے کہ اسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا۔ جہاد کا دست سیف کا شیدائی ہنوز اس غلامی پر اس زمانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بفرض محال اگر آپ کے دست حنائی میں سیف دیدی جاوے تو آپ کیا کر دکھلائینگے کتنے پاپڑ توڑیں گے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کرینگے کہ گورنمنٹ میں آپ کی جرأت کے متعلق میموریل اور آپ کسی ہیجڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں ایسد کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھ کر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں۔ کیا برا کیا کہ اسلام کا دامن تمھارے خود آلودہ پنجوں سے

چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سایہ امن بنا دیا جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں اگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی تباہ ہوں اور وہ قوم سب کی سب غرق ہو جائے جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعوی اتباع کے اور کیا چاہیے چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمکو اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے جو اسقدر بے تمیز ہے۔ اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ حضرت صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پروا دین اسلام کے مقابلہ میں نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمھاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمھاری طرح قوم کا خون چوستے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پر فساد عقیدہ کو دل میں لیے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دلکو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشے گا۔ جہاد نبوی کی تذلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے آئندہ جہاد ہو یا نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے تھا نہ طمع سلطنت کے لیے جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطنت جہانیاتی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی۔ تمسے اپنے بس جب کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کی طرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا۔ انگریزوں۔ جرمن۔ روسیوں جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو۔ محنت و سعی کرو۔ عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو سلطنت بھی ملجائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تمکو اس روش غلامی سے چھڑا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لے آؤ اگر نہیں مانتے چار جوان کس پلٹن کے قلعی کھولدینگے۔ وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا وعدہ سردار انبیاء نے فرمایا تھا آگیا اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے اور ہر کہ ومہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو تم مانو چاہو نہ مانو۔ چور بنکر چور کو جیلخانہ سے چھڑا لینا عدل ہے۔ ماشاء اللہ۔ سید اگر وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور نفقہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت برا نمونہ اخلاق کا دکھایا۔ سرسید نہ وہابی تھے اور نہ انھوں نے

کبھی دہوکہ دیا - عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیوں اپنے ساتھ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے - نادان دوست سے دانا دشمن بہلا - دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے - کہ ایڈیٹر ناعاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانوں کی موت کی پیشگوئیاں کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جسکا جواب الزامی دیا جاویگا - تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے - کیا آنحضرتؐ کا اپنی قوم کے لوگوں کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزوں سے عزیزوں کو کٹوانا تو روا تھا یہ ناروا ہے - کیا حرب جمل اور حضرۃ علیؓ کے وقت کی لڑائیاں اور حضرت امام حسینؓ کا کوفہ جاکر بیعت کر لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہیں ہے - علیگڈھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہیں ہوئی اے نادان نا سمجھ ماموریں اللہ اور مرسل حق کبھی مداہنہ نہیں کرتے وہ اظہار حق میں کسی سے نہیں ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تہا اور عدل وہی تہا - کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی میں تھی - اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی میں کسی سے نہیں ڈر سکتا - مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تہا وہ ایک خاص شخص کے ساتھ معاہدہ تہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بھی صلح حدیبیہ میں کیا تہا - یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تہا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تہی کیونکہ آلٰہی مصلحت اسی میں تہی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان نکرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تہی - چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتیں بطور حجت کے ہو چکی تھیں آئندہ نہ اس کی ضرورت تہی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تہی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا - اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شایع نہ ہوگی تو یہ بیہودہ خیال ہوگا کیونکہ سیکڑوں پیش گوئیاں جب سے آج تک شایع ہو چکی ہیں ایک قسم نہ اس کی پیشگوئی کے شایع نکرنے کا معاہدہ تہا نفی خاص سے عدم عام لازم نہیں آتا ادنےٰ طالب علم بھی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مس تک نہیں پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہیں ظاہر کر سکتا - ہر وہ شے جو تمہارے چھوٹے سے دماغ میں نہ آسکے تو وہ کیوں لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقیدہ آجتک نہیں کہلا - کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم میں تشریف لائے - تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبھی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبھی نہیں اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو - سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو - اُسے لغو سمجھو - مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا حسینؓ نے تین دن کی بہوک پیاس میں ہزاروں زخموں سے شہید ہونا قبول کیا - اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا - بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہیں کرے گا کلمہ حق کو چھوڑنا اور بات ہے - اس کی یہی مثالیں درست ہیں - مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے - جس کی مثال ہمنے بتائی مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؓ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چھپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزاد حق پسند حق جو گذرا کرتی ہے؟

سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہوں - اور قوم کے مصلح ہوں - تو ہدایت گونگی اور اندھی ہی رہی مگر تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی نبی کی ہی لئے ضرورت ہے - کہ اکثر لوگ کم عقل مکاروں اور دجالوں کے فتنوں میں پھنسے ہوئے ہیں -

مرزا صاحب کے عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری کی کسوٹی - اور اس عرضی کو تحقیقات کی حد تک بہا کر صحیح ثابت کر دیتے چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے -

لنگر کا چندہ محض نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھیں اختیار ہے جس مد میں چاہیں صرف کریں تم کو کیا حق حاصل ہے - کہ تم خوردہ گیری کرو - تم کو ثابت کرنا چاہئے کہ یہ رقوم بمد امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہیں اور ان میں خیانت ہوتی ہے - ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بہی ہے - اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالکر اور مجتہدین کی پاک کمائیوں اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھ کہا جائے - تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے اور اپنی حالت درست کرنیکی کوشش سب پیروں فقیروں مولویوں اور امام باڑوں اور تعزیوں کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والوں سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے - ہم کیا کہیں بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑہا رہا ہے قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ میں لاوارث فوت ہو جائے تو اوس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہیں - اس طرح اللہ تعالےٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے - اس بارہ میں انسان کی امداد کی حاجت ہی نہیں ہے - رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے - اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سے مہمان آئیں گے وہ شریف میزبان ضرور اون کی خاطر داری کرے گا - چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور میں صدہا مہمان آتے ہیں - اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا - ہاں وہ بخیل میزبان کیوں اس کی قدر کریگا اور کیوں اوسے ضرورت ہوگی - جس کے پاس کوئی آتا ہی نہو - جس قوم کے اخلاق میں اسقدر وسعت نہ ہو - کہ بارہ اماموں سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے - چاہے دنیا کی عمر ہزاروں سال ہی کی بعد جناب رسول اللہ کیوں نہ ہوں - تو اس کے دل میں مہمانوں کے لئے کہاں جگہ - یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار شیعہ پر صادق آسکتی ہے - کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے سانہہ تھی ہیں - اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہیں - اسی مشاہدہ نے بدظنی سکھائی ہے مقتضائے تجربہ بہی تہا - اسلئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہیں چاہتے عاقلان را اشارہ کافی -

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا - اور اگر وہ قوم کے دلوں میں کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا - تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیوں ہی میں فیصلہ کر دیتے - آپنے اس ماموریں اللہ پر کونسی مصیبت توڑنے کی کوشش نہیں کی - اور کسوقت چین سے بیٹھنے دیا - تجارت اور مفت کے روپیے عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہیں جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے - اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکوسلے باز - شعبدہ باز ہمیشہ دکہائے ہیں - اس لئے آپکو کیونکر اس افترا پرداز زمانہ میں کسی استبار کی قدر ہو سکتی ہے - زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچھے کہ کسطرح جیب تمنا وجیب جامہ خالی لے کر لوٹتے ہیں خدا اوس لوٹ سے جو لوٹ ہو - مالی واخلاقی - مالی لوٹ کا یہ حال ہے - کہ کاغذ اور کھیچوں کے سنگھار کی بدولت قوم کے لاکھوں کروڑوں روپیے نکلے جاتے ہیں - اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کے دل کو کہنے کیلئے جہوٹ بولدو مخالفوں کو زبان ہاتھ پاؤں غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ چاہے آبروہی کیوں نہ جائے - مگر موقع پاکر گنہگار بنا دو - فاسق بنادو - زانی بنادو سہ

ہر عیب بمذہب کہ طاعت باشد + مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار روپیے میں کسیقدر وسیع ہو جائے - تو ناگوار - لیکن مشہد مقدس میں چار چار انگل زمین لاکھوں روپیہ کہا جائے - تو پسند - زندہ انسان بندگان خدا امن وعافیت پائیں - تو ناروا - سڑیوں کے قافلے کے قافلے زمین گڑتے چلے جائیں - اور لاکہوں کے خرچ میں تو عزیز خاطر - چاہے مہینے بہر کے بعد نکالکر پھینک دئے جائیں - افسوس آپنے اپنی اس خود علتیں دکہا کر ناحق اپنے آپ کو ہر چہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنا لیا - علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی - جو معیار جناب کا ہے - اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے - نہ اتریگا - مناسب تو یہ ہے - کہ سرداب سر من رائے جائیے - اور اصل کو لاکر ہم سب کی قلعی کھولدیجئے - اس تو تو میں میں کیا حاصل - بھنورے کا پلا دیکھکر ہم خود فیصلہ کر لیں گے - اصل قرآن شریف بہی مل جائے گا - بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سرداب جائے اور اس معصوم رو پوش کو لے آئے - کیا زندہ کو زندوں میں لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے -

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا - کہ آپ سے اگر ممکن ہو تو کبھی اللہ تعالےٰ کے چہرہ کو دنیا میں چمکنے ندیں - کیونکہ نور حق سے تو کروڑوں کی جعلساز زبان اور افترا پرداز ہاں کھل رہی ہیں - اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بہیجتا ہے - اور وہ چاہتا ہے - کہ دنیا راہ راست پر آئے - لیکن مدعی کیوں اپنی کرنی سے باز آتے ہیں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے جب تک قدرت ہے - مگر اے نادانو! " اللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون "

کم سے کم اس بحثا بحثی میں یہ بات تو کھل گئی - کہ ماموریں اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتھ اس طرح دنیا عناد رکہتی ہے - اگلوں پر ہنستے ہیں کہ کیسے نادان تھے کہ راستی سے منہ موڑا - کیا عقل نہ تھی - لیکن ہمنے اپنی آنکہوں سے دیکھ لیا - کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازوں کی طرف جانے سے روکتے ہیں - اللہ تعالےٰ کے ہزاروں ہزار شکر - کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکھوں نشانات آسمانی سے قایم کر دی - اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے نجات سے بے نصیب در اس پاک سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں - زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے - اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے - سنت اللہ توڑنے والوں پر زمانہ تیار کھڑا رہتا ہے - یہی خدا کی لاٹھی ہے - پیسہ اخبار کو لگ چکی - عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے - عنقریب اس منزل پر پہونچے گا جہاں

یادگار کریم

نام نیک رفتگان ضایع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت **مخدوم الملتہ** مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی **زندگی اور موت** ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی۔ زندگی خدمت دین میں گذری اور اسی جہاد اکبر میں آپ نے جام شہادت پیا **موت** (جو درحقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح پر مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا۔ مرحوم کا صدمہ ...... ایسا صدمہ نہیں جو دلوں سے یکدم بھول جائے اور نہ یہ موقع ہے کہ میں **قوم** کے اس معزز ہیرو کی وفات کا نقشہ کھینچ کر قوم کو رلاؤں اس کے لئے کسی درد انگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہیں **مخدوم الملتہ** کے نام کے ساتھ **مرحوم** کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر اور رقت رکھتا ہے تاہم میں مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹکل بہت جلد لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں جب دل بیقرار کو کچھ ڈھارس ملے۔ اسوقت ایک ضروری امر **قوم** کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور درصل میں اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہوں اور ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
انچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگویم

کا مصداق ہوں + یہ امر نہایت **ضروری** اور نہایت **مفید** اور انشاء اللہ العزیز **بابرکت** امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت **حکیم الامتہ** کیطرف سے ایما ہوا ہے اور حضرت حکیم الامتہ نے بھی حضرت **امام الملتہ** حجتہ الاسلام مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کر کے اجازت لے لی ہے۔ حضرت حجتہ اللہ نے اسکو از بس پسند فرمایا و ضروری سمجھا ہے۔ پس اس سے اس کی **اہمیت** اور **ضرورت** کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

حضرت **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے ساتھ خاص **محبت اور عشق** تھا۔ وہ قرآن شریف کے **حقایق اور معارف** کے بیان کرنے میں جیسے قادر الکلام اور پرجوش تھے ویسے ہی اسکی قرات کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکھتے تھے۔ چونکہ **مخدوم الملتہ** نے کوئی صلبی اولاد بھی نہیں چھوڑی اسلئے حضرت حکیم الامتہ نے یہ **تجویز کی ہے کہ مرحوم کی روح کو خوش** کرنے اور **ایصال ثواب** کے لئے **صدقہ جاریہ** کے طور پر یہاں قادیان میں **قرآن شریف** کی ایک جماعت کھلی جاوے جس میں ایک عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا **قاری** قرآن شریف پڑھانے کے لئے رکھا جاوے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قراءت کے ساتھ قرآن شریف پڑھیں اور پڑھائیں ترجمہ سنیں اور سنائیں گویا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو۔ اور اسطرح پر ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہو۔ (انشاء اللہ العزیز)

یہ بہت مختصر سا کام ہے۔ اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت **مخاطب** ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ **جماعت سیالکوٹ** (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملتہ کے وجود پر خاص ناز تھا) جماعت لاہور اور اس میں سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جنکو مخدوم الملتہ کے ساتھ اور جنکے ساتھ مخدوم الملتہ کو کامل درجہ کی للہ محبت تھی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہیں۔ اور اسیطرح پر منشی گلاب خان صاحب (دہرم سالہ) چودہری رستم علی (انبالہ) بابو عطا محمد صاحب اور سیر منشی محمد عبدالعزیز ماسٹر ٹیلر ستر اور دوسرے دوست (جنکو **مخدوم الملتہ** کے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی اور جان سے ارادت رکھتے تھے) اس موقع پر مخاطب ہیں۔ کہ وہ اس جماعت کے **متعلمین اور معلمین** کے **مصارف** کو اپنے ذمہ لیں اور اس کار خیر میں مدد دیں آہ! ایک وقت تھا کہ دارالامان کی دینی ضرورتوں کے پیش آنے پر **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ انہیں احباب کی ارادت اور **محبت** و اخلاص اور **سعی فی الدین** کا اندازہ کر کے بیڑا اٹھا لیا کرتے تھے کہ میں اسقدر روپیہ جمع کر دوں گا۔ اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کی **نیت** سے ان احباب کے سامنے مجھے **اپیل** کی حاجت پڑی!!!

مجھے کچھ بھی ضرورت نہیں کہ میں اس مقصد کے لئے زمانہ کے عرفی اور چلنے چپڑے الفاظ استعمال کروں۔ اللہ تعالےٰ قوم اور **احباب مخدوم الملتہ** کے دل میں خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا **القا کرے**۔ آمین

چونکہ **الحکم** کے ساتھ اور اسکے ہیچمیز **ایڈیٹر** کے ساتھ بھی مخدوم الملتہ کو خاص **محبت** تھی اور وہ **الحکم** کے لئے اپنے دل میں خاص **جوش** اور **غیرت** رکھتے تھے۔ اسلئے میں خود **پانچ روپیہ ماہوار** کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہوں اللہ تعالےٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہہ یاد رہے کہ اس مد میں **مستقل** ماہوار چندوں کی مستقل اخراجات کے لئے اور یکمشت عطیوں کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے **تمام** روپیہ حضرت **حکیم الامتہ** کے نام آنا چاہیئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر **الحکم** کو دیجاوے کوپن پر جلی قلم سے **یادگار کریم** لکھا جاوے + آخر میں رب کریم کے حضور التجا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

(ایڈیٹر الحکم)

نوٹ۔ حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی خبر وصال پا کر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دارالامان بیقرار ہو کر تشریف لائے تھے مینے عالی جناب شیخ **رحمت اللہ صاحب** سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہوں نے بھی بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام احباب بڑی عجلت اور سرگرمی کے ساتھ اس تجویز کی تائید میں عملی حصہ لیں گے۔

ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جمع کرنے کا ہیچمیز ایڈیٹر الحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیقدر میٹریل (مصالحہ) آپؓ کی **سیرت** کا اسنے جمع بھی کر لیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملتہ رضؓ کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تحریر مخدوم الملتہ کی ایسی ہو جس سے آپؓ کی **سیرت** کیلئے مواد مل سکتا ہے وہ مجھے **اصل** بھیجدیں میں اس کی صحیح نقل کے بعد انہیں واپس بھیجدوں گا۔ ایسا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملتہ رضؓ کے **خطوط** ہوں وہ بھی بھیجدیں۔ یا انہیں خود کوئی **واقعہ** مخدوم الملتہ رضؓ کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے **اطلاع** دیں اور نیز ان رویا اور کشوف سے بھی مجھے **اطلاع** دیجائے جو **مخدوم الملتہ** رضؓ کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکھے ہوں (ایڈیٹر الحکم)

فزع عیسیٰ و من معہٗ

(رقمزدہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے)

اس الہام الٰہی سے بڑھ کر کوئی الفاظ اس سانحہ جانگداز کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے جو ۱۱-اکتوبر کو بدھ کے روز پیش آیا۔ جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱-اگست ۱۹۰۵ء اسی دن حضرت مخدوم و مکرم مولوی عبدالکریم صاحب غفر اللہ لہ کی گردن کے نیچے ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوگئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتدا تھی۔ اور ۵۱ دن کی مرض کے بعد ۱۱-اکتوبر بدھ کے روز ۲½ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر میں حسب الہام الٰہی سینتالیس سال کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون اس دار ناپائیدار سے انتقال فرما کر حیات ابدی میں جا داخل ہوئے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم منزلہ ووسع مدخلہ۔ اس لمبی مرض کے اثناء میں کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا اور پھر مرض کا عود ہوا اور آخرکار ذات الجنب کے حملہ سے جس میں ۱۰۶ درجہ کا بخار ہو گیا جان سپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پھر بار بار بیماری کا عود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تھی۔ جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کبھی ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا مومن کی قبض روح میں تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہیں بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے جلال کو پھیلانے کے لئے ہی دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پھر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری میں حضرت مرحوم کی خدمت کا موقعہ ملا ہے انہوں نے بھی

لفظ آپکے منہ سے سُنے کہ فلان مضمون میرے سر مین ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو اسی لکھا جائے - یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ ہے اور خدا نے آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو وہ اپنے اولیا و کرام سے کرتا ہے ورنہ اس تیز ذیابیطس کے ساتھ جو ایک سال سے زور پکڑ گیا تھا - کاربنکل اسقدر مہلت نہیز دیتا چہ جائیکہ اچھا ہو جائے - حضرت مولویصاحب مرحوم کی صحت کیحالت ایک دفعہ تو ایسی ہو گئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو مین دو چار دن مین چلنے پھرنے لگونگا اب خوب طاقت آ گئی ہے اور گردن پر تو اب کچھہ معلوم بھی نہین ہوتا دراصل گردن کا کاربنکل بہت اچھا ہو گیا تھا - اور زخم بھر گیا تھا مگر ساتھ ہی اسکے مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے اور ایک لحہ بھی اسطرف سے غافل نہین ہوئے ان درمیانی صحت کے وقفون کی اطلاع بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا مین ہوتی رہی - مگر تقدیر مبرم وہی تھی جسے اللہ تعالٰے نے ان الفاظ مین بیان فرمایا کہ اذا جاء افواج وسمع من السماء - یعنی جب آسمان سے فوجین اور زہر آ چکی - اور پھر اس کے ساتھ ہی کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر یہ کہ ان المنایا لا تطیش سہامہا - یعنی موت کا تیر خطا نہین جاتا - یہ سب معہ الہام سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون تقدیر مبرم کی خبرین تھین - جو رویا ابتدا مین مبشر سمجھی گئی تھین انکو ایک طرف اللہ تعالٰے نے ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ خیر کیطرف متبادر ہوتا ہے اور یہی طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جبتک کوئی امر جو بظاہر مصیبت کے رنگ مین ہوتا ہے واقع نہین ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالٰے کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہین اور فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - ایسا ہی جب فال لیتے ہین تو نیک ہی لیتے ہین اور کبھی بدفال نہین لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالٰے کی بے نیازی کو سمجھتے ہین اور باوجود بڑے بڑے فضل کے وعدون کے دردناک دعاؤن مین لگے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرت بدر کی لڑائی مین اور دوسری طرف جب کوئی مصیبت یا غم نازل ہونیوالا ہوتا ہے تو اس وقت وہ فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی

موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے - اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کر کے آخرت کیطرف دل لگائین - کوئی نبی نہین آیا جسکی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اسکی زندگی ہیچ ہے - چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم کیلئے کی تو الہام ہوا - توثرون الحیوٰۃ الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہین دینا چاہیئے یہ دنیا تو اسی قابل ہے کہ اس سے دل کو توڑ کر اسجگہ دل لگایا جاوے جہان حیات ابدی ملتی ہے - حضرت مسیح موعود ع نے اسموقعہ پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے وہ سوائے خدا کی راہ مین جان فدا کرنے کے اور کچھہ جانتے ہی نہ تھے اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت منتظر تھے کہ کب شہادت پا کر خدا سے جا ملین - یہہ جس قسم کی مصیبت اور غم ہمین مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت سے پہونچا ہے ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر روز ایسے غم پہونچتے تھے - اور آپ کے نہایت عزیز صحابہ آپکی آنکھون کے سامنے قتل ہو جاتے تھے - مگر خدا تعالٰے نے آپکو دل ہی ایسا دیا تھا - کہ وہ سب صدمات کی برداشت کرتے اور کسی کو اگر اسقدر غم پہنچتا جسقدر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو وہ انہی غمون سے ہلاک ہو جاتا -

یہہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مولویصاحب مرحوم کی وفات پر نہ صرف جماعت ہی روتی تھی بلکہ آسمان بھی رویا - آپکی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا اور کئی دلون سے اسیطرح صاف چلا آتا تھا مگر جونہی کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان پہ بادل نمودار ہو گیا اور آخر جب آپ کا جنازہ میدان مین رکھا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو ایسے قطرے آسمان سے برسنے شروع ہوئے جو بالکل رونے سے مشابہ تھے - جو احمق نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے کہ یہ ہنسنے کا وقت نہین یہی موت کا دروازہ ہے جس سے سب نبی و ولی ہو کر گذرے اور آخر اسی سے سب نے گذرنا ہے دوسریطرف اللہ تعالٰے اس جماعت کو یہی حکم دیتا ہے کہ حد سے زیادہ غم نکرین - مولویصاحب

مرحوم کی وفات سے چند گھنٹے پہلے یہہ الہام الٰہی ہوا - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جسنے تمہیں ناچیز نطفہ سے پیدا کیا - اسمین یہ اشارہ ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی بھی ایک آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے یہ اسی کے مشابہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت +

تازہ الہامات و رویا

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل وفات حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ - رویا - دیکھا - کہ قدرت اللہ خان کی بیوی روپیون کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے اس مین ایک لکڑی بھی ہے -

(۱) الہام ہوا - ارید الخیر - ترجمہ مین خیر کا ارادہ کرتا ہون -

(۲) الہام - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

فرمایا - مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اسکی نسبت یہہ خیال کر لینا کہ اسکے بغیر اب فلان حرج ہوگا - ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اسکی جدائی کا غم کیا جاتا ہے - وہ معبود کے حکم مین ہوتا ہے خدا تعالٰے ایک کو بلا لیتا ہے دوسرا اسکے قایم مقام کر دیتا ہے قادر اور بے نیاز ہے - پہلے اس سے ایک یہہ بھی الہام ہوا تھا جو ہم ستمبر کے قریب کا ہے توثرون الحیوٰۃ الدنیا - یعنے تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو +

ضروری اطلاع لنگرخانہ

کا تمام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام بھیجتے تھے وہ آیندہ براہ راست حضرت اقدس کے نام روانہ کرین + ہان اگر کوئی صاحب مخدوم الملتہ کے ضعیف والدین کیلئے کوئی رقم بھیجین تو وہ میان محمد اسمعیل سیالکوٹی

نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(از میر مہدی حسین صاحب مؤلف)

غم سے آتا ہے کلیجہ منہ کو اور دل ہے دونیم
آہ دنیا سے سدھارا آج اک عبد الکریم
خاصۂ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے
راہئ ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم
کاربنکل کے جراحت مندمل ہوتے رہے
درد ذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کھل گئے
جسم خاکی سے اُڑا جب طائر روح سلیم
واہ رے شان نبی عاشق کا دم نکلا جبھی
آسمان پر گرد پہونچی چھا گیا بادل جسیم
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر گردباد
خاک گلیون مین اڑاتی پھر گئی یکدم نسیم
عبد مومن کا جنازہ جب رکھا میدان مین
بجلیان کوندین گھٹا اُمڈی ہوا حشر عظیم
کیا بیان اُس کا زبان میری سے ہوسکتا ہے آہ
مُنہ پہ بوسہ دیکے بولے جب یہ اُمت کے حکیم
کہتے تھے رحلت پہ ابراہیم کی جو کچھہ نبیؐ
ہم وہی لفظون مین کہتے ہین مری پیارے رحیم
یعنے ہم احکام خالق پر نہین ہین لب کشاء
پر تیری فرقت نے ہمکو کر دیا تصویر جحیم
بوندیان برسین اوسیدم اشک خون کیطرح سے
دیکھتے تھے جب کہ چہرہ کو مسیحائے وسیم
پھر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی
آسمان روتا تھا ہمراہ محبان صمیم
مُنہ سے کرتے تھے دعا آنکھوں سے پانی تھا رواں
جوش مین آیا یہہ حالت دیکھہ باران رحیم
یوسف چاہ لحد کے غم مین یعقوب حزین
ہچکیان لیتے رہے ازبسکہ تھے نار کظیم
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل
اُس سے کب اُٹھیگا یہہ اندوہ کا کوہ عظیم
ہم کہین گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید
گو خامت سے کرے یاد آپ کو کوئی لئیم
ہم کو یارب صبر دے اور عاقبت محمود کر
اور بہت نعم البدل ہمکو عطا کر یا علیم
مصرع تاریخ لکھا موج نے بے دخل پاک
فات عبد الہنا فاللہ رحمٰن رحیم

۱۳۲۳ھ

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کمسٹری مدرسے کے ممبر کیمیکل اگزامینر ولیم رسٹن کر سپر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی میں اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے - اور غذا ہضم ہو کر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھہ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن میں پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہو کر چستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے یہ نمک سلیمانی امراض ذیل میں جو کہ معدہ کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً ہیضہ تخمہ - بدہضمی - نفخ - قراقر - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا - پیٹ کا درد - اسہال - پیچش - ریاح کا درد - کمی اشتہا - بواسیر - قبض - ان سب شکایتوں میں مثل جادو کے اپنا اثر دکھلاتا ہے - کیونکہ یہہ نمک سلیمانی معدہ اور مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بھی روکتا ہے - دمہ یا سانس کا پھولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہو اوس میں بھی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے تپ کہنہ کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے -

ہزاروں میں سے دو چار سرٹیفکٹوں کا خلاصہ

جناب معلی القاب [illegible] یار جنگ استاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن ہر تاریخ ۱ جون ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہیں اوصاف کے ساتھہ موصوف پایا جیسا اشتہار میں درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بھی تعریف کی - جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خان صاحب [illegible] نواب صاحب بھوپالی [illegible] مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کو مقام لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی [illegible] کھٹی ڈکار - نفخ - درد - [illegible] - درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایات کے [illegible] آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل سے ان لوگوں کو آرام ہوا - درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اور میں خود - درد ریاحی اور کھٹی ڈکاروں کے مرض میں مبتلا تھا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفا پائی - جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تھا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہوں جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیاں نمک سلیمانی کی اور بھیج دیجئے - جناب بابو سالک رام سنگھ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۱۴ اگست ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپکا نہایت ممنون ہوں کہ آپ کے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر میں جو کہ مجھکو جاپان آتے وقت پیش آیا تھا بہت مدد ملی - سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ میں اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا - آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتوں کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کھانے میں نہایت خوش ذائقہ ہے -

جناب بابو [illegible] رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ ۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہیں ہے بلکہ سمندر کی بیماریاں مثل متلی - چکر - بخار وغیرہ میں بھی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے لوگ اپنے ساتھہ رکھکر ضرور فائدہ اٹھائینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریوں سے محفوظ رہینگے -

کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع بلیا جناب [illegible] صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی کا ہضم کی قوت بڑھانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے -

جناب مفتی محمد عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور [illegible] ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی نقل معدہ سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا گیا اور جلی ہوئی ڈکاروں کو روک دیتا ہے - غرضیکہ امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگوں کو کھانا ہضم نہ ہوتا ہو تو وہ کھانا کھانیکے بعد [illegible] استعمال کریں -

پتہ - نونہال سنگھ بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس -

---

مفت

تندرستی کی بیمہ پالیسی [illegible] آفتاب کمال [illegible] [illegible] کا نمونہ مفت ۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچ ہزار سے بڑھا کر پچاس ہزار پڑیہ کر دی گئی ہے - ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب حصہ میں اس کے خریدار موجود ہیں سیکڑوں شکریے ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں و رئیسوں اور عہدہ داروں کے موجود ہیں جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زائد اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۳۱ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگوں نے منگائیں اسپر تجربہ کی بعد ۷۵ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہیں جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول الماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں جالا - پھولا - دھند - غبار - سبل بالی جانا - پڑبال - خارش - موتیا بند ابتدائی - سرخی - ناخنہ - وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کھوتا ہے بصارت بڑھاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی اور حالت مرض لگائے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشوں اور ڈاکٹروں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمائشات وی پی ایبل منگوانے میں جانبین کا اطمینان ہوگا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۸ - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالانشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی لنگی اور مختلف لوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابکدست کاریگروں نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پائیداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایک دفعہ منگا کر ملاحظہ فرمائیے - قیمت فی تھان قسم اول طول ۱۰ گز عرض ۱ گرہ ۱۲ + قیمت فی تھان قسم دوم طول ۸ گز ۸ گرہ عرض ۱ گرہ ۸

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دھوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے **سرمہ سلیمانی** - یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے - جسکے چند روز کے استعمال سے جالا - پھولا - دھند - آشوب چشم - پڑبال - آنکھوں سے پانی بہنا - نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجئے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ **منجن دندان** جس کے استعمال سے داڑھ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا ورم ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا یا دانتوں سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفعہ ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں - قیمت فی بکس ۲ **پوڈر بالصفا** یہ پوڈر دیگر پوڈروں کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور زینہ منٹ میں فارغ کر دینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلاں ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی احسن روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین عطر نمونہ ضرور طلب کریں -

راقم محمد عبد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی - ناگر تیل - یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونیسے روکتا ہے منزلہ آنکھوں - درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ذمہ خریدار -

المشتہر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -)

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ر (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر
(۴) غیر مذاہب والوں سے ۶ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ر

فہرست مضامین
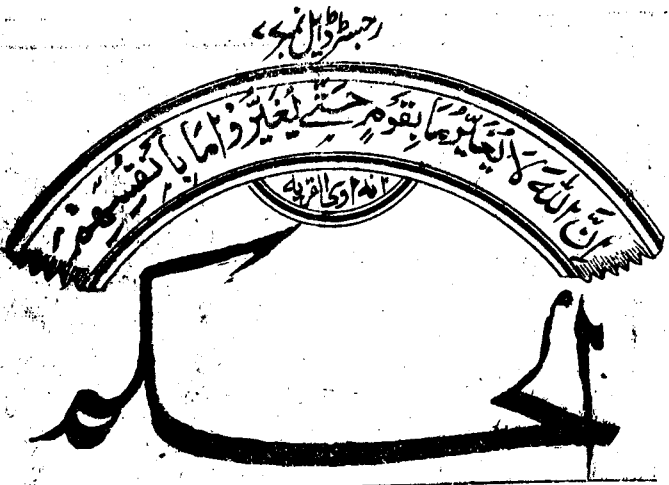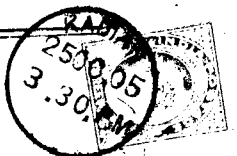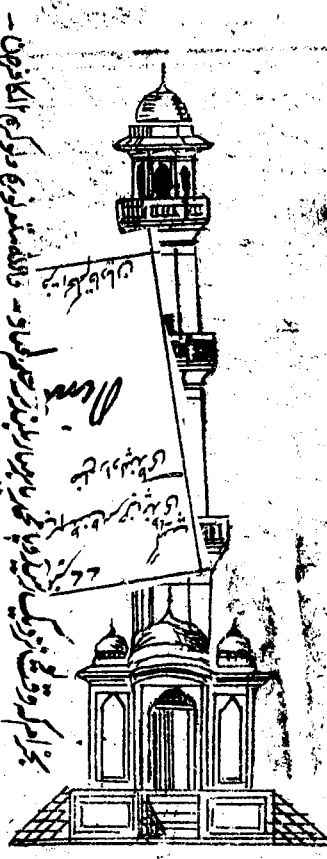
نمبر ۳۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ شعبان سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو - رسید مژدہ کہ آن یار دل پسند آمد۔ رسید مژدہ کہ ایوار زمیان برخاست-

۱۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء - انّی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم -

رؤیاء - ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا۔ پھر الہام ہوا - آبِ زندگی اس کے بعد الہام ہوا - قل میعاد ربک -

پھر الہام ہوا - **خدا کیطرف سے سب پر اداسی چھا گئی** -

رؤیاء - خواب میں دیکھا - کہ ایک جبہ ہے وہ الٹا ہے مگر اسپر زربفت کا کام کیا ہوا ہے دہاگا نظر نہیں آتا -

۱۹ اکتوبر - لا تقوموا و لا تقعدوا الا معہ لا تردوا موردًا الا معی - انّی معک و مع اھلک - فقط -

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو دار الامان سے دہلی تشریف لے گئے - آپ کے ہمراہ جناب سید محمد احسن صاحب امروہی - و جناب سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مفتی محمد صادق صاحب و جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب ہیں -

۲ - حکیم الامت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - اور درس قرآن کریم برابر ہوتا ہے -

۳ - میاں رحمت اللہ صاحب سنری فروش بنگہ بمع جماعت احمدیہ برائے حصول نیاز تشریف لائے اور دو روز کے بعد واپس بنگہ چلے گئے -

ضروری اطلاع

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ **سفر دہلی** میں ہے اسلئے اگر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضری کیوجہ سے بعض احباب کے گرامی نامجات کی تعمیل نہ کر سکے تو اسے معذور سمجھا جاوے - وہ ۲۱ - اکتوبر کی صبح کو دار الامان سے اعلیٰ حضرت کے ایماء سے اپنے ہیڈ کوارٹر کو چھوڑتا ہے - اور اسی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار بھی ۱۰ ہی صفحوں پر شائع ہوتا ہے -

ایڈیٹر

ذوالنون مصری

مسلمانوں میں ذوالنون کی غیر معمولی شہرت ہے - انکا نام ادب سے لیا جاتا ہے - اور اون کی کرامتیں نہایت دلچسپی سے بیان کی جاتی ہیں - لیکن باین ہمہ شہرت یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ذوالنون کیمیا میں بھی صاحب فن تھے - اور مرکبات کے تجزیہ و تحلیل اور مفردات کی ترکیب تالیف میں اونکی خاص دستگاہ تھی - اس لائف میں ہم اون کے اوسیقدر سوانح سے گفتگو کریں گے - جن کا تعلق کیمیا سے ہے - اور بقیہ واقعات کو حدیث و تصوف کیلئے اٹھا رکھتے ہیں -

کیمیا کا شوق ہر قوم کو تہا - اہل مصر و بابل سونا چاندی بنانے میں وقت صرف کرنے کیلئے ضرب المثل تھے - یونانیوں میں اغاذیمون - انطوس - افلاطون اور دیمقراطیس ایرانیوں میں کیماس - اور جاماسپ و ہندوستانیوں میں حاطف ہندی - کو اسمیں بڑا انہماک تہا - لیکن یہ صنعت گم سے تھے - کیمیا میں بہ حیثیت فن صرف مسلمانوں نے توجہ کی اور اونہیں کی غیر معمولی توجہ سے اس صناعت کا مستقل فن قایم ہوا -

اس فن کی ابتداء مسلمانوں میں بہی ای سونے چاندی بنانیکے شوق ہی سے ہوئی - اور گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اس مقصد میں اونہیں کہانتک کامیابی ہوئی - لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ انہوں نے اس انہماک کی بدولت ایسی ایسی اہم چیزیں دریافت کیں اور بنائیں جن سے علم معرفت الاشیاء - طبقات الارض - انجنیری اور اصول دواسازی وغیرہ کو بہت بڑی مدد ملی - اہل یورپ اس کیمیا کو الٰہی کیمیا کہتے ہیں اور انہیں صاف اعتراف ہے کہ جدید کیمسٹری جن اصول پر قایم کی گئی وہ مسلمانوں ہی کے ایجاد ہیں -

علم کیمیا میں مسلمانوں کی کوشش جس مبالغہ کی حد تک پہنچی ہوئی تہی - اوسکا سرسری اندازہ اس سے ہی ہوتا ہے کہ ابوبکر رازی کا قول ہے کہ "جب تک کسی عالم کو کیمیا میں دخل نہو - نہ اوسکو علم و فلسفہ میں مہارت ہو سکتی ہے اور نہ اوسے فلاسفر کہنا صحیح ہے"[1]

موسیو فلاماریہ اسکی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فی الواقعہ یہ قول صحیح ہے کیونکہ کیمیا ہی ایک ایسا علم ہے جس سے فلسفہ کی حقیقت اور سائنس کی فلاسفی معلوم ہوتی ہے[2] - اہل عرب کی عادت تہی کہ اوس میدان میں خوشی سے قدم رکہتے تہے جسکی زمین سنگلاخ - اور راستہ دشوار گذار ہو اسی دقت پسندی نے کیمیا کی منزلیں طے کرنے پر ان کو مائل کیا ! اور ایسا مائل کیا - کہ ہفتوں ان میں ہی کامیابی کا پہریرا انکے سر پر لہراتا رہا -

ہجرت کی پہلی صدی میں یہ فن اسلام میں داخل ہوا - اور

[1] ابن الندیم جزء دہم مقالہ دہم صفحہ ۳۵ [2] علم الکیمیا صفحہ ۶ -

کچھہ کم ۵۰۰ برس تک ترقی کرتا رہا۔ اس مدت مین بہت سے اور مجتہد الفن پیدا ہوئے۔ جن مین ۱۵ شخصون کے نام ابن الندیم نے بہی لکہے ہین۔ اور انہین ارباب اجتہاد مین ذو النون مصری بہی شامل ہین گو کیمیا کا چرچا سا تو ین صدی مین بلکہ اوس کے بعد بہی رہا۔ مگر ابو الحسن انصاری لکہتے ہین کہ اس زمانہ کے صنعت گر کیمیا ساز نہ تہے۔ کیمیا فروش تہے۔

ذو النون کے واقعات ۔ ذو النون نام ثوبان تہا اور ابو الفیض کنیت تہی۔ از نوبہ (نوبیا واقع افریقہ) کے ایک گانون مین پیدا ہوئے اور سودانیون کے طرز ماند و بود کے مطابق ابتدائی زندگی بہت معمولی حالت مین بسر کی۔ ان کے والد ابراہیم ایک مصری امیر کے غلام تہے اور ان کی حیثیت ایک ادنے شخص سے زیادہ نہ تہی۔ آقا نے کچھہ دنون بعد اخمیم مین اقامت اختیار کی جہان ملازمت کی ضرورت سے ابراہیم اور اون کے بال بچون کو بہی قیام کرنا پڑا آقا دل کا امیر تہا اوس نے اہل وعیال کی خاطر سے ابراہیم کی تنخواہ بڑہا دی تہی۔

تعلیم و تربیت ۔ ذو النون کی معیشت پہر بہی معمولی تہی اور تربیت بہی ہوئی تو ایک غلام زادہ کی حیثیت سے ہوئی لیکن المرء ابن استعدادہ لا ابن ابائہ [1] جداد ذو النون نے اپنی استعداد سے اسی چہٹی حالت مین ترقی کر لی۔ اور آقا زادے جن کی تعلیم کا خاص اہتمام تہا۔ یونہی رہگئے [2] درس قرآن کے بعد ذو النون نے تعلیم ترک کر دی اور کسی عرب کی ملازمت اختیار کر لی۔ شباب کا زمانہ تہا۔ امنگین زورون پر تہی اور طبیعت مین جوش بہرا ہوا تہا۔ اس پر طرہ صحبت بد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہوا و ہوس مین پڑ گئے۔ اور شراب کا ایسا چسکا پڑا کہ اکثر اوقات بزم عیش آراستہ رہتی۔ اور تسلسل کے ساتہہ جام کا دور رہتا مورخ ابن یونس کہتے ہین کہ اسی حالت مین اونہون نے ایک روز کسی صاحبدل کو یہ آیت پڑہتے سنا۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ [3] اوس کا اونپر ایسا اثر ہوا کہ تمام مناہی سے توبہ کر لی اور پہر کبہی اس طرف متوجہ نہ ہوئے [4] توبہ کے بعد حج کے قصد سے عرب

[1] انسان اپنی استعداد کا لڑکا ہے۔ اپنے باپ دادا کا لڑکا نہین ہے۔
[2] صاحب علم الکیمیا لکہتے ہین کہ ایک وہ وقت آیا کہ ذو النون کے آقا زادے اون سے تعلیم حاصل کرنے آتے تہے۔ اور اونکو شیخ طریقت کہا کرتے تہے میری رائے مین یہ صحیح نہین کیونکہ ذو النون کی شیخت کے زمانہ مین آقا زادون سے اون کی ملاقات ثابت نہین۔ ۱۲
[3] ایمانداروں کیلئے کیا ابہی وہ وقت نہین آیا کہ اون کے دل مین ذکر الہی سے خشوع پیدا ہو۔ [4] ابن خلکان نے ایک اور روایت توبہ کی لکہی ہے۔ لیکن ابن یونس کی روایت موصول السند ہے۔ لہذا زیادہ قابل تسلیم ہے ۔ ۱۲

کا سفر کیا۔ اور ینبوع کے راستہ سے پہلے مدینہ منورہ پہونچے۔ وہان امام مالک کا دور تہا۔ اور اون کے حلقہ درس مین مختلف مقامات کے طلبہ کا مجمع تہا حدود چین سے لیکر سواحل دریائے لوآر (واقع فرانس) تک کے مسلمان حدیث پڑہنے کے لئے آستانہ امامت پر حاضر رہتے تہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے خود آکر حدیث پڑہی تہی۔ اور عام طالب علمون کے ساتہہ بیٹھہ کر موطا کا سبق لیا تہا۔ ذو النون کے دل مین بہی حدیث پڑہنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور بڑے شوق سے امام مالک بن انس کی شاگردی اختیار کی اور اس فن مین کچھہ ایسی مہارت بہم پہونچائی۔ کہ خود امام صاحب اون کے مداح تہے۔

دربار خلافت سے تعلقات ۔ دربار بغداد سے بہی ذو النون کو تعلق تہا۔ مگر نہایت سادگی سے۔ وزیر اعظم فتح بن خاقان اور خلیفہ زادہ عبد اللہ بن معتز بڑی عزت کرتے تہے۔ اور جب کبہی مجلس مین آجاتے تو خلیفہ متوکل خود انکی تعظیم کرتے۔ بٹھاتے۔ وعظ سنتے۔ اور روتے۔ ایک مرتبہ لوگون نے اونکی بدگوئی کی۔ خلیفہ نے اونہین مصر سے بلوا بہیجا۔ دربار مین آئے تو کچھہ نہ درگذاشت نہین ہوئی۔ لیکن جب انہون نے سر مجلس ان بعض الظن اثم [1] کی تفسیر ایک دلگیر پیرایہ مین بیان مین بیان کرنا شروع کی تو خلیفہ بے اختیار ہوکر رونے لگا۔ [2]

فضل و کمال یہہ عجیب بات ہے کہ ذو النون کے فضل وکمال کا ہر طبقہ معترف ہے۔ محدثین انکو شیخ الحدیث لکہتے ہین۔ اور موطا کے رواۃ مین اون کو شمار کرتے ہین۔ شعراء اونکو مخضرمین کا ہمپایہ سمجہتے ہین [3] اہل تصوف طبقہ اول مین اونہین جگہ دیتے ہین [4] اور فلاسفہ کیمیا اون کی نسبت لکہتے ہین کہ لہ آثار خصومۃ فی الصنعۃ وعمل الراس [5] والا کسیر التام۔

مزاج اور صورت و شکل : مزاج بہت سادہ تہا۔ تمکنت نام کو بہی نہ تہی کسی کام مین عذر نہ تہا اور بے کسون کی حاجت روائی اپنا فرض سمجہتے تہے نحیف الجثہ تہے۔ دبلا پتلا بدن تہا۔ رنگ گورا سرخی مائل تہا۔ ڈاڑہی سفید نہ تہی

آثار قدیمہ ۔ ذو النون کو آثار قدیمہ دریافت کرنے اور اس کے رموز حل کرنے کا بڑا شوق تہا مصر کے قدیم خط ہیرو غلیف سے بہی اونکو واقفیت تہی۔ اور ہیرو غلائی کتابے روزمرہ اکثر پڑہتے۔ اور اوس کے معانی حل کرتے تہے [6]

[1] بعض بدگمانیان گناہ ہین ۔ ۱۲ [2] ابن خلکان جلد ا ص ۱۰۱ و نحاضرات ص ۲۷ [3] مصر کے نامور فاضل نقیب الاشراف سید توفیق آفندی نے ذو النون کے بہت سے اشعار نقل کئے ہین۔
[4] جواہر العلوم ص ۴۳ [5] کتاب الفہرست طبع [illegible] [6] خطاط و آثار مقریزی جلد اول ذکر عجائب و برابی۔ ص ۳۹ و ص ۴۰ +

تصوف صاحب جواہر العلوم لکہتے ہین کہ تصوف مین اسرافیل مغربی سے تعلیم پائی تہی۔ لیکن ابن خلکان شقران زاہد کو انکا شیخ طریقت بتاتے ہین اوس زمانہ تک پیری و مریدی رسم نہین سمجہی جاتی تہی۔ ارادتمند خاص طور پر اخلاقی تعلیم حاصل کیا کرتے تہے۔ اکثر صاحب استعداد مرد اور عورتین ذو النون کی گرویدہ تہین سہل بن عبد اللہ تستری اور رابعہ عدویہ کو خاص عقیدت تہی خلیفہ متوکل پر جب کسی مذہبی تقریر کا اثر ہوتا۔ ذو النون کو یاد کرتے [1]

کیمیا کا شوق ۔ ذو النون کو خالد بن یزید کی صحیفہ صغیر و صحیفہ کبیر دیکھہ کر کیمیا کا شوق ہوا۔ اور جابر بن حیان کے مقالات عشر سے (جس مین جابر نے فن کیمیا متعلق فیثاغورس سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو۔ ارسنجالس۔ ارکاغانیس۔ اموریس۔ دیمقراطیس وغیرہ کی غلطیون کی تصحیح کرکے آخر مین خود اپنی رائے تفصیل کے ساتہہ بیان کی ہے) اس فن مین بڑی مدد ملی۔ اور انہین کتابون کی اعانت سے حکماء سابقین کی تقلید سے آزاد ہو کر تجربہ پر اس فن کی بنیاد ڈالی۔

اجتہاد اور رائین ۔ ذو النون کی کیمیا کا مدار خود انکے تجربہ اور اجتہاد پر ہے انکے نزدیک اعمال کیمیا کو افلاک سے بڑا تعلق ہے لیکن اونکی رائے مین فلک کے یہ معنی نہین ہین جو آجکل مشہور ہین وہ کواکب کے اوس مدار کو فلک کہتے ہین جو طبائع اور عناصر کے طرح طرح کے تغیرات و انقلابات کی آخری حد ہو۔ افلاک کو عناصر کا آخری تغیر اس لئے کہتے ہین کہ عناصر مین تدریجی ترقی ہوتی ہے ارضیت سے مائیت مین۔ مائیت سے ہوائیت اور پہر ناریت مین لیکن نہایت اتصال سے جسمین ہر ایک جسم بالقوہ مستعد ہو کر صعود خواہ ہو طبع کے ذریعہ سے جسم مشتعل مین مستحیل ہو جائے جیسے صعود سے جن اجسام کا استحالہ ہوگا۔ اون مین لطافت زیادہ ہوگی اور افلاک تک پہنچ کر یہ استحالہ ختم ہو جائیگا خود افلاک کسی جسم مین مستحیل نہین ہو سکتے۔

آجکل کے مذاق کے مطابق استحالہ کی کیفیت یون سمجہنی چاہیئے کہ مثلاً پانی ایک ظرف مین رکہا ہو حرارت کا درجہ اگر تحت الصفر پہنچ گیا تو وہی جاری پانی ایک جسم جامد (یعنی برف) مین مستحیل ہو جائیگا اور اگر حرارت بڑہتے بڑہتے سو درجہ سے تجاوز کر گئی تو بخارات پیدا ہونگے اور پانی کی گیس (غاز) بن جائیگی اگر اس گیس کی تحلیل ہو تو ایک ایسا جزو محترق مل سکتا ہے جو لیمپ مین پیٹرول (مٹی کے تیل) کی طرح روشن ہو جائیگا بڑے بڑے شہرون مین سڑکون پر اسی ہوا کے گیس کی روشنی ہوتی ہے۔ جو دراصل ہیڈروجن یعنی وہ جزو جس سے پانی کی تولید ہوا کرتی ہے۔

بڑی بات یہ معلوم کی کہ ہوا مین کوئی چیز ایسی ہے جس سے شعلے نکلتے ہین سانس پیدا ہوتی ہے اور وہ نہ صرف کرہ ہوا مین ہے بلکہ نیز آب مین بہی اوس کا وجود ممکن ہے یہ رائے نہایت اہمیت رکہتی تہی اور بعد مین اہل یوروپ کو [illegible] قایرایر [illegible] کے دریافت

[1] ابن خلکان جلد اول ص ۱۰۱ [2] اجتہاد کی پوری بحث علم الکیمیا سے ماخوذ ہے ۔ ۱۲

مین ذو النون کی ہی رائے سے مدد ملی۔

ذو النون کی رائے مین سونا مرکب ہے اور اوسکے اجزاء ترکیبی مین زیادہ تر زرد جزو کو دخل ہے [1] ایک تو لطیف پارہ دوسرے صاف رنگ کی گندہک لیکن یہ رائے ذو النون کی نہین جابر بن حیان کی ہے۔ ذو النون نے اس طریقہ مین محض جابر کی پیروی کی ہی بہر حال کسی کی رائے ہو صحیح رائے ہے پہلے اہل یوروپ اسکے قائل نہ تہے لیکن اب فرانس کی کیمیکل سوسائٹی نے مان لیا ہے کہ سونا مرکب ہے بسیط نہین ہے۔

انکشافات ۔ کیمیا کے متعلق ذو النون نے بہت سی باتین دریافت کین جن مین بعض باتین موجودہ کیمسٹری کی جان ہین۔ برودت اور حرارت کی مقدار کا مسئلہ پہلے غیر مشخص تہا ذو النون نے دریافت کیا کہ حرارت کی کمی یا زیادتی سے جب کوئی ذریعہ مل سکے گا فوراً اون جسمونکی تعداد بڑہ جائیگی جنمین فعلاً استحالہ ممکن ہے اور یہ طریق پر ہو سکتا ہے کہ فلزات صلبہ سیال بنالی جائین [2] اون دنون یہ ایک معرکۃ الآراء بات تہی لیکن اب ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ لوہا یا پلاٹینم (امریکن سلور) جیسی سخت دہاتین بہی ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار درجہ تک کی حرارت سے پگہل سکتی ہین۔ اور آزوت و آکسیجن کا پگہلانا بہی درجات حرارت تحت الصفر کم کرنے سے ممکن ہے۔ ذو النون کی رائے مین ہوا کو پانی کی صورت مین لاسکتے ہین [3] اور سخت و صلب بہی بنا سکتے ہین مگر اسکا کوئی قاعدہ اونہون نے نہین لکہا۔ یا لکہا ہو تو ہمین معلوم نہین آجکل اسکا قاعدہ یہ کہ ہوا سیال بنانا چاہو تو آزوت کے ۱۱۸ درجہ تحت الصفر سے کم آکسیجن کیلئے ۱۴۶ درجہ سے کم اور ہیڈروجن کیلئے ۲۴۴ درجہ سے حرارت کم کر دینی چاہیئے اور ٹہوس ہوا بنانے کے لئے ہر تامیٹر سنٹیگراد سے فوق الصفر ہونا چاہیئے۔

ذو النون کو معلوم تہا کہ ہوا مین ایک ایسی کیفیت موجود ہے جس سے نباتات کو نشو و نما مین اور حیوانات کو زندگی مین مدد ملتی ہے۔ ہوا مین جبتک یہ کیفیت بقدر معتد بہ رہتی ہے اوسکا وزن گران ہونا چاہیئے اور جب کم ہو جاتی ہے تو ہوا کو ہلکا ہو جانا چاہیئے [4] ذو النون نے نوین صدی عیسوی کے شروع مین اس مسئلہ کو دریافت کیا تہا اور اسی انکشاف کی بنا پر سترہوین صدی مین جان مئو صاحب نے دریافت کیا کہ ہوا کی یہ دونون کیفیتین آکسیجن اور نائیٹروجن ہین بہاری آکسیجن اور ہلکا نائیٹروجن۔

تصنیف و تالیف ۔ فن کیمیا مین ذو النون نے بہت سی کتابین لکہی تہین جنمین سے اب اکثر کا نام و نشان مفقود ہے۔ ۳۷۷ھ تک بغداد مین بہت کتابین موجود تہین جنمین دو کتابیں رکن اکبر۔ اور کتاب الثقہ کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے بہی کیا ہے [5]

وفات ۔ ذو النون نے ذیقعدہ سن ۲۴۵ ہجری مین وفات پائی بغداد مین جب خبر پہونچی تو اہل علم نہایت متاسف

[1] علم الکیمیا الحدیث للشیخ عبد القادر العمادی ص ۱۳۱ ذو النون نے سونے کو یہان لکہا ہے آفتاب لکہا ہے اور جابر بہی لکہتے ہین۔ محرم کے الندوہ ص ۱۴ کے حاشیہ مین چاندی لفظ آفتاب بنایا گیا ہے۔ لیکن یاد رکہنا چاہیئے یہ حاشیہ صاحب مطبع کا ہے [2] علم الکیمیا ص ۱۷ [3] ملاحظہ ہو علم الکیمیا الحدیث ص ۲۸ [4] علم الکیمیا ص ۱۲ ۔

الحکم روزانہ کردیا جائیگا

الحکم کو جاری ہوئے نوان سال گذر رہا ہے اس عرصہ مین اسنے قوم کی جو کچھ بہلی یا بُری خدمت کی ہے وہ **حق شناس** قوم کے سمجھدار اور دقیقہ رس افراد سے مخفی نہین مین اس خدمت کو اپنی کسی **قابلیت** اور **دانش** کا نتیجہ نہین سمجھتا **حاشا! وکلا!!**

یہہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس پاک خدمت کا ہی نتیجہ ہے جو مینے اللہ تعالےٰ کی تائید اور توفیق سے اختیار کی - کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو **آفاق** اور زمین کے کنارون تک پہونچانے کا خود مولیٰ کریم وعدہ کرچکا تہا پس جو شخص اس سلسلہ اشاعت تبلیغ مین حصہ لیتا ضرور تہا کہ اللہ تعالےٰ خود اس کا تکفل فرماتا اور اسکی تائید کے لئے سعید الفطرت دلون مین القا کرتا +

جسوقت الحکم جاری کیا گیا تہا - یعنے ۱۸۹۷ء مین وہ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادعاء مسیحیت کا ابتدائی زمانہ تہا - جماعت قلیل اور اس مین اخبار اور اسکی ضرورت سے آشنا بہت ہی کم - میرا ذاتی رسوخ اور بہی کم - ایسی حالت مین جس قسم کے مشکلات اور ابتلاؤن نے مجہے مختلف اوقات مین دہمکیان دین وہ الحکم کی **تاریخ** مین یادگار رہین گے - اور جو لوگ اسکو یوم اجرا سے آجتک پڑہتے چلے آئے ہین - وہ ان سے ناواقف نہین - اللہ تعالےٰ کے **فضل** نے میری **دستگیری** کی اور محض اپنے برگزیدہ رسولؐ کے طفیل اس پودہ کو سرسبز کیا جس سے قوم نے اور مینے وہ **ثمرات** کہائے جو

تؤتی اکلھا کل حین

کے مصداق ہین + ہزارون ہزار روحون نے الحکم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے اس قایم کردہ سلسلہ کی حقانیت اور صداقت پر اطلاع پائی - اور ہزارون ہزار نے ان **کلمات طیبات** کے ذریعہ جو اس مین شایع ہوتے ہین اپنی بہت سی کمزوریون کی اصلاح کی +

غرض

الحکم نے قوم مین **اخبار بینی** کے **مذاق** کو یہانتک پیدا کیا کہ سب قوم اخبار کے بغیر رہ نہ سکتی اور یا تو ایک اخبار بہی نہ تہا اور یا اب خدا کے فضل سے دو ہفتہ وار اور ایک ماہواری رسالہ شایع ہو رہا ہے اور قوم ان سب کے اخراجات کو بڑی خوشی سے برداشت کر رہی ہے + مین جب **قوم** مین اخباری مذاق کی اسقدر **ترقی** کو دیکہتا ہون تو مجہے سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اسلئے کہ اس **مذاق** کو پیدا کرنے مین جہانتک اسباب کو تعلق ہے اس حد تک **الحکم** کو **سابق** اور **اوّل** ہونے کا فخر حاصل ہے - گو مین اپنی سمجہ اور عقل اور تجربہ کے موافق کہلے الفاظ مین کہونگا - کہ جس منزل اور مقام تک اس **مذاق** کو پہونچنا چاہیئے - ابہی اس سے بہت دور ہے + اخبار بینی کے مذاق کے ساتہہ **اخبار نویسی** کا مذاق بہی ہونا ضروری ہے جسکی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ بہی پیدا کرہی دیگا -

المختصر

اخبار ایک زبردست طاقت ہے اور قومی ترقی اور حقوق قوم کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور میری اپنی رائے اور خیال مین **ہماری قوم** ہی ایک **قوم** جسکو اخبار کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ اٹہانا چاہیئے اور اسی قوم مین اصل **وقعت** اور **عظمت** اخبار کی پیدا ہونی چاہیئے - کیونکہ اس قوم کے اغراض اور مقاصد دوسری قومون کے برخلاف بالکل الگ اور جدا ہین -

وہ پولیٹکل (ملکی) معاملات سے بالکل جُدا رہ کر اس **مقصد** کو حاصل کرنا چاہتی ہے جو آفرینش انسان کی اصل **غایت** اور **مقصود** ہے اور جو انسانیت کا **خاصہ** اور **منشاء** ہے اور جس **مقصد عظیم** کو قایم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ بندہ

مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے نام سے بہیجا ہے جو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل راستبازون اور مرسلون **کا موعود** ہے - پس جس عظیم الشان انسان کا زمانہ ہم نے پایا ہے اور خدا کے فضل نے ہمین اس تک پہونچا ہی دیا ہے پہر ہماری کسقدر **بدقسمتی** اور **محرومی** ہوگی اگر ہم اس سے تعلق رکہہ کر بہی اس سے دور اور اس کے مقاصد و اغراض سے ناواقف اور ناآشنا ہون ؟

اگر

ہم **وجود** پاک اور اس کے کلمات کی قدر کرلے ہین تو ناممکن ہے کہ ہم **اخبار** ضرورت کو انسانی حوائج اور ضروریات سے بڑہ کر اور مقدم سمجہ لین - اس صورت اور حالت پر غور اور غور کرکے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ اخبار

ہماری ستہ ضروریات کو سبعہ ضروریات

بنادینے والا ہو - اور جیسے اسکی روزانہ ضرورت ہے ویسے ہی زندگی کا جزو لاینفک ہو کر اسکی بہی

روزانہ ضرورت ہی

اسی غرض اور مقصد کو مدنظر رکہکر مینے محض خدا تعالےٰ کے فضل وکرم پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے الحکم کا ایک

روزانہ اڈیشن

شایع ہو - مین جانتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ اخبار کے روزانہ ہونے کی صورت مین کسقدر **محنت** کسقدر **اخراجات** کا بوجہ مجہہ پر پڑیگا اور مین اس سے بہی ناواقف نہین کہ ہفتہ وار کی صورت مین بہی آئے دن توقف وتعویق کے عذر بقایا داران کے نام نوٹس اور مالی مشکلات کی شکایات کا ایک سلسلہ چلا جاتا ہے تو **روزانہ** کردینے کی صورت مین ان مشکلات اور عذرات سے رہائی کیونکر ہوگی ؟ سمجہدار اور نکتہ رس بزرگ کہین گے کہ اس سے تو بہتر ہے کہ **ہفتہ وار** ہی کو باقاعدہ اور وقت پر نکالا جاوے مین ان تمام **اعتراضات** کو **تسلیم** کرتا ہون اور انہین مضبوط پاتا ہون لیکن مین ایسی صورت پیش کرتا ہون جو ناظرین اور سرپرستان الحکم کے لئے تسلی کا موجب ہوگی - اور وہ یہ ہے کہ مین اس کام کو **امتحاناً** کرنا چاہتا ہون اور **عالم السر والخفی** میری **نیت** کو دیکہتا ہے کہ وہ کیسی ہے +

اگر قوم اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے اگر وہ اپنی روحانی ضروریات کو دینوی ضروریات پر مقدم کرسکتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے تو کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ **روزانہ** کے اجرا مین مجہے مایوسی اور ناکامی ہو - لیکن اگر قوم نے توجہ نہ کی اور اس نے اپنی جسمانی ضروریات کے بیسیون اور بعض صورتون مین صدہا روپیہ ماہوار کے اخراجات کیساتہہ اپنی اخلاقی اور روحانی بہلائی اور **غذائے روح** کے لئے **دو روپیہ** ماہوار نثار کرنے کی بہی جرأت نکی تو البتہ مجہے اس ارادہ سے باز آکر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا - روزانہ کے **اجرا** مین میرا **قوم** کے ساتہہ سب سے پہلا **معاہدہ** یہہ ہوگا کہ **روزانہ** کے لئے ایک **حبّہ** بہی انشاء اللہ العزیز کسی سے

پیشگی نہ لونگا

اور اگر کوئی پرچہ کسی وجہ سے شایع نہو سکے گا تو اسکی قیمت بہی

مجرا نہ لیجاویگی

ایسی صورت مین آپ اندازہ کرسکتے ہین کہ اس روزانہ کے اجرا کے لئے مین کس **محنت** اور **جانفشانی** سے سعی کرونگا ہان اس مین برکت ڈالنا اور **توفیق عطا** کرنا یہہ میرے اختیار سے باہر ہے یہہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم پر موقوف ہے اگر مجہے یہہ توفیق مل گئی تو مین اپنے لئے بڑا **خوش قسمت** سمجہونگا اگر ابہی موقع نہین آیا تو خدا تعالےٰ کے فضل کے وقت کا انتظار کرون گا - جب تک وہ چاہے اور راہ کہولے -

بہرحال

اگر مین زندہ رہا اور خدا تعالےٰ کے فضل وکرم نے میری مدد کی تو جنوری **۱۹۰۶ء** سے مین انشاء اللہ العزیز الحکم کو

روزانہ کرکے

دیکہہ لونگا + اب مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس روزانہ اخبار کی صورت کیا ہوگی ؟ سردست یہہ روزانہ الحکم کی موجودہ تقطیع کے ½ سایز کے آٹہ صفحون پر شایع ہوگا جسکے مضامین کی تقسیم یہہ ہوگی -

۱ - حضرت اقدس کی ڈائری یعنے روزانہ حالات اور آپ کے کلمات طیبات - روزانہ الہامات (اگر ہون)

۲ - قومی ضرورتون پر چہوٹے چہوٹے نوٹ اور مناسب آرٹکل -

۳ - روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹس - (یاد رہے کہ یہ نوٹ ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ خود لکہا کریگا - اور الحکم کے ناظرین سمجہ چکے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اسے ان نوٹس کی ترتیب کا ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے وللہ الحمد -)

۴ - سلسلہ عالیہ کی روزانہ خبرین -

۵ - متفرق مضامین -

مضامین کی یہ ترتیب ہمیشہ قایم رکہنے کی کوشش کی جاویگی - حضرت اقدس کے روزانہ حالات اور کلمات اور الہامات کو سب سے مقدم کیا جاویگا اگر کسی دن سارے اخبار مین یہی مضمون آسکے گا تو باقی مضامین ملتوی کئے جائین گے -

روزانہ الحکم کی اشاعت ہفتہ وار الحکم کی اشاعت مین کوئی فرق پیدا نہ کرے گی بلکہ وہ بدستور شایع ہوتا رہیگا ہان ان لوگون کی سہولت اور آسانی کے لئے جو روزانہ نہ خرید سکین لیکن ہفتہ مین دو بار یا تین بار یا ہفتہ وار روزانہ کا مجموعہ لینا چاہین خاص انتظام بہی کیا جاویگا انشاء اللہ

مگر

یہہ یاد رہے کہ روزانہ کا اجراء فی الحال مشروط ہوگا کم از کم **ایک سو** درخواستون کے آجانے پر -

اور جب تک ۶۰۰ خریدار نہ ہو جاوین روزانہ کی قیمت عنا ماہوار ہوگی جو ہر مہینہ کے ختم ہونے پر دوسرے مہینے کے شروع مین بذریعہ قیمت طلب وصول کیجائیگی گویا اخبار کی قیمت بشرح مابعد لی جائیگی - اخبار پہلے دیا جائیگا قیمت پیچھے وصول ہوگی - جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین آنسے ع۱۲ اور دو بار لینے والون سی ع۸ سالانہ لیا جاویگا اور روزانہ کے ہفتہ وار مجموعہ کی قیمت سالانہ ملٔے ہوگی - لیکن ۶۰۰ خریدارون کے بعد قیمت مہ سالانہ اور للعہ اور مہ سالانہ علی الترتیب کردیجاویگی - جمعہ کا اخبار کبھی شایع نہ ہوگا - اور سال کے آخری ہفتہ کی رخصت ہوا کرے گی ۔

پس

جو صاحب دل سے اس روزانہ کے اجرا کے خواہشمند ہین اور حضرت حجۃ الاسلام علیہ الصلٰوۃ والسلام کے کلمات طیبات کے خواہشمند ہین وہ اس وقت اپنی درخواستین بھیجکر میری حوصلہ افزائی کرین کیونکہ روزانہ کے اجرا کے انتظام کے لئے ایک مہینہ پہلے سے کام شروع ہوگا - اسلئے اگر ۱۵ - دسمبر تک بہی سو درخواستین آگئیں تو مین یکم جنوری سے انشاء اللہ اسے شروع کردونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ختم کرنے سے پہلے مین اپنے محترم مخدوم مولوی عبدالرحیم صاحب میرٹھی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون جنہون نے میرے اس ارادے اور تجویز کی پرزور الفاظ مین تائید کی اور

پانچ خریدارون

کی درخواست کی - اب گویا ۹۵ ہی درخواستین اجرا کے لئے ضروری ہین ۔

راقم

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

قادیان دارالامان

۱۱ ستمبر قبل دوپہر

فرمایا

یہہ بہی غنیمت ہے کہ انسان اسجگہ کی صحبت کو غنیمت سمجھے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہان آنے یا رہنے سے دنیاوی کاروبار مین ہرج ہوگا وہ بیمار ہے - اسے اس بیماری کا علاج کرنا چاہیے دنیا کے کام تو کبھی ختم نہین ہوتے اور نہ ہو سکتے ہین جبتک خود انسان خدا سے توفیق پاکر ان کا خاتمہ نکردے ۔

ابہی ہماری جماعت کو سمجھنے کے لئے بہت سی باتین ہین رفتہ رفتہ تحریک ہوتی ہے کسی مجمع مین کوئی تحریک ہوگئی اور کسی مین کوئی ۔ اس لئے جب تک یہان انسان ایک عرصہ تک نرہے یا کثرت کے ساتھ نہ آتا رہے کم فائدہ ہوتا ہے - اور یہ بڑی خامی اور بیقدری ہوتی ہے اور سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے جب ایک شخص سلسلہ مین داخل ہوتا ہے اور وہ توجہ کے ساتھ ان مسائل پر جو ہم پیش کرتے ہین نظر نہین کرتا اور پھر اگر اس سے کوئی سوال کرتا ہے تو اسے چپ ہونا پڑتا ہے - اسلئے ضروری ہے کہ ہماری کتابون کو غور سے پڑہین اور فکر کرین اور یہان رہین اور ان ایام کی قدر کرین ۔

جو لوگ اس سلسلہ مین داخل ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ کیا یہہ دن وہ نہین ہین جنکے لئے بہت سے سعید لوگ حسرت کرتے چلے گئے ہین اور یہ امور کتابون مین درج ہین کہ کسطرح ہزارون رو چلیز اس آرزو مین اس دنیا سے رخصت ہوئین کہ وہ **مسیح موعود** کے زمانہ کو پالیتین ۔

مگر اس زمانہ کے لوگ جس طرح پر ان ایام کی قدر نہین کرتے اور مخالفت سے پیش آتے ہین کیا تعجب اگر وہ یہہ زمانہ پاتے تو وہ سیر ہو جاتے ۔

اسیطرح پر آجکل لوگ کہا کرتے ہین کہ اگر ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوتے تو ہم اسطرح خدمت کرتے اور یہہ اخلاص دکہاتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے لیکن سچ یہی ہے کہ اگر یہہ لوگ اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہی وہی سلوک کرتے جو آجکل ہمارے ساتھ کر رہے ہین - زمانہ کی معاصرت بہی ایک روک ہے اس سے لوگون کے دل تنگ ہو جاتے ہین یہہ بہی ایک رنگ کا ابتلا ہے ۔

ذوالنون مصری ایک باکمال شخص تہا اور اسکی شہرت باہر دور دور پہونچی ہوئی تہی ایک شخص اسکے کمال کو سنکر اس سے ملنے کے واسطے گیا - اور گہر پر جاکر اسے پکارا تو اسکو جواب ملا کہ خدا جانے کہان ہے نہین بازار مین ہوگا وہ جب بازار مین ان کی تلاش کرتا ہؤا پہونچا تو وہ بازار مین معمولی طور پر سادگی سے کچھ سودا خرید رہا تہا سلوگون سے پوچھا تو انہون نے بتایا کہ وہ **ذوالنون** ہے اسنے دیکہا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے معمولی سا لباس ہے چہرہ پر کچھ وجاہت نہین معمولی آدمیون کی طرح بازار مین کہڑا ہے اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے ذوالنون نے اسکو کہا کہ تو کس لئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے ذوالنون نے اسکے مافی الضمیر کو دیکھ لیا اسلئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجھے کچھ دکہائی نہین دیتا ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکہی جاوے کہتے ہین لقمان بہی سیاہ منظر تہے - یہی وجہ ہے جو لکہا ہے کہ اللہ تعالٰے کے بندون اور برگزیدون کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ امین بشریت ہوتی ہے اور انکے پاس جانے والے لوگون مین سے اکثر ایسے ہی ہوتے ہین جو اپنے دل مین اسکی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہین لیکن جب اسکے پاس جاتے ہین تو وہ اسکے برخلاف پاتے ہین جس سے بعض اوقات وہ ٹہوکر کہاتے ہین اور انکے اخلاص اور ارادت مین فرق آجاتا ہے اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہول کر بیان کردیا - کہ قل انما انا بشر مثلکم ۔

یعنے کہدو کہ بے شک مین تمہارے جیسا ایک انسان ہون - یہہ اسلئے کہ وہ لوگ اعتراض کرتے تہے وقالوا مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق اور انہون نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارون مین بہی چلتا پہرتا ہے - انکو آخر یہی جواب دیا گیا کہ یہہ بہی ایک بشر ہے اور بشری حوائج اسکے ساتھ ہین اس سے پہلے جسقدر نبی اور رسول آئے وہ بہی بشر ہی تہے ۔

یہ بات انہون نے بنظر استخفاف کہی تہی - وہ جانتے تہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی بازارون مین عموماً سودا سلف خرید اکرتے تہے - انکے دلون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ تہا وہ تو نری بشریت تہی جس چیز کہانا - پینا - سونا - چلنا پہرنا وغیرہ تمام امور لوازم بشریت کے موجود تہے - اسواسطے ان لوگون نے رد کردیا - یہہ مشکل اسلئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ اپنے دل سے ہی ایک خیالی تصویر بنا لیتے ہین کہ نبی ایسا ہونا چاہیے سو چونکہ اس تصویر کے موافق وہ اسے نہین پاتے اس لحاظ سے ٹہوکر کہاتے ہین - یہ مرض یہان تک ترقی کر گیا ہے کہ بعض شیعون کا ائمہ کی نسبت خیال ہے کہ وہ منہ سے نہین پیدا ہوئے تہے - لیکن یہ باتین ایسی ہین کہ ایک عقلمند انکو کبہی قبول نہین کر سکتا بلکہ ہنسی کرتا ہے اصل یہ ہے کہ جو شخص گذر جاوے اسکی نسبت جو چاہو تجویز کرلو کہ وہ آسمان سے اترا تہا یا منہ کے راستہ پیدا ہوا تہا - لیکن جو موجود ہین انمین بشری کمزوریان موجود ہین وہ روتا بہی ہے کہاتا بہی ہے اور پیتا بہی ہے غرض ہر قسم کی بشری .... ضرورتون اور کمزوریون کو اپنے اندر رکہتا ہے اسکو دیکھ کر ان لوگون کو جو انبیاء ورسل کی حقیقت سے واقف ہوتے ہین گہبراہٹ پیدا ہوتی ہے یہی وجہ تہی جو اللہ تعالٰے کو انکے اس قسم کے اعتراضون کا رد کرنا پڑا - اور قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ - کہنا پڑا - یعنے مجھ مین بشریت کے سوا جو امر تمہارے اور میرے درمیان خارق اور مابہ الامتیاز ہے - وہ یہ ہے کہ مجھ پر اللہ تعالٰے کی وحی آتی ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین یہہ اعتراض بہی منقول ہوا ہے کہ یہ تو بیویان کرتا ہے اسکے جواب مین بہی اللہ تعالٰے نے یہی فرمایا ہے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہین جو بیوی نرکہتا ہو ۔ غرض ایسی باتون سے دہوکا نہین کہانا چاہیئے ۔

اسیطرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت انکے دل مین بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہین - اکثر دیکہا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لیکر واپس نہین آتے ہین - بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بہی گئے گذرے ہو جاتے ہین ؎

سہل ہست رفتن بہ ارادت
مشکل ہست آمدن بہ ارادت

واپس آکر انکے اخلاق مین کوئی نمایان تبدیلی نہین ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھ الٹی تبدیلی ہو جاتی ہے وہ جانیسے پہلے سمجھتے ہین کہ خانہ کعبہ مین ایک عظیم الشان تجلّی نور کی ہوگی اور وہان سے انوار وبرکات نکلتے ہونگے اور وہان فرشتون کی آبادی ہوگی لیکن جب وہان جاتے ہین تو کیا دیکھتے ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ خانہ کعبہ جسکی تصویر انہون نے اپنے خیال اور ذہن سے کچھ اور ہی قسم کی تجویز کی تہی وہ محض ایک کوٹہا ہے اور اسکے ہمسایہ مین جو لوگ رہتے ہین انمین بعض جرائم پیشہ بہی ہین وہ دنگہ فساد بہی کر لیتے ہین اور اکثر انمین ایسے مفسد طبع دیکھے جاتے ہین کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہین دیکھکر مرتد ہو جاتے ہین ۔ ایسے لوگون کو دیکھکر وہ نتیجہ نکال لیتے ہین

کی ساری آبادی کا یہی حال ہے اور کل عرب ایسے ہی ہین اور اسطرح پر انکے دل مین کئی قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہین کیونکہ نہ وہان وہ تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہین جو انہون نے بطور خود تجویز کر لی تہی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہین اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہین اسیوجہ سے وہ ٹہوکر کہاتے ہین - یہ انکی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجہ لیتے ہین اس مین خانہ کعبہ کا کیا قصور! یہہ کوئی ضروری امر نہین ہے کہ خانہ کعبہ مین سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہون - خانہ کعبہ نے اس وقت بہی تو گذارہ کر ہی لیا تہا - جب اسکے چارون طرف بت پرست ہی بت پرست رہتے تہے اور خود خانہ کعبہ بتون سے بہرا ہوا تہا -

اس مین کچہہ بہی شک نہین کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی مین کوئی کلام اور شبہ نہین - پہلی کتابون مین بہی اسکی بزرگی کا ذکر ہے مگر یہہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکہہ سے نظر نہین آسکتے اسکے لیئے دوسری آنکہہ کی حاجت ہے اگر وہ آنکہہ کہلی ہو تو یقیناً انسان دیکہہ لیگا کہ خانہ کعبہ مین کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہین -

ایک زمانہ تہا کہ وہ بتون سے بہرا ہوا تہا اور اسکے زائرین مین ابو جہل جیسے شریر تہے پہر انسے مقابلہ کرکے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہین شرمندہ ہونا پڑتا - کیونکہ اگر غور سے دیکہا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار مین رہتے ہین عوام سے ہزارہا درجہ اچہے ہین اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے حقیقت مین کثرت کے ساتہہ امین نیک اور اچہے لوگ ہین اور انکو دیکہہ کر آدمی سمجہہ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے انکو بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے -

یہہ تو قانون قدرت ہی نہین کہ دنیا مین اگر فرشتے آباد ہون پہر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے - انسانیت کے لازم حال **زلات** تو ضرور ہین - پس مکہ مین جب انسان آباد ہین تو انکی کمزوریون پر نظر کرکے مکہ کو بدنام کرنا یا اسکی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے - سچ یہی ہے کہ کعبہ کی بزرگی اور نورانیت دوسری آنکہون سے دیکہی جاتی ہے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے - ؎

بیت المقدس درون پر ز تاب
کردہ دیوار بیرون خراب

اولیاء اللہ کی بہی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان مین تکلفات نہین ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہین -

انکے لباس اور دوسرے امور مین کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہین ہوتا - مگر اسوقت اگر پیرزادون اور مشائخون کو دیکہا جاوے تو انمین بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہین انکا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو - گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدیہ ہی مین سے نہین ہین ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے انکی پوشاک دیکہو تو اس مین خاص قسم کا تکلف ہو گا - نشست برخاست اور ہر قسم کی حرکات مین ایک تکلف ہو گا - یہان تک کہ لوگون سے ملنے جلنے اور کلام مین بہی ایک تکلف ہوتا ہے انکی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف سے ہی وابستہ سمجہتے ہین - برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے -

وما انا من المتکلفین

اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تہے ان کے قول و فعل مین کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تہی - مگر ان کے چلنے پہرنے اور بولنے مین تکلف ہوتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اپنی شریعت جدا ہے جو **اسلام** سے الگ اور مخالف ہے بعض ایسے **پیر** بہی دیکہے گئے ہین جو بالکل **زنانہ لباس** رکہتے ہین یہانتک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتہون مین چوڑیان بہی رکہتے ہین پہر ایسے لوگون کے بہی بہت سے مرید پائے جاتے ہین اگر کوئی انسے پوچہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تہی تو اسکا کوئی جواب انکے پاس نہین ہے - وہ ایک الگ شریعت بنانا چاہتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چہوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہین -

مین یقیناً جانتا ہون کہ اس قسم کی باتین شعائر اسلام مین سے نہین ہین بلکہ ان لوگون نے یہ ابطور رسوم ہندؤن سے لئے ہین اور یہی بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جو ان سے لی گئین ہین جیسے **دم کشی** وغیرہ - سمجہو کہ یہہ **امور اسلام** کے بالکل برخلاف ہین اور ان سے کوئی بہی مطلب اور مراد حاصل نہین ہو سکتی اصل غرض تو انسان کی یہ ہونی چاہیئے تہی کہ دل پاک ہو جاوے - اور ہر قسم کے گند اور ناپاک مواد جو **روح** کو تباہ کرتے ہین دور ہو جاتے - تاکہ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور برکات نازل ہونے لگین اگر یہہ امر حاصل نہین تو پہر نرے تکلفات کو لیکر کیا کرو گے - تمہارا **مقصود** ہمیشہ یہی ہونا چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو دل صاف ہو جاوے اور **عبودیت** کا منشاء اور مقصد پورا ہو - اور خطرناک زہر جو گناہ کی زہر ہے جس سے انسان کی روح ہلاک ہو جاتی ہے اس سے **نجات** ملے اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ ایک صاف اور سچا تعلق پیدا ہو جاوے - مگر یہہ باتین تکلف سے حاصل نہین ہو سکتی ہین ان کے حصول کا ذریعہ تو وہی **اسلام** ہے جس مین سادگی ہے - یقیناً یاد رکہو کہ اسلام مین اللہ تعالےٰ نے ایسی سادگی رکہی ہے کہ اگر دوسری قومون کو اسکی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کرین ایک سچے مسلمان کے لئے کچہہ ضرور نہین کہ ہزار دانہ کی تسبیح اسکے ہاتہہ مین ہو اور اس کے کپڑے بہگوے یا سبز یا اور کسی قسم کے رنگین ہون - اور وہ خدا رسی کے لیئے **دم کشی** کرے یا اور اسی قسم کے حیلے حوالے کرے - اس کے لیئے ان امور کی ہرگز ہرگز ضرورت نہین اس لیئے کہ یہ سب امور زائدہ ہین اور اسلام مین کوئی امر زائد نہین ہوتا ہان یہ سچ ہے کہ **اسلام** چاہتا ہے کہ تم اندرونی طور پر بڑی بڑی ترقیان کرو اور اپنے اندر خصوصیتین پیدا کرو - پیر دنی خصوصیتین نری ریاکاریان ہین اور ان کی غرض بجز اسکے اور کچہہ نہین کہ لوگون پر ظاہر کیا جاوے کہ ہم ایسے ہین اور وہ رجوع کرین - امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیرزادون اور فقیرون کے عجیب عجیب حالات لکہے ہین وہ کہتے ہین کہ افسوس ہے بڑی ابتری پہیل گئی ہے کیونکہ یہہ فقیر جو اس زمانہ مین پائے جاتے ہین وہ **فقیر اللہ** نہین ہین بلکہ **فقیر الخلق** ہین اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون لباس - خور و نوش اور کلام مین حکمت عمل کرتے ہین -

مثلاً کپڑون کے لیئے وہ دیکہتے ہین کہ اگر ہم عام غریبون کی طرح گزی گاڑہے کے کپڑے پہنین تو وہ عزت نہ ہوگی جو امرا سے توقع کی جاتی ہے وہ ہمکو کم حیثیت اور ادنےٰ درجہ کے لوگ سمجہین گے لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہین تو پہر وہ ہمکو کامل دنیادار سمجہہ کر توجہ نہ کرین گے - اور دنیادار ہی قرار دین گے اسلیے اس مین یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلےٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لئے - لیکن انکو رنگ دے لیا - جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے -

اسیطرح حرکات بہی عجیب ہوتی ہین مثلاً جب بیٹہتے ہین تو آنکہین بند کر کے بیٹہتے ہین اور اس حالت مین لب ہل رہے ہین گویا اس عالم ہی مین نہین ہین حالانکہ طبیعت فاسد ہوتی ہے نمازون کا یہ حال ہے کہ بڑے آدمیون سے ملین تو بہت ہی لمبی لمبی پڑہتے ہین - اور بطور خود سر سے ہی نہ پڑہین - ایسا ہی روزون مین عجیب عجیب حالات پیش آتے ہین - مثلاً یہ ظاہر کرنے کے لیئے کہ نفلی روزے ہم رکہتے ہین -

وہ یہہ طریق اختیار کرتے ہین کہ جب کسی امیر کے ہان گئے اور وہان کہانے کا وقت آگیا اور کہانا رکہا گیا تو یہہ کہدیتے ہین کہ **آپ کہائے مجہے کچہہ عذر ہے** - اسکے معنے دوسرے الفاظ مین یہ ہوئے کہ مجہے روزہ ہے اس طرح پر وہ گویا اپنے روزون کو چہپاتے ہین اور دراصل اسطرح پر ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر کرین کہ ہم نفلی روزے رکہتے ہین -

غرض

انہون نے اپنے زمانہ کے فقرا کے اس قسم کے بہت سے گند لکہے ہین اور صاف طور پر لکہا ہے کہ ان مین تکلفات بہت ہی زیادہ ہین - ایسی حالت اس زمانہ مین بہی قریب قریب واقعہ ہو گئی ہے - جو لوگ ان پیرون اور پیرزادون کے حالات سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ یہ قسم کے تکلفات اور ریاکاریون سے کام لیتے ہین - مگر اصل بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور اسی سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے درست کرتا ہے اور اسطرح پر درست کرتا ہے جسطرح پر اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے لیکن جو شخص مخلوق سے ڈرتا اور مخلوق سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق کے لئے درست کرتا ہے - خدا والون کو مخلوق کی پروا نہین ہوتی بلکہ وہ اسے مرے ہوے کیڑے سے بہی کمتر سمجہتے ہین اسلیئے وہ ان بلاؤن مین نہین پہنستے -

(باقی آئندہ)

مُراسلت

(جواب نوٹس مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

مکرم شفیق معظم رفیق مخدوم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ۔ بعد اہدائے تحیت سلام سنت خیر الانام مشہود ضمیر مہر تنویر ہو۔ میں آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار میں جگہ دیکر بڑی کلفتوں سے رہائی بخشی۔ اب مکلف ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی امرتسری نے پرچہ اہل حدیث بابت ۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں میرے نام ارسال کیا ہے جس میں برائے نام اوس مضمون کا بطور **نوٹس** جواب دیا ہے جواب کیا دیا ہے صرف منہ چڑایا ہے مولوی ثناء اللہ نامبردہ کو معلوم ہو کہ میں ایسی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا میں کوئی درویش مکتب نہیں ہوں بفضل خدا ساہوکار ہوں ساہوکار کا بیٹا ہوں بوقت ضرورت جہاں مناسب سمجھونگا روپیہ جمع کرادونگا اور نیز آپکو جتلا دونگا کہ ہر ایک وقت شکار کرنا مشکل ہے آپ تو اپنے کپڑوں سے باہر ہوئے جاتے ہیں اور دعوے مرد میدان بننے کا کرتے ہیں **مولوی صاحب** آپ تو ذرا ذرا سی بات پر ہمارا دل دکھانے کو تیار ہوتے ہیں اور ہم نے تو ابھی تھوڑا سا اشارہ کیا ہے جبپر آپ نے جھٹ پٹ روپیہ گنوانے کی درخواست میرے نام بھیجدی ہے۔ حوصلہ کرو داموں کو رو کیے آخر داموں سے ہی مانگیے مگر آپ التانی من الرحمان پر عمل کرو انشاء اللہ العزیز میں آپ کا پورا حساب دیکر گھر تک پونہچا ونگا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پرچہ ۱۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء میں میاں محمد دین مُطبب سے آپ نے درج کر لیا ہے " کہ نواح تیجہ میں ایک مرزائی مولوی بھاگ گیا کیونکہ اوسنے آپ کو جواب دیا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو پندرہ روز مورچہ بندی کرو تو ہم آئینگے کیوں نہو۔ نہ نو من تیل ہو نہ رادہا ناچے "

مولوی صاحب اب آپ اس آخری فقرہ کو واپس لے لیں کیونکہ آپ نے گمان کیا ہے کہ نہ پانچسو روپیہ جمع کرینگے اور نہ ہمیں اس امر کی جوابدہی کی نوبت پونہچیگی کہ مرزا صاحب نے کہاں رسولخدا کی ہمسری کا دعوی کیا ہے بحکم تعفی ذجل علی نفسہ اپنا فقرہ (نہ نو من تیل ہو نہ رادہا ناچے) ورد زبان کریں اور ساتھ ہی یہ بھی تبلادیں کہ لفظ وہ بھاگا جو آپ نے لکھا ہے سراسر کذب ہے یا نہیں۔ کیا پندرہ روز نہ سہی پانچ روز ہی صحیح سلامت آپ بمقام تیجہ معلوم ٹھہرے پھر ایمان سے بتلاؤ کہ کون بھاگا۔

دوم آپ نے پرچہ اہل حدیث ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء میں درج کیا ہے کہ **پانسو کی عوض پانچ پیسہ ہی دینے کا وعدہ کرے تو ہم اوسکو معیار الاخیار ص۳ سے او دافع البلاء کے** ہر ایک **صفحہ سے دکھادینگے**۔ سو میں نے آپ کو پانسو دینے کا وعدہ کردیا ہے اب آپ دکھاویں مردوں کے بول پورے ہونے چاہئیں برخلاف وعدہ یہہ عذر بدتر از گناہ مبلغات جمع کرائی جائیں تو دکھا ئینگے اب سر پڑی تو پانسو جمع کرانا یاد آیا یہ تو **مشت بعد از جنگ** کا مصداق ہے۔

سوم آپنے اسی پرچہ اہل حدیث ۶ ر اکتوبر ۱۹۰۵ء میں بجواب **مرزا حیرت** صاحب دہلوی تحریر کیا ہے کہ "ہم نے آپکے قومی بھائی (مرزا صاحب قادیانی) کا انعام ایک لاکہ پندرہ ہزار انکے آسمانی نکاح کی تنبول میں جمع کرادیا ہے آپ کا مبلغ پانچسو ہی آپ کی کمپنی میں بغیر حصہ لینے کے جمع کرادینگے "

سو میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ جس بنک گھر میں آپ نے یہ ایک لاکہ ساڑہے پندرہ ہزار جمع کرا دیا ہے اوسی میں میں نے بھی آج کی تاریخ سے پانچسو جمع کرادیا ہے **آپ** وہاں سے اطلاع پاکر ہمارا مطالبہ دکھا دینگے۔ اسکے بعد وہ جمع کرایا آپ کو بالضرور مل جاویگا حوصلہ نہ ہارین۔

چہارم اگر یہہ سب کچھہ آپ کا زبانی جمع خرچ نہیں تو آپ یوں ہی حساب لے سکتے ہیں کہ ایک لاکہ پندرہ ہزار جو ہمارا روپیہ آپنے جمع کرادیا ہے اوس میں سے پانچسو اپنے منظور نظر منشی حبیب اللہ بیوپاری وغیرہ کے پاس جمع کرادیں تاکہ تسکین خاطر حزیں ہو۔ ہماری طرف سے اجازت ہے اور اگر یہ تمام کاروبار آپ کا صرف زبانی جمع خرچ ہے اور **مشعبد صفت کیسہ دوست پاک** ہے اور صرف تمسخر اور استہزاء کو ہتکنڈا بنایا ہے تو میں اس آیت کو ورد زبان کرتا ہوں اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین کیونکہ ہمارے کام کی بنیاد جد پر ہے نہ ہزل پر یہ عمل آپ کا زیر آیت لا یسخر قوم من قوم کفر کی بات ہے

پنجم۔ آپ نے رسالہ الہامات مرزا کے سرورق میں اشتہار دیا ہے کہ **اس رسالہ کا جواب دیں تو مبلغ پانسو روپیہ انعام ان کی پیشکش کیا جاویگا بشرطیکہ منصف مسلم الفریقین انکی حقیت فیصلہ دے محض کسی کتاب کا لکھدینا کافی نہیں**۔ آپ کو بخوبی یاد ہے کہ یہ روپیہ آجتک آپ نے جمع نہیں کرایا کیونکہ مشروط بشرط تھا مگر آپ کے اس عمل سے اس امر کا جواز نکل آیا کہ روپیہ جمع کرانا ضروری نہیں بلکہ التزام مالا یلزم ہے۔ ایسا ہی ہمارا قول ہی مشروط بشرط ہے دوبارہ مطالعہ کرو وعلی ہذا القیاس صرف آپ کا دکھا دینا کافی نہیں بلکہ جب آپ دکھا ئینگے۔ تو ہم پہلے **صوفیہ کرام** اور **اولیاء عظام** اور **انبیاء** علیہم السلام کی تحریر اور تقریر سے اوس کی دلائل و نظائر پیش کرینگے اور نیز متقدمین علماء راسخین مسلم الفریقین کی کتب پر فیصلہ ٹہرا کر انصاف کرائینگے پھر اگر وہ فیصلہ آپ کے حق میں بہتر ہوگا تو بلا عذر و حیلہ آپ کو پانسو معلوم دینیکے ذمہ وار ہونگے اگر مرد میدان ہیں تو دکھلائے اور پانسو کی عوض پانچ پیسہ کیا ایک لاکہ ساڑہے پندرہ ہزار لیجائے بدوں اس کے حرف قتاد ہے اور دعوے بے بنیاد۔

مولوی صاحب آپ کو غور عمیق کرنے کی حاجت نہیں سہل سمجھ سکتے ہیں کہ **مجدد الوقت** کا دعوے **مہدویت** کا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ **امام مہدی۔ مثیل محمد** ہے۔

پس اگر آپ مرزا صاحب کو **امام مہدی** تسلیم کرلیں تو کیا اونکو یہہ حق نہیں پونہچتا کہ وہ خواص جنہیں رسولخدا نے انکی مثلیت بیان فرمائی ہے اپنی ذات پر صادق کرکے دکھائیں۔ کیا آپ اونکو ہمسری و برابری پر محمول کرینگے اگر ایسا کرینگے تو عوام کو سر بسر دہوکا دینگے۔

ہاں اگر آپ انکو امام مہدی نہیں مانتے تو اون کی کتابوں میں جو اس امر کی ثبوت کا ایک بڑا بھاری سلسلہ ہے اوسکو ہموار توڑ کر دکھلائیں پھر میں خود وزن کن کا یا موازنہ کرا لونگا اگر آپ کی تحقیق بہ حقانیت رہیگی تو میں مطیع ہوجاونگا والا کائی بد بر لیش خاوند مارونگا لیکن مجھے امید ہے کہ یہ کام آپ پانچ سال میں بھی پورا کر سکیں گے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ سالہا سال کی کوشش کا **نتیجہ الہامات** وغیرہ آدہ رسالہ ہے جو کوہ کندن و موش بردن کا مصداق ہے۔ پھر میں کس امید پانچ سال تک مبلغ پانچسو روپیہ کی رقم کو بلا نفع قید کردوں۔ جو عقل و نقل کے خلاف ہے۔ میں اس عمل سرتا پا زیان کا مرتکب ہو سکتا۔

اور اگر آپ اسکو ضروری ہی سمجھتے ہیں تو بحساب ساہوکاران اگر فیصدی مبلغ عـــــہ پچیس روپیہ سالانہ منافع کا اندازہ لگایا جائے تو کم سے کم پانچسو کا منافع ۲۲۵ روپیہ بنتا ہے آپ براہ نوازش یہہ روپیہ بطور حرجانہ کسی ساہوکار کے پاس مجھسے پہلے جمع کرادیں تاکہ میرا حرج نہو ما جعل اللہ فی الدین من حرج امر منصوص ہے جس سے آپکے روگردانی نہیں اور نہ میں ہی خلاف قرآن شریف کر سکتا ہوں اور اگر مبلغ ۲۲۵ روپیہ جمع کرانا آپ حرج سمجھتے ہیں تو پھر آپ دلائل مثلیت و مہدویت اور اون کے مقدمات کو سلسلہ وار تردید کرکے دکھلائیں اگر آپ اپنے مقصود پر پہونچ گئے تو پانچسو روپیہ کیا چیز ہے جسکو سنکر آپ کے منہ میں پانی بھر آیا اور لالچ پیدا ہو گیا ہے میں اور میرا خاندان اور جان مال سب کچھہ آپ پر فدا ہوگا۔ والا نہ حسرت بر حسرت تو آپ کے لاحق حال یقینی ہے بس دیر نہ کیجیے اور وہی حلف جو جناب مرزا صاحب سے آپ نے تلقی کی ہے ورد زبان کریں یعنے لعنت اللہ علی من تخلف جو اس سے ہٹے اوسپر خدا کی لعنت بالضرور مبلغ ۲۲۵ روپیہ اپنے رفیق ساکن تیجہ خورد یا کسی مہاجن کے پاس جمع کرادیں اور پھر مجھسے روپیہ رکھوانے کے خواستگار ہوں۔

اور یہ جو کہا کہ **کسی معتبر آدمی کو منصف مقرر کریں** " عجیب امر ہے کہ ایک ذات پاک کو ملہم الہی مانکر فیصلہ معتبروں سے کرائیں جو خدا کے حکم پر راضی نہیں اوس سے خدا سمجھے۔

اور اگر آپ **حضرت** اقدس کو حکم و نہیں مانتے تو اس سے ہرگز ہرگز گریز نہیں کر سکتے کہ بحیثیت ایک **مرد صالح** ہونیکے براہ راست اون سے دریافت کرلیں کہ کیا آپ کا دعوی ہمسری رسولخدا صلعم کا ہے اگر وہ اس سے انکار کریں اور اپنے آپ کو خادم رسول خدا قرار دیں۔ تو پھر زید و عمر کی شائیں مائیں کی کچھہ حاجت نہیں۔

اور میرے نزدیک تو یہ بھی ایک بیہودہ کارروائی ہے کیونکہ اون کی تحریر و تقریر اس سے پر ہے کہ وہ آنحضرت کی غلامی کا مرتبہ رکھتے ہیں اس امر کی تفتیش کرنا اوس **احمق** کی کار ہے جو آفتاب روشن میں چراغ لیکر گلی کوچہ میں اپنی چیزیں تلاش کرتا پھرے اور آپ جو اس امر کے قائل ہیں آپ کی یہ کرتوت **دروغ گویم بر روئے تو** کا مصداق ہے وہ تو علی رؤس الاشہاد اعلان کر رہے ہیں کہ میں دین اسلام کی حمایت کیواسطے

مبعوث ہوا ہوں اور آپ لوگ یہ تہمت دیتے
ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ایک منافقانہ کار کر رہے
ہیں یہ نری بدظنی ہے اور بدظنی کوئی مرتبہ نہیں
ان بعض الظن اثم کبیرہ کا ارتکاب بڑا
جرم ہے جسمیں آپ عنداللہ ماخوذ ہو گئے مفرون
ظن المومنین خیرا خدا کے رسول کا ارشاد
ہے جسکا خلاف کرنیسے آپ کو ذرا ڈر نہیں لگتا
آپ آنکھوں پر پٹی باندھکر حامیان اسلام کی
عزت و آبرو پر ناجائز حملہ کرتے ہیں خداوند
آپ کو ہدایت کرے آپ کی تکذیب کے لئے
توصرف یہ دو شعر کافی ہیں جو مدت سے
شہرہ آفاق ہو چکے ہیں واللہ عالم آپ کس
اندھیر میں پڑے ہیں یا کہ جان بوجھکر تعصب
اختیار کر لیا ہے ۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم
جانم گداخت از غم ایمان اے عزیز
دین طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

اور اگر باوجود ان تمام روشن انوار کے آپ
انکار پر کمر بستہ رہیں تو پہلے ایمان وصلاحیت
کا ثبوت دے لیں تاکہ آپ کا قول کرسی صدق
پر جلوہ گر ہو ۔ کیا آپ بالشت بھر زمین سے اونچا
چلتے ہیں یا کیا آپ نے ہمارا دل چیر کر دیکھ
لیا ہے جو کاذب کاذب کہتے ہیں ۔ ظاہری اعمال
اسلام پر اگر فیصلہ ہے تو اوس میں دونوں فریق
یکسان ہیں بلکہ ادہر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے ۔
اور اگر دقیق امور ہیں جو آپ کی سمجھ میں نہیں
آتے تو پھر تخمیناً اسّی آدمیوں نے آپ پر
کفر الحاد زندقہ یہودی عیسائی بدعتی دجال ضال ہونیکا فتوے
نہیں دیا پہلے اپنی نسبت تو فیصلہ کرالیں
پھر اوروں کا فیصلہ کرانے پر آمادہ ہوں ۔
خود را فضیحت و دیگران را نصیحت
کے مصداق کیوں بنتے ہو اور اگر خدائی فیصلہ
کرنا ہے تو ابرا وغیرہ ٹھہرا کو نیکر میدان
مین نکلیں تاکہ ع
سیہ روی شود آنکہ در وغش باشد
وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار
التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت
للکافرین ۔
باقی رہی یہ بات کہ "جو واقعہ نتیجہ مین
لے بیان کیا ہے جھوٹ ہے "
یہ نری آپ کی ہٹ دہرمی ہے اگر آپ چاہیں
تو اکتوبر کا جلسہ کے العیدین کرا کے بھیجدیں
اور ساری کیفیت کہولدوں تاکہ باقی کسر بھی نکل
جائے

اور یہ جو کہا کہ "**اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں جو سچائی کے لئے ایک اچھا سرٹیفکٹ ہے**"
بالکل بے تکہ ہانکدیا ہے ۔ مولوی صاحب
اگر مرزا صاحب کے مرید سچے نہیں تو آپ حاجی
محمد جو حبیب اللہ بیوپاری پشم وغیرہ کو ہمراہ
لیکر قرآنی فیصلہ کرلیں بس حولان حول میں پتہ
لگ جائیگا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب
والحمد للہ علے ذالک ۔
الملتمس
خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان
ضلع گورداسپور ۔ مورخہ ۱۲ ۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

استفسار اور انکے جواب

بخدمت امام الدین ولد مولوی خیر الدین مرحوم
مقام سید والا تحصیل گوگیرہ ضلع منٹگمری کارڈ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
۱ ۔ قرآن شریف میں لکھا ہے ان المساجد
للہ ۔ مسجد کی چیز کسی خاص شخص کا مال نہیں
خداتعالے کی چیز ہیں خدا ہی کی راہ میں لگائی
جائیں ۔
۲ ۔ جو خداتعالے کے مقرر کئے ہوئے امام کو امام
نہیں مانتا ۔ وہ اسکے مرید کو بلاوجہ کسطرح امام
بنانا منظور کرتے ہیں اور پھر امام کا وہ مرید ہی
کیسا ہے کہ جو اوس کے امام مامور من اللہ کو
نہیں مانتے اونکا وہ جا کر امام بنتا ہے جو جس
کے پیچھے چلتا ہے وہ اوسکا امام اور وہ اوس
کا مقتدی ۔
۳ ۔ حمل میں نکاح کسی صورت میں بھی جائز نہیں
ہے واولات الاحمال اجلھن ان
یضعن حملھن ۔

جناب حضرت اقدس امام آخر الزمان دام اقبالہ
نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم
السلام علیکم کے بعد غلامان دفتر قادیان سے
گذارش ہے آنحضرت کی صحت خداوند سے
نیک خواستگار ۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو
تین طلاق مسجد میں بیٹھکر روبرو دو گواہوں کے
کہدیں لڑکے کا ارادہ تو نہیں تھا مگر قاضی کی
شرارۃ تھی قاضی کے کہنے سے اس لڑکے
نے تین طلاق کہدیں گواہ ایک تو مسجد کا [illegible]
تھا اور ایک زمیندار رہتا ۔ اور لڑکی بالکل بے خبر تھی بات
کی نہ تھی جب طلاقیں ہو چکیں تو پھر لڑکی کو خبر ہوئی
تو لڑکی بہت روئی اور چلانے لگی پھر کیا ہونا تھا
بعد ہونے طلاق کے دس یا بارہ روز کے بعد پھر نکاح
کیا گیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور پھر اوس لڑکی کو گھر
سے نکال دیا اور پھر جھگڑا پڑ گیا اوس لڑکے نے
تو لڑکی کو گھر سے جدا کر دیا مگر لڑکی بہت نیک
تھی اب لڑکی کہتی ہے میں اس گھر کے سوا اور
کسی گھر میں نہیں جاتی اور دوسرا خاوند اختیار
نہیں کرتی جب طلاق ہو چکی تو اوس وقت مہر
کا ذکر تک نہیں ہوا اور ایک سو روپیہ مہر کا ہی
اب وہ لڑکی اپنے والد اور والدہ کے پاس ہے
اور بہت فساد مچ رہا ہے اب اس مسئلہ کا کس
طرح پر حکم ہے ۔ نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں
ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو کسطرح ہو سکتا ہے
آیت اور حدیث کے ساتھ لکھکر روانہ کریں تاکہ
یقین کامل ہووے جو آنحضرت کی طرف سے
فتوے ہوگا اوس پر عمل کیا جاویگا اور نکاح کا اور
مہر کا کسطرح حکم ہے ۔ لڑکیوالوں نے لاہور خط
لکھا تھا وہاں سے فتوے آیا اوس پر کچھ اعتبار نہیں
اور مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ
لاہور فتوے لکھتے ہیں کہ نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا ۔
فتوے عالمگیری جلد ۲ ۔ صفحہ ۹۵ ۔ کا حوالہ دیتے
ہیں اور مولوی عبد الواحد بن مولوی عبد اللہ
صاحب غزنوی مرحوم امام مسجد چینیانوالی لاہور
فرماتے ہیں کہ نکاح فاسد نہیں ہوتا ۔ اور پھر ہو
سکتا ہے اور کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیتے حضرۃ
عمر کا کچھ کیسا حکم کا جھگڑا بتاتے ہیں اور جو
شخص حلالہ کرے اور پھر طلاق دیدیوے
تو اوس پر مہر کا کیا حکم ہے اور حلالہ کسوجہ سے ہو سکتا
ہے اور لڑکی پیدا ہوئی کو ۹ ۔ ۱۰ ماہ کا عرصہ
گذرا ہے ۔ پس اس سے زیادہ کیا لکھوں زیادہ
حد ادب ۔ جواب طلب ضروری ۔
سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون
الراقم کمترین محمد الدین از چینیاں ریلوے گوٹلہ امام مسجد

الجواب نسائی کی کتاب الطلاق میں
یہ ایک واقعہ لکھا ہے باب الثلاث
المجموعہ ومافیہ اخبر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلاث
تطلیقات جمیعا من التغلیظ فقام
غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ و
انا بین اظھرکم حتے قام رجل وقال
یا رسول اللہ الا اقتلہ ۔ ۲ ۔ پھر قرآن کریم میں
الطلاق مرتان ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ طلاق
یک دفعہ نہیں دینی چاہیے احادیث اور آثار جو
اس باب میں ہیں اونکے پڑھنے سے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ ایک بار تین طلاق دینے سے ایک ہی
طلاق واقع ہوتی ہے پس جب اوس کو تین طلاق
شرعی ابھی تک نہیں دی گئیں پھر اس لیے حلالہ
چڑھانے کی کیا ضرورت ہے حلالہ کے متعلق
اس باب میں نسائی میں نبی کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ۔
لعن اللہ المحل والمحلل لہ ۔ نسائی باب
احلال المطلقہ ثلاثا ص ۹۵
اور نسائی باب طلاق الثلاث المتفرقہ
قبل الدخول بالزوجۃ ص ۹۲ جلد اول
میں ہے ان الثلاث کانت علی عھد
رسول اللہ صلعم وابی بکر وصدر من
عمر ترد الی الواحد
نور الدین ۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

میاں سراج الدین صاحب احمدی تحصیل علی پور
ضلع مظفر نگر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
۱ ۔ جنازہ قبل از ادائے فرض مغرب جائز ہے
حضرت نبی کریم نے یہ تین وقت میں جنمیں نماز
جنازہ پڑھنا منع فرمایا ہے اور انمیں اسکو داخل
نہیں کیا ۔ دیکھو نسائی شریف کتاب المواقیت
باب النھی عن الصلوۃ نصف النھار
اوسمیں یہ حدیث لکھی ہے ثلاث اوقات کان
ینھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا
حین تطلع الشمس بازغۃ حتے ترتفع
وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتے تمیل
وحین تضیف للغروب حتے تغرب
جلد اول صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر ۔
۲ ۔ کتنے صحابہ کا عمل ہے کہ دو رکعت فرض
مغرب سے پہلے پڑھ لیتے تھے بلکہ تاخیر مغرب
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہے نسائی جلد اول ص ۹۱ باب الرخصۃ
قبل المغرب ھذا صلوۃ کنا نصلیھا علی
رسول اللہ صلعم اور اسی کتاب کے باب آخر
وقت مغرب ص ۹۰ میں تاخیر مغرب لکھا ہے ۔
۳ ۔ میت کے ماتھ میں کچھ لکھکر دینا قرآن و
حدیث سے ثابت نہیں ۔
۴ ۔ الصلوۃ سنۃ رسول اللہ آذان کے
بعد کہنا محدثات سے ہے صحابہ تابعین اور
تبع تابعین سے ہرگز ثابت نہیں ۔
۵ ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آذان وہ ہے

جو خطبہ کے وقت نہین کہی جاتی بلکہ اعلان کیلئے اب پہلے دیجاتی ہے۔ نسائی جلد اول صـ۲۰۷ مین لکہا ہے باب الاذان للجمعۃ

۶ - باب مقام الامام فی الخطبہ مین منبر کے متعلق لکہا ہے جابر بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خطب یستند الی جذع نخلۃ من سواری المسجد فلما وضع المنبر استوے علیہ اور آپ ہمیشہ خطبہ پڑہا کرتے تہے خطبہ مین بیٹہنا نسائی باب کم یخطب النبی مین لکہا ہے عن جابر بن سمرۃ قال جالست النبی فما رأیتہ یخطب الا قایما و یجلس ثم یقوم فیخطب الخطبۃ الاخرۃ -

۷ - خطبہ مین بیٹہکر دعا مانگنا ثابت نہین بلکہ نسائی مین الفصل بین الخطبتین بالجلوس کا باب باندہا ہے اور باب السکوت فی القعدۃ بین الخطبتین مین یہ لکہا ہے کان رسول اللہ صلعم یخطب یوم الجمعۃ قایما یقعد قعدۃ لا یتکلم۔

۸ - تراویح مین جلسہ۔ کوئی فرض واجب سنت ہوکر وہ مسنون شرع سے ثابت نہین۔

نورالدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی چند والا اصاحب کے جوابات مین عـ۱ الصلٰوۃ الصلٰوۃ کا قول جناب عثمان سے اور رسم اہل مدینہ سے تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت ہے اور مولوی غلام حسین صاحب کا استدلال بہی عجب ہے کہ اگر ایسی بلا مرجح ممنوع ہے تو کسی فرض کے پہلے سنن و نوافل کا پڑہنا جائز ہو۔

عـ۲ مولوی غلام حسین صاحب جفیر ہین۔ ایسا ہی عـ۳ مین مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین اسیطرح عـ۴ و عـ۵ کا حال ہے جو چوہڑے پنجاب مین فنم قسم کے ہین ہندو جہان بکثرت ہین اور زور پر ہین چوہڑے ہندو ہین نام مین رسومات مین اور جہان مسلمان ہین وہان رسومات اہل اسلام کے ساتہہ ملتے ہین مگر جو لوگ اونمین سے حرام کہانا مردار کہانا جایز سمجہتے ہین وہ صریح قرانی نص کے منکر ہین پہر اپنے آپکو گنہگار نہین جانتے تو مسلمان کیسے ہو سکتے ہین ہان شوہر مسلمان ہو جاوے یا بی بی مسلمان تو یہ امر حکومت کے متعلق ہے تمہارے ہمارے متعلق نہین۔ والسلام

نورالدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور فیضگنجور مسیح موعود مہدی مسعود امام آخر الزمان علیہ الصلٰوۃ والسلام - دام ظلکم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

گذارش ہے کہ زید کا بوجہ دوسری شادی کرنے کے مسماۃ اندان زوجہ خود کے ساتہہ تنازعہ رہاکرتا تہا زید کے برادران و مسماۃ اندان کے رشتہ داران کے رفع فساد کے لئے زید کو مجبور کیا کہ زوجہ خود یعنے مسماۃ اندان کو طلاق دیدے۔ چنانچہ نامبردہ نے طلاقنامہ تحریر کردیا جسکی نقل حضور والا کی خدمت مین پیش ہے بعد طلاق دینے مسمی زید اپنی والدہ اور اپنے برادران وغیرہ سے بہت دفعہ یہی کہتا رہا کہ مجکو تنگ کیا گیا جو طلاق دیدیا گیا اب زید کی زوجہ کا انتقال ہوچکا اسلئے زید چاہتا ہے کہ مین اپنی زوجہ مسماۃ اندان کو پہر اپنے گہر آباد کرلون طلاق سے بعد آجتک جسکو عرصہ چار سال دس ماہ گیارہ یوم کا ہوا زید نے اپنی عورۃ مطلقہ کے ساتہہ کچہہ تعلق نہین رکہا - اب حضور کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کرکے التماس ہے کہ ایسی حالتمین کیا زید اپنی عورۃ مسماۃ اندان کو اپنے گہر مین آباد کرسکتا ہے زید کا دلی منشاء طلاق دینے کا نہین تہا رفع فساد کے لئے اوسکے برادران نے اسکو مجبور کیا تہا زید کے برادران و ہمشیرگان اس امر کے گواہ ہین کہ واقعی زید نے برادران کے مجبور کرنے سے ہی طلاق دیا تہا۔ مسماۃ اندان بہی اپنے خاوند زید کے گہر جانمین رضامند ہے اصل سوال معہ جواب نیازمند کے پاس ارسال فرماوین۔

الراقم عبدالغنی خان افسر فراشخانہ پٹیالہ سکرٹری انجمن احمدیہ قصبہ سنور

منکہ زید ابن بکر ساکن افضل نگر کا ہون چونکہ مسماۃ اندان بنت عمر سکنہ افضل نگر زوجہ ام نے خواہش کی کہ مجکو طلاق دے چنانچہ حسب خواہش اوسکے مینے مہر اوسکا مبلغ ۲ روپیہ دیکر طلاق حسب طریق شرعی دیدیا اب اوسکا حق و دعوے مجہپر کچہہ نہین اور نہ اوسپر کچہہ ہے زیور و پارچات ہر قسم مینے اوس کے لے لئے ہوئے ہین ایک حبہ باقی نہین رہا اوس نے مجہہ سے مہر شرعی ۲ روپیہ لیلیا رسید لکہدی لہذا چند کلمہ بطریق طلاقنامہ کے لکہدئے کہ سند ہون اور وقت حاجت کام آوین۔ المرقوم ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

گواشد العبد گواشد

زید

الجواب - آجکل کچہہ پوشیدہ اعتراض کے لئے اکثر مسائل علماء کے پاس بہیجے جاتے ہین اصل نہ معلوم کیا ہوتا ہے بظاہر جو کچہہ معلوم ہوتا ہے اوس کے مطابق حضرۃ صلعم کے زمانہ کا ایک واقعہ لکہتا ہون۔ نسائی کی کتاب الطلاق مین ہے اخبر رسول اللہ صلعم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعاً فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ اور ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاق یکبارگی دیدے تو شرع مین ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے اوسکے متعلق صفائی سے اسی کتاب کے بین لکہا ہے ان الثلاث کانت علے عہد رسول اللہ والی بکر وصدر من خلافۃ عمر ترد الی الواحد۔

نورالدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا حکم فرماتے ہین علماء دین مسئلہ سماع موتے مین جب انسان فوت ہوجاوے تو مردہ سنتا ہے یا نہین یا قبرون مین جاکر سلام علیکم کہا جاتا ہے وہ اوس کا جواب سنکر دیتے ہین یا نہین اس مسئلہ مین جو صحیح مسئلہ ہے قرآن و حدیث سے مرقوم فرماکر مرحمت فرماوین۔

السائل محمد ولایت شاہ عفی عنہ از مقام راہون ضلع جالندر تحصیل نوان شہر۔

الجواب :- نسائی مطبوعہ مطبع مصر کی جلد اول باب ازواج المومنین صـ۲۹۳ کی شرح مین امام جلال سیوطی نے ایک لمبی بحث اسکے متعلق لکہی ہے اسمین لکہا ہے قال النبی من صلی عند قبری سمعتہ ومن صلے علی غائبا بلغتہ اور ایسکے باب التسہیل فی غیر السبتیۃ مین ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ صحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم صـ۲۸۸

اور اسی مضمون کو شرح بلوغ المرام سبل السلام جلد اول صـ۲۰۲ مین مفصل لکہا ہے اور سبل السلام جلد اول صـ۲۰۲ مین ہے کہ جب کوئی قبرستان مین سے گذرتا ہے اور وہ سلام کہتا ہے تو وہ اوس کے سلام کو سنتے ہین اور اون کو دعاون سے نفع بہی ہوتا ہے جسکو سبل السلام کے صـ۲۰۶ و صـ۲۰۲ مین مفصل بیان کیا ہے واقرؤا علے موتاکم یٰسین کا ارشاد بہی کیا ہے جسکی تفصیل انہین مضمون مین لکہی ہے

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ایکقسم کا ادراک اور سماع ہے مگر قبور پر بیٹہکر قرآن کریم پڑہنا شریعت مین ثابت نہین۔ نبی کریم تمام صحابہ کرام کو احب الناس تہے مگر آپ کی قبر پر کسی صحابہ کا قرآن کریم بیٹہکر پڑہنا ثابت نہین ہوتا بلکہ نسائی جلد اول صـ۲۸۷ مین ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علے جمرۃ حتے تحرق خیر لہ من ان یجلس علے قبر سے ایکقسم کی نہی مطلق کا استنباط ہوتا ہے۔

نورالدین ۲- ستمبر ۱۹۰۵ء

فہرست مضامین

چہ گویم با تو گر آئی بہ ہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذہب والوں سے ۶ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ ۱۲

نوٹ

روزانہ الحکم کی خریداری کی درخواستیں دفتر الحکم میں پہونچ رہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔ محرر دفتر الحکم۔

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کا اعلان پچھلے الحکم میں ہو چکا ہے۔ اس سفر میں دہلی کے مقام پر اکثر احباب نے مجھ سے زبانی گفتگو کی۔ اور انہوں نے روزانہ کی اہمیت اور ضرورت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی خریداری کا مصمم ارادہ ظاہر فرمایا۔ مکرمی خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب نے (جو الحکم کے ایک سرپرست ہیں) روزانہ کے اجراء پر مجھے بڑی مسرت کا خط لکھ کر مجھے حوصلہ دلایا تھا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مجھے امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ روزانہ کے لئے سو کیا کئی سو درخواستیں آ جائیں گی۔ افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی جگہ اس ضرورت اور اسکی تکمیل کی صورتوں پر غور کریں۔ اور سرسری نظر سے اسکو نہ ٹالدیں۔ جو درخواستیں اب تک آئی ہیں وہ حوصلہ دلاتی ہیں کہ جلد یہ تعداد پوری ہو جائے گی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ناظرین الحکم سے ایک بات

میں چونکہ قادیان سے باہر ہوں اسلئے اگر کسی بزرگ کے کسی خط کا جواب میں نہ دے سکوں یا کسی ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تو وہ مجھے معذور سمجھیں۔ اور حضرات بقایا دار یہ لحاظ کر کے کہ میری غیر حاضری میں مطبع کیضرورت کے لئے روپیہ کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بہت جلد اپنے بقایا مطالبات خود بھیج دیں یا مطبع کے ابرا شدہ وی پی وصول کر کے کارخانہ کو شکر گزاری کا موقعہ دیں۔

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق میرا مضمون اگر الحکم میں شائع نہ ہو سکا تو انشاء اللہ العزیز السیرۃ الکریم میں اس کی تلافی ہو گی۔

تازہ الہامات و رویا

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ رویا دیکھا کہ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازہ بند ہیں۔ پھر دیکھا کہ اون پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

پھر دیکھا۔ کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے میں نے کہا۔ تم مجھے کیا دکھ دیتے ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا۔

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ تھوڑے چنے بھنے ہوئے سفید ہیں اور ان کے ساتھ ہی منقہ بھی ہے۔ فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے۔ کہ چنے مولی بینگن یا پیاز خواب میں دیکھیں تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی امر مکروہ چھوٹا یا بڑا در پیش ہے جو منقہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی۔ فرمایا انسان کی زندگی کے ساتھ مکروہات کا سلسلہ بھی لگا ہوا ہے اگر انسان چاہے کہ میری ساری عمر خوشی میں گذرے۔ تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔ یہ زندگی کا چکر ہے۔ جب تنگی آوے تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے بعد فراخی بھی ضرور آئے گی۔

تازہ خبر

۲۹۔ کو دہلی میں ماہ رمضان کا چاند نظر آیا۔
۳۰۔ اکتوبر کو پہلا روزہ ہوا۔

ضروری اطلاع

ناظرین الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط و کتابت میں اسبات کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔ کہ جو خط الحکم کے حساب وغیرہ کے بارے میں ارسال کیا جاوے۔ اوسمیں اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک خریدار کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کیا کریں۔ میرے پاس بعض ایسے خطوط اس وقت موجود ہیں۔ کہ جنہیں خریداران نے اپنا نمبر خریداری نہیں لکھا۔ اسی وجہ سے آج تک اون کی تعمیل بھی نہیں کی گئی۔ اس لئے جن احباب نے اپنے خطوط پر نمبر مذکور نہیں دیئے۔ وہ مجھکو اونکی عدم تعمیل سے معذور سمجھ کر معاف فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے دل میں نوٹ کر لیں کہ جو خط الحکم کے متعلق ارسال کیا جاوے۔ اسمیں نمبر خریداری ضرور درج کریں۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ نمبر درج کرتے وقت ایل نمبر ۷ نہ لکھیں۔ کیونکہ وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے۔ بلکہ وہ نمبر درج کریں جو پتہ کی چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا یا لکھا ہوا ہوتا ہے۔

محرر الحکم

(کتبہ محمد حسن بجنوری عفی عنہ)

حضرت اقدس کا سفر دہلی

ناظرین الحکم کو الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو چند روز کے لئے دہلی روانہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کی گاڑی میں سوار ہو کر دہلی میں ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۳ بجے کے قریب پہونچے۔ اس سفر اور قیام دہلی کے حالات کچھ ایسے تو ہیں نہیں کہ الحکم کی ایک ہی اشاعت میں درج ہو سکیں اور بدقسمتی کہو یا خوبی قسمت مجھے ایسے ضروری سفروں کے حالات مختصر لکھنے کی عادت نہیں اور نہ میری طبیعت کبھی گوارا کرتی ہے کہ ادھورے اور گھٹے ہوئے حالات لکھوں جو ناظرین کی دلچسپی کا موجب تو کیا ہو سکتے ہیں پہلے میری اپنی ہی دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتے۔ میں اس قسم کے مضامین کو ہمیشہ ایک مورخ کی حیثیت سے لکھا جانا پسند کیا کرتا ہوں۔ اور اگر اس حیثیت سے نہ لکھے جاویں تو اس سے بہتر ہے کہ نہ ہی لکھوں۔ چنانچہ سفر سیالکوٹ کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ان حالات کے قلمبند کرنے میں میں نے ضروری امور کو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ وہی مشکل کہو یا مذاق مجھے ابھی تک حالات سفر دہلی کے لکھنے میں حارج ہو رہا ہے۔ اگر یہ حالات میں نے لکھے تو انشاء اللہ بسط سے لکھوں گا۔ ورنہ مختصر خبروں پر اکتفا کروں گا۔ سردست میں تازہ خبریں اور حالات ناظرین الحکم تک پہونچاتا ہوں۔ بعد میں توفیق ملنے پر مفصل حالات انشاء اللہ لکھوں گا۔

دار الامان سے اعلیٰ حضرت ۲۲ اکتوبر کی صبح کو چند خدام اور اہل بیت کو ساتھ لیکر بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کے روانہ ہوئے اور دوسرے دن ۲۳ کو بعد دوپہر ۳ بجے کے قریب دہلی پہونچے۔ دہلی کی احمدیہ جماعت اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری سے ناامید ہو چکی تھی محض اس وجہ سے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب اور صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود اور ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی سے واپس قادیان کو تشریف لے گئے تھے اسلئے حضرت اقدس کی تشریف آوری بغتۃً تھی۔ آپ الف خان سیاہی والے کے مکان واقعہ چتلی قبر متصل مسجد سید رفاعی صاحب مقیم ہیں۔

۲۴ اکتوبر کی صبح کو اعلیٰ حضرت مع خدام حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی مزار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھا۔ ۲۵ اکتوبر کو آپ کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اسلئے باہر تشریف نہ لے گئے۔ ورنہ آپ نے ارادہ فرمایا تھا کہ یہاں جو اکابر اور ابرار مدفون ہیں انکی قبر پر جائیں گے اور دعا کریں گے۔

۲۶ اکتوبر کو آپ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے جماعت کو ساتھ لے گئے اور دیر تک دعائیں کرتے رہے وہاں سے فارغ ہو کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد بزرگوار کے مزار پر گئے بہت دیر تک دعا کی۔

۲۹ اکتوبر کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے مزار پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔ دہلی کے لوگ علی العموم آتے ہیں۔ اسوقت تک کوئی شوخی اور شرارت ظاہر نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی ہی بدل گئی ہے جو ۱۸۹۱ء میں تھی جب کہ اعلیٰ حضرت پہلے تشریف لائے تھے۔ آپ مناسب موقع تقریر میں بھی فرماتے رہے اور فرماتے ہیں۔

لاہور۔ مظفر نگر۔ میرٹھ۔ گڑھی بخته۔ پٹیالہ۔ انبالہ۔ لودہیانہ۔ اٹاوہ۔ امروہہ۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی۔ لارنس پور (پنجاب) رعیہ ضلع سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات کے احمدی خدام حاضر ہو چکے ہیں اور آ رہے ہیں۔ لودہیانہ سے مولوی عبد القادر صاحب بطور سفیر حاضر ہوئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت واپسی پر خواہ ایک ہی دن کیلئے لودہیانہ ٹھیریں۔ اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے اور امید ہے انشاء اللہ العزیز اگر کوئی ضروری مزاحم نہ ہوا تو آپ لودہانہ ایک یا دو دن مناسب مصلحت وقت قیام فرمائیں گے۔ پٹیالہ کی جماعت کی طرف سے منشی عبد الغنی صاحب آفیسر فراش خانہ واپسی پر قیام کی درخواست لیکر آئے ہیں اور بعد میں تار بھی جماعت پٹیالہ کی طرف سے آیا ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا حضرت وہاں ٹھیریں گے یا نہیں۔ فرمایا ہے کہ روانگی سے پہلے اطلاع دیجاویگی۔

بنگہ ضلع جالندہر کی جماعت کی بھی استدعا ہے کہ حضرت پھگواڑہ سے اتر کر ایک دن بنگہ چلیں۔ مگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

عام لوگوں میں اسوقت دلچسپی پیدا ہو رہی ہے ابھی پورے طور پر کہہ نہیں سکتے کہ کیا اثر اور نتیجہ ہو۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی بھی آرہ جاتے ہوئے یہاں اترے اور بعض مولویوں کو کچھ سبق دیکر رخصت ہوئے۔

۲۹ اکتوبر کی صبح کو حضرت حکیم الامۃ مولانا ومخدومنا مولوی نور الدین صاحب بھی دہلی آپہونچے۔ حضرت اقدس نے آپ کو بذریعہ تار بلایا تھا۔ عجیب بات ہے چونکہ تار میں لکھا تھا۔ فوراً چلے آؤ۔ مولوی صاحب جس لباس میں بیٹھے تھے اسی حالت میں چلے آئے۔ تعمیل حکم ہو تو ایسی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ مقام عطا فرماوے۔ آمین۔

حضرت اقدس کا منشاء ہے یا یہ کہو کہ دل چاہتا ہے کہ اگر موقع ہوا تو کوئی تحریر تبلیغ کے طور پر یہاں پڑھی جاوے۔ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ نہ حضرت نے لکھنا شروع کیا۔

یہ ہیں عام حالات۔ باقی سفرنامہ میں اپنے طرز پر لکھوں گا۔

۲۹ کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت نے ایک تقریر فرمائی اور مدرسہ حسین بخش کے بعض طالب علم کچھ سوال کرتے رہے آخر حضرت نے ایک پرچہ مختصر سا وفات مسیح پر انکو لکھکر دیا کہ یہ دلائل وفات مسیح کا خلاصہ ہے۔

تازہ وحی۔ یکم نومبر ۱۹۰۵ء۔ دست تو دعاء تو ترحم زخدا۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان مسیح آخر الزمان

(۲۶-ستمبر قبل دوپہر)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور دراصل وہ انکو کیا کرے اللہ تعالےٰ خود اسکے ساتھہ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اسکے ساتھہ کردیگا۔ یہی سِر ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہین اور مین یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہین کرتے کہ باہر نکلین لیکن اللہ تعالےٰ انکو مجبور کرتا ہے اور پکڑ کر باہر نکالتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مامور کرنا چاہا اور فرعون کیطرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر بھیجنے کی بشارت دی۔ تو انہون نے عذر شروع کردیا کہ مینے انکا ایک خون کیا ہوا ہے۔ بھائی کو بھیجدیا جاوے یہہ کیا بات تھی یہ ایک قسم کا استغنا اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تھا۔ یہی استغنا ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے اور وہ اس تنہائی کی زندگی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور یہی انکے اخلاص کا نشان ہوتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالےٰ انکو اپنے لئے منتخب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ انکے دل پر نظر کرکے خوب دیکھہ لیتا ہے کہ اس مین غیر کیطرف قطعاً توجہ نہین ہوتی اور وہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور تعمیل امر ہی کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہین ؎

آن کس کہ ترا شناخت جہان را چہ کند
فرزند وعیال وخانمان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشے
دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اسکے دل مین بڑا بننے سے طبعاً نفرت اور کراہت ہوتی ہے مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبر[illegible] کی بیہودہ خواہشون کے غلام اور اسیر ہوتے ہین وہ اپنے نفس پر قیاس کرکے انکی نسبت بھی یہی سمجھتے ہین کہ وہ بڑا بننے کی خواہشون سے ایسے دعوے کرتے ہین۔ حالانکہ وہ اتنا نہین دیکھتے کہ ان کا دعوےٰ تو انپر ایک آفتون اور مصائب کا طوفان لے آتا ہے اور اُن کو خطرہ مین ڈالدیتا ہے ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتھہ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ اُنکو دکھہ دینے مین اٹھا نہین رکھا جاتا۔ پھر یہ کیسی بے انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جاوے کہ وہ خواہش کبریائی سے ایسا کرتے ہین یہہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالےٰ کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبریائی کے اعلان کو پسند کرتے ہین اور انکے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بھی دینے کو طیار رہوتے ہین۔ افسوس اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتی [illegible]۔ اسلئے اس قسم کے اعتراض کرتی [illegible]۔ اصل یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مصالح پسند فرماتے ہین کہ انکو باہر نکالا جاوے اور وہ دنیا کے سامنے نکلین۔ اور [illegible] خدا جو اس دنیا سے مخفی ہوتا ہے انکے وجود مین نظر آوے۔

[illegible] بھی یاد رکھو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اسکو دیا جاتا ہے اور جس کی طرف بھاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے انبیاء ورسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ و شہرت کو نہین چاہتا لیکن اللہ تعالےٰ اپنے مصالح کی بنا پر انہین عطا کرتا ہے۔ ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہین۔ اور اس لحاظ سے ان سب کو گویا ایک ہی سمجھو کیونکہ سب کے ساتھہ ایک ہی معاملہ ہوا ہے اللہ تعالےٰ نے ان مین سے کسی ایک کو بھی ذلیل اور خوار نہین کیا۔ اس سلئے کہ ان کی ذلت خود اللہ تعالےٰ کی ذلت ہے وتعالےٰ شانہ جو لوگ انکے خلاف کرتے ہین اور مخلوق کو عظمت دیتے ہین گویا اللہ تعالےٰ کی کبریائی کی ردا مخلوق کو پہناتے ہین۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر مین مردود ہوتے ہین۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء ورسل اور خدا تعالےٰ کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہین اور دوسری طرف مخلوق کے لئے انکے دل مین اسقدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسکے لئے بھی خطرہ مین ڈالدیتے ہین اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف مین فرماتا ہے۔

فلعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين

یہہ کسقدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے اللہ تعالےٰ نے اس مین فرمایا ہے کہ تو ان لوگون کے مومن نہ ہونے کے متعلق اسقدر ہم و غم نکر اس غم مین شاید تو اپنی جان ہی دیدے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق مین کہانتک بڑھ جاتے ہین۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اور مین نہین پایا جاتا یہانتک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب مین بھی ایسی ہمدردی نہین ہوسکتی۔

مخلوق تو انہین کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہین۔ یقیناً یاد رکھو کہ یہ ہمدردی والدین مین بھی نہین ہوتی اس لئے کہ وہ جب دیکھتے ہین کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہے یا اور اس مین پاتے ہین تو آخر اسے چھوڑ دیتے ہین مگر انبیاء ورسل کی یہہ حالت نہین ہوتی۔ وہ مخلوق کو دیکھتے ہین کہ انپر حملے کرتی اور ستاتی ہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون کی ہدایت کے لئے اسقدر دعا کرتے تھے جسکا نمونہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین بیان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے دل مین ایک پیاس لگا دی تھی کہ لوگ مسلمان ہون اور خدائے واحد کے پرستار ہون۔ جسقدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسیقدر جذب اور کشش اس مین ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تھے اسلئے یہہ پیاس آپ مین بہت ہی زیادہ تھی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند اشعار مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس معجز نما نصح کا ذکر کیا ہے جسکو مین مناسب موقع کے لحاظ سے یہان درج کرتا ہون۔ ایڈیٹر

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانان بیدلان را غمگسار
اندر آن وقتے کہ دنیا پر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہریار
ہیچکس از خبث شرک و بت پرستی آگہ نشد
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزان نالہا باشد خبر
کان شفیع کرد از بہر جہان در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ وغمے
کاندران غارے درآوردش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربان جہان
نے بجسم خویش میلش نے بنفس خویش کار
نعرہا پُر درد میزد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تار
در جہان از معصیتہا بود طوفان عظیم
بود خلق از شرک و عصیان کور و کر در ہر دیار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز و دعا
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
منت او بر ہمہ شرخ وسیاہی ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

اور چونکہ یہہ پیاس بہت تھی اسی وجہ سے آپ مین

جان کو خطرہ مین ڈالتے ہین اس سے انکی غرض کیا ہوتی ہے؟ صرف یہی کہ مخلوق کو اپنے خالق کے آگے جھکاوے اور اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور عظمت کا انہین قائل کرادے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت اور ہمدردی کے بڑے اعلےٰ اعلےٰ نمونے دیکھے گئے ہین مگر افسوس اہل دنیا آنکھین بند کئے ہوئے ہین خود اعلےٰ حضرت نے اپنے اس جوش ہمدردی کو یون بیان فرمایا ہے

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق
نمیگردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل وجانم چنان مستغرق اند فکر اوشان است
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازین در لذتم کز درد میخیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب وتمنا خدمت خلق است
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این
گرش صد جان بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پُر غبار و تیرہ حال عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

* فٹ نوٹ۔ فی الحقیقت انبیاء ورسل اور مامورین جو نمونہ شفقت علی خلق اللہ کا دکھاتے ہین وہ خارق عادت ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وہ ان کی صداقت کا ایک زبردست معیار ہوتا ہے وہ ہمدردی اور ایثار کسی شخص مین تکلف اور تصنع سے پیدا نہین ہوسکتا بلکہ انکی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو لاینفک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مخلوق انہین ستاتی اور دکھہ دیتی ہے لیکن پھر بھی وہ اسکے لئے دکھہ اٹھاتے ہین اور اپنی ح

جذب اور کشش کی قوت بہی تمام راستبازون اور ماموروں سے بڑھ کر تہی۔ جسکا ثبوت اس سے بڑہ کر کیا ہوگا کہ آپ کی زندگی ہی مین کل عرب مسلمان ہوگیا۔ یہ کشش اور جذب جو ماموروں کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلون کو تو اپنی طرف کہینچ لیتا ہے اور ان لوگون کو جو اس سے حصہ نہیں رکہتے دشمنی مین ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید در بوم شورہ خس

اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر انکے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان مین کمال کرتے ہین۔ لکہا ہے کہ ابوجہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔

پہلے اسکا کفر مخفی تہا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسکا اظہار ہوگیا۔ اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدق بہی مخفی تہا جو اسوقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کردیا۔ ایسے ہی لوگون کے لئے اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

انبیاء و رسل آکر اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کردیتے ہین۔ قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ
والذی خبث لا یخرج الا نکدا ط۔

یہہ تمثیل اسلام کی ہے جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتون کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہین۔ ان کے ظہور کا یہہ خاصہ اور علامات ہین۔ کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت مین ترقی کرتے ہین اور شریر شرارت مین بڑہ جاتے ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتین کرنی شروع کین اور دکہہ اور ایذا رسانی کے منصوبے کئے اسوقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث طبعین ہین۔ ایک وہ لوگ تہے کہ انہون نے آپ کی راہ مین اپنے سر کٹوا ڈالے۔ انکے حالات اور واقعات کو دیکہکر کہنا پڑتا ہے کہ امنین کیسا اخلاص اور ارادت تہی فی الحقیقت ان کا اسوہ اسوۂ حسنہ ہے یہانتک کہ ان مین سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہین کٹا تو اس کو شک ہوکہ شہید نہین ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالے کی راہ مین کیسے فدا تہے لکہا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری اسکے نہ لگی مگر اپنے لگی دوسرے نے کہا کہ شہید نہین ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچہا کہ کیا شہید نہین ہوا۔ آپ نے فرمایا دو اجر ملین گے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا کے لئے خطرہ مین ڈالا۔

اس قسم کا ایمان ان لوگون کا تہا پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالے کے لئے حاصل نہ ہو کچہہ نہین بنتا۔ مین یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت مین دیکہنا چاہتا ہون کہ اللہ تعالے کو وہ مقدم کرلین اور کوئی امر ان کی راہ مین روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجہین مین دیکہتا ہون کہ بعض لوگون کے کاروبار آتے ہین کسی تجارت یا اور کام مین نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جہٹ شبہات مین پڑ گئے ایسی حالت مین ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کسقدر دور ہین۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہ مین اور ان لوگون مین۔ صحابہ یہ چاہتے تہے کہ خدا تعالے کو راضی کرین خواہ اس راہ مین کیسی ہی سختیان اور تکلیفین اٹہانی پڑین۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات مین نہ پڑتا اور اسی دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تہا۔ وہ سمجہہ چکے تہے کہ ان ابتلاؤن کے نیچے خدا تعالے کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ؎

ہر بلا کین قوم راحق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف ان کی تعریف سے بہرا ہوا ہے اسی کہول کر دیکہو صحابہ کی زندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تہا صحابہ جس مقام پر پہونچے تہے اسکو قرآن شریف مین اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر

یعنے بعض ان مین سے شہادت پاچکے اور انہون نے گویا اصل مقصد حاصل کرلیا اور بعض انتظار مین ہین اور چاہتے ہین کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہین جہکے کہ عمرین لنبی ہون اور اسقدر مال و دولت ملے اور یون بے فکری اور عیش کے سامان ہون۔ مین جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکہتا ہون تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے انکی کایا پلٹ دی اور انہین بالکل رو بخدا کردیا۔ (اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم) خلاصہ یہہ کہ ہمارا فرض یہہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالے کی رضامندی کے جویا اور طالب رہین اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دین۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالے کے رضا کے حاصل کرنے مین ہونی چاہئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہہ رضاء الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہہ بہی یاد رکہو کہ یہی شہادت نہین کہ ایک شخص جنگ مین مارا جاوے بلکہ یہہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کی راہ مین ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکہہ درد اور مصیبت کو اٹہانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹہاتا ہے وہ بہی شہید ہے۔ **شہید** کا مقام وہ مقام ہے جہان وہ اللہ تعالے کو گویا دیکہتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنے اللہ تعالے کی ہستی اسکی قدرتون اور تصرفات پر وہ اسطرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کرلیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہونچ جاوے پہر اسکو اللہ تعالے کی راہ مین جان دینا کچہہ بہی مشکل معلوم نہین ہوتا بلکہ وہ اس مین راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ مین استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ مین اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ مین۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہین ہوتا جب تک اللہ تعالے کی راہ مین مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نکرے۔ پہر یہ کیسا گران مرحلہ ہے ان لوگون کے لئے جنہون نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجہا۔ خدا تعالے کی راہ مین مرنے کے یہہ معنے نہین کہ انسان خواہ نخواہ لڑائیان کرتا پہرے بلکہ اس سے یہہ مراد ہے کہ خدا تعالے کے احکام اور اوامر کو اسکی رضا کو اپنی تمام خواہشون اور آرزوؤن پر مقدم کرلے اور اور پہر اپنے دل مین غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ مین اگر اسپر مصائب اور شدائد بہی پڑین تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتہہ انہین برداشت کرے۔ اور اگر جان بہی دینی پڑے تو تردد نہو۔ پس یہی وہ امر ہے جو مین اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتا ہون کہ ان مین صحابہ کا نمونہ قایم ہو۔ مجہے افسوس ہوتا ہے کہ جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہین کہ جن مین دنیا اور اسکی خواہشون کا ذکر ہوتا ہے اور لکہا جاتا ہے کہ میرے لئے فلان امر کیواسطے دعا کرو۔ میری فلان آرزو پوری ہوجائے۔ بہت ہی تہوڑے لوگ ہوتے ہین جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہین اور اسی کی ہی خواہش اور آرزو کرتے ہین۔ بعض ایسے ہوتے ہین کہ مکر سے لکہتے ہین۔ یعنے پہلے تو ذکر کرتے ہین کہ آپ دعا کرین کہ ہمارے دل مین ذوق شوق عبادت کا پیدا ہوجاوے اور یہ ہو اور وہ ہو۔ پہر آخر مین اپنی دنیوی خواہشون کو ظاہر کرتے ہین مین ایسی بدبودار تحریرون کو شناخت کرلیتا ہون کہ ان کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ نہین جانتے کہ خدا تعالے عالم الغیب ہے اور وہ نیات کو خوب دیکہتا ہے اسطرح پر تو گویا خدا کو دہوکہ دینا ہے اس طریق کو بالکل چہوڑ دینا چاہئے۔ تمہین چاہئے کہ خالصۃً اللہ کے لئے ہوجاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کروگے تو یقیناً سمجہو دنیا مین بہی ذلیل اور خوار نہین رہوگے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندون کے لئے غیرت ہوتی ہے وہ خود انکا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہین نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے۔ مین یقیناً جانتا ہون اور کہتا ہون کہ اگر تم مین وہ تخم بویا گیا جو صحابہ مین بویا گیا تہا۔ تو اللہ تعالے ہر طرح اپنے فضل کریگا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہین کرسکتا اس امر کو خوب یاد رکہو کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتہہ سچا اور مضبوط تعلق ہوجاوے تو پہر کسی کی دشمنی کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے۔ مینے پہلے بہی کہا تہا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہین رکہتا۔ اصل غرض تو یہہ ہے کہ مین مقام رضا حاصل کرنا چاہتا ہون اور یہی سب کو کرنا چاہئے۔ یہہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات مین کوئی بخل نہین۔ یہ کبہی خیال نہین کرنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور ایثار کا وہ نمونہ اور خاتم الخلفاء کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ کا یہہ نمونہ جو یقیناً آپ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی اور زندہ ثبوت ہے۔ مگر ان لوگون کے لئے جو طالبان حق ہون اور آنکہین کہلی رکہتے ہین۔ پہر آپکی ہمدردی کا جو نمونہ ہم دن رات قادیان مین دیکہتے ہین اس کا ذکر مین اس مضمون مین انشاء اللہ بسط سے لکہون گا۔ جو حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکہنا چاہتا ہون۔ اللہ تعالے اسکی توفیق دے۔ ایڈیٹر۔

میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر دنیا میں ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازوں کی ساری امیدوں کا خون ہو جاوے اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاویں۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہے اللہ تعالےٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندوں پر کئے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لیکر اس کے حضور آؤ۔

میں نے از خود کوئی دعویٰ نہیں کیا میں اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجھے باہر نکالا۔ چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دیجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ اسکی توحید کے خلاف ہے اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تھی جسکے وہ مستحق نہ تھے یہانتک کہ انہیں خدا بنا دیا گیا اور خانہ خدا خالی ہو گیا۔ عیسائیوں سے پوچھہ کر دیکھہ لو وہ یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنا یا گیا (نعوذ باللہ) اور اسطرح پر خدا کا پہلو گم کر دیا گیا۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش میں نہ آتی۔ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے **مسایح** کر کے بہیجا تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچھہ نہ تھا۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے۔ اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کو اسی **نام** سے بہیج دیا تا ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔

یہہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی عقل کا انسان بہی اسکو سمجھہ سکتا ہے دیکھو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردلی سے مشابہت دی جاوے تو وہ چڑتا ہے یا نہیں؟ پہر کیا خدا تعالےٰ میں اتنی بہی غیرت نہیں کہ ایک عاجز انسان کو اسکی الوہیت کے عرش پر بٹہایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ انسداد نہ کرے؟

خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ میں خدا ہوں اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو میں جہنم میں ڈالدوں۔ ایک مقام پر یہہ بہی فرمایا ہے کہ مسیح سے اسکا جواب طلب ہوگا کہ کیا تو نے کہا تہا کہ مجھ اور میری ماں کو خدا بنا لو۔ تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریت ظاہر کرینگے اور آخر یہہ کہینگے۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یعنے جب تک میں انمیں زندہ رہا تہا میں نے ہرگز نہیں کہا ہاں جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پہر تو آپ انکا نگران تہا۔ اس سے پہلے **مادمت فیہم** کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم میں یہہ بگاڑ پیدا نہیں ہوا۔ ساری ضلالت بعد وفات ہوئی ہے اگر حضرت مسیح ابہی تک زندہ ہیں تو پہر یہ ماننا پڑیگا کہ عیسائی نہیں بگڑے بلکہ حق پر ہیں۔ پر غور کر کے بتاؤ اسلام کی حقانیت پر یہہ کسقدر خطرناک حملہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس میں کوئی خرابی ہی پیدا نہیں ہوئی تو پہر جو کچھہ وہ کہتے ہیں مان لینا چاہئے۔ مگر نہیں خدا تعالےٰ کا کلام حق ہے اور یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب بہی ان کے ساتہہ ہی مر گیا اور اس میں کوئی روح حق اور حقیقت کی نہیں رہی۔ اس آیت سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئینگے کیونکہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہیں اگر انہوں نے آنا تہا تو وہ یہہ جواب نہ دیتے۔ ورنہ یہ جواب اللہ تعالےٰ کے حضور جہوٹا سمجہا جاویگا اور رب العرش العظیم کے حضور حلف دروغی ہوگی؟ کیونکہ اس صورت میں تو انہیں کہنا چاہئے تہا کہ میں گیا اور جا کر ان کی صلیبوں کو توڑا اور ان میں پہر توحید قایم کی وغیرہ وغیرہ۔

غرض

یہہ میرا دعویٰ جو اللہ تعالےٰ کے ایماء اور حکم صریح سے کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان مصالح اور حکمت سے ایسا ہی چاہا ہے تا کہ مسیح کی عظمت کو توڑا جاوے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا ہے یہودی خدا تعالیٰ کی برگزیدہ قوم کہلاتے تہے لیکن جب انہوں نے شریعت کی بے حرمتی کی اور وہ حد سے زیادہ بگڑ گئے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ ان میں نبوت کا سلسلہ رہے اور نبوت کو خاندان بنی اسماعیل میں منتقل کر کے ختم کر دیا جیسا کہ خود حضرت عیسےٰ نے بہی باغ والی تمثیل میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہودیوں کی اس شوخی اور گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انپر ذلت کی مار ماری گئی اب وہ ہر سلطنت کے ماتحت ذلیل ہیں۔ بلکہ بعض سلطنتوں سے کئی دفعہ نکالے گئے ہیں۔ اب جبکہ یہود پر ذلت پڑ چکی اور نبوت ان کے خاندان سے منتقل ہو چکی تو کیا یہہ انتقال نبوت تنزل کے طور پر تہا اور ناقص تہا؟ اگر ایسا تہا تو پہر یہودی ناز کر سکتے ہیں اور وہ یہ پیش کر سکتے ہیں کہ ہم پر یہہ فضل ہوا اور وہ انعام ہوا منجملہ اس کے ایک یہ بہی کہ توریت کی خدمت اور اس کے استحکام کے لئے برابر خلفاء اور رسل آتے رہے لیکن قرآن شریف کو یہہ مرتبہ حاصل نہ ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) سو چکر بتاؤ۔ کہ کیا یہ اسلام کی بے عزتی اور نقص کی دلیل ہوگی یا اس کے لئے عظمت کا ذریعہ؟ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالفوں نے میری مخالفت میں یہانتک غلو کیا ہے کہ اسلام کی بہی سخت ہتک کر لینی انہوں نے گوارا کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء اور تمام نبیوں سے افضل اور اکمل تہے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص نبی ٹہیرایا۔ جب یہ تسلیم کر لیا اور اپنا عقیدہ بنا لیا کہ اب کوئی ہاشخص ایسا نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ پا سکے۔ اور خدا تعالےٰ اس کے ہاتہہ پر تائیدی نشان ظاہر کر سکے۔ تم خود بتاؤ کہ اس عقیدہ سے اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ اگر خدا تعالےٰ پہلے بولتا تہا مگر اب نہیں بولتا تو اسکا ثبوت کیا ہے؟ کہ وہ پہلے بولتا تہا اگر خدا تعالےٰ پہلے خارق عادت تصرفات دکہاتا تہا مگر اب نہیں دکہاتا تو اسکا کیا ثبوت ہے؟ قصے کہانیاں کون قوم بیان نہیں کرتی۔ افسوس ان کو تعصب نے ایسا اندہا کر دیا ہے کہ کچھہ بہی انکو سوجہائی نہیں دیتا اور میری مخالفت میں یہہ اسلام کو بہی ہاتہہ سے دیتے ہیں۔

غرض

اگر یہودی **ضربت علیہم الذلۃ** کے مصداق ہو چکے ہیں اور نبوت اس خاندان سے منتقل ہو چکی ہے تو پہر یہہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے؟ اگر یہہ تسلیم کیا جاویگا تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ادنےٰ نبی مانا جاوے اور اس امت کو بہی ادنےٰ امت حالانکہ یہہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

پہر اس امت کو خیر الامۃ کی بجائے شر الامۃ کہو گے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسیہ** پر حملہ ہوگا! مگر یقیناً یہہ سب جہوٹ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اعلےٰ درجہ کی تہی اور ہے اسلئے کہ وہ اب تک اپنا اثر دکہا رہی اور تیرہ سو سال گذرنے کے بعد مطہر اور مقدس وجود پیدا کرتی ہے اللہ تعالےٰ کا انتقال نبوت سے یہی منشاء تہا کہ وہ اپنا فضل و کمال دکہانا چاہتا تہا جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا تہا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے **اہدنا الصراط المستقیم** میں۔ یعنے اے اللہ ہم پر وہ انعام و اکرام کر جو پہلے نبیوں اور صدیقوں شہیدوں اور صالحین پر تو نے کئے ہیں۔ ہم پر بہی کر۔ اگر خدا تعالےٰ یہہ انعام و اکرام کر ہی نہیں سکتا تہا اور انکا دروازہ بند ہو چکا تہا تو پہر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تہی؟ اسرائیلیوں پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تہا اگر یہاں بہی بند ہو گیا تو پہر کیا فائدہ ہوا؟ اور کسی بات میں بنی اسرائیل پر اس امت کو فخر ہوا۔ جو خود اندہا ہے وہ دوسرے اندہے پر کیا فخر کر سکتا ہے؟

اگر وحی۔ الہام۔ خوارق یہودیوں پر بند ہو چکے ہیں! تو پہر یہہ بتاؤ کہ یہہ نعمت کسی جگہ جا کر کہلا بہی یا نہیں۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نہیں ہم پر بہی یہ دروازہ بند ہے یہ کیسی بد نصیبی ہے پانچ وقت **اہدنا الصراط المستقیم** کی دعا کرتے ہیں۔ اور اسپر بہی کچھہ نہیں ملتا! تعجب!!

اللہ تعالےٰ کا خود ایسی دعا تعلیم کرنا تو یہہ معنی رکہتا ہے کہ میں تم پر انعام و اکرام کرنے کے لئے طیار ہوں جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو کہے کہ تم یہاں حاضر رہو تو اسکے یہی معنے ہوتے ہیں کہ اسکو ضرور کام دیا جاویگا۔ اسیطرح پر اللہ تعالےٰ نے یہ دعا تعلیم کی اور پانچوقت یہہ پڑہی جاتی ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس کا کچھہ بہی اثر

اور نتیجہ نہیں ہوتا؟ کیا یہ قرآن شریف کی ہتک اور اسلام کی ہتک نہیں؟ میرے اور انکے درمیان یہی امر دراصل متنازعہ فیہ ہے میں یہہ کہتا ہوں کہ **اسلام کے برکات** اور تاثیرات جیسے پہلے تہیں ویسے ہی اب بھی ہیں وہ خدا اپنے تصرفات اب بھی دکہاتا ہے اور کلام کرتا ہے مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اب یہہ دروازہ بند ہوچکا ہے اور خدا تعالیٰ نعوذ باللہ گونگا ہو گیا وہ کسی سے کلام نہیں کرتا۔ دعاؤں میں تاثیر اور قبولیت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچھے رہ گئی ہیں۔ افسوس انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور اسلام کی قدر نہیں کی۔ اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب **زندہ کتاب** ہمارا خدا **زندہ خدا** اور ہمارا رسول **زندہ** رسول پہر اسکے برکات **انوار** اور تاثیرات مردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟ میں اس مخالفت کی کچھہ پروا نہیں کر سکتا انکی مخالفت کے خیال سے میں خدا تعالےٰ اور اس کے رسول اور اسکی کتاب کو کیسے چہوڑ سکتا ہوں۔

لاہور میں عبد الحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اسنے کہا کہ الہام پہلی امتوں کا خاصہ تہا یہانتک کہ عورتوں کو بہی وحی ہوتی تہی مگر اس امت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے کیا یہ امت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بہی گئی گذری ہوگئی اور خدا تعالےٰ نے اسکے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بہی محروم رہے؟ اس عبد الحکیم نے تو یہانتک کہدیا تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہی محدث نہ تہے وہ بہی صرف انکی ایک خوش کرنے کی بات تہی محدث وہ بہی نہ تہے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی ہتک اسلام اور **نبی کریم** صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ لوگ کرتے ہیں پہر میں انکی مخالفت کی کیا پروا کروں یہہ لوگ اسلام کے دوست نہیں دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں تو پہر کیا فائدہ؟ ہزار اتباع کرو معرفت نہ بڑہیگی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بہی اتباع ضروری سمجھے۔ حضرت عیسیٰ کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے اس سوال کو پیچھے چہوڑ دو پہلے یہ تو فیصلہ کر دو کہ کیا اس امت پر بہی وہ **برکات** اور **فیوض** ہونگے یا نہیں؟ جب یہ فیصلہ ہو لے تو پہر پہلے کی آمد کا سوال جہٹ طے ہو سکتا ہے۔

یہہ لوگ جن ہلاکات میں پہنسے ہوئے ہیں وہ بہت خطرناک مرض ہے اس سے بڑہکر اور کیا مصیبت ہوگی؟ کہ اس امت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرف مکالمہ سے محروم ہے اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھہ بہی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ) جیسے کہدیا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتہہ تک کہودتے چلو مگر پانی نہیں ملیگا۔ اگر یہہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں تو پہر مجاہدہ اور دعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جسکو ممکن الحصول سمجہتا ہی اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جیسے ہما یا عنقا کی کوئی تلاش نہیں کرتا اسلئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔ پس اسیطرح جب یہ یقین کر لیا گیا کہ اللہ تعالےٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دیئے ہی نہیں جا سکتے تو پہر مجاہدہ اور دعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کریگا۔ اور اس امت کے لئے نعوذ باللہ **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی** صادق آئیگا۔ اور اس سے خاتمہ کا بہی پتہ لگ جائیگا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ جہنمی زندگی ہے پہر آخرت میں بہی جہنم ہی ہوگا۔ اور اسلام ایک جہوٹا مذہب ٹہیریگا۔ اور نعوذ باللہ خدا نے بہی اس امت کو دہوکا دیا کہ خیر الامتہ بناکر پہر کچھہ بہی نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکہنا ہی کچھہ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تہی کہ اسپر دوسری مصیبت یہہ آئی کہ اسکے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اسوجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد یہہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہہ نادان اتنا بہی نہیں سمجہتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتہہ ہی اگر معرفت اور بصیرت کے دروازے بہی بند ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بہی ثابت نہ ہونگے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے کہ تا اللہ تعالےٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو۔ اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے تصرفات اور اسکی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ ہی مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پہر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل نہیں سمجہا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہہ نہ تراشتے اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لئے جاویں تو پہر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ہوگا کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہہ نفی کرتے ہیں تو پہر باقی کیا رہا؟ اصل بات یہہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی **روحانی** اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبہی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور حالت میں ملسکتی ہے جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع میں کہویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے بدوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذاب ہوگا۔ اسلئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں آسکتا۔ ہاں فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے۔

کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔

یعنے یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف مجہے دیا گیا ہے یہہ محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپ ہی کے ظہور میں آرہے ہیں جسقدر تاثیرات اور برکات والوار ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔

اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ انکے متعلق تم کیا سمجہتے ہو اور یقین کرتے ہو کیا یہ مانتے ہو کہ انکو جو کچھہ دیا جائیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی ہونے اور آپ کے کامل اتباع کیوجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟ یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تہا۔ پہر یہ تو توریت کا فخر ہوا۔ نہ کہ قرآن مجید کا۔ پہر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکہا جاوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی منافی شان کا موجب ہو۔

اسلئے یہ ضرور ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برکت اور تعلیم پائے۔ اور آپ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔ مینے دیکہا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقع پر چالاکی سے یہ کہدیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا۔ یہہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں **اماکم منکم** اور **امکم منکم** لکہا ہوا ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجہتے کہ امتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تہا جو رشد اور سعادت اسنے پائی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تہے اور اب بہی گمراہ ہیں جو وقت آئیں گے اسوقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرینگے وہ درجہ اور عزت انہیں ملے گی۔ پہر **اماکم منکم** کا مفہوم اسصورت میں تو درست نہ ٹہیرا افسوس کا مقام کہ ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنا چہوڑ دیا ہے اور وہ جو حکم ہوکر آیا تہا اسکا انکار کر دیا پہر انکو سمجہہ آوے تو کیونکر۔ **اماکم منکم** صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تہا کہ آنیوالا امام تم میں سے ہی ہوگا مگر یہہ اسپر راضی نہیں ہوتے۔ یہہ امت کو خیر الامم اور یہودی بناکر تو خوش ہو جاتے ہیں لیکن مسیح اور امام کا آنا اس امت سے تسلیم نہیں کر سکتے!!! ایسا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار کر لیا کہ وہ ملعون ہیں (نعوذ باللہ) عیسائیوں نے لعنتی تو انکو کہدیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہے اگر انکو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبہی نکلتی بیٹے نے مسیح کو کہا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندہ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو۔ اور شیطان سے جا ملے اب بتاؤ کہ تم مسیح کیلئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکہہ سکا اور حقیقت میں انکا جواب ہے ہی نہیں انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے

[illegible]

شاہ آباد ضلع ہردوئی میں اعلائے حق

ناظرین الحکم جناب مولانا مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس ہردوئی کے نام سے واقف ہیں صاحب موصوف ایک ذی وجاہت رئیس ہونے کے علاوہ ذی علم اور قابل آدمی ہیں۔

شاہ آباد میں وہ تنہا احمدی ہیں یعنی سید مظفر علی صاحب (برادر حقیقی حکیم سید امجد علی صاحب جو محلہ سید واڑہ میں رہتے ہیں) نے منشی نثار الحق صاحب دہلوی محرر پنچ مجسٹریٹ شاہ آباد کے توسط سے حیات مسیح کے متعلق گفتگو کرنے کی دعوت دی اس کے متعلق مولوی انوار حسین خان صاحب نے اسکا تحریری جواب ان کے پاس بھیجا اور اس میں انہیں دوسرے علماء مخالف سے مدد لینے کا بھی اختیار دیا۔ سید صاحب نے اسکا جواب جو کچھ بھیجا ہے وہ ناظرین خود دیکھ لیں گے۔ ہر چند اس خط وکتابت کی اشاعت کی چنداں ضرورت نہ ہوتی لیکن محض اس خیال سے کہ کیا عجب شاہ آباد کی مسلمان آبادی پر اسکا اچھا اور مفید اثر پڑے میں بغیر کسی قسم کے حاشیہ اور اضافہ کے دونوں خطوں کو چھاپ دیتا ہوں اور شاہ آباد کی مسلمان خصوصاً رئیس پارٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے اس معاملہ پر غور کریں۔ ایڈیٹر۔

مشفقی سید مظفر علی صاحب

بعد سلام مسنون کے التماس ہے کہ آج مجھے منشی نثار الحق صاحب کا آپ کا پیغام پہونچایا۔ کہ سید صاحب فرماتے ہیں کہ ہم دعاوی حیات و ممات میں انوار حسین کو بہت تھوڑے عرصہ میں سمجھا دینگے بشرطیکہ وہ یہہ اقرار کریں کہ مطالبہ روپیہ دستاویزی ہمکو چھوڑ دیں یا دستاویز واپس کر دیں ورنہ میں قادیانی ہو جاؤں گا۔ جناب من اس کے جواب میں عرض ہے کہ مجکو کوئی نفع آپ کے قادیانی ہونے سے نہیں ہے۔ میری غرض تو صرف اس قدر ہے کہ جو بات کہ حق ہو اوسکو قبول کر لیا جاوے۔ یا میں اوس حق بات کو جو معلوم ہو کانوں تک دوسرے کے پہونچا دوں۔ اگر وہ شخص اوسکو قبول کرے تو اوسکا فائدہ ہے ورنہ میں اوس الزام سے کہ جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ الساکت من الحق شیطان اخرس۔ یعنی خاموش رہنے والا نیک بات سے گونگا شیطان ہے بری ہو سکوں۔ اور میرے نزدیک کیا شاید دوسروں کے نزدیک بھی یہہ بات معقول ہوگی کہ حق جس جگہ پاوے اوس کی پیروی کرے اور پابند ہو خواہ وہ حق والی قادیان کا ہو یا بٹالہ کا یا کسی دوسرے مقام کا اور آپ میں تو "گستاخی معاف" احمدی جماعت میں داخل ہونے کی ہمت بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ منجملہ دس شرائط بیعت کے شرط پنجم یہہ ہے کہ ہر حال میں رنج وراحت عسر۔ یسر۔ اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالے کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت و دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑہائے گا۔ ہشتم یہہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ دیکھو شرائط مندرجہ اخبار بدر و اشتہار مطبوعہ ۱۸۸۹ء۔ میں خود اپنی طرف سے یہ بات ظاہر نہیں کرتا بلکہ آپ کا ابتدا ہی سے شرط ادائگی مطالبہ آپکے استقلال وعزت دین پر گواہ ہے۔ رہی دوسری بات مطالبہ کی ادائگی اور واپسی دستاویز وغیرہ اوسکی بابت عرض ہے کہ میں بطیب خوشی سے اس بات کو منظور کرتا ہوں اور مجھکو کوئی کلام نہیں۔ اگر آپ صرف جواب معقول مع استدلال قرآنی کے میری تحریر کا جو آپکی طلب پر پیش کر سکوں گا جواب بالاستیعاب تحریری دیدیں۔ یا کسی دوسرے صاحب سے شاہ آباد میں اعانت لیکر جواب لکھدیں۔ مگر واضح رہے کہ آپ اگر شاہ آباد کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مدد لینگے تو مجھکو بھی اختیار ہوگا کہ میں بھی دوسرے مقام کی مدد لے سکوں۔ اگرچہ ابھی خدا کے فضل سے مجھکو ضرورت نہیں۔ اور اوسوقت آپ کو اختیار تام ہوگا کہ آپ جس کو چاہیں تمام ہندوستان میں سے اپنا شریک بنالیں۔ خواہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہوں یا مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مولوی عبد الحی صاحب دہلوی وغیرہ وغیرہ جسکو چاہیں آپ اپنا شریک کر سکتے ہیں۔ اور اوس وعدہ یا اقرار میں جو اس خط میں لکھا ہے خواہ شریک حصہ آپ اون کو کریں یا نہ کریں مگر میں اوس کے خلاف اقتشائے شرائط کے جو میں تحریر کر آیا ہوں۔ حیرت ظاہر ہے کہ میں شاہ آباد میں منجملہ آبادی مسلمانوں کے کہ بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے نو ہزار نو سو ہے ایک منفرد شخص ہوں۔ اور باقی جملہ اشخاص اس مسئلہ میں میرے مخالف۔ مگر میں تو متعقداً آپ کو وسعت دیتا ہوں کہ شاہ آباد کے حضرات کی شراکت کے آپ مجاز ہیں۔ کہ جس سے چاہیں مدد لیں۔ اور میں بعد فیصلہ پانچ ایسے منصف مزاج اشخاص کے کہ حق گو ہوں۔ اور حق کہنے میں کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہوں خواہ یہہ کہ مال جاوے یا جان۔ اور وہ اون دونوں فریقوں میں سے بھی نہ ہوں یعنے نہ حیات کے قائل ہوں اور نہ ممات کے اور اون کا تعین میری مرضی پر ہوگا۔ ورنہ آپ اور میری دونوں کے جس میں آپ ایسے اوصاف ثابت کر دیں اور وہ یہہ کہیں کہ جملہ تحریر کا جواب بے کم وکاست ہو گیا اور کوئی سوال یا جزو تحریر بغیر جواب معقول کے باقی نہیں رہا اوسوقت میں صرف وہی مبلغ ماعہ جو میری باقتی آپ کے ذمہ حسب شرائط جواب ہیں واپس نہیں کروں گا بلکہ اوس کے علاوہ مبلغ یکصد روپیہ اور بطور نذرانہ پیش کش کروں گا۔ اگر آپ کو اس تحریر پر اعتقاد نہ ہو تو بذریعہ رجسٹری کے اسٹامپ پر تحریر مکمل کر دوں گا یا جس طرح آپ کا اطمینان ہو اوس کے کرنے کے واسطے تیار ومستعد ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ صرفہ اسٹامپ ورجسٹری وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا بعد کامیابی کے آپ مجاز مجھسے ماعہ یعنے ماعہ دستاویزی باقتی میرے اور ماعہ نقد بطور نذرانہ مع اضافہ خرچ رجسٹری وغیرہ کے مستحق ہونگے اور اسی قدر نہیں بلکہ یہہ بھی اقرار ہے اور بذریعہ رجسٹری کے بھی تحریر کر دوں گا۔ اگر صرف شاہ آباد ہی کے آپ کے معین ہونگے تو مجھ منفرد سے اور یا کسی دوسری جگہ کے علاوہ شاہ آباد کے مجیب ہونگے تو درحالت جواب معقول حسب شرائط متذکرہ صدر مستحق پانے جائداد چکات کے جو الگ کہاتہ سے میں تعدادی للعہ ۱۸ ابیگہ میرے نام ذاتی ہے اور اب تک کسی جگہ نہ کفالت میں ہے نہ ضمانت میں۔ اور اگر اس کے خلاف ہو تو آپ دریافت کر سکتے ہیں جسمیں سے کلعہ اراضی میں باغات قلمی ہیں جنکی بابت آپ ہی خود علم رکہتے ہوں گے کہ یہ باغات قریب شاہ آباد میں اعلیٰ درجہ کے قرار دئے جاسکتے ہیں۔ جسکی قیمت فروخت کی بحساب جناب کے جو آپنے اپنے کہیت واقع عقب جامع مسجد کے فرمائی تہی کہ للعہ بیگہ میں فروخت ہوتا ہے دس ہزار ہوگی۔ ......

...... اراضی کی جو قیمت ہو بحسب افزار کے میں دینے کو تیار ومستعد ہوں آپ نے تو صرف مبلغ ماعہ کی بابت طمع ظاہر فرمائی ہے مگر میں اوسکے علاوہ ایک رقم کثیر ادا کرنیکو طیار ہوں کیونکہ دین کی عزت کے مقابلہ میں میرے نزدیک مال کوئی چیز نہیں۔ اور یہ تجارت آپ کی تمام تجارتوں سے بڑہکر اور چڑہ کر ہے آپ کو بذریعہ ملازمت کے ایکسو روپیہ سالانہ کا محاصل ہے اور اس حالت میں شاید تہوڑے عرصہ میں اس حساب سے سو یا ڈیڑہ سو برس کا منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کسقدر اس منافع کے حصول کی کوشش فرماتے ہیں اور مجھکو بھی جہالت و نادانی سے اپنے خیال کے موافق راہ ہدایت پر لاتے ہیں مگر شرط یہی ہے کہ تجاوز کسی شرط سے یا جواب تحریری سے جو اوس کاغذ میں تحریر ہونگے جسکی بابت میں لکھ چکا ہوں اور وہ عند الطلب آپکی خدمت میں باخذ رسید دیا جاوے گا نکریں اور جواب یک ہفتہ سے ایک ماہ کی مدت میں بھیجدیں کیونکہ جب آپ تہوڑی مدت میں سمجہا سکتے ہیں تو بہت مدت میں بدرجہ اولیٰ تحریر اور علاوہ قرآن شریف یا حدیث مرفوع متصل اور متواتر کی کوئی آیت ذی الوجوہ و متشابہ پیش نکریں وما علینا الا البلاغ

راقم الحروف

انوار حسین خان۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب مخدوم ومکرم ومعظم بندہ دامت عنایتکم

بعد سلام مسنون نیاز مقرون آنکہ آپکا والا نامہ مشرف صدور لایا آپ کی شان محققانہ سے بہت بعید تہا کہ کسی کے کہنے پر آپ پورا یقین کر بیٹہے کہ مظفر علی دعوی حیات وممات میں آپ کا اطمینان کر دینے کا ذمہ کرتا ہے خیال تو فرمائے کہ جبکہ آپ نائب رسول علماء اور اون کے اجماع ہو جانے پر بہی اطمینان نہیں فرماتے ہیں اور خلاف کیطرف راہ نکالتے ہیں تو مجھ بیچارہ کو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ محض جاہل ہوں علم فارسی عربی درکنار اردو بھی نہیں جانتا اور پہر آپ کے مقابلہ میں جبکہ اللہ تعالے نے مولوی ہونیکا فخر عطا فرمایا ہے کیا زبان کہولنے کی ہمت کر سکتا ہوں بیفائدہ آپ بغیر مجھسے دریافت کئے ہوئے بلائے ناگہانی کی طرح مجھپر ٹوٹ پڑے بجز اس کے اور کیا خیال

جنازہ غائب۔ بابو برکت علی صاحب کلرک دفتر سالار تحریر کرتے ہیں۔ کہ میری چہوٹی ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ احمدی جماعت سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑہا دے۔

کیا اچھا لکھا ہے کہ طلب حق نہین نفس کی یہہ تجویز ہین اگر طلب حق ہوتی تو اپنے ہمعصر علماء سے تحقیق کی کوشش فرماتے کچھہ دشوار نہین موجودہ حالت مین صرف ہردوئی تشریف لے جایئے آپکو معلوم ہوگا وہان ایک جلسہ علماء کا ہے اون سے تحقیق اور اپنے اطمینان کی کوشش فرمایئے مجھکو محض جاہل پاکر اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے مستعد ہو گئے ہے

نہ فاضلیم نہ مشایخ نہ محتسب نہ فقیہ
مرا غرض چہ کہ منع شراب خوار کنم

دوسرے یہ آپ مجھہ حقیر کیطرف یہہ خطاب فرماتے ہین کہ مین ...... تجھہ مین احمدی جماعت کے داخل ہونیکی ہمت ہی نہین پاتا ہون صرف اسکا جواب اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ مین اگر احمدی جماعت راستی پر ہو تو مجھکو اوسمین داخل ہونے کی ہمت مرحمت فرماوے۔ ورنہ آپ کو اوس سے خروج کی ہدایت فرماوے آمین ثم آمین۔

تیسرے یہ کہ مین آپ کا قرضدار ضرور ہون اور اللہ پاک کی درگاہ مین اوسکی ادائے واسطے عرض کرتا ہون جسکی بنسبت آپ یہہ ارقام فرماتے ہین کہ آپ کے شرائط ادائیگی مطالبہ آپ کے استقلال اور عزت دین پر گواہ ہین۔ مولویصاحب اگر مین آپکا قرضدار نہوتا تو کیون آپسے صاف صاف سنتا آپ بجا فرماتے ہین میرے پاس جب دنیا نہین تو دین کیسے ہو سکتا ہے دین تو شاید فی زمانہ دنیا ہی کا نام ہے کم ہمت فرمائے بے ایمان فرمایئے مین کیا بدترین مخلوقات مین آنم کہ من دانم۔ مگر آپ کا اپنے زہد اور عبادت پر ایسا فخر فرمانا ایسا نہو ناپسند حق ہو۔ آج تک تو لوگ اس حقیر کو آل رسول کے ساتھہ خطاب فرماتے تھے اور آپ کی تحریر مین یہہ بھی ہے کہ مین شاہ آباد مین بجملہ آبادی مسلمانون کے کہ جو، جب مردم شماری ۱۹۰۱ء کے نو ہزار کوئی سو ہے مین ایک منفرد شخص ہون اور باقی میری مخالف۔ لہذا آپنے خطاب بھی ہم لوگون کے لئے نیا تجویز فرمایا یعنی بے ایمان بروز حشر مین اپنے جد کے سامنے اسکا انصاف چاہون گا جواب یاد فرمارکھین ایسا نہو کہ آپ کے ایمان کا گھمنڈ ... آپ مین آپکا قرضدار ضرور ہون جسوقت اللہ نجات دیگا سجدہ شکر بجا لاؤن گا اسوقت تک جو کچھہ مزاج مین آئے فرمایئے مین بہت شوق سے سننے کو تیار ہون ایک مثل یاد تھی اسمانے بڑی تسکین دی اور وہ یہ ہے۔

کہ ایک یہودی کے ہمارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرضدار تھے وہ آپکے پاس تقاضے کو آیا اور کہنے لگا کہ محمد تم بڑے نادہند ہو میرا روپیہ نہین دیتے ہو اور بہی بہت کچھہ سختی کی آپ نے اوسکی سختی پر صبر فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی حضوری مین حاضر تھے آپکو اوس کی گستاخی بہت ناگوار ہوئی اور آپ نے اوس یہودی سے فرمایا کہ اے شخص تو نے اگر اب کی مرتبہ پہر ایسا کہا تو تجھکو قتل کرون گا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی خاموش ہو جاؤ اور حق کی طرف رہو مجھکو کیون نہین سمجھاتے ہو کہ مین روپیہ اس کا ادا کرون یہہ سنکر وہ یہود بہت شرمندہ ہوا۔

جب ہمارے جد کو بوجہ قرضدار ہونیکے ایک یہود سے ایسی سخت باتین سننی پڑین اور حضور انور نے برداشت فرمائین تو مین بہی تو اوسی درخت کی شاخ ہون جو جی مین آئے فرمایئے سب کچھہ سننے کے واسطے حاضر ہون

چوتھے یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ اگر تم میرا اطمینان کردو گے تو اسقدر زمین باغات وغیرہ اور مال میرے پاس ہے تجھکو دیدون گا۔ آپکی زمین اور باغات اور مال اللہ تعالےٰ آپ کا آپکو مبارک کرے اور روز افزون ترقی فرمائے اوس کی مجھہ کو ضرورت نہین۔ مین بیچارہ آپ کا اطمینان کیا کر سکتا ہون اور کوئی کیا کر سکے گا۔

ماراچہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

کسی کے کہنے پر خیال نفرمایئے اور مجھکو معاف فرمائے اور اگر آپ اپنے دل کے حوصلے مجھہ ہی پر پورا کرنا چاہتے ہین تو مجھہ کو بہی گریز نہین ہے جسوقت جی چاہے تشریف لائے۔ دو باتون مین قصہ تمام ہے۔

نیازمند مظفر علی بقلم خود
۵ شعبان ۱۳۲۳ھ

یادگار کریم

زیر عنوان سے نیچے (الحکم مین) جو تحریک حضرت مولوی نور الدین صاحب کے ایماء سے کی گئی ہے وہ اپنے اندر ہی ایک ایسا جذب اور اثر رکھتی ہے کہ قوم ہمیں حصہ لینے کے لئے کسی کی ترغیب تحریص کی محتاج نہین۔ کیونکہ یادگار ہو وہ ایک سچے عاشق قرآن کی اور ماحصل اسکا ہے تعلیم و تلاوت قرآن کریم۔ وہ پیارا وجود جسکی یادگار کے لئے ہم آج یہ تجویزین کر رہے ہین جیسا اپنی زندگی مین قوم کو تعلیم دیتا تہا ویسا ہی وہ اپنی موت مین بہی قوم کو ایک تعلیم دے کر گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہماری محبت اسکے جسم فانی سے نہ ہونی چاہیئے بلکہ اس کی روح سے اور اون چیزون سے جنسے وہ محبت کرتا تہا جو ہمیشہ رہنیوالی ہین اور جیسا کہ اسکے ہر ایک خطبا ور ایک تحریر اور ہر ایک تقریر اور ہر ایک خط اور ہر ایک گفتگو سے قرآن کریم کی سچی اور خالص محبت کی شہادت ملتی ہے مین ذاتی طور پر بہی یہہ شہادت دیتا ہون کہ اس کے دلمین قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جب سے مین قادیان مین آکر رہا ہون یعنی ۱۸۹۹ء سے مشکل سے ہی کوئی دن ایسا گذرتا ہوگا جب مین اور وہ مخدوم مرحوم اکٹھے نہ بیٹھتے ہون۔ اور گھنٹون کی تنہائی کی گفتگو مین بھی اگر ان کے دل کے اندر کوئی بات مینے دیکھی ہے تو وہ کلام آلہی سے خالص اور سچی محبت اور مہبط وحی صلے اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق تہا۔ کوئی دنیا کی گفتگو اسکو کبھی نہ بہلا سکتی تہی بلکہ اگر اتفاقاً کوئی بات درمیان مین آ بہی جاوے تو جھٹ اسے قطع کر کے وہی قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ترانہ شروع کر دیتے تھے۔ انکے قرآن کریم کے پڑہنے مین ایسا درد تہا کہ رُلا رُلا دیتے تھے اور جن لوگون کو آپ کے پیچھے نماز پڑہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور اس جماعت مین شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہوگا جسکو یہہ اتفاق نہ ہوا ہو۔ وہ خود اس بات سے واقف ہین کہ کیسا ذوق اور خضوع انکے پیچھے نماز مین حاصل ہوتا تہا۔ اے مرحوم تیری روح پر ہزارون ہزار درود ہون کہ تیری زندگی ہمارے لئے ہزارون ہزار برکات کا موجب تہی۔ خدا کرے تیری یہ ابدی زندگی اس سے بہی زیادہ برکات کا موجب ہو۔ ایسے پیارے اور ایسے بابرکت اور ایسے قیمتی اور ایسے غمخوار دوست کی مفارقت پر یہ تو قدرتی امر تہا کہ دل غم سے اور آنکھین آنسوؤن سے بھر جائین مگر یہ تو کچھہ بہی نہین۔ جو میت رونے دہونے اور مرثیہ خوانی تک ہی رہ جائے وہ ایک معمولی موت ہے مگر ہمارے اس مخدوم مرحوم کی موت معمولی نہ تھی اور اسکی شہادت خود خدا نے آسمان سے دی۔ یادگارین تو لوگ دنیا مین ہزارون قسم کی بناتے ہین۔ مگر سچی یادگار وہی ہے جو جدا ہوئے ہوئے دوست کی روح کا سچا نقشہ سامنے لاوے سو اگرچہ ہمارے مدرسہ مین قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ معمولی دنیوی اور مروج تعلیم کے ساتھہ آٹے مین نمک کی طرح ہے۔ اگر قوم اس قسم کے قرآن شریف سے محبت رکھنیوالے وجودون سے پیار کرتی ہے جس قسم کا ایک وجود ہمارے درمیان سے اُٹھہ گیا ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلدی قرآن شریف کی تعلیم کا ایک الگ سلسلہ کہولا جائے جسکی اصل غرض صرف تعلیم کتاب آلہی ہی ہو۔ یہی وہ بات ہے جو ہمارے مرحوم دوست کی روح کو خوش کر سکتی ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہماری اس سے محبت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اور اس کی صداقت پر یہ کم شہادت نہین کہ سب سے پہلے اس تجویز کو خدا نے اسکے دل مین ڈالا جسکو اسنے اپنے فضل سے ہماری اس احمدی قوم مین سب سے زیادہ فہم عطا کیا ہے۔ اسکے لئے ضرورت ہوگی عمدہ عمارت کی جو میرے خیال مین پختہ ہونی چاہیئے تعلیم کے کمرے اور متعلمین کی رہائش کے کمرے اور پہر ایک مستقل ماہوار آمد۔ جو مستقل مصارف کیلئے مکتفی ہو۔ پس سب سے پہلے تو ضروریات عمارت کا فکر چاہیئے اسکے لئے خصوصیت سے جماعت سیالکوٹ مخاطب ہے جسنے سالہا سال تک مرحوم کے وعظ اور درس قرآن سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس جماعت مین خصوصیت سے مخاطب ہین۔ مکرم و مخدوم چودہری محمد سلطان صاحب جنکا مرحوم اکلوتا بیٹا تہا اور چودہری محمد بخش صاحب۔ چودہری صاحب کا نام آنیکے ساتھہ میرے سامنے الحکم کا ایک نوٹ آگیا ہے جس کو پڑہکر مجھے بہت ہی افسوس ہوا ہے اور خود چودہری صاحب کو بہی ہوا اور انکے دوستون اور اقربا کو بہی افسوس ہوا ہوگا اس نوٹ مین خدا جانے کسطرح یہ لکھدیا گیا کہ "اگر کوئی صاحب مخدوم الملت کے ضعیف والدین کے لئے کوئی رقم بھیجین تو وہ فلان شخص کو بہیجدین" ہم تو خود چودہری صاحب سے یادگار کریم کے لئے بڑی بہاری رقم کے امیدوار ہین چہ جائیکہ وہ کسی دوست کی مدد کے محتاج ہون۔ چودہری صاحب خدا کے فضل سے صاحب جائداد ہین اور ۲۳ سال تک سیالکوٹ کے میونسپل کمشنر رہے ہین۔ اسی طرز کا ایک نوٹ اخبار بدر مین بہی غلطی سے شائع کر دیا گیا ہے۔ ہم مولوی صاحب کے اِن پسماندگان کے لئے قوم سے قطعاً ایک پیسہ نہین مانگتے بلکہ حضرت مرحوم کی یادگار کے لئے مانگتے ہین۔ جب مین اوس محبت کو دیکھتا ہون جو قوم کو حضرت مولویصاحب مرحوم سے تہی تو مین خیال کرتا ہون کہ یہ ایک بہت ہی چہوٹی سی درخواست کی گئی ہے۔ اس ظاہر حصہ کو اگر قوم پورا کر دے تو خدا اس مین برکت ڈالکر اس سلسلہ کو دنیا کے لئے بہت سی برکات کا موجب بنا دیگا۔ عمارت کیلئے میری سمجھہ مین تین چار ہزار روپیہ کافی ہوگا اور ماہوار اخراجات کا اندازہ بعد مین لگ سکیگا۔ راقم محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

الحکم

چہ گویم بالو گرآئی چہادر قادیان بینی | دو اینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے دو روپیہ بارہ آنہ

نمبر ۳۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود دہلی مین

(۱) اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت قیام دہلی مین علے العموم اچہی رہی۔ آخری ایام مین درد پاکی کسیقدر تکلیف ہوئی مگر حضرت بدستور مجلس مین آکر تبلیغ کرتے رہے۔ یکم نومبر کو آپ جناب خواجہ صاحب کے مزار پر جو قطب صاحب کرکے مشہور ہے اور دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر قصبہ مہرولی مین واقع ہے تشریف لے گئے۔ ایک جماعت آپ کے ہمراہ تہی دیر تک وہان دعا کرتے رہے اور ۴ بجے کے قریب واپس آئے۔ جب وہان سے واپس ہوئے تو مقبرہ منصور صفدر جنگ وزیر ہمایون کے پاس الہام ہوا۔

دست تو۔ دعائے تو ترحم ز خدا

(۲) دہلی مین احباب کے اصرار سے تجویز ہوا کہ ایک لیکچر حضرت حکیم الامۃ کیطرف سے دیا جاوے چنانچہ ۳ نومبر کو دہلی کے مقامی دستور کے موافق اسکی اجازت وغیرہ کے لئے سعی کی گئی۔ جو معلوم ہوا کہ ۳ تواریخ تک نہین ہوسکتا۔ اور فی الحقیقت ایسا ہی ہونا چاہئے تہا کیونکہ دہلی کے دروازے پہلے ہی سے بند ہوچکے تہے جیسا کہ اعلٰے حضرت کی رؤیا قبل از روانگی دہلی ظاہر کرتی ہے۔

(۳) دہلی سے ۴۔ نومبر کی شام کو اعلٰے حضرت قادیان کو واپس ہوئے۔ لودہیانہ کی جماعت نے بہ اصرار والحاح درخواست کی تہی کہ واپسی پر اعلٰے حضرت لودہانہ قیام کرین چنانچہ حضور نے درخواست منظور کرلی۔ ۵۔ نومبر کو ۱۱ بجے کے قریب لودہانہ گاڑی پہونچی سٹیشن پر بہت بڑا انبوہ اور ہجوم تہا چنانچہ وہان کا مقامی اخبار لکہتا ہے کہ ایک میلا لگا ہوا تہا اور فی الحقیقت ایسا ہی تہا۔ ہزارہا انسان جمع تہے۔ اور ضلع لودہانہ اور جالندہر کے اکثر مقامات سے خدام جمع ہوگئے تہے۔ مخالفین کیطرف سے سب و شتم سے بہرے ہوئے اشتہار شائع ہوئے۔

جنکا مناسب جواب بذریعہ اشتہار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے دیا گیا۔

۶۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلٰے حضرت کی ایک عام تقریر کئی ہزار کے مجمع مین ہوئی جو برابر تین گہنٹہ تک ہوتی رہی۔ جسکا اثر بہت اچہا پڑا۔ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف اور قابل قدر تہا مین شہر لودہانہ کو منشی حاکم خان صاحب ایسے افیسر پولیس کے قیام پر مبارکباد دیتا ہون حقیقت مین وہ شہر بڑا ہی خوش قسمت ہے جہان ایسے افیسر ہون جو امن جو اور رعایا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہون۔ خدا کرے ایسے آفیسر ہر جگہ ہون۔ منشی حاکم خان صاحب نے جس دیانتداری اور مستعدی سے اپنے فرض کو ادا کیا وہ نہایت ہی قابل قدر ہے باوجودیکہ جلسہ مین کئی ہزار آدمی موجود تہے اور پولیس کا کوئی بہت بڑا عملہ وہان موجود نہ تہا تاہم ایسا کامل انتظام تہا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہین ہلا اور کسی قسم کی آواز یا حرکت جلسہ مین نہین ہوئی۔ غرض پوری خاموشی اور شوق کے ساتہہ لیکچر سُنا گیا۔ لودہانہ مین بیعت کا سلسلہ ریلوے سٹیشن تک جاری رہا۔ ۷۔ نومبر کی صبح کو آپ وہان سے روانہ ہوئے۔ امرتسر کی جماعت نے دو مرتبہ اپنا سفیر قیام امرتسر کے متعلق بہیجا۔ اسلئے حضرت نے وہ درخواست منظور کی اور آپ ۷۔ نومبر کو ۴ بجے کے قریب امرتسر پہونچے۔ سٹیشن پر لاہور کے بعض افراد اور امرتسر کی جماعت کا خاص اژدہام تہا۔ حضرت اقدس اور جماعت کو اس مکان مین جو جنگ مقدس (مباحثہ عیسائیان ۱۸۹۳ء) کے ایام مین حضرت اقدس کا قیام گاہ تہا ٹہرایا گیا ہے۔ غالباً حضرت اقدس کی ایک عام تقریر ہوگی۔ امرتسر سے ۱۰۔ نومبر کو اعلٰے حضرت امید کیجاتی ہے قادیان کو روانہ ہونگے۔

سردست یہہ اجمالی حالات اور کوائف درج کردیئے جاتے ہین۔

(ایڈیٹر الحکم از امرتسر ۸۔ نومبر ۱۹۰۵ء)

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کے اجرا کا اعلان گذشتہ سے پیوستہ الحکم مین ہوچکا ہے۔ اس وقت تک جو درخواستین دفتر مین موصول ہوئی ہین۔ وہ امید دلاتی ہین۔ کہ انشاء اللہ العزیز روزانہ الحکم یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے جاری ہوجاویگا اگر حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے کلمات طیبات روزانہ کی پیاس رکہنے والے احباب توجہ کرین تو تعداد مقررہ پوری ہو۔

تازہ خبر: ۔۔۔ نومبر ۱۹۰۵ء قریب ۱۱ بجے اعلٰے حضرت حجۃ اللہ سفر دہلی سے بخیروعافیت تمام بمعہ خدام دار الامان مین رونق افروز ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان مسیح الرحمان

۲۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسیطرح پر اگر یہ لوگ امتی کے مفہوم پر نظر ڈالین اور غور کرین تو غلطی نہ کہائین۔ کیونکہ امتی کے معنے یہی ہین کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہین وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے اسکو کون سا موقع ملا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کرے۔

پھر نبی کے لفظ پر بھی بحث کرتے ہین اور کہتے ہین ..... کہ دعوائے نبوت ہے مین کہتا ہون یہ تو نری لفظی نزاع ہے نبی تو خبر دینے والے کو کہتے ہین اب جس شخص کے ساتھ اللہ تعالے کے مخاطبات اور مکالمات ہوتے ہون اس کا کیا نام رکہا جاویگا۔ اور یہہ نبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل اور اتباع کا نتیجہ ہے مین اسکو کفر اور لعنت سمجہتا ہون اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئے بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور مستقل نبوت کا مدعی ہے یہہ نرے دہوکے ہین جو ان لوگون کو لگے ہوئے ہین اور بعض باوجودیکہ اس امر کو بخوبی سمجہتے ہین لیکن جہلا اور عوام کو بہڑکانے کے لئے ایسی باتین کرتے ہین۔ تاکہ وہ میری کتابون سے بیزار ہوجائین اور انہین پڑہکر فائدہ نہ اٹہا سکین۔

کاش یہ لوگ سمجہتے کہ انہون نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتین تجویز کی ہین ان کا نتیجہ کیا ہے؟ مثلاً وہ کہتے ہین کہ مس شیطان سے وہی پاک ہے اور روح القدس کے سایہ سے پیدا ہوا ہے اس مین اس کا کوئی شریک نہین جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر وہی گئے ہین اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین پہر وہی آسمان سے اتریگا اور قیامت کے قریب آخری قاضی وہی ہون گے اور پہر یہہ بہی خصوصیت کہ دوہزار برس ہونے کو آئے وہ اب تک آسمان پر اور کہانے پینے اور دیگر حوائج انسانی کے محتاج نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو بہوک سے پتھر پیٹ پر باندہ لیتے مگر انکو اس کی بہی ضرورت نہین۔ کوئی اثر زمانہ کا اُس پر نہین ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا اثر ہو مسیح پر بالکل نہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شیب اور پیرانی سالی کے آثار ظاہر ہون مگر مسیح ان سے بہی محفوظ۔ اب سوچو اور بتاؤ کہ اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟ یقیناً یہی نتیجہ ہوگا کہ انہین ساری دنیا سے الگ اور نرالا مانا جاوے یا دوسرے الفاظ مین انکو خدا ہی کہا جاوے اس لئے کہ ایسی خصوصیتین یقیناً انہین خدا بناتی ہین اور عیسائی اسکو پیش کرتے ہین۔

غرض اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو یہودیون کے ہاتھہ سے نجات دیکر ان کے الزامون سے انکو بری کیا تہا تاکہ انکو زک دے اور پہر اس سلسلہ محمدیہ کو قایم کرکے بتا دیا تہا کہ خدا تعالی کا فضل جسطرف وہ چاہتا ہے آتا ہے خواہ اسرائیلیون مین ہو خواہ اسماعیلیون مین اب تو یہودیون کے ہاتہہ مین نرا حسد ہے لیکن اگر وہ دیکہین کہ ان کے کمالات کا سلسلہ بند نہین ہوا تو پہر نری رسالت سے کیا حسد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود معاذ اللہ برابر ہوجائیگا۔ کیونکہ آپ کے کمالات فیوض اور برکات کا سلسلہ بجائے آگے چلنے کے انہین پر ختم ہوگیا مجہے سخت تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت مین کچہہ ایسے اندہے ہو رہے ہین کہ وہ اس کے انجام اور نتائج سے بالکل بے خبر اور بے پروا ہو رہے ہین۔ کیا یہ سچ نہین ہے؟ کہ اگر آپکا سلسلہ آپ سے ہی شروع ہوکر آپ ہی پر ختم ہوگیا تو آپ ابتر ٹہیرین گے (معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے اِنَّ شانئکَ ھو الابتر یعنے تجہے تو ہم نے کثرت کے ساتھہ روحانی اولاد عطا کی ہے جو تجہے بے اولاد کہتا ہے وہی ابتر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جسمانی فرزند تو کوئی تہا نہین اگر روحانی طور پر بہی آپ کی اولاد کوئی نہین تو ایسا شخص خود بتاؤ کیا کہلاوے گا؟ مین تو اسکو سب سے بڑہ کر بے ایمانی اور کفر سمجہتا ہون۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قسم کا خیال بہی کیا جاوے۔ انا اعطینٰک الکوثر کسی دوسرے نبی کو نہین کہا گیا یہہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے آپ کو اسقدر روحانی اولاد عطا کی گئی جسکا شمار بہی نہین ہوسکتا۔ اسلئے کہ قیامت تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے روحانی اولاد ہی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہین کیونکہ آپ کے انوار و برکات کا سلسلہ برابر جاری ہے اور جیسے اولادین والدین کے نقوش ہوتے ہین اسیطرح روحانی اولاد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوض کے آثار اور نشانات موجود ہین العلماء ورثۃ الانبیاء صوفیون نے اس حدیث کو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صحیح مانا ہے اور فی الحقیقت یہ صحیح ہے اور یہودیون پر اسی سے مار پڑتی ہے کیونکہ خدا تعالے نے اس امت کو ایسا شرف عطا فرمایا کہ علماء امت کو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل ٹہیرایا۔ علماء کے لفظ سے دہوکا نہین کہانا چاہیے عالم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہے۔

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء

یعنے بیشک جو لوگ اللہ تعالے سے ڈرتے ہین اسکے بندون مین سے وہی عالم ہین۔ انہین عبودیت تامہ اور خشیت اللہ اس حد تک پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالے سے ایک علم اور معرفت سیکہتے ہین۔ اور اسی سے فیض پاتے ہین اور یہ مقام اور درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ سے پوری محبت سے ملتا ہے یہانتک کہ انسان بالکل آپ کے رنگ مین رنگین ہوجاوے۔ اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے

ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم۔

یعنے اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اس اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے گناہون کو بخشدے گا۔

پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جبتک انسان کامل متبع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہین ہوتا وہ اللہ تعالے سے فیوض و برکات پا نہین سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اسکی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹہنڈا کردے عطا نہین ہوتی + ایسے لوگ ہین جو علماء امتی کے مفہوم کے اندر داخل ہین۔

غرض

ایک طرف تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا کہ انا اعطینٰک الکوثر اور دوسری طرف اس امت کو کنتم خیر امۃ کہا۔ تاکہ یہودیون پر زد ہو۔ مگر میرے مخالف عجیب بات کہتے ہین کہ یہ امت باوجود خیر الامۃ ہونے کے پہر شر الامۃ ہے۔ بنی اسرائیل مین تو عورتون تک کو شرف مکالمہ الٰہیہ دیا گیا مگر اس امت کے مرد بہی خواہ کیسے ہی متقی ہون اور خدا تعالے کی رضاجوئی مین مرین اور مجاہدہ کرین مگر ان کو حصہ نہین دیا جائیگا اور یہی جواب ان کے لئے خدا کی طرف سے ہے کہ بس تمہارے لئے مہر لگ چکی ہے!!!

اس سے بڑہکر اللہ تعالے کے حضور گستاخی اور اسپر سوء ظن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی ہتک کیا ہوگی؟ دوسری قومون کو ملزم کرنے کے لئے یہی تو زبردست اور بے مثل ہتہیار ہمارے ہاتہہ مین ہے اور اسی کو تم ہاتہہ سے دیتے ہو۔

پھر ایک اور بات قابل غور ہے اللہ تعالے نے دو سلسلے قائم کئے تہے پہلا سلسلہ سلسلہ موسوی تہا۔ دوسرا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ یعنے محمدی سلسلہ۔ اور اس دوسرے سلسلہ کو مثیل ٹہیرایا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی مثیل موسیٰ کہا گیا تہا۔ توریت کی کتاب استثنا مین یہی لکہا گیا تہا کہ تیرے بہائیون مین سے تیری مانند ایک نبی اٹہاؤن گا۔ اور قرآن شریف مین یہہ فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدًا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ یعنے بیشک ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بہیجا جو تم پر شاہد ہے اسی طرح یہہ رسول بہیجا گیا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بہیجا گیا تہا (یعنے موسیٰ کی طرح)۔

اب غور کرو کہ اس مین کما کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس سلسلہ مین بہی کمالات و برکات کی کمی نہوگی پہر سورۂ نور مین آیت استخلاف مین بہی یہی کما کا لفظ آیا ہے

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الآیۃ

اسی امت کے اب مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والون سے خلافت کا وعدہ کیا گیا اسی طرح پر جس طرح بنی اسرائیل مین خلفاء کئے گئے تہے۔ یہان بہی وہی کما کا لفظ موجود ہے ایک طرف تو اس سلسلہ کو سلسلہ موسوی کا مثیل ٹہیرایا دوسری جگہ سلسلہ موسوی کی طرح خلفاء بنانے کا وعدہ کیا۔ پہر کیا دونون سلسلون کا طبعی توافق ظاہر نہین کرتا کہ اس امت مین خلفاء اسی رنگ کے قائم ہون؟ ضرور کرتا ہے۔

اور اس مین تو کوئی کلام ہی نہین کہ سلسلہ موسوی مین آخری خلیفہ مسیح تہا۔ پہر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدیہ مین آخری خلیفہ مسیح نہ کہلائے؟ اس لئے ضرور تہا کہ آنے والے کا نام مسیح رکہا جاتا۔ یہی سر ہے جو خدا تعالے نے اس

امت مین بہی ایک مسیح کا وعدہ کیا۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ رکہا ہے مگر آخر مین آنیوالے خلیفہ کا نام عیسےٰ رکہا ہے مثیل عیسےٰ نہین رکہا اسلئے وہ آپ ہی آجائیگا۔ اس قسم کے اعتراض بظاہر دہوکہ دہ ہین اور ممکن ہے کہ وہ آدمی جو اصل حالات سے واقف نہین اس کوسُن کر گہبرا جاوے مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ ہی ہونا چاہئے تہا اسلئے کہ توریت کی کتاب استثنا مین مثیل موسیٰ ہی کہا گیا تہا پس اگر آپ موسیٰ ہونے کا دعوےٰ کرتے تو کتاب والے کہتے کہ ہمین تو مثیل موسیٰ کا وعدہ دیا گیا ہے نہ کہ موسیٰ کا۔ اسلئے انکو توجہ دلانے کے واسطے وہی لفظ رکہا جو وہان موجود تہا مگر یہان اسکے خلاف بات تہی۔ پہلی کتابون مین اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسےٰ آئیگا مگر جب یہ ثابت ہوچکا کہ وہ وفات پاچکے ہین اور آچکے ہین تو کوئی خیال بہی نہین کریگا کہ وہ زندہ ہوکر آجائین گے۔

رہا وفات کا مسئلہ وہ ایسا صاف ہے کہ اس پر زیادہ کہنے کی حاجت ہی نہین خداتعالےٰ نے اپنے قول سے **یاعیسیٰ انی متوفیک** اور حضرت مسیح نے اپنے اقرار سے **فلما توفیتنی** اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے جبکہ معراج کی رات حضرت عیسےٰ کو حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتہہ اکٹہا دیکہا ثابت کردیا ہے۔ کہ وہ وفات پاچکے ہین ورنہ اگر وہ زندہ ہین تو مردہ کے پاس رہنے کا کیا تعلق؟ اور اس کے علاوہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع یہی کیا کہ مسیح فوت ہوگیا۔ جیساکہ بارہا مینے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تلوار نکال لی اور کہاکہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو اُس کا سر اڑادون گا اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔**

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہین اور آپ سے پیشتر سب رسول وفات پاچکے ہین۔ اب بتاؤ اس مین مسیح یا کسی اور کی کیا خصوصیت ہے؟ کیا حضرت ابوبکر نے کسی کو باہر رکہ لیا تہا۔ اور صحابہ کب گوارا کرسکتے تہے کہ وہ کسی اور کو تو زندہ تسلیم کرین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہہ تجویز کرین کہ آپنے وفات پائی ہے

غرض صحابہ کا اجماع بہی موت پر مُہر کرتا ہے اور پہر عقل سلیم تو دور سے اسکو دہکے دیتی ہے۔ عام طور پر ہم آنکہون سے دیکہتے ہین اگر عقل کے سامنے یہ پیش کرین کہ کانون سے دیکہتے ہین تو وہ کب اسکو مان لے گی؟ اسی طرح جب آدم سے لیکر اب تک آسمان پر زندہ اسی جسم کے ساتہہ جانے کی کوئی نظیر نہین ملتی تو ہم کیونکر مان لین کہ مسیح زندہ اور اسی جسم عنصری کے ساتہہ آسمان پر چلا گیا۔ نظیر اگر کوئی ملتی ہے تو وہ **ایلیا** کی آمد کی نظیر ہے جسکا وعدہ ملاکی نبی کی کتاب مین کیا گیا تہا اور اسکے آنیکا فیصلہ خود حضرت مسیح نے کیا کہ آنے والا ایلیا یہی **یوحنا** ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ اب اس نظیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ **آمد** کے یہی معنی ہوتے ہین اور ایسے کلمات بطور استعارہ کے استعمال کئے جاتے ہین اسکے بعد بہی اگر فیصلہ موت مین شک ہو تو پہلے ان دلائل کو توڑو۔ اور پہر آنے والے کا جو فیصلہ حضرت عیسےٰ کی اپنی عدالت سے ہوا اسکے خلاف کوئی فیصلہ پیش کرو۔ انہون نے تو ثابت کیا کہ آنے والا بروزی رنگ مین آیا کرتا ہے تم کہتے ہو کہ وہ حقیقی مردے زندہ کردیا کرتے تہے پس اگر یہ سچ ہے تو کیون انہون نے ایلیا کو زندہ نہ کرلیا۔ تاکہ ان کی نبوت مشتبہ نہ ہوتی اور یہودیون کی قوم تباہ نہ ہوتی۔ انہون نے ملاکی نبی کی پیشگوئی ہی کا تو سوال کیا تہا۔ ان کے راہ مین روک اور ٹہوکر دہی امر ہوا نہ کوئی اور اس تاویل پر جو حضرت مسیح نے کی تہی وہ راضی نہوئے اور انکار کرکے لعنتی ٹہیرے۔

بعض اوقات جب اس دلیل کا نقض ہمارے مخالف نہین کرسکتے تو پہر کہدیتے ہین کہ یہ کتابین محرّف مبدّل ہین مین کہتا ہون کہ محرّف مبدّل ہی سہی لیکن تواتر قومی کو کیا کروگے۔ یہودی اب تک موجود ہین۔ ان سے پوچہہ لو کہ کیا وہ اس امر کے منتظر نہین ہین کہ مسیح سے پہلے ایلیا ضرور آئیگا۔ اور عیسائی بہی اس کے قائل۔ اگر وہ قائل نہ ہوتے تو **ایلیا** کا بروز **یوحنا** کو کیون تسلیم کرتے؟

پس یہودی اور عیسائی باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہین مگر اس امر پر بالکل متفق ہین۔ ایسی صورت مین یہہ امر بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ یہ امور ہمارے زبردست موید ہین جیسے یحییٰ کا نام الیاس رکہا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے میرا نام عیسیٰ رکہا۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ اس نام مین حکمت کیا تہی؟ اس کے جواب مین یاد رہے کہ یہودا ہی شرارت کی وجہ سے منحرف ہوئے تہے کہ ایلیا نہین آیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے جسنے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ بلکہ یہان تک لکہا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کا صحیفہ پیش کرین گے کہ اس مین کہان لکہا ہے کہ مثیل آئیگا؟ ۔ پس یہودیون کے لعنتی اور منحرف ہونے کے لئے یہہ ابتلا نہین آگیا۔ اس اُمت کے لئے سلسلہ موسوی کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تہا کہ ایک مسیح آئے اور علاوہ بریں چونکہ اس امت کے لئے یہہ کہا گیا تہا کہ آخری زمانہ مین وہ یہود کے ہمرنگ ہوجائے گی۔ چنانچہ بالاتفاق غیر المغضوب مین مغضوب سے مراد **یہود** لی گئی ہے۔ پہر یہہ یہودی تو اسیوقت ہوتے جب انکے سامنے بہی ایک عیسےٰ پیش ہوتا اور اسیطرح پر یہہ بہی انکار کردیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ **آنے والا عیسیٰ آگیا اور انہون نے انکار کردیا**۔ اس مین میرا کیا قصور ہے یہہ تو زیادہ ملزم ہین اس لئے کہ ان کے سامنے ایلیا والی نظیر موجود تہی مگر افسوس یہ ہے کہ انہون نے غور ہی نہین کیا اور نہین کرتے۔ اللہ تعالےٰ انپر رحم کرے۔ آمین۔

---

۲۷ ستمبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔

اللہ تعالےٰ بہت رحیم وکریم ہے وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اسپر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلون کو بہیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دین مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان مین یہ پیدا ہو جاوے اسکے لئے روحانی موت ہے مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ بیماری قتل سے بہی بڑہ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بہائی ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس مین تکبر نہ ہو بلکہ انکسار۔ عاجزی۔ فروتنی اس مین پائی جائے اور یہ خدا کے مامورون کا خاصہ ہوتا ہے انمین حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے سادہ سب سے بڑہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہہ وصف تہا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچہا گیا کہ تیرے ساتہہ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ سچ تو یہہ ہے کہ مجہہ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہین۔ (**اللّٰھم صل علےٰ محمد وعلےٰ اٰل محمد وبارک وسلم**) یہہ ہے نمونہ اعلےٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہہ بات بہی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزون مین خدام ہوتے ہین جو ہر وقت گرد وپیش حاضر رہتے ہین۔ اسلئے اگر کسی کے انکسار وفروتنی اور تحمل وبرداشت کا نمونہ دیکہنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتین ایسی ہوتی ہین کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چاے مین نقص ہوا تو جہٹ گالیان دینی شروع کردین یا تازیانہ لیکر مارنا شروع کردیا۔ اور ذرا شوربے مین نمک زیادہ ہوگیا بس بیچارے خدمتگارون پر آفت آئی۔

دوسرے غربا کے ساتہہ معاملہ تب پڑتا ہی کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہین اور خشک روٹی پر گذارہ کرلیتے ہین۔ مگر یہ باوجود علم ہونے کے بہی ان کی پروا نہین کرتے وہ انکو امتحان مین ڈالتے ہین جب بصورت سائل آتے ہین۔ خداتعالےٰ تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے کوئی اس کا مقابلہ نہین کرسکتا پہر غریبون کے ساتہہ ہی معاملہ کرکے سمجہا جاتا ہے کہ کس قدر نا خدا ترسی یا خداترسی سے حصہ لیتا ہے یا لیگا۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ قیامت مین اللہ تعالےٰ بعض بندون سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور مین تم سے بہت خوش ہون کیونکہ مین بہت بہوکا تہا تم نے مجہے کہانا کہلایا مین ننگا تہا تم نے کپڑا دیا مین پیاسا تہا تم نے مجہے پانی پلایا۔ مین بیمار تہا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہین گے کہ یا اللہ تو تو ان باتون سے پاک ہے تو کب ایسا تہا جو ہم نے تیرے ساتہہ ایسا کیا تب وہ فرمائیگا کہ میرے فلان فلان بندے ایسے تہے تم نے انکی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تہا کہ گویا تم نے میرے ساتہہ ہی کیا۔ پہر ایک اور گروہ پیش ہوگا ان سے کہیگا کہ تم نے میرے ساتہہ برا معاملہ کیا مین بہوکا تہا تم نے مجہے کہانا نہ دیا۔ پیاسا تہا پانی نہ دیا۔ ننگا تہا مجہے کپڑا نہ دیا۔ مین بیمار تہا میری عیادت نہ کی تب وہ کہین گے کہ یا اللہ تعالیٰ تو تو ایسی باتون سے پاک ہے تو کب ایسا تہا جو ہم نے ایسا کیا اسپر فرمائیگا کہ میرا فلان فلان بندہ اس حالت مین تہا اور تم نے ان کے ساتہہ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا

میرے ہی ساتھ کرتا تھا۔

عجز نفس

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی **عبادت** ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ اس پہلو مین بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسرون کو حقیر سمجھا جاتا ہے انپر ٹھٹھے کئے جاتے ہین ان کی خبرگیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل مین مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غربا کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہین آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہین مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت مین مبتلا نہ ہو جاوین۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اسکی شکر گذاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کرین اور اس خداداد فضل پر تکبر نکرین اور وحشیون کی طرح غربا کو کچل نہ ڈالین۔

خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے اسکے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علےٰ خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے لیکن اگر وہ اسکی شیخی اور گھمنڈ مین آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور پاس کنوان بھی ہو۔ لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اسکو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی۔ اس نیکی سے محروم رہ جائیگا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ یہہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہین کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تھوڑے دنون کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دیگی۔

یہہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ مین ہے اسلئے انہین امیرون کی امیری اور تمول پر رشک نہین کرنا چاہئے اسلئے کہ انہین وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہین۔ ایک غریب آدمی بیجا ظلم۔ تکبر۔ خود پسندی۔ دوسرون کو ایذا پہونچانے۔ اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیون سے مفت مین بچ جائیگا۔ کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتون پر اسے مجبور کرتی ہے اس مین نہین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اسکی جماعت مین غرباء داخل ہوتے ہین اسلئے کہ انہین تکبر نہین ہوتا۔ دولت مندون کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اسکے خادم ہو گئے تو لوگ کہین گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلان شخص کا مرید ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتون سے محروم رہ جاتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہین کریگا۔ مگر یہ عار کریگا۔

ہان اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور دولتمند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نکرے اور اسکو بندگان خدا کی خدمت مین صرف کرنے اور ان کی ہمدردی مین لگانے کے لئے موقع پائے۔ اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب مشکل اور نازک مرحلہ **حقوق العباد** ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اسکا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پہ بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ **دشمن** کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہین کہ جہانتک ہو سکے اسکی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر مین پڑکر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہین کرتے۔ اسکو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اسپر لگاتے افترا کرتے اور اسکی غیبت کرتے اور دوسرون کو اس کے برخلاف اکساتے ہین۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کسقدر برائیون اور بدیون کا وارث بنا اور پھر یہ بدیان جب اپنے بچے دین گی تو کہانتک نوبت پہونچے گی۔ مین سچ کہتا ہون کہ تم کسی کو اپنا **ذاتی دشمن** نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا کے ہو جاؤ تو وہ دشمنون کو بھی تمہارے خادمون مین داخل کر سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہین اسکی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے پھر خدا سے بڑھکر تمہارا **دشمن** کون ہوگا۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب **خدا دشمن** ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہین ہو سکتا۔ اسلئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا **طریق** ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ **ذاتی اعدا کوئی نہ ہون**۔ خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہان اللہ اور اسکے رسول کی عزت کے لئے الگ امر ہے۔ یعنے جو شخص خدا اور اسکے رسول کی عزت نہین کرتا بلکہ انکا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ لیکن اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہین ہین کہ تم اسپر افترا کرو اور بلا وجہ اسکو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہین بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اسکی اصلاح کے لئے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اسکے ساتھ شروع نکرو۔ یہ امور ہین جو تزکیہ نفس سے متعلق ہین۔ کہتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علی رض نے اسکو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اسنے جھٹ حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسکی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ اب تک تو مین محض خدا کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس مین شریک ہو جاتا ہے۔ پس مین نہین چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہین قتل کرون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہین سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلون کو وسیع کرتے ہین تو اس سے بڑھکر خدا کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی۔

ایک شخص نے ایک جائداد کے متعلق جو فروخت ہونے والی ہے۔ کہا کہ آپ اسکو خرید لین ایسا نہ ہو کہ فلان سکھ یا کوئی اور خرید لے۔ فرمایا۔ ہمین ان باتون سے کیا غرض ہم جائدادین اور زمینین خریدنے کے واسطے نہین آئے۔ ہمکو کیا سکھ خریدے یا کوئی اور خریدے۔ ہمیشہ اس شعر کو یاد رکھا جاوے ؎

خواجہ در بند نقش ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

ہم سے **دو شغل** نہین ہو سکتے۔ یہی خدمت جو خدا نے ہمارے سپرد کی ہے پورے طور پر ادا ہو جاوے تو کافی ہے اسکے سوا ہمین اور کسی کام کے لئے نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔

ایک شخص نے کہا کہ تجارت کے متعلق خواہ نخواہ سود دینا پڑتا ہے فرمایا ہم جائز نہین رکھتے مومن ایسی مشکلات مین پڑتا ہی نہین اللہ تعالیٰ خود اسکا تکفل کرتا ہے۔ عذرات سے شریعت باطل ہو جاتی ہے کون امر ہے جسکے لئے کوئی عذر آدمی نہین تراش سکتا ہے خدا سے ڈرنا چاہئے۔

کسی نے پوچھا کہ بعض آدمی غلہ کی تجارت کرتے ہین اور خرید کر اسے رکھ چھوڑتے ہین جب مہنگا ہو جاوے تو بیچتے ہین کیا ایسی تجارت جائز ہے؟ فرمایا اسکو مکروہ سمجھا گیا ہے مین اسکو پسند نہین کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے **ایک آن کی بد نیتی بھی جائز نہین اور یہہ ایک قسم** کی بد نیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بد نیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو ان کے کپڑے پر تھی دھو رہے تھے کسی نے کہا کہ آپنے اسقدر کے لئے تو فتویٰ نہین دیا۔ اسپر آپنے کیا لطیف جواب دیا۔ کہ

آن فتویٰ است و این تقویٰ

پس انسان کو دقایق تقوےٰ کی رعایت رکھنی چاہئے سلامتی اسی مین ہے اگر چھوٹی چھوٹی باتون کی پروا نکرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتین کبائر کا مرتکب بنا دین گی۔ اور طبیعت مین کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ تم اپنے زیر نظر تقوےٰ کے اعلےٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقایق تقوےٰ کی رعایت ضروری ہے۔

اسیطرح کہتے ہین ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ چالیس مہر کی کیا زکوٰۃ دینی چاہئے۔ تو ذوالنون نے کہا کہ چالیس مہر کی زکوٰۃ چالیس مہر۔ سائل اس جواب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کیون؟ اسپر ذوالنون نے کہا کہ چالیس اس نے رکھی ہی کیون۔ گویا کیون خدا کی راہ مین خرچ نکر دین۔ جمع ہی کیون کیا؟ شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

کہتے ہین کہ کوئی محدث وعظ کرتا تھا۔ ایک صوفی نے بھی سنا اور اسکو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اسنے کہا میرے پاس تو مال ہی نہین زکوٰۃ کس چیز کی دون۔ صوفی بولا چالیس حدیثین لوگون کو سنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔

فرمایا۔ اسلام مین انسان کے تین **طبقے** رکھے ہین۔ **ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات**۔

ظالم لنفسہ تو وہ ہوتے ہین جو نفس امارہ کے پنجے مین گرفتار ہون اور ابتدائی درجے پر ہوتے ہین۔ جہانتک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہین کہ اس حالت سے نجات پائین۔

مقتصد وہ ہوتے ہین جنکو میانہ رو کہتے ہین

ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پاجاتے ہین لیکن پہر بہی کبہی کبہی اسکا حملہ انپر ہوتا ہے۔ اور وہ اس حملہ کے ساتہہ ہی نادم بہی ہوتے ہین پورے طور پر ابہی نجات نہین پائی ہوتی۔

مگر سابق بالخیرات وہ ہوتے ہین کہ ان سے نیکیان ہی سرزد ہوتی ہین اور وہ سب سے بڑہ جاتے ہین انکے حرکات وسکنات طبعی طور پر اس قسم کے ہوجاتے ہین کہ ان سے افعال حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے گویا ان کے نفس امّارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت مین ہوتے ہین۔ انسے اسطرح پر نیکیان عمل مین آتی ہین گویا وہ ایک معمولی امر ہے اس لیئے ان کی نظر مین بعض اوقات وہ امر بہی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اسکو نیکی ہی سمجہتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑہی ہوئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہین

حسنات الابرار سیئات المقربین۔

مثلاً چندہ کی حالت پر ہی لحاظ کرو۔ ایک آدمی غریب اور ۲ روز کا مزدور ہے اور ایک دوسرا آدمی دو لاکہہ روپیہ کی حیثیت رکہتا ہے اور ہزارون کی روزانہ آمدنی ہے وہ ۲ کا مزدور بہی اس مین ۲ پیسہ دیتا ہے اور وہ لاکہہ پتی ہزارون کی آمدنی والا دو روپیہ دیتا ہے۔ تو اگرچہ اسنے اس مزدور سے زیادہ دیا ہے مگر اصل یہ ہے کہ اس مزدور کو تو ثواب ملیگا مگر اس دولتمند لاکہہ پتی کو ثواب نہین بلکہ عذاب ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق قدم نہین بڑہایا۔ بلکہ گویا بخل کیا ہے۔

غرض یہہ ہے کہ جس قسم کا انسان ہو اسے اپنی طاقت اور قدرت کے موافق قدم بڑہانا چاہیئے۔ ہر شخص اپنی معرفت کے لحاظ سے پوچہا جائیگا۔ جسقدر کسی کی معرفت بڑہی ہوئی ہوگی اوسیقدر وہ زیادہ جوابدہ ہوگا۔ اسی لیئے ذوالنون نے ذکوٰۃ کا وہ نکتہ سنایا۔ یہہ خلاف شریعت نہین ہے۔ اسکی شریعت کا یہی تقضا تہا۔ وہ جانتا تہا کہ مال رکہنے کے لیئے نہین ہے بلکہ اسے خدمت دین اور ہمدردی نوع انسان مین صرف کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہان آخری وقت ایک مُہر تہی آپ نے اسے نکلوادیا۔ اصل یہی ہے۔ کہ ہر امر کے مراتب ہوتے ہین۔ بعض آدمی شبہ کرینگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی کہلاتے تہے انہون نے کیون مال جمع کیا؟ یہہ ایک بیہودہ شبہ ہے اسلئے کہ وہ مہاجن نہ تہے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس غنی کے کیا معنے ہین؟ مین اتنا جانتا ہون کہ جو مال خدمت دین کے لیئے وقف ہو وہ اسکا نہین ہے۔

اس نیت اور غرض سے جو شخص رکہتا ہے وہ اپنے لیئے جمع نہین کرتا۔ وہ خدا کا مال ہے۔ لیکن جو اپنے اغراض نفسانی اور دنیاوی کو ملحوظ رکہہ کر جمع کرتا جاتا ہے وہ مال داغ لگانے کے لئے ہے جس سے آخر اسکو داغ دیا جائیگا

بعض لوگون کا یہہ بہی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لیئے کچہہ مال چہوڑنا چاہیئے۔ مجہے حیرت آتی ہے کہ مال چہوڑنیکا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال انکو نہین آتا کہ اسکا فکر کرین کہ **اولاد صالح ہو طالح نہ ہو** مگر یہ وہم بہی نہین آتا اور نہ اس کی پرواکی جاتی ہے۔

بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہین اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہین کرتے وہ اپنی زندگی ہی مین اولاد کے ہاتہہ سے نالان ہوتے ہین اور اس کی بداطواریون سے مشکلات مین پڑجاتے ہین۔ اور وہ مال جو انہون نے خدا جانے کن کن حیلون اور طریقون سے جمع کیا تہا آخر بدکاری اور شرابخوری مین صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے مان باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلا بہی بہت بڑا ابتلا ہے اگر اولاد صالح ہو تو پہر کس بات کی پروا ہوسکتی ہے۔ خدا تعالے خود فرماتا ہے **ھو یتولی الصالحین** یعنے اللہ تعالے آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکہون روپیہ اس کے لئے چہوڑ جاؤ وہ بدکاریون مین تباہ کرکے پہر قلاش ہوجائیگی۔ اور ان مصائب اور مشکلات مین پڑیگی جو اس کے لیئے لازمی ہین + جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے۔ اور وہ اسیطرح پر ہے کہ اسکی صلاحیت کے لیئے کوشش کرے اور دعائین کرے۔ اس صورت مین خود اللہ تعالے اسکا تکفل کریگا۔ اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم مین اسکی پروا تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ مین بچہ تہا جوان ہوا اب بوڑہا ہوگیا۔ مینے متقی کو کبہی ایسی حالت مین نہین دیکہا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اسکی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکہا۔ اللہ تعالے تو کئی پشت تک رعایت رکہتا ہے پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہوجاؤ۔ اور اسکو متقی اور دیندار بنانے کے لیئے سعی اور دعا کرو + جسقدر کوشش تم ان کے لیئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسیقدر کوشش اس امر مین کرو۔

خوب یاد رکہو کہ جب تک خدا تعالے سے رشتہ نہو اور سچا تعلق اسکے ساتہہ نہو جاوے کوئی چیز نفع نہین دے سکتی۔ یہودیون کو دیکہو کہ کیا وہ پیغمبرون کی اولاد نہین یہی وہ قوم ہے جو اسپر ناز کیا کرتی تہی اور کہا کرتی تہی۔

نحن ابناء اللّٰہ و احباءہ ہم اللہ کے فرزند اور اسکے محبوب ہین۔ مگر جب انہون نے خدا تعالے سے رشتہ توڑ دیا۔ اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کرلیا کیا نتیجہ ہوا۔ خدا تعالے نے اسے **سور اور بندر** کہا اور اب جو حالت انکی مال و دولت ہوتے ہوئے بہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہین۔ پس وہ کام کرو جو اولاد کے لیئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اسکے لیئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلے درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالے کو راضی کرلوگے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے تمہاری اولاد کے ساتہہ بہی اچہا معاملہ کریگا۔ قرآن شریف مین خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے۔ کہ ان دونون نے مل کر ایک دیوار کو بنادیا جو یتیم بچون کی تہی وہان اللہ تعالے فرماتا ہے **وکان ابوھما صالحا** ان کا والد صالح تہا۔ یہہ ذکر نہین کیا کہ وہ آپ کیسے تہے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لیئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاوین پہر کیا اس قسم کے امور اکثر لوگون کو پیش آجاتے ہین بددیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ جس مین حقوق شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔

اسکی وجہ یہی میری سمجہہ مین آتی ہے کہ اولاد کے لیئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائداد لوگون کو یہ کہتے سُنا ہے کہ کوئی اولاد ہوجاوے جو اس جائداد کی وارث ہو تاکہ غیرون کے ہاتہہ مین نہ چلی جاوے۔ مگر وہ نہین جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون سب ہی تیرے لیئے تو غیر ہین۔ اولاد کے لیئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔

غرض

حق العباد مین پیچ در پیچ مشکلات ہین جب تک انسان ان مین سے نکلے نہین مومن نہین ہوسکتا۔ نری باتین ہی باتین ہین۔ اللہ تعالے کا کسی سے رشتہ ناطہ نہین اسکے ہان اسکی بہی کچہہ پروا نہین کہ کوئی سیّد ہے یا کون ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے اللہ تعالے کے فضل کے بغیر کوئی بہی بچ نہین سکتا۔ کسی نے پوچہا کہ کیا آپ بہی۔ فرمایا ہان مین بہی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ **قوم** پر منحصر ہے نہ **مال** پر۔ بلکہ اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے اور اسکو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع اور دعائین جذب کرتی ہین۔

قوم کا ابتلا بہی مال کے ابتلا سے کم نہین۔ بعض لوگ دوسری قومون کو حقیر سمجہتے ہین۔ اس ابتلا مین سیّد سب سے زیادہ مبتلا ہین۔ ایک عورت گداگر ہمارے ہان آئی وہ کہتی تہی کہ مین سیدانی ہون اسکو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ **پیالہ دہو کر دینا کسی امتی نے پیا ہوگا۔**

اس قسم کے خیالات ان لوگون مین پیدا ہوئے ہوئے ہین۔ خدا تعالے کے حضور ان باتون کی کچہہ قدر نہین اسنے فیصلہ کردیا ہے۔

ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم

ایک مخلص اور معزز خادم نے عرض کی کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تہی وہان جو امام ہے اسکو کچہہ معاوضہ وہ کچہہ دیتے تہے اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے وہ اس سلسلہ مین داخل نہین مینے اسکا معاوضہ بدستور رکہا ہے اب کیا کیا جاوے؟

فرمایا۔ خواہ **احمدی ہو یا غیر احمدی** جو روپیہ کے لیئے نماز پڑہتا ہے اسکی پروا نہین کرنی چاہیئے نماز تو خدا کے لئے ہے اگر وہ چلا جائیگا تو خدا تعالے ایسے آدمی بہیجے گا جو محض خدا کے لیئے نماز پڑہین اور مسجد کو آباد کرین۔ ایسا امام جو محض لالچ کیوجہ سے نماز پڑہتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو احمدی یا غیر احمدی اس کے پیچہے نماز نہین ہوسکتی۔

امام اتقی ہونا چاہیئے بعض لوگ رمضان مین ایک حافظ مقرر کرلیتے ہین اور اس کی تنخواہ بہی ٹہیرا لیتے ہین یہ درست نہین۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خدا ترسی سے اسکی خدمت کردے تو یہ جائز ہے۔

دیانندی ڈراما

بجواب

مرزائی چٹکلے

آریہ مسافر ماہ جولائی ١٩٠٥ء

ہمارے مخالف دیانندی صاحبان کا جب اسلام کے مقابلہ پر دلائل و براہین سے کام نہیں چلتا تو وہ عورتوں اور بھٹیاروں کی طرح کوسنا شروع کر دیتے ہیں اور نقالوں کو اپنی طفلانہ تحریروں سے مات کر دیتے ہیں کچھہ عرصہ سے ایک مختون آریہ عجیب عجیب تماشے کرکے دیانندیوں کو خوش کر رہے ہیں اور جولاہوں کے تسر کی طرح کبھی اس طرف پہنچتے ہیں اور کبھی بے بس ہو کر اوس طرف پہنچتے ہیں۔ آپ نے پہلے دیانندی سماج کی مدد سے ایک الول جلول کتاب لکھی نہیں بلکہ نقل کی جسے آپ نے نصف گھنٹہ کا لکچر قرار دیا حالانکہ آپ اسے نصف گھنٹہ میں پڑھ بھی نہیں سکینگے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ دیانندیوں نے بیچارے کے گلے میں بلا ڈال دی۔ جونہی وہ پبلک کے ہاتھوں میں پہنچی۔ تو اس نے اس کی ایسی ہی قدر کی جیسی کہ ایسی عامیانہ کتاب کی ہوا کرتی ہے۔

مختون صاحب کو اور تو کوئی دلیل نہ ملی آپ نے برائے نام ایک جواب لکھہ مارا جسے اگر کہا جاوے کہ کسی ناول نویس بھانڈ نے اپنے ہم خیالوں کو پرچانے کے لئے گھڑ مارا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اسے ایک مدلل مذہبی کتاب کا خطاب دیا جاوے مگر چونکہ آج کل ناول نویس اور یورپین بھانڈوں و مسخروں کی تقلید کا مادہ ہمارے کالجوں کے طلباء میں حد درجہ تک سرایت کر چکا ہے اسلئے مختون آریہ نے اگر ایسا کیا تو وہ مجبور تھا۔ مذہبی تعلیم تو اسکی جیسی تھی وہ تو اسکی طرز تحریر سے ہی ظاہر ہے۔ بیچارہ لڑکوں کی پیروی نکرتا تو اور کیا کرتا۔ اسپر بھی ہمیں امید تھی کہ اگر وہ جیسا کہ دعوےٰ کرتا ہے۔ مذہب کی خاطر دیانندی ہوا ہے تو ضرور اس طفلانہ روش کو چھوڑ کر مدلل اور پر از براہین و مہذبانہ طرز تحریر پر کاربند ہوگا۔ کیونکہ سچا مذہب ضرور اپنے پیروں کو منکسر المزاج اور مہذب بنا دیتا ہے مگر افسوس کہ نتیجہ ہماری امید کے خلاف نکل رہا ہے اور مختون آریہ کی ہر ایک تحریر بجائے مہذب ہونے کے طفلانہ ہذیان اور شوخانہ ہوتی جا رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں کی سنگت نے اسپر پورا تسلط کر لیا ہے اور وہ ان کے رنگ سے پورے طور پر رنگا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی اس پنتھ کے عامی آدمیوں کی طرح اس سے سلوک کریں۔

اس وقت ہمارے زیر نظر مختون آریہ کا مندرجہ بالا ہیڈنگ "مرزائی چٹکلے" ہے جسمیں اُسنے شوخی اور دریدہ دہنی کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اور پیٹ بھر بھر کر حضرت اقدس کی نسبت گستاخی کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسکی نادلانہ باتوں کو دیانندی تہذیب کے حوالے کرکے اصل اعتراضات کا جواب ثواب دیں۔ تاکہ اسکی تسلی ہو جائے۔

عمر عیار کی زنبیل

لوگ حیران ہونگے کہ یہ عجیب بہروپیا پن ہے عمر عیار کو گذرے کئی صدیاں ہوگئی ہیں۔ پھر یہ عمر عیار کی زنبیل کیسی۔ مگر ہم ناظرین کو اتنی دیر حیرانگی میں نہیں رہنے دینگے سنئے لالہ دیانند اور اس کے چیلوں نے بہت تگ و دو کے بعد رشی کیش کے پہاڑوں سے اس زنبیل کو نکال مارا ہے۔ جسے سنسکرت میں بجائے عمر عیار کی زنبیل کے دیانندی وید کہتے ہیں۔ ہم نے خود اس زنبیل کے کرتب ملاحظہ کئے ہیں۔ اس میں ہاتھ ڈالو تو کبھی تثلیث پرستی نکل آئیگی کبھی نیوگ پرستی۔ کبھی اواگون پرستی۔ کبھی ہون پرستی۔ کبھی ریل کبھی تار اور کبھی فضولیات کا مجموعہ۔ مدعا یہ کہ دنیا جوں جوں ترقی کرتی چلی جائیگی ان پہیلی کے باتوں کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا اور ذرا سی الفاظ کی گھڑت بڑھت کرنے سے تراتر نکلتے چلے آئیں گے۔ آپ یہ باتیں [illegible] [illegible] کی ناسمجھی ہو کہ ایک ایک نیوگی کے ساتھ گیارہ گیارہ نیوگی نکلتے چلے آویں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیانندا ایسے لائق چیلوں نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھا کر بھولی بھالی رہی سہی عزت کرکری کر دی۔ یہاں تک [illegible] نہیں کی بلکہ باپ بیٹی کی باہمی [illegible] بھی بڑھے بابا کے ذمے لگادی۔ اپنی ایسی بے عزتی دیکھکر بابا جی سے اور تو کچھ نہیں ہوسکا مگر بیچارہ ناطرف یہی دہائی دے دی کہ برائے خدا مجھے کسی بزرگ باعزت بزرگ کیطرف منسوب نکرنا۔ تاکہ دیانندی کے ڈھکوسلوں کی خاطر اس کی بے عزتی بھی نہ ہو پس دیانندیوں کا فرض ہے بابا کے سپوت فرزند بنکر اخباری دنیا میں مشہور ہونا قدرے گران سودا ہے۔ اس سودے کا سودا اس بڈھے میاں کے ایک مختون نوزائیدہ فرزند یا حلقہ بگوش کے مختل دماغ میں سمایا ہے اور آپنے نقالوں کیطرح ساڑھے تین ورقے سیاہ کرکے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر لیا ہے۔ اتنے ورقوں میں مطلب کی بات یا بڈھے میاں بید کی تعلیم کا عکس سوائے اسکے اور کوئی نظر نہیں آتا کہ شاید ایسی ہی طرز تحریر بڈھے میاں کی بھی ہوگی جس میں سے مختون دیانندی چھانٹ چھانٹ کر پبلک کے سامنے نمونے رکھہ رہا ہے۔

عقل کے اندھے ادہرم پال خدا کا خوف کر اور سچائی کا خون نکر اخبار بدر پڑھ کر تو تیرے سینہ پر سانپ لوٹ گئے کہ کیوں حضرت اقدس کو آدم کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اگر تجھہ میں ذرا بھی عقل ہوتی تو تو اپنے گرو دیانند کے حالات سے ہی سبق لیکر خاموش رہتا۔ بھلا جس چیلے کا گرو مول شنکر سے شدھ چیتن بنا اور پھر شدھ چیتن سے دیانند بن بیٹھا وہ دوسروں پر کس منہ سے اس قسم کے اعتراض کر سکتا ہے شرم ہے تیری حالت زار پر۔ اگر سیاپے کی کیفیت دیکھنی ہے تو بجائے اخبار بدر کے اپنی گریبان میں منہ ڈال اور اپنی پھکڑ بازی اور طفلانہ حرکت پر رو۔ افسوس کہ تیرا گرو بہتوں کے آگے تا چینا رہا اور ایک عرصہ تک شیطان اسے نچاتا رہا۔ تب تیرے جیسے حامی شیطان کہاں گئے ہوئے تھے۔ جو ناچ شیطان نے تیرے گرو کو نچائے ہیں وہ اس کی سوانح عمری پڑھنے سے ظاہر ہیں اب اسپر تو خاک ڈالکر چھپانا چاہتا ہے۔ شیطان کا تسلط ہمیشہ تیرے جیسے جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔

گرو بڑا یا چیلا

جبتک ہم نے ادہرم پال کی طفلانہ حرکات نہ دیکھی تھیں ہم سمجھتے تھے کہ لالہ دیانندی شنام دہی میں بڑھا ہوا ہے۔ اور گروں کے ہانکنے میں گو یہ سبقت لے گیا ہوا ہے مگر مقولہ مکذب اور اس کے شاگرد رشید ادہرم پال جی گرو سے چار انگل بڑھ گئے ہیں اور بیچارے گرو جی منہ دیکھنے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ بظاہر تو مختون دیانندی اپنے آپ کو دیانند کا چیلا کہکر انکساری ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اس کی فضول یاوہ گوئی دیکھو تو اپنے گرو کے پیش کردہ اعتراضوں پر ملمع چڑھا کر اس سے تین انگل اچھل کر باتیں بناتا ہے۔ بیچارہ دیانند تو ساری عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا کبھی [illegible] کی مالا جانوروں تک پہنا کر خود بھی انہیں [illegible] رہا اور کبھی گلستے کا ذبیحہ کو جائز بنا تا رہا۔ [illegible] کار نیوگ جیسی بے حیائی کا پردہ وید پرستی [illegible] کر چلتا بنا۔ جب کبھی معترضوں نے اعتراض کیا لالہ جی دہوتی سنبھالتے دوسری جگہ جا پہنچتے تھے اور یہ جادہ جا سماج مندری میں جا براجے زیادہ کسی نے زور دیا تو ویدک لغات میں سے دو چار گالیاں اُگل دیں۔ بیچارہ معترض خود ہی ٹھنڈا ہو کر چپ ہو رہا۔

لالہ مختون جی فرماتے ہیں کہ بموجب عقیدہ اہل اسلام فرشتے بادلوں کو پکڑ کر نہیں لاتے بلکہ بارش کے لئے قوانین ہی کچھہ اور ہیں۔ مہربان ناظرین اگر آپ لالہ مختون سے دریافت کریں کہ بدر کے کون سے پرچہ میں لکھا ہے کہ فرشتے بادلوں کو پکڑ کر لاتے ہیں۔ شاید بادلوں کا لفظ آپکی چشم پر تعصب کو بدر میں نظر آگیا ہوگا۔ ورنہ جو حوالہ آپنے بدر سے لکھا ہے اسمیں تو یہی لکھا ہے کہ فرشتے اوس کے پورا کرنے کے اسباب بہم پہنچانے میں لگ گئے۔ معلوم ہوتا ہے مختون نے اسباب کے معنی ویدک لغات میں بادل کے دیکھے ہیں۔ واہ رے مختون دیانندی تیری عقل کے صدقے۔

ذرا گرو کا حال تو ملاحظہ کر کہ کہنے کو تو پیش گوئیاں کرتا رہا (ملاحظہ ہو سوانح عمری دیانند صفحہ ٥٥) کہ کبھا گوت کا سپنا ہ کرنے کا پہل دکھا در تکلیف [illegible] اور راجہ کو ایسا اس سے تکلیف اٹھائیگا مگر لالہ جی کے مسلمہ مسائل کا حال ناگفتہ بہ ہے ستیارتھ پرکاش کے اول اڈیشن کو تو اگنی کے حوالے کر دینا چاہئے کیونکہ وہ تو خلل دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ رہا دوسرا اڈیشن سو وہ بھی خلل دماغ کی اولاد [illegible] ہے۔ اسکے بعد والے اڈیشن چیلوں کی تیزی طبع کے نتائج ہیں فرمائیے اگر لالہ جی ایسے ہی لیاقت تھے تو پہلے درست مسائل کیوں نہ لکھے کیا اسوقت رشی کیس میں بھنگ نوشی فرما رہے تھے۔ جسکے باعث سدہ بدہ سے جواب مل چکا تھا۔ لالہ مختون کیسی بیہودہ ڈینگیں مار رہا ہے؟

مختون دیانندی نیا جنم دھارین

مختون دیانندی ایک طرف تو وید کی پہاڑی گیوں کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری طرف یورپین تہذیب کو۔ پہاڑی گیوں کو مانتا ہے تو سمجھدار آدمی [illegible] کاگ بناتے ہیں اگر یورپین تہذیب کو پکڑتا ہے تو ویدانگی کے ہون کنڈ میں جاتے ہیں غرض اس گرما گرمی میں مختون لالہ کی مٹی گت بن رہی ہے

بھی تو ڈاڑھی موچھ منڈا بھوت بیت قدم دہر رہا ہے۔ ہیں اور کبھی بنگالیون کا سا بھیس بدل کر عجیب انگلیان نچاتے ہیں۔ نیوگ۔ باپ بیٹی کی مجامعت۔ ہرن کنڈ پر عجیب عجیب نوٹ چڑہا کر زٹلیں اڑا رہے ہیں۔ اور بقول جہاج تو بوے چیلنی کیون بولے جسمین خود ہی ہزارون چھید ہیں۔ ازلی پیدائش کا نکتہ تو ہم تم کو سمجھا دیتے ہیں۔ مگر اس کے بدلے ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش نیز دیگر ویدک منترون میں جو پرمیشور کو روحون کا پتا۔ ماتا کہا گیا ہے۔ کہان تک سچ ہے کیا پرمیشور پتا (باپ) اپنے بیٹے روح کی عمر کے برابر ہے یا کم و بیش۔ اگر پرمیشر حقیقی پتا ہے تو حدوث روح ثابت ہے ورنہ دہی مثل ہوئی کہ جب سے باپ۔ تب سے بیٹا۔ اور ہو خوب یاد آگیا۔ روح اس کا حقیقی بیٹا نہین بلکہ نیوگی بیٹا ہے۔ کہو مختون جی کون دہرم ہے۔

ازلی پیدائش کی حقیقت سنیے۔ قدیم اور حادث کی چار اقسام ہوسکتی ہین (۱) قدیم بالذات (۲) قدیم بالزمان (۳) حادث بالذات (۴) حادث بالزمان۔ قسم اول خدا تعالےٰ سے مخصوص ہوتی ہے۔ قسم دوم مین آکاش داخل ہین۔ جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہین۔ قسم سوم مین ممکنات داخل ہین۔ قسم چہارم مین مرکبات منحصر ہے۔ ان چار اقسام مین باہمی نسبت ہے کہ قدیم بالذات خاص ہے قدیم بالزمان سے کیونکہ جو قدیم بالذات ہے وہ قدیم بالزمان ضرور ہے اور جو قدیم بالزمان ہے اسکے لئے قدیم بالذات ہونا ضروری نہیں جیسے روح پس ان ہر دو مین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوئی۔ قدیم بالزمان عام من وجہ ہے۔ حادث بالذات سے کیونکہ روح قدیم بالزمان اور حادث بالذات ہین۔ پس یہ ایک مادہ اجتماع کا ہوا اور خدا قدیم بالزمان بھی ہے جیسا کہ وہ قدیم بالذات ہے پس حادث بالذات نہ ہوگا۔ لالہ مختون کی موٹی سمجھ مین اگر نہ آیا تو ہم اس مضمون پر پھر لکھہ دینگے۔

ازلی پیدائش تو آپ نے دیکھہ لی اب آپ ازلی بیٹے کی حقیقت آشکار کرکے ویدک فلاسفی کی ٹانگ توڑین۔

مختون تو تھے ہی ڈاڑھی موچھہ بھی صفاچٹ

جیسے بعض بوڑہے آدمی اپنے آپ کو نوجوان اور بچہ ظاہر کرنے کے لئے ڈاڑھی کا صفایا کروا دیا کرتے ہین ایسا ہی لالہ مختون بھی گوروکل کے بچون سے ساتھ بہائی بندی سیکھنے کے لئے ڈاڑھی موچھہ کا صفایا کرکے بچے بن بیٹھے ہین۔ اب دیکھتے ہین کہ بی۔ اے تو اسنے ہوگئے کہ اپنٹ اٹھانے سے حشرات الارض کی طرح نکل آتے ہین۔ ہمارے جیسے ٹٹ پونجیون کو کون پوچہیگا جھٹ ڈاڑھی موچھہ منڈا کر سماج کی ڈھولکی بجانی شروع کردی۔ اور تو آپ سے کچھہ ہو نہ سکا اپنے نامہ اعمال کی سیاہی اور اندرونی کالک کی ایک کونچی اپنے منہ پر بھی پھیر دی۔ لوگون نے اوسے دہونے کی کوشش کی مگر طفلانہ طبیعت سے ایک کی بجائے چار کونچیان اور اپنے منہ پر پھیر دین۔

اب بال اکھڑوانے کا لیجئے۔ ہم انصاف آپ ہی چھوڑتے ہین۔ مہربانی کرکے بتائے کہ آپ کے عقیدہ کے بموجب اسلام بڈہا ہے یا ویدک پنتھ۔ ان مین سے جو بڈھا ہوگا اسکے بال ہی زیادہ سفید ہونگے اور اکھیڑنے کے لائق ہونگے۔ دیانند سے پہلے تو مسلمان اس بڈہے بابا کے سفید بال اکھیڑ کر اسے اپنے ساتھہ جوان بنا رہے تھے مگر لالہ دیانند کے آنے سے اسنے تو ایک ساتھ قینچی سے ہی اسکے بال اتار کر رکھہ دئیے اور ایک نئی مصنوعی ٹوپی جسپر یورپین جھلک نمودار تھی اسکے گنجے سر پر رکھہ دی۔ بس پوچھو نہین پھر بابا کی کیا عمدہ تصویر بن گئی۔ اس کا فوٹو سماج کے نیوگ خانہ کی دیوارون پر لگا ہوا دیکھہ لو۔ آپ کہتے ہین کہ تمام مسلمان کہتے ہین کہ حضرت آدمؑ سے پہلے کوئی انسان نہ تہا واہ رے مختون دیانندی۔ تیرے جہوٹ کے صدقے لمپ ہو تو پوری ہو۔

لالہ مختون قرآن شریف کو تدبر سے پڑھیئے تب صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے مخلوق تھی تبھی تو کہا گیا کہ کان من الکافرین یعنی وہ کافرون مین سے تہا یعنی شیطان۔ احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اس آدمؑ سے پہلے بھی کئی آدم ہو گذرے ہین۔ کہو لالہ جی اب سیاہی کی کونچی آپ کے منڈے ہوئے چہرہ پر پھر گئی یا نہین تم کیا جانو کہ قرآن شریف مین کیا لکھا ہے خواہ مخواہ کی ڈینگیں نہ مارو۔ بہلا جس کتاب کا ایک حرف بھی تم نہین جانتے اسکی علمیت کا دعوےٰ کرنا کیسی حماقت ہے تمہین کاگ بہاشا ہی مبارک رہے۔

آپ کا یہ لکھنا کہ محض آدمؑ سے ہی تمام انسان پیدا ہوئے یہانتک کہ آپکی بیوی بھی۔ عجیب نادانی و جہالت ہے آپکی اس خرافات کے بدلے کونچیان سیاہی کی آپکے چہرہ مبارک پر پھر چکی ہین پہلے ان کو گنگا جل سے دہوکر باتین کرتے۔

دیانندی بہروپیا

ویدک زمانہ مین دستور تہا کہ راجاؤن کے خوش کرنے کے لئے نقال کئی کئی قسم کے عجیب عجیب بہروپ بدلا کرتے تھے تاکہ ان کو دیکھنے والے ہنسین۔ موجودہ زمانہ مین مختون دیانندی وہی فرائض ادا کر رہا ہے۔ کہین تو آپ لکچرار بنکر دوسرون کی چہاچہہ پر موچھین منڈاتے ہین اور کہین بنگالیون کا سا جامہ زیب تن کرکے استری سماج مین نیوگ پر پرچار کرتے ہین۔ اور کسی جگہ ڈاڑھی موچھہ منڈا کر بچون کے ساتھہ الف بے تے رٹنا شروع کر دیتے ہین۔ مگر ہمین کچھہ عرصہ سے معلوم ہوا تہا کہ آپ بیمار ہین جسے ہم نے حمل کا سوانگ ہی سمجھا تہا۔ اب معلوم نہین کہ وضع ہونے پر کیا نتیجہ نکلا۔ سوانگ تو آپنے خوب بہرا مگر اپنے پتی کا نام ہم سے کیا چہپایا تہا۔ خیر ہم بھی دل کو سمجھا لینگے کہ نیوگ کے حمل کا سوانگ ہی ہے جسمین پتی کے تقرر کی ضرورت نہین۔ جو آئے سو اس کا بیڑا پار ہے۔

بیڑا ہی ڈوب گیا

اسلام کی لہرون نے بچارے وید کی کشتی کو جو نقصان پہنچایا تہا وہ تو سب کو معلوم تہا۔ مگر کچھہ عرصہ سے لالہ دیانند اور اس کے چیلون نے ویدک ٹوٹی ہوئی کشتی پر کاغذون کے جوڑ لگانے شروع کر دئیے تھے اور کئی یا ہمتون نے تو اس کاغذی ناؤ کا خیال چھوڑ کر علیحدہ علیحدہ کاغذی مشکیزے بنائے تھے۔ جناب مرزا صاحب کے نزول نے ایک ایسا جوش دریائے اسلام مین ڈال دیا کہ اس ویدک کاغذی ناؤ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور باوجودیکہ اسکی مرمت برابر جاری ہے مگر وہ بجائے جڑنے کے اور علیحدہ علیحدہ ہوتے جاتے ہین۔ اور اسمین ذرا شک نہین رہا کہ بیڑا آج ڈوبا کہ کل ڈوبا۔ گو اسی ڈر کے مارے دیانندی رشی کیش کسی چوٹی کی طرف بہاگے ہین مگر اس جوش وحدت کے سامنے ٹھیرنا کاغذی ناؤ کا کام نہین۔ تمہاری طفلانہ باتون کے جوابات تہذیب الاسلام کے جواب مین دئے جاتینگے اور خاطر جمع رکھو تمہارے بخیے پورے طور پر ادہیڑ کر رکھہ دئے جاتینگے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کوئی رسالہ بھی اسلام کے خلاف نکالنا چاہتے ہو۔ سو اب خبردار ہوجاؤ۔ اور طفلانہ باتون کو چھوڑ کر مہذبانہ طور پر گفتگو کرنا سیکھو۔ ورنہ مین تمہارے ایک ایک مضمون کے ٹانکے ادہیڑتا چلا جاؤنگا۔ پھر گاجرون کا حلوا کہانا بھی تمہارا کچھہ نہ بنے گا۔ مین تم کو اپنی حالت درست کرنے کا ایک اور موقع دیتا ہون۔ اگر میرے نام تمہین معلوم نہین تو آریہ مسافر سے پوچھہ لو۔ جو شرم کے مارے منہ سامنے نہین کرتا۔

راقم

احمدی جس سے تم بخوبی واقف ہو۔

منظورِ الٰہی

اے دلِ پژمردہ کیون مغموم ہے تو کر بیان
ہم سے یہ دیکھی نہین جاتین تری بیتابیان
چشمِ تر تو ہی بتادے تجھہ کیا گذری ہے آج
کس کا غم ہے کس کے ماتم مین ہین یہ آنسو رواں
کر رہا تہا صبحدم مین چشم و دل سے یہ خطاب
یون کہا آکر کسی نے مجھہ سے با آہ و فغان
فاضلِ مشہور یعنی مولوی عبد الکریم
ہوگئے دنیائے فانی سے سوئے عقبیٰ روان
حق تعالےٰ انکا جنت کو کرے آرام گاہ
دل سے تھے وہ تابعِ حکمِ مسیحائے زمان
تھے فصاحت اور بلاغت مین وہ حسانِ عجم
قرأت و قرآن خوانی مین تھے مشہورِ جہان
دوستون کو اپنے وہ داغ جدائی دے گئے
اب سنے گا اُن کا قرآن مجمعِ روحانیان
گیارہوین تہی ماہ اکتوبر کی اور تہا بدھ کا دن
اُڑ گیا تن کے قفس سے سوئے جنت مرغِ جان
حق تعالےٰ سے ہے منظورِ الٰہی کی دعا
اے خدا رکھہ دوستون پر ان کے فضلِ جاودان

وی پی

مطبع اُن خریداران کی طرف وی پی ارسال کر رہا ہے جنکی طرف سال روان یا گذشتہ سال کا چندہ واجب الوصول ہے۔ اسلئے اطلاع دیجاتی ہے کہ جن کی طرف چندہ قابل وصول ہے۔ مطبع کے مرسلہ وی پی وصول کرکے مشکور کرین یا اطلاع دین کہ وہ کب تک چندہ ارسال کرینگے یا کونسا پرچہ وی پی ارسال کیا جاوے۔ تاکہ مطبع بار بار کی خط و کتابت اور زیر باری سے محفوظ رہے۔ امید ہے کہ خریداران الحکم جن کی طرف چندہ واجب الوصول ہے توجہ کرینگے۔!!!

محرر دفتر الحکم

مرثیہ وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ

(از چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ)

اے راحتِ دوستان کجائی اے یاورِ دلستان کجائی
سرتاجِ مہاجران کجائی اے اوّلِ ناصران کجائی
اے عبدِ کریم ما کجائی
وے یارِ قدیم ما کجائی

مجروح شدیم در فراقت مذبوح دلیم ز اشتیاقت
چون صحبتِ ما شدست شاقت افسوس کجاست آن رفاقت
جانِ تنِ انجمن کجائی
بر ہمزنِ انجمن کجائی

اے طائرِ روح چون پریدی بر کنگرۂ فلک رسیدی
از ما تو بگو چرا بریدی از ما چہ خلافِ طبع دیدی
طیر ناک آشیان کجائی
اے بلبل خوش بیان کجائی

جسمِ تو کہ بود پر سرپاک ہیہات نہادہ شد بہ خاک
آن طوطیِ روح بود چالاک پرواز نمودہ شد بہ افلاک
اے فرشِ گزین من کجائی
اے چرخ نشین من کجائی

ویران شدہ بے تو محفلِ ما ویران شدہ بے تو منزلِ ما
آتش افتادہ در دلِ ما آبست بخانۂ گلِ ما
اے مرہمِ زخمِ ما کجائی
اے دار وے سقمِ ما کجائی

اے زبدۂ خادمانِ مہدی اے قدوۂ بندگانِ مہدی
اے خادمِ دوستانِ مہدی اے ساکنِ آستانِ مہدی
نورِ دینِ خدا کجائی
اے بندۂ باصفا کجائی

تحریرِ تو ہست پر ز تاثیر تقریرِ تو دل برد بہ تسخیر
ذاتِ تو بسقفِ خانہ شہتیر ما طالبود و شکست تقدیر
اے باعثِ شادیم کجائی
زیبِ آبادیم کجائی

بودیم بہ نزدِ تست دل شاد آباد ز رنج و درد آزاد
گوئیم شدیم بے تو برباد نقصان رسید و شکل بنیاد
اے راحتِ جانِ ما کجائی
اے روحِ روانِ ما کجائی

بے تو نہ تپید چرا دلِ ما بر مرگِ تو گفت رب اعلےٰ
بزبانِ مسیح فرخ عیسےٰ ہم من سعد زصدق سعد اللہ
زین کریم و گوہست کجائی
ہم لویم و جوہست کجائی

دادند تراشناختِ حق شد قسمتِ تو رفاقتِ حق
شد نور تو صرفِ طاعتِ حق وا دو ستِ تو شد اشاعتِ حق
خاموش نشستہ کجائی روپوشی دخفتہ کجائی

آن صحبتِ ما شدست فراموش یا کنج لحد شدی ہم آغوش
چون یادِ تو میزند دل جوش گریہم و بے صبور و خاموش
اے غم خور غمزدہ کجائی
وے شادیِ جانفزا کجائی

گو عمرِ تو ہفت و چہل سال ست در ذاتِ تو جمعِ ہر کمال ست
بے روئے تو بدرِ ما ہلال ست آن نیز بعرضِ زوال ست
اے نورِ نگاہِ ما کجائی
وے پشت و پناہِ ما کجائی

پژمردہ گلِ بہارِ خوبی آن بادشہِ دیارِ خوبی
چون بود مقیم دارِ خوبی آخر شدہ در مزارِ خوبی
اے رونقِ باغِ ما کجائی
وے باعثِ فراغِ ما کجائی

قرآن آغذار روحِ تو بود فرقان کردہ روحِ تو بود
دارو شفائے روحِ تو بود گویند کہ بجا روحِ تو بود
اے عاشقِ زارِ من کجائی
جان باز و نثارِ من کجائی

در وقتِ وجاہت پاسداری اظہار جلالِ ذاتِ باری
با ہمہ دعوت ما وزاری جان باجان آفرین سپاری
شیدائے جلالِ حق کجائی
مولائے جمالِ حق کجائی

در ہجرِ تو چشمِ ماست پرنم شد سینۂ ما خزینۂ غم
بر مرگِ تو میکنیم ماتم بطریقِ رسولِ پاکِ اکرم
اے بے تو بہترین کجائی
دوری دبادل قرین کجائی

ادعیۂ آن مسیحِ موعود ہم زاریِ آن امامِ مہود
ضائع نشود زلطفِ معبود شد بہر رفیقِ زوان مفقود
یکتا حبیب ما کجائی
تنہا رہ غریب ما کجائی

اے ذاتِ تو مرجع خلائق لیکن بُری از ہمہ علائق
اے طوطیِ ایزدی حدائق بگذشتہ از ہمہ عوائق
راہیِ رہِ عدم کجائی
مخدومیِ بے خدم کجائی

تقریرِ تو شکرست و قندست تحریرِ عجیب و سود مندست
حالا کہ بہستہ گفتہ نزد ست از شیوۂ ناز دل پسندست
خوش لہجہ مقررم کجائی
اے قدوۂ مکرّم کجائی

دستِ تو کمان دہانِ ما تیر بر طائرِ زور کرد نخچیر
دادند ترا زبانِ تفسیر بر حلقِ دجل مثالِ شمشیر
اے تاجِ زبان کجائی
اے تاجِ مراد فیض کجائی

در جانِ تو شوقِ کوئی شیخیز جان باز و نثارِ روئے شیخیز
شمشیر بے عدوئے شیخین غلغلقت ہمہ عکس خون شیخیز
اے خاک در علی کجائی
اے دوست ہر ولی کجائی

اتفاق ... باطل جدم ... زمامت

اے عاشقِ شوق و استقامت حالا ست مئے طہور و جامت
مے نوش وبلے بگو کجائی
خاموش و یکے بگو کجائی

طبعِ تو کہ بود نازک از گل برداشت نکرد شورِ بلبل
چونی تہِ تودۂ گل اے گل روئیدہ بہ گیاہ و سنبل
اے غنچہ دہانِ ما کجائی
اے بستہ زبانِ ما کجائی

واقف ز حقائقِ شریعت کشافِ دقائقِ شریعت
گلچین حدائقِ شریعت پابندِ علائقِ شریعت
اے عالمِ باعمل کجائی
اے عالمِ بے بدل کجائی

اے کشتۂ راہِ مہدیِ حق سردار سپاہِ مہدیِ حق
اے یوسفِ چاہِ مہدیِ حق خوش لب گواہِ مہدیِ حق
اے نامِ تو با نشان کجائی
از چشمِ زمان نہان کجائی

اے عاشقِ زارِ نامِ احمدؐ وے شیفتۂ کلامِ احمدؐ
داری خبر مقامِ احمدؐ اے خاکِ رہِ غلامِ احمدؐ
اے یارِ مسیحِ ما کجائی
قربانِ مسیحِ ما کجائی

رشک است بہ بخت روشنِ تو چون قادیان ہست مامنِ تو
در زندگی بود مسکنِ تو شد بعدِ وفات مدفنِ تو
اے زیرِ زمین رہین کجائی
روپوش تہِ کفن کجائی

ہجرت رگِ جانِ ما خراشد بر زخمِ دلم نمک بپاشد
چون تیشۂ غم نہ جان تراشد گر عبدِ کریم ما نباشد
مجروحم و مرہمم کجائی
بے تو در ماندہ ام کجائی

یادِ تو بحضرتِ مسیحا زادِ تو محبتِ مسیحا
آزاد بخدمتِ مسیحا دلشاد بصحبتِ مسیحا
بودی و درین زمان کجائی
از دیدۂ ما نہان کجائی

قرآن تو با چنین خوش آواز تاثیر چہ داشت بود اعجاز
بیخود شدہ و داشتہ باز لاریب طیور راز پرواز
یا خوش خوانِ من کجائی
پاکیزہ بیانِ من کجائی

در ہجرِ تو گرچہ بیقرارم - این قصہ درد در گذارم
در حفظِ خدا ترا سپارم دیگر ز قلم نہ بر نگارم
اے پیش روندہ ام کجائی
در پیت دوندہ ام کجائی

حق لائق کند بحالتِ تو قرآن ہمہ در رفاقتِ تو
در خلد بود اقامتِ تو احمدؐ ز پئے شفاعتِ تو

واکردہ لبِ بقا کجائی
زود آ و بیا بیا کجائی

اے مالکِ ما مہین ما درگاہِ مسیح مامنِ ما
چون عبدِ کریم مسکنِ ما یاد و لپس مرگ مدفنِ ما
زین لپس نہ بخواہش کجائی
نہ پیام رسانش کجائی

اطلاع

خریداران الحکم خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔
کل ایک خط ضلع کرنال سے پہونچا جس پر نمبر وغیرہ نہیں ہے اور نیز پتہ واضح طور پر اپنا نہیں لکھا ہے - اس سے کارخانہ کو حساب وغیرہ میں بڑی دقت ہوتی ہے - لہذا آئندہ نمبر دیا کریں۔

تعلیم الاسلام سکول اور کالج

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت کی اصلاح اور استحکام کے لئے ایک گشتی چٹھی خاص جناب کی خدمت مین بھیجی گئی ہے امید ہے توجہ سے دیکھی جاویگی مدرسہ کی آمدنی اور کالج کے آنہ فنڈ کی آمدنی کی رسید زر ایک وقت سے چہپ نہین سکی آج مدرسہ کی رسیدات کیلئے جگہ نکالی جاتی ہے اسکے بعد آنہ فنڈ کی رسیدات چہاپی جاوینگی یعنے آخیر نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ تمام رسیدات چہپ جاوینگی یعنے آخیر نومبر تک کی پوری ہوکر آخیر نومبر تک کی آمدنی کی رسیدات شایع کردی جائینگی۔ اسلئے جب تک کل رسیدات شایع نہ ہولین فرستندگان روپیہ رسیدات کے چھپنے کے لئے تقاضا نکرین۔ ایڈیٹر

مساکین اور یتامی اور جاڑا

سردی کا موسم آگیا ہے اور ہمارے مدرسہ کے یتامی اور مساکین کے لئے سردی کے کپڑے اور سامان کی ضرورت ہے ایک عرصہ گذرتا ہے۔ حضرت حکیم الامتہ نے ایک اشتہار اعلام کے نام سے جاری کیا تہا جس مین اس امر کیطرف توجہ دلائی تہی کہ اگر احباب پرانے کپڑے بہیجدیا کرین تو وہ ان لوگون کے کام آسکتے ہین اس پر چندان توجہ نہین ہوئی اب یہہ ضرورت سخت محسوس ہوئی ہے اسلئے ہر جگہ کی احمدی جماعتین خصوصیت کے ساتہہ اسپر توجہ کرین ہر قسم کے کپڑے جو پرانے کارآمد ہون یہان بہیجدئے جاوین یا کپڑون کے لئے روپیہ بہیجا جاوے۔ یہہ ایسی ضرورت ہے کہ اسپر بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے

ایڈیٹر

رسید زر آمدنی مدرسہ

۱۶- اگست ۱۹۰۵ء

منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا مدرسہ عہ/ ۴ہر
غلام نبی صاحب سکنہ جن تحصیل بھیرہ ″ عہ
نور الدین صاحب ٹانک لگوی ابر برہما ″ ملے ۱۲ر
بابو عبد الرحمان کلرک انبالہ ″ ۱۲ر

۱۸- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب مساکین ۴ہ ۴ر
مدرسہ للعہ ریزرو فنڈ لہ عہ
جماعت وزیر آباد معرفت شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر مدرسہ لہ عہ ۹ر
جماعت لویرا ایوالہ ضلع گوجرانوالہ مدرسہ صہ

۱۹- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت احمدیہ بھینی متصل قادیان معرفت ماسٹر سکندر مدرسہ ۷ر
جماعت احمدیہ سامانہ معرفت محمد اکرم صاحب مدرسہ للعہ

۲۱- اگست ۱۹۰۵ء

منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن مدرسہ عاہ
محمد رمضان صاحب عدن ″ عاہ
بابو عبد الکریم صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ ۸ر
غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ ″ مدرسہ عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ
مرزا عباس علی ملک گارڈ کوہاٹ یتامی عہ مدرسہ ۴ر

۲۴- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت احمدیہ گولیکی یتامی عہ
جماعت جھیلیان والہ حافظ آباد مدرسہ عہ
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول مدرسہ عہ
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
محمد علی وٹرنری اسسٹنٹ دفعدار انبالہ چھاونی مدرسہ عہ
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی مدرسہ ہے
متفرق معرفت غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ مال ساکن
یتامی للعہ مدرسہ عہ
غلام طاہر ولد سید نجم الدین احمدی قصبہ کرل مدرسہ ۴ر
رمضان خان ولد چاند خان احمدی ″ مدرسہ ۴ر
نامعلوم الاسم از پٹیالہ یتامی ۴ر

۲۴- اگست

مولا بخش صاحب بکھلر۔ بہلور مدرسہ ۱۰ر
منشی اللہ رکہا ولد میان الہ دین سمڑیال مدرسہ ۱۲ر
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب مدرسہ عہ

۲۵- اگست

غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر نزوبی (افریقہ) مدرسہ عاہ
عظیم شاہ صاحب باورچی نزوبی ″ مدرسہ عہ ۸ر
عمر الدین صاحب ″ مدرسہ عاہ ۸ر

۲۶- اگست

محمد موسیٰ کمسکل میکل مارٹ لاہور مدرسہ عہ
جماعت کانٹھ گڑہ معرفت محمد علی سکرٹری انجمن چمکارحق مدرسہ عہ ۱۵ر
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی مساکین ہے مدرسہ ۸ر
مولوی سماعیل صاحب ترگڑی۔ گوجرانوالہ مدرسہ عہ
جماعت جہلم معرفت سلطان محمد گھڑی ساز مساکین عہ ۱۲ر ... مدرسہ عہ

۲۸- اگست

سید محمد شاہ لیس دفعدار نوشہرہ مدرسہ عہ
یعقوب خان وٹرنری اسسٹنٹ مونز ریمونٹ ڈپو یتامی للعہ
بابو فیروز علی کیسوال متصل گوجرخان مساکین ۸ر

یکم ستمبر ۱۹۰۵ء

جماعت بستی وریام معرفت محمد علی صاحب وریام مساکین عہ ۴ر

۲- ستمبر

جماعت احمدیہ کریام معرفت سلطان خان مدرسہ عہ
سلطان خان ڈاکخانہ ملوارہ ضلع لودہیانہ مدرسہ ۴ر
عبد الحی خان کلرک منٹگمری مدرسہ عہ

۴- ستمبر

مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ اسماعیل خان مدرسہ عاہ
مولوی محمد احسن کنگام کشمیر حال مقیم دیسہ یتامی ۱۴ر

۵- ستمبر

ولایت شاہ صاحب سکول ماسٹر بارکہان لورالائی مدرسہ عہ

۶- ستمبر

جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت ماسٹر عبد الحق صاحب یتامی و مساکین ۱۲ر
قاضی عبد المجید صاحب سکنہ چہانگا مانگا مدرسہ عاہ
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور مدرسہ ۸ر
محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ مدرسہ ۱۲ر
محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ راولپنڈی ″ ۸ر

۷- ستمبر

محمد حسین صاحب پنجابی اوڑکال بنگلہ مدراس مدرسہ عہ
مولوی سید محمد رضوی صاحب پلیڈر۔ حیدرآباد دکن ہے

۹- ستمبر

جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت قاضی خواجہ علی صاحب مدرسہ ہے
سید لعل شاہ صاحب از نوشہرہ مساکین ۴ر مدرسہ عاہ
مرزا نیاز بیگ صاحب از کلانور مساکین ۴ر
منشی محمد علی صاحب محرر پہلورا مدرسہ عہ
میان الٰہی بخش صاحب ٹھنڈڑا مساکین عہ
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور مدرسہ عاہ
بابو عبد الرحیم صاحب سارٹر ریلوی انبالہ مدرسہ ۸ر
محمد تقی صاحب مدرس سرہند ۴ر یتامی مدرسہ ۴ر
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول یتامی ۸ر مدرسہ ۱۰ر

۱۱- ستمبر

عطا محمد صاحب ایس۔ او۔ ڈنڈوت کولیری مدرسہ عاہ
حافظ احمد الدین صاحب چک اسکندر۔ برنالی مدرسہ ۴ر

۱۳- ستمبر

اسماعیل آدم بمبئی مدرسہ عہ
زین الدین محمد ابراہیم بمبئی مدرسہ للعہ
منشی وزیر خان صاحب احمدی انجیر سیلکو برہما مدرسہ ما
علی بخش صاحب تلونڈی کہو روالی مدرسہ عہ
منشی گلزار محمد صاحب پنڈی گہیب مدرسہ عہ

۱۴- ستمبر

چندہ جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ مدرسہ ہے

صاحب وسعت احباب توجہ کرین

میان احمد نور صاحب مہاجر کے مکان کیلئے کئی دفعہ پہلے بہی تحریک ہوچکی ہے کچہہ روپیہ جمع ہوا تہا وہ خرچ ہوچکا ہے چونکہ زمین جو مکان کے لئے تجویز ہوئی تہی وہ نشیب مین ہے قریبًا ایکسو روپیہ تو اس کے برابر کرنے مین خرچ ہوگیا اب مکان کی تعمیر شروع ہوگئی ہے مگر گذارہ کے موافق مکان تیار ہونیکے لئے دوسو روپیہ کی اور ضرورت ہے۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ قوم پر طرح طرح چندون کا بوجہہ پڑا ہوا ہے اور خصوصًا لنگر خانہ کیحالت ان دنون مین بہت ہی قابل توجہہ ہے جسکے لئے حضرت اقدس نے پہر تحریک کا ارشاد فرمایا ہے مگر اس قوم کیلئے جو اسوقت ہزارہا روپیہ مجموعی طاقت سے نیکی کے کامون مین خرچ کررہی ہے دوسو روپیہ کی رقم کچہہ بہی چیز نہین۔ بلکہ یہ ایک ایسی خفیف رقم ہے کہ دو چار صاحب وسعت احباب ہی توجہ فرماکر اسے پورا کرسکتے ہین۔ زکوٰۃ کی مد مین آخر سینکڑون نہین ہزارون روپیے اس جماعت کے نکلتے ہین۔ پس ادنیٰ توجہ سے یہ رقم پوری ہوسکتی ہے کل قوم کے سامنے اسلئے تحریک کی گئی ہے کہ تہوڑی تہوڑی مدد سے ہی مدعا حاصل ہوجاوے مگر یہ کام بہت جلد توجہ کو چاہتا ہے تا تعمیر کا کام درمیان مین نہ رک جاوے۔ ماہ رمضان کا مہینہ بہی صدقات کا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے احباب کو توفیق دے کہ اس کار خیر مین وہ حصہ لین۔

راقم محمد علی مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے

یقینًا کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا خانہ ہے اسلئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹھے منگوائینگے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیے۔ فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر

چہ گویم بالتو گرانی چہا در قادیان ہینی | دوا ہینی شفا ہینی غرض دارالامان ہینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سی باہر تے (۴) غیر مذہب والون سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

فہرست مضامین

نمبر ۴۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

سفرنامہ دہلی

دہلی کے سفرنامہ کے متعلق بعض دوستون نے رائے دی ہے کہ وہ جداگانہ کتاب کی صورت مین شائع کیا جاوے مگر مین اسکی ضرورت نہین سمجہتا۔ اسلئے الحکم کی اگلی اشاعت سی انشاء اللہ العزیز ایڈیٹر الحکم کا لکہا ہوا سفرنامہ چہپنا شروع ہو جائیگا جس مین جہانتک ہو سکے گا پورے کوائف درج کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

سال رواں ختم ہونیکو آیا۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ براہ کرم اب تو بہیجدین۔ مطبع کیطرف سے جو وی پی روانہ ہو رہے ہین انہین وصول کرکے مطبع کی بروقت اعانت کی جاوے۔ یہہ بہی یاد رہے کہ حسب معمول ۱۰ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم سالانہ قیمتون کے لئے وی پی کیا جائیگا ناظرین آگاہ رہین۔ اگر قومی کامون کو اپنے ذاتی کامون کی طرح سمجہہ لیا جاوے تو پہر کوئی وجہہ نہین ہو سکتی کہ وی پی واپس ہون اور کارخانہ کو نقصان پہونچے

درخواست دعا

بابو عبد الحق صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور اسکی ترقی اشاعت مین بہت بڑا حصہ لینے والے نوجوان ہین اور پہلے سنکہترہ مین سب پوسٹماسٹر تہے اور اب دارالامان کی اقامت کو باعث سعادت سمجہہ کر مدرسہ تعلیم الاسلام مین کام کرتے ہین۔ وہ ایک مقدمہ کی لپیٹ مین آگئے ہین احمدی احباب اپنے بہائی کی دعاؤن سے مدد کرین۔ رمضان کے ان ایام مین اچہا موقع ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر و عافیت سے ۱۲ بجے کے قریب دارالامان آپہونچے۔ اکثر خدام استقبال کے لئے راستہ مین جا ملے۔ آپنے دارالامان پہونچکر نماز جمعہ جماعت کے ساتہہ ادا کی۔ آپ اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچہی ہے۔

(۲) حضرت حکیم الامۃ کی صحت بہی الحمد للہ اچہی ہے اور آپ خدمت دین مین بدستور مصروف۔ حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی بجائے اب نماز پنجگانہ کے امام آپ ہی ہوتے ہین۔

(۳) فاضل امروہی امرتسر سے چندروز کیلئے واپس امروہہ تشریف لے گئے ہین فاضل امروہی قرآن شریف کی ایک تفسیر لکہنا چاہتے ہین اس کام کو انہون نے شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ آمین۔

تازہ الہامات اور رؤیا حسب ذیل ہین

امرتسر۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء صبح کو رویا مین دیکہا کہ بہت سے گتے ہین فرمایا اس سے مراد کوئی مفسدہ یا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اسکے ساتہہ ہی الہام ہوا اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ یعنے مین اپنے رسول کے ساتہہ کہڑا ہونگا۔

یہہ رؤیا اور الہام آپ نے لیکچر سے پہلے سنا دیا تہا لیکچر شروع کرنے کے آدہ گہنٹہ بعد پورا ہو گیا۔ کوتاہ اندیش مخالفون اور مفسدون نے اسقدر شور و شر پیدا کیا کہ اپنی طرف سے وہ اپنے منصوبے مین کامیاب ہو گئے۔ (اسکا مفصل ذکر سفرنامہ مین ہوگا)

قادیان۔ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ

ترجمہ۔ یا تو بعض وہ باتین ہم تجہکو دکہائینگے جنکا انکو ہم نے وعدہ دیا ہے یا تجہے وفات دینگے۔

لَا یُقْبَلُ عَمَلٌ مِّثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِّنْ غَیْرِ التَّقْوٰی۔ یعنے تقوٰے کے بغیر کوئی عمل ذرہ برابر بہی قبول نہیں کیا جاتا۔ (یہہ دونو الہام نماز ظہر کے وقت سنائیے۔

۱۴۔ نومبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جس پر عربی عبارت مین ایمان کے اقسام لکہے ہوئے ہین وہ عبارت یاد نہین رہی۔ مگر اوس کا مطلب غالباً یہ تہا کہ ایمان چار قسم ہے ایک روایتی ایمان دوسرا وہ جو بصیرت سے حاصل ہوتا ہے تیسرا حالی ایمان۔ چوتہا استغراقی جو محویت سی حاصل ہوتا ہے۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء "ختم ہوئی یہ زندگیون کا خاتمہ"

اطلاع

اب بہی اکثر دیکہا جاتا ہے کہ خریداران خط و کتابت مین نمبر خریداری جو کہ چٹ پر چہپا ہوا ہوتا ہے نہین دیتے آئندہ توجہ کرین۔

حضرت مولانا مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ

مخدوم الملتہ کی شہادت نے قوم کے وجود میں ایک خاص حرکت پیدا کر دی ہے اور اس صدمہ کو پورے طور پر محسوس کیا ہے سفر دہلی کے اثنا میں مجھے کئی جگہ جماعتوں اور احباب سے ملنے کا موقع ملا۔

اور ہر ایک سے یہ دردِ دل سُنا مفاد دیر الٰہی پر ہم خدا ہی کے فضل سے خوش ہیں اور ایسے ادبدا الخیر کے وعدہ کے موافق سلسلہ کیلئے کسی خیر کثیر کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں لیکن بشری فطری تقاضے ہجوم افکار سے دلکو چوٹ لگا ہی دیتے ہیں اور فی الحقیقت ایسا ہونا ہی چاہئے تھا ورنہ اللہ تعالےٰ اپنے مامور اور برگزیدہ رسول کو **یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم** کی وحی کیوں کرتا؟ **مخدوم الملتہ** کا صدمہ یوں تو ہر شخص نے محسوس کیا ہے لیکن جس جس قدر مرحوم کے تعلقات کسی سے زیادہ تھے اسی قدر صدمہ اس کے دل نے محسوس کیا ہے۔ **سیالکوٹ** کی جماعت (جو شہید مرحوم کے وجود پر **ناز** اور **فخر** کرتی تھی اور جسکا یہہ فخر بجا اور درست تھا) کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہے اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہے۔ مکرمی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے جس درد اور رقت کیساتھ مجھے خط لکہا ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں کسقدر دکھ ہوا ہے مگر میں اور خود شاہ صاحب بحمد اللہ یقیناً جانتے ہیں کہ جسقدر عظیم الشان یہ ابتلا ہے اسیقدر عظیم الشان اجر اسکے صبر میں مرکوز ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

میں شاہ صاحب کے خط کو کسی دوسری جگہ درج کرتا ہوں اور ذیل میں انکی ایک نظم کو جگہ دیتا ہوں جو سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے خاص جلسہ میں (جو شہید مرحوم کی تعزیت کا جلسہ تھا) شاہ صاحب نے پڑہی۔ مخدوم الملتہ مرثیہ گوئی کو ہمیشہ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کہنے والوں کے صرف الفاظ ہی الفاظ ہوتے ہیں۔ وہ عملی رنگ زیادہ چاہتے تھے اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس نظم پر یا ان مضامین پر جو شہید مرحوم کے متعلق شائع ہو رہے ہیں پوری فکر کریں اور ان سے عملی فائدہ اٹھائیں تاکہ مرحوم کی شہادت بھی ایک کارکن واقعہ ثابت ہو کر آپ کے اعمال صالحہ کا ایک جزو ٹھہر جاوے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ناظرین کو بہی توفیق عطا فرماوے آمین۔ اس نظم کے بعد شاہ صاحب کا مراسلہ بھی درج کرتا ہوں اس میں **یادگار کریم** کے متعلق جو بحث کی گئی ہے وہ **خصوصیت** سے قوم کی توجہ کے قابل ہے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

موت کا جینے کو جب ہے انتظار
ایسے جینے پر ہو کیون کر اعتبار
جس اقامت کا نتیجہ ہو سفر
اوس اقامت پر کہان آوے قرار
زندگی خود موت کا پیغام ہے
اس پہ ہر دم ہے فنا کا اختیار
مر گئے آخر کو جو پیدا ہوئے
موت کا سب نیک و بد ہونگے شکار
زندگی کا جس نے مقصد پا لیا
موت کا اوسکو نہین ڈر زینہار
زندگی ہے زندگی کے واسطے ؛ ؛
اس جہان کا اُس جہان پر ہے مدار
ہے یہ عالم ایک عالم کے لئے
اوس کو وہ پاتے ہین جو ہین بختیار
تخم ریزی کو ملی ہے یہہ زمین
کر زراعت اس مین تو اے کاشتکار
اس فنا کے بعد ہے پر اک بقا
تجھکو محنت کے ملینگے وان ثمار
جن سعیدون نے یہہ کی ہین محنتین
اُن کو نظرِ غور سے دیکھہ ہوشیار
کیا سعادت مند وہ انسان ہین
صدق سے جو حق کے ہین خدمتگذار
کل وہی خوش ہون گے مالک کے حضور
سوچتے ہین آج جو انجام کار
ان سعیدون مین تہے اک **عبد الکریم**
قوم مین پایا اونہون نے افتخار
عاشقِ قرآن تہا مردِ خدا
خدمتِ قرآن تہا اُسکا شعار
جب سے ہوش آیا اسی دُہن مین رہے
چہرہ تا دکہلائے وہ زیبا نگار
کوچہ و بازار مین واعظ بنے
ہاتہہ مین قرآن لئے مستانہ وار
جاگتے سوتے مین اُٹہتے بیٹہتے
فکر یہ ہر دم رہی لیل و نہار
وہ اندہیرے گہر کے تہے روشن چراغ
نورِ فرقان کا تہا دل مین انتشار
عندلیب گلشن قرآن نے
اس چمن مین خوب دکہلائی بہار
مرحبا قرآن کے نغمہ سراء

حق نے کیا بخشا تہا لحنِ خوشگوار
پڑہہ کے بسم اللہ جب کرتے شروع
مست ہو جاتے تہے سارے ہوشیار
کیا تلاوت مین غضب کا تہا اثر
جہومتے لذت سے تہے اغیار و یار
درسِ قرآن کی وہ دن کی مجلسین
پہرتی ہین آنکہون کے آگے باربار
جستجوئے حق رہی ان کو مدام
بندگانِ حق کے تہے وہ دوستدار
وہ پہرے ہر سو تلاشِ یار مین
چہوڑکر دنیا کے سارے کاروبار
دیکہہ کر قرآن کو پہر دیکہا نہ کچہہ
دیکہا گر دیکہا تو اک قرآن کا یار
حامیٔ دینِ محمدؐ مل گیا
بیٹہے پر دامن پکڑ کر استوار
قادیان مین مل گیا آخر امام
بن گیا دار الامان دار القرار
مدتون سے کر دیا ترک وطن ؛
اور فراموشی مین تہا سب کار و بار
آستانِ حضرتِ موعود پہ
چہوڑ کر بیٹہے تہے سب خویش و تبار
اک ندا آئی کہ مین مامور ہون
دینِ احمدؐ کا ہون مین خدمتگذار
مین کرون گا ظلمتِ باطل کو دور
نورِ حق کا مجہہ سے ہوگا انتشار
نورِ فرقان کا جہان مین ہو ظہور
ہوگا ثابت وہ کلام کردگار
خدمتِ اسلام کو آیا ہون مین
مین وہ ہون جس کا تہا سبکو انتظار
حملے جو اسپر ہوئے ہین آجتک
رد کرون گا با دلیلِ استوار
دل مین تہی فرقان کی ان کے لگن
قدر دان اسکا ہوا جب آشکار
جانبِ مشرق سے آئی یہہ ندا
اس ندا پر دوڑے وہ دیوانہ وار
جنکے تہے مشتاق وہ پیدا ہوئے
پایا مقصد آگیا دل کو قرار
اب تو من مانی مرادین مل گئین
کہولکر دل کا نکالا سب بخار
تیغ بُران کی طرح نکلا قلم
سر پہ باطل کے پڑا جون ذو الفقار
حضرتِ موعود کا وہ پہلوان ؛
نکلا جب میدان بہر کارزار
حربۂ فرقان کے جوہر کہلے
ہاتہہ دکہلائے گئے باطل پہ وار

اُن کے حملون کی پڑی عالم مین دہوم
پڑ گئی باطل پرستون مین پکار
چیخ اوٹھے سارے افسانہ پرست
حق کا پیدا ہو گیا مضمون نگار
تہا مطہّر قلب قرآن کا امین
معنیٔ قرآن تہا اک رازدار
اُن کو از بر تہے مسیحا کے اصول
جن سے باطل ایک دم مین ہو فرار
اس الٰہی کارخانہ کے لئے
آخر ش اُٹہے وہ دیکر اشتہار
حق سے پایا قوم کا لیڈر خطاب
حق نے خود بخشا اونہین عز و وقار
خدمتِ دین کا صلہ ان کو ملا
قوم پر پایا خدا سے افتخار
حق خدمت کر گئے اپنا ادا
جنّت الماوا ہوا اُن کا قرار
گُل کہینگے اس چمن مین اور اب
تاکہ دکہلاوین وہ سب اپنی بہار
اے خدا تو ہے وکیل و کارساز
اور ہر اک کا تو ہے حاجت برار
سب خوشی تیری رضا جوئی مین ہے
بندگانِ حق کا ہے تجہپر مدار
اپنی خدمت کی ہمین توفیق دے
دین کا ہم سے کرا کچہہ کاروبار
ہم مین پیدا ہون بہت عبد الکریم
ایک کے بدلے مین دے تو صد ہزار
جان سپاری کا سبق سب اُن سے لین
یون فدا کرتے ہین جان خدمت گذار
محو تہے قرآن مین وہ رات دن
عاشقِ قرآن کی قرآن یادگار
تیرے قرآن کے لطائف اے حبیب
یاد کرتے ہین بچشم اشکبار
اے مسیحا دم کے شاگرد رشید
اپنے مقصد مین ہوا تو کامگار
واہ تیرا صدق اے مردِ خدا
یار کے قدمون مین کر دی جان نثار
حامد خستہ کے دیرینہ رفیق
رحمتین حق کی ہون تجہہ پر بے شمار

مکتوبِ حامد

بسم اللہ نحمدہٗ ونصلی

میرے مکرم و محترم بہائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
اللہ تعالےٰ نے کا منشاء پورا ہو گیا۔ اور ہمارے لئے فیصلہ

گیا گیا کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ذریعہ حضور مسیح موعود کے دربار سے جو فیوض وبرکات لینے کے عادی ہیں اس سے محروم کئے جائیں - عادت بھی ایک طبیعت ثانیہ ہوتی ہے اور طبیعت کا بدلنا اور عادات راسخہ کا چھوٹ جانا گو ناممکن تو نہیں مگر محال ضرور ہے - اب ہم کو ہمارے مخلص غمگسار محسن کے بجائے کوئی ایسا مونس غم گسار ملنا چاہئے جو ہماری اس کمی کو پورا کرے - ایسے نعم البدل کا ملنا ہم کو سر دست مشکل نظر آتا ہے مگر اللہ تعالے کے آگے کیا مشکل ہے ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا ۔ حضور مقدس کی خدمت میں سوائے نہایت ہی ضروری امور کے عریضہ ارسال کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی کو مکدر کرنا ہے - معمولی خط وکتابت نہایت دور افتادہ حضوری سے معذور خادموں کے لئے ضروری ہے اس خبر رسانی کا ذریعہ ہونا چاہئے -

. . . .

. . . . مولوی صاحب مرحوم کی محبت اس خبر رسانی کا کافی ذریعہ تھی اصحاب بیرونجات خصوصاً لاہور سیالکوٹ کپورتھلہ ان کے مراسلہ جات سے فیضیاب ہوتے رہتے تھے - ہمارے پیارے اڈیٹران اخبار حضور کے کلمات طیبات اور ملفوظات پاک کے اندراج سے حتی الوسع دور افتادہ معذور بھائیوں کو بہت خوش رکھتے ہیں مگر مولوی صاحب کی تحریرات کا نرالا رنگ تھا - اور ان پرائیویٹ خطوط سے - جو حضور قدس کے الہامات اور دیگر خاص خاص فقرات سے آراستہ ہوتے تھے دلوں پر ایک عجیب اثر پڑتا تھا - اب ہم لوگوں کو بالفعل کمی ہے تو اسبات کی - خیر جائے شکایت نہیں - اللہ تعالے کی مرضی یون ہی تھی - اور سب خوشی اس کی رضاجوئی میں ہے - اب بجائے اسکے کہ ہم مولویصاحب مرحوم کے ذریعہ سے ترقی یاب ہوتے - اب ان کے مخلص اور نہایت پیار کرنے والوں کو یہ فکر لگ رہی ہے کہ مولوی صاحب کو ان کی لایف کے ذریعہ سے آئیندہ آنے والی نسلون اور موجودہ پبلک میں پیش کیا جائے اور ان کے پاک حالات سے ان کو فائدہ پہونچایا جائے - اور ایک یادگار قایم کی جاوے جس سے مرحوم کے یادرہنے اور اس کی نیکیوں کو ہمیشہ تازہ رکھنے کا خیال باقی رہے - ان دو امروں کی بابت آپ کے الحکم میں نوٹ شایع ہوئے ہیں اور مخلص جماعتوں اور مونس عجیب بھائیوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے لایف کے لکھنے کا کام خود آپ نے سنبھالا ہے

اور یادگار کریم کی تصریح کی ہے کہ وہ کیا ہونی چاہئے اور کس طرح اس کا قیام ہو سکتا ہے - بزرگان ملت نے حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایما اور منظوری سے ایک عاشق قرآن کی یادگار قرآن ہی قایم کی ہے جو ایک قاری کے مقرر کرنے اور چند ذہین اور جائے امید ترقی کرنے والے نوجوانوں کو تعلیم قرآنی با معنی مع اسلوب تلاوت قرآن سکھلانے سے پوری ہوسکتی ہے - کل ۱۲- اکتوبر روز ہفتہ کی شام کو احباب سیالکوٹ کا ایک خاص جلسہ خاص اعلان کے ذریعہ ہوا اور انجمن احمدیہ نے اسبارہ میں گفتگو کی - مذاکرہ سے اسبات کی زیادہ ضرورت پائی گئی کہ یادگار کریم کو صرف معمولی شخصی چندون میں جن کے ماہواری وصول کرنے کا بکھیڑا لگا رہے محدود نہ کیا جائے بلکہ یادگار کو زیادہ پائیدار بنانے کے لئے دارالامان کے سکول کی عمارات میں ایک تخمینہ موزون خاص مکان کے ایزاد کرنے سے جس کا نام کریم منزل ہو ظاہر کیا جائے - مدرسہ میں تعلیم قرآن کی شاخ کا کھل جانا - کوئی ایسی نمایان یادگار نہیں ہاں اگر کریم منزل بھی ساتھ ہو اور ایک مناسب عمدہ عالیشان عمارت کے اندر درس قرآن یعنی یادگار کریم قایم ہو تو ہمارے دین و ارادین پر ایک خاص اثر اس یادگار کریم کا پڑ سکتا ہے اور مولوی صاحب کی پائیدار یادگار باقی رہ سکتی ہے - ورنہ صرف معمولی طور پر کسی قاری صاحب کا ایک معمولی کمرہ میں بیٹھ کر قرآن کریم کا تعلیم دیدینا اس غرض کو صحیح معنی میں ظاہر نہیں کرسکتا جو ایک یادگار میں ہونی چاہئے - جو کچھ بزرگان ملت نے فرمایا ہے وہ بجا ہے اور درست ہے مگر کریم منزل کا قیام ہو جانا اس یادگار کریم کو زیادہ باوقعت اور قابل توجہ بنا دیگا - بے شک اسکے واسطے کئی ہزار کے سرمایہ کی ضرورت ہے مگر جب ساتھ ہی یہ خیال ہو کہ یہ ضرورت ہمارے نہایت ہی قابل ادب اور خادم قرآن مخدوم الملت کے متعلق ایک آخری ضرورت ہے تو پھر میں نہیں خیال کرتا کہ اس مرحوم مخدوم الملت کے اس آخری منزل کے سنوارنے میں کسی مخلص جماعت کو دریغ ہو سیالکوٹ کی جماعت نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس روپیہ کی بہم رسانی میں ایک کافی رقم پیش کرنے میں نمونہ بنے اور اس جماعت کا حق بھی ہے کہ ایسا کرے - چنانچہ اگلے جلسہ میں جو عنقریب ہونے والا ہے وہ اسبات کے ظاہر کرنے کے قابل ہوگی کہ کسقدر رقم وہ اس یادگار میں پیش کرسکتی ہے - یہ جلسہ ایک نظم کے

پڑھنے پر ختم ہوا جو ایک خاص خط کے ذریعہ چوہدری مولابخش صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ آپ کے پاس بھیجنگے اور اسکی الگ اشاعت ہونے کی تجویز پاس ہوگئی ہے - باقی رہا لایف کے لکھنے کا کام یہ تو خود آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تعالے اس کام میں آپ کی مدد کرے میں نے حضرت مولانا مرحوم کے پرانے مراسلات جو وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے آج نکالے ہیں - آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں یہ مکاتیب آپ کے پاس بھیجدون اسوقت تو میرا اور آپ کا اور خیال تھا - مگر اب جس ضرورت کیواسطے یہ مکاتیب کارآمد ہوسکتے ہیں وہ اب مولویصاحب کے متعلق آخری ضرورت ہے اور مولویصاحب کی اس دلسوزی اور محبت اسلام اور حضور مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق خاص کی نسبت وہ گہرا نقش ظاہر ہوگا جس کی خاص ضرورت لایف میں ہے میں اسبات کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ آپ کو لایف کریم کی ترتیب سمجھانے بیٹھوں مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھے یا مولوی صاحب مرحوم کے کسی اور پرانے واقف کو بعض حالات کے پیدا کرنے میں آپ کو مدد دینی چاہئے - ماسٹر غلام محمد صاحب کا بھی اس بارہ میں خاص اطلاع دینے کا خیال آپ کو ہے - کیا آپ اس تقسیم سے مجملاً ہم لوگوں کو اطلاع دیسکتے ہیں جو آپ نے اس لایف کریم میں ملحوظ رکھی ہے - مولویصاحب کے مکاتیب کے درج کرنے کا ایک الگ حصہ ہونا چاہئے - اور خطبات کریم کا الگ حصہ - سیالکوٹ کی لایف کا الگ حصہ - اور پھر قادیان کی لایف کا الگ حصہ - مولوی حضرت نورالدین صاحب حکیم الامۃ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا الگ حصہ - سیالکوٹ کی لایف کے متعلق تو کچھ نوٹ ہم لوگ جمع کرسکتے ہیں جسکو بوقت فرصت مرتب کرکے پیش کرنے کا ارادہ ہے - مکاتیب کریمہ کے لئے میں وہ جملہ مراسلات ارسال کرتا ہون جو اس عاجز کے نام مرحوم مخدوم الملت نے وقتاً فوقتاً ارسال فرمائے تھے اور جہان تک میرے پاس موجود تھے بھیجتا ہون ان خطوط میں بعض پرائیویٹ حالات بھی ہیں - مگر آپ ان کو برابر نہایت غور سے ملاحظہ کریں انہیں آپ بہت نور اور ہدایت کے مواد پائینگے - ہاں یہ بھی ایک بات ہے جس کی کمی حضرت مرحوم مغفور کے جدا ہو جانے سے ہوگئی - دارالامان میں بیٹھکر اس قسم کے خطوط

کا تحریر کرنے والا اور نہایت محبت اور دلسوزی سے اپنے بیرونجات کے بھائیوں میں تحریک پیدا کرنے والا اب کہاں - خیر آپ ان مکاتیب پاک کو غور سے دیکھیں اور احباب نے بھی شاید آپ کی خدمت میں ایسے خطوط ارسال کئے ہونگے کپورتھلہ میں برادرم منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بھی ہون گے ان سب کو جمع کریں - اور مجموعی نظر سے انتخاب کرکے مکاتیب کریمہ کے حصہ میں اپنے خاص نوٹون کے ساتھ لایف کریم میں درج کریں - بالفعل میں نے اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجھا ہے -

مرحوم کا دیرینہ رفیق خستہ حال

میر حامد ۲۲- اکتوبر ۱۹۰۵ء از سیالکوٹ

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجھتے ہیں الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جائیں گی - ابھی تک جسقدر درخواستیں آئی ہیں گو انکی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرا ئے روزانہ کے لئے جسقدر درخواستیں ضرورت تجویز کی گئی تھیں انمیں صرف پچاس درخواستوں کی کمی ہے - گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے - میں اب روزانہ کی **ضرورت اور اہمیت** پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدردان و معاونین الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کریں جنہوں نے ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد بھیجدیں - روزانہ کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنے کیلئے ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتھ نمونہ کا ایک پرچہ شایع کر دیا جائیگا - میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتا - اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں میرا ہاتھ بٹایا اور درخواستیں پوری ہوگئیں تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا - اور جیسا میں پہلے ظاہر کیا تھا میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم کیوقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجرا کیلئے مقدر ہوگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی لکھا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخبارون سے زیادہ ہے - یہ سچ ہے مگر اس کی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام پر اسکا اجرا ہے - میں لکھ چکا ہون کہ جسوقت اشاعت چھ سو ہو جائیگی فوراً قیمت ۱۲ سالانہ کردی جائیگی - اور حجم بھی بڑھا دیا جاویگا - آئیندہ جس طرح رب کریم کو منظور ہو -

خاکسار یعقوب علی اڈیٹر الحکم قادیان

مراسلت

ذیل کی مراسلت بغیر کسی قسم کے تصرف کے درج کی جاتی ہے یہہ دکنی اردو ہے چونکہ مطلب صاف سمجہہ مین آتا ہے اسلئے ہمنے اصلاح کیضرورت نہین سمجہی۔ اتنا کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون نے یسوع کو لعنتی مان کر انکی بہت بڑی ہتک کی ہے خدا کرے کہ عیسائیون کو اسکی اصلاح کا خیال پیدا ہو اور وہ اسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ وہ لعنت کے مفہوم سے آگاہ ہون اور مسیح کی لعنتی موت سے انکار کرین۔ جو فی الواقعہ صحیح نہین ہے۔ ایڈیٹر۔

ایک ہندو کو یسوع کی لعنت نے عیسائی ہونے سے بچالیا

ایک ہندو جسکی مادری زبان کنڑی تہی کرسٹان ہونا چاہتا تہا۔ خاکسار سے سلسلہ گفتگو یون شروع کیا۔

ہندو۔ مجہے سچے مذہب کی تلاش ہے اسرا لئے مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کیا آپکے یہان بہی گناہون سے پاک ہونے کے لئے کوئی صورتکا ہے۔ جیسے پادری صاحبون کے یہان اون گناہون کے بدلے مین یسوع کی قربانی ہوچکی ہے۔ چنانچہ اون کی کتاب گلتیون کے ۳۔ باب ۱۳ آیت مین لکہا ہے کہ۔

مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چہڑایا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت ہوا کیونکہ لکہا ہے جو کوئی کاٹہہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔

احمدی۔ ہم اپنے گناہ ایک برگزیدۂ خدا کے سر تہوپ کر اوسکو ہمیشہ کے لئے مردود وخدا سے رو گردان ماننے سے لاکہہ درجہ بہتر ہے کہ گناہون کے بدلے مین خود ہی دوزخ مین چلے جائین۔ ہمارا مذہب ایسے بیہودہ گوئیون اور بےسود باتون سے بالکل صاف و پاک ہے۔

ہندو۔ پادری صاحبان یہ کب کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ بلکہ وہ تو یہہ کہتے ہین کہ تین روز کے لئے لعنتی ہوا۔ اسکے بعد وہ باپ کے سیدہے ہات پر جا بیٹہا۔

احمدی۔ لعنت کا ترجمہ تمہاری کنڑی زبان مین کیا ہوتا ہے معلوم نہین۔ مگر اوس کا مفہوم یہہ ہے کہ جسپر لعنت پڑتی ہے وہ خدا کا دشمن اور خدا کے نیک بندون کا دشمن ہو جاتا ہے۔ چند دنون کے لئے نہین بلکہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوتا ہے۔ دیکہو شیطان پر لعنت پڑی تو وہ ہمیشہ کے واسطے خدا کی درگاہ سے راندا گیا و مردود ہوا۔

ہندو۔ ہان ایک رو سے آپکا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ سرکار مین جو کوئی ایک دفعہ کسی جرم کے بدلے مین سزا پاتا ہے تو اوسکا نام ہمیشہ کے لئے **بدمعاشون** مین لکہا جاتا ہے۔ ایسا تو ہو نہین سکتا کہ وہ چند دنون کے لئے بدمعاش گنا جائے۔ پہر اوس کے بعد وہ نیک معاش کہلائے۔ چونکہ یسوع جب ہمارے گناہون کے بدلے مین ایک دفعہ واجبی سزا بہگتنے کیوجہ سے اوسکو لعنتی کہا گیا ہے تو غالبًا ضرور وہ تو ہمیشہ کے لئے اسی نام کے نیچے رہیگا۔

احمدی۔ بزرگان دین و محبان خدا کی نسبت ایسے القاب بولتے ہوئے ہمارا دل کانپ اٹہتا ہے معلوم نہین اوس کو ایسا لقب کیون دیا گیا۔ بہلا تم خیال کر سکتے ہو کہ جس مذہب کا پیشوا ہی ایسے ناپاک و تاریک گڑہے مین گرا ہے تو اوس کے بعد اوروں کی نجات کی کیا امید ہے۔

این خیال است و محال است و جنون

ہندو۔ پہر تمہارے مذہب مین گناہون سے نجات پانے کا کیا طریق ہے بیان کرو۔

احمدی۔ گناہ روح کی بیماری ہے جیسے جسم کی بیماری اپنے جسم کے لئے رنج و درد کا باعث ہوتی ہے ویسا ہی گناہ بہی روح کی بیماری کا باعث ہے گویا گناہ ہی عین دوزخ ہے۔ اوس سے نجات پانے کے لئے ہمارے مذہب مین یہ طریق ہے کہ جیسے جسم کا بیمار اپنی صحت و شفا کے لئے خود ہی دوا کہاتا ہے۔ ویسا ہی روح کی بیماری کے لئے خود بیمار ہی توبہ اور پشیمانی کی گولیان کہائے۔ اور استغفار کا کاڑہا پیا کرے۔ اور آئندہ آنیوالے دنون مین اون کامون سے پرہیز کرے جن سے بیماری عود کر آنے یا کرنے کا اندیشہ ہے۔ مگر ایسا تو کبہی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص بیمار ہو اور دوسرا شخص اوسکے لئے دوا کہائے۔ یا مر جائے۔ اور وہ بیمار صحت پائے۔

ہندو۔ واقعی آپکا کہنا ٹہیک معلوم ہوتا ہے مین اب کرسٹان ہونے مین جلدی نہین کرونگا اور خوب سوچ سمجہہ کر دریافت کرکے حق کیا ہے معلوم کرونگا۔ اگر میرے قیاس کے مطابق یسوع کو لعنتی مانا جائے۔ تو وہ باتون مین سے کوئی ایک بات تو ضرور جہوٹی ہوگی۔ یا تو یسوع نبی نہوگا۔ اگر سچا ہے تو لعنتی موت سے نہین مرا ہوگا۔

احمدی۔ بے شک لعنت و نبوت ایک جگہ جمع نہین ہو سکتی۔ یہہ اجتماع ضدین محال ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت یسوع تو لعنتی موت سے ہرگز نہین مرے بلکہ وہ اوس سے نجات پائے دیکہو خود اون کی کتابون مین لکہا ہے۔ ۲ باب دوسری آیت فرنتیون مین یون خدا کہتا ہے۔

مینے قبولیت کے وقت مین تیری سنی اور نجات کے دن تیری مدد کی یعنے یسوع رات کیوقت جو اکثر دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے رو رو کر موت کا پیالہ ٹلنے کے لئے جو دعا کی تہی وہ سنی گئی۔ اور اللہ نے اوس کی مدد دیکر لعنتی موت سے نجات دی۔

چنانچہ دوسری جگہ عبرانیون ۵ باب ۷ آیت مین لکہا ہے کہ یسوع نے (بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اوس سے جو اوسکو موت سے بچا سکتا تہا دعائین اور منتین کین اور تحمل کے سبب اوسکی سنی گئی۔ سننے سے مراد۔ یہان دعا کا قبول کرنا ہے۔ یہہ تو ہو نہین سکتا کہ خدا کبہی بہرا ہوتا ہے اور کبہی سنتا ہے وہ تو ہمیشہ سنتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو ہم کہین کہ پانی لاؤ۔ اور وہ نہ لاوے تو اوس کو الزام دیتے ہین کہ تو نے ہماری بات نہ سنی۔ حالانکہ وہ کانون سے سن چکا تہا مگر اوس پر عمل نکرنے کی وجہ سے اوسکو نہین سنا کرکے الزام دیا جاتا ہے۔ ایسے اللہ جل جلالہ کے یہان اُنکی دعا سنی گئی۔ یعنی جیسے اونکی آرزو لعنتی موت کا پیالہ ٹلنے کی تہی ٹال دیا۔ اور اوسکو رحمتی موت سے فوت کرکے لعنتی موت سے بچالیا۔ اسپر جو لوگ اپنے گناہون کا بوجہہ اوتار لینے کے لئے اوسکو لعنتی موت مارتے ہین وہ جانے اور اون کا یسوع ہم تو اس عقیدہ سے پاک ہین۔ فقط

خاکسار عبد اللہ احمدی نیماپور

استفسار اور انکی جواب

سوال اوّل۔ اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بہول جاوے تو ذبیحہ کے استعمال مین آپ کیا فرماتے ہین۔

سوال دوم۔ بندوق پر بسم اللہ پڑہ کر شکار مارا جاوے اور وہ شکار قبل ذبح کے مر جاوے۔ تو اس کے کہانے مین آپ کیا رائے فرماتے ہین۔

جواب

(۱) اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بہول جائے تو ایسے ذبیحہ کا کہانا جائز ہے اگر بظاہر اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ آیتہ شریفہ (ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیه) کی مخالفت کیجاتی ہے لیکن اگر عمیق نظر سے دیکہا جائے تو کسی قسم کی مخالفت نہین بلکہ ناسی مسلم ذاکر کے حکم مین داخل ہے کیونکہ ناسی حکمًا ذاکر ہے۔ طبیعت داعیہ الی الاسلام ذکر کے قایم مقام ہے یہی معنی اوس حدیث کے ہین۔ جو دارقطنی اور در منثور وغیرہ مین ہے (المسلم یذبح علی اسم اللہ۔ سمّی اولم یسم مالم یتعمد) پس وہ ذبیحہ جسپر بصورت نسیان۔ بسم اللہ نہین پڑہی گئی۔ (لم یذکر اسم اللہ علیه) کے تحت مین داخل نہین ہے۔ بلکہ (ذکر اسم اللہ علیه) کے تحت مین داخل ہے۔

(۲) بندوق پر بسم اللہ پڑہ کر جو شکار حلال جانورون مین سے مارا جائے۔ اور شکار قبل ذبح مر جاوے تو اوسکا کہانا جائز ہے دیکہو کتب فتاوی شامی وغیرہ کو۔

مرقومہ الراجی الی عفو ربه الکریم عبد الرحیم

استفسار

عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کوئی شخص فجر کی نماز مین جماعت کے ساتہہ بغیر ادا کرنے سنت کے ثواب جماعت فوت ہونے کے خیال سے شامل ہو جائے اور بعد سلام سورج نکلنے کے قبل دو رکعت سنت ادا کر سکتا ہے یا نہین اور عصر کے بعد جو سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے وہ کسطرح سے؟

یہہ امر یقینی ہے کہ سورج کے نکلتے وقت اور ڈوبتے وقت سجدہ نہ کرنا چاہیئے؟

(نوٹ)۔ براہ کرم استفسار بالا کا جواب درج اخبار فرما دیجئے۔

خاکسار محمد عمر احمدی صدر مدرس مدرسہ کورٹلہ تعلقہ ....

.... نمبر خریداری اخبار الحکم ۱۲۲۱

الجواب

(۱) عصر اور فجر کی فرضی نماز کے بعد سجدہ حرام نہین ہے مگر اولیٰ تاخیر ہے۔ دیکھو کتب دینیات۔ کبیری و مظاہر حق وغیرہ شرح مشکوٰۃ کو کہ اوس مین لکھا ہے۔ اگر سجدہ تلاوت ان اوقات مین کرے تو جائز ہے۔ مگر افضل یہہ ہے کہ اس سجدہ کو تاخیر سے ان اوقات مین ادا کرے کیونکہ اس سجدہ کی تاخیر مین سجدہ کا فوت ہونا لازم نہین آتا اور نہ سجدہ کا قضا ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جو کسی وقت کے ساتھہ مقید نہین اوس کی تاخیر مین یہ نہین کہہ سکتے۔ کہ وہ فوت ہوگئی اور قضا تاخیر کے بعد جو ادسکو کیا جائے تو یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ وقت قضا ہے بلکہ جب کیا جائے بس وہ ادا ہے اور سجدہ تلاوت بھی اسی قبیل سے ہے کہ وہ کسی وقت کے ساتھہ مقید نہین۔

(۲) فجر کی سنتین اگر قضا ہو جائین تو پڑہنا انکا بعد فرضون کے قبل طلوع آفتاب منع نہین اور بعد طلوع آفتاب کے بھی پڑہنا انکا جائز ہے چنانچہ درباره پڑہنے ان سنتون کے بعد صلوٰۃ مفروضہ اور قبل طلوع شمس۔ ابن حزم نے المحلی مین ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے عن عطا ابن ابی رباح عن رجل من الانصار قال رای رسول الله صلے الله وسلم رجلاً یصلی بعد الغداۃ فقال یا رسول الله لم اکن صلیت رکعتی الفجر فصلیتہما الآن فلم یقل له شیئاً) اور اسی کے قریب قریب ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور درباره پڑہنے سنتون کے بعد طلوع شمس کے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ عن نافع عن ابن عمرؓ انه صلی رکعتی الفجر بعد ما اضحی اور ترمذی مین ہے عن ابی هریرهؓ قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلهما بعد ما تطلع الشمس۔

میرے نزدیک محقق امر یہ ہے کہ بعد ارتفاع شمس کے سنتون کا پڑہنا افضل ہے۔ والله اعلم بالصواب۔ حررہ الراجی الی ربه الکریم عبد الرحیم۔ عفی اللہ عنہ۔

کون توجہ کریگا؟

ذیل مین مین اپنے عزیز بہائی منشی غلام محمد صاحب پہلوری کا ایک چہوٹا سا مراسلہ درج کرتا ہون جو انہون نے اپنے بچے کے متعلق لکہا ہے۔ مین یقین رکہتا ہون کہ بعض احمدی جو چرم کے سوداگر ہین اور ایک وسیع پیمانہ پر ان کے کارخانہ ہین۔ وہ منشی غلام محمد صاحب کے صاحبزادہ کو اپنے کارخانہ مین رکہہ کر کام سکہائین گے خصوصاً مین **شیخ نیاز احمد صاحب** وزیرآبادی کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے بہائی کو مدد دین۔

فی الحقیقت صنعتی اور حرفتی تعلیم کی طرف قوم کے بچون کو توجہ دلانا اور ان کے لئے ایسی تعلیم کا سامان بہم پہونچانا قوم کا فرض ہے۔ لیکن جس حال مین ابہی تک سکول کے لئے بہت سی ضرورتین ہر وقت دست سوال دراز کئے ہوئے ہین کسی اور شعبہ اور شاخ کی طرف کیسے توجہ ہو تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آجائیگا کہ ہم آپ ہی ایسی ضرورتون کو پورا کر سکین گے۔ **شیخ نیاز احمد صاحب** (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین اور خدا کے فضل سے ایک عمدہ کارخانہ چرم کا رکہتے ہین) اگر اس بچہ کو اپنے کارخانہ مین رکہہ کر کام سکہائین تو بہت مفید ہوگا۔ اور مجہے یقین ہے کہ اس نوٹ کو پڑہ لینے کے بعد انہین تامل نہ ہوگا۔ ایڈیٹر۔

الغیاث! الغیاث!!

میرا لڑکا جو بفضلہ آج بیس برس کی عمر کا ہے چودہ سال متواتر بیمار رہنے کے باعث علم جیسی بے بہا نعمت سے محروم رہ گیا۔ جب سکول کے ماسٹرون نے اُسے علمی لائن کے قابل نہ پایا اور اوسکی پڑہائی سے جواب دیدیا تو پھر مینے اُسے سلائی کا ہنر سکہانا چاہا مگر ہائے بخل ہیر استیاناس ہو تو نے قوم کے عروج مین روڑا اٹکایا ہوا ہے اگر تو نہ ہوتا تو قوم کی افراد اس ذلیل حالت مین نظر نہ آتی۔

آہ! بعض وہ فیاض دل ہین جو اپنی جیب سے خرچ دیکر قوم کے بچون کو ولایت بھیجتے ہین۔ اور ایک وہ ہین جو اپنے ہاتہہ کا ہنر بتاتے ہی بخل کرتے ہین۔ ایک روز مین اپنی قوم کے ایسے بخیل ہنرمندون کا گلہ کر رہا تہا کہ اسی اثنا مین میرے ایک ماتحت نے مجہے کہا کہ اگر آپ اوزار جلد بندی صاحبزادہ کو منگوا دین تو مین سکہا دون۔ مینے فوراً اوزار منگوا دیئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکی کو ادہورا چہوڑکر ہی چلتا ہوا۔ **بتا اے قوم!** اگر مین تیرا گلہ نہ کرون تو کیا کرون؟ ایک دن وہ تہا۔ کہ تیرے چشمہ فیض سے غیر قومین سیراب ہوکر دور دراز ملکون مین جاکر تیری فیاضی کے گیت گایا کرتی تہین۔

اور ایک دن یہ ہے کہ تیرا ہی بہائی تیرے ہی ملک مین تیرے بخل کے گیت گا رہا ہے ؎

قوم گنتی مین تو گو مور و ملخ سے بہی سوا
مر گئے جب قوم کے دل قوم مین پہر کیا رہا
چپکے چپکے حاجتین کرتی تہی سب اُنکی روا
فقر و فاقہ انکا خلقت پر عیان ہونا نہ تہا

ہنرمندون کے اس بخل کو دیکہکر مینے اپنے لخت جگر کو تجارت پیشہ مین لگانے کی صلاح کی اس مین تجربہ کی ضرورت محسوس ہوئی اسلئے پہر مجہے قوم کے تجارت پیشہ اصحاب کی طرف جہکنا پڑا۔ ہنرمندون کے فعل نے گو میری امیدون پر پانی پہیر دیا تہا مگر میرا دل تجارت پیشہ اصحاب کی طرف سے گواہی دیتا تہا کہ وہ بڑے وسیع الاخلاق ہوتے ہین۔

بمبئی اور رنگون مین اکثر تجار قوم کے بچون کو اپنے کارخانون مین بڑی خوشی سے رکہتے ہین اور انہین بلا دخل بخل تجارت پیشہ مین ماہر کرتے ہین۔ غرض یہی امید مجہے مالکان کارخانہ چرم کی خدمت مین لے گئی۔ مگر افسوس کہ کسی بہائی کو بہی مجہپر اور میرے لخت جگر پر رحم نہ آیا مین نے یہانتک کہ مین لڑکے کی ضروریات کا بوجہہ اپنے ذمہ لیتا ہون اگر آپ اسے اپنا فرزند سمجہین تو زہے قسمت ورنہ بلا تنخواہ خدمتگار ہی سمجہہ لین مگر ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کہان ہادئ قوم کے وہ آب زر سے لکہنے والے کلمات "انما المومنون اخوة" اور کہان مذکورہ بالا سلوک ؎

کہول کر کچہہ اپنی آنکہین دیکہہ اے قوم متین
گم ہوئی جاتی ہے تجہسے عزت دنیا و دین
ایک رونا ہو تو رو دین روئینگے کس کس کو ہم
اپنو گویا کل ہماری ایک بہی سیدہی نہین

اے قوم! مجہکو تو اس لڑکے کی حالت پر رحم آتا ہے اور میرا دل رات دن اس غم مین بیٹہا جاتا ہے۔ بہلا بتا تو سہی کہ کیا یہ میری رام کہانی تیرے دل مین بہی کچہہ گدگدی پیدا کریگی؟ اے کیا تو لبیک کہیگی؟

تقاضۂ بشریت تو یہی ہے کہ تو لبیک کہے اور اس لخت جگر سے جگری محبت کرے ؎

کرو اہل اسلام سے تم بہلائی
کہ مومن ہین آپس مین ماں جائے بہائی
تفاوت نہ اپنے پرائے مین سمجہو
کہ کافی ہے پیوند اسلام تم کو

از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور | خاکسار غلام محمد پہلوری ۶- نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لنگر خانہ کی آمد

یہ چند سطرین مین آپ کی خدمت مین حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق لکہتا ہون۔ لنگر خانہ کی آمد کی کمی بسا اوقات باعث تشویش ہوتی ہے اس سے دو تین سال پہلے جب حضرت اقدس نے خود ایک اشتہار بعنوان لنگر خانہ کے انتظام کے لئے شایع فرمایا تہا تو اس وقت بہی یہی تکلیف پیش آئی تہی اب خرچ تو اوسوقت سے ڈیوڑہا ہو گیا ہے یعنی اوسوقت آٹہہ سو روپیہ ماہوار تہا تو اسوقت بارہ سو روپیہ ماہوار ہو گیا ہے اور آمد کی یہ حالت ہے کہ دن بدن کم ہوتے ہوتے ان دنون مین خصوصاً بہت ہی تنزل کی حالت مین ہے اور حضور کی اوقات گرامی جو ایسی تشویشون سے خالی ہونی چاہیئے ان مین یہ باتین مخل ہو جاتی ہین مین امید نہین کرتا کہ کوئی اس سلسلہ کا مخلص اسبات کو گوارا کر سکے گا کہ حضور کو یہ تکلیف تشویش مین ڈالنے والی ہو۔ اگرچہ یہ سارا انتظام توکلاً علی اللہ ہی ہو رہا ہے مگر تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا انتظام کیا جاوے جیسا حضور نے پہلے بہی ایک دفعہ اشتہار دیا تہا۔ اس اشتہار مین حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا تہا کہ "ان لوگون کے ساتہہ جو مرید کہلاتے ہین مین یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجہے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین...... سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بہیج سکتا ہے...... گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔

اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکیگا ... اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواجو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔"

تین طرح سے موجودہ آمد میں ترقی کی صورت ہو سکتی ہے اور امید ہے کہ مخلص احباب ان تینوں طریق پر پوری سعی فرماوینگے۔

اوّل - فہرست چندہ میں جو اسوقت موجود ہے صرف دو ہزار چندہ دہندگان کا نام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت احباب ایسے ہیں جنکو ابھی تک حضرت اقدس کے ارشاد کا پورا علم نہیں ہوا یا انہوں نے ٹھیک طرح سے اس کو سمجھا نہیں - پس جہاں جہاں کسی دوست احمدی احباب کا پتہ معلوم ہے جو ابھی تک چندہ دہندگان میں شامل نہیں وہ ان کو شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو حضرت اقدس کے اس منشاء سے پوری طرح سے آگاہ کریں - اور ان میں ایک مستعد آدمی کو مقرر کریں جو باقاعدہ چندہ وصول کر کے ماہوار بھیجدیا کرے - دویم - اس فہرست میں اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں سے ایک آدمی کو چندہ دینے والا مقرر کر لیا گیا ہے - اور باقی افراد عورتیں ہوں یا لڑکے لڑکیاں وہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے گئے ہیں حالانکہ یہ فرض کفایہ نہیں - بلکہ حضرت اقدس کے یہ لفظ ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو اپنے آپ کو اس سلسلہ میں سمجھتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا لڑکا الگ الگ چندہ دینا چاہیئے - اور کوئی بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں - کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ مریدوں میں سے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکے ہوں صرف دو ہزار چندہ دینے والے ہوں - گویا بحساب اوسط سو سے بھی زیادہ بیعت کرنے والوں میں سے صرف ایک چندہ دینے والا ہوا - اور پھر جیسا کہ مرد ونکو اس اعانت میں حصہ لینا چاہیئے - عورتیں کیوں الگ رہیں - اور ایسے ہی گھر کے دوسرے افراد سب کے سب شامل ہونے چاہئیں - صرف حافظ بمبئی میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ (۱۱۰۸۷) احمدی تھے اگر یہ کل احمدی فی کس ایک پیسہ ماہوار کے حساب سے بھی چندہ دیں تو پونے دو سو روپیہ ماہوار چندہ اس حساب سے آنا چاہیئے حالانکہ اب تو ہزارہا اور بھی بڑھی ہوئی ہے - اسی طرح سے

ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے چندہ اپنے اوپر فرض کرے خواہ مرد ہو یا عورت تو ایک ایک پیسہ بھی دیں تو لنگر خانہ کا انتظام بآسانی چل سکتا ہے پس سب سے زیادہ زور دینے کے قابل یہی دو باتیں ہیں - اوّل تو جہاں حضرت اقدس کے ارشاد کی پوری طرح خبر نہیں - وہاں خبر پہنچا کر ان لوگوں کو ماہوار مستقل اعانت پر آمادہ کیا جاوے اور اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں شریک کیا جاوے - اور فہرست چندہ میں جو کچھ انکا چندہ ہو خواہ وہ ایک پیسہ ہو یا دھیلہ الگ دکھایا جاوے بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بہ نیت حصول ثواب اس میں شامل کر لیا جاوے - سویم - تیسری تجویز یہ ہے کہ جو صاحب آمدنی کا ذریعہ رکھتے ہیں وہ اپنے اپنے چندہ کو بڑھا دیں انکے تھوڑا تھوڑا بڑھانے سے مجموعی آمد میں بہت بڑی ترقی ہو سکتی ہے مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ احباب اگر اپنی آمد کا دسواں حصہ خالص سلسلہ کی ضروریات کے لئے الگ کر دیا کریں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ جن احباب کی آمدنی مثلاً دس روپیہ ماہوار سے بھی کم ہے وہ حسب استطاعت دسویں حصہ سے کم دیدیا کریں اور جنکی آمدنی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے وہ حسب استطاعت زیادہ دیدیا کریں - آخر جو وعدہ بیعت کیوقت جاتا ہے اسکو بھی تو کسقدر پیش نظر رکھنا چاہیئے - دین کو دنیا پر مقدم کرنا سہل امر نہیں مگر جہانتک ہو سکے دین کیلئے دن بدن قدم آگے تو رکھنا چاہیئے - یاد رہے کہ میری غرض یہ ہے کہ دسواں حصہ صرف ضروریات سلسلہ کے لئے دیا جاوے جس میں لنگر خانہ اور مدرسہ اور اشاعت کا کام شامل ہیں - یہی سلسلہ کی اصل اور بڑی شاخیں اور مقدم ضرورتیں ہیں اخباروں یا کتابوں کی قیمت ایک الگ چیز ہے کیونکہ وہ معاوضہ میں دیجاتی ہے - اور ان ضروریات میں بھی لنگر خانہ سب سے مقدم ہے کیونکہ اسکے اخراجات بہ نسبت دوسری شاخوں کے بہت زیادہ ہیں -

زکوٰۃ - ان باتوں کے علاوہ ایک اور ضروری عرض ہے اور وہ بھی میں بایمائے حضرت امام علیہ السلام ہی لکھتا ہوں - اور وہ ہے زکوٰۃ کے متعلق - اسی اشتہار کے متعلق لنگر خانہ میں جس کا پہلے اوپر ذکر کیا ہے - حضرت اقدس نے اخیر پر یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ "یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ

و راس ماحکی ہر مد کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے" مگر اس کی طرف بہت ہی کم میں کہہ سکتا ہوں شاذ و نادر احباب نے توجہ کی ہے - جس دن حضور علیہ السلام کے لنگر خانہ کے متعلق تحریک کے لئے حکم دیا اسی دن پہلے یہ بھی عرض کیا تھا اور یہ بعض احباب سیالکوٹ و لاہور کی تحریک سے تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ اکثر لوگ یا تو شاید الگ کر کے نکالتے ہی نہیں اور یا نکالتے ہیں تو اپنی اپنی جگہ پر مناسب موقع پر خرچ کر لیتے ہیں - جس پر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی سب یہاں آنا چاہیئے اور پھر یہاں حسب ضرورت خرچ ہونا چاہیئے - اوّل تو زکوٰۃ دی بہت کم جاتی ہے حالانکہ بہت گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں اگر نقد مال جمع نہ ہو تو کم از کم زیور ضرور اسقدر مالیت کا ہوتا ہے جس پر زکوٰۃ ضروری ہے - اور اس طرف توجہ اس لئے نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ کا فنڈ الگ جمع نہیں ہوتا ورنہ اگر یہ روپیہ سب ایکجا جمع کیا جاوے تو خود تحریک کا باعث ہوتا ہے - دویم زکوٰۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیشہ ایک جگہ جمع ہوتی رہی اور یہ کبھی اجازت نہ تھی کہ ہر شخص جہاں چاہے اُسے خرچ کرے پس اب بھی وہی صورت ہونی چاہیئے یہی حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بھی ایک استفسار پر فرمایا تھا - پس نہایت ضروری ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ قادیان میں جمع ہو - اور یہ روپیہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے پاس جمع ہوگا مگر بھیجنے والے صرف اس پتہ پر بھیجیں - امین زکوٰۃ فنڈ قادیان تاکہ یہ روپیہ الگ کا الگ جمع ہونا رہے اسکا سارا حساب کتاب الگ ہوگا - یاد رہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ مخصوص ہو کر الگ فنڈ زکوٰۃ میں آنا چاہیئے اور اسکا تعلق دوسرے کسی چندہ یا مد سے کچھ نہیں پھر بموجب ارشاد حضرت اقدس اسکو مناسب موقع پر خرچ کیا جاوے گا -

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چٹھی ہر ایک دوست کے نام تو بھیجی نہیں جا سکتی مگر جسقدر جماعتوں کے پتے رجسٹر آمد میں موجود تھے ان سب جماعتوں میں ایک ایک آدمی کے نام بھیجی جاتی ہے جنکی معرفت چندہ آتا ہے - وہ خود جماعت میں پوری تحریک کر کے ایک فرد تیار کر کے اور ماہوار چندہ ہر ایک کا اس کے نام کے سامنے لکھکر وہ فرد یہاں بھیجدیں تاکہ ان فہرستوں کا ایک رجسٹر میں اندراج کر لیا جاوے - اور جب چندہ ماہوار آوے تو درج کر لیا جایا کرے - یا بقایا کی صورت میں مطالبہ کیا جایا کرے - حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ یہ کام بہت سرگرمی سے ہونا چاہیئے - ایسی فہرستیں خاکسار راقم کے نام آنی چاہئیں - تاکہ انکا اندراج ہوتا رہے مگر روپیہ لنگر خانہ کا صرف حضرت اقدس کے نام آنا چاہیئے اور روپیہ کے ساتھ ایک فہرست آنی چاہیئے - خواہ اگر گنجائش ہو کوپن میں دے دیجاوے ورنہ الگ خط میں بھیجدی جایا کرے -

والسلام

خاکسار **محمد علی** از قادیان - ۳۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جائے وہ ایسا ہونا چاہیئے - جو لنگر خانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں مد میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپ کے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں - اسلئے سوا ان دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدات متعلقہ میں بھیجا کریں - یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جنکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو -

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا ایسی ضروری باتیں نہیں ہوتیں - مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے عہ چندہ لنگر عہ مدرسہ - عہ میگزین - ۸ مسکین فنڈ - ۵ کالج فنڈ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام پر روپیہ لکھا جاوے - ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کے لئے بھیجے جاتے ہیں نام عبد المجید بی اے درج ہے مگر پتہ ندارد - اوّل تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہیئے - دوسری دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں - ایک تیسرے کوپن میں ہے - چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے - عاجز عطاء اللہ - رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرستندہ کا کوئی پتہ ہو - ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہو مگر تفصیل نہیں کہ لنگر خانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا - پھر نام درج ہے پتہ ندارد - ایک کوپن بالکل خالی ہے - غرضیکہ سوا ٹکڑے کرنے کے کسی پر کچھ بھی نہیں کسی پہ پتہ نہیں کسی پہ تفصیل نہیں

[illegible] اللہ تعالےٰ نے
[illegible] تورات [illegible] اور کتاب کے لئے
نہین [illegible] ان کتابون مین انسانی چالاکیون
نے اپنا کام کیا - قرآن شریف کی حفاظت کا یہہ
بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اسکی تاثیرات کا ہمیشہ
تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے -
اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور
انمین کوئی اثر اور قوت باقی نہین رہی جو انکی موت
پر دلالت کرتی ہے -

یہودی - مسلمان قیامت پر ایمان لاتے ہین
وہ کونسے علامات ہین جنکی وجہ سے وہ ایمان لاتے
ہین -

حضرت اقدس - انسان کا اپنا جسم ہی
اسکو حشر نشر پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتا
ہے - کیونکہ ہر آن اس مین حشر نشر ہو رہا ہے -
یہانتک کہ تین سال کے بعد یہہ جسم رہتا ہی نہین
اور دوسرا جسم آجاتا ہے یہی **قیامت** ہے اس کے
سوا یہہ ضروری امر نہین کہ کل مسائل کو عقلی طور پر
ہی سمجھ لے - بلکہ انسان کا فرض ہے کہ وہ اسبات
پر ایمان لائے کہ اللہ تعالےٰ اپنے افعال اور
صفات کے ساتھہ موجود ہے اور اسکی صفات
مین سے یہ بہی ہے **یخلق ما یشاء و علیٰ
کل شئے قدیر** -
تو اسبات کے ماننے مین کہ **قیامت ہوگی**
کیا شک ہوسکتا ہے - خصوصًا ایسی حالت مین
کہ ہم اسکا ثبوت یہان بہی رکھتے اور دیکھتے ہون -
بے شک قیامت **حق** ہے - اور اسکی قدرتون کا
ایک نمونہ -
الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و نشر پر بہی قادر ہے
اور حشر و نشر قدرت ہی پر موقوف ہے یہہ اسلام
کی خصوصیات ہین کہ اسلام نری تعلیم ہی نہین
دیتا بلکہ جب انسان اس تعلیم پر عمل کرتا ہے تو
اللہ تعالےٰ اپنے نشانات اور آیات بہی دکہاتا ہے -
چنانچہ جب وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور
اسپر ایمان لاتا ہے تو وہ آیات اللہ کو دیکھتا ہے
جس سے اسکا ایمان عرفان کے رنگ مین مضبوط
ہوجاتا ہے دوسرے ادیان کے متبعین مین یہ
آیات اور نشانات نہین ہین یہہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین ہی کو ملتے ہین - جو
اپنے دل کو صاف کرتے ہین اور ان مین کوئی شک
وشبہ نہین رہتا - اسوقت انہین یہ نشانات
دیئے جاتے ہین جو ان کی معرفت اور قوت یقین
کو بہت بڑہا دیتے ہین -

یہودی - اگر خدا قادر ہے تو کیون نہین ہوسکتا
کہ وہ مسیح کو آسمان سے لے آوے ؟

حضرت اقدس - بے شک خدا تعالےٰ
قادر ہے مگر اس کے یہ معنے نہین کہ وہ خلاف وعدہ
کرتا ہے یا ایسے افعال بہی اس سے صادر
ہوتے ہین جو اسکی صفات کاملہ اور اسکی قدوسیت
کے خلاف ہون - کبہی نہین ہوسکتا کہ وہ اپنے آپ
کو قتل کردے یا کوئی اپنا مثیل پیدا کرے - اسیطرح
پر جب کہ وہ ایک عہد کر چکا ہے کہ مردے واپس
اس دنیا مین نہین آتے تو وہ اسکا خلاف کیونکر
کرے + قادر سمجہہ کر خدا تعالےٰ کے لئے ایسے
امور تجویز کرلینا جو اس کی صفات کاملہ کے
منافی ہون - اللہ تعالےٰ کی سخت ہتک اور توہین
ہے اور اس سے ڈرنا چاہیئے - یہ محل ادب ہے -

(اس مقام پر یہودی صاحب بہی خاموش ہوگئے اور سلسلہ کلام ختم ہوگیا ہے - اعلےٰ حضرت تشریف لے گئے - ایڈیٹر)

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بہی
مجدد آئیگا ؟
اسپر **فرمایا** - اس مین کیا حرج ہے کہ میرے
بعد بہی کوئی **مجدد** آجاوے - حضرت موسیٰ علیہ
السلام کی نبوت ختم ہوچکی تہی اسلئے مسیح علیہ السلام
پر آپ کے خلفاء کا خاتمہ ہوگیا - لیکن آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے
اسلئے اس مین قیامت تک ہی مجدد دین آتے
رہین گے - اگر قیامت نے فنا کرنے سے چہوڑا
تو کچہہ شک نہین کہ کوئی اور بہی آجائیگا - ہم
ہرگز اس سے انکار نہین کرتے کہ صالح اور ابرار
لوگ آتے رہین گے اور بغتۃً قیامت آجائیگی -

مولویون کے ذکر پر فرمایا

اگر تزکیہ نفس اور اتباع سنت انمین ہوتا تو اس
قدر اختلاف اور جہگڑا کیون ہوتا - کوئی حرج
اسلام کا بہی نہ ہوتا مگر اب تو عام طور پر ہر شخص
جانتا ہے کہ ان لوگون کی حالت کیسی ہوگئی ہے -
آزمایش کے لئے دو چار مولوی لے آو پہر
دیکہہ لو کہ کیا ہوتا ہے ہم ایک بات کہین گے
قطع نظر اس سے کہ وہ اس پر غور کرین فورًا
اسکی تردید پر آمادہ ہوجائینگے - مین افسوس سے
کہتا ہون کہ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تہا کہ یہودیون کی سی حالت ہوجاویگی -
وہی حالت ہو چکی ہے - [illegible]
محبت اور خواہش تہی اور [illegible]
درندگی چہوڑ کر انصاف [illegible]
اور اسکا جواب غور سے [illegible]
بہی رہتا منہ زور اور خودش تہا کہ یہان [illegible]
پاس رہتے ہم ہر طرح سے انکی خاطرداری اور
تواضع کرتے - وہ ٹہنڈے دل سے اپنے اعتراض
پیش کرتے اور سعید الفطرت لوگون کی طرح جواب
سنتے پہر جو اعتراض رہتا یا اس جواب پر [illegible]
پیش کرتے مگر انہون نے اس طریق کو بالکل چہوڑ
دیا - اور عمدًا حق پوشی کی ہے وہ چاہتے نہین
کہ انکی آنکہہ کہلے اور حق ظاہر ہو - اگرچہ وہ اس
مین کامیاب نہین ہوسکتے اسلئے کہ یہہ ارادہ
انکا اللہ تعالےٰ کے ارادہ کا صریح مخالف ہے -
کونسی گالی ہے جو انہون نے ہمکو نہین دی اور
کونسا نام ہے جو انہون نے ہمارا نہین رکہا -
انسان کا فرض تو یہ ہے کہ اگر اسے راستی
ملے تو اس کے لینے مین چون وچرا نہ کرے
مگر انہون نے ذرا سے اختلاف کیوجہ سے
(جو وہ بہی اختلاف نہ تہا) ساری صداقتون
کا خون کردیا - ہمارا انکا بہت سے امور مین
اتفاق تہا صرف ایک بات پیش کی تہی مسیح
ابن مریم مرگیا ہے اور آنیوالا موعود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق تم ہی
مین سے آیا ہے - مین حیران ہون کہ ایک طرف
تو یہہ تسلیم کرتے ہین کہ آنیوالا موعود **حَکَم**
ہوکر آئیگا - دوسری طرف حالت یہ ہے
کہ ایک بات بہی ماننے کو طیار نہین پہر وہ
حکم کس بات کا ہوگا - اگر ان کے زعم اور
خیال کے موافق مسیح آسمان سے بہی آجاتا تب
بہی یقینی امر تہا کہ اسے ہرگز تسلیم نکرتے - کیونکہ
بہ حیثیت حکم ہونے کے اسکا تو کام یہہ ہوتا
کہ وہ سب کی غلطیان نکالکر **صراط مستقیم**
پر سب کو لاتا - اور یہ اپنی غلطیون کو چہوڑنے والے
نہین - حنفی - شافعی مالکی - حنبلی - شیعہ
خوارج - وغیرہ وغیرہ ہر فرقہ والا اپنی بات اسے
منوانی چاہتا اور جبتک وہ نہ مانتا انکے
نزدیک ہی کافر اور بیدین ٹہرتا - پہر ایسی صورت
مین ہم کیونکر مان لین کہ یہ اپنے **فرضی مسیح**
کو مان لین گے - **حکم** اسے کہتے ہین جو قاضی
ہو اور غلطیان نکالکر اصلاح کرے - ہم
تو ذرا سی ہی غلطی پیش کی تہی کہ مسیح مرگیا ہے
اور وہ نہین آئین گے آنیوالا اُمتی ہے جیسا کہ
قرآن منکم کہتا ہے اور بخاری اور مسلم
مین بہی منکم ہی آیا ہے - اب اس **غلطی**
کہ یہہ اسلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہہ
چہوڑ نہین سکتے - اور میرا فیصلہ تسلیم نہین کرتے
[illegible] چاہتے ہین + افسوس ہے
[illegible] خلاف کی وجہ سے جو اسلام کی
[illegible] اصل ذریعہ ہے کافر اور [illegible] ہزارون
[illegible] کیوجہ سے یہ مسلمان کے [illegible]
[illegible]
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور
جان نثار صحابہ کو سب وشتم کرتے ہین اور انکو
کافر اور مرتد بتاتے ہین اور پہر بہی وہ [illegible] کے
[illegible] - اب کوئی انصاف کرے کہ وہ آنیوالا حکم
انمین آکر کیا کرے گا - کیا وہ بہی ان کے ساتھ [illegible]
مین شامل ہوگا یا اس سے ان کو باز رہنے کی ہدایت
کرے گا ؟
اگر ان مین خوف خدا ہوتا اور یہ تقویٰ سے
کام لیتے اور **لا تقف ما لیس لک بہ علم**
پر عمل کرتے - اور میری باتون کو غور سے سنتے اور
پہر انپر فکر کرتے اسکے بعد حق تہا جو چاہتے کہتے +
مگر انہون نے اسکی پروا نکی اور خدا کے خوف سے نہ ڈر کر
جو منہ مین آیا کہہ گذرے -
مین سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ ان
لوگون کی حالت مسخ ہوگئی ہے یہی توفی کا لفظ
یوسف علیہ السلام کے لئے ہو تو موت کے معنے
کرین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو تو
موت کے معنے کرین - لیکن مسیح کی نسبت ہو تو اسکے
معنے جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر جانا ہو کسقدر
جرأت اور دلیری ہے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی ذرا بہی عزت ان کے دل مین نہین ؟ اگر وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بہی یہی معنے کرتے تو ہم
سمجہہ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہین کرتے مگر
اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتھہ اس امر کو
مخصوص کرتے ہین - حالانکہ جسم عنصری کے ساتھہ
آسمان پر جانے کا کوئی بہی قائل نہین نہ یہودی
قائل نہ عیسائی - یہودی تو رفع روحانی کے
بہی قائل نہین - عیسائی جلالی جسم کے قائل
ہین گو وہ اس مین جہوٹے ہین اس لئے انہون
نے جب مسیح کو دیکہا تو وہ وہی عنصری جسم تہا -
کیونکہ اسمین زخم موجود تہے اور خود انہون نے
ہاتہہ ڈالکر دیکہا یا ان عیسائیون نے سمجہہ لیا -
کہ جسم عنصری آسمان پر نہین جاتا اسی لئے انہون
نے **جلالی** جسم تجویز کیا -
حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تہا
اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ
کا قول اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

شہادت۔ صحابہ کا اجماع کافی دلائل تھے۔ مگر انہوں نے ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور سچ پوچھو تو یہ یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہوئے اس لئے کہ وہ تو ایک جماعت بنا کر مسیح کے پاس گئے اور ان سے ان کے دعاوی کی تحقیق کی۔ مگر یہ کبھی میرے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا۔

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے اپنا بے نقط عربی قصیدہ سنایا۔ اسی تحریک سے فرمایا

ایک پادری نے مجھ پر اعتراض کیا کہ فیضی کی تفسیر اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں ہے کیونکہ ساری بے نقط لکھی ہے میں نے اس کا جواب دیا کہ بے نقط لکھنا کوئی اعلیٰ درجہ کی بات نہیں یہ ایک قسم کا تکلف ہے اور تکلفات میں پڑنا لغو امر ہے مومنوں کی شان یہ ہے والذین ھم عن اللغو معرضون یعنے مومن وہ ہوتے ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ اگر بے نقط ہی کو معجزہ سمجھتے ہو تو قرآن شریف میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے لاریب فیہ اس میں ریب کا کوئی لفظ نہیں۔ یہی اسکا معجزہ ہے لایاتیہ الباطل۔ اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوگی میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو۔ جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقایق او معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں۔

اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکہایا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پردازی کے نمود و نمایش بالکل نہیں خود فرمایا کہ امیوں کے لئے ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ ظاہر تو امیوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کے سیراب کرنے والا ہے۔

خواجہ صاحب نے پوچھا کہ سورۂ رحمان میں اعادہ کیوں ہوا ہے؟ **فرمایا!**

اس قسم کا التزام اللہ تعالےٰ کے کلام کا ایک ممتاز نشان ہے انسان کی فطرت میں یہ امر واقع ہوا ہے کہ موزون کلام اسے جلد یاد ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا ولقد یسرنا القرآن للذکر۔

یعنے بے شک ہم نے یاد کرنے کے لئے قرآن شریف کو آسان کر دیا ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی ساری چیزوں میں ایک حُسن ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ اسکے کلام میں بھی حُسن ہو؟ یہ اسکا ایک حُسن ہے۔ اگر قرآن مجید شر دلیدہ بیان ہوتا تو اس سے کیا فائدہ ہوتا۔ طبائع کو اسکی طرف توجہ ہی نہ ہوتی۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں عجیب عجیب قسم کی مخلوق دیکھی جاتی ہے۔ عجائب خانہ میں جا کر بعض جانور اس قسم کے دیکھے گئے ہیں کہ گویا وہ ایک خوبصورت چھینٹ ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر کرکے معلوم ہوتا ہے کہ رنگینی خلق خدا تعالےٰ کی عادت ہے۔

یہانتک بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جانور انڈے خود دیتے ہیں اور اسکے بچے اور جانور نکالتے ہیں کوئل انڈے خود دیتی ہے اور کوّے کے آشیانہ میں رکھ دیتی ہے۔ پس جس جس قدر کوئی مخلوقات الٰہی کا اور افعال اللہ کا مشاہدہ کریگا۔ اسی قدر اسکا تعجب بڑھتا جائیگا۔ اسی طرح اسکے اقوال میں لا انتہا اسرار ہوتے ہیں۔ جنکا مشاہدہ افعال اللہ کی خوردبین سے ہو جاتا ہے

حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ شاعر اور فصیح تو اس طرز بیان پر اعتراض کر ہی نہیں سکتا۔ اسلئے کہ خود انکو اس امر کا التزام کرنا پڑتا ہے

پھر

حضرت حجۃ اللہ نے اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ فبای آلاء ربکما تکذبان بار بار توجہ دلانے کے واسطے ہیں۔ اسی تکرار پر جاؤ قرآن شریف میں اور بھی تکرار ہے۔ میں خود بھی تکرار کو اسی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔ میری تحریروں کو اگر کوئی دیکھتا ہے تو وہ اس تکرار کو بکثرت پائیگا حقیقت سے ناخبر انسان اسکو منافی بلاغت سمجھ لیگا اور کہیگا کہ یہ بھول کر لکھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید پڑھنے والا پہلے جو کچھ لکھا ہے .... اسے بھول گیا ہو۔ اس لئے بار بار یاد دلاتا ہوں تا کہ کسی مقام پر تو اسکی آنکھ کھلے

انما الاعمال بالنیات

علاوہ بریں تکرار پر اعتراض ہی بے فائدہ ہے اسلئے کہ یہ بھی تو انسانی فطرت میں ہے کہ جب تک بار بار ایک بات کو دہرائے نہیں وہ یاد نہیں ہوتی۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور سبحان ربی العظیم بار بار کیوں کہلوایا ایک بار ہی کافی تہا؟ نہیں اس میں یہی سرّ ہے کہ کثرت تکرار اپنا ایک اثر ڈالتی ہے اور غافل سے غافل قوتوں میں بھی ایک بیداری پیدا کر دیتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔

یعنے اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

جسطرح ذہنی تعلق ہوتا ہے اور کثرت تکرار ایک بات کو حافظہ میں محفوظ کر دیتی ہے اسیطرح ایک روحانی تعلق بھی ہے۔ اس میں بھی تکرار کی حاجت ہے بدوں تکرار وہ روحانی پیوند اور رشتہ قائم نہیں رہتا۔ اور پھر سچ تو یہ ہے کہ اصل بات نیّت پر موقوف ہے جو شخص صرف حفظ کرنے کی نیّت سے پڑھتا ہے وہ تو وہیں تک رہتا ہے اور جو شخص روحانی تعلق کو بڑھاتا ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک آیت اتنی مرتبہ پڑھتا ہوں کہ وہ آخر وحی ہو جاتی ہے صوفی بھی اسی طرف گئے ہیں اور واذکروا اللہ کثیرا کے یہ معنے ہیں۔ یعنے اسقدر ذکر کرو کہ گویا اللہ تعالےٰ کا نام کنٹھ ہو جاوے۔

انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ وہ ایک امر کو بار بار اور مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ تا مخلوق کو نفع پہونچے۔ میں خود دیکھتا ہوں اور میری کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اگر چار صفحے میری کسی کتاب کے دیکھے جاویں تو انمیں ایک ہی امر کا ذکر پچاس مرتبہ آئیگا۔ اور میری غرض یہی ہوتی ہے کہ شاید پہلے مقام پر اسنے غور نہ کیا ہو اور یونہی سرسری طور سے گذر گیا ہو۔

قرآن شریف میں اعادہ اور تکرار کی بھی یہی حکمت ہے یہ تو احمقوں کی خشک منطق ہے جو کہتے ہیں کہ بار بار تکرار سے بلاغت جاتی رہتی ہے۔ وہ کہتے رہیں۔ قرآن شریف کی غرض تو ایک بیمار کا اچھا کرنا ہے وہ تو ضرور ایک مریض کو بار بار دوا دیگا۔ اگر یہ قاعدہ صحیح نہیں تو پھر ایسے معترض جب کوئی ان کے ہاں بیمار ہو جاوے تو اسے بار بار دوا کیوں دیتے ہیں اور آپ کیوں دن رات کے تکرار میں اپنی غذا لباس وغیرہ امور کا تکرار کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک انگریز نے محض اسی وجہ سے خودکشی کر لی تھی کہ بار بار وہی دن رات اور وہ غذا مقرر ہے اور میں اسکو برداشت نہیں کر سکتا۔

معجزات مسیح کے متعلق کہا گیا کہ ازالہ میں جو تصریح کی گئی ہے اس سے انکار پایا جاتا ہے؟

فرمایا!

تعجب کی بات ہے کہ وہ انکار ہے! یا اقرار۔ معجزات مسیح کا تو اقرار کیا ہے اور ہم اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے خوارق کا ظہور ہوا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ ان معجزات کی حقیقت جو خدا تعالےٰ نے ہم پر کہولی اسے ہم نے بہ حیثیت حَکَم ظاہر کر دیا ہے۔ اس کی ہمکو کچھ پروا نہیں کہ یہ لوگ اسپر گالیاں دیتے ہیں یا کیا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگر میری بات سے انکار کرتے ہیں تو پھر مجھ سے نہیں بلکہ قرآن شریف سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے تو لکھا ہی نہیں قرآن شریف ہی سے لکھا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ حقیقی مردے واپس نہیں آتے فیمسک التی قضی علیہا الموت کے کیا معنے ہیں۔

پھر اگر میں نے یہ کہا کہ وہ مردے جو حضرت مسیح نے زندہ کئے وہ حقیقی مردے نہ تھے جو آیت فیمسک التی قضی علیہا الموت کے وعدے کے موافق واپس نہیں آتے تو کیا برا کیا۔ اس سے معجزات کا انکار کیونکر ثابت ہوا؟ میرا معجزات سے انکار تو ثابت نہیں ہوتا البتہ ایسا اعتراض کرنے والے کا قرآن شریف سے انکار ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ نہ ایک جگہ نہ دو جگہ بلکہ قرآن شریف کے متعدد مقامات سے یہ امر ثابت ہو رہا ہے ایک اور جگہ فرمایا

وحرام علے قریۃ اھلکنھا انھم لا یرجعون

اب بتاؤ کہ جب اللہ تعالےٰ کہول کہول کر ایک امر کو بیان کر دے کہ مردہ حقیقی واپس نہیں آیا کرتا۔ تو پھر قرآن شریف کی تعلیم سے یہ کیسا انحراف ہے کہ خواہ نخواہ یہ تجویز کیا جاوے کہ فلاں شخص ایسا کرتا تھا۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے ایسی باتوں کو منہ سے نکالتے وقت اللہ تعالےٰ کا ادب کرو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بعض لوگ جو مردہ ہی کی طرح ہو جاتے ہیں اور کوئی امید زندگی کی باقی نہیں ہوتی صرف دم باقی ہوتا ہے ہر قسم کی تدابیر کی راہ بند ہوتی ہے اسوقت اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اپنے کسی بندہ کی دعاؤں سے اس مردہ کو زندہ کر دیتا ہے یہ بھی احیاء موتیٰ ہی ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ نواب صاحب کے لڑکے عبد الرحیم کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ اسکی شہادت دے سکتے ہیں کہ اس کی کیا حالت تھی اسکی زندگی (بفضلہ تعالےٰ میں نے خود اس مردہ کو زندہ ہوتے دیکھا ہے) کی کوئی امید بھی باقی نہ تھی۔

ایسا ہی خود میرا لڑکا مبارک ایسی حالت تک پہونچ گیا تھا کہ گھر والوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون بھی پڑھ دیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے پھر اسے **زندہ کر دیا**۔ یہہ **احیاء موتی** ہوتا ہے اور علاوہ اس کے **روحانی احیا** بھی ہوتا ہے جو لوگ اللہ تعالےٰ کی ہدایتوں سے بے خبر ہوتے ہین اور ان کی زندگی ایک گمراہی کی زندگی ہوتی ہے وہ بھی مردہ ہی ہوتے ہین کیونکہ روحانی طور پر وہ مر چکے ہوتے ہین پس ایسے لوگون کا ہدایت یاب ہو جانا یہہ ان کا زندہ ہونا ہے یہہ حقیقت احیاء موتی کی ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے اور اسی کے موافق خدا تعالےٰ سے علم پا کر ہم نے اسکی تصریح کی۔ اب اگر یہہ انکار معجزات ہے ایسا الزام لگانے والا خود سوچ لے کہ وہ مجھے منکر نہین ٹھیراتا بلکہ خود قرآن شریف سے انحراف اور انکار کرتا ہے۔

یہہ کسقدر ناسمجھی اور ناواقفی کی بات ہے کہ انسان اس طرز اور کلام کو اختیار کرے جسمین قرآن شریف پر حملہ ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہو۔ مین حیران ہوتا ہون کہ یہ لوگ کیا کرتے ہین؟ کیا ان کو معجزات مسیح پیارے ہین یا خدا تعالےٰ کا کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم؟ یہہ اگر معجزات مسیح کے لئے خدا کے کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ سکتے ہین تو چھوڑ دین! **ہم سے یہہ نہین ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کے کلام کو چھوڑ دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرین۔** اس عقیدہ پر اگر ساری دنیا مجھکو چھوڑتی ہے تو چھوڑ دے مجھے اس کی پروا نہین۔ اس لئے کہ **خدا میرے ساتھ ہے۔**

انکو اعتراض کا حق تو اسوقت ہوتا جب ہم خدا تعالےٰ کے کلام کے خلاف کرتے لیکن جب ہم خدا تعالیٰ کے کلام کے موافق کرتے تو خدا تعالےٰ کے کلام پر اعتراض ہے نہ مجھ پر۔ اگر مسیح واقعی مردون کو زندہ کرتے تھے یعنے ایسے مردون کو **جو قضی علیہا الموت کے نیچے آ چکے تھے** تو پھر کیون انہون نے ایلیاہ کو زندہ کر کے نہ دکھا دیا تاکہ یہودی ٹھوکر نہ کھاتے؟ اور خود ہی صلیبی ابتلا سے بچ جاتے۔

سعدی بھی یہی مذہب رکھتا تھا اور یہی سچا مذہب ہے کوئی انکار اسکے خلاف نہین ہو سکتا۔ سعدی کہتا ہے

بگہ مردہ یاز آمدیدے + بسرے قبیلہ و پیوند
رد میراث سخت تر بودے + وارثان را ز مرگ خویشاوند

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(ترک نے مندرجہ ذیل دو سوال کئے اور جواب پایا - ایڈیٹر)

سوال۔ اگر کوئی چوری یا زنا کے ارادے سے جاوے مگر نکرے تو کیا گناہ ہوگا۔

جواب۔ جو خیالات وسوسہ کے رنگ مین دل مین گذرتے ہین اور انپر کوئی عزم اور ارادہ انسان نہین کرتا ان پر مواخذہ نہین ہے لیکن جب کوئی خیال بد دل مین گذرے اور انسان اسپر مصمم ارادہ کر لے تو اسپر مواخذہ ہوتا ہے اور وہ گناہ ہے جیسے ایک اُچکا دل مین خیال کرے کہ فلان بچّہ کو قتل کر کے اسکا زیور اُتار لون گا تو گو قانونی جرم نہین لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ مجرم ہے اور سزا پائیگا۔ یاد رکھو دل کا ایک فعل ہوتا ہے مگر جب تک اسپر مصمم ارادہ اور عزیمت نکرے اسکا کوئی اثر نہین۔

سوال۔ جو لوگ لڑائیون مین جاتے ہین اور وہان قتل کرتے ہین کیا وہ قتل انکا گناہ ہے یا نہین۔

جواب علمہا عند ربّی۔ مین اسکے متعلق کچھ نہین کہہ سکتا اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے اچھا کیا یا بُرا کیا۔

۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

مسئلہ جہاد کے متعلق ذکر تھا۔ اسکے متعلق جو کچھ فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسلامی جہاد پر یہہ اعتراض تو محض فضول ہے۔ کہ وہ لڑائیان **مذہب** اور اشاعت اسلام کی خاطر تھین۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ مین کفار کے ہاتھون سے سخت تکلیف اٹھاتے رہے اور آپ کے جان نثار صحابہ نے دکھ اٹھائے اور جانین دین بعض غریب اور بیکس ضعیف عورتون کو شرمناک تکالیف کفار نے پہونچائین۔ یہانتک کہ آخر آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور ان کفار نے وہان بھی آپ کا تعاقب کیا ایسی صورت مین جب ان کی شرارتین اور تکلیفین حد سے گذر گئین تو پھر خدا تعالےٰ نے سد باب اور دفاع کے طور پر حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو۔ چنانچہ پہلی آیت جس مین جہاد کا حکم ہوا وہ یہ ہے

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا۔

یعنی ان لوگون کو اجازت دی گئی کہ وہ جنگ کرین جنپر ظلم ہوا ہے۔ مسلمان مظلوم تھے ان کی طرف سے ابتدا نہین ہوئی تھی۔ بلکہ بانی فساد کفار مکہ تھے۔ ایسی حالت مین بھی جب ان کی شرارتین انتہائی درجہ تک جا پہونچین تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو مدافعت کے واسطے مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ اعتراض محض فضول اور لغو ہے۔ کہ وہ لڑائیان مذہب کے لئے تھین۔ اگر محض مذہب کے لئے ہوتین تو **جزیہ** دینے کیصورت مین ان کو کیون چھوڑا جاتا۔ پھر مین کہتا ہون کہ عیسائی تو اس قسم کا اعتراض کر ہی نہین سکتے۔ وہ اپنے گھر مین دیکھین کہ اسلامی لڑائیان موسوی لڑائیون سے زیادہ ہین۔ اور جبکہ وہ حضرت عیسےٰ کو موسیٰ علیہ السلام کا بھی (معاذ اللہ) خدا مانتے ہین تو پھر ان لڑائیون کا الزام عیسائیو پر بدستور قایم ہے خصوصًا ایسی حالت مین کہ وہ لڑائیان اسلامی جنگون سے زیادہ سخت اور خونریز تھین۔ اسلامی لڑائیون مین بچون عورتون اور بڈہون کا لحاظ کیا جاتا تھا اور ان کو قتل نہین کیا جاتا تھا۔ مگر موسوی لڑائیون مین تو ان امور کی پروا نہین کیجاتی تھی۔ ایسا ہی اسلامی جنگون مین مذہبی عبادت گاہون اور پھلدار درختون کو بھی ضایع نہین کیا جاتا تھا مگر موسوی لڑائیون مین پھلدار درخت تباہ کر دئے جاتے۔ غرض اسلامی جنگ موسوی لڑائیون کے مقابلہ مین کچھ چیز ہی نہین۔

فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی ہمیشہ سے یہی عادت چلی آئی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل اس کیطرف سے آتا ہے تو اولًا اس کی جماعت مین ضعفاء اور غرباء ہی آتے ہین بادشاہون یا امرا کو توجہ نہین ہوتی ہے۔ اور آخر اللہ تعالےٰ غرباء کی جماعت کو ہر قسم کی ترقیان دیدیتا ہے۔ میرا ایک الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈہونڈین گے۔ وہ بادشاہ مجھے دکھائے بھی گئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ آئیگا جب اللہ تعالےٰ بعض کو اس سلسلہ کی سچّائی کا فہم عطا کر دیگا۔

فرمایا **پنجاب** کی سرزمین نرم ہے ان لوگون مین وہ شور اور شرارت نہین ہے جو ہندوستانیون مین ہے ہندوستانیون نے غدر کر دیا تھا مگر پنجابی گورنمنٹ کے ساتھ تھے۔ ہمارے مرزا صاحب نے بھی پچاس گھوڑے اسوقت مدد کے لئے گورنمنٹ کو دئے تھے۔

پنجابیون نے جسقدر مجھے قبول کیا ہے ہندوستان کو ابھی اس سے کچھ نسبت ہی نہین ہے۔

۳ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔ نبی کا انکار موجب کفر ہوتا ہے مگر ولی کا انکار بھی سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے اور آخر کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ صحیح بخاری مین ہے من عاد ولیًّالی فادنتہ للحرب یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ مین اسکو لڑائی کے لئے پکارتا ہون۔

خدا تعالےٰ نے **بلعم** کا قصہ بیان کیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیوجہ سے اس حد تک گر گیا کہ اسکی کتّے سے مثال دی گئی۔

نبی کا انکار صریح کفر کو مستلزم ہے۔ مگر ولی کا جب دشمن بنتا ہے تو اندر ہی اندر توفیق چھن جاتی ہے۔

کسی نے پوچھا کہ عبادت مین ذوق شوق کسطرح پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اعمال صالحہ اور عبادت مین ذوق شوق اپنی طرف سے نہین ہو سکتا یہہ خدا کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گھبرائے نہین اور خدا تعالےٰ سے اس توفیق اور فضل کے واسطے دعائین کرتا رہے۔ اور ان دعاؤن مین تھک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالےٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جسکے لئے اس کے دل مین تڑپ اور بیقراری ہوتی ہے۔ یعنے عبادت کے لئے ایک ذوق وشوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے یہہ اللہ تعالےٰ کا قاعدہ اور سنّت نہین۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے مارا جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ مین ہے اسکا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے یا کسی اور بے دینی مین مبتلا ہو جاوے۔ اسلئے ہر وقت اسکے فضل کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اسکی استعانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر تمہین قایم رکھے۔ جو شخص خدا تعالےٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تاکہ وہ زہر اور جوش پیدا نہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

تمام پبلک کو عام طور پر اور اہل اسلام کو خاص طور پر اس بات سے مین مطلع کرنا چاہتا ہون کہ جو کہ مین نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور رسالہ ترک و ید یزم کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ مشتہر کردی ہے اسپر اخبار ستیہ دہرم پرچارک جالندہر مورخہ ۲۷- اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر بہ عنوان **مبلغ اسّی روپیہ کا بکاؤ دہرم** ایک مضمون شایع ہوا ہے اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے ایک رقعہ دیکر اسّی روپیہ دہلی آریہ سماج والون سے مانگا تہا اور روپیہ نہ ملنے پر مین مسلمان ہوگیا۔ پس چونکہ یہ بات بالکل بناوٹی ہے اسلیئے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی باتون کا اعتبار نہ کرین۔ چونکہ میرے پاس کئی خطوط ادہر اُدہر سے اس قسم کے آرہے ہین کہ یہ کیا بات ہے اسوجہ سے اس تحریر کو شایع کرانا مناسب سمجہتا ہون۔ اور مفصل کیفیت بعد مین عرض کیجائیگی کہ کس طور پر مجہ کو جبر اً شدّہ کیا گیا یا کیا واقعات گذرے وغیرہ (اس داستان کو اگر مین لکہون تو اخبار کا ایک دو صفحہ بلکہ زائد گہر جائیگا بس مجہے جناب ایڈیٹر صاحب کی جانب سے وعدہ ملنا چاہیئے کہ وہ ایسے شخص کے احوال کو اپنے اخبار مین ضرور جگہ دیوین گے اور میری محنت رائیگان تو نہ جائیگی)

ہان ایسے شریر لوگون کو ان کے افعال کی سزا دینے ہی کیلئے عدالتین بنائی گئی ہین پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاویگا۔ لیکن مجہے افسوس اس بات کا ہے کہ ان آریون کو ابہی تک ایسی .... باتون کی پختہ مشاقی حاصل نہین ہوئی۔ کیونکہ وہ کچے .... ثابت ہو رہے ہین۔ یعنی مذکورہ بالا اسّی روپیہ کا انعام دینے والون مین اسقدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص للعہ اور ۱۲۵ ماہوار تنخواہ کی ملازمت (برٹش افریقہ مین) کر چکا ہو اور جسکو ایک ساتہہ ہی کئی کئی ملازمتون کی ...... ملا کرتی ہون ایسے شخص کے بارہ مین ۸۰ پر دہرم نیلام کرنے کی بات کو تو سننے والے عقلمند صاحبان کبہی ہرگز بہی تسلیم نہ کرین گے۔ ہان البتہ کوئی بہاری رقم کارنعہ بنایا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار بہی کرسکتا۔ جن لوگون نے اس مضمون ستیہ دہرم پرچارک مین پڑہا ہے وہ ضرور سمجہہ سکتے ہین کہ اگر میری طرف سے ایسا کوئی پرچہ (فہرست ۸۰ کی) ہوتا تو اوسمین ایسے اندراج ہوتے کہ ایک شخص کا دنیا ہی عم ...... ایک شخص کا اور دنیا ہی عم ؛ واہ ! کیا وہ دینے والا ان دونون شخصون کے نام نہ لکہہ سکتا تہا۔ شاباش۔

اب مین اپنے آریہ سماجی بہائیون سے اسقدر عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مین نے اسّی روپیہ پر اپنا دہرم نیلام کردیا تو اس سے انکا چندان نقصان نہین ہؤا (اگر ہؤا ہوگا تو وہ میرا ہوا ہوگا) لیکن وہ اون لوگون سے ہوشیار رہین جو ہم ہزار کا بجس کر رہے ہین یا کمپنی کہول کر عوام کا اٹہائیس ہزار روپیہ لوٹ رہے ہین (مفصل دیکہو آریون کا اخبار ستکاری امرتسر) اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ رسالہ ترک ویدیزم مین (جس نے مذکورہ بالا انعام ۸۰ کا دلادیا ہے) جو دس اعتراضات آریہ سماج کے اصولون کی رد مین ان کے نقلی حوالجات کے ذریعہ کردئے گئے ہین ان کی تردید کا کسی نے آجتک نام ہی نہ لیا۔ مین پوچہتا ہون کیون ؟ کیا آریہ سماجیون کا صرف یہی کام کہ وہ ایسی ایسی ...... باتون سے اپنا دل ٹہنڈا کر لیا کرین۔ جہان مین نے ان کو چیلنج کیا ہے کہ جو صاحب چاہین اردو۔ ہندی خواہ انگریزی مین بہی ان اعتراضات کے متعلق مجہہ سے تحریری بحث کرسکتے ہین۔ (جو کہ ہر ایک شخص دور دراز فاصلہ سے بہی کر سکتا ہے) وہان آجتک کسی نے سانس ڈکار تک نہ لی۔ اور اگر کچہہ ایکشن لیا تو یہ کہ ایک طرف سے اسّی روپیہ پر دہرم نیلام ہونے کی صدا کانون مین آرہی ہے اور دوسری طرف (کالج پارٹی کا آرگن آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک مرتبہ ایڈیٹری کے لئے درخواست بہیجی تہی پس وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہؤا ہوگا۔ واہ کیا خوب ! یہہ عجیب دل سمجہوتا ہے۔ کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی محکمہ کی نوکری تلاش کرنا کوئی گناہ ہؤا کرتا ہے۔

پبلک کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک ویدیزم مین دس ایسے اعتراضات پیش کردئے گئے ہین جنکو اگر خود شری سوامی دیانند سرستی مہاراج بہی واپس آجاوین تو رد نہین کرسکتے تاوقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو منسوخ نہ کرلوین۔

مسلمان صاحبان کو خاصکر معلوم ہو کہ مینے دوسری کتاب موسومہ آریہ سماج کی پول تیار کرلی ہے۔ یہہ چہ سو صفحون (۲۶×۲۰) سے کم ضخیم نہ ہوگی۔ اور اسمین آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابون کے ہی اقوال سے ان کے اصولون کو رد کیا گیا ہے۔ اور اکثر مضامین انعامی ہونگے یعنی یہ کہ اگر میرے دعوے کی کوئی آریہ پنڈت خود اپنی تصنیفات کے نقلی حوالجات سے رد کرسکے تو وہ انعام حاصل کریوے اسطور پر جملہ میزان انعامات کی غالبًا دس ہزار روپیہ ہوگی۔ اور میرا یہہ دعویٰ ہے کہ جو عیسائی مسلمان صاحب اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑہ لیوینگے وہ ہرگز ہرگز بہی کبہی آریہ سماج کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کرین گے۔ اس کتاب کی چہپائی کا انتظام ہو رہا ہے اور اگرچہ قیمت ابہی مقرر نہین کی جاسکتی لیکن جو صاحب ابہی سے اپنا نام اس کی خریداری مین درج کرادیوینگے ان کے ساتہہ ڈاک محصول کی رعایت رہے گی۔ فقط۔

خاکسار

عبد العزیز المعروف بہ جگار سا پرشاد ورما سابق آریہ اُپدیشک ملک برہما از مقام زینت محل شہر دہلی - ۵- نومبر ۱۹۰۵ء

زیور کی زکوٰۃ

بعض دوستون کے استفسار پر حضرت اقدس نے زیور کی زکوٰۃ کے متعلق مفصلہ ذیل سطور لکہی ہین جو تمام احباب کی اطلاع کے لئے شایع کی جاتی ہین تا اسپر سب کا عملدرآمد ہو۔

جو زیور پہنا جائے اور کبہی کبہی غریب عورتون کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اسکی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اسکی کچہہ زکوٰۃ نہین اور جو زیور پہنا جائے اور دوسرون کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس مین زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسی پر ہمارے گہر مین عمل کرتے ہین اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہین اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکہا جائے اسکی زکوٰۃ مین کسیکو بہی اختلاف نہین۔ والسلام

سب احباب کو اسی کے مطابق اپنا عمل رکہنا چاہیئے اور زکوٰۃ کا کل روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان بہیجنا چاہیئے پہر مناسب موقعہ اور مناسب مدات مین اسے خرچ کیا جائیگا۔

محمد علی

۱۳- نومبر ۱۹۰۵ء

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

لودہانہ کے عیسائی اخبار نے ۱۰- نومبر ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک مراسلت نور پوری نامہ نگار کی چہاپی ہے۔ ہر چند اس یاوہ گو نے اپنا نام چہپایا ہے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ کون ہے ؟ آپ نے عیسائیون کو خوش کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر دل کہول کر جہوٹے اور ناپاک حملے کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چہوڑی مگر وہ نہین جانتا کہ

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

آئیس سو برس گذر چکے کہ اس زمانہ کے لوگون نے بہی ایک برگزیدہ بندہ کو دکہ دیا تہا جو اسکی زبان سے آخر جرآ مکار اور سانپ کے بچے کہلائے اسلیئے ضروری تہا کہ ابن آدم آج بہی ستایا جاتا۔ پہلے نور پوری نامہ نگار کی تحریر کا جواب قول و اقول کرکے لکہتا ہون۔

قولہ ہمین اکثر خدا کے کمال پر تعجب آتا تہا کہ باوجود قادیانی کے ایسے کفر کے خدا اس سے باز پرس نہین کرتا۔

اقول ۔ بے شک لعنتِ مسیح سے بچائے ہوئے عیسائی کو تعجب ہونا چاہیئے تہا اسلیئے کہ ناصری یسوع اپنے کفر کے باعث (کیونکہ یہی فتویٰ کفر گوئی کا اسپر لگایا گیا تہا) اپنی دعوت کے تین ہی سال مین ماخوذ ہؤا اور یہودیون کے ہاتہون سے طمانچے کہاتا ہؤا کاٹہ پر لٹکایا گیا۔ اور یہان پچیس سال سے زیادہ کا زمانہ گذر رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہی تو صادق کی سچائی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی حمایت کرتا اور اپنی نصرتون اور تائیدون سے اسکی حقیقت پر مہر کردیتا اور اسے مہلت دیتا ہے۔ کاذب اور مفتری کبہی اسقدر دراز زمانہ نہین پا سکتا +

کُفر تو آنست نے بولا جسنے آدم زاد اور خاکی پتلا ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور پہر تعجب اسپر کہ اس نے اپنی خدائی کا کوئی بہی کرشمہ نہ دکہایا اور مجہے حیرت ہے کہ لعنت مسیح کے بچائے ہوئے عیسائی کو خدا پر تعجب کیون ہؤا ؟ کیا اس کا وہی خدا نہین جسکے سے یہودیون سے مار کہائی اور صلیب پر لٹک گیا۔ اور ان یہودیون کا کچہہ بہی بگاڑ نہ سکا۔

با خویشتن چہ کردی کہ با ما کنی نظیری
حقا کہ واجب آمد زتو احتراز کردن

لیے خدا سے کوئی امید رکھنی فضول اور سراسر نامعقول ہے۔ دیکھنے پہلے کیا کیا جواب دیگا۔

قولہ۔ خدا کو یوں منظور تھا اور ہے کہ مرزا قادیانی کا جو کچھ جوڑ الگ کیا جاوے اور مرنے سے پیشتر اسی زندگی میں اسکی ذلت بخوبی ہو جائے۔

اقول۔ یہہ شاید ناصرت کے مار کھائے ہوئے خدا نے آپ کو بتایا ہوگا۔ اور غالباً اپنے تجربہ سے بتایا ہوگا کہ اسپر یوں گذری ہے کہ یہودیوں نے پکڑ کر مار مار آدھی بنا دیا۔ اور اسکو مجسم عجز کی تصویر بنا کر دکھا دیا۔

ورنہ القادر اور الحی القیوم خدا تو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہے اور اسے بشارت پر بشارت دیتا اور یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً ترقی پر ترقی عطا کرتا ایسی ترقی کہ جسکی نظیر انیس سو برس پیشتر آنے والے خدا میں بھی پائی نہیں جاتی۔ جسنے ٹھوکریں کھا کر جان دی تھی۔ اور جو آپ کے نزدیک **ملعون** بھی ہے۔

اسقدر تائیدات اور نصرتوں کو دیکھکر جو حضرت مسیح موعود کی ہو رہی ہیں یہہ کہنا کہ خدا اس کی ذلت چاہتا ہے ایک سخت یاوہ گوئی ہے۔ شاید آپ کا ملعون خدا ایسا چاہتا ہوگا جس سے کبھی کچھ نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ العزیز ہوگا۔ بلکہ یہ خدا کا برگزیدہ رسول انشاء اللہ العزیز دنیا سے نہ اٹھیگا جب تک **مردہ پرستی** کے بت کو پاش پاش نکر دے اور **آدم زاد** کو خدائی کی کرسی سے اتار کر **عبودیت** کے آستانہ پر نہ لے آئے۔

قولہ۔ ناظرین اخبارات مرزا کی الہامی چار یاری کونسل کو جانتے ہیں جن میں ایک (حکیم نور الدین صاحب نہیں دوسرے تھے) صاحب بھیروی تھے جو چند روز ہوئے قادیان سے تائب ہو کر چلتے بنے۔

اقول۔ سب سے اول تو میں ایسے کذاب کے لئے قرآن شریف کی آیت **لعنت اللہ علی الکاذبین** پڑھتا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے یسوع کی لعنت پر ایمان لاکر استغفار اور حیا کی بھی نور پوری عیسائی نے ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ ایسا گندہ جھوٹ نہ بولتا۔ یا اس جھوٹ کی تعلیم بھی اس خدا نے ہی دی ہوگی جو عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور جسکو منصوبہ بازی کی عادت بھی تھی جیسا کہ انجیل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اگر نور پوری انکار کرے تو میں ایسے ایسے مقامات دکھا دونگا۔

میں کہتا ہوں کہ لعنت ہے اس شخص پر جس نے یہاں جھوٹ بولا اور کہدیا کہ ایک حکیم صاحب بھیرہ کے شہر سے ہوکر قادیان سے چلے گئے۔ بھیرہ کے دو بھیرے حکیم صاحب حکیم فضل دین صاحب ہیں۔ سو وہ قادیان ہی میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس سلسلہ کے ایک مخلص خادم ہیں۔ اور وہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود سے دوری اور بُعد کو اپنے لئے موت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

مگر کیا لعنتی مسیح کے زرخرید غلام نور پوری کو یاد نہیں رہا صاحب کہ انکا مردہ خدا صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑا گیا تو اعظم الحواریین **پطرس** نے نہ ایک مرتبہ بلکہ تین مرتبہ **خداوند یسوع** پر **لعنت** کی تھی۔ اور ایک نے جو خزانچی بھی تھا صرف تیس روپیوں کے لالچ میں تمہارے خدا صاحب کو پکڑوا کر طمانچے مروائے اور صلیب پر کھینچوا کر تمہاری **مکتی** کرادی۔ اور باقی سب بھاگ گئے یہہ باتیں تمہیں کیوں بھول گئیں۔ اور کیا وہ پانچسو آدمیوں کا مرتد ہونا بھی یاد نہ رہا جو ایک ہی دن میں ہو گئے تھے؟

اے نادان اور ناواقف انسان! بتا ان باتوں کا تیرے پاس کیا جواب ہے؟ ذلت کس کی ہوئی؟

ایک وہ ہے جو اپنی زندگی میں ۱۲ لاکھ سے زیادہ روحوں کا فاتح ہے اور روز بروز اسکے حلقہ بگوش بڑھ رہے ہیں۔ باوجودیکہ اسکا دعویٰ محض خدا کا **برگزیدہ بندہ** ہونے کا ہے اور ایک وہ جو تمہارے اعتقاد کے موافق **خدا** تھا ساری عمر میں ۱۲ سے زیادہ آدمی طیار نکر سکا۔ اور پھر جو ان میں **اخص** تھے انہوں نے وہ شرمناک بے وفائی ظاہر کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہ ملے گی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

گھر کے الزام اوروں پر ہو دیتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

اسکے بعد حضرت **مخدوم الملۃ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات شہادت آیات کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ خدا نے جھوٹے نبی کی نہ سنی اور عبد الکریم کو نہ صرف صحت ہی عطا نکی بلکہ دنیا سے ہی اٹھا دیا۔

اس کے جواب میں اول ہی لعنت اللہ علی الکاذبین ہی کہونگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے اور برگزیدہ بندے کی دعاؤں کو جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق تھیں سنا اور مولوی عبد الکریم صاحب کو کاربنکل سے پوری شفادی۔ رہا یہ امر کہ انہوں نے وفات پائی۔ موت تو ایسی شئے ہے کہ اس نے عیسائیوں کے خدا کو بھی نہیں چھوڑا ایسے ہی کشمیر کے محلہ خانیار کی قبر میں لا ڈالا۔ اور اس خدا کی ماں اور بہن اس خدا کے دوسرے رشتہ داروں تک کو اپنے اپنا شربت پلا دیا۔ پہر مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر اعتراض کرنا کیسی نادانی اور حماقت ہے۔ ہاں یہ بالکل صحیح ہے کہ جیسے اس مرد خدا کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کے اظہار کے لئے وقف تھی اس کی موت نے بھی اسی کی سچائی پر مہر کی اسلئے کہ اس نے قبل از وقت سنا دیا تھا۔ **ان المنایا لا تطیش سہامہا** کفن میں لپٹا گیا۔ اور پھر بالآخر

۴۷ برس کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون

اور خدا کی باتیں جو اس نے اپنے پیارے بندے پر ظاہر کی تہیں آخر اپنے صحیح مفہوم کے موافق مولوی صاحب کی وفات شہادت آیات کے رنگ میں پوری ہوئیں اور یوں اسکی سچائی کا ثبوت ٹھیریں۔ پس مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں زبان قلم اور ظلم زبان سے جزی اللہ کی سچائی کا گواہ تھا اور اب اسکی تربت ایک **زندہ نشان** ہے اور ان لوگوں کیلئے جو انکار کرتے ہیں قرآن کریم کی یہ آیت بہت ہی موزوں ہے۔

ویل یومئذ للمکذبین

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ ہمیں پہر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے۔ یعنی **عید الفطر** قریب ہے۔ اگلے ہر سال کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہمیں) سے ہر ایک کے دل میں یہہ خواہش اور آرزو ہوگی (آمین) کہ یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو آئی **عید فنڈ** کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی۔ اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا۔ ہر چند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس زور اور انتظام کے ساتھ اسپر عمل ہونا چاہیئے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ **عید فنڈ کی تقریب پر ایک روپیہ** تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے بطور مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھے۔ پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھ کی جماعت میں سے پانچ ہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نرہنے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس **عید** پر **عید فنڈ** کی تکمیل کا حتمی عہد کر لیں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود **عید فنڈ** کا روپیہ وصول کرکے **امین مدرسہ** کے نام بھیجدیں۔ الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے ہی عید فنڈ وصول کریں تو پانچہزار روپے دے سکتے ہیں مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض میں کا **ایک جزو** ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کے لئے بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے **ایک روپیہ** بھی الگ نہیں کر سکتے؟

میں امید کرتا ہوں کہ اس **عید** پر آئے ہوئے **عید فنڈ** میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی۔

اس کے علاوہ یہہ بھی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر** بھی **مساکین فنڈ** کے لئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کردی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

چہ گویم با تو گر آئی جہاد قادیان بینی || دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے عہ (۲) خواص معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۔
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے

نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ - رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجھتے ہیں الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ۱۵ - دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جائینگی - ابھی تک جسقدر درخواستیں آئی ہیں گو ان کی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرا روزانہ کیلئے جسقدر درخواستیں سر دست تجویز کی گئی ہیں انہیں صرف پچاس درخواستوں کی کمی ہے - گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں - تو یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے - میں اب روزانہ کی **ضرورت اور اہمیت** پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدردان و سرپرستان الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کریں - جن حضرات نے ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد بھیجدیں روزانہ کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنیکے لئے ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتھ نمونہ کا ایک پرچہ شائع کر دیا جائیگا - میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں ہاتھ بڑھایا اور درخواستیں پوری ہو گئیں تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا وَالَّا جیسا مینے پہلے ظاہر کیا تھا - میں اللہ تعالےٰ کے اس فضل و کرم کیوقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجراء کے کیلئے مقدر ہوگا -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی لکھا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخباروں سے زیادہ ہے - یہ سچ ہے مگر اسکی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام میں اسکا اجراء ہے میں لکھ چکا ہوں کہ جس وقت اشاعت چھ سو ہو جائیگی - فوراً قیمت ۸ عہ سالانہ کر دی جائیگی اور حجم بھی بڑھا دیا جائیگا - آئندہ جسطرح رب کریم کو منظور ہو

خاکسار **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم قادیان

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں -

(۲) حضرت حکیم الامۃ کی صحت بھی نسبتاً اچھی ہے اور وہ بدستور خدمت دین و اشاعت کلام مبین میں مصروف

(۳) مولوی عزیز بخش صاحب بی - اے ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان مع اہل و عیال سعادت اندوز حضرت ہوئے ہیں - انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہو گئی تھی - الحمد للہ اب اچھے ہیں -

ایسا ہی چودہری غلام احمد صاحب بی - اے انسپکٹر ڈاکخانجات ایک ماہ کے لئے رخصت لیکر یہاں آنے والے ہیں -

(۴) ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات اور رؤیا درج ذیل ہیں -

تازہ الہامات و رؤیا

۱۹ - نومبر ۱۹۰۵ء - کمبل میں لپیٹ کر صحیح قبر میں رکھدو -

ایک رؤیا میں دیکھا کہ سانپ نے میری ایڑی پر کاٹا ہے مگر اس سے کوئی زخم اور درد نہیں ہوا خفیف سا خون نکلا ہے والد صاحب مرحوم نے اسے دیکھا ہے تو علاج بھی بتایا ہے اور جو کچھ فرمایا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فکر کی بات نہیں -

۲۰ - نومبر ۱۹۰۵ء - اِنِّی مَعَكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہ
ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں - اے رسول اللہ کے بیٹے -

(۲) سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں - جمع کرو - عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ -

چندروز ہوئے - مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کو رؤیا میں دیکھا - پہلے کچھ باتیں ہوئیں - پھر خیال آیا کہ یہ تو فوت شدہ ہیں - آؤ ان سے دعا کرائیں - تب مینے ان کو کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں - کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے - اس کے جواب میں انہوں نے کہا - تحصیلدار - میں نے کہا - یہ آپ غیر متعلق بات کرتے ہیں - جس امر کیلئے میں نے آپ کو دعا کے واسطے کہا ہے - آپ وہ دعا کریں - تب انہوں نے دعا کے واسطے سینہ تک ہاتھ اٹھائے - مگر اونچے نہ کئے - اور کہا اکیس - میں نے کہا - کھول کر بیان کرو - مگر انہوں نے مجھے کھول کر نہ بیان کیا - اور بار بار اکیس اکیس کہتے رہے - اور پھر چلے گئے -

فرمایا تحصیلدار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیلدار کے دو کام ہوتے ہیں - ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا - دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا اور ان میں باہم عدل قایم کرنا - اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے - کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے - اور توحید کو زمین پر پھیلاوے - دوسرے یہ کہ حکم عدل ہو کر امت محمدیہ کو باہمی عدل پر قایم کرے -

درخواست دعا

۱ - ماسٹر عبد الحق صاحب سابق سب پوسٹماسٹر بدستور دعا کی درخواست کرتے ہیں -

۲ - ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصنف اختیار الاسلام عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے دعا کی جاوے -

۳ - ایڈیٹر الحکم کے لئے کہ اللہ تعالےٰ اسے اپنی گران بار ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی توفیق دے -

حیرت کی حیرانی

متذکرہ بالا نام کی کتاب کا پہلا حصہ میرے عزیز اور واجب الاحترام بھائی منشی عبد العزیز صاحب دہلوی نے شائع کیا تھا اور پھر حضرت حجۃ اللہ کے قیام دہلی کے ایام میں اسکا دوسرا حصہ بھی شائع کیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس کتاب کی جسقدر اشاعت ہونی چاہئیے تھی اسپر پوری توجہ نہیں کی گئی۔ برادرم منشی عبد العزیز صاحب کا اس کتاب کی اشاعت سے محض رضاء الٰہی اور اعلاء حق مقصود رہا ہے۔ اور ایک کثیر تعداد اس رسالہ کی اس زہر کے تریاق کیلئے شائع کی جو مرزا حیرت نے اپنے اخبار کے ذریعہ پھیلایا چاہا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں اور اپنے محترم بھائی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں احمدی جماعت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کتاب کی متعدد جلدوں کی قیمت بطور اعانت نقد برادرم عبد العزیز کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ اسکی مفت اشاعت کے سلسلہ میں وسعت دے سکیں + بہرحال اسوقت میرا مقصد اس مضمون پر ایک نوٹ لکھنا ہے جو آج ۲۲ نومبر کی ڈاک میں منشی عبد العزیز صاحب نے الحکم میں شائع ہونے کو بھیجا ہے اگرچہ میں پہلے ہی اس امر کا بڑے فخر کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں کہ منشی عبد العزیز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دہلی کے سانپ کے کچلنے کے لئے خاص دل و دماغ دیا ہے مگر اس مضمون کو پڑھ کر میری مسرت اور زیادہ بھی بڑھ گیا۔ اپنے مضمون میں انہوں نے مرزا حیرت کے چیلنج مباحثہ کے جواب میں لکھا ہے اور ظاہر اللہ تعالیٰ نے نہیں القا کیا ہے کہ وہ حیرت کے جوابات کی پتی ہی تحریرین پیش کیا کرتے ہیں ۔ آج میں انہوں نے کمال کر دیا ہے۔ میں اس مضمون کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ کاش مرزا حیرت آزاد اخبار نویسی کے مفہوم سے واقف ہوتا۔ اور وہ حق و باطل کے فیصلہ کا دلی خواہشمند ہوتا تو ایسے مضامین اسی اخبار میں چھاپنا اسکا فرض تھا۔ کیا وہ اپنی آزاد منشی اور انصاف پسندی کا ثبوت دے سکتا ہے اس مضمون کو اپنے اخبار میں چھاپ کر؟ کبھی نہیں۔ اب میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس کی دہلی تشریف آوری پر حیرت صاحب کی حیرانی میں مزید اضافہ

ہوا وہ یہ کہ حیرت صاحب نے حیرت زدہ ہو کر یکم نومبر ۱۹۰۵ء کے کرزن گزٹ میں حضرت اقدس کو مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ حیرت صاحب کی اس قسم کے چیلنجوں کی حقیقت کا پردہ اچھی طرح سے حیرت کی حیرانی حصہ دوم میں اٹھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس قسم کی حرکات حیرت صاحب کی معمولی باتوں میں شامل ہیں۔ اب تک تمام مشاہیر قوم کو وہ یکے بعد دیگرے چیلنج دے چکے ہیں اور جب کسی نے انکی ان حرکات پر توجہ نہ کی تو جھوٹی اور بے بنیاد باتیں انکی طرف منسوب کر کے انکو اشتعال دلانے کی کوشش کی تاکہ کسی طرح وہ حیرت صاحب کی طرف توجہ کریں لیکن جب کسی نے بھی حیرت صاحب کو منہ نہ لگایا اور انکو قابل خطاب نہ سمجھا تو شہرت کا جو داغ کو مٹانے کیلئے انکی نظریں قادیانی طرف اٹھیں اور تنبیہ بسرو پا مضامین کے ذریعہ احمدی مشن پر حملے کرنے شروع کر دیئے جنکا مفصل اور ذاتی جواب ہم حصہ دوم میں بھی دے چکا ہوں۔ حیرت صاحب کا یہ فرض تھا کہ ان رسائل کی طرف توجہ کر کے وہ اپنی حیرانی کو رفع کرنے کی کوشش کرتے لیکن ایسا کرنا تو درکنار اپنے اخبار کے کسی پرچہ میں بھی ان رسائل کا اشارہ تک کرنے کی انکو جرأت نہ ہوئی جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کا کیا کچھ اثر حیرت صاحب کے دل و دماغ پر ہوا ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ ان رسائل کیطرف توجہ کرتے ہیں انہوں نے اس موقعہ کو اپنی نمود کیلئے غنیمت سمجھ کر نئے سرے سے حضرت اقدس کو چیلنج دیا۔ میرے محترم بھائی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس چیلنج کا معقول جواب دیکر خود مناظرہ کرنیکے لئے مستعدی ظاہر کی نیز جماعت دہلی نے بھی ایک اشتہار کے ذریعہ حیرت صاحب کو جواباً لکھا کہ خواہ شیخ صاحب سے اور خواہ مفتی صاحب سے جو دونوں ایڈیٹران اخبار ہونیکی وجہ سے آپ سے مناظرہ کرنیکا حق رکھتے ہیں آپ مناظرہ کر لیں۔ اگر حیرت صاحب کی غرض دراصل حق طلبی ہوتی تو سادگی کے ساتھ مناظرہ کیلئے تیار ہو جاتے لیکن انہوں نے ایک اور اشتہار جواباً شائع کر دیا جسکی چند باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل میں حیرت صاحب کے اشتہار کی اصل عبارت نقل کر دیتا ہوں۔ آسانی کیواسطے مختلف مقامات پر نمبر لگا تا جاتا ہوں۔ بعدہٗ اسی سلسلہ سے نمبروار ہر ایک فقرہ کے متعلق مختصر سی بحث کرونگا۔ تاکہ ناظرین با سانی اصل حقیقت کو سمجھ لیں۔

حیرت صاحب کے اشتہار کی عبارت یہ ہے :- (۱) یکم نومبر کے کرزن گزٹ میں یہ لکھا تھا کہ آپ آجکل دہلی میں تشریف لائے ہیں یہ موقع بہت اچھا ہے اسکا جواب آپ نے تو دیا نہیں لیکن اپنے مرید کی طرف سے دلوا دیا اور نہ صرف جواب (۲) بلکہ خلاف تہذیب بہت ذاتی حملے کئے یعنی یہ لکھا کہ مرزا حیرت جو اپنی شہرت اور نمود کے بڑے دلدادہ اور شیدا معلوم ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ (۳) حالانکہ میں نے اپنے اخبار میں کوئی خلاف تہذیب بات نہ لکھی تھی نہ انشاء اللہ آئندہ بھی لکھونگا۔ ...... (۴) آپنے اپنے مرید سے خواہ مخواہ ایک طول طویل جواب لکھوا دیا جس کا سرنہ پیر مرید نے خود ہی شرطیں بھی طے کر لیں اور لکھا کہ ممات و حیات مسیح پر مناظرہ ہوگا (۵) افسوس ہے انہوں نے کرزن گزٹ میں میری گذشتہ تحریریں نہیں دیکھیں میں ایسی بحثوں کو محض لغو اور بیکار سمجھتا ہوں میری طرف سے حضرت مسیح ایک بار نہیں سو بار فوت ہو جاویں اسپر کچھ اسطرح کا دارومدار نہیں ہے (۶) ہاں ایک شخص کو خواہ مخواہ مسیح ابن مریم تسلیم کر لینا البتہ بحث طلب ہے۔"

مذکورہ بالا حیرت زدہ خیالات پر اب میں نمبروار بحث کرتا ہوں۔

فقرہ نمبر ۱ - حق و باطل کا لفظ زبان و قلم سے نکال دینے کے لئے تو بہت آسان بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا حیرت صاحب ان الفاظ کے مفہوم کو سمجھنے کی بھی تکلیف اٹھاتے ہیں یا نہیں اور ان کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے اور جسکو میں ابھی ثابت کئے دیتا ہوں۔ مذکورہ بالا فقرہ نمبر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں تقویہ حیرت صاحب کی مراد حق و باطل سے حضرت اقدس کا دعویٰ مسیح موعود ہے لیکن حیرت صاحب اپنے ان اعتراضات کے سلسلہ میں جن کا ذکر انہوں نے فقرہ نمبر ۵ میں کیا ہے کرزن گزٹ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء پر مفصلہ ذیل خیالات ظاہر کر چکے ہیں :- "جو جدید مسائل مرزا صاحب اب تک پیش کر چکے ہیں ہمیں ان سے کچھ بحث نہیں اسلئے کہ ہم ان مسائل کو بہت معمولی بات سمجھتے ہیں اگرچہ مرزا صاحب کے حریفوں نے بہت سی ضخیم ضخیم کتابیں ان مسائل میں لکھدی ہیں اور مرزا صاحب سے کئی سال تک ان کی بابت تو تو میں میں بھی۔ مگر ہمارے خیال میں وہ باتیں ایسی نہیں ہیں جنکا ذکر بھی کیا جاوے ہم نہایت فراخدلی اور خندہ پیشانی سے ان معاملات میں مرزا صاحب ہی کو ڈگری دیتے ہیں۔"

مذکورہ بالا عبارت کے بعد حیرت صاحب نے دو نمبروں میں وفات مسیح اور انکا کشمیر میں مدفون ہونے کی بابت ڈگری دی ہے اور ان دو ڈگریوں کے بعد نمبر ۳ کو اسطرح سے شروع کیا ہے۔

" تیسری بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہیں اچھا ہم تسلیم کرتے ہیں آپ مثیل مسیح سہی جبکہ حضور انور صلعم کی مرحوم امت کا ہر فرد مثیل انبیائے بنی اسرائیل کے ہے اور ہو سکتا ہے پھر اگر مرزا صاحب مثیل مسیح ہو گئے تو کیا غضب ہو گیا ہمیں اسکی تردید کی کیا ضرورت ہے "

اب کون شخص اسبات سے انکار کر سکتا ہے کہ حق و باطل کے مفہوم کو حیرت صاحب سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں بلکہ اس قسم کے الفاظ کی حد قلم و کاغذ تک ہی محدود رہی ہے ان حالات پر میں حیرت صاحب ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایمانداری کے ساتھ اسبات کا فیصلہ کر کے بتائیں کہ کسی معاملہ میں اوّل تو فراخدلی اور کشادہ پیشانی سے ڈگری دیدینا اور بعد میں اسی کو باطل قرار دینا کیا یہ تنگ دلی اور کم ظرفی کی دلیل نہیں ہے اور کیا آپ کی یہ حرکات ایڈیٹر الحکم کے ان الفاظ کی تصدیق نہیں کرتے جنکو آپ نے لکھا ہے کہ وہ خلاف تہذیب ہیں اور فقرہ نمبر ۲ پر اوپر لکھے جا چکے ہیں۔

فقرہ نمبر ۳ - حیرت صاحب کے گذشتہ حالات اسبات کی شہادت دے رہے ہیں کہ خلاف تہذیب الفاظ لکھے بغیر وہ مشکل سے کوئی سطر بھی لکھ سکتے ہوں جیسا کہ میں نے حیرت کی حیرانی حصہ دوم میں اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۵ء کے اخبار میں حیرت صاحب نے اسی قسم کی امید دلائی تھی کہ آئندہ آپکے مضامین ہماری جماعت کے متعلق مہذبانہ اور شریفانہ الفاظ میں ہونگے۔ لیکن جن الفاظ سے احمدی جماعت اور حضرت اقدس کو یاد کیا ہے اور جنکی فہرست میں رسالہ ہذا کے صفحات ۶ و ۷ پر دے چکا ہوں انسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھٹیارہ بازار جو اپنے فن میں کامل اور پورا مشاق ہو ہرگز ان الفاظ سے بڑھکر گالیاں نہیں دے سکتا ہے۔

فقرہ نمبر ۴ :- شیخ صاحب نے وفات مسیح کے مسئلہ کو مقدم کرنے میں دراصل یہ حکمت سمجھی تھی کہ میاں حیرت نے اپنی ذاتی تحریرات میں کسی جگہ بھی قطعی طور پر یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہیں لیکن ترجمہ قرآن میں (جسکی بابت میں نے رسالہ حیرت کی حیرانی میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی کرایہ کے آدمی کا کیا ہوا ہے) کسی کرایہ کے آدمی نے اپنے خیالات کو داخل کر دیا ہے ممکن ہے کہ وہ حیرت صاحب کی نظر سے پوشیدہ رہ گئے ہوں۔ اسلئے ترجمہ قرآن کی اصلاح ہو جاوے جس سے عوام الناس کو بھی فائدہ پہنچ جاوے۔

فقرہ نمبر ۵ - یہ افسوس سب سے پہلے حیرت صاحب پر ہے اسلئے کہ ایڈیٹر الحکم پر تو آپ گذشتہ تحریرات نہ دیکھنے کیوجہ سے افسوس کرتے ہو لیکن تم کو خود یہ پتہ نہیں ہے کہ میں پہلے کیا لکھ چکا ہوں۔ جیسا کہ اوپر ڈگری والے معاملہ میں اسبات کو بھی ثابت کر چکا ہوں اور آپ کی تحریرات سے ہم اسقدر واقف ہیں کہ آپ خود ان سے اسقدر واقف نہیں ہیں اور ان کا حشر و قبح اچھی طرح سے ۲ حصوں میں دکھایا گیا ہے۔

حیرت صاحب نے اپنے اشتہار کے اوس مضمون کے بعد جسپر ابھی میں بحث کر چکا ہوں اسبات پر زور دیکر مضمون کو ختم کیا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ مرزا صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اسلئے انہی کو بالمشافہ مجھسے گفتگو کرنی چاہیئے۔ میاں حیرت کا یہ خیال محض لغو ہے طالب حق کے لئے کیا ضرورت ہے کہ وہ اس قسم کی قیدیں لگاتا پھرے حضور صاحب کے دہلی کے مختلف لوگ برابر حضرت اقدس سے بالمشافہ سوال کرتے اور جواب پاتے تھے اگر نمود اور شہرت طلبی کا خیال آپکے دماغ میں نہ ہوتا تو آپ کو بھی ایسا ہی موقع دیا جاتا۔ لیکن جس حالت میں کہ ہمارے پاس اسبات کے کافی ثبوت موجود ہیں کہ آپکی اغراض سوا نمود کے اور کچھ بھی نہیں تو آپ سے خطاب کرنا بھی فضول تھا آپ خود خیال کریں کہ کبھی تو مسیح موعود ہو کر آپ آسمان سے فتح گڑھ کی چھت پر اترتے ہیں کبھی الہامات آپکو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے ایک ایک لفظ سے اپنے دعوے کی تصدیق پیش کریں لیکن جب آپکے اس قسم کے خیالات کو مختلف پہلوؤں سے جانچ کر آپ سے کچھ دریافت کیا جاتا ہے تو بجائے اسکے کہ معقول طور پر کچھ بیان کرو عورتوں کی طرح سے آپ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ "مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کا دینا نہیں آتا ہے وغیرہ وغیرہ" (اسپر حصہ اوّل میں میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔) آپکی اسحالت کیوجہ سے ہی آپسے اعراض کرنا اور حضرت اقدس کا آپ کو خود مخاطب نہ کرنا ضروری تھا۔ یہ چند سطریں میاں حیرت کے اشتہار کے جواب میں عام واقفیت اور فائدہ کے واسطے لکھدی ہیں اسلئے کہ اس بارہ میں میرے پاس کئی خطوط بطور استفسار آ چکے ہیں۔ — عبد العزیز از دہلی دفتر نہر جمن مغربی۔

سفرنامہ دھلی

ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا

(مین نے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین وعدہ کیا تہا کہ اگلی اشاعت سے سفر دہلی کا سفر نامہ شایع کرنا شروع کرون گا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مین آج اس سلسلہ کو شروع کرنے کے قابل ہؤا ہون - اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ مین اسکو ختم کرسکون -
آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا
ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کا تعلق دھلی سے

اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عظیم الشان نشانات مین سے (جو آپ کی تصدیق دعوے کے رنگ مین اللہ تعالےٰ نے ظاہر کئے ہین) **دہلی بہی ایک مظہر نشان** ہے - میرے اپنے مذاق اور اعتقاد مین یہ سفرنامہ ناکمل رہ جائیگا اگر اس **نشان** کا ذکر مین نہ کرون - اور یہی **نشان حضرت اقدس** کے تعلقات دھلی کا اصل باعث ہے -

ممکن ہے بعض جلد باز طبیعتین سفرنامہ مین ایسی باتون کا اندراج غیر ضروری یا باعث طوالت سمجہین مگر مین اس کی پروا نہین کرون گا - اسلئے کہ **آیات اللہ** کی تلاوت اور تکرار ہمیشہ مومنین کے ازدیاد **ایمان** اور اطمینان کا موجب ہؤا کرتا ہے - اس سے ان کی امیدین اللہ تعالیٰ پر وسیع ہوتی ہین اور انکے ایمان مین رسوخ اور جدت پیدا ہوتی ہے - اور اس **نشان** ذی شان کا بیان نہ کرنا گو نہ معصیت ہے خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فخر کے ساتہہ (جو امابنعمت ربک فحدث کے ماتحت ضروری تہا) اس **نشان** کو ظاہر کیا ہے - اور یہ ایک نشان نہین بلکہ کئی نشانون کا مجموعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود اعلےٰ حضرت ہی کے الفاظ مین ان کا ذکر کیا جاوے - وہو ہذا -

عرصہ تخمیناً اٹھارہ برس کا ہؤا ہے کہ مین نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر چند آدمیون کو ہندؤن اور مسلمانون مین سے اس بات کی خبر دی کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ **انا نبشرک بغلام حسین** - یعنے ہم تجھے ایک حسین لڑکی کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہین - مین نے یہ الہام ایک شخص حافظ نور احمد امرتسری کو سنایا جو اتبک زندہ ہے اور بباعث میرے دعوے مسیحیت کے مخالفون مین سے ہے اور نیز یہی الہام شیخ حامد علی کو جو میرے پاس رہتا تہا سنایا اور دو ہندوؤن کو جو آمد و رفت رکہتے تہے یعنے شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو بہی سنایا اور لوگون نے اس الہام سے تعجب کیا کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ بیس ۲۰ سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تہی اور دوسری کوئی بیوی نہ تہی - لیکن حافظ نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابہی لکہتا ہون دہلی مین میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بہی دیا اور تین اور عطا کئے - اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کرینگے - بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دیکر پوچہا جائے اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اسکو بہی سچ بولنے پر مجبور کرے گی -

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہؤا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہؤا ہے ؟ مینے اسکو یہ الہام سنایا جسکو مین کئی دفعہ اپنے مخالفون کو سنا چکا تہا اور وہ یہ ہے کہ **بکر و ثیب** - جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے مین نے ظاہر کئے کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتین میرے نکاح مین لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ - چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تہا پورا ہو گیا اور اسوقت بفضلہ تعالےٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہین اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے - مین نہین یقین کرسکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدت عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کرسکے لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اس صورت مین امید ہے کہ سچ بول دے -

تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مین نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کہتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کہتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہتسے اور لوگون کو یہ خبر دی تہی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان مین وہ میری شادی کرے گا اور وہ قوم کے سید ہون گے + اور اس بیوی کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد ہوگی - اور یہ خواب اون ایام مین آئی تہی کہ جب مین بعض اعراض اور امراض کیوجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تہا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تہا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تہی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے دل سخت کارہ تہا اور عیالداری کے بوجہ سے طبیعت متنفر تہی تو اس حالت پُر ملالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہؤا تہا

ہرچہ باید نوعروسے را ہمہ ساماں کنم

یعنے اس شادی مین تجہے کچہہ فکر نہین کرنا چاہئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجہے سبکدوش رکہا اور مجہے بہت آرام پہونچا - کوئی باپ دنیا مین کسی بیٹے کی پرورش نہین کرتا جیسا کہ اس نے میری کی - اور کوئی والدہ پوری ہشیاری سے دن رات اپنے بچے کی ایسی خبر نہین رکہتی جیسا کہ اس نے میری رکہی - اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ مین یہ وعدہ کیا تہا کہ **یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ** - ایسا ہی وہ بجا لایا - معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گہڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکہی اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا - ایک ابتلا مجہکو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تہا اور مین بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تہا - اور دو مرضین یعنے ذیابیطس اور دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تہین جن کے ساتہہ بعض اوقات تشنج قلب بہی تہا اسلئے میری حالت مردمی کالعدم تہی اور پیرانہ سالی کے رنگ مین میری زندگی تہی اسلئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستون نے افسوس کیا اور ایک خط جسکو مینے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگون کو دکہلایا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بہیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجہے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہؤا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تہے - اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکہتا ہے تو مین اعتراض نہین کرسکتا کیونکہ مین اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتون کا منکر نہین ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے - یہ ایک چہوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے - جو اتبک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستون نے بچشم خود اسکو دیکہہ لیا اور خط پہچان لیا ہے اور مجہے امید نہین کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کرین اور اگر کرین تو پہر حلف دینے سے حقیقت کہل جائیگی - غرض اس ابتلا کے وقت مین نے جناب الٰہی مین دعا کی اور مجہے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائین بتلائین اور مین نے کشفی طور پر دیکہا کہ ایک فرشتہ وہ دوائین میرے موُنہہ مین ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوا مین نے طیار کی اور اس مین خدا نے اسقدر برکت ڈال دی کہ مین نے دلی یقین سے

+ **نوٹ** : - ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تہا اس مین عادۃ اللہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیان ہماری شریف سادات کی لڑکیان تہین - چنانچہ خدا تعالےٰ کے بعض الہامات مین بہی اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جسمین لکہا ہے کہ مین نے دیکہا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکہا ہؤا ہے اس سے بہی یہ اشارہ نکلتا ہے - الہام مندرجہ براہین صفحہ ۴۹۰ مین یہ بشارت دی تہی **سبحان اللہ و تبارک و تعالےٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک** یعنے سب پاکیان خدا کے لئے ہین جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا اب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجہہ سے کیا جائیگا یعنے جسطرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہؤا ایسا ہی تو بہی ہوگا کیونکہ الہام مین بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکہا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ مین یہ الہام ہے **سلام علی ابراهیم صافیناه و نجیناه من الغم - تفردنا بذالک فاتخذوا من مقام ابراهیم مصلی** - یعنے اے ابراہیم تجہہ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو غم سے نجات دی - ہم ہی اس بات سے خاص ہین پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکہو جو ابراہیم یعنے اس عاجز کا مقام ہے - امنہ

معلوم ہو گیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے - اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو میں اسجگہ اس موقع حفظ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کیوجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خدا داد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا اس لئے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے -

---

تقریباً اٹھارہ برس سے ایک یہ پیشگوئی ہے **الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب** - ترجمہ - وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے - اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی جن میں سے ایک شیخ حامد علی اور میاں جان محمد اور بعض دوسرے دوست ہیں اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملاوامل کھتریان ساکنان قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہو گئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے جنکو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے اور ابتک اس جاگیر میں سے تقسیم ہو کر اس خاندان کے تمام لوگ جو خواجہ میر درد کے ورثاء ہیں اپنے اپنے حصے پاتے ہیں - اب ظاہر ہے کہ یہ خاندان دہلوی جس سے دامادی کا مجھے تعلق ہے صرف اسی وجہ سے فضیلت نہیں رکھتا کہ وہ اہل بیت اور سندی سادات ہیں بلکہ اس وجہ سے بھی فضیلت رکھتا ہے کہ یہ لوگ دختر زادہ خواجہ میر درد ہیں اور دہلی میں یہ خاندان سلطنت چغتائیہ کے زمانہ میں اپنی صحت نسب اور شہرت خاندان سیادت اور نجابت اور شرافت میں ایسا مشہور رہا ہے کہ اسی عظمت اور شہرت اور بزرگی خاندان سیادت کیوجہ سے بعض نوابوں نے ان کو لڑکیاں دیں جیسا کہ ریاست لوہارو کا خاندان - غرض یہ خاندان اپنی ذاتی خوبیوں اور نجابتوں کیوجہ سے اور نیز خواجہ میر درد کے دختر زادگان ہونے کے باعث سے ایسی عظمت کی نگاہ سے دہلی میں دیکھا جاتا تھا کہ گویا دہلی سے مراد انہی عزیزوں کا وجود تھا - سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اسلئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے - اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جسطرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے - یہ تفاول کے طور پر اس بات کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے سو اس میں وہ پیشگوئی مخفی ہے جس کی تصریح براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰ و صفحہ ۵۵۷ میں موجود ہے - اور وہ یہ الہام ہے **سبحان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایہا الصدیق - نصرت وقالوا لات حین مناص** - <u>میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا - اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا - دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا</u>" - اور عربی الہام کا ترجمہ یہ ہے کہ تمام پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو بڑی برکتوں والا اور عالی ذات اس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا - اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کیا جائیگا اور ابتداء خاندان کا تجھ سے ہوگا - تجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اے صدیق زندہ کیا گیا - نصرت تیرے شامل حال ہوگی اور دشمنوں نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں - اور اردو الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا اور ایک چمک پیدا ہوگی جیسا کہ بجلی سے آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے - اس چمک سے میں لوگوں کو دکھلاؤں گا کہ تو سچا ہے اگر دنیا نے قبول نہ کیا تو کیا حرج کہ میں اپنا قبول کرنا لوگوں پر ظاہر کر دوں گا اور جیسا کہ سخت حملوں کے ساتھ تکذیب ہوئی ایسا ہی سخت حملوں کے ساتھ میں تیری سچائی ظاہر کر دونگا غرض اسجگہ عربی الہام میں جیسا کہ نصرت کا لفظ واقع ہے اسی طرح میری خاتون کا نام نصرت جہاں بیگم رکھا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ جہان کو فائدہ پہونچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہوگی - اور اردو الہام جو ابھی لکھا گیا ہے ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مبنی ہے کیونکہ یہ الہام یہ خبر دیتا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جو سخت تکذیب ہوگی اور سخت اہانت اور تحقیر ہوگی - تب خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور جیسا کہ سختی کے ساتھ تکذیب ہوئی ایسا ہی اللہ تعالیٰ سخت حملوں کے ساتھ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ سچائی کا ثبوت دیگا - اور اس کتاب کو پڑھ کر ہر ایک منصف معلوم کرے گا کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی اور الہام مذکورہ بالا یعنے یہ الہام کہ **الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب** - جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے تجھے ہر ایک پہلو اور ہر ایک طرف سے خاندانی نجابت کا شرف بخشا ہے - کیا تیرا آبائی خاندان اور کیا دامادی کے رشتہ کا خاندان دونوں برگزیدہ ہیں یعنے جس جگہ تعلق دامادی کا ہوا ہے وہ بھی شریف خاندان سادات ہے اور تمہارا آبائی خاندان بھی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکھتا ہے -

---

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ جن سادات کے خاندان میں دہلی میں میری شادی ہوئی تھی وہ تمام دہلی کے سادات میں سے سندی سید ہونے میں اول درجہ پر ہیں اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے وہ خواجہ میر درد کے نبیرہ ہیں اور ابتک دہلی میں خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا نہ تھا یہی وارث ہیں جو ان کی لڑکی کی اولاد ہیں اور ان کی سیادت ہندوستان میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے بلکہ سوچنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑھ کر ہے کیونکہ خواجہ میر درد نے ان کی عظمت کو قبول کر کے انکے بزرگ کو لڑکی دی اور اس زمانہ میں یہ خیال اب سے بھی زیادہ تھا کہ لڑکی دینے کیوقت عالی خاندان کو ڈھونڈتے تھے اور خواجہ میر درد باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے ایک بڑی جاگیر پاتے تھے اور دنیوی حیثیت کی رو سے ایک نواب کا منصب رکھتے تھے اور پھر ان کی وفات کے بعد وہ جاگیر کے دیہات انہی میں تقسیم ہوئے اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جسقدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سیّد اور بنی فاطمہ ہیں یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے - اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر انکی تعظیم کی ہو بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو - یہ تو ان کے خاندان کا حال ہے اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے مگر میں اسپر ایمان لاتا اور اسی پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے ......

......

غالباً ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **دہلی** سے کیا تعلق ہے ؟ یہ تعلق جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان **نشانات** کا موجب اور **برکات** کا باعث ہوا ہے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسی تعلق سے بہت سی پیشگوئیاں قبل از وقت شائع ہوئیں اور پوری ہو کر ازدیاد ایمان کا باعث ٹھیریں یہ موقع نہیں کہ ان سب کی تفصیل کی جاوے -

سفر دہلی کا باعث

غرض دہلی کے ساتھ جو یہ تعلق ہے - ہر چند ہمارے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب جو جناب

خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور حضرت ام المومنین کے والد ہونیکا فخر رکھتے ہین دہلی سے ہجرت کرکے دارالامان ہی مین آرہے ہین لیکن پہر بہی انکے بعض عزیز و اقارب دہلی مین رہتے ہین۔ اور سالہاسال سے کوئی تقریب اور موقع ایسا نہین نکلا تہا کہ حضرت ام المومنین اپنے عزیز و اقربا سے ملنے کیلئے جا سکین۔ گو بارہا ایسا ارادہ کیا اور تجویزین بہی ہوئین۔ مگر قدرتی اسباب اور موانع ایسے ایسے پیش آ آجاتے رہے کہ تہیہ سفر کے بعد ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ سال گذشتہ مین بہی اس قسم کا ارادہ کیا گیا مگر اصل یہی ہے۔

کل امر رھون باوقاتھا

ہر کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے کوئی وقت مقدر کیا ہوا ہوتا ہے اور مین سمجہتا ہون کہ سفر دہلی کے لئے یہی وقت تہا۔ امسال بہی حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی علالت کے باعث یہ ارادہ فسخ ہو چکا تہا لیکن جب ان کی بیماری کی شفا کا نتیجہ بہی **شہادت** اور **رحلت** ہی ہوا تو پہر اس سفر دہلی کے عزم و ارادے مین نئی تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک کا ایک اور باعث جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کا قیام دہلی بہی تہا۔ قادیان مین کس کس طرح یہہ طیاریان ہوتی اور فسخ ہوتی رہین۔ اس سے یہان کے رہنے والے خوب جانتے ہین۔ وجہ یہ تہی کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تہی آپ تکالیف سفر کا لحاظ کرکے ارادہ نہ فرماتے تہے اور حضرت ام المومنین آپ کی ناسازی طبع کے باعث جانا ناگوار فرماتی تہین دراصل بات یہ ہے کہ **مامور من اللہ** کی حرکت و سکون اذن الٰہی کے ماتحت ہوتی ہے بلکہ میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ (مامور) قضا و قدر آسمانی کے **بادنما** ہوتے ہین انکی حرکات و سکنات بتادیتی ہین کہ آسمان پر کیا طیاریان ہو رہی ہین .... مبارک وہ جو ان کی اس زندگی سے فائدہ اٹہائین۔

استخارہ مختصر یہ کہ آخر اعلےٰ حضرت نے اس امر پر فیصلہ کیا کہ مین استخارہ کرونگا پہر جو اللہ تعالےٰ ظاہر کرے اس پر عمل کرینگے چنانچہ آپ نے استخارہ کیا اور اسپر ۱۹ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو یہہ الہام ہوا۔

لاتقوموا ولا تقعدوا الا معہ + لا تردوا امر دگا الا معی الی معاد رجع

الہامات - یہہ الہامات ۲۴ - اکتوبر کے الحکم مین معمولاً شائع ہو چکے ہین ان الہامات کے ہونے پر سفر کا ارادہ کیا گیا اور خاکسار **ایڈیٹر** ۲۱ - اکتوبر کی صبح کو حسب الحکم اعلےٰ حضرت گاڑی ریزرو کرانے اور بعض دوسرے ضروری امور متعلقہ سفر کے انصرام کے لئے روانہ ہوا - اور قادیان سے آپ کی روانگی ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مقرر ہوئی - اور یہ قرار پایا - کہ بٹالہ سے آپ ۱۰ بجے کی گاڑی مین سوار ہوکر امرتسر سے رات کے نو بجے کی گاڑی مین دہلی کو روانہ ہون یہہ مسافر گاڑی ۲۳ کو ۳۰ - بجے دہلی پہونچنے والی تہی۔

(باقی آئندہ)

سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات

ابہی الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے لنگرخانہ کے متعلق ایک چٹہی شائع کی ہے + اور جو غالباً سب احباب پڑہ چکے ہونگے + اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کس طرح یوماً فیوماً بڑہ رہی ہین اور یہ ترقی کی اس زبردست رو کے لئے جو اس سلسلہ کے لئے مقدر ہو چکی تہی ضروری تہین - جبکہ قریباً تیس سال پہلے اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندے کو فرما چکا تہا

یاتون من کل فج عمیق

یعنے دور دراز راہون سے لوگ تیرے پاس آئینگے - اور پہر **لا تصعر لخلق اللہ** کہہ کر انکی کثرت کی طرف بہی ایما کر دیا تہا - پہر یہہ ناممکن تہا کہ سلسلہ کی ضروریات مین ترقی نہ ہوتی - اگرچہ جہان اللہ تعالےٰ نے کثرت مخلوق کا وعدہ کیا تہا وہان اسکے تکفل اور اخراجات مہمانداری کے پہونچانے کا بہی وعدہ کر لیا ہے یہہ کہکر

یاتیک من کل فج عمیق

مگر جس طرح پر سنت اللہ واقع ہوئی ہے یہہ ضروریات اسی طریق پر فراہم ہونگی + اور اسباب کا تقاضا یہی ہے کہ قوم ان کے بہم پہونچانے کا فکر کرے۔

مین ایک عرصہ سے چلا رہا ہون کہ چونکہ قومی ضروریات کا دامن اور دائرہ وسیع ہو رہا ہے اسلئے قوم کو ان ضرورتون سے آگاہ کرنے کیواسطے قوم کا وجود مشخص کرنا چاہئے + حضرت اقدس نے اس ضرورت کو اعلان بیعت کے وقت سے محسوس کیا اور باضابطہ اسماء مبایعین کو محفوظ رکہنے کی ہدایت کی مگر مختلف اشخاص کے ہاتہہ مین یہ کام جاکر بجائے مکمل ہونیکے بہت ہی ناقص رہ گیا + اسپر مین نے **شیرازہ قوم** کے عنوان سے مضامین لکہے اور قوم کو توجہ دلائی - جن لوگون کے دلون مین جوش اور دماغون مین ضروریات قوم کی حس تہی انہون نے اسکی اہمیت کو سمجہ کر اس حصہ مین مجہے مدد دی اور فردین اور فہرستین مکمل کرکے بہیجدین مگر اکثرون نے پرواہ تک نہ کی حالانکہ چہپی ہوئی فردین یہان سے بہیجدی گئی تہین ایسی حالت مین ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل مین قوم کی طرف سے خود روک پیدا ہوئی جو نہین ہونی چاہئے تہی۔ اب وہی ضرورت جو مین سالہاسال سے پیش کر رہا تہا آخر پہر پیش آئی - اور مولانا محمد علی صاحب کو ایک سرکلر کے ذریعہ قوم کو آگاہ کرنا پڑا - گویا جو کام ہم کو آج سے آٹہ سال پیشتر کر لینا چاہئے تہا اب اسے پہر کرینگے - ان امور کو دیکہکر دل مین درد ہوتا ہے۔

دیکہو! تم ایک ایسی قوم ہو جسکو آج زمین کی پشت پر اللہ تعالےٰ نے فیج اعوج کا زمانہ گذرنے کے بعد پسند اور انتخاب کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی قوم کہلاؤ - اور اسکا **موعود** ضرور ضرور ایک قوم بنا کر رہیگا اسلئے کہ اللہ تعالےٰ اس سے وعدہ کر چکا ہے اسکی فطرت تنہا رہ سکتی ہی نہین کیا تم نہین جانتے کہ تیس سال پیشتر اسے الہام ہو چکا ہے رب

لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین

پہر یہہ کیسی بدقسمتی اور افسوسناک بات ہوگی اگر وہ قوم جو اس کو عطا کیجاوے گی ہماری بجائے کوئی اور ہو - یقیناً یاد رکہو کہ اس کی ضروریات کا خود اللہ تعالےٰ نے سامان ہے اسنے اپنے بندے کا آپ **متوکل** نام رکہا ہے وہ خود بندوبست کریگا - مگر افسوس ہوگا (خدا نکرے کہ ہو) ہم پر اگر ہم ان برکات اور فیوض کے وارث نہ ٹہیرے جو ان نصرتون اور تائیدون کے رنگ مین قوم کو ملنے والے ہین۔

اسلئے ضروری ہے کہ **قومی ضرورتون** کو سرسری نظر سے نہ ٹالدیا کرو - بلکہ ان کو اپنے مقاصد کا جزو اعلےٰ سمجہ کر سب سے اول ان ضرورتون پر غور کرو - اور ان کی تکمیل کی فکر کرو - حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے لکہا ہے کہ حضرت کے اوقات گرامی کو بڑی تشویش ہوتی ہے اور فی الحقیقت یہ بات سچ ہے مگر مین تمہین اس سے بہی زیادہ یہ کہتا ہون کہ قوم کو مولوی محمد علی صاحب ایسے گران قدر انسان کے اوقات کو بہی مشوش نہین کرنا چاہئے - تم نہین جانتے کہ وہ ساری قوم کیطرف سے **کفارہ** ہوکر حضرت اقدس کے منصب **کسر صلیب** کے لئے کمربستہ ہوکر یورپ کی مذہبی دنیا سے جنگ کر رہا ہے ایسی حالت مین ان کے اوقات کو مشوش کرنا بہی میرے نزدیک ایک قسم کی معصیت ہے - یہ ضرورتین ایسی ہین کہ ان کے لئے ہمکو اکابران امت کو تکلیف اٹہانے کی نوبت ہی نہین آنے دینا چاہئے - خود فکر کرنا چاہئے + مجہے امید ہے کہ قوم اس مضمون کے بعد بیدار ہوجائیگی اور ان ضرورتون کا پورے طور پر انتظام کرے گی - اور بار بار کی تحریکون اور تجویزون سے اپنے اور دوسرون کے اوقات کو ضائع نکرے - جن امور کیطرف اُس چٹہی مین توجہ دلائی گئی ہے اسپر پورا عمل کیا جاوے - یعنے اول مکمل فہرستین طیار ہون اور پہر کوئی فرد چندہ سے باہر رکہا جاوے - خواہ ایک پیسہ اور ایک دہیلا ہی کیون نہو - آپ لوگ غالباً اس امر سے ناواقف ہونگے کہ چندون کا ادا کرنا ایمان مین ایک خاص تقویت پیدا کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت سے ثابت ہے کہ کوئی بہی مالی امداد کرنے والون مین سے ضعیف الاعتقادی یا کسی کمزوری کا ملزم نہین ہوا - اگرچہ خدا کے فضل سے قریباً سب وہ لوگ جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جہان کے نور تہے مگر **ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو شرف ملا** اس مین کوئی شریک نہین ہو سکا - اس لئے کہ سب سے پہلے مکہ کی مصیبت کی گہڑیون مین صدیق رضؓ نے چالیس ہزار روپیہ خدا کی راہ مین خرچ کیا - ہماری جماعت کی نسبت خدا کی کتاب نے **آخرین منہم** فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی جماعت بہی صحابہ کے رنگ اور خو بو کی جماعت ہوگی قطع نظر اور مماثلتون سے ایک بہاری مماثلت اس وقت ان دونون گروہون مین ہونی چاہئے **صحابہ** کو اسوقت دو خطرے درپیش تہے ایک **خطرہ جان** اور ایک **انفاق مال** - اسوقت خدا کی مشیت نے صرف ایک ہی خطرہ **آخرین** کے لئے رکہا ہے یعنے **انفاق مال** - اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ کی طرف سے درخواست پیدا [illegible] ہو اور وہ شرح صدر سے اسکی تکمیل [illegible]

یہی ایک ذریعہ ہے جس سے رات دن سلسلہ سے تعلق اس کے مقاصد سے دلچسپی بھی ممکن ہے۔ ورنہ یہ بات کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص آیا۔ ہاتھ پر کچھ دنوں کے لئے چلا گیا اور گھر میں جا بیٹھا۔ اور پھر اس سلسلہ کے بہبود اور منافع سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ ارادہ کر چکا ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی سیرت اور فضائل سے متحلی ہو جاوے۔ اس لئے اس نے ہماری راہ میں مالی ابتلاء رکھ دیا ہے۔ اور اگر یہ ابتلاء ہی نہ ہوتا تو کوئی اور صورت نہ تھی کہ ہم ان **ثوابوں** کو حاصل کر سکتے جو پہلی جماعت نے حاصل کئے۔

آخر میں **لنگر خانہ** کی ضروریات کو خصوصیت سے پیش کرتا ہوں کہ اسکا خرچ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور لنگر خانہ کے متعلقات مکانات کی وسعت۔ چارپائیوں اور مہمان داری کے دیگر لوازمات بڑھ رہے ہیں۔ اور جن کی طرف مختلف وجوہات کے سبب احباب کی توجہ نسبتاً کم ہو گئی ہے۔ اس لئے بہت جلد اس کی طرف مستقل توجہ ہونی چاہئے ان اخراجات کی روز بروز افزونی اور قوم کا ضعف اور بے سامانی متفقاً اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ قوم کے قوم بننے کا وقت دراصل اب آیا ہے۔ اب ارادتمندوں کی ارادت۔ مخلصوں کا اخلاص اور عشاق کی جان نثاری معرض امتحان میں ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ سے حضرت مسیح موعود کے انفاس کے طفیل امید ہے۔ کہ ان سب امتحانوں میں ہماری جماعت پاس ہو جائے گی۔ **انشاء اللہ العزیز**

میں سمجھتا ہوں کہ اس ضرورت پر میں کافی لکھ چکا اللہ تعالےٰ ان کلمات میں برکت رکھدے اور انہیں مفید اور موثر ثابت کرے۔ آمین

یادگار کریمی

حضرت مخدوم الملۃ کی یادگار کے متعلق میں ایک تحریک کر چکا ہوں اور وہ تحریک حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے پاس ہو چکی ہے قوم میں اس کے متعلق ابھی سرسراہٹ شروع ہوئی ہے حالانکہ اسوقت یہ تحریک بڑے زور سے کام کر چکی ہوتی **سیالکوٹ** کی معزز جماعت جسنے **فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ** دکھا دیا ہے اور جو یہاں کی ہر نیک تحریک پر پرجوش عملی کوشش کرنے کی عادی ہو گئی ہے اسنے ارادہ کر لیا ہے کہ **کم از کم ایک ہزار روپیہ** یادگار کریمی کے لئے فراہم کرے مجھے ایسے خطوط سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے یہ **انتظام کیا ہے** کہ ہر شخص اپنی ماہوار آمدنی کی **ایک چوتھائی** اس یادگار میں عطا کرے۔ اور اسپر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے میری رائے میں یہ تجویز بہت پسندیدہ اور قابل تقلید ہے۔ اگر ہماری جماعت اس تجویز پر عمل کرنے والی ٹھہری تو تھوڑے دنوں میں انشاء اللہ العزیز **یادگار کریمی** کا فنڈ کافی رقم پیش کریگا۔ لاہور کی جماعت اور امرتسر۔ کپورتھلہ۔ وزیر آباد۔ جہلم۔ پشاور۔ گجرات انبالہ۔ میرٹھ۔ لدھیانہ۔ شملہ۔ کریام۔ کاٹھ گڑھ سٹروعہ۔ ملتان۔ سیدوالہ۔ پٹیالہ۔ حیدرآباد دکن مینی پور وغیرہ کی جماعتوں کی طرف سے ابھی خبر نہیں آئی کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟

امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد مندرجہ بالا جماعتیں باقاعدہ اطلاع دیں گی۔ اور ہر ایک جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ **اس روپیہ** کو جو **یادگار کریمی** کے طور پر جمع ہو بڑھانے کی تجاویز لکھے۔ باہر کی جماعتوں کو توجہ دلا چکنے کے بعد میں اپنی دارالامان کی جماعت کو مخاطب کرکے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ بتا سکتی ہے کہ اسنے کسقدر روپیہ **یادگار کریمی** کے لئے تجویز کیا ہے۔ قادیان کی جماعت سب سے اول اس امر کی حقدار ہے کہ وہ دل کھولکر اس فنڈ کی تکمیل کا فکر کرے۔ حقیقت میں یہ افسوسناک امر ہوگا۔ اگر قادیان کی جماعت بالکل بے فکر ہو مگر میں امید کرتا ہوں کہ قادیان کی جماعت اس معاملہ میں **سیالکوٹ** کی جماعت سے پیچھے نہ رہیگی۔ **یادگار کریمی** کے روپیہ کو بڑھانے کے لئے جو تجاویز میرے اپنے ذہن میں ہیں وہ میں دوسرے وقت پیش کروں گا۔ فی الحال اسبات کی ضرورت ہے کہ روپیہ فراہم کیا جاوے۔ میں قادیان کی جماعت کے معزز ارکان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ **یادگار کریمی** کے لئے ایک **باقاعدہ** سب کمیٹی تجویز کریں جب تک تقسیم محنت کے اصول پر کام نہیں ہوگا مشکلات آتی رہیں گی۔

استفسار اور اونکی جواب

(۱) لٹھہ کی پگڑی مرد کو باندھنی جائز ہے؟ لٹھہ سے میری مراد سوت اور ریشم ملا ہوا نہیں ہے بلکہ لٹھہ کی پگڑی بالکل ریشم کی مانند ہوتی ہے خدا جانے ریشم سے علیحدہ ہے یا ریشم ہی کی ایک قسم ہے۔ ایسی پگڑیاں عام ملتی ہیں۔

(۲) نکسیر یا قے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ کبھی کبھی وضو کرتے وقت دانتوں پر انگلی پھیرنے سے خفیف سا خون نکل آتا ہے۔ اوس سے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ کبھی اتنا خفیف ہوتا ہے کہ تھوک میں صرف تھوڑی سی سرخی کی جھلک ہوتی ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(۳)(ا) نکسیر یا قے سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

(ب) روزہ میں اپریشن یا عمل جراحی کرایا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(ج) روزہ میں بدن پر کسی قسم کا تیل دوا کے طور پر مالش کرنا روزہ کو توڑتا تو نہیں؟

(د) روزہ میں کلوروفارم سونگھنے سے روزہ میں تو کوئی ہرج نہیں واقع ہوتا؟

(ہ) روزہ میں خوشبو سونگھنا سر میں تیل ڈالنا۔ سرمہ ڈالنا روزہ کو مکروہ تو نہیں کرتا؟

(۴) اگر عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو تو کیا اوسکو روزہ رکھنا چاہیئے یا صرف ایک مسکین کو روز کھانا کھلا دینا چاہیئے۔ اور اگر رکھنا چاہے تو کسی کو اگر روزہ سے دودھ میں کمی کا خیال ہو۔ یا حمل میں نقصان کا اندیشہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) یہاں چاند رمضان کا دکھائی نہیں دیا۔ کیونکہ اوس دن ابر تھا۔ صبح کو ۱۰ بجے دوسرے دن روایت آئی کہ چاند دیکھا گیا اور آج روزہ ہے۔ چنانچہ اسیوقت سے روزہ رکھا گیا۔ مگر صبح کو ناشتہ کر چکے تھے اسلئے اشتباہ ہے کہ آیا یہ روزہ ہو گیا یا نہیں ہوا۔ اور کیا اسکے بدلے دوسرا روزہ رکھنا چاہیئے۔

(۶) سر پر پگڑی ہو تو محض پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے؟

(۷) اگر کسی فرش کی نسبت اشتباہ ناپاکی کا ہو۔ اور اوس فرش پر پانی گر جاوے اور اوس پانی میں کپڑا بھیگ جاوے تو کیا کپڑا دھونا چاہیئے یا اگر بھیگے ہوئے پاؤں اوس فرش پر پڑیں تو کیا پاؤں ناپاک ہو گئے؟

(۸) اگر باجماعت نماز ہوتی ہو۔ اور آدمی پیچھے سے آکر ملے۔ اگر امام رکوع میں ہو۔ تو کیا کرے۔ کیا نیت باندھتے ہی رکوع میں چلا جاوے۔ اور اسکی وہ رکعت ہو گئی یا نہیں؟ یا ضروری ہے کہ حمد و ثنا اور سورۂ فاتحہ پڑھکے شامل ہو۔ تو اوسصورت میں امام شاید سجدہ میں ہی پہنچ جائیگا۔ اور اگر رکوع میں شامل ہونے سے اسکی وہ رکعت ہو جاتی تو اب گویا وہ رکعت ضائع ہو گئی۔ یا اگر سورۂ فاتحہ پڑھی اور رکوع میں گیا اور امام سجدہ سے اوٹھکر دوسری رکعت شروع کرے تو پھر کیا کرے۔ وہ امام کے ساتھ تو شامل نہیں ہو سکا۔ اور آیا اسکی رکعت ہو گئی یا نہیں؟

(۹) تیمم کیلئے ایک ضرب کافی ہے یا دو؟ اور کیا ضرب کے بعد صرف ہاتھوں پر کلائی تک ہاتھ پھیرے یا کہنی تک؟

(۱۰) بلی کو مارنا کیا گناہ ہے؟ بعض دفعہ جنگلی بلیاں بہت دق کرتی ہیں۔

(۱۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ من حلف بطلاق او . . . . وقال انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً . . . . . علیہ۔

میں یہ مطلب تو جناب کے ارشاد کے مطابق سمجھ گیا کہ انشاء اللہ کہنے سے طلاق نہیں پڑتی۔ مگر یہ کس موقع پر ہوا کرتا ہے؟ کیونکہ جو طلاق دیگا وہ مجبور ہو کر دیگا۔ اور عورت کو چھوڑنا چاہیگا۔ اور اگر وہ چھوڑنا نہیں چاہتا تو طلاق کیوں دیتا ہے؟ غرض اس حدیث شریف کا موقع اور محل دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(۱۲) تسبیح کے متعلق جس شخص نے مجھے حدیث لکھکر دی ہے اوسکی نقل کئے دیتا ہوں۔

هو العالم

نشۃ للہ

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیل من اللیالی بذکر اللہ ذاکرا لتکبیرا وفی یدہ الیمنی شیء فقلت یا رسول اللہ ای شیء ہذا فی یدک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ہذا التسبیحۃ عدت علی ہذا السماء الانبیاء ورضوان اللہ علیہم اجمعین فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک التسبیحۃ من خطب ادم اوحدید اوتراب فقال من رافۃ تلاث من حطب بعضاہ ۱۲ فتح البخاری شرح صحیح البخاری فی باب شمائل النبی ۱۲۔

عرض ہے آیا یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع۔ اور اسکا کیا مطلب ہے؟

جواب

(۱) لٹھہ ریشم نہیں ہوتا لٹھہ تو درخت کی چھال ہے وہ سن کی قسم ہے ریشم جلانے سے الٹا ہو جاتا ہے اور سن وغیرہ سیدھا رہتا ہے (۲) نکسیر اور قے سے وضو کے ٹوٹنے میں علماء کا اختلاف ہے میری تحقیق میں وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور نہ قہقہہ سے ہاں احتیاطاً اور بات ہے (۳) نکسیر یا قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا + اپریشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا + نہ مالش روغن سے اور نہ سونگھنے سے نہ خوشبو کے نہ سر میں تیل ڈالنے سے نہ سرمہ سے نہ کلوروفارم سے۔ (۴) حاملہ اور دودھ پلانیوالی روزہ نہ رکھے۔ (۵) روزہ ناشتہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ سواسطے آپ ایک روز رکھدیں (۶) پگڑی پر مسح میں اختلاف ہے میری سمجھ میں جائز ہے اور احتیاط ہے کہ سر پر مسح کرے۔ (۷) فرش پر بظاہر پلیدی نہ ہو تو پاک ہے۔ (۸) جو رکوع میں شریک ہوا تو وہ رکعت پانیوالا ہو گیا۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔ (۹) تیمم ایک ضرب ہے اور ہاتھ کا مسح کلائی تک کافی ہے۔ (۱۰) بلی کیا کسی کو دکھ دینا جائز نہیں بلی کی خصوصیت نہیں۔ (۱۱) انشاء اللہ کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے اور اللہ کی مشیت سے انسان بے خبر ہے اسلئے انشاء اللہ کے ساتھ طلاق نہیں ہوتی۔ موقع اسکا یہ ہے کہ انسان کسی لحاظ سے ڈر سے خاطر طلاق تو دیتا ہے مگر اسکا دل نہیں چاہتا تو انشاء اللہ کو

مرثیہ وفات حسرت آیات مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب صافی مرحوم مغفور

اے کریم خوش مقال اے صافیِ روشن خیال
تیری فرقت نے کیا ہم کو بہت آشفتہ حال
تیری تقریریں معانی خیز و دلکش و دل پسند
وہ تری سحر بیانی بے نظیر و بے مثال
تیرے اخلاقِ کریمانہ میں تھا صدق و صفا
تیری طرزِ زندگی تھی راستبازی کی مثال
تیری خلوت اور جلوت میں تھا اخلاص و وفا
معرفت کے رنگ میں رنگین تھا تیرا حال و قال
اے گلِ خندانِ باغِ معرفت تو ہے کہاں
اب تجھے لائیں کہاں سے ڈھونڈ کر ای خوش خصال
تیری خوش الحانیاں کانوں میں پھرتی ہیں مگر
تیرا چہرہ اب نظر آتا نہیں اے خوش جمال
تیرے چھٹنے سے ہمیں صدمہ پہنچا ہے اخی
عالمِ فانی سے گو ہے سبھی کو انتقال
موت اپنے وقت پر لازم ہے ہر شے کے لئے
ٹل نہیں سکتی کبھی حکمِ خدائے ذو الجلال
ضعفِ انسانی سے ہمکو ہے یہ سارا رنج و غم
ورنہ مومن کے لئے یہ وقت ہے وقتِ وصال
خوش نصیبوں کو ملا کرتی ہے ایسی زندگی
یہ حیاتِ طیبہ ہے اس کا کیا رنج و ملال
خوش نصیب اوسکے جسے ہو جلد یہ فرقت نصیب
وہ مبارک جس کے حق میں نکلے ایسی نیک فال
یہ حیاتِ دنیوی مومن کو ہے اک ابتلاء
ہے یہ وہ دار المحن رنج و الم جس کا مآل
اے خدائے مرجعِ خورد و بزرگ و جزو و کل
تو ہمیں بھی ان مصائب ان بلاؤں سے نکال
اے خدا ہم کو بھی ہو یہ نعمت قربت عطا
تا نہ ہو تیری بھری محفل میں شرم و انفعال
خوش نصیبوں میں کسی سے کم نہ تھا عبد الکریم
اس کی مرگ و زندگی دونوں بجا ہے خوش مثال
یہ رہا جب تک جہان میں دل میں اس کا گھر رہا
کس خوشی سے اس نے کاٹے اپنے سینتالیس سال
جب زمانہ میں ہوا دورِ بہارِ دل کشاء
مہدیٔ آخر زمان کا جب نظر آیا جمال
لگ گئی اک آگ سی ہر سمت ہندوستان میں
دشمنِ حق ہو گئے اکثر شیوخ باکمال
عالموں کی فوج برسانے لگی تیر و تفنگ
کوئی کافر مفتری کہتا کوئی دجال ضال
تھا بظاہر بیکس و بے یار مامورِ خدا
نصرتِ حق کے لئے تھا ہند میں قحط الرجال
یوں تو کہنے کے لئے لاکھوں مسلمان تھے یہاں
شیفتہ اسلام کے ان میں تھے لیکن خال خال
چھا گئی تھی مطلعِ اسلام پر کالی گھٹا
چھپ گیا تھا آفتابِ صدق کا حسن و جمال
یہ کریم النفس رکھتا تھا مگر قلبِ سلیم
سر میں نخوت تھی نہ دل میں اس کے حب جاہ و مال
دل میں پہلے ہی سے تھا عشقِ الٰہی کی چمک
مل گیا نسخہ مسیحِ وقت سے جب حسبِ حال
بڑھ گیا جوشِ محبت صدق و اخلاص و وفا
بھر گیا رگ رگ میں اسکی بادۂ ذوق وصال
ابتدا ہی سے محبت تھی کلام اللہ کی
ہو گیا اوس سوز پنہانی میں یکایک اشتعال
تشنہ روحی کھینچ لائی سوئے بحرِ معرفت
پہلوئے احمد میں آ بیٹھا یہ مردِ خوش خصال
سخت مشکل کام ہے اپنے وطن کو چھوڑنا
فرقتِ خویش و اقارب فرقتِ اہل و عیال
سخت تر اس سے بھی ہے نبیوں کی صحبت میں قیام
یہ رفاقت چاہتی ہے استقامت کا کمال
اے ہمایوں بخت السلام اے اخی عبد الکریم
یہ اقامت قوم کے حق میں تھی اک عمدہ مثال
شدتِ امراض میں بھی تو رہا ثابت قدم
تو نے آخر تک نہ چھوڑی یادِ خدا لوگوں کی چال
تربیت تو جس کی یاد اے انیس و جان نثار
بر تو بر اہل و عیالت باد فضل کردگار

بند دوم

اے دلِ غمناک بس اے دیدۂ خون بار تھم
نامناسب ہے یہ ماتم نامناسب ہے یہ غم
ہے دعائے مغفرت اس دردِ فرقت کا علاج
دیدۂ خون بار شوقِ وصل خالق میں ہو تم
رنج دل میں ہو تو ہو اس اپنے رہجانے کا رنج
کچھ الم ہو بھی تو ہو اس قیدِ ہستی کا الم
دل دکھاتی ہے ہمیشہ فطرتاً مرگِ اخی
صابر و شاکر قضا پر اس زمانہ میں ہیں کم
لیکن اے بیتاب دل اچھا نہیں یہ اضطراب
واجب التعمیل ہے تیرے لئے حکمِ حکم
جانے والی چیز کا دنیا میں غم کرنا فضول
جو گیا اس کو نہیں پھر لوٹ کر لینا جنم
جیسے اگلے چل بسے ہم کو بھی چلنا ہے ضرور
رہنے والی ہے ہمیشہ ذاتِ ربِ ذو الکرم
مرنے والے پر خدا کی رحمتیں ہوں تا ابد
رہنے والوں کو مناسب ہے بنیں نقشِ قدم
نقش بر آب اس حیاتِ چند روزہ کا ہے نام
اس جہانِ ہستی زہر ہے امین تو غافل ہے ستم
چاہئے کچھ زادِ راہِ آخرت اے ہوشمند
اس سفر میں کام آئیں گے نہ دینار و درم
مرنے والے کی طرح ہاں چاہئے حسنِ عمل
تا رہے ہم پر ہمیشہ سایۂ فضل و کرم
تا ہماری مشکلیں آساں ہوں منزل سہل ہو
تا نہ سدِ راہ ہوں دنیا کے یہ ناز و نعم
کچھ بہت دوری نہیں ہاں فضل ہو جائے اگر
عنقریب اے صافیِ مرحوم ملجائیں گے ہم
غم غلط کر نیکو یا رب دے کوئی نعم البدل
تا بچھڑنے والے کی فرقت کا کچھ صدمہ ہو کم
ہم کو تقویٰ ہم کو نورِ معرفت درکار ہے
ہم نہیں ہیں تجھ سے یارب طالبِ جاہ و حشم
اتباعِ سنتِ احمدؐ کی تو توفیق بخش
اپنی راہِ راست پر تو ہم کو رکھ ثابت قدم
دوستو تیار رہنا لگ رہا ہے چل چلاؤ
کوئی آگے کوئی پیچھے جا رہا ہے دمبدم
ساتھ نہ جائیں گی نہ خویش و اقربا کی مجلسیں
جیتے دم تک کے ہیں یہ فرزند و زن یہ جاہ و حشم
ہست گو سیرِ باغِ دنیا را بہار چند روز
دل مدہ ہرگز بہ عیار یکہ یار چند روز

(ذو الفقار علی خان بیرسٹر)

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب - امید ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار فخر قوم یا قومی آرگن الحکم میں درج کرکے مشکور و ممنون فرماوین گے۔

وھوھذا

عالم کا اک سہارا احمدؐ کا جانشین ہے
شاہد ہے اسپہ فرقان منہم جو آخرین ہے
مہدی یہی مسیح ہے کلا جسپہ اک گواہ ہے
آخر میں گرچہ یہ ہے رتبہ میں اولین ہے
انصاف تجھ پہ چھوڑا آنکھیں کہاں ہیں تیری
شاہد نوشتہ سرکش - منی ھدی ہمیں ہے
دل سے زبان سے جان سے کیوں ہوں فدا نہ پھر
بھیجے سلام جس پر خاتم جو مرسلین ہے
اہلِ تباں ہیں بے جس بت گر گئے ہیں اوندھے
کافر شندہ دم ہے یا تیغِ آہنین ہے
حربہ سے جسکے بھاگا دجال دُم دبا کر
منکر فسردہ جس سے آج بھی شرمگین ہے
دشمن کا گھر ٹٹولا توڑی صلیب جس نے
روتا کلیسا جس سے شیطان غمگین ہے
برکت سے جس کے دم کی عالم ہوا ہے زندہ
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

عالم نے رنگ پلٹا الفت اٹھی جہان سے
بھائی کا بھائی دشمن آزردہ بیٹی ماں سے
رنگ قمر ہے پھیکا خورشید بے ضیا ہے
ٹوٹے ستارے سارے پردے گرے مکاں سے
پورب سے بجلی چمکی پچھم ہوا اجالا
اے اہلِ چرخ جاگو آئی ندا نہاں سے
سر تو اوٹھاؤ اپنا دیکھو جلالِ آدم
تم کو تسلی دینے آیا وہ مہربان سے
ابدی حیات یہ ہے پانی ہے زندگی کا
آؤ پیو پیاسو اس چشمۂ رواں سے
زندہ خدا نے بھیجا اپنا وکیل یہ ہے
مردہ خیال چھوڑو جھگڑو نہ گلہ بان سے
آنکھوں سے پردے اولٹو دیکھی ہے جنگ اقدس
توڑا کفارہ باطل تائید آسمان سے
چھانکو نہ آسمانکو تم پھاڑ پھاڑ آنکھیں
الیاس آ بھی اترا آترا نہ کوئی وا نسے
احمدؐ ہے نورِ عالم جس کی ضیا تو یہ ہے
عیسیٰ ضیائے موسیٰ نسبت زمین زماں سے
محکوم مادہ وان تھا یا روح زیرِ فرمان
جان تھی عزیز اس جا زندہ ہوئے یہاں سے
سن لی دعا خدا نے آئی زمین پہ شاہی
دنیا کے گندے کیڑے نکلے ہوئے زبان سے
کہتے تھے ابھی آدم اب ہے جو تاں احمد
آخر یہ ہارا یہ ہے آیا خدا کے ہاں سے
شیرِ دہان وہ نکلا گھتے تھے جس کو بیرہ
تیرِ دعا ہدف پر پہنچا جو نہی کمان سے
پردہ اٹھایا جس نے تینوں سے اک دکھلایا
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

اے دیش ہند سن لے چھوٹی سی داستان ہے
سر پہ ہے کال کرتے گردش میں آسمان ہے
بھولے ہیں فقط تجھکو اپنی پرانی باتیں
غفلت کی نیند سویا گذرا جو کال رویان ہے
خوابِ عدم میں ست ہے ڈنکا بجے بہت کا
کلیگ ہے کہتے جس کو آیا وہ ناگہان ہے
بچہ جدا ہے ماں سے بر کنیا نے ملا نگا
الفت اٹھی دلوں سے پر لوک جو نشان ہے
مادہ بذاتِ خود ہے روح ہے بغیر خالق
حرکت سے ہستی قائم ایشور تو اک گمان ہے
مکتی اصل میں مکڑی ایک تند ہے سراسر
زنجیر یہ جنم ہے اپنا جو آشیان ہے
تعداد روح بھلا دی اکیانی ایشور ہے
بہر حال زمان سے وہ ہے تو نکلا گر مہان ہے
کلیگ کے دیش تجھکو لچھن عضائیں کیا کیا
ستیہ بان اگر پہنچتی جیو کا مراد بان ہے
شرم و حیا میں خفا غیرت اٹھی زمین سے
عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب تیغ بند

مسرّت مراد ہوئی شوہر مرید زن ہے
ہیرون کی ہے لمائی اپنا عزیز جان ہے
مردہ ہوئی زمین تہی برساہے ابر رحمت
باد صبا چلی ہے جوبن پہ بوستان ہے
شاخیں سبز شگفتہ کالی تہیں خشک جڑ سے
آیا فلک سے لے ہندا اپنا تو باغبان ہے
آیا کرشن جی ہے دل منتظر تھے جس کے
لے ہے سنادی اپنی اپنو لکا جو نشان ہے
جکڑ سے یہ جنم کے دلیگا رہائی تم کو
دنیا میں رہنما ہے عقبے کا رازدان ہے
اک تہی شنید پہلے آنکھوں سے دیکھا آپ
اوتار آخری یہ لکتی جو بے گمان ہے
ایشور نے کرپا کی ہے بہیجا فضل ہے اپنی
کشتی سنبہالی جس نے رحمت کا سایہ بان ہے
رونق قدم سے جس کی شیطان ہوا مقید
اپنا مسیح ہے وہی مہدی وہی ہے

اک تو نظر ادھر کر بیجا گمان والے
دیکھے ہیں تو نے کس جا ایسے نشان والے
آنکھوں پہ ڈالا پردہ تیرا مسیح بنایا
آمنت کی خبر لیجو میرے قرآن والے
اک نصرت خدا ہے اپنی جو ساتھی اچھے
دشمن سبھی ہوئے ہیں فانی جہان والے
فضل خدا ہے شامل تائید حق بھی ہے
زوروں پہ یہ نکلے ہیں تیغ و سنان والے
ہی احچشم عبرت ۔ غافل رہیگا کب تک
لاکھوں ہوئے ہیں مردہ تجھ سے بیان والے
آ تہم ہوا ہے ہیں بدنام مولوی ہے
پنڈت کدہر ہے دیکھو صاحب گیان والے
دہن بہاگ ہیں ہمارے آیا مسیح ہم میں
ہم کو بچایا تو نے میٹھی زبان والے
داعی زمانہ تیرا داعی تہی مرض عصیان
دم ہے خدنگ تیرا زیبا کمان والے
انجم سما کے سارے ٹھہرے ہیں تیری شاہد
حق پہ فلک پکارا اور آن بان والے
لاکھوں ہی مردہ زندہ دم سے تیرے ہوئے ہیں
نظر کرم ادہر بھی کون و مکان والے
چاروں طرف جہان میں ڈنکا ہے تیرا
احمد زبان ہے تیری صاحب زبان والے
میرے مسیح ہوں میں کمتر غلام بندہ
بندے کی عرض سن لو دونوں جہان والے
لو ہے غلام احمد احمد ہے شاہ محشر
محشر میں یاد کیجو باغ جنان والے
صدف زبان نے تیری امجد دکھایا گوہر
دست دعا [illegible] عجز و بیان والے

طوطی زبان نے تیری گایا ہیں گیت جس کے
اپنا مسیح وہ ہے مہدی وہی ہے

احقر العباد محمد عبد المجید امجد ۔ ایف ۔ اے
کلاس اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب اخویم صاحب ۔ السلام علیکم ۔
میں امید کرتا ہوں ۔ کہ آپ ان مندرجہ ذیل چند سطور کو اخبار گوہر بار میں جگہ دیکر نیاز مند کو سرفرازی بخشیں گے ۔ و ہو ہذا ۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک اعتراض کا جواب

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب موسومہ (الہامات مرزا) میں لکہا ہے امام کی پیش گوئی کی الہامی عربی عبارت کے لفظ ستتہ سنتہ پر اپنے شاگرد رشید علم الدین کے نام سے اعتراض کیا ہے ۔ کہ نحو کے قواعد کے مطابق یہہ غلط ہے ۔ کیونکہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے ۔ اور سنتہ کی بجائے سنین چاہیئے تہا ۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں ۔ کہ امرتسری مولوی نے حضرت مسیح موعود صاحب دام ظلہ پر اعتراض کرتے ہوئے قرآن شریف کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا ۔ اور اسکو بھی اپنی صرف و نحو کے مطابق غلط ٹھیرایا ۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے قرآن شریف کی اتباع عزوجل کی ۔ گو سترح مائتہ کی نہیں کی ۔ اب نیاز مند مولوی صاحب کے اعتراض کا جواب دیتا ہے ۔

مولوی صاحب ۔ سنیئے ۔ امام عبد القاہر صاحب جرجانی نے اپنی کتاب اسرار البلاغۃ اور اسکے محشی نے دیباچہ میں خوب لکہا ہے ۔ کہ بعض نحویوں کے محدود قاعدوں نے قرآن ۔ حدیث اور عربی کی وسعت کو لوگوں سے چھین لیا ہے ۔ اور نیز ایک مشہور کتاب مفصل نحو کا مختصر متن ہے ۔ اور زمخشری صاحب ۔ کشاف کی تصنیف ۔ اس کی بحث عدد میں لکہا ہے ۔ کہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے ۔ مگر مولوی صاحب قرآن حمید میں ثلاث مائۃ آیا ہے ۔ اور مائۃ واحد ہے ۔ جسے گویا آپ کی نحو کے لحاظ سے قرآن حمید بھی غلط ٹھیرا ۔ کیونکہ اس نے ثلاث مائۃ کہا ہے ۔ اور مائۃ جمع نہیں واحد ہے سلیس اگر مرزا صاحب دام برکاتہ نے بہی ستتہ سنتہ میں مفرد تمیز بیان کی ۔ تو کیا حرج ہوا ۔ مگر ہاں آپ جیسے متعصب مولویوں کو اعتراض کا موقع مل گیا ۔ اور ساتھ قرآن پر بہی اعتراض کر دیا ۔ افسوس ۔ نام کو مولوی ۔ اور قرآن شریف کو غلط کہنا ۔ شرم ۔

آگے سنو ۔ زمخشری صاحب کو خود یہ اعتراض کھٹکا ہے ۔ کہ عرب لوگ واحد کو جمع کی جگہ استعمال کرتے ہیں اور یہہ بات اسکی نہایت ہی صحیح ہے اس لئے اس نے مفصل میں یہ شعر لکہا ہے ۔

کلوا فی بعض بطنکم تعفوا
فان زمانکم زمن خمیص

میں کہتا ہوں ۔ کہ کلوا کے مخاطب اور تعفوا اور زمانکم کے مخاطب جمع ہیں ۔ کیا ان سب کا ایک بطن تہا ۔ نہیں وہ تو ذوبطون تھے مگر یہاں بطون کی جگہ بطن نہیں بولا ۔ اسیطرح قرآن شریف میں بہت جگہ واحد کو جمع کے موقع پر بولا ہے ۔

جن میں سے نیاز مند مولوی صاحب امرتسری کی تسلی کی خاطر چند ایک آیات نقل کر دیتا ہے ۔
والذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار ۔ یہاں الحمار واحد ہے مولوی صاحب کے قاعدہ کے مطابق الحمر چاہیئے ۔
ثم یخرجکم طفلا ۔ یہاں طفل واحد ہے الاطفال چاہیئے ۔
وخضتم کالذی ۔ یہاں مولوی صاحب کی نحو کے مطابق کالذین چاہیئے تہا ۔

کیوں مولوی صاحب تسلی ہوئی ۔ یا کچھ باقی ہے ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ ایسے بیہودہ اعتراض کرنے سے گریز کرینگے ۔ ہاں اگر مولوی صاحب اس پر کچھ اور لکھنا چاہیں تو براہ نوازش نیاز مند کو بھی اطلاع بخشیں ۔
والسلام

میں نے بسبب کم فرصتی کے صرف ایک اعتراض کا جواب دیا ہے ۔ مگر انشاء اللہ دیکھنا ۔ کہ آپ کے اعتراضوں کی کیونکر دھجیاں اڑاتا ہوں ۔ والسلام ۔

خادم محمد اسلم احمدی مدرس اول ۔ ازکاموکی ۔

اللہ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولوی ایڈیٹر

سچ ہے دشمن دانا بہتر از دوست نادان ۔ ہمارے مخالفین پر بھی مثل صادق آتی ہے ۔ یہہ حضرات بزعم خود اپنے کو محب قرآن و احادیث کہتے ہیں لیکن غور کیا جائے تو ان سے بدتر دشمن اور مخالف کوئی نہیں ہے ۔ یہہ اصل میں یہودیت کا لباس پہنکر ان دونوں کے شیرازہ کو اکھاڑ رہے ہیں اور اصل غرض ان کی اگر دیدہ و دانستہ نہیں بھی ہے کہ قبل الذکر کتاب کی کل تعلیمات برباد و ملیا میٹ کر دیجائے مفصلہ ذیل وجوہات قابل غور ہیں اگر مخالفین کو عزت و حمیت قرآن و حدیث واقعی ہے تو للہ سوچیں اور غور کریں اور یہودیت سے توبہ کریں ورنہ حسن اللدنیا والاخرۃ کے منتظر رہیں ۔ یہودی تو صرف آیات متشابہات کے خلاف تھے یہہ تو بینات کے بھی خلاف ہیں نعوذ باللہ من ذالک جو آئیں پیش کیجاتی ہیں غالباً مخالفین کے مانے ہوئے معنے کے متائج ہیں ۔

یا عیسی انی متوفیک الخ ہمارے مخالفین متوفیک کے معنے ہنوز امر غنی کی ایک ٹانگ آسمان پر جانا لیتے ہیں رہت اچھا آپ جیسا حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائیں گے اور اس آیت کی تلاوت کریں گے اور دھسہ اعتقاد معتقد ان حیات مسیح پہر وہ آسمان ہی پر اوٹھائے جائینگے کیونکہ یہہ جملہ وعدہ کا ہے جس کے معنے کسی حالت میں بدل نہیں سکتے ہیں اور قیامت تک یکساں رہیں گے چونکہ اس میں موت کا وعدہ نہیں ہے صرف اوٹھانے ہی کا وعدہ ہے جو ہر وقت ایک حالت پر رہیگا ۔ پس حضرت عیسیٰ کی وفات اس سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ کی زندگی بجسد العنصری ۔ اگر وہ دو ہزار بار بھی آمد و رفت کرتے رہیں نتیجہ یہہ ہوا ۔ کہ حضرت عیسیٰ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے جو خدا کی خاص صفت ہے اور اگر حضرت عیسیٰ دوبارہ آکر وفات بھی پاجائیں تب بھی یہہ آیت اپنی حالت پر رہیگی اور صریح تکذیب لازم آئیگی ۔

قال سبحانک ما یکون لی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
فانک انت العزیز الحکیم (سورۃ مائدہ) جو وقت حضرت عیسیٰ پڑھینگے وہ تو یہی وقت قیامت ہوگا جیسا کہ یوم ینفع الصادقین سے ثابت ہوتا ہے پہر حضرت عیسیٰ کا ہر برس یا ۔ برس دنیا میں مع اہل و عیال رہنا اور اس آیت کی قبل از قیامت تلاوت کرنی محض غلط ٹہرتی ہے مثلاً مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہو کر

اترے۔ سیڑھیوں کے نیچے افسران اسٹاف جمع تھے۔ جن میں سب سے نامور سر پرتاب سنگھ آنریری کرنل امپیریل کیڈٹ کور تھے جو وقت ہز رائل ہائنس نے ہندوستان میں قدم رکھا۔ سر پرتاب سنگھ نے مناسب طریقے سے سلام کیا۔ اس کے بعد چند منٹ تک حضور ولی عہد بہادر نے اپنے اسٹاف سے گفتگو کی۔ اسکے بعد میں لارڈ کرزن و ہز رائل ہائنس و لیڈی کرزن وہ سیڑھیوں پر چڑھکر بندر کو روانہ ہوئے۔ جہاں اعلےٰ حکام ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ہز رائل ہائنس وائس ایڈمرل کی ٹھنڈی سفید گرمیوں کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ سر پر آفتابی خود تھا صرف نمائیشی چیز ستارہ ہند کا فیتہ تھا۔ ہز رائل ہائنس کی پوشاک بھی بالکل سادہ تھی۔ اور وہ انڈین آرڈر کا تمغہ زیب تن کئے ہوئے تھیں۔

ہز رائل ہائنس کی صحت نہایت اچھی معلوم ہوتی تھی اور بحری سفر کی وجہ سے وہ اور بھی قوی ہو گئے تھے۔ اعلےٰ حکام اور ہندوستانی والیان ریاست پیش کئے گئے۔ اس کے بعد رائل پارٹی میونسپلٹی کا ایڈریس لینے کے لئے دوسری جانب متوجہ ہوئے۔ ایڈریس سر فیروز شاہ مہتہ نے پڑہا۔ جسکا جواب ہز رائل ہائنس نے صاف اور گونجتے ہوئے الفاظ میں دیا جنہیں سب لوگ سن سکے۔ ہار پہننے کے بعد ہز رائل ہائنس معہ جلوس شہر میں ہوکر گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوئے۔ سڑکوں پر دور دیہ جم غفیر تھا۔ لوگ نہایت خلوص کا اظہار کر رہے تھے شہر کی سجاوٹ اعلےٰ پیمانہ پر تھی۔ ۱۲ بجے رات کے حضور ویسرائے اگرہ کو روانہ ہو گئے۔

حضور ولیعہد بہادر کی پہلی تقریر

۹۔ نومبر کو بمبئی میونسپل کارپوریشن ...... کے ایڈریس کا ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز نے جو جواب دیا تھا۔ اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مسٹر پریسیڈنٹ اینڈ جنٹلمین آف دی میونسپل کارپوریشن آف بمبئی! آپ نے ... ہمدردی پرنس آف ویلز کا ... کیا ہے اس کے لئے میں آپکا ... دل سے ممنون ہوں۔ آپنے ... نے کا ذکر کیا ہے اس سے ہم ... ہوئے ہیں۔ درحقیقت ... قدم رکھنے کے لئے پہلی پرنس ... خاندان ہیں۔ آپ کے ایڈریس کے الفاظ با این ہمہ فصاحت جو کچھ آج ہم یہاں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہماری ہم جنس رعایا کو جو سلطنت کے دوسرے حصوں میں ہیں۔ مطلع نہیں کر سکتے۔ نہ وہ ہندوستان کے اس عظیم الشان مغربی بندر کے باشندوں کی جو اس شاندار رسم میں شریک ہیں۔ کوشش اور عقیدت مندی کو کماحقہ سمجھ سکتے ہیں۔ ٹھیک ۴۰ سال ہوئے۔ کل کی بات ہے۔ میرے پیارے والد ملک معظم اسی جگہ کے قریب کھڑے ہوئے فرما رہے تھے۔ کہ ہندوستان دیکھنا میرے لئے خواب وخیال تھا۔ یہی کیفیت میری اور پرنس کی تھی۔ اور جس طریقے سے آپ اور آپ کے رفقاء ان خوابوں کو معرض ظہور میں لائے اسکے لئے ہم آپ کے تہ دل سے ممنون ہیں۔ اس طرح اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے میں ہم اس رسم کو پورا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے قایم کردی ہے۔ اور جو میں یقین کرتا ہوں۔ نسلاً بعد نسل دوہرائی جاتی رہے گی مجھے امید ہے۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ وہی محبت آمیز دلچسپی اس بڑے ملک کے ساتھ جو ہندوستان آنے سے میرے والد کے دل میں پیدا ہوگئی تھی۔ اور اس کے بعد سے کبھی زائل نہیں ہوئی۔ وہی ہمیں حاصل ہوگی اگر اس وسیع سلطنت کے مختلف ممالک کے سفر کے دوران میں پرنس اور میں باشندگان ہند کی ہمدردی اور عقیدت مندی حاصل کر سکیں تو ہم اس سفر کا جس کا ہمیں موقع ملا ہے۔ نتیجہ پا ئیں گے۔ چار سال ہوئے ہز میجسٹی کی مادر البحر قلمرو کو جو قابل یادگار اور خوش نصیب مشن گئی تھی۔ اس کی یہ آخری منزل ہے۔ اگرچہ اس شہر میں ہم بالکل اجنبی ہیں لیکن آپ کی کوششوں اور کامیابیوں کے متعلق ہم نے بہت کچھ پڑھا اور سنا ہے۔ مغربی ہند کا صدر مقام اور ایسا بندرگاہ ہونیکی حیثیت سے جو اس مشرقی براعظم اور یورپ کو ملاتا ہے بمبئی کو شاید ہر دوسرے مشرقی شہر سے زیادہ اپنے آپ کو زمانہ حال کی ضروریات زندگی کے مطابق کرنا پڑا ہے۔ اسے اپنے درجہ کے مطابق رہنا پڑتا ہے۔ اور خوشنما اور دلکش سرزمین کا دروازہ ہونے کی حیثیت سے یہ درجہ کسی قدر بھاری ہے لیکن اگر میں سمندر کے مختصر اثر اور جو کچھ یہاں دیکھ رہا ہوں اس سے اندازہ کروں۔ تو بمبئی نے اپنے احسانات میں کمی نہیں کی۔ علاوہ اپنی عمارات کی خوبصورتی اور قدرتی فوائد کے اسے تجارتی سہولتوں اور ۸ لاکھ باشندوں کی صحت اور بہبودی کا خیال ہے میں خوش ہوں۔ کہ نئی گودی اور پہلی بڑی گلی کو جو کمیٹی توسیع شہر نے تعمیر کی ہے مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور تمام بڑے بڑے شہروں کی طرح جن کا مدار تجارت پر ہے۔ بمبئی پر بھی مختلف حالتیں گذری ہیں۔ اور آپ کی میونسپل تاریخ ہماری سلطنت کے بہت سے دوسرے شہروں سے مشابہ۔ جن کی میں نے سیر کی ہے آپ کی سرسبزی کے زمانہ میں آپ کو ایسی عمارتیں اور دوسری چیزیں مل گئی ہیں جن پر آپ بخوبی فخر کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کی آبادی بھی بہت بڑی ہے۔ اور آپ اب راہ عقلمندی ایسے مسائل کی جانب متوجہ ہو گئے ہیں۔ جو مغرب میں ہمیں مصروف کئے ہوئے ہیں۔ یعنی وسیع گلیاں اور صحت بخش حرفتی مقامات۔ مسٹر چیرمین! میں آپ کی اور تمام ان لوگوں کی جو بمبئی کی بہبودی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ترقی متمنی ہوں۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ فیاضانہ کوئی کام نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے شہر کی ترقی کے لئے کچھ کرے۔ اس قسم کے سفروں میں جیسا اب پرنسس کو اور مجھے درپیش ہے۔ ایک نقص ہے۔ تمام چیز دیکھنے کا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ جو لوگ ہمارے استقبال میں شریک ہوئے ہیں۔ ہم انہیں فرداً فرداً نہیں بتا سکتے۔ کہ ہم کتنے ممنون ہیں۔ مجھے اپنے والد اور اپنے گذشتہ فرمانروا آپ کی پہلی ملکہ قیصرہ سے ہندوستان اور ہندوستانیوں کی محبت وراثتہً ملی ہے۔ عنفوان شباب ہی سے میں نے ہندوستان کے نام کو مہربانی وفاداری ملاطفت اور بہادری جیسے اوصاف سے منسوب کیا ہے اور مجھے ذرا بھی شک نہیں ہے۔ کہ ابتدائی خیالات آیندہ چند ماہ کے تجربہ سے قوی و مستحکم ہو جائینگے۔ جیسا کہ ہم چاہتے ہیں ہم آپ کی کل انسٹیٹیوشنیں نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ ہندوستان کے دیگر حصوں میں اسی قسم کی دوسری انسٹیٹیوشنوں کا کچھ حال معلوم کر سکیں گے ہم دونوں کو امید ہے کہ ہم اپنے ساتھ وطن کو نہ صرف ہندوستانیوں کی ہمدردی اور محبت بلکہ ہندوستان کی ضروریات اور مسائل کے ساتھ بڑھی ہوئی دلچسپی بھی لیجائینگے۔ اور مختلف سرکاری وغیر سرکاری برٹش و ہندوستانی طبقوں سے واقفیت پیدا ہو جائے گی جو خدا کے فضل سے ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہندوستان کی بہبودی اور اس کے باشندوں کی خوشی وخرمی میں ملک معظم سے آپ کی اس وفاداری اور عقیدت مندی کا ضرور ذکر کروں گا۔ جو آپ کو ان کے تاج اور ذات سے ہے اور یہ یاد کرکے کہ آج ہم ہز میجسٹی کی سالگرہ منا رہے ہیں۔ یہ خبر ان کی خاص مسرت کا باعث ہوگی۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ یہ بڑی جماعت میرے ساتھ یہ دعا کرنے میں شریک ہوگی کہ یہ دن سالہا سال تک آتا رہے۔

حضور ولیعہد بہادر کی سیاحت ہند

ولیعہد بہادر بمبئی میں

الگزنڈرا گودی سے ویلز رائل ہائنس سیدھے رائل بمبئی یکٹ کلب کو چائے نوشی کے لئے گئے آنریبل مسٹر ہفرچیرمین اور مسٹر والٹرنیگ آنریری سکرٹری نے استقبال کیا۔ پارٹی میں ہز اکسیلنسی گورنر اور لیڈی ایپتھل بھی تھیں۔ ویلز رائل ہائنس نے کلب میں ایک گھنٹہ صرف کیا۔ اور پارکشائرز کا بینڈ سنتے۔ اور ان لوگوں سے باتیں کرتے رہے۔ جن کو شرف باریابی حاصل ہوتا تھا۔ ۱۴ کی شام کو ڈنر کے بعد ویلز رائل ہائنس ہائیلا کلب کے جلسہ ہال میں شریک ہوئے۔ آراستگی ایسی اعلےٰ پیمانہ پر کی گئی تھی کہ کلب کی معمولی عمارت پری خانہ بن گئی تھی۔ کلب کے دروازہ پر روشنی کا ایسا انتظام تھا کہ درختوں اور جھاڑیوں میں بھی بتیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک خوبصورت شامیانہ بھی طیار کیا گیا تھا۔ ہال کے کمرہ کی دیواروں پر ایسے نقش ونگار سے آراستہ کیا گیا تھا کہ طلائی کام کا شبہ ہوتا تھا۔ ویلز رائل ہائنس کیلئے ایک ڈرائینگ روم خاص طور پر تیار کرکے اسے فرانسیسی وضع پر سجایا گیا تھا۔ کلب کے احاطہ ہی میں شامیانے اور مسقف روشین تیار کی گئی تھیں۔ جن میں دو ہزار سے زیادہ چینی قندیل اور بے شمار چھوٹی بتیاں روشن تھیں۔ ۱۴ نومبر کو گورنمنٹ ہاؤس میں ہز رائل ہائنس نے مسٹر اسٹنگ ولیم ایجرلی اور مسٹر ہربرٹ جارج جل کمشنر پولیس کو تمغے دیئے مسٹر سیسون جیکب اور مسٹر کریم بھائی ابراہیم کو بھی تمغے عطا ہوئے۔ اس موقع پر ہز اکسیلنسی گورنر بھی موجود تھے ہز رائل ہائنس نے پرائیویٹ طور پر شہر کے حسب ذیل ۵ سربرآوردہ لوگوں کو شرف باریابی بخشا سر جمسیٹ جی جی جی بھائی۔ مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی بھنڈارکر۔ مسٹر بی۔ ایم ملاباری اور سر فیروز شاہ مہتہ۔ اس کے بعد ہز رائل ہائنس کے راج کمار کالج

راجکوٹ کے بائیس ۲۲ کماردن سے ملاقات کی جن مین پرنس رنجیت سنگھ بھی ہین شام کو مشہور مندر الفنٹا کی سیر کا وقت تہا۔ لیکن اس کے لیئے ضروری تہا۔ کہ سویرے روانہ ہون۔ اس لئے وسُرائی ہائینسز نے دہوپ کے خیال سے وہان جانا ملتوی کردیا۔ اور اسکی بجائے کشتی مین سوار ہوکر بندرگاہ کا گشت کیا۔ اس موقع پر مسٹر ایف ساؤتہول پاپٹر سینیئر ڈاک ماسٹر وئیز رائل ہائینسز کے ارشاد کے بموجب پیش کئے گئے۔ اور انہون نے مسٹر پاپٹر کو مٹی کے تیل کی کشتی مین آگ لگ جانے کے وقت بہادری دکہلانے پر مبارکباد دی بعد ازان جنگی جہاز پر ڈنر تناول فرمایا۔ اور اپابندر سے بی بی سی آئی۔ ریلوے سے اندرون ملک کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک کثیر التعداد گروہ نے خیر باد کہا۔

۱۴ کی شب کو شہر مین نہایت اعلےٰ پیمانہ پر روشنی کا انتظام تہا۔ بمبئی مین ایسی روشنی اور رونق وچہل پہل کبھی نہین ہوئی تہی جس سے تمام پہلے نظارے ماند پڑ گئے تھے تمام پبلک عمارتین رشک عروس بنی ہوئی تہین۔ گورنمنٹ ہاؤس ہزارون رنگارنگ بتیون سے بقعۂ نور نظر آتا تہا۔ جو گلیان نسبتاً تنگ ہین۔ ان مین روشنی ایک سمت سے دوسری سمت تک مسلسل ہوگئی۔ اور روشنی کی چہت بن گئی تہی۔ بندرگاہ مین تمام جہازون پر برقی روشنی تہی حضہ ۔۔ ا۔ پر تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ آتشبازی چہوٹ رہی ہے ہزارون کی تعداد مین تماشائی قرب وجوار سے آگئے تہے۔ پولس کا انتظام ایسا عمدہ تہا کہ باوجود اس بہیڑ بہاڑ کے کسی قسم کی بدمزگی نہین ہوئی۔ جلوس ۶ بجے شام کے نکلا تہا۔ لیکن عام نگاہین آدہی رات گذرنے پر بہی اس دلفریب نظارہ سے سیر نہین ہوئی تہین۔ اور یہ معلوم ہوتا تہا۔ کہ سارا شہر گہرون سے نکل پڑا ہے۔

ولیعہد صاحب کا پروگرام لاہور

چٹہی آمدہ گورنمنٹ پنجاب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز بہادر ۲۸ نومبر کو ۱۰ بجے دن کے وقت لاہور تشریف لائینگے۔ ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر صاحب پنجاب وافسران ورؤسا کے خیر مقدم کرینگے اور ۴۲ خاندانی مستورات حضور پرنسس آف ویلز کا خیر مقدم کرینگی۔ بعد حضور پرنس وپرنسس آف ویلز معہ شاہی جلوس کے سٹیشن سے روانہ ہوکر لنڈا بازار ہوتے ہوئے گول سڑک سے قلعہ مین جائینگے۔ راستہ مین سے تمام راجگان ورؤسا شامل جلوس ہونگے وہان سے جلوس ضلع کی کچہری کے سامنے سے ہوتا ہوا انارکلی بازار مین جائیگا جہان میونسپل کمیٹی ایڈریس دیگی۔ اسی شام کو لارنس ہال مین صوبے کے شرفا کی ملاقاتین ہونگی۔ ۲۹ نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات ہوگی اور دوپہر کو شاہزادی صاحبہ ڈفرن ہسپتال معائنہ کرینگی رات کو شالامار باغ مین جلسہ ہوگا۔ ۳۰ نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات بازدید ہوگی اور دوپہر کو ایچیسن کالج تشریف لیجائینگے رات کو صوبے کے انگریزون کیطرف سے جلسہ بال دیا جاویگا۔ یکم دسمبر کو میدان اچہرا مین امپیریل سروس ٹروپس کا ملاحظہ ہوگا۔ اور دوپہر کو لیڈی ریواز صاحبہ دعوت دینگی۔ شام کو چوبرجی کے قریب آتشبازی ہوگی اور رات کو ۱۰½ بجے حضور موصوف پشاور کی طرف روانہ ہونگے۔

برہما کا پروگرام

برہما کے لئے شاہی سیاحت کا مکمل پروگرام حسب ذیل ہے۔

رنگون مین پبلک داخلہ ۱۳ جنوری روز شنبہ وقت ۸½ بجے صبح۔ میونسپل ایڈرس۔ افتتاح وکٹوریا پارک بوقت ۴½ بجے شام شرکت شاہی ضیافت ۸½ بجے شام۔

یکشنبہ:۔ نماز اور شوئی ڈیگن پیگوڈا کی سیر۔

دوشنبہ:۔ ۱۱ بجے صبح ٹیک یارڈز کی سیر۔ گارڈن پارٹی مین شرکت۔ جہیل اور ڈلہوزی پارک مین ۹½ بجے شام کے روشنی کا معائنہ ماندلے کو پرائیویٹ روانگی ۱۱ بجے شام۔

سہ شنبہ:۔ ماندلے مین پبلک داخلہ ۴½ بجے شام۔ میونسپل ایڈریس۔

چہارشنبہ:۔ صبح کو محل۔ اراکان پیگوڈا اور زگیو بازار کا معائنہ چار بجے شام کے گارڈن پارٹی۔ اور کشتیون کی دوڑ۔ گیارہ بجے شب کے پرائیویٹ روانگی۔

پنجشنبہ:۔ سارا دن دریا کی سیر مین صرف ہوگا۔

جمعہ:۔ پوکہی مین مرغابی کا شکار۔

شنبہ:۔ پرومی مین پرائیویٹ ورود۔ رنگون ۷½ بجے صبح کے پہنچ جائینگے۔ یکشنبہ کو ۸ بجے صبح کے مدراس کو پرائیویٹ طور پر روانہ ہوجائینگے۔

ایک ضروری خط

میرے ایک واجب الاحترام مخدوم چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹہگڑہ نے روزانہ کے متعلق مجھے ایک خط لکہا ہے جو کلم از کم مین چاہتا ہون کہ الحکم کے ناظرین ضرور پڑہ لین۔ بحالات موجودہ آخر مین چودہری صاحب نے مجھے روزانہ کے اجراء سے روکا ہے لیکن ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کیون؟ اسلئے مین امید کرتا ہون کہ چودہری صاحب کا یہ خط نہایت غور سے ناظرین الحکم پڑہینگے اور ان امور کی تکمیل کی طرف توجہ کرینگے جو ضروری ہین۔ چودہری صاحب سلسلہ کے لئے ایک غیر جوش اور قوم کے لئے دل مین درد رکہتے ہین پیرانہ سالی مین انہون نے ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی فرد طیار کرنے کیلئے خود سفر کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ایڈیٹر

حامداً ومصلیاً۔ میرے مکرم شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مینے اخبار الحکم مین بعض صاحبان کی پُر زور تحریک بابت روزانہ اشاعت کے بارہ مین دیکہی ہے۔ اور جناب کی منشا درخواست کے آنے پر آمادگی معلوم ہوئی ہے۔ اس معاملہ مین میری جو کچہ ناقص رائے ہے اسکو بہی ظاہر کردینا اسلامی اخوت کا فرض سمجہتا ہون۔ اس امر سے تو انکار نہین ہوسکتا کہ اس اخبار نے اسلام کی اشاعت اور اہل اسلام کی ہدایت مین نہایت سعی اور جانفشانی سے کام کیا ہے۔ اور احمدی جماعت کے لئے خصوصاً اسکا وجود نہایت ضروریات مین سے ہے لیکن اب اسکو ترقی دینا اور اعلےٰ پیمانہ پر قائم کرنا دو باتون پر منحصر ہے۔ آپکی ہمت اور قوم کی مدد۔ پہلے امر کی نسبت تو ہم کو کوئی کلام نہین۔ اور آپ اسکو بڑی آسانی سے روزانہ چلاسکتے ہین۔ اب رہا دوسرا امر جسپہ سارا دار ومدار ہے۔ اسمین پہلے یہ بات دریافت طلب ہے کہ ہماری جماعت ایسی قوم بن گئی ہے کہ دینی کامون کو نہایت خلوص نیت اور دلی جوش کے ساتہ بسہولیت سرانجام دے سکے مین اپنے علم اور تجربہ سے کہہ سکتا ہون کہ ہنوز دلی دور است۔ کہنے کو تو احمدی جماعت کی تعداد لاکہون تک پہنچ گئی ہے لیکن اگر حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایات کے بموجب دیکہا جائے تو اگر دو لاکہہ مین دو ہزار سچے احمدی اور مسیح موعود کے متبع ہون تو بہت بڑی تعداد ہے اور بہت کچہ کرکے دکہلا سکتے ہین مگر چونکہ قوم کے سارے کام میگزین لنگرخانہ مدرسہ ادہورے پڑے ہین۔ اور ہفتہ وار اخبار الحکم نے بہی مناسب اندازہ تک ترقی نہین کی تو ہماری امید اور بہی کمزور اور مایوسی کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ ہماری جماعت مین بہت ایسے باثروت اور متمول آدمی موجود ہین۔ کہ اگر وہ صرف الٰہی احکام کی تعمیل کیطرف متوجہ ہون اور اپنے مال سے زکواۃ ادا کرین تو قوم کے سارے کام بآسانی حل ہوسکتے ہین مگر ان کے دلون نے مسیح کی تعلیم سے پورا اثر نہین لیا۔ کیا خداوند تعالےٰ نے اسلام کی امداد کے لئے ہمکو بہت اچہا زمانہ عطا فرمایا تہا۔ اگر ہم مین اسلام کی سچی محبت ہوتی تو دنیا مین اسلام ہی اسلام ہوتا جناب من یہ تو میرا تو پورا پورا یقین ہے کہ اسلام کی اعانت اور حفاظت کے جو وعدے احکم الحاکمین نے اپنے رسول کے ساتہ کئے تہے انکی ایفا کا یہی وقت ہے اور اس شخص کی معرفت پورے ہونگے مگر موجودہ مسلمانونکی یہ قوم وہ قوم نہین ہے جو خدا کے ان وعدون کے ایفا کا ذریعہ بنینگے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کوئی اور ایسی پُر جوش اور باہمت قوم اسلام کو عنایت فرما دیگا جو خدا کی منشا کو پورا کرنے والی ہوگی۔ صاحب من ضرورت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ضروری۔ ضعیف ضروری۔ اشد ضروری ہمارے لئے اشد ضروری کام غیر ملکون مین اسلام کی اشاعت کا ہے جو بذریعہ میگزین بخوبی پورا ہوسکتا تہا سو اسکی اشاعت مناسب تعداد تک بہی ہم سے نہین ہوسکی۔ دوسرا نہایت ضروری کام ہمارے لئے مدرسہ تہا۔ کیونکہ مسلمانون کی قوم کے بچون کے لئے یہی مدرسہ تہا جو انکو دیندار مسلمان بناکر ہوشیار دنیادار بناسکتا تہا۔ سو اسکی جو کچہ حالت ہے وہ بہی آپ سے پوشیدہ نہین ہے۔ تیسرے ضروری کام مین لنگرخانہ واجرائے اخبارات وتصنیف کتب کا کام ہے۔ سو ان تینون کامون کو ذرا سرسری نظر سے ملاحظہ فرماکر آپ بہی الحکم کو روزانہ جاری کردین۔ میری رائے مین آپ ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ فرماوین اگر آپ ایسا کرینگے۔ تو میرے ان الفاظ کو حفاظت سے یاد رکہین "کہ آپ نقصان اٹہائینگے" آپ اسی ہفتہ وار کو ہی ترقی دینے مین سعی کرتے رہین۔ اور اسکی کمیون کے پورا کرنے کی کوشش کرین۔ وما علینا الا البلاغ

آپکا سچا خیر خواہ غلام احمد

ٹرسٹیان مدرسہ

چار پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ مجلس منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے ایک تجویز بغرض تقرر ٹرسٹیان مدرسہ شائع کی تھی جس میں ممبری کی شرط صرف ماہوار چندہ کی ادائیگی اور کوئی خدمت رکھی گئی تھی۔ اور مجلس کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ بجٹ اور سکیم کا فیصلہ اجلاس ٹرسٹیان میں ہوا کرے گا اور ایک سالانہ رپورٹ سب ٹرسٹیوں کی خدمت میں بھیجی جایا کرے گی۔ مگر بعض امور کی وجہ سے نہ کوئی اجلاس ٹرسٹیان ہوا اور نہ ہی ابتک ان باتوں پر عمل درآمد ہوا جنکا اعلان کیا گیا تھا۔ اب بعض احباب اور بزرگوں کی تحریک سے دوبارہ اس تجویز کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور ٹرسٹیان کا اجلاس آخری ایام دسمبر میں ہوگا جس میں تمام امور کا فیصلہ ہوگا کہ مجلس ٹرسٹیان کے کون کون سے عہدہ دار ہونے چاہئیں اور اسکے کیا کیا قواعد ہونے چاہئیں اور ان میں احباب کی شمولیت کس طریق پر ہونی چاہئیے اور کون کون سے حقوق یا ذمہ داریاں انکو مدرسہ کے متعلق حاصل ہونی چاہئیں۔ بالفعل اس میں صرف وہ احباب شامل سمجھے جاویں گے جنہوں نے بجواب سرکلر لیٹر جو منتظمین مدرسہ اور بعض دیگر احباب کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ پانچ روپیہ ماہوار چندہ دینا منظور کیا ہے۔ آخر میں تمام احباب سے یہ میری استدعا ہے کہ جو صاحب توفیق ہوں انکو ایسے مشوروں میں ضرور شامل ہونا چاہئیے تاکہ مدرسہ کا استحکام دن بدن بڑھے اور اسکی حالت روبہ ترقی ہو اور تمام احباب کو اس مدرسہ میں ایک نیا شوق پیدا ہو کر وہ اپنے اپنے یا اپنے دوستوں اور اقارب کے بچوں کو اسجگہ بغرض حصول تعلیم بھیجنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے جس سے مدرسہ سے وہ پورا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جسکے حصول کے لئے اسے قایم کیا گیا ہے۔

اسی اثنا میں یہ بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ سرکلر لیٹر میں بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ علاوہ ٹرسٹیان کے ایک گروہ معاونین مدرسہ کا ہو جس میں وہ تمام لوگ شامل ہوں جو ایک روپیہ ماہوار چندہ دے سکتے ہوں اور اسکو بھی بذریعہ رپورٹ کے وقتاً فوقتاً حالات و آمدنی و اخراجات مدرسہ سے اطلاع رہے۔ اور وہ اسکی بہتری کی تجویز سوچتے رہیں۔ اکثر احباب نے جن کے نام چٹھی لکھی گئی تھی ٹرسٹی یا معاون ہونا منظور فرمالیا ہے جنہوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی وہ بہت جلد مطلع فرماکر مشکور فرماویں۔ ابتداء میں یہ تجویز بھی کی گئی تھی کہ چونکہ خود بخود چندہ دینے میں بعض احباب سے تساہل ہو جاتا ہے اسلئے جو احباب خود بخود ماہوار چندہ بھیجنے کی ذمہ واری نہ اٹھا سکیں ان سے آخیر مہینہ پر بذریعہ وی پی انکا ماہوار مقرر کردہ چندہ وصول کر لیا جاوے۔ بعد اس کے بعض دوستوں نے یہ کہا کہ وی پی کرنے میں مفت کا نقصان مدرسہ کا ہوگا اور اس لئے وی پی کی تجویز کو ملتوی کر دیا گیا تھا مگر ایک ہی مہینہ کے تجربہ نے بتا دیا ہے کہ وی پی کے ذریعہ وصولی مفید رہے۔ کیونکہ جب زیادہ چندہ جمع ہو جاتا ہے تو اسکا دینا دشوار ہوتا ہے کہ خود بخود بعض وقت یاد نہیں رہتا یہ گویا ایک ایسی تحریک ہوگی جس سے احباب کو اپنا مقرر کردہ چندہ وقت پر یاد آجایا کرے گا۔ اور اسکی ضرورت کو بھی وہ محسوس کر سکینگے۔ بنابریں پھر یہی تجویز کی گئی ہے کہ ماسوائے ان احباب کے جو خود ہی چندہ بھیجنے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں دیگر احباب سے بذریعہ وی پی چندہ وصول کر لیا جایا کرے۔ یہ تھوڑا سا خرچ وی پی کا انشاء اللہ بہت سے فوائد کا موجب ہوگا۔

آخر میں یہ التماس ہے کہ وی پی صرف اس لئے بھیجا جائیگا کہ بعض احباب نے خود اس طریق کو پسند فرمایا ہے کہ خود بھیجنے میں بعض وقت کسل ہو جاتا ہے۔ اور بہت بقایا جمع ہو جاتا ہے اور یہ عین موقع پر ایک تحریک ہو جایا کرے گی۔ ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ کسی دوست سے باکراہ و جبر کچھ وصول کیا جاوے۔ پس وی پی کو جو احباب بانشراح صدر وصول فرماویں فرماویں ورنہ دفتر میں اطلاع دیدیں کہ وہ خود ہی بھیجدیا کرینگے اسکے نام وی پی نہ بھیجا جاوے۔

الراقم۔ محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جاوے وہ ایسا ہونا چاہئیے۔ جو لنگر خانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو۔ بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں فنڈ میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپکے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں۔ اسلئے سوا ان دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب دیگر مدات متعلقہ میں بھیجا کریں۔ یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو۔

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا ان پر ضروری باتیں نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے ۴ عہ چندہ لنگر ۱۲ عہ میگزین ۸ عہ مسکین فنڈ ۸ عہ کالج فنڈ۔ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام یہ روپیہ لکھا جاوے۔ ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کیلئے بھیجے جاتے ہیں بنام عبد المجید بی۔ اے درج ہے مگر پتہ ندارد اول تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہئیے اب دوسری دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں۔ ایک تیسرا کوپن میں ہے چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے عاجز عطاء اللہ۔ رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے، نہ فرستندہ کا کوئی پتہ ہے۔ ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہیں کہ لنگر خانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا پھر نام درج ہے۔ پتہ ندارد۔ ایک کوپن بالکل خالی ہے غرضیکہ سوائے ایک کوپن کے کسی پر کچھ بھی نہیں کسی پر پتہ نہیں کسی پر تفصیل نہیں غرضیکہ ایسی صورتیں میں کوپن آتے ہیں کہ حساب کتاب صاف نہیں بن سکتا۔ پس آئندہ ہر ایک دوست جو چندہ بھیجے کوپن پر پوری رقم۔ اپنا نام اور پتہ بہ تفصیل کہ کس مد کا چندہ ہے کس ماہ کا ہے سب درج کریں تا حساب صاف رہ سکے۔ الراقم۔ محمد علی

عید کی آئی اور اظہار مسرت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ ابھی پھر ایک موقع مسرت کا خدا نے ہمیں دیا ہے یعنی عید الفطر قریب آگئی ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو انہی عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا ہر چند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس دستور و انتظام کے ساتھ اس پر عمل ہونا چاہئیے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ عید فنڈ کی تقریب پر ایک روپیہ تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کیلئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھ کی جماعت میں سے پانچ ہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو عیدین کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کیلئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس عید پہ عید فنڈ کی تکمیل کا حتمی عہد کر لیں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود عید فنڈ کا روپیہ وصول کر کے اپنے مدرسہ کے نام بھیجدیں۔ الحکم کے ایک ہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے بھی عید فنڈ وصول کریں تو پانچ ہزار وہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض میں کا ایک **جزو** ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کیلئے بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالے کے لئے **ایک روپیہ** بھی الگ نہیں کر سکتے؟

میں امید کرتا ہوں کہ اس عید پر آئے ہوئے عید فنڈ میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی انشاء اللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کریگی۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ صدقۃ الفطر مساکین فنڈ کیلئے بھیجا جائے اور روپیہ بھیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میری کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائینگے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی۔

تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیے۔ فقط

درخواست دعا۔ منشی محمد حسین صاحب ... ملاجکے کا بچہ چند یوم سے بیمار ہے اسکے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بچے کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

نمبر ۴۳/۴۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ - نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

پہلے اسکو پڑھ لیجیے

ناظرین الحکم اس قاعدہ اور دستور سے خوب واقف ہیں کہ ۱۰ - ڈسمبر کا الحکم ہمیشہ سالانہ قیمتوں کے وصول کرنیکے لئے وی پی کیا جاتا ہے + چنانچہ امسال بھی **حسب معمول** ۱۰ - ڈسمبر کا الحکم وی پی ہوگا - اس **اطلاع** کے سوا کوئی اطلاع کسی کارڈ کے ذریعہ ضروری نہیں سمجھی گئی جو صاحب ۱۰ - ڈسمبر کا الحکم وی پی لینے کو کسی وجہ سے طیار نہ ہوں وہ ۹ ڈسمبر **تک اطلاع دیں** کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو + بصورت ثانی وہ اس امر کی احتیاط کریں کہ پرچہ کو واپس بھیجکر خادم دین وملت کارخانہ کو نقصان نہ پہونچائیں - سال گذشتہ میں بسا اوقات ہمدردان الحکم کی طرف سے یہ ناقابل ذکر سلوک کارخانہ سے ہوا ہے جو بجا زیر باری کا موجب ہوتا ہے - حقیقت شناس قوم کے لئے **قومی اخبار** کو ایسی شکایت پیدا ہونے کا موقع دینا سخت نامناسب ہے - **بہر حال ۱۰ ڈسمبر کا الحکم وی پی** آتا ہے + یاد رکھیے -

ایڈیٹر

روزانہ الحکم کا اجرا

مین حسب وعدہ آج کے الحکم کے ساتھ **روزانہ** کا نمونہ شائع کرتا ہوں مین اسکے متعلق کوئی رائے اپنی طرف سے قایم کرنی بے سود سمجھتا ہوں - ہان اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ نرا نمونہ ہے اور کسی اخبار کے متعلق پوری رائے جب تک اسکے متعدد پرچے نہ پڑھے جاویں قائم نہین کی جاسکتی - اسلیے بعض صورتوں میں تو نمونہ بڑی محنت اور سعی سے طیار کیا جاتا ہے اور پھر اسکی حالت مین نمایان انحطاط ہوتا جاتا ہے اور بعض اوقات نمونہ محض ایک ڈہانچا ہوتا ہے اور آئین یوماً فیوماً حالات وقت کے لحاظ سے **ایک نمایان ترقی** ہوتی جاتی ہے + اسلیے اگر ناظرین الحکم پسند کرتے ہیں کہ اس قسم کا **روزانہ** ان کے لئے طیار کیا جاوے تو وہ درخواستیں بھیجین اور بھجوائین - اب کوئی زیادہ وقت نہین رہا - صرف ۱۵ - یوم باقی ہین اگر ۱۵ دن کے اندر پوری سو درخواستین ہوگئین تو سمجھیے **روزانہ کا اجرا** ہوگیا ورنہ ۱۴ ڈسمبر کے الحکم مین روزانہ کے اجرا کے متعلق آخری اور انقطاعی فیصلہ شائع کردیا جائیگا اگر روزانہ کے لئے **سو درخواستین** ہی نہ آسکین تو فی الحقیقت ایک افسوسناک امر ہوگا -

لیکن مین سمجھونگا دیر آید درست آید -

بعض احباب نے یہ رائے بھی دی ہے کہ اگر روزانہ جاری نہ ہوسکے تو الحکم کو ہفتہ مین **دوبار** کردیا جاوے + مین اس تجویز کے متعلق بھی سر دست کچھ عرض کرنا نہین چاہتا + بجز اسکے کہ پہلے روزانہ کے متعلق تو آخری نتیجہ دیکھنا چاہیے - ہان اگر **ناظرین الحکم کلی طور اس امر کا فیصلہ ایڈیٹر الحکم پر چھوڑ دین کہ اگر وہ الحکم کو ہفتہ مین دوبار کرنا چاہے تو باضافہ قیمت عـ۸ مہینے مین آٹھ مرتبہ الحکم شائع کردینے کا مجاز ہے اور ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید چندہ دیدینگے تو اسی سوال پر غور ہوسکیگا اسصورت مین صرف اس شخص کو اطلاع دینی چاہیے جو اس تجویز سے** متفق نہو - بہر حال روزانہ کے اجرا کا سوال قوم کے سامنے ہے خواہ وہ اسے مسترد کردے یا قبول

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو از سخنم پند گیر و خواہ ملال

تازہ الہام

۲۸ نومبر

(۱) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین -
(۲) **قل میعاد ربک** -
(۳) اسدن سب پر اداسی چھا جائیگی -
(۴) **قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا** -

بائبل کے اجماع نقیضین

یہ ایک ایسی دلچسپ اور قابل دید کتاب ہے کہ جسمین انجیل کی تمام متضاد تحریرون کو ایکجگہ جمع کرکے کتاب کی صورت مین چھاپا گیا ہے اسکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ مروجہ اناجیل کو الہامی سمجھنا سخت غلطی ہے - عیسائیون کو انکی غلطی منوانے کیلئے ہر ایک مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے - قیمت ۲ محصول ۱

المشتہر
محمد حسین احمدی مقام ہوزنگ ڈاکخانہ لاہور

جناب سید امیر علیشاہ صاحب سیالکوٹ آگئے ہیں ان کے خطوط یہان آئین +

ڈائری

۲۰ - نومبر ۱۹۰۵ء

آج کل اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا علی العموم معمول ہے کہ صبح کو دس بجے کے قریب نئے مہمان خانہ میں جہاں سیٹھ عبدالرحمان صاحب فروکش ہیں۔ تشریف لے آتے ہیں دوسرے احباب بھی حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور ۱۲ بجے کے قریب تک وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔

کل آپ نے قبل ظہر اپنا تازہ الہام سنایا جو ۱۹ کی شب کو ہوا۔ فرمایا

رات عجیب طرز کا الہام تھا۔ اگرچہ اس سے پہلے اس مفہوم کا ایک الہام ہو چکا ہے۔ مگر یہ طرز عجیب ہے۔

انی معک یا ابن رسول اللہ

دوسرا الہام اس کے ساتھ یہ ہے۔

سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں۔ جمع کرو **علی دین واحد** اسپر فرمایا۔ پہلے ایک الہام ہوا تھا جس کو عرصہ ہوا ہے **سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن۔ بصالح بین الفئتین** - یہ الہام ۱۹۰۱ء کا ہے اور الحکم میں چھپا ہوا ہے - ترجمہ -

اور اب یہ الہام ہوا ہے۔ جسمیں یا ابن رسول اللہ کہا گیا ہے - دوسرے الہام کے متعلق فرمایا - کہ یہ امر ہے - کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علی دین واحد یہ ایک خاص قسم کا امر ہے -

احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو - زکوٰۃ دو - خون نہ کرو وغیرہ -

اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کرینگے - جیسے یہود کو کہا گیا - کہ توریت کو تحریف مبدل نہ کرنا - یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کرینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - غرض یہ امر شرعی ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے -

دوسرا امر کونی ہوتا ہے - اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں - جیسے **قلنا یا نار کونی بردا سلاماً** اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا - اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اس قسم کا ہی معلوم ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے - کہ مسلمانان روئے زمین علیٰ دین واحد جمع ہوں - اور وہ ہو کر رہینگے - ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے - کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے - اختلاف بھی رہیگا - مگر وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں -

۲۶ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سید امیر علی شاہ کے ساتھ مخدوم الملت کا ذکر چل پڑا۔ حضرت مولوی عبدالکریم رض کے ذکر پر فرمایا مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پر یاد آجاتے ہیں۔ انکے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے۔ مین نے مقابلہ کرکے خوب دیکھا ہے۔ انکے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور بجز اس کے میں سمجھتا ہوں۔ اور کچھ تھا ہی نہیں۔ اور اس حد تک تھا۔ کہ مین دیکھتا ہوں۔ کہ دوسروں میں وہ نہیں۔ میں ان سے بہت عرصہ سے واقف ہوں۔ اسوقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا۔ جب وہ نیچری تھے۔ اسوقت بیعت بھی کر لی تھی۔ لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں تھے۔ چنانچہ مسیح کے بے باپ ہونے پر مجھ سے گفتگو ہی کیا کرتے تھے۔ اور کئی بار کہا کرتے کہ ان کا ہی فیصلہ کر دو۔ مگر مین انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا یہی مذہب ہے۔ کہ وہ بن باپ ہوئے اس کا زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ یحیٰ اور عیسیٰ کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا ہے۔ پہلے یحیٰ کا ذکر کیا۔ جو بانجھ سے پیدا ہوئے۔ دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا۔ جو اس سے ترقی پر ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ وہ بن باپ ہوئے - اور یہی امر خارق عادت ہے اگر بانجھ سے پیدا ہونے یحیٰ کے بعد باپ سے پیدا ہونے والے کا ذکر ہوتا۔ تو اسمیں خارق عادت کی کیا بات ہوئی - اور عیسائی جو ان کے بن باپ ہونے سے خدا بناتے ہیں - اس کا جواب دوسری جگہ دیدیا

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم -

اب اگر بن باپ پیدا ہونے والا خدا ہو سکتا ہے - تو پھر جس کا ماں اور باپ دونوں نہ ہوں - وہ تو بدرجہ اولیٰ خدا ہوگا - مگر اسکو وہ خدا نہیں مانتے - اور ایسا ہی یحیٰ میں بھی خدائی مانی چاہئے - کیونکہ وہ بانجھ سے پیدا ہوئے تھے -

غرض

اوائل میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی تھیں - پھر جب اللہ تعالیٰ نے انکی معرفت زیادہ کی تو ایک دن کہنے لگے **آپ گواہ رہیں - آج سے میں نے سب گفتگو ترک کر دیں - اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہوگا -**

اور پھر مینے دیکھا - کہ اس دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی کہ رضا اور تسلیم کے سوا کوئی اور بات ہی نہیں - مین نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کے خطبات سنے ہیں - وہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا - بلکہ بعض اوقات مین نے سنا - کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے - مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ چاہتے تھے"

اس مقام پر مین نے عرض کی - کہ حضور! مرحوم فرمایا کرتے تھے - کہ وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے - جس مین حضرت مسیح موعود کی سچائی کا ذکر نہ ہو - یہ الفاظ سنکر مین نے دیکھا - کہ آنحضرت (امام علیہ السلام) کی آنکھیں پرنم ہوگئی تھیں - لیکن ان لوگوں کا ضبط اور صبر لانظیر ہوتا ہے - اس لئے ضبط کا نمونہ دکھلایا - مگر چہرہ سرخ ہوگیا تھا - اور اس مین خاص قسم کی درخشندگی پائی جاتی تھی - پھر اس ذکر کے سلسلہ مین فرمایا - کہ ان کی بڑی بیوی نے رؤیا دیکھا تھا - کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مین احمدی ہوگیا ہوں - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے - کہ وہ میری محبت مین فنا ہو گئے تھے - اچھا اللہ تعالیٰ مغفرت کرے - آمین ثم آمین -

مولوی صاحب کے اس ذکر کے بعد سید امیر علی شاہ نے جماعت علی کا ذکر کیا - کہ وہ ان کی موت کو اپنی پیشگوئی کی بنا پر ظاہر کرتا ہے -

اسپر فرمایا - موت فوت سے تو کوئی نہیں رہ سکتا انبیاء علیہم السلام پر بھی موت آئی - انہیں ٹھٹھا کرنا اور اس قسم کی شیخیاں اچھی نہیں ہوتی ہیں اسی طرح شیعہ بھی کہتے ہیں - اگر پیشگوئیاں اور خوارق یہی ہوتے ہیں تو پھر یزید کی کرامت کا بھی ان کو قائل ہونا پڑے گا - افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے - کہ راستباز وہی ہے جسکی شہادت خدا دے - اور کسی قہر کے وقت امتیازی رنگ اسکے ساتھ ہو -

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعونی تباہ ہوئے - مگر موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا -

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں - طاعون کا ذکر چل پڑا - آپ نے پرانی رؤیا [illegible] والی بیان کی - اور بالآخر فرمایا - کہ میرا الہام تو یہی ہے -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم -

جب تک پوری تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کا یہ عذاب ٹلتا نظر نہیں آتا -

دارالامان میں عیدالفطر

(۱) ۲۸ - نومبر ۱۹۰۵ء کو دارالامان میں عید ہوئی کپورتھلہ - تلونڈی ضلع سیالکوٹ - ضلع ہوشیارپور ضلع جالندھر - ضلع ملتان سے بعض احباب نماز عید میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوئے -

(۲) حسب معمول سابق حضرت حکیم الامۃ نے نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد ایک لطیف پُر مضمون اور ضروریات وقت کے حسب حال خطبہ پڑھا جو کسی دوسرے وقت الحکم میں انشاءاللہ شائع ہو سکے گا -

اس خطبہ میں اول آپ نے خطیب یا لیکچرار کے اقسام بیان کئے پھر اسی ضمن میں ان کے مقاصد اور اغراض کی تقسیم کی - ازاں بعد یہ ظاہر کیا کہ الحمد شریف قرآن شریف کا متن ہے اور سارا قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی اور صحابہ کرام کے مساعی جمیلہ اسکی تفسیر -

اس دعوے کو آپ نے نہایت قابلیت اور لطافت کے ساتھ قرآن شریف کے پہلے چار رکوعوں میں دکھایا یعنے سورۃ فاتحہ کو بطریق مختلفہ دکھایا کہ کس طرح ان رکوعات مین اسکی تفسیر موجود ہے - خطبہ پانچوین رکوع پر تھا - اسلئے پہلے تمہید کے طور پر ظاہر کیا کہ انسان کس طرح بعض اوقات منعم علیہ ہو کر مغضوب ہو جاتا ہے - یہودی قوم کو تمثیلاً پیش کیا - پھر نصاریٰ کے حالات ظاہر کئے -

بالآخر مسلمانوں کو بتایا کہ تم خیر الامم کہلائے سب سے بڑھ کر تم پر انعام ہوئے لیکن باوجود تمہیں غیر المغضوب کی دعا سکھائی گئی تھی - مگر تم نے اس کی پروا نہ کی - مسلمانوں کی حالت موجودہ علماء - صلحاء - امراء کے نظارہ سے دکھائی اور بتایا کہ علماء قوم کا دماغ - صلحاء قوم کا دل اور امراء اعضاء تھے - مگر اب سب میں فساد ہے - اس فساد سے **ضرورت امام** پر بحث کی اور پھر امام کے خواص اور صفات کا ذکر کیا - اس کی صحبت اور عقد ہمت سے بہرہ مند ہونے کی راہیں دکھائیں + قوم کو وحدت کی طرف متوجہ کیا + بالآخر قومی ضرورتوں سے آگاہ کیا یہ نہایت مختصر خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں اس خطبہ کا ہے جو حضرت حکیم الامۃ نے پڑھا - اس خطبہ کے ضمن میں آپ نے قوم کو قوم بنانے کے اصولوں کی بھی تعلیم کی - اور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور اغراض کی طرف پورے زور کے ساتھ متوجہ کیا - **جزاہ اللہ احسن الجزاء** - دو گھنٹہ تک خطبہ پڑھا +

ترکیب بند

متضمن تعزیت حضرت مخدوم الملة اخو معظم مولینا مولوی عبد الکریم صاحب صافی سیالکوٹی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنة مثواہ

(از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی)

چیست عالم را کہ شد تاریک وتار
آسمان را چیست گرد بیقرار
ازچہ مہر وماہ روپوشیدہ اند
در دوائے نیلگون لیل ونہار
ازچہ میگرید سحاب نوحہ زن
یا دہم سو بر زند از اضطرار
لرزہا اندر زمین افتادہ است
جنبشے آوردہ در کوہ وحصار
چشمہ ہا گریان زاندوہ درون
سنگہا غرقاب اشک آبشار
دشتہا را نیش خار اندر جگر
سبزہ فرش ماتمی در مرغزار
وحشتے افتادہ درجان وحوش
در طیور آمد فراق وانتشار
از چمن رونق برون بنہادہ پا
وز خزان افسردہ شد باغ وبہار
از نوائے نالہائے عندلیب
گل گریبان چاک کردہ بار بار
از شکست رنگ گلہا بوئے یاس
در رسید اندر مشام شاخسار
صیحۂ ماتم زدہ در گوش خلق
نوحہ نالئے نواہائے ہزار
سینہا را مجمع البحرین کرد
رودبار دیدہ ہائے اشکبار
ہست اظہار عزائے بندۂ
مومنے سر پیش حق افگندۂ

جان پاکان نور حق عبد الکریم
جانفدائے حضرت رب رحیم
پاکبازے ۔ زاہدے ۔ خوش منظرے
طلعت پاکش شفائے ہر سقیم
زنگ دلہا را کلامش صیقلے
چون ید بیضائے موسائے کلیم
منطقش آرائش حسن کلام
حجتش چون تیغ بر فرق لئیم
مبلغ علمش صفا وصدق وحق
فہم او گل نافۂ مشکی زاں النسیم
شمع بزم مہدی عیسے خطاب
گلبن تو یا دہ باغ نعیم
رفض را از بیخ وبن انداختہ
تعبیت تثلیث را کردہ دو نیم
دمغ باطل بو مقصود دلش
بہر حق استادہ با قلب سلیم
آنچنان افگند بتہا را کہ حق
کافرے را افگند اندر جحیم
بلبل شیدائے جنت آشیان
نغمہ سنج حرف وحدت در حریم
طوطی شکر فشان شیرین لبے
شاخ طوبائے فصاحت را مقیم
رفت سوئے خلد اعلے در دمے
زد پر پرواز بر عرش عظیم
مرحبا گویان ملائک در رکاب
قدسیان استادہ بہر فتح باب
پہلوانے صالحے ۔ دین پرورے
از برائے دین احمد جاکرے
نصرت دین جسم وجانش را غذا
پیش روئے دشمنان چابک ترے
غیرت دین قوت جان ودلش
بس ہمین خوردہ ز شیر مادرے
از ریا وعجب ونخوت دور تر
جامۂ تقوی کشیدہ در برے
الفت جان محمد جان او
بر بلند یہائے الفت بر ترے
جذب حبش آنچنان ممتاز کرد
شد بعشاق محمد فاخرے
دیدۂ جانش برو روئے مصطفا
چشم خوش بینش نہ دیدہ دیگری
الفتش در جان ونامش بر زبان
صورتش در چشم ودر دل دلبرے
پیش احمد بہر احمد آمدہ
در تلاش یار شوریدہ سرے
دید احمد را با حمد آشکار
صورتش در صورتش جلوہ گرے
زان نشست اندر حریم قادیان
تا دم آخر نہ جنبید از درے
دلفگارے عاشق روئے کسے
والہ وشیدائے گیسوئے کسے
مومنے ۔ متخشعے ۔ مستغفرے
از پئے دین بر مصائب صابرے
درس قرآن مقصد جان ودلش
قاری در علم قرآن ماہرے
تا بیاموس را کشیدے قرأتش
حسن صورت قرأتش را زیورے
خوش خطیبے ۔ چون بمنبر آمدے
گل فشاندے از لبش یا گوہرے
نقش کردے حرف حق بر لوح دل
دور کردے نفس را از ہر شرے
چون پئے تبلیغ حق حاضر شدے
نصب کردندے برائش منبرے
پیش روئے خلق استادے چو شیر
نے بدل رعبے نہ بارش بر سرے
سامعین را دل ربودے از بیان
حسن صوتش ہمچو سحر ساحرے
در صماغ گوشہا حق بر زدے
مومنے پیش آمدے یا منکرے
بہر الزام خصیم حیلہ گر
چشم عالم زو ندیدہ بہترے
در دعاہا اشک حسرت ریختے
جامۂ اخلاص کردہ در برے
رونق اسلام از حق خواستے
چہرۂ دین متین آراستے
مخلصے ۔ در علم وایمان محکمے
مشفقے ۔ مر دوستان را مُکرمے
عارفے ۔ عالی دماغے ۔ شاعرے
موشگافے ۔ نکتہ سنجے ۔ عالمے
مرغ فہمش بر پریدے چون باوج
صید معنے را گرفتے در دمے
چون بہ بزم دوستان گفتے سخن
بر دل خستہ نہادے مرہمے
چون کشادے عقدۂ اسرار حق
منتشر کردے گہر چون شبنمے
گل فشاندے وقت شرح مدعا
واز سرتہا غلط کردے غمے
قانعے ۔ کز بہر این دنیائے دون
پیش کس پشتش نگردیدہ خمے
شیشۂ اسکندری عکس دلش
صورت تدبیر او جام جمے
نعمت حق بود بہر مومنان
طالب دین را عطائے منعمے
صحبتش تریاق بود از بہر دل
فرقتش از بہر جان بودہ سمے
بود شادی زو نصیب دوستان
قسمت اعدائے ملت ماتمے
بلبلان را در چمن بنواختے
زاغ را کاشانہ جرہم ساختے
رفت پیش یار خود شادان شدہ
روئے او از نور حق تابان شدہ
از وصال دلبرش آرام یافت
رستگار از کلفت ہجران شدہ
قدسیان زیر لوا رتبتش
از علو مرتبت حیران شدہ
سعی او مشکور بہر دین حق
بر صدلقتہائے دین قربان شدہ
دیدۂ اخوان ز درد ہجر او
ریختہ خون جگر گریان شدہ
دل پئے تحصیل اطمینان وصبر
در دعاہا پیش حق نالان شدہ
آمد از حق مر مبارک را نوید
کانے رفیقت داخل رضوان شدہ
دیدمش در حمد وتسبیح خدا
ز ینجہان بے بقا پنہان شدہ
یافتہ از حق حیات جاودان
تاج پوشش مسند غفران شدہ
گفتمش اے پاکباز روزگار
این حیاتت آیت رحمان شدہ
خلق میگوید کہ صافی مردہ است
زندہ مے بینم ترا خوش جان شدہ
متقی را از جناب کبریا
زندگی بخشند ہمچون انبیا
حبذا آن نخلبند باغ دین
رفت از یک جست در خلد برین
مرحبا خوش ہمتے کز یک قدم
طے نمود از آخرین تا اولین
زینجہان با نیکنامی ہا گذشت
بود اندر نیکوان مسند نشین
بود مقصودش رضائے کردگار
شغل او پیش خدا سر بر زمین
داستان حضرت رب الجلیل
خط مقبولی کشیدہ بر جبین
در میان ملاء اعلے در رسید
بر زبان قدسیان صد آفرین
در گروہ عارفان ستہ نام یافت
حق نما وحق ستا وحق گزین
ہر کجا تصدیق حق را بر نشست
شمع بزم کذب را زد آستین
حب او داخل شدہ در جذر قلب
جان او با جان ہر مومن قرین
مومنے ۔ گر وزن ایمانش کنند
کوہ ہم باشد سبکتر با یقین
کیست آن کز فیض او باشد تہی
کو کہ نبود منت او را رہین
رحمت حق باد بر صرف جان او
باد در فردوس رفعت شان او

آخر این دارِ فنا رحلت است
زین سوئے شہرِ خموشان ہجرت است

بادشاہان را ازین ہم چارہ نیست
انبیا را ہم فنا از حکمت است

کس نماندہ کس نماند در جہان
دوستان - این ماجرا بے شبہت است

اہل دنیا را فنا ذلت بود
اہل حق را مرگ عز و رفعت است

تلخ تر از زہر شان جامِ ہلاک
بہر ایشان ہمچو شیرین شربت است

فکرِ دنیا اہل دنیا را جحیم
ترکِ دنیا اہل را جنت است

غافلے سوز د بنارِ حرص و آز
ہوشیارے روز و شب در راحت است

دل مبند اے دوست در دنیائے دون
الفتِ آن درد و رنج و زحمت است

دل بحبِّ آخرت مشغول دار
غفلت از عقبٰے نشانِ شقوت است

کارِ دونان فکرِ این فانی سرا است
کارِ پاکان بہرِ عقبٰی محنت است

ہمچو مردِ حق گزین عبد الکریم
کاشنائے موجِ بحرِ رحمت است

مرغِ جانش چون بحق پرواز کرد
دستِ رضوان بابِ جنت باز کرد

اے خدا اے ذو الجلال کردگار
اے رحیمِ بندگان آمرزگار

اے عزیزِ خاطرِ ہر خستہ جان
اے رفیقِ جانِ ہر محنت گزار

اے نصیرِ حامیانِ دینِ حق
فاتحِ ابوابِ رحمت بر خیار

اے فدائیت خاطرِ صافی دلان
اے بنامت جانِ ہر مومن نثار

ہمچو جانِ بندۂ عبد الکریم
بر روانش ابرِ رحمتہا ببار

رونق افزائے جنان کن روحِ او
جانِ او کن باغِ جنت را بہار

سازِ قرآن را شفیعِ رحمتش
ہمچنان کو بود بہرش غمگسار

خادمِ قرآن ز اہلِ ملتش
مثلِ آن مخدومِ ملت کن ہزار

اہلِ ملت را بگردان مثلِ او
بہرِ فرمانِ مسیحا پاسدار

اہلِ ملت را بدہ ایفاءِ عہد
ہمچو آن مردِ نکو کن برقرار

محو کن نقشِ بدی از لوحِ دل
واز ہوائے نفس و شیطان دور دار

جملہ را کن بر رہِ طاعت روان
واز عقوبتہا بدار اندر امان

سفرنامۂ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

رؤیا ۲۲- اکتوبر کی صبح کو جیسا کہ قرار پاچکا تھا اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام دار الامان سے سوئے دہلی روانہ ہونے کو تھے - اسی رات میں آپ نے ایک رویا دیکھی جو الحکم میں چھپ چکی ہے مگر سفرنامہ کے ضمن میں بھی اسکا درج ہونا ضروری ہے اور وہ یہہ ہے-

"دیکھا کہ دلی گئے ہیں تو تمام دروازے بند ہیں پھر دیکھا کہ انپر قفل لگے ہوئے ہیں۔ پھر دیکھا کہ کوئی شخص کچھہ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے میں نے کہا تم مجھے کیا دکھہ دیتے ہو- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دُکھہ دیا گیا ہے۔"

اس رؤیا کے دو حصہ ہیں ایک وہ جو میں نے جلی قلم سے لکھا ہے اور دوسرا وہ حصہ جس میں کسی تکلیف دہ شے کا کان میں ڈالنا دکھایا گیا ہے - یہ رؤیا آپ نے روانگی سے پہلے قادیان میں سنادی تھی اور سٹیشن بٹالہ پر خاکسار اور دوسرے احباب نے اعلےٰ حضرت ہی کو بلا واسطہ سُنی - میں اس رؤیا کی تصدیق آگے چلکر بتاؤں گا - سر دست یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس سفر میں دہلی اور دوسرے مقامات پر جو پیش آنے والا تہا اسکی خبر اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کو پہلے سے دیدی تہی-

ضمنی بات میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سفر دہلی کی تقریب بظاہر تو حضرت ام المومنین علیہا السلام کے اپنے اقارب و اعزا سے ملنے کی تہی لیکن اللہ تعالےٰ کے مامورو مرسلوں کی اوقات بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور وہ کبھی ایک دم بھی اپنے غرض سے غافل نہیں ہونا چاہتے بظاہر کچھہ شک نہیں یہی امر تہا مگر جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اسباب اہل مدینہ کی روحانی تربیت مقصود تہی جو مکہ نہ آسکتے تہے - اسی طرح یہہ اس سفر میں حضرت حجۃ اللہ کا منشا - تبلیغ منشاءِ ربانی تہا اور یہ سفر اسکے لئے بہانہ ہوگیا - واللہ دَرُّ من قال-

من آن نیم کہ تغافل ز کارِ خود بکنم

غرض

روانگی از قادیان اعلےٰ حضرت ان پاک اغراض کو لیکر دار الامان سے ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اتوار کے دن صبح کو آٹھہ بجے کے قریب روانہ ہوئے - اسباب ایک گڈے پر رکہہ رات کے چار بجے کے قریب افغانی احباب اور میر مہدی حسین صاحب کی نگرانی میں پہلے بہیجدیا گیا تہا-

چونکہ آپ نے قیام دہلی کے لئے صرف چند دن تجویز کئے تہے اسلئے آپ کے ہمراہ دار الامان سے بہت ہی مختصر جماعت خدام کی ساتہہ ہوئی - یعنے آپکے اہل بیت اور خادمہ عورتوں کے سوا مندرجہ ذیل خدام کو آپکے ہمراہ ہم سفر ہونے کا شرف حاصل ہوا (۱) حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی - (۲) عالی جناب سیٹھہ عبد الرحمان صاحب مالک ساجن کوٹھی مدراس (۳) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور (۴) مولوی عبد الرحیم صاحب میرٹھی - (۵) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر (۶) خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری (۷) شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم (۸) بابو نو الدین صاحب کلرک ڈاکخانہ (۹) شیخ حامد علی صاحب - (۱۰) خاکسار ایڈیٹر الحکم-

میں چونکہ حضرت اقدس کے ایماء اور ارشاد سے ایک دن پہلے بٹالہ سٹیشن پر گاڑی کے ریزرو کرانے کے لئے آگیا تہا اسلئے دار الامان سے روانگی کا نظارہ پورے طور پر نہیں دکہا سکتا - لیکن عام طور پر جیسا کہ پہلے کئی مرتبہ مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے) - قادیان کی جماعت اپنے **ولی نعمت آقاء و مرشد** کی مشایعت میں دور تک ساتہہ آئی - اور بعض طالب علم جیسا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں حضرت اقدس کی سواری کے ساتہہ جوش محبت و اخلاص میں بٹالہ تک دوڑتے آئے یعنے مولوی احمد نور صاحب کابلی - شیخ عبد الرحیم صاحب اتالیق صاحبزادگان نواب صاحب - میان شادیخان صاحب - اور یہ لڑکے بھی ساتہہ تہے - عبد الرحمان بن شادی خان - صوفی عبد اللہ - عبد اللہ درزی میان مظہر حق-

بٹالہ سٹیشن حضرت اقدس کی روانگی کی خبر سیکھون ہی کسی طرح پہونچ گئی تہی اسلئے وہان کے مخلص احباب میان جمال الدین اور برادر عزیز منشی عبد العزیز صاحب پٹواری بھی شرف زیارت کے لئے آگئے تہے اور بٹالہ کی جماعت بھی موجود تہی - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ بجے کے بعد بٹالہ پہونچے - اور سٹیشن پر ایک خاصہ اژدہام زایرین کا ہوگیا-

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملاقات ابھی اعلےٰ حضرت تشریف نہ لائے تہے اور میں اور دوسرے احباب سٹیشن پر موجود تہے اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر ۱ بجے کی گاڑی میں امرتسر جانے کے لئے تشریف لے آئے - ساتہہ انکا ایک بچہ بھی تہا - میں نے انکو اور انہوں نے مجھے دیکھہ لیا - اپنے بھائی صاحب کو کسی امر کے متعلق تاکید کر رہے تہے اور ایک شیعہ صاحب بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تہے - مجھے دیکھتے ہی کہا - **یعقوب** کدہر؟

خاکسار - حضرت اقدس دہلی جاتے ہیں میں بھی آپکے ہمراہ جاؤن گا-

محمد حسین - تم ابھی تک مرزائی ہو-

خاکسار - الحمد للہ اسوقت تک خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدی ہوں اور دعا ہے کہ اسی پر خاتمہ ہو اور آپ کو بھی شامل ہوتا ہوا دیکھہ لیں-

محمد حسین - میرا رسالہ پڑھ لیا ہے-

خاکسار - ہان آپ نے مجھے تو بھیجا نہیں لیکن میں نے اسے پڑھ لیا ہے - اس رسالہ کو پڑہ کر مجھے آپ پر بہت رحم آتا ہے-

محمد حسین - (شیعہ صاحب سے خطاب کر کے) تم میرا احسان مانو-

شیعہ - تمہارا احسان کس بات کا-

محمد حسین - تم نے وہ اشتہار مرزا کا نہیں پڑہا- جو ابھی اس نے شائع کیا ہے جس میں حضرت امام حسین کی بڑی تعریف کی ہے-

شیعہ - اس میں تمہارا احسان کیا ہے؟ اشتہار مرزا صاحب نے دیا اور احسان تمہارا-

خاکسار - مولوی صاحب! اس سے بہتر تہا کہ آپ یہ احسان نہ جتاتے تاکہ آپکو شرمندہ نہ ہونا پڑتا- یہ مرض آپکا ابھی گیا نہیں ہے جا فخر آپکو ... [illegible]

محمد حسین - ان کو معلوم نہیں وہ اشتہار میرے رسالہ ہی کو پڑھکر انہوں نے شائع کیا ہے-

خاکسار - آپ کے رسالہ کو تو انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور وہ دیکھنے کے قابل چیز ہی کیا ہے - اس رسالہ کو تو جو شخص پڑہیگا اسکو آپ کی حالت پر بہت رحم آئیگا-

محمد حسین - تم تو پیشگوئی کرتے تہے کہ رسالہ بند ہو جائیگا نکلا یا نہیں-

خاکسار - آپ ہی بتائیں بند ہوا یا نہیں یہہ نکلنا تو بند ہونے سے بدتر ہے دو دو سال کے بعد بھی کبھی نکلا - اور پھر بیچ میں ایک ایک سال گم - جو حالت رسالہ کی ہے وہ اس مرتبہ کے رسالہ کا دوسرا صفحہ دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے-

یہان رسالہ محمد حسین کے صفحہ دو کے بعض حصے ہیں ناظرین الحکم کی خاطر

درج کرنے ضروری سمجھتا ہون اور وہ یہہ ہین

محمد حسین - اب دیکھو گے کیا ہوتا ہے ؟

خاکسار - پہلے آپ نے کہکر لیا ہے جو آیندہ کرلوگے + آپ کو انہین تعلیون نے خراب کیا - جب یہ تکبر نکل جائیگا - پھر خدا تعالے کے وعدہ کے موافق رجوع کرلوگے -

محمد حسین - مین ہرگز نہین کرونگا -

خاکسار - یہہ اسوقت کی بات ہے اسوقت آپ کو ندامت ہوگی کہ میرے کیا دعوے تھے - آپ کے اس رجوع کی خبر کیوجہ سے آپ پر بہت رحم آتا ہے - اور ہم منتظر ہین کہ آپ کی اس حالت کو بھی دیکھہ لین -

مولوی صاحب ! آپ کی **خانہ بربادی** کا بھی بڑا افسوس ہے - مرزا صاحب کی مخالفت آپ کو سستی نہ پڑی اولاد کا وہ حال ہوا - گھر ویران ہوگیا - رسالہ کی یہہ حالت -

محمد حسین - مین تو جانتا ہون مرزائی کرامت مشہور کرے گا - اسلئے مین نے پہلے ہی اس کے جواب کا ذکر کیا ہے - دوسرے رسالہ مین جواب نکلے گا اسپر بحث کرونگا - اس رسالہ کو جب مین نے شایع کیا تھا مجھے خیال ہوگیا تھا کہ وہ کہدیگا -

اٹھے پئے تکفیر من بستہ کمر
خانہ ات ویران تو در فکر دگر

خاکسار - مولویصاحب ! جادو وہ جو سر چڑھ بولے ! آپ کو خود معلوم ہوگیا ہے کہ یہہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ورنہ آپکو اسکی تردید کی فکر کیون ہوئی - اور آپ کا رسالہ اسپر شاہد ناطق ہے -

اس کے بعد سلسلہ کلام بدل گیا - مینے کہا سناؤ آپ کے **روحانی فرزند** کے حق مین فیصلہ آرہ شایع ہوگیا ہے -

محمد حسین - اسی غرض کے لئے تو مین امرتسر جاتا ہون اور پھر آرہ جاؤنگا - وہ فیصلہ غلط ہے مینے چالیس ورق کا ایک اپیل لکھا ہے - مین اس دفعہ آرہ جانا نہین چاہتا تھا مینے ان کو لکھدیا تھا کہ کہتی ہی اہل حدیث نہین اسپر انہون نے مجھے لکھا کہ آپ **اصلاح** کے لئے آئیے - اسواسطے اب مین جاؤنگا - چنانچہ یہہ خطوط دیکھو جو انہون نے مجھے لکھے -

چند خطوط مجھکو دکھائے کہ مین اب ثابت کرونگا کہ کوئی اہلحدیث نہین ہے

خاکسار - یہہ بڑا اچھا کام ہے صفایا کرو -

محمد حسین - ہان تم تو چاہتے ہو کہ یہ گھر مین لڑتے رہین اور ہمارا کام بن جاوے -

خاکسار - تمہارے گھر مین پھوٹ پڑنا تو لازمی امر ہے - اللہ تعالے نے پہلے سے اس کی خبر دیچکا ہے باقی یہ کہ تمہاری باہمی مخالفت یا اتفاق سے ہمارا کیا فائدہ یا نقصان ہے - ہمارے مقابلہ مین تو آپ سب اکٹھے ہین اور ہم تو چاہتے ہین کہ آپ سب اکٹھے ہوکر ہمارا مقابلہ کرتے رہین تاکہ اللہ تعالے کی عظمت اور سلسلہ عالیہ کی سچائی اور بھی زور سے ثابت ہو - کیا آجتک آپ سب نے مل کر ہمارے سلسلے کے خلاف کارروائیان نہین کین اور اس رسالہ مین تو آپ نے حد کی ہے کہین کسی کو بھڑکایا ہے کہین گورنمنٹ کو اکسایا ہے -

محمد حسین - مرزا صاحب نے جو چٹھی گورنمنٹ کے نام شایع کی تو مین نہ لکھتا - یہہ تو مین جانتا ہون کہ ان تحریرون پر کوئی نوٹس نہین لیگا -

خاکسار - خوب ! آپ کو پہلے ہی سے اپنی ناکامی کا علم بھی ہے - اور باوجود اس ناکامی کے علم کے پھر قلم اٹھانا آپ ہی کا کام ہے -

محمد حسین - مینے تو صرف مقابلہ کردیا ہے - خواہ کوئی سنے یا نہ سنے -

خاکسار - پھر اس مقابلہ مین آپ کو سچ جھوٹ کی کیا غرض - ایک مقصد جو مقابلہ رکھہ لیا کہ وہ جو کچھ کہین اسکا جواب ضرور دینا - یہہ طریق اچھا نہین ہوسکتا -

محمد حسین - تم تو کہانے کے لئے ایسا کرتے ہو !

خاکسار - جب آپ تائید کرتے تھے کیا کہاتے کیواسطے کرتے تھے - اور اب مخالفت بھی اسی وجہ سے کر رہے ہو اور اگر مرزا صاحب نے پیسہ دیکر تائید کرائی ہو تو سب سے پہلے تو سب سے پہلے آپ ہی کو نصایتہ ملاتے - حالانکہ آپ کہتے بھی تھے کہ مجھے ذرا تخلیہ مین سمجھا دو مین سب کو منوا دونگا اور خاموش کرا دونگا -

پھر آپ نے کہا کہ مین گرادونگا ابتدائے دعوے کا زمانہ تھا مخالفت عام تھی آپ کے پاس کسقدر روپیہ انہون نے بھیجا کہ آپ مخالفت نہ کرین -

پھر اور جنہون نے مخالفت کی اور آپ بھی ان مین سے اکثرون کو جانتے ہین کہ وہ کرایہ کے مخالف ہین اگر ان کو دو چار آنے بھی دیدئے جاوین تو آج تعریف کرین - ایمان سے کہو کہ کسی مخالف کو کچھہ دیا کہ ہماری مخالفت نکرو - معلوم ہوتا ہے آپ کے سارے کام اسی غرض اور مقصد کے لئے ہونگے - جو اورون کو اسپر قیاس کرتے ہو - آپ مجھے نہین جانتے مین کب سے اس سلسلہ مین ہون ؟

محمد حسین - تم نے مجھے ایکمرتبہ کہا تھا کہ کچھہ شکوک ہین ؟

خاکسار - لعنت اللہ علے الکاذبین مولویصاحب آپ میرے سامنے جھوٹ کہتے ہین اور مجھہ پر ہی - مینے کب آپ سے کہا بلکہ ہمیشہ آپ سے اس مسئلہ مین اپنی سمجھہ کے موافق کلام کرتا رہا - اور آپ کو بھی سمجھاتا رہا -

ایک مرتبہ بمقام امرتسر مولوی محمد حسین صاحب نے مجھکو کہا کہ تم بچے ہو تمہاری سمجھہ مین نہین آتا اگر تم کچھہ عرصہ میرے پاس ٹہرے رہو تو مین تمہین سمجھا سکتا ہون اور امید ہے تم سمجھہ جاؤ گے مینے کہا تھا کہ اگر آپ نے **ریویو** مین سب کچھہ جھوٹ لکھا ہے تو قسم کھاکر شایع کردو - کہ مین نے جھوٹ بولا تھا - پھر دیکھا جاویگا -

اسپر مولویصاحب نے کہا کہ اسوقت مرزا صاحب کی حالت اچھی تھی اب مجھہ پر کھل گیا ہے کہ وہ غلطی پر ہین - اسپر مین نے کہا کہ اسوقت کی اچھی حالت کی شہادت آپ نے دیدی اور اب جس حالت کو آپ خراب کہتے ہین اسکو ہم نے اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا کہ اعلے درجہ کی ہے اور اسی طرز و طریق پر جو نبیون مین ہوتی ہے پھر آپکی بات کیونکر مان لین جو دور رہتے ہین اسپر آپ تیز ہوگئے تھے کہ مجھے معلوم نہین تو تمہین معلوم ہے مینے کہا تھا کہ کیون نہین معلوم نہین مجھے معلوم ہے یہہ واقعہ ہے جسکو مد نظر رکھکر اس نے کہا کہ تم کہتے تھے شکوک ہین اور یہ ۱۸۹۴ء کا واقعہ ہے -

اسی حیص بیص مین گاڑی آگئی اور مولویصاحب اپنے بچے کو تلاش کرنے لگے تاکہ اسکو اپنے بھائی صاحب کے سپرد کرین مینے کہا مولوی صاحب وہ سیٹی کہان گئی جس سے آپ اپنے بچون کو بلایا کرتے تھے -

ناظرین الحکم کو غالباً معلوم نہین جب کلارک کا مقدمہ ہوا اور آپ شہادت کے لئے بٹالہ کے مقام پر حاضر آئے تو ایک بچہ بھی ساتھ تھا اسکو آواز دینے کی بجائے آپ گلے مین ایک سیٹی رکہا کرتے تھے اور وہ اس سیٹی پر لگا ہوا تھا اس سیٹی کی طرف مینے اشارہ کیا -

محمد حسین - نہین وہ اب نہین رکہتی - پھر جلدی مولوی صاحب گاڑی مین بیٹھ گئے اور مجھے فرمانے لگے کہ آجاؤ یہان ابھی وقت ہے مین نیچے ہی کھڑا رہا اور مینے کہا کہ

مولویصاحب آپ کے اس رسالہ نے ایک اور فایدہ بھی دیا ہے وہ یہ کہ آپ نے حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم مان لیا ہے افسوس ہے ہم یہ بات کہین تو کافر اور آپ کہین تو مومن -

مولویصاحب - تم نے غور سے نہین پڑھا - احمق ! وہان لکھا ہوا ہے کہ وہ وہبی ہوتا ہے -

خاکسار - حضرت ! پھر ہم بھی تو وہبی ہی کہتے ہین ہم نے کہان لکھا ہے کہ وہ اکتسابی طور پر انہون نے حاصل کیا تھا

مولوی صاحب ! - اچھا خدا تمہین ہدایت دے -

خاکسار - ہان اللہ تعالے ہم کو کامیاب کرے آمین اور آپ کی بھی اس عینک کو اتارے اور آپ کی نظر صاف ہو -

محمد حسین - تم بڑے شریر ہو -

ناظرین سوچین اس مین شرارت کی کیا بات ہے -

خیر ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خا را

گاڑی نے دسل دیا اور مولویصاحب رخصت ہوگئے -

(باقی آیندہ)

اطلاع برائے خاص و عام

میرا لڑکا الیس این احمد احمدی (شیخ نصیر احمد احمدی) کچھہ روپیہ لیکر یہان سے مفرور ہوگیا ہے اگر اب کسی کو کچھہ روپیہ میرے نام سے طلب کرے ہرگز ہرگز اسکو نہ دین - اگر کوئی شخص دیویگا بندہ ذمہ دار نہوگا - اطلاع تحریر ہے - المشتہر شیخ یوسف احمدی ٹھیکہ دار کمرشل کیمپ انبالہ بازار توپخانہ - ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء

نوٹ - مولوی محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعۃ السنۃ افسوس ہے - اسوقت مجھے نہین مل سکا اور وہ اقتباس جس کا اوپر ذکر کیا گیا تھا یہان درج نہین ہوسکتا مگر مین اپنے الفاظ مین اسکا خلاصہ یا مفہوم یہہ درج کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے التوائے رسالہ کے وجوہات اس مین بیان کئے ہین - جن مین سے اپنے لڑکون کی آوارگی - بیوی کا فوت ہوکر خانہ بربادی - بھی درج کیا ہے اور پھر خلاف معمول سابقہ رسالہ کو بلا درخواست بھیجنے کے ذکر کیا ہے - اور پریس کی مشکلات مین مابعد اجرت دینے والون کی بری حالت دکھائی ہے - غرض ایسے امور پیش کئے ہین جو ایک سمجھہ دار اور صاحب فہم و فراست کے نزدیک **عبرت انگیز** ہین -

ایڈیٹر

شاہی سیاحت

حضور ولیعہد بہادر نے ہز ایکسلینسی لارڈ لیمنگٹن کو جو پرائیویٹ چٹھی لکھی ہے اس میں باشندگان بمبئی کا تہ دل سے شکر ادا کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جب ہماری سواری گذرتی تھی۔ اور کثیر التعداد باشندگان شہر اظہار مسرت کرتے تھے۔ تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گو یا ہم اپنی ہی قوم میں ہیں۔ اور جس اعلےٰ پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ کسی قسم کا حادثہ نہیں ہوا۔" بوڑھے سے بوڑھے لوگ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بمبئی میں ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بدنصیبی سے بمبئی سے گذر کر جب ٹرین گجرات میں پہونچی۔ تو اندھیرا ہو چکا تھا۔ اور ہز رائل ہائینس نے اصلی ہندوستان کا جو پہلا منظر دیکھا۔ وہ پنچ محل تھا جو بمبئی کے تمام ضلعوں میں کم آباد اور بنجر ہے۔ راستہ میں جو اسٹیشن پڑتے تھے۔ ان پر بھی آراستگی اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام تھا سڑکوں پر دیہاتی مشتاق کھڑے نظر آتے تھے۔ رتلام پر رائل سیڑ گاج سرتین (?) کا معائنہ ہوا۔ تاکہ ہز رائل ہائینس معلوم کر سکیں۔ کہ انگریزی نگرانی میں ہندوستانی محنت کاریگری کا کیسا اعلےٰ نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ چنبل کے قریب پہنچکر منظر بدل گیا۔ باجرے کے کھیت کٹنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ روئی کے کھیت گولر سے لدے ہوئے تھے غرض کھیتوں میں زراعتی دولت پھٹی پڑتی تھی۔ اندور کا سٹیشن چھوٹا سا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی آرائش اور سجاوٹ کی بہت کم گنجائش ہے۔ نہ اس قسم کی کوئی کوشش ہوئی۔ لیکن اس کی کمی والیان ریاست کی زرق برق پوشاکوں نے پوری کر دی تھی۔ کل وسط ہند کے شہزادے یہاں موجود تھے۔ درجہ کے لحاظ سے بیگم صاحبہ بھوپال اول نمبر تھیں کیونکہ صرف وہی ایک مسلمان فرمانروا دنیا بھر میں ایسی ہیں۔ جو پردہ میں بیٹھکر حکومت کرتی ہیں۔ اس کے بعد مہاراجہ ریوان آئے۔ جو سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ مہاراجہ اورچھا جی سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ لگائے ہوئے تھے۔ ان کی پوشاک بہت بھاری تھی۔ نسبتاً مہاراجہ دتیا کی پوشاک بالکل سادہ تھی رتلام اور جورا کے شہزادے امپریل کیڈٹ کور کی وردی میں تھے۔ اور ان کے چہروں سے وہ تعلیمی ترقی ظاہر ہوتی تھی۔ جو ہندوستانی امرائے کی ہے۔ مہاراجہ چارکھاری اور نواب صاحب بستی بھی قیمتی پوشاک زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ جو سنہری کام سے لدی ہوئی تھی۔ پوشاک کے علاوہ مختلف وردیاں بھی کچھ کم دلچسپ نہ تھیں۔ جو اس چھوٹے سے سٹیشن پر جمع ہو گئی تھیں۔ راجپوتوں کے گھونگریالے گل مچھے مرہٹوں کے ... چہرے۔ بھوپال اور بستی کے ... اور قدیم تیری کا مجسم نمونہ پیش نظر تھا جس سے وسط ہند کو سلطنت برطانیہ نے نکالا ہے ... اور ... بمبئی گرینڈیرز کے ... کی پوری وردیاں نہایت دلفریب سماں دکھا رہی تھیں۔ ہز رائل ہائینس کے سٹیشن پر پہنچنے پر جو رسم ادا ہوئیں۔ وہ بالکل سادہ تھیں۔ جس وقت شاہی ٹرین اسٹیشن پر پہونچی۔ تو ہز رائل ہائینس اپنے سیلون کے پلیٹ فارم پر واپس ایڈمرل کی وردی میں کھڑے ہوئے تھے۔ ستارہ ہند کا تمغہ بھی لگا ہوا تھا۔ معمولی سلامی کے ساتھ وہ مع ہز رائل ہائینس اور سر والٹر لارنس پلیٹ فارم پر اترے۔ سر والٹر نے میجر سیف ڈیلی سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای کو پیش کیا جو مشہور سر ہنری ڈیلی کے بیٹے ہیں۔ جن کا نام سنٹرل انڈیا کی گھوڑچڑھی فوج کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیگا۔ اب میجر ڈیلی نے نوجوان مہاراجہ ہلکر والئے اندور کو پیش کیا۔ جو نابالغ ... سالہ اور ہز رائل ہائینس کو مدعو کرنے کے لئے یہ حکمران ہیں۔ تعداد توپ سلامی کے لحاظ سے والیان ملک پیش ہونے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے بیگم صاحبہ بھوپال پیش ہوئیں اس کے بعد مہاراجہ ریوا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ اورچھا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ دتیا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ دہار۔ راجہ دیواس شاخ کلاں راجہ دیواس شاخ خورد۔ مہاراجہ ستھن (?)۔ نواب صاحب جاورا۔ راجہ رتلام۔ مہاراجہ چرکھاری کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ بجاوا۔ نواب صاحب باؤنی۔ راجہ سیتامئو۔ راجہ سیلانا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ راجہ راجگڑھ۔ راجہ جھابوا۔ راجہ علی پورہ۔ راؤ صاحب پیپلودا اور اس کے بعد سربرآوردہ انگریزی حکام پیش ہوئے۔ گارڈ آف آنر کے معائنہ کے بعد خاص رسم ختم ہوئی۔ ہز رائل ہائینسز سیدھے تاریخی رزیڈنسی کو گئے اور قیام اندور کے زمانہ میں وہیں مقیم رہینگے۔ جلوس کے موقع پر سنٹرل انڈیا کی گھوڑچڑھی فوج کا سکوڈرن جلو میں تھا۔ اس کے پیچھے مہاراجہ ہلکر کی امپریل سروس فوج۔ دہ بھوپال وکٹوریا لانسرز تھے۔ بھوپال کی فوج عربی گھوڑوں پر سوار تھی۔ شاہی گاڑی میں ہز رائل ہائینسز کے سامنے سر والٹر لارنس بھی بیٹھے ہوئے تھے گاڑی کے چاروں گھوڑے نہایت نفیس تھے اور رائل ہارس آرٹیلری کے دو جوان سرخ اور سنہری وردیاں پہنے ہانکتے تھے۔ اس کے بعد علےٰ ترتیب مدارج والیان ریاست کی سواریاں تھیں۔ مہاراجہ ہلکر کی گاڑی زرد نیلے رنگ کی تھی۔ اس کے ساتھ چوپیادے تھے۔ وہ نہایت مکلف تاریخی لباس پہنے ہوئے تھے۔ بیگم صاحبہ لینڈو میں سوار تھیں۔ اور ان کے سوار کالا کرتی (?) وردی پہنے ہوئے تھے۔ ریوا کی گاڑی نیلے رنگ کی اور چاندی کے کام سے لدی ہوئی تھی۔ اورچھا کے گھوڑوں کی گھنٹیاں بجتی چلتی تھیں۔ دیواس کے دونو راجہ بھی نہایت شان و شوکت کے ساتھ تھے اور ۵ خادم مورچھل جھلتے جاتے تھے۔ ان کے بعد چھوٹے چھوٹے ریاست دار آئے اگرچہ انکی چمک دمک اگلے جلوس کی سی نہ تھی تاہم جلوس انکا بھی دلچسپ تھا۔ کیونکہ ان کے سوار اپنی قدیمی وضع پر غیر شائستہ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ اس طرح ہز رائل ہائینسز پورے جلوس کے ساتھ اندور کی گلیوں سے گذرے۔ صدر بازار میں بمشکل کوئی گھر ایسا ہوگا جو آراستہ نہ ہو۔ متصل راستہ سے ہزاروں آدمی ہز رائل ہائینسز کا خیر مقدم کرتے آئے تھے شہر کونا پر بیسیوں سر نظر آتے تھے۔ اگر بمبئی کی طرح یہ لوگ مغربی طریقہ پر نعروں سے خوشی بلند نہیں کرتے تھے۔ تاہم ان کے مودبانہ سلام ظاہر کرتے تھے۔ کہ نفس عقیدت مندی میں یہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اس تزک و احتشام کے ساتھ ہز رائل ہائینسز رزیڈنسی کے دروازہ پر پہونچے اور سلامی کی توپوں کی گرج ہواؤں کو چیرنے لگی۔ روشنی ہز رائل ہائینسز نے رزیڈنسی کی چھت پر سے دیکھی۔ سارے اندور میں دھوم پڑی تھی لیکن محلات تک میں آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ نہایت رونق اور خوشی کی رات تھی۔ چاند آسمان پر پوری روشنی دے رہا تھا۔ ہوا بھی تیز نہ تھی۔ موسم بھی معتدل تھا۔ اس لئے کوئی بات ایسی نہ تھی۔ جس سے سرور منغص ہوتا۔ ہزاروں بتیاں اور چینی لالٹینیں کام میں لائی گئی تھیں۔ رزیڈنسی کی جھیل پر عجب دلفریب منظر تھا۔ اس جھیل میں چھوٹے چھوٹے جزیرے کثرت سے ہیں جن پر درخت اُگے ہوئے ہیں۔ چاندنی میں یہ منظر عجب بہار دے رہا تھا۔ درختوں میں جھیل کے چاروں طرف ہزاروں بتیاں اور رنگین لالٹینیں تھیں۔ جن کی روشنی پانی پر پڑکر آنکھوں کو چوندھیائے دیتی تھی۔ ان جزیروں میں ایک پر بینڈ کی ہلکی ہلکی سُریلی گیتیں لطف دوبالا کر رہی تھیں۔ غرضیکہ یہ منظر ایسا تھا۔ جو اندور کے باشندوں کو سالہا سال تک یاد رہیگا۔ والیان ریاست ہند ملکہ (?) نے ہز رائل ہائینسز کو جلسہ ایٹ ہوم میں مدعو کیا

حضور ولیعہد بہادر کا اندور میں آخری دن

۱۷- نومبر کی صبح کو ہز رائل ہائینسز سویرے ہی خرد گاہ سے باہر تشریف لے گئے اور ناشتہ سے پہلے دو شاندار رسمیں ادا کیں۔ امپریل سروس لانسرز بھوپال کا معائنہ اور یارک و لنکاسٹر رجمنٹ کی پہلی بٹالین کو نیا نشان تفویض کیا۔ امپریل سروس لانسرز بھوپال کا معائنہ کرنے کے وقت ہز رائل ہائینس برٹش جنرل کی وردی پہنے ہوئے اور ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار تھے۔ ہز رائل ہائینس اور بیگم صاحبہ بھوپال کل کاروائی تھوڑے سے فاصلہ پر ایک خیمہ سے ملاحظہ فرما رہی تھیں۔ سب سے پہلے فرسٹ بھوپال وکٹوریہ نے جس کی کمان صاحبزادہ سید اللہ خان ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کے منجھلے صاحبزادہ کے سپرد تھی۔ کوچ کیا۔ یہ فوج ہر طرح چست و چالاک اور مستعد ہے۔ یہ لوگ اچھے سوار اور ساز و یراق سے بخوبی آراستہ ہیں۔ اور ان میں اکثر ان افغانوں کے بیٹے ہیں۔ جو ریاست بھوپال میں رہ پڑے ہیں۔ سبز لنگیاں سر پر باندھے اور کرتے پہنے ہوئے یہ لوگ نہایت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ گھوڑے بھی نہایت شائستہ و آراستہ تھے۔ اس کے بعد سوار جائزہ کی ترتیب سے بڑھے اور سلامی کی جگہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے ہز رائل ہائینسز آگے بڑھے اور کرنل عبید اللہ خان کو ان کی کمان کی ... پر ان کو مبارکباد دی۔ انہوں نے فرمایا کہ اسکواڈرن کو دیکھکر میں بہت خوش ہوا اور اس کی قواعد مجھے بہت پسند آئی۔ اس کے بعد لانسرز کوچ کر گئے اور یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ آگے بڑھے۔ اور جھنڈے دیئے جانے کی مبارک رسم کا آغاز ہوا۔ یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ نہایت نفیس رجمنٹ اور اس عزت کی مستحق ہے۔ اس نے متعدد موقعوں پر نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ پہلی بٹالین نکرین (?) اور جنگ جنوبی افریقہ میں شریک تھے۔ لیڈی اسمتھ کی فتح اور ... و تماشی (?) کی لڑائیوں میں بھی حصہ لیا تھا۔ دوسرے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ پرانا جھنڈا رجمنٹ کو ۱۸۶۷ء بمقام آگرہ لیڈی میو کے ہاتھ سے ملا تھا۔ پرانا جھنڈا رجمنٹ کے گرد پھرایا گیا۔ اور کچھ مذہبی رسوم بھی ادا ہوئیں۔ ہز رائل ہائینس نے ایک مختصر سی تقریر میں کرنل میں افسران نیکستند (?) افسروں اور پہلی یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ کے سپاہیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں اس موقعہ پر آپ کو نیا جھنڈا دیکر نہایت خوش ہوا۔ ٹھیک پندرہ سال ہوئے۔ کہ یہی رسم میں نے بارسیڈ (?)

مین آپ کی دوسری بٹالین کے لئے ادا کی تہی - یہ فخر ہے - کہ آپ کی رجمنٹ کے دونون بٹالین کو جہنڈے میرے دیئے ہوئے ہین - یاد رکہو - کہ جہنڈے گذشتہ کارنامے نمایان کی علامت ہوتے ہین - وفاداری اور کارگذاری کے جو خیالات اس سے پیدا ہوتے ہین - وہ بہادرانہ افعال کا سبب ہوتے ہین - آپ کے بٹالین تہے جن جن معرکون مین جوانمردیان دکہائی ہین - وہ سب ان جہنڈون پہ لکہی ہوئی ہین - اور مین یقین کرتا ہون - کہ جب کبہی آپ ملک معظم اور ملک کی خدمات کے لئے طلب کئے جائین گے - تو آپ اس جوانمردی کو قائم رکہین گے - سب مین یہ نشان آپ کے سپرد کرتا ہون - اور مین جانتا ہون - کہ وہ آپ کے ہاتہہ مین محفوظ اور بے داغ رہیگا

اس تقریر کے جواب مین کرنل میانی نے ہزرائل ہائینس کو اس طرح مخاطب کیا - بٹالین کیجانب سے اس اعزاز کے واسطے جو آپ کے ہاتہہ سے ملا ہے - اور ان الفاظ کے لئے جو آپ نے فرمائے ہین - آپکا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - اس اعزاز کی قدر و منزلت اور بہی بڑہ جاتی ہے جب کہ ہم معلوم کرتے ہین - کہ یور رائل ہائینس نے باوجود کثرت کار اور عدیم الفرصتی کے اتنا وقت نکالا - اور اس بٹالین کو نشان عطا کرنے کا اعزاز بخشا - مین یقین کرتا ہون - کہ آئندہ جو لوگ اس جہنڈے کے نیچے کام کرینگے - وہ یہ معلوم کرکے - کہ یہ کس کا دیا ہوا ہے - بہ نسبت سابق کے اپنے بادشاہ اور ملک کے لئے اور بہی اعلے کام کرنے کی کوشش کرینگے - اس تقریر پر یہ رسم تمام ہوئی - ناشتہ کے بعد مہاراجہ ہلکر نے ہزرائل ہائینس سے اور ہزرائل ہائینس نے مہاراجہ ہلکر سے ملاقات کی - ہزرائل ہائینس پرنس آف ویلز نے بیگم صاحبہ بہوپال سے ملاقات کی - اندور کی آخری رسم کنگ اڈورڈ ہال کا افتتاح تہا - جو دربار اندور نے ملک معظم کی تاج پوشی کی یادگار مین تعمیر کیا تہا - ہال بالکل سادہ ہندو وضع کا بنایا ہوا ہے - ۱۱۲ فٹ طویل ہے چارون گوشون پر برجیان ہین - جنوبی جانب ۹۰ فٹ بلند ہے - ایک گہنٹہ گہر ہے - جو وقت ہزرائل ہائینس کی رزیڈنسی سے روانگی کا تہا - اس سے بہت پہلے لوگ ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم کے آخری دیدار کے لئے جمع ہو گئے تہے مہاراجہ بہادر نے ہال کی سیڑہیان پر استقبال کیا - تمام والیان ریاست جمع تہے اور بہت سی لیڈیان چلمنون کے پیچہے سے یہ نظارہ

دیکہہ رہی تہین - سب سے پہلے مہاراجہ نے اپنی تقریر پڑہی جو حسب ذیل ہے :-

یور رائل ہائینس - جو اعزاز یہان تشریف لاکر آپ نے مجہے اور میری ریاست کو بخشا ہی اس کیوجہ سے آج کا دن مجہے عمر بہر یاد رہیگا یہی اعزاز حضور ملک معظم نے بحالت شہزادگی میرے داداکو بخشا تہا - اور میرے والد جو اس سے ۳۰ سال پہلے کی خوشی مین شریک تہے - وہ سمان اب تک ہو بہو یاد ہے - انہون نے ہی ملک معظم کی تخت نشینی کی یادگار مین اس عمارت کی تعمیر ہونے کی تجویز نکالی تہی - اور مین ان کا مشکور ہون - کہ انہون نے اس وفادارانہ خدمت کی انجام دہی اور یور رائل ہائینس کے خیر مقدم کے اعزاز کو میرے لئے چہوڑا - اور مین خوش ہون - کہ مجہے اتنا موقع ملا - کہ اپنے بہائی والیان ریاست کے مجمع مین اس عزت کا افتخار حاصل کرتا ہون - یہی مین ہز میجسٹی کی بیشمار رعایا یور رائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہتی - گویا ان کا خیر مقدم ان کروڑون باشندگان ہند کے خیر مقدم کا قائم مقام ہے - جو یور رائل ہائینس کے ملک مین دورہ کرنے کو بنظر ابتہاج دیکہتے ہین - اور ہم اپنے آپ کو نہایت خوش نصیب سمجہتے ہین - کہ سب سے پہلے سنٹرل انڈیا کو یہ شرف حاصل کرنے کا موقع ملا - اور ہم اپنی اور اپنی رعایا کی جانب سے حضور ملک معظم اور ان کے خاندان کے ساتہہ اظہار عقیدت کر سکے - یور رائل ہائینس سے کنگ اڈورڈ ہال کا افتتاح کرنے کی درخواست کے علاوہ مین ایک اور مہربانی کا بہی خواستگار ہون ہم چاہتے ہین کہ اندور مین یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کی یادگار قائم ہونی چاہئے - اور یور رائل ہائینس کی مرضی سے ہم تجویز کرتے ہین - کہ وہ جدید عدالت ہائے انصاف ہونی چاہئین - ہزرائل ہائینس نے نہایت مختصر تقریر کے ساتہہ ہال کا افتتاح کیا - اس کے بعد ایک پیچ دبانے سے ہال سینکڑون برقی بتیون سے روشن ہو گیا - اس رسم کے بعد دیئر رائل ہائینسز ادہر ادہر چلے پہرے اور باغ مین جہان ریفرشمنٹ کا سامان کیا گیا تہا - دیئر رائل ہائینسز ایک گہنٹہ تک والیان ریاست سے بات چیت کرتے رہے بعد غروب باغ مین روشنی ہوئی - اور آتشبازی چہوٹی ۷½ بجے شام کے دیئر رائل ہائینسز سٹیشن کو روانہ ہوئے - حضور ولی عہد بہادر نے مہمان نوازی کے لئے میجر ڈالی کا شکریہ ادا کیا - اور تمام افسرون سے ہاتہہ ملایا - مہاراجہ ہلکر سے بہی باتین کین اندور سے دیئر رائل ہائینسز بہت خوش گئے -

حضور ولیعہد بہادر کا دورہ اندور مین

ہندوستان کے نامزد صدر مقامون مین اندور گویا بالکل ابتدائی حالت مین ہے - خاندان ہلکر کے بانی ملہار راؤ کے مرنے کے بعد اس شہر کی بنیاد اہلیہ بائی نے ڈالی تہی - ۱۸۱۸ء مین دربار یہان منتقل ہوا - اندور اتنا منون نہین ہے - جو اپنی شان و شوکت مین اضافہ کر سکے - اگرچہ اس قسم کے امور پر ہندوستانی اپنی دولت خرچ کرنے کے نہایت شائق ہین - یہان قابل دید مقام صرف رزیڈنسی ہے - جہان دیئر رائل ہائینسز ٹہیرے ہوئے ہین - اور جس پر غدر کے زمانہ کی گولیون کے نشان اب تک موجود ہین - اور رزیڈنسی کا باغ ہے - لیکن یہ ساری کمی ہزارون آدمیون کے مجمع سے پوری ہو گئی - جو مفصلات سے دیئر رائل ہائینسز کے خیر مقدم مین شریک ہونے کے لئے جمع ہو گئے تہے - ۶۰ والیان ریاست کمپ مین ہین اور ان کے ہمراہیون سے شہر کی تنگ گلیان پٹی پڑی ہین - سب سے دلچسپ نظارہ ان گنوارون کا تہا - جو بیرونجات سے آئے تہے - جن کے سرون پر بہاری بہاری عمامے تہے اور جو موٹی موٹی دیسی دہوتیان باندہے ہوئے تہے - انگریز مہمان رزیڈنسی کے کمپ مین مقیم ہین ہر دروازہ پر برٹش انفنٹری کا پہرہ ہے - پہرہ دارون کی وردی گہرے سرخ رنگ کی اور سپاہیون کی چمکدار تہی - ۱۶ - نومبر کو صبح کی خاموشی گرجنے والی توپون کی آواز سے ٹوٹی - والیان ریاست رسم مزاج پرسی ادا کرنے رزیڈنسی مین گئے - ابتداءً یہ ارادہ تہا - کہ صبح کی سیر کے اثنا مین ہزرائل ہائینس بعض والیان ریاست کے کمپون مین خود رونق افروز ہون - مگر سفر کی تکان کی وجہ سے یہ غرض حاصل نہ ہو سکی - اس لئے اس دن کی کارروائی کا آغاز رسم مزاج پرسی سے ہوا - شاہی دربار ہوا - جس مین والیان ریاست شریک ہوئے - اس کے لئے رزیڈنسی کے قریب بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تہا - جس مین سرخ اور سنہری پردے لٹک رہے تہے - فرش بہی نہایت شاندار گلنار رنگ کا تہا - ایک سرے پر چبوترا تہا جس پر دو کرسیان بچہی ہوئی تہین - چاندی کی کرسی پرنس آف ویلز کے لئے تہی - اور اس سے کچہہ پیچہے ہٹکر ایک کرسی پرنسس کیلئے - چبوترے کے اوپر چار روپہلی ستونون پر نہایت خوشنما سائبان تہا - راستہ کے دونون طرف والیان ریاست کی ترتیب مدارج نشست تہی - اول درجہ پر بیگم صاحبہ بہوپال تہین - اور آخر مین راؤ صاحب خلجی پور - والیان ریاست نہایت مکلف پوشاکین اور قیمتی جواہرات پہنے ہوئے تہے - ہر والی ریاست کے پیچہے ان

کے جاگیردار تہے - جن کی پوشاکین بہی کچہہ کم بہاری نہ تہین - جب بیگم صاحبہ اپنی جگہ پر بیٹہ چکین تو ہزرائل ہائینس پرنسس مع لیڈی ایونڈ گڈین پہنچین پرنسس خاموشی کے ساتہہ پیچہے سے چبوترہ پر آگئین اس کے بعد ہزرائل ہائینس مع اپنے سٹاف اور پولٹیکل افسرون کے تشریف لائے - ہزرائل ہائینس مع اپنے سٹاف سفید لباس پہنے ہوئے تہے میجر ڈیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے افتتاح دربار کی اجازت چاہی - اور درخواست منظور ہونے پر نذرون کی رسم ادا ہونی شروع ہوئی سب سے پہلے بیگم صاحبہ بہوپال کا نمبر تہا - مگر جتنے والیان ریاست جمع تہے ان مین صرف بیگم صاحبہ ہی نذر سے مستثنٰی رہین - اس لئے مہاراجہ صاحب ریوا بڑہے اور ان کی نذر دیگر والیان ریاست کی نذر کیطرح چہوکر واپس کر دی گئی اس کے بعد مہاراجہ اورچہا - مہاراجہ دیتا - راجہ صاحب دہار - راجہ صاحبان دیواس نے نذرین پیش کین - اب تک والیان ریاست کے نام مسٹر رینالڈس پکارتے تہے - اور ان کو چبوترہ میجر بکسول اور ان کی ریاست پولٹیکل افسر لے جاتے تہے - اس کے بعد میجر بکسول بیٹہ گئے - اور اون کی جگہ مسٹر ووربرٹن نے لی لیکن دلچسپی مین کسی نوع کا فرق نہین آیا - غرض کہ یہی منظر کچہہ دیر تک پیش نظر رہا ہزرائل ہائینس ہر سلام نہایت تپاک سے قبول کرتے تہے - چوبدار زرق برق پوشاکین پہنے ہوئے پیچہے کہڑے چوریان اور مورچہل ہلا رہے تہے اور سنہری چہتریان اور دمکتی ہوئی سورج مکہیان اٹہائے ہوئے تہے جب نذرین گذر چکین - تو ہزرائل ہائینس نے میجر ڈیلی کو حسب ذیل مخاطب کیا جو چبوترے کے قریب ہی کہڑے ہوئے تہے -

میجر ڈیلی ! کیا آپ والیان ریاست وسط ہند کو مطلع کر دینگے - کہ مین انہین دیکہنے کا یہ موقع حاصل کرکے کسقدر مسرور ہوا ہون - جیسا کہ وہ پہلے سے واقف ہین - مجہے ان مین سے بعض سے آگرہ مین ملنے کی امید تہی جہان مین ان سے ملاقات بازدید کر سکتا - مگر راجپوتانہ کی گرانی کے سبب آخر وقت مین ہمارا پروگرام بدل گیا - اور مین اندور آ سکا - جہان حسن اتفاق سے وسط ہند کے تمام والیان ریاست جمع ہین - مین چاہتا ہون - کہ آپ انہین سمجہا دین کہ مین اپنے خاندان کے جملہ ارکین کی طرح رسم و رواج کو بہت اہمیت دیتا ہون اور اگر مجہے وقت اجازت دیتا - تو مین والیان ریاست سے بمبئی کی طرح ضرور ملاقات بازدید کرتا - مگر وقت مین گنجائش نہین - اور مین اپنے آپ کو خوش نصیب سمجہتا ہون - کہ آج کے دربار مین مین ان سے ملسکا - یہان میری ملاقات

کو نہ بتیا عمدہ تی ہے - اور میں جملہ حاضرین کو صفا صاف بتائے دیتا ہوں کہ محض قلت وقت کی وجہ سے جو فروگذاشت ہو - وہ کوئی مثال نہیں ہو سکتی - نہ اس سے وہ حقوق اور رسوم محو ہو سکتی ہیں - جنکو میں اتنا پسند کرتا ہوں - جتنا ہندوستان کا کوئی والی ریاست کر سکتا ہے -

حضور ولیعہد بہادر کی یہ تقریریں والیان ریاست کے دلوں پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکی - جو اپنی قدیم رسوم کو دعزیز رکھتے ہیں - اور اگر ان میں کچھہ کمی ہو جائے تو پژمردہ خاطر ہوتے ہیں - اور جو انگریزی سمجھتے تھے - انہوں نے اظہار خوشی بھی کیا - میجر ڈیلی نے اس کا ترجمہ ہندوستانی میں سنایا - تو سب کے چہروں سے خوشی ظاہر ہونے لگی - اب صرف عطر و پان کی مشرقی رسم باقی تھی وہ خادم مخملی وردیاں پہنے ہوئے ظروف زرین میں عطر و پان لائے اور حضور ولیعہد بہادر نے باری باری سے والیان ریاست کو پیش کئے آغاز بیگم صاحبہ بھوپال سے ہوا - ساتھہ ہی مصافحہ بھی ہوتا جاتا تھا - والیان ریاست کے جاگیرداروں کو عطر و پان مسٹر رینلڈس نے پیش کئے - اس کے بعد میجر ڈیلی نے دربار برخاست کرنے کی اجازت چاہی - ہز رائل ہائینس - جس طرح تشریف لائے تھے - اسی طرح واپس گئے - شام کو وقت رزیڈنسی میں گارڈن پارٹی ہوئی - صبح کو جو لوگ دربار میں موجود تھے - ان میں سے اکثر سے ویلز رائل ہائینس نہایت بے تکلفی سے ملے - اس وقت والیان ریاست میجر ڈیلی کے مہمان تھے - ویلز رائل ہائینس والیان ریاست سے نہایت متواضعانہ طور سے ملے - میجر ڈیلی اور سر والٹر لارنس ترجمان کا کام کرتے تھے - سنٹرل انڈیا ہارس کا بینڈ چیدہ چیدہ گیت بجا رہا تھا - راجہ صاحب بھاٹیہ کے ہاتھہ کے کرتب سے ویلز رائل ہائینس نہایت مسرور ہوئے - سارے والیان ریاست میں بیگم صاحبہ بھوپال پر خاص طور پر نظر پڑتی تھی - باوجودیکہ وہ سر سے پاؤں تک برقعے میں لپٹی ہوئی تھیں - دربار میں بھی وہ اول درجہ پر تھیں - صرف وہی نذر سے مستثنے رہی تھیں - کیونکہ ۱۹۰۳ء میں لارڈ لینسڈون نے انہیں اس سے مستثنے کر دیا تھا - اسی روز شام کو ہز ہائینس کو رزیڈنسی میں پرائیویٹ ملاقات کو شرف حاصل ہوا - جہاں انہوں نے حضور ولیعہد بہادر کو بھوپال کے تاریخی ذخیرے دکھائے جو کلکتہ کے وکٹوریا میموریل میں رکھے جائیں گے ان میں زردوزی کے کام اور پرانے ہتھیار تھے - ولیعہد ریاست اور کمانڈر اسٹیٹ کیولری

ویلز رائل ہائینس کے روبرو پیش ہوئے بیگم صاحبہ کے یازدہ سالہ چھوٹے صاحبزادے بھی پیش ہوئے جو دربار دہلی کے موقع پر لارڈ کرزن کے ذیل بردار تھے اسی رات کو ہز ہائینس کو جی - سی - آئی - ای کا تمغہ عطا ہونے والا تھا ان شاہانہ دعوتوں کے دوران میں غربا کو فراموش نہیں کیا گیا - ۵ بجے اندھے لولے لنگڑے اور دیگر مساکین کو گیہوں کی روٹیاں مٹھائی اور ترکاری تقسیم ہوئی - بعد غروب آفتاب کے مسلمان فقرا کو کھانا کھلایا گیا - کیونکہ وہ روزہ دار تھے - پنجشنبہ کی شام کو رزیڈنسی کے قریب بہت بڑے شامیانے میں اسٹیٹ ڈنر ہوا - قریب سو کے مہمان تھے - شامیانہ افسروں کی وردیوں اور مہمانوں کی زرق برق پوشاکوں سے جگمگا رہا تھا - ڈنر کے بعد ہز رائل ہائینس نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا - اور میجر ڈیلی نے ویلز رائل ہائینس کا - دونوں جام نہایت گرمجوشی سے نوش کئے گئے - بیگم صاحبہ بھوپال کو جی - سی - آئی - ای اور راجہ صاحب سیلانا کو کے - سی - آئی - ای کا تمغہ عطا ہوا - راجہ صاحب سیلانا نے اپنی ریاست میں تعلیم کو بہت کچھہ ترقی دی ہے - اس رسم کے ادا ہونے کے بعد ویلز رائل ہائینس کچھہ دیر تک حاضرین سے باتیں کرتے رہے - اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا -

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اس نے پہر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے یعنی **عید الفطر** قریب آگئی ہے - سیالکوٹ کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں یہ خواہش اور آرزو ہو - آمین) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی - جو اس نے عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی اور عام طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا ہر چند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے - لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس زور اور انتظام کے ساتھہ اس پر عمل ہونا چاہئے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی - اسلئے کہ **عید فنڈ** کی تقریب پر **ایک روپیہ** تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھہ لے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھہ کی جماعت میں سے پانچہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا - لیکن ایسا نہیں ہوا اس لئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس

عید پر عید فنڈ کی تکمیل حتمی عہد کریں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود **عید فنڈ** کا روپیہ وصول کر کے **اپنے** مدرسہ کے نام بھیجیں الحکم کے ایک ہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے بھی عید فنڈ وصول کریں تو پانچہزار دے سکتے ہیں - مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے - یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلے حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی اغراض میں کا ایک جزو ہے اس لئے اس کی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے - پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کے لئے - بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو - کیا اللہ تعالے کے لئے **ایک روپیہ** بھی الگ نہیں کر سکتے !

میں امید کرتا ہوں کہ اس **عید** پر آتے ہوئے **عید فنڈ** میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی - انشاء اللہ العزیز - اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی -

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر** مساکین فنڈ کے لئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے - کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے - ایڈیٹر -

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں - جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں - چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے - جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کی جائیگی - مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوا لو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی - تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں -

خواب سے جاگو + آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیاں کس قدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں - اب بھی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں تو پہر کب خرید و گے - صاحبان جلدی گھڑیاں خریدیں ورنہ پہر ایسا بہترین موقعہ نہ ملیگا -

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۲ سال قیمت تین روپیے علاوہ محصول اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی کے چلنے میں بلا کسی خاص نقص کے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس کے پختہ اور پائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے قیمت تین روپیے علاوہ محصول بکس شیشہ بز نگ ہمراہ گھڑی مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت للعہ علاوہ محصول یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ و پائیدار ہیں کھلے منہ کی کیلس گھڑی ہے جیب میں بھی الگ رہ سکتی ہے جو ہرسوں نہیں بگڑتی - قیمت چار روپیہ علاوہ محصول -

ملنے کا پتہ } منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

روزانہ الحکم کی قیمت

روزانہ الحکم کا مفصل اعلان

الحکم ۳۷ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ تین میں بعنوان "الحکم روزانہ کر دیا جائیگا" ہو چکا ہے - شاید بعض ناظرین کی نظر سے پرچہ مذکورہ نہ گذرا ہو - اس لئے روزانہ الحکم کی قیمت کا درج کرنا ضروری ہے - لہذا روزانہ الحکم کی قیمت حسب ذیل ہوگی -

جب تک ۵۰۰ خریدار نہ ہو جاویں - روزانہ کی قیمت عہ ماہوار ہوگی - جو ہر ماہ کے اختتام پر بذریعہ وی پی لیجاویگی - جو صاحب ہفتہ میں تین بار لیں ان سے ۱۲ سالانہ اور دو بار لینے والوں سے ۸ سالانہ لی جاویگی - روزانہ کے ہفتہ وار [illegible]

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے ۔ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

۲ ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء ۔ رؤیا دیکھی ۔ کہ ایک دیوار ایک مرغی ہے ۔ وہ کچھ بولتی ہے سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا ۔ یہ تہا ۔

ان کنتم مسلمین

ترجمہ ۔ اگر تم مسلمان ہو ۔ اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تہا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں ۔ پھر الہام ہوا ۔

انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین

ترجمہ ۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو ۔ اگر تم مسلمان ہو ۔ فرمایا ۔ کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کیطرف تھے دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے ۔ چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے ۔ لنگر میں بہی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بہی بہت خرچ ہو رہا ہے ۔ اسواسطے جماعت کو چاہیئے کہ اس حکم پر توجہ کریں ۔

فرمایا ۔ مرغی اپنے عمل سے دکہاتی ہے ۔ کہ کس طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے ۔ اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے ۔ اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھہ ہر روز انسان کے کہانے کے واسطے انڈا دیتی ہے ۔

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی جنگل کا ویرانہ و سردی کا موسم درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تہا ۔ نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے ۔ کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں سوچ کر انہیں یہ صلاح قرار پائی ۔ کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پہینک دیں اور وہ اسکو جلا کر آگ تاپے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا ۔ پہر انہوں نے کہا کہ یہ بہوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت طیار کی جائے ۔ اور کوئی چیز موجود نہ تہی ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا ۔ تاکہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کہانا ہو جائے ۔ اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قایم کی ۔ سو ہماری جماعت کے مومنین کو ہماری آواز کو نہیں سنتے ۔ تو اس مرغی کی آواز کو سنیں مگر سب برابر نہیں ۔ کتنے مخلص ایسے ہیں ۔ کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں ۔ خدا ان کو جزائے خیر دے

۶ ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء ۔ قرب اجلک المقدر

ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا ۔

قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا ۔

۷ ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء ۔ یہی الہامات پہر ہوئے اور ساتہہ یہ الفاظ زاید تھے ۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

۹ ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء ۔ نئے قبرستان کی زمین کے متعلق الہام ہوا ۔

انزل فیھا کل رحمۃ

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچہی ہے ۔ بزرگان ملت بہی بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں ۔ فاضل امروہی بہی مع الخیر تشریف لے آئے ۔ اور انشاء اللہ العزیز لمبا قیام فرمائیں گے ۔

۲ ۔ حضرت حجۃ اللہ کی توجہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی خاص اصلاح کیطرف ازبس ہے آپ چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام کیا جاوے جو ایسے عالم طیار ہو سکیں جو علوم عربیہ دینیہ میں مہارت رکہنے کے علاوہ یورپ کی زبانوں میں ماہر ہوں اور وہ اپنی زندگیاں خدمت دین اور اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے وقف کریں ۔ وہ پورے قادر الکلام اور صاحب القلم ہوں ۔ قادیان کے اہل الرائے احباب اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں کہ کیا صورت اختیار کی جاوے ۔ غالباً جلسہ دسمبر میں یہہ سوال عام طور پر مشورہ کے لیے قوم کے سامنے پیش ہو گا جو فی نفسہ ایک اہم اور عظیم الشان امر ہے ۔ باہر سے احباب آنے شروع ہو گئے ۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور شیخ نیاز احمد صاحب آئے ہیں ۔ شیخ صاحب سر دست واپس گئے ہیں پہر آئیں گے ۔ اور احباب بہی آ رہے ہیں ۔ اہلاً و سہلاً و مرحبا ۔

حیات صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکہنے کے لئے میں مٹیریل بہم پہنچا رہا ہوں اسلیئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چہپا نہ ہو ۔ کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجہے اسکی نقل صحیح بہیج دیں ۔ اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بہی لکہہ بہیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں مولوی صاحب مرحوم کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چہپا ہو تو ایسا اخبار ہی مجہے بہیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو ۔ میں اگر زندہ رہا اور اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اس کام کو شروع کرونگا ۔ ایڈیٹر الحکم

حضرت امام الزمان کی ڈائری

۲۹ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر

مدرسہ سے کیا غرض ہے؟ فرمایا ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے - مروجہ تعلیم کو اسلئے ساتھ رکھا ہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف - اے یا بی - اے پاس کرکے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے -

مشکل یہ ہے کہ جسکو ذرا بھی استعداد ہو جاوے وہ دنیا کیطرف جھک جاتا ہے - میں چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں - زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اب وہ اکیلے ہیں - کوئی انکا ہاتھ بٹانے والا یا قایم مقام نظر نہیں آتا -

سلسلے کے تعلیم یافتہ غور کریں میں دیکھتا ہوں کہ آریوں کی یہ حالت ہے کہ ایک طرف تو وہ ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور اسطرح پر اللہ تعالےٰ کی معرفت سے بے نصیب اور حقوق کے سمجھنے سے قاصر ہیں - اور حقوق العباد کی طرف سے ایسے اندھے ہیں کہ **نیوگ** جیسے مسئلہ کو مانتے ہیں - باوجود ایسا مذہب رکھنے کے پھر ان میں اسکی حمایت کے لئے اسقدر **جوش** ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اپنی زندگیاں مذہب کی خاطر **وقف** کر دیتے ہیں -

اور یہاں یہ حال ہے کہ جو مدرسہ سے نکلتا ہے اسکو دنیوی امور کیطرف ہی توجہ ہو جاتی ہے - جہانتک ہو سکے یہی آرزو ہے کہ کوئی دینی خدمت ہو جاوے - رات پھر وہی الہام ہوا جو پہلے ہی ہو چکا ہے -

تازہ الہام ۱ - بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں

۲ - **قل میعاد ربک**

۳ - اسدن سب پر اداسی چھا جائے گی -

۴ - **قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا** -

ان الہامات پر غور کرکے میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے - پہلے بھی یہ الہام ہوا تھا - اس وقت اسکے ساتھ ایک رؤیا بھی تھی کہ ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا وہ پانی بڑا ہی مصفا اور مقطر تھا - مگر وہ تھوڑا سا تھا اور اس کے ساتھ الہام ہوا تھا -

آبِ زندگی

غرض

زندگی کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو پھر بھی تھوڑا ہی ہے -

قبل عصر

۳۰ - نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی واپس وطن کو جانے والے تھے - اسلئے حضرت اقدس سیٹھ صاحب کی ملاقات کیواسطے **مہمان خانہ جدید** میں جہاں سیٹھ صاحب اور دوسرے احباب فروکش تھے تشریف لائے اور سیٹھ صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا رات مجھے یہ الہام ہوا ہے - (وہی الہام جو اوپر درج ہو چکے ہیں سنائے)

الہام سنانے کے بعد فرمایا **ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا** سے معلوم ہوتا ہے - کہ کوئی رسوا کرنیوالا ذکر باقی نہ چھوڑیں گے یہ بڑا مبشر الہام ہے یعنے تیرے آنے کی جو **علت غائی** ہے اسکو ہم پورا کر دیں گے - کسی مامور و مرسل کے لئے رسوا کرنے والا ذکر یہی ہو سکتا ہے - کہ وہ اپنے مقاصد و اغراض میں ناکامیاب ہو - سو اللہ تعالےٰ نے بشارت دی ہے کہ تیرے آنے کی جو غرض اور مقصد ہے اسکو ہم پورا کر دیں گے -

مگر یہ سنت اللہ ہے کہ جسقدر مامور دنیا میں آتے ہیں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ ان کے ہی زمانہ میں پوری تکمیل ہو جاوے بلکہ بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متبعین کے ہاتھوں سے پورے ہوتے ہیں اور ان کے ہی ہاتھ پر وہ تکمیل سمجھی جاتی ہے - خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مکہ مدینہ اور بعض نواح تک اسلام تھا - لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رض کے زمانہ میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا - اور بہت سے امور کی تکمیل صحابہ کے ہاتھ پر ہوئی جو در حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی کامیابی اور آپ کے دست مبارک پر ہی تکمیل تھی - اسکے بعد بنو امیہ اور دوسرے سلاطین کے ذریعہ ان ترقیوں میں اور ترقی ہوئی - اور **محمود غزنوی** نے بھی ان میں حصہ لیا - اور یہ سلاطین ہند جو سات سو برس تک حکمران رہے کسی حد تک ان کو بھی حصہ ملا - انہوں نے ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر کرائیں جو ہندوؤں کے مرکز تھے - غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جو مامور ہو کر آتا ہے ضروری نہیں کہ سب مقاصد اسکے وقت ہی میں مکمل ہوں -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں لیکن وہ کنجیاں آپ کے بعد حضرت عمر رض کو دی گئیں - یہ کہنا کہ وہ آپ کو نہیں ملیں غلط ہے - کیونکہ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ متبعین کے فتوحات اور کامیابیاں بھی دراصل متبوع ہی کی فتوحات ہوتی ہیں -

نوٹ: - آج دس بجے سیٹھ صاحب روانہ ہوئے - احباب نے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا - بسلامت روی و باز آئی (آمین)

اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی - اسکے متعلق فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے جب اللہ تعالےٰ کا کوئی مامور دنیا سے اٹھتا ہے تو ہر چیز پر ایک اداسی چھا جاتی ہے - خصوصاً ان لوگوں پر جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں - انسان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ہر بات کو قبل از وقت سمجھتا ہے اسلئے جب اسکی کوئی محبوب چیز جاتی رہے تو پھر ضرور غمگین ہوتا ہے یہ ایک فطرتی تقاضا ہے - صحابہ کی حالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تھی - انکو تو قریباً ایک قسم کا جنون ہو گیا تھا - اس غم میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں انپر آیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو وہ جوش آیا کہ انہوں نے تلوار ہی نکال لی کہ جو شخص کہے گا کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا گویا وہ یہ لفظ ہی سننا نہ چاہتے تھے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **خطبہ** پڑھا - اور آیت **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** پڑھی تو انکا جوش فرو ہوا - یہ آیت دراصل ایک جنگ میں نازل ہوئی تھی جبکہ شیطان کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی آواز دی گئی - مگر اسوقت جب حضرت ابوبکرؓ نے اس آیت کو پڑھا تو صحابہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت ابھی اتری ہے -

فرمایا ایسے امور میں حیرت اور سختی ایک لازمی امر ہوتا ہے یہ اختیاری بات نہیں کہ نہو - میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جو قبل از وقت ان امور کو بار بار ظاہر کرتا ہے اس میں سِر یہ ہے کہ تا جماعت کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہو -

ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ دو عالم ہیں جو **یقینی الوجود** ہیں ایک تو یہی عالم جس میں ہم اب ہیں اور زندگی بسر کر رہے ہیں دوسرا وہ ہے جس میں مرنے کے بعد ہم داخل ہوتے ہیں چونکہ انسان کو اسکا وسیع علم نہیں ہوتا اسلئے وہ یہی سمجھتا اور اس سے کراہت کرتا ہے اسکی وجہ اس کے اور کچھ نہیں کہ اسکی خبر نہیں اور اس عالم میں چونکہ رہتا ہے اور اسکی خبر اور اطلاع ہے اسلئے اس سے محبت کرتا ہے - اور اسی میں رہنا چاہتا ہے اگر اس عالم پر پورا یقین ہو جاوے تو اس عالم میں چلا جانے کا کوئی غم اسکو نہ ہو اور ایسی صورت میں یہ عالم تو اسی قدر ہے کہ جیسے **مسافر** کسی جگہ کو کوچ کرنے کی طیاری کرے تو زادراہ کا بندوبست کر لیتا ہے - اسی قدر یہ عالم ہے کہ اس عالم کے سفر کے لئے زادراہ کا بندوبست کرے - اور نہ اس سے زیادہ شریعت حکم دیتی ہے - اگر یہ عالم ہمیشہ کے لئے ہوتا تو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا و رسل اس دنیا میں گذرے ہیں انکے ہمیشہ یہاں رہنے کی بہت بڑی ضرورت تھی - اور اسکو اللہ تعالےٰ سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے؟ مگر دیکھ لو اللہ تعالےٰ نے جب تک انکے لئے اس عالم میں رہنا پسند کیا وہ یہاں رہے - اور آخر اپنا کام کرکے اس دنیا سے رخصت ہوئے - خواہ دوسروں کے نزدیک انکی وہ رخصت قبل از وقت ہی سمجھی گئی ہو - اوروں کا ذکر چھوڑ کر بنی اسرائیل میں بھیجے ہوئے رسولوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے اولو العزم رسول تھے اور اللہ تعالےٰ نے ان سے بڑے بڑے وعدے فرمائے منجملہ ان کے **ارض مقدس** میں داخل ہونے کا وعدہ تھا مگر اس **ارض مقدس** کے راستہ ہی میں انکو موت آگئی اور وہ اس وعدہ کی زمین میں داخل نہ ہو سکے - پھر خدا تعالےٰ نے انکے بعد یشوع بن نون کو برگزید کیا اور وہ اس زمین میں داخل ہوا - غرض یہ ایک قسم کے اسرار ہوتے ہیں جنکو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا -

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رو رو کر دعائیں کرتے تھے اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ موت سے ڈرتے تھے یا اس زندگی سے پیار کرتے تھے بلکہ ان کو ناکامی کا اندیشہ تھا کہ ایسا نہو میں ناکام دنیا سے اٹھوں - آخر اللہ تعالےٰ نے انکی دعاؤں کو سنا مگر یہ نہیں کہ وہ موت کا پیالہ ان سے ٹل گیا اپنے وقت پر انہوں نے پیا اور رخصت ہوئے -

---

فرمایا ہم تو اللہ تعالےٰ کی رضا کو **مقدم** کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالےٰ کے کاروبار میں جنکا اسنے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے ایسا تو وہم کرنا بھی سخت گناہ ہے نہیں بلکہ وہ کاروبار جسطرح وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جسطرح اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی مگر خدا تعالےٰ نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا - اور پھر

چھوٹے چھوٹے اور نبی آتے رہے یہانتک کہ مسیح ابن مریم آگیا - اور اس سلسلہ مین جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے شروع کیا تہا کوئی فرق نہ آیا -

پس یہہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئیے کہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ مین کوئی فرق آجاتا ہے یہہ ایک دہوکا لگتا ہے اور ربّت پرستی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا - **مین تو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور طرف نظر اٹھانا کبھی پسند نہین کرتا -**

فرمایا میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے تہے عرصہ ہؤا - مین نے ایک مرتبہ اون کو عالم رؤیا مین دیکہا - اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے انہون نے کہا کہ اُسوقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہین سامنے آتے ہین اور وہ کہتے آتے ہین **مو الیس مو الیس -**

(فرمایا حقیقت مین ایسی حالت مین جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ **مو الیس** موزون ہوتا ہے)

اور پہر وہ قریب اگر دونو انگلیان ناک کے آگے رکہدیتے ہین

اے روح جس راہ سے آئی تہی اسی راہ سے واپس نکل آ!

فرمایا طبعی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہؤا نکلتی ہے -

توریت سے بہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نتہنون کے ذریعہ زندگی کی روح پہونکی گئی -

وہ عالم عجیب اسرار کا عالم ہے جنکو اس زندگی مین انسان پورے طور پر سمجھ بہی نہین سکتا -

---

فرمایا اگر دن تہوڑے ہی ہون اور اللہ تعالےٰ کی رضا مین بسر ہون تو غنیمت ہین - حضرت عیسےٰ علیہ السلام جس ملک مین رہتے تہے وہان کی زندگی صرف ساڑھے تین سال کی ہی رسالت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ رسالت ۲۳ سال تہا مگر مین جانتا ہون کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوش قسمتی ثابت ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین - امور رسالت مین یہہ کامیابی اور سعادت کسی اور کو نہین ملی - آپ کی آمد کا وہ وقت تہا جسکو اللہ تعالےٰ نے خود ظہر الفساد فی البر والبحر سے بیان کیا ہے یعنے نہ خشکی مین امن تہا نہ تری مین - مراد اس سے یہ ہے کہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب بگڑ چکے تہے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیان ان مین پہیلی ہوئی تہین گویا زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کرتی تہی کہ اسوقت ایک زبردست **ہادی اور مصلح** پیدا ہو - ایسی حالت مین اللہ تعالےٰ نے آپ کو **مبعوث فرمایا** - اور پہر آپ ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب آپکو یہہ آواز آگئی - **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** - یہ آواز کسی اور نبی اور رسول کو نہین آئی - کہتے ہین جب یہ آیت اُتری اور پڑہی گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس آیت کو سنکر رو پڑے - ایک صحابی نے کہا کہ اے بڈہے آدمی تجہے کیا ہو گیا آج تو خوشی کا دن ہے تو کیون رو پڑا - حضرت ابو بکر رض نے جواب دیا کہ تو نہین جانتا مجہے اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بُو آتی ہے - حضرت ابو بکر رض کی فراست بہت تیز تہی انہون نے سمجہ لیا کہ جب کام ہو چکا تو پہر یہان کیا کام - قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی بندوبست کا افسر کسی ضلع کا بندوبست کرنے کو بہیجا جاتا ہے وہ اوسوقت تک وہان رہتا ہے جب تک وہ کام ختم نہ ہولے جب کام ختم ہو جاتا ہے تو پہر کسی اور جگہ بہیجا جاتا ہے - اسی طرح پر رسلین کے متعلق بہی **سنت** ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب یہہ امر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر سچ کہتا ہے - اور پھر یہہ بہی فرمایا **اگر مین کسی کو دنیا مین دوست رکہتا تو ابو بکر** کو -

یہہ جملہ بہی قابل تشریح ہے حضرت ابو بکر رض کو آپ دوست تو کہتے تہے پہر اسکا کیا مطلب؟ بات اصل مین یہ ہے کہ خُلّت اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ و ریشہ مین دہنس جاوے وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اسی کے لئے مخصوص ہے دوسرون کے ساتہ محض **اخوت** اور دوری ہے **خُلّت** کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اندر دہنس جاوے جیسے یوسف زلیخا کے اندر گیا تہا - پس یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس پاک فقرہ کے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی محبت مین تو کوئی شریک نہین دنیا مین اگر کسی کو دوست رکہتا تو ابو بکر کو رکہتا -

یہہ ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو بیٹا بناتا تو ایک مقرب کو بنا لیتا - ایک مفسر کہتا ہے مقرب سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنکو مقام **لدنّی** حاصل ہے غرض یہہ امور تکمیل کے لئے ضروری ہین جنکو ہر شخص سمجہ نہین سکتا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہزارون آدمی مرتد ہو گئے حالانکہ آپ کے زمانہ مین تکمیل شریعت ہو چکی تہی - یہانتک اس ارتداد کی نوبت پہونچی کہ صرف دو مسجدین رہ گئین جن مین نماز پڑہی جاتی تہی باقی کسی مسجد مین نماز ہی نہین پڑہی جاتی تہی - یہہ وہی لوگ تہے جنکو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (لم تؤمنوا **ولکن قولوا اسلمنا**) مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو قائم کیا اور وہ آدم ثانی ہوئے -

میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت بڑا احسان اس امت پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ انکے زمانہ مین چار جہوٹے پیغمبر ہو گئے مسیلمہ کے ساتہ ایک لاکہ آدمی ہو گئے تہے اور انکا نبی انکے درمیان سے اُٹہہ گیا تہا مگر ایسی مشکلات پر بہی اسلام اپنے مرکز پر قایم ہو گیا -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو بات بنی بنائی ملی تہی پہر وہ اسکو پہیلاتے گئے یہان تک کہ نواح عرب سے اسلام نکل کر شام و روم تک جا پہونچا اور یہہ ممالک مسلمانون کے قبضے مین آگئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ والی مصیبت کسی نے نہین دیکہی تہی نہ حضرت عمر رض نے نہ حضرت عثمان رض نے اور نہ حضرت علی رض نے -

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور میرا باپ خلیفہ ہؤا - اور لوگ مرتد ہو گئے تو میرے باپ پر اسقدر غم پڑا کہ اگر پہاڑ پر وہ غم پڑتا تو وہ زمین کے برابر ہو جاتا - ایسی حالت مین حضرت ابو بکر رض کا مقابلہ ہم کس سے کرین - اصل مشکلات اور مصائب کا زمانہ وہی تہا جس مین اللہ تعالےٰ نے انہین کامیاب کیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کوئی فتنہ باقی نہ تہا اور حضرت عثمان رض کو مین حضرت سلیمانؑ سے تشبیہ دیتا ہون ان کو بہی عمارات کا بڑا شوق تہا - حضرت علی رض کے وقت مین اندرونی فتنے ضرور تہے ایک طرف معاویہ تہے اور دوسری طرف علی رض اور ان فتنون کے باعث مسلمانون کے خوب خون بہے ۲۰ سال گئے اندر اسلام کے لئے کوئی کارروائی نہین ہوئی - اسلام کے لئے تو عثمان رض تک ہی ساری کارروائیان ختم ہو گئین پہر تو خانہ جنگی شروع ہو گئی - حضرت حسن رض نے میری دانست مین بہت اچہا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے پہلے ہی ہزارون خون ہو چکے تہے انہون نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہون اسلئے معاویہ سے گذارہ لے لیا چونکہ حضرت حسن رض کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اسلئے امام حسن رض پر پورے راضی نہین ہوئے - ہم تو دونون کے ثنا خوان ہین - اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جُدا جُدا قویٰ معلوم ہوتے ہین حضرت امام حسن نے پسند نہ کیا کہ مسلمانون مین خانہ جنگی بڑہے اور خون ہون - انہون نے امن پسندی کو مدنظر رکہا - اور حضرت امام حسین رض نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتہ پر بیعت کرون کیونکہ اس سے دین مین خرابی ہوتی ہے - دونون کی نیت نیک تہی - **انما الاعمال بالنیات -**

یہہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتہ سے بہی اسلامی ترقی ہوئی یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے وہ چاہے تو فاسق کے ہاتہہ سے بہی ترقی ہو جاتی ہے - یزید کا بیٹا نیک بخت تہا - اصل یہی ہے کہ ہر شخص اپنے قویٰ کے موافق کام کرتا ہے **قل کل یعمل علےٰ شاکلتہ**

بعض لوگ دنیا داری مین بڑے کامل ہوتے ہین - بعض سادہ ہوتے ہین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکہا کہ لوگ کہجور کو پیوند کر رہے ہین یہہ پیوند نر کا مادہ کو ہوتا ہے آپ نے ان کو منع کیا - انہون نے نہ لگایا اس سال کہجورین نہ لگین تو آپ نے فرمایا **انتم اعلم بامور دنیاکم** یعنے تم اپنے دنیوی معاملات کو بہت جانتے ہو -

انبیاء علیہم السلام باوجود اسکے کہ بڑے قوی الحوصلہ اور صاحب ہمت لوگ ہوتے ہین لیکن اگر انہین قلبہ رانی کے لئے کہا جاوے تو انہین کب توفیق ہو سکتی ہے؟ اسلئے کہ وہ اس غرض کے لئے بنائے ہی نہین جاتے - جس مقصد اور غرض کے لئے وہ آتے ہین اور اس راہ مین جو تکالیف اور مصائب انہین اُٹہانے پڑتے ہین کوئی دوسرا شخص دنیا کا خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور تنومند کیون نہ ہو وہ ان مشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہین کر سکتا مگر اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو کچھ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے - کہ وہ بڑی **جرأت** اور **دلیری** کے ساتہ انکو برداشت کرتے ہین -

خود انسان کو دیکہو کہ باوجودیکہ بڑا عقلمند اور عجیب عجیب ایجادین کرتا ہے مگر بئیے کا سا گہونسلا نہین بنا سکتا - اسلئے کہ اس قسم کے قویٰ اسے نہین ملے - شہد کی مکہی شہد بناتی ہے انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس قسم کا شہد بنا سکے وہی بوٹیان موجود ہین مگر انسان عاجز ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جُدا جُدا طاقت دی ہے - اسیطرح ایک طبقہ اناس کا وہ ہے جنکو روحانی قوتین دی جاتی ہین -

ایک شخص نے سوال کیا کہ زندگی مین کسی مرد سے تعلق ہو یا مرید کا اپنے پیر سے ہو کیا وہ بہی اس سے فیض پا لیتا ہے

فرمایا صوفی تو کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بھی فیض پاتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں ایک دائرہ کے اندر محدود ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہ دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اس کے سب قائل ہیں۔

چنانچہ یہانتک بھی مانا ہے کہ حضرت عیسےٰ جب آسمان سے آئینگے تو چونکہ وہ علوم عربیہ سے ناواقف ہونگے کیا کرینگے؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ علوم عربیہ پڑھینگے۔ اور حدیث اور فقہ بھی پڑھینگے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہہ امر تو ان کے لئے موجب عار ہے کہ وہ کسی کے شاگرد ہوں اسلئے مانا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں بیٹھینگے اور وہاں بیٹھ کر استفادہ کرینگے۔ مگر اصل میں یہہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مگر اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ انکا عقیدہ ہے کہ قبور سے استفاضہ ہو سکتا ہے لیکن یہہ یاد رہے کہ یہہ امر بطریق شرک نہ ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

فرمایا ہماری نصیحت یہی ہے کہ ہر شخص گور کے کنارے بیٹھا ہے یہہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو اطلاع دیدے۔ اور کسی کو اچانک موت آجاوے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کے سارے آدمیوں کو مٹی میں دبایا اور اولادوں کو دفن کیا مگر کچھ ایسے سخت دل ہوتے ہیں کہ وہ موت اپنر اثر نہیں کرتی۔ اور **تبدیلی** انمیں نہیں پائی جاتی۔ یہہ بدقسمتی ہے۔ یہہ تماشا سلاطین کے ہاں بہت دیکھا جاتا ہے۔ لاکھوں لاکھ خون ہو جاتے ہیں اور اپر کوئی اثر نہیں مساکین سے مال لیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں بڑی بھاری غفلت کا نمونہ انکے ہاں دیکھا جاتا ہے۔

سفرنامہ دھلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا۔)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سٹیشن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احباب نے دوپہر کا کھانا یہاں ہی کھایا۔ اور ظہر اور عصر کی نماز سفر کیوجہ سے جمع کر کے پڑھی گئی۔ حضرت اقدس کا عموماً معمول دیکھا گیا ہے کہ جب آپ سفر میں جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور ظہر عصر کی نماز ضرورتاً جمع کر لیتے ہیں۔ اس سفر میں چونکہ فاضل امروہی ساتھ تھے اسلئے وہی امام نماز تھے۔

نماز سے فارغ ہو کر خاکسار ایڈیٹر نے آپ کی ریزرو گاڑی میں اسباب وغیرہ رکھوایا۔ اور آپ کو سوار کرا دیا۔ یہہ گاڑی حضور کی بالکل الگ تھی۔

پردہ پر ایک نظر مجھے متعدد مرتبہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی صورتوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جبکہ آپ سفر میں ہوں اور حضرت ام المومنین علیہا السلام آپ کے ہمراہ ہوں۔

آپ ایسے موقع پر عام دنیاداروں کی طرح کبھی ایسا پسند اور گوارا نہیں فرماتے کہ آپ تو آگے آگے ہوں اور مستورات پیچھے ایک اچھے خاصہ فاصلہ سے ہوں۔ یہہ نظارہ ہم لوگ آئے دن سٹیشنوں پر دیکھتے ہیں کہ اس کو وضع داری کے خلاف سمجھا جاتا ہے کہ مستورات کے ساتھ ساتھ چلیں مگر حضرت حجۃ اللہ جو ہر معاملہ میں ایک اسوہ اور نمونہ ہیں اور جنہوں نے آکر دنیا میں **عورت ذات** کی کھوئی ہوئی عزت کو پھر قایم کیا ہے اور **خیرکم خیرکم لاھلہ** پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے سفر میں کبھی ایسی باتوں کی پروا نہیں کرتے بلکہ ایک **مستعد ہوشیار** انسان کی طرح (جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے) سفر کرتے ہیں۔ آپ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے بالکل ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سب بچوں اور مستورات کو خوب احتیاط کے ساتھ گاڑی میں سوار کرا چکنے کے بعد خود سوار ہوئے۔

سٹیشن بٹالہ پر بیعت یہہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میاں امام بخش سپاہی سکنہ چکوال ۱۰ بجے والی گاڑی میں اپنی اہلیہ سمیت قادیان جانے کے واسطے سٹیشن بٹالہ پر اترا تھا لیکن جب اس نے دہلی جانے والے قافلہ کو دیکھا اور معلوم کیا کہ حضرت اقدس تشریف لا رہے ہیں تو وہیں ٹھیر گیا آخر سٹیشن پر ہی حضرت اقدس سے اسکی اہلیہ نے بیعت کی اور وہ بھی اسی گاڑی میں جس میں حضرت اقدس دہلی جانے والے تھے امرتسر تک واپس ہوا۔

بٹالہ سے امرتسر بٹالہ سے گاڑی ایک بجکر ۵۰ منٹ گذرے روانہ ہوئی۔ راستہ میں کوئی ایسا امر قابل ذکر نہیں روانگی سے پہلے دہلی پر روانگی کا تار دیدیا گیا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تھی اور آپ نے منع کر دیا تھا کہ کسی خادم کو اطلاع نہ دی جاوے اسکی وجہ یہ تھی کہ چونکہ روانگی یقینی نہ تھی۔ اور کئی مرتبہ ارادے ہو ہو کر فسخ ہو چکے تھے اور ایک مرتبہ اطلاع دینے کی وجہ سے **پھگواڑہ پھلور لودہانہ** کے سٹیشنوں پر کئی کئی دن تک خدام حاضر رہے اور آخر انتظار کے بعد بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت قادیان ہی آپہونچی۔ اگرچہ وہ لوگ بڑے خوش اور اپنے آپ کو بیدار بخت سمجھتے تھے کہ اس تقریب پر ہی حضرت اقدس کی زیارت کا موقع مل گیا۔ مگر حضرت اقدس انکی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تھے۔ اس بنا پر فرمایا کہ بہتر ہے کسی جگہ اطلاع نہ دیجاوے۔ یہی وجہ تھی جو امرتسر بھی اطلاع نہ کی گئی۔

یہاں گاڑی کو قریب ۵ گھنٹہ ٹھیرنا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی۔ کہ کپورتھلہ کی جماعت (جو اپنے اخلاص کا ایک خاص نمونہ ہے) میں سے منشی ظفر احمد صاحب اور منشی اروڑا صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب تشریف لے آئے۔ ہر چند ہر شخص کا اخلاص اس کے اپنے دل میں ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اسے بہتر جانتا ہے مگر منشی **اروڑا** صاحب کی زندگی میں میں نے یہ عجیب بات دیکھی ہے۔ کہ کوئی سفر ہو کوئی تقریب ہو وہ علے العموم حاضر ہو جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے۔ اور دوسرے احباب کو اس کی توفیق۔ اس سفر دہلی میں دہلی تو نہیں مگر لودہانہ بھی منشی صاحب موصوف پہونچ گئے تھے اور جن سفروں میں مجھے حضرت اقدس کے ہمراہ جانا پڑا ہے میں نے عموماً انکو دیکھا ہے۔ خیر یہہ تو جملہ معترضہ تھا جماعت کپورتھلہ کے مندرجہ بالا احباب نے اکتساب نیاز حاصل کیا اور انمیں سے ڈاکٹر فیض قادر صاحب شہر کو چلے گئے۔ اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کو خبر ہوئی۔ وہ دوڑے ہوئے سٹیشن پر پہونچے اور احباب کو بھی حتی المقدور

جماعت امرتسر اطلاع دی۔ مگر انہیں اس امر کا سخت افسوس تھا کہ کیوں قبل از وقت انہیں اطلاع نہ ملی۔ آخر انہوں نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور شام کی دعوت کے لئے جماعت امرتسر کیطرف سے عرض کیا اجازت ہونے پر وہ شہر میں واپس آئے۔ بڑی سرعت اور عجلت کے ساتھ مغرب کی نماز ہوتے ہوتے وہ مکلف کھانا طیار کر کے لے آئے۔ جماعت امرتسر کے اکثر احباب جنکو خبر ہو چکی تھی ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد حصول نیاز کی خاطر حاضر ہوئے۔ ایک انمیں سے حضرت اقدس اور احباب سے ملکر بہت خوش ہو رہا تھا۔ وہاں اسے قبل از وقت علم نہ ہونے کا سخت افسوس ہو رہا تھا۔

جماعت لاہور کے ممبر کپورتھلہ کی جماعت کے کچھ عرصہ بعد لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور ماسٹر غلام محمد صاحب اور برخوردار محمد یوسف پسر حکیم محمد حسین صاحب قریشی بھی آ حاضر ہوئے۔ میں ان دونوں صاحبوں کا ذکر بھی خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں لاہور میں ان سے یہہ دو بزرگ قادیان [illegible] حاضر ہوتے اور حضرت اقدس کے سفر میں حتی المقدور [illegible] کی بہت ضروری خدمتیں۔ ڈاکٹر **حکیم نور محمد صاحب** بھی اسی بات کے [illegible] ہیں اس موقع پر وہ بھی پیچھے نہ رہتے اگر بدقسمتی سے اعدا وہ بیمار نہ ہوتے بہرحال لاہور کے دوسرے احباب کو بھی اس اسوہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے [illegible]

امرتسر سٹیشن حضرت اقدس گاڑی سے اتر کر پلیٹ فارم کے ایک ایسے حصہ پر جہاں مسافروں کی آمد و رفت نہ تھی زیتون کے درختوں کے نیچے تشریف فرما ہوئے [illegible] اور مستورات ایک طرف بیٹھ گئی تھیں۔ حضرت اقدس خدام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایکا ایک حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ اگرچہ کچھ ضروری نہیں کہ میں یہاں اس تذکرہ کو لکھتا لیکن میں اس سے آپ کی پاک سیرت کا ایک حصہ

آپکا خارق عادت مستعد دکھانا چاہتا ہوں۔ اس میں اسکو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ یہہ سچ ہے کہ آپ کی ہمدردی اور مستعدی اور ہمت کو دکھاؤں۔ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ **سستی اور کاہلی** کو نزدیک نہیں آنے دیتے اور ان کی فطرت میں نوع انسان کے لئے غیر معمولی اور خارق العادت ہمدردی ہوتی ہے ممکن ہے کوئی شخص یہہ سمجھکر کہ اپنے بچہ کی وجہ سے مرزا صاحب نے ہمدردی اور چستی کا نمونہ دکھایا ہوگا۔ مگر انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہر شخص کے لئے ایسا ہی **درد** اور چستی آپ میں ایسے موقعوں پر پائی گئی ہے اور خود راقم مضمون نے پٹھان کوٹ کے مقام پر ۱۸۹۹ء میں بندگان عالی کی شفقت کا وہ نمونہ دیکھ چکا ہے کہ بغیر انبیاء علیہم السلام کے دوسروں میں مل ہی نہیں سکتا۔ غرض آپ نے نبض دیکھی اور معلوم ہوا کہ معدہ میں ثقل اور حرارت بڑھ رہی ہے فوراً آپ کوئی چار سو قدم کے فاصلہ پر جہاں آپ کی گاڑی کھڑی تھی تشریف لے گئے یہہ عاجز بھی ہمراہ تھا اور ایک بڑا صندوق تختہ کے نیچے سے نکالا اس میں سے کوئی دوائی نکالی اور صاحبزادہ صاحب کو دی۔ اور بعض ادویات مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے بازار سے منگوا کر دی گئیں۔ خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب کی حالت درست ہو گئی والحمد للہ علے ذالک

لا تطیش للمنایا سہامہا جماعت امرتسر کے آجانے پر باتوں ہی باتوں میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب [illegible]

کا تذکرہ آگیا - فرمایا ؟ بڑے ہی مخلص اور قابل قدر انسان تھے مگر اللہ تعالے کی یہی مرضی تھی اگرچہ بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے - مگر ہم اللہ تعالے کی رضا پر خوش ہیں - اسنے ہماری تسلی کے لئے پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ اب مولوی صاحب ہم سے الگ ہونگے - چنانچہ لا تطیش المنایا سہامہا ان کی بابت الہام ہو چکا تھا اور پھر کفن میں لپیٹا گیا - اور پھر صاف طور پر ۴۷ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون -

یہہ سب الہامات ان کی موت کی خبر دیتے تھے - لیکن ہم ان کی نسبت خیر چاہتے تھے اسلئے اپنے طور پر ان الہامات کو کسی اور مفہوم میں پورا ہونے کے خواہشمند تھے مگر اللہ تعالے کی قضا وقدر وہی تھی جو صاف طور پر ان الہامات میں بتا دی گئی تھی اور آخر وہ پورے ہو گئے -

ان الہامات پر غور کر کے مجھے ایک نکتہ سمجھ میں آیا ہے کہ جب **مرض الموت** کا وقت آجاتا ہے تو وہ وقت دعا کا نہیں ہوتا - کیونکہ اللہ تعالے اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح پر جو حالتیں مہلک بیماریوں کی ہوتی ہیں انمیں بھی نتیجہ نظر آجاتا ہے - مگر خدا تعالے کی قدرت ہے کہ مولویصاحب کے معاملہ میں ایک عجیب بات دیکھی گئی کہ ان کی اصل مرض **سرطان** جسکو انگریزی میں (کاربنکل) کہتے ہیں بالکل اچھا ہو گیا بلکہ خود انہوں نے ہاتھ پھیر کر دیکھا اور یہی کہتے تھے کہ اب میں دو چار روز میں پھرنے لگونگا - آخر ذات الجنب کیوجہ سے سخت بخار ہو گیا جو ۱۰۶ درجہ تک پہونچ گیا اور اسی عارضہ میں وفات پائی ۱۵ دن تک وہ اس بیماری میں زندہ رہے یہہ زیادت ایام بھی استجابت دعا پر دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالے نے اس مرض سے انکو آخر نجات دیدی - رہی موت اس سے تو نہ کوئی بچا ہے نہ بچ سکتا ہے - انکی بیوی نے بتایا کہ وہ کہتے تھے کہ کئی مرتبہ خدا بلانے آیا ہے مگر تاخیر ہوتی رہی -

خدا تعالیٰ کا تردّد

اصل بات یہہ ہے کہ یہہ وہی تردّد ہے جسکا ذکر صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے - میرے باوجودیکہ انکی وفات کے متعلق الہامات ہو چکے تھے - بہت دعا کی تو الہام ہوا - **تؤثرون الحیوۃ الدنیا** پھر یہی الہام ہوا - **یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم** - اس کا مطلب یہہ تھا کہ جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے تو وہ معبود ہو جاتا ہے اور یہہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہے جسکا کوئی بدل نہیں - کسی انسان یا اور مخلوق کے لئے ایسا نہیں کہہ سکتے -

پھر فرمایا پرسوں الہام ہوا تھا **انی مع الرسول اقوم واروم ما یروم واعطیک ما یدوم** اور آج کا الہام یہ ہے **تاتیک وانا معک** یہہ الہام بخیر وعافیت سفر سے واپس آنے کی خبر دیتا ہے -

جماعت نبگہ

میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ نبگہ کی جماعت حضرت اقدس کی روانگی کی خبر پا کر پھگواڑہ پہونچی تھی اور وہاں دو دن انتظار کر کے آخر دارالامان آ پہونچی تھی - قادیان سے رخصت ہو کر وہ نبگہ کو واپس جا رہی تھی - حسن اتفاق سے اسکو دو دن امرتسر لگ گئے اور اس عرصہ میں حضرۃ اقدس کی روانگی دہلی کا ارادہ مصمم ہو گیا - اور امرتسر کے سٹیشن پر پھر انہیں ملاقات اور ملاقات کے ساتھ ہی پھگواڑہ تک شمولیت کا موقع مل گیا - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

غرض

امرتسر کی جماعت نے نہایت فراخدلی اور حوصلہ کے ساتھ ان مسافران دہلی کی دعوت کی - مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھ لی گئی - پھر ہم مسافران دہلی گاڑی میں سوار ہو گئے ٹھیک اور رات کے ۹ بجے گاڑی نے سٹیشن امرتسر کو **الوداع** کہا اور رات کی تاریکی تاریکی میں فراٹے بھرتی ہوئی سوئے دہلی روانہ ہوئی -

ایک عظیم الشان پیشگوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ظہور

ہم لوگ جب گاڑی میں سوار ہو گئے اور یہ جدید سواری (جسکو ہماری مذہبی اصلاح میں **خر دجال** کہا جاتا ہے) خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو لیکر روانہ ہوئی تو میرے میں عجیب عجیب خیالات کا سلسلہ شروع ہوا میں نہیں چاہتا کہ انہیں اپنی چھوٹی سی کھوپری میں ہی چکر کھانے دوں اسلئے حوالہ قلم کرتا ہوں تا دوسرے بھی خیالات کے اس چکر کو دیکھکر کم وبیش کوئی فائدہ اٹھائیں -

(باقی آئندہ)

پھر مولوی محمد حسین صاحب

احباب گاڑی میں سوار ہو چکے تھے لیکن ابھی گاڑی کی روانگی میں دیر تھی کہ علی ظفر احمد صاحب نے مجھے آکر خبر دی کہ مولوی محمد حسین صاحب واپس بٹالہ جاتے ہیں چنانچہ میں پھر گیا تا کہ ان سے ملاقات کروں پھر ان سے چند باتیں ہوئیں مولویصاحب نے اپنی دردانگیز داستان سفر شملہ کی سنائی کہ کسطرح انکا نقصان ہوا - اور بیچارے اس نقصان کیوجہ سے بے نیل مرام واپس آئے اور شملہ نہ پہنچ سکے - آخر میں انہیں کمرہ کے ایک مسافر نے مجھے کہا کہ تم مولوی صاحب کو بہت سا روپیہ دو تو ابھی مرزائی ہو جائینگے خدا کی شان ہے کہ مولویصاحب آج صبح ہی بٹالہ سٹیشن پر مجھے یہ الزام دیتے تھے کہ ایک نامعلوم شخص نے برملا مولویصاحب کے منہ پر یہ بات کہی میںنے اسکو جواب میں کہا کہ تم نے مولویصاحب کی بڑی ہتک کی ہے کیا مولوی صاحب **ایمان فروش** ہیں - اور اگر انہوں نے روپیہ لیکر کوئی مذہب اختیار کرنا ہے تو پھر عیسائی ہو جائیں - مولویصاحب خاموش ٹک ٹک دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے - میں اسی حال میں چھوڑ کر رخصت ہو آیا - کہنے لگے کہ کل دہلی آؤنگا -

یادگار کریمی

نام نیک رفتگان ضایع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی یادگار کے متعلق جہانتک مجھے علم ہے سیالکوٹ کے سوا دوسری جگہ مستعدی سے کام نہیں ہو رہا ہے - سیالکوٹ کی جماعت بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے واجب الاحترام بھائی کی یادگار میں ہمہ تن ساعی ہے - اگر اس موقع پر سستی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے - تو یہ بہت افسوسناک امر ہوگا - کیا ایک حقیقت شناس قوم کو میں زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں توجہ دلاؤں ؟ مخدوم الملۃ کی زبان اب کہاں سے لاؤں کہ نہیں بیدار کر سکوں -

ہم چاہتے ہیں کہ مرحوم کی یادگار میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت پختہ کی جاوے اور اس عمارت کے ایک حصہ میں یا جیسا مناسب ہو - قاریوں کی جماعت کھولی جاوے جو قرآن شریف کو تجوید اور قرأۃ کے ساتھ پڑھنا سیکھے اور پھر قرآن کریم کے حقایق ومعارف بیان کرنے کے لئے وہ علوم دینیہ قرآنیہ حاصل کر کے ملک اور قوم کے لئے ایک مفید اور نفع رسان جماعت ہو - ان مقاصد اور اغراض کے پورا کرنے کے واسطے کم از کم تیس ہزار روپیہ کی رقم مطلوب ہوگی تین لاکھ کی جماعت میں بیس ہزار کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر ۱۰ فیصدی بھی وصول کیا جاوے تو تیس ہزار ہو سکتا ہے - میں جانتا ہوں کہ قوم دینے کو طیار اور آمادہ ہے لیکن ضرورت محصلین کی ہے اگر سیالکوٹ کی جماعت کی طرح ہر ضلع کی جماعت باقاعدہ تحصیلدار اپنے اپنے ضلع میں بھیجے تو اس سے جہاں ایک طرف ضلع بھر کی جماعت کی پوری فہرست اور فرد طیار ہو جائیگی وہاں بہت جلد یہہ روپیہ بہم پہونچ جاوے گا - میں قادیان کے تمام اکابران قوم لاہور کپورتھلہ - امرتسر - لودہانہ - جالندہر - ہوشیارپور - میرٹھ - دگا - سرحد - جات پنڈ دادنخان - جہلم - گجرات - گوجرانوالہ - ملتان - پٹیالہ - حیدرآباد دکن - وغیرہ اضلاع اور مقامات کی جماعتوں کی طرف سے اس جواب کے سننے کے منتظر ہیں کہ وہ بتائیں انہوں نے اس کام کیلئے کیا عملی تجویز اختیار کی ہے - فرداً فرداً بھی چندہ بھیجنے والوں کو ابھی تحریک نہیں ہوئی - اسلئے آج میں اس فہرست چندہ کو کھولتا ہوں + اگر کم وبیش بیس مقامات کی جماعتیں اپنے ذمہ ایک ایک ہزار چندہ کا بہم پہونچانا فرض کر لیں تو آسانی سے ہو سکتا ہے اگرچہ بعض اضلاع اور مقامات کی جماعتیں تھوڑی اور غریب ہیں مگر اس کے ساتھ ہی بعض مقامات کی جماعتیں ایک ایک ہزار کی بجائے کئی کئی ہزار دے سکتی ہیں - اسلئے احمدی قوم اس معاملہ کو اب زیادہ لمبا نہ کرے اور اسپر متواتر تحریکوں اور آوازوں کے لئے منتظر نہ رہے - اسے چاہئے کہ وہ بہت جلد اس رقم کے پورا کرنے کی فکر کرے - **قادیانی جماعت کس قدر چندہ دیگی ؟** یہہ ایک سوال ہے جو میں یہاں کی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں کیا یہاں کے رہنے والے یہہ سعی کرینگے کہ اگر زیادہ نہیں تو ایک ہزار روپیہ جمع کر دیں - رقم بڑی نہیں اگر ہمت کریں اور حوصلہ سے کام لیں - میں امید کرتا ہوں کہ اگر قادیانی جماعت نے اس امر میں سرگرمی سے کام لیا - تو اسکی نظیر اور نمونہ قوم میں ایک خاص حرکت پیدا کریگا - اسلئے کہ مالی حالت کے لحاظ سے میں اور دوسرے یقیناً جانتے ہیں کہ قادیانی جماعت ضعفا کی جماعت ہے جو غریب مہاجرین اور طالب علموں سے بنی ہے - پس اگر ان غربا نے ایک ہزار کا چندہ جمع کر لیا تو پھر ہر شہر سے چندہ کا بہت جلد ہو جانا مشکل نہیں ہے میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ چندہ باقساط بھی دیا جا سکے گا - **چندہ کی فرد اور فہرست ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدو** -

اور روپیہ براہ راست امین یادگار کریمی قادیان کے نام بھیجدو - میں اللہ تعالے کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے اس کی فہرست چندہ کھولتا ہوں -

آغاز کردہ ام برسانی تو انتہا

۱ - خاکسار ایڈیٹر الحکم { علاوہ دو روپیہ ماہوار کے جو اجراء مدرسہ مجوزہ یادگار سے دیا جاوے گا } ۵۰ (دس اقساط میں)

۲ - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور - ۵۰ { یہہ رقم فی الحال انہوں نے تجویز کی ہے مگر ادا بھی انشاء اللہ کر دیں گے }

۱۸۷۵ء کی شاہی سیاحت کی یادداشت

ہزرائیل ہائینس پرنس آف ویلز (ملک معظم) ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جہاز "سیرالیس" پر انگلستان سے بجانب ہندروانہ ہوئے۔ اور ۸۔ نومبر کو بمبئی مین پہنچے۔ لارڈ نارتھ بروک اور دیگر حکام اعلےٰ رئیسہ اور ہندوستانی راجاؤن و نوابون کا بمبئی میں استقبال کیا۔ ہزرائیل ہائینس نے اپنی اول تقریر بمبئی میں شہر بمبئی کی ہفت رنگی اور مختلف آبادی کے درمیان ایک ایسی سلطنت کے طریق حکمرانی کے نشانات دیکھے جو قانون کی اجازت اور امن سے بسر کرنے والے کو پناہ دیتی ہے۔ اور نسلی امتیازات کو نظرانداز کرتی ہے اور سب کو مذہبی اعتقاد کی آزادی دیتی ہے۔ اور جسنے تمام باضابطہ کامون اور حرفون کو پناہ دے رکھی ہے۔" (یہ الفاظ پرنس آف ویلز کے ہیں) میونسپل ایڈریس میں اس بات کا یقین دلایا گیا تھا جس سے ہزرائیل ہائینس کو خوشی ہوئی "انگریزی عملداری میں سب قومون اور مذہبون کے لوگ میل موافقت کے ساتھ رہتے ہین۔ اور ان قویٰ سے بہت ہی زیادہ فائدہ اٹھاتے اور ان کو ترقی دیتے ہین۔ جو ان کو بنی آدم کے مختلف فرقون اور نسلون سے ورثہ میں ملے ہین۔ گو سب کے سب تاج برطانیہ کے وفادار اور خیرخواہ ہین۔ اور اپنے اپنے شہرون کے مقامی معاملات کے انتظام مین متفق ہین" ۱۴۔ نومبر کو ہزرائیل ہائینس بڑودہ میں تشریف لے گئے اور ۲۳۔ تک وہین رہے۔ ۲۴۔ کو بمبئی آکر گوآ کی طرف چل دیئے اور اپنے جہاز سیرالیس پر سوار ہو گئے تھے۔ وہان سے لنکا کیطرف گئے۔ یکم دسمبر کو لمبو پہنچے۔ ایک ہفتہ تک وہان رہے۔ اسکے بعد براعظم ہند کی طرف چلے آئے۔ ۱۴۔ دسمبر کو ٹوٹی کورن مین رونق افروز ہوئے۔ پھر سرزمین تامل۔ مدورا اور ترچناپلی مین تشریف لے گئے۔ بعدش مدراس خاص مین تشریف فرما ہوئے۔ ایک ہفتہ تک وہان رہے۔ ۱۸۔ دسمبر کو ہوگلی کیطرف اپنے خاص جہاز مین سوار ہو کر گئے۔ ۲۳۔ دسمبر کو کلکتہ مین پہنچے۔ اور پرنسپ گھاٹ پر دہوم دہام سے استقبال ہوا وہان سے پرنس آف ویلز ۳۔ جنوری ۱۸۷۶ء کو پٹنہ۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ کانپور کی سیر کرتے ہوئے دہلی مین پہونچے۔ وہان سے لاہور۔ جمون۔ امرتسر آگرہ۔ گوالیار۔ جے پور۔ نینی تال۔ ترائی۔ نیپال تشریف لے گئے۔ وہان سے الہ آباد۔ اندور وغیرہ کی سیر کر کے ۱۳۔ مارچ کو بمبئی مین پہونچ گئے۔ وہان سے اپنے خاص جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کو مراجعت فرمائی۔ پرنس آف ویلز نے ۷۶۰۰ میل خشکی۔ اور ۲۳۰۰ میل تری کا سفر کیا تھا۔

سیاحت کا مقصد اپنی عظیم الشان سلطنت ہند کے باشندون اور دیگر حالات کو بذات خود دیکھنا تھا۔ جسکی سیاحت کو اپنی زندگی کا ایک اعلےٰ مقصد سمجھتے تھے۔ پارلیمنٹ کے ایک ریزولیوشن کی رو سے سلطنت برطانیہ کے عظیم الشان حصّہ کی سیاحت لازمی قرار دیگئی تھی۔ اہل ہند نے نہایت گرم جوشی اور جوش وخروش کے ساتھ آپکا خیر مقدم کیا تھا۔ پرنس آف ویلز کی اپنی یہ خواہش تھی کہ وہ سلطنت کی بابت واقفیت حاصل کرین جسکے اوپر وہ کسی دن حکمرانی کرنے والے تھے ✽

حضور ولیعہد بہادر اودے پور مین

اودے پور مین ہزرائیل ہائینسز کا آخری دن بغیر کسی رسم یا سرکاری کاروائی کے گذرا۔ ۲۰۔ نومبر کی صبح کو شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ اور یہہ ہندوستان مین ہزرائیل ہائینس کی پہلی جنگلی شکار تھی۔ اول تو قرار پایا تھا۔ کہ جھیل پچولا پر مرغابی اور چیتے کا شکار ہو۔ مگر پہر جھیل پر اس قدر کم تھے۔ کہ پرندون کے شکار کا ارادہ فسخ کر کے جنگل مین بڑے بڑے جانورون کا شکار کیا جائے۔ جنگل مین پھرنا بیکار نہین گیا۔ ہزرائیل ہائینس نے چند جانور مارے۔ یہ شکار محض اس لئے تہا۔ کہ ہزرائیل ہائینس ہندوستان کے جنگلون کی حالت سے واقف ہو جائین۔ جس سے امید ہے۔ کہ جے پور مین انہین شیر کے شکار مین بہت مدد ملیگی۔ یہ شکار پارٹیان ہندوستانی والیان ریاست سے تعلقات مستحکم کرنے مین بہت مدد دیتی ہین۔

اودے پور سے ہر شخص کسی قدر افسوس کے ساتھ جدا ہوا۔ کیونکہ اودے پور نہ صرف ایک خوبصورت شہر ہے۔ بلکہ یہان اصلی ہندوستان کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ راجپوت ایک نہایت بہادر قوم مین مہارانا نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہین۔ باوجودیکہ بہت زیادہ شکار نہین کھیلتے۔ کیونکہ اس سے بعض راجپوت ریاستین تباہ ہو چکی ہین۔ وہ خوب مضبوط اور اچھے نشانہ باز ہین۔ یکشنبہ کو محل جگ مندر مین چاہے نوشی کے موقعہ پر اتفاقاً مہارانا کے ولی عہد سے حضور پرنس آف ویلز نہایت خلق سے پیش آئین۔ گدی کے ولیعہد مہارانا کے اکلوتے بیٹے ہین۔ چند سال ہوئے۔ ان کی زندگی سے مایوسی ہو چکی تھی۔ مہارانا لفظاً ومعناً اپنی ریاست کے مہارانا ہین وہ اپنے دیوان بھی خود ہی ہین۔ اودے پور کو غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ بتانا اور اس زمانہ کی خواہش کرنا جبکہ زمانہ حال کے خیالات کا دور دورہ ہوگا۔ ایک فیشن ہو گیا ہے اگر میواڑ غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ ہے۔ تو اس کے باشندے تو خوش وخرم اور سرسبز ہین۔ مہارانا اپنے جاگیردارون اور بھیلون سے جس طرح بھگتتے ہین۔ یہ کوئی آسان کام نہین ہے۔ ولیعہد اودے پور نہایت مہربان خوش خلق اور مہارانا سے بھی آزاد خیال سمجھے جاتے ہین۔ اودے پور مین ایسے معزز مہمانون کے لئے کسی عظیم الشان دعوت کا سامان کرنا سہل نہین ہے لیکن کسی قسم کی شکایت اور بدنظمی کا موقع نہین ملا۔ نہ کسی بات کی کمی رہی۔ اس کے لئے رزیڈنٹ ریاست مسٹر سینیہے اور ان کے مددگار مسٹر لام اور مسٹر وکیفیلڈ جن کی توجہ اور تلطف کی کوئی حد نہ تھی۔ شکریہ کے مستحق ہین۔

حضور ولیعہد بہادر کا قیام جے پور مین

۲۲۔ نومبر کو تقریباً سارا دن شکار مین صرف ہوا۔ اور حضور ولیعہد بہادر نے پہلا شیر شکار کیا۔ اگرچہ قرب وجوار مین شیر تھے۔ لیکن عرصہ سے کوئی مارا نہین گیا تہا۔ اور شک تہا کہ کامیابی ہوگی یا نہین۔ مگر لنچ کے بعد فیصلہ ہو گیا۔ کہ کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لئے ہزرائیل ہائینس بمعیت جنرل اسٹوارٹ بیٹن اور آنریبل مسٹر ڈیرک کیپل شکار کے لئے روانہ ہوئے دس میل تک تو گاڑی مین گئے۔ ریت پر چھ چھ گھوڑے گاڑیون کو کھینچتے تھے۔ پھر ہاتھیون پر سوار ہو کر مچانون کی جانب روانہ ہوئے اور تلاش شروع ہوئی میدان ریتیلا اور جھاڑدار تھا جس سے شیر کو چھپنے کا بہت موقع تھا۔ جسوقت شکار مدٹی پہونچی۔ تو ایک شیر پھر رہا تہا۔ جو فوراً ہی جھاڑیون مین سے اچھلتا ہوا نکلا۔ شہزادہ بہادر کی پہلی گولی اسکی ریڑھ پر پڑی۔ دوسری گولی کندھے پر پڑی۔ اور وہ گر پڑا۔ اور ہاتھ پاؤن مارنے لگا۔ مگر تیسری گولی نے اوسے ٹھنڈا کر دیا۔ یہ جانور ۹ فٹ سے کچھ ہی کم تہا۔ باوجودیکہ مچان سے ۱۲۰ فٹ کے فاصلہ پر تہا۔ اتنے فاصلہ سے گولی مارنا آسان کام نہ تہا۔ پہلی گولی ہی نے اسکا کام تمام کر دیا۔ ہزرائیل ہائینس کے والد ماجد نے بھی پہلا شیر جے پور ہی مارا تہا۔ شہزادہ بہادر جو نہایت عمدہ شکاری ہین اس نتیجہ سے نہایت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد پارٹی فوراً رزیڈنسی کو واپس ہوئی کیونکہ شیر کے شکار کے لئے خبرون کا انتظار کہ جنگل مین شکار ہے یا نہین۔ اسلئے ہزرائیل ہائینس کے سٹاف اور ان کے مہمانون کے لئے جو شکار پارٹی مین شریک ہونا چاہین۔ سور کے شکار کا انتظام کیا گیا۔ دو پارٹیان بن گئین رزیڈنسی سے ۵½ صبح کے روانگی ہوئی۔ مہاراجہ نے گھوڑون اور فیلون کا انتظام کر دیا تہا۔ دونو پارٹیون نے خوب حظ اٹھایا۔ سور کثرت سے تھے۔ دونون پارٹیون نے نو سور مارے۔ اگرچہ سور چھوٹے بڑے سب ہی طرح کے تھے۔ مگر دوپہر دہوپ خوب ہوگئی۔ سب لوگ رزیڈنسی کو خوش خوش اور مہاراجہ کے مشکور واپس آئے۔ جب کہ باہر سور کا شکار ہو رہا تہا۔ محل کے اصطبل مین ایک دوسرا ہی کھیل جاری تہا۔ ہر قسم کے جانور جیسے سانبھر۔ ہرن۔ چیتل مینڈھے اور بھارا کہاڑہ مین چھوڑے گئے۔ لوگ ان کا رسیون سے پکڑے ہوئے تھے۔ تاکہ ایک دوسرے کو زیادہ نقصان نہ پہنچائین۔

اول تو تماشائیون مین ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم شریف نہ تھین اور جو لوگ موجود تھے۔ ان کو بھی اس سے کچھہ دلچسپی نہ تہی۔ شام کو شہر مین روشنی اور محل مین شاہی ضیافت ہوئی جس مین مہاراجہ اور ولیعہد بہادر نے دلچسپ تقریرین کین۔ اور مہاراجہ نے قحط فنڈ مین چار لاکھہ کی مزید عطیہ کا اعلان کیا۔ مہاراجہ نے شاہی مہمانون کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ تقریباً ۳۰ سال ہوئے کہ آپ کے والد ہز مجسٹی ملک معظم بحیثیت ولیعہدی جیپور مین تشریف لائے تھے۔ اسوقت میرے پیش رو مہاراجہ رام سنگھ اس وقت مہاراجہ جے پور تھے اب اپنی خوش قسمتی سے مجھے اس شہر مین یور رائیل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ جو میرے اجداد کا ملجا وماوا اور جہان مین امید کرتا ہون کہ یور رائیل ہائینس کے قیام کو قابل یادگار بنانے کی کوشش مین کامیابی ہوگی۔ اس موقع کے متعلق ایک نہایت مبارک واقعہ ہزرائیل ہائینس پرنسس آف ویلز کی معیت ہے۔ جن کا ہم تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہین۔ ہم یہان اجنبیون کی طرح نہین مل رہے۔ بلکہ دوستون کیطرح کیونکہ جبکہ مین نے سمندر پار اپنا وہ قابل یادگار سفر ملک معظم کی تاجپوشی مین شریک ہونے کے لئے کیا تہا مجھے آپ سے تعارف پیدا کرنے کی مسرت حاصل ہوئی تہی۔ اور مین یور رائیل ہائینس کو یقین دلا سکتا ہون کہ اس موقعہ پر جبکہ مین اپنے وطن سے دور تہا آپ کی مہربانی اور کرم کو یاد کرتا ہون۔ تو آپ کا خیر مقدم تہ دل سے کرنے کا خیال اور بھی زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ مین افسوس کرتا ہون کہ امساک باران کی وجہ

سے جیپور پر مصیبت ہے - اس لئے یور رائل ہائینس کا استقبال اس پیمانہ پر نہ ہوسکا - جو مین آپکی شایان شان سمجھتا تھا - البتہ مجھے پورا بھروسا ہے - کہ ہم آپ کے حالات سے بخوبی واقف ہین - اور یہ کہ سخت سے میری وفاداری اور عقیدتمندی کسی بیرونی نمایش کی محتاج نہین ہے تقریباً تیس سال ہوئے - جب ہز میجسٹی ملک معظم یہان تھے - تو انہون نے اپنی تشریف آوری کی یادگار مین اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تھا - جو اب البرٹ ہال کے نام سے موسوم ہے میری خواہش ہے - کہ یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کے موقع کی یادگار بھی ایسی ہی پائدار ہو - اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے مین اس نتیجہ پر پہنچتا ہون - کہ اس موقع کے مطابق اور میرے لئے پسندیدہ تر اس سے زیادہ کچھ نہین ہے - کہ جسے پیش کرنے کی مین جرأت کرتا ہون - مجھے شک نہین ہے - کہ آپ واقف ہین - کہ ۱۸۹۹ء مین قحط فنڈ قایم ہوا تھا - اس کا مقصد یہ ہے - کہ ان لوگون کی امداد کیجائے - جو ہندوستان کے کسی حصہ مین قحط کی مصیبت مین مبتلا ہون - مین آپکی اجازت سے ۳ لاکھ کی رقم اس مین اضافہ کرتا ہون - اور مہارانی ہز رائل ہائینس پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری کی یادگار مین اسی مد مین اس رقم کی برابر دینا چاہتی ہین - جو انہون نے اس مد مین بیادگار تاجپوشی دی تھی - یعنی ایک لاکھ - یہ چار لاکھ یور رائل ہائینس کے جیپور مین تشریف لانے کی یادگار مین ہونگے - مین آپکا زیادہ وقت لینا نہین چاہتا - اور دعا کرتا ہون - کہ آپ سیر ہند سے پورا لطف اٹھائین -

مین امید کرتا ہون - ہمارے اندر آپ کی موجودگی سے تخت سے ہمارے تعلقات اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائینگے - اور آپ کی دلچسپی اس حصہ سلطنت کے ساتھ اور بھی بڑھ جائے گی - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین اب آپ سے درخواست کرتا ہون - کہ آپ میرے مشہور مہمانون ہز رائل ہائینسز کا جام صحت نوش کرین - حضور ولیعہد بہادر نے جواباً فرمایا ہز نسس اور مین یور ہائینس کے ان چبھتے ہوئے الفاظ کے مشکور ہین - جن مین آپ نے ہمارا جام صحت تجویز کیا - اور لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ کا بھی ممنون ہون - کہ آپ نے ایسی گرمجوشی سے اوسے نوش کیا - ہم یور ہائینس کی دوستی کا دعوی مسرت کے ساتھ کرتے ہین - کیونکہ لنڈن مین تاجپوشی کے موقع پر ساری صحبت مین مہاراجہ جے پور سے زیادہ کوئی ممتاز نہ تھا - مہاراجہ ولایت کو مع خدم وحشم کے گئے تھے - اور وہان

ان کے جلوس سے ہمین وہ شان وشوکت معلوم ہوگئی تھی - جو آج ہم خود ریاست کے صدر مقام مین دیکھتے ہین - مگر ہمین خود جیپور اور انتظام ریاست کا کچھ تصور نہ تھا - بدقسمتی سے ہم ریاست مین قحط کے زمانہ مین پہنچے - لیکن ہمین امید ہے - کہ جس والی ریاست نے ازراہ فیاضی ہندوستانیون کے لئے قحط فنڈ قایم کیا ہے - وہ خود اپنی رعایا کی تمام ضروریات کا لحاظ رکھینگے - یاد رکھیئے - کہ ہمارے لئے کوئی عمارت بطور یادگار ایسی دلخوش نہین ہوسکتی تھی - جیساکہ صلہ رحم کا راہ جس کے یور ہائینس خود بانی ہین - ہندوستان کی حفاظت کے لئے آپ نے جو باربرداری کا کور قایم کیا ہے - وہ بھی مین نے کل ملاحظہ کیا اور مجھے توقع ہے - کہ کور نے نہ صرف فوج مین بلکہ قحط کے کام مین بھی قابل قدر خدمت انجام دی - راجپوتون کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے - اور قیام جیپور کا دلنشین اچھے دل پر گہرا نقش بٹھائیگا - اور یور ہائینس یاد رکھو - کہ مین نے پہلا شیر آپکے جنگل مین مارا - آخر مین مین آپ کو وہ پیغام پہنچاتا ہون - جو ملک معظم نے میرے ہاتھ بھیجا ہے - وہ چاہتے ہین - کہ مین آپ سے ظاہر کردون - کہ ان کی دلی خواہش ہے - کہ آپ کو اور آپکی ریاست کو تمام ممکن برکتین اور سرسبزیان حاصل ہون - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ سے درخواست کرتا ہون - کہ آپ ہمارے دوست مہاراجہ جیپور کا جام صحت نوش کرین اور یہ دعا کرنے مین ہمارے ساتھ شریک ہون - کہ وہ اپنی رعایا اور ہندوستان کے سر پر عرصہ دراز تک قایم رہین -

نمایشگاہ بنارس کے لئے ہندوستان کی اکثر ریلوی کمپنیون نے کرایہ مسافران اور کرایہ اسباب نمایش مین تخفیف کردی ہے -

درخوست دعا

مکرمی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کا ہمشیرہ زادہ نصیب اعدا علیل ہے - ناظرین سے التماس ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کرین - کہ اللہ تعالےٰ اوس کو صحت کامل عطا فرماوے -

قصیدہ درشان حضرت مولوی عبد الکریم احمدی سیالکوٹیؓ - از نتائج طبع خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

حضرت مخدوم ملت خادم دین متین
عاشق فرقان فدائے حسن ختم المرسلینؐ
واعظ وقاری قرآن زاہد پرہیزگار
عالم راہ ہدیٰ وواقف اسرار دین
افصح وغواص بحر علم قرآن وحدیث
ابلغ ولنز المعانی لمخزن عین الیقین
شیخ فضل وکمال وکان ادراک وذکا
نکتہ سنج ونکتہ دان نکتہ بین باریک بین
معدن حلم وحیا و مالک خلق عظیم
صوفی دعلامہ و در حلقہ نیکان نگین
یعنی مولانائے اکرم مولوی عبد الکریم
روح اخلاص ومحبت جان ایقان ویقین
از عمل ثابت نمود آن بود ایمانی کہ داشت
خوش ازو رحمان شد و خاموش بود دیو لعین
دین مقدم داشت بر دنیائے دون نابکار
از زمان بیعت خود تا بہ انفاس پسین
با جناب عیسیٰ موعود صد اخلاص داشت
موج زن شد از دل او بحر صدق المخلصین
از سر مال ومنال وملک ودولت درگذشت
آمد و در قادیان شد با عیال خود مکین
آشنا شد با ہدیٰ بیگانہ از راہ ضلال
نفرتش شد از یہود و شد بعیسیٰ ہمنشین
در مقدس مسجد اقصیٰ خطیب وہم امام
بود تا دہ سال با حکم امام آخرین
اندرین دہ سال در سیف قلم چون ذوالفقار
صفدر کفار بر فرق گروہ فاسقین
آریہ بد یا مسیحی جعفری یا خارجی
پشت دادش لاجرم فی الحال چون جست از کمین
چون بغرّیدن در آمد ضیغم پروردگار
درمیان عرصۂ ہر کیش این روئے زمین[1]
فتح خیبر شد بدستش گبر و ترسا و ہنود
ہمنوا گشتند اندر نعرۂ صد آفرین
ہر کسے گفت غالب شد بشر بر دین حق
خایب وخاسر شد و بگریخت سر البوالحصین
چون مقدر حضرت انجام راہ آن شیر نر
کش پئے اسلام ہمت بود با غیرت قرین

[1] لاہور مین جب جلسہ مذاہب کا جلسہ ہوا تو اسلام کی تائید مین مرحوم نے حضرت اقدس کا مضمون پڑھا تھا -

رخت رحلت بست زین دار الفنا بیوفا
شد صعود روح پاکش سوئے خیر المحسنین
بر صعود روح او خوش بر فراقش پر زغم
مہدی موعود گشتہ ہم صحابہ اجمعین
دیدہ او مومنان شد ابر و بارید اشکہا
بر وفات حضرت مخدوم فخر المومنین
بر وفات او نہ تنہا مومنان گریہ کنند
بلکہ آنان ہم کہ بودند از گروہ منکرین
آن جہان معصوم را اہل تدبر این گروہ
ہجو در اخبار شائع میکنند از بغض وکین
بغض با مردان حق دارد نشانہ بد گہر
آسمان باید کہ بارد لعنتے بر آن لعین
یا الٰہی این چنین بد خصلت [illegible]
بعد مرگش جا بود اندر مقام آتشین
رحم کن یارب بروح اطہر مخدوم ما
جائے او گردان زفضل خویش فردوس حسین
سال وصلش آہ برآورده [illegible]
گو روان اطہر او شد بجنت جاگزین
۱۳۲۳ھ
خاکسار محزون احمدی پشاور

تاریخ وفات

حضرت مخدوم ملت مولوی عبد الکریم
آنکہ در علم وعمل بد یگانہ بس فہیم
آنکہ بُد در زہد وتقوے وطہارت بیمثال
وآنکہ او را بود با حلم وحیا طبع سلیم
آنکہ در تحریر وتقریرش نبود کس نظیر
در بلاغت در فصاحت بود چون بحر عظیم
آنکہ بُد در مسجد اقصیٰ خطیب وہم امام
وآنکہ بُد دہ سال در قرب جری اللہ مقیم
آنکہ چون او قاری قرآن درین دوران نبود
وآنکہ خوش میخواند چون داؤد فرقان کریم
چون زسرطانش رہائی شد باعجاز مسیح
شد ز ذات الجنب آخر کار بیمار سقیم
رحلتش در قادیان شد خاص در بیت الامام
روح او شد داخل ابواب جنات النعیم
یازدہم اکتوبر وبُد چارشنبہ قبل عصر
چون وصال روح پاکش شد بہ رحمان رحیم
سال رحلت با دل پردرد محزون حزین
زد رقم - لے وائے حضرت مولوی عبد الکریم
۱۹۰۵ء

خاکسار
محزون احمدی پشاور

حضرت اقدس کا اپنے مضمون کے غالب ہونیکی نسبت حضرت حکیم [illegible] الکریم جو حضرت مخدوم ملت کے ذریعہ پیدا ہوا تھا [illegible]

مراسلات

ذیل میں ایک مراسلہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہم احمدیوں پر ہمارے مخالف کیسے کیسے ستم توڑتے ہیں۔ کیا یہی وہ اسلام ہے جسکو یہہ غیر قوموں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں؟ احمدیوں کو بہر حال صبر کرنا چاہئیے اور منتقم حقیقی ہی کے سپرد انکو کرنا چاہئیے۔

ایڈیٹر

مہربان امت قدردان سنت منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم بعنایتہ

بعد عرض سلام نیاز عرض آنکہ مورخہ ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمقام قصبہ فتحگڈھ چوڑیاں ایک **عجیب حادثہ** وقوع میں آیا ہے اسکو درج اخبار فرماکر مشکور فرماویں۔ شاید کسی کے دل کا دہواں آسمان پر چڑہے اور باعث فریاد رسی ہو۔

مکرم من بمقام قصبہ مذکور مدامی سکونت پذیر ایک ہی شخص عبد القادر نام قوم نورباف ہے جو حضرت مرزا صاحب کا نام لیوا ہے۔ مدت مدید سے حکیم محمد شاہ وغیرہ خاندان شاہ صاحبان کا یہی آماجگاہ ہو رہا ہے۔ تمام پہبتیاں اسپر طوالا کرتے ہیں۔ مگر سپر **دلائل احمدیہ** کچھہ ایسی لوہی نہیں کہ مخالفین کے تیر اوسپر کارگر ہوں۔ اون کے بعنوان تیر ہوائی کی طرح لوٹ کر اونہیں پر پڑتے ہیں جس سے زیادہ طیش میں آتے ہیں۔ انکی رات دن کی معاندانہ کوششوں نے دہوم مچا رکہی ہے۔ قصبہ کیا ہے کوہ بنا رکہا ہے گو کہ تاثیر خاک بہی نہیں تاہم رات دن سے کوئی وقت نہوگا جس میں **امت احمدیہ** کا گلہ شکایت چغلی ممور نہو۔ تاریخ مذکورہ پر وہی **عبد القادر** اپنی قریب کی مسجد میں جو مسجد جولاہگان کے نام سے مشہور ہے نماز عصر ادا کرنے کو گیا۔ وہی **حکیم محمد شاہ** نامبردہ دو شخصوں کو جو قوم راجپوت مقام ابدو وال متصل فتحگڈہ سے اتفاقاً نماز عصر پڑہنے کے لئے داخل ہوئے تھے۔ فہمایش کر رہا تھا اور ایک اور جولاہہ بہی تہا جو اوس کی ہاں میں ہاں ملاتا تہا۔ اثنا گفتگو میں چہیڑ خانی کے طور پر عبد القادر مذکور کو سنا کر کہنے لگا کہ یہہ مرزائی بڑے کذاب ہیں۔ بڑے جہوٹے ہیں۔ پس عبد القادر نے کہا کہ شاہ صاحب لعنت اللہ علی الکاذبین بہی ساتہہ ہی کہتے جاؤ۔ تاکہ حق کا بول بالا ہو اور جہوٹے کا منہ کالا ہو۔ یہہ کہنا تہا کہ محمد شاہ طبیب اور دوسرے جولاہہ نے اوسپر حملہ کیا محمد شاہ نے اوسکو ڈاڑہی سے پکڑ کر کہینچا۔ اور دوسرے جولاہے نے لات مکی سے مارنا شروع کیا۔ جسپر اون نووارد جوان راجپوتوں نے منت سے منع کیا کہ شاہ صاحب معاف فرمائیے غریب کا خون ہوجائیگا آپکو بہرنا آئیگا۔ مگر وہ کب رکنے والے تہے۔ بمشکل اون کو آن بچایا وہ شکار ہاتہہ آیا تہا جسکی تاک میں مدت سے لگے ہوئے تہے۔

آخر اون کی کمال الحاح سے اوسکو تو چہوڑ دیا وہ بیچارہ تو دیوار پہاندکر تہانہ کو دوڑ گیا۔ اور محمد شاہ نے جولاہوں اور ٹپ گردن کشمیریوں کو کہا۔ اکہ مرزائیوں نے مجہے دے مارا اور داڑہی نوچ لی ہے۔ یہہ ستم کا آوازہ تہا کہ سلطاہی بگل۔ اس اشتعال دہی کے ساتہہ ہی ٹڈی دل آن جمع ہوا جہاں تک نگاہ کام کرتی تہی گلی کوچہ صحن خانہ میدان مکان میں آدمی ہی آدمی نظر آتا تہا۔ اون کو مسجد میں اور تو کوئی نظر نہ آیا۔ انہیں دو جوان راجپوتوں پر ٹوٹ پڑے۔ وہ بہتیرا کہتے تہے کہ نہ ہم مرزائی ہیں نہ مرزائیوں کے بہائی۔ مگر کون سنتا تہا۔ لات مکا دہول دہپا ایسا چلایا کہ معرکہ آرائی کی خوب داد دی۔ اور اون بیچاروں کو چور چور کر رہے تہے کہ کسی سید صاحب نے گذرتے ہوئے رحم کہایا اور للکارا کہ بلا وجہ دو مارے جاؤگے۔ **خدا** کی دہائی سرکار کی بادشاہی ہے۔ یہہ تو فلانے خانصاحب کے صاحبزادے ہیں۔ وہ تو گہر آنچا پڑا دیگا۔ جس سے اون ظالمین کے دلوں پر رعب چہا گیا۔ اور پژمردہ یا مردہ سا کر کے بلوں میں جا گہسے۔ اور کسی نے خبر نہ لی۔ اتفاق سے ایک نابینا جو دو تین دہکے کہا کر کہیں کونے میں جا گہسا تہا اور ایک مراسی جو اونکے ساتہہ تہا اور مسجد کے کوٹہے میں دروازہ بند کر کے بچ گیا تہا نکلا۔ اور اون کو ساتہہ لیکر تہانہ میں گیا۔ اسوقت زن و بچہ کو ٹہوں پر پکار رہے تہے۔ کہ ناحق مسافر مار دیئے ہیں۔ مگر شاہ صاحبان ہی پیچہے سے تہانہ میں پہونچ گئے اور منت سماجت کر کے اون کو اپنے گاؤں کیطرف واپس کر دیا۔ کیا یہہ **سکہہ شاہی** نہیں تو اور کیا ہے۔ جس سے خانہ خدا کو میدان کربلا بنا دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہہ وہی شاہصاحبان ہیں جو بجرم سکہ سازی گرفتار کئے گئے تہے۔ شاید ڈیڑہ یا دو سال کا عرصہ گذرا ہوگا۔ مگر ان کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ بہت جلدی اپنی پاداش کو بہول جاتے ہیں۔ ابہی ان کے کارنامے اس سے زیادہ ہیں جن سے گرد و نواح کے لوگ ناواقف نہیں۔ ابہی اڈہائی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ مولوی ثناء اللہ وہابی امرتسری کو ساتہہ لیکر ستر زیادہ آدمی کی بہیڑ بہاڑ سے موضع لودی ننگل کی مسجد پر کود پڑے تہے اور مولوی نور احمد صاحب پر حملہ کیا تہا جس سے خدا نے محفوظ رکہا تہا اور اب **بعض** نووارد لوگوں کو جو قصبہ فتح گڈہ میں چہپے چہپے گذارہ کرتے ہیں گہورتے اور وعظ و مجالس وغیرہ میں دہمکیاں دے رہے ہیں۔ کہ تمام مرزائیوں کا حقہ پانی بند کر دیا جائیگا۔ ورنہ اپنے عقیدہ سے باز آجاویں۔ اس صورت میں بندگان خدا کا وہی منتقم حقیقی ہی حافظ ہے۔ فقط

مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۵ء

الراقم

دین محمد ٹہیکہ دار خیر خواہ رفاہ عام خلائق از مقام لودی ننگل ڈاکخانہ فتح گڈہ ضلع گورداسپور

مکرر التماس ہے کہ اندنوں قصبہ مذکور میں شہرت دے رہے ہیں کہ مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں نے سفر دہلی سے واپس ہوتے ہوئے شہر امرتسر میں وارد ہو کر روزہ نہیں رکہا تہا۔ اور منڈوہ میں لیکچر دیتے ہوئے عوام یا خواص نے شور مچایا اور اینٹ روڑہ چلایا کہ سب مرزائی بہاگ گئے۔

جسکے جواب کسی نے ان مولویان فتح گڈہی سے پوچہا کہ کیا سفر میں روزہ رکہنا جائز ہے تو کہنے لگے کہ یہ ریل کا سفر کیسا سفر ہے جس میں روزہ نہ رکہا جاوے پہر کسی گلوگیر نے بازپرس کی کہ اگر گہر میں ایسی مشقت ہو کہ سخت سفر کے مشابہ ہو تو روزہ توڑنا یا نہ رکہنا جائز ہے یا نہیں مثلاً تانا تننے والے کی مشقت یا ہل چلانے والے کی مشقت جو آدہی رات سے بارہ بجے تک سفر سے زیادہ محنت میں چلتا ہے تو جواب ندارد جس سے صاف طور پر نمایاں ہے کہ خدا نے ان سے علم لے لیا ہے اور علم اُٹہہ گیا ہے حدیث میں اسکی شرح بہی آئی ہے کہ علم پر عمل نہیں کرینگے۔ اور یہ مضمون حدیث کا مشہور ہے لیس من البر الصیام فی السفر یعنے سفر میں روزہ رکہنا نہیں۔

باقی رہا اینٹ روڑہ چلانا اگر یہہ صحیح ہے تو یہہ اون کی شرارت واقعی ہے جسپر اونہیں ناز کیا جاتا ہے سرکار کے ملک میں اندہیر مچانا اور فتنہ ڈالنا اچہا نہیں اس سے [illegible] ہے۔ کیوں بغاوت کرتے ہیں۔ موت و عاقبت کو یاد کریں۔ فقط

الملتمس

منشی منظور محمد از مقام لودی ننگل

ہمت ہو تو بڑی بات نہیں

الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچانا ہر احمدی کا فرض ہے بلکہ میرے نزدیک تو ہر احمدی کا **قومی فرض** ہے کہ وہ **الحکم** کو خریدے۔ تین لاکہہ کی جماعت میں اسکے مسلم قومی پرچہ کی اشاعت اگر ۱ فیصدی بہی ہوتی تو آج کم از کم تین ہزار ہونی چاہئیے۔ مگر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ۱۰ انی ہزار بہی نہیں ہے۔ پس یہ امر قوم کے لئے کیسا ناگوار اور ناخوش کن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ الحکم کی اشاعت کم از کم **دس ہزار** ہو جاوے اسلئے جو صاحب الحکم کی اشاعت کو **دس ہزار** تک پہونچانے کے اسباب اور تجویزیں اپنے ذہن میں رکہتے ہوں وہ مجہے اطلاع دیں تاکہ اسپر عمل درآمد کیا جاوے۔ یہہ بہی تجویز ہے کہ ایک شخص **الحکم کی اشاعت** بڑہانے کے لئے **سفری ایجنٹ مقرر** کیا جاوے جو جابجا پہر کر جہاں ایک طرف جماعت کی فردیں طیار کرے اور الحکم کا بقایا وصول کرے وہاں ساتہہ ساتہہ لوگوں کو اخبار کی ضرورت اور اسکے فوائد سے آگاہ کر کے خریدار پیدا کرے مگر یہ تجویز بہت سارے مصارف کو چاہتی ہے جنکو مطبع سردست برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر ہر ایک خریدار اپنی اپنی جگہ عزم اور عہد کرلے کہ وہ ہر مہینے کم از کم ایک جدید خریدار دیا کریگا تو ایک سال میں ہی تیرہ ہزار اشاعت ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے ہمت اور **سعی** کی۔ اور قومی ضروریات کی حس کی اور اگر کم از کم ۱۰۰ آدمی بہی ایسا عزم کرلیں کہ وہ ہر مہینے ایک ایک خریدار بہم پہونچائیں گے مگر یہ خریدار **پانچ روپیہ سالانہ** دینے والے ہوں تو میں ان کے ساتہہ عہد کرتا ہوں کہ ۱۰۰ ایسے خریداروں کے نام جو پوری قیمت نہیں دے سکتے دو روپیہ سالانہ پر اخبار جاری کر دیا کروں۔ اس انداز سے ایک مہینے میں **دو سو اشاعت** بڑہ سکتی ہے۔

اے الحکم کے ایک ہزار قدردانو!

کیا تم میں سے ۱۰۰ بہی ایسے والنٹیر نہیں نکل سکتے؟

مراسلات

دیانندی مت پر نوٹ اور ریمارک

(از محمد منظور الٰہی سوہدروی)

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ! مسٹر پال (جدید آریہ) نے جالندھر کے آریہ اخبار کی ایڈیٹری کا فخر حاصل کیا ہے - اور اب انہیں گالیاں نکالنے کا ایک وسیع میدان ہاتھ آگیا ہے - اور شاید اسی وجہ سے کہ لالہ منشی رام وکیل کی ست سنگت میں اپنے گنگا کے کنارے شاداب پہاڑیوں کے نیچے گوروکل کی گپھا میں کچھ دن تیر کئے ہیں آپ کو **قانونی مذاق** بھی ماشاء اللہ پیدا ہو چلا ہے - چنانچہ ۱۹ - کاتک کے پرچارک میں سوامی رام صاحب کی کسی کتاب پر "آپ اب بھی سنبھل جاؤ" کے عنوان سے ریمارک کرتے ہیں کہ اس کتاب میں سوامی جی کو ایسی گالیاں دی ہیں کہ گویا ان کا نقل کرنا بھی مسٹر پال کے نزدیک جرم ہے - کاش مسٹر پال کے دکھانے کے دانت اور نہ ہوتے! اور وہ اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ کر دوسرے کی آنکھ کے تنکے پر رائے زنی کرتا - خود جس شخص کی اپنی یا اپنے نام کے ساتھ منسوب شدہ کتاب ایسے طرز پر لکھی گئی ہے جو معقول اور متین جماعت میں پڑھے جانے کے قابل نہیں اور جو خود گالیاں دینے میں اچھا مشاق ہے اور پھر جسکے قبلہ وکعبہ پنڈت دیانند جی صاحب مختلف مذاہب کے **ہادیوں اور لیڈروں** کو پانی پی پی کر کوستے ہیں اور ایسا ہی اسکے واجب الاحترام آریہ مقتول نے تو حد ہی کر دی ہے - اور پھر ان کے ہم نوالہ یوگیندر پال نے تو سب کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ شخص اگر کسی دوسری کتاب پر ایسا ریمارک کرے تو فی الحقیقت تعجب خیز امر ہے - آریہ سماج کے لٹریچر پر جو رائے فاضل ایڈیٹر ہندوستانی نے دی ہے اور جو سارٹیفکٹ تھوڑے ہی دنوں میں بعض عدالتوں سے بعض دریدہ دہن آریوں کو مل چکے ہیں **مسٹر پال** انپر غور کریں اور پھر غور کرنے کے بعد بھی اگر وہ یہ کہیں کہ آریہ سماج گؤ کی طرح بے زبان ہے تو پھر ہم یہی کہیں گے کہ ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی اے خدا

دیانندجی مہاراج اور آریونکی مکتی پنڈت دیانند جی مہاراج کی تحریریں ہی ایک دریائے ناپیدا کنار ہیں کہ جن کا نہ سر ہے نہ پیر -

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

آج ہم بھی سوامی جی کی تحریروں کو نجات دائمی کے سوال کے حل کے لئے پڑتال کرتے ہیں اور آریوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی باواجی کے بچنوں کو بچار یوں ہی مہاراج! ست بچن کہہ کر پیچھے نہ ہولیں آخر یہ وہی پنڈت دیانند جی ہیں جن کی بابت آریہ سینجر اخباروں میں روشن خیال آریوں کے مزیدار نوٹ شائع ہو چکے ہیں جو ہم نے اپنے ٹریکٹ موسوم **تحفہ احمدیہ** میں درج کیا ہے - آپ ہماری ان تحقیقات پر جو ذیل میں پیش کرتے ہیں غور کریں عصہ میں آکر جھاگ منہ سے نکالنا دیوانگی اور حیوانگی ہے آپ عقل سے کام لیں گے تو خود پکار اٹھیں گے - ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دیانندی مانتے ہیں کہ از روے وید جیو یعنی روح کبھی دائمی مکتی یعنی ہمیشہ کی نجات نہیں پاسکتا اور نجات محدود ان کے عقیدہ کے مطابق اتنی ہی ہونی چاہئے جتنا عرصہ کہ جیو نے نیک اعمال کئے کیونکہ جیو کے ۵۰ سالہ نیک اعمال کا نتیجہ ۶۰ سال نجات نہیں ہو سکتی ورنہ ویدک ایشور کے انصاف پر بٹہ لگتا ہے کیونکہ وہ تبھی تک منصف کہلانے کا حقدار ہے جبتک کہ وہ عین برابر ہی ثمرہ نیک و بد اعمال کا دے - یہ کیوں اسلئے کہ وہ دیانندی انصاف کے قانون میں جکڑا ہوا ہے اور اگر اس نے کسی عمل کا نتیجہ ذرا زیادہ عرصہ دیدیا تو اس پر بے انصافی کا دھبہ دیانندیوں کی طرف سے لگ جائے گا - دیکھئے (ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ دفعہ ۱۶) کہ جسقدر کسی کے گناہ وثواب ہوتے ہیں اونکے مطابق ہی اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے" پھر اسی جگہ لالہ دیانند لکھتا ہے کہ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو اونکا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟

اہم لالہ دیانند کی اس فضول ولا یعنی تعلیم کے پرکھنے کے لئے سب سے پہلے اسی کی کتب کی چھان بین کرتے ہیں - سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش ہی کو لیجئے جب ہم اس عقیدہ کا اسکی دوسری تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدک ایشور کے انصاف وبے انصافی والی باتیں محض دیانندی کے لئے طفلی تسلیاں ہی ہیں ورنہ بموجب ستیارتھ پرکاش کے انسان نے محدود اعمال کے ثمرہ میں اسے اتنا عرصہ مکتی مل سکتی ہے جس کا کہ انسان حساب ہی نہیں کر سکتا - ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۲ پر لالہ دیانند نے مکتی کی میعاد دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کے برابر عرصہ تک لکھی ہے اور دنیا کی ایک بار پیدائش و فنا کا زمانہ اسنے رگ وید بھاش بھومکا صفحہ ۱ پر ۸ ارب ۶۴ کروڑ سال لکھا ہے مگر مکتی کا زمانہ اس سے ۳۶ ہزار سال گنا زیادہ ہے اب منصف آدمی خود حساب لگالے کہ ایک انسان نے کتنے سال اعمال کئے جنکے بدلے میں اسے اتنا عرصہ دراز کے لئے مکتی مل گئی - کیا اس لا انتہا زمانہ کی مکتی دینے سے ویدک ایشور کا انصاف ابھی قایم رہ گیا -

اب اور لیجئے اسی کے برخلاف وید پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھ میں دائمی مکتی لکھی ہے جیسا کہ دیگر ویدی و قدیم رشی مانتے چلے آئے ہیں مگر دیانندی اپنے لنگوٹ بند کے کہے پر چل کر دائمی مکتی سے انکار کرتے ہیں - اور کسی بتانے والے کی نہیں سنتے - اس مکتی پر میں ایک علیحدہ بسیط مضمون لکھوں گا فی الحال وید کی دو ایک حوالے کافی ہیں -

یجروید ادھیاے ۳۲ منتر ۱۰ بھومکا صفحہ ۱۳۲ وہی پرمیشور ہمارا بندھو (دکھ کا مٹانے والا) اور جنتا (سب سکھوں کو پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) ہے وہی ہماری سب مرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوگوں دنیاؤں کو جاننے والا ہے عالم موکش پاکر ہمیشہ اسمیں آنند پاتے ہیں - اور تیسرے دھام یعنی خالص سنو (نور عالم) سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں -

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۶ بھومکا صفحہ ۱۶۴ اور انہیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش پد (نجات کے درجے) کا علم ہوا ہے الخ -

ان مختصر حوالوں سے معلوم ہوا کہ نجات کا درجہ لازوال اور ہمیشہ کے لئے ہے - دیانندیوں کے حساب کے مطابق مکتی کا کل زمانہ ۳۱ پدم ۱ کھرب ۴۰ ارب سال ہوتا ہے جو صرف چند سالوں کے اعمال نیک کا بدلہ ہے مگر تاہم ایشور کے انصاف کی یہاں گنجایش نہیں رہتی - کیونکہ دوسری جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ بھوگ جونی کسی حالت میں جیو ایک محدود عرصہ تک برے کاموں کی سزا پاتا ہے اور جونہی وہ گناہ کئے ہوئے عرصہ کی برابر سزا پا چکتا ہے وہ پھر انسان بن جاتا ہے مگر بد کاموں کی سزا کے عرصہ کا حساب لگایا جاوے تو وہ زیادہ سے زیادہ ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال ہو سکتا ہے یعنی جب تک دنیا قایم رہتی ہے اگر سزا کے لئے بھی اتنا ہی عرصہ ہوتا یعنی ۳۱ پدم ۱ کھرب ۴۰ ارب سال جتنا کہ مکتی کے لئے تو شاید ویدک ایشور کے انصاف کی رام کہانی پر کوئی اعتبار بھی کر لیتا - مگر محدود نیکیوں کا بدلہ اتنا عرصہ دراز اور سزا کے لئے اتنا کم یہ ایک ایسا انصاف ہے جسے دیانندی ویدہی بیان کر سکتے ہیں - جواب دیتے وقت ہمارے دیانندی دوست مندرجہ ذیل حوالہ جات کو پیش نظر رکھ لیں -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۷۸ جسقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں انہی کے مطابق اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے -
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۸۰ جیسا قصور ہو ویسی ہی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے -
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۲ اعمال کا دُگنا یا پورا ثمرہ نہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھیرتا ہے -

لالہ صاحبان جواب دیتے وقت جامہ سے باہر نہ ہو جائیں بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دیں -

محمد منظور الٰہی سوہدروی

مضمون نگاروں کو اطلاع

(۱) بعض احباب کوئی مضمون لکھ کر بغرض اندراج بھیجتے ہیں مگر وہ ایسا بدخط ہوتا ہے کہ میں خود بھی اسے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا چہ جائیکہ کاتب صاحب اس میں دیدہ ریزی کریں - چنانچہ ابھی پچھلے ہفتہ **کانگڑہ** سے ایک مضمون آیا جسکے لئے صاحب مراسلہ نے الگ خط بھی لکھا مگر میں کیا کروں جب وہ پڑھا ہی نہیں جاتا تو اخبار میں کسطرح درج ہو - ایسے مضامین افسوس کے ساتھ ردی میں پھینکے جاتے ہیں - اسلئے جو صاحب مضمون بھیجیں وہ **خوشخط** اور کاغذ کے ایک طرف لکھیں -

۲ - یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مضامین الحکم کے اغراض ومقاصد کے ماتحت ہوں - اور نرمی اور تہذیب کے ساتھ لکھے جاویں - لفاظی کی بجائے معقول اور متانت کا رنگ دیا جائے اور مفید اور نتیجہ خیز بنایا جاوے اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے -

۳ - ایڈیٹر پابند نہیں ہوگا کہ ضرور ہر مضمون کو درج کرے نہ وہ واپس کرنے پر مجبور ہے - اور مناسب اصلاح کا اسے پورا اختیار ہے -

(ایڈیٹر)

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجرّبات سے فائدہ اوٹھاؤ

مینے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے۔ جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکہ اوٹھا رہے ہون۔ ان سے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نیپال کا سفر کیا ہے۔ مجہے کسی دہوادر سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہان مجہے ایک فخر حاصل ہے جو میری دانست مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین بہیروی ثم القادیانی کے مطب مین ان کے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہاہون اور اب تک بہی مجہے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتہہ بیرونی مریضون کی خط وکتابت اور اون کے لئے نسخہ جات تجویز کرنا بہی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہون ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میری تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین ہی میرا یہی معمول ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہین کا تو علاج ہزار ہا کے آزمودہ اور مجرّب نسخون کے ذریعہ ہوگا۔ جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مشتعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرین گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بہی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات اور مجرّبات** کو جو دیدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار ہا مریضو پر آزمایا ہوا آنکہونکی بہت سی بیماریون خصوصاً جالا۔ دہند۔ سبل (یعنی آنکہون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکہون مین پانی جانا۔ جرب جس مین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عہ **سرمہ نورالعین**۔ مولوی نورالدین صاحب کا مجرّب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکہون کی بیماریون مین مفید ہے جسمین بڑا جزو میرا ہے قیمت فی تولہ عہ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عہ **آتشک کی بتیان** خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن دہونی دینے سے خشک ہوجاتا ہے قیمت تین بتی عہ **سفوف جریان** (مرد ہو یا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ر **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کے لئے عہ **حبوب باؤ گولہ** یہ گولیان امراض ہسٹریا (باؤ گولہ) مین از بس مفید ہین عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے آسیب کا وہم رکہنے کے بہت سا روپیہ خرچ کرڈالتے ہین اور اندر ہی اندر گہل گہل کر مرجاتی ہین ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ر **کہانسی کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸ر **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ **روغن شمیم** قیمت فی شیشی عہ **بال اوڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸ر **حب ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا عہ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کہانے کے لئے عہ **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ر **مرض اٹہرا کی مجرّب دوائی**۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جنکے بچے بچپن مین اس مرض سے تلف ہوجاتے ہین یہ مولوی صاحب کی چند مجرّب ادویہ ہین کچہہ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتدائے حمل تک کہانی ہونگی کچہہ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائین اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاویگی عہ **منجن**۔ قیمت فی ڈبیا ۸ر **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸ر

لا اکتہ شہادۃ کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون ونفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بہی امید سے بہت نفع ہوگا اور لوگون کو نفع پہنچیگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین

نورالدین

ہر مرض کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاوے گی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکہنے کے نہین کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہان اسمین ذاتی نفع بہی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہین۔

نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنیکے نہین دیا جاویگا۔ ایسے صاحب جواب آنیکی شکایت نکرین۔

المشتہر

مفتی فضل الرحمان منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے۔ مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کرچکے ہین انکے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی در ملکی وجوہات کو مدنظر رکہے گا تو وہ قایل ہوجائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہیئے آج وقت ہے کہ آپ محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کرین۔ ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کردیگا۔ ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکہکر بہیجئے پر اسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر و ایکسپاری یا درخواستین بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیئن

مرا برف بارید بر سر زاغ نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے چلئے اولاد نہ ہو تاہم بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بہی اگر مایوسی کی حد تک پہونچ گئے ہین تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین **شاہی خضاب** مثل تیل کے پہلیں کے لگایا جاتا ہے بالونکو دو منٹ مین ہنور سیاہ کردیتا ہے اور نہ بالون کو سخت کرتا ہے۔ قیمت عہ **روح افزا** نامردی سستی۔ لاولدی۔ ضعف باہ و دماغ۔ جریان۔ درد کمر کے واسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان کو پہلتن بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النساء** حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اون پر سوزش ہو غرضیکہ عورتونکی سب بیماریون کے واسطے مجرّب ہے فی شیشی قیمت تین روپیہ۔ **فرانسیسی گلگونہ** چہرے چہریان جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اُجلا بنادیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت عہ **گولیان و روغن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگرچہ سفید ہوگئے ہون تو بہی سیاہ ہوجاتے ہین اور پہر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت عہ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی خارش اور تکلیف کے دو منٹ مین نازک جگہ کے بال بہی دور ہون۔ قیمت ۸ر فی شیشی۔ **سرمہ ممیرا**۔ دہند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ۔ **بواسیر خونی**۔ بادی جدی یا آتشک سے ہو۔ سے اگر بہن تو بلا تکلیف گر قیمت عہ **دمہ** کیسا ہی پرانا وسخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہوگئے ہون۔ شرطیہ شفا ہو۔ قیمت تین روپے۔ **دوائی آتشک** مجرّب خط وکتابت کا پتہ۔ **ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم۔ اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب**

(۱) عوام سے عہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

قادیان مین سکھاشاہی

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

چونکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نرمی - درگذر - اور شر کا مقابلہ نکرنے کی تعلیم دیتے ہین اسلئے اکثر ناعاقبت اندیش اس بات سے فائدہ اٹھاکر اس غریب جماعت کو عموماً ہر جگہ دکھہ دیتے ہین مین آئے دن الحکم کے ذریعہ کسی نہ کسی مقام کی جماعت یا احمدیون پر مظالم کے حالات لکھتا رہتا ہون - لیکن آج عرصہ کے بعد **آپ بیتی** یعنی خاص قادیان کے حالات لکھتا ہون + اور یہ حالات اب نہایت خطرناک حالت اختیار کرتے جاتے ہین - قادیان کے **سکھون** کی جماعت نے بارہا ہماری جماعت پر حملہ کیا ہے اور یہ تو ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ وہ ہمارے مزدورون سے کسیان اور ٹوکریان چھین کرلے گئے ہین جبکہ وہ ہمارے کام پر لگے ہوئے تھے بلکہ یہ کہنے مین مبالغہ نہین کہ یہان کے **سکھہ زمیندار** ایک عرصہ سے ٹوکریون اور کسیون کی خرید سے بے فکر ہوچکے ہین - انہین جب ضرورت ہوتی ہے وہ حملہ کرکے چھین لے جاتے ہین اور ہم خاموشی کے ساتھہ ان کی ان حرکات کو دیکھا کرتے ہین لیکن اب صبر کی حد ہوچکی زیادہ انتظار کرنے کی طاقت ہم مین نہین رہی اسلئے ہم متواتر ان کے مظالم مقامی اور ذمہ دار حکام کو سنائینگے اور اپنے درد کی دوا انہین سے چاہینگے -

تازہ واقعہ ۱۴ دسمبر کی صبح کا ہے کہ بہت سے سکھون کا ایک گروہ میان **احمد نور** پر بلوا کرکے آپڑا - اور اس غریب کو سخت مارا وہ کسی طرح انکے قبضہ سے نکلکر بھاگا اور بھاگ کر کسی مکان مین گھس کر پناہ لی - تو یہ سکھاشاہی کرنے والے دلیر اور بہادر اسکے گھر کے دروازے پر پہونچے - دروازے کو توڑنے کی کوشش کی - اور سخت گالیان دے رہے تھے کوئی اندر اینٹین پھینکتا تھا - کوئی کچھہ - بڑی تشویش پیدا ہوئی - آخر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعہ دار قادیان کو اطلاع دی گئی وہ سنتے ہی موقع واردات پر پہونچے اور انہون نے آکر نہایت عقلمندی کے ساتھہ اس حملہ آور گروہ کو منتشر کیا + لیکن یہ لوگ بڑے جوش مین تھے ڈانگون اور لاٹھیون سے مسلح تھے - اور کہتے تھے کہ بس مار دو اور **خون بہادو** - اس واقعہ کی اطلاع تھانہ مین مظلوم احمد نور نے جاکر دی جس پر منشی سندھی خان صاحب ہیڈ کنسٹبل تفتیش کے لئے مامور ہوکر اسی روز شام کو آئے - اور انہون نے نہایت سلاست روی کے ساتھہ جیسا کہ ان کی عادت مین ہے موقعہ واردات کو دیکھا اور سب کے بیانات لئے + اور ۱۶ اکس کو ملزم قرار دیکر ۹ تاریخ کے لئے مقدمہ چالان کرنے کیواسطے مفرر کی + یہہ تو معمولی بات ہے -

اس امر سے ان لوگون کے جوش کا پارہ اور بھی چڑھہ گیا - اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد کی تہ مین یہان کے بعض اور لوگ ہین جنکی بابت غالباً بعض گذشتہ واقعات اور کاغذات سے مدد مل سکے گی کہ انہون نے کبھی ہماری مخالفت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - جسکے متعلق مقامی سردار حکام یقیناً بے خبر نہین ہونگے + قادیان کے بے طرفدار ہمارے مخالف بھی ایسی شہادت دے سکتے ہین کہ یہ لوگ ہم پر کئی مرتبہ حملے کرچکے ہین ایسی سکھاشاہی سرکار انگریزی کے راج مین **سخت اندھیر** ہے اور اگر اسکا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری جان مال اور آبرو سخت اندیشہ اور خطرہ مین ہے اور اس امر مین **ایڈیٹر الحکم** کو محض اسوجہ سے کہ وہ ایسے معاملات مین قلم سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً نشانہ بنایا گیا ہے جسکے لئے مین اپنے ضلع کے ذمہ دار حکام کو خصوصاً توجہ دلاتا ہون اور آئندہ خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہون - جن لوگون کا یہہ مجمع خلاف قانون ہورہا ہے اور جو سازشین اور منصوبے ہمارے خلاف کئے جارہے ہین اور اسکی تہ مین **جو امر ہے اسکا راز بھی عنقریب افشا کردیا جاویگا**۔

ایڈیٹر الحکم

حیات صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے مین میٹریل بہم پہونچا رہا ہون اسلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو - کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھجوادین - اور یا آپ کی لائف کے واقعات مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ ہی لکھہ بھیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو - مین اگر زندہ رہا اور اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکیم کو شروع کرونگا - ایڈیٹر الحکم -

مسلمانوں کا ذخیرۂ علوم و فنون
اور
یورپ کی سرپرستی

نمبر ۱

مسلمانوں کیلئے درحقیقت یہ بات سخت قابل شرم ہے۔ کہ جس میدان میں انہیں ہمت کا قدم رکہنا تہا آج اغیار وہاں بازی لے گئے ہیں۔ عربی زبان نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی جان۔ روح۔ عنصر جو کچھ کہو عربی ہے۔ مسلمانوں کے تمام علوم و فنون اسی خزانہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ آج بے بہا خزانہ پر یورپ کا قبضہ ہے۔ اور مسلمان خالی ہاتھ اسکی اس جرات کو تک رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں کی غفلت سے عربی کا تمام سرمایہ تباہ ہونیوالا تہا۔ اگر یورپ اسکی حفاظت پر آمادہ نہوجاتا۔ تاریخ۔ و ادب کی وہ بے بہا کتابیں جنکے الگ کردینے کے بعد عربی کا۔ اور اسکے ساتھ مسلمانوں کا کچکول خالی ہوجاتا ہے۔ صرف یورپ کی سرپرستی سے۔ آج دنیا میں نظر آرہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ سرمایہ یورپ کی بدولت بربادی سے محفوظ رہا۔ اور بجائے ایک کرم خوردہ نسخہ کے دنیا میں ہزاروں نسخے پیدا ہوگئے۔ بلکہ عربی زبان۔ اور عربی علوم کے متعلق یورپ کی زبانوں میں جسقدر معلومات اور تحقیقات کا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے اونکو ہمارے علماء کے دماغوں میں ایک لمحہ کیلئے بہی جگہ نہ ملی ہوگی۔ عربی کی علم اللسان، لغت۔ صرف۔ نحو۔ عروض اور قوافی کے متعلق بیسیوں کتابیں۔ اس تحقیق اور جامعیت کے ساتھ لکہی گئیں ہیں۔ کہ اگر اس کا نصف حصہ بہی ہماری زبانوں میں آجائے تو بیش بہا معلومات سے مالا مال ہوجائیں۔

ڈاکٹر لائیٹنر ہماری اس افسوسناک غفلت کو محسوس کرکے لکہتے ہیں "کہ مسلمان ہیں تو بہت مگر وہ جانتے کیا ہیں۔ اگر آج عربی کی کوئی عمدہ تاریخ یا کوئی عمدہ دیوان درکار ہو۔ تو یورپ سے مانگنا پڑیگا۔ ابن خلدون۔ ابن رشد۔ ابن بطوطہ حاجی خلیفہ۔ ابن اثیر۔ اور مقریزی جو اسلام میں آسمان علم کے آفتاب ہیں۔ یہاں انکو کوئی جانتا ہی نہیں۔ متنبی شعرا۔ امرء القیس بحتری۔ اور ابو تمام کا دیوان کتنے آدمیوں نے پڑہا ہوگا؟ یورپ میں صدہا آدمی یہ کتابیں پڑہتے ہیں۔ اور ترجمہ قرآن تو لاکہوں!!"

ڈاکٹر لائیٹنر کو تو صرف اسکا افسوس ہے کہ "اگر عربی کی کوئی عمدہ کتاب درکار ہو۔ تو مسلمانوں کو یورپ سے مانگنا پڑیگا" لیکن ہمیں یہ افسوس ہے، کہ مسلمانوں کو یہ بہی نہیں معلوم۔ کہ یورپ نے عربی کی کون کونسی نایاب کتابیں چہاپی ہیں اور نہیں چہاپ کر ہم پر اور ہمارے علوم پر کتنا بڑا زبردست احسان کیا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس مضمون کے ذریعہ علماء اسلام کو یورپ کی ان خدمات سے واقف کریں جنکی بدولت آج انہیں اس امر کا موقع حاصل ہے۔ کہ اپنے علمی ذخیرہ سے فائدہ اٹہا رہے ہیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں یہ دکہایا ہے۔ کہ یورپ کو عربی اور عربی علوم پر کب توجہ ہوئی۔ اور صرف ونحو۔ لغت و ادب کے متعلق کون کونسی قابل ذکر کتابیں یورپ کے زبانوں میں ترتیب دی گئیں دوسرے حصہ میں ان کتابوں کی مفصل فہرست دی ہے۔ جو یورپ کی کوششوں سے چہپکر شائع ہوئیں۔

یورپ کو عربی اور عربی علوم کیطرف کب توجہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوئی۔ یہ بجائے خود ایک دلچسپ مضمون ہے جسکے بیان کی یہاں گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ صرف اسقدر بتلانا سلسلہ مضمون کی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ عربی سے یورپ کب روشناس ہوا۔ اور کیوں کر عربی علوم و فنون مشرق سے مغرب میں منتقل ہوگئے

دنیا کے حیرت انگیز واقعات میں غالباً یہ واقعہ بہی عجیب و غریب ہے۔ کہ یورپ کی شائستگی کی بنا ایک ایسی پولیٹیکل خونریزی نے رکہی۔ جو دنیا کا سب سے زیادہ نقصان کرنیوالی جنگ تسلیم کیگئی ہے گیارہویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمان ترقی کے انتہائی درجہ تک بلند ہوچکے تہے۔ یورپ میں ہر طرف تاریکی تہی۔ لیکن صلیبی لڑائیوں نے یکایک یورپ کو موقع دیا کہ مسلمانوں کی شائستگی کا مطالعہ کرے بیت المقدس اور انطاکیہ میں جب رومی سلطنت قائم ہوگئی۔ اور مسلمانوں سے ملنے جلنے کے ذرائع وسعت کے ساتہ پیدا ہوگئے۔ تو یورپ کی آنکہیں کہلیں۔ اور مسلمانوں کی شائستگی کا سے پہلا تجربہ ہوا۔ شام میں قسمت آزمائی کرنے کے بعد جب یورپ کے جانبازوں نے مغرب کا رخ کیا۔ تو یہ اثر بہی اپنے ساتہ لیگئے کہ مسلمان علمی عملی ترقیات کے دنیا میں اکیلے مخزن ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کا سرچشمہ اسلامی دنیا کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتا۔

اس اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ میں مسلمانوں کی ترقی اور شائستگی پر عام توجہ پیدا ہوگئی۔ اور یہ توجہ برابر بڑہتی گئی کیونکہ صلیبی حملوں کی بدولت بار بار یورپ کا اسلامی ممالک میں گذر ہوا۔ اور ہر مرتبہ مسلمانوں کی علمی ترقی کے حیرت انگیز آثار نظر آئے۔ اسلئے ایک طرف تو یورپ نے مسلمانوں کی تباہی کا بیڑہ اٹہایا۔ اور دوسری طرف اپنے حریف کی شاگردی پر آمادہ ہوگیا!

اس ذکر میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ اس زمانہ میں یورپ میں عام تعلیم نہ تہی۔ اور لاطینی۔ و یونانی زبان کی تعلیم پادریوں اور اراکین سلطنت کیلئے مخصوص تہی۔ اسلئے مغرب سے مشرق کیطرف جس گروہ کا علمی تلاش میں اول قدم اٹہا۔ وہ مذہبی پیشواؤں کا مقدس گروہ تہا۔ حیرت یہ ہے کہ یہی گروہ آگے چلکر الحاد اور بے دینی کے پریشان خواب دیکہنے لگا۔ اور اسلامی فلسفہ کی اشاعت اسکی تعبیر بتلائی گئی۔ حالانکہ ابتدا میں اشاعت کا ذریعہ بہی یہی نادان گروہ ہوا۔

گیارہویں صدی کی اوائل سے مسلمانوں کے علوم و فنون پر یورپ کو توجہ ہوئی۔ اور چودہویں صدی کے اواخر تک فلسفہ کی تمام کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوگئیں[1] ابتدا میں متعدد محکمے قائم کئے گئے۔ کہ لاطینی عالم یہودیوں کی مدد سے فلسفہ کی کتابیں ترجمہ کیجائیں۔ پہر پوپ اکلر سلڈس ہشتم کے حکم پر عربی اور دیگر مشرقی زبانوں کی تحصیل کیلئے یورپ سے نوجوان طلبا اندلس روانہ کئے گئے[2] اندلس میں چونکہ خود عیسائی اور یہودی فلسفہ میں مسلمانوں کے شاگرد رشید تہے۔ اسلئے یورپ کے طلبا انکی اعانت سے فائدہ اٹہا کر بہت جلد عربی اور عبرانی میں قابلیت حاصل کرلیتے۔ اور فارغ التحصیل ہوکر علمی کتابوں کی ترجمہ میں مشغول ہوجاتے[3]

جن لوگوں نے یورپ کے مختلف حصوں سے اندلس کا سفر کیا۔ اور عربی زبان سے واقفیت پیدا کرکے علمی تراجم میں مشغول ہوئے۔ انکے نام آج تاریخی صفحات پر موجود ہیں۔ ان میں بہت سے طالبعلم ایسے ہیں۔ جنہوں نے طلب علم میں حب الوطنی کے تقید سے خود کو ہمیشہ کیلئے آزاد کرلیا۔ اور ساری عمر طلیطلہ کے پرائیویٹ مدرسوں۔ اور قرطبہ کے دارالعلوموں میں صرف کردی۔ کچہ طالبعلم ایسے ہیں۔ جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد مشرق کے ممتاز ملکوں کی خاک چہانتے پہرے اور ایک عرصہ کی تلاش و تحقیق کے بعد جب سرزمین مغرب میں قدم رکہا۔ تو اسلامی علوم و فنون کی معلومات سے انکا کاسہ دماغ لبریز تہا۔ بارٹومن کریمون اس زمانہ کا مشہور طبیب۔ اور ہیئت دان ہے۔ یہ اپنے وطن اٹلی سے نکلکر محض عربی کے شوق میں طلیطلہ پہنچا اور ایک عرصہ کی اقامت کے بعد جب کافی واقفیت حاصل کرلی۔ تو متعدد کتابوں کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔

پیٹر ز مارسٹ ایک فرانسیسی پادری تہا جسکو جغرافیہ کا شوق دامنگیر ہوا۔ اسی شوق میں اندلس کا سفر کیا۔ افریقہ کی خاک چہانی۔ اور مدت کی آوارہ گردی کے بعد مسلمانوں سے اس علم کو حاصل کیا۔

ڈنیل مارلی اور پیٹر ز ماکر نے اسیطرح اندلس کا سفر کرکے عربی زبان سے واقفیت پیدا کی۔ آخرالذکر نے قرآن شریف کا عربی سے ترجمہ بہی کیا۔ اور آنحضرت کی سوانح عمری بہی لاطینی میں ترتیب دی[1]

ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے نام تاریخ میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے بعض کے ترجمہ اور تصنیفات اسوقت تک یورپ میں موجود ہیں[2] ان کوششوں نے یورپ کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم سے واقف کردیا۔ اور اسلامی فلسفہ نے عام طور پر مقبولیت حاصل کرلی۔

لیکن چونکہ یورپ میں اسوقت تک عربی زبان کی کوئی باضابطہ درسگاہ نہ تہی اسلئے عربی زبان سے وہی خوش قسمت اشخاص واقفیت حاصل کرسکتے تہے جنمیں مشرقی ممالک کے سفر اور وہاں کے کثیر اخراجات اور دقتوں کی متحمل ہونیکی طاقت تہی۔ لیکن سولہویں صدی سے عربی زبان کی باضابطہ تعلیم خود یورپ میں شروع ہوگئی ۱۶۱۲ء میں پندرہویں گری گورس پوپ نے روم میں ایک انجمن قائم کی جسکا مقصد اگرچہ مسیحی عقاید کی اشاعت تہا مگر اس کے قیام سے بہت بڑا ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کی تعلیم پر یورپ کو توجہ ہوگئی۔ اسکے بعد ہی ۱۶۲۷ء میں خاص پوپ اربانس کے حکم سے اس انجمن کی متعلق مشرقی زبانوں کا ایک مدرسہ قائم کیا گیا تاکہ نوجوان پادری مشرقی زبانوں کی تعلیم پاکر اشاعت مذہب کیغرض سے باہر جاسکیں

۱؎ سیاحۃ المعارف۔ ۲؎ سیاحۃ المعارف صفحہ ۲۹۰ ۳؎ ایضاً صفحہ ۲۹ و ۳۲۱

۱؎ سیاحۃ المعارف صفحہ [illegible] ۲؎ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

اس مدرسہ میں خاص طور پر عربی اور سریانی زبانوں کے پروفیسر مشرقی ممالک سے بلوا کر مقرر کئے گئے تھے۔ عربی کتابیں پہلے پہل دنیا میں اسی مدرسہ کی بدولت چھپکر شائع ہوئیں۔ تعلیم کے لئے ضرورت ہوئی کہ صرف ونحو اور ادب کی کتابیں بکثرت مہیا ہوں اسلئے چند رسالے خود پروفیسروں نے لکھے۔ اور کچھ کتابیں قدیم زمانہ کی لکھی ہوئیں دستیاب کیں۔ اور انہیں نہایت اہتمام سے طبع کراکر شائع کیا۔

صرف ونحو عربی کی جو کتابیں یورپ میں لکھی گئیں

اس انجمن نے عربی کیلئے جو کچھ کیا وہ درحقیقت ایک مذہبی کام تھا۔ لیکن اسی زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے محض ذاتی کوشش اور مذاق سے عربی زبان میں قابلیت بہم پہونچائی اور پھر صرف ونحو اور ادب ولغت کی کتابیں لکھکر یورپ میں اس مذاق کو عام کیا۔ ان لوگوں میں پہلا شخص **آرپی نیو** نامی ایک عالم ہے جو ہالینڈ کا باشندہ تھا۔ مشرقی زبانوں کے شوق میں وطن سے نکلکر دور دراز ملکوں کی سیاحت کی اور متعدد زبانوں کو حاصل کرکے ۱۶۱۲ میں ہالینڈ واپس آیا۔ ہالینڈ میں چونکہ اسکی قابلیت کی شہرت پیشتر ہی سے ہو چکی تھی۔ اسلئے پہونچتے ہی لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر ہوگیا۔ اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ ہالینڈ کے مدرسوں میں عربی زبان کی تعلیم داخل ہوگئی اور صرف ونحو عربی میں سب سے پہلا ایک رسالہ ترتیب دیا[1]

آرپی نیو کے بعد **لافن وارنر** نامی ایک شخص نے عربی کیطرف خاص توجہ کی۔ یہ عالم ۱۶۱۹ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۶۵ء میں وفات پائی۔ ۱۶۴۴ء میں مشرقی ممالک کا سفر کرکے عربی کی نادر کتابیں جمع کیں اور لیڈ یونیورسٹی کے کتب خانہ میں داخل کردیں۔

سترہویں صدی کے اواخر تک اسی طرح خاص خاص لوگوں کی کوشش سے عربی لٹریچر کا مذاق ترقی کرتا رہا۔ لیکن اٹھارہویں صدی کے اوائل سے یورپ میں عربی کا وہ نیا دور شروع ہو۔ جس نے موجودہ زمانہ کی عظیم الشان توجہ کی بنا رکھی۔ اس دور کا افتتاح ایک فرانسیسی عالم **پروفیسر سیل ویشر** سے ہوا۔ جو نہ صرف عربی کا ماہر تھا بلکہ مشرق کی دیگر مشہور زبانوں میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا علاوہ اور تصنیفات کے اسکی ایک نہایت بلقدر تصنیف عربی کی مبسوط صرف ونحو ہے جسکی دو ضخیم جلدیں ۱۸۱۰ء میں چھپکر شائع ہوئیں۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک مفید التزام یہ کیا ہے۔ کہ جن جن صرفی ونحوی مسایل کو لکھا ہے ان کے متعلق بطور شواہد کے عربی اشعار بھی پیش کر دیئے ہیں[2]

اس دور میں چند اسباب ایسے جمع ہوگئے جن سے عربی پر یورپ کو غیر معمولی توجہ ہوگئی۔ منجملہ ان کے ایک بڑا سبب **انگریزوں** کا ہندوستان پر تسلط ہے۔ مسلمانان ہند کا یہ زمانہ اگرچہ زمانۂ انحطاط تھا۔ مگر پھر بھی عربی تعلیم کا مذاق عام طور پر موجود تھا۔ یہاں تک کہ لکھنؤ اور دہلی کے جو علما آج زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اسی آخری دور کی یادگار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کو بھی عربی پر توجہ ہوئی۔ اس توجہ سے جو مفید نتائج پیدا ہوئے انجمن ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور بمبئی کا نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ لیکن اسکا مفصل بیان آگے آئیگا۔ یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے۔ کہ انگریز بھی فرانسیسیوں کیساتھ اس دور میں برابر کے شریک رہے مشہور انگریز عالم **لمسڈن**[3] نے کلکتہ میں چند مولویوں کی مدد سے ایک عمدہ کتاب صرف ونحو پر لکھکر ۱۸۱۳ء میں شائع کی اسیطرح کلکتہ میں دو اور رسالے اسی زمانہ کے قریب قریب شائع ہوئے[4] جنمیں سے ایک رسالے میں عربی کی چھوٹی بڑی حکائتیں جمع کی تھیں اور دوسرے رسالہ میں الف لیلہ کے تیسرے حصہ کا انتخاب اور ترجمہ تھا۔ اس دور میں صرف ونحو کی تین کتابیں اور قابل ذکر لکھی گئیں۔

(۱) علامہ **ای والڈ** جرمنی کی صرف ونحو عربی ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۳ء تک چھپکر لیپزیگ سے شائع ہوئی۔

(۲) علامہ **کاسپری** کی صرف ونحو پہلی مرتبہ ۱۸۴۸ء میں چھپکر لیپزیگ سے شائع ہوئی۔ پھر علامہ **اگسٹمس** نے ترمیم وتہذیب کے بعد ۱۸۵۹ء میں دوبارہ شائع کیا۔ یہ کتاب اسقدر مقبول ہوئی کہ ۱۸۸۷ء تک اس کے پانچ ایڈیشن نکل چکے تھے۔

(۳) پھر ۱۸۵۹ء میں ایک انگریز عالم **رائٹ** نے کاسپری کی صرف ونحو کو چند مطالب بڑہا کر انگریزی ترجمہ کے ساتھ دو جلدوں میں مرتب کیا۔ جو لندن میں چھپکر شائع ہوئی۔

یورپ کے علماء نے جب عربی زبان پر توجہ کی تو ان کو صرف ونحو کی ایسی کتابوں کی تلاش ہوئی۔ جو ان کے لئے مفید ہوں۔ جب ایسی کتابیں نہیں ملیں۔ تو خود انہوں نے کوشش کرکے کتابیں تصنیف کیں۔ اور آنیوالے زمانہ کیلئے عربی زبان کی تعلیم کا سامان مہیا کیا۔ اس دور میں جتنی کتابیں لکھی گئیں وہ اسی کوشش پر مبنی ہیں۔

لیکن بڑا احسان جو یورپ نے عربی زبان پر کیا۔ وہ ان محققانہ لغتوں کی ترتیب ہے جنکی نظیر عربی میں نہیں ملسکتی سب سے پہلا لغت جو یورپ نے عربی کے جو لغت ترتیب دئے[illegible] میں شائع ہوا وہ **ججیوس** نامی ایک فاضل مشترق کی تصنیفات ہے جو اٹلی کا رہنے والا تھا۔ پھر علامہ **جولیس** نے اسکی تقلید کی۔ اور ۱۸۵۳ء میں اپنا عربی لغت لیڈن سے شائع کیا یہ دونو لغت چونکہ صرف عربی کے تھے اسلئے علامہ **مانیننس** نے دو نہایت ضخیم جلدوں میں مشرق کی تین مشہور زبانوں عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ کا ایک جامع لغت طیار کیا اور ہر لفظ کا مطلب لاطینی اور جرمنی دونوں زبانوں میں

---

[1] سال ولادت ۱۵۸۴ء اور سال وفات ۱۶۲۴ء ہے صرف ونحو کے علاوہ اور تصنیفات حسب ذیل ہیں عربی کی تعلیم کا ابتدائی رسالہ۔ عربی اور عبرانی کا باہمی تعلق عہد جدید کا عربی میں ترجمہ چند کتابوں کا عربی سے لاطینی میں بھی ترجمہ کیا لیکن انکا تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

[2] اس کا پورا نام "آن ٹوان ایزک سیل دیشر دے ساسی" ہے۔ بچپن میں صحت کی حالت اچھی نہ تھی۔ اسلئے ابتدائی تعلیم ایک پرائیویٹ استاد سے حاصل کی۔ باوجود اسکی ذہن اسقدر تیز تھا کہ کم عمری ہی میں یونانی اور لاطینی میں کافی لیاقت پیدا کرلی۔ بارہ برس کی عمر میں ایک فاضل راہب کی ملاقات ہوئی۔ جسکا نام "بے نی ڈیگ ٹامین" تھا۔ اس راہب کی صحبت سے مشرقی زبانوں کا شوق پیدا ہوا اور دس برس کی محنت اور مطالعہ سے مشرق کی سات مشہور زبانوں میں غیر معمولی قابلیت حاصل کرلی ۱۷۸۰ء میں جبکہ اسکی عمر صرف بیس برس کی تھی۔ انجیل کے بعض قیمتی مسایل کا پتہ لگایا۔ اور ۱۷۸۵ء میں اکاڈیمی آف انس کرپشن (یعنی قدیم کتبہ جات کی انجمن) کو دو قابلقدر یادگاریں نذر دیں۔ ان دو کارناموں نے اسکی شہرت دور دور تک پہنچادی۔ اور یورپ کی تمام علمی انجمنیں اسکی قدردانی کیلئے آمادہ ہوگئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرانس میں ہر طرف پولیٹیکل بے چینی پیدا ہوگئی تھی اور عنقریب بغاوت کی آگ مشتعل ہونیوالی تھی ۱۷۸۹ء میں یکایک یہ آگ بھڑکی۔ اور فرانس میں انقلاب ہوگیا۔ اس بے اطمینانی کے زمانہ میں وہ مشرقی لٹریچر کی بعض اہم تحقیقات میں مشغول تھا۔ کچھ عرصہ کی خونریزی کی بعد جب دوبارہ بادشاہت قایم ہوئی۔ تو گورنمنٹ کیطرف سے اسکی خاص طور پر قدردانی کیگئی۔ اور جنیوا بھیجا گیا۔ تاکہ ان مشرقی نسخوں کا مطالعہ کرے۔ جو اس شہر میں محفوظ تھے۔ ۱۸۰۶ء میں جنیوا سے واپس آیا۔ اور اپنی تحقیقات کی رپورٹ اکاڈیمی میں پیش کی۔ پھر ۱۸۰۶ء میں فارسی لٹریچر کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اور نپولین اول شاہ فرانس نے بیرن کے عہدہ پر سرافراز کیا اس عرصہ میں فرانس کی پولیٹیکل حالت میں دوبارہ انقلاب شروع ہوا اور ۱۸۱۵ء میں بادشاہت کا خاتمہ ہوکر نئے سرے سے بوربون قایم ہوئی اس زمانے سے دی ساسی کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اول سررشتہ تعلیم کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا۔ پھر ایشیاٹک سوسائٹی پیرس کا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ یہ ایک ایسی علمی جماعت تھی جسکی بانفات بھی وہ بہت کچھ مدد کیا کرتا تھا۔ وی فلپ کے عہد میں شاہی توجہ پھر بدستور ہوئی اور شاہی کتبخانہ کے مشرقی حصہ کا محافظ اور اکاڈیمی آف انس کرپشن کا لایف سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس ممتاز محقق نے منجملہ دیگر کتابوں کے عربی صرف ونحو پر ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جو پندرہ سال کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اسی کی کوشش سے پارس میں اردو سنسکرت اور چینی زبانوں کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اسی کی تجویز وہدایت سے روس اور جرمنی میں مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی سال ولادت ۱۷۵۸ء اور سال وفات ۱۸۳۸ء صرف ونحو کے علاوہ اہم دیگر تصنیفات حسب ذیل ہیں۔ تذکرہ شعراے عجم، اصول عامہ صرف ونحو۔ اسمیں مختلف مصنفین عرب کے کلام نظم ونثر کا انتخاب ہے ایک عربی قصہ کا ترجمہ۔ قدامت فارس۔ مذہب دروز کے حالات۔ یہ آخری تصنیف ہے۔ اسمیں شام کی ایک پر اسرار مذاہب کے حالات درج کئے ہیں انسائیکلو پیڈیا برٹانی کا اور نیل۔

[3] اس کا پورا نام لمسڈن میتھو ایل ایل ڈی ہے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا عربی۔ اور فارسی کا پروفیسر تھا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بھی اسکی ایک صرف ونحو موجود ہے ۱۸۲۰ء میں ایسٹ انڈیا کی ملازمت ترک کرکے انگلستان گیا۔ اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ ولادت ۱۷۷۷ء وفات ۱۸۳۵ء

[4] وقائع ولیم نامولیس مصنفہ مولوی کبیر الدین احمد مرحوم کا دیباچہ

درج کیا۔ اس لغت کا نام **کنز اللغات الشرقیہ** ہے ۱۸۰۲ء میں وائنا دار السلطنت آملی سے چھپکر شائع ہوا۔

اس کے بعد علامہ **فرائٹیک** نے چار جلدوں میں اور **کازی مرسکی** نے فرنچ میں اور **باڈجر** اور **لین** نے انگریزی میں چار لغت تیار کئے جو ۱۸۳۰ء سے ۱۸۹۳ء تک چھپکر شائع ہوئے ان میں پہلا لغت یورپ میں زیادہ مشہور اور متداول ہے۔

ان سات لغتوں میں چھ لغت عربی کے عام لغتوں کیطرح ہیں جنمیں کوئی خاص تحقیق یا جامعیت نہیں پائیجاتی۔ لیکن ساتواں لغت علامہ **لین** کا اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں مصنف نے نہایت کوشش سے عربی کے تمام قاموس جمع کئے اور انگریزی میں ایک جامع لغت طیار کیا۔

لیکن جس بے نظیر لغت نے عربی کو ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنالیا۔ وہ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر دوزی کا قاموس ہے یعنی **اضافہ لغت عربی پر**، شمس العلماء مولانا **شبلی** نعمانی کے کتب خانہ میں یہ لغت میری نظر سے گذرا، دو ضخیم جلدوں میں وہ تمام الفاظ اور مصطلحات جمع کئے ہیں جو عربی کے کسی لغت میں نہیں ملتے۔ کامل پچاس برس کی محنت اور تلاش سے یہ بے نظیر لغت تیار ہوا۔ تاریخ و ادب اور علوم و فنون کی سیکڑوں کتابیں چھان ڈالیں اور جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ ملے۔ جمع کرلئے۔ پھر سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کرکے نہایت کوشش سے ان کا سراغ لگایا اور تحقیق و تنقید کے بعد جو مفہوم ثابت ہوا اسے لفظ بلفظ درج کیا پہلی جلد کی ابتدا میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن سے اس لغت کی ترتیب میں مدد لیگئی۔ اس کے دیکھنے سے اس محقق کی تلاش و تحقیق کا سرسری اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ کون کون سی نایاب کتابیں جمع کیں۔ اور کس طرح ان سے مبہم اور مشکوک الفاظ کا پتہ لگایا!

مسلمانوں نے جب اسپین فتح کرکے ایک متمدن سلطنت کی بنا ڈالی۔ تو آٹھ سو برس کے اثر نے اسپین کی ملکی زبان میں عربی کے سیکڑوں لفظ داخل کر دیئے۔ یہ الفاظ آج بھی اسپینی زبان میں موجود ہیں۔ مگر اختلاف لب و لہجہ نے انکی صورت اسطرح بدل دی ہے۔ کہ ان کا سراغ لگانا آسان نہیں ہے۔

پروفیسر **دوزی** نے مدت کی محنت سے ایک لغت طیار کیا ہے جسمیں عربی کے وہ تمام الفاظ جمع کئے ہیں۔ اور دکہلایا ہے کہ ان لفظوں نے موجودہ صورت کیونکر اختیار کی اور عربی میں انکی اصلی صورت کیا تھی!

افسوس ہے کہ یہ دونوں بے نظیر لغت فرنچ میں ہیں۔ اور ہم براہ راست ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے،

ادب عربی کے منتخبات

ان کتابوں کے علاوہ ایک اور چیز قابل ذکر ہے۔ یورپ نے عربی علم ادب کے نہایت مفید **منتخبات** ترتیب دیئے ہیں اور ان **منتخبات** میں ادب کی بعض ان کتابوں کا انتخاب ہے جو اس وقت تک چھپکر شائع نہیں ہوئیں۔ اور یورپ کے تمام خاص خاص کتبخانوں میں محفوظ ہیں۔ انہیں سے بعض منتخبات میں عربی کی قدیم شاعری کے نمونے دیئے ہیں۔ بعض میں ضرب الامثال اور عرب کی اصطلاحات جمع کئے ہیں۔ اس قسم کی چودہ کتابوں کے نام اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں جنمیں سے دو کتابیں بیروت میں۔ اور باقی لنڈن۔ برلن اور پارس وغیرہ میں چھپی ہیں۔

لغت دارجہ کی صرف و نحو

آجکل جو عربی عام طور پر نجد کے علاوہ تمام عرب میں مستعمل ہے اسکو **لغت دارجہ** کہتے ہیں۔ یورپ نے دارجہ کے بھی صرف نحو لکھے ہیں۔ اور نہایت اہتمام سے لکھے ہیں۔

سب سے پہلے **کانس** نامی مستشرق نے ۱۸۰۰ء میں دارجہ کی صرف و نحو لکھی اور اسپین میں چھپکر شائع ہوئی۔ پیر دو سیے نے لکھکر اپنا سے شایع کی۔ اسیطرح ۱۸۹۰ء تک بارہ کتابیں شائع ہوچکی ہیں جنمیں صرف ایک کتاب مصر کے ایک مسلمان عالم کی تصنیف ہے جو غالباً یورپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی۔

لغت دارجہ کے مجموعہ امثال

صرف و نحو کے علاوہ لغت دارجہ کی ان ضرب المثلوں کو بھی (جو عام زبانوں پر چڑہی ہوئی ہیں) یورپ کے بعض عالموں نے نہایت کوشش سے جمع کیا ہے۔ اور عرب کے مختلف حصوں کے مجموعے الگ الگ ترتیب دیئے ہیں مثلاً علامہ **لینڈبرگ** نے خاص شام کی ضرب المثلیں جمع کی ہیں۔ **باڈجر** نے صرف مصر کی امثال ترتیب دیئے ہیں۔ ان مجموعوں کے علاوہ **سوسین** نامی ایک مصنف نے ایک مجموعہ امثال، ترتیب دیا ہے جسمیں عام طور پر دارجہ کی تمام امثال۔ اور حکیمانہ مقولے جمع کئے ہیں۔ امثال کے علاوہ جو قصے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکائتیں عرب کے مختلف خطوں میں مشہور ہیں اور جن سے ان کے اخلاق و عادات اور طرز معاشرت کا پتہ چلسکتا ہے جرمنی کے چند مستشرکوں نے انکو بھی نہایت تلاش سے جمع کیا ہے۔ اس قسم کی تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) **سوسین** کا مجموعہ حکایات جسمیں موصل اور ماردین کی حکائتیں جمع کی ہیں۔ یہ رسالہ مضمون کی صورت میں جرمنی کے ایک اخبار میں شائع ہوا تہا۔

(۲) **سبی ٹابیک** کا مجموعہ جو ۱۸۸۳ء میں لیڈن سے چھپکر شائع ہوا

(۳) **لینڈبرگ** کا مجموعہ جو ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا

(الندوہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے متعلقین خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور حمد الٰہی کرتے ہیں

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے دل خوش کن ہے۔ فاضل امروہی تشریف لے آئے ہیں اور اس مرتبہ امید کیجاتی ہے کہ بہت دیر تک یہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی حج بیت اللہ کیلئے جانیوالے تھے مگر وہ سفر بوجوہات ملتوی ہوگیا حافظ صاحب نے اسکی بجائے قادیان ٹہرکر فایدہ اٹھانا ضروری سمجھا اور وہ اب قادیان میں ہیں امید کیجاتی ہے کہ وہ مستقل طور پر قادیاں رہنے کا انتظام کریں۔

۴۔ موسمی حالت کے متعلق سردی چمک اٹھی ہے آسمان کئی دنوں سے ابر آلود ہے ابھی بارش نہیں ہوئی۔ کسی موسمی بیماری کی اسوقت تک چھیڑ چھاڑ نہیں۔ الحمد للہ

۵۔ سڑک بٹالہ کے متعلق یہ امر قابل اطمینان ہے کہ اسپر نئی مٹی ڈالدی گئی ہے اور وہ حصہ جو قادیان تک سڑک سے الگ ہوکر آتا ہے درست کردیا گیا ہے گر جبتک اس حصہ کو پختہ اور اونچا نہ کیا جاویگا اسکی موجودہ حالت برسات میں آرام دہ ہونے کی بجائے تکلیف دہ ہوگی

تازہ الہامات

۱۳۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ **کَبُرَتْ فِتْنَۃٌ**

۱۴ دسمبر ۱۹۰۵ء **۱۔ جاءَ وَقْتُكَ۔ وَنُبْقِي لَكَ الْآيَاتِ**

۲۔ قَرُبَ وَقْتُكَ وَنُبْقِي لَكَ الْآيَاتِ بَيِّنَاتٍ

ترجمہ۔ ۱۔ فتنہ بڑا ہوگیا۔

۱۔ تیرا وقت آگیا۔ اور ہم تیرے واسطے روشن نشان باقی رکھینگے

۲۔ تیرا وقت قریب آگیا اور ہم تیرے واسطے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

فرمایا ان الہامات میں الفاظ باہرات بینات صفت کی طور پر نہیں آئے بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں اور دو کام فایدہ دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم ہو چکی ہوئی اور کھلے نشانات اس سلسلہ کی صداقت کیواسطے ہمیشہ قایم رہیں گے یہ خدا تعالیٰ کے لطف اور مدارات اور احسان کا بڑا نمونہ ہے۔ اور اس میں بڑی خوشی ہے۔ اللہ کے الفاظ شوکت کیساتھ تسلی دیتے ہیں کہ تم تردد نہ کرو۔ اس سلسلہ کی قیام کی اصل مقصد کو ہم پورا کردیں گے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہرات اور بینات کیا ہیں۔ مگر ایک بڑی شکر اور سجدہ کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک عظیم الشان بشارت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس سلسلہ کی تائید میں ایسے کام کریگا جن سے بہت تبدیلی ہوگی۔ اور دنیا پر ایک عظیم اثر پڑے گا + ایک پرانا الہام حضرت صاحب نے دوبارہ سنایا اور وہ یہ ہے۔

بہت سی حادثات اور عجائبات کا شوکی بعد تیرا حادثہ ہوگا

۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) **قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُرْضِيكَ۔ رَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔ قَرُبَ مَا تُوعَدُونَ**

(۲) أَمْرَاتٌ نَافِذًا

ترجمہ۔ کہا تیرے رب نے بتحقیق وہ نازل کرنیوالا آسمان سے وہ امر جس سے تو خوش ہوجائیگا۔ یہ رحمت ہے ہماری طرف سے۔ اور یہی ابتدائی مقدر اور فیصلہ شدہ امر ہے۔ قریب ہے وہ شے جسکا تم وعدہ دیئے گئے ہو + میں نے یہ حکم نافذ کر دیا ہے۔ یعنی اٹل ہے۔

روزانہ کے متعلق فیصلہ

روزانہ الحکم کا نمونہ شائع کیا گیا بعض خاص احباب کو علیحدہ خطوط کے ذریعہ خریداری اور توسیع اشاعت پر متوجہ کیا گیا اسکا نتیجہ الحمد للہ قابل شکر گذاری ہے یعنی جسقدر درخواستیں میں روزانہ کو اجرا کیلئے ضروری سمجھتا تہا وہ درخواستیں پوری ہو چکیں مگر وہ تمام مشتاق اور قدردان ناظرین یہ سنکر افسوس کریں گے کہ **فی الحال روزانہ جاری نہوگا** اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنا ایک رویا ہے جسمیں حضرت مخدوم الملۃ کو میں نے دیکھا اور مجھے فرماتے ہیں **روزانہ ہفتہ وار کردو اور ہفتہ وار کو روزانہ** اسکی تعبیر اور تاویل جو سمجھی گئی ہے وہ یہی ہے کہ ابھی روزانہ کو ہفتہ وار رہنے دو۔ اسلئے میں تمام احباب کو سردست کسی اور وقت کا

حضور ولیعہد بہادر

شاہی سیاحت کے ضمن مین خود حضور ولیعہد بہادر کے مختصر حالات زندگی دلچسپی سے پڑھے جائین گے۔ اس لئے انہین روزنامہ پیسہ سے اقتباس کرکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

حضور شہزادہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء روز شنبہ کو ایک بج کر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس مین پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ مین لارڈ چیمبرلین اور شاہی بیگمات موجود تہین۔ لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز تمام شہر مین مشتہر ہوئی۔ جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل مین نام رکہنے کی رسم ادا کی گئی۔ ڈچیز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کے خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بہائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرہ سے علیحدہ کردیئے گئے دوران قیام انگلستان مین آپ کی پرورش مارلبرہ ہوس یا سنیڈرنگہم مین ہوتی تہی اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب مین بنفس نفیس مصروف رہتی تہین چنانچہ سب سے پہلے اپنے اور بچون کے آپ کو بسم اللہ بھی جناب موصوفہ ہی نے فرمائی تہی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانون مین گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فرنچ لیڈیان مقرر کردی تہین مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تہی۔ اگست ۱۸۷۱ء مین زمانہ تعطیل رینہم مین شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ پرنسس آف ویلز) کے ساتہہ آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔

فیاض قدرت نے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ڈلبرنرس یہہ خطوط مین اپنے ایک دوست کو لکہتے ہین۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج۔ تیز اور زندہ دل ہے" اسی طرح تیراکی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بہی آپ کو خوردسالی ہی سے تہا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ ارکین خاندان کے روبرو پیش ہوا بعض لوگون کا خیال تہا کہ اور شہزادون کی طرح آپ بھی ایٹن کالج مین بہیجے جائینگے۔ مگر ملک معظم نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز برطانیہ پر بہیجدیئے گئے اور دو سال تک

فیرفیکس کی ماتحتی مین کام سیکہتے رہے مسٹر لالیس آپ کے خاص استاد تہے جہاز پر آپ مین اور دوسرے طالبعلمون مین صرف اتنا فرق تہا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تہا۔ جب آپنے اس جہاز پر تعلیم پالی۔ تو ۱۸ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بہیجے گئے۔ اس جہاز پر علاوہ مسٹر لالیس کے آپ کی تعلیم کے لئے ریورنڈ جے۔ این۔ ڈالٹن بہی مقرر کئے گئے۔ یہہ جہاز جس سکوارڈرن مین تہا وہ امیر البحر ارل آف کلین ولیم کے سپرد تہی۔ ۱۸۸۲ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا۔ اور آپنے جزائر غرب الہند۔ جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور۔ سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس۔ اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتہیون مین نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گئے تہے۔ آپ جہان کہین جاتے سب آپ کا خیر مقدم دل سے کرتے تہے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانون پر اپنے اعلے اخلاق و اوصاف کا پورا اثر ڈالا۔ آپ نے اپنا سفرنامہ بہی مرتب فرمایا جو ۱۸۸۲ء مین شائع کیا گیا اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بہی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ لنڈن مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ شہزادون نے (یعنی آپ نے اور آپکے بہائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کہدوالی اور آپ کے والدین ڈاکٹرون کو ہزارون روپئے اس غرض پر دینا چاہتے ہین کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہوجائین۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ مین بہی لکہا ہے۔ دوران سیاحت مین آپ جہان جہان پہونچے۔ نہایت تپاک سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کوہ مہ نے آپ کو "خوش آمدید" کہا چنانچہ برج ٹون مین حبشیون نے اپنے زیور اتار اتار کر آپ پر سے تصدق کیئے۔ ایک بوڑہی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گہڑی کی زنجیر مین لگائے ہوئے ہین۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب مین پہنچا۔ تو آپ کے ہمراہی ملاحون نے عجیب عجیب کہیل کئے۔ جن مین سے ہر ایک مین آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے آخر آپ کا سفر بخیر ختم ہوا۔ اور آپ نے جہازرانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کرکے متعدد عہدے پائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۸۹۰ء مین جہاز "تہرش" کے کپتان تہے۔ تو سالونیکا مین ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ آپ کوئلہ بہروانے کے کام پر متعین تہے اور آپ کے کپڑے اور ہاتہہ منہ سب کالے ہو رہے تہے۔ پاشا کو آپ

کی یہ ہیئت گذائی دیکہہ کر سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء مین جب آپ کمانڈر تہے کہ یکایک آپ کے بہائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونے والے تہے انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہوگئی۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" ارل آف ان ورنس اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا۔ اسی سال ۱۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنے کا پارلیمنٹ مین حلف اٹہایا اور وہین لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کیے۔ مئی ۱۸۹۳ء مین آپ کی شادی اپنے بہائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ آف ٹک سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک زار روس شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتہلہ اور راجہ صاحب گونڈل موجود تہے۔ ۱۸۹۷ء مین جب ہندوستان مین قحط پڑا۔ تو آپ نے غریب ہندوستانیون کے لئے ایک رقم کثیر عطا فرمائی اور آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء مین آپ نے جہاز ایکبین کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۸۹۹ء مین آپ نے پہر آئرلینڈ کا سفر کیا۔ جنوری ۱۹۰۱ء مین ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے وفات پائی۔ تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف رتہسے۔ ارل آف کیرک بیرن آف رنفرلو۔ لارڈ آف دی ایلس اور گریٹ سٹوورڈ آف سکاٹلینڈ کے خطابات اور القاب مرحمت ہوئے۔ اسی سال آپ کو کینیڈا آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۳ء مین آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا افتخار حاصل ہوا۔ اور ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچہہ آپکے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے جس مین حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور۔ گوالیار۔ کشمیر۔ اندور جیپور اودے پور۔ بیکانیر۔ الور وغیرہ وغیرہ ریاستون کو بہی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے مفتخر ہونے کا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوترون سے بہی خاص دلچسپی رکہتے ہین۔ لیکن ہندوستانیون کی طرح نہین بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بہی ان سے قاصد کا کام لیتے ہین۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہین۔ خدا کرے آپ کی تشریف آوری عام ہندوستانیون کے لئے عموماً اور یہان کے والیان ریاست کے لئے خصوصاً باعث برکت ہو۔ اور وہ آپ کے شاندار کامون سے مفید سبق حاصل کرین!

جیپور مین شاہی قیام چراغان

راجہ جے سنگہ نے نیا شہر جیپور تعمیر کرکے آباد کرنے مین شستہ مذاق ظاہر کیا تہا بازار سو سو فٹ چوڑے۔ تمام مکانات گلابی رنگ سے رنگے ہوئے۔ اور عمارتون کی طرز ساخت ایک ہی قسم کی ہے اس نے شہر کو خوبصورت بنا رکہا ہے شب گذشتہ کو پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے اعزاز مین تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی شہر کے باہر بہی روشنی تہی۔ نہرسنگہ گڈہ جو شہر سے شمال مغرب مین ایک پہاڑ پر واقع ہے ایک بڑا شاندار منظر پیش کر رہا تہا قلعہ کی دیوارون پر باقاعدہ قطارون مین چراغ روشن تہے اور پہاڑ کے وسط مین قلعہ سے نیچے "ویلکم" کے درخشان حروف تہے سٹیشن سے جو سڑک شہر کو جاتی ہے۔ اس کے دونون طرف کے درختون سے ہزارون لالٹینین لٹکا رکہی تہین بازار جگمگا کر رہے تہے۔

ان شاندار نظارون کو دیکہتے ہوئے ہز رائل ہائینس محلون مین تشریف لیگئے۔ جہان مہاراجہ صاحب نے آپ کی ضیافت کی تہی۔

(شاہی دعوت)

یہہ دعوت کئی اعتبار سے قابل ذکر ہے۔ شاندار دربار کا کمرہ اسی مطلب کے لئے مخصوص کیا تہا۔ مہاراجہ صاحب اپنے شاہی مہمانون کی تشریف آوری اور خاطر تواضع کرنے مین محفوظ تہے۔ اور جو اپنا فخر سمجہتے تہے۔ مہاراجہ صاحب داخلہ کے کمرہ مین کہڑے ویسرائی ہائینس کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ جب شاہی گاڑی آئی۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز کا استقبال کیا۔ اور دربار کے کمرہ مین لیجاکر شاہی کرسیون پر بٹہایا۔ پرنس آف ویلز شام کے لباس مین زیب تن تہے اور ستارہ ہند کا فیتہ ڈالے ہوئے تہے۔ پرنسس آف ویلز نے ایک شاندار گون پہن رکہی تہی۔ اور ایک بیش قیمت ہار گلے مین تہی۔ اور جواہر نگار جیغہ پیشانی کو زینت دے رہا تہا۔ جب سنہری پردے اٹہائے گئے۔ اور پرنس اور پرنسس آف ویلز دربار کے دعوتی کمرہ مین داخل ہوئے۔ تو مہاراجہ اپنے خاص کمرہ مین کہڑے رہے اور مشیرون سے گفتگو کرتے رہے۔ دعوت کے لوازمات میزون پر چنے جا رہے تہے

جب شراب لائی گئی تو مہاراجہ صاحب بھی پرنس آف ویلز کے سامنے جاکر شریک ہوگئے - اور ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا - پھر شاہی مہمانوں کے جام صحت تجویز کرنیکی تقریر مہاراجہ صاحب کے منشیر اعظم نے پڑہی - اس تقریر میں ایک بات کا ذکر خاص تھا وہ یہ تہی کہ جب مہاراجہ صاحب دربار کے موقعہ پر ولایت گئے تہے - تو پرنس ویرنسس آف ویلز نے آپ کا استقبال کیا تہا - اور ہر طرح بڑی خوش اخلاقی سے سلوک کیا تہا - تقریر میں مذکور تہا کہ اب ایک ایسا موقع آیا ہے - کہ مہاراجہ صاحب پرانی دوستی کا حق ولیعہد اور انکی کنسرٹ کی دعوت اور خاطر تواضع میں ادا کر رہے ہیں - مہاراجہ صاحب نے ہر طرح سے ظاہر کیا - کہ وہ پرانی دوستانہ عنایتوں کی دل سے قدر کرتے ہیں - تقریروں کے بعد ایک گہنٹہ تک محلوں کے اندرونی صحن میں تشریف فرما رہے - ریاست کا بین باجہ بج رہا تہا - پرنس و پرنسس آف ویلز بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں سے گفتگو کرنے لگے - جو جیپور کی ریاست میں اعلےٰ عہدوں پر ہیں - اور ریاست کی فلاح و بہبودی میں کوشش کرتے ہیں - لیکن تمام دلچسپی کا مرکز ایک شیر تہا - جس کو پرنس آف ویلز نے مارا تہا - اور جسے چارپائی پر ڈالکر چند آدمی اندرونی کمرۂ دربار میں لے گئے تہے - سب نے تعریف کی - پرنسس آف ویلز بہت خوش تہیں - کیونکہ ان کے عالیجاہ شوہر نے ایک شیر شکار کیا تہا - پرنسس آف ویلز کی وضع قطع شاہانہ ہے - مگر زندہ دلی کے جوش کی حالت میں ان کی وضع بہت شاندار اور دلربا ہو جاتی ہے سہ پہر کی شکار پارٹی کا جو لوگ صحیح ذکر کرتے - اس کو پرنسس بڑے شوق سے سنتی تہیں -

دوسرے دن دو تین طرف سے شیروں کی رپورٹیں پہنچیں - منجملہ ایک سانگا نیر سے تہی - کہ وہاں ایک شیر موجود ہے - پرنس آف ویلز ایک اسپیشل ٹرین میں روانہ ہوگئے - مگر وہاں پہنچنے سے آدھ گھنٹہ پیشتر ہی شیر بہاگ گئے - اس لئے ولیعہد بہادر کو ناکام رزیڈنسی کی طرف لوٹ آنا پڑا - پہلے خیال کیا گیا تہا کہ پرنسس آف ویلز پرانے شہر امیر کے کہنڈرات کی سیر فرمائینگے - مگر شہزادی صاحبہ نے رزیڈنسی میں رہنا پسند کیا - اور چہ بجے شام کے شاہی ٹرین پرائیویٹ طور پر بیکانیر کو روانہ ہوئی -

بہت سے لوگوں نے امیر کی سیر کی - اور یہہ نتیجہ نکالا کہ راجہ جے سنگھ کو بڑا مشہور فن عمارت تہا - مگر امیر چہوڑنے میں غلطی کی - شاہی سیاحت کو ایک بات قدرے ناکام بنا دیگی - اور وہ یہی کہ خشک سالی کا اندیشہ پیدا ہوا ہے - پچہلی دفعہ زیادہ بارش نہ برسی تہی - مگر اب بارش ہو جائے تو قحط نمودار نہ ہونے پائیگا - اگر نہ برسی تو کسانوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا - اشیاء خوردنی کا نرخ معمولی ہے - گذشتہ چند ہفتوں سے بیکانیر میں پرنس آف ویلز کی تشریف بری کے متعلق دہوم دہام سے تیاریاں ہو رہی ہیں - مہاراجہ صاحب نے بذات خود تمام تیاریوں کی نگرانی کی - لال گڑہ محل جو سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے - ایک نہایت ہی شاندار عمارت نظر آرہی ہے اس کی شان و شوکت تصور کیجا سکتی ہے - محل کے اردگرد اسٹاف اور دیگر مہمانوں کے لئے کیمپ بنایا گیا ہے - جو پرنس آف ویلز سے ملنے آئے ہیں - کیمپ میں برقی روشنی جلائی جاتی ہے - محل کی زیب و زینت نہایت شاندار ہے - ریلوے سٹیشن بھی خوب آراستہ کیا گیا ہے - اور سٹیشن سے محل تک جو جلوس گذرنے والا ہے - وہ بہت قابل دید اور پرشکوہ و تجمل ہوگا -

سینکڑوں راجپوت شرفا جو خوبصورت اور شاندار لباس میں ملبوس ہونگے - اپنے اہلکاروں سمیت اونٹوں پہ سوار ہوکر سڑک کی ہر دو جانب کل صبح کہڑے ہونگے - سڑک پر جا بجا محرابیں اور مصنوعی مگر شاندار دروازے بنائے گئے ہیں - امپیرئیل سپاہ اور مہاراجہ کی بے قاعدہ فوج اور شتر سوار شاہی محلوں کے باغات سے لیکر پاؤ میل تک سٹیشن والی سڑک پر دورویہ صف بستہ کہڑی رہینگے - پرنس و پرنسس آف ویلز کے ہمراہ لانسرز اور شتر سواروں کا ایک حصہ رزیڈنسی تک جائیگا آج صبح کا نظارہ بڑا ہی شاندار تہا - اور دربار دہلی کی یاد دلاتا تہا -

کل سہ پہر کے وقت شاہی گاڑی گجنیر میں جو ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے شکار کھیلنے جائیگی - شام کے وقت پرنس آف ویلز دو تین گھنٹے تک قازو بٹنا کا شکار کہیلینگے -

ہفتہ کی صبح کو ہز رائل ہائینس گجنیر کی جہیل میں قاز شکار کرینگے - قرب و جوار کے تالابوں پر مرغابیاں وغیرہ بکثرت آنا شروع ہوگئی ہیں - لیکن پرندوں کو وہاں سے ہنکار جہیل گجنیر میں لائیں گے - امید ہے - شکار کا کہیل خوب بہر جائیگا - پیر کی صبح کو گجنیر کے پرانے محلوں میں شکار کھیلینگے - موٹر کاریں سواری کا کام دینگی - سڑک پر پانی چہڑک دیا جائیگا -

پیر کی شام کو پرنس و پرنسس آف ویلز بیکانیر میں واپس آکر امپیرئیل فوج ملاحظہ فرمائینگے - شاہی ضیافت پرانے محل کے کمرۂ دربار میں کی جائیگی - رات کے ۱۱ بجے ولیعہد بہادر رخصت ہو جائینگے بیکانیر کی تیاری کا خیال کرکے کہا جا سکتا ہے - کہ شاہی سیاحت کامیاب ہوگی -

موت العالم موت العالم

فی الحقیقت ایک عالم باعمل کی وفات دنیا کی موت ہوتی ہے میں نہایت درد دل کے ساتھ الحکم کے ناظرین کو **حضرت مولانا برہان الدین صاحب** جہلمی کی خبر وفات سناتا ہوں - مولانا مرحوم کی خبر وفات قادیان میں ۵- دسمبر ۱۹۰۵ء کو پہونچی - اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اس مفارقت کے صدمہ کو محسوس کیا - مولوی صاحب ایک فاضل باعمل اور صوفی مدارق رکہنے والے متبع سنت تہے - علم مناظرہ میں انہیں ایک خاص مذاق اور ملکہ تہا - مولوی صاحب مرحوم کی وفات دو شہیروں کے ٹوٹنے والی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون - عزیز عبد المغنی پسر مولوی صاحب مرحوم نے آپ کی وفات کا مفصل خط لکہا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں - اعلےٰ حضرت نے خود اس خط کو سنایا اور ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا کہ اسکا جواب لکہدے - آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کو لکہدو کہ ہم ہر طرح سے اسکی مدد کرنے کو طیار ہیں - اسے چاہئے کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور ان کے علوم دینیہ اور اخلاق اور عادات کو حاصل کرے + علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجاوے بہر حال یہہ ضروری امر ہے کہ وہ بہت سعی کرے + حضرت اقدس نے مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر اس ضرورت کو بہی محسوس فرمایا ہے کہ کیا تجویز کی جاوے کہ جماعت میں **قادر الکلام علماء پیدا ہوں اور وہ خدمت دین کریں** - اسکے لئے دارالامان کے سمجہدار اصحاب غور کر رہے ہیں اور ایک عظیم الشان قومی کام کا بنیادی پتھر رکہا جانیکو ہے میں یقین رکہتا ہوں کہ یہ مولوی برہان الدین مرحوم کی ایک یادگار ٹہیر جائیگی اور یہ نافع الناس کام انکے لئے ثواب کا موجب ہوگا اسلئے کہ اسکا محرک انکی موت ہی ہے حضرت اقدس نے بروز جمعہ ۸- دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی جماعت کو لیکر جنازہ پڑہا دیر تک دعاء مغفرت فرماتے رہے ہر جماعت کو چاہئے کہ جنازہ غائب پڑہیں - اب میں وہ خط بجنسہ ذیل میں درج کر دیتا ہوں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

کل نفس ذائقۃ الموت

ہادی طریقت پیشوائے شریعت پیر روشن ضمیر دستگیر خورد و کبیر دام ظلہ - سر تسلیم عجز خاک پر رکہکر حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ والد صاحب نے جب آپکا الہام سنا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے - تو انہوں نے ایک تو مولوی صاحب مرحوم اور دوسرا شہتیر اپنے آپ کو سمجہے اور رمضان شریف کی ۲۰ تاریخ کو اعتکاف میں بیٹہے اور ان دنوں میں قرآن شریف کا انکو از حد شوق ہوگیا تہا اور فرضوں میں بقدر قراءت پڑہتے تہے کہ مقتدی تہک جاتے تہے اور تمام دن قرآن شریف پڑہتے رہتے تہے اور اعتکاف میں یہ الہام ہوا - **انا کفیناک المستھزئین** اور بعد اس کے ایک اور الہام ہوا جسکا خلاصہ فرمایا کہ امام الوقت تو ایک طرف رہے اب تو انکے مریدوں کو بہی الہام ہونے لگے پہر ہم اس سچے سلسلہ کی تائید کیوں نکریں اور بدہوار کو نہائے اور منگلوار کی رات کو چاند دیکہا گیا اور اعتکاف سے اٹہکر گہر تشریف لائے اور دروازہ میں کہڑے ہوکر فرمایا **السلام علیکم** بعد اسکے اندر آئے اور کہانا کہانے کے بعد فرمایا مجہے سردی سی لگی ہے پہر عشاء کی نماز پڑہکر اندر آئے اور رات کو بخار سخت ہوگیا اور صبح کو عید پڑہی اور بدہوار اور جمعرات کو بخار تہا اور جمعہ کو بالکل تندرست تہے اور آپ مسجد میں آئے اور بیٹھ کر جمعہ پڑہا بعد اسکے سب نے السلام علیکم کہا اور آپنے بڑی خوشی سے جواب دیا وعلیکم السلام اور ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے سلام کے بعد کہا اگر کوئی قصور ہو تو معاف کرنا فرمایا یہ آخری سلام ہے - لیکن ناطاقتی بہت تہی پہر ہفتہ کو بہی اچہے تہے پیر اتوار کی رات کو بخار ہوا اور عشاء کی نماز وضو سے پڑہی - یہ اسواسطے لکہا ہے کہ باقی نمازیں انہوں نے تیمم سے ادا کی تہیں اور رات کے آٹہ بجے کے قریب کہا تیلا دو کہ کتاب میں نشان رکہنا ہے میں نے تیلا دیا اور کہا کہ کتاب کہاں ہے فرمایا کتاب ہے اور یہ میرا کلام اللہ ہے - اور پہر رات کے ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے تک مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے قرآن شریف زبانی پڑہتے رہے جب ایک بجا تو خاکسار نے کہا کروٹ بدلو تہک گئے ہوگے دوبارہ سہ بارہ کہنے پر کروٹ بدلی اور پڑہتے ہے اور میں نے کہا کیا پڑہتے ہو فرمانے لگے کہ بنافو کی حدیث کہلی ہوئی ہے محمد الرسول اللہ کی کچہری میں جواب دعوی دیرہا ہوں میں نے کہا ختم کب کروگے کہنے لگے تو نے مجہے باتیں کرائی ہیں ورنہ میں اب تک ختم کر لیتا پہر آپ دو بجے چپ ہوگئے اور سو رہے اور تین بجے پہر پڑہنے لگے اور صبح کی نماز پڑہی اور پہر کہنے لگے کہ دونوں دروازے کہولو - کہ مجہے انتظار ہے پوچہا گیا کس کی - جواب ندیا - اور پہر دو دفعہ پاخانہ کی حاجت ہوئی اور پہر آپ چارپائی پر لیٹ گئے اور آنکہیں کہولیں کلمہ شریف پڑہنے لگ گئے اور پہر دو منٹ کے اندر اس جہان فانی سے پونے ۸ بجے رحلت پاگئے بعد میں حاجی عبد اللہ صاحب آئے کہنے لگے کہ مجہے خواب آئی ہے کہ دو ستارے روشن زمین پر ٹوٹ پڑے ہیں مولوی صاحب بیان لینے کو آیا مولوی صاحب فوت ہوگئے تہے انا للہ وانا الیہ راجعون اور احمدی

بودھ مذہب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانسو برس قبل جبکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ مین شریعت موسوی کا آفتاب اپنی برکات اور پاک تعلیمات کے معراج کمال کا جلوہ دکھا کر نصف النہار سے مغرب کی جانب کئی درجے طے کر نیوالا تہا اور مشرقی ایشیا مین جہالت و ضلالت کی تاریکی اچہی طرح پہیل کر حضرت کرشنؑ کی متبرک تعلیمونکو کالعدم کر چکی تہی تو خدا تعالےٰ نے مشرقی ایشیا کے آباد اور وسیع ملک ہندوستان مین بموجب آیت وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کو نازل کیا۔ اس برگزیدہ نبی نے خدا کے پاک کلام سے مدد پا کر تقریباً چالیس سال کی عمر سے وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی کی اشاعت شروع کی چنانچہ یہ حضرت گوتم بودھؑ کا ہی ایک قول ہے "میری تعلیم پر اپنا دھیان رکہو مین مثل ایک طبیب کے ہون جو آسمانی ادویات اپنے ساتھ لایا ہوں۔ کل چیزین متغیر ہین مگر میری تعلیم کو تغیر نہین" واقعی یہ وہی ایک تبدیل نہ ہونے والی تعلیم تہی جسکے لئے تمام مرسلین مبعوث ہوئے یعنی توحید۔

حضرت بودھ علیہ السلام کے اس دعوی سے ظاہر ہے کہ سوا نبی یا رسول کے کوئی دوسرا شخص ایسا دعوی نہین کر سکتا۔ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون و حضرت شعیب وغیرہ اور حضرت عیسےٰ کے لئے اونکے حواریین اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق وغیرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حضرت امت الارض و مخدوم الملت و فاضل امروہی و تراب احمدی وغیرہ پیدا ہو گئے اسیطرح حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کے لئے جیستا۔ کشیب۔ انند وغیرہ مستعد و ذی حوصلہ مریدین پیدا ہو گئے تہے حضرت گوتم بودھؑ کی تقریر مین وہ غیر معمولی خارق عادت تاثیر تہی اور اونکا بیان دلونکو اسطرح تسخیر کر لیتا تہا کہ ہزارہا گمراہ اور دور از صراط مستقیم اشخاص صرف اونکی زبان سے نکلے ہوئے حکیمانہ فقرات سنکر مرید ہو جاتے تہے۔ چونکہ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام موید من اللہ اور مامور من اللہ تہے اسلئے بہت تہوڑے دنون مین اسی طرح انکا دائرہ وسیع ہو تا گیا جسطرح مذہب اسلام حیرت انگیز طریقہ سے دنیا مین پہیلا۔ وہ مذہب جسمین خلاف فطرت اور دور از عقل باتین زبردستی منوائی جائین کبہی دنیا مین اتنی جلدی شائع نہین ہو سکتا۔ جس مذہب مین خود دل و دماغ پر قبضہ کرنیکی قابلیت ہو اوسکی شائع کرنے کو سوائے شمشیر چہوڑ بندوق اور توپ سے بہی کام لین ملن کہ ایک چہوٹا سا ضلع بہی ڈر کے مارے اس مذہب کو مان لے۔ مثال کے لئے دور نہین جاتے تو سکہون کی حکومت اور پنجاب کے مسلمانون کی حالت پر غور کرو۔ حضرت گوتم بودھؑ نے جو مذہب پیش کیا اوسمین کافی روشنی۔ پوری دلفریبی اور حقیقی نجات موجود تہی اسی لئے اس مذہب نے بالکل مذہب اسلام کی موافق تمام ہندوستان لنکا۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ نیپال۔ تبت۔ منگولیا۔ چین۔ کوریا۔ جاپان وغیرہ بیسیون ملکون کو حیرت انگیز قلیل مدت مین اپنا پیرو بنالیا۔ آجتک کسی مورخ نے یہ ثابت نہین کیا کہ مذہب بودھ کی اشاعت مین جبر و اکراہ سے کام لیا گیا تہا۔ مذہب بدھ کے محرف و تبدیل شدہ اصولپر نظر ڈالئے تو اون سے بہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس مذہب نے انسان کو بالکل صوفی منش اور درویشانہ زندگی بسر کرنیوالا بنانیکی کوشش کی ہے عقلمند کی تعظیم کرنا۔ والدین کی خدمت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ ہمیشہ موقعہ فہمی کو ملحوظ رکہنا انسانون بلکہ حیوانون سے بہی ہمدردی و اخلاق برتنا۔ شیرین کلام و فصیح بننے کی کوشش کرنا۔ چوری۔ جہوٹ۔ قتل عمد۔ غصہ۔ تعصب۔ تکبر وغیرہ رذائل سے بچنا۔ دنیا اور اس زندگی کو ہیچ خیال کرنا۔ تن پروری اور آسائش جسمانی کا خیال بہی نہ آنے دینا۔ خدا تعالےٰ کو رحیم و کریم خیال کرنا وغیرہ وغیرہ باتون کی ہدایت اس مذہب مین موجود ہے۔ اب اوس امداد غیبی کو دیکہو کہ جو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے نیک بندون کی کرتا ہے اور دنیا مین بہی اونکو عزت دیتا ہے۔ بودھ مذہب کے ماننے والے نقیرون۔ درویشون اور کوئی سامان دنیوی نہ رکہنے والون ہی مین چکرورتی راجہ چندر گپت و راجہ اشوک و راجہ کنشک۔ و راجہ سلاوت وغیرہ بہت سے شہنشاہان عظیم الشان پیدا ہوئے اور تمام ہندوستان کا بادشاہی مذہب بودھ قرار پایا۔ یہ اس خدائی تعلیم اور مذہب آسمانی ہی کی برکت تہی کہ نجہکا۔ مہادیوا۔ رکہتیا۔ مہندا وغیرہ بہت سے بڑے اکابر علماء لیکچرار۔ اور ریفارمر اس مذہب مین پیدا ہوئے اور نالند کا عظیم الشان دار العلوم ہند مین قایم ہو۔ حضرت خاتم الانبیاء تو تمام دنیا کے لئے پیغمبر اور ہادی و رہبر ہین۔ باقی مامورین من اللہ مین غور کرنے سے یہ بات بالبداہت معلوم ہوتی ہے کہ مغربی ایشیا مین حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مشرقی ایشیا مین حضرت گوتم بودھؑ گویا دو ہمرتبہ پیغمبر تہے۔ سلسلہ موسوی کے اخیر مجدد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر و ہندوستان مین آئے اور یہان سلسلہ گوتمی کے خلیفون سے برابر انکا جتنے ہوئی اور تہوڑے سے اختلاف کو افہام و تفہیم کے بعد دونون مذہبون کے امامون نے معمولی اختلاف سمجہا چنانچہ زمانہ حال مین تبت کے مشہور کتب خانے سے جو بودہون کا کتب خانہ ہے انجیل اس حیثیت سے برآمد ہوئی ہے کہ وہ گویا بودھ مذہب کی کتاب ہے یا بدھ مذہب کی کسی کتاب کا کوئی حصہ ہے اس خیال کو اور بہی زیادہ تقویت ہوتی ہے جب سا پر غور کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہی اپنی تعلیم مین زیادہ تر درویشی اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر زور دیا ہے اور یہی گوتم بودھ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے حالانکہ اب عیسائی بہی پکے دنیادار اور عیش و عشرت کے بندے ہو گئے ہین اور بودہون کی بہی یہی حالت ہو گئی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام وہ مامور من اللہ ہین جنکا مغربی ایشیا و مشرقی ایشیا دونون سے تعلق ہوا۔ اسکے ثبوت مین مسٹر صاحب (جنہون نے ہندوستان کا گزیٹیر تیار کیا ہے) کا یہ قول بہی قابل تذکرہ ہے کہ وہ لکہتے ہین کہ "ہند۔ تبت۔ چین۔ جاپان وغیرہ ممالک علاوہ بودھ مذہب کے مسائل اور مراسم دینی کا ابتدائی زمانہ مین دین عیسوی پر بہی اثر پڑا"۔ (باقی اسباب ثابت کرنیکی ضرورت نہین۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان مین آئے اور انہون نے بدھ مذہب کے علماء سے مباحثے کئے اور کشمیر مین فوت ہو کر سری نگر کے محلہ خانیار مین مدفون ہوئے۔ جسکو شوق ہو ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف راز حقیقت وغیرہ کو دیکہے)

حضرت خاتم الانبیاء چونکہ تمام بحر و بر کیلئے باعث ہدایت ہو کر تشریف لائے اسلئے اس شخص کا مثیل جو مشرقی و مغربی دونون دست سلسلون سے تعلق رکہنے والا مجدد تہا اس سلسلہ محمدی مین پیدا ہونا ضروری تہا۔ چونکہ اس سلسلۂ محمدی کا مبداء و منشاء مغربی ایشیا یعنی ملک عرب تہا اسلئے اسکا انجام و منتہا ضرور مشرقی ایشیا مین ہونا چاہئے تہا تاکہ اس سلسلہ یعنی خاتم السلسل کو گذشتہ سلسلون کے ساتھ پورے طور سے تشابہ و تعلق حاصل ہو جائے چنانچہ حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مثیل سلسلہ محمدی کے مجدد مشرقی ایشیا یعنی ہندوستان مین مبعوث ہوئے

اتحاد! لیجا بودھ مرکب کہاتا ختم۔ ہان! تو وہ بات تو رہ ہی گئی اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بودھ مذہب جہان پیدا ہوا جہان پرورش پائی۔ جہانسے دوسرے ملکون مین پہونچا وہین یعنی ہندوستان مین تو آج کے دن اوسکا نام و نشان بہی باقی نہ رہا اور دوسرے تمام ملکون مین تاحال نہایت کامیابی و عزت کے ساتہہ موجود ہے۔ ہندوستان اس مذہب کے بانیون کی نسلین تک بہی گم ہونا ہرگز کوئی معمولی سی بات نہین کہ۔ بودھ مذہب نے بلا جبر و اکراہ لوگون کے دلونکو تسخیر کیا تہا اس مذہب کے اصول بقدر مرور ایام کے بعد بہی ایسے ہین کہ ہندوستان کے ہندؤن کا مذہب ہرگز ہرگز بودھ مذہب کا مقابلہ نہین کر سکتا اور کوئی بدھ مذہب کا فاضل کسی بڑے پنڈت سے مذہبی مباحثہ مین شکست نہین پا سکتا۔ یہ کہنا کہ بودھ مذہب اپنی اندرونی کمزوری کے باعث نامقبول ہو کر گم ہو گیا اور اسکی جگہ ویدون کے مذہب کی اشاعت ہوئی جسمین دلفریبی کی ادا موجود تہی بالکل غلط ہے اور کوئی معقول دلیل پیش نہین کیجا سکتی۔ ہندوستان سے ہی بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکا سبب سوائے ناحق شناس لوگون (جنکا پیدا ہو جانا عرصہ دراز کے بعد ہر ملک و مذہب مین ممکن بلکہ ضروری ہے) کے بیجا ظلم و تعدی کے اور کچہہ نہین ہو سکتا۔ مینے اپنے بعض آریہ دوستون سے سنا ہے کہ وہ بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکے قصہ کو یون بیان کرتے ہین کہ شنکر اچارج نے بودہون سے اس شرط پر مباحثے کئے کہ ہمکو مباحثہ مین مغلوب کر دو یعنی ہرا دو تو خیر اور اگر ہرا اسکو تو اس آریہ ورت (ہندوستان) سے جلاوطن ہو جاؤ چنانچہ کوئی بودھ مذہب کا عالم شنکر اچارج کو نہ ہرا سکا اور تمام بودھ مذہب والے مجبوراً یا تو تبدیل مذہب یا جلاوطنی پر مجبور ہوئے۔ یہ بیان جسقدر قابل مضحکہ ہے ظاہر ہے شنکر اچارج جنکے مددگار حکام وقت تہے بہلا بودھون سے کیون ہارنے لگے تہے وہی مثل ہوئی ہوگی کہ "قاضی جی نے تو مجہکو بہت ہرایا مگر مین ہاری ہی نہین"۔ مسٹر صاحب جو ہندؤنکے بڑے طرفدار ہین یہ لکہے بدون نہ رہ سکے کہ "بودھ مذہب کے ماننے والے ہند سے جبراً نکالدیئے گئے تہے" آگے چلکر دوسری جگہ صاحب کو یہ بہی لکہنا ہی پڑا کہ "کماریلا برہمن نے فقط مذہب بودھ کے خلاف وعظ ہی نہین کہا بلکہ ایک دکن کے راجہ کو یہانتک ان لوگون کی ایذارسانی پر آمادہ کیا کہ اس راجہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ راس کماری سے کوہ ہمالہ تک بودھون کے بوڑھون اور بچون تک کا قتل عام کر دیا جائے اور جو شخص قتل کرنے مین دریغ کریگا خود قتل کیا جاویگا"

اول تو ہمارے ہموطن برادران اہل ہنود کے یہان علم تاریخ کی جیسی ناگفتہ بہ حالت ہے ہو خانِ عالم سے پوشیدہ نہین کہ کہین ہینون کے واقعات سیکڑون بلکہ ہزارون برسون سے متعلق کئے گئے ہین اور کہین ہزارون برسون کے طبقات کو چند برسون مین ختم ہو جانا ظاہر کیا ہے علاوہ ازین خاصکر بیچارے بودھ مذہب کی جلاوطنی کے حالات کو تو اسطرح پوشیدہ رکہنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بیچارے ڈیوڈ صاحب مصنف بودھ ازم کو یہ لکہنا پڑا کہ "ہندؤن نے بودہون پر بیشک ظلم و زیادتی کی مگر تفصیل اسکی معلوم نہین مگر اس ظلم و زیادتی کی روایت ہرگز بے بنیاد نہین ہے" مینے بہی اسوقت اگرچہ المارئیون اور صندوقون مین سے کتابین نکالکر اپنے سامنے ایک ڈھیر لگایا ہے مگر ہر ایک مورخ اہل ہنود کے فن تاریخ کی شکایت کرتا ہے اور تفصیلی حالات اس ظلم اور جلاوطنی کے دستیاب نہین ہوتے۔ مذہب موسوی کے پیرو یعنی بنی اسرائیل پر بخت نصر کے ہاتہون سے ملک شام مین جو ظلم و زیادتی ہوئی اوس سے بڑھ کر ہندوستان مین بودہون پر کماریلا برہمن اور شنکر اچارج کے ہاتہون سے مصیبت نازل ہوئی چونکہ عرب شام دیونان وغیرہ ممالک کے لوگون کو علم تاریخ سے قدیمی شوق رہا ہے اونکی ذریعہ سی بخت نصر کی زیادتیان آج کے دن بہی بالتفصیل معلوم ہو کر ہمدردان بنی نوع انسان کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہین لیکن ہمارے اہل ہنود بہائیون نے اس عظیم الشان واقعہ کو جو ہمارے ہاتہ سے بھی بڑھکر قابل تذکرہ تہا اپنی عادت کی موافق مختصر کرتے کرتے بالکل صفر ہی بنا دینا چاہا۔ مگر مین کہتا ہون کہ اگر روایت سے ثبوت بالتفصیل ثابت نہین ہوتا تو کیا اصول درایت چلا چلا کر اس امر کو ثابت نہین کرتے کہ ہندوستان مین ہندو بہگتونکے ہاتہون بودہون پر وہ ظلم و زیادتی ہوئی کہ جسکے تصور ہی بدن کے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔ نمونۂ قہر خداوندی یعنی بخت نصر اور بنی اسرائیل کے معاملہ مین غور کرو۔ اسپین مین مسلمانونکی تباہی اور عیسائیون کے ظالمانہ سلوک کی تاریخ اسپین مین بغور مطالعہ کرو۔ کیا آج کے دن کوئی عیسائی اسبات کا دعوی کر سکتا ہے کہ اسپین سے اسلام اسلئے ناپید ہوا کہ اوسمین ذاتی کمزوری تہی اور اوسکے مقابلہ مین عیسائی مذہب اپنے اندر غیر معمولی دلفریبی رکہتا تہا کہ جسکے سبب مسلمان عیسائی ہو گئے یا خود اپنے مذہب کی کمزوری سے شرمندہ ہو کر ملک چہوڑ کر چلے گئے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہائے! مسلمان۔ تمام یورپ کے استاد مسلمان۔ آدم خورون اور ننگے پوشون کو انسان بنا دینے والے مسلمان اسطرح قتل کئے گئے کہ اسطرح آج کوئی شخص بہیڑ بکریون کا قتل ہونا بہی گوارا نہین کر سکتا۔ اسی قسم کے واقعات بلکہ اس سے کہین زیادہ بڑہ چڑہ کر معاملا کیا بودہون کو ہندوستان مین پیش نہین آئے؟ نہین نہین ضرور بودہون پر بڑے ظلم ہوئے عیسائیون نے اسپین مین اگرچہ مسلمانون پر بے نہایت زیادتیان

مراسلت

کھلی چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
میرے مکرم جناب مولوی کلیم اللہ صاحب ساکن چھپیا
سلام علیکم و رحمۃ اللہ - یہ آپ کی عین سعادت ہے
کہ بظاہر اپنے واجب التعظیم استاد کی قبر کی زیارت
اور فاتحہ پڑھنے کے ارادہ سے کبھی کبھی آ نکلتے ہیں
مولانا مرحوم وہی بزرگ ہیں جن کو آپ از راہ فخر استاد
الکل کہا کرتے ہیں اور آپ نے دس برس کے قریب
ان کے تلمذ کا شرف حاصل کیا - افسوس زمانے کا
انقلاب کہ جس خاندان میں آپنے اتنے سال زانوئے
ادب تہ کیا - اسی پر اب کفر و ضلالت کا الزام لگاتے
ہیں - حالانکہ اس الزام سے پہلے تحقیق شرط ہے
مجھے آپ کی پچھلی ملاقات کے مقالات کا ذوق نہیں
بھولا - جب آپ نے فرمایا مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ
والسلام) نام اور عیسٰے یا مسیح کہائے یہ سخت گستاخی
ہے - تو میں نے جواب دیا تھا - کہ آپ بھی اپنے تئیں
کلیم اللہ کہلاتے ہیں مگر ایمان سے کہئے ؟ کیا
آپ واقعی کلیم اللہ ہیں اور پھر آپ کو وہ درجہ حاصل
ہے جو حضرت موسٰے علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں
تھا ؟ اسی طرح میں چاہتا ہوں - کہ اس ملاقات
پر میرے اور آپ میں جو مکالمہ ہؤا اسے آپ کے مکرر
غور کے لئے بے کم و کاست اخبار میں چھپواؤں -
تاکہ آپ اگر نہیں تو کوئی اور سعید روح ہدایت کے
نور سے اپنا سینہ منور کرے -

سلسلہ کلام اسوقت شروع ہؤا جبکہ آپ درود
مستغاث علے الصباح پڑھ رہے تھے - تو میں نے
عرض کیا تھا - کہ جب درود کے بارے میں نصوص
موجود ہیں - تو کیا وجہ ہے کہ آپ ایک ایسا درود پڑھتے
ہیں - جو رسول اللہ صلعم اور آپکے اصحاب تابعین
سے ثابت نہیں ہؤا - ہاں اسکی پشت پر کسی نے
اعتبار جمانے کے لئے لکھ دیا ہو کہ اسے فلاں نبی یا
صحابی پڑھتے تھے - تو یہ قابل قبول نہیں - سوال
تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے صلوا علیہ صحابہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ کسطرح صلوٰۃ بھیجیں ہم - تو جواب
میں فرمایا اللھم صلّ علٰے محمد و علٰے آل محمد
کما صلیت علٰے ابراھیم و علٰے آل
ابراھیم انک حمید مجید - یا اور
صیغے جو مروی ہیں اور جو صاحب سفر سعادت
نے جھنیس کے قریب بیان کئے - ان کو چھوڑ کر
کیوں شخص واحد کی رائے کو ترجیح دیگئی ہے -
اور پھر ایک بار نہیں ... بطور وظیفہ پڑھا جاتا کہ
کیا آپ رسول اللہ صلعم کے فرمائے ہوئے درود
کو اس سے کمتر درجہ سمجھتے ہیں - معلوم تو ایسا ہی
ہوتا ہے کہ اسپر "مداومت" اختیار کی پھر
المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالٰی"
اسکے کیا معنے - اگر یہ مراد ہے کہ رسول اکرم صلعم
فریادرس خلائق ہیں - بارگاہ ایزدی میں تو ان
آیات کا کیا جواب ہے ویقولون ھٰؤلاء
شفعاؤنا عند اللہ یونس (یہ اللہ
کے نزدیک ہماری سفارش کرنے والے ہیں)
قل للہ الشفاعۃ جمیعًا - (زمر)
ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی
(ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اسلئے کہ ہمیں اللہ کا مقرب
بنا دیں) (زمر) ایک طرف ارشاد ہوتا ہے
رسول اکرم صلعم کو قل انی لا املک لکم
ضرًّا ولا رشدًا جن ۲۹ کہدے میں تمہارے
نفع نقصان کا مالک نہیں دوسری طرف
فرمایا ولا تدع من دون اللہ ما لا
ینفعک ولا یضرک فان فعلت
فانک اذًا من الظٰلمین (اور نہ پکار جو
تجھے نہ نفع دے نہ ضرر دے اگر تو ایسا کرے
تو یقینًا ظالموں سے ہے) تعجب کہ باوجود
ایسی صریح آیات کے آپ پھر بھی یا شیخ عبد القادر
شیئًا للہ پڑھنے کا فتوےٰ دیتے ہیں اور خدا
تو فرماتا ہے وان یمسسک اللہ بضر فلا
کاشف لہ الا ھو (اگر تجھے کوئی تکلیف
پہنچے تو اللہ کے سوا اس کا کھولنے والا کوئی نہیں)
اور اسطرف ایاک نعبد و ایاک
نستعین کے برخلاف اوروں سے امداد
کے فعل کی استعانت طلب کیجاتی ہے اور پھر
کہتے ہیں کہ کوئی وسیلہ تو چاہیے - شاید یہ آیات
نہیں سنیں - واذا سألک عبادی
عنّی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع
اذا دعان (جب میرے بندے میری نسبت
پوچھیں تو کہدے میں قریب ہوں - دعا کرنے
والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا جواب دیتا ہوں
جب وہ دعا کرے) اور نحن اقرب الیہ
من حبل الورید - تم لوگ پکارتے ہو مردہ
کو جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے حالانکہ
اپنی آواز دو کوس کے فاصلہ پر بھی نہیں پہنچا
سکتے اور چھوڑتے ہو اسکو جو شاہرگ سے
نزدیک ہے افسوس ہاں اگر مستغاث سے مراد
استغاثہ ہو تو کوئی اعتراض نہیں - پھر دلائل
الخیرات نکلی اور ساتھ ہی ہمیں بتایا گیا کہ اس کے
بعد قرآن مجید پڑھینگے یا حضرت اللہ کے
کلام کو بشر کے کلام سے متاخر کرنے میں کیا
حکمت تھی اور اس کلام اللہ میں کونسی برکت کی کمی
تھی جو اس طرف رجوع کیا - خدا نے فرمایا وھٰذا
کتٰب انزلنٰہ مبٰرک (یعنی بڑی
خیر و برکت والی) دوسری طرف ارشاد ہے
اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی - پس دین بھی کامل ہو چکا یعنی تقرب
الی اللہ کا تمام ذریعہ بتا دیا گیا - اور نعمت
بھی کامل ہو چکی - پس کونسی کسر دین اسلام میں
باقی تھی کہ آپکو دلائل الخیرات سے مدد لینی
پڑی -

سوال یہ ہے کہ آپ کس برکت کے حاصل کرنے
کے لئے یہ دلائل الخیرات پڑھتے ہیں جب تبائینگے
پھر میں پوچھونگا کیا قرآن مجید کے پڑھنے سے
وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی
ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ؟ اگر نہیں ہو سکتی
تو یہ کمی ہوئی ہے یا نہیں گر خدا فرماتا ہے -
اتممت علیکم نعمتی - حدیث شریف
میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین -
معراج تک جو کمالات انسانی ہیں وہ سب
صلوٰۃ کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں پس ان
ناقص ذریعوں کی طرف دوڑنے کی کیا حاجت
اگر نماز سے یہ باتیں حاصل نہیں اگر
نماز میں یہ لذتیں نہیں تو کسی کامل طبیب روحانی
سے علاج کرائے - کیونکہ خدا تعالےٰ کا کلام
جھوٹا نہیں ہو سکتا ومن اصدق من اللہ
قیلًا - اسکے بعد آپ نے نفل پڑھے تھے -
جنہیں ایک کی نیت ذرا پکار کر کی تھی کہ دو رکعت
نفل للوالدین میں نے پڑھ دیا تھا ان
صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین - یعنی کامل مومن کا طریق
تو یہی ہے کہ میری نماز - قربانی مرنا جینا اللہ
رب العالمین کے لئے ہی ہے اور یہاں للوالدین
پڑھی جاتی ہے - پھر اگر ایسا کرنا شروع ہوتا
تو صحابہ ضرور ہی نبی کریم کے لئے ایسا کرتے
کہ وہ انہیں والدین سے بھی زیادہ محبوب تھے
اور ان کے محسن تھے پھر اس بات کی بھی سند
صحیح درکار ہے کہ نماز پڑھکر کسی کو بخشدیں تو
اس کا ثواب کسی کو پہنچ جاتا ہے - اس کے بعد
آپنے بعد از فراغت نوافل ہدایت شروع کی
کہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھا کرو - مگر میں
نے تو صاف کر دیا تھا - کہ حدیث شریف
میں ہے دیکھو بلوغ المرام عن عائشۃ
ما کان رسول اللہ صلعم یزید فی
رمضان ولا فی غیرہ علٰے احدٰی
عشر رکعۃ (متفق علیہ) یہاں پر بالخصوص
رات کی نماز کا ذکر ہے - اور فی رمضان اسی لئے فرمایا
تاکہ کسی کو یہ وہم نہ پڑے کہ آپ رمضان میں
اس سے زیادہ نماز تراویح الگ پڑھتے تھے -
اور اس قیام رمضان کا نام تراویح بھی بدعت
ہے کسی حدیث صحیح میں یہ نام نہیں ملتا پھر آپ
کوئی صحیح حدیث مرفوع متصل ہرگز ہرگز پیش
نہیں کر سکتے جن سے بیس رکعت یہ نماز سنت
موکدہ ثابت ہو سکے حضرت! آپکے مقتدا
حنفیوں کے قبلہ و کعبہ امام ابن ہمام (جن پر سارے
دلائل کا دارومدار ہے) نے فتح القدیر میں یہ
لکھا ہے -
فحصل من ھٰذا کلہ ان قیام رمضان
سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ
فعلہ علیہ السلام وترکہ بعذر
افادانہ لولا خشیت ذٰلک
لواظبت ولا شک فی تحقق الامن
ذالک بوفاتہ صلے اللہ علیہ وسلم
فیکون سنۃ - وکونھا عشرین سنۃ
الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
ندب الی سنتھم ولا یستلزم کون
ذالک سنۃ اذا السنۃ ما واظب
بنفسہ الا بعذر وبتقدیر عدم
ذالک القدر انما استفدنا انہ
کان یواظب علٰے ما وقع منہ وھو
ما ذکرنا فیکون عشرون مستحبا
ذالک القدر منھا ھو السنۃ کالاربع
بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منھا
سنۃ - اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان
مع وتر گیارہ رکعت ہے اور بیس کو سنت
خلفاء الراشدین کہدیں مگر اس سے بیس رکعت
کا سنت ہونا لازم نہیں آتا - کیونکہ سنت وہ ہے
جسپر بنفسہ آپ صلعم نے مواظبت فرمائی -
غرض بیس رکعتوں میں سے آٹھ رکعت سنت
ہوئیں - اور بارہ مستحب جیسے عشاء کے بعد
چار مستحب ہیں اور دو انہیں سے سنت -
پھر دیکھو بحر الرائق اور طحطاوی ان الدلیل
یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین
ما فعلہ النبی صلعم والباقی مستحبا
(یعنی بیس سے سنت آٹھ ہوں جو نبی کریم صلعم
نے خود پڑھیں اور باقی مستحب)
وقد ثبت انہ ذالک کانت احدی عشرۃ
رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین
من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا
(اور وہ گیارہ رکعت مع وتر جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہیں)

باقی رہی یہ بات کہ یہ سنت الخلفاء الراشدین ہے۔ پہلے تو میرا یہ سوال ہے کہ یہان ہر خلیفہ کی فرداً فرداً سنت کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو سنت کی بجائے سنن آتا۔ نیز بعض اقوال حضرت عمر رضؓ و دیگر خلفاء کے فرداً فرداً د و نہ ہونے۔ پھر سنت تو وہ ہے جس پر مواظبت کی ہو بنفسہ۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہین۔ کہ ان چار خلفاء مین سے کسی ایک نے بھی یہ نماز تراویح پہلی رات جماعت کے ساتھ بیس رکعت پڑھی؟ مولانا ! ہم تو مشکوٰۃ مین پڑھتے ہین کہ حضرت عمر ایک رات مسجد کے پاس سے گذرے اور لوگ متفرق پڑھ رہے تھے آپ نے ایک قاری پر جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری رات پاس سے گذرے تو فرمایا نعم البدعة هذه۔ دیکھیے پھر بھی اس فعل کو بدعت ہی فرمایا معلوم ہوا۔ کہ رسول اکرم صلعم نے باین ہیئت نہ پڑھائی تھی۔ اور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہون۔ کہ یہ بدعت اصطلاحی معنے مین نہین اس سے آگے پڑھیئے والتي تنامون عنها افضل من التي تقومون يريد آخر الليل۔ یعنے پچھلی رات پڑھنے والے پڑھکر سو رہنے والون سے بہر حال افضل ہین۔ اسی اثر کے مطابق کہ اس سے صحیح کوئی روایت قیام رمضان کے بارے مین نہین۔ ہمارا مذہب ہے کہ حتی الوسع پچھلی رات پڑھنی چاہیئے گھر مین۔ اور اگر سمجھین کہ پچھلی رات نہین پڑھی جا سکتی تو پہلی رات ہی ۱۱ رکعت باجماعت پڑھ لین۔ کیونکہ ان نوافل کی جماعت بھی آگئی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ خلفاء راشدین مین سے بھی کسی نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ کیا یزید بن رومان کی روایت پیش کرتے ہو بے شک کیجئے مگر کبیری مین دیکھ لو اسے ضعیف لکھا ہے۔ پس یہ کیونکر ہم پر حجت ہو نیز مفصلہ ذیل احادیث موطائے امام مالک مین ہین۔

عن السائب بن یزید قال امر عمر بن خطاب ابي بن كعب و تميم الداري ان يقوما للناس باحدى عشر ركعة۔ ایسا ہی سنن سعید بن منصور مین ہے۔ سمعت السائب بن يزيد يقول كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب باحدى عشرة ركعة (کہ ہم زمانہ عمر خطاب مین گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ اور آپ نے ابی بن کعب کو گیارہ رکعت کا حکم دیا) اور یہ آپ بھی مانتے ہین۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ کے عہد مین نماز تراویح باین ہیئت بیس رکعت نہین پڑھی جاتی رہی۔ موقوف۔ مرفوع کے حکم مین ہو یہ آپ کہا کرتے ہین۔ مگر واضح ہو کہ موقوف حکما ...... مرفوع حدیث کا مقابلہ نہین کر سکتی اب مین دیکھتا ہون کہ آپ کیا جواب دیتے ہین۔ مولوی صاحب آپ کے مخاطب اکثر جہال رہے ہین اسلئے آپ کہہ دیا کرتے ہین "سب جھوٹا" مگر یاد رہے کہ اب آپ کا مخاطب اسی گلستان مین سے ہے۔ جس کے پھولون کی آپ نے عمر کا ایک متعدبہ خوشبو سونگھی۔ بلکہ بقول میرے ایک دوست کے گلقند کھائی۔

اس سے آگے ہمارا سلسلہ کلام نزول مسیح بجسدہ العنصری کی قوی سے قوی دلیل کیطرف منتقل ہوا آپ نے فرمایا انا انزلناه في ليلة القدر کے کیا معنے عرض کیا ہم نے اس قرآن کو اتارا۔ کہان سے؟ خدا نے اپنی جناب سے۔ خدا کی جناب کہان ہے؟ جہان وہ ہے۔ خود بخود آپ نے کہدیا وہ تو آسمان مین ہے۔ اور آسمان ہی سے قرآن نازل ہوا! یہ کیسے؟ کیا خدا زمین پر نہین اور کیا لکھا لکھایا قرآن مجید آسمان سے اتر آیا۔ آپ پوچھتے ہین لوح محفوظ کہان ہے۔ مین نے عرض کیا بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ کے معنے آپ نہین سمجھے۔ لوح محفوظ تو علم الٰہی کا نام ہے۔ دوسرا اسکے یہ معنے بھی ہین کہ قرآن مجید ہے اور لوح مین محفوظ ہے دیکھو مدارک في لوح محفوظ من وصول الشياطين محفوظ نافع صفة للقرآن اے من التغيير والتبديل واللوح عند الحسن شي يلوح للملائكة فيقرءونه اور میرے نزدیک تو وہ لوح بھی مراد ہو سکتی ہے جن پر نبی کریم کے زمانے مین باین ہیئت و ترتیب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ آپ بولے ہائین باین ہیئت و ترتیب یہ تو حضرت عثمان کا کام ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے مین تو قرآن مجید یکجا نوشتہ موجود نہ تھا۔ مین نے کہا حضرت پھر ذلك الكتاب کیون کہا گیا؟ اور وہ كتاب مسطور في رق منشور (کتاب لکھی گئی بڑے چوڑے چھلکے کا غذون مین) کیون فرمایا لکھنے والون کی یہ صفت کیون فرمائی بایدي سفرة كرام بررة یعنے لکھنے والون کے ہاتھون جو کہ بزرگ اور نیک ہین۔ آپ نے کہا یہ کام یعنی جمع تو عثمان رضؓ نے کیا مین نے عرض کیا اے حضرت خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان علينا جمعه۔ اور نبی کریم صلعم قرآن مجید لکھاتے جاتے۔ اور ساتھ ہی فرما دیتے یہ آیت یا سورۃ فلان جگہ ہے اسی کے مطابق قرآن تیار ہوا اور حضرت عثمان رضؓ نے صرف اسکی نقلین شائع کین۔ خیر گفتگو تو نزول کے بارے مین ہے کہ انزلنا سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ چیز آسمان ہی سے گرے فرمایا "کیون نہین"؟ عرض کیا حضرت خدا تعالےٰ فرماتا ہے وانزلنا الحديد (ہم نے اتارا لوہا) اور وانزل لكم من الانعام ثمانية ازواج۔ (آٹھ جوڑے مویشی اتارے) اس حساب سے تو پھر یہ سب آسمان سے گرے ہونگے۔ آپ بڑے جزم سے فرماتے ہین ہان لوہا اور اونٹ وغیرہ سب آسمان ہی سے پہلی دفعہ گرے۔ مین نے پھر کہا کیا سچ مچ آسمان ہی سے گرے فرمایا "بے شک" مین نے اس کا جواب کچھ نہین دیا کیونکہ یہ بے شک خود ہی اپنا جواب ہے اور اس مقام پر میری خاموشی ہی موافق قول سعدی تھی۔ افسوس مولوی صاحب وجعلنا من الماء كل شيء حي۔ بھول گئے اور پانی تو زمین پر ہی تھا وبث فيها من كل دابة وغیرہ آیات نیز وہ آیات جن سے "آدم" کا زمین سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض خود آدم علیہ السلام تو زمین سے بنین اور مویشی وغیرہ سب آسمان سے اترین۔ کچھ تعجب نہین اگر مولوی صاحب کہدین۔ آدم علیہ السلام کا بت بھی آسمان پر ہی بنا تھا برخلاف آیت منها خلقناكم اور اني جاعل في الارض خليفة غالباً "جنت" کے لفظ سے دھوکا کہا ہوگا حالانکہ یہ وہ جنت نہین کیونکہ وہ لا يسمعون فيها لغوا ولا كذابا کا مصداق ہے اور یہان آدم علیہ السلام نے سب کچھ سنا پھر مین نے کہا اچھا قد انزلنا عليكم لباسا یہ لباس بھی آسمان سے اترا ہوگا۔ فرماتے ہین ہان۔ بنا بنایا۔ آدم علیہ السلام پر آسمان سے اترا (طفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة بھول گئے) مین نے کہا مولانا یا بني آدم اس سے پہلے ہے اور عليكم فرمایا۔ يواري سوآتكم ساتھ ہی آیا ہے یعنی سوآة ابيكم۔ پس اب بولئے۔ آپ خاموش رہ گئے۔ مینے کہا۔ وان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم یہ ننزله کہ ہم اتارتے رہتے ہین اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے کیا سب خزینے آسمان سے دمبدم گرتے رہتے ہین یا کبھی گرے؟ پھر سنئے انزل الله اليكم ذكرا رسولا۔ خدا نے تمہاری طرف یاد دلانیوالا رسول نازل کیا۔ یہ رسول اکرم صلعم کی نسبت فرمایا کہیے وہ آسمان سے نازل ہوئے؟ آپ نے کھسیانے ہوکر کہا وہ تو مکہ مین پیدا ہوئے تھے۔ نزول کے ایک حقیقی معنے ہین ایک تاویلی یہان مکہ مین پیدا ہونے کے لئے اصل معنے نہین لئے مین نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کے لئے نزول کے معنے یہی نہ لئے جائین جنہین آپ تاویلی کہتے ہین اور میرے خیال مین عین محاورہ کے موافق ہین۔ پھر انزلنا رسول اکرم صلعم کی نسبت تو قرآن مجید مین آیا ہے مگر مسیح موعود کی نسبت تو قرآن مجید مین کہین نہین۔ آپ نے کہا احادیث مین ہے مین ...... نے کہا جہان ہے وہین ساتھ اماماكم منكم قرینہ صارفہ (آپکے مذاق کے مطابق تاویلی معنے لینے کے لیے موجود ہے) آپ نے کہا ابن مریم بھی تو ساتھ ہی ہے مین نے کہا مگر ابن مریم تو وفات پا چکا۔ آپ بولے وہ تو آسمان پر ہے وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه۔

عرض کیا۔ مگر کیا اللہ صرف آسمان پر ہے۔ فرمایا وہی اسکے ملائکہ کا مقر ہے مین نے کہا بیشک مگر خدا کا مقر تو نہین آپ نے کہا زمین تو لعنت کی [illegible] ہے۔ اور خدا فرماتا ہے رفعه الله اليه [illegible] نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ لعنت کا مقام زمین [illegible] کہتے ہوئے سوچ لیتے کہ اسی مین ہمارے نبی اکرم صلعم تمام جہان کے سردار کا جسد مبارک مدفون ہے مولوی صاحب [illegible] بات ہے کہ کل نبیون کا سردار تو زمین کے نیچے ہو اور موسوی امت کا خلیفہ [illegible] برس سے آسمان پر ہو اگر زمین ہو آپ [illegible] ہمارے نبی صلعم بھی تو آسمان پر گئے [illegible] کہا آپ کا اشارہ معراج کی طرف ہے [illegible] تھوڑی سی مدت مین ہی گذر گیا [illegible] عرصہ اور کہان یہ بیس صدیان [illegible] ولكم في الارض [illegible] اور منها خلقناكم [illegible] پیدائش دمبدم ساتھ ساتھ ہوتی رہی نصوص بینہ قرآنی کے خلاف ہے [illegible] بات کا کیا ثبوت ہے کہ نبی کریم صلعم [illegible] کے ساتھ آسمان پر گئے آپ بولے [illegible] اسرى بعبده ليلا سے ثابت ہے مین نے کہا یہ آیت تو آپ کا مطلب ثابت نہین کرتی کیونکہ اسمین تو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک جانے کا ذکر ہے جو خواہ باین جسم ہو تو بھی [illegible] اس پر آپ گھبرائے اور مجھے پوچھنا شروع کیا سبحان کیسا ہے۔ مین نے کہا اس سوال سے آپ کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سبحان

سفرنامہ دھلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان

ان خیالات میں جو میرے ہمراہ رات کی اسکی تاریکی اور تنہائی میں یکے بعد دیگرے گذر رہے تھے سب سے پہلے یہ خیال گذرا کہ یہ ریل گاڑی جس پر سوار ہو کر ہم جا رہے ہیں بجائے خود ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت اور اسکے زمانہ کے علامات میں ایک علامت ہے ۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

کاش کوئی آنکھ دیکھے!

اگرچہ میرا خیال ہے کہ عموماً ناظرین الحکم اجمالی طور پر اس نشان کو سمجھ گئے ہونگے مگر میں محض اس خیال سے (کہ عوام کو فایدہ پہونچے اور اسکی تصریح سے اپنے آقا و ولی نعمت کی تصدیق اور تائید ہو) کہولکر بیان کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے آثار و علامات بہت سے بیان فرمائے ہیں منجملہ اس کے ایک **نشان** وہ ہے جو قرآن کریم کی آیت کریمہ **واذا العشار عطلت** میں بیان کیا گیا ہے اور اس کی تصدیق میں یہ حدیث موجود ہے **ویترک القلاص فلا یسعیٰ الیھا** یہ **زمینی نشان** ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **صداقت** کے لئے ظاہر ہوا ہے ۔ اور اسی **نشان** کے ذریعہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آ رہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی ۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئیگی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائیگا تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لیکر مکہ سے مدینہ کیطرف جاتے تھے یکدفعہ بیکار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا ۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا طیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بکروں کے پتھر کہانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہونچا کریں بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تہوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھلائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا طیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے + کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے ۔ اگر سوچکر دیکھا جائے تو اپنی کیفیت کی رو سے خسوف کسوف کی پیشگوئی اونٹوں کے متروک ہونے کی پیشگوئی ایک ہی درجہ پر معلوم ہوتی ہیں کیونکہ جیسا کہ خسوف کسوف کا نظارہ کروڑہا انسانوں کو اپنا گواہ بنا گیا ہے ایسا ہی اونٹوں کے متروک ہونے کا نظارہ بھی ہے بلکہ یہ نظارہ کسوف خسوف سے بڑھکر ہے کیونکہ خسوف کسوف صرف دو مرتبہ ہو کر اور صرف چند گھنٹہ تک رہ کر دنیا سے گذر گیا ۔ مگر اس نئی سواری کا نظارہ جس کا نام ریل ہے ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ پہلے اونٹ ہوا کرتے تھے ذرا اوس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائیگا یا مدینہ سے مکہ کیطرف آئے گا تو اس نئی طرز کے قافلہ میں عین اوس حالت میں جبکہ نعت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا کہ **واذا العشار عطلت** یعنے یاد کرو وہ زمانہ جب کہ اونٹنیاں بیکار کی جائینگی اور ایک حمل دار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کیطرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا کہ **ویترک القلاص فلا یسعیٰ علیھا** یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ان پر کوئی سوار نہیں ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سنکر کسقدر وجد میں آئیں گے اور کس قدر انکا ایمان قوی ہوگا ۔ جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اسقدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہوگا جس میں اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھکر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت انکی طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں ۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہیئے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جس پر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے ان سے الگ ہو جائیگا سبحان اللہ کسقدر روشن پیشگوئی ہے یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ایسی بزرگ اور کھلی کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں ۔ ہندوؤں کے ایک پنڈت دیانند نام نے ناحق فضولی کے طور پر کہا تھا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے زمانہ میں آریہ ورت (ملک ہند) میں ریل جاری تھی مگر جب ثبوت مانگا گیا تو بجز بیہودہ باتوں کے اور کچھ جواب نہ تھا اور دیانند کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وید میں پیشگوئی کے طور پر ریل کا ذکر ہے کیونکہ دیانند اسبات کا معترف ہے کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ اسکا صرف یہ مطلب تھا کہ ہندوؤں کے عہد سلطنت میں بھی یورپ کے فلاسفروں کیطرح ایسے کاریگر موجود تھے اور اس زمانہ میں بھی ریل موجود تھی یعنی ہمارے بزرگ بھی انگریزوں کی طرح کئی صنعتیں ایجاد کرتے تھے لیکن قرآن شریف یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں ملک عرب میں ریل موجود تھی بلکہ آخری زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کرتا ہے کہ ان دنوں میں ایک بڑا انقلاب ظہور میں آئیگا اور اونٹوں کی سواری بیکار ہو جائیگی اور ایک نئی سواری دنیا میں پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں سے مستغنی کر دے گی یہ پیشگوئی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حدیث مسلم میں بھی موجود ہے جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو قرآن شریف کی اس آیت سے ہی استنباط کیا ہے **واذا العشار عطلت** سے ۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں ایک قیامت کی اور ایک زمانہ آخری کی مثلاً جیسے یاجوج ماجوج کا پیدا ہونا اور اون کا تمام ریاستوں پر فائق ہونا یہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے اور حدیث مسلم نے پیشگوئی **یترک القلاص** میں صاف تشریح کر دی ہے اور کہولکر بیان کر دیا ہے کہ مسیح کے وقت میں اونٹ کی سواری ترک کر دی جائے گی۔

الغرض

اس سواری پر سوار ہو کر دل بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو چاہتا تھا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا مسیح موعود ہمارے ساتھ تھا ۔ اور اسکی رفاقت نے آج خصوصیت کے ساتھ اس پیشگوئی پر غور کرنے کا موقع دیدیا تھا ۔ میں دل ہی دل میں عجیب لذت لے رہا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی نظر کسقدر تیز اور دور بین ہے جسکی نظیر اولین اور آخرین میں مل نہیں سکتی ۔ انہیں خیالات کے سلسلہ میں ان احادیث کی طرف چلا گیا جن میں ہو بہو اس سواری کا نقشہ کھینچا گیا ہے کیونکہ یہ سفر رات ہی کا سفر تھا ۔ اور رات کی تاریکی اور سنسانی میں بھی یہ **حمار دجال** اپنی آواز میں نکالتا ہوا اسی طرح جا رہا تھا جسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت خبر دی تھی ۔ اس مقام پر ان احادیث کا مجموعی طور پر لکھ دینا غالباً ناظرین الحکم کے لئے فایدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

یخرج الاعور الدجال من یھود اصبھان لم یخلق لہ عین والاخری کانھا کوکب من وجنتہ من دم یشوی فی الشمس شیئا یتناول الطیر من الجولۃ ثلاث صیحات یسمعھا اھل المشرق وللغرب لہ حمار ما بین عرض اذنیہ اربعین باعا یطأ کل منھل فی کل سبعۃ ایام یسیر معہ جبلا احدھما فیہ اشجار وثمار وماء واحدھما فیہ دخان ونار یقول ھذہ الجنۃ و ھذہ النار رواہ الحاکم وابن عساکر عن ابن عمر۔

ترجمہ :- حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلیگا اور اسکی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اسکی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس میں خون ملا ہو ۔ سورج میں کوئی چیز بھونے گا اور اڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لیگا تین آوازیں کریگا جسکو مشرق والے اور مغرب والے سن لینگے ۔ اسکا ایک گدہا ہوگا ۔ اسکے دو کانوں کے درمیان چالیس باع کا عرض ہوگا ہر گھاٹ کو ہر ہفتہ میں طے کیے گا اور اسکے ساتھ دو پہاڑ ہونگے ایک میں تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے میں دھواں اور آگ ۔ دجال کہیگا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے ۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰۔

اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ دجال کا ایسا گدہا ہوگا جو بہت ہی تیز رو ہوگا اور ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کریگا ۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کراچی سے کلکتہ تک اور مدراس سے پشاور تک ایک ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کرتا ہے جسکو شک ہو ریلوی کے تقسیم اوقات کے نقشوں کو ملاحظہ کرے اور پھر اوس گدہے کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ اوس کے ہمراہ دو پہاڑ ہونگے ۔ واقعی جسقدر گاڑیاں اوس کے ساتھ ہیں وہ پہاڑی کی شکل میں دکھائی دیتی ہیں اور فی الحقیقت ان گاڑیوں میں درختوں کے پودے ۔ میوہ جات اور پانی بھی ہوتا ہے اور انجن اور اوس کے ساتھ

+ چونکہ ریل کا وجود اور اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے اور مسیح کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ بہت سیاحت کرنے والا ۔ تو گویا خدا نے مسیح کیلئے اور اس کے نام کے معنے متحقق کرنے کے لئے اور نیز اسکی جماعت کیلئے کے حکم میں ہیں ۔ ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے تا وہ سیاحتیں جو پہلے مسیح نے ایک سو بیس برس تک بمشقت پوری کی تہیں اس مسیح کے لئے صرف چند ماہ میں وہ تمام سیر و سیاحت میسر آ جائے اور یہ یقینی امر ہے کہ جیسے (من مانہ کا ایک مامور من اللہ ریل کی سواری کے ذریعہ سے خوشی اور آرام سے ایک بڑے حصہ دنیا کا چکر لگا کر اور سیاحت کر کے اپنے وطن میں آسکتا ہے یہ سامان پہلے نبیوں کے لئے میسر نہیں تھا اس لئے مسیح کا مفہوم جیسے اس زمانہ میں جلد پورا ہو سکتا ہے کسی دوسرے زمانہ میں اسکی نظیر نہیں ۔ منہ

کی گاڑی مین آگ اور آگ کا سامان اور دھوان بھی ہوتا ہے پھر تعجب کہ نادان کہتے ہین کہ ریل دجال کا گدہا نہین اور طرفہ یہ کہ ہر ریلوی مین دو ہی گارڈ ہوتے ہین جو اشارون سے گاڑی کو چلاتے ہین - اور واقعی ایک گارڈ ریلوی کی اگلی گاڑی مین اور ایک اوس کی پچھلی گاڑی مین ہوتا ہے جب دونون کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے اور اگر دونون گارڈون کے درمیانی فاصلہ کو ماپا جائے تو ۴۰ یا ۷۰ باع سے کم نہین ہوتا ہے - باع کہتے ہین دونون ہاتہون کے پہیلاؤ کو - اگر کسی کو شک ہو تو ماپ کر دیکھ لے - حمار یعنے گدہے کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیون بولا اونٹ یا گھوڑا کیون نہ کہا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجہانے کے لئے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ گدہا بوجہ لادنے اور سواری دینے مین کام آتا ہے - ایک تو اسوجہ سے حمار کا لفظ استعمال کیا اور دوسری وجہ یہ کہ گدہے کی آواز سخت مکروہ ہوتی ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اسکی مصدق ہے اور چونکہ ریل کی آواز بہی سخت مکروہ ہے اسیواسطے اوسکو حمار کے لفظ مین تعبیر کیا گیا -

(ب) اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے - اور وہ یہہ ہے -

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ یوشک ان تخرج نار من حبس سیل تسیر سیر مطیۃ الابل تسیر بالنہار وتقیم باللیل تغدوا وتروح یقال غدت النار ایہا الناس غدوا قالت النار ایہا الناس فقیلوا راحت النار ایہا الناس فروحوا من ادرکتہ اکلتہ - رواہ احمد وابو یعلی والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی

ترجمہ :- احمد بن حنبل اور ابو یعلی اور باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے رافع بن بشر السلمی سے روایت کی اوس نے اپنے باپ سے کہ قریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک قسم کی آگ نکلے گی جو اونٹ کی سی رفتار کرے گی اور دن کو چلے گی اور رات کو قیام کرے گی - صبح کو بہی چلے گی اور شام کو بہی چلے گی (مراد ہر وقت چلے گی) اور پکار ہوگی کہ اے لوگو وہ دن کو چلنے لگی تم بہی تیار ہو جاؤ - پھر آواز ہوگی دوپہر کو چلی تم بہی چلو - پھر شام کو چلے گی تم بہی چلو - اور وہ جسکو گھیرے گی کہا جائے گی - دیکھو کنز العمال

اس حدیث مین مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریل گاڑی کا فوٹو کھینچ دیا ہے اور اسکا آگے بجنا اور لوگون کو خبردار کر دینا کہ ریل تیار ہے تم بہی تیار ہو جاؤ - اور نیز ریلوں کی تعداد بتا دی کہ بعض مقامات پر دو دفعہ یعنی صبح وشام ریلوی چلتی ہے اور بعض مین تین دفعہ اور اس سے زیادہ کہین کہین ہوتی ہین اسلئے صرف کثرت دفعہ کا ذکر فرما دیا ہے - اور اس مین کوئی حرج نہین ہے -

علاوہ برین یہ بہی بتلا دیا کہ وہ سواری یعنی حمار آگ اور پانی کے ذریعہ چلے گی - سو کون نہین جانتا کہ انجن مین پانی بند کرکے آگ دی جاتی ہے اور جب پانی سو درجہ تک گرم ہو جاتا ہے تو اوس سے بہاپ پیدا ہو جاتی ہے جس کے زور سے وہ چلتی ہے -

(ت) حدیث ابن المنادی مین جو حضرت علی کی روایت سے ہے یہ بہی درج ہے کہ دجال کا گدہا ایسا ہوگا کہ اوس کے چلنے کے مقام سے ٹھہرنے کے مقام تک ایک دن اور ایک رات کا سفر ہوگا یعنی جتنا ایک آدمی رات اور دن مین سفر کرے - چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین

مابین حافر حمارہ الی الحافر الاخر مسیرۃ یوم ولیلہ

(ث) پہر اسی حدیث مین دجال کے گدہے کی یہ بہی تعریف ہے کہ اتنا تیز چلے گا کہ اوس کے دائین طرف بادل ہو تو فوراً وہان تک پہونچ جائے گا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین -

یتناول السحاب بیمینہ ویسبق الشمس الی مغیبہا - پس کون نہین جانتا کہ ریلوی گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادلون کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے - اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہین کی کہین چلی جاتی -

(ج) اوس کا گدہا صرف خشکی پر ہی نہین چلے گا بلکہ سمندر مین بہی اپنی پوری رفتار سے چلے گا - چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہین -

یخوض البحر الی کعبیہ یعنے سمندر مین ٹخنون تک غوطہ لگائے گا - جن لوگون نے بندرگاہون کا معائنہ کیا ہوگا دخانی جہازون اور اگنبوٹون مین سیر کی ہوگی اون پر بخوبی روشن ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دخانی کا ایک حصہ پانی مین ہوتا ہے -

(ح) دجال کے گدہے کی ایک علامت یہ بہی لکہی ہے کہ اوس کے آگے آگے ایک دہوین کا پہاڑ اور پیچھے سبزی نما پہاڑ ہوگا - جو حدیث کے الفاظ ذیل یہ ہین امامہ جبل دخان وخلفہ جبل دخان - جن لوگون نے ریلون اور جہازون کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اون کو معلوم ہے کہ انجن چونکہ آگے آگے ہوتا ہے اوس سے بکثرت دہوان نکلتا ہے جو آسمان مین بلند ہوکر ایک پہاڑ سا دکہائی دیتا ہے اور جب دہوان ہوا مین منتشر ہوکر ریلوی کے پیچھے ہو جاتا ہے تو سبز پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے -

(خ) وہ گدہا آواز کرے گا جو دور دور تک سنائی دیگی گویا اوس سے وہ اون لوگون کو جو اوس مین سوار ہونے کے لئے منتظر ہوتے ہین بلاتا ہوگا - چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین - ینادی بصوت لہ یسمع بہ مابین الخافقین الی اولیائی الی اولیائی الی احبائی - پس صاف واضح ہے کہ یہ باتین ریل گاڑی مین پائی جاتی ہین پہر اگر اسکو دجال کا گدہا نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہان خبر دی ہے اور یہ تو سب مسلمانونکا ایمان ہے کہ اوس مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کی خبرین دیدی ہین اگر دجال کے گدہے کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اسکی اطلاع کس حدیث مین ہے - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷ - مختصراً

یہ تمام احادیث ریل گاڑی کی ایجاد کی پیشگوئی کو صاف طور پر بتاتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مسیح موعود کی صداقت پر مُہر کرتی ہین اس مقام پر عوام مخالف الرائے علماء کے بہکانے سے ایک اعتراض کرتے ہین کہ جب ریل گاڑی دجال کا گدہا ہے تو اسپر مسیح موعود خود کیون سوار ہوتا ہے ؟

رفع اعتراض

اس سوال کی معقولیت پر تو ناظرین خود قیاس کر لین ایسے معترض ہمین بتاتے کہ کیا اسپر سوار ہونا قرآن شریف یا احادیث مین حرام آیا ہے ؟ اگر یہ بات نہین اور یقیناً نہین تو پہر ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا جاتا ہے علاوہ برین یہ کہ بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجاد دجالی گروہ کے یہ دجال کا گدہا کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اس سے نفع اٹہاوے تو اس سے وہ اس کا مالک یا موجد ٹھہر نہین سکتا خر دجال کی اضافت ملکی ہے پہر اگر چند استعمالی دجال کے مملوکات و مصنوعات مین سے بہی مومنون کو نفع پہونچاوے تو ہمین کیا حرج ہے کیا انبیا کفار کی مملوکات ومصنوعات سے نفع نہین اٹہاتے تہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر خچر کی سواری کرتے تہے حالانکہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گدہے سے گہوڑی کو ملانا ممنوع ہے ایسے ہی بہت نمونے پائے جاتے ہین - ماسوا اسکے جبکہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ جو کچھ دجال کا ہے وہ مسیح کا ہے علاوہ اسکے مسلم کی حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے عیسے کے آنکی یہ نشانیان لکہی ہین

لینزلن ابن مریم حکماً عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا یعنے عیسے حکم اور عدل ہونیکی حالت مین اتریگا اسطرح کہ مسلمانون کے اختلافات پر حق کے ساتہہ حکم کریگا اور عدل کو زمین پر قائم کردیگا صلیب کو توڑیگا خنزیرون کو قتل کریگا اور جزیہ کو اٹہا دیگا اور اوس کے آنے کا ایک یہ نشان ہوگا کہ جوان اونٹنیان جو باربرداری اور سواری کا بخوبی کام دیتی ہین چہوڑ دی جائین گی پہر انپر سواری نہین کی جائے گی اب واضح ہو کہ یہ ریل گاڑی کی طرف اشارہ ہے جسنے تمام سواریون سے قریباً نوع انسان کو فارغ کر دیا ہے اور جو تمام دنیا کے ستر ہزار میل مین پہر گئی ہے اور ہندوستان کے ۲۶ ہزار میل مین - چونکہ عرب مین اعلے درجہ کی سواری جو ایک عربی کے تمام گہر کو اٹہا سکتی ہے اونٹنی کی سواری ہے جو باربرداری اور مسافت طے کرنے مین تمام سواریون سے بڑہکر ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے اسکی طرف اشارہ کیا تا اعلے کے ذکر کرنے سے ادنے خود اسکے ضمن مین آجائے پس فرمایا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت مین یہ سب سواریان بے قدر ہو جائینگی اور کوئی اونکی طرف التفات نہین کرے گا یعنی ایک نئی سواری دنیا مین پیدا ہو جائیگی جو دوسری تمام سواریون کی وقعت کہو دیگی - اب اگر عموماً تمام لوگ اس ریل گاڑی پر سوار نہون تو یہ پیشگوئی ناقص بنتی ہے -

خلاصہ کلام

ریل گاڑی مین سوار ہوکر مین ان خیالات مین مستغرق جا رہا تہا اور بے اختیار زبان سے خدا کی حمد اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود شریف نکلتا تہا ہم نے اسکی پیشگوئیون کو اپنی آنکہون سے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا -

اللّٰھم صل علی محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم

راستہ کے دیگر حالات

رات کی تاریکی اور موسم کی خنکی گاڑی سے باہر سر نکال کر نظارہ قدرت کے دیکہنے کا کوئی موقع نہین دینا چاہتی تہی - ہان کبہی کبہی ضرورتاً دروازہ کہولکر آسمان کی نورانی فضا اپنا اثر کئے بغیر نہ رہتی تہی ہمین خیالات متذکرہ بالا کی ادہیڑ بن مین مین لیٹا ہوا تہا کہ کرتارپور سٹیشن پر جماعت کپورتہلہ کے معزز احباب نے اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شرف نیاز پایا - خانصاحب عبد المجید خانصاحب انچارج آفیسر بگہی خانہ اور کئی اور بہائی چہاونی جالندہر تک ساتہہ گئے منشی حبیب الرحمٰن صاحب نمبردار ورئیس حاجی پور (متصل پہگواڑہ) بہی حاضر ہوکر سعادت اندوز ہوئے

اعلے حضرت کا خلق عظیم

ایک لمبا سفر اور پہر رات کا سفر جبکہ انسان طبعاً اور فطرتاً آرام کرنا چاہتا ہے پہر ایسی حالت کہ آپکے ہمراہ حضرت ام المؤمنین صاحبزادگان اور دیگر متعلقین تہے - لیکن جب کسی سٹیشن پر خدام حاضر ہوتے

رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء

عبدالقادر صاحب مدرس منصوراں یتامیٰ عا
سربلند صاحب مٹوٹلی ۵ر ۲ پا
خیرالدین صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ضیاءاللہ صاحب از مانسہرہ ۸ر
عبدالعزیز صاحب ایمن آباد ۲ر
جماعت احمدیہ داتہ معرفت مولوی شیر علی صاحب ۱ر ۹ پا عا

۲۔ اکتوبر

جماعت شملہ معرفت برکت علی صاحب ملے مساکین ۱ار عا
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب عہ
معرفت خداداد صاحب رسالدار کوئٹہ چندہ جماعت کوئٹہ ۲ر

۳۔ اکتوبر

بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیپر ریلوے دفتر لاہور ۱۲ر
محبوب عالم دوکان سیٹھہ موہنی لاہور ۱۴ر عا
چوہدری نبی بخش صاحب رہانہ صہ
نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات صہ

۴۔ اکتوبر

جماعت کنجاہ ۱۴ر عہ
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ملے
عزیزالدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی ۸ر للعہ

۵۔ اکتوبر

غلام محمد صاحب بھلوری شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور
جماعت جہلیاں والی ضلع گوجرانوالہ ۸ر عا

۷۔ اکتوبر

عبداللہ خان چک منشی مہدی تحصیل پاک پٹن للعہ
نواب خان صاحب وارڈر ریکو۔ برہما عہ
بیجہ غلام محی الدین صاحب خان بہادر چک شیخاں شاہپور یتامیٰ صہ

۹۔ اکتوبر

محمد اکرم صاحب کمپونڈر عہ
ناصر شاہ سب ڈویژنل افیسر ریاست جموں عہ
محمد حسین احمدی پنجابی مدراس عہ
جماعت پشاور معرفت غلام حسن صاحب سب رجسٹرار صہ

۱۰۔ اکتوبر

چندہ طلباء مدرسہ و استادان مدرسہ قادیان بتقریب رخصت یکماہ ۱۱ر ۵ پا عہ
جماعت بمبئی معرفت اسماعیل آدم صہ مساکین یتامیٰ ۶ر ۳ پا ۹ر ۵ پا

۱۲۔ اکتوبر

عطا محمد صاحب اورسیر انچارج پارہ چنار مساکین صہ یتامیٰ صہ
عنایت اللہ صاحب جہبہ سندھواں ۱ر عہ

۱۳۔ اکتوبر

ڈاکٹر طلب بشارت احمد صاحب پنڈی گھیپ عہ
بابو عطاالٰہی صاحب لالہ موسیٰ عا

ڈاکٹر یعقوب خان صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سرجن مونہ سے
مستورات ننگہ معرفت دفتر الحکم عہ مساکین عہ یتامیٰ عہ

۱۶۔ اکتوبر

بابو طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی چیند وسی عہ
جماعت بمبئی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۱۱ر ۳ پا
میاں عبدالمجید صاحب بر دوکان رحیم بخش صاحب جموں ۷ر ۹ پا
ماسٹر سکندر علی صاحب ملازم مدرسہ قادیان یتامیٰ ۲ر
ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ عہ

۱۷۔ اکتوبر

منشی یار محمد صاحب فارسٹ گارڈ بانڈر کشمیر عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور عہ
بابو عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ڈاکٹر محمد علی خان صاحب انریری دفعدار انبار چھاؤنی عہ
منشی محمد حسن صاحب بخاری نہر سیدوالہ ضلع منٹگمری ۴ر
چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
میاں اللہ دتا صاحب برانچ پوسٹماسٹر مانگٹانوالہ عہ
بابو عبدالرحمن الرحمان صاحب کلرک انبالہ ۴ر عہ
جماعت بمبئی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۴ر ۳ پا

۱۸۔ اکتوبر

عمرالدین صاحب مدرس سنور عہ
سردار خان صاحب سنور ۸ر
رستم علی صاحب سنور ۲ر
ہاشم علی صاحب احمدی گرداور قانونگو سر دو نگر گڑھ عہ

۱۹۔ اکتوبر

محمد حسین صاحب وٹرنری دفعدار کور ۸۲ انبالہ عہ
خیرالدین گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عہ
قطب الدین صاحب متھرا ۴ر

۲۰۔ اکتوبر

چندہ جماعت بھیرہ معرفت حکیم فضل دین صاحب مساکین ۷ر ۳ پا عہ یتامیٰ سہ
میاں وزیر صاحب درزی از رہتاس معرفت گلاب دین صاحب ملے
صوبہ دار سید تاج شاہ ڈاکخانہ سہنہ کہاریاں ۱۵ر عا
میاں مقبول شاہ صاحب ۸ر
گل حسن صاحب ۵ر
منشی برکت علی خان صاحب محرر دفتر الحکم ۱ر ۶ پا
نورالدین احمدی مگوئی برہما ۱۲ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری ۸ر عہ
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ۶ر
عبدالحلیم صاحب ۵ر
محمد تقی صاحب مدرس مدرسہ سرہند ۴ر

۲۱۔ اکتوبر

حکیم فضل دین صاحب مساکین سے یتامیٰ صہ
محمد عارف از قادیان ۲ر

۲۵۔ اکتوبر

شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور عہ
حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب مساکین ملے ۱۵ر

رسیدات آمدنی ماہ نومبر

۱ نومبر ۱۹۰۵ء

نظام الدین ولد بیسے کا کا ساکن بھاگووال مساکین ملے
فضل محمد ہرسیاں تحصیل بٹالہ صہ
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ملے
بابو عبدالحی خالص صاحب کلرک پوسٹ آفس فیروزپور عہ
طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی چندوسی عہ
عنایت اللہ صاحب انسپکٹر پولیس مظفرنگر عہ
عنایت اللہ گھابہ سندھواں ضلع گوجرانوالہ عہ
مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات شملہ عا
برکت علی دفتر سینیٹری کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا شملہ عا
گلاب خان صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی عہ

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ با در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ﷲ (۲) خواص و معاونین سے ﷲ (۳) ہندوستان سے باہر نے (۴) غیر مذاہب والون سے ﷲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ﷲ

فہرست مضامین

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

ضروری نوٹ

حسب معمول الحکم کا یہ اشتو اس سال کو خدا کے فضل سے ختم کرتا ہے اور آخری ہفتہ کی تعطیل کرتا ہے۔ اگلا پرچہ انشاء اللہ العزیز ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگا۔ جن احباب نے بروقت اپنے ذمگی مطالبات کو بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور جو ابتک بھی متوجہ نہین ہوئے انہین بیدار کرے۔ مین اپنے کرمفرما ناظرین کی اس مہربانی کا بھی شکر گذار ہون جو وہ الحکم کی بعض کمزوریون اور فرو گذاشتون پر بھی چشم پوشی فرماتے ہین + اور حقیقت مین میری ذمہ داریون اور اس کام کی اہمیت کی وجہ سے جو میرے ہاتھون مین محض خدا کے فضل سے ہے ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے + ورنہ اگر اسکے خلاف معاملہ ہو تو پھر اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کام کی کوئی عظمت اور قدر انکے دل مین نہین اور مین جانتا ہون کہ ایسا نہین اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا تو الحکم کی راہ مین بہت رکاوٹین اور ٹھوکر کے پتھر پیش آتے۔ بہر حال اللہ تعالےٰ کی حمد اور ستائش ہے کہ محض اسی کے فضل اور کرم سے۔ ہان اسی کی تائید اور توفیق سے الحکم نے نوین جلد ختم کی اور اب دسوین جلد بھی اسی کے فضل سے شروع ہوگی۔

سوچا تو یہ گیا تھا کہ دسوین جلد کا آغاز الحکم مین نمایان ترقی کے ساتھ ہوتا اور اسے ہفتہ وار سے روزانہ کی صورت مین جاری کیا جاتا۔ مگر ابھی مین سمجھتا ہون کہ اسکے لئے دوسرا وقت مقدر ہے ہفتہ مین دوبار کی تجویز پر ایک بھی ایسا خط نہین آیا جس نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہو۔ لیکن مین کس تجویز کو مشروط کرتا ہون دو ہزار اشاعت کے ساتھ اگر ناظرین الحکم کو اسکے ساتھ واقعی محبت ہے اور مین سمجھتا ہون کہ ہے تو وہ اپنی اس محبت کا عملی ثبوت دین اور ہر خریدار ایک ایک جدید خریدار اگر بہم پہونچاوے تو دو ہزار اشاعت یکدم ہو سکتی ہے اور اس اشاعت پر الحکم ہفتہ مین دوبار کیا جا سکتا ہے بالآخر ساری توفیقین اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ مین ہین اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ بھی ہوگا۔

(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ سب اچھے ہین۔ موسمی حالت کے لحاظ سے سردی ترقی کر رہی ہے آسمان ابر آلود اور رہتا ہے گاہے گاہے تقاطر و ترشح بھی ہوتا ہے ۱۹- ڈسمبر کو اچھا چھینٹا پڑ گیا۔

۲- ایام کرسمس کیوجہ سے احباب آ رہے ہین۔ ۲۴- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ الوصیۃ جو احمدی قبرستان یا بہشتی مقبرہ کے متعلق ہے شائع ہو گیا۔ الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔ انشاء اللہ۔

۳- احمد نور کابلی کے مقدمہ کے متعلق یہہ خبر ہے کہ ۱۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ملزمان کا چالان تحصیلدار صاحب بٹالہ کے سامنے پیش ہوئے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تھے احمد نور کا بیان ہو چکا۔ اثنائے جرح وکیل ملزمان مین معلوم ہوا کہ فریق ثانی نے بھی کوئی استغاثہ کیا ہوا ہے اسلئے مقدمہ اس غرض کے لئے ملتوی ہوا کہ آیا یہ مقدمہ بھی اسی مجسٹریٹ کے پاس جاوے یا وہ اس مجسٹریٹ کے پاس آ جائے۔ باقی حالات سے پھر اطلاع دیجاوے گی۔

۴- مہمانون کے آرام و آسائش کے لئے اس مرتبہ خاص انتظام کیا گیا ہے مدرسہ کے کمرے خالی کرائے گئے ہین جدید مہمان خانہ کے متصل حضرت اقدس نے ایک خیمہ بھی لگوا دیا ہے۔ مدرسہ کے مدرسین اور طلبا اپنے بھائیون کی خدمت مین ان کا حصہ لینے کو آمادہ ہین۔ خدا کرے ہم سب اخوت کا سبق سیکھین اور اس غرض کو پورا کرنے والے ٹھہرین جسکے لئے خدا کا مسیح آیا ہے۔

تازہ الہام

۲۳- دسمبر ۱۹۰۵ء

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ

اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

چو کار عمر نہ پیداست بارے آن اولٰے
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

مولوی صاحب کی علالت کے واقعہ کو مفصل پیش کرنے کی ضرورت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی علالت اور ان کی وفات کے متعلق آج سے پہلے بعض محترم احباب کی طرف سے الحکم اور بدر میں مضامین شائع ہوئے ہیں ان کے بعد میرے لئے قلم اوٹھانے کی چندان ضرورت نہ تھی مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آن مرحوم کی بیماری کے ابتداء سے لیکر اخیر وقت تک کہ انہوں نے ہمارے ہاتھوں میں جان دی - ان کی خدمت میں رہنے کا خدا کے فضل سے موقع ملا - اس لئے مجھے بہ حیثیت طبیب کے سپرد کئی دفعہ دن میں اور ایسا ہی کئی دفعہ رات میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوتا تھا۔ مجھے ہزارہا بیماریوں کے علاج کا اتفاق ہوتا ہے - اور میں نے صدہا بیمار اس قسم کی تکلیف میں دیکھے ہیں جیسے کہ مولوی صاحب کو ۱۵ دن تک اس عارضہ سے رہی - اور میں اس بات کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ جب انسان بیمار ہو جاتا ہے اور سخت درد کی تکلیف اور بے آرامی اور بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے - تو ہر ایک قسم کا ریا - اور بناوٹ اور تصنع اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اس کے منہ سے وہ باتیں اور کلمات نکلتے ہیں - جو عین اس کی فطرت کے اندر مرکوز ہوتی ہیں - اور وہ ایسے حرکات کرتا ہے - جو اس کے لئے طبعی ہوتے ہیں - بعض لوگ جو کہ بظاہر عابد و زاہد ہوتے ہیں - بیماری کی حالت میں (معاذ اللہ) خدا کو گالیاں نکالتے ہیں یا اپنی بیماری کو اسکی طرف سے (معاذ اللہ) ایک قسم کا ظلم یا تعدی سمجھتے ہیں یا بعض اس کے فضل اور رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں مگر جو اخیر دم تک ثابت قدم رہتے ہیں اور جن کے زخم کی ہر ایک ٹیس سے - اور بیماری کے درد سے - بیدی کی بیقراری سے اور بیماری کی بے آرامی سے ان کی دلی شجاعت اور قوت ایمانی میں کوئی خلل نہیں آتا - اور اس حالت میں بھی خدا تعالےٰ کی معرفت میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور وہ اس درد اور تکلیف میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں - اور وہ اپنی بیماری علالت کو بھی خدا تعالےٰ کیطرف موجب رحمت اور فیضان الٰہی سمجھتے ہیں - ایسے آدمیوں کے وجود میں ایک طرف درد اور شدت بیماری کا زور ہوتا ہے - اور دوسری طرف اس محسن حقیقی کا حمد اور شکر اور اس کے احسانوں کا اظہار دل اور زبان سے جاری ہوتا ہے - یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق اور فدائی ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے ہی ایک موت اپنے اوپر وارد کئے ہوتے ہیں - اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی خدا کی نذر کرتے ہیں اور وہ خدا کو اختیار کرتے ہیں - اور اس زندگی کو خدا کے لئے سمجھتے ہیں اس لئے ان کیلئے خدا کی راہ میں جان دے دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا - بلکہ عین راحت ہوتی ہے کہ اس زندگی کا حجاب دور ہو کر وہ خدا سے جا ملتے ہیں - یہی زندگی ہے جس کے لئے ہر ایک مومن کو تڑپ ہونی چاہیئے - اور یہی اسلام کا اصل منشاء ہے - کہ انسان خدا تعالیٰ کی ایسی فرمانبرداری اختیار کرے کہ جان تک اسکی راہ میں دینے سے دریغ نہ کرے - غرضیکہ جو شخص اپنی بیماری میں اس قسم کا ثبات دکھلاوے کہ ایسی مہلک اور سخت بیماری میں اس کے ایمان میں کوئی تزلزل واقع نہ ہو بلکہ اس طریق سے خدا کی رضا حاصل کرنے کو اپنے لئے ایک معراج سمجھے - تو اس کے کمال ایمان بلکہ ولی اللہ ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں مگر اس نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں دیا جس کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اس سے بہر حال یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ جس مذہب کے زیر اثر کوئی انسان اس روحانی کمال کو حاصل کرے - وہ مذہب واقعی خدا کی طرف سے سمجھنا چاہیئے - اور جس ہادی کے زیر اثر اس نے یہ تربیت حاصل کی ہو - وہ ہادی بھی ضرور ہے کہ منجانب اللہ ہو -

اب ہم واقعات سے دیکھیں گے کہ مولوی صاحب مرحوم ان چار قسم کے مریضوں میں سے کس قسم کے ثابت ہوئے - اور چونکہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاص الخاص مریدوں سے تھے - اس سے ہم قطع نظر اور دلائل کے خود حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے اثر اور انکی برکات اور ان کے سچے ہادی اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے روحانی جانشین ہونے اور اسلام کے منجانب اللہ مذہب ہونے کی ایک ایسی دلیل حاصل کر سکتے ہیں - جو کہ بالکل بین اور روشن اور عملی دلیل ہے -

دوسرا محرک - اس مضمون کے لکھنے کا میرے لئے یہ ہے - کہ بیمار کے ساتھ سچی محبت اور ارادت اس کے لواحقین اور متعلقین اور دوستوں کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بیماری اور مصیبت سے بڑھکر اور کوئی معیار نہیں اس سے سچے اور جھوٹے رفیق اور دوست کی رفاقت میں تمیز ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیا اور رسل کے رستے میں بہت سخت مصائب اور شدائد ہوتے ہیں - کیونکہ اول تو مصائب اور شدائد سے خود ان انبیاء اور رسل کی ثابت قدمی اور استقلال اور تبتل الی اللہ کا ثبوت ملتا ہے - دوسرے یہ کہ ان کے متبعین کے اخلاص کی بھی پڑتال ہو جاتی ہے جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مصائب سے حصہ لینے میں ہوتا ہے یا اس نبی اور رسول کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے - جس کا متبع ہونے کا وہ دم بھرتے ہیں - نیز اس خدا کے ساتھ بھی ان کی جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت ملتا ہے - جس کے لئے وہ اس ہادی کی اتباع اختیار کرتے ہیں - تیسرے یہ کہ ایک طرف تو رسول اپنی قوم کو اخلاق فاضلہ کا سبق دیتا ہے - تاکہ وہ ایسے پاک اور مطہر بن جائیں - اور قوت قدسی ان کے اندر اس طرح سے سرائیت کر جائے کہ ان کا اندر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نور سے بھر جائے اور وہ نور علے نور ہو جائیں تاکہ ان انبیاء اور مرسلین کی جدائی اور وفات کے بعد بھی خلقت کی ہدایت اور رہبری کیلئے ان کے اندر کا نور اور خوشبو - اور لوگوں کو منور کرلے اور ان کی جان کو لذت الٰہی سے مطہر کرنے کے لئے کافی ہو - اگر اس قسم کے مصائب اور تکالیف قوم پر نہ آئیں - ان کے اندر دنیا کی طلب اور دنیا کی خواہش سے پاک صاف نہ ہو جائیں اور ان کے اندر خدا کی رضا اور اس کی محبت سرائیت نہ کرلے - تو وہ نہ خود خدا تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ اوروں کو اس تک پہنچانے کا موجب ہو سکتے ہیں - دوسری طرف یہی نہیں - کہ صرف قوم ہی کے لئے اخلاق فاضلہ کا سبق ہے اور انبیاء اور رسل نے خود اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا بلکہ یہ ہے کہ ان کا اخلاق اور محبت اور سلوک اپنی قوم کے ساتھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ باقی ساری قوم میں اسکی نظیر نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ان کی قوم کے لوگ ان کو اپنی اولاد اپنے ماں باپ بلکہ ہر ایک رشتہ سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور ان کی راہ میں اپنی جان دیدینا اپنے لئے ایک راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں ؎

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

غرضیکہ اسلام نے ہم کو یہی نمونہ سچے مومنین اور خدا کی جانب کے لوگوں کا بتایا ہے کہ ان کے سینوں سے ایک دوسرے کا حسد اور بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے اور وہ رفاقت اور ہمدردی میں ایک دوسرے کے لئے ایسے غمخوار اور مونس اور سچے رفیق ہوتے ہیں جیسے بھائی - چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے - ونزعنا مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین اور سچے رسول کو کہا کہ وہ مومنین کے لئے رؤف اور رحیم ہو - اب ہم دیکھتے ہیں کہ کامل متبعین کے رنگ میں تو صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے خدائی حضور سے اخوانا علی سرر متقابلین کا خطاب لیا اور اس کامل رسول نے بالمومنین رؤف الرحیم کا اعلےٰ لقب حضرت احدیت سے پایا خدا نے اسلام کو زندہ مذہب بنایا ہے - یہ درست نہیں اس کی برکات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں - خدا تعالےٰ جیسے کہ پہلے خالق تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے سمیع تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے الہام کرتا تھا ویسے ہی اب بھی کرتا ہے اور جیسے کہ پہلے اپنی طرف جد وجہد کرنے والوں ایسی قوموں کو کہ جنہوں نے مرنے سے پہلے خدا کے رستہ میں ایک موت اختیار کی اور حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا اپنے قرب کے مدارج دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اور جیسے کہ پہلے صدیق - شہید محدث اور نبی اور رسول کے مراتب دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اسکی ذات میں بخل نہیں ہے - اس لئے اس نے ہم کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی دعا سکھائی ہے - اور ہم کو ہر نماز میں بلکہ ہر ایک نماز کی ہر رکعت میں اس دعا کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے بلکہ ہمارے لئے فرض کیا ہے کہ ہم یہ دعا ضرور مانگا کریں - قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں اس اہم اور ضروری دعا کی خود ہی تفسیر فرمائی ہے - مثلاً انعمت علیھم گروہ کے متعلق فرمایا ہے - انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ...... الخ اور مغضوب اور ضالین کی نسبت تفصیل کی ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ منکم نصارٰ ومنکم یھود۔ یعنی تم مین سے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائینگے اور ہونگے نصاریٰ کے رنگ مین۔ نیز ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائینگے مگر ہونگے یہود کے رنگ مین۔ اور اسبات پر سب علماء امّت کا اجماع ہے۔ اور سب اسبات کو مانتے ہین مگر بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اس امت مین سے نہ آئیگا۔ بلکہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس امت مین محدّث اور رسول کوئی نہ ہوگا مگر یہ کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہ امتٌ "قد خیر امت" ہو۔ اور یہود اور عیسائی تو اس مین سے ہون لیکن مسیح جو انکا مصلح ہے باہر سے آوے۔ نیز یہ کہ پہلی اُمتین جن کی میعاد تھوڑی تھوڑی ہوتی تھی ان مین تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد محدّث اور ملہم اور متبوع رسول آتے تھے۔ بلکہ بعض عورتون کو بھی الہام ہوتا تھا۔ مگر اس اُمّت مین نہ آوین یہ خدا پر افترا ہے۔ اور خدا کی ناقدری کی بات ہے اور معاذ اللہ خدا کو بخیل بنانا ہے۔ کہ پہلی اُمتون کی تو وہ اچھے مقرب اور الہام یافتہ لوگون کے ساتھ تائید کرتا تھا۔ اور اس اُمّت کی نہین کرتا۔ جس کا دامن قیامت تک ہے۔ اور جس کی رسالت پہلی اُمتون کی طرح کسی خاص قوم کے لئے نہین۔ بلکہ ساری دُنیا کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت مین صحابہ کے رنگ مین بھی رنگین ہون۔ اور بعض رسول کے رنگ مین بھی رنگین ہون۔ یعنی دونون قسم کے کمالات ان مین پائے جائین۔

چونکہ مولوی صاحب ایسی قوم کے ممبر تھے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید مین جو سورۂ جمعہ مین ذکر ہے کہ آخری زمانہ مین یعنی مسیح موعود کے وقت مین اس کے متبع صحابہ کے رنگ مین رنگین ہونگے اور وہ دین کے پھیلانے مین اپنے سینون مین ایسی ہی تڑپ رکھینگے۔ جیسے کہ صحابہ اور خدا کے رستہ مین جان دینے کو ایسے ہی تیار ہونگے جیسے کہ صحابہ۔ نیز حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی و مسیح موعود ہین۔ یعنی کہ وہ ایسے رسول ہین کہ جو خدا سے الہام یافتہ ہین۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات۔ ان کا سچا متبع ہونے کے سبب سے اپنے اندر رکھتے ہین۔ نیز چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہین۔ اور حضرت موسیٰ کے چودھوین صدی کے خلیفہ حضرت مسیح تھے۔ اس لئے چونکہ رسول اللہ کے بعد چودھوین صدی کے خلیفہ مرزا صاحب ہین۔ اور حضرت مسیح کے روحانی کمالات مین اپنے اندر رکھتے ہین۔ اس لئے مماثلت کے طور پر ان کا نام بھی خدا کی طرف سے مسیح رکھا گیا۔ اب مولوی صاحب کی علالت کے تعلق یہ دیکھنا چاہئے کہ جماعت کے ساتھ جو سلوک اور ہمدردی جماعت کی طرف سے ہوئی۔ وہ صحابہ کے رنگ کی ہے یا نہین۔ اور جو مروّت اور احسان اور خلق اور کمال ہمدردی حضرت مرزا صاحب سے اس بیماری مین مولوی صاحب کے ساتھ ظہور مین آئی کہ جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے مخلص صحابہ سے تعبیر کیا جاوے۔ اور اگر اس مصیبت اور تکلیف کے وقت جماعت نے اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہو جیسے کہ صحابہ ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اس قسم کا نمونہ دکھایا ہو۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا تو پھر ایک اہل حق اور متقی کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ جو عین مصیبت اور اور تکلیف کے وقت ظہور مین آیا۔ جبکہ دنیا کے دوست اور رفیق سب چھوڑ جاتے ہین۔ اور وہی استقلال دکھاتے ہین۔ جو سچے اور دلی دوست ہوتے ہین۔ سعدی

دوست آن باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشان حالی و درماندگی

اسلام دنیا مین اخوت لیکر آیا ہے۔ اور جس جماعت اسلام مین کامل طور پر اخوت پائی جائے وہی سچے مسلمان ہین۔

تیسرا محرک اس مضمون کے لکھنے کی لئے میرے لئے یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف اس خاکسار کو اپنا بھائی کہا کرتے تھے۔ یون مومنین سب ایک دوسرے کے بھائی ہین۔ مگر وہ خصوصیت کے ساتھ خاکسار سے محبت کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اس ناچیز سے دلی تعلق محبت کا تھا۔ جسکی وجہ سے وہ مجھے اس لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس بات کو تخمیناً بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ جب کہ مین نے ایک دفعہ رؤیا دیکھا۔ کہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب ایک گھوڑے پر سوار ہین اور مین ان کے ساتھ ساتھ ان کی رکاب کو پکڑے ہوئے جا رہا ہون۔ اس اثنا مین ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ تم دونو بھائی ہو۔ چنانچہ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا یا بغلگیر ہوئے (مجھے اچھی طرح سے یاد نہین) چنانچہ صبح کو مین نے حضرت صاحب کی خدمت مین اس مضمون کا خط لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم تم دونو کو بھائی بناتے ہین۔ چنانچہ انہون نے آخری دم تک اپنے اس تعلق کو خوب نبھایا۔ اس لئے بحیثیت بھائی کے میرا بھی یہ فرض ہے کہ مین ان کے سچے واقعات پبلک کے سامنے پیش کر دون۔ کیونکہ اپنی زندگی پر تو وہ بہت سے لوگون کی ہدایت کا باعث ہوئے اس لئے ممکن ہے۔ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے اسوہ حسنہ کو دیکھکر کوئی سعید حق کو پالے اور سچائی کی اتباع کرے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جانشین کی صحبت سے بہرہ ور ہو۔ آمین۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مجھ کو بھی اعلائے کلمۂ اسلام اس طریق سے ہو جس طرح سے کہ اس بھائی نے کیا اور اس دینی خدمت مین اپنی جان دون۔ آمین۔

چوتھا محرک۔ اس مضمون کے لکھنے کا یہ ہوا کہ مرحوم کی علالت کے متعلق مفصل حالات کے دریافت کرنے کے بہت سے خطوط آئے ہین۔ اس لئے بھی ضروری ہوا کہ مین کچھ لکھون۔

(باقی آئندہ)

کپورتھلہ کی مسجد کا فیصلہ ہو گیا

خدا کے پاک لوگون کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

ناظرین الحکم آگاہ ہین کہ کپورتھلہ مین احمدیون کی ایک مسجد کے متعلق عرصہ سے عدالت کپورتھلہ مین مقدمہ چلا آتا تھا۔ وہ مقدمہ آخر لالہ ہرکشنداس صاحب بی۔ اے نائب عدالتی کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا جسکی نقل مین ذیل مین درج کرتا ہون۔ لالہ صاحب نے جس قابلیت اور انصاف پسندی کے ساتھ فیصلہ لکھا ہے وہ ان کے فیصلہ کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ مین صرف اسقدر کہنا چاہتا ہون کہ ہمارے مخالف مسلمان اور اس فیصلہ کو پڑھین۔ ایک ہندو جج تو اس نتیجہ پر آجاتا ہے کہ احمدی مسلمان ہین کافر نہین۔ مگر ہمارے علماء اور سجادہ نشین صبر ہی نہین کر سکتے جبتک اپنے ایک کمزور بھائی کو کافر نہ کہ لین۔ میرا یہ تعجب اور بھی بڑھ جایا کرتا ہے جب مین مساجد کے مقدمات پر غور کیا کرتا ہون کہ ایک طرف تو خود ہمارے مخالف اس امر کی شہادت دیدیتے ہین کہ یہ نمازین پڑھتے ہین اور اسی قبلہ کیطرف پڑھتے ہین جدھر وہ پڑھتے ہین دوسری طرف انہین کافر بھی کہے جاتے ہین۔

بہر حال مجھے اسوقت اس لمبی بحث مین پڑنے کی حاجت نہین۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر اس مقدمہ مین بھی خدا تعالےٰ نے ہماری مدد کی اور جس طرح پر سیالکوٹ کی مساجد کے متعلق مقدمات مین احمدیون کے شامل حال فتح و نصرت ہوئی اسی طرح پر کپورتھلہ مین بھی تائید حق کا کھلا کھلا ثبوت نظر آیا۔ خدا تعالےٰ کی اس تائید و نصرت کو دیکھکر بے اختیار اسکے حضور سر جھک جاتا ہے اور دل مسرت سے بھر جاتا ہے کہ ہم نے جس سلسلہ کو قبول کیا ہے لاریب وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

اصل فیصلہ درج کرنے سے پہلے مین بڑی ہی ناسپاسی کرونگا اگر احمدی قوم کی طرف سے لالہ ہرکشنداس صاحب کا شکریہ ادا نکرون۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ لالہ صاحب نے جو کچھ کیا ہے محض اپنے **فرض منصبی** کی حیثیت سے کیا ہے لیکن اسوجہ سے کہ انہون نے باوصفیکہ مدعاعلیہم مین بڑے بڑے بارسوخ اور ریاست کے بعض عہدہ دار تھے اپنے **کانشنس** کا خون نہین کیا اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ کسی اثر سے متاثر نہ ہو کر دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ **راج کپورتھلہ** کو ایسے قابل اور عادل عدالتی کے وجود پر مین **مبارکباد** دیتا ہون اور رعایائے **کپورتھلہ** کی احمدی جماعت کو خصوصاً موقع ملا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات پہلے سے بس زیادہ مستحکم کرے۔ اور اسکی حمد اور شکر گذاری مین رطب اللسان رہے۔

اب مین بلا کسی مزید تمہید کے اصل نقل فیصلہ شائع کرتا ہون۔ (ایڈیٹر)

نمبر مقدمہ	تاریخ رجوعہ	تاریخ فیصلہ
	۱۰ کاتک سنہ ۶۰ء	۲۵ چیت سنہ ۶۱
		۲۶ ساون سنہ ۶۱
		۱۰ مگھر سنہ ۶۲

نقل پرت حکم آخر بمقدمہ دیوانی راج کپورتھلہ باجلاس لالہ ہرکشنداس صاحب نائب عدالتی بہادر بی۔ اے

حبیب الرحمان خلف شیخ ابوالقاسم مالک و متولی مسجد واقع کپورتھلہ مدعی

بنام

عبداللہ ناظر محکمہ نظامت۔ حکیم صادق علی اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال۔ مولوی محمود علی براندر کالج محمد رمضان منشی ذخیرہ محمد خلیل نقشہ نویس میونسپل ذخیرہ ولد فریدا۔ محلہ شیرگڈہ محمد خان ولد پیارے باجہ نواز۔ تاباتیلی نابینا و صابر خان مدرس انڈر کالج عبدالخالق کورٹ حوالدار و امام الدین سپاہی و جان محمد حوالدار و شیر احوالدار میجر و لال محمد نائک وکالے خان نائک وغیرہ ملازمان پلٹن دویم و علی محمد سپاہی توپخانہ مدعاعلیہم۔

تجویز عدالت

مدعی یہ دعویٰ اسطرح سے دائر کرتا ہے کہ [illegible]

زیر بحث کا متولی و مالک ہے۔ مدعی نے مسجد مین امام و موذن مقرر رکھے ہوئے ہین مدعا علیہم نے خلاف مرضی مدعی مسجد مین ناجائز حرکات کرنی شروع کی ہوئی ہین جو مدعی مالک کے حقوق کے سخت مضر ہین۔ وہ ناجائز حرکات یہ ہین کہ مدعا علیہم نے ایک جدید امام اور موذن اپنی طرف سے مقرر کیا ہے جسکے مقرر کرنے کا مسجد مدعی مین مدعا علیہم کو کوئی حق نہین ہے۔ موذن مسجد مقرر کردہ مجیب مدعی متولی مسجد جب نشست پر اذان دے چکتا ہے تو اوسی وقت بعد اوسیوقت مدعا علیہم اپنے موذن سے مسجد مین اذان دلواتے ہین اور جب امام مسجد مقرر کردہ مدعی جماعت کیواسطے مسجد مین کہڑا ہوتا ہے تو ساتہہ ہی مدعا علیہم کی علیحدہ جماعت نماز پڑہنے کے واسطے کہڑی ہوتی ہے بعد نماز جمعہ اسکو پڑہانے سے مدعا علیہم رکتے نہین۔ اور چاہتے ہین کہ مدعی کا مقرر کردہ امام جو روز تعمیر مسجد سے ہے نکال دیا جاوے۔ ان افعال کے کرنے کا مدعا علیہم کو کوئی حق نہین مدعا علیہم کا مسجد سے کوئی تعلق نہین اسلئے نالش ہے کہ مدعا علیہم کو اذان دلوانے سے اور اسطرح جماعت بالمقابل کرانے سے اور جمعہ کی امامت سے روکا جاوے۔

مدعا علیہم نے تحریری جواب دعویٰ پیش کیا۔ مدعا علیہم کو دعویٰ مدعی سے صاف انکار ہے۔ کہتے ہین کہ مدعا علیہم نے کبہی نہ مسجد مین کوئی فساد یا جہگڑا کیا نہ کبہی اذان یا جماعت خلاف شرع کی ہے۔ مدعی متولی مسجد نہین ہے۔ مدعی کو حقوق ملکیت حاصل نہین ہے۔ حاجی محمد ولی صاحب مرحوم نے مسجد کو فرقہ اہل سنت جماعت کے واسطے وقف کیا تہا۔ مدعی جو حاجی صاحب مرحوم کا بہتیجا ہے اور وہ جو مسجد کا امام ہے ہر دو نے مذہب اہل سنت جماعت چہوڑ کر بیعت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہوگئے ہین جنکا طریقہ اہل سنت جماعت کے برخلاف ہے اور وہ چاہتے ہین کہ مسجد فرقہ مرزائیہ کے لئے مخصوص کی جاوے۔ اور حاجی صاحب مرحوم فرقہ و طریقہ یعنی اہل سنت جماعت کو وہان نماز پڑہنے نہ دی جاوے۔ اور کہ متعلق مسجد قانوناً ہر ایک اہل سنت جماعت کو انتظام جائداد کا یکسان اختیار ہے۔ اسلئے مدعی دعا کرنے کا مجاز نہین ہے۔

امور تنقیح طلب یہ ہوئے۔

(۱) مسجد متنازعہ ملکیت واحد مدعی ہے یا کہ وقف ہے ثبوت بذمہ مدعی۔

(۲) حاجی محمد ولی اللہ صاحب بانی مسجد کا بوقت تعمیر مسجد کیا اعتقاد تہا۔ آیا وہ مرزا صاحب قادیان والے کے مرید تھے یا کہ اہل سنت جماعت مین ہی تہے اور کہ مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد انہون نے اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تہا۔ یا کہ دفات تک اون کا وہی اعتقاد رہا جو وقت تعمیر مسجد کے تہا ثبوت بذمہ فریقین۔

(۳) حاجی صاحب نے کسی خاص فرقہ کے نماز کے پڑہنے کے واسطے مسجد کو وقف کیا ثبوت بذمہ فریقین۔

(۴) اگر حاجی صاحب نے بعد وقف کر دینے مسجد کے اپنا اعتقاد بدل لیا تو کیا وہ مسجد سے اوس فرقہ کو جسکے واسطے پہلے وقف ہوئی محروم کر کے جدید فرقہ کو استعمال کے واسطے مسجد دے نہین سکتے تہے۔ ثبوت بذمہ مدعا علیہم۔

(۵) مدعی متولی مسجد کیا ہے اگر ہے تو مدعی کو اس فرقہ کے سوائے جسکی نماز کے واسطے مسجد وقف ہوئی دیگر اعتقاد والے فرقہ کو مسجد کے استعمال و مسجد مین مداخلت کرنے سے روکنے کے حقوق حاصل ہین۔ ثبوت بذمہ مدعی۔

ہر ایک امر کی بابت علیحدہ علیحدہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

نسبت امر اول شہادت پیش کردہ فریقین کا یہی نتیجہ ہے کہ مسجد متنازعہ وقف ہو چکی ہوئی ہے اور یہ امر مسلمہ قانون ہے کہ وقف شدہ چیز مالک کی ملکیت نہین رہتی ہے۔

نسبت امر دویم شہادت پیش کردہ فریقین کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت تعمیر مسجد حاجی صاحب بانی مسجد اہل سنت جماعت تہے مدعی نے اس امر کے ثبوت مین کہ حاجی صاحب نے مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تہا یعنی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے تہے ایک خط تحریر کردہ حاجی صاحب بنام مرزا صاحب مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۵ء پیش کیا۔ اور اس خط کی جس جس عبارت سے مدعی یہ نتیجہ نکالتا ہے اوس اوس پر پنسل سرخ کے نشانات دے گئے ہین اور عبارت کو عدالت نے بغور تمام مدعی کے مختار سے سنا اور پڑہا اوس سے عدالت کو یہ نتیجہ نکالنے مین حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب قادیان کے مرید ہو گئے تہے بالکل تامل ہے عدالت اوس سے صرف اسقدر نتیجہ نکال سکتی ہے کہ وقت تحریر کرنے اوس خط کے حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب کو نہایت نیک پارسا۔ اور دین اسلام مین عالم متصور کرتے تہے اور مدعی کسی شہادت سے حاجی صاحب مرحوم کا مرزا صاحب کا مرید ہونا ثابت نہین کر سکا۔ اسلئے عدالت قرار دیتی ہے کہ حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد تبدیل نہین کیا تہا۔ اور اپنی وفات تک حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد اہل سنت جماعت ہی رکہا تہا۔

نسبت امر سویم۔ شہادت پیش کردہ فریقین سے ظاہر ہے کہ مسجد کو تعمیر ہوئے عرصہ قریباً چالیس سال کا گذرتا ہے یا کہ اس سے دو تین سال کم ہون گے۔ یہ امر ظاہر ہے اور فریقین میں کسی کو اسمین انکار نہین ہے کہ اسوقت مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ ظہور مین نہین آیا تہا۔ اور نہ کوئی کتاب اونکی اسوقت شائع ہوئی تہی۔ مرزا صاحب کے مریدان اسوقت وجود ہی موجود نہ تہا اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد اہل سنت جماعت کی نماز پڑہنے کیواسطے وقف ہوئی تہی۔ اور یہی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔

نسبت امر چہارم۔ زیادہ بحث کی ضرورت نہین کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی دفات تک اپنا اعتقاد بدلا نہین تہا۔

نسبت امر پنجم۔ بموجب شرع محمدی بانی و واقف مسجد خود متولی ہو سکتا ہے اگر وہ بلا متولی بنانے کے فوت ہو جاوے۔ تو اسکی اولاد متولی ہو سکتی ہے۔ مقدمہ حال مدعی حاجی صاحب مرحوم کا بہتیجا حقیقی ہے اور حاجی صاحب نے جو اپنی اخیر وصیت مورخہ ۲ اسوج ۱۹۴۲ بکرمی حوالہ سپرد ایف سی صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ۱۲ اپریل ۱۸۸۵ء کو کی اوسکی نقل مشمولہ مثل کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اسمین نسبت جائداد غیر منقولہ عبارت ذیل مین درج ہے۔ "گیا نو معانی مسجد کپور تہلہ واسطے مصارف مسجد کے بندوبست الرحمان (مدعی حال) حسب عمل درآمد حال عمل کرانگا اسمین" درد دلانہ جاوہ لاگت سے تیار ہوئی ہین۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حاجی صاحب نے مسجد متنازعہ کا انتظام مدعی کے سپرد کیا۔ گو لفظ متولی استعمال نہین کیا گیا مگر ... کے متولی مسجد قرار دیئے جانے کی نسبت بخوبی دلالت کرتی ہے اور کہ عبدالغنی مدعا علیہ کے بیان مورخہ ... مین بہی درج ہے کہ منجملہ نظامت مدعی کو مسجد کی حالت درست کرنے کیواسطے مہلت مل چکی ہے اس سے بہی ظاہر ہے کہ حکام بالادست کی طرف سے بہی مدعی ہی منتظم مسجد تسلیم کیا گیا ہے۔ اور کثیر التعداد شہادت پیش کردہ مدعی سے بہی یہ ثابت ہے کہ مسجد کے شکست ریخت۔ ڈول۔ موڑہ۔ صف۔ امام وغیرہ کا انتظام برابر اسوقت تک مدعی ہی کرتا رہا ہے۔ ایسی صورت مین مدعی کا متولی مسجد متنازعہ ہونا بلا شبہ ثابت ہے جبکہ مدعی متولی مسجد ثابت ہو چکا تو مدعی کو بموجب نیصلہ پریوی کونسل مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء مقدمہ اپیل مفضل کریم وغیرہ اپیلانٹ بنام حاجی مولا بخش وغیرہ اسپاڈنٹ مسجد مین کسی غیر اسلام کے مداخلت کرنے اور افعال خلاف شرع محمدی کے ہونے سے ممانعت کرنے کے حقوق حاصل ہین۔ مدعی قبول کرتا ہے کہ وہ مرید مرزا صاحب قادیان کا ہے اور مدعا علیہم کہتے ہین کہ مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہین جنکے واسطے مسجد کا وقف ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اب دیکہنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہین یعنی فتویٰ کفر کا اونپر دیا جا سکتا ہے بشرح محمدی مؤلفہ مسٹر امیر علی صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جو کہ خدا کو ایک جانے اور پیغمبر صاحب یعنی محمد صاحب کو رسول اللہ صدق دل سے تصور کرے اور جو شخص ان دونون کو یا دونون مین سے ایک کو تسلیم نکرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کفر کی اس تعریف مین نہین آسکتے کیونکہ وہ بلا شبہ خدا کو ایک اور محمد صاحب کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہین۔ قرآن پر انکا پورا ایمان ہے۔ ایسی صورت مدعا علیہم کی محض سینہ زوری ہے کہ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کو اہل سنت جماعت سے خارج تصور کرتے ہین۔ عدالت مدعا علیہم کے اس خیال کو غلط قرار دیتی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان کے خیالات اگر کسی قدر مطابق مدعا علیہم نہ ہون تو محض ایسی اختلافات سے جو فروعات مین ہون جیسے کہ ایک گواہ نے ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدان کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح فوت ہو چکا ہے اور اہل سنت جماعت والے کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان اہل سنت جماعت سے خارج نہین ہو سکتے ہین۔ اس سے ثابت ہوا کہ فریقین مقدمہ ہذا ایک ہی فرقہ اہل سنت جماعت کے متعلق ہین۔ مدعی ہرگز دین اسلام سے باہر نہین ہوا۔ بدین وجہ مدعی نے اپنے حقوق متولی ہونے کو ہرگز زائل نہین کیا۔ مدعی مین کوئی ایسا نقص نہین ہوا ہے جسکی وجہ سے وہ مسجد متنازعہ کے متولی ہونے سے علیحدہ کیا جا سکے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ فریقین اہل سنت جماعت ہین اب دیکہنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مدعی متولی مسجد مدعا علیہم کو نماز پڑہنے سے روک سکتا ہے۔ شہادت پیش کردہ مدعی سے ہی بخوبی ثابت ہے کہ مدعی کسی مسلمان کو نماز پڑہنے سے روک نہین سکتا ہے۔ حسب روئداد بالا نتیجہ تحقیقات یہ ہے۔ کہ مدعی متولی مسجد ہے اوسکو امام اور موذن کے مقرر کرنیکا ہر طرح سے اختیار ہے۔ مدعا علیہم فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جس طرح سے چاہین مسجد متنازعہ مین پڑہ سکتے ہین مگر علیحدہ امام و موذن مقرر نہین کر سکتے اور نہ جماعت بالمقابل امام مقرر کردہ مدعی متولی کے کہڑے کر سکتے ہین۔ لہذا

حکم ہوا کہ

ڈگری استقراریہ بحق مدعی نسبت جملہ مدعا علیہم بلا خرچہ اس امر کی دیجاوے کہ مدعا علیہم امام و موذن مقرر کردہ مدعی متولی مسجد کے سوا کسی دیگر موذن سے اس مسجد مین اذان نہین دلا سکینگے اور نہ امام مقرر کردہ مدعی کے جماعت کے بالمقابل جماعت کہڑی کر سکین گے۔ مدعا علیہم کو اختیار ہے کہ فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جسطرح سے چاہین مسجد متنازعہ مین پڑہ سکتے ہین مدعی اونکو نماز پڑہنے سے روکنے کا مجاز نہین ہوگا۔ فرداً فرداً کے واسطے لازمی نہین ہے کہ امام کے پیچہے ہی ضرور نماز پڑہین۔ مثل داخل دفتر ہو

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کرتارپور سے جو احباب سوار ہوئے تھے وہ چھاؤنی جالندھر تک ساتھ گئے۔ بنگہ کی جماعت سٹیشن پھگواڑہ پر اُتر گئی۔

لودہانہ سٹیشن ہر چند کوئی اطلاع کسی جگہ بھی دی نہیں گئی تھی اور حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تھی لیکن لدھیانہ کی جماعت جو کئی روز سے متواتر سٹیشن پر آتی رہی تھی آج بھی سٹیشن پر موجود تھی۔ نصف رات گذر چکی تھی اور یہ عاشقان رسول باوجود کئی روز کی متواتر بیداری اور انتظاری کے بھی بدستور چشم براہ تھے میں تو اس نظارہ کو دیکھکر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جذب اور کشش ناممکن ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے سوا کسی اور میں ہو۔ جو انسان اپنے آرام و آسائش کی پرواہ تک نکرے سٹیشن پر انہیں کونسا موقع استفاضہ کا مل سکتا تھا؟ چند منٹ ٹرین کو یہاں ٹھہرنا تھا جس میں اژدہام مخلوق کیوجہ سے بعض کو مصافحہ اور اسلام علیکم تک کے کہنے کی بھی نوبت نہیں آسکتی تھی۔ مگر وہ اندرونی کشش کچھ ایسی ملکی تیز تھی کہ ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کشان کشان یہ لوگ نصف اللیل کے بعد سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے سٹیشن پر موجود تھے؟

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مگر اسوقت ان طبیعتوں اور دلوں پر کیا اثر ہوا ہوگا جب کہ وہ پورے شوق اور محبت کے نشہ میں سرشار اپنی ساری تکالیف کا معاوضہ اور بہترین بدلہ اتنا ہی سمجھتے تھے ؎

دل بیمار کا سنبھلنا کیا
دیکھ لو پیار کی نگاہوں سے

مگر

انکی تو وہ حالت ہوئی ع

دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

گاڑی سٹیشن میں داخل ہوئی اور لوگ اس کے ساتھ ساتھ شوق اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اس گاڑی کی طرف دوڑے اور لپکے جس میں خدا کا **برگزیدہ مسیح** لیٹا ہوا تھا جونہی لوگ گاڑی کے قریب پہونچے قریب تھا کہ ان کا شور و غل حضرت کو بیدار کر دیتا اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنے عزیز خدام سے ملتے لیکن میرے محترم اور مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنے لودہانوی احباب کو مخاطب کرکے فرمایا

"کہ حضرت نے مجھے فرمایا ہے کہ مجھے نہ جگانا اسلئے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ حضرت کو تکلیف دیں۔"

اس بات سے ہمارے لودہانوی احباب کی طبیعت پر کیا اثر ہوا اور انکی امیدوں اور آرزوؤں کا کسقدر خون ہوا۔؟ یہہ سوال محض فضول ہے۔ مجھے جس امر نے زیادہ مسرت بخشی وہ ایک خاص **نکتہ معرفت** ہے اور اسوقت بھی میں جبکہ اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اسکو یاد کرکے مزے لے رہا ہوں اور وہ ہے

اطاعت رسول

اللہ! اللہ!! کیا پاک اسوہ ہے۔ یہہ وہ لفظ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمایا ہے۔

من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ

یہہ وہ اطاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یہی وہ اطاعت کا جوش تھا جسنے **ڈاکٹر میرزا** کو ایسے وقت پر جبکہ میرزا اور محترم بھائی پر شوق دل کے ساتھ اپنے محبوب و مولا کو دیکھنے آئے ہیں اور انہیں سب سے پہلا حکم یہہ دیا جاتا ہے کہ **کوئی گاڑی کے پاس نہ جاوے** میں ڈاکٹر صاحب کو بیدرد نہیں سمجھتا بلکہ میری رائے میں وہ ایک قوی الحوصلہ نوجوان ہے جس میں شفقت اور ہمدردی کے جوہر نمایاں ہیں مگر وہ حضرت کے حکم کی اطاعت پر ان ساری رنجشوں اور ناراضیوں کو قربان کئے دیتا ہے جو محض اسوجہ سے پیدا ہوں۔

پھر میں لودہانہ کی اس جماعت کی **اطاعت** پر اور بھی رشک کرتا ہوں انہوں نے حضرت کے اس حکم کو بالواسطہ **سنا** ہے اس میں احتمال ہوسکتا تھا کہ کسی خاص سٹیشن کے متعلق یہہ حکم نہ ہو۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ حضرت ناراض نہ ہونگے اسلئے کہ **ناراضی** کا مادہ ہی آپ کی فطرت میں نہیں مگر لودہانہ والوں نے ہی **اطاعت رسول** کا اسوقت پورا نمونہ دکھایا۔ اور خاموش **حسرت کے ساتھ** اپنے **محبوب** و آقا کی گاڑی کو دیکھتے تھے۔ یہہ نظارہ حقیقت میں قابل دید تھا چند ہی منٹ میں ہم ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے چلدئے۔ آگے انبالہ شہر یا چھاؤنی تک ہمیں توقع نہ تھی کہ کسی سٹیشن پر اپنی جماعت کا کوئی آدمی ملے گا۔ اور رات بھی زیادہ گذر گئی تھی۔

آہستہ آہستہ نیند نے آنکھوں میں خمار اور حواس میں تعطل سا پیدا کرنا شروع کیا اور میں کچھ عرصہ کے لئے اس عالم سے محض بے خبر ہو گیا پھر آپ ہی بتائیں کہ اس عالم بے خبری کی کیا شنا دمی۔ انبالہ پہونچکر آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز ادا کی اور میری مشتاق نگاہیں سٹیشن پر اپنے معزز بھائی چودھری رستم علی صاحب کو تلاش کرنے لگیں مگر جسقدر میں متجسس نگاہوں سے دیکھتا اسیقدر مجھے مایوسی ہوتی۔ مگر اس مایوسی کے ساتھ کبھی یہ اطمینان ہوتا کہ انہیں چھاؤنی کے سٹیشن پر پائینگے اور کبھی یہہ وہم کرتا کہ جس حال میں انہیں اطلاع ہی نہیں پھر ان کی موجودگی کیوں توقع کی جاوے غرض انبالہ اور چھاؤنی انبالہ پر ہم اپنے کسی بھائی کو نہ دیکھ سکے اور دہلی تک ہم کو کوئی بھائی نہیں ملا۔

انبالہ سے پرے سٹیشنوں کی حالت سٹیشنوں کی عام حالت پر ریمارک کرنا میں ضروری اور اپنا فرض سمجھتا ہوں مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مسافروں کی عام ضروریات اور انکی آسایش کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ یہانتک کہ بعض سٹیشنوں پر پانی تک بھی نہیں ملتا۔ اور کھانے کے لئے تو کچھ میسر نہیں آتا ایک سٹیشن پر کھانے کے لئے کچھ طلب کیا گیا تو بھینس کے گوشت کے کچے کباب ملے۔

غرض

ان سٹیشنوں پر بہ نسبت چھاؤنی تک بجز سہارنپور کے انتظام ہر طرح ناقص اور قابل شکایت ہے۔ چھاؤنی میرٹھ کو مولوی عبدالرحیم صاحب نے بٹالہ سے روانہ ہوتے ہوئے تار دیدیا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب اور جماعت میرٹھ وہاں ملے گی۔ مگر افسوس ہے کہ تار دیر سے پہونچا۔ اور جب تک ہم دہلی نہ پہونچ گئے۔ جماعت کو خبر تک نہ ہوئی۔

دہلی ۳ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہاں بھی عجیب حالت ہوئی۔ بٹالہ سے روانہ ہوتے وقت ڈیڑا اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کو روانگی کا تار دیا گیا تھا مگر وہ یہ خیال کرکے کہ غالباً حضرت اقدس نہیں آئینگے۔ شب گذشتہ کو دہلی سے مع حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد و میر ناصر نواب صاحب قبلہ روانہ ہوچکے تھے انکو تار نہیں مل سکا۔ اور اسی وجہ سے دہلی کی جماعت بھی سٹیشن پر نہ آسکی۔ لیکن ۳ بجے کے بعد تار گھر پھرتا پھراتا ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب کو ملا۔ اور وہ اطلاع پاتے ہی سٹیشن کو بھاگے ہوئے آئے اور راستہ میں **باغ** میں ہمیں آکر ملے۔ الغرض کوئی چار بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر پہونچے۔ اب دہلی کے حالات ناظرین کو پھر سنائینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(باقی دارد)

حیات صافی

مخدوم الملتہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے میں تیاری بہم پہونچا رہا ہوں اس لئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا ہو کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھیجوا دیں اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ بھیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اس کی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ میں اگر زندہ رہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اسکام کو شروع کرونگا۔

(ایڈیٹر الحکم)

خریداران کو خاص اطلاع

حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کا پرچہ وی پی ارسال کیا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ جس قدر وی پی واپس آئے ہیں۔ اس قدر وصول نہیں ہوئے حالانکہ روانگی وی پی کی اطلاع پہلے اخبار میں ہی دیگئی تھی جن خریداران نے وی پی واپس کئے ہیں۔ اگر وہ کارخانہ کو اطلاع نہ دینگے کہ کونسا پرچہ انکو نام وی پی ہو۔ تو مطبع کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے۔ انکے نام وی پی کرکے قیمت وصول کرے۔ اس لئے یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ جو صاحب کسی وجہ سے وی پی مطبع کا وصول کرنے سے رہوں۔ ان کو چاہیے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں کہ **کونسا پرچہ وی پی کیا جاوے۔**

دیگر۔ خریداران کو ضروری ہے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر لفافہ کی چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں۔ بصورت ندینے نمبر تعمیل کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔

محرر دفتر الحکم

ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
زجام دہر مے کل من علیہا فان

میں مندرجہ ذیل اعلان اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماء اور اجازت سے شایع کرتا ہوں امید کیجاتی ہے کہ احمدی قوم اس ضروری امر پر فوری توجہ کریگی۔

موت ایسی یقینی اور اٹل ہے کہ مذہب کے سوال کو الگ رکھکر بھی اسپر یقین کیا گیا ہے یہانتک کہ بعض بدقسمت اور بیباک لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر شکوک ظاہر کئے مگر **موت** کو انہوں نے ضروری سمجھا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی عقل سے کچھ بھی کام لیتے تو اسی **موت** کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پہ زبردست دلیل پاتے!

موت کا ایسا یقینی اور اٹل ہونا ہی ایک امر ہے جو اس کو **بہترین واعظ** بنا دیتا ہے۔ اور **موت** کا خیال اور اسکو مدنظر رکھنا انسان کی حالت میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ وہ آخر اللہ تعالےٰ کے آستانہ پر گرتا اور یا رب یا رب کہکر چلا اٹھتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں یہ ایک ضروری امر تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موت ایسے واعظ کو مدنظر رکھنے کے لئے اپنی جماعت کے لئے اس شہر کی بنیاد رکھتے جو **شہر خاموشاں** کہلاتا ہے اور جسے **قبرستان** بھی کہتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن اسوقت سے جبکہ اللہ تعالےٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ ایک **بہشتی مقبرہ** کی آپ کو بشارت دی یہ عزم آپ کا عزم بالجزم ہوگیا چنانچہ الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ۱۸۔ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کی نماز کے بعد آپ نے ایک رؤیا بیان فرمائی تھی جو ۲۴۔ نومبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں صفحہ ۱۴ پر شایع ہوچکی ہے اور وہ یہہ ہے

"صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولانا **مولوی عبد الکریم صاحب** کو مخاطب کرکے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر میں نے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جاویں تو کہا گیا کہ اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔"

اب معلوم ہؤا کہ اس رؤیا کے اندر ایک عجیب پیشگوئی موجود تھی۔ تفہیل تو مولوی **عبد الکریم** صاحب کو خصوصیت سے مخاطب کرنے میں یہہ سر تھا کہ سب سے **اول** جو شخص اس **بہشتی مقبرہ** میں دفن ہوگا وہ مولوی عبد الکریم ہوگا دوم ایسا ایک قبرستان ضرور ہوگا اور اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہوگا۔

نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے اور تین سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ پھر اس کی کوئی تحریک یا تجویز نہیں ہوئی انصاف اور خدا ترسی کو مدنظر رکھکر دیکھا جاوے تو کیا یہہ انسانی تجویز اور منصوبہ کا کام ہوسکتا ہے؟ کون شخص ہے جو اپنی زندگی کا ٹھیکہ لے۔ پھر تین سال پیشتر ایک بات کا باعلام الٰہی شایع کرنا اور پھر اپنی ہی زندگی میں اسکا پورا ہوتے ہوئے دیکھ لینا۔ یہہ اگر خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نہیں تو پھر اسکی نظیر پیش کرو۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پھر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قبرستان میں پہلا دفن ہونے والا **وہی مسلمانوں کا لیڈر** ہوگا جسکا نام حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہے۔ مولوی صاحب مرحوم کی پہلے قادیان میں رہنے والے کئی احمدیوں کا انتقال ہؤا۔ مگر مشیت ایزدی نے **احمدیوں کے قبرستان** کیلئے جو ذخت مقدر کیا تھا وہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہؤا چنانچہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا حکم دیا لیکن ابھی اس کے متعلق کوئی مزید کارروائی شروع نہ ہوئی تھی کہ ۹۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو اعلیٰ حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی جماعت کو لیکر **قبرستان** کے لئے ایک زمین مخصوص اور نامزد کرنے کو نکلے چنانچہ اپنے باغ کے جنوبی طرف ایک **قطعہ زمین حضور نے اس غرض کیلئے مختص** کر دیا اور حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو اس میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ دسمبر کی تعطیلات کرسمس میں **مولوی صاحب مرحوم کا تابوت نکال کر ہم لوگ اس قبرستان میں دفن کرینگے۔**

عجیب بات یہ ہے کہ ۱۸ نومبر کی رؤیا میں اللہ تعالےٰ نے اس قبرستان کا نام **بہشتی مقبرہ** رکھا اور ۹۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو جب حضور اس زمین کو مخصوص کرنے جارہے تھے فرمایا رات مجھے اسکے متعلق الہام ہؤا ہے۔

اُنزل فیھا کل رحمۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبرستان رحمت الٰہی کے نزول کا محل ہوگا۔ غرض خدا تعالےٰ نے جیسا قبل از وقت فرمایا تھا وہ **پورا ہؤا**۔

اب جس غرض کے لئے یہہ اعلان لکھا جاتا ہے اسکا بیان کرنا ضروری ہے۔

قبرستان کو اگر پکا کرنے کی غرض کیا ہے؟ یہ تو ایک کھلی بات ہے کہ جب انسان قبرستان میں جاتا ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے لیکن یہ اثر اسیقدر زیادہ قوی اور دیرپا ہوتا ہے جسقدر صاحب قبر کے حالات سے واقفیت ہو خصوصاً جب ایک جماعت متقی۔ خدا ترس اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھکر پھر ایمان لانیوالے لوگوں کی ہو۔ تو انکی روحانیت اور بھی قوی اثر پیدا کرتی ہے۔ پس اسوقت جو خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو مخصوص کیا ہے اور اسکو **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا مصداق ٹھیرایا ہے تو کچھ شک نہیں کہ جیسے زندگی میں اس جماعت کو یکجائی نظر سے دیکھنا دل پر ایک اثر پیدا کرتا ہے بعد مُردن انہیں ایک ہی خاک میں سوئے ہوئے دیکھنا جہاں انسانی ہستی کی زوال پذیر حالتوں پر وعظ کریگا وہاں وہ اللہ تعالےٰ کے حی و قیوم اور اسکے مرسلین پر ایمان لانے کی کیفیت کے ساتھ **وحدت** اور **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین** کا ایک مؤثر نظارہ ہوگا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے ایسے قبرستان کی بنا ہو وہی اسکا نام بھی رکھے اور اسے اپنی رحمت کے نزول کا محل قرار دے۔

علاوہ ازیں یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ یہہ آرزو کی ہے کہ وہ اپنی جماعت میں دفن ہوں۔ تذکرۃ الاولیاء میں ایسے بہت سے واقعات ملیں گے حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت عام طور پر مشہور ہے کہ انہوں نے اپنی ہڈیوں کو بھی انبیاء علیہم السلام کے قبرستان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پہونچنا پسند فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی یہ آرزو اور خواہش پائی جاتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجاورت میں جگہ پانے پر فرمایا **ما بقی لی ھم بعد ذالک** یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں جگہ پالینے کے بعد اب مجھکو کوئی ہم غم نہیں رہا۔

اور چونکہ یہ جگہ باغ کے سامنے واقع ہے اور بالکل باغ سے ملی ہوئی ہے جہاں حضرت مسیح موعود عموماً آتے ہیں اور اسی باغ میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی خاص دعاؤں کے لئے آپ نے بنائی ہوئی ہے اسلئے جب وہ وہاں آیا کریں گے تو سامنے اپنے خدام کو خاک میں سوئے ہوئے دیکھکر خواہ مخواہ دعا کے لئے تحریک ہوتی رہے گی۔

اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ جہاں جہاں باقی باللہ لوگ آرام کر رہے ہیں وہاں وہاں دور دراز سے آآکر لوگ دفن ہوئے ہیں۔

غرض

یہہ خیال کرکے کہ اجتماعی حالت سے زیارت کرنیوالوں پر ایک قوی اثر ہو۔ اور اس زمین میں سونے والوں کی خاک کی ڈھیریاں بعد مُردن بھی دوسروں کے لئے اعمال صالحہ کی تحریک کا موجب ہوں۔ اور علاوہ بریں یہہ **مجموعی حالت** اس **زمانہ** کی (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **خیر القرون** ہے) **یادگار** ہو اس **قبرستان** کو بنایا گیا ہے۔ تا جو شخص اپنی جماعت میں سے اپنی قضا و قدر سے فوت ہوجاوے وہ یہاں دفن کیا جاوے۔ اور جو لوگ اکابر ہوں انکی قبروں پر ایسے کتبے لگا دئے جاویں جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکیں۔ اسطرح یہہ قبرستان ایک **قومی تاریخ** ہوگی۔

حضرت اقدس نے یہہ بھی پسند فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو قادیان سے باہر ہیں انمیں سے اگر کوئی شخص اس قبرستان میں دفن ہونے کی آرزو کرے تو وہ **وصیت** کرسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اسکو صندوق میں بند کرکے یہاں پہونچا دیا جاوے اسکو جگہ دیجاوے گی۔ اور آجکل جبکہ **والنفوس زوجت** کا زمانہ ہے اور ہر طرح سے سفر کی سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں یہ امر کچھ مشکل نہیں۔ اس مطلب کے لئے بہت بڑے احاطہ زمین کی ضرورت ہوگی جس میں ایک بڑا حصہ جو وہاں حضرت حجۃ اللہ کی ملکیت تھا آپ نے دیدیا ہے لیکن اسکے اردگرد کئی اور **قطع** لینے ضروری ہیں اور پھر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا اور اس زمین کو درست کرکے اس میں روشیں نکال مختلف قسم کے پودے جو **بہشتی مقبرہ** کے حسب حال ہوں لگائے جائیں گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اسکی **حفاظت اور درستی** کے لئے رکھا جاویگا۔

ان سب باتوں کے علاوہ بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈھاب حائل ہے اور برسات میں گذر محال ہوتا ہے مگر موت کے لئے تو کوئی وقت معلوم نہیں کہ برسات میں ہو یا جاڑے میں اسلئے ابھی اسپر ایک **مضبوط پل** طیار کیا جاویگا۔ تا کہ کسی موسم اور حالت میں وقت واقع نہ ہو۔ ان ساری ضرورتوں کو مدنظر رکھکر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سردست کم از کم **تین ہزار روپیہ** اس کام کے لئے جمع کرکے بھیجدیں۔ **یہہ سب روپیہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام آنا چاہئے**۔ اور کوپن پر لکھدیا جاوے۔ بعد قبرستان یہ رقم بہت بڑی رقم نہیں الحکم کا ہر خریدار اس ضرورت پر غور کرے اور توجہ کرے تو کچھ بڑی بات نہیں۔

اس معاملہ میں سستی اور توقف معصیت ہوگی۔ اور اس کے جلد تر طیار ہوجانے پر ایک عظیم الشان **نشان** کا نمونہ نظر آئیگا۔

حضرت اقدس نے اپنی ایک تصنیف میں لکھا ہے کہ ہر شخص کو قادیان ہجرت کرنے کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور یا کم از کم یہ آرزو ہو پس مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں گے اور جنپر خدا تعالیٰ کا **مسیح و مرسل** جنازہ پڑھیگا۔ اور وہ اپنی آمد و رفت میں انکے لئے دعا کرے گا۔

آخر میں دعا ہے کہ اے اللہ تو نے جیسے زندگی میں اپنے مرسل اور اسکے اکابر صحابہ کی مجاورت کا ہمیں موقع دیا ہے خاتمہ بھی پر ہوا ہی **قبرستان** میں ہمیں جگہ دیجیو۔ اور پھر حشر میں بھی پاک زمرہ میں **اٹھائیو**۔ آمین۔

+ اس قبرستان میں دفن ہونے کے متعلق جو رسالہ الوصیت حضرت نے ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع کیا ہے اس میں مفصل شرائط ہیں [illegible]

کھلی چٹھی

مگر کیا یہ الٰہی قدرت نہیں کہ انسان اپنی آنکھون سے وہ کچھ دیکھے جو پہلے نہ دیکھا تھا اور عین بیداری مین اس سے یہ پردہ ہٹا کر روحانیات کا علم دکھایا جائے اور پھر وہ دکھانا محض بطور سیر و تفریح نہ ہو بلکہ اسمین کئی پیشگوئیان ہون چنانچہ اس دکھانے مین یہ اشارہ تھا کہ یہ سب ملک اور یہود و نصاریٰ کے معابد تمہارے اور تمہاری امت کے قبضے مین آئینگے - اب اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک یتیم و بیکس (صلعم) با آواز بلند پکار رہا ہے کہ اے نحن ابناء اللہ واحباءہ کے مدعیو دیکھو ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے مقامات پر مین اور میرے متبعین حکومت کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا [illegible] انہین مقاصد کے لئے سبحٰن الذی فرمایا نیز سبحان اسلئے فرمایا

تنزیہ کہ اسبات کی تنزیہ ہو کہ خدا تعالےٰ کو کوئی مکان یا جسم کہتا ہے - اسپر آپ بولے کیا معراج خواب تھا مین نے کہا کون کہتا ہے کہ خواب تھا وہ تو عین بیداری کا معاملہ ہے ایسی بیداری کہ اس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب ہے اب سمجھے ؟ آپ نے کہا پھر اسریٰ کیون فرمایا ہے - عرض کیا - کیون ؟ - کشف مین سیر نہین ہوتا جیسے کہ خواب مین آپ دیکھتے ہین - کہ آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا - نیز اسریٰ اسی لئے فرمایا تا اشارہ ہو کہ یہ سب کشفی معاملہ ہے کیونکہ ان باتون کے [illegible] اثرات کا وقت مخصوص ہے ورنہ دن آرام [illegible] کے لئے بہتر تھا اور اسی لئے خدا نے معراج کو رؤیا فرمایا

لقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک

اسپر شاہ عبد القادر [illegible] و فتح القرآن مین دیکھئے [illegible] سمجھئے کہ وہ بھی ایک بزرگ کامل ہے وہ رؤیا [illegible] مراد ... رہے ہین پھر آپ نے عبدہ [illegible] شروع کی - اور آرأیت الذی ینھیٰ عبدا اذا صلّیٰ پیش کیا مین نے کہا کہ جب آپ کشفی [illegible] مین مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سیر [illegible] تھے تو واقعی روح مع جسمہ [illegible] کون کہتا ہے کہ صرف روح تھا - نیز یہ کوئی ضروری نہین کہ ہر جگہ مراد روح مع جسد ہی ہو دیکھئے قتل الانسان سے یہ مراد نہین کہ روح بھی ساتھ ہی قتل ہوگئی - اور پھر فرمایا ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین اب کیا یہ [illegible] روح مع جسم ممکن ہو تا ہے ؟ اسکے جواب مین آپ نے منتہا اور الیٰ کو پیش کیا کہ یہ ابتدا و انتہا کے لئے ہی جو سیر قدمی کے لئے خاص نہین مین نے کہا سیر نظری کے لئے کیون ابتداء انتہا نہین ہوگی - اسپر آپ سورۃ والنجم کیطرف مشغول ہوئے کہ وہان آیا ہے : - ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ اور پھر ما زاغ البصر وما طغیٰ - مین نے کہا اس رؤیت کے لئے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس جسم کے ساتھ پہنچنا کہان سے ثابت ہوتا ہے - نظر کشفی کے ساتھ یہین سے بیٹھے بیٹھے دیکھا جا سکتا ہے - نیز اگر جبریل آپ کو معراج کی رات لینے آئے تھے بران ایکر تو اسی وقت [illegible] دیکھ لیا تھا خاص سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھنے کی کیا خصوصیت ہے - اور ما زاغ البصر مجھپر کیا حجت ہو سکتا ہے مین بھی تو کہتا ہون کہ اسی آنکھ سے دیکھا اور کشف مین جو کچھ انسان دیکھتا ہے اس مین اس آنکھ کی مدد بھی ہوتی ہے بلکہ ظاہر مین یہی آنکھ دیکھتی معلوم ہوتی ہے اور ما زاغ کا لفظ روشنی ڈال رہا ہے اس بات پر کہ وہ کشفی دیکھنا تھا کیونکہ اسمین زیغ کا احتمال ہے کہ بعض کشوف غلط بھی ہوتے ہین سو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ نبی کریم صلعم کا کشفی نظارہ بالکل حق تھا - اور زیغ وطغیان سے برخلاف تھا - اور پھر اس سے پہلے ما کذب الفؤاد ما رأیٰ سے ظاہر ہے کہ دیکھنے کا سرچشمہ دل تھا - اب فرمائیے ؟ اسپر آپنے دیر ہو جانے اور جلدی واپسی کا عذر کیا - مین نے عرض کیا ذرا ٹھہرئیے ابھی رفعہ اللہ الیہ کے معنے باقی ہین - یہ " ما قتلوہ یقیناً " کے مقابل واقع ہوا ہے اور یہودی جو ان کے مقتول بالصلیب ہو جانے کے مدعی تھے اس سے مراد ان کی " ملعون " ثابت کرنے کی تھی) اس لئے خدا نے فرمایا وہ تو ملعون نہین ہوئے بلکہ مرفوع ہوئے اور ملعون اسلئے نہین ہوئے کہ قتل بالصلیب واقع ہی نہین ہوا - آپنے کہا صلیب پر مرنے سے لعنت کیونکر لازم آتی ہے - مین نے کہا تورات دیکھئے جہان لکھا ہے جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے آپ نے کہا مین نے وہ مقام دیکھا ہے وہان تو مجرم کا ذکر ہے اور آپ مجرم نہین تھے - مین نے کہا بیشک مگر یہود کے نزدیک تو مجرم ہی تھے اور اسی جرم کے اثبات کے لئے انہون نے صلیب چڑھایا تا کہ سب پر ظاہر ہو کہ (معاذ اللہ) وہ ملعون تھا - اگر خدا کا نبی ہوتا تو کبھی مقتول بالصلیب ہوتا - سو خدا تعالےٰ نے فرمایا یقیناً مقتول نہین ہوا - ان جو اصل بات ہے وہ صرف یہ بات ہے " وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لھم " (اور یہودیون نے اس مسیح کو نہ قتل کیا کسی طرح سے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا) آپ نے کہا وما قتلوہ ہی سے انا قتلنا کا جواب ہوگیا - وما صلبوہ کیون فرمایا مین نے کہا یہ اسلئے کہ یہ خاص سبب قتل تھا جسپر ان کے ملعون بنانے کا دار و مدار تھا اس لئے پہلے عام نفی کی اور پھر خاص کی خصوصیت سے نفی بطریق تاکید کی تا کہ اچھی طرح اسپر اصلیت کھل جائے اور نیز اصل واقعہ بھی معلوم ہو جائے کہ صورت صلیب پیش آئی تھی چنانچہ جب وما صلبوہ سے صلیب پر چڑھایا جانے کی نفی کا وہم بھی ہوتا تھا اس کا استدراک ولٰکن شبہ لھم سے فرمایا - کہ وہ مسیح ان کے لئے اشبہ بمقتول بالصلیب بنایا گیا - آپ نے کہا اس کے تو یہ معنے ہین کہ وہ مقتول مزعوم یہود مسیح کے مشابہ بنایا گیا ہے - مین نے عرض کیا اس کا تو پچھلی آیات مین ذکر ہی نہین پس اسکو مرجع کیونکر بناتے ہو آپنے کہا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ مین ھو ضمیر راجع طرف عدل کی - ایسا ہی انا قتلنا سے مقتول مزعوی سمجھا جاتا ہے مین نے کہا اس حساب سے تو قتل کیطرف ضمیر پھرے گی نہ کہ مقتول کیطرف نیز مسیح ابن مریم رسول اللہ جب اظہر اور مذکور ہے ہم اسے چھوڑ کر کیون ایک ایسے کو مرجع بنائین جو مقدر ہے بہرحال ترجیح تو اسی مذکور کو چاہیئے پھر آپنے کہا مشبہ بہ کس کو بناتے ہو مین نے کہا مطلق مقتول بالصلیب کو اور یہ بھی کہہ سکتے ہین - کہ جیسے یہود مقتول سمجھے ہے تھے بحالیکہ وہ دراصل غشی خوردہ تھا آپ نے کہا مشبہ مشبہ بہ ایک ہوگیا - مین نے کہا تغایر اعتباری ہے ولولا الاعتبارات ... لبطلت الحکمۃ - اسکے بعد آپ نے کہا پھر خدا تعالےٰ وقولھم انا قتلنا نہ کہتا بلکہ وصلبھم المسیح فرماتا - مین نے کہا ایذا تو ہر نبی کو دیگئی پس اس کے لئے یہود ملعون نہین ہوئے بلکہ وہ ملعون تو اسلئے ہوئے کہ انہون نے ایک مرفوع الی اللہ کو خواہ مخواہ بلا ثبوت ملعون کہا - نیز صلبھم کے معنے صلیب پر چڑھانے کے نہین بلکہ صلیب پر مارنے کے ہین ورنہ لازم آئیگا - کہ اللہ و رسول سے محاربہ کرنے والے مفسدون کو صرف صلیب پر چڑھا کر اتار لیا جائے اور حکم اتنے سے ہی ادا ہو جائے کیونکہ فرمایا ان یقتلوا او یصلبوا (قتل کئے جائین یا صلیب پر چڑھائے جائین نہ کہ صلیب پر چڑھا کر مارے بھی جائین -

پھر آپنے سوال کیا کہ صلیب سے بچکر کس رستہ سے کہان گئے - اور ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے جواب مین عرض ہے کہ خود قرآن مجید مین ہے و اوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین - (کہ ہم نے مسیح اور اوسکی مان کو ایک ربوہ پر مصیبت کے بعد پہنچایا ہے جو چشمہ والا ہے اور ان کے لئے موجب قرار ہے) یعنی وہان گئے ایک سخت مصیبت کے بعد اور پھر وہان قرار پایا آپ فرمائیے وہ کونسا مقام ہے - مفسرین کا اختلاف بتا رہا ہے کہ انہین اسکے متعلق کوئی یقین نہین اور نہ ہی کوئی ایسی چشمون والی اونچی جگہ بتا سکتے ہین جہان آپ نے ہمیشہ کے لئے قرار پکڑا ہو - اور پھر وہان سے موت تک بلکہ موت کے بعد بھی نہ نکلے ہون - یقیناً وہ کشمیر ہے - جہان کے باشندون کی عادات رسم و رواج لباس سب یہودیون سے ملتا ہے اور مقامون کے نام بھی وہی ہین جیسے لد - اخ - گلگت (گلگوتھا) کوہ سلیمان - وغیرہ ذالک - باقی رہا کہ کس راہ سے سو اسکی کیا ضرورت ہے - مگر مختصراً سنئیے کہ افغانستان - تبت سے ہوتے ہوئے پنجاب سے گذر کر کشمیر گئے - روضۃ الصفا مین لکھا ہے در زمان عیسےٰ بادشاہے بود در ولایت نصیبین بغایت متکبر و جبار حضرت نبوی بدعوت او مامور شدہ متوجہ [illegible] گشت اور انجیل مین کئی بار فرمایا کہ مین بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے لئے بھیجا گیا ہون اور یہ کہ میری اور بھی بھیڑین ہین جو اس بھیڑخانہ مین نہین ضرور ہے کہ مین انہین بھی ملون جس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور ان بنی اسرائیل کے دس گم شدہ فرقون مین جانا اپنا فرض خیال کرتے تھے - جو بخت نصر وغیرہ کے وقت ہجرت کر آئے تھے - اور پھر مسیح نام بھی آپ کا صرف اس لئے پڑا - کہ آپ زمین پر بہت سیر کرتے رہے اور سیر سے یہ خطاب حاصل کرنے کیلئے بہت سی عمر اور بہت لمبا عرصہ چاہیئے - دیکھو عمدۃ القاری مسیح لانہ یمسح الارض - اور انجیل مین ہے نبی بے عزت نہین مگر اپنے وطن مین - اور حدیث شریف مین ہے اوحی اللہ تعالےٰ الیٰ عیسےٰ ان یا عیسےٰ انتقل من مکان الیٰ مکان لئلا تعرف فتوذی (یعنی یہان سے کہین اور چلا جا تا کہ تجھے نہ پہچانین نہ ایذا دیا جائے) (رواہ ابن عساکر) اور آپ کی والدہ مکرمہ صدیقہ بھی بعد مین آگئی اور کچھ حواری بھی آ گئے - خود کشمیر مین اس قبر کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہین - جس سے یقیناً اس کا نبی اسرائیل سے نبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی تو کوئی کہلایا نہین جسکے پاس کتاب بھی ہو اور اکمال الدین ایک پرانی کتاب مین ہے کہ ایک کتاب تھی بُشریٰ اور انجیل کے بھی یہی معنے ہین - یعنی بشارت) اس کے بعد آپ نے رستہ مین مجھ سے حضرت اقدس کے صادق ہونے کی دلیل پوچھی - مین نے کہا یہی آیت کافی ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل

...منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - (اگر یہ ہم پر افترا کرتا تو پوری قوت سے پکڑ کر رگ جان کاٹ ڈالتے) آپ بولے یہ تو نبی کریم صلعم کے حق مین فرمایا - مین نے کہا مین کب کہتا ہون کہ یہ آیت کسی اور پر نازل ہوئی - سوال تو یہ ہے کہ جب ایک مدعی نبوت کے لئے یہ بات صدق کا ثبوت ہوسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے لئے نہ ہو - اسی لئے تو وانہ لتذکرۃ للمتقین فرمایا - یعنی یہ نشان متقیون کے لئے تذکرہ ہے اور وہ اسی کسوٹی پر کسی کے صدق وکذب کو پرکھ سکتے ہین آپ نے کہا حضرت محمد صلعم تو نبی صادق تھے پس خدا فرماتا ہے کہ نبی صادق اگر مجھ پر افترا کرے اور جھوٹ بولے تو اسکی سزا موت ہے اور یہ (مرزا صاحب) تو نبی کاذب ہے - مین نے کہا یا سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے کہ اگر نبی صادق ہم پر جھوٹ بولے - وہ صادق ہی کیا ہوا جو جھوٹ بولے نیز جب صادق کو ایک جھوٹ خدا پر بولنے سے سزائے موت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکو موت کی سزا نہ ملے جو اول سے آخر تک خدا تعالے پر جھوٹ افترا باندھ رہا ہے - اسپر آپنے کہا کئی جھوٹے نبی زندہ رہے مین نے کہا آپ ہرگز کوئی مثال نہین پیدا کرسکتے کہ کوئی مدعی وحی ونبوت جھوٹا ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا ہو - اگر کوئی ایسا گذرا تو اس کا نام لیجئے آپ لگے فرعون وغیرہ کا ذکر کرنے جنہون نے کہا خدائی کا دعوے الگ شئے ہے - اسکی سزا جہنم ہے یہ اسلئے کہ خدائی کا دعوے - ایک انسان محتاج سے خود اپنی تردید آپ ہے دیکھئے کوئی شخص اگر فلان بادشاہ ہونے کا بازارون مین دعویٰ کرتا پھرے تو سب اسے پاگل ٹھہرائینگے اور نہ حکومت سے مؤاخذہ ہوگا لیکن اگر کہے کہ مین فرستادہ شاہ ہون اور وہ اس دعوے مین جھوٹا ہو تو ضرور گرفتار کیا جائیگا -

اسپر آپنے کہا کہ ماھو بقول شاعر اور تنزیل من رب العلمین سے ظاہر ہے کہ یہ آیت مدعی وحی کے لئے ہے اور مرزا صاحب کا دعوے تو الہام کا ہے - مین نے کہا وہ تو صاف کہہ رہے ہین کہ ہمین وحی ہوتی ہے اور خدا تعالے مجھ سے ایسا ہی ہمکلام ہوتا ہے جیسے انبیاء سلف حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ - حضرت عیسےٰ ع - حضرت داؤد ع - علیہم السلام سے ہوا - آپنے تعجب سے پوچھا کیا ان کے پاس جبرئیل آتا ہے مین نے کہا اگر آنے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ آسمان سے چلکر جبرئیل پاس آبیٹھے تو یہ ٹھیک نہین کیونکہ نزول ملائکہ کے یہ معنے نہین - خدا تعالےٰ فرماتا ہے بزبان ملائکہ وما منا الا لہ مقام معلوم یعنی ہر فرشتہ کا ایک جائے قیام وقرار مقرر ہے پس وہ وہان سے ہلتا ہٹتا نہین - اور وہ وہین سے اپنی تاثیرات کے ذریعے کام کرتے ہین جیسا کہ سورج - چاند - ستارے - اور اگر فرشتہ ہر کام کے لئے نیچے اوپر جانے لگے تو ایک ہی وقت مین کئی کامون کا کرنا دشوار ہوجائیگا مثلاً ملک الموت اگر ایک کی جان لینے کے لئے نیچے اترے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسی وقت مین کئی ہزار اشخاص کی جان لیلے - پس حضرت جبرئیل تو بطور واسطہ ہے خدا کا کلام نازل ہونے کا جو سننے کے لئے وہی کام دیتا ہے جو ہوا آواز کے لئے یا روشنی دیکھنے کے لئے آپ اسپر بول اٹھے کہ پھر خدا پہلے کا محتاج ہوا مین نے کہا حضرت! اول یہ تو اعتراض آپ پہ ہی ہوسکتا ہے کیونکہ آپ بھی خدا تعالے کا کلام بذریعہ جبرئیل نازل ہونے کے قائل ہین دوم اس وسیلہ کی ضرورت بندے کو ہے نہ خدا کو اور یہ خدا تعالے کا قانون قدرت ہے کہ انسان اپنے حواس کے لئے کسی مدد کا محتاج ہے جیسے کہ وہ آنکھون سے دیکھ نہین سکتا جب تک روشنی سورج کی یا سورج کی شکل نہو - پھر آپ نے پوچھا کہ جبرئیل جو آتے ہے وہ کیا تھا - مین نے کہا اسی طرح جس طرح مریم سے ہمکلام ہوا اور وہان صاف آیا - فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا - غرض کلام تو وہی خود کرتے ہین صرف بشر اپنی استعداد وعقیدہ کے مطابق ان کی ایک شکل دیکھ لیتا ہے مفصل توضیح مرام مین دیکھئے - اسپر آپنے کہا کہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ پر سچی وحی ہوتی ہے مین نے کہا درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہے پیشگوئیان جو تحدی سے ان الہامون کی بنا پر کی جاتی ہین وہ ان کے سچا ہونے کا ثبوت ہین آپنے کہا سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین مین نے کہا ایک کا علم ہو آپ نے مواہب الرحمٰن کا ذکر کیا کہ وہان لڑکے کی پیشگوئی ہے اور ہوئی لڑکی - مین نے کہا وہان تو لکھا ہے فی حین من الاحیان کوئی خاص وقت مقرر نہین آپ پہلی باتون کو نہ مانین تو حال کی پیشگوئیان کیا تھوڑی ہین کیا آپ نے طاعون کو خود اپنی آنکھون سے نہین دیکھا کیا اس کے متعلق خدا کے فرستادے نے قبل از وقت اطلاع نہ دی طاعون کا نام ونشان نہ تھا کہ اس نے کہا بیماری کے پودے لگائے جارہے ہین پھر یہ زلزلہ آپ بھول گئے جس کی نسبت وحی الٰہی نے مدت پہلے خبر دی -

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

اور عفت الدیار محلھا ومقامھا اور زلزلہ کا دھکا - وغیرہ - جس سے پچیس ہزار کے قریب انسان ہلاک ہوئے - اسکے ساتھ ہی ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا - پڑھ لیجئے - یہ عذاب ہے ثبوت ہین اسبات کے کہ رسول آچکا ہے -

پھر ایک اور آنے والی آفت کی خبر دے رکھی ہے اس کا انتظار کیجئے - پھر مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ہمین دی اسی نے بہت پہلے ۷۰ کفن مین لپٹا گیا اور ۴۷ سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون ۷ سے دی - کون ہے جو اسطرح قطعی طور سے خبر دے - کیا فلا یظھر علے غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول بھول گئے کہ خدا مرسلان حق کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا اگر کہو کہ نجومی بھی نجومی پیشگوئی کرتے ہین - تو یہ اعتراض بحیثیت مسلمان ہوتے کے آپ پر بھی ہے کہ اگلے انبیاء کس طرح پہچانے گئے - اسپر الوداعی سلام ہوا - مین نے اب ان باتون کو لکھ کر پھر مولوی صاحب کے پیش کیا تاکہ وہ مکرر غور کرین اور ان کے پاس اس کا کچھ جواب ہے تو وہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر لکھین تاکہ لوگون پر حقیقت علم آنجناب ظاہر ہو -

ہان ایک بات بھولا - آپ نے کہا تھا قطع سے مراد فصاحت کم ہونا بھی ہے مین نے کہا چلو یہ ہی سہی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی کتاب کی مثل پیش کیجئے - آپ نے کہا مین چاہون تو لکھ سکتا ہون مین نے کہا لو نشاء لقلنا مثل ھذا کہنے والے تو بہتیرے ہین لکھ کر دکھایئے - وان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیۃ -

راقم
محمد ظہور الدین اکمل احمدی گجراتی گولیکے ضلع گجرات - مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء -

آریہ مہاشے غور سے پڑھین

خاکسار نے عرصہ تک آریہ سماج مین رہنے کے بعد اس دھرم مین ساری پول ہی پول دیکھکر اسے ترک کردیا اور ایک رسالہ ترک ویدیہ دھرم جو صرف ۳۲ صفحون کا فی الحال شائع کرلیا ہے جسمین دس اعتراض ستیارتھ پرکاش کی تحریرات پر کرکے تمام آریون کو چیلنج کردیا ہے کہ اسکی تردید اگر کوئی صاحب کرسکتے ہون تو لکھ کر مجھے مطلع کرین اور اسبارہ مین مجھ سے کسی قسم کی گفتگو بذریعہ تحریر یا اردو ہندی خواہ انگریزی مین ہی کرسکتے ہین مگر ایسے اعتراضات کی تو کوئی کیا تردید کرتا اپنی ہمیشہ کی عادت کے موافق گالی گفتار پر آگئے ہین اور جہان ۷ - ۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء اخبار ستیا دھرم پرچارک مین چند شریر آریون نے کوئی جعلی تحریر بناکر مجھے دھرم نیلام کرنے والا مشہور کیا وہان آریہ گزٹ کے چند پرچہ جات مین سنا گیا ہے کہ خوب خوب صلواتین سنا رہے ہین لیکن مجھے تعجب ہے کہ آریہ سماج کے ممبران جو کریہ ڈنکا بجاتے ہین کہ ہم ہر وقت ستیہ کو گرہن کرنے اور استیہ کو تیاگ کرنے کے لئے مستعد رہا کرتے ہین - اس رسالہ کے پیش کردہ اعتراضات پر کیون دھیان نہین دیتے مین پھر کہتا ہون کہ اے آریہ بھائیو! گالی گفتار چھوڑکر اگر آپ معقول پسند ہین تو شائستگی کے ساتھ مجھے اُن اعتراضات کا جواب دیجئے جو مین نے رسالہ ہذا مین درج کئے ہین - اور اسی طرح کتاب - آریہ سماج کی پول جو ۷۰۰ صفحون کی ضخیم کتاب جو ابھی شائع ہورہی ہے اوس مین پیش کئے گئے اعتراضات کی معقولیت سے یا تو تردید کیجئے یا اپنی غلطیون کو تسلیم کیجئے تاکہ ستیہ کو گرہن (سچائی کو قبول) اور استیہ کو تیاگ (غلطیون کو ترک) کرنے کے اصول پر آپ کا سچ مچ عملی طور پر پابند رہنا عوام کو بھی معلوم ہوجاوے -

پبلک کو یاد رہے کہ جو آریہ سماج پیدائشی مسلمانون اور عیسائیون کو شدہ کرنے کی فکر مین حیران و پریشان رہتے ہین وہ اب دیکھنا ہے کہ اپنے ایک سابق اپدیشک کے معقول اعتراضات کو کہانتک مہذبانہ طور سے رد کرسکتا ہے -

ناظرین! ادن مسلمانون عیسائیون کو آریہ سماج مین داخل کرلینا آسان ہے جو سنسکرت علم سے ناواقف ہونیکے باعث جانتے نہین کہ آیا سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی باتین کہانتک خود انہین کے تسلیم کردہ مستند کتابون سے ٹکر کھاتی ہین لیکن آریہ سماج کے ایسے معقول پسندی کا کام بنے ہوئے یہ امر مشکل ہے کہ وہ کسی سنسکرت دان معترض کا جواب دے سکین اور اب ان کے پاس میرے بارہ مین جو آریہ سماج کا نیک نیت - وفادار (انرجم) سنسکرت ماسٹر معزز اخبار آریا ورت کا اسسٹنٹ اڈیٹر اور اپدیشک رہا ہے سوا اسکے اور کوئی علاج موجود نہین ہے کہ وہ عوام مین یہ مشہور کرین کہ وہ دھرم نیلام کرنیوالا اور روٹیون کا محتاج ہے وغیرہ وغیرہ - اے آریہ مہاشے گن! ان باتون سے کیا فائدہ ہے - اب اعتراضات کو دیکھئے یہ رسالہ ترک ویدیہ دھرم اگرچہ انہیمنٹ کا ملکیتی ممبران آریہ

مراسلت

ایک مکاشفہ کی حقیقت

پنجاب کے ایک بزرگ نے ہفتہ وار پیسہ اخبار مجریہ ۹ دسمبر ۱۹۰۵ء مین اپنا ایک مکاشفہ درج کرایا ہے جس مین حافظ شیرازیؒ کے ساتھ انکی ملاقات ہوئی - اور حافظ صاحب موصوف نے انہین فرمایا کہ میرے جن اشعار کے ظاہر معانی کی بنا پر بعض لوگ مجھ سے بدظن ہین - اُن الفاظ سے میری کچھ اور مراد ہے جو کسی طرح مذموم نہیں "غرض حافظ صاحبؒ نے انہین یہ ہدایت کی ہے کہ اپنے خیال اور رائے سے کبھی کسی پر بدگمانی نہ کرنا چاہئے - ایسے کشوف کے امکان سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا - کیونکہ نعمت کشف و الہام امت محمدیہ مین حسب مدارج اِتقا متوارث چلی آئی ہے اور چلی جائیگی - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس مراسلت کے ابتدائی حصہ مین بزرگ موصوف نے اپنے خیال ناقص سے یا ملامتِ خلق اللہ کے ڈر سے بعض ایسے فقرات درج کردئیے ہین - جن سے انکار دعوئے سخن حضرت مسیح موعود ؑ کی طرف معلوم ہوتا ہے - اور کہ میرزا صاحب انکی خیال مین ایک دام تزویر پھیلانے والے دوکاندار ہین - اور کہ انہون نے کشف و الہام کو بدنام کردیا ہے وغیرہ وغیرہ "

ایسے ہزلیات کا جواب سوائے لعنة اللّٰہ علے الکاذبین کے کیا دیا جاوے -

قبل اسکے کہ امر زیر بحث کا جواب دیا جاوے مین بزرگ موصوف کو یہہ بتلانا چاہتا ہوں - کہ جس چیز کے متعلق انہون نے بڑے فخر سے بیان کیا ہے - کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد انہین نصیب ہوئی ہے - اُس نعمت سے حضرت مرزا صاحب کے ہزارہا خدام خدا کے فضل اور مامور من اللہ کی برکتِ صحبت سے شب و روز مستفیض ہورہی ہین - اور یہ بات صرف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ذکر کیگئی ہے - والحمد للّٰہ علی ذالک -

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ موصوف ایسے معمولی مسلمان اپنے کشف و الہام (صرف اپنی شہادت سے) لوگون کو منوانا چاہتے ہین جو ممکنات سے ہے اور جس پر از روے اسلام حسن ظن چاہئے - تو کیا وہ شخص جو تیرہ سو برس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق مامور ہوکر تائید اسلام کے لئے آیا ہے - اور جس کے اعلٰے درجہ کے تقوے و طہارت مین اسکے منصف مزاج مخالفین کو بھی کلام نہین - اتنا حق ہی نہین رکھتا کہ اپنا کشف یا الہام بنیت حقانیت اسلام کے ثبوت مین پیش کرسکے - خصوصاً جب اسکے ساتھہ ہزارہا آسمانی تائیدین اور یقینی شواہد موجود ہون - اور کیا اس کے ہزارون متقی خادمون کو (جنکو علاوہ دیگر ثبوتون کے خود رسول اللہ صلعم یا دیگر انبیاءؑ صالحینؒ کی زبان مبارک سے عالم کشف و رویا مین اُسکے مستجاب اللہ ہونے کی تصدیق ہوئی ہو) اتنا بھی حق حاصل نہین کہ وہ اُسے صادق سمجھ کر اُس کی طاعت کرین -

دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس مراسلت مین " دکاندار وغیرہ " کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے - کیا وہ کسی کشف و الہام کی بنا پر ہے یا صرف خیالی ہے - اگر خیالی ہے تو یہ بزرگ موصوف کے اوس القا کے قطعاً مخالف ہے - جسکو وہ اخبار چودھویں صدی ماہ نومبر ۱۸۹۷ء مین اوس خط کے ضمن مین شائع کراچکے ہین - جوکہ انہون نے نہایت الحاح اور تذلّل سے حضرت مرزا صاحب کی طرف لکھکر اپنی خطا کی معافی چاہی تھی - اور علانیہ طور پر مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کیا تھا - غرض الہام ربانی کے مقابلہ مین ایک خیال نفسانی کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن اگر موجودہ لفظ دکاندار وغیرہ بھی الہامی ہے تو خیال کرنا چاہئے - کہ دو متضاد الہام ایک خدا کیطرف کیونکر منسوب ہوسکتے ہین -

مین حیران ہون کہ یہ لوگ کونسی خانہ ساز دلیل سے ایک ایسے عاشق رسول اللہ کو جو اسلام کا غیور حامی ہے - دکاندار ٹھہراتے ہین - کیا وہ از روے ایمان بتا سکتے ہین مرزا صاحب نے اسلام کا فلان حکم منسوخ کردیا ہے - البتہ جن باتون پر شور و غوغا کیا جاتا ہے وہ صرف دو باتین ہین - اول دعوے وفات ابن مریم - دوسرا اون کا اپنا دعوی مثیل مسیح و مہدی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان دو امور مین متقدمین مین سے بھی کوئی ان کا ہم خیال ہے یا نہین - سو واضح ہو کہ وفاتِ مسیح مین کئی پہلے اکابر بھی ان کے ساتھہ متفق ہین - مثلاً امام مالکؒ - امام ابن حزمؒ - وغیرہم - باقی رہا ان کا دعوی مسیحیت و مہدویت - سو بعض بزرگان سابق کے دعاوی مرزا صاحب کی نسبت بدرجہا بڑھکر ہین - مثلاً انا الحق - انا محمدؐ - انا موسےؑ - انا ابراہیمؑ - وغیرہ کہنے والے بزرگان دین کو دیکھیں بلکہ مولوی محمد اسمعیل شہیدؒ (جنکا ذکر خیر آپنے بھی اپنے مکاشفہ مین کیا ہے) یہانتک فرماتے ہین

کہ اگر از کسے آوازۂ انا الحق بشنوی -
زنہار بہ انکار پیش نہ آئی - اور یہی مولانا موصوف نے اپنے مرشد حضرت سید احمدؒ بریلوی کی تعریف اس شعر مین کی ہے - ؎

سید احمد با ہمہ اصحاب خود در رسید
باصحابہ گوئی آمد باز ختم المرسلینؐ

کاش بزرگ موصوف نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا مضمون مندرجہ اخبار وطن ۱۷ - نومبر ۱۹۰۵ء ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا - جس مین انہون نے باوجود غیر احمدی ہونے کے ایک حدتک انصاف سے کام لیا ہے - جس کے بعض فقرات یا ان خلاصہ درج ذیل ہے :-

(۱) امت محمدیہ خیر الامم ہے - انبیاء سابقین کے صفات اس امت کے ایک فرد مین جمع ہوسکتے ہین - چنانچہ صوفیائے کرام کے مقامات باطنی مین مقام ابراہیمؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ کا تذکرہ اس امر کی شہادت دے سکتا ہے پس اگر مرزا صاحب قادیانی مین نسبت عیسےٰ یا کرشن کا ظہور ہوگیا تو کیا تعجب ہے - اور اس نسبت کے سبب سے انکو کشف و الہام کا ہونا بھی عجیب نہین -

(۲) اسکے بعد ہم کو مرزا صاحب کے افعال اور ان کے مریدون کے اوضاع و اطوار کو دیکھنا چاہئے - بظاہر ان کی صورتین نیک اور متقی مسلمانون کی سی ہین نمازون کے پابند ہین اور ان نمازون مین بھی ہماری نماز سے کوئی اصولی تفاوت نہین ہوتا ان کے مریدون مین انگریزی خوان ہی ہین - مگر اون پر مذہبی رنگ زیادہ ہوتا ہے - بجاے اس کے دوسرے طبقہ کے مسلمانون مین اس قسم کی بہت تھوڑی مثالین ہین -

(۳) سب سے اچھا مجھکو اس گروہ مین اسلامی حمایت کا جوش نظر آتا ہے - مسلمانون کے اصولی دشمنون کو سمجھنا اور ان کے حملون کا جواب دینا اس جماعت کا پسندیدہ شعار ہے - (دیکھو وطن ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

قطع نظر دیگر دلائل کے خود بزرگ موصوف کے اپنے مکاشفہ مین حضرت مرزا صاحب اور انکے امثال پر بدگمانی کرنے کی تردید موجود ہے - چنانچہ بزرگ موصوف اپنے کشف کے اظہار کی وجہ اسطرح لکھتے ہین - " تاکہ میرے بھائی جو میری طرح ایک اسلامی بزرگ کی نسبت بدظنی مین مبتلا ہون - اس سے بچ جائین " اور سب سے بڑھکر قرآن شریف کی آیۃ اجتنبوا کثیرا من الظن اور وہ احادیث نبویؐ جن مین اہل اسلام پر بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے - ان باتون کا کافی جواب ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

قدرت اللہ احمدی
از لاہور

چند استفسارات

توفی کوئی شخص ثابت نہین کرسکتا کہ جب سے دنیا مین زبان عربی کا وجود ہے عربی مین خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو توفی باب تفعل سے سوائے قبض روح کے قبض جسم کے معنی مین بھی کبھی استعمال ہوا ہو - نہ قرآن شریف مین نہ احادیث مین نہ دواوین جاہلیت مین کہین اس کے خلاف مثال نہین مل سکتی - یہ دعوی اگر غلط ہے تو ثابت کرو؟

بھرنا اکثر اردو کے ترجمون مین جہان حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لفظ توفی یا اس کے مشتقات آئے ہین تو اوس کے معنے بھرنا کئے گئے ہین - تعجب ہے کہ بھرنا کیا چیز ہے آیا گھڑے مین پانی بھرنا یا کنوے سے پانی بھرنا یا کیچڑ مین کپڑے بھرنا یا فٹبال مین ہوا بھرنا یا پیٹ بھرنا یا صندوق بھرنا یا نقشہ مین رنگ بھرنا یا نظر بھر کے دیکھنا یا یکلخت غصہ مین بھرنا یا کیا ؟ -

دو زرد چادرین مسیح علیہ السلام جب آسمان پر اُٹھائے گئے تھے اوس وقت تو وہ دو زرد چادرین لے نہین گئے تھے - اب جو آسمان سے زرد چادرین لیکر آئینگے تو وہ یہان کے جولاہون یا کسی کارخانہ کی بنی ہوئی تو ہونگی نہین - اس بات کے معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ کس چیز کی ہونگی - یقیناً ریشم کی ہونگی جو جنت کے شہتوت کے درختون مین ریشم کے کیڑے پرورش کرکے حاصل کیا گیا ہوگا - خیر کچھ ہی ہو - مگر وہ جنتی یا آسمانی چادرین پرانی ہوکر پھٹ بھی جائینگی یا ہمیشہ نئی ہی رہینگی اور مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن آسمانی چادرون کا کیا ہوگا ؟

طاعون ہندوستان کے اس مرض طاعون کی نسبت تمام اہل اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے پیروؤن کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ وبا غضب الٰہی ہے جو ہندون کی معصیت و شرارت سے نازل ہوئی ہے - وبائے طاعون سے کسقدر عظیم الشان ہلاکت واقع ہورہی ہے اسکا اندازہ اسطرح ہوسکتا ہے کہ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۵ اپریل ۱۹۰۵ء تک صرف ساڑھے تین مہینے مین پونے چھہ لاکھ سے بھی زیادہ انسان ہندوستان مین مرے اور خدا تعالٰے کلام پاک مین فرماتا ہے وما کان ربک مھلک القری حتی یبعث فی امھا رسولا - اب بتاؤ کہ اس مرض طاعون (جو باعث ہلاکت اور بستیان ویران کرنیوالا ہے) بھیجنے سے پہلے ہندوستان مین خدا تعالےٰ نے سوائے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے کس رسول کو بھیجا ہے